بالا باختر

دفتر سوم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

[illegible] زمانہ پر واضح ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ وادی ناپیدا کنار ہے جسکی بالا دوی مین پیک خیال بھی معترف [illegible] قصور ہے جن حضرات شائقین نے ان داستانون کو سنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ کما حقہ واقف و آگاہ ہین کہ یہ [illegible] برسون مین بھی تمام نہین ہوتین الحق کہ اُنکی اصول فارسی کے مصنف ہمہ دان شیخ ابو الفیض فیضی نے [illegible] داستانون کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے اسقدر وسیع البیانی اور نازک خیالی کے ساتھ تصنیف [illegible] اسقدر جانکاہی کی ہوگی۔ اس داستان کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کئی جلدون پر مشتمل ہین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوشربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ //	ششم	صندلی نامہ	۱ //
سوم	بالا باختر	۱ //	ہفتم	تورج نامہ	۲ //
چہارم	ایرج نامہ	۲ //	ہشتم	لال نامہ	۱ //

[illegible] داستانون مین سے طلسم ہوش رُبا کی پوری ساتون جلدین طبع ہو کر ملاحظہ ناظرین مین گذرین اور بسبب خواہش [illegible] اسکے طبع کی نوبت کئی بار آئی اور نوشیروان نامہ جلد اول اور ایرج نامہ جلد اول اور کوچک باختر بھی بار کرر [illegible] [illegible] باقی جلدین بھی بالضرور تصانیف مکمل موجود ہین چنانچہ منجملہ جلدہای مذکورۂ بالا کے یہ دفتر بالا باختر جو داستان کا دفتر سوم ہے

اور جسکو

[illegible] ہزار داستان شاخسار بلاغت گل سر سبد چمنستان فصاحت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان تصدق حسین صاحب [illegible] داستان گو نے حسب حکم شیخ حامد حسین صاحب از جانب مطبع نولکشور بڑی محنت و مشقت سے زبان اُردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا

بار دوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مین چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزاران ہزار شکر و سپاس بیقیاس اُس صانع کون و مکان علیم بیہمہ و جہان کو سزاوار ہی جسنے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے بیچون و بنارہ عالم کو پیدا کیا اور طرح طرح کے مخلوقات سے اسکی زیب و زینت فرما کے ہر ایک کو ایک کام پر مقرر کر دیا سبحان اللہ و بحمدہ انسان ضعیف البنیان کو خلعت اشرف المخلوقات عطا فرمایا۔ اپنے لطف عمیم سے کیسا کیسا مرتبہ بڑھایا کہ فرشتون کو رشک آیا نظم

عجب ہے قدرت خلاق داور	جو چاہے کرے قبضے کو جسکے	کیا ناشاد کو دلشاد اسنے	کیا برباد کو آباد اس نے
کیا اللہ نے روشن قمر کو	کیا پیدا اسی نے ابر تر کو	کیے سرسبز اسنے خشک اشجار	بنایا قطرہ کو لولوے شہوار
یہ ادنی اسکی قدرت ہے نمودار	کہ آتش کو بنایا دم میں گلزار	عجائب قدرت حق ہے ہویدا	کیا جن و ملک کو اسنے پیدا
ہر اک کو رزق پہونچاتا ہے ہر روز	اسی کے حکم میں ہیں جن و انسان	وہ خدا ہے اور ہر مدد کرتے ہیں	جہان ہے نام سے خالق کے آباد
بیمار مردم کو دی ہے چشم تر مین	معانی ہے روشنی نور سحر مین	ہر اک گل کو کیا خوشبو اسی نے	کیا ہے ایک قطرہ جو اسی نے
اسی نے دی خرد ہر جان کو	اسی نے دی ہے گویائی زبان کو	ہدایت کو کیے مرسل روانہ	کہ لائے دین ایمان سب زمانہ

نعت سرور کائنات اشرف مخلوقات صاحب خلق عظیم احمد باہم حبیب کبریا محمد مصطفی علیہ التحیۃ والثنا

درود نامحدود و انوار رحمت رب ودود اُس خلاصۂ دارین نبی الثقلین خاتم النبیین شفیع المذنبین فخر بنی آدم باعث ایجاد عالم حضرت محمد مصطفی احمد مجتبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر جنھون نے خلق عالم کو راہ راست پر لگایا۔ چاہ ضلالت سے نکالکر سر چشمۂ ہدایت پر پہونچایا۔ کفر کے مرحلجات کو بیخ و بن سے گرادیا۔ بڑے بڑے کافرون کو بزور شمشیر مطیع اسلام کیا نظم

محمد سا نبی کوئی نہ ہوگا	خدا کرتا ہے خود خلاق یکتا	محمد کے عاشق عارف ہیں جن و بشر	ہوئی ہے ختم حضرت پر نبوت
نہیں یہ خوبیان ہرگز کسی کی	نہ تھا سایہ تلک جسم نبی مین	محمد کا کوئی ہمسر نہیں ہے	انھیں کی ذات سے قائم ہے مسجد
محمد مالک ارض و سما ہیں	شفیع روز محشر مصطفی ہیں	خدا قرآن میں جنکا ہے خوان	بشر سے نعت انکی کب بیان ہے

منقبت حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصی رسول زوج بتول مطلوب کل طالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

تحیات طیبات اُس شیر و شکر اسلام ہادم بنیان کفر و ظلام امیر و ب قاتل مرحب کرار غیر فرار حامل لوائے احمد مختار غالب کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جنکی ضرب تیغ بید ریغ سے دین اسلام نے رواج پایا ہر ایک کافر کے بت پرستی کرکے دائرہ اسلام میں آیا خندق کی لڑائی میں شجاعت دکھائی کہ بڑے بڑے زبردستون اور سرکشون کی شمشیر کی کھائی جل جلالہ نظم

کرون کیا وصف میں حیدر کی زبان	صفا میں تو ہو ملاؤن اسمان ہے	سخاوت میں شجاعت میں ہر یکتا	جلالت میں عدالت میں ہر یکتا

خدا کا یہ سا بندہ کب ہوا ہے علی کا مرتبہ سب سے بڑا ہے علی چاہیں کریں قطرہ کو گوہر	کوئی انسان کوئی کہتا خدا ہے قدم دوش محمد پر رکھا ہے علی چاہیں عرش تک جا پہونچیں	علی پر ختم ہے حق کی عبادت علی پر جان اور ایمان فدا ہے بشر سے وصف حیدر کب ادا ہو	اٹھایا بیخ و بن خیبر کو راحت علی نور حق و مشکل کشا ہے خدا کے نور کی کیونکر ثنا ہو

سبب تالیف کتاب والتماس بخدمت ناظرین اولو الالباب

سرگشتۂ صحاری جہالت ریختہ دی نابلد کوچۂ براعت و بیخردی نوشہ چین خوان بزم اہل کمال زلہ ربائے بساط ارباب جاہ و جلال اذل کونین شیخ تصدق حسین داستان گو خدمت ناظرین باتمکین میں بصد ادب ملتمس ہے کہ اس حقیر پرتقصیر کو ابتدائے سن شعور سے داستان گوئی کا شوق تھا اور ماہرین اس فن کی خدمت گذاری میں بسر کرتا تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اگرچہ کم مایگی اور عدم لیاقت علمی سد راہ شہرت و ترقی تھی مگر امرا و روسا و دیگر صناد ید شہر نے اپنی عالی ہمتی اور حقیر نوازی سے اس لچر زبان کے بیان کو پسند فرمایا اور بموجب المرء یقیس علی نفسہ اچھے لوگ بھی اس ہیچمدان الخلائق کو اچھا سمجھنے لگے تا اینکہ امیر با اقبال رئیس با جاہ و جلال شریف و شریف پرور قدردان اہل علم و ہنر زیب سادہ تہمت و ہنر زیبی مسند نشین بزم حشمت و بہتری عالی جناب عالی القاب جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ دام ظلہ العالی بدوام الایام واللیالی کو اس کمترین کی بیہمدانی سے کچھ کچھ معلوم ہوا اور بنظر بندہ نوازی معرفت محب حق شناس صدیق مودت اساس صاحب رتبہ مرتبع و داد نقاش نگارخانہ اتحاد اعنی من اشفق منشی شیخ حامد حسین کے یہ حکم صادر فرمایا کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران کے کل دفاتر کا ترجمہ زبان اردو بہ عبارت سلیس و مضامین نفیس از طرف مطبع بہ خاکسار کرے چونکہ یہ داستان ایسی ضخیم ہے جسکے ہر دفتر کی ہر ایک جلد مدہوش بحر زخار ہے اور انکے اصول بہ زبان فارسی مصنف ماہر ہمہ دان شیخ ابو الفیض فیضی ہیں جنہوں نے برائے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہند کے اس داستان عظیم الشان کو نہایت وسیع البیانی اور نازک خیالی کے ساتھ تصنیف کیا تھا اس کمترین کو جرأت نہوتی تھی کہ اتنے بڑے اور بزرگ کی خدمت کا بار انصرام اپنے ذمے لوں مگر امر و حسب موصوف اور ارشاد آقائے نامدار ممدوح سے بمقتضائے المامور معذور و چار و ناچار خدمت ترجمہ کو منظور کیا اور الحمد کہ باقبال خداوند نعمت کمترین الیہ باحسن وجوہ دو دفتر بتفصیل ذیل کا ترجمہ اس ذرہ بیمقدار کی سعی سے انجام پذیر ہوا نوشیروان نامہ دو جلد میں کوچک باختر ایک جلد میں ایرج نامہ دو جلد میں اسکے آگے دفتر پنجم اس داستان کا جو موسوم بطلسم ہوشربا ہے اسکی ساتوں جلدیں سابق میں حسب الارشاد آقائے نامدار منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم اور منشی احمد حسین صاحب قمر مغفور نے بکمال فصاحت و بلاغت ترجمہ فرمائی تھیں جو پسند اہل عالم ہو کر طبع ہو چکی ہیں اب دفتر ششم جسکے دو دفتر ہشتم تورج نامہ دو جلد میں اور دفتر ہشتم لعل نامہ اگر حیات مستعار باقی ہے اور آقائے نامدار ممدوح کا حکم کمترین اختر کے نام شرف نفاذ پائیگا تو ان دفتروں کا ترجمہ بھی پیشکش ناظرین ہوگا کیونکہ ان باقی دفتروں کا ذخیرہ بھی موجود ہے اور مالک مطبع کا رجحان بھی بسمت ہے اب حضرات ناظرین سے عرض ہے کہ کمترین کو مثل بعض حضرات ستودہ صفات کے اپنی رطب اللسانی اور زور بیانی کا دعوی نہیں بلکہ بیچمدانی اور ہیرزہ درائی کا اقرار ہے آپ حضرات کی عزت افزائی پر بھروسہ کرکے دفترہائے مذکور الصدر کا ترجمہ کیا اب اس دفتر سوم داستان امیر حمزہ موسوم بہ بالا باختر کو بھی ترجمہ شروع کرتا ہوں حق سبحانہ تعالی کی ذات سے رحمت کا امیدوار ہوں کہ جسطرح اور دفتروں کے ترجمے انجام کو پہونچے اسیطرح یہ ترجمہ بھی حسب پسند ناظرین والا تمکین اس اختر کے ذریعہ سے صورت اختتام قبول کرے ہرچند کہ حقیر کو بسبب عدم لیاقت علمی اور ناتجربہ کاری اپنے کے خوف ہے کہ ان ترجموں میں بہت کچھ لغزشیں ہوئی ہونگی لیکن عالی ہمتی اور قدردانی حضرات ناظرین سے امید بھی قوی ہے کہ میری ہرزہ سرائی پر خیال نفرمائینگے اور ضرور ہر وہ پوشی کو کام فرماکے قلم اصلاح سے درست فرماوینگے اور اگر شاید کسی مقام پر سلسلۂ بندش مضمون اور حسن عبارت مقامات وصل معشوق و صحبت رقص و معاف میدان نبرد وغیرہ سے مسرور ہونگے تو اختر کو دعائے خیر سے محروم نفرمائینگے

آغاز داستان شوکت بیان نارافس ہونا نبیرۂ صاحبقران یعنی شاہزادہ قاسم نوجوان کا بادشاہت شہزادہ
با اقبال بدیع الزمان گردشکر شکن سے اور انتہائے غم وغصہ سے نکلجانا لشکر امیر با توقیر سے طرف قلعہ
دربند جالندریہ کے اور بلانا بدیع الزمان کو برائے امتحان ومقابلہ۔ ساقی نامہ

پلا اب وہ ساقی مئے لالہ رنگ
کدھر ہے تو اے ساقی مہ جبین
سبب تو بتا ساقی روزگار
ترستا ہون اس مے تھا کے لیے
تصور ہے اس مہر کا ہر گھڑی
وہ ہون جام جمین ہے ایسی چمک
ہو نگاہ میں تند زیر فلک
کرین مہر کسنے کے اوپر عمل

ہو در پیش بندہ کو ہر اک جنگ
پلا ساغر بادہ دل ہے حزین
ملازم ہے ہون آجکل اشکبار
مدد کر مدد کر خدا کے لیے
ہو اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی
ہے مجلس شرم سے ہووے مہر فلک
شعور اپنا اور بڑھائے گزک
درے روبرو گانے ہر اک غزل

شراب صفا کی ہر ایک لہر
تصور ہے خورشید کے نور کا
وہ مینوش ہے ساقیا کس طرف
ارے ساقی بے خبر تند خو
ترے رخ ہے آج یون جلوہ گر
ہین آگاہ اس امر سے جزو کل
منتی بھی ہون چند وہ مستمر
پلا دے مجھے ہون مے مشکبو

نظر آئے دشمن کو شمشیر قہر
پلا جام صہبائے انگور کا
ہو جو ہر صاحبشان درد دی ترش
مجھے دے مئے ناب جام وسبو
پری مجھکو شیشے مین آئے نظر
تری مہر کشتی مین ہے تند دل
ہو ہون غیرت شمس و رشک قمر
بلطف وعنایات ہو ترش رو

بیت نگارندۂ معنی بیعدیل * نوشتہ چنین داستان جلیل ۔ شجاعان عرصۂ کارزار اور بہادران شور شعار بعرکہ آرائی قلم شمشیر
شیم تیزی طبع نازک خیال کو بصد جاہ وجلال اور بہ رنگینی تمام وکمال یون تحریر کرتے ہین۔ کہ جب شہزادہ خاور سپاہ
قاسم ذیجاہ اپنے غصہ کو ضبط نہ کر سکے لحاظ وپاس امیر با توقیر سے ظاہرا تو کچھ نہ کہا مگر لشکر سے تنہا نکل گئے جاتے وقت
انھون نے عیار سیارہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو جا کر شاہزادہ بدیع الزمان سے میری طرف سے کہدینا کہ مین طرف
دربند جالندریہ کے جاتا ہون اگر کچھ آپ کو دعوی مردی ومردانگی کا ہو تو اسی مقام پر تشریف لائیے اور دنگل رستم
کا فیصلہ کر لیجیے قاسم یہ پیغام دیکر سمت دربند جالندریہ روانہ ہوے ادھر سیارہ عیار نے پیغام ملک قاسم
کا شہزادہ بدیع الزمان کو پہونچایا حال روانگی بدیع الزمان کا بعد عرض کیا جائیگا اب حال شہزادہ قاسم کا سنیے
کہ انھون نے گھوڑے پر سوار ہوتے ہی سیدھی راہ دربند جالندریہ کی لی اور گھوڑا سرپٹ دوڑاتے ہوے سیکڑون کوس
نکل گئے جاتے جاتے قریب شام متصل ایک باغ کے پہونچے چونکہ خستہ بہت ہو گئے تھے چاہا کہ آج شب کو اس باغ مین آرام ہون
صبح پھر روانہ ہونگا اس ارادہ پر دروازہ باغ کا تلاش کرنے لگے گرد چار جانب ڈھونڈھا در باغ کا کہین پتا نہ پایا۔ آخر الامر
مجبور ونا چار ہو کر گھوڑے کو اڑ لگائی گھوڑا طرارہ بھر کے دیوار باغ کو پھاند گیا اور قاسم اندر باغ کے پہونچے جاتے ہی باغ مین
ایسی ہوائے سرد وخنک آئی کہ انکا دل باغ باغ ہو گیا اور ماندگی سفر بھول گئے اور ایک زرعۂ درختان مین اپنے کو پوشیدہ کر کے منتظر ہوے
اور باغ کے تماشے مین مشغول ہے جو دیکھا کہ باغ نمونۂ بہشت ہے ہر طرف گلہائے خوشبودار کھلے ہوے ہین غنچہ رنگا رنگ مسکرا رہے ہین لبہائے
تازہ سے عالم وجد مین جھوم رہے ہین طائران نغمہ سنج زمزمہ ساز ہین نہرین جاری ہین فوارے چھوٹ رہے ہین قطرے جو فوارون کے
ثبوت ہوتا ہے کہ تارے فلک سے ٹوٹ رہے ہین چند فرسنگ کے پھیر مین یہ باغ دلکش آراستہ وپیراستہ ہے اور نازنینان پری پیکر
باغ مین مثل گلچینان چمن کے خرام ناز مین محو ہین سامنے بارہ دری بہت خوشنما سجی سجائی مثل عروس شب اول کے دکھائی دی
بیچ مین ایک تخت مرصع کار بچھا ہے اس پر ایک مسند جواہر نگار بصد زیب وزینت بچھی ہے اور ایک نازنین مہ جبین مہ تمکین ہر جمال
پری تمثال بصد حسن وناز بیٹھی ہے واضح ہو کہ اس پری کا نام ملکہ شمسہ خونریز ہے اتفاقات روزگار ملکہ کی نظر قاسم
پر پڑی دایہ کو بھیجا کہ اس جوان لال پوش کو بلا لا دایہ نے آکر ملکہ کا پیام عرض کیا قاسم ہمراہ دایہ کے آئے جب قریب
پہونچے ملکہ استقبال کر کے لیگئی اور برابر اپنے مسند پر بٹھایا اور کشتیان شراب وکباب کی حاضر کین اور کہا کہ اے شہریار

مگر آپ اپنا سمجھے شاہزادہ خاور سیاہ نے جواب دیا کہ اے ملکہ تم کو ہم سے محبت ہے تو ہماری خوشی یہ ہے کہ اب تم کفر و کافری اور لقا پرستی
ترک کر کے کلمۂ طیبہ پڑھو اور دین اسلام قبول کرو ملکہ نے کہا اے شہریارا اول تو شرع میں عشق کے تابع ہیں مذہب سے ہمیں مطلب ہاں اگر یہ جو تو کہا
منظور ہوا تو کیا دوم یہ کہ تم نے فرمایا تیری خوشنودی خاطر مجھے از جملہ واجبات اور بجا لانا ضروری ہے بہر وجہ کلمہ ارشاد کر کہ جسے پڑھ کے میں مشرف باسلام
ہوں ملک قاسم نے کلمۂ شہادت تلقین کیا اور ملکہ مع تمام اپنی ہمنشینوں و مصاحبوں اور لونڈیوں باندیوں کے بصدق دل کلمہ پڑھ کے
مسلمان ہو گئی اور اب دونوں عاشق و معشوق باتفاق باہم ایک مسند پر جلوہ نشین اور ہم آغوش ہو کے مصروف عیش و نشاط ہوئے

جبتک اولان اول حال شاہزادہ با اقبال بدیع الزمان گردن کش لشکر شکن کا گذارش کیا جاتا ہے

کہ جس وقت سیارہ بن عمرو نے حسب الدعاے قاسم شاہزادہ بدیع الزمان سے جا کر اطلاع پیام کیا شاہزادہ بدیع الزمان
اسی وقت اپنے مرکب گلگون باختری پر سوار ہو کے یکہ و تنہا سمت ورند جالندریہ روانہ ہوا اور بعد طے مراحل و قطع منازل
ورند جالندریہ میں پہونچا از بسکہ دن تمام ہو چکا تھا اور شام قریب تھی اسی باغ کی سیر کرتا ہوا اس میں جو یہ تجویز کر کے کہ ذرا یہاں بیٹھ کر دم
لے لوں تو پھر آگے بتلاش قاسم چلوں زیر دیوار قصر گھوڑے پر سے اتر پڑا اور شاہزادہ انتظار شاہزادہ قاسم باہر میں نگران حیران بیٹھ گیا
حسب اتفاق وہاں ملک قاسم جو دریچۂ قصر کو لے جنگل کی کیفیت ملاحظہ کر رہا تھا ناگاہ نگاہ ملک قاسم کی جانب شاہزادہ بدیع الزمان
جا پڑی اور قاسم نے بغور دیکھ کر ایک لونڈی سے ملکہ کی کہا کہ تو جا کے اس جوان مرد پوش کو جو ابھی آ کے یہاں بیٹھا ہے یہ کہہ کہ تیرے
آقاے ولی نعمت نے تجھے یاد کیا ہے جلد اٹھ کر میرے ہمراہ چل وہ لونڈی بموجب حکم قاسم کے بیرون قصر نکلی اور زیر دیوار جا کر عظمت اور
حرکات شوکت و شان اور پوشاک شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان کی دیکھ کر حیرت سکتے کی صورت کھڑی ہو رہی سلام تو کیا مگر
خاموش جرأت بات کرنے کی اور کچھ کہنے کی نہیں کر سکتی تھی شاہزادہ بدیع الزمان نے اسکو اپنے سامنے مثل بیہوشی کی تصویر کھڑی
دیکھ کر پوچھا کہ بدبخت تو کون ہے اور میرے پاس تو کیوں آئی ہے اس لونڈی نے ڈرتے ڈرتے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ حضور میں
کچھ عرض نہیں کر سکتی ایک جوان لال پوش ہماری ملکۂ عالم کے یہاں بطور مہمان کے کئی دن سے آیا ہے اس نے آپکو دیکھ کر مجھ سے
کہا کہ یہ شخص جو سرخ پوش زیر دیوار آ کے بیٹھا ہے اس سے یہ کہو کہ تیرا آقاے ولی نعمت یاد کرتا ہے شاہزادہ بدیع الزمان یہ تقریر
اس لونڈی کی سنکے خوب قہقہہ مار کے ہنسا اور لونڈی سے کہا کہ بدبخت کوئی آقا کسی کا اپنے غلام کے خوف سیاست سے کبھی
کہیں نہیں بھاگ کر جاتا ہے یہ لال پوش میرا غلام ہے اکثر خطائیں ایسی اس سے وقوع میں آئیں کہ میرے ڈر سے بھاگ کر یہاں تمہاری
ملکہ کے دامن میں آ کے چھپا ہے میں اسی کی تلاش میں پھرتے پھرتے یہاں سراغ پا کے آیا ہوں تو اس سے جا کر کہدے کہ اگر تو اپنی
عزت اور حرمت چاہتا ہے تو اب جلد یہاں چلا آ اور میرے قدموں پر سر اپنا رکھ کے عذر کر میں تیرے جرم و قصور سب معاف کر دونگا
لونڈی حیران و ششدر وہاں سے پھر کے پھر قاسم کے پاس آئی اور چپ کھڑی ہو رہی قاسم نے پوچھا کہ اس نے تجھ سے کیا کہا
لونڈی نے سارا حال بیان کیا قاسم بھی سنکے بہت ہنسا ملکہ شمسہ خونریز نے کہا شہریارا یہ کیا معاملہ ہے اور اس جوان مرد پوش
نے کیسی گفتگو کی شاہزادہ قاسم نے کہا کہ اے ملکہ اصل یہ ہے کہ وہ جوان سرخ پوش میرا عم بزرگوار ہے تم نے بھی نام سنا ہوگا انجم گردہ
حشم شکوہ شہرۂ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران تیغ شاہزادہ بدیع الزمان گردن کش لشکر شکن امداد گنجاب کا وہی ہے میرے
اور اسکے دعوی مجھسے ہی ہے اسوجہ سے میرے اسکے درمیان میں اسی طرح کی اکثر باتیں ہوتی رہتی ہیں ملکہ شمسہ خونریز نے نام شاہزادہ
بدیع الزمان جو سنا تو اپنی دایہ کو مع چند خواصوں کے خدمت میں شاہزادہ بدیع الزمان کے بھیجا اور کہا کہ جس طرح سے ہو سکے منت
اور الحاح شاہزادہ بدیع الزمان کو یہاں لے آنا وہ دایہ بحسب الحکم ملکہ کے خواصوں کو ساتھ لیے شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس آئی
اور سب نے جھک جھک کر مجرا کیا دایہ نے شاہزادہ بدیع الزمان کی سر سے پاؤں تک بلائیں لیکے عرض کیا کہ زہے قسمت شوم ملکۂ
عالم نے بعد آداب و تسلیمات کے التماس کی ہے کہ آپ قدم رنجہ فرمائیں اور از راہ تفضلات بزرگانہ مجھے سرفراز کریں شاہزادہ بدیع الزمان

سوا اقرار کے انکار نہ کیا اشکر دایہ کے ساتھ اندرون قصر رونق افروز ہوا قاسم نے شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھا واسطے استقبال کے
اشکر چند قدم گیا اور شاہزادہ بدیع الزمان کو ساتھ لیے اپنی مسند پر برابر لا کے بٹھایا ملکہ شمسہ خونریز نے اشکر باادب تمام بندگی کی
صحبت رقص و سرود گرم تھی دونوں باتفاق باہم بیٹھے ہوئے شراب پینے لگے شاہزادہ بدیع الزمان نے ملکہ شمسہ خونریز کو دیکھ
بہت پسند کیا اور اسی شب کو قاسم کا عقد اسکے ساتھ کر دیا چنانچہ شاہزادہ قاسم ملکہ شمسہ خونریز کے ساتھ ہم بستر ہوتا ہی اور دو مہینے
نطفہ قاسم سے اولاد کہاں جا کے پیدا ہو روز دوم قاسم حمام کر کے جو محفل میں آ کے بیٹھا تو شاہزادہ بدیع الزمان سے کہنے لگا کہ میرا دنگل رستم
تو مجھے حوالہ کر دیجیے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے قاسم اگر تو اسطرح بلا بات جو شی کہ میری ہی اسکو طلب کرے تو وہ کبھی غیر کی نہیں سب
تیری ہی بے تامل لے لے مجھے عذر نہیں ورنہ جو تو اپنا بازو کھلا کے چاہے کہ مجھے دھمکا کے لے تو غیر ممکن ہے جب تیرا جی چاہے تو امتحان
کرنے کیلیے کہ تو نے اور تیرے باپ نے بارہا مباحثہ کیا اور مجھے آزمایا اور پھر کچھ نہ ہو سکا آخر وہ دنگل خوشی سے مجھے دیا اور پھر قبضہ اختیار میں ہے قاسم نے
کہا کہ بس یاد رہ وہ اسی نباہی گفتگو نہ کر بھلا یہ تو کہہ اسکے کیا معنی کہ میرے چچیرے بھائی کے دنگل پر قبضہ کیجیے اور زور بگھارے اپنے منہ
سے کچھ نہ کہے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اس مقدمہ میں مجھے کیا دخل اور کیا اختیار ہے شہنشاہ سعد اور سلطان صاحبقران مالک ہیں
قاسم نے نہایت خشمگین ہو کر کہا تو اسکے عوض میں آج تیرا سر ہو گا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ تو شاید مجھے مردہ سمجھا ہی تیرا ہاتھ
پاؤں نہیں ہیں غرض نوبت یہانتک پہونچی کہ دونوں دست بقبضہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اس قصر رنگ سے نکل کے آمادہ حرب و ضرب ہوئے
ملکہ شمسہ خونریز پر نہایت متحیر اور ششدر کھڑی دیکھ رہی تھی اور کف افسوس ملتی تھی اور دعائیں مانگ رہی تھی کہ خداوندا دونوں کا نگاہ

اب دو کلمہ داستان شوکت بیان سلطان صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہیں

ادھر سلطان صاحبقران مع تمام شاہ اور شہریار اور سرداروں کے جو بارگاہ سلیمانی میں بیٹھے تھے ایکبارگی شاہزادہ بدیع الزمان اور
ملک قاسم کے دنگلوں کی طرف جو خیال کیا تو دونوں دنگل خالی ہیں اور دونوں شہزادے نہیں ہیں لوگوں سے پوچھا کہ یہ دونوں
کہاں ہیں سیارہ نے سارا حال بیان کیا امیر با توقیر نے عمرو سے فرمایا کہ تو دوڑا جا اور دونوں کو پھیر کر میرے پاس جس طرح شتاب
ہو لے آ عمرو دو دمہ بید رنگ ہر طرف [illegible] میں در بند جالندھر میں جا پہونچا اور شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کو باہم آمادہ
رزم و جنگ دیکھ کر باواز بلند کہا کہ سلطان عالی شان نے تم دونوں گلچہروں کو یاد فرمایا ہے بس آپس میں رزم و پیکار نہ کرو جلد میرے ہمراہ چلو
کسی نے عمرو کے کہنے کا کچھ خیال بھی نہ کیا اور بدستور آپس میں مصروف مناقشہ و مجادلہ رہے عمرو لاعلاج پھر اسطرح چشم زدن میں پلٹ کے
پلٹ کر بارگاہ سلیمانی میں آیا اور سارا حال کہا کہ حضرت اب تو [illegible] کوئی بالا بہرا نہیں تا شاید جانا بھی ہے [illegible]
امیر با توقیر یہ خبر سنکے بکمال خشم و طیش اسیوقت اشقر دیوزاد پر سوار ہو اور عمرو کو اپنے ہمراہ لیکر اشقر کو گرم تازیانہ کیے وہاں پہونچے تو دیکھا
فی الحقیقت دونوں باہم جنگ کر رہے ہیں امیر والا شان صاحبقران نے اسی حالت غضب میں اشقر دیوزاد کو بائیں ران کے [illegible] دیکر
داہنے ہاتھ سے شاہزادہ بدیع الزمان کا کمربند اور بائیں ہاتھ قاسم کے کمربند میں ڈالکر ایک ہی زور میں دونوں کا تنگ توڑ کر زین سے اٹھا لیا
اتنے میں دیکھا کہ لندھور اور مالک اور سرداران جلیل گھوڑوں پر آتے ہیں جسوقت سرداروں نے دیکھا کہ امیر دونوں شاہزادوں کو زمین پر
پٹکا چاہتے ہیں لندھور اور مالک قدموں سے لپٹ گئے اور منت اور خوشامد سے ان دونوں شاہزادوں کو بحال کر دلوا کے تقصیر معاف کرائی
اس عرصہ میں ملکہ شمسہ خونریز جو بالا بام کھڑی معرکہ رزم و جنگ شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کا دیکھتی تھی امیر حمزہ کا نام سنکے بیدل ہوئی
سے اپنی دایہ کو مع چند خواصوں کے امیر والا توقیر کی خدمت میں روانہ کیا اور بہت تاکید سمجھا دیا کہ سلطان صاحبقران کو بمنت و
الحاح جسطرح سے ہو سکے اندرون محل لے آ چنانچہ ملکہ کی دایہ مع چند خواصوں کے سلطان باکرم کے روبرو آئی اور بعد آداب کے بعد دعا و ثنا کے
آستانہ ملکہ شمسہ خونریز کیطرف سے عرض کیا کہ ملکہ نے عرض کیا ہی شعر ز قدر شوکت سلطان نگشت چیزے کم ز التفات بحال گدا دہقانی
اگر از راہ کنیز پروری خود اپنے اقدام مبارک سے اس کلبہ احزان کو روشن کریں اور کنیز کو سرفراز فرمائیں تو بعید از عطیات صاحبقرانی نہیں

سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا چلو مجھے وہان جانے مین کیا انکار ہی بارے امیر باتوقیر اور شاہزادہ بدیع الزمان اور ملک قاسم دایہ کے ساتھ اُس مکان عالیشان مین تشریف لیگئے اور ملکہ شمسہ خونریز بطریق استقبال باغ کے دروازہ تک آئی اور اندر لیجاکے بڑی دھوم سے بزم عیش و طرب آراستہ کی اور بصد خدمت اور اطاعت کی کہ سلطان صاحبقران ملکہ شمسہ خونریز سے نہایت راضی ہوئے اور عمرو نے خوشامد اور تعریف کرکے بہت سا زر نقد اور مال و اسباب پایا روز دوم سلطان باکرم مع خواجہ عمرو اور شاہزادہ بدیع الزمان اور ملک قاسم اور لندھور و مالک وغیرہ کے داخل لشکر ہوئے

داستان آنا قاصد کا عجم سے در باغ ملکہ شمسہ تاجدار پر اور نامہ دینا امیر باتوقیر کو اور نامہ پڑھکر خوش ہونا حمزہ صاحبقران وغیرہ کا اور خواجہ عمرو کا نور الدہر نام رکھنا قاسم کا نور الدہر کو اپنا فرزند کرنا بدیع الزمان کا قبول کرنا پھر قاسم کا امیر سے مع جملہ مردمان لشکر وغیرہ کے دعوت کو کہنا امیر باتوقیر کا منظور فرمانا بعد اسکے جانا قاسم کا جانب عجم اور بہ تزک دعوت اور نور الدہر کی چھٹی کرنا۔ ساقی نامہ

کدھر ہی نوای ساقی سیمبر / نہ کر دیر زنہار آجلد تر
بنا میکدے کو دلھن کیطرح / جفا کر نہ چرخ کہن کی طرح

تو سرخ ہو آج یوں جلد گر / پری جھکو شیشے مین آکے نظر
وہ ہوں جام جمین جو ایسی چمک / خجل شرم سے ہووے مہر فلک

مین آگاہ اس امر سے جز و کل / پڑی میری کھٹی مین ہی تند و تل
ہو ہونگا تو تند زیر فلک / ستھرا بنا لا ابر اے گزک

سغنی بھی ہوں چند دہ سیمبر / ہو ہوں عبرت شمس و رشک قمر
کرین میرے کتنے سکا اور غزل / سرے رو برو گا نے ہر اک غزل

پلا تو مجھے یوں تو خشکبو / بلطف و عنایت نئے سر سے شروع
سنا ہی یہ اے ساقی مہربان / ہوا خلق ابن بدیع الزمان

ہوا شاد و مسرور دل اسقدر / کیا اسکو قاسم نے اپنا پسر
جو سامان مذکور رکھن ہو سب / لکھون حال اُسکی چھٹی کا مین اب

جو برآئے یہ آرزو سر بسر / تو ممنون احسان ہو تیرا عمر
ہمراہ ان اخبار مسرت آثار کا بیان حالات ولادت پسر این داستان

مسرت نشان کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ لشکر امیر حمزہ صاحبقران عالی ہمم والا کرم کا عجم مین ہی اور امیر باتوقیر اور شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم نوجوان باغ ملکہ شمسہ تاجدار مین ہین اور لندھور اور مالک اور خواجہ وغیرہ در باغ مذکور پر فروکش ہین اور امیر باتوقیر شب و روز باغ مسطور مین بعد راحت و آرام بسر کرتے ہین ایک روز امیر باتوقیر اور شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم نوجوان علی الصباح حسب معمول قدیم واسطے ادائے نماز صبح کے بیدار ہوئے اور وضو کرکے باغ مین دو رکعت نماز صبح پڑھکر وظیفہ پڑھ رہے تھے اور لندھور و مالک اور خواجہ عمرو بعد ادائے نماز صبح بیٹھے ہوئے تھے صحرائے سبزہ زار کی ہر چہار جانب کیفیت دیکھ رہے تھے اور حمد و ثنا پروردگار کر رہے تھے ناگاہ ایک شتر سوار خندان اور فرحان در باغ ملکہ شمسہ تاجدار پر آیا اور لندھور اور مالک وغیرہ سے مخاطب ہوکر یون مستفسر ہوا کہ زلزلۂ قاف امیر عالیشان حمزہ صاحبقران کہان تشریف رکھتے ہین لندھور اور مالک اور خواجہ عمرو نے دریافت کیا کہ تجھکو امیر باتوقیر سے کیا کام ہی بیان کر شتر سوار مذکور نے کہا کہ مین عجم سے نامہ لیکر آیا ہون چاہتا ہون کہ امیر باتوقیر کی قدمبوسی سے مشرف ہوکر نامہ دون خواجہ عمرو نے کہا اسوقت امیر باتوقیر اس باغ مین تشریف رکھتے ہین نامہ مجھے حوالہ کر تاکہ مین نامہ کو امیر باتوقیر تک بھجوا دون شتر سوار نے کہا اے خواجہ یہ تو ہوگا کہ مین اس نامۂ خوشی کو تمکو دون بلکہ خود امیر باتوقیر کو دونگا اور جو انعام مع شتر بچہ اور تحریر ہو اسکا انعام زلزلۂ قاف امیر عالیشان سے لونگا ہر چند خواجہ عمرو وغیرہ نے شتر سوار سے نامہ طلب کیا مگر شتر سوار نے کسی طرح نامہ نہ دیا اور یہی کہا کہ یہ نامۂ خوشی ہی مین ہرگز تمکو نہ دونگا سوا حمزہ صاحبقران کے آخر لندھور اور مالک اور خواجہ عمرو نے بدرجہ ناچاری صاحبقران عالیشان کو قاصد کے آنے کی اطلاع کرائی جسوقت امیر باتوقیر نے کماحقہ کیفیت شتر سوار کی سنی بسبب اشتیاق اُس نامۂ خوشی کے دیکھنے کا ہوا کہ وظیفہ پڑھتے ہوئے اُٹھے اور بیرون باغ تشریف لائے ورنہ حمزہ صاحبقران ایک شتر سوار کے واسطے باغ سے برآمد ہوتے لندھور اور مالک اور خواجہ عمرو وغیرہ برائے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوئے اور آداب تسلیم

بجالاسے جسوقت حمزۂ صاحبقران کرسی پر رونق افزا ہوے اور بدیع الزمان و قاسم نوجوان بھی بیٹھے شترسوار نے امیر باتوقیر کی
پہلے تو موافق دستور اور قاعدے کے مجرا کیا اور دعا و ثنا بجالایا بعدہ اپنی دستار سے نامہ نکالکر مودبانہ ہاتھوں پر رکھکر امیر باتوقیر کے
پیشکش کیا امیر باتوقیر نے اول سرنامہ کو ملاحظہ فرمایا معلوم ہوا کہ ملکہ گردیہ بانو مادر گرامی قدر شاہزادہ بدیع الزمان نے بھیجا ہی بعد دیکھنے
سرنامہ کے امیر باتوقیر نے لفافہ چاک کرکے نامہ نکالکر خود ملاحظہ کیا ملکہ گردیہ بانو کیطرف سے اسطرح بعد القاب کے مندرج تھا کہ صاحب
آپکو مبارک ہو کہ شکم سے ملکہ گوہر ملک کے جو میری بہو ہی ایسا فرزند حسین پیدا ہوا ہی کہ آفتاب اسکے حسن و جمال سے شرمندہ ہی اور بدر کامل
اسکے روے روشن سے خجل ہی بلکہ آفتاب اس فرزند ارجمند کے رخ پرنور کے روبرو ایک ذرہ ہی اور ماہ دو ہفتہ اس طفل کے سامنے شرمندہ
آنکھیں اس فرزند کی ایسی خوشنما ہیں کہ اگر نرگس شہلا بھی ایک نظر دیکھے تو مجکو یقین ہی کہ عاشق و شیفتہ ہوکر بیمار ہو جاے اور اگر کوئی آہوے صحرا
اس طفل کی آنکھیں دیکھے تو عجب نہیں کہ اس فرزند کی چشمان میشاں پر اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو صدقے اور قربان کرے تیر مژگان بانشار
اس نور چشم کے ایسے سرتیز ہیں کہ اگر کبھی سینۂ دشمن پر پڑیں پشت کو توڑ کر نکل جائیں و رخسار رنگین اس گل اندام کے ایسے رنگین و نازک
ہیں کہ اگر گل بھی اس طفل کے رخسار سے مقابلہ کرے صاحب میں کہہ سکتی ہوں کہ وہ کبھی اپنے تئیں خار صحرا سے بھی بدتر تصور کرکے شرمندہ اور
محجوب ہوکر مرجھا جاوے دہن تنگ اس طفل کا اسدرجہ تنگ ہی کہ اگر غنچۂ گل بھی روبرو دیکھ آئے تو اس طفل کے دہن کو زیادہ تر اپنے سے
تنگ پاے پیشانی اس فرزند کی ایسی پرنور اور کشادہ ہی کہ تعریف اسکی مجھ سے ہو نہیں سکتی علاوہ حسن چہرہ انور سے ایسی صولت و شوکت ظاہر و
آشکارا ہی کہ رعب سے ہر ایک عورت اس فرزند کیجانب نظر کر نہیں سکتی اکثر اعضا اس طفل کے شکل میں اور رنگ میں مانند نور چشم شاہزادہ
بدیع الزمان کے ہیں اور اکثر اعضا بھی مشابہ ہیں کیوں نہو کہ فرزند اکثر اپنے باپ کی شکل ہوتا ہی صاحب میں نے یہ نامہ آپ کو واسطے
اطلاع کے لکھا ہی کہ آپ بھی خوش ہوں اور بدیع الزمان بھی اپنے فرزند کے پیدا ہونیکی خبر سنکے شاد ہو اور صاحب اس فرزند ارجمند کا
نام ضرور کوئی تجویز کرکے رکھدیجے تاکہ اسی نام سے یہ نور نظر پارۂ جگر پکارا جاے فقط زیادہ اشتیاق ملاقات راوی لکھتا ہی کہ جسوقت
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے نامہ تمام و کمال پڑھا خوشی سے چہرہ مثل گل شگفتہ ہو گیا اور از حد آثار خوشی چہرۂ امیر باتوقیر سے آشکار
ہوے خواجہ عمرو وغیرہ نے امیر باتوقیر سے دریافت کیا کہ اس نامہ میں کیا خوشخبری مندرج ہی ہمکو بھی آپ مضمون نامہ سے اگر ارشاد ہو
تو اطلاع دیں امیر باتوقیر نے ہنسکر فرمایا کہ یہ نامہ والدۂ بدیع الزمان نے لکھا ہی اور مضمون اس نامہ کا یہ ہی کہ ملکہ گوہر ملک کے شکم سے
ایک فرزند حسین پیدا ہوا ہی اور یہ بھی لکھا ہی کہ نام اس فرزند کا کوئی رکھنا چاہیے جسوقت یہ خبر خوش خواجہ عمرو نے سنی از حد خوش ہوے
اور لندھور بن سعدان یعنی جانشین حمزۂ صاحبقران نے حکم دیا کہ شادیانے خوشی کے بجائے جائیں جب انجم طبل شادمانی
پر چوب پڑی اور خبر پیدایش پسر سنکر سب کو خوشی ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان بھی خبر فرحت اثر ولادت باسعادت اپنے
فرزند ارجمند کی سنکے ایسے خوش ہوے کہ چہرۂ انور مثل گل احمر شگفتہ ہو گیا اسوقت لندھور نے جانب خواجہ عمرو مخاطب ہوکر کہا
الحمد اللہ ایک دو شیر جانب رہزنت بیٹھنے والا پیدا ہوا لندھور کا یہ کلام طعن آمیز نہایت ناگوار ہوا امیر باتوقیر نے اسی عالم خوشی میں حکم دیا
کہ اس شترسوار کو خلعت پرزر دیا جاے اور نقد و جواہر بھی عنایت کیا جاے خدام نے بموجب حکم شترسوار کو خلعت پرزر اور زر و جواہر دیا
شترسوار خلعت و زر و جواہر پاکر بہت خوش ہوا اور بار دیگر موافق قاعدہ آداب و کورنش بجالا خواجہ عمرو نے جسوقت دیکھا کہ شترسوار
کو خلعت پرزر اور زر و جواہر دیا گیا اپنے دل میں نہایت ملول ہوے اور خیال کرنے لگے کہ ای عمرو خوش نصیب لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک نامہ
پہونچاکر خلعت و زر و جواہر یوں لیجاتے ہیں ایک ہم ہیں کہ ہر روز تنگدستی اور پریشان حالی میں بسر کرتے ہیں ایک کوڑی کو محتاج
ہیں باوجود اسکے کہ ہم اس عرب بے مروت اور اسکی اولاد کے واسطے ہر ایک بلا میں اپنے تئیں ڈالتے ہیں اور طرح طرح کی مصیبتیں اور
تکلیفیں اٹھاتے ہیں مگر کبھی ہمکو اسطرح زر و جواہر نہیں ملتا افسوس ہزار افسوس کیا ہماری بری تقدیر ہی کہ زر و جواہر کی شکل کبھی عالم
خواب میں بھی ہمکو نظر نہیں آتی یہ عرب بے مروت کچھ ہماری قدر و منزلت نہیں کرتا اسواسطے میں دیکھے اور کچھ بیٹھے ہیں اپنے دل

نہین ہوتا کثرت عیال واطفال مین تین روپیہ مین بسر اوقات ہو نہین سکتی کہانتک مہاجنون سے قرض لیکر اوقات بسری کرین جس
قرض لینے کا بھی انجام بد ہی ایک روز سب مہاجن مجھپر نالش کرینگے اور میری ذلت کے درپے ہونگے پس ای عمرو تجھکو لازم ہی کہ اب
رفاقت اس عرب بے مروت کی چھوڑکر خانہ کعبہ چلا جا اور وہان جاکر اپنے گناہون سے توبہ کر کیونکہ اس عرب بے مروت کی صحبت اور
رفاقت مین تو نے ہزارہا ساحر اور غیر ساحر مارے ہین کلمات دروغ بکثرت زبان پر جاری کیے ہین بکاری بے انتہا کی ہی فی الحال
زادراہ بھی مہیا اور موجود ہی یعنی جسوقت شتر سوار یہان سے جاے اثناے راہ مین اس ناواقف سے خلعت وزر وجواہر لے اور بغیر
اطلاع اس عرب بے مروت کے خانہ کعبہ کیطرف روانہ ہو اور وہان پہونچکر اپنے گناہون سے استغفار کر اور باقی عمر اپنی یاد خدا مین بسر کر
خواجہ عمرو تو اس خیال مین تھے ناگاہ امیر بانو قیر نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای خواجہ اسوقت تم میرے فرزند کے فرزند
کا کوئی ایسا نام رکھو کہ اسکے لائق ہو خواجہ عمرو اسوقت رنجیدہ خاطر تو ہو ہی رہے تھے یہ سنکر کچھ جواب نہ دیا اور چین بجبین بیٹھے رہے
دوبارہ امیر حمزہ صاحبقران نے پھر فرمایا کہ ای خواجہ میرے فرزند کے فرزند کا کوئی نام تجویز کر جب دوبارہ امیر حمزہ صاحبقران
نے خواجہ سے فرمایا اسوقت عمرو نے جواب دیا کہ ای حمزہ صاحبقران مفت نام رکھا نہین جاتا امیر بانو قیر نے فرمایا کہ ای خواجہ کچھ
نہ کچھ تمکو مرحمت کیا جائیگا خواجہ عمرو نے کہا کہ یہ تو مجھکو یقین ہی کہ عوض زر نقد دینے کے جواب صاف دیا جائیگا امیر بانو قیر نے ہنسکے فرمایا کہ
نہین خواجہ تمکو جواب صاف نہین دیا جائیگا بلکہ ایک ہزار روپیہ نقد دیا جائیگا خواجہ نے کہا کہ ای امیر بانو قیر مجھسے تو ایک ہزار روپیہ
پر مشقت نہو گی نام رکھنے مین نہایت فکر کیجاتی ہی امیر بانو قیر نے ارشاد کیا کہ خواجہ نام رکھنے مین تو کچھ بھی مشقت نہین ہوتی ہان یہ کہو
کہ ایک ہزار روپیہ سے زیادہ لینے کی خواہش ہی خیر تمکو دو ہزار روپے دیے جائینگے عمرو نے کہا یا امیر مین دو ہزار روپیہ پر اپنے تئین
فکر مین نہین ڈالتا اور کسی سے ارشاد فرمایئے وہ نام رکھدیگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ اسقدر اب تم ایسے نازک مزاج ہوگئے
ہو کہ دو ہزار روپیہ پر نظر نہین کرتے اور ایک نام لڑکے کا رکھا نہین جاتا خواجہ عمرو نے کہا کہ آمین کیا شک ہی غرض رفتہ رفتہ امیر
بانو قیر نے ہنس ہنسکر پندرہ ہزار روپیہ خواجہ عمرو کو دینا قبول کیے مگر عمرو نے اور زیادہ لینے کی خواہش کی اسوقت امیر بانو قیر نے
فرمایا کہ اب ہم اس سے زیادہ نہ دینگے جب خواجہ نے دیکھا کہ حمزہ صاحبقران اب اور زیادہ روپیہ نہ دینگے ناچار ہوکر یہ کہا کہ زبانی
جمع خرچ کی کوئی اصل نہین ہی روپیہ میرے سامنے تب نے اسوقت اگر مجھکو منظور ہو گا تو نام رکھونگا امیر بانو قیر نے حکم کیا کہ پندرہ ہزار
روپیہ خواجہ کے آگے لاکے رکھدو مگر اسوقت تک خواجہ روپیہ مین نہ ہاتھ لگائین جبتک نام میرے فرزند کے فرزند کا نہ رکھین الغرض
بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران لندھور وغیرہ نے خواجہ عمرو کے روبرو پندرہ ہزار روپیہ رکھدیا عمرو نے جسوقت اس روپیہ پر
نظر کی منہ مین پانی بھر آیا اور قصد کیا کہ اس روپیہ کو نذر زنبیل کرین مگر امیر بانو قیر نے فرمایا کہ ای خواجہ جبتک نام نہ رکھوگے
یہ روپیہ تمکو نہ ملیگا خواجہ عمرو نے یہ سنکر کچھ فکر کرکے کہا کہ ای امیر بانو قیر میرے نزدیک اس فرزند کا نام نورالدہر رکھنا چاہیے
امیر بانو قیر نے اس نام کو نہایت پسند کیا اور یہ نام خواجہ عمرو نے اسوجہ سے رکھا کہ ایک تو تعریف حسن اس فرزند کی نامشہ
گردیدہ بانو سے ظاہر ہوئی تھی دوسرے جسوقت خواجہ نے نام رکھا تھا وہ وقت سحر تھا نور صبح جانب مشرق فلک پر آشکار تھا
تیسری وجہ اس نام رکھنے کی یہ بھی تھی کہ نورالدہر وقت نماز سحر پیدا ہوے تھے القصہ بعد نام رکھنے کے خواجہ عمرو نے وہ پندرہ
ہزار روپیہ اٹھاکر نذر زنبیل کیا امیر بانو قیر اور شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم نوجوان اور لندھور وغیرہ نے خواجہ عمرو کے
اس نام رکھنے کی تعریف کی اور بہت خوش ہوے بعد نام رکھنے کے امیر بانو قیر نے شتر سوار لندھور سے فرمایا کہ ہماری بھی جانب سے
ماہ بدیع الزمان سے بعد تہنیت کے جاکر کہدینا کہ نام اس طفل سعید کا نورالدہر رکھا شتر سوار یہ سنکر جانے پر مستعد ہوا اور آداب
بجالاکے جانب عجم روانہ ہوا بعد جانے شتر سوار کے شاہزادہ قاسم نے شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا کہ ای عمو صاحب آج مین
آپ سے ایک چیز طلب کرتا ہون مجھکو امید ہی کہ آپ دینے سے انکار نہ کرینگے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ کیا وہ گل رستم کی خواہش کر

قاسم نے کہا کہ ونگل زنگم تو میرا ہی جب چاہو نگا لے لونگا علاوہ وہ ونگل کے ایک اور چیز کی آپ سے خواہش ہے بشرطیکہ آپ مجھکو عنایت کریں بدیع الزمان نے فرمایا کہ جو شے میرے امکان میں ہے تم سے زیادہ عزیز نہیں لیکن پہلے اُس چیز مطلوب کا نام تو بتاؤ میں بھی تو اُس چیز سے واقف ہوں کہ وہ کیا چیز ہے جسکو تم مجھ سے طلب کرتے ہو شاہزادہ قاسم نے کہا کہ پہلے آپ مجھ سے اقرار کریں کہ میں ضرور دیدونگا اور اُسکے دینے سے انکار نہ کرونگا پھر میں اُس چیز کا نام ظاہر کرون شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ میں تم سے اقرار کرتا ہوں کہ اگر وہ چیز میرے امکان میں ہے جسکو تم طلب کروگے میں بلا عذر و انکار دیدونگا شاہزادہ قاسم نے کہا کہ ای عموے نامدار میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھکو برخوردار نور چشم راحت جان نورالدہر کو میری فرزندی میں دیدیں شاہزادہ بدیع الزمان نے ہنسکر فرمایا کہ بموجب تمہارے کہنے کے میں نے اپنے نور نظر لخت جگر کو تمہاری فرزندی میں دیدیا شاہزادہ قاسم یہ کلام شاہزادہ بدیع الزمان سنکے ازحد خوش اور مسرور ہوئے جسوقت یہ تقریر شاہزادہ بدیع الزمان و شاہزادہ قاسم نوجوان کی مالک نے سنی خوش ہوکر خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر اور لندھور کو سنا کر کہا کہ ای خواجہ شکر ہے خداوند عالم کا کہ نورالدہر کو ہمارے آقا اور مالک نے اپنی فرزندی میں لے لیا اب انشاء اللہ نورالدہر بھی بعد پرورش ہونیکے دست چپ ونگل زرنگار پر بیٹھینگے لندھور نے یہ کلام مالک سنکے جواب دیا کہ نورالدہر اصل میں فرزند ارجمند ہمارے سردار شاہزادہ بدیع الزمان کے ہیں گر دنگل کے میں کبھی دست چپ نہ بیٹھینگے سوا دست راست کے الغرض بعد گفتگوے مالک اژدر اور لندھور شاہزادہ قاسم نے دست بستہ خدمت امیر باتوقیر میں عرض کیا کہ میں کچھ حضور سے اسوقت عرض کرنا چاہتا ہوں امیر باتوقیر نے ارشاد فرمایا کہ ای فرزند بیان کرو کیا کہتے ہو قاسم نے عرض کیا حضور نے سنا کہ میں نے نورالدہر کو اپنی فرزندی میں لیا ہے اب مجھکو لازم ہے کہ اُس نور نظر لخت جگر کی چھٹی کا سامان کرون لہذا میں حضور کی دعوت مع کل سرداران لشکر کے چالیس روز تک کرتا ہوں کیونکہ میرا قصد ہے کہ نورالدہر کی چھٹی کا جشن چالیس روز تک بعنوان شایستہ ہو لہذا امیدوار ہوں کہ حضور انکار نہ فرمائیں اور اقرار زبان جوہین نوش فرمانے کا کرکے چہل روز تک مجھکو شاد اور مسرور فرمائیں امیر باتوقیر نے یہ عرض شاہزادہ قاسم استماع فرماکر اور خوش ہوکر ارشاد کیا کہ ہمکو بزم عشرت میں شریک ہونے سے اور طعام دعوت کھانے سے کسی طرح انکار نہیں ہے انشاء اللہ ہم بشرطیکہ جات مع جملہ سرداران لشکر شریک محفل عشرت و دعوت ضرور ہونگے شاہزادہ قاسم یہ کلام امیر باتوقیر سنکے کمال خوش ہوئے اور اسیوقت امیر باتوقیر سے اجازت جانب عجم جانیکی لیکر برائے انتظام سامان دعوت اور چھٹی کرنے نورالدہر کی بصد عجلت روانہ ہوئے اور قطع راہ کرکے داخل لشکر ہوئے سلیمان شاہزادہ قاسم بعد بجا لانے آداب و تسلیم کے ازحد خوش ہوئے شاہزادہ قاسم نے دو گنج افراسیابی دیکر طہماس خان خاوری اور قیماس خان خاوری اپنے دونوں بہادروں سے فرمایا کہ بہت جلد اسباب سامان دعوت امیر باتوقیر کا مع جملہ سرداران لشکر مہیا اور موجود کرو اور نورالدہر کی چھٹی کا بھی سامان ایسا کرو کہ سلطان روے زمین کو سنکے رشک ہو طہماس خان اور قیماس خان خاوری نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا طہماس خان اور قیماس خان خاوری تو انجام کار دعوت اور درستی سامان نورالدہر کی چھٹی میں مصروف ہیں اسکا مفصل حال آئندہ تحریر کیا جائیگا

دو کلمے داستان اُس شتر سوار کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ وہ شتر سوار حمزہ صاحبقران زرونگار کو نامہ ملکہ گردیہ بانو دیکر اور خلعت و زر لیکر قبل آنے شاہزادہ قاسم کے دوسرا ملکہ گردیہ بانو پہرا یا ملکہ گردیہ بانو کو خبر ہوئی کہ شتر سوار جو نامہ لیکر گیا تھا آیا ہے ملکہ مذکورہ نے بذریعہ کنیزان دریافت فرمایا کہ اُس فرزند ارجمند کا کیا نام رکھا گیا ہے کنیزان سعود نے بموجب حکم ملکہ گردیہ بانو شتر سوار سے پوچھا شتر سوار نے کہا کہ میری جانب سے خدمت ملکہ عالم میں اسطرح عرض کرنا کہ یہ نگوار شتر کار فیض آثار نامہ لیکر باغ ملکہ شمسہ تاجدار پر گیا تھا زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران اور شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم نوجوان اُسی باغ میں تشریف رکھتے تھے اور خواجہ عمرو اور لندھور اور مالک وغیرہ بیرون باغ فرودگش تھے اس نگوار قدیم نے نامہ حضور فیض گنجور دست امیر باتوقیر میں جاکر دیا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران عالیشان

حضور کے نامہ کو تمام و کمال پڑھا اور بعد پڑھنے کے بدرجۂ کمال مسرور اور شاد ہوئے اور خواجہ عمرو سے ارشاد فرمایا کہ تم میرے فرزند کے
دلبند کا کوئی نام رکھو چنانچہ بموجب ارشاد امیر ذیشان خواجہ عمرو نے شاہزادہ بدیع الزمان کے نور نظر پارۂ جگر کا نام نورالدہر رکھا
اور امیر با توقیر نے یہ نام نہایت پسند فرمایا اور مجھے ارشاد فرمایا کہ بعد تہنیت کے ملکۂ عالم سے کہدینا کہ اس فرزند ارجمند کا نام نورالدہر رکھنا
ہنگام رخصت اس خانہ زاد کو خلعت پر زر اور زر و جواہر مرحمت فرمایا یہ مختصر ابعد تحسین ہاں سے رسید و لیت پر جا کر جواب حکم ہوا کام بجا لا
جسوقت شترسوار نے تقریر اپنی تمام کی کنیزان مذکور نے ملکہ گردیہ بانو سے تمام و کمال تقریر شترسوار کی جا کر عرض کی ملکہ گردیہ بانو نے
جسوقت سنا کہ نام اس فرزند کا نورالدہر رکھا گیا ہے بعد صاحبقران اور بدیع الزمان اور قاسم سیح الخیر ہیں نہایت خوش ہوئی ملکہ گوہر
ملک سے ہنسکر فرمایا کہ اس تمہارے فرزند ارجمند کا نام نورالدہر رکھا گیا ہے ابھی شترسوار اس فرزند کے جد عالیمقدار کی خدمت سے آیا ہے اسکی
زبانی معلوم ہوا ہے کہ دادا نے اس فرزند کے اسکا نام نورالدہر خواجہ عمرو سے نکلوایا ہے اور کہلا بھیجا ہے کہ نام اس نور چشم کا نورالدہر
رکھنا چاہیے ملکہ گوہر ملک اپنی خوشدامن سے یہ تقریر دلپذیر سنکے بہت خوش ہوئیں غرض اسوقت سے فرزند شاہزادہ بدیع الزمان کا
نام نورالدہر رکھا گیا بعد تھوڑی دیر کے ملکہ گردیہ بانو اور ملکہ گوہر ملک دیگر خواتین ذیوقار کو کسی کنیز سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ قاسم
لشکر میں آئے ہیں اور سامان اس فرزند کی چھٹی کا کر رہے ہیں اور اس فرزند ارجمند کو شاہزادہ بدیع الزمان کی اجازت سے اپنی
فرزندی میں لیا ہے الحتصر ایوان ملکہ گوہر ملک میں تو بسبب پیدا ہونے نورالدہر کے غلغلۂ تہنیت بلند ہی تھا بیبیاں ذیوقار باہم شاد
اور مسرور ہیں دمبدم ایک نہ ایک مطربہ گا رہی ہے خواتین محل خوش ہو رہی ہیں مطربہ کو انعام دے رہی ہیں لیکن بیرون محل لشکر میں شاہزادہ
قاسم نے بہت بڑا سامان نورالدہر کی چھٹی کا کیا ہے مختصر یہ ہے کہ دور دور سے ارباب نشاط جو علم موسیقی میں وحید عصر اور یکتائے
جہاں ہیں ہزارہا بلوائے ہیں شترسوار اطراف و جوانب عجم میں روانہ کیے ہیں کچھ ارباب نشاط حاضر ہوئے ہیں خیمہ نہیں جابجا عجم میں
صدہا شہر اران دشت جب انتظام نورالدہر کی چھٹی کا کر رہے ہیں صدہا بلکہ ہزارہا ایوان وسیع و بلند خس و خاشاک سے پاک صاف کیے
جاتے ہیں فرش نفیس ہر ایک ایوان میں بچھوایا جاتا ہے جھاڑ اور کنول اور مردنگ اور فانوس وغیرہ سے ہر ایک ایوان آراستہ کیا جاتا ہے
شمعدان موی اور کافوری صدہا جھاڑ ساز کنووں میں لگا رہے ہیں ہزارہا فراش فرش کی درستی میں مشغول ہیں فراش مقامات
مناسب پر صدہا بارگاہیں فلک فرسا استادہ کیجاتی ہیں اور ہزارہا خیمہ ہائے رشک بیچوبہ فلک نصب کیے جاتے ہیں جابجا زمین
پست و بلند ہموار کیجاتی ہے بارگاہوں اور خیموں میں فرش نادر و نایاب فراش کر رہے ہیں جا بجا خیام آسمان پر دمبدم طعنہ زن ہو رہی ہے
اور بزبان حال کہہ رہی ہے کہ دیکھ او قبۂ آسمان تو اپنی بلندی پر نازان نہو کیونکہ مجھ سے بہتر صدہا بلکہ ہزارہا آسمان بلند اور سایہ افگن ہیں فلک
بھی نظر حیرت سے جانب خیام بلند دیکھ رہا ہے اور زمین کی خوش قسمتی پر دمبدم رشک کر رہا ہے اور ہر ایک بارگاہ اور خیمے اور پر جو
آسمان گردش کرتا ہے اس سے صاف مردم کو ثابت ہوتا ہے کہ آسمان ان خیام پر تصدق ہو قربان ہو رہا ہے ہر ایک ایوان کی چھت میں مخمل و بنظیر
چھت گیری ہے حلہ ایوان مذکور کے طاقوں میں گلدستہ ہائے زرنگار رنگ و نایاب بنگالہ سے گئے ہیں ہر ایوان میں ایک تازہ بہار معلوم ہوتی ہے
ایوان دلکش گلدستہ ہائے بوقلمون سے رشک گلشن نظر آتا ہے بلبل دل ہر فرد بشر کا ان گلدستوں پر ہزار جان سے عاشق ہوتا ہے اکثر طبلخے
جو ہر ایک ایوان میں مقامات مناسب پر رکھے گئے ہیں جب ہوا ایوان مطور سے آتی ہے دماغ میں ہر ایک بشر کے بوجود ان کے عود خوشبو مشک و
عنبر و اگر وغیرہ بسجاتی ہے روح جسم میں ہر ایک شخص کی بے انداز تحفہ اٹھاتی ہے اور دل کو ہر ایک بشر کے فرحت اور شگفتگی حاصل ہوتی ہے
بعض بعض ایوان میں فرش مخمل نفیس بچھائے گئے ہیں اور کرسیاں جواہر نگار گرد رکھی گئی ہیں غرض کہ کسی ایوان میں بالکل فرش
مخمل سرخ کا کیا گیا ہے وہ ایوان سراسر گلنار نظر آتا ہے کیونکہ در و دیوار تک بھی اس ایوان کے سرخ رنگ میں کوئی ایوان از سطح سبز رنگ
اور اسمیں فرش بھی مخمل سبز کاشانی کا بچھایا گیا ہے اور جھاڑ بھی سبز اس ایوان سبز کی سقف میں لگائے گئے ہیں غرض کہ ایوان سرخ
میں فرش مخمل سرخ اور جھاڑ اور کنول وغیرہ ہر ایک شی سرخ رنگ ہے اور ایوان سبز میں ہر ایک چیز سبز ہے علاوہ آرایش حلہ ایوان

مذکورہ کے ہزارہا چھوٹے چھوٹے خیمے کئی فرسنگ تک استادہ کیے گئے ہین تاکہ ارباب نشاط ان خیام مین اکثر فروکش ہون اور بعد حسب دلخواہ آرام
مقیم ہون قبل اسکے تحریر کیا گیا تھا کہ صدہا شتر سوار واسطے لانے ارباب نشاط کے بحکم شاہزادہ قاسم روانہ ہوئے تھے چنانچہ وہ سب
شتر سوار چہار جانب ارباب نشاط کی جستجو کرکے لینے اپنے ہمراہ لانے لگے نازنینان خورشید جمال اور خوبرویان ماہ تمثال مع سازندون
تاکہ ان چھوٹے چھوٹے خیمون مین مقیم ہوتی ہین یہانتک کہ دو روز کی مدت مین کئی ہزار نازنینان گلبدن اور مہ جبینان سیمتن جو حسن مین
شہرۂ آفاق اور دلبری مین اور علم موسیقی مین نہایت مشاق تھین آکر جمع ہوگئین اور انھین خیام مین جو انکے واسطے استادہ کیے
گئے تھے مقیم ہوئین علاوہ نازنینان مذکورہ کے چند مردانہ طائفہ بھی آکر حاضر ہوئے یعنی بھانڈ جو نقلین نہایت مضحک کرتے ہین اور ایسا ہی
انسان ملول اور غمگین ہو اسکو ہنسا دیتے ہین وہ بھی انھین چھوٹے چھوٹے خیمون مین جو نازنینان مہ وشان سے خالی تھے فروکش ہوئے
ملازمان شاہزادہ قاسم ارباب نشاط مسطورہ کی آب طعام وغیرہ سے خبر لینے لگے اور اشیاے مرغوب بغیر طلب انکو پہونچانے لگے غلہ
اور شکر اور روغن اور سوا اسکے جو چیزین درکار تھین شاہزادہ قاسم کے حکم سے کارگزارون نے اسقدر فراہم کین کہ صدہا جگہ زمین پر
ہر ایک چیز کا انبار سر بفلک کشیدہ تھا گو زمین کثرت بار خلائق سے دبی جاتی تھی اغذیہ ایسی ایسی لطیف خوش ذائقہ بحکم شاہزادہ
قاسم کارگزارون نے تیار کرائی تھین کہ نازنینان خورشید جمال اور خوبرویان زہرہ تمثال نے یا جس شخص نے چند لقمے اس غذاے
لطیف و خوش ذائقہ کے کھائے سب انکی خوش ہو گئی غذاے شیرین ایسی تحفہ تھی کہ اگر شیرین بھی اس غذاے شیرین کو کھاتی یقین ہے کہ
اپنا شیرین نہ رکھتی کیونکہ وہ غذاے شیرین اسدرجہ شیرین تھی کہ لبہاے حسینان جہان بھی اس غذاے شیرین سے آشنا ہوکر شیرین
ہوگئے تھے اور طعام نمکین ایسا مزے کا تھا کہ نمک چہرۂ معشوقان اس غذاے نمکین سے شرمندہ ہوتا تھا کیونکہ اس غذاے نمکین کے روبرو
نمک چہرۂ محبوبان دہر بالکل پھیکا تھا اغذیہ خاصگی کی کیا تعریف کیجیے علاوہ تیاری غذاے مذکورہ کے چند میخانون مین ایسی
مے ناب شیشون اور خمون اور بوتلون مین بھری ہوئی تھی کہ کبھی کسی نے بھی کبھی پیا تو کجا خواب مین بھی نہ دیکھی ہوگی اور جا بجا نادرہ
نایاب پیے تھے کہ جو رشک جام جم تھے صدہا رشک حسین و جمیل جو بالکل امرد تھے اور نہایت ہی شوخ چشم تھے واسطے شراب پلانے
طلب ہوئے تھے اور صدہا نازنینان گل رخسار جو دلبری مین نہایت ہی ہوشیار تھین برائے ساقی گری بلوائی گئی تھین اشیاے گزک کی
بھی بدرجۂ کمال کثرت تھی اور اقسام فواکہ کی بھی نہایت کثرت تھی سوا اسکے نوبتخانون مین بحکم شاہزادہ قاسم اسطرح نقارچی نقارون
پر چوب لگاتے تھے کہ پیر فلک کے دل پر چوٹ لگتی تھی زمین صداے نقارہ سے کانپ رہی تھی … دمبدم کانپتی تھی جو شہنا نواز اسطرح … بجاتے
تھے کہ دل سننے والونکے نہایت ہی خوش ہوتے تھے اور آواز ترئی اور قرنا کی گھنگھور … بار جاتی تھی اگر نوبتخانون کی مفصل
کیفیت بیچمدان لکھے تو نہایت طول ہوگا مختصر یہ ہے کہ ہر ایک نوبتخانہ مثل عروس نو آراستہ کیا گیا تھا اور ہر ایک نقارچی اور شہنا نواز
وغیرہ کو جوڑے سرخ پرزر بحکم شاہزادہ قاسم دیے گئے تھے نقارچی اور شہنا نواز جوڑے سرخ پرزر پہنے ہوئے نقار خانون پر ہر دم کو نظر
آتے تھے اسکے علاوہ بازار لشکر زرنگار قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران پر مثل بہار تھی … فی الحال جشن جو ہونے والا ہے … سبکی
نگاہ دور دور سے اہل حرفہ نے آکر میدان مین اپنی اپنی دکانین لگائی تھین ازانجملہ صدہا ساقنین کمسن حسین مقبول تھے جنکا سن
پندرہ بارہ سولہ کا سن و جوانی کی راتین مرادون کے دن وہ تختون پر لباس پرتکلف پہنے بیٹھی ہوئی تھین … مع پیچے نہایت خوشنما
صاف اور تازہ لیے ہوئے انکے روبرو رکھے ہین چلمین جرس کی ایکجانب رکھی ہین ایکجانب آگ ہے ایک طرف چھیلے مین پانی بھرا ہوا ہے
نشہ باز و تکا انکی دکانون پر ہجوم ہے اگر کوئی جرس کا پینے والا کسی ساقن پر دودے کا تقاضا کرے اشرفی نکالکر دیکر کہتا ہے کہ بی ساقن تو
آج تو پیرو کی چلوانا وہ ساقن جواب دیتی ہے کہ میان آؤ آج تم پینے کی ہو وہ جرس کا پینے والا یہ جواب ساقن کا سنکے شرمندہ ہوکر چپ ہو جاتا ہے
ساقن بوجہ اشرفی لینے کے اپنے ہاتھ سے چلم مین جرس رکھتی ہے اور آگ رکھکر چلم مع غٹہ اسکو دیتی ہے وہ نشہ باز کسکر دم مارتا ہے چلم
سے بقدر بالشت آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہے کثرت سے دھوان دہن سے نکلتا ہے جب جرس جلجاتی ہے وہ نشہ باز خود رکھ دیتا ہے آنکھین

کثرت نشہ سے سرخ ہو جاتی ہیں رنگ نظر آتا ہوا اور جھومتا ہوا کسی طرف چلا جاتا ہے اسیطرح اگر دو جرعے پینے والے اُس ساقن کی دکان پر
اکٹھا آ جاتے ہیں اور وہ ساقن پہلے ایک کو جام جرعہ کی بھر کے دیتی ہے تو دوسرا جرعہ کا پینے والا عجب یاس و حسرت سے اس ساقن کی
کیطرف دیکھکر یہ شعر پڑھتا ہے شعر ہی ساقن دونوں کی خبر رہے وہیں محروم دم تغیر رہے ۔ وہ ساقن مسکراکر کہتی ہے کہ صاحب ذرا
دم تو لیجئے بیتاب نہو تمکو بھی دیتی ہوں کیوں اتنی جرعہ کیواسطے مثل جرس صدا بلند کرتے ہو یہ کہکر اسکو جام جرعہ کی بھر کے
دیتی ہے غرض ہر ایک ساقن کی دکان پر شیشہ بازوں کا جادو ہے اور ہر دکان پر ایک شخص دائرہ لیے ہوئے خیال گاتا ہے اور دائرہ بجاتا ہے شیشہ باز
تحسین سنکے تعریف کرتے ہیں اور وہ جام جرعہ کی چلیں بھر وا کے پیتے ہیں کسی طرف حسین حسین کم سن کم سن کنجڑنیں لباس رنگین پہنے
ہوئے کولے اور نارنگی اور شریفے ٹوکروں میں رکھے دکانوں میں لگائے ہوئے بصد ناز و ادا بیٹھی ہیں مردم تماشائی انکی دکانوں پر
آ کر انکے سینے کیطرف اشارہ کرکے پوچھتے ہیں کہ ان کولوں کا کیا مول ہے وہ کنجڑنیں بامید و فروختن مسکرا کر آنکھیں نیچی کرکے کہتی ہیں کہ یہ
کولے بکاؤ نہیں ہیں اور بالفرض المحال اگر ہم بیچیں بھی تو تم ان کولوں کی قیمت نہ دے سکو گے مردم تماشائی یہ سنکے کہتے ہیں کہ ہم تو نقد
دل سے ان کولوں کے خریدار ہیں اگر بیچو تو ہم نقد دل ہاتھ سے ... اور نرم دیکھیں وہ کنجڑنیں یہ سنکے اپنے سینے کو اور اچھی طرح پوشیدہ کرکے کہتی ہیں اور
کہتی ہیں کہ تم ان کولوں کو نقد دل دیکر کیا لو گے ان کولوں کو وہی شخص خریدیگا اور کسی آدمی کے ہاتھ یہ کولے آنے نہ دیگا جو زر کثیر دیگا
تماشائی یہ سنکے ہنستے ہوئے چلے جاتے ہیں اسیطرح ایکجانب بیچ میں گلفروش سبدوں میں ہار اور پھول رکھے ہوئے بیٹھے ہیں اور خندہ گل رخسار
مالنیں بھی اسیطرح پھول ہار سبدوں میں رکھے ہوئے بصد عشوہ و ناز بیٹھی ہیں کبھی مانند گل خنداں جلوہ زن ہیں کبھی کسی جوان گلبدن پر
چمن کو دیکھکر مثل غنچہ مسکراتی ہیں مردم کو بہار اپنے گلشن شباب کی دکھاتی ہیں اور عشاق کے دل مانند سبزہ کے بعض اوقات خرام ناز
سے پامال کرتی ہیں اگر کوئی عاشق انسے کہتا ہے کہ مثل ہار گلے کا سیر دیکھیں تمہاری جدائی سے داغ پڑ گیا ہے دیکھو دست و پا سیر کانٹے کی طرح
لاغر ہو گئے ہیں آنکھیں میری ہر وقت تمہارے انتظار میں مثل نرگس وا رہتی ہیں غنچہ دل میرا بغیر تمہارے کسی وقت مثل گل شگفتہ نہیں ہوتا
یہی دل چاہتا ہے کہ میرے یہ ہاتھ تمہاری گردن کے ہار ہوں ہم چمن اور دم ہو اور پھولوں کی سیر ہو تو تمہارے گل رخسار کی کبھی بہار
دیکھیں کبھی تمہارے گلشن حسن کی گلچینی کریں کبھی دامن آرزو کو گلہائے مراد سے بھریں وہ گل رخسار یہ تقریر اپنے عاشق کی سنکے جواب
دیتی ہیں کہ کبھی کسی فصل میں تمہارا بوستان خزان دیدہ دل بہار مراد سے شگفتہ نہوگا اسی حسرت میں ایک روز مثل گل پژمردہ ہو
باغ جہان سے چل بسو گے اور گل مراد سیر چمن حسن سے نہ پاؤ گے وہ عاشق زار و بیچارہ یہ جواب صاف اس گلچین سے سنکے مانند بلبل نالہ و
فغان کرتا ہے اسیطرح صدہا جوہری ہزارہا بلور اور صدہا صراف وغیرہ اپنی اپنی دکان پر بیٹھے ہیں گرم بازاری ہوتی ہے لاکھو
روپیہ کا مال و اسباب و جواہر بک رہا ہے ... کسی کسی رنگ دکانیں ہر قسم کی آراستہ ہیں خریداروں کی از حد کثرت ہے
جسوقت نازنینان سیر جمال و زہرہ رویان نادر جمال جو علم موسیقی میں یکتائے روزگار ہیں اپنے اپنے جھروکوں سے باہر آ کر بیٹھتی
ہیں مردم کو ایک قدرت خدا نظر آتی ہے جہاں تک نظر کام کرتی ہے گویا پرستان کی کیفیت نظر آتی ہے شاہزادہ قاسم نوجوان نے اپنے ملازموں
کو جو لائق جوڑے دینے کے تھے انکو جوڑے سرخ رنگ پر زر دیئے ہیں اور وہ سب ملازم انہیں جوڑوں کو پہنے ہوئے کار و بار میں
مشغول ہیں اور جو بڑے بڑے بہادر اور نامی دلاور دست چپ کیجانب بیٹھے ہیں انسے شاہزادہ قاسم نوجوان نے فرمایا ہے کہ لباس
پر تکلف سرخ رنگ زیب تن کرکے تم سب اُس ایوان سرخ میں آکر بیٹھنا اور ان سب بہادروں نے اقرار کیا ہے کہ انشاء اللہ بموجب
ارشاد ایسا ہی ہوگا اور جو نامی صف شکن اور تیغ زن جانب دست راست بیٹھے ہیں انسے بھی شاہزادہ قاسم نوجوان نے ارشاد کیا ہے
کہ تم سب ہمراہ ہمارے نامدار بدیع الزمان عالی وقار ملبوس سبز پہن کر اس جشن میں اُس ایوان سبز میں بیٹھنا انھوں نے بھی بصد خوشی
وعدہ کیا ہے کہ انشاء اللہ موافق آپ کے ارشاد فرمانے کے ہم اُسی ایوان سبز میں بیٹھینگے اور واسطے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزہ صاحبقران عالیشان کے شاہزادہ قاسم نوجوان نے ایک ایوان وسیع و رفیع بسیار آراستہ کرایا ہے کہ سرخ و سبز ایوان کے اُس

ایوان کی آرایش سے نسبت نہیں ہے اور ایک ایوان وسیع براے محل امیر مالک درنگ جہانبانی سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام
ایسا تکلفات سے آراستہ کیا گیا ہے کہ کسی ایوان کو اُس ایوان کی آراستگی سے بالکل مناسبت نہیں ہے اور دیگر صدہا ایوان عالی قدر مراتب
سرداران لشکر آراستہ ہوئے ہیں اور خیام واسطے لشکریوں کے استادہ ہوئے ہیں چونکہ ملکہ خورشید خاوری مادر گرامی قدر شاہزادہ قاسم
نوجوان کو معلوم ہوا ہے کہ میرے فرزند نے نورالدہر کو اپنی فرزندی میں لیا ہے اور سامان جشن نورالدہر کی چھٹی کا میرا فرزند کر رہا ہے
اسوجہ سے ملکہ خورشید خاوری کو لازم ہوا ہے کہ موافق دستور چھٹی لیکر ملکہ گوہر ملک کے یہان جائیں ہر چند کہ ملکہ گوہر ملک کے
والدین کیجانب سے چھٹی کا آنا چاہیے تھا چونکہ پدر ملکہ گوہر ملک مسلمان نہیں ہوا ہے اسوجہ سے اُسنے اپنے نواسے کی چھٹی نہیں
بھیجی ہے الغرض ملکہ خورشید خاوری نے اپنے نور نظر لخت جگر شاہزادہ قاسم نوجوان سے نسبت چھٹی بیجانے نورالدہر کے فرمایا شاہزادہ
قاسم نوجوان نے کرتے اور ہنسلیان جواہر نگار نقرئی و طلائی تیار کرائی ہیں اور واسطے نورالدہر کے وہ توپیان جو تاج سلاطین جہان سے
قیمت میں از حد زیادہ ہیں درست کرائی ہیں اور وہ کرتے حریر و دیبا وغیرہ پارچہ ہائے نرم و بیش قیمت کے ایسے زر دوز سلوائے ہیں کہ جہانے
خسروان عالم کو اُن کرتون سے کسی طرح مناسبت نہیں ہے اگر یہ ہمہ دان با تحمل سامان چھٹی بیجانے ملکہ خورشید خاوری کا تحریر کرے تو از حد
طول ہوگا لیکن مختصر یہ ہے کہ نورالدہر کی چھٹی کہ روز بعینہ ملکہ خورشید خاوری نورالدہر کی چھٹی اس جلوس و تجمل و تزک سے لیکر روانہ ہوئی
کہ کبھی سلاطین روزگار کی برات یون سجی ہوگی ملکہ خورشید خاوری نورالدہر کی چھٹی بجلوس و تجمل کو لیے جاتی تھیں ناگاہ
سلطان قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران اور شاہزادہ بدیع الزمان ہمراہی خواجہ عمرو اور لندھور وغیرہ تشریف لائے حمزہ صاحبقران
کو جملہ سرداروں نے تسلیم بجالائے بعد دریافت یہ معلوم ہوا کہ ملکہ خورشید خاوری مادر شاہزادہ قاسم نورالدہر کی چھٹی لیے جاتی ہیں امیر بانو قیر
اور شاہزادہ بدیع الزمان جلوس و تجمل چھٹی کا دیکھکر از حد خوش ہوئے اور سامان عوت و جشن کا بھی ملاحظہ فرما کر امیر حمزہ صاحبقران
متحیر ہوکر از حد مسرور ہوئے کیونکہ امیر بانو قیر نے ایسی آراستگی جملہ ایوان اور خیام وغیرہ کی ملاحظہ فرمائی کہ امیر بانو قیر چند ساعت تک
بنظر حیرت دیکھا کیے آخر بعد ملاحظہ فرمانے کے جانب لشکر تشریف لیچلے شاہزادہ قاسم نے عرض کیا کہ حضور اُس ایوان میں مع سرداران
نامی تشریف رکھیں چنانچہ بموجب عرض کرنے قاسم کے امیر بانو قیر اُسی ایوان میں تشریف لائے جو شاہزادہ قاسم نے امیر بانو قیر کے
واسطے آراستہ کرایا تھا اور شاہزادہ بدیع الزمان بھی موافق کہنے شاہزادہ قاسم کے مع سرداران نامی بلباس مردی اُسی ایوان میں
آئے اور آراستگی ایوان و فرش وغیرہ کی دیکھکر نہایت متحیر ہوئے اور بہت خوش ہوئے اسیطرح شہنشاہ عالیجاہ فلک بارگاہ سعد بن قباد بادشاہ
لشکر بھی بموجب عرض کرنے شاہزادہ قاسم کے اُسی ایوان میں جو ہر ایک ایوان سے زیادہ تر آراستہ تھا مع ارکین دولت و اعیان مملکت تشریف
لائے اور تخت جواہر نگار پر جو اُس ایوان میں بچھا ہوا تھا جلوس فرما ہوئے اور ارکین دولت و اعیان مملکت بھی اپنے اپنے مقام پر
مودب بیٹھے بیٹھے کھڑے رہے غرض اسیطرح جملہ ایوان اور تمامی خیام میں عالی قدر مراتب سرداران و غیر سرداران اعلی اور ادنی آ آکر بیٹھے اور حسب
بحکم شاہزادہ قاسم کہیں کہیں ساقی بچے شراب پلانے اور کہیں نازنینان گلرخسار گلشنیان شراب ناب اور سے شکنی کی ہمراہ لیکر ہر ایک بزم
میں بناز و ادا جام مے گلگون ہر ایک سردار نامی کو دیتے لیکن یہان تو سردار اور غیر سردار اعلی اور ادنی بیکشی کر رہے ہیں لیکن ابھی

وہ کلمہ داستان ملکہ خورشید خاوری کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ ملکہ مستورہ جلوس شاہانہ و تجمل خسروانہ نورالدہر کی چھٹی نوبت و نقارہ شادی ہوئے لیکر روانہ ہوئی تھیں بعد قطع راہ قریب شام
ایوان ملکہ گوہر ملک پر پہونچیں خواتین ذو الوقار ملکہ خورشید خاوری کو بکمال خوشی و مسرت سردہ داری سواری سے اترواکر ایوان میں
لیگئیں اول ملکہ خورشید خاوری نے ملکہ گردیہ بانو کو تسلیم کی بعدہ اور خواتین ذو الوقار سے ملکر بیٹھیں برخوردار نور نظر پارہ جگر نورالدہر
کو آغوش ملکہ گوہر ملک سے لیکر خوب پیار کیا اور زر و جواہر سر نورالدہر پر بیشمار نثار کیا بعد اسکے اپنے ہاتھ سے ہنسلیان اور کڑے
اور گھنگرو والے توپی اور کرتہ اور گلے میں اور ہاتھوں میں اور پانون میں اور سر پر اور جسم میں بخوشی و مسرت ہر ایک چیز پہنائی جس وقت

سازندے گئے اور بناز و ادا ناچنے اور گانے لگیں از انجملہ ایک نازنین خورشید جمال پری تمثال روبرو جلیل اسرار مالک اورنگ سلیمانی یعنی سعد بن قباد حاضر ہوئے اسطرح رقص کرنے لگی کہ گویا دل بناز و ادا پامال کرنے لگی بعد رقص کر چکنے نازنین مسطور نے یہ غزل بلحن داؤدی گانا شروع کی

غزل

دقتِ آرائش جو منہ دیکھیگا آئینہ حسین
تیرے مرنے سے مرا نقصان کیا ہو جائیگا
خون ہوگا بکتا ہوں کا جو نہیں ہر روز گر
باغ میں اور سرو قد خون حنا ہو جائیگا
صاف باطن ہوں نہیں ابسا گر چھپاؤنگا کبھی
بھیدکے قرآن میں وہ جلدی ہی کیا ہو جائیگا
ای جنون میں قبر مجنوں پر چڑھاؤنگا مرد
تو میں حامی مرا مشکلکشا جب ہو جائیگا

گر جنون فصل بہاری میں جدا ہو جائیگا
برج خورشید منور آئنہ ہو جائیگا
قتل ہو کر بیگنہ عمر خضر پاؤنگا میں
کوچۂ جلاد مثل کربلا ہو جائیگا
ای دل نادان جوانی کو غنیمت جان تو
راز دل سینے سے تیرے آئنہ ہو جائیگا
کھا کے بگڑو دنیا میں مسکن کہہ رہا ہے مرد
چاک جب میرا گریبان قبا ہو جائیگا

عشق گل میں ٹکڑے گر یہ جان قبا ہو جائیگا
زہر کھانے کو کہا میں نے تو بولے ناز سے
تیغ کا پانی مجھے آب بقا ہو جائیگا
جا بجا گلگشت کو مہندی لگا کر پاؤں میں
تجھ سے یہ جہان ترا اک دن جدا ہو جائیگا
اُنسے جب میں پوچھتا ہوں مجھ سے کب ملیگا دل
ایک دن تو ہ دہان گویا کام جا ہو جائیگا
ای منیر جیدم تکبیر میں انبیکے پہر سو اول

جسوقت غزل مسطور نازنین مذکور نے پیش جلیل اسرار فلک بارگاہ عالی نژاد سعد بن قباد بناز و ادا گائی تمام جہان بزم کمال خوش ہوئے خصوصا سعد بن قباد ذیوقار نہایت مسرور ہوئے اور بہت سا جواہر گرانبہا اس مطربہ کو مرحمت فرمایا وہ نازنین گلزار جواہر بیش قیمت انعام میں پاکر اور خوش ہوکر اور قرمین عاشقانہ گانے لگی اور دل شاہ ذیجاہ خوش اور مسرور کرنے لگی اسیطرح ایک پیمبر فتنہ محشر و رہزن ہر سو زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران حاضر ہوئی جسوقت سازندوں نے ساز بخوبی درست کر لیا وہ مطربہ قتال جہان بعد عشوہ و کرشمہ ناچنے لگی اور اہل بزم کا دل خوش کرنے لگی راوی کہتا ہے کہ اس پریرو نے اسطرح رقص کیا کہ اکثر اہل بزم کے دل اُسکے رقص کرنے سے گویا پامال ہوگئے امیر حمزۂ صاحبقران بھی از حد خوش ہوئے بعد رقص کرنے کے اُس پری نے یہ غزل شروع کی

غزل منیر

کہا ہے کب تو عارض نے تیرے
کہا جو غیر کو بوسہ نہ دیجے
وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کیوں ہو غمگین
کہاں نکلو ہے ہر کا ساتھ چھوٹا
کلام اپنا منیر بے عیب ہو گی

فلک پر منیر کشکول گدا ہے
تو بولے کیا اجارا آپ کا ہے
بتاؤں کیا کسی کو دل دیا ہے
کلوں کب جدا کا تنہا سا ہے
تصدق یہ فقط استاد کا ہے

سوال وصل پر وہ بت بنا ہے
بت جھکتا نہیں پری میں انسان
نہیں جی چاہتا جانے کو یہاں سے
بعضا ہے گیسو جانا میں جا کر
اکیلے وہ نہیں آنے میں ڈرتے

خموشی نصاف میرا دعا ہے
وہ ملک عدم کو ڈھونڈھتا ہے
حسن دنیا کا بھی کیا بے فضا ہے
غضب کا پیچ دل پر پڑ گیا ہے
اُنسے ملنے بھی جانو آنکے جا ہے

جسوقت غزل ترنم روبرو حمزۂ صاحبقران اُس قتال جہان نے بہزار دلبری و ناز و ادا تمام کی اہل بزم خوش ہوئے خصوصا حمزۂ صاحبقران زیادہ بہت مسرور ہوکر ایک بار موتیوں کا بیش قیمت اُس مطربہ کو انعام میں دیا اُس شوخ چشم نے ہار کو لیکر بناز و ادا اپنے گلے میں پہن لیا اور پہلے کرحمزۂ صاحبقران عالیوقار کیطرف دیکھکر پھر رقص کرنے لگی اور قرمین اچھی اچھی گانے لگی یہاں تو یہ خوبرو پیش امیر حمزہ باتوقیر گا رہی تھی لیکن اب حال ایوان سبز کا لکھا جاتا ہے کہ ایوان سبز میں شاہزادہ بدیع الزمان گردنکش مع بہادران تیغزن لباس زمردی پہنے ہوئے بیٹھے میں ناگاہ شاہزادہ بدیع الزمان نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک مطربہ کمسن یعنی بارہ برس یا تیرہ کا سن تیری تیری آنکھیں سرمہ دنبالہ دار آنکھوں میں لگا ہوا دست و پا حنائے رنگین مسی لب لعلین پر لگی ہوئی چہرہ کتابی افشان پیشانی پر چنی ہوئی پان کھائے ہوئے ناز سے نور بان چڑھائے ہوئے سبز رنگ زمردی تمام پوشاک زیب تن کیے ہوئے پشواز پہنے ہوئے سینہ ابھار سے جو ہزار ناز و ادا سے آئی ہوئی جوانوں کو دیکھ دیکھکے شرماتی ہوئی ہمراہ طبلیے اور سازندے کے اسطرف چلی آئی بعد ایک لمحہ کے وہ نازنین سبز رنگ داخل ایوان سبز ہوئی اپنے تئیں اور ایوان اور اہل بزم کو ہمرنگ دیکھکر پہلے تو بے اختیار کھلکھلا کر ہنسی پھر شرما کر سر جھکا کر نیچی نظر سے

ہر ایک بہادر کو دیکھ بحال کر جانب شاہزادہ بدیع الزمان بانداز و ادا دیکھنے لگی شاہزادہ بدیع الزمان نے بھی اسکو بنظر غور دیکھا جس
دیکھتے ہی دل بدیع الزمان کا بیقرار ہو گیا شاہزادہ بدیع الزمان نے بیتابی دل کی وجہ سے ارادہ کیا کہ اس نازنین کو لپٹ جائیے
یا اپنے پہلو میں اسکو بٹھا لیجیے اور اسکے گلشن حسن سے گلچینی کیجیے مگر خلاف عقل جانکر ضبط کیا وہ نازنین سبز رنگ خود شاہزادہ
بدیع الزمان دیکھکر آگاہ ہو گئی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کا دل مجھپر مائل ہو گیا ہے غرض جب سازندوں نے سازوں کو بخوبی درست کر لیا وہ
شوخ چشم ہزار ناز و ادا روبروے شاہزادہ بدیع الزمان رقص کرنے لگی اور دل شاہزادہ بدیع الزمان بیتاب بیقرار ہونے لگا جب
مطربہ بخوبی رقص کر چکی اور صاحبان بزم کو اپنی جانب متوجہ کر چکی بلکہ اہل بزم کے دلوں کو مثل حنا پامال کر چکی اسوقت اس نازنین

سبز رنگ نے یہ غزل شروع کی غزل
شہیدانِ جفا کو کون کہتا ہے موئے ہیں یہ
انہیں رہ ایک سے آباد ہے بستی کہ دل کی
جہاں ہیں بے خبر غافل ہوا انسان دنیا میں
دکھائی ہے عدم کی راہ شمشیر قاتل کی
بھرے ہیں عاشقوں کے خون سے ہاتھ اسکے

فزون ہو الفت گیسو میں بیتابی اگر دل کی
قیامت میں اڑیں گی دھجیاں ایمان قاتل کی
اجل آئی ہو عاشق کو تو آمادہ ہو مرنے
مسافر کو ہمیشہ جستجو رہتی ہے منزل کی
لگے جھمکا نگار عید کے دن یار کہتا ہے
گواہی دیتی ہے سرخی حنائے دست قاتل کی

مرے نالوں میں بھی آواز پیدا ہو سلاسل کی
الٰہی حسرت و اندوہ و حرمان کی تسلی ہو
ہماری جان کے ہمراہ نکلی آرزو دل کی
شہیدوں کے لیے یہ جادۂ راہ شہادت ہے
مبارک ہو یہ دن تمکو کہ نکلی آرزو دل کی
جسوقت غزل ہو چکی زمزمہ بالا انا نانا انا

پس شاہزادہ بدیع الزمان اس تمثال جہان کے بصد ناز و ادا کا گرویدہ تھا کیونکہ اہل بزم کا یہ حال ہوا کہ ہر ایک کو گریا حال آگیا اسوقت ہر ایک
ملا و عام بہادر مستانہ وار بار بار جھومتا تھا اور بے اختیار تعریف کرتا تھا شاہزادہ بدیع الزمان کے دل کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ اسکی
خوش آوازی سے غزل گانے پر بار بار وجد کرنے لگا اور دل مضطر کو ہر دم اسکی محبت میں بیتاب پاتا تھا ہر چند کہ ضبط کیے بیٹھے تھے
مگر دل بیتاب کی یہ آرزو تھی کہ اسی وقت اس سے ہم آغوش ہو جائیے القصہ شاہزادہ بدیع الزمان نے از حد خوش ہو کر مطربہ بیمثال کو چند
اشرفیاں بطور انعام دینے کو ہاتھ بڑھایا اس شوخ چشم فتنہ محشر نے چند اشرفیاں لینے کا تسمہ تازہ سے بنا کر باشارہ ابرو انکار کیا شاہزادہ
بدیع الزمان کو اسکا تسمہ بنا کر اشارہ سے انکار کرنا نہایت اچھا معلوم ہوا اور کچھ اشرفیاں ان اشرفیوں میں زیادہ کر کے شاہزادہ
بدیع الزمان نے اسکو اپنے پاس اشارے سے بلایا وہ نازنین شرما کر کسی قدر دست بستہ آگے قریب شاہزادہ بدیع الزمان جیتی گئی شاہزادہ
بدیع الزمان وہ اشرفیاں اسکو دینے لگے اس مطربہ نے استاد کیجانب نظر کی اسنے کان میں اس شوخ چشم کے کہا کہ خبردار یہ اشرفیاں
نہ لینا اور شاہزادہ کا ہاتھ پکڑ کے اور کوئی غزل گا داد انعام کی تو اس فتنہ محشر نے ایسا ہی کیا کہ دامن شاہزادے کا ادب سے تھام کر
غزل گانے لگی جب سب اشرفیاں اسکو دی گئیں اسدم دامن شاہزادہ بدیع الزمان کا اس مطربہ خوش آواز نے چھوڑا اور پھر تھوڑی
تھوڑی دیر روبروے شاہزادہ بدیع الزمان گانے لگی اور بار بار شاہزادہ بدیع الزمان سے انعام وافر لیتی تھی یہاں تو مطربہ سبز رنگ
اپنا رنگ جما رہی ہے اور انعام لے رہی ہے کیونکہ اسکو معلوم ہو گیا ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان انہیں کا نام ہے اور انہیں کا فرزند
نور الدہر ہے جسکی آج چھٹی ہے اس مطربہ کو تو ملنے اور گانے میں اور انعام لینے میں چھوڑ دیجیے اب کچھ کیفیت ایوان سرخ کی سنیے
ایوان سرخ میں بڑے بڑے نامی ور گرامی سرداران بہادر دربار ہوا اور شاہزادہ قاسم لباس سرخ پہنے ہوئے گرد بیٹھے ہیں اور آگے ہے
میں مقام صدر پر شاہزادہ قاسم بصد شوکت و شان لباس سرخ پہنے ہوئے تشریف رکھے ہیں بیقراری سے زینت پاتے ہیں سرور باکل
عالم میں کچھ سیاہان بزم کا جو ذکر کسی سردار نے چھیڑ دیا ہے شاہزادہ قاسم کی بزم میں بیا ذکر افراسیابی ہے بند شدہ ہے زبانی
چل رہی ہے بزم میں بزم کی گفتگو ہو رہی ہے چہرۂ شاہزادہ قاسم سے خشم و غضب ظاہر ہوتا ہے ہر ایک سردار بھی تیغ زبان سے بزم میں
کر رہا ہے کہ ہمیں اس تیغ تیز نے صدہا کے سر جلیے ہیں بڑے بڑے بہادروں کا خون میں نے اس تلوار سے میدان میں بہایا ہے
میں ملادروں سے سرداران دست بدست زخمی ہوئے ہیں اور بھاگ گئے ہیں میں نے انکو قتل کیا ہے کوئی کہتا ہے میں نے

مگر آج تو از حد زیور جواہر نگار نادر روزگار پہنایا ہے اور سراپا ایسا لباس رنگین و بیش بہا پہنایا ہے کہ کبھی ازواج سلاطین جہان نے بھی خواب میں
نہ دیکھا ہوگا پہننا تو کجا اور وہ لباس عطر سہاگ سے بحد درجہ معطر کیا ہے کہ بوے گل تر بھی اس لباس عطر آگین سے شرمندہ اور محجوب ہے اور
علاوہ زیور جواہر نگار مذکور کے زیور گل بھی اسطرح پہنایا ہے کہ ملکہ گوہر ملک ہمہ تن بہار گلشن بکثرت جمیع آئین محل کی نظارگی میں انگشت
خواتین ملکہ گوہر ملک کو بنظر حیرت دیکھ رہی ہیں اور اپنے دلمیں خیال کر رہی ہیں کہ غضب کا آج ملکہ گوہر ملک پر جوبن ہے کیونکہ رخ
پر نور ملکہ مثل ماہ شب چاردہ کے روشن ہے نرگسی آنکھوں میں سرمہ دنبالہ دار ہے غرض حسن و زیب ملکہ گوہر ملک اسقدر شان پروردگاری
کثرت شرم و حیا سے ملکہ سر جھکائے ہوئے ہیں اور اپنی گود میں اسطرح شاہزادہ نور الدہر کو لیے ہوئے ہیں کہ نسوان محل پر یہ صادق آتا ہے
در وشن ہوتا ہے کہ آغوش ہلال میں ایک کوکب تابندہ ہے سامنے ملکہ گوہر ملک کے ناچ ہو رہا ہے محل میں ہنگامہ نشاط بندی ہے نہایت ہی
کثرت ہے جب ملکہ گردیہ بانو نے ملاحظہ فرمایا ملکہ گوہر ملک کو خواتین دلہن بنا چکیں اور آفتاب بھی غروب ہو گیا بلکہ ماہ و کوکب کا چرخ
پر ظہور ہونے لگا اسوقت ملکہ گردیہ بانو نے اپنی کنیز کو ارشاد فرمایا کہ چوبدار دیوان سے جا کر کہو کہ بدیع الزمان اور قاسم کو جا کر لے آئیں کیونکہ
ملکہ گوہر ملک اب تیار ہے دیکھینگی کنیزوں نے بموجب حکم ملکہ مسطور چوبدار دیوان سے جا کر کہا اسوقت وہ چوبدار بعید عجلت تمام نقرئی و طلائی
ہاتھوں میں لیے ہوئے سگیرے دار پگڑیاں سروں پر رکھے ہوئے چکنیں رنگین بر میں نہایت نفیس زیب تن کیے ہوئے پٹکے نادر کمروں سے
باندھے ہوئے واسطے لے آنے شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم نوجوان کے روانہ ہوے یہاں شاہزادہ بدیع الزمان ایوان سبز میں
بیٹھے ہوئے دنگلمانے لیے ہیں مع سرداران نامی کے ناچ دیکھ رہے ہیں اور نازنینان زہرہ خصال خورشید جمال کا گانا سن رہے ہیں
ناگاہ ایک چوبدار در ایوان سبز پر اور دوسرا چوبدار در ایوان سرخ پر آیا اور ہر ایک چوبدار نے ہر ایک شاہزادے کے خادموں سے کہا کہ بحضور خدمت
شاہزادہ عالیجاہ فلک بارگاہ میں اسوقت کچھ عرض کرنا ہے اگر مناسب ہو تو میں خود عرض کروں ورنہ تم خود جا کر اسوقت تم عرض کر دو کہ
حضور کو اسوقت ملکہ گردیہ بانو یاد فرماتی ہیں خادموں نے عرض کرنا چوبدار کا بشرح جا کر خود اپنے آقا اور مالک کو حاضر ہونے
چوبدار اور طلب فرمانے ملکہ گردیہ بانو سے بعد ادب اطلاع دی شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم نوجوان بمجرد آنے چوبدار کے
اور طلب فرمانے ملکہ گردیہ بانو کے ایوان سبز و سرخ سے اٹھ کر محل سرا آئے جسوقت دونوں شاہزادے داخل محل ہوئے تھے اسوقت
ملکہ معظمہ زبیدہ شیر دل نے از راہ طعن بآواز بلند کہا کہ صاحبو بھتیجے والو ذرا پردہ کرو شاہزادہ قاسم شاہزادے نور الدہر کے بڑے
نام جد الدین ہمراہ شاہزادے بدیع الزمان زیوقار اسوقت محل میں آئے ہیں اور تفصیل نور الدہر کے والد ہونے کی یہ ہے کہ شاہزادہ
قاسم نے ہمارے بھائی شاہزادے بدیع الزمان گردش کے ہاتھ جوڑ کر اور قدموں پر بار بار گر کر ہزار منت و سماجت شاہزادہ
نور الدہر کو اپنی فرزندی میں لیا ہے میرے نزدیک یہ امر بیجا اور بیکار ہے کیونکہ یہ مثل ہندی مشہور جہان ہے کہ ہاتھی پھرے گاؤں گاؤں جو
جسکا ہاتھی اسی کا ناؤں لاکھ شاہزادے نور الدہر کو اپنی فرزندی میں لیا ہے مگر شاہزادہ نور الدہر ہمارے بھائی کی اولاد کہا جائیگا
جسوقت شاہزادہ قاسم نے یہ تقریر اپنی پھوپھی ملکہ زبیدہ شیر دل کی سنی مارے غصے کے تھر تھر کانپنے لگے چہرہ مارے غیظ کے سرخ ہو گیا
غرض اسی عالم غیظ میں شاہزادہ قاسم نے چاہا یہ جواب دوں کہ کسی کے کہے دولت کی یہ بھی اصل حقیقت تھی کہ میں اسکے ہاتھ جوڑتا
اور قدموں پر گرتا اور اسکی منت کرتا لیکن شاہزادہ قاسم نے بصد مشکل غصہ ضبط کر کے کہا کہ پھوپھی صاحبہ آپکے اس کہنے کا تو کیا
جواب دوں ہاں اگر کوئی اور اسطرح کہتا تو اسکو اس کہنے کا مزا چکھا دیتا خواتین پرنور فار نے شاہزادہ قاسم کو غصے میں بھرا ہوا دیکھ کر
کہا کہ اے شاہزادہ قاسم تم ناراض ہو ملکہ زبیدہ شیر دل تمسے ہنسی سے کہتی ہیں اُنکی بات کا برا نہ مانو غرض خواتین کے کہنے سے
قاسم کے دل سے ملال رفع ہوا بعد اسکے خواتین نے واسطے رگ مار رنگے شاہزادہ قاسم سے کہا شاہزادہ قاسم نے انکار کیا پھر ملکہ
زبیدہ شیر دل نے کہا کہ صاحبو تیر کچھ لیے ہو تو شاہزادہ قاسم رگ نہ ماریگا شاہزادے قاسم نے جھلا کے کہا کہ میں کچھ محتاج نہیں
ہوں غرض بعد گفتگوے بسیار کے شاہزادہ قاسم نے تیر کو چلہ کمان میں رکھ کر اور پلنگ پر اپنی چچی ملکہ گوہر ملک کے

اگر سقف ایوان مین ایسا تیر مارا کہ نصف تیر سے زیادہ سقف مین در آیا بعد تیر لگانے کے شاہزادہ ملک قاسم اور شاہزادہ بدیع الزمان
نور الدہر کو دیکھکر نہایت خوش ہوے شاہزادہ بدیع الزمان نے بعد دیکھنے اپنے فرزند نور الدہر کے جمال عدیم المثال ملکہ گوہر ملک
پر جو نظر کی وہ حسن عجیب ملکہ گوہر ملک کا اُسوقت نظر آیا کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو حیرت سے سکتا سا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جب
شاہزادہ بدیع الزمان سے وہ کیفیت محویت رفع ہوئی دلمین خدا کا شکر کیا کہ پروردگارا مین کسطرح تیرا شکر ادا کرون کیونکہ میری زبان
مین اتنی قوت اور طاقت نہین ہے کہ تیرے ہر ایک احسان کا شکر کرے خصوصا اس احسان کا شکر کر ہی نہین سکتا کہ تو نے مجھکو ایسی
زوجہ خوش جمال اپنی قدرت کاملہ سے عطا فرمائی ہے کہ جسکے حسن و جمال کی مجھ سے تعریف نہین ہو سکتی غرض بعد شکر کرنے کے
شاہزادہ بدیع الزمان ہمراہ شاہزادہ قاسم نوجوان بکمال خوشی و مسرت بیرون محل آئے اور قطع راہ کرکے شاہزادہ بدیع الزمان
ایوان سبز مین تشریف لیگئے اور شاہزادہ قاسم ایوان سرخ مین آئے سرداران دست راست بائین اسکے تعظیم شاہزادہ بدیع الزمان کے
اُٹھ کھڑے ہوے اور یہان سرداران دست چپ بھی بجہت تعظیم و تکریم شاہزادہ قاسم اپنی اپنی جگہ سے سروقد اُٹھے ادھر شاہزادہ
بدیع الزمان و گل زرین پر جلوہ فرما ہوے ادھر حضرت شاہزادہ قاسم بھی مسند زرنگار پر [illegible] رونق افزا ہوے وہان اور یہان
پھر نازنینان گلبدن سیمین تن ناچنے اور گانے لگین دونون شاہزادے پھر ناچ دیکھنے لگے اور گانا سننے لگے غرض ایوان سبز و سرخ مین
یہ دونون شاہزادے بیٹھے ہوے گانا سن رہے تھے لیکن اب کچھ حال بارگاہون اور خیام کا تحریر کیا جاتا ہے واضح ہو کہ موافق حکم و ارشاد
شاہزادہ قاسم نوجوان جتنی بارگاہون مین سرداران دست راست اور جتنی بارگاہون مین سرداران دست چپ ہو لشکر حمزہ اور مالک
وغیرہ سے پایہ کی رکھتے تھے بیٹھے بعد خوشی نازنینان گلرخسار کا ناچ دیکھ رہے تھے اور گانا سن رہے تھے بار بار میکشی کر رہے تھے
بعضے سردار نازنینان مہ رو مین [illegible] کا گانا اسکے ہو رہے تھے بعضے سردار اُن نازنین کو جو انکے روبرو گا رہی تھی بغور دیکھ رہے تھے اور اشارہ
سے اپنے پہلو مین آکر بیٹھنے کو کہ رہے تھے کہ جواہر بیش بہا دیتے ہین اگر تمہارا دل چاہے تو اس جواہر کو لو اور آرزوے دل ہماری پوری کرو
نازنین اشارہ سمجھ کے ہر چند کہ اسکا دل چاہتا ہی کہ مقصد [illegible] نسائی کیجیے لیکن بظاہر ناز و ادا سے اقرار نہین کرتی اور باشارہ
کہتی ہے کہ اس لئی جواہر [illegible] مین اپنی آبرو نہ دونگی اسیطرح اکثر بارگاہون مین اور خیام مین لشکری وغیرہ سردار مین بیٹھے ہوے ہین انکے بھی
سامنے موافق انکی لیاقت کے نازنینان خوبرو ناچ رہی ہین اور گا رہی ہین اکثر مردان لشکری نازنین مہ رو رقص کرتے دیکھکر بیتاب ہو جاتے
ہین اور صدہا تصدق کرتے ہین کہ اپنی [illegible] مین اسوقت اس طرح سے مقصد دل حاصل کرین بخیال اسکے کہ اول [illegible] نہین ہو سکتا اور حرکت
اپنے بہتر ے کے سبب ان مین کوئی [illegible] نہین لیکن جب خیال حمزہ صاحبقران آجاتا ہے خوف کے مارے کانپ جاتے ہین اور خیال [illegible] باز
رہتے ہین اور دلمین یہ تجویز کرتے ہین کہ جب یہ نازنین [illegible] جائیگی اُسوقت دیکھا جائیگا [illegible] مین مدعا دل [illegible] کسی کو خبر بھی نہوگی یہ
نازنین ہمارے [illegible] سے بچکر کہان جائیگی یہ تجویز کرکے اپنی دلجوئی [illegible] لشکری وغیرہ بعض [illegible] مین بیٹھے ہین [illegible] رغبت
تمام ناچ دیکھ رہے ہین [illegible] لشکری نازنینون کا گانا سن رہے ہین [illegible] لشکری ساقی ہو کر شراب پلا رہے ہین لیکن اب کچھ حال عیاران
لشکر کا تحریر کیا جاتا ہے کہ عیاران نامی تو چھوٹی بارگاہون مین بعد عیش و عشرت بیٹھے ہوے میکشی کرتے ہین کبھی ناچ نازنینان خوبرو کا
دیکھتے ہین کبھی کہتے ہین کہ اب ناچنا موقوف کرو کچھ گاؤ نازنینان خوبرو موافق اپنی لیاقت کے گاتی ہین عیاران لشکر [illegible]
عمر اور الماس بھی اپنی [illegible] ہو رہے ہین جو نازنینان [illegible] سامنے گا رہی ہین خوش ہو کر [illegible] رہی ہین
اپنے دلمین خیال کر رہی ہین کہ ہماری کیا ہی تقدیر ہے کہ [illegible] عمر اور الماس وغیرہ کے ہین عیار [illegible] انعام مین [illegible] ہین
ہمکو یقین ہے کہ [illegible] عیار [illegible] انعام دیا ہے سعد بن عیار بادشاہ لشکر اسلام [illegible] قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران نے بھی
ایسا انعام کسی مطربہ کو نہ دیا ہوگا وہ نازنینان خوبرو تو اپنے اپنے دل مین خیال کر رہی ہین مگر یہ عیار [illegible] مین [illegible] نے
[illegible] کے ٹکڑے ایسے رنگین بھیجے ہین کہ عمر اور الماس [illegible] یاقوت احمر معلوم ہوتے ہین واسطے اپنا نام رکھنے وہی ٹکڑے [illegible]

بند کرکے یہ مطلب ہے دمبدم دے رہے ہیں اسیطرح عیاران عمر نامی بھی خیام میں ناچ نازنینان کا نظارہ کر رہے ہیں یہ بھی اشرفیان
اور روپے بنائے ہوئے دمبدم مشت بھر بھر کے نازنینان گلبدن کو دیتے ہیں وہ نازنینان خوبرو خوش ہو کر لے لیتی ہیں اور اپنے
سازندوں کو دیتی ہیں سازندے اپنی کمر میں وہ اشرفیان اور روپیہ خوب مستحکم کرکے رکھ لیتے ہیں جب گرمی کی کثرت سے پسینہ آجاتا ہے
اشرفیان اور روپے پسیج کر گھل جاتے ہیں اور کمر سے غائب ہو جاتے ہیں سازندے اپنی کمر میں روپیہ اور اشرفی نہ دیکھکر متحیر ہو کر
رونے لگتے ہیں عیار انسے پوچھتے ہیں کیوں روتے ہو وہ کہتے ہیں حضور تمام اشرفیان اور روپیہ کمر سے چور لیگیا ہمکو تباہ اور برباد کر گیا جسقدر
حضور نے ہمکو انعام میں اشرفیان دی تھیں انمیں سے کوئی اشرفی بھی اب نہیں ہے نہ کوئی روپیہ ہے مگر کمر ابھی گا جو اہی عیار ہنسکر کہتے ہیں کہ اس
جلسہ میں کوئی چور آیا ہوگا تمھاری کمر سے اشرفی نکال کر لیگیا ہوگا خیر کچھ تم ان اشرفیوں اور روپیہ کا خیال نکرو ہم تمکو ویسے ہی اور
اشرفیان اور روپیہ اسکے عوض میں دیتے ہیں لیکن اب بہت ہوشیاری سے رکھنا سازندے کہتے ہیں اگر تمھاری کمر سے نہ بچا ایک سازندہ کہتا ہے
کہ خدا حضور کو سلامت رکھے جہاں میں حضور کا اقبال بالا رہے اب کیا مجال ہے جو چور ہماری کمر سے روپیہ لیجائے اب ہم بہت ہوشیار رہینگے
یہ تقریر سازندوں کی عیاران لشکر سنکر اور باہم ہنسکر پھر ان سازندوں کو اشرفیان اور روپیہ دیتے ہیں سازندے بیچارے عیاروں کی عیاری سے ناواقف
روپیہ اور اشرفی دعائیں دے دے کے لیتے ہیں اور خوب مضبوطی سے خوب مستحکم باندھکر ہر ایک کمر سے باندھ لیتا ہے لیکن بعد تھوڑی دیر کے
ہر ایک سازندہ کو اپنی کمر ہلکی یہ معلوم ہوتی ہے ٹٹول کر جو دیکھتا ہے پھر کمر سے روپیہ اور اشرفی غائب پاتا ہے متحیر ہو کر اور جھلا کر کہتا ہے کہ
تمہیں کس غضب کے چور ہیں کہ اس مجمع میں بار بار کمر سے روپیہ اور اشرفی اسطرح لیجاتے ہیں کہ مطلق ہمکو خبر نہیں ہوتی وہ نازنین جنکے
ہر ایک سازندے کی کمر سے روپیہ اور اشرفی دمبدم غائب ہو جاتا ہے وہ اپنے دل میں خیال کرتی ہے کہ ہر ایک سازندہ خود چور ہے اور
میں تو ناچ اور گا کر انکو روپیہ اشرفی دیتی جاتی ہوں یہ ناواقف خود غائب کر لے جاتے ہیں اور چور بیچارے کا نام رکھتے ہیں بھلا اس
بزم میں چور کیونکر آئیگا اور کمر سے انکے روپیہ کیونکر لیجائیگا ایسی بات کو عقل ہرگز قبول نہیں کرتی جسوقت وہ نازنین یہ خیال کرنے
لگتی ہے تو ناچنے اور گانے سے باز رہتی ہے عیاران لشکر سازندوں اور اسطرح سے سبب گانے کا دریافت کرتے ہیں وہ نازنین کہتی ہے
کہ خداوند میں کیا عرض کروں اگر کچھ کہتی ہوں تو مفت کی تکرار ہوتی ہے اور اگر نہیں کہتی ہوں تو بھی دلکو قرار نہیں آتا حضور اصل بات یہ ہے
کہ پہلے ان سازندوں نے حضور کے سامنے عرض کیا کہ کوئی چور کمر سے روپیہ لیگیا میں نے خیال کیا کہ یہ سچ کہتے ہونگے حضور نے از راہ
پرورش اور بندہ نوازی اور روپیہ اشرفیان عنایت کیں اور یہ بھی فرمایا کہ اب ہوشیار رہنا اور انھوں نے بھی یہ دعوی کیا کہ اب
کیا مجال ہے جو چور ہماری کمر سے روپیہ لیجائے اب حضور نے سنا کہ پھر کہتے ہیں کہ چور کمر سے روپیہ لیگیا خداوند یقین نہیں آتا کہ جو
روپیہ لیگیا ہو بلکہ مجھکو یہ خود چور معلوم ہوتے ہیں خداوند میں ابھی نکو شدہ ہوں جسوقت عیاروں نے یہ تقریر اس طرح کی سنی
سب نے کہا کہ تو سچ کہتی ہے بیشک ہر ایک سازندہ بڑا اچکا اور بہت بڑا چور ہے جب یہ تقریر عیاروں کی سازندوں نے سنی
انکو اس طرح پر کمال غصہ آیا اور بے اختیار سازوں کو فرش پر پٹککر وہی اس طرح کی پکڑ کے بیچ بزم میں مارنا شروع کیا عیار
تو یہ تماشا ہی تھا بیٹھے ہوے دیکھا کیے اور خوب باہم ہنسا کیے جب سازندوں نے خوب اس طرح کو درست کر لیا اپنے اپنے سازوں کو
اٹھا کر یہ کہا کہ او ناواقف اگر ہم تیرے نزدیک چور ہیں تو اب ہم بھی تیرے ساتھ نہ رہینگے یہ کہکر ہر ایک سازندہ چلا گیا وہ طوائف تھوڑی
دیر بیٹھی جھوٹی رہا کی بعد وہ بھی ایک طرف چلی گئی عیاران لشکر اور ایک طوائف کو بلا کے اور اسکا ناچ سننے لگے اور اسکو وہی دیکر
یاقوت احمر کے الماس کے انعام میں دینے لگے عیاران لشکر کی تو یہ کیفیت تحریر کی گئی مگر اب کچھ حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے
خواجہ عمرو جسوقت ایوان میں حمزہ صاحبقران تشریف رکھتے ہیں یہ بھی اسی ایوان میں موجود ہیں ناچ نازنینان گلبدن کا دیکھ رہے ہیں
اور نگاہ مہ جبینان خوش گلو کا سن رہے ہیں زنبیل سے لباس بنا کر نکال کر پہنتے ہیں کبھی یہ خیال اسکے کرتے ہیں کہ اے خواجہ عمرو یہ لباس
میلا ہو جائیگا دھوبی سے دھلوانا پڑیگا بڑا نقصان ہوگا اتار کے زنبیل میں رکھ لیتے ہیں اور وہی لباس قدیمی پہن لیتے ہیں

خواجہ تو تبدیل لباس میں مصروف ہیں ناگاہ وہ نازنین جو قبل سے روبروے صاحبقران ناچ رہی تھی وہ ناچ گا کر رخصت ہوئی
اور دوسری نازنین مہ جبین پری رو دلکش روبروے حمزہ صاحبقران مع سازندوں کے حاضر ہوئی اور ناچنے لگی بعد ناچنے کے اُس مطربہ
خوبرو نے ایک غزل عاشقانہ شروع کی اور اس لطف کے ساتھ اُسنے غزل گائی کہ جملہ صاحبان بزم اُس مطربہ کی تعریف کرنے لگے خواجہ
عمرو نے بھی اُسکی جانب نظر کی ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ حمزہ صاحبقران خوش ہو کر اس مطربہ کو بھی ایک ہار موتیوں کا نہایت بیش قیمت
دینے لگے خواجہ عمرو یہ دیکھکر بیتاب ہوا اور کہا اے امیر بانو قبر یہ ہار مجھکو دیجیے میں اس مطربہ کو دیدوں جبتک خواجہ اپنی جگہ سے اُٹھیں
اور حمزہ صاحبقران سے ہار لیں اُس مطربہ خوش گلو نے وہ ہار امیر بانو قبر سے لیا جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ہار موتیوں کا مطربہ
نے لے لیا جیسا بانا اٹھے اور اُس نازنین مہ جبین سے کہنے لگے کہ اے نازنین میں بھی دیکھوں مجھکو کیسا ہار انعام میں ملا ہے جسوقت اُس
سیمتن غنچہ دہن نے جانب خواجہ عمرو دیکھا عجب شکل اُسکو نظر آئی یعنے اُس نازنین نے دیکھا کہ نابل ایسا سر بڑا پیٹ بڑی آنکھیں
میں کلچا ایسے گال ہیں تتی ایسے دست و پا ہیں نیچے کا قد جو گز کا ہے اور اوپر کا قد بھی گز کا ہے گلے میں کھارہ کا کرتہ ہے سر پر لمبی ٹوپی
کی ہے اور ٹوپی میں دم لومڑی کی لگی ہوئی ہے نازنین مستورہ صورت عجیب و غریب خواجہ کی دیکھکر اور جن سمجھکر ڈر گئی دست و پا جو اسکے خوف
سے کانپنے لگے تو وہ ہار موتیوں کا ہاتھ سے فرش پر گر پڑا خواجہ عمرو نے دوڑ کر وہ ہار اٹھا لیا اور زنبیل تک ہاتھ لیجا کے پھر اُس مطربہ کے
سازندے کو دیدیا جب اُس مطربہ کے حواس درست ہوئے اور اُسکو معلوم ہوا کہ یہ خواجہ عمرو ہیں جن نہیں ہیں وہ ہار موتیوں کا اُس مطربہ
نے سازندے سے لیکر اپنے گلے میں پہنا اور ناز و ادا میں بیاد ادھر خوش ہو کر پھر ناچنے اور گانے لگی ناچنے میں پسینہ جو آیا اور وہ ہار سینے میں ترچھا
رفتہ رفتہ چھپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے فقط ڈورا اُس مطربہ کے گلے میں رہگیا خواجہ عمرو تو وہاں سے چلدیے اُس مطربہ نے اپنے گلے میں ہار کو
جو نہ دیکھا نہایت متحیر ہوئی اور گانا موقوف کر کے طرح طرح کے خیالات کرنے لگی امیر بانو قبر اور سرداران اُس کی کیفیت دیکھکر سمجھ گئے کہ خواجہ ہار
موتیوں کا لیگئے اور مصنوعی ہار جو دے گئے تھے وہ پگھل گیا فقط رشتہ رہگیا یہاں تو یہ مطربہ مستورہ گلے میں ہاتھ مارا بدن سرگرم ہو جاتی
متردد ہے ادھر امیر بانو قبر خواجہ کی چالاکی اور عیاری پر ہنس رہے ہیں انکو تو اسی کیفیت میں چھوڑیے اور اب کچھ حال محل کا تحریر کیا جاتا ہے
اُسکو ملاحظہ فرمائیے ناظرین پر واضح ہو کہ بعد چلے آنے بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم کے خواتین محل ملکہ گوہر ملک کو واسطے تارے
دکھلانے کے صحن محل میں لائیں کہ ملکہ گوہر ملک درمیان خواتین کے تھیں اور گرد ملکہ گوہر ملک جملہ خواتین تھیں اُسوقت اکثر نسوان محل کو
یہ ثابت ہوتا تھا کہ ملکہ گوہر ملک بدر کامل ہیں اور خواتین کواکب ہیں غرض بعد دیکھنے تاروں کے ملکہ گوہر ملک صحن محل سے پھر اُسی جگہ
آئیں جہاں پہلے بیٹھی تھیں بعد بیٹھنے ملکہ گوہر ملک دیگر خواتین و بیگمات نازنینان گلبدن سیمتن مبارکباد گانے لگیں اور خواتین دو چار
محل سے انعام کثیر پا رہی تھیں اسی ہنگامہ شگفتہ انبساط میں جو عورت کہ شاہزادہ نورالدہر کو اپنے آغوش میں لیے ہوئے تھی اُسنے
شاہزادہ نورالدہر کو گہوارہ میں لٹا دیا اور نازنینان گل رخسار کا رقص دیکھنے لگی بعد تھوڑی دیر کے پھر جو اُسطرف گہوارے کے نظر کی
شاہزادہ نورالدہر کو گہوارے میں نہ دیکھا گھبرا کر اور خواتین سے پوچھنے لگی کہ شاہزادہ نورالدہر کو گہوارے سے کس نے اُٹھا لیا ہے خواتین نے کہا
کہ ہمکو نہیں معلوم غرض پھر تو جستجو ہونے لگی اور کل محل میں تجسس ہر ایک سے دریافت کیا گیا کہ شاہزادے کو کسنے آغوش میں لیا ہے ہر ایک
نے انکار کیا کہ ہمارے پاس نورالدہر نہیں ہیں جب یہ خبر ملکہ گوہر ملک مادر شاہزادہ نورالدہر کو معلوم ہوئی کہ میرا فرزند گہوارے سے غائب
ہو گیا اور محل میں کسی عورت کے پاس نہیں ہے اُسوقت ملکہ گوہر ملک زار زار رونے لگی اور زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگی اور غم و درد فرزند
میں اسقدر بیقرار ہوئی قریب تھا کہ روح جسم سے مفارقت کر جائے جملہ خواتین محل گم ہونے شاہزادہ نورالدہر اور نوبت ہلاکت ہو جانا
ملکہ گوہر ملک سے بے حد با وازبلند رونے لگیں کہ صداے گریہ خواتین امیر حمزہ صاحبقران و شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم
نوجوان و دیگر سرداران لشکر نے سنی امیر بانو قبر بیتاب و بیقرار ہو کے اٹھے اور سرداروں سے فرمایا کہ جلد دریافت کرو کہ یہ ہنگامہ کیا ہے ادھر
شاہزادہ قاسم اور شاہزادہ بدیع الزمان بھی شور گریہ خواتین محل سنکے نہایت ہی مضطر اور پریشان ہوئے اور خود در محل کی طرف

واسطے دریافت حال کے چلے تھے راہ میں چند سرداران نامی سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ نور الدہر گہوارے سے غائب ہو گئے ہیں شاہزادہ
بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم نے پوچھا انکو کیونکر معلوم ہوا ان سرداروں نے عرض کیا کہ ہم بموجب حکم امیر باتوقیر کے دریافت
حال در محل سرا گئے تھے چنانچہ ہمکو چند کنیزوں کی زبانی یہ خبر ملال اثر معلوم ہوئی ہے جسوقت یہ خبر وحشت اثر شاہزادہ بدیع الزمان
اور شاہزادہ قاسم نوجوان نے سنی صدمے سے عجب حال ہوا قریب تھا کہ دونوں کی روح جسم سے مفارقت کر جائے جب سرداران
مذکور نے امیر حمزہ صاحبقران سے ماجرائے غم جا کر بیان کیا حمزہ صاحبقران بھی بیقرار ہو کر رونے لگے پھر تو تمامی لشکر میں صدائے
نالہ و ماتم و دوری نور الدہر میں بلند ہوئی ہر ایک بزم عیش اور محفل عشرت بدل بمجلس غم و الم ہوئی اُدھر جملہ خواتین محل رو رو کے داد
مدد [illegible] ادھر جملہ مردان لشکر اعلیٰ اور ادنیٰ افسوس کرتے تھے اور علاوہ مردان لشکر کے ہر ایک بطرح آنسوؤں سے منہ
دھوتی تھی اور مردم بازاری کف افسوس مل مل کر روتے تھے غرض ہنگامۂ ماتم محل سے کئی فرسخ تک تھا غرض بعد چند ساعت کے
محل میں شور گریہ موقوف ہوا اسوقت ایک دوسرے شخص سے کہنے لگا کہ اب صدائے گریہ خواتین نہیں آتی معلوم ہوتا ہے کہ نور الدہر کا
شاید کچھ نشان ملا لشکر کے مردان لشکری ابھی یہ کہہ ہی رہے تھے کہ یکایک کئی چند دربان مسرور و شاداں دوڑتے ہوئے چلے آتے ہیں
مردان لشکر نے اُنسے پوچھا کہ باعث تمہارے خوش ہونیکا کیا ہے انہوں نے کہا کہ ہمکو زبانی کنیزان ملکہ گوہر ملک معلوم ہوا ہے کہ شاہزادہ
نور الدہر مع الخیر بعد چند ساعت کے خود بخود گہوارے میں نظر آتے ہیں یہ مژدۂ خوشی ہم امیر باتوقیر اور شاہزادہ قاسم اور شاہزادہ
بدیع الزمان کو دینے جاتے ہیں مردم لشکری تو یہ خبر فرحت اثر سنکے شاداں ہوئے دربانوں نے امیر باتوقیر کو جب یہ خوشخبری دی
امیر نے سجدۂ شکر خدا کیا اور حمد و الہ دل سے ادا کیا پھر دربانوں نے شاہزادہ نور الدہر کے گہوارے میں ظاہر ہونیکی خبر شاہزادہ قاسم
نوجوان کو دی شاہزادہ قاسم نے بھی شکر خدا کا کیا جب دربان مسرور آگے بڑھے شاہزادہ بدیع الزمان کو بھی یہ مژدۂ مسرت افزا دیا
شاہزادہ یہ خبر سنکے نہایت مسرور ہوا اور انہوں نے بھی سجدۂ شکر خدا کیا غرض رفتہ رفتہ تمامی لشکر میں یہ خبر فرحت اثر مشہور ہوئی
کہ شاہزادہ نور الدہر جو گہوارے سے گم ہو گئے تھے اب ظاہر ہوئے ہیں چنانچہ بمجرد سننے اس خبر کے ہر ایک اعلیٰ اور ادنیٰ کے دل سے غم و الم
دور ہوا اور ہر شخص شاد و مسرور ہوا امیر باتوقیر اور شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم نوجوان نے زر کثیر سر شاہزادہ نور الدہر سے
تصدق کر کے فقرا اور غربا کو دیا اور خواتین نے بھی محل میں بعد زر کثیر تصدق کرنے کے نذر و نیاز کرنی شروع کی ملکہ گوہر ملک کو گم ہو جانے
اپنے فرزند نور الدہر کے صدمہ سے غش آ گیا تھا اب ہوش آیا ہے اور اپنے فرزند کو خوش ہو کر سینے سے لگایا ہے اور پیار کیا ہے اور شاہزادہ
بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم نے بھی مع امیر باتوقیر نور الدہر کو پیار کیا ہے اور سینے سے لگایا لیکن امیر حمزہ صاحبقران
اور شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم کو جو اس واقعۂ حیرت افزا کی تشویش بدرجۂ کمال تھی اسوجہ سے امیر باتوقیر نے دیکھنے
دریافت کرنے اس امر [illegible] کے خواجہ زادوں کو طلب فرمایا جب خواجہ زادے آئے اسوقت حمزہ صاحبقران نے تمام کیفیت
از ابتدا تا انتہا شاہزادہ نور الدہر کے گہوارے سے غائب ہو جانے اور پھر ظاہر ہونیکی بیان کر کے فرمایا کہ بتائیے یہ کیا واقعہ تھا خواجہ زادوں
نے بموجب ارشاد فرمانے امیر باتوقیر کے بڑی دیر تک فکر کی آخر بعد غور بسیار خواجہ زادوں نے کہا کہ ای امیر حمزہ باتوقیر ہمکو اپنے علم
حکمت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شاہزادہ نور الدہر کو ایک پری زاد پردۂ قاف میں لے گئی تھی اور جسطرح کہ آپکا عقد ہوا تھا اسیطرح شاہزادہ
نور الدہر کا بھی نکاح جواہر پری سے ہوا ہے اور اس رشتہ کے طالع آپکے طالع سے بہت ملتے ہیں یہ کوئی امر رد و نقد کا نہیں
ہے بلکہ موجب مسرت ہے ہمکو فقط علم حکمت سے آگاہی دریافت ہوتا ہے اور حال غیب سے سوا خداوند عالم کے کوئی آگاہ نہیں ہے
جسوقت خواجہ زادوں نے یہ تقریر در ہرر امیر باتوقیر کی حمزہ صاحبقران اور شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم
[illegible] وجملہ سرداران لشکر اور جملہ اسرار ملک اورنگ سلیمانی یعنی سعد بن قباد بادشاہ فکر نہایت شاد و مسرور ہوئے امیر
باتوقیر نے خواجہ زادوں کے [illegible] زر و جواہر کثیر پیشکش کیا خواجہ زادے رخصت ہوئے اب حمزہ صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان

اور شاہزادہ قاسم نوجوان خسرو کو اطمینان ہوا کہ تشویش رفع ہوئی بعد جانے خواجہ زادوں کے اور دور ہونے غم و الم کے شاہزادہ قاسم
نے حکم دیا کہ اسی طرح مطربان مہ جبین ہر ایک ایوان دربارگاہ اور خیمہ میں آکر رقص کریں اور گائیں چنانچہ بموجب حکم شاہزادہ قاسم
نازنینان گلرخسار خورشید جمال اسی طرح ہر ایک مقام پر رقص کرنے لگیں اور گانے لگیں و ظاہر ہونے شاہزادہ نورالدہر کی مبارکباد
دی جشن حمزہ صاحبقران اور شاہزادہ بدیع الزمان اور روبرو شاہزادہ قاسم ذیشان گانے لگیں اور انعام کثیر پانے لگیں اسی طرح
محل میں بھی روبرو ملکہ گوہر ملک و ملکہ گردیہ بانو و ملکہ خورشید خاوری نازنینان خوبرو خوش گلو ظاہر ہونے شاہزادہ نورالدہر
کی مبارکباد گانے لگیں اور خواتین زیور فاخرہ سے زر و جواہر جیبات انعام میں پانے لگیں جب وقت خاصہ نوش کرنے کا آیا ناچ گانا
موقوف ہوا الماس خان خاوری اور عباس خان خاوری ملازمین کے ہاتھ ہر ایک اعلی و ادنی کے واسطے علی قدر مراتب طعام
خاصگی او بعرض [illegible] خوانوں میں لگا لگا کر روانہ کیا اگر تعریف طعام کی بیان کیجائے تو بہت طول ہوگا اور دل ناظرین رنجیدہ اور ملول ہوگا
اس وجہ سے ترک تعریف طعام لذیذ کرتا ہوں غرض بعد طعام تناول کرنے کے پھر محفل عشرت اور جشن ہر جگہ اسی طرح آراستہ ہوئی اور بعد
نصف شب کے اکثر بزم عیش اور محفل عشرت میں نازنینان خوبرو اور خوش گلو کا ناچنا اور گانا موقوف ہوا اور اکثر جگہ تمام شب بزم عشرت
آراستہ رہی نازنینان گلرخسار باری باری رقص کیا کیں اور گایا کیں جب فلک نے دائرۂ آفتاب بجمال مزایا افق مشرق سے
نکالا صبح ہوئی بدستور روز اول ہر ایک ایوان دربارگاہ اور خیمہ میں بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان مہ جبین خوبرویان گلبدن زیور
لباس وغیرہ سے آراستہ ہو ہو کر مع سازندوں کے ہر ایک بزم عیش میں حاضر ہو کر رقص کرنے لگیں بعض دربار موافق فرمائش صاحبان بزم
راگ و راگنیاں گانے لگیں اکثر نازنینان خوش گلو ہنگام سحر بھیرویں میں [illegible] گانے لگیں بعض بزم عشرت میں بھاند بھی مع اپنے
ساز و سامان کے حاضر ہوئے چنانچہ خاص [illegible] ایک بھاند نہایت حسین و کمسن مع اپنے ہمراہیوں کے ایوان سرخ میں روبرو
شاہزادہ قاسم حاضر ہو کر بعد ادب تسلیم بجا لایا اور بعد ناچنے اور گانے کے اسکے ہمراہیوں نے نقلیں نہایت مضحک کرنی شروع کیں بعد
کرنے چند نقلوں کے بھاندوں نے باہم کچھ مشورہ کیا اور کوئی نقل تجویز کر کے دو بھاند بزم عشرت سے علیحدہ چلے گئے اور پھر تھوڑی دیر
کے بعد دونوں بھاند نقابدار بنکے محفل میں آئے ان میں سے ایک نقابدار زمرد پوش تھا اور دوسرا نقابدار سرخ پوش تھا وہ دونوں
نقابدار باہم حجت و تکرار کرنے لگے آخر نوبت کشتی کی پہونچی اور بڑی دیر تک باہم کشتی ہوا کی مگر شکست کسی کو دونوں میں سے آشنا
نہ ہوئی اسوقت نقابدار سرخ پوش نے بعید تمام نقابدار سبز پوش سے پوچھا سچ بتاؤ کون ہو نقابدار زمرد پوش نے کہا کہ میں
اپنا نام نہیں بتاتا تو ہی اپنا نام مجھکو بتا اسوقت سرخ پوش کو بہت غصہ آیا اور ہاتھ اپنا نقابدار زمرد پوش کی نقاب پر ڈالا نقابدار
زمرد پوش نے بھی فورا ہاتھ اپنا نقابدار سرخ پوش کی نقاب پر ڈالدیا ادھر نقابدار سرخ پوش نے نقابدار زمرد پوش کی نقاب کو چہرہ
سے دور کیا ادھر نقابدار زمرد پوش نے نقابدار سرخ پوش کی نقاب کو رخ سے جدا کیا بعد دیکھنے ہر ایک نقاب کے نقابدار سرخ پوش
نے نقابدار زمرد پوش سے کہا کہ چچا جان آپ ہیں اب میں نے آپکو پہچانا پہلے مجھکو معلوم نہ تھا کہ آپ ہیں اسی طرح نقابدار زمرد پوش
نے بھی کہا کہ بھتیجے تم ہو [illegible] اب میں نے تمکو پہچانا قبل اسکے میں نہ جانتا تھا کہ تم ہو بعد اس گفتگو کے دونوں چچا بھتیجے باہم
گلے ملے اور شاہزادہ قاسم کی خدمت میں یوں عرض کرنے لگے کہ خدا حضور کو مع سلامت رکھے امیدوار انعام کے ہیں شاہزادہ قاسم
ہنسی اور شاہزادہ بدیع الزمان کی یہ نقل سمجھکر خوش ہوئے کیونکہ بھاندوں کا قاعدہ کلیہ ہے کہ جسکے یہاں آتے ہیں اسکی نقل ضرور کرتے ہیں
غرض شاہزادہ قاسم نے زر کثیر ان بھاندوں کو انعام دیا القصہ اسی طرح شب و روز چالیس روز تک شاہزادہ نورالدہر کی چھٹی کا جشن
بکمال شائستگی و ترک رہا بعد گذرنے میعاد معینہ جشن کے شاہزادہ قاسم نے جملہ ارباب نشاط کو زر کثیر دیدے کر رخصت کیا بعد ختم
ہونے مدت جشن کے جملہ اہل حرفہ مثل سوداگر و جوہری وغیرہ نے اپنے سوا ان کے جانب لاکھوں روپیہ اس جشن میں پیدا کرکے
روانہ ہوئے اور جملہ خواتین جو مہمان تھیں وہ بھی بعد جشن کے اپنے اپنے گھر گئیں اور خدام نے بموجب حکم شاہزادہ قاسم جملہ سامان اور اسباب

جو ایک ایوان میں تھا سب کو ایک جا فراہم کیا اول جو بارگاہیں اور خیام واسطے جشن کے استادہ کیے گئے تھے سب کو خدام نے اٹھا کر اور لپیٹ کر رکھا اور تمام جھاڑ اور کنول وغیرہ بھی جھاڑ سازنے بحکم شاہزادہ قاسم ہر ایک مقام سے لا لا کر ایک جا رکھے بعد گذرنے مدت جشن کے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران نے اپنے لشکر کو عجم سے روانہ کیا اور شاہزادہ بدیع الزمان نے بعد تمام ہونے ایام جشن کے اپنے والد نامدار عالی وقار یعنی زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران

والا مرتبت سے باادب تمسں جو کر عرض کیا **نظم**

سنا جو حال اپنے فرزند کا | یہ ارشاد صاحبقران نے کیا
کہ جلدی اب تمام ہو سیر و آ | اجازت ہو تو جاے بہر شکار
جو جاؤ تو جلدی سے چلے آئیو | ہمیں شام زنہار نہ دکھلائیو

فرزند صاحبقران بن صاحبقران برہم کن ملک باختر پہلوان شمشن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سلطان صاحبقران سے اجازت لیکر مع تمام اپنے رفقاے جان نثار اور دلیران عرصۂ کارزار بارگاہ سلیمانی سے باہر نکلکر اپنے مرکب گلگون باختری پر سوار ہوا اور بعظمت و صولت تمام و شوکت مالا کلام سامان شکار کا ہمراہ لیے سمت صحرا تشریف لیچلا جس وقت کہ شکارگاہ میں پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ ایک میدان وسیع پر فزا ہے اور وہاں شکار بے انتہا نظر آتا ہے نیلگاو دو ہزار ہرن چیتل بارہ سنگے

چاروں طرف چوکڑیاں اور جستیں کرتے پھرتے ہیں **اشعار**

لیے صید اسد بہ گور و گوزن | نیستان گردوں میں ہو جنکا زن
وہ کرنے لگے جا کے صید افگنی | درندوں پرندوں پہ بھی ابھی
بہت شیر مارے بہت پیل مست | ہوے کرگدن اور بارز و بست
وہ کھیلا کیا دیر تک شکار | ہوا جس گھڑی وقت نصف النہار

تو اسوقت شاہزادۂ عالم نے چاہا کہ اب شکارگاہ سے مراجعت فرماکے اپنے خیمہ میں داخل ہو ناگاہ سامنے سے ایک ہرن نہایت خوبصورت نمودار ہوا شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اب اس ہرن کا شکار کرکے چلونگا فدویوں نے ہر چند عرض کیا کہ خانہ زادوں کو اگر ارشاد ہو تو زندہ پکڑ لائیں ورنہ شکار کرکے حاضر کریں شاہزادۂ عالم نے کسی کا کہنا نہ مانا اور مرکب گلگون باختری کو اُس ہرن کے تعاقب میں سبک خیز کیا اُس ہرن نے جو دیکھا کہ قضا بر قفا اجل بر یک شہسوار اپنے راہوار کو تیز گام کیے درپے ہلاک میرے آتا ہے وہ چار کوس بطرز معشوقانہ و انداز معشوقانہ رم کرتا اور چوکڑیاں بھرتا ہوا شاہزادۂ عالم سے بچا بچا اپنے ساتھ لگائے چلا گیا بعد اسکے وہ ہرن جان توڑ کے ایک سمت کو بھاگا اور شاہزادۂ عالیشان بدیع الزمان نے ازبسکہ حرارت آفتاب سے نہایت بیتاب تھا غصہ میں آکر کہا کہ اب بغیر اس ہرن کے شکار کیے میں نہ پھرونگا گلگون باختری کو گرم تاز کیا اور چار رفیق اور جان نثار جتنے سردار تھے سب ہمراہ رکاب بگٹٹ گھوڑے ڈالے چلے جاتے تھے مگر وہ ہرن کہیں گھات پر نہ چڑھتا تھا اس عرصہ میں شدت حرارت سے کرۂ ہوا مثل کرۂ نار گرم ہوا اور ذرات ریگ مثل اخگر کے چمکنے لگے کوسوں تک کوئی درخت سایہ دار نظر نہیں آتا تھا و سنگوں تک کوئی دریا کوئی جھیل کوئی حوض کوئی تالاب کوئی چشمہ پانی کا نہ تھا نہ کوئی جانور چرندہ اور پرندہ کسی قسم سے آنکھ کا پتہ بھی کہیں نمودار ہوتا تھا اگر کہیں کوئی درخت بھی نظر آیا تو تمام برگ و بار اسکے جلس جلس کے گر پڑے تھے فقط ٹنڈ منڈ نظر آتے تھے بقول شخصے مصرع از شاخ برہنہ سایہ داری مطلب ○ اگر کہیں کوئی جانور نظر پڑا تو دیکھا دم بخود کسی شاخ درخت بے برگ و بار پر بیٹھا تڑپ کرتا جو ریگ پر گرا ہی تو آن واحد میں پھڑک پھڑک کر مر گیا اگر کسی جا چشمہ یا جدول پانی کا ملا تو اسمیں دیکھا کہ وہ چار انڈے پڑے ہوے اپنے کفیروں سے زیر بلبل ڈال رہے ہیں کہ وہ مثل پانی نظر آتا ہے ہر چہار طرف شعلہ

لگے جلنے تھوہڑ جلی ایسی لون
ہوئی کورۂ آہنگروں کی زمین
پڑا گر نشان نعل کی میخ کا
پسینے سے مٹی کے پتلے بنے
تھا ملال کوئی اور کسی کو عطش

لگے جوش کھانے جو ان کے خون
تپش سے جا ہوگئی آتشین
تن خاک پر اک پھپھولا پڑا
تھی شدت جو گرمی کے سب بچے
کوئی کہہ رہا العطش العطش

تنور فلک تھا بشدت تپان
لگی کھولنے چادر آبشار
زرہ کی زرہ گرم تھی ہر گری
برستی تھی اک آگ افلاک سے
جہاں تک نظر کام کرتی تھی واں

ہوے ذرۂ ریگ چنگاریاں
دل سنگ سے شعلہ زن تھے شرار
سواروں کو جانوں کی اپنی پڑی
اٹھا تھا دھواں ہر کرۂ خاک سے
عجب وحشت آگین تھا ہو کا مکان

تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے غیر وسینہ ملکہ شاہزادہ بدیع الزمان پر بار دشاہزادہ عالم نے جیسی ہی نام سنا تیز دکھو گا دست بگر گربانی سے
کھینچ لیا اور اپنا ہاتھ اُسکے کمربند میں ڈالا ایک ہی زور میں بادشاہ کو فاش زمین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر چاہتا تھا کہ زمین پر
دے مارے کہ اتنے میں وہ بادشاہ پکارا اے شہریار الامان الامان شاہزادہ والاشان نے فرمایا اے بہادر زمان بشرط ایمان اُسنے کہا کہ
اے شہریار معلوم ہوتا ہے کہ تو اولاد حمزہ صاحبقران سے ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے اپنا نام اور حسب و نسب ظاہر کیا اور اُسے بکمال
بسہولت تمام اپنے ہاتھ سے اُسی مرکب پر بٹھا دیا اُس بادشاہ نے عرض کیا کہ اے شہریار اصل حقیقت یہ ہے کہ مجھے جمشید کہتے ہیں اور
جو تخت پر بیٹھا ہے وہ میرا بھائی ہے خورشید نام ہے چنانچہ ہم دونوں بھائی ایک مدت سے مشتاق آپکے اقدام عالی کی زیارت کے تھے
اسلئے کہ ہمکو ایک مہم درپیش ہے اگر بدولت آپکے ہماری وہ مشکل حل ہو جائے تو سات لاکھ سوار سمیت ہم آپکا دین قبول کریں ہم دونوں
بھائی قدیم سے لقا پرستی کرتے ہیں چنانچہ بارہا ہمنے اس مشکل مہم کے مقدمے میں عرضیاں لقا کو لکھکر بھیجیں مگر لقا نے کچھ ہمارے
لکھنے کا خیال نہ کیا اور نہ کچھ جواب دیا شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ گفتگو جمشید کی سنکے فرمایا کہ آخر خلاصہ مطلب تمہارا کیا ہے جمشید
نے عرض کیا کہ اے شہریار حال یہ ہے کہ یہاں سے چند فاصلے پر دو پہاڑ طلائی نظر آتے ہیں وہاں ایک دخمہ ہے کہ نام اُسکا دخمہ مراد مشہور ہے اور
سنا ہے کہ قعر میں اُن پہاڑوں کے دو شیر طلائی ہیں کہ اُنپر ایک تابوت رکھا ہے جو کوئی شخص وہاں تک پہونچتا ہے وہ تابوت خود بخود وا
ہو جاتا ہے اور اُسمیں سے ایک ہاتھ نکلکے اُس شخص کو اندر تابوت کے ڈال لیتا ہے اور وہ ہاتھ بھی تابوت میں غائب ہو جاتا ہے تختۂ تابوت
بدستور بند ہو جاتا ہے بعد دو گھڑی کے اُسکا سر خون چکاں تن سے جدا کر کے باہر پھینک دیتا ہے پس اے شہریار مجھے یہ خلجان ہے اور یہی میری [illegible]
ہے اور یہی میں نے عہد کیا ہے کہ جو شخص اُس دخمہ کا حال مجھے دریافت کر کے بتلا دے میں اُسکا دین اختیار کروں اگر حضور وہاں تشریف لیجا کے
میری حمایت کریں تو میں اور میرا بھائی مع سات لاکھ سوار و پیادہ اپنے ہمراہ لیکے سب آپکا کلمہ پڑھیں اور مسلمان ہو جائیں شاہزادہ
بدیع الزمان نے یہ اظہار جمشید کا سنکے کہا مجھے قبول ہے تم دونوں بھائی مجھے وہاں لیجا کے وہ دخمہ مراد دکھلا دو میں وہاں کا جو کچھ
معاملہ ہوگا وہ سمجھ لونگا جمشید اور خورشید بہت سا خوش ہوکے شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنے شہر میں لے آئے اور بڑے تکلف
سے بزم شاہانہ آراستہ و پیراستہ کی دعوت اور مہمانداری شاہزادہ عالم کی بجا لا کے روز دوم صبحدم شاہزادہ عالم کو اپنے ہمراہ لیکر گرد نواح
میں اُس دخمہ مراد کے پہونچے اور شاہزادہ بدیع الزمان نے وہی کیفیت جو کہ جمشید اور خورشید کی زبانی سنی تھی وہاں دیکھی فرمایا کہ
اب مجھے یہ منظور ہے کہ پہلے تم کسی قیدی خونی کو جو کہ واجب القتل ہو لا کے اُس دخمہ کے اندر بارہ ایک تابوت کے برابر بھیجو تاکہ میں دیکھوں
کہ وہ تابوت خود بخود وا ہوکر کسطرح اُسمیں سے ہاتھ نکلکر اُس قیدی کو پکڑ لیتا ہے اور بعد دم بھر کے سر اُسکا دھڑ سے جدا کر کے دخمہ سے باہر
ڈال دیتا ہے حسب الحکم شاہزادہ بدیع الزمان کے جمشید اور خورشید نے ایک بندھوے خونی کو زندانخانہ سے طلب کر کے کہا کہ تو ذرا جا کر
اس دخمہ کے اندر اُس جگہ جہاں وہ تابوت رکھا ہے ہوکر پھر آ تو ہم تجھے اپنی قید سے آزاد کر دیں وہ بندھوا اپنی رہائی کی خوشی میں بخوف و خطر
اُس دخمہ کیطرف روانہ ہوا اور جو نہیں اُس تابوت کے برابر پہونچا ایکبار وہ صندوق خود بخود وکھل گیا اور اُسمیں سے ایک ہاتھ نکلکر
اُس قیدی کو اُٹھا لیگیا اور پھر وہ تابوت بند ہوکر بعد دم بھر کے سر اُس قیدی کا تن سے جدا کسی نے لاکے بیرون دخمہ پھینکدیا
شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ کارخانۂ سحر وہاں دیکھکر فرمایا کہ ہمارے واسطے ایک خیمہ بجا دخمہ کے پیش استادہ کرا دو پھر اسکے جیسا
کچھ ہوگا ہم سمجھ لینگے حسب الایماے شاہزادہ والاشان جمشید اور خورشید نے ایک راوٹی منگا کے وہاں کھڑی کرا دی اب
شاہزادہ بدیع الزمان وضو کر کے اُسمیں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھکے درگاہ جناب قدس الٰہی میں بکمال تضرع و زاری مستدعی
اور ملتجی ہوا تھا کہ ناگاہ ایک غنودگی سی آ گئی اور شاہزادہ عالم نے خواب میں دیکھا کہ ایک تخت مکلل بزمرد و یاقوت بجواہر ہے ایک
مرد بزرگ بکمال عظمت و صولت بیٹھا ہوا اور چند پریزاد اُس تخت کو دوش بدوش لیے ہوے میری بالین پر آئے چونکہ
شاہزادہ بدیع الزمان نے بارہا حضرت سلیمان علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تھا تاڑ گیا اور یقین میں پہچان لیا کہ دونوں

رکھدیا اور بکمال عجز و انکسار با چشم اشکبار تمنی ہے کہ یا حضرت میں چاہتا ہون کہ آپکے اقبال اور استمداد سے مین اس طلسم کو توڑ دون حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک اسم شاہزادہ بدیع الزمان عالیمقام کو یاد کرایا اور چند کلمے فرمائے اور اسیطرح سے جلوہ نما ہوئے تھے ویسا ہی اُسی سمت کچھ دور تشریف لیجا کے غائب ہو گئے جبکہ شاہزادہ بدیع الزمان خواب سے بیدار ہوا وہ باقی شب عبادت مین بسر کر کے صبح کے وقت عبادتخانے سے باہر نکلا اور حشمت و خورشید سے رخصت ہو کے جانب طلسم دخمہ مراد متوجہ ہوا جس وقت کہ برابر دخمہ کے پہونچا وہ جو اسم حضرت سلیمانؑ نے یاد کرا دیا تھا اُسکو اُس تابوت کے برابر آکے پڑھا تا گاہ وہ دونون شیر ایسے بجہ کانپنے لگے وہ تابوت اُن شیرون کے دوش سے زمین پر گر کے خود بخود کھل گیا اور اُس تابوت کے اندر سے ایک دیو شل گنبد لاجوردی کے سر اور مانند شاخہاے درخت کے ہاتھ پاؤن وار ہشت و کرشت باہر نکلا اور مانند رعد کے شور کر کے شاہزادہ بدیع الزمان پر حملہ ور ہوا شاہزادہ بدیع الزمان نے حسب فرمودہ حضرت سلیمانؑ اُسکی ضرب کو خالی دیکر ایک تیغہ اُس دیو کی دوال کمر پر مارا کہ مانند خیار تر دو ٹکڑے ہو کر گرے چنانچہ وہ لوح طلسمی پاس اُس دیو کے گلے مین پڑی تھی شاہزادہ عالم نے جھٹ پٹ اُس لوح کو دیو کے گلے سے اُتار کر جو ملاحظہ کیا تو اسمین لکھا تھا کہ اے شکنندہ طلسم اگر تو دیو کو قتل کر کے لوح پاوے تو تجھے لازم ہے کہ پہلے ان دونون شیرون کو دونون ہاتھون سے ایک ہی سدہ مین اُٹھا لے پس دخمہ مراد کے دروازے پر بحکم خدا دروازہ طلسم کا کھل جاویگا تو اندر دخمہ کے داخل ہونا بعد اسکے جو مقدمہ مشکل اور عقدہ لاحل تجھے درپیش ہو لوح کو مطالعہ کر کے بموجب حکم لوح کے عمل کرنا اگر بدون لوح کے دیکھے تو کچھ کام کریگا تو کسی صورت سے جانبر نہوگا مارا جائیگا شاہزادہ عالیمقدار بدیع الزمان نامدار نے حسب الحکم لوح طلسمی اُن دونون شیرون کے قریب جا کر دونون ہاتھون سے دونون کو پکڑ کے اور ایکہی سدہ مین اُٹھا کر معائنہ دخمہ مراد پر جا بیساختہ دروازہ وا ہوگیا شاہزادہ والا تبار بسم اللہ کر کے داخل دخمہ مراد ہوا اور سیر کرتا ہوا برابر ایک جگہ کے پہونچا تو آنے دیکھا کہ وہان پر بہت سی قبرین ہین شاہزادہ بدیع الزمان تمام دن اُس گورستان مین پھرا لیکن وہ گورستان اور قبرین تمام نہوئین اسیمین تک شب کا ہوا بیساختہ وہ قبرین شق ہو گئین اور اُنمین سے ہزارون مردے کفن پوش ایک ایک مشعل ہاتھون مین لیے باہر نکل کر پلے اور آگے کرنے شاہزادہ بدیع الزمان کیطرف دوڑے شاہزادہ عالم نے جلدی سے لوح کو جو ملاحظہ کیا تو اسمین مرقوم تھا کہ اے شکنندہ طلسم اس لوح کو تو پڑھکر ایکطرف پھینکدے شاہزادہ بدیع الزمان نے بموجب حکم لوح کے لوح گلے سے اُتار کر اُن مردون کے سامنے ڈالدیا اگر چہ وہ سب کے سب مردے لوح کے اُٹھا لینے کو دوڑے اور آپس مین ایک دوسرے کی تھی پر ایسی تھی مانتا تھا اور چاہتا تھا کہ لوح کو مین لیلون اور نہین پا سکتا تھا آخر وہی جھٹ و تکرار مین باہم کلا بکلا ہو کر سینہ بسینہ پٹ پڑے اور کشتی لڑنے لگے تا آنکہ جب صبح ہو گئی تب ناچار تھک کے اپنی اپنی قبرون مین جا کے بدستور پڑ رہے اور قبرین جیسی تھین ویسی ہی برابر ہو گئین کہین نشان اُن کا باقی نہین معلوم ہوتا تھا تب شاہزادہ والا تبار نے لوح کو اُٹھا کے ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ اسمین یہ تحریر ہے کہ اے شکنندہ طلسم اگر جناب احدیت تجھپر اپنا فضل و کرم کرے اور مردے تمام رات باہم جنگ کر کے قبرون مین چلے جائین تو تجھے لازم ہے کہ ان سب قبرون مین جو قبر بہت بڑی ہو اُس قبر کو کھود کر مردے کو نکال اور اُس مردے کا پیٹ چاک کر کے دیکھ کہ اُس مردے کے پیٹ مین دو بچے سنگ کانی کے رکھے ہین تو اُنکو نکال کے ایک کو دوسرے پر مار پس ان دونون کی ضرب کے ساتھ ایک ابر تیرہ و تار نمودار ہوگا اور تمام عالم تاریک نظر آویگا بعد اسکے جب وہ تاریکی رفع ہو پھر جیسا محل اور موقع دیکھنا پھر لوح کو ملاحظہ کرنا شاہزادہ بدیع الزمان نے اُسی صورت سے ایک قبر بہت بڑی دیکھکر کھود ڈالی اور اُسمین سے مردے کو نکالکر اُسکے پیٹ کو چاک کیا اور اُسکے دل مین دو بچے سنگ کانی رکھے تھے اُنکو نکال کے ایک کو ایک پر مارا مارتے ہی اُسکے ابر غلیظ آسمان پر نمایان ہوا اور چاروں طرف اندھیرا سا ہو گیا بعد دو گھڑی کے وہ تاریکی برطرف ہوگئی اور روشنی معلوم ہونے لگی شاہزادہ بدیع الزمان نے جو خیال کیا تو ایک باغ نہایت عجیب اور پرفضا پایا اشعار

چٹکنا غنچے کا ہوں کہ سب کو اونکی طرح
پھینکا کرے تھی اُسکو صبا سکے ہزبان
جھوٹے عبادت کے تھین گلشن مین ہر گر

شاخ کمان کیطرح سے بچو ونکی ڈالیان
قمری بھرے تھی نعرہ حق سرو کہین
ہر دم سپند ہو کے جلاتا تھا باغبان

تاراج خواب کرتے تھے بلبل کے چہچہے
اور ایک طرف کو فاختہ کوکو کرے تھی وان

فتنہ کہین جگاتی تھی شارک کی داستان
تھا بسکہ سرو دہر مین رخسارہ چمن

غرض وہ جو کہتے ہین کہ باغ بوستان لائق دو ستان گلہائے بوقلمون بود آن گونا گون

جابجا آبشار جاری حوض پانی کے بھرے ہوے فوارے چھوٹ رہے ہین اور ایک طرف ایک بڑا کنوان ہے اسپر ایک چرخ کہ آہین پیالے یاقوت و زمرد کے نصب کیے ہوے ہین اسمین مچھلیان چھوٹی چھوٹی بہت سی ہین جو کہ چرخ پھراسے تو ان دو لچون پانی عجب ایک کیفیت سے ان پیالون پر آکے گرتا ہے اور گردش چرخ مین صدائین ہر ایک سازاور باجون کی نکلتی ہین اور حوض کے کنارے پر ایک دیو مہیب صورت ایک گرز گران ہاتھ مین لیے بیٹھا ہے شاہزادہ عالیمقام نے کیفیت باغ اور اُس دیو کو اس ہیئت سے بیٹھا دیکھکر لوح کو ملاحظہ کیا مرقوم تھا کہ اے شکنندۂ طلسم کیفیت باغ اور دیو کی صورت دیکھکر تجھے لازم ہے کہ اُس دیو کو واصل جہنم کر اُس گرز کو دیو کے ہاتھ سے لیکے چرخ پر مار کہ طلسم ٹوٹ جاے بعد اسکے گنجینہ بیکران وخزینہ فراوان طلسم کا لیکر مصروف عیش و طرب ہو شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ تحریر لوح طلسمی پڑھکر جستی و دلیری تمام اُس دیو تیرہ انجام کو نہیب دیکر للکارا کہ باش اے خیرہ سر کہان گمنام ہے اور رست مین نمرود جلالت بدر ہو دیو شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنی جانب باین غیظ و غضب آتے دیکھکر چاہتا تھا کہ اٹھکر کچھ اپنا حربہ کرے شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان نے تیغ مار کر شانہ سے تا کمر دو پرکالے ہو کر دیو کے گرے اور خاک و خون مین لوٹنے لگے شاہزادہ عالم نے دوڑکر اُسکے گرز کو اٹھا لیا اور اُس چرخ پر مارا کہ آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی اور تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا عجب طرح کی آوازین خالف اور ہولناک چار طرف سے آنے لگین کہ جسکے سننے سے زہرہ رستم کا بھی آب ہو جاے بعد دو گھڑی کے وہ اندھیاری دور ہوئی اور روشنی نکلی طلسم باطل ہو گیا وہ بو وخمہ اور چند قبرین باقی رہ گئی تھین اسمین تمام دنیا کا گنج و زر اور جواہر بھرا ہوا تھا بیرون طلسم جمشید اور خورشید طلسم فتح ہو جانے سے آگاہ ہو کے اسی وقت سوار ہو کر دوڑے اور شاہزادہ بدیع الزمان کی خدمت مین جاکر تصدق و نثار ہوے بعد ازان بصدق دل کلمہ طیبہ پڑھکر مع مصاحبون کے دین اسلام قبول کیا شاہزادہ عالم نے جمشید اور خورشید کے شکرے جھکڑے او وانی طلب کرکے وہ جو کہ گنج زر و جواہر تھا سب پر بار کرا یا اور جمشید اور خورشید کو ساتھ لیے بعظمت و صولت تمام و شوکت لا کلام پھر ان دونون کے شہر مین تشریف فرما ہوا اور جمشید اور خورشید نے بزم شاہانہ کی تیاری کی حلقے ارباب نشاط کے عام ہیجو جلسہ جمع ہوا عجب لطف تھا کئی سو طائفے ایکمرتبہ کھڑے ہو کر گانے لگے یہ غزل شروع کی غزل

کہ جو موت کو زندگی جانتے ہین
برابر خوشی ناخوشی جانتے ہین
سبھی کو خبر ہے سبھی جانتے ہین
مگر رند اُسکو ولی جانتے ہین

شب وصل مین کی انی بات ہین
برا ہو اگر بزم مین دم بجا ہے
نہین جانتے اسکا انجام کیا ہے

کہ ہر دم بکر ہاتھ ہی جانتے ہین
مگر وہ اُسے بیخودی جانتے ہین
وہ مرنا مراد دلی جانتے ہین

مزے عشق کے بیخودی جانتے ہین
نہ ہو دل تو کیا لطف آزار حسرت
کسون جان ان کو کہین آپ سے وصل
سمجھا ہے تو واعظ کو رند زاہد

القصہ مین شبانہ روز جلسہ رقص و سرود رہا روز چہارم شاہزادہ عالم نے یہ سوچا کہ اب بخدمت سلطان فلک احتشام امیر عالیمقام سوار ہو کر چلون ناگاہ بریدۂ دقائع نظر انور سے گذرا کہ ایلچی نقابدار سیاہ پوش کا جمشید اور خورشید کے پاس آتا ہے یہ خبر سنتے ہی خبر کے جمشید اور خورشید کے دلین تو اسد بوجہ خوف اور ڈر اُسکا سما گیا کہ تمام بدن مین دلون لرزہ پڑا تھا بات منہ سے نہین نکلتی تھی اس عرصہ مین وہ ایلچی نقابدار سیاہ پوش کا اندرون بارگاہ داخل ہوا اور بطریق کفار سلام کر کے نامہ نقابدار سیاہ پوش کا جمشید اور خورشید کے ہاتھ مین دیا اسمین یہ مضمون تھا کہ اے خورشید اور جمشید مین نے سنا ہے کہ بدیع الزمان پسر حمزہ نے آکے طلسم وخمہ مراد کو توڑا اور گنج زر و جواہر اور مال و اسباب طلسمی اپنے قبضہ و تصرف مین لا کر تم دونون کو مسلمان کیا ہے بندہ لکھا جاتا ہے کہ تمکو لازم ہے کہ بمجرد پڑھنے نامہ کے سر بدیع الزمان کا کاٹ کر وہ مال و اسباب و گنجینہ اور خزینہ طلسمی کو ہمراہ لیکر حاضر کرو اور اُسی دین قدیم لقا پرستی پر قائم رہو ورنہ اگر تمنے سرموفرق یا کوئی عذر و حیلہ کیا تو مین اگر آن واحد مین تمہارے

سارے شہر کو غارت کرونگا اور تم دونوں کو اس عذاب الیم و عظیم سے مارونگا کہ تمھارے حال پر باہیان و پیادہ مرغان ہوا گریہ و زاری
کرینگے شاہزادہ بدیع الزمان نے مضمون نامہ کا سنکر اس نامہ کو پارہ پارہ کرکے حکم دیا کہ ہان اس ایلچی کو گردن پکڑکے بیرون بارگاہ
کرو حسب الحکم شاہزادہ عالم کے لوگوں نے ایلچی کو بسلیمان اور گردنیان دیکر کشان کشان بارگاہ سے باہر نکالدیا وہ ایلچی تو ذلیل و
رسوا ہوکر سمت نقابدار سیاہ پوش روانہ ہوا یہاں شاہزادہ والا رتبت نے حکم دیا کہ ہاں پیش خیمہ بیرون شہر و خیمہ بھیجو حسب الحکم پیش خیمہ
اور بارگاہ پہلے سے جاکے بیرون شہر ایک میدان میں استادہ ہوا روز دوم شاہزادہ والا شان بدیع الزمان گرد لشکر شکن اپنے
گلگون باختری پر سوار ہوکر اپنی بارگاہ میں جاکے داخل ہوا اور ایک شب وہان مقام کرکے صبح کو عقوب تھا کہ سوار ہوکر آگے کو چلے کہ
ایکبار پردۂ بیابان سے ایک تن گرد کا اٹھا اور جسوقت کہ دامن گرد شق ہوا دیکھا کہ چار سو علم اور نشان آگے آگے اور پشت پر اُنکی ایک
نقابدار سیاہ پوش چار ہاتھیون پر تخت کھنچا ہوا اُسپر بیٹھا ہوا ہی اور جسوقت کہ اُس طرف سے لشکر ظفر پیکر شاہزادہ بدیع الزمان نامور کو
دیکھا بیساختہ بکمال غیظ و طیش اپنے تخت پر سے کود کر ایک مرکب پر سوار ہوا اور نیزہ پکڑکے گھوڑا چکایا تا میدان میں آکر قائم ہوا
دونوں طرف جھٹ پٹ صف آرائی ہوگئی اسوقت نقابدار سیاہ پوش نے باواز بلند کہا کہ ہاں کہاں ہی وہ پسر حمزہ شاہزادہ بدیع الزمان
سامنے ہی آنکے نسب نبے کے شاہزادہ عالیمقام نے اپنے مرکب گلگون باختری کو تیز گام کرکے میدان میں بمقابلۂ حریف نکالا اور
نگاور زن ہوا کوئی سات آٹھ قدم گھوڑا نقابدار سیاہ پوش کا پیچھے ہٹ گیا اور نقابدار گھوڑے پر سے گرتے گرتے سنبھلا پکارا کہ ہاں
ای پسر حمزہ شعر بیا تا چہ داری زمردی نشان ❊ کمان کیان و گرز گران ❊ شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان نامور نے فرمایا کہ ہمارے
طریق میں حریف پر پیشدستی نہیں کرتے شعر تو اول بر آور ہنرہای خویش ❊ کہ من خصم را بینم ہم جای خویش ❊ نقابدار سیاہ پوش نے بکمال
جوش و خروش نیزہ بسینۂ بے کینہ پر شاہزادہ نامور کے مارا شاہزادے نے سنان نیزے پر روک لی اور نیزہ بازی شروع ہوگئی دفعتہ دیکھا کہ
گیارھویں بارھویں حمل میں نقابدار سیاہ پوش نے نیزہ شاہزادہ بدیع الزمان کے ہاتھ سے نکالدیا از نظروں میں شاہزادے کے
تاریک ہوگیا تھا اسی حالت غضب میں قبضۂ تیغ طہمورث دیو بند پر ہاتھ ڈالکر چاہا کہ بضرب تیغ اسکو جہنم داخل کرے نقابدار نے جپٹ کر تمام
ہاتھ شاہزادہ عالیمقام کا پکڑکے فاش زین سے زمین پر کھینچ لیا اور آپ بھی گھوڑے پر سے کود پڑا زورکشتی میں بعد دو گھڑی کے شاہزادہ
بدیع الزمان کا لنگر توڑکر زمین سے اٹھا لیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے لشکر میں چلا گیا روز دوم دیکھا کہ سر شاہزادہ
بدیع الزمان کا نیزہ پر چڑھا کے لاش کو گلگون باختری کی پشت پر باندھکر سمت لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران کے روانہ
کیا اور جمشید اور خورشید زخمی سے کہا کہ تم بت پرستی قبول کرو ان دونوں نے بمجبوری اور عاجزی اپنا دین چھوڑکے بت پرستی اختیار کی

اب تھوڑی داستان لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران سے بیان کیا جاتا ہی ❊ شعر

مصاحب نگاران صحبت بیان ❊ چنین می نگارند این داستان ❊ امیر ماہ توقیر جو بارگاہ سلیمانی میں بیٹھے تھے اور شاہزادہ
بدیع الزمان بتقریب شکار اجازت رخصت کی لیکر سمت شکارگاہ روانہ ہوا تھا بعد چند روز جبکہ کچھ حال اُنکے راہ کا اور شکارگاہ
تک پہونچنے اور نہ پہونچنے اور مراجعت فرمانے شاہزادہ بدیع الزمان نامور کا نہ معلوم ہوا اُسوقت سلطان والاشان نے شاہزادہ
کرب غازی کو واسطے شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر کے بھیجا اور شاہزادہ کرب غازی حسب الحکم سلطان باکرم جانب شکارگاہ
بتلاش شاہزادہ عالیجاہ روانہ ہوا اور چند روز شکارگاہ اور اکثر صحرا اور دشت اور بوستان میں متلاشی شاہزادہ بدیع الزمان کا
جب کہیں کچھ سراغ اور پتا شاہزادہ نامور کا نہ پایا تب لاعلاج مراجعت کرکے سمت لشکر اسلام بخدمت سلطان صاحبقران عالیمرتبت
روانہ ہوا جسوقت قریب لشکر فیروزی اثر کے پہونچا تو کرب غازی نے دور سے دیکھا کہ ایک گھوڑا خالی زین شکستہ عنان بکھرے بالوں لٹک
خون میں آغشتہ چارطرف دوڑتا پھرتا ہی شاہزادہ کرب غازی اپنے مرکب کو تیز رو کرکے قریب اُسکے پہونچا تو پہچانا کہ یہ گھوڑا تو شاہزادہ
بدیع الزمان عالیشان کا گلگون باختری ہی اور اُسکی پشت پر ایک لاش بے سر کی ہو بہو لاش بدیع الزمان معلوم ہوتی ہی

بندھی ہی اور گلے مین گھوڑے کے ایک رقعہ لٹکا ہی شاہزادہ کرب غازی نے کمال بیقرار اور سراسیمہ ہوکر وہ رقعہ گھوڑے کی گردن مین سے کھول لیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای حمزہ بدان و آگاہ باش کہ مین بدیع الزمان کو بقصاص خونریزی دلیران باختر بیکے لاشہ اُسکا اسلیئے تیرے پاس بھیجے دیتا ہون کہ تو اپنے بیٹے بدیع الزمان کا تمام ماتم و غم بخوبی کر اور تا قید حیات اپنی سوا اس لاش کی صورت دیکھنے کے بدیع الزمان سے نا امید اور یاس مطلق ہوکر بیٹھ رہ شاہزادہ کرب غازی مضمون اس رقعہ کا پڑھکر بیچارہ غش کھاتا بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا جب بعد تھوڑی دیر کے ہوش مین آیا تب گریبان چاک کرکے خاک سر پر اڑاتا سر برہنہ سینہ زنان شیون کنان بصد غم و الم بصورت سوگواران ستمدیدہ مرکب گلگون باختری کو مع لاش بدیع الزمان ہمراہ لے داخل لشکر اسلام ہوا جبکہ لشکر کے روبرو ہو پہنچا تو گلگون باختری کو خون آلودہ اور اس لاشۂ بے سر شاہزادہ بدیع الزمان عالیجاہ کو دیکھکر چہار طرف سے ادنیٰ اعلیٰ شاہ و گدا از خرد تا کلان از پیر تا جوان اہل حرفہ بازاری رو کا نمار رعایا برایا جو کوئی جہان کوئی تھا کر یا اور بلبلے یا ہو بیندار گنہگار مقدم حتو عرض لکھو لکھا آدمی زن و مرد فریاد کنان دست بر سر زنان گروہ جیش انبوہ ہم مجمع عام کیئے تا بارگاہ سلیمانی ہو پہنچے اور آہ و ہون کی اور عزاداروں کی بکثرت بھیڑ سے راستہ نہین ملتا تھا کوئے سے کو اچھلتا تھا اور شور و غل سے شیون و شین کے ایک شور یوم نشور معلوم ہوتا تھا کسی کی بات کوئی نہین سنتا تھا یہ ہنگامہ اور غل آہ و فغان کا سنکر سلطان صاحبقران نے پوچھا کہ یہ کیسا شور کیا قیامت بپا ہی ابھی کسی نے کچھ عرض نہین کیا تھا کہ سامنے سے شاہزادہ کرب غازی سر و پا برہنہ خاک سر پر اڑاتا گریبان چاک سینہ کوبان دست بر سر زنان گریان نالان بصد آہ و فغان قریب تخت نادر عنبر آیا اور وہ رقعہ امیر با توقیر کو ملاحظہ کروایا سلطان صاحبقران رقعہ پڑھکر اور یہ بات کہکے کہ ہائے ای میرے فرزند شاہزادہ بدیع الزمان یہ کیا قیامت تجھپر آگئی حالت غشی مین ڈگل پر سے فرش پر گر پڑے اور جبکہ ہوش آیا تو بصد شیون و شین رو رو کر یہ بین کرتے تھے بیت ہری مرا نوجوان فرزند • بری مرے لخت جان دلبند • پھر غش آجاتا تھا کبھی سر فرش پر دے مارتے تھے اور کہتے تھے کہ اے بدیع الزمان تم سا لائق فرزند گم جائے اور مین زندہ رہون ہائے بیٹا تم مجھ بڈھے کے عصائے پیری تھے تمہاری لیاقت تمہاری شرافت تمہاری شجاعت کس کسکو یاد کرکے روؤن و دم امیر کا یہ حال اُدھر جتنے دست راستی اور دست چپی سردار اور شاہزادہ شہریار نزدیک بارگاہ نشین تھے یہ واقعہ جانگزا اور سانحہ ہوشربا سنتے سب بصد غم و الم مصروف ماتم ہوکر گریبان چاک کر ڈالے اور سر پر خاک ڈالتے آمادہ ہلاک تھے چہار طرف دھرا دھر سینہ زنی اور سینہ کوبی کرتے تھے شور نالہ و فغان سے گوش گردون کر ہوئے جاتے تھے غرض بارگاہ سلیمانی مین عجب طرح کا کہرام مچا تھا شدہ شدہ یہ خبر وحشت اثر اندرون محل پہونچی تو تمام خواتین معظم و حریان حرم محترم اور خادمان محل و دختر سینہ و سر پیٹتی اور پچھاڑین کھاتی دروازۂ بارگاہ پر آکر جا بجا بیٹھین کر پیٹتی جاتی تھی نکل پڑین اشعار

عجب وہ لاہوا سامان محفل — لگے سر پیٹنے یاران محفل
ہوئے سب کم وہ ملے ضبط فغان کے — ہلے نالون سے گنبد آسمان کے
گھر ہی کیا یہ قسمت رنگ لائی — کسی آئی اجل تجھکو نہ آئی
یہ بیاران سفر کرنا جہان سے — یہ تیرا بے نشان ہونا جہان سے
ہجوم شور ماتم بیشتر تھا — سویدائے دل محشر وہ گھر تھا
کسی تجویز ہونے گور کن کی — غلش پیدا ہوئی حسن کفن کی
کوئی حیرت سے تصویر بکان تھا — کوئی منت کش آہ و فغان تھا
کوئی تھا سرنگون بخت زبون سے — پشیمان تھا کوئی اپنے فسون سے

پدر مادر سر بالین پہ آکر — گرے مانند اشک تر زمین پر
تفاخر تب سوزان نہان سے — ہوئے مصروف شیون ہی بیان سے
یہ دل پر بن یہ آفت ہوائی — یہ خواب تلخ مرگ ناگہانی
کہان جائین کرین ہم کسکی فریاد — وہ تھا جس کا ہی باسے بیداد
ہوا شور فغان آخر گلو گیر — بنا ہر لب خاموش تصویر
ہجوم خلق و شور آہ و فریاد — نظر آیا زمانہ ماتم آباد
گریبان چاک تھا کوئی اہل کے — کوئی تھا خاک بر سر فرو ماندہ سے

القصہ طول تا چند دیجئے کجا یہ کہ ابھی سب اہل شور و غل اور ماتم ہی مین تھے کہ ناگاہ ایک پیادۂ سرخ پوش نے دروازۂ بارگاہ سلیمانی پر آکر پکارا کہ ماجو فوداری اور سوگواری کو تا بروز قیامت

اور قید حیات اپنی اپنی تمام کرو گے اور یہ ماتم ایسا نہیں کہ جسکی حد و پایان ہو لیکن میں کسی بادشاہ کا نامہ لیکر آیا ہوں اگر ہو سکے تو میری
اطلاع بجناب امیر حمزہ صاحبقران کر کے مجھے حضور تک پہونچا دو پہلوان عادی یہ حال سنکے اُسے ہمراہ لیکے بحضور امیر با توقیر گیا اور وہ
نامہ اُسنے اپنی پگڑی سے نکال کے بحضور سلطان نامور گذرانا صاحبقران دوران نے جو اُس نامہ کو پڑھا تو اسمیں بعد حمد و سپاس
یزدان یہ مضمون مندرج تھا کہ کمترین خانہ زادان عبودیت کیش جمشید اور خورشید وحمی بعرض اقدس سلطان والاشان حمزہ صاحبقران
نامور گذرانتے ہیں کہ ہم دونوں بھائی مدت العمر سے تشنہ و تمنائے زیارت اقدام عالی شاہزادۂ بدیع الزمان والا مرتبت کی اپنے
اپنے دلونمیں سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ وائے شومی قسمت ہم لوگوں کی کہ شاہزادۂ عالم نے ظل عافیت اپنا جمیع شاہان و شہریاران
و فرمانروایان ملک باختر پر ڈالا کہ ہم سبھوں کو مشرف باسلام کیا اور کل باختر مسخر کر کے اپنے قبضہ و تصرف میں لائے باوجودیکہ حیف صد حیف
کہ ہم دونوں بھائی ایسے برگشتہ بخت ہیں کہ ایسے آج تک محروم رہے اپنے اس سر کو قدموں تک نہ پہونچا سکے اس طرح ہم اپنے نصیبوں
سے گلہ کرتے تھے حسب اتفاق ایک روز ہم دونوں بھائی مع سات لاکھ سوار دلیران عرصہ کارزار بطریق تفریح طبع سوار ہو کے ایک
صحرا کیطرف جاتے تھے اثنائے راہ میں رہبری طالع بیدار سے شاہزادۂ عالیمقدار بدیع الزمان نامدار سے دو چار ہوئے اور بسبب
لاعلمی اور ناآشنگی کے ہمارے اور شاہزادۂ عالم کے نوبت مقابلہ اور مجادلہ کی پہونچی اور شاہزادۂ عالم نے ہم دونوں بھائیوں کو مردانہ وار
زیر کر کے واسطے قبول کرنے دین اسلام کے ارشاد فرمایا ہم دونوں نے عرض کیا کہ ہم بہ شرطیکہ اس شہر کے مسلمان جو قید ہیں اگر آپ بھائی
تو طلسم دخمہ مراد کو توڑیے تو کیا مضائقہ ہم کلمہ پڑھینگے تیرا مذہب اختیار کرینگے شاہزادۂ عالم نے ازراہ شکست طلسم کا کیا اُسوقت
ہم دونوں کو معلوم ہوا کہ یہ وہی اشجع دوران شاہزادۂ بدیع الزمان فرزند سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران کا ہے آخر کار
شاہزادۂ نامدار جبکہ اُس طلسم کو فتح کر کے تشریف شریف لایا تو ہم دونوں بھائیوں نے بصدق دل کلمۂ شہادت پڑھ کے
الحمد للہ بدین اسلام قبول کیا اور شاہزادۂ والا صفات تین شبانہ روز [illegible] تفضلات خداوندانہ ہمارے شہر میں رونق افزا رہا
اور جیسے ہو سکا اطاعت و فرمانبرداری ہو سکی اسمیں اپنے حتی المقدور نہیں قاصر ہوئے اور خدمت چاکرانہ موجب سعادت دارین و مفخر
کونین سمجھ کے بجا لائے روز چہارم شاہزادۂ عالم ہم دونوں کو ہمراہ لیکر سمت لشکر فیروزی اثر روانہ ہوا تھا اثنائے راہ میں ایک نقابدار
سیاہ پوش دو چار ہوا اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو بعد مقابلہ و مجادلہ نیزہ و شمشیر بزور کشتی زیر کر کے پکڑ لیگیا روز دوم شاہزادۂ
نامدار کا نیزے پر رکھوا کے ہمارے پاس بھجوا دیا اور ہم دونوں کو پیام دین قبول کرنے کا بھیجا اور کہا کہ اگر تم اپنے دین آبائی
و اجدادی کو اختیار نہ کروگے تو میں تمہارا تمام شہر دخمہ اور تمام مال و اسباب گھر بار تاج و تخت ملک حشمت تباہ و برباد کر دونگا
ہم دونوں بھائیوں نے بخیال آل اندیشی اور خونریزی بندگان خدا اور تباہی خلق اسپر کے عاجز و ناچار ہو کے ترس جان سے بظاہر
بت پرستی اختیار کر لی ہے تب وہ نقابدار ہمارا ملک بدستور کر کے اس انتظار میں یہاں مقیم ہے کہ جس وقت سلطان والاشان
امیر حمزہ صاحبقران سمت شہر سبائل و بند جالندھر کی راہ سے نکلیں ہونگے دشمنوں سے مقابلہ کر کے شکست دوں اور کل اقالیم
ایران اور توران وغیرہ اپنے قبضہ تحت و تصرف میں لاؤں اس باعث سے ہم دونوں بھائی زندہ در گور اور مجبور یہاں مبتلائے
صد گونہ آفات اپنا خواب و خور حرام جانتے ہیں اگر حضور خیال اس نقابدار سیاہ پوش کا نہیں فرمائینگے اور کسی سمت عزیمت فرما کے
تشریف لیجائینگے تو ہم دونوں جان نثاروں کی رائے ناقص میں تو یہ بات آتی ہے کہ سرزمین ایران اور توران میں نام و نشان مسلمانوں کا
شامل صفحہ ہو جائیگا اور یہ نقابدار کسی اہل اسلام کو زندہ نہ چھوڑیگا سلطان والا قدر عالی مراتب نے یہ مضمون عرضداشت
جمشید اور خورشید وحمی کا دریافت کیا نہایت درہم و برہم ہو کر چاہا کہ میں خود بر آمد ہو کے اور بعد نقابدار سیاہ پوش کے جاؤں ناگاہ
دست راست سے خسرو بلاد ہندوستان گرشاسپ دوران جانشین سند صاحبقران رستم زمان لندھور بن سعدان اپنے دل میں سے
اٹھکر بحضور سلطان صاحبقران ملتمس ہوا کہ اگر غلام کو اجازت ہو تو جا کے اُس نقابدار سیاہ پوش تیرہ انجام کو باندھ کر حضور

مین لائے امیر بانوقیر نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ای خسرو بلاد ہند جاؤ اور اُس بدذات ابلیس صفات نقابدار کو اگر زندہ ہاتھ آئے تو
گرفتار کرو ورنہ جہنم داخل کر کے پھرو حسب الحکم قدر نواز سلطان باکرم لندھور رخصت ہو کے بیرون بارگاہ نکلا اور گرز گران سنگ
آسمان رنگ برچھ کوہ پشت پہلو توڑ وروی مرد مرگ مفاجات ستروں کی ضرب کا ہاتھوں میں لیا اپنے فیل سیوان پیل رنگ پر سوار
ہوا اور اپنی طرف سے دونوں فرزند دلبند لندھور کے ارشیون پریزاد اور لندھاوا بن لندھور اور جیپور شاہ اور جیپال ہندی اور
کوکریان ہندی اور رائے دلیپ وغیرہ مین لاکھ خدمتی اور تلنگے فیسی اور جوانان جنہ رنسی گکو بنسی کچھوانہ سنگ فیجو رہاڑ مسری
شہری بچھی کو کسی شنجر فی لٹیٹی تیان سرون پر اوراج کے مالے گلون مین ڈبچی جولی کے انگرکھے پہنے ہوئے دھوتیان کاسنی باندھے
لمچھ بند وقمین کاندھون پر سپرین پشت پر ترچھیان کاٹھ کی تیغ ہر دو ارکے سنبھالے انگ انگ ٹھڑ گئے تھے تیغ صفا متصل
پر تلون مین ٹھسے ہوئے اور بائین طرف عادل شیردل فاضل شیردل دونون بھانجے لندھور کے مع بابا ملک ورگو چرملک ٹیرے
تین لاکھ اسی ہزار برچھے بائیس بائیس سیلے سرن پر موتو کچ کنٹھے ہاتھوں میں مالے گلے مین ڈبچی چولیوں کے اوتوے دگلے پہنے ہاتھی چھگے
کمرون مین باندھے کنٹھے ہاتھوں مین لیے دکھنی گھوڑیان ماؤن سکنلے وبانے بڑی چمک دمک سے آسلح سے اور تین سپاہ لٹے تین لاکھ
جوانان شمشیرزن اور دلاوران شمن پوربی کھاجی گجراتی بنگالی وغیرہ نو لاکھ سواران اشجع میدان کارزار کو ہمراہ لیکر بقصد رزم وپیکار
جانب سن نقابدار سیاہ پوش کے روانہ ہوئے اور بعد طے مراحل اور قطع منازل جبکہ قریب اُس دو مجمعے کے پہونچے تو اپنی بارگاہ ادھر
بچھے دیرے استادہ کرا کر فروکش ہوئے اور اپنی بارگاہ مین بیٹھکر اپنے عیار داراب کلہ گیر سے فرمایا کہ تو جا کے نقابدار سیاہ پوش کی خبر
لا کہ وہ کس خواب غفلت مین پڑا سوتا ہے حسب الحکم خسرو ہندوستان کے داراب کلہ گیر عیار بتلاش سراغ رسانی نقابدار سیاہ پوش
ڈھونڈھتا ڈھونڈھتا ایک اس کوہ مین پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان وہان اترا ہے اور چار طرف ہزار ہا جوانان
شمشیرزن اور دلاوران فیل افگن سپرین تلوارین کڑے پہنے ہین داراب کلہ گیر اپنی ہیئت تبدیل کر کے اندرون لشکر پہونچا تو
وہان دیکھا کہ ایک بارگاہ مخملی استادہ ہے اور جس مین بہت سے دنگل اور کرسیان چپ و راست بچھی ہین سو سو سردار بڑے بڑے دلیر باادب
بیٹھے ہین اور بیچ مین ایک تخت مرصع کار پر ایک ہودج زرین مغرق بجواہر رکھا ہے اُسپر وہ نقابدار سیاہ پوش بکمال عز و شوکت اجلاس کیے
متفرہین اور مصاحبین سے کچھ باتین کر رہا ہے اور سامنے بارگاہ کے ایک فیل مست نہایت زبردست سفید رنگ کو زنجیر اور انکس کچھ اُسکے
پانوُن مین نہین ہے کھلا ہوا اکثر ہجوم رہا ہی برابر اُس ہاتھی کے ایک نیزے پر سر امیرشاہزادہ بدیع الزمان کا رکھا ہے داراب کلہ گیر نے
ایک شخص سے پوچھا کہ یہ سر کسکا نیزے پر چڑھا ہے لشکر کے لوگون نے جو سنا کہ یہ پوچھتا ہے کہ یہ سر کسکا ہے ہر چہار طرف سے لینا لینا کہ جانے
دونیا کہتے ہوئے بلوہ کر کے دوڑے اور داراب کلہ گیر کو محاصرہ کر کے پکڑ لیا اور آپس مین بحث و تکرار کر رہے تھے کہ یہ شخص ہمارے لشکر کا
نہین کوئی بیگانہ یہان اگر وارد ہوا ہے اسی عرصہ مین ایک پیادہ نمودار ہوا اگرچہ نہایت بدہیئت اور کریہ منظر داراب کلہ گیر نے اُسکی
صورت کو دیکھکر پہچانا کہ کوئی عیار ہے اور اُس عیار نے للکار نے برابر داراب کے پہونچتے ہی خنجر سے دونون کان داراب کے
کاٹ کے داراب کے ہاتھ پر رکھدیے اور کہا او ناتجربہ کار عیاری سے اور اچھی طرح دیکھا ہوگا کہ یہ سر بدیع الزمان پسر حمزہ کا نیزے
پر رکھا ہے اور مجھکو نعماسے سگ دندان کہتے ہین مین نے تو ارادہ کیا تھا کہ تجھے جان سے مار ڈالون مگر فقط اسیلیے کہ تو اپنے
مالک سے بھی جا کر خبر کرے تیرے کان کاٹکر تیرے حوالے کر دیے یہ کہکے داراب کلہ گیر کو اُس بلوائے عام سے نجات دلوا کے
اشارہ کیا کہ اب جدھر تیرا دل چاہے نکل جا کوئی تجھ سے تعرض نہ کریگا داراب عیار اشک ریزان باصد آہ و فغان سمت لشکر
لندھور روانہ ہوا اور بخدمت خسرو بلاد ہند کے ساری سرگذشت بیان کی اور اپنی وصیت کر کے کہا کہ شہریار بعد تعذیب پہونچا نے
غلام کے جانشین غلام کا خضر الیاس کو کیجیے کہ خنجر اپنے سینہ پر مارا کہ پشت سے نکل گیا اور داراب عیار زمین پر گرکے دم بھر مثل مرغ
بسمل تڑپا اور جان بحق تسلیم ہوا خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان نے اُسکے مرنیکا نہایت غم و ماتم کر کے بطریق اہل اسلام

کہا کہ ہم جو کوئی ہونگے تجھے معلوم ہو جائیگا نعماسے۔ سنگ دندان جابجا تھا کہ گئے اِن دونوں کو پکڑو ایکبار الیاس ہندی نے
خنجر کھینچے نعمانے سنگ دندان کے سینہ پر مارا نعمانے کا ر نعمانے سینہ پر خنجر نہ لگا لیکن ہاتھ نعما کا زخمی ہو گیا اور الیاس ہندی
اور نجم بن شہاب دونوں عیار بچستی تمام وہاں سے جنگل نکل گئے یہ شور و غل نقابدار سیاہ پوش نے سنا کہ دونوں نعمانے
سنگ دندان عیار کو زخمی کیا اور بھاگے جاتے ہیں اسیوقت اپنے مرکب پر سوار ہو کے تعاقب میں نجم بن شہاب الیاس ہندی کے
چلا الیاس ہندی نقابدار کے خوف سے افتاں و خیزاں بھاگتا ہوا جب کہیں پناہ نہ دیکھا تو لندھور کی بارگاہ میں آیا اور
جلدی سے لندھور کے تخت کے نیچے جاکے چھپکر بیٹھ رہا نقابدار بھی گھوڑا اُڑاتے ہوئے پیچھے الیاس کے آتا تھا اُسنے دور سے جو دیکھا
کہ وہ عیار اِس بارگاہ میں گھس گیا ہے نقابدار سیاہ پوش بے تحاشا بیخوف و خطر اندرون بارگاہ لندھور آیا اور بآواز بلند کہنے لگا کہ
وہ عیار کہاں ہے کہ چھپ رہا ہو ہمیں لشکر میں جاکے میرے عیار کا ہاتھ زخمی کرکے ابھی یہاں بھاگ کر آیا ہے لندھور نے کہا ای نقابدار
تیرے عیار نے بے جرم اور بے واسطے میرے عیار کے کان قلم کر ڈالے اور وہ عیار اِس عجلت میں خنجر مارکے مر گیا ہے نہ تجھ سے کچھ
نہ کہا عیار عیار اپنے باہم سمجھ لیں ہمیں انکے معاملات میں دخل دینا نہ چاہیے اور نہ تجھے لازم ہے کہ مداخلت کرے اور یہ کہکے خسرو بلاد ہندوستان
نے اِس ملائمت سے گفتگو کرکے پوچھا کہ ای بہادر ہمارا اور تیرا سبب دشمنی اور عداوت کا کیا ہے نقابدار نے یہ بات سنکے نقاب اپنے
منہ سے اٹھادی تو لندھور نے چہرہ اُسکا دیکھکے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ شخص آشنا صورت ہے بعد اسکے نقابدار سے کہا کہ ہاں
مجھکو خیال سا آتا ہے کہ میں نے تجھے کہیں دیکھا ہے نقابدار نے پھر نقاب اپنے منہ پر ڈال لے کے لندھور کی بارگاہ سے باہر نکلا
اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوکے بارگاہ میں آیا اور پھر اسیطرح سے حکم دیا کہ لندھور کے لشکر میں طبل جنگ بجے حسب الحکم نقابدار
لشکر نقابدار میں طبل جنگ بجا یہ خبر سنکے خسرو بلاد ہندوستان نے بھی حکم دیا کہ ہمارے بھی لشکر میں طبل جنگ بجا اور چنانچہ دونوں
لشکروں کی صدائے کوس حربی اور نعرہ ہائے رزمی سے گوش گردوں کر ہوتے تھے اور بدستور اور معمول قدیم طرفین سے طلایہ
پھرتے تھے اور تمام رات بزمی جاگ اور چہل پہل رہی روز دوم صبحگاہ فوج و سپاہ جانبین سے نکلکر سمت وعدہ گاہ مصاف آکر قائم
ہوئی اور صف آرائیاں ہوئیں نقیب اور چاؤش بعد درستی صفوف کے کنارے ہوئے کہ کسی نے میدان میں نکلکر کام سنانا
شروع کیا دفعۃً دیکھا کہ نقابدار سیاہ پوش اپنے لشکر سے گھوڑا جھپٹاکے تا وسط میدان میں آیا اور بآواز بلند یہ کہنے لگا کہ ای خسرو
بلاد ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان جوانان شمشیر زن و بہادران صف شکن ہلاک کرتا ہے مفید نہیں آج تجھے یہ
منظور ہے کہ میرے تیرے سر میدان تصفیہ ہو جاوے ہر روز کا جھگڑا اٹھا دوں اپنا سراپا دکھلاکے مبارز طلب ہوا ساتھ ہی نقابدار
کی نہیب دینے کے خسرو بلاد ہند لندھور بن سعدان بھی اپنے فیل میمون مبارک کو کج مارکر اُسکے مقابلہ میں پہونچا اور بعد
گفتگوئے زبانی دونوں نیزہ بازی میں مشغول ہوئے جب نیزے دونوں کے خلال ہوگئے اُسوقت لندھور نے گرز برابر اٹھایا نقابدار
سیاہ پوش نے اپنا گرز اسلحہ پر سے اٹھالیا اور دونوں باہم جنگ گرز میں ہمہ تن معروف ہوئے لندھور نے کئی ضربیں اپنے
گرز ہفت صد من کی کہ نام جسکا خوروی بردی ہے لگائیں تھا نوبت تمام نقابدار سیاہ پوش کے سر پر لگائیں مگر نقابدار سیاہ پوش پر
کچھ تاثیر نہیں معلوم ہوتی تھی انتہا یہ کہ تا غروب آفتاب لندھور نے ہزار خرابی و دشواری میدانداری کی جب وقت شام کا ہوا تو نقابدار
نے یہ کہا کہ ای لندھور دو ذرہ جنگ رہی شب بجہت آسایش ہے اپنے لشکر میں طبل بازگشت بجوا گرز بازی سے دستکش ہوا لندھور بھی
طبل آسایش کا بجا غنیمت جانکر میدان رزم سے پھرا اور اپنی بارگاہ میں آکے ایک عرضی بخدمت سلطان الاقدر عالی منزلت
بدین مضمون کہ یا امیر حمزہ با توقیر یہ نقابدار سیاہ پوش نہایت زبردست ہے میں کسی صورت سے اسکا حریف نہیں ہو سکتا ہوں سطوت اسکو
اپنے اوپر غالب اور آپکو مغلوب پاتا ہوں اس بات سے میرے دل میں وہم اور شک گذرتا ہے عجب نہیں یہ نقابدار کوئی ساحر غدار ہی
ہو اور سحر سے رزم و پیکار کرتا ہو میں نے اطلاعا عرض کر دیا آگے آپکو اختیار ہے لکھکر دی اور بہ سبب قتل کسی اعضا کے کہ جنگ نقابدار میں

تمام جسم ہاتھ پانوں شل تھے اپنے پلنگ پر غافل ہو کر سو رہا وہان نقابدار سیاہ پوش جو اپنی بارگاہ مین جا کر متعجب بستر مین اور
مصاحبین اور سرداروں سے کہا کہ خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان آفت آسمان و بلاے بدزبان و افعی مار زہر بستہ
اشجع دوران ہے جو ضرب گرز کی اسکے مجھپر پہونچی تھی مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک پہاڑ آن گرا اگر مین طلسم بستہ نہوتا تو بلاشک و بلاریب
لندھور کے ہاتھ سے مارا جاتا آج کسی صورت سے جانبر نہوتا اب مجھے یقین ہوگیا کہ مین کسی طرح امیر پر غالب نہوسکونگا یہ کہکر اپنے عیار
تماے سگ دندان کو طلب کیا اور اس سے کہا کہ اگر تو کسی عیاری سے جا کر لندھور کو چرا لاے تو مین تجھے دولت دنیا سے مستغنی اور
مالا مال کرکے رتبہ مرتبہ تیرا اوج افلاک پر پہونچا دون اس تماے سگ دندان عیار برادر شیطان نے کہا کہ ابھی مین جا کے لندھور کو
لیے آتا ہون یہ کہکے وہ بدذات عیار سمت لشکر لندھور روانہ ہوا آدھی رات کا عمل تھا کہ جس وقت یہ عیار پشت بارگاہ پر لندھور
کی جا کے پہونچا اسنے تیرگی شب مین بہ جستی تمام دو میخین بارگاہ کی اکھاڑین ادہر ادہر خوب سا دیکھکر اندرون بارگاہ گھسا تو دیکھا
اسنے کہ جو خدمتگار جہان تہان غافل پڑے سوتے ہین اور لندھور بھی اپنے پلنگ پر عالم خواب مین پڑا ہے جلدی سے کچھ عیاری اپنی ایک
چٹکی دارو بیہوشی رکھکر لندھور کی ناک کے پاس لیگیا جس وقت کہ لندھور نے دم اوپر کو کھینچا وہ تمام بیہوشی دماغ مین پہونچ گئی
لندھور کو چھینک آئی اس ناپاک نے جانا کہ اب لندھور بیہوش ہوگیا جھٹ پٹ ڈال چادر عیاری باندھ پشتارا لندھور کا دوش پر اپنے
رکھکر جس راہ سے بارگاہ مین آیا تھا اسی طرف سے باہر نکلکر افتان و خیزان دو گھڑی رات رہے اپنے لشکر مین پہونچا اور نقابدار سیاہ پوش
کے سامنے لندھور کے پشتارے کو کھولکر رکھدیا نقابدار نے دیکھتے ہی چاہا تھا کہ لندھور کو جلاد کے حوالہ کرکے حکم قتل کا کرے مگر مشتری
قمر مین جو وزیر اعظم و دستور المعظم نقابدار کا وہان حاضر تھا اسنے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حمزہ صاحب اسم اعظم ہے اور علانیہ یقین کلی کرتا
ہے کہ وہ اعانت در پردہ اوسکو لندھور کی عنقریب آتا ہوگا اگر ای شہریار تو خسرو بلاد ہند کو کہ جانشین ہند حمزہ و مشہور و معروف ہے قتل
کریگا تو غلام کی راے مین اسمین مال کار خوب نہین لہذا ابھی صلاح وقت اور مقتضاے فراست نہین ہے جو اسے قتل کرے انسب یہ کہ
لندھور کو مطوق اور مسلسل کرکے قید رکھیے آیندہ جیسا ہوگا سمجھ لیا جائیگا نقابدار نے یہ مشورہ وزیر کا بہت پسند کرکے لندھور کو
زندانخانہ مین بھیجدیا اور بقید شدید رکھا جس وقت صبح کا ہوا اور لندھور کے گم ہوجانے کی خبر جو لندھور کے لشکر مین ہوئی تو عجب طرح کا
تلاطم تھا سرداروں نے ایک سوار کو واسطے اطلاع اس حال کے بحضور صاحبقران روانہ کیا اور اس سوار نے آکے صاحبقران دوران کے روبرو
ساری سرگذشت بیان کی امیر با توقیر کو قبل از آنے اس سوار کے وہ عرضی جو بتعدد ملک نظر سحر ساحری نسبت نقابدار کے لندھور
نے لکھی تھی ملاحظہ ہوکے تشویش اور تردد لاحق تھا اب بانی اس سوار کے حال گم ہوجانیکا لندھور کے سنکے نہایت پریشان خاطر ہوے
اور فرمایا کہ یہان ہمارا خیمہ سمت دخمہ مراد لیجاؤ حسب الحکم انتظام امیر عالیمقام اسی روز تو پل عادیان پور شداد ابن پہلوان عادی بارگاہ
سلیمانی اور پیش خیمہ لیکر آگے گیا روز دوم سلطان مع الاحسان امیر حمزہ صاحبقران نے بھی مع تاجداران و نامجویان گرد اور گردن کشون
کے سوار ہوکے کوچ در کوچ بعد طی مراحل و قطع منازل دخمہ مراد مین نزول اجلال اور ورود اقبال فرمایا اسوقت نقابدار سیاہ پوش
حال تشریف آوری سلطان با اقبال کا سنکے بیساختہ اپنے مرکب پر سوار ہوکے جانب بارگاہ سلیمانی چلا امیر حمزہ صاحبقران نے جو سنا کہ
نقابدار سیاہ پوش یہان آتا ہے چند سرداروں کو اسکے استقبال کے واسطے بھیجا اور وہ سردار نقابدار کو استقبال کرکے بارگاہ سلیمانی
مین لاے سلطان صاحبقران نے بکمال عزت اور توقیر نقابدار کو کرسی مرحمت کی اور اشارہ بیٹھنے کا کیا جب نقابدار بیٹھا اور ایک
جام شراب نوش کیے تو اس حالت مین نقابدار نے نقاب اپنے منہ سے اٹھاکے کہا کہ اے حمزہ صاحبقران میرا فرامرز بن قارن کی
نام ہے اور عمل اپنے باپ قارن عدی کا میرے دل مین جوش مار رہا ہے باعث اسکے کہ تو نے میرے باپ کو قتل کیا ہے مگر مین عوض لینے
باپ کے خون کا تجھ سے نہین چاہتا مگر اس شرط سے کہ تو ملک باختر کی تسخیر سے دست بردار ہو کر ابھی ایران کو کوچ کرجا اور تمام ملک
مجھے واگذاشت کردے سواے اسکے ایک مژدہ جانبخش اور تجھے مین دیتا ہون کہ شاہزادہ بدیع الزمان مارا نہین گیا زندہ

وسالم موجود ہو اگر تو میرے کہنے کو قبول کرے تو مین بدیع الزمان کو ابھی بلوا کے تیرے سامنے بٹھلا دون سلطان صاحبقران نے
یہ حال سنکر فرمایا کہ ای بہادر اگر تو کفر و کافری ترک کر کے ملت بیضا دین اسلام قبول کرے تو پیوستہ مین کل باختر تجھے تفویض
کرودن اور جو تو ترک کفر و کافری کرکے کلمہ شہادت نہ پڑھیگا تو نقد جان اپنے ہاتھ سے بہ شکل قارون مفت رائگان کریگا گرامزرین
قارن یہ کلام سلطان عالیمقام کا سنکے ہنسا اور کہنے لگا کہ ای حمزہ مین ایک مدت سے سنا کرتا ہون کہ شہرہ پہلوانی اور صاحبقرانی
کا تیری قاف سے تا قاف برابر ایسا ہو کہ میرے ہاتھ سے وہ سب مٹ جائے خیر کیا مضائقہ یہ کہکے ہاتھ اپنا دامن پر مارکے اٹھ کھڑا ہوا
اور بارگاہ سلیمانی سے باہر نکلکر مرکب پر سوار ہو کے اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا اور اپنی بارگاہ مین آکر طبل جنگ بجوا دیا اشعار

برآمد ز نقارہ اش این صدا ۰ کہ آمد دہل بر فناے شما
بدوزخ بود جاے کافر مدام ۰ بحق محمد علیہ السلام

یہ خبر سنکے نامیان خیبری تو میان خیبری سرہنگ مصری بوتشاب لشکری بارگاہ سلیمانی مین آئے اور زمین ادب کو بوسہ دیکر
اور بعد دعا و ثناے شاہنشاہی پکارے سرور عالم کی عمر دراز لشکر نقابدار سیاہ پوش مین طبل جنگ بجا وہ نقابدار کل معرکہ آراے
میدان کارزار ہوگا سلطان عالیمقام نے یہ خبر سنتے ہی کلمہ فرمایا شعر سر ما تیغ ز شمشیر حبیب ۰ ہر چہ آید بر سر ما نصیب
جو کچھ منشی تقدیر اور کاتب ازل نے بروز دیوان قضا کلک قدرت سے اپنے صفحہ ناصیہ پر رقم کر دیا ہی وہی ظہور مین آئیگا اسمین فکر اور
تردد کرنا محض جہالت و نادانی ہی کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے حسب الحکم قدر توام سلطان با کرم کے مہر اوج عیاری
و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران سردار عمرو بن امیہ نامدار نے نقار خانہ سلیمانی مین جاکر ابلاغ حکم کیا یہ جلیل قلابہ چینی
داروغہ نقارخانہ نے اٹھکر دو اشرفیان عمرو کو نذر دین عمرو نے طبل سکندری پر چوب ماری کوس دشمن کش اور دہل جمشیدی اور
بجا بجہ کیومرثی اور بوق افراسیابی بارہ سو جوڑیان نوازش مین آئین صداے کوس جلیل اور نعرہ ہاے بزرگی سے زمین متحرک آسمان
متزلزل نظر آنے لگا عاشقان وفادار اور مجاہدان شورش شعار آمادہ مرگ مہیا فنا ہو کر سیکڑون ہمت مہر اشراسون لب دریا اور
کنگنے اپنے خیمہ و ہر سے پانون مین غسل کرکے پوشاکین نفیس اور پاکیزہ پہن کے سجادہ بچھا کر وظیفہ پڑھتے تسبیح صد دانہ شکر کو نماز نظر مین
پوشیدہ کیے حضور قلب اور خلوص نیت سے مستدعی و ملتجی تھے کہ ای رب جلیل کل صبح کو وعدہ گاہ معاف مین امتحان قوم شرافت و قدم
اجلاف کا بربان نیزہ و خنجر اور دم تیغ اور گرز ای کلمہ موجود نظر آئیگا اور جوہر عالی نسبی اور والا دودمانی کا دلیران نامور کے عیان اور
آشکار ہوگا لہذا ہم بہ بناے شہادت دست بدعا ہین کہ صد قنبری و صد انیت کا ایک قدم ہمارا آگے سے پیچھے کو نہ ہٹیگا در بحر خون
کے اور بدہیان جرم کی جسم پر داے خلعت شہادت مخلع ہو کے آقاے ولی نعمت کے روبرو سرخرو ہون اور دنیا مین نام اپنے باپ دادے
کا روشن کرکے اولاد کیواسطے باعث ازدیاد حرمت اور آبرو کا کرجائین لاکھون شجاعان صف شکن اور دلیران شمشیر زن اپنے اپنے آلات
حرب کو دیکھتے سنبھالتے تھے کیانی سلاح کی ہمدرجہ ہو گئی تھی کہ ایک ایک تیغ آبدار اور ہمہ جوہردار کے دستیاب ہونے پے اکثر
نقد جان دینے کو موجود تھے اور سپرون کو بادران جنگ وبد و تیلیان اپنی آنکھون کی سمجھے اکثر پشت پناہ اپنا گردانکر بیچ ظفر تکیہ
بناے بیٹھے تھے کمانون کو ہاتھی ابرو کا جانکر سر دون پر چڑھاے اور کمند دن کو تو رہے رشتہ جان جانتے تھے ایک ایک زرہ پر سو
جوان چشم بر دوختہ نظر آتے تھے اور چار آئینون کے لیے آشنا آشناؤن سے چار چشم ہوکر کہتے تھے یارو جو کچھ ہو حاضر ہے لو گر قسم سلاح
سے آج ہمسے کوئی شی نہ مانگو خنجر زرین قبضہ اور نیزہ سر بالا کو کوئی ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیتا تھا شعر بسکہ گشتہ گرم تر بازار تیغ
جاے میکرد جان انبار تیغ ۰ لشکر مین چارون طرف چل پہل اور بڑی ہوشیاری سے طلاے پھرتے تھے آواز ہوشیار باش اور
بیدار باش کی بلند تھی قطعہ صبح چون آفتاب نورانی ۰ سر کشید از حجاب ظلمانی ۰ خرمن کفر سوختان بلا ۰ سنبری گلشن
مسلمانی ۰ سرخیل وفاداران مقبل وفادار نے اندرون بارگاہ جاکر پایۂ سعادت صاحبقران کو بوسہ دیا
امیر نامور نے آنکھ کھولکر پوچھا رات کتنی باقی ہو گی مقبل نے عرض کی کہ نماز کا وقت قریب ہے لشکر مین کمربندی کی تیاری ہو گئی

جی مین کہتے تھے کہ حیف صد حیف آج یہ جانشین لندھور بن سعدان اسیر ظلم کس بلا مین کہان جا کے مبتلا ہو گیا غرض اسی طرح سرادار سروار دست راستی و دست چپی جو دو چار پیچھے رہ گئے تھے مثل اسرخیل وفاداران مقبل وفادار ایکطرف سے مع سات ہزار کماندار ناوک افگن اور دلیران شمشیر زن ملحق ہو کر ایک طرف سے تین لاکھ چورانسی ہزار عیار خنجر گذار مطوبے زربفتی پائجامے سقرلاتی پہنے پیچ ہیچ کے چیرے تاج سرون پر رکھے جو زبان خنجرون کی کمرون مین بیچھے اور گوپھن ہاتھون مین حلقہ ہاے کمند عیاری کلائیون مین پہنے چو تارے جھبر نے سنگلین بھرنے ہمراہ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار نمودار ہوئے غرض طبل کھا نک دو مختصر یہ کہ سواری حضرت ظل اللہ بادشاہ لشکر اسلام کی وعدہ گاہ مصاف مین پہونچی اور تبرداروں نے آگے بڑھکے جھاڑی جھنڈی کاٹ کے میدان کو ہموار کر دیا بیلچہ کار بیلچہ کاری کر کے نکل گئے سقے آبپاشی پر جھکے ہوئے تھے مگر از بسکہ لشکر فراوان اور فوج بے پایان سے اندام زمین رعشہ دار اور کثرت گرد و غبار سے کرہ ہوا کرہ خاک آسمان تمام گندلا گندہ نظر آتا تھا الکو پھا چلین اور گدہ برجیع گوشت آسمان پر شند لارہے تھے جبکہ کثرت آبپاشی سے وہ گرد رفع ہوئی اور ایک ایک کو بخوبی دیکھنے لگا نقیبون نے لشکر میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول جو دہ منقیس بخوبی آراستہ و پیراستہ کر دین دونون لشکر مثل اژدر دہن کھولے ہوئے یا دو دریاے مواج و زخار جوشن نظر آنے تھے کوئی کوچہ وہان بجز کوچہ زخم کسی کے خیال مین نہین آتا تھا اور کہین گوشہ عافیت بجز اپنے گوشہ کمان کے نہین معلوم ہوتا تھا ناگاہ طرفین سے کڑکیتون نے سر میدان نکلکے آواز بلند کہا

اے دلاوران شمشیر زن و اے جوانان تیغ افگن

اشعار

سکندر کہ یک نیمہ دنیا ساخت ز تختش مرگ چون تنگ باخت
کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد چہ داری ز کاوس و دارا بیاد
جگر خون شد از دہر او اسباب کہ گشتی اندر ہرہ شیر آب
چو بیژن بچاہ بلا شد ہزار نماند آن یل برز و نامدار
گر آن کہ نام شجاعان عصر نماید بگو تا بفرماے حشر
کدام ست کش آن یل ارجمند کہ آید بمیدان تیغ و کمند
باحوال تہم جاے عبرت ست نہ شاہی نہ از کاسہ مغز او ست
نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ کہ بشکست چون فرق کسر اینگ
فریدون خداوند اکلیل و تخت ز دنیا بناچار بربست رخت
بخاک سیہ فرق رستم نگر کہ دردھوی از گرز او کوہ سر
جہان بلکشے پائداری نکرد بکس این جہان پیشہ یاری نکرد
شجاعت خدا در یل را پسند شجاعان دنیا چہ جنت رسند
دہ جلوہ نام جسد و پدر بہ پیش شجاعان شود جلوہ گر

دیکھین کون بہادر اور دلیر شیر دل کہ آج نکلے اس میدان کارزار مین نام اپنے باپ دادے کا روشن کر جاے اور رستم اور سہراب بیژن اور برزو نامداران پیشین اور دلیران زمانہ دیرین کے نامون کو مثل حرف غلط صفحہ عالم سے مٹادے ساتھ ہی اس کڑکنے کے اور کڑکیتون کے للکارنے کے ہر ایک بہادر کی آنکھون مین نشہ شجاعت سے لال لال ڈورے پڑ گئے قبضون پر تلوارون کے ہاتھ رکھے برچھون کو ترچھے کیے منتظر تھے کہ دیکھیے ہراول لشکر سے کون ہوتا ہے ناگاہ دیکھا کہ اسطرف سے نقابدار سیاہ پوش بکمال جوش و خروش اپنے مرکب کو جولان دیتے ہوئے لشکر مین آیا اور پکارا کہ اے لشکر خدا پرستان داغ بر دوستان کرا آرزوے مرگ ست کہ آید بمیدان جنگ ساتھ ہی اسکے للکارنے کے لشکر فیروزی اثر سے طول مست بربری اجازت لیکر بمقابلہ نقابدار کے گیا اور زخمی ہو کر پھرا اور بہت سے سلیح اور دلاوران نامدار اجازت حضرت سلطان الاقدر عالی مرتبت سے لیکر میدان جنگ مین بمقابلہ نقابدار پہنچے اور ہر ایک ضرب نقابدار سے زخمی و مجروح ہو کر پھرے یہین وقت شام کا ہو گیا اور نقابدار نے طبل بازگشت بجوا دیا طبل آسایش کی آواز سنکر دونون لشکرون نے میدان رزم سے مراجعت کی نقابدار مع اپنی فوج کفار کے اپنی بارگاہ مین گیا اور سلطان والاشان بارگاہ سلیمانی مین آکر داخل ہوئے رات کو پھر طبل جنگ بجوا دیا اور صبح کو دونون لشکر بدستور میدان رزم مین آکر قائم ہوئے اور بعد تیاری میدان و صفوف آرائی نقابدار سیاہ پوش اپنے کرگدن پر سوار ہو کے میدان جنگ مین نکلا اور مبارز طلب ہوا ناگاہ لشکر اسلام مین نقارے گرجنے لگے اور علمدارون نے علمون کو جلوہ گر کیا اور تمام فوج و شہریار دونون لشکرون کی دیکھنے تھے تو شہ

میدان خرامید صاحبقران | سمند بیرزاد ورز بیر ران | چو در خانۂ زین نشست آفتاب | روان گشت فتح و ظفر ہم رکاب

یعنی سلطان نبی خو احتشام امیر حمزۂ عالیمقام عنان شہب تیزگام اشقر دیوزاد کو جانب میدان منعطف کرکے برابر تخت بادشاہ لشکر اسلام
کے آئے اور اجازت رزم حضرت خلق اسد سے لیکر اس نیت پر کہ آج اس نقابدار کو زندہ گرفتار کر لاؤنگا بمقابلۂ نقابدار سیاہ پوش
تشریف فرما ہوے نقابدار نے سلطان جم اقتدار امیر حمزۂ صاحبقران نامدار کو بمقابلہ دیکھکر کہا ای حمزہ لا ضرب امیر بانو فرنے
فرمایا کہ تجھے خوب معلوم ہو کہ ہمارے بیان کا یہ طریق نہیں کہ کوئی ادنی پیادہ بھی فوج اسلام کا حریف پر پیشدستی کرے پس
تو اپنے دل کی حسرت بر لا جب جناب حدیث تیری ضرب سے مجھے محفوظ رکھیگا تو پھر جو مجھ سے ہو سکیگا کرونگا نقابدار نے
ہنسکے کہا مشکل ہے وہ جو پہلے مارے سوچ کرنے پر کیا مارے • اور یہ کہکر گرز بر سر سلطان عالیمقدار مارا امیر دلاور نے بھی عمود
پرے گرز اٹھا کر اسکے گرز کو روکا اور پھر یہ کہکے شعر • تو ضرب ہندی ضرب من نوش کن • ہمہ شادی از دل فراموش کن • ضرب
گرز کی امیر ماری نقابدار سیاہ پوش کا یہ حال تھا کہ چار طرف تن گرد کا اٹھا مع کرکے گردن گرد میں چھپ گیا تھا پلک سے پلک
جھپک گئی تھی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا تھا گرز ہاتھ سے چھوٹ کر علیحدہ جا پڑا گردن کی کمر ٹوٹ گئی تھی یہ پیادہ بحالت
غش زین زمین پر بیٹھ گیا تھا نقابدار کی فوج کے لوگ دوڑ پڑے اور شکوہ آبپاشی کرکے جب اس گرد کو دفع کیا اور چھینٹے پانی کے
نقابدار کے منہ پر اور دماغ پر پڑے اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو دماغ میں پہونچی تو اسکی آنکھ کھل گئی اور ایکبار غیظ و طیش میں ڈر کر
چاہتا تھا کہ اشقر دیوزاد سے لپٹ جائے اور اسطرف اشقر دیوزاد کو شیان اپنی کھری کرکے اس نیت پر کہ نقابدار کو پکڑ کے
چبا ڈالیں گرم ہو کر چلا کہ امیر حمزۂ صاحبقران اشقر دیوزاد کو روک کر گرز ضرب اور نقابدار سے باہم زور کشتی کا ہونے لگا تا غروب
آفتاب بطرفین سے خوب زور کشتی کا ثابت ہوے جبکہ بر تو فلکن سنگ سرخ و شفق سے ہوا شام کا رنگ سرخ • نقابدار
سیاہ پوش نے کہا کہ یا امیر حمزۂ صاحبقران روز برای جنگ و شب برای آسایش ہے میرے اور تیرے کل تصفیہ ہو جائیگا
امیر نے کہا پھر کل پر کیا منحصر ہے بات اور دونوں دونوں برابر ہیں نقابدار نے کہا یہ کیا فرمودہ میں بوعدہ فردا اقرار کرتا ہوں کہ کل اسی
میدان رزم و جنگ میں تجھ سے پھر کشتی لڑونگا اور جو میں تجھے زیر کرکے پکڑ لیجاؤں تو جو چاہوں وہ تیرے حق میں کروں اور اگر
تو مجھے زیر کرکے گرفتار کرے تجھے اختیار ہے جو چاہے سو میرے حق میں کرے یہ کہکے اور مرکب طلب کرکے سوار ہوا اور مع اپنے
لشکر کے اپنے خیمہ کو چلا گیا امیر حمزۂ صاحبقران دوران نے بھی لاعلاج ہو کر مراجعت فرمائی اور بارگاہ سلیمانی میں آکے داخل ہوے
جتنے شاہ اور شہریار نامدار اور سرداران دست راستی اور دست چپی تھے سب کے سب نے اپنے دنگلوں اور کرسیوں پر بیٹھے
سلطان صاحبقران جانب شاہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ یا حضرت میں نے اپنی یاد میں مثل
نظیر اس فرامرز یعنی نقابدار سیاہ پوش کے کوئی پہلوان دلیر نہیں دیکھا اور ابھی تو یوں ہی کہ یہ آفت ناگہان بلائے بیدرمان ہے
دیکھیے کل سر میدان بوقت مقابلہ و مجادلہ میرے اسکے کیا معاملہ درپیش ہو غرض بیان تو یہ گفتگو درپیش تھی وہاں فرامرز بن
قارن عدلی نقابدار سیاہ پوش جو وعدہ گاہ مصاف سے پھر کر اپنی بارگاہ میں آیا تو بہلول اور شاہ صفا مغربی وغیرہ اپنے
پہلوانوں اور سرداروں کی جانب مخاطب ہوکر کہا ای یاروں میں لشکر اسلام میں فقط میں تھوڑے سے ہمیشہ اندیشناک و خائف رہتا
ہوں اول تو امیر حمزہ سے دوم بدیع الزمان پسر حمزہ سے سوم لندھور سے میرے جی میں بڑا کھٹکا اور دو سوا اس کے پہلوانوں نے
جواب دیا کہ لندھور اور بدیع الزمان تو تیرے پاس قید میں فقط حمزہ باقی ہے سو آج بھی آج تو نعمائے سگ دندان کو بھیجکر
پکڑوا منگوا تا کہ تیرے دل سے یہ کھٹکا نکل جائے فرامرز بن قارن عدلی نے کہا خوب تم نے کہا اس سے بہتر کوئی صلاح نہیں اور
نعمائے سگ دندان اپنے عیار کو اشارہ کیا کہ ہاں حمزۂ صاحبقران کو جاکے پکڑ لا نعمائے سگ دندان نے کہا بہت خوب
اور یہ کہکے وہ بدذات واسطے گرفتار کر لانے امیر حمزۂ عالیمقام کے چلا

تتمہ داستان حیرت بیان زمزمہ جادو کا کنیز فرخ لقا اپنے بھائی کے ہاتھ سے مارا جانا اور شاہزادہ بدیع الزمان کا رہائی پاکر سمت لشکر تشریف لانا

بہلول جو سردار لشکر لقا بدار سیاہ پوش ہے اسکی ایک بیٹی کہ نام اسکا زمزمہ جادو نہایت زبردست ساحرہ سحر و ساحری میں جید عصر
ہے اس بدکردار نے فولاد زرہ بن قارن عدنی یعنی لقا بدار سیاہ پوش پر شیفتہ اور فریفتہ ہوکر ایک طلسم پر زور سحر باندھ دیا ہے کہ بسبب
اس طلسم کے کوئی شخص کیسا ہی دلیل رو اور شیر دل زبردست ہو فولاد زرہ بن قارن عدنی پر غالب نہیں ہو سکتا کوئی حربہ کسی کا اسپر
اثر نہیں کرتا ہے اور زمزمہ جادو نے معنبر کوہ جو قرب و جوار میں اسی دخمہ مراد کے ہے وہاں ایک باغ دلکشا نہایت عجیب اور پر فضا
بنا رکھا ہے بیشتر اسی باغ میں رہا کرتی ہے جب کہ وہ زمزمہ جادو شاہزادہ اعظم گروہ رستم شکوہ بدیع الزمان بن امیر حمزہ صاحبقران
گردنکش شکن کو بزور سحر و نیرنگ پکڑ لے گئی تو بہلول کا ایک بیٹا نہایت صاحب حسن و جمال اور ذی ہوش اور صاحب فراست کہ
نام اسکا کنیز فرخ لقا اور زمزمہ جادو کا حقیقی بھائی ہے اُسنے زمزمہ جادو سے پوچھا کہ تو کہاں گئی تھی اور اسوقت جو سراپا
عرق عرق ہو کر تو کہاں سے آئی ہے زمزمہ جادو نے کہا کہ میں دخمہ مراد کی جانب گئی تھی وہاں سے شاہزادہ بدیع الزمان پسر
حمزہ صاحبقران کو مسحور کر کے پکڑ لائی ہوں اسے معنبر کوہ میں غار میں بند کر رکھا ہے یہ حال سنکے کنیز فرخ لقا کو کمال اشتیاق
شاہزادہ بدیع الزمان کے دیکھنے کا ہوا اور اسنے زمزمہ جادو سے کہا کہ ذرا مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلیے پسر امیر حمزہ صاحبقران کو
دکھلا دے دیکھوں تو ان خدا پرستوں کی کیسی شکل اور کیا وضع ہوتی ہے چونکہ یہ زمزمہ جادو اپنے بھائی پر مرتی تھی یعنی کنیز فرخ لقا
پر راغب اور از راہ فاجرین چاہتی تھی اس سے ہمصحبت ہو مگر کنیز فرخ لقا اقرار نہ کرتا تھا اور ہمیشہ لیت و لعل میں حیلہ و بہانہ
کرکے ٹالے جاتا تھا آج جو کنیز فرخ لقا نے سوال شاہزادہ بدیع الزمان با اقبال کے دکھلا دینے کا اس سے کیا تو یہ نہایت
خوش ہوکر کہنے لگی کہ ابھی چل اسکو دیکھ لے میرے ہمراہ گلگشت باغ بھی کرنا یہ کہکے زمزمہ جادو کنیز فرخ لقا کو اس غار میں
لے پہنچی لیگئی اور شاہزادہ بدیع الزمان کو کہ محبوس سحر محض بیدست و پا عاجز و مجبور بیٹھا تھا دور سے اسے دکھلا دیا کنیز فرخ لقا
کو دیکھتے ہی شاہزادہ بدیع الزمان سے ایک محبت دلی پیدا ہوئی اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ اگر دنیا میں کوئی شخص غلامی اور
نعلین برداری بالا دست اور خدمت کسی کی کرے تو ایسی آسمان صولت عرش اقتدار شاہزادہ بدیع الزمان کی کرے غرض بیحد
اور بسکہ محبت میں شاہزادہ والا رتبت کی نہایت بیتاب ہوا تو فکر تدبیر کار سازی کرکے چاہا کہ کسی صورت سے شاہزادہ بدیع الزمان کو یہانسے
نجات دلوا دوں اور اسکی اطاعت اور فرمانبرداری میں سعادت کونین اور افتخار دارین حاصل کروں بعد لمحہ کے تبسم کنان
زمزمہ جادو سے کہنے لگا کہ تم نے تو ہمارا کہنا کر دیا تمہاری خوشنودی خاطر کے واسطے اب تمہارے ساتھ چلکے گلگشت باغ بھی کرینگے
زمزمہ جادو زیادہ تر شادمان و خندان ہوکر کنیز فرخ لقا کے ساتھ ساتھ باغ میں آئی اور بطرز و انداز معشوقانہ باتیں کرتی اٹکھیلیاں
سے سیر باغ کرکے ایک بارہ دری میں مع کنیز فرخ لقا آکر بیٹھی اور گلابیاں شراب کی اور پیالے لاکے مصروف بادہ خواری ہوئی
کنیز فرخ لقا نے فرصت وقت کو غنیمت جانکر تھوڑا سا زہر ہلاہل ایک پیالے میں شراب کے ملا کے اپنے منہ سے لگا لیا اور جھوٹ
موٹھ کہنے لگا اف کسقدر شراب تیز اور تلخ ہے کہ قطرہ اسکا پیا نہیں جاتا یہ کہکے چاہتا تھا کہ شراب کو زمین پر پھینکدے زمزمہ جادو
نے جلدی سے کنیز کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ یہ شراب میں پیونگی لا مجھے دے پھینک نہیں یہ تیری جھوٹی شراب کہاں میسر تھی
کنیز فرخ لقا نے بظاہر نہیں نہیں کرکے وہ پیالہ شراب کا زمزمہ جادو کے حوالے کر دیا وہ ملعونہ از بسکہ راغب اور طالب اسکی تھی
بیساختہ وہ پیالہ شراب کا کنیز فرخ لقا کے ہاتھ سے لیکر غٹ غٹ پی گئی اور پینے کے ساتھ ہی ہائے کر کے لوٹ گئی اور طرفۃ العین
تمام پیٹ اسکا شق ہوگیا اور جہنم واصل ہوئی فوراً ایک تاریکی آسمان پر چھا گئی پھر آوازیں مہیب پیدا ہوئیں بعد دم بھر کے جب کہ وہ
تاریکی دفع ہوئی تو کنیز فرخ لقا نے اس ملعونہ کی ٹانگ پکڑ کے ایک غار میں ڈالدیا اور بسرعت تمام بیکھٹکے پاس شاہزادہ عالیمقام

نوکر ہو اُسنے جواب دیا کہ مین ملازم سلطانی رجبی فراش بارگاہ سلیمانی کا ہون اسوقت میری نوکری ہی سو واسطے مشاہرے کے یہان
بیٹھ گیا اب مین جاکر اپنے کار خدمت پر حاضر ہونگا نعماے سگ دندان نے بیساختہ ایک بیضۂ بیہوشی اُسکے منھ پر مارکے اُسے بیہوش
کر دیا اور وہین کسی سراپچے کے نیچے اُسکو چھپاکے ایک روغن عیاری سے اُسکی صورت آپ بنا اور جلد جلد قدم اُٹھایا بیساختہ داخل
بارگاہ سلیمانی ہوا عیارون نے بسبب اسکے کہ کہین کچھ کھٹکا کسی عیار کی عیاری کا نہ تھا اور اُس رجبی فراش کو کہ ملازم قدیم تھا
سب پہچانتے بھی تھے اسے دیکھکر کچھ خیال بھی نہ کیا کہ کون ہی اور اندرون بارگاہ کیون جاتا ہی اور وہ عیار بدذات جو اندر بارگاہ کے گیا تو
اُسنے دیکھا کہ سلطان صاحبقران عالیشان آرام فرماتے ہین اور دو چار خواص خاص جہان تہان اپنے کار خدمت مین مشغول ہین یہ بدذات
گلگیر لیکے شمعون کے گل کترنے لگا اور چپکے چپکے بیہوشی ہر ایک شمع پر رکھتا جاتا اپنی ناک مین ایک دھجّی سوتی کی دیکر کہین چھپ رہا آن واحد
مین ہواے بیہوشی چارطرف منتشر ہوئی تو وہ خواص سب بیہوش ہوکر کوئی کہین سو رہا کوئی کہین گر پڑا نعماے سگ دندان
کہین تہ پاے کے برابر پلنگ کے پہونچا اور کچھ عیاری مین نادر بیہوشی رکھکے امیر بانوقیر کو سلیمانی امیر کو چھینک دی بیہوش تھے اُس نے
جھٹ پٹ پشتارہ سلطان صاحبقران عالیشان کا باندھکر وہین ایک صحنچی مین نقب لگائی اور نقب کی راہ سے تھوڑی دور پر جاکے نکلا
اور پشتارہ بدوش چستین کرتا اپنے لشکر کو چلا اتفاقاً طلایہ پھرتے پھرتے کہین اُدھر سے شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ ملا آتا تھا اُسنے
دور سے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش کسی کا پشتارہ باندھے ہمارے لشکر سے لیے اپنے لشکر کی طرف جاتا ہی عمرو نے کہا باش ای بدذات تو کون
ہی اور اسوقت یہ کیا شی لیے بھاگا جاتا ہی نعماے سگ دندان نے عمرو کی جو آواز سنی یہ مثل برق و باد چستین کرتا جان توڑ کے بھاگ
قریب اپنے لشکر کے جا پہونچا وہان فرامرز بن قارن عدنی یعنی نقابدار سیاہ پوش آج خود طلایہ اپنے لشکر کا دیتا تھا اُسنے
جو آواز گیر و دار کی سنی وہ نعماے سگ دندان کی جانب تو متوجہ ہوا عمرو کیطرف اپنے گھوڑے کو گرم نا کرکے چلا عمرو فرامرز کو
اپنی طرف آتے دیکھ کے سوچا کہ بڑے دشمن زبردست کا سامنا ہو گیا خدا خیر کرے بیساختہ ایک جست کرکے نعماے سگ دندان
کے پاؤن مین خنجر مارا کہ دونون پاؤن اُسکے قلم ہوگئے وہ تڑپ کر زمین پر گرا اور پشتارہ علیحدہ جا پڑا عمرو نے جیسی تمام پشتارہ امیر
عالیمقام کا اُٹھا لیا اور جیسک فرامرز بن قارن عدنی پہونچے پہونچے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اسنے چاہا کہ مین پہاڑ پر چڑھ جاؤن اور
تیر کو ترکش سے نکال اور کمان کو دوش پر سے اُتار کے نہ کوزہ سے لا تیر کو پرتاب کیا اور پر سے عمرو نے ایک پتھر فلاخن مین رکھکر
سر پر چرخ دیکر جو مارا تو وہ تیر اور پتھر دونون بٹ کر سمت فرامرز کا گرے حسب اتفاق اُسی وقت کہین الیاس ہندی جو
عیار خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کا تھا اُسنے کسی عیاری سے نقابدار کے لشکر مین جاکے پاسبان کو بیہوش
کیا اور بندیخانہ سے لندھور کو نکال کے پشتارے مین باندھ اپنے لشکر کی سمت آتا تھا جب اُس پہاڑ کے برابر جہان عمرو سے اور
نقابدار سے پتھر اور تیر کی لڑائی ہوتی تھی پہونچا تو الیاس نے یہ خیال باحتیاط اندیشی کے کہ اِس نقابدار کا لشکر سامنے ہی اور سب ہوشیار
ہو چکے ہین یہان ٹھہرنا مناسب نہین پشتارہ لندھور کا لیے بارگاہ سلیمانی مین آیا اور لندھور کو جھٹ پٹ پشتارے سے کھولکر
بحضور سلطان سعد بن قباد سارا حال شاہ عیاران عیار کا اور فرامرز بن قارن عدنی کی لڑائی کا بیان کیا یہ حال سُن کے
لشکر گردہ علی عمران صاحب بند گردان مہتر قران و مہتر برق فرنگی اور چالاک بن عمرو اور سمک بطاقی امیر بن عمرو عندلیس بن
عمرو سیارہ بن عمرو محمود گلباد خان عراقی کتارہ کابلی تجتہ بابلی نسیم بن عمرو وغیرہ عیار خنجر گذار ایکبار خنجر بکف حلقہ ہاے
کمند عیاری اور پیچے ہاتھون مین پکڑے چار طرف سے دوڑ پڑے اور فرامرز بن قارن عدنی کو جاکے محاصرہ کر لیا اور چار طرف
سے پتھر مارنا شروع کیا انتہا یہ کہ بیت کر جسطرح بنا فرامرز بن قارن عدنی نقابدار سیاہ پوش کو پکڑ لیا اور اُسکی مشکین باندھے
بہزار ذلت و خواری گردنیان دیتے کشان کشان اپنے لشکر مین لاے عمرو بھی پشتارہ لیے بارگاہ سلیمانی مین پہونچا اور پشتارہ
کو جو کھولا تو سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران کو اُسمین بندھا پایا عمرو نے جلدی سے فتیلہ رفع بیہوشی صاحبقران کو دے کر

ہوشیار کیا اور حال لعمائے سنگ دندان عیار کی عیاری کر کے بیجانے کا اور اثنائے راہ مین اپنے ست دوچار ہونے اور اُسسے
بھاگ گئے اور نقابدار سیاہ پوش کے آجانے اور خیامین اپنے اور نقابدار کے معرکہ سنگزنی اور تیر افگنی کا من وعن بیان کیا اس عرصہ
مین دیکھا کہ افواج کواکب منتشر ہوکر رو بمغرب مین جا چھپے اور شہرۂ اجلاس سپاہ زرین کلاہ آفتاب عالمتاب تخت نیلگون سپہر
پر افشاندہ عالم ہوا یعنی وقت صبح کا ہوا اور حضرت طبل اصر سعد بن قباد بادشاہ نے بارگاہ سلیمانی مین آکے تخت سلطنت پر
جلوس فرمایا سلطان الاتوقیر امیر حمزہ کشورگیر اپنے دنگل نا دعنبر پر جلوہ فرما ہوئے کل تاجدار پانچ سو بحیین سردار دست راستی اور
دست چپی سب اپنے اپنے دنگلون پر باقاعدہ مستمرہ باادب متمکن ہوئے اُسوقت صاحبقران دوران نے فرامرز بن قارن عدلی کا
اپنے روبرو طلب کرکے فرمایا کہ اے فرامرز بن قارن عدلی اب تجھے لازم ہے کہ اس کفر و کذب کو ترک کرکے ملت دین اسلام قبول کر فرامرز
نے جواب دیا کہ اے حمزہ اگر کسی نے بہ دانگی مجھے پکڑا ہوتا تو مین بچشم دل مین متنبہ در معقول ہوگر تو نے کشادہ منظور کرتا تیرے عیار دریچ چار د
طرف سے جلوہ اور لاکے مجھے زیر سنگ رکھ لیا اور حالت غش مین مجھے پکڑکر یہان لائے ہین اب سر تو یہ گفتگو مجھ سے کرتا ہے یہان یہ بارگاہ
سلیمانی مین سلطان صاحبقران سے فرامرز بن قارن عدلی یہ باتین کر رہا تھا وہان جو زخمی ہوکر مارے جانا لعمائے سنگ دندان
عیار کا اور گرفتار ہوجانا نقابدار سیاہ پوش کا نقابدار کے سرداران لشکر نے سنا تو باہم مشورہ کرکے ارشیون پریزاد و عجز وقید بو
کو زندانخانہ سے بلوا کے رہائی دی اور بڑی دھوم دھام سے انکو خلعت پہنا کے بکمال عظمت و حرمت و شوکت و شان انھین ہمراہ
لیے سمت لشکر فیروزی اثر بخدمت سلطان والاشان حمزہ صاحبقران آئے اور بنہایت عجز وانکسار سے ہاتھ اپنے باندھ کے مستدعی اور
ملتجی ہوئے کہ ان سردارونکو لیجیے اور فرامرز بن قارن عدلی ہمارے مالک کو انکے بدلے مین ہمکو عنایت کیجیے امیر الاتوقیر نے فرامرز بن
قارن عدلی کو انکے حوالے کردیا جسوقت فرامرز بن قارن عدلی بارگاہ سلیمانی سے نکلے اپنے لشکر مین آیا اُسوقت بدستور قدیم
طبل جنگ اپنے لشکر مین بجوا دیا یہان یہ خبر طبل جنگ کے بجنے کی سُنکے سلطان یاکرم نے فرمایا ادھر ہمارا بھی لشکر مین بحکم ایزدی اور بتائید
ربانی طبل جنگ بجے اور حسب الحکم امیر عالیمقام یہان لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بدرنگ بجا اور تمام شب تیاری جنگ مین گذری روز دوم
صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین آکر قائم ہوئے اور بطور قدیم صف آرائیان ہوئین اور آراستگی میدان کی بخوبی ہو چکی اُسوقت فرامرز بن
قارن عدلی اپنے گردن کو رانون سے مس کے ناف میدان مین آکے مبارزطلب ہوا امیر الاتوقیر چاہتے تھے کہ اشقر دیوزاد کو جولان کرکے
بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت میدان رزم کی لین ناگاہ دیکھا کہ سمت بیابان سے ایک تتق گرد کا اٹھا مثل ابر تیرہ و تار کے اور جسوقت وہ
گرد چھٹی تو آگے آگے بائیس زنجیر فیل مست اُنپر علمدار بائیس علم زرنگار ہاتھون مین لیے پرچم کھولے ہوا اور پھریرے انکے ہوا سے پھر پھراتے اور رکاب
مین انکے بائیس سو سوار چرم پوش سامان جنگی درست کیے بجائے خود گریبان سرون پر باندھے ہوئے انکے پیچھے کچھ سانڈنی سوار زرق
برق وردیان پہنے سانڈنیان ہوسلی بی جو مین چھم چھم کرتی ہوئی اُڑتی چلی آتی مین بعد انکے خاص برداران اور برچھی برداران و غیرہ
جلو کا انکے پیچھے کچھ چوبدار عصابردار مروجے پوش اکثر نفیس نفیس عصے سنہری روپہلی ہاتھون مین لیے نقیب و ذیب اور اہتمام سواری کا
کرتے ہوئے دو ڈھائی سو ہتے ہاتھی پر جھکے ہوئے رکوش جوکی بوار نگے آگے نشانون مین ہلالت بھیرون جاہل اپیا کو پھونکتے ہوئے
غرض یہ کہ بعد اُنسبکے ایک تخت مکلل زر بفرق بجواہر پر ایک بادشاہ نہایت ذیجاہ صاحب حسن و جمال برس بیس بائیس کا سن وسال تاج
شاہی بر سر جامہ شاہنشاہی در بر اُسپر بیٹھا ہوا اور دست راست تخت کے ایک نقابدار سبز پوش بکمال شوکت وشان مثل شیر ژیان
سبزہ بدوش قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھے شعر آثار شجاعت ازجبینش ۔ چون جوہر ذوالفقار پیدا ۔ اپنے مرکب گلگون تند برق رنگ کو
جولان کیے زیر سایۂ علم چلا آتا تھا اور پشت پر اُسکے بائیس ہزار سواران اسلحہ پوش زنگار اور دلیران عرصۂ کارزار مسلح اور مکمل بعدہ تحفہ
گھوڑے رانون کے تلے دبائے ایک سمت میدان رزم کے آکر صف آرا ہوئے اور وہ نقابدار سبز پوش فرامرز بن قارن عدلی کو
میدان رزم مین دیکھکر بکمال غیظ اپنے مرکب کو گرم تاز کرکے مقابل فرامرز کے آیا اور جسکا وہ جوان دیکھا دس بارہ قدم کھوڑا نقابدار سیاہ پوش کا

پیچھے ہٹ گیا اور نقابدار او جھڑ کھا کے عنقریب تھا کہ گردن کی پشت پر سے زمین پر گر پڑے گر خوب سا اپنے کو سنبھال کے پھر قائم ہوا اور نیزہ و سینہ بلکینہ پر نقابدار سبز پوش کے مارا نقابدار سبز پوش نے اپنے نیزے کی سنان پر رکھ کے کاٹا تھا اور باہم نیزہ بازی میں مشغول ہوئے اشعار

بجنبش درآمد ز افسان زمین ۔ دو نخل اجل بہر و مار گ بار ۔ سنان چون زبان ہان نے نیزہ بار ۔ بمیدان کشیدہ سنان ہر کہین
شہان را چنین کی بود کارزار ۔ چنان نیزہ با نیزہ آمیختند ۔ سنان یک بدیگر درآویختند ۔ گہ برہم خمیدہ زنان گو بہ بام

ساتوین طعن مین نقابدار سبز پوش نے نیزہ فرامرز بن قارن عدلی کا نیزہ پر گا تھا مثل تیر شہاب کے ہوائی کر دیا فرامرز نے جو دیکھا کہ اس سبز پوش نے نیزہ میرے ہاتھ سے نکالدیا اپنے دونون ہاتھ قاش زین پر گدکا دے مارے اور پکارا کہ ای سبز پوش غضب کیا تو نے نیزہ میرا تو نے نکالدیا مگر یاش کی کہ گدا م تو صحیح و سالم کہ زندہ اپنے خیمہ مین ہر رو بہ لیکے گرز اپنا کہ جسکے گرز در قوت تمام ایک ضرب اسنے بر سر نقابدار سبز پوش ماری نقابدار نے بہ چستی تمام گرز اپنی سپر کو اپنے سر پر لاکے کہا کہ ای قادر ذو الجلال پناہ تو ہے تو اہم پناہ بسیر دام اور اس گرز کی ضرب کو اپنی سپر پر روکا تو باعث اسکے کہ وہان کی زمین نرم شق ہو کر چارون پانون نقابدار کے گھوڑے کے تا بہ زانو زمین مین غرق ہوگئے تھے شور صدائے تراق و تروق و تراق و تلاق برسید بہ نیلی رواق ہ مگر دست حق پرست مین اس شجیع روزگار نقابدار سبز پوش کے تعلق الغرض یہ معلوم ہوتی تھی جسطرح سے سپر کو تھامے تھا اسی صورت سے مثل ستون قائم رہا ان بند نقاب کا جو ٹوٹ گیا تو وہ نقاب کھلکر چہرہ زیبا سے گر پڑی اور فرامرز بن قارن عدلی نے دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان مانند آفتاب تابان مہر درخشان ابر نقاب مین سے طالع ہو کر مجھ سے بخت تیرہ روزگار کو دنیا سے شاچکا یعنی چند ساعت مثل چراغ سحری بسری زیست مستعار مین باقی ہین پہ بہت سراسیمہ مضطر ہو کر کہنے لگا کہ ای عالم اہل خدا پرست تو نے زمزمہ جادو کے ساتھ کیا سلوک کیا جو غار عنبر کوہ کی جفا مین پڑے تو یہان تک زندہ و سالم پہونچا شاہزادہ عالم نے جواب دیا کہ اس مجرم ملعونہ زمزمہ جادو کو مین نے جہنم واصل کیا اب مجھے بقصد ترک کفر و کافری خدا شناخت پروردگار عالم مین کیا منظور ہے اور کیا تامل ہے فرامرز علیہ اللعن نے جواب کوئی کلمہ سخت کہا شاہزادہ والا شان بدیع الزمان نے حالت غیظ مین اپنا ہاتھ اسکے کمر بند مین ڈالکر کلمہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور ایک ہی زور مین خانہ زین کر گدن سے اسکو اٹھا کے سر سے بلند کیا اور سر پر پیچ دیگر زمین پر چارون شانہ چت مارکیا اور پھر جھٹ پٹ اپنے مرکب کو دیکر فرامرز کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور ایک ہاتھ اسکی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرے ہاتھ سے مڑ سا کڑکے پیچ دیکر سر اسکا دھڑ سے کھینچ لیا اور ایک طرف زمین پر پھینک دیا سلطان صاحبقران اور سرداران لشکر اسلام شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھ دیکھ کے ابا میرا تو جیسے اپنے تخت جان و جگر شاہزادہ نامور کو گلے سے لگالیا اور بہ محبت اور جوش خون پدری بیٹھے ہوئے تھے جو ہر تنے تھے اور سرداران باوفا اور دلیران نامدار اور جان نثار مصافحہ اور معانقہ کرنے لگے تصدق اور نثار ہو رہے تھے لشکر اسلام مین طبل شادمانی اور نقارے فتح و ظفر کے بجنے لگے ابھی میدان سے مراجعت نہین ہوئی ہے کہ سامنے سے ایک اور گرد نمایان ہوئی جسوقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ شاہزادہ جلیل القدر والا تبار عمرو بن رستم چھوٹا بھائی شاہزادہ خاندہ سپاہ ملک قاسم کا بعد شکست از اسی گرد سے نمودار ہوا سلطان صاحبقران عمرو بن رستم کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور تمام سرداران لشکر اسلام عمرو بن رستم کی آمد دیکھکر شاد و خرم شکر خدا کر رہے تھے ادھر سنیئے کہ جسوقت فرامرز بن قارن عدلی مارا گیا سب سرداران فوج و سپاہ فرامرز بن قارن عدلی کے بخدمت سلطان عالی قدر عالی منزلت آکر حاضر ہوئے اور بطیب خاطر کلمہ طیب پڑھکے اسلام قبول کیا اور پوشیدہ نہ رہے کہ جو بعد فرامرز بن قارن عدلی ظاہر اپنے دین کو مخفی کرتے تھے اور بہ ہمہ جان اظہار مذہب حق کرتے تھے ان دونون نے ملازمت سلطان صاحبقران والا مرتبت کی کرکے بتقریب دعوت اپنے شہر دخمہ میں لائے اور بڑی دھوم سے مہمانداری اور دعوت کی اسوقت بیچ محفل عیش و نشاط مین امیر والا تو بیرجانب عمرو بن رستم مخاطب ہو کر پوچھا کہ تم اتنی مدت تک کہان رہے

عمرو بن رستم نے عرض کی فدوی نقابدار پلنگینہ پوش کے پاس تھا اور جو حال تھا وہ بیان کیا غرض بن شبانہ روز میر حمزہ صاحبقران دوران بتقریب دعوت جمشید اور خورشید کے مکان میں رونق افروز رہے روز چہارم وہاں سے رخصت ہو کے مع تمام اپنے سرداروں کے بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے اور حکم دیا کہ آج ہمارے یہاں بھی جلسہ ہو سامان درست ہونے لگا نظم

اسی عرصہ میں وقت شام آیا
ہوا گرمی صحبت کا بہانا

فروغ صبح نے انجام پایا
رہا ہر شمع محفل نے زبانا

کیا خورشید گردوں نے کنارا
چراغوں کا چمن جا شعلہ چمکا

عروس شب نے زلفوں کو سنوارا
ہوا دیوار پر عالم شفق کا

تمام سرداران با وفا اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اشعار

ہوئی بے پردہ دخت رز صبوحے
لب ساقی نے رخصت نوش کی دی
سر تقوی خمار آلودہ ہو کر
چھپا کر منہ سر محفل سے نکلی
ہوا برق بلا انداز رقاص
ہوئی پردے سے باہر راز ہو کر
وہ موج بوئے گل ہر ہر کلائی
سر فتنہ بدست سحر بانی
صدائے مور تھی گھنگرو کی جھنکار
جما یا راگ کا اس ماہ نے ڈھنگ
جو ترک تمنا کی تمنا نہیں رکھتے
تصویر میں سینہ میں کلیجا نہیں رکھتے
ہر دم ہمہ تن گرم رہ راہ طلب میں
تنہا نہ سہی پاس جو کعبہ نہیں رکھتے
ہم طائر تصویر میں کیسا ذبح کریگا
کیا تم لب اعجاز مسیحا نہیں رکھتے
وحشت میں ہی خاک نشینوں کا ادب ہے
ہم نام کو بھی کوئی تمنا نہیں رکھتے
واسطے عمر دو روزہ میں خدا موت بھی ای خضر
کس کس کی ہم اس دل میں تمنا نہیں رکھتے
جو ساتھ میں سے بادہ کشی سے کریں توبہ

ہوا ہنگامۂ عشرت دوبالا
لگی کرنے لگاوٹ آرزو سے
حدیث قلقل مینائے لبریز
گرا ابر سلامی ہائے خم پر
نہ سنتا پند واعظ کوئی مینوش
لگا گھر کرنے دل میں ناز رقاص
وہ انگیز بدن انداز کے ساتھ
دکھائی تھی ادائے خوش ادائی
کبھی کج انگلیوں سے ماہ پارہ
ہوئے خوابیدہ کان خاک بیدار
لگا دل کی لگی ہر اک بجھانے
یہ حوصلہ ہم رکھتے ہیں گویا نہیں رکھتے
نفرت ہے دورنگی سے بیانا تک بھری جا
آرام کبھی صورت دریا نہیں رکھتے
رہنے میں مگر دور ہم کسی کا ہیں ایسا
بیرحمی صیاد کا کھٹکا نہیں رکھتے
دریا کی طرح جوش میں آئے جدھر آئے
پامال سر جادۂ صحرا نہیں رکھتے
ہنستے ہیں فغاں چھڑکے مجھ کو مفت زنی
یہ بھی کوئی جینا ہے کہ مرنا نہیں رکھتے
ہم کشتۂ شباب میں کیا خاک جئیں گے
تسلیم ہم اتنا بھی تقوی نہیں رکھتے

طرب نے حوصلہ دل کا نکالا
مے ساغر نے نکہت جوش کی دی
ہوئی ایمان فروش زہد پر بیز
پشیمان شرم توبہ دل سے نکلی
ہر اک تھا شغل پنبہ در گوش
موافق ساز کے آواز ہو کر
وہ لینا منہ پہ آنچل ناز کے ساتھ
کبھی تو پھرتی تھی وہ حور ثانی
قیامت پر تھی سرگرم اشارہ
اسی صورت دکھا کر لچ کا رنگ
وہ گائی یہ غزل اس خوش دہن نے غزل
جو چاہیں کریں طلسم کبھی آفت نہ کریں گے
ہم باغ میں اپنے گل رعنا نہیں رکھتے
سجدے سے غرض ہے ہمیں کیا قید مکان کی
بچنے کی بھی اس دل میں تمنا نہیں رکھتے
کہتے ہو جلا دے کوئی بسمل کو ہمارے
دل میں کبھی مرنے کا ارادہ نہیں رکھتے
تصویر بنایا ہوس ترک ہوس نے
خاموش بھی رہنا وہ گوارا نہیں رکھتے
خنجر کی سنان کی خلش تیر نظر کی
اچھا ہی جو وہ اب دم عیسی نہیں رکھتے
رات بھر خوب ناچ رنگ با مراد ایک شکل

تصویر حیرت سے رنگ رویان سب کو سرور وقت تحسین رکھا جاتا ہے

تتمہ حال واشان شوکت بیان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کا ملک کیوان جالندری کی لڑکی کے باغ میں پہونچنا اسکا عاشق ہونا کیوان جالندری کا مکر شاہزادہ کو گرفتار کرنا اور لقا کے پاس قید شاہزادہ کی بھیجنا قیطولات برادر شاہزادہ سے تلوار چلنا

آخر کو پھر گرفتار ہونا اور چاہ ماران میں ڈلوا دینا قاسم کا پھر مدد سے ایک دیو کی کوئیں سے نجات پانا

مخمس

تھی پریشان جو انتظار سے آنکھ | ہیں تنی تھی ایک بار سے آنکھ | تو یہ کیسا اور الٹو کیسا | تاکنا جھانکنا ہمیشہ رہا
شکر ہے ہو گئی قرار سے آنکھ | لڑ گئی یار گلعذار سے آنکھ | یہ نظر بازیاں ہیں سخت بلا | دیدہ کا بھی ہے کیا بڑا چسکا

اب نہیں جھپتی ہزار سے آنکھ | نہیں رہتی ذرا قرار سے آنکھ

تھی پڑی ہے اک بحث سی | تو وجود جاری ہے الفت سی | جب مری قبر پر گذر کیجیے | پھر تغافل نہ اسقدر کیجیے
حال ہے کہنے کی صورت سی | کچھ وہ حیرت سی کچھ وہ حسرت سی | کام ہو کیجیے دیکھکر کیجیے | تو وہ ناوک نظر نہ کیجیے

خوب بنتی ہی انتظار سے آنکھ | کیوں چرائی مرے مزار سے آنکھ

یار ہے زود خشم و تیز مزاج | جسکے غمزے سے ہو جہان تاراج | چار انسو بھی جب بہائے ہیں | دل کے ٹکڑے تڑپ کر آئے ہیں
نظر آتا نہیں کچھ اسکا علاج | اسکو دیکھا ہے جو مکدر آج | عشق نے رنگ کیا دکھائے ہیں | اشک خونیں نے گل کھلائے ہیں

بھر گئی سرمہ غبار سے آنکھ | آج آئی ہے کس بہار سے آنکھ

قہر یار ہے غضب قاتل | اس بلا سے نجات ہے مشکل | بزم میں کوئی انجمن آرا | مہربان ہو اگر تو کیا کہنا
جسکو دیکھا وہ ہو گیا بسمل | کیا بچے ناوک نظر سے دل | دے وہ بھر بھر کے ساغر و صہبا | دو بدو ہوں ہے میکشی کا مزا

ہو گئی ہی حسین شکار سے آنکھ | جام سے لب لگے تو یار سے آنکھ

الحذر اے مری نازکی دماغ | آگ ہی گل جسکے میں نہائی باغ | ہو گیا جوش جاودان سے فراغ | نشہ تیرا اتر گیا اے داغ

کھل گئی غفلت خمار سے آنکھ

غزل

کوئی جانے تو کیا جانے وہ بکتا ہی ہزاروں میں
یہ توبہ ٹوٹ کر کیوں جالی پرہیزگاروں میں
ملیگا بعد مرنے کے پھر نہ مجھسا قدردان اسکو
دل بیتاب بھی داخل ہوا پاچون سواروں میں
ترشتی ہے سر پر زنجیر اک سوز ہوتی ہے
بہاریں ہیں جنوں میں سب اگلی بہاروں میں
جہاں جو تیری گلیوں میں پھرتے ہیں اسکا ہی عالم
مری آنکھوں نے دیکھا ہی کسی کو سوگواروں میں
مرادِ دل سمجھ کر ہی نہوں [illegible] ہر گز بوی
سنبھلکر بیٹھنا جب بیٹھنا تم بیقراروں میں
رہیں بچ کر مجھے تم نے تو بہ خانہ کی غفلت ہے
گراں جیتا ہوں بر وقت ہر امیدواروں میں
وہ کفر اکر چلے ہیں میکدے سے حضرت زاہد
شب فرقت یہ کیسی آگ روشن ہی ستاروں میں

ستمگاروں میں ہے یاروں میں لہا نہیں یاروں میں
کمان ابرو جبت نذار ہے محتسب ہم بادہ خواروں میں
قیامت تک رہیگا تخت تیرہ سوگواروں میں
چہار ابرو میں ہم ہیں تو پیکان تیری [illegible] دل میرا
نگہ رکھا ہے تجکو بھی کسی کی جان نثاروں میں
دکھا دینگے صف محشر میں ہم کتنے نکلتے ہیں
کہ بس خبر آتی ہے مجھے ہیں لوح ہاروں میں
تغافل داغ دیدار ہوگا میں نہ مانونگا
خدا جانے ہے کس کا ماتم آج یاروں میں
خدا کے سامنے قسمیں کھانا دیکھنا ڈرنا
قدم تو شیخ کا تشریف لائے بادہ خواروں میں
وہ ہی افسردہ دل عالم بچا ہے اگر کیجیے
برستے ہیں آنسوں آنکھ تا ہم جو باروں میں
ہزار و باگ رہے وہ داغ جسکس اسطرح تنہا

کسی کا دل تو کیا شیشہ نہ ٹوٹا بادہ خواروں میں
ترے ڈر سے وہ کافر چھپی ہے پرہیزگاروں میں
ہوئے گرم فغاں جب ہوش میں پھر تاب و تحمل وہیں
یہ خوش ہیں اپنے یاروں میں خوش ہیں اپنے یاروں میں
کوئی تجھ دین شنکر میں اب کیا ہنسا ہوگا
جو پوچھا اسنے کل ہی مرے امیدواروں میں
خوشی مرگ عدو کی لاکھ غم سے ہو گئی بدتر
نگہ تیری تڑپ کر جا ملی بیقراروں میں
حقیقت برق کی کیا ہے گر آج بھی گرے ہیں
ہیں مجھ سے اپنے ٹھہرا دیا ہے اعتباروں میں
تری ہمدم تجلی گر ٹھہر جاتی تو کیا ہوتا
کہ مرد بھی ہیں میں بیاد زندے میں مزاروں میں
مرا اختر جلا یا اے فلک پھر گرے بجلی
کہ جسکی یاد میں ہم لگ گذری ہو یاروں میں

نمازیان خبریں گفتار سے یوں تحریر کیا ہے کہ بعد جشن واصل ہوئے فوارہ کے سلطان صاحبقران سمت ملک تجم تشریف فرما ہوئے

پہلے دو کلمہ داستان شاہزادہ ملک قاسم کے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ موصوف بارگاہ افراسیابی مین آرام فرما رہے تھے کہ ناگہان خواب مین دیکھا کہ ملکہ سمن تاجدار دختر اکوان شاہ جالندری کہ جس سے سابق مین عقد شاہزادہ نامدار کا ہو چکا تھا میلے کپڑے پہنے ہوئے کوٹھڑی مین بیٹھی ہین ہاتھون مین ہتھکڑیان پڑی ہوئی ہین پھول سے رخسار زرد ہوگئے ہین نرگسی آنکھون مین حلقے پڑگئے ہین سنبل سی زلفین جو ہر وقت آراستہ رہتی تھین پریشان ہو رہی ہین یہ صورت ملکہ کی دیکھکر حیران ہوئے شاہزادہ بلند اقبال نے پوچھا ای ملکہ یہ کیا حال ہی کسکا سوگ کھا رہی کیا تمہارے برے مرنیکی خبر پائی ہی قاسم تو ابھی زندہ ہی پھر تمنے یہ شکل کیون بنائی ہی اسوقت بے اختیار ملکہ کی آنکھون سے اشک رواں ہوئے گویا نرگس کے پھول سے شبنم ٹپک رہی ہے گلاب کے پھول کی جوانی قریب تھے کہ مرجھانے کو ہی بیت دو قطرہ اشک آئے نکل ایکطرف ایک اسطرف وہ گرگئے دو دونون پھل ایک اسطرف ایک اسطرف
جب شاہزادہ ملک قاسم نے یہ حال دیکھا بیتاب ہوگئے اور کہنے لگے ای ملکہ خدا کے واسطے کچھ جواب دو اب میرا دل بہت بیتاب ہو رہا ہی مجھسے تمہارا حال زار نہین دیکھا جاتا ملکہ نے آنکھون مین اشک بھر کر اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر یہ شعر پڑھا شعر کیا پوچھتے ہو ہم سے جسم ناتوان کی ۔ رگ رگ مین نیش غم ہی کہے کہان کہان کی ۔ ای شاہزادہ عالم جب سے آپ باغ سے تشریف لیگئے ہین ہر دم آپ کی جدائی مین دل تڑپا کرتا تھا مین غمزدہ یہ کہکر دل کو سمجھایا کرتی تھی اور یہ شعر پڑھا کرتی تھی بیت ہین دو دن مین مرے ایام پہلے آئینگے ۔ زہی بلا نے مرے گھر آپ چلے آئینگے ۔ کہ یکبیک فلک کج رفتار نے یہ سامان کیا کہ باپ میرا اسی امر سے مطلع ہوا اور آکر مجھے قید کر لیگیا بس یہ حال سنکر شاہزادہ ملک قاسم نے چاہا کہ ملکہ کو آغوش تنا مین کھینچون کہ شاہزادہ ملک قاسم کی آنکھ کھل گئی اور صورت ملکہ کی آنکھون کے سامنے سے غائب ہوگئی کچھ خواب کا خیال اور کچھ ملکہ کے چھوٹنے کا ملال ایسا نہ ہوسکا آخر بیتاب ہوکر رونے لگا اسوقت سیارہ رومی اور سمک بلطاقی اور تمام خدام سب عرض کرتے تھے کہ مزاج مبارک کیسا ہی اور یہ عرض کرتے ہین کہ آپ خواب مین کہ جاتے ایسے کہ کبھی شب کہ جاگتے ہین لیکن قاسم نے کسی کو جواب نہین دیا بلکہ یہ اشعار زبان پر لائے شعر

اندنون جوش جنون ہی ترے دیوانے کو ۔ بارہ وصل سے بھر دے مرے پیمانے کو
لوگ سرو سے چلے آتے ہین سمجھانے کو ۔ آہ کچھ تجھکو خبر عاشق بیدل کی نہین
ساقیا بہر خدا از رہ الطاف و کرم ۔ آیا ہی پیک اجل اب آئے لیجانے کو

یہ اشعار پڑھکر فرمایا کہ ای سمک بلطاقی آج سے ہماری صورت بھی نہ دیکھوگے شاید روز حشر کو ملاقات ہو لیکن خبردار میرا حال اسی جگہ صاحبقران پر ظاہر نہ کرنا اور یہ بتلاؤ کہ رات کتنی ہی عرض کیا کہ شاید پہر بھر باقی ہی شاہزادہ ملک قاسم نے آہ جگر سے کھینچی اور یہ غزل زبان پر لاکے غزل

کہون کیا جو گذرتے ہین مجھپہ الم ۔ غم دل کی کسی کو خبر ہی نہین
نہ کوئی ہی ہمدم کہ سو ہی بہون ۔ نہ انیس ہی کوئی کہ باتین کرون
کہان بخت ہو جائین جن کو در انہین ۔ انکے نصیبون مین ان کی ہوا
ہین جہان کے چمن کی جو سیر کیا ہین ۔ ایک طرح پہ بیان کی ہوا
ہی الم سے جو بس ترا حال زبون ۔ ہی عبث سبھے دعویٰ عشق بتان
مرا ہجر مین جسکے یہ حال ہوا ۔ مرے حال پر اسکی نظر ہی نہین
شب ہجر کی کس سے درازی کہون ۔ یہ وہ شب ہی کہ جسکی سحر ہی نہین
جو اسیر قفس سے چھٹے بھی تو کیا ۔ انہین طاقت جنبش پر ہی نہین
جہان گل و سرو سہی تھے بپا ۔ وہان دیکھا تو آج شجر ہی نہین
شب ہجر مین کیسا رو رہا تھا خون ۔ قرار ابن جیب تو تر ہی نہین

غرض شاہزادہ ملک قاسم نے وہ اپنی رات تڑپ تڑپ کر بسر کی صبح نمودار ہوئی یہ تضمین پڑھکر اٹھ کھڑا ہوا تضمین

کوئی حرم کو کوئی بتکدے کو جاتے ہی ۔ تو بجکے آنکھون مین آنسو یہ کر سناتے ہی
کوئی تلاش حقیقت مین جان کھپاتے ہی ۔ علی الصباح چو مردم بکار و بار روند
مین مجھسے پوچھون گن ای دل کہ تم کو جانا ہی ۔ بلا کشان محبت بکوے یار روند

یہ پڑھکر مرکب پر سوار ہوا ہر چند رفقائے باوفا نے روکا لیکن شاہزادہ ملک قاسم نے کسی کو جواب نہین دیا اور جواب بھی دیا تو یہ کہ میرے ساتھ آنا اچھا نہین یہ کہکر گھوڑے کی باگ لی اور ایک سمت کو راہی ہوا دل مین کہتا تھا ای پروردگار عالم باغ میں اس گل رعنا کو جسکی آنکھ کے آگے نرگس ہمیشہ بیمار ہی اور جسکی زلف کے آگے سنبل پیچ و تاب ہی جسکی چال سے روش پامال ہی جسکی خندہ زنی کے آگے

گل دیدہ و دہن ہین جسکے تمہو نہ دن کا سرو سہی بھی اسیر ہی ہین آزاد باتوں پہ سوچتا ہوا اور دل سے باتیں کرتا ہوا چلا جاتا تھا دیکھا کہ دروازہ باغ کا نمودار ہوا لیکن جو دیکھا تو پھاٹک بھڑا ہوا ہے اور بروہ دروازے کا قفل گریبان پھٹا ہوا پڑا ہے اور عجب حسرت برستی ہے جس جگہ سے آواز سرود مستانہ کی پیدا تھی وہان سے آواز خندہ و فاختہ آتی ہے شاہزادہ ملک قاسم یہ حال دیکھکر گھبرایا اور بیتاب ہوکر اندر باغ کے قدم رکھا ایک طائر دیوار باغ پر بادل محزون یہ شعر پڑھتا تھا شعر شبنم بچھے قسم چمن آراے دہر کی • کیا سوچکر تو حالت گلشن پہ آئی ہے • کبھی یہ کہتا تھا کہ اس دولت دنیا پر نازنہ کرے اسلیے کہ ہر بہار کیلیے ایک دن خزان ہے قطعہ

چمن کے تخت پر جسدم شہ گل کا تجمل تھا
ہزارون بلبلون کی فوج تھی اک شور تھا غل تھا
خزان کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن مین
بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا

شاہزادہ قاسم کا دل امڈا اور ملکہ کی آنسو بر آنکھوں مین بھر گئی اور یہ اشعار زبان پر لایا اشعار

کل چمن مین ہر طرف تھا آشیان عندلیب
آج جو ڈھونڈھا نہ پایا کچھ نشان عندلیب
باغبان بیرحم سے رو رو کے مین نے یہ کہا
کچھ بتا گل کا بتا دو دے نشان عندلیب
سنتے ہی صحن چمن سے ڈھونڈھ لایا مرے لیے
ڈالیان سوکھی ہوئی اور استخوان عندلیب

شاہزادہ ملک قاسم نے دیکھا تو نشان یار اس معشوق کا معلوم ہوتا ہے یہ دیکھکر کف افسوس ملے اور یہ زبان پر لایا خمسہ

نشان پایہ کسی بیباک کا ہے • تصدق جان ہے اور دل فدا ہے • پتا محملون کا دے رہا ہے • ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

اور اس مقام پر کہ ملکہ نے صندل کے چھاپے لگائے تھے اور منت شاہزادہ قاسم کے ملنے کی مانی تھی اس نشان پنجہ نگارین کو دیکھکر دل قاسم کا بیتاب تھا کبھی کہتا تھا کہ ہیہات یہ باتیں جہان مین کب لکھنا نصیب ہونگے اور یہ کہتا تھا شعر دونون ہاتھ جو یار کی لاد ستخط مجھے • اور سیل اشک تو ہی بہادے تو مجھے • اور کبھی بادل پر درد یہ کہتا تھا بیت چلے کھینچے تھے کہ ہم بستر جانان ہونگے • یہ نہ سمجھے تھے کہ تیرون کا نشانہ ہونگے • اور تیغ کھینچکر یہ شعر پڑھتا شعر تمہارے ہاتھ سے تنگ آئے ہین خون اپنا کرنے ہین • بہ مجبوری گلے کو کاٹتے ہین ہم بہ سہتے ہین • دیکھا کہ یکایک ایک جوگن دروازہ باغ سے نمودار ہوئی اور آواز دی کہ اے شخص کیا کرتا ہے قاسم نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک جوگن چلی آتی ہے وہ دوڑکر قاسم کے قدمون پر گر پڑی اور بہت بشرحال اسیری ملکہ کا بیان کیا کہ اسکے باپ کو حال مسلمان ہونیکا معلوم ہوگیا اس ظالم نے ملکہ کو اسیر کیا اور قفس مین بند کرکے طرف در بند جالندر کے روانہ کیا باغ کو تاراج اور پامال کیا لیکن بروقت چلنے کے ملکہ نے مجھ سے کہا تھا کہ او سر زاد آشنا تو میرے اوپر احسان کرنا کہ شاید شاہزادہ ملک قاسم اس باغ ویران کی طرف نکل آئے تو میرے حال سے مطلع کرنا کہ کیسے جبر سے اور یہ کہ تو خداے آسمانی اور نادیدہ کو بھولی اور خداوند زمرد شاہ باختری کو خدا اپنا جان تو تیری جان بخشی کرتا ہون لیکن مین اپنے خداے برحق کو نہ بھولی اور یہ کہتی رہی مصرعہ روز یکہ قضا نیست در دوم مرگ روا نیست • اور یہ کہا کہ اگر کبھی کسی صحبت جشن مین جانا اور کسی حسین سے جام بجام ہمکلام ہونا تو اس مست ہے محبت کو یاد کرلینا شعر خوشی سے رہیو سدا مہربان جہان رہیو • نہ بھولیو مجھے مگر دل سے شاد مان رہیو • یہ سنکر شاہزادہ ملک قاسم نے چاہا کہ مین اپنے تئین ہلاک کرون یہ دیکھکر اس جوگن نے کہا کہ اس مرنے سے تو مرنا یہ بہتر ہے کہ اسکے باپ سے گرکر مر جائیے اور یا ملکہ کو رہا کیجیے شاہزادہ ملک قاسم نے کہا کہ اسکے باپ کو کیونکر پاؤن جوگن نے کہا کہ فی الحال نیچے اس درہ کوہ کے بیس ہزار فوج سے شکار کو آیا ہے یہ سنکر شاہزادہ ملک قاسم خوش ہوگیا اور تمام سلاح اور جنگ سے آراستہ اور پیراستہ ہوکر شبرنگ زہرہ جبین پر سوار ہوا اور طرف افراسیاب کے پکارکر طرف لشکر کیوان جالندری کے روانہ ہوا وہان ملک کیوان جالندری مصروف شکار تھا اور ہاتھیون کو صید کرکے کہتا تھا کہ خداوند زمرد شاہ باختری نے مجھسا بندہ جری اور بہادر اور زور آور نہیں پیدا کیا اور سب منافق اس بے دین کے آپس مین کہتے تھے کہ آجکل یہ نکبر کے گلے کہتا ہے اچھا نہین اور یہ شعر شیخ سعدی کا حسب حال اسکے ہے شعر تکبر عزازیل را خوار کرد • بزندان لعنت گرفتار کرد • اور یہی چرچا ہو رہا تھا کہ سامنے سے گرد نمایان ہوئی اور

دامن گرد شگافتہ ہوا آواز نعرے کی پیدا ہوئی۔ نعرۂ شاہزادۂ ملک قاسم آفتاب مشرق دین پروری و شہسوار لال پوش
خاوری دستم ملک الموت جان کفاران و سرجدا کنندۂ ناپاکان یہ کہکے تیغۂ بلارک افراسیابی کھینچکر لشکر پر گرا۔ نظم

چشم زدہ خون چکان پر کنار
ز خون پرورده تیغ جلالی گرو
ملکزادہ شمشیر افراختہ
ز نوج ستمگر برآمد خروش

ز خود کردہ قطع نظر روزگار
ندیدگین کہ تا فلک تو نبود
بہ دنبال کین پردلان تاختہ

کی آنہا زبس کشمکش در تعب
برآمدند وشد اہل جمع شاد
پلنگ دلاور ز خون سیر نیست

خدنگ جگر دار خندیدہ ولب
ز بازوں چو خارہ خس از تند باد
بنخجیر کس مانع شیر نیست

ز دل آمد یا لعینہ چو ہاتف بجوش

ادھر کیوان افسران فوج کو للکار رہا ہے کہ ہان اے مردان اس
شاہزادے کو جانے نہ دینا بغیر قتل کیے یا گرفتار کیے ہٹنے نہ دو ورنا گر شہزادۂ ملک قاسم عالیشان کا یہ حال ہے کہ جیسے جھپٹ کر تیغۂ
بلارک افراسیابی کا ہاتھ مارا رکاب در رکاب چار گز ہٹے ہوئے ہتھیار سمت کیوان جالندری ہو پہنچا کیوان نے تیغہ لہرا شاہزادہ بھی
صورت سے ہتھیار ہا جس وقت کہ تلوار کیوان جالندری کی سر تک پہنچی ملک قاسم کے جیسی شاہزادۂ عالم نے بہ چستی تمام داہنے ہاتھ سے اسکے
قبضۂ شمشیر کو پکڑ لیا اور اچھا جھٹکا دیا تو تلوار اس تیرہ روزگار کے ہاتھ سے چھوٹ کر علیحدہ جا پڑی اسی وقت شاہزادۂ ملک قاسم نے
بائیں ہاتھ سے ایک طمانچہ اسکے منہ پر مارا کہ وہ ملعون چاروں شانے چت زمین پر گرا اور شاہزادۂ ملک قاسم جست کرکے اسکے سینہ پر
جا بیٹھا اور پوچھا کہ اے کیوان جالندری دشمن پروردگار عالم چہ میگوئی اُس علیہ اللعن والعذاب نے بخوف جان جواب دیا
کہ اے بہادر مجھے ثابت ہوا کہ تیرا دین برحق ہے جو اس دین کو قبول کرے وہ کیا کہے شاہزادۂ ملک قاسم نے کلمۂ شہادت تلقین کیا
کیوان جالندری نے بمکر کلمہ پڑھا اسلام قبول کیا شاہزادۂ والا تبار نے اسکی چھاتی پر سے اتر کے تلوار اسکے حوالہ کر دی اور
بد ذات ابلیس صفات از راہ تیرہ دلی اور تاریک عقلی بظاہر باتیں بسانی اور چرب زبانی سے کرنے لگا کہ بعد مدت یہ غلام بھی
ہدایت سے اس چاہ کفر و ضلالت سے نکلکر سرچشمۂ ہدایت پر پہنچا اب حضور کی کفش برداری اور فرمانبرداری میں سعادت دارین
اختیار کرتا ہوں اپنا مجھکر بیعہ یہ رکھتا ہوں کہ لحظہ بھر آپکی خدمت سے جدا نہوں یہ کہکے شاہزادۂ ملک قاسم کو اپنے باغ میں لیگیا اور اپنے
تمام اہالیان دولت اور ارکان سلطنت کو کہلا بھیجا کہ میں آج شاہزادے کی خدمت میں رہونگا خاصہ میرا یہیں منگواؤ حسب الحکم
اُس بد ذات کے تمام جلوس سواری کا اور عملہ والے اور فوج و سپاہ دروازۂ باغ پر حاضر رہی کوئی پہر رات گئے محل میں مطبخ دار چیخانہ
نے خاصہ اسکے کہاروں کے دوش پر خوان کھانے کے اندرون باغ بھجوا دیے اُس ملعون نے اندرونی سب کھانا بارہ دری میں چنوا کے
دیکھنے بھالنے میں تھوڑی سی بیہوشی کسی شی میں ملادی اور شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کو اور اپنی بیٹی کو پاس بلاکے دھوکا
دیکر وہ کھانا بیہوشی آمیختہ کھلا دیا جبکہ شاہزادۂ خاور سپاہ اور ملکہ نے دو دو نوالے اسمیں سے کھالئے تو بعد دم بھر کے ملکہ نے
شاہزادۂ قاسم سے کہا کہ شہریار اسوقت میرے دماغ میں کچھ گردش معلوم ہوتی ہے اور میں گری پڑتی ہوں قاسم نے کہا یہ سچ کہتی ہو میرا
بھی اسوقت یہی حال ہے یہ کہکے جانب کیوان جالندری مخاطب ہوکے فرمایا کہ اے ملعون کیوان جالندری یہ کیسا کھانا تھا
خدانخواستہ مجھے بیہوشی کے آثار معلوم ہوتے ہیں کیوان جالندری نے ہنسکے جواب دیا کہ خداوند تعالیٰ سخت گیر نہیں ہر گز منتقم
حقیقی ہے یہی شکل اُسکے قہر اور غضب کی ہے جو تو آب بچشم دیکھ رہا ہے ملک قاسم نے جانا کہ اس نگوہرام نے بفریب کلمہ پڑھکے مجھے کھانا بیہوشی کا
کھلا دیا اور یہ سمجھ کے فرمایا کہ بھلا او بد ذات تو نے مجھ سے دغا کی او تیغ پکڑکے چاہتا تھا کہ اُٹھے پانوں میں لغزش اور دماغ میں شدت
گردش کی ہوئی چیخ مارکر گرا اور بیہوش ہوگیا اُدھر ملکہ بیہوش ہوکر گر پڑی اُس شیطان نے باطمینان تمام شاہزادۂ عالیمقام کو اپنی
بیٹی ملکہ سمیت تاجدار کے ساتھ خوب ساجکڑ باندھکر بٹھلا دیا اور بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے جاگ کر وہ شب کاٹی جبکہ وقت
صبح کا ہوا تو اُسنے اپنے تمام ہمنشین و مصاحبین کو اندر باغ کے بلاکر ساری نقل شاہزادۂ خاور سپاہ اور اپنی بیٹی کی بیان کی
اور بخوف و خطر اسی وقت جلادوں کو طلب کرکے حکم دیا کہ ہاں ان دونوں کو میرے سامنے قتل کرو وزیر صاحب بے نے عرض کی

او شہریار بیری راسے ناقص میں تو اسکا قتل کرنا امیر حمزہ صاحبقران سے عداوت مول لینا ہی صلاح دولت نہیں بمقتضاے
دوراندیشی یہ ہی کہ ملک قاسم کو سمت سبائل بخدمت خداوند لقا روانہ کر دیجیے وہ خداوند کل کا مالک ہی جو چاہے اسکے حق میں کرے
آپ اسکے خون ناحق سے بری ہو جائینگے ملک کیوان جالندری نے مشورہ وزیر کا پسند کیا اور اسی وقت مرجان فیلکش نامی ایک
پہلوان کو پچاس ہزار سوار سے حکم دیا کہ تو اسیر حمزہ صاحبقران کو بخدمت خداوند لقا پہونچا آ حسب الحکم کیوان شاہزادہ خاور سیاہ کو
اسی حالت بیہوشی میں طوق و سلسل کرکے ایک ارابے پر بٹھلا دیا اور مرجان فیلکش مع پچاس ہزار سوار زیر و زبر گرد و پیش ارابے
کے بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کو سمت سبائل روانہ ہوا جب قریب دربند کرشعت کے پہونچا
تو وہان کا جو حاکم کرشعت کرکدن سوار نامے ایک پہلوان تھا اسنے شاہزادہ خاور سیاہ کو عجب طرح کا ایک مرد شیر صولت بصد شان
و شوکت دیکھکر ارابے پر سے اتروا کے کھانا کھلوایا اور بدستور ارابے پر بٹھلا کے اور کچھ فوج اپنی بھی ہمراہ کرکے اسی ہوشیاری
اور خبرداری سے دربند بیلکیہ میں پہونچا دیا وہان اس دربند کے جو حاکم ہومان سخت کمان اور کوہ درشت ہیکل اور لوچ
درشت ہیکل یہ تینون بہادر تھے انھون نے بھی عظمت اور جرأت شاہزادہ عالم کی جو دیکھی تو بغیرت قہر تھا اور کچھ حملہ نکر سکے
قاسم کو کھانا کھلوا کے بدستور سوار کرا دیا اور دس بارہ ہزار سوار اپنے ملازمون کو ہمراہ کرکے تا دربند قران کوہ پر پہونچا یا وہان عنقا
شاہی چنگال جو حاکم تھا اسنے بھی اسیطرح سے شاہزادہ ملک قاسم کو جوان دولا دیکھکر شراب و طعام لا کے حاضر کیا اور کچھ سپاہ سے
باحتیاط تمام دربند فولادیہ میں بھجوا دیا اس دربند کے حاکم جو لوح اور توح تھے علی ہذا القیاس اسی طور سے انھون نے بھی دو عرش
شاہزادہ والا مرتبت کی کرکے اپنی عملداری سے بکمال حفظ مراتب شاہزادہ عالی مناقب کو لیجا کر دربند طاؤسیہ میں داخل
کیا وہان جو مالک دربند طاؤسیہ کا افلاق نامے ایک کبر پرستی زبردست شہرہ آفاق تھا اس برگشتہ تقدیر نے شاہزادہ خاور سیاہ
کو تو فقیر و حقیر سمجھکر کہا کہ اے مرجان فیلکش یہ ایک خدا پرست نحیف ضعیف مغرور درگاہ خداوند لقا کے واسطے ملک کیوان
جالندری نے یہ فوج و سپاہ ہمراہ اور اسقدر اہتمام کرکے ناحق بھیجا ہی تو اسکو ایک طمانچہ میں پشت بزمین کرکے مشکیں باندھ لینا
اسکی اصل و حقیقت کیا ہی مرجان فیلکش نے کہا اے افلاق اسقدر رافت و لگا شکر اس گفتگو سے فضول اور تقریر بیہودہ سے
کیا حصول ہوگا یہ بات سنکے وہ بد ذات اور زیادہ تر کچھ بیہودہ بکنے لگا مرجان فیلکش نے حالت غیظ و طیش میں قریب شاہزادہ
خاور سیاہ کے آکر کہا اے شہریار میں تجھے مرد دلاور اور بڑا بہادر جانتا ہون یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ جو میں تجکو اس قید سے نجات
دیدون تو تو افلاق زبان دراز خود ستا کو بیہودگی زیر کر سکیگا اور پھر دوبارہ صادق الاقرار اس شرط پر ہو کہ آپ اگر اس طوق و
سلاسل میں مقید ہو کر ٹھیر رہیگا ملک قاسم نے کہا مجھے قبول ہی مرجان فیلکش نے چاہا کہ آہنگرون کو طلب کرکے قید کو کٹوا دے
قاسم نے یہ کہکر کہ آہنگرون کی کچھ احتیاج نہیں بقوتہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ہاتھون کی ہتکڑیان پاؤن کی بیڑیان کرکے غاصد اور طوق و سلسل
تار عنکبوت توڑ ڈالے اور شیر غیر تنت کی طرح جست کرکے بمقابلہ افلاق پہونچا اور بلا فرصۃ ایک طمانچہ میں اس لعین کو زیر کرکے
باندھ کر ڈالدیا اور پھر ارابے پاس آکے اپنے تمام اسباب قید جسم پر آراستہ کرکے ٹھیر رہا اور مرجان فیلکش یہ حرکت اور صعداری
شاہزادہ قاسم کی دیکھکر بہزار دل و جان ثناخوان اور ممنون و مشکور قاسم کا تھا مگر بحال مجبوری اسی طرح سے ارابے پر
بٹھلا کے آگے روانہ ہوا اور ایک عرضداشت مضمون سابق لکھکر ابتدا آنے خاور سیاہ کی دربند جالندریہ میں اور تا حال گرفتاری کی
بترتیب اور اپنے ہمراہ روانہ کرینگا اور اثناے راہ میں جو کچھ کیفیت دربندون میں گذری تھی سب قلمبند کرکے بخدمت یاقوت شاہ
روانہ کی اور جسوقت کہ وہ عرضداشت مرجان کی یاقوت شاہ کے پاس پہونچی اور اسنے پڑھی تو خواجہ گراز الدین ملاپ
بختیارک نے تعریف اور توصیف شجاعت و قوت اور جوانمردی کی شاہزادہ قاسم کی بہت سی کرکے مشورہ دیا کہ ای جہان پناہ در
تھا ایسے شخص کا اب زندہ رکھنا کسی طرح مناسب نہیں بہتر یہی ہی کہ جسوقت قید قاسم کی سبائل میں پہونچے اسی روز جلاد کو

گرد رہا تماشا میں جمع وضیع و شریف ادنیٰ و اعلیٰ بقدر حیثیت اپنے پوشاکیں بہا بہت پُر تکلف پہنے چار طرف مجمع کثیر و انبوہ غفیر نظر آتا تھا مختصر یہ کہ دروازۂ بہشت پر پہونچے اور شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم کو اندرون بہشت لیگئے اور وہاں کی فضا حوروں کے حسن و زیبائی اور جمال رعنا اور سیکڑوں قصر یاقوت احمر اور زمرد اور پکھراج اور نیلم اور گوہر شب چراغ دکھلاتے پھرتے تھے شاہزادۂ عالم میں وہ گلگشت گلستان ارم اور سیر باغ بہشت کرکے متحیر اور ششدر ہو کر اپنے جی میں کہتا تھا کہ معاذ اللہ یہ کیا اس خالق اکبر خدائے عزوجل کی قدرت کا تماشا میں دیکھ رہا ہوں اس مشرک خدا لقا نے کیا کیا کارخانے کفر و کافری کے بنائے ہیں روز چہارم چاہ ماران اور بعضے جا عذاب دوزخ لقائے مشرک خدا نے تیار کیے تھے وہ سب دکھلا کے فردوس بازار میں لائے اور حوض کوثر و چشمۂ سلسبیل و پل صراط کی سیر کرانے دروازۂ چمن پر زیر قیطول خداوندی ہو پہونچے۔ یہاں ہر چند کافروں نے ترغیب کرکے کہا کہ یہ مقام سجدہ کرنیکا ہے مگر قاسم نے سجدہ نہ کیا ناچار ہو کر کفار ساتوں قیطولوں کی سیر کرانے ہوئے کہ احوال ہر ایک قیطول بر وقت ایلچی گری خسرو بلاد ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان کے بیان کیا جائیگا شاہزادۂ خاور سیاہ کو پہونچاکے پیچھے حجاب قدرت لقا کے تھے وہاں چند نوجوان خوبرو نہایت حسین بالغ و نمکین عجیب و غریب وضعیں بنائے بصورت فرشتوں کے اور ناظر اور منظور اور معشوق پر مجبور اور دو دستہ ارغنون وغیرہ بندرہ بندرہ سولہ سولہ برس کے صاحب حسن و جمال پری تمثال گرد و گرد حجرہ کرے لباس فاخرہ پہنے دریائے جواہر میں غوطہ مارے کھڑے تھے انھوں نے برابر حجاب قدرت کے عرض کی کہ قاسم نبیرۂ حمزۂ نادیدہ خدائے آسمان کا پرستار حاضر ہے لقا نے اندر سے پوچھا اس بندے نے مجھے سجدہ کیا یاقوت شاہ نے عرض کی نہیں لقا نے ایک ساعت تامل کرکے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ سجدہ نہ کیا اور تماشا میرے جلوۂ قدرت کے دیکھنے کی رکھتا ہے اچھا کیا قباحت ہے حجاب قدرت کو اٹھا دو جبوقت شاہزادۂ والا مقام کی نگاہ اس خوک پیکر جرس بادیۂ ضلالت لقائے مشرک خدا کی صورت زشت و درد بے پشت پر جا پڑی تو دیکھا کہ ایک کبر بزرگ و نہایت طویل القامت پچیس گز کا قد اکیس گز کی داڑھی کا بولا سر مانند ایک گنبد کے جسم پہاڑ معلوم ہوتا ہے یاقوت شاہ وغیرہ جتنے کبر اور کفار وہاں سامنے تھے سبھوں نے سجدہ کیا مگر قاسم نے یہ کہا کہ استغفار توبہ ہے اس خالق جزو و کل خدائے عزوجل کو سجدہ کرتا ہوں جسنے کہ مجھے پیدا کیا ہے اور مجھے بجز یقین کے کیا کیوں کہ تو نے دعویٰ باطل کرکے ایک عالم کو گمراہ کر دیا ہے ملک قاسم کا یہ کلام سنتے لقا نے بکمال غیظ و غضب حکم دیا کہ ہاں اس بندۂ گستاخ کو مار ڈالو اور سزا سے مقتول دو تا کہ پھر ایسی گفتگو سے پیچ گستاخانہ اور بیباکانہ بحضور خداوند کرے ابھی کوئی کافر کچھ جرأت نہیں کر سکا تھا کہ شاہزادۂ خاور سیاہ نے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا تمام قید اپنے جسم سے توڑ کر پھینکدی اور ایک کافر کے ہاتھ سے تلوار چھینکر اسے جہنم واصل کیا اور پھر ان کفار پر مثل شیر بیان حملہ آور ہوتا تھا وہ دو چار چار کفار تہ تیغ بیدریغ کرکے خاک و خون میں لٹا دیتا تھا چار طرف کفار بھاگ کھڑے ہوئے قاسم نے دوڑ کر ایک ضرب تیغ برسر نمرودہ شاہ لگائی لقا نے گھبرا کے اپنا سر جو ہٹا لیا تو تاج لقا کا کٹ کے زمین پر گرا اور صدمۂ زخم شانے پر اس طول کے لگا تھا کہ لقا سراسیمہ ہو کر تخت سے گر پڑا اور بھاگا کفار نے چار طرف سے ہجوم کرکے لقا کو تو بچا لیا اور ملک قاسم کو محاصرہ کرکے سر کف آمادۂ رزم تھے اتفاقاً ایک مقام پر کسی مقتول حبشی کافر کا پڑا تھا ملک قاسم کا پاؤں جو اس پر پڑا اور پھسلا تو قاسم بیساختہ زمین پر گرا جتنے کفار تھے سب کے سب قاسم پر گر پڑے اور پکڑ لیا لقا نے حکم دیا کہ اس گستاخ بندۂ عاصی کو لیجاکے چاہ ماران میں ڈالدو حسب الحکم اس بیچارہ لقائے مشرک خدا کے کافروں نے بجبر و قہر بڑی سعی و جہد سے ملک قاسم کو لیجاکے چاہ ماران میں ڈالدیا چار طرف سے کفار نے غل کیا اور عجب طرح کا ہول تھا ہر ایک کبر کہتا تھا کہ خداوند لقا کے قہر و غضب سے بندے کو لازم ہے ہر وقت خائف و ترسان رہے اس خدا پرست نے خداوند کے سامنے عرض معروض کرنے میں بڑی بیباکانہ اور بے ادبانہ اپنے گفتگو سخت اور خلاف رتبۂ خداوندی کی تھی اس عذاب میں مبتلا ہو کر مارا گیا اور اب حال خاور سیاہ بہ اقبال کا سنیے کہ جب قاسم نصف چاہ تک پہونچا تو پلٹ دیکھا کہ اس کنوئیں میں سے بڑے بڑے اژدہے پیچ اپنے کنجے کھول کھول کر زبانیں نکالیں اور اچھل اچھلکر جستیں کرکے چلتے تھے کہ کھا جائیں

مگر جسے جناب حضرت کرو وہ محفوظ اور قادر مطلق ملک جبات و رات کا ہی بچالے اُسے بابا ملوث سے بھی کچھ ہرگز نہیں پہونچ سکتا ہزار حیلہ اور کرو وسیلہ ہے وہ بچا لیتا ہے بکایک ایک بچہ آسمان سے پیدا ہوا اور ملک قاسم کو بجلی کے مثل برق چاہ ماران سے نکال لایا اور ایک باغ میں کہ رشک دہ گلزار فردوس دوام تھا جاکر زمین پر چھوڑ دیا شاہزادہ خاور سیاہ نے دیکھا کہ ایک دیو مجھے اُس کنوئین سے نکالکر یہان لایا ہی اور میرے سامنے کھڑا ہی ملک قاسم نے پوچھا کہ ای دیو تو کہان سے اسوقت آکر میرا شریک حال ہوا اُسنے کہا کہ میرا نام اوجال دیو بزرگوار اور فرمانبردار شہنشاہ بردہ قاف کی بیٹی ملکہ قریشہ سلطان کا ہون اور حسب الحکم ملکہ عالم کی عرصہ سے ملک کی بخدمت زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران سب جاتا تھا یہان اس کنوئین پر مجمع اور دھوم آدمیون کی دیکھکر مین نے جب تجھے اس کنوئین مین گرتے دیکھا تو مجھے خیال آیا کہ یہ کون شخص ہو جسے ان لوگون نے بجبر و قہر کنوئین مین ڈالدیا لاؤ اس شخص کو مین کنوئین سے نکالکر دریافت کرون کہ یہ کیا ماجرا تھا قاسم نے کہا مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کا پوتا وہ جو تونے سنا ہو ملک قاسم ہون اور ملکہ آسمان پری میری دادی اور ملکہ قریشہ سلطان میری پھوپھی ہین لقاسے اور مجھ سے کچھ بتقدیر دین مباحثہ ہوگیا اسپر بموجب اسکے حکم کے ہزارون کافرون نے مجھے چارطرف سے محاصرہ کرکے پکڑلیا اور اس چاہ ماران مین ڈالا تھا جناب حضرت نے تجھے اس مصیبت سے رہائی دینے بھیجا اور تو مجھے نکال لایا دیو نے کہا کہ تو تو میرا مرشد زادہ ہی اب جو تو فرمائے تو مین جاکے لقائے مشرک خدا کو اُسی کنوئین مین ڈالدون یا ایک والا کرکے کھاؤن قاسم نے کہا خبردار ایسی حرکت نکرنا بس تو اپنے جس کام کو جاتا تھا جا خدا سے بازرگ ست دیو تو بیار ہو کر چلا گیا شاہزادہ خاور سیاہ سجدۂ شکر جناب باری حافظ حقیقی کا بجالا کے جانب گلگشت باغ مخاطب ہوا تو اُسنے دیکھا روشون پر پٹیہ کاری کی ہوئی مرغ بیل بنا ہوا اطراف اور جوانب مین گل چل اور مہندی کی ٹٹیان کھڑی ہو مین سرو و شمشاد مانند عروس دلدار ہر مقام پر ایستادہ ہے نسیم پھول کھل گئے ہنس سمیر مین غرض تعریف باغ طول تا چند مختصر یہ کہ شاہزادہ خاور سیاہ سیر کرتا جاتا تھا کہ سامنے سے ایک مرد پیر باغبان ہوا ملک قاسم نے اُس سے کہا کہ یہ باغ کسکا ہی اُسنے کہا کہ جیدہ قدرت نور خالص خداوند لقا کی بیٹی ملکہ گیتی افروز کا یہ باغ ہی اور پیچھے قاسم سے منت اور عجز زاری کرکا ہوا کہ صاحبزادے میرے مکان پر تشریف لیچلیے اور جو دال نان جوین حاضر ہی اسے نوش فرمایے بعد اسکے بخوبی اور دلجمعی سے سیر کیجیے غرض یہ کہکے قاسم کو اُسی باغ مین ایک مکان اُسکا تھا وہان لیگیا اور بڑے تکلف سے طعام اور شراب لاکر شاہزادہ خاور سیاہ کا ہاتھ منہ دھلوایا کھانا کھلوایا شراب پلوائی اور نہایت خاطرداری کررہا تھا حسب اتفاق اسوقت کہین ملکہ گیتی افروز اپنی بارہ دری سے اُٹھکر گلگشت باغ کو نکلی اور گرد و پیش ملکہ کے ہزار بارہ سو پری طلعتیں مع شمائل نعمت جبین اور جوہی مین ٹہرے دھوم دھام سے بنے ٹھنے باغ مین شامل ہو بہار دھوم مین مچاتی ہنستے ہیچھے کرتی ادھر ادھر دوڑتی پھرتی تھیں اشعار

کوئی شاخ میوے کی دیتی ہلا
جھڑی زرد نسرین کی کوئی بناسے
لگی بھرنے کوئی دشالے مین پھول
بنائی تھی گجرا کوئی گلعذار
کوئی حوض پر بیٹھی لٹکاکے پانون
کوئی اینڈتی تھی کھڑی زیر تاک
دوپٹے کی گانی کوئی باندھکر

کوئی کھیلتی گل سے مثل صبا
گلون سے کوئی گود بھرنے لگی
پرونے لگی کوئی بالے مین پھول
چنبیلی کی چن چنکے کلیان کوئی
کسی کو خوش آئی تھی کیلو کی چھاؤن
کوئی باغ مین ہر طرف کو بھری
بڑی پھرتی تھی جست ادھر اور ادھر

کوئی پھول انگیا مین رکھکر دکھائے
کوئی پھول کانون مین دھرنے لگی
کوئی گوندھنے بیٹھی نرگس کا ہار
بنانے لگی اپنی چنپا کلی
لگی جھاڑنے کوئی دامن کی خاک
کوئی اپنے دامن مین اُلجھی گری
ناگاہ ایک لونڈی ملکہ کی سیر کرتی چلی

جہان شاہزادہ خاور سیاہ چھپا تھا وہان جا نکلی اور حسن و شباب شاہزادہ عالیشان کا دیکھکر کچھ حیرت زدہ سی عالم محویت مین لحظہ بھر تو کھڑی رہی بعد اسکے قریب ملکہ کے آکر حال شاہزادہ با اقبال کا بیان کیا اور کہنے لگی کہ قربان جاؤن یہ شخص کوئی نوری

فرشتہ خداوند سجدہ ہزار ملک باختر کا ہی باشین معلوم کوئی بہزاد ہو کچھ مین اسکے حسن وجمال کا حال عرض نہین کر سکتی قطعہ

ہر اک صورت کہ تھا حسن کا بانی یوسف
شاید کہ نہ ہوگا اسکے ثانی یوسف
رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسف
یہ کیسے کی باتین ہین کہ یون تھا دون تھا

ملکہ گیتی افروز نے جس روز سے کہ چاہ ماران مین گرا دیا تھا شاہزادہ خاور سیاہ کا سنا تھا از بسکہ اسکو ایک صدمہ جانکاہ ہر وقت و ہر ساعت رہتا تھا اور جانتی تھی کہ مین کسی صورت سے اس کو غم والم کے بارے جانبر ہونگی تو جسوقت اس خواص کی زبانی یہ حال سنا عجب طرح کا خلجان و ہر سو طرح کے خیالات اور توہمات دل مین درہزار رعب کی انجمنین جی کو پیدا ہوئین گھبرا کر وہین سے بھری اور بہزار امید وبیم مع چند خواصون اور اپنی محرم رازون کے اُس لونڈی کو ساتھ لیئے خرامان خرامان قریب اُس پیر مرد کے مکان کے پہونچی اور بنگاہ اولین اپنے محبوب و مرغوب و مونس تنہائی موجب صبر و شکیبائی و دوست دلخواہ شاہزادہ خاور سیاہ کو بیچارگی کی حالت محویت مین یہ اشعار زبان پر لائی اشعار

کہان گل کہان ہم نہ خار کا
کہان ہین کہان سا نسانا یار کا
مرے بخت برگشتہ سے ہے امید
کہ دیکھون ان آنکھون سے یہ دید

یکایک ملک قاسم کی جو آنکھ بیساختہ اُسطرف جا پڑی تو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین نازنگر دل و دین پری رو ایسا کا سن و سال سراپا حسن وجمال شوخ و شنگ بہو کا رنگ بھولا بھولا مکھڑا لٹنے لٹنے بال چتی بھون ہرن کی سی آنکھڑیان دہنوان ناک تیکھا بتلے ہونٹھ غنچہ دہن صراحی دار گردن نظم

بناگوش سے صبح محشر خجل
ترقی مین جوش بہار چمن
وہ شانے وہ بازو وہ ساعد وہ دست
زبس آئینہ سان ہر تن مین صفا
درخشندہ ماشاءاللہ اس در پاک کی
وہ رانین تھین سیاہ بنچے عجب تن حال

یہ خال اسمین سویدائے دل
بر و دوش گلدستۂ انجمن
کرین جسکو سجدہ صنوبر پرست
بسینہ ہر جزو تاہی عکس آئینہ کا
نگر ناف بھی پردہ خاک کی
بصل جا جنہر نگاہ و خیال

زبان منہ مین آگاہ اسرار غیب
وہ غبغب سراسر کچ آب زلال
سمن سینہ نازک اندام نرم
وہ چہائی کی رنگت وہ بچھنی سیاہ
پسینے کے قطرون مین بو گلاب
دو ود کمر کی لطافت گواہ
سو ساق بیون روکش شمع طور

دہن غنچہ نور بینک و ریب
وہ کھلائی تھی اک جا بہ بدر و ہلال
عیان شرم شوخی مین گرم
کمین برکمر جسکو اہل نگاہ
صفائی شکم سے خجل ماہتاب
نشان جسم سے مثل تار نگاہ
ادی کی پشت پا اسکی رخسار حور

وصف سراپا اُس حور لقا کا مین بیان نہین کر سکتا سبب یہ کہ جن آنکھون کو خالق کون و مکان نے بصارت دی ان کیطرف کی زبان نہین پھر وہی مثل ہے کہ گونگے کا سپنا جا بجو سمجھائے دہ اور جس زبان کو یارائے بیان ہے حیف صد حیف کہ منافع ازلی اور جیو زندہ شد نے اُسے بینائی نہین عطا کی پھر بقول شخصیکہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔ لہذا بجز اسکے شعر کو ۔ ہر موئی نے جسکا نام رکھا برق طور یہ ایک چنگاری بھی اسکے آتش رخسار کی ۔ بیان سراپا مین عاجز اور قاصر ہو کر خلاصہ مطلب کو گذارش کرتا ہون کہ شاہزادہ ملک قاسم نے حسن خداداد عالم فریب ملکہ کا دیکھکر ایک تیر عشق کا جگر پر کھایا اور بے اختیار ہو کر یہ مخمس زبان پر لایا ۔ مخمس

نور شمع طور یا رشک پریخانست این
با چراغ جلوہ بخش محفل تنہاست این
حیرت وا رم البنا عی کہ اور است این
عارض مشت این یا قمر بالا کہ مرست این
باشعاع شمس یا آئینہ دلہاست این

ملکہ گیتی افروز نے کہا اے شہریار ایک مدت سے مین مشتاق تیرے جلوہ دیدار کی تھی گرچہ جو کچھ مین کل ہر روز یون باوقات سب باتون کا ایک وقت خوش ہی ہے طالع نے یاوری کی شعر ہماے اوج سعادت بدام ما افتادہ اگر ترا گذرے بر مقام ما افتادہ ورنہ تو کہان اور مین کہان اور یہ کہکے شاہزادہ خاور سیاہ کو اپنے ہمراہ لیئے اپنی بارہ دری مین آکر جلوہ فرما ہوئی اور شاہزادہ قاسم کو برابر اپنے مسند پر زانو بزانو بٹھا کے ساری نقل جنتر گر مردک کی ملک بربر مین جانے اور باجستجو مین سرداران بارگاہ سلیمانی کی تصویر کھینچکر لانے اور اپنی دل بستگی دل کا حال ملک قاسم باقبال کی تصویر پر ادائی صدمہ جانکاہ فراق اور اشتیاق مین اپنی حالت دل و بدن تباہ کرنا اور پاس رسوائی اور طعن خلائق ضبط آہ و فغان کرکے رہنا اور مضمون اس بیت کے بیت

عشق وہ بیشہ جسکو کوئی پہچان نہ جانے • جان جائے تو بلا سے پہ کوئی جان نہ جائے • ہر وقت اور ہر ساعت جی ہی جی میں
گھٹ گھٹ کر مثل شمع زندگانی کرنا اور اکثر اوقات حالت بیتابی میں یہ رباعی زبان پر لانا

دل خون شد و دلدار زکارم آگہ نیست
غم گشت مرا و غمگسار آگہ نیست
این با کہ توان گفت کہ عمرم بگذشت
در آب روی یار و دیار آگہ نیست

اور کبھی یہ مضمون اس شعر کے

زغم کہ بحالم کہ زمن خبر ندارد
عجب از محبت من کہ درد اثر ندارد

چپکے چپکے منہ ڈھانپ ڈھانپ کر رونے اور اپنے دن بسر کرنے کا حال مفصلاً اور مشرحاً بیان کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے ملکہ
کو گلے سے لگا لیا اور بجواب اسکے یہ شعر پڑھا ای ملکہ شعر چاہت کو میری آپ نہ دم دیکھے پوچھیے • اپنے ہی جی سے آپ قسم لیکے پوچھیے
اگر تم کو ہمسے محبت ہی تو ای ملکہ بخداے لم یزل و لایزال کہ تمکو بھی اسیطرح سے ہم اپنا شیفتہ الفت و محبت جانو مگر ایک بات ہم تم سے
کہتے ہیں اگر تم بگوش ہوش سنو اور اسکو قبول کرو تو البتہ ہمارے تمہارے ایک مودت موافقت کی ہی کہ موجب ہماری خوشنودی اور باعث
تمہاری بہبودی دینا و عقبی کا ہو ملکہ نے یہ شعر پڑھکے شعر گر کہے تو رات دن کو تو کہوں میں رات ہی • کفر اسمیں کچھ نہیں پہلی بیٹی کی بات
ہی • پوچھا پھر کیا بات ہی مجھے معلوم ہو تو میں اقرار کروں شاہزادہ خاور سیاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ اصل حقیقت یہ ہی کہ تمہارا باپ
لقاے شریک خدا ہی گمراہ کنندہ عالم ایک کبر عبود جو تم دعوی خدائی کا کرتا ہی اسکو خدا کہنا کفر اور اسے سجدہ کرنا عین کافری ہی
لازم ہی کہ اسپر لعن کرکے کفر و کافری کو ترک کرو اور کلمہ شہادت پڑھکے دین پیغمبر دین اسلام قبول کرو خداے عزوجل خالق جز و کل
لاشبہ لاشریک ہی سجدہ اسکو کرنا واجب ہی ملکہ گیتی افروز نے یہ کلام زبان معجز بیان سے شاہزادہ عالیمقام کی سنا تو اسنے زنگ کفر
آئینہ ضمیر انور سے اسکے دفع ہوگیا اور تجلی نور اسلام کی نمایاں ہوئی اور بیساختہ کہنے لگی کہ ای شہریار یہ تو نے مجھے راست کی ہدایت کی
لاشک لاریب میں بھی ہمیشہ سے اپنے دلمیں پہروں سوچتی تھی اور میرے جی کو رات دن یہی الجھن رہتی تھی کہ بابا جان تو کھانا کھاتے
ہیں پانی پیتے ہیں حاجت بول و براز کی ہوتی ہی جو رو بیٹا سب عزیز و اقربا انکے موجود ہیں بیمار بھی پڑتے ہیں علاج معالجہ بھی ہوتا ہی
پھر یہ خدا کیسے ہیں لیکن کوئی رہنما آجتک مجھے نہیں ملا اور نہ کوئی ایسا تھا کہ جو میرے دل کی تسلی کر دیتا عاجز و مجبور تھی اسی طرح
چلی جاتی تھی اب جو تو نے مجھے تلقین کیا ہو تیری خوشنودی خاطر اسمیں ہی تو اسمیں میری عقبی و دنیا دونوں بنتے ہیں مجھے تو دعوی
محبت ہی کہ اگر تو کہے تو میں تجھے سجدہ کروں ملک قاسم نے کہا معاذ اللہ توبہ استغفار میں ایک بندہ عاصی ہوں ایسا کلمہ زبان پر
نہ لاؤ ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ پھر وہ کلمہ ارشاد کرو تا میں اسے پڑھکر افتخار دارین اور سعادت کونین حاصل کروں شاہزادہ
خاور سیاہ نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا ملکہ مع اپنی تمام انیسوں جلیسوں اور محرم رازوں دایاؤں دوداؤں خواصوں دکھاریوں کے بصدق دل
کلمہ پڑھکے مسلمان ہوگئی اور جشن عیش و نشاط میں شاہزادہ ملک قاسم کے ہمدوش اور ہم آغوش ایکمسند پر بیٹھی شرابخواری میں
مصروف ہوئی دوسرے روز ملک قاسم کو بیٹھے بیٹھے ایک مرتبہ بادشاہ میں شبخون مارنے کی اور معرکہ جنگ و جدال کا شاہزادہ
بدیع الزمان با اقبال کے جو خیال میں آگیا تو اپنے جی میں یہ تجویز کرکے کہ گشتی گیر نے ملک سنجان میں ملکہ گوہر ملک کے واسطے
لشکر گنجاب پر شبخون مارے اور کیسی کیسی معرکہ آرائی کرکے اپنی نمود اور ناموری کر لی اب مجھے بھی لازم ہی کہ کسی صورت سے زیر قطول
لشکر لقا پر شبخون مارکے تمام ملک سبائل میں تلاطم ڈالدوں اور لکھو کھا کفار کو جہنم واصل کردوں تاکہ میری بھی دھوم اس عالم
میں پڑ جاے اور ہر سو میری شجاعت اور شمشیر زنی کا نام مع اور سلطان امیر حمزہ صاحبقران اسقدر ہو جیسے کہ اس گشتی گیر کی
نمود اور شہرت کا کوئی بھی نام نہ لے بس یہ سوچ کے ملکہ گیتی افروز سے کہنے لگا کہ ای ملکہ ایک عرض میری مجھے در پیش ہی اگر تم سے
ہوسکے تو تو مراد ملکہ نے کہا بیت اگر جان خواہی بجان ہدیہم • دگر چہ بخواہی بگو • سراپا بیت منم دگر چہ بخواہی بگو • قاسم نے
کہا کہ جسوقت مجھے بموجب حکم لقا کے ہزارہا کفار نابکار نے چار سو سے ہجوم کرکے گرفتار کر لیا تھا تو میری پوشاک اور تمام سلاح
تمہارے باپ کے قبضہ اختیار میں جا پڑے اگر وہ ہتھیار میرے کسی تدبیر سے تم اسکو لا دو تو کیا خوب ہو ملکہ گیتی افروز نے

عرض کیا کہ جہانتک ہو سکیگا مین سعی اور جہد کرکے منگائے لیتی ہون یہ کہکے اُسی وقت ملکہ اپنی ماں کے پاس گئی اور یہ کہا کہ وہ جو
نادیدہ خدا کا پرستار ہوتا امیر حمزہ صاحبقران کا بموجب حکم بابا جان کے چاہ ماران مین گرا دیا گیا تھا اُسکی پوشاک و ہتھیار سب
بابا جان کے پاس ہین اگر اباجان تم وہ مجھے منگا دو تو مین اپنے ایک سردار جان نثار کو عطا کرونگی ملکہ کی ماں نے وہ پوشاک اور
تیغ و دومان افراسیابی وغیرہ سلاح ملک قاسم کے ایک نواب ناظر کو اپنے بھیجکر لقا سے منگا بھیجے اور اپنی بیٹی ملکہ گیتی افروز سے
یہ کہا کہ واری یہ سلاح و پوشاک کیا چیز ہے قربان گئی تیری جان اگر تو جان مانگے تو مین تجھپر صدقہ کرنے کو حاضر ہون وہ سب ملکہ کو
حوالے کیے اور ملکہ نے لاکے خوشی خوشی شاہزادہ خاور سیاہ کے سامنے رکھدیے ملک قاسم نے وہ سب پوشاک اور ہتھیار لیکر
کہا ای ملکہ شاہزادہ بدیع الزمان سے اور مجھ سے عہد طفولیت سے یکجہتی کا دعوی ہے اُسنے گنجاب پر شاہیس شبخون مارکر اپنا شہرہ
ہفت اقلیم مین ڈالا ہے مین بھی چاہتا ہون کہ شاہزادہ بدیع الزمان کی طرح سے تیرے باپ کے لشکر پر زیر قبطول جاکے شبخون
مارون اور نام سپاہگری مین تا عالم ڈالدون ملکہ نے کہا ای شہریار یہ تو نے کیا فرمایا گنجاب یہان کے ایک لقوہ کے برابر بھی
رتبہ نہ رکھتا تھا بابا جان کے زیر قبطول خداوندی چونسٹھ لاکھ سوار اور پیادہ کی چھاونی پڑی ہے مثل گنجاب نو لاکھ سردار اور
پہلوانان قدرت شتربان بارگاہ جو کہ پہرے پر تعین ہین خاور سیاہ نے کہا باشد ای ملکہ خداے ما بزرگ ہست ملکہ گیتی افروز
بیتاب ہوکر لپٹ گئی اور رو روکے ممانعت کرنے لگی کہ ای شہریار یہ کیا خیال فاسد تیرے دل مین آگیا ہی واسطے اپنے دین اور
ایمان کے ایسی حرکت نہ کرنا آپ یکہ و تنہا بجان احد نہ کوئی اپکا کفیل اور نہ مددگار اور نہ کوئی یار نہ غمخوار بس اکیلے آپ کیا کر سکینگے
بقول سعدی مورچگان را چو بود اتفاق شیر ژیان را بدرانند پوست ملک قاسم نے کہا کہ ای ملکہ اس مقدمہ مین سد راہ نہ ہو
اور منع نہ کرو نظر بہ کرم کریم کارساز کر دیکھو کہ جبتک دادا جان سلطان امیر حمزہ صاحبقران داخل سپاہگری ہون مین دلیرانہ اور
رستمانہ وہ کار نمایان بیان کرونگا کہ میرا افسانہ کا زمانہ دنیا مین تا روز جزا یادگار رہے اور ذکر جرأت و مروت اور زور و طاقت کا میری
سنکے شجاعان روے زمین اپنے اپنے کان پکڑین اور وہین پہلوان سیستان کو مین تحرا آشین ملکہ تمکو ہماری جان عزیز کی قسم
اب تم زیادہ اصرار نہ کرو اور ایک گھوڑا نہایت تیز گام اور چالاک اپنے باپ کے خاصون مین سے انتخاب کراکے منگا دو ملکہ نے
عاجز اور مجبور ہوکر ایک مرکب برق آہنگ باد رفتار مطبخ خاصہ سرکار سے طلب کرکے پھر بہزار عجز و انکسار کہا کہ ای شہریار مین نے
کنیزانہ تعمیل آپ کے حکم کی کی اور خوشنودی خاطر اقدس کر دی گھوڑا حاضر ہے مگر جو کام کرنا اُس کا انجام سمجھ لینا بابا جان
دعوی خدائی کا کرتے ہین اور زیر قبطول لکھوکھا گبر غیور ایک سے ایک زبردست اور طاقتور سرہنگ ہر وقت چوکی پہرے پر ہوشیار
خبردار رہتے ہین میرا راج سہاگ قائم رکھنا اپنے میرے بدخواہون کا روز بد نہ دکھانا اور اگر یون ہی منظور ہو جبتک زیست
سے تو مجکو خاطر خفا نہ ہو جو سر تن سے میرے کر تو جدا پر جدا نہو وہ مین کسی صورت سے متحمل اس صدمہ عظیم کی نہو سکونگی اپنی جان
کہو دونگی پیا خون ناحق اپنی گردن پر نہ لینا یہ کہکر قاسم سے لپٹ گئی اور ہاتھ قاسم کا نہین چھوڑتی تھی اُسوقت شاہزادہ
خاور سیاہ نے ملکہ کو بہت سا پیار کرکے سمجھا بجھا کے بجبر و قہر رخصت ہوا اور آدھی رات کے محل مین اُس مرکب پر سوار ہوکے بیرون باغ
ملا ملکہ گیتی افروز کی جو کسی صورت سے تسکین دل اور اطمینان خاطر نہوا تو نہایت سراسیمہ و بیتاب ہوکر عمرو ند عیار کو بلا کے شاہزادہ
والا شان کے ساتھ کر دیا اور تاکید تمام یہ کہدیا کہ بھائی کہین کسی حال مین تو شاہزادہ خاور سیاہ کے قریب سے جدا نہونا اور
عمرو ند عیار کو ملک قاسم ہمراہ لیے جانب قبطول روانہ ہوا اور تل نو اماں پر چڑھکر دیکھا کہ ساٹھ فرسنگ کا یہ شہر سپاہ ہی ہے اور
چونسٹھ لاکھ سوار پیادے کی چھاونی زیر قبطول لقا پڑی ہے ہزارہا خیمے ڈیرے بنے ہوے اسپ راوتیان غلندبان پیکیان پکھرے
پال ستادہ ہین ہر طرف سے سرکش اندرون دار لقا پرست زمرد ٹیرے پر ہین بیٹھے سوتے ہین سیکڑون خیمہ ڈیرون مین ناچ ہو رہا ہزارون
کفار کسبیون رنڈیون کو بغل مین لیے سوتے ہین کہین سو دو سو گبر مے و بادہ نخوت سے گھور اپنا اپنا اٹھا کر جدا جدا بجائے دس بیس

ڈنڈ مگدر لیزم کی کثرت کر رہے ہیں سو پچاس کوئی بنا بلا رہا ہے کوئی پھنکا باہم بانک کی کثرت کر رہا ہے کہیں دو ایک علم کی کثرت کر رہے ہیں
کوئی بانا بلا رہا ہے کوئی تیر و کمان ہاتھ میں تودہ خاکی پر تیر لگا رہا ہے کوئی سر پیدان اپنے گھوڑے کو کاوے پر لگا رہا ہے کوئی برچھا بلا رہا ہے کہ
سو پچاس کہیں بیٹھے ہوئے کوئی مثنوی یا کوئی اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہیں قہقہے چہچہے اڑ رہے ہیں کسی جا پر ایک بزرگ پر چشم
گبر بار ریش سفید لنگی ریشمی باندھے برہنہ سر ایک صندل کی چوکی پر بیٹھا طنبورا ہاتھ میں لیے آگے کوئی کتاب صفات لقا شرک
خدائی رکھے بڑی خوش آوازی نغمہ سازی سے اس کتاب کا مضمون ہر ایک گبر کو سمجھا سمجھا کے بیان کرتا ہے اور گرد و پیش اسکے ہزارہا
کفار کا ہجوم اور دھوم ہے گلہاے خوشبودار نئے نئے رنگ کے اور ہار پھول کے دونے ٹوکریاں مٹھائی کی روپیہ اشرفیاں چھلے انگوٹھیاں
لوگ لالا کے اسکی چوکی کے برابر بطریق نذر کے رکھتے جاتے ہیں شاہزادہ عالم یہ غفلت لشکر کفار کی دیکھکر اس تل سے نیچے اترا اور
نان لشکر میں قائم ہوکر نعرہ اسم اکبر جگر سے کھینچا اور یہ نعرہ کرکے ملک قاسم شاہ خاور سپاہ زرم تیغ برابر تیو باد اشعار

زآب دم تیغ شستم زمین | ہمہ باختر شد بزیر نگین
اگر تیغ بر کوہ خارا زنم | زتن شاخ گاو زمین برکنم

باواز بلند کہا اے لشکر کافران عیار و نابکاران بد و فاسر کردہ و اندو برگزیدہ ند حالا با بداند بشناسند کہ منم نور حدیقہ و سلطنت و با
شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان جوہر زخاوری آفتاب مشرق دین پروری شہسوار سے لعل پوش غاوری و نعرہ شاہزادہ
والا تبار کا شل تیر فرقہ کفار کے کلیجوں کے پار نکل گیا اور شبخون آتا قاسم کا سنتے لشکر کفار میں ایک عجب طرح کا تلاطم پڑ گیا تھا کہ کسی کو
اپنے تن بدن کا ہوش و حواس باقی نہ تھا جو جس حال میں بیٹھا تھا لینا لینا جانے نہ دینا کہتا دوڑا اور بوجہ اپنے بیگانے کی تمیز کسی کو نہ تھی
جو سامنے جسکے آگیا اٹھنے وہ فوج عظیم کا سمجھا قتل کرنے پر مستعد ہوا آپس میں لپٹ پڑے اور غٹ پٹ ہوکر آمادہ رزم و پیکار
ہوئے چار طرف تلواریں چمک رہی تھیں تیر دن کی بوچھار ہو رہی تھی لاش پر لاش اور مردے پر مردہ دھڑ پر سر سر پر دھڑ گرنے جانے
لگے ندیاں خون کی بہنے لگیں کو سوں تک نظر آتے تھے ملک قاسم نے یہ رنگ و ڈھنگ اور کیفیت جنگ کفار باہم دیکھکر اپنے مرکب کو گرم تاز
کیا اور ایک سمت شمشیر زنی اور کفار کشی کرتا چلا آتا سے راہ میں چار گبر فرقہ کفار کے جو پہلوان زبردست مشہور و معروف تھے دو چار
ہوئے شاہزادہ عالم نے ہر ایک کو بضرب تیغ برق دم واصل جہنم کرکے عنان اسپ تیز گام کو جانب باغ منعطف کیا اور بطرفۃ العین
صاف اس ہنگامہ گیر و دار سے نکلے داخل باغ ہو ملکہ گیتی افروز کے ساتھ ہم دوش اور ہم آغوش ہو کر دو چار جام شراب کے
پیے اور باطمینان تمام پلنگ پر جاکے آرام کیا یہاں زیر قیطول دو پہر رات کامل معرکہ جدال و قتال گرم رہا جب خوب روز روشن
ہو گیا تب دیکھا کہ بھائی نے بھائی کو اور باپ نے بیٹے کو بیٹے نے باپ کو اور استادوں نے شاگردوں کو مار گرایا ہے اپنے ایک نے
دوسرے کو دیکھا کہ مجھے قتل کرنے کو تلوار مارا چاہتا ہے ہاں ہاں کرکے کہا واہ واہ بھائی اپنے بیگانے کو نہیں پہچانتے ایسے بدحواس
ہوگئے کہ مجھی کو تلوار مارتے ہو غرض جان جو تھا وہیں سے ہاتھ اپنا روک دیا چار طرف ہزارہا لاشیں بیجان لقا پرستوں
کی خاک و خون میں پڑی ہوئی ہزاروں زخمی دو دو لیوں پر چار پائیوں پر اپنے اپنے گھروں کو جاتے تھے ہزاروں مثل مرغ
بسمل درد زخمہاے کاری سے تڑپتے اور خاک و خون میں لوٹتے پھرتے تھے سیکڑوں سسکتے دم توڑتے تھے قصہ مختصر یہ اجمال
و قایع کار در و بر روے لقاے مشرک خدا ایسے گذرا کہ رات کو ملک قاسم نبیرہ حمزہ نے لشکر خداوند پر زیر قیطول اکر شبخون مارا
کہ قریب بیس چالیس ہزار جوانان اشجع روزگار اور دلیران نامدار بندہ خداوند کے مارے گئے بختیارک نے کہا یہ خداپرست
بھی کیا صاحب اقبال ہیں جنکی آمد کی ابتدا سے یہ دھوم دھام ہے بلاشک و لاریب کوئی اولاد حمزہ سے اس ملک میں اسکے
وارد ہوا ہے لقا سنکے خاموش ہو رہا مگر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت لقا کا نہایت حالت غضب میں قیطول سے نیچے اترا اور
اپنے منتر گرد و مرد کو طلب کرکے بتاکید تمام حکم دیا کہ اے گرد و مرد جلد اس حال کی تحقیق کر کہ یہ کون شخص ہے کہاں سے آیا اور کس قدر
فوج و سپاہ اسکے ہمراہ ہے اور کہاں اور کس مقام پر آکے اترا ہے جنھے یہ شبخون لشکر خداوند پر مارا صاحب الحکم یاقوت شاہ

گردمرد مع ایک لاکھ ساٹھ ہزار عیاران جو کیدار دو سراغ رسانی تمام شہر کے گلی کوچہ میں پھرتا تھا اور میں نیس نیس کو ساتھ لے
عیار بیرون شہر سباکل میں پھر آئے کہیں کچھ بیمار نشان لشکر کے آنے کا نہ ملا اتنا ہی کہ سم مرکب تک کہیں نظر نہ آیا بعد دو دن کے
پھر شاہزادہ خاور سیاہ بطریق روزانہ دیں مسلح اور مکمل ہو کر ملکہ گیتی افروز سے رخصت ہوا اور بوقت نصف شب اپنے مرکب پر سوار
ہو کر تل تو امان پر گیا اور تمام لشکر کو بغور دیکھ کر وہاں سے نیچے اترا اور نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر نعرہ کیا کہ ای لشکر کفار بیجا
اور ای افواج نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند حالا مرا بداند و بشناسد کہ منم نور حدیقۂ رسالت و شہامت صاحب عزم
و مبارز رزم شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نعل خفتان خونریزی خاوری بس پھر تو یہ حال تھا کہ اول شبخون کی جنگ جدال میں
ہزاروں لقا پرست بدخصال مارے گئے تھے و سب کفار سراسیمہ بدحواس ہو رہے تھے بغیر اگر جلدی اپنے خیموں زیر دامن جو
نکلے تو تیرگی شب میں پھر کچھ تمیز اپنے بیگانے کی کسی کو نہ رہی اسلحے جنوبی شمالیوں کو اور مغربی مشرقیوں کو فوج دسیاہ شاہزادہ
خاور سپاہ کی سمجھ کر باہم رزم و جنگ کرنے لگے ناگاہ عفتر گردمرد نے ایک مقام پر شاہزادہ قاسم کو بغور دیکھ کر پہچانا اور نہایت متحیر اور
پریشان ہو کر پوچھنے لگا کہ ای قاسم تو اس چاہ ماران میں سے کیونکر جانبر ہوا اور کس طرح سے نکل کر یہاں پہونچا شاہزادۂ خاور سیاہ
نے اسے جواب دیا کہ او عیار دیکھا تو نے قدرت پروردگار عالم کو آتا لکر جا بیٹھا تھا کہ نکلا ایک سمت کو چلے کہ ناگاہ سامنے سے
سہراب اژدر گیر قریب شاہزادۂ خاور سیاہ کے آکے پکارا کہ باش ای پسر حمزہ صاحبقران تجھے میں نے پہچانا اب میرے ہاتھ سے زندہ
و سالم بچکر کہاں جائیگا یہ کہکر ایک وار تلوار کا برسر شاہزادہ مارا کیا ملک قاسم نے اسکی ضرب کو خالی دیکر ایک طمانچے کا ہاتھ نیل بنا جو
قضا کے اسکو مارا کہ ایک شانہ اور آدھا کلہ اس ملعون کا جدا ہو گیا اور سہراب اژدر گیر علیہ اللعن والعذاب قاش زمین سے تڑپ کر
زمین پر گرا اور دو چار مرتبہ پھڑک کر واصل جہنم ہوا شاہزادۂ خاور سیاہ بعد فرو جاہ بخوبی تمام اس لشکر کفر و ضلالت سے فارغ نکلا
اور سباغ میں آکے اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور پوشاک اور سلاح جسم سے اتار کے ہاتھ منہ دھویا اور پوشاک تبدیل کرکے ملکہ گیتی افروز کے
ساتھ مصروف عیش و نشاط ہوا اور بر قبعول دو پہر رات پچھلی جو باقی تھی تا صبح لشکر کفار میں باہم قتل عام رہا اور تمام فوج دسیاہ
میں ایک شور یوم الحشر بپا تھا جبکہ وہ تیرگی شب کی دفع ہوئی اور ایک ایک کو بخوبی دیکھنے اور پہچاننے لگے ہاں ہاں کہنے لگے
فوج کفار نے شمشیر زنی اور گرز افگنی سے ہاتھ کھینچا اور ہر ایک کہتا تھا کہ یار و آج تو بخوبی گھس گھس کر تلواریں ایسی میں کہ
خدا پرستوں کے دانت کھٹے کر دیے دل ہی آنکا مزا اٹھانا ہوگا لیکن یہ نہیں معلوم کہ لشکر قاسم کا صبح ہوتے قتل کا نور کس طرف
غائب ہو جاتا ہے دوسرا بولا کہ وہ غائب ہو جانا تو در کنار باقدر تو جتنے شمشیر زنی کی اور سیکڑوں کو قتل کیا مگر کوئی لاش کسی زخمی
کی یاروے کسی خدا پرست کے نظر نہیں آتی یہ کیا ماجرا ہے وہ چار گبر باہم کہنے لگے کہ صاحبو یہ خدا پرست بڑے ہوشیار اور عقلمند
ہیں اپنے ہمراہ کے مجروحوں اور مقتولوں کے لاشے اسی وقت گھوڑے پر رکھکے لیجانے ہیں جب جاتے تم امتحان کر لو کہ
تمام میدان رزم میں الٹ پلٹ کر زخمی اور لاشے مردوں کے پڑے ہونگے اور ہم تلاش کرکے ایک لاش بھی کسی مسلمان قاسم کے
ہمراہ والوں کی کہیں نہ پاؤگے غرض یہاں تو یہ گفتگو تھی کہ یہ واقعہ لشکر یاقوت شاہ و شہ سہراب اژدر گیر کا اپنے ہمراہ کے
لقائے مشرک خدا کے پاس گیا اور تمام معرکہ شبخون بیان کیا لقا اپنے جی میں نہایت متحیر اور خشمند تھا کہ چاہ ماران سے
قاسم کیونکر نکلا اور یکہ و تنہا کس طرح سے الٹ پلٹ کر گیا سو اہا اور دلیران عرصۂ کارزار میں اگر شبخون ارتا ہے اور صاف نکلا جاتا ہے اور پھر کہیں سے
فوج اسے ہم پہونچائی ہے تو وہ فوج صبح ہوتے ہوتے کہاں بھاگ کر چھپ رہتی ہے اسکی فوج کا نہ کوئی مارا جاتا ہے نہ کوئی زخمی ہاتھ آتا
ہے نہ کسی کی لاش کہیں پڑی نظر آتی ہے آخر جبکہ لقا مشرک کے ذہن میں کوئی بات نہ آئی تب کہنے لگا ای بندگان قدرت میرے
راز سربستہ قدرت میں کسے مداخلت ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ میں نے عالم نشہ میں یہی تقدیر کی تھی بختیارک نے عرض کیا
کہ شبخون مارنے کی تقدیر کی تھی لقا نے کہا کہ ہاں میں نے یہی تقدیر کی تھی میرے بندے متفرق ہو گئے تھے بیکار جاب

یاقوت شاہ مخاطب ہوا اور حکم دیا کہ ہر چند اپنی تقدیرات کارزار میں خود خوب جانتا ہوں بشر کو کیا معلوم ہوگا لیکن ای جبرئیل تو
عنبر گرد مرد کو خیمۂ خالی فرا ایدا نہی کر کے تاکید کر کہ اس بندۂ مغضوب کو جو کہ مرتکب اس افعال زشت شبخون مارنے کا ہوا ہے دریافت
کر کے عرض کرے تا موافق اسکے تقدیر تجویز ہو حسب الحکم لقاے شرک خدا اسکے یاقوت شاہ نے عنبر گرد مرد کو بلا کے بہت سے کلمات
سخت و درشت کہے اور حکم دیا کہ جس طرح ہو سکے جلد اسکو عرض کر کہ وہ کون ایسا زبردست پیدا ہوا ہے جو لشکر خداوند پر زیر فیمول
خداوندی شبخون مارتا ہے اور ہزارہا بندگان خداوند کو قتل کر کے آپ صاف زندہ و سالم بچکر نکل جاتا ہے عنبر گرد مرد عجب طرح کی تشویش
میں مبتلا بجز عجز و انکسار کے کچھ جواب نہ دیسکا اور بہر صورت مقر اپنے تصور اور خطاے فاش کا ہو کر بہت خوب بہت خوب کہکر بتلاش
شاہزادۂ خاور سیاہ چلا اور ایک لاکھ سات ہزار عیار اپنے ساتھ لیے محلہ محلہ خانہ بخانہ کوچہ بکوچہ بازاروں گلیوں جالی کرتی والیاں مسی
پھلیل والیاں وغیرہ کو معین کیا تھا چوکیداروں کو خوب سے کوڑے مار مار کر بڑی تقید سے کہا جہاں کوئی شخص نو وارد کسی مکان
میں اترا ہو یا کہیں کہیں نظر آئے جھٹ پٹ اُسے گرفتار کر لو بعد تحقیقات اگر اُسکے ذمہ سے شبخون مارنا پایۂ ثبوت نہ پہونچیگا تو وہ اپ
مواخذہ سے بری ہو کر چھوٹ جائیگا ہر ایک کاروانسراؤں میں بھٹیاروں اور بھٹیاریوں پر بڑا جبر و تشدد کیا کہ خبردار زنہار بے اطلاع
چبوترۂ کوتوالی کے کسی مسافر کو اترنے نہ دینا پچاس پچاس کوس تک بیرون شہر سیاحل ساٹھنی سوار اور عیاروں کو بھیجا کہ جہاں
کہیں کسی گانوں گرانوں میں بیٹھے پرورے دیہاتوں میں یا کسی صحرا میں یا لب دریا کوئی شخص فوج و سپاہ ہمراہ لیے پڑا ہو یا جہاں کہیں
دو چار ہزار سوار اور ہزار دو ہزار پیادے بطرف نظر آئیں جلد انکی اطلاع کرو کہ یہاں سے فوج سرکاری بطور دوڑ کے جائے اور انکو گرفتار
کر لائے بعد ازان جتنے دروازے شہر سیاحل کی آمد و رفت کے تھے اُن سب پر پچاس پچاس ہزار سوار اور دو سو افسروں کو متعین
و معمور کر کے بتقید بلیغ حکم دیا کہ پہر رات تک دروازے سب کے کھلے رہیں بعد اسکے پھاٹک بند ہو جائے اور آدھی رات تک سب کو
پہچان لو کہ بندگان خداوند اسی شہر کے رہنے والے ہیں انکی آمد و رفت دروازے کی کھڑکیوں کی راہ سے جاری رہے بعد نصف
شب کے کھڑکیوں میں بھی آہنی قفل ڈال دو اور کسی کو آنے جانے نہ دو والقصہ اس طرح سے انتظام تمام شہر کا کر کے اور ہر طرف لوگوں کو
بھیجکر گرد مرد آپ بھی مستعد اور آمادہ سراغ رسانی خاص شبخون تھا اب اسکو تو رہنے دیجیے اول حال شاہزادہ خاور سیاہ
باقبال کا سنیے کہ ملک قاسم پھر ایک دن کا وقفہ دیکر ملکہ گیتی افروز سے رخصت ہوا اور نصف شب کے عمل میں مہروند عیار کو
ہمراہ لیے مرکب پر سوار ہو کر زیر فیمول پہونچا اور بدستور قدیم خندق اسرا کبر جگہ سے پھینکر آمادۂ کفار کشی ہوا اور پھر اسی طرح سے
ہواے عام تمام فوج کفار کا بر سر شاہزادۂ عالیمقام ہو گیا اور چار طرف سے یہی شور و غل تھا کہ یارو بڑی خبرداری اور ہوشیاری
رہنا پچ غنیم کو کسی طرف سے جانے نہ دینا دیر نہ کرو مارو مارو مگر عالم ہوا ہی اور ظلمت شب میں کسی کو خاک نہ سوجھتا تھا اور اُس
بلز میں مطلق کوئی کسی کو نہ پہچانتا تھا پھر باہم لپٹ لپٹ کر اور گھس گھسکر شمشیرزنی کرنے لگے شاہزادۂ خاور سیاہ کفار کشی کرتا
بچستی تمام ایک سمت کو جاتا تھا کہ سامنے سے ایک پہلوان تنومند گھوڑے پر سوار بہمن خون آشام نام گھوڑا جھکا کر نعرہ کرتا ہوا
کہ او قاسم میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا آیا اور لپک کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادہ نے اسکا وار خالی دے کر ایک ہی ضرب میں
اسکو داخل جہنم کیا الا انجام اس مال اندیشی کے کر لکھو کھا کفار کا بلوا تازہ دیو اور باغ ہی ملک قاسم جانب باغ ملکہ گیتی افروز عنان
ہو اعنان اشہب تیز گام صحرا کی طرف منعطف کر کے روانہ ہوا اور جب وقت صبح کا ہوا تو ایک میدان میں دور سے دیکھا کہ
مجمع کثیر و اہو غفیر لوگوں کا اور چار طرف شور و غل ہے شاہزادہ ملک قاسم نے قریب جا کے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا
ہنگامہ ہو رہا ہے اُسنے شاہزادۂ عالم کو سر سے پاؤں تک دریا سے خون میں غوطہ زن اور تمام پوشاک خون آلودہ دیکھ
کر براے جوشن پوش اپنے سرداروں سے کہا اسنے شاہزادۂ خاور سیاہ سے ادراک حال کیا کہ ای بہادر تو کون ہے اور یہ کیا معرکہ
تجھے درپیش ہوا قاسم نے جواب دیا کہ سوداگر بچہ ہوں بقدر گنج وافر بساط جمعیت میں موجود رکھتا تھا کہ شاید طرف پھر بھی

خزینہ بیشمار اپنے پاس نہ رکھتا ہوا اپنے ملک سے بحیلۂ تجارت اِس طرف کو آتا تھا اثناے راہ مین ایک غول قطاع الطریقون کا ملا
اُنھون نے نقد و جنس جو کچھ میرے ہمراہ تھا سب لوٹ لیا اور میرے ملازمین اور خدام کچھ مارے گئے کچھ زخمی ہو کر گر پڑے کچھ بھاگ
گئے مین حتی المقدور اُن سبھون سے بپاس حفظ آبرو و حرمت مقابلہ و مجادلہ کر کے جب عاجز ہوا تو ہزار جد و جہد نکل کے یہان آیا ہون
اب تو بیان کر کہ یہ کیا ماجرا ہو رہا ہے اُس زبراے جوشن پوش نے کہا کہ ایک شیر زیان یہان آ کے وارد ہوا ہے اور اُسنے ہزارون
جانورون کو ہلاک کر ڈالا ہے اُسکے مارنے کی فکر مین ہم سب یہان آئے ہین شاہزادہ خاور سیاہ نے فرمایا کہ اُس شیر کو تم سب مجھے دور سے بتلا دو
مین اُسکا شکار کرونگا ہر چند زبراے جوشن پوش نے اور اُسکے ساتھ والون نے ممانعت کی اور کہا اے بہادر تو ایسا حوصلہ نہ کر
مفت اُس شیر کے ہاتھ سے مارا جائیگا قاسم نے نہ مانا لوگون نے ناچار ہو کے نشان اُس شیر کا بتلا دیا کہ وہ فلان جھاڑی مین ابھی
ایک بھینسے کو مار کر لایا اور بیٹھا کھا رہا ہے شاہزادہ خاور سیاہ اپنے مرکب کو اُس جھاڑی کی طرف سبک خیز کر کے جب قریب پہونچا تو
گھوڑے پر سے کود کر تیغۂ پلارک افراسیابی کو میان سے کھینچا اور شیر کو باواز بلند للکار کر کہا کہ او کتے جھاڑی مین کیا چھپا بیٹھا ہے باہر
نکل دیکھ کہ ملک الموت تیری روح قبض کرنے کو آ پہونچا ساتھ ہی شاہزادہ قاسم کے للکارنے کے شیر غصے مین بھرا ہوا باہر نکلا
اور ملک قاسم کو شمشیر بکف اپنے سامنے دیکھکر جانب شاہزادۂ قاسم والا مناقب حملہ آور ہوا شاہزادۂ خاور سیاہ نے بچستی تمام
پینترہ بدل کے اُسکے طمانچہ کو خالی دیا اور برابر سے تیغۂ پلارک افراسیابی اُسکی دوال کمر پر مارا تو برابر دو ٹکڑے شیر کے ہو کر خاک و
خون مین لوٹنے لگے زبراے جوشن پوش اور تمام اُسکے ہمراہ کے جتنے کھڑے تھے سب کے سب مرحبا صد مرحبا واہ واہ کرتے ہوے
دوڑ کر شاہزادۂ ملک قاسم سے لپٹ گئے کوئی تصدق ہوتا تھا کوئی بلا گردان ہو کر کہتا تھا شعر انچہ تو کردی نہ کند کس بجز تو دگر
را نبود این دسترس الغرض اُسوقت شاہزادۂ خاور سیاہ نے اپنا نام و نسب اُن سبھون پر ظاہر کر کے فرمایا کہ اگر تم سب کو مجھ سے
دعوی محبت ہے تو اب لقا پرستی کو ترک کر کے ملت بیضا دین اسلام قبول کرو زبراے جوشن پوش نے عرض کیا کہ وہ طریق ہمکو
نہین معلوم کہ کیا کہتے ہین اور مسلمان کیونکر ہوتے ہین شاہزادۂ ملک قاسم نے کلمۂ شہادت تلقین کیا زبراے جوشن پوش مع تمام
اپنے ساتھ والون کے بصدق دل کلمۂ طیبہ پڑھکے مسلمان ہو گیا ابھی وہان سے مراجعت نہین کرنے پائے تھے کہ سامنے سے ایک
پیادہ بدحواس گرد مین اٹا وہ پسینے مین غرق افتان و خیزان دوڑتا ہوا قریب زبراے جوشن پوش کے آیا اور کچھ سرگوشی مین اُسنے
زبراے کہا زبراے جوشن پوش نہایت متشوش اور پریشان ہو کر سکتے کی صورت رہ گیا شاہزادۂ قاسم نے پوچھا خیر باشد اے
زبراے جوشن پوش کیا ماجرا ہے اُسنے کہا اے شہزادہ وہ جو پہاڑ یہان سے تھوڑی دور پر نظر آتا ہے وہان ایک میرا حقیقی بھائی
کہ نام اُسکا طوفان ترک اور بڑا سرہنگ ہے عہد طفولیت سے ہے اور اُسکے عداوت قلبی چلی آتی ہے اور چند بار اُسنے میرے
اوپر شبخون مارا اور سیکڑون آدمی میرے ہمراہ کے قتل کر کے چلا گیا اب شاید پھر وہ تین لاکھ سوار کی جمعیت سے بارادۂ رزم و جنگ
آتا ہے دیکھا چاہیے کہ اُس ظالم اظلم کے ہاتھ سے ابکی مرتبہ میری جان و آبرو کیونکر بچتی ہے ملک قاسم نے فرمایا کہ اے زبراے جوشن پوش
اسقدر بدحواس نہو اُسکو آنے دو دیکھو تو کیا ہوتا ہے ابھی پورا کلمہ زبان حقیقت ترجمان سے شاہزادۂ خاور سیاہ کے ادا بھی
نہین کیا تھا کہ سامنے سے تیرہ گرد کا اُٹھا اور جس وقت کہ وہ گرد پھٹی تو دیکھا کہ طوفان ترک دریاے آہن مین
غوطہ مارے بکمال جوش و خروش اپنے گھوڑے کو تیز گام کیے مع تین لاکھ سوار نیزہ دار چلا آتا ہے اب زبراے جوشن پوش
نے بھی آمادۂ مرگ و حیات ہو کر اپنی فوج کو صف آرا کر کے قائم کیا اس عرصہ مین طوفان ترک بھی آ پہونچا اور زبراے
جوشن پوش کو مع فوج ثابت قدم دیکھکر اپنے لشکر کو قائم کیا اور صف آرائی اپنی فوج کی کر کے باطمینان تمام صاف لشکر سے آگے آ کر باواز
بلند کہنے لگا کہ اے زبراے جوشن پوش ابتک تو خیر تونے جان اپنا مفرور دیکھا چھپتا پھرا اگر آج بلا کہ میرے سامنے سے زندہ
و سالم بچکر کدھر جائیگا بس اگر کچھ دعوی شجاعت تجھے اپنا ہے یا جسپر تجھے بڑا گھمنڈ سپاہ گری اور شمشیر زنی کا ہے

اُسے میرے مقابلہ کو بھیج یا تو آپ نکلکر مجھ سے مجادلہ کر ابھی یہ بات پوری اُسکے مُنہ سے نہیں نکلنے پائی تھی کہ شاہزادہ رستم صولت خاور سیاہ
والا مرتبت اپنے مرکب کو چھیڑکر سر میدان نکلا اور طوفان ترک سے جاکر تم بگاور دو دس بارہ قدم گھوڑا طوفان ترک کا
پسپا ہوکر ٹھہرا اور طوفان گھوڑے پر سے گرتے گرتے بچا طوفان ترک نے ملک قاسم کو دیکھکر کہا کہ اے اجل رسیدہ تو کون ہے
اور تو ابھی میرے زور اور طاقت سے آگاہ نہیں کیوں مفت اپنی جان کھونے کو میرے مقابلے میں آیا ہے مجھے تیرے سن و سال
اور حسن و جمال پر رحم آتا ہے یہی بہتر ہے کہ پھر جا اور بھیج اے جوشن پوش میرا بھائی میرا حریف ہے وہ اور ہم دونوں باہم سمجھ لینگے
ملک قاسم نے جواب دیا کہ اے شوم کوئی دن میں تیری جان کا ملک الموت ہوں بیت بیا رانچہ داری زمردی نشان مکمان کیانی
گرز گران ۔۔ طوفان ترک یہ کلمہ سخت ملک قاسم کا سنکر غیظ میں آیا اور یہ کہکے کہ خبردار ہو جا نیزہ سینۂ بے کینہ پر شاہزادہ خاور سیاہ
کے مارا ملک قاسم نے سنان نیزہ کو اپنے تیر سے پر گانٹھ لیا اور ساتویں طعن میں نیزہ اُسکے ہاتھ سے جدا کر دیا طوفان ترک
کی آنکھوں میں تاریکی سی چھا گئی اور تلوار کو میان سے کھینچکر پکارا اے بہادر نیزہ بازی خیال بازی ہو وہ بازی جمال بازی شمشیربازی
راستبازی ہے ذرا کہ مجھے خبردار نہ کیا تھا لے خبردار یہ کہکے جھک کر تلوار بر سر اقدس شاہزادۂ والا تبار ماری ملک قاسم نے
چپقلش تمام ہار جو کو تلوار کی بجائے قبضہ پر اُسکے اپنا ہاتھ ڈالدیا کہ ہاتھ اُسکا بیکار ہو گیا اور اپنے جی میں کہتا تھا کہ پنجہ قضا نے
میری کلائی پکڑلی ہے طوفان ترک نے بمجبوری تھنچا کے ہاتھ ملک قاسم کے کمربند میں ڈالدیا اور چاہتا کہ قاش زین سے
اُٹھالے پھر قاسم نے بھی اپنا ہاتھ اُسکی کمر میں ڈالدیا اور زور کشمکش کا ہونے لگا طرفین سے لوگوں نے پکار کر کہا اے بہادرو یہ بے زبان
گھوڑے ناحق ہلاک ہوئے جاتے ہیں اگر یہی منظور ہے تو تم دونوں صاحب گھوڑوں پر سے کود کر زور کشتی کا کرو چنانچہ طوفان ترک
اور ملک قاسم دونوں گھوڑوں پر سے کود پڑے اور سینہ بسینہ کر کے کمر باہم زور کشمکش کا کرنے لگے کوئی دو گھڑی کے عرصہ میں شاہزادہ
خاور سیاہ نے طوفان ترک کو دس بارہ قدم پسپا کر کے اوجھڑ ماری بیٹھ کے بل زمین پر گرا اُسوقت شاہزادہ ملک قاسم نے جلدی
سے اُسکے کمربند پر ہاتھ ڈالکر ایک زور میں اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر چاہا تھا کہ زمین پر مارے اور پیوند زمین کرے طوفان ترک
پکارا اے شہریار امان ملک قاسم نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان اُسنے کہا جو تیرا دین قبول کرے وہ کیا کہے شاہزادہ خاور سیاہ
نے کلمہ شہادت ارشاد کیا طوفان ترک نے بصدق کلمہ پڑھکے اسلام قبول کیا شاہزادہ ملک قاسم نے اُسکو بہ سہولت ہاتھ سے
زمین پر رکھدیا طوفان ترک نے اپنے تین لاکھ سواران کفار سے کہا اے بہادرو میں نے تو فدائی اس شہریار کی بدل و جان اختیار
کی جسکو میری رفاقت منظور ہو وہ کلمہ پڑھکے مسلمان ہو میرا بھائی ہے اور جسکو نہ منظور ہو جہاں جی اُسکا چاہے چلا جائے مجھ سے
کچھ واسطہ نہیں سبھوں نے بالاتفاق جواب دیا کہ تو ہمارا سردار اور افسر ہے تجھ سے بہتر ہمکو عقل و فہم نہیں جو تو نے قبول کیا وہی ہمکو
بھی منظور ہے تبلا کر ہم کیا کہیں طوفان ترک نے سب کو کلمہ پڑھوا کے مسلمان کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے زیراے جوشن پوش
اور طوفان ترک کو حکم دیا کہ بس اب تم دونوں بھائی باطمینان تمام اپنے ملک میں جاکر رہو جسوقت کہ ہم لشکرکشی برسر لقاے
مشرک خدا کریں اور تمکو لکھیں اُسوقت تم مع اپنی فوج و سپاہ کے حاضر ہونا یہ کہکر ملک قاسم وہاں سے پھرا اور جب دربراست اپنے
دوست و دشمن کو دیکھتا اپنے باغ میں آکے داخل ہوا بے سلاح سے چند سبھوں شاہزادہ خاور سیاہ نے لشکر زمرد شاہ پر مار کے
اضلال فیلتن اور مشتاق کنگرہ شکن اور ہوشیار کمند انداز اور سلیمان تیر انداز اور بہرام اور ارژنگ اور فرہنگ اور
تیمور سردار وغیرہ جو اسی ہزار بڑے بڑے سرہنگ کفار کو بہ حرب تیغ آبدار میدان کارزار سے مار کر نکلا تھا اُسیں دن
بجھو بی نکل آیا اور ہر ایک کس و ناکس نے شاہزادہ ملک قاسم کو بھاگکر شور و غل کرنا شروع کیا یارو یہ تو وہی بندۂ مغضوب
خداوندی ہے جسے حسب الحکم خداوند لقا کے چاہ ماران میں گرا دیا تھا ناگاہ یہ ہنگامہ سنکے لقا نے دریچہ قدرت سے
قاسم کو دیکھکر جالوت رعد آواز کو اشارہ کیا کہ میرے بندگان خاص کو ہوشیار کردے تا یہ خدا پرست بھاگ کر جانے نہ پائے

جالوت

جالوت رعد آواز کی آواز سات کوس تک جاتی ہی اُسنے قیطول پر سے شور کیا کہ ای بندگان خاص حکم خداوند ہجدہ ہزار عالم باختر
ظاہر کرا اِس بندۂ گستاخ خداپرست کو زندہ و سالم جانے نہ دینا یہ آواز جالوت رعد آواز کی جو سنی تو ہزارون پہلوان لقا پرست
اور ہزارون کفار بد سے بڑے زبردست چار طرف سے شاہزادۂ عالم پر حملہ آور ہوے اور شاہزادۂ قاسم شل شیر صحرائی جسطرف رخ کرتا
کفار مانند گلۂ گوسفند کے بھاگتے پھرتے تھے ناگاہ سوکیاسے سرکش طوفانی للکار کر سد راہ شاہزادۂ خاور سیاہ کا ہوا اور
ساطور پانچسومن کا بقوت تمام سر اطہر پر شاہزادۂ عالیمقام کے مارا ملک قاسم نے بچستی تمام اپنے مرکب کو تیز گام کرکے اُسکا
بند دست پکڑ لیا اور ساطور کی ضرب سے بچکر تیغ مارا کہ لاش اُس جہنمی بدمعاش کی مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر گری اور خاک
خون میں لتھڑ گئی کی عجب طرح کا شور یوم المحشر فوج کفار مین ہوا اور ہر ایک بہ زرد دست اور برش تیغ کی اُس شاہزادہ حق پرست
کی دیکھکر مارے ہول کے شل قالب بیجان ششدر اور حیران رہ گیا اِس عرصہ مین سوکیاسے طوفانی اپنے باپ کا مارا جانا ملاحظہ
ہاے واے کرتا سر اپنا پیٹتا بعد نالہ و آہ غیظ و غضب مین بھرا ہوا بمقابلۂ شاہزادۂ خاور سیاہ آیا اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھ کے
بیساختہ حملہ آور ہوا شاہزادۂ قاسم نے اُسکے وار کو خالی دیکر ایک ہی ضرب تیغ پلارک افراسیابی سے اُسے بدرجۂ جہنم پہونچایا
اور سمت صحرا اپنے مرکب کو جولان کیے روانہ ہوا جالوت رعد آواز نے پھر قیطول پر سے نعرہ کیا کہ ای بندگان قدرت خبردار
اِس خداپرست کو نہ جانے دو تعاقب مین جاکے جلد پکڑ لاؤ چارون طرف سے بلوۂ لشکر کفار کا تعاقب مین شاہزادۂ خاور سیاہ
نامدار کے چلا جاتا تھا مگر وہ شاہزادۂ با اقبال باتفاق لایزال ایزدی صاف نکلکر قریب دامان کوہ دو شاخہ کے پہونچا اب
اُسکو تو یہان چھوڑیے آگے دیکھیے کیا ہوتا ہی

اب یہان سے شمہ داستان شوکت بیان سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران بیان کیجاتی ہی

کہ جسوقت سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام بعد استیصال جنگ فرامرز بن قارن عدلی ملک عجم مین جاکے داخل ہوے اور
تمام لشکر اسلام لب دریا کنارے شہر عجم کے فروکش ہوا بارگاہ سلیمانی مین حضرت ملک امیر سعد بن قباد بادشاہ سریر سلطنت پر
اجلاس فرماتے اور سلطان صاحبقران و لنگ ناد عنبر بدشکن ہوے باقی جتنے سرداران دست راستی اور دست چپی
کے چپ و راست سب اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر باادب بیٹھے ہوے ہزار بارہ سو طائفے ارباب نشاط کے حاضر تھے جا بجا
جلسون پر پری اور لہرا سارنگی کا بجا باجا اُٹھین کی لگ آسمان کو جانے لگی آواز ہو شاہو نوش نوشانوش کی بلند ہوئی سب رنگا رنگ
جلسہ رقص و سرود کا دیکھ رہے تھے ناگاہ دروازۂ بارگاہ سے نایبان خبری تو ریان خبری سر ہنگ مصری ابو شہاب
لنگری دونون جوہریان ہرکارون کی گردین اور وہ پسینے مین غرق روبروے تخت بادشاہ کے آکے بعد ادب زمین عبودیت
کو بوسہ دیکے پکارین **قطعہ** اے تاج شاہی را فروغ از تارک والاے تو ۰ اے خلعت شاہنشہی زیباست بر بالاے تو
بدر الدجاے مکرمت مہر سماے ابہت ۰ شد فخر تخت سلطنت کاندر زیر پاے تو ۰ شہنشاہ عالم پناہ کی عمر دراز ضیغم بن
عنکبوس نامے ایک پہلوان زبردست تین لاکھ سوار کفار کی فوج اور جمعیت سے یہان سے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوا
ہی اور تہیہ فاسد طبل جنگ بجوانے کا آمادۂ رزم و پیکار ہی یہ کلمہ ہرکارے تو آداب بجا لاکے رخصت ہوے سلطان والاشان امیر
حمزۂ صاحبقران نے فرمایا **شعر** سری بچز نشیر حبیب ۰ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ۰ جو کچھ کہ نوشتۂ تقدیر ہی وہ بعرصۂ ظہور
آیا اور آئیگا پھر اسمین فکر و تردد کرنا محض بیجا ہی کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے و رنگ بجے حسب الحکم
فیض توام سلطان باکرم کے فوج اسلام مین بھی طبل جنگ بجا صدا سے کوس حربی اور ناد رزمی سے زمین متحرک
آسمان متزلزل نظر آنے لگا غازیان دیندار اور مجاہدین تہور شعار آمادۂ رزم و مہیاے قضا ہو کر عزیز و اقربا گلے ملنے لگے
یار و آشنا باہم ملنے لگے اور ایک سے ایک کہتا تھا دیکھیے شب حاملہ است فردا چہ زاید یار و جنگ دسر او رو دا سر بالفعل **شعر**

صبح محشر سے نہین کم صبح کا دھڑکا ہے آج ✦ کون ہو محکوم پاے حکم کا کیسے رواج ✦ دیکھیے کل تختۂ تابوت ہو کسکو نصیب
کون ہو وا اسر اعلم زیب بخش تخت و تاج ✦ دلیران عرصۂ کارزار اور شجاعان روزگار اپنے آلات حرب کو سنبھالنے لگے
ہزارون غازیان صاحب تمکین اور مومنین نے جس وقت سے کہ آواز طبل جنگ کی سنی ہے اسی دم سے غسل کر کے پوشاکین پاکیزہ
اور نفیس پہنے عطریات انواع اقسام طرح طرح کے ملے سیکڑون اپنے خیمے ڈیرون مین سیکڑون مسجدون خانقاہون مین اور ہزارون
لب دریا گنگے جانب صحرا زمین پر سجادے بچھائے سمت قبلہ منھ کیے رو رو کر بحضور قلب از خلوص نیت بجناب رب علا سے دعا
مانگتے مین کہ اے رب جلیل سپہ گری کا فن ہمیں کر دن سے منھ پھیر کے نہ آئے۔ بیگ آگے بڑھ رہے پیچھے پاؤن نہ ہٹ جاے ✦ صدقہ
اپنی وحدانیت کا پاے ثبات مین ہمارے لغزش نہ آنے پاے خلعت گلگون شہادت پہنکر سرخرو سے کو ہمین کہلائین و نام اپنے
آباو اجداد کا روشن کر جائین طلایہ چارطرف پھرتے تھے تمام لشکر مین جاگ رہی تھی سب رات بھر رہی آئین دیکھا کہ رات اب باقی نہین ہے

آیا صبح نمایان ہوئے اشعار	لگے ہونے نظرون سے تارے نہان	چھپا نور مین جادۂ کہکشان	موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند	رخ شمع محفل بزردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا	مسیحا نفس تھی نسیم وزان
اٹھے سوتے لیلکر انگڑائیان	ہزبران جنگی آئین جنگ	کشیدند بر بر کمان تنگ تنگ	سر خیل وفاداران مقبل وفادار

اور شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار نے اندرون بارگاہ جاکے پاے سعادت حمزۂ صاحبقرانی کو بوسہ دیا امیر با توقیر نے
خواب راحت سے بیدار ہو کر پوچھا کہ رات کتنی باقی ہے مقبل نے عرض کیا کہ نماز کا وقت ہے اور دونون لشکرون مین کرہندی ہو چکی
وہین سمت میدان رزم جا پاچاہتی ہین حمزہ صاحبقران دوران نے فرمایا پانی وضو کے لیے طلب کرو فراش آفتابہ سلفچی لیے حاضر تھا
امیر حمزہ صاحبقران نے اٹھکر وضو کیا اور دو رکعت نماز صبح سے فارغ ہو کر پوشاک اپنی مسند دیر سلاح کا منگا کر سلاح تن اقدس پر
آراستہ کیے اور وظیفہ پڑھتے ہوے بارگاہ سے برآمد ہوے قدس دیوانہ اشقر دیوزاد کو لیے قریب ڈیوڑھی کے کھڑا تھا سلطان
حمزہ صاحبقران نے اشقر کی پیشانی پر بوسہ دیا ایال پر ہاتھ ڈالا رکاب مین قدم رکھکر بیت بر روے زین جلوہ کرد وجست ✦
چو سکندر بزین برنشست ✦ قاش زین پر وہ شہریار با توقیر یعنی امیر کشور گیر جلوہ فرما ہوا اور ڈھائی سو ندما اور رفقا مثلاً
سلمان فارسی اور مظفر فاریابی اور ابو المعدن گرد وغیرہ جو سب اپنے اپنے مرکبون کو روکے ہوے کے واسطے کھڑے تھے
ہمراہ کر کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب امیر عالیجناب ہوے جبکہ قریب نقارخانہ بلورین پہونچے تو دیکھا سامنے عیش محل کی ڈیوڑھی کا
پردہ چرخ چون پر کھنچ چکا ہے اور بھیڑ بھاڑ لوگ سب مجتمع ہین روشنی شمع برخاست ہوتی جاتی ہے پچھلا پہر کی نوبت نقارچی بجارہے
ہین شہنا نواز ملت بھیرون جیاس شہنائیون مین ہو گئے ہوے سناگے سرون کے بھرتے ہوے صف بستہ ابھی تک کھڑے
ہین ہزارون سقے آبپاشی پر جھلکے کو سر افشانی کر رہے ہین ہزار بارہ سو حاجب دربان ایشک آقاسی تورباشی یساول گروہ
نقیب چوبدار دربان دھوم دھام کی پہنے شملے سر سے ٹپکے مثل بزر منزق ہوا ہر ہاتھون مین لیے جابجا اہتمام مین سرگرم
ہین جلوس سواری کا حاضر ہیل عماریان ہودج شمادیان کپتیان کرب بن کو کرب آفتاب ہفت عرب پہلوان عادی
و رگ سالار لشکر پر ابر زنبوری پردے کے تخت شدادی پر بڑے کھڑا ہے سلطان حمزہ صاحبقران اشقر دیوزاد پر سے اتر کے
قریب عتبہ فلک تکریم ملائک مقیم کے ایک دنگل پر جا کے بیٹھے کہ ایک بار اندر سے آواز شہنادون کی کو تنزد ہوئی جھنجھے مجرائی
تیجے سب گھبرا گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوے پہلوان عادی نے پردۂ زنبوری تھام لیا اندر سے کچھ کتول برداریان سرو چہی
والیان پنجشاخہ برداریان دستی والیان نمودار ہوئین جنکے روشنچوکی بجتی ہوئی کہاریان پری طلعتین تخت اس
سلیمان فریب شہنشاہ لشکر اسلام کا دوش بدوش لیے پردے سے باہر نکلین حضرت کو دیکھا کہ تاج شاہی بر سرو
چار قبۂ شاہنشاہی دربر تیغ ہاتھ مین تسبیح پڑھتے برآمد ہوے پہلوان عادی نے لوا شہر مین اس فتح قریب

امیر باتوقیر نے دنگل پر سے اٹھکر مجرا کیا مردہا پکارا شاہ عالم پناہ سلامت مہابلی بادشاہ سلامت امیر کشور گیر کا مجرا نگاہ روبرو
حضرت نے ہاتھ چھاتی پر رکھا اشارہ سواری کا کیا سلطان صاحبقران آداب بجا لاکے شقرد یوزاد پر سوار ہوئے اور چالیس قدم
سروری اور صاحبقرانی کا آگے زیر سایۂ علم اژدہا پیکر تخت سے بادشاہ کے پیچھے ہوئے اور مجرائیون کا مجرا لیتے ہوئے سواری حضرت
کی سمت وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوئی کئی ہزار سقے گرد پیش تخت کے آبپاشی کرتے ہوئے گرد و غبار کو بٹھلاتے ہوئے روشنچوکی
بجتی ہوئی آگے آگے نقیب چوبدار مرد ہے تحفہ تحفہ گھوڑون پر سوار اہتمام سواری کا کرتے ہوئے بتجمل و شوکت تمام قریب میدان
مصاف پہونچے تبرداروں نے جھاڑی جھنڈ بان جنگل کی کاٹ کر ہموار کردیا بیلچہ کاری کرکے نکلے ہزاروں سقے آبپاشی کرنے
گرد و غبار کو بٹھلا رہے تھے نقیبون اور چاؤشون نے میمنہ و میسرہ و قلب جناح ساقہ کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول جو دو صون
صفین بآئین آراستہ پیراستہ کردیں کرگیتوں نے نکلے بآواز بلند کہا ای مردان کوشیدن لجانہ نشان ندیدہ شیہ شعر روز جنگ است
جنگ باید کرد کوشش تمام و ننگ باید کرد کمان میں رستم و سہراب در تیرزن برزرد کونسا ایسا بہادر ہے کہ آج سر میدان نکلکر نام اپنے
باپ دادے کا روشن کرجائے اور ان بہادرون کے نام مثل حرف غلط صفحۂ روزگار سے مٹادے ساتھ کرگیتوں کے للکارنے کے
دلاورون اور بہادرون کی آنکھوں میں نشۂ شجاعت سے لال ڈورے پڑ گئے جوش جرأت سے جھومنے لگے اور سب بہجے ترچھے
کیے تیغوں کے قبضوں پر ہاتھ ڈالے منتظر اس امر کے تھے کہ دیکھیے ہراول لشکر سے کون جوان ہے ناگاہ ضیغم بن عنکبوس اپنے مرکب کو
جھکاکے اندر میدان میں آیا اور گھوڑے پر سے اتر کے پشت تو کی لشکر اسلام کی طرف اور منہ سمت قیطول لقا کرکے زمین پر
ہاتھ مارکر ٹٹنے لگا اور سجدہ کرکے پکارا یا خداوند باختر مدد کرنا یہ کہکے پھر مرکب پر سوار ہوکے پکارا ای لشکر خدا پرستان ای زبرستان
از شما کرا آرزوی مرگ است کہ بیاید بمیدان جنگ ساتھ ہی للکارنے کے لشکر فیروزی اثر سے چلے بہرام شیرخوار اپنے مرکب کو
جھکاکے بادشاہ سے اجازت میدان لی اور مقابلہ ضیغم بن عنکبوس آکر جنگاور ہوا جنگ نیزہ وری میں جیسے بیس تیس چالیس
تان چلی اور نیزے خلال ہوگئے تب ضیغم بن عنکبوس نے نیزے کو ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار پر ہاتھ ڈالکر پکارا ای خدا پرست
خبردار باش یہ کہکر چلے ہوشیار کردیا تھا جلدکر تلوار بر سر بہرام شیرخوار ماری کہ سپر کاٹکر تا ابرو اتر گئی بہرام شیرخوار
نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹکے نکل گئی مگر زخم کاری لگا تھا ایک چادر خون کی منہ پر آگئی بہرام شیرخوار
حالت غش میں آنکھیں بند کیے جھوم رہا تھا ضیغم بن عنکبوس نے للکارکے کہا کہ ای فوج اسلام تمہارے ساتھ کا جوان زخمدار
اور بیکار ہوگیا ہے اور کوئی ہے سو مقابلے مجادلے میں آئے مرزبان خراسانی اجازت لیکر نکلا یہ بھی زخمی ہوگیا غرض طول تا چند
مختصر یہ کہ اسی شکل سے چند سردار اسکے ہاتھ سے زخم کاری کھاکے پھرے کہ ایکمرتبہ اسنے باواز بلند کہا ای حمزۂ صاحبقران
تو اپنے سردارون کے درپی ہلاک ناحق ہوکر میرے مقابلے اور مجادلے کو بھیجتا ہے مناسب یہ ہے کہ تو آپ سر میدان رزم نکل تا میرے
اور تیرے معرکۂ جدال و قتال فیصلہ ہوجائے ابھی ضیغم بن عنکبوس کی زبان سے یہ کلمہ پورا نہیں نکلنے پایا تھا کہ چار طرف لشکر
اسلام میں علمداروں نے علموں کو جلوہ دیا اور نکور نوبت پر ضرب چوب پڑی عمرو نے میدان میں نکلکر باواز بلند کہا ای بہادران شیرشکار
و ای دلیران عرصۂ کارزار ہوشیار ہوجاؤ کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزۂ صاحبقران میدان مصاف میں رونق افزا ہوتے ہیں
زمین سے ادنی و اعلی سوار و پیادے دونوں لشکروں کے دیکھنے لگے کہ سلطان خورشید احتشام امیر حمزۂ عالیمقام شقرد یوزاد کو
جولان کرکے میدان میں برآمد ہوئے اور ساتھ جنگاور ہونے کے ضیغم بن عنکبوس کا گھوڑا بارہ تیرہ قدم پسپا ہوکر تھرتھرانے لگا
اور ضیغم گرتے گرتے ہزار خرابی سنبھلا اور پھر اپنے مرکب کو تازیانہ زر رشتہ مار امیر باتوقیر کا مقابل ہوکے کہنے لگا ای حمزہ وہ ضرب
حمزۂ صاحبقران دوران نے فرمایا ہو تو نے دیکھا کہ چند سردار لشکر اسلام سے نکلے مگر کسی نے تجھ پر چیرہ دستی نہ کی ہمارے
طریق میں حریف پر چیرہ دستی نہیں کرتے بیت تو اول برآور تمنائے خویش * کہ من خصم را سیہ ہم جائے بیش *

ضیغم بن عنکبوس اپنا دوسرا نیزہ لیکر بمقابلہ سلطان والا رتبت آیا اور ساتویں طعن میں نیزہ اسکا ہوائی ہو گیا تب اسنے جامہ
غیظ و غضب میں ایک وار تلوار کا بر سر اطہر کیا امیر با توقیر نے بسہولت تمام بائیں ہاتھ سے بند دست اسکا پکڑ کے ذرا جو
فشار دیا تو تلوار اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر علحدہ جا پڑی اسیوقت حمزۂ صاحبقران دوران نے داہنا ہاتھ اسکی کمر زنجیر
میں ڈالکر طنطنۂ امیر اکبر جگر سے کھینچا اور بزور بازو ضیغم بن عنکبوس کو خانۂ زین سے اٹھا کے سر پر چرخ دیا اور چاہتے تھے
کہ اسکو پیوند زمین کریں ایکمرتبہ اسنے کہا اے سلطان حمزۂ صاحبقران الامان الامان مجھے معلوم ہوا کہ تائید تیرے دین کی ہے
امیر عالیمقام نے اسکو آہستہ زمین پر ہاتھ سے چھوڑ دیا اسنے کہا اے جان بخش بندہ جو تیرے دین کو اختیار کرے وہ کیا ہے
سلطان والا رتبت نے کلمۂ شہادت ارشاد کیا وہ بصدق دل کلمۂ طیبہ پڑھ کے مشرف باسلام ہوا لشکر میں شادیانے خوشی کے
بجنے لگے ضیغم بن عنکبوس نے اپنے ہمراہ کے تین لاکھ سوار کو کلمہ پڑھوا کے مسلمان کیا اور بدل و جان اطاعت و فرمانبرداری میں حاضر
تھا غرض امیر والا توقیر بعظمت و عزت تمام و شوکت مالا کلام میدان رزم سے مراجعت فرما کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے اور بقاعدہ
معہودہ قدیم بادشاہ لشکر اسلام نے تخت پر جلوس فرمایا پانچ ہزار پانچ سو پہلوان گرد اگرد کرسی دست راستی دست راست اور
دست چپی دست چپ اپنے دنگلوں اور کرسیوں پر آ بیٹھے یکایک خبر پہنچی کہ ملک قائم شکار کھیلتا ہوا دربند جالندریہ میں
وارد ہوا تھا اکوان جالندری وہاں کے حاکم نے شاید کسی فریب سے شاہزادۂ خاور سیاہ کو سمت بابل روانہ کیا ہے یہ خبر
وحشت اثر سنکے تمام بارگاہ نشین عجب طرح کے رنج و آلام میں بسکوت پاس ادب سے ابھی کچھ کہنے نہیں پائے تھے کہ سلطان والا قدر
عالی منزلت نے پہلوان عادی کو حکم دیا کہ اسوقت ہمارا پیش خیمہ نکالو اور بابل کیطرف بھیجو انشاء اللہ تعالی کل صبح کو ہم سوار
ہو کر اسیطرف کو روانہ ہونگے حسب الحکم قدر توام سلطان باکرم پہلوان عادی تو اسی دم پیش خیمہ ہاتھیوں اور شتروں اور چھکڑوں
پر بار کرا کے مع اسی ہزار غازیوں کے سمت بابل روانہ ہو گیا اور روز دوم حمزۂ صاحبقران نے مع تمام سرداروں لشکر اسلام
سوار ہو کر کوچ در کوچ قریب قلعہ دربند جالندریہ کے نزول اجلال بہ دو اقبال فرمایا اور تمام لشکر اسلام کے خیمے ڈیرے جابجا
پڑ گئے سلطان والا شان امیر حمزۂ صاحبقران داخل بارگاہ سلیمانی ہو کے اپنے دنگل نادر عنبر سرشت پر متمکن ہوئے اور گرد و پیش
سریر سلطنت کے تمام سرداران دست راستی اور دست چپی اپنے دنگلوں اور کرسیوں پر با ادب بیٹھے تھے ناگاہ تمام لشکر میں ایک غل
ہوا اور بیرون بارگاہ عجب طرح کا ایک ہڑاڑ شور و ہنگامہ شور رہا تھا امیر حمزۂ صاحبقران دوران نے پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہے عیاروں
نے عرض کیا کہ جسوقت لشکر فیروزی اثر یہاں آکے اس میدان میں فروکش ہوا تھا تو فرسنگوں کہیں دریا کا نام و نشان نہیں
معلوم ہوتا تھا اب بطرز قدرت اسی سمت کوہ جالندریہ سے ایک دریائے زخار ساحل ناپید اکنار پیدا ہوا ہے کہ تمام لشکر میں
سیلاب قریب آ پہونچا ہے اور ہزاروں آدمی غرق ہو کر ہلاک ہو گئے ہیں ہزارہا خیمہ ڈیرے ڈوب گئے ابھی عیار یہی عرض
کر رہے تھے کہ سرخیل وفاداران مقبل وفادار اور پہلوان عادی نے سراسیمہ اور بیقرارانہ درون بارگاہ آکے عرض کی کہ یا
سلطان حمزۂ صاحبقران جلد برخاست کیجئے دریائے مواج جوش مارتا چلا آتا ہے امیر حمزۂ صاحبقران دوران اور حضرت
خلیل اللہ سعد بن قباد بادشاہ مع تمام سرداران لشکر اسلام جھپٹ بارگاہ سے نکلیں نکلیں پانی درون بارگاہ بھر آ پہونچا
غرض کہ امیر با توقیر مع سرداران بہزار جد و کد وہاں سے کئی فرسنگ پر جاکے قیام پذیر ہوئے اور ایک طرف میں لاکھ
چوراسی ہزار سبزواران لشکر اسلام اور ساٹھ ہزار کمانداران ہمراہ سپاہیان مقبل وفادار سب ہو کہ خادمان محل حرمان حرم محترم کے
انکی بحفاظت تمام سوار کرکے اور جو کچھ کہ جلدی میں ہوسکا قنات خیمے ڈیرے بچا لے ایک دو بارگاہیں لیجا کے وہاں استادہ
کرائیں اور خواتین معظم کو وہیں آرام دیا باقی ہزارہا مومنین اور جوانان صاحب عز و تمکین اس دریا میں غرق ہو کر درجۂ شہادت
فائز ہوئے اور ہزارہا گھوڑے بیل ہاتھی وغیرہ جانور ڈوب کر مر گئے بارگاہ سلیمانی اور ہزاروں خیمے

زیرے وغیرہ جہان استادہ تھے وہین رہے پانی کی طغیانی یہانتک ہوئی کہ بارگاہ سلیمانی نصف پانی مین غرق ہوئی نصف سرِ آب
نظر آتی تھی اور شور اور جوش دریا کا اسقدر تھا کہ کسی کو کسی کی بات بخوبی نہین سنائی دیتی تھی مین شبانہ روز یکسان حال
پانی کی طغیانی کا رہا ازچہارم آب پانی کی کم ہوئی از جنوب تا شرق ایک دریاے مواج ساحل ناپیدا کنار نظر آتا تھا قلعہ و ربند
جالندریہ مثل حباب وہان سے معلوم ہوتا تھا اور جہاز اور کشتی اور کوئی بجرا یا مور پنکھی وغیرہ کہین وہان متاغیر ممکن تھا امیر
حمزہ صاحبقران دوران کمال شوش اور متردد اس امر مین جانب خواجہ عمرو مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ خواجہ یہ کیا آثار قیامت
نمودار ہوے ہین کوئی تدبیر اس پانی کی سدباب کرنے کی اور کوئی راہ قلعہ جالندریہ تک پہونچنے کی تم نکالو عمرو بن امیہ نے
کہا حمزہ تو صاحب اقبال ہے تجھے تشویش عبث ہے شعر بسا قفل آنرا نباشد کلید ۔ کشاینده ناگہ کرآید پدید ۔ کوئی نہ کوئی وسیلہ
اس قلعہ کشائی کا تیرے ہاتھ آجاویگا مین بیچارہ مرد ضعیف واللہ اعلم بالصواب کن آفات و مکروہات مین ان دنون
گرفتار ہون مجھے کچھ تن بدن کا ہوش نہین کہ مین کہان ہون اور کیا کرتا ہون اور کیا کہتا ہون امیر حمزہ صاحبقران
دوران نے پوچھا خیر باشد تجھے کیا صدمہ بڑا پیدا ہوا کس مکروہات مین تو مبتلا ہوگیا مین بھی تو سنون عمرو نے کہا حمزہ
اصل حقیقت تو یہ ہے کہ وہ جو تصدقات سرکار سے ماہ بماہ عنایت ہوتا ہے وہ فقط سود بیاج مین جاتا ہے باقی یہ اسراف روز مرہ
قرض دام پر منحصر ہے مگر تا چند اب یہ نوبت بہم پہونچی کہ عسرت اور تنگدستی سے دردود روز بجز غم و غصہ کھانے اور خون دل پینے
کے اور کچھ کھانا بہم نہین پہونچتا در ماندہ ہر روز صبح کو دس ہزار قرض خواہون کا بلوہ اور دروازہ رہتا ہے گھر مین یہ حال ہے کہ
بیبیان بسبب افلاس کے کچھ حقیقت اور عزت میری نہین سمجھتی ہین بیٹے پوتے میرے مجھے محتاج سمجھکر میرا پاس ادب مطلق
نہین کرتے مجھے تو اب یہ معلوم ہوا کہ یہ جو کسی نے کہا ہے بیت ای زر تو خدا نہ ولیکن بخدا ۔ ستار عیوب و قاضی الحاجاتی ۔
بےزر بے پر اور یہ سب برحق و بجا ہے سر مو اسمین جھوٹ نہین ہے بحر الفات ثبوت ہے کہ ای حمزہ جس حالت مین مین ایسی مصیبت
مین گرفتار ہون مجھ سے کیا ہوسکتا ہے ہان ایک بات کا امیدوار ہون کہ اگر ازراہ عطیات صاحبقرانی بمضمون اس شعر کے بیت
رسم ست کہ مالکان تحریر ۔ آزاد کنند بندہ پیر ۔ اجازت ہو تو مین اب براے طواف بیت اللہ رخصت ہون اور وہان جا کے
حج کرون اور تیری ازدیاد جاہ و حشمت کے واسطے نماز پنجگانہ پڑھکر دست بدعا ہون باقی وہ جو ریوڑیان کوڑیان نذر و نیاز
کی وہان چڑھینگی وہی صرف قوت اپنا کرکے وہان کی جاروب کشی اختیار کرونگا سعادت دارین سمجھونگا امیر یا تو فرمانے
یہ گفتگو عمرو کی سنکے فرمایا کہ خواجہ واقعی تم سچ کہتے ہو بہت مناسب ہے ایسے مقام پر اس نیت سے جانے کو کون منع کریگا
تو شاطاع تیرے خواجہ مگر ہمکو دعا سے نہ بھول جانا عمرو نے یہ کلام سلطان امیر عالمقام کا سنکر نہایت اپنے جی مین
رنجیدہ و کشیدہ ہوکر تیوری بدلی اٹھ کھڑا ہوا اور یہ کہکے کہ حمزہ خدا حافظ جاتا ہون کہ امیر حمزہ صاحبقران نے جانب
شاہ صفا ترک خزانچی دیکھکر اشارے سے کہا کہ پانچ تھیلیان زر سرخ کی عمرو کو دو شاہ صفا نے باواز بلند کہا کہ خواجہ
سلامت کہان جاتے ہو پانچ ہزار اشرفی زاد راہ عطا ہوئی ہین وہ تو لیتے جاو اتنا سنتے ہی عمرو کا یہ حال ہوا کہ منہ مین پانی
بھر آیا اور یہ کہتا ہوا کہ حمزہ صاحبقران فی الحقیقت تو بڑا کریم اور عالی ہمت رفقاپرور بندہ نواز ہے بیت صدف نے ابر سے
منہ کھولکر گہر مانگے ۔ تیرے کرم نے دیے بے سوال حاجتمند ۔ اور جھٹ پٹ شاہ صفا سے وہ پانچ توڑے اشرفیون کے
بلکہ نقدہ زنبیل ہوگئے اور پھر اپنی کرسی پر ہیر کر بیٹھا اور بہت سی مدح و ثنا سلطان والا رتبت کی کرکے کہنے لگا کہ حمزہ قلعہ
جالندریہ کا فتح کرلینا کچھ مشکل بات نہین مگر بشرط الشرط یہ جو تونے ازراہ خدا دہی زاد راہ کعبہ مجھے عطا کیا خیر محض
تیری ماموری ہے اور علاوہ اسکے تونے اپنی عفو بخشی گناہ ثواب سمجھکر دیا لیکن وہ مثل تونے سنی ہے ۔ کہ فرد در خوش دل
کند کار بیش ۔ اگر نعمت باغ بہشت لقا سے منزک خدا کا ہمراہی مجھے کہدے ابھی مع اسباب نقرہ و طلائی

اور جواہر بیش بہا اور بابت نقد و جنس لقائی اور زیورات اور اشیا اور اسباب خورد و کلان کا غرض جو کچھ کہ ہو اُسکا مالک و مختار
مین ہون تو کیا مضائقہ نصف باغ میرے قبضۂ اختیار مین رہے اور آدھے کا مالک و مختار تو ہو سلطان والا قدر عالی رتبت نے
متبسم ہو کر فرمایا کہ یہ تو وہی مثل ہے کہ حلوائی کی دُکان دادا جی کا فاتحہ - ابھی کجا باغ بہشت علوکا اور مقبوضہ لقاے مشرک
خدا کا اور کجا سائل کجا تو کجا مین و حول ولا قوۃ آب ندیدہ موزہ از پا کشیدہ یہ پیشبندی باندھ رکھا اور اسباب بانٹ رہا ہے ابھی
بیبین اس بلا کا سامنا ہے ایسے ایسے کئی دربند اسکے فتح کرنے کو پڑے ہین وہان تک پہونچین آگے دیکھیے جنگ دو ہزار اور عمرو نے
کہا اے حمزہ حیلے و حوالے اور عذر لت نہ دینے کے تو اور مین ایسی تیرا کیا نقصان ہوتا ہے تو یہ اقرار نامہ لکھکر اپنی مہر کر دے
امیر حمزہ صاحبقران دوران نے کہا کیا قباحت ہے بسم اللہ مین ابھی تجھے مہر کیے دیتا ہون یہ کہکر ایک کاغذ اسی مضمون کا
لکھوا کے مہر خاص فرما کے عمرو کو حوالے کیا اور عمرو نے خوشی خوشی وہ اقرار نامہ حمزۂ صاحبقران سلطان والا شان سے لیکر
نذر زنبیل کیا اور ایک مچھلی چوبی اس صنعت سے کہ جا بجا اُسپے جلی چپ و راست اور رو و پشت پر اُسکے نقب کیے تھے اور بجا بجا
پر و بال اکثر پیچ ایسے رکھے تھے کہ جہان اُنکی کل کو مروڑے جس طرف چاہے دریا مین چلا جاوے اور ایک قطرہ پانی کا مطلق اُسکے
پیٹ مین نہ پہونچ سکے تیار کی اور کنارے اُس دریا کے اُس مچھلی کے پیٹ مین آپ بیٹھکر دریا مین مچھلی کو گرا دیا اور وہ مچھلی بصورت
ذی روح مچھلی کے بموجب اشارے کل کے سیدھی سمت قلعہ دربند جالندریہ تیرتی ہوئی چلی اور اثناے راہ دریا مین جو کوئی یا
کوئی جانور نہنگ وغیرہ دور سے نظر آتا تو عمرو اندر سے کل اُسکی دبا کے اور طرف نکلجاتا تھا مختصر یہ کہ وہ زیر دیوار قلعہ دربند
جالندریہ پہونچی حسب اتفاق ایک سقہ اکوان جالندری و کیوان جالندری کے بادشاہ خانہ کا نیل بند دروازے پر
قلعہ کے گیا اور اسنے اپنا ڈول پانی بھرنے کو اوپر سے اُس دریا مین ڈالا عمرو بطور مچھلیون کے تڑپ کے اُس ڈول مین آ بیٹھا
جبکہ اُس سقے نے اپنا ڈول کھینچا اور پانی مشک مین بھرنے لگا عمرو مچھلی کی شکل اُچھلکر سقے کے گلے سے لپٹ گیا اور اسکے
اُسکے حلق کو دبایا کہ دم اُسکا نکلگیا اور وہ سقہ جہنم واصل ہو کر زمین پر گر پڑا تب عمرو مچھلی کے پیٹ سے نکلکر زنبیل سے معجون طلب
ہوا اور ایک بوڑھے پہلوان کی شکل بنا اور گھوڑا نہایت لاغر اور نحیف کہ سواے پوست و استخوان کے نام گوشت کا اُسمین نہ تھا
اُسپر ایک بہت بڑا انٹھا چار جامہ کھنچا ہوا اور قدم پھونک پھونک کر زمین پر رکھتا تھا عمرو سوار ہو کر دروازۂ بارگاہ اکوان
جالندری پر پہونچا اور ہر چند چوبدار و مردھے دربان مانعت اور ہان ہان کرتے سد راہ ہوے مگر عمرو نے خیال نہ کیا بلکہ غضب
مین آکے دو ایک کوڑے اُن سب کے مارے اور کہا او چھوکرو تم کیا مجھے روکتے ہو مین سوار قدرت خداوند لقا کا ہون بیباختہ
اندرون بارگاہ گھس گیا اکوان جالندری و کیوان جالندری دونون ایک تخت پر بیٹھے تھے اور گرد و پیش دست چپ و راست
قریب دو ڈھائی سو بڑے بڑے زبردست سرداران لقا پرست ہمنشین اور مصاحبین اُن دونون کے کرسیون اور ونگلون پر
بیٹھے کچھ ذکر مذکور ادھر اُدھر کا کر رہے تھے عمرو کو دیکھکر اکوان جالندری نے کہا مین یہ کون ہے کیا اسکو لوگ چار طرف
سے مان کر کے جو چاہین کہ آ گھسین عمرو نے بآواز بلند کہا کہ اے اکوان اور کیوان حاکمان دربند جالندریہ بدانید و
آگاہ باشید کہ مین سوار قدرت خداوند بیچگونہ ہزار ملک باختر کا ہون خداوند نے تقدیر کی ہے کہ ایک خدا پرست کو زندہ
سالم نہ رکھے لہذا مجھے تمھارے پاس اُسکے استیصال لشکر حمزہ کے بھیجا ہے اکوان اور کیوان کو سوار قدرت کی شکل و رفتار
دیکھکر ہنسی آئی اور مطلق دلکو دونون کے یقین نہوا اور از راہ ظرافت اور از روے امتحان بھی ایک اپنے قوی پہلوان کو
اشارا کیا کہ ذرا اس بیہودہ گو کاذب بے ادب کو اس اقرار کرنے اور جھوٹھ بولنے کی تعزیر دے کر بارگاہ سے باہر نکالدے
وہ پہلوان تیغہ پکڑ کر اُٹھا اور یہ کہکر کہ باش اور بدذات اپنی جعلسازی کی تعزیر بھی دیکھ عمرو کیطرف حملہ آور ہوا عمرو نے
اُسکی ضرب کو خالی دے کر برابر سے وہی تلوار جو کمر سے لگی تھی کھینچکر ایک ہی وار مین اُس تیرہ روزگار کو جہنم واصل کیا جب

پھر تو غل ہو گیا چار طرف سے پچاس ساٹھ سردار اکوان جالندری کے ہتھیار پکڑ پکڑ کے عمرو کی جانب دوڑے عمرو نے
جتنی تمام چند بیضہ بیہوشی مار کر دس بیس کافروں کو بضرب تیغ گرایا تھا دو چار جہنم واصل ہوئے پانچ سات زخمی ہو کر گر پڑے
عجب طرح کا تلاطم اکوان اور کیوان کی بارگاہ میں برپا ہو گیا تھا اُس وقت اکوان جالندری اور کیوان جالندری کو یقین کلی
ہو گیا کہ لاشک اور لاریب یہ سوار قدرت خداوند تعالی کا ہے ورنہ اس دریا کو طوفان کے قلعہ پر کیونکر چڑھا آتا اور بظاہر ایسا شخص ضعیف
اور لاغر میری بارگاہ کے ایسے ایسے زبردست سرداروں اور پہلوانوں کو مار کر سطح سے گرا دیتا یہ سمجھ کر اکوان و کیوان جالندری
مع تمام اپنے سرداروں کے عجز و الحاح منت و سماجت کرنے لگے کہ اے سوار قدرت خداوند ہمکو نہیں معلوم تھا ہم سے
خطا ہوئی اب تم عفو جرائم ہمارا کرو بارے عمرو نے اکوان اور کیوان کو اپنے نزدیک بلا کے گلے لگا لیا اور یہ کہا کہ خداوند
بیجد ہزار ملک باختر نے تو مجھے فقط تمہاری اعانت کے واسطے بھیجا تھا تمکو از راہ بد دیانتی اور تیرہ دلی یقین نہ آیا خیر اب
میں تمہارے دونوں کے قصور معاف کرتا ہوں لیکن سنو یہ تمنے کیا نامردی کی حرکت کی تھی خداوند تو عالم الغیب ہے جو تم
ابھی بڑی کمین کرتے ہو سب پر آشکار اور عیاں ہو جاتی ہے تمنے جو حمزہ کی فوج آتے دیکھکر از راہ نامردی خائف و ترساں
ہو کر قلعہ کے دروازے بند کر لیے اور دریا کا پانی اُسکے لشکر کی طرف نکالدیا اس حرکت بیجائے تمہاری خداوند نہایت برخفا ہے
اب تمکو لازم ہے کہ اس پانی کو دریا کے روکو اور دروازہ قلعہ کا کھولکر سر میدان نکلو استیصال لشکر حمزہ کا کرو بلکہ میری حضوری
میں تمکو کچھ سعی اور چندان زحمت دنیا میں نہیں کرنی پڑیگی تم فقط اپنے لشکر کو میرے ہمراہ لیے کھڑے رہو میں بحکم خداوند ایک خدا پرست
کو زندہ و سالم نہ رکھونگا اور جو گرفتار ہونگے اُنکو تمہارے حوالے کرونگا اُسی حالت میں اگر وہ مقید اقبال خداوندی کی پرستش کا
کرینگے میں اُنکے واسطے حسب الحکم خداوندی از دیاد حرمت اور جاہ کے واسطے آن سب کے کہونگا اور منصب جاگیر میں دلوا دونگا اور
جو کوئی غدر اور انکار کریگا اُسکو قتل کرونگا اکوان جالندری اور کیوان جالندری دونوں اپنے اپنے ہاتھ باندھ کر
سوار قدرت کے تصدق اور نثار ہوئے اور کہنے لگے ہرچہ فرمان ہو باشد آن کنیم اور یہ کہکے اپنے اہلکاروں کو حکم دیا کہ ہاں پہلے
تم جھٹ پٹ پانی کی راہ مسدود کرا کے جسطرف کہ نشیب اور برآمد پانی کی ہو اُسطرف کی راہ کھول دو تاکہ یہ چاروں طرف
دریا کا پانی کم ہو جائے اہلکاروں نے اُسی وقت لوگوں کو بھیجکر پانی کا نکلنا بند کرا کے راستہ نکلنے کا کھولدیا کوئی پہر بھر کے
عرصہ میں وہ تمام دریا کا پانی جو میدان میں بھرا تھا غائب ہو کر فقط دجلہ باقی رہگیا اور بعد اسکے اکوان جالندری
اور کیوان جالندری نے حکم دیا کہ جتنے خس و خاشاک اور بڑاؤں کی راکھ بہم پہونچے جلد اُن دجلوں میں ڈالکر زمین
کو خشک اور میدان کو ہموار کر کے ہمارا لشکر بیرون قلعہ نکلے سر میدان ہم طبل جنگ بجوا کے بتائید سوار قدرت ان
خدا پرستوں کا مقابلہ کرینگے حسب الحکم اُن دونوں کے اہلکاروں نے راکھ مٹی کوڑا ڈلوا کے تمام میدان کی کیچڑ جتنی
تھی خشک کرا دی اور میدان صاف و شفاف کرا کے عرض کی کہ ہم تعمیل حکم کر چکے اب جس وقت کہ مزاج مبارک
میں دونوں صاحبوں کے آئے فوج کشی برسر حریف کریں یہاں امیر باتوقیر نے جب دیکھا دریا کا پانی خود بخود غائب ہو گیا
اور میدان خشک اور ہموار ہے پانی ایک طرف نکل گیا مع سرداران لشکر کے اُسی میدان میں تشریف لائے اور بارگاہ سلیمانی
کو پاک صاف کرا کے اسباب سب نکلوا لیا اور فرش بچھوا دیا اور تمام سرداران دست راستی و دست چپی اپنی اپنی جگہ پر قائم ہوے
اُدھر اکوان و کیوان جالندری روز دوم صبح کو قلعہ میں سے مع تمام اپنی فوج و سپاہ کے نکلکر سر میدان میں صف کش ہوے اور
خیمے ڈیرے استادہ کرا کے حکم دیا کہ طبل جنگ بجوا دو چنانچہ طبل جنگ لشکر کفار میں بجا اور یہ خبر جنگی اہلکاروں نے لشکر اسلام کے
بارگاہ سلیمانی میں آ کے بحضور بادشاہ اسلام بعد دعا و ثنائے شاہنشاہی عرض کیا کہ سرور عالم عمر دراز اکوان جالندری
اور کیوان جالندری دونوں حاکم دربند جالندریہ کے مع تمام اپنی فوج و سپاہ قلعہ سے باہر نکل کر میدان میں

فروکش ہوے اور طبل جنگ بجوا کے صبح کو معرکہ آراے میدان کارزار ہونگے سلطان امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ بحکم ایزدی اور
بتائید ربانی طبل جنگ ہمارے بھی لشکر میں بجے گرچہ عقل نہیں کام کرتی کہ یہ آبشار دریاے زخار ساحل ناپید اکنار بطرفۃ العین کیونکر
خشک ہوگیا اور اسکا پانی کسطرف کو نکلگیا اور بحر خفت پٹ جاکاں ورنہ دنے دجلہ میدان کا خشک کرا کے میدان ہموار کر دیا
اور قلعہ سے لشکر بخوف و خطر طبل جنگ بجوا دیا یہ کیا معاملہ ہے سحر و ساحری کا بھی کچھ آثار معلوم نہیں ہوتا خیر مشیت پروردگار ہے
شعر کارساز ما بفکر کار ما ؛ فکر ما در کار ما آزار ماست ، حسب الحکم سلطان باکرم لشکر اسلام میں طبل جنگ بجا اور رات بھر
دونوں طرف بڑی جاگ اور تیاری ہوشیاری رہی صبح کو بدستور اور معمول قدیم دونوں لشکر آکر میدان میں قائم ہوے اشعار

دو لشکر برابر شد آراسته ۔۔۔ شد از ہر طرف بانگ برخاسته
نہادند رو سوے مردان کار ۔۔۔ زرہ ہاے داؤدی اندر شکار
ز آمد شد لشکر بیقیاس ۔۔۔ زمین در تزلزل فلک در ہراس
ز گرد و غبارے کہ شد بر سپہر ۔۔۔ رہ رفتن خویش گم کردہ مہر
یلان غرق آہن ز سر تا بپا ۔۔۔ جو شیرے کہ گیرد در آئینہ جا
بروے زمین آن یلان فوج فوج ۔۔۔ بہنگام جولان گرے موج موج
چنین بین چون فلک اوج بود ۔۔۔ سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود
ز سم ستوران دران پہن دشت ۔۔۔ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

بعد صفوف آرائی لشکر اکوان اور کیوان جالندری سے پہلے سوار قدرت یعنی شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اپنے
مرکب کو چمکا کے میدان میں آیا اور مرکب پر سے کودکر سمت قبلہ بحضور قلب اور خلوص نیت زیر لب یہ کہتا تھا کہ اے رب جلیل
تو سمیع و بصیر دو عالم اور خبیر ہے تجھ سے تو کچھ پردہ اور مخفی نہیں ہے کہ میں بندہ عاصی تیرا ہوں لعنت کرتا ہوں لقا و کیچک پرستاران
برگشتہ بخیال کج اندیشی اور بیم جان بظاہر ابس لشکر کفار اور اکوان اور کیوان جالندری دونوں نابکاران بدکار
کے ستانے کے واسطے اور فتح پانے لشکر اسلام اور اپنے آقاے ولی نعمت امیر حمزہ صاحبقران عالی مقام کے لیے یہ کہتا ہوں
اور ابلیس علیہ اللعن لقا پر میں لعنت کرکے سر بسجود تیرے سامنے ہوں کہ تو معبود حقیقی میرا ہے خلاصہ یہ کہ دل میں یہ کہکے
باواز بلند پکارا کہ یا خداوند با خبر وقت مدد ہے اور گھوڑے پر سوار ہوکے نیزہ بدوش بکمال جوش و خروش نعرہ زن ہوا کہ
اے لشکر خدا پرستان و اے زبردستان از شما کرا آرزوے مرگ ہست کہ بیاید بہ میدان جنگ بمجرد اسکے للکارنے کے سپاہی
لشکر اسلام سے اولاں اول شاہزادہ فرامرز عاد مغربی اپنے مرکب کو صف سے نکالکر روبرو تخت بادشاہ اسلام پہنچا اور دست
ادب باندھکر اجازت طلب میدان کا ہوا آنحضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ نے فرمایا بخدا سپردم و لا یزال سپردم شاہزادہ
فرامرز عاد مغربی سر پاؤ کھلاتا ہوا بمقابلہ سوار قدرت کے جنگاور ہوا تو دیکھا کہ دس بارہ قدم گھوڑا سوار قدرت کا اکڑ کے
پیچھے ہٹ گیا مگر سوار قدرت مثل ستون قاش زین پر قائم رہا مطلق لغزش اور نشان اسکے جسم کو نہیں معلوم ہوتی تھی اور
اسنے پھر اپنے مرکب کو خوب سا سنبھالکر جولان کیا اور پکارا کہ اے خدا پرست لا ضرب مردان عالم فرامرز نے بطریق اہل اسلام
گفتگو کی کہ ہمارے دین میں حریف پر پیشدستی نہیں کرتے سوار قدرت نے کہا ایسا دین اور طریق تم سب کو بہت سا خوار
کریگا اور یہ کہکے نیزہ بازی میں مشغول ہوا ساتویں آٹھویں طعن میں نیزہ شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کے ہاتھ سے
نکال دیا فرامرز عاد مغربی اپنے نیزے کے ہوائی ہوجانے سے مثل شعلہ جوالہ بھڑک اٹھا اور غیظ و غضب میں ضرب تیغ
سر پر سوار قدرت کے لگائی سوار قدرت نے اس چالاکی سے اسکی ضرب کو خالی دیکر وقت برگشتگی تلوار بطور طمانچے کے
شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کے گلے پر ماری کہ ساتھ چوٹ پڑنے کے فرامرز چیخ مارکر گھوڑے پر سے زمین پر گرا اور مثل نقاب
پیچان بیہوش پڑا تھا سوار قدرت نے جلدی سے اپنے مرکب پر سے کودکر فرامرز کی مشکیں باندھیں اور واللہ اعلم بالصواب
کیا معاملہ درپیش ہوا کہ ہوا لگتے ہی شاہزادہ فرامرز کو ہوش بھی آگیا سوار قدرت نے فرامرز کو باندھکر اکوان جالندری
اور کیوان جالندری کے پاس بھیجدیا اور آپ پھر اسی طرح سے گھوڑے پر سوار ہوکر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا

فوج اسلام سے شاہزادۂ اسلام بہرام گرد بن خاقان چین اپنی صف سے نکلا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر بمقابلۂ سوار
قدرت آیا اور اُسی صورت سے سوار قدرت نے تیر و بہرام کا ہوائی کرکے مرکب پر سے گرا دیا اور حالت غفلت میں بہرام کی مشکیں
باندھ اپنی فوج میں بھیجدیا بعد چند سرداروں کے گرفتار ہو نیکے اکبر شبیل عادیان پور شدادیان کیتیان کرب بن کوہ کرب پہلوان
عادی نے اپنے گھوڑے کو میدان میں نکالکر بادشاہ سے رخصت لی اور بمقابلۂ سوار قدرت تخت شدادی پکڑ کر آیا اکوان
جالندری اور کیوان جالندری یہ قد و قامت اور جسامت کہ بیس گز کا دہ مکر کا ہے دیو کا سا کلہ پہلوان عادی کا دیکھکر
متحیر اور ششدر باہم کہتے تھے یہ بشر تو نہیں معلوم ہوتا کوئی قوم دیوزاد سے ہے دیکھئے سوار قدرت اسکے ہاتھ سے کیونکر جانبر ہوتا ہے
باگاہ سوار قدرت نے باواز بلند کہا کہ ای طویل القامت خداپرست تو اپنے زعم اور نگاہ خلائق میں جوان قوی ہیکل اور بڑا
زبردست معلوم ہوتا ہے مگر یہ بھی تو جانتا ہے کہ جس خداوند مجید و ہزار ملک نے تیری ضخامت اور تجھے یہ طاقت عطا کی ہے وہ قادر
قادر مطلق ہر گاہ شخص اپنے سوار قدرت کو کسقدر قوت عطا کی ہوگی جو تجھے سر میدان اسوقت باندھکر لیجائیگا اس سے لازم ہے
کہ تو خدائے آسمان کی پرستش چھوڑ کر خداوند تعالی کی پرستش اختیار کر پہلوان عادی نے نحواے کلام سے پہچانا کہ یہ سوار
قدرت بیشک و شبہ عمرو ہی ہے بیساختہ یہ کہنے لگا کہ ای کشندہ بہ نوک جھک مارتا ہے عمرو نے سر ہلا کر پہلوان عادی نے
مجھے پہچان لیا ایسا نہو کہ مجھے رسوا کرے تب زبان جبری کہنے لگا کہ خبردار ای دراز شکم تم اپنی زبان کو سنبھالے رہنا کچھ
بیہودہ نہ بکنا اور بہتر اسی میں ہے کہ میرے ہاتھ سے زیر ہو کر اپنی مشکیں بندھوائے پھر جیسا مناسب ہوگا میں کرونگا پہلوان
عادی نے رمز و کنایہ عمرو کا سمجھکر کہا اس زیادہ و تقریر کو طول نہ دے ای سوار قدرت جس طرح ہو کر اقرب عمرو یعنی سوار قدرت
نے کہا اس قدر جسم اور بھاری لاش پر تو مغرور ہے جنگ تیر اور شمشیر میں تو کیا ہم سے عہدہ بر ہوسکے گا ہاں اگر گھمنڈ اور غرور ہے تجھے اپنی
پہلوانی کا ہو تو میں سر میدان ہم سے کشتی لڑونگا اور بطرز العین اس فنی جسم اور ہاتھ پاؤں سے تجھے زیر کر کے باندھ لیجاؤنگا
تاکہ خلائق تماشائے قدرت خداوند مجید و ہزار ملک اپنی آنکھوں سے دیکھے اور فرقہ گمراہ یعنی لشکر اسلام بھی منکر خداوند کی الوہیت
کا ہو یہ کہکر سوار قدرت اپنے گھوڑے پر سے کود پڑا ادھر پہلوان عادی بھی مرکب پر سے اترا اور عمرو سے اور پہلوان عادی سے
بظاہر کشتی کشمکش کی ہونے لگی معاذاللہ کا مقام ہے کہ اگر پہلوان عادی ایک ہاتھ یا ایک ران اپنی عمرو پر رکھدیتا تو
عمرو سے جنبش نہ کیجاتی لیکن بتقاضائے مصلحت ایک چار گھڑی لڑا کیے دونوں لشکروں میں فوج و سپاہ نے دیکھا
کہ سوار قدرت نے پہلوان عادی کو بند کشتی پشت بزمین کرکے آسمان دکھا دیا اور چھاتی پر چڑھکر مشکیں باندھ لیں اور
لوگوں کے حوالے کر کے اکوان جالندری اور کیوان جالندری کے پاس بھیجدیا اور قریب شام طبل بازگشت بجا کر بہت
لات و گزاف کرکے یہ کہا کہ کل ایک خداپرست کو زندہ و سالم نہ چھوڑونگا ای حمزۂ صاحبقران تیرے حق میں اب بہتری
ہے کہ تو خداوند مجید ہزار ملک باختر کی پرستش کر ورنہ کل دیکھنا جو میں سلوک تیرے ساتھ کرونگا یہ کہکے مع اکوان اور کیوان
جالندری میدان معرکہ سے اپنے خیمے کی طرف چلا اور امیر عالیمقام مع بادشاہ اسلام اور تمام سرداروں کے وہاں سے
مراجعت فرماکے بارگاہ سلیمانی میں آکے داخل ہوئے وہاں سوار قدرت کو اکوان اور کیوان جالندری نے لکھوکھا روپیہ
تحفہ اور تحائف اور نقد و جواہرات بیش بہا بالطریق نذر و نیاز کے دیا وقت شب سوار قدرت نے وہ سب نقد و جنس
دیکھکر داخل زنبیل کیا اور پھر طبل جنگ بجوا دیا اور صبح کو پھر دونوں لشکر میدان رزم میں آکر قائم ہوئے اور اُسی شکل سے
سوار قدرت نے پھر قل گزمیں چالیس سردار لشکر اسلام کے پکڑ لیے اور اکوان اور کیوان جالندری کے پاس بھجوا دیے
اور مختصر یہ کہ تین روز کی میدان داری میں قریب تین سات سو بڑے بڑے نامی اور نامور سرداران لشکر فیروزی اثر
کو سوار قدرت نے زیر کیا اور وقت شام طبل آسایش بجوا کے اکوان اور کیوان جالندری سے علیحدہ زندانخانے

مین گیا اور سب سرداروں کو اپنے روبرو بلاکے بزبان جہری کہا کہ تم سب نے مجھے پہچانا سرداروں نے کہا کہ زبانی پہلوان عادی
سکے ہمکو حال معلوم ہوا اگر آپ فرماتے ہیں تو آپ کا کیا ارادہ ہے جو ارشاد ہو ہم بجا لاوین عمرو نے کہا صلاح وقت اب یہ ہے کہ بعد دو گھڑی
کے مین تم سب کو اکوان اور کیوان جالندری کی بارگاہ مین بلاکے کہونگا کہ اب بھی تم سب خداوند تعالیٰ کی پرستش کا اقرار کرو
تو مین تم سب کو چھوڑ دیتا ہوں اور ایک ایک کے واسطے بڑے بڑے رتبہ اور منصب دلوادونگا پہلے تم سب ایسا سمجھے ہوئے
ہوئے ہو تو مین بعد اسکے اقرار کا بھی جو خاص ہو گا ظاہر کردونگا تم سب متفق ہو کر اقبال کرنا مین تم سبھوں کو تمہارے گھوڑے
اور سلاح دلوا کر خلعت سے خلع کرونگا کل صبح کو تم سب میرے ہمراہ سوار ہو کر میدان جنگ مین چلنا مین بمقابلہ لشکر اسلام
نات میدان مین جو سردار نکلیگا اُس سے آمادہ رزم و جنگ ہونگا تم سب گرد و پیش اکوان اور کیوان جالندری کے
مسلح و مکمل بہت ہوشیار کھڑے رہنا آیندہ جیسا موقع اور محل مین دیکھونگا تم سے کہہ دونگا تم اس پر عمل کرنا سب
سرداروں نے کہا بسر و چشم جو آپ نے فرمایا ہمکو قبول ہے غرض یہ خوب سا سمجھا بجھا کے عمرو اکوان اور کیوان جالندری کی بارگاہ
مین گیا سب نے تعظیم اٹھ کھڑے ہوئے اکوان اور کیوان جالندری بڑے اعزاز و اکرام سے عمرو کو سوار قدرت سمجھے ہوئے
ایک دنگل پر برابر بٹھلا کے تعریف شجاعت اور جوانمردی کی کرنے لگے عمرو نے کہا کہ ای اکوان اور کیوان جالندری اسوقت تم
ذرا ان سرداروں کو جنہیں مین نے زیر کرکے تمہارے پاس بھیجا تھا زندانخانے سے طلب کرو تو مین انسے فہمایش کروں اگر
میرے کہنے پر ان سب نے عمل کیا اور خداوند تعالیٰ کو برحق جانا تو انکے واسطے بہت بھاری بھاری خلعت دینا اور ہر ایک کا مرتبہ اور
رتبہ بڑھانے اور نہایت فرحت او رآبرو کرکے صبح کو اپنے ہمراہ میدان رزم میں لیچلنا اور جو انہوں نے راہ سرکشی سے کہنا میرا نہ مانا تو مین
اُسیوقت ان سب کو قتل کرونگا اور حسب الحکم سوار قدرت یعنی عمرو کے اکوان اور کیوان جالندری نے سرداران لشکر اسلام کو مجلس
سے طلب کرکے عمرو کے روبرو حاضر کر دیا اور عمرو نے وہی تقریر ان سب سے کی اور سب سرداروں نے بموجب مشورے کے اقرار
کیا تب عمرو نے اکوان اور کیوان جالندری سے کہکے بڑے دھوم دھام سے خلعت سب کو دلوائے اور دنگلوں اور کرسیوں پر باعزاز
تمام بٹھلا کے جلسہ ناچ گانے کا انکو دکھلایا شراب پلوائی بعد اسکے برخاست کرکے جب وقت صبح کا ہوا بدستور معمول قدیم مع اکوان
اور کیوان جالندری اور تمام سرداران لشکر اسلام سوار ہو کر میدان رزم گاہ مین آکے قائم ہوئے اسطرف سے سلطان فلک احتشام
امیر عالیمقام مع تمام سرداران لشکر اسلام کے دمدمۂ گاہ معرکہ مین تشریف لائے اور تیاری میدان جنگ کی اور صف آرائیان
لشکروں مین جب ہو چکین تب وہ جعلی سوار قدرت اپنا مرکب جولان کرکے نات میدان مین آیا اور باواز بلند مبارز طلب ہوا مین
ساتھ مین سرداران لشکر اسلام گرد و پیش چپ و راست اکوان اور کیوان جالندری کو محاصرہ کیے بشگفتہ پیشانی باامن
کھڑے ہین اور سوار قدرت کی شہسواری اور سراپا میدان کا دیکھ رہے تھے کہ ناگاہ لشکر فیروزی اثر مین دست راست سے علمون
نے جلوہ گری کی اور نکورونوبت پر ضرب امیر بالتوقیر نے خیال کیا تو دیکھا کہ شاہزادۂ انجم گروہ ستم شکوہ سرفتنۂ ملک باختر صاحبقران
ابن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادۂ بدیع الزمان گردنکش شکن مرکب گلگون باختری کو چمکاکے روبرو تخت بادشاہ
کے آیا اور اجازت طلب ہوا بادشاہ سعد بن قباد نے جام کلاہ عفریت اپنے دست مبارک سے لبریز کرکے شاہزادۂ عالم کو
عطا فرمایا اور شاہزادہ والاشان ایک ہی دم مین اسے نوش فرماکے آداب بجالایا اور سوار قدرت سے آکر جنگاور ہوا وہی
جو رنگ ڈھنگ سوار قدرت کی رزم و جنگ کا تھا اسیطرح سے نیزہ وری کے بعد جب سوار قدرت نے جھک کر تلوار ماری
تب شاہزادۂ بدیع الزمان گردنکش شکن نے بفنون سپہ گری سوار قدرت کا بند دست پکڑ لیا اور جھٹ پٹ داہنا ہاتھ اسکی
کمر زنجیر مین ڈالکر چاہتا تھا کہ قاش زین سے لنگر توڑکر اٹھالے عمرو نے آہستگی سے کہا ای شاہزادۂ بدیع الزمان ذرا سمجھ بوجھکر
ایسا نہ کرو کہ مجھے کچھ گزند پہونچے بس شاہزادۂ بدیع الزمان نے جو پہچانا کہ یہ سوار قدرت شاہ عیاران عیار عمرو ابن امیہ ضمری

بنگے تشریف لایا ہی کہا قصور ہوا مجھ سے اور یہ کہکر اپنا ہاتھ کمر سے کھینچ لیا عمرو نے اپنے مرکب پر جست کرکے با آواز بلند کہا کہ ای دلیران
لشکر اسلام تم جو سب گرد و پیش اکوان اور کیوان جالندری کے کھڑے ہو اب کیا دیکھتے ہو اور کیسکے منتظر ہو ان دونون کو پکڑ کر جو
کوئی فوج کفار سے کچھ حوصلہ کرے جھٹ پٹ اُسے مار کر جہنم داخل کرو تم شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار یہ کہکے سلطان
با اقبال کی رکاب سے آکر لپٹ گیا امیر حمزہ صاحبقران دوران فرط سرور سے اشقر دیوزاد پرسے کود پڑے اور عمرو کو لپٹا کر اپنی
چھاتی سے لگا لیا وہان اتنی دیر مین سرداران لشکر اسلام نے اکوان اور کیوان جالندری کو تخت پرسے اُتار کے گرفتار کر لیا اور
فوج کفار سے شمشیرزنی کرنی شروع کی چار طرف سے آواز امان امان کی بلند ہوئی ہزارون سفاک گرے غازیان دیندار مجاہدان
نور شعار نے بلوہ کر دیا اور سلطان امیر عالیمقام نے با اطمینان تمام داخل قلعہ دربند جالندریہ ہوکر قتل عام کا حکم دیا جنہون نے
کلمۂ شہادت پڑھا اور دین اسلام قبول کیا اُنکو امان دی باقی سب کافرون کو تہ تیغ بیدریغ کرکے داخل جہنم کیا اور دیر بہرے
بتخانے منہدم کراکے جا بجا مساجد کی بنا ڈالدی تمام شہر اسلام آباد ہوگیا شادیانۂ فتح کے بج رہے تھے روز دوم جسوقت کہ خورشید
عل امیر سعد بن قباد بادشاہ تخت سلطنت پر اجلاس فرما ہوئے اور امیر با توقیر مع پانچ ہزار پانسو چھپن سرداران نامی پہلوانان
نامی جوانان صف شکن و شیر افگن بارگاہ سلیمانی مین متمکن ہوئے اُسوقت اکوان جالندری اور کیوان جالندری کو اپنے
روبرو طلب کرکے فرمایا کہ ای بہادرو اب کہو کہ بتصدقۂ یزدان شناسی کیا کہتے ہو ان دونون نے عرض کی کہ فی الواقع آپ کا
دین برحق ہی وہ کلمہ جس سے انسان مسلمان ہو جاتا ہی ہمکو ارشاد کیجیے سلطان والا قدر عالی منزلت نے کلمۂ شہادت تلقین
کیا اکوان اور کیوان جالندری از سر صدق کلمۂ طیبہ پڑھکے مشرف باسلام ہوئے اُسوقت امیر والا توقیر نے پوچھا کہ ای
اکوان جالندری یہان سے تا پایۂ تخت زمرد شاہ کتنا فاصلہ راہ کا ہوگا اور اثنائے راہ مین کتنے دربند اور پڑینگے اُس نے
عرض کیا کہ ای شہریار عالیمقام یہان سے تا بابل زمین مہینے کی راہ ہی اور چھ دربند حضور کو اور طی کرنا ہونگے یہ حال سنکے امیر حمزہ
صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ تعالی اگر حیات مستعار باقی ہی تو کل صبح کو یہان سے ہم کوچ کرینگے حسب الایمائے صاحبقران
دوران پہلوان ہادی پیش خیمہ لیکر آگے روانہ ہوا روز دوم لشکر فیروزی اثر کا کوچ ہوا اور جسوقت کہ سلطان ظفر احتشام امیر
عالیمقام سوار ہو کر مع سرداران لشکر اسلام کوئی دو فرسنگ پر پہونچے تو وہان ایک چوراہا نظر آیا صاحبقران زمان نے
اکوان اور کیوان جالندری سے پوچھا کہ اب کس طرف سے چلین اُن دونون نے بیان کیا کہ ایک راستہ تو یہ سمت شہر
صفوانیہ جانے کا ہی وہان کا حاکم ملک صفوان ہی اور مسلمان تھا قضائے کردگار ایک اژدہا اُس شہر مین آنکلا عجب
طرح کا اژدہا تھا جو دیکھتا تھا مارے دہشت کے عجب حال ہوتا تھا اب اُس اژدہے کے خوف سے وہ راہ بند ہوگئی
اور دوسرا راستہ سامنے ہی یہ راہ جانب قلعہ سعادت آباد گئی ہی کہ وہان کا بادشاہ سعادت شاہ ہی اور یہ راستہ تیسری
طرف کا جو ہی اسطرف ایک طلسم عناصر الاربعہ پڑتا ہی کہ اُس مین دور سے چار مینار بہت مرتفع اور بلند ہین ایک مینار
مین شعلۂ جوالۂ آتش سر بفلک رسان اور دوسرے مینار سے ایک دریائے زخار پانی کا اور تیسرے مین تتق
خاک کا اُٹھتا ہوا اور چوتھے مینار سے ایک عجب طرح کی ہوا نکلتی ہی اور بعد اسکے جو راہ کہ چوتھی طرف کو گئی ہی اُس سمت
دریا ہی اور وسط دریا مین بیچ ایک قلعہ فلک فرسا نہایت مستحکم بنا ہوا ہی مالک اور حاکم اُس قلعہ کا سالوک پہلوان نامے
ایک جبار زبردست اور سرکش پہلوان لقا پرست تمام بدنیت ہی کہ اُسنے ہزارہا مسلمانون کو ہلاک اور پیوند خاک کردیا
اور قدیم الایام سے درپئے ایذا رسانی اور خونریزی اور تلاش اہل اسلام مین شب و روز مصروف و مشغول رہتا ہی
خدا جانے اُس سفاک بیباک اور جلاد چالاک کے دل مین ان لوگون کی طرف سے کہان کی عداوت سما گئی ہی
کہ جہان کسی خداپرست کو پاتا ہی زیر تیغ بیدریغ کرتا ہی اور رعایائے شہریار ہمنے اکثر منجمون اور کاہنون سے سنا ہی کہ

جو شخص اُس اژدہے کو جسکے باعث سے شہر صفوانیہ کا راستہ مسدود ہو رہا ہے مار یگا وہی قاتل لقاے مشرک خدا کا ہوگا
سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران نے یہ حال چاروں راہوں کا سُنکے جانب والاے سواد ہندوستان رکن السلطنة
و دوران رستم زمان لندھور بن سعدان مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے خسرو بلاد ہند تم دریا کی راہ سے بربرسا لوک پہلوان جادو
اور اُس دشمن خدا عدوے دین ایذا رسانندۂ مومنین کو اگر مسلمان ہو تو فہو المراد ورنہ جہنم واصل کرو اور شاہزادہ انجم گردہ
رستم شکوہ بدیع الزمان گردن شکن کو اور بعضے کہتے ہیں کہ شاہزادہ کرب غازی کو طلسم عناصر الاربعہ کی طرف روانہ کیا
مالک اژدر صاحب تیغ و دوسر کو سمت سعادت آباد جانے کو حکم دیا بعد ان تینوں صاحبوں کے جانیکے امیر با توقیر مع سرتاج
عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ امداد اور بادشاہ لشکر اسلام اور تمام سرداران عالیمقام
اور لشکر فیروزی اثر سوار ہوکر جانب صفوانیہ جہاں وہ اژدہا رہتا ہے مخاطب ہوے

اب تتمہ داستان فرحت بیان حال پیدایش عمرو ثانی وغیرہ بیان کیا جاتا ہے

کہ جس وقت سلطان صاحبقران اُن تمام اپنے سرداروں اور شاہ و شہزادوں کی شادیاں کرکے اس طرف کو متوجہ ہو چکے
تو ہر ایک سردار کے محل میں ایک ایک فرزند پیدا ہوا چنانچہ قبہ دین ستون اسلام شاہزادہ کرب غازی کا فرزند بطن سے ملکہ زبیدہ
شیر دل کے اسد بن کرب غازی اور خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کا بیٹا لندھاد بطن سے ملکہ غنچہ خاتون کے
مالک اژدر کا فرزند ابراہیم اور شاہزادہ بہرام گرد بن خاقان چین کا معظم خان بن بہرام اور مرزبان خراسانی کا فرزنگ
بن مرزبان اور شاہزادہ جمہور جہان سوز طرطوس بہادر شہنشاہ تیر زن کا علقمہ بن جمہور اور شہنشاہ سعد کا حارث
بن سعد اور پہلوان عادی کا عدیل بن عادی اور سرخیل وفاداران مقبل وفادار کا قبل بن مقبل غرض اسیطرح
سے سب سرداروں کے گھروں میں بیٹے پیدا ہوے اور پانچ پانچ برس کے ہوے حسب اتفاق سلطان عالیشان کے یہاں بطن ملکہ
مہر نگار تاجدار کے بطن سے بھی ایک لڑکا نہایت حسین مثل آفتاب تابان اور ماہ درخشان پیدا ہوا مگر لنج یعنے دونوں ہاتھ ناقص تھے
چنانچہ ملکہ مہر نگار تاجدار اپنے لخت جگر پارۂ دل فرزند جگر پیوند کو بایں ہیئت دیکھکر رات دن رویا کرتی تھی اور نماز پنجگانہ میں بہزار
تضرع وزاری جناب باری سے مستدعی اور ملتجی اس بات کی تھی کہ اس میرے فرزند کے ہاتھ پاؤں اچھے ہو جائیں ایک روز کی
نقل ہے کہ شب کے وقت عالم خواب میں بحکم رب جلیل حضرت جبرئیل نے سرہانے ملکہ کے آکر اپنا ہاتھ اُس صاحبزادے پر ملا فوراً دونوں ہاتھ
وہ جو ناقص تھے اُس لڑکے کے اچھے ہوگئے صبح کو ملکہ جو آرام کرکے اُٹھی اور اپنے فرزند کے ہاتھ پاؤں میں کسی طرح کا نقص نہ دیکھا
تو وہ شادی سے سجدات شکر کرتی پھرتی تھی اور مثل گل پیرہن میں پھولے نہ سماتی تھی تو از بسکہ وہ لڑکا ہو بہو بصورت سلطان
والاقدر عالی منزلت تھا عمرو ثانی اُسکا نام رکھکر ملکہ نے بڑی دھوم سے جشن نشاط اور محفل انبساط کی تیاری کی اور سیکڑوں
خانگیے ارباب نشاط کے طلب کیے مہمانوں کا ہجوم اور دعا گویوں کی دھوم تھی لاکھوں روپے اشرفیاں جواہرات
جوڑے دوشالے رومال خلعتیں ہاتھی گھوڑے پالکیاں انعام میں عطا فرمانے تھے غرض یہ کہ اُسی ہنگامۂ نشاط و محفل انبساط
میں ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُس شاہزادے کو صد ناز و نعم سے اُٹھا لیگیا بس عجب طرح کا شور یوم النشور تمام محل میں اُٹھا اور
ماتم بپا ہو گیا چار طرف دھڑا دھڑی پڑی تھی محفل عیش سے ساتھ جشن کے بدل گئی ملکہ مہر نگار تاجدار فرش خاک پر پچھاڑیں کھاتی
اور دو ہتڑ اپنے سر پر مارتی تھی شیون اور شین کرتی تھی مگر چونکہ مشیت ایزدی سے کسی کو چارہ نہیں ہے لاعلاج تسلیم و رضا
پر ساکت ہوکر چپ رہی۔

اب حال اسد بن کرب غازی کا سنیے

کہ شاہزادہ اسد کو مکتب خانہ میں معلم کے پاس واسطے تحصیل علم کے بٹھایا تھا تو اسد ایک کمان پاس کی اور چند تیر لکڑی کے

بنا کے جب مکتب سے رخصت پاتا تھا تو کھیلا کرتا تھا ایک روز کچھ معلم اسد پر خفا ہوا تھا اسد نے دوڑ کر اپنی تیر و کمان اٹھالی اور
کھینچا کے ایک تیر معلم کی ناک پر مارا کہ خون جاری ہوا معلم نے اسد کو پکڑ کے خوب مارا اور شام تک اٹھنے نہ دیا شام کے وقت جب
معلم نے کہا کہ بس محل میں جا تب اسد نے اپنے مکتب والوں سے کہا کہ یارو میں نواسا [illegible] ثانی سلیمان امیر گیتی ستان
حمزہ صاحبقران کا ہوں اور تم سب مجھ سے دعوی دوستی کا کرتے تھے بہت سا لاف و گزاف اپنی جان نثاری اور یاری کا
کرتے تھے اب اگر تمھیں مجھ سے واسطہ ہے تو میرے شریک حال ہو سکے جو میں تم سے کہوں وہ کرو تو مجھے یقین ہو کہ تم سب میرے
دوست ہو ان سب لڑکوں نے کہا کہ جو آپ فرمائیں ہم بجا لائیں شاہزادہ اسد نے کہا تو میری اجازت اور خوشنودی خاطر
یہ ہے کہ اس میاں جی کو پکڑ کے خوب سا مارو لڑکوں نے معلم کو رلا کے پکڑ لیا اور ہاتھ سے اسکا گلا گھونٹا کہ معلم کا دم خفا ہو کر
نکل گیا اور مر گیا اسد نے جو دیکھا کہ معلم مر گیا اس نے کہا کہ اب میرا یہاں رہنا صلاح نہیں اور یہ کہکر چار ہزار نوجوان امیر امرا
رئیسوں اشرافوں کے بیٹے پوتوں کو جمع کر کے سلاح تحفہ تحفہ انھیں بندھوائے گھوڑے جتنے پاس تھے وہ تو اپنے
لائے باقی گھوڑے اور اسباب اپنے پاس سے سب کو دیے اور بشان و شوکت تمام بہ نیت جہاد اور کفار کشی ہمت سبا پل
سوار ہو کر روانہ ہوا

اب دو کلمہ داستان صولت بیان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کے گذارش کیے جاتے ہیں

اور جب قاسم قریب کوہ دو شاخہ کے پہنچا تو پشت پر سے ایک شور کسی کی فوج کی آمد کا سنکے خاور سیاہ نے پھر کے دیکھا کہ کامگار جبار
وہاپیار تیر دار جمعیت کثیر لیے پیچھے پیچھے آتے ہیں شاہزادہ قاسم نے وہاں سے پلٹ کر انسے مقابلہ کیا اور مردانہ وار دونوں سے رزم و
پیکار کی دونوں کو بضرب تیغ آبدار بدرجہ اسفل السافلین پہنچایا باقی ماندہ جو کفار تھے مع سر ملک سو کیا سے طوفانی ہزیمت
کھا کر دونوں سرداران جہنمی کے لاشے لقا سے شرک خدا کے پاس لیگئے اور لقا نے کہا کہ ان دونوں کے لاشوں کو دریاے رحمت
میں ڈالدو اب کی نوروز میں پھر انکو زندہ کر دونگا چنانچہ حسب الحکم اس شرک خدا کے وہ لاشے دریا میں ڈالدیے گئے یہاں قاسم کا
حال سنیے کہ قاسم باطمینان تمام وہاں سے مراجعت فرما کے اپنے باغ میں پہنچا اور ملکہ گیتی افروز سے ملاقات کر کے مصروف
عیش و نشاط ہوا اور دندم پھر وقت شب اسی طرح سے مسلح و مکمل ہو کر شبخون مارا اور فیل دندان اور ہوشیار کند انداز وغیرہ چند
سرداران نامی زمرہ بت پرستوں کو جہنم واصل کیا اور بلواے عام کفار سے بخیریت تمام نکل گیا اور راہ گم کر کے برابر ایک قلعہ کے جا نکلا چنانچہ
اس قلعہ کا نام قلعہ درشت اور حاکم وہاں کے سلیم اور سالم نامے دو پہلوان تھے وہ قلعہ سے نکلکر شکار کھیلنے کو جاتے تھے حسب الاتفاق
ان دونوں کا شاہزادہ خاور سیاہ سے سامنا ہو گیا اور انھوں نے دیکھا کہ ایک نوجوان سر سے پاؤں تک خون میں آغشتہ مسلح
اور مکمل اپنا مرکب گرم تاز کیے ادھر کو آتا ہے سد راہ شاہزادہ خاور سیاہ کے ہو کر پوچھنے لگے کہ اے بہادر کیا واردات تجھ پر گذری اور
یہاں کہاں سے آتا ہے غرضکہ ان دونوں کو تحقیق اور تصدیق ہو گیا کہ یہ شخص قاسم اور یہی لشکر خداوند پر شبخون مارتا ہے تب ہزار
چرب زبانی اور لسانی ملک قاسم کو وہ اندرون قلعہ لیگئے اور شراب میں دارو بیہوشی ملا کے شاہزادے کو بیہوش کیا اور مطوق
و مسلسل کر کے ہوشیار کیا اسوقت کہنے لگے کہ اے قاسم اب تجھے لازم ہے کہ خداوند سجدہ ہزار ملک باختر کی پرستش کر قاسم نے غیظ میں
آکے طوق اسرا کو جگہ سے کھینچا اور دام قید اپنے جسم سے توڑ کر علیحدہ پھینکدی اور ان دونوں کے کمر بند پکڑ کے ایک ہی زور میں اٹھالیا اور
چاہتا تھا کہ سر پر چرخ دیکر ہو زمین کرے سلیم و سالم نے آواز بلند کہا کہ اے شہریار ہمکو ثابت ہوا کہ یہ تائید اور برکت تیرے دین کی ہے جو کوئی
دین کو قبول کرے وہ کیا کہے قاسم نے کلمہ شہادت ارشاد کیا اور وہ دونوں اسمصدق کلمہ پڑھکے مسلمان ہو گئے اسوقت ملک قاسم نے
ان دونوں سے کہا کہ تم پوشیدہ ہماری طرف سے اس قلعہ کے حاکم رہو جسوقت ہم تم کو طلب کریں تم مع اپنی فوج و لشکر ہمارے شریک حال ہونا

اور یہ کہکر آپ سوار ہوا اور اپنے باغ میں تشریف فرما ہوکر ملکہ گیتی افروز سے ملاقات کی اور ایک شبانہ روز عیش کرکے پھر زیر قیطول
لشکر کفار پر شبخون مارا قضائے کار اُس روز اول شام سے تمام کفار ہوشیار اور خبردار بیٹھے جاگتے تھے لقانے بھی بڑی
تاکید تمام لشکر کو کردی تھی کہ خبردار اگر آج یہ بندہ گستاخ شبخون مارکر نکلجا بیگا تو میں تم سب پر آفت نازل کرونگا جس وقت ملک قاسم
نے نعرہ کیا اور آمادہ شمشیر زنی اور کفار کشی ہوکر ایک سمت کو چلا تو فطلوس بن القاس خون آشام نے پشت پر سے آکے تلوار
سر اقدس پر شاہزادہ والا تبار کے ماری اور دو انگل کا زخم سر پر شاہزادہ نامور کے آیا ملک قاسم نے پلٹ کر جو تیغہ یلارک
افراسیابی اُس ملعون کو مارا تو لاش اُس شقی کی دو پرکالے ہوکر خاک و خون میں پھڑکنے لگی اور قاسم اپنا مرکب جھکا کے ایک سمت
کو نکل گیا اور عجب طرح کا اتفاق درپیش ہوا کہ آج بھی اپنے باغ کا راستہ فراموش کرکے جانب طاؤس کوہ جا نکلا اور از بسکہ
خون بہت سا سر اقدس سے نکلگیا تھا حالت غش میں گھوڑے پر سے گر پڑا کہیں دارا شاہ نامے وہان کا بادشاہ شکار
کھیلنے کو نکلا تھا اُسنے شاہزادہ خاور سپاہ کو بحالت زخمداری بیہوش اور خود فراموش زمین پر پڑا اور مرکب کو ایک سمت مع
زین و لجام آغشتہ بخون چراگاہ میں خالی زین پھرتے دیکھکر اپنے جی میں سوچنے لگا کہ یہ کون شخص ہے کہ چہرے پر اسکے
عجب طرح کی ایک شوکت اور شان اور شجاعت اور صولت معلوم ہوتی ہے آیا کوئی شاہ و شہریار زادہ بڑا عالی خاندان ہے اثنائے
راہ میں کسی سے سرگرم جدال و قتال درپیش ہوا ہے اور زخمی ہوکر یہان گھوڑے پر سے گر پڑا ہے یہ سوچکر شاہزادہ خاور سپاہ
کو اپنے لوگون سے اُٹھوا کے ایک پالکی میں لٹا دیا اور اُسی حالت غش میں اپنے مکان پر لاکے جراحون سے ٹانکے لگوائے
جسوقت کہ زخم شاہزادہ قاسم کے سر کا دھویا گیا اور جراح نے ٹانکے لگائے اور ہوا جو دماغ کو لگی تو ملک قاسم نے آنکھ کھولدی
اور دیکھا کہ میں ایک بارگاہ میں آغشتہ بخون پڑا ہون اور ایک بادشاہ میری بالین پر بیٹھا جراح سے ٹانکے میرے سر میں
لگوا رہا ہے اپنے دل میں سمجھا کہ میں جو فطلوس کو واصل جہنم کرکے حالت زخمداری میں پھرا تو شاید یہ مرکب باد پا مجھے
یہان لیکر نکل آیا ہے اور میں غش کھا کے پشت مرکب پر سے جدا ہوکے کہیں گر پڑا ہون یہ بادشاہ وہان وارد ہوا اور
مجھے اُٹھا لایا ہے غرض قاسم ابھی یہی سوچ رہا تھا کہ اُس بادشاہ نے پوچھا اے بہادر کیا حال ہے اور اپنی سرگذشت تو بیان کر
شعر: چو کسی وجہ نام خوانندت * در کدامی مقام دانندت * ملک قاسم نے اُسوقت تو بتقضائے فراست کچھ افشائے راز اپنا
نہین کیا جیسا موقع اور محل تھا کہہ دیا مگر بعد چند روز کے جب زخم سر کا بھر آیا اور غسل صحت کیا تو اُس روز اپنا نام اور حسب و نسب
بیان کرکے دارا شاہ سے کہا کہ اے بادشاہ تجھے میں مرد مردانہ سمجھتا ہون لہذا اگر بچشم فراست اور بدیدہ حقیقت تو غور کرکے
میری نصیحت پر عمل کرے اور اِس کفر و کافری نیز دیو پرستی کو ترک کرکے کلمہ شہادت پڑھے اور دائرہ اسلام میں آئے
تو تیرے لیے مغفرت دارین اور سعادت کونین اور باعث ازدیاد محبت اور خوشنودی خاطر کا میرے ہو چونکہ دارا شاہ
نہایت عاقل اور فہیم تھا معقول ہوکر کہنے لگا کہ اے مرشدزادہ کونین شاہزادہ خاور سپاہ زہے نصیب جو بات مجھ بندہ عاصی
اور خاطی کا کہ مجھ سا سالک راہ طریقت اور حقیقت اِس ذریعہ سے میرے کلبہ احزان میں آئے اور راہ نیک مجھے تلقین
فرمائے میں کیونکر تیرے ارشاد کو بسر و چشم قبول نہ کرونگا شاہزادہ قاسم نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا اور وہ بصدق کلمہ
پڑھکے مسلمان ہوگیا ملک قاسم نے اُسے اپنے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اب ہم جاتے ہیں تم اسی طاؤس کوہ پر نگاہداشت
فوج کی جاری کرو اور حکمران رہو جسوقت کہ ہم لشکرکشی بر سر زمرد شاہ کرین تم مع اپنی فوج و سپاہ ہمارے پاس حاضر ہونا لیکن
شاہزادہ عالم دارا شاہ کے پاس سے رخصت ہوا اور سوار ہوکر اُسی باغ میں جاکے ملکہ گیتی افروز کے ساتھ ایک شبانہ روز
مصروف عیش و عشرت رہا روز دوم پھر نصف شب کو زیر قیطول لشکر لقا پر جاکے شبخون مارا اور قاری پوش سردار
وغیرہ بڑے بڑے سرکش چند کفار کو جو دوچار رہ گئے تھے بضرب تیغ آبدار قتل کرکے نکلگیا اور اُسی مرتبہ پھر راہ گم کرکے

سمت دریا سے مارگیر جاکر وارد ہوا اُس درے کا حاکم اور فرمانروا طاؤس سبز قبا نامے ایک پہلوان فیلتن اہرمن توان نہایت
قوی ہیکل تنومند قوی بازو تھا اور اُسکے دو بیٹے تھے وہ کہیں شکار کھیلنے کو آئے تھے حسب اتفاق اُس جنگل میں ایک شیر
پیدا ہوا اور اُن دونوں پر حملہ ور ہوکر چاہتا تھا کہ ہلاک کرے اُدھر سے قاسم جو گھوڑا جہکائے آتا تھا یہ تماشا دیکھکر ضبط نہ کرسکا
اور بیساختہ بہ چستی تمام جھک کر برابر سے ایک ہی تیغ بلارک افراسیابی جو دوال کمر پر شیر کے مارا تو شیر کے دو پرکالے ہوکر
ایک طرف پھڑکنے لگا اور دونوں بیٹے طاؤس سبز قبا کے سراسیمہ دوڑ کر شاہزادہ خاور سپاہ کے قدموں سے لپٹ گئے اور
بہت سی تعریف اور توصیف شکر اور سپاس اپنی جان بخشی کا کر کے اپنے باپ طاؤس سبز قبا کے پاس گئے اور سارا حال شیر
کا اپنے اوپر حملہ ور ہونے اور قاسم کا اُسوقت بیساختہ وہاں پہونچکر اُس شیر کے مارنے کا بیان کیا طاؤس سبز قبا نے اپنے
قلعے سے مع چند سرداروں کے نکلکر استقبال کیا اور شاہزادہ خاور سپاہ کو اندرون قلعہ لیجاکر پوچھا کہ معلوم ہوا کہ تو اولاد
حمزہ صاحبقران ہی ملک قاسم نے کہا کہ ہاں میں پوتا امیر حمزہ صاحبقران کا ہوں طاؤس سبز قبا نے بخیال اِس
کال اندیشی اور حرص دنیا کے کہ اگر میں اِس شخص کو بفریب گرفتار کر کے بحضور خداوند لقا بھیجدونگا تو کیا عجب ہی کہ
میرے واسطے خلعت پیغمبری ہوجاے بعیاری اور مکاری مسلمان ہوگیا اور ملک قاسم کو شراب بیہوشی آغشتہ پلا کے عالم
بیہوشی میں پکڑ لیا اور پا بجولان کر کے عرضداشت اِس حال کی کر کے یاقوت شاہ کو بھیجدی قضاے کردگار ملکہ گیتی افروز
جو شاہزادہ خاور سپاہ کے تنہا معرکہ آرا ہونے اور شبخون مارنے سے واقف ہوگئی تھی بہت رونے اور سر پٹنی اور سینہ کوبی کرنے
کرنے زیادہ تر بیتاب اور بہت مضطرب ہوئی اور بحالت یاس میں دوپٹہ اپنا سمت قبلہ زمین پر بچھا کے بحضور قلب اور خلوص
بہت جناب باری سے دعا مانگ رہی تھی ناگاہ مہروند عیار لوکا ملکہ کا وہاں آگیا اور اُسنے کہا خیر باشد ملکۂ عالم نصیب دشمنان
اِسوقت کیا صدمہ ہی ملکہ نے کہا کہ بیٹا کچھ حال آج شاہزادہ با اقبال کا نہیں معلوم کہ معرکہ جدال و قتال میں کیا سانحہ درپیش
ہوا جو اب تک تشریف نہیں لائے مہروند عیار نے کہا ملکۂ عالم نظر بہ کرم کریم کارساز رکھکر گھبرائیے نہیں شاہزادہ خاور سپاہ
بڑا صاحب اقبال ہی کچھ اندیشہ نہ کیجیے میں جاتا ہوں اور جہاں وہ شہریار ہوگا میں ڈھونڈھ لاتا ہوں یہ کہکر مہروند عیار
جو باغ سے نکلا تو ابھی تھوڑی دور نہیں گیا تھا کہ اُسنے دیکھا ایک شخص ایک خط ہاتھ میں لیے دوڑتا ہوا سمت قیطول لقا جاتا
ہی مہروند نے جلدی سے اُسکے برابر ہو کر پوچھا کہ بھائی خیریت تو ہی تم اِسقدر جلد اور بدحواس کہاں جاتے ہو اُسنے کہا کہ
دشمن خداوند لقا ایک خدا پرست ملک قاسم نامے ہمارے یہاں گرفتار ہوا اُسکے حال کی عرضی اپنے بادشاہ طاؤس
سبز قبا کی طرف سے لیے یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ خداوند کے پاس جاتا ہوں مہروند عیار نے کہا کہ ارے دوسرا شخص
تمہارے پیچھے کون ہی اُس قاصد نے جو نہیں پلٹ کر دیکھا مہروند عیار نے حلقہ کمند عیاری کا اُسکی گردن میں ڈالکر جھٹکے
کے ساتھ چاروں شانے چت ہو کر گرا مہروند عیار نے اُسے تو بیہوش کر کے ایک غار میں ڈالدیا اور وہ نامہ اُس سے لیکر
ملکہ گیتی افروز کے پاس آیا اور ساری کیفیت بیان کی ملکہ گیتی افروز اُسوقت نقاب منہ پر ڈالکر بجائے شکار سوار ہوئی اور کئی ہزار
سوار اور خانہ زادان جان نثار مع مہروند عیار ہمراہ رکاب اپنے لیکر قریب درۂ مارگیر کے پہونچی خبر ملکہ گیتی افروز کے
اپنی سرحد میں آنے کی سُنکر طاؤس سبز قبا اپنے قلعے سے بطریق استقبال کے نکلا اور ملکہ سے ملازمت حاصل کر کے نذر دی
اور چاکرانہ ہمراہ رکاب ملکۂ عالی جناب ہوکر ملکہ گیتی افروز کو اندرون قلعہ لایا اور بہت سا تحفہ تحائف پیشکش
کر کے دست بستہ بنا بر ادب کھڑا ہوا ناگاہ ملکہ نے پوچھا کہ میں نے سنا ہی کسی خدا پرست اولاد حمزہ کو پکڑ کر قید کیا ہی
ذرا اُسے میرے سامنے تو لاؤ میں بھی دیکھوں کہ وہ نادیدہ خداے آسمان کا پرستار کیا شکل اور کیسی وضع رکھتا
ہی طاؤس سبز قبا نے حسب الحکم ملکۂ عالم کے ملک قاسم کو اُسی صورت سے بقید سلاسل طلب کر کے سامنے ملکہ

گیتی افروز کے گھر کر دیا اور شاہزادہ خاور سیاہ نے جو اندرون قلعہ آکر ملکہ کو وہاں صدر آرا دیکھا جوش حمیت سے نہایت غیظ و
غضب میں طنطنہ الله اکبر جگر سے کھینچ کر تمام قید اپنے جسم کی مانند تار عنکبوت کے توڑ کے پھینک دی اور مثل شیر ژیان حملہ ور ہو کے
طاؤس سبز قبا کو پکڑ لیا اور چاہتا تھا کہ اٹھا کے زمین پر مارے طاؤس سبز قبا نے از صدق اسلام قبول کیا ملک قاسم نے
اُسے ہاتھ سے چھوڑ کر فرمایا کہ طاؤس سبز قبا تم جس طرح پیشتر سے اپنے قلعہ اور اس دُرّہ مار گیر میں فرمانروائی اور حکمرانی کرتے
تھے اُسی طرح سے سلطنت کرو جس وقت ہم لشکر کشی بر سر زمرد شاہ کرینگے حسب الطلب ہمارے تم مع اپنی فوج و سپاہ کے
شریک حال ہمارے ہونا اور یہ کہکر سوار ہوا اور باغ میں آکر ملکہ کے ساتھ عیش میں مشغول ہوا اور بطریق معمول قدیم نصف شب
کو چہرہ چھپا کر ملکہ کے پاس سے اٹھکر تہیہ شبخون سوار ہوا اور بطور سابق الذکر لشکر لقا پر جاکر شبخون مارا اور اسی طرح سے
ستائیس شبخونوں میں مارنوش سردار اور عنقا روش سردار اور جیلم بن منکوس اور منکوس پہلوان غدار خرماسس
فیل کش اور مابہار سرکش وغیرہ ہزارہا کفار کو مار کر چونکہ نہایت زخمی ہو گیا تب بہ جرأت اور قوت جنگ رستمانہ کرتا باغ میں
ملکہ گیتی افروز کے پاس آیا اور اپنے ہاتھ سے زخموں میں ٹانکے لگائے بجائے مرہم کے رکھکر چندے شبخون مارنے میں توقف کیا
یہ وقائع خونریزی کفار زیر فیطول سُنکے لقائے مشرک خدا نے گرد مرد عیار کو طلب کیا کہ جہاں سے ہو سکے تو اُس بندہ عاصی
قاسم کو ڈھونڈھکر پکڑ لا حقیر گرد مرد بموجب حکم اُس مشرک خدا کے کوچہ کوچہ خانہ بخانہ تمام سبائل میں خوب تلاش کر کے
بعد چند روز کے ملکہ گیتی افروز کے باغ میں گیا اور اُسنے دیکھا کہ ملک قاسم زانو پر ملکہ گیتی افروز کے سر رکھے آرام کرتا ہے
اور تمام صحبت والیان اور خواصین اپنے اپنے کام میں چار سو متفرق اور مصروف ہیں مگر زخم قاسم کے سر کا ابھی بھلی اندمال
نہیں آیا پٹی مرہم کی چڑھی ہے گردو پیش انگیٹھیاں آگ کی دہک رہی ہیں گرد مرد کا یہ تو کیا منہ تھا جو بے ادبانہ اور
عیارانہ ملکہ گیتی افروز کی صحبت میں چلا جاتا لیکن پیش خود یہ تجویز کرکے کیوں نہ میں اکثر کل آفاق محض کذب اور افترا
سمجھیگا اور خداوند لقا اور یاقوت شاہ یقین نہ لائیگا میں یاقوت شاہ کو اپنے ہمراہ لاکے دکھلا دوں تا میں مفتری اور
کاذب نہوں اور مواخذہ اور قہر خداوندی سے امین اور بری رہوں حقیر گرد مرد جھٹ پٹ وہاں سے اُلٹے پاؤں پھرا اور
یاقوت شاہ کے پاس جاکے من و عن سارا حال بیان کیا اور یاقوت شاہ کو بچشم دکھلا دینے کا اقرار کر کے اپنے ہمراہ جانب
باغ مخاطب ہوا اثنائے راہ میں مہر وند عیار کو کہ ملکہ گیتی افروز کا جاتا تھا اُسنے یہ حال دریافت کیا تو قبل از پہونچنے
گرد مرد اور یاقوت شاہ کے ملکہ کے پاس آکر آہستہ سرگوشی میں کہا کہ ملکہ عالم غافل کیا بیٹھی ہو ہوشیار ہو جاؤ گرد مرد عیار
تمہارے بھائی صاحب جبرئیل قدرت یاقوت شاہ کو ساتھ لیے ہمیں اور شاہزادہ خاور سیاہ کے دکھلانے کے واسطے
آتا ہے ملکہ سراسیمہ ہو کر اپنے جی میں سوچی کہ اگر میں اس حال کی شاہزادہ خاور سیاہ کو اطلاع کرتی ہوں تو وہ جاہل مطلق
ہے ہرگز چھپ کر نہ بیٹھیگا یہ سوچکر ایک پیالہ شراب بیہوشی آغشتہ قاسم کو پلا کر حالت بیہوشی میں ایک صندوق میں بند
کر کے آپ خاموش ہو کر بیٹھ رہی اتنی دیر میں یاقوت شاہ اندرون محل آیا اور ملکہ سے یہ کہکر کہ ای شوخ دیدہ گیسو بریدہ
تو نے بندہ مغضوب خداوندی قاسم کو اپنے باغ میں لاکر رکھا ہے ایک طمانچہ ملکہ کے مارا اور تمام بارہ دری اور شہ نشین
اور حجرے اور بنگلے باغ کے ڈھونڈھ کے جب کہیں کچھ پتا و نشان قاسم کا نہ پایا تو لا علاج بہت سا خجل اور منفعل ہو کر
پھر آیا وہاں ملکہ گیتی افروز روتی ہوئی لقائے مشرک خدا کے پاس گئی اور کہا کیوں بابا جان تم نے یہی تقدیر کی
تھی کہ یاقوت شاہ مجھے آ کے طمانچہ مارے اور بے ثبوت اور بے قصور در پی میری ننگ اور حرمت آبرو کے ہو کے
قاسم کے ساتھ متہم کرے لقا نے کہا ہرگز میں نے یہ تقدیر نہیں کی تھی یہ کہکر لقا نے یاقوت شاہ کو طلب کیا اور
مت سا زجر و توبیخ کر کے چند تازیانے مارے اور کہا کہ دور ہو میرے سامنے سے اگر بار دیگر ایسی کوئی خطائے فاش تجھ سے

غلو میں آئیگی تو مجھے میں اپنے قہر میں مبتلا کرونگا یاقوت شاہ جو ذلیل ہو کر غیظ و طیش کی حالت میں زیر قیطول آیا تو اسنے
بختر گردمرد کو بلا کے خوب کوڑے لگواے اور کہا کہ اس مفتری بدذات کا پوست جسم سے کھنچوا دو اُسنے عجب طرح کا افترا اور اتہام
خداوندزادی پر کرکے مجھے بحضور خداوند بے عزت کرایا بختر گردمرد نے عرض کی کہ ذرا آپ تامل اور صبر کریں اگر میں قاسم اور ملکہ عالم
کو باتفاق باہم ایک مسند پر بیٹھے نہ دکھاوں تو جس عذاب عظیم سے چاہنا مجھے قتل کرنا اور جو مزاج میں آئے وہ کر لینا بارے
یاقوت شاہ نے گردمرد کو چھوڑ دیا اور گردمرد پھر اُسی وقت بہئیت عیاری باغ میں گیا اور اُسنے دیکھا کہ شاہزادہ خاور سیاہ
ملک قاسم اور ملکہ گیتی افروز دونوں ایک پلنگ پر ہمدوش اور ہم آغوش لپٹے ہوے پڑے ہیں گردمرد یہ دیکھکر وہاں سے پھرا
اور یاقوت شاہ کے پاس جاکے کہا کہ ایک مرتبہ پھر ذرا تکلیف فرماکے چلیے اور دیکھیے میرا جھوٹ تھا اور افترا آپکو معلوم ہو جائیگا
یاقوت شاہ نے کہا اچھا کیا قباحت ہے مجھے لیجاکے دکھادے تو مجھے بھی یقین آئے گردمرد نے ایک روغن عیاری ملکر اور
یاقوت شاہ کی صورت ایک پیرضعیف عورت کی بنادی اور آپ بھی ایک فرشتہ کی شکل بنکر یاقوت شاہ کو لیے باغ میں آیا
جب یاقوت شاہ نے بچشم اپنی دیکھا کہ ملک قاسم اور ملکہ دونوں ایک پلنگ پر پڑے ہیں وہاں سے پھر کے لقا کے پاس گیا
اور کہا یا خداوند آپ ذرا چلکے اپنی صاحبزادی کا تماشا دیکھیے کس لطف سے قاسم کے ساتھ مصروف عیش ہے لقا نے کہا اچھا
معلوم ہوا اور یہ کیفیت آدھی رات کا عمل تھا اُسوقت ادمیر گرد اور محبت دریاباری اور قہرمان عجم اور ارجل سرجل
خشت اندازوں کو مع گنجاب طلب کیا اور حکم دیا کہ تم سب اسی دم جاکے اُس باغ کو بیخ و بنیاد سے منہدم کردو اور اُس
بندۂ عاصی قاسم نبیرۂ حمزہ کو جلد گرفتار کرکے لاؤ یہ سب تو مع کئی ہزار کفار مسلح اور مکمل ہو کر جانب باغ روانہ ہوے ورمرد وند
عیار نے یہ خبر سُنکے جبتک یہ لوگ پہونچیں پہونچیں پہلے ہی جاکے شاہزادہ خاور سیاہ کے سامنے کہا اسکے ملکہ گیتی افروز سے کہا
کہ ادمیر اور محبت دریاباری وگنجاب اور قہرمان عجم اور ارجل خشت انداز وغیرہ ہزار کفار حسب الحکم لقاے خداے باختر
کے واسطے بربادی اور انہدام باغ اور اسیری دشمنان شاہزادہ خاور سیاہ کے آتے ہیں بمجرد استماع اس کلام کے ملکہ تو مثل
قالب بیجان ششدر و حیران رہ گئی لیکن ملک قاسم تیغہ مبارک افراسیابی پکڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور ہر چند ملکہ گیتی افروز
نے رو رو کے اپنا سر پیٹ پیٹ کے منت اور سماجت اور عجز و انکسار رو کا منع کیا اور کہا اے شہریار تو تو آمادہ رزم و جنگ جاتا ہے
مجھے جو اعداے بے پیر اور ظالم شریر بیسر و پا برہنہ با موے پریشان کشاں کشاں پکڑ لیجائینگے تو پھر یہ کیسی رسوائی ہوگی شاہزادہ
بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے سالہاے دراز لشکر گنجاب سے مقابلہ اور مجادلہ کرکے ملکہ گوہر ملک کو کیسا کیسا حتی المقدور
اپنے ہر آفات و بلیات سے محفوظ رکھا اور حیف صد حیف کہ تیری سلامتی میں تیرے سامنے مجھے فرقہ کفار گرفتار کرکے بے عزت
کریں اور لقا کے پاس لیجائیں شاہزادہ خاور سیاہ نے ملکہ کی بات کا کچھ جواب نہ دیا اور جیسا تنہا بیرون باغ آکر
ابھی وہ سب کفار دروازہ باغ تک نہیں پہونچنے پائے تھے کہ قاسم نے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا نعرہ

ملک قاسم شاہ خاور سیاہ
ز تیغ بر کوہ خنارا زنم

ز زخم تیغ برابر و نیزہ و ماہ
زتن شاخ گاو زمین برکنم

ز آب دم تیغ شستہ زمین
همه باختر شد بزیر نگین

اور یہ نعرہ کرکے شمشیر زنی کرنے لگا قہرمان عجم اور گنجاب
اور ارجل خشت انداز وغیرہ نے جو آواز قاسم کی سنی تو باغ کی طرف سے پھر کر قاسم کی جانب متوجہ ہوے شاہزادہ خاور سیاہ
مثل شیر صحرائی دس بیس کفار کو مار کر جیسی تمام ایک طرف کو نکل گیا اثناے راہ میں ایک غول سواروں کا ملا وہ سوار ملک
قاسم سے پوچھنے لگے کہ ایسے وقت تاریک شب میں تو کون شخص ہے کہاں سے آتا ہے قاسم نے کہا میں مسافر ہوں شب کو یہاں
راہ بھول کے ایک درخت کے نیچے اُتر پڑا تھا صبح کو کوچ کر جاتا اُسوقت تمہارے گھوڑوں کی ٹاپ سُنکے مجھے وہم ہوا کہ مبادا
قافلۂ قطاع الطریق یا چوروں کا ہو تو میں ذرا آگے بڑھ کے دیکھوں اپنے بستر سے اُٹھ آیا تھا اُن سواروں نے بہت سی

دلجوئی اور خاطر کر کے قاسم کو بٹھلایا اور خانشہ زین پوش کا بچھا کے کھانا جو کچھ کہ اُنکے پاس موجود تھا شاہزادۂ عالم کو کھلوایا اسمین
رات تھوڑی رہ گئی اور آثار سحر نمایان ہو چلے تھے قاسم اُن سوارون سے رخصت ہو کر آگے ایک سمت کو روانہ ہوا ابھی کوس
دو کوس بھی نہین پہونچا ہو گا کہ تجلی روز روشن ہو گیا اور قاسم ایک قلعہ کی دیوار کے نیچے آ کر پڑا اور دم لینے لگا کہ سامنے سے
چار حبشی پیدا ہوئے اور شاہزادہ خاور سیاہ کے نزدیک آ کر کہنے لگے کہ ای شخص چل ہمارے ہمراہ بادشاہ نے تجھے یاد فرمایا ہی
تاکہ تیرا گوشت بہت سلونا اور نمکین ہی وہ نوش فرمائے ملک قاسم نے اُن چارون زنگیون کو بضرب تیغ داخل جہنم کیا ناگاہ اور
چالیس حبشی بہیرن تلوارین پکڑے نمودار ہوئے اور چارطرف سے بر سر شاہزادہ آ گئے اور نرغہ کر کے آمادۂ رزم و پیکار ہوئے اقبال
ایزدی سے اُن چالیسون مین سے دس حبشی ملک قاسم کے ہاتھ سے مارے گئے باقی بھاگ کھڑے ہوئے ساعت بھر کے
بعد کئی ہزار زنگی مردم خوار سلح اور مکمل سامنے سے پیدا ہوئے اور تلوار برچھی تیر کمند گرز کی ہر طرف سے شاہزادۂ خاور سیاہ پر
بوچھار کرنے لگے ملک قاسم اپنی زندگی سے مایوس ہو کر بجناب باری ملتجی تھا کہ ناگاہ دیکھا از جانب دشت کوہ ایک
گرد برخاست طوطیا رنگ یعنی ایک تیرہ گرد کا اٹھا اور جس وقت وہ گرد پھٹی تو دیکھا کہ آگے آگے چالیس ہاتھیون پر چالیس
علم و نشان پیچھے اُنکے ایک نوجوان نہایت وجیہ و شکیل مرکب پر سوار تیغ و برچھی بدوش بکمال جوش و خروش چالیس ہزار سوار ہیبت
دیتا ہوا کہ باشید اور رو سیاہ زنگیو کہ مین تمہاری جان کا فرشتہ عذاب آن پہونچا اور شاہزادۂ خاور سیاہ نے ملاحظہ فرمایا
کہ ایک مرتبہ افواج زنگیان آدم خوار پر گرا اور کوئی دو گھڑی کے عرصہ مین اسقدر شمشیر زنی کی کہ کئی ہزار زنگیون کو تہ تیغ بیدریغ کر کے
ہزیمت فاش دی شاہزادۂ قاسم نے پوچھا کہ ای بہادر تو کون شخص ہی اُسنے جواب دیا کہ مجھے خداوند تعالے نے ان زنگیون سے
مقابلے اور مجادلے کو بھیجا تھا اور سنا تھا کہ حمزۂ صاحبقران نے اژدہاے صفوانیہ کو مارا ہی اسواسطے مجھے تقدیر کر دی تھی
کہ بعد از فتح زنگیان تو بر سر حمزۂ صاحبقران جا تا سو مین نے ان زنگیون کا استیصال بخوبی کیا اب بہ تلاش حمزۂ صاحبقران
جاتا ہون اُسکو شکست دونگا یہ کہکے شاہزادۂ خاور سیاہ کو بطرے تملق و چاپلوسی اور اعزاز و احترام سے اپنی بارگاہ مین لایا
اور صدر جاہ و حشمت پر بٹھلا کے اپنے ملازمون سے کہا کہ سر دستر خوان لاؤ شاہزادۂ قاسم نے دیکھا چند ملازم اُسکے ایک خوان کھانے کا
اور کھانچا آسپر دھرا ہوا اور ایک شیشہ شراب خون کبوتر کے رنگ کا لائے اور سامنے اُسکے رکھدیا اُسنے کھانچا خوان کا اٹھایا
کھانے کی طرف متوجہ ہوا مگر اسمین چالیس رکابیان تھیں اُنمین افعی سیاہ بند تھے یہ نوجوان ایک ایک جام شراب کا پیتا تھا اور
اُنمین سے ایک ایک سانپ بجاے گزک کھا لیتا تھا چنانچہ نام بھی اُسکا اژدر مارخوار ہی خلاصہ یہ کہ بعد اپنے معمول کے اُسنے
ملک قاسم سے کہا کہ ای بہادر تو بھی کھانا کھا شراب پی شاہزادۂ خاور سیاہ نے فرمایا کہ اول میرے اور تیرے امتحان زور ہو جاے
تو مین کھانا کھاؤن اُسنے کہا کیا مضائقہ یہ کہکے ہاتھ اپنا بڑھا کے زور پنجہ کرنے لگا اور قہقہہ مار کے کہنے لگا کہ ای بہادر جسقدر زور
اور طاقت تجھ مین ہو قصور نہ کر قاسم نے کہا کہ مین یون زور کبھی نہ کرونگا تو پہلے خوب سا اپنی قوت اور طاقت کا امتحان کر لے بعد
اُسکے مین زور کرونگا چنانچہ اُسنے حتی المقدور خوب سا زور کر کے جب کہا کہ ہان اب میرے پنجہ کو پھیر دے شاہزادۂ خاور سیاہ نے
آن واحد مین پنجہ اُسکا پھیر دیا تب وہ اپنے دل مین یہ سمجھکر کہ مین اسکا حریف کسی صورت سے نہین ہو سکتا ہون یہ شخص بڑا صاحب
طاقت اور زبردست ہی قاسم سے کہنے لگا کہ ای بہادر تو میری نوکری اور رفاقت قبول کر قاسم نے مصلحتاً فرمایا کہ کیا قباحت ہی
ہم لوگ سپاہی پیشہ ہین جو کوئی قدردان ہمارا ہوتا ہی ہمکو اُسکی رفاقت کرنے مین کچھ مقام عذر نہین غرض کہ اُسنے شاہزادہ
خاور سیاہ کو اپنا رفیق بنا کے روز دوم وہان سے کوچ کیا اور اپنی فوج و سپاہ سب ہمراہ لیے مع خاور سیاہ لب دریا کشتی پر
سوار ہو کر ایک سمت کو چلا اثناے راہ مین باد مخالف وزان ہوئی اور دریا مین طوفان پیدا ہوا کشتیان سب تباہ ہو گئین
اور جس کشتی پر شاہزادۂ قاسم اور وہ نوجوان بیٹھا تھا کیلین کھلکے تختہ تختہ پارہ پارہ جدا ہو گئی ایک تختہ پر شاہزادۂ خاور سیاہ

بیٹھا ہوا بیٹھے بیٹھے تیسرے روز بسبب شدت گرسنگی اور تشنگی کے جبکہ قریب ہلاکت پہونچا تب جناب باری سے دعا مانگنے لگا اور یہی یہ قطعہ عالم یاس مین زبان پر لایا قطعہ بگرداب بلا افتادہ ام یا مصطفیٰ دستے ــ بہ بحر غم گرفتادم علی مرتضیٰ دستے ــ بہ ز حالات شب معراج دانستم ید اللہی ــ چرا دستم نگیری ای علی بہر خدا دستے ــ ناگاہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر جا بیٹھا اور دور سے ساحل پدیدار ہوا قاسم نے دیکھا کہ وہ تختہ کنارے پر آلگا اور سامنے ایک طرف کچھ دھوبی کپڑے دھو رہے ہین ایک طرف ایک دام ور خاموش نہایت غمگین اور اندوہگین جال خالی ہاتھ مین پکڑے کھڑا ہی قاسم نے پوچھا کہ تو مغموم کیون کھڑا ہی اسنے کہا کہ دام دار ہون اور میری اوقات صرف اسی پیشے پر ہی تین دن ہو چکے ہین کہ کوئی مچھلی دام مین نہ آئی میرے اہل و عیال سب فاقے کی حالت مین داد بلا کر رہے ہین ملک قاسم نے جال اُسکے ہاتھ سے لیکر اپنے ہاتھ سے ڈالا اور ماہی کلان اُسمین پھنسی ماہی گیر خوش و خرم ہو کر یہ کہنے لگا کہ اے صاحبزادے تیرے صدقے مین آج میرے فاقے مجھے روٹی میسر آئی اور مین اُسے بیچکر اپنے اہل و عیال کی فاقہ شکنی کرونگا اور تمام عمر تجھے دعا دونگا مگر امیدوار ہون کہ آج تو غریب الدیار غریب الوطن میرے ہی مکان پر چلکے چند روز قیام پذیر ہو غرض شاہزادہ قاسم کو اپنی دکان پر لاکے بڑی عزت و توقیر سے بٹھلایا اور کہا اس جا تو رہا کر چنانچہ قاسم نے اُس ماہی فروش کی دکان پر سکونت اختیار کی اور قدرت خدا کی دیکھیے کہ جس روز سے ملک قاسم وہان جاکر فروکش ہوا اسقدر مچھلی بنافع اُس ماہی فروش کی بکنے لگی اور اسقدر اُسے فائدہ ہوا کہ چند روز مین وہ ماہی گیر مالک گنج خطیر کا ہو کر دولت و مال سے متمتع ہو گیا آخرکار اُس ماہی گیر نے شاہزادہ خاور سپاہ کو اپنا فرزند قرار دیا اور شبانہ روز تعریف اور توصیف شاہزادہ عالم کی ہر ایک کے سامنے کرکے کہتا تھا کہ عجب طرح کا مبارک قدم اس صاحبزادے کا ہی کہ جسکی برکت سے مین حالت عسرت اور ہلاکت سے نکلکر ایسا دولتمند ہوا غرض ملک قاسم کو تو اب اُسی ماہی گیر کی دکان پر رہنے دیجیے جبتک

تتمہ داستان خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان سے گذارش کی جاتی ہی

کہ لندھور جا میرے والا توقیر سے رخصت ہو کر کشتی پر سوار ہوا اور اُسی دریا کی راہ سے بعد چند روز قریب قلعہ ساوک کے پہونچا اور لب دریا کشتی کا لنگر ہوا اور یہ خبر ساوک نے جو سنی کہ سپہ سالار حمزہ صاحبقران کا لندھور بن سعدان جیسا قلعہ گیری اگر کنارے دریا کے اُترا ہی آدھی رات کے وقت اپنے عیار کو ہمراہ لیکے کسی فریب سے کشتیون پر آیا سعد سیہ کلاہ کو چرا لیگیا اور اُسی شکل سے پانچ چار روز کے عرصے مین چند سرداران لندھور کو چرا لیجا کے اپنے قلعہ مین قید کیا اور یہان تمام فوج و سپاہ لندھور کی ہر چند غور کرتی تھی اور اُسکی تلاش مین کشتیون پر سے اُترکے اور اُس طرف جاتی تھی مگر کہین کسی سردار کا پتا و سراغ نہ ملتا تھا ناچار سب عاجز ہو کر رہ جاتے تھے کسی کی کچھ عقل نہین کام کرتی تھی کہ کشتیون پر سے کون آکے سردارون کو لیجاتا ہی ہر ایک روز کی نقل ہی کہ کوئی پہر رات پچھلی باقی ہو گی خسرو بلاد ہند شام سے اسی فکر و تشویش مین جاگا کیا کہ سردارون کا کشتیون پر سے گم ہو جانا بڑا عجب کا مقام ہی آخر جن یا پری یا دیوزاد تو آکے نہین لیجاتا جہان عیار اور میرے سب ملازمین جان نثار ہوشیار اور بیدار رہتے ہین دو چار دن مین بھی شب بھر جاگتا رہون شاید کچھ پتا ملجائے اسی فکر اور تجویز مین آنکھین بند کیے پلنگ پر پڑا تھا کہ ایک کھٹکا سا معلوم ہوا لندھور بن سعدان نے آنکھ کھول کر جو خیال کیا تو دیکھا کہ ایک شخص کمند پکڑے قلعہ پر سے نیچے اُترکر میری کشتی پر آتا ہی لندھور نے آپ کو بظاہر خواب مین ڈال دیا اور بہت ہوشیار نیم وا چشم سے جب دیکھا کہ وہ شخص میری بالین پر آکے بغور مجھے دیکھ رہا ہی لندھور نے بچالاکی اُسکا ہاتھ پکڑ کے جھٹکا مارا کہ وہ منھ کے بل سامنے آپڑا اور لندھور نے اُسے پکڑکر باندھا اور پوچھا کہ سچ بتلا تو کون شخص ہی اُسنے کہا اے خسرو بلاد ہند سچ تو یہ ہی کہ ساوک وہ جو آپ نے سنا ہو وہ مین ہون اور آپ کے سب سردارون کو واقعی مین ہر شب کو اُٹھا لیگیا میرے قلعہ مین سب موجود ہین اور آج بیشک وغیرہ مین آپ کو پکڑ لیجاتا مگر مجھے ثبوت ہوا کہ آپ کا

دین برحق ہو اب مین مسلمان ہوکر آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری مین حاضر رہونگا آگے جو مزاج مین آئے وہ میرے حق مین کیجیے لندھور نے اپنے دل مین یہ کہکر کہ حکم شرع کا تو ظاہر یہ ہو جس حالت مین یہ اقرار اسلام قبول کرنے کا کرتا ہو تو اب اس پر قصاص اور قتل واجب نہین کلمۂ شہادت ارشاد کیا سالوک خوف جان سے کلمہ پڑھ کے بتوریب مسلمان ہوگیا اور بڑی چرب زبانی اور لسانی سے بہت سا عجز و انکسار کرکے لندھور کو اپنے قلعہ مین لیگیا اور کھانا بیہوشی آمیز کھلوا کے لندھور کو عالم بیہوشی مین پکڑ لیا اور زندان خانہ مین بقید شدید مجھلا کے آپ قلعہ سے باہر نکلا اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر کشتیون کو محاصرہ کیا اور معرکہ آرائے رزم و پیکار ہوا اکثر کشتیون کے تختے توڑ ڈالے چند کشتیان دریا مین غرق ہوگئین ہزارون مومنین دلیران لشکر لندھور کے ڈوب کر بدرجۂ شہادت فائز ہوے ہزارون زخم گولی اور تیر سے شہید ہوگئے بہت گرفتار ہوگئے اکثر اُس ہنگامہ مین کشتیان اپنی اپنی جسارت موقع دیکھا نکال لیگئے سالوک تمام مال اسباب لندھور کا تاخت و تاراج کراکے اپنے قلعہ مین آیا وقت شب خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسکو عذاب جہنم اور سیر گلزار نعیم کی دکھلاکے مسلمان کیا جب صبح کے وقت سالوک خواب سے بیدار ہوا تو شب کے خواب کا جو خیال کیا تو پیادہ پا زندانخانے مین جاکے لندھور کی قید کھلوادی اور قدمون پر اپنا سر رکھ کے بہت سا عجز و انکسار کیا اور خواب کا بیان اور بحکم حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بصدق دل مسلمان ہونیکا حال کہکر تمام مال اسباب لندھور کا اور جتنے سردار قید تھے اُن سب کو زندانخانے سے طلب کرکے حوالہ لندھور کیا اب لندھور کو اُسی حالت مین رہنے دیجیے

دو کلمہ داستان مالک اژدر صاحب نیزہ و دوسر غلام نبی و جاکر حیدر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ مالک اژدر سلطان صاحبقران نامور سے رخصت ہوکے قریب شہر سعادت آباد کے پہونچا اور آمد مالک اژدر کی سنکے سعادت شاہ نے اپنے قلعہ سے نکلکر طبل جنگ بجوایا اور دوسرے دم بوقت مقابلہ اور مجادلہ مالک اژدر نے سعادت شاہ کو بعض نیزہ بازی گھوڑے پر سے گراکے باندھ لیا اور حارث اپنی بیٹے کو سعادت آباد مین بہر انتظام اور اسلام آباد کرنیکے چھوڑکر آپ مع چند سردارون کے بخدمت سلطان والا قدر عالی منزلت صاحبقران نامدار روانہ ہوا اُنکو راہ مین چھوڑ دیے

اب شمہ داستان شوکت بیان سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران سے گذارش کیا جاتا ہی

کہ جس وقت سلطان صاحبقران لندھور اور مالک اور شاہزادہ بدیع الزمان کو رخصت کرکے آپ مع شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اور باقی سرداران لشکر اسلام سمت صفوانیہ روانہ ہوے تو بعد طے مراحل اور قطع منازل قریب اُس شہر کے پہونچکر دیکھا کہ دور سے ایک قلعہ فلک فرسا اسقدر بلند ہی کہ پیک نظر اور طائر خیال کی وہانتک رسائی غیر ممکن معلوم ہوتی ہی عروج وہم انسان سقف تک اسکی محال کہ عقل اُسکے کنگرے تک نا رسا اور تمام شہر اور اطراف و جوانب اُسکے جو درخت و بیشے تھے اور کانون گاؤن صحرا و دشت تھین سب کے سب جلکر کوئلے کے رنگ سیاہ نظر آتے ہین امیر والا توقیر کو یقین کلی ہوگیا کہ یہ ساری علامت اُسی اژدہے کی یہان سکونت کی ہی اُسوقت سلطان الاقدر عالی منزلت نے شاہ عیاران عیار عمرو سے اور تمام سرداران لشکر سے فرمایا کہ تم سب یہین ٹھہرو مین اس جنگل مین اژدہے کی تلاش مین جاکر تین نعرے کرونگا ایک تو جسوقت وہ اژدہا مجھے نظر آئیگا دوسرا جسوقت مین اُس پر حملہ در ہونگا اور تیسرے جبکہ اُسے مارونگا تب باطمینان تمام نعرہ کرونگا یہ کہکے امیر والا توقیر جانب اُس صحرا کے مخاطب ہوے اور چارطرف تہور دیکھتے ہوے ایک مقام پر پہونچے کہ ایک دھوان وہان سے سر بفلک رسا نکلتا ہی سلطان عالی مقام نے جانا کہ اسی جا پر وہ اژدہا ہی اور یہ سمجھکر چند قدم آگے بڑھے تو دیکھا کہ کوہ مین ایک بہت بڑا غار ہی اور اسقدر حدت اور حرارت وہان معلوم ہوتی ہی کہ زمین پر قدم نہین رکھا جاتا اور تمام جسم جھلسا جاتا ہی حمزہ صاحبقران زوران نے وہان ٹھہرکر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا ساتھ بولتے صاحبقران دوران کے اُس

غار مین سے اُس اژدہے نے کنبہ اپنا نکالکر قلاب آتشین سلطان عالی جناب کی طرف چھوڑا سے امیر والا توقیر نے آپ کو خوب سا
سنبھال کے نعرہ دم کیا اور دو تیر حضرت اسحاق پیغمبر کے ترکش سے نکالکر بدفعات اور بسرعت اور چستی تمام کمان مین پیوستہ
کرکے نشانہ اُسکی دونون آنکھون کا کرشل طاؤس جو ان باد منقل آگ کے دکھتی نظر آتی تھین تاک کر پرتاب کیے کہ بطرفۃ العین
اژدہے کی دونون آنکھون کے دوسار ہوگئے اور اژدہا غار سے تڑپ کر شل ایک پہاڑ کے باہر زمین پر گرا اور گرتے ہی اپنے
دنبالے کی صاحبقران پر چوٹ کی امیر والا توقیر نے بضرب تیغ عقرب سلیمانی اُسکے دنبالے کو قلم کرکے چاہتے تھے کہ تیسرا نعرہ کرین
مگر ازبسکہ تعفن اور بدبو اُسکے خون کی دماغ مین پہونچی تو حالت غش مین بیہوش اور خود فراموش ہوکر فرش خاک پر بیٹھ گئے جبکہ
وقت گذرا اور سرخیل وفاداران مقبل وفادار اور عمرو بن امیہ نامدار نے آواز تیسرے نعرہ کی نہ سنی تو نہایت سراسیمہ اور بیتاب
ہوکر افشان وخیزان اُس صحرا مین پہونچے اور چار طرف جو بغور دیکھا تو لب غار وہ اژدہا اندھا اور دو ٹکڑے مردہ پڑا تھا اور اُسکے خون سے
تمام زمین وہان کی گلگون نظر آتی تھی اور ایک جانب سلطان امیر حمزہ صاحبقران الاصناف اپنی آنکھین بند کیے بیخود اور
بیخبر لب بسکوت بیٹھے ہین عمرو نے یہ رنگ دیکھکر جلدی سے ایک پتھر کلہ مین گوپھن کے رکھ اُس اژدہے کے کلے پر مارا کہ تمام
کلہ اُسکا چنبری ہوکر اُڑ گیا بعد اُسکے سلطان عالیمقدار کو آکے ہوشیار کیا اور کہا کہ حمزہ بڑا افضال الٰہی شامل حال ہوا کہ مین
خوب وقت پر آ پہونچا جو ایسے اژدہے کو ایک پتھر مین مارا اور تجھے اس حال غفلت اور بیہوشی سے ہوشیار کیا صاحبقران دوران
نے متبسم ہوکر فرمایا کہ ہان تو سچ کہتا ہے تو ہی نے مارا خیر اب اس اژدہے کا پوست کھنچوا صاحب الحکم سلطان باکرم کے عمرو نے
اُس اژدہے کا پوست کھنچوا کے ایک اعرابے پر رکھوا دیا اور صفوان شاہ بادشاہ صفوانیہ خبر مقدم مبارک امیر حمزہ صاحبقران
دوران کی اور مارنا اژدہے کا سُنکے اپنے قلعہ سے نکلا اور سلطان عالیمقام کی ملازمت حاصل کرکے بطیب خاطر اپنی ازسر
صدق مشرف باسلام ہوگیا سلطان والاشان نے اُس شہر کو ازسر نو پھر آراستہ اور آباد کرکے صفوان شاہ کے قبضۂ تصرف مین
بدستور تفویض فرمایا

اب دو کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان گردش شکن سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جبکہ شاہزادہ بدیع الزمان سلطان صاحبقران سے رخصت ہوکے سمت طلسم عناصر الاربعہ روانہ ہوا اور بعد طی مراحل
اور قطع منازل اُس سرزمین مین جاکر داخل ہوا تو خورشید شاہ جو اُس شہر کا فرمانروا تھا شاہزادۂ عالم کے آنے کی خبر سنکے
استقبال کو نکلا اور ملازمت حاصل کرکے بڑے اعزاز اور اکرام سے شاہزادۂ عالیمقام کو اندرون شہر لے گیا شاہزادۂ عالم نے
دیکھا کہ تمام رعایاے شہر سیاہ پوش اور ادنی اور اعلی شاہ وگدا مغموم اور اندوہگین شعر وان کی خلقت پہ سخت ماتم تھا
چہرہ ہر ایک کا پر از غم تھا شاہزادۂ عالیجاہ نے خورشید شاہ سے پوچھا کہ تمھارے شہر مین اس سیاہ پوشی اور غم والم کا کیا باعث
ہے خورشید شاہ نے ایک آہ دل پُر درد سے کھینچکر بعد درد وغم چشم پُر نم کرکے کہا کہ شہریار میرا ایک بیٹا تھا کہ اُسے اقبال شاہ
کہتے تھے حسب اتفاق وہ مجھ سے رخصت ہوکر بطریق سیر وشکار سوار ہوکر گیا تھا کہین کسی نے کچھ تذکرہ طلسم عناصر الاربعہ کا کیا
کہ اسی سرزمین مین واقع ہے وہ نادانستہ اُس طلسم کی سیر دیکھنے کو گیا تھا پھر کچھ سراغ اور پتا اُسکا نہ ملا کہ میرے فرزند جگر پیوند پر کیا
سانحہ گذرا اور وہ کدھر غائب ہوگیا اُس روز سے مین سیاہ پوش ہوکر اُسکی مفارقت اور مہاجرت کے رنج والام مین دن رات
رویا کرتا ہون رعایاے شہر نے بھی میرے غم وماتم کو دیکھکر سیاہ پوشی اختیار کی ہے شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ انشاء اللہ
تعالی مین تیرے فرزند کو اُس طلسم سے جاکر لیے آتا ہون اُس بادشاہ نے سر اپنا شاہزادۂ عالم کے قدمون پر رکھکر کہا اے
شہریار مین نے اپنے بیٹے سے صبر کیا اور ہاتھ اُٹھایا مگر آپ اُس طلسم مین جانے کا قصد نہ کرین اور مجھے طریق اور آئین دین
خداپرستی کا بتلا دین تا مین بھی مشرف باسلام ہوکر تاقید حیات حضور کی نعلین برداری اور اطاعت مین سعادت دارین حاصل کرون

شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا اے خورشید شاہ میں تنبیہ طلسم کشائی آیا ہوں اب تاوقتیکہ اُس طلسم کو فتح نہ کرونگا تجھے تلقین اسلام بھی نہ کرونگا بس زیادہ اب مبالغہ اس امر میں مجھ سے تو نہ کر الا البتہ اتنا میرا کام کر کہ ذرا میرے ہمراہ چل کے اُس طلسم کو مجھے دکھلا دے خورشید شاہ مجبور ہو کر ہمراہ شاہزادۂ نامور سوار ہوا اور دروازۂ طلسم کو دور سے دکھلا کر عرض کی کہ اے شہریار یہی درہ ہے جو دور سے نظر آتا ہے یہی دروازۂ طلسم کا ہے اُس طرف درہ کے ایک پہاڑ بہت بڑا اور نہایت پُر فضا نظر آئیگا اور فرسنگوں تک ریگستان ہے جو کوئی اس درے کو طے کر کے اُس پہاڑ تک جانے کا ارادہ کرتا ہے اگر سوار بھی جائے تو اُس ریگ میں مع مرکب غرق ہو جاتا ہے شاہزادۂ عالی مقام نے یہ کلام خورشید شاہ کا سنکے فرمایا کیا مضائقہ اب تم ایک کام کرو کہ اس جا پر ٹھہرے رہو ہم جاتے ہیں بحول و قوت پروردگار عالم کے تمھارے فرزند کو لیے آتے ہیں اور وہاں کا جو حال ہوگا وہ بھی تم سے کہدینگے اور بسم اللہ کہکر عنان اشہب تیز گام کو جانب طلسم منعطف فرما کے قریب درۂ طلسم کے پہونچا تو درے سے اُسنے دیکھا کہ ایک کوہ فلک فرسا فی الحقیقت بہت بڑا اور عجیب طرح کا پُر فضا قلۂ کوہ سے تا پائین کوہ ایک تختۂ گل کا نظر آتا ہے مثل دامن گلچین ہزارہا گلہائے رنگارنگ اور بالائے کوہ سیکڑوں درختان ثمردار اور سایہ گستر اور نہالان پُر ثمر اور بار بود میں آنبہ لکھو کھا طائران خوش نوا اور نغمہ سرایان خوش ادا باالحان داؤدی زمزمہ سرائی کرتے مضمون ان شعروں سے کچھ مذمت دنیا کرتے ہیں

اشعار

کہیں کوئلیں اور ہیں پپیہے پڑے
کہیں پر گل نالۂ دا حبیب
کہیں تختۂ گلشن برومند ہیں
کہیں شور کرتے وہاں جغد و بوم
نہ گل کو بقا نہ ثمر کو ثبات

کہیں کو وزاں ہے نسیم بہار
کہیں پت جھڑ اور ڈنڈ سوکھے کھڑے
کہیں لہلہے سب نہالِ چمن
کہیں کانٹوں سے راستے بند ہیں
کسی شے کو یاں کی نہیں اعتبار
کہیں رات سے دن کہیں دن سے رات

کہیں بادِ صرصر اور جنبندہ خار
کہیں شور مرغولۂ عندلیب
کہیں زلفِ سنبل دبال چمن
کہیں طوطیان خوش الحان کی دھوم
خزاں کے تصرف میں ہے یہ بہار
اور زیر کوہ فرسنگوں تک وہ ریگستان کا

میدان نظر آتا ہے شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن وہاں ایک جا پر گھوڑے سے اُتر پڑا اور ایک چشمۂ آب پر بیٹھکر وضو کیا اور بہت قبلہ رُو ہو کر کے بحضور قلب جناب اقدس الٰہی سے ملتجی اس امر کا ہوا کہ اے رب جلیل صدقہ اپنی وحدانیت کا میری دعا مستجاب کر تاکہ میں اس طلسم کو فتح کروں ابھی یہی دعا شاہزادۂ عالم کی زبان پر جاری تھی کہ ناگاہ سامنے سے حضرت خضر علیہ السلام نمودار ہوئے شاہزادۂ عالم نے حضرت کو بندگی کی حضرت نے ارشاد فرمایا اے شاہزادۂ عالی وقار اسقدر اضطرار کرنا کیا ضرور ہے تجھے جناب باری نے بہت صاحب اقبال پیدا کیا ہے طلسم کشائی تو کریگا لیکن یہ کاغذ جو میں تجھے دیتا ہوں اسکو پڑھ کے جو کچھ اس میں مرقوم ہو اُسپر عمل کرنا یہ فرما کے حضرت خضر نظر سے غائب ہو گئے شاہزادۂ عالم نے حسب الحکم حضرت کے اُس کاغذ کو جو ملاحظہ فرمایا تو اُس میں لکھا تھا کہ اے شخص اگر تو رہنمونی بخت سے تنبیہ طلسم کشائی یہاں تک پہونچا ہے تو اب سمت مشرق ستر قدم شمار کر کے جا کر دیکھو وہاں ایک بت سونے کا کھڑا ہے اور قفل طلائی اُسکی ناف پر لگا ہے تو اس اسم کو پڑھکر دستک دینا وہ قفل خود بخود کھلکر گر پڑیگا لوح طلسم اُس بت کے شکم میں ہے تو اس لوح کو نکالکر باحتیاط اور ہوشیاری تمام رکھنا اور جو کچھ کہ مرقوم ہو اُسپر عمل کرنا بافضال الٰہی یہ طلسم فتح ہو جائیگا شاہزادۂ بدیع الزمان نے وہ کاغذ پڑھکے اپنے پاس رکھا اور جانب مشرق ستر قدم شمار کر کے گیا وہاں دیکھا کہ وہ بت سونے کا کھڑا ہوا ہے اور قفل اُسکی ناف پر لگا ہے شاہزادۂ عالم نے وہی اسم جو اُس کاغذ میں مرقوم تھا پڑھکر دستک دی یکایک وہ قفل خود بخود کھل گیا شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے اُس بت کے پیٹ میں اُس لوح کو دیکھا کہ ایک پرت الماس کی چند اسمائے الٰہی کندہ مثل آفتاب درخشندہ سلک مروارید میں وہ لوح منسلک ہے

نکالکر اپنے گلے مین ڈال لی ناگاہ ایک دیو نہایت مہیب شکل ہوا سے آسمان سے نہایت شور کرتا کہ باش باش اے آدمی زاد ارے
تو یہانتک کیونکر پہونچ گیا اور اب تو لوح کا مالک ہو کر یہان سے زندہ و سالم نکل ہی جاسکے نگا یہ کہکر ایک وار شمشاد کا بر سر
شاہزادہ والا نژاد مارا شاہزادہ عالم نے لوح کو ملاحظہ کیا اسمین لکھا تھا کہ اے طلسم کشا اگر تو برہبری طالع اور افضال ایزدی سے
یہانتک پہونچا اور لوح طلسم تیرے ہاتھ آئی ہے تو جسوقت کہ عفریت جادو محافظ لوح کا تجھپر حملہ ور ہو تو اس اسم اعظم کو کہ حاشیہ
لوح پر مرقوم ہے اپنے اوپر دم کرکے اس دیو کو قتل کرنا بعد ازان جو کچھ کہ واقعہ درپیش ہو ہر دن ملاحظہ لوح کوئی کام اپنے دل سے
مت کرنا نہین تو ابد الآباد تک مبتلاے صد گونہ آفات رہیگا شاہزادہ بدیع الزمان نے بموجب حکم لوح اس اسم اعظم کو ورد زبان
کرکے اپنے اوپر دم کیا اور بچستی تمام اس دیو کی ضرب کو خالی دیکر ایک ہی ضرب تیغ طہمورث دیوبند سے کام اس بد تیرہ انجام کا
تمام کیا بعد جہنم واصل ہونے اس کے ایک آواز مہیب کہ شور ہوئی کہ کشتی مرا نام من عفریت جادو بود و تاریکی چار طرف
چھا گئی تھی بعد دم بھر کے وہ شور وغل موقوف ہو کر تاریکی دور ہوئی شاہزادہ عالی مقام باطمینان وہان سے لوح کو اپنے گلے مین
ڈالے آگے روانہ ہوا اور تھوڑی دور آگے جا کے دیکھا کہ ایک قلعہ بہت بڑا چار مینار کا نظر آتا ہے اور ان چارون مینارون مین
ایک مینار سے شعلۂ آتشین سر بفلک رسا ہین اور دوسرے مینار سے ایک چادر پانی کی نیچے گرتی ہے اس پانی کا ایک دریاے زخار
ناپیدا کنار زنگون تک موجزن ہے تیسرے مینار سے ہوا کس زور شور سے نکلتی ہے کہ اگر پہاڑ بھی اس ہوا کے جھونکے مین آجاے
تو کیا عجب کہ مثل پر کاہ اڑتا پھرے مینار چہارم سے خاک اڑتی ہے کہ وہان زمین آسمان سواے خاک کے اور کچھ نہین معلوم
ہوتا اور ایک غول زنگیان خونخوار مردم آزار کا با شمشیر عریان ایک سمت اور چند غول نفیریان ہاتھون مین لیے ایک سمت
خاموش کھڑے ہین جونہین شاہزادہ بدیع الزمان گردشکر شکن کو ان غولون نے دیکھا بیاختہ نفیرین منہ سے لگا کے بجانا
شروع کین اور دروازہ قلعے کا کھل گیا اور اسی دروازہ سے ایک تاجدار کہ نام اسکا سرافراز جنی بادشاہ اس قلعہ
کا تھا تخت پر سوار مع چند اپنے خدام کے باہر نکل کر قریب شاہزادہ نامور کے آیا اور بہت بے تکلف ملاقات کرکے ہاتھ شاہزادہ
بدیع الزمان والا صفات کا پکڑ لیا اور برابر اپنے تخت پر بٹھلا کے یہ کہتا ہوا کہ اے شہریار اقبال شاہ بیٹا خورشید شاہ کا میرے
پاس زندہ و سالم موجود ہے اور مین بھی مسلمان ہون ماجرا یہ ہے کہ لوح طلسم کا سراغ اور پتا کسی کو نہین معلوم کہ لوح مفقود الخبر ہے
اور بدون لوح طلسم کشائی غیر ممکن لہذا التماس کرتا ہون کہ حضور اس خیال سے درگذر کرین اس مقدمہ اہم مین سعی اور
جد بیفائدہ کرکے آپ کو مبتلاے بلا نہ فرمائین شاہزادہ بدیع الزمان نے ہنسکے جواب دیا کہ اے سرافراز جنی کچھ مقام اندیشہ
مجھکو نہین لوح طلسم تجھ سے مفقود الخبر ہے وہ میرے پاس موجود ہے غرض یہی باتین کرتے جسوقت کہ سرافراز جنی شاہزادہ عالم
کو اپنے خیمے مین لایا اور بڑے اعزاز و تکریم سے بٹھلا کے پھر وہی ذکر مذکور کرکے سمجھانے لگا تب شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ حق
دوستی و دولتخواہی و خیراندیشی کا تھا تم میرے ساتھ ادا کر چکے اب اس نصیحت بیفائدہ سے کیا حاصل تم دیکھو کہ بحول و قوۂ
پروردگار عالم مین اس طلسم کو کس خوبصورتی سے بسہولت فتح کیے لیتا ہون یہ کہکے شاہزادہ عالیمقدار سرافراز جنی کے پاس
سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسکے خیمے سے باہر نکلکے حسب الحکم لوح جانب مغرب روانہ ہوا ابھی کوئی کوس بھر کے فاصلہ پر نہین پہونچا تھا
کہ دور سے ایک میل فولادی دیکھا اسپر ایک طاؤس زمرد کا بنا ہوا رقص کر رہا ہے اور ہر پر و بال سے اسکے قطرے پانی کے ٹپک
ٹپک کر نیچے میل کے وہ جو دریا ہے اسمین گرتے ہین اور دریا زیادہ تر موجزن ہوتا ہے ناگاہ اس طاؤس کی نگاہ جو شاہزادہ
بدیع الزمان عالیجاہ پر جا پڑی تین مرتبہ بہات بہات بہات کی صدا دیکر اڑا اور پھر اسی میل پر جا کر بیٹھ گیا شاہزادہ
عالم پانون تک پتھر کا ہو گیا اسوقت گھبرا کر جو لوح کو ملاحظہ کیا تو اسمین رقم تھا کہ اگر اس مور نے تین بار بہات بہات
کہکر تجھے پتھر کا پانون تک بنا دیا تو اب تجھے لازم ہے کہ ایک داغ سرخ اس مور کے سینہ پر ہے اسکا نشانہ تاک کے ایک تیر

شاہزادہ بدیع الزمان نے بموجب حکم لوح کے ایک تیر کمان میں پیوستہ کر کے زہ سے زہ ملا شانہ اُسی زاغ سرخ کا تاک کر
پرتاب کیا تو صاف اُسکے سینہ سے دوسار ہو گیا اور چار طرف ایک تاریکی سی چھا گئی اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من
آب ریز جادو بود بعد دم بھر کے وہ تاریکی دور ہوئی اور شاہزادہ نامور نے بموجب ایمائے لوح اُس بیل کو بزور زمین سے
اُکھاڑ کے دیکھا کہ دروازہ نقب کا ہے بیساختہ اُس نقب میں قدم زن ہوا دیکھا کہ فرسنگوں تک چار طرف دریائے ریگ رواں ہے
اور ایک ساحر زبردست ایک برج سے نیچے تیر کے پر بیٹھا اور سامنے اُسکے وہی تصویر طلائی نفیر ہاتھ میں لیے کھڑی ہے اور ایک شیشہ درمیان میں
رکھا ہے وہ ساحر کچھ سحر کر کے اُس تصویر پر دم کرتا ہے اور وہ تصویر نفیر بجاتی ہے اور اُس شیشے میں سے ریگ زمین پر گر کے ایک دریائے ریگ رواں
سر بفلک رسا نمایاں ہوتا ہے شاہزادہ عالم نے لوح کو جو دیکھا تو اُسمیں لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم اگر تو بخوبی طالع سے یہاں تک
پہونچا ہے تو اب تجھے چاہیے کہ اِس اسم اعظم کو جو حاشیہ لوح پر مرقوم ہے پیکان تیر پر دم کر کے اِس شیشے پر مار بعد اُسکے جو کچھ کہ عجائبات
سے تجھے نظر آئے بدون ملاحظہ لوح خبردار کوئی کام نہ کرنا ورنہ خطا پائیگا شاہزادہ بدیع الزمان نے حسب الحکم لوح اُس اسم اعظم
کو پیکان تیر پر دم کر کے اُس شیشے پر مارا کہ تیر اُس شیشے کو توڑ کر اُس تصویر طلائی کے سینے کے پار گذر گیا پھر ایک شور و غل
اُٹھا اور چار طرف اندھیرا ہو گیا اور ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ افسوس مردم و جان دادم و بمطلب خود نہ رسیدم کشتی مرا نام
من خاک ریز جادو بود آخر چند گھڑی بھر کے بعد روشنی ہوئی تو شاہزادہ بدیع الزمان نے بموجب حکم لوح کے اُسکی لاش
کو اُٹھا کے زمین وہاں کی کھودی تو ایک تختہ پتھر کا نمودار ہوا شاہزادہ عالم نے اُس پتھر کو جو وہاں سے اُٹھا کے دیکھا تو
ایک دروازہ نظر آیا اور بسم اللہ کہکر اُسکے اندر ایک سمت روانہ ہوا تھوڑی دور پر جا کے اب جو خیال کیا تو ایک دریائے
زخار ساحل ناپیدا کنار موجزن ہے اور کوئی کشتی کوئی زورق کوئی ناو بیڑا وغیرہ ایسی شے نہیں جس پر سوار ہو کر اُس پار جائے
شاہزادہ بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا اُسمیں معلوم ہوا کہ اِس لوح کو اپنے پاؤں کے نیچے رکھ یہ بشکل کشتی بنکر تجھے اُس پار
دریا کے پہونچا دیگی شاہزادہ عالم نے حسب الحکم لوح کے اُس لوح کو اپنے پاؤں کے تلے جو نہیں رکھا تو وہ مثل کشتی بنگئی
اور بطرز انہیں شاہزادہ نامور اُسپر سوار ہو کر اُس پار دریا کے پہونچا اور وہ کشتی پھر جیسی لوح تھی ویسی ہی بنگئی شاہزادہ عالم پھر بدستور
اُسے اپنے گلے میں ڈال کر چند قدم آگے بڑھا تھا کہ دیکھا ایک صحرائے لالہ زار کہ کوسوں تک آگ لگی معلوم ہوتی ہے نمودار
ہوا شاہزادہ والا منزلت نے لوح کو ملاحظہ کیا اور بموجب حکم لوح کے ایک اسم اُسمیں سے یاد کر کے اپنے جسم پر دم کیا
اور بے خوف و خطر اُس لالہ زار آتش بہار میں قدم زن ہو کے اُس طرف پہونچا وہاں دیکھا کہ دریائے آتش موجزن
ہے اور شعلہ آگ کا سر بفلک رسا ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے وہاں بھی حسب الحکم لوح ایک اسم اپنے اوپر دم
کیا اور یا ابراہیم خلیل اللہ کہکر اُس دریائے آتش کو طے کر کے ایک جادوگر کو دیکھا کہ منقل آگ کا آگے رکھے ہوئے کچھ
دانے رائی سرسوں کے پڑھ پڑھ کے سحر کرتا ہے اور وہ دانے اُس آگ کے منقل میں ڈالتا ہے آگ شعلہ زن ہو کر اُس دریائے
آتش میں گرتی ہے یکایک اُس جادوگر کی نگاہ جو شاہزادہ بدیع الزمان کی طرف اُٹھی ایک گرز آتشیں اُٹھا کر یہ کہتا ہوا
کہ باش اے طلسم کشا تو یہاں تک آ پہونچا اب میرے ہاتھ سے بچکر زندہ و سالم کہاں جا سکیگا قریب شاہزادہ عالم کے پہونچا
شاہزادہ نامور نے بعد ملاحظہ لوح بچستی تمام ایک اسم لوح کا پڑھکر اُسکے گرز کو اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور وہی گرز جو اُسکے
سر پر مارا تو وہ ساحر مثل انار آتشبازی شرربار ہو کر شور کرتا تھا اور مہیب دے کر کشتی مرا نام من آتشبار جادو
بود فی النار والسقر ہو گیا بعد گھڑی بھر کے اب جو شاہزادہ نامور نے چار طرف غور کیا تو نہ کہیں وہ دریائے آتش
نہ فرسنگوں تک وہ لالہ زار نظر آتا ہے فقط ایک صحرائے وحشت زا ہولناک جہاں کوسوں اور فرسنگوں تک بوئے
عمارات دماغ میں نہیں آتی ہے اور ایک ساحر مہیب شکل کان پھٹے ہوئے کھوپڑی [illegible] کا لٹکے پڑے بال

باندھے ہوئے ایک ایک بال سو سو رنگ کے کالے کوڑیالے بھیر جنی دھامن ناگنی سانپ لہراتے ہوئے بغل میں ایک چھوٹی
پڑی ہوئی اُسمین آردھولی رائی سرسون شرکے دانے دھتورے کے پھل اور بہت سا اسباب بھرا سارے کرتب ساحری کے
بھرے ہوئے سر کھلا ہوا اور منہ سے جاری گرد خاک بر پڑا ہی شاہزادہ بدیع الزمان آگے روانہ ہوا جاتے جاتے جب ایک کوس بھر
کے قریب پہونچا تو دیکھا کہ اُس بیابان میں اِس زور و شور سے ہوا چلتی ہی کہ انسان کی تو کیا اصل حقیقت ہی گھوڑے اور
ہاتھی تا بالوفرن زمین سے اُکھڑ جاتے اور جو شی سامنے اُس ہوا کے جھونکے کے آجائے اُڑ جائے سیکڑوں بڑے بڑے درخت
جڑ سے اکھڑ کے کوسون جا پڑے ہیں اور ایک ساحر ایک پہاڑ پر ایک مشک ہاتھ میں لیے کھڑا ہی اور کچھ جادو پڑھ کے اُس مشک پر
پھونکتا ہی اور اُس مشک میں سے ہوا نکلتی ہی اور عجیب طرح کا زور و شور پیدا کر کے چار طرف پھیلجاتی ہی شاہزادہ بدیع الزمان
نے جو خیال کیا کہ ہوا کی تندی سے اب تیرے پاؤن میں لغزش پیدا ہی کہ ٹھہرا نہیں جاتا بیساختہ لوح کو ملاحظہ کیا اُس میں
لکھا تھا کہ ای شکنندۂ طلسم سجدات شکر بجناب ایزد کائنات ادا کر کہ یہانتک بخوبی تو پہونچ گیا اور سب آفات سے محفوظ رہا
اب تو اسم اعظم کو پیکان تیر پر دم کر کے اِس مشک پر مار اگر تیر تیرا ہدف پر جا بیٹھا تو فبہا المراد تو طلسم کشائی کر چکا ہی آگے پھر
ایسا کچھ دغدغہ اور اندیشہ نہیں اور اگر تیر سے تیرے خطا کی تو پھر ابد الآباد تک اسی مقام پر تو مبتلائے صدگونہ آفات رہیگا اور
تا قید حیات رہائی اور نجات غیر ممکن ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے وہی اسم یاد کر کے پیکان تیر پر دم کیا اور مارا کہ وہ ناوک جھٹا
گوشہ کمان سے نکل کر مشک پر لگا اور مشک کو توڑ کر اُس ساحر کے سینے کے پار گذر گیا اور ساتھ ہی ایک شور و غل پیدا ہوا
کہ مردم و جان وادم نام من باد انگیز جادو بود اب جو دیکھا تو کہیں اُس باد تند و تیز کا نام و نشان نہیں نہ وہ صحرا ہی اور نہ
اُسی صورت کا ایک قلعہ جہان سرفراز جنی نے شاہزادہ بدیع الزمان کو لا کے دعوت کی تھی سامنے نظر آتا ہی شاہزادہ عالی مقام
بعظمت و جرأت تمام دروازۂ قلعہ پر پہونچا تھا کہ ناگاہ اندر سے قلعہ کے سرفراز جنی اور عقاب جادو اور طاؤس جادو اور
شہنشاہ اور شہریار واسطے استقبال کے نکلے اور ملازمت شاہزادہ والا مرتبت کی حاصل کر کے اندرون قلعہ لیگئے سرفراز جنی نے
بڑی دھوم سے دعوت کی تیاری کی اور تمام رات محفل رقص و سرود کا جلسہ رہا حسب اتفاق شاہزادہ آفاق نے کہیں سنا کہ کوئی دردانہ
پری بھی وہ مرگئی ہی اور وہان اُسکی ریحانہ پری اِس فکر و تردد میں ہی کہ اُسکی لاش کہیں دفن کرے شاہزادہ عالم نے بموجب ملاحظہ
لوح طلسم وہان جاکے ریحانہ پری کو ممانعت کی اور فرمایا کہ یہ تیری بیٹی ابھی جیے گی اُسکو دفن نہ کر یہ فرما کے بحضور قلب
جناب باری میں مستدعی اور ملتجی ہوا اور اُسی عالم غفلت میں بشارت ہوئی کہ باغ مراد سے ایک سیب حیات اگر تو لا کے اُسکو
کھلا دے تو پھر یہ زندہ ہو جائیگی جسوقت کہ شاہزادہ عالم کو ہوش آیا تو اِس دریائے فکر میں غوطہ زن ہوا کہ ای رب جلیل مجھے
کیا علم ہی کہ وہ باغ مراد کہان پردۂ دنیا پر ہی یا پردۂ قاف میں ہی میں کیونکر کس طریق سے اُس باغ تک پہونچون اور سیب کو
لاؤن جبکہ کسی صورت سے کوئی مراد ہاتھ نہ آیا تب عاجز اور مجبور ہو کر لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین مرقوم تھا کہ لاشہ دردانہ پری کو
اُٹھا وہان ایک بڑی چٹان پتھر کی پڑی ہی اُس پتھر کو ہٹا اُسکے نیچے جو نقب کا ہی اُس نقب میں جاکے منزل مقصود پر فائز ہو
شاہزادہ والا شیم نے حسب الحکم لوح کے دردانہ پری کی لاش اُٹھا کے اُس پتھر کی چٹان کو وہان سے اُٹھایا تو وہی جو نقب
کا نمایان ہوا شاہزادہ والا مرتبت بیخوف و خطر اندرون نقب داخل ہوا تو اُسنے دیکھا کہ چار طرف ایک صحرائے وسیع انگیز
نہایت طرب انگیز اور دلچسپ ہی نظم گل جو تھا اُس دشت میں بے خار تھا ۔ سبزہ رنگ سبزۂ رخسار تھا ۔ نام کو
بھی رنج غیر راحت نہ تھا ۔ تھا کہ صحرا خلد کا گلزار تھا ۔ ابھی تھوڑی دور آگے نہیں گیا تھا کہ سامنے ایک تختہ لالۂ احمر
کا پھول تمام یاقوت سرخ کے یا عقیق احمر کے کٹے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور چار چار داغ نیلم کے ہر پھول کے دل
میں عجب طرح کی کیفیت اور فضا دکھلا رہا ہی اور بیچ میں اُسکے ایک تالاب سنگ مرمر کا لب گردان اور سات سات زینے

چار طرف بہت پر تکلف بنے ہوئے پانی اُسکا مثل آب مروارید صاف اور شفاف یا مانند سیماب کے موجیں مار رہا ہے اور ایک
کشتی بطور مور پنکھی کے نہایت خوبصورت بنی ہوئی اُس تالاب میں پڑی ہے اور مجمع پریزادوں کا ہے کہ وہ پریزاد اُس مور پنکھی
میں سوار سیر تالاب کی کرتی پھرتی ہیں اور باقی اُس تالاب پر پوشاکیں استبرق پردۂ قاف کی پہنے دھوم دھامی زرق
برق کی پہنے بطرز دلبرانہ اور انداز معشوقانہ باہم طرح طرح گیند بازی کرتی ہیں اکثر تالاب میں پاؤں ڈالے بیٹھی ہیں بہت سی
دوڑتی پھرتی ہیں قہقہے اڑاتی ہیں اور سمت جنوب کنارے پر اُس تالاب کے ایک درخت عظیم الشان فلک فرسا نہایت
تنہ دار اور سایہ گستر ہے کہ جڑ اُسکی لاجوردی اور شاخیں اور پتے تمام زمردی اور پھول اُسکے یاقوت رنگ اور پھل اُسکے
مثل خوشہاے مروارید نظر آتے ہیں اور ہر ایک شاخ پر اُس درخت کی ہزاروں طائران خوش رنگ اور نغمہ سرایان خوش آہنگ
کہ پاؤں اُنکے پکھراج کے پروں پر زمردی بوٹے الماس کی چونچیں یاقوت کی آنکھیں یاں لاڑی کی سی معلوم ہوتی ہیں
بالحان داؤدی زمزمہ سرائی کرتے باہم ہمکلام کرتے ہیں بیت ہواے صحرا فضاے گلشن سیاحت عجب لطف بخشا ہے * مسافر رو
دیکھ لو تماشا سراے فانی عجب سرا ہے * اور سب سے بلند تر چوٹی پر اُس درخت کی ایک مرغ برابر فیل مست کے اشعار
پر و بالش چو شاخہاے درخت * پاے او بود مثل پایۂ تخت * چون ستونش بلند منقارے * سبے ستون لیک
در میان غارے * بیٹھا ہوا اُس تالاب کی طرف بغور دیکھ رہا ہے ایک مرتبہ شاہزادۂ ذی رتبہ کو اُس مرغ نے جو دیکھا
تو ایک صداے افسوسناک دیکر بیساختہ پرواز کرکے اُس تالاب میں گر پڑا اور ساتھ اُسکے گرنے کے جتنے وہ طیور خوشنما شاخہاے
درخت پر زمزمہ سرا تھے بطرفۃ العین سب کے سب پروازکنان اُسی تالاب میں جاکے غوطہ زن ہوئے بعد دم بھر کے ایک جھونکا
ہوا کا آیا تمام خس و خاشاک اور جو پتے اُس درخت کے وہاں پڑے تھے اڑا کر جنگل سے جاروب کش یا فراش صاف اور
شفاف کرجاتا ہے کنارے تالاب کے سب پاک و صاف کردیے اور وہ مجمع پریزادوں کا نظروں سے غائب ہوگیا اور
بعد دم بھر کے ایک ہلکا سا ابر جنگل سے کوئی آبپاشی کرتا ہے تمام میدان میں برس کر نکلگیا پھر دیکھا کہ لوگ بطور فراشوں
کے ایک خیمہ بہت بڑا نہایت وسیع اور خوشنما وہاں ہوکے استادہ کرگئے بعد ایک ساعت کے آواز ڈنکے کی گوشزد ہوئی اور دیکھا
کہ سواری ایک بادشاہ کی بکمال شوکت و جاہ نمودار ہوئی اور وہ بادشاہ تاج شاہی بر سر و جامۂ شاہنشاہی در بر تخت پر
سوار گرد و پیش مقربین اور مصاحبین با ایمان سلطنت ارکان دولت آکے اُسی خیمے میں داخل ہوا اور اپنے تخت پر بیٹھکر
ایک اپنے کسی مقرب خاص کو شاہزادۂ بدیع الزمان کے بلانے کو بھیجا شاہزادۂ عالیجناب نے جواب دیا کہ میں نہ ملازم تیرے
بادشاہ کا نہ اُسکی رعایا ہوں جو مجھے اُسکی تعمیل حکم کرنے اور اُسکے پاس جانے سے کیا نوض اگر تیرے بادشاہ کو کوئی غرض مجھ سے
درپیش ہو تو وہ آپ میرے پاس آئے اور مجھے یہاں سے اپنے ہمراہ لیجاے اُس ایلچی نے وہاں جاکے اپنے بادشاہ سے بیان
کیا اور کہا کہ وہ شخص نہایت مستغنی معلوم ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے تو کوئی حاجت تیرے بادشاہ سے نہیں تیرے بادشاہ کی
کچھ غرض ہو تو مجھے آکر یہاں سے لیجاے اُس بادشاہ نے کہا فی الواقع وہ شخص سچ کہتا ہے یہ کہکر بادشاہ آپ اپنے تخت پر سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور مع اپنے تمام اہالیان سلطنت اور ارکان دولت بخدمت شاہزادۂ والا مرتبت آیا اور دست بستہ ہو کے
بے تکلف تمام ملاقات کی اور بڑے اعزاز و احترام سے شاہزادۂ بدیع الزمان عالیمقام کو اپنے ہمراہ لیجاکے برابر اپنے
تخت پر بٹھلا لیا اور جام شراب کا اپنے ہاتھ سے بھر کر شاہزادۂ نامور کو دیا اور کہا کہ اسے نوش فرمایئے اور کسی طرح کا وسوسہ
اپنے دل میں نہ لایئے میں مسلمان ہوں کافر نہیں فقط اتنا ہے کہ میں اس طلسم کی خزینہ داری کی خدمت پر مامور ہوں اور
میرا نام مظفر جنی ہے مدت سے یہی تمنا اور استدعا تھی کہ طلسم کشایان تشریف لائے اور مجھے اُنکے اقدام عالی کی زیارت
نصیب ہو سو شکر ہے خدا کا کہ آپ کی ملازمت مجھے حاصل ہوئی لیکن اے شہریار ابھی ایک مرحلہ اُس

طلسم کا کہ نام اسکا باغ مراد ہی باقی ہو شاہزادہ بدیع الزمان نے لوح کو ملاحظہ کیا اسمین لکھا تھا کہ سمت باغ مراد جا کے جو کچھ کہ
عجائبات وہان نظر آئے بدون حکم لوح خبردار جرأت کسی کام مین نکر بیٹھنا چنانچہ حسب الحکم لوح کے شاہزادہ عالم جانب باغ مراد
متوجہ ہوا اور چند قدم جاکے قریب اُس باغ کے پہونچا دروازہ باغ کھلا تھا بسم اللہ کہکر اندرون باغ داخل ہوا تو دیکھا کہ باغ
بہت دلچسپ اور پر فضا نسیم بہار وزان ہی گلہائے الوان رنگ رنگ شگفتہ و خندان اشجار

سب بان ہی مین ہین مشغول یاد کردگار
شاخ گل پر عندلیب خوشنوا شیرین مقال
کر رہی ہین نعرہ حق سرو ستانہ وار

ایک جا پر شاد ہین طوطی و سارک نغمہ سنج
کس مزے سے چہچہے کرتی ہین با جرأت ہزار
خندہ زن شمشاد کے سایہ تلے ہین ایک سمت

ہو رہا ہی ایک ہجوم طائران خوش نوا
ایک جانب فاختہ کرتی ہی کو کو کی پکار
قمریان بیٹھی ہوئین شاخ صنوبر پر کہین
کار خانہ حال مین ہر سمت کبک کوہسار

اور ناف باغ مین ایک درخت سیب کا اُسپر ایک زاغ نہایت زبردست اور بہت بڑا گھوڑے کے قد کے برابر بیٹھا اور ایک رشتہ
طلائی رنگ اُسکے پاؤن پر بندھا ہی یکایک اُس زاغ نے شاہزادہ عالی دماغ کو دیکھکر تین مرتبہ باآواز بلند کہا افسوس افسوس افسوس
مانند ے تا قیامت مانند ی شاہزادہ بدیع الزمان پنڈلیون تک پتھر کا ہوگیا اُسوقت نہایت مضطر ہو کر شاہزادہ نامور نے اُس لوح کو
ملاحظہ کیا تو لکھا تھا اگر کوے نے تین مرتبہ افسوس کی آواز دیکر تجھے تا بساق سنگ کا بنا دیا تو خائف اور پریشان نہو اے کشایندۂ
طلسم تجھے لازم ہی کہ جسوقت وہ کوا اُڑکر بیٹھے تو نیچے دیکھ کہ اُسکے سینے پر ایک خال سرخ رنگ ہی تو اس اسم کو پیکان تیر پر دم کرکے
اُس خال پر مار اور کام اُسکا تمام کر شاہزادہ عالیمقام نے حسب الحکم لوح کے وہ اسم اعظم پیکان پر دم کرکے اسی خال سرخ پر نشانہ
تاک کر زاغ کو جہنم واصل کیا وہ باغ اور وہ فضا جتنی تھی سب غائب ہوگئی اور دیکھا کہ مین اندرون قلعہ زیر درخت سیب کھڑا
ہون تب شاہزادہ عالم نے ایک سیب اُس درخت سے توڑ لیا اور اگر دردانہ پری کے حلق مین اُس سیب کا عرق ٹپکایا باقدرت
پروردگار عالم سے دردانہ پری دوبارہ زندہ ہوکے اُٹھ کھڑی ہوئی اور اپنی ماں ریحانہ پری کو اور شاہزادہ دانا تبار بدیع الزمان
نامدار اور چند لوگون کو اپنے گرد دپیش دیکھکر متوحش اور پریشان ہوکر پوچھنے لگی ماں نے دوڑکر بیٹی کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور
کہا بیٹی جان بخشی تیری شاہزادہ عالم نے کی ہی اور تو دو دن تک تا حیات کنیزی اُنکی کرین تب بھی ادائے شکر اسکا نہین
کرسکتے اور دردانہ پری اُٹھکر شاہزادہ نامور کے قدمون سے لپٹ گئی اور کہنے لگی اب جوار شاد ہو لونڈی بجالائے شاہزادہ عالم
نے کلمۂ شہادت ارشاد کرکے سب کو مسلمان کیا سرافراز جنی نے سارا مال و اسباب زر و جواہر جو کچھ اُس طلسم مین دفینہ اور
خزینہ تھا سب کی ایک فرد تیار کرکے شاہزادہ عالم کی نذر کی اور شاہزادہ بدیع الزمان شادی اقبال شاہ کی دردانہ پری
کے ساتھ کرکے اور تمام شہر کو اسلام آباد کرکے مع اقبال شاہ اور خورشید شاہ کے روانہ لشکر فیروزی اثر بخدمت سلطان

صاحبقران امیر کشور گیر جہان پناہ حمزہ کے آگے دیکھیے کیا ہو

ورود دشان شوکت بیان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان حلقہ فلکی گوش گردن کشان ملاحظہ فرمائیے

کہ جسوقت امیر حمزہ قدر دان اشان حمزہ صاحبقران نے اُس اژدہے کو مارکر اعرابے پر ہمراہ مقبل وفادار کے روانہ کیا اور
آپ وہان سے مراجعت فرما کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے کہ یکایک خسرو بلاد ہند وستان گرشاسپ دوران لندھور بن
سعدان قلعہ سالوک سے مراجعت کرکے لشکر فیروزی اثر مین پہونچا اور بارگاہ سلیمانی مین آکے بادشاہ کو نذر دیکر اپنے
دنگل پر بیٹھا اور بحضور سلطان صاحبقران از ابتدا تا انتہا سارا حال سفر دریا اور سالوک دزد کے بحسب بشارت خواب
مسلمان ہونے کا بیان کیا ابھی لندھور یہی ذکر کر رہا تھا کہ شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر صاحبقران بن
صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن طلسم اربعہ عناصر کو فتح کرکے بہ مال و اسباب اور گنجینہ
زر و جواہر اور خورشید شاہ اور اقبال شاہ داخل بارگاہ سلیمانی ہوا اور وہ مال و اسباب اور خزینہ زر و جواہر نظر

سلطان صاحبقران نامور گذرانا صاحبقران دوران نے فرمایا کہ اب ہماری طرف سے تم اپنے تخت و تصرف مین لاؤ ہم نے
اپنی طرف سے تمکو دیا بعد اسکے مالک اژدر صاحب تبر و دوسر غلام نے جا کر حیدر آیا نذر دی ماجراے گذشتہ بیان کیا امیر
حمزہ صاحبقران دوران نے سب کے حال پر نہایت شفقت فرمائی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھنے کا حکم دیا سب اپنے دنگلون پر مقیم
ہوے دورۂ جام بے اندیشۂ انجام گردش مین آیا ناچ ہونے لگا اسنے مین کچھ غل سنائی دیا صاحبقران نے دریافت فرمایا کہ کیا
غل ہے ناگاہ سنجیل وفاداران مقبل وفادار بجانب زرحمداری بحضور سلطان صاحبقران آیا اور شکایت نقابدار پلنگینہ پوش
کی کرکے عرض کیا نقابدار پلنگینہ پوش مجھے زخمی کرکے وہ تمام پوست تذرو کا مع اعوابہ اپنے ہمراہ لیگیا سلطان نالیقام نے
یہ زیادتی اور گستاخی نقابدار کی سنکے چاہا کہ مین آپ سوار ہوکے واسطے تنبیہ اور چشم نمائی نقابدار کے جاؤن لندھور نے
عرض کی کہ شہریار آپ کیلیے اسکے تعاقب مین تشریف لیے جاتے ہین واللہ اعلم بالصواب وہ کہان ہو بہتر ہے کہ حضور بیٹھیں فتح افروز
مین عجب نہین کہ وہ نقابدار نابکار خود آئے امیر باتوقیر نے ایک بات نہ مانی اور وہان سے کوچ کرکے آگے کو روانہ ہوے

چند کلمے داستان ندرت بیان ملکہ گیتی افروز کے گذارش کیے جاتے ہین

ملکہ گیتی افروز نے جسوقت سنا کہ یاقوت شاہ اور گنجاب اور قہرمان نجم اور ضیغم خون آشام بیری گرفتاری کے واسطے
آئے ہین حالت اضطراب مین نہایت بیتاب اور سراسیمہ ہوکر نقاب منہ پر ڈال کر گھوڑے پر سوار ہوئی اور مع چند اپنی خواصون
کے اُس باغ سے نکلکر ایک سمت کو فرار ہوئی اور تمام شب عرصہ ماہ کو بہزار دقت اور مصیبت طے کرکے جسدم کہ گریبان سحر چاک
ہوا اور سفیدہ صبح کا چمکا تو ایک صحراے وحشت زا مین پہونچی اسنے چاہا کہ ذرا یہان کسی درخت کے سایہ کے نیچے دم لے لون
پھر سوار ہوکے آگے کسی طرف کو چلون ناگاہ وہ جو کہتے ہین مصرعہ آفت رسیدہ وا نشود جز بلا نصیب * سامنے سے ایک
شیر صحرائی نمودار ہوا ملکہ وہ سے شیر کو دیکھکر بخوف جان لرزان و ہراسان گھوڑے پر سے اتر پڑی اور افتان و خیزان جسطرح
سے ہوسکا ایک درخت پر چڑھ گئی اتنی دیر مین اُس شیر نے آکر ملکہ کے گھوڑے کو ہلاک کر ڈالا اور ہر ایک لونڈی کو پنجون
سے پکڑکے کچھ گوشت کھایا کسی کو زخمی سسکتا چھوڑکے وہ شیر کسی طرف کو نکلا چلا گیا ملکہ یہ سانحہ بچشم اپنے
دیکھکر تھوڑی دیر کے بعد چار و ناچار اُس درخت پر سے اُتری اور اشک ریزان بعد آہ و فغان شکایت فلک کج رفتار

اور گردون غدار مین یہ اشعار پڑھتی اشعار
ابر رو بار گو برسا ہی دشت یاس پر
دوست کھینچے ہر جا کا دیکھے دست استخوان
تا کجا کیجیے بیان اس شعلۂ دودن کا مزاج

پا برہنہ خار پر مجھکو پھرا سے دربدر
خشک رکھے مزرعہ امید میرے جوان
سیل کھینچے دیدۂ بینا مین یہ تاریک عقل
اک ذرہ بھر بھی نہین کلمے چین کا ہے خانان

خار نے سر پر کرے دامان گل کا سایبان
ہنس کو سوئی چکا تا ہی سدا یہ حب ن ترن
پھر کرے کھل بجواہر دیکھے چشم سروران
ابھی کوئی کوس بھر کے فاصلے پر پہونچی

تھی اور وہ جو نے جنپر رنگ حنا بار معلوم ہوتا تھا اُس رنگ لاخ زمین صحرا مین کہ جہان فرسنگون تک کہین پتھر بیری کہین
گوکھرو بجھٹ کٹیا کہین خار مغیلان کہین کریل کے کانٹے فرش براہ تھے بسبب برہنہ پائی کے سیکڑون آبلے پڑگئے اور ہزارون
کانٹے چبھ چبھ کر خار سے لہو کے چھینٹے پیے جاتے تھے یہان گذری وہان گذری خلاصہ یہ کہ عاجز و ناچار شل ہوکر ایک مقام پر
بیٹھ گئی اور تا دیر بصد بسیار رو کر خیال ہوا کہ مبادا بیابان سے کوئی شیر یا کوئی درندہ آنکلے بخوف ہلاکت گھبرا کے پھر
ایک چنار کے درخت پر بہزار خرابی چڑھ کر بدیدۂ خونبار اور دل بیقرار اور جان زار بجناب اقدس الٰہی مناجات کرتی تھی
حسب اتفاق قارن زرراسب تیر و دار ایک سردار لقا پرست برازبردست اپنے ملک سے شکار کھیلنے کو نکلا تھا اُسنے
اُس صحرا مین وارد ہوکر اپنے باز کو کسی صید پر چھوڑا تھا اور وہ باز اُسی درخت چنار پر آکر بیٹھ گیا تھا قارن نے سپہ سبز و دار
جو دور سے اپنے باز کو اُس درخت پر بیٹھے دیکھا تو طعمہ دکھلاتا قریب آیا اور بیاختہ اُسکی نگاہ ملکہ گیتی افروز پر پڑی بس

ناگاہ وہیں تیر عشق کا اسکے کلیجے سے پار نکلگیا اور مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا بعد دم بھر کے جب انکے ہوش آیا تو بطور عاشقانہ یہ بند مخمس کا پڑھنے لگا خمسہ

دیکھے زلیخا گر تجھے ہو جاے بیخود دیکھکر ۔ یوسف کو کہتے ہیں حسین لیکن نہو گا اسقدر ۔ انسان تو کیا چیز ہی پریوں کے یان بجائیں پر

ہرگز نیاید در نظر صورت زرویت خوبتر ۔ تجھسے نہ دائم یا قمر یا زہرہ و یا مشتری

کہنے لگا کہ ای روح روان وای جان جہان تو کون ہی اور اس صحرائے لق و دق میں تیرا گذر کیونکر ہوا ۔ قطعہ

اسوقت کہاں اس دشت میں اے ہوے جلوہ گر اے بت حور لقا ۔ مری جان ہی جاتی ہی بہر خدا کچھ کہہ کہ سن مری حالت دل

نہیں فقط تری زلف ہی دام بلا نہ فقط ترے خال میں ہوش ربا ۔ ہیں یہ عشوہ و غمزہ و ناز و ادا سب ہی باندھے کمر پے قتل

ملکہ گیتی افروز اس بوم طلعت کی صورت دیکھکر اور یہ گفتگو اسکی سنکے دم بھر تو مثل بلبل تصویر بے حس و حرکت رہ گئی اور بخیال

شاہزادہ خاور سیاہ با اقبال آنکھوں میں آنسو بھر کے سمت قبلہ منہ کیے کہتی تھی کہ ای رب جلیل تو سمیع البصیر عالم الغیب ہے اشعار

ساقی ہوں میں یک دل حزین کی ۔ ہوں فاختہ سرو نازنین کی ۔ کیا غیر سے مجکو آشنائی ۔ آفاسم کے میں عقد میں ہوں آئی

اس بن ہو اگر فرشتہ دھوبی ۔ سایہ سے مرے بچے خدا اوسی ۔ بعد ایک ساعت کے جب پھر قارن زر اسپ نے نیچے اس

درخت کے کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا شعر چشمیم من بر چشم تو چشمان تو جاے دگر ۔ من تماشائے تو ہیم تو تماشاے دگر ۔ اور کہا ای

سرمایہ ناز و خوبی واسطے اپنے دین و ایمان کے بیت اپنے عاشق کی چشم تر کو دیکھ ۔ صدقے تیرے میں ٹک ادھر کو دیکھ ۔

اور اس درخت پر سے نیچے اتر کے اپنا حال تو بیان کر کہ تو گل کس گلستان شوکت و اجلال اور شمع کس شبستان دولت و اقبال

کی ہی اور اس جنگل میں کیونکر تیرے آنے کا اتفاق ہوا تب ملکہ نے چار و ناچار اس درخت پر سے اتر کے بتقضاے فراست اور

مآل اندیشی نظر بکرم کریم کارساز کر کے جواب دیا کہ اے شخص میں اتو شعر نہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں ۔ میں موسم بہار

میں شاخ بریدہ ہوں ۔ اصل یہ ہی کہ ایک سوداگر عمدہ خاندان جلیل القدر کی بیٹی ہوں آج رات کو میں سیر صحرا دیکھنے

کو گھوڑے پر سوار ہو کر نکلی تھی راہ گم کر کے اس جنگل میں آکے نکلی ناگاہ ایک شیر کے ڈکارنے کی آواز سنکے میں توبجان

سی گھوڑے پر سے اتر کے ایک درخت پر چڑھ گئی میرے گھوڑے کو وہ شیر مار کر کسی طرف کو نکل گیا آخر اس درخت

سے اتر کے یہاں پہونچی تو وہی خوف شیر کا جو میرے جی میں سما گیا تھا تو دو پہر رات سے اسوقت تک اس درخت پر

چھپی بیٹھی تھی خدا کی قدرت کہ تو یہاں آکے وارد ہوا اور اصطلح کی گفتگو میرے ساتھ کرتا ہی بھلا اب میں تجھے اسکا

جواب کیا دوں اگر خاموش رہتی ہوں تو اپنے جی میں یہ سمجھکر کہ الخاموشی نیم رضا کیا جانے کیا واہی تباہی ہذیان بکنے

لگے لہذا بجز اسکے کہ حکیموں نے کہا ہی عشق از قسم جنون ست اور تجھے کیا کہوں اگر تو مرتا ہی تو اپنا کہیں جا کے علاج کر

کہتے سب ہی کہ ہم مرتے ہیں ہم مرتے ہیں مگر جیتے مرتے کسی کو نہ سنا نہ دیکھا بیت ای مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز

کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد ۔ اور سندی میں ایک شعر تیرے حسب حال پڑھتی ہوں شعر

یہ چاہ کا لطف جو چاہ کرے تو وہ درد کے بیچ میں جان ہی دے ۔ اسے چاہیے غیر کا نام نہ لے جو فراق میں جان کو کھو نہ سکے

یہ گفتگو ہوشیارانہ اور دلیرانہ ملکہ گیتی افروز کی سنکے قارن زر اسپ اور بھی زیادہ تر خاک میں تڑپتا تھا اپنا کلیجا دونوں ہاتھ

سے پکڑے دوڑ کر ملکہ کے پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا بیت ای راحت جان بیقراران ۔ مقصود دل امیدواران جو تو نے کہا

سب برحق اور بجا ہی لیکن دل پر اپنا اختیار نہیں اتنا امیدوار ہوں کہ مجھے فقط ایک جھلک تیرے حسن خداداد و عالم فریب

کے دیکھ لینے سے مطلب ہی اور سوائی میری کیا مجال کہ بدون رضامندی اور تیری خوشنودی کے کبھی سائل وصال

ہوں یا حرف سوال بوسہ زبان پر لاؤں شعر گر لطف سے قدم رکھو میرے مکان تک ۔ پہونچے ہی فرق فخر مرا آسمان تک

ملکہ نے اپنے دل میں مصلحت جانکر فرمایا کیا مضائقہ بشرطیکہ اگر تو قانع شوی گا ہے بدیداری قارن زر اسپ سو ہوا

تصدق اور نثار ہوکے کہنے لگا کیا تاب و طاقت میری جو خلاف تیری مرضی کے کوئی کام کرون بندہ بے درم خرید ہون تیرا
عاشق پاک ہون مصرعہ زنگ آئینہ مین لگتا نہین دیکھے سے ای یار ۔ غرض کہ ایسی ہی باتین کرتے کرتے قارن زرسپ
ملکہ کو اپنے ہمراہ شادان و خندان شہر زرتاشیہ مین لایا اور محل مین آتار کر تمام اپنے خواصون اور ملازمون سے حکم دیا کہ
خبردار ہر وقت انکی اطاعت اور خدمت مین حاضر اور مستعد رہنا کوئی بات خلاف انکی مرضی کے اگر مین سنونگا تو بہت بُری
طرح سے پیش آؤنگا بعد اسکے پھر ملکہ کے پاس جاکے رو رو کے کہنے لگا کہ مین تو اپنے دل کی لاگ اور وفور محبت سے بخیال
اسکے کہ تیری دل شکنی ہو اور تو یہ سمجھی کہ یہ شخص مجھپر جبر کریگا جو تیرے مزاج کے موافق باتین تھین اور جسمین تیری خوشنودی خاطر
مین سمجھا ویسی باتین کہکے اُس رخت سے آتار کے اپنے مکان مین لایا ہون لیکن کیا کرون تیری رنجش اور تیری خفگی سے
ڈرتا ہون ورنہ کیا کہون جو حال بیتابی کا میرے دل کی ہر تو ہی بنظر انصاف اسکا جواب دے کہ یہ دوہا ہندی کا جھوٹا ہی
یا سچ ہے دوہا کہا ہوت مورت پینے دیدن لگے جو نہین ملے سر پیہ اور کہ دیکھے آنکھ کی جات نہ تن کی پیر ۔ ملکہ گیتی افروز نے
ازراہ آئی اندیشی اور عیاری خون دل اپنا پی کے کہا کہ مین کوئی بازاری مالزادی کسبی نہین خانگی نہین خیر یہ بھی گردش فلک
و دن پہ دیر شعلہ نواز ہے تیرے گھر مین آنیکا میرا اتفاق ہوگیا پھر اتنی جلدی کیا ہی مین کہین بھاگی جاتی ہون تو مرا کیون جاتا ہی فقط بزا
فعل مین اس سے حاصل کچھ نہین اور تو مر بھی جائیگا تو میری بلا سے لیکن جو تو دعوی عاشقی کا کہکے نام عشق اور عاشقی لیتا اور
میری خوشنودی اور مرضی چاہتا ہی تو ابھی مجھے ماں بہن عزیز و اقربا سب کی جدائی کا صدمہ اور رنج اسدرجہ ہی کہ مجھے کوئی بات
خوش نہین آتی دس پندرہ دن صبر کر کیس لیے کہ الصبر مفتاح الفرج بعد اسکے جو تیرے جی کی خوشی ہوگی وہ سمجھ لیا جائیگا اور جو تو
کہیگا خیر مین کہہ دونگی مگر ابھی دس پندرہ دن مجھسے خبردار کسی بات کے لیے نہ کہنا قارن زرسپ نے کہا کیا تاب و طاقت
میری جو دس پندرہ دن تک بلا ایک مہینہ بھر تک کوئی بات خلاف تیرے مزاج کے کرون اور پھر کبھی اسطرح کے کلام زبان پر
لاؤن یہ کہکے قارن زرسپ محل سے باہر نکل آیا اور اپنے کاروبار اور ملکی مین مصروف ہوا مگر ہر روز ایک مرتبہ محل مین جاتا تھا
اور ملکہ کو بنگاہ خریداری اور بطرز عاشقی دیکھکر چلا آتا تھا اور حالت عشق مین لحظہ لحظہ بیتاب رہا کرتا حسب اتفاق ایک
عورت ضعیفہ اور بہت مسن و جہاندیدہ اس قارن زرسپ کی بڑی بوڑھیون مین کہ وہ حاجی مشہور اور وجہ حاجی نامور ہونیکی
یہ تھی کہ وہ سال مین دو مرتبہ لقاے مشرک خدا کے طواف کو جایا کرتی تھی اس سبب سے تمام فرقہ کفار نے اُسے حاجی مشہور
و معروف کیا تھا قارن زرسپ نے ایک روز حالت بیتابی دل سے اُس ضعیفہ عورت اپنی خاندانی بڑی بوڑھی کو اپنے
پاس بلاکے بکمال عجز و انکسار باچشم اشکبار سارا حال ملکہ گیتی افروز کا بیان کرکے کہا کہ تم اس سوداگر بچی کو اسطرح سے ترغیب
دو کہ میرے حال پر مہربان ہوجاے بہ شرقت کے انکار روز نہین نہین مجھے مارے ڈالتی ہین اور تم چند روز میرے ہی محل مین
رہو ابھی اپنے گھر نہ جاؤ یہ کہکر اُس عورت کو ملکہ کے پاس اندرون محل بھیجدیا وہ ضعیفہ جو محل مین گئی تو بسبب اسکے کہ وہ
ہمیشہ سال بھر مین دو مرتبہ زیر قصطول لقاے مشرک خدا کا روے ناپاک دیکھنے کو یعنی طواف کرنے کو جاتی تھی دس دس
دن لقا کے زنانے مین رہتی تھی ملکہ گیتی افروز اور ملکہ جان افروز دونون بیٹیون کو لقا کی خوب پہچانتی تھی وہ اشرفیان
روپے وغیرہ اسکو دیتی تھین اسنے جو ملکہ گیتی افروز کو دیکھا تو بنگاہ اولین پہچان کے ملکہ سے تو کچھ نہ کہا مو حیرت سکتے کی
صورت رہ گئی بعد دم بھر کے محل سے نکلے قارن زرسپ تیرہ دار سے کہا کہ ای قارن یہ خداوند زادی جلیدہ
قدرت لو خالق خداوند لقا کی میری اور تیری دونون کی بلا کو مین دکھنہ دارین قہر خداوندی سے خائف اور ترسان
ہو کہ وہ عالم الغیب سمیع اور بصیر ہی یہ سنکے قارن زرسپ خاموش ہو رہا اور اُس عورت ضعیفہ کو پھر کچھ جواب
نہ دے سکا اتنا تو کہا کہ پھر آپ چند روز میرے ہی مکان پر رہین اپنے مکان پر نہ جائین اُس ضعیفہ نے

کہا ہے سعادت میری اسکا مضائقہ نہیں میں اپنی خداوندزادی کے گھر میں بسر کرونگی گزرا میں جا کے اپنے گھر کا بند و بست
کر آؤں اور لڑکے بالوں کو سمجھا آؤں تو پھر تیرے پاس آکے رہوں گی یہ کہکے وہ ضعیفہ عورت حاجی اپنے مکان کو گئی روز دوم
کسی ملک سے دو پہلوان کشتی گیر کہ ایک کا نام سنبل کشتی گیر اور دوسرے کا توکل کشتی گیر تھا قارن زرّاسپ نیزہ دار کے
دربار میں حاضر ہوئے اور دونوں پہلوانوں کو از بسکہ دعوی اپنے زور اور طاقت اور فنون کشتی کا تھا تو قارن زرّاسپ نے
حکم دیا کہ ہماری بارگاہ کے سامنے کشتی دونوں لڑیں جو کوئی غالب ہوگا اُسے ہم خلعت اور انعام بہت سا دینگے غرض یہاں
طول دینا کیا ضرور خلاصہ یہ کہ اُسی وقت بارگاہ کے روبرو اکھاڑا کھودا گیا اور سنبل اور توکل دونوں حسب الحکم قارن
زرّاسپ اکھاڑے میں کود کر کشتی لڑنے لگے آخرکار توکل کشتی گیر نے سنبل کو کسی پیچ پر اُٹھا کر چاروں شانے چت زمین
پر مارا اور پچھاڑا قارن زرّاسپ نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ تمام بازار شہر زر افشاں سے خراج روپیہ ایک سال کا ہر ایک
دوکاندار سے توکل کشتی گیر کو تحصیل کرا دو حسب الحکم قارن زرّاسپ نیزہ دار کے کچھ سرکاری چپراسی توکل کے ہمراہ ہوئے اور
توکل کشتی گیر مع چند اپنے شاگردوں کے ہر ایک دوکان سے روپیہ لیتا ہوا تماشا شدہ وہ الیاس ماہی فروش کی دوکان پر
جہاں شاہزادہ خاور سیاہ و ملک قاسم نمار بیٹھا تھا پہونچا توکل کشتی گیر نے قاسم سے کہا کہ دو اشرفیاں مجھے دے شاہزادہ قاسم
نے کچھ خیال نہ کیا اور دیدہ و دانستہ بطور دوکانداروں کے دیکھکر اور طرف دیکھنے لگا توکل کشتی گیر نے جب دیکھا کہ اس
ماہی فروش نے میرے سوال کا جواب نہ دیا یہ تو حکومت پر قارن کے نازاں تھا اُسنے دست درازی کرکے چاہا کہ اُسکی دوکان سے
روپیہ اشرفیاں اُٹھا لے قاسم نے جلدی سے اُسکا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ تو گدائی کرکے مانگتا ہے یا چاہتا ہے میں نذر دوں توکل کشتی گیر
نے جواب دیا ہاں میں نذر اور بجور و ظلم لے سکتا ہوں قاسم کو اتنی بات سننے کی تاب کہاں تھی بیساختہ غیظ میں آکر ایک
سیلی اُسکی گردن پر کر دی کہ مانند لوٹن کبوتر کے زمین پر گر کے لوٹنے لگا بعد دم بھر کے جب اُسکو ہوش آیا تو اتنا کہکے
کہ بھلا او ماہی فروش ذرا صبر کر میں اسکا قصاص تجھ سے آکے بخوبی لونگا یہ کہکے زرّاسپ نیزہ دار کے روبرو جا کے کہنے لگا
واہ واہ صاحب آپ کی بھی عجب طرح کی ریاست اور حکومت ہے کہ ایک ادنی اور ذلیل دوکاندار آپ کی حکومت نہیں مانتا
قارن زرّاسپ نے پوچھا کہ کون میرے حکم سے سرتابی کرتا ہے توکل کشتی گیر نے کہا کہ الیاس ماہی فروش کا شاگرد اسقدر
متکبر اور مغرور ہے کہ وہ اپنے زعم میں تیرے حکم کی کچھ اصل و حقیقت نہیں سمجھتا مجھے بے موجب پیٹا قارن زرّاسپ نیزہ دار
نے ایک چوبدار کو اشارہ کیا کہ الیاس کے شاگرد کو لاؤ حسب الحکم قارن زرّاسپ کے چوبدار الیاس ماہی فروش
کی دوکان پر جا کے ملک قاسم کو بلا لایا قاسم کو دیکھکر قارن نے پوچھا کہ تو نے اس پہلوان کو کیوں سیلی ماری اور
میرے حکم کی تعمیل کرنا درکنار بلکہ برخلاف اُسکے زیادتی کی قاسم نے جواب دیا کہ اے قارن زرّاسپ نیزہ دار یہ مسخرا
کیسا پہلوان خداوندی تھا جو میری ایک سیلی میں گر پڑا یہ دعوی کشتی گیری کا پھر کیا سمجھکر کرتا ہے توکل کشتی گیر نے کہا
کہ اُس جگہ پر پانی گرا تھا اس باعث سے پھسل کر گر پڑا قاسم نے کہا کہ خیر اب یہاں تو پانی اور پھسلن کہیں نہیں ہے اب تجھے
کون منع کرتا ہے یہاں تو مجھ سے زور کشتی کا کر توکل کشتی گیر نے کہا کہ ہاں اگر تو مجھ سے کشتی لڑے تو اسطرح سے تجھے
اُٹھا کر پشت زمین کروں کہ تمام تیرے جسم کی ہڈیاں تک چور چور ہو جائیں شاہزادہ خاور سیاہ نے حالت غیظ و غضب
میں کہا کہ او زبان دراز یاوہ گو چپک رہ اتنا ہی بس زیادہ گو نہ ہو جواب مجھے انتظار کیسا ہے مقابلہ میرے بیچ گوئی
میدان قارن زرّاسپ نیزہ دار نے شاہزادہ والاتبار خاور سیاہ نامدار کی گفتگو دلیرانہ بہت پسند کرکے کہا کہ ہرگز
ہرگز مجھے منظور نہیں کہ تو اس دیو طلعت پہلوان سے کشتی لڑے قاسم نے کہا ما شاء اللہ ممکن نہیں کہ میں اس بے ادب
یاجی فضول گو کو سزائے اعمال کو نہ پہونچاؤں اور اس بڑھ بڑھ کے بولنے کی تعزیر نہ دوں قارن مجبور ہو کر خاموش ہوگیا

اور اُسی اول اکھاڑے مین بارگاہ کے سامنے جہان سنبل اور توکل سے کشتی ہونی تھی قاسم سے اور توکل سے سینہ بہ سینہ
کلہ بہ کلہ نبرد کشتی کا ہونے لگا اور ہزار ہا ملازمین ادنی اور اعلی شاہ و گدا برنا و پیر صغیر و کبیر وہان جمع ہو کر تماشا کشتی کا دیکھ رہے تھے
ہجوم تماشائیون کا اور دھوم کشتی لڑنے کی سنکے ملکہ گیتی افروز جو بالاے بام چڑھ گئی اور ایک دریچہ کھول کر دیکھنے لگی ناگاہ نگاہ
ملکہ کی شاہزادہ خاور سیاہ پر جا پڑی اور اپنے مطلوب و مرغوب شاہزادہ عالم کو دیکھکر مارے خوشی کے عنقریب تھا کہ شادی
مرگ ہو جاے بعد ایکے بڑی دیر تک کھڑکی کھولے ہوے شاہزادہ عالم کو دیکھا کی ایکبار قاسم کی بھی نگاہ اُس دریچے کیطرف
جا پڑی اور ملکہ کو دیکھکر اُسی وقت حالت غیظ مین زور توکل کشتی گیر کا ایکبار توڑ دیا اور ایک ہی زور مین اُٹھا کر زمین پر مارا کہ
استخوان اُسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور جہنم واصل ہوا قارن زر اسپ نیزہ دار نے دوڑ کر قاسم کو اپنی چھاتی سے لگایا اور
بہت سی تعریف کرنا شروع کی اور چار طرف سے ہر ایک ادنی و اعلی وضیع و شریف کی زبان سے دھوم داد و واہ کی اُٹھی
قارن نے شاہزادہ خاور سیاہ سے کہا کہ اے بہادر اب تو الیاس ماہی فروش کی دوکان پر نہ بیٹھ میری بارگاہ مین رہا کر
یہ کہکے شاہزادہ عالم کو بہ اعزاز و تکریم تمام اپنے پاس رکھا اور شاہزادہ خاور سیاہ ہم مسند قارن زر اسپ نیزہ دار
ہو کر بیٹھا اس عرصہ مین ملکہ گیتی افروز نے اندرون محل سے محلدار کو بھیجا اور کہا کہ قارن سے جا کے تو کہدے کہ اس
جوان کو جس نے نبرد کشتی توکل کشتی گیر کو مارا ہے لیکر میرے پاس آجا بموجب الحکم ملکہ کے اُس محلدار نے جا کر قارن
سے کہا قارن زر اسپ یہ پیام ملکہ کا سنکے اپنے دل مین نہایت حیران و ششدر ہوا مگر بخیال عدول حکمی دو چار و ناچار
قاسم کو اپنے ہمراہ لیے اندرون محل ملکہ گیتی افروز کے پاس گیا ملکہ نے شاہزادہ خاور سیاہ کو دیکھا تو بیساختہ دوڑ کر شاہزادہ
نامور کے گلے سے لپٹ گئی قارن زر اسپ یہ حرکت خلاف اپنے مزاج کے دیکھکر حالت غیظ و غضب مین ملکہ سے کہنے لگا
کہ اے دشمن خاندان عاشق یہ کیا تو نے ظلم کیا اور یہ کہکے با شمشیر برہنہ شاہزادہ خاور سیاہ پر حملہ در ہوا ملک قاسم نے
بہ چستی تمام اُسکے بند دست کو پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ چاروں شانے چت زمین پر گر پڑا اُسوقت قاسم نے اُسکے سینے پر
چڑھ کے پوچھا کہ اے قارن حالا و شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی اُس نے کہا کہ اے بہادر معلوم ہوا کہ تیرا دین برحق ہے جو تیرے
دین کو قبول کرے وہ کیا کرے ملک قاسم نے کلمہ شہادت تلقین کیا قارن از سر صدق کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا اور قاسم
نے اُسکی چھاتی پر سے اُتر کے اپنا نام اور حسب و نسب بیان کیا قارن نے تصدق ہو کر اپنی بیٹی اور تمام رعایاے شہر اور
اپنے ملازمین اور مصاحبین کو کلمہ طیبہ پڑھوا کے شہر کو اسلام آباد کیا اور شاہزادہ خاور سیاہ کو لا کے اپنے تخت پر بٹھلایا
اور تیاری جشن شاہانہ مین مصروف تھا کہ دفعتہً بیرون بارگاہ سے ایک شور و غل بلند ہوا اور ایک مردیہ نے بدحواس
روبرو سے قارن کے عرض کیا کہ ایلچی مظفر بن ضیغم خون آشام کا دروازہ بارگاہ پر امیدوار باریابی کا ہے قارن نے
کہا کہ بلا لو حسب الحکم قارن زر اسپ کے وہ مردیہ بیرون بارگاہ جا کر اُس ایلچی کو قارن زر اسپ کے روبرو لیگیا اور
ایلچی نے قارن کو سلام کر کے ایک نامہ بہر مظفر بن ضیغم خون آشام پیش کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے وہ نامہ ایلچی سے لیکر
جو پڑھا تو مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے قارن زر اسپ نیزہ دار مین نے سنا ہے کہ تو نے کوئی عورت نہایت کم سن حسینہ اور جمیلہ رشک
پری غیرت حور کسی صحرا مین پائی ہے اور مین شہرہ حسن و جمال اُس برق تمثال کا سنکے بقول کسی اُستاد کے شعر نہ تنہا
عشق از دیدار خیزد • بسا کین دولت از گفتار خیزد • ہزار جان سے شیفتہ و فریفتہ ہو کر رات دن بیتاب اور مانند سیماب کے
پر اضطراب ہون لہذا تجھے لکھا جاتا ہے کہ بمجرد دیکھنے اس نامے کے اُس پریزاد کو محافہ مین سوار کر کے میرے پاس بھیجدے
شاہزادہ خاور سیاہ نے وہ نامہ پڑھ کے پرزے پرزے کر کے پھینک دیا ایلچی نے جو یہ حرکت قاسم کی دیکھی نہایت
خشمناک ہو کر یہ کہتا ہوا کہ اے خیرہ سر یہ کیا غضب کیا تو نے جو نامہ مظفر بن ضیغم خون آشام کا پھاڑ ڈالا

باش کہ گذارم ترا کہ زندہ و سلامت بروی برسر قائم حملہ ور ہوا شاہزادہ خاور سیاہ نے اسکی ضرب کو خالی دیکر برابر سے ایک
سیلی ایسی ماری کہ وہ ایلچی اپنا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے بیٹھ گیا اور جب ہوش آیا تو وہاں سے خاموش اٹھ کے بیرون
بارگاہ آیا اور مظفر بن ضیغم خون آشام کے پاس جاکے سارا حال بیان کیا مظفر بن ضیغم خون آشام نے جو یہ زیادتی شاہزادہ
خاور سیاہ کی سُنی تو آتش غضب کا نون سینہ میں اُسکے مشتعل ہوئی اور دود بد دماغی دماغ جان سے اُٹھا شل مار سیہ دم
بریدہ کے پیچ و تاب کھاکے مع اپنی فوج و سپاہ کے برسر شاہزادہ خاور سیاہ روانہ ہوا حسب اتفاق یہ خبر کمین مہروند
عیار ملک گیتی افروز کے کو کانے جو سنی تو اُس ساعت جان نثاری جسطرح ہوائی گنج سے یا شرارہ سنگ سے نکلتا ہے بسرعت اور
تیز روی تمام شہر زرتاشیہ میں ڈھونڈھتا ہوا پہونچا بخدمت شاہزادہ قاسم آیا اور مظفر بن ضیغم خون آشام کی فوج کشی
کرنے کا سب حال بیان کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے قارن زر اسپ تیز و دار کو زرتاشیہ کے انتظام اور ہوشیاری
خبرداری کے واسطے وہیں چھوڑا اور کرش تیز و دار اور کیوس اور اشکبوس اور کیوان تیز و دار وغیرہ سرداروں کو مع
پچاس ہزار سوار کے لیکر اُس قلعہ سے نکلا جانب لشکر مظفر بن ضیغم خون آشام مخاطب ہوا ابھی کوئی فرسنگ بھر زمین طے
کرچکا تھا کہ سامنے سے گرد اُٹھی اور آمد لشکر مظفر معلوم ہوئی ملک قاسم مع اپنے لشکر اور سپاہ کے وہیں ٹھہر گیا پر خبر کاروں
نے مظفر بن ضیغم خون آشام کو پہنچائی کہ وہ شخص جس نے ملک زرتاشیہ کے حاکم قارن بن زر اسپ تیز و دار کی
بارگاہ میں آپکے ایلچی سے یہ گستاخی کی تھی مع پچاس ہزار سوار باراده رزم و پیکار آپ پر سبقت کرکے قریب پہونچا اور
وہ سامنے اپنی فوج اور سپاہ کو صف آرا کرکے منتظر کھڑا ہی غلاموں نے جو اُسے بغور دیکھا تو معلوم ہوا اور خوب پہچانا کہ یہ
شخص وہی ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری پوتا حمزہ صاحبقران کا ہے جسے خداوند لقانے چاہ ماران میں
ڈالدیا تھا اور نہیں معلوم کہ پھر آسنے اُس چاہ عقوبت سے کیونکر نکلا شبخون لشکر خداوند پر مارے تھے اور چند روز سے
مفقود الخبر تھا مظفر بن ضیغم خون آشام کو ہرکاروں کے کہنے کا یقین نہ آیا اور یہ کہا کہ قاسم تو کیا بچہ نادان میں جو
میرے آنے کی خبر سنکے پھر دیدہ و دانستہ بے موت شیر کے منہ میں یا کام نہنگ میں گر پڑنے کا قصد کرتا اور شبخون مارنے کی اور
بات ہے کہ تاریکی شب میں نکلتا تھا کسی نے دیکھا کسی نے نہ دیکھا اپنی تقدیر سے زندہ و سالم بچکر نکل جاتا تھا اور جو فی الحقیقت
وہی قاسم ہے تو سنو آفرین باد آنچنان پدر سے کہ ماند اینچنین پسر سے ۔ ایسے دلیر اور شیر افگن کو بھی زمانہ گردش کھا یا کہ
تب بھی بجز مرنے امکان نہ پائیگا میں نے سنا ہے کہ فضل بن کیا ہور خون آشام بھی اسی طرح سے برسر شاہزادہ
بدیع الزمان تیرہ مقابلہ و جدال لگیا تھا اور شاہزادہ بدیع الزمان کی جرأت اور جوانمردی دیکھکر عاشق و شیدا ہو گیا اور
نوبت ضرب و حرب کی نہیں پہونچنے پائی تھی کہ اُسنے اطاعت شاہزادہ بدیع الزمان والا مرتبت کی قبول کی اور شاہزادہ
نامور نے اُسے حضیض خاک سے اُٹھا کر اوج فلک پر پہونچا دیا اب اگر شاہزادہ خاور سیاہ میرے ہمراہ بھی ویسی ہی
عنایات کرے تو کیا مضائقہ مجھے بھی ملک قاسم کی جوانمردی اور دلیری سے ایک محبت پیدا ہوئی ہے خیر ذرا چلکے دیکھوں
اور پہچانوں غرض یہ کہکر اپنی فوج و سپاہ کو تو اُسی مقام پر ٹھہرا دیا اور یکہ و تنہا اپنے مرکب کو جولان کرکے قریب
شاہزادہ خاور سیاہ کے آیا اور بغور دیکھا تو کہا ہاں یہ وہی ملک قاسم ہے اُسوقت وہی خلاصہ مضمون سابق الذکر کا جسکے
دل میں تھا زبان پر لایا اور کہنے لگا کہ اسی شہریار جیسی عنایات اور خاوندی شاہزادہ بدیع الزمان نے فضل بن
کیا ہور خون آشام کے ساتھ کی اگر ویسی نظر التفات تو بھی میری جان پر فرمائے تو میں ابھی کلمہ پڑھ کے اسلام قبول
کرتا ہوں شاہزادہ قاسم نے فرمایا اے مظفر بن ضیغم خون آشام جس حال میں کہ تم نے کلمہ طیبہ پڑھکر ملت حنفا
دین اسلام قبول کیا تم ہمارے بھائی سے زیادہ تر ہو چکے انشاء اللہ تعالی فضل بن کیا ہور خون آشام سے

تھا مارتبہ اور مرتبہ سوحصے افزون ہوگا یہ کلام شاہزادۂ عالیمقام کا سنکے مظفر اپنے مرکب پر سے کود پڑا اور چاہتا تھا کہ ملک
قاسم کی رکاب سے لپٹ جاے قاسم نے اپنے مرکب پر سے اُترکے ان بان کرکے مظفر بن ضیغم خون آشام کو گلے سے
لگالیا اور کلمۂ شہادت تلقین کیا مظفر کلمۂ طیبہ پڑھکر مشرف باسلام ہوا بعد اسکے مظفر نے اپنی فوج و سپاہ اور سرداران ہمراہی
کو طلب کرکے باواز بلند کہا کہ اے بہادر و میں نے تو کلمۂ شہادت پڑھ کے اطاعت اور فرمانبرداری شاہزادۂ خاور سپاہ
ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کی بدل و جان منظور کی جسے میری رفاقت اور اطاعت منظور ہو وہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہو
میرا وہ نوکر ہی اور جسے لقا پرستی کا دعوی ہو اور طریق اسلام نہ اختیار کرے وہ اپنے فعل کا مختار ہی جہان جی چاہے وہان
چلا جاے مجھکو مجھ سے اُسکو کچھ علاقہ اور سروکار نہیں جتنے سردار اور افسر اور سوار و پیادے ہمراہیان مظفر بن ضیغم خون آشام
تھے سب کے سب باتفاق باہم ایک زبان ہوکر کہنے لگے کہ اے مظفر بن ضیغم خون آشام اصل و حقیقت یہ ہے کہ تو افسر اور مالک
ہمارا ہی اور ہم تیرے نمک پروردہ ملی ہین آتا ہمارے بھی ذہن ناقص مین آتا ہی کہ عقل اور فہم و فراست ہم سے ہزار حصے تجھ مین
زیادہ ہی اور جو بات تو نے کی ہوگی بہتر ہی ہوگی پس ہمکو کیا جاے عذر ہی جو تو فرماتا ہی ہمکو بدل و جان منظور ہی مظفر نے کلمۂ
شہادت پکار کر پڑھا سبھون نے از سر صدق کلمہ پڑھکے اسلام قبول کیا شاہزادۂ خاور سپاہ مع مظفر بن ضیغم خون آشام
اور تمام وہ جدید الاسلام فوج و شاہ بعظمت و ثروت تمام شوکت مالا کلام وہان سے مراجعت فرماکے شہر زرتاشتہ مین پہونچا
اور اپنی بارگاہ مین جاکے داخل ہوا قارن زر اسپ نیزہ دار وغیرہ سرداران نامدار نے نذرین تہنیت کی دین جشن شاہانہ اور
محفل خسروانہ کی تیاری ہونے لگی ہزار دن طلائے ارباب نشاط کے طلب کیے یہان تو جلسہ رقص و سرود کا ہو رہا تھا کہ
ایک روز ایک پیادے نے ایک خط ہوشنگ قلعہ دار کالاکے زر اسپ نیزہ دار کو دیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے قارن زر اسپ
مین نے اٹھارہ شاہزادے اور سردار لشکر حمزہ صاحبقران کے پکڑکے اپنے قلعے مین مطوق اور مسلسل کرکے رکھے ہین اندنون
ایک خداپرست کوئی نواسا حمزہ کا اسد بن کرب غازی ہی کہ اُسنے اس سرزمین مین خروج کیا اور وہ آفت روزگار بلاے
بید رمان چار طرف سے یورش کرکے آتا ہی اور میرے لشکر کو درہم برہم کرکے صاف نکلجاتا ہی اور مین کسی صورت سے اُسکا حریف نہین
ہوسکتا نہایت اندیشہ ناک ہون او خائف و ترسان ہون عجب نہین کہ یہ قلعہ میرے قبضہ سے نکلجاے اور وہ کسی دن
جنگ مستانہ کرتا قلعہ مین گھس آئے اور اٹھارہون شاہزادون کو چھڑالے لہذا تجھے بتاکید بلیغ لکھا جاتا ہی کہ کچھ فوج اپنی بطور میری
مدد کے جلد روانہ کریا آپ اس مہم پر آتا مین اسد بن کرب کی شر سے جلد سے امین رہون یہ نامہ شاہزادۂ خاور سپاہ اور قارن
زر اسپ نے پڑھکر مشورہ کیا کہ کیا خوب بات ہی چلو اس قلعے کو مسخر کرکے اٹھارہون شاہزادون کو چھڑالائین غرض یہ مشورہ
کرکے ملک قاسم نے قارن زر اسپ نیزہ دار اور مظفر بن ضیغم خون آشام وغیرہ چند سردارون کو اپنے ہمراہ لیا اور لاکھ
سوار کی جمعیت سے اس قلعہ کی طرف روانہ ہوا اتفاقا کمین لقا کو یہ پرچہ وقائع کا گذرا کہ قارن زر اسپ نیزہ دار اور
مظفر بن ضیغم خون آشام وغیرہ چند سردار مسلمان ہوگئے اور ملک زرتاشتہ بقبضۂ اختیار مین ملک قاسم کے ہوگیا
اُسی وقت لقاے مشرک غدا نے نہایت طیش کھاکے انگیز شیرین ارقاش کو مع پنج لاکھ سوار کے اشارہ کیا کہ
تو جاکے اُس بندہ گستاخ یعنی قاسم کو جان و شتاب ہو گرفتار کرکے لا اور اگر مقابلے اور مجادلے کا حوصلہ کرے تو اُسکا سر کاٹ
کے حاضر کر چنانچہ حسب الحکم لقاے خداے باختر انگیز شیرین ارقاش رخصت ہوکر بتلاش شاہزادۂ خاور سپاہ زرتاشتہ
کی طرف روانہ ہوتا ہی یہان سنیے کہ شاہزادہ خاور سپاہ نے اسد بن کرب دلاور کا جو نام سنا اور صاحب جرات اور قوت
اور صولت اور شجاعت کا اسد بن کرب دلاور کی مضمون اُس نامے مین لکھا تھا عجب طرح محبت قاسم کو اسد سے
پیدا ہوئی اور اُسی دم ایک نامہ بدین مضمون کہ اے برادر عزیز از جان شاہزادۂ اسد بن کرب دلاور خبردار تو کسی بات مین

مضطر اور پریشان ہوا یہاں عنقریب آپہونچا لیکن ایک کام کرنا کہ شاید ہوشنگ قلعہ سے نکلنے کا ارادہ کرے تو بمقتضاے
مصلحت ایک منزل پیچھے ہٹ آنا غرض ایک سوار کے ہاتھ شاہزادہ اسد بن کرب و داود کے پاس بھیجا جس وقت کہ وہ نامہ اسد
کے پاس پہونچا اور اسد نے مضمون نامہ کا دریافت کیا تو بہت سا خوش ہو کر جھٹ پٹ وہاں سے کوچ کرکے ایک منزل پیچھے ہٹ
گیا اسد کے پس پا ہو جانے کی جو خبر ہوشنگ نے سنی تو شادان و خندان مع تمام اپنی فوج کے قلعہ سے بے خوف و خطر نکل کر
قریب لشکر قارن زرد اسپ نیزہ وار جہاں شاہزادہ خاور سیاہ نامدار تھا وہاں آکر ایک میدان میں فروکش ہوا اور خیمہ
اور خرگاہ ایستادہ کرا کے اپنی بارگاہ میں بیٹھا اور دوم قارن زرد اسپ کی ملاقات کے واسطے آیا اور بخیال اسکے کہ میں نے
جو کچھ لکھ بھیجا تھا کہ مدد کو پہونچا تا ہوں آپ اگر میرے شریک حال ہوا قارن کے خیمے میں جاکے ملاقی ہوا اس وقت ہوشنگ
کو ثابت ہوا اور راست خبر ہوئی کہ یہ لشکر ملک قاسم کا ہے اور قارن مسلمان ہو گیا ہے ناگاہ شاہزادہ خاور سیاہ کو برابر قارن
زرد اسپ کے بجاہ و جلال کے تمام ہتھیار دیکھا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈال کر بر سر ملک قاسم حملہ ور ہوا قاسم نے بہ سہولت
تمام اسے پکڑ لیا اور بہ پروانگی زیر کر کے فرمایا کہ خدا اور شناخت پروردگار عالم چہ ارادہ داری ہوشنگ لاچار صدق کلمہ
شہادت پڑھ کے مسلمان ہوا اور شاہزادہ خاور سیاہ کو مع قارن زرد اسپ نیزہ دار اور مظفر بن ضیغم خون آشام وغیرہ
سرداروں کے اپنی بارگاہ میں لے گیا اور اٹھارہ شاہزادوں کو زندان خانے سے طلب کرکے قید سے نجات دی
اور ملک قاسم کے حوالے کیا اور تین شبانہ روز دعوت اور مہمانداری بڑی دھوم دھام سے کرکے روز چہارم شاہزادہ
قاسم نے ہوشنگ کو بدستور سابق قلعہ پر مامور کرکے فرمایا کہ بروقت فوج کشی بر سر لقا تم بھی آکر شریک حال ہونا اور
پھر ملک کے قلعہ سے بر آمد ہوا اور ہوشنگ کو رخصت کرکے آپ مع قارن اور مظفر وغیرہ سمت زر تاشیہ متوجہ ہوا اور بفوج
شوکت زر تاشیہ میں داخل ہو کر دن بھر تو ملکہ گیتی افروز کے ساتھ عیش و نشاط میں رہا اور جب رات ہو گئی ملکہ کو عالم خواب
میں چھوڑ کر بیرون بارگاہ آیا اور راہ شبرنگ پر سوار ہو کر یکہ و تنہا سمت سائل چلا اور بدستور معمول قدیم تل تو امان پر
پہنچ کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور یہ نعرہ کرکے کہ منم ملک قاسم شاہ خاور سیاہ * زنم تیغ برابر و نیزہ و باہ * زبر قبیلوں لقا
و تشمہ کا سوا سواروں کے لشکر پر شبخون مارا اور ہزاروں کفار کشتی اور شمشیر زنی ہو کر غنقاے تیر انداز اور تیر ان سر کشی کو
جہنم واصل کرکے نکل گیا اور چھبیسویں شبخون میں جس وقت کہ قاسم نعرہ کرکے فوج کفار پر گرا تو عنکبوس اور سائل اور نقل
دونوں بیٹے اسکے بمقابلہ شاہزادہ قاسم آئے قاسم عنکبوس کو یک ضرب تیغ سے قتل کرکے ایک سمت پر کر کے چلا اور سائل
اور نقل عنکبوس کے دونوں بیٹے جیسے تھا اس خون پدر تعاقب میں ملک قاسم کے گھوڑے دباتے چلے جاتے تھے نوبت
باینجا رسید کہ شاہزادہ خاور سیاہ جاتے جاتے قریب لشکر ہمایے کوہی کے کہ ایک دامان کوہ میں فروکش تھا پہونچا ایک
ہمایے کوہی نے جو قاسم کو سر سے پانوں تک آلودہ بخون دیکھا تو پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے اور اس لباس خونچکاں
سے کیونکر تیرا آنا ہوا ملک قاسم نے کہا کہ شب کو اثناے راہ میں ایک غول قطاع الطریق کا ملا تھا اُس سے
نوبت ہتھیار کی ہوئی بہر حال معرکہ آرا انسے ہو کے میں یہاں تک پہونچا ہوں یہ سنکے ہمایے کوہی نے شاہزادہ
قاسم کو اپنے خیمے میں بعزت و توقیر بہت سی خاطر داری کرکے بٹھلایا اور پوشاک نفیس دے کے شاہزادہ عالم کو
بشانی منہ ہاتھ دھلوا کر باتیں کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ سامنے سے دونوں بیٹے عنکبوس کے بھی ہمایے کوہی کے خیمے
میں پہونچے ہمایے کوہی انکے استقبال کے واسطے اٹھا مگر قاسم جان بیٹھا تھا وہیں بیٹھا رہا جب ہمایے کوہی عنکبوس
کے بیٹوں کا استقبال کرکے پھرا تو جانب ملک قاسم مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے جوان میں نے تیرے ساتھ سلوک کیا
اور کیسی تیرے حال پر مہربانی کی مگر تجھے اتنی تمیز نہ تھی کہ میں تو استقبال کے واسطے اٹھا اور تو نے بیسرا بھی

پاس او بانہ کیا جہان بیٹھا تھا وہین بیٹھا رہا یہ بات ہماسے کوہی کی سُنتے زمانہ شاہزادہ خاور سیاہ کی نظرون مین تیرہ و تار
ہو گیا اور حالت غیظ مین ایک گھونسا ہماسے کوہی کے سر پر مارا کہ کھوپڑی اُسکی شق ہو کر علیحدہ جا پڑی اور وہ فرش خاک
پر تڑپ کر گرا اور پھڑکنے لگا سبائل اور عنتل دونون بیٹون نے جو قاتل عنکبوس قاسم کو پہچانا تو یہ دونون تلوارین
پکڑ کے حملہ ور ہوے شاہزادہ خاور سیاہ نے داہنے ہاتھ سے سبائل کا قبضۂ تلوار اور بائین ہاتھ سے عنتل کا دستہ
پکڑ کے بسہولت تمام ذرا جو فشار دیا تو دونون کے ہاتھون سے تلوارین چھوٹ کر علیحدہ جا پڑین بعد ازان اُٹھا کر دونون کو
سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا اور ایک گھٹنا سبائل کے سینے پر اور ایک زانو عنتل کی چھاتی پر رکھکر کے پوچھا کہ ای بد بختو
اب تم کہو کہ خداے عزوجل خالق جزو کل کی شناخت اور پرستش مین کیا تمھین منظور ہے دونون نے از سر صدق کلمہ
شہادت پڑھ کے اسلام قبول کیا بعد ازان فوج و سپاہ جو اُنکے پیچھے پیچھے وہان پہونچی تھی اُسکو بھی مسلمان کر کے
ہماسے کوہی کے تمام لشکر کو مشرف باسلام کیا اور اب اِس فکر و تدبیر مین تھے کہ ہمراہ شاہزادہ خاور سیاہ جوجو تشریف
فرما ہو چلیے قضاے کار یہ خبر زمرد شاہ کو پہونچی کہ قاسم عنکبوس کو مار کر فلان پہاڑ پر جو پہنچا وہان ہماسے کوہی سے ملاقات
ہوئی اور سبائل اور عنتل عنکبوس کے بیٹے اسلح سے وہان ہمراہ قاسم کے مسلمان ہو گئے اور ہماسے کوہی بھی مارا
گیا لقاے نے عنکبوس کے بھائی کو لاکھ سوار کی جمعیت سے بر سر شاہزادہ خاور سیاہ روانہ کیا چنانچہ وہ میکوس بمقابلہ
شاہزادہ قاسم آیا اور سبائل اور عنتل عنکبوس کے دونون بیٹے بطلہ بدوی جبود دیت اور جان نثاری میکوس کے مقابلے
مین آگئے اور اُس کفر کے ہاتھ سے شہید ہوے اور شاہزادہ قاسم کے سر اقدس پر زخم کاری آیا جنگ معلوم ہو گئی سرداران
فوج و سپاہ شاہزادہ خاور سیاہ کو حالت غشی مین دیکھکر ایک پہاڑ کی طرف لیگئے میکوس نے پہاڑ کو چارون جانب سے محاصرہ
کر کے چاہا تھا کہ یورش پہاڑ پر کرے ناگاہ ایک سمت گرد کا اُٹھا اور جسوقت کہ وہ گرد بیٹھی تو دیکھا کہ وہ دریاے فوت انجم
سپہر صولت صف شکن و صفدر اسد بن کرب وہ مع پنجہزار دلیران عرصۂ کارزار یہ نعرہ کر کے شعر اسد قسورام کہ
در روز جنگ • بدرم دل شیر و چرم پلنگ • میکوس سردار کے لشکر پر گرز و شمشیر لیے اور کفار کشی کرتا قریب میکوس
کے پہنچا میکوس نے نیزہ اُٹھا کے حملہ شاہزادہ اسد پر کیا تھا کہ اسد نے پھرتی تمام اُسکے حربے کو خالی دیکر برابر سے
تیغ اُسکی دوال کمر پر مارا کہ مثل خیار تر کے لاش اُس بدمعاش کی دو پرکالے ہو کر مرکب پر سے گری اور خاک و خون مین
لوٹنے لگی فوج و سپاہ میکوس سردار کی بھاگ کھڑی ہوئی شاہزادہ اسد فتح و فیروزی تمام شادیانے بجواکے پہاڑ پر
چڑھ گیا اور شاہزادہ خاور سیاہ سے ملاقات کر کے اپنا سارا حال حملے کا رکھاتے اور اپنے باپ شاہزادہ کریب غازی
کے خوف سے بھاگ کر یہان آنے کا اور دوسرے ملک قاسم کے بیان کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے اسد کو بہت سا پیار
کر کے جب زخم سر کا اندمال پایا تب اُس پہاڑ پر سے نیچے اُتر کے اُسی صحرا میں زیر دامان کوہ خیمہ شکار مع شاہزادہ اسد
نامدار روانہ ہوا اب ان دونون صاحبون کو صیدگاہ مین چھوڑیے

جنگ دوسرے داستان ضلالت عنوان لقاے مشرک خداے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت یہ خبر میکوس تیرانداز کے مارے جانے کی لقاے مشرک خدا کو پہونچی تو لقاے مشرک خداے نے گہراسے بختیشی
کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ اگر تو زرتاشہ مین جا کے قاسم کو مع اسد اور جتنے کہ بندہ ہاے گستاخ شریک حال اُسکے ہوے ہین
اور سب کو گرفتار کر کے لاوے تو مین تجھے خلعت پیغمبری عطا کرونگا اور یہ وعدہ حتمی کر کے گہراسے بختیشی کو سمت زرتاشہ
بر سر ملک قاسم روانہ کیا گہراہ لشکر جرار سبائل سے کوچ کر کے قریب شہر زرتاشہ کے پہونچا اور قارن بیدار
تیرہ وار تاب اُسکی مقاومت کی نہ لا سکا قلعہ بند ہو گیا گہراسے بختیشی نے زرتاشہ کو تاخت و تاراج کر کے قلعے کو

محاصرہ کیا یہ خبر اُسی صحرا مین جہان شکار کھیلنے کو قاسم مع اسد گیا تھا شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کو پہونچی بیساختہ
شاہزادہ اسد دلاور کہنے لگا کہ بھائی صاحب اگر مجھے ارشاد ہو تو مین یکہ و تنہا جا کے اُس بدذات بخشیشی کو بسزاے اعمال
پہونچاؤن اور ایک ہی ضرب تیغ مین جہنم واصل کردون ملک قاسم کی زبان سے بیساختہ یہ بات نکل گئی کہ اے اسد یہ
دیوانہ پن اور جہالت کی باتین تو کیون کرتا ہے بھلا تو اکیلا وہان جا کے کیا کر سکیگا اسد شدت غیظ و غضب سے مثل شعلہ
بھڑک اُٹھا اور شاہزادۂ خاور سپاہ کو اور باتون مین لگا کے کسی بہانے سے بارگاہ سے نکل آیا اور بیٹھ اپنے مرکب پر یکہ و تنہا
قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ رکھے سیدھا شہر زرتاشیہ کی طرف بر سر گہراسپ بخشیشی روانہ ہوا تھا سے راہ مین شہر کے ایک غلام سے ملاقات
ہوئی اُس سے احوال کہتے گہراسپ کے لشکر مین پہونچا اور ایک سفید کاغذ بطور نامے کے ملفوف کرکے ہاتھ مین لے لیا اور دروازۂ
بارگاہ پر گہراسپ بخشیشی کے جا کے اظہار کیا کہ مین شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم نعل خفتان و وزیر خاوری کی طرف سے
برسم ایلچی گری نامہ لیکر آیا ہون مردمون نے اندرون بارگاہ گہراسپ بخشیشی سے عرض کی گہراسپ نے کہا کیا مضائقہ اُس سوار
کو میرے پاس لاؤ شاہزادۂ اسد بن کرب غازی بسم اللہ کہکر اندرون بارگاہ داخل ہوا اور یہ کہکر سلام مین دین محقق
ہمراہ کے یاد کرد واند خدا عز و جل خالق جز و کل ہے بست رسول مقبول اور برحق جتنے کہ بارگاہ نشین گہراسپ کے تھے سبھون
نے اپنے کانون مین اُنگلیان دیکے جواب نہ دیا مگر غیب سے ایک آواز پیدا ہوئی کہ علیک السلام شاہزادۂ اسد قریب گہراسپ
بخشیشی کے ایک صندل خالی دیکھکر بیٹھ گیا گہراسپ نے پوچھا کہ لاؤ وہ نامہ کہان ہے شاہزادۂ اسد کے دلاوری سے وہی سفید
کاغذ گہراسپ بخشیشی کے ہاتھ مین حوالے کیا اُسنے کہا اسمین کیا لکھا ہے اسد دلاور نے کہا زبانی مجھ سے کہدیا ہے اُسنے کہا
بیان کر شاہزادۂ اسد بن کرب دلاور نے برابر گہراسپ کے سرگوشی مین کہا کہ اے گبر مغرور مین تیری سزادہی کے واسطے بخیال
اسکے کہ تیرے ہمراہ فوج و سپاہ بڑی کثرت سے ہے کیونکر پہونچ سکتا اس اندیشے سے تیری بارگاہ مین تیرے پاس پہونچا ہون
گہراسپ بخشیشی نے اسد کا منہ دیکھکر اور یہ تقریر سنکر کہا کہ پھر تو میرا کیا کر سکتا ہے ابھی پورا کلمہ اُسکی زبان سے نہین
نکلنے پایا تھا کہ شاہزادۂ اسد دلاور نے بہ چستی تمام ایک تیغ اُس تیرہ انجام کے سر پر مارا کہ سر اُسکا دھڑ پر سے قلم ہوکر
علحدہ جا پڑا اور لاشہ اُسکا خاک و خون مین لوٹنے لگا چارطرف سے سردار اور کفار بارگاہ نشین اُسکے سپرین تلوارین
پکڑ پکڑ کے بر سر شاہزادۂ اسد دلاور آ پڑے اور اسد مثل شیر بیان جسطرف حملہ کرتا تھا تمام گبر مانند گلۂ گوسفند کے پریشان
ہوجاتے تھے اور ہرسمت کر تلوارین برچھیان اور تیر کی سراند پر اُس دلاور کے بارش کر رہے تھے اب نوبت یہانتک
پہونچی کہ شاہزادۂ اسد بن کرب غازی اپنی زندگی سے مایوس ہوچکا تھا اور اُسکو یقین کلی ہوگیا تھا کہ یہان سے اب
زندہ و سالم نہین جا سکتا کہ ناگاہ نعرۂ شاہزادۂ خاور سپاہ گوشزد ہوا اور اسد نے دیکھا کہ ملک قاسم تیغ بلارک فراسیابی
خونچکان میان سے کھینچے جسطرف رخ کرتا ہے ایک شور قیامت بپا ہوتا ہے اور لاش پر لاش دھڑ پر دھڑ سر پر سر گرد سے
پر سر گراتا اندرون بارگاہ پہونچ گیا اور تمام کفار عاجز و ناچار ہوکر بھاگ کھڑے ہوئے شاہزادۂ قاسم نے شاہزادۂ
اسد بن کرب غازی کو اپنی چھاتی سے لگا کے کہا بھائی تو نے یہ بات خوب نہین کی لاکھون کافرون مین تنہا بجان
واحد ایسی جہالت کر بیٹھنا مقتضاے فراست نہین اسد نے کہا مین نے کیا بُرا کیا ایک کافر کو قتل کیا قاسم نے
کہا کفار کشی کی تو اچھا کیا لیکن مصرع مرد آخر بین مبارک بندہ ایست ۔ انجام کو بھی دیکھ لینا چاہیے مصرع صیاد
نہ ہر بار شکارے ببرد ۔ خیر ایکمرتبہ تو نے یاد داشتہ تا تجربہ کاری سے ایک حرکت کی مگر اب آیندہ کو خیال رہے
شاہزادۂ اسد نے یہ کلام شاہزادۂ عالی مقام کا سنکے کہا تو اب بھائی صاحب لقاے مشرک خدا پر جہاد
کرنے کو چلین ملک قاسم نے اسد کا منہ دیکھکر اور یہ تقریر سنکے کہا بھائی مجھے تو یہ حوصلہ اور استعداد نہین ہے

فوج کشی بمقابلہ معدود شاہ کرون اسد نے کہا تو آپ یہان تشریف رکھیے مین جاتا ہون قاسم نے بہر چند منع اور تعرض کیا اور
سمجھایا مگر اسد نے نہ مانا اور بیباختہ قاسم کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے مرکب پر سوار ہوکر سیدھا جانب سبا کی روانہ ہوا
اتفاقاً جاتے جاتے قریب قلعہ فغفاو قدر کے پہونچا وہان معدود شاہ آہن کلاہ باریش سفید مع بارہ ہزار کفار بڑے بڑے
سرکش اور زبردستان روزگار کے اُس قلعہ مین رہتا تھا لیکن عیار اُس تیرہ روزگار کا قلعے سے نکلے بسر کوہستان جاتا تھا
شاہزادہ اسد بن کرب غازی کو اجنبی صورت دیکھکر اپنے جی مین سوچا کہ اسکی صورت پر عجب طرح کی ایک صولت اور
شجاعت معلوم ہوتی ہے کیا عجب کہ یہ کوئی خداپرست ہو اگر مین اس سے پوچھونگا یا کچھ مباحثہ کرونگا کیا جانے کیا اتفاق
پڑے جلادے نہ جلادے صلح اور عمل ہو نہ ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ اسے بعیاری پکڑ کے قلعے مین لیجاؤن اگر کوئی خداپرست
ہوگا تحقیق کرکے قید کرادونگا اور جو کوئی بندگان لقا سے کسی ملک کا رہنے والا مسافر راہ گیر ہوگا اسی وقت چھوڑ دونگا یہ
سوچکر برابر پہونچ کے ایک بیضۂ بیہوشی شاہزادہ اسد کی ناک پر مارا کہ تمام بیہوشی دماغ مین سرایت کرگئی اور اسد بیہوش
ہوکر گھوڑے پر سے گر پڑا عیار نے اسد کا پشتارا باندھکر اپنے دوش پر رکھا اور اُسی مرکب پر سوار ہوکے آن واحد مین معدود
شاہ کے پاس آیا اور پشتارے مین سے اسد کو کھول کے کہا کہ خداوند یہ شخص کوئی قوی زبردست بہادر خداپرست معلوم
ہوتا ہے مین اسے ہوشیار کرون آپ اس سے پوچھیے کہ تو کون ہے کہان سے آیا اور کہان جائیگا اگر کوئی مجرم اسیر ثبوت ہوگا
چھوڑ دیجیے گا معدود شاہ نے کہا کہ اچھا اسے ہوشیار کر عیار نے لخلخۂ رفع بیہوشی دیکر اسد کو ہوشیار کردیا اور معدود شاہ
نے پوچھا کہ ای شخص تو کون اور کہان جاتا ہے شاہزادہ اسد بن کرب غازی دلاور نے کہا کہ مین تو لقا سے خر ک
خدا اسے مقابلہ اور مجادلہ کرنے کو جاتا ہون معدود شاہ یہ کلمات بیباکانہ شاہزادہ اسد کے سنکے خوب قہقہہ مارکے
ہنسا اور کہا بہت خوب خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر سے تو لڑنے کو چلے جاتے ہو اب ذرا اپنے زندانخانے کی ہوا تو
کھا لیجیے یہ کہکے اسد بن کرب غازی کے ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان ڈالکے محبس مین بھیجدیا اور قید
کیا اب اسے تو یہان چھوڑ دے

جبتک دو کلمے داستان شوکت بیان لشکر فیروزی اثر سلطان رفیع الشان امیر حمزۂ صاحبقران سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت امیر والا توقیر دربند جالندریہ سے کوچ کرکے سمت دربند قہوریہ کے روانہ ہوے ایک روز کی قطع ہو کر ایک صحرا
مین لب دریا لشکر فروکش ہوا اور بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی سلطان والا شان مع تمام شہریاران و شاہزادون اور سردارون
کے بارگاہ مین بیٹھے تھے سراپچے سامنے کے کھلوا دیے تھے فضاے صحرا کی جانب مخاطب تھے اور انجم گروہ رستم شکوہ
شاہزادہ بدیع الزمان لشکر شکن تھوڑے فاصلے پر شکار کھیل رہا تھا ناگاہ ایک ہرن نہایت خوبصورت سینگیان
اُسکی سونے سے منڈھی ہوئین قلادہ مرصع گردن مین جل زربفت مغرق بجواہر پشت پر پڑی ہوئی بطرز مدہوش
و انداز دلکش رم کرتا سامنے سے نمودار ہوا شاہزادہ بدیع الزمان نے نہایت مشتاق ہوکر اپنے جی مین کہا کہ
اس ہرن کو زندہ گرفتار کرون اور یہ کہکے مرکب کو اُسکے تعاقب مین سبک خیز کیا اور وہان ہرن شاہزادہ والا مناقب
کو اپنی جانب مخاطب دیکھکر وہان سے پھرا اور رم کرتا ہوا کلائی کوس بھر تک لگانے لیے چلا گیا بعد ازان اب جو کڑیان
بھرتا جست و خیز کرتا ایک سمت بھاگا شاہزادہ عالم بھی اپنے مرکب کو گرم کیے چلا جاتا تھا ایک مرتبہ دیکھا کہ وہ
ہرن ایک پشتے پر چڑھ گیا جب شاہزادہ بدیع الزمان بھی قریب اُس پشتے کے پہونچا تو اُنے دیکھا کہ نیچے اُس پشتے
کے وسط جنگ کو ایک قلعہ ہے وہ ہرن شاہزادہ نامور کو دیکھکر اُس قلعے مین گھس گیا شاہزادہ عالم بھی قریب دروازۂ
قلعہ کے پہونچکر چاہتا تھا کہ اندرون قلعہ جاے ایک مرتبہ ایک بچہ پیدا ہوا شاہزادہ بدیع الزمان کو وہ بچہ اٹھا کے

بسوے آسمان بیگیا حسب اتفاق امیہ بن عمرو شل سایۂ آفتاب تعاقب مین شاہزادہ بدیع الزمان عالیجناب کے جو آتا تھا
جب قریب اُس قلعے کے پہونچا تو مرکب کو خالی زین کھڑا دیکھکر سمجھا کہ شاید شاہزادہ عالم اندرون قلعہ داخل ہوا ہی چاہا کہ
اندرون قلعہ جاے دروازہ قلعے کا مسدود دیکھا لاعلاج ہوکر گھوڑے کو لیے لشکر مین آیا اور حضور سلطان والاقدر عالیمنزلت
جاکے یہ کیفیت بیان کی اخی سلیمان حاضر تھا اُسنے کہا یا سلطان امیر حمزہ صاحبقران وہ قلعہ نہین ہی اُسکی کیفیت سے
مین خوب آگاہ ہون وہ تو طلسم جمشیدی ہی غلام کو یقین کلی ہوگیا کہ شاہزادہ بدیع الزمان اُس طلسم مین جاکر گرفتار ہوا
امیر حمزہ صاحبقران یہ حال سُنکر نہایت مشوش ہوے اور بعد ایک ساعت کے عمدۂ دین ستون اسلام کرب بر حرب
نظر کردہ امیر عرب کو طلب کرکے فرمایا کہ ای کرب غازی مین بدیع الزمان کے مفقود الخبر ہوجانے سے اور اخی سلیمان
کے بیان سے حال طلسم کا سُنکے نہایت پریشان ہون لہذا تمکو براے حفاظت لشکر بادشاہ اسلام چھوڑ کر مین اُس طلسم کی
طرف جاتا ہون شاید کچھ سراغ یا ملاقات اپنے لخت جگر پارۂ دل روح روان شاہزادہ بدیع الزمان سے بہم پہونچ جاے
یہ حکم دیکر سلطان نامور اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر جانب طلسم جمشیدی روانہ ہوے اور کرب غازی اور خسرو بلاد ہندوستان
وغیرہ سرداران سب بخدمت بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی مین تھے جسوقت امیر حمزہ صاحبقران کے تشریف لیجانے کی
جانب طلسم جمشیدی خبر کنار رنگ شبار رنگ کو لخت صحرا نشین نے جو وہان کے حاکم تھے بدشعارون نے سُنی تو اُن دونون
تیرہ روزگارون نے وقت فرصت کا غنیمت جانکر اپنے لشکر مین کمربندی کرائی اور اپنی بارگاہ سے نکلکر اُسی صحرا مین ایک
مقام پر ٹھہرے جب آدھی رات کا عمل ہوا اُسوقت وہ دونون ملعون بطور شبخون لشکر اسلام پر آگرے یہان لشکر مین تو کسی کو
اِس بات کا وہم اور خیال وگمان بھی نہ تھا سب اپنے اپنے خیمے ڈیرون مین غافل پڑے سوتے جاگتے تھے یکایک شور وغل
سُنکے ہر ایک سردار اور شاہ اور شہریار زادے نکلے اور آمادۂ رزم اور حسب اے قضا ہوکر مقابلہ اور مجادلہ کیا مگر ازبسکہ وہ کفار سب
ہوشیار مسلح ومکمل بارادۂ رزم وپیکار اور لشکر اسلام مین سب غافل تھے بیساختہ خسرو بلاد ہندوستان شبار رنگ کے آگے سے
اور شاہزادہ کرب غازی کنار رنگ کی تلوار سے زخم کاری کھاکے بسبب کثرت ریزش خون کے بیہوش ہوگئے اور بہت سے
سرداران اسلام بدرجۂ شہادت فائز ہوے بادشاہ سعد بن قباد شکست کھاکے جنگ رستمانہ کرتے ایک سمت کو نکل گئے
اور تمام لشکر پریشان ہوگیا کنار رنگ اور شبار رنگ دونون بدذات ملعونون نے بارگاہ سلیمانی اور تمام مال واسباب تاخت
تاراج کرکے اُسی وقت ہاتھیون پر اونٹون پر شترون پر بار کرا کے سمت سبائل لقاے مشرک خدا کے پاس بھیجدیا
اور ایک عرضداشت بدین مضمون کہ یا خداوند ہم تیرے بندون نے کس فریب سے شبخون مارکے فوج اسلام کو تہ وبالا کردیا
اور بادشاہ کو شکست دیکر بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی حضور مین روانہ کیا ہی امیدوار ہین کہ از راہ خداوندی
ایسے کار جان نثاری اور سرفروشی کے صلے مین طرۂ پیغمبری ہمکو عطا کر طول تاچند مختصر یہ کہ وہ عرضداشت لکھوا کر بھیجدی
اور لقاے مشرک حسب الکیفیت عرضداشت بارگاہ سلیمانی اور مال واسباب لشکر اسلام کی اور ترکیب شبار رنگ
اور کنار رنگ کی دیکھکر بہت خوش ہوا اور اپنا مسند پانک پاکر باواز بلند کہنے لگا کہ ای بندگان قدرت دیکھا تم سبھون نے
میری قدرت کا تماشا کہ بعزۃ العین ایک دو بندگان کمترین سے مین نے تمام لشکر حمزہ کا تباہ اور برباد کرادیا جتنے
گبر شقی وضلال جیطول پر اُس بوم خصال کے بیٹھے تھے سبھون نے جھکے سجدے کیے اور کہا یا خداوند آمنا وصدقنا
تو برحق خدا ہی تیرے کارخانۂ قدرت مین کسی بشر کو کیا مداخلت بعد ازان لقاے مشرک خدا نے پروانہ پیغمبری کا
اُن دونون لعینون کے واسطے لکھوا کے بھیجدیا

اب دوسطے داستان شوکت بیان سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جسوقت امیر والا توقیر سلطان صاحبقران اُس قلعے کی طرف روانہ ہوے تو قریب اُسکے جا کے دیکھا کہ بہت بڑا ایک مینار
اُس قلعے کے اندر ہی اور ایک برج برابر اُس مینار کے معلوم ہوتا ہی اور ایک زنگی گنبد پر بیٹھا ہی چنانچہ اسی طرح سے چار برج مین
کہ جن برجون پر ایک ایک زنگی بچہ گرز اور تیر و کمان اور نیزہ ہاتھون مین پکڑے زرہ چلتہ پہنے خود سر پر رکھے ایک ایک مست
ہاتھی پر کھڑے ہین اور ایک ایک دیو ہاتھیون کی مستک پر ایک ایک گرز ہاتھون مین لیے بیٹھا ہی مگر ایک زنگی فقط تلوار کھینچے ہی
صاحبقران دوران نے بجناب باری مناجات کرنا شروع کی ناگاہ خضر علیہ السلام جلوہ فرما ہوے اور امیر با توقیر سے فرمایا کہ
اے حمزہ صاحبقران جو کرنا واجبات ہی پہلے لوح طلسمی حاصل کرو تمکو لازم ہی کہ فلان مقام پر زمین کو کندہ کرو لوح طلسم وہان مدفون
ہی اُس لوح کو نکال کے اپنے پاس رکھو اور جو کچھ اُسمین مرقوم ہو مطابق اُسکے تم کرو انشاء اللہ تعالی عنقریب یہ طلسم فتح ہوجائیگا
یہ کہکے حضرت خضر علیہ السلام تو نظرون سے ناپدید ہوگئے سلطان والا شان نے اُس مقام پر جاکے زمین کو کھودا اور اُس
لوح کو ایک صندوقچے مین دیکھکر نکال لیا ایک پرت الماس کی بے جرم نہایت صاف و شفاف اُسمین کچھ اسماے الٰہی اور
حروف کندہ تھے صاحبقران دوران نے جو اُسے ملاحظہ کیا تو لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم دروازۂ قلعہ کی طرف جا وہان
ایک شیر نکلکے تجھپر حملہ ور ہوگا تو یہ اسم اعظم اپنے اوپر دم کرکے یک مشت اُسکو مارکر گرا دینا بعد اُسکے اندرون دروازہ ایک
گینڈا زنجیر فولادی مین بندھا ہوگا اُسے بھی اسی طور مار کر آگے جانا پھر جو کچھ عجائبات طلسم تو دیکھے بدون ملاحظہ لوح کوئی
بات نہ کرنا امیر با توقیر حسب الحکم لوح کے قلعے کے دروازے کی سمت روانہ ہوے کہ یکایک ایک شیر نمودار ہوکر بپھرا ہوا اُٹھا
بر سر سلطان نامور حملہ آور ہوا صاحبقران دوران نے وہی اسم لوح مین دیکھکر اپنے اوپر دم کیا اور بیک ضرب مشت اُس
شیر کو مارکر اندرون دروازہ قدم رکھا تو وہان دیکھا واقعی ایک گینڈا او دلطلعت ہی قطعہ بیکے بزرگردن چون کوہ آہن ؎ ز مرہم
تبر در ہنگام رفتن ما میان ابر و آتش بود یک شاخ ؎ بہ جنگ فیل بودی سخت گستاخ ؎ زنجیر آہنی مین بندھا
ہوا کھڑا ہی اور بمجرد دیکھنے صاحبقران کے کس غیظ و طیش سے زنجیر فولادی تڑا کے حملہ ور ہوا اگر اُسوقت فیل مست
بھی اُسکی آمد کو دیکھتا تو پسپا ہوجاتا سلطان والا شان نے حسب الحکم لوح طلسمی جلدی سے اُسکی شاخ کو پکڑکے زور
جو کیا تو کاسہ سر اُسکا الگ جا پڑا اور وہ خاک و خون مین تڑپ کر گرا اور مر گیا صاحبقران اُسکو مارکر ابھی چند قدم
آگے نہین بڑھے تھے کہ دیکھا ایک جا پر ایک پیر زال نہایت کہن سال کہ تمام سر پر ایک بال نظر نہین آتا
تھا چندیا گھٹی ہوئی نیلا تعویذ سر سے باندھے کانون سے ناک سے لو آگ کی نکلتی ہوئی پلکین چاندی کی سی
سفید چمکتی ہوئین آنکھین لہو بھری ہوئین بجلی کی سی چمکتین جھریان منہ پر اور تمام جسم پر پڑی ہوئین دانت
ڈاڑھ مین کچھ نہین خمیدہ قامت سامری کرتہ گلے مین ایک سوسی کا پائجامہ چوڑیدار پانون مین بغل مین جھولی
اُس مین آرد جو لے ہوئی سرسون مٹر کے دانے آگ دھتورے کی جلتی خون مردون کے چتی کھوپڑی پر
پیالہ شراب کا رکھے دو ایک ناگنین دو ایک سانپ کالے گلے مین لپٹے ہوے شیر کی کھال بچھاے طنبور ستار بجاتی ہی نظم

ضعیفہ اسقدر تھی وہ پیرانہ سال	کہ چاندی کے تھے اُسکے پلکون کے بال	کوئی دانت منہ مین نہ تھا نہ ڈار
کہ رونی جوانی کو وہ زار زار	ہوا جھریون سے تھا یہ حال تن	جبین جس طرح دامن پیرہن

بیساختہ صاحبقران دوران کو آتے دیکھکر مثل شعلہ بھڑک کر اُٹھی اور کچھ سحر کرکے بشکل ایک مادہ فیل مست کے
حملہ ور ہوئی صاحبقران دوران نے لوح کو اُسکے مقابل کیا پھر وہ دیکھتے ہی تڑپ کر گری اور ہیئت اصلی ہوگئی چاہتی تھی
کہ پھر دو سحر پیدا کرکے بھاگے امیر معظم سلطان باکرم صاحب اسم اعظم نے پھرتی تمام اُسکے بال پکڑکے ایک جھٹکا مارا
کہ وہ زمین پر گری اور کھوپڑی اُسکی پھٹ گئی تاریکی چار طرف چھا گئی اور ایک آواز عجیب پیدا ہوکے واصل جہنم ہوئی

بعد دم بھر کے روشنی ہوگئی سلطان والا قدر آگے روانہ ہوئے تو دیکھا کہ ایک بادشاہ مع فوج و سپاہ آیا اور سلطان
صاحبقران سے جنگ ہوئی آخرکار اُنکو شکست دے کر حسب اجازت لوح داہنی طرف جاکر ایک بیل کو جڑ سے اکھیڑا
اُسمین ایک ساحر خزینہ دار جادو نکلا ہرچند اسنے سلطان صاحبقران پر بہت کچھ سحر کیے مگر بوجہ لوح اور اسم اعظم کے
سحر کا اثر مطلق نہ ہوتا تھا آخرکار وہ بھی صاحبقران کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا کل آثار طلسم برطرف ہوئے جب
حسب الحکم لوح سلطان صاحبقران اُس طلسم کو فتح کر چکے تو شاہزادہ بدیع الزمان کو رہائی بخشی اور وہ گنجینہ زر وجواہر
اونٹوں پر بار کرا کے مع شاہزادہ بدیع الزمان سمت لشکر فیروزی اثر روانہ ہوئے یہاں جسوقت کہ یہ سوچتے تو
حال شکست کھانے لشکر اور تاراجی اور غارت گری اثاثہ صاحبقرانی اور بارگاہ سلیمانی کا اُنکے نہایت مکدر ہوئے
آخرکار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کو جانب دربند مرنجیہ رخصت کیا اور آپ بنفس نفیس دربند قموریہ کی طرف
روانہ ہوئے چنانچہ شاہزادہ بدیع الزمان نے اثناے راہ مین ایک پہاڑ پر بادشاہ سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام
دیکھکر ملازمت حاصل کی اور حال طلسم کے فتح کرنے اور امیر عالیمقام کے مراجعت فرمانے اور سمت دربند قموریہ تشریف
لیجانے کا سب بیان کیا اور بادشاہ سے رخصت ہوکے پھر سمت دربند مرنجیہ روانہ ہوا بادشاہ لشکر اسلام اُس کوہ پر سے
اُتر کے صاحبقران دوران کے پاس تشریف لائے اور ملاقات کی اور شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن مع چالیس
ہزار سوار دلیران عرصہ کارزار اور جوانان نامدار ایک ملک التجار کی صورت چند چھکڑے اور اونٹ بہلے
مال واسباب کے بطور تاجروں کے ہمراہ لیے قلعہ مرنجیہ کے برابر جو پہنچا چنانچہ وہان کا جو حاکم مالک اُس قلعے کا مرنج
زند نام ایک گبر غیور جرار سرکش اور زبردست تھا اُسکا ایک بھائی بہرام تھا اُسنے سوداگر کے قافلے کے آنے کی خبر
جو سنی تو وہ پیچھے سے سوار ہوکر لشکر مین شاہزادہ نامور کے آیا اور شاہزادہ عالم سے ملاقات کی جسوقت بیٹھا شاہزادہ
والاقدر نے ایک لعل رمانی ہفت کشور کے خراج کی قیمت کا بہرام کو دکھایا اُسنے طلب کیا شاہزادہ عالیمقدار
نے انکار کیا اور نہ دیا یہ بات بہرام کو نہایت ناگوار ہوئی اور کچھ گفتگو خلاف ادب سخت کرکے جب جواب دندان شکن
پایا تو حالت غیظ مین بہرام نے ایک خنجر شاہزادہ نامور کے سینہ بے کینہ پر مارا شاہزادہ رستم صولت نے بچا لا کی
تمام اُسکا ہاتھ پکڑ کے خنجر اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور بہرام کو اُٹھا کر دے مارا تمام اُسکے ساتھ والے ملازموں
اور ہوا خواہوں نے ایک عجب طرح کا ہنگامہ قیامت بپا کیا تھا رفتہ رفتہ یہ خبر سنکے مرنج زند مع اسپاہ مضطر
وہان آیا اور شاہزادہ عالم کو دیکھا کہ بہرام کی چھاتی پر بیٹھا ہے مرنج کی آنکھوں مین زمانہ تیرہ وتار ہوگیا اور تلوار
کھینچ کے چاہتا تھا کہ شاہزادہ نامور پر حربہ کرے شاہزادہ والا مرتبت نے مثل شیر ژیان بہرام کے سینے پر بیٹھے بیٹھے
ایک گھٹنا اپنا زمین پر قائم کر کے ایک ہاتھ بڑھا کر بازو کو اُسکی تلوار کی بچا کر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور جھٹکا مارا کہ وہ بھی
برابر بہرام کے روبرو سے شاہزادہ عالیمقام گر پڑا شاہزادہ بدیع الزمان نے ایک زانو بہرام کے سینے پر دوسرا زانو
مرنج زند کے سینے پر رکھکر فرمایا کہ اے بادرو اب تم کو خداے عزوجل خالق جزو وکل کی پرستش اور شناخت
مین تم دونون کو کیا منظور ہے اور کیا تامل ہے بہرام اور مرنج زند دونون نے بطیب خاطر کلمہ طیبہ پڑھ کے اسلام قبول
کیا اور شاہزادہ بدیع الزمان بصد شوکت وشان وہان سے کوچ کر کے سمت دربند قموریہ بخدمت سلطان
صاحبقران عالی مرتبت روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان صاحبقران دوران امیر کشورگیر حمزہ عالیشان سے گذارش کیے جاتے ہین

ازجسوقت کنارنگ اور شبارنگ کوہ بختی نے یہ خبر سنی کہ سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران مع تمام

لشکر اسلام قریب آپہونچے تب اُن دونون نے فوج کشی کرکے طبل جنگ بجوادیا اور یہ خبر شنکر نامیان خیبری اور نامیان خیبری سرہنگ مصری ابوشہاب لنگری بارگاہ سلیمانی مین بحضور شہنشاہ لشکر اسلام آئے اور زمین ادب کو بوسہ دے کر دست بستہ بعد دعا و ثناے شاہنشاہی کے یہ شعر پڑھا شعر الٰہی درجہان باشی بہ اقبال • جوان بخت و جوان دولت جوان سال • شہنشاہ عالم کی عمر دراز لشکر شب ارژنگ اور کنار رنگ مین طبل بجا اور کل صبح وہ دونون کافر جنگ آراستہ رزم و پیکار ہونگے یہ عرض کرکے ہر کارے تو مجرا کرکے بیرون بارگاہ نکل گئے سلطان ظفر احتشام امیر حمزہ صاحبقران عالی مقام نے بمجرد استماع اس کلمے کے فرمایا شعر سر مرا بکجز شمشیر حبیب • ہر چہ آید بر سر من یا نصیب • جو کچھ کہ منشی تقدیر اور کاتب ازل نے صفحہ ناصیہ پر میرے بروز دیوان قضا اپنے کلک قدرت سے ترقیم کیا وہ لفرصہ ظہور آیا اور آئیگا آئین فکر و تردد محض بیجا ہے کہہ دو ہمارے لشکر مین بھی [illegible] تابید ربانی طبل جنگ بجے چنانچہ حسب الحکم عظام حمزہ عالیمقام کے یہان بھی طبل اسکندری پر چوب عنبری پارہ • سنو جوریان نقارخانہ سلیمانی کی نوازش مین آئین تمام لشکر اہل اسلام مین خبر ہوگئی کہ صبح کو میدان جنگ مین غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار آمادہ رزم اور جویاے قضا ہوکر اپنے اپنے عزیز و اقربا یار و آشناون سے باہم ملتے تھے اور کہتے تھے یار و شب حاملہ است فردا چہ زاید دیکھے صبح کو کس کو تختہ تابوت اور کس کو تخت سلطنت نصیب ہو لکھو کھا دلیر اور شیر اپنے اپنے آلات حرب کو دیکھنے بھالنے لگے رات بھر جاگ اور ہوشیاری اور خبرداری سے [illegible] کی وقت سحر دونون لشکر میدان مین آکر قائم ہوے صف آرایان ہوئین سقے آبپاشی کرکے گرد و غبار کو پاک اور صاف کر گئے گرد کیشون نے ایک طرف سے نکل کے باواز بلند کہا اے مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید ۔ بیت روز جنگ ست جنگ باید کرد • کوشش نام و ننگ باید کرد • کہان ہین رستم اور کہان سہراب و بیژن اور برزو سواے نام کے اور بھی کچھ دنیا مین باقی رہا ۔ اشعار

تماشاے نہ از کاسہ مغز دست
نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ
نہ داری نگاہ من و دارا بیاد
جگر خون شد از زہر افراسیاب
کہ روز دیدی از گرز او کوہ سر
جہان باکسے پایداری نہ کرد

سکندر کہ یک خمہ آئینہ ساخت
کہ بشکست چون فرق کسری بسنگ
فریدون خداوند اکلیل و تخت
کہ گشتے از زہرہ شیر آب
چو بیژن بہ چاہ بلا شد ہزار
بہ کس این جفا پیشہ یاری نہ کرد

با حوال جم جاے عبرت نگو ست
ز آئینہ مرگ چون زنگ باخت
کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد
ز دنیا بہ ناچار بربست رخت
بخاک سیہ فرق رستم نگر
نماند آن یل برزو سے نامدار

بس کون بہادر اور نامداری کہ آج سر میدان نکلکر آن اگلے بہادرون کا نام صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط مٹادے اور اپنے آبا اور اجداد کا نام روشن کرجاے دو ہا یک آگے پت رہے اور یک یا پیچھے پت جاے • ایسے پوت سپوت کا کاگا مانس نہ کھاے • ساتھ اس کی آواز کے دیکھا لشکر کفار مین علمبردارون نے علمون کو جلوہ دیا اور کنار رنگ اپنے مرکب کو چمکا کے ناف میدان مین آیا اور رسم مقبول لقا سجدہ کرکے پکارا اے لشکر خدا پرستان وای زبر دستان از شما کرا آرزوے مرگ ست کہ باید بمیدان جنگ یہ آواز سنتے ہی یل عاریان پور شد اوبان پہلوان عادی مقابلے کو گیا اور زخمی ہوا اسی طرح اُس روز سترہ سردار دست راستی زخمی ہوے اور دوسرے روز بیس سردار دست چپی زخمی ہوے خلاصہ یہ کہ دس روز کی میدان داری مین ایک سو دو سرداران لشکر اسلام زخمی کرکے طبل بازگشت بجواکے چلا گیا روز یازدہم جبکہ بدستور قدیم دونون لشکر میدان مین آئے اور تیاری وعدہ گاہ مصافت کی بخوبی ہوچکی اور کنار رنگ نے اپنی فوج سے نکل کر باواز بلند کہا کہ اے خدا پرستو

اب بھی کسی کو حوصلہ مجھ سے مقابلے اور مجادلے کا ہی تو آئے میدان جنگ مین ابھی پورا کلمہ اسکی زبان سے نہین نکلنے پایا تھا کہ دیکھا علمداران لشکر اسلام نے علمون کو جلوہ دیا اور نقارون پر چوب پڑی عمرو نے میدان مین نکلکر نقیب دی کہ ای دلیران فوج اسلام ہوشیار ہو جاؤ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران میدان مین برآمد ہوتے ہین اور ایک بار حمزۂ صاحبقران نامدار اشقر دیوزاد کو سبک خیز کرکے حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ سے اجازت میدان حاصل کرکے اور بمقابلہ کنارنگ جاکے جنگاور ہوئے بعد مکالمہ زبانی اور آئین صاحبقرانی دونون کفار کو امیر حمزۂ عالیمقدار نے مردانہ وار کمر بند پکڑ کے اٹھا لیا اسوقت ان دونون تیرہ روزگارون نے خوف جان سے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوئے وقت شب بھاگ کر قلعہ بند ہوئے روز دوم شاہزادہ بدیع الزمان نے مع بہرام اور مرنج دزد آکر بارگاہ سلیمانی مین سلطان صاحبقران [illegible] ملازمت حاصل کی اور اپنے دنگل پر بیٹھے اسی شب کو شبارنگ اور کنارنگ کو نخت کو خواب مین [illegible] ابراہیم علیہ السلام کی نصیب ہوئی ہی اور وہ دونون عیار از سر صدق کلمہ پڑھکے مسلمان ہوئے

اب ذرکلے داستان شاہزادہ کرب غازی سے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ کرب دلاور سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہوکے برسر زدم مرنج روانہ ہوا حسب اتفاق مرنج شکار گاہ [illegible] رہا تھا شاہزادہ کرب غازی نے لوگون سے جو دریافت کیا کہ مرنج حاکم دربند مرنجیہ یہی شخص ہی [illegible] ملاقات کی مرنج نے پوچھا کیونکر آنا ہوا شاہزادہ کرب دلاور نے جواب دیا کہ تیری تادیب اور تعذیر کے واسطے آیا ہون مرنج نے کہا کہ مجھ سے ایسا کونسا جرم اور گناہ سرزد ہوا ہی فرمایئے تاکہ مین اپنے جی مین متنبہ اور متقول ہوکر اسکا عذر کرون شاہزادہ کرب غازی نے کہا کہ مین نے سنا ہی تو نے بارگاہ سلیمانی مرجان فیلکش کے ہمراہ مع سبائل زمرد شاہ کے پاس روانہ کی ہی مرنج نے عرض کی کیا مجال اور کیا تاب میری کسی حاسد نے غلط عرض کیا ہوگا وہ بارگاہ اور مرجان تو اسی صحرا مین موجود ہین کرب نے کہا کہ کیا مضائقہ تو میرے ہمراہ چل کہ جہان وہ جلاد ہی مین اسکے باپ سے لے لونگا مرنج نے کہا از بس جو بشتاب تشریف لے چلیں مین ابھی چلکے بتلائے دیتا ہون یہ کہکر مرنج اسی وقت ہمراہ رکاب شاہزادہ کرب دلاور کے سوار ہوکر اس صحرا مین پہونچا اور دور سے بتلایا کہ اسی صحرا مین مرجان فیلکش مع اپنی فوج و سپاہ کے ابھی کہین گیا نہین موجود ہی شاہزادہ کرب غازی نے بوقت شب کو مرجان فیلکش کے لشکر پر جاکے شبخون مارا اور مرجان فیلکش کو مجروح کرکے بارگاہ چھین لی اور مع مرنج مع لشکر فیروزی اثر روانہ ہوا اور بارگاہ سلیمانی مین آکر ملازمت سلطان والا منزلت کی حاصل کی بعد اسکے امیر والا تو قیر مع لشکر نصرت اثر وہان سے کوچ کرکے سمت دربند کرب سیہ روانہ ہوئے حسب اتفاق راہ گم کرکے گرد و نواح مین ایک حرمان دو وکش کے کہ ایک پہاڑ پر معمور اور نام اسکا شہر حریان مشہور تھا آنکلے دیکھا کہ شہر بہت بڑا شکر لا انتہا صف

انبوہ در انبوہ سکان شہر گروہ گروہ شعار
عجائب رنگ اور نقشے کا بازار
کہ بون بتون کے جیون مصرع برابر
ہزارون اس لطافت کے وہان باغ
کہ دل ہر ایک کا مثل گل کھلا ہی

نمایاں صنعت بصنعت اسکی عمارت
بھری جس مین بہار خط گلزار
کہون مین اسکو جہان یا گلستان
دکھائے رشک سے باغ ارم داغ

مسلسل جیسے رنگین ہو عبارت
دو رویہ یون دکانین سب برابر
جیسے ہو غنچۂ دل دیکھ خندان
موافق اس طرح آب و ہوا ہی

اور گرد و پیش اس شہر کے ہزار چشمے پانی کے مثل سیماب موج مار رہے تھے
اور پانی مثل آب مروارید صاف اور شفاف نظر آتا تھا اور وہ پانی خندق مین شہر کی جاتا تھا اور اسی خندق کے

پانی سے قریہ و دیہات جو حضور تحصیل کے گرد و اطراف مین آباد تھے وہان کے باغات اور زراعت اور کھیتون مین کشتکار
اور دہقان ڈھیکلیان لگائے پانی دے رہے تھے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار یہ کیفیت اور فضا دریے
اُس شہر کی دیکھکر بہ کمال اشتیاق جست کرکے اُس خندق کو طے کر گیا اور چالیس فرسنگ تک آبادی اُس شہر کی اور کیفیت
کوچہ و بازار کی دیکھتا ہوا ایک جنگل مین جا نکلا وہان دیکھا کہ سات میل مین کہ اُنھین بطور ہفت ستون کے بنایا ہے اور
اُنپر ایک قصر عالیشان نہایت خوبصورت اور دلچسپ تعمیر کیا ہے عمرو یہ فضا وہان کی دیکھکر پھر اور خوشی خوشی صاحبقران
و دوران کو لانے اور وہان کی سیر دکھلانے کے واسطے آتا تھا اثنائے راہ مین ایک تتق گرد کا تیرہ و تیرہ اور خیرہ خیرہ سر گرد بسما
رسیدہ و پائے گرد بزمین دوزیدہ غلغان و ہیجان چون سرنعت و رسان جہانے مارا گرد کو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد
شگافتہ ہوا اور دیکھا کہ آگے آگے کچھ پیلان کوہ شکوہ اُنپر علم اور نشان اور کچھ جلوس سواری کا اور بعد اسکے دیکھا کہ
زرومان شاہ مع اپنی فوج و سپاہ شکارگاہ سے پھرا ہوا اپنے شہر کو جاتا ہے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار یہ تماشا
دیکھکر جب بارگاہ سلیمانی مین پہونچا تو سارا حال بیان کیا سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی
کو حکم دیا کہ تم پیش خیمہ لیکے آگے چلو حسب الحکم سلطان باکرم پہلوان عادی اپنے رخش رخشان پر سوار ہو کر مع پیش خیمہ
اُس طرف روانہ ہوا یہ خبر سُنکے زرومان شاہ بادشاہ نے اپنے اہالیان دولت اور ارکان سلطنت کو حکم دیا کہ جا ماشکر
تیار ہو کل صبح کو ہم واسطے استیصال لشکر خدا پرستان سوار ہونگے بموجب حکم بادشاہ فوج و سپاہ مسلح اور مکمل ہو کر
چار گھڑی رات سے دروازے پر بارگاہ بادشاہ کے حاضر ہوئی اور صبح ہوتے ہوتے زرومان شاہ مع چالیس پہلوانون
کے کہ ایک ایک کو اُنمین دعوی رستمی اور سہرابی تھا اور ایک اپنے بڑے بیٹے کو کہ نہایت زبردست اور قوی بازو
شمشیر زن اور پیل افگن داراب پلنگ خوار موسوم اور مشہور تھا اور تمام اپنے لشکر کو ہمراہ لیے سوار ہو کر بیرون
شہر آیا اور لب دریا ایک میدان وسیع مین آکر فرو کش ہوا اور بیٹے داراب پلنگ خوار کو حکم دیا کہ تو جا کے داروغہ سے
پیش خیمہ حمزہ کا چھین لا اور اگر وہ کچھ سرکشی کرے تو بلا تامل اُسے قتل کر کے اسباب وغیرہ جو کچھ کہ اُسکے ساتھ ہو تاراج کر لانا
چنانچہ حسب الایمائے زرومان شاہ داراب پلنگ خوار مع کئی ہزار سوار کفار اپنے مرکب کو تیز گام کر کے برسر پہلوان
عادی آیا اور چاہا کہ بہ راہ سرکشی دست بُردی پیش خیمہ پر کرے یل عادیان پور شدادیان کیبان کرب بن کوہ
معدیکرب پہلوان عادی تخت شدادی بر گشتہ بمقابلہ داراب پلنگ خوار چلا آیا نوبت ہتھیار پر پہونچی اور داراب پلنگ خوار
پہلوان عادی کے ہاتھ سے زخم کاری کھا کے پھرا اِس عرصے مین زرومان شاہ بھی مع چالیسون پہلوانون اور اپنی فوج
و سپاہ کے آپہونچا اور داراب پلنگ خوار نے اپنے بیٹے کو حالت زخمداری سراپا خون مین آغشتہ اور بیتاب دیکھکر چاہا
کہ آپ بمقابلہ پہلوان عادی جائے پھر ایک قہر طویل القامت چھوٹا بیٹا اُسکا اپنے مرکب کو جھکا کے زرومان شاہ
سے عرض کرنے لگا کہ فدوی کے سامنے حضرت کا مقابلے مین ایک ذلیل داروغہ پیش خیمہ کے جانا مناسب نہین حضرت اِس
فدوی کو اجازت دین کہ عوض بڑے بھائی صاحب کا اُس خدا پرست سے جا کے لے زرومان شاہ نے کہا کیا
قباحت ہے بخداوند باختر سپردم قہر طویل القامت اجازت لیکر میدان مین آیا اور پہلوان عادی سے مبارز طلب ہوا
بلازد اللعین وہ بھی عمرو معدیکرب کے ہاتھ سے زخمدار ہو کر حالت غش مین مرکب پر سے گرا اور اُسوقت زرومان شاہ
نے اپنے دونون بیٹون کو مجروح دیکھکر بیساختہ اپنے مرکب کو جولان کیا اور بمقابلہ پہلوان عادی آکر پکارا کہ اے حق
اے صید فربہ طویل القامت خدا پرست کہ گذارم کہ اکنون از دست من زندہ و سلامت روی یہ کہکے برچھا
پہلوان عادی کے منہ پر مارا پہلوان عادی نے اُس جلادت پر جسپر تمام اپنا زور دکھلایا اُسکے نیزے کو گانٹھ لیا

اور سر عوج بن عنق بن آنکے ہاتھ سے نیزہ ہوائی گرد باز زرومان شاہ نے جو دیکھا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے اسنے نکال دیا غضبنا
ک سے زبانہ آسکی آنکھون مین تیرہ و تار تھا اور قبضہ شمشیر پہ ہاتھ ڈالکر پکارا کہ اے خداپرست تیرہ بازی خلال بازی
عمود بازی حال بازی شمشیر بازی راست بازی دیکھو تو کیا میری تلوار اسکی مُبرّش ہے یہ کہکے بقوت تمام ایک وار ناوار
کا پہلوان عادی کے سر پر کیا پہلوان عادی نے اسکی تلوار کو نخت شدادی پر روک کر بوقت برگشتگی نخت شدادی
مارا کر حسب اتفاق اسکا گھوڑا الف ہوگیا اور ضرب پوری نہ پڑی کچھ چھچھلتا ہوا زخم اوچھا زرومان شاہ کے سر پر
آیا لیکن پہلوان عادی جو ضرب کرکے اپنے مرکب کو روکنے لگا کہین اُس مقام پر موشک خانہ تھا سم مرکب شکستہ
مین جا پڑا اور گھوڑا پہلوان عادی کا اگلے پانون کے بل بیٹھ گیا اور پہلوان عادی تاش زین سے جدا ہو کر گرا اتنے
عرصے مین زرومان شاہ دوڑ کر پہلوان عادی سے لپٹ گیا اور زور کشتی ہونے لگا ہر چند زرومان شاہ کو پہلوان
عادی سے کیا مناسبت تھی جو لحظہ بھر کشتی مین ٹھہر سکتا مگر کارخانہ قضا و قدر مین کسکو مداخلت ہے اسی موشک خانے
مین پہلوان عادی کا بھی پانون جا پڑا اور پہلوان عادی کو حالت غش طاری ہوئی زرومان شاہ نے پہلوان
عادی کو گرفتار کر لیا اور اپنے خیمے مین لیجا کے جب عادی کو ہوش آیا تو کہنے لگا اے خداپرست تو میری نوکری کرلے
پہلوان عادی گرفتار نے جواب دیا کہ جو کوئی مجھے پیٹ بھر کے کھانا کھلاوے مین اُسکی نوکری کرتا ہون زرومان شاہ
نے کہا کیا بڑی بات ہے مین تجھے سیر کر دونگا پہلوان عادی نے کہا کہ پھر جو مین بھوکا رہونگا تو پھر نہ تو ہوگا اور نہ مین
ہونگا اور نہ تو میرا مالک ہے اور نہ مین تیرا نوکر ہون زرومان شاہ نے پہلوان عادی کو قید سے رہائی دیکر کئی خوان
کھانے کے طلب کرکے پہلوان عادی کے سامنے رکھدیے پہلوان عادی نے اُن خوانون کے گنے اور خوان پوش
اٹھا کر کھانے کو دیکھا اور کہا اے بادشاہ میرے کھانے کے واسطے جو کچھ تو نے تجویز کیا ہو وہ تو طلب کرکے مجھے دے
بادشاہ نے کہا ان خوانون مین سے تو پہلے کھالے جب تیرا پیٹ نہ بھریگا تو مین تجھے اور منگا دونگا پہلوان عادی
نے وہ سب خوانون کا جو کچھ کہ قسم برنج وغیرہ کے پانچ چار سیر کی چپاتیان دس بیس باقرخانیان تھین وہ سب
اٹھا کے دو نوالون مین کھالیا بادشاہ نے داروغہ مطبخ سے اشارہ کیا کہ ہمارے باورچیخانے مین جتنا کھانا تیار ہو
وہ سب لاکے اِسکے سامنے رکھدو اسمین سے جتنا اسکا جی چاہے کھالے حسب الحکم زرومان شاہ داروغہ نے
دو ڈھائی سو دیگ پلاو اور زردے اور مطنجن اور شیر برنج کی اور کوئی سو سوا سو دیگ قلیے اور قورمے کی دو ڈھائی سو
دیگ خشکے کی اور کوئی چار سو جوڑ باقرخانیون کے کہ ایک ایک جوڑ سوا سوا سیر کا تھا اور قریب دو من کے کباب اور کوفتے
وغیرہ لاکے سامنے پہلوان عادی کے رکھوا دیے زرومان شاہ نے جانب پہلوان عادی مخاطب ہو کے کہا کہ لے
اب جتنا تیرا جی چاہے اسمین سے پیٹ بھر کے کھالے باورچی نے کہین قضائے کار چاہا کہ پلاو تھوڑا سا دیگچے سے نکال کر
قاب مین رکھے پہلوان عادی نے دوڑ کر باورچی کو آہستہ سے ایک دو انگلیان ماریں کہ وہ باورچی مانند لوٹن کبوتر کے
زمین پر گر کے لوٹنے لگا اور سب باورچی تو مارے خوف کے بول نہ سکے بھاگ کر الگ جا کھڑے ہوئے مگر
زرومان شاہ نے کہا کہ اے بہادر اِس باورچی نے کیا قصور کیا تھا جو تو نے اسکو بے صدر قصور مارا پہلوان عادی
نے کہا کہ تمھارا باورچی نہایت بے تمیز ہے جس وقت یہ دیگ سے کفچہ مار کر چانول نکالتا پھر یہ آب جا تو لون
کی نہ رہتی سب ٹوٹ جاتے یہ کہکے جلدی سے ایک دیگ کے دونون کنڈل پکڑ کے اس طرح سے دو چار ریلے
دیگ کو دیے کہ تہ دیگی مین جو کھرچن لگی تھی وہ بھی دیگ کے پیندے سے کھرچ کر جدا ہو گئی اور پہلوان عادی
نے ایک مرتبہ دونون ہاتھون سے دیگ اٹھا کے منہ سے لگالی اور سارا پلاو اُس دیگ کا آن واحد مین نگل کے

اندر بھر کے چٹ کر لیا اسی صورت سے وہ جتنی دیگین تھین سب کو اُٹھا اُٹھا کے جو کھانا اُسمین پلاؤ زردہ شیر برنج خشکہ تھا
سب کو ہاتھون ہاتھون مین کھا کر چار چار پانچ پانچ باقرخانیون کو تلے اوپر رکھ کے اور آبخورے بادیہ قلیے و قورمے کے لیکر
مُنھ مین رکھ لیے اور کھانا شروع کیا کوئی دو تین گھڑی کے عرصے مین وہ سب کھانا باورچیخانے کا کھا کر کہنے لگا کہ اے بادشاہ
وہ جو مثل تونے سنی ہو بھوکا بھلا اور آدھا پیٹ کھانا بہت بُرا ہوتا ہی مارے بھوک کے میری جان نکلتی ہی واسطے
اپنے دین و آئین کے کچھ اور منگا دے کہ مین کھاؤن اور اندر سے مجھے تسکین ہو بادشاہ نے مسکرا کے چوبدارون
اور چپراسیون کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر کی بازار مین جا کے جتنے باورچی اور حلوائی اور دکاندار ہون اُنکی دوکانون
مین جو کچھ پوری پکوان شیرینی ملے وہ سب اُٹھوا لاؤ حسب الحکم زردمان شاہ کے ہرکارے چپراسی چوبدارون نے
بازار جا کے سات سو آٹھ سو ٹوکرے بڑے بڑے مٹھائی اور پوری پکوان کے اور باورچیون کی دوکانون سے پلاؤ زردہ
آبی خمیری چپاتیان شیرمال باقرخانیان کلچے تافتانین غرض جو کچھ تھا سب اُٹھوا کے منگا کے پہلوان عادی کے آگے رکھدیے
پہلوان عادی نے وہ بھی سب مٹھائی پوری پکوان وغیرہ جو کچھ تھا آن واحد مین نوش جان کر کے کہا کہ بادشاہ ہر چند کہ
بے ادبی اور گستاخی ہوتی ہی مگر مجھے معلوم ہوتا ہی کہ تجھ سا کمینہ زرد اور لئیم ہی ارے جسکو کھانا کھلوانے مین اسکو آدھے پیٹ
رکھنے مین کمبخت تیرا برا ہوا اگر مجھے قتل کرنا تھا تو تونے ایک مرتبہ مجھے تلوار سے ذبح کر ڈالا ہوتا یہ کیا ضرور کہ ترسا ترسا کے
مجھے بھوکا پیاسا مارتا ہی زردمان شاہ اور اُسکے تمام اہل بارگاہ متحیر اور ششدر خاموش کھڑے کچھ جواب نہین دے سکے
تب جب پھر پہلوان عادی نے کہا کہ ارے بد توفیق کھلانے کی مجھے نہین تھی تو تونے مجھ سے وعدہ کیون کیا تھا مگر
اگر مجھے روٹی ٹکڑا نہین میسر ہی تو بلا سے کچھ چنے کی قسم سے مجھے منگا دے کہ مین کچھ تو کھاؤن تاکہ تسکین ہو زردمان
شاہ نے ناچار ہو کر کہا کہ ارے دیکھو اصطبل کے اندر گھوڑون کا کچھ دانہ گھونسون مین ہو تو لاؤ داروغہ دواب نے کئی
گون چنے اور جو کے دانے کے گھوڑون اور ہاتھیون کے کھانے کے کھلوائے پہلوان عادی نے پھنکے مارنا شروع
کیے اور دو تین گھڑی مین وہ سب دانہ بھی جب کھا چکا زردمان شاہ اپنے جی مین کہتا تھا کہ یہ شخص کوئی دیو ہی ابکی
بار یہ مجھے کھا جائیگا ناگاہ پہلوان عادی زردمان شاہ کا منھ دیکھ کر کہنے لگا اے بادشاہ تیری توفیق تو مین دیکھ چکا
اب تو اپنے جی مین یہ کہہ کہ یہ شخص بڑا پیٹا ہی بہت کھانا کھاتا ہی مجھے نظر لگائیگا بس مین باز آیا تیری نوکری سے
اگر اسی طرح سے مین روز فاقہ کرونگا تو زندگی میری کاہے کو ہوگی انسان نوکری چاکری بیگانی تابعداری
واسطے اپنے پیٹ بھرنے کے کرتا ہی جب رزق پیٹ بھر کے نہ ملا تو پھر کسی کی اطاعت کرنا کیا ضرور ہی زردمان شاہ
کو کچھ جواب دیتے نہ بن پڑا سوا اسکے ایک بھاری خلعت منگا کے پہلوان عادی کو پہنایا اور ایک خیمہ
مخملی بہت پرتکلف علحدہ پہلوان عادی کے واسطے استادہ کرا کے کہا کہ آپ جو دال دلیا نان جوین مجھے
میسر آئے وہ قبول کر کے یہان تشریف رکھین کیا مضائقہ کبھی ایسا بھی اتفاق ہو جاتا ہی پہلوان عادی
نے کہا اچھا ذرا مین آرام کرون پھر تجھ سے گفتگو کرونگا اور اب تیری ان سب باتون کا جواب دونگا یہ
کہکر پہلوان عادی اُس خیمے مین جا کے ایک بڑے پلنگ پر دراز ہوا اور کروٹین لے رہا تھا اسمین عمرو عیار
نے آکے کہا کہ اے عمرو معدیکرب اب بخدمت امیر حمزہ صاحبقران چل یہان کیون پڑا ہی پہلوان عادی نے کہا
جا مین تو نہین جاتا عمرو عیار ناچار ہو کر وہان سے لشکر فیروزی اثر مین آیا اور بارگاہ سلیمانی مین جا کے پھر سارا
حال پہلوان عادی کا بیان کیا تمام سرداران لشکر اسلام بیساختہ ہنس پڑے امیر حمزہ صاحبقران متبسم ہو کر
فرمانے لگے کہ وہ جو کچھ ہوا سو ہوا کچھ بیش جمہ کا حال اور پہلوان عادی کے ساتھ کی فوج و سپاہ کا حال نہ معلوم ہوا

دراز عرب نے عرض کی کہ دریافت ہوا ہے وہ تمام لشکر اُسی میدان مین پڑا ہی اب دیکھیے کیا ہو غرض یہان تو یہ گفتگو تھی ہان
سنیے کہ زردمان شاہ نے وقت شب کے طبل جنگ بجوا دیا اور عیاران لشکر اسلام نے آکر بحضور بادشاہ اسلام عرض
کی عمر دراز باد کہ نادر مشتری شہریار عالم کی عمر دراز زردمان شاہ اس دربند کے حاکم نے طبل جنگ بجوایا اور صبح کو
معرکہ آرائے میدان کارزار ہوگا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ بحول وقوت پروردگار ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجوا دو
چنانچہ حسب الحکم سلطان باکرم کے لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بجا اور تمام رات تیاری میدان جنگ کی رہی روز دوم
صبح کو دونون لشکر میدان مین نکلے اور صف آرائی ہوئی مختصر یہ کہ دو تین روز کی میدان داری مین چالیس بیٹے
زردمان شاہ کے میدان مین نکلکر مبارز طلب ہوے اور سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران نے چالیسون
بیٹون کو اُسکے زیر کرکے پکڑ لیا اور بعد ازان زردمان شاہ شیرویہ بن حمزہ سے مقابلہ ہوا بعد از جنگ نیزہ اور
شمشیر جسوقت کہ نوبت کشتی کی پہونچی زردمان شاہ شیرویہ بن حمزہ سے مغلوب ہوکر از سر صدق مسلمان ہوگیا اور اپنی
سب فوج و سپاہ کو بھی کلمۂ شہادت تلقین کرکے مشرف باسلام کیا بعد اسکے اُسی پہاڑ پر تیاری دعوت کی بڑی دھوم
سے کرکے سلطان والاقدر عالی منزلت کو بلایا اور چاکرانہ خدمت مین مشغول تھا ناگاہ سلطان صاحبقران کی
نگاہ ہر جانب کو جاتی تھی تو دیکھا کہ عجب طرح کی روشنی کوسون تک نظر آتی ہی امیر با اقبال نے زردمان شاہ
سے استفسار حال کیا کہ یہ چراغان کی روشنی کیسی ہی زردمان نے عرض کی کہ یا امیر عالی مقام یہ روشنی قدیم الایام
سے غلام بھی دیکھتا ہی اور ہر چند اسکی تحقیقات بڑے بڑے سن رسیدہ یہان کے رئیسون اور باشندون سے کی گئی
مگر مطلق اسرار نہین کھلتا اور آج تک کچھ نہین معلوم ہوتا کہ روشنی کیونکر ہوتی ہی اور جو کوئی اس روشنی کے دریافت کرنیکا
کو اسطرف گیا وہ پھر کر نہین آیا بیت نہ پایا کھوج ہرسون نقش پاے رفتگان ڈھونڈھے ٭ نہین جنکا پتا ممکن کوئی
انکو کہان ڈھونڈھے ٭ لا علاج ہوکر خاموش ہو رہے ہین سلطان صاحبقران نے فرمایا نیت شب جمعہ ام
انشاء اللہ تعالےٰ کل ہم اسکا حال دریافت کرینگے غرض وہ شب گذر گئی روز دوم صبح کے وقت سب سردار
بارگاہ نشین بحضور شہریار سعد بن قباد اور سلطان صاحبقران حاضر ہین اور شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کہ
بتقریب صید افگنی حسب الایماے امیر والا توقیر اُسی پہاڑ پر جاکے شکار کھیل رہا تھا کہ ایک مرتبہ سامنے سے ایک
ہرن نمودار ہوا اور شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ اُس ہرن کے تعاقب مین اپنے گھوڑے کو تیز گام کرکے ابھی تھوڑی دور
نہین گیا تھا کہ ہوا سے آسمان سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو قاش زین سے اُٹھا کے لے گیا
ہمراہیان شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نے آکر شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار سے سارا حال بیان کیا عمرو نے
جلدی سے اُس پہاڑ پر چڑھ کے چوچار طرف خیال کیا تو دیکھا درمیان کوہستان کے ایک مرد پیر نماز پڑھتا ہی عمرو
اُس بوڑھے کے برابر جاکر کھڑا ہوا اس عرصے مین اس بوڑھے نے نماز سے فراغت کی اور عمرو کو دیکھکر کہا سلام علیک
ابھی عمرو جواب وعلیک السلام نہین دینے پایا تھا کہ ایک پنجہ اور پیدا ہوا عمرو کو بھی اُٹھا لیگیا عیاران اسلام نے
بحضور سلطان صاحبقران عالیمقام جاکر بیان کیا امیر باتوقیر اُسی وقت پریشان خاطر ہوکر اور اشقر دیوزاد
پر سوار ہوکے اُسی دامان کوہستان مین اُس پیر مرد کے پاس جاکر مستفسر اس حال کے ہوے اُس بوڑھے نے کہا کہ اے
شہریار یہ مقام جو رہا ہے جنی حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی دایہ کا ہی جو کوئی یہان بیباکانہ اور بے ادبانہ
آتا ہی اُسکو قید کرلیتی ہین امیر والا توقیر یہ گفتگو اُس پیر مرد کی سنکے اُس کوہ پر تشریف لیگئے تو از بسکہ پہاڑ پر چڑھنے سے
پانون شل ہوگئے سستی فرا گیر طاری تھی دم بھر کے واسطے ایک پتھر کی چٹان پر آرام فرمایا جیسے خواب سے بیدار ہوے

تو آنکھ کھول کر دیکھا کہ وہ پہاڑ نہیں ہے میں ایک صحرائے وحشتناک میں کھڑا ہوں صاحبقران دوران صبح سے شام تک اُس
صحرا میں عرصہ راہ کو طے کرکے پھر اُسی پہاڑ پر آئے اور شب کے وقت ایک جا پر بیٹھ خود یہ تجویز کرکے کہ اب یہاں آرام
کرو دن صبح کو پھر جیسا ہوگا دیکھ لونگا آرام کیا جب صبح کو آنکھ کھلی تو پھر وہی جنگل نظر آیا سلطان صاحبقران نہایت
پریشان اور ششدر ہوکر بحضور قلب جناب باری سے ملتجی ہوئے ابھی دعا سے فارغ نہیں ہوچکے تھے کہ یکایک
حضرت خضر علیہ السلام نمودار ہوئے اور حضرت خضر نے امیر باکرم سے فرمایا کہ ای امیر حمزہ صاحبقران دست راست
دیکھو تو بہت قریب پہاڑ ہے تم اسپر بخوف وخطر چڑھ جاؤ لیکن پیچھے پھر کے نہ دیکھنا سلطان والاشان نے بموجب ایمای
حضرت خضر علیہ السلام کے چاہا کہ اُس پہاڑ پر چڑھوں مگر نہ چڑھ سکے تب ناچار ہوکر پھر اُسی طرح پیچ وتعب میں دن
بسر کیا شب کے وقت عالم خواب میں دیکھا کہ ایک شخص باشمشیر عریان شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو اسیر طوق وزنجیر
کیے روبروے امیر والا توقیر لایا اور تلوار سے شاہزادہ نامدار کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے چلا گیا بعد دم بھر کے شاہ عیاران
عیار عمرو بن امیہ نامدار کو اُسی طرح سے طوق اور سلسل امیر حمزہ صاحبقران کے سامنے لاکے تلوار سے قتل
کیا صاحبقران دوران دیکھا کیے مگر بموجب ممانعت حضرت خضر علیہ السلام کے مطلق کچھ نہ کہا جس وقت سلطان
والاقدر عالی منزلت خواب سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ وہ رائے جنی شیرویہ بن حمزہ اور عمرو کو اپنے ہمراہ لیے نمود
ہوئی اور آتے صاحبقران دوران کے قریب آکر کہا کہ اون تیرے فرزند پر آثار بزرگی نمایاں ہیں خیر یہی موجب
سفرکاران دونون شیر سے متوسلون کے واسطے ہوا اور یہ کہکے شاہزادہ شیرویہ کو اور عمرو کو حوالے صاحبقران
دوران کے کیا اور آپ نظرون سے غائب ہوگیا امیر عالیمقام وہان سے باطمینان تمام مع شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ
اور عمرو بن امیہ ضمری کے مراجعت فرماکے اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے روز دوم وقت دربار زردمان شاہ نے
بہ تبجیل مذکور کہا کہ ای شہریار اس ملک میں ایک قوم جانوران پرند کی اس شکل سے دیکھنے میں آئی ہے کہ اُنکی چونچ میں
چونچین ہیں اور تلوار نیزہ وتیر خنجر چھری گولی کوئی حربہ اُنکے جسم پر اثر نہیں کرتا سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران
نے پوچھا کہ وہ جانور پرند کہان تونے دیکھے ہیں زردمان شاہ نے عرض کی کہ یہان سے بہت نزدیک ایک دامان
کوہستان میں آشیانے اُنکے موجود ہیں امیر باتوقیر نہایت مشتاق اُن پرندون کے دیکھنے کے ہوکر مع سرداران لشکر
اسلام سوار ہوئے اور زردمان شاہ کو ہمراہ لیے جب اُس پہاڑ کے قریب پہونچے تو واقعی اُن جانورون کو جو بغور
دیکھا تو چونچ میں منقارین ہیں اکثر سردارون نے براے امتحان تیر برچھی تلوارین کو یہان اُن پرندون پر مارین
الا کچھ کسی کا حربہ اُنکے جسم پر کارگر نہ ہوا وہ اسی طرح بے پرواز کرتے پھرتے تھے امیر والا توقیر نے جانب عمرو مخاطب
ہوکے فرمایا کہ خواجہ سلامت اگر یہ جانور گرفتار ہون تو پر وبال اور پوست اُن جانوران پرند کا بڑے کام کا ہے تو
کوئی تدبیر اُنکے پکڑنے کی نکال عمرو نے کہا حمزہ یہ تدبیر دام دارون صیادون کو طلب کرکے پوچھو میری بلا جانے
میں تو یہ جانتا ہوں کہ زر کا صرف سب چیزین ہے یہ روپیہ قاضی الحاجات ہے جو زر صرف کریگا اُسکو آسانی سے
ہر ایک شے مل سکتی ہے یہ کہکے زر لے بہ غرض پانچ ہزار اشرفیان امیر باتوقیر سے جب لے لیں تب مرشد کامل شاہ عیاران
عیار نے زہر ہلاہل گوشت میں آغشتہ کرکے زیر دامان کوہ جابجا رکھوا دیا اور جس وقت اُن جانوران پرند نے اُس گوشت
کو کھایا پھر پرواز نہ کرسکے وہین پھڑک پھڑک کر مرگئے عمرو نے پوست اُنکا کھچوا کر چار ہزار خفتان بنوائے کوئی حربہ
اُنپر اثر نہیں کرتا تھا غرض بعد چند روز کے لشکر فیروزی اثر کا وہان سے کوچ ہوا اور سلطان والاشان امیر حمزہ
صاحبقران مع تمام سرداران لشکر اسلام کے آگے کو روانہ ہوئے

جب تک دو کلمے داستان لشکر شاہزادۂ عالیشان خاور سیاہ ملک قاسم سے گذارش کیے جاتے ہیں

از جب وقت لقا خداے باختر کو یہ خبر پہونچی کہ ملک قاسم نے بڑی جمعیت بہم پہونچائی ہے اور مظفر بن ضیغم خون آشام
وغیرہ مسلمان ہوکر اُسکے شریک حال ہیں لقا نے جانب الماس پولاد جنگ مخاطب ہوکر کہا کہ تو اسی وقت اپنا
لشکر ہمراہ لیکر سر قاسم جا اگر وہ زندہ دستگیر ہو سکے تو زندہ میرے سامنے لا ورنہ اُسکا سر کاٹ کے حاضر کر
حسب الحکم اُس خداے باختر کے الماس پولاد جنگ مع اپنے ساٹھ ہزار سوار کفار کے آمادۂ رزم و پیکار ہوکر
تلاش شاہزادۂ خاور سیاہ نامدار روانہ ہوا اور روز دوم بعد کوچ کرجانے الماس پولاد جنگ کے لقاے مشرک
خدا نے سہیل تیر سوار کو بھی مع لشکر جرار کے حکم دیا کہ تو بطور مددگار کمک کے تعاقب میں الماس پولاد جنگ
کے جا کر بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے آمادۂ کارزار رہنا اور جس طرح سے ہو سکے اُس بندۂ گستاخ قاسم کو زندہ یا
اُسکا لانا سہیل تیر سوار بھی فوج بیشمار لیکر تعاقب میں الماس پولاد جنگ کے چلا جس وقت یہ خبر خاور سیاہ ملک قاسم
کو پہونچی شاہزادۂ خاور سیاہ جہان فروکش تھا وہان سے ایک منزل آگے سوار ہوکر آیا اور مع لشکر وہان
فروکش ہوا الماس پولاد جنگ نے جو سُنا کہ ملک قاسم بدعوی شجاعت اپنے مقام پر سے کوچ کرکے بمقابلہ میرے
لشکر کے فروکش ہوا ہے اُسی وقت اُسنے طبل جنگ بجوا دیا یہان یہ خبر طبل جنگ کے بجنے کی سُنکے شاہزادہ خاور سیاہ
نے بھی اپنے لشکر میں طبل جنگ بجوایا اور رات بھر تیاری میدان جنگ کی رہی صبح کے وقت دونون لشکر
میدان میں آکر صف آرا ہوے ناگاہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور شاہزادۂ خاور سیاہ کو میدان رزمگاہ سے اُٹھا کے
سوے آسمان لے گیا لشکر الماس پولاد جنگ سے ضیغم خون آشام نکلا اور تا میدان میں آکر مبارز طلب
ہوا اس طرف ہر چند کہ بسبب ملک قاسم کے اُس پنجے کے اُٹھا لیجانے سے عجیب طرح کا تہلکہ اور تلاطم تھا مگر
حریف کو للکارتے سر میدان گھوڑا اُڑا کر مظفر بن ضیغم خون آشام بمقابلۂ ضیغم خون آشام آیا اور بطریق اہل اسلام
دربارہ پیشدستی کہا کہ جو طریق اور دین میں نے اختیار کیا ہے اُسمین حریف پر پیشدستی ممنوع ہے لہذا اے ضیغم خون آشام
تو اپنا حربہ پہلے کر لے جب تیری ضرب سے جناب احدیت مجھے محفوظ رکھیگا تو مین بھی جو مجھ سے ہو سکیگا حاضر
ہون ضیغم خون آشام نے تیغہ کھینچکر اور یہ کہکر اے ننگ خاندان دشمن خداوند تیری جا پر تو اگر کوئی میرے بیٹی
ہوتی تو خوب تھا تجھ سے نالائق کا قتل واجب ہے خبردار یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کر دیا تھا اور بزور تمام ضرب تیغ
کی بر سر مظفر ماری مظفر نے سپر کو پناہ کیا مگر تلوار کا کام کاٹنا ہے اور ایسے طاقتدار کے ہاتھ سے معاذ اللہ وہ تلوار
ضیغم کی مظفر کی سپر کو کاٹ کر کاسۂ سر میں تا دو ابرو اتر گئی مظفر نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکے نکل گئی مگر
چادر خون کی بنگر سنو پر آگئی مظفر حالت غش میں گھوڑے پر جھکا ضیغم خون آشام نے فوج سے کہا کہ یورش کرو
اور جنگ مغلوبہ کرکے ایک خدا پرست کو زندہ و سالم بچکر جانے نہ دو اور چارطرف سے لکھو کھا کفار تیر سے اور
تلوارین کھینچے آمادۂ جدال و قتال ہوے اور جنگ مغلوبہ واقع ہوئی عنقریب تھا کہ فوج اور سپاہ جان نثار
شاہزادۂ خاور سیاہ جرئت کھا کے پس پا ہوتی ناگاہ ایک گرد اٹھی اور اُس گرد میں سے در دریاے
جرئت و نجم سپہر صولت صف شکن اور صفدر شاہزادۂ اسد بن کرب دلاور شل شیر ژیان با شمشیر عریان
یہ نہیب دیتا ہوا باش باش اے کفاران بیحیا و اے نابکاران تیرہ دغا کہ گذارم شمارا کہ از دست من زندہ و
سلامت روید مع چند سرداروں کے نمودار ہوا اور یہ نعرہ کرکے نعرہ اسد اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
بدترم دل شیر و جسم پلنگ ۔ آمادۂ شمشیر زنی اور کفار کشی ہوا ضیغم خون آشام نے مقابلے میں آسکے

ایک ضرب اُسی تیغہ کی بر سر شاہزادہ اسد دلاور کے ماری شاہزادہ اسد نے چینچی تمام اُسکی ضرب کو خالی دیکر کہا
شعر سپہر بر دگر فتن تنگ می آید بسا ہی راہ نگیر و مرد میدان روز جنگ این رو بسا ہی راہ اور بوقت برگشتن برابر سے
تلوار ماری کہ ضیغم خون آشام کے سر پر زخم کاری لگا اور ضیغم خون آشام حالت غش مین مرکب پر سے گرتے گرتے سنبھلا
اور اُسی وقت طبل بازگشت بجواکے مع تمام فوج کفار اور الماس پولاد جنگ میدان مصاف سے مراجعت
کرکے اپنے خیمے مین داخل ہوا ادھر شاہزادہ اسد بن کرب دلاور اپنے خیمے مین اور مظفر بن ضیغم خون آشام
اور لشکر شاہزادہ خاور سپاہ کا اپنے اپنے خیمے ڈیرون مین آکے داخل ہوا مگر رات کو فضلان شاہ اور عدلان
شاہ ہمراہیان شاہزادہ اسد بن کرب غازی نے شاہزادہ اسد سے جدا ہو کر لشکر کفار پر شبخون مارا اور
الماس پولاد جنگ کو زخمی کرکے نکلے تھے کہ اُسی طرف سے حارث سعد نے پیچھے سے آکر فضلان شاہ کو زخمی
کیا مگر حارث سعد بھی زخمی ہوگیا تھا گھوڑے نے اُسکو رزمگاہ سے لیجا کر ایک جنگل مین ڈالدیا تھا قضاے کار
اُسی طرف سے کہین شکار کھیل کر ہبر مزر بن سماک اژدر گیر پھرا ہوا آتا تھا اُسنے حارث سعد کو بخیال زخمداری وہان
بیہوش پڑا دیکھکر بیجانا اپنے ہمراہ اٹھوا کے اپنے شہر مین لے گیا اور حارث کے زخمون مین ٹانکے لگوا کے اور مرہم کی
پٹیان جراحون سے چڑھوائین بارے بعد چند روز کے حارث سعد کو صحت ہوئی چونکہ ہبر مزر بن سماک اژدر گیر
بڑا خوشنویس تھا حارث سعد نے غسل صحت کرکے اُس سے مشق لکھنے کی شروع کی ایک روز کی نقل ہے کہ ہبر مزر
بن سماک نے حارث سے احوال شجاعت اور دلیری کا شاہزادہ اسد بن کرب دلاور کی اور اُسکے زخمی ہوجانے
کا پوچھا حارث نے بیان کیا کہ حق اگر پوچھیے تو شاہزادہ اسد بن کرب دلاور مرد مردانہ نہایت بہادر ہے اور مین
کیا اُسکی شجاعت اور قوت کا حال بیان کرون اگر اس زمانے مین رستم اور سہراب ہوتے تو ہنگام مقابلہ اور مجادلہ
لطف اُٹھاتے ہبر مزر بن سماک اژدر گیر اور حارث سعد کو ایک محبت بدل شاہزادہ اسد دلاور سے پیدا ہوئی اور
تائید غیب سے خود بخود از سر صدق مسلمان ہوگئے اور اپنی تمام فوج و سپاہ کو بھی مسلمان کرکے مع دس ہزار سوار دلیران
روزگار سمت زرنشانہ روانہ ہوے

جنگ دو کلے داستان شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب وہ بچہ ملک قاسم کو میدان جنگاہ سے اٹھا لیگیا تو بطرفۃ العین شاہزادہ خاور سپاہ نے دیکھا کہ مجھے ایک
صحرا مین کسی نے لاکے اتار دیا ہے قاسم نہایت اپنے جی مین حیران پریشان تھا کہ یہ بچہ کہان سے پیدا ہوا لاحول ولا قوۃ
نہین معلوم کہ مظفر بن ضیغم خون آشام وغیرہ میرے سردارون اور فوج و سپاہ پر کیا معرکہ درپیش ہوا ہوگا غرض اس فکر و
تردد مین تھوڑی دور ملک قاسم نے جاکر دیکھا کہ کئی سو رنڈیان نوجوان بارہ بارہ تیرہ تیرہ برس کے سن و سال
سراپا حسن و جمال جوڑے دھوم دھام کے پہنے دف دائرہ ستار طنبورے سارنگیان پکھاوج بین لیے ایک مقام پر مجمع
کیے گاتی بجاتی جیسے لطیفے اڑاتی ہین اور اُنکے درمیان مین ایک نازنین نہایت حسین شوخ و شنگ عجوبہ کار رنگ ایک
تخت پر بکمال کرشمہ و ناز بیٹھی ہوئی برابر اُسکے ایک کرسی بچھی ہے شاہزادہ خاور سپاہ اُس کرسی پر جاکے بیٹھ گیا وہ
نازنین تخت نشین کچھ جھجھک کر باانداز معشوقانہ اور طرز دلربانہ دزدیدہ نگاہون سے شاہزادہ عالم کی طرف دیکھنے لگی
اسمین اور رنڈیان اُسکی مصاحبت والیان کہنے لگین کہ تم کون ہو اور یہان اسطرح سے تم آکر جو بیٹھ گئے تمھین کچھ ڈر
کھٹکا کسی کا نہین اور یہ نہ اپنے جی مین تم سمجھے کہ صاحبزادی کسکی بیٹھی ہے اسکا کیا رتبہ مرتبہ ہے ملک قاسم
نے جواب دیا کہ مجھے کیا معلوم کہ یہ کون ہین مین اپنے لشکر مین تھا ایک بچہ مجھے سر میدان مرکب پر سے اٹھاکے

اس صحرا میں ہے آیا میں نادانستہ لاعلمی سے یہاں چلا آیا ابھی وہ رنڈیاں کچھ اور کہنے نہ پائی تھیں کہ وہ نازنین ہزار کرشمہ و
ناز کہنے لگی کہ ای کمبختو پھر تھیں اسکا کیا چرچا پڑ گیا اُنے تو خوب کیا آئے ہمارے سر اور آنکھوں پر بیٹھیں کوئی بھی اپنے مہمان
کی دل شکنی کرتا ہی بعد ازاں حال شاہزادہ والا مناقب کا طالب ہو کر پوچھنے لگی اور کہنے لگی کہ پھر آپ وہاں کیوں بیٹھے ہیں
یہاں میرے پاس آکر بیٹھیے شراب پیجیے بات کیجیے یا باین شورہ شوری یا باین بے نمکی یعنی تشریف لائے تو اٹھ گیا گرمی سے
کہ لیے واسطے اور بدون طلب یگانگی صحبت میں زبردستی آکر بیٹھ گئے اور پھر روٹھے بنے جب کیوں بیٹھے ہو یہ باتیں کرکے
ایک پیالہ شراب کا اپنے ہاتھ سے بھر کے شاہزادہ خاور سیاہ کے برابر منہ سے منہ ملا پلانے لگی جونہیں اُسکا منہ برابر قاسم
کے منہ کے آیا تو اسدرجہ تعفن اور بدبو اُسکے منہ سے آئی کہ شاہزادہ خاور سیاہ نے جلدی سے اپنا منہ پھیر کر کہا کہ لاحول ولا قوۃ
ای صاحب تمہارے منہ سے یہ گوہ کی بو کیوں آتی ہی اسوقت تمہارے منہ کی بدبو سے تو میرا دماغ پریشان ہو گیا عجب
نہ تھا کہ میں استفراغ کر دیتا لاحول پڑھنے کے ساتھ ہی اُس نازنین کے منہ اور جسم کی رنگت سیاہ ہو گئی اور کہنے لگی معقول صاحب
تم یہ کیا کہتے ہو میرے دشمن کے منہ سے گوہ کی بو آئے تمنے مجھے ابھی پہچانا نہیں میرا نام فتنہ انگیز جادو ہی اگر تم میری
خوشنودی خاطر کرو گے تو میں تمکو بادشاہ ہفت کشور کر سکتی ہوں اور کنیزانہ تمہاری اطاعت اور فرمانبرداری کرونگی ملک
قاسم نے علحدہ ہنسکر کہا استغفار یہ تیری خام خیالی ہی ہمارے طریق میں ساحرہ سے اختلاط نہیں کرتے یہ گفتگو شاہزادہ
نامور کی سنکے اُسنے کہا معلوم ہوا تو نہایت بدنصیب ہی کہ مجھ سی پریزاد تجھے میسر ہو اور بخت میسر آئے اور تو بقول شخصیکہ میں
کھانے سنہ پا بلانے • بظاہر ہوں سکے اور میری سو ذمیوں اور ہمجنسوں میں باکمیں اپنا دکھا کے اجات باتیں کرے
سچ کہا ہی شعر تیرا ای نقد نہیں گلا ہی • تم لوگوں کی قوم بیوفا ہی • اچھا مبارک لے تا قید حیات اسی صحرا میں پڑا رہ
یہ کہہ کے بزور سحر مع اپنی سب ساتھ والیوں کے مثل شعلۂ جوالہ ہو کے آسمان پر پرواز کرکے نظروں سے غائب ہو گئی
تین شبانہ روز شاہزادۂ خاور سیاہ اسی صحرائے وحشت زا میں نہایت سرگردان و پریشان رہا روز چہارم پھر وہی
ساحرہ نمودار ہوئی اور شاہزادۂ قاسم کے پاس آکر کہنے لگی ای تسکین بخش جان حزین رام تشنگی فرمائے باطن غمگین
بیت ناخوردہ شراب وصل مدہوش • سودائی خانمان فراموش • ای نادان بھلا اسوقت جبکہ تو میری صحبت والیوں
کا تھا تونے از راہ میرے جلانے اور ستانے کے انکار کیا اب تو میں اور تو تنہا ہوں ای ظالم اظلم یہ تو دیکھ کہ ابھی میرا سن
کیا ہی چار ساڑھے چار سو برس سے سوا ہو گی اگر میرے اور تیرے صحبت مخلصانہ کی ہو تو تجھے لطف اور حظ معلوم
ہو کر وہ لطف تمام دنیا میں تو نہ پاوے یہ کہکے ایک قاب میں کچھ قسم کھانے یہ آگے قاسم کے رکھدیا اور گلے میں
ہاتھ ڈالنے کو چاہا تھا کہ شاہزادۂ خاور سیاہ نے اُسکا ہاتھ جھٹک کر کہا کہ تجھے خبط ہو گیا ہی یہ کیا حرکت اور تیری
شامت پھر اپنا کھانا اٹھا لے میں نہ کھاؤنگا وہ ساحرہ یہ اشعار پڑھتی ہوئی چلی اشعار جو کوئی کسی کو کلپائیگا
یہ جان لے وہ بھی نہیں کل پائیگا • اس دیر مکافات کا بدلا آخر • گر آج نہ پائیگا تو کل پائیگا • پھر بزور
سحر پرواز کرکے چلی گئی قاسم اُس دن بھی صبح سے تا شام اُس بیابان میں حیران با دل بریان اور
اور سینہ سوزان خراب اور سرگردان پھرا کیا اور چار دن سے ازبسکہ صورت گردہ نان بجز قرص مہر و ماہ یا کوئی
دانہ بجز خال اپنے جسم کے اور پانی سواے اشک چشم کے نہ دیکھا تھا اُس بیابان میں تو سنگوں تک کہیں کوئی چشمہ آب بجز
چشمہ خورشید نظر نہ آتا تھا کچھ کھانے پینے کو میسر نہ ہوا تھا تو شدت عطش اور گرسنگی سے جان بلب حالت غش میں
ایک مقام پر بیٹھا تھا کہ وہ ساحرہ پھر قاسم کے پاس آکے پاؤں پر گر پڑی اور کہنے لگی کہ ای شخص تو بڑا سنگدل ہی اور
ضدی کا ہی جب مجھے تو اپنا شیفتہ اور فریفتہ سمجھا ہو کر سے وہ تعجب نہیں مگر مجھے قسم ہی اپنے دین و آئین کی کہ تو کھانا کھا لے

مین تیری خاطر سے مسلمان ہوجاؤنگی بیت عشق ازین بسیار کردست وکند ٭ سبحہ را زنار کردست وکند ٭
جب اُس نے اسلام قبول کرنے کا اقرار کیا تو قاسم نے ازبسکہ تشنہ اور گرسنہ تھا کھانا نوش جان کیا اور
پانی پیا اور اُس ساحرہ سے کہا کہ اب تو سحر و ساحری کو ترک کرکے کلمۂ شہادت پڑھ اور مسلمان ہوجا تو کہا پہلے تو مطلب
دلی بر لا قاسم نے انکار کیا اُسنے کہا تو نہ سہی اسی جنگل مین مارا مارا پھرتا ہوں جاتی ہوں اتنا کہکے وہ ساحرہ پھر غائب
ہوگئی اُس روز بھی قاسم نے خوب سی دشت گردی اور بادیہ پیمائی کی مگر کہین راستہ نہ پایا آخر ناچار اور شل
ہوکر پھر ایک مقام پر خاموش بیٹھا تھا کہ صبح کے وقت پھر وہ ساحرہ آئی اور یہ مخمس پڑھا۔ اشعار

گرچاہ عیب سمجھے ہو چھپانا چاہیے ٭ ہمکو بھی آئی نہیں پروا نہ چاہیے ٭ عالم میں خود گزرے حال پر کہین ٭ ہوگا نہ ایسا عاشق معشوق ناز مین
پر قول عشق سے تو گزرنا نہ چاہیے ٭ ہوجائے آپکو تو اُسے کیا نہ چاہیے ٭ پر کیونکہ آنکھ منہ مین زبان ہے جیب مین ٭ مجھ سی نے تجھکو جانا تو جانا عجب نہین
انصاف کر تو چاہیے یہ یا نہ چاہیے ٭ تم سا جو مجھکو چاہے تو پھر کیا نہ چاہیے

ہرچند شکوہ بیجا اہل زبان نہین ٭ پھر بھی کسی کے دلکا ستانا بھلا نہین ٭ کتنی نہین لطف سے منظور رکھ مجھے ٭ پر اسقدر بھی امر نہ مجبور رکھ مجھے
سیرابی چھیڑنا تمھین گر مدعا نہین ٭ اسکو سنکے کہتے ہوئین جانتا نہین ٭ جہان من تھوڑی پری کی شب دور رکھ مجھے ٭ گر پاس تیرے بیٹھے تو معذور رکھ مجھے
لو تو نہین ہم بڑے ہوے اچھا نہ چاہیے ٭ جس جا پہ شمع رو ہی تو پروانہ چاہیے

شاہزادۂ خاور سپاہ ازبسکہ عہد طفولیت سے بصحبت شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار رہا تھا علاوہ ازین یہ بھی خوب
سمجھا تھا کہ مجھے سحر یاد نہین باطل السحر خوان نہین یہ مجھہ ساحرہ آفت روزگار بلائے بیدرمان ہے کسی صورت سے مین اسکے
سحر سے بظاہر اسباب نجات نہین پاسکتا اور نہ کسی طرف اس صحرائے سحر بند سے نکل جاسکتا ہون لہذا مصلحت وقت اور
حفاظت جان ازجملہ واجبات ہے کچھ عیاری کیا چاہیے غرض یہ سوچکر کہنے لگا سبحان اللہ اس حوصلے اور منہ پر تو دعوی
عاشقی میرے ساتھ کرتی ہے کہ ذرا دو چار بیٹھے بھی صبر نہ کیا گیا شعر تونے تو ہمکو دل ہی دیا تھا نسیم ہر یہ داد یاد ہے کہنے تو دیکھا
چاہنے والے جی تک اپنا کھوتے ہین ٭ بس اتنا کلام شاہزادۂ عالیمقام کا جو اُس ساحرہ نے سنا فرط شادی سے دوڑکر
لپٹ گئی اور بزور سحر ایک شیشہ شراب کا اور ایک پیالہ اور ایک قاب مین کچھ میوہ تر و خشک منگا کے پاس رکھ لیا اور
دستک دی کہ چار ساحرہ آئین اور انھون نے جھٹ پٹ ایک نگیرہ جو ابرہ و زر بفت پر تکلف اسی جنگل مین لاتان
کرکے فرش بچھا دیا اور پلنگ سونے کا جو اہر نگار لگا کے غائب ہوگئین قاسم یہ تماشا سحر کا دیکھکر خاموش بیٹھا
تھا کہ اُس ساحرہ فتنہ انگیز جادو نے ہاتھ شاہزادۂ والا صفات کا پکڑکے کہا بس اُٹھکر اب پلنگ پر بیٹھو شراب پیو
عیش کرو غرض شاہزادۂ قاسم مثل ماہ پلنگ پر تشریف لیگیا اور دو ایک پیالے شراب کے پی کے کچھ میوہ تناول
فرمایا بعدازان اُس ساحرہ سے اختلاط کرکے باتون باتون مین بچستی تمام اُسکے حلق کو پکڑ لیا اور اس زور سے دبایا
کہ وہ تڑپ تڑپ کر اشارے سے کہتی تھی کہ صاحب یہ اختلاط کیسا میرا دم نکلا جاتا ہے اس زور سے میرا حلق نہ پکڑو
چھوڑ دو قاسم نے نہ چھوڑا اور زیادہ زور کرکے فشار دیا کہ اُس ساحرہ کا دم آنکھون کی راہ نکلگیا اور چار طرف عجب
ایک تاریکی چھاگئی شور و غل برپا ہوا اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام مین فتنہ انگیز جادو ہو بعد ایک ساعت
کے وہ تاریکی رفع ہوکر روشنی نکل آئی لاش اُس ساحرہ کی ایک طرف پڑی تھی باقی وہ تکیہ اور فرش اور پلنگ
وہان کچھ نہ تھا چند تیلیاں ماش کے آٹے کی خاک پر پڑی تھین شاہزادۂ خاور سپاہ سجدۂ شکر درگاہ احدیت الٰہی
مین کرکے بسہولت تمام اُس بیابان سے باہر نکلگیا اور ایک بستے مین پہونچا وہان کا زمیندار کہین کسی گشت زار میں
اپنی کھیت زراعت کو دیکھ رہا تھا اُسنے قاسم کو دیکھکر بہت تکلف اور تپاک سے ملاقات کی اور بکمال عجز و مہر اور

پھر بوزرگ نے قاسم کو اپنے مکان پر لیگیا اور بعد رندی اپنی دعوت اور مہمانداری کرکے غلامانہ خدمت پر حاضر تھا شاہزادہ والا
نے اسکو ہدایت کی اور وہ از سر صدق مشرف باسلام ہوا بعد ازان شاہزادہ قاسم اسکو ہمراہ لیکر سمت زرتاشیہ
روانہ ہوا اب حال سنیے کہ وہ سہیل شیر سوار جو حسب الحکم لقاے مشرک خدا تعاقب مین الماس پولاد جنگ کے
بطور مدد کے روانہ ہوا تھا اثناے راہ مین کہین یہ خبر اسکے آنے کی سرداران لشکر ظفر پیکر نے سلطان نامور سے جو سنی تو
سعید طوسی اور اسفندیار گیلانی اور فضلان شاہ اور سعدان شاہ اور علقمہ بن جمہور اور ابراہیم بن مالک وغیرہ
شاہ اور شہریار زادون نے سر راہ سہیل شیر سوار کو روک لیا اور عجیب اتفاق درپیش تھا کہ جو بمقابلہ سہیل شیر سوار گیا
بیفدشتی تو اہل اسلام کرتے نہین سہیل شیر سوار بڑا زبردست پہلوان تھا پہلے جسپر اسکی تلوار پڑی نا دا برد اتر گئی
اور وہ سردار لشکر اسلام کا زخمی ہوگیا انتہا یہ کہ وہ جتنے سرداران سابق الذکر ادھر سے اسکے مقابلے اور مجادلے کے
واسطے میدان مین نکلے سب زخمی ہوگئے عنقریب تھا کہ لشکر اسلام شکست فاش کھاکے متفرق ہوجاے ناگاہ ہر ایک
کی نگاہ جانب صحرا جو جا پڑی تو دیکھا کہ ایک سوار مثل شیر صحرائی نہایت خشمگین اور پر غضب قبضہ شمشیر پہ ہاتھ دھرے نمودار
ہوا جب قریب پہونچا تو سبھون نے پہچانا کہ نور حدیقہ رسالت و شجاعت صاحب رزم مبارز بزم شاہزادہ خاور سیاہ
ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری نعرہ آفتاب مشرق دین پروری شہسوار لعل پوش خاوری شیفتہ
مبارک افراسیابی جو انگل میان سے نکالے مثل برق آکر بمقابلہ سہیل شیر سوار پہونچا سہیل شیر سوار نے نادانستہ
پوچھا کہ اے اجل رسیدہ تو کون ہے شاہزادہ خاور سیاہ نے فرمایا کہ تیری جان کا ملک الموت اور وہ امار لقاے ہون بس
زیادہ گفتگو کرنا یہان مناسب نہین شعر

زبان درکش و تیغ کش از غلاف
کسان کیانی دگرز گران

من اینجا پے رزم و جنگ آمدیم
کہ وقت سخن نیست جاے مصاف

نہ از بہر بزم و درنگ آمدیم
بیار آنچہ داری ز مردے نشان

سہیل شیر سوار گفتگو سے شاہزادہ نامدار کی حالت غیظ و طیش مین آکر بیچنے لگا
اور تیغہ خارا شگاف پکڑکے ملک قاسم کی جانب حملہ ور ہوا شاہزادہ خاور سیاہ نے اسکی تلوار کی جھپک کو دیکھکر
بفن سپہ گری بازو کو بچاکر بدست اسکا پکڑ لیا اور تلوار اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر الگ جا پڑی سہیل شیر سوار
نے اپنا ایک ہاتھ پنجہ قضا مین دبا ہوا پاکر جو دیکھا تو حالت جوش و خروش مین دوسرا ہاتھ ملک قاسم کے کمربند
مین ڈالکر چاہا کہ پہرود خانہ زین سے اٹھاوے شاہزادہ خاور سیاہ نے بھی ہاتھ اسکی کمر زنجیر مین ڈالدیا اور زور
کشمکش کا ہونے لگا طرفین سے لوگون نے کہا کہ اے بہادرو یہ گھوڑے تو بیزار ہین انھین کیون ہلاک کرتے ہو اگر
تمہین زور کشتی منظور ہے تو گھوڑون پر سے اترکے لڑو سہیل شیر سوار اور شاہزادہ خاور سیاہ نامدار دونون میدان مین
کود پڑے اور دو گھڑی کے عرصے مین شاہزادہ خاور سیاہ نے سہیل کو اٹھاکے سر سے بلند کیا اور نعرہ الله اکبر
جگر سے کھینچکر زمین پر مارا اور پھر چھتی تمام اسکی چھاتی پر بیٹھکر پوچھا کہ اے سہیل حالا در شناختن پروردگار عالم
چہ میگوئی سہیل شیر سوار نے کہا اے شہریار مجھے ثابت ہوا کہ لقاے مشرک خدا نہ تھا ہی ہمراہ دین اور ملت برحق ہے
جو اہل دین کا اختیار کرے وہ کیا ہے شاہزادہ قاسم نے کلمہ شہادت تلقین کیا سہیل شیر سوار از سر صدق کلمہ طیبہ
پڑھ کے مسلمان ہوگیا تب شاہزادہ خاور سیاہ فتح و نصرت اور بعد شان و شوکت مع شاہزادہ اسعد بن کرب غازی
اور سہیل شیر سوار زرتاشیہ سے کوچ کرکے چل اور باقیہ پر کوچ وہ بہل زرتاشیہ میں تھا بار فروکش ہوا ملکہ گیتی افروز
کے ساتھ عیش مین مشغول ہوتا ہے

جبتک دو کلمے داستان شوکت بیان سلطان والاشان امیر کشورگیر جہان ستانی حمزہ

صاحبقران سے بیان کیے جانے مین

کہ جسوقت امیر عالیمقام مع تمام سرداران لشکر اسلام قریب دربند کرسیہ کے جو پہنچے ملک منصور نامے بیٹا کرشمت
سپرگردان کا تھا اُسنے آمد لشکر اسلام کی دیکھکر دربند کو بہت مستحکم کرکے اپنی فوج وسپاہ کو تیار کیا اور بڑی ہوشیاری
اور خبرداری سے حفاظت دربند مین مصروف ہوا اور یہان سلطان صاحبقران اُسی قرب مین فروکش ہوکر
بطریق سیر دربند سوار ہوے تھے تو ملاحظہ کیا کہ دربند نہایت بلند سر بفلک رسان بہت مستحکم اور جاے
قلب مین ہے غرض صاحبقران اُسکی سیر کرکے پھر اپنی بارگاہ مین آکر داخل ہوے شب کو کرشمت سپرگردان
نے طبل جنگ بجواے اور قلعہ دربند سے نکل کر سر میدان اپنا لشکر بمقابلۂ فوج اسلام قائم کیا نامیان خبری تومیان
خیبری سیر سنگ مصری ابو شہاب لنگری یہ دونون جوڑ بان ہرکارون کی یہ خبر لیکے بارگاہ سلیمانی مین آئین اور
روبروے تخت بادشاہ اسلام کے زمین ادب کو بوسہ دیکر بعد دعا اور ثناے شاہنشاہی دست بستہ پکارین
سرور عالم کی عمر دراز لشکر کرشمت سپرگردان مین طبل جنگ بجا اور کل صبح کو وہ کافر معرکہ آراے میدان
جدال و قتال ہوگا امیر عالیمقام نے فرمایا کہ خیر ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگ
چنانچہ حسب الحکم سلطان باکرم کے یہان فوج اسلام مین بھی طبل جنگ بیدرنگ بجنے لگا اور تمام شب طلاےہ
طرفین سے پھرا کیے لشکرون مین بڑی جاگ اور چہل پہل رہی صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین آکر صف آرا
ہوے تیاری میدان جنگ کی ہوئی منصور بن کرشمت سپرگردان اپنی فوج سے نکلکر گھوڑا چمکاتا ہوا میدان
مین آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر سے اولان اول یل عادیان پور نمایان کنیان کرب بن کوہ کرب پہلوان
عادی اپنے گھوڑے کو صف سے مہمیز کرکے سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا اور اجازت طلب ہوا حضرت
ظل اللہ نے فرمایا اے عمرو معدیکرب تمنے کیون یہہ کیا اور کوئی سردار نکلنے والا نہ تھا پہلوان عادی نے کہا کہ غلام کو
حکم ہو کہ غلام ہی جاے گا اس گبر مغرور کو سزاے اعمال بپونچاے بادشاہ اسلام نے اپنے ضمیر اقدس مین یہ تصور فرماکے
کہ پہلوان عادی ہمیشہ سے زخم نصیب ہے بیشک زخمی ہوجاے گا خراب ممانعت کرنا مصلحت نہین اشارہ کیا کہ
اچھا جاؤ بخداے لایزال سپرد کیا پہلوان عادی اجازت لیکر بمقابلۂ منصور بن کرشمت سپرگردان کے جنگاور
ہوا پندرہ قدم گھوڑا منصور بن کرشمت کا پیچھے ہٹ گیا اُسوقت منصور بن کرشمت سپرگردان پہلوان عادی کے
قد و قامت اور جسامت کو کہ اسی ایچ کا قد اکیس گز کا دورہ کمر کا ستر گز کا تسمہ سر پر باوصف اسکے کہ گھوڑا کلان رستم کے
رخش کی نسل کا اُسپر آدھے جوتر فاش زین سے باہر دونون پانون زمین پر گھسٹتے ہوے گھوڑا بہزار دشواری اسکے
لنگر کے بوجھ سے آہستہ آہستہ قدم گن گن کر زمین پر رکھتا ہوا تنگ ہو پہونچا ہے دیکھکر دنگ ہوگیا اور اپنے جی مین کہتا تھا کہ
یہ کوئی دیوزادہ ہے حمزہ نے دیو کو میرے مقابلے اور مجادلے کے واسطے بھیجا ہے اور سے کیلے منصور بن کرشمت نے
پوچھا کہ اے پہلوان تو اپنے اس بدن کو کہ میری تیغ تیز مثل خیار تر اسے کاٹ جائیگی کیون تکلیف دینے اور ناحق
اپنا میری گردن پر کرنے کو آیا ہے اور تیرا نام کیا ہے کہ بعد تیرے قتل کے اگر خداوند لقا مجھ سے پوچھے کہ اس بندہ گمراہ
پر جسم کا کیا نام تھا تو مین اُس سے تیرے ہاتھ پانون اور قد و قامت کی تعریف کرکے کیا تیرا نام بتلاؤنگا اب پہلوان
عادی نے بزبان عرب یہ جواب دیکر یہ شعر پڑھا شعر گران ہر گرا بار سر بر تن ست ∴ بجسم علاجش بدست من ست ∴ اور
کہا بس زیادہ بک بک کر دماغ خراشی نہ کر وہ ضرب اُس گرز کے کہا تو تمہارا یہی نہ سکے یہ درد توت تمام تیغ بنام سے
کھینچکر ایک ضرب بر سر پہلوان عادی ماری پہلوان عادی نے سپر کو پناہ کیا تھا مگر زبردست کے ہاتھ کی تلوار تھی

سپر کو قلم کر کے کھوپڑی پر پڑی اور تا دوابرو اتر گئی پہلوان عادی نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کے نکل گئی مگر ایک چادر خون
کی ہلکر منہ پر آئی پہلوان عادی حالت غش میں جھومنے لگا اسی طرح سے اور کئی سرداران لشکر اسکے ہاتھ سے زخمی
ہوگئے تھے کہ ایک مرتبہ قبۂ دین ستون اسلام شاہزادہ کرب پُر حرب نظر کردۂ امیر عرب بادشاہ اسلام سے اجازت
طلب ہوا اور حسب الایماے حضرت اپنے مرکب کو جولان کرکے بمقابلہ منصور بن کرشمست میدان میں آکر جنگاور
ہوا اور جنگ نیزہ بازی میں شاہزادہ کرب غازی نے نیزۂ منصور بن کرشمست کا مانند تیر شہاب کے ہوائی کر دیا
بس ساتھ نیزے کے نکل جانے کے فرط غیظ وغضب سے منصور بن کرشمست سرگردان کی آنکھوں میں زمانہ
تیرہ و تار تھا اور یہ کہکر کہ اے بہادر نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی جدال بازی شمشیر بازی راست بازی اور کہا دیکھ تو کیا
برش میری تیغ تیز کی ہے یہ نہ کہنا کہ میں نے خبردار نہ کر دیا تھا حملہ در ہو کے ایک وار تلوار کا بر سر شاہزادہ کرب غازی
کیا شاہزادہ کرب دلاور نے اسکی ضرب کو رد کر کے بوقت برگشتن تیغہ مارا منصور بن کرشمست نے سپر کو منہ کی پناہ کیا
وہ تلوار سپر کو کاٹ کے سر منصور بن کرشمست کے گری خود کو اور دو طلبہ کو تراش کر کاسۂ سر میں تا دوابرو اتر گئی
منصور نے جلدی سے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کے نکل گئی مگر ایک چادر خون کی ہلکر منہ پر آئی اور دونوں آنکھیں
اسکی بند ہوگئیں حالت غش میں گھوڑے کی گردن پر سر جھکا دیا اور گھوڑا اپنے راکب کو بایں حالت زخمداری
وعدہ گاہ مصاف سے لیکر اپنے لشکر میں پھرا شاہزادہ کرب غازی نے باواز بلند کہا کہ اور بھی کسی کو حوصلہ ہو تو نکلے
لشکر کرشمست سرگردان سے اسی طرح اور چند سردار بمقابلہ و مجادلہ نکل کر شاہزادہ کرب غازی کے
ہاتھ سے زخم کاری کھا کر پھر گئے اور چند کفار جہنم واصل ہوئے کرشمست سرگردان طبل بازگشت بجوا کے
پھر کھڑا ہوا یہاں لشکر اسلام میں بھی طبل آسایش بجا اور سلطان نامور مع دلیران لشکر اسلام میدان
رزم سے مراجعت فرما کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے القصہ طبل تا چند روز دم کرشمست سرگردان طبل جنگ
بجوا کے آپ میدان میں نکلا اور مبارز طلب ہو کر بہت سے سرداران لشکر اسلام کو زخمی کیا اور طبل بازگشت بجوا کے
پھر گیا اور اسی طرح سے روز دوم میدان میں نکلے لاف وگزاف کرنے لگا کہ ناگاہ علمداران لشکر اسلام نے علموں
کو جلوہ دیا اور نکور نوبت پر چوٹ پڑی ہر ایک سردار لشکر فیروزی اثر کو معلوم ہو گیا کہ آج امیر والا توقیر سلطان
والاشان حمزۂ صاحبقران عازم میدان ہوا چاہتے ہیں اس عرصہ میں دیکھا کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ
صاحبقران اشقر دیوزاد کو جولان کرکے قریب تخت بادشاہ لشکر اسلام کے آئے اور اجازت طلب میدان کے
ہوئے بادشاہ اسلام نے سلطان عالیمقام کی طرف منہ موڑ کر فرمایا کہ بخداے لایزال سپردم بابا امیر والا توقیر نے انگشت
شہادت شربت میں تر کر کے چکھ کر وہ جام شربت کا تو عمرو معدیکرب پہلوان عادی کو مرحمت فرمایا اور عادی نے
وہ شربت نوش کیا اور صاحبقران دوران اشقر کو تیز گام کرکے کرشمست سرگردان سے جنگاور ہوئے بارہ قدم
گھوڑا کرشمست کا پسپا ہو کر پیچھے ہٹ گیا اسوقت کرشمست سرگردان نے تازیانہ اپنے مرکب کو مار کر روکا
اور پھر خوب سنبھل کر بمقابلہ سلطان والاشان آیا اور ایک عجب طرح کی عظمت وصولت اور شوکت
و شان ناصیۂ اقدس پر صاحبقران دوران کے نمود دیکھکر پوچھنے لگا کہ اے بہادر مصرع اگر شاہی ترا آخر چہ
نام ست ۔ سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ اے کرشمست سرگردان یہ محل گفتگو نہیں یہاں زبان نیزہ
و دم شمشیر اور کلۂ عمود سے بات کرنا چاہیے شعر بیارا انچہ داری ز مردی نشان ۔ کہ کان کیانی و گرز گران ہے کرشمست
سرگردان نے نیزہ پکڑ کے سینۂ بے کینہ پر سلطان نامور کے مارا امیر والا توقیر نے سنان نیزے پر

لگا تھوڑی ایک آواز دونوں سروں سے پیدا ہوئی اور دونوں نیزوں کی سنانوں سے چنگاریاں آگ کی شکل گلہائے

آتشبازی کے رنگین اشعار

سنان یک بدیگر درآمیختند	بمیدان کشیدہ سنان نبرد	بجنبش درآمد از ایشان زمین	چنان نیزہ با نیزہ آویختند
	کہ برہم زدہ تیغ زنان گرزہ مار	شہان را چنین بود کارزار	نوبت بجدے رسید کز تر جوین

طعن سے سلطان والاشان نے ایک تمام پر نیزہ کرشمست سپرگردان کا کانٹھ کر ڈالا جو اشقر دیوزاد کو اشارہ کیا اور اشقر بموجب ایمائے امیر عالیمقام اسلح سے شکل برق کے چمک کر چلا کہ ہمراہ نیزہ سلطان والاقدر کے نیزہ کرشمست کے ہاتھ سے جسطرح ہوائی گنج سے نکل جاتی ہے بسوئے آسمان مانند تیر شہاب کے سیدھا جاکر سرنگون زمین پر گرا کرشمست سپرگردان ازبسکہ نہایت بہادر اور اشجع دہر تھا نیزہ جو اسکے ہاتھ سے نکل گیا آسے یہ معلوم ہوا کہ یہ میرا نیزہ کلیجے کے پار گذر گیا آتش غضب کا فوق سینہ میں مشتعل ہوئی دود بد دماغی دماغ جان سے اسکے اٹھا شکل مار سرِ بریدہ پیچ و تاب کھانا اور مانند زلف و کاکل مہوشان پریشان خاطر ہوکے پکارا کہ باش اے بہادر نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی خال بازی شمشیر بازی راست بازی یہ نہ کہنا کہ خبردار نہیں کیا سنبھلے ہوشیار ہو جا یہ کہکے ایک ضرب تیغ بر سر سلطان نامور ماری صاحبقران دوران نے قبضہ تیغ عفریت سلیمانی پر ہاتھ رکھا چمک تلوار کی دیکھکر بارہ کو بچا بائیں ہاتھ سے بند دست اسکا پکڑ لیا کرشمست سپرگردان زبردست صاحبقران دیکھکر سمجھا کہ میری کلائی کو پنجہ قضائے دبوچ کے ہاتھ کو معطل بیکار کر دیا فرط غیظ سے کرشمست نے خم ہو کر اپنا دوسرا ہاتھ سلطان والاشان کی کمر میں ڈالدیا اور چاہا کہ سلطان عالیمقام کو خاش زین سے اٹھالے صاحبقران دوران نے اپنا ہاتھ کرشمست کی کمر زنجیر میں ڈالدیا اور زور کشمکش کا ہونے لگا عنقریب تھا کہ دونوں مرکبوں کے سینے اور پیٹ زمین سے لگ جائیں ایک مرتبہ طرفین سے عیاروں نے دوڑ کر عرض کی کہ اے شہریاران ان گھوڑوں بے زبانوں نے کیا ایسا جرم اور گناہ کیا جو انکو اس مشقت میں ڈالکر ہلاک کیے ڈالتے ہو کرشمست سپرگردان اور صاحبقران یہ سنکے دونوں صاحب گھوڑوں پر سے کود پڑے اور گھوڑوں کو اپنے اپنے عیاروں کو سپرد کرکے شعر کمین خواہی
میان را تنگ بستہ۔ وسے چون سنگ در آہنگ بستہ ✦ اور باہم زور کشتی ہونے لگا اور یہ حال تھا کہ کبھی سلطان صاحبقران کرشمست سپرگردان کو دس بارہ قدم پیپا کرکے پیچھے ہٹا لاتے تھے اور کبھی کرشمست امیر والاتوقیر کو پانچ سات قدم پیچھے ہٹا لیجاتا تھا اثنا یہ کہ تا غروب آفتاب تھا میں سلطان والاشان اور کرشمست سپرگردان سے زور کشتی کا رہا وقت شام کرشمست نے امیر عالیمقام سے یہ کلام کیا کہ خداوند باختر نے روز برائے جنگ اور وقت شب جہت آرام و خواب بنایا ہے کل پھر صبح کو ہمارے اور تمہارے اسی میدان میں امتحان درپیش ہوگا صاحبقران دوران نے فرمایا کہ اے کرشمست ہمارے طریق اسلام میں یہ قوانین بندھے ہیں کہ جب تک حریف کو زیر نہ کرلیں یا اس سے زیر نہ ہولیں تب تک جنگ سے دست کش نہیں ہوتے کرشمست نے کہا تم سب خدا پرست رات کو بھی جنگ و رزم کرتے ہو امیر عالیجناب نے جواب دیا کہ فی الحقیقت ہمارے نزدیک رات دن دونوں برابر اور یکسان ہیں یہ کہکے جانب شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار مخاطب ہوکر فرمایا کہ جلدی روشنی کی میدان جنگ میں کرو حسب الحکم عظام امیر عالیمقام شاہ عیاران عیار نے چالیس چراغ سلیمانی کہ بعوض حضرت سلیمان سے ملے تھے اور وہ چراغ سلطان صاحبقران کے اشارے کے ساتھ خود بخود روشن ہو جاتے ہیں اور شام سے تا صبح سلطان اور درخشان رہتے ہیں بہنگام طلوع آفتاب پھر آپ ہی آپ خاموش ہو جاتے ہیں بس جلد عمرو نے وہ چراغ سلیمانی لا کے میدان میں قائم کیے اور حسب الحکم سلطان باکرم وہ خود بخود روشن ہوگئے کرشمست نے اپنے لوگوں کو

حکم دیا اُسکی طرف کے بھی سو بخشانے اور فرشی جھاڑ شیشے کے اور فانوسین اور سورج مکھیان روشن ہو گئیں تمام زمین
میدان رزم کی پُر نور تھی اگر تنکا یا سوزن بھی کہیں گر پڑتی تو ہر ایک کو نظر آجاتی غرض طول تا چند مختصر یہ کہ امیر با توقیر
اور کرشست سے چار پہر رات زور کشتی کا رہا اور اسی طرح سے مین شبانہ روز زور کشمکش کا رہا کہ روز چہارم صبح کو سلطان
صاحبقران نے دونون بازو کرشست کے پکڑ کے اور سر اقدس اپنا اُسکے سینے سے لگا کر فرمایا کہ ای کرشست خبردار
رہنا یہ کہکے سترہ اٹھارہ قدم پیچھا کر کے ایک مقام پر جھٹکا مارا کہ کرشست منہ کے بھل زمین پر گرا سلطان
صاحبقران نے اپنا ہاتھ اُسکی کمر زنجیر مین ڈال کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور ایک ہی زور مین کرشست کو
زمین سے اٹھا کر سر سے بلند کیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا اور پھر جست کر کے اُسکی چھاتی پر بیٹھکر فرمایا کہ ای بادہ
حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی کرشست نے کہا ای شہریار مجھے ثابت ہوا کہ تیرا دین برحق ہے جو اس
دین حق کو اختیار کرے وہ کیونکے سلطان والا قدر عالی منزلت نے کلمۂ شہادت ارشاد فرمایا کرشست سرگردان
از سر صدق کلمہ طیبہ پڑھ کے اس چاہ ضلالت سے نکلا بسر چشمۂ ہدایت پہونچا امیر عالیمقام اُسکی چھاتی پر سے
اٹھ کھڑے ہوئے اور کرشست دوڑ کر سلطان صاحبقران کے قدمون سے لپٹ گیا اور یہ لشکر کل صبح کو زمین
بوس اس عقدہ فلک تکریم ملائک تعظیم کا ہو کر رخصت ہو کر اپنے لشکر مین گیا یہان سلطان والا شان شادیانۂ فتح
کے بجوا کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے حضرت ظل الہ بادشاہ لشکر اسلام نے کئی ہزار کیسۂ زر اور گہر امیر عالیمقدار
پر تصدق اور نثار کیے اور تمام سرداران دست چپی اور دست راستی بقاعدہ مستمرہ اپنے اپنے دنگلون پر متمکن ہوئے
روز دوم جس وقت کہ شہنشاہ لشکر اسلام نے تخت سلطنت پر اجلاس فرمایا اور سلطان عالیمقام دنگل نادعلی
پر زینت افزا ہوئے اسوقت کرشست سرگردان بھی کچھ تحفہ تحائف لیکر بخدمت سلطان والا مرتبت آیا اور پایۂ تخت سلطانی
کو بوسہ دے کر ملتمس ہوا کہ غلام امیدوار عطیات خاقانی اور مراحم صاحبقرانی سے ہے کہ اب دربند کرشاسپیہ مین
تشریف فرما ہو کر پھر از سر نو آباد کیجیے چنانچہ سلطان صاحبقران اور شہنشاہ لشکر اسلام کرشست سرگردان کو ہمراہ
لیکر اُس دربند مین تشریف لے گئے اور کرشست نے بڑی دھوم سے تیاری دعوت اور مہمانداری کی کر کے کئی
دن تک جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ مین امیر با توقیر کو مع تمام سرداران لشکر اسلام کے رکھا بعد ازان سلطان
صاحبقران نے پہلوان عادی کو حکم دیا کہ اب ہمارا جیش ہمراہ لیکر سمت دربند ہیکلیہ لیکر روانہ ہو چنانچہ حسب الحکم سلطان
با کرم کے عمرو معدیکرب مع جیش ہمراہ لیکر سمت دربند ہیکلیہ روانہ ہوا اور کوچ در کوچ جاتے جاتے ایک روز ایک دیہہ مین آکر
وہان کے زمینداران اور دہقانون کو خوب زد و کوب کرنے لگے ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ میرے واسطے رسد اور کھانا لاؤ ناگاہ
ایک نقابدار پلنگینہ پوش مثل شیر غران با چیل دہان بکمال جوش و خروش نمودار ہوا اور قریب پہلوان عادی
کے آ کر بدرشتی مانع ہوا کہ رعایا کو یہان کی خبردار آزار نہ پہونچانا پہلوان عادی نے بھی کچھ گفتگو سے تلخ کی اور تقریر
کو طول ہوا نقابدار پلنگینہ پوش فرط غیظ سے مثل شعلہ جوالہ بھڑک اٹھا اور اپنے مرکب پر سے کود کر پہلوان عادی
سے لپٹ گیا اور بزور کشتی پہلوان عادی کو تھوڑی دیر مین جانون شانے چت پشت بزمین کر کے باندھ لیا اور
پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے چاہتا تھا کہ روانہ ہو اس عرصے مین ایک عیار نقابدار کا آیا اور آتے عرض کی کہ ای
شہریار نوح درخشت ہیکل خزانہ بادشاہ فوج اسلام کا لوٹ کر ہمراہ لیے قریب اسی دربند کے آپہونچا نقابدار
نے جو یہ واقعہ سنا تو عمرو معدیکرب کو اپنے ہمراہ کے لوگون کے سپرد کر کے آپ بذات واحد اپنے مرکب کو گرم
کر کے سمت لشکر نوح درخشت ہیکل روانہ ہوا اور بیساختہ وہان پہونچکر آمادۂ شمشیرزنی اور کفار کشی ہوا حال

غرضکہ نوح درشت ہیکل نے نقابدار سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ تیر و عمود و شمشیر نوبت کشتی پر پہونچی اور گھڑی دو
گھڑی کے زور مین نقابدار پلنگینہ پوش نے نوح درشت ہیکل کا لنگر توڑ کر اُٹھا لیا اور سر سے اونچا کر کے زمین پر مارا
اور چھاتی پر چڑھ کے ہدایت کی نوح درشت ہیکل بصدق دل کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو گیا اور نقابدار کو مع تمام
لشکر کے اپنے دربند مین لیگیا اور تیاری بزم نشاط اور محفل انبساط کی کر کے دعوت نقابدار کی کرتا ہے اب اسکو تو بیان
اسیطرح دعوت اور مہمانداری مین چھوڑیے

جنبک دو کلمے داستان شوکت بیان سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت امیر والا توقیر دربند کرشاسپ سے بعد طی مراحل و قطع منازل قریب دربند ہیکلیہ کے پہونچے اور ایک میدان
مین بارگاہ سلیمانی استادہ کرا کے مع تمام سرداران لشکر فروکش ہوے ایک مرتبہ جناب سیف ذوالیدین مخاطب
ہو کے فرمایا کہ ایک نامہ حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام کی طرف سے نوح درشت ہیکل کو لکھو لا چنانچہ
حسب الحکم قدر قوام منشی نے نامہ لکھکر واسطے ملاحظہ اور مزین ہونے مہر سلطانی کے پیش کیا پیشگاہ معدلت دستگاہ سے حکم
صادر ہوا کہ اس نامے کو باواز بلند پڑھ کر سنا منشی نے وہ نامہ بعد حمد خدائے عز و جل خالق جزو کل اور نعت جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدین مضمون پڑھا کہ ای نوح درشت ہیکل تجھے لازم ہے کہ نقاب پرستی اور کفر و کافری
کو ترک کر کے ملت بیضا دین اسلام قبول کر کر باعث تیری نجات کا کونین مین ہے اور جو اس حکم جہان مطاع مطیع خاقانی
مین کوشش تیر قضا کے کسی مقام بہیمے بھرتا نہین سر ہو تو نے انحراف یا کچھ عذر اور حیلہ پیش کیا تو اس طور پر تو بہ عذاب
الیم مارا جائیگا کہ تیرے حال پر ماہیان دریا و مرغان ہوا گریہ کرینگے قطعہ اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ * وگر جنگجوئی
نداریم ورنگ * دم از مہر زن یا بکین دہ پیام * حکایت برین ختم شد والسلام * سلطان والا قدر عالی منزلت
نے پیشانی کو اُس نامے کی مہر سلطانی مزین فرما کے اپنے ایک سردار کے ہاتھ وہ نامہ نوح درشت ہیکل کے پاس
بھیجا جس وقت کہ وہ نامہ نوح درشت ہیکل نے کہ مسلمان ہو چکا تھا پڑھا بہ مشورہ اور ایماے نقابدار
پلنگینہ پوش در جواب اسکے تحریر کیا کہ ای حمزہ صاحبقران یہان ایک پہلوان بہ تاب سام و نریمان ہے جو کوئی
اُس پہلوان کو سر میدان ہر دانگی جواب دے گیا مضائقہ ہم سب اُسکا کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو جاوین اور یہ لکھکر
بخدمت سلطان والا مرتبت اُسی سردار کے ہاتھ بھیجا بعد پہونچنے نامے کے نقابدار پلنگینہ پوش مع لشکر قلعہ دربند
ہیکلیہ سے نکلکر برابر لشکر حمزہ صاحبقران نامدار کے فروکش ہوا اور اپنے خیمے مین داخل ہو کر طبل جنگ بجوا دیا ہر کارہاے
لشکر فیروزی اثر یہ خبر سُنکے روبروے تخت شہنشاہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام آئے اور زمین ادب کو
بوسہ دے کر بعد دعا و ثناے شاہنشاہی پکارے اشعار ای تاج شاہی را فروغ از تارک والاے تو * ہم دے خلعت
شاہنشہی زیبا ست بر بالاے تو * بدر الدجاے کرست مہر سپہر ابہت * شد فخر تخت سلطنت کا مد بزیر پاے تو
شہنشاہ عالم کی عمر دراز قلعہ دربند ہیکلیہ سے ایک نقابدار پلنگینہ پوش نے مع لشکر نکل کر سر میدان خیمہ استادہ کیا ہے
اور طبل جنگ اپنے لشکر مین بجوایا صبح کو معرکہ آراے میدان کارزار ہوگا امیر عالیمقام نے فرمایا بفضل ایزدی و تائید
ربانی کیا ڈر ہے ہمارے بھی لشکر مین طبل جنگ بجے حسب الحکم سلطان باکرم کے یہان لشکر اسلام مین بھی صداے کوس جنگی
اور نعرہ ہاے رزمی بلند ہوا القصہ تمام فوج دریا موج اور لشکر ظفر پیکر مین خبر ہو گئی کہ صبح کو میدان رزم ہے غازیان میدان
اور مجاہدان تہور شعار تمام شب تیاری میدان مین مصروف رہے اور دونون لشکرون مین جاگ اور بڑی ہوشیاری رہی
صبح کو طرفین سے فوجین نکل نکل کر وعدہ گاہ مصاف پر آ کے قائم ہوئین اور بعد صف آرائی نقابدار پلنگینہ پوش

اپنے لشکر سے مرکب کو جھکاکے تا وسط میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا چنانچہ ہنگام مقابلہ اور مجادلہ نقابدار بلنگینہ پوش نے
چند سرداران لشکر اسلام کو بعد جنگ نیزہ و گرز اور شمشیر بزور کشتی زیر کیا اور باندھکر اپنے لشکر میں بھیجدیا اور طبل بازگشت
بجواکے اپنے خیمے میں جاکے داخل ہوا سلطان عالیمقام بھی طبل آسایش بجواکے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے وقت شام
نقابدار نے پھر طبل جنگ بجوادیا اور روز دوم صبح کو پھر بدستور دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے اور نقابدار
بلنگینہ پوش مرکب کو جھکاکے سر میدان مبارز طلب ہوا ادھر سے شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر شاہزادہ
بدیع الزمان احمد اپنے مرکب گلگون باختری کو جولان کرکے روبرو تخت بادشاہ اسلام کے آیا اور اجازت لیکر
نقابدار سے جاکر ہنگامہ آور ہوا اور بعد جنگ نیزہ اور شمشیر دونوں بزور کشتی مصروف ہوئے اور تا شام باہم خوب زور
کشمکش کا رہا وقت غروب آفتاب امیر حمزۂ عالی جناب نے آکر دونوں بہادروں کو جدا کیا اور طرفین سے
طبل بازگشت بجواکے اُس طرف نقابدار مع اپنی فوج و سپاہ اور اس طرف سلطان صاحبقران مع تمام
لشکر اسلام میدان سے پھرے اور اپنی بارگاہ و خیمے میں جاکر داخل ہوئے نقابدار بلنگینہ پوش پھر اپنے لشکر
میں طبل جنگ بجواکے صبح کو میدان میں آیا اور بآواز بلند کہنے لگا کہ ای حمزۂ صاحبقران سرداران لشکر کو اپنے
کیوں میرے ہاتھ سے قتل کراتا ہے بہتر یہ ہے کہ آج تو نکلکر سر میدان میرے مقابلے میں آ تاکہ ہر روز کا یہ خرخشہ مٹ جائے
مجھے بھی دعوی صاحبقرانی ہے امیر باتوقیر نے یہ سبب نقابدار بلنگینہ پوش کی سنکے عمرو کو اشارہ کیا اور عمرو نے
ایک بار کلاہ نمدی اپنی بسوے آسمان پھینک کر بآواز بلند کہا کہ ای جوانان لشکر اسلام آج زلزلہ قاف ثانی سلیمان
امیر حمزۂ صاحبقران میدان مصاف میں بمقابلہ حریف برآمد ہوتا ہے اور تم سب ہمہ تن چشم ہوکر تماشاے زور
صاحبقرانی دیکھو تمام شاہ اور شہریار اور سردار یہ آواز شاہ عیاران عیار عمرو کی سنکے اور کلاہ اُسکی بسوے ہوا و
آسمان دیکھکر جانب میدان رزم دیکھنے لگے کہ کوس نوبت پر ضربیں اور علمداروں نے علموں کو جلوہ دیا اور سلطان
ظفر احتشام امیر حمزۂ عالی مقام اشقر دیوزاد کو جھمکاکے روبرو تخت بادشاہ لشکر اسلام کے تشریف لائے
اور اجازت طلب ہوئے حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے جام کلاغریت بھر کے عنایت
فرمایا امیر والا توقیر نے ایک انگلی جام میں ڈالکے شربت کو چکھ لیا اور باقی شربت جام کلاغریت کا پہلوان
جادی کو اشارہ کیا کہ اُٹھ وہ جام اٹھالیا اور تمام شربت نوش کیا اور سلطان صاحبقران بمقابلہ نقابدار
بلنگینہ پوش آکر بعد از جنگ نیزہ و عمود اور شمشیر دونوں بہادر میدان میں گھوڑوں پر سے اتر پڑے
اور کشتی میں سرگرم ہوئے اشعار بہ کشتی گرفتن نہادند سر • گرفتند ہر یک دوال کمر • گہے زور این کرد و گہ کرد
آن • بہ میدان نوی دست ہر دو جوان • کبھی سلطان نامدار نقابدار کو چند قدم بزور پسپا کرکے ہٹا لے
جاتے اور کبھی نقابدار امیر عرش اقتدار کو دو چار قدم پیچھے ہٹادیتا خلاصہ یہ کہ اسی طرح سے تین شبانہ روز
باہم زور کشمکش کا رہا روز چہارم نقابدار بلنگینہ پوش بکمال جوش و خروش یہ کہنے لگا کہ ای حمزۂ صاحبقران عالی
ہوشیار اور خبردار رہنا یہ زور آخری میں کرتا ہوں دونوں بازو امیر والا توقیر کے پکڑ کے اور سر اپنا سینہ
اقدس پر سلطان نامور کے رکھکر بزور پسپا کرکے کوئی پانچ چھ قدم پیچھے لے گیا عمرو نے یہ رنگ دیکھکر پکارا کہ
حمزہ عجب طرح کی آج تو کشتی کرتا ہے زور صاحبقرانی کہاں جاتا رہا یہ کنایہ عمرو کا سنکے سلطان والا قدر نے لنگر
مارا کہ ہر چند پھر نقابدار نے زور کیا مطلق اقدام عالی کو امیر عالی مقام کے جنبش اور لغزش اُس
مقام پر سے نہ ہوئی آخر ناچار ہوکر نقابدار نے کہا کہ ای حمزۂ نامدار میں زور کر چکا اب جو تجھے اپنا امتحان

زور کرتا ہو تو بھی کر لے امیر والا توقیر نے فرمایا کہ ای نقابدار اب تو خبردار رہنا اور یہ کہکے نقابدار کے دونوں بازو پکڑ کے
پیچھے کو دوڑا لیچلے ہرچند نقابدار ہر ایک جا پر جا بستا تھا کہ لنگر مارے اور اپنے قدم کو قائم کرے مگر کہین نہ ٹھہر سکا
آخر کار دس بارہ قدم پیچھا کرکے ایک مقام پر شہنشاہ عالی مقام نے ادھر مار کر دونوں زانو نقابدار پلنگینہ
پوش کے زمین سے آشنا ہو گئے سلطان والا حشم نے خم ہو کر اپنا ہاتھ نقابدار کی کمر زنجیروں میں ڈالکر نعرہ اللہ اکبر
جگر سے کھینچا اور لنگر توڑ کر زمین سے اٹھا لیا اور چاہتے تھے کہ سر سے بلند کرکے نقش زمین اور پیوند زمین کرین
ایکبار نقابدار نے کہا یا امیر حمزہ صاحبقران مصرع برین نگر برین نگر شاید کہ بشناسی مرا ۰ میرا نام عجیل ماہ رو
بن عبد المطلب اور تیرا چھوٹا بھائی ایک کترین بندگان خداے عزوجل ہون اور دعوی صاحبقرانی رکھتا تھا
اب مجھے تحقیق ہوا کہ تو برحق اور بیشک عمو سے پیغمبر آخر الزمان امیر حمزہ صاحبقران دوران ہے سلطان صاحبقران
نے یہ حال سنکے بہ سہولت تمام نقابدار کو زمین پر رکھدیا اور نقاب جو روے انور سے نقابدار کے اٹھا کر
دیکھا کہ سر مو اپنی شبیہ اور عجیل ماہ رو کی صورت و شکل مین تفاوت نہ پایا اسوقت نہایت التفات اپنے چھوٹے
بھائی پر کرکے بارگاہ سلیمانی مین لے آئے اور تمام بارگاہ نشینون کو معلوم ہو گیا کہ یہ عجیل ماہ رو چھوٹے بھائی
امیر والا توقیر کے ہین سبھون نے مبارکباد دی اکثر نے نذر تہنیت گذرانی سلطان صاحبقران نے سات روز
جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ واسطے عجیل ماہ رو کے قرار دی شادیانے اور طبل بشارت کے لشکر فیروزی اثر مین
بجے بعد سات روز کے عجیل ماہ رو اور انکے لشکر کو لیکے مع تمام اپنے سرداران لشکر اسلام کے دربند حبشیہ سے کوچ
کرکے سمت دربند عنقابیہ روانہ ہوے اور عرصہ راہ کو طی کرکے قریب اس دربند عنقابیہ کے کہ اسکو قران کوہ بھی
کہتے ہین پہونچے اور لشکر فروکش ہوا بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی امیر والا توقیر مع بادشاہ سعد بن قباد اور سرداران
لشکر فیروزی اثر داخل بارگاہ ہوے اب حال سنئے کہ اس دربند قران کوہ کے تین طرف تو دریاے زخار
ساحل ناپید اکنار ہے اور ایک طرف خندق بنا سوت اسی گز کی چوڑی کہ اسمین اسی بیل ایک دوسرے کے
مقابلے مین برابر کھڑے ہوے ہین اور زنجیرین فولادی ان بیلون مین وصل کی ہو ہین ایک جسر اصلاح کا اسپر رکھا
ہوا ہے کہ آمد و رفت اس قلعے کے آدمیون کی اسی جسر پر بیلون کے ہو کر باہر نکلنے کی ہے چنانچہ جسوقت عنقا وزد
سلطان ظفر احتشام امیر عالی مقام اور آمد لشکر اسلام سے آگاہ ہوا تو اٹھکے اپنے قلعے سے نکل کے پانچ کوس کے
فاصلے پر بمقابلہ لشکر فیروزی اثر خیمے اور خرگاہ استادہ کرائے اور مع اپنی فوج و سپاہ وہان آکر فروکش ہوا اور
اپنے خیمے مین بمشورہ اپنے اہالیان دولت اور ارکان مملکت شب کو طبل جنگ بجوادیا یہ خبر لیکر ایک جوڑی
ہرکارہ ہاے لشکر اسلام کی روبروے تخت شہنشاہ سعد بن قباد آئی اور زمین ادب کو بوسہ دیکر دست بستہ
پکاری قطعہ ای ہرکارے رفیقت قل ہو اللہ احد ۰ وے نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد ۰ لم یلد باد و لم
یولد ہر جا دستگیر ۰ و لم یکن یاری دہ مونس لہ کفوا احد ۰ سر فدوے عالم کی عمر دراز عنقا حاکم دربند قران کوہ نے
مع لشکر کفر و ضلالت قلعے سے باہر نکل کے اپنی فوج مین طبل جنگ بجوادیا ہے اور صبح کو وہ کافر تیرہ فاسد
معرکہ آراے رزم ہوگا سلطان والا قدر نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی و بتائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ
بجے اور بموجب حکم قدر توام سلطان مکرم کے لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بیدرنگ بجا تمام دلیران فوج ہوشیار
ہو گئے اور رات بھر طلاے طرفین سے پہرا کئے بڑی ہوشیاری اور خبرداری کے ساتھ تیاری میدان جنگ
کی رہی صبح کے وقت ادھر سے عنقا مع لشکر کفار اور ادھر سے امیر والا توقیر مع فوج و سپاہ دلیران

غرضکہ کارزار مین آکر وعدہ گاہ مصاف مین صف آرا ہوے ایک مرتبہ عنقا اپنے مرکب کو صف لشکر سے جھکا کے
باہر نکلا اور نات میدان مین قائم ہو کر پکارا کہ اے لشکر خدا پرستان وای زبردستان ازشما ہر کرا آرزوے مرگ ست بیاید
بمیدان جنگ ساتھ اُسکے للکارنے کے لشکر اسلام سے بہرام شیر خوار اجازت لیکر اُسکے مقابلے مین گیا اور عنقا کے
ہاتھ سے بضرب تیغ بدرجۂ شہادت فائز ہوا اور اسی شکل سے اکثر سرداران فوج اسلام کے اسکے ہاتھ سے کوئی بضرب
تیغ کوئی بضرب عمود شہید ہوے اور چند سردار زخمی ہو کر پھرے آخرکار وقت شام طبل بازگشت بجا اور عنقا اپنے
خیمے مین داخل ہوا سلطان باکرم بھی غم و الم مین سردارون کے باچشم پُرنم مع دلیران لشکر اپنی بارگاہ مین آکے
داخل ہوے شب کو عنقا نے پھر طبل جنگ بجوا دیا اور بدستور روز اولین صبح کو دونون لشکر میدان مین
آکر قائم ہوے اور عنقا اپنے مرکب کو جولان کرکے پھر سر میدان مبارز طلب ہوا ابھی پورا کلمہ عنقا کی زبان سے
نکلنے نہین پایا تھا کہ دیکھا صف راست مین علمدارون نے علمون کو جلوہ دیا اور انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ
ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن اپنے مرکب تیز گام خوشخرام
برق آہنگ گلگون باختری کو جھکاتا نکل کے روبروے تخت بادشاہ اسلام کے آیا اور اجازت طلب میدان کا ہوا
شہنشاہ لشکر اسلام نے جام کو عقربت شربت سے لبریز کرکے اپنے دست مبارک سے شاہزادہ بدیع الزمان
کو دیا اور فرمایا ای شاہزادۂ بلند اقبال بخداے لایزال سپردم شاہزادہ عالی جناب نے آداب بجا لاکے وہ جام نوش
کیا اور سراپا میدان کا دکھلاتا عنقا سے آکر ہمتگار ہوا گھوڑا عنقا کا لنگا ور سے بارہ تیرہ قدم پسپا ہو کر ٹھیرا اور
پھر عنقا نے طمانچے اور گھونسے گھوڑے کے گلے پر مارکے خوب سا روک کر اُسکو برابر شاہزادۂ والا مرتبت کے لایا
اور بعد رسم تیر و بازی نوبت بہ جنگ عمود پہونچی چنانچہ ضرب گرز سے شاہزادۂ بدیع الزمان کی عنقا
نہ بچا مگر عنقا کے گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی اُسوقت عنقا نے چاہا کہ دوڑ کر شاہزادۂ عالم سے لپٹ جاے شاہزادۂ عالم
گھوڑے پر سے کود پڑا اور عنقا سے اور شاہزادۂ بدیع الزمان سے سینہ بہ سینہ اور کمر بہ کمر اور کلہ بہ کلہ نوبت کشتی کی تا وقت
شام ہوا آخر عنقا نے یہ کہکر کہ ای بہادر ہمارے تیرے کل صبح کو امتحان زور ہوگا طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان
رزم سے پھر کے اپنے خیمے مین گیا یہان سلطان والا شان نے بھی بہت سا زر شاہزادہ بدیع الزمان نامور کے سر پر
نثار کرا کے مراجعت فرمائی اور بارگاہ سلیمانی مین آکر داخل ہوے اور وہان عنقا نے اپنے خیمے مین بیٹھکر
سرداران لشکر سے کہا کہ مین کسی صورت سے شاہزادۂ بدیع الزمان کا حریف نہین ہو سکتا اور اپنا غلبہ اُس پر
نہین پاتا یہ کہکر آدھی رات کے عمل مین مع اپنی فوج و سپاہ کے قلعے مین جا کر اُس جزیرے کو میلون پر سے توڑ ڈالا
اور قلعہ بند ہو کر آپ فیلبند دروازے پر جا بیٹھا اور برجون اور فصیلون پر توپین چڑھا دین اور گولہ اندازون کو
حکم دیا تم منہ ان توپون کے سمت لشکر حمزہ سیدھے کرکے فتیلین روشن کرکے بہت ہوشیار اور خبردار میرے
حکم کے انتظار رہو غرض تیاری مشغول اور اپنی دلجمعی قرار واقعی کرکے جب وقت صبح کا ہوا تو ایک اپنے نوکر
کو سلطان صاحبقران کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ای حمزۂ صاحبقران مین تمہارا سد راہ نہین ہوتا تم کو
راستہ نکلجانے کا دیتا ہون تم یہان سے پھر کر اپنے ملک عجم کو چلے جاؤ جب یہ پیغام عنقا کا امیر حمزۂ صاحبقران
و دوران نے سنا تو نہایت متحیر اپنے دل مین اور متفکر ہوئے سرداران بارگاہ نشین نے عرض کیا حضور
باعث تردد خاطر اقدس کیا ہے کس لیے کہ ایک راستہ اور بھی ملک عجم کی طرف سے سبائل کے جانیکا ہے
عنقا نے کہلا بھیجا ہے کہ یہ بھی میرا سلوک اور احسان ہے کہ مین اُس راہ سے تمکو جانے دیتا ہون ورنہ وہ بھی تو

میرے قابو اور میرے علاقہ اور سرحد میں ہے امیر دلاّ تو تیر بانی الغیر عنقا کا دریافت کرکے نہایت درہم اور برہم ہوئے
اور اُس پیام بر سے فرمایا کہ تو جاکے اُس بے حیا سے کہدینا کہ تیرے اس سوال کا جواب جنگ ہے وہ شخص بارگاہ
سے نکل کر عنقا کے پاس گیا اور جو کچھ کہ سلطان صاحبقران نے فرمایا تھا بیان کیا عنقا نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا
مگر یہاں بارگاہ سلیمانی میں صاحبقران دوران مع تمام سرداران لشکر اسلام سوار ہوکر واسطے سیر اور تماشاے
قلعہ اور دربند کے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ اُس جسر کو جس سے ہو کر آمد و رفت تھی توڑ ڈالا ہے باقی پیل بجنسہ ہیں
وہ سب بدستور اِس سرے سے اُس دربند اور قلعہ تک خندق میں مستحکم اور قائم ہیں امیر دلاّ تو یہ تماشا دیکھکر
جانب سرداران لشکر اسلام مخاطب ہوے اور فرمایا کہ میں تم سب بہادروں میں سے چاہتا ہوں کہ ایک دلاور
مردانہ وار وہاں کسی طرح سے پہونچکر اس دربند کو مسخر کرے سب سردار سنکر خاموش ہو رہے اور سرنگون ہوکر
کسی نے جواب نہ دیا بار دیگر صاحبقران نامور نے باواز بلند کہا کہ ای بہادرو تم میں ایسا کوئی دلیر اور شیر ہے کہ اس
حکم کی میرے تعمیل کرے ابھی صاحبقران دوران کی زبان فیض ترجمان سے یہ پورا کلمہ تراوش نہیں کرنے
پایا تھا کہ ایک مرتبہ عمدۂ دین ستون اسلام برہم زنندۂ دولت سکندر رہیلان صاحب شمشیر گران کرب پر حرب
تلوکردۂ امیر عرب نے برابر سلطان صاحبقران کے آکے عرض کی کہ افضال الٰہی اور اقبال عالی سے فدوی
جاکے اس دربند اور قلعہ کو مسخر کرتا ہے سلطان والا مرتبت نے کرب غازی کو اپنے سینے سے لگالیا اور جبین پر
بوسہ دیکر فرمایا کہ بارک اللہ ای کرب غازی تم نے خوب بڑی بات کو رکھ لیا مصرع آفرین باد برین ہمت مردانہ
تو وہیں شاہزادہ کرب دلاور اُسی وقت دامن ہمت کو کمر پر باندھ کر آداب بجالایا اور یا حیدر کرار کہکے کنارے سے
ایک جست کرکے پیل اولین پر پہونچا اور پیل کو پکڑکے باطمینان تمام سنبھلکر اُس پر جم گیا یہ خبر کسی ہرکارے نے جاکے
عنقا سے کہی عنقا بہت ہنسا اور بعد اسکے حکم دیا کہ فصیلوں اور برجوں پر جو قلعے کے گرد اگرد ہیں اُنسے کہدو کہ ایک
عبد المطلب کا پوت بنا لیتا ہی کچھ بڑی بات ہے ایک گولا مار کر پیل پر سے خندق میں گرادو حسب الحکم عنقا کے گولانداز
نے نشانے تاک تاک کر گولے مارنا شروع کیے لیکن فضل الٰہی سے کوئی گولا شاہزادہ کرب غازی کے جسم پر
نہیں لگتا تھا چپ و راست اِدھر نکلجاتا تھا اور شاہزادہ کرب دلاور یا اسد اللہ الغالب یا علی ابن ابی طالب
ورد زبان کرتا جھپٹے وہ پیل سب کو جستیں کرتا طے کرکے اُس پار خندق کے پہونچا سلطان صاحبقران
اور تمام سرداران لشکر یہ چالاکی اور جرأت اور قوت شاہزادہ کرب دلاور کی دیکھ دیکھکر احسنت احسنت
اور مرحبا مرحبا اور تحسین و آفرین کرتے تھے ناگاہ دیکھا کہ شاہزادہ کرب غازی نے دروازۂ قلعہ پر جاکے
نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور بکمال غیظ و جلال ایک تیغہ دوڑکر دیوار برج قلعہ کی مارا کہ دیوار شق ہوگئی
اور شاہزادہ کرب غازی یا حیدر کرار کہکے اندرون قلعہ داخل ہوا عنقا یہ حال دیکھکر با شمشیر عریان جانب
شاہزادہ کرب دلاور دوڑا اور قریب پہونچکر بقوت تمام ایک ضرب تیغ سر پر شاہزادہ دلاور کے ماری شاہزادہ
کرب غازی نے بند دست اُسکا پکڑکے تلوار چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کے ایک ہی زور
عنقا کو زمین سے اُٹھا لیا اور جس وقت کہ چار طرف سے سرداران لشکر عنقا نے محاصرہ کرکے
حوصلہ جنگ کا کیا تو شاہزادہ کرب غازی نے عنقا کو دست چپ میں بجاے سپر پکڑکے دست راست
میں تلوار لی جو کوئی حملہ ور ہوتا کرب غازی عنقا کو سامنے اُسکی ضرب کے کر دیتا تھا اِس باعث سے کوئی
کافر قریب نہیں آتا تھا اور نہ گرز تیر تلوار تبر کوئی ہتھیار کی ضرب کرنے کا حوصلہ کرتا تھا مگر عجب طرح کا

شور یوم الفشو اور ہنگامہ تمام قلعے مین ہو رہا تھا اُسوقت شاہزادہ کرب غازی نے ارادہ کیا کہ اِس عنقا کو بیخ دیکر
اِس خندق مین ڈالدون ناگاہ عنقا پکارا اے بہادر ہان شاہزادہ کرب غازی نے کہا ہان بشرط ایمان اُسنے کہا
کہ بدین مسلمان ہوتا ہون کرب غازی نے یہ کلمہ سُنکے اُسے چھوڑ دیا اور کلمہ شہادت تلقین کیا اُس تیرہ دل تاریک درون نے
اپنے جی مین یہ سمجھکے کہ ذرا تو اباحت کہ لینے مین اسوقت تو میری جان بچتی ہے از راہ مکر کلمہ پڑھکے اسلام قبول کیا اور بڑی
دھوم سے تیاری محفل اور دعوت کی کرکے شاہزادہ نامور کو با اعزاز و اکرام تمام ایک صدر عز و تمکین پر بٹھلایا اور طائفے
ارباب نشاط کے طلب کرکے جلسہ گانے بجانے کا کیا شاہزادہ کرب دلاور نے فرمایا کہ اے عنقا وہ چتر جسسبب آنے جانے
کے ہوا اُن میلون پر نصب کرادے عنقا نے ناچار و مجبور ہوکر بدستور سابق اُس چتر کو بندھوا دیا اور سلطان صاحبقران
مع لشکر فیروزی اثر عبور اُس خندق سے کرکے شہر مین داخل ہوے عنقا بخوف جان مین شبانہ روز بڑے تکلف سے
دعوت اور مہمانداری کرکے غلامانہ دست بستہ کار خدمت مین حاضر رہا روز چہارم رات کے وقت شبخون لشکر اسلام
پر مارکے سمت دربند فولادیہ فراری ہوا جسوقت یہ خبر عنقا کے شبخون مارنے اور فراری ہونے کی سلطان ثانی الاثنان
نے سنی صاحبقران وہان بھی نہایت درہم اور برہم ہوکر مع تمام سرداران لشکر اسلام اُسی وقت سوار ہوے
اور تعاقب مین عنقا کے تشریف لیچلے راوی ان عنقا کا حال سنیے کہ عنقا بھاگتا بھاگتا دروازۂ قلعہ فولاد پر پہونچا
اور قلعے کے نیچے سے باواز بلند کہنے لگا کہ یارو مین عنقا حاکم دربند قران کوہ کا ہون حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے
شکست فاش کھاکے بہزار سعی وجہد بھاگا ہوا یہانتک پہونچا ہون دروازہ قلعہ کا جلد کھول دو تاکہ مین اُن
خداپرستون زبردستون کی تیغ تیز سے جانبر ہون فولاد سخت کمان جو حاکم دربند فولادیہ کا تھا اُسنے یہ
گفتگو عنقا کی جو سُنی تو قہقہہ مارکر دروازۂ قلعہ پر آیا اور کہنے لگا کہ اس عیاری سے تیری مجھے دریافت ہوگیا کہ تو
عمرو عیار ہے کیا سبب کہ عنقا نے مجھے پہلے ہی لکھ بھیجا ہے کہ مین نے چتر میلون پر سے اٹھوا کے رستہ آمد و رفت کا
مسدود کردیا اور مین مع تمام فوج و سپاہ کے قلعے سے باہر نکل کر حمزہ کا سد راہ ہون کیا تاب و طاقت حمزہ کی
اور کیا مقدور لشکر اسلام کا جو میری طرف ایک قدم بڑھا سکے سو اب تو یہ کہتا ہے کہ اس قلعے کو اور اُس دربند
قران کوہ کو جان پرندہ پرواز کرکے نہین پہنچ سکتا دو ہی دن مین حمزہ نے چھین کر مجھے شکست دے دی
یہ محض جھوٹ ہے تو ہرگز عنقا نہین ہے عمرو عیار ہے مین تیری عیاریان ہزار دن ابھی سن چکا ہون تیرے فریب مین
ہرگز نہ آؤنگا اور دروازہ نہ کھلیگا مگر آج اسی مضمون کی عرضی لکھکر خداوند مجید و ہزار ملک باختر کو بھیجے دیتا ہون
وہ خداوند عالم الغیب ہے جیسا حکم دیگا مین بجا لاؤنگا پھر عنقا نے نہایت عجز و انکسار سے کہا کہ مین عمرو عیار نہین
ہون واسطے خداوند لقا کے دروازہ جلد کھول دو اس گھبراہٹ اور بیتابی گفتگو سے عنقا سے فولاد سخت کمان کو
اور زیادہ شبہ و فکر اور وسواس پیدا ہوا ناگاہ صحرا کی طرف سے ایک گرد نمایان ہوئی عنقا نے جو اُس گرد کو
دیکھا تو بہت گھبرا کر لاشک اور لاریب آمد فوج اسلام ہے چیخین مار کر کہنے لگا کہ اے ظالم واسطے خداوند لقا کے جلد
دروازہ قلعے کا کھول او وہ دیکھ سامنے سے لشکر حمزہ عنقریب آپہونچا فولاد سخت کمان نے کہا بس اور وزد
بارہا گردون ملک ملک بادشاہان زمانہ سے زیادہ بیہودہ نہ بک بس یقین ہوا کہ تو پیچ کرتا ہے او بد ذات عیار بیکار مصرع
این بابہ کیے گو کہ ترا شناسد وہ تو نے ایک روغن عیاری کا منہ پر ملکے عنقا کی شکل بنایا تمام لشکر خداپرستون کا
پشت پردہ حجاب نمودار ہوا ہے چھوڑ کر تھوڑی سی فوج حمزہ کی لیکر یہان اس فکر مین آیا ہے کہ مجھے فریب دے کر
قلعہ چھین لون اور قلعہ گیر بے جنگ مشہور ہون سو مین تیرے ان کر فریبون مین کبھی نہین آؤنگا بہتر یہی ہے کہ

اب جلد یہان سے چلا جا ورنہ مین ابھی لوگون سے حکم دیتا ہون کہ تجھے یہان سے سنگسار کرا دون اور فولاد سخت کمان
نے برہم ہو کر اس گفتگو کرنے سے وہ جو اور سردار مقربین مصاحبین جان نثار فولاد کے تھے اُنھون نے کہا کہ او
سودائی عیار تیری قضا شاید یہان لائی ہے اگر اپنی جان کی خیر چاہتا ہے تو جلد یہان سے بھاگ تیری عیاری مکاری
تو یہان کچھ نہین چلیگی مگر ہم لوگ ذرا جنبش لب مین اپنے آقاے ولی نعمت فولاد سخت کمان کے ایک ہی نعرہ
مین تیرا کام تمام کر دینگے اور یہ چند سلاح بند فوج و سپاہ کہ جو تیرے ہمراہ آئے ہین انسے نوبت ہتھیار کی تو درکنار کہان
جو تجھے یاد نگی ان بیہودون کی ہمارے پاس تک دعا بھی نہین پہونچ سکتی پھر یہ ہمارا کیا کر سکتے ہین ہان ہم سب یہان
ابھی پتھر مارینگے کہ انمین سے ہزارون مارے جائین اور آخر سب عاجز ہو کے بھاگ جائینگے اُسوقت عنقا مایوس
ہو کر وہان سے پھرا اور اپنی فوج سے کہا کہ اب مین برضاے خداوند تعالی دل دے کر آمادہ مرگ اور جیاسے قضا ہوتا
ہون اور سواے لڑنے مرنے کے اور بھاگ کر کہان جاؤن اور یہ کہکر ایک میدان مین آکر اپنے لشکر کو قائم کیا اور
صف آرا ہو کر منتظر آمد لشکر فیروزی اثر کا تھا اس عرصے مین امیر والا قدر عالی منزلت بھی پہونچے اور ہرکارون نے
خبر دی کہ ورود عنقا مغرور اور منرود نے زیر قلعہ فولادیہ کے ہرچند داد فریاد کی اور چاہا کہ دروازہ قلعے کا کھولدین
الا فولاد سخت کمان جو حاکم اس دربند قلعہ کا ہے اُسنے یہ کہکر کہ تو عنقا نہین ہے عمرو عیار ہے عنقا کی صورت بنکے
یہان آیا ہے اور چاہتا ہے اس فریب سے ہمارے قلعے مین داخل کرلے دروازۂ قلعہ نہ کھولا بلکہ فولاد سخت کمان
نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تو یہان سے چلا جا ورنہ ہم تجھکو سنگسار کرکے مار ڈالینگے یہ سنکے عنقا عاجز و ناچار ہوا اور قلعے
سے الگ جاکے وہ سامنے میدان مین اپنی فوج کا پرا باندھے کھڑا ہے امیر حمزۂ صاحبقران ودوران نے یہ حال
عنقا کا جو سنا تو متبسم ہو کے فرمایا کہ اچھا ہمارے لشکر مین بھی صف آرائی ہو چنانچہ حسب الحکم حاکم نامدار امیر عالیمقام
کی فوج اسلام صف آرا ہو کر آمادہ رزم و جنگ کھڑی تھی ناگاہ از پردہ بیابان گردے برخاست تیرہ و تیرہ و خیرہ و خیرہ
سر گرد با آسمان رسیدہ پاے گرد بزمین رو دیدہ تلطان و پیچان چون سر زلف عروسان ہونے مارا گرد کو گردنے
مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ آگے آگے چالیس فیلان مست جھومتے اُنکے سینہ ور اور زرنگار سے
رنگے ہوئے انپر چالیس نوجوان خوبرو علمہاے زرنگار مرصع کار ہاتھون مین لیے پرچم اُنکے ہوا سے پھر پھراتے
ہوئے بڑے کرّ و فر سے مسلح اور مکمل بیٹھے ہوئے فیلبانان گجک مارتے اسطرف کو آتے ہین بعد اُنکے شتری اور
جیلی دمامے گرجتے ہوئے بعد ازان پانچ سو سانڈنی سوار سانڈنیون کو بطور مورنیون کے آراستہ کیے سقرلاتی اور
مخملی کارچوبی جھولین سانڈنیون کی پشت پر زنگ گنگاجمنی گردنون مین پڑے ہوئے چھم چھم کرتی چلی آتی ہین انکے
بعد بان بردار برچھی بردار اور سب جلوس ہے اور دو ڈھائی سو حاجب و دربان با دل مردے جو بار شعار بردار
تھے سنہرے روپہلی سنگل بزر مغرق جواہر ہاتھون مین لیے تحفہ تحفہ گھوڑے رانون کے تلے دبائے چمکارتے
کڑکڑاتے اہتمام سواری کا کرتے ہوئے بعد ازان ایک جوان نقابدار زرین پوش زیر سایۂ علم زرنگار ایک مرکب
بیدگی گلگون عذار پر سوار اور گرد و پیش و چپ و راست اُسکے چالیس ہزار سوار دلیران عرصۂ کارزار مسلح و
[مکمل] دریاے آہن مین غوطہ مارے آکر اسی میدان مین ایک طرف صف باندھکر قائم ہوا ابھی کچھ اُسکا حال
[معلوم] نہین ہونے پایا کہ اس عرصے مین جانب دریاے زخار کچھ کشتیان نمایان ہوئین اور آگے آگے ایک
[کشتی] پر ایک نقابدار فیروزہ پوش بکمال شوکت و شان صدر جاہ و حشمت پر بیٹھا ہوا اور اُن کشتیون
مین قریب پچاس ساٹھ ہزار شجاعان روزگار اور رستمان ہر دیار سر بسر تو دہ گرز نیزہ اور خنجر و تیر و کمان

وغیرہ سلاح پکڑے بیٹھے ہوئے لب دریا ہو پہنچے اور بطرز قرۃ العین یہ بند ہوا کہ وہ نقابدار فیروزہ پوش مع تمام اپنے لشکر کے کشتیوں پر سے اتر پڑا اور اپنے عیارہ کو براے ادراک حال کہ یہ کن لشکر و جہان استادہ ہیں کیسے کیسے ہیں اور یہ کیا معرکہ درپیش ہے عیار نقابدار فیروزہ پوش کا آن واحد میں میدان رزم سے احوال دریافت کرکے گیا اور دست بستہ اُسنے عرض کیا کہ یہاں ایک لشکر تو سلطان صاحبقران نامور کا ہے اور یہ دوسرا لشکر عنقا نامے حاکم دربند قران کوہ کا ہے اور تیسرا لشکر کسی نقابدار زرین پوش کا اُسکا ہے یہ کیفیت سنکے نقابدار فیروزہ پوش بھی اُسی میدان کی سمت چلا ہم آکر صف آرا ہوا جبکہ تیاری میدان کی بوجہ احسن ہو چکی اور کوکبت اور میدانی ہر جانب سے میدان میں نکلکر گلیتی کرکے نکل گئے تب دیکھا کہ اولان اول نقابدار زرین پوش اپنی فوج سے مرکب چمکا کے باہر نکلا اور خلعتہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کے پکارا اشعار

بزور صف شکن گیرم جہان را ॥ زنم بر ہم زمین و آسمان را
منم صاحبقران خسرو نشان ॥ اگر رستم و گر افراسیاب ست
ز بر دستان بچشم زیر دستان ॥ ز بیم حملہ من در عذاب ست

تینوں لشکروں کے سردار نقابدار زرین پوش کی شکت و جروت اور شوکت اور شان کو دیکھکر حیران اور ششدر رہ گئے کہ ایک مرتبہ نقابدار زرین پوش جانب لشکر عنقا مخاطب ہوکر مبارزطلب ہوا عنقا بھی ازبسکہ اپنی زندگی سے تنگ ہو رہا تھا بیساختہ اپنی فوج سے نکلکر بمقابلہ نقابدار زرین پوش گیا اور تیغہ آبدار کھینچکر برسر زرین پوش حملہ ور ہوا نقابدار زرین پوش نے عنقا کی تلوار کو اپنی سپر پہ کاٹکر بوقت برگشتن یہ کہکر بیت تو ضرب زدی ضرب من نوش کن ؛ ہمہ شادی از دل فراموش کن ؛ تیغہ مارا عنقا نے جو دیکھا کہ ایک برق لامع میرے سر پر گرتی ہے عجب نہیں میرے خرمن ہستی کو جلا دے گھبرا کے سپر کو پناہ کیا اور مرنے وقت بیغائدہ وہ کلنگ کا دھتا اپنے ماتھے پر لیا مگر وہ برق شمشیر چمک کر جو گری تو مثلہ ابر سپر کو شل ترمن بنیر کاٹ کر خود اور وہ بلنے کو تراش کر کاسہ سر کو کاٹتی تکلے اور جبڑے کو بھتی صراحی گردن میں مانند قطرہ سیماب سے نہ ٹھہرے جبلتہ اور زرہ اور صندلا اوپر کا قلم کرکے ناف کے تلے جا اُتری اور فاش زین کو کاٹ کر پشت پر مرکب کے تری زیر تنگ جا نکلی اور لاش عنقا مع مرکب چار پرکالے ہوکر خاک و خون میں پھڑکنے لگی یہ برش تیغ اور زور دست حق پرست نقابدار زرین پوش کا دیکھکر لشکر اسلام سے ایک شور تحسین و آفرین کا اُٹھا اور نقابدار مع اپنے دلیران نامدار کے فوج کفار پر جا پڑا اور شمشیر زنی اور کفار کشی کرکے ایک آن واحد میں فوج و سپاہ عنقا کو شکست فاش دی اور تمام کفار ہزیمت کھاکے بھاگ کھڑے ہوئے اور بہت نے الامان الامان پکار کے مشرف باسلام ہوئے بعد ازاں نقابدار زرین پوش نے اپنے لشکر میں شادیانے فتح کے بجوا دیے اور میدان مصاف سے مراجعت کرکے وہیں ایک سمت اپنی بارگاہ اور فوج و سپاہ کے خیمہ و خرگاہ استادہ کرا دیے اور مع اپنے تمام سرداران مقربین اور مصاحبین بارگاہ میں جاکے داخل ہوا اور ناچ دیکھنے لگا بعد اسکے نقابدار فیروزہ پوش بھی مع اپنے لشکر کے میدان رزم سے پھرا اور وہ بھی ایک جانب مع اپنی فوج و سپاہ کے خیمہ استادہ کراکے فروکش ہوا سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران نے بھی مع لشکر فیروزی اثر اور تمام سرداران فوج اسلام وہیں زیر قلعہ دربند فولاد یہ بارگاہ سلیمانی استادہ کرا کے اور خیمے ڈیرے اسپک راؤٹیاں قلندریاں بچھو پر گئے کُندے بنگلے بارہ دریاں پال نگیرے سرداران لشکر اسلام کے استادہ ہو گئے امیر والا توقیر اپنی بارگاہ سلیمانی میں جسوقت کہ دلکل ناد عنبر پر جلوہ فرما ہوئے عمرو کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ خواجہ ذرا تم تکلیف کرکے نقابدار زرین پوش کے لشکر میں جاؤ اور خبر تو لاؤ کہ یہ نقابدار کون ہے عمرو نے کہا حمزہ وہ شعر جو شیخ سعدی شیرازی نے گلستان میں کہا ہے آج مجھے معلوم ہوا کہ سچ کہا ہے شعر بس گرسنہ خفت و کس ندانست کہ کیست ؛ بس جان بلب آمد کہ بروکس نگریست ؛

مین کیا حال اپنا تیرے روبرو بیان کرون صاحبقران دوران نے فرمایا کہ خواجہ سلامت تمھارے بیان کرنے کی احتیاج
نہین ہے ہم وہ ات فراست جو کچھ کہو مین تمھاری تواضع کرون گر جانا تمکو ضرور ہوگا عمرو نے کہا یہ بات غیر ممکن ہے مین کبھی نقابدار
کے لشکر مین نہ جاؤنگا کہین بے کہ جان انسان نے برقع بیحیائی کا اپنے منہ پر ڈال لیا پھر اُسکو کسی اشراف کی
عزت و آبرو کا خیال نہین رہتا اگر دو لاکھ روپیہ مجکو دیگا تب بھی مین نہ جاؤنگا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ خواجہ اگر تمہ جلک
ہو رہے اگر اُسکا کچھ حال معلوم ہو تو اگر کہدینا ورنہ تم سے کچھ اس بات مین شکایت نہین عمرو نے کہا حضرت تھے لشکر مین نقابدار
کے جانے کی توقع نہ رکھو میرا وہان جانا بیکار ہے صاحبقران دوران نے شاہ صفا ترک خزانچی سے اشارہ کیا کہ پانچ تھیلیان
عمرو کو دو شاہ صفا نے پکار کے عمرو سے کہا کہ خواجہ سلامت آداب بجا لاؤ پانچ ہزار زر سرخ سرکار سے تمکو مرحمت ہوئے ہین عمرو نے
پانچ ہزار اشرفی کا جو نام سنا تو منہ مین پانی بھر آیا اور بیساختہ دوڑ کر وہ اشرفیان شاہ صفا سے لیکر نذر زنبیل کین اور سلطان
والا شان سے عرض کی کہ عمرو مین تیرا بندہ بے درم اور مطیع و فرمانبردار ہون جس کام کو حکم کریگا مجھے آمین عذر نہین
اور تمام عمر اسی [illegible] ساقہ روان عالی ہمت ولی نعمت از فیض دریا نوال مجھے کمان ملیگا شعر مصنف نے طول سے تمہ ابر
سے گہر لٹے [illegible] رہے بے سوال حاجتمند تیری خوشنودی خاطر مجھے بجان و دل منظور ہے بسم اللہ مین ابھی
نقابدار کے خیمے مین جاتا ہون لیکن حمزہ یہ بات خلاف اپنی رسم کے ناقص ہے برقع پوش نقابدارون کا مقدمہ بہت
نازک ہے مجھے تو یقین نہین کہ نقابدار زرین پوش کا حال منکشف ہو امیر باتوقیر نے فرمایا کہ جہان تک جس وجہ سے
ہو سکے دریافت کرنا آیندہ اگر نہ معلوم ہو تو بیچ آنا سمجھ لیا جائیگا غرض یہ کہ عمرو بموجب حکم سلطان باکرم کے بارگاہ
سے اٹھ کھڑا ہوا اور لشکر اسلام سے الگ جا کر اپنی ہیئت تبدیل کی یعنے عمرو نے رنگ روغن عیاری کا منہ پر مل کے
بصورت فقیر [illegible] داڑھی موچھون کا صفایا کیا [illegible] آزادی مانگے پر ایک تسمہ چرمے کا کمر سے باندھے
تہمد اور لنگوٹ کھینچے تسبیحین دونون کانون مین ڈالے ایک چھڑی [illegible] ہاتھ مین لے [illegible] کہتا ہوا
لشکر زرین پوش مین سیر کنان کرتا ہوا ہر ایک دوکاندار سے مانگتا قریب بارگاہ نقابدار زرین پوش کے
جا پہونچا حسب اتفاق اُسی وقت نقابدار بھی لیکن اپنی بارگاہ سے برآمد ہو کے اپنے لشکر کو ملاحظہ کر رہا تھا شاہ
عیاران عیار نے نقابدار کو دیکھکر کہا کہ کیون او برقع پوش کچھ فقیرون سے بھی واحد شاہد ہوتا ہے ایکبار نقابدار نے
یہ صدا سنکے اپنے لوگون سے اشارہ کیا کہ ان شاہ صاحب کو ایک توڑہ دو خواص نقابدار دوڑ کر خزانچی سے
توڑہ لائے نقابدار نے وہ توڑہ اپنے ہاتھ سے عمرو کو دے کر کہا کہ شاہ صاحب بسم اللہ یہ حاضر ہے قبول کیجیے عمرو نے
یہ کہکے بابا خوش رہ معبود تیرا بھلا کرے جونہین ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ توڑا روپیہ کا لے ایک مرتبہ نقابدار نے جلدی سے عمرو کا
ہاتھ پکڑ کے کہا باش اے سارباں [illegible] کیا خوب بھیجے سی اور تلاش تو میرے ہاتھ آگیا پھر ہر چند عمرو نے بہت سی نہین نہین
کی کہ ماشا مین عمرو نہین ہون نقابدار زرین پوش نے مطلق خیال نہ کیا اور جھٹ پٹ عمرو کو باندھکر عیارون کے
حوالے کیا اور بتاکید تمام کہدیا کہ خبردار اسکو لحظہ بھر اپنی آنکھ سے اوجھل نہ کرنا اور کسی وقت اسکی عیاری اور
مکاری سے غافل نہ رہنا عمرو تو اب عاجز اور مجبور مطلق ہو کر وہان قید ہوا مگر یہ خبر تمام لشکر مین ہو گئی کہ عمرو عیار
حمزہ نامدار لشکر نقابدار مین بہیہ عیاری آیا تھا نقابدار زرین پوش نے کس خوبصورتی سے بہ سہولت
اُسکو پکڑ کر مقید کیا ہے شدہ شدہ یہ خبر لشکر فیروزی اثر مین پہونچی اور امیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو کے بھی گوش زد
ہوئی کہ نقابدار زرین پوش نے ہمارے باپ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کو گرفتار کر لیا ہے یہ دونون
یعنے امیہ اور سیارہ تہیہ رہائی شاہ عیاران عیار بہیئت عیاری نقابدار زرین پوش کے لشکر مین آئے

اور بعد جستجوے بسیار انکو معلوم ہوا کہ نقابدار نے عمرو کو اپنی خوابگاہ میں اپنے پلنگ کے برابر قید کیا ہے تب امیہ اور سیارہ اپنی صورتیں فراشوں کی بناکے کوئی آدھی رات کے عمل میں اندرون بارگاہ نقابدار پہونچے تو دیکھا کہ نقابدار غافل خواب راحت میں ہے اور نغیر خواب بلند ہے امیہ اور سیارہ نے وہ جو دو چار خواص خدمتگاری کرنے والے پاچوکی پہرے پر بیٹھے تھے انکو دو دو چار چار پھول خوشبودار کہ انپر بیہوشی لگی ہوئی تھی بطور تحفہ دے دے کر چلتا کیا وہ سب ان پھولوں کو سونگھ کر بیہوش ہوگئے اُسوقت جہاں عمرو پابجولاں بیٹھا تھا امیہ اور سیارہ نے آکر چاہا کہ عمرو کی بیڑیوں اور ہتھکڑیوں کی کلیلیں کاٹ کر قید سے نجات دیں یکایک نقابدار کی آنکھ جو کھل گئی تو اُٹھ کے دیکھا کہ تمام جھاڑ اور مردنگیوں اور کنول اور دیوارگیریوں کی شمعیں گل ہیں اور چارطرف بارگاہ میں اسقدر تاریکی ہے کہ کوئی شے بجز اپنے معلوم نہیں ہوتی گھبرا کے عمرو جہاں قید تھا اُسطرف جو بغور دیکھا تو دو سیاہ پوش کھڑے ہوے عمرو کی قید کاٹ رہے ہیں نقابدار زریں پوش بسہولت تمام اپنے پلنگ سے اُتر کے مانند رفتار مور آہستہ آہستہ جاکے امیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو کی پشت پر پہونچا اور ابھی تک اُن دونوں کو مطلق نقابدار کے بیدار ہونے کی خبر نہیں ہوئی تھی کہ یکایک اُس نقابدار زریں پوش نے اُسی تاریکی میں بچستی تمام امیہ اور سیارہ دونوں کے کمربند پکڑ کے اٹھالیا اور دونوں کی مشکیں باندھکر اپنے لڑکوں کو آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہے خواص خدمتگار جو وہ چار اندرون بارگاہ پھول بیہوشی آمیختہ سونگھ کے غافل پڑے تھے انھوں نے تو جواب نہ دیا مگر بیرون بارگاہ جو جوان پہرے پر بیٹھا تھا اُسنے گھبرا کر کہا حاضر اور اُس پہرے والے نے اور لوگوں کو جگاکے اندرون بارگاہ بھیجا نقابدار نے کہا روشنی طلب کر حسب الحکم اُسی وقت باہر جو چوکی خانہ میں مشعلچی اور شمعی حاضر تھے سب اندر پہونچے اور روشنی کرکے دیکھا کہ نقابدار دو سیاہ پوشوں کو پکڑے چہل قدمی کر رہا ہے اور اس عرصے میں ہوا جو ٹھنڈی ٹھنڈی وزاں ہوئی تو وہ خواص خدمتگار جو بیہوش پڑے تھے وہ بھی چونک چونک کر اٹھے اور بیہوشی انکی اُتر گئی اُسوقت نقابدار نے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کی جانب مخاطب ہوکر کہا کہ خواجہ سلامت اب پھر کبھی اپنی ہیئت تبدیل کرکے بہیئت عیاری یہاں تشریف نہ لانا اور جو آنا منظور ہو تو اپنی صورت اصلی سے جب چاہنا بے خوف وخطر چلے آنا آیندہ آپ کو اختیار ہے مگر اتنا یاد رکھیے گا فراموش نہ کیجیے گا اسکے خلاف پھر کوئی بات وقوع میں آئیگی یا آپ بشکل عیاری آئیے گا تو بلا تامل مارے جائیے گا اب تو میں تم کو چھوڑے دیتا ہوں یہ کہکر عمرو کو قید سے چھوڑ دیا اور کئی صندوق کیسہ ہاے سیم و زر اور لعل و گوہر وغیرہ جواہر بیش بہا کے عمرو کو مرحمت کیے اور کہا کہ میری طرف سے بخدمت سلطان والاقدر عالی منزلت امیر حمزہ صاحبقران بعد سلام نیاز عرض کرنا کہ زریں پوش عبودیت کیش نہایت شائق ہے کہ میرے اور امیر کشورگیر کے ایک مرتبہ امتحان زور ہو جائے یہ کہکر عمرو کو رخصت کیا اور امیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو کو نجات دے کر عمرو کے ہمراہ کر دیا عمرو نے تھوڑی دور جاکے بعد اداے شکران نعمت بہت سی تعریف سخاوت و عالی ہمتی کی کرکے نقابدار سے پوچھا کہ اے رشک صد حاتم نباض عالم تیرا نام کیا ہے تو وہ اسم ورد زبان کرکے اوصاف تیری جوانمردی اور کریمی کے بیان کیا کروں اور تا قید حیات اطراف عالم میں تیرا مداح ہوں نقابدار نے متبسم ہوکے جواب دیا کہ میرا نام نقابدار زریں پوش مشہور ہے عمرو نے کہا کہ یہ تو برحق اور بجا ہے مگر اصلی نام آپ کا کیا ہے نقابدار نے کہا شاہ عیاران عیار تقریر فضول سے طول دینے سے کیا حصول مختصر اپنا مطلب بیان کیجیے عمرو نے کہا میرا مطلب دلی فقط اتنا ہے کہ عمر بھر تیرے نام کا مداح رہونگا نقابدار نے کہا تو یہی کافی ہے کہ نقابدار زریں پوش میرا نام کہتے پھریے عمرو نے کہا کہ خیر اگر آپ اپنا نام نہیں بتلاتے تو اول کا حرف اپنے اسم اطہر کا مجھے بتلا دیجیے کہ میں ہجے لگاکے اُسکو پڑھا کرونگا

نقابدار نے کہا کہ بس زیادہ گفتگو بیفائدہ ہے انشاء اللہ تعالی اگر سلطان صاحبقران جس روز سر میدان برآمد ہونگے مین
اپنا نام اور نشان آپ کو بتلا دونگا عمرو لاعلاج اور مجبور ہو کر امیہ اور سیارہ بن عمرو کو ہمراہ لیے بارگاہ سلیمانی مین بحضور
سلطان والا شان حمزہ صاحبقران آیا اور اپنا سارا حال اور امیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو کی عیاری کا مقدمہ
اور نقابدار کے ہاتھ گرفتار ہو جانا اور پیام نقابدار کا مفصلاً اور شروحاً بیان کیا صاحبقران دوران نے فرمایا شکر کر
یہ تو گویا نقابدار زرین پوش نے ہمارے دل کی بات کہی اگر فضل الہی شامل ہے تو کل ہم خوشنودی خاطر نقابدار
کی کردینگے اب خواجہ تم ذرا نقابدار فیروزہ پوش کی بھی خبر لے آؤ کہ یہ کون صاحب ہین اور انکو کیا منظور ہے عمرو نے
بطمع زر کہ جسطرح نقابدار زرین پوش سے حاصل ہوا فیروزہ پوش سے بھی کچھ وصول ہو رہیگا اور ڈر خوف تو سب ہی
جا پر ہے اگر یہی پس و پیش کرین تو پھر کوئی کام دنیا کا نہو سعدی کہتا ہے بیت بدریا در منافع بیشمار است ؞ اگر خواہی سلامت
برکنار است ؞ حمزہ پر احسان کیجے اور نقابدار فیروزہ پوش سے بھی جو کچھ کہ ہاتھ آجاے لیجے سلطان صاحبقران
سے کہا کہ حمزہ اسقدر تو مین نے جان فشانی اور ریاض کیا اور دولت قید کی اٹھائی مگر ابھی تک مجھکو خیال ہے کہ وہ پانچ ہزار
اشرفیان مین نے عمرو کو عطا فرمائی ہین کچھ اور خدمت اور کام اس سے لیا چاہیے سو مجھے کچھ عذر نہین تیری اطاعت
اور خوشنودی منظور ہے رضینا بالقضا جاتا ہون امیر والا توقیر نے فرمایا کہ اے طماع خلطگو لا حول ولا قوۃ یہ کیا تو نالائق
گفتگو کرتا ہے وہ اشرفیان کیا ملا ہین مین نے تو فقط اس لئے کہ سواے تیرے کوئی ایسا دوست و دلسوز میرا
نہین ہے ایسے معاملات مین جاکر میرا اطمینان خاطر کر دیگا تجھ سے کہا ہے اور بہر حاجت جاکر اور پانچ ہزار اشرفیان
خزانۂ عامرہ سے لے لے یہ فرماکے شاہ صفا ترک سے اشارہ کیا کہ صاحب پانچ تھیلیان زر سرخ کی اور عمرو کو دو بار
عمرو دعائین و مدح و ثنا امیر باکرم کی کرتا پانچ توڑے اشرفیون کے لیکر نذر زنبیل کیے اور نقابدار فیروزہ پوش
کے لشکر مین جاکے بصورت اصلی اندرون بارگاہ قدم زن ہوا نقابدار فیروزہ پوش نے جون ہین عمرو کو دیکھا بیساختہ
دنگل پر سے اٹھکر عمرو کی تعظیم کی اور بڑے اعزاز اور تکریم سے عمرو کو برابر اپنے بٹھلایا اور بہت سا جواہر بیش بہا عمرو
کی تواضع کیا اور بعد مزاج پرسی پوچھا کہ آج آپ کا میرے کلبۂ احزان پر تشریف لانا کیونکر ہوا عمرو نے کہا اے نقابدار
فیروزہ پوش شہرہ تیری عالی ہمتی اور دریا دلی کا اطراف جہان مین مشہور ہے میرا جی چاہا کہ ایسے کریم اور جواد کو دیکھ
لینا مغتنمات اور ازجملہ واجبات ہے فقط تیرے دیکھنے کو مین یہان چلا آیا ہون نقابدار نے کہا الطاف اور نوازش
آپ کی ہے ورنہ مین کس لائق ہون اب مین ایک بات کا امیدوار ہون کہ آپ سلطان صاحبقران سے اتنا پیام میرا
کہدیجیے گا کہ مجھے کچھ کسی طرح کا مباحثہ حضور سے اور کسی سے نہین ہے فقط مجھکو دعوی امتحان شجاعت سرداران
دست راست سے ہے اور یہی منظور ہے کہ مین دنگل رستم اس سے لیکر اپنے قبضۂ قدرت مین لاؤن عمرو نے کہا بہت
خوب مین ابھی جاکے یہ پیام تیرا حمزہ سے کہدونگا اور یہ کہکے عمرو نقابدار فیروزہ پوش سے رخصت ہوا اور بخدمت
سلطان عالی منزلت آکر سارا حال بیان کیا صاحبقران دوران نے فرمایا جو کچھ ہوگا دیکھ لیا جائیگا القصہ جبکہ
دن گذر گیا شب کے وقت نقابدار فیروزہ پوش نے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوادیا اور یہ خبر سنکے امیر والا توقیر
نے بھی فرمایا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی اور تائید ربانی طبل جنگ بجے حسب الاحکام عظام امیر
عالی مقام کے لشکر اسلام مین طبل جنگ بجا اور تمام رات تیاری میدان جنگ کی رہی روز دوم صبح کو سلطان
عالی مقام ہمراہ بادشاہ اسلام مع لشکر فیروزی اثر ایک سمت آکر صف آرا ہوے دوسری طرف نقابدار
زرین پوش مع اپنی فوج و سپاہ کے میدان مین آکر قائم ہوا تیسری جانب نقابدار فیروزہ پوش میدان مین آکر

اپنے لشکر کی صف آرائی کر کے قیام پذیر ہوا بس جبکہ تینون لشکر بخوبی تمام آراستہ ہو چکے تب نقابدار زرین پوش
مرکب کو جھلکا کے اپنی صف سے میدان مین نکلا اور سراپا دکھلا کے نعرہ زن ہوا کہ یا سلطان صاحبقران مجھے استدعا ہے
امتحان زور آپ سے ہے بس ابھی یہ کلام نقابدار زرین پوش کے منہ سے تمام تھا کہ امیر عالی مقام عنان اشہب
تیزگام اشقر دیونژاد سمت میدان رزم منعطف کر کے روبرو تخت بادشاہ لشکر اسلام کے آئے اجازت طلب ہوئے
اور جعفر عاقل العصر بادشاہ اسلام سے موافق دستور قدیم رخصت لیکر نقابدار زرین پوش کے ہنگامہ در ہوئے اور
جس طرح کہ ید اقتداری سلطان باکرم کی مشہور اور معروف تھی اسی صورت سے نقابدار زرین پوش کے ساتھ وقوع مین
آئی اور تین شبانہ روز زور کشتی کا رہا مین نقابدار زرین پوش اور امیر حمزہ صاحبقران کے رہا روز چہارم بہزار دقت
سلطان عالی مقدار نے نقابدار زرین پوش کو زیر کیا اسوقت نقابدار نے سر اپنا اقدام عالی پر سلطان عالی مقام
کے رکھکر نقاب اپنے منہ سے اٹھایا امیر والا توقیر نے جو خیال کیا تو دیکھا کہ ایک جوان نوخاستہ کہ ابھی تک سبزہ گل
رخسار پر نمودار نہین ہوا مانند مہر درخشان یا ماہ تابان خال سبز رنگ اور رنگ ہاشمی چہرہ پرنور پر اسکے لمعان امیر
کشور جہانستان حمزہ صاحبقران اس نوجوان کے حسن و شباب کو دیکھکر اپنے جی مین نہایت حیران ہوکر پریشان
حال ہوئے کہ اے بہادر اپنا نام و نسب بیان کر تاکہ مجھے طمانیت ہو اسنے عرض کیا کہ یا امیر والا توقیر یہ غلام فرزند
آپ کا بہرام بردعی کی بہن کے بطن سے پیدا ہوا اور ہاشم تیغ زن معروف ہے سلطان امیر حمزہ صاحبقران نے اپنے
فرزند جگر پیوند کو دیکھ کے نہایت شادان اور خندان ہوکر چھاتی سے لگالیا اور زر نثار کرتے بارگاہ سلیمانی مین
لائے اور فرمایا کہ اے فرزند تو دست راست بیٹھے گا یا دست چپ ہاشم تیغزن نے عرض کی کہ فدوی کو
دست چپ اجازت ہو سلطان والا رتبت نے دست چپ زیر دست شاہزادہ ملک قاسم عالیشان شاہزادہ
ہاشم تیغزن کو ولنگل بیٹھنے کو مرحمت کیا تمام سرداران لشکر اور بادشاہ اسلام نے امیر عالی مقام کو مبارکباد دی
اور سلطان والا رتبت نے محفل رقص و سرود کی واسطے اپنے فرزند دلبند ہاشم تیغزن کے آراستہ کی غرض بیان تو
تیاری جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ ہو رہی ہے اب انکو تو اسی عیش و نشاط مین رہنے دیجیے جینک حال نقابدار فیروزہ پوش
کا سنیے کہ نقابدار فیروزہ پوش نے وقت شب اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوا دیا اور یہ خبر سلطان والا قدر نے سنکے
حکم دیا کہ ہمارے بھی لشکر مین طبل جنگ بجے حسب الحکم سلطان عالیمقام کے یہان لشکر اسلام مین بھی صدائے طبل جنگ
بلند ہوئی اور تمام رات تیاری جنگ مین گذری صبح کے وقت دونون لشکر میدان مین نکلے اور تعبیون نے میمنہ و میسرہ
قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول چودھون صفین بائین بین آراستہ و پیراستہ کردین سقے
آبپاشی کر کے گرد و غبار کو دور کر گئے کڑکیت کڑکیتی کرتے نکل گئے اسوقت دیکھا کہ نقابدار فیروزہ پوش اپنے مرکب
کو جولان کرکے میدان مین نکلا اور ناف میدان مین قائم ہوکر پکارا مجھے کچھ حمزہ صاحبقران نامدار اور کسی دست چپ
سردار سے سروکار نہین ہے مجھے فقط دست راستی سرداران بارگاہ نشین سے دعوی امتحان زور اور شجاعت کا ہے
سپہ سالاران اور سرداران دست راست سے جسکا جی چاہے وہ بمقابلہ میرے آئے ساتھ نقابدار کی آواز کے
دیکھا صف راست سے ورقاے زنجیرخوار نے اپنے رہوار کو نکالا اور روبرو تخت بادشاہ لشکر اسلام کے آکر آداب
بجالایا اور اجازت لیکر بمقابلہ نقابدار فیروزہ پوش گیا بعد جنگ نیزہ و عمود نقابدار نے تلوار ورقاے زنجیرخوار
کی سپر پر کاٹھ برفت برگشتن تیغ ملا کہ ورقاے زنجیرخوار کے کاسہ سر سے تا دو ابرو ایک زخم کاری آیا اور اسی صورت
سے چالیس سرداران لشکر اسلام کو تا شام زخمدار کر کے طبل بازگشت بجوا دیا اور اپنی بارگاہ کی طرف مع لشکر [illegible]

ہوا سلطان صاحبقران بھی رزمگاہ معاف سے مراجعت فرما کے بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوئے اور سرداروں کے
جراحت کے علاج و معالجے اور بخیہ کرنے کا حکم دیا اسی عرصے میں پھر لشکر نقابدار فیروزہ پوش سے آواز طبل جنگ
کی بلند ہوئی اور حسب الحکم عظام امیر عالی مقام کے لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجا سفیدہ دم صبح کو بدستور طرفین
کی فوجیں نکلکر میدان میں صف آرا ہوئیں اور نقابدار فیروزہ پوش بطریق روز اولین سر میدان نکلکر مبارز طلب
ہوا شاہزادہ بدیع الزمان گردنشکن نے چاہا کہ آپ نکل کر نقابدار سے مقابلہ اور مجادلہ کرے ناگاہ دیکھا کہ
فضل بن گیا جورخون آشام اپنا اسپ تیزگام کو صف لشکر سے جھکاکر میدان میں نکلکر بادشاہ اسلام سے اجازت
میدان لیکر نقابدار فیروزہ پوش کے قریب جا کے ہنگامہ آرا ہوا اور حسب قاعدہ مستمرہ سلطان صاحبقران نامدار آپس
اس بات پر بحث اور تکرار شروع ہوئی کہ فضل بن گیا جورخون آشام سوال کرتا تھا کہ نقابدار پہلے حربہ تو کر اور
نقابدار فیروزہ پوش جواب دیتا تھا کہ نہیں میں پیش دستی نہیں کرنے کا پہلے تو ضرب اپنی کر لے بعد اسکے جو کچھ مجھ سے ہو سکے
کرونگا آخرکار یہ بات قرار پائی کہ اگر وہ اہل اسلام ہیں اور آئین معرکہ جنگ درپیش ہو تو پھر پیش دستی میں کچھ مباحثہ
نہ کرنا چاہیے آپس میں نیزہ بازی شروع ہو گئی اور دونوں دلاور یعنی فضل بن گیا جورخون آشام اور نقابدار
فیروزہ پوش اس چمک دمک سے جنگ نیزہ میں مصروف تھے کہ دونوں لشکروں سے شور تحسین و آفرین اور صدائے
احسنت احسنت اور مرحبا صد مرحبا بلند تھی ایکبار نقابدار نے نیزہ فضل بن گیا جورکا ہوائی کر دیا اور فضل بن
گیا جورخون آشام نے نیزہ اپنے ہاتھ سے نکلا ہوا دیکھکر حالت غیظ میں گرز پر ہاتھ ڈالا اس طرف نقابدار نے بھی
گرز اپنا اٹھا کر ضرب گرز فضل کو روکا اور بعد اسکے ایک ضرب اپنے گرز کی بر سر فضل کی فضل نے ہر چند کہ ضرب
کو اپنے گرز پر روکا مگر ایسا صدمہ پہونچا کہ پلک سے پلک جھپک گئی تھی چھٹی کا دودھ زبان پر یاد آگیا تھا
گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی خانہ زین سے بہ چستی تمام جست کرکے زمین پر آگیا پیادہ کھڑا تھا لیکن دونوں ہاتھ مثل
ستون قائم تھے مطلق لغزش اور خم نہ تھا نقابدار فیروزہ پوش فضل کو پیادہ دیکھکر آپ بھی گھوڑے پر سے کود پڑا
اور دونوں میں کشتی شروع ہوئی تین شبانہ روز باہم زور کشمکش کا رہا امیر والا توقیر بغور تمام ملاحظہ فرما رہے تھے کہ نقابدار
ہر مقام پر کمال چستی سے اور فضل اب بیجانی سے کشتی لڑ رہا ہے ایک مرتبہ نقابدار فیروزہ پوش نے فضل کو اپنے آگے
کھینچکر اڑچھ ماری کہ فضل دوزانو نیچے نقابدار کے جھک گیا نقابدار چاہتا تھا کہ زنجیر فضل بن گیا جورخون آشام
کی کمر کے اٹھاتا تھا کہ دفعتہ فضل جو تڑپکر نکلنے لگا کہیں ہاتھ فضل کا نقاب پر جا پڑا اور بند نقاب کا ٹوٹ گیا
نقاب چہرے سے نقابدار کے گر پڑی اور بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام اور تمام سرداران اور شاہ شہریار زادوں
نے دیکھا کہ یہ نقابدار شاہزادہ عمرو بن رستم نامدار چھوٹا بھائی شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کا پوتا حمزہ صاحبقران
نے شادمان ہوکر اشقر کو تیزگام کیا اور میدان میں جا کر جلدی سے شاہزادہ عمرو بن رستم کو اپنے سینے سے لگا لیا
اور میدان جنگ سے شادیانے بجواتے عمرو بن رستم کو ہمراہ لیے بارگاہ سلیمانی میں تشریف فرما ہوئے اور
دست چپ زبردست ملک قاسم برابر ہاشم تیغ زن کے عمرو بن رستم کو بھی دنگل مرحمت کیا اور تین مہینے
کامل شاہزادہ عجیل ماہ رو اپنے بھائی اور شاہزادہ ہاشم تیغ زن اپنے فرزند اور شاہزادہ عمرو بن رستم اپنے پوتے
کے آنے کی خوشی جشن نشاط اور محفل انبساط میں مصروف رہے اور تہیہ جنگ کا قلعہ فولادیہ کی نہ کیا بعد ازاں ایک دن
سلطان عالی مقام مع تمام شاہزادگان ذوالاحترام اور سرداران لشکر اسلام سوار ہو کر واسطے تماشا کے
دربند فولادیہ کے تشریف لے گئے تو دیکھا عجب طلسم کا دربند ہے کہ سات طرف اسکے سات دریا ہے زخار تا ملک باختر

موجزن اور رواں ہیں اور ایک بہت بڑے پہاڑ فلک فرسا پر قلعہ تعمیر کیا ہی غرض سلطان صاحبقران نے اُس قلعہ و دربند
فولادیہ کو دیکھکر مراجعت فرمائی اور بارگاہ سلیمانی میں داخل تخت عنبر پر متمکن ہوکر جام کلّہ مخروط کو شربت سے پر کیا اور برابر
اپنے دخل کے رکھکے وہ جو پانچ ہزار پانچ سو چہن سرداران بارگاہ کے تھے انکی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای دلیران لشکر
اسلام تم میں سے ایسا بھی کوئی بہادر ہے کہ اس دربند کو فتح کرنے کا اپنا ذمہ کرکے یہ جام نوش کرے تاکہ میں پھر یہاں سے
سمت سبائل کوچ کر جاؤں کیونکہ یہاں اس سرزمین میں اسقدر وسعت اور گنجایش نہیں ہی کہ جہاں میرا لشکر
آرام پاوے اور بخوبی رہے اگر کوئی صاحب اقرار کریں تو کیا مضائقہ میں یہاں سے کوچ کرکے جہاں کوئی سرزمین اور
میدان وسیع قابل لشکر کے فرودکش ہونے کے دیکھوں وہاں جاکے چندے قیام پذیر ہوں ابھی امیر والاگوہر یہی
فرما رہے تھے ایک مرتبہ شاہزادہ بدیع الزمان گردنکش نے دست ادب باندھکر عرض کیا کہ یا سلطان والاشان
اس دربند کے مسخر کرلینے کا میں ذمہ کرتا ہوں اور یہ کہکر شاہزادہ بدیع الزمان سلطان امیر حمزہ صاحبقران
سے رخصت ہوا اور امیر نامور نے شاہزادہ عالم کو واسطے فتح کرنے دربند فولادیہ کے رخصت کرکے وہاں سے
کوچ کیا اور مع لشکر اسلام اُس دربند فولادیہ سے بیس فرسنگ آگے جاکے ایک میدان وسیع الفضا میں فرودکش ہوے
اور بارگاہ سلیمانی استادہ کراکے مع تمام سرداران بارگاہ نشین جشن نشاط میں معروف ہوے

چند کلمے داستان شاہزادہ بدیع الزمان کے گذارش کیے جاتے ہیں

کہ شاہزادہ بدیع الزمان امیر والاگوہر حمزہ صاحبقران سے رخصت ہوکے مع اپنے سرداران جنگ شکار اور دلیران
عرصہ کارزار زیر دیوار دربند فولادیہ پہونچا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر آواز بلند کہا کہ ای فرقہ کفار تیرہ روزگار
تم میں سے اگر کوئی دعوی شجاعت رکھتا ہو وہ بہادر قلعے سے باہر مردانہ وار آمادہ رزم و پیکار نکلکر مجھ سے مقابلہ کرے جس
ہو نہیں یہ نعرہ اور آواز شاہزادہ بدیع الزمان کی فولاد ابلق سوار اور ہومان سخت کمان کہ دونوں حاکم اُس دربند کے تھے
انھوں نے سنی اور دیکھا کہ امیر حمزہ صاحبقران مع تمام لشکر اسلام تو یہاں سے کوچ کر گئے اکیلا شاہزادہ بدیع الزمان
تھوڑی سی فوج اپنے ہمراہ لیکر آیا ہے وہ دونوں بھی اپنا لشکر ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکلے اور خیمے ڈیرے میدان میں استادہ
کراکے فرودکش ہوے اور شب کے وقت طبل جنگ بجواکے تیاری میدان میں معروف ہوے روز دوم صبح کو میدان
میں آکر اپنی فوج کی صف آرائی کی اُدھر سے شاہزادہ رستم شکوہ انجم گروہ بدیع الزمان بھی میدان میں صف آرا ہوا بیان
طول و بنا فضول ہے مختصر یہ کہ فولاد ابلق سوار اور ہومان سخت کمان دونوں سرمیدان ہنگام حرب و ضرب شاہزادہ
بدیع الزمان کے ہاتھ سے گرفتار ہوکر از راہ ترس و خوف جان مسلمان ہوگئے اور بمکر و فریب بڑے عجز و الحاح سے شاہزادہ
عالم کو بتقریب دعوت اندرون قلعہ لیجاکر خاصے ارباب نشاط کے طلب کیے اور محفل رقص و سرود کی قرار دی رات کو
کھانے اور شراب میں بیہوشی ملاکر شاہزادہ عالم کو بیہوش کیا اور اُسوقت آہنگروں کو طلب کرکے حالت غفلت میں
اُس والا منزلت کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پانوں میں بیڑیاں گلے میں طوق کمر میں زنجیر بغل میں خار دار لنگر ڈلوا دیے
جب وہ شب آخر ہوئی روز دوم صبح کے وقت ہومان سخت کمان مع پچاس ہزار سوار کفار سلاح بند شاہزادہ
بدیع الزمان کو اعرابے پر بٹھلاکے سمت سبائل بخدمت لقاے مشرک خدا لیچلا اور بعد طی مراحل و قطع منازل
کوچ در کوچ جبکہ قریب دربند سرکش کے پہونچا اُس دربند کا حاکم طور سرکش تھا وہ یہ خبر سنکے ہومان سخت کمان
کی ملاقات کو آیا اور شاہزادہ نامور کو دیکھکر کچھ کلمات سخت اور درشت زبان پر لایا بعد اسکے کہنے لگا کہ ای بدیع الزمان
خداوند لقا کو سجدہ کرکہ باعث نجات کا ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ ہم لوگ خدا پرست اُس گبر غیور فرس بادیہ

ضلالت لوگ ہیکر تمہارے خداوند اور اُسکے پرستارون پر لعن کرتے مین طور سرکن یہ گفتگو بے باکانہ سنکر نہایت
درہم و برہم ہوا جوہان سخت کمان نے کہا ای طور سرکن کیا تو نے یہ بات نہین سنی ہی ہر کہ دست از جان بشوید
ہرچہ در دل آید بگوید ۔ اب یہان اس سے کچھ مباحثہ کرنا مناسب نہین ہی اسکو حضور خداوند لیے جاتا ہون وہ
مالک ہی جیسا اُسکی مشیت مین ہوگا وہ اسکے حق مین کریگا یہ کہکر جوہان سخت کمان شاہزادۂ بدیع الزمان کو
وہان سے لیکر دربند جونا کوہ مین اور جونا کوہ سے دربند طاوسیہ مین پہونچا کہ وہ دربند متعلق ہی پیر خارکن سے
چنانچہ پیر خارکن نے جسوقت سنا کہ جوہان سخت کمان بدیع الزمان پسر حمزہ کو گرفتار کرکے خداوند کے پاس
لیے جاتا ہی اہران لعل کلاہ اور حیران لعل کلاہ اپنے دونون بیٹون سے کہا کہ تم دونون بطریق استقبال جاکے
شاہزادہ بدیع الزمان کو کھانا کھلواؤ اور شراب پلاؤ اور ہر بات مین پاس اور لحاظ اس شاہزادہ عرش مرتبت کے
رہے اور مرتبے کا رکھنا خلاف ادب کوئی بات نہ کرنا حسب الحکم اپنے باپ پیر خارکن کے دونون بیٹے اُسکے واسطے استقبال
کے گئے اور بڑے اعزاز اور اکرام سے تحفہ تحفہ کھانا اور اقسام اقسام طرح کی شراب ہمراہ لیجاکر شاہزادۂ عالم کو کھانا کھلوا
اور شراب پلاکے رخصت ہوے جوہان سخت کمان وہان سے شاہزادۂ عالیشان کو لیکر ہواے شکبار مین پہونچا
اور وہان سے ایک عرضی بدینمضمون کہ مین بدیع الزمان پسر حمزہ کو اپنے دربند فولاد سے مردانہ وار گرفتار کرکے لایا
ہون اب جیسا حکم صادر ہو مطابق اُسکے بجا لاؤن لکھکر ایک سوار کے ہاتھ یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ لقا کے پاس
بھیجی یاقوت شاہ نے جو یہ خبر سنی تو نہایت خوش ہوکر قیطول پر گیا اور جونہین یاقوت شاہ نے اُسپر قدم رکھا کہ
اُس کل کے کھٹکے سے بیساختہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای بندۂ قدرت بین چہ فقد بر کردیم یاقوت شاہ نے عرض کی کہ
جوہان سخت کمان حاکم دربند فولادیہ بدیع الزمان پسر حمزہ کو جسنے ملک سنجان مین بہ سرگنجاب پیر زربل شاہ کس
تنجون مارے تھے اور باعث زوال دولت اور بربادی خانمان پیر زربل کا ہوا تھا اسکو گرفتار کرکے لایا ہی لقاے
مشرک خدا نے جو یہ سنا تو نہایت خوش ہوکر کہا کہ سرداران باختر سب باتفاق باہم استقبال کرکے پسر حمزہ کو باعزاز و احترام
بارگاہ خداوندی مین لاوین حسب الحکم لقا کے بڑے بڑے سردار اور امیر اور رئیس اور پہلوانان تمتن بارگاہ لقا واسطے
استقبال کے سوار ہوکر گئے اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو اثناے راہ مین ہر مقام پر جلسہ اسباب نشاط کا اور محفل عیش و
انبساط کی دکھلاتے دعوتین کھلاتے مہمانداری کرتے بڑی عزت اور توقیر سے چالیس دن کے عرصے مین دروازۂ بارگاہ
یاقوت شاہ پر لائے اور یاقوت شاہ نے شاہزادۂ عالم کو اندرون بارگاہ طلب کرکے بڑی دھوم سے دعوت شاہزادۂ
والا مرتبت کی کی اور بعد دعوت اور مہمانداری زیر قیطول شاہزادۂ عالم کو اپنے ہمراہ لاکے کہا کہ ای شاہزادۂ بدیع الزمان
زمان تجھے واجب ہی کہ سجدہ کر شاہزادۂ والاشان نے فرمایا لاحول ولا قوۃ استغفر اللہ ہم لوگ سجدہ اپنے خالق اکبر
کے سوا اور کسی کو نہین کرتے لعنت ہی لقاے مشرک خدا پر اور اُسکے پرستارون پر یہ گفتگو شاہزادۂ نیکخو کی سنکر یاقوت شاہ
نہایت رنجیدہ اور کشیدہ خاطر ہوا اور شاہزادۂ عالیجاہ کو سیاست گاہ مین لاکر دار السقر اور دروازۂ درگاہ زمہریر
پر جہان ہزارہا من برف پڑی رہتی ہی اور شدت سرما ہی اور درگاہ دار السلاح کہ جہان ہزارون عقرب و پلنگ وغیرہ
جانوران درندہ رہتے ہین اور چاہ ماران اور بیابان محشر اور صحراے ریگستان اور درگاہ عذاب جہان فرشتگان
عذاب لقا علیہ اللعن والعذاب رہتے ہین اور اژدہا ہون اور شیرون چیتون وغیرہ جانورون کی کھال پہنے خائف
سنگلین بنائے گرز آتشی لیے ہوے قیام پذیر ہین غرض یہ کہ یاقوت شاہ نے شاہزادۂ عرش جاہ کو وہ مقامات
عذاب جہنم دکھلائے اور جانتا تھا کیا عجب ہی شاہزادہ بدیع الزمان خوف کھاکے ہم جان سے خداوند کو سجدہ کرے

غرض شاہزادۂ عالم جس مقام پر گیا بجز بین اور کچھ نہ کیا قصہ کوتاہ ناچار ہو کر شاہزادۂ نامور کو بالائے قبطول کے لیگیا اور
یاقوت شاہ اور تمام کفار نے پیچھے ساتون پردون کے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا خداوند یہ بندۂ عاصی بدیع الزمان
حاضر ہے لقاے مشرک خدا نے اندر سے آواز دی کہ ای بدیع الزمان مجھے سجدہ کر کہ تم خداوند سجدہ ہزار ملک لقا
ہو جائے یا اختر شاہزادۂ عالم نے گالی دے کر فرمایا کہ ای خرس پیکر خوک باد بہ ضلالت لعنت خدا بجھپر اور تیرے پرستاروں
لقاے مشرک خدا یہ گفتگو شاہزادۂ بدیع الزمان کی سنکے قہقہہ مار کر خوب ہنسا اور کہنے لگا کہ او بندۂ گستاخ میں عالم الغیب
ہوں تیرا مدعاے دلی یہ ہے کہ تو میرا جلوہ دیکھے اسلیے سجدہ ابھی نہیں کرتا ابھی لقا سواے اسکے اور کچھ نہیں کہنے پایا تھا
کہ یکایک بختیارک بول اٹھا خداوند مجھے ثابت ہوا کہ خداوند کو شاہزادۂ بدیع الزمان سے الفت خداوندی زیادہ تر ہے
اسلیے کہ قاسم خرد اور بدیع الزمان اسکا بزرگ ہے چنانچہ ملکہ گیتی افروز بھی جو چھوٹی خداوند زادی تھی جو قاسم کے ساتھ
شکوے خداوندی سے چلی گئی اب دوسری خداوند زادی ملکہ جہان افروز جو بڑی ہے اور بدیع الزمان بھی بڑا ہے یہ راز
سربستہ قدرت خداوندی کسی کو کیا معلوم کہ ای خداوند جو تیری مشیت میں ہے تیرا کارخانہ اور تیرا کھیل قدرت کا تو ہی
خوب جانتا ہے واہ واہ کیا کہنا تیری خداوندی اور رحیمی اور کریمی ایسی ہی ہے لقاے مشرک خدا نے یہ گفتگوے کنایہ آمیز
بختیارک کی جو سنی تو نہایت درہم و برہم ہو کر یاقوت شاہ سے کہا کہ اس شیطان کو ابھی قبطول پر سے نیچے اتار دو جان سے
مار دو کہ استخوان تک اسکے ریزے ریزے ہو جائیں ایک مرتبہ یاقوت شاہ اور ہمرہیان نوشیروان و فرشتہ امر زمین
توشیران اور بہت سے کافرون نے مع دو دست عفو جرائم اور بخشش بختیارک کی لقاے مشرک خدا سے کر کے عرض کی
یا خداوند یہ شیطان ہے اسکے قول اور فعل کا خداوند کچھ خیال نہ فرمائیں اگر اسکی یہ حرکات بد طینتی کی نہوتی تو شیطان
کیونکر نامزد ہوتا غرض یہ کہ لقا نے پاس خاطر ہر فرد امرا اور یاقوت شاہ کے کہا کہ میں نے اسے بخشا اور عفو جرائم
کیا بعد اسکے شاہزادۂ بدیع الزمان کو جو یاقوت شاہ وغیرہ پیچھے ساتون پردون کے لیے کھڑے تھے پھر ایک آواز اندر سے
آئی کہ بحکم خداوندی حجاب قدرت کو اٹھا دو چونکہ جو ان محافظ اور موکل تھے انہون نے وہ پردے اٹھا دیے شاہزادۂ
بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک برج مثل سرا برج کا قد اور سر اسکا ایک گنبد کے اور انکھیں جیسے طشت دو طاس مانند لگن
کی [illegible] بال بال میں جواہر بیش بہا پرو یا ہوا چالیس کنگرے کا تاج سر پر رکھے ہر ایک کنگرے پر ایک ایک لعل بدخشانی
اور گوہر شب چراغ نصب کیا ہوا ایک تخت مکلل بجواہر کہ ہر ایک پایہ میں لعل اور یاقوت اور الماس وغیرہ جواہر بیش بہا لگا ہوا
ہے نہایت بہ ہیئت خوک پیکر نہ سے کبر و نخوت سے بیٹھا ہوا ہے اور گرد پیش تخت کے اٹھارہ ہزار کفار قوی ہیکل تنومند
مانند برجے برجے زبردست لقا پرست رنگون کرسیون پر با ادب دست بستہ اور سر نگون بیٹھے ہیں اور کچھ برپایۂ ادب
کھڑے ہیں شاہزادۂ بدیع الزمان نے ان سب گمراہ کافران ہمنشین اور مقربین بارگاہ لقاے مشرک خدا کو دیکھکر باواز
بلند کہا کہ سلام ہمین بدین محفل بران کے یاد کرد خداے عزوجل خالق جزو و کل یکے است و دین رسول او برحق
لقاے مشرک خدا نے کلام شاہزادۂ عالی مقام کا سنا ویسا مار سردم بریدہ پیچ و تاب کھا کے منہ پھیر لیا اور لقاے مشرک خدا
نے شدت غیظ و غضب میں کہا کہ ای بندۂ عاصی میرے رو برو نام نادیدہ خداے آسمانی کا لیکے مجھے تو نے سجدہ کیون نہ کیا
شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ سجدہ اسی خلاق کون و مکان آفرینندۂ جسم و جان کو واجب ہے جس نے تجھ ایسے کافر افگندۂ
جہنم علیہ اللعن والعذاب کو پیدا کیا اور اسقدر نعمت عظمیٰ اور دولت بے شمار قبہ اور حشمت و عظمت و جرات و شان و
شوکت ملک و مال تجھے عطا کرتا ہے او بے حیا بےشرم ناپاک بد سیاہ تو ابتک جی میں خجل اور منفعل اور ذلیل نہیں ہوتا اور
مر اخندۂ فرداے قیامت اور عذاب نار جہنم سے نہیں ڈرتا کہ بدعوی باطل مبتلا ہے فرعون اور شداد اور ہامان وغیرہ

لقا ر تیر روزگار کا کیا حال تو نے نہیں سنا کہ آل کار اُنکے لیے کیا ہو گیا لقا شریک خدا نے یہ تقریر شاہزادہ با توقیر کی سنی
تو آتش غضب کا نون سینہ میں اُسکے مشتعل ہوئی اور دعوی بد دماغی و بادہ جان نے اُسکے تن بدن کو اُسکے مثل شعلۂ جوالہ
بھڑکا دیا جلکر کہنے لگا کہ اے بندۂ عاصی اپنی جان پر رحم کر اور بہتر تیرے حق میں یہ ہے کہ مجھے سجدہ کر شاہزادۂ عالم نے کہا کہ
اے زمرد شاہ یہ بات تو اُس وقت مجھ سے کہنا کہ جب مجھے کسی نے بیہودگی وجہ انوری پکڑ لیا ہوتا یہ کلام شاہزادۂ عالیمقام کا
سُنکے لقا تیرہ انجام خوب ہنسا اور اپنے بارگاہ نشینوں سے کہنے لگا کہ تم سب میں ایسا کوئی میرا بندۂ خاص ہے کہ اس بندۂ
گستاخ اور عاصی کو زیر کرکے اس گفتگوے فضول اور تقریر مجہول سے متنبہ اور معقول کرے یہ کلام لقاے ناکام کا سُنکے
ایک گبر زرجاج باختری نامی سردار کز بر دستان روزگار سے مشہور اور نامدار تھا اُٹھکر لقاے ملتمس ہوا کہ یا خداوند یہ
بندۂ کمترین خدا پرست کو ابھی اس گستاخانہ اور بیباکانہ بدلے کا تماشا دکھلاے دیتا ہے اور ایک ہی زور میں اُسے زیر کرکے
باندھ لیتا ہے لقا شریک خدا نے کہا کہ کل باغ بہشت میں تو اور یہ بندۂ عاصی دونوں کشتی لڑنا اور تمام بندگان قدرت جبکے
وہاں آکر تماشا دیکھینگے یہ کہکے حکم دیا کہ آہنگروں کو بلاکے بدیع الزمان کے ہاتھ پاؤں کی قید کٹوا دو شاہزادہ رستم صولت

بدیع الزمان والا رتبت نے فرمایا کہ آہنگروں کا طلب کرنا کچھ ضرورت نہیں اشعار		شعلۂ شمشیر شاہ شمع دردن شکست
گرمی بازار عشق زلف خوبان ست خانۂ تاریک وتنگ بستہ زنجیر عشق	پیر سردار فنا خانۂ خود عاشقم بشکنم این بند را ذات جنون شکست	پاک ندارم زدار و دار شکون شکست یہ کہکر ہاتھوں کی ہتھکڑیاں پاؤں کی

بیڑیاں گلے کا طوق کرکے خار در شتہ مانند تار عنکبوت کے توڑ کے جلد پھینک دیے ہر ایک کا منہ سے بیساختہ واہ واہ
اور تحسین و آفرین کی آواز نکلی غرض یہ کہ یاقوت شاہ شاہزادہ بدیع الزمان عرش جاہ کو ہمراہ لیکر باغ بہشت میں گیا
اور ایک مقام پر بٹھلا کے دعوت کی تیاری کی اور حوران بہشت کا جلسہ اور محفل رقص و سرود کی ترا دی اور حکم دیا کہ تمام
شہر سبائل میں منادی ہو جاے کہ سرداران نامدار اور پہلوانان شیر شکار اور دلیران صف شکن اور رؤساے جلیل القدر
اور پیغمبران مرسل اور شہریاران بارگاہ خداوند خداوند شاہ اور شہریار جو کہ نو وارد اس ملک سبائل میں ہیں اور عام جسکا
جی چاہے بدیع الزمان پسر حمزۂ صاحبقران اور زرجاج باختری پہلوان جہان بندۂ خاص قدرت خداوندی کی کشتی کا
تماشا دیکھنے کو کل وقت صبح کے باغ بہشت میں آئے ممانعت کسی خاص و عام کے واسطے کل صبح سے تا شام نہیں ہے دروازے
باغ بہشت خداوند کے کھلوا دیے چنانچہ حسب الحکم یاقوت شاہ کے عشر گرد مرد عیار طاؤس پرین نقارۂ ڈھنڈورا لیے کو
ہمراہ لیے ہوتا تھا اور وہ ڈھنڈورا باؤل پر چوب مار کے منادی کرتا اور بہ آواز بلند کہتا تھا کہ خلق خداوند کے ملک خداوند کا
حکم ہے جبرئیل قدرت یاقوت شاہ کا کہ دروازہ بہشت گلزار کا کھلا ہے تورق اور ممانعت کسی کی نہیں جسکا جی چاہے کل
صبح کو بدیع الزمان پسر حمزۂ صاحبقران اور زرجاج باختری پہلوان قدرت خداوندی کی کشتی لڑنے کا تماشا دیکھنے کو چلا آئے
اور یہ منادی سنکے تمام شہر سبائل کے رہنے والے ادنی اعلی شاہ و گدا مرد و زن وضیع و شریف از خرد تا کلان اس نیرنگی جادو
کو اشتیاق شاہزادۂ یگانہ آفاق بدیع الزمان کے کشتی لڑنے اور باغ بہشت لقائی سیر کرنے کا بدرجہ نہایت ہوتا تھا اور دوسرے
روز صبح کو لکھو کھا کروڑہا آدمی تماشا دیکھنے کو آج اول شام سے تیار اور مستعد بہ ہی خوشی میں سوتے نہیں گھڑیاں گنتے ہیں
کہ کہیں جلد یہ رات بسر ہو تو چار گھڑی پہلے چلکے وہاں پہونچیں اور کوئی جا موقع کی دیکھکر بیٹھ رہیں اور سیر کشتی کی دیکھیں
غرض اب خلائق سبائل کو تو اسی اشتیاق میں چھوڑ دیے اور دیکھیے کہ کشتی کی ہے

جبتک اولاد اول دو کلمے داستان شوکت بیان نو رحدیقہ و سامعت و شجاعت صاحب عزم
مبارز رزم شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل عقیقان خونریز خاوری سے گذارش کیے جاتے ہیں

الغرض جب شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم اور شاہزادہ اسد بن کرب غازی قلعۂ زرناشبہ سے کوچ کرکے بل دریافیہ پر کہ جو قلعہ
میں زرناشبہ سے آگے تھا جا کر خوش ہوئے ایک روز کی نقل ہے شاہزادہ خاور سیاہ و شاہزادہ اسد بن کرب غازی
بتفریح طبع اپنی بارگاہ سے باہر نکلکر سوار ہوئے اور سمت صحرا بقید صید افگنی جانے تھے اثنائے راہ میں ایک دیو بڑا قوی ہیکل
مہیب شکل ہوائے آسمان سے نمودار ہوا اور بیساختہ اُترتے چاہا کہ شاہزادہ اسد بن کرب دلاور کو پکڑ لے شاہزادہ اسد
دلاور نے جو دیو کو اپنی جانب مخاطب دیکھا دست بقبضہ ہوکر تلوار کو کھینچی اور مقابلہ دیو چاہتا تھا کہ جا پڑے شاہزادہ
خاور سیاہ و ملک قاسم نے جو جٹ کر دیکھا کہ ایک دیو سے اور اسد سے مقابلہ ہے تعجب ہٹ بہ جستی تمام اپنے مرکب تیز گام
پر کے نعرہ زن ہوا دیو نے قاسم کو دیکھکر اسد کی طرف سے پھر کے قاسم کو چاہا ہاتھ بڑھا کے پکڑ لے شاہزادہ خاور سیاہ
نے اسکا ہاتھ پکڑ کے جھٹکا مارا کہ دیو یا نوشل باعث کشیدہ قامت علاوہ ہوا تھا باشل دال خم کھا کر منہ کے بل گرا اور
پھر سنبھل کر ملک قاسم سے لپٹ گیا اور باہم زور کشتی کا ہونے لگا پھر تھوڑے عرصے میں شاہزادہ قاسم نے دیو کو اٹھا کر
زمین پر مارا اور چاہا کہ دیو کی چھاتی پر بیٹھ کے ذبح کر ڈالے ایک مرتبہ دیو نے دانت اپنے نکالکر رونا شروع کیا اور کہنے لگا
کہ ای آدمی زاد مجھے اپنا صدقہ کرکے آزاد کر دے ملک قاسم نے پوچھا تیرا کیا نام ہے اور کہاں سے تو آیا تھا اور ملت و مذہب
تیرا کیا ہے دیو نے کہا میرا نام دیو سماق بن اجلاق ہے میں ابلیس پرستی کرتا تھا اب جو تو کہے وہ طریق اختیار کروں
شاہزادہ قاسم نے دیو کو چھوڑ کر کلمۂ شہادت تلقین کیا وہ دیو کلمہ پڑھ کے از سر صدق مسلمان ہو گیا اور حضرت سلیمان
بن داؤد علیہ السلام کا دین اور اطاعت شہنشاہ بر دو قاف ملکہ آسمان پری کی قبول کرکے متمنی اور ملتجی رخصت
کا ہوا اس عرصے میں ہمراہان جہاں ملکہ گیتی افروز نے گرد میں آلودہ اور پسینے میں غرق تھا شاہزادہ خاور سیاہ کو
سلام کرکے کہا کہ حال کشتی لڑنے شاہزادہ بدیع الزمان اور زرجاج باختری پہلوان کا باغ بہشت میں لقا کے اور
مجمع کثیر وانبوہ غفیر تماشائیوں کا بیان کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے اس دیو سے کہا کہ ای دیو تو مجھے باغ بہشت میں لقا
کے پہونچا دے تاکہ میں بھی اس کشتی کبیر پر دولت کی کشتی کا تماشا دیکھوں دیو نے کہا بہت خوب اور یہ کہکر شاہزادہ
خاور سیاہ کو اپنی گردن پر سوار کرنے چاہتا تھا کر پرواز کرے شاہزادہ اسد بن کرب غازی نے کہا بھائی صاحب
مجھے بھی اپنے ہمراہ لے چلئے مجھے بھی لقا کے باغ بہشت اور ماموں جان شاہزادہ بدیع الزمان کے کشتی لڑنے کی سیر دیکھنے
کا اشتیاق بعد حد تمام ہے ملک قاسم نے دیو سے کہا کہ میرے چھوٹے بھائی اسد کو اٹھا لے دیو نے شاہزادہ اسد کو بھی
اٹھا کر اپنے دوسرے کاندھے پر بٹھلا لیا اور پرواز کر کے سمت بابل روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان شاہزادہ بدیع الزمان گردن شکن سے بیان کیے جاتے ہیں

الغرض جبکہ شاہزادہ بدیع الزمان اور زرجاج باختری سے کشتی لڑنے کا تماشا دیکھنے کو تمام خلائق شہر بابل کی مشتاق
ہوکر روز دوم صبح کو داخل باغ بہشت ہوئی اور لقائے مشرک خدا مع سرمز تاجدار اور فرامرز نابکار اور ملک بختیار کے
اور تمام اپنے پیغمبران و رسل اور نامرسل اور پہلوانان نعمت اور سنونان بارگاہ خداوندی اور سرداران باختر و جمیع کفار
مقربین اور مصاحبین کے قبول پر آکے بیٹھا اور زیر قبول اس تیغ کے بہشت میں یاقوت شاہ انجم گروہ و رستم شکوہ
شاہزادہ بدیع الزمان گردن شکن اور زرجاج باختری کو اپنے ہمراہ لیکر آیا اور تیاری اکھاڑے کی بخوبی ہو چکی تو دیکھا کہ
ایک طرف سے شاہزادہ عالیقدار بدیع الزمان نامدار نے اسباب کشتی کا جسم اطہر پر آراستہ کیا اور ایک طرف زرجاج باختری
جانگھیا لنگوٹ باندھکر اکھاڑے میں کود پڑا دونوں پہلوانوں نے اپنے اپنے خموں پر ہاتھ مارے اور کشتی میں مشغول
ہوئے تھے کہ اسی وقت ایک مرتبہ شاہزادہ خاور سیاہ لعل خفتان خونریز خاوری دیو کی گردن پر سوار اور

شاہزادہ اسد بن کرب دلاور دوش پر بیچا ہوا سے آسمان سے بروئے زمین پر اترے اور دوسرے دونوں بہادروں کو
اسد بریکہ ملک قاسم کو تو دست چپ شاہزادہ بدیع الزمان کے برابر اور اسد بن کرب غازی کو برابر شاہزادہ خاور سیاہ کے
اسی باغ بہشت میں لاکر شاہزادے برابر کھڑا کر دیا ناگاہ خواجہ گرزالدین ملک بختیارک شوم کا زیبدین کی جو نگاہ شاہزادہ خاور سیاہ
کی طرف جا پڑی تو خوب سا بچا اگر بہ آہستگی سرگوشی میں لقا سے کہا یا خداوند اسوقت مجکو تیری تقدیرات کا حال بخوبی دریافت
ہو گیا کہ آج بہت سے کفار کی قضا تو نے تقدیر کی ہے کوئی دم بھر میں کئی سو لاشے مقتولوں کے باغ بہشت میں پڑے لوٹتے
ہونگے مگر یہ مجھے نہیں ثابت ہوتا ہے کہ کون کون سا گبر مارا جائیگا لقا مشرک خدا نے نہایت پیچ و تاب کھا کے کہا اے مردود
بیٹھ کیا گو کھاتا ہے اور بری باتیں کرتا ہے بختیارک نے کہا اے خداوند تو نے کیا نہیں دیکھا کہ شاہزادہ قاسم بھی بدست چپ
شاہزادہ بدیع الزمان کے مسلح اور مکمل کھڑا ہے بلکہ مجھے ایک وسواس اور ترس و ہراس اور بھی پیدا ہوا ہے کہ ایک بجنسہ
بدیع الزمان اور قاسم کا نوجوان مثل شیر غران اور بھی برابر قاسم کے ہے ہرچند کہ یہ نہیں معلوم کہ ان دونوں کا کوئی
عزیز یگانہ ہے یا کون ہے وہ بھی سپر تلوار لگائے کھڑا ہے یہ بات تو خلاف عقل اور قیاس کے ہے کہ جان بہ خدا پرست ہوں اور
خونریزی کفار کی نسو لقا نے جو بموجب ایماے بختیارک اسطرف کو دیکھا تو واقعی قاسم موجود تھا اور برابر قاسم کے
اسد کو بھی دیکھکر محو حیرت سکتے کی صورت رہ گیا غرض اب حال سنیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا زور
کشتی دیکھکر شاہزادہ اسد بیساختہ لمحہ بہ لمحہ واہ واہ سبحان اللہ اور چشم بد دور ماشاء اللہ ماشاء اللہ کہکے قربان اور نثار
ہو رہا تھا اور ہر مرتبہ باواز بلند کہتا تھا کہ ماموں جان اب جلد اس حرامزادے گبر کو اٹھا کر نقش زمین اور پیوند زمین
کیجیے یہاں تک شاہزادہ بدیع الزمان نے ہر بار آواز ماموں جان ماموں جان کی سنکے جو اسطرف خیال کیا تو دیکھا کہ ایک
نوجوان آفتاب طلعت رستم صولت سہراب توان بکمال شوکت و شان اور شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم باہم دست چپ
میرے کھڑے ہوئے ہیں اور وہ لڑکا نوجوان مجھے ماموں جان ماموں جان کہکے یہ کہ رہا ہے ایکبار شاہزادہ بدیع الزمان
نے ملک قاسم کو جو دیکھا دریاے حمیت جوش میں آیا اور ایک ہی مرتبہ دونوں ہاتھ زجاج باختری کے پکڑ کے سر اپنا
اسکے سینے سے ملا زور کرکے پسپا کرتا اور دوڑاتا ستر قدم پیچھے ہٹا لیگیا اور آگے اپنے دم کھینچا کہ دونوں زانو زجاج کے
زمین سے آشنا ہو گئے تب شاہزادہ بدیع الزمان نے کمربند زجاج کا پکڑ کے ایک ہی زور میں لنگر اسکا توڑ کر زمین سے
اٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے چرخ دے کر زمین پر مارا چاروں شانے چت گرا اور شاہزادہ رستم صولت مثل شیر صحرائی جست
کرکے اسکے سینے پر آ بیٹھا اور کہا کہ اے زجاج باختری حالا و شناختی پروردگار عالم چہ میگوئی زجاج علیہ اللعن کچھ کلمہ
سخت کہنے کو تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے بہ مضمون اس شعر کے بیت ۔ بہ آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد
گلیم بخت کسی راکہ بافتند سیاہ ۔ جانا کہ یہ تیرہ دل سیاہ درون کافر اکفر کسی صورت سے راہ راست پر نہیں
آنے کا اسوقت حالت غضب میں ایک ہاتھ سے زجاج کے سر کو اور دوسرے ہاتھ سے ٹھڈی اسکی پکڑ کے نعرہ اللہ اکبر
جگر سے کھینچا اور پیچ دے کر سر زجاج باختری کا دھڑ سے کھینچ لیا اور مانند سگ ناپاک کے سر مع نرخرہ خون چکاں لقا
پھینکدیا لقا مشرک خدا نے یہ زور دست حق پرست شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا دیکھکر حکم کیا کہ ہاں
اے بندگان قدرت نہ جانے دینا اس بندہ حامی بدیع الزمان کو چار طرف سے محاصرہ کرکے پکڑ لو زندہ ہاتھ آئے زندہ
لاؤ ورنہ قتل کرکے اسکا سر جلد حاضر کرو حسب الحکم لقا مشرک خدا چار سو سے لکھو کھا گبر سپریں تلواریں پکڑ کر کے
جانب شاہزادہ عالی مناقب یورش کرکے چلے شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان نے جو یہ بلوہ کفار دوں کا اپنی جانب
آتے دیکھا تو بہ چستی تمام ایک گبر نطفہ حرام کے ہاتھ سے سپر تلوار چھین کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا

اور آمادۂ شمشیرزنی اور کفار کشی ہوکر مثل شیر گرسنہ وتذرو سنہ جس وقت حملہ ور ہوتا تھا ہزاروں گبر مانند گلۂ بز و میش پریشان
ہوکر بھاگتے پھرتے تھے شاہزادہ اسد بن کرب رعد در جو برابر قاسم کے کھڑا تھا اُسنے جو یہ تماشا دیکھا اکثر تیہ بسبقت
کرکے قبل از تنبیہ قاسم مظفر اسرا کبر کھینچکر نعرہ زن ہوا نعرہ اسد اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ❊ بدرم دل شیر و چرم نہنگ
شہنشاہ نام آوردہ کامران ❊ اسد شیر دل ابن صاحبقران ❊ یہ نعرہ کرکے اسد لشکر میں در آیا لشکر لقا کو قتل کرنے لگا
ناگاہ برابر سے ملک قاسم نے اسطرح نعرہ کیا نعرہ ملک قاسم آفتاب مشرق دین پروری ❊ شہسوار نعل پوش خاندانی ❊ بعد
نعرہ کرنیکے قاسم نے بلارک افراسیابی کو بغیر و غضب کھینچکر لشکریان لقا پر حملہ کیا کہ تمام فوج نابکار پراگندہ مقتول
بہ ضرب تیغۂ آبدار ہونے لگی وہ تلوار چلی کہ ترک فلک نے کانوں پر ہاتھ رکھے مریخ جلاد فلک کانپنے لگا برج اسد سے پناہ
طلب ہوا گاؤ زمین ڈر سے شاخیں اپنی بدلنے لگی زمین جنبش میں آئی کشتوں کے پشتے ہوئے سروں کے انبار تھے
دریاے خون چہار طرف کشتی تن کفار و نگے بحر میں غرق سر صورت حباب تیرنے لگے پانوں گھوڑوں کے حناے خون
میں سرخ ادھر مار مار کی صدا ادھر سے بھاگ بھاگ کی آواز مانند شعر چقاچاق خنجر گردوں رسید ❊ زہندوستان
خون بہ جیحوں رسید ❊ یہ تلاطم اور شور و شر اور یہ پراگندگی لشکر جس وقت لقاے بے لقا نے دیکھی حواس منتشر
ہوگئے پریشان خاطر مضطرب الحال ہوا دل سے کہتا تھا کہ شیر بچۂ صاحبقرانی بڑے بہادر و دلیر ہیں حقیقت میں
بیشۂ شجاعت و ہمت کے شیر ہیں شاہزادہ بدیع الزمان و قاسم عالیشان و طفل صغیر اسد شیر دل کس جرأت و ہمت اور صولت
و شوکت سے کارزار کر رہے ہیں کہ شمشیر زنی سے ان بہادروں کی لشکر کثیر ہزاروں کی بہیڑ تک قدم میدان رزمگاہ سے
اُٹھے جاتے ہیں بڑے بڑے نامی و نامور تیغ زن بیہن بھگے ہیں تلاطم و انتشار فوج کا دیکھکر بد حواس ہوا اور تین پہلوان لشکر بیسر سے
منتخب کیے ایک ترجیم کج گردن دوسرا طوفان شتر گردن تیسرا بہمن تیرہ بخت ان تینوں کو پاس اپنے بلایا اور کہا کہ تم
ایسے پہلوان زبردست ہوکر شیوے مقابلہ کرنے ہو میں سست ہے گے پھرتے ہو جنگ کے شکار کھیلتے ہو ان تینوں کو بس مار
ہو لے سے جلتے ہو پیچھے ہٹے جاتے ہو سدا باہوں کی طرح دبکے جاتے ہو یہ سنکے وہ تینوں پہلوان جوش جرأت و بہادری سے
مثل اژدہے دمان کے غصہ سے بل کھایا اور ہاتھی کی طرح چنگھاڑے اُسوقت لقا نے ترجیم کج گردن کو حکم دیا کہ تو جا کے
جلد قاسم نوجوان کو گرفتار کرلے اور طوفان شتر گردن کو اشارہ کیا کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو اسیر کرکے فنا کرنے
اور بہمن تیرہ بخت کو للکارا کہ اے پہلوان بہمن تیرہ بخت تو اسطرف جا یہ جو طفل صغیر ضیغم شکار معلوم ہوتا ہے یعنی
اسد شیر دل سامنے شمشیر زنی مثل رستم دستان بعد طوفان کر رہا ہے اُسکو پنجۂ باز اجل میں دبوچ لے یہ تینوں
سردار بحکم لقاے نابکار اپنے اپنے حریف کی طرف جھپٹے ترجیم کج گردن نے آتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا قاسم عالیشان
نے خالی دیکر اپنے چچا شاہزادہ بدیع الزمان کی طرف نظر دیکھا اور مسکرا کر مثل برق جندہ چمک کر تیغ بلارک افراسیابی
کا جو شر ملکر ہاتھ مارا تو مانند راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوکر دھڑ سے زمین پر گرا یا اور قصد ہوا کہ اس بد باطن خصلت طوفان
شتر گردن کو بھی شکار کیجیے چچا جان کو نجات دیجیے وہاں طوفان شتر گردن نے بھی آتے ہی غصہ میں ضرب سالطور
فرق شاہزادہ بدیع الزمان پر کی شاہزادہ بدیع الزمان نے داہنی طرف جھک کے خالی دی اور پہلو سے آکر فاش
میں سے اُٹھکر اُس خار صحرائی کفرستان کو مثل برگ خزان بیدہ ہوے سائبان فیروزہ رنگ پھینکا ادھر شاہزادہ
قاسم نوجوان کی بھی نگاہ پڑی دیکھا کہ چچا جان نے نابکار طوفان شتر گردن کو آسمان کی طرف پھینکا ہے فوراً تلوار
قول کر لپکے کہ اس بوم خصلت یعنی طوفان شتر گردن کو آسمان سے آتے آتے بضرب تیغۂ بلارک افراسیابی
دو پرکالے کرکے کشتی تن نجس کو بحر فنا میں ڈبو دوں مگر شاہزادہ بدیع الزمان شیر بچۂ صاحبقرانی سعا پھینکتے اُس طائر

زخم خوردہ کے دونون پاؤن رکابون مین استوار کرکے خر سے جا کے بلند ہوے اور گرتے گرتے اُس نابکار کے تیغہ ابدار
کا ہاتھ پھیک کر مارا اُس نجس و شوم جسم شوم کے دو پرکالے ہوے نصف ادھر گرا اور نصف اُدھر گرا شاہزادہ قاسم
عالیشان نے اندر سے خیمہ مژدہ کے آواز دی کہ سبحان اللہ جان جان مین بھی آپ کی کمک پر جان بچانے آپ ہی آتا تھا
خیر آپ نے اس صید لاغر کو شکار کر لیا کہ یکایک شاہزادہ بدیع الزمان و شاہزادہ قاسم عالیشان کی نظر اسد شیردل
کی طرف پڑی دیکھا کہ بہمن تیرہ بخت نے اسد شیردل پر تلوار کا وار کیا اسد شیردل نے تلوار پر ہاتھ کر خالی دیا جلدی سے
دہنی طرف گھوڑا ملا کر شمشیر آبدار کا جو ہاتھ مارا جس ہاتھ میں اُس پہلوان زبردست کے تلوار تھی وہی ہاتھ مثل خیار تر
یا مانند نیشکر تازہ کے قلم ہو کر دور جا کر گرا تلوار اسد نامدار ادھر سے چلی ہی تھی کہ ساتھ ہی دوسرا ہاتھ جھپٹ کر بند آہنی
کا مارا کہ شکم نجس ایک بند کمر کا کاٹتی ہوئی دوسرے بند کمر سے باہر سن سے تلوار نکل گئی ظالم اظلم کے دو ٹکڑے ہوے پرکالہ
بالاے جسم یعنی سر و گردن و پشت و شکم کا ٹکڑا کٹ کے گھوڑے سے نیچے سے لڑھکا کے دھوے سے زمین پر گرا دوسرا پرکالہ اسفل
جسم یعنی کمر سے پاؤن تک زین اسپ بد لگام پر جا رہ گیا رکابون مین دونون پاؤن لٹکے رہے وہی چھوٹ کے ہاتھ سے
بد انجام ہوا کافر کا قصہ تمام ہوا شاہزادہ اسد شیردل نے فوراً بمزاج طفلی پیٹ مین مرکب کے لات کا کو بچا دیا کہ گھوڑا چلبلا
ہو کر بھاگا آدھا لاشہ اُس کافر کا زین پر رہا لشکر مین ہاہ و وہ کا غل مچا کوئی اس تماشے پر ہنسنے لگا کسی نے گھوڑے کو
روکا گھوڑا ادھر سے پلٹ کر اُدھر گیا وہان کسی نے نیزے کا بھل دور سے دکھایا وہ اُدھر سے پلٹ اور طرف لشکر مین دھنسا
کسی نے تڑاک سے اڑا مارا گھوڑا بگڑ کر الف ہو گیا نصف لاشہ نجس کا ایک پاؤن ان جھکولون مین رکاب سے باہر نکل گیا
دوسرا بخوبی استوار حلقہ رکاب سے باہر اُدھر سے لٹک کر پھنس گیا لاشہ نصف کٹا ہوا زمین پر لٹکنے لگا گھوڑا اور زیادہ بھڑکا
کبھی دوڑا کبھی ٹھہرا کبھی الف ہوا کبھی کاوا کیا کبھی تھوتھنی سے مارا کبھی سم کے پاؤن سے ٹھوکر دی کبھی پچھلے قدم سے پٹک
مارا لشکر مین قہقہہ ازرانی بھی غل مچا بیٹیان بجنے لگین سردارون کی پہلوانون کی غیرت سے ناکین کٹنے لگین شاہزادہ
اسد شیردل شمشیر برہنہ کاندھے پر رکھے ہوے جھوم جھوم کر تکبر کرتے اور مبارزی رہے تھے کہ اودھر نا ہنجار لقا نے
پکر کر دیکھا تو اپنے بندۂ مشرک قوی بدن و رویین تن کو ایک طفل رمود ضعیف و نحیف بندۂ پروردگار عالم عالمیان نے کس ذلت
و خواری سے قتل کیا کہ لاش تک اُس کا زنا ہنجار کی ٹھوکرین کھاتی پھرتی ہے آپ لے آ پھر زندہ کرو وہ ملعون مثل مار سیاہ غصے سے بیچ و تاب
کرکے بل کھانے لگا اور مثل سگ ابلق غیظ و غضب سے پشت دست چبانے لگا شاہزادہ اسد شیردل کی ان حرکات طفلانہ
سے اور ناشائستگی صغیرانہ پر شاہزادہ قاسم عالیشان و شاہزادہ بدیع الزمان شیر ژیان ہنس رہے تھے آخر کو وہ گھوڑا چلبلا یا
اور بھو چکا ہو کر گھبرا کر مثل تیر کے صحرا کی طرف بھاگا کہین گرتا اس دشت نزا پلیٹے پر نکل گیا اُدھر اُس نگیرا ہنجار لقا نے
بے بقار بد شعار نے سرداران و پہلوانان و سپاہیان فوج کو حکم دیا کہ اے بہادر دلیرو جوانمردو تم ہمت سے نہ پھیر دان بندگان
خداے نادیدہ کو زندہ نہ چھوڑو اس میدان رزمگاہ سے صحیح و سالم نہ جانے دو سنتے ہی اس صداے بے بنیاد و بد نہاد
کے لاکھ جوانان جرار تہمتن و نبرد آزمایان شہزادگان عالی وقار کے اوپر ٹوٹ پڑے اور تلوار چلنے لگی شاہزادہ بدیع الزمان
کی تلوار خون مین سرخ کمنیون سے لہو ٹپکتا ہوا ادھر سے اُدھر گھوڑا دوڑا کر جاتے ہین شاہزادہ قاسم عالی شان شمشیر
خون چکان تولے ہوئے ادھر سے ادھر آتے ہین جو سامنے پڑا اُسکو ایک ہی ہاتھ مین دو ٹکڑے کیا شاہزادہ اسد شیردل
اسد جاہ و تجمل تمام عالم صغیر سنی مین تلوارین مارتے پھرتے ہین ایک ایک کو چوڑنگ بنانے مین ترک فلک الامان الامان کہکر
زیر بغل منہ چھپاتا ہے آسمان آفرین جنت کی صدا دیکر کہتا ہے اے شیر دلاور وا اے دلیر وا اے شاہزادہ بہادر **نظم** مزاج فتح سیداث شانست
بهر نفس ظفر زده بر کانت • سپاه بہ تیغ اندر سفت بہ پیچ ہار • چو جبلی کو بیرون اید ز دریا • یکایک مغرب کی طرف سے

ایک آندھی سیاہ رنگ اٹھی وہ تاریکی کہ ناگاہ آفتاب چھپ گیا آثار قیامت ظاہر ہوے دن شب تیرہ و تار ہوگیا آسمان و
زمین کچھ نہ معلوم ہوتا تھا بجلی ہر سہ دم طوفان آسمانی آتا تھا فوج ساری بدحواس ہوئی گھوڑے سے گھوڑے ٹکرانے لگے
شانون سے شانین لڑین تلوارین ہاتھ سے چھوٹ چھوٹ کے گرپڑین شور باد تند سے گوش فلک کر ہوے سنسنانے کی آواز
سے دل فوج کے دہلنے لگے ڈر ڈر کر جوانمردون کے دم نکلنے لگے سیکڑون گھوڑون سے گر گر کر مرگئے جب جھونکا ہواے تیز و
تند کا چلا سرون سے خود ڈھال اڑ کر گر گئے گھوڑے الٹ الٹ گئے پہلوانون کے سر پھٹ پھٹ گئے ایک تلاطم عظیم برپا ہوا گویا
محشر تازہ قائم ہوگیا دشت کارزار صحراے ہول خیز دہشت انگیز نظر آیا اب اس جنگ مغلوبہ مین تینون شاہزادے زخمیے
رنے جدا ہوگئے کوئی تلوارین مارتا ہوا کسی طرف نکل گیا کوئی شمشیر زنی کرتا ہوا اس سمت ہوگیا کوئی ادھر تیغ بازی کرتا
اگر جس وقت وہ آندھی سیاہ اٹھی تو قاسم نوجوان اسد غازی کے قریب آگئے مگر بدیع الزمان عالیشان دونون شاہزادگان سے
دور تھے لیکن صداے تکبیر ہر قریب برابر آرہی تھی شاہزادہ قاسم عالیشان نے اسد نامدار سے کہا اے اسد شیر دل خیال کرو پروردگار
پروردگار عالم نے شاید یہ آندھی اور یہ طوفان عظیم اپنی قدرت کاملہ سے ہمارے بچانے کے واسطے بھیجا ہے مناسب ہے کہ اب
نکل چلو اسد شیر دل نے کہا بھائی صاحب یہ راے آپکی بہت درست ہے اور ہمارے بھی پسند ہے دیر نہ کیجیے چل نکلیے قاسم نوجوان
نے فرمایا جنگ کر چچا جان شاہزادہ بدیع الزمان نہ جانے ہم کیونکر جاسکتے ہین یہ موقع دخل نہین ہے مناسب اور صبر سے
کو دیکھنا چاہیے اسد نے کہا کہ وہ نہایت تجربہ کار ہین ہزارے کار گزار معرکہ کارزار ہین وہ بھی نکلے ہونگے کس وجہ سے کہ
اب انکے نعرہ شیرانہ کی بھی آواز نہین آتی ہے یقین ہے کہ وہ کسی طرف سے کافران بدکردار کو مار پیٹ کر تشریف لیگئے شاہزادہ
ملک قاسم نوجوان نے کہا کہ بہتر ہے بسم اللہ چلو بیت این یک فتح و ہزار فتح دیگر * از فضل خدا شود میسر * یہ کہکر قاسم نوجوان
و اسد شیر دل ذیشان تلوارین علم کیے ہوے کفار کو مارتے ہوے نکل گئے بعد تھوڑی دیر کے تیرگی کم ہونے لگی آندھی
جھونکے مارتی ہوئی نکل گئی روشنی ہونے لگی شاہزادہ بدیع الزمان بھی حد لشکر ضلالت اثر کے قریب پہونچ گئے چاہتے ہین
کہ گھوڑا اڑا کر نکل جائین یکایک تاریکی بالکل برطرف ہوگئی شاہزادہ بدیع الزمان نمایان ہوے لقاے نابکار اور
سرداران فوج کفار نے دیکھا شاہزادہ بدیع الزمان پر یکبارگی ٹوٹ کے آپڑے چار طرف سے نرغہ کیا شاہزادہ بدیع الزمان
نے تیغ آبدار کو وقف سران سپاہ بدشعار کیا فوج مین غلغلہ ہوے ایسی لڑائی ہوئی کہ دریاے خون جاری ہوا مین
شبانہ روز تلوار چلی شاہزادہ بدیع الزمان بہت لڑے بہت جرات دار تھک گئے رک رک کے حملہ کرتے ہین آخرکار
کئی ہزار عیاران نابکار گرد شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے آگئے اور برابر کمندین اس شاہزادہ عالی وقار پر
مارین بہت سی کمندین شمشیر آبدار سے انھون نے قطع کین مگر آن کفارون نے اس شیر بیشہ صاحبقرانی زیب و زینت
بارگاہ سلیمانی کو کمندون مین گرفتار کر لیا اور پاس لقاے بے بقا نابکار کے لیگئے لقا نے کہا کیون اے جوان تو نے آج
میرے بندون کا خون کیا ہے اسکے عوض مین اب تجکو سزاے مقتول دون یعنی تہ تیغ کرون او اگر تو مجکو سجدہ کرے اور خدا کہے
تو ابھی رہا کرکے اپنے خاص بندون مین شریک سردار بندگان کرون شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم تو کیا مردود ہے پروردگار میرا معبود رب ودود ہے مین سواے خداے عز و جل کے کسی کو سجدہ نہین کرتا ہون اور
سواے اسکے کوئی لائق سجدہ و تعظیم نہین خبردار بیہودہ نہ بک ورنہ زبان ناشایستہ شمشیر غضب قدرت پروردگار جبار
و قہار سے قطع ہوگی جس وقت شمشیر زبان جوہر بیان شاہزادہ بدیع الزمان سے لقاے بے بقا نے یہ فقرات نشتر انگیز
نمک آمیز سنے نہایت برہم و در غضب ہوا اور کہا ہان کوئی حاضر ہے وہ جو شیر بریان نے جنگل سے پکڑ کر جاسکے ملاحظہ با بدولت
کے واسطے حاضر بدولت کیا ہے ابھی اس شیر بیشہ تہور شجاعان زمان یعنی پسر حمزہ صاحبقران پر بجوت خطر چھوڑ دو

ٹکڑے ٹکڑے کرکے کھا جائے یہ جوان رعنا بد زبانی کی سزا پائے سنتے ہی اس حکم محکم لقا کے ببر بانون نے اُس جنگلی شیر کو
شہزادہ بدیع الزمان پر چھوڑ دیا وہ شیر بہت دن کا بھوکا پیاسا شکار انسانی کو جو دیکھا دھاڑتا ہوا مثل شہباز ناجھپٹے صید پر
جھپٹا اور شیر نے ہی پنجہ دست زبردست شہزادہ پر مارا اگر کوئی اور دوسرا اس مقام پر ہوتا تو فوراً شیر نے اسکو شکار کر لیا ہوتا
مگر سبحان اللہ شاہزادہ بدیع الزمان میں کیا حواس ہیں اور کیا ہمت و جرات و شجاعت ہے اور کیا قوت اور طاقت خداداد
ہے کہ اُس شیر بیشہ بہادری اور دلاوری نے خالی دی جیسے وہ شیر بیہ چوٹ مار کر زمین پر منہ کے بل جھکا تھا کہ شاہزادہ
بدیع الزمان نے بصد چستی و چالاکی وز ور قوت پنجہ کے ایک گھونسا مارا کہ سر اُس شیر کا پاش پاش ہوگیا اور مغز شیر ناک کی
راہ بہ گیا اور شیر زمین پر گرکے تڑپنے لگا اور بعد تھوڑی دیر کے مرگیا مد بار لقائے بے بقا میں شور و غل بلند ہوا
لقا کے ہوش اُڑ گئے ڈر کے مارے کانپنے لگا غنیم ستمگار بدیع الزمان نامدار نے نعرہ کیا اور مجمع میں اگر قیدکو فوراً
توڑ ڈالا لقائے بے بقا پر جھپٹا کفاران نابکار و سرداران نابکار نے چار طرف سے آکر لقا پر سینہ سپر کر لیا اور ہر سمت سے
شاہزادۂ بدیع الزمان پر ہجوم کیا اُس ضرغام کارزار نے جھپٹ کر ایک شخص کو اُٹھا کر پٹک مارا اور اسکی تلوار چھین لی
اور کفاروں سے لڑنے لگا اُس گیر و دار میں جسکو تلوار ماری دو ٹکڑے ہو گرا سر کٹ کٹ کر جا بجا گرنے لگے اور جسم خاک و خون
میں لوٹنے لگے جا بجا لاشوں کے انبار ہو گئے لوگ بھاگنے لگے بدیع الزمان بُرہ بُرہ ہوکے اور تلواریں مار مار کے جنگ کرنے
لگے ناگاہ شاہزادۂ بدیع الزمان کا پاؤں ایک کٹے ہوئے سر پر پڑ کر پھسل گیا وہ غضنفر زمین پر گرا چار طرف سے نامرد
ٹوٹ پڑے اور شاہزادہ بدیع الزمان کو پکڑ لیا شکنجوں باندھکر طوق و زنجیر میں مسلسل کیا کشاں کشاں سامنے لقائے
بے بقا مردود خدا کے اُس شیر کو لائے لقا نے کہا یہ جوان جرأت شوم دشت ہے چنانچہ اُسی روز سے شاہزادہ بدیع الزمان کا
کافروں میں شیر دشت لقب قرار پایا لعنت اللہ تیر مار و ستون خشمناک اُس فخر شجاعان مددگار کی دیکھکر ہیبت میں آیا اور
آنکھیں جھکا کر کہنے لگا اے جوان رعنا اے بہادر یکتا اے پسر حمزہ بدیع الزمان اگر تو مجھکو سجدہ کرے تو مجھکو قسم ہے اپنی خداوندی
کی ابھی تیری خطا کو معاف کردوں اور شتیل زمرہ سرداران نامدار میں اپنے کر لوں شاہزادۂ بدیع الزمان نے چین بہ جبین اور
پر غضب ہوکر کہا اے مردود ازل و ابدی میں تجھ پر اور تیرے پرستاروں پر بھی لعنت کرتا ہوں لقا بہت خفا ہوا اور یاقوت شاہ سے کہا
کہ اس جوان کو لیجاکر آتش جہنم میں ڈال دو کہ جلکر خاک ہوجائے یاقوت شاہ بحکم لقا شاہزادۂ بدیع الزمان کو لیکر قید ہوئے آتش آزار
آتش کدے پر نڈر کے سامنے آتشکدے کے لایا وہاں ہجوم خلائق برائے تماشا بے حد و انتہا ہے کچھ لوگ انگشت نمائی کرتے ہیں کچھ ہنستے ہیں کچھ
مسکراتے ہیں کچھ لوگ کف افسوس ملکر کہتے ہیں کہ ایسا جوان رعنا حسین و خوبصورت و طرحدار روز و فادار نامی و نامدار کو اب اس آتشکدے
میں ڈالدینگے اور جلا کے خاک کرینگے حیف اسکی جوانی مٹی ہو ملک حسن و جمال اپنا جب جرأت و ہمت کا تاراج و برباد ہوتا ہے ہے بے نذر تھا
کہ یکایک شاہزادہ بدیع الزمان کو منجنیق میں رکھا جاتا ہے کہ آتشکدے میں پھینکیں اسوقت شاہزادۂ بدیع الزمان کو
اپنی زندگی سے یاس عالم ہراس ہوا اُسی حالت اضطرار میں آنکھیں کھولکر چار جانب دیکھتے تھے کہ کوئی یار و مددگار بجز ذات
پروردگار کے معلوم نہوتا تھا گوشۂ منجنیق میں تڑپ تڑپ کر درگاہ ایزدی میں دل رجوع کیا اور عرض کرنے لگے اے ناخدائے
کشتی نوح و جہان اے مددگار انس و جان اے حاجت روائے دو جہان اے حلال معات اہم اے آسان کنندۂ مشکلات اہم اے
مددگار عالم اے خالق ذوالکرم میں ایک بندۂ ذلیل و حقیر امیدوار دستگیری قدرت رب جلیل ہوں تو مجھکو اس بلائے
ناگہانی اور آفت و پریشانی سے بچا اور اس آتشکدہ کفر کفار سے محفوظ رکھ بہت قدرت کردکھنا ہے رب جلیل کی

امداد صبح سے ہوئی ہے خلیل کی اشعار	یا خبر نواز دوسرا مجھ سا کوئی نہیں	رکھو بچا ایسی ہر ہدم غم خلیل کا
باغ و بہار آتش نمرود کو کیا	مشکل کے وقت تو ہی حامی خلیل کا	موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی

فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا
کوتاہ یان کہتہ ہو فنا مر ہو نمرود بان
پشہ سے زور چل نہیں سکتا ہے فیل کا
پروردگار اب مری مشکل کشائی کر

طوفان میں ناخدائی کی کشتی نوح کی
بام مراد و عرش ہے رب جلیل کا
دیکھا تو خار روغن کا مقام ایک شاخ ہے
تھا صاف صاف مطلب دل اہل نیل کا

حقا جواب ہی نہیں تجھ سے کفیل کا
آمادہ جبر سے عدل کا ہے پسکہ گوشہ زد
دل توڑتا نہیں تو عزیز و ذلیل کا
ابھی یہ دعا بعد التجا امیر حمزہ صاحبقران

شاہزادہ بدیع الزمان کی ختم نہوئی تھی کہ اُن ناریان ازل لقا پرستان بر دغل نے منجنیق کو چکر دیکر بدیع الزمان کو آتش
آتشکدہ مستنصر میں پھینکا فوراً ایک پنجہ زبردست آسمان سے پیدا ہوا شاہزادہ بدیع الزمان ابھی آگ تک نہ پہونچنے پائے
تھے کہ وہ پنجہ بقوت تمام دبوچ کر لیگیا شاہزادہ بدیع الزمان نے ایسا غضب کا جھکولا اٹھایا تھا صدمہ ضبط نہو سکا بیہوش
ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے جب ہوائے فرحت افزا خانہ دل میں پہونچی غنچہ خاطر پژمردہ شگفتہ ہوا ہوش آیا آنکھ کھل گئی
دیکھا تو اپنے تئیں پہاڑ کی چوٹی پر پایا اور ایک دیو کو دست بستہ سامنے ایستادہ دیکھا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کیا
تو ہی مجھے اٹھا لایا ہے اُس دیو نے کہا حضور سلامت یہ غلام ناکام آپکو اُٹھا کے اِس پہاڑ پر لایا ہے شاہزادہ بدیع الزمان
نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اور مجھے کس واسطے یہاں اٹھا لایا ہے اُس دیو نے کہا کہ نام میرا دیو سماک ہے میں برادر ریحان بر ابر
دیو دار عالیس کا ہوں میں عرصہ ملکہ قریشیہ سلطان کی خدمت بابرکت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان میں لایا تھا
اسکا جواب باصواب حاصل کرکے لیے جاتا تھا کہ راہ میں باد سے آسمان سے آپکو بلا میں آتشکدہ کے گرتے دیکھا صدمہ عظیم ہوا
دل کو تاب نہ آئی آپ کو اٹھا لایا اور ادھر سے جلتے وقت شاہزادہ ملک قاسم نوجوان لعل پوش خاوری کو چاہ مارگن
سے نکالا تھا اب حضور تشریف لیچلیں غلام لشکر اسلام میں پہونچا دے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ قاسم نے یہاں
بہت سے شبخون مارے ہیں میں بھی جبتک یہاں بعض سے شبخون مار نہ ہونگا اور ان کفاران بیحیا کو ہلاک نہ کر لونگا تب تک
میں یہاں سے جانے کا ارادہ نہ کرونگا اے دیو سماک اسوقت مجکو بھوک بہت شدت کی ہے تو کہیں سے میرے واسطے
کچھ کھانا لا اور پانی وہ سنکے دیو سماک پرپرواز پھیلا کے اُٹھا اور بادر چیخانہ لقا سے بے بقا میں پہونچا کئی خوان کھانے کے
وہاں سے لیے ہوئے بازار میں آیا اور ہر ایک دوکان سے ہر چیز عمدہ عمدہ کھانے کی قسم سے مٹھائی شیرمال کباب بالا ئی
وغیرہ وصول کرلایا اور سامنے شہزادہ بدیع الزمان کے خوانہائے طعام لذیذ وغیرہ حاضر کیے وہاں پرچہ نویس نے پرچہ
اخبار دربار لقا سے بے بقا میں تحریر کرکے حاضر کیا کہ آج بادرچیخانہ خداوندی سے بہت سا کھانا غائب گیا اور بازار
میں دکانوں سے بھی ہر قسم کی چیز کھانے کی غائب ہوگئی کچھ سبب نہیں کھلتا کہ کیا ہوگیا اور کون لیگیا لقا نے کہا کہ دست
میرا بادرچیخانہ سے کھانا اور دکانوں پر سے ہر ایک چیز اٹھا لایا ہے گر بختیارک نے ہر فرد فرامرز سے کہا کہ شاہزادہ بدیع الزمان
کو کوئی دیو اٹھا لے گیا ہے یہ کھانا وغیرہ وہی دیو واسطے شہزادے کے لیگیا ہے کیا عجب ہے جو لیگیا ہو اگر نہ باور ہو تو دو ایک روز
میں یہ حال کھل جائیگا چپ رہو القصہ وہ خوان طعام وغیرہ جب دیو سماک نے لاکر سامنے شاہزادہ بدیع الزمان
کے رکھے بدیع الزمان نے خاصہ نوش فرمایا آب سرد و خنک پیا سجدہ شکر خدائے عز و جل بجا لائے اور جو کچھ کھانا
باقی رہا دیو سماک چند لقمے کرکے کھا گیا اور ڈکارنے لگا پھر شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے دیو سماک ایک کام
اور کرنا چاہیے کہ بغیر اسکے میں کسی کام کا نہیں ہوں اُس دیو نے کہا فرمایئے شوم ارشاد کیجیے جو حکم ہو غلام بجا لائے
بدیع الزمان نے کہا کہ تو میرا گھوڑا اور ہتھیار لا دے دیو سماک نے کہا کہاں ہیں بدیع الزمان نے فرمایا کہ
قلعہ در بند فولادیہ میں ہیں کہا کہ خانہ زاد ابھی گھوڑا اور ہتھیار حاضر کرتا ہے کہکے دیو سماک طرف در بند فولادیہ کے چلا
شاہزادہ بدیع الزمان نے ایک گوشہ کوہ میں استراحت کی اور دیو سماک قلعہ در بند فولادیہ میں پہونچا اسلحہ شاہزادہ

بدیع الزمان کے سامنے آیا گھوڑا شاہزادہ بدیع الزمان کا نہ پایا یہ دل میں خیال کیا اگر مرکب آیا اور شاہزادہ بدیع الزمان کے
سوار نہ پہنچوں لشکر پر یا خدانخواستہ اثناے کارزار میں تنہا بخصم کردیدہ شاہزادہ بدیع الزمان مارا گیا تو ملکہ فرشتہ سلطان کو
میں کیا منہ دکھاؤنگا اس سے بہتر یہ ہے کہ اے دیو سماک تو خود گھوڑا بنکر اپنی پشت پر شاہزادہ بدیع الزمان کو سوار کرکے جس
معرکہ میں کہیں پہنچ جسوقت شاہزادے پر کوئی کسی طرح کا ہجوم کفار ہو چشم زخم سے بچا کر نکال لا یہ سوچکر دیو سماک خود
شکل اسپ صبا رفتار و تیز دم و خوش لگام پری پیکر بنا اور زین پوش سلیمانی مرصع کار کسا کاٹھی طلائی جسمیں لعل و یاقوت
بعد حسن جڑے ہوے تنگ ریشمی دوہرے کا فرزین کیا دمچی پوزی جڑاؤ آراستہ کی رکابیں ہلالی زرنگار جواہر جوش بہا
جڑا ہوا جڑاؤ زیور سے از سر تا پا لدا ہوا عجب ناز و انداز کا وہ گھوڑا تھا تنگ طلائی سینہ بند جو روش پری پیکر نازک اندام
خوش لگام باریک جلد کہ چلنے میں خون دوڑتا رگوں میں معلوم ہوتا ہے جوڑ بند نادر تھوتھنی خوشنما چھوٹی چھوٹی کنوتیاں
نعل بدر کامل کیلیں اختر تابندہ پیشانی روشن آفتاب حسن میں بے نظیر دو جواب سرعت میں انتخاب بس وہ دیو سماک
بصورت سمند فلک سیر پشت زمین پر تیار رکھکر حمیم حمیم کرتا ہوا سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے آکھڑا ہوا شاہزادہ
بدیع الزمان اسی وقت خواب نوشین سے بیدار ہوا تھا گھوڑے کو مع ہتھیاروں کے سجا سجایا زین پوش وغیرہ سے
لیس کیا اور زیور سے آراستہ سامنے دیکھا استادہ ہے بہت خوش ہوا ہتھیار سب جسم انور پر لگائے مسلح و مکمل ہوکر اس
مرکب جہاز رفتار پر سوار ہوے اور سمت لشکر لقاے بے لقا کے باگ مرکب تیز رو کی اٹھائی اور تل تو امان اور تل مشکبار پر
آکے کھڑے ہوے دیکھا کہ لشکر کفاران بیچارہ فرسنگ در فرسنگ پڑا ہے کوسوں تک فوج کا اجتماع ہے بس دیکھتے ہی منہ طرف
آسمان کے اٹھایا اور پروردگار عالم عالمیان کی طرف دل کو رجوع کیا اور درگاہ کارساز و بے نیاز خداوند ذوالجلال
سے امداد طلب کی اور شیر کے نعرہ کوہ شگاف کیا نعرہ بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ بدیع الزمان شاہ
انجم گروہ شمشیر آبدار بنام انتقام سے کھینچتے ہی لشکر کفار نابکار پر مانند صاعقہ شعلہ بار کے گرے اور کافران بدکیش
کو قتل کرنے لگے ایک شور قیامت و ہنگامہ محشر برپا ہوا چار طرف سے لشکر کفار نے بھی شاہزادہ بدیع الزمان پر ہجوم
کیا تلوار چلنے لگی لقاے بے لقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا تھا جب یہ غلغلہ دار و گیر بلند ہوا لقا گھبرا کر پوچھنے لگا جلد خبر لاؤ کیا
معرکہ عظیم درپیش ہوا یہ شور و غل کیسا ہے بختیارک نے کہا مجھکو یہ ثابت ہوتا ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے آتش دوزخ
سے نکل کر شبخون مارا ہے شاید یہ ہنگامہ اور شور و غوغا اسی کا ہے اب کسی سے خبر صحیح صحیح سنا چاہئے ابھی دریافت ہوجائیگا
لقاے بے لقا نے کہا ابھی میں نے تقدیر جو کی تو خلاصہ حال دریافت ہوا یہ سب قدرت نمائی میری ہے کہ اسکو پھر
آتش جہنم سے زندہ نکالا سزا اب بھی ہوگیا بختیارک نے کہا یہ بھی تقدیر کی ہوئی آپ ہی کی ہے کہ بندگان خداوند
لقا قتل ہوں لقا بولا یہ تقدیر بالائی ہوئی یہ کہکر حکم دیا کہ ہے کوئی ایسا جو اس بندۂ نافرمان کا سر کاٹ لائے یہ سنکر
کثیر بن ازرق پہلوان زبردست گھوڑا اٹھا کر شاہزادہ بدیع الزمان کی طرف چلا یہاں شاہزادہ بدیع الزمان شمشیر
آبدار سے قیامت برپا کر رہے تھے سر کفار کٹ کٹ کر رہے تھے سروں کے ڈھیر لاشوں کے انبار جا بجا پڑے تھے یکایک
تیغ آبدار کھینچے ہوے کثیر بن ازرق قریب شاہزادہ بدیع الزمان کے آپہونچا دیکھا کہ عرصۂ میدان خون سے لالہ رنگ
ہے اس پہلوان نے نعرہ جگر خراش کرکے کہا او جوان خدا پرست تو دن دہاڑے ہزارہا بندگان خداوند لقا کا خون
کر رہا ہے بے وجہ قتل و ہجوم ہو رہا ہے اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہے یہ کہکے بڑھکر شاہزادہ بدیع الزمان کو تیغ
آبدار کا ہاتھ مارا اس شیر بیشۂ میدان جنگ یعنی بدیع الزمان خوش آہنگ نے وار اسکا تلوار خارا شگاف پر روکا
جھنکار کی آواز بلند ہوئی تیغ پہلوان نابکار کا دو ٹکڑے ہوگیا فوراً پھرتی سے تیغہ جانگزا الموت دیو بند کا جو دست

حق پرست مین تھا جس سے قتل و ذبح کر رہے تھے پانون رکابون مین جما کر ایک ہاتھ سر پر غرور نابکار پر مارا کہ خود کاٹ کر
کاسہ سر کا تا دہان سے ٹھوڑی کے مثل آب گلے سے تلوار اتری دروازہ قلعہ سینہ پر کینہ ناہنجار کا شگافتہ کرتی ہوئی کمر بد کار
دو پارہ کر کے گھوڑے کے تنگ سے اترکر بالشت بھر زمین مین دبدبے سے نکلی وہ مردود دو ٹکڑے ہو کر نصف ادھر نصف ادھر گرا
جرأت و ہمت نے اس ضرب کو دیکھکر ہاتھ اس شہسوار میدان کا اندازکا چوم لیا لشکر مین غریو اٹھا بے شمشیر زنی سیکڑون ناری
دلیل و ذلیل کر فی النار ہوے تمام دن یہ ضرغام بد لا دری شجاعت لڑا کیا جب شام ہوئی صاف مار پیٹ کر نکلگیا قریب اس کوہ
کے پہونچکر گھوڑے سے اترا اور وضو آب تازہ سے کر کے عبادت خداے عز وجل کرنے مین مشغول ہوا نماز پڑھی دعا بدرگاہ
قاضی الحاجات کی کہ پروردگارا تو مجھکو تمام کافران نابکار پر فتحیاب کیجیو ترقی دین اسلام مین مدد مجھو جبتک شاہزادہ
بدیع الزمان نے اداے فرض معبود رب ودود کی اتنی دیر مین دیو سماک بہیئت اصلی بنکر گیا اور بدستور سابق خوانہاے
طعام لذیذ وغیرہ لایا اور سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے رکھے شاہزادے نے خاصہ نوش کیا پانی پیا شکر خدا بجا لایا جو کچھ
کھانا باقی بچا دیو سماک دو لقمے کر گیا بعد اکل و شرب کے شاہزادہ بدیع الزمان دن بھر کا تھکا ماندہ نہایت خستہ ہو رہا تھا
ہزارون کافرون کو قتل کر کے آیا تھا فرش خواب پر آرام فرمایا دیو سماک رات بھر شاہزادہ بدیع الزمان کی محافظت کرتا رہا جبکہ
ترک فلک نے خسرو خاور کو جلوہ آراے پردہ مشرق سے مثل چہرہ شاہد مقصود طلوع کیا صبح کی روشنی چارطرف پھیلی مرغان
خوشنوا و طائران زمزمہ سرا شاخون پر نہالون کی چہکنے لگے حمد الہی مین مشغول ہوے شاہزادہ بدیع الزمان بھی بیدار ہوے
ہاتھ منہ دھو کر وضو کر کے دوگانہ سحری بجالاے دعا و ثناے پروردگار کی بجا وہ طاعت خداے کر کے مسلح و مکمل ہوے
ہتھیار لگا کر اسی مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کر سمت لشکر لقاے نابکار باگ اٹھائی قریب فوج کفار کے بعد عز و افتخار
اظہار نام نامی و اسم گرامی نعرہ کر کے رزم خون امارا لشکر کفار کو تہ و بالا کیا ہزارون قتل کیے خون کے دریا بہ گئے بھاگ بھاگ
بندے گوشون مین چھپنے لگے شاہزادہ بدیع الزمان دن بھر لڑا کیا قریب شام امراے بلند قامت کہ یہ بھی ایک پہلوان نامی
و شہزور اور جسیم لشکر لقا مین بڑا زبردست تھا واسطے مقابلے کے گھوڑا نکالکر میدان مین سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے آیا
اور وار تیغ خونریز کا جھینکر کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے خالی دیکر ایک تلوار کا ہاتھ اسکی کمر پر مارا وہ نابکار مثل شاخ شجر
تازہ دو ٹکڑے ہو کر گرا اتنے عرصے مین شام ہو گئی تاریکی شب پھیل گئی وہ آسمان شجاعت کوکب فلک ہمت و جرأت صاف
نکلا چلا گیا ہر چند کہ سواران کفار نے تعاقب کیا لیکن شاہزادہ بدیع الزمان کا سمند تیز رفتار ٹاپین مارتا ہوا زخمیون کو
کچلتا ہوا کشتون کو روندتا ہوا پہاڑ کی طرف نکلگیا دامن کوہ مین جاکر شاہزادہ بدیع الزمان کو اتارا شاہزادہ بعد حمد و عبادت
پروردگار مین مشغول ہوا اور دیو سماک جاکر اسیطرح خوانہاے طعام لذیذ لایا اور سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے
رکھے اور عرض کیا کہ اے شاہزادے خاصہ نوش فرمایے بدیع الزمان نے کھانا کھایا پانی پیا شکر خدا کیا باقیات طعام دیو سماک
کھا گیا بعد اسکے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرش خواب پر آرام فرمایا دیو سماک براے حفاظت شہزادے کے گرد و پیش
پھرتا رہا سو وقت صبح ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان خواب سے بیدار ہوا بعد اداے فرض خالق کونین مسلح و مکمل ہو کے گھوڑے پر
سوار ہو کر لشکر کفار پر جا گرا اور پھر وہ خون مارا ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا فوج کفار کشتہ ہو کر لیٹا ہوئی اور فراریون کو [illegible]
کارزار مین ممکن نہ تھا آتش شعلہ شمشیر آبدار شاہزادہ ذوالفقار میدان حربگاہ مین برس رہی تھی لقاے بد نہاد گنبد گیتی نما
پر بیٹھا ہوا تھا لیکن لگا کر دی سوم دست بھر آیا جالوت رعد آواز اسکے پاس کھڑا تھا لقا نے اس سے کہا کہ تو ہمارے
بندون سے پکار کے کہدے کہ یہ پسر حمزہ بچکر جانے نہ پاے فوج نے جالوت کی آواز سنکر چارطرف سے ہجوم کر کے گھیر لیا
گھوڑا مثل برق جندہ اس غول سے اس غول مین ادھر سے ادھر آتا تھا ادھر تو شمشیر آبدار سر قلم کرتی تھی ادھر سمند

غضنفر شکار پاؤن سے کچل کچل کر مار ڈالتا تھا جسکو تلوار نے دو ٹکڑے کیا گھوڑے نے اُسے پاؤن سے پاش پاش کر ڈالا جو
زخمی ہوکر گرا اُسکو اسپ تیز رو نے واصل جہنم کیا ہزار ہا بیکڑون کو نوش جان کرکے کمی کی گیا شاہزادہ بدیع الزمان جو کہ در تعجب
متعجب ہوتے تھے مگر آج زیادہ متفکر و متعجب ہین کہ مین اسقدر کفار نابکار کو بیجان اور گھائل و زخمی کرتا ہون مگر ان زخمیون
کے جسم پاش پاش ہر ایک کشتے کی لاش زمین پر پڑی جاتی کہین معلوم نہین ہوتی ہر ادھر مین نے تلوار سے مارا وہ کافر خواہ زخمی
ہوکر خواہ گھائل ہوکر خواہ کشتہ ہوکر زمین پر گرا اور غائب ہو گیا اب جو پلٹ کر دیکھا تو خون کا تھالا بھرا جاتا ہے لاش انکی ندارد
شاہزادہ بدیع الزمان کو سخت تعجب ہوا کہ مین نے اسقدر کافرون کو واصل جہنم کیا انکے لاشون کو کون لیگیا غرض کہ تمام دن
لڑتے لڑتے گذرا ایسا کشت و خون ہوا کہ ترک فلک نے کانون پر ہاتھ رکھے مریخ کانپنے لگا عطارد کے ہاتھ سے قلم چھوٹ گیا
کفار فرار کرنے لگے فرار مشکل ہوا تھوڑا سا دن باقی تھا کہ ایک پہلوان کوہ پیکر عشاق نام فوج سے نکلا وہ مغرور بڑے طنطنہ
مین سامنے شہزادہ بدیع الزمان کے آیا اور آتے ہی وار تلوار کا اُس نابکار نے کیا شہزادہ بدیع الزمان نے اُسکی ضرب کو
رد کرکے اپنا سکہ بٹھایا یعنی پر گھوڑا پھیر کر ایک ہاتھ خنجر کا مارا کہ آدھا جسم اُس نابکار کا کٹ تلوار زین سے کاٹ کر نکل گئی
اور پہلا ٹکڑا دوسرا زمین پر گرا نصف جسم بیدین پشت زین مرکب پر رہا گھوڑا نصف کشتے کو لیکر بھاگا فوج لقا مین ایک شور
غل ہوا اس تاریکی کے قتل ہوتے ہوتے شام ہو گئی تاریکی شب نے غلبہ کیا مرکب صبا رفتار شاہزادہ بدیع الزمان کو لیکر
سیدھا ان رزمگاہ سے طرف کوہ کے چل نکلا کوہ پر آکے اُسی مقام معینہ پر پہونچا شاہزادہ بدیع الزمان گھوڑے سے اُترے [illegible]
و بر عبادت خدا مین مصروف رہے اتنے عرصے مین وہ دیو سماک موافق ازخانات خوان طعام وغیرہ لایا شاہزادہ بدیع الزمان
نے کھانا کھایا باقیات طعام لذیذ دیو سماک چٹنی کر گیا شب کو بستر خواب پر شاہزادہ بدیع الزمان سو رہے صبح کو بیدار ہوئے
تا لقا جا سکے غرضکہ اسی طرح روز خون ہوتا رہا پانچوین دن جو روز خون ہوا ارکان فیل دندان پہلوان کا
شیر بیشہ صاحبقرانی سے سامنا ہوا بڑے زور و شور سے اُسکو بھی قتل کیا الم رشتے نے اس بہادر شجاع کی کارگذاری کو دیکھکر
اسکے دانت کھٹے ہوگئے آخر کو شہزادے کی تیغ خارا شگاف نے اُسکو راہ دوزخ کی بتائی شام کو ترک جنگ نکل آئے اُسی کوہ پر آ
پر آکے ٹھہرے بعد کھانے پینے کے استراحت فرمائی اسیطرح اٹھائیس روز خون ہوتا رہا اور ہر روز خون مین ایک ایک پہلوان
زبردست لقا کے نابکار کو قتل کیا اور صاف نکل آئے اور جو جنگ مغلوبہ مین قتل کیے انکا شمار ممکن نہین جس دن روز
خون مین مہران خون آشام کو واصل جہنم کیا اور گھوڑا اٹھا کر کوہ کی طرف رخ کیا مرکب تیز رو نے بھی ٹھہری جدھ دیکھ سکے
کی کی گرج ہوتی رعد آواز پکار رہا تھا کہ آج جسکی طرف سے یہ شیر جوان پسر حمزہ صاحبقران نکل جائیگا قسم خداوند
لقا اُسکو جہنم ابدی مین پھینکدونگا کہ وہ ہمیشہ جلا کریگا خاک سیاہ ہوجائیگا یہ سنکر چار طرف سے شور و غل کیا کہ لو لینا
لینا پسر حمزہ کو جانے نہ دینا یعنی شاہزادہ بدیع الزمان کسی طرف سے نکلنے نہ پاوے ادھر شاہزادہ بدیع الزمان فرزند
جگر بند حمزہ صاحبقران لڑ رہے ہین لاشین پر لاشین گرا رہے ہین قیامت کی آنچ کا زنا رہی محشر تازہ و آشکار ہے شاہزادہ
بدیع الزمان چاہتے ہین کہ کسی تدبیر سے کسی طرف سے نکل چلین مگر راہین چار طرف کی بند ہو گئی ہین موجے کفار کے
سمندر مین چیونٹی سے نکلنے کی راہ نہین ہے لیکن گھوڑا انکا توام دیوزادے دیو سماک ہے اب اُسنے دیکھا کہ رات زیادہ آ گئی اور
آقا و راکب میرا لڑتے لڑتے صبح سے اسوقت تک تھک رہا ہے بھوکا پیاسا کارزار کیے جاتا ہے اور کفار سے مفر نہین ملتا اب اسی
گرفتار ہو یا قتل ہو مجھکو بدنامی ہوگی ملکہ قریشہ سلطان کو کیا منہ دکھاؤنگا یہ سوچکر پر پرواز کشادہ کرکے پر جھاڑے
اور فوراً طرف آسمان کے اُڑ گیا ایک شور و غوغا بلند ہوا کہ اے لشکریان خداوند لقا دیکھو شاہزادہ بدیع الزمان کا گھوڑا
اڑا جاتا ہے راکب کو اپنے صاف نکال لیچلا اسکو گھوڑا نہ کہیے بلکہ طائر تیز پرواز فلکی کہنا چاہیے راکب بے تاج شجاعت [illegible]

مرکب شہباز تیز پرواز باد پیمائے فلک رفعت پر یہ شور یکایک جو بلند ہوا لقاے بے بقا بھی دریچہ گنبد گیتی نما سے
جھک جھک کر دیکھنے لگا ہر ایک سے کہتا تھا ما جو دیکھو پہچان لو اس گھوڑے نے میری قدرت پر نسبت پروبال لگائے ہیں
مگر اس بادہوائی آسمانی یعنے دیو سماک نے جو نیچی نگاہ کی دیکھا لقاے بے بقا نابکار دریچہ گنبد گیتی نما سے مجھکو دیکھ رہا ہے اور
تعلیاں کفر و کافری کی کر رہا ہے اور میرے اس گھوڑے یعنے دیو سماک نے اسطرح لید کی کہ سب منہ پر اس کافر بدکار لقاے
نابکار کے پڑی بلکہ کیا عجب ہے کہ درمیان منہ کے بھی گئی ہو کیونکہ جس وقت گھوڑے نے اوپر سے لید کی اور وہ لید اسکے
منہ کے قریب تک آئی اس وقت تک یہ باتیں کر رہا تھا بار بار منہ کھل جاتا تھا شاید کر رہتے نوش جان لقاے بے ایمان
کر گیا ہو بس لقاے بد کردار منہ دھو کر کے منہ کو اپنے پونچھنے لگا اور شرمندہ اور نادم ہو کر سر اندر دریچہ گنبد گیتی نما کے کھینچ لیا
مصلحت سے کہ مار سیاہ غار سے سر نکالتا ہے اور دہشت سر کوبی سے سر کھینچ لیتا ہے بختیارک شوریدہ بخت نے اور زخم حسین
مجالات پر نمک چھڑکا کلام طعن آمیز سنا کر ہنس کر کہا اے خداوند لقا آپ اس اسپ بیباک و شوخ مزاج کو نہیں جانتے ہیں
یہ گھوڑا وہی دیو ہے جو شاہزادہ بدیع الزمان کو لشکر سے نکال لیگیا تھا اور یہی ہر روز خوانہائے طعام خداوندی
و اشیاے دوکانہائے بازاری اٹھا لیجاتا تھا اور وہ نذر شاہزادہ بدیع الزمان کو یہ دیو بشکل سمند باد صرصر بنکر اپنی پشت
پر سوار کر کے روز خون مارنے کو لاتا تھا لقاے مردود نادم ہو کر چپ ہو رہا یہاں وہ گھوڑا شاہزادہ والا شان بدیع الزمان
کو پشت پر لیے ہوئے دامن کوہ میں پہونچا اب شاہزادہ بدیع الزمان پر حال کھلا کہ یہ گھوڑا اصلی نہ تھا بلکہ دیو سماک
بشکل اسپ مجھکو اپنی پشت پر سوار کرتا تھا شاہزادے نے کہا اے دیو سماک میں نے تجھکو پہچان لیا اب تو اپنی صورت
اصلی پر ہو تو نے بڑا غضب کیا کہ مجھکو بدنام کیا آج تک کوئی چوری داغ میرے خاندان کا کسی دیو کی مدد سے ہمنبرد کفار
نہیں ہوا اب تو جلد جا اور گھوڑا میرا مجھکو لا دے اور اسوقت مجھکو ثابت ہوا کہ جسقدر لاشے کافروں کے میدان جنگ
سے غائب ہوتے تھے وہ سب تو ہی کھا جاتا تھا یہ سنکے دیو سماک اپنی ہیئت اصلی پر آیا اور کہا اے شاہزادہ والا حشم
آپ اگر چاہیں سو دن تک روز خون میری پشت پر سوار ہو کر کفاروں پر ماریں جبتک میرے دم میں دم ہے خدمت
فیض منزلت حضور سے کبھی جدا نہ ہونگا شاہزادہ بدیع الزمان یہ سنکر دیو سماک پر بہت خفا ہوئے اور کہا نہیں باز
آ میں نہ ہونگا میں تیری اس حرکت سے خوش نہیں ہوں بلکہ ناخوش ہوں دیو سماک خاموش ہو کر سامنے سے چلا گیا
اور حسب دستور ہر روزہ باورچی خانہ لقاے اور بازار سے کھانا واسطے شاہزادہ بدیع الزمان کے لایا شاہزادہ بدیع الزمان
نے کھانا نوش فرمایا جو کچھ کھانا باقی رہا وہ دیو سماک نے کھا لیا بعد اسکے دیو سماک گیا بارگاہ یاقوت شاہ پر پہونچا دیکھا
کہ ایک گھوڑا نہایت چست و چالاک کسا کسایا سجا سجایا دربار گاہ یاقوت شاہ پر کھڑا ہے سائیس باگڈور پکڑے بیٹھا ہے
سماک قریب اس گھوڑے کے جا کے پیٹ میں اسکے سما گیا اور سائیس نے باگڈور ہاتھ سے نہ چھوڑی وہ بھی گھوڑے کے
ساتھ ہی بلند ہو کے چلا دوسرے سائیس نے دوڑ کر ٹانگ پکڑی وہ بھی بلند ہوا تیسرے سائیس نے کہ بہت مزاج داں زور آور تھا
جھپٹ کر سائیس ثانی کی ٹانگ پکڑی خلاصہ کہاں تک بیان کیا جاوے راوی بیان کرتا ہے کہ اسیطرح سے اور سات سائیس
ایک کے بعد ایک ٹانگ پکڑے سمت آسمان بلند ہوئے گویا ایک زنجیر جسم انسانی کی بندھی ہے لوگ متعجب ہو کر غل مچاتے ہیں
کہ دیکھو گھوڑا خود بخود اڑتا جاتا ہے اور سائیس بھی اسکے ساتھ جاتے ہیں یاقوت شاہ یہ خبر سنکے باہر نکل آیا کہ یہ تماشا بھی قابل
دید ہے کہ اوپر گھوڑا آسمان کی طرف اڑا چلا جاتا ہے اور ساتوں سائیس لٹکے ہوئے ہوا پر چلے جاتے ہیں یہ تماشا لقاے
بے بقا بھی دیکھنے لگا اور حیران اور پریشان تھا اتنے راہ میں جو لنگر بہت ہوا باگڈور کی کیا بھاری تھی ٹوٹ گئی
اور ساتوں سائیس منہ کے بل ایک کے اوپر ایک گرا لقا نے جو سائیسوں کے گرنے کی خبر پائی اور سنا کہ

باگڈور سے کے ٹوٹتے ہی سامنے سالوں گرے انکے ہاتھ پانون ٹوٹ گئے لقانے کہا اس بات کا تعجب کیا میں نے ہی تو گھوڑے کو آسمان پر بھیجا ہے بختیارک نے کہا خداوند شاہزادۂ بدیع الزمان کے واسطے گھوڑے پہ وہی دیو بیگیا جب شاہزادہ سوار ہو کر میدان کا رزار میں آئے آپ ملاحظہ کیجیے گا لقاے بے لقانے ہنسکر بختیارک کے سر پر ایک دھول ماری اور کہا کہ کہتا ہے جب رہ اور جو دیو سماک نے گھوڑا لیجاکر سامنے شاہزادۂ بدیع الزمان کے حاضر کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے دیو سماک تو اب جا مجھکو اسی جگہ رہنے دے مین بغیر ان کفارون کے قتل کیے نہ جاؤنگا دیو سماک شاہزادہ بدیع الزمان سے رخصت ہوکر برنے پردہ قاف کے روانہ ہوا اور شاہزادہ بدیع الزمان ہمیشہ شغل روزخون میں مصروف رہا اکثر ارباب لقاپرست و کفارون کو واصل جہنم کیا اب ناظرین والا تمکین پر واضح ہو

ہونکلے داستان شوکت بیان پہونچنا در بند فولادیہ پر مالک اژدر کا امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کے حکم سے

پلا ساقیا بادۂ جنگجو	زاہد اس معرکے میں بڑھے آبرو	دہی جام دے ہی جو اعدا سوز	ز شمشیر بران ہی جیسے کی لہر
جوان بخت ہو کیون نہ پیر مغان	کہ بادہ کا ہو دور دوران کہ جہان	نرگس مے چمن میخانہ آباد ہو	کرنا شاد دل بیچے ہی رشاد ہو
مجھے بھی کوئی جام لبریز دے	کوئی دم سے فرحت انگیز دے	ہوئی دریا ب نشہ کا ہم آثار	لبالب پلا بادۂ مشکبار
اسی دم سے چھلکا دے جام بلا	طبیعت کو فرحت ہو دل کو سرور	ہم سو کو سر ہو وہ یک بیک	ہون جگر مین خم خانہ فلک غزل
بر نہین بہار مین صیاد پر کھلے	یکایک قفس کو اگر دیکھا جو پر کھلے	شیشے شراب کے رہین آنکھون بھیجے کھلے	ایسا گرجے کہ پھر کبھی ابر کھلے
رعنائی کو مین دیدۂ اہل نظر کھلے	پردہ اٹھا کے پردۂ شمس و قمر کھلے	رنگ بر کی دکان مین چمکے مہتاب	طرہ وہ ہی جو یار کی دستار پر کھلے
تماشا ہو اسے غیر سے تیری تیغ کو	زخمون کے منہ کھلے نہین جنت کے در کھلے	فصل بہار آئی ہے چلتا ہے دور جام	ہر کی دکان شام کھلے باسم نکلے
کیفیت شراب کا انجام ہو بخیر	شعلہ اربند ساقی رشک قمر کھلے شعر	کشا نیدگان حصار قلم	زرگر دارین راہ جاہ و حشم

قلعہ کشایان مضمون مسرت مشحون نکتہ دانی و مخموران عبارت پر مضامین والا تمکین قدر دانی نظم فتح شیم کو معرکہ فتح قرطاس پر یون رواں کرنے میں کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مع بہادران گردنکشان بصد تزک و شان بارگاہ فلک جاہ میں رونق افروز تھے اور ہر ایک سردار نامدار بصد عز و افتخار اپنے اپنے مقام فلک احتشام پر برسر قوت شکوہ تھا کہ یکایک ہرکارون نے آکے بارگاہ فلک اشتباہ پر قدم مارا اور دعاے ازدیاد عمر و دولت و اقبال و حشمت و اجلال و بکر دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اے نامی نامداران سلطان سلطان و شاہان شاہان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان شاہزادۂ بدیع الزمان کو بادشاہ در بند فولادیہ نے بدغا و مکر گرفتار کرکے پاس لقاے بد بقا کے بھیجدیا ہے اور فوج نے شکست کھائی ہر طرف سب متفرق ہوگئے کوئی کہین گیا کوئی کہین گیا حمزۂ صاحبقران عالیجاہ یہ خبر سنکر کمال آزردہ خاطر ہوئے اور فرمایا کہ اس سے پہلے قاسم گیا ہے اسکی خبر ابھی تک مفصل نہین معلوم ہوئی اب فلک بے انصاف نے میرا شہزادہ بدیع الزمان کو بھی مجھسے جدا کیا پھر بعد طیش و غضب سرداران لشکر جرار کی طرف دیکھ کے کہا کوئی ہے ایسا کہ انکی خبر لاوے مفصل کیفیت شاہزادہ بدیع الزمان کی سناوے اسوقت عمر عیار نے دست بستہ عرض کیا کہ غلام ابھی جاکر شاہزادۂ بدیع الزمان کی خبر لاتا ہے امیر باتوقیر نے اسی وقت خلعت سے سرفراز کرکے رخصت کیا عمر عیار تلاش شاہزادہ بدیع الزمان روانہ ہوے بعد چلے جانے عمر عیار کے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اے بہادرو اے دلیرو اے نیستان شجاعت کے شیرو میں چاہتا ہون کہ تم میں سے ایک دلاور جاکر در بند فولادیہ کو فتح کرے اور قلعہ کو اپنے قبضے مین کرے شمشیر آبدار ہاے یہ سنتے ہی مالک اژدر بعد کورنش اپنے دنگل سے اٹھ کھڑے ہوے اور سامنے حمزۂ صاحبقران والا تبار کے آئے

اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور شاد فیض بنیاد ہوا اسوقت امیر با توقیر نے مالک اژدر کو قریب بلایا اور بدست خود خلعت پر تکلف
سے مخلع کیا اور وعدہ حفاظت دے کر اس نامور یعنی مالک اژدر کو رخصت کیا مالک اژدر لشکر کروفر ہمراہ لیکر بسمت قلعہ
دربند فولادیہ روانہ ہوئے غرضکہ مالک سپہسالار دست چپ طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے دربند فولادیہ پر جو پہنچے
قلعہ سے ہٹکر خیمے برپا کیے بارگاہ فلک جاہ مالک اژدر بعد کروفر استادہ ہوئی اسمین مالک اژدر رونق افروز
ہوئے سب لشکر اپنے اپنے خیمون مین اترا سرداران لشکر ظفر اثر نے کرین کھولین اور معروف ضروریات ہوئے اسطرف
فولاد ابلق سوار کو خبرداران نے خبر دی کہ نائب حمزہ صاحبقران نامور یعنی مالک اژدر بعد کروفر لشکر گران بیکران
لیکر واسطے فتح کرنے قلعہ دربند فولادیہ کے اسطرف آئے ہین اور زیر قلعہ خیمے استادہ کرکے پڑاؤ ڈالا ہے وہ اب دو ایک دن
کے بعد قلعہ پر حملہ آور ہونگے اور دربند فولادیہ کو فتح کرکے قبضہ کر لینگے فولاد ابلق سوار یہ خبر وحشت اثر سنکر نہایت متفکر
و مشوش ہوا اور بھائی اسکا جوہان سخت کمان کہ اسکے قریب بیٹھا تھا اسکی طرف دیکھنے لگا کہ برادر بجان برابر
جوہان سخت کمان صفدر روزگار مالک اژدر نامور بڑا زبردست روزگار صف شکن جرار ہے ہم اس سے کبھی عہدہ برآئی
نہ پا سکینگے اب مناسب یہ ہے کہ جلد قلعے کا پھاٹک بند کرا دو اور پل پختہ خندق اٹھوا دو پانی کھائیون مین بھروا دو
کیونکہ قلعہ تو چارطرف سے بہت مستحکم ہے جوہان سخت کمان نے سنتے ہی فولاد ابلق سوار کی پسند خاطر کی اور بحکم اسکے
دروازہ قلعے کا بند ہوگیا قفل پڑ گیا پل تختہ اٹھا لیا خندق بھاسکر دی اس قلعے کے بارہ برج مثل برج فلکی
تھے ان پر توپین چڑھادی گئین اور سنگرزین درست ہوگیا گولہ بارود مہیا کرو پانچ کو برجون پر اور حوالی قلعہ ساتھ
بند و بست کے بھیجدیا آپ سب کے سب قلعہ بند ہوکر بیٹھے اور منتظر جنگ وجدال آمادہ پیکار رہے ادھر مالک اژدر
نے لشکر ظفر اثر کو حکم دیا کہ چارون طرف سے قلعے کو محاصرہ کر لو اور نرغہ کرکے ڈیرہ ڈالو اور آپ تھوڑی سی فوج ظفر موج
لیکر گولے کی زد سے علحدہ پڑاؤ ڈالا اور ہر یک تمام لشکر نے دم لیا دوسرے روز پھر مالک اژدر رہوار پر سوار ہوکر قلعے کے سامنے
آیا دیکھا قلعہ بند ہے پل تختہ اٹھ گیا توپین چارجانب مع گولہ انداز غلامی زنجیرہ آراستہ و پیراستہ ہین مالک اژدر نے
ہرکارے کو بلا کے کہا جاؤ فولاد ابلق سوار و جوہان سخت کمان کو جا کر پیام دو اگر اپنے حق مین بہتر چاہتے ہو
تو ہاتھون کو اپنے رومال سے باندھکر حاضر ہو کفر پرستی چھوڑ دو بتون پر لعنت کرو ایمان ساتھ وحدانیت پروردگار کے لاؤ
صدق دل سے مسلمان ہو ورنہ عرصہ قلیل مین قلعہ فتح کرونگا ایسی تلوارین مارونگا کہ خون کا دریا بہیگا [illegible] ہزار دو
کے سر تن سے اتارونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہی حکم محکم امیر با توقیر زندہ کات ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران [illegible]
اور تجھ سے بہت آزردہ ہین یہ تجھ سے بہت بڑی خطا سرزد ہوئی ہے کہ پسر حمزہ صاحبقران علیہ السلام [illegible]
کو تونے دغا سے گرفتار کرکے پاس لقا کے بھیجدیا ہے اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو نہ پھر یہ قلعہ فولادیہ ہوگا نہ تو ہوگا نہ فوج
لشکر ہوگا اور تمہین سے کوئی زندہ نہ بچیگا ہرکارے یہ حکم سنتے ہی مثل باد صرصر کے قلعہ فولادیہ مین داخل ہوا [illegible]
اور فولاد ابلق سوار سے پیام مالک اژدر بیان کیا اس کافر خاسر نے جواب دیا کہ خداوند لقا ہمارا مددگار ہے ہم کو
کسی کی کیا پروا ہے دیکھیے جو ہوسکے وہ کرو کسی امر مین قصور نہ کرو ہم ایسی ایسی گیدڑ بھبکیون سے [illegible] ڈرنے والے نہین
ہرکارے یہ سنتے فوراً واپس آئے جواب پیام سامنے مالک اژدر کے حرف بحرف عرض کیا مالک اژدر یہ سنکر اپنے خیمے مین
آیا اور حکم دیا کہ طبل جنگ لشکر ظفر اثر مین بجے انشاء اللہ کل صبح کو بتائید ایزدی گھوڑے ٹکڑے اس قلعے کو فتح
کرونگا اور پھر لشکر اسلام مین بعد ختم طعام طبل جنگ بجا زمین بھرائی آسمان کانپا بالکل طبل کی صدا قلعہ فولادیہ مین پہنچی [illegible]
کافرون نے بھی نقارہ رزمی بجوایا رات بھر ایک دل گرگراتا تمام شب کافران بھیا آراستگی سلاح جنگ مین مصروف [illegible]

کوئی تلوار کو صاف صیقل کرتا تھا کوئی تیروکمان کو لیس کرتا تھا کوئی اسباب جنگ درست کر کے رکھتا تھا آپس میں ایک ایک
سے کہتا تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے کون کون اب قضا سے ہم میں سے شمع دھرتا ہے اب کوئی امید مجکو تو اپنی زندگی کی نہیں ہے بموجب

قول سعدی علیہ الرحمہ نظم آخر ای دوستان خدا بکنید من نکردم شما حذر بکنید	کوس رحلت بکوفت دست اجل ای کف دست و ساعد و بازو	ای دو چشمم وداع سر بکنید ہمہ تودیع یکدگر بکنید	برمن افتادہ دشمن کام روزگارم بشد بنادانی

جس وقت شہنشاہ ماہ چاردہ مع فوج کواکب وسیارگان قلعہ مغرب میں محصور ہوا اور خسرو خاور
ہمراہ سپاہ شعاع اشہب روز گیتی افروز پر سوار ہو کر معرکہ میدان فلک پر افروختہ ہوا اودھر صبح کی وردی بجی ادھر غازیان
مجاہدین فریضہ سحری ادا کرنے لگے دمامہ فتحمندی لشکر اسلام میں معروف ہوئے سب صفدر وجرار عازم وپیکار ہو کر
مسلح ومکمل ہوئے مالک اژدر بعد کروفر اپنے سمند باد رفتار پر سوار ہو کر یکہ وتنہا سامنے قلعہ کفار کے آگئے اور سب فوج
ظفر موج کو پشت پر میدان جنگ میں آراستہ کر کے استادہ کیا اور عمود گران سنگ کو ہاتھ سے گردش دیتے ہوئے قریب
خندق کے محاذے میں در قلعہ کے ٹھہرے آدھر فولاد ابلق سوار اور ہومان سخت کمان دونوں فیلسوف در قلعہ پر مستعد
جنگ بیٹھے تھے اور برجوں میں سے دیکھ رہے تھے جب مالک اژدر کو مثل شیر نر بعد کروفر یکہ وتنہا بنفس نفیس قلعے پر آتے دیکھا
ہوائی داغ دی توپیں سب تیار تھیں فورًا گولہ انداز وں نے توپوں پر بتی دی اور تمام لشکریان کفار تیر و تفنگ وبان
وسنگ مالک اژدر کی طرف پھینکنے لگے زمین ہلنے لگی جگر دہلنے لگے شور واویلا بلند ہوا مالک اژدر نامی ونامور جرار و
صفدر بفضل خدا بر نظر کر کے گولہ گولی و تیر و تفنگ وغیرہ کو رد کرتے ہوئے لب خندق پہونچے اور قلعے کے پھاٹک پر ایک
نعرہ جگر خراش کوہ شگاف کیا نعرہ مالک اژدر ہم مالک اژدر پہلوان وہ کہ سر کوب کفار گردن کشان او فولاد
ابلق سوار و ہومان سخت کمان اب کیا تم مجھکو نہیں جانتے ہو میں مالک اژدر غلام نبی جاکر حیدر رشید ہوں لشکر کفار
بد اختر اب میرے ہاتھ سے بچکے کہاں جاؤگے میں آپ بچا دیکھو اس گرز گران سنگ سے کس کس کو پیوند زمین کرتا ہوں ایک
تیر و کمان جہانگیر سے کس کس کو غربال کرتا ہوں اس تیغ آبدار خونخوار سے کس کس کا خون آج قلعے میں بہتا ہے یہ رعب وداب
اور صولت وسطوت اور ہیبت وشجاعت اور صفدری وبہادری مالک اژدر نامور کی دیکھکر فولاد ابلق سوار اور ہومان نابکار
گھبرا گئے منہ پر ہوائیاں چھٹنے لگیں کلیجے سینوں میں دھڑکنے لگے ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے کہنے لگے اب کسی طرح یہ پہلوان
خدا پرست زندہ نہ چھوڑیگا ہرگز ہرگز اس دلاور کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا افسوس لقا سے بے بقانے ہماری کچھ مدد نہ کی
شاید وہ مردود بھی خوار گیا بہتر یہ ہے کہ اب چلو اور اطاعت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کی منظور کر و دین اسلام بصدق
دل قبول کر دیہ کہکر دونوں بھائی فولاد ابلق سوار ہومان سخت کمان پھاٹک قلعہ کا کھول کے باہر آئے اور رومال
اپنے اپنے ہاتھ باندھ کے قدم مالک اژدر نامور پر گر پڑے اور عرض کیا کہ ہم نے بتوں کی پرستش کو ترک کیا اور لقا سے بے بقا پر
لعنت کی بصدق دل مسلمان ہوئے کلمہ طیبہ تعلیم کیجیے غرض کہ دونوں از سر صدق مسلمان ہوئے مالک اژدر نے کلمہ طیبہ تعلیم
کیا تمام لشکر اسلام اور مالک اژدر نامور کو دونوں بھائی فولاد ابلق سوار وہومان سخت کمان بڑے اعزاز واکرام سے
اندر قلعے کے لیگئے اور دعوت کا سامان کیا جلسہ عیش وعشرت آراستہ کیا ناچ رنگ بصد عیش ومسرت ہوا میں دن تک
دعوت مالک اژدر کی مع لشکر ظفر قرین اثر کے قلعہ فولادیہ میں فولاد ابلق سوار نے کی روز چہارم مالک اژدر نے ایک
عرضی بخدمت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اس مضمون کی روانہ کی عرضی گوہر دریائے شجاعت ولعل بے بہائے معدن
ہمت وجرأت ماہ آسمان دلاوری خورشید فلک صفدری امیر با توقیر صاحب فضل وتدبیر ملک گیر وکشور ستان
فخر سلاطین جہان شاہان شاہان وسلطان سلطان زیب قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

بعد ادائے آداب و تسلیمات و کورنشات کے بخدمت فیضدرجت حاشیہ بوسان بساط فیض مناط حضور گیہان خدیو میں خانہ زاد
دیرینہ یون عرض پرداز ہے کہ باقبال ایزد متعال و باقبال نام نامی و اسم گرامی امیر باتوقیر کے غلام نے قلعہ دربند فولادیہ کو
فتح کیا اور حاکم قلعہ دربند فولاد ابلق سوار اور اُسکے بھائی جوہان سخت کمان کو مع فوج و لواحقین مطیع کیا اور دونون
نے بصدق دل اسلام قبول کیا اور کلمۂ طیبہ پڑھا اور وحدانیت پروردگار کے مقر ہوئے اب کسی طرح کا خلش بیان نہ باقی
رہا مناسب ہے کہ اب حضور قدم میمنت لزوم سے کاشانۂ قلعہ دربند فولادیہ کو بجمال بےمثال چہرۂ نورانی منور و جلوہ افروز
فرمائین کہ نور دین اسلام سے کاشانۂ دل سیاہ بختان روشن ہو جائین اور رواج دین اسلام کا بخوبی ہو شعر الٰہی آفتاب
دولت و جاہ شود تابندہ مثل جلوۂ ماہ زیادہ حد ادب یہ عرضی بمضمون مسرت مشحون تحریر کرکے ملفوف بہ عاقبہ
کرکے خدمت بابرکت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان میں روانہ کی ادہر یہان سات دن جشن اور رقص مین ہوا لیکن
وہان نامہ بر بلازم سرکار فیض آثار کا مالک اژدر نامدار کی عرضی لیکر بارگاہ فلک جاہ حمزۂ صاحبقران عالم پناہ میں
پہونچا آداب و قواعد شاہانہ بجالایا اور دعائے ازدیاد دولت و اجلال و ترقی حشمت و اقبال دیکر عرضی مالک اژدر نامور
حاضر کی امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے وہ عرضی مالک اژدر دلاور کی خود پڑھی پڑھتے ہی خوشی حاصل ہوئی
اور مژدۂ فتحیابی قلعہ دربند فولادیہ سب سرداران و نامآوران لشکر ظفر پیکر کو سنایا اور فوراً کوچ کا حکم دیا کوس رحیل
لشکر اسلام مین بجا صبح کو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بسمت قلعہ دربند فولادیہ روانہ ہوگئے بعد طے مراحل و قطع منازل
قلعہ دربند فولادیہ پر پہونچے سنتے ہی خبر فرحت اثر تشریف آوری امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مالک اژدر دلاور
فولاد ابلق سوار ذیوقار جوہان سخت کمان عالیشان مع سرداران صفشکن و جرار برائے پیشوائی حمزۂ صاحبقران
زمان بصد عز و شان در قلعہ پر حاضر ہوئے اور نذرانہ ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کو بڑے عز و احتشام سے قلعہ دربند
فولادیہ مین لائے اور بڑی دھوم دھام سے دعوت و ضیافت مع سرداران و لشکریان مہیا کی اور جلسۂ عیش و نشاط آراستہ
کیا تین دن تک دعوت و ضیافت اور رنگارنگ قلعہ دربند فولادیہ مین رہا ہر وقت عیش و عشرت کا سامان سامان شادی
و بہجت مہیا تیسرے دن وہان سے دربند خانات کے امیر باتوقیر کوچ کرکے روانہ ہوگئے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ امیر باتوقیر
حمزۂ صاحبقران کو تو اب راہ مین چھوڑ دیجئے دیکھئے منزل مقصود پر کب پہونچین

دوسری داستان جسمین بیان جانا مہتر قران کا لشکر ظفر پیکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے واسطے دریافت کرنے خبر فرحت اثر شاہزادۂ بدیع الزمان و قاسم عالیشان کے

پلا ساقیا بادۂ مشکبو
نشہ کراتو دیتے میں پہلو تہی
تو اب بھی دیا گر کوئی تونے جام
یہ ہر دلمین سامان شبخون کرون

کہ دلکو مرے جسکی ہے جستجو
کہ لازم ہے بیخواری مل ہی
تو سمجھا کہ جسکے دو لا کلام
سبو و خم و شیشہ جام آئے بجنون

اسی دو کی ہر دم ہے مجکو تلاش
مجھے جلوۂ دخت رز کی قسم
ملازم ہیں سب جسکے رندان
دکھاتا ہون تیغ زبان کی میں کاٹ

کہ حاسد کا دل جسسے ہو پاش پاش
کرو کی جام دے مورث جام جم
زرے مخمین یہ چشمپوشی ہے زہر
ے وہ اور کرن کی ہے مدت سے جاچ

زیادہ لعلی نہ کراے سحر
کہ رہتا ہے کالی اک شب قمر

غزل

رنگ پر ہے جنون کا ہر گلستان آجکل
ہر بہار آئی ہے پیرو جنون کی فصل ہے
شکل گل وہ ماہرو رہتا ہے خندان آجکل
بیقراری پر مری بجلی بھی رہتی ہے ہان

رنگ وہ ہے بنا ہے سوز پنہان آجکل
ہو رہا ہے تار تار اپنا گریبان آج کل
فصل گل میں وحشیون کا شور گل ہے دشت مین
اور بیکر حال پہ رہتا ہے گریبان آج کل

چاک ہوتا ہے گریبان تا بدامان آجکل
ہو رہا سارا بدن سرو چراغان آجکل
کیا سبب جامہ میں پھولا سماتا ہی نہین
بلبلین رہتی ہین گلشن مین غزلخوان آجکل
فصل گل مین پھر مجھے وحشت کی طغیان ہو گئی

پھر جنون نے چاک کر ڈالا گریبان اجل | **بیت** | کشایندۂ دفتر بے نشان | رقم این چنین کرد این داستان

جستجو کنندگان مضامین فصاحت آئین و سخنان جمال جنبال جہرہ شاہد معنی پر رنگین دفتر تازہ رنگین کو محفل نشاط سرا پا انبساط
مین برائے مشاغل قلوب یون لکھتے ہین کہ جب عمر قران عیار طرار و غیر فرار واسطے خبر لانے شہزادگان عالیمقدار یعنی
شاہزادۂ بدیع الزمان و قاسم عالیشان کے بحکم امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان لشکر ظفر پیکر سے روانہ ہوئے بعد قطع منازل
بلا خیز و طی مراحل وحشت انگیز چند روز مین ملک نیبال مین پہونچا مگر اپنی صورت اصلی کو تبدیل کر ڈالا اور خبر فرحت اثر
شاہزادون کی دریافت کرنے لگا ہر ایک سے معلوم ہوا کہ شاہزادۂ قاسم عالیشان ایک مدت تک روز شبخون مارا کیا اور
باغ نیستان مین ملکہ گیتی افروز کے ساتھ بعد عیش و عشرت رہا ہر چند کفار متلاشی رہے مگر گرفتار نہو سکا آخر کار ملکۂ
گیتی افروز کو ہمراہ لیکر کسی طرف کو چلا گیا اور شاہزادۂ بدیع الزمان جیسے قید سے رہا ہوکے آیا ہر روز خون مارا کرتا ہے عمر قران
نے دلمین خیال کیا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو تلاش کرو اور خدمت مین اسکی حاضر رہو یقین ہے کہ یہان سے قریب کسی مقام پر
ہوگا یہ سوچکر عمر قران صحرا نورد ہوا اور ہر مقام پر تلاش کرتا چلا جاتا جاتے جاتے ایک کوہ پر پہونچا دیکھا کہ ایک مقام پر شاہزادۂ
بدیع الزمان تنہا بیٹھا ہے اور جنان پر فرش خواب کیا ہے ناظرین پر واضح ہو کہ عمر قران پاس شاہزادۂ بدیع الزمان کے آموقف
ہو پہونچا ہے کہ دیو ساک گھوڑا دیکر شاہزادۂ بدیع الزمان کو جا چکا ہے اب شاہزادۂ والا حشم شاہی عمر قران عجز بجا لاکر تسلیمات
بجا لایا اور عرض کیا کہ اے شاہزادۂ بدیع الزمان خبر یار امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران آپکے واسطے نہایت متردد ہین آپ
تشریف لیچلیں شاہزادے نے کہا اے قران مہ لعل پوش غادری تو بت سے شبخون مار کے جیتی کو لقاے بے بقا کی
لیگیا ہے مین بھی چاہتا ہون کہ لقا کی دوسری جیتی کو اپنے قبضے مین لاکر نکلا اون اسلیے تو جنہی مین نے روز خون مارے
ہین اور جاتک ہو سکیگا روز خون مارونگا عمر قران نے کہا بہتر ہے لیکن اے شاہزادۂ والا حشم روز خون سواے آپکے
آجتک کسی نے نہین مارے یہ ایجاد آپ نے کیا القصہ بعد شب گذرنے کے صبح کو شاہزادۂ بدیع الزمان گھوڑے پر سوار ہوکر
مع عمر قران لشکر لقاے بے بقا پر ریختہ اگر گرا اور نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان نیم آن پہلوان رستم شکوہ بدیع الزمان
شاہ انجم گروہ یہ نعرہ جگر خراش کرتے ہوے تلوار کھینچکر لشکر کفار پر جا پڑے ادھر عمر قران طلا بار باش ای نامردین
تمہاری سرکوبی کرنے کو آ پہونچا شمشیر ابدار سے شاہزادۂ بدیع الزمان نے ندی لہو کی دم بھر مین بہادی کشتی تن کفار کی
غرق خون ہوئی صورت حباب سر نحس انکے تیرنے لگے پھر لشکر مین تلاطم ہو گیا موج شمشیر خونچکان کی لہرین دریاے اجل
کی دکھانے لگی سوے دوزخ ہر ایک جان جانے لگی لشکر کفار مین غلغلہ ہوا ماری چار طرف سے دوڑے شاہزادۂ
بدیع الزمان پر ترغہ کیا ادھر پشت پر عمر قران موجود تھا نہ آنے ہوے ترسا تھا کسی کو ہرگز بدیع الزمان پاس
جانے ندیتا تھا لاش پر لاش گرا رہا تھا لقاے بے بقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا دیکھتا تھا شور مل جو سنا بختیارک سے کہا
کہ شاہد وہ شوم دست ہو آگیا بختیارک نے کہا کہ اے خداوند یہ بڑا بہادر زبردست و شجاع دلیر ہے اسنے ملک سنجان مین
کیسے کیسے شبخون پر شبخون مارے ہین یہان روز خون ارنا ایجاد کیا ہے لقانے کہا کہ آج مین اسکو قتل کرتا ہون آج ایسا
پہلوان اسکے مقابلے مین بھیجتا ہون کہ جسکی ضرب تیغ سے پناہ نہین سلنے لقا کے ایک پہلوان زبردست کوہ پیکر جسیم
و جسیم شیل فیل مست ہمسر و رستم تنومندی مین بیلتن نام اسکا خطیر شیر افگن تھا لقانے کہا اے پہلوان تو جا کے بدیع الزمان
کو زندہ گرفتار کر لا یہ حکم لقاے بے بقا وہ سنتے ہی قطورون سے نیچے اترا اور صفون کو چیرتا ہوا اور دامن میدان چلے
لشکر کفار بھاگتا ہوا قریب بدیع الزمان کے آکر چنگھاڑا اے پسر حمزہ اگر تجھکو اپنی جان بچانا ہے تو میرے ساتھ چل مین
تیری خطا خداوند لقا سے معاف کرا دونگا تیری جان بچا دونگا شاہزادۂ بدیع الزمان نے تلوار تولکر یہ جواب تیغ

زبان سے دیا کہ او کافر ازلی کیا بیہودہ بکتا ہے ذرا دم لے ابھی تو دوڑتا ہوا آیا ہے سانس تیری چڑھ گئی ہے کف منہ سے مثل سگ خوندہ کے
جاری ہے فرق عرق خجالت پہلے ہی سے ہوا جاتا ہے کوئی دم میں تجھکو بھی تہ تیغ آبدار کرتا ہوں مالک دوزخ تیرا منتظر ہے شعلہائے آتش
جہنم تیری طرف لپک لپک کر آتے ہیں فرشتہ عذاب کے تجھکو بلانے ہیں انشاء اللہ تیرے خدا لقائے لے لقا کا بھی سر نہیں جی ہے کا اسلئے
یہ فقرے بیع زبان شاہزادہ بدیع الزمان کے سنکر تاو پیچ کھانے لگا غصہ سے آنکھیں دونوں خون کبوتر ہو گئیں نامردنے جھپٹ کے
تیغہ خونخوار کا وار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ نابکار بیجوں پر سپر کے پڑ کر کھن سے آواز آئی شاہزادہ
بدیع الزمان نے سپر کو ترچھا کر کے ادھر ماری تیغہ خطیر شیر افگن کے ہاتھ سے نکلکر سپر میں الجھا رہ گیا شاہزادہ بدیع الزمان
نے اُس نامرد کا تیغہ پھرتی سے چھین لیا اور بیلکر ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا اور غازی کی اُس نامرد کے شانے پر پڑی ترچھی
کاٹتی ہوئی نکل گئی وہ کافر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر جاتی اُس کافر بدکیش کا سطیر نام اُسکا بھائی پشت پر شاہزادے کی
جھپٹ کر آیا چاہتا تھا کہ تلوار بدیع الزمان پر مارے صاحبقران نے دیکھا کہ دشمن شاہزادے کے قریب آگیا ہے تلوار مارا چاہتا ہے
دوڑ کر صاحبقران نے بغدا اماکر پر اس نامرد کے پڑ دوپارہ ہو کر وہ پر دو محل گرا شور غل بلند ہوا کہ خطیر شیر افگن و سطیر پلتین
دونوں مارے گئے لقائے مردود نے خجالت سے سر دریچہ کے اندر کھینچ لیا شاہزادہ دن بھر لڑا کیا جب شام ہوئی اور تاریکی پھیلی
شاہزادہ بدیع الزمان اور صاحبقران لڑتے ہوئے کفار کا خون بہاتے ہوئے صاف نکلے چلے گئے مگر صاحبقران پیچھے رہ گیا
شاہزادہ بدیع الزمان کوہ پر پہونچے اور صاحبقران اودھر سے ملک سائل کو چلا گیا وہان سے کھانا وغیرہ لیکر شاہزادہ بدیع الزمان
کی خدمت میں کوہ پر حاضر ہوا شاہزادہ بدیع الزمان کو کھانا کھلایا گھوڑے کو دانہ گھاس دیکر باندھ دیا شاہزادے نے نماز [illegible]
پڑھ کے آرام کیا صاحبقران بھی سو رہا جب صبح ہوئی شاہزادہ حوائج ضروری سے فرصت کر کے مسلح و مکمل ہو گھوڑے پر سوار ہو کر
لشکر کفار بد شعار پر آکر تلوار چلنے لگی صاحبقران بغدا لیکر ساتھ شاہزادے کے لڑنے لگا دہی غلغلہ برپا ہوا ہر طرف سے کفار زخم
کر کے قتل ہونے لگے مگر خوف سے کوئی نزدیک شاہزادے کے نہ آتا تھا شاہزادہ خود گھوڑا اُٹھا کر ہر غول پر جا پڑتا تھا صاحبقران بھی
سایہ کے طرح جدا نہ ہوتا تھا لقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا تماشا دیکھتا تھا شاہزادہ لڑ رہا تھا بختیارک کہ رہا تھا یا خداوند کل خطیر شیر افگن
اور اُسکا بھائی سطیر آپکے ہاتھ سے مارا گیا آج کیا ہوگا اور کون اس سے مقابلہ کرنے جائیگا شاہزادہ آپکے سب بندوں کو مار ڈالتا ہے
لقا نے کہا اے شیطان درگاہ جو کہ مجھ سے منحرف ہے وہ زندہ میرے ہاتھ سے نہ بچیگا یہ کہکے اپنے پہلوانوں کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہے
کوئی ایسا بہادر جو اس عیار کا سر کاٹ لاوے اور پسر حمزہ کا خون بہا غراب عقرب چشم اپنے دنگل سے اُٹھا اور کہا کہ میں اسکو مار کے
سر کاٹ لاتا ہوں یہ کہکر اجازت حربگاہ لقائے بدخواہ سے لیکر قبیلوں سے اُترا اور اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لیکر میدان میں گیا کے
للکارا کہ اے جوان جدا پرست تو نے عجب قیامت برپا کی ہے ہزار ہا بندگان خداوند لقا کو قتل کیا ہے اب مجھ سے بچکر کہاں جا
میں تیرا قاتل ہوں خبردار ہوشیار ہو کہ میں ایسا سمجھا خداوند لقا نے تقدیر کی ہے کہ تو میرے ہاتھ سے مارا جائے میری ضرب گران
سے بچنا تیرا مشکل ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ او مردک ناہنجار تو کیا بیہودہ کہتا ہے تیرا خداوند لقا کیا جھک مارتا ہے یہ
سنکر غراب عقرب چشم جھلایا اور کہا ارے او بدزبان یہ کلمہ بیبات خداوند لقا کی شان میں تو کہتا ہے شرط کر تجھکو مانند خونخوار سے
مثل نیم خشک چیر ڈالوں اور تجھکو آتشکدہ غضب خداوند لقا میں پھینکدوں یہ کہکر اژدہ پشت نہنگ شاہزادہ بدیع الزمان
پر مارا ادھر تلوار آبدار شاہزادہ بدیع الزمان کی چلی اژدہ مثل پشکرنے قلم ہو کر دور گرا ظالم تیغ خجالت سے کھنچ جاری ہوا دست
اُسی اژدہ کا اُس مردک کے ہاتھ میں تھا بدیع الزمان کو کھینچکر مارا وہ بھی شاہزادے نے سر بچا کر خالی دیا پھر شاہزادے نے فوراً رکاب
میں پانوں جما کے تلوار غراب عقرب چشم کے سر پر لگائی وہ تلوار کاسہ سر ظالم نجس کا کاٹتی ہوئی زیر تنگ فرس کے اُتر آئی زمین پر
بوسہ دیکے اُٹھی غراب عقرب چشم دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا سب مشرکی رعونت و کبر مثل گرد [illegible] کے ساتھ نکلگئی لقا نے

کہا خواب عقرب چشم کو اپنی جرأت پر کمال گمان تھا بلکہ بڑے غصے سے شاہزادے کو قتل کرنے گیا تھا ہمکو خود کسی کا بند نہین
ہم خداوند ہین اسوجہ سے ہمنے اسکو دشمن کے ہاتھ سے قتل کرادیا شاہزادۂ بدیع الزمان اور مہتر قران دن بھر لڑا کیے اور شام
کو تاریکی مین ایک طرف تلوارین مارتے ہوے نکلگئے ایک امن کوہ مین جاکر بدیع الزمان نے قیام کیا اور مہتر قران ملک
سبائل کو وہان سے جاکے براے شاہزادۂ بدیع الزمان کھانا لایا شاہزادے نے کھانا نوش کرکے آرام کیا

دوسرے داستان روزخون مارنا اسد بن کرب غازی کا اور اسی جنگ مین ملاقات ہونا شاہزادۂ بدیع الزمان سے

کہ جب اسد بن کرب غازی شاہزادۂ قائم عالیشان سے جدا ہوکر چلا اثناے راہ مین عیقان دیو قارہ طلا زبان خوش کردار سے
ملاقات ہوئی ان سب کو اپنے ساتھ لیا اور شب کی صحراے سبزہ زار مین بعد اضطرار قیام کیا صبح کو اسد شیر دل مع رفقا
عالیمنزل لشکر لقاے بے بقا پر آگرا اور نعرۂ شیرانہ اسد شیر دل نے تلوار کھینچکر بلند کیا نعرہ اسد اسد سوارم کہ در روز جنگ بدرم
دل شیر و چرم پلنگ دشمن نبیرہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان اسد بن کرب غازی عالیشان باشید اور کفار پر دغا مین
ایسو بنجا یہ کہکر تلوار میان سے نکال اور قتل کرنا شروع کیا ہزارہا کفار بدشعار کو واصل دار البوار کیا تلاطم عظیم برپا ہوا سر کٹکے
گرنے لگے جیسے اولے آسمان سے گرتے ہین خون برسنے لگا جیسے ساون بھادون مین زور سے پانی برستا ہی اسد شیر دل جھپٹ جھپٹکر
تلوار مارتا ہی کفار کے لشکر کو زیر و زبر کر رہا ہی جسکو بڑھکے ہاتھ مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا اکا یک ایک سمت سے نعرۂ جانخراش
بلند ہوا کفار کے کلیجے دہل گئے نعرہ بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ * بدیع الزمان شاہ انجم گروہ نعرہ کرتے ہی تلوار
کھینچکر کفار پر شاہزادہ روزخون مارکر اچھے پہلوانون کے جی چھوٹ گئے دل ٹوٹ گئے مہتر قران بھی بعد ایسکے لڑنے لگا تمام قیامت
ظاہر ہوے اور وہ تلوار چلی کہ ترک فلک دہل گیا زمین ہلنے لگی خون کے دریا جاری ہوے لاش پر لاش گری سن ہونے لگا طائر
روح ہر ایک کا قفس تن کے پر تولنے لگا چار طرف ایک شور ہی کہ آج بہت سے خدا پرست آگئے ایک طرح سے وہ قزاق بھی جو جان
بچاکر اسد شیر دل کے ساتھ سے بھاگ گئے تھے وہ بھی لشکر پر آگرے ہین ایکطرف وہ جوان بھی جو روزخون مارکر آیا ہی برابر شمشیر زنی
کر رہا ہی لاش پر لاش گر رہی ہی مگر کفار مجبور نہین آگے گرتے ہین ہنگامہ برپا تھا کہ کافر طوش تبردار نے اسد شیر دل کی پشت پر
وار کیا اسد شیر دل چمک دیکھکر فوراً پھر پڑا خود تو بچا مگر گھوڑے کے پیچھے پر پڑا پھاوڑا گھوڑے کا قلم ہوگیا اسد شیر دل جلدی
سے کود پڑا اور جھپٹکر تلوار طوش تبردار کے ماری کہ پراش گیرا بھجار کے پڑی دو ٹکڑے ہوکر دھب سے زمین پر گرا اسد شیر دل پیادہ پا
جنگ و جدل کرنے لگا بختیارک نے کہا یا خداوند نبیرۂ حمزہ یعنی اسد شیر دل پیادہ لڑ رہا ہی عیارونکو حکم دیجیے کہ کمند مین
مارکے اس بہادر بے بدل کو گرفتار کرین لقاے بے بقا نے گردم و دارمزاد کو حکم دیا کہ جاؤ اسکو کمند مین گرفتار کر لاؤ
وہ دونون نامور عیار دونون ساتھ ہولیے اور چار طرف سے حلقہاے کمند مارے اسد شیر دل کو گرفتار کر لیا مگر شاہزادۂ بدیع الزمان
کو گرفتاری اسد شیر دل کی خبر نہین ہی وہ ادہر کے عمل مین لڑ رہے ہین ایکطرف سے صف کفار سے لڑتے لڑتے بدیع الزمان
اوسطرف کو نکلگئے جو رفقاے اسد شیر دل کے ہمراہ تھے وہ بھی متفرق ہوکر لڑائی مین لڑتے ہوے ادہر ادہر ہوگئے تھے القصہ اسد
شیر دل کو غل و زنجیر مین مقید کرکے سامنے لقاکے لاے اسد شیر دل نے بطریق اسلام سلام کیا لقانے کچھ جواب نہ دیا اور زیادہ
برہم ہوا پوچھا کہ تو حمزہ کا کون ہی اور کیا قرابت رکھتا ہی اسد شیر دل نے کہا کہ او گیدی مین امیر حمزۂ صاحبقران کا نواسا ہون
لقانے کہا تو مجھکو سجدہ کر تو بچ جائیگا ورنہ سزا پائیگا جان سے مارا جائیگا اسد شیر دل نے کہا او کافر لعنت ہی تیرے اجداد پر تیرے
پرستارون پر کیا مجال ہی تیری جو میرا بال بیکا کر سکے لقانے کہا مجھکو تیری عقل و کمسنی پر رحم آتا ہی ابھی تیری کیا عمر ہی تیرے حق مین
بس یہی بہتر ہی کہ جہالت کو چھوڑ دے مجھکو مین بہشت عزیز رکھونگا سردار لشکر کرونگا اسد شیر دل نے جب دیکھا کہ اس کافر سے بچنا تیری
بہت مشکل ہی بطور تقیہ ظاہری جان بچانے کے واسطے لقاے بے بقا پر دل مین لعنت کرکے کہا کہ اچھا مجھکو منظور ہی معلوم کیا

داہنی طرف اُس نامرد کے آگرا اور ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالکر دوسرے ہاتھ سے بجلی مار کے تلوار اُس بر خود کی چھین لی اور اپنی تلوار اور
اُس ظالم کی تلوار دونون بائین ہاتھ مین لین داہنے ہاتھ سے گرز بجر اُس ظالم بے پیر کی تمام کر گھوڑے سے اٹھا لیا اور زمین چکر دیکر
زمین پر یارا وہ مغرور با سینہ پر کینہ زمین مین غرق ہو گیا کاسہ سر چور چور ہوا آتشہ غرور دور ہوا بجرف کردم نکل گیا ایک شور اسوقت ہوا
کہ خورشید آہن پوش مارا گیا اُسوقت الکوس تبر دار نابکار بد شعار نے جھپٹکر شہزادہ قاسم کے مقابل آکر ساطور مارا قاسم نے ساطور
اسکا قلم کرکے پلارک کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہو کر وہ نامرد زمین پر دو ہو کر گرا یہ دیکھتے ہی جبار اژدر گیر نے اسد شیر دل کے سامنے آکر تلوار
تولی اور ہاتھ بلند کرکے چاہتا ہے کہ اسد شیر دل پر وار کرون اسد شیر دل نے پھرتی و چالاکی سے جھک کر ایک ہاتھ شمشیر
آبدار کا زیر بغل اُسکے مارا تلوار اسد شیر دل کی سینہ پر کینہ کاٹ کر یون سن سے نکل گئی جیسے صابون سے تار باریک آہنی
دو ٹکڑے نکلتا ہے وہ نامرد دو ٹکڑے ہو کر گرا فاتق اژدر گیر مظفر دلیر پر مثل سگ دیوانہ جھپٹ کر آیا مظفر نے پھرتی سے جھک کے پالٹ کا
ہاتھ مارا دونون ٹانگین ظالم اجل گرفتہ کی مثل نیشکر تازہ کے قلم ہو گئین وہ بریدہ پا گرا چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ سر پر مارا کاسہ سر کاٹ کر آب دم
شمشیر حلق سے اُس نابکار کے اتر گیا ماری زمین پر گر کے ٹھنڈا ہو گیا بکنر خون آشام دوڑ کر عنتر قران پر آیا اور تلوار ہاتھ
مین دو مین ہاتھ تلوار کے نامرد نے مارے عنتر قران نے خالی دیے کر ایک ہاتھ اوچھا سا جل بجرین عنتر قران پر پڑ گیا ہلکا سا
پڑ کا تلوار کا لگا مین جان نکل کا عنتر قران نے بغدا تان کر مارا سر پاش پاش ہوا وہ بھی زمین پر گر کر فی النار و السقر ہوا ایک
تبر دار تلوار کی جگہ بنا ہوا عمرو وند کے مقابل آیا اس سے بھی دو چار ہاتھ تلوار کے چلے دونون نے پھرتی سے وار رد کر دیے عمرو وند نے
بائین ہاتھ سے خنجر کمر سے کھینچ لیا سامنے منہ کے تلوار کا جلوہ دکھایا بائین ہاتھ سے بطور خنجر آبدار مارا ظالم جھک کے زمین پر گرا گھوڑے کے
دونون لگے سم سینہ نابکار پر رکھدیے ظالم تڑپ کر مر گیا بختیارک نے لقا سے کہا یا خداوند جتنون بچون مارے گئے لقا
نے کہا مین نے انکی تقدیر ایسی طرح کی تھی یہ میری نافرمانی مین تھے جو میری اطاعت مین کمی کریگا وہ یونہین مارا جائیگا غرض
جابجا یون قیامت کا ہنگامہ رہا شام ہونے ہی لشکر کفار مین روشنی ہوئی چراغان و مشعل جلنے لگے شہزادہ بدیع الزمان اور اسد
شیر دل و عنتر قران تلوارین مارتے ایک طرف لاش پر لاش گراتے صاف نکلے چلے گئے شہزادہ قاسم عالیشان اور مظفر و
عمرو وند ایک جانب زندہ بھرتے نکل گئے کفار بد شعار نے مدد و دانستہ طرح دی اور ان سب کو نکل جانے دیا شاہزادہ
بدیع الزمان و اسد شیر دل یہان پلنگ کوہ مین آئے عنتر قران نے اپنے زخم مین ٹانکے دیے مرہم سلیمانی کا پھاہا چڑھا دیا
شہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے عنتر قران کہین سے جاکے کھانا لاؤ عنتر قران نے کہا اے شہزادے غلام بسبب زخمی ہونے
کے مجبور ہے اسکی اذیت سے دل درد مند ہے عالم مجبوری ہے مجکو معاف کیجیے صبح کو جسطرح ممکن ہوگا حضور کے واسطے کھانا لاؤنگا
حضور کو کھلاؤنگا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے عنتر قران مین تو صبح کو زندہ نہ رہونگا عنتر قران نے کہا کل روز خون
ترا میلے پرسون بھوکے رہے گا تا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے عنتر قران وہ ترک تنگ چشم ملقب بہ گلپوش خاوری
قاسم آیا ہوا ہے وہ ضرور لشکر لقا پر آگرے گا اگر مین نہ جاؤنگا تو خدا معلوم وہ اپنے دل مین کیا خیال کریگا اور کیا سمجھے گا مین
ضرور لشکر لقا پر شب خون مارونگا اسد شیر دل نے کہا کہ ماموں جان مین جاکر کھانا لاتا ہون آپ تھوڑی دیر توقف کیجیے شاہزادہ
بدیع الزمان نے کہا کہ تم آدمی اسطرح کے ہو مجھے تمکو جانے دینا اچھا نہین معلوم ہوتا ایسا نہو کہ تم وہان کچھ شر و فساد کرا دو تم بفکری
سے بیٹھے رہین اور تم وہان گرفتار ہو جاؤ تو پھر مین کیا کرون اسد شیر دل نے کہا حضور کا اقبال اور فضل خدا شامل حال
چاہیے کیا مجال کسی کی جو ہاتھ لگا سکے بھلا ہم سے کون لڑ سکتا ہے آپ خاطر جمع رکھیں مین ابھی تو آتا ہون شاہزادہ بدیع الزمان
نے کہا دیکھو خبردار جو چیز لینا تو دام دیکر مول لینا اسد شیر دل نے کہا بہت خوب جیسا آپ ارشاد فرماتے ہین ویسا ہی عمل مین
لاؤنگا یہ کہکر اسد روانہ ہوا جب شہر مین آیا دیکھا کہ شہر بسا ہوا نہایت آراستہ و پیراستہ سیر تماشا دیکھتا ہوا ایک میوہ فروش کی دکان پر

اسکے دو گلابیان شراب کی لین وہان سے آگے چلا قضائے کار بختیارک کے باورچی خانے کے پاس پہونچا دیکھا کہ بختیارک ایک
کرسی زرین پر بیٹھا ہوا کھانا پکوا رہا ہے سامان دعوت یاقوت شاہ مین مصروف ہے اسد شیر دل نے پاس بختیارک کے جا کر
کہا ای ملک جی آج کیسی دعوت کی تیاری کر رہے ہو بختیارک نے سر اٹھا کر دیکھا کہ اسد شیر دل ہی ہے جا کر جیب ہو رہا مگر ہم کانپنے
لگا جان نکل گئی دل مین کہا کہ ملک الموت سر پر آ گیا ہاتھ جوڑ کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ زہے نصیب اس خانہ زاد
کے کہ آقائے ولی نعمت نے کفش خانہ پر قدم رنجہ فرمایا پیر و مرشد یہ خانہ زاد آپ کا غلام در غلام ہے اور یہ سب حضور کا صدقہ ہے
اسد شیر دل نے کہا کہ ملک جی تم بڑے بدذات ہو اسے دن ہمارے قتل کرانیکی کیا کیا تدبیرین سنا رہے تھے اور خوب اشتعالک
دے رہے تھے وہ مردود لقائے بے بقا تمھارے کہنے پر عمل کرتا تھا اب اسوقت ہر شہ ڈکہ ایک ہاتھ تلوار کا مارون کہ تمھارا
بھٹا سا کلہ ادھر جا پڑے ابھی تجکو جہنم واصل کرون اسوقت بختیارک نہایت خوف زدہ ہوا اور سوچا کہ ایسا نہو یہ شیر شرزہ دلیری
مجکو قتل کر ڈالے اسد شیر دل کے قدمون پر گر پڑا اور نعلین پاے غضنفر و غازی پر ناک رگڑنے لگا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ غلام
کی کیا مجال ہے آپ میری خطا کو عفو کیجیے آیندہ غلام ایسی جسارت نہ کریگا آپ مالک و مختار ہین چاہین قتل کرین چاہین جان
بخشین اسد شیر دل نے کہا کہ خبردار اب کبھی ایسی حرکت نالائق نہ کرنا اور ہمیشہ مجھ سے ڈرتا رہنا اگر پھر کبھی ایسی حرکت تجھسے سرزد ہوئی
تو فورا قتل کرونگا اور زندہ نہ چھوڑونگا پھر وہان سے دو ایک خوان کھانے کے لیکر روانہ ہوئے اور بختیارک دوسرے دروازے سے نکلکر
یہ سوچ کر چلا کہ یاقوت شاہ کو اسد شیر دل کے آنے کی خبر دون اس خیال مین دروازہ پر یاقوت شاہ کے پہونچا اور لوگون
سے باتین کرنے لگا قضا را کار اسد شیر دل بھی اسی طرف سے گذرا کہ برن کے بریان ہونیکی بو جو ناک مین آئی جا ٹھٹکا اسوقت
یاقوت شاہ اپنی صحبت مین بیٹھا ہوا ہے دور شراب چل رہا ہے یاقوت شاہ پی رہا ہے مرغ روہی سیخ کباب بنا کر گرما گرم تیار کرکے
پہنچایا جاتا ہے یاقوت شاہ اور اسکے مصاحب کھانے مین اسد شیر دل کے خیال مین یہ آیا کہ تھوڑے سے کباب ماموں کیواسطے
لے چلیے اسی اثنا مین نگاہ بختیارک پر پڑی بلا کر کہا کہ او نمک حرام تو میری خبر کرنیکو یہان آیا ہے یہ کہکے اسد شیر دل نے تلوار کھینچی اور کہا
کہ مین ای مردود ہر شہ ڈکہ تجکو جہنم واصل کرون بختیارک دوڑ کر اسد شیر دل کے قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کیا مجال خانہ زاد
جو کچھ منہ سے نکالے اسد شیر دل نے دیکھا کہ اسنے پاجامہ اپنا نجس کیا ڈر سے پیشاب خطا ہو گیا اب خوف سے روح اسکی فنا
ہو جائیگی اسد نے تلوار میان مین کرکے کہا کہ تو میرا گھوڑا لیے ہوے یہین کھڑا رہ خبردار یہان سے حرکت نہ کرنا جبتک مین نہ آؤن
کہین نہ جانا مین اندر جاتا ہون یاقوت شاہ سے کچھ کہنا ہے بختیارک نے ہاتھ باندھکے کہا غلام کی کیا طاقت اور کیا مجال
ہے جبتک حضور بارگاہ سے باہر تشریف نہ لاوینگے یہ غلام کہین نہ جائیگا اسد بن کرب غازی مرکب باد رفتار سے اُترے اور
باگ گھوڑے کی بختیارک کے ہاتھ مین دی اور علانیہ بارگاہ یاقوت شاہ مین داخل ہوے بطریق اسلام سلام کیا یاقوت شاہ
نے فورا اسد کو پہچان لیا پوچھا کہ ای اسد آج یہان آپ کا کیونکر آنا ہوا اسد شیر دل نے کہا کہ بیٹھون تو کہون یاقوت شاہ نے
اسوقت ایک کرسی زرنگار منگا کر بچھوادی اسد نامدار کرسی زرنگار پر جلوہ افروز ہوا یاقوت شاہ سے فرمایا کہ اسوقت
مین ماموں جان کے واسطے شراب پینے کو آیا تھا جب شراب پیکے چلا تو تمھاری بارگاہ کی طرف سے گذرا بوے کباب جو دماغ
مین آئی دل نے کہا کہ اگر دستیاب ہون تو ماموں جان کے واسطے لیتے چلیے ای یاقوت شاہ اگر تو خوشی سے کباب دیگا تو بہتر ورنہ
جبر کباب لونگا یاقوت شاہ نے اسد شیر دل کی شکل غضبناک دیکھکر کہا کہ ای طفل جوانمرد غازی ابھی تو شام تک لقمۂ شمشیر ہوتا
سے لڑ بھڑ کر گیا اور اب تن تنہا یہان چلا آیا تجھے کچھ خوف اپنی جان کا نہوا یہ نہ سمجھا کہ یہان سب دشمن تشنۂ خون ہین تشنہ
دشمنی سے مست ہو رہے ہین دیکھیے کہ [illegible] آج ہمین آ گئین اسنے سردار گردن فراز تیغ زن و جانباز یہان بیٹھے ہین سب کو تو
مار ڈالیگا یہ سن کے اسد بن کرب غازی شیر حجازی نے کہا کہ اگر تم سے ایک نے بھی مجھپر ہاتھ ڈالا تو یہ سمجھ لینا کہ پھر یہان ایک

تو بھی زندہ نہ چھوڑونگا یاقوت شاہ نے چاہا کہ اپنے سرداروں کو حکم دے کہ اس دیوانے کو پکڑ لیں محفل میں اسد کے اس کلام سے سب سردار دست بقہقہہ ہو گئے تھے مگر حکم کے منتظر تھے ادھر اسد شیردل نے بھی قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کہ ناگاہ قرش بن عنتر سو کیاسے طوفانی اندر بارگاہ کے آیا اور پوچھا کہ یہ کیسا شور و غل اور کس بات کا ہنگامہ ہے کہ تمام سردار دست بقہقہہ بیٹھے ہیں یاقوت شاہ نے کہا کہ یہ دیوانہ یعنے اسد شراب و کباب لینے آیا ہے چاہتا ہے کہ میں زبردستی لیجاؤں اور میں چاہتا ہوں کہ اسے گرفتار کروں قرش بن عنتر نے کہا از بزرگ نا انصاف ہو اور کچھ جرات نہیں رکھتے ہو تمکو ایسی بہادری اور دلاوری چاہئیے کہ بیخوف و خطر یکہ و تنہا تم ایسے دشمنوں کی بارگاہ میں چلا آئے اور تم اسے گرفتار کرو خلاف جرات و جوانمردی کے ہے اور حمیت و مروت سے بعید ہے اسوقت جو کوئی اس بہادر کو گرفتار کرنے کا قصد کریگا میں اُسکو قتل کرونگا اور جو کوئی اس شیر مرد سے دغا کریگا ضرور اس سے تلوار چلیگی میں اسوقت کسی کی رعایت نہ کرونگا پھر اسد شیردل سے کہا اے بہادر آپ تشریف لیجائیں خوان طعام اور شراب و کباب حاضر ہے لیجیے پھر چند خوان طعام لذیذ اور چند کشتیاں شراب و کباب مرغ ماہی کی ہمراہ اسد شیردل کے کر دیں اسد بن کرب غازی بارگاہ یاقوت شاہ سے باہر آیا تخیبارک سے مرکب لیکر سوار ہوا اور خوان کشتیاں ہمراہ لیکر جانب کوہ چلا مگر تخیبارک تو بد ذات اور نہایت مفسد پرداز ہے عمتر گرد مرد سے کہا کہ تو اسد کے تعاقب میں جا اور دیکھ آ کہ کس پہاڑ پر مقیم ہے عمتر گرد مرد عقب میں اسد شیردل کے چلا ادھر حال سنئے بلکہ یہ پردہ واضح ہو کہ جب اسد واسطے کھانا لینے کے چلے تھے عمتر قران بھی پیچھے پیچھے چلا تھا کوس بھر آیا تھا کہ آواز زنگ کی کان میں عمتر قران کے آئی عمتر قران ایک جھاڑی میں پوشیدہ ہو رہا اس خیال سے کہ دیکھوں کون عیار آتا ہے اور کہاں جاتا ہے جب قریب جھاڑی کے وہ آیا تو عمتر قران نے پہچانا کہ عمرو ند عیار قاسم کا اپنے آقا کے واسطے کھانا لیے جاتا ہے جست کرکے اسکے پاس آیا اور کہا کہ اے عمرو ند آدھا کھانا تو مجکو دے جا کہ میرا شاہزادہ بھوکا ہے اور میں زخمی ہوں طاقت چلنے کی نہیں کہ جا کر ملک سبائل سے کھانا لاؤں اسواسطے چاہتا ہوں کہ تو آدھا کھانا مجکو دیدے اور آدھا تو لیجا اُسنے کہا کہ میں تیری شفقت سے کھانا لایا ہوں کیونکر ہوسکتا ہے کہ تجھے دیدوں میں تو اسمیں سے ایک دانہ بھی نہ دونگا عمتر قران نے کہا میں تجھ سے زبردستی لونگا القصہ تکرار زیادہ ہوئی بعد گفتگو کے طول و طویل نوبت حرب و ضرب کی آئی عمتر قران نے خنجر کھینچا عمرو ند نے بھی خنجر نکالا لڑائی ہونے لگی تھوڑی دیر تک عیاروں میں خنجر بازی ہوئی آخرکار عمرو ند زخمی ہوا اور کھانا چھوڑ کر بھاگا عمتر قران کھانا لیے ہوئے پاس شہزادہ بدیع الزمان کے آیا شاہزادے نے پوچھا کہ ایسا جلد تو کہاں سے کھانا لے آیا سچ بتادے عمتر قران نے ساری کیفیت شہزادہ بدیع الزمان سے بیان کی بدیع الزمان نے کہا یہ کھانا میں نہ کھاؤنگا بیان عمرو ند عمتر قران کے پیچھے پیچھے لگا ہوا آیا تھا یہ سب کیفیت مکان قیام شہزادہ بدیع الزمان دریافت کرکے پاس شہزادہ قاسم کے آیا اور سب کیفیت بیان کرکے کہا کہ مجھے عمتر قران نے زخمی کیا اور کھانا چھین لیا شاہزادہ قاسم یہ سنکے نہایت برہم ہوا اُسی وقت سوار ہو کر عمرو ند کو اپنے ہمراہ لیکر جنگ کو برآیا شاہزادہ بدیع الزمان دیکھتے ہی قاسم کو اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کھانا تمہارا بجنسہ رکھا ہوا ہے اگر میں کھا لیتا تو البتہ تمکو فساد کرنا چاہیے تھا اس سے بھی بڑی بدنامی کا باعث تھا تمام عالم میں مشہور ہوتا کہ اولاد حمزہ کھانے پر لڑتے شاہزادہ قاسم نے کہا میں کھانے کے واسطے نہیں آیا ہوں بلکہ قران کو سزا دینے آیا ہوں کہ میرے عیار کو زخمی کیا اور کھانا بھی چھین لیا عمتر قران چھپا ہوا کھڑا تھا یہ باتیں سنکر دست بستہ سامنے آیا اور کہا کہ آپ جو چاہیں مجھے سزا دیں یہ گنہگار حاضر ہے مگر انصاف شرط ہے اے شہریار میں زخمی تھا کھانا اس سبب سے میں نے مانگا کہ مجھ سے ملک سبائل تک جایا نہیں جاتا تھا میں نے کہا کہ آدھا کھانا مجھے دیدے کہ میرا شاہزادہ بدیع الزمان بھوکا ہے اسنے نہ دیا مجھے برا معلوم ہوا آتا بیشک غلام خطاوار ہے کہ لڑکر کھانا چھین لیا اب قصور

میرا معاف فرمایئے ورنہ آپ مالک و مختار ہیں تقصیر یا عفو کیجیے مجھے یا قتل کیجیے • لیکن گنہگار کی بالکل خطا
نہیں • شہزادۂ قاسم عالیجناب نے بعد غیظ و عتاب کچھ نہ جواب دیا غصہ میں تو بھرا ہوا تھا چاہا کہ تلوار کھینچکر ایک
ہاتھ ماروں شاہزادۂ بدیع الزمان نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ نظر کردۂ شاہ مردان شیر خدا علی مرتضیٰ ہے امیر با توقیر بھی
اسکی بڑی خاطر کرتے ہیں اور نہایت آبرو سے پیش آتے ہیں بقول سعدی نظم بادشاہے کہ روا دارد ستم بر زیر دست
دوستدارش روز سختی دشمن زورآور است • با رعیت صلح کن از جنگ خصم ایمن نشین • زانکہ شاہنشاہ عادل را رعیت لشکر است
اے قاسم عالیشان تمکو مناسب ہے کہ مہتر قران کی خطا معاف کرو یہ سنکر شاہزادۂ قاسم نے مہتر قران کی خطا معاف کی اور عرض
کیا کہ عمو جان آپنے بجا ارشاد فرمایا قطعہ ہر کہ در خردیش ادب نکنی • در بزرگی فلاح از و برخاست • چوب تر را چنانکہ
خواہی پیچ • نشود خشک جز بآتش راست • شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹھیے تشریف رکھیے غصہ کو جانے دیجیے کچھ حال
بیان کیجیے شہزادۂ قاسم عالیشان غصہ دفع کر کے بیٹھے اب اپنا اپنا حال آپس میں بیان کرنے لگے شہزادۂ قاسم نے عمرو نے اپنے
عیار کو مہتر قران سے بصفائی دل ملوا دیا اسی اثنا میں اسد شیر دل بھی آپہنچا اور خوانہائے طعام لذیذ اور کشتیاں شراب و
کباب کی سامنے شہزادۂ بدیع الزمان کے رکھوائیں اور تمام کیفیت بیان کی شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ فرش کے باعث
سے تم بچ گئے اب ایسی حرکت کبھی نہ کرنا اسد شیر دل یہ سنکر چپ ہو رہا پھر سب نے کھانا کھایا اور بعد اسکے شغل شراب و کباب
ہوا ناگاہ قران کی نگاہ گردمرد پر پڑی دیکھا کہ درخت کی آڑ میں کھڑا ہے جھپٹ کر اسکے پاس آیا اور نعرہ کیا او مکار نابکار تو
جاسوسی کرنے کو آیا ہے ہاتھ نہ آیا بھاگ جاؤں جان اپنی بچاؤں مہتر قران نے اسکو پکڑ لیا گردمرد نے کہا میں تو تم
سب کو آگاہ کرنے آیا تھا کہ اس امر سے خبردار کروں کہ کیا ہوں میں بیہوشی لی ہے شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا یوں کچھ پروا
اور اس سے اقرار نامہ لکھوا کر چھوڑ دیا کہ ہمارا اس مقام کا افشائے راز نہ کرنا گردمرد وہاں سے یاقوت شاہ کے پاس آیا
اور اس سے کہا کہ میں اسد شیر دل کے ساتھ چلا گیا تھا نہیں معلوم وہ غار میں کو دے گھس کر کدھر چلا گیا میں تمام کوہستان
میں تلاش کرتے کرتے پریشان ہو گیا جب کہیں سراغ نہ ملا تو چلا آیا اور خلوت میں جا کے یاقوت شاہ سے کہا کہ چشمۂ مرموج
میں شاہزادہ بدیع الزمان اور اسد شیر دل اور قاسم نوجوان سب بیٹھے ہیں یاقوت شاہ یہ حال گردمرد سے سنکر
لقائے بے بقا کے پاس چلا مہتر قران بھی پیچھے پیچھے گردمرد کے اسواسطے آیا تھا کہ دیکھوں گردمرد عیار یاقوت شاہ
سے کیا کہتا ہے خوبرہا نعرہ کیا نعرہ مہتر قران • سریع السیر چون باد بہاری • جہان سرہنگ در خنجر گذاری
بمیدان اندر و آتش فشانم • دستم مہتر قران شیر زبانم • او چغلخور تو نے افشائے راز کیا حالانکہ اقرار نامہ
لکھ آیا اس مضمون کا کہ میں ہرگز ہرگز افشائے راز نہ کرونگا اور پھر تو نے یہاں آکر بیان کیا اب میں تجھے کب چھوڑتا
ہوں یہ کہکے ایک خنجر مارا وہ زخمی ہو کر گرا یاقوت شاہ نے للکارا ہاں ہاں اس شوم دست مہتر قران کو مار لو
پکڑ لو کہ گردمرد کو زخمی کر کر جاتا ہے اسی حالت میں پلٹ کر مہتر قران نے یاقوت شاہ کو بھی خنجر سے زخمی کیا
اور پانچ چار ظالم و کفار کو جان سے مار کر صاف مہتر قران نکلا چلا گیا یاقوت شاہ کچھ ایسا زخمی نہ تھا کہ اٹھا
بیٹھا نہ جائے لقائے بے بقا کے پاس آہستہ آہستہ آیا اور کہا یا خداوند بدیع الزمان و اسد شیر دل اور قاسم نوجوان
چشمۂ مرموج میں بیٹھے ہیں گردمرد عیار جا کے خبر لایا ہے لقائے بے بقا نے اسی وقت سنبل بالشاز بسیل نقطہ انداز کو طلب کر کے
حکم دیا کہ تم جا کے چشمۂ مرموج میں آگ لگا دو کہ وہ مفسدان بے سر و پا وغیرہ وہاں بیٹھے ہیں جل کر خاک ہو جائیں یہ دونوں ندی حکم
پاتے ہی لقا سے اپنے ہمراہیوں کو لیکر روانہ ہوئے مہتر قران تو مخبری کو دربار لقا میں موجود تھا یہ خبر سنکر گھبرایا بچاؤ کی راہ نہ
مثل باد صرصر بھاگتا ہوا آیا دیکھا کہ تینوں بہادر بیٹھے شاہزادۂ بدیع الزمان اسد شیر دل و قاسم عالیشان غفلت تمام بیٹھے ہوے

آپس میں باتیں کر رہے ہیں مہتر قران نے آتے ہی عرض کیا کہ اے شہریار اب خدا جلد یہاں سے نکل چلیے کہ سنبل آتشباز و سہیل نقطہ انداز بیشۂ مرفوع کو جلانے آتے ہیں لقا کو خبر پہنچی یہاں تمام کی ہو گئی لقا نے حکم دیا ہے کہ بیشۂ مرفوع کے چار طرف آگ لگا دو کہ سب خداپرست جلکر خاک سیاہ ہو جائیں چنانچہ وہ قریب آ گئے اور حقہ ہاے آتشین برسایا چاہتے ہیں جلد اٹھیے اور نکل چلیے شاہزادۂ بدیع الزمان کو نہایت فکر ہوئی کہ اب اسوقت کیا کرنا چاہیے شاہزادہ قاسم نے کہا کیا ڈر ہے یہاں انکو آنے دیجیے نکلکر سب کو مارتے ہیں اسد شیردل نے کہا وہ کافر کبھی بار برنجے میں ایسی تو دریں مارونگا کہ انکو بھاگتے راستہ نہ ملیگا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا اچھا دیکھا جائیگا اب مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے جلد نکل چلو پھر سمجھ لینا غرضکہ تینوں لبادہ یہاں سے اور طرف سے اور طرف کو چلے گئے دم بھر میں ایک صحراے سبزہ زار میں جا کے اقامت پذیر ہوے جہاں کا سبزہ زار لائق دید تھا کہ جسکے دیکھنے سے دل کو بشاشی اور فرحت حاصل ہو غنچۂ خاطر پژمردہ وہاں کی ہواے شگفتہ ہو چار سمت سے ہواے جنت کے جھونکے چلے آتے ہیں نکہت گلہاے خودرو دماغ دل کو معطر کر رہی ہے اور وہ نرم نرم سبزہ دوب جس سے فرش مخمل کاشانی سبز کا لطف ملتا ہے ایک نہر آبی درمیان سبزہ زار کے ہے کہ جسکا پانی نہایت صاف و شفاف مثل گوہر بے بہا شیریں بہ از شہد و نبات و قند ہے سرد برف سے زیادہ گرد و نواح جا بجا درختان میوہ دار ایسے کہ جن میووں کے کھانے سے عمر بھر سیری رہے اس صحرا میں ان خداپرستوں نے قیام کیا اور وہاں آتے ہی سنبل آتشباز و سہیل نقطہ انداز وغیرہ نے بیشۂ مرفوع میں آگ لگا دی تمام بیشہ جلنے لگا چرند و پرند وہاں کے کچھ تو اڑ کے نکل کر بھاگ گئے کچھ جل جل کے کباب ہو گئے یہ کفار بیشہ میں آگ لگا کر چلے آتے یہاں لقا نے بڑی خوشی کی نوبتیں بجوائیں جلسۂ عیش و عشرت رات بھر رہا کہ تینوں مفسد بیشۂ مرفوع میں جلکر خاک سیاہ ہو گئے ہونگے اسی جلسۂ عیش و عشرت میں لقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا تھا کہ لاش گداے تنگ چشم کی آئی اور لوگوں نے حال اسکے مارے جانے کا لقا سے بیان کیا لقا نے لاش اسکی دریاے رحمت میں اپنے پھنکوا دی اور عشق بن سہم شیر شکار سے کہا کہ تو جاکے شہر زرتاشہ کو خراب و تباہ و برباد کر دے اور سب کو قتل کر کے گیتی افروز کو یہاں لے آ وہ کافر لشکر گران اپنے ہمراہ لیکر پہاڑ کی راہ سے روانہ ہوا اور دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ہوا جلد جلد چلا جاتا تھا یہاں لقا نے سنبل آتشباز و سہیل نقطہ انداز کو بلا کر کیفیت بیشۂ مرفوع کی دریافت کی دونوں نے عرض کیا اے خداوند ہم بیشۂ خداپرستوں کو جلا آئے وہ سب کے سب جلا پا گئے اور پکارا کیے کہ براے خداے باختر ہمیں نہ جلا دیجیے کچھ نہ سنا سب کو جلا کے خاک سیاہ کر دیا لقا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ اے بختیارک شیطان درگاہ کچھ تو نے سنا کہ وہ بندگان گنہگار سب جل گئے بختیارک نے کہا کہ یا خداوندا ہمیں سے کوئی نہیں جلا کس سبب سے کہ مہتر قران یہاں آیا ہوا تھا اُسنے جاکر ان سب کو خبر دی ہوگی وہ وہاں سے چلے گئے ہونگے دوسرے یہ امر ہے کہ خداپرست مرتے ہی نہیں لقا بہت برہم ہوا کہا کہ او نالائق تو بڑا بدذات ہے بختیارک بولا کہ آپ کو آجکل میں معلوم ہو جائیگا کہ وہ خداپرست جلے یا نہیں جلے یہاں کا حال سنیے کہ صحراے سبزہ زار میں شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم نوجوان اور اسد شیردل بیٹھے ہوے باہم باتیں کر رہے ہیں کہ مہتر عمرو عیار نے آکر کچھ کان میں قاسم عالیشان کے کہا قاسم خبر وحشت اثر سنکر پریشان ہوے اور تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑے ہوے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ کیوں کیا ہے خیریت تو ہے شاہزادہ قاسم نے کہا کہ میں ابھی آپ کے پاس سے نہ جاتا مگر ناچار ہوں کہ عشق بن سہم شیر شکار زرتاشہ کے خراب و تباہ کرنے کو بحکم لقا گیا ہے اور فوج کثیر اسکے ساتھ ہے میں ملکہ گیتی افروز کو وہیں چھوڑ آیا ہوں نہیں معلوم کیا ہو جاوے میں اس کافر کو سزا دینے جاتا ہوں یہ کہکر مرکب صبا رفتار پر سوار ہو کر روانہ ہوے شاہزادہ بدیع الزمان نے ہر چند اصرار کیا کہ میں بھی تمہارے ہمراہ چلتا ہوں مگر قاسم عالیشان نے نہ منظور کیا اور کہا کہ میں بہت جلد آپ کے پاس حاضر ہوتا ہوں آپ تشریف نہ لے چلیے شاہزادہ بدیع الزمان خاموش ہو رہے بمجبوری قاسم عالیشان کو جانے دیا

در کلمہ داستان عجائب بیان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا کوہ جوزا پر مع لشکر آنا اور گم ہونا ہاشم تیغزن کا اور حال ہاشم کا دریافت کرکے عمرو کا آنا کہ وہ گرفتار ہو گئے ملک بیت الحرمان کے درۂ کوہ میں اور مقابلہ امیر کا اور گرفتار ہونا سرداروں کا

ادھر آ تو اے ساقی جنگجو
پلا دے مجھے ساغر مشکبو

شکر بادۂ لالہ گون میں ملی
طبیعت کو بے نشہ ہے برہمی

رہے تیرا میخانہ آباد و شاد
سمجھے ساقیا دل سے رکھیو تو یاد

گدا ہوں آیا ہے تیرے حضور
کوئی جام دے تاکہ ہو مجھ سرور

زبان قلم بھی ہو جلد ہی رواں
مضمون کا ایک لشکر بیکران

زوال مے ارغوان دیجیے
ارے بدخشان کی نشان دیجیے

ہے اس رند کی جستجو اور تلاش
دل بدخشان جس سے ہیں پر خراش

میں ہوں بیکتانۂ بدخشان
عطا کر مجھے ساغر مہوشان

اگر ہو خمار سے وجواب
طبیعت کو کدورت ہو پھر بیجا

سحر ایسی باتوں سے کیا ہے حصول
اگر ابدخشان کی زیادہ نہ طول نظم

گھٹا چھائی ہے ہر سو بلبل ہے عالم ہے جوبن کا
ارے گلگوں پلا دے ساقیا موسم ہے ساون کا
نزاکت میں نہیں ثانی کوئی اس شوخ گلشن کا

جو دو گل کے چہرے میں اشہاب جو سوسن کا
ہوا ہے شوق مجھکو آجکل جو سیر گلشن کا
کیا کرتا ہوں نظارہ کسی کے رخ روشن کا

رہا کرتا ہے اسکی شرم میں مجھکو نہ کیوں کھٹکے
رقیب رو سیاہ اے دوستو کانٹا ہے گلشن کا
بہار حسن ہے سودا تیری کاکل کا نہ جائیگا

اترتا ہے نہیں جب زہر چڑھ جاتا ہے ناگن کا
لگا تلوار قاتل تشنہ جام شہادت ہوں
اتر جائیگا گلے سے گھونٹ جلدی آب آہن کا

طریقہ اپنے مذہب کا زمانے سے نرالا ہے
نہ ہندو شیخ کو ملنے نہ قائل ہے برہمن کا

شعر طرازندہ و نثر بیکران

نوسندۂ کتاب این داستان و فتاحان حصار ملک مضامین لاجواب و قلعہ کشایان اقلیم عبارات انتخاب بہ تیغ قلم شجاعت رقم سے داستان شوکت بیان سلطان کشورگیر امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان یوں تحریر کرتے ہیں کہ جب شاہان شاہان سلطان حمزۂ صاحبقران دربند فولاد سے کوچ کرکے روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طی مراحل دربند جوزا کوہ پر بعد عز و احتشام ہو پہنچے بارگاہیں استادہ ہوئیں لشکر ظفر پیکر اترا امیر باتوقیر بارگاہ میں آکر بیٹھے ہاشم کو نہ پایا استفسار کیا کہ ہاشم کہاں ہیں جب شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم غائب ہوئے ہیں امیر باتوقیر ہاشم کشورگیر کو بہت عزیز رکھتے ہیں اس سبب سے اگر ہاشم تھوڑی دیر بھی اوجھل ہو جاتے ہیں امیر باتوقیر تلاش کرتے ہیں غرضکہ پوچھا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے کہ ہاشم کو میں نے بڑی دیر سے نہیں دیکھا کہاں ہیں سرداروں نے عرض کیا کہ ہاشم دربند سیاہ کوہستان کی طرف شکار کھیلنے گئے ہیں امیر باتوقیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ جلد جاؤ اور ہاشم کو اپنے ساتھ لے آؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اسی وقت روانہ ہوئے چلتے چلتے ایک درۂ کوہ کے پاس پہونچے وہاں ایک شخص سے دریافت کیا کہ تجھے ہاشم کو تو نہیں دیکھا ہے اس شخص نے کہا کہ اسی درۂ کوہ میں گئے ہیں خواجہ بھی اسی درۂ کوہ میں داخل ہوئے چند قدم چلے تھے کہ بوئے خون ناک میں آئی آگے بڑھے تو دیکھا ہزارہا بیان ہاشم کشتہ ہوئے پڑے ہیں حیران ہوئے اور چند قدم بڑھے دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہے اسمیں ایک چبوترہ سنگ سفید کا بہت عمدہ اور نایاب ہے اور گرد اس چبوترے کے تختۂ گلزار شگفتہ و پر بہار ہے اور چبوترے پر فرش مخمل سرخ کا ہے بیچ میں اس فرش کے اوپر ایک کرسی زر نگار مرصع ہے اس پر ایک جوان نقابدار سرخ پوش بعد جاہ و حشم متمکن ہے اور گرد اسکے رفقا اور سردار کرسی پائے زمین پر بیٹھے ہیں اور ہاشم تیغزن مسلسل بہ زنجیر آہنی قید ہے گویا ہاشم تیغزن کا پانوں سے سر تک بند جاہے اور نقابدار سرخ پوش بار بار بکراہت ہاشم تیغزن کی طرف دیکھتا ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو یہ سانحہ دیکھتے ہی تاب نہ رہی بلا اور شدت غصہ سے سرخ ہو گیا آنکھوں میں خون اتر آیا بڑھ کے نعرہ کیا نعرہ عمرو بن امیہ ضمری
عمرو دم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم ◆ خال رخ تخت بہ اختر بہ برم ◆ در محفل خسروان چو گرم ساقی ◆ جام و قدح و سبو و ساغر بہ برم ◆
نقابدار کو للکارا کہ او اجل رسیدہ یہ تو نے کیا غضب کیا کہ فرزند جگر بند امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو اس ذلت و خواری

قید کیا ہی پاے شیر مین اندھاتی بس اری مین خبر ہی کہ ہاشم تیغزن کو چھوڑدے ورنہ امیر حمزہ صاحبقران زلزلۂ قاف ثانی
سلیمان قیامت برپا کر دینگے تجکو اور تیری ذریت مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے نقابدار نے ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالا
اور پکار کر کہا او ساربان زادے تیرہ روزگار مین تیری اور تیرے حمزہ کی کیا حقیقت سمجھتا ہون اگر وہ بھی میری سرحد مین آئے
تو انکو بھی گرفتار بقید شدید کرون اور لشکر کو تہ تیغ کرون اس نقابدار کے ملازمان بے پیر ہزار ہا زنگی موجود تھے اُسنے
نقابدار نے کہا کہ اس مفسدہ پرداز کو تو پلے پکڑ لو اسی جوان کے پاس اسکو بھی قید کرو ہزار ہا زنگی دوڑے اور چاہا کہ پکڑ لین
خواجہ وہان سے بھاگ گئے خدمت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران مین جاتے تھے راہ مین بہرام گرد خاقان چین ادہر سے آ رہا
تھا خواجہ عمرو کو جو بدحواس آتے دیکھا کہا اے خواجہ خیریت تو ہے آپ کہان سے آتے ہین خواجہ عمرو نے کہا کہ اے بہرام گرد خاقان
چین کیا کہون جو اسوقت مجکو صدمۂ عظیم ہے دل مضطر سینہ مین بیتاب ہے ہاشم تیغزن کو اسوقت عجب حال خراب سے
دیکھ آیا ہون جاتا ہون حمزہ صاحبقران سے بیان کرونگا بہرام گرد خاقان چین نے خواجہ عمرو سے کہا کچھ حال ہاشم کا بیان
تو کرو کیونکر دیکھا ہے کہان مین خواجہ عمرو نے کہا وہ سامنے درہ کوہ دکھائی دیتا ہے وہان ایک نقابدار سرخ پوش رہتا
ہے اُسنے ہاشم کو قید کیا ہے پاے شیر مین بندھا کھڑا ہے یہ سنتے بہرام خاقان چین جانب درہ کوہ چلا خواجہ عمرو ادھر
روانہ ہوے بہرام گرد خاقان چین جب درمیان درہ پہاڑ کے گیا دیکھا کہ نقابدار سرخ پوش کرسی زرنگار پر بیٹھا ہے
اور گرد سب سرداران زنگی ہین اور ہاشم تیغزن پاے شیر سے بندھا مسلسل بزنجیر ہے یہ دیکھتے ہی غصہ سے تاب ضبط
باقی نہ رہی نعرہ شیرانہ کیا نعرہ منم شیر بہرام گرد جوان و شجاع و قوی و جری پہلوان و پھر للکارا کہ او خیرہ سر کیا غضب
کیا تو نے فرزند رشید حمزہ صاحبقران کو بہ گرفتاری ذلیل کیا اب تو میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے یہ سنتے نقابدار سرخ پوش
کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کیا تو اس جوان کا حمایتی بنکر آیا ہے بہرام گرد خاقان چین نے جواب دیا او مردود مجکو تو نہین جانتا
میرا یہ مالک مختار ہے بہ رعایتمقدار اسکا نوکر شجاعان روزگار ہی نقابدار سرخ پوش نے کہا ابھی مجکو معلوم ہوجائیگا یہ کہکے نقابدار
نے نیزہ علم کیا بہرام نے بھی نیزہ ہاتھ مین اٹھایا نقابدار نے نیزہ مارا بہرام نے نیزہ بر نیزہ روکا نقابدار نے نیزہ اُبھار کر جھٹکا مارا
بہرام کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا جھنجھلا کے تلوار میان سے کھینچ لی جھپٹ کر ہاتھ نقابدار سرخ پوش کو مارا نقابدار نے سپر پر روکا
تلوار بہرام گرد خاقان چین کی پھلون مین سپر کے اٹک گئی نقابدار نے قبضۂ تلوار پر بہرام کے ہاتھ ڈالکر تلوار بہرام خاقان
چین کی چھین لی اور کمرزنجیر مین ہاتھ ڈالکر بہرام گرد کو اُٹھا لیا اور ہمراہیان بہرام کو تلوار کھینچکر قتل کرنا شروع کیا بہت سے قتل
ہوے اور جو کچھ باقی رہے وہ بھاگ کر خدمت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران مین حاضر ہوے یہان خواجہ عمرو حال گرفتاری ہاشم
امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے بیان کر رہا تھا کہ عیلہ بہرام کا بدحواس مضطر نالان سامنے امیر با توقیر کے آیا اور حال
گرفتاری بہرام گرد خاقان چین بیان کیا امیر با توقیر بہت غضبناک ہوے خواجہ عمرو سے پوچھا کہ وہ درہ کوہ کتنی دور ہے
خواجہ نے عرض کیا کہ حضور تین کوس ہے فرمایا ابھی لشکر کشی کر دو صبح کوچ ہوجاے پہلوان عادی کو مع خیمہ و خرگاہ ادہر روانہ کیا
جسوقت سامنے درہ کوہ کے پہونچے خیمے بارگاہ مین ایستادہ کیے اور طبل جنگی بجوا دیا صبح کو لڑائی کا سامان ہوا نقابدار سرخ
پوش درہ کوہ سے مع فوج زنگی کے نکلا اور میدان مین آکر للکارا کہ تم کون ہو چلے جاؤ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو بارگاہ مین خیمے
خالی کر دو اور اپنا راستہ پکڑو ورنہ بڑی شکست فاش کھاؤگے تم سب کے سب قتل ہوجاؤگے پہلوان عادی مثل شیر
غضبناک کے پھرا نقابدار سرخ پوش سے مُہرہ کے سامنا کیا نقابدار نے تلوار میان سے کھینچی پہلوان عادی نے بھی
تلوار کھینچتے ہی مُہرہ کے ہاتھ مارا نقابدار نے خالی دیا اور جھپٹ کر وار کیا پہلوان عادی زخمی ہوکر گرا فوج شکست کھا کر
بھاگ گئی نقابدار بارگاہ مین خیمے چھین کر کھڑا ہوگیا پہلوان عادی مجروح ہوکر مع لشکر خدمت امیر با توقیر

مین آیا اور حال سارا لڑائی کا بیان کیا امیر خشمناک ہوے اور خود بنفس نفیس مع لشکر ظفر اثر کوچ کیا جب قریب اُن پہاڑ کے پہونچے درۂ کوہ پر شہر بیت الحرمان کے میدان وسیع مین پڑاؤ ڈالا اور بارگاہ ہشامی استادہ کرائی گرد اُس بارگاہ فلک جاہ کے خیام لشکر نے خبر بر نے جاکر ملک زردمان شاہ کو خبر دی کہ ای بادشاہ صاحب ترقی و جاہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران لشکر لیکر اُسی قریب درۂ کوہ کے آ اُترے ہین آمادہ بجنگ آتے ہین یہ سنتے ملک زردمان شاہ نے بھی خیمے اپنے مع فوج روانہ کیے مقابلہ امیر مین وہ بھی خیمہ استادہ ہوے ملک زردمان شاہ فوج قلعہ بیت الحرمان سے باہر خیمون مین آکر فرود کش ہوا امیر با توقیر نے چاہا تھا کہ ایلچی ملک زردمان شاہ کے پاس بھیجین کہ طبل جنگی ملک زردمان شاہ نے بجوا دیا امیر با توقیر نے فرمایا کہ اب نامے کی کیا حاجت ہے اتنو خود اُسنے نقارۂ رزمی بجوا دیا ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے دونون لشکر مین رات بھر تیاری جنگ جدل کی رہی جب صبح ہوئی وردی لشکرون مین بجی غازیان دین و مجاہدان آئین عبادت وظیفۂ سحری سے فارغ ہوے معرکۂ کارزار مین صفین آراستہ ہوئین ملک زردمان شاہ کے دو بیٹے تھے ایک قہر طویل قامت ایک زہر طویل قامت بڑے بہادر و جرار لشکر شکن تیغزن تنومند طاقتدار رستم و اسفندیار کو میدان حربگاہ مین زال سے بھی کمتر سمجھتے تھے بڑے بڑے پہلوانون کو زیر کیا تھا غرضکہ مقابلہ کرتے تھے جس وقت لشکر آراستہ ہوکر آمادۂ پیکار ہوا اُسوقت قہر طویل قامت بڑا بیٹا ملک زردمان شاہ کا اجازت لیکر بادشاہ سے میدان مین گھوڑا پھیر کر آیا اور مبارز طلب لشکر اسلام سے ہوا فوراً مرزبان خراسانی بادشاہ اسلام سے رخصت حرب و ضرب لیکر میدان جنگگاہ مین آیا پہلے تو گفتگو سخت درمیان مین آئی پھر دونون مین نیزہ بازی ہوئی مرزبان خراسانی نیزہ قہر طویل قامت کا نکال لیگیا قہر طویل قامت نے تلوار کھینچی مرزبان خراسانی نے بھی تلوار میان سے لی تلوار چلنے لگی وہ اُسکا وار رد کا اُسنے اسکی ضرب کو خالی دیا ایک مقام پر قہر طویل قامت نے جھکائی دیکر ایک ہاتھ تلوار کا سر پر مرزبان خراسانی کے مارا مرزبان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار قہر طویل قامت کی سپر پر پڑی کاٹتی تا دو ابرو اُتر گئی مرزبان خراسانی نے دونون ہاتھون سے سر پکڑ لیا اور تیورا کر گرا قہر طویل قامت نے بعد غرہ جوم کر نعرہ کیا اور کہا کہ اور کوئی دلیر بیر مقابلہ کو آئے یہ سنتے اسد اثر دہام صف لشکر سے گھوڑا اڑا کر نکلا اور آتے ہی میدان مین قہر طویل قامت سے تلوار خوب چلی آخر کار اسد اثر دہام بھی زخم کھا کر گرا اسیطرح قہر طویل قامت نے کتنے پہلوان بہادر جری زخمی کیے چنانچہ بعد اسد اثر دہام کے اسد شیر گیر گرز آزادہ بھی زخمی ہوکر گرا بعد اسد اسدان پھر اسد نوردہ گیر قہر طویل قامت سے لڑکے اور جنگ مستانہ کرکے زخمی ہوکر گرے پھر تو قہر طویل قامت کو جوش بہادری مین نشۂ بادۂ غرور چڑھا نعرہ کرکے آواز دی ای مسلمانو ای خدا پرستو کیسے بودے پہلوانون کو میرے مقابلے مین بھیجتے ہو کہ جنسے ایک ہاتھ تلوار کا بھی نہین رک سکتا کسی دلیر بہادر جوانمرد شیر صولت صاحب ہمت کو بھیجو کہ لڑنے سے کچھ لطف شجاعت کا ملے اور لڑائی کا حال جو یہ سنکر یہ جوش بہادری دو دو اصفدری قرۂ عین سلطان(?) اسلام کرب پر حرب نظر کردۂ شاہ ولایت امیر اسد امیر الغالب علی ابن ابی طالب بادشاہ اسلام سے پھر رخصت ہوکر اسپ منتقم شکار کو اڑاتے ہوے مقابل اُس شیر کے آئے اور میدان رزمگاہ مین گھوڑے کو کاوے پر لگایا نیزہ و بعد ہنرمندی بلایا مگر ناظرین(?) لائقین کو آگاہی ہو کہ جب صبح کو دونون لشکر باہم مقابل ہوے تھے سو درۂ کوہ سے نقابدار سرخ پوش چند سوار نقش پوش اپنے ہمراہ لیکر باہر آیا تھا قہر طویل کی لڑائی کا تماشا دیکھا کیا اور اکثر ملک زردمان سے پکار کر کہا ای ملک زردمان یہ خدا پرست بڑے زبردست ہین تمنے اپنے بیٹے کو کیون میدان رزمگاہ مین بھیجا مین اُسے سمجھ لیتا ملک زردمان نے کہا کہ آپ کے آنیکی خبر نہ تھی اتنے مین نقابدار سرخ پوش ہوا چرچہ سمجھ لیا جائیگا خواجہ عمرو نے حمزۂ صاحبقران زمان سے عرض کیا کہ ای شہریار یہی نقابدار بد ذات ہے کہ اسنے بہرام گرد اور ہاشم تیغزن کو گرفتار کیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خیر مین سمجھا کہان جائیگا انشاءاللہ میرے ہاتھ سے سزا پائیگا الغرض کرب غازی شیر صحرائے جانبازی بمقابلہ قہر طویل قامت للکار کے آئے قہر نے بکبر و نخوت پوچھا کہ ای جوان تیرا کیا نام ہے کرب غازی نے نعرۂ جگرخراش کیا کہ لشکر کفار کے دل ہل گئے زمین تھرائی نعرہ "ہے کرب شہسوار امم ل نامدار؟"

نظر کرو وہ شیر پروردگار ہو کرب غازی نے نعرہ کرتے ہی تلوار کھینچ لی قہر طویل قامت نے بھی تیغہ کمر سے نکالا قہر طویل قامت
نے کرب غازی پر وار کیا کرب غازی نے خالی دیا چونکہ تیغہ نابکار بھاری تھا ہاتھ جو خالی گیا کلائی پر ضرب پہونچی شانہ
جھوٹا پڑ گیا بائیں ہاتھ سے وہ ہاتھ پکڑ لیا جس میں تیغہ تھا یہاں کرب غازی نے رکابوں میں پاؤں استوار جما کے جو ہاتھ
تلوار کا مارا مع مرکب وہ نامرد دو ٹکڑے ہو کر زمین پر دھوم سے گرا کرب غازی نے تلوار کا خون رومال سے پاک کر کے قبضۂ شمشیر
چوم کاندھے پر رکھکر مردانہ وار جھوم جھوم کر کہا کہ اور کوئی نامرد مقابلے کو نکلے یہ سنکر زہر طویل قامت بھائی کی محبت کے جوش میں
غصے سے ہونٹھ چباتا ہوا صف لشکر سے نکلکر سامنے کرب غازی کے آیا اور کہا او جوان خدا پرست تو نے میرے سگے بھائی
شجاع و دلیر کو قتل کیا ہے کہاں میرے ہاتھ سے اب بچکر جائیگا کوئی دم میں تجکو تہ تیغ آبدار کرتا ہوں یہ کہکر اس نامرد نے
کرب غازی پر وار تلوار کا کیا کرب غازی نے وار بچا کر تلوار کے قبضہ کو پکڑ کے جھٹکا دیا کہ تلوار اُسکے ہاتھ سے نکل گئی کرب نے تلوار
چھین لی ما ہشتاد ہاتھ گرز بچھر میں ڈالکر بڑی دیر تک پیچھے نامرد کو دوڑاتے لیگئے مرکب دونوں تھک کر بیٹھ گئے کرب غازی گھوڑے سے
کود پڑے زہر طویل قامت کو بھی جھٹکا دیکر پیچے مرکب سے اتار لائے اور لڑنے لگے قریب شام آتے زیر کیا کفار کے لشکر میں طبل ہان بجا دونون
اپنے اپنے خیموں میں پھر گئے ملک زردمان شاہ لاش بیٹے کی اٹھوا لایا زمین میں گاڑ دی نقابدار سرخ پوش نے کہا کہ اے ملک زردمان
کل طبل جنگ بجوا دو کل میں ایسے پہونگا ملک زردمان شاہ نے نقارہ جنگی بجوایا ادھر صاحبقران زمان نے بھی کوس حربی بجوایا
چار پہر رات تیاری کار زار و آراستگی میں ہتھیاروں کے بسر ہوئی دم سحر دونوں لشکر معرکہ آرا آمادہ ہوئے نقابدار سرخ پوش [illegible]
سے نکلا زنگیان خونخوار اُسکے گرد تلواریں کھینچے ہوئے جب پرے درست ہو چکے صفیں آراستہ ہو گئیں نقیب نیب بنیٹے لگے لشکر کا دل بڑھانے
لگے پہلوان طاریں بول بولکر بڑھنے لگے یہ دیکھکر نقابدار سرخ پوش میدان میں آیا اور پکارا اے خدا پرستو مسلمانو تم بڑے مغرور ہو آیا ہے
ولیکن یہ جانتے ہو کہ ہم سب جگہ غالب آئینگے مگر تجھے چڑھکر لڑنے آئے ہو مگر یہ مقام وہ نہیں ہے کہ جہاں تم تعجب ہو یہ جگہ اور ہے یہاں
بڑے بڑے بہادر اور دلیر ہم اُسکے زیر ہیں تو ہم سب خدا پرست مارے جاؤ گے گرفتار ہوگے بہتر یہ ہے کہ خداوند لقا کو سجدہ کرو تو تمہاری
سب کی جان بری ہو جائیگی یہ سنکر جمہور جانسوز تاب پیچ کھاکر بادشاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا نقابدار سے نیزہ بازی ہونے لگی
دونوں برابر رہے جمہور نے نیزہ پھینک کر میدان میں گاڑ دیا اور تلوار کمر سے کھینچ لی نقابدار آگے جمہور کے بڑھا جمہور جانسوز نے
بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے کلائی پر ہاتھ بڑھا کے جھیل دی تلوار جمہور کی پٹ پڑی قبضہ پر ہاتھ ڈالکے تلوار جمہور کے ہاتھ سے
نکال لی جمہور نے نقابدار کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور گھوڑے سے کود پڑا نقابدار بھی مرکب سے اتر پڑا اور بڑی دیر تک کشتی ہوا کی
نقابدار نے لنگر توڑ کر جمہور کو اٹھا لیا اور مشکیں باندھ کے زنگیوں کے حوالہ کیا یہ دیکھتے ہی فرامرز عاد مغربی غضبناک ہوکر نقابدار
کے سامنے آیا اس سے بھی تلوار چلنے لگی تگ و دو کی گیلیع بھرنے لگے فرامرز عاد مغربی نے ایکبار جھکائی دیکر تلوار کا ہاتھ مارا نقابدار
نے وار بچا کے تیغے پر ہاتھ ڈالکر چاہا کہ تلوار چھین لوں مگر ممکن نہوا آخر کشتی ہونے لگی قریب شام نقابدار نے فرامرز کو زیر کر کے
باندھ لیا اور طبل بازگشت بجا دیا دونوں لشکر اپنے اپنے خیموں میں پھر گئے امیر با توقیر بھی بارگاہ شاہی میں آئے خواجہ عمرو نے
کہا اے شہریار دیکھا آپ نے جمہور و فرامرز ایسے بہادر ہے کہ آپکے آنکھوں میں دن میں زیر کیا تھا نقابدار کیسا جری و دلاور و طاقتدار
ہے کہ اسنے دو پہر میں دونوں کو زیر کر کے باندھ لیا امیر نے فرمایا اے خواجہ جاکر نقابدار کی خبر لاؤ کہ یہ کون ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ میں
ہرگز نہ جاؤنگا اول تو یہ کہ اندر درہ کوہ کے زنگیان خونخوار رہتے ہیں دوسرے یہ کہ نقابدار جادوگر معلوم ہوتا ہے امیر با توقیر حمزہ
صاحبقران مالک نے فرمایا ہم تمکو پانچ ہزار روپے دینگے جو تمکو خبر لادو گے خواجہ عمرو نے کہا کہ مجھے جان ضایع کرنا منظور نہیں بادشاہ
نے فرمایا جو کوئی درہ کوہ سے نقابدار کی خبر لائیگا میں خلعت زر سے سرفراز کرونگا ابو الفتح اصفہانی اور گلباد عراقی نے
عرض کیا کہ غلام خبر نقابدار کی جاکے لائینگے بادشاہ نے دونوں کو خلعت و زر سے سرفراز فرما کر رخصت کیا دونوں طرف

دارو کوہ کے روانہ ہوئے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھ کے پیچھے ان دونوں کے چلے ابوالفتح اور گلباد دونوں درہ کوہ میں داخل ہوئے
نقابدار کو ڈھونڈھتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ شور و غل ہوا کہ ان مفسدوں کو جانے نہ دینا ابوالفتح اور گلباد دونوں جست
کر کے بھاگے تھے کہ زنگیوں نے چار طرف سے گھیر کے پکڑ لیا اور نقابدار کے سامنے لیگئے خواجہ عمرو وہاں سے بھاگے امیر باتوقیر
سے کہا کہ ابوالفتح اور گلباد دونوں گرفتار ہو گئے نقابدار نے ان سب کو قید کیا غرضکہ پھر طبل جنگ بجا صبح کو دونوں لشکر
باہم برابر ہو کر میدان رزمگاہ میں آراستہ ہوئے یہاں لندھور نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ اے شہریار مجھے
بڑی حسرت ہے کہ دربارگاہ ہشامی پر میرا گرز دھرا رہتا تھا اب تک وہ گرز گاوسر غائب ہو گیا امیر باتوقیر نے فرمایا اے بھائی تمہارا
گرز اٹھانے والا کون ہے یہاں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں ادھر نقابدار سبز پوش درہ کوہ سے باہر آیا گرز لندھور کا ہاتھ میں اسکے
تھا لندھور سے لشکر والوں نے کہا اے لندھور تم اپنا گرز دربارگاہ امیر پر تلاش کرتے ہو گرز تمہارا نقابدار سبز پوش کے
ہاتھ میں ہے لندھور اور امیر باتوقیر نہایت متعجب ہوئے حیران ہو کے کہتے تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے گرز یہاں سے کسنے لیجا کر نقابدار کو
دیدیا غرضکہ نقابدار میدان رزمگاہ میں آیا اور پکارا کہ لندھور کہاں ہے آج میرے مقابلہ کو آئے لندھور یہ سنتے ہی کھڑا ہو گیا
فیل مست پر سوار ہو کر میدان میں آیا نقابدار سبز پوش کو للکارا کہ او نقابدار کیا ایک یہی فن فنون سپاہگری اور بہادری
میں ہے کہ سپاہی کا ہتھیار چرا اور چوری کر غازی و دلاور سے مقابلہ کرے تو بڑا ہی بیحیا ہے نقابدار نے ہنسکر کہا اے لندھور تیرا مال ہے
وہ سب میرا ہی مال ہے اب تجھے بھی پکڑ لیجاؤنگا اور حمزہ کو بھی باندھونگا لندھور کو غصہ آگیا خشمناک ہو کر کہا او بیحیا میری چوری
کر کے بڑا ساشا کرتا ہے اور بیہودہ بکتا ہے کیا مجال تیری جو حمزہ صاحبقران زبان سے نکالے نقابدار نے جھنجھلا کر وہی گرز لندھور
پر مارا لندھور ضرب گرز گران سے بیہوش ہو گیا اور ہاتھی لندھور کا مر گیا یکبارگی خاک اڑی عیار لندھور کے دوڑے نقابدار بھی
عیاران لندھور پر تلوار کھینچ کے جھپٹا عیار سب بھاگ گئے نقابدار نے لندھور کو گرفتار کر کے درہ کوہ میں بھیجدیا اور پھر للکارا
کہ اور کوئی پہلوان ہو سو مقابلہ کو آئے مالک اژدر بادشاہ سے رخصت لیکر گھوڑا دوڑا کر مقابلہ نقابدار میں آئے نقابدار نے
جھپٹکے نیزہ ملایا مالک اژدر نیزہ سے نیزہ نقابدار کو ٹالدیا وہ نابکار یہ دیکھ کے ششدر رہ گیا اور غضبناک ہو کر تلوار کھینچ کے
وار کیا مالک اژدر نے وار نقابدار کا رد کر دیا پھر جست کر کے مالک اژدر نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے وہ بھی خالی ماری اور
ہاتھ قالد بازو ہونے لگے آخر کو دونوں گھوڑوں سے اتر کے کشتی ہونے لگی المختصر قریب شام نقابدار نے مالک اژدر کو زیر کر کے
گرفتار کیا طبل بازگشت بجا کر نقابدار درہ کوہ میں داخل ہوا یہاں حمزہ صاحبقران بھی بارگاہ ہشامی میں تشریف لائے اور
عمرو وغیرہ سے فرمایا اے سردار بیشک یہ نقابدار سحر ساز کامل ہے ورنہ مجال رکھتا تھا جو مالک اژدر کو اس طرح زیر کر کے مشکیں باندھ کر
لیجائے خواجہ عمرو نے کہا اے امیر آپ سچ اور صحیح فرماتے ہیں القصہ چند مدت اندر دنوں میں بہت سے سرداروں کو نقابدار نے
اسیر و گرفتار کیا حمزہ صاحبقران زمان نہایت حیران و پریشان غمگین و مضطر و متفکر بارگاہ میں بیٹھے ہوئے خواجہ عمرو سے فرماتے
تھے اے خواجہ غضب ہوا لشکر تباہ ہوا جاتا ہے تم بھی کوئی تدبیر اور چارہ نہیں کرتے خواجہ جواب دیتے تھے اے شہریار میرا کیا اختیار ہے
میں کیا کروں مددگار میں امیر باتوقیر کے بھی ذکر و فکر ہو رہے تھے ناگاہ عجیل ماہرو اپنے دنگل سے اٹھا اور حمزہ صاحبقران کی
آنکھ بچا کر بارگاہ سے یہ کہتا ہوا باہر چلا گیا کہ میں ابھی نقابدار کو پکڑے لاتا ہوں یہ کہکر مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر
کے امیر کی نگاہ عجیل کے دنگل پر پڑی دیکھا دنگل عجیل کا خالی ہے پوچھا عجیل ماہرو اپنے دنگل ہے لوگوں نے عرض کیا کہ
نقابدار کے گرفتار کرنے کو گیا ہے عجیل ماہرو کو تو گئے ہوئے بڑی دیر ہوئی آپ نے اب ملاحظہ فرمایا امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے
فرمایا کہ جاؤ عجیل کو سمجھا کر لے آؤ عمرو اسی وقت روانہ ہوئے اور یہ عجیل پہنچے ہوئے گئے آسانی سے پہنچے کہ عجیل ماہرو درہ کوہ میں
داخل ہو چکے ہیں خواجہ پکارے اے عجیل تم کو سودا ہوا ہے کیوں عذاب میں پھنسا چاہتے ہو جان بوجھ کر بلا کو خریدتے ہو

نقابدار کو یہاں تلاش کرتے ہوئے آئے ہو عجیل نے کہا اے خواجہ یہاں تو نقابدار کا نام و نشان بھی نہیں ہے اے خواجہ یہ مقام
عجیب پرفضا اور پربہار ہے چاروں طرف عجب کیفیت لالہ زار ہے تم ٹھہر جاؤ ذرا دو چار گھڑی سیر کر لوں تو چلوں تم بھی اس گلشن پربہار
کی ہوا کھاؤ عمرو نے کہا اے عجیل یہ مقام نہایت پرخطر ہے مجھے یہاں ٹھہرنے سے خوف معلوم ہوتا ہے میں تو جاتا ہوں یہاں میں ہرگز
نہ ٹھہروں گا تم بھی جلد چلے آؤ اپنے تئیں بلا میں نہ پھنساؤ عجیل نے کہا کہ خواجہ یہ مقام بہت دلچسپ ہے ایکدم بھر ٹھہر کے چلے چلیں گے
عجیل ماہرو وہاں فرش بچھوا کر بیٹھا اور شرابخواری کرنے لگا اسقدر عجیل نے شراب کے جام چڑھائے کہ استفراغ ہو گیا ناگاہ ایک
صدا ایسی عجیب و غریب آئی کہ او بے ادب تو نے غضب کیا کہ یہاں ایسی حرکت ناشایستہ کی تجھکو قضا دامنگیر ہو کر یہاں لائی ہے
عجیل پھر کر دیکھنے لگا کہ یہ آواز کدھر سے آئی مگر فوراً آتے ہی آواز کے خواجہ عمرو گلیم عیاری اوڑھ کے غائب ہو گئے لیکن ایک
درخت کی آڑ کر کے خواجہ ٹھہرے دیکھا کہ ایک اژدر بہت بڑا کدھر سے آیا عجیل پر دوڑا عجیل نے تلوار کھینچی اور اژدر پھیرن چھینٹے اژدر نے
شعلہ ہائے آتشیں منہ سے نکالے تمام چرند و پرند بریاں ہو کر کباب ہو گئے پھر اژدر نے نفس کشی کی دم کھینچنے کے ساتھ تمام لشکر عجیل
کھنچکر اس اژدر کے پیٹ میں آ گئے عجیل کا بھی دل ٹوٹ گیا سر کے بل اس اژدر کے منہ میں جا پڑے وہ اژدر با عجیل کو
نگلکر بزبان انسانی گویا ہوا کہ اے ہمراہیان عجیل عجیل ماہرو سے تو ہاتھ دھو و اپنی جان کی خیر مانگو میں سب کے تئیں
نگل جاؤنگا یہ آواز سنتے ہمراہیان عجیل وہاں سے بھاگے اور خواجہ عمرو نے سب کیفیت عجیل ماہرو کی دربار میں آکر حمزہ صاحبقران
زمان سے بیان کی امیر با توقیر کو نہایت رنج ہوا اسقدر کہ کہنے لگے کہ عجیل نے ناحق رہائی میں آکر جان دی یہ ذکر تھا کہ
نقابدار نے طبل جنگی بجوایا لشکر اسلام میں بھی کوس حربی پر چوب پڑی صبح کو لشکر دونوں ہم مقابل ہوئے نقابدار سرخ پوش
مرکب چمکا کر میدان میں آیا مبارز طلب ہوا جوگان بن حمزہ بادشاہ سے رخصت لیکر مقابل نقابدار سرخ پوش کے آئے
نوبت حرب و ضرب کی آئی نقابدار نے سب حربے رد کیے جیت کے کوئی پر ہاتھ ڈالا یا کشتی ہونے کی بعد وہ جنبہ بیار نقابدار نے
زیر کر کے باندھ لیا اور زنگیوں کے حوالے کر دیا نقابدار پھر مبارز طلب ہوا اسفندیار گیلانی گھوڑا دوڑا کر سامنے نقابدار
سرخ پوش کے آیا وہ بھی گرفتار ہوا اس روز نقابدار سرخ پوش بائیس سلطان جنگ آزما کو گرفتار کر لیگیا اسی طرح روز روز
اکیس سرداروں کو نقابدار پکڑ لیگیا ایک دن میں تیس تیس سرداران لشکر اسلام گرفتار ہو کر اسیر ہوئے لشکر امیر باتوقیر
بہادروں سے خالی ہو گیا اب فقط لشکر اسلام میں حمزہ صاحبقران و بادشاہ حبشاہ اور مقبل وفادار اور دو ایک سردار باقی ہیں
اسوقت بادشاہ نے خواجہ بزرجمہر کو بلایا اور کہنے لگا کہ آپ علم نجوم سے نجیبی حال دریافت کریں کہ مآل اس جنگ کا کیا ہے انہوں
نے روزنامچہ صاحبقران زمان کا نکالا جو خواجہ بزرجمہر کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اسمیں تحریر تھا کہ نقابدار کے ہاتھ سے حمزہ صاحب
قران صعب ہو گرفتار اسکا تجیر ہے پھر علم نجوم سے دیکھکر عرض کیا کہ ایک ہفتہ کی مہلت نقابدار سے طلب کیجیے اور بدرگاہ قاضی الحاجات
وحلال مہمات رجوع کیجیے ضرور بالضرور فتح ہوگی بادشاہ نے چار دن بھائیوں کو چار توڑے اشرفیوں کے دیے اور خلعت عطا کیے
اور صاحبقران زمان سے فرمایا اگر آپکی رائے ہو تو میں ایلچی نقابدار کے پاس بھیجوں اور مہلت طلب کروں حمزہ صاحبقران
زمان نے فرمایا اگر تم نے مہلت نہ دی تو بڑی سُبکی ہوگی یہ ذکر آپس میں ہو رہا تھا کہ چوبدار نے بعد دعائے دولت و ترقی
اقبال کے عرض کیا کہ ایک ایلچی نقابدار سرخ پوش کا نامہ لیکر آیا ہے حکم کیا کہ بلاؤ جب عیار نقابدار کا سامنے بادشاہ اسلام
کے گیا تو بقواعد شاہانہ آداب بجا لایا اور نامہ سامنے امیر باتوقیر کے پیش کیا امیر نے منشی سے فرمایا کہ پڑھو منشی نے بعد ادب وہ
نامہ پڑھا اسمیں تحریر تھا کہ اے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان میں تمہارے تمام سرداران لشکر کو اسیر کر چکا ایک فقط
تم باقی ہو اور تم نے بڑا نام پیدا کیا ہے ملک ملک تمہارا سکہ جاری ہے روئے قاف تک ثانی سلیمان تمہارا لقب ہے میں تمکو ایک
ہفتہ کی مہلت دیتا ہوں اگر اس اثنا میں تم نے میری اطاعت قبول کی اور خداوند لقا کو سجدہ کیا تو بہتر ورنہ ایکطرفۃ العین

مین تم سب کا خاتمہ کرونگا مسلمانون کا نام و نشان مٹا دونگا امیر نے مضمون نامہ سُنکے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا اور نہایت چین بر جبین ہوئے منشی سے کہا کہ قلم ہاتھ مین لو اور جواب نامہ تحریر کرو منشی جواب نامہ لکھنے لگا امیر باتوقیر نے فرمایا لکھو ای نقابدار سرخ پوش نامہ تیرا پہونچا مضمون مندرجہ سے آگاہی ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ شاید تجکو ایک ہفتہ کوئی اور کام درپیش ہے خیر کیا مضائقہ ہے مہلت کو مین نے منظور کیا مگر تو نے جو کلمات بیہودہ آخر نامہ مین لکھے ہین اُسکا جواب یہ ہے کہ تیری کیا اصل ہے اور تیرے خداوند لقا مردود کی کیا حقیقت ہے مین تجھپر اور تیرے خداوند لقا اور اُسکے تمام پرستارون پر ہزار ہزار لعنت کرتا ہون اگر آج تو معرکۂ کارزار مین آتا تو مجھ سے مقابلہ ہوتا سب حال تجھپر کھلتا انشاء اللہ بعد ایک ہفتہ کے بمدد ایزدی تجکو قتل کرونگا اور ایسی تلوارین مارونگا کہ تمام ملک زرد وہان خراب تباہ و برباد کر دونگا یہ لکھوا کر نامہ بند کرا کر ایلچی کے حوالے کیا جسوقت نامہ بر جواب نامہ لیکر چلا گیا امیر باتوقیر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ای شہریار یہ تائید ربانی اور مدد یزدانی ہے کہ تجکو بغیر طلب مہلت ملگئی بعد اُسکے حکم کیا کہ درمیان درّہ کوہ عبادت خانہ ہمارے واسطے تیار کرو کہ اسمین بیٹھ کے بر جوع قلب بدرگاہ قاضی الحاجات دعا کرینگے بموجب حکم امیر حمزہ صاحبقران درمیان درّہ کوہ کے ایک سائبان کپڑے کا ایستادہ کیا اسمین سر شام سے

امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان داخل ہوے اور نماز حاجت پڑہ کے دعا مین معروف ہوے ۔

اب ورق کھلے داستان حیرت بیان ذرخون ملنا بدیع الزمان کا لشکر لقا پر اور عشق ملکہ جہان افروز بدیع الزمان سے عشق مہر افروز ناسمہ شیر دل سے اور عشق شور انگیز مہتر قران سے بیچو باغ بہشت مین سب کو پکڑ لینا

پلا ساقیا بادۂ نوشید	کہ مضمون نو کی ہے فکر جدید	ارے اب تو حیلہ حوالہ نہ کر	پلا ساغر مے مجھے بیخطر
نہ کر ایسی رندون سے رد و بدل	چھلکتا ہوا جام دے برمحل	ہے کس رند کی دعا کیا میخانہ مین	کہ گردش سراسر ہے پیمانہ مین
ذرا سوچ وہ کون ہے جنگجو	شکستہ کیے جسنے خم اور سبو	نہ دیگا اگر ساقیا کوئی جام	مٹا دیگا وہ میکدے کا بھی نام
پناہ اُسکی تیغ دودم کی نہین	کہ تو فکر کیجو جام جم کی نہین	بہت حول لازم نہین ہے سحر	کہ پیر مغان کو ہوئی ہے خبر
بیت نگارندۂ معنی نکتہ مین	رقم گردان داستان رزحین	معرکہ آرایان مضامین تازہ خیالی و ہنگامہ کنندگان میدان	

کارزار سحب قلم برق دم کو میدان قرطاس پر یون جولان کراتے ہین کہ جب شاہزادہ قاسم عالیشان شاہزادہ بدیع الزمان اور اسد شیر دل سے رخصت ہوکر زرتاشیہ چلے گئے مہتر قران بغرض دریافت کرنے خبر ملک سباحل مین آیا دیکھا تمام شہر آراستہ پیراستہ ہے اور ہر شخص خرم و شاد ہے کوچہ کوچہ چراغان کی روشنی ناچ رنگ گلی گلی نقارے شادی کے بج رہے ہین نوبتین رکھی ہین ہر شخص کی زبان پر جاری ہے کہ آج دشمن فنا کر دیئے گئے مہتر قران بشکل مردسپاہی ہر طرف سیر کرتا پھرتا ہے ایک شخص سے مہتر قران نے پوچھا کیون صاحب آج شہر مین کیا کوئی عید ہے کس بات کی یہ خوشی اور یہ شادی ہے تمام شہر مین کیسا جشن ہے اُسنے کہا کہ آج خداوند لقا کے دشمن بُتخانۂ مرصع مین جلا دیے گئے اُسنے کہا کہ وہ دشمن کون تھے اور اُنکا کیا نام تھا اُس شخص نے کہا کہ نبیرۂ حمزہ بدیع الزمان اور نبیرۂ حمزہ قاسم و اسد شیر دل و مہتر قران عیار اُنکا یہ سب بتخانۂ مرصع مین جلا دیے گئے اُنکے جلے خاک ہوجانیکی خوشی کی گئی ہے مہتر قران یہ سُنکے وہان سے چپکا چلا آیا بدیع الزمان سے سب حال بیان کیا بدیع الزمان نے کہا کل صبح کفار کو حال معلوم ہوگا خیر شکر ہے وہ رات اُس آفتاب ہمت و شجاعت نے بسر کی صبح کو مانند خورشید تابان مسلح و مکمل ہوکر لشکر تیرہ بختان چلے اسد شیر دل نے کہا کہ ماموں جان مین بھی چلونگا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا بیٹا تمکو کون لیجائے تم جان بوجھکر گرنے ہو جانتے ہو کہ مشعل وہان فوج ہمتیم ناریان برومحل کو ایک ہی نوالہ کرجاؤن ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑون ای فرزند ہنوز جنگ کرنے کا اچھا نہین جیسا محل متقیع ہو اور پیسا کرنا چاہیے اگر لڑنے کا موقع ہو تو اُسیطے اپنا محل ہو تو بہت آسے اسد شیر دل نے کہا جسطرح آپ لڑینگے اسیطرح مین بھی جنگ کرونگا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اچھا چلو الغرض کہ بدیع الزمان و اسد شیر دل و مہتر قران نے گھوڑے

اٹھا سے جب عمل ہوا مان اور عمل سنگبار پر پہونچے شہزادہ بدیع الزمان نے نعرہ شیرانہ کیا اور لشکر کفار کے دل دہل گئے بدن جسم میں
تھرتھری پڑ گئی نعرہ بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ ۔ بدیع الزمان شاہ انجم گروہ ۔ ساتھ ہی بدیع الزمان کے
نعرہ اسد شیر دل کا ہوا کہ زمین متزلزل ہوگئی آسمان نے چکر کیا لشکر کفار مثل سوار دیکھنے لگا نعرہ اسد ۔ منم شہسوارم کہ در روز
جنگ ۔ بدرم دل شیر و چرم پلنگ ۔ حمزہ قران بھی نعرہ کرنے لگے للکار نعرہ منم الیسر چو آن بادبہاری ۔ جان سرجنگ درشتی گذاری
بمیدان آوردم آتش فشانم ۔ منم حمزہ قران شیر یزدانم ۔ یک دو دہ صد ہزار و ز کار ہر دو سرا بادر ضیغم نامدار تیسرا شیر بیشہ عیاری
و ریا لشکر کفار پر تلواریں کھینچکر آ پڑے اور قتل کرنے لگے حمزہ قران پشت پر کمک کی بعد وہ تانتے ہوئے جو زندہ پیچھے سے آیا آسٹے
مارے والد یا ہنگامہ محشر بپا ہوگیا لقاے بلبقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا تھا شور و غل سنکر پوچھا کہ اب یہ کیسا شور قیامت اور غلغلہ
برآفت ہو بختیارک نے کہا کہ خداوند بدیع الزمان و اسد شیر دل وغیرہ آتش غضب سے آپکی نکلے ہیں دیکھئے آپکے بندونکو
قتل کر رہے ہیں لقا نے کہا کہ یہ خدا پرست قوم ساحران سے ہیں کہ آگ سے زندہ نکل آئے اب اور کیا علاج کی موت انکے
واسطے تقدیر کیجائیگی پھر سرداروں کی طرف ملکر دیکھا اور چار پہلوانوں کو منتخب کیا ایک امیر گرد اور دوسرا محبت دریا باری
تیسرا طاہر پیل گردن اور چوتھا بخیل خشت انداز ان چاروں سے کہا کہ جاؤ ان خدا پرستوں کے سر کاٹ لاؤ وہ چاروں کفار
صورت اربعہ عناصر میدان حرب میں آئے ترک فلک خشمگین انکے غرور پر ہنسنے لگا محبت نے آواز دی ای چاروں پہلوانو
بخت روزیغ تمہاری کب سے منتظر ہیں جلد چلو ملک بلا رہا ہے یہاں بدیع الزمان نامدار و اسد شیر دل جدا جدا لڑنے لگے علیحدہ
ہوگئے ایکطرف بدیع الزمان تلواریں مار رہے ہیں ایکطرف اسد شیر دل لاشوں پر لاشیں گرا رہے ہیں کہ امیر گرد اسد
شیر دل کو للکار کر جھپٹا اسد نے تلوار ماری اسنے بانہہ بچاکر تلوار اسد کی چھین لی اور گھوڑے پر سے اسد کو اٹھا لیا
بدیع الزمان نے جو دیکھا اور واہ واہ کا شور بھی سنا کہ اسد گرفتار ہوگیا یہ دیکھتے ہی مانند شیر گرسنہ کی صفیں چیرتے ہوئے کفار کے سر
قلم کرتے ہوئے جھپٹ کر دوڑ آئے اور للکارا کہ او مکار کمبخت میں آپہونچا اب تجھے زندہ کب چھوڑتا ہوں میرے ہاتھ سے بچکے کہاں جائیگا
ظالم بدیع الزمان کی آواز سنکر گھبرا گیا بدیع الزمان نے اسد شیر دل کے بند کمر میں ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا اسد ہاتھ سے اس
نامرد کے چھوٹ گیا حمزہ قران نے اسد شیر دل کو جلدی سے گھوڑے پر سوار کیا امیر گرد نے تلوار شہزادہ بدیع الزمان کے سر پر
ماری بدیع الزمان نے وار تلوار کا پشت شمشیر آبدار پر اپنی روکا تلوار ظالم کی کرگئی دندانے مثل آری کے پڑ گئے بدیع الزمان
نے گھوڑے سے گھوڑا ملا کر ایک ہاتھ جو تلوار کا مارا ظالم مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہو کر گرا اُدھر اسد شیر دل پر محبت دریا باری
گینڈے کو دوڑا کر آ پڑا اسد نے تا مارنے تلوار کا ہاتھ مارا نامرد نے سپر پر روکا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے ظالم نے اپنے تئیں بہت بچایا
مگر زخمی ہوا چہرہ لشکریان لقا نے نظر کی جو دوسرا ہاتھ اسد نے اوپر مارا ظالم نے پھرتی سے خالی دیا وہ تلوار گینڈے کے پچھلے
دھڑ پر پڑی گینڈا گرا محبت دریا باری زمین پر کود گیا گینڈا تڑپکر مر گیا محبت دریا باری دوڑ کے اسد سے لپٹ گیا اسد کو
گھوڑے سے اٹھا کر بھاگا اسد شیر دل نے آواز دی کہ ماموجان مجھے بچائیے بچاؤ دم شدم نے دو جاتی شہزادہ بدیع الزمان چھوٹے
اسد نامدار سنکر جیسے صورت برق چمک کر آپہونچے محبت دریا باری نے اپنے عیار سے کہا کہ اس طفل کو لیجا حمزہ قران نے بڑھکر
ہاتھ سے اسکے اسد کو لیا محبت دریا باری جلدی سے دوسرے گینڈے پر سوار ہوا اور بدیع الزمان کے قریب گئے وار کیا شاہزادہ
بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا پھر شاہزادہ بدیع الزمان نے تلوار بلند کی اور سر تا کمر جھکائی دی اور جھکا کر کا ہاتھ مدد ظالم مثل
خنکر تازہ دو ٹکڑے ہوکر گرا گرد برد ہوگیا غل ہوا کہ دو پہلوان نامی مارے گئے یہاں بدیع الزمان محبت دریا باری سے
لڑ رہے ادھر طاہر پیل گردن نے بھی دوڑ کر اسد کو گھوڑے سے اٹھا لیا پھر اسد شیر دل نے بدیع الزمان کو آواز دی کہ
ماموجان ڈوبے آج یہ کیسا معرکہ ہے بدیع الزمان نے للکارا باش و ظالم میں آیا محبت دریا باری کو مار کر بدیع الزمان طاہر پیل گردن

کی طرف جھپٹے طاسوس گردن نے اسد کو چکر دیکر بدیع الزمان پر پھینک مارا شاہزادہ بدیع الزمان نے شاہزادہ اسد
شیر دل کو حلق روک لیا اور قران کے سپرد کیا طاسوس نے جھنگ تیغہ بدیع الزمان کو مارا بدیع الزمان نے بچا لا کی تلوار سے قلم
کیا پھر رکابوں میں بیر جا کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ظالم مع گھوڑے کے چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا ادھر اسد شیر دل کو مہتر قران نے
پھر گھوڑے پر سوار کیا تخیل خشت انداز قریب اسد شیر دل آکر للکارا اسد نامدار نے برابر اُس ظالم پر زن زن تلوار کا جما
بادہ دیا اُس نابکار کو پیدکتا ضعیف ہو گیا قران نے پشت سے آواز شاباش مرحبا اے اسد شیر دل تو نے تو وقت ساون
بھادوں کی جھڑی باندھ دی شعر برسے ہیں مثل ابر غازی اپنے دشمن پر جھڑی ساون کی مثل ابر بارندہ ہو میدان میں ناگاہ
تخیل خشت انداز نے ایک جگہ پا کر خشت جو ماری اسد شیر دل کے سینہ پر پڑی گھوڑے پر جھوم کر بیہوش ہو گیا خشت انداز نے
چاہا کہ دوسری خشت اور ماروں کہ اسد کا کام تمام ہو کہ بدیع الزمان نے اُسکو للکارا کہ باش او نامرد کیا کرتا ہے یہ کہ خشت مارتا ہے
بھر بار میں آ پہنچا خشت انداز نے وہی خشت شاہزادہ بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان بھرتی سے ہاتھ اٹھا کر خشت
روک لی اور وہی خشت اُس مغرور کو ماری سر اُس بد مغز کا شق ہو گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا تڑپ کر مر گیا پھر تو کفار کے چھکے
پست ہو گئے کوئی سامنے بدیع الزمان کے نہ آیا شام تک ایسے جدال و قتال کرتے رہے اٹھارہ سرداران نامی کو قتل کیا اور
انبوہ میں بیشماروں زخمی اور قتل ہوئے جب تاریکی شب ظاہر ہوئی جان نکلے چلے گئے کسی سے دیر تک روکا نہ گیا بدیع الزمان
نے راہ میں اسد شیر دل سے کہا کہ ای فرزند آج میں بہت سے کافروں کو قتل کرتا مگر تمہارے سبب سے کچھ نہ ہو سکا اسد شیر دل بولا کہ
جناب ابو جان صاحب میں ابھی کمزور ہی ہوں ناچار ہوں نہیں تو چار ان نابکاروں کو حیران کرتا یہی باتیں کرتے ہوئے دامن
کوہ میں آئے مہتر قران ملک سائل سے کھانا لیتا آیا تھا دونوں شاہزادوں کو کھانا کھلایا آپ بھی کھایا بعد کھانا کھانے کے
بدیع الزمان نامدار اسد عالیمقدار اور مہتر قران بلند کوہ پر بیٹھے ہوئے کیفیت شب ماہ دیکھ رہے ہیں اور باتیں اُسی جنگ
جدال کی ہو رہی ہیں کہ ایکطرف شگاف کوہ میں روشنی معلوم ہوئی بدیع الزمان نے مہتر قران سے کہا کہ وہ روشنی شگاف کوہ میں
کیسی معلوم ہوتی ہے ذرا جا کے دیکھو تو یہ کیا ہے مہتر قران اُسی شگاف کوہ کی طرف چلا جب قریب پہنچا تو دیکھا کہ دو [illegible]
بندھی ہے آتش چراغان روشن ہیں اور فرش سفید مثل چاندنی شفاف کہ جیسے چاندنی ماہ چاردہ کی شب کو چھٹکی ہوتی ہے اور اُس
فرش پر دو مسندیں پر تکلف آراستہ ہیں ایک مسند پر ایک پری جبین سفید پوش بعد حسن و جمال بیٹھی ہے چہرہ اُسکا ایسا نورانی ہے کہ جو دو ہفتہ
رات کا چاند شرمندہ ہے عکس رخ سے اُسکے اختر تابندہ جھلملا رہے ہیں گیسوے تابدار مثل مار سیاہ دوش پر لہراتے نکہت اُن کی
ہے از مشک و عنبر سارا ہی محفل بیعش خوشبو سے انکی بسی ہوئی ہے دوسری مسند پر تکلف پر ایک نازنین خورشید لقا
بعد ناز و ادا سبز پوش عنبرین زلف مہ وش تاج بھی سر پر رکھے ہوئے مثل طاؤس طناز کے جلوہ افروز ہے اور ایک نازنین
نمکین مہ نگین جیسی مہ جبین سبز رنگ آنکھیں نرگس شہلا رخسار گلہاے شگفتہ دندان گوہر آبدار گیسو سنبل پیچان سیمین تن
غنچہ دہن پوشاک و لباس عمدہ زیب بدن ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھکر دو فرشتگی ہے وہ حسن و جمال جنبال اُسکا کہ نگاہ
خیرہ کر لیتی ہے مہتر قران اس نازنین سبز رنگ پر ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گیا دفعتہ ایسا محو جمال جنبال ہو جمال
ہوا کہ بت کی طرح اُس صنم ذی حشم کے سامنے کھڑا رہ گیا اب خبر لیکر کون جاے خود فراموش ہے عشق چہرہ زیبا و روش
میں بیہوش ہے نظارہ روے جمال جہان آرا کا کرتا ہے دمبدم لب پر آہ سرد آنکھوں میں اشک گرم ہیں عشق کا دم بھرتا ہے کبھی سکوت ہے
کبھی یہ اشعار پڑھتا ہے اشعار

بیٹھے ہیں یا کہیں میں گر گیا
سرمے کا خط کھنچا ہوا تشہیر ہو گیا

دل محو حسن زلف گرہ گیر ہو گیا
تو بھی نظر سے ناز تیری
باغ جہاں ایسی گئی کہ شگفتگی

دیوانہ وار بستہ زنجیر ہو گیا
پیر جنون عاشق دلگیر ہو گیا
پہلو میں دل بھی تیری تصویر ہو گیا

اب ضعف پاؤں کی زنجیر ہو گیا
آئی نرگس چشم کا کوئی دیکھے تو بانکپن
تو بس نرخ کو زور بھی سیاہ تیرا

آپ سے دریافت کرتا ہوں فقط آپ اتنا بتلا دیجیے کہ یہ نازنین سبز تمکین سبز پوش تاجدار مسند نشین جاہ و جلال کون ہے اُسنے کہا کہ دختر بلند اختر جمال رشک ماہ پارہ جگر زہرہ شاہ باختری ہے اور نام اسکا ملکہ جہان افروز ہے عمتر قران نے کہا کہ دوسری نازنین ماہ جبین سفید پوش کون ہے اُسنے کہا کہ یہ بیٹی ہے جرنیل قدرت یاقوت شاہ کی ہے نام اسکا ملکہ مہر افروز ہے عمتر قران نے پوچھا کہ وہ تیسری نازنین سیمین تن گلعذار کرسی نشین جواہر نگار کون ہے اُسنے کہا کہ یہ بیٹی ہے گرد مرد عیار کی نام اسکا شور انگیز ہے عمتر قران نے کہا کہ یہ مہر و ماہ فلک حسن و جمال اس صحرا میں کیوں آئی ہیں پاس پری نے کہا کہ اسکا حال نہ پوچھ عشق و ہوس کی

بلا ہے کہ گلوں کی ٹھوکریں کھلواتا ہے دشت و صحرا دکھلاتا ہے اشعار	عشق کرتا ہے دل کی پامالی	عشق نے کردیے ہیں گھر خالی
عشق کرتا ہے جب اثر پیدا / عشق رہ تحمل ہے جسمیں نہیں بنا دیکھا	عشق کا جس پہ جن سوار ہوا	اُسکا دیوانوں میں شمار ہوا
پیٹھ جھولی ہے چشم تر پیدا / عشق وہ تحمل ہے کہ جسکو شگفتہ دیکھا	اے شخص یہ ملکہ جہان افروز نور جمال بے مثال شاہزادہ	

بدیع الزمان خوش خصال پسر حمزہ صاحبقران بلند اقبال پر عاشق و فریفتہ ہے جیسے تصویر آئینہ خورشید رو کی دیکھی ہے بیقرار و بیتاب ہے ناگہ یہ در و بار بار ہے سُنا تھا وہ شیر بیشہ مردانگی قید ہو کر آیا تھا اب اُسنے رہائی پائی ہے روز خون مارا کرتا ہے بات کو کسی کو کیونکر نکل جاتا ہے ملکہ جہان افروز کئی روز سے اس مقام پر فروکش ہے اس خیال سے کہ شاید وہ محبوب خوش اسلوب ادھر آنکلے ملاقات کامل ہو اور تسکین دل مضطر کو حاصل ہو عمتر قران نے یہ سُنکر کہا کہ تم ملکہ جہان افروز سے کیا علاقہ رکھتی ہو اُسنے کہا میں کوکا ہوں ملکہ جہان افروز کئی روز سے اس مقام پر فروکش ہے بدیع الزمان کو یہاں لے آئیں تو کچھ میں دوں گی ملکہ کی کوکا نے یہ سُنکر کہا کہ منہ دھو رکھ مسند کا لیے بیہودہ نہ بک تیرے نام پر پانچ جوتیاں جتنے کا پانی بھلا تو کیا جانے شاہزادہ بدیع الزمان کو اور کہاں پائیگا عمتر قران نے کہا کہ ملکہ کی کوکا تجھے اتنا تو نہیں چاہیے سنبھالے رہو آدمیت کی بات کرو میں شاہزادہ بدیع الزمان سے خوب واقف ہوں اُسنے کہا تجکو بدیع الزمان سے کیا خصوصیت ہے عمتر قران نے ہنسکر کہا میں عیار ہوں شاہزادے کا اور تجکو اگر اعتبار نہ آئے تو دیکھ لے بدیع الزمان وہ سامنے کھڑا ہے تم ملکہ سے پوچھ آؤ تو شاہزادے کو بلاؤں وہ عورت یعنی کوکا ملکہ کی دوڑی ہوئی خدمت میں ملکہ جہان افروز کے آئی ملکہ اُسوقت اپنی ہمسن و ہم جلیسوں سے یہ کہہ رہی تھی افسوس ہم عجب بد نصیب ہیں گردش فلک کجرفتار میں پڑے ہیں گھر چھوڑ کر معشوق دلفریب جامہ زیب کی تلاش میں نکلے ہیں کئی روز سے کوہستان میں پڑے ہوئے ہیں مگر اس گل نو دمیدہ گلشن صاحبقرانی کا کہیں پتا نہ لگا ہے بصورت بلبل نالاں آہ و فغاں فراق میں اُس گل خندان کے پُر شور و زبان کرتے ہیں شعر صبا بہ گلشن جاناں اگر چہ می گذری ۔ تو از حقیقت حالم تقل زخبری ۔ اور جاری ہیں شب و ماہ ملکہ گیتی افروز تو محبت وصل معشوق کے مزے اڑاتی ہیں ہم بد نصیب صدمہ ہجر محبوب میں مبتلا ہیں یہ کہکر آہ سرد دل پُر درد کھینچکر شبنمہائے چشم نم سے گرانے لگی کوکا نے حضور سلام کیا اور کہا کہ اے ملکہ مبارک ہو شاہزادہ بدیع الزمان تشریف لائے ہیں سر اٹھو تو یہیں سے بھر دیکھئے کہ یہ خبر فرحت اثر تو نے سنائی ہے فسردہ بہار نتیجہ دل پژمردہ ملکہ بیساختہ بولی اے دایہ تیرے منہ میں گھی شکر کہاں ہیں ہر چند مجکو اپنے طالع نکو سے توقع نہیں ہے لیکن شاید گردش ستاروں کی بدل گئی ہو کہیں سچ ہی ہیں اُس مسیحائے زماں کو دیکھ آئی ہو آج کیونکر تو جھوٹ ہو تشفی دل کے لیے کہتی ہے یا سچ ہے کوکا نے قسمیں اُسنے کہا کہ آپکے نمک کی قسم اور اپنے دونوں بیٹوں کی قسم میں اپنی آنکھ سے دیکھ آئی ہوں اگر حکم ہو تو جاکر بلا لاؤں ملکہ نے کہا جبتک میں اپنی آنکھ سے دیکھ نہ لونگی ہر گز یقین نہ آئیگا اگر تو سچی ہے تو جا میرے دلربا کو لاکے میرے پہلو میں بٹھا دے اُسنے کہا آپ صحبت عیش و طرب آراستہ کیجیے میں آپ کے معشوق کو لیے آتی ہوں یہ کہکے وہ عمتر قران کے پاس آئی کہا کہ ملکہ مشتاق جلوہ خورشید برج حسن و شجاعت ہے تو مجھے جلد تشریف لے چل میرے ہمراہ کردے عمتر قران ملکہ کی کوکا کو ساتھ لے کے پاس بدیع الزمان کے آیا یہاں بدیع الزمان سے اسد شیر دل کہہ رہا تھا کہ اے صاحبقران آپ ان تینوں نازنینوں میں سے کس پر مائل ہو

شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ مین تو معشوق سبز پوش تاجدار پر مائل ہون اسد نے کہا مین تو نازنین سفید پوش پر عاشق
ہون اتنے مین مہتر قران ایک عورت کو ہمراہ لیے ہوے آیا اور بدیع الزمان سے کہا اے شہریار مژدہ باد یہ نازنین سبز پوش تاجدار
حبشی پر لقا کی اور آپکے عشق مین دیوانہ وار پھرتی ہے ادھر بھی مشتاق دیدار آپکی آئی ہے اور یہ ملکہ کی کوکا ہے جسوقت نگاہ ملکہ کی
کوکا کی چہرہ پر جمال بدیع الزمان پر پڑی ماہ کامل کو جلوہ گر دیکھا خدا کی قدرت نظر آئی سر سے پانؤن تک بلائین لینے لگی کہا کہ حضور
چلیے آپکے فراق مین ملکہ جہان افروز نے اپنا حال تباہ کیا ہے اب دیر نہ کیجیے تشریف لیچلیے شربت دیدار سے تشنہ فراق کو سیراب کیجیے
گلشن حسن ملکہ جہان افروز خزان دیدہ سرسبز و شاداب فرمائیے یہ سنکے شاہزادہ بدیع الزمان ملکہ کی کوکا کے ساتھ چلے اسد شیر دل
نے کہا مین بھی آپکے ہمراہ آتا ہون شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا تم یہین ٹھہرو مین وہان جاکر تمکو بلا لونگا یہ کہکر صحبت عشرت ملکہ
کیطرف آئے جسوقت ملکہ جہان افروز نے شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھا مسند سے اٹھ کھڑی ہوئی دوڑ کے ہاتھ شاہزادہ بدیع الزمان
کا پکڑ لیا اور لاکے مسند زرنگار پر اپنے پہلو مین بٹھایا سامان عیش مہیا کیا دور جام گردش مین آیا ملکہ نے ساغر زرنگار اپنے ہاتھ سے
لبریز کیا اور شاہزادے کو دیا بدیع الزمان نے شراب کا جام ہاتھ سے نہ لیا پینے مین انکار کیا ملکہ نے کہا اے شہریار اے آرام دل بیقرار میری
خوشی یہ ہے کہ میرے ہاتھ سے ایک جام بادۂ گلرنگ نوش کرو شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا تم کافرہ غیر مشرب ہو یہ شراب مجکو پینا حرام ہے اگر
تمکو ہم سے علاقہ و محبت دلی ہے تو وحدانیت خدا کا اقرار کرو اور فوراً دین اسلام کو دل مین جگہ دو زنگ کفر کو آئینہ قلب و جگر سے دھو
مسلمان ہو ملکہ جہان افروز نے کہا مین مسلمان تو کی ہون تمکو سجدہ کرنیکو موجود ہون آئین اسلام تلقین کیجیے زلال شربت دین اسلام پلائیے
بدیع الزمان نے کہا سجدہ انسان کو کرنا منع ہے لائق سجود رب معبود ہے ہم راہ سنت بتانے کو اور تلقین طریق اسلام تعلیم کرنیکو موجود ہین
غرض ملکہ جہان افروز بصدق دل مسلمان ہوئی نقاب رحمت کی اور کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا اور جتنی ساتھ والیان تھین ان سب
کو مسلمان کیا اب دور بادۂ گلرنگ چلنے لگے آپس مین رمز و کنایہ کی باتین ہونے لگین شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ باہر میرا بھائی
اسد شیر دل اور عیار میرا مہتر قران دونون کھڑے ہین انکو بھی بلاؤ ملکہ نے کوکا کو اپنی بھیجا وہ جاکر یہ بھی بیان اسد شیر دل
بہر نصد کرتا ہے کہ صحبت مین چلیے کہ مہمان کو دیر ہوتی مہتر قران سوچتا ہے یکایک کوکا ملکہ کی آئی اور کہا کہ چلیے آپکے
مہمان بلاتے ہین اسد شیر دل اور مہتر قران اُسکے ہمراہ چلے جب محفل عشرت مین پہونچے ملکہ جہان افروز اور شاہزادہ بدیع الزمان
ایک مسند زرین پر بے تکلف بیٹھے مثل آفتاب و مہتاب کے دیکھا گویا قران سعدین نظر پڑا اسد نامور نے ملکہ جہان افروز کو سلام
شہزادانہ کیا اور پاس ملکہ مہر افروز کے مسند زرنگار پر جلوہ افروز ہوے ملکہ مہر افروز بھی اسد شیر دل کو دیکھتے ہی بدل و جان
شیفتہ و فریفتہ ہوئی مگر چپکی بیٹھی رہی ملکہ جہان افروز نے اپنی کوکا سے کہا کہ اسد شیر دل و ملکہ مہر افروز کو علیحدہ بٹھا کر تنہا دو
تاکہ خلیہ ہو آپس مین لطف مزے جوانی کے اٹھین ملکہ کی کوکا نے ایک خلوتخانہ واسطے اسد شیر دل و ملکہ مہر افروز کے تیار کیا دونو
کو بٹھا کر وہان مسند پر تکلف پر بٹھایا سامنے جام شراب آیا ملکہ نے ہاتھ مین لیکر اسد سے کہا اے شہریار نوش فرمائیے اسد
شیر دل نے کہا کہ اگر تم مسلمان ہو وحدانیت پروردگار کا اقرار کرو تو مین یہ جام بادۂ گلرنگ تمہارے ہاتھ سے پی لون ملکہ
مہر افروز بصدق دل مسلمان ہوئی کلمہ پڑھا سجدۂ شکر خدا بجا لائی نقاب رحمت کرنے لگی صحبت عیش و عشرت گرم ہوئی بوس و کنار
ہونے لگا ادھر مہتر قران نے ملکہ شور انگیز سے کہا کہ اے صاحب تم کیون مضمحل اور افسردہ مثل گل تر پژمردہ بیٹھی ہو آؤ
چلو علیحدہ چلین ہم تم مشغول بوس و کنار کرین ملکہ شور انگیز نے کہا کہ میری قسمت مین کالیا آبنوس کا کندہ تصویر ظلمات
حبشی کا بچہ رکھا تھا مہتر قران نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا ملکہ نے کہا موذی کالے کیا شامت آئی ہے مجکو ہاتھ نہ لگا دور
سے بات چیت کرین ایسے جلے ہوے سوختے تو پسند نہین کرتی مہتر قران نے کہا غصہ نہ کیجیے گریبان دکھلائیے
ٹھنڈی ٹھنڈی آنکھین جلی آپ ہی منہ آ لیجیے ان گرما گرم باتون پر مہتر قران کی ملکہ شور انگیز ہنس دی شاہزادہ

بدیع الزمان نے کہا ای ملکہ شور انگیز یہ عیار بیرا بادشاہ ملک حبش ہی اسکے برابر کوئی نہیں ہی اور ابتک کسی پر مائل نہیں ہوا خدا
جانے کیا سبب ہی کہ اسکو تمسے الفت ہوئی تم نے اسپر کوئی منتر دم کی یا کوئی افسون پڑھا جو مہتر قران تم پر عاشق ہوگیا یہ کہکے
بدیع الزمان نے مہتر قران سے اشارہ کیا کہ ملکہ شور انگیز کو گود میں اٹھا لیجاؤ مہتر قران جیب سے ملکہ شور انگیز کو گود میں
اٹھا لیگیا چونکہ ملکہ شور انگیز بھی مہتر قران پر مائل تھی مگر بسبب ظاہر کے نخرے تھے غرضکہ لیجاکر مہتر قران نے ملکہ شور انگیز کو بھی
مسلمان کیا اور جام شراب پیکر مشغول باختلاط ہوئے اب علیحدہ علیحدہ تینوں صحبت آرا ہیں رات بھر عیش و عشرت و بوس و کنار
و لطف وصال دلدار میں رہے ناگاہ نور سحری پیدا ہوا سلطان مشرقی نے اقلیم فلک پر طلوع کیا صبح ہوئی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی مرغان
خوش نوا چہکارنے لگے طیور حمد الٰہی میں مشغول ہوئے شاہزادہ بدیع الزمان و اسد شیر دل نے غسل کیا نماز سحری بجا لائے ملکہ
جہان افروز سے بدیع الزمان نے کہا ای ملکہ خدا حافظ اب ہم لشکر لقا پر جاکر شبخون مارینگے تم بسپرد خدا کیے جاتے ہیں اگر زندہ
رہینگے تو انشاء اللہ پھر ملاقات کرینگے ملکہ جہان افروز آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور کہا ای شہریار ابتو ملے کہ آدمی کی پرسشی(?)
جدائی وجہ سیری دو روز بھی لطف صحبت نہ اٹھایا اچھی طرح جی بھر کے نہیں دیکھا میں ہرگز جانے کو نہ جانے دونگی اشعار

دیکھوں میں پھر تجھے تڑپائے گا	اشک خون آنکھوں سے رلوائیگا	اب جو پہلو سے مرے جائیگا	آکے زندہ نہ تجھے پائے گا
چاند سی شکل یہ ای ماہ لقا	دیکھنے کو تجھے ترسائیگا	جانے میں آپ اگر تو بہتر	یہ تو فرمائیے کب آئیگا

شاہزادہ بدیع نے کہا ای ملکہ ہرچند کہ مجکو بھی تمہاری جدائی بہت شاق ہی لیکن غم تمہارا فراق ہی مگر کیا کریں قول مردان
جان دارد کہ جو منہ سے کہا ہی اسکو نباہنا چاہیے ہی میں کہ چکا ہوں ایک میرا ہم چشم شاہزادہ قاسم ہی آپنے یہاں انتالیس
شبخون مارے میں بھی انتالیس روز خون لشکر لقا پر مارونگا تو چین لونگا اب میں کسی طرح رک نہیں سکتا ہوں کہ دیر
ہوئی ہی یہ سنکر ملکہ جہان افروز بآہ و زاری و بناز و اشکباری شاہزادہ بدیع الزمان سے لپٹ گئی مسدس

جانے جانے ہی کی ضد ہی تو بہت خوب اچھا	ای ستم پیشہ کہیں تجھ سے کہ مرنہ جانا	تا تم آہی نہیں کہنے کو پھرے تو اچھا(?)
مجکو یہ دھن ہی تو ہم نے بھی جی پر ٹھانا	پھینک دینگے ابھی ہم چیر کے پہلو اپنا	تجھ سے قابو نہیں دل پر تو ہی قابو اپنا

یہ سنکر محزون و نالان شاہزادہ بدیع الزمان تلوار ٹیک کے اٹھ کھڑے ہوئے اسد شیر دل بھی چلنے کو تیار ہوا ملکہ مہر افروز نے
کہا کہ ای شہریار تم کہاں چلے شاہزادہ بدیع الزمان کو جانے دو تم میرے پاس رہو اسد نے کہا ای ملکہ پروانہ کہیں شمع سے جدا
ہوکے رہ سکتا ہی بلبل گل کو کب چھوڑتی ہی شعاع قمر سے علیحدہ نہیں ہوتی شعر جاؤں نہ ساتھ عشق کا بالکل قصور ہی یا ہوں
تو چھوڑ دوں یہ جیت سے دور ہی ای ملکہ نظر بخدا رکھو انشاء اللہ اگر جیتے رہے تو پھر بادو نجان(?) کے ہمراہ آئینگے خاطر جمع رکھو
غرض فکر و تردد کے دعا کر مہتر قران بھی گھبرا کر اٹھا دیکھا کہ آفتاب طلوع ہوا ہی عرض کی ای شاہزادہ بدیع الزمان کیا آج
روز خون مارنے نہ چلیے گا شاہزادے نے فرمایا چلو چلتے ہیں وقت شمشیر زنی کا آگیا نشہ جرأت و ہمت کا جوش ہی دین و دنیا
فراموش ہی ملکہ شور انگیز نے کہا ای اختر فلک عیاری ای کوکب سپہر طراری و خنجر گذاری یہ کیا تو بھی مجکو چھوڑ کے چلا جائیگا بعد
وصل صدمہ فراق دکھائیگا ارے موئے سنڈے اگر مجکو جانا ہی تھا تو کیوں اور زیادہ منہ کالا کیا کہ آشنا ہوگیا ارے
موذی اسلئے چھٹا تھا میں تو تجھ سے بھاگتی ہی تھی مجکو کیوں الفت کے عذاب میں ڈالا ہیچ پڑنا ایسے سے یا لا شعر ایسا جو مجھ
سے کبھی بات نہ کرتی وہ و اسد کہیں تجھ سے ملاقات نہ کرتی وحشی اب پچھتائے کیا ہوتا ہی جب چڑیاں چگ گئیں کھیت مہتر قران نے
ہنسکر شور انگیز کو گلے سے لگایا اور کہا ای جان جہان ای راحت دل مشتاقان تمہاری بھولی بھولی باتیں بھلی لگتی ہیں مجھ
اپنے دل میں منصفی کرو یہ وفاداری کے خلاف ہی کہ آقا جدال و قتال دشمنوں سے کرنے جائے اور غلام پہلو میں معشوقہ کے لیے
پڑا رہے دل کیونکر قبول کرے علاوہ اسکے تمکو ہم سے پھر کیا امید ہوگی یہ ذکر تھا کہ شور الفراق بلند ہوا جیت پر ہم تمام صحبت

عشاق ہوگئی ✤ واسمین مینہ جو شمع سحر نے چھپایا ✤ القصہ شاہزادہ بدیع الزمان ملکہ جہان افروز کو اسد شیر دل ملکہ
مہر افروز کو مہتر قران ملکہ شور انگیز و مضطر و نالان با دیدۂ گریان حیران و پریشان چھوڑ کر روانہ ہوئے یہان صبح کو یاقوت شاہ
جبریل قدرت کو خبر ہوئی کہ ملکہ گیتی افروز تو غائب ہو چکی ہی اب ملکہ مہر افروز اور ملکہ جہان افروز بادہ ساتھ اُسکے شور انگیز وغیرہ
بھی ہین صحرائے سبزہ زار کی طرف گئی ہین یاقوت شاہ سوار ہوا مع چند ملازمون کے اُسی صحرائے پر فزا مین آیا جہان کہ ملکہ
مہر افروز وغیرہ نے جلسۂ عیش و نشاط کیا تھا دیکھا کہ نازنینان پریجبینان بیٹھی ہوئی آپس مین ہنس بول رہی ہین ہنسی
مذاق کی باتین کر رہی ہین یاقوت شاہ اُنکے پاس آکر بیٹھا پوچھا تم سب یہان کیون آئی ہو اُن سب نے کہا کہ ہمارا دل گھبراتا
تھا براے تفریح طبع ادھر صحرائے سبزہ زار مین چلے آئے کہ کچھ دل بہلے یاقوت شاہ نے کہا کہ اب مکان کو چلو آج کل خدا پرست
روز خون مارنے آتے ہین ایسا نہو کہ تمکو بھی قتل کرین غرض کہ یاقوت شاہ سب کو سمجھا بجھا کر لیگیا کہا اگر تمھارا دل ایسا ہی
گھبراتا ہی بہشت کی سیر کرو ہنسو بولو دل بہلاؤ باہم پریون سے کھیلو کودو مگر کہین نہ جاؤ یہان شاہزادہ بدیع الزمان اسد شیر دل
و مہتر قران تلوارین کھینچکر نعرے کرتے ہوئے لشکر لقاے بے بقا پر روز خون گری تلوار چلنے لگی دریاے خون بہنے لگے کشتون کے
پشتے سرون کے ڈھیر ہوگئے تلاطم عظیم برپا ہوا دن بھر لڑے سیکڑون کفار قتل کیے جب شام ہوئی تاریکی پھیلی شام کو پھر اسی کوہ کی
طرف آئے ہر ایک دامن کوہ و صحرا مین تلاش کیا مگر ملکہ جہان افروز وغیرہ کا کہین پتا نشان نہ ملا نہایت حیران و پریشان متردد
و متفکر ہوئے کہا الٰہی یہ کیا ماجرا ہی کہ دفعتہً سب کے سب غائب ہوگئے اسد نے کہا کہ ای مہتر جان معلوم ہوتا ہی کہ لقاے بے بقا نے
آدمی بھیجکر بلوا لیا ایسا ہی ہی جاکر لقا کو اسیر کرتا ہون اور اُسکی معشوقہ ملکہ جہان افروز کو ساتھ لیے آتا ہون بدیع الزمان نے کہا
بیٹا یہ کام سرزنش سے نہین نکلتا ہی تدبیر سے ہوتا ہی مہتر قران نے کہا ای شہریار ملکہ باغ بہشت لقا مین ہونگی میرے خیال مین ایک
تمھاری سمجھی تو ساتھ تدبیر اور عقلمندی کے ہوگی مین فرشتے کی صورت بنون اور تم شاہزادے دونون ہاتھ باندھکے توبہ توبہ کرتے ہوے
میرے پیچھے چلے آؤ جب دروازہ بہشت پر پہونچینگے تو دربانون سے یہ کہینگے کہ بشنہ مرفوع مین آگ لگی تھی اُن دنون ہمنے توبہ کی
دین لقا قبول کیا ہم بحکم لقا انکو اندر باغ کے لیے جاتے ہین کوئی دروازے پر نہ روکے گا اسی صورت سے اندر باغ بہشت کے
چلے چلینگے ملکہ جہان افروز و مہر افروز کو ڈھونڈھ لینگے یہ تدبیر شاہزادہ بدیع الزمان نے بہت پسند کی اور کوہ سے مہتر قران عیار
شاہزادہ بدیع الزمان کا بشکل فرشتگان دونون شاہزادے ہاتھ باندھے چلے آگے آگے مہتر قران اور پیچھے پیچھے اسد شیر دل
اور شاہزادہ بدیع الزمان جس وقت در باغ بہشت پر پہونچے دربانون نے کہا ای فرشتے مقرب درگاہ خداوند لقا کے یہ کیا معرکہ ہی
فرشتے نے کہا ای دربانون انکو نہ روکو یہ عتاب خداوندی لقا مین آئے تھے بشنہ مرفوع مین حکم خداوند لقا سے آگ لگا دی گئی
تھی تا یہ گنہگار جل جائین جب انھون نے توبہ کی اور دین خداوند لقا قبول کیا پاس خداوند لقا کے آئے انکے گناہ بخشے
گئے مجکو حکم خداوند لقا ہوا کہ یہ دونون تازہ گنہگار بخشش یافتہ قابل رحمت ہین انکو باغ بہشت مین پہونچا دو خازن بہشت
خداوند لقا سے کہدینا کہ انکو نہ روکو جانے دو دربانون نے کہا ای فرشتہ مقرب جائیے لیجائیے ان دونون کو گراکے بڑھکر سڑک پر
دوراہی کہ ایک راہ زنانے بہشت کی طرف گئی ہی اور ایک راہ مردانے بہشت کی طرف تم زنانے بہشت کیجانب نہ جانا یہ کہکے وہ
فرشتہ نقلی باغ بہشت خداوند لقا مین داخل ہوا جاتے جاتے جب قریب زنانی ڈیوڑھی کے پہونچے تو ایک عورت قصر یاقوت سے
نکلی مہتر قران نے اُسے پہچانا جھپٹکے اُسکے پاس آیا کہ ملکہ کہان ہین وہ عورت وہی ملکہ کی کوکا تھی اُسنے مہتر قران کو پہچان کر
کہا ای مرد عیاران عیار مہتر قران نامدار ملکہ ہماری یاد شاہزادہ بدیع الزمان مین مضطر و بیقرار ہین رو رہی ہین یہان کیسے تم
کیسے آئے مہتر قران نے کہا دونون شاہزادے بھی میرے ہمراہ آئے ہین وہ دیکھو سامنے کھڑے ہین یہ سنتے وہ عورت خوش
ہوکر دوڑی گئی جاکر ملکہ مہر افروز و ملکہ جہان افروز کو مژدۂ جان بخش خبر آمد بدیع الزمان و اسد شیر دل و مہتر قران وغیرہ

کا ستایا کہا ہے ملکہ عمر قران عیاری کرکے فرشتہ مقرب درگاہ خداوند لقا کی شکل بنکر ان سب کو اپنے ہمراہ لایا ہے یہ خوش خبری
پاتے ہی ملکہ جہان افروز و ملکہ مہر افروز و ملکہ شور انگیز اٹھ کھڑی ہوئین فوراً قصر یاقوتی سے باہر آئین اشارے سے شاہزادہ بدیع الزمان
اور اسد شیر دل و عمر قران کو بلایا جب یہ تینون قریب آئے وہ دوڑ کر لپٹ گئین ہاتھ پکڑے ہوے اپنے اپنے قصر مین لے گئین
قصر یاقوتی مین ملکہ جہان افروز شاہزادہ بدیع الزمان کو لیکے داخل ہوئین اور قصر مروارید مین ملکہ مہر افروز اسد شیر دل کو
لیے آئین اور قصر زبرجد مین ملکہ شور انگیز عمر قران کو لیکے پہنچین ہر قصر مین صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی دور دو جام بادہ گلرنگ
کے پیے اختلاط کی باتین ہونے لگین شغل بوس و کنار مین مصروف جام بادہ وصال کا ساقی ہوا تمام شب اسی عیش و عشرت
مین بسر ہوئی جب صبح کا تارہ چمکا وہ مجاہد عابد و زاہد اس فرش انبساط سے اٹھے نماز سحری بجا لاے حمد و ثناے الٰہی مین مصروف
ہوے بعد دعاے فتح و نصرت بدیع الزمان نے ارادہ کیا کہ جاکر دشمنون لشکر لقا پر ماریں ملکہ جہان افروز نے صاحب ہمت و
شجاعت کو نہ جانے دیا کہا کہ اے شہریار میری خوشی یہی ہے کہ آج آپ نہ تشریف لیجائیے لونڈی کو ہجر مین نہ تڑپائیے شاہزادہ
بدیع الزمان بھی چپ ہو گیا اور ملکہ کے کہنے کو منظور کیا اور نہ گیا یہان خادمان بہشت بختیارک کے پاس آئے اور کہا کہ
بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران اور اسد شیر دل کو فرشتہ مقرب درگاہ وحدانیت اپنے ساتھ بہشت مین لیگیا وہ دونون
توبہ توبہ کرتے ہوے باغ بہشت مین داخل ہوے بختیارک نے اپنے دل مین کہا کہ بدیع الزمان ملکہ جہان افروز پر
مقرر عاشق ہوا اور عمر قران عیار عیاری کرکے بصورت فرشتہ ضرور اسکو لیگیا یہان تو بختیارک یہ خیال ہی کر رہا تھا
کہ شاید ایسا ہوا ہو گا کہ سپاہی زنانی ڈیوڑھی کے وہ پانچ لاشین لائے اور کہا انکو بدیع الزمان نے قتل کیا ہے اور باب
داخل قصر ملکہ جہان افروز ہوے ہین یہ سنکر بختیارک اٹھا اور جاکر خداوند لقا سے حال بدیع الزمان بیان کیے یہان
لقاے بے بقا نے شراب تیز و تند طلب کی کہ بیخود نشہ پانی جاکر گنبد گیتی نما پر جاؤن تقدیرین اپنے بندگان خداوندی
کی کرون اسوقت تک کوئی دربار مین حاضر نہ ہوا تھا جسوقت لقاے بے بقا گنبد گیتی نما مین آیا بختیارک حاضر ہوا اور
آداب بجا لایا عرض کیا یا خداوندا ایک راز مخفی گذارش کرتا ہون کہ ملکہ گیتی افروز تو ہاتھ سے جا چکین اب دوسری صاحبزادی
ملکہ جہان افروز بھی جایا چاہتی ہین جلد خبر لیجیے غفلت نہ کیجیے اور ملکہ مہر افروز کا بھی ستارا چمکا چاہتا ہے جبرئیل قدرت
یاقوت شاہ کا کاشانہ مصدر آب نخلت کدہ ہو گا اور ملکہ شور انگیز دختر گردمرد بھی جوش مین آئی ہے اسکو بھی دریا دلی سے بہر
مسلمانی کی ہے مین نے معتبر خبر پائی ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران اور اسد شیر دل نبیرہ امیر یا تو برادر عمر قران
عیار بدیع الزمان داخل باغ بہشت ہو چکے ہین قصرہاے علی و زرجال سے منور ہین عیش و عشرت مین زینت بخش خلوتکدہ
ہم جلیسان ہین لقاے بے بقا نے کہا او شیطان مجسم کیا بکتا ہے بختیارک نے کہا کہ دربانان باغ بہشت یہ خبر لائے ہین
انھون نے بیان کیا ہے لقا نے کہا مین نے تقدیر نہین کی تو جو تو کہتا ہے بختیارک نے کہا اگر آپ فرمائین تو مین
جاکر دیکھ آؤن لقا نے کہا جا دیکھ آ مگر خبردار اگر تو نے کوئی بات جھوٹ کہی تو مین بہت برے پیش آؤنگا یہ سنکے
بختیارک وہان سے جلد چل باغ بہشت لقا ہو کر قصر ملکہ جہان افروز مین آیا دیکھا کہ پردے زرنگی پڑے ہین اندر سے
صداے رقص و سرود دلربا ہے پردہ اٹھا کر دیکھا کہ بدیع الزمان و اسد شیر دل و عمر قران اپنی اپنی معشوقہ سے اختلاط مین
مشغول ہین جلسہ عیش آراستہ ہے بس یہ دیکھتے ہی پردہ چھوڑ کر بھاگا عمر قران نے جھبک آدمی کی دیکھی کہ کوئی شخص جھانک کر بھاگ
گیا جلدی سے پردہ اٹھا کر باہر قصر کے آیا دیکھا کہ بختیارک بھاگا جاتا ہے بڑھکر نعرہ کیا کہ او مردک شیطان مجسم خبردار کدھر جاتا ہے کہان
بھاگا جاتا ہے مین آ پہنچا مردود جاسوسی کو آیا تھا بختیارک اور زیادہ بھاگا عمر قران جست کرکے اسکے پاس پہونچے
بختیارک پاؤن پر عمر قران کے گر پڑا عمر قران بختیارک کو پکڑ لایا شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا

کراے شہریار بہ حرامزادہ خبر لینے کو آیا تھا مین اسکا سرکاٹے لیتا ہون بختیارک نے کہا مین غلام ہون حضور کا اب معاف کیجیے
شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ اے عنبر قران بختیارک کو قتل نکرو ستون سے باندھ دو عنبر قران نے بختیارک کو رسی سے
ستون مین جکڑکے باندھ دیا وہان لقاے بے بقا نے جب دیکھا کہ بختیارک کو بہت دیر ہوئی اور ابتک خبر لیکر نہین آیا گرد مرد
سے لقا نے کہا کہ تو جاکر خبر لاکر بختیارک کو کیا ہوا جو خبر لیکر نہین آیا کیا کسی عذاب مین یہ شیطان مبتلا ہوا گردمرد بحکم لقاے
بے بقا قصر باغ بہشت مین پہونچا پردہ اٹھا کے جھانکنے لگا عنبر قران نے جھپٹ کے اسے بھی گرفتار کیا شور انگیز نے کہا جیسے
پدر کو قتل نکرنا عنبر قران نے اسے بھی ستون سے باندھ دیا جب لقا نے دیکھا کہ گرد مرد بھی پھر کر نہ آیا غصہ مین یاقوت شاہ
سے کہا کہ آج قصر باغ بہشت مین کیا آفت آئی ہو جو جاتا ہے پھر کر نہین آتا ہے تو جا کر دیکھ تو کہ ان دونون کو کیا ہوا جو پھر کر نہین آئے
یاقوت شاہ جلدی جلدی قصر باغ بہشت مین آیا پردہ اٹھا کر جھانکا اسد شیر دل نے جو یاقوت شاہ کو دیکھا جھپٹ کر پکڑ لیا
اور یاقوت شاہ کی مشکین باندھ کے ڈالدیا جسوقت لقا نے دیکھا کہ یاقوت شاہ بھی جاکر بیٹھ رہا پھر کر نہ آیا نہایت غصہ ہوا تلوار
کھینچکر غیظ و غضب سے کانپتا ہانپتا چلا قصر باغ بہشت مین آکر پردہ زربفتی اٹھا کر دیکھا کہ ملکہ جہان افروز پہلوے بدیع الزمان
مین رونق افروز ہے اور ملکہ مہر افروز پہلوے اسد شیر دل مین جلوہ آرا ہے اور ملکہ شور انگیز پہلوے عنبر قران عیار بدیع الزمان
مین خمکش ہے اور بختیارک اور گرد مرد ستونون سے بندھے کھڑے ہین اور یاقوت شاہ کی مشکین بندھی ہوئی ہین لقا یہ
دیکھکر غصہ ہوا تمام جسم مین آگ لگ گئی نعرہ کیا باش او خیرہ سر اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر لقا نے تلوار کھینچی
شاہزادہ بدیع الزمان مثل شیر غضبناک تلوار پکڑکر جھپٹا لقا نے تلوار کا وار کیا بدیع الزمان نے خالی دیکے قبضہ پر جھپکی ماری
تلوار لقا کے ہاتھ سے چھوٹ کر گری بدیع الزمان نے جھپٹ کر ہاتھ ڈالکر لقا کو اٹھا لیا اور زمین پر پٹخ دیکر کہا کہ او نابکار
شریر اکہ ماردون زمین کا پیوند ہو کر نی الناز والسقر ہو لقا گڑگڑانے لگا کہا مین نے تقصیر نہین کی ہو کہ تو مجھے ماریگا بدیع الزمان
ہنسا اور اسکو چھوڑ دیا اور تلوار لقاے بے بقا کی زمین سے اٹھا لی اور کہا کہ بیٹھ جا تو بھی شراب پی لے غرضکہ اس
صحبت مین لقا وغیرہ سب بیٹھے اور شراب خواری ہونے لگی جلسۂ عیش و عشرت گرم ہو گیا ناچ و رنگ ہونے لگا۔
وہ کلمے داستان طلسم بیان دعا کرنا امیر حمزہ صاحبقران کا اور پھنسنا طلسم مین اور ملاقات ہونا پیر زال خورا
جنی سے اور ہاتھ آنا لوح و سلاح جنگ کا اور عقد ہونا دختر خوراے جنی سے عجیل ماہرو کا اور عمرو سے اسکی کبر کا
کا نام دختر خوراے کا لعل افروز پری اور کبر کا نام مشکل پری اور مقابلہ لقابلہ سرخ پوش کا اور قتل ہونا زردمان شاہ

	ہاتھ سے امیر حمزہ صاحبقران کے	

پلا ساقیا دور جم جم رہے کہ تیری یہ چشم مروت سے دور ہوا رخوان کی ہو ساقی تلاش کر زلف مے سے سرشار ہون حجاب حقیقت اٹھا دے سحر	کوئی دم نہ اب دور کی تھم رہے دیا تو نے ابتک نہ جام سرور اسی سنگ غم سے ہون دل پاش پاش کہ موسوم کر حسن دلدار ہون مضامین کے جلوہ دکھادے سحر	ذرا ساقیا مجھ سے جالا کہان بنا کر کیا دخت رز کو عروس دکھاؤن وہ نقشہ مجھے کھینچکر تامل نکر دل ہی میرا کباب بہت ترانہ رات محفلان	یہ بھائی نہین تیری بیباکیان جو شاہانہ رس میکدے مین چلوں بھڑک جاے بہزاد دیکھے اگر پلا ساقیا قدح آفتاب کہ علم منود مین نشان بیان

محفل آرایان مشاطۂ عروس سخن جلوہ کنندگان بزم گلہاے معنی انجمن عبارات رنگین کو بیان رنگین سے یون زیر قلم
لاتے ہین کہ جب نرازکات سانی سلیمان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو وہ جو لا بر عبادتخانہ ہو اکے براے طلب حاجت
پروردگار عالم سے تشریف لاے خواجہ عمرو ہمراہ تھے امیر نے کہا اے خواجہ وہ اژدہا کس جا ہے جو عجیل ماہرو کو نگل گیا
ہم نے ہزار جگہ دیکھا کہ جس جگہ مسکن اژدہا کا تھا ہے وہان کے خس و خاشاک اور اشجار خشک و تر جل جاتے ہین

اس مقام پر عکس کیفیتیں نظر آتی ہیں کہ نخل سرسبز و شاداب ہیں سبزہ تر و تازہ لہک رہا ہی برگ گل تلیان دکھا رہی ہیں طائر
جابجا خوش الحانیاں کرتے ہیں دم وحدانیت باغبان قضا و قدر کا بھرتے ہیں عمرو نے کہا ای امیر اسی جگہ عجیل نے فرش بچھا کر
جشن شی کی اور استغراق اسکو اسی جگہ ہوا اور اسی مقام سے اژدہاے عجیب پیدا ہوا اور عجیل کو نگل گیا القصہ امیر بازوقیر
سر شام سے بعد نماز حاجت دعا مانگنے کو بیٹھے سر برہنہ کیا اور ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے اشک حسرت وہاں چشمہ چشم
کے بہر بار سے جاری ہوے اور راز دل اس بے نیاز رب کارساز سے بیان کرنے لگے اور بلبلا کر یہ دعا مانگنے لگے قطعہ

ای کریمی کہ از خزانہ غیب	گبر و ترسا وظیفہ خور داری	دوستان را کجا کنی محروم	توکہ با دشمنان نظر داری
توئی ہست بخشندہ عاصیان	توئی را حمایت کن بیکسان	ممد ار یار از راہ حنفا	خطا در گذار و صواب نما

ای سمیع و علیم ای غفور الرحیم ای فتاح طلسم مشکلات ہیں دستگیر ای مددگار مجبور و بیکسان و مضطر یہ عاصی تجھ سے ملتجی ہے کہ اس بلا
سے جلد نجات دے اور عجیل کو بازیاب کر تو خوب عالم و دانا ہے کہ میں ترقی دین اسلام کے واسطے مدام کوشش و سعی کرتا ہوں اب
اس دشمن سخت سے ... اس بند عذاب عظیم سے میرے سرداروں کو رہا کر اسیطرح چار پہر رات حمزہ صاحبقران
نے درگاہ خدا میں دعا مانگی آثار صبح ظاہر ہوے نماز سحری بجا لائے اور پھر چاہا کہ مشغول دعا ہو درگاہ رب اکبر ہوں یکبارگی
دیکھا کہ ایک اژدہا ... کے نکل وہاں غار و کوہ عمیق کے سامنے چلا آتا ہے جب اژدہا قریب آیا ایک آواز آئی ای حمزہ
تو منہ میں اس اژدہے کے چلا آ اندیشہ نہ کر امیر بازوقیر نہایت حیران ہوے کہ گرد اگرد کسی کو چاروں طرف متحیر ہو کے دیکھنے لگے تو پھر آواز آئی ای حمزہ
تو نے بڑے بڑے طلسم فتح کیے اژدہوں کے منہ میں کودا اور اس مقام پر تو خائف ہوتا ہے کچھ مطلق خوف نہ کر بلا تامل
تو منہ میں اس اژدہے کے چلا آ مطلب تیرا جلد حاصل ہوگا یہ سنکر عمرو سے امیر بازوقیر نے کہا کہ میں تو منہ میں اس اژدہے
کے جاتا ہوں مجھکو یقین کامل ہے کہ عجیل بھی زندہ ہے یہ کہکے جھپٹ کر منہ میں اژدہے کے در آئے عمرو دیکھ رہے ہیں کہ پھر
آواز آئی کہ ای خواجہ تم بھی دہن اژدر میں داخل ہو دیکھ نہ ڈرو عمرو بھی آنکھیں بند کر کے دہن اژدر میں کود پڑے بعد تھوڑی
دیر کے ہوش جو آیا باغ بہشت آئین میں اپنے تئیں پایا دیکھا کہ چار طرف گلہاے رنگارنگ کھلے ہوے ہیں اشجار میوہ دار
جھوم رہے ہیں بار بار صناعی باغبان ازل پر وجد کرتے ہیں سبزہ نوخیز لہلہا رہا ہے ہر غنچہ سربستہ مہک رہا ہے سنبل لٹ پیچان
دوش پر ڈالے ہے برگ گل پیراہن شبنم آلود کو سنبھالے ہے نرگس اشارے کرکے بلاتی ہے سوسن خود بخود مسکراتی ہے سرو ایک پانوں
سے چیرائی کر کے کھڑا ہے شمشاد و گل آزاد کا جھنڈ اگرا ہے غنچے مسکرا کر ضبط کرتے ہیں مگر ہنسی سے دانت نکلے آتے ہیں پھول شاخوں
پر پھول پھول خوش الحانیاں کرکے حمد و ثناے باغبان قضا و قدر کا دم بھرتے ہیں مور چکور رقص تازہ دکھاتے ہیں دل
دیکھنے والوں کا لبھاتے ہیں چار طرف دیواروں پر انگور کی بیلیں تاک رہی ہیں حوروشان باغ جنت نظیر کو جا لگی ہیں
نہریں جابجا جاری ہیں فوارے چھوٹتے ہیں تماشاے گوہر بہاے دل مشتاقان لوٹتے ہیں بیچ میں اس باغ معطر کن دماغ
کے ایک گنبد بلور نور سے معمور ہے اور سامنے اسکے ایک بنگلہ چوب صندل کا آراستہ ہے دیکھا کہ چند آدمی بشکل نورانی
پیدا ہوے اور انھوں نے کہا کہ حضور چلیے حضرت جنی آپ کو بلاتی ہیں امیر نے پوچھا کہ یہ گنبد کیسا ہے انھوں نے عرض
کیا کہ یہ چلہ خانہ سلیمانی ہے حضرت جنی اسکی مجاور ہیں عمرو نے کہا اس گوشہ نشین کا کیا اچھا باغ ہے گویا بہشت لقا ہے
اس کیفیت کا چمن تازہ و رنگ کہیں نہیں ہے امیر نے کہا خواجہ یہ مقام پر رنگ تر ہے اسے باغ بہشت لقا سے مناسبت نہ دو
یہ ذکر تھا کہ ایک آواز آئی ای حمزہ اس بے ادب کو اپنے ساتھ نہ لانا صاحبقران نے کہا اب اس سے ایسی خطا نہ ہوگی
قصہ مختصر وہ لوگ امیر بازوقیر کو ہمراہ لیے ہوے قریب گنبد نورانی کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ ہے بعض ... گرد اسکے چبوترہ طلائی
بنا ہوا تیار ہے گرد کٹہرا اسکے طلاکار لگا ہے اور پھول جواہر کے اس میں جڑے ہوے ہیں انکی روشنی سے تمام باغ

منور ہی عمرو نے پھر کہا ای امیر یہ باغ بہشت زمرد شاہ باختری سے کہین بہتر ہی صاحبقران نے کہا ای خواجہ پھر تمنے وہی کلمہ
کہا چپ رہو کجا بہشت لقا اور کجا گلشن ہنر کہ مصرعہ چہ نسبت خاک را بعالم پاک ۔ ای خواجہ یہ بنی اسرائیل کا چلہ خانہ ہی اسکی
بزرگی کو کب بہشت لقا پہونچ سکتا ہی یکایک پھر آواز آئی ای حمزہ تم آؤ اور اس بے ادب کو خبردار نہ لاؤ یہ نالائق بیان بیچ قابل
نہین ہی صاحبقران نے عرض کیا کہ عفو کیجیے اب اس سے ایسا گناہ نہو گا اور عمرو سے کہا خواجہ مین تمہین منع کرتا ہون تم نہین
مانتے ہو عمرو نے کہا مجھ سے قصور ہوا الغرض چلے اندر گنبد کے قدم رکھا دیکھا کہ ایک پیر زال بہ لباس سفید معطر باز بوے عنبر
وسارا کرسی زرنگار پر جلوہ افروز ہی نور چہرے سے مثل ماہ چہاردہ کے ہویدا رعب وداب چہرہ پر آب و تاب ہی مانند سلیمان زمان کے پیدا ہی
امیر بانوقیر نے سلام کیا حوراے جنی واسطے تعظیم حمزہ صاحبقران کے اٹھین اور مسند پر صاحبقران نامدار کو بٹھایا۔ سامان دعوت
مہیا کیا خوان سونے کے کہانچے چاندی کے خوان پوش زرنفتی وکمخوابی جھالر مقیش کی گرد حاشیہ جواہر کا لعل و یاقوت زمرد
دیکھراج ونیلم و ہیرا نصب کیا ہوا دسترخوان کارچوبی گرد اسکے جھالر موتیون کی پیالے یاقوت و ہیرے کی رکابیان لعل و زمرد کی
سامنے حمزہ صاحبقران کے بعد تکلف رکھی گئین عمرو نے جو یہ سامان دیکھا کہا یا امیر مین تو اسے گوشہ نشین سمجھا تھا یہ
بادشاہ ہفت اقلیم سے بھی زیادہ ہی کہ یہ سامان اسکو بھی میسر ہوگا اسے گوشہ نشین نہ کہیے شاہنشاہ عالیجاہ کہیے حوراے جنی نے
کہا کہ تجکو منع کیا کہ ایسی باتین نہ کرو ورنہ سزا پاویگا امیر نے کہا ای حوراے جنی ایسا قصور اگر ہو معاف کرو ابکی بار جو خطا کرے تو آپ
سزا دیجیے گا عمرو نے کہا ای حمزہ یہان عجب تماشا ہی جو مین تعریف سے خوش ہوتی ہین نہ مذمت سے راضی ہوتی ہین کس قسم کی عورتین
ہین المختصر کھانا کھانے مین مصروف ہوے عمرو نے سب کی آنکھ بچا کر ایک پیالہ زمرد کا اور ایک کابی یاقوت کی اور ایک چمچہ الماس
کا چرا کے بغل مین رکھ لیا جب کھانا کھا چکے اور دسترخوان بڑھایا گیا بکاول نے جو ظروف شمار کیے تین ظروف نہ پائے حوراے
سے بیان کیا وہ عمرو کی طرف دیکھ کے بولین کہ خواجہ یہ بات اچھی نہین وہ تینون ظرف چرا لیے ہین دیدو عمرو نے کہا مین چور ہون
مین نہین جانتا کیسے ظروف حوراے نے کہا کہ اسکی تلاشی لو ان لوگون نے کپڑے عمرو کے اتارے بغل سے تینون ظروف نکلے
حوراے نے کہا کہ تجکو جبتک سزا نہوگی تو ہرگز نہ مانیگا حوراے نے لوگون سے کہا کہ عمرو کی مشکین باندھ دو ان لوگون نے عمرو کی مشکین
باندھ دین امیر بانوقیر چپکے دیکھ رہے ہین کہ جو گناہ کیا تو سزا پائی پھر حوراے نے کہا کہ عجیل کو لاؤ اسنے پہلے گناہ کیا ہی لوگ گئے اور عجیل
ماہرو کو سر و پا برہنہ کشان کشان لاے پھر حوراے نے کہا کہ شیرون کو جا کر لاؤ اور ہر شیر کو سکھا دے اور چھوڑ دو یہ شیر لپٹ کر عجیل ماہرو
اور خواجہ عمرو کو لپکے کہ بے ادبی سزا کے قابل تھے امیر نے حوراے جنی سے کہا کہ خوب کیا تم نے کہ ان دونون نالائقون کو
شیرون کو کھلوا دیا یہ کہکر اشکبار ہوے حوراے جنی نے کہا ای حمزہ اب غم نکھاؤ ہم آپکو آزماتے تھے آپ صاحبقران زمان ہین
آپکو غصہ بہت آتا ہی ہم سمجھ گئے کہ آپ نے بسبب بزرگی اس باغ کے غصہ نہین کیا اب عمرو اور عجیل کو بھیجے بھیجے گا اور لوگون سے
کہا کہ جلد جا کر بعزت و حرمت دونون کو لاؤ بعد لمحہ بھر کے امیر بانوقیر نے دیکھا کہ عمرو اور عجیل تخت پر سوار چلے آتے ہین ان دونو
نے صاحبقران کو سلام کیا امیر نے حوراے جنی سے کہا اب خطا انکی معاف کر دیجیے انھون نے کہا کہ اب مجھے زیادہ شرمندہ
نکیجیے اور آپ بہت خوش اعتقاد ہین بیشک آپ صاحبقران زمان ہین اور ہمنے آپکو بہت ذلیل کیا اسکے عوض مین اپنی دختر عجیل
کو دیتی ہون کہ لعل افروز پری اسکا نام ہی اور ایک لڑکا اسکی مشکل پری عمرو کو دیتی ہون اور وہ ظروف نقرئی وطلائی و جواہر جو
عمرو نے چرائے تھے وہ منگوا کر عمرو کو دے دیے اور پھر ملازمون کو حکم کیا کہ ملکہ لعل افروز و مشکل پری کو لاؤ طرازین انھین جامہ عروسی پہنا کر
زیور مرصع کار و جواہر نگار سے مزین کر کے لاوے عجیل ماہرو کا عقد لعل افروز کے ساتھ امیر بانوقیر نے پڑھا اور مشکل پری کا عقد
عمرو کے ساتھ ہوا پھر حجلہ عروسی تیار کیے گئے انہین علیحدہ علیحدہ دونون کو بھیجا اور جشن عیش و عشرت کا عالم رہا باج رنگ بجے نکاح
مبارک سلامت کی دھوم ہوئی وہان خلوتکدہ عروسی گرم ہوا بوس و کنار مین مشغول ہوے عجیل ماہرو اور خواجہ شراب وصال سے

سیراب ہے کہ خورشید تابان برج حمل مین آیا نور جمال جہان آرا نے تمام کیا لعل آفروز کے بطن سے سلیمان ثانی پیدا ہوگا اور مشکل پری کے
بطن سے عیار بے نظیر پیدا ہوگا خیر القصہ بعد جشن شادی کتخدائی لعل آفروز و مشکل پری امیر بانوقیر نے کہا ای حوراسے جنی مین
نقابدار سرخ پوش سے نہایت عاجز آیا ہون کہ اسنے تمام میرے سردار اسیر کر لیے اب سوا بادشاہ کے اور کوئی باقی نہین ہے اب تم کوئی
تدبیر ایسی بتاؤ کہ مین اسکے شر سے محفوظ رہون حوراسے نے کہا کہ ای صاحبقران زمان یہ نقابدار سرخ پوش بلاے بے درمان آفت
کا پرکالہ ہے آپ اس سے عہدہ برا نہو نگے ہان ایک سکا اگر حضرت سلیمان سے ترکہ آیا ہے اسم اعظم بھی اس پر تاثیر نہ کریگا اسکے پاس حفظ ہیکل ہے کہ زمانے
بھر کا حربہ اس پر تاثیر نہین کرتا ہے اسکے باعث سے اسکو قوت طاقت بہت ہے کوئی اسپر غالب نہین ہو سکتا امیر بولے تم سچ کہتی ہو مین
اسم اعظم بھی آزما چکا اکثر سردارون پر دم کیے مین نے نقابدار سے لڑوایا مگر کچھ نہو سکا نقابدار اسیر کرکے لیگیا تم کوئی تدبیر بتاؤ کہ مین
اسپر غالب ہون حوراسے نے کہا کہ آپ مضطر نہون خاطر جمع رکھیے مین اسکی فکر آپ کرتی ہون یہ کہکے اپنا صندوق الماس تراش کا
منگوایا اسے کھولکر اسمین سے زرہ بکتر اور چار آئینہ اور خود اور کمربند اور تیغہ ہفت جوشن نکالا امیر کو دیا کہا کہ وقت جنگ کے پہنکر
سامنا کیجیے گا نقابدار انہی اسباب کو پہچانیگا اور کہیگا کہ حوراسے نے تجھے دیا ہے اس سے سمجھونگا مجھے کچھ اسکی دشمنی کی پروا نہین ہے
اور ایک لوح دی کہ اسکو اپنے بازو پر باندھ لیجیے گا کہ سحر اسکا آپ پر تاثیر نہ کریگا امیر یہ اسباب لیکر اس سے رخصت ہوے حوراسے نے
دعا کی آپ اس حوض مین اپنے سب ہمراہیون کو ساتھ لیکر کود پڑیے عجیل دیکھو نے اپنی اپنی معشوقہ کو وہین چھوڑا امیر کے ہمراہ حوض
مین کودے بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا اپکو دیکھا مین بابا جان دعا مانگنے کو بیٹھے تھے پھر وہان سے لشکر اسلام مین آئے بادشاہ سے
حال بیان کیا بادشاہ نے کہا ای صاحبقران آپکے جانیکے بعد نقابدار نے بڑی بڑی بدعتین کین مین گھس گھسکر سردارونکو
لیگیا یہ سنکر امیر بانوقیر نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے انشاء اللہ تعالی کل بعد نصرت ربانی و تائید سبحانی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بموجب
حکم امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران زمان طبل جنگ بجا ادھر بھی بانگ کوس حربی دشت نبرد مین گونجنے لگی رات بھر تیاری جنگ
مین مصروف رہے صبح کو دونون لشکر میدان جنگاہ مین صف آرا ہوے نقیب نقابت کرنے لگے جوانون کا دل بڑھانے لگے تیغ زنون
پر پہلوانان نبرد آزمانے ہاتھ ڈالے سنانین چمکین پھریرے نشانون کے کھل گئے تیر چلنے مین کمان کشون نے جوڑے نقابدار سرخ پوش
گھوڑا اچھالکر میدان مین آیا الاکار الکمان مین حمزہ صاحبقران جنکا لقب زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہے جنکی دھاک قاف سے تا قاف
ہے یہ سنتے ہی امیر کشور گیر بعد عزت و توقیر بادشاہ سجادہ سے رخصت ہو کر بیگ میدان قتال مین گھوڑا اڑاتے ہوے آئے اور نعرہ
جگرخراش و کوہ شگاف بلند کیا نعرہ امیر حمزہ بانوقیر امیر عرب ضیغم روزگار رہ کند صف شکن خسرو نامدار تیغم بمیدان جنگ
زمان زبر سو شود الامان الامان نقابدار نے نعرہ کرکے کہا ای حمزہ کہان جاکر چھپ رہے تمہاری تلاش مین تھا اور
ڈھونڈھتا چلا آتا تھا اگر آج تم نہ آتے تو مین بادشاہ کو اسیر کرکے لیجاتا امیر بانوقیر نے فرمایا او سگ ناپلید تو نے میرے لشکر پر بڑے
بڑے ظلم و ستم کیے ہین انشاء اللہ آج اسکی تجھکو سزا معقول دونگا نقابدار سرخ پوش یہ کلمہ سنکر بہت قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ تو مجھے سزا
دیگا خیر ابھی معلوم ہوا جاتا ہے ای حمزہ اگر کچھ صاحبقرانی تیری خاک مین ملا دی تو نام اپنا نقابدار سرخ پوش لوح ہستی پر نہ رکھا القصہ
بعد گفتگو کے تند و تیز نیزہ بازی ہونے لگی نقابدار نے چو بند نیزہ طول کا باندھا امیر بانوقیر نے بفضل ایزدی فورا ناخن جرأت
شجاعت سے واکیا آخر کار نقابدار نے ایک بند باندھکر نیزے کو لاکے سر قدس پر امیر کے تکان دی فورا صاحبقران زمان
نے پھرتی کے ساتھ چوب نیزہ تیغہ سلیمانی سے مثل نیشکر خام کے قلم کی اور گھوڑا بڑھا کے نصف ڈنڈ نیزہ کی ہاتھ سے نقابدار کے
کے جوڑ مارے کہ جبین لی نقابدار متحیر ہو کر چہرہ نورانی امیر بانوقیر دیکھنے لگا تیغہ ہفت جوشن بھی اور سب اسباب سلاح جنگ
کے پہچانے کہا یہ تجھکو اسباب حوراسے جنی نے دیا ہے خیر اس سے بھی سمجھونگا وہ پیرزال میرے ہاتھ سے کہان جائیگی امیر
بانوقیر نے نعرہ کرکے فرمایا او نابکار جب تو میرے ہاتھ سے بچیگا تو اس سے سمجھ لینا یہ سنکر وہ نہایت غضبناک ہوا

اور تلوار میان سے کھینچی صاحبقران زمان بھی گھوڑے پر درست ہو بیٹھے نقابدار نے جست کر کے ہاتھ تلوار کا مارا امیر باتوقیر نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا وار تیغ نقابدار کا رد ہوا صاحبقران زمان نے پھر جھک کر ہاتھ تیغہ ہفت جوشن کا مارا نقابدار نے
جلدی سے سپر کو منہ پر لیا تیغہ ہفت جوشن حمزہ صاحبقران سپر کے دو ٹکڑے کر کے سر نقابدار کا کاٹتا ادھر ابرو اتر گیا نقابدار
نے جلدی سے دستانہ مارا کہ تیغہ سر سے نکل گیا نقابدار نے زخم سر کو باندھا مگر خون جاری رہا گھوڑا پھیر کر سامنے سے حمزہ
صاحبقران کے بھاگا مگر یہ کہتا جاتا تھا کہ یار زندہ صحبت باقی پھر سمجھ لوں گا یہ کہتا ہوا چلا جاتا تھا کہ عیار زردپوش درہ کوہ سے نکلا
اور امیر باتوقیر سے کہا کہ اب تعاقب میں جائیے امیر پیچھے نقابدار کے گھوڑا اڑا کر مثل شیر غضبناک کے اس روباہ زخم خوردہ پر جھپٹے جب
قریب نقابدار کے پہونچے نعرہ شیرانہ کیا نقابدار دہل گیا لشکر زردمان شاہ سے کہا کہ حمزہ کو مارو سب کفار صاحبقران زمان پر
ٹوٹ پڑے امیر باتوقیر سے تلوار چلنے لگی ادھر لشکر اسلام بھی عقب میں امیر کی کمک کو پہونچا اب جنگ مغلوبہ ہو گئی برابر کٹ کٹ کے
خون سے گرنے لگے جسموں کے پشتارے ہو گئے ادھر خواجہ عمرو کرب غازی کو لیکر زندانخانہ پر آئے موکلان زندان کو مار اپنے سب
سرداروں کو رہا کر لیا ادھر امیر باتوقیر لڑتے ہوئے زردمان شاہ کے قریب پہونچے زردمان شاہ نے پہونچتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے وار بچا کے ہاتھ قبضۂ شمشیر زردمان پر ڈال دیا دوسرے ہاتھ سے بجلی دیکر تلوار چھین لی اور
زردمان شاہ کو گھوڑے سے اٹھا لیا مشکیں باندھ کر خواجہ عمرو کے حوالے کیا فوج کفار شکست فاش کھا کر بھاگی تمام مال و
اسباب و خیمہ ہائے لشکر زردمان شاہ کو لوٹ لیا نقابدار بھاگا ہوا درہ کوہ میں آیا امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے خواجہ تجھے
عیار حور لقائے جنی کا پتہ کیا ہے کہ نقابدار کا تعاقب نہ چھوڑنا عمرو نے کہا کہ اے امیر پھر تامل کیا ہے بسم اللہ چلیے امیر باتوقیر نے درہ کوہ
میں گھوڑا ڈالا پیچھے پیچھے سب لشکر اور سرداران لشکر بھی چلے تھوڑی دور تک گئے تھے کہ دیکھا کئی سر خون سے لگے ہوئے پڑے ہیں امیر
نے عمرو سے کہا کہ خواجہ جلد خبر لاؤ کہ یہ آدمی کیونکر مارے گئے عمرو ڈرتا ہوا چلا جب پاس اس درے کے پہونچا دیکھا کہ پہاڑ دو طرف سے
مل گئے ہیں اور ایک زنجیر درمیان میں لٹکی ہے اور اس میں ایک خنجر لٹکا ہے جہاں کوئی آدمی آیا اس زنجیر میں سلسلہ ہوا خنجر اس
سے اس پر پڑا کہ سر اس کا کٹ گیا عمرو یہ حال دیکھ کر بھاگا آ کر امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیا یہ سنکر صاحبقران زمان مرکب
بڑھا کر چلے کہ میں تو دیکھوں سردار سب پیچھے چلے آتے تھے جب قریب اس کے آئے امیر نے چاہا گھوڑا بڑھاؤں عمرو نے باگ گھوڑے
کی تھام کر روک لیا کہا میں نہ جانے دونگا یہاں طلسمات کا کارخانہ ہے ساحر یہاں رہتے ہیں جہالت سے کیا فائدہ پہلے پروردگار
عالم سے رجوع کیجیے مدد غیبی طلب فرمائیے بعد اسکے جانے کا ارادہ کیجیے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان خنجر کو کھڑے دیکھ رہے
ہیں کہ لندھور نے کہا اے شہریار میں جاتا ہوں ایک گرز زنجیر و خنجر پر ماروں گا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی یہ کہکر تھوڑی دور چلا تھا کہ
ایک پنجہ لندھور کو آ اٹھا لے گیا امیر کو بڑا افسوس ہوا عمرو نے کہا دیکھا آپ نے اے امیر یہاں کارخانۂ عجائبات ہے یہی ذکر تھا کہ
وہی عیار زردپوش پیدا ہوا امیر کو سلام کر کے عرض کیا کہ حور لقائے جنی نے یہ اسم دیا ہے کہ اسے پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیجیے اور سپر
سر پر رکھے چلے جائیے زنجیر ٹوٹ جائیگی اور خنجر سر پر پڑیگا آپ تیغہ ہفت جوشن سے قلم کر کے چلے جائیے گا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے
بموجب تعلیم عیار زردپوش وہی کیا زنجیر کو بھی کاٹا خنجر کو قلم کیا اور درہ کوہ میں داخل ہوئے اور لشکر بھی پیچھے آیا ایک پہر کے بعد
درہ کوہ سے باہر آئے ایک میدان وسیع نظر آیا کوسوں سایہ درخت نہ تھا حرارت آفتاب بے انتہا دھوپ منزلوں از حد زمین
مثل تابۂ آہن کے جل رہی ہے آسمان سے گویا آگ برستی ہے وہ میدان کرۂ نار ہو رہا ہے نگاہ مردمک میں دیکھنے سے چھالے پڑتے
ہیں گھوڑے سراپا عرق میں غرق پسینوں کی بوندیں جلتی ہوئی ٹپک رہی ہیں تھوڑی دور چلے تھے کہ امیر باتوقیر کا پیاس کے
مارے حال غیر ہوا ہر کیوں نے زبانیں باہر نکالدیں لشکر حمزہ پر تشنگی نے غلبۂ عظیم کیا اب جو خیال کرتے ہیں سیکڑوں منزل تک
کہیں چشمہ و جھیل نہ تالاب نہ چاہ ہے پانی نایاب سوکھی ہوئی تمام گیاہ ہر لشکر سے صاحبقران کے بہت سے بہ تلاش آب متفرق

ہوگئے وہ تشنگ پانی کی تلاش مین نکلے دیکھا کہ سامنے ایک چشمہ ہی پانی اُسکا دیکھنے مین بہت صاف و شفاف ہی بہت سے لوگ
اُسی پانی کی طرف دوڑے اور جاتے ہی پانی پینے لگے جتنے وہ پانی پیا سرنگون ہوکر غرق ہوگیا اُس چشمے کے پاس ایک مینار پر
ایک مرد پیر بیٹھا ہوا نقارہ بجا رہا تھا جب بہت آدمی پانی پی کر غرق چشمہ طلسم ہوے اُس پیرمرد نے زور سے نقارہ بجایا کہ صدمہ
سے اُسکی پانی نے جوش مارا وہ لوگ جو غرق ہوگئے تھے اوپر ابھر آئے پھر موج نے اُس چشمے کی ان آدمیون کو نکالکر باہر پھینکدیا
اب جو خیال کیا تو وہ سب آدمی پتھر کے تھے باقیات آدمی یہان سے بھی خائف ہوکر بھاگ آئے اور امیر سے یہ سب کیفیت بیان
کی امیر باتوقیر نے عمرو سے کہا کہ جاؤ خبر لاؤ کہ یہ کیا طلسم ہی عمرو وہان آیا دیکھا کہ حقیقت جو کیفیت سنی تھی وہ صحیح ہی اور ایک طرف
تو اُس چشمے کے ایک گنبد ہی کہ اُسمین سے آواز رونے کی آرہی ہی عمرو آس پاس اُس گنبد کے پھرا مگر کہین دروازہ اُسکا نہ پایا
مگر ایک درخت عظیم قریب گنبد کے دیکھا کہ شاخین اُسکی گنبد پر ہین عمرو درخت پر چڑھ گیا دیکھا سقف مین اُس گنبد کے ایک
سوراخ ہی اُس سوراخ مین آنکھ لگا کر دیکھا کہ لندھور زنجیر آتشی سے بندھا ہی اور سوہن کا پتھر اُسکے سینے پر رکھا ہی عمرو نے لندھور کو
پکارا لندھور آواز عمرو کی پہچان کر رونے لگا اور پکار کر کہا کہ ای خواجہ جلد ایک حقہ آتشی مارو کہ مین جل جاؤن اس عذاب سے
نجات پاؤن عمرو روتا ہوا امیر کے پاس آیا لندھور کا حال بیان کیا لندھور کا حال سنکر امیر بھی رونے لگے ہمراہ عمرو کے
چلے جب پاس اُس گنبد کے پہونچے دیکھا کہ ایک عورت تخت پر بیٹھی ہوئی تصویرین دیکھ رہی ہی جب امیر اور قریب گئے وہ عورت
کھڑی ہوگئی امیر کو سلام کیا کہا آپکے نصیبے نے یاوری کی کہ مقام ساحران سے گذر کر یہان تشریف لائے فرمایا مجھے ساحرون کا
کچھ اندیشہ نہین ہی یہ بتا کہ تو کون ہی اُس عورت نے کہا کہ مین ملک شام کی رہنے والی ہون ساحر مجھے یہان اُٹھا لائے مین
مین اُنسے رخصت لیکر اِس مکان مین آکر رہی ہون امیر نے کہا مین بھوکا ہون وہ اندر گئی اور کھانا لائی امیر باتوقیر کے سامنے
رکھدیا امیر نے فرمایا تم بھی ہمارے ساتھ کھاؤ اُسنے کہا کہ مین بھی مسلمان ہون تمہارے ساتھ کیا کھاؤنگی امیر نے ارشاد کیا
کہ اگر تم مسلمان ہو تو کلمہ پڑھو اُسنے تامل کیا وہ مکارہ بھلا کلمہ کیا جانے چپ ہو رہی امیر سمجھ گئے کہ یہ عورت بھی ساحرہ ہی مجھ سے
مکر کرتی ہی فوراً نعرہ کیا کہ باش او مکارہ نابکارہ وہ عورت بصورت شیر نر بنگئی اور امیر باتوقیر پر جھپٹی امیر نے پھرتی سے تیغہ صفت
جوشن کا ہاتھ مارا کہ سر اُسکی پڑا دو ٹکڑے ہوکر گری ایک شور غل ہوا تاریکی چھاگئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من
مکارہ جادو بود افسوس مردیم و مطلب خود نرسیدیم عمرو نے مال و اسباب اُسکا لیکر سب داخل زنبیل کیا امیر باتوقیر گنبد کیطرف
چلے عجب تماشائے طلسم نظر آیا جون جون امیر باتوقیر آگے آتے مین گنبد پیچھے ہٹتا ہی دور ہوتا جاتا ہی عمرو سے کہا خواجہ یہ کیا اسرار ہی
عمرو نے عرض کیا ای امیر خدا معلوم یہ کیا بھید ہی مگر ای امیر وہ جو ساحرہ کہ آپ نے قتل کیا ہی اُسکے اسباب مین ایک ڈبا بھی تھا
وہ مین نے رکھ لیا ہی نہین معلوم اُسمین کیا ہی امیر نے فرمایا لاؤ وہ ڈبا کہان ہی مین دیکھون خواجہ نے وہ ڈبا امیر باتوقیر کو دیا امیر
نے وہ ڈبا کھولا دیکھا کہ اُسمین ایک لعل بیش بہا ہی اور اُسپر اسمائے کندہ ہین امیر باتوقیر نے وہ اسمائے الٰہی پڑھکر دم کیے اور
دستک ری وہ گنبد طلسم غائب ہوگیا اور جو لوگ امیر کے لشکر کے پانی پی کر پتھر کے ہوگئے تھے وہ سب انسان ہوے اور دوڑ کے
قدمون سے امیر کے لپٹے امیر اُنسے سب حال پوچھ رہے تھے اور بیان کر رہے تھے کہ عیار زرد پوش پیدا ہوا سلام کیا اور
کہا کہ آپ غافل ہین جادوگر آپہونچے امیر نے دیکھا کہ دور ایک گرد اُڑی جب وہ دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ ایک مرد پیر
اونٹ پر سوار آگے آگے اور پیچھے چار ہزار اونٹ پر از بار ہین جب وہ مرد پیر سامنے آیا امیر کو سلام کیا کہا کہ مین ایلچی ہون
بلاجان جادو کا عطارد قمر چہرہ میرا نام ہی اور یہ مال بلاجان نے بھیجا ہی آپکے صرف مین لائیے امیر نے فرمایا کہ عوض مین
اِس مال کے جو لوگ لشکر کے میرے تیرے یہان اسیر ہین اُنکو رہا کردے کہ مین اُنہین لیکر جاؤن اُسنے کہا کہ قاعدہ
بلاجان جادو کا یہ ہی کہ جسکو گرفتار کرتا ہی مار ڈالتا ہی امیر نے کہا کہ ان صندوقون کو کھولو مین دیکھون تو کہ اُسمین کیا ہی

اُسنے صندوق کھولے دیکھا کہ صندوق مین مار و عقرب بھرے ہوئے ہین وہ سب نکلکر امیر پر دوڑے امیر نے کہا او مکار یہ کیا بلا
ہے عمرو نے کہا جلد آپ اسم اعظم پڑھیے امیر نے اسی وقت اسم اعظم پڑھکر دم کیا وہ مار و عقرب منتشر غائب ہو گئے امیر باتوقیر عطارد جادو پر
تیغہ ہفت جوش کھینچکر جھپٹے وہ پیر مرد بتوت سحر اژدہا بنکر جھپٹا امیر نے تیغہ ہفت جوش کا تبر جھکر ہاتھ مارا اژدہا دو ٹکڑے ہوکر گرا طوفان
عظیم آیا تاریکی پھیل گئی شور غل برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من طوفان جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم و بمطلب خود
نرسیدیم جب وہ شور و غل موقوف ہوا اور تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ لاشہ اُسکا غائب ہو گیا پھر وہی عیار زرد پوش پیدا ہوا
اور امیر سے کہا کہ اے شہریار جلد یہان سے روانہ ہو جائیے کنارے دریا کے اور متوجہ حصار بندی کے ہو جیے اور فوج اور کمین اسباب
سے غافل نہو جیے گا اگر یہ جادو مارا جائیگا تو غضب ہو جائیگا اور اب مین آپکی خدمت مین حاضر ہونگا امیر باتوقیر نے کہا کہ بارک اللہ
تو نے مجھپر احسان کیا مگر اپنے نام سے آگاہ کر اُسنے کہا کہ ابھی معاف رکھیے نام میرا پھر آپ کو معلوم ہو جائیگا یہ کہکر چلا گیا امیر
وہان سے کنارے پر دریا کے آئے دیکھا کہ بیچ مین دریا کے ایک قلعہ بلند ہے مگر اُس دریا مین سب سے پہلے قاقل سمرقندی
اور مہر بہ حبشی آگے آئے تھے وہ دونون کشتی پر سوار ہوئے اس ارادے سے کہ پار اُتر جائین کشتی وہان سے روانہ ہوئی
بیچ دھارے مین جب کشتی پہونچی کشتی نے چرخ کھایا اور برق چمکی پھر جو خیال کیا تو جتنے کشتی پر سوار تھے سب کے سب مرگئے اور
ایک صداے عجیب بلند ہوئی اور پوست اور گوشت اُنکے گل گئے تھے فقط استخوان کشتی مین پڑے ہوئے تھے امیر باتوقیر
حیران و پریشان دریا پر کھڑے ہوکر دیکھنے لگے کہ عجب تماشا ہے جو کسی نے نہ دیکھا تھا

جبتک وہ دیکھے داستان مصیبت بیان منوشی کرنا بدیع الزمان اور اسد کا اور عشتروان کا باغ بہشت لقا مین ساتھ جہان افروز کے اور گرفتار ہونا لقا اور یاقوت شاہ اور گردمرداد بختیارک کا باغ بہشت مین اور عیاری عشتروان چلے جانا اپنی معشوقہ کو لیکے بتعاقب لشکر کفار کا اور گرفتار ہونا مع قاسم کے اور عرضی لکھ کے بھیجنا حمزہ کے پاس

دکھا ساقیا جلوۂ آفتاب
چراغان کی مجھے چاہ ہے
پلا ایک ساغر تو بس ساقیا

ہوگئے ہے مجھے اجتناب
ہی دوستی کی فقط راہ ہے
نہین جام جم کی ہوس ساقیا

اسی کی مدت سے ہے تاک اب
نظر ابر سے شوخ جلدی لگا
سحر کیا ہے یہ بادۂ شب

دکھا ساقیا دختر العنب
چلا میکدے سے مین اب ساقیا
ہے خورشید مضمون کی اب تجھے شعاع

آستانہ ہو گیا اپنا قفس خود دکا
روے گل پہ سو جو شہ دیکھے مرے صیاد کا
وصف چشم ہو کرتا ہے خدا قران مین
حوصلہ تو دیکھو مشت خاک کی بنیاد کا

آب دانے نے دکھایا گوشۂ بیداد کا
گردش چشم بتان سے ملتے ہین خاک مین
گلشن فردوس مین بھی دخل ہے صیاد کا
قد کشی کو باغ مین جاتا ہے وہ بالا بلند

حوصلہ کیا تھا لب خانمان برباد کا
آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا
بار عشق اُسنے اُٹھایا اور بیلی کی نہ آنکھ
کاٹنا منظور ہے اُس شوخ کو شمشاد کا شعر

روان ساز کلک حقائق طراز قرب تحریر کردہ اندازین بیان عجیب در رہروان منازل بے کاروان مرا سے تصدیق و طے کنندگان
مراحل پر آشوب تدقیق مسافر کلک جواہر سلک کو منزل تقریر و تحریر پر یون روان کرتے ہین کہ شاہزادہ بدیع الزمان و اسد
نامور و عشتروان بجلسۂ عیش و عشرت خلوت کدہ باغ بہشت لقاے بے بقا مین ساتھ ملکہ جہان افروز و مہرافروز شور انگیز
کے شغل ناؤنوش مین مشغول ہین اور یاقوت شاہ اور گردمرداد بختیارک بندے کھڑے ہین اور لقاے بے لقا انکے پاس
بیٹھا ہے بعد تھوڑی دیر کے بدیع الزمان نے عشتروان سے کہا کہ اب تدبیر چلنے کی کیا چاہیے لقا نے کہا کہ مین نے تدبیر کی ہے
کہ تم اپنی معشوقان پری چہرہ کو یہان سے لیکے جاؤ بدیع الزمان نے کہا او مکار تو چاہتا ہے کہ ہم یہان سے نکلیں اور تو
ہمین فوج بھیجکر گرفتار کرا دے عشتروان نے کہا کہ آپ اسے چھوڑیے گا نہین مین اسکی تدبیر کرنے کو جاتا ہون پھر خواجہ سرا کی

صورت بنکر بختیارک کو ساتھ لیا اور اس سے کہا جو مین کہون تو بھی وہی کہنا اور اگر کوئی بات تو نے خلاف کہی تو آسیب فوت تجکو
پہنچاونگا بختیارک نے کہا کیا مجال جو خلاف حکم کے کوئی بات منھ سے نکالون صفتر قران آئے بارگاہ یاقوت شاہ مین لایا اور
گنجاب سے کہا کہ خداوند لقا نے تقدیر کی ہی کہ چار گھوڑے باساز مرصع اور سو گھوڑے اور دروازہ بہشت پر بھجوا دو اور ہمنے
دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے گھرون کو جائین خداوند لقا بہشت مین سیر کرینگے بختیارک نے بھی کہا کہ جلدی گھوڑے
بھیجدو کہ خداوند لقا نے فرمایا ہی اسی وقت گنجاب نے گھوڑے اُنکے ساتھ کردیے صفتر قران گھوڑون کو ہمراہ لیے ہوئے
دروازہ بہشت لقا پر آئے اندر جاکر بدیع الزمان سے کہا کہ مین گھوڑے لایا ہون تشریف لیچلیے بدیع الزمان نے ملکہ جہان افروز
سے کہا تم ہمارے ہمراہ چلو نہین تو لقا تمکو زندہ نہ چھوڑیگا ملکہ سوچی کہ شاہزادہ سچ کہتا ہی لقا سے کہا کہ اے بدنہاد بدیع الزمان مجکو اپنے
ساتھ لیے جاتے ہین لقا نے کہا کہ دو دختر میری تھین ایک کو قاسم لیگیا تجھے بدیع الزمان لیے جاتے ہین اب مین بے اولاد ہوگیا
مین نے تقدیر نہین کی کہ تو بدیع الزمان کے ساتھ جائے اسد شیر دل نے نعرہ کیا او کیدی مسخری کرتا ہی شرط کہ ایک ہاتھ تلوار کا
مارون کہ سر تیرا مثل برگ خزان دیدہ اڑ جائے لقا سے جلسا زرونے لگا بدیع الزمان نے صفتر قران سے کہا کہ ان سب کو ستون سے
جکڑ کر باندھ دو صفتر قران نے لقا اور یاقوت شاہ اور بختیارک اور گرد مرد کو باندھ دیا اور ملکہ جہان افروز اور مہر افروز اور
شور انگیز کو مع چند کنیزان خاص اور دایہ وغیرہ کے مرکبون پر سوار کرکے چلے اور جواہرات بیش بہا بہت سا ہمراہ لیا اور سوار
ہوکر شہر سبائل سے نکلکر صحرا کو روانہ ہوئے بختیارک نے لقا سے کہا کہ خداوند اب تقدیر کیجیے کہ قید سے نجات ہو لقا نے کہا
ہر چند تقدیر کرتا ہون مگر رہائی نہین ہوتی اب یہ البتہ تقدیر کی ہی مین نے کہ کوئی آکر چھڑائے اس قید سے رہا کرے اسی وقت
بختیارک چلایا ارے کوئی آکر ہم سب کو چھڑاؤ بندھے ہوئے ہین مخولہ کنیزین آواز سنکر دوڑین آن کر اُن چارون کو کھولا
قید سے رہا کیا لقا فیلولون پر آکر بیٹھا نقارہ دربار کا بجا تمام ارکان دولت و اعیان مملکت حاضر دربار لقا ہوئے جب تخت
دربار آراستہ ہوچکا لقا پکارا اے بندگان من مین نے تقدیر کی ہی کہ سب مسلح و مکمل ہوکر جائین اور بدیع الزمان و اسد شیر دل
و صفتر قران کو مع جہان افروز و مہر افروز و شور انگیز کے گرفتار کرلائین یہ سنکر اسی وقت گنجاب و قہرمان نجم و سال
آزر درگیر و قہرمن سال و قہرش بن ملک سو کیاے طوفانی و ارجل خشت انداز و سنبل آتشبار و حارث
بن نسوات و فاروت لفظ انداز لشکر بے پایان بحکم لقا سے بے لقا ہمراہ لیکر تلاش مین بدیع الزمان وغیرہ کی روانہ
ہوئے ادھر بدیع الزمان و اسد و صفتر قران ملکہ وغیرہ کو ہمراہ لیے ہوئے دامن کوہ مین پہنچے وہان اتر کر گھوڑون کو
گھاس وغیرہ دی اسد نے کہا ماموں جان کچھ دل میرا گھبراتا ہی ایک ہول سا ہی بدیع الزمان نے پوچھا بیٹا کیا سبب ہی اسد بولا
سبب کچھ مجکو نہین معلوم خود بخود دل گھبراتا ہی بدیع الزمان نے صفتر قران سے کہا کہ مین نے اسقدر اسد شیر دل کو کبھی مضطر نہین
دیکھا ہی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے ایسی گرد اڑی کہ بگولون نے سر فلک پر کھینچا زمانہ تیرہ ہوگیا فلک دود و دار چھپ گیا جب اس گرد
چاک ہوا دیکھا سامنے سے لشکر بے پایان کفارون کا آتا ہی بدیع الزمان جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اسد شیر دل نے
بھی زین مرکب عیار رفتار کو زینت دی اور تلوارین کھینچ کے کفار پر جا پڑے لڑائی ہونے لگی اور صفتر قران بعدہ ملکہ کو پیچھے ہٹ کے ہوا
بیچ مین ملکہ وغیرہ کو لیا لیکن مہرو بند عیار قاسم عالیشان خبر کے واسطے ملک سبائل مین آیا تھا اُسنے دیکھا کہ بدیع الزمان اور
اسد شیر دل اور صفتر قران سے لڑائی ہورہی ہی کفار سے تلوار چل رہی ہی لشکر کفار کا ہجوم ہی یہ دیکھتے مہرو بند بھاگا اور جلدی آکے
جاکر قاسم عالیشان سے احوال بیان کیا قاسم نے زر اسپ سبزہ وار سے کہا کہ تم ملکہ گیتی افروز کو ہمراہ لیکر قلعہ ہوشنگ شاہ
دریا نشین مین جاؤ اور آپ لشکر ہمراہ لیکر مدد بدیع الزمان کو آئے دہن سے نعرہ کیا کہ دل لشکر کفار کے دہل گئے نعرہ قاسم

اور تلوار و طپنچے کے لشکر کفار پر گرمار سے تلواروں کے فوج کا شیرازہ کردیا کشتوں کے پشتے ہوئے سروں کے انبار تھے ملک قاسم
عالیشان نے ایسی شمشیر زنی کی کہ لشکر کفار پسپا ہوا اور ملکہ جہان افروز وغیرہ کو ہمراہ اپنے لوگوں کے قلعہ جوشنگیر کو روانہ کردیا
اب حال شاہزادہ بدیع الزمان کا سنیے کہ یہ بھی اُس مجمع کفاران میں بُرجہ بُرجہ کے وار تلوار کا کر رہے تھے اثنائے جنگ میں زخمی
ہوئے گھوڑا مارا گیا ملک قاسم عالیشان نے جب سنا تلواریں مارتے ہوئے بدیع الزمان کے پاس آن پہونچے دوسرا گھوڑا دیکر سوار کیا
پھر کفار سے قاسم اور اسد اور بدیع الزمان لڑنے لگے داد مردانگی دے رہے تھے کہ ناگاہ دوسرا گھوڑا بھی بدیع الزمان کا قتل ہوا
پیادہ ہو کر لڑنے لگے کئی زخم کھائے قاسم نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان پیادہ ہیں قاسم بدیع الزمان کیطرف جھپٹے قاسم جبتک آوین
بدیع الزمان کو کفار نے کمند مار کر گرفتار کر لیا قاسم نے چاہا کہ زنجیر کر بدیع الزمان کو رہا کریں ایک زخم نیزہ اور ایک تلوار کا کھا کر
جھومنے لگا یکایک گھوڑا قاسم کا بھی مارا گیا قاسم عالیشان پیادہ ہوگئے کفار نے حلقۂ کمند مار کر قاسم کو بھی گرفتار کیا اسد شیر دل
علیحدہ لڑ رہا تھا اُسکو تنہا پاکر کفار سب ٹوٹ پڑے اُسکو بھی حلقۂ کمند میں گرفتار کیا مہتر قران لڑتا ہوا نکل گیا فوج قاسم عالیشان
نے شکست کھائی متفرق ہو کر سب علیحدہ علیحدہ نکل گئے کفار نے اسی جگہ خیمے برپا کیے گنجاب نے چاہا کہ بدیع الزمان اور قاسم
اور اسد کو قتل کرے قرش نے کہا کہ میں خداوند کے پاس لیجاؤنگا خداوند لقا جو بہتر جانینگے وہ حکم تقدیر کر کے دینگے میں انہیں ابھی
قتل ہونے دونگا سردار مجبور و ناچار وہانسے روانہ ہوئے ارم زاد نقشی نے خبر لقائے بے لقا کو دی کہ بدیع الزمان اور قاسم و
اسد کو گرفتار کر کے لاتے ہیں لقا بہت خوش ہوا کہا مدت سے یہی تقدیر کی تھی جلد لاؤ میرے سامنے انھوں نے مجھپر بڑی بڑی
زیادتیاں کیں میں آج انکو بغیر قتل کیے کب چھوڑتا ہوں گھر ایسا کلام بدانجام لقا کا سنکر بہت پریشان ہوا اپنے دل میں کہا کہ شہزادے
ناحق مارے جاتے ہیں مفت انکی جان جاتی ہے دست ادب باندھکر عرض کرنے لگا اے خداوند لقا یہ جو خداپرست قید ہو کر آتے ہیں انکا
قتل کرنا مناسب نہیں ہے انکو قید رکھیے کسواسطے کہ حمزہ صاحبقران بدیع الزمان کو بہت عزیز رکھتے ہیں اور حمزہ بھی قریب ملک
سائل آچکے ہیں اگر سنینگے کہ فرزند جگر بند میرا قتل ہوا اور نواسے بھی قتل ہوئے بڑا فساد ہوگا خون کے دریا بہینگے طوفان عظیم اٹھیگا
اگر ملک باختر کو ہاتھ سے کھودینا منظور ہے تو اختیار ہے جس وقت حکم قتل بدیع الزمان جاری ہوا اُسی وقت خبر حمزہ صاحبقران کو پہونچی
وہ غیظ و غضب میں جنون شاہزادوں کو رہا کریگا اور ملک کو تباہ کر دیگا وہ ایسا زبردست شجاع و دلیر ہے کہ اُسنے بہتسی خدائی
خداوندوں کی شاہی میں ملک چین کو بزور شمشیر چھین لیا زمرد شاہ نے کہا یہی مصلحت مناسب ہے میں نے بھی تقدیر یہی کی ہے پھر اسنے کہا کہ
ویسا ہو کہ بختیارک شیطان اسکو صلاح دوسری دے اور آپ اُسکے کہنے پر عمل کریں تو برا ہوگا لقا نے کہا کہ تقدیر میری کی ہوئی
تبدیل نہیں ہوتی ہے یہ ذکر تھا کہ بختیارک آیا عرض کیا قیدی حاضر ہیں کہا کہ لاؤ میرے سامنے یہ سنکر کفار کشاں کشاں بدیع الزمان
اور قاسم عالیشان اور اسد شیر دل کو دربار عام میں لائے اور خداپرستوں نے بطریقۂ اسلام سلام کیا لقا نے کہا مجھے سجدہ کرو
تو میں قید سے رہا کر دوں ہر چند کہ تمنے بہت بڑی خطائی ہے مگر ابھی بخشدوں ان خداپرستوں نے بہت سی لعنت و ملامت
کی بختیارک نے کہا کہ جلد انکو قتل کا حکم کیجیے آپ ایسے کلمات ناشایستہ کیوں سنتے ہیں لقا نہایت برہم ہوا کہا تو کون ہے
جو دخل در معقولات دیتا ہے تو اپنی شیطانی حرکتوں سے باز نہیں آتا ان خداپرستوں کو میں قید کر دونگا اور امیر حمزہ صاحبقران
سے در پے صلح ہونگا اور اگر تو زیادہ بکیگا تو تجھکو دوزخ میں ڈلوا دونگا بختیارک تو فسادی ہے سمجھ گیا کہ گھر انے خداوند لقا کو پہلی ہی
سبق پڑھا دیا اب کیا ہوتا ہے چپ ہو رہا لقا نے حکم دیا کہ ان خداپرستوں کو قید خانے میں لیجاؤ داروغۂ مجلس نے بدیع الزمان
اور قاسم عالیشان اور اسد شیر دل کو قیطول جادو پر قید کیا مگر وہ شاہزادے اپنے اپنے معشوقوں کی جدائی سے نہایت
محزون و مغموم تھے ہر شب تا سحر و روز آہ و زاری کرتے تھے مگر جب مہتر قران عیار بدیع الزمان کی خبر گرفتاری پائی ایک روز
شب کو صورت خدمتگار کی بنکر گھر اُسے اختر شناس کے پاس مہتر قران آیا اور خلیہ میں اپنے تئیں ظاہر کیا اور کہا کہ میں

چاہتا ہون کہ شاہزادون کو قید سے رہا کرون کوئی تدبیر بتلایئے گہرا نے کہا کہ بالفعل تو مین نے اُن شہزادون کو قتل ہونے سے
بچایا ہے اور ابھی خبرداری اور ہوشیاری چوکی پہرے والون کی بہت ہے بختیارک ساحر دشمن اُنکے درپے قتل ہے ابھی اُنکا چھوٹنا مشکل
ہے بس بہتر یہ ہے کہ تم خدمت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران مین جاؤ اور عرضی میری لیتے جاؤ جیسا حکم وہ دینگے ویسا کرنا مقترقران
نے کہا بہت خوب عرضی تحریر فرمایئے یہ سنکر گہرا اختر شناس نے کاغذ وقلم ودوات لیکر یہ عرضی لکھنا شروع کی عرضی اے
تاج بخش سلاطین جہان وای زیر کنندۂ سرفرازان دوران وای شاہنشاہ کشور ہمت وشجاعت وای خسرو خسروان مملکت
صولت وشوکت امیر باتوقیر کشورگیر صاحب شمشیر شاہان شاہان سلطان سلطان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان
زید کرم اسراقبالکم واجلالکم حقیر پرتقصیر کمترین عقیدت گزین گہرا اختر شناس ہجوم اندوہ ویاس یہ عریضہ کالام ذریعہ بخدمت
حاشیہ بوسان بساط فیض مناط قلم معنبر شیم سے یون تحریر کرتا ہے کہ غلام اطاعت التزام کمال مشتاق جمال ہمیشال ہے وشوق
قدمبوسی حضور موفور السرور صاحب جاہ وجلال ہے دیگر یہ کہ شہزادہ بدیع الزمان نامدار وشاہزادہ قاسم والاتبار وشاہزادہ اسد
شیر دل حیدر الحکم لقاے بدکردار قید مین بلکہ اُسی سوز ارادہ اس ناہنجار کا تینون شہزادون کے قتل کرنیکا تھا مگر مین نے بحکمت
عملی اسوقت تک بچایا اور جہانتک مجھ سے ہوسکیگا حفاظت مین اُن شہزادون کے کوشش کرونگا لہذا عرضی ہذا بخدمت نامی نامدار
عالیشان حمزہ صاحبقران زمان پیش کرکے امیدوار ہون کہ جسقدر جلد تشریف لاوین کہ صورت رہائی کی اُن شہزادگان
بلندمکان کی ہو زیادہ حد ادب الٰہی آفتاب دولت واقبال وکوکب جاہ وجلال مدام تابندہ ودرخشندہ رہے اس مضمون کی عرضی
گہرا اختر شناس بلند قیاس نے تحریر کرکے ملفوف کی اور مقترقران کو دی اور کہا تم جلد خدمت امیر باتوقیر مین جاؤ اور
میری عرضی پہونچاؤ مقترقران بہ تعجیل تمام بعد قطع منازل وطے مراحل لشکر امیر کشورگیر مین پہونچے سنا کہ حمزہ صاحبقران زمان
درۂ کوہ مین تشریف لیگئے ہین مقترقران بھی درۂ کوہ کی طرف روانہ ہوا ایک چشمہ آب صاف وشفاف پر پہونچا دیکھا کہ ہڈیان
بہت سی پڑی ہین پوچھا لوگون سے یہ ہڈیان کیسی ہین اُنھون نے کہا یہ ہڈیان مسلمانون کی ہین اور نقابدار سرخ پوش
نے لشکر اسلام پر بلا نازل کی ہے تمام لشکر حمزہ صاحبقران ہلاکت مین پڑا ہے مقترقران نے کہا کہ میری خبر بخدمت حمزہ صاحبقران
زمان پہونچاؤ اُن لوگون نے کہا کہ ہمکو منع کرگئے ہین کہ کوئی اندر درۂ کوہ کے نہ آوے مقترقران یہ سنکر لاچار خود درۂ کوہ کے

چلا ناظرین والا تمکین کو واضح ہو کہ احوال امیر باتوقیر کا تحریر کیا جاتا ہے

اب دو کلمے داستان شوکت بیان امیر حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا اب شراب طلسم
طلسمات کا کارخانہ ہے بس
سحر طعن وتشنیع سے کیا ہے حصول

کرے دور اب فتنہ بانی کا اسم
نظر آئے مین شعبدہ بازیان عجب
نہ دے سر داستان مسلسل کرو طول

فسون ساز کیا تو بھی ہے ساقیا
بجز شعبدہ باز ساقی ہے تو

نہ ابتک کوئی جام تونے دیا
طلسمات کے ہین یہ جام وسبو

غزل

گلشن خار کہین ہے تشویش دام کہین
قفس گل مین نہین بلبل کو کوئی دم آرام
نیک آغاز کہین ہے تو بدانجام کہین
آپ کے عشق نے بدنام جہان مین پایا
دل عشاق کو ملتا نہین آرام کہین

میری تحقیر کہین ہوتی ہے اکرام نہین
غم صیاد کہین خطرۂ گلدام کہین
دیکھو اچھا نہین ہر روز کا آنا جانا
کفر مشہور کہین ہے تو ہے اسلام کہین
تجھ سے قاصد ہی کہے دیتا ہون بیجے وہ خط

دل بلبل کو نہین باغ مین آرام کہین
پاس کہتے ہین کہین عاشق بدنام کہین
شادی وصل کہین ہے تو کہین غم فراق
صحبت غیر مین ہو جاؤ نہ بدنام کہین
باغ وصحرا مین کسی طرح نہین جی لگتا
بیلچے لینا نہ خبردار مرا نام کہین

بیت طرازندۂ دفتر ذی حشم نمود مد این داستان رازرقم طلسم کشایان معنی عیاران رنگین ورود کنندگان افسون تازہ مضامین علم سحر رقم کو نسخہ باختر وحشت انگیز یہ یون وان کرتے ہین کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران

زمان نے ایک روز شب کو اُسی عالم طلسمات مین فرش خواب انتخاب پر جو آرام فرمایا چشم خوابیدہ کو بیداری کا عالم نظر آیا یعنی
خواب عالم رویا مین مشاہدہ کیا کہ شاہزادہ بدیع الزمان قاسم عالیشان و اسد شیردل گرفتار بلا ہوے ہین کفار نے قید کیا
نہایت مضطر و بیتاب ہین اور عنبر قران کو دیکھا کہ حیران و پریشان غمگین و نالان چلا آتا ہی امیر با توقیر یہ خواب پریشان دیکھکر فوراً
بیدار ہو گئے اور خواجہ عمرو سے کیفیت رویاے صادقہ بیان کی اور کہا کہ ای خواجہ جلد جلد لشکر سے خبر لو کہ شاید عنبر قران آیا ہو
اور حال کچھ بدیع الزمان و قاسم نوجوان و اسد شیردل کا بیان کرے عمرو اُسی وقت بحکم امیر کشور گیر روانہ ہوے تھوڑی
دور ابھی چلے تھے کہ دیکھا عنبر قران بحال پریشان مضطر و نالان چلا آتا ہی عمرو ٹھہر گئے اور آواز دی عنبر قران دوڑکر قدمون سے
عمرو کے لپٹ گیا خواجہ عمرو نے عنبر قران کو گلے سے لگایا اور مزاج پرسی کی اور سامنے حمزۂ صاحبقران زمان کے لائے امیر
با توقیر کو عنبر قران نے سلام کیا امیر نے فرمایا ای عنبر قران میرے فرزند کی کیا خبر لایا ہی عنبر قران نے عرض کیا کہ حضور گرفتار
بلا مین لقاے بے بقا نے شاہزادہ بدیع الزمان و قاسم عالیشان و اسد شیردل کو قید کیا ہی پہلے قاسم عالیشان دختر
لقا ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہوے باغ شبستان مین بعیش و عشرت مایکے اکتالیس شبخون مارے پھر ملکہ گیتی افروز کو نکالکر
لے گئے شہر زرتاشیہ مین رکھا ہی اور بدیع الزمان نے چالیس روز خون مارے اور دوسری دختر لقا ملکہ جہان افروز کو بعاشقی
نکال لے گئے اور اسد شیردل بن کرب غازی بدیع الزمان کے شریک تھے وہ دختر یاقوت شاہ ملکہ مہر افروز پر عاشق
ہوے مگر گردش فلک کج رفتار سے اب وہ تینون شہزادے ایک جگہ فیلولون پر قید ہین اور گھراے اختر شناس کہ مرد مسلمان
ہی اور وزیر اعظم لقاے بے بقا کا ہی اُسنے ان شہزادون کو قتل ہونے سے بچایا ہی اور یہ عرضی آپکی خدمت مین روانہ کی ہی یہ عرضی
امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو نہایت رنج ہوا اور لفافہ چاک کرکے عرضی پڑھی اور مضمون مصیبت مشحون سے آگاہ ہوکے
صدمۂ عظیم دلکو ہوا بالکمال آبدیدہ ہوکے فرمایا کہ پروردگارا تو انکا نگہبان ہی ای بھائی مین بھی اس بلا مین مبتلا ہون یہان سے
نجات پاؤن تو اُدھر جاؤن مگر ای قران مین حیران ہون کہ کیا کرون خدا معلوم اس دریا مین کیا بلا ہی کچھ دریافت نہین
ہوتا عنبر قران نے عرض کیا ای شہریار مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون امیر نے منع کیا اور کہا کہ ای قران تمہارا جانا اس دریا پر
مناسب نہین ہی قران نے نہ مانا اور سلام کرکے صاحبقران کو روانہ ہوا جبتک کنارے پر اُس دریاے بیکنار قلزم زخار کے
پہونچا موجہاے بحر زخار دیکھکر حیران ہوا دہشت سے دل پانی پانی ہو گیا وہ تلاطم آب وہ شور کا دھارا ہی ایک شمشیر آبدار سے ہر حباب
مثل منقلب کاسۂ سر کفار ہی یا بیابان بے آب کل ملکر سب ساحل مین ٹھہرے لیکن عنبر قران متحیر و متردد کھڑا ہی ماہیت اُس دریا کی کچھ
نہین معلوم ہوئی عنبر قران دل سے کہ رہا ہی کہ تو ناحق اس بیابان آیا ہر چند فکر کرتا ہی مگر کوئی تدبیر بن نہین پڑتی اسی فکر و تردد مین شاہ دریا
فلکی گردش کرتا ہوا گرداب مغرب مین غرق ہوا اور ناخداے زورق شب یعنی مہتاب مع سیارگان چرخ زبرجدی پر طالع ہوا فلک جب یادو
رات آئی دیکھا کہ دور ایک فانوس روشن ہی اور کچھ لوگ بسمت فانوس چلے جاتے ہین عنبر قران بھی انکے ہمراہ ہو کے دریافت احوال چلا اپنے
دلمین کہتا تھا کیا سانحہ ہی کچھ حال نہین کھلتا خیر جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا صبح بر سر زندہ آدم بر چہ آید عنبر قران اُس فانوس کے
اشتیاق مین کوسون چلا مگر اُس فانوس تک نہ پہونچا وہ فانوس شعلہ تھا یا تیر شہاب تھا کہ عنبر قران دوڑتا ہوا چلا جاتا ہی اور وہ فانوس پیچھے
ہٹتی جاتی ہی جب بہت دور عنبر قران نکل گیا دیکھا کہ ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ چارون کونون پر برج عالیشان بنے ہین مثل دیوار ہاے
قہقہہ کے ہین عنبر قران اُس قلعے کو دیکھکر مثل آئینہ متحیر ہوا کہا کہ دیکھنا چاہیے ہی کہ اس قلعے کا دروازہ کس طرف ہی چہار طرف پھرا مگر
دروازہ اُس قلعے کا کہین نہ پایا اور زیادہ حیران ہوا مگر جب زیر قلعہ ٹھہرا تو سنا کہ صداے نالہ و زاری بعد بیقراری آتی ہی
آوازۂ درد کی سنکر بہت مضطر و پریشان ہوا دیوار قلعہ پر کمند ماری اور قلعہ پر چڑھنے لگا کمند قائم نہوئی عنبر قران اوپر سے گرا
مگر چوٹ سے محفوظ رہا اور مجبور ہوکر زیر قلعہ نقب کھودنا شروع کی ابھی عنبر قران نے تھوڑی سی نقب کھودی تھی کہ اندر سے

نقب سے آواز آئی اے شخص نقب زن زیر قلعہ کیا کرتا ہے خبردار ابھی میں نقب زنی کرتا ہے کیوں تیری قضا دامنگیر ہے یہ بہت بڑی
تقصیر ہے اسی میں بہتر ہے کہ جا دور ہو ورنہ باہر نقب سے نکلیگا تو کھا جاونگی مہتر قران یہ آواز سنکر بہت گھبرایا آگے پیچھے دیکھنے لگا
کوئی نظر نہ آیا تب تو نقب میں جانب فراز ایک چھوٹا سا سوراخ کیا اُسمیں سے جھانک کر جو دیکھا ایک ساحرہ معلوم ہوئی اُسی جگہ
سے نقب کا منہ وہیں پھیر کر اُس ساحرہ کی پشت کیطرف نقب کھودنے لگا آہستہ آہستہ نقب کھودتے کھودتے اُس ساحرہ کے پیچھے نقب
توڑ کر مہتر قران نکلا اُدھر جادوگرنی نقب کو دیکھکر یہ کہتی تھی اے شخص نقب زن اگر سو برس تک تو نقب میں چھپا رہیگا تو کیا
ہوگا اگر کبھی تو نقب سے باہر نکلیگا اُسیوقت تجھکو کھا جاونگی مہتر قران یہ سنکر دلمیں ہنسا اور کہا او کافرہ سو برس کون نقب میں چھپتا
ہے میں ابھی تیرا کام تمام کرتا ہوں یہ کہکر مہتر قران دبے پاؤں چپکے چپکے اُس ساحرہ کی پشت کے قریب پہونچا اور بغدا کھینچکر
برابر سے پشت پر مارا کہ سینہ پر کینہ حاسدہ سے پار ہو گیا وہ ساحرہ تیغ کے بل گری مہتر قران نے نعرہ کیا نعرۂ مہتر قران

مریخ السیر چون باد بہاری	جہان سرہنگ در خنجر گذاری	بمیدان آذر در آتش فشانم	منم مہتر قران شیر زبانم

قلعے کو جنبش ہوئی وہ ساحرہ جہنم واصل ہوئی زمانہ تیرہ و تار ہوا آگ آسمان سے برسی زمین کو زلزلہ ہوا مہتر قران نقب میں کود کے
چھپ رہا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من زنبور جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب تاریکی
برطرف ہوگئی اور زمانہ روشن ہوا مہتر قران نقب سے نکلے باہر آیا اب دروازہ قلعہ طلسمی کا نمودار ہوا مہتر قران جست کر دروازے پر
قلعے کے آیا دیکھا کہ دروازے میں قلعے کے بہت بڑا قفل لگا ہوا ہے مہتر قران نے بغدا نکالکر قفل پر مارا قفل ٹوٹکر ٹکڑے ہو گرپڑا دروازہ
قلعے کا کھولکر اندر گیا دیکھا کہ ایک جوان رعنا بصد شوکت زیبا غل و زنجیر میں سلسل بیٹھا ہے اُس گرفتار سلسلۂ زنجیر نے جو مہتر قران
کو اندر قلعے کے آتے دیکھا روح تازہ آئی گویا مردے سے زندہ ہوا پوچھا اے بھائی تو کون ہے اور اس قلعے میں کیونکر تیرا گذر ہوا کہ یہ قلعہ حصار
سحر میں بند ہے مہتر قران نے کہا کہ میں زنبور جادو کو مارکر یہاں آیا ہوں اور یہ سر اُسی ساحرہ کا ہے وہ جوان بہت خوش ہوا اور کہا اے
بھائی تو نے بڑا کار نمایاں کیا ایسے ساحرہ کو تو نے قتل کیا ہے کہ جو سحر سازی میں اپنا نظیر نہ رکھتی تھی مہتر قران نے کہا کہ تم اب اپنا
حال کہو تم کون ہو اور کیونکر گرفتار ہوے کیا جرم تم سے ہوا اُس جوان نے کہا کہ میں بھائی ہوں بلا جان جادو کا مریخ جان جادو میرا
نام ہے میں مسلمان ہو گیا ہوں جب میرے مسلمان ہونیکی خبر میرے بھائی بلا جان جادو کو ہوئی مجھکو قید کیا اور اسی زنبور جادو کو
مجھپر مقرر کیا ستر برس کا زمانہ گذرا کہ میں اسی قلعۂ طلسمی میں بند ہوں معلوم ہوا کہ اب عمر قید طلسم کی میری تمام ہوئی کہ تو نے اس زنبور
جادو کو قتل کیا مگر اے برادر رہائی میری اس قید طلسم سے جب ہوگی کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان جسوقت یہاں تشریف
لاوینگے تم جاکر جلد صاحبقران زمان کو ہمراہ اپنے لاؤ کہ وہ مجھے رہا کریں اور میں اُنکو راہ دریا اور تالاب کی اور شہر زندین حصار کی
بتاؤں اے بھائی میری تین بہنیں تھیں ایک سوسن ایک نسترن اور ایک نسرین اور وہ میری بہت دوست تھیں مجھ سے
کمال محبت رکھتی تھیں نسرین و نسترن کو قتل کیا اور سوسن بلاجان کے پاس ہے اور ہم دونوں بھائی بیٹے ہیں عمود بن عماد
خونخوار کے کہ وہ ابلیس پرست تھا اُسکو حضرت سلیمان بن داؤد نبی اور نے بہت سی لڑائیاں و معرکہ عظیم سرکر کے مسلمان کیا تھا
اور چار سو جادوگر اُسکے ہمراہ رکاب رہتے تھے کہ اُن جادوگروں کا سحر سازی میں مثل و نظیر نہ تھا وہ بڑے زبردست سحار تھے
اُنھوں نے یہ طلسم باندھا تھا مہتر قران مریخ جان جادو سے یہ سب حال سنکر خدمت بابرکت صاحبقران میں دوڑتا ہوا گیا
اور سب کیفیت مریخ جان جادو کی بیان کی اور سر اُس فتنہ گر زنبور جادو کا آگے حمزہ صاحبقران کے رکھدیا یہ سنکر امیر با توقیر
بہت خوش ہوے اور مہتر قران کو خلعت و انعام دیا اور فوراً سوار ہوکر عمرو و مہتر قران وغیرہ کو ہمراہ لیکر اُسی قلعہ میں آئے اور
چاہا کہ مریخ جان جادو کو رہا کریں کہ یکایک دیو چنگاسہ جنگل سے تڑپتا ہوا دوڑا اور حمزہ صاحبقران کو پکارا اے حمزہ تو نے بہت بڑا
غضب کیا کہ میری زوجہ زنبور جادو کو قتل کیا اب تو کہاں جاتا ہے میں تجھے کب چھوڑتا ہوں یہ کہکر اُس دیو نے وار شمشاد ماری

حمزۂ صاحبقران نے سپر بچا کر خالی دی اور تیغہ ہفت جوشن پر اسم اعظم دم کیا اور رکابوں میں استوار پاؤں جما کر ایک ہاتھ ایسی تیغہ
ہفت جوشن کا مارا سر جس سے کاٹتا ہوا چار انگشت زمین میں اُتر گیا وہ دیو سیہ رو دو ٹکڑے ہو کر گرا خاک اُڑی زمین کو زلزلہ
ہوا ایک طوفان برپا تھا زمین سے آسمان تک اندھیرا ہو گیا بے انتہا شور و غل اُٹھا بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی بھی دور ہوئی اور
شور و غل موقوف ہوا صاحبقران آگے بڑھے پاس مریخ جان کے آئے اور چاہا کہ مریخ جان کو قید سے رہا کریں مریخ جان نے
عرض کی کہ میرے بازو پر ایک مہرہ بندھا ہے اُسے کھول کر پڑھیے اور مجھ پر دم کیجیے تو میں رہا ہو جاؤں امیر باتوقیر نے جلدی سے مریخ جان
کے بازو سے مہرہ کھولا اور جو کچھ اسمیں اسم اعظم تحریر تھا اُسکو بہ فصاحت و بلاغت پڑھ پڑھ کر مریخ جان پر دم کیا مریخ جان نے رہائی
پائی اور صفت و ثنا امیر باتوقیر کی مریخ جان کرنے لگا اور دعائے دولت و اقبال و جاہ و جلال کی دینے لگا جب مریخ جان
نے قید سخت سے رہائی پائی حمزۂ صاحبقران اُسکو ہمراہ اپنے لیکر چلے کہ یکایک نقابدار زرد پوش پیدا ہوا اور دیکھا امیر باتوقیر نے گھوڑا
اُڑائے ہوئے چلا آتا ہے اور سامنے حمزۂ صاحبقران کے آکر نعرہ کیا کہ باش او حمزہ تو نے بڑا غضب کیا کہ بلائے بیدرمان اور آفت
روزگار و فتنہ پرداز زمانہ کو قید سے رہا کیا اسی ظالم کے سبب سے بلاجان اور ساحران طلسم بے خور و خواب رہتے تھے او حمزہ
اب میں تجھے کب چھوڑتا ہوں کہ تو اسے اپنے ہمراہ لیجائے یہ کہکر نقابدار زرد پوش نے شمشیر سحر آلود کا صاحبقران پر وار کیا
امیر باتوقیر نے اسم اعظم دم کر کے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نقابدار زرد پوش کی پٹ پڑی جھنجھنانے کی آواز آئی پھر حمزۂ صاحبقران
نے بڑھ کر تیغہ ہفت جوشن کا ہاتھ مارا نقابدار زرد پوش کے دو ٹکڑے ہوئے ایک زلزلۂ عظیم ہوا تاریکی پھیل گئی بعد تھوڑی دیر کے
دیکھا کہ لاش نقابدار زرد پوش کی غائب ہو گئی مریخ جان بہت خوش ہوا دوڑ کے قدم مبارک صاحبقران سے لپٹ گیا اور
ہاتھ چوم لیے اور کہا شعر آن دست زبردست کہ قربان شوم ● رو رحم نبود طاقت مردانہ را ● امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان
مریخ جان کو ہمراہ رکاب سعادت انتساب لیکر اپنے لشکر ظفر پیکر میں آئے اور مریخ جان سے پوچھا کہ یہاں سے شہر بلاجان
کتنی دور ہے مریخ جان نے دست بستہ عرض کیا کہ شہر بلاجان کا سات منزل پر ہے اور نام اس شہر کا شہر بلا ہے اور شہر زرین
حصار بھی اُسے لوگ کہتے ہیں اس شہر بلا میں بہت لاکھ ساحر باکمال رہتے ہیں کہ جنکا نظیر روئے دنیا پر نہیں ہے سب وہ ساحر علامۂ
روزگار فتنہ ساز ہستی ناپائدار ہیں اُنکا مقابلہ بہت دشوار ہے امیر باتوقیر نے فرمایا کچھ اندیشہ کی جگہ نہیں مدد ایزدی محافظت کو
موجود ہے معین و معاون وہ معبود ہے پہلوان عادی سے حکم کیا کہ جلد پیش خیمہ ہمارا لیجاؤ دیر نہ کرو پہلوان عادی بموجب حکم حکم
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان پیش خیمہ ہمراہ لیکر اُسی وقت روانہ سمت شہر زرین حصار ہوئے بعد آنکے لشکر فیروزی اثر
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا روانہ ہوا پھر بعد زاں زادہ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بصد جاہ و حشم و بہ شان
شوکت شاہانہ جانب شہر زرین حصار تشریف لیچلے اور سرداران نامی و پہلوانان گرامی ہمراہ رکاب ظفر اکتساب تھے اقبال
غاشیہ بردار ظفر کے آگے نقیبانہ چپ و راست رعب و دبدبہ و تہور و شجاعت حاضر امیر باتوقیر بہ سامان جلوس بارادۂ جدال
و قتال چلے جاتے ہیں کہ راہ میں خبرداروں نے خبر دی حضور کی ترقی دولت و اقبال و ازدیاد جاہ و جلال ہو لشکر جادوگران ہمہ
تن در پئے ساز و سامان سحر و ساحری بارادۂ جدال و قتال چلا آتا ہے صاحبقران نے فرمایا کیا خوف ہے خدائے بزرگ ست ناظرین
والا تمکین پر واضح ہو کہ بعد فتح قلعۂ طلسمی اور قتل ہو جانے زنبور جادو اور خنگاسہ جادو اور نقابدار زرد پوش کے ترانہ عیار
نے بلاجان جادو سے جاکر کہا کہ زنبور جادو اور خنگاسہ جادو اور نقابدار زرد پوش کو حمزۂ صاحبقران نے قتل کیا اور
مریخ جان جادو کو رہا کر کے اپنے ہمراہ لشکر اسلام میں لیگئے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے شہر زرین حصار پر لشکر کشی
کی ہے مع پہلوانان نامور و سرداران پرجگر آتے ہیں بلاجان نے چیں بجبیں ہو کر کہا کیا پروا ہے سب کو میں قتل کرونگا ایک کو
بھی زندہ نہ چھوڑونگا دیکھنا کہ اس صحرائے بلاخیز میں کیا معرکہ پڑتا ہے کیسا دریائے خون بہتا ہے سر مثل حباب کے نظر آئیں تن

کشتی طوفانی ہو جائیں پھر بلاجان جادو نے علامہ جادو کی طرف دیکھ کے کہا کہ تو آفت روزگار اور نہایت کارپرداز گروہ ساحری لشکر
ساحران ہمراہ اپنے لیکر جا اور کسی صورت سے حمزہ کا کام تمام کر یا سب کو زندہ گرفتار کر لانا یا قتل کر ڈالنا یہ سنتے علامہ جادو لشکر ساحران
کامل ہمراہ لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اور اپنے مصاحبوں اور ہمراہیوں سے بلاجان جادو نے کہا کہ لشکر حمزہ کی کیا حقیقت ہے کہ میں
اسیر جادوگروں علامہ جادو ان سب کے قتل کرنے کو بہت ہے وہی ان سب کا کام تمام کریگا غرضکہ علامہ جادو لاکھ ساحران
زبردست سے درہ کوہ میں جا کر اترا ادھر پہلوان عادی جو پیش خیمہ لشکر حمزہ صاحبقران کا لیے ہوے لشکر سے چلا تھا پاکر اسی
درہ کوہ کے قریب خیمے استادہ کرے ادھر ہرکاران لشکر ساحران جفا کیشان نے علامہ جادو کو یہ خبر ہیبت آن کر دی کہ بارگاہ
ہشامی حمزہ صاحبقران نامی اور خیمہ ہاے لشکر اسلام بعد انتظام قریب لشکر ساحران استادہ ہوا چاہتے ہیں یہ سنتے ہی علامہ جادو
پچاس ہزار فوج لشکر ساحران سے لیکر باہر اس درہ کوہ بلند کے آیا اور آتے ہی میدان میں نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو یہاں کیوں
خیمے استادہ کرتے ہو خبردار اس مقام سے چلے جاؤ یہاں بارگاہ نہ استادہ کرو ورنہ بہت ذلیل و رسوا ہو گے سب کے سب بلا میں
پھنسو گے پہلوان عادی یہ سنتے غصہ میں ہوا اور ہاتھ قبضۂ شمشیر پر رکھکر نعرہ کیا اور ساحران بدکردار و کفار بدشعار یہ بارگاہ
ہشامی امیر کے حکم سے استادہ ہوئی ہے اور اسمیں شہنشاہ عالیجاہ جلوہ افروز ہونگے تمہارا یہاں کیا چارہ ہے تمکو خود چاہیے کہ تم لوگ اس
مقام سے چلے جاؤ اور جگہ اترنے کی دو اگر یہ زیادتی و ظلم و جور پیش آؤ گے بہت بڑی سزا پاؤ گے یہ سنکر علامہ جادو غیظ و غضب سے
آگ بگولا ہو گیا اور گھوڑا بڑھا کر میدان میں آیا اور للکارا اے خدا پرستو کیوں تم سب اجل رسیدہ ہو کر آئے ہو بس چلے جاؤ ورنہ سب کو
قتل کرونگا عادی یہ لاف و گزاف علامہ جادو کی سنکر مقابلے کو آیا دونوں طرف تلواریں کھیچ کھیچ گئیں چوٹیں چلنے لگیں آخر
پہلوان عادی زخمی ہوا اور کئی بھائی اسکے حقیقی مجروح بزخم کاری ہوے بڑی شکست کھائی پہلوان عادی کے سرداروں کے
میدان سے قدم اٹھ گئے علامہ جادو قریب پہلوان عادی کے آیا سحر کرنے لگا عادی نے تیغہ آبدار کا جھپٹ کر وار کیا علامہ جادو
نے خالی دیا اور بڑھکر ہاتھ زنجیر کر میں ڈال دیا پہلوان عادی نے ہرچند زور کیا مگر کچھ نہ ہو سکا علامہ جادو نے لنگر اکھاڑ کر اٹھا لیا
اور زمین پر اس زور و شور سے مارا کہ پہلوان عادی غرق زمین ہو گیا باقی تمام فوج عادی کی بعد اضطراب و بیقراری شکست خوردہ
فراری ہو کے خدمت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان میں آئی اور کیفیت سردار کی بیان کی امیر با توقیر نے بعد غیظ و غضب
ارشاد فرمایا کوئی ایسا ہے کہ ان ملعونوں ساحروں کو قتل کرے اور خیمے استادہ کرے یہ سنکر کرب غازی بہ ارادۂ جانبازی اٹھ کھڑے
ہوے اور تسلیم بجا لا کر کہا اگر حکم عالی ہو تو جا کر ان کفار کو سزاے کامل دوں اور خیمے برپا کراؤں امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان
نے انھیں خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور دعاے حفظ جان دیکر رخصت فرمایا کرب غازی اپنے قدردان جوانمرد کو ہمراہ لیکر بعد
کر و فر آئے اور سامنے درہ کوہ کے خیمہ استادہ کیا علامہ جادو کو خبر ہوئی کہ سردار امیر با توقیر کے کرب غازی نامی و نامور بعد کر و فر
آئے ہیں اور سامنے درہ کوہ کے خیمے استادہ کیے ہیں علامہ جادو تاؤ پیچ غصے سے کھا کر درہ کوہ سے مع لشکر ساحران باہر آیا اور
مقابل لشکر کرب خیمہ اپنا استادہ کیا اور شب کو شراب خواری میں مصروف ہوا جب نشہ بادۂ نخوت سے بدمست ہوا طبل جنگ
بجوایا جاسوس تیز رفتار نے کرب غازی کو خبر دی کہ لشکر ساحران میں طبل جنگ بجا ہے کرب غازی نے بھی نقارہ حربی کے بجنے کا
حکم دیا رات بھر سامان جنگ میں بسر ہوئی جب ترک مشرقی نے میدان نیلوفری پر جلوہ آرائی کی یعنی نیر اعظم آفتاب جہانتاب
طلوع ہوا دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں مورچے بندیاں ہو گئیں سب صفیں
برابر ہو گئیں چیونٹی کے بھی نکلنے کا راستہ نہ رہا نقیب نقابت کرنے لگے جوانوں کے دل کے ولولے بڑھنے لگے علامہ جادو
میدان میں بعد کبر و نخوت گھوڑا بڑھا کر آیا مبارز طلب کیا کرب غازی اسکے مقابلے کے واسطے گھوڑا اڑا کر آئے علامہ جادو نے
چیں بجبیں ہو کر کہا کہ تمنے یہاں خیمہ کیوں کیا ہے ابھی خیمہ اکھڑوا لیجاؤ حکم شاہ جادوان بلاجان جادو نہیں ہے کہ یہاں کوئی

چمہ برپا کرے پہلوان عادی کو بھی مین گرفتار کر چکا ہون اور فوج کو اُسکے مار کر بھگا دیا اب تم میرے مقابلے کو آئے ہو تم کیا لڑ سکتے
اسمین بہتر ہی کہ چلے جاؤ یہ زحمت نہ اُٹھاؤ ورنہ مارے جاؤ گے دام بلا مین پھنسو گے یہ کلام اُس بیہودہ گو کا سنکر کرب غازی
بصد جانبازی بہت طیش مین آئے اور شدت غصے سے سرخ ہوگئے نعرہ کیا نعرہ کرب کرب شہسوار مین نامدار ۔ نوکر درشیر پروردگار
او نالائق یہ لاف و گزاف ہی ٹھہر جا کہ زبان تیری گدی سے کھینچ لون اور بحیرا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان نے صدہا شہسوار
تجھ سے جادوگرون کے تباہ و برباد کر دیے ہین اس طلسم کی کیا اصل ہی انشاءاللہ تعالی اس حصار طلسمی کو بھی شکست کرینگے
اور فتحیاب ہونگے غرضکہ بعد گفتگوے بسیار اُس نابکار سے لڑائی شروع ہوئی مگر کرب غازی ہزار ہزار جانبازی کرتے ہین
کوئی حربہ اُس ساحر پر کارگر نہین ہوتا کیونکہ سحر اُس ساحر کا زبردست ہی لیکن کرب غازی بھی اُس نابکار سے مغلوب نہین ہوتا
کہ یہ شیر بیشۂ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان اور نوکر وہ غالب کل غالب اسداللہ الغالب علی ابن ابی طالب ہی علامہ نے
جھنجھلا کے ایک نارنج سحر کا کرب غازی شیر مجازی پر کھینچ مارا کرب غازی پر سحر نابکار نے اثر کیا زمین شق ہوئی اور کرب غازی
غرق زمین ہوگیا علامہ جادو نے چاہا کہ اب فوج کرب غازی کی اور جو فوج متفرق ہوگئی سب بدحواس ہوکے نہایت ہجوم یاس
ہوا ہاتھ جان سے دھو کر عازم فرار بعد اضطرار ہوے اور سب بدرگاہ قاضی الحاجات یہ مناجات کرنے لگے ای رب ای دستگیر
بیکسان ای چارہ گر مجبوران ہمارے سردار و آقا کو اس ستمکش ساحر نے گرفتار بسحر کیا اب ہم بازوے ہمت کیا کرین کیونکر جنگ جدال
کرین تو قادر و توانا ہی مدد کر اس بلا کو دور کر یہان یہ ذکر تھا کہ یکایک ایک سمت سے نعرہ کوہ شگاف جگرخراش ہوا کہ زمین ہل گئی
آسمان تھرایا کلیجے ساحرون کے ہلنے لگے نعرۂ امیر حمزہ صاحبقران ۔ امیر عرب ضیغم روزگار ۔ کند صف شکن خسرو نامدار ۔
تیغ میدان جنگ آزما ۔ پھر شور الامان الامان ۔ سبھون نے دیکھا بعد شان و شوکت امیر با توقیر زرق فاتح ثانی سلیمان
جہان حمزہ صاحبقران زمان مع لشکر ظفر پیکر و سرداران نامور ہو پہنچے مگر اُسوقت امیر پہنچے ہین کہ دن تمام ہو چکا تھا علامہ
جادو نے طبل بازگشت بجوا دیا اور درہ کوہ کیطرف لشکر کو خیمون مین حکم اُترنے کا دیا امیر با توقیر بھی بارگاہ مین داخل ہوے
لشکر فیروزی اثر بھی خیمون مین فروکش ہوا لیکن کرب غازی کے گرفتار ہونیکا حال سنکے بہت متاسف ہوے تمام صدر کی کہ شب
بیدار رہے نیند نہ آئی بلکہ خاصہ بھی نہ تناول فرمایا مگر علامہ جادو نے جو لشکر اسلام کی جمعیت بیشمار دیکھی بہت حیران پریشان ہوا اور
نہایت خوف کیا کہ ایسا نہو کہیں رات کو مارے لشکر پر حمزہ اپنا لشکر لیکر آپڑین تو پھر بڑی ہوگی اسماے سحر زبردست پڑھکر گرد اپنے لشکر کے
حصار کھینچا اور دستک دی کہ کوئی لشکر مین آنے نہ پائے اور پھر خیمے مین آکر شراب خواری مین معروف ہوا جب نشۂ بادۂ نخوت سے
چور و مار بدمست ہوا طبل جنگ بجوایا ادھر بھی لشکر اسلام کے بادشاہ کو خبر طبل جنگ ساحران ہوئی حکم کوس حربی ہوا نقارہ رزمی کی
چوب پڑی رات بھر تیاری جدال و قتال رہی جب سردار کاروان نجوم خسرو انجم سپاہ قلعۂ مغرب مین محصور ہوا اور شہنشاہ گیتی افروز
بصد نور شعاع مہری میدان فلکی پر جلوہ آرا ہوا دونون لشکر مسلح و مکمل ہوکر بعزم جدال و قتال میدان مین آئے اور صفین آراستہ ہوئین
نقیبان بلند آواز نقابت کرکے دل جوانان درہ پوش پہلوانان ذی ہوش کا بڑھانے لگے حال بہادران ماسبق و دلیران
گذشتہ کا سناتے ووکے غازیون کے دل بڑھانے لگے اشعار

جوانان ذی ہوش جنگ آزما ۔ دلیران و لشکر شکن سب لے رہا
کرو کام ہنگام ہر کام کا ۔ کرو صفدری وقت ہر نام کا
بزرگون کا تم نام روشن کرو ۔ کرو شوق سے میدان رزمی بھرو
زمانے مین کوئی نہ کام آئیگا ۔ فقط نام ہی نام رہ جائیگا
رہیگی نہ دولت نہ حشمت مدام ۔ جہان مین بڑا ہی شجاعت کا نام
جوانا مور رستم پہلوان ۔ لڑائی مین جرأت کا گھر ان نشان
وہ مین کون سہراب اسفندیار ۔ ہوا جنکا دنیا مین عزو وقار
انھون نے بڑے معرکے سر کیے ۔ تہ تیغ میدان مین لشکر کیے
زمانے مین مشہور ہین پیکار سے ۔ سپاہی جو کھیلے تو تلوار سے
شجاعت بھی ہر کار عمدہ سحر ۔ کر بیکار مین جس نے سارے ہنر

الغرض اُسطرف علامہ جادو میدان رزمگاہ مین آیا لشکر

اسلام سے مبارز طلب ہوا مالک اژدر بادشاہ سے اجازت حرب لیکر مقابلہ علامہ جادو آئے اور نعرہ شیرانہ کیا نعرہ مالک اژدر
منم مالک اژدر دلیران زمانہ بہنگام پیکار شیر زبان دادن بزور نما اشگافت آن کہ علامہ جادو پر مارا علامہ جادو نے اسم سحر
پڑھکر دم کیا اور روشن دی نیزہ طویل دست بدست مالک اژدر سے نکلکر دور جا گرا مالک نے جھنجھلا کر تلوار میان سے لی
اور جھپٹ کر ایک ہاتھ سر ساحر نابکار پر مارا تلوار بھی ہاتھ سے مالک اژدر کے چھوٹ کر گر پڑی مالک متعجب ہو کر رہ گیا علامہ جادو نے
مالک اژدر کو زنجیر کرنے میں ہاتھ ڈالا اور اٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا خاک اڑی زمین شق ہوئی مالک اژدر زمین میں سما گئے علامہ
نے پھر للکارا مبارز طلب کیا فرہاد خاں بمقابلہ علامہ جادو لشکر سے نکلا میدان میں آنے بعد گفتگو بسیار لڑائی ہونے لگی
علامہ جادو نے سبب حربے زور جادو خاں سے رو کر کے انھیں بھی بزور سحر گرفتار کرکے مارا وہ بھی غرق زمین ہوئے الغرض اسی طرح
علامہ جادو نے [illegible] چالیس سرداران نامور [illegible] زمین میں غرق کر دیا جب شام ہوئی طبل بازگشت بجوا کر اپنے خیمے میں
پھر گیا دوسرے روز پھر صبح کو میدان حرب میں آیا اس دن بھی بڑا معرکہ ہوا اگر چالیس سرداروں کو گرفتار کرکے لے گیا القصہ سات
روز تک میدان جنگ میں [illegible] سردار امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے لشکر کے علامہ نے گرفتار کر لیے
آٹھویں روز حسب دستور پھر میدان جنگ میں علامہ جادو آیا اور للکار کر پکارا اے غدار سنو دیکھا تم نے کہ میں نے سات روز میں
تمہارے لشکر میں [illegible] جیسے جیسے سرداروں کو پکڑ لیا کیسے کیسے بہادروں کو زیر کیا اگر تم اب بھی سامری کو سجدہ کرو تو بہتر
ہو ورنہ سب کے سب مارے جاؤ گے [illegible] غازیان لشکر اسلام و مجاہدان فوج خوش انجام نے آواز دی کہ او نابکار
لعنت ہی پھر اور تیرے سامری پر علامہ جادو کو غصہ آیا پھر میدان میں لشکر اسلام سے مبارز طلب ہوا یہ سنکے امیر باتوقیر حمزہ
صاحبقران زمان اسم اعظم دم کر کے چلے گھوڑے کو جولان کیا علامہ جادو پکارا اے جوان کیوں تو اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے امیر نے
نعرہ کیا نعرہ صاحبقران و امیر عرب منم [illegible] روزگار [illegible] صف شکن خیبر و نامدار [illegible] بمیدان جنگ آزما [illegible] بہر سو شود الامان
الامان فرمایا او نابکار تو اب میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا ابھی تجھکو تہ شمشیر آبدار کرتا ہوں یہ سنکر علامہ جادو نے سحر کیا
برق چمک کر صاحبقران پر گری امیر باتوقیر نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ برق تو پلٹ گئی علامہ جادو اژدہا بنکر دوڑا قلاب آتشین
منہ سے چھوڑا صاحبقران زمان نے یہ اسم اعظم پڑھکر شمشیر پر دم کیا اور جھپٹ کر ہاتھ مارا اژدہے کے دو ٹکڑے ہو گئے زمین پر اژدہا
تڑپنے لگا خون کا تھالا بھر گیا آندھی سیاہ اٹھی زمانہ تیرہ و تار ہوا علامہ جادو کے بیروں کا شور و غل چاروں طرف بلند ہوا بعد تھوڑی
دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من علامہ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم مطلب خود نرسیدیم جس وقت علامہ جادو فی النار ہوا
امیر باتوقیر لشکر ساحران پر جا پڑے اسم اعظم ورد زبان تھا شمشیر آبدار سے قتل کرنا شروع کیا لشکر اسلام بھی کمک کو آگیا وہ تلوار
چلی کہ خون کے دریا بہ گئے لاشوں کے انبار ہو گئے سروں کے جا بجا ڈھیر لگ گئے برکت سے اسم اعظم کی ساحر اپنا سحر بھول گئے آخرکار
شکست فاش لشکر ہزیمت اثر کفار نے کھائی ایسا بھاگے کہ بھاگنے کا راستہ نہ ملا بہت سے پہاڑوں سے ٹکرا کے مر گئے نہ تیغ صاحبقران
ہوئے آخر جو کچھ باقی رہے بھاگے مگر سرداران لشکر اسلام جو اسیر بلائے سحر ہو گئے تھے انکو بھی ساتھ لیے چلے گئے اور لاش علامہ جادو
کی بیجا کر سامنے بلاجان کے رکھدی اور کیفیت معرکہ و حالات ہزیمت بیان کیے بلاجان نے سرداران لشکر اسلام کو قید کیا اور لڑائی
موقوف کی اور طلسم بند ہو کر بیٹھا خبرداروں نے یہ سب اخبار میں کیفیت بلاجان جادو بیان کی اور عرض کیا اے امیر اب بلاجان جادو
آپ سے ڈر سے طلسم بند ہو کر بیٹھا ہے حمزہ صاحبقران زمان نے مرغ جان جادو کو بلایا اور فرمایا کہ اب کیا تدبیر کیجیے مرغ جان
نے عرض کیا آپ نہ گھبرائیے خاطر جمع رکھیے اس حصار کی آٹھ سات دیواریں سحر سے بنائی ہیں [illegible] سحر پڑھکر دیواروں پر سحر دم
کرونگا اور وہ باطل اسم حفظ میری ہیکل میں لکھا ہوا ہے اور صورت اسکے پڑھنے کی یہ ہے کہ روز اول یہ اسم گلاب خاص پر دم کر کے
کر پیل فولادی پر طاؤس زرین بال جھاڑ کر بال کرنا [illegible] اسیر [illegible] جو حصار [illegible] ہو جائیگا دوسرے روز یہ اسم [illegible] مشک تازہ پر

دم کر کے دیوار پر مارونگا تیسرے سحر دو زعرق کیوڑہ خالص پر پڑھونگا اور چوتھے روز زعفران عدد پر پڑھونگا اور پانچوین روز عنبر پر دم کرونگا
اور چھٹے روز عود نایاب پر پڑھونگا اور ساتوین روز عطر خالص پر دم کر کے مارونگا بفضل ایزدی و تائید احدی ساتون دیوارین سحر کی معدوم
ہو جائینگی چنانچہ جب حمزہ صاحبقران زبان سے رخصت ہو کر مریخ جان چلا خبر دارون نے بلاجان جادو کو خبر دی کہ مریخ جان برائے
شکستن حصار سحر آتا ہی بلاجان جادو سُنکے گھبرایا یہان مریخ جان جادو اسم باطل السحر پڑھکر دیوار حصار سحر معدوم کرنے لگا یہانتک کہ
چھ دیوارین حصار سحر بلاجان جادو کی معدوم کین ایک دیوار باقی رہی خبر دار نے بلاجان جادو کو خبر دی کہ اب دیوار حصار
طلسم اور باقی ہی چھ دیوارین معدوم ہو چکین بلاجان یہ سُنکے نہایت مضطر و پریشان ہوا کہ کل یہ بھی دیوار معدوم ہو جائیگی حصار
برطرف ہو جائیگا لشکر خدا پرستان اندر قلعے کے آجائیگا پھر بڑی مشکل ہوگی کوئی ایسا نہین کہ مریخ جان جادو کو پکڑ لائے اُسوقت
ترانہ عیار آیا اور عرض کیا کہ آپ رنجیدہ نہون مین مریخ جان جادو کو گرفتار کیے لاتا ہون بلاجان جادو بہت خوش ہوا کہا تجکو اسکے
عوض بہت کچھ انعام واکرام دونگا ترانہ عیار بلاجان جادو کو سلام کر کے روانہ ہوا اور اپنی صورت ایک فراش کی بنائی جس جگہ
مریخ جان بیٹھا تھا وہان آیا اور فراش کی نوکری بجلادی دوسرے فراش کی جگہ پر آپ بدلی کر کے آپ ہی شب کے وقت سامنے مریخ جان
کے روشنی کی اور بیہوشی اُڑائی مریخ جان کی ناک مین جو دھوان بیہوشی کا بھرا مریخ جان جادو فوراً بیہوش ہو گیا ترانہ عیار نے زبان
مین مریخ جان کی سوزن دیا اور حلقہ کمند سے مشکین باندھین اور پشتارہ باندھکر نکلا جلد دوڑتا ہوا آیا اور بلاجان کے سامنے آکر
وہ پشتارہ رکھدیا بلاجان جادو بہت خوش ہوا اور کہا کہ ای ترانہ عیاری اسی کا نام ہی تو بڑا خوش تدبیر و ذی فہم ہی کیا کہنا ہی آپ
اسکا ترانہ عیار کی صفت و ثنا کر کے خلعت زرین دیا اور مریخ جان جادو کو ہوش مین لا کر کہا کہ او ناہنجار تو اپنی بدذاتی سے باز نہین
آتا ظلم و بدعت سے ہاتھ نہین اُٹھاتا مسلمانون سے جا کر ملا کیا تجکو ہاتھ آیا میرے ستانے کی تدبیر کی ہی یہ بھی گردش تیری تقدیر کی ہی
دیکھ پچھتائیگا بُری طرح مارا جائیگا مریخ جان نے کچھ جواب نہ دیا بلاجان جادو نے مریخ جان کو قید کیا اور محبس کے داروغہ سے تاکید کی
کہ یہ مجرم بڑا زبردست ظالم اظلم ہی اس سے بہت ہوشیار رہنا کبھی راحت نہ دینا قید شدید مین رکھنا اگر یہ چھوٹ جائیگا قیامت برپا
کریگا پھر ہاتھ نہ آئیگا اسکو بڑی مشکل سے گرفتار کرایا ہی پھر بلاجان جادو نے ترانہ عیار کو خلوت مین بلایا اور کہا ای ترانہ تو فخر
عیاران عیار ہی تو نہایت شعبدہ کردار ہی مجکو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ساربان زادے سے بڑا اندیشہ اور دغدغہ ہی اگر تو کسی حکمت سے
کسی تدبیر سے یا کسی عیاری سے یا کسی شعبدہ بازی سے عمرو کو پکڑ لائے تو مین تجھے بہت خوش کرون مالا مال کر دون برابر عمرو کے
جواہر بیش بہا تولکر تجکو دون یہ سُنکے ترانہ عیار ناہنجار نے عرض کیا بہت اچھا ابھی جاتا ہون اسکی تدبیر کرتا ہوا اگر بن پڑتا ہی
تو عمرو کو گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکے بلاجان جادو کو سلام کیا اور لشکر امیر باتوقیر حمزہ کیطرف روانہ ہوا ادھر کا حال سنیے کہ جب
مریخ جان جادو بہ عیاری ترانہ عیار ناہنجار گرفتار ہوا امیر باتوقیر کو فوراً خبر ہوئی کہ مریخ جادو نے چھ دیوارین حصار سحر کی
معدوم کین ایک دیوار اور باقی تھی جو ترانہ عیار بلاجان جادو نے مریخ جان کو گرفتار کیا اور بھیجا اب مریخ جان جادو بحکم
بلاجان جادو قید شدید مین ہی حمزہ صاحبقران نے یہ سُنکے بڑا رنج کیا اور بہت تاسف ہوئے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ کوئی تدبیر
شہر بلا کے لینے کی نکالو تم شہنشاہ عیاران عیار ہو تم اس فن مین نامدار و نمودار ہو تمھارے سامنے لقمان بھی طفل مکتب ہی
بقراط بھی ایک مبتدی ہی ارسطو کی کیا حقیقت ہی لقمان نے دفتر عیاری کا درس لیے افلاطون نے برسون پڑھے سوائے تمھارے کوئی
ایسا نہین ہی کہ شہر بلا پر قبضہ کرے اگر تم اپنی کوشش و سعی سے شہر بلا مین قبضہ کرو تو نصف مال بلاجان جادو کا مین تکو دونگا خواجہ
نے کہا ای امیر سب یونہین کہتے ہین مگر کوئی بموجب اقرار کے دیتا نہین قول کی پابندی بہت مشکل ہی دینے کا دل کسی کا بھی نہین ہی امیر
باتوقیر نے کہا کہ مین اقرار اس امر کا کرتا ہون جیسا چاہو عہد و پیمان لیلو مین کبھی اپنے اقرار سے نہ پھرونگا جو کہتا ہون اتنا ہی
کرونگا عمرو نے ہنسکر کہا کہ اچھا آپ ایک پرچہ کاغذ پر اقرار نامہ لکھکر رجسٹری کامل کرا دین تو کیا مضائقہ ہی امیر باتوقیر نے

فرمایا ابھی ابھی میں تحریر کرتا ہوں غرضکہ حمزۂ صاحبقران زمان نے کاغذ پر اقرارنامہ لکھکر مہر اپنی ثبت کرادی اور حاشیہ پر عمرو نے
سرداران لشکر اسلام کی گواہیاں کرائیں پختہ کاغذ لکھوا کر اقرارنامہ داخل زنبیل کیا اور امیر باتوقیر سے رخصت ہوا چاہتا ہی کہ ایک
پہلوان حاجی اندر بارگاہ امیر کے آیا اور عرض کیا اے امیر باتوقیر ترانہ عیار بلاجان جادو حاضر دردولت فیض منزلت ہی امیدوار باریابی
کا ہی اُسکو کیا حکم ہوتا ہی امیر باتوقیر نے پہلے تو سکوت کیا اور پھر فرمایا کہ اے پہلوان حاجی ترانہ عیار بلاجان جادو کو میرے سامنے بلا لاؤ
پہلوان حاجی یہ سُنکے بعد باہر بارگاہ سے آیا اور ترانہ عیار بلاجان جادو کو اپنے ہمراہ لیکر داخل بارگاہ فلک جاہ امیر باتوقیر ہوا
ترانہ عیار روبروے حضوری حضور فیض گنجور ہو کر سر اپنا مسند سلطانی پر جھکا اور آداب سلام بہ قواعد شاہانہ بجا لایا اور دعاے دولت و اقبال
اور حمد و ثناے حمزۂ باکمال میں معروف ہوا اور دست بستہ خدمت پایان بساط فیض مناط حضور سلیمان ظہور میں یہ عرض پرداز ہوا کہ
اے سلطان سلطانان اے شاہ شاہان زیر زیر قاف ثانی سلیمان جہان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان اس غلام ناکام نے آج
شب گذشتہ یعنی کل کے روز شب کو عالم رویا میں بسبب بیداری طالع بخت خفتہ ایک بزرگوار معقول صورت کو اس ہیئت مبارک
سے دیکھا ہی کہ قبا و عبا و جبہ در بر عمامۂ سفید بر سر چوب ہاتھوں میں نورانی صورت ریش سفید دراز کنگھی مروارید لیے ہوئے یون فرماتے
ہیں اے ترانہ پنبۂ غفلت کو گوش ہوش سے نکال دیکھ اب ہوشیار ہو خواب غفلت سے بیدار ہو زمانۂ عمر تھوڑا ہی دین اسلام قبول کر
کج ادائی کو چھوڑ راہ راست اختیار کر دوزخ میں نہ جل نور دین اسلام سے دیدۂ دل روشن کر یہ کلام خوش انجام وعظ پند آن برگزیدہ
باری تعالی کے سُنکر کانپنے لگا چشمہ چشم سے اشک حسرت و ندامت بہنے لگے تیزی شعلہاے آتش دوزخ سے ڈرا جسم تمام شل ہو جاتا
کے تھر تھر کانپتا اُنہیں بزرگوار نے میری پشت پر ہاتھ پھیرا تو کسی قدر تقویت ہوئی اُنھون نے آئین دین اسلام تلقین فرمائے اُسی
عالم رویاے صادقہ میں یہ غلام اسلام لایا بصدق دل مسلمان ہوا بیدار ہوتے ہی خیال میں آیا اب تیرا اس کفرستان میں کیا کام ہی تیرا
نیک انجام ہی اگر یہان اب تو ٹھہرا اور بلاجان جادو کو تیرے مسلمان ہونیکی خبر ہوگئی تو وہ تجھکو قتل کریگا اب خدمت امیر باتوقیر
حمزۂ صاحبقران میں چل لہذا شرمندہ ہوں کہ زیر قدم میمنت لزوم امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان میں اپنی عمر بسر کرون امیر حمزۂ
صاحبقران زمان چونکہ نیک طینت خالص طبیعت ہیں اُسکے فریبانہ کلام نہ سمجھے کہ یہ عیار شعبدہ کردار فریب دیتا ہی آخر کو دغا کریگا
ترانہ عیار سے یہ مژدہ تسلی اسلام سُنکے ہر چند کہ بظاہر بجاہت خوش ہوے ترانہ عیار کو خلعت و باخشت زرین تحسین کیا و ضلالت شعار
بدکردار نابکار ترانہ عیار حضوری امیر باتوقیر میں یون عرض رسا ہوا کہ اگر خواجہ عمرو عیار نامدار خود میرے ہمراہ شہر بلا کو تشریف لیچلیں
تو میں بلاجان جادو کو گرفتار کرا دون امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے راے اُس ترانہ عیار کی پسند کی اور عمرو سے فرمایا
اے خواجہ تم ساتھ اسکے شہر بلا کو جاؤ اور بموافق راے ترانہ عیار کے کارروائی گرفتاری بلاجان جادو کی کرو کہ متوقع یہی اچھا ہی اور
یہی مناسب ہی اس سے بہتر پھر وقت ہاتھ نہ آئیگا اور جو کچھ ہمارے تمہارے عہد و پیمان ہی بموجب تحریر اقرارنامہ عمل میں آئیگا خواجہ
عمرو نے یہ سُنکر سر جھکا لیا اور یہ شعر پڑھا شعر دوست دشمن میشود صائب بوقت عاجزی + خون زخم آہوان رہبر صیاد را + اور حضرت
امیر باتوقیر میں عرض کیا کہ اے صاحبقران زمان میں ساحرون سے دہشت کرتا ہون نیک و بد آغاز و انجام خوب سوچ لیجیے مجھکو
جانے میں کچھ انکار نہیں مصرع بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد + امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے فرمایا کہ خواجہ میں سوچ چکا ہون
انشاء اللہ بہتر ہی ہوگا بسم اللہ جاؤ تامل نہ کرو خواجہ عمرو یہ سُنکر مجبور ہوا چار ناچار بحکم حمزۂ نامدار ہمراہ ترانہ عیار ضلالت شعار
روانہ ہوے بعد قطع منازل و طی مراحل ساتھ ترانہ عیار نابکار کے شہر بلا میں پہونچے دیکھا شہر بہت آراستہ و پیراستہ دو طرفہ دکانین
خوشنما سڑکیں پختہ دوکاندار خوش و خرم رعیت آباد ہر چیز بازار میں مہیا نادر و عمدہ عمارات پرتکلف خواجہ شہر کو دیکھتے سیر کرتے
چلے جاتے ہیں کہ ترانہ عیار اپنے گھر پر عمرو بن امیہ ضمری کو لیگیا بہت خاطر و مدارات سے پیش آیا مکان کے اندر لیجا کے بٹھلایا
اور آپ وہان سے بلاجان جادو کے پاس آیا اور خوشخبری سنائی کہ میں عمرو کو فریب دیکر اپنے گھر تک لایا ہون خاطر و مدارات

کر کے مکان کے اندر تہجلا آیا جون بلاجان جادو یہ فقرہ فرحت افزا اُسکر نہایت مسرور و شاد ہوا اور ترانہ عیار سے کہا ای ترانہ
تو نے بڑا کارنمایان کیا عمرو کو فریب دیکر لایا یہ تیرا ہی کام تھا کیونکہ مرتبا مجکو مسلمان اپنا دشمن جانی سمجھتے ہین اور دشمن کے گھر مین
ہمراہ ملازم دشمن کے اُسکے کہنے سے چلے آنا بہت مشکل ہے نہین معلوم تو نے ایسی کون سی عیاری کی کہ وہ تیرے ہمراہ بلا تامل آیا اور
امیر نے آنے دیا ترانہ عیار نے کہا ای بلاجان جادو امیر نے خود حکم کر کے بھیجا ہے بلاجان جادو نے کہا ای ترانہ عیار تو بھی بلا کے
دیدہ ربان اور آفت روزگار ہے کہ ایسے جہاندیدہ اور گرم و سرد عالم کشیدہ و ذائقہ تلخی و شیرینی روزگار چشیدہ زبان دریدہ کو فریب مین
ایسا لایا کہ وہ برضا و رغبت شہر بلا مین آیا اب مین حمزہ کو مع لشکر اسلام و سرداران خوش انجام کے گرفتار کرونگا وہ کھٹکا اور غم جو
جو میرے دل مین تھا سب مٹ گیا یہ کہکر بلاجان جادو نے بیٹھے سحر کیا اور دستک دی خواجہ عمرو گھر مین ترانہ عیار کے سحر مین مبتلا
ہوگئے بلاجان جادو نے ترانہ عیار سے کہا کہ ای ترانہ جا اور عمرو کو دربار مین حاضر کر ترانہ عیار مکان پر اپنے آیا اور جاتے تمام عیارونکو
بھی دیا خواجہ عمرو مکان مین ترانہ عیار کے بیٹھے ہین مگر سحر مین ایسے مبتلا ہین کہ کچھ خبر سر و پا کی نہین ہے ترانہ عیار نے بسہولت خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری کو گرفتار کیا اور سلسلہ بعمل در زنجیر کر کے سامنے بلاجان جادو کے ترانہ عیار نے خواجہ عمرو نامدار کو حاضر کیا
بلاجان جادو بغیظ و غضب و بہ کبر و نخوت کہنے لگا ای عمرو تو نے دیکھا کہ مین کیسا زبردست ساحر ہون کہ تجھ سے عیار طرار خنجر گذار
کو پکڑ بلایا اب تجھے کب چھوڑتا ہون ایسے عذاب شدید سے تجکو قتل کرونگا کہ سننے والون کو عبرت ہو اور مجھ سے خوف کرین اسکے بعد حاکم
لشکر اسلام ہو یہ کہکے حکم کیا کہ بلاؤ جلادون کو ساحر ہر جب حکم اپنے سردار کے دوڑے جلاد ستم ایجاد کو بلا کر لائے جلاد سامنے بلاجان
جادو کے حاضر ہوئے اور دست بستہ عرض کرنے لگے کہ غلام حاضر ہین جو حکم سرکار جلالت شعار ہو بجا لاوین جسکو حضور فرماوین اُسکو ابھی
قتل کرین ہمین کیا عذر ہے بلاجان جادو نے حکم دیا کہ ای جلاد اس نابکار ساربان زادے کو قتل کرو دیر نہ لگاؤ کہ یہ بڑا ساحر کش
ستم رسیدہ کافران ہے جلاد بے بنیاد نے بڑھکر خواجہ عمرو کا غصے سے ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور نطعے پر لیجا کر بٹھایا اور تیغ خونخوار جوہر سے
بیٹھے کا میان سے نکالا اور ہاتھ سے بازو کو دیکھا خواجہ عمرو نے صورت اُس جلاد خونخوار کی بحسرت یاس دیکھی وہ جلاد مریخ خشم زحل
ہیئت عقرب طبیعت سنگدل آتش مزاج خواجہ عمرو سے کہنے لگا ای ساربان زادے بدست تو نے ظلم و ستم کیے ہین صدہا ساحران زبردست
تو نے قتل کروائے مگر یہان بلاجان جادو کے ہاتھ سے تجکو جانبری نہوگی کہ بڑا قتال دشمن ہے جلاد یہ کہکر تیغ خونخوار تولکر سر پر عمرو کے منتظر
حکم اخیر بلاجان کا کھڑا ہوا عمرو اُس عالم یاس مین فکر کرتے کرتے سوچا کہ ای خواجہ تجکو تو دخل ہر فن مین کامل ہے الحان داؤدی مین بھی
دخل بخوبی رکھتا ہے یہ سوچکر ہفت پیوند کی جوڑی زنبیل سے نکالکر بجانا شروع کیا اور گانے لگا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ وہ گانا
بجانا ہے کہ جسکی تاثیر سے پتھر موم ہو پانی ہو کر بہ جاوے فولاد نرمی پیدا کرے انسان کی کیا اصل وحقیقت ہے جلاد تو سنتے ہی وہ گانا بجانا
بت بنکر کھڑا رہ گیا ایسا محو ہوا کہ تیغ ہاتھ سے چھوٹ پڑا بلاجان جادو آواز پر خواجہ عمرو کی ایک دل کیا ہزار جان سے عاشق ہو گیا
بیخود ہو کر آنکھین بند کرین اُسطرح جھوم کر سر ہلانے لگا جیسے کسی پر جن کا چڑھ بیٹھتا ہے اور کھیلتا ہے اسی عالم بیخودی مین جلاد کو
منع کیا کہ اس عیار طرار فریب دادہ دل ناشکیب کو قتل نہ کر یہ دوائے دل رنجوران ہے پھر خواجہ عمرو سے پکار کر کہا ای عمرو اگر تو میرے
سامنے ہر روز گایا بجایا کرے تو تیرا قصور معاف کر دون اور تیرے خون سے درگذر کرون اپنے پاس تجکو رکھون خواجہ عمرو نے جب
بلاجان جادو کو محو بیخودی دیکھا اور اپنے اوپر مہربان بدرجہ کمال پایا جواب دیا کہ ای بلاجان جادو مجکو تعجب تھا کہ تو مجکو قتل کرتا
ہے مین تو مثل نقش حب دل بشر مین بسنے کے قابل ہون مگر خیر اپنی گردش طالع نارسا تھی جو تیرے سامنے ہتک ہوئی بلاجان جادو
نے کہا ای عمرو مجکو تیرے اس فن و کمال کا حال مطلق نہ معلوم تھا جبھی تو حمزہ تجکو بدل عزیز رکھتے ہین مین کیا جانون کہ تو ایسا صاحب
کمال ہر فن مین بیمثال ہے بیشک انسان کا انسان سے سابقہ نہین پڑا اُسکا عیب و ہنر نہین ظاہر ہوتا عورتون کی مثل مشہور ہے مثل
ستا جانے کے اور آدمی جانے بسے دوسرے شیخ سعدی کا بھی قول بہت درست اور ٹھیک ہے قول سعدی تامرد سخن نگفتہ باشد

عیب در نظرش نہفتہ باشد ٭ در شیشہ گمان مبر کہ خالیست ٭ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ٭ خواجہ عمرو نے جواب دیا ای بلاجان جادو تو سچ کہتا ہی اگر تو مجھپر بسبب رحم و لطف ہوا ہی تو مین بھی حکم سے باہر نہین ہون علاوہ اس گانے بجانے اور خدمتگاریون کے واسطے بھی موجود ہون مجھکو تو اس شکل و شمائل سے دیکھکر حقیر نہ سمجھنا مین سپاہ گری بھی جانتا ہون فوج قاہرہ سے بھی مقابلے کو بند نہین ہون فن شمشیر مین بھی چالاک ہون عیاری مین بیباک ہون تو میری صورت دیکھکر یہ گمان نہ لیجا بقول سعدی ان نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ٭ ان منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے ٭ ہر کہ جنگ آرد بخون خویش بازی میکند ٭ روز میدان انکہ بگریزد بخون لشکری ٭ بلاجان یہ کلام مسرت التیام خواجہ کے سنکر بہت مسرور و شاد کام ہوا قید سے تو رہا کیا خلعت فاخرہ دیا اپنے ہمراہ لیکر بہ ہزار عزت مکان کے داخل محل خاص ہوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے جو مکانات و قصر عالیات پرنگار کی دیکھا نہایت آراستہ و پیراستہ ہین چھت پر دے زربفتی پرتکلف پڑے ہوے دیوارون پر رنگامیزی آب طلائی کی تصویرات نقرئی جابجا کھنچی ہوئی جنکو دیکھکر بہزاد و مانی حیرت مین آئین ایسے محو ہون کہ قلم مصوری ہاتھ سے چھوٹ جاے چار طرف آئینہ بندی شیشہ آلات پر تکلف موقع محل پر سجا ہوا ہی اسباب عیش جا بجا ہر طرف محل زرنگاری کا بچھا ہی بیچ مین ایک مسند جواہر نگار اسپر ایک نازنین مہ جبین حور پیکر پری تمثال گل سے رخسار نرگسی چشم زلفین سنبل تابدار و شکبار دندان گوہر پیش بالب لعلین یاقوت کے کرشمے

اشعار

مستانہ جسم مین ہی حسن کا خمار
لنگی مین بلبلین کہ ہی عالم بہار کا

سینہ وہ چاند سا کہ فدا جسپہ آفتاب
ابھری ہی تازگی کی صنم جلد زیب کی

ہر حسن کا جو اسکے جوبن ہی انتخاب
بار گران ہی پیٹ پہ کرتی کے سینے کی

رنگت گلاب کی ہی گلا ہی صراحی دار
قد سرو باغ حسن ہی اس گلعذار کا

لباس فاخرہ زیب جسم اوری دھوپ چھاؤن کا پاجامہ معالج لگا ہوا پھنا لہنگا جسکی چار طرف سیا ہوا دھانی آب رواں کا دوپٹہ جیا ہوا جھوٹے کرشمے جادانی

نظم

دوکانداک اسپر بنگڑی سجا ہوا
ہاتھ مین پہنچے دونون جو اشعلے اکا
چلکون مین دم بتفار اڑایا اسنے
جنبش جسم سے آنچل کا جو بیٹھا لپکا
شعلہ برق نے سورج کی کرن پر مارا
کامدانی کی سراسر بھی نئی تیاری
جال مین سونے کی جھبا جو چمپئی پر باندھے

سرخ اطلس کا وہ پیجامہ سجا بوٹے دار
کسقدر جامے سے باہر ہوا وہ رشک بہار
اک دو پٹہ دیا شبنم کا پہر اس گل کو اڑھا
چادر ابر مین بجلی کو تڑپنے دیکھا
ٹھیک پوشاک عجب پہنے ہوے تھی ساری
پیٹ پر کرتی نے جالی تو جولی گلکاری

جسکی کلیون کا ہوا غنچہ دہن سے نثار
گلبدن پھر جو مقابل کوئی پایا اسنے
شل قربان جہان ہونے لگے اسپہ فدا
جھرمٹ اشرخ روشن پہ جو بن کو مارا
کیا سیکھ وش مین کرتی انگیا بھاری
بند کیا مہم زرنامہ کے کس کر باندھے

زیور مرصع کار سے مغرق بنی ہوئی سر بزانو پر جھکا ہوا نہایت محزون و نالان غمگین و پریشان بیٹھی ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے اس حور وش کو دیکھکر کہا کہ یہ کون اور کیون سر بزانو ہے حیرت پر جھکائے ہی بیت سر جھکائے ہوے سیر دو جہان کرتی ہی ٭ کونسی شی ہی جو آئینہ زانو سی ہی ٭ اسکو ضرور دریافت کرنا چاہیے ہی کہ یہ کیا امر کہ ہی معشوقہ کس خاندان عالیشان سے ہی اور کیسے فراق مین متحیر و رنجیدہ ہی چہرہ اسکا نہایت مکدر ہی کیسے ہجر کا غم و الم اسکے دل پر ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہ اپنے دل سے باتین کرکے بلاجان جادو کی طرف متوجہ ہوے اور پوچھا کہ یہ حسین مہ جبین کون ہی اور کس خاندان عالیشان سے ہی یہ سنکر بلاجان جادو ہنسا اور کہا ای خواجہ عمرو تنے اس پریزاد کو نہین پہچانا یہ ملکہ بیٹی یاقوت شاہ کی ہی اور نام اسکا ملکہ مہر افروز ہی مین اس مہ جبین پر عاشق ہوکر ملک سبائل سے اٹھا لایا ہون مگر یہ حور وش مجھ سے راضی نہین ہی وصل میسر اصلا نہین کرتی کوئی بات مجھ سے نہین آتی دل بیتاب اسکی آتش عشق سے جلتا ہی شعلہ ہجر سے جگر کباب ہو رہا ہی بادہ وصال آفتاب روئی آٹھ پہر تمنا ہی دیکھیے کب حاصل مراد در زردق آرزو پہونچے گوہر وصل ملازم حال پری تمثال سے کب ہاتھ لگے ای خواجہ مین ہر وقت ملول و غمگین رہتا ہون چشمہ چشم گوہر بار سے روے تمنا اپنا دھوکر الم طوفان ہجر سہتا ہون خواجہ عمرو نے جو یہ کلام غم انجام اس ناکام بلاجان جادو سے سنے

سکرا کر کہا کیوں گھبراتے ہو دلبر الم فراق سہتے ہو خاطر جمع رکھو میں اسکو بہت جلد راضی کر دونگا یہ بات کیا حقیقت ہی میں نے کوچہ عیاشی میں بڑے بڑے کام کیے ہیں جسکے پاس طائر خیال نہ پہونچ سکتا تھا اسکو راضی کرکے بلوا لیا ہی اور ہم بستری سے سرفراز کیا ہی بلاجان جادو نے کہا اے خواجہ اگر تم اسے راضی کر دوگے تو تمام عمر ممنون احسان ہونگا خط غلامی لکھ دونگا خواجہ عمرو اور بلاجان جادو بھی باتیں کرتے ہوئے آہستہ آہستہ اُس نازنین کے پاس آئے بلاجان جادو ملکہ مہر افروز کے پاس بیٹھ گیا جو نہیں پہلو ملکہ مہر افروز کا زانو بلاجان سے دبا ملکہ پیچھے ہٹ گئی خواجہ عمرو بھی سامنے ہنستے ہوئے بیٹھ گئے بلاجان جادو نے کہا اے خواجہ کچھ گاؤ کوئی غزل درد آمیز سناؤ کہ دل بھنسا ہوا زلف جانان کا ہی پریشانی از حد تمھارا ہی یہ سنکر خواجہ عمرو نے جوڑی ہفت بھوندی نکالی اور الحان داؤدی سے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

تمھیں مشہور ہونا تھا مجھے بدنام ہونا تھا
مرے دلکو مجازی سے حقیقت ہوگئی واصل
یہی دور زمین تیرے ساقی گلفام ہونا تھا
چلے آئے جو روز وصل یہ تھا امر تقدیری
تجھی پر خون ہوا اے مرغ بے ہنگام ہونا تھا
بھلا یکبار قلم جانے ہی مٹنے اپنے عاشق کو
چراغ زندگانی کل قریب شام ہونا تھا
نہ یہ سمجھا تھا میں تقسیم آخر جان جائیگی
یہی ہر صبح ہونا تھا یہی ہر شام ہونا تھا
گئی جان حزین جو پاس کی تیری محبت میں

پھنسا ہی دل مرا اُن گیسوے پیچان کے پھندے میں
یہی اس عشق کے آغاز کا انجام ہونا تھا
ہوے دو چار ہی اس ابروے خمدار کے کشتے
تمھارا نام ہونا تھا ہمارا کام ہونا تھا
رہینگے تا قیامت قبر میں ہم یہ نہ سمجھے تھے
ہمارے اور تمھارے نامہ و پیغام ہونا تھا
عدم سے آکے دنیا میں اٹھائے رنج و غم کیا کیا
تمھارا وصل مجھکو موت کا پیغام ہونا تھا
محبت کے نواب میں سے ہیں او لیلا یہ ایذا ہی
اسی میں کام اسکا او بت خود کام ہونا تھا

محبت کا مری آخر برا انجام ہونا تھا
مری تقدیر میں آخر اسیر دام ہونا تھا
رہیں محروم جیسے مست اک جام صبوحی کو
تری تلوار سے سفاک قتل عام ہونا تھا
ادھر تو نے صدا دی وصل کی شب عشق ابلیس
اسی منزل پہ دنیا کا سفر انجام ہونا تھا
ہو مجکو تا بہ گیسو جان آخر کھوئی اس دل نے
مسافر کو اسی منزل پہ بے آرام ہونا تھا
خیال رخ میں گزر یوں ہوا جیوں باد گیسو میں
وہ اے دل ہو چکا قسمت میں آرام ہونا تھا
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بلبے ہو سخن

داؤدی سے یہ غزل بعد جوش و خروش گائی اور ہفت بھوندی نال سے ٹھیک بجائی سماں بندھ گیا اور بلاجان جادو محو ہو کر جھومنے لگا آنکھوں سے اشک حسرت بہنے لگے رونے رونے ہچکی لگ گئی خواجہ عمرو نے جانا دم ٹوٹ رہا ہی سرائے فانی کو ناری چھوڑتا ہی جسوقت خواجہ عمرو نے گانا موقوف کیا تھوڑی دیر کے بعد بلاجان جادو کو ہوش آیا ہواس درست ہوئے اور ملکہ مہر افروز بھی خواجہ عمرو کا گانا سنکر شگفتہ خاطر ہو گئی غزل سرائی خواجہ عمرو سے نہایت خوش ہوئی سر اُٹھا کر خواجہ عمرو کو دیکھنے لگی دل میں کہتی تھی کہ یہ خوش آوازی یہ لحن داؤدی خواجہ عمرو کی زمانے میں سنا کرتے تھے کہ سوا ے خواجہ عمرو کے کوئی مرد ایسا غزل سرا و ترانہ ساز مسلمانوں میں نہیں ہی کیا تعجب ہی کہ یہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار طرار حمزہ صاحبقران زمان ہو خیر اے ملکہ جسکی منتظر ہو آپ ہی معلوم ہو جائیگا الغرض بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو نے بلاجان جادو کو اشارہ کیا کہ تم اس صحبت سے اُٹھکر باہر چلو تو میں کچھ باتیں ملکہ مہر افروز سے رضامند ہونیکی کروں بلاجان جادو اشارہ خواجہ عمرو کا سمجھ گیا اور وہاں سے اُٹھکر باہر اُس قصر کے چلا آیا اور اسو میں مشغول ہوا عمرو نے جب ملکہ مہر افروز کو تنہا پایا تو پوچھا اے ملکہ تم بیان کیو نکر آئیں کچھ کیفیت اپنی بیان کرو مجھکو منے پہچانا یا نہیں ملکہ مہر افروز نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ بخوبی تو نہیں پہچانا مگر حلیہ ثابت ہوتا ہی کہ آپ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار طرار خنجر گذار امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان ہیں خواجہ عمرو نے ہنسکر کہا کہ جب تم نے مجھکو پہچان لیا تو کس واسطے پریشان خاطر ہو غنچہ ہو و شگفتگی سے بات کرو انشاء اللہ ہم تم ملے اس کافر بے دین بلاجان جادو کا کام تمام کرنے میں تھوڑا ہی عرصہ اور باقی ہی اب تم اپنے آنے کا بیان حال کہو کہ اس کافر کے پھندے میں کیونکر پھنسیں ملکہ مہر افروز نے بہ مسرت غنچہ لب وا کیا منھ سے پھول جھڑنے لگے شعر کسی کے عشق نے دیوانہ ایسا کر دیا مجکو بھلا دیں دنیا کو اسی کی یادگاری نے

اے خواجہ میں عاشق زار و فریفتہ گل رخسار نبیرۂ امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان اسد نوجوان جس دن بیخ برشت
لقا سے اسد شیر دل کو نکال لائی تاب مفارقت محبوب خوش اسلوب نہ لاسکی راہ میں لشکر لقا نے بے تقاضائے اس بیشہ صاحبقرانی کو
گھیر لیا اسد نوجوان سے تلوار چلنے لگی مجکو اسی معرکۂ کارزار میں سے غافل پاکر ایک پنجہ اٹھا کر سوئے آسمان بلند ہو گیا میں اس عالم
اضطراب میں بیہوش ہو گئی جب میری آنکھ کھلی اسی قصر میں اس زشت رو اور بدخو بلاجان جادو کے پہلو میں لیے اپنے تئیں پایا
نا ہنجار سیہ کار مجھ سے طالب وصل ہوا اسوقت تک تو میں نے اپنی آبرو کو اس سگ ناپاک سے بچایا ہے مگر اس ستم کش بجاجہ بلاجان
جادو نے اب بہت سر اٹھایا ہے آبرو بچتی نہیں معلوم ہوتی اسد کی محبت میں میں اپنی جان دونگی اسکا وصل کسی طرح نہ منظور کرونگی
اے خواجہ کیونکر اس گبر ناہنجار سے ہم صحبت ہونا گوارا کروں میں مسلمان ہوں دین اسلام بطفیل فرزندان امیر حمزہ صاحبقران
قبول کر چکی ہوں یہ ساحر کافر بدخلق بدمست ہے اے خواجہ عمرو عیار خرمن دل برق ظلم و جور سے پامال ہے وہ آبرو رہجائے گر تو
نقد جان کیا مال ہے خواجہ عمرو نے یہ سب کیفیت سنکر ملکہ مہرافروز سے کہا کہ میں تو کہہ چکا بیٹی تم سے تم کیوں گھبراتی ہو میں بھائی
تمہار یک حال ہر طرح ہوں خدا کو یاد کرو اسکی شان کبریائی پر نظر رکھو ملکہ مہرافروز خواجہ عمرو کے کہنے سے اس سیاہ رو بلاجان جادو
کے ساتھ ہم پیالہ و ہم نوالہ ہوا کی ایکدن خواجہ عمرو نے ملکہ مہرافروز سے کہا کہ آج میں اس نابکار زشت بلاجان جادو کو بیہوش کرتا
ہوں اب سیر دیکھو کہ کیا ہوتا ہے یہ کہکے معجون ملکہ مہرافروز میں شراب بیہوشی کی تیاری کی اور بلاجان جادو کو پلا دی جب بلاجان
جادو بیہوش ہوا گرتے سب اسکے آثار کے ایک صندوق میں بند کیے اور قفل بہت بھاری اس صندوق میں لگا دیا اور اسکو اس
سبب سے قتل نہ کیا کہ ہنگامہ برپا ہوگا یہ راز مخفی افشا ہو گا غرضکہ وہ صندوق ایک کوٹھری کے گوشہ میں اٹھا کر عمرو نے رکھدیا ملکہ
مہرافروز نے کہا کہ اے خواجہ میں ایک مژدۂ مسرت آمیز فرحت انگیز اور سناتی ہوں فلاں مکان میں سرداران لشکر اسلام قید بہ قید
شدید میں پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا یہ مرحلہ صاف رہجائیگا ان سب بیچارے سرداران لشکر اسلام کو رہا کرکے صاف نکل جاؤ خواجہ
عمرو مہرافروز کی یہ بات سنکر نہایت خوش ہوئے اور فوراً روانہ ہوئے عقب دیوار زندان آکر کمند ماری اور بالائے دیوار زندان
آکے دیکھا کہ سرداران لشکر اسلام بیچارے محزون و ناکام سب کے سب مطوق و مسلسل بیٹھے ہیں خواجہ عمرو اندر زندان کے جانکے اترے
تمام سرداروں کو اس قید شدید سے رہا کیا اور سب سرداروں کو ہمراہ لیکر راہی ہوئے چند قدم چلے تھے کہ دیکھا سامنے سے ترانہ عیار
بلاجان جادو کا دو سو عیار فتنہ انگیز ساتھ اپنے لیے ہوئے گشت کرتا چلا آتا ہے خواجہ عمرو نے سرداروں سے کہا غضب ہوا یہ نہیں مقابلہ
ہو گیا دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے ترانہ عیار مع عیاران ہمراہی کے جب قریب پہونچا عمرو کو اور سب سرداروں کو جو قید تھے پہچانا اور
للکارا او ناعیار یہ تو نے کیا کیا بلاجان جادو کے قیدیوں کو چھوڑ دیا کہاں جاتا ہے میں آپہونچا یہ کہکے تلوار کھینچکے جھپٹا خواجہ عمرو
نے بھی کھینچا تلوار چلنے لگی عیار زخمی ہو ہو کر پسپا ہونے لگے کچھ مارے گئے جب دو چار گھڑی گذری لڑتے ہوئے تو ترانہ عیار بلاجان
جادو اپنے عیاروں کو لڑتا ہوا چھوڑ کر بے تحاشہ بھاگا کہتا تھا شاید بلاجان جادو کو عمرو نے مار ڈالا یا قید کیا جب ترانہ عیار دوڑتا
ہوا ملکہ مہرافروز کے محل میں آیا دیکھا کہ ملکہ بھی پا بہ رکاب بیٹھی ہے چونکہ عیار تھا صاف پہچان گیا کہ ملکہ کا بھی ارادہ عمرو اور سرداروں
کے ہمراہ بھاگ جانے کا ہے بالکل آمادہ ہے ترانہ عیار بلاجان جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی بلاجان کو تلاش کرنے لگا مگر
کہیں نہ پایا نہایت مضطر و پریشان ہوا مگر بار بار یہی کہتا تھا کہ اگر بلاجان جادو مارا جاتا تو فوراً حال دریافت ہو جاتا یقین ہے کہ
عمرو نے کوئی عیاری کی ضرور بیہوش کرکے کہیں چھپا دیا ہے یہ دل میں اپنے سوچکر کونا کونا اس قصر کا ڈھونڈھنے لگا جب کوٹھری
کے اندر پہونچا دیکھا ایک صندوق مقفل رکھا ہے دل سے کہا اے ترانہ عیار بلاجان جادو اسی صندوق میں بند ہے جلد ہی سے
اس صندوق کو کھولا اس بدمست و سیاہ رو بلاجان جادو کو اس صندوق میں بیہوش پایا ترانہ عیار نے بلاجان جادو کو
صندوق سے اٹھا نکالا ہوش میں لایا اچھی طرح ہوشیار کیا ساری کیفیت بلاجان جادو سے ترانہ عیار نے بیان کی وہ سیاہ رو

بلاجان جادو یہ سنتے ہی دھن سے سحر کرنے لگا آخر ایسا سحر کیا کہ عمرو اور سب سردار فوراً بیہوش ہو ہو کر گر پڑے اور ایسی غفلت کی
بیہوشی سوار ہوئی کہ عیاروں نے سب کو مع عمرو باندھکر قید کر لیا اور خوشی خوشی سامنے بلاجان کے سب سرداروں کو مع عمرو کے
گرفتار کرکے لائے اُس نابکار نے بجواز سرنو اُن سب کو مسلسل و مطوق کرکے قید سخت مین رکھا جب دوسرے دن محل مین آیا ملکہ
مہرافروز کو نہایت مکدر خاطر پایا دکھ رنج و الم ہوا قاعدہ ہے کہ جس پر عاشق اور فریفتہ و شیفتہ ہو جب اُسکو کوئی صدمہ ہوگا اپنے تئین
بھی اُس سے زیادہ اندوہ و ملال ہوگا بلاجان جادو جو شیفتہ مہرافروز کو رنجیدہ خاطر دیکھکر بہت مضطر و پریشان ہوا اور ہاتھ گردن
نازنین مین حمائل کرکے یون کہنے لگا ای آرام جان غمزدگان و ای راحت رسان دل مشتاقان تم آج اسقدر مکدر و رنجیدہ کیون ہو
جو خود بخود تم پریشان و مضطر و غمگین ہو مین نے تو کل سے آج تک تمسے دل نازک پر ملال لانے کا کچھ ذکر بھی نہین کیا کہ ایسا ہو مین
کچھ تذکرہ معرکہ بے عنوانی کا کرون اور خلاف خاطر تمہارا امر باعث ہو جو تو میری مسرت اور چین مین فرق آسکے گا اگر اس عالم پر کوئی
اور ہوتا اور ایسی حرکت ناشایستہ کرتا تو مین بہت بُری طرح اُس سے پیش آتا مگر تمسے کچھ نہین کہ سکتا کہ مین تم پر عاشق ہون اور
تمکو اپنا سردار جان سمجھتا ہون اب یہی بہتر ہے کہ میرا وصل تم منظور کرو اور مجھکو اپنی غلامی مین قبول کرو دل عاشق جانسوز کو نہ ملول کرو
ملکہ مہرافروز نے سر جھکا کر جواب دیا کہ بلاجان جادو واقعی مجھ سے بڑی خطا ہوئی نقد مین نے تقدیر بیازمائی [?] کے واسطے یہ حرکت
کی تھی اور اگر سچ پوچھتا ہے تو اس امر مین عمرو کا مطلق قصور نہین ہے کیونکہ وہ مجھکو منع کرتا رہا کہ ای ملکہ مہرافروز ایسا امر نہ کرنا چاہیے
اس کام کا انجام برا ہوگا مگر مین نے اُسکے کہنے پر مطلق عمل نہ کیا اور ایسی خطا کی بلاجان جادو اس عذر و معذرت ملکہ مہرافروز
سے بہت خوش ہوا اور جو کچھ کہ خیال فاسد دل مین اُس زشت خو بلاجان جادو کے تھا وہ بالکل نکلگیا اور یقین کامل ہوگیا
کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی کچھ تقصیر نہین ہے اُسیوقت خواجہ عمرو کو زندانخانے سے طلب کیا جب خواجہ عمرو سامنے بلاجان
جادو کے آئے ایسی دلچسپ باتین کین اور کلام مذاق آمیز کیے کہ بلاجان جادو ہنسنے لگا اور دوبارہ خلعت سے خواجہ عمرو کو سرفراز
کیا خواجہ شریک صحبت تخلیۂ خاص ہوئے دور شراب چلنے لگا بلاجان جادو نے کہا ای خواجہ کچھ گاؤ دل ہمارا کوئی غزل اچھی سی
سننے کو چاہتا ہے خواجہ عمرو نے یہ سُنکے بلاجان جادو سے بڑی منت بوندی [?] لگائی اور ستار بھیروین کی دھن مین ایک تان اُڑائی اور
یہ غزل عاشقانہ مجمع یاران [?] گائی

غزل

وصل مین زینت کا ڈر تھا ہجر مین غمناک تھا
کوئی عاقل تھا نہ کوئی صاحب ادراک تھا
کاکلین شانون پہ لہرائی کبھی ناگون کی طرح
کوئی بسمل تھا کوئی بستہ فتراک تھا
چھوڑ کر مجھ ناتوان کو پاس غیرون کے گئے
مین تو تھا مجبور لیکن دل مرا بیباک تھا
داد رس [?] کیون نہ کرتا صبر تیرے ظلم پر
دھجیان اسکا گریبان اُسکا دامن چاک تھا

زیست مین ہین تب ترے رہنے پر عبث غمناک تھا
چین سے عاشق ترا کس دن تہ افلاک تھا
لوگ گلشن مین گل صد برگ سمجھے تھے جسے
پارہ تھا میرا کہ اپنے وقت کا ضحاک تھا
دور سے دیکھ آتا تھا اگر کسی محبوب کو
کیون جلایا یار نے کیا مین خس و خاشاک تھا
یار کو دیتا تھا نسیم بیقراری کی خبر
دل مرا کیون چاک ہوتا گیا تری پوشاک تھا
ہے عجب قتل کرکے کیون قاتل رکا

کیون نہ آخر خاک ہوتا ابتدا سے خاک تھا
عشق مین جو تھا وہ دیوانہ تھا یا وحشی مزاج
اصل مین وہ گل نہ تھا میرا دل صد چاک تھا
دیکھکر قاتل کو یہ حالت رونے کی ہو گئی
ہجر مین سست تھا دل مرا چالاک تھا
اسکے باعث بارہے کین وصل مین گستاخیان
ہجر کی شب ورد تو نالہ ہمارا ڈاک تھا
عشق مین رسوا ہوا عاشق بھی معشوق بھی
مین حیا سے نقد تھا اور وہ سفاک تھا

خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے جو یہ غزل بالحان داؤدی گائی بھیروین کی دھن کا سمان دکھایا رنگ جمایا ملکہ مہرافروز بھی اسقدر وجد
مین ایسی بیقرار ہوئی کہ حجاب بیحجابی منہ پر رکھکر رونے لگی یاد قامت محبوب نے دل دکھایا جلسۂ وصل اپنا یاد آیا گل نرگس سے قطرۂ شبنم
اشک عدن چشم سے نکلکر شعر گنج گنج پہ بکرگل عارض ملکہ مہرافروز پر ڈھلکر آئے لعل لب یا پارہ یاقوت مرجھا کر غنچۂ سوسن
کی طرح ہو گئے کیونکہ سرمگین چشم سے جا شک حسرت بے بیاہی سرمہ دنبالہ دار کی رخسارون پر لب جان بخش عشاق تک دوڑی

عجب کیفیت اُسوقت جمال بیثمال چہرۂ ملکہ مہرافروز خورشید تمثال نے دکھائی گویا باغ حسن پر عجائب بہار آئی خواجہ شمس شمائل ملکہ
مہرافروز کی دیکھکر مسکرانے لگی اور بلاجان جادو کا تو یہ حال ہوا کہ بےتیغ ذبح ہوگیا غش کھانے لگا ایسا عالم محویت ہوا کہ سر اپنا زمین
پر دے مارا حقیقت میں عشق تو بلائے جان آفت روزگار ہوتا ہے جب سماں شوق کا بندھ جاتا ہے پھر کچھ آنکھ سے نہیں سوجھتا ہے بارہا
ملکہ مہرافروز سے لپٹا جاتا تھا ہاتھ گردن نازنین میں حائل کیے دیتا تھا ملکہ پیچھے ہٹی جاتی تھی غیرت سے کٹی جاتی تھی غرضکہ تھوڑی دیر
کے بعد بلاجان جادو جامۂ انسانی میں آیا ہوش و حواس درست ہوئے ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ ہر روز یہی جلسہ عیش و
عشرت رہتا ہے بلاجان جادو مشتاق وصال ملکہ مہرافروز ہجر میں مثل ماہ روز افزوں کاہیدہ ہوا جاتا ہے چہرہ زرد دل میں درد
آنکھیں پرنم دل پر ہجوم رنج و غم درد و الم کوئی مونس ہمدم ایسا نہیں کہ اس نازنین مہ جبین کو وصل پر راضی کرے کب تک صدمۂ فراق یار
جانی محبوب جادو والی اٹھائے اب صورت یہ ہے کہ بلاجان جادو شکل بیمار رنجور ناچار بحزن و غمگین رہتا ہے دلبر محو شوق جمال
اُس نازنین بیمثال کا رہتا ہے اسیطرح کئی دن گذر گئے خواجہ عمرو ہر روز بلاجان جادو کو تماشا کیا کرتے ہیں خلوتکدے میں ملکہ
مہرافروز کا دل بہلایا کرتے ہیں جب ملکہ مہرافروز گھبراتی ہے کیون ای خواجہ کیا ہوگا روز فراق سے شب وصل محبوب کا کب بدلہ ہوگا
کسیطرح اس دام صیاد ظلم ظالم سے رہائی ہوگی دیکھیے کب دور شب جدائی ہوگی خواجہ عمرو کہتے ہیں ای ملکہ مہرافروز نہ گھبراؤ دل مضطر
کو یاد اسد نوجوان میں نہ تڑپاؤ خدا کو یاد کرو رب اکبر سے طلب امداد کرو پروردگار عالم کوئی صورت بہتری کی نکالیگا الغرض
ایک روز خواجہ عمرو برائے تفریح طبع مکانوں اور املاک وغیرہ کی سیر کرنے کو چلے سیر کرتے پھرتے تھے خوشنمائیاں کاریگروں کی
اور صناعیاں مصوران طلسم کی اور منبت کاریاں مکانات کی دیکھتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایک مکان میں وارد ہوئے دیکھا وہ
مکان نہایت خوشنما ہے اور کام نقاشان ختنی نے ایسا بنایا ہے کہ روح بہزاد و مانی اسکی سیر کرنے کو آئی اور معماروں نے انہیں
ایسی اُستادی ختم کی ہے کہ تعمیر فلک کی کارنمائی نگہ سے گرگئی ہے مگر وہ مکان خالی پڑا ہے کوئی اُسمین نہیں رہتا ہے آراستگی مکان
کی اسیطرح سے کہ جیسے کسی رئیس کے رہنے کے واسطے سجتے ہیں لیکن اُس مکان کے ایک گوشے سے آواز گریہ وزاری
و آہ بیقراری کی چلی آتی ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آواز سُنکے حیران و متعجب ہوئے اور اُس آواز کی طرف چلے جب گوشے میں
پہنچے دیکھا کہ ایک جوان خوبرو حسین شکیل طرحدار خوش چشم خوش وضع قید آہن میں گرفتار سوزن زبان میں مضطر
و پریشان بیٹھا ہے اور عجب درد و آہ سے رو رہا ہے خواجہ عمرو اُسکے قریب آئے اور پوچھا ای شخص تو کون ہے اور کیا نام تیرا ہے کیفیت
اپنی بیان کر اُس جوان رعنا نے اشارے سے کہا کہ میں اس قید شدید میں ہوں کیونکر تم سے ہمکلام ہوں کوئی لکڑی
اٹھا دو تو اُس سے زمین پر لکھکر بتا دوں خواجہ عمرو نے ایک لکڑی اُس جوان کو اٹھاکے لادی اُس جوان نے زمین پر لکڑی
سے اپنا حال اور نام و نشان بتا لکھدیا کہ میرا نام مریخ جان جادو ہے اور میں خدمت امیر حمزہ صاحبقران میں شامل جاکر ان
حاضر رہا کرتا تھا یہاں میں بحکم امیر کشورگیر دیوار طلسم توڑ رہا تھا باطل اسکو معدوم کرنے کو آیا تھا چنانچہ چھ دیواریں سحری میں نے
معدوم کیں ایک دیوار اور باقی تھی جو بلاجان جادو کو خبر ہوئی اُسنے حرامزادہ عیار کو بھیجکر گرفتار کرایا ہے جب سے اس قید
شدید میں ہوں کچھ بس نہیں عالم بےبسی اور مجبوری میں تڑپتا ہوں اور درد و الم سے روتا ہوں کوئی میرا ہمدم و غمخوار
نہیں کہ مجھکو رہا کرے اور اس بلا سے چھڑائے خواجہ عمرو نے کہا ای مریخ جان جادو اگر تو رہا ہو جائے تو کیا کار نمایاں دکھا
اور کیا کرے اُسنے پھر زمین پر لکھدیا کہ اس سیاہ رو بلاجان جادو کو بزور شمشیر سحر زبردست قتل کروں خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری نے خوش ہوکے کہا کہ اگر تو اسکا اقرار محکم کرے اور قتل بلاجان جادو پر آمادہ ہو اور دین اسلام قبول کرے مسلمان
ہو جائے تو میں ابھی تجکو اس بلائے قید آہن سے رہا کردوں مریخ جان جادو نے پھر زمین پر لکھدیا کہ میں خود مسلمان
ہو جاؤنگا اور دین اسلام قبول کرونگا اور اطاعت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے سرتابی نہ کرونگا مثل غلامان غلام و

چاکران چاکر حاضر رہونگا جو کام ہم درپیش ہوگا اُسمین بدل وجان کوشش کرونگا اور کبھی دغا سے نہ پیش آؤنگا خواجہ عمرو یہ سنکے
اُس سے بہت خوش ہوئے اور چاہا کہ سوزن اُسکی زبان سے نکال لین اور مریخ جان جادو کو رہا کرین کہ مریخ جان نے پھر زمین پر لکھدیا
کہ مین تمہاری کوشش سے رہا ہونگا خواجہ عمرو نے کہا اے مریخ جان جادو کیا سبب ہے تو نے مجھے نہ پہچانا مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
ہون عیار طرار امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا مریخ جان جادو یہ سنکے اور زیادہ خوش ہوا اور لکھا کہ مجپر سحر زبردست بلاجان جادو کا
جاری ہے سواے فیروز جادو کے کوئی سحر مجپر سے رد نہین کرسکتا اے خواجہ اسیطرح سے مین پہلے بھی گرفتار ہوکر قید ہو چکا ہون یہ بلاجان
جادو میرا بھائی ہے اور تین بہنین میری ہین نسرین ونسترن وسوسن اے خواجہ عمرو نسرین ونسترن کو تُنے قتل کیا اور سوسن
اُسکے پاس ہے مین بھی سحر وساحری مین زبردست کچھ بلاجان جادو سے کم نہین ہون بلکہ بلاجان جادو مجھ سے ہمیشہ خوف کرتا تھا
ہمیشہ کہا ایسا نہو کہ سحر اسکا مجپر چل جاے اور مدام میری تاک مین رہا کرتا تھا غرضکہ ایک روز بلاجان جادو نے مجکو غفلت مین پاکر اپنا
حربہ کیا اُسکا حربہ کارگر ہوگیا فوراً مجکو گرفتار کرکے سوزن میری زبان مین دیدی اب جو زبان بند ہوگئی تو مین کیا کرسکتا مجکو قید
کرکے زنبور جادو کے حوالے کردیا اُسنے مجکو لیجاکر ایک قلعۂ طلسمی مین قید کیا اور وہ قلعہ ایسا تیار کیا کہ انسان تو کیا ہے طائر وہم کا بھی
پہونچنا محال ہوا مین نہایت حیران و پریشان با نالہ وزاری بصد بیقراری ایک گوشۂ تنگ و تار مین پڑا رہتا تھا زندگی کے دن پورے
کرتا تھا کوئی مونس و یار پیش و پس چپ و راست بیت حال دل کس سے کہتے کوئی نہ تھا وہان نقد بخشین تھی تنہائی ۔ اُسی قلعے مین
ایک عمر گذری کہ ستر برس قید رہا جب پروردگار نے صورت رہائی کی دکھائی اُسکا سامان اسطرح بندھا کہ عنبر قران نامدار عیار طرار
خبرگیری قلعۂ طلسم کو آیا اُس سے اول زنبور جادو سے مقابلہ ہوا عنبر قران نامدار نے اُس ملعونہ ساحرہ کو بزور تیغ آبدار عیاری
قتل کیا اور سر اسکا کاٹ لیا جسوقت زنبور جادو قتل ہوچکی سحر اُسکا ٹوٹ گیا عنبر قران قلعہ اصلی مین آیا تمام قلعے مین پھرا خوب
سیر کی بعد اسکے ایک گوشہ مین مسلسل بغل و زنجیر مجکو دیکھا مین نے ساری حقیقت اپنی اور نام و نسب اپنا اُسکو بتایا اُسنے بھی آپکی
طرح سے چاہا کہ سوزن میری زبان سے نکال لے اور مجکو قید سخت سے رہا کرے مین نے اُسکو سمجھایا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان
کو بلایا جب امیر باتوقیر تشریف لاے تبرا سوکہ عظیم ہوا زنبور جادو کا شوہر چنگاسہ جادو کو خبر ہوئی کہ زنبور جادو ہاتھ سے مسلمانون
کے قتل کی گئی وہ اپنے مقام سے دوڑا اور امیر باتوقیر کو گھیرا امیر باتوقیر سے چنگاسہ جادو نے مقابلہ کیا چنگاسہ جادو زیر ہوا امیر نے
اُسکو بیک ضرب تیغ آبدار قتل کیا دو ٹکڑے ہوکے گرا قعر جہنم مین پہونچا امیر حمزہ صاحبقران مجکو رہا کرنے کو آگے بڑھے دیکھا کہ سامنے
نقابدار زرروپوش ہے اُس سے امیر باتوقیر سے مقابلہ ہوا اُسنے بھی بڑے بڑے سحر کیے امیر نے بقوت و قدرت پروردگار عالم و بزور اسم
اعظم سب سحر نقابدار زرروپوش کے باطل کیے آخرکار تیغ آبدار سے اُس نقابدار زرروپوش کو بھی قتل کیا حمزہ صاحبقران زمان
جب میرے قریب آئے مین نے اسم رہائی بتایا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے وہ اسم پڑھ پڑھکر مجکو اس قید و بلاے سخت سے
رہا کیا مین نہایت ممنون و مشکور رہون کیا یہ احسان کم ہے انسان کو لازم ہے کہ مرتے دم تک اُتارنے کا احسان مانے اور حمزہ
صاحبقران زمان نے تو میری جان بچائی ایسی بلاے سخت سے نجات دی ہے اگر میرے دم مین دم ہے تو قدم مبارک امیر باتوقیر حمزہ
صاحبقران زمان کے کبھی نہ چھوڑونگا اُنکے پسینے پر اپنا خون گراؤنگا اے خواجہ تم ایسا گمان کرسکتے ہو کہ مجھ سے دغا نہ کرنا مرد دو منہ سے کہتے
ہین وہ کرتے ہین بقول شخصے قول مردان جان دارد تم مجکو رہا تو ہونے دو دیکھو تو سہی یہان کیسی آفت برپا کرتا ہون تمہارے حکم سے
کبھی باہر نہونگا جو کہوگے وہ کرونگا مگر میری رہائی تمہارے ہاتھ سے تو کسی طرح ممکن نہین ہان تم اتنی کوشش کرو کہ فیروز جادو کو بلالاؤ تو وہ اگر
مجکو رہا کریگا خواجہ نے یہ سنکے کہا اے مریخ جادو فیروز جادو کون ہے مریخ جان نے پھر اُنگلی سے زمین پر لکھدیا کہ فیروز جادو ایک مصور
طلسم ہے کہ وہ تصویرین بناتا ہے [illegible] ہوگا کہ بلاجان جادو کے قصر پر تصویرین جو لگی ہین وہ سب اُسی کے ہاتھ کی بنی ہوئی ہین
ایسا خوشنما مصور ہے کہ بہزاد بھی اگر ہوتا تو اُسکے ہاتھ کو چوم لیتا یہ سنکر خواجہ عمرو وہاں سے روانہ ہوے اور مریخ جان جادو سے کہا آنے کو تو

خاطر جمع رکھنا میں تیری رہائی کی ضرور فکر کرتا ہوں یہ کہکر اُس مکان سے خواجہ عمرو باہر آئے تھوڑی دور چلے تھے کہ ترانہ عیار بلاجان جادو کو سامنے آتے دیکھا خواجہ ٹھہر گئے ترانہ عیار نے کہا ای خواجہ عمرو تم کہاں گئے تھے اور کہاں سے آتے ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ آج بیٹھے بیٹھے کچھ دل گھبرا گیا تھا مکانات بلاجان جادو کی سیر کو نکلے تھے اُسی طرف سے سب دیکھتے چلے آتے ہیں ترانہ عیار نے کہا کہ آؤ چلو تھوڑی دیر میرے مکان پر قیام کرو خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ چلو ترانہ عیار خواجہ عمرو کو ساتھ اپنے لیے ہوے مکان پر آیا خواجہ عمرو کو اندر مکان میں لاکر بٹھا دیا دعوت کا سامان کیا گلابیاں شراب کی لاکر سامنے خواجہ عمرو کے رکھیں اور قابیں کباب گرما گرم کی حاضر کیں اور کھانے طرح طرح کے لایا دسترخوان بچھایا کھانا چنا خواجہ عمرو کو کھلایا اور بعد طعام لذید و آب لطیف کے جام شراب حاضر کیے کباب بطور گزک کھلائے ترانہ عیار نے بھی کھانا کھایا پانی پیا اور شغل ناؤنوش یعنی شراب بھی ہوا بعد فراغت طعام و ناؤنوش سرو انجام خواجہ سے کہا کہ ای خواجہ عمرو اسوقت تمھاری دعوت کرنیکا یہ باعث ہوا کہ میرا جی چاہتا تھا کہ آپکا گانا سنوں کیونکہ آپکی خوش آوازی اور ترانہ سازی کا تمام شہر و بلاد میں شہرا ہے اگر آپنے میرے کہنے سے سرفراز فرماکر کھانا نوش فرمایا ہے اور شراب کباب کا بھی شغل کیا ہے تو میری خاطر سے کچھ گا بجے بھی کوئی غزل عمدہ کسی شاعر عمدہ کی سنا دیجیے کہ دل محظوظ ہو خواجہ عمرو مجبور ناچار ہوے کہا ای ترانہ اچھا سن یہ کہکے جھوری بغت ہو ہوی نکالی اور جو راگنی عمدہ دھن کی اُسوقت بھلی معلوم ہوئی سر ملا کر جھجھری اور یہ غزل گانے لگے غــزل

گرفتاروں پہ ایسی قید ہو صیاد کی
او صبا تو نے ہماری خاک کیوں برباد کی
تشنۂ جام شہادت جیسے جاتے رہگئے
مجھ سے یہ کڑیاں نہ اٹھینگی کبھی جلاد کی
دور رکھتا ہے قفس میں لا کے گلہائے چمن
رہگئے دل تھام کر وہ میں نے جب یاد کی
سیکڑوں تدبیریں کرتا ہوں چلا جاتی ہے
حال وہ مجنوں کا کیفیت یہ ہے فرہاد کی

میں قفس میں ہوں سبکی ذہری تیلیاں فولاد کی
چپ رہوں کیونکر نہ میں بیمار ہوں صیاد کی
کسقدر ہے آب یہ تلوار ہے جلاد کی
جس جگہ دیکھا اجاڑا آشیاں اپنے مرا
رہتی ہے مجھپر عنایت اندنوں صیاد کی
باغ میں ہوگا خراماں جبکہ وہ سرو سہی
کیجیے کس سے شکایت اُس ستم ایجاد کی
لاکھ ضبط نالہ کرتا ہوں مگر رکتا نہیں

اپنے کوچے سے اڑا کر بجلی بیداد کی
بلبل تصویر ہوں عادت نہیں فریاد کی
فصل گل میں بھی یہ پہنا ہے مجکو بیڑیاں
باغباں میں ہوگئی تو آج کل صیاد کی
ناز عاشق نے اتنا تو اثر پیدا کیا
خاک میں ملجائیگی یہ قد کشی شمشاد کی
اپنے کی صحرا نوردی یہ بہاروں میں کا
کیا کروں میں مجکو عادت ہوگئی فریاد کی

خواجہ عمرو نے جو یہ غزل بہ الحان داؤدی گائی ترانہ عیار محو خوش آوازی خواجہ ہوگیا اور بہت محظوظ و مسرور ہوا خواجہ بعد تھوڑی دیر کے ترانہ سے رخصت ہوکر چلے مگر پھر اُسی مکان کیطرف آئے اور اندر داخل ہوے دیکھا کہ مریخ جان جادو اُسی حال زار میں بیٹھا ہے خواجہ نے کہا ای بھائی تو کہ تو میں تجکو اپنے ہاتھ سے رہا کردوں مریخ جان جادو نے زمین پر لکڑی سے لکھدیا کہ ای خواجہ عمرو بن امیہ ضمری میں تمسے کسی طرح رہا نہ ہونگا میرا کہنا مانو اگر فیروز کتاب دار کو آپ کسی طرح بلا لائیں تو البتہ میری رہائی ہوجاسے اس امر میں آپ کوشش فرمائیں خواجہ یہ کلمہ سنکے وہاں سے مہرافروز کے پاس آئے ساری حقیقت مریخ جان جادو کی بیان کی مہرافروز نے کہا کہ میں فیروز کتاب دار کو ابھی بلواتی ہوں یہ کہکر ملکہ نے حکم دیا کہ کوئی فیروز کتاب دار کو جاکر بلا لاسے اور یہ کہدے کہ تصویریں لیتے آئیں الغرض جب الحکم ملکہ کے فیروز کتاب دار تصویریں لیکر حاضر ہوا تصویریں پیشکش کیں ملکہ اور خواجہ تصویروں کی سیر کرنے لگے تھوڑی دیر کے بعد فیروز رخصت ہوا خواجہ بھی پیچھے پیچھے اُسکے چلے جب وہ اپنے مکان میں داخل ہوا خواجہ بھی گھسکے چلے آئے دن عیش و نشاط میں بسر کیا جب رات کا وقت ہوا خواجہ فیروز کے مکان میں آئے فیروز نے سامان عیش مہیا کیا اُسوقت خواجہ نے سب حقیقت مریخ جان جادو کی بیان کی فیروز نے کہا کہ خواجہ سلامت میں حاضر ہوں لیکن جبتک بلاجان جادو ہوشیار ہے کچھ نہو سکیگا خواجہ نے کہا کہ یہ ایسی کون سی بات ہے اُسکو گرفتار کیے لیتا ہوں دونوں آدمی باہم مشورہ کرکے مہرافروز کے پاس آئے فیروز تو ایک مکان میں پوشیدہ رہا ملکہ نے بایماے خواجہ بلاجان جادو کو طلب کیا جب وہ آکے شریک صحبت ہوا خواجہ نے

شراب بیہوشی آلود پلا کر اُسے بیہوش کیا اُسوقت فیروز جادو باہر آیا بلاجان جادو کے بازو مین ایک تعویذ بندھا ہوا تھا اُسے کھول لیا
اور خواجہ کو ہمراہ لیکر مرنج جان جادو کے پاس گیا تعویذ کو پانی مین دھو کر مرنج پر چھڑکا سیخچہ زبان سے نکال لیا مرنج جان جادو تو دو
قید سحر سے رہا ہوا توانائی آگئی سب وہان سے پھر کے مہر افروز کے پاس گئے باہم مشورہ کر کے خواجہ فیروز کتابدار مرنج جان
جادو مہر افروز لشکر اسلام مین چلے آئے امیر حمزۂ صاحبقران سے ساری کیفیت بیان کی امیر حمزۂ صاحبقران یہ کل حال
سُنکر نہایت خوش ہوے اور اُدھر صبح کو بلاجان جادو کو ہوش آیا دیکھا تو ملکہ اور خواجہ کا پتا نہین گھبرا کے کنیزون سے دریافت
کیا کہ ملکہ اور خواجہ کہان گئے اُنھون نے کہا کہ ہم خود اُنھین ڈھونڈھ رہے ہین اور چارطرف تلاشی ہین کہ ملکہ کہان تشریف
لے گئین بلاجان جادو یہ سنکر نہایت متردد اور متفکر و پریشان ہوا کہ کہان ڈھونڈھون اور کہان جاؤن پھر سوچکر باہر آیا اور اپنے
پیر دنکو بلوا کر کہا کہ جلد جاؤ اور جا کر خبر لاؤ کہ ملکہ اور خواجہ کدھر گئے ہین یہ سُنکر پیر آسکے بہت جلد جا کر خبر لائے کہ ملکہ مہر افروز اور
فیروز کتابدار اور مرنج جان جادو اور خواجہ عمرو عیار یہ سب لشکر اسلام مین موجود ہین بلاجان جادو یہ خبر سُنکر نہایت متوحش اور
پریشان و حیران ہوا کہ اب کیا کرون کیا نہ کرون کونسی تدبیر کرون بلاجان جادو تو ادھر اس فکر مین متردد تھا اور اُدھر لشکر اسلام
مین مرنج جان جادو رد سحر بلاجان جادو مین مصروف تھا بلاجان جادو نے سات دیوارین سحر کی بنا کر سد راہ کین تھین اُن دیوارون
کو مرنج جادو نے بزور سحر برطرف کرنا شروع کیا چھ دیوارین تو اُنھین سے زور سحر برطرف ہو گئین اب ساتوین دیوار کو برطرف کرنیکا عمل
شروع کی مگر اس مقام پر ناظرین کو خیال رہے کہ مرنج جادو نے پہلے ہی امیر حمزۂ صاحبقران سے عرض کر دیا تھا کہ اے امیر با توقیر مجھکو
آج کی شب میری حفاظت بہت لازم اور نہایت ضرور ہے اسلیے کہ کہین ایسا نہو کہ محنت میری ضایع و برباد ہو جاے یہ سُنکر امیر حمزۂ
صاحبقران نے ارشاد فرمایا تھا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے تمھاری حفاظت کا بندوبست بطور کافی کر دیا جائیگا اُسی وقت مقبل وفادار
خیرخواہ سرکار کو بلا کر ارشاد فرمایا تھا کہ تمھین لازم بلکہ الزم ہے کہ آج شب بھر تم مرنج جادو کی حفاظت اور نگہداشت بطور کافی
کرو اور نہایت ہوشیار اور بیدار رہنا اور خبردار غفلت شعاری کو کام مین نہ لانا مقبل سے یہ ارشاد فرما کر رخصت کر دیا تھا الغرض
مقبل وفادار امیر با توقیر سے رخصت ہو کر حاضر خدمت مرنج جادو ہوا تھا مرنج جادو تو اپنے خیمے مین بیٹھا ہوا رد سحر مین مشغول تھا
اور مقبل وفا شعار تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوے حفاظت اور پاسبانی اور نگہداشت مرنج جادو کی کر رہا تھا اُنکو تو اس حال مین
چھوڑیے اور اب کچھ حال بلاجان جادو کا سنیے کہ اُسکی کیا حالت ہے جب بلاجان جادو نے یہ تماشا دیکھا کہ مین نے جو سات دیوارین
سحر کی بنا کر سد راہ کی تھین اور جسپر مجھے یقین کامل اور پورا وثوق تھا کہ ہرگز اُنمین سے ایک دیوار کو بھی کوئی برطرف نہ کر سکیگا اور
اس مقام پر کسی کا سحر کارگر نہ ہو سکیگا اُنمین سے چھ دیوارین تو برطرف ہو چکین اور اب ایک دیوار باقی ہے تو جسنے چھ دیوارین
برطرف کر دین اُسکے نزدیک اس ایک دیوار کا برطرف کر دینا کیا بات ہے حد سے زیادہ متفکر اور متردد ہوا اور کمال درجہ رنج و ملال نے آکر
اُسکو گھیر لیا عقل اُسکی تشریف لیگئی سوچ رہا ہے کہ اب کیا فکر کرون اور کیا تدبیر کرون الغرض ایک ساحر زبردست کرگس جادو نامی کو اُسنے
بلا کر کہا کہ اے کرگس جادو جسطرح تجھ سے ہو سکے آج ہی رات کو جا کر کسی نہ کسی طرح مرنج جادو کو باندھ لا اگر تو آج رات ہی اُسکو گرفتار کر لایگا
تو مین تیرا بہت زیادہ ممنون منت و احسان ہونگا یہ سُنکر کرگس جادو جلد جلد روانہ ہوا چلتے چلتے ٹھیک دوپہر رات گئی تھی کہ خیمہ
مرنج جادو کے برابر آ پہونچا اور خیمے کے برابر آ کر چاہتا تھا کہ سحر کرنا شروع کرے مقتضاے کار اور اتفاقات روزگار مقبل وفادار کی نظر
کرگس جادو پر جا پڑی کہ کوئی ساحر تاک لگاے ہوے خیمے کے برابر کھڑا ہوا ہے بس نظر کا پڑنا تھا کہ مقبل وفادار نے تیر چلہ کمان مین جوڑ کر کچھ
ایسا تاک کر مارا کہ تیر دو سار ہو گیا اور کرگس جادو کی پشت سے نکل گیا اُسکے گرتے ہی بعد تھوڑی دیر تک ایک غل و شور اور ہنگامۂ عظیم برپا رہا
جب وہ ہنگامہ برطرف ہوا اور غل و شور موقوف ہو گیا تو ایک آواز آئی کہ مارا جان کشتی نام من کرگس جادو بود یہ آواز
خیمے مین مرنج جادو نے بھی سنی سنتے ہی اس آواز کے مرنج جادو اپنے خیمے سے باہر نکل آیا اور غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ

کرگس جادو مرا ہوا پڑا ہے کرگس جادو کو مردہ دیکھکر مرغ جادو نہایت خوش و مسرور ہوا اور اپنے خیمے مین جا کر دیوار ہفتم کے برطرف
کرنے مین پھر مشغول ہوا اُدھر امیر حمزہ صاحبقران کو خبر ہوئی کہ مرغ جادو چھ دیوارین گرا چکا ساتوین دیوار کے گرانے مین معروف
ہے بلاجان جادو نے کرگس جادو کو مرغ جادو کے گرفتار کرنے کو بھیجا تھا اُسکا کام مقبل نیکنام نے تمام کیا امیر یہ سُنکر نہایت
خوش ہوے اور ادھر مرغ جادو نے دیوار ہفتم کا بھی فیصلہ کیا وہ بھی نیست نابود ہوئی اب جو یہ رنگ بلاجان جادو نے دیکھا کہ
کرگس جادو بھی پھر کر نہ آیا اور یہان ساتون دیوارون کا خاتمہ ہو گیا معلوم ہوتا ہے کہ کرگس جادو بھی مارا گیا اور بلاجان جادو نے
اپنا کام بخوبی انجام دیا قلعہ کو توپ و تفنگ و اسلحہ جنگ سے خوب درست و آراستہ کیا اور ہر طرح کا بند و بست کرکے لڑائی کا پیام دیا کہ یہ
تجھ سے بازیان تو ہو چکین سحر سازیان ختم ہو گئین لیکن اب اگر آپکو دعویٰ مردی اور مردانگی کا ہے اور غرہ صاحبقرانی ہے تو بسم اللہ میدان
مین نکلئے اور تیغ و تیر و گرز و شمشیر سے ہمارا مقابلہ کیجیے یہ سُنکر امیر حمزہ صاحبقران نے عزم بالجزم کر دیا کہ ہم خود تنہا جا کر زبان تیغ سے
اُسکو جواب دینگے اور جو کچھ ہوگا سمجھ لینگے یہ مردود ازلی اور مطرود سرمدی اپنے دل مین سمجھا کیا ہے جو اس طرح کے کلام لغو اور بیہودہ منھ
سے نکالتا ہے اور اسکی بھی یہ مجال ہے جب امیر کشورگیر کا یہ ارادہ مستحکم مرغجان جادو اور فیروز کتابدار کو معلوم ہوا فوراً دونون کے
دونون حاضر خدمت فیضدرجت ملازمان عالی الشان امیر حمزہ صاحبقران ہوے اور بصد ادب گذارش کیا کہ ہمارے نزدیک یہ عزم
صاحبقرانی کسی طرح مناسب نہین معلوم ہوتا اسواسطے کہ حضور یہ قلعہ اصلی ہے سحر کا قلعہ نہین ہے حضور کو اس امر مین سمجھ بوجھکر قدم اٹھانا
چاہیے اور بہت احتیاط سے چلنا چاہیے امیر قلعہ گیر نے التماس مرغ جادو اور فیروز کتابدار کو سُنکر قبول فرمایا اور اپنے ارادے سے
باز رہے لیکن بلاجان جادو پر جون جون دیر گذرتی ہے خواب و خور حرام ہوتا جاتا ہے اور نہایت پریشان حال اور مختل الحواس ہو کر
اب کیا فکر و تدبیر کرے آخر اسی پریشانی مین ترانہ عیار کو بلا کر کہا کہ اے ترانہ یہ وقت تمہارے خاموش بیٹھنے کا نہین ہے اے ترانہ یہ
وقت مدد ہے اور تمہارے حوصلہ اور عالی ہمتی سے یہ امر بہت بعید ہے کہ تم خاموش بیٹھے رہو اے ترانہ اگر آج رات کو تم جا کر کسی طرح امیر کو
گرفتار کر لاؤ تو فخر ہے اور لطف عیاری و ساحری ہے ورنہ سب کچھ ہیچ پوچ ہے اگر تم امیر حمزہ صاحبقران کو گرفتار کر لاؤ تو بڑا کام کیا
مین تمہین ایسا مالامال کر دونگا کہ تم بھی حد سے زیادہ خوش و مسرور ہوگے دولت دنیا سے ایسا نہال کر دونگا کہ تمہارے پاس رکھنے
کی جگہ نہ ملیگی ترانہ نے یہ سُنکر کہا کہ خیر منھ سے تو نہ کہونگا مگر جو کام کرونگا اُسے آپ خود دیکھ لینگے یہ کہکر اُسی وقت بلاجان جادو سے رخصت
ہو کر راتون رات قلعے سے نکلکر داخل لشکر اسلام ہوا اور اپنی صورت تبدیل کرکے خیمہ خوابگاہ امیر حمزہ صاحبقران کے برابر آیا اور آنے کے
ساتھ ہی خنجر کمر سے نکالکر سراچہ کو چاک کیا اور خیمہ صاحبقرانی مین داخل ہوا اور امیر باتوقیر کے پلنگ کے برابر آکر بیٹھ گیا اور جامہ عیاری سے
ہاتھ مین پہنکر ہاتھو کو چربہ کرکے اور تنکیہ مین دارو بیہوشی رکھکر امیر کشورگیر کے دماغ سے ملا دیا جب امیر حمزہ صاحبقران نے نفس
کشی کی تو دارو بیہوشی دماغ مین چڑھ گئی بس بیہوشی کا دماغ مین چڑھنا تھا کہ ترانہ تو وث مار کر امیر کے پلنگ کے نیچے چھپ گیا اور
اُدھر امیر حمزہ صاحبقران کو بڑے زور سے چھینک آئی آنکھ کھولکر داہنے بائین نظر کی جب کسی کو گرد اگرد نہ پایا پھر تکیہ پر سر رکھکے آنکھ
بند کر لی اور بیہوش و بدحواس ہو گئے بس امیر کا بیہوش ہونا تھا کہ ترانہ عیار امیر کے پلنگ کے نیچے سے نکلا اور پلنگ کے نیچے سے نکلکر
اپنے بازو سے حلقہ ہائے کمند کھولکے امیر باتوقیر کو باندھ لیا اور کمند مین باندھکر چادر عیاری مین لپیٹ کر پشتارہ بدوش کرکے صحیح
و سلامت اُسی سراچہ کی راہ سے جیسے خنجر سے چاک کیا تھا صاف لیے ہوے نکل گیا اور یہان کسی کو مطلق خبر نہوئی اور راتون رات چلنا
شروع کیا جاتے جاتے صبح ہوتے داخل قلعہ ہوا یہان بلاجان جادو تیرہ رو بعید آرزو انتظار ترانہ عیار مین کھڑا ہوا تھا کہ
ترانہ سامنے سے پشتارہ بدوش نظر آیا بلاجان جادو ترانہ کو دیکھکر آگے بڑھا اور جا کر ترانہ کے قریب چپکے سے پوچھا کہ کیون ترانہ
خیر تو ہے جلد بیان کر کہ وہ کام کر آیا یا نہین ترانہ نے جواب دیا کہ آپ اسقدر پریشان کیون ہیں مین اے بلاجان جادو مبارک ہو کہ
مین امیر حمزہ صاحبقران کو جا کر گرفتار کر لایا اور صاف نکلا ہوا چلا آیا کسی کو خبر بھی نہ ہوئی بلاجان جادو نے پوچھا کہ اے ترانہ

پیچ کر تو امیر کو گرفتار کر لایا ترانہ نے عرض کیا کہ یہ دیکھیے تو پشتارہ میرے کاندھے پر جو ہے بلاجان جادو مین نے جانے کے ساتھ ہی سراپچے کو خیمہ خواب گاہ امیر کے چاک کیا اور چاک کر کے خیمہ کے اندر گیا اور دارو بیہوشی سنگھا کر حلقہ ہاے کمند مین گرفتار کر کے چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ بدوش کر کے لے آیا بس یہ سنکر بلاجان جادو کی جان مین جان آگئی ترانہ جادو کو خلعت دیا اور حسب عمدہ بہت کچھ زر و مال ترانہ جادو کو دیا کہ وہ نہایت مسرور ہوا بعد اسکے اُسیوقت آہنگرون کو بلایا فوراً آہنگر حاضر ہوے بلاجان جادو نے آہنگرون سے حکم کیا کہ بہت جلد حمزہ کو طوق اور ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر زندانخانے مین بھیجدو اُسیوقت آہنگرون نے ہاتھون مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق پہنا دیا اور بلاجان جادو نے امیر کو زندانخانے مین بھیجدیا اور خود وہ کافر ناپاک مصروف عیش و عشرت ہوا دربار آراستہ کیا حکم دیا کہ تمام عیاران نابہنجار اور ساحران بدکردار آ کر مجتمع ہون سامان شرابخواری مہیا کیا جاے طائفون کو حکم ملا کہ آ کر مجرا کرین بموجب حکم تمام عیار اور سردار اور ساحر دربار مین بلاجان جادو کے حاضر ہوے کل سامان شرابخواری لا کر مہیا کیا طائفے آنا شروع ہوے جب کل ساز و سامان مہیا ہو چکا اور دربار بھی مملو ہو چکا تو اُسنے تمام عیارون اور سردارون اور ساحرون کو خلعت و انعام تقسیم کیے کہ آج مین نے اپنے دشمن پر فتح پائی اور اُسکو اسیر کر لیا ترانہ کو بار دگر خلعت و انعام دیا ناچ شروع ہوا اور شراب کا دور ہونے لگا جب سب کے سب نشہ مین چور ہو گئے اور بلاجان جادو کو بھی خوب نشہ ہو گیا تو اُسوقت بلاجان کو کج کی سوجھی چوبدار کو حکم دیا کہ لاؤ حمزہ کو دربار مین حاضر کرو بموجب حکم چوبدار چیتا ہوا گیا اور جلد حمزہ صاحبقران کو لا کر حاضر دربار کیا جب امیر دربار نابہنجار مین داخل ہوے تو بطریق اہل اسلام سلام کیا جواب سلام تو وہان کون دیتا تھا مگر جواب مین سلام کے حمزہ پر طعن و تشنیع شروع کی کہ کیون اے حمزہ اب کیا سامان تجکو نظر آتا ہے اور اپنے کو یہان کس طرح پاتا ہے اب بھی ہواے صاحبقرانی دماغ مین آتی ہے اور اب بھی بوے امارت مشام جان مین جاتی ہے اب بھی کچھ حکومت و سلطنت کا سامان پیش نظر ہے اب وہ سرداری کہان ہے اور اب کیا حال ہے کچھ کہو تو سب باتین سنکر امیر نے جواب دیا کہ مین اپنے کو یہان اُسطرح پاتا ہون کہ جسطرح شیر روباہون مین ہوتا ہے یا رستم چند کینہ خواہون مین یہ کلام حیرت انجام امیر باتوقیر کا سنکر اُس مردود دل کو غصہ آ گیا اور جام شراب کہ اُسکے ہاتھ مین تھا امیر باتوقیر پر کھینچ مارا کہ وہ سینہ بے کینہ امیر پر آ کر پڑا جام بھی ٹوٹ گیا اور شراب بھی امیر باتوقیر پر گری بس شراب کا امیر پر گرنا کہ یہ حال ہوا امیر کا کہ بسبب غیظ و غضب کے اعضاے امیر کے کانپنے لگے اور منہ سرخ ہو گیا زمانہ نابہنجار اور فلک کجرفتار پر نظر کی اور دنیاے دنی پیش نگاہ بالکل تیرہ و تاریک ہو گئی اور اُسی غیظ و غضب در حالت تعب مین جو زور کیا تو وہ سب طوق و سلاسل مثل تار ہاے عنکبوت ٹوٹ گئے اور ساری قید جسم امیر سے جدا ہو گئی اور اُس قید سے بالکل آزاد ہوے بلاجان جادو نے جو یہ رنگ دیکھا کہ کل قید جسم امیر سے جدا ہو گئی اُس ملعون ازلی نے سحر کرنا شروع کیا وہ کافر خاسر سحر کرتا جاتا تھا اور امیر کشور گیر رد سحر کرتے جاتے تھے کسی قسم کا سحر امیر پر کارگر نہ ہوتا تھا جب بلاجان جادو نے یہ رنگ دیکھا کہ امیر باتوقیر پر سحر کا اثر نہین ہوا تو تیغہ کمر سے کھینچکر امیر حمزہ صاحبقران پر حملہ آور ہوا امیر نے وار اُسکا خالی دیا تیغہ اُسکا زمین پر گرا سر بلاجان جادو کا جھک گیا بس اُسکا سر جھکنا تھا کہ امیر باتوقیر نے اُس بلا کا گھونسا اُسکے سر پر مارا کہ کاسۂ سر اُسکا سو ٹکڑے ہو گیا اور وہ ملعون زمین پر گر کے تڑپتے تڑپتے رہرو راہ عدم ہوا اور شعلہ افروز نار جہنم ہوا بس اُسکا داخل جہنم ہونا تھا کہ یک لخت امیر کشور گیر نے چہار آئینہ شمشیر اُس ملعون ازلی اور مقہور سرمدی کی اپنے قبضے مین کی اُن کفار نابہنجار نے جو یہ رنگ دیکھا کہ اب تلوار امیر کے ہاتھ مین آ گئی اب بھلا کون امیر سے جان بچائیگا بس یہ سوچکر چارون طرف سے ٹوٹ پڑے تلوار چلنے لگی امیر باتوقیر جب یا علی مدد کہکر تلوار مارتے تھے ایک ہاتھ مین دس دس اور بیس بیس واصل جہنم ہو رہے تھے تیغ بیدریغ امیر باتوقیر کی جاے پناہ نہ تھی خون کا دریا بہ رہا تھا کشتون کے پشتے لگ گئے ایک تھوڑی ہی دیر مین تمام عیار اور ساحر گریز گریز کرنے لگے ہر ایک کی جان پر بن گئی سب کو امید منقطع ہو گئی کہ اب امیر کی تیغ بیدریغ سے پناہ ملنا دشوار ہے اور فتح پانا تو بالکل محال ہے اور بعید از خیال ہے اور امیر برابر حسن تلوارین مارتے ہوے اس سرے سے اُس سرے تک اور اس غول سے اُس غول تک یا علی یا علی

گئے ہوئے لاش پر لاش گراتے ہوئے نکلے جاتے تھے اور علی اور نقال نعرہ ہائے شیرانہ بلند کر رہے تھے کہ گنبد فلک ہل رہا تھا اب جو باقیماندہ
ساحر وغیرہ تھے اُنھوں نے یہ خیال کیا کہ بھلا بلاجان جادو ایسے ساحر زبردست سے تو امیر با توقیر کا بال بیکا نہو سکا قید بھی کیا زندانی
بھی دکھایا سب حوصلے پورے کرنا چاہے مگر پھر بھی کچھ نہو سکا اور آخر کار مارا گیا اور اپنے ساتھ لگے اتنے ساحر اور عیارون کا خون کرا دیا
تو بھلا ہم لوگ کب امیر حمزہ صاحبقران سے عہدہ برآ ہونگے اگر اپنی جان بچانا ہی اور خیریت منانا ہی تو بہتر یہ ہی کہ اطاعت حمزہ اختیار کرو
اور سامنے حمزہ کے چلکر سر اطاعت جھکاؤ یہ سوچ کر یکبارگی سب نے شور الامان الامان یا امیر حمزہ صاحبقران بلند کیا یہ سنکر امیر نے
جواب پاکر امان بشرط ایمان تمام ساحر دست بستہ خدمت میں امیر با توقیر کشورگیر کی نہایت ادب سے سر جھکائے ہوئے حاضر ہوئے اور
حسب ہدایت وارشاد فیض بنیاد امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان مطیع اسلام ہوئے معلوم ہوا کہ وہ نقابدار سرخ پوش بھی بلاجان
جادو تھا امیر سجدہ شکر بدرگاہ رب العزت نہایت عجز و انکسار سے بجالائے تمام مال واسباب اور زر و جواہر قلعہ کا اپنے قبضہ میں
کیا اور چند روز وہاں قیام فرما کر مہرافروز کو سپرد خواتین حفظہ کرکے کوچ فرمایا اور دربند خارکیہ کا راستہ لیا اب یہاں سے امیر حمزہ
صاحبقران کو تو یہیں چھوڑ دیجیے اور حال اُدھر کا گوش دل سے سماعت کیجیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان اور مقتر قران اور اسد نوجوان
باغ بہشت میں جہان افروز وغیرہ سے ادھر صحبت میں اور لقاے روسیاہ بہیت بختیارک و گردم مردود یاقوت شاہ شریک
صحبت عیش ہر ناچ ہو رہا ہی طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہی جام ارغوانی گردش میں ہی راگ مالے چھوڑ رہے ہیں رباب و چنگ بج رہا ہی
نہایت عیش و نشاط کی صحبت ہی سب کے سب نشہ میں چور ہیں کہ اسد نے لقا سے خطاب کیا کہ اے خیرہ سر شاہزادہ بدیع الزمان
کو تو اپنی دامادی میں قبول کر یہ سنکر اُسنے جواب دیا کہ اچھا میں نے بھی تقدیر کی اور بختیارک سے کہنے لگا کہ او بختیارک بہت جلد
جہان افروز کا نکاح شاہزادہ بدیع الزمان کے ساتھ پڑھ دے بختیارک نے فوراً صیغہ عقد کا پڑھ دیا نکاح نامہ لکھا گیا فوراً اُسنے
اُس نوشتہ پر لقا کی مُہر کر دی جب شاہزادہ بدیع الزمان کا نکاح جہان افروز کے ساتھ ہوگیا اور سارا مرحلہ عقد طے ہوگیا شاہزادہ
بدیع الزمان نے یاقوت شاہ سے خطاب کیا کہ تم مہرافروز کو اسد نوجوان کے ساتھ منعقد کردو یاقوت شاہ نے بھی اس امر کو
بطیب خاطر قبول کیا اور بختیارک سے کہا کہ مہرافروز کا عقد بھی اسد نوجوان کے ساتھ پڑھ دو بختیارک نے مہرافروز کا صیغہ عقد اسد
نوجوان کے ساتھ پڑھ دیا جب دونوں عقد نکاح واقع ہوچکے تو آپس میں یہ صلاح ہوئی کہ یہاں سے جہان افروز اور مہرافروز کو بھیجیے
تو نہایت مناسب ہی مقتر قران نے یہ سنکر کہا کہ یہ کونسا امر مشکل ہی اور اسمیں کیا دقت ہی میں ابھی لیے چلتا ہوں بات ہی کیا ہی بس مقتر قران
یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور بختیارک کو اپنے ساتھ لیکر وہاں سے چلا باغ بہشت سے نکلکر لقا کے اصطبل کا راستہ لیا اور بختیارک سے راہ
میں کہا کہ اے بختیارک میں تو اصطبل کو جاتا ہوں تم بھی میرے ساتھ چلو مگر کچھ کہنا سننا نہیں اور جو کچھ میں داروغہ سے اصطبل کی
بات چیت کروں تو تم آشنا کرنا کہ اسکی تصدیق کر دینا اور اگر بختیارک تُنے اُسکے کچھ بھی خلاف کیا تو یہ سمجھ لو کہ جان ہی سے مارڈالونگا
اور ذرا بھی تامل نہ کرونگا اب اسوقت میں ہوں اور تم ہو کسی کو یہ خبر بھی نہوگی بختیارک نے کہا کہ میری کیا مجال جو میں کبھی عدول
حکمی اور خلاف ورزی کروں آپ ہر طرح سے اطمینان رکھیے جو کچھ آپ داروغہ اصطبل سے ارشاد فرمائینگے میں فوراً اُسکی تصدیق
کرونگا مجھے اسمیں عذر ہی کیا ہی آپ چلیں تو سہی غرض مقتر قران اور بختیارک باغ بہشت سے نکلکر اصطبل میں آئے اور داروغہ
اصطبل سے مقتر قران نے کہا کہ بہت جلد سو گھوڑے تیار کرکے خاصہ کے مجھے دو میں بحکم لقا یہاں آیا ہوں تعویق نہ کرو داروغہ حیران
ہوا کہ بھلا اسوقت سو گھوڑوں کا کیا کام ہی حیران ہو کر صورت دیکھنے لگا کہ بختیارک نے کہا کہ تمہیں اس امر میں کیا مداخلت ہی اے
مضراب گلہ بان حکم ہی خداوند لقا کا کہ جتنے گھوڑے مقتر قران مانگیں اُتنے گھوڑے مع ساز و یراق درست کرکے اُنکے حوالے کرد
تعویق نہ کرو یہ سنکر مضراب گلہ بان نے کہا کہ اگر حکم خداوند لقا کا ہی تو پھر مجھے اسمیں کیا عذر ہی میں ابھی سو گھوڑے کیا اگر دو سو
گھوڑے کہیں تو تیار کرکے حوالے کر دوں الغرض مضراب گلہ بان نے اسی وقت سو گھوڑے مع ساز و یراق درست کرکے مقتر قران

ہے ہوئے گر رہے عمر قران خوش خوش و مرکب تیز رفتار لیے ہوئے مع بختیارک بھی باغ بہشت میں آیا اور بدیع الزمان اور اسد سے
عرض کیا کہ بسم اللہ آئیے کہ میں نے سامان راہ دزدی مہیا کر لیا اب جو بدیع الزمان نے غور کر کے دیکھا تو لقا اور گردمرد اور یاقوت شاہ
اور بختیارک کو تنہا پایا سب کے سب اپنے اپنے ٹھکانے پروانے جل چکے تھے بس وقت فرصت کو غنیمت جانکر دارو بیہوشی اڑائی
وہ سب کے سب بیہوش ہو کر گر پڑے بس جھٹ پٹ عمر قران اور اسد نوجوان اور شاہزادہ بدیع الزمان نے لقا اور بختیارک
اور گردمرد اور یاقوت شاہ کو کس کس کر ستونوں سے باندھ دیا اور مہر افروز اور جہان افروز کو انکے مال اور اسباب اور کنیزوں
سمیت اپنے ہمراہ لیکر باغ بہشت سے نکلے اور مرکبان صبا رفتار اور تیز دم پر سوار ہو کر شہر سے جلد جلد باہر آئے اور کوہستان کا راستہ
لیا جب عمر قران اور اسد اور بدیع الزمان مع مہر افروز و جہان افروز اور کل ساز و سامان چلے گئے تو بعد تھوڑی دیر کے لقا
کو ہوش آیا اب جو دیکھتا ہے تو خود بھی ستون سے بندھا ہوا ہے اور گردمرد اور یاقوت شاہ اور بختیارک بھی ستونوں سے بندھے
ہوئے ہیں یہ دیکھکر لقا بہت ہی گھبرایا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا اور اسی حالت میں چلایا کہ ای بندگان من مراد یابید لقا کی یہ
آواز سننے کے ساتھ ہی ہر چہار طرف سے ساکنان بہشت دوڑ پڑے آکر کیا دیکھتے ہیں کہ خداوند ستون سے بندھے کھڑے ہوئے ہیں
اور میاں یاقوت شاہ اور بختیارک اور گردمرد بھی ستونوں سے کسے ہوئے کھڑے ہوئے ہیں حیران ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہے غرض
جس طرح ہوا لقا اور یاقوت شاہ اور بختیارک و گردمرد کو ستون سے کھولا جب میاں لقا اس قید و بند سے آزاد ہوئے تو بہ جلدی
تمام وہاں سے فیلوں پر آئے اور آنے کے ساتھ ہی نقارہ دربار کا بجوایا نقارہ درباری کے بجتے ہی تمام سرداران عیار وغیرہ بحضور
بارگاہ آ آکر حاضر دربار ہوئے جب دربار جمع ہو چکا اور سب سردار آ چکے تو لقا نے گنجاب اور قہرمان عجم اور مارجل حشمت انداز اور
قہر بن عنتر سوکیا سے طوفانی اور سہیل آتش باز وغیرہ سے خطاب کیا کہ ای سرداران نیک اطوار و نمکخواران وفادار سرکار میں تمہیں حکم دیتا
ہوں کہ جلد یہاں سے جاؤ اور بدیع الزمان اور اسد اور قران نور خالص جلیدہ قدرت جہان افروز کو باغ بہشت سے لیکر بھاگ گئے ہیں
اور تیز دستی نکل گئے ہیں تمہیں جاکر جلد گرفتار کر لاؤ ورنہ عذاب و عقاب خداوندی میں مبتلا ہو گے اور لعین کے نذر ہو گے یہ حکم سنتے ہی
گنجاب اور قہرمان عجم اور مارجل حشمت انداز اور قہر بن عنتر سوکیا سے طوفانی اور سہیل آتش باز مع بختیارک ولد الزنا و دیگر ساحران
و عیاران زبردست و چالاک بمعیت فوج بیشمار تعاقب میں عمر قران اور اسد اور بدیع الزمان کے روانہ ہوئے لیکن ادھر بدیع الزمان
اور اسد و عمر قران جہان افروز و مہر افروز وغیرہ کو لیے ہوئے دامن کوہ میں پہنچے سب آپس میں بیٹھے ہوئے بعیش و عشرت تمام
باتیں کر رہے تھے کہ یکایک اسد یا تو بیٹھا ہوا تھا یا گھبرا کر اور بدحواس ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور متوحش ہلنے لگا بدیع الزمان نے جو یہ حال
دیکھا قران سے کہا کہ ای عمر قران میں نے اسد کو کبھی ایسا سراسیمہ نہیں دیکھا جیسا کہ اسوقت اسد بدحواس اور پریشان ہو گیا ہے ذرا
دیکھو اسکا حال کیا ہے یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ سامنے سے گرد و غبار کا ایک تتق اٹھا اور گنجاب وغیرہ لشکر لیے ہوئے پہنچے اور
چار طرف سے آکر گھیر لیا اور آواز دی کہ ای مغضوبان خداوند لقا ہوشیار ہو جاؤ کہ اجل تمہاری تمہارے سر پر آگئی ہے مارے جاؤ گے
اگر کچھ دعوی مردی ہو تو پہاڑ سے نیچے اتر آؤ ورنہ ہم وہیں آکر تمہیں گرفتار کر لینگے اور نہایت ذلت و خواری سے سامنے خداوند لقا کے
لے جائینگے جب یہ آواز بدیع الزمان نے سنی تو قران سے کہا کہ اسد نے شاید سواد لشکر دیکھا تھا اسوجہ سے مضطرب ہو گیا ہے اچھا بھئی
اب بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے قران نے کہا کہ بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ سے نیچے اتر چلیں اگر قضا آکے برابر ہوئی ہے تو یہاں بھی آئیگی
اور وہاں بھی اور اگر فتح ہوئی تو پھر کیا کہنا ہے اور اگر یہاں سے نہ چلے تو وہ سب یہاں فرد فرد چڑھ آئینگے بجز اس دامن کوہ میں اتنی سی جگہ نہیں ہے
کہ جہاں ٹھہر بھی سکینگے گرفتار ہو جائینگے دل کا حوصلہ دل ہی میں رہ جائیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ پہاڑ کے نیچے چلے چلو اور خدا پر تکیہ کرکے لڑنا شروع
کرو اگر نصرت الٰہی شامل حال ہو جائیگی تو یہ فوج کیا ہے اگر اسکے دگنی اور چوگنی بھی سامنے آئیگی تو اسے بھی مار کر ہٹا دینگے یہ مشورہ پسند آیا اور
اسد اور قران اور بدیع الزمان پہاڑ سے نیچے اترے سے فوج لقا تو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے کھڑی تھی انکے اترنے کے ساتھ ہی سب کے سب

ٹوٹ پڑے اور جانبین سے تلواریں کھنچ گئیں جنگ پر مستعد ہو گئے تلوار چلنے لگی اسد و بدیع الزمان و جعفر قران نے لڑنا شروع کیا یہاں تو اسد
اور بدیع الزمان و جعفر قران لڑ رہے ہیں انکو اسی حال پر لڑتا چھوڑیے اور اب حال شاہزادہ خاور سیاہ کا سنیے کہ جو یہاں سے شہر زرتاشیہ
کو روانہ ہوا تو اسنے جاکر شہر زرتاشیہ میں عجنج بن سہیم شیر شکار کو قتل کیا اور بعد قتل عجنج بن سہیم شیر شکار زر اسپ نیزہ دار سے جاکر ملاقات
کی اور اس سے کہا کہ اے زر اسپ نیزہ دار میں تمھارے پاس اسلیے آیا ہوں کہ میں نے عجنج بن سہیم شیر شکار کو قتل کیا اب تم ملکہ
گیتی افروز کی حفاظت کرو اسکی نگہداشت بوجہ کافی عمل میں لاؤ میں ملک سبائی کو جاتا ہوں کہ میرا بھائی شاہزادہ بدیع الزمان وہاں
موجود ہے میرا قیام اب یہاں محض بے سود ہے زر اسپ نیزہ دار نے یہ سنکر عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیے اور آپ تشریف لیجائیے میں ہر طرح
قلعہ کی اور ملکہ کی نگہداشت کرونگا کسی کو آنکھ بھر کر بھی قلعہ زرتاشیہ کیطرف نہ دیکھنے دونگا یہ سنکر شاہزادہ خاور سیاہ ملکہ گیتی افروز
کے پاس آیا اُسے بعد اشتیاق گلے سے لگایا اور بہت سی تسلی و دلاسا دیا دو چار روز وہاں قیام کر کے ملکہ گیتی افروز سے رخصت ہو کر
بیست سواران جرار کہ جنکی تعداد سات ہزار سے بھی کچھ زیادہ تھی روانہ ہوا جلد منزل بمنزل راہ کو طے کرتا ہوا چلا آتا تھا آخرش
اُس وقت وہاں پہونچا کہ جسوقت یہاں شاہزادہ بدیع الزمان اور اسد جوان و جعفر قران مع چند ہم وطنوں کے ہزارہا کفار کے حلقے میں
گھرے ہوئے تھے برابر تلوار چل رہی تھی یہ تینوں چالیس ہزار ہا کی جمعیت میں اسطرح بیخوف و ہراس لڑ رہے تھے کہ ذرا بھی خیال تنہائی
نہ تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا انکے ساتھ بھی ہزارہا کی جمعیت ہے اگر انسے کچھ زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ہے کسی طرح کی شکستگی و ہراس چہرہ پر
نہ تھا یہ تینوں بہادر ادھر سے اُدھر اس غول سے اس غول تک اس پرے سے اس پرے تک اسطرح تلواریں مارتے ہوئے نکلجاتے تھے کہ جسطرح
شیر غضبناک جمعیت روباہ پر حملہ آور ہوتا ہے شور گیر و دار بلند تھا آواز تکبیر و ضرب گنبد فلک کو ہلا رہا تھا خون کا ایک دریا بے موج بہ رہا تھا
لاش پر لاش گر رہی تھی کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے ڈھیر لگ گئے تھے جوں جوں لاش پر لاش گرتی تھی ووں ووں انکی جرأتیں
اور بڑھتی جاتی تھیں اور بڑھ بڑھ کے تلواریں مارتے تھے لیکن اس معرکہ عظیم میں جعفر قران عجب کام کر رہا تھا کہ ناموس کی حفاظت
کرتا تھا اور برابر لڑ بھی رہا تھا جب کوئی ناموس کی جانب بڑھا فوراً قران نے ناموس کو پس پشت کر لیا اور آپ سینہ سپر ہو گیا اور
مارنا شروع کیا جو سامنے آتے تھے مار کر انکو پسپا کر دیا اسطرح ناموس سے برابر چل رہا تھا کہ گویا ہاتھ میں قوت برقی کا پورا اثر آگیا تھا
یا ہاتھ اُسکا برق کے سانچے میں ڈھال دیا تھا ہاتھ برابر چل رہا تھا سیکڑوں کفاروں کو واصل جہنم کرتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا نظم

سریع السیر چون باد بہاری جہان سر بسنگ و خنجر گذاری بلائے جان و جسم کافرانم غلام حیدر و جعفر قرانم

ادھر بدیع الزمان عالیشان کا نعرہ شیرانہ بلند تھا بتیغم بستہ ملک اسلام شد ٭ کہ سر فتنہ باختر نام شد ٭ اے نابکار و کہاں بھاگ کر
جاؤگے اور کہاں میری تیغ بیدریغ سے تم پناہ لوگے اگرچہ یہ سب بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے سیکڑوں کے وارے نیارے کر رہے تھے
مگر اس لشکر کثیر و جم غفیر میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک ہزار میں سے ایک کم ہو گیا کچھ معلوم بھی نہ ہوتا تھا مگر اسپر تکیہ کیے ہوئے
یہ جری بہادر لڑ رہے تھے اور آگے بڑھ بڑھ کے تلوار کر رہے تھے اور اپنے خدا سے استعانت چاہتے تھے کہ یکایک قاسم نے جو یہ معرکہ دیکھا
کہ اسد و جعفر قران اور بدیع الزمان مع چند ہم وطنوں کے بیچ فوج کے گھرے ہوئے ہیں کہ جسکا اور چھور ہی نہیں معلوم ہوتا اب باقی
نہ رہی بس کھینچکر چلا ارک آفراسیابی نعرہ کر کے کفار پر آ پڑا اور صفوں کو درہم برہم کرتا ہوا مارتا پیٹتا جسطرح ہو سکا بدیع الزمان
کے پاس آیا صاحب سلامت ہوئی تلوار کھینچکر مع فوج یہ بھی ٹوٹ پڑا انقضائے کار اتفاقات روزگار یہ تو لڑنے میں مصروف تھے کہ
ایک پنجہ آسمان سے گرا اور گرتے ہی دختر یاقوت شاہ یعنی ملکہ مہر افروز کو نہایت پھرتی اور چالاکی و چابکدستی سے اُٹھا لیگیا قاسم
نے دیکھا کہ مہر افروز کے غائب ہو جانے سے جہان افروز نہایت ہی مضطر اور پریشان ہے اور گھبرا گھبرا کے چاروں طرف بہ نگاہ حسرت و
یاس دیکھ رہی ہے کہ یکایک یہ کیا سانحہ ہوا کہ میری مصاحب اور ہمراز مجھ سے جدا ہو گئی قاسم نے عمرو ندے سے کہا کہ اے عمرو ندہ جسطرح
ہو سکے بہت جلد جہان افروز کو یہاں سے بچا کر لیجا اگر تو صحیح و سلامت با آسایش و آرام ملکہ جہان افروز کو نکال لیجائیگا اور

کسی قسم کا رنج و صدمہ جہان افروز کو نہ پہونچاؤ میں بخوبی تمام عالم اسم رونق لگا اور تجھ سے بہت خوش ہونگا یہ حکم قاسم کا سنکر عمرو ند اسکے
برجانے بہت چالاکی اور تیزدستی سے ملکہ جہان افروز کو مع اسکی کنیزان ہمراہی اور اسباب شہری کے صاف نکال لیا اور مظفر بن ضیغم خون
آشام کے ہمراہ کیا اور مظفر سے کہا کہ ملکہ جہان افروز کو بہت جلد اور نہایت ہوشیاری سے قلعہ زر تاشیہ میں پہونچا دو یہ حکم قاسم کا کسی قسم
کا صدمہ اور رنج ونکان ملکہ جہان افروز کو نہ پہونچے مظفر ملکہ جہان افروز کو لیکر قلعہ زر تاشیہ کیطرف روانہ ہوا اب جب یہ خبر شہ کو معلوم ہوا
اور اب بالعین ان تمام نے لڑنا شروع کیا اور چاروں آدمی ایک جا جمع ہو گئے بے پناہ ہاتھ تلوار کے پڑنے لگے بڑی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی کہ
اثنائے جنگ میں گھوڑا بدیع الزمان کا مارا گیا قاسم نے عمرو ندکیطرف دیکھا اور اشارہ کیا کہ اسے جلد کوئی مرکب یہاں سے جا کر لاؤ یہ سنتے ہی ساتھ ہی
عمرو ند لیک گیا اور بہت جلد ایک مرکب تیز رفتار صبا دم ہم پہونچا کر لے آیا اور خدمت بدیع الزمان میں حاضر کیا بدیع الزمان فوراً اوس پر
بیتر تمام سوار ہو کر معروف پیکار ہوے اور نہایت جرأت و تہور سے مقابلہ کیا مگر قلیل آدمی اس فوج کثیر اور ہجوم غفیر کا کہانتک مقابلہ کرتے
آخر کار رفتہ رفتہ جتنے ہمراہی شاہزادوں قاسم کے تھے وہ سب مارے گئے اور جو چند لوگ بچ گئے تھے وہ تاب مقاومت نہ لا سکے اور مفرور ہو گئے
صرف یہی چاروں دلاور یکہ و تنہا باقی رہ گئے مگر اب یہ بھی تھک کر لڑتے تھے جتنے میں کہ بختیارک نے لقمان سے کہا کہ اب یہ چار دن
صدا پرست بھی یہان سے جایا چاہتے ہیں جہان افروز تو جا ہی چکی ہے جسطرح ہو ان چاروں کو گرفتار کر لینا چاہیے اگر اب ذرا بھی تعویق و
تامل کیا تو یہ صاف نکل کر چلے جائینگے اور پھر کسی سے نہ پکڑے جائینگے سوائے دست تاسف ملنے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا اور عتاب خداوندی میں الگ
مبتلا ہونگے جلد کمند میں دار کر انکو گرفتار کر لو اب راستہ کسکا دیکھتے ہو کہو عیاروں سے کہ جلد حلقہ ہائے کمند کھولکر ان مفسدونکو پکڑ لیں
الغرض حکم بختیارک سنکر گردو مرد اور آدم زاد ایک چار سو عیاروں کو ساتھ لیکر حلقہ ہائے کمند کشادہ کر کے اگرچہ قضائے کار
اتفاقات روزگار قاسم اور بدیع الزمان و اسد تو گرفتار ہو گئے لیکن عمر قران جس پر حلقہ ہائے آتشین اڑا جا ما جاتا تھا اوس ہنگامے
سے نکل گیا اور کوئی اوس کا بال بیکا نہ کر سکا وہ تو اوس جو نکل گیا لقمان نے چاہا کہ قاسم و اسد اور بدیع الزمان کو اوسی جگہ قتل کریں کہ عمر بن عنتر
سوکیا سے طوفانی مانع آیا کہ خبردار خبردار ایسا نہ کرنا ورنہ خطا ہوگے یہان قصد قتل نہ کرو بلکہ سامنے خداوند کے لیچلو جیسا وہ کہیں عمل کرو
خداوند کو اختیار ہے کہ چاہیں قتل کریں یا عفو کریں ہم لوگونکو اس امر میں کوئی مداخلت نہ ہونا چاہیے کیونکہ ہم پابند حکم ہیں ہمیں حکم گرفتار
کرانیکا ہے گرفتار کر لیچلو خود داری سے کچھ حاصل نہیں ہے بلکہ موجب عتاب خداوند ہے اگر تمنے یہان قتل کیا اور خداوند لقا نے یہ امر خلاف
سمجھا تو بتلاؤ کہ پھر کیا ہوگا الغرض یہ رائے عمر بن سوکیا سے طوفانی کی سب کو پسند آئی اور انکو گرفتار کر کے وہان سے پھر سے اور قاسم
و بدیع الزمان کو زیر گنبد گیتی نما لائے اور لقا سے خبر کی کہ اے خداوند قیدی حاضر ہیں لقا نے حکم دیا کہ اچھا ہم بیاں نے لاؤ قاسم اور
بدیع الزمان و اسد کو سامنے لقا کے لائے لقا نے انکو دیکھکر حکم کیا کہ ان تینوں کی گردنیں ماری جائیں کہ انہوں نے بہت بڑی خطا
اور گستاخی ہماری جناب میں کی ہے ہرگز یہ لائق عفو نہیں ہیں جب گھبرائے ہیں شہزادے نے دیکھا کہ اب انکی گردنیں ماری جاتی ہیں کسطرح
جان انکی بچیگی تو نہایت ہی حیران ہوا کہ کیا فکر و تدبیر کروں کہ جان انکی بچ جائے ایک لمحہ کے لئے غور کیا بعد غور کے لقا سے کہا کہ یا
خداوند ایک امر میرے ذہن میں آتا ہے اگر اجازت پاؤں تو گذارش کروں لقا نے کہا کیا مضائقہ ہے بیان کرو کیا کہتے ہو گھبرانے التماس
کیا کہ خداوند میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ خداوند انہیں قتل نہ کریں بہتر یہ ہے کہ بیسران حمزہ کو قید کیجیے کس واسطے کہ حمزہ قریب ملک
سبائل کے آ چکا ہے جسوقت وہ یہان آئیگا تو آپ اوس سے کہلا بھیجے گا کہ اے حمزہ اگر تو مجھکو سجدہ کرے تو میں ابھی تیرے فرزندوں کو رہا کیے
دیتا ہوں اور اگر تو مجھکو سجدہ نہ کریگا تو میں انہیں ضرور قتل کر دونگا حمزہ بدیع الزمان و قاسم کو بہت دوست رکھتا ہے اور نہایت چاہتا ہے
کمال ہے کہ حمزہ لحاظ ان فرزندوں کا ہے بے شک حمزہ بالضرور آپ کو سجدہ کریگا اور یہی ہمارا مطلب اصلی ہے اپ اسقدر بیقرار و بیتاب کیوں ہوتے ہیں
عجلت نہ کیجیے یہ سنکر لقا نے کہا کہ نہایت مناسب ہے کوئی مضائقہ کی بات نہیں ہے اور میں نے بھی ستر ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی یہ سنکر
گھبرانے التماس کیا کہ یا خداوند کہیں ایسا نہو کہ شیطان بارگاہ خداوندی بختیارک خداوند کو اس ارادہ سے باز رکھے اور انکو قتل کرا دے

لقا نے یہ سنکر جواب دیا کہ اے گبرو تم مگر اے زمین آگرہ شیطان بارگاہ اب جاتا گیا بھی تو کیا ہو سکتا ہے کہیں تقدیر بھی بدل سکتی ہے جو تقدیر ہو گئی
سو ہو گئی تم اطمینان رکھو۔ پھر حکم دیا کہ جاؤ بجاؤ ان خدا پرستوں کو زنگار شاہ کے پاس قیطول جادم میں قید رکھے اور عذاب بعذاب
شدید کرے۔ یہ خدا پرست نہایت ہی عذاب اللسان اور وسیع الشفر ہوتے ہیں اگر لاکھ و گوشت عاجزی کریں مگر ایک ساعت نہ چھوڑا جائے ترشہ دغفلت
میں تخفیف نہ کیجائے ورنہ در صورت خلاف ورزی عدول حکمی مستحق عذاب و عتاب خداوندی پیدا ہوگا خبردار ہمارے حکم کے خلاف نہ کیا جائے
وہ جادوگر زنگار شاہ کے پاس قیطول جادم میں مقید بقید شدید ہو گئے اور زنگار شاہ نہایت سختی سے پیش آیا بعد اسکے اس ضلالت پناہ نے
یاقوت شاہ سے خطاب کیا کہ اے یاقوت شاہ بہت جلد ضیغم خون آشام و سہیل بن عنکبوس کو ایک لاکھ سواران جرار ہمراہ کر دو کہ وہ بہت جلد
جا کر شہر زرتاشیہ کو تاخت و تاراج اور پامال کریں اور ملکہ گیتی افروز جہاں افروز خاص جلیدہ قدرت کو جا تا مل پکڑ لائیں یاقوت شاہ
نے اسی حکم لقا کا ضیغم خون آشام و سہیل بن عنکبوس کو فوراً سنایا وہ دونوں ایک لاکھ سواران جرار کی جمعیت کو ہمراہ لیکر شہر زرتاشیہ کو روانہ
ہوئے عمرو عیار اس وقت تک یہاں موجود تھا سخت پریشان و حیران ہو کر وہاں سے بھاگا کل حال جا کر ملکہ گیتی افروز سے بیان کیا کہ اے ملکہ
آپ کیا غافل بیٹھی ہوئی ہیں لشکر لقا کا ضیغم خون آشام و سہیل بن عنکبوس لیکر یہاں روانہ کیا ہے ایک لاکھ سواران جرار کی جمعیت اسکے ساتھ ہے
معلوم ہوا ہے کہ حکم لقا یہ ہے کہ بالکل شہر زرتاشیہ کو تاخت و تاراج کرو اور بالکل کسی کی رو رعایت نہ کرو اسطرح تباہ کرو کہ درخت تک کاٹ ڈالو اور کہ
ملکہ گیتی افروز اب کیا تدبیر کروں اور کیا فکر کروں کہ یہ بلا کسی طرح سے ٹلے اے ملکہ میرے تو ہوش و حواس خود ہی باختہ ہو گئے ہیں یہ سنکر ملکہ گیتی افروز
بھی حیران ہو گئی اور کہنے لگی کہ اے عمرو مدبیع میری بھی عقل حیران ہے کیا فکر کروں مگر ہاں ایک تدبیر سمجھ میں آئی ہے اس وقت یہ لازمی ہے کہ امیر حمزہ
کی خدمت میں طلب کمک کے لیے عریضہ لکھوں عمرو عیار نے اس رائے کو بہت پسند کیا اور کہنے لگا کہ ہاں اے ملکہ میرے نزدیک بھی یہی مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ آپ ضرور خدمت صاحبقران میں عریضہ روانہ کیجیے ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ بہتر قلم دوات منگاؤ عمرو عیار نے قلم دوات کاغذ لا کر حاضر
کیا ملکہ نے خط لکھنا شروع کیا کہ بعالی خدمت فیضدرجت بلند مرتبت امیر حمزہ صاحبقران دام اقبالہ صحن مزدہ علو السعادت۔ بعد از ادائے
ہدایا تسلیم بصد تکریم و ادائے مراسم تعظیم بخدمت آن منبع معرفت و کرم سرچشمہ رافت و اعطاف عرض گزارش ہے کنیز ملکہ گیتی افروز ہے کہ حضور
اس زمانہ میں یہ کنیز ایسی مضطر و پریشان ہے کہ جسکا اظہار بیرون از حد بیان ہے حضور پر نور اس وقت امداد و کمک ہماری لازم بلکہ الزم ہے جو
افراسیاب ظالم و ستم کی فوج جانی ہے ضیغم خون آشام اور سہیل بن عنکبوس لشکر بیشمار کہ جسکی تعداد ایک لاکھ سواروں کی ہے بحکم لقا بغرض فتح زرتاشیہ بھیجے
ہیں اور یہ معلوم ہوا ہے کہ حکم لقا ضیغم اور سہیل کو یہ ہے کہ اسی طرح شہر زرتاشیہ کو تباہ و برباد اور تاخت و تاراج کرے کہ کسی کا نشان نہ باقی رہے
درخت تک اس شہر کے کاٹ کے پھینکدو اور کسی قسم کی رعایت نہ کرو پس حضور کو ہماری حفاظت اور ان کفار اشرار کے شر سے نگہداشت لازم
ہے اور سوائے حضور کے میں اس وقت کس سے گزارش کروں اور کون میرا حامی و ناصر ہے کہ ناداں نوش فرمائیے اور باتمام کر قلعہ زرتاشیہ میں
رونق بخشیے والتسلیم بیحد و بیشمار۔ یہ خط لکھ کر اپنی مہر کی اور لفافہ بند کرکے عمرو عیار کو دیا اور کہا کہ اے عمرو بہت جلد اس خط کو امیر کشور گیر تک پہنچا دو
تامل نہ کرو عمرو عیار اس خط کو بگرتنہا لیک عیار رفتار کے طرف لشکر ظفر پیکر امیر حمزہ کے روانہ ہوا اب عمرو عیار خدمت امیر میں جاتا ہے

اب دوسرے داستان مہتر قران کے سنیے

کہ مہتر قران جو اس جنگ سے بھاگا تو پوشیدہ و کیماسکے پاس آیا اور کل کیفیت گھبرا کے بیان کی کہ قاسم اور بدیع الزمان اور سہیل توران
کفار کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے آپ نے سنا ہی ہوگا اور کل کیفیت معلوم ہی ہوگی مگر اے گہرا میں بڑی کوشش سے حقہ ہانشیں یا تنہا ہوا
نکل آیا اور تم تک پہونچا ہوں اب بیان کرو کہ قاسم اور بدیع الزمان کس حالت میں ہیں وہ اسکے اور لقا سے کیسی بنی گھبرانے کہا کہ ہاں جب قاسم اور
بدیع الزمان اسد گرفتار ہو کر لقا کے سامنے گئے تو لقا نے حکم قتل دیا تھا بالفعل تو میں نے ان حیلے سے انکو بچا لیا ہے کہ اے لقا جستو امیر یہاں
آئیں تو انسے کہلا بھیجا کہ اے حمزہ اگر تم مجکو سجدہ کرو تو میں ابھی تمہارے فرزندوں کو چھوڑے دیتا ہوں ورنہ قتل کرڈالونگا لقا کو یہ رائے میری پسند
آئی ہے اور ابھی تو لقا نے انکو زنگار شاہ کے پاس قید کر دیا ہے اور قتل سے انکے بہت بچاؤ ہو گیا ہے آئندہ دیکھا چاہیے کہ اب کیا ہوتا ہے گہرا ای

قران میں نے ایک عریضہ لکھا ہے جس طرح ہو سکے اس عریضہ کو امیر تک پہونچا دو عتر قران عریضہ لیکر اہل اسلام کی طرف لشکر امیر روانہ ہوا اگر چلتے چلتے ایک
چالاکی بڑی عیاری یہی کی کہ سیلچہ اور میلچہ دونوں لقا کے بھانجے ہیں انکو عیاری حلقہ کمند میں گرفتار کرکے گلیم عیاری میں بیشارہ
باندھکر اپنے ساتھ لے لیا کہ یہ دونوں بھانجے لقا کے امیر حمزہ کے پاس قید رہینگے اور جلد جلد راہ کو طے کرتا ہوا روانہ ہوا اور یہاں لقا کو خبر
ہوئی کہ عتر قران بڑی عیاری کر گیا کہ چلتے چلتے سیلچہ میلچہ کو گرفتار کر لیگیا اور انکے بستر خواب سے بچہ باندھ لیگیا یہ سنکر لقا کو بہت فکر دامنگیر ہوا
کہ ہائیں چلتے چلتے اسنے بڑی چالاکی کی اور کیسی پھرتی سے دونوں کو گرفتار کر لیگیا اور افسوس کہ یہاں کسی کو مطلق خبر نہوئی اگر کچھ سوچ کر
گردمرد اور ارمزاد کو حکم دیا کہ تم جاکر دیکھو تو عتر قران ہی انکو اٹھا لیگیا ہے یا اور کوئی غائب کر لیگیا گردمرد اور ارمزاد جو سیلچہ اور میلچہ کی
خوابگاہ میں آئے تو معلوم ہوا کہ یہ تیر احتر قران کا ہے جاکر لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند بیشک یہ کام عتر قران کا تھا اسی کا تیر معلوم ہوتا ہے اور
وہی یہ عیاری اُن دونوں کو اسیر کر لیگیا ہے لقا نے گردمرد اور ارمزاد سے کہا کہ میں نے تقصیر کی تم دونوں جاکر سیلچہ میلچہ کو چھڑا لاؤ اور ان
دونوں کو خلعت دیکر رخصت کیا گردمرد اور ارمزاد دونوں یا نے عیاری کے اپنے جسم پر آراستہ کرکے روانہ ہوئے بعد طے منازل
اور قطع مراحل کے جب لشکر میں پہونچے تو اپنی صورتیں تبدیل کر لیں اور ایک ایک سے تفحص حال کیا معلوم ہوا کہ سیلچہ اور میلچہ دونوں کوہ غازی کے
لشکر میں مقید ہیں غرض بوقت شب یہ دونوں جہاں سیلچہ اور میلچہ تھے وہاں گئے اور دور سے کھڑے ہو کر ہوا کا رخ دیکھکر دارو بیہوشی اُڑانا شروع
کی تمام پاسبان اور محافظ بیہوشی سونگھکر بیہوش ہو گئے ان دونوں نے اپنی حالت بیہوشی میں گردنیں اُن سب پاسبانوں کی کاٹ ڈالیں سیلچہ
اور میلچہ کو چادر عیاری میں باندھکر بیشارہ بدوش ہو کر راہ لقا کی راہ لی اور پہر رات باقی تھی کہ لشکر اسلام سے نکلے جب صبح کو امیر کو خبر ہوئی کہ
کوئی آکر رات کو کوہ کے لشکر سے سیلچہ اور میلچہ کو چھڑا لیگیا اور تمام محافظوں کو بھی مار ڈالا امیر یا تو فرمانے خواجہ عمرو کو طلب کیا جب خواجہ سامنے آیکے
اسنے عرض کیا کہ کیا ارشاد ہوتا ہے امیر نے ارشاد کیا کہ خواجہ تم نے کچھ سنا کہ بیان کیا ہوا خواجہ نے عرض کیا کہ حضور ارشاد ہو کیا ہوا غلام کو تو کچھ معلوم
نہیں امیر کشور گیر نے فرمایا کہ اے خواجہ کوئی ذات شریف آکر رات کو سیلچہ میلچہ کو لشکر کوہ سے چھڑا لیگیا اور ساتھ ہی محافظوں کو بھی مار ڈالا خواجہ نے
کہا کہ جیسا ارشاد ہو امیر نے کہا خواجہ جلد دریافت کرو کہ انکو کون چھڑا لیگیا اور یہ کسکا کام ہے خواجہ کچھ پاس سے اٹھے اور جاکر دیکھا تو تیر گردمرد
ارمزاد کا پایا امیر سے آکر عرض کیا کہ یا امیر یہ تیر گردمرد و ارمزاد کا معلوم ہوتا ہے یہ سنکر امیر نے خواجہ سے کہا کہ جلد سیلچہ اور میلچہ کو لیکے آؤ کہ وہ میرے پاس بطور
غلام اور مطیع الزمان کے قید تھے اگر یہ دونوں چھوٹکر لقا کے پاس پہونچ گئے تو لقا میرے تیئں فرزندوں کو مار ڈالیگا اے خواجہ جس طرح ہو سکے جلد
جاؤ اور جاکر اُن دونوں کو اُن مفسدوں کے ہاتھ سے چھڑا لاؤ یہ سنکر خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ بہت مناسب غلام جاتا ہے اور یا نے عیاری کے اپنے
بدن پر آراستہ کرکے وہاں سے چلنے لگا قران نے جو خواجہ کو جاتے دیکھا خواجہ سے کہا کہ استاد ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں اور امیر سے عرض کیا کہ یا امیر تنہا
بھی استاد کی مدد کو جاتا ہوں امیر نے ارشاد کیا کہ بہت مناسب غرض خواجہ روانہ ہوا اور قران بھی کچھ عیاروں کو ساتھ لیکر تعاقب میں گردمرد
اور ارمزاد کے روانہ ہوا لیکن عمرو بہت جلد جلد چلا جاتا تھا قران سے پیشتر جا پہونچا دیکھا کہ گردمرد و ارمزاد دونوں چند عیاروں سے
بیشارہ لیے چلے جاتے ہیں خواجہ نے کہا کہ او نابکارو کہاں جاؤ گے تم امیر کے قیدیوں کو لیکر بھاگے ہو دیکھو تو کیسی سزا دیتا ہوں گردمرد
و ارمزاد نے جو آواز عمرو کی سنی جان نکل گئی عیاروں سے کہنے لگے کہ بڑا غضب ہو گیا وہ مفسد پردار آ پہونچا سب نے پوچھا کون گردمرد نے
کہا کہ خواجہ عمرو عیار یہ سنکر سب ہنسے کہا کہ پھر کیا خوف ہے اکیلا ہی تو ہے کیا کر سکیگا اسے مار لیجیے یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ خواجہ آ پہونچے
کھینچکر نیمچہ اُن نابکاروں پر گر پڑے وہ کافر بھی چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے نیمچہ چلنے لگا خواجہ بھی بڑے زور میں تو رہا ہے نہایت شور و دلاوری سے
نیمچہ زنی کر رہا ہے مگر تنہائی سے نہایت ہی پریشان ہے ایک تھوڑی دیر گذری تھی کہ عتر قران بھی چند عیاروں کو لیکر آ پہونچا اور پڑھ کر نعرہ اُن کافروں
پر گرا اب تو خواجہ اور قران دونوں شریک ہو گئے اور سب عیاروں کو بھگا دیا اور سیلچہ میلچہ کو چھین لیا گردمرد بھی بھاگا مگر ارمزاد گھرا ہوا تھا
لڑتے لڑتے جب اسنے دیکھا کہ جان نہیں بچتی ہے سامنے ایک کنواں تھا ادھر ادھر دیکھکر بہ جلدی تمام دم سے اُس کنوئیں میں کود پڑا
جلد جلد اُس کنوئیں کو کنکر پتھر اور مٹی سے پاٹ دیا مگر ارمزاد نقب زنی کرکے اُس کنوئیں سے لقا کی خدمت میں روانہ ہوا اور ادھر قران

اور خواجہ اُس کو مُتین کو بات کر سیلو اور سیلچہ کو بھیجین کر امیر کی خدمت مین آئے بار دیگر ان دونون کو قید مین کر کے در بند خارکیہ کو روانہ ہوئے

اب دو کلمے داستان حیرت بیان امیر حمزہ صاحبقران کا در بند خارکیہ پر پہونچنا اور پیر خاراکن کا مزاحم ہونا بیان کیا جاتا ہی

کہ جب بعد چند منزل امیر حمزہ در بند خارکیہ پر پہنچے اور یہ خبر پیر خاراکن کو معلوم ہوئی کہ امیر حمزہ در بند خارکیہ پر آ پہنچے ہین تو اُسنے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور قلعہ کو توپ تفنگ سے آراستہ کیا امیر نے دوسرے روز در بند والون سے حال پیر خاراکن کا دریافت کیا کہ آخر پیر خاراکن کا قصد کیا ہی اور اسنے یہ سامان قلعے کی درستی کا کیون کیا ہی در بند والون نے اُسکا بیان کیا کہ ای امیر ہم تو یہ سمجھے تھے کہ پیر خاراکن مدت سے مسلمان ہی حضور جسوقت یہان تشریف فرما ہونگے پیر خاراکن خود آ کر دروازہ قلعہ کا کھول دیگا اور خدمت مین حاضر ہوگا نہین معلوم کیا سبب ہی کہ وہ حضور کی خدمت مین نہین آیا امیر یہ سنکر خاموش ہو رہے اور دوسرے روز خود سوار ہو کر سامنے قلعے کے آئے امیر کا قلعے کے سامنے آنا تھا کہ وہان سے دو ایک گولے چلے امیر گولے کی زد سے ہٹ گئے اور ہرکارون کو پیر خاراکن کے پاس روانہ کیا کہ وہ جا کر پیر خاراکن کو یہ پیام دین کہ تو تو مرد مسلمان ہی بعد قبول ایمان لا کے پھر کیا سبب ہی کہ تونے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور ہمارے پاس نہ آیا الغرض ہرکارے وہان سے روانہ ہوئے اور قلعے پر پہنچے پیغام امیر کا پیر خاراکن کو پہنچایا کہ ای پیر خاراکن امیر نے یہ پیغام دیا ہی کہ ای پیر خاراکن ہم تو تجھے مسلمان سمجھے تھے یہ کیا سبب ہی کہ تونے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور ہمارے پاس نہ آیا پیر خاراکن نے یہ پیغام امیر کا سنکر جواب دیا کہ میری جانب سے خدمت مین امیر کی گذارش کرو کہ مجھے چند مسئلے استفسار کرنا ہین اگر حضور اُسکا جواب باصواب فرمائینگے تو مین آپکی اطاعت اختیار کرونگا ابھی دروازہ قلعے کا کھول دون مجھے آپکی اطاعت سے کچھ عذر نہین ہی یہ سنکر ہرکارون نے پیر خاراکن سے کہا بہتر جو مسئلے تمکو استفسار کرنا ہون تم لکھکر ہمکو دو ہم اُسے امیر کی خدمت مین لیجا کر جواب باصواب اسکا تمکو لا دین [illegible] دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور خدمت امیر مین نہ آئے اگر تم خود چلے آتے اور ان مسئلون کو پوچھتے تو کیا وہ مسئلے حل نہوتے الغرض پیر خاراکن نے چند مسئلے ایک کاغذ پر لکھکر ان ہرکارون کو دیدیے ہرکارے اُس کاغذ کو لیے ہوے خدمت امیر مین آئے امیر نے اُس کاغذ کو کھولا اور پڑھا تو اسمین چند مسئلے لکھے ہوے تھے پہلا مسئلہ اول یہ تھا کہ مین رحمت خدا سے بھاگتا ہون یعنی کونسی رحمت ہی کہ جس سے بندہ گریز کرتا ہی دوسرا سوال یہ تھا کہ مین گوشت بے ذبح کے کھاتا ہون تیسرا سوال یہ تھا کہ مین بے نکاح و متعہ کی ہوئی عورت سے مباشرت کرتا ہون یعنی کونسی عورت ہی کہ بے نکاح و متعہ مباشرت اُس سے درست و جائز ہو چوتھا مسئلہ یہ تھا کہ مین نماز بے وضو کیے پڑھتا ہون بعد اسکے لکھا تھا کہ ای امیر اگر آپ ان مسئلون کا جواب باصواب ثابت فرما دینگے اور میرے ذہن نشین ہو جاویگا تو مین ابھی آپکی اطاعت اختیار کرونگا اور دروازہ قلعے کا کھولدونگا مجھے عذر و تامل نہوگا جسوقت امیر سب مسئلے پڑھ چکے تو قلم دوات اُٹھا کر لکھنا شروع کیا کہ جواب مسئلہ اول یہ ہی کہ وہ رحمت الٰہی جس سے لوگ بھاگتے ہین بارش ہی کہ جب پانی برستا ہی تو لوگ اپنے اپنے مکانو مین چلے جاتے ہین اور زیر آسمان کھڑے نہین رہتے جواب مسئلہ دوم یہ ہی کہ وہ جانور کہ گوشت جسکا بلا ذبح کیے ہوے حلال ہی وہ مچھلی ہی جواب مسئلہ سوم کا یہ ہی کہ وہ عورت کہ جسکے ساتھ بغیر نکاح و متعہ مباشرت جائز ہی وہ کنیز ہی جواب مسئلہ چہارم یہ ہی کہ وہ نماز جو بے وضو پڑھی جاتی ہی وہ نماز میت ہی امیر نے یہ لکھکر ہرکارون کو دیا کہ جلد جا کر پیر خاراکن کو دیدو وہ ہرکارے لیکر گئے اور جا کر وہ کاغذ پیر خاراکن کو دیا جب پیر خاراکن نے وہ جواب باصواب پڑھا تو ساکت ہوا اور اُسیوقت بے تامل دروازہ قلعے کا کھولکر قلعے سے باہر آیا اور خدمت امیر مین حاضر ہوا اور شرف قدمبوسی حاصل کیا امیر کی دعوت کا سامان کیا قلعے مین لیگیا کل اہل در بند کو مطیع اسلام کیا خزانہ نقد جو اسکی تحویل مین تھا وہ بجنسہ امیر کو حوالہ کیا اسکے بعد کئی روز قیام کیا در بند خارکیہ کا [illegible]

اب دو کلمے داستان امیر حمزہ کا در بند حلاوسیہ پر پہونچنا اور مصر قران کا واسطے رہائی کرنے بدیع الزمان و قاسم کے جانا

جب امیر مع لشکر اسلام در بند حلاوسیہ پر پہنچے بارگاہ برپا ہوئی تخت بادشاہ اسلام نے تخت پر جلوہ فرمایا اور [illegible] صاحبقرانی کو [illegible] بخشی جلد مردانہ اُسیدن بزم مجلس جو امیر کی نگاہ قاسم اور بدیع الزمان کی خالی جگہون پر پڑی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور اسی حسرت مین ارشاد کیا ہمارے عیارون مین کون ایسا بہادر ہی کہ جو جاکر شاہزادون کو چھڑا لاوے عمر نے عرض کیا کہ ای امیر دونون شہزادون کے ساتھ آپکا نواسا اسد بھی قید ہی یہ سنکر فرمایا کہ جو کوئی اُن تینون کو چھڑا لاویگا مین اُسے دولت بے زوال کرونگا یہ سنکر تھا کہ قران [illegible] اُٹھا اور عرض کیا کہ غلام اجازت پاوے تو شاہزادون کو چھڑا لاوے امیر نے فرمایا اچھا اور اُسیوقت خلعت منگوا کر دیا قران [illegible] عیار [illegible] بعد چند دن کے [illegible]

چلے آتے تھے برابر ہو بیٹے نگاہ اُنکی فقیرون کے غول پر جو پڑی نگاہ اولین مین گرد مرد اور ارمزاد نے پہچان لیا کہ یہ فقیر جو سب کا سر
نشار ہی یہ مہتر قران ہی اور جو پوستین پوش ہی یہ گلباد عراقی ہی اور وہ جو سرخ کفنی پہنے ہی وہ برق فرنگی ہی اسیطرح سب کو تاڑ لیا اور
آپس مین کہا کہ کسی طرح گرفتار کیا چاہیے گرد مرد نے کہا کہ یہ بلاے بے درمان اور آفت جان ہی بھلا کسکے ہاتھ آئینگے مار پیٹ کر نکل جائینگے اس سے
بہتر یہ ہی کہ کسی کو انکے پیچھے پیچھے بھیجو کہ وہ اُنکا مسکن دریافت کر لاے جس وقت اُنکا ٹھکانا دریافت ہو جائیگا عیارون کو ساتھ لیجا کے
گھیر کر انھین گرفتار کر لینگے ارمزاد نے اس بات کو پسند کیا اور سنقر نام ایک عیار کو کہ شاگرد ہی گرد مرد کا اُنکے پیچھے پیچھے روانہ کیا کہ
یہ جہان جا کر اُترین وہان کا ٹھکانا دیکھ آئے لیکن مہتر قران تو ایک بلا کا عیار ہی اپنے گرد مرد اور ارمزاد کے نقش جبین سے مدعا اُنکا
دریافت کر کے اپنے ساتھ والون سے کہا کہ ان حرامزادون کا یہ ارادہ ہی سبھون نے کہا کہ خلیفہ جی پھر جیسی آپکی صلاح ہو وہ کیا جاے
مہتر قران نے کہا کہ سمجھا جائیگا یہ کہکر روانہ ہوا اور سبسے کہا کہ شہر کے اندر تو قیام مناسب نہین ہی کہ اگر گھر گئے تو دفعتہً مین مارے
جائینگے یا گرفتار ہو جائینگے سب نے کہا کہ پھر چلیے صحرا مین قیام کیجیے قران نے کہا کہ یہ بھی نہین ہو سکتا کہ دشمنون سے بھاگ جائین اور قطع نظر
اسکے قاسم اور اسد اور بدیع الزمان کے رہا کرنے کو آئے ہین جسطرح بنے انھین چلکر چھڑایئے ساتھ والون نے کہا کہ پھر خلیفہ جی جو کچھ
ہم سے کہیے ہم آپ کے ساتھ ہین جہان چاہیے رہیے الغرض قریب دروازہ شہر کے ملتمش شاہ ابدال کا ایک تکیہ تھا قران سب کو
لیکر اُسی تکیہ پر آیا اور ابدال سے صاحب سلامت کی کہ عشق اللہ ہو دوست اُسنے کہا کہ آؤ بابا سدا رہا عشق ہو قران نے اپنے ساتھ
والون سمیت وہین بستر لگایا سنقر نے جا کر گرد مرد اور ارمزاد کو خبر دی کہ عیاران لشکر اسلام ملتمس ابدال کے تکیہ پر اُترے
ہین یہ دونون سُنکر بہت خوش ہوے اور عیارون کو جمع کرنے لگے کہ چلکر عیاران اسلام کو للکارین اور ٹوک کر گرفتار کرین مگر
یہان جو مہتر قران تکیہ پر آ کے بیٹھا ابھی اچھی طرح بستر سے نہ لگانے تھے کھانے کی تیاری بھی نہ کی تھی کہ ایک شخص نے آکر مہتر قران
کو سلام کیا اور کہا کہ آپ کھانا نہ پکایئے جو کچھ ماحضر اس ذرہ بے مقدار کو میسر ہی چلکر تناول فرمایئے بلکہ مکان میرا حاضر ہی اسمین
رہیے تکیہ پر کیون تکلیف اُٹھایئے اُس شخص کی آواز سُنکر ابوالفتح نے پہچان لیا کہ یہ اخی سعید میرا باپ ہی قران سے کہا کہ خلیفہ جی
یہ میرے باپ ہین چلیے چین سے انکے مکان مین آرام کیجیے اور بیٹے غرض اخی سعید سب کو لیکر اپنے مکان مین آیا اور پوشیدہ
تہ خانے مین بٹھایا تمام لوازم ضیافت ادا کیے کھانا کھلایا سب بعد کھانا کھانے کے سو رہے اور ادھر گرد مرد اور ارمزاد کئی ہزار
عیار ساتھ لیے ہوے تکیہ پر آئے دیکھا کہ تکیہ پر فقط ملتمس ابدال اور اُنکے دو چار مرید بیٹھے ہوے ہین ملتمس ابدال سے ملتمس پوچھے
کہ یہان چند فقیر آکر اُترے تھے وہ کیا ہوے اور کہان گئے اُسنے کہا کہ بابا وہ لمحہ بھر یہان ٹھہرے تھے کہ ایک شخص آیا اور اپنے
ساتھ انھین لیگیا گرد مرد نے کہا کہ جنگل کی طرف گئے یا شہر کی طرف جاتے دیکھا ہی فقیر تکیہ دار نے کہا کہ شہر کی طرف گرد مرد اور ارمزاد وہان سے پھر کر اور
اپنے عیارون سے کہا کہ تلاش کرو کون اُنکا دوست ایسا ہی کہ جس نے ہمارے دشمنون کو اپنے یہان امان دی ہی عیارون
نے چار طرف جستجو کرنا شروع کی ادھر مہتر قران کو اخی سعید کے مکان مین تیسرا روز ہی اور ابھی تک کوئی تدبیر بن نہین
پڑی ہر لحظہ یہی فکر ہی کہ کیونکر اسد اور قاسم اور بدیع الزمان کو رہا کیجیے کہ دفعتہً آواز نقارہ شادمانی کی بلند
ہوئی مہتر قران نے اخی سعید سے پوچھا کہ اے بھائی اخی سعید نقارہ کیسا بج رہا ہی اور اسوقت نقارہ بجنے کی کیا وجہ ہی
اخی سعید نے بیان کیا کہ سنو بات یہ ہی کہ سال بھر مین دو روز نوروز کے قرار دیے گئے ہین ایک نوروز کوچک اور ایک نوروز
بزرگ نوروز کلان مین تو لقا اپنا دیدار سب کو دکھاتا ہی اور عالم عالم اور جوق جوق خلائق مشتاق دیدار لقا ہو کر آتی ہی
اور بڑا مجمع کثیر اور جم غفیر ہوتا ہی کہ پیک صبا کا بھی گذر دشوار ہو جاتا ہی اور بروز نوروز کوچک تمام سرداران ذوالاقتدار
اور افسران سرکار اپنی اپنی دختران ناکتخدا کو کمال زیب و شان اور نہایت بناؤ سنگار سے آراستہ و پیراستہ کرکے باغ بہشت
لقا مین لاتے ہین اور لقا بھی اُس روز داخل بہشت ہوتا ہی اور باغ بہشت از سر نو آراستہ کیا جاتا ہی اور لقا اُن سب دختران

تا کنخدا کے ساتھ مشغول عیش و عشرت و اختلاط ہوتا ہے جسکو وہ پسند کرتا ہے اور اُسکی نظر رغبت پڑتی ہے اُسے اپنے تصرف مین لاتا ہے باپ اُسکا
فخریہ اس امر کو قبول کرتا ہے اور اوسنے ابناے جنس مین تفاخر کرتا ہے کہ میری بیٹی آج کے روز نظر کردہ خداوند لقا ہوئی چنانچہ آج کے روز
نوروز کہ جشن ہے یہ اُسی کا نقارہ بجا ہے یہ سُنکر مہتر قران نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ کل چلو ذرا اس تماشے کو بھی دیکھ آئین اور اس
نوروز کو جاکے کی بھی سیر کر آئین دیکھو تو یہ کیا ہے ہر ایک چلنے پر آمادہ ہو گیا غرض رات کی رات تو مہتر قران نے وہین بسر کی صبح
کو باغ بہشت مین نوروز کی تیاری ہونے لگی مہتر قران آن چالیسون عیارون کو لیکر صورتین تبدیل کرکے باغ بہشت کے دروازے
پر آ کھڑا ہوا دیکھا کیا ہے کہ برابر سواریان پیران عظام اور رؤساے بلند احتشام سرداران ذو الاقتدار افسران باوقار کی دختران
کی چلی آتی ہین ہر ایک سواری کے ساتھ وہ وہ تزک و احتشام ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سواریان بڑی بڑی جلیل القدر ماہ جبیل الشان
شاہزادیون کی ہین اور برابر داخل بہشت ہوتی چلی جاتی ہین گویا پردۂ قاف مین پریان چلی آتی ہین اتفاق کار گردم و عیار
کی بیٹی شور انگیز قلو زن تماشہ مین ملکہ جہان افروز کے ساتھ تھی گردم و عیار قبل نوروز اپنی دختر کو ملکہ جہان افروز کے پاس بھیج
چکا تھا تمام تجمل ہمراہ لایا تھا اُسکی بھی سواری بہت سی سواریون کے بعد بڑے تزک و احتشام سے گذری کہ ہزار ہا عیار جلو مین تھے
اور تمام ساز و سامان امیرانہ ہمراہ تھا جب سواری دروازۂ بہشت کے قریب پہونچی ناگاہ ایک جھونکا ہوا کا آیا پردہ محافہ کا اُٹھ گیا
نگاہ مہتر قران کی شور انگیز پر پڑی ایک تو سابق ہی سے عاشق تھا آج خوب آراستہ و پیراستہ دیکھا تو ہزار جان عاشق ہو گیا
یا تو ایک حصہ عشق تھا یا ہزار حصہ ہو گیا دل بگڑ گیا بیقراری سے حال تباہ کیا ہر چند ضبط کیا مگر کچھ نہ ہوسکا غش کھا کے گر پڑا ساتھ والون
نے پوچھا کہ اُستاد کیا ہے جبکہ جواب نہ دیا معلوم ہوا کہ غش کر گیا پانی چھڑکا جب ہوش آیا کہا کہ خلیفہ یہ کیا ہوا ہے ایسا حال اپکا کبھی
نہین دیکھا قران نے دیکھ کہا یہ جو محافے مین گردم و کی بیٹی بیٹھی ہے مین اسپر بہت دنون سے عاشق ہون اسوقت جو اسپر نظر پڑ گئی
تاب ضبط باقی نہ رہی بیقرار ہو گیا دیکھیے حضرت عشق ہمارا کیا حال بناتے ہین بہشت لقا مین جانیکا قصد ہے دیکھیے آئندہ پھر کر آنے مین
یا وہین مر کر رہ جاتے ہین اور مین تو بغیر معشوق کے لیے ہوے ہرگز نہ پھرونگا یہ کہکر کہا کہ تمہارا خدا نگہبان مین تو باغ بہشت مین جاتا
ہون اور اپنی محبوبہ کو لاتا ہون سبنے کہا کہ خلیفہ جو حال آپکا وہ ہمارا ہم تنہا آپکو نہ چھوڑینگے القصہ سب فرداً فرداً داخل باغ بہشت
ہوے جاکر باغ بہشت مین کیا دیکھا کہ عجب صحبت ہے چارون طرف ناچ ہو رہا ہے ستار چھڑ رہا ہے انجمن عیش و عشرت برپا ہے اور ایک قصر
عالیشان مین تمام امرا و رؤسا کی بیٹیان زر نگار کرسیون پر جلوہ گر ہین وہین شور انگیز بھی بیٹھی ہے قران ایک گوشہ مین کھڑا ہوا
بہ نگاہ حسرت وہاں شور انگیز کو دیکھ رہا ہے اور اپنے دل مین یہ سوچ رہا ہے کہ کسطرح شور انگیز کو لے بھاگے مگر کچھ بن نہین پڑتی اور کوئی
بات سمجھ مین نہین آتی کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے کہ اسی اثنا مین ارمزاد ادھر سے آ نکلا اُسنے قران کو دیکھ پایا کہ قران ایک باغبان
کی صورت بنا کھڑا ہوا ہے یہ دیکھکر لقا سے جاکر عرض کیا کہ یا خداوند مہتر قران بہشت کے اندر ایک گوشہ مین بصورت باغبان بنا
ہوا کھڑا ہے اور اس تاک مین ہے کہ شور انگیز کو لے بھاگے لقا یہ سنتے ہی چیخنے لگا کہ یہ وہی قران ہے کہ جس نے مجھے گرفتار کرکے رسیون
سے باندھ دیا تھا ارمزاد نے عرض کی کہ حضور ہان وہی مہتر قران ہے لقا کہنے لگا کہ مین نے تقدیر کی کہ مین اُس سے کچھ
تعرض نہ کرونگا یہ سُنکر بختیارک نے عرض کیا کہ یا خداوند اسوقت تو آپ اُسے چھوڑے دیتے ہین مگر پھر ایسا وقت نہ ملیگا
جسطرح ہو اسے قتل کیجیے یا گرفتار کر لیجیے مصرع گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین لقا نے یہ سُنکے کہا کہ اچھا مین نے تقدیر کی کہ اُس
بندۂ مغضوب کو جلد پکڑ لاؤ یہ سُنکر ارمزاد بہت سے زبردست عیار ساتھ لیکر چلا اب وہان کا حال سنیے کہ مہتر قران تصویر
حیرت بنا ہوا سامنے ملکہ شور انگیز کے بے خون کھڑا ہوا تھا کہ چارون جانب سے عیاران کفار اور گبران نابکار نے قران کو گھیر لیا
تیغے بکف پکڑ کے قران پر دوڑے قران نے جو یہ دیکھا کہ ان حرامزادون نے چارون طرف سے نرغہ کر لیا ہے اور حملہ کیا چاہتے ہین
یکجوش کے نعرہ یا علی ابن ابی طالب کہکر قران آن پڑا اور برابر مارنا شروع کیا جسکے بند بند پڑ گیا وہی گرتا تھا ایک دو گھڑی کا

وصہ نہ گذرنے پایا تھا کہ دس بیس عیار جان سے مارے گئے اور دس بیس عیار ایسے زخمی ہوئے کہ اُٹھنے بیٹھنے کی قوت باقی نہ رہی ایک غل و شور اور ہنگامۂ عظیم برپا ہوگیا تمام نازنینان مہ جبین و زہرہ جبینان مہ طلعت اُٹھ اُٹھ کر بھاگیں ملکہ شور انگیز بھی اُٹھ کر ایک طرف چلی گئی عمرو قران لڑتا بھڑتا مارتا پیٹتا جو ایک گنبد کے نیچے پہونچا تو جا کر کیا دیکھا کہ لقا وہاں کھڑا ہوا تماشا لڑائی کا دیکھ رہا ہے لعنت پر نظر پڑنا تھا کہ ساری لڑائی بھڑائی چھوڑ کر یا علی یا ولی کہکر جو ایک جست کرتا ہے تو گنبد کے اندر تھا اور ایک نعرہ کیا کہ او گمراہ ناہنجار بھلا میں تجھے کب زندہ چھوڑونگا کمبخت اوسر کہاں جاتا ہے لقا نے آواز دی کہ میں نے یہ تقدیر نہیں کی ہے کہ تو مجھے قتل کریگا یہ کہکر لقا وہاں سے بھاگا اُسکا بھاگنا تھا کہ قران بھی اُسکے تعاقب میں چلا جاتے جاتے ایک مقام پر ایک دروازہ کھلا ہوا دکھائی دیا قران اُس دروازہ کو دیکھتے ہی اُس دروازے کے اندر داخل ہوا اور اندر سے کنجی اُسکی چڑھا دی اب جو آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک بڑی سی ڈھابلی کبوتروں کی بنی ہوئی ہے قران جلدی سے اُس ڈھابلی میں گھس گیا ہرچند اُن عیاران ناہنجار نے جستجو کی اور ہر طرف ڈھونڈھا لیکن قران کا کہیں پتا نہ ملا مجبور ہوکر پھر گئے اور جا کر لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند قران غائب ہوگیا ہے اور اُسکا کہیں پتا نہیں لگتا یہ سنکر بختیارک نے عرض کیا کہ قران کہیں گیا نہیں ہے جائیگا کہاں یہیں کسی گوشہ میں باغ کے چھپ رہا ہے کوئی چالاکی ذہن میں آئی ہے اُسکے پیچھے یہیں کسی کونے میں پوشیدہ ہو رہا ہے دیکھ لینا یہیں سے نکلیگا ارمزاد نے یہ سنکر کہا کہ ہم تو ڈھونڈھ چکے کوئی جگہ ایسی نہیں چھوڑی کہ جہاں نہ ڈھونڈھا ہو ہم تو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گئے اب ملک جی آپ چلیے اور چلکر ڈھونڈھیے آپ بھی اپنے حوصلہ مٹا لیجیے یہ سنکر بختیارک نے کہا کہ میں تو اُس سے نہایت خائف ہوں اور جو وہ نہ لگتا تو میں بیشک جاتا اور ڈھونڈھ لاتا ارمزاد نے کہا کہ حتی المقدور میں نے ڈھونڈھنے میں کمی نہیں کی ہے اور ہر طرف ڈھونڈھ آیا مجکو تو کہیں نہیں ملا اب پھر جاتا ہوں اور جا کر تلاش کرتا ہوں

اب یہاں حال عمرو قران کا سنیئے کہ اُنھوں نے دن تو اُس کبوتر خانہ میں بسر کیا اور رات کو بھوک جو لگی تو اُس ڈھابلی سے کھانے کی تلاش میں نکلے جیسے ہی وہاں سے نکلے دیکھتے کیا ہیں کہ لقا کیواسطے مرغ کے کباب تیار ہو رہے ہیں اور خاص شراب زمرد شاہ کے پینے کی گلابیوں میں بھری رکھی ہوئی ہے یہ دیکھنے کے ساتھ ہی قران جھٹ ایک چوبدار کی شکل بنکر کباب و شراب لیکر وہاں سے چلتے ہوئے اور پھر اُسی ڈھابلی میں آگھسے وہیں بیٹھکر خوب کباب کھائے اور خوب شراب چوری کی پی یہاں تو عمرو قران اپنی ڈھابلی میں بیٹھے ہوئے شراب و کباب اُڑا رہے ہیں اور وہاں دوسرا چوبدار آیا کہ لقا نے شراب طلب کی ہے اور کباب مانگے ہیں جلد لاؤ لوگوں نے کہا کہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی ہے کہ ایک چوبدار شراب بھی لیگیا اور کباب بھی لیگیا اب کباب کہاں اب اور تیار کیے جائیں تو ہوں اچھا جاؤ تیار کرلیں تو بھیجدیے جائینگے اُس چوبدار نے لقا سے کہا کہ کباب تو ایک چوبدار پہلے ہی لے آیا ہے اب وہاں کباب تیار نہیں ہیں تیار کیے جاتے ہیں تیار ہولیں تو آتے ہیں یہ سنکر لقا نے کہا کہ میرے پاس تو نہ شراب آئی نہ کباب آئے نہ میں نے کسی چوبدار کو بھیجا تھا بختیارک یہ سنکر کہنے لگا کہ میں نے تو عرض کیا تھا کہ عمرو قران یہیں کسی گوشہ میں باغ کے چھپ رہا ہے میرے ذہن میں تو یہی آتی ہے کہ اُسی کو بھوک لگی ہوگی یہ شراب و کباب چوبدار کی شکل بنکر وہی لیگیا ہے اُسی کا یہ کام ہے ورنہ اور کسکی مجال ہے کہ خداوند کے کھانے پینے کی چیز اسطرح لیجائے کہ پتا نہ لگے یہ سنکر لقا نے کہا کہ ای شیطان درگاہ تو اسوقت ہے کہاں عقل تیری کدھر چرنے گئی ہے ارے عمرو قران یہاں کہاں آئے تو میرا دست قدرت اُٹھا لیگیا شرق یا مغرب کسی طرف ڈال آیگا بختیارک نے کہا کہ خداوند یوہیں ہوگا آپ بجا فرماتے ہیں اب سنیے کہ یہاں یہ گفتگو ہو رہی تھی اور وہاں جو عمرو قران نے شراب و کباب اُڑائے تو خوب نشہ ہوا اُس نشے کے عالم میں تصویر خیالی اپنی معشوقہ دلفریب کی نظروں میں پھرنے لگی تو عجب حال ہوگیا دل دھڑکنے لگا آنسوؤں کا تار بندھ گیا اور اپنے دل میں یہ خیال کرنے لگا کہ شاید میری قسمت میں وصال محبوب نہیں ہے جب تو لاکھ لاکھ تدبیریں کرتا ہوں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی خداوندا اب تو مجکو فراق ملکہ شور انگیز میں نہ تڑپا اور جلد وصال محبوب سے کامیاب کردے اور اگر وصال محبوب میری قسمت میں نہیں ہے تو مجکو دنیا سے اُٹھا لے کہ اب مجھ سے صدمۂ فراق بار نہیں اُٹھ سکتا اور وہ قلق و کرب ہے عمرو قران

کہ الیعاذ باللہ آخرکار اُسی عالم بیقراری اور بیتابی مین جست اُس ڈھابلی سے نکلکر بار لقا کیطرف روانہ ہوا یہان جو آکر دیکھا تو کیا دیکھتا
ہی کہ صحبت عیش و عشرت برپا ہی ناچ ہو رہا ہی گرداگرد لقا کے تمام سردار اور کل عیاران نامدار بیٹھے ہوے ہین اور اُسوقت ملکہ شور انگیز
سامنے لقا کے ناچ رہی ہی تمام حضار محفل تعریفین کر رہے ہین اور ہر شخص گویا ایک وجد کے عالم مین جھوم رہا ہی لقا بھی محو ہو رہا ہی
ایک عجیب عیش و عشرت کی صحبت گرم ہی یہ دیکھکر عمر قران کو بھلا کب تاب رہتی ہی بیتاب ہو گیا اور چپکے چپکے لوگون کی آڑ مین پوشیدہ
ہو کر شور انگیز کے پاس پہونچا اور اُس سے چپکے سے آہستہ کہنے لگا کہ اے یار جانی اور اے محبوب جاودانی مین تو تیرے عشق مین
از حد بیتاب و بیقرار ہون یہانتک کہ بخوف و خطر بیقرار ہو کر یہان چلا آیا اور مطلق اپنی جان کا خوف نہ کیا اگر تجھے بھی مجھ سے کچھ
محبت ہی اور مجھے چاہتی ہی تو بسم اللہ لٹکر میری گردن پر سوار ہو لے مین تجھے لے بھاگون پھر کسی کی اتنی مجال نہین ہی کہ تجھے مجھ سے
لیجا سکے شور انگیز تو عمر قران پر بصد دل فریفتہ تھی ہی اُسنے یہ موقع غنیمت معلوم ہوا جلدی سے جست کرکے قران کی گردن پر
دبیٹھی عمر قران چلتا ہوا ایک تھوڑی دور پر جاکر آواز دی کہ اے قران نابکار و اے ساحران نابکار آگاہ ہو جو شعر منم آتش خرمن
و قران و منم برق جانسوز عمر قران وعدہ آنکھیں کھول کر دیکھو مین اپنی معشوقہ کو لیے جاتا ہون اب دیکھون تو کس مین اتنی
تاب طاقت ہی کہ جو ملکہ شور انگیز کو مجھ سے لے لیتا ہی اس آواز کا سننا تھا کہ ایک غلغلہ اور ایک شور برپا ہوا یہان لقا تو ڈر کے
مارے دم بخود ہو گئے مگر اور لوگ قران پر دوڑ پڑے قران ایک طرف ایمین بین بستون کو مار کر صاف نکل آیا اور اُسی کبوتر خانہ مین
آپ بھی گھس آیا اور شور انگیز کو بھی وہین بٹھا لا اور کہنے لگا کہ تم اب تو اسی ڈھابلی مین بیٹھ رہو جب یہ شور و غل ہو چکے گا تو اُسوقت
باغ بہشت سے نکل چلینگے وہ کہنے لگی کہ تمہین اختیار ہی جب چاہو جب لے چلو میری جان تمہارے ساتھ ہی اب یہان کا حال سنیے کہ جب
قران غائب ہو گیا تو بختیارک نے لقا سے کہا کہ یا خداوند ملاحظہ کیا آپنے کہ قران شور انگیز کو کسطرح سے لے بھاگا لقا نے جواب دیا کہ
یہ تقدیر مین نے یونہین کی تھی اے بختیارک یہ تقدیر باوی تھی اور یہ کہکر حکم دیا کہ کل عیار جائین اور ڈھونڈھین تلاش کرین جہان
کہین قران ملے اُسے پکڑ لائین یہ حکم سنکر عیاران لقا نے جاکر ڈھونڈھنا شروع کیا ہرچند وہ لاکھ فکرین کین کوئی جگہ ایسی نہین
تھی کہ جہان نہ ڈھونڈھا ہو لیکن کہین پتا نہ لگا آکر لقا سے عرض کیا کہ خداوند ہم ہر طرف ڈھونڈھ آئے کوئی جگہ ایسی نہین ہی کہ
جہان نہ ڈھونڈھا ہو لیکن ہمین تو کہین پتا نہین لگتا خدا جانے کس طرف غائب ہو گیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند عمر قران ابھی تک
باغ بہشت سے باہر نہین گیا ہی کچھ ایسا حکم بند و بست کیا جاے کہ وہ بہشت سے نکلکر باہر نہ جانے پاے یہ سنکر لقا نے کہا کہ تقدیر
کی مین نے کہ تمام دروازے بہشت کے بند کروا اور چارطرف سے پہرے قائم کردو کہ قران نکلکر جانے نہ پائے اس حکم کے سنتے ہی اُسیوقت
سب دروازون پر بند و بست ہو گیا چوکی پہرے سب قائم کر دیے گئے خوب اچھی طرح ہر جانب بند و بست ہو گیا اب اُدھر کا حال سنیے کہ عمر عیار
مع ملکہ شور انگیز کے اُس ڈھابلی مین بیٹھا ہوا تھا کہ صبح ہو گئی کبوتر باز کبوتر دانہ دینے آیا دروازہ ڈھابلی کا کھولا کہ کبوترون کو نکالے اور دانہ اُنکے
سامنے ڈالے پانی دے کہ قران نے ہاتھ ڈھابلی سے نکالکر کبوتر باز کا ہاتھ اس زور سے پکڑ کر کھینچا کہ وہ منہ کے بل گر پڑا اُسکا گرنا تھا کہ
قران ڈھابلی سے نکلکر اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور کمر سے خنجر نکال کے اُسکی گردن پر رکھدیا کبوتر باز کے حواس جاتے رہے بیہوش ہو گئے کہنے لگا کہ
تو کون ہی قران نے جواب دیا کہ آگاہ ہو منم عمر قران سر بریدہ کا قران اگر تو مسلمان ہو جائے اور دین حق کو قبول کرے تو بھلا ہی مین تجھے ابھی
رہا کیے دیتا ہون اور اگر اسلام نہین قبول کرتا تو مین ابھی تجھے مار ڈالونگا وہ کبوتر باز یہ سنکر کہنے لگا کہ بہت اچھا آپ اسقدر
برہم کیون ہوتے ہین مین نے لقا پر لعنت کی اور اسلام قبول کیا یہ سنکر عمر قران نے اُس کبوتر باز کو چھوڑ دیا وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور
قران سے کہنے لگا کہ اب یہ فرمائیے آپ کا ارادہ کیا ہی مجھ سے کچھ کہیے تو اور چلیے میرے ساتھ غریب خانہ پر جبتک مزاج
مبارک مین آئے تشریف رکھیے جبتک کوئی راستہ نکل جانے کا نکلے اُسوقت تک میرے غریبخانہ پر رونق افروز ہو جیے خانہ
من خانہ شماست عمر قران اُس کبوتر باز کے ہمراہ اُسکے مکان مین چلے گئے لیکن وہ خبر اُسی وقت شاہ کو پہونچی کہ عمر قران مع ملکہ شور انگیز

بہرام کبوترباز کے مکان میں ہے یہ خبر سنکر یاقوت شاہ خود بہرام کبوترباز کے مکان پر آیا اور پوچھا کیوں بہرام تو نے عمر قران اور شورانگیز
کو اپنے یہاں چھپایا ہے اگر چھپایا ہو تو جلد بتلا دے ورنہ تیرے لیے بہتر نہوگا بہرام نے کہا کہ ای جبرئیل قدرت کیا میں خداوند کا
دشمن ہوں کہ خدا پرست کو اپنے گھر میں چھپاؤنگا آپ کو میری جانب ایسا گمان میں نہیں سمجھ سکتا کہ کہاں تک زیبا ہوگا اور اگر کسی نے
آپ سے ایسا بیان کیا ہے تو بالکل جھوٹ ہو اور محض بہتان و افترا اور اتہام ہے یاقوت شاہ کو یقین ہوگیا کہ اسکے گھر میں قران ہرگز نہیں ہے
اور وہاں سے واپس آیا قصہ کوتاہ دن تو یون گذرا رات کے وقت یہاں عمر قران ایک خواجہ سرا کی صورت بنے اور بہرام کبوترباز
کو بھی ایک خواجہ سرا کی صورت بنایا اور شورانگیز کو ایک برقع اوڑھا کر دونوں کو اپنے ساتھ لیا اور باغ بہشت سے لیکر چلا آتے آتے
جب دروازے پر پہونچے دربانوں نے قران سے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ عورت تیرے ساتھ کون ہے قران نے جواب دیا کہ میرا
نام خواجہ آہن پوش ہے اور یہ عورت طاؤس شاہ کی بیٹی ہے اسکے پیٹ میں درد اٹھا ہے بحکم لقا میں اسکو اسکے گھر لیے جاتا ہوں
دربان یہ سنکر چپ ہو رہے اور قران وہاں سے چلتے ہوئے اسیطرح بہانہ بازیاں کرتے ہوئے پانچوں دروازوں سے جلد جلد
گذرتے ہوئے چھٹے دروازے پر پہونچے وہاں اتفاقات روزگار قضائے کار ارمزاد بخشی بیٹھا ہوا تھا قران سے اور ارمزاد سے جو
تقریر ہوئی ارمزاد نے پہچان لیا کہ خواجہ آہن پوش کیسا یہ تو عمر قران ہے شورانگیز کو لیے جاتا ہے آخرکار شورانگیز کے پاس آیا کہ
ذرا میں اسکی صورت تو دیکھوں طاؤس شاہ کی بیٹی کو تو میں پہچانتا ہوں یہ خیال کرکے شورانگیز کے پاس آکر چاہا کہ میں اسکے
برقع کو اٹھا کر صورت دیکھوں جیسے ہی ارمزاد شورانگیز کے پاس آیا کہ عمر قران نے نعرہ کیا کہ او حرامزادے بھلا تیری یہ طاقت ہے
کہ تو طاؤس شاہ کی بیٹی کو بے پردہ کریگا یہ کہکر ایک عصا ایسا مارا کہ وہ منہ کے بل سامنے آیا اسکا گرنا تھا کہ ایک دوسرا عصا دوڑ سے
اور اسکے سر پر جاپڑا کہ سر اسکا شق ہوگیا عیار دوڑ پڑے ارمزاد کو اٹھایا اور قران سے کہا کہ آپ خفا نہ ہوجیے اسے لیجائیے قران
ملکہ شورانگیز کو لیے ہوئے زن زن کرتے ہوئے اخی سعید کے مکان میں پہونچے تمام عیاران اسلام وہاں موجود تھے قران کو
دیکھکر ان سب نے پوچھا خلیفہ جی آپ کہاں تھے ہم نے آپ کو جابجا ڈھونڈھا جب ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے تھک گئے اور کہیں آپ کا
پتا نہ لگا تو مجبور رہنا چار باغ بہشت سے نکلکر یہاں چلے آئے یہ سنکر عمر قران نے کہا کہ تم سب نے نہایت مناسب اور بہت بہتر کیا کہ
یہاں چلے آئے غرض عمر قران بیٹھے آپس میں باتیں ہونے لگیں قران نے تمام حال شب کا انسے بیان کیا صحبت عیش و عشرت رہی ساری
رات بخوبی ہنگامہ تہنیت بلند رہا اور وہاں کی سنیے کہ جب صبح ہوئی ارمزاد کو لیے ہوئے لوگ لقا کے سامنے آئے سب سرگذشت ان
کی بختیارک خوب اچھلا کودا اور پکارا کہ اجی حضرت وہ خواجہ آہن پوش نتھا وہ عمر قران تھا کہ شورانگیز کو لیکر نکل گیا اور ابھی
شہر کے باہر نہیں گیا اگر جلد خبر لیجائیگی تو شاید ہاتھ لگ جاوے لقا پکارا کہ او ارمزاد تجھے قسم ہے میری خدائی کی کہ اگر تو نے قران کا
سراغ لگا دیا تو خیر ورنہ تو یہ یاد رکھ کہ تمام میں تجھے دوزخ حاویہ میں ڈالدونگا اور حشر تک کسی امر کا خیال نہ کرونگا ارمزاد نے یہ سنکر
بیست عیاروں کو اپنے ہمراہ لیا اور چہار جانب ہر ایک گلی کوچہ میں ہر بازار میں تلاش کرنا شروع کیا ہر روز ڈھونڈھنے جاتا
تھا اور محروم واپس آتا تھا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے پریشان ہوگیا ایک روز اخی سعید کے مکان کے نیچے سے گذر ہوا
دیکھتا کیا ہے کہ اخی سعید کے مکان کے نیچے مرغ کے پر ڈھیر ڈھیر پڑے ہوئے ہیں اس روز تو ارمزاد دیکھتا ہوا چلا گیا مگر کچھ
جی کھٹک گیا دوسرے روز پھر اسی طرح سے گذر ہوا پھر اسی طرح ڈھیر مرغوں کے پروں کے دکھائی دیے کہ اخی سعید کے
مکان کے نیچے پڑے ہوئے ہیں جب یہ معرکہ دو روز ارمزاد نے دیکھا تو ایک روز اخی سعید کے پاس آیا اور پوچھا کہ میں نے دو روز
برابر دیکھا کہ تمہارے مکان کے نیچے مرغوں کے پر بہت پڑے رہتے ہیں تمہارے گھر میں اسقدر مرغ روز ذبح ہوکر کیا ہوتے ہیں
اخی سعید نے کہا کہ تجھکو اس سے کیا بحث ارمزاد نے کہا کہ کچھ نہیں یونہیں پوچھتا ہوں خلاف عادت روزمرہ جو تمہارے یہاں
اس کثرت سے مرغوں کے پر دیکھے تو پوچھا کہ آخر تمہارے یہاں کیا کام ہے جو اسقدر مرغ ہر روز ذبح ہوتے ہیں اخی سعید نے کہا کہ کیا

پھر مرغون کا پلاؤ پکا کر کھاتا ہون کچھ مرغون کے کباب بھنواتا ہون یہ سنکر ارمزاد چپ ہو رہا مگر ارمزاد کو جو شبہ گذرا تھا اوس کی تحقیق
کیا تھا تو کامل اطمینان ہوا اور اخی سعید کے بیان پر کچھ وثوق ہوا مگر تے وقت ایک نہایت تیز اور چالاک عیار کو جو فن عیاری مین
نہایت کامل تھا ارمزاد نے بلا کر کہا کہ اے عیار جلد جا اخی سعید کے مکان پر اور ایسے کوٹھے پر کمند ڈال کے چڑھ جا اور دیکھ تو سہی کہ
عمر قران تو اخی سعید کے مکان مین نہین ہے یہ سنکر وہ عیار اسباب عیاری تیار کر کے اور جامہ عیاری اوڑھ کر اخی سعید کے مکان پر
آیا اور آتے ہی اخی سعید کے کوٹھے پر کمند ڈالکر چڑھ گیا کوٹھے پر سے جھانک کے جو دیکھا تو کیا دیکھا کہ میان عمر قران اپنے پاس بہت سے
عیارون کو لیے بیٹھے ہین خوب شراب اڑ رہی ہے مرغ کے کباب کھا رہے ہین گانا بجانا ہو رہا ہے طنبورا چھڑ رہا ہے ملکہ شور انگیز خوب
لہک لہک کے گا رہی ہے عمر قران الست ہو رہے ہین اور عیار بھی نشہ مین چور ہو رہے ہین شور انگیز کی تعریفین کر رہے ہین کہ واہ
واہ شور انگیز واہ کیا کہنا ملکہ شور انگیز بھی جھوم رہی ہے جون جون وہ عیار تعریف کرتے ہین شور انگیز اور قیامت کی تان لے رہی
اور خوب جی توڑ توڑ کے گا رہی ہے کہ در و دیوار مست ہو رہے ہین [illegible] ٹھہر گئے اور شور انگیز کے گانے سے تمام وجد مین
آکر جھوم رہے ہین یہ عیار صاحب جو تشریف لیگئے تھے ساری عیاری بھول گئے اور وہ خیال بالکل رفو چکر ہو گیا یہ بھی الست ہو بیٹھے
غرض ایک تھوڑی دیر کے بعد جب وہ عیار ہوشیار ہوا تو اس نے قصد کیا کہ اب وہان سے پھرے اور جاکر ارمزاد کو خبر کرے کہ میان
عمر قران مع متعدد عیارون کے اخی سعید کے مکان مین بیٹھے ہوے ہین اور شور انگیز بھی وہین موجود ہے یہ قصد کر کے اٹھا ہی
تھا کہ عمر قران کی نظر اوس عیار پر پڑ گئی وہین سے چور کہکے جست کرتے ہین تو کوٹھے پر پہنچے اور آتے کے ساتھ ہی ایک بغدہ
یا علی ولی کہکر جو اس عیار کے رسید کیا تو دو ٹکڑے ہو گئے لاش اوس عیار نابکار کی اوٹھا کے کسی مقام مخفی پر گاڑ دی اور وہان چلے
پھر رات ارمزاد اوس عیار کے انتظار مین تھا جب وہ عیار پھر کر نہ آیا اور رات ساری گذر گئی تو ارمزاد کو یقین ہو گیا کہ ضرور بالضرور
عیاران اسلام اخی سعید کے مکان مین جمع ہین اور وہ شاگرد تیرا مارا گیا دن تو افسوس و قلق مین بسر گیا جب رات ہوئی تو خود
ارمزاد اخی سعید کے مکان پر آکے کمند ڈال کے کوٹھے پر آیا پھر رات باقی تھی کہ دیکھا تمام عیاران اسلام مع عمر قران کے بیٹھے ناچ رنگ
دیکھ رہے ہین یہ دیکھکر دبے پاؤن کوٹھے پر سے اتر آیا اتنی رات تو جون تون بسر کی جب صبح ہوئی تو ارمزاد نے جاکر لقا کو
خبر کی کہ عمر قران مع چالیس عیاران اسلام کے اخی سعید نان پز کے مکان مین موجود ہے اور شور انگیز بھی عمر قران کے ساتھ
ساتھ ہے یہ سنکر بختیارک نے کہا کہ سنتے آگے بھی ملک اصفہان اور ملک ترکستان مین دکان کھولی تھی اور وہان بھی عیاران
اسلام کا مددگار رہا تھا یہ تو عمرو کا بہنوئی ہے بظاہر لقا پرست ہے اور باطن خدا پرست ہے یہ سنکر لقا نے حکم دیا کہ ابھی وقت آتش باز
جائین اور اخی سعید نان پز کے گھر مین آگ لگا دین اور کچھ عیار جاکر ان عیارون کو پکڑ لائین بموجب حکم لقا ایک بارہ ہزار عیار
نابکار اور نگران ناہنجار ایک دم سے چلے اور جاکر اخی سعید کے مکان کو چار طرف سے گھیر لیا اور اخی سعید کو آواز دی کہ او
نان پز نکل آ ارے مردود آج تیرا حال تاکید کامل ہم پر منکشف ہوا کہ ظاہر مین تو نے دام تزویر پھیلا کر اظہار لقا پرستی کیا تھا
اور باطن مین خدا پرست ہے اور تیرے دخل عیاران اسلام کو اپنے گھر مین مخفی کر رکھا ہے دیکھ تو آج تیرا کیا حال ہوگا اور ہم کیا حال
تیرا کرینگے کہ تو بھی یاد کرے کہ مکر و زرق کی سزا ایسی ہی ہوتی ہے نکل باہر تو نکل ورنہ تیرے مکان مین آگ لگا دی جائیگی کہ تو جل
بھن کر اسی مکان مین خاک ہو کر رہ جائیگا بس اخی سعید گھر سے باہر نہ نکلا تو آتشبازون نے آکر چار طرف سے آگ لگا دی
عمر قران نے جو یہ نقشہ دیکھا کہ چار جانب سے آتش بغض و عناد بھڑکنے لگی اور اگر اسی مکان مین بیٹھے رہینگے تو ہرگز جانبر
نہ ہو سکینگے بس یہ خیال کر کے ان چالیسون عیارون کو اپنے ہمراہ لیکر کوٹھے پر آیا اور آتے کے ساتھ ہی خدا ہے آتشین ان عیاران
نابکار پر دفعتاً پھینک مارنا شروع کیے کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اندھیرا ہو گیا تھا کہ ان چالیسون عیارون کو عمر قران لیکر کوٹھے سے
کود پڑے اور خنجر و تیر اور بغدہ لیکر ان عیاران نابکار اور نگران ناہنجار پر جو گرے تو ایک طرفۃ العین مین بہت سے عیارون کو جان

ہلاک کیا اکثرون کو زخمی کیا بہتون کو جلادیا لشکر کا فر خاسر جتنے تھے اُن سب کو قرار واقعی سزا مل گئی اور جتنے ہلاکت سے بچے
تھے سب بھاگ گئے اور لقا کو خبر کی کہ مختر قران نے تمام عیارون کا ستیاناس کردیا اور ہمارا کوئی دسترس نہ چل سکا یہ سنکر لقا
نے حکم دیا کہ اب برق انداز جائین اور گھر کو اخی سعید کے جلادین یہ سنکر برق انداز اخی سعید کے مکان پر گئے اور
چارون طرف سے اُسکے مکان کو گھیر کے عیاران اسلام کو للکارے کہ ای بدبختو ہوشیار ہو جاؤ اگر تم کو کچھ دعوی ہے تو نکل آؤ
یاد رہے کہ ابکی تمھاری جانبری نہ ہوگی قضا تمھارے سر پر آگئی خداوند لقا کا حکم ہے کہ ہم تمکو جلاکر خاک کردین اگر دعوی مردی
ہے تو نکل آؤ اور شمشیر کرجاؤ نہیں تو اسی مکان کے اندر جلکر رہ جاؤگے یہ سنکر تمام عیاران اسلام علی علی کرکے مکان
اخی سعید سے باہر نکلے اور خدا کا نام لیکر لڑنا شروع کیا ادھر سے غلولے اور تفنگ چلنے لگے ادھر سے بھی عیاران اسلام نے
[illegible] ہاتھون مین لیکے بیخوف وخطر لڑنا شروع کیا لیکن یہ کل چالیس عیار ہین اور ادھر برق اندازون کی جمعیت بارہ ہزار
سے بھی کچھ زیادہ ہے ایک کا جواب ایک ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک دو کا مقابلہ کرسکتا ہے اور یہان تو ان چالیسون پر بارہ ہزار کا مجمع ہے
بڑی مشکل آ پڑی ہے عیاران اسلام مضطر ہین جو اس مین کہ خدا ہی عزت رکھے اور وہی ان نابکارون کے شر سے امان دے تو دے ورنہ
کوئی صورت بچاؤ کی معلوم نہین ہوتی مگر خدا کو یاد کر رہے ہین اور جہانتک قوت یاوری دے رہی ہے برابر مارے جاتے ہین ادھر اخی سعید
اپنے مکان کے اندر دعائین مانگ رہا تھا کہ تو ہی ان نابکارون کی شر سے بچائیگا تو بچ جائینگے تیرا ہی آسرا ہے اور تیری طرف رجوع ہے ہم
سب کا خداوند تو واسطہ اپنی خدائی کا تو مجکو اور ان سب عیارون اسلام کو ان کفار بدکردار سے امان دے اور اپنی پناہ مین لیلے اور عیاران
اسلام کو ان بیدینون پر فتحیاب کر اور ان سب کو واصل جہنم فرما اور عیاران اسلام کو محفوظ رکھ تو ہی اس ہنگامہ عظیم مین انکا حافظ ونگہبان
ہے کہ یہ سب ان کفار سے تیری راہ پر لڑ رہے ہین اور تیرے ہی نام پر ان سبھون نے اپنی جانون کو ہیچ سمجھا ہے اگر تیری نظر التفات ہوجائے
اور یہ کوشش انکی تو قبول کرے تو سارے کام بن جائین خداوندا اگر نصرت تیری انکے شامل ہوجائے تو ابھی یہ سب مظفر ومنصور ہین
اور اسی دم ان کفاران لقاپرست کا کام بالکل تمام ہے ہو کیا قدرت ہے انکی کہ دم بھر ٹھہر سکین اخی سعید تو ادھر یہ دعائین مانگ رہے
ہین اور ادھر مختر قران آن سب عیاران اسلام کو جرأت دلا رہے ہین خبردار اے مردان جرار ہمت نہ ہارو کہ نصرت وفیروزی منجانب
اللہ تمھارے شریک حال ہے تم ضرور فتحیاب ہوگے اس بات کا خیال نہ کرنا کہ یہ کفار بدکردار کثرت مین ہین بھائیو کم من فئۃ قلیلۃ کثیرۃ
اکثر ایسا ہوا ہے کہ جب نصرت وفیروزی من جانب اللہ شامل حال ہوجاتی ہے تو بہت تھوڑے سے آدمی بہت بڑی جماعت پر غالب آجاتے
ہین کچھ خوف وہراس کا مقام نہین ہے کہ ان اللہ معنا خداوند عالم جسکے نام پر ہم کوشش کر رہے ہین وہ ہمارے ساتھ ہے یہ نعرہ
مختر قران کا سنکر وہ چالیسون جوانمرد جان توڑ توڑ کر لڑ رہے ہین مختر قران بھی بغدہ ہاتھ مین لیے ہوے لڑ رہا ہے ایک بڑا
ہنگامہ عظیم برپا ہے بڑی گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے کہ اتفاقات روزگار کہ ایک اختر شناس جو اپنے فن مین نہایت کامل اور
عدیم المثال تھا اور وہان سے قریب رہتا تھا اُسکو جو اس ہنگامہ کی خبر ہوئی عیار سے کہا کہ تو اپنے شاگردون کو ساتھ لیکر اخی سعید
کے مکان مین نقب زنی کرکے جلد پہونچ اور اخی سعید کو اُسکے ساتھیون سمیت میرے گھر مین لے آ کہ وہ بہت تھوڑے ہین اگرچہ بہت جی توڑ توڑ کر
لڑ رہے ہین لیکن کہانتک آخر مارے جائینگے تجکو بہت سا انعام دونگا یہ سنکر وہ عیار اپنے شاگردون کو لیکر اخی سعید کے مکان
کی طرف چلا اور جھٹ پٹ نقب زنی کرکے اخی سعید کے مکان مین آیا دیکھا کہ اخی سعید دعا کر رہا ہے اور قران بھی نہایت حیران
وپریشان ہے کہ اب کیا کرے اور کیا نہ کرے نہ تو اس لشکر کثیر پر اتنے سے آدمی فتحیاب ہوسکتے ہین نہ کوئی اور راہ نکلتی معلوم ہوتی
ہے اگرچہ یہ سب جی توڑ توڑ کر لڑ رہے ہین مگر کہانتک لڑینگے آخر مارے جائینگے اسی خیال مین قران تھا ہی کہ دفعۃً طبقہ زمین کا
ٹوٹا اور ایک شخص خاک آلودہ اس نقب سے نکلا قران کو تو فوراً یہ خیال گذرا کہ یہ کوئی ہمارا دشمن ہے نقب کھود کر آیا ہے چاہا کہ
بڑھکر اس پر حملہ کرے کہ اُسنے آواز دی کہ ای مختر قران کیا کرتے ہو ارے مین تمھارا دوست ہون دشمن نہین ہون بلکہ تمھاری

جان بچانے آیا ہون آؤ میرے ساتھ نقب مین چلے چلو اخی سعید نے جو اُسکی آواز سنی پہچان گیا کہ یہ شخص گہراے اختر شناس
کا عیار ہے ضرور ہماری کمک پر آیا ہوگا یہ سوچکر قران سے کہا کہ تم کچھ خیال نہ کرو اور بخوف و خطر بلا تکلف اسکے ساتھ نقب مین
چلے چلو اور یہ تو گویا تائید غیبی ہے اسکو غنیمت ہی سمجھو بس یہ سنتے ہی عمتر قران مع شور انگیز اور تمام عیاران اسلام کے اُسکے ساتھ
ہوے اور اخی سعید بھی مع مال و اسباب اُن سب کے ساتھ اُس نقب کی راہ سے گہراے اختر شناس کے مکان مین داخل ہوا
اور منہ نقب کا بند کر دیا اور یہان کا حال سنیے کہ یہ نابکار سمجھے کہ سب عیاران اسلام اور اخی سعید اور عمتر قران مکان کے
اندر بھاگ گئے یہ سمجھکر اخی سعید کے گھر کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور بہت ہی خوشی خوشی آکر لقا سے بیان کیا کہ ہم نے تمام گھر
اخی سعید کا پھونکدیا اور تمام عیاران اسلام جل بھن کر خاک سیاہ ہو گئے یہ سنکر لقا بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ مین نے تو
کئی ہزار برس پیشتر سے یہی تقدیر کی تھی کہ یہ سب جل بھنکر خاک سیاہ ہو جاینگے یہ سنکر بختیارک نے کہا کہ مین نے یہ تقدیر نہین
کی تھی کہ کوئی خدا پرست جلا دیا جاے یا خداوند اگر ایک بھی اُنمین کا گرفتار ہو کر آتا یا کسی کی لاش وہان سے آتی یا کوئی زخمی
آتا تو مجکو یقین آتا اور جل کر مر جانے کا یقین بھی ہوتا وہ سب زندہ و سلامت ہین کسی نہ کسی طرف نکلے ہوے چلے گئے ہونگے
ایک بھی جلکر خاک سیاہ نہین ہوا لقا نے کہا کہ او مردود نامعقول تو میری تقدیرون کو رد کر دیتا ہے اور ہمیشہ میرے برعکس
کہا کرتا ہے دیکھ ایک نہ ایک دن اس برعکسی پر ضرور بالضرور تو جہنم مین ڈالدیا جاےگا بختیارک تو اتنا کہکر چپکا ہو رہا کہ خیر
آپ کو معلوم ہو جایگا کہ مین جو کہتا تھا سچ ہے یا جھوٹ یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین

اب دو کلمے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے سنیے

کہ صاحبقران نے چند روز تک تو عمتر قران کا انتظار کیا لیکن جب عمتر قران پھر کر نہ آیا تو رو کر فرمایا کہ افسوس ہے ان فرزندون کی
قسمت مین رہائی نہین ہے خدا جانے عمتر قران کس بلا مین گرفتار ہو گیا عمرو نے جو صاحبقران کو آبدیدہ پایا کرسی ہدہد سے اُٹھکے
آداب بجالایا اور ملتمس ہوا کہ اگر حکم ہو تو آپ رنجیدہ نہون مین جا کر تینون شاہزادون کو چھڑا لاتا ہون امیر نے خوش ہو کر اُسے
خلعت دیا اور دس ہزار تومن انعام کے دیے اُسوقت عمرو نے اسباب عیاری کے اپنے بدن پر آراستہ کیے اور براے شاطری اترا ہوا
ملک سبائل کو روانہ ہوا اور وزن کی رہروی مین تمام مسافت طے کر کے داخل ملک سبائل ہوا چونکہ سابق ازین عمرو ملک سبائل
کی سیر کر چکا ہے اس سبب سے ہر گلی کوچہ سے واقف تھا تمام شہر مین پھرتے پھرتے اخی سعید کے مکان پر پہونچا دیکھا کہ تمام مکان
جل بھن کر خاک سیاہ ہو گیا ہے نہایت افسوس کیا رات کے وقت گہراے اختر شناس کے پاس ایک خدمتگار کی صورت بنکر پہونچا
گہراے سے ملاقات کی چپکے چپکے حال اپنا اُسپر اظہار کر کے عمتر قران اور اخی سعید کا حال استفسار کیا کہ آپ کو کچھ معلوم ہے کہ اخی سعید پر
کیا آفت پڑی اور عمتر قران اس مقام پر قاسم اور بدیع الزمان کی رہائی کے لیے آیا تھا اُسپر کیا گذری اگر آپ کو کچھ حال اُسکا
معلوم ہو تو بتایئے گہراے نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین خواجہ وہ سب میرے مکان مین موجود ہین اور بفضل خدا صحت سے ہین تمام قصہ سرگذشت
عمتر قران کی ابتداے انتہا تک بیان کی بعد اسکے جس جگہ اخی سعید اور عمتر قران اور تمام عیاران اسلام چھپے تھے وہان عمرو
کو لایا سبھون نے اُسکے ملاقات کی خواجہ نے سب کو گلے سے لگایا اور اخی سعید کو بہت دلاسا دیا کہ گھر تمہارا اگر جل گیا ہے
تو جل جانے دو کچھ اُسکا رنج و ملال نہ کرو تمہارے لیے اس سے بہتر گھر بنایگا اور قران سے کہا کہ تمنے اخی سعید کا گھر خاک
سیاہ کروا دیا تمہین اس سے کیا فائدہ ہوا اور کیا تمہارے ہاتھ آیا قران نے یہ سنکر جواب دیا کہ استاد مال و اسباب اخی سعید کا سب
برقرار ہے ایک چیز بھی ضائع و برباد نہین ہوئی ہان گھر بیشک جل گیا تو اُسکے عوض مین گہراے اختر شناس نے اور گھر اسے دیدیا
ہے آپ اسقدر تردد کیون ہین عمرو نے کہا اچھا یہ تو سب صحیح ہے مگر اے قران یہ تو تم بتاؤ کہ تم یہان عشق و عاشقی کا دم بھرنے آئے
تھے یا شاہزادگان والاتبار کو رہا کرنے قران نے کہا کہ استاد مین اُنکی فکر سے کسی وقت غافل تھوڑی ہون مجکو ہر وقت وہی فکر

اور یہ واقعہ تو شدنی تھا جو پیش آگیا عمرو نے کہا کہ اے قران سنو حمزہ صاحبقران قاسم اور بدیع الزمان کی جدائی میں بہت ہی بیقرار
ہیں زار زار مثل ابر بہار کے رویا کرتے ہیں یہ سنکر قران نے کہا اچھا استاد پھر جیسا آپ ارشاد فرمائیے اور جو تدبیر ٹھہرائیے ہم طرح
موجود ہیں عمرو نے گہراے اختر شناس سے پوچھا تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ قاسم اور بدیع الزمان کس کے پاس قید ہیں اور انکا
کیا حال ہے اسنے بیان کیا کہ ہان مجھے معلوم ہے لقا نے اپنے خاوند زنگار خون آشام کے سپرد کردیا ہے عمرو نے کہا کہ اے گہراے
اختر شناس میں ایک زن حسینہ بے عدیل اور بے مثل کی صورت بنتا ہوں تم مجھکو کسی طرح زنگار شاہ کے حوالے کردو اور اسکے آگے
میری بہت سی تعریفین کردو کہ یہ عورت ہر ایک فن میں دخل رکھتی ہے گہرا نے قبول کیا کہ اچھا میں اسکی تدبیر لگاتا ہوں اور جس طرح ہو سکتا
ہو تمہیں زنگار شاہ تک پہونچائے دیتا ہوں یہ کہکر دوسرے روز زنگار شاہ کی دعوت کی اور زنگار شاہ کو اپنے گھر میں بلایا عمرو
ایک نازنین مہ جبین کی صورت بنکر سامنے زنگار شاہ کے آیا اور ناچا اور اس طرح گایا کہ زنگار شاہ نہایت ہی محظوظ ہوا اور گہراے
اختر شناس سے پوچھا کہ کیون وزیر با علم یہ کنیز آپ نے کب مول لی ہے اور کس قیمت کو ہاتھ لگی ہے گہراے اختر شناس نے اسکی تعریفین
کرنا شروع کین کہ یہ تو عجب خوش کردار اور نیک اطوار عورت ہے کہ قابل بیان نہیں ناچنے گانے میں لاجواب ساقی گری میں انتخاب
افسانہ گوئی میں بے مثال مصاحبت میں باکمال زنگار شاہ نے جو یہ وصف سنے وجد کرنے لگا کہ خوبصورت ایسی خوش سیرت ایسی گہراے
اختر شناس سے کہا کہ اگر اس کنیز کو تم مجھے بخشدو تو نہایت احسان کرو گہرا نے کہا کہ اور کسی کو تو میں ہرگز نہ دیتا مگر آپ خاوند قدرت
خداوند ہیں شوق سے لے جائیے اور اپنی خدمت میں رکھیے اور اپنے کام میں لائیے زنگار شاہ نہایت گہراے اختر شناس کا ممنون
ہوا اور اس کنیز کو اپنے گھر میں لایا اور آتے ہی صحبت عیش آراستہ کی جام مے ارغوانی گردش میں آیا عمرو نے ہاتھ اپنی ساقی گری
دکھائی شراب پلائی اور خوب ناچا اور گایا زنگار شاہ نے عمرو کو اپنے پاس بٹھایا اور تخلیہ کرا کے عمرو سے مشغول اختلاط ہوا اب
باہم شراب چلنے لگی کباب اڑنے لگے عمرو نے کئی جام شراب بیہوشی آلودہ کے زنگار شاہ کو پلائے یہانتک کہ اس کافر بدمست
کو مستی سوجھی اور عمرو کو اپنی گود میں کھینچ لیا چھاتیون پر ہاتھ ڈالدیے دیکھا کہ سینہ بالکل صاف ہے یہ دیکھکر بہت ہی حیران ہوا
پوچھا اے نازنین مہ جبین یہ کیا کہ سینہ تیرا بالکل سپاٹ ہے اسنے کہا کہ پیارے صاحب تمہیں استعجاب کسی امر کا ہے ابھی میرا سن ہی
کیا ہے کوئی گیارھوان سال ہوگا یہ سنتے ہی زنگار شاہ اور بھی زیادہ خوش ہوا کہ خوب یہ تو باکرہ ہے اچھی چیز ملی اب پھر اختلاط کرتے
کرتے ازار بند پر جو ہاتھ ڈالتا ہے تو ایک عضو دہانہ میں آگیا اب تو اور بھی گھبرایا پوچھا کہ اے نازنین یہ کیا ہے عمرو نے کہا کہ یہ خنجر طلائی ہے بر وقت
ضرورت کے واسطے لگا رکھا ہے غرض زنگار شاہ نے چاہا کہ ٹانگون میں دبا کر پاجامہ اسکا اتارے کہ عمرو تڑپ کر اسکی بغل سے
نکل گیا زنگار شاہ اٹھکر دوڑا کہ ہائین جان صاحب کہاں جاتی ہو میری جان تم پر نثار ایک ذرا ٹھہرو یہ سنکر عمرو اور دور ہٹ گیا
زنگار شاہ ایک چند ہی قدم چلا تھا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا بس اسکا بیہوش ہوکر گرنا تھا کہ عمرو نے جھٹ سے اسے اٹھا کر پلنگ کے
نیچے ڈالدیا اور خود زنگار شاہ کی صورت بنکر زندان خانہ پر آیا اور قرابے شراب کے ان دربانون کو دیے جو زندان خانہ پر چار سو
نگہبان متعین تھے ان سب نے وہ شراب خوب پی اور پی پی کر خوب بیہوش ہوئے انکا بیہوش ہونا تھا کہ عمرو زندانخانہ کا دروازہ
توڑکر زندانخانہ میں داخل ہوا آکر کیا دیکھا کہ اس قیدخانہ میں قاسم اور بدیع الزمان اور اسد نوجوان مایوس بیٹھے ہوے آپس میں
باتین کر رہے ہیں کہ افسوس صد افسوس ہم تو یہان اس حال پر اختلال میں مبتلا ہیں اور امیر کشورگیر نے ہماری خبر بھی نہ لی کہ ہم پر
کیا گذر گئی خواجہ عمرو کو ہماری رہائی کے لیے بھی نہ بھیجا کاش خواجہ ہی کو بھیجدیتے افسوس ایسی ساعت سے اسیر ہوے تھے
کہ آجتک کوئی شکل رہائی کی نہ نکلی اور چھوٹنا نصیب نہوا آپس میں یہ باتین ہو ہی رہی تھیں کہ ایک شخص کو دیکھا کہ خنجر برہنہ ہاتھ میں لیے
ہوے آیا اور پکارا کہ میں بحکم زمرد شاہ آیا ہون کہ تمہارے سر کاٹ کر لے جاؤن انھون نے کہا کہ ہم خود آمادۂ مرگ اور جینے سے خفا
بیٹھے ہوے ہیں تم شوق سے ہمارے سر کاٹ کر لے جاؤ بلکہ اگر تم ہماری گردنون سے یہ بار سر اتار دوگے تو ہم تمہارے ممنون ہونگے

نگہبان الغرض وصیت ہماری یہ ہو کہ اگر لشکر امیر حمزہ صاحبقران میں تمہارا گذر ہو جاوے تو بعد سلام آنا پیام ہمارا کہدینا کہ قاسم
اور اسعد نوجوان اور بدیع الزمان ہے ایسے یادگار عالم جیسے ہیں مارے گئے ہیں فاتحہ خیر سے فراموش نہ کرنا اور نیک ایک سورۂ فاتحہ
سے روح کو ہماری شاد کر دینا اور ہمارے خون ناحق کا عوض لقاء سے ضرور لینا یہ کہکر بے اختیار رو دیے اُنکے رونے پر بھی خواجہ عمرو نے
ضبط کیا مگر کسی طرح ضبط نہ ہو سکا اور ایک چیخ مار کر رو دیا اور دوڑ کر دونوں شاہزادوں سے لپٹ گیا اور کہا کہ اے شاہزادو گھبراؤ نہیں
اور روؤ نہیں میں تمہارا غلام خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہوں بحکم امیر تمہاری رہائی کے لیے آیا ہوں اسعد قاسم اور بدیع الزمان
بھی بہت خوش ہوئے اور خواجہ سے لپٹ گئے خوب گلے ملے ہاتھ ڈالکر روئے جب رونے سے افاقہ ہوا تو خواجہ نے انھیں زنبیل میں
ڈال لیا اور زندانخانہ سے نکل کر جلد جلد اپنی راہ طے کرکے گھر اسے اختر شناس کے مکان میں لایا سارا حال اُس سے بیان کیا اُ
اُسی شب کو کل عیاروں کو اپنے ہمراہ لیکر خدمت امیر حمزہ صاحبقران میں روانہ ہوا جلد جلد بعد طے منازل و قطع مراحل جب قریب
لشکر اسلام کے پہونچا تو بدیع الزمان اور قاسم اور اسعد نوجوان کو زنبیل سے نکالا اور بعض عیاروں کو حکم دیا کہ تم جلد جاکر امیر حمزہ
صاحبقران کو خبر کرو کہ بفضل خداے تعالی شاہزادے رہا ہو کر آئے ہیں عیار دوڑے اور جاکر امیر حمزہ صاحبقران کو اطلاع
دی کہ حضور شاہزادے رہا ہو کر آئے ہیں امیر نے تمام سرداروں کو حکم دیا کہ سب کے سب شاہزادوں کے استقبال کو جائیں یہ
حکم سنتے ہی تمام سردار بہت ہی خوش خوش گئے اور جاکر شاہزادوں کو استقبال کرکے لائے قاسم اور بدیع الزمان اور اسعد
نوجوان نہایت خوش و مسرور خدمت بابرکت امیر کشور گیر میں حاضر ہوئے شرف ملازمت حاصل کیا دوڑ کر امیر باتوقیر کے قدموں پر
گر پڑے امیر نہایت مسرور اور خوشنود ہوئے ایک ایک کو گلے سے لگایا کئی روز بزم عشرت اور جشن مسرت برپا ہوا سب کے سب
کیسے خوش و مسرور ہوئے امیر نے سبھوں کو انعام و اکرام اور خلعت سے سرفراز کیا جب کئی روز پیہم جشن ہو چکا تو امیر باتوقیر وہاں سے
کوچ کرکے طے مراحل اور قطع منازل کرتے ہوئے مع لشکر ظفر پیکر چشمۂ فیض رسان میں تشریف لائے خواجہ عمرو بر سبیل مالادوی آگے
نکل آیا آتے آتے ایک دامن کوہ میں پہونچا دیکھتا کیا ہو کہ اُس دامن کوہ میں ایک بہار طرب انگیز اور فرحت خیز ہو گلہاے رنگارنگ
کھلے ہوئے ہیں طرح طرح کے درخت لگے ہوئے ہیں چشمہ ہاے آب نہایت پرضیا اور مصفا لبریز ہیں ہواے مسرت بخش آرہی ہو کہ جس سے
دل میں قوت اور آنکھوں میں تراوٹ پیدا ہوتی ہو ایسی خوشبو چلی آتی ہو کہ جس سے دماغ تازہ ہوا جاتا ہو اور مشام جان کو راحت
پہونچتی ہو یہ دیکھکر عمرو عیار دم دو ہونے پھرنے سیر کرنے کرتے غافل نیرنگ فلک ہو گیا اور ایک درخت کے نیچے آکر لیٹ رہا ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا کے جھونکے جو آنے لگے تو عمرو کو نیند آگئی اور بیہوش ہو کر سو گیا اب نیرنگی گردون سنیے کہ ایک عیار تیز رفتار غول زرینہ
جنگ برادر شیوہ عیار رہنے والا ملک ہامان دران کا سیر کرتا ہوا اُسی مقام پر آیا اور عمرو کو زیر درخت بیخبر سوتا پایا اور پہچان گیا
کہ یہ تو قاتل ہو تیرے بھائی کا بس عمرو کو فوراً بیہوشی سنگھا کر حلقہ ہاے کمند میں گرفتار کرکے اور چادر عیاری میں باندھکر پشتارہ
بدوش ہو کر روانہ ہوا ارغنون اور ارغن اُسکے آقازادے تھے یعنے عنقاے بیغرن جو ہاتھ سے ہاشم بیغرن کے در بند عنقا کوہ
قتل ہوا تھا اُسکے بیٹے تھے اُنکے پاس لیکر چلا جس وقت سامنے ارغنون اور ارغن کے پہونچا پشتارہ عمرو کا سامنے رکھدیا ارغنون
اور ارغن نے استفسار حال کیا غول زرینہ جنگ نے تمام حال ابتداے انتہا تک بیان کیا جب اُنکو یہ معلوم ہوا کہ یہ خواجہ عمرو
ہیں تو وہ بہت مسرور ہوئے اور غول زرینہ جنگ سے نہایت خوش ہوئے اور خواجہ کو ایک چاہ تاریک میں قید کیا اب یہاں کا حال
سنیے کہ امیر باتوقیر نے جو یہ رنگ دیکھا کہ کئی روز گذر گئے کہ عمرو کا کہیں پتا نہیں ہو نہایت متردد ہوئے کہ خواجہ کہاں چلا گیا اور کیا
آفت و مصیبت خواجہ پر گذر گئی ورنہ یہ بھی ممکن نہ تھا کہ خواجہ کو بے میرے دیکھے چین آتا اور وہ میرے پاس نہ بھی آتا مجھے دل میں کالا
ضرور ہو یہ سوچ کر امیہ اور سیارہ سے کہا کہ اے امیہ و سیارہ جاؤ اور اپنے باپ کی خبر تو لاؤ دیکھو تو وہ کہاں ہو اور کس حال میں
ہو یہ دونوں حکم کے ساتھ ہی بانے عیاری کے تن پر آراستہ کرکے روانہ ہوئے جاتے جاتے تفحص کنان لشکر میں ارغنون اور

ارغن کے پہونچے اپنی صورتین بدلکر داخل لشکر ہوے حال خواجہ کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ غول زرینہ جنگ ارغنون اور ارغن
کا عیار پکڑ لایا ہے اور وہ کئی روز سے یہان قید ہے یہ سنکر امیہ تو ایک باورچی کی شکل پر شکل ہوا اور سیارہ ایک نان بز کی صورت بنا اور
اُس لشکر مین ایک دکان نہایت پر تکلف کھولی اور رات کے وقت نقب زنی کر کے زندانخانہ مین عمرو کے پاس پہونچے چاہا کہ عمرو کو
چھڑا لین کہ غول زرینہ جنگ پہونچا اور حلقہ ہاے کمند امیہ و سیارہ پر مارے امیہ تو اسیر بلا ہو گیا لیکن سیارہ تڑپ کر نکل گیا
غول زرینہ جنگ نے مشکین امیہ کی باندھ لین اور عمرو کے پاس قید کر کے روانہ ہوا اب حال سیارہ کا سنیے کہ زندانخانہ سے
نکلتے ہی یہ تو اپنی دکان پر آیا اور بہت سا کھانا پکا کر دارو سے تند بیہوشی آغشتہ کر کے زندانخانہ مین لایا کہا یہ کھانا ارغن اور ارغنون نے
بھیجا ہے کہ وہ جو لوگ رات بھر قیدی کی حفاظت کرتے ہین اُنکے لیے بیچارون سب نگہبانون نے وہ کھانا آپسمین تقسیم کر لیا اور جب
پیٹ تان تان کے کھایا ایک دو گھڑی کے بعد سب کے سب بیہوش ہو کر گرے بس جھٹ پٹ سیارہ نے دروازہ زندان کا کھولکر عمرو اور
امیہ دونون کو رہا کیا اور اُسیوقت وہان سے لشکر اسلام کا راستہ لیا جلد جلد راہ طی کرتے ہوے چلے جاتے تھے کہ قضاے کار غول
زرینہ جنگ آ پہونچا اور نعرہ کیا ارے نا عیارو کہان جاتے ہو میرے ہاتھ سے چھوٹ کر کہان بھاگو گے مین آ پہونچا اور پیچھا کر کے دو ایک عمرو
نے اُسکے کئی شاگردون کو مار کر ڈھیر کر دیا اور غول زرینہ جنگ کے ایسے دو چار تیر مارے کہ آنکھین اُسکی تیرا گئین ادھر عمرو کے سامنے
سے بھاگا عمرو اُسکے تعاقب مین چلا آتے آتے ایک عظیم الشان دریا تھا غول زرینہ جنگ تو اُس دریا مین کود پڑا عمرو وہان سے پھر آیا
جلد جلد راہ طی کر کے خدمت امیر حمزہ صاحبقران مین پہونچا اور تمام حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا کہ اے امیر باتوقیر دونون بیٹے
خنقاے تیغزن کے لشکر اپنا لیے ہوے سر راہ پڑے ہوے ہین کہ لشکر اسلام کا سد باب کیجیے اور ادھر سے کسی طرح نہ گذرنے دیجیے یہ سنکر
صاحبقران نے مقبل سے کہا کہ بہت جلد ایک چوکی لا کر بچھاؤ اور ایک خلعت زرنگار اور ایک شمشیر اور ایک جام شراب اور ایک بیڑا پان
کا لا کر اُس چوکی پر رکھو مقبل نے بموجب ارشاد فیض بنیاد امیر باتوقیر جلد جلد وہ سب اشیا لا کر رکھ دیے جب وہ سب سامان درست ہو چکا
تو امیر لشکر گیر نے غازیان دینہ ار اور مجاہدان تہور شعار سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے جوانان باہمت اور اے بہادران پر صولت تم مین سے کون
ایسا دلاور ہے مین کر جا کر ارغن اور ارغنون کو زندہ پکڑ لاے یا اُن دونون کے سر کاٹ کر لے آئین پوری بات ابھی امیر باتوقیر کے منھ سے
نہ نکلی تھی کہ ادھر سے شاہزادہ رستم شکوہ انجم گروہ سر فتنہ ملک باختر بدیع الزمان نامور اپنے دنگل سے اُٹھا اور ادھر سے قہر دین ستون
اسلام کرب پر رعب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور دونون نے دست بستہ آ کر خدمت صاحبقران
مین عرض کیا کہ اگر حکم والا شرف اصدار پاے تو ہم دونون غلام جا کر ان ہم کو سر کر لائین یہ سنکر صاحبقران نے شاباش و مرحبا کہا
اور فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے جاؤ حق سبحانہ تعالی تمہارے ارادے مین برکت دے اور یہ کہکر اُسی وقت شاہزادے بدیع الزمان
اور کرب غازی کو خلعت و انعام دیکر روانہ لشکر ارغنون اور ارغن کیا ان دونون غازیان جرار اور بہادران کرار نے جلد جلد
راہ طی کی اور سامنے لشکر کفار بدکردار کے بارگاہ اپنی استادہ کرائی ہرکارون نے یہ خبر ارغنون اور ارغن کو پہونچائی کہ کرب غازی
اور شاہزادہ بدیع الزمان لشکر اسلام سے مقابلہ کے لیے آئے ہین یہ سنا تھا کہ فورا حکم دیدیا کہ طبل جنگ ہماری جانب سے بجوایا
جاے صبح کو ہم ان دونون کا مقابلہ کرینگے حسب الحکم اُسی وقت طبل جنگ بجوا دیا گیا ادھر شاہزادہ بدیع الزمان اور کرب غازی
نے بھی سامان جنگ مہیا کیا صبح کو دونون لشکر مقابل ہوے اور نقارہ رزمی پر چوب پڑی جانبین سے صفین آراستہ ہو چکین
اور میدان تیار ہوا نقیب نسب دیکر نکل گئے ارغنون ارغن سے رخصت ہو کر مرکب پر سوار ہوا اور گھوڑا چھلکا کر میدان مین
آیا ادھر بدیع الزمان بھی نکلکر مقابل ارغنون کے ہوا ادھر سے بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرہ * منم برج خوبی مہ انجمن *
بدیع الزمان گرد لشکر شکن * برتیغم بیسے ملک اسلام شد * کہ سر فتنہ باختر نام شد * ادھر سے ارغنون نے بھی جواب
دیا الغرض بعد گفتگوے بسیار ارغنون نے بدیع الزمان کے نیزہ حوالے کیا بدیع الزمان نے نہایت ہی پھرتی سے

اسکے نیزہ کو اپنے نیزے پر روکا اور چند ہی طعنوں مین برچھا ارغنون کا ہاتھ سے گر گیا برچھے کا گرنا تھا کہ اُس گبر نابنجار نے نہایت ہی
غیظ مین آکر بدیع الزمان پر تلوار ماری بدیع الزمان نے اُسکے وار کو اپنی سپر پر روک کے پلک کے اس زور سے اُسکی کلائی
مضبوط پکڑی کہ ہاتھ اُسکا فسردہ ہو گیا اور تلوار اُسکی چھوٹ کر زمین پر گر پڑی اُسکے ہاتھ سے تلوار کا گرنا تھا کہ بدیع الزمان اب
جو ایک تھوڑا اسلیے پیچھے ہٹکر ادیا علی کہکر ایک وار تلوار آبدار کا کیا تو صاف اُس گبر نابنجار کے دو ٹکڑے ہوے اور مرکب سے نیچے
گر پڑا بس اُسکا گرنا تھا بھائی نے بھائی کی لاش جو دیکھی خون آنکھون مین اُتر آیا اور تاب باقی نہ رہی اسپ دورکابہ پر سوار
ہوکے للکارتا ہوا دوڑا اُدھر سے کرب غازی بہت ہی جلد جلد گھوڑے پر سوار ہوکر بدیع الزمان کے قریب آئے اور کہا اے بدیع الزمان
اب تم پھر جاؤ شاباش واہ واہ ایسے ہی کام کرتے ہین اب تم تھک گئے ہو اسنے بڑے کافر کو گرایا ہے اب مین اس مردود ازلی کا مقابلہ
کرونگا ہر چند بدیع الزمان نے انکار کیا مگر کرب نے کسی طرح نہ مانا اور بدیع الزمان کو قسمین دیکر پھیر دیا اور آپ بنفس نفیس
ارغن کے مقابلہ کو گیا ادھر سے کرب غازی اور اُدھر سے ارغن سامنے آیا ارغن نے آنے کے ساتھ ہی کرب غازی پر ایک تلوار
لگائی کرب غازی تلوار اُسکی روک کے اب جو یا علی ولی کہکر تیغہ کرنوس کا ایک وار کرتے ہین تو مع راکب و مرکب چار ٹکڑے
تھے بس ارغن کا مارا جانا کہ فوج ارغن وارغنون کی دوڑ پڑی اُدھر سے شاہزادہ بدیع الزمان اور کرب غازی کے ساتھی بھی دوڑ پڑے
اور تلوارین کھینچ کھینچ کر اُس لشکر پر حملہ آور ہوے بڑی جنگ مغلوبہ ہوئی اگرچہ وہ لوگ بھی بڑی دلیری سے لڑے مگر آنکا مقابلہ کب کر سکتے
تھے آخر شکست کھا کر بھاگ نکلے جب میدان لشکر مخالف سے خالی ہوا تو بدیع الزمان اور کرب غازی اپنی فرودگاہ مین آئے
نذرین فتح کی گذرنے لگین بدیع الزمان اور کرب غازی نے فتح نامہ کی عرضی امیر حمزہ صاحبقران کی خدمت مین ارسال
کی کہ الحمد والمنۃ غلامون نے بامداد خدا اور باقبال حضور فتح پائی ارغنون اور ارغن مارے گئے لشکر اُنکا منفرد ہوا جیسے ہی یہ
نامہ امیر کو پہونچا پہلے امیر باتوقیر سجدہ شکر بدرگاہ جناب باری بجا لاوے اور بعد اُسکے خلعتہاے پرتکلف اُن دونون کے واسطے روانہ
کیے اور بعد روانگی خلعتون کے خود بھی مع لشکر ظفر پیکر وہین تشریف لائے بدیع الزمان اور کرب غازی کو بار دگر خلعت سے سرفراز فرمایا
اور دونون کو گلے سے لگایا پھر عمرو سے ارشاد فرمایا کہ خواجہ ذرا ملک سبائل کی تو خبر لاؤ خواجہ امیر سے کئی ہزار روپیہ لیکر ملک سبائل کی طرف
روانہ ہوا غافل اپنی دھن مین راہ طی کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ غول زرینہ جنگ آکر پشت پر سے عمرو کے لپٹ گیا اور بغل مین داب کر
لے چلا خواجہ نے اُسکی بغل مین ایک ایسا خنجر رسید کیا کہ غول زرینہ جنگ بیقرار ہو گیا اور ہاتھ اُسکا ڈھیلا ہو گیا اُسکا ہاتھ ڈھیلا ہونا
تھا کہ عمرو تڑپ کے اُسکی بغل سے نکلکر ایک طرف کو راہی ہوے غول زرینہ جنگ پھر عمرو کے پیچھے دوڑا عمرو نے پلٹ کر حلقہ ہاے کمند
اُسکے پانون مین ڈالدیے کہ وہ غول بادیہ ضلالت الجھکر گر پڑا بس اُسکا گرنا کہ خواجہ جھٹ خنجر کھینچ اُسکے سینہ پر سوار ہوے دیکھا کہ اُس
مردود کی کمر مین ایک نامہ ہے اُس نامے کو نکالا اور نکالکر پڑھا تو ارغنون اور ارغن نے لقا کو لکھا تھا کہ میرے عیار غول نے خواجہ عمرو
کو گرفتار کر لیا ہے اور مین نے اُسے قید کر دیا ہے اب جیسا حکم ہو ویسا عمل مین لاؤن کہیے زندہ مقید خدمت عالی مین روانہ کرون اور
اگر حکم ہو تو سر اُسکا کاٹ کر روانہ لشکر ظفر پیکر کرون اُس نامہ کو تو عمرو نے اپنے پاس رکھا اور اُس غول بادیہ ضلالت سے کہا کہ
اگر تو مسلمان ہو جاے تو مین تجھے ابھی چھوڑے دیتا ہون ورنہ تجھے مار ڈالونگا اور ہرگز نہ چھوڑونگا اُسنے کہا کہ مین نے آپکی
اطاعت قبول کی اور لقا پر لعنت کی مجکو لقا پرستی سے کچھ سروکار نہین خواجہ نے کہا کہ مجھے ہرگز تیری بات کا اعتبار نہین ہے اُسنے
قسمین کھائین اور کہا کہ اب آپ یقین ہی جانین کہ مجھ سے کبھی خطا نہوگی عمرو نے کہا کہ اچھا ہم تمھین زمین مین گاڑے دیتے ہین
تم یہین رہو جس وقت ہم اُدھر سے پھرینگے تو تمھین یہان سے رہا کرینگے یہ کہکر عمرو نے زمین کھود کے اُسے کمر تک گاڑ دیا غول زرینہ جنگ
نے کہا کہ مجھے کوئی درندہ آکر کھا جائیگا یہ سنکر عمرو نے چند زنگ اُسکے گلے مین ڈالدیے اور کہا کہ جب کوئی جانور تیرے پاس
آئے تو گردن اپنی ہلانا زنگ کی آواز سے وہ بھاگ جائیگا یہ کہکر عمرو وہان سے روانہ ہوے [illegible] احوال اور بدیع شمار کی

کرتے ہوئے جب قریب ملک سبائل کے پہونچا تو اپنی صورت کو بشکل غول زرینہ جنگ بنا کر داخل شہر ہوا اور سیدھا بارگاہ
یاقوت شاہ میں آیا اور وہ نامہ جو غول زرینہ جنگ سے پایا تھا وہ یاقوت شاہ کے ہاتھ میں دیا یاقوت شاہ اُس نامہ کو
پڑھکر نہایت خوش ہوا اور اُسے خلعت و انعام دیا اور وہ نامہ لیکر لقا کے پاس آیا اور وہ نامہ لقا کو دیا لقا دیکھکر بہت خوش ہوا اور
کہنے لگا کہ ہمنے تو کئی لاکھ برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی جلدی جاؤ اور ارغنون اور ارغن کے عیار سے کہو کہ عمرو کو زندہ ہمارے پاس
پکڑ کر لے آؤ یہ حکم سنکر یاقوت شاہ چاہی تھا کہ بختیارک نے کہا کہ یا خداوند اُس عیار بدکردار کا یہاں زندہ آنا میرے نزدیک
کسی طرح مناسب نہیں ہے عمرو کا سر ہی طلب کیجئے تو بہتر ہے یہ سنکر لقا نے یاقوت شاہ سے پکار کر کہا کہ ای جبرئیل قدرت اچھا
اُسکو زندہ یہاں بلوانا اچھا نہیں ہے تم سر ہی اُسکا منگوا لو تو بہتر ہے یہ حکم سنکر یاقوت شاہ لقا سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ میں
آیا اور غول زرینہ جنگ کو حکم محکم لقا کا سنایا غول زرینہ جنگ نے جو یہ حکم سنا کہا بہت اچھا میں گیا اور سر اُسکا ابھی لایا
آپ اطمینان خاطر رکھیں اب سنیے یہاں تو یہ گفتگو ہے اور وہاں حال غول زرینہ جنگ اصلی کا سنیے کہ بیابان زمین میں گڑا ہوا حیران
اور پریشان کھڑا ہوا تھا کہ قضاے کار اتفاقات روزگار سے کچھ ہیزم کش وہاں آئے کہ لکڑیاں درختوں میں سے کاٹ کر لے جائیں
اُن سب کو دیکھکر غول زرینہ جنگ نے آواز دی کہ ارے صاحبو مجھکو ایک ظالم زبردست نے زمین میں گاڑ دیا ہے براے خدا
مجھے اِس بلا سے نجات دو اور زمین سے نکالو اُسکی آواز سنکر بیچارے تو وہ لوگ بہت ہی خائف ہوئے کہ معلوم نہیں اِس صحراے
لق و دق میں یہ کوئی بھوت ہے یا پریت ہے کون بلا ہے کون اسکے پاس جاے بعد اسکے سب نے آپس میں یہ صلاح کی کہ اچھا جو کچھ
ہو خدا چلکر سب چلکے دیکھو تو ہے کون آخر ہم بھی اتنے آدمی ہیں ہمارا بنا کیا لیگا اور اگر کسی طرح کی گزند پہونچانے کا قصد کریگا تو ہم بھی
مارینگے اگر واقعی کوئی آدمی کسی بلا میں اتفاقات روزگار سے مبتلا ہو گیا اور کسی ظالم کے پھندے میں پھنس گیا ہے تو قربۃً الی اللہ
کسی کی جان بچانے میں بڑا ثواب ہے اب جو اگر دیکھتے ہیں تو وہ فی الواقع وہی امر ہے جیسا کہ اُسنے پکار کر کہا تھا الغرض اُن سب نے زمین
سے اُسے نکالا اور اُس بلا سے نجات دی یہ بدبخت یہاں سے رہائی پاتے ہی بارگاہ یاقوت شاہ کی طرف روانہ ہوا جلد جلد راہ طے
کرتا ہوا چلا جاتا تھا اور اپنے دل میں کہتا جاتا تھا کہ اے غول زرینہ جنگ معلوم نہیں کہ عمرو نے یاقوت شاہ کے دربار میں پہونچکر
کیا مکاری کی ہوگی اور کیا آفت برپا کر رکھی ہوگی ضرور بالضرور میری شکل بنکر یاقوت شاہ کے دربار میں گھسا ہوگا اور نہیں معلوم
کیا کیا حرکات کر رہا ہوگا یہی منصوبہ گانٹھتا ہوا طے منازل کرتا ہوا چلا جاتا تھا جب دربار یاقوت شاہ میں پہونچا تو جا کر کیا دیکھا
کہ عمرو یاقوت شاہ کے دربار میں اُسی کی صورت بنا غافل بیٹھا ہوا باتیں بنا رہا ہے بس پیچھے سے آنے کے ساتھ ہی عمرو کے لپٹ
گیا اور اُسے گرفتار کر کے مشکیں خوب مضبوط باندھ لیں خواجہ بہت ہی حیران ہوا کہ یہ کیا ہو گیا ہوا پلٹ کے جو دیکھتا ہے تو غول
زرینہ جنگ کھڑا ہوا ہے اپنے دل میں خیال کرنے لگا کہ ارے بڑا غضب ہوا یہ کمبخت آ پہونچا مگر دل کڑا کر کے پکارا کہ ای یاقوت شاہ
یہ عمرو ہے کہ میری شکل بنکر تیرے دربار میں آیا ہے اور مجھے غافل پا کر گرفتار کر لیا ہے غول زرینہ جنگ نے آواز دی کہ ای جبرئیل
قدرت یہ بالکل غلط کہتا ہے بلکہ یہ عمرو ہے کہ میری صورت بنکر تیرے دربار میں آیا ہے اور میں غول زرینہ جنگ اصلی ہوں ای
جبرئیل قدرت اِس کمبخت نے اثناے راہ میں سے مجھے گرفتار کر لیا تھا اور مجھے جان ہی سے مارے ڈالتا تھا جب میں نے
بظاہر اسلام قبول کیا تو یہ کمبخت مجھکو ناک زمین میں گاڑ کر یہاں چلا آیا مجھکو تو ہیزم کشوں نے جب نکالا ہے تو میں یہاں تک آیا
ہوں ورنہ زمین ہی میں گڑا رہ جاتا اور کوئی درندہ آکر کھا جاتا اگر آپ کو میرے کہنے کا یقین نہ ہو تو مجھکو اور اسکو دونوں کو گرم پانی
سے نہلوائیے حال کھل جائیگا کہ اصلی کون ہے اور نقلی کون ہے القصہ یاقوت شاہ نے پانی گرم کر کے دونوں کو نہلوایا عمرو
اپنی صورت اصلی پر نکلا اور غول زرینہ جنگ اپنی ہیئت اصلی پر نکل آیا یاقوت شاہ نے جا کر لقا سے بیان کیا کہ وہ قاصد جعلی
جو نامہ ارغنون اور ارغن کا لیکر آیا تھا وہ خواجہ عمرو عیار تھا اب غول زرینہ جنگ ارغن اور ارغنون کا عیار پیدا ہے

اور جانتے اگر عمرو ورگرفتار ہو گیا ہے لقا نے کہا کہ اچھا اُس ملعون کو مع عمرو عیار کو ہمارے سامنے لے آؤ اُسی وقت عمرو کو سامنے لقا
کے وے بختیارک نے اُنکو سلام کیا اور کہا کہ پیر و مرشد آپ دھوکے میں ہیں اگر گرفتار ہوا ہے تو خاطر جمع رکھیے آپ کا کوئی کچھ
نہیں کر سکتا کیا مجال ہے جو کوئی آپ سے آنکھ بھی ملائے بانجوری سے پیش تم کے آیا تو دستور قدیم ہے کہ جس نے آپ کو قید
کیا اُسی حریف کو آپ نے صید کیا آپ گرفتار کیا ہوئے گویا خود گرفتار آپ کے ہاتھ لگا خواجہ عمرو نے کہا اور دیکھ بختیارک
شیطان درگاہ تو مجھ سے مسخرا کرتا ہے تو بھول گیا کیا یاد نہیں میں نے بارہا تیری جان بچائی بختیارک نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا
میری کیا تاب و طاقت کہ آپ سے مسخرا کروں مگر یہیں میرا بالکل اختیار نہیں عمرو نے کہا استادجی کیا مضائقہ ہے پھر سمجھا جائیگا
الغرض لقاے بے بقا نے کہا اے عمرو اگر تجھکو جان بچانی ہے تو مجھکو سجدہ کر ورنہ کج تم میرے ہاتھ سے کب بچے ہو ابھی تہ تیغ کرتا
ہوں عمرو دل میں سوچا کہ اگر اس مقام پر کچھ حیلہ سوچ کی عیاری نہ کروں گے معلوم کیا باتیں آسکے حسب دلخواہ نہ بناؤں گے تو مفت
میں جان جائیگی عمرو نے دل میں تصور خیالی کرکے کہا اے خداوند لقا میں تجھکو سجدہ کرتا ہوں اپنے فعل سے باز آتا ہوں یہ کہکے عمرو بھی
اُس جگہ کو چھوڑ کے دوسرے مقام پر کھڑے ہوئے اور قبلہ رو لقاے بے بقا کیطرف سجدے کو زمین پر جھک کے اور اپنے ہاتھ
کی دو انگلیوں کی محراب عبادت سجدہ گاہ پروردگار جلیل القدر بناکے ترک کفر دلیل بنائی اور سر اپنا سجدے کے لیے اُس
محراب انگشت پر رکھا اور دل کو بہ جمیع حرف پروردگار عالم کے کیا اور زبان عجز بیان سے بہ تضرع و زاری بدرگاہ جناب باری عرض کی
کہ اے عالم الغیب دانای راز دانندہ اسرار دل مجبوران میں سجدہ تیری درگاہ بےنیاز و بارگاہ کارساز میں کرتا ہوں یہ لقاے بے بقا مردود
درگاہ خدای ہے کافر کیا چیز ہے میں اسپر لعنت کرتا ہوں اور تجھکو سجدہ کرتا ہوں کہ اسوقت بے اس عمل ناجائز کے کوئی چارا مجھکو نہیں
میں مرتا جان بچانیکا علم تو نے ہر طرح سے دیا ہے وہی عمل میں نے اختیار کیا ہے الغرض ابھی خواجہ عمرو سجدے میں تھے کہ لقا نے
حکم دیا کہ ہمارے بندۂ تازہ کو سجدے سے اٹھاؤ ہم سرفراز کرینگے اور بوسے انعام و اکرام سے اپنے پاس بٹھینگے بحکم لقا سنتے ہی بڑھکے بختیارک
نے سر خواجہ عمرو کا سجدے سے اٹھایا اور کہا کہ اے خواجہ تمہاری سب خطا معاف ہو گئی تم اب مقبول بارگاہ خداوند لقا ہوئے لقاے
بے بقا بہت خوش ہوا اور خواجہ عمرو کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا اور مقام صدر پر بٹھایا ہر طرف سے نقیب خواجہ عمرو کو مولا یا خواجہ عمرو ابھی
شرارتوں سے کب باز آنے ہیں ایک ایک سے اشارے بازی ہوتی ہے ہر سجدے سے میں مزے کرتے ہیں بختیارک کو ہاتھ کے اشارے
سے دھمکاتے ہیں کہ ٹھہر میں کروں دیکھو تو ابھی کیسا تم سب کو مزا چکھاتا ہوں کہ عمر بھر ذائقہ زبان سے نہ جائے لقاے بے بقا خواجہ عمرو
کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ اے عمرو اگر امیر حمزہ سے صلح کرلیں اور میری پیروی کریں تو ہم لقا کو اپنی سجدہ گاہ بنائیں تو میں انکو
اپنے تخت حکومت اور ملک و مال کا مالک و مختار کردوں کہ پھر بندگان درگاہ خداوند لقا کا کوئی تاق نہ ہو عمرو نے کہا اے خداوند
لقا میں اگر جاؤں تو امیر حمزہ صاحبقران زمان کو بھی کہکے آؤں اور تیرا مطیع کرا دوں کیونکہ میں جو کچھ صاحبقران سے کہتا ہوں
وہ منظور کر لیتے ہیں میرے کہنے کے علاوہ دوسرے کی بات پر عمل نہیں کرتے ہیں لقا نے کہا میں تجکو بہت خوش اور مال و دولت
سے سرفراز کردونگا عمرو نے دل میں کہا کہ او مردود تو مجھکو بہکاتا ہے میں کب راہ راست سے پھرتا ہوں تجھپر اور تیرے پرستاروں پر
لعنت کرتا ہوں لقاے بے بقا سے عمرو نے کہا کہ مجکو تیری اطاعت سے اب کام ہے تو جو حکم کرے بسر و چشم بجا لاؤں کچھ عذر نہ کروں
لقا یہ سنکر بہت مسرور ہوا بختیارک نے کہا کہ اے شہنشاہ جباران حقیقت میں آپ بے مثل و بے نظیر ہیں آپ کے ذکر سے زبان
ذائقہ پاتی ہے آپ کا کیا کہنا ہے آپ جو کچھ فرماتے ہیں صحیح و درست ہے خواجہ عمرو نے لقا کی طرف دیکھ کے عرض کیا کہ حضور دیکھیے
یہ بختیارک مجھپر طعن کرتا ہے لقا یہ سنکر بختیارک پر خفا ہوا اور جھڑک دیا کہا کہ او شیطان درگاہ تجکو ہمارے امر خدائی
میں کیا دخل ہے بیٹھے بیٹھے سو برس پیشتر ہی تقدیر لکھی تھی بختیارک نے عرض کیا خداوند صحیح فرماتے ہیں یہی ہو گا عمرو بیشک
ایسا ہی شخص ہے جیسی کہ تقدیر اسکے واسطے لکھی گئی لقا نے کہا چپ رہو بیہودہ نہ بک اگر ایسی تو نے کچھ خلاف خداوندی کی تو سے کہا

ور پاسے خواب عدم مین غرق ہوگئے خواجہ عمرو بارگاہ سے باہر نکلے تمام سوارون کے خیمون کی طرف آکے سیر کی دیکھا کہ سب بیہوش
ہین کسی کو مطلق خبر نہین سب سوارون کے کپڑے اُتارے اور ہتھیار لیے داخل زنبیل کیے پھر کمارون کی طرف آکے سب کی
وردیان پگڑیان اُتارین اور جوتیان کھولین زنبیل مین رکھین پھر اُسی طرح خواصان خاص اور نقیبان بلند آواز جتنے ملازمان
ہمراہ تھے سب کو برہنہ کرکے ڈال دیا اور کپڑے اُتار کر داخل زنبیل کیے اور تاج و تخت بھی اپنا داخل زنبیل کیا اور مقراض آبدار
نکال کر سب کی ڈاڑھیان اور مونچھین تراش کر پھینک دین اور ایک پرچہ کاغذ قلم تیز رقم سے تحریر کرکے افسر کلان کے سر کے بالون
مین خوب جکڑ کر باندھ دیا اُس پرچہ کاغذ مین یہ مضمون بلاغت مشحون تھا کہ اے مردود ازلی او کافر ابدی زعفرو شاہ باختری لقاے
بے بقا دیکھو ہم شہنشاہ عیاران عیار و سرگروہ طراران خنجر گذاران سرشتہ نیش انقار پرستان و سرکوب کافران جہان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
یون عیاری شاہانہ کرکے نکل آتے ہین پھر اور تیرے پرستارون پر ہزار ہزار لعنت کرنے مین رجال الجل او ابلہ زہے بدعمل سجدہ وحق
اپنے پروردگار عالم کو کیا تھا تو کیا مردود ہے غائبان و نیدارہ سرکوب ضلالت شعار تو دشمنون مین سے بعد جاہ و تجمل و شوکت و حشم
ساحت مونچھون پر تاؤ پھیرتے ہوے چلے آتے ہین الحمد للہ بفضل خداے عزوجل بال بھی نہین بیکا ہوتا بس فقد زیادہ الحمق لعذاب یہ پرچہ
کاغذ لکھکر موے سر افسر کلان سواران لقاے بدایمان مین باندھ دیا اور سب گھوڑے کھولے اور ایک ایک گھوڑے کی باگ ایک ایک
کی دمچی مین باندھ دی اور آگے کے گھوڑے پر آپ سوار ہوے سب گھوڑون کو سرپٹ اُڑاتے ہوے راہگیرون کو تماشا دکھاتے ہوے
بارہ سو گھوڑے آگے پیچھے دوڑتے چلے آتے ہین ایک تتق گرد آسمان تک بلند ہے اس شان و شوکت اور بعد کروفر دلاتی لوٹے ہوے
طرف لشکر ظفر پیکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کے روانہ ہوے بعد قطع منازل خوش و خرم جب خدمت فیضدرجت زرد گاف
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران مین پہونچے تمام کیفیت غول زرین جنگ کی بیان کی اور اپنا گرفتار ہونا اور حال رہائی کا
اپنی اور عیارون کی سب امیر باتوقیر سے عرض کیا اور گھوڑے امیر کو دیے صاحبقران بہت ہنسے اور خواجہ عمرو کو خلعت دیا ادھر
حال سنیے کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تمام سواران افسران خواصان و نقیبان و کمانداران وغیرہ کو بیہوش کرکے اور کپڑے وغیرہ
اُتار کے ننگا اور ننگ وصب کرکے طرف امیر باتوقیر کے روانہ ہوگئے وہ سب کے سب رات بھر بیہوش پڑے رہے صبح کے وقت ہوشیار ہوے
آنکھین کھلین گویا خواب عدم سے بیدار ہوے دیکھتے ہین از سرتا پا برہنہ پایا ادھر اُدھر دیکھتے ہین کپڑے کا نام نہین نہ اسباب نہ وردیان
نہ گھوڑے نہ تخت و تاج وغیرہ ہر بارگاہ عمرو مین سناٹا پڑا ہے پھر ون ناچار ہر ایک اپنے اپنے افسرون سے کہا واہ واہ کیا خوب خداوند
لقاے نے تقدیر کی ہمی عمرو نے عیاری کرکے کیا رنگ دکھایا سب کو ننگا کرکے چلا گیا اب بتاؤ کیا کرین کیونکر ملک سبائل تک جائین
کپڑا انسان کس سے مانگین اس جنگل صحرا مین کون کسی کی خبر لے یہ کہکے چہرون پر جو ہاتھ پھیرتے ہین کسی کی مونچھ مین ایک بال نہین
ریش بر ریش کا بال نہین اور زیادہ گھبرائے کہا او عمرو سب کے چہرے بگاڑ گیا ہر ایک کو خود شرمندہ کر گیا یہ کیا غضب ہوا اب
شہر سبائل مین کسی کو صورت دکھانے کے قابل نہ رہے کیا کرین اور کیا نہ کرین افسر تمام خاموش اور ششدر و حیران دل
پریشان ہمہ سکوت لب پر شعر نہ سکتے ہین خاموش نہ کہہ سکتے ہین مگر بیکسی سے بیٹھے ہوے تکتے ہین آخرکار وہ نابکار سست
بنیاد ننگے مادرزاد ستر پر آگے پیچھے ہاتھ رکھکے سب کے سب یکبار اُٹھ کے بھاگے ملک سبائل کا راستہ لیا جب دوڑتے دوڑتے
تھک جاتے تھے و نیز سب تھکے بیٹھ جاتے تھے تھوڑی دیر دم لیکر پھر اشکرو دوڑتے پھر کوس بھر چلے ایک جگہ بیٹھ گئے جو کوئی
راہگیر آتا جاتا دیکھتا تھا ورے ڈر کے مارے بھاگ جاتا تھا کہتا تھا یہ کیا بلا نازل ہوئی یہ جنون کا لشکر کہان سے امنڈ آیا
کس بیابان سے بیخبری بشکل انسانی نکل آئی بھاگو یہ بن مانس ایسا نہ ہو کہ آدمیون کو کھا جائین ہر قریہ مین ہر قصبے مین ہر دیہین
جو شخص انکو دیکھ بھاگا آنسے ہر جگہ تلاطم ڈالدیا جا وہ مین شرک ہر گاؤن کے انہین سے سب لوگ عورت مرد بچے جوان بوڑھے
نکل نکل کر ڈر کے مارے بھاگ گئے گاؤن کے گاؤن خالی کر دیے ایک تلاطم عظیم اس صحرا سے تا ملک سبائل برپا ہوگیا

ہو گیا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ سب سوار مع سردار پیادہ با این ہیئت عجیب و غریب سے اٹھکر دوڑتے تھے کیونکہ یہ لوگ خائف ہو کر
انکو دیکھکر بھاگتے تھے کہ ڈاڑھیاں مونچھیں ندارد خرد منڈے بال سر کے بڑے بڑے آنکھیں تلہ سی قد چھوٹے تار سے تنگ منکے آگے
تھا نہ پیچھے تبا ہاتھوں سے آنکا بچھا چھپاے صحرا کی خاک جو دوڑنے میں اُڑ اُڑ کر جسم پر سب کے پڑی تھی اور ہیئت بدل گئی تھی ہیات
بھتنوں کی شکل معلوم ہوتی تھی اس شکل و شمائل کے غول کے غول دیکھکر کیونکر نہ شہری و دہقانی ڈر ڈر کر بھاگتے مگر واضح ہو کہ سب قوم
میں کہاروں کی قوم بہت بیباک و بے شرم ہوتی ہے کیونکہ اس قوم کو گانے اور ناچنے اور مٹکنے کی کچھ غیرت نہیں ہے اکثر راہ میں بھی جھانجھ مرنگ
بجا کر ناچتے اور مٹکتے ہیں اور جب کہار ہمقوم وہیں جیسے ملک سفر کو جاتے ہیں تو اپنے اسباب کے ہمراہ جھانجھ مرنگ ضرور ساتھ لیکر نکلتے ہیں
اسواسطے کہ بعد فراغت کرنے کاروبار سرکاری کے رات کو فرصت کے وقت شغلیہ پہر چار گھڑی بجاتے ہیں کہ دل بہلے چنانچہ یہ کہار بھی
اپنے جھانجھ مرنگ ساتھ لیے گئے تھے جب خواجہ عمرو سب کو بیہوش کر کے اسباب و کپڑے وغیرہ لینے لگے تو جھانجھ مرنگ خواجہ عمرو نے نہیں لیے
وہیں چھوڑ دیے کہ مہمل چیز ہے اُسکو وہ لیکر کیا کرتے چنانچہ کہاروں نے اور کچھ اسباب اپنا اور دوپٹہ وغیرہ تو نہ پائیں مگر مرنگ پڑے
دیکھے اُٹھا لیے اور انکو راہ میں بجانا شروع کیا اور مٹک مٹک کر گانے اور ناچتے چلے کبھی دوڑتے کبھی اچک کر ایک جگہ ٹھہر گئے تماشے میں اور
اور ایک تماشا پیدا ہوا بستی والے ٹیکروں پر چڑھ چڑھ کر غول کے غول غٹ کے غٹ ان بوجھاے نحس و شوم کی سیر کرنے لگے دیکھنے کے سب
ہنس ہنس کر تالیاں بجاتے تھے عجب کیفیت تھی کبھی کسی نے نہ دیکھی اور نہ سنی القرض آپہونچے وہ سب بارہ تیرہ سو آدمیوں کا غول ہیئت
عجب ننگ دھڑنگ سر سے پا تک آگے پیچھے گرد و غبار میں اور وہ خود منڈے بنے ہوئے غول کے غول کہار انکے بیچ میں گاتے بجاتے ناچتے
مٹکتے شہر بائل میں داخل ہوئے لوگ دیکھتے ہی گھبرانے بچے بوڑھے عورت مرد ڈر کر بھاگنے دکاندار اپنی اپنی دکانیں کھلی چھوڑ چھوڑ کر
اُٹھ کھڑے ہوئے شہر میں ایک تلاطم عظیم پڑ گیا غدر ہو گیا بھگدڑ کا سامان نظر آیا لوگ غل مچانے لگے ارے انکو مارو نکالو یہ بھتنوں
کا لشکر کہاں سے شہر میں گھس آیا ہے یا خداوند لقا کے فرشتوں کی فوج کہیں سے شکست کھا کے بھاگ آئی ہے یہ لوگ ننگ دھڑنگ ایک
یک سے پکار کر کہتے ہیں ارے بھائیو تم لوگ ہمسے کیوں ڈرتے ہو ناحق خوف کرتے ہو نہ ہم لوگ بھتنے ہیں نہ خداوند لقا کے فرشتے ہیں تباہ
کردہ فلک بے پیر ہیں ہم سب لوگ وہی سوار ہیں جو عمرو کی سواری کے ساتھ ادھر سے گئے تھے عمرو نے بیہوش کر کے ننگا کر دیا آپ چلا گیا
اب ہم تباہ و برباد ہو کر ننگے بھاگے چلے آتے ہیں یہ لوگ سب کہتے ہیں سمجھاتے ہیں مگر ڈر میں انکی کوئی نہیں سنتا لوگ دور سے ڈھیلے
پتھر انہیں مارتے ہیں اب وہ بیچارے آفت کے مارے زخمی ہو کر اور زیادہ بھاگنے لگے جب شہر بائل میں یہ ہنگامہ و تلاطم برپا ہوا
شہ و شدہ لقاے بے بقا کو بھی گنبد گیتی نما پر خبر ہوئی کہ آج شہر بائل میں عجب تلاطم عظیم برپا ہے نہیں معلوم بھتنوں کا لشکر کہاں سے
آگیا ہے یا آپ کے فرشتوں کی فوج شکست کھا کر مسلمانوں سے بھاگ آئی ہے عجب ہیبتناک شکلیں ہیں کہ دیکھے سے جنکو ڈر معلوم ہوتا ہے
لقاے بے بقا نے اُن خبرداروں کو جھڑک دیا کہ کیا بیہودہ بکتے ہو کیا جھک مارتے ہو دور ہو سامنے سے ایسی خبریں واہیات نہ لایا کرو
میرے شہر میں بھتنوں کا کیا کام ہے اور میرے فرشتے شکست کھا کر کیوں بھاگنے لگے میرے فرشتے کیا ایسے ہو گئے ہیں کہ مسلمانوں سے
شکست کھا کے بھاگینگے وہ بڑے بڑے بہادروں سے بھی نہیں دبتے ہیں مجھ ایسے خداوند کے فرشتے ہیں میرے فرشتے بغیر میرے
حکم کے کسی سے لڑنے کو کیوں جانے لگے پھر لقا نے بختیارک سے کہا کہ اے شیطان درگاہ میں جا کے خبر لو کہ یہ کیا ہوا ہے بختیارک نے
کہا اے خداوند مجکو عقل سے یہ ثبوت ہوتا ہے کہ وہ جو آپ نے سوار اور کہار وغیرہ عمرو کے ہمراہ رکاب کیے تھے شاید راہ میں کچھ انپر افتاد پڑی
عمرو نے شاید کچھ عیاری کی ہو وہی بھاگے ہوئے آتے ہونگے بختیارک تو بڑا جاندیدہ و بلا رسیدہ آفت کا پرکالہ ہے اٹکل ہوئی خبر کو بھانپتا
پھر بختیارک ابھی یہ لقاے بے بقا سے کہہ رہا تھا کہ زیر گنبد گیتی نما ایک غلغلہ بلند ہوا مارو مارو دھنا پکڑ لینا کی صدا آئی لقا گھبرایا
بختیارک سے کہا جاتا ہیں دیکھیے خبر لیجیے کہ یہ کیا آفت ہے بختیارک یہ سنکے سیڑھیوں پر سے اُترا لقا نے خود دریچہ گنبد گیتی نما
سے دیکھا صدہا غول مثل غول بیابانی کے بھتنوں کے مانند بالکل ننگے اور زرد و مونچھیں ڈاڑھیاں ندارد خاک میں لوٹے ہوئے

آنگے پیچھے کو اپنے ہاتھون سے چھپاے ہوے چلے آتے ہین اور کچھ لوگ مثل کہارون کے ٹہرک بجاتے گاتے ناچتے اچھلتے کودتے آتے ہین انکو کچھ غیرت ننگے کھلے کی نہین ہے سب بندگان خداوند ہنستے ہین لقا سے بھی دیکھکر ضبط نہو سکا آخر کو ہنس دیا ان سبھون نے دہائی دیکر غل مچایا کہ ہم لوگ وہی سوار ہین پوش ہین جنکو خداوند لقا نے عمرو کے ہمراہ کیا تھا جنگل مین عمرو نے ہمکو بیہوشی کا شربت پلاکر لوٹ لیا داڑھیان مونچھین تک کاٹ ڈالین ہم سب کے سب ننگے مادرزاد منزلون سے بھاگتے ہوے آتے ہین ہم تماشا بنگئے راہ مین لوگ پھبتیان کہتے تھے واہ واہ کیا خداوند نے اچھی تقدیر کی خوب اپنی قدرت دکھائی کہ اس دہاڑو کو بھیجے کیڑے تک نصیب نہین کرتے ترد دانتے بختیارک نے دست بستہ عرض کیا یا خداوند خوب آپ نے بندۂ تازہ عمرو کی بارہ سو برس پیشتر تقدیر کی تھی کہ آخر یہ رنگ تو دکھایا ان بیچارون کا یہ حال بنایا لقا نے کہا یہ سب بندے میرے راندۂ درگاہ تھے نافرمانی خداوندی کرتے تھے پہلے ہی انکے واسطے یہ تقدیر کی گئی تھی اب اپنی سزا کو پہونچ گئے جاؤ ہمنے ان سب کی خطا معاف کی اور اسباب گھوڑے جوڑے اور انعام اکرام رخصت ہوے سب لوگ نہا دھوکر کپڑے پہنکر معزز ہوگئے تمامی شہر مین اس واقعہ کی چیقون آپس مین ہنسی دل لگی رہی بختیارک نے کہا یا خداوند مین نے جو اسوقت گذارش کیا تھا آپ نے مجکو جھڑک دیا تھا مین خاموش ہو رہا لقا نے کہا ہمنے عمرو کے واسطے ایسی ہی تقدیر کی اور ان بندگان کے واسطے اس طرح کی تقدیر کی اگر ابکی عمرو گرفتار ہوکر آئیگا تو اسکو تقدیر کرکے قتل کرونگا

راجعہ دوسرے داستان امیر باتوقیر کے بیان کیے جاتے ہین

بلا ساقیا بادۂ جستجو
چڑھائی ہے رندون کی میخانہ پر
یہ ہے منتظر جام پاین حباب
سبو ہیں اب آ اپنے مطلب پہ تو
تماشا ہاتھ گردن دلبرین خم ہوا
بنا ہے قرابہ قلقل کی آواز نہ آئیگی
ٹوٹے ہین وہ کہ شیشۂ شراب ہر قدم
جرعہ کے سے بھی کیا نہ کبھی بکو سرفراز

شکستہ بتہ ہوسہ ہونگے جام ہو
یہ جنگ و جدل ایک پیمانہ پر
یہ دریا لہو کا ہے یا ہے شراب
مضامین اعلائی کر جستجو
صدا دیت سے شوق کا ہاتھ قدم ہوا
کسکر کہ بند ہی ہے تو در و شکم ہوا
کانون پر آجو بیچ ہارے خنم ہوا
کامل کی تیغ مین نہ تو واضع کا خم ہوا

نہ کہیں سرو دیکھے مین یہ بیلو تہی
ہم کہ قند سے ہین کہ سیلاب ہے
تڑپ برق کی بوتلون سے نہ تھم
تما اس ترک کی شنا مین ہو حرف قلم
لبے یارِ باغ خانۂ بہار ہوگیا
وقتِ اخیر جذبۂ دل کھینچ لایگا
نکلی نیام سے نہ گلے بھی اپنے تیغ
بیت نگار رندۂ معنی کا جواب

کہ ہو دخت رز آج گل قسر یہی
ارے میخانہ مین بھر خون ناب ہے
سر ایک سر جم کے ہے ق شور
خنجر زبان بن گئی نیزہ قلم ہوا
بھوہ جو غنچہ بن نے یہ سمجھا ورم ہوا
دیکھینگے در سے یار جا کہ ہمین دم ہوا
چھوٹا کمان سے تیر تو ہم پر کرم ہوا
رقم کر داین داستان انتخاب

پیغام رسان نامۂ حیرت شعلہ زبان سخندانی بحران دفاتر طبع رسائی دعوت ذہن نکتہ دانی قلم تیز رقم کو متوجہ قرطاس فلک اساس پر یون رواں کرتے ہین کہ جب عمرو ندعیار طرار بعد تیز رفتاری عرضی ملکۂ گیتی افروز نور چکیدۂ قدرت دختر زمرد شاہ باختری لقا سے بے تقاضی بیکرانت لشکر امیر باتوقیر ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران سے روانہ ہوا شل مرعز تیز و تند کے چالاک شعر جو اسکے گھوڑے پہ جسوقت مین سوار ہوا وہ ہر نلیکا ہوے باد صبا رفتار ہوا بموجب حکم ملکۂ گیتی افروز کے عمرو ندعیار طرار اثناے راہ مین ایسا اُچکتا دوڑتا چلا کہ جو دیکھتا وہ یہ کہتا کہ یہ سامان ہے بر مثل طائر تیز پرواز اُڑتا جاتا ہے کہ قدم اسکے ہوا بھی نہین پاسکتی شعر یہ تیز و تند چلا لیکے ہر اخط الامحدود نہ پائی گرد قدم بھی ہوا کے گھوڑے نے ہ بعد قطع منازل و طے مراحل عمرو ندعیار تیز رفتار لشکر حمزۂ نامدار مین پہونچا اور عرضی ملکۂ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری کی صاحبقران زمان کے سامنے پیش کی امیر باتوقیر نے فوراً لفافہ چاک کرکے عرضی کو ملاحظہ فرمایا تحریر تھا کہ اے صاحب حشمت و اقبال ماہ درخشندۂ کوکب شوکت و اجلال بخشندۂ تاج و تخت سلاطین سکہ زنان اقلیم معمورۂ چین سلطان سلطان و شاہان شاہان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زید اسرا قبالکم و جلالکم پس از قواعد آستان بوسی بخدمت حاشیہ بوسان بساط فیض مناط حضور سلیمان ظہور بزبان خامۂ ادب شمامہ عرض پرداز ہوتی ہون کہ یہ کنیز ناچیز دلسوز غم اندوز ملکۂ گیتی افروز خادمۂ خاص فیض اختصاص نالی نامۂ ان شہسوار نریمان رستم دوران شہزادگی

فلک تا ستم نوجوان اس کشاکش مین نیم جان ہے مسدس
یہ گردش فلکی غم نئے دکھاتی ہے
نہ جان جاتی ہے میری نہ موت آتی ہے
جدائی ہجر کی ہر روز خون رلاتی ہے
نہ آسرا وصل ہے نہ تاب ہجر دلکو
شب سیاہ مجھے صبح کم دکھاتی ہے
عجیب طرح کا الٰہی عذاب ہے دلکو

ای سرپرست مجبوران ای مددگار بیکسان فلک دون دوار اور چرخ نا ہنجار اب یہ بلا ڈھانے والا ہے آفت تازہ لانے والا ہے یہ خادمہ بار غم فراق محنت کوش سلوب راحت جگر و جان حمزہ صاحبقران زمان اٹھانیکی متحمل نہ تھی مگر کیا کرے چارہ ناچار صدمۂ ہجر دلدار کو خانۂ دل مین جگہ دی روح کو تودہ بنا کر سینہ مین وقت تصور ناوک مژہ چشم یار جانی کیا تھا اب سنا ہے کہ ضیغم خون آشام اور رستم اشکبوس ہمراہ بربادی قلعۂ زرتاشہ و تاراجی مال حرمت ناموس جگر گوشۂ صاحبقران زمان یعنے شاہزادۂ قاسم عالیشان آتے ہین مسدس

گلشن ہون چرخ سے نہ ستم کر تو اتنا بس
سامان کچھ اداس ہوگیا تھی دل مین کچھ ہوس
مانند زلف یار نہ تو سانپ بنکے ڈس
ظالم نہ ظلم کر کہ ہے دنیا مجھے قفس
تنہا ہون راہ بند ہے کوئی اور نہ پیش وپس
مین آپ مر رہی ہون بیابن ترس ترس

ای سالار کاردان ہمت و شجاعت وای خسرو خسروان ملک صولت و شوکت یہ التجا میری مقبول بارگاہ فلک جاہ حضور فیض گنجور ہو کہ میری حرمت کا آپکو خیال و پاس ضرور چاہیے اگر اسوقت بیکسی مین میری کمک نہ کی تو اپنی جان دونگی اور ہتک حرمت گوارا نہ کرونگی فقط زیادہ حد ادب تحریر گستاخانہ کو معاف فرمائیے گا مصرعہ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ۔ یہ مضمون مصیبت انگیز درد آمیز عرضی ملکہ گیتی افروز نظم رسید ۔ والم اعوذ کا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے جو پڑھا بیساختہ برخاستہ مزاج ہوے پس و پیش مین پر چین ہو کر چشم خشمناک سے لشکر کی طرف دیکھا اور شربت شیرین دھات جام کو عفوت مین بھروا کر دربار عام فلک احتشام مین رکھا فرمایا ای بہادران عالی منزلت و ای دلیران فلک مرتبت تم مین سے کوئی ایسا جری و دلیر ہے کہ یہ جام شجاعت نظام نوش کرے اور ملکہ گیتی افروز دختر لقا بے بقا کو قلعۂ زرتاشہ سے بعد رفعت و جلالت و بہ حرمت و عزت ہمراہ لاوے یہ کلام شجاعت نظام امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کا سنکر شاہزادۂ عادی مغرب و شاہزادۂ ہاشم تیغ زن نے قصد اٹھنے کا کیا امیر با توقیر نے فرمایا ای میوہ ہاے نخل گلشن شجاعت وای گلہاے چمن ہمت تمہارا جانا مناسب نہین ہے یہ سنکے وہ دونون شاہزادے ساکت رہے اسوقت ہمسر سہراب و رستم دستان و بہمن بیژن و نریمان نخچیران جہان مالک اژدر پہلوان ونل سے اپنے اٹھ کھڑے ہوے اور عرض کیا کہ ای افتخار شجاعان عرب و عجم وای صاحب وقار و حشم و خدم ای امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران زمان مین اس خدمت فیضدرجت کو بسر و چشم بجا لاؤنگا اور ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری کو بعد اعزاز و اکرام و بعز و احتشام بحفاظت تمام ہمراہ اپنے لا کر داخل محلات معلی کرونگا یہ کہکر وہ جام شربت شیرین بعد عجز و تمکین اٹھا کر پی لیا اور امیر با توقیر سے اسی وقت رخصت ہو کر دربار فلک اقتدار امیر با توقیر سے چلے آئے اور اپنے ہمراہیان فوج جرار کو حکم کمر بندی دیا کیا مجال تھی کہ دیر ہو فوراً فوج جرار تیار ہو کر مسلح و مکمل ہو کر کوچ پر آمادہ ہوئی ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ دار ہمراہ رکاب مالک اژدر نامدار ہوے وہ نیزہ باز جنگی جلالت و تہور سے مریخ فلک کا نپتا خورشید کو لرزے کی تپ چڑھی ایک ایک جوان صف شکن غازی دجرار نمودار و نامدار وہ نیزے انکے جنکے سامنے عمود شعاعی خجل ہو لرزان رستم سے پہلوان کا دل ہو وہ پھل نیزون کے چمکتے ہوے جنکے آگے کرن خورشید کی شرمانی تھی برق جہندہ تڑپ کر رہ جاتی تھی وہ سنانین وہ نابین دل سنگ سخت کو برمائین بجلیان چمک کر شرما جائین سب جوانمرد نیزہ بازی مین آشنا ہزارون خدنیزے کے یاد گھوڑے انکے ابلق و کمیت و سمند زیر ران عجب سج دھج کے سب جوان سردار ان جوانون کا مالک اژدر سا نامور جو کلۂ اژدر کو چیر ڈالے فوجون کو شکست دے پہلوانون کو زیر کرے سر پر پٹی زرتاش کی باندھے ہوے تلوار کمر سے لگی ہوئی نیزہ دوسرا ہاتھ مین منغرق بہ سلاح جنگ فوج ظفر موج کو ہمراہ لیکے طرف قلعۂ زرتاشہ روانہ ہوا آگے پیچھے سردار نامدار نیزے لیے ہوے اسپہاے تیز رفتار پر سوار نیزے برق مثال ہاتھون مین لیے ہوے تلوارین ڈہابون مین پڑی ہوئی گھوڑون کو ردین اڑاتے ہوے شان و جرأت و شوکت دکھاتے ہوے مثل شیران غضبناک کے چلے تا قرین پر

ہو کر مالک اژدر ناموریع لشکر ظفر پیکر ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ داروں سے بعد کروفر بموجب حکم امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران طرف قلعہ زرتاشیہ کے روانہ ہوے

اب دو کلمے داستان قلعہ زرتاشیہ کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا اب وہ مجکو زلال ... کہ دیکھون تماشاے جنگ جدال
ارے جلد بلوا ہے حالت سقیم ... کوئی دم مین ہوتی ہے جنگ عظیم
سبھی کی طرف اسکی اب تاک ہے

چلے دور پر دور پیمانے کا ... دگرگون ہے اب رنگ میخانے کا
مجھے کچھ ہے بنت العنب کی خبر ... ہے یادون کے جگر پر اسکی نظر
غضب کی وہ علامہ رسا کی ہے جیسا

کوئی گلفام جلانے دل ناشاد آیا ... قتل کرنے کو کوئی غیرت شمشاد آیا ... آشیان مین تنکا تھا کہ گلچین بے بیداد آیا
کیا سمجھکر مین سوے گلشن ایجاد آیا ... آشیان بھی نہ بنایا تھا کہ صیاد آیا

ہوئی وحشت جو سوے باغ مین ناشاد آیا ... نظر آنکھون کو خیابان بھی وہ پریزاد آیا ... دم ابھی نکلنے لگا دل بر سر فریاد آیا
سلسلہ گیسوے جانان کا مجھے یاد آیا ... دوش پر دام جو ڈالے ہوے صیاد آیا

کیا بتاؤن دل بیتاب نے صدمہ جو سہا ... کوئی پامال ہوا خون کسی عاشق کا بہا ... دنگ بلبل بھی ہوئی کبک بھی حیرت مین رہا
وہ خرامان جو ہوا باغ مین سب نے یہ کہا ... دیکھو طاؤس چمن بنکے پریزاد آیا

بسکہ ارمان تھا اے آمد فصل گل کا ... مست اسطرح ہوئی نشہ ہو جیسے مل کا ... نہ رہا مین کا رہا ہوش نہ سنبل کا
قفس تنگ مین خون ہو گیا دل بلبل کا ... ہاتھ مین دستہ گل لیکے جو صیاد آیا

آنکھ کھلتے ہی قفس ہو گیا بس اپنا وطن ... ہوش آیا تو اٹھا کر ستم چرخ کہن ... کیون نہ جاری ہو زبان پر یہ سخن ہر دم یہ سخن
مجھ سا حیرت زدہ ہوگا نہ کوئی مرغ چمن ... شاخ گل تک بھی نہ پہونچا تھا کہ صیاد آیا

بلبلان ہزار نغمہ نکتہ شوخ و شنگ و نمود مدار تمام این حال جنگ و صف آرایان میدان رزمگاہ جنابات رنگین و ہنر آشنایان مضمون جدال و قتال جرأت آئین تیغ تیز قلم کو معرکہ کارزار صفحہ قرطاس پر بموزونیت طبع سے حرف افشان کرتے ہین کہ جب ضیغم خون آشام اور رستم اشکبوس مع لشکر کفار بیحد و بیشمار بحکم زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا قریب قلعہ زرتاشیہ کے پہونچے سامنے قلعہ کے کچھ فاصلے پر میدان مین خیمے برپا کیے سرداران جوانان و پہلوانان نامی نام آور ان لشکر کفار کے مع سوار و پیادے بعد کبر و غرور بہ کر و فر اترے اور خیمون مین داخل ہوے یہان ملکہ گیتی افروز دختر لقا کو بھی خبر ہوئی مظفر بن ضیغم خون آشام کو یہ رفیق شفیق شاہزادہ قاسم نوجوان کا ہے اور بڑا بہادر و دلاور زبردست ہے ملکہ نے مظفر کو بلایا اور کہا اے مظفر بن ضیغم خون آشام تیرا باپ بربادی زرتاشیہ کو آیا ہے اور مجکو گرفتار کر کے لیجائیگا میری حرمت مین فرق آئیگا مظفر نے کہا اے ملکہ دوران کیا مجال اور کیا تاب و طاقت رکھتا ہے جب تک میرے دم مین دم ہے کوئی تمھاری طرف آنکھ اٹھا کر نہین دیکھ سکتا اگر شیر بھی تمسے دشمنی کا ارادہ کرے کلے چیر کر پھینکدون آپ نہ گھبرائیے انشاء اللہ تعالی مین اسکو زیر کرونگا اور مظفر و منصور ہونگا یہ کہکے اٹھ کھڑا ہوا اور سلاح جنگ سے آراستہ ہوا فوج کو حکم کیا کہ باہر قلعہ کے مقابلہ مین لشکر کفار کے خیمے برپا کرو مظفر بن ضیغم خون آشام مسلح و مکمل ہو کر مع فوج ظفر موج کے آیا اور خیمہ برپا ہوے حاکم قلعہ زرتاشیہ نے بھی فوج اپنی بیحد و بیشمار مع سرداروں کے کمر باندھ کر مظفر بن ضیغم خون آشام کے ہمراہ جنگ و جدل مین بھیجا مظفر نے کہا کہ ہمارے یہان بفضل ایزدی طبل جنگ بجے ضیغم خون آشام اور رستم اشکبوس نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر سب پہلوان و دلاوران و جوانان جنگ سامان جدال و قتال مین مصروف رہے صبح ہوتے ہی دونون طرف کے لشکر مین صف آرائیان اور مورچہ بندیان ہونے لگین دونون لشکر چار طرف مثل ابر سیاہ و سرخ و زرد کے چھاگئے اور پہلوانان ہزار صفون سے میدان جنگ مین نکلکر مانند رعد کے گرجنے لگے سنانون کی بجلیان تلوارون کی برقین چمکین کہ رستم اشکبوس نے

فوراً صف سے نکلا نیزہ ہلاتا ہوا میدان میں آیا مبارز طلب ہوا ادھر سے مظفر بن ضیغم خون آشام نعرہ کرکے صف جنگ سے شبدیز
ظلمت سیر کو مہمیز کرکے نکلا بعد گفتگو کے بسیار سہیم اشکبوس نے نیزے کا بند باندھا مظفر نے ناخن جرأت سے وہ بند نیزے کا
کھول دیا سہیم اشکبوس نے جھنجھلا کر نیزہ تان کر سینے پر مظفر بن ضیغم خون آشام کے مارا مظفر جوانمرد نے اپنے نیزے سے نیزہ
سہیم کا ہوائی کردیا سہیم اشکبوس شرمندہ دیکھ کے رہ گیا مظفر نے کہا اے سہیم کیا منہ دیکھتا ہے تلوار میان سے لے کوئی حوصلہ بہادری کا
نہ رہ جائے سہیم اشکبوس نے تلوار کھینچ کے وار کیا مظفر نے خالی دے کے تلوار میان سے لی اور جست کر کے ایک ہاتھ رکابوں
میں پاؤں استوار کر کے مارا سہیم اشکبوس نے جلدی سے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر وہ تیغ آبدار مظفر بن ضیغم خون آشام
کا سر سہیم اشکبوس پر پڑا سپر کے دو ٹکڑے کرکے مانند برق در آیا سہیم اشکبوس نے دو شانہ مارا کہ تیغ جھنا کر نکل گیا سہیم
اشکبوس گرا عیار کفار جلدی سے سہیم اشکبوس کو اٹھا لے گئے یہ دیکھتے ہی ضیغم خون آشام مثل فیل مست کے چنگھاڑتا ہوا صف
لشکر کفار سے نکلا میدان رزمگاہ میں آکر نیزہ زمین پر گاڑا اور للکار کر کہا او مظفر کیا تو نے حرکت ناشائستہ کی کہ خداوند
لقا کی اطاعت و پرستش سے ہاتھ اٹھایا اور مسلمانوں کا شریک ہوا جسطرح فضل بن گیا ہور زخون آشام نے لشکر بدیع الزمان
کا شریک ہوکر بدیع الزمان کا ساتھ دیا جسطرح زرمی ملک قاسم کا مطیع ہوا کیا تجکو ہاتھ آیا جو تو خداوند لقا سے پھر گیا خداوند
لقا تجکو بخشش و انعام دیتا تھا خلعت سے سرفراز کرتا تھا دیکھ اب بھی میرے کہنے پر عمل کر میرے ساتھ چل میں خداوند لقا سے
تیری خطا بخشوا دونگا انعام و اکرام و خلعت و زر دلوا دونگا مظفر نے کہا اے ضیغم اسوقت میں پاس و لحاظ پدری نہ کرونگا تجکو
عبث بکتا ہے راہ راست کبھی نہ چھوڑونگا کیوں زیادہ باتیں بناتا ہے رشتہ الفت پدری کو قطع کر یہی گو یہی میدان اے نیزہ ہاتھ
میں اٹھا تلوار میان سے کھینچ دو دو ہاتھ تلوار کے چلیں دم میں فیصلہ ہو جسکو خدا دے وہ لے یہ سنکے ضیغم خون آشام نے بڑھکے
نیزہ زمین سے اکھاڑا مظفر نے بھی نیزہ اٹھایا باپ بیٹے میں نیزہ بازی ہونے لگی ضیغم خون آشام نے از رو طعن کہا اے مظفر
میں جانتا ہوں جس بل پر تجکو سامان گھمنڈ سپاہ گری کا ہے تو نے نیزہ بازی اور شمشیر زنی ملک قاسم سے خوب سیکھی ہوگی آج اسکا
کچھ ہنر دکھا مظفر نے کہا تو مجبور کیا طعنہ زنی کرتا ہے شہزادہ ملک قاسم عالی شان کی خدمتگاری اور فرمانبرداری کی بدولت سب
ہنر جنگ اور سپاہ گری اور بہادری کے حاصل ہیں دیکھ تو آج پروردگار کیا کرتا ہے یہ سنکے ضیغم خون آشام نے بڑھکر ایک بند
باندھ کے نیزے کا ہاتھ نکالا مظفر نے وہ بند کھول کے نیزہ سے نیزے کو اڑایا ایک جھٹکے میں نیزہ ضیغم خون آشام کے ہاتھ سے
نکل آیا انی سے انی لڑتی چنگاریاں اڑیں ڈانڈ ڈانڈ سے ملی گویا دو سانپ گتھے ہوئے ہوائی ہوئے نیزہ ضیغم خون آشام
کے ہاتھ سے چھوٹ کر کئی نیزے جنکر گرا لشکر میں تحسین و آفرین کا شور ہوا مظفر بھی مسکرانے لگا کسی نے پکار کر کہا کیا خوب
بیٹا باپ کا نیزہ اڑا لے گیا ضیغم خون آشام غیرت سے کٹا جاتا تھا داب سے قبضہ تلوار کھینچا اور کہا او مظفر ابھی تک خیر ہے کہ
تو ہاتھ باندھ کر میرے پاس چلا آ میں تجکو سینے سے لگاؤں تقصیر تیری بحل کردوں خداوند لقا سے تیری خطا بخشوا دونگا
خلعت و انعام دلا دونگا ورنہ تو بری سزا پائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا دنیا میں لوگ تجکو برا کہینگے کہ تیری خطا دیکھینگے لشکر بنا
میں بھی چرچا ہوگا کہ بیٹے کو باپ نے مار ڈالا کچھ پاس فرزندی نہ آیا مظفر نے کہا کیوں زیادہ کلام لا حاصل کو طول دیتا ہے لے
اپنے تلوار کا ہاتھ لگا مجکو عبث دھوکے دے کے بہکاتا ہے اب میدان جنگ میں تجکو کب چھوڑتا ہوں ضیغم نے کہا او مظفر کیا تجکو سودا
ہوا ہے کیوں اپنا خون میرے ہاتھ سے کراتا ہے مظفر یہ سنکے چین بر جبیں ہو تلوار میان سے کھینچ لی اور بڑھکر وار کیا ضیغم
خون آشام نے خالی دیا تلوار مظفر کی خالی گئی ہاتھ جھونکا پڑ گیا ضیغم نے کرکی جھکائی دیکر سپر پر مظفر کے ہاتھ مارا مظفر نے
پھرتی سے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ آبدار ضیغم خون آشام جو ما سر پر مظفر کے بیٹھا کہ سپر کو کاٹ کر خود و خودہ دی کو چاک کیا
بلدو ابرو تک اتر گیا مظفر نے چالاکی سے سپر شکستہ کو پھینک کے دو شانہ مارا کہ تیغ آبدار جھنجھناتا ہوا سر سے نکل کر گردن رہوار پر پڑا

سر پر کب مظفر دلاور کٹ گیا مظفر زمین پر گرا ضیغم خون آشام نے چاہا کہ دوسرا ہاتھ تیغہ آبدار کا مار کے مظفر کا کام تمام کرے لشکر
مظفر تلوارین کھینچکے آپڑا مظفر کو لوگ ہاتھون ہاتھ قلعہ مین اٹھا لیگئے گرچہ ادین خون کی مظفر کے منھ پر بہا بر گر رہی تھین غشی
کا عالم ہو گیا یہان لشکر کفار بھی تلوارین کھینچ کے بڑھا جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی خون کے تھالے بھرے دونون طرف
کے جوان زخمی ہوے بہت سے مارے گئے تلاطم عظیم برپا ہوا تلوارون کی جھنکارین فلک تک پہونچین مریخ فلک گھبرا گیا عطارد
نے قلم ہاتھ سے رکھدیا لشکر مظفر نے شکست کھائی بے سردار کی فوج کیونکر رہ سکتی تھی بہت سے جوان مارے گئے بہت سے لوگ
متفرق ہوکے صحرا کی طرف نکل گئے بہت سے بھاگ کر قلعہ مین چلے گئے قلعہ کا پھاٹک بند کر لیا پل تختہ اٹھا دیا خندق پر آب
کر دی مظفر بن ضیغم خون آشام جب زخمی ہوکر قلعہ مین آیا عالم قلعہ زر تار شیشہ کو شکستگی لشکر کی خبر ہوئی قلعہ کا بند و بست
کر دیا مگر تلاطم عظیم برپا ہو گیا کنیزون نے ملکہ گیتی افروز سے کہا کہ اے ملکہ مظفر بن ضیغم خون آشام بہت زخمی ہوا خدا اسکو
بچاے اور پہلوانان لشکر بھی زخمی ہوے سپاہی بہت سے قتل ہو گئے کچھ لوگ لشکر کے قلعہ مین بھاگ کر آگئے ہین پھاٹک
قلعہ کا بند کر لیا ہے پل تختہ اٹھا کر خندق پانی سے بھر دی ہے ضیغم خون آشام لشکر کفار لیکر لب خندق آپہونچا ہے خندق کو
پھاندنا چاہتا ہے اب پھاٹک قلعہ کا توڑکر لشکر کفار قلعہ مین گھس آئیگا ملکہ گیتی افروز یہ سنکر گھبرا گئی بے حواس ہو گئی ہاتھ پاؤن
کے طوطے اڑ گئے طائر ہوش و حواس پرواز کر گئے اشک گرم آنکھون مین بھر لائی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کے یہ
خمسہ بحالت جانگزا پڑھنا شروع کیا خمسہ یہی کہا تھا دل بیقرار سے پہلے + تڑپ کے آہ کر اس حال زار سے پہلے +
نہ اٹھا غنچۂ دل ہاے خار سے پہلے + نہ فکر کرنے دی کچھ انتشار سے پہلے + ہزار حیف کہ موت آئی یار سے پہلے
کنیزین بھی ملکہ دوران کے ساتھ رونے لگین اشکون سے منھ دھونے لگین ملکہ گیتی افروز کو اب سوا اسکے کچھ نہ
پڑا کہ گیسوے تابدار مثل زلف لیلاے شب کھول کر بکھرا دیے اور سوے آسمان دونون ہاتھ بلند کیے کنیزون سے
کہا مین دعا کرتی ہون تم آمین کہو پھر زبان عجز بیان سے بہ تضرع و زاری درگاہ جناب باری مین یون التجا کرنے لگی کہ اے کریم
کارساز و اے رب بے نیاز اے خالق کل مخلوقات و اے آسان کنندۂ مشکلات و مہمات رحمت کاملہ اپنی نازل کر
کہ یہ طوفان قلزم آفات دفع ہو اے نوح خوبان اس کنیز کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچالے اس شعلۂ آتش ناریان پر
دل سے نجات دے پھر جوشش عشق محبوب جانی و خیال چہرۂ یار جاودانی مین یہ اشعار مصیبت آثار
پڑھنے شروع کیے اشعار
مثال قلزم ذخار دل ہے جوش مین
بہار آنے نہ پائی کہ پھر خزان آئی
بچا جو ہجر سے وہ وصل یار دیکھیگا
یہ خوف ہے کہ نہین اشک چشم گریان مین
جو اس خزان سے بچیگا بہار دیکھیگا
ارے بلا پہ بلا کیسی باغبان آئی
ابھی ملکہ گیتی افروز بعد سوز دل درگاہ جناب باری مین باہ و زاری و لجہ
بیقراری دعا کر رہی تھی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر پہنچا یہان ضیغم خون آشام لشکر کفار نا فرجام لے کر لب خندق آپہونچا
چاہتا ہے کہ گھوڑے کو اڑا کے خندق کے پار جاے کہ ناگاہ جانب دشت سے ایک تتق گرد اٹھا اور مثل باد تند کے وہ غبار
بڑھتا چلا آتا ہے جس طرح سے ساون بھادون مین کوہ سے کالی گھٹا جھوم کر اٹھتی ہے اور ہوا کے زور پر آندھی چلی آتی ہے یہی
یہی کیفیت ظاہر ہوئی اور اس ابر مین ہزارون بجلیان چمک رہی ہین مثل برق جہندہ تڑپ تڑپ کر رہجاتی ہین لشکر کفار کے لوگ
پشت زین مرکب پر کھڑے ہوکر تماشا دیکھنے لگے جب وہ ابر گرد چاک ہوا دیکھا کہ نیزہ دار برق وار شیار ابلق بکمت و سرنگ پر سوار
مثل صرصر تیز رفتار سرپٹ باگین اٹھائے چلے آتے ہین شمشیر عریان منھ مین دبائے ہوے تلوارین زیب کمر کیے ہوے نیزے
ہاتھون مین تانے ہوے سنانین انکی مثل برق کے چمکتی ہوئی آگئے سب کے سردار نامدار مثل شیر غضبناک کوہ پیکر ہمسر
رستم دلاور بعد کر و فر نیزہ ہلاتا ہوا سر مین گھوڑا لیے چلا آتا ہے یہان یہ معرکہ عظیم جو نظر پڑا امیر مین سے نعرہ کھینچا

نعرہ مالک اژدر شیر مالک اژدر چلوان • ہنگام پیکار شیر ژیان • خبردار او گبر نابکار کہان جاتا ہی مین آپہونچا
آگاہ ہو ضیغم مالک اژدر شیر غضنفر غلام نبی جاکر حیدر سا ہی تجکو اس ظلم کی سزا دیتا ہون تہ تیغ بیدریغ کرتا ہون یہ نعرہ
دلخراش ضیغم خون آشام ستمگر بلتاگر کرجو دیکھا مالک اژدر جوش شجاعت مین للکارتا چلا آتا ہی ضیغم نے خندق کی جانب
سے باگ گھوڑے کی پھیری میدان پکے نیزہ ہلانے لگا مالک نے کہا او ضیغم مین مخبرون سے سُن چکا ہون کہ آج صبح سے
تونے بڑا ظلم فوج مین ڈالا ہی مظفر کو بھی تونے زخمی کیا پھر تجکو اپنے فرزند کا بھی پاس نہ آیا لشکر کو شکست دے کے بھگا دیا
اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اشتعال قتل عبیدہ وغیرہ تجکو گرفتار کرتا ہون تیرے ہمراہیان لشکر کو سزاے سخت دیتا ہون
دم بھر مین شمشیر آبدار سے خون کے دریا بہینگے سر مثل حباب سیل فنا مین غوطہ زنی کرینگے کیا حقیقت ہی اس لشکر کی کہین
پتا بھی نہ لگیگا انشاء اللہ ایک ایک سردار گوشہ پناہ ڈھونڈھتا پھریگا ضیغم یہ کلام سخت مالک کے سُنکر نہایت طیش مین آیا
غصے سے ہونٹھون کو چبایا صورت مار سیاہ غیظ سے بل کھاکر نیزہ ہاتھ مین اٹھایا مالک کو ایک بند زبردست باندہ کر نیزہ
مارا مالک نے تیرے پر نیزے کو روک کے ایک ایک بند ناخن جرات سے کھول دیا اور ڈانڈ کو ڈانڈ مین اُلجھا کر جھٹکا مارا
کہ نیزہ ضیغم مثل ہوائی ہاتھ سے چھوٹ کر جدا ہو گیا ضیغم یہ دیکھ کے رہ گیا دل مین بہت خفیف ہوا کہ بہادری مین بٹہ لگا
سکہ ناموری مٹ گیا دیکھیے اب نقد جان پر کیسی بنتی ہی مگر دل کو قوی کرکے تیغ آبدار میان سے نکال لیا اور بڑھکر مالک
اژدر کو پکارا کہ او مالک یہ تو بتا دو تمہاری آنکھ پر پٹی زرتاش کی کس واسطے چڑھی ہی کیا آنکھ تمہاری بیکار ہی مالک اژدر
نے تلوار تول کر کہا او کور باطن تو آپ اندھا ہوگا مجکو پروردگار عالم نے وہ آنکھ اژدھا چشم شیر چتون عنایت کی ہی کہ
ایک نگاہ غضب سے میری بڑے بڑے بہادر دہل کر مر گئے ہین اگر ابھی پٹی آنکھ سے کھول کر نگاہ ملا دون تو اور
تیرا لشکر دہل کر مر جاے شیرون کا زہرہ آب ہو ضیغم نے کہا کیون زیادہ ترنگ بہادری کی جتاتے ہو ابھی حال کُھلا
جاتا ہی یہ کہکر ضیغم نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے خالی دے کر کمر زنجیر پر ہاتھ ڈال دیا ضیغم کو مانند زمین سے
اُٹھا لیا اور ہاتھ سر سے بلند کرکے آواز دی کہ او کافر ازلی وحدانیت پروردگار مین کیا کہتا ہی اُس لقا پرست نے کچھ
جواب نہ دیا مالک نے کہا ہی تو خیر دکر زمین پر پٹکون کہ تو پیوند خاک ہو جاے ضیغم نے گردش بخت دیکھی مالک نے ضیغم کو
اپنے عیارون کے حوالے کیا عیاران مالک نے ضیغم کو لاکر لشکر مین قید کیا اُدھر مالک نے کفار پر حملہ کیا صدہا زخمی ہو
ہزارون قتل کیے کفار کے پانون اُٹھ گئے سامنے کے سپاہی بھاگ نکلے تاب جنگ نہ لاسکے سیم اشکبوس زنجدار
اور بیکر راہی ملک سبا کی ہوے ملکہ گیتی افروز قریب دروازہ قلعہ سر کھولے ہوے دعا کر رہی ہی ابھی دعا تمام نہ تھی کہ ایک
کنیز نے آکر خبر دی اے بی بی مبارک ہو تمہاری دعا مقبول درگاہ خدا ہوئی لشکر اسلام کمک کو آیا سردار اسکا مالک اژدر
ہی ایک لاکھ اسی ہزار سوار سے آکر ضیغم کو گرفتار کیا لشکر کفار کو شکست دی بڑی خونریزی ہوئی باقیماندہ بھاگ گئے
اب مالک سردار لشکر اسلام بعد کروفر خوش و خرم جانب قلعہ آتا ہی یہ سُنتے ملکہ نے سجدہ شکر کیا پھاٹک قلعہ کا کھلوا دیا
پل تختہ خندق پر ڈلوا دیا تمام سردار و رفقاے مظفر پیشوائی کرکے مالک اژدر کو بڑے جاہ و حشم سے قلعہ مین لیگئے
مالک نے جو مظفر کے سر پہ زخم کاری دیکھا اُسکے دوا کے پٹی مرہم سلیمانی کی چڑھائی ملکہ گیتی افروز سے کہا اے
مخدرہ شہزادۂ عالی شان وارث ناموس تمام نوجوان آپ مع ملکہ جہان افروز کے سوار ہوکر تشریف لے چلین یہ سبب
بانو قمر چہرہ صاحبقران نے یاد فرمایا ہی یہ سنتے ملکہ گیتی افروز و ملکہ جہان افروز بہت خوش ہوئین محافے طلب کیے
سوار ہوکر مع کنیزان پری رویان روانہ ہوئین مظفر ہر چند کہ زخمدار تھا مگر سوار ہوکر ہمراہ چلا اور حاکم قلعہ زرتاش
کو پچاس ہزار فوج جرار سے براے محافظت ناموس شہزادگان ساتھ ہوا مالک نے لیث عرب و حارث غرب کو

مع پچاس ہزار نیزہ دار کے ہمراہ کر کے محافون کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ نیزہ دار ہر وقت گرد محافون کے راہ مین رہین محافظت کا بڑا خیال رہے کیونکہ یہ ناموس بلقیس عصمت سلیمان منزلت شہزادگان عالی شان و نور دیدۂ صاحبقران کی ہین اب آراست و چپ بیش و پس فوج ظفر موج بیچ بیچ مین محافے منزلین طے کرتے چلے جاتے ہین پیچھے پیچھے فاصلے سے مالک اژدر و حاکم قلعہ منظفر حالت زنجداری مین بسہولت شکار کھیلتے خرم و مسرور آتے ہین یہان حارث عرب و لیث عرب دونون سردار نامدار لشکر جرار ہمراہ لیے ہوئے گرد محافون کے زیر کوہ فلک شکوہ پہونچے ناگاہ درۂ کوہ سے ایک نقابدار نمد پوش بصد جوش و خروش جلوہ گر ہوا اور وہین سے نعرۂ شیرانہ کیا کہ ای نیزہ دار ان لشکر ہشیار و ای پہلوانان جرار اس کوہ کی طرف سے نہ آؤ اُدھر کو پلٹ جاؤ ورنہ سزا سے معقول پاؤ گے حارث عرب و لیث عرب نے کہا کہ شاہراہ عام پر کسی کا اجارہ نہین ہمین کون روک سکتا ہی خبردار ادھر آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا ہمارے ساتھ ناموس شہزادگان عالی حسب والا نسب جگر گوشۂ امیر عرب زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کے ہین یہ سُنکر وہ نقابدار نمد پوش غصہ سے آگے بڑھا اور للکار کر پکارا خبردار آگے قدم نہ اٹھانا بس بہتر ہی کہ پیچھے پلٹ جاؤ اور دوسری طرف سے راہ لو لشکر حارث عرب وغیرہ نے نہ مانا نقابدار نمد پوش بڑھکر قریب محافون کے آیا حارث عرب و لیث عرب نے تلوارین کھینچین چاہا کہ دونون طرف سے نقابدار نمد پوش پر مارین نقابدار نمد پوش بجرأت وہمت آگے بڑھا اور دونون سردارون کو دونون ہاتھون مین قاش زین سے اٹھا لیا اور دو دو جھکولے دیکر زمین پر بٹھا دیا اور للکار کر کہا کہ کیا تم مارے جاؤ اپنے سردار حامی کو بلاؤ حارث عرب و لیث عرب دونون بھاگے ہوئے مالک اژدر کے پاس گئے مگر بحواس بصد یاس با حال پریشان غمگین و نالان تھے سردار نامدار مالک اژدر جرار سے کہنے لگے کہ وہ سامنے درۂ کوہ سے نقابدار نمد پوش باہر آیا اور آتے ایک مرتبہ ہم دونون کو زیر کر کے ایک ایک بقدر قاش زین سے اٹھا لیا اور زمین پر بٹھا دیا اور لشکر کو محافون کے گرد سے ہٹا دیا اور محافون پر قبضہ کر کے درۂ کوہ مین لیگیا یہ سنتے ہی مالک اژدر نہایت غضبناک ہوا منظفر بن ضیغم خون آشام کو بھی غصہ آیا مگر حالت زنجداری مین ہی حاکم قلعہ زرتاشیہ بھی گھبرایا سب تعجیل تمام گھوڑے دوڑاتے ہوئے لشکر مین آئے اُس نقابدار نمد پوش نے بصد شوکت و شان محافون کو لیجا کر درۂ کوہ مین داخل کیا اور دونون شہزادیون کو دیکھ کے کہا ای فرزندان ای پارۂ جگر تم نہ گھبراؤ تم میری دونون آنکھین ہو ملکہ گیتی افروز و ملکہ جہان افروز نے سلام کیا نقابدار نمد پوش نے بہ شفقت تمام بزرگانہ مثل فرزندون کے دونون کو سینے سے لگایا یکایک مالک اژدر نے آتے ہی نعرہ کیا نعرۂ مالک اژدر منم مالک اژدر پہلوان ٭ بہنگام پیکار شیر ژیان ٭ کہان ہی وہ نقابدار نمد پوش کہ جو محافۂ ناموسان شہزادگان عالی وقار کے درۂ کوہ مین لے گیا آئے مقابلے کو دیکھین تو وہ کیسا زبردست ہی کہ ناموس بیگانہ پر قبضہ کیا یہ آواز سنتے ہی نقابدار نمد پوش درۂ کوہ سے باہر آیا ادھر ملکہ گیتی افروز و ملکہ جہان افروز ہراسان ہو کر درگاہ جناب باری مین عرض کرنے لگین ای پروردگار عالم یہ کیا مصیبت ہی کیا گردش بخت بد کردار ہی کہ ایک بلا سے ابھی نجات پائی تھی حواس بخوبی نہ درست ہوئے تھے کہ دوسری آفت مین مبتلا ہوئے تو دیکر اور بغیرت و حرمت لشکر امیر با توقیر مین ہو نجا ملکہ وہان تو دعا مین مشغول ہوئین یہان نقابدار نمد پوش نے نکلتے ہی درۂ کوہ سے نعرۂ کوہ شگاف کیا مالک اژدر نے کہا ای نقابدار یہ زیادتیان کر چکا نے ناموس پر قبضہ کر کے درۂ کوہ مین لے گیا یہ کام رہزنون کا ہی شریعت ایسا فعل نہین کرتے ہین ابھی اسکا مزا چکھاتا ہون یہ کہکر نیزہ سنبھالا نقابدار نمد پوش نے کہا اور زبان دریدہ ہمارا مال تھا ہم لے گئے ہمین اختیار ہی تو کون ہی بس زیادہ کلام نہ کرنا تو کیا مزہ چکھاینگا مین ابھی تجکو تلخی مرگ سے آشنا کرتا ہون یہ کہکر نیزۂ خطی تان کر مارنا

سنان نیزہ نیزے سے بھڑی چنانچہ ایک سو ستائیس طعنیں آپس میں رد و بدل ہوئیں ایک مقام پر مالک نے سنان نیزہ سے سنان
نیزہ کو جدا کیا نقابدار نمدپوش نے نیزہ جھکا کر ڈانڈ پر ڈانڈ ماری مالک اژدر کا نیزہ دو ٹکڑے ہو کر گرا مالک نے جھک کر
گریبان پر ہاتھ ڈال دیا نقابدار نمدپوش بھی دست و گریبان ہوئے آخرکار دونوں گھوڑوں سے کود پڑے زور ہونے لگے
پیچ پیچ نقابدار نے باندھا مالک نے اُس کا توڑ کیا جب مالک نے اُٹھانے کا قصد کیا نقابدار کا لنگر اکھڑنے سا تمام لشکر کھڑا
ہوا تماشا دیکھ رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ دو شیر غضبناک گتھے ہوئے ہیں یا دو فیل مست اُڑ رہے ہیں اسی حال میں دو روز برابر
گذرے کہ لشکر مالک اژدر کے عیار مثل طائر تیز پر اُڑ دوڑے گئے اور امیر باتوقیر زرہ زر قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان
سے جا کر سب روداد اول سے آخر تک بیان کی اور عرض کیا اے فخر شجاعان روزگار اے خسرو تاجدار عالی وقار امیر باتوقیر
حمزہ نامدار بے آپ کے تشریف لیجائے ہوئے یہ ہم سر ہوگی ناموس شہزادگان فلک نشان درہ کوہ میں داخل ہیں یہ سنتے ہی
امیر باتوقیر گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور شہزادہ بدیع الزمان و ملک قاسم نوجوان
و عمرو بن امیہ ضمری اور سردار وغیرہ بھی ہمراہ رکاب فلک انتساب ہوئے جلد جلد گھوڑے اُڑاتے ہوئے مثل صرصر تیز و تند
کے پہونچے قریب درہ کوہ کے ہجوم لشکر مالک اژدر کا دیکھا نعرہ کیا کہ کوہ جنبش میں آگیا زمین کو زلزلہ ہوا آسمان گردش میں
آیا نعرہ صاحبقران امیر عرب ضیغم روزگار + منم صف شکن حمزہ نامدار + ز تیغم بہ میدان جنگ آزمان + بہر سو شود
الامان الامان + حمزہ صاحبقران کے ساتھ ہی نعرہ بدیع الزمان عالیشان ہوا کہ دشت بلاخیز لرزنے لگا
نعرہ بدیع الزمان ہزبر الزمانم کہ در رزمگین + توانم زدن آسمان بر زمین + بعد اسکے نعرہ ہوا شہزادہ ذیشان ملک
قاسم نوجوان کا کہ جنگل گونجنے لگا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لعل پوش خاوری + صاحب اقبال
و جاہ و ذی حشم + صفدر انم قاسم عالی ہمم + یہ نعرہ شیرانہ سنتے ہی عیار طرار تراشندۂ ریش کفار عمرو نامدار نے بھی
نعرہ کیا نعرہ عمرو عمروم کہ کلاہ از سر قیصر بردم + خال رخ بخنگ بہ اختر بردم + از محفل خسروان چو گردم ساقی + جام و
صبوح و سبو و ساغر بردم + اسی طرح سے اور سرداران نامدار و پہلوانان پر جگر نعرے کرتے ہوئے ساتھ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
کے پہونچے مگر لندھور بن سعدان کہ بہ کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے فوراً فیل مست کو ہونٹے مثل رعد گرجتے برق کے مانند
آگے دوڑے سے نعرہ کیا نعرہ لندھور جزیرہ ہاے دریا را اگر قسم تا بہ ہندوستان + اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان +
امیر کشور گیر میدان رزمگاہ میں جو پہونچے دیکھا کہ مالک اژدر اور نقابدار نمدپوش دونوں گتھے ہوئے زور کر رہے ہیں کبھی نقابدار
ریل کر لیجاتا ہے کبھی مالک آگے کھینچ لاتا ہے حمزہ صاحبقران زمان بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگے اور سب بھی اس زور آوری
و کار نمایان کے تماشائی ہوگئے مگر لندھور بن سعدان بنا بر خلاق و مزاج بار بار کہتے ہیں ہاں بھائی یک چشم کیا کہنا
تمہارا کیا ذکر تمہاری یہ آنکھ کا قصور ہے جو لنگر نقابدار نمدپوش کا نہیں اُٹھ سکتا ہے مالک اژدر یہ جواب دیتے
ہیں بس چپ رہ بندر کھو زیادہ ریز مت کر ابھی ہانپتے کانپتے آئے ہو ذرا دیر دم لو دیکھو میں ابھی نقابدار کو زیر کیے لیتا
ہوں مگر امیر باتوقیر خیال کرتے ہیں تو اب مالک اژدر بعض بعض مقام پر زور ہار جاتا ہے کیونکہ عرصہ بھی دو روز کا ہوا ہے کہ برابر
زور کرتا ہے لنگر نقابدار کا جان پر کھیل کر اُٹھاتا ہے مگر نقابدار نمدپوش زمین سے جنبش بھی نہیں کرتا اب صاحبقران
زمان سوچے کہ ایسا نہو کہ نقابدار مالک کو ریل کر لیجا دے تو بڑا غضب ہوگا مالک اژدر لشکر میں بہت خفیف ہوگا
کیونکہ کسقدر زندگی کرتے لگا ہے یہ سوچکر امیر باتوقیر اشقر دیوزاد سے کود پڑے نکیروں کی صدائیں دونوں طرف سے
بلند ہوئیں یا حیدر کرار کی آوازیں آئیں امیر باتوقیر دل میں کہتے ہیں کہ یہ نقابدار نمدپوش بھی اہل اسلام سے معلوم ہوتا ہے
نہیں معلوم یہ کون بندۂ خدا ہے غرضکہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے بڑھکر دہنا ہاتھ نقابدار پر ڈالا اور بایاں ہاتھ مالک

کے بازو پر رکھکر روکا اور کہا ای مالک اژدر بس زیادہ زور نہ کرو ادھر نقابدار نمد پوش سے فرمایا کہ ای نقابدار چھوڑ دو امتحان ہو چکا پھر کبھی سمجھ لینا مالک اژدر نے کہا ای امیر باتوقیر آپ دخل نہ دیجیے مین ابھی نقابدار کو زیر کیے لیتا ہون امیر منع کرتے ہین مالک نہین مانتے ہین جب صاحبقران مالک اژدر کا ایک ہاتھ چھڑاتے ہین مالک دوسرا ہاتھ نقاب پر ڈال دیتے ہین ابھی کشاکش رستخیز مین اتفاقا ہاتھ مالک کا چہرۂ نقابدار نمد پوش پر پڑا نقاب مالک کے ہاتھ مین الجھکر اُلٹ گئی اب رخ روشن کھلا آفتاب عالمتاب درخشان ہوا دیکھا تو فرزند جگر بند امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران علمشاہ عالیشان ہین امیر باتوقیر کو علمشاہ نے جھک کر مجرا کیا حمزۂ صاحبقران نے جھٹ سینہ سے لگایا ادھر قاسم عالیشان اور بدیع الزمان نے بھی سلام کیا اور جتنے سردار نامدار تھے تعظیم علمشاہ فلک جاہ کو جھک گئے مالک اژدر نے آداب بجا لا کے دست بستہ عرض کیا ای شاہزادۂ عالی منزلت وای صاحب شوکت وعظمت غضب کیا تھا آپ نے کہ نام نامی واسم گرامی اپنا اظہار نہ فرمایا مجھ سے بے ادبی کا مرتکب کیا عفو فرمایے خادم والعلم دیدہ قصور ہی اگر ایسے ہی غلام سے پوشیدگی کریجیے تو ہم خادمون کا کہان ٹھکانا لگیگا کاہے کو جان بچیگی علمشاہ آسمان جاہ نے فرمایا کہ اگر مجھے تمنے روک کر درہ کو مین اُترو الیے تو کیا ہوا میری ہو بھاوج ہین مین نے دعوے سے روکا اگر تم لوگون نے نہ مانا حارث عرب ولیث عرب ڑے تھے مین نے اُٹھا لیا تھا قتل کرنا مناسب نہ جانا غرضکہ شہزادۂ علمشاہ ذیجاہ کے ملنے سے امیر باتوقیر کو بڑی خوشی ہوئی کہ برسون کے بعد راحت جان فرحت دل تازگی روح سے ملے ہمراہ اپنے سب کو لیے مع محافہا ناموسان ومخدرات عالیشان کے داخل لشکر ظفر پیکر ہوے قاسم نوجوان کو علمشاہ فلک جاہ نے گلے سے لگایا پیار کیا شہزادۂ بدیع الزمان بھی بھر برادر بجان برابر علمشاہ آسمان بارگاہ سے ملے تمامی سرداران لشکر امیر کو علمشاہ کے ملنے کی بڑی خوشی ہوئی اور کئی روز تک جشن رہا

روانگی داستان حیرت بیان وعبرت نشان روانگی امیر باتوقیر وکشور گیر امیر حمزۂ صاحبقران بہ طرف دربند عقابیہ

اشعار

پلا ساقیا اب وہ جام شراب
وہ مے دے کہ ہو جو بآب وتاب

کہ ہر جس کے پینے مین ہمدم ثواب
جو ہو رنگ مین مثل لعل شراب

وہ مے دے کہ ہو جسکا پینا مباح
وہ مے جسکے پینے مین ہون سرفراز

وہ مے دے کہ ہو جسمین دین کی پناہ
کرکے نا ہی طی راہ دور ودراز

راویان اخبار عبرت انگیز وناقلان روایات حیرت خیز طرازندۂ عبارات باوفا دہندی سنجان مضامین جیش بہا اس مضمون حیرت مشحون کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر وتسطیر کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر کئی روز تک دربند خارکیہ مین قیام فرما چکے اور جبار الکن کے مہان رہ چکے تمام اہالیان دربند کو شرف اسلام سے مشرف فرما چکے تو اُسوقت حکم قضا شیم نے بنام پہلوان عادی یون شرف اصدار پایا کہ اب ما بدولت واقبال طرف دربند عقابیہ کے عنان عزیمت کو منعطف فرمانے کا عزم بالجزم رکھتے ہین اسباب دربند خارکیہ مین ہمارے قیام کی کوئی زیادہ ضرورت بھی نہین معلوم ہوتی ہے اب تم بعجلت تمام سامان سفر مہیا کرو اور بارگاہ سلیمانی اور تمام خیمہ جات کو درست ومہیا کرکے دربند عقابیہ کی راہ لو ہم بھی آتے ہین یہ کہکر خود امیر کشور گیر نے بارگاہ ہشتہ پہلو مین جلوہ افروزی فرمائی ادھر سامان سفر درست ہونے لگا اس مقام پر بنا بر آگاہی ناظرین باتمکین اتنا لکھنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ معمولات امیر کشور گیر سے یہ بات ہے کہ جب کوچ فرماتے ہین تو بارگاہ سلیمانی اور دیگر سامان ضروری کو مع تھوڑی فوج ضروری کے ہمعیت پہلوان عادی کے پہلے روانہ کر دیتے ہین اور بارگاہ ہشتہ پہلو امیر باتوقیر کے ساتھ رہتی ہے جب منزل مقصود پر اردوے معلی پہونچ لیتا ہے اور بارگاہ سلیمانی استادہ ہو لیتی ہے تو اُس وقت امیر باتوقیر پہنچتے ہین اور داخل بارگاہ سلیمانی ہوتے ہین الغرض جب

سب سامان ضروری مہیا ہو چکا اور ہر ایک ساتھ والا چلنے پر آمادہ ہو چکا تو تمام پیش خیمہ لدنا شروع ہوا اور کوچ کی تیاری
ہوئی شعر لدا پیش خیمہ بصد دھوم و دھام ۔ کہ غلغل پڑی بر سر روم و شام ۔ تمام سامان اپنے ہمراہ لیکر پہلوان عادی
مع تھوڑی سی فوج ضروری کے وقت دربند عقابیہ کے روانہ ہوئے جب پہلوان عادی روانہ ہو چلے تو اب امیر کشور گیر کے
بھی چلنے کا سامان درست کیا جب پیر خار اکن کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ پیش خیمہ امیر بلوقیر کا روانہ ہو چکا ہے اور آپ بھی
جانے کا سامان کر رہے ہیں اور عنقریب تشریف لے جائینگے تو اُسوقت پیر خار اکن بصد ادب دست بستہ خدمت
امیر میں حاضر ہوا امیر کو مجرا کیا اجازت بیٹھنے کی ملی جب پیر خار اکن بیٹھ گیا تو اُسوقت اُسنے عرض کیا کہ مجھے
معلوم ہوا ہے کہ حضور کا پیش خیمہ بسمت دربند عقابیہ روانہ ہو چکا ہے اب حضور بھی عنان قصد روانگی کو طرف دربند عقابیہ
کے منعطف فرمائینگے تو ایسے امر میں غلام بہ نظر خیر خواہی یہ عرض کرتا ہے کہ حضور حاکم دربند عقابیہ کا طیران زرین بال ہے
لقا کا فرشتہ قدرت کہلاتا ہے اور ساحر بھی بلا کا زبردست ہے کہ بڑے بڑے زبردست ساحر اُس سے پناہ مانگتے ہیں مناسب
و بہتر یہ ہے کہ حضور قبل از روانگی کوئی تدبیر اُسکی بھی مزید غور فرمائیں اگرچہ اقبال حضور سے یہی توقع ہوتی ہے کہ وہ کمبخت
کیا کر سکتا ہے مگر احتیاطاً شعر ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست ۔ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ۔ یہ سنکر امیر با توقیر تھوڑی دیر تک
دریائے فکر میں غوطہ زن رہے اور بعد اُسکے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو طلب فرمایا جب خواجہ سامنے امیر کے آئے تو اُسوقت
ارشاد فرمایا کہ اے مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری بار افزائے ابروے سلاطین صاحبقرانی عیار طرار لشکر سلطانی
پیرو کار خواجہ عمرو عیار عزم بالجزم جاتا ہے کہ اب ہم دربند عقابیہ کی طرف عنان عزیمت کو منعطف کریں پہلوان عادی
پیش خیمہ اور بارگاہ سلیمانی لیکر روانہ ہو چکا ہے مگر اسوقت خیر خواہ سرکار پیر خار اکن نے آکر یہ بیان کیا ہے کہ حاکم
دربند عقابیہ کا طیران زرین بال لقا کا فرشتہ قدرت نہایت زبردست ساحر اور بڑا کافر ہے اُسکی تدبیر پہلے سے
لازم و لازم ہے کہ وہ کمبخت خیمہ کے پہنچتے ہی کوئی آفت نہ برپا کرے اور کسی قسم کی رخنہ اندازی نہ کرے پس بہتر اور مناسب
تو یہ ہے کہ اس تدبیر کے واسطے آپ تشریف لیجائیے اور اس امر اہم دشوار کو آپ انجام دیجیے کہ اس امر میں ہماری بے حد
خوشنودی ہے اور تمہارے واسطے ہماری خوشی سے بڑی بہبودی ہے جب عمرو یہ سب کلام امیر با توقیر کا سن چکے تو عرض کیا
کہ سنیے اے حمزہ صاحبقران اب مجکو آپ اس امر میں معاف رکھیں اور کسی اور شخص کو اس کام کے لیے تجویز فرما کر روانہ
فرمائیے میں تو شہد نبات ہے ہر جگہ سرکار جا چکا اب وہ لوگ جو سیکڑوں اور ہزاروں کی تنخواہیں پاتے ہیں اور بڑے
بڑے دعوے جرأت اور دلاوری کے فرماتے ہیں وہ جائیں اور انہیں حکم کیجیے کہ اب وہ اس کام کو انجام دیں اور
حق نمک کو ادا کریں اور اے امیر میرے بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے آپ خود ہی واقف ہیں کہ سرکار سے مجکو میں روپیہ
ماہواری پیادوں کی تنخواہ ملتی ہے چنانچہ تک میرے گھس چلے ہیں اور سر تک ٹوٹے جاتے ہیں کپڑا تک پھٹ گیا ہے
اور کی حیثیت درست نہیں ہے یہ مٹھی مٹھی وجہ تمام لشکر سے آپ نے معین کیے ہیں اور یہ میں روپیہ جو خزانہ سرکار سے
ملتا ہے اسمیں میری کیا بسر ہو سکتی ہے فقط حضور کی محبت اور بچپنے کا ساتھ مجبور کرتا ہے کہ جہاں حضور بھیجتے ہیں بے عذر و
تامل چلا جاتا ہوں مگر حضور کو ہمارا خیال بھی نہیں ہے جو حضور کے یہاں سے سیکڑوں کھاتے ہیں اور بیشمار زر و مال پا رکھے
ہیں وہ آخر کس دن کے واسطے ہیں اور کس دن کے لیے اُنکو رکھا ہے میں اب نہ جاؤنگا اور اگر جاؤنگا تو ہمراہ اُنکے ساتھ
رہونگا اور خداوند ایک فوج میں ساحروں سے ڈرتا ہوں میں جاکر کیا کرونگا اور دوسرے میں کیا میری ہستی کیا اگر دل
پر جبر کرکے چلا بھی جاؤں تو وہ اتنا بڑا ساحر زبردست ہے کہ اُسکے مقابلے اور روک کے لیے بڑے بڑے لوگ جانا چاہیے
ہیں نہ کہ مجھ سا حقیر اب جب امیر نے یہ دیکھا کہ عمرو اب باتیں بنائے جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آجکل مفلس ہے کچھ روپیہ کی آسیے

ضرورت ہے اب یہ سوچئے کہ کیا تدبیر ہو کہ یہ جلدی سے جائے اور اس کام کو انجام دے اور اسکی ضرورت بھی رفع ہو جائے
الغرض بہ شنودہ بادشاہ اسلام امیر کشور گیر نے قلم دوات کاغذ منگوا کر پرچہ لکھا کہ جو اس مہم کو جا کے سر کرے اور طیران زرین
بال کو جا کے پکڑ لائے ہم دس ہزار روپیہ اور ایک خلعت بیش بہا اور ایک تلوار آبدار نہایت قیمتی اُسے عطا کرینگے اور یہ پرچہ
لکھکر تمام عیاروں کو بلایا اور اور سرداروں کو بھی جمع کیا اور کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اس کام کو انجام دے اور اس مہم
اہم کو سر کرے وہ اس پرچے کو اُٹھائے اور رقم مندرجہ پرچہ ہذا کا مستحق ہو اور علاوہ اس رقم کے ہماری خوشنودی اور اپنی
بہبودی کا مستحق ہو یہ کہکر اس پرچہ کو اُس طرف کو ڈال کے گرا دیا کہ جدھر خواجہ عمرو کھڑے ہوئے تھے اور بھی عیار اور سرداران
لشکر امیر بیٹھے اور قصد کیا کہ اس پرچے کو بڑھکر اُٹھا لیں اور خشخاش سے زمین سے اُچک اُچک کر دوڑے مگر یہ لالچی اور طامع زر
خواجہ عمرو کب چوکتے ہیں اور کب اس پرچے کو چھوڑتے ہیں یہ جو بیٹھے تو فقط اسی کے تھے کہ امیر باتوقیر کچھ فرمائیں تو پھر ہمیں
اس کام کو انجام دیں اب جب دیکھا عمرو نے کہ مطلب ہمارا تو حاصل ہو گیا اور جو چاہتے تھے وہ گویا مل گیا ہے فوراً عمرو آگے
بڑھے اور ایک کر بعجلت تمام ہاتھ بڑھا کر اُس پرچے کو روک ہی تو لیا اور ان سب عیار اور سرداروں سے للکار کر کہا کہ او
ناہنجار و جوانمرد گو ناعیار و کیوں کمبختیاں آئی ہیں کیوں اپنی شامتیں بلواتے ہو اور عمداً اجل کے منہ میں جاتے ہو اور موت
کا طعمہ ہوتے ہو تو بھلا تم کیا کر سکو گے اور جا کر کیا بناؤ گے ارے جائینگے تو ہمیں جائینگے اور اس کام کو انجام دینگے تو
ہمیں دینگے اور اس مہم کو سر کرینگے تو ہمیں سوائے ہمارے اور کسی میں بھی تم میں سے اتنا جگر ہے کہ اس مشکل کے پہاڑ کو اپنے
سر پہ اُٹھائے اور اس بوجھ کو سنبھال لے اس کام پر کیا ہے اور اتنی آتی مہموں میں کون گیا اور کس نے اپنی جان کو کچھ نہ سمجھا
سوائے ہمارے کیسا جگر اور حوصلہ ہے کہ جو ادھر کا رخ کریگا بس بس جائیے آپ سب صاحب اپنے اپنے ٹھکانے پر واسطے بیٹھیے اور
یہ کہکر اُس پرچہ کو لیے ہوئے امیر کے سامنے بڑھے اور کہا کہ اے امیر اگر یہ سچ ہے تو میں یوں نہ مانونگا اس کاغذ پر اپنی مہر ثبت فرما دیجئے
تو پھر میں ابھی جاتا ہوں قبلہ بندہ تو اب دم بھر نہ ٹھہریگا بس آپ نے مہر کی اور بندہ روانہ ہوا گھڑی بھر کی بھی دیر نہ لگیگی یہ سنکر امیر
باتوقیر ہنسے اور پرچہ کو لیکر انگشتر مہری اُتار کر اپنی مہر اُس کاغذ پر ثبت کر دی اور خواجہ عمرو کے حوالے کر دیا خواجہ عمرو عیار
اُس کاغذ کو لیکر روانہ ہوئے قنطورہ زربفتی پیشانی پہ سنہری گوپین عیاری اپنے بدن پر چست کرکے دربند عقابیہ کی راہ
لی اور عیار بھی عقب میں خواجہ کے روانہ ہوئے جلد جلد منزل بہ منزل راہ کوہ و جبل طے کرتے ہوئے جاتے ہیں

لیکن اب یہاں پر دو کلمے داستان طیران زرین بال کے بیان کر دینا مناسب ہے کہ وہ گبر ناہنجار اور ساحر بدکردار کس حال سے ہے اور کس کیفیت میں ہے

جب طیران زرین بال نے خبر آمد آمد پیش خیمہ صاحبقرانی کی سُنی کہ لشکر ظفر پیکر امیر حمزہ صاحبقران نے اس دربند
کی طرف عنان عزیمت جولان کی ہے اور عنقریب پیش خیمہ صاحبقرانی یہاں پر جلوہ افروزی کیا چاہتا ہے تو اسکے ہوش و
حواس گم جاتے رہے اور ساری سحر و ساحری بھول گیا اور دماغ رفو چکر ہو گیا عقل باختہ ہو گئی اسی گھبراہٹ میں
ملکہ عربدہ جو کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئی تو اُس سے کہا کہ اے ملکہ عربدہ جو پیش خیمہ امیر حمزہ صاحبقران اسلوف
آتا ہے اور عنقریب آرہے معلا سے صاحبقرانی اسلوف نزول اجلال فرمائیگا اے ملکہ عربدہ جو تو بہت جلد جا کر پیش خیمہ امیر
اور عیاران اسلام کو جس طرح ہو گرفتار کرلے اور جس طرح ہو سکے دربند عقابیہ کو اس بلا سے نجات دے کہ تیرے سوا اس کام
کے لائق اور دوسرا کوئی شخص میرے ذہن میں نہیں آتا اگر تو اس کام کو باخیر و خوبی انجام دیگی تو یہ باعث خوشنودی
ہمارا اور تمہاری بہبودی کا ہوگا اے ملکہ عربدہ جو یہ وقت اِسی قسم کا ہے کہ تم جا کر اِس مہم اہم کو سر کرو اور

اس بارے بے درمان کو یہان سے ٹالوای ملکہ اگر اس امر مین کچھ بھی تعویق اور تامل تمنے کیا اور یہ وقت ہاتھ سے نکل گیا تو پھر کچھ بنا سے نہ
بنیگی اور سواے دست تاسف ملنے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا کیونکہ ابھی لشکر صاحبقرانی وادی مین ہی اور سرحد دربند عقابیہ تک نہین پہونچا
ہی اب عنقریب آیا ہی چاہتا ہی صرف ایک منزل راہ باقی ہی ایک ہی آدہ دن مین یہان آجائینگے اور ہم منہ دیکھکر رہ جائینگے
یہ سنکر ملکہ عربدہ جو نے سامان سفر اور عیاری وغیرہ درست کرکے اپنی راہ لی اور طیران زرین بال سے کہا کہ ای طیران
زرین بال منہ سے تو کچھ نہ کہونگی مگر خیر جو کچھ کام کرونگی وہ تم خود ہی دیکھ لوگے تو سہی جو اس لشکر کو تاخت و تاراج نہ کر دون
اور نہین تو اپنا نام پھر سے بدل ڈالون آجتک مین نے کسی بات کو منہ سے نہین نکالا اور خیر اب جس بات کو منہ سے نکالا ہی یا تو
اسے پورا کر آؤنگی اور یا پھر منہ نہ دکھاؤنگی یہ باتین کرکے طیران زرین بال کے پاس سے اٹھی اور جلد جلد اپنا سب اسباب
درست کرکے ساٹھ ستر خواصین نہایت چست و چالاک کہ وہ قریب قریب اپنے فنون عیاری اور ساحری اور عربدہ جوئی وغیرہ
مین ملکہ عربدہ جو کے برابر تھین اپنے ہمراہ لیکے روانہ ہوئی اور ایک دس بارہ کوس دربند عقابیہ سے نکل کر ایک باغ تھا
نہایت پُر فضا اور طرب خیز اور فرحت انگیز اسمین جاکر فروکش ہوئی اور ایک شخص تھا آہوان جادو نام وہ ملکہ عربدہ جو کا کا
تھا اور نہایت فنون ساحری اور عیاری اور شعبدہ بازی مین مشاق بلکہ یگانۂ آفاق تھا مثل و نظیر اپنا نہ رکھتا تھا اُس باغ
کے قریب قیام پذیر تھا اُسے کسی کو بھیجکر طلب کیا اور کہلا بھیجا کہ ای آہوان جادو مین ایک نہایت اشد ضرورت سے اس جگہ
فروکش ہوئی ہون اور تمہارا آنا یہان پر فرض اور واجبات سے ہی بس تمکو چاہیے کہ اپنا ساز و سامان عیاری و ساحری درست
کرکے جلد میرے پاس چلے آؤ کھانا دانا کھاؤ پیو تو یہان دعوت مین تمہارے انتظار مین یہان ٹھہری ہوئی ہون تم آؤ تو کوئی
مشورہ ٹھہراکر اور کوئی بات قرار دے کر کاربند ہون جب آدمی ملکہ عربدہ جو کا آہوان جادو کے پاس پہونچا بس اُسی وقت
وہ اپنا ساز و سامان درست کرکے اُس باغ کی طرف روانہ ہوا جب اُس باغ مین پہونچا اور ملکہ عربدہ جو سے ملاقات ہوئی سارا
حال ملکہ عربدہ جو نے بیان کیا کہ ای آہوان جادو لشکر امیر حمزہ صاحبقران کا قریب پہونچا ہی طیران زرین بال نے مجکو
روانہ کیا ہی کہ مین پہونچکر سد راہ ہون اور اُس لشکر کو روکون اور عیاران اسلام کو گرفتار کرون تو ای آہوان جادو مین نے
تمکو اسواسطے بلایا ہی اور اسلیے تکلیف دی ہی کہ مین تو اس جگہ ٹھہری ہوئی ہون اور تم آگے بڑھکر محل مناسب دیکھکر ایک چوکی
آہوان سحر کی تیار کر دو اور خود بھی بشکل آہوے صحرائی بنکر اپنے کو اُس گلۂ آہوان سحر مین ڈال دو اور نگاہ رکھتے رہو کہ جب لشکر
اسلام تمہارے قریب آجاے تو تم فرد فرد اُسکو کسی نہ کسی طرح گرفتار کرکے اپنے قابو مین کرو اور مجکو خبر کرو مین تمہارا پیغام
سنتے ہی بہت جلد پہونچ جاؤنگی آگے تمہاری جیسی راے ہو یہ سنکر آہوان جادو نے جواب دیا کہ بہت مناسب اور نہایت انسب
ہی کہ آپ یہین قیام فرمائیے مین آگے بڑھکر ایک چوکی آہوان سحر کی قائم کرتا ہون اور آپ کے ارشاد کے موافق اپنے تئین بھی
اُس گلۂ آہوان مین ڈالدونگا اور آپ کو وقت ضرورت خبر کر دونگا یہ کہکر آہوان جادو نے ایک چوکی آہوان سحر کی آگے
بڑھکر قائم کر دی اور خود بھی ایک آہو کی شکل اُسی گلۂ آہوان مین جیب رہا اب اسکو تو اس حال پر چھوڑ دیجیے اور حال خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری کا بگوش دل سماعت فرمائیے کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جب یہان سے روانہ ہوے و مہتر قران حبشی
اور برق فرنگی اور ضرغام شیر دل اور ابو الفتح اصفہانی وغیرہ کو ساتھ لیکر بیتاب بھاگا بھاگ دو منزلہ اور سہ منزلہ
برابر طی کرتے ہوے اور راہ دشت و جبل علی الاتصال قطع کرتے ہوے چلے جاتے ہین اور جو منزل ایک دن مین طی کرنیکی
ہی اُسکو دو ہی پہر مین طی کر لیتے ہین کسی مقام پر قیام نہین جب ساتھی بہت ہی تھک جاتے ہین اور طاقت رفتار باقی
نہین رہتی اور وہ نہایت مجبور کرتے ہین کہ خواجہ اب تو براے خدا قیام کیجیے اب طاقت رفتار نے بالکل جواب دیدیا
ہی مگر یہ کسی کی نہین سنتے جب خود ہی کچھ بھوک معلوم ہوتی ہی اور ساتھ والے حد سے زیادہ مضطر ہوتے ہین تو ایکدم کے دم

کسی مقام دلکشا اور وحشت افزا مین قیام کرتے ہین اور جو کچھ میوہ دانہ جنگلی مل جاتا ہی یا اور جو کچھ از قسم غذا میسر ہو جاتا ہی اُسے
کھا پی کر شکر خدا بجا لاتے ہین اور پھر آگے چلتے ہین اسقدر تیز چلے کہ اگرچہ پہلوان عادی اپنا سامان لیکر عمرو سے بہت پیشتر
چلا تھے مگر بھلا عمرو کا مقابلہ کب کر سکتے تھے اور اُنکے برابر کب چل سکتے تھے راستہ مین پہلوان عادی سے ملاقات ہوئی
خواجہ نے پکار کر کہدیا کہ ہم بڑھتے ہین تم بھی جلد قدم بڑھاے ہوے چلے آؤ اور تیز جانا شروع کیا جاتے جاتے جیسے ہی قریب
اُس گلۂ آہوان کے پہونچے اور آگے بڑھنے کا قصد کیا ہی تھا کہ ایک آواز خوفناک پیدا ہوئی کہ باش باش او نابہنجار کہان
جاتا از دہام آہو پہنچے دیکھ تو کیسی سزا ملتی ہی بس جیسے ہی یہ آواز خواجہ نے سنی جب اپنے عیارون سے الگ ہو کر گلیم عیاری
[illegible] کر لباس فقیرانہ علیحدہ ہو رہے اور اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ مقام خالی از سحر نہین ہی یہان کوئی ساحر ضرور ہی پیسا
ششش و پنج بیکار نہ تھا یہ کہکر جلدی سے وہان سے قدم اُٹھایا اور ایک تھوڑی دور پر ایک چشمہ پانی کا نہایت پر فضا اور
با صفا تھا کنارے اُس چشمے کے بیٹھکر جیب سے ایک تھالی نکالکر ستو گھولنے لگے یہ بیٹھے ہوے ستو گھول رہے تھے کہ یکایک
[illegible] جب آہو تو وہین کھڑے رہے مگر اُس گلۂ آہوان سے ایک بہت بڑا آہو جو کڑی بھر کے اُس فقیر کے پاس آیا اور زمین پر گر کے ایک
لوٹ مار کر بشکل انسانی متشکل ہوا اور اُس فقیر کو آکر نہایت ادب سے جھک کر سلام کیا فقیر نے کہا کہ بابا یہ تو کچھ فقیر کی سمجھ مین
نہ آیا کہ کبھی جانور ہی اور کبھی آدمی کیا کوئی اسم تجھے یاد ہی کہ جسکی وجہ سے تو جب چاہتا ہی جانور بن جاتا ہی جب چاہتا ہی آدمی
بن جاتا ہی یہ کیا سحر کہ ہی کچھ فقیر سے بیان تو کر اور ارے بابا اگر تو کوئی بھوت پریت ہی اور فقیر کو کھانے کے ارادے
سے آیا ہی اور بھوکھا ہی تو فقیر کے لقمہ کرنے سے کیا حاصل ہی یہ ستو حاضر ہین فقیر سے لے اور کھا اور مجھے چھوڑ دے فقیر
کی سوکھی ہڈیون مین کیا مزا آئیگا اُسنے جواب دیا کہ باباجی تم گھبراؤ نہین مجھے تم سے کوئی سروکار نہین ہی مین تمہارے
کھانے کے لیے نہین آیا ہون اور نہ بھوکا ہون کہ تمہارے ستو کھاؤن باباجی بات یہ ہی کہ لشکر امیر حمزہ صاحبقران کا
دربند عقابیہ کی طرف آتا ہی اُس لشکر مین خواجہ عمرو عیار ضرور ہوگا اور مجھے اُسکا تفحص ہی اُسی کے ڈھونڈھنے کے
لیے نکلا ہون باباجی تم نے تو عمرو کو نہین دیکھا فقیر نے کہا کہ بابا مین تو عمرو کو نہین پہچانتا کہ وہ کون ہی بابا یہ تو بتلاؤ
کہ وہ کون ہی اور کس قسم کا آدمی ہی اور اسکے تفحص کی تجھکو کیا وجہ ہی اُسنے جواب دیا کہ باباجی بات یہ ہی کہ وہ لشکر امیر حمزہ
صاحبقران کا بڑا زبردست عیار ہی اور نہایت تیز و چالاک ہی لشکر امیر کا دربند عقابیہ پر چڑھائی کرنے کو آتا ہی اور
امیر کا قاعدہ ہی کہ پہلے وہ کسی سردار کو روانہ کرتے ہین تو اس معرکہ مین یقین ہی کہ امیر نے پہلے اُسی کو بھیجا ہوگا مین حکم
[illegible] کرنے کو نکلا ہون یہ سنکر فقیر رونے لگا اُسنے پوچھا کہ بابا تم روتے کیون آخر تمہارے رونے کی
کیا وجہ ہی کچھ بیان تو کرو فقیر نے کہا کہ بابا میرا حال کچھ قابل استفسار اور لائق اظہار نہین ہی اُسنے کہا کہ باباجی کچھ تو بیان
کرو جب اُسنے بہت اصرار کیا تو فقیر نے رو رو کر کہا کہ بابا آج رات کو مین نے ایک گانون مین جو یہان سے بہت ہی قریب
ہی قیام کیا تھا مین تو سو رہا بس کوئی شخص آکر میری عمر بھر کی کمائی جو مین نے کن کن دقتون سے صحرا نوردی کرکے
جمع کی تھی اُٹھا لیگیا اور بابا مجھے بالکل خبر نہین ہوئی اب سحر کو جو مین اُٹھا دیکھتا کیا ہون کہ فقیر کی تو جمع جتھا جو کچھ تھی وہ غائب
ہوگئی اور بابا یہ گٹھری پڑی ہوئی ہی معلوم ہوتا ہی کہ لشکر امیر کا قریب آپہونچا اور وہ شخص جو گٹھری میری اُٹھا لیگیا وہ عمرو ہی تھا
اور اپنی بغل سے ایک گٹھری نکالکر سامنے اُسکے پھینکدی کہ دیکھو باباجی گٹھری وہ کمبخت چھوڑ گیا اُسنے پوچھا کہ باباجی اسمین
کیا ہی فقیر نے کہا کہ بابا کھول کر دیکھ لے مین نے تو اپنے رنج و صدمہ مین ابتک اُسکو کھول کر نہین دیکھا اُسنے اُس گٹھری کو
کھول کر دیکھنا شروع کیا دیکھا بہت سے گدڑے چیتھڑے نکلے اور اُس گدڑے مین ایک بلور کی سرمہ دانی اور نہایت
خالص سونے کی سلائی رکھی ہوئی تھی اُس نے کہا کہ باباجی میرے نزدیک تو تمہاری سب جمع کے برابر

سرمہ دانی اور سلائی ہو گی تم اسقدر اداس کیوں ہوتے ہو فقیر نے کہا کہ بابا مجھے مال دنیا سے کیا کام ہو میری گٹھری میں معلوم
نہیں کیا کیا چیزیں ہیں اور کن کن مخلوقوں سے ہاتھ آئیں ہیں یہ کہکر کہنے لگا کہ بابا اچھا دیکھو تو اس سرمہ دانی کے اندر
سرمہ ہی ہو یا اور کچھ ہو اس شخص نے اُس سرمہ دانی کی ڈھکنی جو کھولی تو اُس سرمہ دانی میں سے ایک دھواں سا اُٹھا اور دماغ
میں اُسکے جو بو گئی وہ شخص بیہوش ہو کر دھڑ سے زمین پر گرا بس اُسکا زمین پر گرنا کہ خواجہ نے اپنی جگہ سے اُٹھکر تیغہ کمر سے کھینچکر
جھٹ سے اُسے ذبح کر ڈالا بس اُسکے ذبح ہوتے ہی ایک غل اور شور اور ہنگامہ عظیم برپا ہوا اور ایک سیاہ آندھی چلی اور وہ جگہ
تمام دھواں دھار ہو گئی جب وہ دھواں اور آندھی برطرف ہوئی تو ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من آہوان جادو بود بس
اس آواز کے پیدا ہوتے ہی خواجہ عمرو شکر خدا بجا لائے اور اپنے دل میں کہنے لگے کہ فال تو اچھی ہوئی ہو انشاء اللہ اس معرکہ
میں بھی امیر کی فتح ہو گی اور وہ آہوان سحر جو کھڑے ہوئے تھے وہ سب زمین پر گر گئے اور وہیں بارے سب کے سب بشکل انسانی
شکل ہو کر وہاں سے بھاگے اور جا کر ملکہ عربدہ جو سے یہ ساری حقیقت بیان کی کہ اے ملکہ ہم سب آہو بنے ہوئے کھڑے تھے
کہ ایک چشمہ پر ایک فقیر آ کر بیٹھا آہوان جادو بشکل انسانی شکل ہو کر اُسکے پاس گیا اور جا کر اُس سے کچھ باتیں کیں اور ہمکو
اُسی جگہ کھڑا رہنے دیا معلوم نہیں کیا باتیں ہوئیں مگر ہم نے دور سے یہ دیکھا کہ اُس فقیر نے ایک گٹھری نکالکر اُسکو دی آہوان
جادو نے اُس گٹھری کو کھولا اس میں سے ایک سرمہ دانی اور ایک سونے کی سلائی نکلی آہوان جادو نے اُس سرمہ دانی کو کھولا
جیسے ہی اُس سرمہ دانی کو کھولا ویسے ہی وہ بیہوش ہو کر وہ زمین پر گرا اور اُس فقیر نے اُسے اُٹھکر ذبح کر ڈالا ہم سب مجبور
ہو کر چلے آئے کیونکہ ہم بغیر حکم آہوان جادو کیا کر سکتے تھے یہ سُنکر ملکہ عربدہ جو نے کہا کہ افسوس آہوان جادو مارا گیا گویا
نصف قوت میری سلب ہو گئی معلوم ہوتا ہو کہ یہ فقیر تو خواجہ عمرو ابن امیہ ضمری عیار طرار تھا سوائے اُسکے یہ چالاکی کسی میں
نہیں ہو اور یہ کہکر اپنی خواصوں سے کہا کہ تم سب یہیں ٹھہرو ہم آتے ہیں اور ایک جوگن کی شکل بنکر تمام بدن پر بھبوت ملا
ایک ساری زرد باندھ لی بانسری ہاتھ میں لی اور ایک ستاری کندھے پر رکھی جوڑا سر پر باندھا اور تمام بانے فقیری سے
زیب بدن کر کے روانہ ہوئی اور یہاں کا حال سُنئے کہ ابھی خواجہ عمرو یہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ پہلوان عادی پیش خیمہ صاحبقرانی
لئے ہوئے آ پہونچے خواجہ سے ملاقات ہوئی پہلوان عادی نے پوچھا کہو استاد کیا نقشہ ہو اور کیا گذری خواجہ نے کہا کہ اچھی
گذری ایک بڑے زبردست ساحر اور بڑے چالاک عیار آہوان جادو کو واصل جہنم کیا فال تو اچھی آئی ہو دیکھیے اب آئندہ
کیا نتیجہ ہوتا ہو پہلوان عادی نے کہا کہ اُستاد گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہو خداوند رب العزت اچھا ہی کریگا عمرو نے کہا کہ
ہاں گھبراہٹ کا ہیکو ہو انشاء اللہ سب اچھا ہی اچھا ہو یہ کہکر پہلوان عادی سے کہا کہ اچھا اب تم اسی مقام پر قیام کرو اور
بارگاہ سلیمانی استادہ کرو لشکر کو بھی اُترنے کا حکم دو کیونکہ قرینہ سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ یہاں سے دربند عقابیہ کی سرحد شروع
ہو یہ سُنکر پہلوان عادی نے حکم دیا کہ یہیں فرودگاہ لشکر معین کی گئی تمام لشکر اسی جگہ اُترے اور قیام کرے اور بارگاہ
سلیمانی قائم کیجائے حسب الحکم پہلوان عادی کے لشکر اُترنا شروع ہوا اور خدام نے اُس مقام کو بہت جلد صاف و
شفاف کر کے خیمے نصب کرنا شروع کیے جب سب لشکر اُتر چکا اور خیمے سرداران لشکر کے برپا ہو چکے تو اب پہلوان عادی
خود اُٹھے اور بارگاہ سلیمانی کے استادہ کرانے میں مشغول ہوئے اشعار ✽ بپا خیمہ شاہ والا ہوا ✽ شرف اُس زمین کا
دوبالا ہوا ✽ زمین کا خطاب آسمان سے یہ تھا ✽ مرے سامنے تیری ہستی ہو کیا ✽ الغرض وہ جوگن جلد جلد اُس باغ
سے نکل کر روانہ ہوئی اور یہاں سب سامان درست ہو چکا قریب خیموں کے اکثر لوگ ٹہلنے لگے دیکھا کہ ایک جوگن سامنے
سے کچھ اشعار اپنی بانسری میں گاتی ہوئی چلی آتی ہو مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا گا رہی ہو ابھی سب اُس جوگن کو دیکھ
رہے تھے کہ یکایک ایک جوگی کو دیکھا کہ وہ اس لشکر سے نکلکر اُس جوگن کی طرف بڑھا یہ لوگ اب حیرت سے دیکھنے لگے

سنکر صاحبقران مین جوگی کچا یہ اسقدر جلد کس طرف سے نکل آیا اب اس جوگن نے جو جوگی کو آتے دیکھا تو اور بھی لٹک لٹک کر گانے لگی مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا گاتی ہی لیکن آواز ایسی دلکش ہی کہ اپنی طرف کھینچے ہی لیتی ہی مگر غور کر کے جب سُنا تو اُنکی سے معلوم ہوا کہ کچھ اشعار فقیرانہ گا رہی ہی اور گانے گاتے ایک جگہ بیٹھ گئی یہ جوگی بھی اُسکے قریب بیٹھ گیا اب یہ سب غور سے جو کان لگا کر سنتے ہین تو کیا سنتے ہین کہ وہ جوگن اپنی بانسری مین یہ خمسہ گا رہی ہی خمسہ

براہِ ان دونون جو چاہیا تنک جنوائی کا | بھرے ہی در بدر خورشید کاسہ لے گدائی کا | فقیرون نے کیا ہی واجبہ ساری خدائی کا

طریقہ سیکھا اُن نے یا صاحب جدائی کا | غرض رنگا ہی رنگ ایک ایک نے اچھ ذمانی کا

القصہ یہ جوگی اُسکی بانسری سنتے سنتے گویا مست ہو گیا اور اپنی بانسری اُٹھا کر یہ بھی گانے لگا ایسا گایا کہ وہ جوگن بھی اُسکی بانسری سنکر مست ہو گئی اور بہت تعریف کی کہ واہ واہ واہ آپ کو تو اس فن مین مجھ سے بھی زیادہ دستگاہ معلوم ہوتی ہی کچھ اپنا حال تو بیان کیجیے کہ آپ کون شخص ہین اور کہان سے آتے ہین اُس جوگی نے اُس جوگن کا حال پوچھا کہ تم اپنی کیفیت پہلے بیان کرو پھر مجھ سے پوچھنا مین کون ہون اُس جوگن نے کہا کہ غزل

مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
ای آہ و نالہ مجھ سے نہ آگے چلو کہ مین
جون گل ہزار جاے گریبان دریدہ ہون
تیغ نگاہ چشم ہی تیری نہین حریف
خون جگر سے مین بھی تو دامن کشیدہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون سیج دانقول ایہ

گریان بشکل شیشۂ خندان لبِ جام
بھرا ہون کار دان آسمان ساز جریدہ ہون
وہ آپ سے زبان زد عالم ہین ورنہ مین
عالم مین قطرۂ قطرۂ خون چکیدہ ہون
غافل ہی کیون نرامی زقت سے گلشن دل
جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

ای بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
اس میکدے کے بیچ عبث آرمیدہ ہون
کوئی جو پوچھتا ہی کہ کس پر ہو داد خواہ
اک حرف آرزو سو بلب نارسیدہ ہون
اُڑتا ہی جا کے گل کی تسلی چمن مین تو
ای بیخبر مین نالۂ حلق بریدہ ہون

یہ سُنکر اُس جوگی نے کہا کہ ارے صاحب تمنے سب کچھ رام کہانی سنی اور مجھے بیان کی لیکن اس سے کوئی خاص مطلب پیدا ہوا اور نہ کوئی صاف صاف بات اصل سے منکشف ہوئی اور نہ یہ معلوم ہوا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئی ہو اور یہان تمہارے آنے کی کیا وجہ ہی مین پوچھتا کچھ ہون اور تم جواب کچھ دیتی ہو صاف صاف بیان کرو کہ جس سے کوئی مطلب پیدا ہو یہ سُنکر اُس جوگن نے کہا کہ اب جو تمکو استفسار حال پُرملال ہی اس فقیرنی کے اصرار ہی تو اب داستان حیرت بیان اور قصہ عبرت نشان اپنا وارہ وطن غریب و بیکس کا سنو کہ مین اور شوہر میرا نہایت حسین و خوبصورت ہی اپنے گھر مین بیٹھے کھیلتے ہین اور آرام سے بسر کرتی تھی اور خدا قوت لایموت پہنچاے جاتا تھا بےمنت خلق اپنے گھر مین سب سے الگ تھلگ رہا کرتی تھی نہ کسی کا لینا نہ کسی کا دینا نہ کسی سے غرض نہ مطلب مگر اتفاقات روزگار قضاے کار شوہر نامدار میرا بہ ظلم و ستم کفاران نابہنجار و ستم شعاران بدکردار گرفتار رنج و آزار ہو گیا اور اس ناوقت روزگار ظالم و جفا کار ساحر زبردست دشمن زبردست گبر بدست کافر لقا پرست جو فرشتہ قدرت لقا مشہور ہی اور نام اُسکا طراران زرین بال ہی اُسکے قلعہ مین مقید بہ قید شدید اور معذب بعذاب سخت و صعب ہی اور لاکھ لاکھ کرور کرور تدبیرین اور فکرین کین مگر وہ کافر خاسر کسی طرح رہا نہین کرتا اُسی کے فراق مین مین نے اپنا یہ حال بنایا ہی اور اُسی کے ہجر مین دل کو صبر و قرار نہین ہر دن گریہ و زاری مین اور ساری رات نوحہ و بیقراری مین گذر جاتی تھی رات دن اختر شماری اور ماتم و زاری مین بسر ہوتی تھی آخرکار جب دل کو قرار نہ پڑا اور حال نہایت ابتر ہوا تو ایک شب دل نے یہی کہا کہ بس اب جوگن بنکر نکل چل اور کوہ و صحرا کی راہ لے یہ خیال کر کے روتے روتے آنکھ لگ گئی اور بیخبر سو گئی تو اثناے خواب مین قریب صبح ایک بزرگوار نورانی شکل کو دیکھا کہ نہایت ہی عظم و شان وجلالت و وقار سے میرے

پاس تشریف لاتے ہیں اور بہت سا خدم و حشم اور بہت سے خدام والا مقام انکے ساتھ ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ اے عورت بغداد
دیمقنا نہو اور اس قدر نوحہ و زاری اور گریہ و ماتم نہ کر جستجو ہو سکے یہاں سے نکل اور راہ دشت و جبل اختیار کر ایک صحرا میں تجھے
ایک شخص اس شکل و شمائل کا ملیگا نام اسکا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہو لشکر امیر حمزہ صاحبقران سلطان سلیمان نشان کا بہت
بڑا عیار زبردست ہی تو اُس سے جا کر ملاقات کرنا کہ وہی طیران زرین بال کا قاتل ہوگا وہی اُسے قتل کریگا اور تیرے
شوہر کو قید سے رہا کر کے تجھ سے ملا دیگا تو اطمینان رکھ یہ خواب دیکھکر میں اُٹھی اور اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ خواب رویائے
صادق ہی گویا میرے تصور کی تصدیق ہو گئی اور اپنے دل میں یہ یقین کر لیا کہ ضرور میں اپنے ارادے پر کامیاب ہونگی
اور ضرور میرا شوہر مجھ سے مل جائیگا یہ سوچکر کل اسباب فقیری تیار کر کے ہیئت بدلانے کو چھوڑ کر گھر بار اور مال و اسباب سے
منھ موڑ کر جنگل کی راہ لی کئی مہینے مجھے صحرا نوردی اور بادیہ پیمائی کرتے گذر گئے ہیں اور اب حال میرا یہ ہی **مصرع** پانون
سوجے ہوئے تلووں میں چبھتے ہیں کانٹے ۔ مگر ابتک تو اُس شکل و شمائل کا کوئی آدمی نہیں ملا اور میرا مقصود دلی حاصل
نہیں ہوا اس تقریر پر یہ حال سنکر اُس جوگن سے کہا کہ اگر تمہیں کچھ شکل اُسکی جو اُن بزرگ نے بتائی تھی یاد ہو تو مجھ سے
بھی بیان کرو اُس جوگن نے کہا کہ صورت تو اب مجھے نہیں یاد رہی کیونکہ کئی مہینے کا یہ ذکر ہو مگر اسی احتیاط سے میں نے
اُسی وقت خواب سے اٹھکر اُسی خیال پر ایک تصویر کھینچ لی تھی وہ البتہ میرے پاس ہو اُس جوگی نے کہا کہ وہ تصویر مجھے
دکھا سکتی ہو کہنے لگی کہ ہاں تصویر کے دکھا دینے میں کیا عذر ہو اور وہ تصویر نکال کر اُس جوگی کو دکھائی اب جو یہ جوگی اُس
تصویر کو دیکھتا ہی تو ہو بہو خواجہ عمرو ہی کی تصویر ہو اب یہ جوگی اپنے دل میں یہ سوچا کہ عورت تو کچھ سچی معلوم ہوتی ہو اپنے
تئیں بتلا بھی دو اور نام اپنا ظاہر بھی کر دو اگر یہ عیارہ اور ساحرہ ہوتی تو اس بیان کو ظاہر کرنے میں یہ رونی نہ جاتی پس
یہ سوچکر اُس جوگن سے کہا کہ ای جوگن تم اس تصویر کو بھلا میری صورت سے ملا کر تو دیکھو کہ میری صورت سے ملتی ہو یا نہیں
اس جوگن نے کہا کیوں اسکی کیا وجہ ہو یہ سنکر اُس جوگی کو ہنسی آئی اور وہ جوگی کہنے لگا کہ ارے نصیبا تیرا جاگ
اُٹھا آگاہ ہو کہ میں ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار لشکر امیر حمزہ صاحبقران سلطان سلیمان نشان ہوں یہ سنکر اُس جوگن نے
کہا کہ مجھے یقین نہیں آتا کہ تمہیں عمرو ہو کیونکہ اگر تم عمرو ہوتے تو تمکو جوگی بننے کی کوئی وجہ نہ تھی اور لباس فقیرانہ اختیار کرنے کی
کوئی ضرورت نہ تھی عمرو نے کہا کہ سن ای جوگن مجکو جوگی کی شکل بننے کی یہ وجہ تھی کہ تجکو ایک زبردست عیارہ اور فریبی سمجھا تھا
تو اس لحاظ سے جوگی کی شکل بنکر تمہارے حال کو کھوج کرنے آیا تھا اب جو تم ایک سچی عورت معلوم ہوئیں تو مجکو چھپانے
کی کوئی ضرورت نہ تھی اور اپنے کو پوشیدہ کرنے کی کوئی جہت نہ تھی مگر اس مقام پر ناظرین کو خیال رہے کہ اس عرصہ میں
اور اتنی دیر کی گفتگو میں اکثر لوگ قریب دیوار کے اور بھی نکل آئے اور دیکھ رہے ہیں کہ اس جوگی اور جوگن سے کیا
باتیں ہو رہی ہیں اور عیاران لشکر اسلام بھی متعجب ہیں کہ آخر یہ معرکہ کیا ہو یہ جوگی کون ہو اور یہ جوگن کون ہو غرض
اُس جوگی نے جھٹ قلعہ مار کر اپنی صورت اصلی بنا لی اب جو اُس تصویر کو ملا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ بیشک یہی خواجہ
عمرو ہیں بس یہ دیکھکر تمام لوگ کف افسوس ملنے لگے اور مہتر قران وغیرہ نے کہا کہ اُستاد غضب کیا ادھر فوراً ایک
پنجہ آسمان سے گرا اور خواجہ کو اٹھا لیچلا جیسے ہی خواجہ کو پنجہ لیچلا ویسے ہی وہ جوگن بھی جھٹ پٹ بالائے برج آ رہی اور
پکار کر کہا کہ ارے نا عیارو بس اسی بل پر دعوی عیاری ہو دیکھو عیاری اسکا نام ہو اور یوں اپنا کام کرتے ہیں اور اس طرح
اپنے حریف کو گرفتار کرتے ہیں خبر ہو میں فلاں باغ میں جاتی ہوں اور وہیں قیام پذیر ہوں اگر تم سب کو کچھ دم
و داعیہ ہو تو اپنے اُستاد کو آ کر چھڑا لینا ہم بھی دیکھیں کہ تم کیسے عیار ہو اور اگر تم نہ آئے اور اگر اپنے اُستاد کو نہ چھڑایا
تو آج سے پھر نام عیاری نہ لینا وہ جوگن یہ کہکر چلی گئی اور یہاں ان سب کو کمال تعجب ہوا کہ افسوس ہم سے

اُستادونے ذکر بھی نہ کیا اور اُس جوگن کے پاس چلے گئے اور گئے تو ایسے مبہوت ہوگئے کہ آخر اُسکے پھندے مین پھنس گئے کہ مہتر قران حبشی نے برق فرنگی اور ابوالفتح اصفہانی کی طرف دیکھکر خطاب کیا کہ آیا تم مین سے کسی سے ہو سکتا ہی کہ جاکر اُستادکو چھڑا لاے یہ کلام مہتر قرن کا سنکر برق فرنگی بول اُٹھا کہ ہان ہم جا ئینگے اور انشاراللہ اُستاد کو چھڑا لینگے آخر ہم کس دن کے لیے ہین اور ہم نہ جائین تو لعنت ہی ہماری زیست پر اور تف ہی ہماری غیرت پر کہ اُستاد تو پھنس جائین اور ہم کوئی فکر اُنکی رہائی کی نہ کرین اور یہ کہکر مہتر قران تو ایک طرف کو روانہ ہوے اور یہ جرأت برق کی دیکھکر اور دنکو بھی حوصلہ ہوا اور اپنی اپنی طرف چلے مہتر قران حبشی بھی تھوڑی دور پر ایک جھیل تھی اُسکے کنارے بیٹھکر فکر عیاری کرنے لگے اور حال عیارون کا دریافت کرنے لگے

اب اس مقام پر دوسرے داستان ملکہ عربدہ جو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ اپنے باغ مین پہونچی اور پہونچتے ہی ایک نامہ طیران زرین بال کو روانہ کیا کہ اے طیران زرین بال مین نے باقبال خداوندی خواجہ عمرو مین امیہ ضمری عیار مع سرعسکر لشکر صاحبقران کو تو گرفتار کر لیا ہی مگر جوش مسرت مین چند عیاران لشکر اسلام سے دعدہ کر آئی ہون کہ اگر تم سب مین کچھ دم واجب ہی تو عمرو کو آکر چھڑا لینا اور گویا بہت بڑا فساد لا آئی ہون یقین ہی کہ وہ سب بفکر رہائی خواجہ عمرو عیار نکلینگے اور میرے باغ تک آپہنچینگے بس اُنکو بھی گرفتار کرون تو مع عمرو حاضر حلقہ عقابیہ کرون بعد اُسکے لشکر کی خبر ہوگی اور اگر لات ومنات معلی نے مدد کی تو سارے لشکر کا ناس کرتی جاؤن بعد ہ اُسنے خواجہ عمرو کو ایک ستون سے کسکر باندھ دیا اور لشکر صاحبقرانی سے لیکر اپنے باغ تک پہرے بٹھا دیے کہ جو کوئی عیار جس حیثیت سے ہمارے باغ کا قصد کرے فوراً خاک اُڑکر ہمکو خبر کرے اور بعد اُسکے اُن ساتھ ستر خواصون کو بلاکر سامان شراب خواری مہیا کیا جام شراب گلرنگ گردش مین آیا ملکہ عربدہ جو مع اپنی خواصون کے شرابخواری کر رہی ہی اور جو دور جام مین نہ جاتا ہی اُسے خواجہ پر پھینک دیتی ہی اور کہتی ہی کہ کیون خواجہ کیا نقشہ ہی اسوقت تمہارے دل پر کیا گذر رہی ہی بس خواجہ صاحب اسی بل بوتے پہ آپ کو یہ دعوے تھے اور اسی بھونڈی عیاری پر یہ شیخی نہین اب کہو تمہارا کیا حال بتاؤن یہ کہتی ہی اور ہنستی ہی اور وہ خواصین بھی قہقہے مار رہی ہین اور خواجہ عمرو اُس ستون سے بندھے ہوے چپکے اس سکوت مین کھڑے ہوے ہین کہ افسوس مین کس بلا مین پھنس گیا اور اس عیارہ نے کیسا دام تزویر مین مبتلا کر لیا کہ یکایک خواجہ عمرو نے دیکھا کہ خاک کے تودے اوپر چلے ہین بنکر آسکتے ہین اور ایک آواز اُس خاک سے پیدا ہوتی ہی کہ اے ملکہ عربدہ جو ہوشیار ہوشیار ہو جاؤ کہ مہتر برق فرنگی ایک باغبان بچی کی صورت بنا ہوا آتا ہی عمرو اس آواز کو سنکر حیران ہوا کہ یہ طلسم کیا ہی اور کیا معرکہ ہی کہ سامنے سے دیکھا مہتر برق فرنگی ایک باغبان بچی کی شکل بنا ہوا چلا آتا ہی اور اس حسن وجمال سے آتا ہی کہ کثرت سے لوگ اُسکے ساتھ ہو لیے ہین اور اسکی صورت ہی دیکھتے ہوے چلے آتے ہین یہ دیکھکر عمرو نے سر پیٹ لیا اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ افسوس یہ بھی ہمارے ساتھ گرفتار ہوا جاتا ہی یہ کمبخت کیا خاک عیاری کریگا اور کیا اس ساحرہ کا بنا سکیگا جب پہلے ہی اُسکے آنے کی خبر ہوگئی اور ساحرہ اکبر کس غضب کی یہ ساحرہ ہی کہ زمین تک اُسکے قابو مین آگئی اور برابر خاک تک اُڑ اُڑکر خبر کرتی ہی کہ یکایک وہ باغبان بچی ملکہ عربدہ جو کے سامنے آئی اور جھک کر نہایت ادب سے ملکہ کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ اے ملکہ شکر ہی لات ومنات کی جناب مین کہ آج حضور نے کس مدت کے بعد اس باغ کو سرفراز فرما کر رونق تازہ بخشی حضور نے تو مجھے کاہے کو بھلایا ہوگا اے ملکہ یہ کنیز آپکے باغ کے داروغہ کی بیٹی ہی آپکا ورود مسعود کی خبر سنکر حاضر خدمت ہوئی ہون اور تھوڑے سے گلہاے خوش رنگ مذر خدام والا مقام کے لیے لائی ہون اور یہ کہکر تھوڑے سے پھول نہایت خوشرنگ ملکہ کو نذر دیے اور کہا کہ مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف • یہ دیکھکر ملکہ نے کہا کہ ہان مہتر

برق فرنگی یہ بھول تو خوب بدلا اے کیون عمتر برق فرنگی یہ بھول تو خوب بیہوشی کے ہونگے یہ باتین سُنکر عمتر برق کے ہوش
و حواس جلتے رہے سمجھے کہ بڑی بلا معلوم ہوتی ہی یہان سے بھاگنا چاہیے یہ خیال کر کے عمتر برق فرنگی بھاگا ہی چاہتے
تھے کہ ملکہ عجبدہ جو نے آواز دی کہ بگیر تو اُ زمین نے عمتر برق فرنگی کے پاؤن پکڑ لیے اور ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے ملکہ
نے حکم دیا کہ جلد عمتر برق فرنگی کو گرفتار کر لو اور مثل خواجہ عمرو کے اسکو بھی کسکر برابر عمرو کے ستون سے باندھ دو یہ بیچارے
بھی گرفتار ہو گئے وہ لوگ جو انکے ساتھ ہونے تھے یہ رنگ دیکھکر بھاگ گئے اور ایک غل ہو گیا کہ عمتر برق فرنگی کو بھی ملکہ عجبدہ جو
نے مثل خواجہ عمرو کے گرفتار کر لیا اب سنیے کہ عمتر برق فرنگی تو گرفتار ہو گئے اور ملکہ عجبدہ جو پھر شراب خواری مین مشغول
ہوئی کہ یکایک خواجہ نے دیکھا کہ ایک کتا نہایت ہی خوش قطع خوش قد سبک خرام سامنے سے چلا آتا ہی اب عمتر برق فرنگی
اور خواجہ دونون دیکھ رہے ہین کہ یہ کتا کہان سے آیا ہی کہ یکایک ایک بونڈا خاک کا اُٹھا اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای
ملکہ عجبدہ جو ہوشیار ہو جاؤ کہ ضرغام شیر دل ایک نہایت ہی خوبصورت کتے کی صورت بنا ہوا آتا ہی اور یکایک وہ کتا
بھی قریب آیا خواجہ عمرو کے دل پر ایک ہو گری پڑی کہ لیجیے میان ضرغام بھی گرفتار ہوے اب جو ملکہ نے آنکھ اُٹھا کر
دیکھا تو وہ کتا قریب ملکہ کے آگیا کہ ملکہ نے آواز دی کہ آؤ آؤ میان ضرغام اچھے تو ہو اسوقت کہان سے آتے ہو
بس یہ آواز سُنکر وہ کتا زمین پر لوٹا اور اپنی ہیئت اصلی پر آگیا دیکھا تو واقعی ضرغام ہی جا بتا ہی تھا بھاگے کہ ملکہ
عجبدہ جو نے آواز دی کہ بگیر بس فوراً زمین نے پاؤن پکڑ لیے اور ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکا ملکہ نے حکم دیا کہ اسکو
بھی گرفتار کر لو اور خواجہ عمرو کے برابر کسکر ستون سے باندھ دو یہ بیچارہ بھی گرفتار ہو گیا اور ستون سے باندھ دیا گیا اور
ملکہ بہت شدت سے ہنسی اور خواجہ سے کہنے لگی کہ واہ واہ واہ خواجہ صاحب یہ شاگرد بھی آپ کا کسقدر ہوشیار ہی کیا کہنا ای
خواجہ تو سہی کہ جتنے آپ کی رہائی کے لیے آئین اُن سب کو آپ کے برابر باندھ دون کیا کہنا کیا شاگرد ہین اور کیا اُستاد ہین اجی
خواجہ صاحب اب بھی تو کوئی عیاری کیجیے معلوم نہین کہ وہ کو لسے ناعیار ہونگے اور کون لوگ ناتجربہ کار ہونگے جنکو آپ نے بھانس
لیا ہوگا ہم تو جب آپکی عیاری جانتے کہ جب ہمسے کوئی چالاکی آپکی پیش جاتی یہ سُنکر خواجہ نے جواب دیا کہ ہان ای ملکہ جو تم کہتی ہو
سب بجا ہی بیشک تمہارے پھندے سے کوئی نہین بچیگا اور یہ مجھ سے کوئی نہین جاسکتا اور جو آئیگا وہ گرفتار ہوگا یہ باتین
ہو رہی تہین کہ پھر ایک لمحہ بھر کے بعد کیا دیکھتے ہین کہ ایک ساحر نہایت ہی مہیب شکل زرد زرد آنکھین سر پر جوڑا بندھا ہوا اور کچھ
چکتی چکتی لٹین کاندھون پر چھوٹی ہوئی قشقہ سیندور کا ماتھے پر دیا ہوا بڑے بڑے نہد زرد دانت جو ہونٹون کے باہر نکلے ہوے
ایک عجیب بھیانک شکل ایک دہقانی کو لیے ہوے سامنے سے چلا آتا ہی اور خاک کے بونڈے اُٹھ اُٹھکر چلے آتے ہین اور برابر آواز
آتی ہی کہ ای ملکہ عجبدہ جو ہوشیار ہو جاؤ دوبا آگاہ ہو کہ ابو الفتح اصفہانی ایک ساحر کی شکل بنا ہوا اور ایک دہقانی کو
عمتر قران کی شکل بنائے ہوے آتا ہی یہ آواز سُنکر خواجہ عمرو دھاڑین مار مار کر رونے لگے کہ ہائے افسوس میرے شاگرد یہ
تو پھنس چکے تھے اب ابو الفتح بھی آتا ہی یہ بھی گرفتار ہو جائیگا اس بدبخت کے سامنے کسی کی عیاری نہ چل سکیگی اور
جب مجھ سے گرفتار کر لیا عمتر برق فرنگی اور ضرغام شیر دل پھنس چکے تو اب کون اسکے پھندے سے بچ سکیگا الغرض
جب قریب ملکہ عجبدہ جو کے آیا جھک کر ادب سے سلام کیا اور ملکہ عجبدہ جو سے کہا کہ ای ملکہ یہ غلام حاضر ہی اور دیکھیے
یہ عمتر قران ہی غلام نے اسکو گرفتار کر لیا ہی اسکو بھی خواجہ کے ساتھ مقید کیجیے ملکہ نے ہنسکر جواب دیا کہ آؤ آؤ میان ابو الفتح
آؤ تم تو ہمارے قدیمی خیر خواہ ہو آؤ تم ہو بیشک تم نے بڑا کام کیا ہمارے بڑے دشمن کو گرفتار کر لیا ابو الفتح یہ سُنکر چہکے
چھوٹ گئے قصد کیا کہ بھاگے ملکہ عجبدہ جو نے جون ہی آواز دی کہ بگیر تو زمین نے پاؤن اسکے پکڑ لیے اور یہ ایک قدم آگے
نہ بڑھ سکا فوراً ملکہ نے حکم دیا کہ جلد اسکو بھی گرفتار کر لو اور اسکو بھی کسکر ستون سے باندھ دو فوراً حکم کے ساتھ ہی یہ بیچارہ ابو الفتح بھی

گرفتار ہو گیا ملکہ خوب قہقہہ مار کر ہنسی اور ایک جام شراب میں کچھ درد باقی تھا وہ اٹھا کر ابو الفتح پر پھینک دیا اور کہنے لگی واہ میاں
ابو الفتح کیا کہنا اصفہانی ایسے ہی زبردست و عیار ہوتے ہیں کیا زبردست عیاری اور کس قیامت کی چالاکی کی ہے کہ دل
دھک کر گیا یہ کہہ کر زور سے قہقہہ مار کر ہنسی اور کہنے لگی کہ اجی میاں صاحبزادے ہی عیار ہو گے جنہوں نے یہ سست عیاری
اور بیہودہ چالاکی کی چل جاتی ہو گی بس ایسی ہی تیرہ ہستیوں پر عیاری کا دعویٰ تھا واہ خواجہ صاحب آپکے یہ شاگرد بھی
بڑے ہی تیز طبیعت معلوم ہوتے ہیں اب خواجہ عمرو اور مہتر برق فرنگی اور ضرغام شیر دل اور ابو الفتح اصفہانی چاروں شخص
مجبور و بیبس عاجز و بیکس بندھے ہوئے کھڑے ہیں اور یہ بدبخت لکاتہ طعن و تشنیع کر رہی ہے اور شراب زہر مار کرتی جاتی ہے
خوش و خندان کر رہی ہے الغرض جب یہ خبر وحشت اثر مہتر قران کو معلوم ہوئی کہ برق زنگی اور ضرغام شیر دل اور ابو الفتح اصفہانی
یہ تینوں شخص بھی بازی ہار گئے اور انکے بنائے کچھ نہ بنی بلکہ گرفتار ہو گئے نہایت صدمہ ہوا اور بہت افسوس کیا تھوڑی دیر تک
دریائے فکر میں غوطہ زن رہے بعد اسکے کچھ سوچ کر سر زانو سے اٹھا کر یا علی ولی شاہ مردان مدد کہکر اٹھ کھڑے ہوئے بعد کرنے
باغ ملکہ عربدہ جو کا راستہ لیا ادھر سے تو مہتر قران حبشی چلے اور ادھر خاک اڑی اور جا کر ملکہ عربدہ جو کو خبر کی کہ مہتر قران حبشی
اپنی اصلی صورت پر آتا ہے خواجہ نے جو یہ آواز سنی تو یا روح سلب ہو گئی آنسو نکل آئے اور کہنے لگے کہ افسوس مہتر قران بھی پھنسے
اور ابو الفتح سے مخاطب ہو کر کہا کہ ابو الفتح مجھکو یقین یہ ہوتا ہے کہ جب مہتر قران بھی آئیگا اور یہ لکاتہ اسکو بھی گرفتار کر لیگی تو تو
پھر ہم پانچوں آدمیوں کو ضرور تہ تیغ کریگی افسوس ہے کہ موت کہاں اور کیونکر آئی کہ ملکہ عربدہ جو نے کہا کہ دیکھئے خواجہ صاحب
آپکے وہ چوتھے شاگرد بھی تشریف لاتے ہیں اور تکلف یہ ہے کہ بصورت اصلی تشریف لاتے ہیں کوئی عیاری بھی نہیں کی معلوم
ہوتا ہے کہ یہ شاگرد آپکے بڑے بہادر اور نہایت تیکھے ہیں جوش شجاعت میں بصورت اصلی تنہا تشریف لاتے ہیں شاید مجھ سے
لڑنے کو تشریف لاتے ہیں اچھا کیا مضائقہ ہے آئیں اپنا حوصلہ وہ بھی پورا کر لیں اور یہاں مہتر قران حبشی نے چلتے چلتے یہ خیال کیا
کہ ارے قران آخر یہ کیا سبب ہے کہ جو شخص جو گیا ملک عدم کو وہ وہیں کا ہو رہا اور یہ کیا رنگ ہے کہ جو گیا وہ جاتے ہی گرفتار ہو گیا اب
مہتر قران یہ خیال کرتے جاتے ہیں کہ ناگاہ نظر انکی پاؤں کی طرف پڑ گئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ جب زمین پر قدم پڑتا ہے تو گرد اڑتی ہے
ایک تیر جاکر اس باغ کی طرف جاتا ہے بس فوراً انکے ذہن میں سما گیا کہ کچھ نہیں بات یہ ہے کہ اس لکاتہ نے زمین پر اپنے مہرے
بچھا دئیے ہیں کہ جو عیار ہماری طرف چلے زمین ہوکر خبر دیدے یہی سبب ہے جو اس باغ کا قصد کرتا ہے فوراً یہ ذرہ خاک کا اڑکر
اس باغ میں جاکر اطلاع کر دیتا ہے فوراً آپ ہی ایک شیشہ دارو بیہوشی کی نکال کر ہاتھ میں لے لی اور جب قدم آگے بڑھانا
چاہتے ہیں تو زمین پر وہ دارو بیہوشی پہلے ڈال دیتے ہیں کہ قدم انکا اس دارو بیہوشی پر پڑتا ہے اور خاک کے ساتھ
وہ دارو بیہوشی بھی اڑکر اس باغ کی طرف جاتی ہے اور ان صراحیوں اور جاموں شراب میں جا کر گرتی ہے القصہ
مہتر قران وہ دارو بیہوشی زمین پر ڈالتے ہوئے اور برابر پائے شاطری مارتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور ملکہ عربدہ جو
قہقہہ مار مار کر ہنس رہی ہے اور شراب زہر مار کرتی جاتی ہے اور بہت خوش ہے کہ اب مہتر قران بھی آتا ہے اسکو بھی گرفتار
کرتی ہوں اور برابر خواجہ عمرو سے کہہ رہی ہے کہ دیکھئے خواجہ صاحب اب آیا مہتر قران وہ اب آیا خواجہ نے جواب دیا کہ
ملکہ اجی تمہارے شر سے بچائے تو بچے ورنہ کوئی تم سے بچ سکتا ہے کہ یکایک دیکھتے کیا ہیں کہ مہتر قران حبشی پائے
شاطری مارتے ہوئے یا علی ولی کے نعرے کرتے ہوئے جلد جلد چلے آتے ہیں عمرو کی نظر جو انپر پڑی دیکھا بصورت اصلی
چلے آتے ہیں کلیجا بلک سے ہو گیا اگرچہ مہتر قران بیخوف و ہراس چلے آتے ہیں جب ملکہ عربدہ جو کے سامنا ہوا تو انہوں نے
پکار کر آواز دی کہ آگاہ ہو اے ملکہ عربدہ جو نعرہ سریع السیر ہوں باد بہاری ۔ جان سرنگ و خنجر گزاری ۔ بلائے جسم و جان
کافر ہم ۔ غلام حیدرم مہتر قرانم ۔ ہوشیار رہو کہ میں آپہنچا اور یہ کہکر فندہ ہاتھ میں کھینچکر دوڑے انکے دوڑنے پر اور اس

بجراحت پردہ بھی حیران ہو گئی اور اپنی جگہ سے اٹھی مگر اُس دارو سے بیہوشی نے جو مہتر قران نے خاک کے ساتھ اڑا دی تھی خوب مدہوش
کر رکھا تھا ایک چند ہی قدم چلی تھی کہ دھڑ سے بیہوش ہو کر گر پڑی اُسکے گرتے ہی وہ ساتھ ستر خواصین بھی دو زمین جو بڑھی وہ
گر پڑی خلاصہ یہ کہ وہ سب گر پڑین پس مہتر قران نے نام مبارک حضرت امیر المومنین سید الوصیین غالب کل غالب اسد اللہ
الغالب کا لیکر ملکہ عریدہ جو کے سر پر اس زور سے بغدہ مارا کہ ایک سر کے دو ہو گئے اور اُن ساتھ ستر خواصون کے بھی
سر کاٹ کر پھینک دیئے مگر ملکہ عریدہ جو کے سر پھٹتے ہی ایک جانور اُسکے سر سے پیدا ہوا اور در بند عقابیہ کی طرف طیران
ہو گیا اور یہان مہتر قران نے جب اُسکے قتل سے فراغت پائی تو خواجہ عمرو کے پاس آئے اور سلام کیا خواجہ نے دعا دی مہتر قران نے
خواجہ اور ابو الفتح اور ضرغام شیر دل اور برق فرنگی کو ستون سے کھولا سب آپس مین بغلگیر ہوئے خواجہ نے دوڑ کر مہتر قران
کو گلے سے لگا لیا پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ واہ بیٹا کیا کہنا سوائے تمہارے یہ کام کسی کا نہ تھا کہ اسطرح بیخوف و ہراس
اگر اس کام کو انجام دیتا مگر یہ چالاکی تمہاری میرے ذہن مین نہ آئی کہ تم نے کیا کیا مہتر قران نے کل کیفیت بیان کی کہ
استاد یہ بات ہی کیا تھی یہ کہو کہ کسی کی سمجھ مین نہ آیا استاد بات یہ تھی کہ اس کمبخت نے زمین پر اپنے پر معین کر دیئے تھے
جو شخص اسطرف کا قصد کرتا تھا خاک سے بگولے اٹھکر خبر دیتے تھے مین نے جو غور کیا تو یہ امر میری سمجھ مین آگیا فوراً ایک پڑیا بیہوشی
کی نکالکر اپنے زیر قدم مقرر تھا ہوا یہان تک چلا آیا وہ بیہوشی اُس خاک کے ساتھ اُڑ آئی یہ سارے کرشمے آپکے تھے بس
یہ سنا تھا کہ عمرو وجد کر گیا اور جیب سے ایک ٹوپی ابرک کی زنبیل سے نکالکر مہتر قران کے سر پر پہنا دی کہ واہ مہتر قران کیا کہنا
کیا ذہن رسا ہے سبحان اللہ مہتر قران نے سر جھکا دیا اور ٹوپی پہنکر ایک اشرفی نکالکر نذر دی خواجہ نے کہا کہ
مہتر قران اسوقت تو تجکو زیبا تھا کہ تم نے استقدر بڑے کار دشوار گذار کو انجام دیا اور ایسا کارنمایان کیا ہم تمکو کچھ دیتے نہ کہ تم
اُلٹے ہمین دو مگر بیٹا عادت کے خلاف ہو اور یہ کہکر اشرفی مہتر قران کے ہاتھ سے اٹھا کر نذر زنبیل کی اور بعد اسکے ان پانچون
آدمیون نے جتنا مال و اسباب اُس باغ مین تھا اُس سب کو اپنے قبضہ مین لیکر اپنی راہ لی اور شکر خداوند جل و علی بعد سجدہ و
نیاز بجا لائے کہ خداوندا شکر ہے تیرا کہ تو نے اس بلا سے نجات دی جلد جلد وہ راہ طے کر کے لشکر صاحبقران مین آئے سبھون سے
آکر ملے سب کے سب خوش و مسرور ہوئے دوسرے روز حضرت امیر حمزہ صاحبقران بھی داخل لشکر ہوئے سبھون نے شرف قدمبوسی
حاصل کیا خواجہ نے کل کیفیت اپنی اسیری اور ابو الفتح اور ضرغام شیر دل اور مہتر برق فرنگی کی گرفتاری اور مہتر قران کی
چالاکی اور عیاری کی بیان کی یہ حال سنکر امیر با توقیر بہت خوش ہوئے مہتر قران کو بلا کر خلعت بیش بہا اور ایک تلوار آبدار
اور ایک خنجر جواہر نگار مرحمت فرمایا اور روز و شب کو وہان قیام کیا جشن بہنیت برپا رہا صبح کو وہان سے کوچ کر کے در بند عقابیہ
کا راستہ لیا جلد جلد دس بارہ کوس طے کر کے داخل دربند ہوئے اور طیران زرین بال سے کہلا بھیجا کہ اگر تجکو اپنی جان
بچانا منظور ہو اور اپنی خیر منانا ہو تو رومال سے ہاتھ باندھکر چلا آ اطاعت لقا کو ترک کر شرف اسلام سے مشرف
ہو اور ہماری اطاعت کر اور اگر یہ امر منظور نظر نہین ہے اور کچھ دم داعیہ ہے تو کل صبح کو میدان مین نکل آ اور ہمارا مقابلہ کر لیا
جب یہ پیام امیر با توقیر کا اُسنے سنا تو نہایت غضب مین آیا اور کہلا بھیجا کہ ای حمزہ تمکو اپنی صاحبقرانی کا بڑا دعوی ہے مین تمہاری
ان سب باتون کا جواب زبان تیغ سے دونگا کہ تم بھی یاد کرو گے ایلچی امیر کا واپس آیا شب کو طیران زرین بال نے
طبل جنگ بجوا دیا طبل جنگ کی آواز سنکر امیر نے بھی اپنے لشکر مین طبل جنگ بجنے کا حکم دیا جب صبح ہوئی تو طیران
زرین بال نے عقاب فیل سوار کو کہ بہت بڑا پہلوان تھا معیت چار ہزار ساحران نامدار کے روانہ کیا وہ کافر
تا سرون ساحرون کو لیئے ہوئے میدان مین آیا اور لشکر آراستہ کیا میمنہ و میسرہ قلب و جناح فوج رتب کیے اور
ادھر سے جب لشکر امیر کشور گیر سلیل جنگ عراقی اور بلال اصفہانی فوج صاحبقرانی بکر میمنہ ان کارزار

مین آئے اور فوج کو ترتیب کیا بعد ترتیب فوج اسطرف سے عقاب فیل سوار چنگھاڑتا للکارتا آگے بڑھا اور لشکر امیر
صاحبقران سے یہ دونون سردار بڑے دلیر مقابلہ مین عقاب فیل سوار کے گئے اور مجروح ہوئے اسوقت عقاب فیل سوار
نے آواز دی کہ بس اسی بل بوتے پر طیران زرین بال فرشتہ قدرت زمرد شاہ کا مقابلہ کرنے کو آئے تھے واہ واہ کیا کتنا
کس شان و شوکت سے یہ دونون سردار رستے ہین دیکھو مین تم سب کو آگاہ کرتا ہون کہ اب بھی اپنے ارادے سے باز آؤ
اور خداوند لقا کو سجدہ کرو ورنہ تم سب ہلاک ہوگے اور امیر تمہارا گرفتار کر لیا جائیگا کیون دیدہ و دانستہ جان دیتے
ہو وارے اپنی خیر مناؤ اسکے آواز دیتے ہی نعرہ رستم بیل تن دلیل کن علمشاہ والا حشم بلند ہوا کہ آگاہ ہو او کافر خاسر نا ہنجار
و بدکردار عقاب فیل سوار منم رستم بیل تن دبیل کن کشندہ دویل ہندی کپتان فرنگی یعنی شیر علمشاہ رومی شہ
فیل زور دو کر بر تخت مرزوق افگندہ شور و ادنا ناق روزگار بدکردار نابکار کبالاف و لذاف لغو اور مہمل بکنے والے او
بدبخت اگر تجکو اپنی جان بچانا ہو تو جلد رومال سے ہاتھ باندھ کر چلا آ اور ہماری اطاعت اختیار کر دائرہ اسلام مین داخل
ہو ورنہ یہ یاد رکھنا کہ تو اور یہ تیرا لشکر سب واصل نار سقر ہو جائیگا عقاب فیل سوار یہ نعرہ سنکر سامنے آیا اور برابر کر جاتا تھا
کہ علمشاہ پر گرز کا وار کرے کہ فوراً علمشاہ نے اپنا مرکب اسکے قریب لیجا کر یا علی مدد کہکر ہاتھ بڑھا کے دست نحس اسکا
پکڑ لیا اور اس زور سے کلائی دبائی کہ فشردہ ہوگئی ہاتھ سے اسکے گرز جبین گرا اسی من کا گرز کا جو ایک وار کرنے مین تھا وہ ملعون مع
فیل تحلتحل ہو کر رہ گیا اور علمشاہ نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا اور وہ چار ہزار ساحران نابکار بھاگے صدائے تحسین و آفرین لشکر
صاحبقران سے بلند ہوئی خود امیر نے بھی جوش مسرت مین علمشاہ کی تعریف کی علمشاہ رن مین سے امیر کے سلام کو بڑھے تھے
کہ فوراً ایک پنجہ بہت زور سے کڑک کر گرا اور علمشاہ کو اٹھا لیگیا امیر با توقیر یہ واقعہ دیکھکر نہایت غمگین و ملول ہوئے اور وہان سے
پھر کر خیمہ مین تشریف لائے اور خواجہ عمرو کو طلب کیا جب خواجہ سامنے آئے تو امیر نے ارشاد کیا کہ اے خواجہ دیکھا تمنے کہ کام
بنکر بگڑ گیا ایک پنجہ آسمان سے گرا علمشاہ کو اٹھا لیگیا خواجہ اسکی فکر کرو اور جسطرح ہوسکے داخل قلعہ ہو اور علمشاہ کو چھڑا لاؤ
کہ یہ کام سوائے تمہارے اور کسی سے ناممکن ہے یہ کلام امیر کشورگیر کا خواجہ عمرو نے سنکر عرض کیا کہ حضور پریشان خاطر نہون
یہ غلام جاتا ہے اور انشاء اللہ العزیز علمشاہ کو چھڑا کر لاتا ہے آپ ہر طرح اطمینان رکھیے خدا مالک ہے اسی کی نصرت و امداد
چاہیے السعی منی والاتمام من اللہ یہ کہکر خواجہ عمرو وہان سے اٹھے اور اپنا ساز و سامان درست کرکے عیارانہ چال چلے
بہت جلد جلد اپنی راہ طے کرکے قریب قلعہ آئے اور چارطرف قلعہ کے تفحص و تجسس کیا مگر کسی جانب سے قلعہ مین جانے
کی راہ نہ پائی ہر طرف سے راہ کا مسدود باب ہے اور ہر جانب پر قلعہ کے ایک دروازہ سا بنا ہے جب خواجہ نے کسی طرف سے
راہ اندرون قلعہ جانے کی نہ پائی تو نہایت ملول ہوئے اور دریائے فکر مین غوطہ زن ہوئے کہ اب کیا کرنا چاہیے اور
کون سی فکر کی جائے کہ علمشاہ کو اس بلا سے نجات ہو تھوڑی دیر تک تو غور کیا کیے بعد تھوڑی دیر کے سر زانوے فکر
سے اٹھا کر جیب سے ایک کلاہ ذات کی شکل پر شکل ہو کے ایک چشمہ آب پر کہ جو قلعہ سے متصل تھا جا کر بیٹھے اور ایک نہایت
غمگین اور ملول صورت کرکے کچھ آنسو بھی آنکھون مین ڈبڈبائے بال بھی پریشان کر لیے غرض اس شکل و شمائل سے بیٹھے
ہوئے تھے کہ ایک تھوڑی دیر کے بعد سامنے سے ایک ساحر پیدا ہوا جب وہ قریب خواجہ کے آیا تو انکی یہ شکل و شمائل
محزون و غمگین دیکھکر انکے پاس آکھڑا ہوا اور پوچھنے لگا کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو اور یہان قریب قلعہ تمہارے
بیٹھنے کی کیا وجہ ہے خواجہ نے جواب دیا کہ ارے بھائی میرا حال پرملال قابل اظہار و لائق استفسار نہین ہے مین
اپنا حال تم سے کیا بیان کرون کہ ایک کوہ غم و الم مجھ پر ٹوٹ پڑا ہے اور یہ عظیم صدمہ دل پر گذر گیا ہے کہ گویا کلیجہ منہ کو
نکل گیا ہے اس ساحر نے کہا کہ کچھ بیان تو کرو کوئی خلاصہ کیفیت کہو تو سہی شاید ہم سے کوئی کام تمہارا نکل جائے

اے شخص مجکو تیری صورت محزون دیکھکر نہایت ہی ترس آتا ہی کہ ہاین کبرسنی تجہپر کیا مصیبت آگئی ارے یہ دن تو تیرے گوشۂ
عافیت مین بیٹھ رہنے کے تھے خیر کچھ اپنا حال بیان تو کر اب دیکھا خواجہ نے کہ یہ مرتد دام تزویر مین آگیا اور کیا عجب ہی کہ اس سے
کوئی کام نکل جاے یہ سوچکر ایک ٹھنڈھی سانس بھرکر اور آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کر کہنے لگے کہ سن ای بھائی اگرچہ فسانہ میرا
قابل اظہار نہین ہی مگر جب مجکو اصرار ہی اور مین تجکو اپنے حال پر شفیق پاتا ہون تو بیان کرتا ہون کہ مین ایک کلاونت ہون
ایک مدت سے انتہائی مصیبت و رنج مین مبتلا تھا بسبب کبرسنی کے چلنے پھرنے سے بھی مجبور ہون نہ کہین جا سکتا ہون نہ آسکتا
ہون بہار رود و مین ہمین زمانے گذر جاتے تھے جب حال میرا بہت ابتر ہوا تو مین اپنی جگہ سے جسطرح ہو سکا گرتا پڑتا اس قصد سے
نکلا کہ جاکر طیران زرین بال سے ملاقات کرون اور اپنا گانا بجانا سناؤن شاید وہ میری کفالت کرے اور یہ مصیبت
میری بکٹے گرتا پڑتا چلا آتا تھا کہ یہان سے قریب ایک گانون مین آکر لٹ گیا اور ایک قطاع الطریق نے آکر تمام سامان
گانے بجانے کا مین وستار وغیرہ سب چھین لیا اور مجکو ایک دو تین گھونسے رسید کیے مین رو کر رہگیا اور کچھ نہ بنا سکا کچھ اس طرز سے
اس ساحر سے یہ قصہ بیان کیا آسکے بھی آنسو نکل آئے اور کہنے لگا خیر اگر سب سامان گانے بجانے کا چوری گیا تو آواز اور
گلا تو تمہارا تمہارے پاس ہی مین تمکو اپنے ساتھ قلعہ مین طیران زرین بال کے پاس لیے چلتا ہون اور چلکر تمہارا گانا سنواتا
ہون جو تمہاری تقدیر کا ہوگا مل جائیگا یہ کہکر اُنکو اپنے ساتھ لیکر قلعہ کیطرف چلا جب داخل قلعہ ہوا اور طیران زرین بال
سے ملاقات ہوئی تو اس سے ذکر کیا کہ حضور ایک کلاونت کہ جو نہایت اپنے فن موسیقی مین اکمل ہی با امید مرحمت و مکرمت حضور
موفور السرور حاضر ہوا ہی اور شرف قدمبوسی حاصل کرنیکی اجازت چاہتا ہی طیران زرین بال نے کہا کہ اچھا اُسے بلاؤ کیا مضائقہ
ہی ہم اسکا گانا سنینگے یہ سنکر وہ ساحر وہان سے اُٹھا اور جاکر انکو اپنے ساتھ لیگیا جب طیران زرین بال کے سامنے آئے تو
نہایت ادب سے سلام کیا طیران زرین بال نے کہا کہ تم بہت کبیر السن ہو بیٹھ جاؤ یہ کلاونت سلام کرکے بیٹھ گیا اس ساحر نے
کل روئداد کی حرف بحرف طیران زرین بال سے بیان کی اور بعد اُسکے بہت کچھ تعریف کی کہ حضور اگرچہ یہ کلاونت کبیر السن
ہی اور کوئی ساز و سامان بھی پاس نہین رہا اُسکے رنج و صدمے سے اور زیادہ ضعف و ناطاقتی نے آکر گھیر لیا قوت قلبی سلب
ہوگئی اور جسطرح یہ کلاونت قصد کرتا ہی اُسطرح آواز نہین نکل سکتی مگر حضور ان سب امور پر وہ الحان اور وہ آواز ہی کہ باید و شاید
حضور میری تو زبان نہین ہی جو مین تعریف کرسکون اور حضور جسوقت سنینگے اُسوقت خود ہی آپ پر منکشف ہوجائیگا اسکا گانا
سنکر در و دیوار مست ہوجاتے ہین وہ دلکش آواز ہی کہ انسان کا کیا ذکر ہی چرند و پرند آکر جمع ہوجاتے ہین اور جبتک یہ گایا کرتا ہی
اُسوقت تک سر جھکاے ہوے اسکا گانا سنا کرتے ہین یہ سنکر طیران زرین بال نہایت ہی خاطر داری اور دلجوئی سے پیش
آیا اور کہنے لگا کہ ای کلاونت تو گھبرا نہین ہر طرح کا اطمینان رکھ ہم ضرور بالضرور تیرا گانا سنینگے مگر آج تو ہمارے یہان قیام پذیر
ہو اور آرام و آسایش سے بسر کر ہم کل اسم اعظم صاحبقران کو بند کرکے جشن تہنیت برپا کرینگے اور تیرا گانا سنینگے یہ کہکر
ملازمون سے حکم کیا کہ اس کلاونت کو لیجاؤ ملازم طیران زرین بال آکر اُسکو لیگئے اور ایک نہایت معقول جگہ پر اُسکو اُتارا
اور ہر طرح کی آسایش و آرام کا خیال رکھا اب یہ اپنے دل مین خوش ہین کہ پھندے مین پھانس لیا اور یہ ملعون دام تزویر مین
آگیا اگر خدا نے مدد کی تو بیڑا پار ہی اس روز و شب خوب آسایش و آرام سے بسر کی دوسرے دن طیران زرین بال نے
اتنی مہلت نہ پائی کہ اسم اعظم کو بند کرتا مگر حسب وعدہ جشن کی تیاری کی تمام قلعہ آراستہ کیا گیا کل سردارون اور ساحرون کو
حکم ہوا کہ آج شب کو ہم جشن کرینگے سب کے سب سر شام سے حاضر بارگاہ ہون پھر تمام طائفون کو حکم ہوا کہ بنا بر فرض ہر طرح کے
سامان و اسباب عیش و جشن مہیا کیے جب شام ہوئی اور بارگاہ آراستہ ہوئی کل قلعہ مین روشنی ہوئی نقیبان بارگاہ آنا شروع ہوے
جب سب حاضر ہو چلے اور دربار جمع ہو چکا تو اُسوقت طائفون کو حکم ہوا کہ وہ مجرا کرین جب طائفے مجرا کر چکے تو اُسوقت انکو بھی

حکم ہوا کہ اب وہ کلاونت بھی گاۓ بموجب حکم اُنھوں نے بھی گانا شروع کیا لحن داؤدی مین تو انکا حصہ ہی تھا ایسا گاۓ کہ سب حاضرین دربار مست ہو گئے اور طیران زرین بال نے بہت تعریف کی کہ واہ میان بڈھے واہ کیا کہنا اور اُن ساحرون سے جو انکو لیگیا تھا کہا کہ فی الواقعی جیسا تمنے بیان کیا تھا بلکہ کچھ اُس سے بھی زیادہ پایا اب جو دیکھا خواجہ نے کہ مجھے بیری تعریف کی سکنے لگے کہ حضور اگرچہ کوئی سامان موسیقی میرے پاس نہین مگر بیری آواز تو ہی طیران زرین بال نے کہا کہ ہان بیشک تم اپنے فن مین کامل ہو گو تمہارا سن اس قابل نہین ہی کہ تمہارے منھ سے آواز بھی نکلے مگر معلوم نہین کہ کیا محنت اور جانفشانی تم نے کی تھی کہ اب اس وقت تمہارا یہ حال ہی اور یہ آواز ہی واہ واہ کیا کہنا اب طیران زرین بال نے جو تعریف کی تو پھر کیا کہنا تھا جتنے حاضرین محفل تھے سب کے سب ہمزبان ہو گئے اور ہر طرف سے صداۓ تحسین و آفرین کی بلند ہوئی اب خواجہ سلام کرتے جاتے ہین اور خوب لٹک لٹک کر گا رہے ہین ایسا گانے کہ سنتے سنتے سب حاضرین محفل محو و رفتہ ہو گئے طیران زرین بال نے ایک خلعت نہایت پر تکلف منگوا کر دیا اور بہت کچھ انعام و اکرام دیا جب دیکھا خواجہ نے کہ اب عیاری خوب طرح چل گئی تو اسوقت طیران زرین بال سے کہا کہ حضور مجھکو صرف اسی فن مین دخل نہین ہی بلکہ فن ساقی گری مین بھی ایسی مہارت ہی کہ شاید و باید لیکن اب بڈھے کے ہاتھ سے کون پیے گا یہ سنکر طیران زرین بال نے کہا کہ شراب منگاؤ جام و صراحی لا کر رکھی گئی خواجہ نے جام بھر بھر کے اور دارو ۓ بیہوشی ملا ملا کر سب کو دینا شروع کیا سب نے نشے مین مست ہو کر لا دینی وکذب بکنا شروع کیا کوئی کہتا ہی کہ ہم دربار مین گا نا سن رہے ہین کوئی کہتا ہی کہ ہمارے کندھے پر بیٹھا ہی غرض جو ہی وہ ایک عجیب رنگ مین ہی آخر جب سب لوگ خوب بیہوش ہو ہو کر گرے اور طیران زرین بال بھی بیہوش ہو کر گرا اسی نور عمرو زر ایک نکال اُسکی زبان مین کونچ دیا اور وہان سے بصورت داروغہ زندانخانہ شکل ہو کر قید خانہ کی طرف گئے اور محافظان زندانخانہ کو شراب بیہوشی پلا کر قتل کیا اور داخل زندانخانہ ہوۓ اور علشاہ کو قید سے رہا کیا اب جو علشاہ وہان سے آگئے تو داخل قلعہ ہوۓ عقاب فیل سوار کے ہمراہی کھڑے تھے اُنسے مقابلہ ہوا خوب تلوار چلی مگر انجام کار بہت سے بھاگ گئے اور اکثر نے اطاعت اختیار کی اور امان پائی پھر طیران زرین بال سے پوچھا کہ اگر تو اسلام قبول کرے تو رہا کر دیا جاۓ ورنہ قتل کیا جائیگا اُسنے انکار کیا علشاہ نے اُسے تہ تیغ کیا اور اور جو ساحر وہان بیٹھے تھے اُنھین بھی قتل کیا باقی کو شرف اسلام سے مشرف کر کے مظفر و منصور خدمت امیر مین حاضر ہوۓ امیر نہایت خوش ہوۓ اور خواجہ اور علشاہ کو خلعت بیش بہاۓ سرفراز و ممتاز فرمایا

دوسرے داستان الجھی گری لندھور کے امیر کیجانب سے بیان ہوتے ہین

پلا دے ساقی تو پھول سی ہی کہ دل کو اب میرے بیکلی ہی
نسیم گلشن مین چل رہی ہی صبا ادب سے ٹہل رہی ہی
پلا دے بھر بھر کے سب کو ساغر نہ کر تامل ہوئی ہی دعوت
لگی ہی ہمکو بھی تاک اُسی کی نہ کج چھوڑ بیٹھے میکدے مین
ہی عشق زہر ہلاہل ایسا کہ اس سے مشکل بہت ہی بچنا
ملے وہ میکش تو غذا یہ دیتا مگر زبانی بھی کیسر قاصد
عطا کر ایک جام آفتابی کہ فصل گل آگئی ہی ساقی

بہار آئی چمن کھلے ہین طیور کا غُل گلی گلی ہی
ہر ایک شاخ نہال تازہ خوشی سے پھولی ہی اور پھلی ہی
پر کیسا سوچ اور بچار ساقی دلون مین رندون کے کھلبلی ہی
ہمارے جو بیگے سے اُٹھکے ساقی کدھو کو بنت العنب چلی ہی
سمجھ نہ قند مکرر اسکو نہ جان مصری کی یہ ڈلی ہی
پلا شراب و صال جلدی کہ جان کوئی دم مین اب چلی ہی
بہار مضمون کی اب ہوا تو سحر کے گلشن مین بھی چلی ہی ۔ مخمس

ہم جو وحشت مین ذلیل و خوار ہین | دشت مین گر جانب کہسار ہین | اور گریبان چند تیر سے تار ہین
اب یہان دست جنون بیکار ہین | اپنے ہاتھون در پئے آزار ہین

ہی ہمارا کون سا صحرا نہ پوچھ | کس قدر ہی حال وحشت کا نہ پوچھ | ہم کو ہی کیا آج کل سودا نہ پوچھ
ای جنون مجھ حال دست و پا نہ پوچھ | ست ہین درکار خود ہشیار ہین
ایک ہین پیش قضا شاہ و گدا | اس سرا مین اب نہین ممکن روا | ہر جرس کی رات دن آتی صدا
غافلو اُٹھو چلو بیٹھے ہو کیا | رہبر و ملک عدم تیار ہین
بسم گل آرزوے یار مین | چشم نرگس جستجوے یار مین | عالم گلشن ہی کوے یار مین
اشعار گفتگوے یار مین | بلبلین طوطے ہوے منقار مین

بیت نویسندۂ معنی بے نظیر رقم گر این داستان دلپذیر منشیان عبارت مکاتب گوناگون و محرران مضامین خطوط بوقلمون کلک جواہر سلک کو صفحۂ قرطاس فلک اساس پر یون روان کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان بعد عیش و عشرت جلسۂ شادی ملاقات فرزند جگر بند صاحب عز و جاہ شہزادۂ عالمشاہ فلک پناہ سے فرصت کر چکے ایک روز دربار فلک آثار مین جام کلاغوریت بھر از شربت سلسبیل رکھوا دیا اور فرمایا ای بہادران نامور و ای شیران بر جگر تم مین سے کوئی ہی ایسا کہ اس شربت خوشگوار کو بہتر از آب حیات جانکر گوارا کرے اور یہ نامہ میرا لیجاکر اپنے سامنے زمرد شاہ باختری لقاے بے بقاے کو پڑھوا دے مگر شرط یہ ہی کہ خود گنبد گیتی نما پر جاکر لقا کے ہاتھ مین دے اور وہ عبارت نامہ اول سے آخر تک سب پڑھ لے یہ سنتے ہی لندھور بن سعدان نہایت خرم و شادان اپنے دنگل سے کود کے اور دست بستہ عرض کیا ای فخر سلاطین زمن وای خسروان صف شکن زیر کنندۂ شجاعان دوران زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان یہ خاکسار خادم آستان فلک نشان متمنی ہی کہ اس عہدۂ جلیل پر فائز ہو اور اس نامۂ اعزاز شمامہ کو جانب ملک مسائل بیجاے اور لقاے بے بقاے ملاقات کرکے گنبد گیتی نما پر ہاتھ مین اسکے دے کر پڑھوا دے امیر نے ہنسکر فرمایا کہ ای لندھور میری بھی یہی تمنا تھی اور مین یہی چاہتا تھا یہ سنکر لندھور تسلیم بصد تعظیم بجا لاے اور وہ جام خوشگوار و شیرین اُٹھا کر پی لیا مالک اژدر بھی اُسوقت اپنے دنگل پر خشکن تھے چپکے سے بہ مذاق تمدیث لندھور سے کہا ای برادر آپ ہی آپ مزے اُڑا ے سارا جام شیرین چڑھا گئے ہماری صلاح بھی نہ کی ناظرین پر واضح ہو کہ ان دونون مین اکثر مزاح ہوا کرتی ہی لندھور نے جواب دیا ای برادر تمنے ایک آنکھ سے خوب دیکھا مین بچشم سے بات نہین کرتا ہون مالک اژدر نے کہا ای بھائی گوش دل سے ایک شعر سنو کسی فارسی گو نے کیا خوب فرمایا ہی شعر رو چشم دیدم تو در دیدہ ام • از ین ہر یک را بہ دیدہ ام • امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے سیف ذوالیدین سے ارشاد فرمایا کہ ایک نامہ ہماری طرف سے لقاے بے بقا کو تحریر کرو کہ راہ راست پر آئے بجز دین و کفر پرستی سے باز رہے سیف ذوالیدین نے دست بستہ عرض کیا سمعاً و طاعتاً سیف ذوالیدین ایک نہایت ذی فہم و صاحب ادراک منشی بے بدل و خوشنویس بے مثل تھے کہ عطارد فلک انکے قلم فیض رقم کی صفت و ثنا کرتا ہی کسی محرر خوش تحریر کی کیا تاب جو انکے سامنے قلم پکڑ سکے اور عبارت لکھ سکے غرض بموجب ارشاد امیر باتوقیر خامۂ ہدایت شمامہ اُٹھا کر قلم بسند شستہ نامہ لکھنا شروع کیا اول حمد پروردگار عالم و عالمیان بعد ہ نعت رسول مختار عالیشان بعد شکایت کجروی روزگار و فلک ناہنجار آخر مین نصیحت و ہدایت تحریر کرکے خادم خدمت فیض درجت امیر باتوقیر کیا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ ای سیف ذوالیدین پڑھو اس نامے کو سناؤ مجھکو کہ کیا تحریر کیا ہی سیف ذوالیدین نے نامۂ ہدایت شمامہ پڑھنا شروع کیا نامہ حمد و سپاس بقیاس اُس منشی یکتا کی کہ جسنے قلم قدرت سے اپنے نقش کن تحریر فرمایا اور اسی لفظ کن کے ارشاد کرنے سے تمام آسمانون اور زمینون کو پیدا کیا عرش و کرسی و لوح و قلم بہشت و دوزخ کو بنایا دشت و جبال و صحرا اور دریا پیدا اسکے شمس و قمر و نجوم کو نور قدرت سے منور کیا ملائکہ کو آسمانون پر

رضوان و حور و غلمان کو بہشت عنبر سرشت میں بنا کیا اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اشعار

اُسکی صنعت کا کیا بیان کیجیے
اُسنے پیدا کیا ہے لوح و قلم
بحر و بر اور سارے دشت و جبل
اُسنے کیا کیا کیے شجر پیدا
سوسے نرگس بنو رد دیکھو تو
بھینی بھینی وہ جوہی کی خوشبو
دیکھے انسان جو شان بٹ رو
کیسا سنبل کو پیدا کیا
طائروں کی وہ نغمہ پردازی
کیا سحر اُسکی صنعتیں ہیں رقم

قدرت حق کو کیا عیاں کیجیے
اُسنے پیدا کیا بہشت و ارم
دونین ۲ مین ہے سب اُسی کا عمل
کیسے کیسے ثمر کیے پیدا
گل ریحان کا طور دیکھو تو
سونپے کی وہ تیز سب سے بو
نظر آجاے قدرت معبود
گل سوسن کو سوگوار کیا
مورو تیھو کی وہ خوش ادائی
وجد مین آکے رک گیا ہے قلم

اُسنے پیدا کیا زمین و زمان
آتش و آب اور ہوا و خاک
مہ و خورشید و کوکب افلاک
کیسے کیسے چمن بنائے ہین
بیلا البیلا ہین دکھاتا ہے
وہ چنبیلی کی نکہت افشانی
سرو و شمشاد کو کیا استاد
کیسے کیسے طیور پیدا ہین
فاختہ کی وہ جابجا کوکو

اُسنے پیدا کیا مکین و مکان
اُسنے پیدا کیا ہے قدرت پاک
ریزۂ سنگ و ذرہاے خاک
گل ہر اک رنگ کے کھلائے ہین
جوبن اپنا چمن دکھاتا ہے
دل شگفتہ وہ غنچے ریحانی
اُسکی خاطر ہے قمری دلشاد
بلبلین گل پہ دلسے شیدا ہین
غلغل کہین لا الہ الا ہو

بشر صنعت صانع روزگار پر نظر کرے صناعی وحدہ لاشریک کا دم بھرے اُس خالق کل مخلوقات نے کیا چیز نہین پیدا کی ہر رنگ مین اُسکی قدرت نمائی کا ظہور ہے زمین سے آسمان تک

نور عقلی نور ہے منظم
کرین اظہار حق کی وحدت کا
جو نہ مانیگا ہوگا وہ محجوب

پہلے آدم سے تا ہے جن و بشر
راستے سے لگائین ہر اک کو
ای سحر حمد خالق عالم

کتنے پیدا کیے ہین پیغمبر
نیک اور بد بتائین ہر اک کو
کیا مجال بشر کرے جو رقم

حکم اُنکو دیا ہدایت کا
پیروی اُنکی ہے بشر پہ وجوب
ای ہلی کفر و ضلالت وای

رہبر وجادۂ ضلالت ای کفر نماے طلسم ہستی وای نوشندۂ بادۂ مستی وای خود پرست گشتنی وای رواج دہندۂ مملکت زرشتی وای ایجاد کن کفر و ضلالت و فسونگری زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا علیہ اللعن و العذاب ای سزاوار لعنت و ملامت پس از تہنیت بمابعت قلم رہنماے طرق خداوانی سے تجکو تحریر کیا جاتا ہے کہ تو کس خواب خرگوش مین ہے کون سے گوشۂ غفلت مین بیٹھا ہے گوش دل سے پنبۂ غفلت کو نکال جادۂ کفر پر پاؤن کو نہ ڈال کچھ تجکو ملک عدم کا بھی حال معلوم ہے منزل اول قبر کی ہے وہ گوشۂ تنہائی اُس پاس نہ کوئی دوست نہ بیٹا نہ بھائی وہ زمین کا سوتا خاک نوبت کا بچھونا وہ فشار قبر زمین کا پیسنا شست استخوان کا سر ہو جانا پسلیون کا ٹوٹنا ہڈیون کا چورا ہونا الغلطہ صدر و نکیرین کا تنہائی مین آنا وہ شکلین ہیبتناک بال اُنکے دراز قد و قامت طولانی آنکھین بڑی بڑی خونتاب مثل شعلۂ آتشین ایک ہاتھ مین گرز آتشین دوسرے ہاتھ مین شیشۂ آتشین وہ سب عیوب واشد ردہ سوال اُنکے جنکا جواب خوف و دہشت سے انسان نہین دے سکتا اُسوقت بیکسی پر کہ نہ یار سے نہ مددگار ہے یہ دولت و حشمت یہ حکومت و سلطنت اور دعوی خدائی کچھ کام نہ آئیگا رہ رہکر پچھتائیگا آخر کار دوزخ کا سامنا شعلۂ آتشین کا بھڑکنا عاقبت عصیان سے عذاب کا ہونا معاذ اللہ اللہم احفظنا من بلاء الدنیا دوسرے وہ قیامت کا آنا حشر کا قائم ہونا سوا نیزے پر آفتاب عالمتاب تانبے کی زمین وہ گرمی وحدت مہرتابان سے زمین اسقدر جلتی ہوئی کہ پاے نگاہ اگر ایک قدم چلے سو چھالے پڑین اپنے عرق جسم مین سراپا غرق کوئی کسی کا آشنا نہین نفسی نفسی کا شور اُسوقت ہادی و رہنماے کون و مکان پیغمبر آخر الزمان امتی امتی کہتے آئینگے سفارش کرکے سب کو بخشوائینگے رحمت پروردگار عالم کا نزول ہوگا جو امین شمول ہوگا داخل بہشت عنبر سرشت کیا جائیگا تمسے کفار ضلالت شعار دعوی خدائی کرنے والے پروردگار عالم سے نہ ڈرنے والے قعر جہنم مین پھینکدیے جائینگے ابد الآباد تک آتش دوزخ مین جلینگے ای غافل کفر پر لعنت کر ہوشیار ہو بادۂ نخوت سے پرہیز کر کفر سے ہاتھ اُٹھا یہ دعوی خدائی ترک کر وحدانیت پروردگار کا قائل ہو اسلام پر مائل ہو کفر پر لعنت کر دین محمد مصطفے کا رواج دے

ازدہ نبی ہادی خیر الوریٰ بدر الدجیٰ شمس الضحیٰ نجم الہدیٰ شفیع روز جزا مالک دوسرا مین تنبر در دو ٹرھا کر کفر و کافری پر صبح شام لعنت
کیا کر ای لقا سے بے بقا اِس ہمات و مزخرفات سے اگر دست بردار ہوا اور دین اسلام سے شادکام ہوکر وحدانیت پروردگا
و خالق کل مخلوقات کا مقر ہو یکتائی رب العزت کو خانہ دل مین جگہ دے تو علاوہ تیری حکومت و مملکت کے اور اپنے
ملکون مین سے بھی تجھکو دون اور بادشاہ ہفت اقلیم تجھکو کرون ورنہ تجھکو اختیار ہے تیرا کلاہ ہے اور میری شمشیر آبدار ہے جب تک
میرے دم مین دم ہے تابندگی و برش تیغ دودم ہے تمامی کفرستان کو نیست و نابود کردونگا طوفان نوح کا سامان دکھاؤنگا فقط
زیادہ علیہ اللعن والعذاب سیف ذوالیدین نے یہ نامہ ہدایت شمامہ لیکر بحضور حمزہ صاحبقران پیش کیا امیر باتوقیر مضمون
نامہ سے بہت مسرور ہوے اور کہا اے سیف ذوالیدین اِسکا تم لفافہ کرکے بند کرو سیف ذوالیدین نے لفافہ مین رکھ کے
بند کیا اور لفافے پر تحریر کیا کہ بعونہ تعالیٰ لفافہ ہذا از جانب فخر شہنشاہ زمان تاج بخش سلاطین جہان سلطان سلطانان
شاہ شاہان زمین کوہ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان بدست مردود ازلی کافر ابدی زمرد شاہ باختر کا
لقا سے بے بقا علیہ اللعن والعذاب کے پہونچے امیر کشور گیر نے بعد عزت و توقیر یہ تقریر کی کہ جو کوئی والی ہند لندھور
بن سعدان کی دعوت کرکے اِس مرحلہ عظیم پر رخصت کریگا مین اُس سے بہت خوش ہونگا اُسنے گویا میری دعوت کی یہ
سنکر بادشاہ جمجاہ نے فرمایا اے گل گلشن دین و ایمان و اے بلبل بوستان ہندوستان آج پہلی دعوت تمہاری میرے یہان
ہے لندھور نے عرض کیا کہ سمعاً و طاعتاً بسم اللہ بہت خوب بادشاہ نے دعوت کا سامان بڑے کر و فر سے کیا کھانے بہت
عمدہ عمدہ پکواے والی ہند لندھور بن سعدان وقت چاشت بارگاہ بادشاہ ذوی الاقتدار کی طرف چلے
راہ مین ایک شخص نے آکر سلام کیا لندھور نے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا مین یاقوت شاہ کا خدمتگار ہون لندھور
نے کہا تو میری ملازمت اختیار کریگا اُسنے عرض کیا مین بسر و چشم آپ کی نوکری کرونگا لندھور نے کہا چل میرے ساتھ
آج سے تو میرا نوکر ہے وہ شخص لندھور کے ہمراہ ہوا لندھور بارگاہ فلک جاہ بادشاہ مین آے بادشاہ نے اپنے سامنے
دسترخوان بچھوایا کھانے چنواے ہر قسم کے طعامہاے لذیذ و نفیس منگواے لندھور نے بعد اعزاز و اکرام دعوت کا کھانا
کھایا آب خنک پیا شکر خدا کیا بادشاہ بہت خوش ہوے اور خلعت سے سرفراز کرکے رخصت کیا دوسری دعوت امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران نے لندھور بن سعدان کی بڑی دھوم دھام سے کی اور جتنے لندھور کے ہمراہی تھے سب کی
ضیافت کی ہنگام چاشت لندھور اُسی خدمتگار کو ساتھ لیکر حاضر بارگاہ فلک اشتباہ امیر باتوقیر ہوے سفرۂ ابریشم
و سندس بچھوایا گیا کھانے طرح طرح کے چنے پلاؤ زردہ قورمہ سالن روٹیان باقرخانی شیرمال خستہ شیر برنج بہت
عمدہ اسی طرح کے سب کھانے نادرات و نایاب تھے لندھور نے خوب سیر ہوکر کھانا کھایا آب سرد پیا خدمتگار نے بھی
خوب تنگے کھایا کچھ پوٹ باندھ لیا امیر باتوقیر نے خلعت فاخرہ دے کر رخصت کیا تیسری دعوت فرزند جگر بند امیر باتوقیر
علمشاہ ذیجاہ نے اُسی سامان و تزک سے کی اور خلعت دیا بہت سرور ہوکر خوش کیا چوتھی دعوت شہزادہ نامی
بدیع الزمان عالیشان گرامی نے اسی طرح کی پانچوین دعوت شہزادہ ملک قاسم نوجوان نے بعد عز و شان کرکے
رخصت کیا چھٹی دعوت مالک اژدر نے بڑے کر و فر سے کی اور ساتوین دعوت بہرام نے بھی لندھور کی
کرکے رخصت کیا الغرض اسی طرح سب سرداروں نے لندھور کی جدا جدا دعوت کی اور رخصت کیا مگر اُس
خدمتگار نے خوب عمدہ کھانے جو لندھور کے آگے سے بچے وہ کھاے اور باندھ کر لے آیا جب لندھور کو دعوت
سے فرصت ہوئی امیر باتوقیر نے حکم کیا کہ ایک لاکھ اسی ہزار کی جمعیت والی ہندوستان لندھور بن سعدان
کے ہمراہ ہو چیدہ چیدہ سوار لشکر سے چھانٹ کر لندھور کے سپرد کیے کچھ نیزہ دار جرار کچھ تیغزن پیلتن

صف شکن کچھ تیرانداز نوجوان پہلوان جری دلیر رزمگاہ کے شیر تیز دہ دون کے نیزے مانند برق کے چمکتے تیغ زنون کی تلوارین
آبی ہوئی اگر پہاڑ پر ہاتھ مارین دو ٹکڑے ہو کماندارون کے تیر و کمان صورت قوس و قزح تودۂ دل دشمن نشانہ کرنے کو
لیس حریف چلا کر گوشون مین چھپین سہم سہم کر مرجائین خنجر آبدار کافر کا خون بہانے کو تیار تبرزن سے شکل ظفر آشکار ہو غرض کہ
لشکر مین کوچ کا سامان ہونے لگا گھوڑون کے نعل نقرئی اور طلائی کیلون سے بندھنے لگے وہ نعل ہلالی جنپر بدر کامل صدقے
ہو کیلون پر اختر تابندہ نثار ہون وہ گھوڑے کمیت و سرنگ جنپر ابلق لیل و نہار بلا گردان ہی ہر جوڑ بند عمدہ سم کھنی نایاب
گردن صراحی دار دم چنور شکل طاؤس طناز باریک جلد کشادہ کفل خوش انداز پری پیکر تیز رفتار باد صبا اونکی ٹھوکرون مین
آسے تو پس جاے مرمر تیز و تند گرد سوار بھی نہ پاسکے زین پوش کارچوبی سجے ہوے زیور طلائی سے آراستہ شل پری چھم چھم
کرتے پھرنے مین فیلون کی تیاری بڑے شان و شوکت کی مشکین فیلون کی آئینہ بند دانتون پر خول سونے کے چڑھے ہوے
خرطوم مین مرصع کار طلائی گل بوٹے بنے ہاتھ پاؤن رنگے ہوے جھولین زربفت کی پڑی ہوئی ڈوریان رستے ریشم ہفت رنگ
کے کسے ہوے ہیکلین جڑاؤ سونے کی گلے مین گھنٹے سونے کے پڑے ہوے زنجیرین سونے چاندی کی اس ساز و سامان سے
آراستہ پیراستہ گرد اراے ہندوستان لندھور بن سعدان کا ہاتھی جسکا نام فیل میمونہ مبارک ہی وہ بڑے تزک
و ساز و سامان سے سجا سجایا مغرق بجواہر تعیش کے رسون سے گدی کسی ہوئی جھول کارچوبی پڑی ہوئی دانتون پر
چوڑیان جواہر نگار چڑھی ہوئی رنگ طلائی اور نقرئی سے خرطوم رنگی مستک پر چوگرد چھوٹے چھوٹے آئینے بیچ مین ایک بڑا
آئینہ لگا ہوا کہ عکس اسکا دور تک پڑتا ہی ہر سوار سامنے آکر اپنی صورت کا بناؤ دیکھ لیتا ہی امیر باتوقیر نے چالیس ہاتھی
زر و جواہر و اسباب کے ہمراہ کیے تمام ہمراہیان لشکر لندھور کو صاحبقران نے خلعت سے سرفراز کیا دارا ے ہند
لندھور بن سعدان بھی غرق سلاح جنگ ہو کر خلعت فاخرہ پہنکر آراستہ ہوے خود فولادی سر پر رکھا ندہ جامہ فولادی
بر مین پہنا دستانۂ فولادی ہاتھون مین جوشن و بکتر زیب جسم کیے پٹی زرتاش کی ماتھے پر باندھی چھلم سر پر ڈالی کمر بند زرین سے کمر
چست و چالاک کی ڈاب و پرتلہ مرصع کار گلے مین پہنے تیغ ولایتی کرے لگائی نیزۂ خطی تسمہ فردوس مین ڈالکر بازو مین لیا
کمان دوش پر لگائی ترکش کمر مین لگایا گرز گاو سر شرہ سو من کا پنجۂ شیر گیر مین پکڑا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کو آکر
سلام کیا اور عرض کیا کہ خادم رخصت ہوتا ہی نامہ ہدایت شمامہ مرحمت فرمائیے امیر باتوقیر نے وہ نامہ عنایت کیا لندھور نے
بہ تجہیہ وہ نامہ پگڑی مین رکھ لیا صاحبقران زمان نے فرمایا اے لندھور تم کو پروردگار عالم کے سپرد کیا شعر تیغ ذی روزی
مبارک ہو دل ناکام کو • شاد ہو دل کام ہو پہنچاے خدا انجام کو • دیگر • سفر خجستہ مبارک باد • بسلامت روی و
باز آئی • لندھور بن سعدان بعد عز و شان امیر باتوقیر سے رخصت ہو کر چلے بارہ ہزار زرہ پوش تیغ زن اور لاکھ نیزہ دار
مرصع پوش جرار نامدار باقی اور سب خنجر گذار تبردار کماندار آگے پیچھے جلودار ہاتھیون پر سرداران ذی وقار ڈنکا
ہوتا ہوا اور دیون کے باجے بجتے ہوے قرنا چنگتی ہوئی تری کا شور نوبت نقارون کا غلغلہ پھریرے کر و فر سے لشکر
ظفر پیکر روان ہوا آگے آگے سقے گلاب اور کیوڑے سے آبپاشی کرتے ہوے عود و عنبر کے قمقمے مجمر طلائی مین سلگتے
ہوے علمہاے بلند ہاتھیون پر سقاے زرین کھلے ہوے نقیباے بلند آواز خوش بڑے جلو کی نہیب دیتے ہوے
اور نگاہ روبرو کی صدائین لگاتے ہوے اس شان و شوکت سے چلے جو کوئی راہ مین دیکھتا تھا کہتا تھا کہ یہ سواری
بڑے بادشاہ عظیم الشان کی ہی جو اس کر و فر جاہ و جلال صولت و شوکت سے آتی ہی لشکر لندھور کا طومار تھا کہ
کہ جس جگہ لندھور فرو کش ہوتا تھا کوسون تک خیمہ ہاے رنگارنگ استادہ ہوتے تھے وہ پڑاؤ فوج لندھور کا
اس جنگل مین بمنزلۂ آبادی شہر کے معلوم ہوتا تھا القصہ اسی طرح منزل بمنزل جادۂ منازل بحقیق و راہ مراحل

تحقیق ہو کر کے قریب ملک سبائل پہونچے ہرکارون نے جاکر زمرد شاہ باختری لقا خدائے باختر کو خبر دی کہ لشکر اسلام
کی ملک سبائل پر چڑھائی ہے کوئی پہلوان زبردست بڑے جاہ وحشم اور شان وشوکت سے آتا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے اب جہان
لشکر ظفر اثر لندھور نامور کا پہونچا ہے اُسی مقام پر لقائے بے بقا نے دو پہلوان نامی ایک تو برخاش اژدرگیر اور دوسرے
فرخاش اژدرگیر دونون کے ساتھ فوج کفار کر کے بھیجی اور کہا کہ جا کے روک دو لشکر اسلام کو شہر سبائل مین داخل نہونے
پائے بموجب حکم زمرد شاہ باختری برخاش اژدرگیر اور فرخاش اژدرگیر فوج کفار ہمراہ لیے ہوئے اُس مقام پر آگئے
جہان لشکر لندھور فروکش تھا لشکر کفار کے بھی مقابلے مین لشکر اسلام کے خیمے ہوئے دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا
صبح کو دونون طرف لشکر صف آرا ہوئے نقباے بلند آواز نقابت کر گئے برخاش اژدرگیر گھوڑا اچھا کر میدان جنگ
مین آیا ادھر سے لندھور بن سعدان صف لشکر اسلام سے فیل میمونہ مبارک کو جھوتے ہوئے نعرہ شیرانہ کر کے نکلے نعرہ
لندھور ہستم لندھور بن سعدان ہستم شیر نیستانم ہستم گرز بر بازم ہستم رستم پہلوانم برخاش اژدرگیر نے بڑھکر نیزے کا وار
کیا لندھور نے نیزے پر ہاتھ ڈال دیا ڈانڈ نیزے کی پکڑ کے جھٹکا دیا نیزہ ہاتھ سے ظالم کے نکل گیا برخاش اژدرگیر
نے تلوار کھینچی لپکر ہاتھ مارا لندھور نے بازو بچا کر بایان ہاتھ قبضۂ تیغ خونخوار پر ڈال دہنا ہاتھ گرز بجر مین ڈالکر گھوڑے
سے اُٹھا لیا چکر دیکر بالاے آسمان اُچھالا اور فوراً تیغہ فولادی ذاب سے کھینچا گرتے گرتے برخاش اژدرگیر کو ایک ہاتھ
مارا دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا یہ دیکھتے ہی فرخاش اژدرگیر تاو پیچ کھا کر صف لشکر کفار سے گرز تولتا ہوا نکلا اور غصے مین
آتے ہی گرز گران سر کا وار کیا لندھور نے کلہ موڑ کر جھٹکا مارا فرخاش اژدرگیر منہ کے بھل گھوڑے کی گردن پر آ رہا
اور گرز ہاتھ سے نکل گیا فرخاش اژدرگیر اگر گھوڑے کی ایال نہ پکڑلے تو منہ کے بھل زمین پر گرے گھوڑا اچھل ڈالے استخوان
چورا ہو جائین فرخاش اژدرگیر گھوڑے کی ایال تھام کر سنبھل گیا تلوار میان سے کھینچکر ایک ہاتھ مارا لندھور نے آگے
گرز پر روکا تلوار بیٹ پڑی گرز کی چوٹ سے تلوار ٹوٹ گئی اُسے خدمتگار لندھور نے آواز دی او فرخاش کہا یہ تیری
تلوار لگی تھی جو ٹوٹ گئی لندھور خدمتگار کے فقرے پر ہنس پڑا اور وہی گرز تان کر مارا مع راکب دم کب پست ہو کر زمین پر
گرا کاسہ فرخاش ریزہ ریزہ چورا چورا ہو کر پیوند زمین ہوا فوج کفار تلوارین لیکر اُٹھی ادھر سے لشکر لندھور تلوارین کھینچکر ٹوٹ
پڑا جنگ مغلوبہ ہوگئی تلوار چلنے لگی آخرکار فوج کفار کو شکست فاش ہوئی لشکر کفار کے لوگون نے لاشین دونون کی اٹھا لین
اور طرف شہر سبائل کے بھاگے لشکر اسلام نے بہت سے کفار قتل کیے جب فوج شکست خوردہ زیر گنبد گیتی نما پہونچی بختیارک
نے لقا سے کہا کہ جو خداوند نے برخاش اژدرگیر اور فرخاش اژدرگیر کو واسطے روک لشکر اسلام کے بھیجا تھا اُن دونون
کی لاشین آئی ہین اور بہت سے پہلوان فوج مارے گئے کچھ زخمی ہوئے باقی بھاگ آئے ہین لقا نے کہا ہم نے اُنکے لیے
یونہین تقدیر کی تھی انکی لاشون کو بہشت خداوندی مین پہونچا دو ہم اُنھین پھر زندہ کرینگے غرض کہ انکی لاشین بہشت
خداوند لقا مین بھجا کے رکھدین یہان زمرد شاہ باختری نے بہمن خشت انداز اور طوفان رعد آواز اور گرز خشت انداز
کو فوج کثیر ساتھ کر کے کہا کہ جاؤ لشکر اسلام کو قتل و قمع کر کے ہٹا دو بہمن خشت انداز اور طوفان رعد آواز اور گرز خشت
انداز سلام کر کے ہمراہ جمعیت فوج کثیر کے روانہ ہوئے جہان لشکر اسلام ہمراہ لیے ہوئے لندھور فروکش تھا وہان
بہمن خشت انداز وغیرہ نے مع لشکر کفار کے خیمے کیے شب کو طبل جنگ اُدھر بجنے لگا ادھر بھی لشکر اسلام مین کوس
طبل بجا نقارہ رزمی گڑگڑانے لگا صبح کو صفین آراستہ ہوئے نقیبون نقباے بلند آواز صداے جنگ وجدال دینے
لگے زمین دشت مضطر ہلنے لگی بہمن خشت انداز نے گھوڑا صف سے نکال کر کاوے پر لگایا مبارز طلب کیا لندھور
بن سعدان اپنے فیل میمونہ کو جھوتے ہوئے گجگ لگاتے ہوئے لشکر اسلام سے نکل کر میدان وغا مین آ کے اور

نعرہ کیا کہ رستم کی روح کفن مین دہل گئی گھوڑے لشکر کفار کے اس نعرے سے ڈر ڈر کر جراغ پا ہوئے نعرۂ لندھور مستم
دارائے ہندوستان و لندھور بن سعدان ۰ دلیر و غازی دشکر شکن ہاشم سر میدان ۰ بہمن خشت انداز نے نیزہ سنبھالا
لندھور نے بھی نیزۂ خطی اُٹھایا دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی بہمن خشت انداز نے کئی مقام پر نیزے کی جھکائیان
دیکر سر لندھور پر نیزہ مارا خود فولادی نیزۂ خونخوار سے اُچک کر زمین پر گرا وہ بیضے مین نامۂ ہدایت شمامۂ امیر با توقیر حمزۂ
صاحبقران زمان کا رکھا تھا وہ اوجھڑ سے نیزے کی گر گیا لندھور کو خبر نہوئی مگر وہ خدمتگار کہ جسکو لندھور نے بروز عوث
بادشاہ جمجاہ ہنگام کوچ نوکر رکھا تھا وہ ہر وقت ساتھ لندھور کے پیچھے پیچھے پھرا کرتا تھا اب جس وقت سے پرخاش اژدر گیر
اور فرخاش اژدر گیر کو لندھور نے قتل کیا اور فوج لقا کو شکست دی کہ سب کفار بھاگے اور لاشین اُن دونون کفار
کی اُٹھا لیگئے اُسوقت سے وہ خدمتگار بھی غائب ہو گیا لندھور سمجھے کہ اب وہ خدمتگار اپنے شہر مین آ گیا یاقوت شاہ
کے پاس پھر چلا گیا کہ اُسی کا تو وہ خدمتگار پہلے سے نوکر تھا لیکن وہ خدمتگار کہین گیا نہین فقط گلیم اوڑھ کر روپوش ہو گیا
تھا مگر اُسی لشکر مین غائبانہ رہتا تھا اور ہر وقت لندھور کے ساتھ ساتھ مثل سایہ کے پھرتا تھا مگر اپنے تئین لندھور پر
ظاہر نہ کرتا تھا وہی خدمتگار اسوقت بہمن خشت انداز کی لڑائی مین مثل سایہ کے غائبانہ لندھور کے ساتھ تھا جس وقت
کہ بہمن نے نیزہ سر لندھور پر مارا اور خود لندھور کا نیزے سے اُچک کر گرا ساتھ ہی خود کے وہ بیضے سے نامہ امیر با توقیر حمزۂ
صاحبقران کا بھی گرا لندھور کو خبر نامے کے گرنے کی نہ ہوئی اُسی خدمتگار نے جو گلیم اوڑھے غائب تھا وہ نامہ پڑھ کر
اُٹھا لیا لندھور لڑائی مین بہمن خشت انداز کی مشغول رہے کہ یکایک ملک قمرش سوکیلے طوفانی شکار کھیلتا
ہوا اُسطرف آیا دیکھا کہ میدان کارزار آراستہ ہے دو طرف لشکر صف آرا ہین بہمن خشت انداز سرگرم وغا ہے فوراً گھوڑا
اُڑا کر لشکر اسلام مین پہونچکر پوچھا کہ یہ کس سے کارزار ہے مقابلہ بہمن خشت انداز یہ کونسا جرار ہے اور یہ لشکر کہان سے
آیا ہے لشکر اسلام کے ایک سوار زرہ پوش نے کہا کہ لشکر اسلام ہے اور یہ سردار ملازم قدیم زرخریدۂ قاف ثانی سلیمان امیر
با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا ہے نامہ ہدایت شمامہ امیر کشورگیر کا لیکر پاس زمرد شاہ باختری کے آیا ہے اُس سے
فوج لقا نے بھی ہے کل زمرد شاہ باختری نے دو پہلوان زبردست مع فوج گران بھیجے تھے ایک پرخاش اژدر گیر دوسرا
فرخاش اژدر گیر دونون کو ہمارے سردار نے قتل کیا فوج کو مارے تلوارون کے بھگا دیا وہ لوگ لاشے اُنکے اُٹھا کر
بھاگے آج پھر لقا نے بہمن خشت انداز اور طوفان رعد آواز اور کریہ خشت انداز کو مع فوج کثیر کے بھیجا ہے اس
سردار ایلچی امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران سے سرگرم کارزار ہین ملک قمرش سوکیلے طوفانی نے کہا کہ تمھارے
سردار کا کیا نام ہے اور کس عہدے کا قائم مقام ہے جو حمزۂ صاحبقران کی ایلچی گری کرکے زمرد شاہ باختری کے پاس
آیا ہے اُس سوار زرہ پوش نے کہا کہ یہ سردار ہمارا شہزادۂ ہندوستان ہے اور نام اسکا دارائے ہند لندھور بن سعدان
ہے دربار امیر با توقیر مین سب سرداران نامی و گرامی کے بالادست دہنی طرف دنگل زرین پر بیٹھتا ہے ملک قمرش یہ سنکر جب
جو رہا وہان سے گھوڑا نکال کر میدان نبرد مین آیا اور آواز دی ای بہمن خشت انداز لڑائی موقوف کر دو اپنے لشکر
مین چلے او کوئی ایلچی سے جنگ و جدل کرتا ہے اور ایلچی بھی وہ ایلچی کہ جو تمام لشکر امیر با توقیر کی ناک ہے اُس سے یہ جنگ
بیباک ہے خداوند لقا کو مین سمجھا لونگا یہ سنکر بہمن خشت انداز لشکر مین اپنے آیا اور قمرش نے سب کی کمرین
کھلوا دین لڑائی موقوف کی اور کہا کہ خبردار کوئی سپاہی پیدل سوار لشکر لقا کا لشکر اسلام سے نہ بولے ہرگز تکرار
اور جنگ و جدل نہ کرے تم سب کے سب اپنے سردارون بہمن خشت انداز اور طوفان رعد آواز اور
کریہ خشت انداز کے ہمراہ یہین قیام پذیر ہو یہ کہکر گھوڑا بڑھا کر پاس لندھور بن سعدان کے آیا اور یہ طور

صلح طلا اور لندھور کا ہاتھ پکڑ کے لشکر اسلام مین لایا اور کہا کہ مین نے بہمن خشت انداز وغیرہ کو منع کر دیا ہے اب آپ سے ہرگز
کوئی نہ لڑیگا اور نہ دغا کریگا آپ بھی اپنے لشکر کو حکم دیجیے کہ سب کمرین کھولین آب و خورش مین مشغول ہون مین آپ کے
آنے کی اطلاع خلاصۂ عہد زمرد شاہ باختری خداوند لقا سے کرتا ہون آپ خاطر جمع رکھیے مجکو آپ کے آنے کی وجہ اور آپکا
نام نامی و اسم گرامی دریافت ہو گیا لندھور اسکے کلام نرم اور خوش خلقی پر بہت محظوظ ہوے اور اُس سے پوچھا کہ اے
بھائی تمہارا کیا نام ہے اور تمکو دربار لقا مین کیا عہدہ ہے اُسنے کہا کہ میرا نام ملک قمرش سوکیاے طوفانی ہے جو آپ کو عہدہ
دربار امیر با توقیر مین ہے وہی عہدہ مجکو بھی دربار خداوند لقا مین ہے اٹھارہ ہزار سردار کا بالادست دہنی طرف خداوند لقا کے
دنگل زرین پر بیٹھتا ہون لندھور بن سعدان خوش و خرم ہوے قمرش کا ہاتھ پکڑے ہوے اپنے خیمہ مین لاے اور بہت
خاطر و مدارات سے پیش آئے بعد تھوڑی دیر کے قمرش لندھور سے رخصت ہو کر دربار زمرد شاہ باختری مین آیا اور
دست بستہ عرض کیا کہ اے خداوند لقا آپ نے یہ کیا ایلچی حمزۂ صاحبقران سے فوج کو لڑنے کا حکم دیا اُنسے بندگان خداوند
کا خون ناحق ہوا مین نے بخوبی دریافت کر لیا ہے یہ فقط نامہ بری کرنے صاحبقران کی آیا ہے لڑنے کا ارادہ مطلق نہین ہے
اور ایسا جوان خوبرو طرحدار جرار نامدار ہے کہ باید و شاید اور دربار مین نہایت معزز سرداران لشکر اسلام مین بالادست
بیٹھنے والا دہنی جانب کا مثل میرے عہدے کے نام اُسکا دارائے ہند لندھور بن سعدان شہزادۂ ہندوستان ہے
آپ کی خداوندی سے بعید ہے کہ ایسے بندے پر نظر رحمت نہو اور خلق و مروت اور خاطرداری سے پیش نہ آئے شیوۂ
خداوندی یہ ہے کہ اُسکو باعزاز و اکرام بلاییے دعوت و ضیافت کیجیے کیونکہ وہ نامہ بر ہے بقول شخصے ایلچی را زوال نیست
شعر کب ایلچی پہ ظلم و تعدی درست ہے ۔ گر یہ نہین تو پھر یہ خداوندی سست ہے ۔ یہ سنکر لقاے بے بقا اُس دربار
عام مین نادم و محجوب ہوا اور بختیارک سے کہا کہ اے شیطان دیکھا یہ بندہ ہمارا بہت درست کہتا ہے ہمنے اُسکو تقدیر کیا
ایسی سمجھ اور عقل دی کہ ایسی دانشمندی کی اُسنے بات کہی اے بختیارک جیسا بندہ کہ قمرش سوکیاے طوفانی ہمارا ہے
کوئی ایسا لائق نہوگا اور ایسی اطاعت موافق رضاے خداوندی کے کوئی نہ کریگا ہمنے بھی اسکے واسطے وہ تقدیر عمدہ
ادا عملی کی ہے کہ کسی کی ایسی نہ کرینگے اور نہوگی پھر قمرش سے کہا اے بندۂ مقبول درگاہ خداوندی جاو اُس ایلچی کو مع لشکر
کے زیر گنبد گیتی نما لا کر فرودکش کرو اور بہرام محمل نشین اور مہران شاہ سے کہا کہ تم جا کر ایلچی صاحبقران کی دعوت بعد
اعزاز و اکرام مع بڑے سامان و تزک سے کرو کہ وہ بھی محظوظ و شاد ہو کر جاے یہ سنکر قمرش سوکیاے طوفانی گھوڑا اُڑاتا
ہوا لشکر لندھور بن سعدان مین آیا اور لندھور سے کہا کہ آپ کی اطلاع خداوند لقا سے بطور خوبی مین نے کی اور
تمام کیفیت نامہ بری بیان کی خداوند لقا کا حکم صادر ہوا ہے کہ آپ مع لشکر ظفر اثر شہر مین داخل ہو جیے اور زیر گنبد گیتی نما
قیام فرماییے اور بہرام محمل نشین اور مہران شاہ کو آپ کی دعوت و ضیافت کا حکم ملا ہے وہ سامان دعوت مین مصروف
ہین جب آپ تشریف لیجاییے گا آپ کی دعوت ہوگی یہ سنکے لندھور نے حکم دیا کہ لشکر کوچ کر کے شہر سبائل مین داخل
ہو زیر گنبد گیتی نما خیمے برپا کیے جائین وہین ہم قیام کرینگے بموجب حکم لندھور لشکر ظفر اثر کوچ کر کے شہر سبائل مین
داخل ہوا زیر گنبد گیتی نما خیمے استادہ ہوے لشکر اسلام بعد انتظام رونق افروز ہوا لندھور بن سعدان شہزادۂ
ہندوستان خیمۂ فلک حشم مین جلوہ گر ہوے بعد تھوڑی دیر کے بہرام محمل نشین اور مہران شاہ سامان دعوت
لشکر ظفر پیکر ہمراہ اپنے لیکر آئے ہزار ہا خوان طعام لذیذ عمدہ عمدہ طرح طرح کے کھانے خوانون مین چنے ہوے خوان
کسنون سے ڈھکے ہوے صدہا دیگین پلاؤ کی جسمین گھی برابر کا پڑا ہوا صدہا دیگین زردے کی جسمین قند چوگنا
کھپا ہوا صدہا دیگین دو رنگ کے سالن کی تلے ہوے آلو اور تلی ہوئی اروی کہ شوربہ اُسمین بالکل نہ تھا گھی کے تار سے

باورچی نے رکھا تھا روٹیاں خمیری صدہا چھکڑوں پر لدی ہوئی لشکر لندھور میں لاکر ایک مقام پر ڈھیر کر دیں اور بہرام
محل نشین اور مہران شاہ خیمۂ لندھور میں آئے اور سب خوان طعام لذیذ کے رکھوا دیئے اور لندھور سے عرض کیا
کہ ای سرور عالیشان والی شہزادۂ ہندوستان یہ دعوت قبول ہو مدعاے دل حصول ہو یہ نان خشک آپ بھی نوش فرمائیے
اور سرداروں کو بھی کھلوائیے اور کھانا بہت سا باہر ہے لشکر میں تقسیم کر دیجیے یہ ہدیہ محتاج ہے مصرع گر قبول افتد زہے
عز و شرف ٭ لندھور بن سعدان نے کہا میں دعوت رد نہیں کرتا ہوں مگر تمہاری دعوت اس طرح قبول کرونگا اگر تم
دین اسلام میں آؤ وحدانیت پروردگار کا اقرار کرو لقاے بدلقا پر لعنت کرو یہ کافر ازلی وابدی ہے پروردگار قادر
و توانا رزاق مطلق خالق کل مخلوقات ہے ہر شی کا وہ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا موجد وہ بانی خداوند عالم ہے یہ سب شعبدہ
کفر میں اسیر مطلق اعتبار نہ کرو اور اعتقاد درست رکھو آتش دوزخ سے پرہیز کرو محکمۂ حشر دلشر سے خوف کرو دین اسلام
برحق جانو شریعت پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرو کہ تمہاری نجات ہو عصیان سے رستگار ہو
توبہ کرو باب اجابت کھلا ہوا ہے شعر دنیا و آخرت میں حفاظت اسی سے ہے توبہ بڑی سپر ہے گنہگار کے لیے ٭ انسان کو لازم
ہے کہ سرکشی چھوڑ دے عجز و انکسار اختیار کرے یہ دو حرف نصیحت بفصاحت و بلاغت لندھور بن سعدان شہزادۂ ہندوستان
نے جو سنے بہرام محل نشین اور مہران شاہ کے کھوٹے آئینۂ دل زنگ کفر سے صاف ہو گیا یا صفحۂ سینہ بے کینہ سے حرف
کفر پرستی آب ایمان و دین اسلام سے بالکل دھو ڈالے دست بستہ ہو کر عرض کرنے لگے کہ ای رہنماے جادۂ نجات والی
رہبر راہ دین اسلام ہم نے لقاے بدلقا پر لعنت کی اور ہم وحدانیت رب العزت اور پیغمبری شاہ رسالت
محمد مصطفے علیہ التحیۃ والثنا کے قائل ہوئے ہمکو آپ کلمہ طیبہ تلقین فرمائیے اور دعوت ہماری قبول کیجیے لندھور نے
بہرام محل نشین اور مہران شاہ کو مسلمان کیا کلمہ پڑھایا پھر دعوت انکی قبول کی دسترخوان بچھوایا کھانا چنا گیا ہر رنگ
کا طعام کئی رنگ کا پلاؤ کئی رنگ کا زردہ سفیدہ شیر برنج کئی رنگ کے سالن کوفتے کباب کئی طرح کی چپاتیاں
شیرمالیں باقرخانی خستہ بہت عمدہ لندھور مع رفقاے ہمراہ کھانے لگے اور بہرام محل نشین اور مہران شاہ کو بھی اپنے
ساتھ کھلایا وہ خدمتگار جو گلیم اژدہے سے روپوش تھا اُسنے جو ایسے ایسے نادر کھانے دیکھے جی للچایا منہ میں پانی بھر آیا جو
کھانا لندھور نے کھا کر چھوڑ دیا اُسکو اُٹھا کے غائب کر دیا جس پیالے اور پلیٹ سے لندھور نے ہاتھ اٹھایا وہ غائب
ہو گیا لندھور کو بھی تعجب ہوا بہرام محل نشین اور مہران شاہ کو بھی حیرت ہوئی کہ عجب سحر کہ ہے دسترخوان پر سے
پیالے پلیٹیں خود بخود غائب ہو جاتی ہیں غرضکہ کھانے وغیرہ سے فراغت کرکے شکر خدا کیا بہرام محل نشین اور
مہران شاہ خدمت لندھور میں حاضر رہے لقاے بدلقا کو یہ سب خبریں متواتر پہونچیں بختیارک نے کہا ای خداوند
یہ ایلچی امیر حمزہ صاحبقران کا دیکھیے کیا کرتا ہے آپ بھی تقدیریں کیا خوب کر رہے ہیں لقا نے جھڑک دیا او شیطان
درگاہ چپ رہ تجکو امور خداوندی میں کیا دخل ہے اور یاقوت شاہ سے کہا تم جاؤ دعوت کرو اور قمرش کو حکم دیا کہ
لندھور ایلچی امیر حمزہ کو لاؤ اور سیر کراؤ کہ وہ سامان خداوندی دیکھکر سجدہ کرے ملک قمرش بموجب حکم خداوند
لقا لندھور کے پاس آیا اور کہا کہ چلیے خداوند لقا کا دریاے رحمت جوش پر ہے آپ کو یاد کیا ہے اور سیر کرانے کا
حکم ہوا ہے لندھور نے کہا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور مسلح و مکمل ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور سرداران
لشکر ظفر اثر سے اپنے لندھور نے کہا کہ تم سب یہیں آراستہ و تیار رہو میں زمرد شاہ باختری کے پاس نامہ لے کے
جاتا ہوں یہ کہکر بسم اللہ الرحمن الرحیم زبان پر جاری کیا اور قدم آگے بڑھایا ساتھ قمرش کے چلے دیکھا کہ یاقوت شاہ
جبرئیل قدرت ہزار پیغمبروں سے آتا ہے اُس سے لندھور نے ملاقات کی اور وہ اپنے مقام صدر پر لے گیا دعوت کا

پیام دیا لندھور نے کہا میں بغیر تمہارے دین اسلام قبول کیے دعوت نہ کھاؤنگا یاقوت شاہ نے خوانہائے طعام کی طرف
جو خیال کیا دیکھا کہ سب خوانوں کی مہریں ٹوٹی ہوئی ہیں جتنے بادیان جو خوانوں کی اٹھا کر دیکھیں سب ظروف طعام جوٹھے کیے
ہوئے ہیں یاقوت شاہ حیران ہوا متعجب ہو کر کہنے لگا کہ ان خوانوں کے ساتھ کوئی آدمی نہ تھا یہ کس نے سب خوانوں میں سے
ذرا ذرا سا کھانا کھا کر جھوٹا کر دیا لندھور بھی متعجب ہوا مگر ہنس کر کہا اے یاقوت شاہ یہ کونا اور کون کھانیوالا ہے تمہارے
خداوند کی روح نے میرے بدلے یہ کھانا نوش کر دیا اب تم سب تبرک سمجھ کے یہ کھانا کھاؤ یاقوت شاہ یہ سنکر غصہ ہوا منہ
سرخ ہو گیا دیدے نیلے پیلے نکال کر رہ گیا کچھ نہ کہ سکا کہ خداوند لقا پہر پر مرحمت ہے لندھور رخصت ہو کر قمرش کے ساتھ چلے آگے
بڑھکر تحویل زحل پیشانی سے ملاقات ہوئی کہ اسکے ساتھ چالیس ہزار سوار زرین پوش تھے قمرش نے اشارہ کیا کہ ہٹ جاؤ یہ
ایلچی صاحبقران ہیں خداوند لقا نے یاد کیا ہے اور آگے بڑھے تو ارجل سیر جنگ آہن پیشانی ملا اسکے ساتھ بھی چالیس ہزار
آہن پوش تھے قمرش نے اشارہ کر کے اسکو بھی ہٹا دیا بعد اسکے سہم بن مار گیر کو دیکھا کہ چالیس ہزار سوار مرصع کلاہ پہنے ہوئے
صف آرا کھڑا ہی تھا قمرش کے سبب سے کچھ نہ بولا جب وہاں سے آگے بڑھے کہ ملک حرمان میکائیل قدرت اور القاش
بن اقسام عزرائیل قدرت اور مخوش خون آشام اور ملک خمباج زرین بال و جمشید زرین درفش داماد یاقوت شاہ
اور سیلان زنگی و قطران زنگی و ارزق فیل سوار سنگ انداز و معرب بن سلسلہ و بلبلی و ہیبت رعد آواز و اسلم
کردہ گوش اور یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کو بھی ان سب کے ہمراہ پایا وہاں یاقوت شاہ نے پھر لندھور بن سعدان
کو ٹھہرایا اور تصویر لقا اس مقام پر نصب تھی یاقوت شاہ نے وہ تصویر لندھور کو دکھائی اور کہا کہ اے لندھور اس تصویر
خداوند لقا کو سجدہ کرو لندھور نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کیا کفر بکتے ہو میں سوا پروردگار کے کسی کو سجدہ
نہیں کرتا ہوں مگر جس دن امیر ابو قیر حمزہ صاحبقران زمان یہاں آکر سجدہ کرینگے میں بھی سجدہ کرونگا یہ سنکے یاقوت شاہ
جبرئیل قدرت تاؤ پیچ کھا کر چپ ہو رہا ایک سماک ببر پیشانی خلعت زرین لیکر آیا لندھور سے کہا کہ یہ خلعت درگاہ
خداوند لقا سے رحمت ہوا ہے اسکو زیب جسم کر کے داخل بارگاہ قدرت ہو لندھور نے کہا میں کافر کا خلعت نہیں پہنتا ہوں
کیا مجکو بارگاہ امیر ابو قیر میں خلعت کی کچھ کمی ہے لیجاؤ مجکو خلعت کے پہننے کا ارمان نہیں ہے یہاں تک گفتگو طول ہوا
کہ لندھور کو غصہ آگیا لندھور نے طمانچہ زور سے سماک ببر پیشانی کے گال پر مارا وہ قلعہ بازی کھا کر گرا مر گیا سرداران لقا
نے گرز کے قبضوں پر ہاتھ ڈالے فوج آمادہ جنگ ہوئی لندھور نے بھی تلوار پکڑ کے نعرہ شیرانہ کیا تلوار چلتے چلتے رہ گئی کیونکہ
ملک قمرش سوکیلے طوقانی نے ایک ایک سردار کو منع کیا اور سمجھا دیا کہ لندھور مہمان خداوند لقا ہے اس سے جنگ
نہ کرو کہ قہر خداوند لقا نازل ہو عتاب خداوندی میں گھر جاؤ سب سردار دست بہ قبضہ ہو کر رہ گئے خاموش ہو رہے
بختیارک نے لقا سے کہا اے خداوند آپ نے جسکے ہاتھ خلعت بھیجا تھا اسکو لندھور نے مار ڈالا اور کسی کو بھیجیے اور خلعت نوازی
مہمانداری فرمائیے لقا نے کہا چپ رہ کیا بکتا ہے جسنے اسکے لیے ایسی ہی تقدیر کی تھی پھر زمرد شاہ باختری نے ایک ملازم کے
ہاتھ خاصے کا کھانا بھیجا اور کہا کہ ہماری طرف سے کہو اے بندے تجھپر خداوند لقا کی نظر رحمت ہے کہ تو دربار خداوندی میں
آکر ایسے ایسے گناہ کرتا ہے اور خداوند تجکو معاف کرتے ہیں تو کھانا تو کھا لے کہ رضائے خداوندی ہو اس ملازم خاص خداوند
لقا نے من وعن پیام لقا بیان کیا اور وہ خاصے کا کھانا آگے رکھ دیا لندھور نے کہا یہ کھانا کافر کا ہے مجکو کھانا حرام ہے اور
میں کفر و کافر پر لعنت کرتا ہوں ملازم لقا وہ کھانا پھیر لیگیا لقا سے بختیارک نے کہا اور کھانا بھیجیے جس قدر
لندھور کی خاطر کرنے چاہیئے گا اسکا غرور ٹوٹ جائیگا لقا نے کہا او شیطان درگاہ پھر تو بولا چونچ بند نہیں رکھتا
بختیارک چپ ہو رہا اور لقا کے پاس سے اٹھکر وہاں چلا آیا جہاں لندھور تھا اور لندھور سے آکر کے

کھڑا ہوا غرضکہ قرش سوکیاے طوفانی نے لندھور بن سعدان سے کہا کہ اب سوار ہوجیے چلیے یہ سنتے لندھور کھڑے ہوگئے بختیارک نے چپکے سے طماس پیل گردان کے پاس آکر کہا کہ ای طماس جس وقت لندھور سوار ہو تو ہاتھی لندھور کا تجھ پر آکر مارنا گھبرانا اختر شناس نے یہ کلام بختیارک ناکام کا سنا لندھور بن سعدان سے اشارہ مین کہدیا کہ بختیارک نے شرارت سے یہ تدبیر کی ہی لندھور ہنسا کہا کہ او شیطان سامنے آ تو اپنی بد ذاتی سے نہین چوکتا خیر کیا مضائقہ ہی یہ کہکر لندھور سوار ہوے فیل میمونہ مبارک سے کہا ای میمونہ طماس کو پکڑ کے مار ڈال فیل میمونہ مبارک نے خرطوم بڑھاکر طماس نابکار کو پکڑ کے کھینچ لیا اور خرطوم پیچیدہ کر کے مثل چارے کے خرطوم کو گردش دینا شروع کی طماس کے استخوان تو پہلے ہی چرچراکے ٹوٹ گئے تھے اب سر ٹکرا کر طماس کو فیل میمونہ نے مار ڈالا ایک ہی ہوا لندھور نے فیل میمونہ سے کہا بس چھوڑ دے فیل میمونہ نے طماس کی لاش کو اٹھا کر پھینکدی جھٹ کر بختیارک نے لقا سے کہا ای خداوند لندھور کے ہاتھی نے طماس کو مار ڈالا لقا نے کہا طماس کی روح کو بہشت مین بھجاؤ شاید ہاتھی لندھور کا کثرت سے ہماری فوج کی بھڑکا ہوگا لندھور نے جھک دی ہوگی ہاتھی بگڑ گیا طماس کو مار ڈالا ہنے اسی طرح اسکی تقدیر بس کی تھی جاؤ طاؤس قدرت سے کہو کہ اپنی پشت پر سوار کر کے ساتوں بہشتوں کی سیر کراے بختیارک نے طاؤس قدرت سے کہا کہ حکم خداوند لقا کا یہ ہی کہ تو اپنی پشت پر سوار کر کے لندھور کو ساتوں بہشتوں کی سیر کرا لا مگر بہ شرارت دشمنی و بد ذاتی بختیارک نے طاؤس قدرت کے کان مین چپکے سے کہا کہ لندھور کو اپنی پشت پر سوار کر کے بلندی پر سے پھینکدینا کہ لندھور گر کر مر جاے کہ یہ دشمن خداوند لقا ہی وہ خدمتگار جو گلیم اوڑھکر روپوش ہوگیا تھا وہ تو ہر وقت مثل سایہ کے لندھور کے ہمراہ ہی مگر لندھور کو نہین معلوم اس خدمتگار نے یہ کلام شرارت انجام بختیارک کا سنا کہ وہ عالم روپوشی مین اسی جگہ کھڑا تھا اور کوئی اسے نہ دیکھ سکتا تھا جس وقت لندھور بن سعدان فیل میمونہ پر سے اتر کے طاؤس قدرت کی پشت پر سوار ہوا اور طاؤس قدرت نے اڑنے کا قصد کیا وہ خدمتگار برابر طاؤس قدرت کے کھڑا تھا اسنے اسکی دم کے مقام پر بغل ہاتھ کے اشارے سے اسکا خانہ دیکھا تو طاؤس قدرت اچھلنے لگا لندھور خائف ہوے کہ ایسا نہو کہین گرادے طاؤس قدرت نے اسی اچھلنے مین دو چار ہاتھ پرواز کی مگر اس خدمتگار غائب نے انگلی اس مقام سے نہ ہٹائی طاؤس قدرت اور زیادہ بیچین ہوا تاب ضبط باقی نہ رہی ادھر ادھر دیکھنے لگا کوئی آس پاس نہین دل مین کہتا ہی یہ کیا مصیبت ہی بختیارک کھڑا یہ تماشا دیکھ رہا ہی آخر قرش وغیرہ نے آواز دی ای طاؤس قدرت آج تیری یہ وادکا یہ کیا غدر ہی تو کیون اچھلتا کودتا ہی کیا لندھور کو گرا دیگا طاؤس قدرت نے کہا ای قرش عجب ماجرا کا سامنا ہی دریاے مصیبت مین مار رہا ہی ذرا تم غور سے دیکھو تو کہ میری پشت کی طرف کیا کوئی کانٹا الجھ گیا ہی یا کوئی کیل چبھی ہوئی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی شی اسطرف سے کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہی یہ کہتے کہتے اور ذرا بالشت بھر طاؤس قدرت اونچا ہوا اگر پرواز نہین کیا جاتا ایسی بجلی ہوئی کہ دم پر بن گئی اچھل اچھل کر پہلو بدلنے لگا لندھور نے دیکھا اب مین گرا چاہتا ہون یہ سبب ہوگ ہنسینگے جوٹ مفت مین لگیگی مانند گھوڑے کے زور سے آسن دباکے پتری جمائی طاؤس قدرت کی ہڈیان پسلیان چورا چورا ہوگئین طاؤس قدرت ہاے مر گیا کہکر بیہوش ہوکے دھوتے زمین پر گر پڑا لندھور اچک کر الگ ہوگئے طاؤس قدرت تڑپ کر مر گیا روح طاؤس قدرت طرف گلشن آتشین کے سیر کرنے کو پرواز کر گئی بختیارک نے دوڑ کر خداوند لقا سے طاؤس قدرت کی کیفیت سب بیان کی لقا سے بے بقا سنکر چپ ہو رہا بعد اسکے حکم کیا کہ قرش سوکیاے طوفانی کو ہمارے پاس بلا لاؤ بختیارک گیا اور قرش کو بلا کے لایا لقاے بے بقا نے کہا ای قرش یہ کیا سانحہ گذرا قرش نے سب کیفیت خداوند لقا سے بیان کی کہا کہ نہین معلوم کہ یہ کیا سبب تھا کہ طاؤس قدرت بیان کرتا تھا یا کوئی عارضہ اسکو لاحق ہوا

کچھ حال نہ کھلا کہ کیا تھا اور کیا ہوا لقا نے کہا ہم نے اسکی ایسی ہی تقدیر کی تھی اسکو بھی بہشت خداوندی میں ڈلوا دو اور ہم لندھور
بن سعدان کو کہ وہ ایلچی ہے صاحبقران کا اپنے ہمراہ بیجا کر بجلی تمام وبہ عیش وعشرت ساتوں بہشت خداوندی کی سیر کرا کر
لندھور کو مسرور وشاد کر دیہ سنکے قرش سوکیاے طوفانی سلام کرکے پاس لندھور بن سعدان کے آیا اور کہا اے جہان
زمرد شاہ باختری خداوند لقا کا مجکو حکم ہوا ہے کہ تو لندھور کو ساتوں بہشت خداوندی کی سیر کرا لا حضور چلیے میں اب
ساتوں بہشتوں کی سیر اچھی طرح سے کرا لاؤنگا یہ سنکر لندھور بن سعدان ہمراہ قرش سوکیاے طوفانی کے بہشت
کی سیر کو روانہ ہوے قرش سوکیاے طوفانی شہزادۂ ہندوستان لندھور بن سعدان کو خوش وخرم ہمراہ لیے
بہشت اول میں داخل ہوا لندھور نے دیکھا کہ پھاٹک گوہر آبدار کا ہے چوکھٹ بازو مرصع کار سونے کے ہیں کنڈی زمرد
کی زنجیر در یاقوت کی ہے پاٹ نے نیلم کے جڑے ہیں عجب حسن وخوبی کا دروازہ ہے کہ کبھی دیکھا نہ سُنا دیواریں سونے کی
چہار طرف اوسپر مرصع کاری بہت عمدہ کی ہوئی آگے جو بڑھے عجب بہار تازہ نظر آئی اشجار میوہ دار عجب جوبن پر زمرد کے
پتے نیلم کی ٹہنیاں یاقوت کے پھل ہیرے کے پھول تھالوں میں شیر وشہد بھرا ہے ہر نخل نہال ہے میووں کے بار سے شاخیں جھوم
جھوم کے زمین بوس ہوتی ہیں کسی چمن کی زمین سونے کی ہے کسی چمن کی زمین چاندی کی ہے اوسپر پھول جو رنگارنگ کے کھلے
ہیں عجب بہار تازہ دیتے ہیں جس چمن کی سیر کیجیے دل وہیں بیٹھا ہے آگے بڑھنے کو دل نہیں چاہتا کہیں گل ریحان اپنی بہار
دکھاتا ہے کہیں گل نسرین ونسترن کھلکھلاتا ہے کہیں چنبیلی جوبن پر ہے کہیں بیلا البیلاپن دکھا رہا ہے کسی جگہ نرگس کے اشارے
ہیں کہیں موتیا کھلکھلا کر ہنس رہا ہے گل دوپہریا اپنے رنگ پر ہے گل داؤدی عجب ڈھنگ پر ہے سوسن زبان درازی کرتی
ہے گل مہندی دمسازی کرتی ہے گل عباسی اپنا رنگ دکھاتا ہے نسیم سحر پیام بہار دمبدم لاتی ہے سرو شمشاد وجد میں کھڑا جھوم
رہا ہے باغبان شاد وشاد پھرتے ہیں صیاد کا نام نہیں خزان کا آئین کام نہیں باد بہاری گلچینی کرتی جاتی ہے اوس چمن پر بہار
ہیں نہ شام ہے نہ صبح دن ہے نہ رات ہمہ وقت سہانا وقت نظر آتا ہے دل عجب مزے اوٹھاتا ہے کہیں غنچے مسکرا کے وابستگی گلوں کی دکھاتے
ہیں کہیں کلیاں پھولوں کی کھل رہی ہیں کہیں پتیاں گلہاے شگفتہ کی ہواے شادابی سے کھل رہی ہیں طاؤس رقاصی کرتے
ہیں کبک خوش خرام نازمیں مرغان چمن کی خوش الحانیاں ہیں بلبلوں کی نواسنجیاں ہیں طیور زمزمہ پرداز ہیں عندلیبان چمن
ترانہ ساز ہیں فاختہ کوکو کرکے شور کرتی ہے شعر چمن ہے کہیں قدر چمن لالہ نار پر ہستی پہ بلبلیں ہیں تو گل ہیں بہار پر ہ آگے
بڑھے تو دوسری کیفیت نظر آئی قصر زبرجد کیسا آراستہ وپیراستہ ہے اور کس قدر وسیع وبلند ہے کہ اس حد سے اوس حد تک نگاہ دوڑ کے
میں رہ جاتی ہے در ودیوار وسقف وزمین میں اس حسن سے زبرجد تراش کر کاریگر نے جڑے ہیں کہ کسی ٹکڑے کا جوڑ کسی جا
محسوس نہیں ہوتا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک سنگ زبرجد کو تراش کر صانع نے رکھدیا ہے تمام چھت پردے ہر رنگ زبرجدی
مرصع کار آئینہ بندی چہار طرف جابجا تصویریں لقاے بے بقا کی قلم جواہر نگار سے ایسی طرح طرح کی کھنچی ہوئی ہیں کہ اگر
بہزاد ومانی دیکھیں دنگ ہو جائیں اپنے ہاتھ کاٹ کے پھینکدیں سامنے اوس قصر عالیشان کے دو نہریں ہیں ایک شہد وشیر
سے مملو ہے ایک آب صاف وشفاف سے مثل گوہر آبدار کے بھری ہے دیکھ گویا سلسبیل ہے دوسری مانند نہر بہشت کے ہے صحن قصر
زبرجد میں جب خراماں لندھور بن سعدان پہونچے دیکھا حوران بہشت کا جمگھٹ غلمان کا غول سامنے چلا آتا
ہے کمسنیں کمسنیں قد موزوں نوخاستہ کندنی رنگ صورتیں مثل آفتاب ومہتاب پیشانیاں کوکب تابندہ رسیلی آنکھیں پھول
سے گال غنچہ سے لب سلک گوہر آبدار دندان صراحی دار گلا آئینہ کے مانند سینہ اوسپر دو جام بادۂ حسن اوندھے ہوے
جوبن ابھار پر دست وپا خوبصورت بازو بھرے بھرے بعضوں کی مینڈھیاں گندھی ہوئی بعضوں کے جوڑے بندھے
ہوے بعضوں کی چوٹیوں میں نقرئی وطلائی موباف پڑے ہوے چہار طرف سے قرش اور لندھور کو گھیر کر اکھڑی ہوئیں

کوئی مسکراتی ہو کوئی منھ پر ہاتھ رکھے ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہو کوئی کسی کو گدگداتی ہو کوئی کسی سے اشارے کرتی ہو کوئی
کسی کا ہاتھ پکڑتے ہو کوئی کسی کے شانے پر رخسار رکھے ہو وہ حوریں اس ناز و انداز سے کھڑی ہوئی لندھور کے سامنے خوش فعلیاں
کر رہی ہیں کہ ایک حور کی چوٹی طلائی مرصع بات کی کٹکے غائب ہو گئی اُسنے جو سر پر ہاتھ رکھکے دیکھا تو چوٹی ندارد جو حور اُسکے پاس
کھڑی تھی اُس سے بگڑ کر کہا واہ بہن واہ مجھکو ایسی ہنسی دل لگی نہیں بھاتی ہے تُنے میری چوٹی کاٹ لی کیا تمکو ملا اُس حور نے
کہا واہ واہ خوب مجھے تمہیں خبر ہے کیا بہن تم نے خواب دیکھا کہیں میرا نام نہ لگانا دیکھو کہیں میرے پاس قینچی تھی جو میں نے تمہاری
چوٹی کاٹ لی میں تو تم سے الگ کھڑی ہوئی ہوں یہ کہکے وہ حور بولی اوہی لو اور غضب ہوا دیکھو کسی نے میری بھی چوٹی کاٹ لی
ادھر ادھر پھر کر دیکھا جو حور اُسکے پاس کھڑی تھی اُس سے کہا ای بوا یہ کیا تمکو سوجھی کہ میری چوٹی جھٹ سے اُڑا لی میں نے کس پاپ
سے بال بڑھائے تھے وہ حور زیادہ طرار تھی تیوری چڑھا کے بولی کچھ شامت آئی ہے میری بلا تیری چوٹی کاٹتی تیرے بال جان کا
وبال ہیں لیکے کیا کرتی نوج بوا میں ایسی دل لگی کسی سے نہیں کرتی جو حور کہ افسر کلان حوران بہشت کی تھی وہ الگ
کھڑی ہنس رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ ستا نو خوب تمنے اپنے تئیں خیال میں ڈالا ہے اور حوروں نے کہا کیا میں جھوٹ کسی پر تہمت
لگاتی ہوں کہیں تمہیں تو نہیں چوٹیاں کاٹ کر الگ ہو گئیں وہ حور بولی چل ہٹ مجھ سے ایسی بیہودے پن کی باتیں نہ کر اب تو
منڈی ہو گئی کرنے میں تھوڑہ وہ حور یہ ابھی کہہ رہی تھی کہ اسکی بھی چوٹی سر سے اُڑ گئی وہ چلائی ہے ہے غضب ہوا مجھپر بھی آسمان
مصیبت کا ٹوٹ پڑا میں تو خود ماری بھی منڈی ہو گئی کیا ستم ہے اسوقت یہاں آنا قہر ہو گیا حوروں میں ایک چلبلا مچ گئی قرش
سنو کیا سے طوفانی بھی حیران تھا کہ کوئی اُس نہ پایا یہ کیا ماجرا ہے آپ سے آپ چوٹیاں حوروں کی کٹ کے غائب ہوتی جاتی
ہیں اور لندھور بھی ششدر ہو کے چار طرف دیکھنے لگے کوئی نظر نہ آیا ہنس کے حوروں سے کہا کہ یہاں کوئی تمہاری چوٹیاں
کاٹنے والا دکھائی نہیں دیتا میں جانتا ہوں تمہارے خداوند لقا اپنے دست قدرت سے چوٹیاں کاٹ لیتے ہیں شاید تمہارا
خداوند بال خور ہے جب اسی طرح پانچ چار حوروں کی چوٹیاں سونے چاندی کی کٹ گئیں بہشت لقا میں چل پوں حوروں میں
ہونے لگی قرش نے کہا ارے کاہے کو آپس میں لڑتی ہو ہوشیار رہنا بہشت خداوند لقا میں کوئی ہوا ہے اپنے اپنے سروں پر ہاتھ رکھ
کے چوٹیاں ہاتھ سے پکڑو قرش کے کہنے سے سب نے چوٹیاں اپنے ہاتھ سے پکڑ کے سر پر اپنے ہاتھ رکھ لیا کہ اور آئی بہت بڑا
نقصان ہمارا ہوا تمہارا کیا فائدہ ہوا غرض بعد تھوڑی دیر کے قرش نے لندھور سے کہا اب تشریف لے چلیے دوسرے
بہشت کی سیر کیجیے لندھور قرش کے ساتھ روانہ ہوا قرش لندھور کو لیکر دوسرے بہشت میں پہنچا وہاں لندھور
بن سعدان نے جاکر بہشت دوم لقائے بے بقا کا دوسرا رنگ ملاحظہ کیا وجد میں آگیا دیکھا کہ اس بہشت کا پھاٹک
نہایت بلند و خوشنما یاقوت احمر کا ہے چوکھٹ بازو گوہر آبدار کے ہیں کنڈے مرجان کے زنجیر پکھراج کی پٹاؤ جڑاؤ
سونے کا ہے دیواریں چاندی کی منقش کی ہوئی جب اندر جاکے دیکھا زمردی درخت ہیں پتے یاقوت کے شاخیں
نیلم کی پھل گوہر آبدار کے مانند سفید و صاف چمک رہے ہیں پھول کندنی رنگ کے ہیں زمین سونے کی ہے تھالے
درختوں کے کیوڑے سے بھرے ہیں ہر چمن تازہ رنگ دکھاتا ہے ہر پھول خوشی سے کھلا جاتا ہے غنچے مسکراتے ہیں
اپنی وابستگی سے خاموش ہیں کھلکھلا کر ہنس نہیں سکتے ہیں ایک طرف چمن نافرمان شگفتہ ہے ایک سمت داغہائے
لالہ شبچراغ روشن ہیں نرگس کی ٹکٹکی لگی ہے سوسن محو سکوت ہے سنبل زلف حور کا جوبن دکھاتی ہے سرو شمشاد
خرامان چمن کو اگر زر حسن دکھاتا ہے طاؤس وجکور زیر نخل میوہ دار خراماں ہیں مرغان چمن زمزمہ پرداز ہیں بلبلیں
چہک رہی ہیں کلیاں چمن تازہ کی نسیم گل سے مہک رہی ہیں قصر لعل بے بہا کا سامنے ہے صحن قصر میں ایک
حوض مصفا آب ناب ہے کونوں پر حوض کے گلدستے زمردیں نامدن میں لگے ہوئے ہیں قصر کی سقف و زمین

در و دیوار لعل بیش بہا کی گویا یہ قصر ایک لال کا ڈھلا ہوا ہی چھت پردے مرصع کار تصویرین لقائی سونے کا کام کیا لگی چین
آئینے زرنگاری و حوضے مین حورون کا جمگھٹا ہی خوش فعلیان کر رہی ہین گر خداوند لقا کا دم بھر رہی ہین اشعار سراپا تازہ کا
تازہ جمال * دلربا خوش ادا نرالی چال * ہر ہر اک حور تازہ جوبن پر * اک نئی ہی بہار گلشن پر * تازہ انداز چمپئی رنگت * بھولی
بھالی ہر ایک کی صورت * کوئی پھرتی ہی چال مستانہ * کوئی کرتی ہی ناز جانانہ * غنچہ لب کوئی مسکراتی ہی * شمع گل کوئی کھلکھلاتی
ہی * سرمہ گین ہر کسی کی چشم سیاہ * کوئی ہی مہر اور کوئی ہی ماہ * گہرا کاجل کوئی لگائے ہی * لب پہ کوئی دھڑی جمائے ہی * سحر او نچے
کے آنکھ دن * بانکی ترچھی ہر ایک کم کم سن * لندھور بن سعدان دیکھ گلشن بے خزان کو وجد کرنے لگا حورون کی طرف محو تماشا
تھا کہ قریش سوکھا سے خوفانی نے کہا کہ اب چل کے تیسرے بہشت کی سیر کیجیے لندھور ہمراہ قریش کے وہان سے روانہ
ہوے تیسرے بہشت کے دروازے پر جاتے ہی نیا رنگ دیکھا یعنی ایک عالیشان وسیع بے انتہا ہیرے کے پٹ عقیق زرد کی
چوکھٹ بازو زمرد کا بنا موتی کے کنڈے لعل بیش بہا کی زنجیر فیروزے کے کوسلے دیوار ہاے بہشت جواہر نگار مینا کاری
خوشنمائی ہوئی لندھور دیکھ کے حیران ہوگیا داخل بہشت جب ہوا عجب کیفیت نظر آئی کہ تمامی لباسے تازہ پر عجب حسن
دیکھا یاقوت کے اشجار پتے گوہر بار پھول فیروزی پھل کندنی زمین بلورین منقش سبزہ دو چھڑیون پر دوب جو جمی تھی
یہ معلوم ہوتا تھا کہ پیشانی چمن پر افشان کرن کی آفتاب نے چھڑک دی ہی زمین باغ بہشت بالکل زر ریز معلوم ہوتی ہی
طائر خوشنوا شاخون پر چہک رہے ہین سبزہ روش چمن لہک رہے ہین ہماے حسن سایہ فگن ہی حسین حسین باغبان
سونے چاندی کی گھڑیان لیے ہوے چمن بندی کر رہے ہین نہر زمردی عجب جوبن پر ہی فلک ہفت رنگ بھی دیکھنے
کا مشتاق ہی چھت پردون سے جواہر نگار سے آراستہ ہی فرش مخمل سرخ کا بچھا ہی شیشہ آلات سے درست تصویرین نقاشی
مینا کاری کی ہوئی لگی ہین صحن چمن مین عجب شان و شوکت کا حوض ہی آب یاقوتی سے لبریز ہی فوارے چھوٹ رہے ہین
حورون کا غول جابجا پھر رہا ہی غلمان خرامان ادہر سے ادہر جاتے ہین لندھور جب باغ بہشت سوم کی سیر
کر چکے قریش نے کہا کہ اب چوتھے بہشت مین چلیے لندھور کا دل وہان سے آنے کو نہ چاہتا تھا مگر بہ مجبوری قریش کے ساتھ
چلے آئے چوتھے بہشت مین قریش لندھور کو لیگیا چوتھے بہشت کا دروازہ ایسا تھا کہ جیسے پٹ فیروزے کے تختے جڑاون مین
سونے کی شاخین نشیب و فراز مین لگی ہوئی یشب کے چوکھٹ بازو ماہی پشت کی کیلین جڑی ہوئی سنگ مرمر کا بنا و
کنڈے زنجیر طلائی جیسی دیوارین بلور کی کہ سب پر مینا کاری کی ہوئی اور رنگ آمیزی بنی ہوئی نہال باردار شاخین سونے
کی پتے عقیق زرد کے پھل یاقوت احمر کے پھول چاندی کے عجب خوشنما درخت ہین کہ پہرون جنکو دیکھا کیجیے دلکو سیری
نہ ہو پھولون کے نخل میوہ سے لدے ان سے گلہاے شگفتہ کھٹک کر گر رہے ہین باغبانیان گلچینی جابجا کر رہی ہین باد صبا
زمین پر فرش گل بچھاتی ہی نسیم سحر غنچون کو شگفتہ کرتی ہی نرگس محو تماشا ہی سوسن مسکراتی ہی گلاب خندہ زنی کر رہا ہی کیوڑا
عطر بیزی مین مشغول گیندا ہزار ہزار جوبن دکھاتا ہی معشوقون کے حسن کو گیند دھڑ کا بناتا ہی سبزہ نوخیز خواب مین ہی ہر چمن عالم
شباب پر ہی قصر طلائی اپنا رنگ دکھاتا ہی جواہر کے نگینے بہشت بیل ترشے ہوے جڑے ہین اندر سے باہر تک نقرئی ایک نہر
مصفا آب زمرد رنگ لہرین مار رہی ہی حورین کنارے پر نہر کے جمع ہین کوئی ہاتھ منہ دھوتی ہی کوئی آپس مین بھولیون
کو چھینٹے پانی کے دیکر خوش فعلیان کرتی ہی کوئی میون کا سنگار کرتی ہی کوئی آئینہ مین نظارہ بار بار کرتی ہی کوئی شانے
سے زلفون کو سلجھاتی ہی کوئی چوٹی کسی سے گندھواتی ہی غرض اپنے اپنے رنگ مین سب مصروف ہین عجب طرح کے
چلبلے پن شگفتگی دل کے دہلے ہین لندھور نظارہ کنان ایک ایک جانب ہی قریش کہتا ہی اب آگے چلیے پانچوین
بہشت کی سیر کیجیے دل زیادہ نہ لگایئے قدم آگے کو اٹھایئے لندھور ناچار و مجبور وہان سے بھی روانہ ہوے قریش

پانچوین بہشت مین لندھور کو لیگیا اُسمین جاکر دیکھا کہ ہیرین پھاٹک پارسے کی قلعی سے شفاف کیا جواہرات صورت زیبا
از سرتا پا دکھائی دیتی ہو مرصع کار چوکھٹ بازو جواہر نگار بنا و نقرئی چولین سونے کی کیلین الماس نما قفل زنجیر کنڈے عقیق
ین کے دیوارین شیشے کی ایسی صاف و شفاف کہ جسکا جی چاہے باہر سے باغ بہشت پنجم کی سیر کرلے درخت اُن میوون
سے لدے ہوے جنکو دیکھ کے ذائقہ زبان پر آئے توڑ توڑ کے کھانے کو جی للچائے پھولون کے زیر درخت انبار نازک
شاخون پہ پھولون کی تجلی کا بار بلبلون کے غول طائرون کے زمزمے گنجشک کا شور طائر اِس شاخ سے اُس شاخ
پر اُڑ کے بیٹھتا ہو کوئی طائر کر پال اپنے بال و پر صاف کرتا ہو کوئی گلون کی شادابی کا دم بھرتا ہو قصر بلورین آئینہ وار آراستہ
و پیراستہ ہو کارچوبی پردے پڑے ہین فرش مخمل زنگاری رنگ کا بچھا ہوا کہ ہر ہر و دیکھ کر بیان قرینے سے لگی ہین ہر میز پہ
سنگار کا سامان دھرا ہو گلابیان بادہ گلرنگ کی ہین کشتیان میوون کی برابر چُنی ہین جلسہ جما ہو رقص ہو رہا ہو
ہمصفیران چمن ہر رنگ ترانہ ساز ہین حوران گلشن فرحت افزا جمع ہین آہ سن گیسن جوبن والیان زمرد شاہ کی پرستار
عجب طرز جوانی کے عالم مین تن تنگے اینڈنے مین حسن کا ابھار دکھا دکھا کر دل لیتی ہین کچھ شیشے سا تھا کہ اندر جانے کی
حاجت نہین ہو باہر سے بخوبی جلسہ جشن کا تماشا دیکھیے لندھور بھی دور سے دیکھ کے مثل نقش تصویر ہوگیا قمرش نے
کہا اب تشریف لے چلیے چھٹے بہشت کی سیر کیجیے لندھور ملک قمرش سوکیلاے طوفانی کے ساتھ روانہ ہوے
قمرش لندھور کو لیکے چھٹے بہشت مین آیا وہان کا اور ہی رنگ دیکھا پھاٹک کے پٹ لعل بے بہا کے چوکھٹ بازو
ہیرے کے پانرے یاقوت احمر کے بنا و زبرجد کا زنجیر کنڈے پکھراج کے دیوارین گوہر آبدار کی درخت جواہر نگار شاخین مرصع
پتے کندنی پھل گوہر آبدار کے پھول افشانی سرخ و زرد زمین الماس رنگ کا دھانی پھول جا بجا زعفرانی عجب بہار
دے رہے ہین مینچے وجد کے عالم مین جھومتے ہین مرغان چمن منقارون سے نغمہ چوٹتے ہین اشعار چمن مین عجب طرح
کی ہو بہار کہین لالہ زار ہو کہین سبزہ زار شگفتہ کہین ہو گل یاسمن کسی جا ہو نسرین کہین نسترن کہین داغ لالہ
کے روشن چراغ خوشی سے ہین پنچے کہین باغ باغ چنبیلی کہین اور کہین موگا کسی جا ہو جوہی کہین موتیا کہین
خوشنما سنبل پیچدار کہین چشم نرگس کو ہو انتظار کہین سرو و شمشاد نوخواستہ لب جو بعد حسن آراستہ کسی نخل پر
بلبلون کا ہجوم کہین طائرون کے ہو نغمے کی دھوم خرامان کہین کبک ہین اور چکور کہین رقص کرنے مین گلشن مین
مور سحر ہو عجب رنگ پر ہر چمن کہ محو تماشا ہو ہر گلبدن سامنے قصر نغز و شان و شوکت دکھا رہا ہو کہ فلک زبرجدی
شرما رہا ہو جب عکس اُس قصر کا شعاع آفتاب عالمتاب سے اُس گلشن رنگارنگ پر پڑتا ہو عجب بہار نظر آتی ہو دیکھ دیکھکر
طبیعت محو ہوئی جاتی ہو صحن قصر مین جو حوض پر آب ہو دیکھنے والا عکس قصر حبابی ہر رنگ آسمانی نظر آتا ہو حوران بہشت کا جا بجا
جگمگا چمن حسن کا جوبن دکھاتی پھرتی ہین ادھر ادھر اٹھلاتی پھرتی ہین کوئی بہشتی چلی آتی ہو کوئی آپ ہی آپ خیالات سے
مسکراتی ہو کوئی لندھور کو اشارہ کرکے جاتی ہو کوئی قمرش کو دور سے ٹھینگا دکھاتی ہو نظر ہاتھ مین ہاتھ کوئی ڈالے ہوئے
پائینچے کوئی ہو سنبھالے ہوے کوئی مارے دوپٹے کی کانی کرتی جوبن پہ اپنے اترائی کوئی پہنے ہو محرم زرتار کسی
کی کرتی آستینون دار حد دامان کوئی بناے ہو کوئی ناک کی غضب جالے ہو کوئی ڈالے ہو نقرئی سر بات کسی کی
زلف شانون سے تا ناف کسی کے ہاتھ پاؤن مین وہ حنا ملے دل جس سے پامال ہو صورت ایک ایک کی
قیامت ہو چال ہر ایک کی آفت ہو سرو قد کوئی کوئی غنچہ دہن کوئی گل رو ہو کوئی رشک چمن گھر اگر انسی کے
قابل ہو چلبلی کوئی کوئی چنچل ہو سر ایک ایک شوخ اور طرار سحر ہو ناز اطوار رفتار الغرض وہان بھی لندھور بن
سعدان مرجال ورزان ہوگئے قمرش نے ہاتھ تھام کے کہا کہ آپ نے تشریف لا کے ایک بہشت اور باقی ہو وہ دیکھ لیجیے

بجز اس سیر کیجیے کا ہیکو کسی نے باغ دنیا مین بہشت دیکھا ہوگا ایسی ایسی حورون کا کب نظارہ کیا ہوگا یہ سمجھئے لندھور بن سعدان
ہمراہ فرش سو کیاے طوفانی کے چلے گر عجب عالم محویت مین کہ لقاے بے بقا کو کیونکر دکفر پرست سجدہ کرین جب ایسے
اچھے کارخانے کفر کے اس نے تیار کیے ہین کہ جنہین عقل نہین کام کرتی بے وقوف و نادان کا کیون نہ پانون جادۂ راست
سے ڈگمگا جاے جب ہی تو اس سامان فسون کا پیرو ہو خدائی کرتا ہے لندھور دست ہے لقاے بے بقا پر اور اسکے
پرستارون پہ وہ متاع روزگار رب اکبر اگر چاہے یہ طلسم کفر دم بھر مین فنا ہو جاے اور اپنے دست قدرت سے ایسے
ایسے طلسم ہزارہا آن واحد مین تیار کرے کیا حقیقت اسکی ہے فرش پھر لندھور کو ساتھ لیے ہوے بہشت بنظم مین
آیا وہان کا تو عجب رنگ اور عجب مزا اور عجب تازہ بہار دیکھی دور ہی سے نکہت گلہاے رنگا رنگ آنے لگی ہواے عطر
بیز قدم آگے کو بڑھانے لگی نظر جو دروازے پر پڑی دیکھا نہایت عالیشان بلند نشان پھاٹک ہے دونون پٹ جڑاؤ جواہر
کے ہین کہ سونے چاندی کی تیرون پر لعل و یاقوت زمرد پکھراج ہیرا مرجان موتی نگینے گول گول ترشے جڑے ہین اور گرد
لگنون کے مرصع کاری کی ہوئی ہے اسی طرح کے چوکھٹ چلیا زنجیر وغیرہ سب اگڑال پھاٹک بنا ہے دیوارون پر بھی
جو گرد دونون طرف اندر باہر بھی کام کیا ہوا ہے زمین بھی اسی صورت سے سارے بہشت کی آراستہ ہے نہر بھی جواہر نگار
ہے ساز و سامان اسکا مرصع کار ہے صحن بہت وسیع نہر اور حوض مین آب شیرین مثل شربت و نبات کے بہر چھلک
رہا ہے حورین غلمان رضوان عجیب حسن و جمال بیمثال کے باغبان باغبانیان بیلچے کھرپیان لیے ہوے آب کشی
چمنون کی کر رہے ہین صورتین وہ آنکھ جو دیکھے محو جمال ہو کر دریاے حیرت مین غرق ہو مگر بابت حسن کو نہ پاے
باغبانیون کی عجب ہیئت زربفت کے لہنگے کا پھول معالچ نکا ہوا تمہ شمار کے دوپٹے بنت کی آستینون دار کرتیان
چھنی چھنی پہنے ہین پہونچون مین لچکا سنہری اوپر چل پہنا ہوا لہنگے پھڑکاتی ہوئی جن کی کیاریون مین دوہے دہو بانی ہو رہی جاتی
پھرتی ہین آپس مین خیابان ہوتے جاتے ہین زیور جواہر نگار مین سر سے پانون تک لدی ہوئی ہین چلنے مین چھم چھم آواز آتی ہے
خوابیدگان ملک عدم کی نیند اڑی جاتی ہے حورون کی یہ آرائش ہے دھوپ چھاؤن کی اطلس کے پاجامے چلے پانچون کا تعدد
دور کرکے چمن تازہ مین بیساوین مخمل ابر کے چمن بھر مین سایہ ہو جانے دھوپ کا نام نہ آسکے کرب و گاچ دھانی جیبی دیکھے
کہ جھک دیکھنے سے آنکھون مین تازگی آسے ادہر دو چوٹے اسلح اژدہے ہوے سر سے دوش پر پشت و کمر کھلی ہوئی ایک سر آگے
سینے پر پڑا ہوا گم کرتی آب ریحان کی نہایت چست جسم سے لپٹی باوجودیکہ پوشاک و لباس پہنے ہوے ہین مگر ضیاے حسن
چمن چمن کے تجلی دیتی ہے رنگتین گوری گوری چاند سے چہرے منور آنکھین کوکب درخشان پیشانیان ستارون کے مانند
تابندہ گیسوے تابدار مشکبو بصورت سنبل دوش پر پڑے ہین دانت گوہر آبدار کی صورت صاف و شفاف چمک رہے
ہین سینہ آفتاب سا اسپر دو کنول بلورین سد شن مین اشعار ہو تا سے قد مین قامت زیبا مین حال معتدل ٭
جنکا عشق عاشق شیدا کو جان گسل ٭ ملے نیچے ہین یہ ناز و ادا سے ہر اک کا دل ٭ خورشید انکے حسن کے ہو سامنے
خجل ٭ دیکھے جو چشم شوق سے روے نگار کو ٭ آنکہ کے تمام لے وہ دل بیقرار کو ٭ اس سج دہج کی ان حسن و
جمال کی لندھور بن سعدان شہزادۂ ہندوستان نے جو حورین دیکھین منہ مین پانی بھر آیا شوق وصال گلعذار ہوا
لاحول کہکے آگے بڑھے ہر چند حورین اشارہ کرتی ہین مگر لندھور نے رخ بھی نہین کیا گلہاے شگفتہ کی سیر کرنے
لگے دیکھا شاہ ان گلشن ناپاپ ہواے شجر ہی سے لدے ہوے شاخین زمین بوس ہین باد صبا پیام شادابی دیتی ہے
نسیم کے چلنے سے ہر ٹہنی وجد مین آکے جھونکے لیتی ہے پھول کھلکھلا کر ہنستے ہنستے گرے پڑتے ہین غنچے نسیم کے آنے جانے
سے تبسم کرتے ہین واہ روین کے گل مشتاق ہین سنبلستان تک پہونچے ہین مشتاق ہین بلبلین شاخون سے

اتر کر فرش گل پر تیتی ہیں کبھی منقاروں میں پھول لیکر اڑ جاتی ہیں لندھور یہ تماشا دیکھتے پھرتے ہیں کہ ناگاہ طائروں کا
غول ایک چمن میں اگر بیٹھا دیکھا عجب قسم کے جانور ہیں کہ کبھی ایسے طائر نگاہ سے نہ گذرے تھے منقاریں لعل و یاقوت
کی نیچے نیلم و زمرد کے پر پکھراج کے جا بجا فیروزے جڑے ہیں دمیں عقیق زرد کی ہیں چوٹیاں گوہر آبدار کی گردن سے پوٹے
تک پر ہیرے لگے ہیں جا بجا رنگ کندنی چمک رہا ہے جب پرواز کرتے ہیں اور جس جگہ انکا سایہ پڑتا ہے وہ زمین ملمع کا
معلوم ہوتی ہے لندھور نے ان طائروں کو بہت پسند کیا کہ حقیقت میں ایسے جانور کبھی نہ دیکھے تھے اب نہایت عالم وجد
ہوا جہاں ٹھہرے محو تماشا ہو گئے قرش نے کہا کہ بس اب سیر کر چکے باغیں چلیے اور کہیں کی سیر کیجیے لندھور یہ سنکر
روانہ ہوئے قرش سو کیا سے طوفانی ہمراہ زیر قیطول اول آیا اور کہا کہ آپ ایک ذرا اور توقف کیجیے کہ میں اذن
خداوند لقا سے لے آؤں تو پھر آپ کو لیچلوں لندھور بن سعدان وہاں ٹھہر گئے قرش لقا کے پاس آیا اور کیفیت
لندھور کے سیر کرانے کی بہشتوں میں بیان کی لقا نے کہا اب طبقہ ولادت کی سیر کراتے ہوئے ہمارے پاس لاؤ قرش یہ سنکے
لندھور کے پاس آیا اور کہا کہ تشریف لے چلیے لندھور قرش کے ساتھ چلے راہ طے کرکے جب لندھور قیطول اول پر آئے
دیکھا کہ مثل چاند کے ایک گروہ تجلی بخش بدوشن رونق ہے اور بہت سے عیار آراستہ و پیراستہ بیٹھے ہیں لندھور کو دیکھ کے
اشارے بازیاں کیں لندھور نے خیال بھی نہ کیا آگے بڑھے جب لندھور قیطول دوم پر پہونچے دیکھا کہ ایک پہلوان
زبردست ہے نام اسکا مہر منقار کلنگ ہے اور وہ دبیر فلک ہے اسکو عطارد بھی کہتے ہیں ایک دوات زمرد کی پانچسو من
کی اور ایک لوح ایک سو بیس گز کی ہیرے کی اور قلم یاقوت کا بیس گز کا یہ سب اسکے آگے رکھا ہے جو کچھ حکم ہوتا ہے زمرد شاہ
باختری کا وہ تحریر کرتا ہے جب لندھور وہاں پہونچے عطارد بہ لطف پیش آیا اور لندھور سے کہا آپ بھی کچھ لکھیے لندھور
نے قلم یاقوتی اٹھا کر اس لوح پر لکھ دیا کہ لقا سے بے لقا زمرد شاہ باختری پر ہزار ہزار لعنت ہے وہ منقار بکار عطارد
فلک نہایت غصہ ہوا اور نیلے پیلے دیدے نکال کر کہا اے لندھور یہ تونے کیا لکھا لندھور نے جواب دیا جو مجھکو آتا تھا وہ حق
لکھدیا مہر منقار دبیر فلک نے وہ دوات اٹھا کر لندھور پر کھینچ ماری لندھور نے کلاہ خود کا دبیر پر دوات روکی
کلاہ خود سے ٹکر کھا کر دوات زمین پر گری گرتے ہی غائب ہو گئی سب کو تعجب ہوا عطارد متحیر ہو گیا قرش بھی
یہ تماشا دیکھ کے دنگ ہوئے کہ دوات گرتے ہی زمین پر غائب ہو گئی کیا کوئی افسون لندھور کو بھی یاد ہے یہاں وہ ملاحت
اسی خدمتگار گلیم پوش نے اٹھا کر داخل زنبیل کی جو لندھور کے پاس سے غائب ہو گیا تھا وہ لندھور کے برابر
ساتھ ہر جگہ مثل سایہ کے ہے اب کچھ کچھ لندھور بھی سمجھے جاتے ہیں جیسے چوٹیاں حوران بہشت لقا کی
کٹ گئیں ہیں کچھ سر ہوئے ہیں مگر بوجھی نہیں قرش نے لندھور سے کہا میں اس وقت سے بہت متعجب ہوں جب سے
حوران بہشت خداوند لقا کی چوٹیاں کٹیں ہیں کہ کیا سانحہ درپیش ہوا اور اب یہ دوسرا تماشا اور دیکھا کہ
دوات تمہاری کلاہ خود میں ٹکر کھا کر میرے سامنے یہاں گری اور فورا غائب ہو گئی کیا کچھ آپ کو بھی
افسونگری میں دخل ہے اور کچھ پڑھ کر آپ نے کیا ہو نگہ باتھا لندھور نے کہا اے قرش میں جھوٹے پر لعنت
کرتا ہوں میں نہیں جانتا کہ دوات کیا ہو گئی تم نے دیکھا کہ میں نے تو دوات کو چھوا بھی نہیں اور نہ مجھکو ان حوروں
کی چوٹیاں کٹنے کا بھید ثبوت ہوا مجھکو خود حیرت ہوئی تھی کہ خود بخود چوٹیاں حوروں کی کٹ گئیں جب میں نے
کہا کہ سر پر اپنے ہاتھ رکھ کے چوٹیاں اپنی اپنے ہاتھ سے تھام لو آواز آئی تھی کہ تم نے برا کیا میرا نقصان
ہوا میں خود ادھر ادھر دیکھنے لگا تھا کہ یہ آواز کسکی ہے میں سمجھا کہ کچھ لعنت کی یہ بھی کارستانی ہے اب دوات
گم ہوئی مجھکو اسکا بھی حال نہیں معلوم میں جانتا ہوں کہ لقا سے بے لقا نے تقدیر کرکے اپنے دست قدرت

سے دوات اُٹھالی اُسی کے پاس ہوگی مہر منقار دبیر فلک غضبناک ہوا اور لوح وقلم اُٹھا کے چاہا لندھور کو مارون لندھور
نے ایک طمانچہ بہ جگر مارا مہر منقار زمین پر گرا ہاتھ سے لوح وقلم چھوٹ گیا وہ بھی فوراً غائب ہوگیا دبیر فلک طمانچہ کھا کر پھڑکنے
لگا طائر روح ناری کا پھڑک کے پھر کے آشیانۂ جہنم مین پہونچا ساتھ والے اُسکے ملازم لقاے بے لقا بڑے بڑے زبردست
پہلوان وہان مسلح و مکمل موجود تھے آٹھون نے ارادہ لندھور سے لڑنے کا کیا قرشش سوکیاے طوفانی نے جب
دیکھا کہ اب یہان قیطول پر دنگا فساد ہوا چاہتا ہے اگر یہان لڑائی ہوئی تو بڑی خونریزی ہوگی اور توقیر آسمان دوم
اور زمرد شاہ باختری کی خداوندی مین دھبا لگجائیگا قرشش نے سب کو منع کیا اور کہا کہ خبردار لندھور سے تعرض جنگ
وجدال نہ کرنا کہ یہ جہان خداوند لقا ہے تیر عتاب و قہر خداوندی نازل ہوگا یہ سُنکے وہ سب رُک گئے اور لندھور سے
نہ بولے قرشش لندھور کو ساتھ لے کے قیطول سوم پر لایا اور وہان لندھور نے دیکھا کہ ایک پہلوان زبردست بیٹھا ہے
سر سراپا جسم ودست و پا مرصع کار ہے لندھور نے پوچھا اسکا کیا نام ہے قرشش نے کہا اسکو خنگ مرصعی ناہید فلک
کہتے ہین جتنی دیر مین لندھور نے پوچھا اور قرشش نے جواب دیا ناہید فلک غائب ہوگیا قرشش نے کہا ابھی ابھی
تو خنگ مرصعی ناہید فلک قیطول پر بیٹھا تھا ابھی غائب ہوگیا کون اسکو اُٹھا لیگیا لندھور نے کہا مین نہین
جانتا کہ اسکو کون لیگیا بھوہ جوان ذرا سی خاک کی چڑیا تھوڑی ہے جو مٹھی مین کسی نے دبالی اتنے بڑے جوان
پہلوان کو اٹھا کر کون فوراً بلکے غائب کریگا سواے لقا کے یہ آستادیان کمر کی کون جانتا ہے اُسنے تقدیر کر کے
اپنے پاس بلا لیا ہوگا یہ کہکر لندھور آگے بڑھے جب قرشش سوکیاے طوفانی لندھور کو قیطول چہارم پر لاے
لندھور نے دیکھا کہ سونے کا آفتاب وزن مین چارسومن کا بنا کر قائم کیا ہے لندھور بڑی دیر تک اُس سورج
کو دیکھا کیے قرشش سے پھر کر آفتاب کی بڑی تعریف کی کہا کہ اے قرشش یہ سورج جس نے بنایا بہت خوب بنایا قرشش
نے کہا کہ سواے خداوند لقا کے کون بنا سکتا ہے لندھور نے کہا کہ واہ واہ کیا خوب سونے کو جلادی ہے تمھارے
خداوند معلوم ہوتا ہے کہ ڈھالنے کے کاریگر ہین قرشش مسکرا کر چپ رہا اب جو پھر کر دیکھا تو آفتاب بھی غروب ہوگیا
قرشش نے گھبرا کر کہا کہ سورج کو کون لیگیا اور کیونکر غائب ہوگیا لندھور نے کہا جہان تم ہو وہان مین ہون مجھے
کیا معلوم آفتاب کہان گیا مین جانتا ہون شاید میرے دکھانے کو خداوند نے تمھارے تقدیر کی ہوگی آفتاب
غروب ہو کر گہن مین آگیا ناظرین پر واضح ہو کہ آفتاب اُسی خدمتگار گلیم پوش غائب نے نذر زنبیل کیا لندھور
سمجھ گئے کہ بیشک وہی عیار طرار میرے ہمراہ آیا ہے غرض کہ قرشش لندھور کو وہان سے لیکر ساتھ ساتھ قیطول پنجم
پر آئے دیکھا کہ زہراہہ مریخ صولت بہرام فلک ہے اور ایک ہاتھ اُسکا سونے کا ہے لندھور بغور دیکھا کیے دیکھتے دیکھتے
زہراہہ مریخ صولت بہرام فلک کا ہاتھ فوراً خود بخود کٹ گیا لندھور کو تعجب ہوا قرشش متحیر ہو کر کہنے لگا کہ ابھی
تو اسکا ہاتھ سالم تھا آپ کے آتے ہی بیدست ہوگیا کس نے اسکا ہاتھ کاٹ لیا لندھور نے کہا مین کیا جانون
کہ اسکا ہاتھ کس نے کاٹ لیا اور یہان اُسی خدمتگار گلیم پوش جو غائب ہوگیا تھا اُسنے کاٹ کے داخل زنبیل کیا
قرشش لندھور کو پھر قیطول ششم پر لایا لندھور نے دیکھا کہ مشتری قاضی فلک ششم ہے کہ نام اُسکا گہراے خبرنما
ہے اور گوہر آبدار بعد جلوہ گری آویزان مین وہی دُردرے ستارہاے تابندہ معلوم ہوتے ہین لندھور وہان سے
آگے بڑھے قرشش سوکیاے طوفانی قیطول ہفتم پر لندھور بن سعدان کو ہمراہ اپنے دیا ستارۂ زحل کو دیکھا
کہ اُسکے ایک ہاتھ مین چھ ہاتھ نقرہ دھوکے لگے ہین جیسے کہ درخت کی شاخ مین شاخین ہوتی ہین لندھور کھڑے
ہو کر اسکو بھی بحیرت تمام مشاہدہ کرنے لگے قرشش سے کہا کہ تمھارے خداوند لقا نے ستارۂ زحل کیا خوب

بنایا ہی کیا کنا بڑے کاریگر ہین قمرش نے کہا سب خداوند لقا کے دم کا ظہور ہی اتنی دیر کے ہمکلام ہونے مین زحل کے
جنون ہاتھ قلم ہوگئے اور نہ معلوم ہوا کہ کس نے کاٹ لیے اور کیا ہوے قمرش کو بہر تعجب ہوا کہا کہ ای لندھور ایسے
بھی ہاتھ کٹے اور نہ معلوم ہوے لندھور نے کہا مجھے خود تعجب ہی مگر ای قمرش یہ سب کاربردازی میرے دکھانے کے لیے
لقاے بے بقا کر و شعبدے سے کرتا ہی اُسنے اِن دونون کے واسطے ایسی ہی تقدیر کی ہوگی جو ہاتھ ان دونون کے قلم
ہوگئے اب لندھور آگے جو بڑھے دیکھا کہ بلا تشبیہ عرش اعلی کا سا سماں ہی وہان ایک پردہ کارچوبی مرصع کار پڑا ہی کہ اُسکو
حجاب قدرت زمردشاہ باختری کہتے ہین اور اُسپر یہ لکھا ہی کہ یہ قدمگاہ زمردشاہ باختری خداوند لقا ہی اور ایک
زنجیر طلائی بہت گندہ وہان لٹکی ہی قمرش سوکیاے طوفانی نے پردۂ حجاب خداوند لقا اُٹھایا لندھور اندر
داخل ہوے قمرش وہین تھم گیا وہ دربار مین نہ گیا لندھور نے دربار لقا مین آتے ہی کہا سلام علیکم یعنے جو خدا پرست ہو اُسپر
میرا سلام پہونچے بختیارک نے جواب دیا علیکم السلام سب اہلیان دربار دیکھنے لگے لقا نے بختیارک کی طرف بغیظ و غضب
دیکھا گہراے اختر شناس سمجھا تھا چونکہ یہ خدا پرست ہی اُسنے لقا سے کہا کہ بختیارک شیطان درگاہ ہی اسکی بات کچھ
قریب قیاس نہین ہی لندھور نے دیکھا کہ سب سردار اپنے اپنے عہدون پر بیٹھے ہین کہین جگہ میرے بیٹھنے کی نہین ہی
پیچھے پلٹ کر دیکھا کہ قمرش سوکیاے طوفانی نہین ہی پھر لقا نے قمرش کو بھی بلوایا وہ آکر اپنے دنگل زرین پر
متمکن ہوا اُسوقت شہزادۂ ہندوستان داراے ہند لندھور بن سعدان نے بصد جوش و خروش کہا ای زمردشاہ
باختری ایک ذرا ادھر ملاحظہ کر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر ابو حمزہ صاحبقران زمان کا مین نامۂ ہدایت شمامہ
لے کر آیا ہون چار قدم تمسک نامے کی تعظیم کر اور ساڑھے تین قدم میری تعظیم کر اور پچاس کشتیان زر و جواہر
کی اِس نامۂ فیض شمامہ پر منگوا کر تصدق کر اور پچاس کشتیان میری نذر کر جب اِس نامے کو پڑھکر جواب لکھ لقاے
بے بقا کلام لندھور بن سعدان سنکر منغص ہوا کہ گہراے اختر شناس اور قمرش سوکیاے طوفانی نے دست بستہ عرض
کی کہ ای خداوند بندے ایسے ہی ناز کرتے ہین اور خداوند کا ناز برداری شیوہ ہی اگر بندون کے کلام کا جواب بعتاب
خداوند دین تو رحمت مین فرق آتا ہی آپ کو بخشش و کرم کرنا چاہیے بندون کا جبر ہر طرح اُٹھانا ضرور ہی استقبال
و تعظیم تو موقوف رکھیے مگر ان کشتیان زر و جواہر کی منگوا لیجے لیکن بختیارک بولے جاتا ہی شل زاغ صحرائی کے کائین
کائین کیے جاتا ہی اُسکو منظور یہ تھا کہ جنگ و جدل ہو اور لندھور کو لقاے بے بقا قتل کا حکم دے کہ خونریزی
خوب ہو مگر جب گہراے اختر شناس اور قمرش سوکیاے طوفانی نے لقا کو سمجھایا رحمت کا نام سنتے ہی وہ خر بے دم
شل گدھے کے پھول گیا اور کشتیان زر و جواہر کی منگوا کر آگے لندھور بن سعدان ایلچی صاحبقران زمان کے
رکھوا دین گہراے اختر شناس اور قمرش سوکیاے طوفانی نے لندھور کو اشارہ کیا کہ استقبال موقوف رکھوا کر
نذر قبول کرو لندھور بھی کچھ سوچ کے چپ ہو رہا اور خدمتگاران زمردشاہ باختری لقاے بے بقا کو حکم دیا کہ یہ
کشتیان تم سب ملکے لوٹ لو یہ تمھین لوگون کا حق ہی مین لیکے کیا کرونگا اب ناظرین والا تمکین پر یہ فقرہ دلفریب بدین
حسن اظہر من الشمس و ابین من الامس ہو کہ یہ حقیر و فقیر سراپا تقصیر احقر کونین شیخ تصدق حسین مترجم اِس داستان
مین اکثر مقامات پر بھی خدمتگار غائب کا کہنا [illegible] ذکر کرتا چلا آتا ہی یہ مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری عیار
عیار نمود اور وفادار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہین کہ گلیم اوڑھکر بیٹھتے ہی روپوش ہو گئے تھے مگر شل سایہ کے ہر وقت
ہر جگہ داراے ہند لندھور بن سعدان کے ساتھ ہی ساتھ رہے چنانچہ اِس دربار لقاے بے بقا مین بھی
بہت ہوشیاری کے ساتھ موجود تھے جس وقت لندھور نے خدمتگاران لقا کو کشتیان لوٹنے کا حکم دیا خواجہ عمرو

بن امیہ ضمری نے اسی روپوشی مین سب کشتیان اُٹھا کر نذر زنبیل کین بلکہ اُس جگہ کی خاک تک نہ چھوڑی اب جو خدمتگار
چار طرف سے کشتیون پر گرے وہان کی خاک تک نہ باقی رہی اُن خدمتگارون کے گرتے ہی خواجہ نے اسی روپوشی
مین جال الیاسی مار کر سب خدمتگارون کی پگڑیان کھینچ لین اور نذر زنبیل کین خدمتگارون نے دیکھا کہ ہم مین سے
کسی کے سر پر پگڑی ایک بھی نہین ہو سر اُٹھا کر کہا واہ واہ واہ خداوند نے کیا خوب تقدیر کی کہ کشتیان لوٹتا گیا
یہان تو پگڑیان تک غائب ہو گئین لندھور کے آتے ہی دربار خداوند لقا مین اندھیر ہو گیا یہ مثل اصل ہو گئی ہو مثل
چراغ گل پگڑی غائب جا جو ون دہاڑے اندھیر نہ سنا تھا بختیارک نے یہ اودھم دیکھکر سلام کیا اور صلواة کے دو فقرے
پڑھے اور ہنسکر کہا واہ اُستاد جی واہ مانتا ہون یہان بھی آپ کے جمال بیمثال کا ظہور ہو گیا کیون نہ شعر باوجودیکہ
بال و پر نہ تھے آدم کے + پر وہان پہونچے فرشتے بھی جہان جا نہ سکے + زمرد شاہ باختری نے بختیارک کی طرف
دیکھکر کہا کہ اے شیطان درگاہ کیا ہو یہ تو کیا بکتا ہو بختیارک نے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ اے خداوند آپکو میرے
افعال سے کیا مطلب ہو مین نہین معلوم کیا تم سے بک رہا ہون اور کیا مجھکو دکھائی دیتا ہو الغرض لندھور آگے
بڑھا دیکھا کہ کہین جگہ میرے بیٹھنے کی نہین ہو اب سوچتے ہین اور دل مین لندھور کہ رہے ہین کہ دربار لقا مین
وہی طرف جائے صدر ہو ضرور سمجھنا چاہیے نہین تو بڑی تبلی کی بات ہو یہ سوچ کے لندھور دہنی طرف لقائے بے بقا
کے قریب آیا کہ قریش کے دنگل کے پاس ایک بڑا نامی و گرامی کہ نام اُسکا شمعون شیر چشم تھا اپنے دنگل زرین پر
متمکن تھا اُسکے پاس آکر لندھور نے کہا کہ اے شمعون سیر چشم تو ذرا اس مقام سے ہٹ جا تو مین تیرے خداوند کو یہ
نامہ ہدایت شمامہ فرستادہ حمزہ صاحبقران زمان پیش کرکے پڑھوا دون اُس پہلوان زبردست شمعون سیر چشم
نے کہا کہ واہ مین تو اپنا دنگل تم کو نہ دونگا تم کو مجھ سے زبردست آئے کہ دربار سے اُٹھا دیتے ہو بھلا تمھارے
اُٹھانے سے تو مین کیا اُٹھونگا تمھاری کیا حقیقت ہو یہ سنکر لندھور بن سعدان کو نہایت طیش آیا ایک طمانچہ
اس زور سے شمعون سیر چشم کو مارا کہ گردن اُس پہلوان کی پشت کی جانب پھر گئی طنطنہ مین آکر وہ نابکار اُٹھا
کہ لندھور کے لپٹ جاوے لندھور بن سعدان نے ایک لات اس زور سے ماری کہ شمعون سیر چشم زمین پر
گر کر بیگن کی طرح ڈھلکتا ہوا پائین فرش آیا اور ہچکیان لینے لگا آخر کار وہ دھقیان مصری کا لپالک اسی جگہ
زمین کند ہو کر سویا یعنی راہی جہنم ہوا اور سرداران لقائے بے بقا بگڑ کر اٹھا چاہتے تھے قریش سوکیاسے
طوفانی نے اشارے سے منع کیا کہ خلاف حکم زمرد شاہ باختری ہو گا عتاب و قہر خداوندی نازل ہو گا
لندھور مہمان اور ایلچی حمزہ صاحبقران ہو مصرع ایلچی کو کبھی زوال نہین + خطا شمعون سیر چشم کی تھی دم بھر
کے واسطے لندھور کو کیون نہ جگہ بیٹھنے کی دی غرضکہ جیتے ہی شمعون فی النار ہوا لندھور بن سعدان لپک کر
دنگل زرین پر دہنی طرف لقائے بے بقا کے جم گئے اب جو زمرد شاہ باختری لقائے بے بقا کو لندھور بن
سعدان نے دیکھا عجب ہیبت سے تخت جواہر نگار پر متمکن ہو یہ معلوم ہوتا ہو کہ نادیہ بیل کو بناؤ سنگار کرکے تخت پر
بٹھا دیا ہو یا تماشا کسی قسم کا بنایا ہو فقد اتنی کسر باقی ہو کہ ایک لڑکا پردے کے باہر آکے پکارے کہ پیسا ٹکٹ
صورت عجب قطع کی رنگت ایسی جیسے جلا ہوا پیسا شلغم آنکھ جیسے پھوندی بیر چشمہ سرخ ہو کر کیڑے پڑ جائین
گال ایسے جیسے کہ کریلا امرود بڑے بڑے ہونٹھ دو توون طفل دراز کے مانند ناک مثل شکرقند خیفی بادی
سے ماتھا جیتا پالک کے ساگ کا چوڑا تھا کان بڑے بڑے بڑی کرک کی صورت دانت ایسے کہ جو سے لہسن
کے پوا ابر رکھے ہین سر گول گدو ماننا ڈکی سے بال کے ہری پیاز ریش بجنے کی ڈاڑھی معلوم ہوتی ہو سر بال

میں گوہر شاہوار بہت بڑے برابر سے پروئے ہوئے اور ہر سلک گوہر کے بیچ زمرد و یاقوت لگے ہوئے تاج جواہر نگار سر پر
ایسا جسمیں لعل و یاقوت و زمرد و پکھراج و نیلم و ہیرا و گوہر و مرجان بجا جڑا ہوا بیش قیمت برابر سے جڑا ہوا گوہر شاہوار کا مالا
گلے میں ہاتھوں میں لعل و یاقوت کی سینیاں پہنے ہوئے مرصع کار پہنے آنکھوں پر مثل مچھلی کے موتی کی تربان پڑی ہوئی شکوہ
پھیلائے تخت نخوت پر بیٹھا ہوا دارائے ہند لندھور بن سعدان نے دو جلنے میں ہاتھ ڈالا کہ نامہ ہدایت شمامہ امیر با توقیر کا
نکالوں اور لقاے بے بقا کو دوں دیکھا دو جلنے میں نامہ نہیں جی سن سے ہو گیا ہاتھ پانوں کے طوطے اڑ گئے طائر روح
پرواز کرنے کو موجود ہوا دل میں کہا کہ افسوس اے لندھور اتنی محنت کر کے اور جان پر کھیل کے تو آیا اور نامے کو کہیں راہ
میں گرا دیا اب تو یہ کر امیر با توقیر کیا لعنت کرینگے دوسرے اس کافر ازلی و ابدی کے آگے جھوٹھا ہونگا یہ کفار کہینگے
کہ لندھور جب ڈر کے یہاں تک آیا تھا نامہ نہیں لایا تھا فقط دھوکا دیا تھا یہ سوچکر رنگ رو متغیر ہو گیا کہ ناگاہ پشت سے
آواز آئی کہ بسم اللہ اے لندھور نامہ لو اب جو دیکھا اوسی طرف زیر بغل ایک ہاتھ پیدا ہوا اوسپر وہی نامہ ہدایت شمامہ
رکھا ہوا ہے لندھور اوس ہاتھ کی شناخت کر کے بہت خوش ہوئے اور نامہ اوٹھا لیا اور کہا کہ بھائی تو نے وہ احسان
آج کیا ہے کہ عمر بھر نہ بھولونگا ہمیشہ ممنون ہونگا پھر لقاے بے بقا کے آگے لندھور نے جا کر کہا کہ یہ نامہ ز[illegible] قاف ثانی
سلیمان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا ہے اسکو سب اول سے آخر تک پڑھ لیجیے اور جواب اس نامے کا تحریر کیجیے یہ سنکر
زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا نے وہ نامہ لندھور بن سعدان کے ہاتھ سے لیا اور سب تمام و کمال پڑھا اور
مارے غصہ کے مانند چقندر کے سرخ ہو گیا اور سر کو دو سا ہلا کر بکھاسی داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ حمزہ بڑے دعوی بہادری
اور شہزوری بر میں آئی کیا حقیقت سمجھتا ہوں لندھور تیرا فقط خیال و پاس مہمان اور ایلچی گری کا ہے نہیں تجکو قتل
کرتا اور خاک تیری جہنم میں جلا دیتا یہ کہکے نامے کے پھاڑنے کا قصد کیا کہ لندھور نے لپک کر ہاتھ سے لقاے بے بقا
کے نامہ چھین لیا اور چاہا تلوار کھینچکر لقا کی چھاتی پر جڑ دوں جیسا پہلے ہی اس نابکار کافر بدست کا کام تمام کر دوں پھر
جیسا ہوگا دیکھ لونگا شہر اپنے پھندے میں ہے صیدا آج اگر اچھا نہ مار لیجائیگا اور وقت نکل جائیگا بختیارک نے
جو لندھور بن سعدان کے تیور بگڑے دیکھے ڈر کے مارے چپکے سے پردہ بارگاہ کے باہر چلا آیا مگر قمرش سوکیا سے
طوفانی اور گہرا سے اختر شناس نے لندھور کو روکا اور منع کیا کہ آپ ایلچی ہیں آپ کو یہ زیادتی مناسب نہیں ہے
جواب طلب کیجیے اور تشریف لے چلیے لندھور نے کہا کہ نامہ پھاڑنے سے تجکو کیا غرض اور بیہودہ بکنے سے تجکو کیا کام جو
تیرے مزاج میں آئے جواب اس نامے کی پشت پر لکھدے اب اگر ہمارے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران عالیشان
کی شان میں کوئی کلمہ بے ادبانہ کہا تو ابھی زبان تیغ آبدار سے جواب دونگا کہ یہ سب تاج و تخت خاک میں ملجائیگا قمرش
نے لقاے کہا کہ لندھور ایلچی صاحبقران ہے آپ کو اس سے کیا مطلب ہے خداوندی کے خلاف ہوتا ہے اور رحمت میں
فرق آتا ہے فقط آپ جواب تقدیر کر کے لکھدیجیے جو کچھ منظور خداوند ہو زمرد شاہ باختری نے کہا کہ میرمنشی سے کہدو
کہ لکھدے اس نامے پر کہ خداوند لقا کو جنگ و جدل منظور ہے اگر حوصلہ ہو مقابلہ کر کے لڑو لندھور نے کہا کہ میرمنشی
کی کیا طاقت ہے کہ اس نامہ پر لکھ سکے تو آپ خود ہاتھ سے لکھ جو لکھنا ہو قمرش نے کہا کہ خداوند آپ رحمت کو کیوں
دریاے قہر میں اپنے ڈبوتے ہیں ایسے سے تو اس نامہ کے آپ آگاہ ہو چکے وہ سلے خود ہی لکھدیجیے رحمت کا نام
سنکر وہ دبکی مثل سگ الست کے پھول کر کپا ہو گیا تخت پر تن بیٹھا اور قلم لیکر لکھدیا اس نامے کی پشت پر
کہ مجکو جنگ منظور ہے یہ لکھکر نامہ لندھور کو دیا دارائے ہند لندھور بن سعدان نامہ امیر با توقیر کا لیکر اٹھ کھڑا
ہوا اور سلام علیکم کہکے خفا ہوا باہر پردہ بارگاہ سے آیا لندھور کے ساتھ قمرش سوکیا سے طوفانی بھی اٹھ کے

بارگاہ لقاسے چلا آیا دل میں سوچا کہ قیطولات بر فوج لقا اور سرداران فوج لقا کے بہت جا بجا گھرے ہوئے ایسا نہ ہو کہ لندھور سے کہیں فساد ہو جس طرح سے میں اپنے ساتھ لندھور کو لایا ہوں اسی طرح ساتھ لے جا کر لشکر تک لندھور کو پہونچا کر مع لشکر لندھور کو رخصت کر کے روانہ کر دوں یہ سوچ کر لندھور کا ہاتھ پکڑ لیا اور باتیں کرتا ہوا قیطولات سے بخیر و عافیت گذار کر لایا اور لشکر میں لندھور کو پہونچا دیا جب لندھور اپنے خیمہ میں آئے اور قمرش کو بھی ہمراہ لائے قمرش نے کہا اے لندھور میرا دل یہ چاہتا ہے کہ میرے آپ کے مقابلہ ہو اگر آپ مجکو زیر کر دیجئے تو میں دین اسلام قبول کروں اور اگر میں آپ کو زیر کروں تو آپ خداوند لقا کو سجدہ کیجئے لندھور نے کہا کہ بسم اللہ ابھی قمرش نے کہا کہ آج موقع نہیں ہے میری جہت قبول نہیں کرتی کہ آپ نامہ صاحبقران کا لے کر آئے ہیں اور جواب لے کر چلے ہیں اور میں آپ سے مجادلہ کروں پھر کبھی دیکھا جائیگا لندھور نے کہا تم کو اختیار ہے جب تمہارا جی چاہے مقابلہ کر لینا یہ سنکر قمرش سوکیاسے طوفانی رخصت ہوا اور لندھور نے مع لشکر فیروزی اثر کوچ طرف امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کے کیا اور جاسوسان ہوشیار اور خبرداران تیز رفتار نے آگے بڑھکر حمزہ صاحبقران زمان کو خبر فرحت اثر دی کہ لندھور بن سعدان شہزادہ ہندوستان خرم و شاداں مع لشکر ظفر نشان آتا ہے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران مع سرداران دہلاوران بہت دور تک پیشوائی کو واسطے جناب لندھور بن سعدان کی تشریف لے گئے اور لندھور کو بڑے جاہ و حشم سے ہمراہ اپنے مع سرداران نامور و لشکر ظفر اثر کے دربند فیض بخش پر تشریف لے گئے اور بڑی خوشی کی لندھور نے جواب نامہ بحضور امیر کشور گیر پیش کیا اور تمام و کمال کیفیت ملک سبائل اور قمرش کا اپنے ساتھ لیجانا اور ساتوں بہشت کا احوال سیر کرنے کا اور ساتوں قیطولات کی روئداد اور عجائبوں کا حال اور بارگاہ لقاسے بے بقا کا معرکہ اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا روپوش ہو کے ساتھ جانا اور ہر جگہ کی عیاری خواجہ عمرو کی اور نامہ خواجہ عمرو کا دینا من و عن سب امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان سے لندھور بن سعدان نے ہنس ہنسکر بہ شگفتگی خاطر بیان کیا امیر باتوقیر سنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے لندھور تم نے بڑا کار نمایاں کیا تمہاری بہادری و دلیری جو افردی میں کوئی شک نہیں پھر کئی روز تک اسی دربند فیض بخش پر جلسۂ جشن و شادی لندھور کے آنے کا رہا اور وہیں خیمے اور بارگاہیں برپا رہیں کہ وہاں سے بل مشکبار قریب تھا صحرا سے رکت سے ملا ہوا

دوسری داستان عشرت بیان شادی جبرئیل بندرت کی ساتھ ملکہ حیات بانو دختر بادشاہ سلیث زرین کے

پلا ساقیا جام عشرت فزا
یہ میخانہ بزم عروسی ہے
حسینوں کی خاطر بھی اگلی دلہن

کہ دردو الم میں ہے دل مبتلا
مگر سعد دن ہیں خوب طرح سے
ملے جبینوں کو یہ گلبدن
اسی کی مجھے تاک ہوائی ہے

بنے میکدہ وجلوہ ہائے عروس
تماشا ہو جس وقت آئے برات
دکھا ساقیا حسن بنت العنب
اگر جلسے میں شادی

دلہن بیاہ لاتا ہے آج اک عجب
عیاں دشت میں ہو شب برات
تجھا بار کس جلوہ میں اسکو آب

خمسہ

خوش می آید بہ یاد دو لبِ خندان مرا
میچکد لخت جگر از دیدہ گریان مرا
گرمی سوز درونم شوخی پنہان مرا

صبح اشکم گر نہ باشد در شب ہجران کجا
کیست تا آبے زند بر آتش سوزان مرا

گر بکویش می روم چو دیدہ واز خشم رقیب
حلہ می سازد بجان نا توانی من عجیب
وا سے بر ناکامی تقدیر و حسرت اے عجیب

یاقوت شاہ جبرئیل قدرت سوار ہو چکی ایک نامہ بدین مضمون خدمت فیض درجت امیر باتوقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان مین زمرد شاہ باختری لقاے بے بقانے تحریر کیا کہ ای فخر شجاعت و ہمت والی زینت لشکر دولت و شوکت شاہنشہ شاہان جہان تاج بخش سلاطین دوران امیر باتوقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان آپ کو بعد سلام کے تحریر کیا جاتا ہے کہ ابھی ہفتہ عشرہ جنگ موقوف رہے کہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی شادی کرنا منظور ہے آپسے مہلت طلب کرتا ہون اور آپ اپنے لشکر مین بھی حکم کر دیجیے کہ کوئی سوار و پیدل لشکر اسلام یا سردار نامدار آپ کا ہمارے اہل لشکر وغیرہ سے نہ بولے اور کسی طرح کا فساد نہ کرے فقط زیادہ والسلام یہ نامہ امیر باتوقیر نے پڑھکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو بلا کر حکم دیا کہ ہمارے تمام لشکر مین حکم دیدو کہ آٹھ دس روز تک کسی ساکن ملک سبائل یا اہل لشکر لقاے بے بقا سے کوئی نہ بولے اور فساد نہ کرے بلکہ میری راے یہ ہے کہ ہماری طرف کا کوئی ادھر کو نہ جائے جب تک اُسکے یہان سامان شادی کا پھیلا ہے کیونکہ کسی طرح کی زیادتی ہماری طرف سے عائد ہو امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے لقاے بے بقا سے کہلا بھیجا کہ تمہارا عذر ہمنے منظور کیا تم شادی کرو کوئی تم سے نہ بولیگا یہ سنکے لقاے بے بقا نے سامان شادی کتخدائی مہیا کیا تمام شہر سبائل کو آئینہ بندی کر کے شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ کیا اور شہر سبائل سے تا کوہ دو شاخ و کوہ البرز دیل مشکبار جتنی کہ دلھن کے مکان تک و در ستہ تھا تمر و اعط چراغان کے استادہ کیے گئے اور تمام جنگل اور جھاڑیان کٹوا کر سڑکین بہت عمدہ پختہ تیار ہوئین اور یہان سے وہان تک ٹھنڈی سڑکین بنوائی گئین سقون نے اسقدر پانی چھڑکا کہ سڑک سرنی محل کا لطف معلوم ہوا دولھا کے مکان سے تا در خانہ عروس سڑک پر فرش مخملی بچھوایا عود و عنبر و سامان کے لخلخے جا بجا روشن کیے گئے ہر قسم کی دکانین دونون طرف سڑکون پر جسم گئین

ناچ و رنگ و جشن شادی بجو کا عالم
کہ حسن انکا سب پر نمودار ہے
کوئی ساری ململ کی باندھے ہوئے
جوان کوئی اور کوئی نوخواستہ
کوئی لب پہ لاکھا جمائے ہوئے
اٹھائے مزے جنکو کھا کر زبان
مستغرق جواہر میں اور عمدہ رخت
معطر مین بیلا چنبیلی کے ہار
کہین خوانچے والے با صد وقار
برات آئی ہے ہر طرف ہے دھوم

دکانون کے تنبو برابر تنے
کوئی بانکی ہے اور ترچھی کوئی
کوئی گندمی اور کوئی چمپئی
کسی کی عجب سرمگین چشم ہے
کہین کنجڑون کی بہار قطار
اشارون مین گاہک کا دل لیلیا
جو دو چار یار آشنا آ رہے
کسی سمت کو شور ہے بے حساب
کٹورے بجانے مین سقے کہین

دکاندار ہر قسم کے اچھے
حسین خوبرو سیدھی سادھی کوئی
پری رو کوئی پستی رنگ کی
ہے خوش ایک تو ایک پر خشم ہے
طرحدار و طرار اور ہوشیار
بڑے ناز و غمزے سے سودا دیا
چلم پر چرس کی بڑے دم لگے
بہت گرم اور نرم سیخ کباب
ہر اک جمن مین پانی پلانے کہین

تنبولن وہ ایک ایک طرحدار ہے
کوئی گلبدن رخت پہنے ہوئے
ہر اک زیور زر مین آراستہ
کوئی چھیان ٹیڑھی بنائے ہوئے
رنگین چبوترون مین ترکاریان
کہین ساقیون کی دکانون پہ تختہ
صدا آرہی ہے کہین بار بار
کسی سمت حلوائیون کی قطار
تماشائیون کا دو رستہ ہجوم

وہان تو یہ سامان اور ایسی دھوم دھام شادی برات یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی ہے یہان لشکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران مین بھی خبر ہوئی کہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی شادی ہے آج برات آنے والی ہے اُسکا بڑا سامان و اہتمام لقا نے کیا ہے دیکھنا چاہیے کہ عجب تماشا ہوگا سب سرداروں نے مشورہ کر کے رب غازی سے کہا کہ کسی صورت سے چلیے تماشا برات کا دیکھین کرب غازی نے کہا کہ امیر باتوقیر کا حکم قطعی ہے کہ کوئی اُس طرف رخ نہ کرے مین نہین اجازت دے سکتا البتہ اسد شیردل سے کہو کہ آجکل انکا چاہ پیارا ہوا ہے اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اسد کا کہنا بہت مانتے ہین کیا عجب ہے کہ حکم دیدین سب سردار اسد نامدار کے پاس آئے

اور کہا کہ ای اسد شیر دل آج برات یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی آنیوالی ہے بڑی کیفیت کے ساتھ آراستگی ہوگی قابل
دیکھنے کے ہے بھی تماشا ہر کسی صورت سے آپ چلیے خواجہ سے اجازت لیکر تماشا برات کا دیکھ آئیں اسد شیر دل تو خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری کی خصلت سے آگاہ ہیں سب سرداروں سے کہا کیا دو گے کسی سردار نے کہا ہم پانچسو روپیہ دینگے کسی نے کہا ہم دو سو
روپیہ دینگے کسی نے کچھ کسی نے کچھ اقرار کیا غرضکہ اسد شیر دل نے سب سے رقعہ مہری روپیہ کا لکھوا لیا اور سب سرداروں
کو ہمراہ لیکر اسد شیر دل دربارگاہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پر آئے اسوقت خواجہ عمرو بادشاہان تمام خیمے میں ملکہ مہر دسیمین تن
سے مصروف جشن اختلاط تھے کہ اسد شیر دل نے آواز دی کہ دادا جان میں آتا ہوں خواجہ نے اندر خیمے کے بلا کر کہا ای
نور چشم ای راحت دل اسد نامور اسوقت بے محل تمہارے آنے کا سبب کیا ہے اسد نے کہا کہ حضور کئی روز سے بسبب
اعجبان کے ہمراہ نہ ہوسکے تھے قدمبوسی کا فدوی مشتاق تھا دیکھنے کو بہت دل چاہتا تھا اس سبب سے حاضر ہوا خواجہ
عمرو نے کہا ای فرزند یہ بات قریب قیاس نہیں کوئی ایسا ہی اسوقت امر ضروری ہے جو تم آئے ہو سچ بتاؤ میرے سر کی قسم
کیا کام ہے اسد شیر دل نے کہا ای دادا جان تمام سرداران لشکر ظفر پیکر مشتاق برات کے دیکھنے کے ہیں اور یہ رقعہ کاغذ مہری
سبھوں نے دیے ہیں اگر آپ اجازت دیجیے تو برات کا تماشا ہم سب الگ سے کھڑے ہوکر دیکھ آئیں وہ کاغذ مہری سب سرداروں
کے خواجہ عمرو کو اسد نے دیے خواجہ عمرو نے وہ کاغذ تو لیکے پاس اپنے رکھ لیے اور کہا ای فرزند جگر بند امیر با توقیر کا حکم محکم
تقاضیم تو یہ ہے کہ کوئی ہمارے لشکر سے لقا کیطرف رخ نہ کرے یہ سب برات کا تماشا دیکھنے پر آمادہ ہیں نہیں معلوم کیسا
ہو کیا نہ اس بیچ میں ہم میں اگر کوئی فساد ہو تو مجھ پر بڑی بدنامی آئیگی اور امیر با توقیر بہت خفا ہونگے لیکن اچھا بیٹا تمہاری
خاطر مجھکو ہر طرح منظور ہے جاؤ سب سے روپیہ نقد تحصیل لاؤ میں خود ساتھ لیچل کے تمہیں اور ان سب کو بھی تماشا برات کا
دکھا لاؤنگا یہ سنکے اسد شیر دل آئے اور سب سرداروں سے روپیہ تحصیل کر لیکے اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے آگے
رکھدیا خواجہ عمرو نے ملکہ مہر دسیمین تن سے کہا کہ میں خود ان سب کو ساتھ لیجا کر تماشا برات کا الگ سے دکھلا لاؤنگا نہیں
تو یہ سب آفت برپا کرینگے یہ کہکے باہر خیمہ کے آئے اور کہا کہ صاحبو تم سب کی دل لگی اور تماشے نے کیا پریشان کیا ہے خدا خیر
کرے پھر ان سب کو ہمراہ لیے ہوئے یعنی علمشاہ فلک جاہ اور شہزادہ بدیع الزمان عالیشان اور شہزادہ قاسم نوجوان
اور اسد شیر دل اور ہاشم تیغزن اور لندھور بن سعدان و مالک اژدر نامور وغیرہ کو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ساتھ
لیکر پل شکبار پر آئے اور ایک مقام علحدہ دیکھکر فرش بچھوا کر سب بیٹھے کہ الگ سے تماشا برات یاقوت شاہ جبرئیل
قدرت کا دیکھیں تھوڑی دیر کے بعد آواز پلٹن کی آئی سب لوگ تماشائیں اور دکاندار وغیرہ ہوشیار ہوگئے ناگاہ نشان کا
ہاتھی نظر پڑا اسکے بعد اور بھی ہاتھیوں پر نشان اور ماہی مراتب شاہی بعد اسکے ڈنکا ہاتھی پر ہوتا ہوا اونٹ تاشے ڈھول
بجتے ہوئے نوبت خانہ نقار خانہ تختوں پر سجا ہوا کہار وردیاں کارچوبی پہنے وہ تخت اٹھائے ہوئے جب یہ سامان آگے بڑھ گیا
دیکھا کہ جلوسی اونٹ بہت سے سجے سجائے مہاریں ریشم ہفت رنگ کی جھولیں مخمل کی ابر کارچوبی پڑی ہوئی اسکے بعد گھوڑے
جلوسی کوتل زیور جواہر سے آراستہ صدہا آگے پیچھے نکل گئے اسکے بعد پھر یہ باجے تاشے ڈھول روشنچوکی انگریزی باجا
ارگن باجا جب یہ بھی سب سامان آگے بڑھ گیا دیکھا سواروں کے رسالے طرح طرح کے دریائے آہن میں غرق گھوڑے
اچکتے کھیلتے ترکی و تازی و عراقی و عربی کلیلیں کرتے ہوئے ڈگڈگی چوکڑی کے ساتھ چلے جاتے ہیں اسکے بعد پیدل ہزارہا
پلٹنیں ہر رنگ کی ہر طرح کی ہر وضع کے سلاح جنگ سے آراستہ برابر قطار باندھے ہوئے سامنے سے نکل گئیں اب باجے بعد
پھر اُسی طرح سے باجے بجتے تاشے ڈھول نفیرے انگریزی ارگن بعد جوش و خروش اسکے پیچھے تخت طلا و لعلان
پری رویان کے کہار کاندھوں پر اٹھائے اور ان تختوں پر طبلہ سارنگی نفیرے سے بجتے ہوئے پریان ابرباجی گاتی طعنین

اُڑاتی چلی جاتی ہین بھولی بھولی صورتین انکی حسین حسین کمسن کمسن بانکی ترچھی ناز و انداز نخرے غمزے قیامت کی نگاہین آفت
کی چتون مین عجب سج دہج کی کہ جنکو دیکھ کے پیر فلک محو ہوجائے گرد و پیش سرداران لشکر لقا ے بے بقا اہتمام برات کا کرتے ہوے
چلے جاتے ہین پیچھے پیچھے سواریان زنانی سکھپال تخت بجاتے ہزار ہزار آتشبازی برابر چھوٹتی ہوئی اس سامان
وجلوس و شان و شوکت سے برات گئی کہ دولہا کو کسی نے نہ دیکھا کوئی تو کہتا ہے کہ کسی ہاتھی پر ہوگا کوئی کہتا ہے کہ سکھپال
مین بیٹھ کے گیا ہے کوئی ہنس کے کہ رہا ہے کہ ارے قفس مین بند تھا جتنی زبانین اتنی باتین شعر کلام مختلف الانعام اسکو
کیا کہیے * زبان خلق کو نقارہ خدا کہیے * ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت دولہا بنکر اپنے
مقام پر بیٹھا رہا اپنی طرف سے سرداران اولو العزم کو دلہن بیاہ لانے کے واسطے بھیجا اسوجہ سے کہ خداوندزادہ
کا جانا غیر مناسب تھا دوسرے یہ کہ زور دن پر جوانی کے چڑھا ہوا امنگ مین بھرا ہوا باتون فلک سیر تیز و تند تھا کہ انتظار
کورس یعنی ملکہ حیات بانو کا راستہ دیکھ رہا ہے کہتا ہے یا خداوندا ایسی تقدیر کیجیے کہ جلد دلہن بیاہ کر آئے فیصلہ ہوجاے
دور پردہ حجاب ہون شربت وصال سے سیراب ہون الغرض جب برات چلی گئی بہزاد کم ہوئی خواجہ نے کہا کہ اب چلیے
ایسا نہو امیر بانو قبر حمزہ صاحبقران زمان کو خبر ہوجائے تو غضب ہو کا بت خفا ہونگے سرداران لشکر اسلام نے کہا کہ
اے خواجہ تھوڑی دیر اور توقف کیجیے کہ پھرتی ہوئی برات دیکھ لین کہ جہیز کیسا ہے اور دلہن کا محافہ کیسا ہے کس سامان
سے اودھر سے بیاہ کر دلہن کو لاتے ہین اور کیسی برات آتی ہے دوسری کیفیت بھی دیکھ لین تو پھر لشکر مین چلین غرض
وہان ٹیکرے پر سب کے سب بیٹھے رہے شغل شرابخواری ہوا کیا خواجہ عمرو تانین اڑایا کیے لحن داودی سنایا کیے
رات بھر اُس جگہ جلسے جشن اور جلسے رہے صبح ہوتے ہی برات کی آمد شروع ہوئی اُسی سامان و اہتمام سے دلہن
کو بیاہ کر لاے وہی دھوم دھام وہی نوبت نقارے بجتے ہوے باجے طرح طرح کے اُسی طرح تخت پر پریان ناچتی ہوئی
تانین پھیرون کی اُڑاتی ہوئی وہی رسالے آراستہ و پیراستہ وہی پیدل عجب جلیتین مسلح و مکمل وہی سرخپوش
سردار لشکر لقا کے رات بھر کے جاگے ہوے نشہ شراب سے آنکھیں چڑھی ہوئی جھومتے چلے جاتے ہین جہیز بے انتہا
اونٹون پر ہاتھیون پر لدا ہوا پیچھے سب جلوس و جہیز کے محافہ دلہن کا جواہر نگار مرصع کار جڑے نگینے بیش قیمت
لعل و یاقوت زمرد و پکھراج ہیرے کے جڑے ہوے آفتاب کے مانند چمکتا ہوا سونے کا ڈولا معلوم ہوتا ہے کہ پیتی ڈوریون
سے چوبندی کسی ہوئی شعر آسی بر جان وتنا ہون شال تبس رہا ہون * کیا رہتا ہے چوبندی سے پردہ جسکی
محمل کا * گرد محافہ جواہر نگار کے صدہا خواصین پیش خدمتین پری چہرہ حور شمائل کمسنین کچھ وامین طرح طرح کے
بناؤ کیے ہوے سج دھج سے بیٹھے سرمہ کاجل سے آراستہ گلوبند موتی موتی کلون مین دبی ہوئین سر سے پاؤن تک پر طلائی
پہنے ہوے چھم چھم کرتی پایہ محافہ عروسی تھامے ہوے ہنستی بولتی چلی آتی ہین کہاریان پری پیکر نازنین حسین مہ جبین
ناز و انداز مین طاق عشوہ و ادا مین شہرہ آفاق چھوٹے پاؤن مین چھلے دار جھلے مرتبون کے سر پر شبنمی آنکھیں گھرا
گھرا کاجل و مسی کی دھڑیان جمی ہوئی پان کی لالی ہونٹون پر جس سے لاکھون کا خون ہو زرد بفت کے لہنگے گوٹ پر
بنت کا رچوبی بیچ مین چھریان کی ہوئی کامدانی کے دوپٹے جو گردبنت لچکا ٹنکا ہوا کارچوبی بنگلے کی محرم کرتیان بوٹ
کارچوبی پانون مین دلہن کا محافہ اٹھائے ہوے چھمچھماتی چلی آتی ہین سرداران لشکر اسلام چھماچھٹ کی آواز سنکر
گھبرا کر اُٹھے ٹیکرے سے اُترکر لب سڑک آکھڑے ہوے برات کا تماشا بہت بخوبی دیکھنے لگے حسب اتفاق محافے کی
چوبندی کسی ہوئی تھی ہوا کا گذر مطلق نہ تھا دلہن کو محافے مین گرمی زیادہ معلوم ہوئی سر پھرنے لگا طبیعت بیچین
ہوئی دایہ سے کہا ارے محافے کی چوبندی کھلوا دو کہ ذرا ہوا آے دل بشاش ہو دایہ نے فوراً چوبندی کھلوا دی

زمانہ زرا ہوا آنے لگی دل کو فرحت ہوئی طبیعت سنبھلی سب سرداران لشکر کوئی کسی طرف دیکھ رہا ہی کوئی کسی کو تکتا ہی
مگر ہاشم تیغزن کی نگاہ ملکہ حیات بانو عروس شب اول پر پڑی کلیجا تھام کے منہ سے آہ کی اودھر ملکہ حیات بانو
کی بھی نگاہ نورا چہرہ جنبال ہاشم پر پڑی وہ بھی دل دونوں ہاتھوں سے مسوس کر رہ گئی اُف اُف کرنے لگی مگر
کیا کرے کیا چارہ کہ ناگہان پردہ محافے کا پھر گرا ہاشم تیغزن نے یہ شعر پڑھا شعر دیکھ لینے میں ذرا ٹوٹ نہ جاتے تیرے
ہاتھ ✦ لیلی اتنا تو نہ تھا پردۂ محمل بھاری ✦✦ دیگر سینہ سے تیر عشق پار ہوا ✦ دل کلیجہ جگر فگار ہوا ✦ اب تاب ضبط کہاں
ادھر انکا حال غیر اودھر اُسکا دل بیچین اُدھر برات آگے بڑھی ادھر ہاشم بیتاب و بیقرار ہوکر خواجہ عمرو کے پاس آکر
کہنے لگے ای خواجہ مجکو اس عروس نے شمشیر ابرو سے گھایل کیا دل پر قابو نہیں چین کسی پہلو نہیں شعر
کیا حال ہو بیان دل بیقرار کا ✦ سینہ میں اب ہی جان بعالم فشار کا ✦ ای خواجہ منہ کو کلیجا نکلا آتا ہی دل سے صبر نہیں
کیا جاتا ہی اب میں اپنی جان دونگا خواجہ عمرو نے ہنسکر کہا ای ہاشم تیغزن زیادہ ستیاں نہیں کرتے اسمیں انسان ذلیل
و رسوا ہوتا ہی ابھی واسطے تم آگے نہیے برات کا تماشا فقط چلا تھا عشقبازی کا سلسلہ تو خوب نکالا واہ واہ کیا
کہنا اگر بیان کسی کو ثبوت ہوا تو تم مارے جاؤگے میں بھی رسوا ہونگا مجکو صاحبقران سے بڑی ذلت ہوگی تم صاحبقران
کے مزاج کو جانتے ہو تمھاری محبت سے نفرت ہو جائیگی ہاشم تیغزن نے کہا کچھ ہو مجھ سے اب تاب ضبط ممکن نہیں کوئی
دم میں جان جایا چاہتی ہی شعر ممکن نہیں ہی صبر دل بیقرار سے ✦ کیا دور جان نکلے اگر جسم زار سے ✦✦ ای خواجہ عمرو
اگر تم آشنا کام کرو کہ برات میں اسوقت غلغلہ برپا کرا دو تو پانچ ہزار روپیہ تمکو دونگا خواجہ نے کہا خیر خاطر ہی تمھاری اچھا
دیکھو میں اسوقت کیا کرتا ہوں یہ کہکر کرب غازی سے کہا ای کرب قیطاس خون آشام پہلوان زبردست سردار
لقانکو نگاہ بد سے دیکھتا ہی کرب تو دیوانہ ہی بقول شخصے دیوانہ را ہوئے بس ست فوراً کرب غازی دست
بقبضہ ہوکر اُس پہلوان کی طرف جھپٹے اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ سب کے سب براتی پراگندہ ہوگئے نعرۂ کرب غازی
کرب شہسوارم یل نامدار ✦ نظر کردۂ شیر پروردگار ✦ باش او گبر نابکار کب تجھے چھوڑتا ہوں تو زندہ و سلامت تیغ
ہاتھ سے نکل جائیگا قیطاس خون آشام نے تلوار کھینچکر ماری کرب غازی نے خالی دیکر تیغۂ کرب جوش جہاد
مغربلی کا ہاتھ مارا سر قیطاس خون آشام کے مثل برق جہندہ چمکتے ہی اُس نابکار کو کاٹ کے زیر تنگ اُتر آیا
وہ نامردود ہو کے گرا ادھر اسد شیر دل نے تفریج اژدہا چشم کو للکارا اُس مردود نے ساطور اٹھا کر اسد پر
مارنے کا قصد کیا اسد نے زیر بغل خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اس بغل پر پڑا اور اُس بغل کو کاٹتا ہوا نکل گیا اسد
بن کرب غازی نے اُس نابکار کو مارکر نعرہ کیا کہ سب دہل گئے نعرۂ اسد اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ✦ بدرم دل شیر
چرم پلنگ ✦ لندھور بن سعدان شہزادۂ ہندوستان بھی مسلح زنگی پر جا پڑے اور نعرہ کیا نعرۂ لندھورم لندھور
بن سعدان منم شیر نیستانم ✦ منم گرز برانم منم رستم پہلوانم ✦ مسلح زنگی سردار لقانے اژدہ پشت نہنگ کا ہاتھ مارا لندھور
نے گرز پر روک کے وہی گرز گران سر اُس ستمگر پر مارا وہ پہلوان زبردست مع کرگدن پیوند زمین ہوگیا مالک اژدر
نعرہ کرکے ازرق اژدہا چشم پر جا پڑے نعرۂ مالک اژدرم مالک اژدر پہلوان ✦ بہنگام پیکار شیر ژیان ✦ ازرق
اژدہا چشم نے تلوار ماری مالک نے خالی دے کر دو زبانہ برچھا مارا کہ سینۂ پر کینہ کافر کو توڑکر پار گذر گیا ناگاہ
فرخ شہسوار قلندر کا بھی نعرہ ہوا نعرۂ فرخ شہسوار قلندرم منم صفدر نامی و نامدار ✦ قلندر جری فرخ شہسوار
ازرق آہن خوار نے آتے ہی فرخ شہسوار قلندر کو ساطور مارا فرخ شہسوار نے اُسکا وار روک کر تیغہ
آبدار کا ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیا یکایک اُدھر سے علمشاہ فلک جاہ نعرہ کرتے ہوئے جھپٹے کہ باش او نابکار

وناہنجار ہشم رستم جیلتن دیلکن کشندہ و زوبل بندی دکشندہ کیتیان فرنگی یعنی نعرہ علمشاہ رومی شہ فیل زور رہ کہ بر تخت
مرزوق زنگند و شور و شر ریزہ زریں کمر نے جو دیکھا کہ علمشاہ جوش وخروش میں تیغہ کیتیان علم کیے ہوئے چلا آتا ہے
جھپٹ کر اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا علمشاہ فلک پناہ نے وار اُسکا خالی دیکر ایک ہاتھ تیغ آبدار تیغہ کیتیان کا جو مارا شانے پر
اُس مردود کے پڑا نصف جسم کاٹتا ہوا فرش ابلق رنگ سے گذر گیا وہ نابکار دو ہوکے زمین پر مع مرکب گرا شہزادہ
بدیع الزمان نور چشم صاحبقران نے بھی نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان بدیع الزمام گرد روز کین و توام زدن آسمان
بر زمین و قلیچ زرد پوش سردار زبردست لشکر لقا نے تلوار بر حکر ماری شہزادہ بدیع الزمان نے بازو بیجا کر ایک ہاتھ
تیغہ پرُ الدیار دوسرا ہاتھ گرز بھیرین ڈال کر گھوڑے سے اٹھالیا اور سر سے اپنے تصدق کر کے آسمان کی طرف اچھال دیا
پھر گرتے ہوئے شمشیر آبدار سے دو رنگ کیا اب چار طرف غل وشور ہوا کہ لشکر اسلام سے سرداران امیر بادو قرحمزہ و
صاحبقران زمان آپہونچے لینا جانے نہ دینا گھیر کر گرفتار کرو دم لینے کی مہلت نہ دو مگر ہاشم تیغزن شمشیر علم کیے ہوئے
اُس بھیڑ میں لڑتے ہوئے قریب محافے کے پہونچے گرد محافہ عروس کے چند سردار تھے اُنکو جھپٹ جھپٹ کے ہاتھ تلوار کے
مارے وہ زخمی اور گھائل ہوکے گرے ہاشم برابر محافہ کے پہونچ گئے پردہ اٹھ کے محافے کا ہاتھ پھیلا کر ملکہ حیات بانو
سے کہا اے محبوب جانی دلنواز آرام جاودانی اب دل بہت مضطرب و بیتاب ہے آغوش میں عاشق کے آؤ سینہ سے سینہ لب سے
لب ملاؤ ملکہ حیات بانو تو پہلے ہی سے حسن وجمال صورت بے مثال شہزادہ ہاشم تیغزن دیکھ کر فریفتہ و شیفتہ ہوگئی تھی دمبدم
پردہ محافے کا اٹھا اٹھا کر دیکھتی جاتی تھی کہ وہ راحت دل مشتاقان دمبدم وہ عاشق بیجان کہاں ہے جیسے ہی چہرہ آفتاب
مثال پر نگاہ ملکہ حیات بانو کی پڑی اور آواز ہاشم تیغزن کی سنی بیقرار ہوکر دونوں ہاتھ از روئے شوق وصال
شہزادہ ماہ مثال میں پھیلا دیے گویا اشارہ تھا کہ مجھکو آغوش تمنا سے مراعات میں لیلو ادھر ہاشم تیغزن بھی یہی چاہتے
تھے فوراً ملکہ حیات بانو عروس نازنین کو محافے سے کھینچ کر گھوڑے پر اپنی پشت کی جانب بٹھا لیا ملکہ حیات بانو دونوں ہاتھ
کمر ہاشم میں ڈال کر لپٹ گئی گویا دل بیقرار بیجان و روح بیجان کو تسکین ہوئی خواجہ عمرو نے کہا اے ہاشم گوہر مدعا ہاتھ
آیا مطلب دل بیقرار حاصل ہوا اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے ملکہ کو لیکے نکل جاؤ پھر جو کچھ ہوگا سمجھا جائیگا ہاشم تیغزن
شمشیر آبدار علم کیے ہوئے کافروں کو مارتے پیٹتے لڑتے بھڑتے ملکہ حیات بانو کو لیکر نکل گئے اب عمرو نے سرداران لشکر اسلام
کو آواز دی کہ اے بہادران نامدار و اے دلیران عالی وقار کیوں جمے ہوئے کھڑے ہو بہتر یہ ہے کہ یہاں سے نکل چلو اب مناسب
نہیں ہے کہ دم بھر ٹھہرو یہ صدا سے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سنتے ہی تمام سرداران بلند ہمت بصد حرمت و شوکت تلواریں
مارتے ہوئے صاف نکلے چلے گئے اب جو دیکھا تو تمام کہاریان مغلانیان خواصیں وغیرہ غل و شور کرتی ہیں ارے لوگو
دوڑو وغیرہ محافہ خالی ہوگیا ملکہ حیات بانو عروس یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کو کوئی صاف نکال لیگئے برات
لٹ گئی شادی ماتم ہوگیا ایک راوی یہ بیان کرتا ہے کہ جب برات میں تہلکہ و تلاطم ہوا اور سرداران لشکر اسلام سے تلوار چلنے لگی
خواجہ عمرو کی بن بجری جتنا جہیز تھا سب لے لیکے نذر زنبیل کرنا شروع کیا اور جو کچھ مال و اسباب تھا سب لوٹ کر داخل
زنبیل کیا غرضکہ برات ساری متفرق و پریشان ہوئی آدمی سب تتر بتر ہوگئے بھاگے ہوئے ملک سباحل میں آسکے
یاقوت شاہ سے بیان کیا کہ راہ میں خدا پرست برات کا تماشا دیکھنے کو آئے تھے اُنسے خوب تلوار چلی فلاں فلاں
سردار نامی مارا گیا بہت سے زخمی اور گھائل ہوکے آئے میں دشمن کو محافے میں سے نکال کر لے گئے اسباب تلف
ہوگیا خواصیں مغلانیاں ملکہ کی شور کرتی ہیں ہم سب تباہ ہوئے دولہا نے کچھ خبر نہ لی یہاں یاقوت شاہ اپنے
رنگ میں نشے پیے ہوئے دلہن کے انتظار میں بیٹھا تھا کہ اب دلہن آئی ہوگی یا دہ وصل سے سیراب ہونگا

فرسے اُڑ جائیگا گل گلشن جوانی شگفتہ و شاداب ہوگا اسکی خبر نہ تھی کہ عین بہار مین خزان آجائیگی بلبل مدعا صیاد کے پھندے مین پھنس گئی شکار کو اپنے دوسرا صید کر لیجائیگا یاقوت شاہ جبرئیل قدرت نے یاد جمال جہان آرا دوش رعنائی بحر دعا مین کف افسوس ملکر یہ غمبہ پڑھا نظم

بیہات دید جلوۂ جانان شود نشد ۔ روزے بہار حسن گل افشان شود نشد ۔ لطفے بجمال زار پریشان شود نشد
من خواستم کہ مشکلے آسان شود نشد ۔ خالی درت ز فوج رقیبان شود نشد

غرضکہ یہ خبر سنتے ہی یاقوت شاہ جبرئیل قدرت نہایت متردد و متفکر اور پُرغم ہوا مجبر اگر گرد مردوے کہا کہ تو جاکر دریافت تو کر کہ کون نا خدا پرست میری عروس تازہ ملکہ حیات بانو کو لیگیا پھر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت غم رسیدہ گریبان دریدہ سامنے خداوند لقا کے آیا اور بہ تضرع و زاری بعد اضطراب و بیقراری کہنے لگا کہ یا خداوند آپنے یہ کیسی تقدیر کی تھی کہ میری عروس نو ناز نین مہ جبین مہر تلعین حسین ملکہ حیات بانو کو خدا پرست چھین لیگئے بڑے غضب کی بات ہو کر پہلے ملکہ گوہر ملک کو بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران نے چھین لیا اب ملکہ حیات بانو کو کہ یہ عروس بنی ہوئی تھی کسی اور خدا پرست نے قبضہ مین کیا لقا نے کہا ای یاقوت شاہ جبرئیل قدرت نظم

آسان نیست منزل عشق سست لیس اہم ۔ پیچ و بلاؤ گریبانی و درد و غم ۔ بت خانہ چیست عزم نہ کردم سوے حرم
عمرے بپاسے سرہ کویش سپردہ ام ۔ کان شاخ حسن بادہ فران شود نشد

ای نور خالص قدرت کیون گھبرا تا ہی کیون گریہ و زاری کرتا ہی تیرے رقیب کا سر کٹوا کر منگوا دونگا ذرا حال تو دریافت ہوجاے یاقوت شاہ نے کہا کہ جسکے پاس گوہر ملک ہی اُسکا تو حال معلوم ہی کہ وہ بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران ہی مگر جو حیات بانو کو لیگیا ہی اُسکا ابھی نہین حال دریافت ہوا ہی لیکن معلوم ہوجائیگا لقا سے بے بقا نے حکم دیا کہ جاؤ اور طبل قہاری بجواؤ کہ رات کو سر بدیع الزمان کا کٹکر آجائیگا یاقوت شاہ نے قیدیون سے اُتر کر حکم لقاے بے بقا سنا دیا کہ طبل قہاری بجے کہ رات کو بحکم خداوند بدیع الزمان پسر حمزہ کا سر کاٹا جائیگا ہر کا سے یہ خبر لیکر لشکر ظفر پیکر اسلام کی طرف روانہ ہوے اب ادھر کا حال سنیے کہ ہاشم تیغزن ملکہ حیات بانو کو لیے ہوے اپنے خیمہ مین آے ملکہ حیات بانو کو بٹھایا شغل بوس و کنار مین مصروف ہوے اور سردار سب اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوے خواجہ عمرو ہاشم تیغزن کے خیمہ مین روپیہ لینے کو گئے وہ جو درمیان معرکہ آرائی ہاشم تیغزن نے اقرار کیا تھا ہاشم تیغزن نے بموجب اقرار کے سب روپیے عمرو کو دیے خواجہ عمرو جب روپیہ لے چکے ہاشم سے کہا ای ہاشم تیغزن حمزہ صاحبقران کو یہ ہرگز خبر نہ گذریگا کہ تم ملکہ حیات بانو کو چھین لاے ہو وہ نہایت پُرغضب ہین تمہاری صورت سے بیزار ہو جائینگے ہاشم تیغزن نے کہا کہ عمرو جان پھر مین کیا کرون آپ میرے مزاج سے خوب واقف ہین کہ مین نے کبھی عدول حکمی صاحبقران کی نہین کی گر مبادا ملکہ حیات بانو مجھ سے چھین گئی تو مین اپنے تئین ہلاک کرونگا آپ دس ہزار روپیہ اور مجھ سے لیجیے اور کوئی تدبیر ایسی کیجیے کہ حیات بانو ہاتھ سے نہ جاے کہ اب بالفعل اسی سے میری زندگی ہی خواجہ عمرو پھر ملکہ حیات بانو کی طرف مخاطب ہوے اور کہا کہ بی بی جو کچھ تمہارے دل مین ہو مجھ سے صاف صاف بیان کردو تمکو قسم ہی اُسی کے سر کی جسکو تم چاہتی ہو کہ تم کس سے راضی ہو تمہاری رغبت زیادہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی طرف ہی یا ہاشم تیغزن سے راضی ہو کیونکہ وہ تمہارا ہمقوم ہی اور خداوند لقا کا نور خالص ہی اور یہ عجز مذہب ہی کہ اہل اسلام امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران کا پارہ جگر ہی ملکہ حیات بانو نے یہ سنکر کہا کہ ای خواجہ مجھے ہاشم تیغزن بہ جبر نہین لاے ہین مین اُنپر خود عاشق و فریفتہ ہوکر اُنکے ساتھ چلی آئی اگر مجھکو کوئی اُنکے پہلو سے جدا کریگا تو مین اپنی جان

ہو جاوینگی یہ سنکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ای ہاشم تیغزن لاییے تو دس ہزار روپیہ مرحمت کیجیے اب مین ان روپیون کا حقدار
ہو چکا مین کیجیے مزے اڑائیے ملکہ حیات بانو کے ساتھ بعیش و نشاط زندگی کے مزے و ثواب کون تم سے ملکہ حیات بانو کو
لے سکتا ہی پھر خواجہ عمرو نے ملکہ حیات بانو سے کہا ای ملکہ سنو میری باتین لوح دل پر نقش کالحجر کر رکھو جو مین تمکو فہمایش کردون
وہی بیان تم جب امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا سامنا ہو اور وہ پوچھین سب بیان کر دینا ملکہ نے کہا عمرو جان بہت خوب
جو کچھ فرمایئے کا وہ مین یاد کر رکھونگی ہاشم تیغزن سے کہا پہلے دسون توڑے روپیون کے تو لا کر رکھدیجیے تو پھر عرض کرون
ہاشم نے اسی وقت دس توڑے منگوا کر خواجہ عمرو کو دیدیے عمرو نے ملکہ حیات بانو سے کہا کہ تم امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
سے بیان کرنا کہ ای امیر مجکو عالم خواب مین ایک بزرگوار نورانی شکل نے مسلمان کیا تھا اور صورت ہاشم تیغزن کی
دکھائی تھی اور فرمایا تھا ای ملکہ حیات بانو یہ جوان رعنا تیرا شوہر ہوگا مین برات مین جھانے مین سے دیکھتی آئی تھی
جب مین نے انکی صورت بے نظیر کو پہچانا انکے ساتھ چلی آئی اب عمر بھر انکا اور میرا ساتھ ہی اور عزت و حرمت کنیز کی آپ کے ہاتھ
ہی ملکہ نے خواجہ عمرو سے کہا مین یہی صاحبقران سے کہدونگی الغرض خواجہ نے وہ روپیہ اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور ملکہ
حیات بانو کو تعلیم و فہمایش کر کے وہان سے چلے آئے پھر بارگاہ سلیمانی مین آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران زمان کو سلام کر کے کرسی ہفت پیکر پر متمکن ہوئے صاحبقران زمان پرچۂ اخبار ملاحظہ فرما رہے تھے جب
پرچۂ اخبار ملاحظہ فرما چکے سر اٹھا کر عمرو سے کہا ای خواجہ خوب تمام سرداران کو ساتھ بھیجکر برات کا تماشا دکھایا اور خوب
کشت و خون کرایا اگر کوئی سردار نامدار مارا جاتا تو مین تمھارا کیا کرتا خواجہ عمرو نے کہا ای شہریار عالی وقار سب سردار
نامدار مجھ سے بجد ہوئے کہ ہمکو بھیجدو اور تماشا برات کا الگ سے دکھلا دو مین مجبور ہو کر ان سب کو لیگیا مگر کشت و خون
تو اس دیوانے کے سبب سے ہوا کہ یہ وحشت مین آکر دولہا بنا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ عروس یاقوت شاہ جبرئیل قدرت
کو ہاشم تیغزن چھین لایا یہ اس بیوقوف نابخت نے کیا غضب کیا ای خواجہ مین سمجھ گیا یہ سب تمھاری فتنہ پردازی اور
شعبدہ بازی تمھاری ہی واسطہ کسی مذہب مین مطلق جائز نہین کہ زن شوہردار پر نگاہ ڈالے بہتر یہ ہی کہ ہاشم سے کہو
اس عروس کو ابھی اسکے دولھا کے پاس بھجوا دے ورنہ بہت بری طرح سے پیش آؤنگا تمام عمر اسکی صورت نہ دیکھونگا
خواجہ عمرو نے دیکھا کہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کو غصہ آگیا ہی منھ سرخ ہی نگاہ غیظ سے دیکھ رہے ہین عمرو نے
دست بستہ عرض کیا ای امیر مجھے اس امر مین کچھ دخل نہین آپ کو اختیار ہی جس طرح چاہیے اس سے پیش آئیے
صاحبقران زمان بعد عظم و شان نہایت غیظ و غضب مین سوار ہو کر جانب خیمۂ ہاشم تیغزن چلے مگر خواجہ عمرو
بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب حمزہ صاحبقران زمان ہین لیکن بار بار راہ مین امیر کو سمجھاتے جاتے ہین ای
صاحبقران زمان ہاشم تیغزن آپ کا فرزند جگر بند رشید سعید نہایت صاحب عزت ہی کوئی کلمہ سخت اس سے
نہ کہنا کہ وہ اپنے تئین ہلاک کرے صاحبقران زمان غصہ مین بھرے ہوے عمرو کی بات کا کچھ جواب نہ دیتے تھے
جب قریب خیمۂ ہاشم کے پہونچے ہاشم تیغزن امیر باتوقیر کی خبر آمد سنکے اپنے خیمہ سے باہر آئے جھک کر سلام کیا قدم
مبارک کو دوڑکر بوسہ دیا امیر باتوقیر نے فرمایا ای ہاشم وہ عروس یاقوت شاہ کی کہان ہی ہاشم تیغزن نے عرض
کیا کہ غلام کے خیمہ مین حاضر ہی صاحبقران زمان بے تکلف خیمۂ ہاشم مین چلے گئے ملکہ حیات بانو نے جو امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران کو آتے دیکھا اٹھکر بعد آداب سلام کیا اور مقدم میمنت لزوم امیر باتوقیر صاحبقران کو چوم کر بعد
حجاب و شرم و لحاظ جو کچھ کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے سکھا دیا تھا وہ سب سر جھکا کر بیان کیا امیر باتوقیر
نے جو سنا کہ ملکہ حیات بانو پہلے ہی سے مسلمان تھی اور خواب مین دیکھکر ہاشم تیغزن کو عاشق شیدا ہوئی تھی

سنکر فرمایا ای ہاشم تیغزن شعر و بس تجکو مبارک خوشا نصیب اسکا کہ ماہ مہر کے پہلو مین جلوہ گر پایا ✦ ای فرزند مبارک
ہو مین کچھ سمجھا تھا یہان کچھ اور واقعہ ہی پھر ملکہ حیات بانو سے امیر با توقیر نے ارشاد فرمایا ای ملکہ مخدرہ ہاشم تیغزن جسوقت
ہمارے پاس تمکو رونمائی مین دینے کو کچھ نہین ہی کیا تمکو دون مگر ہان یہ کہ ہمارے بازو کا تو تم اپنے بازو پر باندھ لو
یہ وہ کہ ہی جو عالم طفولیت مین ملکہ آسمان پری کے ساتھ ہماری شادی ہوئی تھی ہمکو چڑھاوے مین یہ کہ ملا تھا
یہ کہکر وہ کہ ملکہ حیات بانو کے بازو پر آپ باندھ دیا اور بہو کو گلے سے لگایا سر پر دست شفقت پھیرا فرمایا اب کیا
مجال کسی کی جو تم پر آنکھ اٹھا سکے یہ کہکر صاحبقران زمان وہان سے اُٹھکر بارگاہ سلیمانی مین جلوہ افروز ہوے چار
گھڑی دن باقی تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر لقاے بے بقا مین طبل قہاری بجا ہی اسواسطے کہ رات کو شہزادہ
بدیع الزمان عالیشان کے دشمنون کا سر کٹ جائیگا امیر با توقیر نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ وہ مسخرہ جھک مارتا ہی
اور سرداران باختر جو مسلمان ہو چکے تھے مثل طور سرکن اور ہیر خارا کن وغیرہ کے وہ حاضر دربار جلالت آثار تھے اُنسے
پوچھا کہ تم اس امر خرافات سے واقف ہو کہ ملعون کیا بکتا ہی اُنھون نے عرض کیا کہ پیر و مرشد اور تو ہم نہین جانتے ہین مگر
یہ ہمنے اکثر دیکھا اور سنا ہی کہ زمرد شاہ باختری کا جس شہر پر قہر و غضب آتا ہی وہ شہر تمام آپ سے آپ سنگسار ہو جاتا ہی اور
جس شخص پر جب کبھی عتاب آیا اُسکا سر صبح کو خود بخود کٹا ہوا پایا صاحبقران زمان یہ سنکر نہایت مشوش ہوے فرمایا
کہ معلوم ہوتا ہی کوئی جادوگر اُسکا مطیع ہی یا کسی دیو کا یہ کام ہی کہ وہ غائبانہ آتا ہی اور اپنا کام کر جاتا ہی پھر بدیع الزمان
سے فرمایا ای فرزند آج تم ہمارے پاس سے نہ جاؤ بدیع الزمان نے عرض کیا بہت خوب القصہ سب ایک جگہ بیٹھے
اور شب بیداری کی تیاری ہوئی سر شام سے نمازین پڑھکر خاصہ نوش کیا اور پھر ورد و وظائف مین معروف ہوے
ادھر لقاے بے بقا نے ڈیڑھ پہر رات گئے دیو زرین چنگ سے کہا کہ تو سر بدیع الزمان پسر حمزۂ صاحبقران کا
کاٹ لا وہ دیو زرین چنگ بحکم لقاے بے بقا دو پہر رات گئے بارگاہ سلیمانی مین آیا دیکھا کہ امیر با توقیر حمزۂ
صاحبقران زمان مع سرداران عالیشان بیٹھے ہوے ہین اور بدیع الزمان بھی وہین موجود ہین چپکے چپکے چلا اس گمان
پر کہ کوئی نہ دیکھے اور بدیع الزمان کا سر کاٹ لون جب قریب آیا سب نے دیکھا کیونکہ سرمۂ سلیمانی سب کی آنکھون مین
دیا ہوا تھا اُس سرمہ کی یہ صفت ہی کہ جسکی آنکھ مین یہ سرمہ لگا ہوا ہو اُسکو دیو پری جن وغیرہ سب معلوم ہوتے ہین یکایک
سب نے دیکھا کہ ایک دیو آسمان سے اُترا اور بدیع الزمان کی طرف چلا امیر با توقیر نے سب کو منع کیا کہ تم مین سے کوئی
نہ بولے اور خبر ہو جسپر یہ جائیگا وہ خود اُس سے سمجھ لیگا لیکن دیو زرین چنگ جب بدیع الزمان کے قریب آیا اور
ہاتھ آگے بڑھایا کہ بدیع الزمان کو پکڑکر سر دھڑ سے کاٹ لے شہزادہ بدیع الزمان نے ہاتھ دیو کا پہونچے سے پکڑ کر جھٹکا
دیا کہ وہ منھ کے بل سامنے آیا بدیع الزمان نے ایک گھونسا اُسکے سر پر مارا کہ مغز اُسکا پاش پاش ہو گیا مر کر گر پڑا
غل ہوا کہ وہ دیو کو مارا صاحبقران زمان نے طور سرکن اور ہیر خارا کن سے کہا کہ یہی دیو تھا جو ہر ایک کو مار ڈالتا
تھا اُنھون نے عرض کیا کہ حضور یہی تھا جو ہلاک کیا کرتا تھا اور لقاے بے بقا کا اسیر بڑا دار و مدار تھا غرضکہ لاشہ اُس
دیو زرین چنگ کا اُٹھوا کر باہر پھنکوا دیا ہرکارون سے خبر لیکر دوڑے یاقوت شاہ کے پاس آکر کہا کہ دیو زرین چنگ
شہزادہ بدیع الزمان کا سر لینے گیا تھا بدیع الزمان نے اُسکو مار ڈالا بختیارک نے ہنسکے کہا کہ یا خداوند خدا
پرست بھلا دیو کے مارنے سے کہین مرجائینگے انھون نے ہزارہا دیو مار ڈالے ہین حمزۂ صاحبقران نے پردۂ قاف
مین بڑے بڑے سرکشان قاف کو زیر کیا ہی اس دیو زرین چنگ کی بھلا کیا حقیقت تھی جو آپنے خدا پرستون کے
مارنے کے واسطے بھیجا تھا اُس سے اُنکا بال بھی بیکا نہوا وہ مفت اُس دیو زرین چنگ کی جان گئی لقا نے کہا کہ ہمنے اُسکے لیے

یہی تقدیر کی تھی یہان دربار لقا مین یہ گفتگو تھی کہ ہرکارون نے آکر یہ خبر دی کہ کوہ مقناطیس سے زرنگ بن مہلان
گرازدندان لاکھ سوار زرین پوش کی جمعیت اپنے ہمراہ لیکر خداوند لقا کی مدد کو آتا ہے یہ سنتے ہی لقاے بے بقا پکارا
اے بندگان قدرت مرا بہ بینید دیکھو مین نے اپنے بندۂ خاص الخاص کو بلایا ہے اب وہ خدا پرستون کا کام تمام کریگا سب
سردارون کو حکم دیا کہ ہمارے اس بندۂ خاص کو استقبال کرکے ہمارے پاس لاؤ یہ سنتے ہی فوراً یاقوت شاہ جبرئیل
قدرت تسلوات سے اترکر مع سرداران درباری کے پیشوائی کو آیا اور زرنگ بن مہلان گرازدندان کو استقبال
شاہانہ کرکے خداوند کے پاس لایا زرنگ نے آتے ہی لقا کو سجدہ کیا اور پایۂ تخت کو بقدم لقاے شوم بوسہ دیا اور
دنگل زرین پر شکن ہوا انسنے حال خدا پرستون کا پوچھا بختیارک نے بیان کرنا شروع کیا یہان زرنگ بن مہلان
گرازدندان سے بختیارک یہ باتین کر رہا تھا کہ ایک ہرکارے نے آکر عرض کیا اے خداوند لقا کوہ تخت صحرانشین
بھی ساٹھ ہزار سوارون سے آتا ہے اور ساتھ اُسکے دو بیٹے صلائیل کے ہین ایک کا نام سیامک سیاہ کلاہ اور ایک
کا نام بہروز غول بچہ کہ فن عیاری مین مثل و بےنظیر ہین اور صلائیل کے ایک بیٹے کا جو نام بہروز غول بچہ ہے اُسکا
سبب یہ ہے کہ ایک کنیز صلائیل کی ایک روز کسی کام کو صحرا کی طرف گئی وہان غول نے اُسے گھیرا اور یہ جو اُس
کنیز سے ہم صحبت ہوا اُسی وقت سے اُسکو حمل رہ گیا تھا اُس سے یہ بہروز غول بچہ پیدا ہوا اس سبب سے اُسکو
اسی نام سے پکارتے ہین اور دو عیار اور بھی صحرانشین کے ساتھ ہین ایک کا نام طارق اور ایک کا نام سارق
ہے الغرض جب لقاے بے بقا نے ان سب کے آنے کی خبر سنی بہت خوش ہوا اور یاقوت شاہ کو واسطے
استقبال پہلوانان جرار کے بھیجا یاقوت شاہ سب کو استقبال کرکے اپنے ہمراہ لایا اور وہ سب سجدہ کرکے
لقاے بے بقا کو اور بوسہ قدم پر دے کے دنگلہاے زرین پر شکن ہوے کوہ تخت صحرانشین نے احوال
اہل اسلام پوچھا بختیارک نے از ابتدا تا انتہا سب بیان کیا اور کہا کہ عیار حمزۂ صاحبقران بلاے بے درمان
آفت جہان ہے دن بھر مین ہزار صورتین بدلتا ہے ابھی چاہے تو میری صورت بنکر یہان آئے اور تم نہ پہچان سکو ناظرین
والاتمکین پر واضح ہو کہ بختیارک تو اپنے خیمہ مین گیا وہ دربار لقاے بے بقا مین تھا مگر یہ جو کوہ تخت صحرانشین
سے حال بیان کر رہے تھے یہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بصورت بختیارک بنے ہوے باتین کر رہے تھے جب بختیارک
نقلی نے کوہ تخت سے یہ کلمہ کہا کہ عمرو عیار حمزۂ صاحبقران بلاے بے درمان ہے دن بھر مین ہزار صورتین بدلتا
ہے اگر وہ ابھی چاہے تو میری صورت بنکر آئے تم ہرگز اُسکو نہ پہچان سکوگے کوہ تخت بختیارک نقلی سے کہہ رہا
تھا کہ کیا بکتا ہے مجھ سا احمق گدھا نہ پہچان سکیگا تو مجھکو فریب دیتا ہے مین ویسا نہین ہون کہ اصلی کو اور نقلی کو
نہ پہچانون بس واہیات باتین میرے سامنے نہ بنا ابھی بگڑ جاؤنگا تو تجھکو سزا دونگا یکایک بختیارک اصلی
بھی سامنے سے نظر آیا بختیارک نقلی نے یعنی عمرو نے کہا اے کوہ تخت دیکھو جو مین کہتا تھا وہی پیش آیا کہ عمرو
میری شکل بنا ہوا چلا آتا ہے خوب غور سے دیکھو کہ میری شکل مین اور اُسکی شکل مین کچھ بھی فرق ہے یہ سنکے بہروز غول
بچہ نے دوڑکر بختیارک اصلی کو ایک ۲ تھپڑ مارا اور کہا کہ باش او دزد باریک گردن تو ایسا ہم کو سمجھتا ہے کہ
ہم تجھے نہ پہچانینگے ارے غضب کیا تو نے بختیارک تو یہ بیٹھا ہے اور تو اُسکی شکل بنکر آیا اور تجھکو خوف نہ معلوم ہوا کہ
لوگ پہچان کر قتل نہ کر ڈالین بختیارک اصلی چلایا کہ یارو یہ کیا اندھیر ہے تم لوگون کو اپنا پرایا نہین سوجھتا
ہے صاحبو بختیارک اصلی مین ہون وہ بختیارک نقلی عمرو ہے مگر بختیارک اصلی کی اس فریاد کو کون سنتا ہے
اور ہے یاقوت شاہ جی پکارا کہ عمرو کو جانے نہ دینا خبردار مار لینا غرضکہ بختیارک اصلی کو خوب مارا اور ستون سے

باندھ دیا اور سب شرابخواری میں مشغول ہوے بختیارک نقلی اجمل رہا تھا اور کہرہا تھا کہ آج ایسی دشمن کو میں مارے ڈالتا ہون اسکا زندہ رہنا بہتر نہیں یہی رخنہ پرداز ہے یاقوت شاہ نے حکم دیا کہ اسکو قتل کرو کہ آج سے رخنہ پردازی مٹ جاوے عیاری کا خاتمہ ہو لوگ تلوارین کھینچکر دوڑے جب بختیارک اصلی نے دیکھا کہ اب جان نہ بچیگی مارا جاؤنگا بہت بری بنی اسوقت بختیارک اصلی نے اشارہ کیا کہ میں دو ہزار روپیہ اپنی جان کے عوض میں دیتا ہون آپ مجکو بچا لیجیے اب رحم کیجیے میں آپ کی تابعداری سے باہر نہیں ہونگا اسوقت بختیارک نقلی نے یاقوت شاہ سے کہا کہ پیر و مرشد میری صلاح یہ ہے کہ اسکو کل صبح کو میدان میں لے چلکے سامنے حمزہ کے قتل کیجیے گا یاقوت شاہ بھی کچھ سمجھا بختیارک نقلی کا کہنا منظور کیا اور حکم کیا کہ آج اسکو نہ قتل کرو لوگوں نے ہاتھ روکا بختیارک اصلی قتل ہونے سے بچ گیا لیکن اب کیفیت بختیارک کی سنیے کہ یاقوت شاہ سے بختیارک نقلی نے کہا کہ حضور آج اس جلسہ دعوت سرداران و پہلوانان میں سب کو میں شراب عمدہ پلاؤنگا یقین ہے کہ ان سب نے کبھی عمر بھر ایسی شراب نایاب و عمدہ نہ پی ہوگی یاقوت شاہ بہت خوش ہوا اور کہا بہت مناسب ہے کہ آج تو ہی ساقیانہ دورہ جام بادۂ خوشگوار کر بختیارک نقلی نے سامان شرابخواری اکٹھا کر مہیا کیا شیشہ و خم و سبو مہیا کیے کنٹر گلابیان بادۂ لالہ رنگ کی لبریز کین اور مجھو بی حسب دلخواہ بیہوشی آمیز ملائی اور کنٹر و گلابیان شراب خالص کی لاکر جام بھر بھر کر سب کو پلانا شروع کین سب اہل محفل جوش مستی و سرور میں بعد جوشش دل یہ نظم رندانہ اور غزل مستانہ پڑھ پڑھ کے جام پر جام ساغر پر ساغر چڑھانے لگے غـــزل

اے وہ ساقی مستانہ دکھا اب رخ جانانہ
ادا ہے جسکی بانکی ترچھی چتون چال مستانہ
غضب بنت العنب کا آج کل ہے حسن جانانہ
نظر آتا ہے ہر دم دور گردون دور پیمانہ
سحر اندھیر ہے آنکھوں میں ہر دم دل الجھتا ہے

رہے آباد میخانہ پلایا جام مستانہ
تری محفل میں ہے کیا جھمگٹا یاروں کا رندانہ
کوئی میخوار دیوانہ ہے کوئی رند مستانہ
کوئی دم میں یہاں یہ نشہ وہ رنگ لائیگا
وہ مہرو آج شاید زلف میں کرنے لگا شانہ

اسی رشک پری پر ہے دل بیتاب دیوانہ
چلے اے ساقی گلفام اب تو دور پیمانہ
ہمارے جام میں ہے جام جم کی ساری کیفیت
نظر آتا ہے مجکو صاف نقش کوے جانانہ
یہ غزل آبدار ہر ایک نابکار نے

زبان پر جاری کر کے جام بادۂ گلرنگ پیے اور بعد تھوڑی دیر کے سب بیہوش ہوے جسوقت خواجہ عمرو نے دیکھا کہ سب بالکل بیہوش مثل خواب عدم کے ہو گئے خواجہ اٹھے اور زنبیل سے سو قیدی نکالے اور ان سب اسیروں کے ہاتھوں میں ایک ایک ڈولی گرزکی تھی کہ ■ مزا لے لے کر کھاتے تھے خواجہ نے ان سب قیدیوں سے کہا ہاں بیٹا جاؤ شاباش سب کے کپڑے اتار لو ننگا بچا کر دو تکو اور گھو کھلا بیٹھے بختیارک بندھا ہوا یہ تماشا ستون سے دیکھ رہا ہے اور اپنی مصیبت میں تو ہے مگر گھڑی گھڑی مسکرا رہا ہے غرضکہ ان قیدیوں نے سب کو ننگا کیا کپڑے اتار کر ایک جگہ ڈھیر کیے عمرو نے جال الیاس مار کر سب کپڑے سمیٹے اور زنبیل میں رکھے پھر سب سرداروں کے اور عیاروں کے چہرے تبدیل کیے آدھے منہ کالے اور آدھے لال رنگے حتی کہ یاقوت شاہ تک کی صورت بیجا کی بنائی اور سب کے ہاتھوں میں ایک ایک لاجوری کا باندھ دیا مگر سردار کوہ لخت صحرا نشین کو اٹھا کر ایک الگ جگہ لٹا دیا اور اسکا بھی منہ سیاہ و سرخ رنگ سے زرد رنگ دیے اور بہروز غول بچہ کو شکل پریزاد معشوق خوش انداز بنایا آنکھوں میں کاجل دیا بالوں میں تیل خوشبودار ڈال کے شانہ کیا چٹیاں گندھی نکالین افشان ماتھے پر چھڑکی ہونٹھوں پر لاکھا پان کا جمایا پوشاک معشوقانہ نکال کے پہنائی حرم میں کنوریوں کے مقام پر گود میں رکھدیا اور گود میں اٹھا کر لاکے برابر پلنگ میں کوہ لخت کے بٹھا دیا دونوں کو کروٹ سے کر کے پاؤں پر پاؤں رکھ دیے سینہ سے سینہ ملحق کر دیا لب سے لب ملا دیے اور ایک ڈوری زنبیل سے نکال کر ایک کے کمربند سے دوسرے کا کمربند باندھ کر

ازار بندی رشتہ کر دیا اور سب مال و اسباب سے دیگر سب کا سرتا بچھڑا کرکے لشکر اسلام کی طرف راہی ہوے اب اس صحبت
شعبدہ بازی کا حال سنیے کہ جب صبح ہوئی بیہوشی دفع ہوئی ہوشیاری کا عالم ہونے لگا مکھیان جو منھ پر شراب پینے کی
وجہ سے بھنبھنے لگین ہاتھ سے جس نے مکھی اڑائی جوتی کا تلا منھ پر چپٹ سے پڑا آخر کار وہ ایک ہوشیار ہوکر منھ پر تلے جوتی کے
مارتے مارتے اٹھو بیٹھے ایک ایک سے کہنے لگا واہ جی واہ ایسی دل لگی نہین بھاتی جوتیان منھ پر مارتے ہو وہ کہتا ہے تم ہمارے
منھ پر جوتیان مارتے ہو یہ کہتا ہے تم ہمارے منھ پر جوتیان لگاتے ہو آخر سب اٹھ کھڑے ہوگئے دیکھا ایک کا کمربند ایک کی
کمر سے بندھا ہے آپس مین جوتی چلنے لگی وہ اسکو تلا جوتی کا لگاتا ہے یہ اسکو مارتا ہے بختیارک ستون سے بندھا ہوا ہنس رہا ہے
پیٹ مین مارے ہنسی کے بل پڑ رہے ہین بیٹھا پیٹ کی جا واڑائی یاقوت شاہ کی بھی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ سب سرداران
اور عیارون کے ہاتھو مین جوتی کے تلے ہین آپس مین اچک اچک کر بھڑا بھٹ مار رہے ہین اور منھ سب کے آدھے
کالے آدھے لال ہین بیجا کی شکل بنے ہوے سب بداقبال ہین ایک طرف سیکڑون کالے کالے لڑکے کھڑے ہوے
گڑ کی ڈلیان کھا رہے ہین یاقوت شاہ یہ معرکہ دیکھکر ہنسنے لگا کہا واہ عجب مجنونون کا لشکر جمع ہوا ہے گھبرایا کہ یہ کیا
معرکہ ہے بختیارک نے چلا کر کہا اے جبرئیل قدرت جسکو آپ بختیارک اصلی سمجھے تھے وہ عمرو تھا اسی نے یہ کرشمہ
کیا ہے شراب مین بیہوشی سب کو پلا کر اسباب لوٹ مار کر چلا گیا اور یہ نقشہ بنا گیا جسکو آپ بختیارک نقلی کہتے تھے
وہ مین بندھا ہوا پڑا ہون یہ تلاطم اور شور ہو رہا تھا کہ کوہ لخت کی بھی آنکھ کھلی دیکھا ننگا برہنہ بالکل پڑا ہوا ہون اور پہلو
مین معشوق حسین مہ جبین آراستہ و پیراستہ ہونٹھون پر ہونٹھ رکھے ہوے سینہ سے سینہ ملاے لیٹی ہے خوش ہوا کہا خداوند
لقا نے تقدیر کرکے مہمان نوازی کی کہ ایسا معشوق دلفریب میرے واسطے بھیجا واہ کیا قدرت خداوند لقا ہے جب اپنے
بندون پر ایسی رحمت کرے کیونکر لائق سجدہ نہو یہ کہکر اسی معشوق سے لپٹ گیا اور بوس و کنار کرنے لگا بہروز غول
بچہ کی جو آنکھ کھلی کہنے لگا اے کوہ لخت یہ تو کیا کرتا ہے مین بہروز ہون عورت نہین ہون اسنے کہا اے جان جہان بہکاؤ نہین
خداوند لقا کی عنایت ہوئی کہ تجھ سی خوبرو کو میرے واسطے بھیجا بہروز نے کہا ارے تو کچھ دیوانہ ہو گیا ہے اندھیر کرتا ہے عورت
و مرد کو نہین پہچانتا غرضکہ دونون مین بشت مشت ہونے لگی کوہ لخت غالب آیا بہروز کو دبا بیٹھا بہروز غول بچہ
نے غل مچایا سیاملک سیاہ کلاہ نے جو آواز بہروز کی سنی جو اسکا بھائی ہے جھپٹ کے آیا عجب تماشا دیکھا کہ کوہ لخت
ننگا برہنہ چڑھا ہے اور بہروز بشکل معشوقانہ لباس محبوبانہ سے آراستہ پیراستہ نیچے کوہ لخت کے دبا ہے سیاملک نے
کہا اے کوہ لخت یہ کیا تجھکو ہو کیا گیا ہے تو میرے بھائی کو مارے ڈالتا ہے عمرو یہ سب کرشمہ کر گیا ہے ہوش مین آ یہ
عورت نہین ہے یہ بھائی میرا بہروز غول بچہ ہے اتنی دیر مین اور سردار و عیار بھی آ گئے انھون نے بھی یہ تماشا
دیکھا بختیارک قہقہے لگا رہا ہے کوئی ہنستا ہے کوئی مسکراتا ہے غرضکہ بہروز غول بچہ کو کوہ لخت سے چھڑایا
بختیارک نے کہا اے کوہ لخت میرے کہنے کا تجھکو یقین نہ آیا دیکھا عمرو نے کیا حال تم سب کا کیا وہ عیار
طرار ہے دیکھو تم سب کی کیا گت بنا کر عمرو چلا گیا کوہ لخت بہت شرمندہ اور خجل ہوا بختیارک نے کہا بڑا بول
تمہارے پیش آیا ادھر بہروز غول بچہ نہایت منفعل ہوا غرضکہ سب کے سب اپنے اپنے ہاتھ منھ دھوکر پوشاک
و لباس بدل بدل کر اپنے اپنے مقام پر آ بیٹھے بختیارک کو ستون سے کھولا بختیارک نے کہا اے بہروز غول بچہ
دیکھا تو نے عمرو کی چالاکی اور طراری و جراری کو عیار ایسے ہوتے ہین بہروز غول بچہ غصے مین آکر اٹھ کھڑا ہوا اور
کہا کہ اگر مین اس ساربان زادے کو گرفتار کرکے نہ لایا تو نام اپنا بہروز غول بچہ نہ رکھا سب نے منع بھی کیا مگر وہ
لنگر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا راہ مین صورت اپنی تبدیل کی داخل لشکر ظفر پیکر امیر با توقیر ہوا ادھر اسادن

تھا ادھر آدھی پہر گذارا رات کو بارگاہ سلیمانی کے در پر ٹہلنے لگا جب ڈیڑھ پہر رات گذر گئی دربار برخاست ہوا تمام
سرداران امیر بانوقر اُٹھ اُٹھ کر اپنے اپنے خیموں میں آئے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھی اپنے خیمہ کی طرف چلے بہروز
غول بچہ بھی پیچھے پیچھے عمرو کے ساتھ چلا عمرو نے خیمہ میں آکر سب عیاروں کو رخصت کیا آپ کھانا کھا کر پلنگ پر
لیٹا جس وقت عمرو سو گیا بہروز قنات کا پردہ چاک کر کے اندر خیمہ کے آیا عمرو کو خواب راحت میں غافل پایا بجرأت
تمام عمرو کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خنجر کمر سے کھینچکر عمرو کا سر کاٹ لیا اور ایک صندوق عمرو کے پلنگ کے پاس رکھا تھا
وہ صندوق اُٹھا لیا اور جدھر سے آیا تھا اُسی راہ سے نکل کر راہی طرف صباحل کے جوارات کو اپنے خیمہ میں آکر دم لیا
صبح کو بارگاہ یاقوت شاہ میں آیا بختیارک بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا بہروز نے کہا دیکھا جو میں نے کہا تھا کر کے دکھا دیا میں عمرو
کا سر کاٹ لایا بختیارک نے کہا کہاں ہے اُسنے ایک رومال بندھا ہوا آگے یاقوت شاہ کے رکھدیا اور ایک صندوق لاکے
سامنے رکھا کہا کہ اس رومال میں تو عمرو کا سر ہے اور اس صندوق میں کچھ مال ہے وہاں رکھا تھا میں اُٹھا لایا ہوں بختیارک
سننے لگا کہا اچھا اس رومال کو کھولو جس وقت بہروز نے رومال کھولا دیکھا کہ کاغذ کا سر ہے بہروز غول بچہ نہایت متعجب
ہوا اور بختیارک قہقہہ مار کر بہت ہنسا کہا ای بہروز دیکھا عمرو بلاے بے درمان ہے آفت روزگار ہے بھلا وہ کسی کے ہاتھ
آتا ہے ای بہروز اِس صندوق میں کیا ہے بہروز نے کہا مجھے نہیں معلوم اسمیں کیا ہے میں تو مال سمجھ کے اُٹھا لایا ہوں اسمیں
کچھ مال ہوگا بختیارک نے کہا کیا عجب ہے جو اسمیں استاد جی آرام کرتے ہوں ذرا اسکو ہوشیاری سے کھولنا گرد
اِس صندوق کے سب عیاروں کو کھڑا کر دو پھر صندوق کو کھولو جب وہ صندوق سے باہر آئے عمرو کو گرفتار کر لو یہ
سنکے بہروز نے سب عیاروں کو صندوق کے گرد کھڑا کیا سب چار حقہائے آتشبازی اور کمندیں لیکر چار طرف کھڑے
ہوے جس وقت صندوق بہروز غول بچہ نے کھولا عمرو فوراً جست کر کے صندوق سے باہر آیا عیاروں نے حقہہائے
آتشبازی مارے اور چار طرف سے کمندیں عمرو پر پڑیں خواجہ عمرو گرفتار ہو گئے فوراً مشکیں خواجہ عمرو کی باندھ لیں
یاقوت شاہ نے بختیارک سے کہا کہ جلد جا کر خداوند لقا سے گرفتاری عمرو کا حال بیان کرو بختیارک خوشی خوشی لقاے
بے بقا کے پاس دوڑا آیا اور عرض کیا کہ یا خداوند بہروز نے عمرو کو گرفتار کیا ہے فوراً اُسکو حکم قتل دیجیے ایسا نہ ہو کہ
عمرو کے قید ہونے کی خبر امیر بانوقر حمزہ صاحبقران کو پہونچے وہ کسی سردار کو بھیج کے عمرو کو رہا کرالیں لقاے بے بقا
نے بمشورہ بختیارک عمرو کے قتل ہونے کا حکم دیا بختیارک وہاں سے یاقوت شاہ کے پاس آیا عرض کیا ای جبرئیل
قدرت عمرو کے واسطے قتل ہونیکا حکم قطعی دیجیے کہ فوراً عمرو کو قتل کر دیا یاقوت شاہ نے کہا کہ جلاد کو بلاؤ جب جلاد
حاضر ہوے کہا لیجاؤ اُس سارباں زادے کو جلد قتل کرو تاخیر نہو جلاد کشاں کشاں عمرو کو لیگئے نطعے پر بٹھایا اور جلاد
بے بنیاد تیغہ کھینچکر دوڑا باڑھ کو دیکھنے لگا کہ یکلخت پکارا اِس مجرم کے قتل میں اتنی تاخیر کرتا ہے تو بہشت جائیں آپ
اسکو قتل کرونگا اور عمرو کو آواز دی باش او دزد مکار تونے ہمارے بڑے بڑے وہ آڑے کیے کہ آدھے کالے آدھے لال
بنائے سب کو ننگا کیا بہروز کو عورت کی شکل بنا کر میرے پہلو میں لٹایا اب کہاں جاتا ہے یہ تلوار تیرے خون سے سرخ
کرونگا ابھی سر کاٹ کے پھینکدونگا یہ دن تو بھول گیا تھا عمرو پکارا او کافر بیدین میں اب بھی تیری دبی گت بنانے کو
موجود ہوں تو کہاں میرے ہاتھ سے بچکے جائیگا اور تیری کیا مجال جو تو مجکو قتل کر سکے بختیارک نے کہا سچ ہے پیر و مرشد
آپ کی مرنے کی عادت نہیں یہ سب دیوانے ہو گئے ہیں اپنے حق میں کانٹے بوتے ہیں آخر انہیں کی خرمن ہستی پر
برق گریگی یہ کبھی بار آور نہونگے آپ بیشک رہا ہو جائینگے یہ سب منہ دیکھ کے رہجائینگے عمرو نے کہا ملک جی تم بھی
ہمارے قتل کرانے میں کمی نکرو دیکھو تو پروردگار عالم کیا کرتا ہے اگر زندگی ہے تو پھر انپر جوتا تیز کرونگا اور اگر

قضا آئی ہے تو مجبوری مگر مین جانتا ہون کہ اس نابکار کے ہاتھ سے میرا زندگنا بھی میلا ہوگا یہ سُنکے کوہ لخت اُٹھا اور پکارا کہ او نا عیار خوش کیا بکتا ہے یہ کہکے تلوار کھینچ کے چلا کہ عمرو کو قتل کرے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اب بچنا مشکل ہے یہ ضرور قتل کریگا ہرگز نہ چھوڑیگا بس خواجہ عمرو کی آنکھون سے باران اشک مثل ساون کی جھڑی کے جاری ہوے اور تڑپ کر درگاہ الٰہی مین دعا کی ای حاجت رواے دو جہان ای چارہ کن مجبوران وای مددگار بیکسان وای حلال مشکلات انس و جان اسوقت بیکسی مین سواے تیرے کون امداد کرنے والا ہے تو مجھکو اس بلا سے نجات دے اس کافر کے ہاتھ سے بچالے ای پروردگار تو صادق الاقرار ہے مجھ بندۂ ناچیز کا تو ہی مددگار ہے کوہ مرا اندیپ پر تو مجھ سے اقرار کر چکا ہے کہ جب تک تو تین مرتبہ اپنے مُنہ سے موت نہ طلب کریگا اُسوقت تک تو نہ مریگا یہ کیا ہوا مین نے تو ابھی اپنے مُنہ سے ایک مرتبہ بھی موت نہین مانگی پھر کیون ملک الموت کا سامنا ہے نظم

کسی طرح سے کہ اس قید سے رہا مجھکو
سوا ترے نہین اس درد کا کوئی درمان
مدد کن ای مرے پروردگار و رب انام
سُن التماس تو ہے ذوالجلال والاکرام
رحیم رحم کر آفات سے بچا مجھکو
تو کارساز ہے مشکل مری کر اب آسان
یہ بلبلا کے دعا کی اُنھون نے جبکہ سحر
بس آیا جوش مین دریاے رحمت داور

فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کوہ لخت نابکار تیغ آبدار کھینچ کر عمرو کی جانب چلا قریب نہ آنے پایا تھا کہ ایک آواز غیب سے آئی مصرع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت • اور آواز کے آتے ہی ایک پنجہ آسمان سے گرا اور عمرو کو اُٹھا لیگیا کوہ لخت مُنہ دیکھ کے رہ گیا بختیارک نے کہا تم لوگ دیوانے ہوگئے ہو عمرو کو کبھی نہین قتل کر سکوگے نہین معلوم ▪ اب کہان سے کہان پہونچ گیا پھر بختیارک نے جا کر لقاے سے ساری کیفیت عمرو کی بیان کی لقا نے کہا ای بندگان من قدرت مرا بہ بینید و بجاے خود بہ پسندید یہ میرا ید قدرت تھا جو عمرو کو لیگیا سب نے زبون نے کہا یا خداوند اسنا و صدقنا لیکن خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے قتل ہونے کی جو خبر مشہور عام ہوئی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان نے بھی سنا کہ عمرو قتل کیا گیا دل کو صدمۂ عظیم ہوا کف افسوس ملکر دل پُر درد سے ایک آہ سرد کھینچی کہا ہاے میرا بچپنے کا یار وفادار اب کہان پاؤنگا ایسا جرار و نامدار عمر قران نے جو سنا بیقرار ہوگیا عمر قران ہمیشہ سے عاشق زار اپنے اُستاد خواجہ عمرو کا ہے چلایا ہاے اُستاد کیا غضب ہے آنکو کس دشمن نے قتل کیا مین ابھی اُسے مار ڈالونگا یہ کہکر لشکر امیر با توقیر مین حال خواجہ عمرو کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ بہروز غول بچہ عیار کو کوہ لخت صحرا نشین بیدین مات کو خواجہ عمرو کو پکڑ لیگیا تھا اب سنا کہ خواجہ عمرو مارے گئے بس یہ سنتے ہی عمر قران بحال پریشان نالان و گریان چاک گریبان دیوانہ وار وحشت مثال دریا آنکھون مین تیرہ و تار روتا پیٹتا خاک سر پر ڈالتا ہوا طرف ملک سبائل کے چلا آتا جلد دربار لقاے بے بقا مین آیا جسطرح سے کہ آندھی مین ہوا ہے تیز و تند چلتی ہے یا تیر کمان سے نکل کر سنسناتا پھرتا ہوا جا کر ہدف پر پہونچتا ہے عمر قران جسوقت دربار لقاے بے بقا مین پہونچا سامنے شہاب فیل گردن ایک پہلوان زبردست بیٹھا تھا عمر قران نے اُس سے پوچھا کہ خواجہ عمرو کو تو نے کیا کیا شہاب فیل گردن نے جواب دیا او حبشی تو کیا بکتا ہے کچھ دیوانہ ہوگیا ہے عمر قران جست کرکے اُسکے برابر آیا اور فوراً خنجر نکال کر مارا شہاب فیل گردن مثل خیلہ تڑپکے دو ٹکڑے ہوکر گرا عیتور فیل بازو یہ دیکھتے ہی تلوار کھینچکر جھپٹا اور پکارا کہ ارے حبشی تو نے غضب کیا ایسے خوش رو و بہادر پہلوان کو مارا اب مجھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر تلوار کا ہاتھ مارا عمر قران نے خالی دی اور جھپٹ کر خنجر مارا عیتور فیل بازو کی گردن مثل قلم قلم ہوگئی وہ بھی واصل جہنم ہوا بہروز غول بچہ یہ معرکہ دیکھکر للکارتا ہوا دوڑا باش او نا عیار مین آپہونچا اب بچ کر کہان جائیگا دو پہلوانان زبردست کو تو نے ماریا ارے قاتل عمرو مین ہون اب تیرا بھی کام تمام کرتا ہون

یہ کہکر بہروز نے نیمچہ مارا مہتر قران نے بازو بچاکر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا دوسرے ہاتھ سے جھٹکا دیکر نیمچہ بہروز کا چھین لیا اور
بہروز غول بچہ کو بزور وقوت اٹھا کر بغل مین دبا کر بھاگا سرداران وعیاران لقاے بے بقا نے ہرچند تعاقب کیا
مگر کسی نے نہ پایا ناچار ہوکر پھر آے اور مہتر قران بہروز کو پکڑے ہوے بغل مین دباے ہوے دربار امیر باتوقیر حمزۂ
صاحبقران زمان مین لایا اور مشکین باندھکر اُسکو دربار مین آگے امیر باتوقیر کے ڈالدیا اور کہا کہ یہی بدذات اُستاد خواجہ
عمرو کو پکڑ لیگیا تھا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اے بہروز سچ سچ بیان کر کہ عمرو کو کیا کیا بہروز نے کہا اے امیر باتوقیر آپ کو میری
بات کا کب اعتبار آئیگا مگر مین قسم کھاتا ہون زمرد شاہ باختری خداوند لقا کی کہ عمرو مارا نہین گیا بروقت قتل
ہونے کے آسمان سے ایک پنجہ گرا وہ عمرو کو لیگیا مہتر قران نے کہا اے امیر باتوقیر اس کافر کی بات کا کیا اعتبار یہ جھوٹا
ہے جان کے خوف سے یہ کلمہ کہتا ہے مین ابھی اسے ہرگز نہ چھوڑونگا امیر باتوقیر نے فرمایا تمھین اختیار ہے مہتر قران نے
بہروز کو قید کیا آپ پھر ملک سبائل مین چھپتا ہوا آیا شہر مین ایک مکان خالی پڑا تھا اس مکان مین چھپکر نقب کھودنا
شروع کی بختیارک کے مکان مین دوسرا سرا نقب کا توڑا اور بختیارک کی مشکین باندھکر اپنے لشکر مین لایا دربار
مین امیر باتوقیر کے سامنے ڈالدیا اور کہا کہ حضور آپ بختیارک سے اُستاد خواجہ عمرو کا حال دریافت کیجیے امیر باتوقیر نے
فرمایا او بختیارک سچ بتا کہ عمرو کو کیا کیا بختیارک نے کہا اے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران عمرو کے قتل کرنے کا حکم لقا
نے دیا تھا جس وقت جلاد نے نطعے پر بٹھایا اور تیغ کھینچکر سر پر آیا عمرو نے دعا کی ایک پنجہ آسمان سے گرا عمرو کو اُٹھا
لیگیا خواجہ عمرو قتل نہین ہوے مہتر قران نے کہا یہ بھی جھوٹا ہے پھر بختیارک کو بھی قیدخانہ مین بھیجدیا دوسری
شب کو مہتر قران پھر سبائل مین آیا اور گرد مرد اور [illegible] اور دونون ایک مقام پر خیمہ مین سو رہے تھے مہتر قران خیمہ
مین آیا اور دونون کو بیہوش کرکے پشتارہ دونون کا باندھا اور لیکر راہی ہوا جب لشکر اسلام مین پہونچا صبح کو دربار مین
امیر باتوقیر کے حاضر ہوا اور پشتارہ کھولکر گرد مرد اور ارہزاد کو ستونون سے باندھ دیا اور تازیانہ لیکر کھڑا ہوا اور کہا اے
گرد مرد اور ارہزاد اگر تمکو جان عزیز پیاری ہے تو سچ سچ بتاؤ کہ خواجہ عمرو کہان ہین نہین تو مارے تازیانون کے تمھارا
کام تمام کر دونگا ان دونون نے کہا کہ قسم ہے ہمکو اپنے دین و مذہب کی عمرو مارا نہین گیا اُسکو ایک پنجہ آسمان پر اُٹھا کر
لیگیا آگے آپ مالک و مختار ہین چاہین ہم کو مار ڈالین چاہین جان بخشی کرین امیر باتوقیر نے کہا اے مہتر قران بہروز
بھی یہی کہتا تھا اور بختیارک بھی یہی بیان کرتا تھا اور یہ دونون بھی یہی اقرار کرتے ہین اب معلوم ہوا کہ عمرو زندہ
ہے مارا نہین گیا کوئی دوست خواجہ عمرو کا عمرو کو پنجہ مین دبا کر اُٹھا لیگیا ہے مہتر قران نے عرض کیا اے شہریار مجھے
ان چارون کے کلام کا اعتبار نہین ہے مین جاکر خود لقاے بے بقا سے حال دریافت کرونگا امیر باتوقیر نے کہا
تمھین اختیار ہے مہتر قران نے گرد مرد اور ارہزاد کو بھی قید کیا اور آپ صورت تبدیل کرکے داخل شہر سبائل
ہوا اس فکر مین تھا کہ کسی طرح فیلقوسون پر پہونچون قضاے کار اتفاقات روزگار معشوق لقا مہر چہرہ فیلقوسون
پر سے آیا تھا اپنے مکان پر جاتا تھا مہتر قران نے کسی سے اُسکا حال اور نام دریافت کرکے اپنی صورت خدمتگار
کی بناکر اُسکے ساتھ ہولیا جب وہ مکان مین آیا اور پوشاک اُتار کر بیٹھ گیا مہتر قران نے اُسی جگہ جاکر
مہر چہرہ کو بیہوش کیا اور ایک کوٹھے مین اُسکو ڈال دیا اور آپ اُسکی صورت بنکر پوشاک اُسکی پہنکر لقا کے پاس
چلا راہ مین اکثر لوگ کہتے تھے اے مہر چہرہ تم ابھی گئے تھے اور ابھی پھر آے کیا سبب ہے مہر چہرہ نقلی نے
کہا کہ خداوند نے ایک کام کو بھیجا تھا اب پھر خداوند لقا کے پاس جاتا ہون غرضکہ فیلقوسون کو طے کرکے
جب لقا کے پاس پہونچا لقاے بے بقا نے کہا اے محبوب قدرت تو کہان تھا او میرے گلے سے لگ جا

گھٹنے پر تمہہ رکھدے مین تجکو پیار کرونگا مہتر قران لقا کے قریب گیا ہاتھ بڑھا کر چاہا اسکو گلے سے لگائے مہتر قران نے لقا کو
ایک طمانچہ مارا لقا طمانچہ کھا کر گرا قران لقا کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور نعرہ کیا نعرۂ مہتر قران منم مہتر قران عیار باشم
کہ شیر افگن دم پیکار باشم * سردار ملک حبش جرار و نامدار و مرد و دوراست ماست لمدسے کہ استاد خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری کو تونے کیا کیا ورنہ ابھی بغدے سے تیرا کام تمام کرتا ہون لقاے بے لقا نے دیکھا کہ اسوقت اس تخلیہ مین
کوئی آس پاس نہین ہے فقط تنہائی ہمنشین ہے لقاے بے لقا نے ہنسکر کہا کہ او بندۂ گستاخ تو خداوندی سے اپنے ایسی
بے ادبی کرتا ہے تجکو جہنم مین جلنے کا ڈر نہین مین نے عمرو کو کچھ نہین کیا فقط قتل کا حکم دیا تھا مگر جب جلاد قتل پر عمرو
کے مستعد ہوا ایک پنجہ آسمان سے گرا وہ عمرو کو اٹھا لیگیا تو کیون رنجیدہ و غمدیدہ ہے مین نے ایسی تقدیر کی ہے کہ عمرو زندہ
ہے قتل نہین ہوا ہے او بندۂ بے ادب تو مجھ ایسے خداوند کو کیون مارے ڈالتا ہے مجھے چھوڑ دے مگر مہتر قران نے نہ چھوڑا
لقا کو خوب مسل کر پامال کرنے لگا جب تو لقاے بے لقا چلایا اے بندگان خداوند لقا دوڑو اپنے خداوند کی مدد کو
پہونچو مہتر قران مارے ڈالتا ہے یہ آواز استغاثۂ خداوند لقا املاق شاہ نے سنی گھبرا گیا جلدی سے پردۂ حجاب
قدرت کو اٹھا کر دیکھا کہ ایک حبشی خداوند کے سینے پر چڑھا ہوا ہے اور بندہ تانے ہے بس فوراً تلوار کھینچکر املاق شاہ
دوڑا مہتر قران نے لقا کو تو چھوڑ دیا اور املاق کی طرف جھپٹا لقاے بے لقا ڈر کے مارے تخت کے نیچے گھس کر
چھپ گیا املاق نے بڑھکر مہتر قران کو تلوار ماری مہتر قران نے تلوار اسکی روک کر بغدہ مارا اس بغل سے
اس بغل تک کاٹتا ہوا نکل گیا املاق دو ہو کے گرا ہاروت بن سہیل عاد دوڑا تیغہ مہتر قران پر مارا مہتر قران
نے اچک کر خالی دی اور ایک ہاتھ بغدے کا سر پر ہاروت کے لگایا کاٹتا ہوا ناف تک اتر گیا ہاروت گر کر
زمین پر تمام ہو گیا لقاے بے لقا تو خوف سے زیر تخت خداوندی چھپا ہوا تھا مگر کفار کا چار طرف سے
مہتر قران پر ہجوم تھا ایک طویل زرین بال نے آکر یہ معرکہ جو دیکھا بڑھکر مہتر قران کے پہلو پر تلوار ماری مہتر قران
کی چار طرف لڑائی مین نگاہ تھی جو کھا ڑ رہا تھا طویل زرین بال کا وار خالی دیا اور جھککر ایک پالٹ کا ہاتھ مارا
دونون پانون طویل زرین بال کے اڑا دیے وہ کافر واصل جہنم ہوا اب جو سامنے قران کے آیا اسکو ایک ہی
ہاتھ مین دو ٹکڑے کیا جالوت رعد آواز گنبد گیتی نما رہے پکارا اے بندگان لقا مہتر قران قیطولون پر سرگرم
جنگ ہے جلد آکر اسے مارو لوگ قیطولون پر آنے لگے ہجوم زیادہ ہونے لگا شور گیر و دار بلند ہوا غلغلہ
محشر برپا تھا ناگہان ایک سردار تھا کہ نام اسکا اژدہا بچہ باختری تھا اسنے پشت پر آکے مہتر قران پر تلوار ماری
تلوار کی چمک دیکھکر مہتر قران نے پلٹ کر خالی دی اور جھپٹ کر بغدے کا ہاتھ مہتر قران نے مارا اسنے
بھی خالی دیا مہتر قران اس سے لپٹ پڑا اور لنگوٹ کر مانند الا مہتر قران پھر اژدہا بچہ باختری سے جدا ہوا
ایک ہاتھ بغدے کا مارا اسکے شانے پر پڑا شانہ بھی کتف سے جدا ہو گیا عقد عجمی دوڑ کر پکارا ارے او خدا پرست
تونے بڑا غضب کیا کئی بہادران لشکر لقا کو قتل کیا مین تیرا قاتل ہون آ پہونچا اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر
کہان جائیگا یہ کہکر ارہ پشت [illegible] مہتر قران نے بغدے سے ارے کو کاٹ کر ایک بغدہ مارا عقد عجمی
دو ہو کے گرا مہتر قران لڑتا ہوا آگے بڑھا بہ شکل تمام اور بڑی دقت سے ایک دریچہ قیطولون کا دیکھا وہان
سے جست کرکے دوسرے دریچہ پر آیا [illegible] بھی ہجوم کفار کا بہت تھا دو چار کو مارکے آگے بڑھا دیکھا کہ اب
راہ مسدود ہے ہر جگہ ہجوم کفار زیادہ ہے بس یا علی ابن ابی طالب کہکر وہان سے جست کرکے زمین کی طرف
کو چلا اور غور کرکے نیچے نظر کی دیکھا کہ نیچے لشکر کفار نابکار بیحد و انتہا ہجوم کیے تھا مہتر قران نے دل مین

اپنے خیال کیا کہ اب ہم زمین پر پہونچے اور مارے گئے اس لشکر کے زغنے سے نکلنا بہت مشکل ہر کس کس سے لڑ ینگے لاٹے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے ہو جاؤ گے یہ سوچ کر نہایت دل میں ہراس و یاس ہوا آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اعتقاد یہ دل رجوع کر کے دعا کی یا مولا علی ابن ابی طالب غالب کل غالب شعر یا علی یا ایلیا یا بو الحسن یا بو تراب ✦ حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب ✦ نظم

ہر مدد کا وقت ہے اے سرور کون و مکان
کیجئے امداد اس بیکس کی اے شاہ زمان
ایک میں اہل زمین اور گرد آتے بدگمان
اپنے فدوی کو شہا جلدی بچانا چاہیے
جان بچا کافرون سے ہے بہت دشوار یان
ذوالفقار حیدری کا تازیانہ چاہیے

مشتر قران نے ہوا پر سے زمین پر آنے آتے یہ تڑپ کر دعا کی تو را قبول ہوئی تھا ایک پنجہ آسمان سے گرا اور کمر میں مشتر قران کی پڑا اور اوس میں سے مشتر قران نامدار کو اٹھا لیگیا سب قیطول والے کفار اور لشکر نابکار مستعد کارزار زمین پر کھڑے تھے اس ارادے پر کہ مشتر قران زمین پر گرا اور جھٹ ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے کر ڈالا کہ ہمارے خداوند لقا سے ایسی بے ادبی کی اور اسقدر پہلوانان زبردست و دلاور کو اپنے قتل کیا ہے اسکو ہرگز نہ چھوڑو تشل پانی کے مشتر قران کا خون سیاہ بہا دو اور جسم لکابوٹی کر کے ڈالدو شعر دل کی دل ہی میں رہی کوئی نہ حسرت نکلی وہ ستمگر ہوا اور یوں جھلک دکھلا کر ✦ ناظرین والا مقام پر واضح ہو کر روئداد خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور کیفیت مشتر قران کی بیان کیجاتی ہے

دو سطے داستان حیرت نشان خواجہ عمرو مشتر قران کے بیان کیے جاتے ہیں

کدھر ہے ساقی مدہوش گلابیان اب لا
امیدوار ہون نایاب ساغر مے کا
سو ہوش باش بھیجے مے سوار ہے ساقی
ہوا اس بہار میں میخواری کی ہوس آئی
سنیگا عمرو کی جسوقت کوئی عیاری
غرور ساقی کو یہ ہے میں غرور نہیں ✦ غزل
رستگار شاہ مردان کل خدائی ہوگئی
اک طرف میں اکطرف ساری خدائی ہوگئی
آسمان پر جاکے چمکی صورت تیر شہاب
میرے دل میں جب غبار آیا صفائی ہوگئی

زلال سرخ کا بھر بھر کے جام اب پلوا
تو شیشہ کی لب سے ساقیانہ باتین کر
پلا کدھر کو سے خوشگوار ہے ساقی
غرور مجھ سے کریگا تو ہوگا پچھتاوا
تو بھول جائیگا سب سرکشی و میخواری
مٹ گئی باطل پرستی حق نمائی ہوگئی
آپ ہی سے خلق کی مشکل کشائی ہوگئی
ترک جیسے ہوگیا عشق زنخدان صنم
آہ سوزان منہ سے جب نکلی ہوائی ہوگئی
پھینکتے ہیں اب تربت امر حق کا فر کمند

ہوا نہ مجھ سے میں طالب کبھی کسی شر کا
کہ مجکو عمرو کی کہنی ہے داستان ابھی
میں وہ نہیں ہون کہ ہون مفت رند کا سقا
کرینگے رند ترے میکدے یہ سب حاوا
سحر تعلی بیجا یہ کچھ ضرور نہیں
اسکی پیدایش سے کعبہ کی صفائی ہوگئی
آفت جان ان بتون کی آشنائی ہوگئی
چاہ غم سے یوسف دل کی رہائی ہوگئی
اکثر آئینون میں خاکستر سے ہوتی ہے جلا
کاکلون کی منزل دل تک رسائی ہوگئی

بیت عجائبات نگار رندگان فرخندہ ✦ نمودہ اندر قم داستان زیبندہ ✦ شاد کنندگان دل پر درد و غمگان تسلی بخشان خاطر مضطر و بیقراران شعبدہ پردازی طبیعت کو بہ جاہ کی دنیا کی میزان بیان میں یون لکھتے ہیں اور عقدہ لاحل سخن کو ناخن زبان سحر بیان سے بعد تیزی عقل و فہم وادراک یون کھولتے ہیں کہ جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو پنجہ زیر تیغ جلاد نطعے پر سے اٹھا لیگیا خواجہ عمرو حرکت نشیب و فراز سے بیہوش ہوگئے جب اس پنجہ نے قیامگاہ پر لیجا کر اتارا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو کو ہوش آیا ہوا سے فرحت افزا دماغ میں پہونچی طبیعت بشاش ہوئی آنکھ جو کھلی دیکھا اور ہی جلسہ ہے دل میں کہا واہ واہ خوب یک نشد دو شد ✦ وہ شہر بابل نہ جلاد ہے نہ نطعے ہے دوسرا کارخانہ ہے قدرت خدا کا سامنا ہے پر نیاد ون کا مجمع ہے دیوان بلند قامت چار طرف مودب کھڑے

ہوے ہین اور ایک جوان حسین مہ جبین طرحدار جرار نامدار شجاع و دلیر خوش شکل شہزادہ بدیع الزمان خاک فشان دنگل
جواہر نگار پر بصد صولت و شوکت جلوہ گر ہے خواجہ عمرو اُسکو دیکھتے ہوے قریب گئے پوچھا کہ یہ جوان رعنا کون ہے جو
بدیع الزمان عالیشان سے بہت مشابہ ہے جب نزدیک پہونچے تو اُس جوان بلند مکان نے خواجہ عمرو کو جھک کے
سلام کیا اور برابر کرسی زرین پر بٹھا لیا اور کہا کہ آپ کسی طرح کا خوف دل مین اپنے نہ کیجیے آپ نے مجکو نہین پہچانا مین
بیٹا ہون بدیع الزمان فرزند جگر بند حمزہ صاحبقران کا نام میرا بدیع الملک ہے اور والدۂ ماجدہ میری بدیع الجمال
پری ہے ابھی مین ادھر سے بروے ہوا تخت پر سوار جاتا تھا آپ کو زیر تیغۂ جلاد بد نہاد نطعے پر جو بیٹھا دیکھا دیو سے
آپکو منگوایا ارشاد کیجیے کہ یہ کیا معاملہ تھا آپ کو کیون قتل کرتے تھے خواجہ عمرو نے حال بیان کیا اور کہا اے
فرزند ہم تمام زمانے کے قرضدار ہین مگر آجکل بہت تنگ ہین بدیع الملک نے کشتیان زر و جواہر کی منگوا کر خواجہ عمرو
کو دین خواجہ صفت و ثنا اُسکی کرنے لگے القصہ خواجہ عمرو کی دعوت بڑی دھوم سے کی جلسۂ عیش و نشاط برپا
کیا خواجہ عمرو رات بھر گایا کیے صبح کو بدیع الملک نے ایک کلاہ سیاہ رنگ کی صندوق مین سے نکال کر خواجہ
عمرو کو دی اور کہا کہ آپ اسکو لین اِسمین یہ وصف ہے کہ جب آپ اِس کلاہ کو سر پر پہنینگے آپ کو کوئی نہ دیکھیگا آپ
سب کو دیکھینگے خواجہ عمرو نے وہ کلاہ لے لی بہت خوش ہوے اسکے عوض مین عمرو نے تیغۂ سیف البلاد
شہزادے کی نذر کیا شہزادۂ والا منزلت نہایت شاد ہوا پھر شہزادہ نے ایک تاج عمرو کو دیا اور کہا کہ صفت کلاہ اِسمین
بھی ہے اور چار لعل نصب ہین اکثر دیو اِس تاج کے تلاش مین ہین اِس تاج کو دیوون سے بچائیے گا خواجہ نے کہا مین
بہت حفاظت سے رکھونگا یہان یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک دیو نے لاکر مہتر قران کو بھی وہین سامنے
بدیع الملک کے اُتار دیا ہواے سرد مفرح قلب جو لگی بعد تھوڑی دیر کے مہتر قران کی آنکھ کھلی خواجہ عمرو کو
جلسۂ پریزادان مین دیکھا مہتر قران دوڑ کر قدمون سے عمرو کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ الحمد للہ والمنۃ مین
نے آپ کو زندہ و سلامت پایا پھر مہتر قران نے تمام سرگذشت عمرو سے بیان کی عمرو نے کہا اے مہتر قران مرحبا
جزاکم اللہ خیر الجزا کیا کتنا مرد دیندار بہادر و نامدار ایسا ہی کرتے ہین پھر شہزادۂ بدیع الملک سے مہتر قران
کی بہت تعریفین کین اور کہا یہ میرا عیار بے بدل بہادر و بے نظیر ہمیشہ سے میرا جان بخش ہے شہزادۂ بدیع الملک نے
مہتر قران کو بھی خلعت زرین دیا خواجہ عمرو نے کہا اے شہزادے اب ہمکو لشکر امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین
پہونچوا دو شہزادۂ بدیع الملک نے ایک دیو کو حکم کیا کہ ان دونون کو بحفاظت تمام لشکر اسلام مین پہونچا آؤ وہ دیو
خواجہ عمرو اور مہتر قران کو اپنے کاندھے پر سوار کرکے لے اُڑا اور لا کے سامنے لشکر اسلام کے اُتار دیا عمرو نے
مہتر قران سے کہا کہ تم چلو لشکر مین ہم اِس تاج کا وصف آزمائین یہ سُنکے مہتر قران خدمت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران
مین آیا اور مژدۂ سلامتی عمرو کا امیر با توقیر سے بیان کیا صاحبقران زمان بہت خوش ہوے اور بہروز و بختیارک
وغیرہ کو رہا کر دیا یہ سب قید سے رہائی پا کر لقاے بے بقا کے پاس آئے اور عمرو کی کیفیت بیان کی یہان عمرو
وہی تاج طلا سر پر رکھے قیطولون کو چیر کے لقا کے پاس آیا اور برابر لقا کے جا کر بیٹھا اور مقراض نکال کر
ڈاڑھی لقا کی کترنا شروع کی جتنے بال کاٹتا تھا جواہر اُنکے نکال کر کمر مین رکھتا جاتا تھا اور بال پھینک دیتا
تھا ایک دم بھر مین چہارم ڈاڑھی لقا کی عمرو نے کاٹ لی بختیارک پکارا یا خداوند یہ کیا تماشا ہے آپ کی ڈاڑھی خود
بخود کتری چلی جاتی ہے آپ کو نہین معلوم ہوتی ہے لقا نے جو ہاتھ اپنا ڈاڑھی پر پھیرا حیران و پریشان ہوا قضاے کا
وہ دیو جوان دونون یعنی خواجہ عمرو اور مہتر قران کو اپنے اوپر سوار کرکے بدیع الملک کے پاس سے یہان

پہونچانے کے واسطے لایا تھا اُسے تاج خفا کی جستجو تھی ساتھ ساتھ عمرو کے چھپا ہوا آیا تھا کہ کسی طرح سے تاج لے لیجے پس اُس
دیو نے جو تاج عمرو کے سر پر دیکھا بندوبی تمام تاج سر سے عمرو کے اُتار لیا اور راہی ہوا جسوقت وہ تاج سر سے عمرو کے اُتر گیا
خواجہ عمرو سب پر ظاہر ہو گئے دیکھا سب نے کہ اسوار خالی ہاتھ میں ہے اور داڑھی لقا کی کتر رہے ہیں بس لقا عمرو کو دیکھتے ہی
پکارا کہ باش اے دزد باریک گردن تو داڑھی خداوند کی کاٹتا ہے عمرو نے جو دیکھا کہ تاج سر سے اُتر گیا اور حال تیرا سب پر
ظاہر ہو گیا بہت مضطر و پریشان خاطر ہوا چاہتا تھا کہ جست کر کے نکل جاے سب دوڑ پڑے اور عمرو کو پکڑ لیا عمرو نے
کہا اے خداوند اب مجھکو معلوم ہوا کہ تو بھی صاحب کشف و کرامات ہے اور واقف اسرار کائنات ہے میں غائب ہو کر تیری داڑھی
کترنے آیا تھا تو وہ عالم الغیب ہے کہ حال میرا تجھپر کھل گیا سر پوشیدہ نہ رہا یہ کہکر سجدے کو جھک گیا لقا نے رحمت
بنگاہ کر کے عمرو کو چھوڑ دیا عمرو نے کہا اگر حکم ہو تو جاؤں حمزہ کو سمجھا کر لے آؤں کہ وہ بھی تجھے سجدہ کرے اور تیرے قہر و
غضب سے ڈرے لقا نے کہا اے عمرو میں نے سو ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی تو اب جلد جا اور حمزہ کو سمجھا کر ہمراہ اپنے
لے آ عمرو غنیمت جانکر چلا قیطلوں پر سے اُترا اور لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا جب خدمت فیضدرجت امیر باتوقیر میں
آئے آداب بجالائے اور قدمبوسی بادشاہ اسلام کی حاصل کی امیر باتوقیر بہت خوش ہوئے پھر خواجہ نے شہزادہ بدیع الزمان
سے کہا کہ ہم تو تمہارے صاحبزادہ بدیع الملک کے پاس جو تھے اور انگوٹھیٔ سیف البلاد بھی دیا اور اُنھوں نے ایک
تاج ہمکو دیا تھا اُسمیں یہ صفت تھی کہ ہم سب کو دیکھتے تھے ہمکو کوئی نہ دیکھتا تھا اُسی تاج کو ہم سر پر رکھے لقا کے پاس پہونچے
اور بیٹھکر داڑھی لقا کی کترنے لگے چاہا م داڑھی کتری تھی کہ اُسی دم وہ دیو جو ہمکو پہونچانے آیا تھا تاج اُتار لیگیا ہم سب پر ظاہر ہو گئے
کفار نے پھر ہمکو گرفتار کیا قتل ہونے کا سامان تھا مگر اپنی عیاری سے بچکر چلے آئے بدیع الزمان نے کہا اے خواجہ
اُس سے دریافت کیا جائیگا پھر وہ تاج مل جائیگا اُسوقت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے کہا اے خواجہ اب ہوشیار
ہو جاؤ کہ اب حریف تمسے زبردست آئے ہوئے ہیں خواجہ نے کہا اے صاحبقران زمان آپ بھی خبردار رہیے
کہ داماد سنگ بن سہلان گا زرندان کا زرنگ گرازدندان میرے سامنے کہتا تھا کہ میں حمزہ کو شل کر کے پاس کمند کے
چیر کر پھینکدونگا یہ سنتے ہی امیر باتوقیر کو جلال آگیا اور قہر و غضب میں تلوار نیمکش تھم کھڑے ہوئے اور فرمایا اے خواجہ
ہر ایک کہہ اگر ابھی جا کر اُس کا زرندان کو سزا سخت نہ دی تو نام اپنا حمزہ نہ رکھا ہر چند عمرو نے کہا کہ اے صاحبقران
سرمیدان اُس سے سمجھ لینا اسقدر تعجیل بہتر نہیں مگر امیر باتوقیر کب کسی کی سنتے ہیں از حد غصہ تھا بارگاہ سلیمانی سے
باہر نکل آئے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے تمام سردار پیچھے پیچھے تھے کہ ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلیں امیر باتوقیر نے
مڑکر فرمایا ساتھ میرے کوئی نہ آئے بعد تھوڑی دیر کے تم سب چلے آنا یہ کہکر اشقر دیوزاد کو تیز کیا باگ اُٹھائی گھوڑا اشل ہوا کی
کے اُڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو بھی رو میں ساتھ مرکب کے چلے جانے سے دل میں کہتے تھے کہ اے عمرو تونے ناحق یہ کلمہ حمزہ کے
سامنے کہا دیکھیے اب خدا کیا دکھاتا ہے یہانتک کہ حمزہ صاحبقران آتے آتے بعد جاہ و جلال و بہمت و اقبال داخل
لشکر کفار ہوئے اور در بارگاہ یاقوت شاہ پر پہونچ کے اشقر دیوزاد سے اُترے مردانہ اندر بارگاہ یاقوت شاہ کے چلے
گئے اندر پہونچتے ہی بطریق اسلام سلام کیا اور پکارے کہ کہاں ہے زرنگ گرازدندان کہ وہ کہتا تھا حمزہ کو شل کر پاس
کمند کے چیر کر پھینکدونگا اب میں موجود ہوں وہ آئے میرے سامنے اگر قوت رکھتا ہے مجھکو چیر ڈالے تخلیا کیجئے جو امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کو شل شیر غضبناک کے بپھرے ہوئے دیکھا دم نکل گیا فنا ہو گئی کہا کہ آج خداوند لقا کی خیر نہیں
یہ دم بھر میں قیطلوں کو آگ دیگا بارگاہ تہ و بالا کر دیگا قیامت برپا ہو جائیگی مگر اُسوقت یاقوت شاہ نے خائف ہو کر جواب دیا
کہ زرنگ گرازدندان یہاں نہیں ہے قیطلوں پر خداوند لقا کے پاس ہے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ بلاؤ اُسے یاقوت شاہ

نے بختیارک سے کہا کہ تم جا کر خداوند لقا سے کہو کہ حمزہ صاحبقران زمان زرنگ گراز دندان سے مقابلہ کرنے کو آتے ہیں
آپ انھیں خلعت کیجیے اذن جنگ دیجیے بختیارک فوراً قبطولوں پر خداوند لقا کے پاس آیا اور تمام ماجرا بیان کیا لقا نے
کہا ای بختیارک حمزہ سجدہ کرنے آیا ہے اُسے میرے پاس بلا دو بختیارک یاقوت شاہ پاس آیا اور کہا کہ حکم خداوند لقا ہے کہ صاحبقران
کو قبطولوں پر لیجیے یاقوت شاہ نے امیر باتوقیر سے کہا کہ کیا ارادہ ہے صاحبقران نے کہا چلو میں چلنے کو موجود ہوں یاقوت شاہ
امیر باتوقیر کو ہمراہ اپنے لیکر چلا [illegible] تنہا ہیں تمام سردار بھی آگئے تھے وہ سب صاحبقران کے ساتھ ساتھ چلے جس وقت امیر
باتوقیر دروازے پر قبطولوں کے آئے اشقر دیوزاد سے اُتر کر زینہائے قبطول اول پر چڑھے آگے آگے یاقوت شاہ تھا اور پیچھے
پیچھے صاحبقران چلے آتے تھے دیکھا امیر نے کہ عجب شان و شوکت قبطول اول کی تھی کہ تمام عمارت نقرۂ سفول کی بنی ہے
ماہتاب ایک زمین نقرئی بنا کر آسے [illegible] پر چڑھا ہوا تھا اور دربان اُسمیں کلابتوں کی باندھی تھیں بصورت فرشتگان ادھر سے اُدھر
اور اُدھر سے ادھر اُسی زمین نقرہ بشکل مہتاب کو کھینچے تھے وہاں ایک پہلوان زبردست کہ نام اُسکا ظہیر اژدر چشم تھا بیٹھا ہوا تھا
اُسنے کہا کہ ای حمزہ سجدہ کر خداوند لقا کو کہ یہ فلک اول مسکن قمر نقرئی ہے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہے اور کرور کرور
نفرین اُسکے پرستاروں پر بھیجا ظہیر اژدر چشم بہت غصہ ہوا اور تیغ کھینچ کر صاحبقران پر مارا امیر نے پشت شمشیر پر روک کر تیغ
عقرب سلیمانی کا ہاتھ لگایا کہ وہ نجس [illegible] شق القمر کا سر سے تا ناف دو ہو کے گرا غل ہوا کہ ظہیر اژدر چشم مارا گیا یاقوت شاہ
دوسرے قبطول پر لیکر آیا دیکھا کہ ایک شخص لوح و قلم اور دوات لگی سونے کی لیے بیٹھا ہے نگاہ جو صاحبقران پر اُسکی پڑی
آواز دی کہ ای حمزہ یہ آسمان دوم ہے دبیر فلک کا یہ مقام ہے مجھے عطارد و قرطاس نویس کہتے ہیں ای حمزہ لقا کو سجدہ کر اور اس
لوح پر قلم کو اُٹھا کر جو مطلب لکھتا ہوں لکھ دے کہ تیرا مطلب بر آئے بہتری ہو جائے صاحبقران نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم اور قلم اُٹھا کر لوح طلا پر تحریر کیا نہ گفت بار بر قیاسے بے بنیاد بس عطارد و قرطاس نویس نے جو
یہ لکھا ہوا پڑھا نہایت غضب میں آیا اور وہی لوح طلائی اُٹھا کر امیر باتوقیر پر ماری صاحبقران نے روک کر وہ تختی اُسکے
ہاتھ سے چھین لی اور اُسکے سر پر ماری کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور وہ آواز پیدا ہوئی کہ سبھوں نے جانا کہ قبطول اُلٹ گیا لقا
تو اُسی عطارد و قرطاس نویس کے اُٹھانے میں مصروف ہوئے خواجہ عمرو نے دوات و لوح و قلم کہ صد ہا روپیہ کا سونا تھا
اُٹھا کر نذر زنبیل کی یاقوت شاہ تیسرے قبطول پر صاحبقران کو لایا وہاں دیکھا کہ سامان عجیب کیفیت کا ہے جلسۂ راگ
رنگ کا جمع ہے عبیر و گلال اُڑ رہا ہے پچکاریاں رنگ کی چل رہی ہیں اور ایک نازنین نہایت حسین مہ جبین خوش رو طرحدار نازک
ادا اور لقا لباس تکلف پہنے ہوئے چنگ اُسکے ہاتھ میں سامنے کھڑی ہے اور نام اُسکا ناہید چنگی ہے جیسے ہی امیر باتوقیر کو
آتے دیکھا پکار کر آواز دی ای حمزہ یہ فلک سوم مقام زہرہ ہے اور مجھے ناہید چنگی کہتے ہیں اگر تو خداوند لقا کو سجدہ کرے میں
تیری خدمت کو موجود ہوں صاحبقران اُسپر بھی نفرین کر کے آگے بڑھے چوتھے قبطول پر آئے دیکھا کہ تمام مکان طلا کار ہے
اور چھت میں شکل آفتاب کے ایک گردہ سونے کا بنا ہوا آویزاں ہے اور لوگ مانند فرشتگان اُس آفتاب کو گردش دے
رہے ہیں کبھی ادھر سے اُدھر جاتا ہے اور کبھی اُدھر سے ادھر آتا ہے ایک پہلوان کہ نام اُسکا لیث شیر چنگال ہے بیٹھا ہوا ہے اُسنے
امیر سے خطاب کیا ای بے ادب تو فلک شمس پر آیا اور اب تک سجدہ خداوند لقا کو نہ کیا امیر کشورگیر نے فرمایا وہ بدذات کیا واہیات
بکتا ہے لقا سے بے بقا کیا کہیدی ہے جسکو کوئی سجدہ کرے یہ کلمہ سنکر لیث برہم ہوا اور اُٹھا کر دونوں چنگال امیر باتوقیر پر مارے
صاحبقران نے دونوں ہاتھ ہر دو پنجوں کے برابر سے پکڑ کے جھٹکا دیا کہ منہ کے بل وہ سامنے گرا امیر نے اوپر سے اُسکے سر پر
ایک گھونسا مارا کہ مغز اُسکا پاش پاش ہو گیا لاشہ اُسکا تڑپنے لگا صاحبقران آگے بڑھے پانچویں قبطول پر ہو کے
دیکھا وہ مکان یاقوت احمر کا ہے اور زہرابہ مریخ صولت فلک پنجم کا مالک ہے اور پانچ ہاتھ اُسکے میں ہر ہاتھ ایک ایک

جوں ہی جیسے ہی صاحبقران اُسکے پاس پہونچے وہ پکارا ای حمزہ جلد خداوند لقا کو سجدہ کرو نہیں تو میرے ہاتھ سے مارے
جاؤگے امیر باتوقیر نے نعرہ کیا او تیرہ روزگار کیا خرافات بکتا ہی زہرابہ نے پانچوں حربے صاحبقران پر مارے لیکن پانچوں
خالی دیے اور اُسکے عوض میں تیغہ عقرب سلیمانی جو زہرابۂ مریخ صولت پر مارا بیچارے دو ٹکڑے ہوئے وہاں سے قیطلول
ششم پر آئے وہ گھر اسے اختر شناس کا مقام ہی فلک مشتری اس قیطلول کا نام ہی وہاں سے قیطلول ہفتم پر آئے وہ
فلک مقام زحل ہی اشکال ستارہ چشم ایک گبر ناہنجار ہاتھی پر سوار کھڑا ہوا ہی اُسنے بھی صاحبقران سے کہا کہ زمرد شاہ باختری
خداوند لقا کو سجدہ کرو امیر باتوقیر نے کہا کہ تیرے خداوند لقا زمرد شاہ باختری پر ہزار ہزار لعنت ہی اُسنے گرز گران سنگ
امیر باتوقیر پر مارا صاحبقران نے عمود اُسکا پکڑ کر چھین لیا اور وہی عمود گران اُس نابکار کے سر پر مارا اشکال ستارہ چشم
گر کر پیوند زمین ہو گیا یاقوت شاہ تھرانے لگا صاحبقران اشکال ستارہ چشم کو مار کر دربار گاہ لقائے بے بقا پر آئے
یاقوت شاہ نے سنگ سیاہ پر قدم مارا ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای بندگان من چہ تقدیر کردم یاقوت شاہ نے جواب دیا
کہ حمزہ ساتوں قیطلولوں کے سرداروں کو قتل کرکے یہاں پہونچا ہی اب کیا اُسکے واسطے حکم خداوند لقا ہی آواز آئی کہ ہمارے
سامنے لاؤ حریم پردہ داروں نے پردہ اُٹھایا صاحبقران نے اندر پردے کے قدم رکھا دیکھا کہ قصر رفیع نہایت وسیع ہی سب مکانوں
سے بلند تر یہ مقام ہی فلک اطلس اس قصر کا نام ہی گنبد گیتی نما اسی کو کہتے ہیں اس قصر میں اسقدر گنجایش ہی کہ اٹھارہ ہزار
پہلوانان نامی و سرداران اولوالعزم دنگساے زمین پر گرد تخت لقائے بے بقا کے حلقہ میں ہیں امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
نے بے اندیشہ و بیخوف و بیم باواز بلند فرمایا کہ سلام میرا اُسپر ہی جو خدائے عز و جل کو وحدہ لاشریک جانتا ہی یکایک چار طرف سے
ایک غل ہوا کہ او خداپرست سامنے زمرد شاہ باختری خداوند لقا کے اپنے خدائے نادیدہ کی مدح و ثنا کرتا ہی لیکن لقا نے
کہا کہ ای حمزہ میں تو یہ سمجھا تھا کہ تو مجھے سجدہ کرنے آیا ہی اب معلوم ہوا کہ تیرے دماغ میں کچھ اور ہی سمایا ہی امیر باتوقیر نے فرمایا
کہ کہاں ہی زندنگ گراز دندان کہ وہ دعوی کرتا ہی کہ میں حمزہ کو مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینک دونگا اسوقت میرے سامنے
آئے تو اُس مردود کو حقیقت معلوم ہو جائے زندنگ بن سعدان گراز دندان نے کہا کہ ای حمزہ آ پہلے مجھ سے پنجہ تو کر لے صاحبقران
برابر اُسکے آئے اُسنے ہاتھ بڑھایا اور اپنی انگلیاں امیر کی انگلیوں میں ڈالکر خوب زور کیا امیر باتوقیر نے زور اُسکا اُٹھا کر
اب جو زور کیا پنجہ اُسکا پھیر دیا اور ایک جھٹکا دیا کہ ہاتھ اُسکا شانے کے پاس سے اُکھڑ گیا وہ بیہوش ہو گرا زندنگ گراز دندان
بیتاب ہو کر للکارا ارے حمزہ تو نے غضب کیا اور دوڑ کر لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی ایک شور برپا ہوا امیر باتوقیر نے پیر پیچ کے بعد
لنگر اُسکا توڑ کر زمین پر دے مارا چاروں شانے چت گرا امیر کشورگیر نے ایک ٹانگ اُسکی پاؤں کے نیچے دبائی اور دوسری
ٹانگ دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر بحول و قوت الٰہی چیر کر مثل کرباس کہنہ و پوسیدہ کے نصف ادھر نصف اُدھر پھینک دیا
اور نعرہ کیا کہ دیکھو یوں پہلوان زبردست کو چیر ڈالتے ہیں لقا نہایت درہم و برہم ہوا اور اشارہ کیا کہ مارو اس بے ادب کو جانے
نہ دو بس یہ سنتے ہی ضیغم خون آشام اور قاہر قہرمان عجمی امیر کی طرف دوڑے ایک طرف سے ضیغم نے تلوار ماری صاحبقران
نے خالی دی وہ تلوار قاہر قہرمان عجمی پر پڑی اُسکے شانے پر زخم کاری لگا دوسری طرف سے قہرمان نے وار کیا امیر نے وہ
بھی خالی دیا تلوار قہرمان کی ضیغم خون آشام کے سر پر پڑی دو ابرو تک اُتر آئی وہ زمین پر گرا صاحبقران گرہ پیشانی پر ڈالا
اور کہا کہ ارے خداپرست تو نے غضب کیا دونوں کو آپس میں لڑوا دیا اب الگ رہا یہ کہکر تلوار کا ایک ہاتھ ملا امیر نے اُسکی
تلوار سپر پر روک کر جو تیغہ عقرب سلیمانی مارا کاسۂ سر سے تا ناف اُتر گیا وہ بھی گر کر مر گیا الماس گراز چشم نے ارتشت سنگ
مارا امیر نے اُسکے وار کو کاٹ کر تلوار اسپر ماری شانے پر پڑی زیر بغل اُتر گئی قیطاس فیل گردن نے بڑھ کر للکارا اور تیغہ
پھرا کر امیر کو مارا امیر نے اُسکے وار کو روک کر تیغہ سلیمانی کا ہاتھ کمر پر اُسکی لگایا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوا پھر

کو وہ نخت حقیرہ پیشانی سے مقابلہ ہوا اُسنے سانیچ ماری صاحبقران نے سانیچ قلم کرکے بیاض گردن پر اُسکی ایسا ہاتھ تیغہ
سلیمانی کا صفائی سے مارا کہ صاف سر اُسکا تن سے جدا ہوگیا پھر قاہر زبر ترکیب سے سامنا ہوا امیر با توقیر نے اُسکو بھی قتل کیا
اب بارگاہ لقا مین لاش پر لاش گر رہی ہے عمرو پشیمانی کر رہا ہے نیچے فیلطون کے جو سرداران لشکر اسلام کھڑے ہوئے تھے
وہ اُنسے وہان تلوار چلنے لگی غلغلہ بلند ہوا محشر تازہ برپا ہوگیا ادھر علمشاہ سے اور شیر کوہی سے مقابلہ ہوا شمشیر زنی ہونے لگی
شیر کوہی نے تلوار کا وار کیا علمشاہ نے وار اُسکا رد کرکے شیر کوہی کو شکار کیا بدیع الزمان سے سردار تیغ آزما سے سامنا
ہوا اُسنے تیغ آزمائی کی بدیع الزمان نے ایک ہاتھ مین اُسکی صفائی کی شہزادہ ملک قاسم لڑتے ہوئے چلے آتے تھے کہ سہیل عفریت
چشم سے مقابلہ ہوا اُسنے تلوار مارنے کو ہاتھ اٹھایا قاسم نے جھک کر وہ زیر بغل تیغہ بلارک افراسیابی کا ہاتھ مارا لوسر بغل پڑا اُس
بغل سے کاٹکر نکل گیا ہاشم تیغزن سے اور حارث بن قہرمان سے سامنا ہوگیا وہ کافر حملہ آور ہوا ہاشم نے خالی دیکر کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈالکر مرکب سے اٹھالیا اور آسمان کیطرف اچھال کر گرتے ہوئے چورنگ کیا اُس روز اس ترکیب سے ساتھ جنگ مغلوبہ ہوئی کہ
بہت سے نامی سرداران لقا اور بڑے بڑے پہلوانان زبردست مارے گئے اور امیر با توقیر کا تو یہ عالم ہوا کہ فیلطون پر مثل چیونٹے
مین ہر کمال تیغزنی کرتے ہوئے گذر گئے ہر چند چاہتے ہین کہ زمرد شاہ تک پہونچین بسکہ ہجوم کفار ہے کہ لقا تک جا نہین سکتے
چارون طرف تلوارون کی بجلیان چمک رہی ہین پہلوان مثل رعد کے گرجتے ہین امیر با توقیر کو تردد پیدا ہوا کہ برابر کفار کو قتل
کر رہا ہون اور نیچے فیلطون کے میرے سردار تیغزنی کرتے ہین مگر کسی طرح ہجوم لشکر کفار کم نہین ہوتا بادل کی طرح چلے آتے ہین
امیر گھبرا گئے آخرکار بدرگاہ پروردگار دلکو رجوع کیا اور یہ دعا کی کہ اے قاضی الحاجات اے حلال مہمات تو مدد کر اور مجھ کو
کافرون پر فتحیاب کر تیر دعائے حمزہ صاحبقران نشان ہدف مراد پر پہونچا اور مدد غیب کا اثر نمود ہوا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور
صاحبقران کو اس ہنگامہ کفار سے اُٹھا کر سوئے آسمان لیکر روانہ ہوا اور ایک پنجہ لقائے بے بقا کو لیگیا مجمع کفار مین غلغلہ
عظیم برپا ہوا لوگ دہشت مین آکر زمین پر منہہ کے بل گرنے لگے بہت سے پہلوان گوشہ نشین نہان ہوئے بختیارک یہ رنگ
دیکھکر تخت کے پیچھے چھپ گیا دل مین یہ سمجھا کہ مبادا کوئی پنجہ مجھے بھی نہ اٹھا لیجائے اُسوقت عمرو نے دیکھا کہ وہ مجمع کفار جس سے
کشمکش بہت تھی سب پاشان ہوگیا اور فیلطون پر کی صف صاف ہوگئی خواجہ عمرو فیلطون سے اُتر کے نیچے آئے اور سرداران
لشکر کو بہ آواز بلند پکارے کہ اے بہادران نامی وگرامی اے سرداران جرار اب کیون تیغزنی اسقدر کر رہے ہو حمزہ کو اور لقائے
بے بقا کو تو دو پنجے آسمان سے گرکے اٹھا لیگئے اب ناحق مصروف جنگ وجدل ہو اپنے لشکر ظفر اثر کی طرف چلو توقف نہ کرو
یہ کہکر خواجہ عمرو اشقر دیوزاد کو لیکر چلے اور لشکر اسلام مین اور سب سردار بھی آکر اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے عمرو
نے سب حال صاحبقران کا خدمت بادشاہ کیوان جاہ مین بیان کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے خواجہ ایسے
ہنگامے مین صاحبقران کو پنجہ کا اٹھا لیجانا بہتر ہوا یہ کام کسی دوست کا ہے دشمن کا نہین کچھ اندیشہ کا مقام نہین مگر
وہ خواجہ سیاملک سیاہ کلاہ عیار بہت لاف وگزاف کرتا ہے کہ عمرو کی کیا حقیقت ہے خواجہ عمرو نے کہا اے شہریار مین ابھی جاکر
اُسے پکڑ لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا بارگاہ یاقوت شاہ مین پہونچا وہان یہ ذکر ہو رہا تھا کہ نہین معلوم خداوند لقا کہان سچلے
گئے کوئی کہتا تھا کہ بقدرت اٹھا لیگیا کوئی کہتا تھا کہ فرشتے آسمان پر لیگئے اِس اثنا مین عمرو سامنے سے دکھائی دیا مگر خواجہ
بصورت اصلی ہین جدھر بختیارک بیٹھا تھا اُدھر رخ کیا بختیارک نے جیسے ہی خواجہ کو بصورت اصلی آتے ہوئے دیکھا جان
نکل گئی جسم مین تھرتھری پڑ گئی کہ دیکھیے کوئی آفت تازہ وارد نہ آئے جلدی سے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پکارا کہ پیر و مرشد
آپ تشریف لائیے اسوقت بے محابا کدھر آنے کا اتفاق ہوا کیون قدم رنجہ فرمایا کیا خیال اقدس مین آیا یاقوت شاہ نے
جلدی سے کرسی منگوا کر عمرو کے بیٹھنے کو بچھوادی جام شراب گلرنگ پیش کیا اور بعد اسکے پوچھا کہ اے خواجہ خیر تو ہے صاحبقران کی

ہو گی عمرو نے کہا کہ میں نے شاہ کو سیامک سیاہ کلاہ بہت دقت ذلیل کرتا ہے میں اُس سے مقابلہ کو آیا ہوں سیامک پکارا
کہ ای عمرو بہتر ہے کیا مضائقہ ہے مگر پہلے میری دعوت قبول کیجیے میرے خیمہ میں چلیے عمرو اٹھ کھڑے ہوئے کہا چلو سیامک اپنے
خیمہ میں خواجہ کو لایا اسباب دعوت سامنے مہیا کیا آپ بھی بیٹھا پان کی گلوری اپنے خاصدان میں سے نکالکر عمرو کو دی
کہا اسے نوش کیجیے عمرو نے بے تکلف اُسے کھا لیا اور دوسری گلوری اپنے پاس سے نکالکر جلدی سے چبالی کہ وہ نفع بیہوشی
کی تھی خواجہ عمرو پر مطلق بیہوشی کا اثر نہوا بعد اسکے عمرو نے ایک گلدستہ پھولوں کا سیامک کو دیا اور کہا کہ اسے ملاحظہ کیجیے
سونگھیے کیا اچھی اسکی خوشبو ہے سیامک نے جو اُسکو سونگھا فوراً ایک چھینک آئی بیہوش ہو کر گرا عمرو سیامک کا پشتارہ باندھ کر
راہی طرف لشکر اسلام کے ہوا اور لا کر سرہنگ ملی کے حوالے کیا کہا اسے اچھی طرح سے رکھنا پھر لشکر کفار کی طرف چلا جب
قریب پہونچا صورت اپنی سیامک کی بنائی بارگاہ یاقوت شاہ میں آیا بختیارک نے پوچھا کہیں تو عمرو پکڑ لیگیا تھا تم
کیونکر رہا ہوئے سیامک نقلی نے کہا کہ بکرا اسلام اختیار کرکے چھوٹ آیا پھر کرسی پر بیٹھ کے باتیں کرنے لگا اور یہ فکر تھی کہ
ان کافروں کو بیہوش کیجیے مال و اسباب نکال لیجیے نقشہ کار بہروز عیار بچہ کہ غائب میں عمرو کے یہاں سے تھا کہ عمرو
نے سیامک کا پشتارہ سرہنگ ملی کے سپرد کیا اور آپ پھر بارگاہ یاقوت شاہ کیطرف گیا بس یہ تیرہ روزگار اُسی وقت عمرو
کی صورت بنکر خیمہ میں عمرو کے آیا اور سرہنگ ملی کو بلا کر سیامک کو اُس سے لے لیا اُسے تو رخصت کیا اور خود تمام مال و اسباب
عمرو کا لیکر وہاں سے روانہ ہوا تھا سے راہ میں سیامک کو ہوش میں لایا اور اُس سے کہا کہ یقین ہے عمرو تیری صورت بنکر
بارگاہ یاقوت شاہ میں گیا ہوگا نہیں معلوم کیا فساد برپا کیا ہو تو جلد جا اور وہاں کی خبر لے سیامک سیدھا بارگاہ یاقوت
شاہ میں آیا سبھوں نے دیکھا کہ ایک سیامک تو بیٹھا تھا دوسرا سیامک یہ کہاں سے پیدا ہوا ادھر سے عمرو نے لرزہ کیا
او ضد باریک گردن تو میری شکل بنکر یہاں آ پہونچا شاید تو نہ جانتا تھا کہ میں اس مقام پر موجود ہوں ادھر سے کوہ لخت ثانی
للکارا اور چاہا کہ سیامک کو گرفتار کرے سیامک نے کچھ نشان اور پتے ایسے دیے کہ کوہ لخت سیامک کو پہچان گیا کہ سیامک
اصلی یہی ہے اور وہ عمرو ہے بس قصد کیا کہ عمرو کو پکڑے عمرو نے جو دیکھا کہ اب افشائے راز ہو گیا ایک جست کرکے برابر کوہ لخت
کے آیا اور ایک دھول سر پر مار کے تاج اسکے سر سے اُتار لیا اور سے سیامک خواجہ پر بڑھا عمرو نے ایک لات ماری
وہ چت گرا عمرو صاف نکل کر چلا گیا اور اپنے لشکر میں آ کر سرہنگ ملی پر بہت خفا ہوا کہ تو نے غضب کیا اتنی بھی تمیز
نہ کی کہ یہ عمرو ہے یا کوئی اور ہے سیامک کو تو نے دیدیا اگر تو نے صورت نہ پہچانی تھی تو آنکھیں پہچان لی ہوتیں میری سی
آنکھیں تو اور کسی کی نہیں ہیں تو ایسا اندھا ہو گیا کہ آنکھوں سے بھی نہ پہچان سکا سرہنگ نے کہا استاد اب تو
مجھ سے خطا ہو گئی آیندہ میں اس طرح سے دھوکا نہ کھاؤنگا غرضکہ عمرو نے بہت سرزنش اُسے کی اور پھر لشکر کفار
کیطرف راہی ہوئے اور سوچے کہ کسی طرح بہروز کو گرفتار کیجیے اور اپنا مال و اسباب اُس سے لیجیے لیکن سیامک کا حال
سنیے کہ لشکر اسلام میں آیا اور ایک فراش کی صورت بنائی اور ہاشم تیغ زن کو چرا کر پشتارہ باندھا اور ٹٹو پر لاد کر لے چلا
اتفاقاً لشکر کفار سے طارق عیار سیامک کا شاگرد ادھر سے آتا تھا پشتارہ ہاشم کا اُسے سیامک نے دیدیا اور کہا کہ تو اسے
لیچل میں جاتا ہوں شاید اور کوئی سردار لشکر اسلام کا ہاتھ لگ جائے تو گرفتار کر لاؤں طارق وہ پشتارہ لے کر لشکر کفار
کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں طارق کو اس شدت سے پیشاب کی ضرورت ہوئی کہ ضبط نہ ہو سکا پشتارہ ٹٹو پر سے
اتار کے ایک طرف کو رکھ دیا اور ایک مقام پر بیٹھ کے پیشاب کرنے لگا قضائے کار خواجہ عمرو لشکر کفار کی طرف سے پھر کے
اسی سمت آتے تھے شب ماہ تھی دور سے دیکھا کہ ایک پشتارہ زمین پر رکھا ہوا ہے اور ایک شخص بیٹھا ہوا پیشاب کر رہا ہے
عمرو حلقہ ہائے کمند درست کیے ہوئے چپکے چپکے دبے پاؤں برابر اُسکے آیا جیسے ہی طارق پیشاب کر کے اٹھا خواجہ نے

حلقہ ہاے کمند مارکے جھٹکا دیا وہ گرا عمرو چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا مشکین باندھ لین طارق کو گرفتار کرکے پشتارہ اُٹھا کر راہی
طرف لشکر اسلام کے ہوا جب قریب لشکر اسلام کے پہونچا دیکھا اُدھر سے سیامک خالی پھرا ہوا آتا ہے عمرو کو جو دیکھا تیغ کھینچکر
دوڑا عمرو سوچا کہ تو پشتارہ بدوش ہے مفت مین مارا جاونگا بھاگا سامنے سے اور درختون کی آڑ مین ہوکر پشتارہ ایک کنارے
رکھکر آپ برہمن کی صورت بنکر ایک کنوئین کے پاس آبیٹھا سیامک جو وہان آیا اُس برہمن سے پوچھا کہ ایک شخص دبلا
پتلا پشتارہ بدوش ادھر سے گیا تھا تو نے دیکھا ہے یا نہین اُس برہمن نے کہا کہ ہان ایک شخص خوف زدہ سا ادھر سے دوڑا
ہوا آیا اور اسی کنوئین مین پھاند پڑا سیامک سیاہ کلاہ جلت پر کنوئین کی جھک کر دیکھنے لگا برہمن نقلی نے پیچھے سے
ڈھکیل دیا سیامک کنوئین مین گر پڑا اُس کنوئین مین پانی بہت کم تھا سیامک کے پانون تہ کو جا لگے گر سیامک یہی
اپنے دل مین کہتا تھا کہ عمرو نے بے موت مارا اتنو کہین کا نہ رہا بس سیامک کڑ کڑکے پکارا اے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مجکو
اب کنوئین سے نکالیے مین مسلمان ہوتا ہون دین اسلام قبول کرتا ہون خواجہ نے یہ سُنکے کمند کنوئین مین لٹکائی کہا اے
سیامک کمند کو پکڑکے نکل آ سیامک جب کنوئین سے نکلا خنجر کھینچکر دوڑا اور کہا کہ او مکار ساربان زادے غضب کیا تھا تو نے
اب مین بغیر مارے تجھے کب چھوڑتا ہون عمرو بھی خنجر پکڑکے جھپٹے اور آواز دی کہ باش او خیرہ سر مین تیرا کام تمام کرتا ہون یہ
کہکے خنجر بازی کرنے لگے اُدھر ہاشم تیغزن کہ عمرو نے قبل ازین بیہوشی دے آیا تھا ہاشم جو بعد تھوڑی دیر کے ہوش مین آئے
حلقہ ہاے کمند بقوت و جرات توڑ ڈالے اور چلے شاہراہ آکے دیکھا کہ سیامک اور عمرو سے خنجر چل رہا ہے دونون لڑتے
ڑ رہے ہین ہاشم پیچھے سے آکر سیامک سے لپٹ گئے سیامک کو پکڑ لیا عمرو نے حلقہ ہاے کمند سے مشکین سیامک کی
باندھ لین اور طارق اور سیامک کو مع ہاشم تیغزن کے لشکر اسلام مین لائے بارگاہ سلیمانی مین سامنے بادشاہ اسلام
کے ہاشم تیغزن و عمرو حاضر ہوے عمرو نے طارق و سیامک کو حضور مین بادشاہ اسلام کے حاضر کیا بادشاہ اسلام نے
فرمایا اے سیامک و طارق دین اسلام قبول کرو ورنہ قتل کیے جاؤگے مفت جانین جائینگی غرضکہ از روے مکر دونون مسلمان
ہوے لقابر لعنت کی کلمہ طیبہ دونون نے پڑھا بادشاہ اسلام نے رہا کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو اب یہ فکر ہوئی کہ بہروز کو بھی
گرفتار کرکے لانا چاہیے یہ سوچ کر لشکر کفار کی طرف خواجہ چلے اتفاقات روزگار اُدھر سے بہروز غول بچہ آتا تھا سیامک
کی اور طارق کی فکر مین خواجہ اُسکو دیکھ کے آڑ مین ہوگئے اور خنجر کے غلاف مین جلدی سے دود بیہوشی بھر کر ریگستان مین خنجر گاڑ دیا
قبضہ اُس خنجر کا سونے کا تھا اُسکو باہر زمین کے نکال دیا ناگاہ بہروز نے دور سے دیکھا کہ ریگستان مین کچھ چمک رہا ہے جب قریب
اُسکے آیا معلوم ہوا کہ قبضہ ہے اُسکو ریگستان مین سے نکالنا چاہا وہ چونکہ زمین مین گڑا ہوا تھا نہ نکلا جب بہت زور بہروز نے کیا
اور کھینچا تو دیکھا کہ خنجر ہے مگر میان اُسکے بہت چست ہے خنجر کو کھینچا جب نہ کھینچا آخر کو منہ کے برابر لاکے خوب زور کیا خنجر کھنچ آیا
اُسکے میان سے غبار بیہوشی جو اُڑا دماغ مین بہروز کے پہونچا فوراً بہروز چیخ کھا کر گرا خواجہ عمرو جھپٹ کر آئے اور مشکین بہروز
کی باندھ لین اور اُسکو سامنے بادشاہ اسلام کے لائے جب بہروز ہوش مین آیا بادشاہ اسلام نے بہت بہروز کو نصیحت کی انجام کار
وہ مکار بھی طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر کے مسلمان ہوا بادشاہ نے اُسکو بھی رہا کیا ہر چند عمرو نے کہا اے بادشاہ یہ نہایت سیاہ قلب
ہے صدق دل سے اسلام نہین لایا ہے اسکو نہ چھوڑیے دغا کریگا فرمایا اے خواجہ اقرار لسانی ہمین کافی ہے تصدیق قلب ہو جوا
سو اگر بصدق یہ اسلام مین نہین آیا اپنی سزا کو پہونچیگا ہمارا کیا نقصان ہوگا اپنا سر کھائیگا یہ لیکر مشکین اُسکی کھلوا دین
القصہ دن تو گذر رات کو طارق و سیامک و بہروز تینون لشکر اسلام سے بھاگ کر چلے گئے صبح کو خواجہ عمرو نے بادشاہ
سے عرض کیا کہ دیکھا حضور نے وہ تینون ملعون بھاگ کر چلے گئے حضور نے محنت بھی میری برباد کی فرمایا خیر پھر پکڑ لاؤ اب
ہم کچھ دخل نہ دینگے چاہنا مار ڈالنا چاہنا بخش دینا

دو ملے داستان شوکت نشان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان اور لقاے بے بقا و بد ایمان کے بیان کیے جاتے ہین۔ ساقی نامہ

پلا ساقیا جام صہباے نور	ہے چاردہ کا ہوا ہے ظہور	رہین کب تلک اب پری کی امید مین	لگا کب مین بیکس خورشید مین
ترا میکدہ آسمان ہوگیا	کواکب کا جلوہ عیان ہوگیا	ہر اک ساغر مے ہے خورشید ضو	چھلکتے ہین اک جام مین نجم سو
جو لالہ گون کی ہے جلوہ گری	اتر آئی شیشہ مین گویا پری	عجب حسن پر آج میخانہ ہے	کہ دربار ساقی کا شاہانہ ہے
پرستان کا ہے سراسر سمان	اکھاڑا ہے یہ پریون کا گویا یہان	وہ گل کون ہے ساقی گلعذار	کہ ہے جسکی آمد بہ رنگ بہار
سحر کر عیان اسم والا تبار	امیر عرب حمزۂ نامدار	غزل	ہر دم خیال ہے جو کسی گلعذار کا

گلشن مری نگاہ مین عالم ہے خار کا	دھوکا ہر ایک گل پہ ہے رخسار یار کا	کانٹے پہ ہے گمان مرے جسم زار کا
واسطہ ہے ارتفاع ترے خاکسار کا	ہے وہ مکان مکان مرے مشت غبار کا	سودا ہے صبح گیسوے مشکین یار کا
مین خاص کوچہ گرد ہون ملک تتار کا	اصرار ہے اضطراب دل بیقرار کا	تختہ الٹ پلٹ ہے ہمارے مزار کا
پامال اپنی بھول جائے ابھی چرخ کج روش	انداز دیکھ لے جو یہ رفتار یار کا	اصلاح چند روز کا مہمان ہے شباب
رہتا ہے جیسے باغ مین موسم بہار کا	ایسا فلک نے نام و نشان کو مٹا دیا	مٹ کر نشان بھی نہ کسی کے مزار کا
کس سمت کو یہ توسن عمر روان گیا	ملتا نہین پتا جو ہمارے غبار کا	جس سمت جانتا ہے یہ لیجاتا ہے مجھے
کیا اختیار ہے دل بے اختیار کا	ابر آسمان پر آئے تو زاہد پیے شراب	ہے انتظار رحمت پروردگار کا

بیت منقش کن جدول لاجواب ٭ نوشتند از طرز این کتاب ٭ محسن نگاران پریوشان نازنینان وجلوہ نمایان مہ جبینان وفصیحان بلاغت نشان وسخنوران نکتہ بیان اس داستان عالیشان کو بہ طبیعت آرائی طلبند کرکے یون آراستہ وپیراستہ کرتے ہین کہ جب زور آقات ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو اُس ہنگامۂ کفار نابنجار سے مع لقاے بے بقا و بختک اٹھا لیگئے گرہ جامین آکر بہ تیزی باد صرصر دونون بیہوش ہوئے اور بعد کئی ساعت کے جب ہوش آیا دیکھا کہ بارگاہ فلک اشتباہ برپا ہے اور اُس بارگاہ مین ایک تخت جواہر نگار بچھا ہوا ہے اور تخت پر ایک پریزاد نہایت خوبصورت حسین مہ جبین چہرہ مثل خورشید درخشان آنکھین نرگسی ابرو ہلال جعد یا شمشیر بران مژہ ناوک دل دوز عاشقان رخسار پھول سے لب برگ گل سے دندان گوہر نایاب سینہ صورت آئینہ قد شمشاد گلشن حسن تاج مکلل بجواہر سر پر پوشاک فاخرہ زیب جسم انور تخت پر بصد صولت و شوکت متمکن ہے اور دو جوان رعنا مثل آفتاب و مہتاب گلعذار غنچہ دہن زینت گلشن حسن و خوبی شیرہ تیرہ چودہ چودہ برس کا سن کرسیون پر جلوہ گر ہین نور جمال بیمثال چہرون سے ہویدا ہے آثار ہمت و شجاعت و نشان شان و شوکت جبینون سے پیدا ہے اور تمام گرداگرد دیوان بلند قامت دست بستہ کھڑے ہین پریزادان ماہ طلعت مثل گلدستہ اے گلستان حسن و جمال بہ ادب حاضر ہین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان متحیر ہوکر دیکھنے لگے اُس پریزاد اور نگ نشین و مہ جبین اور اُن جوانان ماہ پیکر و مہر تمکین نے اُٹھکر با ادب و قواعد شاہانہ مجرا کیا اور قدم میمنت لزوم پر امیر کشورگیر کے بوسہ دیا اور بعد اعزاز و اکرام اُس تخت جواہر نگار پر لاکر بٹھایا حمزۂ صاحبقران زمان نے اُن تینون کو پیر جنون کر گلے سے لگایا مگر جو وقت لقاے بے بقا کی آنکھ کھلی صاحبقران کو اس عزت و توقیر سے دیکھا جلکے خاک ہوگیا پکارا کہ ارے یہ کیا غضب ہے حمزہ میرا ایک ادنی بندہ ہے اُسکی تو یہ عزت و حرمت کی اور مین زمرد شاہ باختری کہ تم سب کا خداوند اور خالق ہون دشمن میری توقیر کی اور بات بھی نہ پوچھی ای خیرہ سرو میرے غضب سے ڈرو ایسا نہو کہ تم سب کو جلاکر خاک سیاہ کردون اُن سب نے جواب دیا کہ او گبر نابنجار ہے شرط کہ تجھے دیو سے کھلوا دیا جاے بت بلکہ بخل نجات سونپے

اور اگر تجھے کچھ دعوی خدائی ہی تو آ مجھ سے کشتی لڑ اور ہمین زیر کر اُسوقت ہم جانین کہ تو کچھ قدرت رکھتا ہی لقا پکارا کہ آؤ مین
تم سب کو زیر کرونگا قدرت خداوندی کی دکھاؤنگا القصہ امیر باتوقیر نے اشارہ کیا کہ لقا کو بھی جگہ بیٹھنے کی دیا چاہیے
دیوون سے ایک کرسی منگوا کر بچھوا دی اُسپر لقا کو بھی بٹھایا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے حال سے مجھکو آگاہ کرو
کہ تم کون لوگ ہو اُسوقت وہ پریزاد تخت نشین لب گوہر بار سے دُرفشان ہوئی کہ اے شہریار عالی وقار سائی بخشندۂ تاج و
تخت سلاطین روزگار یہ کنیز شاہزادہ بدیع الزمان خلف قدر والیشان کی زوجہ ہی اور حضور فیض گنجور کی بہو ہی نام میرا
ملکہ بدیع الجمال پری ہی اور یہ دونون آپ کے پوتے ہین ایسکا نام نور العیان اور اسکا نام نور الزمان ہی اور حمران
پریزاد ایک میرا بھائی ہی اُسکو دیو قتعہ سے خشمی اُٹھا لیگیا ہی اُسکے چھڑانے کو پردۂ ظلمات مین بدیع الملک پسر
بدیع الزمان گیا ہی کہ وہ بھی آپ کا ایک پوتا ہی وہ ملکہ بلقیس پری کے بطن سے ہوا ہی اسوقت مین اُسکی مدد کو جاتی تھی
کہ آپکو ہنگامۂ کفار مین مضطر و پریشان دیکھا دیوون سے حکم کرکے انکو مع لقاے بے بقا اٹھوا منگایا ناظرین نکتہ بین
پر واضح ہو کہ یہ بدیع الملک پسر بدیع الزمان ہی اور ایک بدیع الملک شہزادہ نور الدہر کا بیٹا ملکہ قمر چہرہ کے بطن سے
بھی پیدا ہوگا یہ مقام قابل اعتراض نہین ہی الغرض امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے نور العیان اور نور الزمان
سے فرمایا کہ اے فرزند لقاے بے بقا سے تم کچھ فیصلہ کرلو بعد اُسکے پس بھی جائیگا اُسوقت بحکم شہزادگان والاشان اکھاڑا
دیوون نے تیار کیا پہلے نور العیان سے اور لقاے بے بقا سے کشتی ہوئی زور کرتے لڑتے دوپہر کے بعد لقا کو زیر کیا اور
کہا کہ او گبر نابہنجار دین اسلام قبول کر اُس بیحیا نے جواب دیا کہ مین اسوقت مطلقاً تیرے ہاتھ سے زیر ہو گیا ہون
ورنہ تو مجھے کیا زیر کرسکتا ہی او بے ادب اپنے خداوند سے یہ گستاخی کہ تو مجھ سے کہتا ہی کہ دین اسلام قبول کر ارے
بندے میرے غضب سے ڈر یہ بے ادبی نہ کر یہ سنکر نور العیان نے برہم ہوکر ایک دیو سے حکم کیا کہ اس کافر مرتد کو کھا جا وہ دیو
لقا کی طرف لپکا صاحبقران زمان نے منع کیا اور فرمایا اے فرزند اگر اسکو دیو نے کھا لیا تو میرے واسطے نہایت بدنامی ہوگی
کہ حمزہ نے لقا کو دیوون سے کھلوا دیا مناسب یہ ہی اب تم جکڑوا دو اسکو دین بہیجوا دو نور العیان نے عرض کیا کہ آج حضور
استراحت فرمائین شریک جلسۂ دعوت ہون کل دیکھا جائیگا الغرض اُس روز امیر باتوقیر و لقاے بے بقا بھی تمام پر رہے
جلسۂ عیش و عشرت شب بھر رہا دوسرے روز نور العیان اور نور الزمان نے حمزۂ صاحبقران کو تخت پر سوار کرکے رخصت کیا اور
دیوون سے کہا کہ بحفاظت تمام حضور کو لشکر اسلام مین پہونچا آؤ اور ایک دیو سے خطاب کیا کہ لقا کو اسکے قبطون پر پٹک آؤ دیو بحکم
نور العیان اور نور الزمان لقاے بیحیا کو پشت پر سوار کرکے قبطون پر پہونچا گیا اُدہر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان بعد
کر و فر تخت پر سوار لشکر مین داخل ہوے تمام سرداران لشکر جرار امیر باتوقیر کو دیکھکر شاد و شاد ہوے بادشاہ اسلام نے طبل
شادمانی بجوایا نوبت نقارے خوشی سے صدائین بلند کرنے لگے اُدہر لقا بھی اپنے قبطون پر آیا نقارۂ درباری بجوایا بختیارک
و یاقوت شاہ وغیرہ خوشی خوشی آئے تمام دربار آراستہ ہوا لقاے بے بقا تخت پر متمکن ہوا دور شراب چلنے لگا لقاے
بے بقا نے جب خوب شراب پی نہایت بدمست ہوا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کل صبح کو سوار قدرت نکل کر سب خدا پرستون کا کام
تمام کریگا اُس بدمستی مین شراب کا نشہ زیادہ تھا لقا کے خیال مین آیا کہ کل تو خود لقا بدار لشکر خدا پرستون سے سامنا
کریگا اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے فوراً خبر لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوے بادشاہ اسلام سے
آکر عرض کیا کہ لشکر لقا مین طبل جنگ بجا ہی کل صبح کو سوار قدرت لقا ہوکر آمادۂ نبرد ہوگا امیر عالیمقام نے فرمایا کچھ
اندیشہ نہین حکم دیا جاے کہ یہان بھی بہ بلند پروازی طبل جلالی کوس حربی خروش مین آے القصہ رات بھر جانبین مین
تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین صف آرا ہوے سرداران لشکر ادھر بھی اور اُدھر بھی منتظر ہین کہ دیکھین آج کا رزار

کو لشکر کفار سے کون نکلتا ہے کہ یکایک پلنگ کوہ کی طرف سے ایک نقابدار بالہ پوش مرکب پر سوار نظر آیا اور آتے ہی لشکر
اسلام سے مبارز طلب ہوا ادھر لشکر اسلام سے قبۂ دین ستون اسلام نظر کردۂ شاہ ولایت امیر مشرق و مغرب شہسوار دلدل
مالک جزو و کل یعنی کرب غازی بادشاہ اسلام سے رخصت جہاد لیکر مرکب تیز رفتار چھیڑ کر نقابدار بالہ پوش کے مقابلہ کو آئے
بعد از تکاور رزنی و ہمجنسی نیزہ بازی ہوئی گرز نیزۂ نقابدار کو کرب غازی نے ہوائی کر دیا نقابدار نے تلوار میان سے کھینچی
کرب غازی نے نعرہ کیا نعرۂ کرب غازی کرب شہسوار ملک نامدار و نظر کردۂ شیر پروردگار رہ ہوشیار باش او نقابدار
نابکار یہ کہکے بنام انتقام سے شمشیر آبدار مثل برق جہندہ بجلی تلوار کا چمکنے لگا نقابدار نے بڑھکر تلوار کا ہاتھ مارا کرب غازی
نے بعد جانبازی وار اسکا روک کے جو ہاتھ تلوار کا مارا ہر چند کہ نقابدار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر وہ تلوار بجلی کی طرح کوند کر
سپر پر پڑی سپر کو مثل گردۂ ورق سیاہ قلم کر کے سر میں در آئی کاسہ سر نقابدار کا کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اتر گئی نقابدار نے
و تسلیمہ ما ما تلوار جھٹکا کر نکل گئی زخم کاری لگا سر سے ایک دریا خون کا جاری ہوا تاب مقاومت نہ رہ سکا باگ گھوڑے کی
پھیر کر فراری ہوا عیار نقابدار کو ہمراہ لیکر پلنگ کوہ کی طرف بھاگا اتفاقاً ادھر سے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دونوں عیار
طرار و جرار ہمراہ لیے ہوئے پلنگ کوہ کی سیر کرتے ہوئے چلے آتے ہیں اثنائے راہ میں دیکھا کہ ایک نقابدار عرصۂ کارزار کے
سے خون میں نہایا ہوا زخمی اسکا گھوڑا اڑائے ہوئے چلا آتا ہے اور ایک عیار بھی اسکے ساتھ ہے عمرو نے اپنے عیاروں سے
کہا کہ یہ دونوں جانے نہ پائیں گھیر کر پکڑ لو وہ عیار خواجہ عمرو نامدار دوڑے دونوں کو گھیر لیا عیار نقابدار یعنی گرد مرد تو بچا
تو بھاگ گیا نقابدار کو گرفتار کر لیا عمرو نے نقاب الٹ کر دیکھا تو لقائے بے لقا و روسیاہ ہے عمرو نے اپنے عیاروں سے
کہا کہ اگر اسے حمزہ صاحبقران کے پاس لیے چلتا ہوں تو وہ رحم دل ہیں ترس کھا کر چھوڑ دینگے اس سے یہ بہتر ہے کہ اس بیحیا
نابکار ازلی کو میں قتل کروں یہ کہکر عمرو لقا کو اسی حالت خواری میں دامنہ کوہ میں لائے اور باندھکر بٹھا دیا عیار عمرو
نامدار کے لقا کو گھیرے ہوئے کھڑے رہے خواجہ عمرو نے تلوار کھینچی لقا نے آواز دی ای بندگان بے ادب تم غضب کرتے ہو
قہر خداوندی سے نہیں ڈرتے ہو بھلا ایسے خدا کو قتل کرتے ہو دیکھو اگر قہر و غضب میں آؤنگا تو جلا کر خاک سیاہ کر دونگا عمرو نے
جواب دیا او مردود میں ابھی تیرے ٹکڑے اڑاتا ہوں یہ گفتگو تھی کہ ناگاہ دیو زرین بال نمایاں ہوا اور لقا کو اٹھا لے گیا عمرو
ناچار مع عیاران جرار وہاں سے پھرا اور لشکر اسلام کی طرف چلا ادھر کا حال سنیے کہ لشکر اسلام میدان رزمگاہ سے پھر کر
اپنے اپنے مقام کی طرف آئے امیر با توقیر نے کرب غازی کو خلعت دیا اور سرداران لشکر سے فرمایا کہ دریافت ہوا کہ یہ نقابدار
کون تھا کرب غازی نے عرض کیا کہ مجھے تو لقائے بیحیا معلوم ہوتا تھا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو بھی آئے پھر اکہا اور تمام حال
بیان کیا امیر نے فرمایا کہ یہ کیا اس بیحیا کو سوجھی تھی کہ نقابدار بنا پیٹنے آیا اب ادھر کا حال سنیے کہ دیو زرین بال نے لقائے
بیحیا کو اٹھا کر قیطقون پر لا کر اتارا سب سردار جمع ہوئے زخم میں ٹانکے لگے قہرش بن عنبر سوکیا سے طوفانی نے لقا سے
کہا یا خداوند آپ طبل جنگی بجوا دیں کل میں خداپرستوں سے لڑونگا اسیوقت طبل جنگی بموجب تیزی ہر کارے نے خبر لیکر راہی
ہوئے لشکر اسلام میں آکر دربار امیر میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ لشکر لقا میں طبل جنگ بجا ہے کل قہرش بن عنبر سوکیا سے
طوفانی مقابلے کو آئیگا یہ سنکر لندھور بن سعدان نے امیر با توقیر سے عرض کیا کہ حضور میرے نام پر طبل جنگ بجائیں
قہرش بن عنبر سوکیا سے طوفانی سے میں وعدہ کر چکا ہوں کل میں اس سے ہمنبرد ہونگا امیر با توقیر نے فرمایا ای دارائے
ہند بہتر ہے کل تم قہرش کو زیر کر کے مسلمان کرو غرض لشکر اسلام میں بھی کوس حربی بجا ساری رات تیاری
جنگ میں مصروف رہے صبح کو میدان جنگ تیار ہوا جانبین میں صفیں آراستہ ہوئیں لقائے بد لقا گنبد گیتی نما
میں بیٹھا صفوف جدال و قتال دیکھ رہا ہے جس وقت صفیں آراستہ ہو چکیں اور نقبائے بلند آواز نقابت

کر کے چلے گئے قہرش بن عنتر سوکیاسے طوفانی فیل مست پر سوار ہوا پہلے لقا کو سجدہ کیا پھر باقوت شاہ سے اجازت
حرب و ضرب لیکر میدان رزمگاہ میں آیا اور بڑے شد و مد سے مبارز طلبی کی ادھر لشکر اسلام سے شہزادہ ہندوستان
دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان بادشاہ اسلام فلک مقام سے رخصت جنگ و جدال لیکر معرکۂ جنگ میں
اپنے فیل یعنی میمونۂ مبارک کو چمکا کر نعرۂ شیرانہ کرتا ہوا آیا نعرہ لندھور منم لندھور بن سعدان منم شیر نیستانم منم
گرد نریمانم منم رستم پہلوانم جسوقت قہرش نے لندھور کو آتے ہوئے میدان میں دیکھا بارادۂ لگاورزنی ہاتھی کو ہول کر
دوڑ پڑا بجرأت و دلاوری لگاورزنی ہوئی بعدہ لات زنی و مشتی نیزہ بازی ہونے لگی نیزہ قہرش بن عنتر سوکیاسے
طوفانی زیب گلوگاہ دارائے ہند لندھور بن سعدان آیا تھا کہ لندھور نے جریب دستانے کی ماری انی نیزہ
قہرش کی جھڑ گئی لندھور نے نیزۂ طویل سے اپنے نیزۂ قہرش کو جدائی کر دیا قہرش نے گرز اٹھایا عمود بازی ہونے
لگی کئی وار گرز قہرش کے لندھور روک کے للکارا کہ باش او قہرش ایک ہلکی سی ضرب میری بھی اٹھا لے تب جانوں
کہ تو بڑا جری و بہادر ہے قہرش نے کہا او لندھور تم دریغ نہ کرو پوری ضرب گرز گاؤسری لگاؤ لندھور نے کہا ای
قہرش تو میری ضرب گرز گاؤسر کا تحمل نہ ہو سکیگا جب قہرش نے قسم دی لندھور مجبور ہوا اور دونوں ہاتھ سے
گرز کو پکڑ کے تانا اور قہرش پر ضرب گرز گاؤسر لندھور نے لگائی قہرش نے خالی دی وہ گرز گران سر لندھور بن سعدان
فیل قہرش پر پڑا فیل مست فوراً تڑپ کر مر گیا قہرش کشتی پر آمادہ ہوا لندھور بھی فیل میمونۂ مبارک سے کود پڑا کشتی
ہونے لگی دونوں لشکر کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں دونوں پہلوانوں کے لنگر جمے ہوئے ہیں اکھڑ نہیں سکتے چھ شبانہ روز
برابر زور ہوا ساتویں دن ایک مقام پر لندھور نے قہرش کے ایک گھونسا گھما کے گلو پر مارا قہرش بیتاب ہو گیا
یقین تھا کہ چوک کر دم نکل جائے اسی حالت میں لندھور نے لنگر اکھیڑ کر قہرش کو زمین پر مارا قہرش زمین پر چت گرا
لندھور نے زیر کر کے قہرش کو باندھ لیا لندھور رعنا کارزار سے قہرش کو لیکر لشکر کیطرف پھرے ادھر لشکر کفار مجبور و ناچار
اداس حیران و پریشان پھر گیا لقا کو قہرش کے گرفتار ہو جانے کا بہت رنج ہوا صاحبقران زمان لندھور پر زر نثار
کرتے ہوئے لائے بہت خوش ہوئے خلعت فاخرہ لندھور کو دیا اُس روز دربار امیر باتوقیر نے نہیں کیا عالم شادمانی میں مشغول
رہے دوسرے دن آکر بارگاہ سلیمانی میں جلوہ افروز ہوئے فرمایا لاؤ قہرش بن عنتر سوکیاسے طوفانی کو جسوقت
قہرش دربار عالم پناہ میں آئے صاحبقران زمان کو سلام کیا کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو مرحمت فرمائی ساقی پیچے کو اشارہ
کیا وہ جام شراب گلرنگ بھر بھر کے پلانے لگا جب قہرش کا دماغ ساغر ایاغ پی کر گرم ہوا دل باغ باغ ہوا غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا
صاحبقران نے فرمایا ای قہرش اب یہ بتاؤ لندھور نے تجھے کیونکر زیر کیا قہرش نے مصلحتاً کہا جی ہاں واقعی لندھور
نے زیر کیا صاحبقران نے فرمایا پھر تجھکو اسلام قبول کرنے میں کیا عذر ہے قہرش نے بادب عرض کیا مجھے کچھ عذر نہیں میں
حضور کا غلام حلقہ بگوش ہوں لقا پر میں لعنت کرتا ہوں اور اطاعت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کی بسر و چشم قبول کی امیر
کشورگیر نے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا قہرش از سر صدق اسلام لایا امیر باتوقیر نہایت خوش ہوئے حکم دیا کہ بلاؤ آہنگروں کو کہ قید آہن
قہرش کی دور کریں قہرش نے عرض کیا کہ آہنگروں کی کچھ حاجت نہیں ہے یہ کہکر فوراً زور کیا سب قید توڑ کر پھینک دی
صاحبقران زمان نے قہرش کو خلعت عنایت کیا مگر قہرش مسرور نہوا بلکہ مکدر خاطر ہو کر خلعت قبول کیا امیر باتوقیر نے دیکھا کہ
قہرش خلعت پر مکدر ہوا غنچۂ خاطر اسکا شگفتہ نہوا امیر باتوقیر نے فرمایا ای قہرش تم اسوقت کیوں ملول ہو سبب بتاؤ جو کچھ
وسوسہ ہو دل میں نکال دو قہرش نے دست بستہ امیر باتوقیر سے یہ عرض کیا کہ اُسوقت میں نے چند مصلحتوں سے کہدیا تھا
کہ میں لندھور سے زیر ہو گیا ورنہ حضور نے میری طاقت اور زور کو ملاحظہ فرمایا اگر لندھور میری شہرگ گلو پر گھونسا

نہ مارتا اور مجکو زیر کر لیتا تو مین جانتا گھونسا کھا کر مین بیتاب و بے بس ہو گیا یہ سنتے ہی امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو غیظ
آگیا اور غصہ سے منہ سرخ ہو گیا فرمایا بلاؤ تو لندھور کو کہان ہے جب لندھور سامنے آئے صاحبقران زمان کو دیکھا کہ
غصے سے منہ سرخ ہے بیٹھے غیظ سے کانپ رہے ہین لندھور کو دیکھتے ہی فرمایا اے لندھور تو نے قرش کو کیونکر زیر کیا لندھور
نے کہا جس طرح بہادر زیر کرتے ہین اسی طرح مین نے بھی قرش کو زیر کیا امیر نے فرمایا تو جھوٹ بولتا ہے قرش کی شہرگ
گلو پر گھونسا مارا بیخود و مجبور کر دیا کیا اسی طرح بہادر دغا و فریب سے زیر کرتے ہین تو قابل بارگاہ مین آنے کے نہین ہے
بس دور ہو چلا جا دربار سے میرے اور کبھی میرے سامنے آنے کا قصد نہ کرنا نہین تو بہت بری طرح پیش آؤنگا اور عمرو
سے خفہ ہو کر امیر باتوقیر نے کہا کہ جلد میرے دربار سے اس دغا باز ہندی کو نکالو میرے دربار مین ایسے دغا باز ہندی
کا کچھ کام نہین ہے یہ سنکے لندھور بن سعدان بادیدۂ گریان دربار امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان سے باہر آئے
اور اپنے دونون بیٹے فرہاد خان یکفرلی اور ارشیون پریزاد کو ساتھ لے کر اپنے لشکر مین آگئے اور سرداران لشکر کو
بلا کر کہا کہ بھائیو ہم پر تو عتاب صاحبقرانی آیا ہے مجکو نہ اب فوج سے غرض ہے نہ مال و متاع سے کام ہے سپاہگری و بہادری
سے ہاتھ اٹھایا اب تم سب فرہاد خان یکفرلی اور ارشیون پریزاد کی اطاعت کرنا کبھی عدول حکمی انکی کوئی نہ کرے ہمراہ
رکاب میرے دونون بیٹون کے رہنا اور فرہاد خان یکفرلی اور ارشیون پریزاد سے کہا کہ خبردار اطاعت و فرمانبرداری
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان سے باہر نہ ہونا ہر وقت مثل غلامان حلقہ بگوش خدمت فیض درجت مین حاضر رہنا
اگر تمنے میرے خلاف حکم کیا تو میری پیٹھ قبر سے نہ لگیگی اور حشر کے روز تمہارا دامنگیر ہونگا دونون بیٹے لندھور کے
رونے لگے اور کہا کہ آپ یہ کیا فرماتے ہین لندھور نے کہا جو مین کہتا ہون ایسا ہی کرنا رونے سے کچھ حاصل نہین تمکو
خدا کے سپرد کیا سرداران لشکر لندھور نے عرض کیا کہ خداوند آپ کیون فقیری اختیار کرتے ہین پروردگار عالم
نے آپکو گیارہ لاکھ سوار و پیادہ ایسے لشکر جرار کا حاکم کیا ہے اپنی اقلیم ہندوستان مین چلکر بادشاہت کیجیے فوجون کو
شکست دیجیے ملکون کو تسخیر فرمایئے لندھور نے کہا بیشک یہ سب ممکن ہے مگر دامن اطاعت صاحبقران زمان کو سب سے بہتر
سمجھتا ہون اب فرمانبرداری امیر باتوقیر کی چھوڑ کے حکومت و سلطنت و سپاہگری و بہادری نہ کرونگا مجکو زندگی اپنی دشوار
ہے بس اب سپاہگری کا میری خاتمہ ہو چکا چندے مین فقیری اختیار کرکے مر جاؤنگا کیا مین اب زندہ رہونگا اس کلام
مصیبت انجام پر لندھور کے لشکر مین ماتم ہو گیا شور گریہ و زاری لشکر مین بلند ہوا ہر شخص چیخین مار کر رونے لگا ایک
ہنگامہ درد انگیز و ماتم خیز برپا ہوا لندھور نے سب اسلحہ اتارے خود و زرہ و دستانہ و چلتہ و جیبہ و بکتر اور نیزہ و شمشیر و تفنگ و تیر و
کمان و خنجر و تبر سب فیل میمونۂ مبارک پر رکھ دیے اور کہا کہ اے میمونہ اب تو صحرائی معاملے مین مجھ سے اب رخصت ہوتا ہون
فیل میمونہ مبارک زار زار روتا ہوا مثل ابر نو بہار کے طرف ایک صحرا کے راہی ہوا اور لندھور بیٹون سے اور سب چاہنے والون اور سردارانِ
لشکر سے رخصت ہو کر جانب صحرائے پر آشوب روانہ ہوئے مگر تھوڑی سی خاک اٹھائی اور گریبان چاک کرکے سر پر ڈالی اور منہ پر ملی اور
گیروا تہمد باندھکر فقیرانہ بھیس کرکے صحرا نوردی کرنا شروع کی اور یہ شعر زبان پر جاری کیے شعر نرگس نے آنکھ پھیر لی بلبل جدا ہوئی
چلیے اب اس چمن سے بہار کی ہوا پھری ◆ دیگر بلبل سے گل سے باد صبا سے بگڑ گئی ◆ بو ہے بیچاری بھاگے بگڑ گئی ◆ جو ہو گئے
ترچھے مین خیال جدائی خدمت امیر باتوقیر کا آتا ہے اشک حسرت آنکھون سے بہاتے ہین اور یہ ہجرت آمیز مضمین پڑھتے ہین کوئی
حرم کو کوئی بتکدے کو جاتے ہے ◆ کوئی تلاش معیشت مین جان کھپاتے ہے ◆ مین تجھ سے پوچھون کہ اے دل کدھر کو جاتے ہے ◆
دو بہتے آنکھون مین آنسو یہ کہ ستاتے ہے ◆ علی الصباح چو مردم بکار و بار روند ◆ بلاکشان محبت بکوئے یار روند

دوسرے داستان والاشان شوکت نشان قرش بن عنتر سوکیا سے طوفانی سے

معرض تحریر میں لاتے جاتے ہیں ۔ ساقی نامہ

بچارہ کو اے ساقیا ہوش تو ۔ پلا جلد اب جام سرجوش تو
تلاطم ہے میخانے میں ساقیا ۔ ارے آج تونے غضب ہی کیا
خم و جام دی کا پتا بھی نہیں ۔ ہے قلقل میں شیشے کی نالہ خجل
اثر کرتے ہیں رندوں پہ یہ عتاب ۔ مناسب ہے پلوا دے چوکھی شراب
زمانے کو کیسا ہوا انقلاب ۔ کہ بستی بچھڑی شعل بارش شراب
بس اپنے مطلب پہ اب یہ سمجھ ۔ کہ دیدار حمزہ ہے پیش نظر اشعار

فقیری سلطنت ہے خاکسار کو سے جانا ہے ۔ مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو
دماغ اسکا ہے جو سونگھے کسی کے سیب زنخدان کو ۔ جنون کے جوش میں کرتا ہوں کی رفعت رستم
بیکھے میں کا فرو دیدار کی نفع سودائی ۔ ہوئی ہیں جان کا جنجال بند در سیلانکو
حکومت ہے تو دوا دیجے پھانسی گریبان کو ۔ بہت نمایند نقش راز نہان
مذاق اسکو ہے جو چکھے لب شیرین جانان کو ۔ نکلتا ہوں ہمو اتوڑ کر دیوار زندان کو
جنون کے جوش میں ایسا گلے کے بیچے گھونٹا ۔ رستم ہی نمایند این داستان

جلوہ نمایان ضیاے خورشید فلک جرات و ہمت رضیا پردازان بجلی بادہ آسمان صولت و شوکت اختر سپہر بہادری و سلاوری کو یوں درخشندہ و تابان کرتے ہیں کہ جب داراے ہند لندھور بن سعدان رستم زمان پر عتاب امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان آیا اور دربار سے اپنے نکالدیا اور حکم کیا کہ کوئی میرے سامنے ذکر لندھور کا نہ کرے اور جو سعی و سفارش لندھور کی کریگا اسکو بھی میں اپنے دربار میں نہ آنے دونگا مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تو دربار میں امیر باتوقیر کے بہت گستاخ و دیر تھے ڈرتے ڈرتے امیر سے کہا کہ ای حمزہ لندھور نے سب اپنا مال و متاع و لشکر بیٹوں کے سپرد کیا سلاح جنگ وغیرہ گھول کے فیل میمونہ پر لادے اور آپس سے کہا کہ جدھر تیرا جی چاہے صحرا کی طرف چلا جا آپ روتا ہوا اور تمھاری جدائی میں خاک اڑاتا ہوا گریبان چاک منھ پر خاک بیابان کی لگا کر فقیری بھیس کرکے ایک طرف کو چلا گیا امیر باتوقیر نے چین بہ جبین ہو کر فرمایا خواجہ اب کبھی لندھور کا ذکر میرے سامنے نہ کرنا یہ ذکر تھا کہ بیٹے لندھور بن سعدان کے فرہاد خان بکفرزلی اور ارشیلون پریزاد دونوں دربار میں امیر باتوقیر کے سامنے آئے صاحبقران نے فرمایا کہ تم کس واسطے میرے دربار میں آئے ہو باپ تمھارا فقیری اختیار کرکے جانب صحرا گیا تم اپنا لشکر خیمہ ڈیرہ لیکر ملک ہندوستان کیطرف جاؤ مجھے کچھ تمھاری فوج اور لشکر کی پروا نہیں ہے ان دونوں نے عرض کیا کہ ہم قدم مبارک حضور کے چھوڑ کر ہرگز نہ جاوینگے اطاعت و فرمانبرداری میں حضور کی بدل و جان حاضر رہینگے امیر نے فرمایا تمھیں اختیار ہے بیٹھو اپنے مقام پر میں زبردستی نہیں کرتا ہوں میں تمھاری اور نہ تمھارے لشکر کی پروا رکھتا ہوں وہ دونوں سردار سلام کرکے بیٹھے اپنے دنگل پر خلقت ہوئے امیر باتوقیر قرش بن عنتر سوکیاے طوفانی کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا ای قرش تجھے زور آوری اور قوت و بہادری کا دعوی ہے کہ تو کہتا ہے کہ لندھور نے شہرگ گلو پر گھونسا مارا اسوجہ سے میں عاجز ہو گیا ورنہ میں کبھی کسی سے زیر ہونا اچھا تو اٹھ مجھ سے زور کرلے جسقدر اور جسطرح تیرا جی چاہے کہ تیرے دل کا حوصلہ نکلجاے قرش بن عنتر سوکیاے طوفانی نے عرض کیا کہ حضور میری کیا مجال ہے کہ آپ سے آنکھ ملا سکوں اب تو یہ خادم حضور کا غلام حلقہ بگوش ہو چکا ہے اطاعت و فرمانبرداری سے آپ کی مجھے کیا عذر ہے حضور کبھی ایسا نہو گا امیر باتوقیر نے قسم کھا کر کہا ای قرش برب کعبہ میں مجبور کرکے جبر سے کسی سردار کو اپنے پاس نہیں رکھتا ہوں میں تیرا عذر کبھی نہ مانونگا جب تک کہ میں تجھ سے مقابلہ نہ کر لونگا اور تو بھی زبان سے اقرار نہ کر دیگا کہ میں زیر ہوا اسوقت میں تجھ سے راضی ہونگا جب قرش نے دیکھا کہ امیر باتوقیر کسی طرح نہیں مانتے چپ ہو رہا امیر کشور گیر اٹھ کر مستعد ہوے اور فرمایا ای قرش اور زیادہ کچھ نہیں فقط اتنا کر کہ تو میرا لنگر اٹھالے یا میں تیرا لنگر اٹھاؤں یہ کہکر صاحبقران زمان میدان میں بیٹھ گئے اور قرش زور کرنے لگا کس کس طرح سے قرش بن عنتر سوکیاے طوفانی نے

جد و کد کر کے زور کیا مگر مطلق پانون ایک جگہ سے دوسری جگہ پر بھی نہ جنبش کے اُسے زمین پابوس صاحبقران رہی اگرچہ ابھی پا
مبارک کو ہزار دقت و خرابی لغزش ہوئی فوراً اشارہ لنگر پا رے کا کیا پانچ پھر پانون زمین مین غرق ہوگئے اور قرش سے ہرگز
ہرگز لنگر صاحبقران زمان کا زمین سے نہ اُکھڑ سکا قرش پسینے پسینے ہو کر غرق عرق حجاب ہوا پھر بکمال قرش نے طاقت و
قوت دکھائی کر نہایت تھک گیا اور امیر کا بال بھی قرش سے بیکا ہوا یہ دیکھ کر صاحبقران زمان اٹھ کھڑے ہوئے فرمایا کہ
اب تو بیٹھ جا مین زور کر کے تیرا لنگر اٹھائے لیتا ہون ناچار و مجبور قرش بقوت تمام اپنا لنگر قائم کر کے زمین پر بیٹھ گیا
امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے کمر زنجیر مین استوار ہاتھ ڈال کے لنگر توڑ کے پہلے ہی زور مین گھٹنون تک لائے اور
دوسرے زور مین سینہ سے زیادہ اٹھالائے تیسرے زور مین ہاتھ سر سے بلند کر کے نعرہ تکبیر کیا اور کئی مرتبہ ہاتھ سے جنبش
دیکر فرمایا کہ کیون اے قرش اب کیا کہتا ہے اگر کہ تو بلند کر کے دے مارون کہ تو پیوند زمین ہو جائے قرش نے عرض کیا کہ حضور
اب مین زیر ہوا مجھکو چھوڑ دیجیے نہیں مر جاؤنگا اور پھر دوبارا بصدق دل مسلمان ہوا اور باقرار وحدانیت پروردگار کیا
اور کلمہ طیبہ جو تعلیم پا چکا تھا زبان پر بفصاحت جاری کیا امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے اُسکو اُسی مقام پر
بہ آہستگی بٹھلا دیا دربار مین سب پر رعب و داب صاحبقران زیادہ ہوا امیر نے اور بادشاہ اسلام نے پھر قرش کو خلعت
فاخرہ سے سرفراز کیا اور صاحبقران زمان نے قرش کو دست راست پر بیٹھنے کی جگہ دی ہرکارون نے فوراً جا کر
لقائے بے بقا کو خبر دی کہ قرش بن عنتر سوکیا سے طوفانی نے زیر ہو کر امیر حمزہ صاحبقران زمان سے دین اسلام
بصدق دل قبول کیا اور مسلمان ہو گیا زمرد شاہ باختری لقائے بے بقا یہ سنتے ہی نہایت غیظ و غضب مین آیا اور
گردمرد عیار سے کہا کہ جلد جا قرش کو گرفتار کر لا کہ اُسکو تنبیہ مقتول کرون سزائے سخت دون گردمرد عیار فوراً حکم
لقا سنکر اُسی وقت قبطون سے اُتر کر روانہ ہوا اور قریب لشکر اسلام کے آکر ایک خدمتگار کی شکل بنا اور بارگاہ سلیمانی
کے گرد ٹہلنے لگا جب دو پہر رات گئی اور دربار امیر بانوقیر برخاست ہوا اور سب سردار اپنے اپنے خیمون مین گئے قرش بھی بارگاہ
سے نکل کر اپنے خیمہ مین آیا یہ خدمتگار شعبدہ کردار ایک گوشہ خیمہ مین پوشیدہ ہو رہا جب قرش بن عنتر سوکیا سے طوفانی
شدت خواب سے بالکل و غافل ہو گیا گردمرد عیار بشکل خدمتگار قریب قرش کے آیا اور فنون عیاری سے بیہوش
کیا پشتارہ باندھکر قنات خیمہ چاک کر کے اور قرش کو لیکر طرف ملک سبائل کے بھاگا اور لا کے سامنے یاقوت شاہ
کے وہ پشتارہ رکھدیا یاقوت شاہ نے فوراً قرش کو اُسی حالت بیہوشی مین مسلسل بزنجیر و طوق اور ہتھکڑی کر کے
قید کیا جب قرش کو ہوش آیا اپنے تئین طوق و زنجیر مین سلاسل پایا نہایت متردد و متحیر ہوا یاقوت شاہ قرش کو قید
کر کے سامنے زمرد شاہ باختری خداوند لقا کے لایا قرش نے بطریق اسلام سلام کیا لقائے بے بقا اور زیادہ غصہ مین
ہوا اور کہا اے بندہ بے ادب تو نے مجھے تو سجدہ نہ کیا آسمان کے خدا کی تعریف کر کے سلام بطریق اسلام کیا بس بہتر
یہ ہے کہ اپنے آئین قدیم پر قائم ہو اور مجھکو سجدہ کر مین تیری خطا معاف کر دون قرش نے کہا او بدمست کافر دا لکفر
تجھپر اور تیرے پرستارون پر لعنت ہے جن دین اسلام قبول کر چکا پاک و پاکیزہ ہو گیا پروردگار عالم کو سجدہ کرونگا اور
تجھپر لعنت کرونگا قرش کا بھائی ہزبر بن سماک کھڑا تھا اُسنے قرش کو ایک لات ماری اور برہم ہو کر للکارا کہ او
بیحیا تو خداوند لقا کو برا کہتا ہے جسکا نمک برسون کھایا اُس سے یہ نمک حرامی کرتا ہے یہ دیکھکر قرش بن عنتر سوکیا سے طوفانی
کو غصہ آیا اور للکار کر کہا او نمک بحرام شوریدہ بخت مکر او رہ معلوم ہوا تیری قضا آ پہونچی اور یہ کہکے قرش نے غصہ مین ہاتھون
کی ہتھکڑیان اور پانون کی بیڑیان اور گلے کا طوق ایک ہی جھٹکے مین توڑ ڈالا اور وہی ہتھکڑیان بیڑیان اٹھا کر
ہزبر بن سماک پر کھینچ مارین کہ سر ہزبر نابکار کا پاش پاش ہو گیا وہ ظالم گرا اُسی کی تلوار لے کر لقائے بے بقا

پر جھپٹا لقاے بے بقا تھرتھر کانپا تخت کے نیچے چھپ گیا اور سب سرداروں نے کہا کہ اس بندۂ بے ادب کو جلد مار لو سنتے ہی
کفار نے چار طرف سے قرش کو گھیر لیا ہجوم کر کے قرش پر آ پڑے قرش نے تلواریں مارنا شروع کیں اُسوقت پیغمبر
نا مرسل لقاے بے بقا سیہ فیل عادیہ کو کہا دشمن باش او ظالم تو نے اپنے بھائی ہزبر بن سماک کو مار ڈالا اب تو میرے ہاتھ
سے کہاں جائیگا اور جھپٹ کر تلوار قرش پر ماری قرش نے خالی دے کر جو ہاتھ تلوار کا مارا وہ ملعون دو ٹکڑے ہو کر گرا اب
قرش لڑتا ہوا چلا جو کافر بیٹھے بائیں پیش وپس آیا قرش نے اُسکو تلوار سے دو ٹکڑے کیا ساتویں قیطول سے کفار کی
صفائی کرتا ہوا چھٹے قیطول پر آیا وہاں تہا وَر اژدر چشم تلوار کھینچے کھڑا تھا پکارا کہ او خدا پرست کہاں جاتا ہے یہ کہکے تلوار
ماری قرش نے وار اُس نابکار کا پشت شمشیر پر روکا اور ہاتھ تلوار کا مارا تلوار قرش کی کمر پر پڑی وہ ظالم مثل خیار تر
کے قلم ہو گیا قرش وہاں سے بڑھا قیطول پنجم پر آیا وہاں اژدر قاقم پوش تھا للکارا کہ او قرش کہاں آتا ہے تو بچ نہیں
جاتا کہ میں بہرام فلک ہوں یہ کہکے اور پشت نہنگ کا ہاتھ مارا قرش نے اُسکے ارّے کو تلوار سے کاٹ کے ہاتھ تلوار
کا مارا وہ تلوار شانے پر پڑی زیر بغل اُتر گئی وہ ظالم گرا قرش آگے بڑھا کارزار کرتا ہوا قیطول چہارم پر آیا وہاں منصور
شیرگیر سے سامنا ہوا اُسنے ایک گرز گران سر قرش پر مارا قرش نے کلہ خود پر ہاتھ ڈالدیا اور ایک جھٹکا مارا کہ گرز اُسکے
ہاتھ سے نکل گیا قرش نے وہی گرز اُٹھا کر منصور شیرگیر کے سر پر مارا سر پاش پاش ہو کر جسم میں ایک خون کا تھیلا
بنکر رہ گیا قرش وہاں سے آگے بڑھا قیطول سوم پر پہنچا وہاں قارن ارزق چشم سے سامنا ہوا اُسنے بھی
تلوار کا ہاتھ مارنے کو بلند کیا قرش کی تلوار زیر بغل چل گئی اس بغل کو کاٹ کر اُس بغل سے نکل گئی وہ مردود
دو ہو کر گرا وہاں سے قرش لڑتا ہوا دوسرے قیطول پر آیا وہاں عطارد اژدہا چشم دبیر فلک سے مقابلہ ہوا
عطارد نے لوح طلا قرش کے مارنے کو اُٹھائی قرش نے اُسکے ہاتھ سے وہ تختی طلائی چھین لی عطارد اژدہا چشم
نے دوات سونے کی کہ کئی سو من کی تھی قرش پر کھینچ ماری قرش نے اُسی تختی پر روکی عطارد نے سونے کا قلم کہ پچاس
گز کا تھا قرش پر مثل نیزۂ طویل کے مارا قرش نے قلم پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مار کر چھین لیا اور وہی مثل سنان نیزہ
عطارد کے سینہ پر مارا کہ توڑ کر پشت کے پار گذر گیا پھر نکال دے کر قلم کو نکال کے عطارد اژدہا چشم کا لنگر اُٹھا کر
زمین پر مارا کہ وہ مردۂ صد سالہ ہو گیا وہاں سے لڑتا ہوا قیطول اول پر آیا وہ مقام گردم رو عیار کا تھا اُسکے ہمراہ
بھی عیار بہت سے وہاں تھے اُنسے خوب تلوار چلی کہ ترک فلک نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے مریخ فلک تھرتھرانے لگا
ایک سوار زرین پوش سے مقابلہ ہوا قرش پاپیادہ تھا اور وہ گھوڑے پر سوار تھا قرش پر اُسنے نیزہ تانا قرش
نے بوڑی نیزے کی تلوار سے قلم کر دی اُسنے ڈانڈ نیزے کی کھینچ ماری قرش نے بچکر خالی دی وہ ڈانڈ گئی ہوتی زمین
پر گری قرش نے جھپٹ کر ٹانگ اُس سوار زرین پوش کی پکڑ کے کھینچ لی وہ سوار زمین پر گرا قرش نے ایک
ہاتھ تلوار کا مارا وہ سوار دو ہو کے گرا قرش اُس سوار کے گھوڑے پر جھپٹ کر جا بیٹھا تلواریں مارتا ہوا جنگ وجدال
کرتا ہوا قریب شام کنار سپہر لشکر کفار کے پہنچا وہاں سے جو مرکب تیز و تند کی باگ اُٹھائی سرپٹ گھوڑا اڑاتا ہوا
طرف لشکر اسلام کے چلا اُدھر کا حال سنیے جب گردم رو عیار قرش بن عنتر سو کیا ہے طوفانی کو پکڑا لیگیا صبح کو لشکر
اسلام میں غلغلہ ہوا کہ کوئی قرش کو پکڑا لیگیا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کو بھی خبر ہوئی کہ قرش کو عیار لشکر کفار
پکڑ لیگیا فرمایا بڑا غضب ہوا عمرو سے فرمایا اے خواجہ جلد جاؤ دریافت کرو کہ لقاے بے بقا قرش کے ساتھ
کیا سلوک کرتا ہے کہ سپہر کو خبر آئی کہ قرش کو یاقوت شاہ مسلسل بہ طوق و زنجیر کر کے قیطولوں پر سامنے لقا
کے لیگیا تھا وہاں قرش نے قید آہن اپنی توڑ ڈالی اور مارے تلواروں کے سب قیطولوں کو درہم برہم

کر دیا بہت سے سرداران نامی کو قتل کیا اب قیطولون سے نیچے اترا ہی اور لڑ رہا ہی چار پہر کامل اوسکو جنگ وجدل کرتے ہوے ہو چکے ہاتھ بھی تھک گیا ہی یہ سنکر امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران اوٹھ کھڑے ہوے اور فرمایا لاؤ اشقر دیوزاد مرکب صبارفتار کو اگر قہرش مارا گیا بڑا غضب ہوگا افسوس ہے بغیر قتل کیے نہ چھوڑیگا صاحبقران مان اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر چلے تمام سرداران لشکر اسلام بھی پیچھے صاحبقران کے گھوڑے اڑاتے ہوے روانہ ہوے تھوڑی دور صاحبقران بڑھے تھے کہ عمرو نے دور سے دیکھکر کہا ای امیر بانوقیر قہرش بن اغتر سوکیاہے طوفانی وہ گھوڑا ڈالے ہوے چلا آتا ہی اور شمشیر برہنہ خون سے آلودہ ہاتھ مین ہی جب قہرش قریب آیا دیکھا کہ تلوار سے خون کی بوندین ٹپک رہی ہین اور خود بھی از سر تا پا خون مین ڈوبا ہوا ہی امیر بانوقیر کو دیکھتے ہی قہرش بڑھ کے کورنش بجا لایا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ ای قہرش مین تیرا حال سنکر کمک کو چلا تھا اور یہ سردار بھی سب تیرے ملنے کو ہمراہ میرے ہوے تھے قہرش نے جب یہ درش صاحبقران کی دیکھی گھوڑے سے کود پڑا اور قدمون پر صاحبقران زمان کے گر پڑا اور رکاب سعادت انتساب کو بوسہ دیے گرد صاحبقران کے پھرا امیر بانوقیر قہرش کو ہمراہ لیے ہوے بارگاہ سلیمانی مین آے خلعت دیا قہرش نے بادشاہ اسلام کو مجرا کر کے دعا دی اور یہ شعر پڑھا شعر الٰہی بخت تو بیدار بادا +

ترا دولت ہمیشہ یار بادا

دوسری داستان جرأت نشان لندھور بن سعدان کے بیان کیے جاتے ہین

بدو ساقیا جام گرداے جم
مکن چشم پوشی که رندانه ام
فقیرانه سازم بلباس شہی

علم شد بمیدان نشان ظفر
که زینت ده جام و میخانه ام
کلاه گدایی که تاج مہی

گدایانه کن عطاسائب
مبرد ای رخ صاحب الطلب
من آنم که خاطر غنی داشتم

بیاتا کجا انتظارت بیا
که از سالہا غاشیم بے سبب
چو انگاشت آن قدر انگاشتم

سحر دیدہ این گردش روزگار
اگر انیم بروئے لیل و نہار

غــزل

به انفعال گنہ سے ہین آب آب ہوا

کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا
شکارگاہ جہان مین غزہ ہر دل تھا
پھرا جو مجھ سے زمانے مین وہ خراب ہوا
بہا مدام مجھے اشک آتشین نے تیز

دل اپنا خون ہو بے ساقی و شراب ہوا
بچا جو ہاتھ سے مین طعمۂ عقاب ہوا
ہوا ہا طالع خفتہ کہین نہ بس جاسے
ہمیشہ میرے نہانے کو گرم آب ہوا

ہوا سے سرد سے کیا کیا جگر کباب ہوا
بنا یا جادۂ رہ مجھکو خاکساری نے
یہ سر ہوا اسکے ہوسے ڈھب ہجوم خواب ہوا
بیت نگار زندہ حرف جنگ وجدال

بعو دنمار رفتار این میل وقال دو خندسان جادۂ انکسار طبیعت بوریانشینان صحراے فکر و ذہن وجودت این نظم و نثر کو بہ زبان قلم فصاحت وبلاغت رقم صفحۂ قرطاس میرواساس پر مثل شمشیر آبدار رون جلوہ نما کرتے ہین کہ جب شہزادہ ہندوستان لندھور بن سعدان بعد عتاب امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران زمان اپنے دونون بیٹون اور عیارون اور اپنے بارہ لاکھ سوار و پیادہ کے لشکر ظفر اثر کو چھوڑ کر لباس فقیرانہ پہنکر اور کشکول کو لے کر جانب صحراے پر آشوب روانہ ہوا مگر نہایت حیران و پریشان گریان و نالان خاک بسر چاک گریبان بادیہ پیما تھا وہ دشت ہولناک کہ جہان نہ کوئی درخت نہ کوئی جھنڈی سواے سایۂ افلاک کوسون سایہ نہین سنسان چٹیل میدان تمازت آفتاب حد سے زیادہ دھوپ کڑی لون چلتی ہی بگولے جابجا زمین سے اوٹھ اوٹھ کے سر بہ فلک کھینچتے ہین میدان گرم ہی پاؤن زمین پر رکھا نہین جاتا پاسے تلاوہ مین چھالے پڑتے ہین زمین تابۂ آہن ہی آسمان کو گرمی سے تپ چڑھی ہی اس دن مین ذرے خاک کے اڑ کر جسم پر گرتے ہین اور فوراً آبلے ڈالتے ہین پیاس کی شدت سے حلق مین کانٹے پڑے ہین مگر منزلون پانی کا نام نہین جھیلین نالی تالاب سوکھی پڑی ہین اگر کسی جگہ مین پانی کسی قدر نظر آیا شدت تشنگی سے پانی کی چاہ مین اوس جگہ کے کنارے دو

کے آگے دیکھا پانی مثل آب حمام کے کھول رہا ہے مچھلیاں اسکی ابھر کر حدت سے سیخ سیخ پر کباب ہوئی جاتی ہیں انگلی پانی میں ڈالنے
کو دل نہ چاہا پاؤں سوکھ کے جلتے زبان سے ہونٹھ چاٹنے لگے عجب صدمہ و آلام میں کبھی یہ دکھ کا بیکو اٹھاتے تھے اپنے بخت
برگشتہ پر اشکبار فلک کج رفتار چرخ بیدار کی شکایت میں زبان پر یہ اشعار پڑھتے چلے جاتے ہیں اشعار

بخت بد کی کج ادائی ہے سراسر آشکار	پیر دانا تو دیکھ تو یہ کج روی آسمان	پا برہنہ خار پر مجھکو پھرائے دشت میں
خار کے سر پہ کرے دامان گل کا سائبان	ہنس کو موتی چگاتا ہے جدا یہ بے تمیز	پوست کھنچے ہے جا بجا پشت استخوان
زیبد یا بادہ برساتا ہے ابر خشک و تر	خشک رکھے مزرعہ امید پیر و جوان	تا کجا کیجیے بیان اس سفلہ دون کا مزاج
اک ذرہ بے پر نہیں کا ہے جہان		پاؤں میں اسقدر آبلے پڑے ہیں کہ دو قدم چلنا دشوار ہے چیتھڑے پھاڑ کر پاؤں میں

باندھے ہیں جب خار مغیلاں تلووں میں چبھتے ہیں آسمان کیطرف بحسرت و یاس دیکھ کے یہ شعر پڑھتے ہیں شعر خاکساروں کو
ذرا اے چرخ بے ظلم و ستم • خار میں تو آبلے ہیں آبلے میں خار ہیں • دیگر دور میں تیرے اے فلک بیچھے • دشت و صحرا اپنا بنا دیکھا
اے سپہر کج رفتار اے فلک ناہنجار بس معاف کر ظلم سے ہاتھ اٹھا اپنی گردش اسقدر نہ دکھلا اب تاب تحمل نہیں ہے استقلال
کو ایسا نہ ہو کہ حرکت ہو غضب ہو جائے جو کہیں پاؤں ڈگمگا جائے پھر یاد پروردگار میں بصد آہ و زاری و نالہ و بیقراری یہ
شعر ورد زبان کیا شعر تحمل اب نہیں تبدبے سے اس اذیت کا • امیدوار ہوں پروردگار رحمت کا • اے کارساز مطلق
و اے بندہ نواز برحق اب تو اپنا کرم و فضل شامل حال کر پائے افسردگان دشت مصیبت جادۂ اعتقاد سے نہ بچے شعر بلا پڑا
ہو جفا پر جفا • رہوں پر میں ثابت قدم یا خدا • اسی حالت اضطرار میں با دل بیقرار میں شبانہ روز چلے شدت تھا پیاس
کی شدت سے زبیں صدمہ جانکاہ • چھالے تو قدم آگے بڑھانے نہیں دیتے • ناگاہ دوسرا صحرا اور نظر آیا اسمیں کہیں
کہیں درخت کا سایہ دھوپ اسی طرح لون کی وہی شدت گرمی کی وہی حالت خاک اڑتی ہوئی سبزہ بالکل مرجھایا ہوا
گل کملائے ہوئے غنچے سوکھ کر صورت خار ہو گئے بہار کا کہیں نام نہیں خزاں سراسر پھیلی ہوئی سموم تند چل رہی ہے طائر
مارے گرمی کے پر ڈالے دیتے ہیں بلبلیں منقار ہیں کھولے ہانپ رہی ہیں مرغان چمن کی کہیں صدا نہیں طیور زمزمہ سرا
نہیں اگر جا بجا شجر بھی ہیں سب بے برگ و بار خزاں سراسر آشکار طیور کے غول اڑ اڑ کر ادھر سے ادھر بیٹھے کہیں امن
کی جا نہیں پاتے چند اشجار خزاں دیدہ نظر آئے اور ان درختوں میں تھے نمود زندہ لگے ہیں مگر سایہ ہے لندھور
بصورت فقیرانہ اس مقام پر آئے دیکھا ایک چشمہ ہے کئی روز کے تو پیاسے تھے اس چشمے پر بیٹھ گئے ہاتھ منہ دھونے
لگے پانی اس چشمے کا نہ بہت گرم تھا نہ ٹھنڈا تھا سمویا ہوا معلوم ہوتا تھا غنیمت جان کے دو چار گھونٹ پانی کے
پیے ہوائے گرم و سرد جسم کو لگی طبیعت کسی قدر ٹھہری کچھ ہوش بجا ہوئے ایک درخت کو تکیہ کر کے لیٹ گئے جب دل
سنبھلا اٹھنے کا ارادہ کیا مگر اٹھا نہ گیا پاؤں دونوں سوجے ہوئے تھے طبیعت خستہ دل پژمردہ آخر کار اسی درخت
کے نیچے پڑے رہے رات بھر ہوش نہ آیا صبح کو بیدار ہوئے اسی چشمہ پر آ کے ہاتھ منہ دھویا کچھ پانی اور پیا صحرا کیطرف
راہ لی الغرض پھر چلتے چلتے ایک صحرائے سبزہ زار ملا جا بجا درخت گنجان ہرے ہرے تھے دور تک ہر شجر کا
سایہ گل خود رو کھلے ہوئے غنچے سربستہ مہک دے رہے ہیں طائر جا بجا چہک رہے ہیں سبزہ ایسا شاداب
گو یا مخمل زنگاری کا فرش بچھا ہے طائروں کے زمزموں کی صدا آ رہی ہے بلبلیں نغمہ سنجیاں کر رہی ہیں نسیم
سحر مژدہ بہار لاتی ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے صبا اٹکھیلیاں کر رہی ہے شمیم گلہائے رنگا رنگ سے
دماغ لندھور کا معطر ہو گیا ٹھنڈی ہوا جو بدن کو لگی جان میں جان آ گئی شعر پھیرے خدا نے دن چمن روزگار
کے • رنگ آنے میں نظر ہیں فصل بہار کے • جا بجا چاہ جھیل تالاب پانی سے لبریز گرد و نواح گاؤں قریے آباد پیرو

جوان دلشاد وجا بجا زراعت تیار عورت مرد بچے بوڑھے جوان چلتے پھرتے ہین اُس کیفیت کو دیکھتے ہوے لندھور براہ
راہ جاتے ہین دل شگفتہ طبیعت بحال ہوئی آگے جو بڑھے بہت سے درخت باردار میوہ دار ایک تکیے پہ نظر آے بہت خوش
ہوے جب قریب پہونچے دیکھا ایک قلندر بزرگ صورت پاکیزہ سیرت ریش دراز پلکین بڑھی ہوئین سر کے بال کمر تک
گیروا تہمد باندھے ہوے ننگے سر شیر کی کھال پر بیٹھا ہوا ہوق کرتا ہی لندھور بھی بصورت فقیر ہو پہنچے ہی صدا دینے لگے
بابا شہری اللہ ہو حق اسرار پاک ذات اللہ سائین کا تکیہ اُسی کے نام پر شعر نہ ہو وہ لطف شاہی مین نہ کیفیت امیری
مین یہ مزا سائین نے جو پایا ہی ای بابا فقیری مین ۔ لندھور فقیر یہ صدا لگا کر سامنے قلندر کے خاک پر بیٹھ گئے
قلندر نے کہا ای بچہ تو کون ہی اور تیرا کہان سے آنا ہوا تو کس چادر کا قلندر ہی کس در کا فقیر ہی کیسا تو مرید اور کون
تیرا پیر ہی اپنے مرشد کا نام بتا لندھور نے کہا ای بابا شعر کیا پوچھتا ہی مذہب و مشرب فقیر کا ۔ دل سے مرید خاص
ہون اللہ پیر کا ۔ دیگر چند روز سے ہوے باشندے ہم اس بادیہ کے کچھ نہ پوچھو حال بس ہم ہین فقرا اللہ کے ۔
اُس قلندر نے یہ اشعار فقیرانہ سنکر نہایت وجد کیا اور کہا ای بچہ تیرے چہرے سے شان شہزادگی ہویدا ہی شوکت امیری
صورت سے پیدا ہی زبان ایسی شستہ و رفتہ کہ جسکے بیان سے دل مزے اُٹھاتا ہی تو نے صاف اپنا حال نہ بیان کیا
سب کچھ کہہ گیا اور پھر کچھ نہ کہا اپنی کیفیت سے آگاہ کر نام و نسب بتا تو کون ہی اور کہان سے آتا ہی لندھور نے کہا

اے بابا قلندر مین اپنا حال کیا بیان کرون

مخمس

گو خود عالم آشنا ہین ہم	ہم سے کیا پوچھتے ہو کیا ہین ہم	گرچہ آوارہ جون صبا ہین ہم
	فضل خدا سے پر فدا ہین ہم	
جرم ثابت ہوا ہی کیا ہم پر	نہین کھلتا یہ ماجرا ہم پر	ظلم افلاک سے ٹوٹا ہم پر
	ای بتو اسقدر جفا ہم پر	
	اور سے ایک بندۂ خدا ہین ہم	
کبھی بھاتے گلون کی صحبت مین	گاہ بکتے بلبلون کی صحبت مین	رہ چکے ہوشمون کی صحبت مین
	لیے مزے اُن سبھون کی صحبت مین	
	خاکسار اب تو اک گدا ہین ہم	

ای بابا قلندر کہان تک تمھے کہین شعر کبھی دیر مین تھے کبھی بت پہ فدا کبھی کعبے مین کرتے تھے جا کے دعا ۔ ترے کوچے مین
بیٹھے تو خوب ہوا کشاکش دیر و حرم سے چھٹے ۔ اب تم اپنا نام بتاؤ کاسۂ فقیری بلاؤ تو پھر لوٹنگے دل ہی جھے نعرے گدائی
کے اُڑین فقیر نے کہا ای بچہ میرا نام دال قلندر ہی ایک مدت سے تکیے کا باشندہ ہون مالک کی یاد مین مریدون مین بسر
کرتا ہون اب تو اپنا حال بیان کر لندھور نے ساری کیفیت اپنی ظاہر کرکے کہا ای دال قلندر اب تو مجھکو کاسۂ گدائی
پلا مین بھی تیرا مرید ہوکے بیٹھونگا اللہ اللہ کیا کرونگا دال قلندر نے کہا ای بچہ لندھور فقیری بہت مشکل ہی مجھ سے
ضبط و ربط نہ ممکن ہوگا تو ایسا شجاع و دلیر صاحب شوکت و شان شہزادہ ہندوستان کیون گدائی اختیار کرتا ہی
دنیا کو ترک کرکے کوچہ فقر مین قدم دھرتا ہی لندھور نے کہا ای بابا دال قلندر اب تو مین نے دنیا کو ترک
کیا کوچۂ گدائی مین قدم مارا ہی کاسۂ فقیری پلائیے ارکان گدائی بتلائیے مُرید کیجیے اسی تکیہ پر آپ کی خدمت
شب و روز کیا کرونگا شان معبود کا دم بھرونگا دال قلندر مجبور ہوا بہت کچھ سمجھایا مگر لندھور نے نہمانا کاسۂ
فقیری پیا اور دل طرف ولی اللہ کے رجوع کیا لندھور تکیے پر دال قلندر کے پاس رہتے ہین یہ آواز
لگایا کرتے ہین حق اللہ و پاک ذات اللہ الغرض یہ خبر ہر کاران لشکر تعالے یاقوت شاہ کو دی کہ دارا ے
ہند لندھور بن سعدان بر عتاب حمزہ جو اللہ یار امیر با توقیر سے لندھور چلا گیا صحرا مین

دال قلندر کا مرید ہوکر فقیری اختیار کرکے سب لشکر و حکومت چھوڑ کر تکیے پر بیٹھا ہے یاقوت شاد نے فوراً جاکر خداوند لقا
سے یہ حال بیان کیا لقا نے کہا بیٹے بارہ سو برس چھتیس تقدیر کی تھی پھر میلاد قدرت کو حکم کیا تو جا اور میری طرف سے
لندھور کو پیام دے ای بندۂ من نہ گھبرا تو نے خوب کیا جو تو نے امیر کی رفاقت سے دست برداری کی میرے پاس چلا آ
میری خداوندی کا اقرار کرکے سجدہ کر میں تجھکو اپنے لشکر کا مالک و سردار کرونگا دست راست پر جگہ دونگا جہان قربش
میں عنبر سو کیا سے طوفانی بیٹھتا تھا شان و شوکت تیری بڑھاؤنگا اپنی رحمت سے مرتبہ تیرا اعلا در اعلا کرونگا ای میلاد
اچھی طرح سے اُسکو سمجھانا جبر و تعدی نہ کرنا میرے بندے کو خرم و شاد کرکے میرے پاس لانا ناظرین پر واضح ہو کہ یہ
وہ سردار ہے کہ اسکو سب لقا پرست حرامی کہتے ہیں نہ اُسکی ماں کا پتا ہے نہ باپ کا کہیں نشان ہے وہ کہتے ہیں کہ
میلاد کو لقا نے آپ دست قدرت سے پیدا کیا ہے غرضکہ میلاد قدرت بیس ہزار فوج جرار اپنے ساتھ لیکر طرف
تکیے دال قلندر کے روانہ ہوا یہاں یہ کیفیت ہے کہ دال قلندر شیر کی کھال پر بیچ میں بیٹھا ہے اور گرد سب مرید
ہیں لندھور بن سعدان بانا فقیری کا لیے ہوئے زیر بغل بیراگی آہن رکھے ہوئے برابر دال قلندر کے
پوست شیر پر بیٹھے صدا سے حق لگا رہے ہیں ادھر کا حال سنیے کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو عیار امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران زمان میں آئے دیکھا زنگل لندھور بن سعدان کا دست راست پر خالی ہے نہایت دل کو
صدمہ ہوا چونکہ عمرو کو لندھور سے بڑی محبت ہے اور لندھور کو بھی ہر وقت خیال عمرو کا رہتا ہے مثل صاحبقران
زمان کے کیونکہ بیابان جبل القمر کی راہ میں حمایت انہیں نے کی تھی غنچۂ خاطر عمرو کا پژمردہ ہوا مگر رعب صاحبقران
سے کچھ کہہ نہ سکے تھوڑی دیر دربار فیض آثار میں ٹھہر کے چلے آئے اور طرف صحرا کے چلے ایک مقام پر بیٹھ کے رنگ روغن
عیاری کا نکال کر صورت فقیرانہ بنائی اور کچھ سوچتے ہوئے اپنے ذہن میں چلے جب بعد قطع مسافت صحرا نوردی تکیہ
دال قلندر پر پہونچے دیکھا کہ دال قلندر بیچ میں شیر کی کھال پر بیٹھا ہے اور برابر اُسکے لندھور بن سعدان بصورت
فقیرانہ بیراگی پر ٹیک دیے الحق کی صدا دے رہے ہیں اور گرد تمام مرید چیلی چاپڑ ہیں عمرو بصورت قلندر تکیہ پر
آئے اور پکارے کہ یا داسر کی دم بدم دال قلندر نے اور سب مریدوں نے اور لندھور نے یا داسر کی یہ فقیر
لندھور کے پاس بیٹھ گیا لندھور نے کہا کہو سائیں تمہارا کیا نام ہے اور کہاں سے اسوقت آنا ہوتا ہے اس فقیر نے
کہا کہ میرا نام افضال قلندر ہے فقیروں کا کام سیاحی ہے دشت نوردی کرتے پھرتے ہیں فقیر ر دمیں ادھر بھی آ نکلے
غرضکہ افضال قلندر سے چلے تو فقیرانہ باتیں ہوئیں لندھور نے پوچھا ای افضال قلندر اس زمانے میں
لشکر حمزہ کیطرف تو نہیں پھرا ہے افضال قلندر نے کہا کہ سنا ہے لندھور امیر سے جدا ہوکر فقیر ہو گیا کسی صحرا کو چلا گیا
دست راست امیر سونا ہے لندھور نے کہا لشکر امیر میں ایک ہمارا دوست کہ نام اُسکا خواجہ عمرو ہے نہیں معلوم وہ
کیسا ہے افضال قلندر نے کہا بفضل خدا اسے اچھا ہے مگر اُسکو لندھور کے چھوٹنے کا بڑا رنج ہے افضال قلندر نے ایسی
باتیں کہیں کہ دال قلندر مسرور ہوا اور مرید بھی سب خوش ہوئے مگر لندھور نے ایک آہ سرد کھینچی اور یہ شعر پڑھا
شعر جب پاؤں اٹھ گیا چمن روزگار سے ۔ بلبل کو کیا غرض ہے نسیم بہار سے ۔ دال قلندر نے کہا ای بچہ کیا خیال
آیا اور کیا تو نے کہا فقیر بولا ای بابا نہیں معلوم فقیر کس دھن میں کیا بڑبڑاتا ہے افضال قلندر بھی پڑھنے موزون
خاطر ہوا اور نکال کے کچھ تھیلی سے پرشاد ذرا ذرا سب کو بانٹا اور کہا لو بابا کیسا یاد کروگے کہ سائیں آیا تھا کچھ پرشاد
بابا فرید کا دے گیا تھا اُن سبھوں نے اُس پرشاد کو آنکھوں سے لگایا اور کھایا تھوڑی دیر کے بعد سب بیہوش
ہوگئے افضال قلندر یعنی خواجہ عمرو نے ایک پرچہ کاغذ اپنے نام کا لکھکر وہاں ڈال دیا اور سب سامان فقیرانہ

وغیرہ وال قلندر اور سب مریدون کا اٹھا کر داخل زنبیل کیا اور اُسی پرچہ کاغذ مین یہ بھی لکھدیا کہ مین عمرو بن امیہ
ضمری ہون خالی کیا جاتا ہاں وال قلندر کا سر تا بجر تا کیا تمھارے پاس کیا تھا جو مین لیتا تمھارے دیکھنے کو میرا دل بہت
چاہتا تھا اسواسطے خاص تمھاری ملاقات کو آیا تھا اے بھائی لندھور اب جا کر تمھاری اطلاع لشکر مین کرونگا غرض خواجہ
عمرو سب لے دیکے وہین گلیم اوڑھ کے روپوش ہو رہے جب لندھور کو ہوش آیا اور وال قلندر وغیرہ بھی ہوشیار ہوے
وہ پرچہ کاغذ لندھور نے پڑھا اور ہنسکے کہا واہ بھائی صاحب خوب دل لگی کی تمھارے آنے سے ہمارا دل بہت خوش ہوا
ماشاء اللہ کیا کہنا یہ ذکر تھا کہ فوج لقا کے نقارے کی آواز آئی مریدون نے وال قلندر سے کہا اے مرشد جی نہین معلوم یہ فوج
ادھر کیون آئی ہے لقا کس پر چڑھائی ہے ناگاہ فوج لقا نے چار طرف سے گھیر لیا اور میلاد قدرت پاس لندھور کے آیا
اور کہا اے لندھور خداوند لقا کی تیرے اوپر نظر رحمت ہے اُسنے کہدیا ہے کہ لندھور کو میرے پاس بصد عزت و تکریم لاؤ مین
اپنے پہلو مین قمرش بن عنتر سو کیا سے طوفانی کے مقام پر بٹھاؤنگا رتبہ بڑھاؤنگا سالار کل فوج کا کرونگا وہ عزت و
توقیر تیری ہوگی کہ حمزہ نے کبھی نہ دیکھی ہو لندھور نے کہا او نابکار کیا بکتا ہے اور لقا کیا گیدی ہے جا کہدے کہ کیا جھک
مارتا ہے حمزہ پر میری جان فدا ہے گو اُسسے جدا ہو کر چلا آیا فقیری اختیار کر لی مگر غلامی سے آنکی باہر نہین ہون میلاد قدرت
نے کہا اے لندھور کیون تیری قضا آئی ہے خداوند لقا کی اطاعت کر نہین مارا جائیگا لندھور نے کہا او نابکار رد
ہو کیون فقیرون کو ستاتا ہے لقا سے کہدے کہ او مردود و ازلی اب تو مین نے لشکر اور جنگ و جدل سے ہاتھ اٹھایا
فقیری اختیار کی اب مجھ سے کیا مطلب ہے نہ میرے پاس لشکر نہ رفیق و یار نہ سامان جنگ و جدل نہ ہتھیار مجھ سے
خبر نہو میلاد قدرت نے کہا معلوم ہوتا ہے تو زندہ نہ جائیگا مین تیرا سر کاٹ کے لے جاؤنگا یہ کہکر تلوار ماری لندھور
نے بیراگی آہنی پر روکی تلوار میلاد کی ٹوٹ گئی میلاد نے دوسری تلوار لیکر لندھور پر وار کیا وہ بھی طرح لندھور نے
بیراگی پر روکی اور جھپٹ کر بیراگی آہنی میلاد پر ماری میلاد کا سر پاش پاش ہو گیا سب فوج نے غلبہ کیا لندھور بیراگی
آہنی سے لڑنے لگا ادھر خواجہ عمرو لشکر اسلام مین آئے اور آتے ہی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان سے دست بستہ
عرض کیا اے امیر لندھور تو فقیر ہو کر وال قلندر کے تکیہ پر بیٹھا تھا اُسکو فوج لقا نے گھیرا ہے میلاد سردار فوج مارا گیا
فوج نے نرغہ کیا ہے تلوارین اُس تنہا پر پڑ رہی ہین لندھور زخمی ہو کر جھوم رہا ہے صاحبقران زمان نے سنکر خواجہ
عمرو سے کہا اے خواجہ اسوقت کی عرض و معروض تمکو معاف کی اگر آیندہ ایسی خطا ہوگی کہ لندھور کا ذکر میرے
سامنے کروگے تو تمھاری زبان کاٹ لونگا مین کیا کرون جو لندھور مارا جاتا ہے جیسا کیا ہے ویسا اپنی سزا کو پہونچے
میری بلا سے جو زخمی ہو کر جھوم رہا ہے یہ کلام امیر فلک مقام بہ نسبت لندھور بن سعدان سنکر تمام سردارون کو
رنج ہوا اور بادشاہ جم جاہ سعد بن قباد فلک پناہ بھی بہت متردد و متاسف ہوے کہ افسوس لندھور کی مفت جان
جاتی ہے مگر ہاے امیر حمزہ کسی طرح نہ مانینگے کیا کہون مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری امیر کے سامنے سے ہٹ کے آڑ مین
آے اور بدیع الزمان کو اشارہ کر کے بلایا شہزادہ بدیع الزمان امیر با توقیر کے پاس سے اٹھ کے باہر آئے کہا اے
بدیع الزمان ایسا شیر جوان شہزادہ ہندوستان لندھور بن سعدان مفت مارا جاتا ہے اور کوئی تدبیر نہین بن
پڑتی امیر کسی طرح نہین مانتے کیا کرون مجکو بڑا رنج ہے شہزادہ بدیع الزمان نے کہا خواجہ مین تو جا کر لندھور کا شریک
ہوتا ہون اسمین جو کچھ ہو یہ کہکر گلگون باختری رہوار تیز رفتار فلک سیر باد پیما پر پوش پر سوار ہو کر فوراً جانب
صحرا تکیہ وال قلندر کی طرف روانہ ہوے ادھر کا حال سنیے کہ لندھور فوج لقا سے بے ہتھیارون کے زرہ ہا بیراگی
آہنی فقط ہاتھ مین ہے بیس ہزار کا ہجوم یہ تن تنہا کیا ہو سکتا ہے زخمی بھی ہو چکا ہے وہان ہرکارون نے خداوند لقا کو

خبر دی کہ لندھور کے ہاتھ سے میلاد قدرت مارا گیا لندھور بھی زخمدار ہو چکا ہی فوج خداوند ڑری ہی بختیارک نے کہا
یا خداوند دیکھا آپ نے لندھور کو آپ کچھ کم سمجھے ہین وہ بے فوج کے ہزارون پر بھاری ہی لقا نے کہا ہم نے اسکی یہی
تقدیر کی تھی اسکو بہشت مین بھیجا کے ڈال دو اب کی نوروز کے دن زندہ کر دینگے لندھور سے یہ کیون لڑا تھا بندے
سے ہمارے کوئی مقابلہ نہ کرے کوئی اس سے نہ بولے اور نہ ستاے مگر اُسوقت دربار لقا مین گنجاب بن گنجور ملک
حرمان دیو کیش موجود تھا بختیارک نے اُس سے چپکے سے کہا کہ تو نہین اب جا کر لندھور سے عوض اپنی زوجہ
ملکہ غنچہ خاتون کا لیتا کہ اسوقت لندھور یکہ و تنہا بے فوج اور بے ہتھیار کے لڑ رہا ہی زخمدار ہو چکا ہی جا کر مارلے
گنجاب نے کہا ای ملک جی کیونکر لندھور سے مقابلے کو جاؤن خداوند منع کرتے ہین کہ خبردار لندھور سے کوئی نہ بولے
اُسکو اپنے حال پر چھوڑ دو ویسا نہو کہ غضب خداوندی آے بختیارک نے کہا کہ خداوند کو کیون خبر کرو چلے جاؤ فتح
کر کے چلے آؤ ہرچند بختیارک نے گنجاب کو اُبھارا مگر گنجاب نے منظور نہ کیا آخر بختیارک نے کہا کہ اچھا اپنے
کسی سردار کو بھیجدے جب گنجاب مجبور ہوا اور بختیارک نے بہت غیرت چوردی دلائی اُسوقت گنجاب
نے اپنے دونون بیٹون کو اشارا کیا ای تغویت بن گنجاب و ای عفریت بن گنجاب تم دونو سوار و پیادے لیجا کر
لندھور کو مار آؤ یہ سنتے ہی فوراً تغویت بن گنجاب و عفریت بن گنجاب دونون فوج لیکر روانہ ہوے جب
تکیہ دال قلندر پر پہونچے دیکھا کہ تنہا لندھور بے ہتھیارون کے ہیراگی آہنی سے لڑ رہا ہی ہزارون کشتہ پڑے
ہوے پڑے ہین لندھور بھی زخمدار ہو چکا ہی تغویت بن گنجاب گھوڑا اُڑا کر سامنے لندھور کے آیا اور للکارا
کہ باش او خدا پرست مین تغویت بن گنجاب آپہونچا اب کہان میرے ہاتھ سے بچ کے جائیگا یہ کہکر تلوار ماری
لندھور نے ہیراگی پر روک کے ہیراگی ماری تغویت نے خالی دے کر پھر ہاتھ تلوار کا مارا کاسۂ سر پر پڑا تا دو ابرو
اُتر گیا لندھور نے ہیراگی تلوار پر ماری تلوار جھنا کر نکل گئی لندھور کے منھ پر چادر خون کی آپڑی سر دونون
ہاتھون سے پکڑ لیا جھومنے لگا دال قلندر اور سب مرید اُٹھ کے دوڑے کھنکر پتھر اینٹین ہاتھون مین اُٹھا لین
فوج کو مارنا شروع کیا فوج لقا تلوارین مارتی ہی اور مریدان دال قلندر ڈھیلون سے کفار کو ہلاک کرتے ہین مجمع کثیر
کفار کا ہی شور برپا جگہ جگہ بلند ہی لاشون پر لاشین گر رہی ہین ناگاہ ایک تتق گرد بیابان سے بلند ہوا مثل بادتند
آگے آگے بگولے دوڑتے چلے آتے ہین شعر از دامن دشت و کوہ اورنگ * گردے برخاست تو تیار نگ * ایک سوار
جرار و نامدار تلوار تولے پیدا ہوا اور دور ہی سے نعرۂ کوہ شگاف کیا نعرہ بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ *
بدیع الزمان شاہ انجم گروہ * زدستم بسے ملک اسلام شد * کہ سرفتنہ با خیر انجام شد * باش ای کفاران بدنہاد آپہونچا
آتے ہی تلوارین مارنا شروع کین کشتون کے دہنار کر دیے کسی کو اُٹھا کر زمین پر مارا کسی کا سر تلوار سے اُڑ گیا کسی کی
کمر پر ہاتھ مارا وہ دو ہو کے گرا کسی کو مع راکب و مرکب چورنگ کیا ادھر سے مارتے ہوے تغویت بن گنجاب کی طرف
آئے اُس نابکار سے مقابلہ ہوا تغویت نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار
تغویت کی سپر پر پڑی سپر کاٹ کر کاسۂ سر سے تا دو ابرو اُتر آئی بدیع الزمان نے دستانہ مارا تلوار جھنا کر نکل گئی چادر
خون کی منھ پر آئی بدیع الزمان زخم کاری کھا کر جھومنے لگے مریدان دال قلندر کھنکر پتھر مارتے ہوے دوڑے
اب بدیع الزمان کو تاب جنگ نہین کفار کا ریلا بڑھ رہا ہی لندھور کہہ رہا ہی ای شہزادہ بدیع الزمان آپ کیون
اس بلا مین پھنسنے کو آئے مین تو اپنی جان دینے پر آمادہ بیٹھا تھا آپ نے غضب کیا کہ میرے واسطے
آپ یہان آکر زخمی ہوے صاحبقران زمان آپ سے بہت آزردہ ہونگے بدیع الزمان نے کہا ای لندھور مین

جاؤنگا نہین تمھارا ساتھ دونگا یہان یہ باتین لندھور اور بدیع الزمان مین ہو رہی تھین اُدھر کفار کا بلوہ تھا مریدان
دال قلندر رُوحیلون سے لڑ رہے تھے کہ یکایک پھر نعرہ ہوا نعرۂ قرش بن عنتر سودکیا سے طوفانی منم قرش بن عنتر کہ
جرار و دلیرانم * غلام حمزۂ صاحبقران شیر جیتانم * باش او کفار نابکار مین آپہونچا اور آتے ہی ابر شمشیر آبدار سے سر برسانا
شروع کیے کہ نفریت بن کنجاب گھوڑا بڑھا کر قرش کے سامنے آیا قرش نے للکارا نفریت نے تلوار ماری قرش نے وار
اُسکا روک کے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے زین فرس سے اُسکو اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر نفریت کو مار کر پیوند خاک
ہوگیا بھائی اُسکا عفریت بن کنجاب بھائی کو اس حال خراب سے دیکھ کے مثل اژدہے کے بل کھا کے پیکا قرش نے
للکارا او نامرد تو کہان جاتا ہے عفریت نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا قرش جب تک سپر کو چہرے کی پناہ کرے کہ تلوار
عفریت کی قرش کے سر پر پڑی قرش نے دستانہ مارا تلوار نکل گئی ساتھ ہی قرش نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا اُس ہندی
کے شانے پر پڑا تلوار زیر بغل کاٹتی ہوئی اُتر آئی اُدھر وہ ملعون زمین پر گرا اِدھر قرش سر پر زخم کاری کھا چکا تھا
گھوڑے پر نہ سنبھل سکا زمین پر گر کے مثل شیر جھومنے لگا لندھور پکارا ای قرش غضب کیا تو نے تو کیون آیا
قرش نے کہا یہ کب ہو سکتا ہے کہ میری وجہ سے عتاب صاحبقران مین آگیا دربار سے نکالا گیا اور مین تیرا یہ حال
دیکھ نہ آتا میری حمیت کب تقاضا کرتی تھی جو کچھ ہوا سو ہوا مین تیرے ہمراہ ہون مصرع بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد *
ادھر ہرکارون نے خبر لقا سے بے بقا کو دی کہ فرزند کنجاب کے نفریت بن کنجاب و عفریت بن کنجاب مارے گئے
لقا چلے تو کنجاب پر بہت خفا ہوا کہ تجھے تو منع کیا تھا کہ لندھور سے جنگ و جدال نہ کرنا اور اُس سے نہ بولنا تو نے
اپنے بیٹون کو کیون بھیجا کہ لندھور بھی زخمی ہوا تیرے دونون بیٹے بھی مارے گئے مگر جب سنا لقا نے کہ اور سردار
ابھی لشکر صاحبقران سے جانے لگے چنانچہ بدیع الزمان گیا تھا وہ بھی زخمی ہوا قرش بن عنتر بھی لشکر امیر سے گیا وہ
بھی زخمی ہوا اور سردار بھی جا رہے ہین تو اپنا نجیب زہ سہیل اژدر حشم کو حکم کیا کہ لاکھ سوار ہمراہ لے جا کر غدار ان تینون کو قتل کر
سہیل اژدر حشم بموجب حکم لقا سے بے بقا لاکھ سوار جرار ساتھ لیکر آیا دیکھا کہ لندھور بن سعدان و بدیع الزمان و
قرش بن عنتر سودکیا سے طوفانی تینون کا یہ عالم ہے کہ زخم کاری مین آنکھین بند کیے جھوم رہے ہین اور مریدان دال
قلندر روحیلون اور تیمور دن سے لڑ رہے ہین سہیل اژدر حشم نے حکم کیا کہ مار لون چیلی جاؤ دن کو میدان مین تلوار چلنے
لگی شہرہ ہوا کہ دل فوج کفار کے دل سے گئے نعرۂ اسد اسد شہسوارم کہ در روز جنگ * بدرم دل شیر و چرم پلنگ * باش
ای نابکار مین آپہونچا یہ کہکر آتے ہی سہیل اژدر حشم پر حملہ کیا سہیل نے خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا سر پر پڑتا تا دو
ابرو اُتر آیا اسد نے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکل گئی چادر خون کی منہ پر آپڑی آنکھون مین تاریکی چھائی اسد
شیردل صورت ضیغم جھومنے لگا ساتھ ہی اسد شیردل کے زخمی ہونے کے نعرہ کو شماتت ہوا کہ گاؤ زمین دہل گئی
مریخ فلک کانپ اُٹھا نعرۂ کرب غازی کرب شہسوارم یل نامدار * نفز کرد شیر پروردگار * باش او دست بادہ کبر
و نخوت مین تیرا اقبال آپہونچا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا تو نے غضب کیا کئی سرداران نامی و نامور کو زخمدار
کر دیا سہیل اژدر حشم نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا کرب غازی شیر حجازی نے بعد جانبازی بارہ بچا کر
ہاتھ قبضہ شمشیر سہیل اژدر حشم پر ڈال دیا تلوار جھٹکا دے کر ہاتھ سے اُسکے چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈال کر فرس سے اُٹھا لیا اور بلند کر کے پکارے کہ او موذی سہیل اژدر حشم یون کافرون کا بل نکال
نکال دیتے ہین یہ کہکر اُسکو اُچھالا گرتے ہوئے اُسکو ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا دو ٹکڑے ہو کر نامرد زمین پر
گرا تکبیر کہکر گھوڑا بڑھایا تلوارین مارتے ہوئے فوج کفار مین ڈوب گئے دم بھر مین ستھراو کر دیا کشتون کے

پشتے ہوگئے سرون کے ڈھیر خون کے انبار لگے غل اور شور لشکر کفار مین بلند ہوا کہ اے بھائیو مرگ مفاجات کا سامنا ہے ملک الموت
آگئے اب جانین بچاؤ شور ابین مگر کرب غازی بعد جانبازی لاکھون کے نرغہ مین تلوار یکے جو صف سے گئے دو چار تلوارین
آکر سر پر پڑگئین زخمی ہوگئے خون مین نہائے سر سے پانو تک شہر اور کپڑے خون سے گلنار گھوڑا بھی خون کی چھینٹون مین لالہ نشان
وہ معرکۂ عظیم اس صحرا مین ہوا کہ ترک فلک چکر مین آیا زمین لالہ گون ہوگئی گویا سبزہ صحرا کو باغبان اجل نے خون سے سینچا تھا
قتال جلنگیت وحش مع ہزار قزاقون کے جو تلوارین کھینچکر کفار پر آپڑا فوج کو مسمار کردیا لشکر کو ڈال دیا بھاگنے کا رستہ نہ ملا
مگر عیاران لشکر ظلمات اپنے سردارون کی لاشین اور جسقدر مارے گئے سب کی لاشین اٹھا اٹھا کے لے بھاگے میدان
صاف ہوگیا یہان سرداران لشکر اسلام جو زخمدار ہوگئے تھے سب گھوڑون سے اتر کے تکیہ پر آئے ناظرین والا تمکین پر
واضح ہو کہ بوجہ اختصار کے کل دست راستیون کے آنے کی کیفیت نہین بیان کی ورنہ کل سرداران دست راست شریک
جنگ ہوئے اور سرداران لقا کے ہاتھ سے زخمی ہوئے کرب غازی تشریف لائے سب کے زخمون مین ٹانکے دیئے گئے
پھیان مرہم سلیمانی کی چڑھائین لندھور ایک ایک سے کہنے لگا کہ آپ لوگون نے کیا غضب کیا کہ امیر باتوقیر کا ساتھ
چھوڑکے یہان آئے اور زخمی ہوئے صاحبقران کے خلاف ہوا ہوگا وہ آپ لوگون سے بیزار ہونگے ایک مجھ متنفس کے واسطے
آپ سب نے یہ زحمتین اٹھائین مین نہایت ممنون و مشکور ہوا ان سب سردارون نے کہا کہ اب ہم تیرے ساتھ ہین اے
لندھور اب ہم کہان جاتے ہین یہین ڈیرے ہونگے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ جب عمرو نے بدیع الزمان کو دربار
صاحبقران سے اشارے سے بلاکر حال لندھور کا بیان کیا اور بدیع الزمان لندھور کی طرف چلے تو قرش
بن عنفر سوکیاسے طوفانی تازہ مسلمان بھی چپکے سے اٹھ کے خواجہ عمرو کے پاس آیا وہ بھی حال لندھور سنکر روانہ
ہوا اسی طرح سب سردار دست راستی صاحبقران مع کرب وغیرہ حال لندھور کا سنکے راہی ہوئے مگر جو کوئی سردار
اس معرکہ مین لشکر امیر باتوقیر سے گیا اور زخمی ہوا فوراً ہرکارون نے خبر صاحبقران کو دی کہ فلان سردار لشکر اسلام سے
گیا وہ زخمی ہوا ہر ہرکارون نے گھڑی گھڑی کی خبر ابتدائے آغاز جنگ لندھور تا اختتام کارزار کرب نامدار مین وعن امیر
باتوقیر کو پہنچائی امیر کشورگیر خبرین سن سنکے اور منغص ہوتے ہین بادشاہ جم جاہ سن سنکے دست تاسف ملتے ہین
اور کہتے ہین افسوس نہین معلوم امیر کے ذہن مین کیا آگیا ہے کہ نہین مانتے خدا سب کو بچائے جب اختتام لڑائی کی
خبر امیر کشورگیر کو ہرکارون نے پہنچائی بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد فلک پناہ نے سجدۂ شکر کیا اور امیر نے فرمایا کہ
ہمارے دست راست کے سردار سب آج ہمارے لشکر سے چلے جائین لندھور کا ساتھ دین آج شب کو ہماری فوج
مین انمین سے کوئی نہ رہے ورنہ مین بہت بری طرح پیش آؤنگا پھر عیارون کو بلایا اور حکم دیا کہ تم بھی اپنے اپنے آقا
کے پاس جاؤ ان عیارون نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم خانہ زاد آپ کے تابع فرمان ہین ہم کہین ہرگز نہ جائینگے فرمایا
نہین ہم تم سب کو حکم دیتے ہین بخوشی کہتے ہین کہ تم سب اپنے اپنے سردار کے پاس جاؤ جب تمھارا آقا نہین تو تم سے
کیا مطلب ہے بعد اسکے فرہادخان یکفرلی دارشیون پریزاد کو بلاکر کہا کہ تم بھی اپنے باپ کے پاس جاؤ تمھارا
یہان کچھ کام نہین ان دونون نے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ حضور کے قدوم میمنت لزوم کو چھوڑکر ہرگز ہم نہ جائینگے
ہم سے کیا خطا ہوئی جو حضور ہم سے آزردہ ہوتے ہین فرمایا مین تم سے آزردہ نہین ہون بخوشی تمام برضا و رغبت
تم سے کہتا ہون کہ تم سب مع لشکر لندھور کے اسی وقت چلے جاؤ مجکو دست راستیون مین سے کسی کا اب اپنے
لشکر مین رکھنا منظور نہین مین کسی کے بھروسے پر لشکر کشی نہین کرتا ہون پروردگار عالم سے مدد کا ہر وقت طلبگار
رہتا ہون غرضکہ سردار دست راستی صاحبقران کے اور عیار اور دونون بیٹے لندھور کے مع اپنے لشکر کے لشکر

فوج کفار نے شکست کھائی نامرد فرار ہو گئے لقا کو ہرکاروں نے خبر دی لقا نے سب کشتے اٹھوا منگائے اور
کہا کہ ابھی بزور نور روز سب کو زندہ کرونگا گنجاب بن گنجور ملک حیران دیوکش کو ایک تو سوختنی چورو کے چھن جانے
کی تھی کہ غنچہ خاتون لندحور کے ساتھ نکل آئی اور عقد کر لیا دوسرے اب دو بیٹوں کے قتل ہونے کا بوجہ لندحور
نہایت صدمہ و ملال ہوا اسی پیچ و غم میں تھا کہ عنبر سنجانی عیار طرار گنجاب نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو لندحور کو
کوئی عیاری کرکے اٹھا لاؤں آپ اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کیجیے کہ آپ کے دل کا کچھ بخار دفع ہو گنجاب بن گنجور
نے کہا کہ بہتر ہے جلد جا اور لندحور کو پکڑ لا الغرض عنبر سنجانی بہ ارادۂ گرفتاری لندحور ہوا کے گھوڑے پر سوار
ہو کے طرف تکیۂ دال قلندر کے روانہ ہوا ادھر کا حال سنیے کہ بعد کئی دن کے بادشاہ اسلام سعد بن قباد
شہریار نے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران سے فرمایا کہ ای امیر ایک عرضی شہزادہ بدیع الزمان کی بمضمون عذر و معذرت
برائے عفو خطا آئی ہے اب آپ میری خاطر سے اسکا قصور معاف کیجیے اور لشکر میں بلا لیجیے امیر با توقیر نے کہا ای بادشاہ
آپ کے خلاف ہو گا میں کبھی یہ بات نہ مانونگا آپ انکے بارے میں مجھ سے نہ کچھ ارشاد کیجیے گا اور جو کچھ فرمایئے وہ مجھکو
بدل منظور ہے بادشاہ اسلام خاموش ہو رہے مگر سرداران دست راستی کے جدا ہونے کا نہایت صدمہ و ملال ہے الغرض
ادھر عنبر سنجانی صحرانوردی کرکے ایک مقام پر ٹھہرا اور رنگ روغن عیاری کا نکال کر بصورت فقیر بنکر روانہ ہوا
جب تکیۂ دال قلندر پر پہونچا دیکھا وہ تکیہ مثل شہر کے آراستہ و پیراستہ ہے کیفیت چوک و نخاس کی پیدا ہے جا بجا جلسہ
تازہ دکانداروں سے صحرا آراستہ ہر چیز ہر طرح کی مہیا کثور المنک رہا ہے کوچہ کوچہ پھولوں کی بو باس سے مہک رہا ہے
تکیے پر ایک تخت مثل اورنگ شاہی جلوہ نما ہے دال قلندر اس تخت پر بصد تمکنت و حشمت تاج بر سر لباس خوشنما
فقیرانہ در بر جلوہ فگن ہے اور سرداران لشکر اسلام بصد عز و تمکین مرید بنے بیٹھے ہیں اور کچھ چیلی چاپڑ لنبی لنبی ٹوپیاں پہنے
ننگے بدن فقط تہمد گیروی باندھے گرد مشغول کاروبار ہیں اور لشکر جرار دور تک صحرا میں فروکش ہے عنبر سنجانی یہ
کیفیت دیکھکر بہت ہنسا کہا خوب ایک میلہ جمایا ہے ایک شہر فقیروں نے الگ بسایا ہے عنبر سنجانی بصورت
فقیر اس گروہ میں گیا ان فقیروں سے یاد اللہ ہوئی اور دال قلندر نے پوچھا ای درویش تیرا کیا نام ہے اس
فقیر نے کہا مجھکو درویش پاکی کہتے ہیں سب فقیر بخاطر و مدارات درویش پاکی سے پیش آئے جھنڈا رہے میں
شریک کیا فقیر رہنے لگا بعد کئی دن کے ایک روز فقیر پاکی نے رات کو اس جلسۂ فقرا میں ایک شیشی عطر کی نکالی
کہ وہ شیشی مملو از خوشبوے بیہوشی تھی آگے دال قلندر کے رکھدی کہ وہ سردار ان فقیروں کا ہے اور مرشد
ان مریدوں کا ہے اور کہا کہ ای بابا دال قلندر یہ فقیر کئی روز سے مہمان تھا اب وہ ایک روز میں آگے کی سیر
کریگا فقیر کے پاس سوائے محتاجی و عریانی کے کیا ہے مگر فقیر یہ تحفہ فقیروں کی نذر کرتا ہے اسمیں عطر سلیمانی مثل
تبرک کے ہے ای بابا دال قلندر تم ذرا ذرا سب کو تقسیم کر دو دال قلندر درویش پاکی سے بہت خوش ہوا
اور شیشی اٹھا کے ذرا ذرا سب مریدوں کو اور چیلی چاپڑوں کو دیا سب نے وہ عطر سونگھا خوشبو تیز تھی
دماغ بھر گئے سرور مثل نشہ کے پیدا ہوا ہنگام شب تھا خواب راحت کا زمانہ قریب آ چکا تھا سب اپنے
اپنے بستر پر لیٹ گئے بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے درویش پاکی اٹھا دیکھا مرشد جی تخت پر پڑے
ہیں اور سب اپنے اپنے مقام پر بیہوش ہیں لندحور کے پاس آیا جلدی سے پشتارہ باندھا اور پیٹھ پر
لاد کے لے بھاگا جلدی جلدی دوڑتا ہوا مانند ہوا کے دربار یاقوت شاہ میں آیا اور پشتارہ سامنے
گنجاب بن گنجور کے رکھدیا پشتارہ کھلوا کر لندحور کو فوراً غل و زنجیر میں مسلسل کیا پہرہ بان نگہبان موقع

آہنی پہنایا زنجیر مین جکڑ دیا گنجاب نے جا کر خداوند لقا سے عرض کیا یا خداوند لندھور کو بیہوش کر کے گرفتار کیا ہی مین
چاہتا ہون کہ اپنے دونون بیٹے تقویت و عفونت کا بدلا لون لقا سے بے بقا نے کہا بندے بھی یہی تقدیر کی تھی جلد لندھور
کو زیر قیطول لیجا کر اسے بیہوشی کے عالم مین قتل کرو کہ ہوشیار نہونے پاے یہ سُنکے گنجاب آیا اور جلاد کو کہا کہ حکم خداوند
لقا کا ہی کہ لندھور کو اسی عالم بیہوشی مین لیجا کر قتل کرو لندھور کو جلاد بدنہاد زیر قیطول اُٹھا لاے اور اسی طرح
عالم بیہوشی مین نطعے پر لٹا دیا اور جلاد تیغ جوہر سے چمکتے کا بست آبدار لندھور کے سر پر کھینچکر کھڑا ہوا اب حکم
لقا سے بے بقا کا منتظر ہی کہ ناگاہ ایک خدمتگار نے جلاد بدنہاد کو اشارہ کیا اور ایک اشرفی دکھائی اور کہا کہ یہ
اشرفی لے اور پہر میری عطر کی پہلے اِس مجرم کو سُنگھا دے اور پہر جب تو قتل کرنا جو پہلی دھار خون کی اِس مجرم
کی رگ گردن سے نکلے اسمین یہ روئی ڈبو کر مجکو دیدے جلاد نے منظور کیا اُس خدمتگار نے وہ روئی اور ایک
اشرفی جلاد کے ہاتھ پر رکھدی ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ خدمتگار عیار ہی نام اسکا خوردک بن گرد مرد ہی
اسکو خواجہ عمرو نے اپنا بیٹا کر کے عیاریان سکھائی تھین اب جلاد بے بنیاد واسطے قتل لندھور کے منتظر حکم
لقا سے بے بقا ہی اتنے مین بختیارک حکم خداوند لقا لیکر آیا اور کہا کہ او جلاد ہاتھ پانون بچا کر اپنے کام مین مشغول
ہو حکم خداوند لقا قطعی ہی کہ لندھور کا کام تمام کر جلاد حکم خداوند لقا سے آگے بڑھا پہلے تو وہ روئی لندھور کی ناک
سے لگا دی اور پہر تلوار کھینچکر بارہ کا ڈورا انگلی سے دیکھ کے چاہتا ہی صفائی کا ہاتھ گردن پر لندھور بن سعدان
کے لگاے کہ یکایک لندھور کی آنکھ کھُلی ہوشیار ہوا اپنے تئین مسلسل دیکھا جلاد آمادہ قتل ہی ادہر جلاد نے ہاتھ تیغ
کا مارا لندھور نے دونون ہاتھ اُٹھا کر تیغ جلاد روکا وہ تیغ ہتھکڑیون پر پڑا ہتھکڑیان کٹ کے ہاتھ سے لندھور کے
گرین لندھور نے ایک طمانچہ جلاد بے بنیاد کو مارا جلاد کا منہ پشت کی طرف پہر گیا اور چکر کھا کر زمین پر گرا جہنم واصل ہوا
اب لندھور نے زور کر کے قید آہن کو توڑ ڈالا اور بڑھکر وہی تیغ جلاد اُٹھا لیا اور نعرہ کیا نعرہ لندھور بن سعدان
جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان • اگر نامم نپرسیدانی منم لندھور بن سعدان • باش اے نابکاران و کفار کہا اور
لڑنا شروع کیا جسکو پہرتی سے ہاتھ تیغ آبدار کا مارا دو ٹکڑے ہوا ایک شور و غل زیر قیطول بلند ہوا اور ہنگامہ عظیم برپا
ہوا لقا نے پوچھا یہ غل کیسا ہی بختیارک نے کہا یا خداوند کیا خوب آپ نے تقدیر کی ملاحظہ کیجیے ہنگامہ قتل برپا
ہی اب دیکھیے کیا ہوتا ہی لقا نے کہا بندے تو منع کیا تھا کہ لندھور سے نہ جڑ ہونا ہمارا کہنا کسی نے نہ مانا اگر ہم ایسی تقدیر
نہ کرتے تو یہ بندے اپنی سزا کو نہ پہونچتے اسواسطے یہ تقدیر کی کہ لندھور بیہوش ہو کر گرفتار ہو پہر تقدیر کی کہ قتل
ہوتے وقت ہوشیار ہو اور انکو قتل کرے یہان تو یہ محشر تازہ برپا ہی ادہر خواجہ عمرو نے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران
سے عرض کیا کہ لندھور بن سعدان کو مہتر سنجانی عیار گنجاب کا بیہوش کر کے اُٹھا لے گیا تھا وہان قید آہن
مین مبتلا ہوا قتل کا حکم ہوا تھا لندھور نے قید توڑ ڈالی اور اکیلا کفار سے لڑ رہا ہی صاحبقران نے کہا مین کیا
کرون میری بلا سے عمرو نے کہا ایسا نہو تنہا لاکھون مین گھر کے مارا جاے صاحبقران نے فرمایا خبردار خواجہ اب
مجھ سے نہ کہنا مین تمکو پہلے بھی منع کر چکا تھا پہر تمنے لندھور کا ذکر میرے سامنے کیا اب میرے سامنے لندھور کا نام
نہ لینا خواجہ خاموش ہو رہے دربار سے باہر آ کے تکیہ والی قلندر کی طرف چلے اور وہان بدیع الزمان سے کہا تم
یہان کیا بیخبر بیٹھے ہو کچھ لندھور کی بھی خبر ہی بدیع الزمان نے کہا خواجہ کچھ مفصل حال بیان کرو عمرو نے کہا
وہان لندھور قتل ہوتے تھے قید آہن توڑ کر لڑ رہے ہین بدیع الزمان اُٹھ کھڑے ہوے گھوڑے پر سوار
ہو کر طرف ملک سبائل کے روانہ ہوے پہر تو سب سردار دست راستی صاحبقران زمان جو تکیہ پر

دال قلندر کے جمع تھے دفعہ دفعہ کرکے آگے پیچھے چلے شہزادہ عالیشان یعنی بدیع الزمان مثل باد صرصر کے سرپٹ گھوڑا
اڑاتے ہوئے شہر سبائل میں داخل ہوئے دیکھا کہ لشکر دورنگ مثل دریائے خار موج زن ہے اور بڑے بڑے سردار
جمع ہیں بارگاہ یاقوت شاہ صورت حباب استادہ ہے مگر لندھور تیغۂ آبدار تولے ہوئے شناوری اُس قلزم زخار کی کرتا
جس عمل میں دھنس گیا ستھراؤ کر دیا یہ دیکھکر شہزادہ بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان منم نو سہراب رستم
وقار ٭ بدیع الزمان صفدر و نامدار ٭ باشیدہ ای کافران بیحیا و نابکاران پُردغا یہ کہکر تلوار کھینچکر جا پڑے مارے
تلواروں کے فوج کو بچھا دیا ایک سوار کو مار کر گھوڑا اُسکا لندھور کو دیا لندھور گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنے لگا کہ یکایک
اور نعرہ ہوا نعرہ قرش بن عنطر سو کیاسے طوفانی منم قرش بن عنطو کہ جلاد و دلیرانم ٭ غلام حمزہ صاحبقران شیر
بیستانم ٭ یہ کہکر تلوار کھینچکر مثل موجہ دریا لشکر میں ڈوب گیا اتنے عرصہ میں اور نعرہ ہوا نعرہ اسد شیر دل اسد شہسوارم
کہ در روز جنگ ٭ بہ رزم دل شیر و چرم پلنگ ٭ اسد نامدار بصد شوکت و وقار تلوار پکڑ کر اُس فوج دریا موج کو مارتا ہوا چلا
گیا کہ ساتھ ہی اس نعرے کے اور نعرہ ہوا کہ زمین کانپنے لگی لوگ دہل گئے نعرہ کرب غازی کرب شہسوارم یل
نامدار ٭ تعلق کرہ شیر پر درد کار ٭ پھر تو سرداروں اور عیاروں اور اہل لشکر اسلام کا تار بندھ گیا ایک آئے دو آئے اور
چار آئے ایک کے بعد ایک کا آنا شروع ہوا چار طرف تلوار چلنے لگی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی شہزادہ بدیع الزمان
سے اطلس پیل گردان سے مقابلہ ہوا بدیع الزمان نے ایک وار میں چورنگ کیا مظہر پیل گردان کو بعد آنسکے مثل
خیار تر کے دو ٹکڑے کیا طویل کرسی نشین کو قرش نے مارا اسی طرح ایک ایک سردار نامدار نے بڑے بڑے سرداران
اولو العزم کو قتل کیا مگر کرب غازی نے قیامت برپا کی تہلکہ فوج میں ڈالدیا بدیع الزمان نے بڑھکر بارگاہ یاقوت
شاہ پر قبضہ کیا مار کر کفار کو بھگا دیا اب کرب غازی کا ارادہ ہوا کہ قیطولوں پر لقا کے چڑھ چلیے اور تمام سرداروں
کو قتل کرکے قصر ہائے نادرہ ہمسران فلک کو ڈھائیے اور آج ہی خاتمہ کر دیجیے خون کے دریا بہ رہے تھے گھوڑوں کے سم
خون میں رنگین تھے ستر اسی ہزار سرداران نامی مارے گئے اور حشرات الارض کا تو شمار نہیں ایسا کشت و خون اس
مرتبہ ہوا کہ لقا گھبرا گیا بختیارک سے لقا نے کہا یا خداوند کیا آج سب کا خاتمہ کرا دیجیے گا قیطولوں کو مسمار دیجیے گا اب
سرداران لشکر اسلام بعد اولو العزمی قیطولوں کی طرف بڑھتے ہیں اگر یہ سردار قیطولوں پر آگئے تو جانیے کہ قیامت آگئی
بالکل نشان نہ باقی رہیگا کئی ہزار آپ کے لشکر کے سرداران نامی مارے جاچکے ہیں یہ سرداران لشکر اسلام بڑے
سخت جان ہیں کہ زخمی تو ہیں مگر مثل شیر غضبناک جھپٹ جھپٹ کر لڑ رہے ہیں جلدی طبل امان بجوائیے بچنے والی
تقدیر کیجیے ابھی کوئی تدبیر نہیں بن پڑتی لڑائی بگڑ گئی بدیع الزمان نے یاقوت شاہ کی بارگاہ چھین لی یا خداوند
دیکھیے کہنا مانیے جلد تقدیر کیجیے نہیں تو قیطول لٹ جائینگے سبائل تباہ ہو جائیگا پھر کچھ بنائے نہ بنیگا جب نہایت
تلاطم اور از حد ہنگامہ اور بے انتہا تہلکہ اور غلغلۂ عظیم برپا ہو چکا گویا روز قیامت قائم ہو گیا تھا اُسوقت لقا نے بختیارک
کے کہنے سے طبل امان کے بجنے کا حکم دیا بختیارک اُٹھ پکارا جلد طبل امان بجیے تباہی کے آثار ظاہر ہو گئے بہت عجزی
خونریزی ہوئی ہزارہا بندگان خداوند آج مارے گئے غرضکہ طبل امان بجا فوراً سرداران لشکر اسلام نے لڑائی سے
ہاتھ روک لیے تلواروں کو خون سے پاک کرکے میان میں کیا شہزادہ بدیع الزمان نامدار بارگاہ یاقوت شاہ
اپنے ہمراہ لے کر تکیہ دال قلندر کی طرف روانہ ہوئے لندھور بن سعدان و کرب غازی سب سرداروں
اور عیاروں کو ہمراہ لیکر مع لشکر فتح و فیروزی خوش و خرم مع کشتگان لشکر اسلام و زخمیان خوش انجام
عقب میں بدیع الزمان نامور کے تکیۂ دال قلندر کی سمت آئے بدیع الزمان عالی شان نے تکیہ پر

آکر وہی بارگاہ یاقوت شاہ برپا کی اور دال قلندر کو اسی طرح پھر تخت نشین کیا تاج شاہانہ پہنایا عیش و مسرت میں مشغول ہوئے پھر وہی ہو حق کی صدائیں بلند ہوئیں یا داسر کے نعرے ہونے لگے ادھر لقا نے اپنے کشتگان نجس کو اٹھوایا زخموں کی مرہم پٹی ہوئی قیطولون وغیرہ کی آراستگی کی بختیارک نے کہا یا خداوند ایسی ویسی تقدیر نہ کیا کیجیے سوچ سمجھ لیا کیجیے آج تو بے سمجھی آپ کی ہوئی تقدیر نے آگ لگا دی تھی مگر خیریت گذری لقا نے کہا او شیطان درگاہ تجھکو امور خداوندی میں کیا دخل ہے یہ سب تقدیریں ستر ہزار برس پیشتر کی ہوئی ہیں جنکا اب سامنا ہوتا چلا آتا ہے اور ابھی کیا ہے اب تو تماشا ہماری تقدیر کی ہوئی کا دیکھیگا تو دنگ ہو جائیگا او تنی سی تقدیر میں ڈر گیا خبردار تو کچھ نہ بولا کر سیر دیکھا کر میں اپنے بندون کو کیا کیسے دکھاتا ہوں غرض کہ بختیارک نے کہا درست ہے بجا ہے آپ ایسے ہی خداوند ہیں پھر لقا تخت پر متمکن ہوا دربار میں سب سرداران نامی آ آکر بیٹھے اور باتیں بھی لڑائی کی ہوئیں ہر ایک سردار لشکر اسلام کی بہادری کا مذکور ہوا لقا نے سب کشتگان نجس سرداروں وغیرہ کے اٹھوا کر بہشت میں ڈلوا دیے اور کہا کہ ابھی بروز نوروز یہ سب زندہ ہونگے

وہ کلمے داستان جرأت نشان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان اور زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا کے بیان کیے جاتے ہیں۔ ساقی نامہ

بلا ساقیا بادۂ لالہ فام — لڑائی کا کرنا ہے پھر انتظام
عطا کر وہ جام سے انگبین — جھلکتی نظر آئے شمشیر کین
الٹ ساقیا دختِ رز کی نقاب — دکھا جام میں جلوۂ آفتاب
ہو خانہ بدوشی سراسر عیان — دو حلقہ میں بلبل کا ہے آشیان

نیا رنگ ہو اب دکھا ساقیا — کوئی جام تازہ پلا ساقیا
شراب ایسی ہو منقلب بید ہم — لہو کی ہو بارش بمیدان جنگ
نہ ترسا برائے خدا اب مجھے — جزا اسکی خالق سے تجھکو ملے
سحر ایسی باتون سے کیا کام ہے — کہ خورشید حسرت لب بام ہے

غزل

دل تنگ آئیگا نکل مری فریاد کا
موم کی صورت پگھل جائے نفس فولاد کا
دکھ نہ او نادان بھروسا عالم ایجاد کا
نکل بیٹھا ہے خانۂ زنجیر میں فریاد کا
رہی لگا کین ہم گلوں سے کیا خزان کا خوف ہے
کیا جا پائے کوئی مجھ خانمان برباد کا
کیا عجب شوق اسیری میں گرفتار ہے

تنگ ہوگا حلقہ مثل نفس صیاد کا
دیکھ پائے نہ اگر گلشن میں اس جلاد کا
طور ایں گلزار میں ہے گشت برباد کا
ہم نہ بھولے حرف مطلب کو کتاب عشق میں
کیا بھروسا ہے بہار گلشن ایجاد کا
قطعہ برج فنا سے ہوگا دم میں منہدم
بلبلیں دامن پکڑیں ذکر صیاد کا

ہم صفیر ایسا اثر ہے گریۂ فریاد کا
چشم قمری میں ہو سولی ہر شجر شمشاد کا
اٹھ گیا ہے کونسا مجنون کہا ہے لیلی ادا
از سر نو دیکھو تو عالم ہماری یاد کا
جوش وحشت میں ہوا ہوں مثل عنقا بے نشان
خانۂ تن ہے حباب اک سیل بے بنیاد کا
بیت کشایندۂ دفتر دی کمال ثنو ذمہ

ارقام این عرصہ حال و قلعہ کشایان مضامین جرأت آئین جدال و قتال و فتح کنندگان کارزار مطالب نظم و نثر و شجاعت مآل اس داستان حرب و ضرب کو بزبان خامۂ دو زبان قلمبند کرکے شمشیر آبدار فکر کو میدان طبیعت میں یون جلوہ نما فرماتے ہیں کہ بعد ہنگامۂ شمشیر زنی بیشمار لقاے بے بقا کو سرداران اولو العزم و پہلوانان نامی و نامور کے قتل ہونیکا صدمۂ عظیم ہوا اور ان سب کی لاشیں اٹھوا کر بہشت میں ڈلوا دیں لیکن یہ فکر پیدا ہوئی کہ اب جو لشکر کے سردار چیدہ چیدہ پہلوان مارے جانے لگے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدا پرست ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑینگے کمال بہادر و دلاور ہیں اسی فکر میں تھا کہ بختیارک آیا اور لقا کو مکدر خاطر پایا پوچھا یا خداوند آج آپ کا مزاج کیسا ہے اسوقت آپ مکدر ہیں کیا کوئی نئی تقدیر او سکی لقا نے کہا او شیطان درگاہ میں کیا بکتا ہے چپ رہ اور جا طہماس زنگی دار ماس زنگی و تہمتن زنگی کو جلد بلا لا بختیارک گیا اور تینون سرداران نامی دیوی ہیکل کو بلا کر لایا لقاے بے بقا نے

حکم دیا کہ تین لاکھ سوار جرار بیشۂ فیض رسان پر لیجاؤ اور حمزہ کو مع کل سرداران لشکر کے قتل کرو اور اس پارسی کو آتش نذر
شہ دینا خداپرستون کا کام تمام کرنا یہ حکم سنکر طماس زنگی و ارماس زنگی و تہمتن زنگی نے سجدہ کیا اور قدم پر لقا کے بوسہ
دیا اور تین لاکھ کا لشکر لیکر طرف بیشۂ فیض رسان کے روانہ ہوے بعد اسکے لقا نے قہرمان کو بلایا کہ یہ پہلوانان سالکنان
بہشت سے ہے لاکھ سوار بھی اسکے ہمراہ کرکے حکم دیا کہ تم بھی بیشۂ فیض رسان پر جاؤ اور خداپرستون کا خون
بہاؤ اتنے مین ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ اے زمرد شاہ باختری خداوند لقا حضران کوہی مع لشکر کے آیا ہے لقا نے
کہا لاؤ میرے سامنے جب خضران کوہی داخل بارگاہ لقاے بے بقا ہوا لقا کو سجدہ کیا قدم پر بوسہ دیا لقا
نے کہا تم بھی بہ مقابلہ حمزہ صاحبقران جاؤ یہان نہ ٹھہرو خضران کوہی حکم لقا سنکر مع دو لاکھ فوج کے
بیشۂ فیض رسان کی طرف روانہ ہوا اور ہرکارون نے آکر خبر دی کہ مضراب زنگی فیل سوار تین لاکھ کی
جمعیت سے آیا ہے لقا نے اسکو بھی بلاکر حکم دیا کہ جاؤ بیشۂ فیض رسان پر اور لشکر امیر حمزہ صاحبقران کو
چہار طرف سے گھیر لو اور خداپرستون کو قتل کرو مضراب زنگی بھی سجدے کو جھک گیا پھر مع تین لاکھ فوج
کے روانہ ہوا الغرض اسی طرح جو سردار اطراف و جوانب کے آتے گئے زمرد شاہ باختری انکو براے قتل
خداپرستان بھیجتا گیا یہ لشکر بیشمار مثل مور و ملخ بیشۂ فیض رسان مین جب پہونچے ہرکارون نے امیر کشورگیر
حمزہ صاحبقران زمان کو خبر دی کہ لشکر کفار کی چڑھائی ہے اور فلان فلان سردار اپنی اپنی فوج لیکر بیشۂ فیض رسان
پر آچکا ہے اور سردار بھی لشکر کثیر لیے ہوے چلے آتے ہین امیر باتوقیر نے فرمایا کہ پروردگار حافظ و نگہبان ہے فوج
کفار کو آنے دو ادھر طماس زنگی و ارماس زنگی و تہمتن زنگی نے شام ہی سے طبل جنگ بجوا دیا ادھر لشکر
صاحبقران زمان مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر دونون طرف تیاریان جنگ و جدال کی ہوئین
ناگاہ خسرو انجم سپاہ بہ چہرۂ نورانی قلعۂ مغرب مین محصور ہوا اور ترک نقابدار خونین پوش بعد مدت و تیزی مزاج آزردہ
و برخاستہ خاطر ہو کر میدان نیلگون مین تخت شعاع پر جلوہ گر ہوا یہان صبح کو دونون لشکر میدان رزمگاہ مین
آکر صف آرا ہوے نقیبان بلند آواز بعد سوز و گداز نقابت کرکے چلے گئے لشکر لقا مین نشانہاے جنگی علم ہوے پھریرے
سپاہ کے کھل گئے نیزون کی انیان بجلیون کے مانند چمکنے لگین ڈھالون کی گھٹا جھوم کر اٹھی پہلوانان زبردست
مثل رعد گرجنے لگے فوج کے دل کے دل مثل بادل کے چمکنے گھوڑون کی تگاپو سے زمین ہلنے لگی ادھر لشکر کفار سے
ارماس زنگی پرے سے طنطنے سے نکلا پہلے نیزہ ہلایا پھر گھوڑے کو کاوے پر ڈال کر مبارز طلب کرنے لگا اور للکارا
اے خداپرستو کوئی ایسا بہادر ہے کہ میدان جنگ مین مجھ سے مقابلہ کرے ادھر لشکر اسلام سے مند دیل
اصفہانی اجازت حرب لے کر میدان جنگ مین آیا اور نعرہ کیا ہشیار باش ارماس زنگی نے گھوڑا
بڑھا کر وار کیا مند دیل اصفہانی نے خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا ارماس زنگی نے تلوار سپر پر روکی
دوسرا ہاتھ مارا مند دیل اصفہانی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار سپر کو کاٹ کے کاسۂ سر مین اتر آئی
مند دیل اصفہانی نے بجرأت تمام دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکل گئی چادر خون کی منہ پر آئی یہ رنگ
دیکھ کے جوان جنگ عراقی نے گھوڑا صف لشکر اسلام سے نکالا اور للکار کر ارماس زنگی کے قریب
آگئے ارماس کی تلوار انکے سر پر بھی پڑی خود سر کاٹ کے کاسۂ سر مین آئی یہ بھی زخمی ہوے انکے بعد اسد
شیرگیر اذن جنگ لے کر میدان مین آئے ارماس نے انکو بھی مجروح کیا بعد انکے اسد پنجہ گیر سے مقابلہ ہوا
ارماس زنگی نے انکو بھی گھائل کیا پھر اسد اسد ان لڑنے کو آئے وہ بھی ارماس زنگی کے ہاتھ سے زخمی ہوکے

پھر اسکے بعد اسد مارگیر بصد عزت و توقیر شمشیر آبدار تولے میدان جنگ میں آئے ارماس زنگی سے خوب لڑے آخرکار
زخمی ہوئے ارماس زنگی ان سرداران دست چپ کو زخمی کرکے بکبر و نخوت سے جھومنے لگا بہادری اپنی جتانے لگا ہمدم
للکارتا ہوکہ آئے کوئی لشکر اسلام سے میرا مقابلہ کرے امیر باتوقیر یہ کلام اُس نابکار کے سن سنکے غصہ ہوتے ہیں مگر نہایت
تشویش و تردد ہے آخرکار شام ہوگئی طبل بازگشت بجا دوسرے دن میدان جنگ پھر صف آرا ہوا وہی سامان لشکر وہی
شور و غل وہی کفار کا کبر و غرور وہی نقیبان بلند آواز کی نقابت کے بعد وہی سردار ارماس زنگی لشکر کفار سے نکلتا
ہوا نکلا اور میدان میں آکر مبارز طلب کیا آج ادھر لشکر امیر باتوقیر سے عمرو بن رستم برادر قاسم عالیشان گھوڑا بڑھاکر
نکلے اُدھر ارماس زنگی آیا ادھر سے عمرو بن رستم بڑھے بعد لگاؤ درزنی نیزہ بازی ہونے لگی نیزہ ارماس زنگی کو بڑی
شد و مد سے عمرو بن رستم نے ہوائی کیا ارماس نے تلوار کھینچی عمرو بن رستم نے بھی تلوار میان سے لی ارماس نے وار
تلوار کا کیا عمرو بن رستم نے خالی دیا ارماس نے پھر جھکائی دے کر سر کا ہاتھ مارا عمرو بن رستم نے جلدی سے سپر کو پناہ کیا
مگر تلوار ارماس کی سپر کاٹتی ہوئی خود سے گذر کے تا دو ابرو پہونچی عمرو بن رستم نے دستانہ مارا تلوار جھنا کر نکل گئی چادر
خون کی منھ پر آئی سر ہاتھوں سے پکڑ کے جھومنے لگے ارماس زنگی نے چاہا کہ دوسرا ہاتھ لگاوے اسکا اور ٹکڑے مارے کہ صف
لشکر امیر باتوقیر سے نکل کر شہزادہ ملک قاسم نوجوان نے نعرہ کیا کہ ارماس زنگی دہل گیا نعرہ قاسم آفتاب مشرق
دین پروری + شہسوار لال پوش خاوری ء صاحب اقبال و جاہ و ذی حشم + صفدر ناظم قاسم عالی ہمم + ببر قاسم عالیشان نے
تلوار کھینچکر ارماس زنگی پر جا پڑے ارماس زنگی بھی باگ اٹھا کے بڑھا گھوڑے سے گھوڑا ملگیا سپر سے سپر لگی بعد
لگاؤ درزنی کے نیزہ بازی ہونے لگی ارماس زنگی نے نیزہ مارا نیزہ سینہ تک نہ پہونچا تھا کہ قاسم نے تلوار کی ضرب دی نیزہ
ارماس زنگی مثل نیشکر خام کے قلم ہوگیا نامرد نے دوکنی جھلی ڈانڈ نیزے کی کھینچ ماری قاسم نے شمشیر آبدار پر وہ ڈانڈ روکی
مثل خیار تر کے کٹ گئی ارماس زنگی نے تلوار کھینچکے وار کیا صدقے بہادری قاسم کے وار بچا کر ہاتھ جھپٹ کے ڈالدیا ایک جھٹکا
دیکر تلوار ارماس زنگی کی چھین لی دوسرا ہاتھ کمربند میں ڈالکر زین فرس سے اٹھا لیا ہاتھ بلند کرکے ارماس زنگی کو اچھالا
جب ظالم فراز سے طرف زمین کے چلا گرتے گرتے ہاتھ تلوار کا مارا ظالم دو ہوکے گرا تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی امیر
باتوقیر یہ تماشا دیکھ کے بہت خوش ہوئے ادھر قاسم نے نعرہ تکبیر بلند کیا یہ دیکھکر ہمراہیان ارماس یعنی زنگیان سیہ شور
چہار طرف سے شہزادہ ملک قاسم نوجوان پر ٹوٹ پڑے قاسم سے گھمسان کی تلوار چلنے لگی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
زمان نے گھبرا کر علمشاہ کو اشارہ کیا علمشاہ نے گھوڑا صف لشکر اسلام سے نکال کر تیغہ کیتیان فرنگی میان سے
کھینچا اور نعرہ کرکے جا پڑے نعرہ علمشاہ علمشاہ رومی شہ فیل زور ہو کر تخت مرزوق افگندہ شور ہو شم رستم پیلتن پیلتن
کشندہ ؤ دو پیل ہندی و کیتیان فرنگی باش او نابکاران دیجیا او ستم شعار و قتال کفار آپہونچا ادھر مالک اژدر سے
بھی امیر باتوقیر نے فرمایا کیا دیکھتے ہو مارکے انکو ہٹاؤ یہ سنتے ہی مالک اژدر صفدر و نامور گھوڑا بڑھا کے چلے اور تلوار
کھینچ کے نعرہ کیا نعرہ مالک اژدر منم مالک اژدر پہلوان + بہنگام پیکار شیر ژیان + آتے ہی غول میں زنگیوں
کے دھنس گئے تلوار چلنے لگی سر کٹ کٹ کے گرنے لگے خون کے دریا بہنے زمین لالہ گون ہوگئی پھر تو دیکھا کہ وہ کیجانب
سے جتنے سردار دست چپ تھے سب لشکر کفار پر تلواریں کھینچ کھینچ کے آ پڑے جنگ مغلوبہ ہوگئی ہنگامہ عظیم برپا ہوا
یکایک گرد اٹھی مضراب زنگی فیل سوار ہیں وہ زرہ پوش نیزہ دار تلواریں ولایتی آبدار پڑی ہوئی ہیں اور برابر
آ پہنچے ایک نقابدار سرخ پوش نیزہ طویل ہاتھ میں زرہ و بکتر چار آئینے پہنے دستانے ہاتھوں میں خجلم منھ پر جھلتہ ڈالے
ہوئے مرکب باد رفتار پر سوار سب کے سب شور و غل مچاتے للکارتے ہوئے آئے اور تلواریں کھینچ کھینچ کے گرے

اب تو وہ تلوار چلی وہ کشت و خون ہوا کہ ترک فلک تھرا گیا مریخ آسمان ڈر کے چھپ گیا وہ نعرے بزن و بگیر کے لشکر کفار مین
اور خدا پرستون مین نعرۂ تکبیر بلند ہوئے میدان رزمگاہ نمونۂ میدان حشر ہو گیا جابجا کشتون کے ڈھیر ہوئے خون کے دریا بہ گئے
خون بھر بھار تلوار چلی اُدھر مضراب زنگی اور نقابدار سرخ پوش ادھر قاسم نوجوان و علمشاہ عالیشان و مالک اژدر سلیمان یہ
لوگ ساکھے کے لڑنے والے تھے تلاطم ڈالدیا قیامت برپا کردی دس ہزار سرداران لشکر کفار علاوہ حشرات الارض کے قتل ہوئے
ادھر ڈیڑھ سو سردار نامی و نامدار دست چپی حمزۂ عالی وقار جان بحق تسلیم ہوئے قریب شام طبل بازگشت لشکر کفار مین
بجا سرداران لشکر اسلام ادھر پھرے امیر باتوقیر سب کو ہمراہ لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے زخمیون کی زخمہ دوزی ہوئی
خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری نے سرداران لشکر اسلام کی لاشین اٹھوا کے گڑوائین اُدھر سرداران لشکر کفار اپنے اپنے
خیمون مین گئے عیارون نے کشتے لشکر لقا کے اٹھوائے سردارون کی لاشین گڑوائین زخمیون کے زخمون مین ٹانکے
دلوائے مگر نقابدار سرخ پوش نے بعد بجنے طبل بازگشت کے پھرتے وقت یہ کہا ای خدا پرستو یہ سرداران دست راستی
کے نکال دینے کا بدلہ ہے اور ابھی کیا ہے آگے دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نقابدار سرخ پوش کی طنز بولی
پر حیران تھے خواجہ سے کہا کہ ای عمرو یہ نقابدار کون تھا کچھ ثبوت نہوا ادھر شہزادہ ملک قاسم بار بار یہی کہتے تھے کہ یہ کون
نقابدار ہے کہ آیا ہے جس نے میرا بانہ سرخ پوشی کا اختیار کیا ہے خواجہ اسکو ضرور دریافت کرو یہ نقابدار کون ہے اور
کہان سے آیا ہے غرض دو پہر رات گئے لاشین مقتولون کی اٹھوانے سے لشکر کفار نے فراغت پائی بعد دو پہر رات کے
طبل جنگ لشکر کفار مین بجا لشکر اسلام مین بھی کوس حربی پر چوب پڑی پھر تیاری کارزار کی ہونے لگی صبح ہوتے ہی اُدھر
لشکر کفار میدان جنگ مین آ کے جمنے لگا صف بندیان ہونے لگین میدان درست ہوا اور ادھر خدا پرست بھی
مسلح و مکمل ہو ہو کر آنے لگے مقابل مین صفوف لشکر کفار کے گھوڑے چکا چکا کر ٹھہرنے لگے بعد اسکے نقیبان بلند آواز
نقابت کر گئے کہ وہی سردار مضراب زنگی فیل سوار میدان مین آیا مبارز طلبی کی سرداران دست چپی مقابلے کو نکلکر
لشکر اسلام سے آئے بہت سے زخمی ہوئے پندرہ سردار مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا سرداران لشکر اسلام اپنے
خیمون مین آئے سرداران لشکر کفار اُدھر اپنے اپنے خیمون مین گئے لاشین دونون طرف کی اٹھوائی گئین غرضکہ اسیطرح
چار دن برابر میدانداری ہوئی اور بہت سے سردار مارے گئے زخمیون کا شمار نہین امیر باتوقیر کو بھی کمال تشویش ہے بادشاہ
لشکر اسلام نہایت متفکر و متردد ہین کہ سرداران دست راستی یون نکل گئے اور سرداران دست چپی برابر روز قتل ہوتے
چلے جاتے ہین دیکھئے ایکی لڑائی کیونکر فتح ہوتی ہے پروردگار عالم کیا دکھاتا ہے خواجہ عمرو بھی بہت گھبرائے حیران و پریشان
قلندر کی شکل بنکے تکیۂ دال قلندر کیطرف روانہ ہوئے جب تکیہ پر ہو پہنچے فقیرون کے مانند آن فقیرون سے یاد الہی
کی مگر لندھور نے پہچان لیا اور ہنسکر کہا ای خواجہ عمرو لشکر مین خیر و عافیت تو ہے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا مزاج
مبارک تو اچھا ہے عمرو نے کہا لشکر اسلام کی کیا خیریت پوچھتے ہو چار روز سے لشکر کفار کی چڑھائی ہے زنگی وکوہی قیامت
ڈھا رہے ہین سرداران دست چپی امیر باتوقیر کئی سو قتل ہوئے اور بہت سے زخمی ہو کر پڑے پھڑک رہے ہین جبسے
لشکر لقا کی طرف سے مضراب زنگی فیل سوار اور نقابدار سرخ پوش آیا ہے آفت برپا کردی ہے خلاصہ یہ کہ اب کل مین
سردار نامی وگرامی دست چپی مین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے باقی ہین اور سب زخمی و قتل ہوئے یقین ہے یہ بھی
کل اُسکے ہاتھ سے مارے جائینگے امیر کو بھی بہت تشویش ہے بادشاہ اسلام بھی بہت متردد ہین تمکو خبر دینے کو آیا
تھا لندھور نے کہا تمنے مجھپر بڑا احسان کیا مین ممنون تمھارا ہوا کہ تمنے مجکو بھی خبر دی خیر انشاء اللہ جیسا کچھ مین نے
ہو کرتا ہون خواجہ عمرو تو یہ سنکر طرف لشکر امیر کے روانہ ہوئے لندھور آپس مین مشورہ کرکے آمادۂ جنگ ہوئے

اور کل سرداروں اور عیاروں کو مع لشکر دال قلندر یعنی وہی سب مرید اور چیلی چاپڑ دال قلندر کے سب کو ہمراہ لیکر
طرف لشکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کے روانہ ہوئے مگر اس صورت سے کہ دال قلندر کو بادشاہ بنایا تخت پر
سوار کیا تاج سر پر رکھا ہاتھ میں سونٹا آہنی دیا اور سب چیلی چاپڑ بنے ہوئے قلندر سب کے سر پر لنبی لنبی ٹوپیاں نوکدار
سوزنی کی ہاتھوں میں بیراگیاں آہنی وہ سب فقیروں کا لشکر مع دال قلندر اپنی اپنی زبان میں عجیب عجیب بولیاں
ٹھولیاں حق اللہ کے نعرے اور ہو حق کرتے ہوئے اسوقت میدان رزمگاہ میں پہونچے ہیں کہ صفیں آراستہ ہو چکیں
ہیں نقیبان نقابت کر چکے ہیں مضراب زنگی فیل سوار اور نقابدار سرخ پوش میدان میں مبارز طلب کر رہے ہیں امیر
باتوقیر کے لشکر کی جانب بارگاہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کو شہزادہ بدیع الزمان نے استادہ کرایا ہے فقیروں کی صف
باندھکر دال قلندر نے امیر باتوقیر کو مجرا کیا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے بکراہت منہ پھیر لیا اور کہا اے خواجہ
یہ فقیروں کی فوج کہاں سے آئی ہے خواجہ نے یہ کلام امیر خوش انجام کا سنا عرض کیا یہ سب غلامان حضور فیض گنجور سے
ہیں صاحبقران نے فرمایا تو غلط کہتا ہے اس میں کوئی میرا دوست نہیں ہے یہ سب فقیر بے تدبیر ہیں یہاں میدان میں مضراب
فیل سوار جو ہے کہ وہ گیارہ سو من کا ارہ پشت نہنگ باندھے مبارز طلب کر رہا تھا اور رعد زنی کے کلام بڑھ بڑھکر
زبان نحس سے نکال رہا تھا کہ دال قلندر نے کہا اے بابا لندھور بیٹا اس بدذات کو یہ فقیر کے سامنے لاف و گزاف کر رہا ہے
لندھور بن سعدان شہزادہ ہندوستان شکل قلندری بنائے ہوئے پندرہ سو من کی بیراگی آہنی ہاتھوں میں لیے ہوئے
فیل میمونہ مبارک پر سوار مثل شیر غضبناک آگے بڑھے اور نعرہ کو شگاف کرتے ہوئے میدان جنگ میں آئے نعرہ
لندھور ہستم لندھور بن سعدان ہستم شیر نیستانم دشمن گرد زمیانم ہستم رستم پہلوانم بہ اسقدر تیز فیل میمونہ مبارک کو بڑھایا
کہ فیل مضراب زنگی سے فیل میمونہ لڑ گیا اور فیل مضراب ضرب مان گیا مگر مضراب زنگی نے نقارہ زنی کے ہوتے ہی
ارہ پشت نہنگ لندھور کے سر پر مارا لندھور نے بیراگی آہنی پر روکا ارہ پشت نہنگ بیراگی پر چڑھ گیا لندھور
نے فیل سے فیل کو ملا کر زنجیر میں مضراب زنگی کے ہاتھ ڈالا اور نعرہ تکبیر کہکر فیل سے جدا کر کے مضراب کو اٹھا لیا ہاتھ پر سے
بلند کر کے زمین پر اس برگشتہ بخت کو مارا کہ چاروں شانے چت گرا لندھور فیل میمونہ سے کود کر چھاتی پر مضراب زنگی
کی آیا ایک پاؤں اسکا اپنے پاؤں کے نیچے دبایا اور ایک پاؤں اسکا دونوں ہاتھوں سے پکڑا مثل کرباس کہنہ کے
چیر کر مضراب زنگی کو پھینکدیا یہ دیکھکر لشکر مضراب زنگی اور نقابدار سرخ پوش تلواریں کھینچے لندھور پر ٹوٹ
پڑے فوراً سرداران لندھور و بدیع الزمان و کرب غازی وغیرہ تلواریں پکڑ پکڑ کے آگے بڑھے اور سب ساتھ والے
دال قلندر کے بیراگیاں اٹھا اٹھا کے فوج میں دھنسے دال قلندر بھی سونٹا آہنی لیے ہوئے لڑنے لگا خوب کچاکچ کی
تلوار چلی بڑی خونریزی ہوئی ہزارہا سرداران لشکر کفار مارے ڈالدیے لشکر لقا کو مسمار کر دیا زنگیاں و کوہیان کو از
تا پا خون میں نہلا دیا بھاگنے کا راستہ نہ ملا میدان رستخیز صاف ہو گیا خصران کو بھی اپنی فوج کو لے کر کوہ کی طرف چلا گیا
نقابدار سرخ پوش بھی کسی طرف کو نکل گیا مگر امیر باتوقیر لب گھرے تماشا دیکھا کیے اپنے کسی سردار دست چپی کو میدان
جنگ میں جانے نہ دیا دال قلندر لندھور کو ساتھ لیے ہوئے مع تمام سرداران نامی و گرامی بارگاہ یاقوت شاہ میں
آیا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان بھی مع سرداران دست چپی بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوئے جب دربار جمع ہوا
اور امیر باتوقیر زینت دہ دربار فلک اقتدار ہوئے خواجہ عمرو کو بلایا اور فرمایا اے خواجہ لندھور نے میرے دکھانے کو
پہلوان زبردست سردار لقا مضراب زنگی فیل سوار کو چیر ڈالا کل مجھ سے اور لندھور سے مقابلہ ہے جبکہ جنگ میرے نام
لشکر میں بجوا لیے یا تو وہ مجھکو زیر کر کے چیر ڈالے یا میں اسکو چیر کر پھینکدونگا وہ اپنے دل میں کیا سمجھا ہے بڑا ضروری کا

دعوی کرتا ہی مین کہا اُسکی حقیقت سمجھتا ہون عمرو نے کہا ای حمزہ کیا مجال اُسکی اور کیا تاب وطاقت اُسکی کہ ایسے بہادر کا مقابلہ کرسکے آپ کے دکھانے کو آتے نہین چیر ابلہ کا فر جانتے اُسکو مار شکار جسطرح صیاد کے قابو مین آجائیگا وہ اُسکو اُسیطرح صید کریگا صاحبقران زمان نے چین بر جبین ہوکر فرمایا ای عمرو تجھکو کیا دخل ہی ہماری باتون مین تجھ سے جسطرح کہتے ہین وہ کرجا ابھی نامہ میرا لندھور کے پاس لیجا اگر وہ طبل جنگ نہ بجوائیگا تو مین خود سبقت کرونگا عمرو نے دیکھا کہ اسوقت حمزہ صاحبقران کا مزاج بہت برہم ہی خاموش ہورہا اور نامۂ جلالت شمامہ امیر باتوقیر عمرو لیکر لندھور کے پاس آیا سب سردارون نے عمرو کی تعظیم کی اور کرب و بدیع الزمان وغیرہ خوش ہوہوکر گلے ملنے لگے مگر خواجہ عمرو کو بشاش نہ پایا سبنے کہا ای خواجہ آپ کو تو مسرور ہونا چاہیے یہ مقام نہایت خوشی کا ہی لیکن آپ رنجیدہ خاطر ہین عمرو نے کہا ای بابا باپ تمھارا عرب کے سار خوار ریگ بیابان شمار ہی اُسکی مروت ومحبت کو سب جانتے ہین جس سے یہ پاس داری وخلق پیش آتا ہی اُسکو عالم بالا پر چڑھاتا ہی اور جس سے بے مروتی کرتا ہی اُسکو خاک مین ملا دیتا ہی اس عرب مین بالکل مروت وحمیت نہین دیکھو کہ لندھور بن سعدان شہزادہ ہندوستان رفیق وہمنشین تھا اُسنے اشا شب کا کام کیا کہ تمھارے اور تمھاری اولاد کے دشمن جانی کو یون بے تہدی کے ساتھ مارا اور تمکو ناگوار خاطر ہوا امیر باتوقیر کہتے ہین کہ لندھور نے میرے دکھلانے کے واسطے مضراب زنگی کو چیر ڈالا یہ کہکر نامہ امیر کشورگیر لندھور کے ہاتھ مین دیا کہ خود تم پڑھ لو جو کچھ تحریر ہی لندھور نے نامۂ امیر باتوقیر لیکے سر پر رکھا اور آنکھون سے لگایا لفافہ پر بوسہ دیکر کھولا تو دیکھا نامہ مین یہ تحریر ہی نامہ ای پہلوان دوران وای رستم زمان وای فخر سہراب ونریمان وای زیر کنندۂ پیلان گردن کشان شہزادۂ ہندوستان لندھور بن سعدان بعدکم امر توتکم یہ نامۂ فیض شمامہ حمزہ صاحبقران کیطرف ہی کہ کیا خوب فنون سپاہگری تجھکو یاد ہین کس زور وشور اور کس قوت وطاقت سے تو نے مضراب زنگی کو چیر کر پھینکدیا کہ تمام اہل لشکر تیری بہادری پر فخر ومباہات کرتے ہین یہ تو نے ساری زور آزمائی مجکو دکھائی اور ہمت وشجاعت اپنی جتائی مگر ای لندھور میرے طائر عقاب نگاہ مین تو پر پشہ سے بھی کم ہی غیر جو کچھ ہو کل معلوم ہوجائیگا گذشتہ را صلوٰۃ ای لندھور تجکو قسم ہی جناب شیث پیغمبر علی نبینا وعلیہ السلام کی کہ طبل جنگی میرے نام پر بجوادے کل مجھ سے تجھ سے مقابلہ ہوگا یا تو مجکو زیر کرکے چیر ڈالنا یا مین تجھکو چیر کر پھینکدونگا فقط زیادہ والسلام اور طول کلام بیجا ہی دو حرفون مین فیصلہ ہی لندھور یہ نامہ پڑھتے ہی آبدیدہ ہوا اور یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر جان حزین پہ ناصحا کیا سخت اپنی ہی ۰ نہ تاب وصل دارم نہ طاقت جدائی ۰ خواجہ عمرو نے کہا ای لندھور کس کسطرح مین نے امیر باتوقیر کو سمجھایا کوئی پہلو تھالیق کا مین نے نہین اُٹھا رکھا سب نشیب وفراز دکھایا مگر صاحبقران نہین مانتے ہین کہتے ہین کہ بغیر مقابلہ کیے لندھور سے نہ رہونگا اُسوقت لندھور بن سعدان رونے لگا کہا افسوس صد ہزار افسوس ایسے آقاے نامی ونامور صاحب شوکت وحشمت زیرنگہ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا ساتھ چھٹتا ہی اور ایسے ایسے احباب مثل خواجہ عمرو وغیرہ سے جدائی ہوتی ہی کہ تا قیامت پھر ملاقات نہو گی کسواسطے کہ مین امیر باتوقیر سے نہ مقابلہ کرسکتا ہون نہ لڑسکتا ہون سوا اسکے کہ آج رات کو جام زہر پی کر صاحبقران پر جان اپنی فدا کردونگا اور سب کے گلے ملا ایک ایک سے بغلگیر ہوکر خوب رویا اور یہ شعر دردناک کیا شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ۰ روے گل سیر ندیدیم وبہار آخر شد ۰ دیگر حیف آشناؤن کے نہ کسی جا نشان سب ۰ گلشن سے چھٹ کے بلبل نالان کہان رہے ۰ پہلے نعمان ہزارا کو حکم دیا کہ ای رفیق قدیم ہمارے اب ساغر عمر ہمارا لبریز ہوگیا پیک اجل آپہونچا جام زہر ہلاہل جلد تیار کر یہ سنکر سردارون نے کہا کہ ای نعمان ہزارا خبردار ایک جام زہر نہ تیار کرنا بلکہ اتنے جام زہر تیار کرکے رکھ کہ جسقدر ہم سب سردار مین ہمراہ لندھور کے سب جام ہلاہل پیئنگے اور لندھور کے ساتھ ہی جان دینگے بعد لندھور کے مزا زندگی کا نہین ہی مگر بدیع الزمان عالیشان نے ایک عرضی اس مضمون کی تحریر کی عرضی ای افتخار

سلاطین روزگار ای ناظم ناظمان اقلیم کامگار ای زینت دہ اورنگ جانداری ای بخشندۂ تاج شہریاری پشت و پناہ خسروان
عالیشان دستگیر بیکسان و مجبوران جلوہ نماے محفل سلطان زینت گلزار بزم خبستان زرزۂ قاف ثانی سلیمان امیر ہاتو قیر حمزہ
صاحبقران زمان دام اقبالکم و اجلالکم بعد آداب و تسلیمات و قواعد کورنش و سلام و پس از آستان بوسی بخدمت فیضدرجت بابا
آستان فلک نشان بعد عجز و انکسار یہ جانباز و کمترین خدمت گزین گنہگار بے پایان یعنی بدیع الزمان یون عرض پرداز ہی کہ
ایک لندھور بن سعدان خادم خادمان بارگاہ عالیشان صاحبقران زمان کے ہمراہ بہت سی جانین قدم میمنت لزوم پر
تصدق ہونگی کل صبح کو ان سب کی لاشین در بارگاہ فلک پناہ پر پڑی ہونگی اور لندھور کے ساتھ ہم سب فرزندان امیر ہاتو قیر
کی لاشین زیر قدم مبارک ہونگی لہذا عرضی ہذا پیش کرکے حضوری حضور مین غلام یہ التجا کرتا ہی کہ بپاس خدا و رسول ہماری
خطائین معاف فرمایئے گناہ بحل کیجیے شعر گنہگاروں کو بھی پرورش لکھاتے ہین ٭ رحیم ہاتھ کرم سے نہین اُٹھاتے ہین ٭ زیادہ
ادب مصرعہ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا ٭ شہزادہ بدیع الزمان نے یہ عرضی قلم گریان رقم سے مرقوم کرکے خواجہ عمرو کو دی
اور کہا کہ یہ عرضی بخدمت امیر ہاتو قیر پہونچاؤ خواجہ عمرو نے کہا کہ مجکو اسوقت مناسب حال یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ عرضی کسی اپنے
رفیق و شفیق کے ہاتھ بھیجدو تو بہتر ہوگا عرضی میرا لیجانا اچھا نہین بدیع الزمان نے بھی کہا کہ ای خواجہ تم سچ کہتے ہو میری عقل
نے سہو کیا تھا یہ کہکے ورقاے زنجیرہ خوار کو بلایا یہ نہایت رفیق و شفیق بدیع الزمان کا ہی وہ عرضی شہزادہ بدیع الزمان
نے ورقاے زنجیرہ خوار کو دی اور کہا کہ جلد بخدمت فیض منزلت عالیشان صاحبقران زمان یہ عرضی لیجا دست بستہ
حضور مین حاضر کرنا ورقاے زنجیرہ خوار عرضی بدیع الزمان لیکر بارگاہ سلیمانی مین آیا امیر ہاتو قیر حمزۂ صاحبقران زمان کو
مجرا کیا اور ہاتھون پر رکھکر باادب عرضی بدیع الزمان حضور مین پیش کی امیر کشورگیر نے وہ عرضی سب اول سے آخر تک
ملاحظہ کی اور فوراً جواب عرضی بدیع الزمان کا مرقوم فرمایا جواب عرضی ای نور حدیقۂ صاحبقرانی و روشنی دیدۂ دل عبد
یزدانی نوبادۂ گلشن شجاعت و نونہال چمن جرأت و ہمت صاحب وقار رستم دوران فخر سہراب و نریمان آرام روح صاحبقران
یعنی بدیع الزمان نوجوان اطال اللہ عمرکم و قدرکم بعد دعاے مزید جاہ و ترقی درجات کے معلوم ہو کہ عریضہ تمہارا آیا
ملاحظہ صاحبقران سے گذرا تمنے بیکار التماس عفو خطا کی تم چلے آؤ کیا مین تمکو منع کرتا ہون لیکن بہ نسبت لندھور قدرۂ
معذرت تمہاری کوئی ہرگز نہ مانونگا ای بدیع الزمان اگر خدانخواستہ سب اولاد میری مرجاے مین بغیر لندھور سے
مقابلہ کیے ہوے نہ راضی ہونگا قسم ہی مجکو جناب خلیل پیغمبر علی نبینا و علیہ السلام کی کہ گو وہ طبل جنگ نہ بجواینگا مگر
مین طبل وغا بجاتا ہون اور فراس شہزوری کا دکھاے دیتا ہون زیادہ دعا شعر نہ اللہ ستم پیشہ یہ دکھاتا ہی ٭
گناہ کرتا ہی اور مجھ سے بخشواتا ہی ٭ یہ جواب عرضی بدیع الزمان لکھکر ورقاے زنجیرہ خوار کو دیا اور لشکر مین حکم
کیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم صاحبقران کوس حربی پر چوب پڑی ادھر ورقاے زنجیرہ خوار جواب عرضی لیکر
خدمت مین شہزادۂ بدیع الزمان کی آیا جواب عرضی کا پڑھکر سب مایوس ہوے اور کہا ای لندھور نقارۂ سلیمانی اور
نقارۂ سکندری پر ادھر چوب پڑی غضب ہوگیا اب جان نہ بچیگی اسوقت بھی نقارۂ مرگ بجا لندھور نے بدیع الزمان
وغیرہ کو سمجھایا کہ مراتب میرے ساتھ جان نہ دیجیے راندۂ درگاہ صاحبقران زمان فقط ایک مین ہون آپ لوگون سے
کیا سروکار ہی اور یہ کہکر نعمان شہزادے کہا کہ لا جام زہر ہلاہل کا نعمان جب جام زہر ہلاہل کا لایا اور لندھور نے ہاتھ
مین لیکر چپکا ادھر کا حال سنیے کہ امیر ہاتو قیر نے دو پہر رات گئے دربار برخاست کیا علمشاہ وغیرہ سب اپنے خیمون مین گئے
اور صاحبقران زمان خوابگاہ مین تشریف لیگئے عمرو بھی اپنے خیمہ مین گئے مگر رات بھر امیر ہاتو قیر کو بھی انتظار صبح مین نیند
نہ آئی خواجہ عمرو کو بھی لندھور کی طرف سے بڑی فکر ہی علمشاہ وغیرہ تمام شب بیدار رہے اور نہایت متردد و متفکر

تھے خصوصاً شہزادۂ علمشاہ نوجوان کو کمال درجہ تشویش تھی آخر تاب تحمل نہ لاسکے اور مع چند سرداران نامی
وگرامی کے دربار گاہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان پر گئے وہان پہونچ کر معلوم ہوا کہ امیر باتوقیر
بارگاہ مین تشریف شریف نہین رکھتے ہین تمام حاجب و دربان بیہوش پڑے ہوے ہین سراچہ بارگاہ
سلیمانی کا چاک ہی علمشاہ عالیجاہ یہ احوال جانگزا دیکھکر متردد ہوے اور دل مین خیال کیا بلکہ یقین کامل
اس امر کا ہوا کہ لندھور بن سعدان نے اپنے عیار کو بھیجا ہوگا وہ امیر باتوقیر کو بیہوش کرکے لیگیا ہی بس
یہ خیال کرکے شاہزادۂ ذیجاہ علمشاہ گردون بارگاہ کو کمال غیظ آیا اور سرداران نامی سے مخاطب ہوکر یہ
فرمایا کہ دیکھو لندھور نے بزدلی و خوف جان سے ہمارے قبلہ و کعبہ کو اپنے عیار سے پکڑوا منگایا ہی یہی باعث
تھا کہ شب کو صحبت عیش و نشاط آراستہ کی تھی سرداران نامی وگرامی نے دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ
بیشک یہی وجہ انکی خوشی و سرور کی تھی علمشاہ عالی جاہ نے کہا مین ابھی جاتا ہون اور اس ہندی کو
سزاے معقول دیتا ہون یہ کہکر شہزادۂ علمشاہ بصد غیظ و غضب مع چند سرداران نامی و نامدار کے طرف
بارگاہ لندھور بن سعدان کے روانہ ہوے یہان لندھور وغیرہ نے نماز سحر سے فارغ ہوکر
جامہاے زہر آلود تیار کراگے تھے ہر ایک سردار جان اپنی دینے پر آمادہ تھا لندھور خود ہر ایک
سردار کو سمجھاتا تھا کہ تم سب کیون ہلاک ہوتے ہو میرے ہمراہ ناحق جان دیتے ہو رانندۂ درگاہ امیر
باتوقیر مین ہون تم لوگون سے کیا واسطہ ہی مگر کوئی سردار نصیحت لندھور کی نہ سنتا تھا ہر ایک مستعد
جام زہر پینے پر بیٹھا تھا لندھور کے ہاتھ مین بھی جام زہر تھا اشک حسرت آنکھون مین بھرے تھے لب
پر آہ سرد تھی چہرہ کثرت رنج و غم سے متغیر تھا ارادہ تھا کہ جام زہر نوش کرے ناگاہ شہزادۂ علمشاہ ذیجاہ
نے آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈال کر پوچھا سچ کہہ او لندھور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو تو نے
پکڑوا منگایا ہی اور اب ہم لوگون کے دکھانے کے واسطے نامردی پر کمر باندھی ہی جام زہر ہاتھ مین لے کر
بیٹھا ہی یہ کلام علمشاہ عالیجاہ کا سنکر لندھور بن سعدان نے جام زہر آلود زمین پر پھینکدیا نہایت پریشان
خاطر ہوا رنگ چہرہ متغیر ہوگیا اور کہا ای فرزند علمشاہ اس بات کی مجھکو مطلق خبر نہین مین تو آپ اپنی
جان دینے کی فکر مین بیٹھا تھا امیر باتوقیر کو پکڑواکے کیا کرتا علمشاہ فلک پناہ نے کہا کہ ای لندھور بن
سعدان مین ہرگز نہ مانونگا جلدی امیر باتوقیر کو پیدا کرو لندھور نے قسم کھائی اور کہا ای علمشاہ تمہین اپنے
دل مین انصاف کرو کہ بھلا مجھ سے حمزۂ صاحبقران زمان کی جناب مین ایسی بے ادبی ہوگی تھا یا کدھر
خیال ہی علمشاہ ہرگز نہین مانتے لندھور کی قسم کا بھی اعتبار نہین کرتے ہین بگڑتے ہین اور غصہ کرتے ہین
لندھور قسم پر قسم کھا کھا کر عذر کر رہا ہی سب سردار اور بدیع الزمان بھی کہتے ہین کہ آپ کا خیال غلطی پر
ہی یہان امیر کو کوئی پکڑا کر نہین لایا ہی علمشاہ کو یقین نہین آتا ہرگز کسی کا کہنا نہین مانتے آخرکار لندھور
کو لوگ سامنے سے علمشاہ کے الگ لے گئے کہ ایسا نہو علمشاہ اسوقت غصہ مین بھرے ہوے ہین لندھور
کو تلوار مارین سب سردار ہاتھ جوڑ جوڑ کر عذر و انکسار کر رہے ہین بدیع الزمان اور کرب واسد دیا ہم
سمجھا رہے ہین اور علمشاہ مثل شیر غضبناک بھرے ہوے کھڑے ہین

وہ دستکے داستان حیرت نشان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا بھر کے لالہ رنگ	اگر زندگی ہندون کو ہو بھرنگ	نہ سیری مری ہو کی انجام سے	وہ می دے ساقیا جس سے آرام سے

لشکر کفار کے نعرہ کیا نعرہ لندھور بریزید بارہ سے دریا آگر تم تا بہ ہندستان دو اگر تا م فیدانی منم لندھور بن سعدان و نعرہ
کرتے ہی تلوار کھینچکر لشکر کفار پر آ پڑے کہا باش ای نابکارو ابن بیچا ابھی صفائی کیے دیتا ہون بس تلوار چلنے لگی
دم بھر مین لشکر کفار کو درہم و برہم کر دیا کشتون کے پشتے لگا دیے خون کے دریا بہا دیے در قلعہ پر پہونچے دیکھ
دروازہ بند ہی اب گھبراے کہ کیا کیا جاہیے غصہ مین آکر پھاٹک قلعہ کا توڑ کے پھینکدیا دندانہ قلعہ کے اندر داخل
ہوے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے ہوے قلعہ مین آئے امیر کے پاس پہونچ گئے دیکھا صاحبقران مسلسل بہ زیور آہن
زیر تیغ جلاد بیٹھے ہین خواجہ نے امیر سے کہا ای حمزہ قید توڑ کے کفار کو مارو لندھور بھی آگیا ہی کفار سے تلوار چل رہی
ہی امیر بانوقر نے کہا کہ نہین اب مجھکو قتل ہوجانے دو جینا مجھکو منظور نہین دل زیست سے بہت سیر ہو چکا عمرو
نے کہا امیر خدا کا واسطہ میرا کہا مانو قید توڑ و نہین تو مفت سرداران نامدار تمھارے قتل ہونگے اب سردار
آنے لگے ہین امیر نے کہا مین ہرگز قید نہین توڑونگا مجھکو قتل ہونا منظور ہی اس وقت تو مجھ سے نہ بول ہان
سے چلا جا جو مجھ سے نہین دیکھا جاتا ورنہ مین تجھکو بھی گرفتار کرا دونگا اسوقت بختیارک نے یہ کیفیت دیکھی
ہنسکر صلوات پڑھی یعنی صلواۃ بر محمد لعنت بر زرہ ہشت شاہ باختری لقاسے بے بقا نے کہا یہ تو نے کیا سبق
پڑھا بختیارک نے کہا یا خداوند تمہین معلوم نہین آپ ہی آپ کیا بکتا ہون لقا نے پھر طہماس آہن خوار کو اشارہ
کیا کہ یہ سرداران اہل بہشت سے جدا ہلوان زبردست تمھا لقا نے کہا کہ تو دیکھ رہا ہی اور لندھور قتل عام
کر رہا ہی خونریزی ہو رہی ہی طہماس آہن خوار بحکم لقا سے نابکار مقابلے کو لندھور کے آیا لندھور نے للکارا
ارباش او بیچا طہماس آہن خوار نے تلوار ماری لندھور نے خالی دی وہ تلوار طہماس کی مرکب
لندھور پر پڑی مرکب گرا لندھور کودکے الگ جا ہوا مرکب لندھور کا مرگیا طہماس آہن خوار نے
دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا لندھور کے روکتے ہی روکتے سر پر پڑا خود کاٹ کے کاسہ سر سے تا دو ابرو اتر گیا
لندھور نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا چادر خون کی منھ پر آئی لندھور مثل شیر جھوم کر گرا دونون ہاتھون
سے سر پکڑ لیا خواجہ عمرو نے پھر جھڑکا امیر سے کہا ای حمزہ از بہر خدا قید آہن کو توڑیے لندھور زخمی ہوکر
گر چکا بڑا غضب ہو جائیگا امیر نے کہا خوب ہوا کہ لندھور زخمی ہوا مین ہرگز قید نہ توڑونگا تو سہی
دفع ہو ہٹ جا میرے سامنے سے نہین تو تجھکو بھی مین گرفتار کرا دونگا عمرو پھر چپ ہو رہا ادھر کا حال سنیے
کہ جس وقت لندھور نے نعرہ کیا تھا اسی وقت نعرہ لندھور سنتے ہی علمشاہ فلک جاہ تیغہ کپتیان تولے ہوے
گھوڑے پر سوار ہو کر مثل ہوا کے در قلعہ پر آئے اور سب سرداران وست راستی اور دست چپ بھی آگے پیچھے
تلوارین لیے ہوے گھوڑے اٹھائے ہوے قلعہ سابل کی طرف چلے آتے ہین جس وقت علمشاہ عالیجاہ
قلعہ کے اندر داخل ہوے وہین سے نعرہ کو شادکیا منم رستم پیلتن و پیلکن کشندہ دویل ہندی و کشندہ
کپتیان فرنگی شہزادہ علمشاہ رومی بشہ فیل زور * کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور * باش ای نابکاران بیچا مین
آپہونچا یہ کہکر تیغہ کپتیان فرنگی کو کھینچا اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا کہ زمرد شاہ باختری نے ابوسعید آہن خوار
کی طرف اشارہ کیا وہ تلوار کھینچکر علمشاہ کی طرف جھپٹا علمشاہ نے للکارا کہ ٹھہر او نابکار مین تیرا کام تمام
کرتا ہون ابوسعید نے جھپٹ کر تلوار ماری علمشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار ابوسعید کی سپر پر پڑی سپر
کو کاٹا خود سر کو چاک کیا کاسہ سر سے گذرتی ہوئی تا دو ابرو پہونچی علمشاہ نے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر
نکل گئی علمشاہ نوجوان کی جرأت کو دیکھنا چاہیے اللہ اکبر کیا جری و بہادر تھے کہ زخم سرکاری کھاکو فورا

بڑھ کے ابو سعید آہن خوار کو زین فرس سے اٹھا لیا اور سر سے اونچا کر کے فرمایا کہ او کافر ماردون زمین پر
کرہڈیان پسلیان چورا چورا کر دون اصل جہنم ہو جلد بتا کہ وحدانیت پروردگار مین کیا کہتا ہی اگر تو بصدق دل مسلمان
ہو اور کلمہ طیبہ پڑھے اور خدا کو وحدہ لاشریک جانے تو ابھی امان دون اور جان بخشی تیری کردون ابو سعید
فوراً بصدق دل مسلمان ہوا کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا علمشاہ عالیشان نے اُسی طرح ابو سعید کو گھوڑے
پر بٹھا دیا ادھر زخم سر مین جو لگی اور چادر خون کی منہ پر آئی بیقرار ہو گئے گھوڑے سے اُتر کے جھومنے
لگے جو کافر قریب آتا تھا تلوار مارتے تھے ابو سعید علمشاہ کی طرف سے لڑنے لگا عمرو نے امیر سے کہا ای حمزہ
اب تو علمشاہ بھی زخمی ہوے اور خون مین نہائے ہوے جھوم رہے ہین اور آپ قید نہین توڑتے از برای
خدا جلد قید توڑ کے کفار کو قتل کیجیے نہین تو آج سب سردار مارے جائینگے امیر نے کہا مین قید نہ توڑونگا آج
مین اپنی جان دونگا تو نہین مانتا یہان سے چلا جا ورنہ مین تجھکو گرفتار کرا دونگا یہ کہکے کہا ارے یارو یہ عمرو
کھڑا ہی پکڑ نہین لیتے ہو لوگ دوڑے مگر عمرو کو کسی نے نہ پایا امیر نے کہا یہ عمرو کھڑا ہی تم کو نہین دکھائی دیتا مین دیکھ
رہا ہون جلد اسکو پکڑ کر قتل کرو سب لوگ عمرو پر ٹوٹ پڑے عمرو نے بھی تیغ برق مثال کھینچا اُس سے تلوار چلنے
لگی یکایک نعرہ بدیع الزمان کا ہوا نعرۂ بدیع الزمان منم فخر سہراب و رستم وقار ٭ بدیع الزمان صفدر نامدار ٭
اور وہین سے تلوار کھینچ کے کفار کو قتل کرنا شروع کیا فرمان عجمی گھوڑا بڑھا کر سامنے بدیع الزمان کے آیا اور
آتے ہی تلوار ماری بدیع الزمان کے سر پر پڑی کاسہ سر شگافتہ ہوا از سرتا پا خون مین نہا گئے حال دگرگون ہوا
سر تھام کر جھومنے لگے کہ نعرہ شہزادہ ملک قاسم نوجوان کا ہوا نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری ٭
شہسوار لال پوش خاوری ٭ صاحب اقبال و جاہ و حشم ٭ صفدر نام قاسم عالی ہمم ٭ وہین سے تلوار
کھینچی کفار کو مارنے لگے جسکو ہاتھ تلوار کا مارا وہ دو ٹکڑے ہو کر گرا خضران فیل گردن تلوار کھینچکر جھپٹا قاسم
نے للکارا کہ باش او نامرد خضران فیل گردن نے بڑھکر تلوار ماری قاسم نے سپر پر روکی تلوار نے سپر
کو کاٹ کر سر کو زخمی کیا قاسم بھی زخمی ہو کر شہزادہ بدیع الزمان کے مانند جھومنے لگے شہزادہ قاسم کے بعد
مالک اژدر کا نعرہ ہوا نعرۂ مالک اژدر منم مالک اژدر پہلوان ٭ بہنگام پیکار شیر ژیان ٭ اب مالک
اژدر بھی تلوار پکڑ کے لڑنے مین مشغول ہوے کہ بہمن ترک کوہستانی سامنے سے تلوار کھینچے ہوے دوڑا
مالک اژدر نے بھی وہین سے ڈانٹا کہ او نابکار خبردار کہان آتا ہی ہوشیار رہ بہمن ترک کوہستانی
نے آتے ہی تلوار کا وار کیا مالک اژدر نے بھی ساتھ ہی تلوار کا ہاتھ مارا ادھر تلوار کھا کر مالک اژدر
زخمی ہوے اور ادھر بہمن ترک کوہستانی گھائل ہو کر زمین پر گرا مالک اژدر بھی زخمدار ہو کر
گھوڑے پر جھومنے لگے اب نعرہ کرب غازی کا ہوا نعرۂ کرب کرب شہسوار میل نامدار ٭ نظر کردۂ
شیر پروردگار ٭ تلوار میان سے کھینچکر لشکر کفار پر جا پڑے ایک ایک وار مین دو دو کو چورنگ کیا
جسکو ہاتھ تلوار کا مارا وہ گھائل ہو کر سنبھل نہ سکا ساری فوج مین تلاطم ڈال دیا مگر یہ بھی زخمدار ہوے
اُسی حالت زخمداری مین ہاتھ تلوار کا چلا جاتا ہی کہ نعرۂ اسد شیر دل کی آواز آئی نعرہ اسد اسد شہسوارم
کہ در روز جنگ ٭ بہ رزم دل شیر و چرم پلنگ ٭ تلوار علم کر کے لشکر کفار پر جھپٹے اور لڑنے لگے مگر زخمی ہوے
لیکن کارزار مین کمی نہین تلوار پر تلوار مار رہے ہین کہ شاہزادہ ہاشم تیغ زن کا نعرہ ہوا نعرہ ہاشم منم
صفدر و غازی و صف شکن ٭ شجاع و جری ہاشم تیغ زن ٭ اور تمام لشکر کفار کو للکارا باش او نابکاران

پیچا یہ کھینک تلوار بڑھ کے قتل و تیغ کرنے لگے اب تو برابر سردار پر سردار دو دو چار چار ملکر گھوڑے سے دوڑاتے ہوئے آپہونچے
اور لشکر بھی آگیا انبوہ کثیر ہوا تلوار چلنے لگی امیر باتوقیر دیکھ رہے ہیں کرتا گاو بادشاہ سعد بن قباد ملک نژاد لشکر
لیے ہوئے آتے اور پہلوان و دلاور نعرے کرتے ہوئے تلواریں لیکر مصروف پیکار ہوئے حمزۂ صاحبقران ہر ایک
سردار کی جانبازی اور دست درازی دیکھ رہے ہیں اور زخموں کو بھی ملاحظہ کر رہے ہیں کہ کیسے شیر دل و دریا دلیش
ملک نامی و نامور زخم کھا کھا کے جھوم رہے ہیں خون میں نہاے ہوے جا بجا پڑے ہیں مگر امیر باتوقیر قید نہیں توڑ سکتے
عمرو آ کے ہر بار ہاتھ جوڑ جوڑ کر کہتا ہے اے امیر خدا کا واسطہ قید توڑ دو نعرہ کرو لڑائی فتح ہو ورنہ سب سردار یونہیں گھائل
ہو کے سربازی کرکے مارے جاینگے امیر یہی فرماتے ہیں ارے یار دیکھ غضب ہے عمرو کو مار نہیں سکتے عمرو کا یہ حال ہے
کہ جب کفار برابر آجاتے ہیں جھپٹ جھپٹ کر تیغ کا ہاتھ مارتا ہے اپنے کو بچاتا ہے مگر عمرو بھی زخمی ہو چکا ہے ادھر حالت زخمداری
میں لندھور کا حال بہت متغیر ہوا خاک و خون میں تڑپنے لگا غرضکہ تڑپ تڑپ کر لندھور نے اپنے تئیں امیر باتوقیر
تک پہونچایا سر شگافتہ خون آلودہ قدموں پر امیر باتوقیر کے ڈالدیا امیر نے پانوں اپنا لندھور کے سر کے نیچے سے ہٹا لیا
لندھور کبھی بیہوش ہو جاتا ہے کبھی ہوش میں آتا ہے ادھر سرداروں سے جدا تلوار چل رہی ہے کفار قتل ہو رہے ہیں سردار
بھی امیر کے زخمی ہو رہے ہیں اب جو لندھور کو ہوش آیا تڑپ کر قدم پر صاحبقران کے جا پڑا رنگ رو متغیر ہو گیا آنکھیں
پتھرا گئیں زخمی کو پیاس بھی زیادہ ہوتی ہے زبان خشک منھ سے نکال کر پانی کا اشارہ کیا اس وقت وہاں پانی کہاں تھا
زبان خشک ہونٹھوں پر پھیر کر رہ گیا مگر اسی حالت اضطرار میں ہاتھ جوڑ کر امیر باتوقیر سے عرض کیا کہ اے تاج بخش
سلاطین و اے پرورندۂ عاجز و مسکین اے عیسی دوران مسیحاے زمان حمزۂ صاحبقران اب وقت آخری ہنگام
احتضار ہے عفو خطا کیجیے گناہ بخش دیجیے کوئی دم کا مہمان ہوں جان کھنچ کے ہونٹھوں پر آئی ہے ملک الموت کا سامنا
ہو جاتا ہے کہ منزل عدم سبک ہو جاے یہ وقت غلام نوازی کا ہے حق وفاداری مجھ سے ادا نہ ہو سکا خطا معاف
کیجیے یہ غلام اب حضور پر سے تصدق ہوتا ہے شعر یہ خانہ زاد قدیم اب تمام ہوتا ہے ۔ قدم پہ آج فدا یہ غلام ہوتا ہے
یہ کہکے لندھور کراہا آنکھیں بند کرلیں چہرہ اور زیادہ متغیر ہوا امیر باتوقیر نے یہ سب باتیں عجز و انکسار کی سنکر لندھور
بن سعدان پر جو نظر کی دریاے محبت نے جوش مارا آنسو ٹپک پڑے مگر وہ قطرۂ گوہر آبدار رخسارۂ لندھور
پر گرے لندھور بن سعدان نے غش سے پھر آنکھیں کھولدیں اور چہرۂ نورانی امیر باتوقیر کو بغور دیکھا بس ایسے
بیتاب ہو گئے ایک چیخ مار کر چاہا گلے سے لپٹا لیں مگر ہاتھوں میں ہتھکڑیاں نہیں مجبور ہوئے لندھور نے پھر
چشم نیم وا سے رخ صاحبقران زمان دیکھا امیر نے بیقرار ہو کر ہتھکڑیوں کو جھٹکا مارا ہتھکڑیاں ٹوٹ گئیں حمزۂ
صاحبقران زمان لندھور بن سعدان کا سر بہ شفقت و محبت سینے سے لگا کر کہنے لگے ہاے میرے یار وفادار
اے میرے جانباز سردار امیر کو چھوڑ کر ابھی ملک عدم کو راہی نہ ہونا افسوس صد ہزار افسوس یہ کیا گردش
چرخ کجرفتار ہے کہ تجھکو اس حال زار میں اور عالم بیکسی میں دیکھا امیر باتوقیر یہ کہتے جاتے ہیں اور اشک حسرت
چشم شوق سے بہاتے ہیں کہ عمرو نے بڑھ کے کہا اے امیر اب قید توڑیے سب سرداران نامی زخمی ہو چکے ہیں
مگر بداسد و ہاشم تیغزن وغیرہ لڑ رہے ہیں اب ایسا ہو کہ کوئی بیچارا تلوار مارے آپ بھی زخمی ہو جیے اور اس
مجروح یعنی لندھور کا ابھی کام تمام ہو جاے عمرو ابھی یہ کہ رہا تھا کہ دو نابکار آمادۂ قتل امیر باتوقیر تلواریں
تولے ہوئے دوڑے امیر کو غصہ آگیا فوراً قید توڑ کر پھینکدی اور لندھور کا سر زمین پر رکھدیا اور جھپٹ کر
دونوں نابکاروں کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کے اٹھا لیا اور دونوں کے سر ٹکرا کے زمین پر مارا کہ استخوان

اُنکے جو راہو کر پیوند خاک دونون بد مذہب ہوئے عمرو نے دوڑ کر تلوار امیر کو دی امیر لڑنے لگے اُسکو مارا اور اُسسے
قتل کیا اور کسی کو اُٹھا کے اچھال دیا تلوار سے چورنگ کیا کسی نامرد کو چیر کر پھینک دیا ایک تلاطم عظیم محشر تازہ برپا
تھا کشتون کے ڈھیر ہو رہے تھے سر خاک پر لوٹتے پھرتے تھے اُدھر کرب غازی بصد جانبازی اور اسد شیردل
بصد جرأت وہمت اور ہاشم تیغزن مارتے مارتے کفار کو قتل کرتے کرتے قریب قیطولون کے پہونچے بختیارک
نے لقاسے کہا یا خداوند اب امیر نے بھی قید توڑ ڈالی شمشیرزنی کر رہے ہین ہزارہا آج کشتہ ہوئے میری یہ راے
اکسیر اعظم ہوگی جلد طبل امان بجوایئے سرداران امیر قریب قیطولون کے آپہونچے آج سبائل کا خاتمہ ہو جائیگا
خداپرست بڑے سخت جان ہین یہ کبھی مرتے نہین زخمی تو سب ہین مگر قیامت برپا کر رہے ہین آج تخت خداوندی کا
دم بھر مین خداپرست سب تس نحس کر دینگے آپ خود دریچون سے ملاحظہ کر لیجیے لقاے بے بقانے خود
دریچہ ہاے گنبد گیتی نما سے دیکھا تو معرکہ حشر نظر آیا جی چھوٹ گئے گھبرا گیا طبل امان بجنے کا حکم دیا فوراً طبل
امان بجنے لگا سرداران لشکر اسلام جابجا لڑنے سے رُک گئے امیر باتوقیر جلدی سے لندھور کے پاس آئے
پکڑ کے لندھور کو خاک سے اُٹھایا بادشاہ اسلام نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے کہا کہ جلد ہمارے لشکر کے
سردارون کی لاشین اُٹھواؤ زخمیون کو بیشہ فیض رسان پر لشکرگاہ مین بھیجو عمرو لاشین اُٹھوانے
مین معروف ہوئے علمشاہ و بدیع الزمان و ہاشم و قاسم وغیرہ کو گھوڑون پر سوار کر کے اور لوگ ہمراہ
کیے اور لشکرگاہ مین پہونچایا بدیع الزمان اور علمشاہ ابوسعید آہن خوار کو بھی ساتھ لے آئے بادشاہ
اسلام اور امیر باتوقیر مع لندھور سب کو ہمراہ لے کر طرف بارگاہ سلیمانی کے آئے امیر باتوقیر نے اپنے سامنے
لندھور و علمشاہ و بدیع الزمان وغیرہ کے زخمون مین ٹانکے دلوائے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے سب کے
زخمون پر پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھائین اور علاج معالجہ سب کا جلدی جلدی کیا لندھور نے دربار عام مین
کھڑے ہو کر دست بستہ امیر سے تقصیر معاف کرائی صاحبقران زمان نے لندھور و علمشاہ وغیرہ کو خلعت
فاخرہ سے سرفراز کیا اور بدستور قدیم اپنے اپنے مقام پر تمام سرداران دست راست اور سرداران دست چپ
کو جگہ بیٹھنے کی دی سب سردار مجرا کر کے اپنے اپنے دنگل پر متمکن ہوئے جشن تازہ برپا ہوا اُدھر لقاے
بے بقانے بختیارک کو حکم دیا کہ سردارون کی لاشین اُٹھوا کر بہشتون مین ڈالدو ابھی نور وزہ کو پھر زندہ ہو جائینگے
فوراً بختیارک نے سردارون کی لاشین اُٹھوا کر بحکم لقا بہشت مین ڈلوادین زخمیون کے ٹانکے دلوائے
پٹیان مرہم کی چڑھائی گئین آراستگی قلعہ وغیرہ کی گئی لقاے بے بقانے دربار مین شغل
شراب خواری کرنا شروع کیا

دوسرے کلے داستان زینت نشان کوچ کرنا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا مع لشکر ظفر پیکر بیشہ فیض رسان سے طرف ملک سبائل کے

بلا ساقیا بادۂ خوشگوار
کہ ساماں ہے کوچ کا روبکار
دو رندون کی دھوم اور نشہ کا جوش
وہ شیشون کے قلقل کا پیہم خروش
دکھا مجھکو میخانہ آراستہ
کہ جام و سبو سب ہون پیراستہ
دکھا جلوہ چہرۂ آفتاب
لگا دے مرے منہ سے جام شراب
رقم کر وہ رنگین فسانہ سحر
کہ جلسہ کا ہو رشک خون جگر

مخمسہ

ہاتھ میرا کسطرح قاتل کا دامن چھوڑدے
کسطرح سر کے لئے پاے تیغ افگن چھوڑدے
دوست سے ناصح عبث کیون کل تن چھوڑدے
خنجر سفاک کو کیا میری گردن چھوڑدے
جو کہ ہو آہن ربا کسطرح آہن چھوڑدے

مدتوں سے کشمکش میں ہوں کہ اب تو خدا	اپنے قیدی پر توجہ کی نظر کر تو ذرا	طائر روح اپنی قفس سے جلد چھٹ جائے مرا
دام سے تن کے درون سے جان ہو جائے رہا	اور کہے بسمل کو جواب اے صید افگن چھوڑ دے	
وحشت ہو جلد سب گلشن جائے بیت الحزن	بھول جائے ہم صفیروں کی اپنی سب انجمن	خار ہو جائیں نظروں میں یاسمن کیا نسترن
ہاتھ میں اس گل کے گر دیکھے چھری مرغ چمن	ہر نفس اے باغبان شاخ نشیمن چھوڑ دے	

بیت عبارت نویسان سوداوی رقم میکنند این بہ ایجاد تو جمع کنندگان منازل معرکہ آرائی بعد کردہ فرد طی کنند جہان مراحل آرائش وزیبائے لشکر ظفر پیکر اس داستان شوکت بیان کو یوں ذکر قلم تیز رقم یوں رقم کرتے ہیں کہ بعد معرکہ آرائی و جنگ وجدل لقائے بے بقا نے باہر ملک سبائل کے یعنی ناکے پر اسکو کوہ دو شاخہ کہتے ہیں ایک گنبد عالیشان سر بفلک آسمان خوشنما وزرین نہایت عمدہ تعمیر کرایا اکثر وہان آکے مع اپنے سرداروں وغیرہ کے لقائے بے بقا بیٹھا کرتا تھا اور سیر و تماشا دیکھتا تھا ایکدفعہ ہرکاروں نے خبر دی کہ آج لشکر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا جیشہ خیفر سان سے کوچ ہوا طرف ملک سبائل کے آتا ہے اور کوہ دو شاخہ پر اتریگا یہیں مقام ہوگا زمرد شاہ باختری لقائے بے بقا واسطے سیر دیکھنے لشکر اسلام اور سرداران عالی مقام وغیرہ کے اسی گنبد عالی شان پر مع سرداروں وغیرہ کے آکر بیٹھا بختیارک بھی آکر حاضر دربار لقائے بد کردار ہوا ادھر کا حال سنیے کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان نے حکم دیا کہ ہم کل یہاں سے کوچ کرکے قریب ملک سبائل کوہ دو شاخہ مقام کرینگے لیکن منادی جائے اور سامان لشکر کے اترنے کا ہو صبح کو پہلوان عادی بن معدی کرب کو حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا سبائل کی طرف کوہ دو شاخہ پر لیجاؤ اور خیمے بارگاہیں وہیں استادہ کرو پہلوان عادی نے تسلیم بجا لاکر تمام خیمے اور بارگاہیں اور مال و اسباب چھکڑوں پر اشتروں پر لاد کر روانہ کیا اور بارگاہ سلیمانی شتر بختی پر بار کرا کے طرف ملک سبائل کوہ دو شاخہ پر چلا شور داپیش خیمہ بعد حشم و حاشم و چتری کھلبلی ہر سر روم و شام بعد آکے تمام سرداران و شہزادگان و شہریاران و جباران اور بادشاہ جہانجاہ یعنی سعد بن قباد اور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نیک نہاد مع لشکر ظفر پیکر بسمت کوہ دو شاخہ مرکبان پر بیٹھ کر روانہ ہوئے یہاں زمرد شاہ باختری لقائے بے بقا گنبد بلند رفعت پر بیٹھا ہے اور بختیارک بھی حاضر ہے کہ یکایک سامنے سے گرد اڑی دیکھا کہ سواران نیزہ دار چھکڑے اونٹ گھوڑے ٹٹو وغیرہ کہ جنپر خیمے بارگاہیں ہیں سرداران و لشکریان وغیرہ کے اپنے ہمراہ لیے ہوئے آتے ہیں اور پیچھے انکے کئی ہزار سوار مسلح و مکمل ساتھ ساتھ عادی بن معدیکرب با جاہ و شان و شوکت نمودار ہوئے جب زیر قلعہ لقائے بے بقا پہنچے زمرد شاہ باختری نے بختیارک سے پوچھا اے شیطان درگاہ یہ کون ہے بختیارک نے عرض کیا خداوند یہ شہزادہ تنگ داحل ہے عادی بن معدیکرب نام اسکا ہے اور یہ امیر کا بھائی اور ڈیرہ وکہ فوج جو انکے ہمراہ ہے یہ بڑا شیر دلیر جری و بہادر ہے اسکا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا یہ ذکر تھا کہ دوبارہ پھر گرد اڑی دیکھا کہ نیچے لشکر کی ہے کوسوں تک سر ہی سر معلوم ہوتے ہیں اور نیزوں کی انیان مثل برق جہندہ کے چمکتی ہیں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے زمین کو جنبش ہے جب زیر قلعہ آئے دیکھا کہ کرتیت سپر گردان ساٹھ ہزار سوار سے آیا [illegible] نے پوچھا یہ کون ہے بختیارک نے کہا اسکو کرتیت سپر گردان کہتے ہیں پیچھے انکے مندویل اصفہانی پچاس ہزار سواروں سے گذر گیا لقا نے پوچھا یہ کون ہے بختیارک نے کہا اسکا نام مندویل اصفہانی ہے پھر بعد اسکے محویل جنگ عراقی پچاس ہزار سوار تیغزن سے گذرا لقا نے پوچھا یہ کون ہے بختیارک نے کہا اسکا نام محویل جنگ عراقی ہے پھر بہرام سیستانی اسی ہزار نیزہ دار سے

آیا لقانے کہا اسکا کیا نام ہی بختیارک نے کہا اسکو بہرام سیستانی کہتے ہیں بعد اسکے دیکھا کہ حردم بردی بھی
چالیس ہزار دیو نے نہنگ سیچے دریائی وغیرہ ساتھ لیے ہوئے بڑے جاہ وحشم اور دھوم دھام سے آیا دیوؤن
کی فوج دیکھکر لقا بہت متعجب ہوا بختیارک سے پوچھا ارے یہ کون ہی بختیارک نے کہا یہ حردم بردی ہی دیکھیے
تو یہ دیوانے کیا تماشا کرنے جاتے ہیں ساکنان ملک سبائل وررسته وورنگ کہ مدت سے بیرآمد لشکر اسلام کی
دیکھ رہے ہیں انکو کوئی دیوانہ جوکے ڈراتا ہی کوئی آہنگ کرچینتا ہی کوئی خالی چلا جاتا ہی عجب ہیئت کی یہ دیوؤن
کی فوج ہی یا خداوند یہ سب سردار جنکو آپ نے دیکھا ہی یہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے ابتدا سے زمانہ میں زیر
کیے تھے وہ سب کے سب مع اپنی اپنی فوج کے ہمراہ رکاب سعادت انتساب امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران
کے رہتے ہیں اور یہ سب سردار اطاعت وفرمانبرداری میں مثل غلام حلقہ بگوش کے حاضر رہتے ہیں سرداران
نامی وگرامی دست راستی ودست چپی اب آئینگے وہ قابل ملاحظہ کے ہیں کہ کیا شان وشوکت وجرأت
وہمت بھرے ہوئے ہیں یہ ذکر تھا کہ دور سے گرد اڑی گھوڑون کی ٹاپون کی صدا بلند ہوئی دیکھا کہ شہزادہ چین
وماچین یعنی بہرام گرد بن خاقان چین آیا تین لاکھ فوج جرار ایک ایک تین رودار ونمودار لقانے اسے دیکھکر
بختیارک سے پوچھا کہ یہ کون سردار ہی اور کہان کا رہنے والا ہی بختیارک نے عرض کیا یا خداوند اس کا نام
بہرام گرد ہی یہ شہزادہ چین وماچین ہی بعد اسکے مالک اژدر صفدر ونامور بصد جاہ ووقار ایک لاکھ اسی ہزار
نیزہ دار جرار ہمراہ رکاب سعادت انتساب لیے ہوئے آیا آپ عجب شان وشوکت سے لباس فاخرہ زیب
بدن پٹی زرتاش کی ایک آنکھ پر چڑھی ہوئی مسلح ومکمل مرکب صبارفتار پر سوار لقانے یہ دیکھکر بختیارک سے
دریافت کیا کہ یہ کون سا پہلوان وسردار ہی بختیارک نے کہا یا خداوند نام اسکا مالک اژدر ہی لقب اسکا غلام بھی
چار حیدر ہی لقانے پوچھا اسکی آنکھ پر کیا بندھا ہی بختیارک نے کہا یا خداوند یہ آنکھ مالک اژدر کی اژدہا چشم ہی
اس آنکھ سے جسکو دیکھ لیتا ہی وہ انسان دہل کر مر جاتا ہی اس سبب سے اس آنکھ پر پٹی زرتاش کی بندھی رہتی ہی
امیر نے خود منع کر دیا ہی کہ خبردار اس آنکھ سے کسی کو نہ دیکھنا کہ کوئی دہل کر مر جاے اور خون ناحق ہو جبکہ بچشم
دیدہ بازی ہی ناگاہ بڑی دھوم دھام سے شہزادہ ملک قاسم ذیجاہ وذوحشم کی آمد ہوئی دیکھا کہ چار سوار تیغ زن
ونیزہ دار صفدر وجرار زرق برق بنے ہوئے گھوڑے پری پیکر ساز وبراق سے آراستہ سب مسلح ومکمل ساتھ
ہیں اور مظفر بن ضیغم خون آشام غرق بدریاے آہن ہمراہ رکاب فیض انتساب ہی اور برادر حقیقی عمرو بن رستم
برابر گھوڑے ملاے ہوئے ہی اور داہنون انکے قیماس خان خاوری کس جاہ وتجمل سے انتظام فوج جرار کا کرتے
ہوئے آتے ہیں اور بارگاہ افراسیابی اشترون پر بار کی ہوئی ہمراہ ہی اور آپ بصد رعب وداب مرکب حور رفتاری
پیکر طاؤس روش صبارفتار پر سوار لباس شاہانہ جسم میں تاج شہزادگی سر پر تیغہ بلارک افراسیابی ہاتھ میں لیے
کروفر سے چلے آتے ہیں زمردشاہ باختری نے دیکھکر کہا اے بختیارک جلد بتا کہ یہ کونسا جوان عالی شان ہی
بختیارک نے ہنسکر عرض کیا کہ اس جوان فلک نشان شہزادہ عالیشان کو نہیں پہچانا آپ اتنا جلد بھول گئے
یہ فرزند فرخ نہاد داماد آپ کا زوج ملکہ گیتی افروز شہزادہ ملک قاسم فرزند علمشاہ رومی رستم زمان کا اور پوتا
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا ہی لقا سب بے نقابہ سنکر دریاے غیرت میں غوطہ زن ہوا اب دیکھا کہ شہسوار
قلندر بصد کر وفر دو لاکھ فوج ہمراہ بڑے عز وجاہ سے آیا پوچھا لقانے یہ کون ہی بختیارک نے کہا یہ بھی
بیٹے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے فرخ شہسوار قلندر ہیں بعد اسکے پھر دیکھا کہ شہزادہ ہاشم تیغ زن

جوانمرد صف شکن دو لاکھ فوج جرار ہمراہ نہایت جاہ و حشم سے آئے لقا نے کہا کہ یہ کون جوان فلک نشان عالی ہمت ہے
بختیارک نے کہا یہ بھی فرزند جگربند امیر ابو تمر حمزہ صاحبقران شہزادہ ہاشم تیغزن شوہر ملکہ حیات بانو عروس
یاقوت شاہ جبریل قدرت کا ہے کہ جسکی برات میں معرکہ عظیم ہوا تھا میں پل شادکام پر لقا نے یہ سنکے اور زیادہ
سکوت کیا کہ دیکھا ایک گرد اوڑی دیکھا کہ ایوب خان شش گزی سات گھوڑون کی گھی پر سوار کس شکل سے
کہ ایک صندوق اوجودی گھی پر رکھا ہے اسپر بہ آرام تمام لیٹا ہوا چلا آتا ہے ایک کوچبان کوچ بکس پر بیٹھا ہے
اور تین پہلوان زرہ پوش آگے کے ان گھوڑون پر سوار ہیں جو گھی میں جتے ہیں اور جا کر آگے آگے گھی کے دوڑتے
ہوئے صدائے ہیبت جانے والا دیتے ہوئے چلے آتے ہیں اور گرد گھی کے چالیس ہزار فوج جرار ہے زمرد شاہ باختری
نے پوچھا اے بختیارک سب کچھ تو دیکھا مگر یہ بتا کہ اس گھی پر سنے فن کا پہلوان ہے اس سردار کا کیا نام ہے بختیارک
نے عرض کیا یا خداوند ابھی آپ نے دنیا کا کیا دیکھا ہے اب ملاحظہ فرمایئے اس سردار نامی و نامدار کا نام ایوب خان
شش گزی ہے یہ بروقت پیکار اسی صندوق سے جست کرکے اوڑتا ہے اور حریف کو مارتا ہے گویا اسکے پر سلگے
ہیں کہ مثل شہباز کے دشمن کو شکار کرتا ہے زمرد شاہ باختری مسکرایا اتفاقاً اسوقت لقا شراب پی رہا تھا جام
بادۂ ناب ہاتھ میں اس بدمست کے تھا تھوڑی سی شراب اس جام کی پی کر باقی جھوٹی شراب ایوب خان
شش گزی پر پھینکدی بدذات نے شرارت اپنی دکھائی فوراً ایوب خان شش گزی نے اس صندوق
میں سے بصورت مرغ شکاری اوڑ کے ایک لات زمرد شاہ باختری کو ماری وہ لات اسکے ہونٹون پر پڑی دو
دانت آگے کے ٹوٹ کر لقا کے حلق میں جا رہے منہ سے لقائے بے بقا کے خون بہنے لگا کوندا ہو گیا
ایوب خان شش گزی فوراً لات مار کے پھر اپنے صندوق میں آ کر اسی طرح لیٹ رہا بختیارک نے کہا دیکھا آپ نے
امتحان کرکے یہ کیا ہوا خداوند کے منہ میں کرکری ہو گئی دانت ٹوٹ گئے خون تو منہ سے بہ نکلے لقا نے کہا مجھے
بھی تقدیر کی نہی تو نہیں جانتا یہ بندہ و ہمارا بڑا بے ادب ہے کہ اپنے خداوند سے ایسی بیہودہ گستاخی کی میں
رحم دل ہوں نہیں تو اسوقت اسپر غضب نازل کرون بروز معرکہ اسکو سزائے سخت دی جائیگی اس بے ادبی
کا بدلہ لیا جائیگا اب جو دیکھا تو جمہور جہان سوز طوس تبرزن بہادر اور ثریا سے زنگی شہزادۂ زنگبار اور
طویل زنگی آئے تیس تیس ہزار سوار جرار نامدار انکے ساتھ ہیں لقا نے پوچھا یہ کون سے سردار ہیں بختیارک نے
کہا یہ شہزادۂ زنگبار ہیں جو سب کے آگے ہے اسکا نام جہانسوز تبرزن بہادر ہے اور جو بیچ میں ہے اسکا نام نامی
ثریا سے زنگی ہے اور جو سردار پیچھے ہے اسکا نام طویل زنگی ہے اتنے میں پھر گرد اوڑی دیکھا شہزادہ دوران رستم زمان
علمشاہ نوجوان سات لاکھ فوج جرار و نمودار و نامدار کی جمعیت ہمراہ لیے ہوئے بڑی دھوم دھام کر و فر سے
آئے اور الاگرد فرنگی اور مالاگرد فرنگی خادمانہ ساتھ ہیں اور آپ سلاح جنگ سے آراستہ زرہ خود و بکتر چار آئینہ پہنے
تاج شہریاری سر پر تیغ کیقبان فرنگی ہاتھ میں لقا نے پوچھا یہ کون جوان رعنا ہے بختیارک نے کہا خداوند یہ مرد
اولوالعزم جگر گوشہ امیر ابو تمر حمزہ صاحبقران رستم زمان ہے علمشاہ نوجوان نام اسکا ہے اور رستم پیلتن و پیلکن
کشندۂ دویل ہندی و کشندۂ کیقبان فرنگی بھی کہتے ہیں یہ مذکور تھا کہ دیکھا شہزادہ ہندوستان دارائے ہند
لندھور بن سعدان جانشین زمرد کاف ثانی سلیمان امیر ابو تمر حمزہ صاحبقران زمان کا آیا ہمراہ اسکے نو لاکھ
فوج نیزہ دار کماندار تیغزن تبرزن ایک ایک صفدر و صف شکن ہے اور آپ فیل میمون مبارک پر سوار مسلح و
مکمل تیغ شرر افشان رکاب میں گرز گاو سر ایسا ہے پر گر گراتا ہوا لقائے بے بقا نے دیکھکر پوچھا یہ کون سا سردار ہے

بختیارک نے عرض کیا یا خداوند آپ نے اسکو نہین پہچانا یہ شہزادہ ہندوستان داماد شاہ ہند لندھور بن سعدان کُرد جانشین حمزہ صاحبقران دست راستی اول درجہ کا ہے جو ایلچی گری کرکے نامہ امیر باتوقیر لیکر دربار خداوندی مین آیا تھا لقا یہ سنکر چپ ہو رہا بعد اُسکے شہزادہ بدیع الزمان نورچکیدہ صاحبقران زمان مع اپنے رفقائے سنجانی کے آئے اور سات لاکھ فوج ظفر موج غرق سلاح جنگ مرکبان کمیت و سرنگ پر سوار بڑے جاہ و حشم سے آئی بارگاہ طہمورث کا اشتر دن بردار آپ مرکب پری پیکر فلک سیر پر سوار اسلحۂ زرق برق سے آراستہ تیغ طہمورث دیوبند توسلے ہوئے چہرۂ بیمثال مانند ماہتاب جلالت صورت آفتاب عالمتاب لقائے بے بقا نے دیکھکر کہا یہ سردار نوجوان خوش جمال کس خاندان سے ہے اور کیا اسکا نام ہے بختیارک نے جواب دیا یا خداوند آتنا جلد آپ بھول گئے اس جوان عالیشان کو بھی نہ پہچانا یہ راحت قلب و جگر روح و جان حمزہ صاحبقران شہزادہ بدیع الزمان ہے یہ دوسرا داماد ملک ثرا و شوہر ملکہ جہان افروز نورچکیدۂ قدرت کا ہے زمرد شاہ باختری نے کہا مین اپنے کس کس بندے کو پہچانون ایک دو چار ہون تو نگاہ قدرت مین رہین ہی شیطان درگاہ مین بجلا توہی منصفی سے بتا کہ اسقدر بندونکو کیونکر پہچان سکتا ہون جو اسوقت سامنے آئے انکو دیکھ لیا پھر سہو ہو گیا بختیارک نے کہا یا خداوند آپ بہت سچ اور صحیح و درست فرماتے ہین بعد اُسکے کرب غازی شیر حجازی صفدر وصف شکن قہر سہراب تریمان فوج قزاقان ہمراہ لیے ہوئے مسلح و مکمل فرس طاؤس صورت پر سوار زیر قلعہ لقا جو آئے لقا نے دیکھکر کہا یہ کون سا سردار جوان فلک نشان ہے بختیارک نے کہا یہ داماد امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا ہے کرب غازی اسکا نام ہے اب جو دیکھا تو اسد شیر دل بصد جاہ و تجمل مسلح و مکمل مرکب باد پیما پر سوار ہمراہ اسی ہزار فوج جرار بصد شوکت و شان آئے لقا نے دیکھکر کہا یہ طفل کمسن کون ہے بختیارک نے عرض کیا کہ یہ شہزادہ اسد شیر دل بن کرب غازی نواسا حمزہ صاحبقران زمان کا ہے اور داماد یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کا شوہر ملکہ مہر افروز ہے اب اُسکے بعد حاکمان ور بند اپنی اپنی فوج کے ساتھ مثل سیر خار ماکن کے آئے ہین اور لقا بختیارک سے ایک ایک کا نام پوچھتا ہے کبھی تاسف

کرتا ہے کبھی منغص ہوتا ہے لطم	شنیں یا آتی ابا شتان ناظرین	کرسکتے ہین بیان آسمان و زمین	سواری صاحبقران زمان
رقم کرتا ہے خامہ رو زبان	صفائی دو رستے کی ہوتی ہوئی	ادھین پانی سے دھی کو دھوتی ہوئی	شرک آگے تھے چھڑکتے ہوے
وہ گلدستہ گل چھلکتے ہوے	سواروں کی آگے گلیں و کرٹیان	مسن نہین کوئی کوئی نوجوان	وہ غول ایلجہ عیار طرار کے
کروم ہند مے جھلسے کنار کے	پس و پیش لشکر کے وہ وا ایچ دل	تماشا کنان تھا فلک بر محل	تقیبون کی وہ مثل بلبل پکار
چلو باغبانون کہ آئی بہار	عجب شان و درستے سواری چلی	ہراک سمجھا باد بہاری چلی	الغرض بعد گذر جانے فوج

بہا۔ و سرداران نامدار و بیلقان عالیوقار و فرزندان فلک اقتدار اب جو زمرد شاہ باختری لقائے بے بقا و بختیارک بیجیا وغیرہ نے دیکھا کہ سواری مثل باد بہاری زلزلہ قاف تا قاف سلیمان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کی بڑے اہتمام و انتظام اور شان و شوکت سے مع بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد فلک نہاد آتی ہے خاکروبان سرگرم آگے آگے صفائی سڑک کی کرتے آتے ہین سقے دریا دل سے آبپاشی مین مصروف ہین ملازمان شاہی گلدستے گلہائے خوشبودار کے صد ہا ہاتھون مین لیے ہین تخلخے برابر عنبرو سارا کے ہزارہا سلگ رہے ہین کوسون تک دشت مہک رہا ہے اور نیزہ داروں کی قطار کرسنانیں جنکی مثل برق چشندہ تڑپ رہی ہین نیزون کی بھیڑ گھوڑے اُنکے ترکی و تازی کمیت و سرنگ ابلق بلبل و سنار آنبر صدہے فوج بیشمار ہمراہ رکاب سعادت انتساب غول کے غول دل کے دل ایک طرف مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ایک لاکھ اسی ہزار عیار طرار ع سر

ومشتری قران ہمراہ لیے ہوے رو مین چلے آتے ہین سواری امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان اور بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد
کی آگے آگے دو علم ظفر شیم نشان فتحمندی جیسے سراسر جو پیدا ہے اور صدا بہ آواز بلند و خوش الحانی شبکہاے منشور لامع النور
سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی پیدا ہے کیونکہ یہ علمہاے خوشنما جنکے پنجے مثل پنجۂ خورشید تابان و درخشان ہین ان علمون
کو حکیم خواجہ بزرجمہر نے اپنی صنعت و حکمت سے تیار کیا تھا وہ علمہاے بلند نشان کہ پھریرے جنکے رشک کہکشان
نقیبان خوش الحان یہ صدائین لگاتے چلے آتے ہین شعر آداب و قاعدے سے ذرا بڑھ چلو بڑھ آسے نہ اڑ سکے گرد گل
نو بہار پہ ۔ دیگر تھم کر ہر اک قدم پہ نسیم سحر چلے ۔ کہدو صبا جھکاے ہوے اپنا سر چلے ۔ کوئی نقیب نگہ رو برو کی صدا
دیتا ہے کوئی نقیب ترقی جاہ و اجلال حشمت و اقبال کی آواز لگاتا ہے ڈنکے پر چوب قدم قدم پر پڑتی ہوئی طبل و
دہل صداے سلامت با کرامت دیتا ہے دوست شاد و دشمن پامال کا نعرہ ہے شعر وہ شہنا نوازون کی پیاری دھنین چنچنین
گوش زہرۂ فلک پر ... نقیبون کی آوازین خاطر پسند ۔ نگہ رو برو کی صدائین بلند ۔ امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزۂ صاحبقران زمان ہمراہ رکاب بادشاہ فلک پناہ سعد بن قباد شہریار گردون اقتدار شہزادگان منزلت نشان
سواری مجری شدہ وہ اور دھوم دھام اور اہتمام و انتظام سے زیر قلعۂ لقاے بے بقا گذر کر کوہ دو شاخہ پر پہونچی
خیمے بارگاہین چوبداران خوشنمایان استادہ ہوئین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان و بادشاہ کیوان جاہ
سعد بن قباد عالیشان بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے اور تمام شہزادگان منزلت نشان و سرداران نامور
مع لشکر ظفر پیکر خیمہ ہاے زرنگار نگ مین اترے لقاے بختیارک نے عرض کیا کیون خداوند آپ نے جاہ و تجمل
حشم و خدم لشکر اسلام کا ملاحظہ کیا لقا نے کہا اے بختیارک جب ہماری فوج آئیگی تہلکۂ عظیم برپا ہوگا یہ کہہ کے
وہان سے قیطولون پر گنبد گیتی نما مین آیا دربار آراستہ ہوا لقا تخت پر متمکن تھا کہ خفران کوہی نے آکر عرض کیا
یا خداوند آج طبل جنگ بجوائیے کل لقا بدار سرخ پوش لشکر اسلام سے مقابلہ کریگا لقا نے کہا اے خفران کوہی
ابھی طبل جنگ کیونکر بجواؤن ابھی مجھکو سردارون کے آنے کا انتظار ہے جنگ کی تقدیر ہنین کی ہے ادھر امیر باتوقیر
نے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو بلایا اور فرمایا اے خواجہ جاؤ ذرا لشکر لقا کی خبر لاؤ خواجہ عمرو بموجب حکم ایستر
باتوقیر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوے اور طرف لشکر لقاے بے بقا کے روانہ ہوے جب صحرا مین پہونچے دور سے
ایک خیمہ رشک پیوستہ فلک نظر پڑا اُس صحراے سبزہ زار مین عجب تازہ بہار رنگین گل خود رو عجب کیفیت دے
رہے تھے غنچون کی چٹک پھولون کی مہک تا بہ فلک جاتی تھی بھینی بھینی بو اُس صحرا مین پھیل کر مشام دل کو
بساتی تھی جا بجا سرو کے درختون پر قمریون کا ہجوم کہین تہو کی صدا کہین نعرۂ حق سرہ کی دھوم علی العموم صداے
مرغ سحری سے وہ خندۂ کبک دری کہین فاختہ کی کوکو کی صدا کسی شاخ گل پر بلبل کی نوحہ گری غرض عجب شگفتگی
طاری جنا کار زمرد نگار تھا جو شجر میوہ دار تھا سامنے باغبان قدرت کے نگونسار تھا دشت پر بہار رشک گلشن
پستی و بلندی سے ہموار تھا کوسون سبزۂ زمرد گون آبپاشی نسیم سے نم تھا کلیان چمن کو بھی نوک خار سے غم نہ
تھا قطعہ گل بوتا اُس دشت مین بیکار تھا ۔ سبزہ رشک سبزۂ رخسار تھا ۔ نام کو بھی ہیچ جزراعت نہ تھا ۔ تھا نہ تھا ۔ سوا
خندہ کا گلزار تھا ۔ ایسے صحراے سبزہ زار مین وہ خیمہ فیض منزل صورت قصر گلشن شداد معلوم ہوتا تھا ہر گلشن مثل
شاخ گل کے شگفتہ پردۂ قنات مثل حجاب زمرد گون بوقلمون ڈوریان رگہاے گل ہفت رنگ کی بٹی ہوئی خواجہ
عمرو کیفیت صحرا و منزلت خیمہ زرنگار نگ دیکھکر بہت شگفتہ خاطر ہوے خیال مین آیا کہ اس خیمے مین چلکے دیکھیے
کہ مکین کون ہے اور کیسا خیمہ ہے ایک گوشے مین جھٹکر رنگ روغن عیاری کا نکال کر ایک گویے کی شکل

سنتے اور ایک طنبورا زنبیل سے نکال کر ہاتھ مین لیا اور خیمۂ عالی منزلت کے پردے کے آگے طنبورا
چھیڑ کر گنگنانے لگے دو چار تانین ادھر ادھر کی مارین اور چند شعر اس غزل کے لحن داؤدی مین گانے غزل

عمر رہا جبتک کہ دم مین دم رہا	دم کے جاتے کا نہایت غم رہا	سنتے ہین لیلا کا خیمہ تھا سیاہ	اسمین مجنون کا سدا ماتم رہا
جیسین رونے کی حقیقت تھی سو ہے	ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا	واہ وری دلچسپی رخسار یار	میری تبلی کا دہان تل جم رہا
میرے رونے پر جو ہنسے ہنس دیا	برق چمکی ابر باران تھم رہا	صبح گذری شام ہونے آئی میر	تو نہ چونکا اب تلک ن کم رہا

خواجہ عمرو یہ غزل بعد خوش الحانی گا رہے تھے کہ ایک کنیز نے آکر پردہ خیمۂ نورانی کا اٹھایا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ چند کنیزین
مثل سیارگان ایک آفتاب صورت مہر طلعت حور شمائل بدر کامل کے گرد کھڑی ہین خواجہ عمرو دیکھتے ہی ہزار جان سے
حسن چہرۂ زیبا پر شیفتہ و فریفتہ ہوے اُف کرکے کلیجہ پکڑ لیا شعر آنکھ سے آنکھ جبکہ چار ہوئی ۔ ایک برچھی جگر کے پار ہوئی ۔
گانا بجانا بھول گئے عیاری کیسی گرفتاری کیسی بے تحاشہ خیمۂ نورانی مین داخل ہوے ملکہ شمیمہ بنت خضران نے کہا کیا
تو عمرو ہے خواجہ عمرو نے کہا مین عمرو نہین ہون بلکہ ایک گویا ہون ملکہ نے کہا کیا نام ہے خواجہ نے کہا میرا نام کلاونت نگار رنگ
ہے ملکہ شمیمہ نے کہا ای میان رنگا رنگ بیٹھو کچھ گاؤ خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ تم اپنا حال کہو کہ اس صحرا مین تم کیون آئین اور
کون ہو ملکہ شمیمہ نے کہا مین عمرو کی تلاش مین آئی ہون میرا نام شمیمہ بنت خضران ہے خواجہ عمرو یہ سنکر ہاتھ باندھکر
کھڑے ہوگئے اور کہا ای ملکہ مین شیفتۂ جمال بیمثال کا تیرے ہوگیا نقد دل تو رونمائی مین دے چکا اب چھپانا کیا
ضرور ہے مین ہی عمرو بن امیۂ ضمری ہون یہ کہکر سر جھکا دیا اور کہا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان مجھکو
قتل کر سر کاٹ لے مجھکو اختیار ہے شعر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا ۔ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے ۔
شمیمہ دیکھکر کہنے لگی ای خواجہ عمرو مین یون نہین تجھکو قتل کرونگی تو جا کوئی عیاری کرکے آ تو میرے تیرے مقابلہ ہوگا مین بھی
تو دیکھون کہ تو کیسی عیاری کرتا ہے یہ سنکے خواجہ روانہ ہوے راہ مین جنتر قران سے ملاقات ہوئی جنتر قران نے پوچھا
اُستاد کہان سے آپ آتے ہین خواجہ نے کہا شمیمہ کو گرفتار کرنے گئے تھے وہان خود شکار ہوگئے اس شہباز حسن و جمال
شمیمہ نے طائر دل کو میرے صید کیا تیر نگاہ پری رخسار کا نشانہ ہوا ای جنتر قران شعر ایسا بچھ دھا مین دل نہ رہا قابو
مین ۔ عشق جسن رخ محبوب کا دیوانہ ہون ۔ دیگر مرغ دل اما پڑا چشم سیاہ یار سے ۔ بچۂ قرقان آ تے شاہین کا چنگل ہوگیا ۔
اسقدر بدحال ہوے ضعف بلا ہون ۔ ہر نفس اپنا بر رنگ تار سنبل ہوگیا ۔ جنتر قران نے کہا اُستاد شمیمہ عیارہ مکارہ کامل ہے
زبردست ہے ہوشیاری کے ساتھ رہیے گا جو عیاری کیجیے گا سمجھ بوجھ کے کیجیے گا خواجہ عمرو نے کہا خدا مالک ہے یہ کہکے دربار امیر
با توقیر حمزۂ صاحبقران مین آئے اور عرض کیا حضور مین حال دریافت کر آیا ہون وہ جو نقابدار سرخ پوش بنکے مقابلے
کو آیا تھا وہ شمیمہ بنت خضران کوہی عیارہ تھی اور وہی دربار مین فساد اب ہو رہی ہے میرے پیچھے پڑی ہے بعد اسکے خواجہ عمرو اپنے
خیمے مین آئے سوچنے کہ کون سی عیاری کرکے شمیمہ کو اپنے قبضے مین لاؤن پشت دست راست اٹھا کر دیکھا مین سے ساتھ
مکاربان دست بستہ سامنے آکھڑی ہوئین اُسمین سے ایک کو پسند کرکے اُٹھ کھڑے ہوے اور رنگ روغن عیاری کا نکالکر
جنتر گردم مرد کی شکل بنے اور خیمۂ محبوب یعنی شمیمۂ حسینہ کیطرف روانہ ہوے جب در خیمۂ شمیمہ پر پہونچے پکار کر آواز دی منم
جنتر گردم مرد عیار خداوند لقا کمترین بندے آواز گردم مرد کی سنکر خیمے مین بلا لیا شمیمہ گردم مرد کو دیکھتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا
کہ آپ اسوقت کدھر تشریف لائے اور مجھ ناچیز کو کیون سرفراز کیا گردم مرد نے چند خوشے انگور کے شمیمہ کو دیئے اور کہا کہ
خداوند لقا نے یہ تجھکو تحفہ عنایت کیا ہے اور یہ نامہ بھیجا ہے اور فرمایا کہ یہ میوہ بہشت اسکو دینا کہ اسکے کھانے سے
تجھکو اور زیادہ جوش و ولولہ شجاعت و عیاری کا ہوگا عمرو کو جلد گرفتار کرکے بھیجنا شمیمہ نے وہ خوشۂ انگور

ہاتھ مین لیے اور کہا حکم خداوند لقا بسر و چشم بجا لاؤنگی اسوقت میرا دل تمھارے دیکھنے کو بہت چاہتا تھا تمکو دیکھکر تسکین خاطر ہوئی اور ایک کرسی زرنگار رکھی تھی شمیمہ نے کہا اس کرسی پر بیٹھو وہ کرسی بظاہر تو عمدہ تھی مگر نہین معلوم کہ کچے تاگے سے بنی ہوئی تھی جیسے ہی گرد مرد نقلی اُس کرسی پر بیٹھا ایک آواز تڑاخے کی پیدا ہوئی اور گرد مرد نقلی چوتڑون سے بسمل کرسی کے اندر دھنس گیا اور فوراً دو پنجے کرسی کے اندر سے پیدا ہوئے ادھر فوراً گرد مرد نقلی نے جست کی دیکھا کرسی اوپر اور نیچے گرد مرد نقلی حلقہ ہاے کمند مین پھنسے ہوے تھے گرد مرد نقلی نے کہا واہ واہ خوب خاطرداری گرد مرد کی تمنے کی ہے شمیمہ نے کہا اے گرد مرد مجھکو تمھارے اوپر عمرو کا شک ہے کہ شاید عیاری کرکے آیا ہو اور ابھی تک مجھکو شک ہے یہ کہکے کنیزون سے کہا گرم پانی لاکے ہاتھ منھ گرد مرد کا دھلاؤ جیسے ہی کنیزون نے گرم پانی سے منھ دھلایا چہرۂ اصلی عمرو کا نمایان ہوا کنیزین ادہی ادہی کرکے پاس سے ہٹ گئین شمیمہ نے عمرو کو دیکھ کے کہا باشش او دزد باریک گردن مین ابھی تجھکو قتل کرتی ہون دیکھا تو نے میری عیاری کو کیا حقیقت تیری عیاری کی ہے مین نے تجھکو فوراً پہچان لیا خوشۂ انگور بیہوشی بھرے کھلانے کو دیا تھا ہیچ کُنسا کیا تجھی ہون عمرو کی کمر مین ایک بڑا خنجر لگا ہوا تھا فوراً خنجر پر ہاتھ ڈال دیا اور کہا مین ابھی تجھکو قتل کرتی ہون یہ کہکے خنجر کمر سے کھینچا ایک شرارہ دھوین کے ساتھ میان سے خنجر کے نکلا ملکہ شمیمہ کو اور جو کنیزین پاس کھڑی تھین اُنکو چھینکین آئین اور تڑاق سے گرکے بیہوش ہوئین عمرو نے زور کرکے حلقے کمند کے توڑے اور نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری دقعب فلک خنجر گذاری دیکھو یون عیاری کرتے ہین یہ کہکے شمیمہ کا پشتارہ باندھا اور لیکر چلے کنیزین دوڑین عمرو نے للکارا کہ خبردار میرے پاس نہ آنا ورنہ سب کو مار کے ابھی ڈال دونگا تم کو کیا دخل ہے ہمارے اُسکے عیاری کی لڑائی ہے یہ کہکر روانہ ہوے وہ ہنگام شب چاندنی چٹکی ہوئی انجم کی انجمن فلک پر تابندہ صحرا اسفسان باد شمیم تھم تھم کر چل رہی ہے گلہاے صحرا مہک دے رہے ہین خواجہ پشتارہ لیے چلے جاتے ہین کہ راہ مین ایک طرف سے آواز دردناک پیدا ہوئی تھم کر سنا کوئی شل مجروح کے آہ آہ کر رہا ہے اُس صدا کی طرف متوجہ ہوکر چلے دیکھا کہ ایک غار مین ایک نازنین مہ جبین حسین مہر تمکین تلوار سے گھائل پڑی ہوئی خون ہر زخم سے جاری ہے سینے پر تلوارین ایسی بے جگہ پڑی ہین کہ شیر حسن کے دونون کوسے شگافتہ ہوکر دو بھاگین ہو گئے ہین خواجہ عمرو کو دیکھکر حال اُس رشک مہر کا بہت رنج ہوا پوچھا تو کون ہے اور کیا نام تیرا ہے اُسنے صداے حزن سے کہا میرا نام ماہ طلعت ہے ایک شخص اس گانون مین سے اُٹھا لایا تھا طالب وصل ہو کر آمادہ ہوا مین مانع ہوئی اور اس سے راضی نہوئی اُسنے مار کے مجھکو اس غار مین ڈال دیا اے شخص تیرا احسان ہوگا یہ بتاشین سونے کے اور جو کچھ زیور ہے تو یہ سب لے لے مجھکو اس قریہ مین پہونچا دے کار ثواب ہے اور تیرا احسان ہوگا خواجہ عمرو کو بھی زیور اُسکا دیکھکر لالچ آیا دل مین کہا اے عمرو یہ بیچاری بہت زخمی ہے اور یہ قریہ بھی قریب ہے اسکو پہونچا دو اور زیور لے لو بس پشتارہ شمیمہ کا رکھدیا اُسنے پوچھا اس مین کیا ہے خواجہ نے کہا کہ اسمین کچھ اسباب میرا ہے تجھے اس سے کیا کام ہے تجھکو تیرے گھر پہونچائے دیتا ہون تو خاطر جمع رکھ یہ کہکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ماہ طلعت کے پاس آئے اور چاہا خواجہ نے کہ اُسکو پکڑ کے اُٹھائین کہ ماہ طلعت نے حقۂ بیہوشی کھینچ مارا خواجہ عمرو بیہوش ہوکے گرے ماہ طلعت نے اُٹھکر خواجہ عمرو کی مشکین باندھین اور ملکہ شمیمہ کا پشتارہ کھول کے اُسمین عمرو کا پشتارہ باندھا اور شمیمہ کو ہوشیار کیا ملکہ شمیمہ نے آنکھین کھول کے اور ہی کرشمہ دیکھا پوچھا اے ماہ طلعت وزیرزادی یہ کیا معرکہ ہے ماہ طلعت نے کہا آپ کو عمرو بن امیہ ضمری بیہوش کرکے لیجلا تھا مین نے اسطرح سے عیاری کرکے آپ کو رہا کیا اور عمرو کو گرفتار کیا یہان تو یہ ذکر تھا کہ

پشت سے ایک دیو کے للکارنے کی آواز آئی پلٹ کر جو دیکھا ایک دیو طویل القامت سیاہ رنگ جسیم و تجسیم قریب آیا
اور کہا اے فرشتۂ فرشتگان مقرب خداوند اے شمیمہ و اے ماہ طلعت اسوقت خداوند تیری نہایت فخر و مباہات
کرتا ہے اور کہا کہ جو کچھ تو کارگذاری کر رہی ہے میں سب دیکھ رہا ہوں پہلے وہ تقدیر کی تھی کہ تو نے عمرو کو گرفتار
کیا پھر بشریت پر تجھکو چھوڑا خود تو گرفتار ہوئی اب پھر ہم کو رحم آگیا اسلیے کی تقدیر کی کہ ماہ طلعت [illegible]
نے تجھکو رہا کرا کے عمرو کو گرفتار کیا شاباش شاباش مرحبا کیا کار نمایاں کیا اے شمیمہ عمرو بن امیہ ضمری کو گرفتار
کر کے بھیجدے یا خود ساتھ لے کر چل شمیمہ نے کہا اے فرشتۂ قدرت میری طرف سے خداوند سے عرض کرنا کہ یہ سب
بندہ نوازی اور قدرت نمائی خداوند کی ہے جو کچھ کہ مجھ ناچیز سے ظہور میں آیا ورنہ لونڈی کی کیا اصل و حقیقت
ہے عمرو کو تو میں نے گرفتار کیا ہے آپ کی خدمت میں بھیجتی ہوں مگر میں اس وقت آنے سے معذور ہوں
کہ بہ سبب گرفتار ہونے کے خستگی ہے مجھ کو اس وقت چلنا ایک قدم دشوار ہے پھر کسی وقت حاضر ہونگی
یہ کہکے خواجہ عمرو کا پشتارہ اُس فرشتۂ قدرت کو دیا فرشتۂ قدرت نقل نے عمرو کو قبضے میں کر کے پشتارہ
دوش پر لگایا اور آپ بندہ بیکر بصورت اصل نعرہ کیا نعرۂ مہتر قران سریع السیر ہوں باد بہاری ہ جہان
سر بسنگ در خنجر گذاری ۔ بمیدان اژدر آتش فشانم ۔ منم مہتر قران شیر ژیانم ۔ باش او عیارہ مکارہ
یون عیاری کرتے ہیں یہ دیکھکر شمیمہ نیمچہ کھینچکر مہتر قران پر جھپٹی اور پکاری او عیار مکار تو نے مجھکو بڑا
دھوکا دیا کہاں جاتا ہے یہ کہکے ہاتھ نیمچے کا مارا مہتر قران نے بغدے پر روکا اور کہا کہ استانی اب نہ ہاتھ
نیمچے کا مارنا میں تم کو نہیں مار سکتا ہوں کہ تم استاد کی منظور نظر ہو معشوقۂ محبوبۂ استاد ہو چکی ہو ورنہ ایک ہی
ہاتھ میں بغدے کے دو ٹکڑے کرتا غرضکہ دو چار ہاتھ نیمچے کے شمیمہ نے مارے مہتر قران نے کچھ خالی دیے کچھ
بغدے پر روکے اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو بے نکلا ناگاہ خواجہ عمرو بھی ہوشیار ہوئے مہتر قران نے
ساری حقیقت بیان کر دی ادھر مہتر قران نامور کو شمیمہ بنت خضران کوہی نے آواز دی ذرا ٹھہر جاؤ عمرو
سے مجھے کچھ کہنا ہے غرض کہ شمیمہ و ماہ طلعت قریب خواجہ عمرو و مہتر قران کے آئیں مہتر قران صورت زیبائے
ماہ طلعت پر فریفتہ تو ہو چکا تھا ابکی دیکھنے میں ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو کر بیتاب ہو گیا اور کہا
اے جان جہان اے آرام دل بیتابان مجھکو تم اپنی غلامی میں قبول کرو سینہ سے لگاؤ تو صبر و قرار آئے دل
محزون شگفتہ ہو ماہ طلعت نے کہا او موئے لونڈی کاٹے کچھ شامت تیری آئی ہے منہ تو دیکھ اپنا جو معشوق
حسین و جمیل دیکھا پھسل گئے عاشق ہو گئے جا پہلے گڑھیا کے پانی سے منہ اپنا دھو آ تو پھر عشق و عاشقی
کرنا مہتر قران نے کہا انشاءاللہ تمہارے وصل سے دل شاد خانۂ ویران کو آباد کرینگے غرضکہ ملکہ شمیمہ نے
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے کہا کہ تیری بھی عیاری دیکھی اور تیرے شاگرد کی بھی عیاری دیکھی
جا آج اپنے لشکر میں طبل جنگ اپنے نام پہ بجوا میرے اور تیرے میدان رزمگاہ میں مقابلہ ہوگا جو کچھ
ہونا ہے وہ کل ہو جائیگا دم بھر میں میرا تیرا فیصلہ ہو جائیگا کل میں میدان جنگ و جدال میں دلہن بنکر
آؤنگی عروسانہ جلوۂ حسن و جمال دکھاؤنگی خواجہ عمرو نے کہا اے معشوقۂ خانہ زیب و اے محبوبۂ دلفریب شعر
تمہاری نذر کو ہر ایک آن حاضر ہے ۔ سر و دل و جگر و روح جان حاضر ہے ۔ عاشق کو کیا عذر ہے جو کچھ کہ حکم ہو
ابھی شمیمہ بجا لاؤں اگر ارشاد حضور ہو تو سر اپنا کاٹ کر رکھدوں اشعار

سر بکف سامنے تو ر آؤں بسمل ایسے	روح اسلیے کر کہ میں بھی نہ تڑپوں گر کر
کھینچکر مجھ پہ جو تلوار جو قاتل آئے	چین بسمل کو تہ خنجر قاتل آئے

انتہا عشق کی معلوم کسی کو نہ ہوئی	قطع کرنے کو وہ دل عشق کی منزل آوے	پانوں میں طاقت رفتار نہیں چرخ صفت
		یہ وہ دریا ہے نظر جسکا نہ ساحل آوے

یہ کہکر خواجہ عمرو ادھر لشکر اسلام کی طرف آئے ملکہ شمیمہ اور ماہ طلعت
اپنے خیمہ کی جانب چلیں شمیمہ نے آکر اپنے باپ خفران کوہی سے کہلا بھیجا کہ آپ خداوند لقا سے اجازت لیکر
طبل جنگ میرے نام پر بجوائیے اور آپ فوج لے کر جلد آئیے جس وقت خفران کوہی کو یہ معلوم ہوا بحکم خداوند
لقا طبل بجوایا اور فوج لے کر خفران کوہی روانہ ہوا ادھر کا حال سنیے کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دربار امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان میں آئے اور عرض کیا اے امیر باتوقیر آج میرے نام پر کوس حربی بجے کل میدان
کارزار میں شمیمہ بنت خفران کوہی عروس نو بنکر آئیگی اور میں بھی دولھا بنکر میدان جنگ میں جاؤنگا آج میری
حضور سے اور سب سرداران و شہزادگان سے رخصت ہے جو کچھ خطا ہوئی ہو بحل کر دیجیے عمرو کی آج رات آخری ہے
امید حیات قطع ہو گئی کس واسطے کہ میں اسکا عاشق زار ہوں میرا ہاتھ اسپر نہ اٹھیگا اور وہ مجھکو ضرور قتل کریگی امیر
باتوقیر نے یہ سنتے آنکھوں پر رومال رکھ لیا اور اشک حسرت بہانے لگے سردار سب روتے تھے شہزادوں کو نہایت صدمہ و
ملال ہوا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سمجھاتے تھے کہ اے خواجہ عمرو کل تم مقابلہ کو شمیمہ بنت خفران کے نہ جاؤ کسی
اور کو اسکے مقابلے میں بھیجدو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہا حضور یہ کبھی مجھ سے نہوگا عمرو کل بمقابلہ شمیمہ بنت
خفران کوہی ضرور جائیگا اور جان اپنی دیگا غرض تو لشکر اسلام میں ایک محشر تازہ برپا ہوا ادنی اور اعلی پیر و جوان سب
خواجہ عمرو کے لیے روتے تھے اور کف افسوس مل مل کے کہتے تھے کہ بڑا غضب ہوگا اگر خواجہ عمرو شمیمہ کے ہاتھ سے
مارے گئے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران اپنا بہت برا حال کرینگے کہ خواجہ عمرو ساتھ کے کھیلے ہوئے بچپنے کے رفیق ہیں
اور اپنے بھائی سے بڑھکر خواجہ عمرو کو سمجھتے ہیں یہاں یہ ذکر تھا کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ لشکر کفار میں طبل جنگ
شمیمہ بنت خفران کوہی کے نام پر بجا ہے اور ابھی اپنے مقام سے خفران کوہی مع فوج کے چلا ہے یہ سنکر بموجب رائے
خواجہ عمرو امیر باتوقیر نے کوس حربی کا حکم تو دیدیا مگر نہایت صدمہ و ملال ہوا اگرچہ وفاداری کو ترقی ہوئی اور دربار امیر
باتوقیر محفل ماتم خانہ رنج و غم ہو گیا غرضکہ لشکر اسلام میں کوس حربی بجا گویا نقارہ عزا نوازش میں آیا خواجہ دربار
امیر باتوقیر برخاست کر کے اپنے خیمے میں آئے اور سب عیاروں کو جمع کیا اور ایک ایک سے وصیت کر کے رخصت ہوئے
اور کہا کہ کل ہماری برات کے ساتھ ایک تکلیف اور کرنا کہ ہمکو منزل گور تک پہونچا دینا بجز تم لوگوں کے تا حشر خواجہ
عمرو کوئی نام لینے کو ملک عدم سے نہ آئیگا عیاران لشکر اسلام ہمہ رنج و آلام سب کے سب چیخیں مار مار کر رونے لگے
اور ہر ایک عیار خواجہ عمرو کے گلے مل مل کے روتا تھا اور وداع کرتا تھا وہ صحبت بزم عزا تھی نالہ و آہ کی صدا آسمان تک
جاتی تھی وہ شب قیامت کی شب تھی سیارے بھی اس مہر سپہر عیاری کے لیے محزونی اپنی ظاہر کرتے تھے کہ ٹوٹ
ٹوٹ کے گرتے تھے عجب دردناک وہ رات تھی ایک شب ظاہر میں باقی حیات تھی الغرض دو پہر رات گئے تمام عیاروں
کو رخصت کیا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مشغول بہ تیاری عیاری ہوئے اپنے تئیں دولھا برات کی رات کا
بنایا خلعت شاہانہ پہنا آنکھوں میں سرمہ دیا شملہ سر پر رکھا اور پھولوں کا گہنا پہنا بدھی بیلے کی گلے میں طرہ
گیسے دار کان میں لگایا سہرا بھاری بیلے کے پھولوں کا سر پہ باندھا پانوں میں تیل لگایا ہاتھ میں اکیس پان
کا بیڑا دبایا عطر سہاگ کا خوب لگا کر دولھا بنکر تیار ہوئے اسوقت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پر وہ حسن نوشاہی
تھا کہ شمع محفل غل پروانے کے صدقے ہوتی تھی ترک فلک بلا گردان ہوا مہتاب و آفتاب نے تاروں کو
نچھاور کر کے صدقے اتارا الغرض خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے وہ دو پہر رات اسی اہتمام عروسی میں بسر

کی ناگاہ فراش سپہر خبر آمد مہر شکر دو گھڑی پیشتر چادر نور بدستور سابق فلک نیلوفری پر بچھا اور سپیدۂ سحری بعد جلوہ گری قبۂ چرخ اخضری پر چمکا کہ یکایک نوشاہ روز عالم افروز آفتاب جہانتاب نے دامن سحاب نور کو بعد آب و تاب کھینچا تابندگی سے بے حجاب ہو کر بند نقاب شعاع کو دور کیا کہ دیکھا سبھون نے نوشاہ مشرق نے آسمان پر ظہور کیا تمام عالم ایجاد کو نور سے پرنور کیا از زمین تا چرخ برین ضیائے نور چہرۂ نوشاہ مہر سے معمور گر جب ماہ تابان اختر درخشان سے بہ شکل حیران نہایت پریشان ہو کر دامن کہکشان مین پنہان ہوا بس صبح ہو گئی شعر مہتاب ہوا گم فلک نیلوفری سے ٭ پھولا گل خورشید نسیم سحری سے ٭ عیاران لشکر اسلام ایک لاکھ اسی ہزار در خیمۂ خواجہ عمرو پر حاضر ہوئے یہان خواجہ تخت شاہانہ پر دولہا بنکے بیٹھے عیارون نے تخت کو اُٹھایا بارگاہ امیر باتوقیر پر حاضر ہوئے صاحبقران زمان سے وداع ہونے وقت عرض کیا کہ ای امیر آج جام حیات میرا لبریز ہو گیا مین شمیمہ کا عاشق زار ہون میرا ہاتھ اسپر نہ اُٹھیگا اور وہ مجھکو بیشک قابو پاکر نہ چھوڑیگی ضرور قتل کریگی جو مجھ سے خطا ہوئی ہو بحل کیجیے سب سرداران لشکر اسلام میرا کہا سنا معاف کرین کہ اب سفر ملک عدم قریب ہے یہ منزل تربت سخت ہے وہ تنہائی کا سامنا وہ تاریکی لحد نکیرین کا مقابلہ نہ کوئی دوست نہ آشنا اقربا نہ ہمدم نہ مونس اعمال کی پرسش دریائے عصیان کی طغیانی سوائے ناخدائے کشتی دو جہان پروردگار عالم کوئی حامی و مددگار نہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے اس عبرت آمیز کلام پر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان اشک حسرت آنکھون مین بھر لائے منہ پر رومال رکھ کے رونے لگے تمام سردارون مین کہرام گریہ و زاری کا پڑا لشکر اسلام مین بھی شور گریہ خواجہ عمرو کی جدائی کا بلند ہوا ہائے خواجہ ہائے خواجہ کا غل تھا عیارون مین ہائے اُستاد کی صدا بلند تھی ہر شخص خواجہ سے گلے مل کر بعد شور و شین الوداع الوداع کہتا تھا تخت روان پر خواجہ دولہا بنے ہوئے عیار وہ تخت کاندھون پر اُٹھائے گریہ و زاری کرتے ہوئے چلے تمام لشکر اسلام ہمراہ ہے اور سرداران عالیشان بصد صورت غمناک ساتھ ساتھ تھے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان بھی بچشم پرنم بصد رنج و الم سردارون کے بیچ مین اس طرح وہ تخت روان دولہا کا جاتا تھا گویا تختۂ تابوت پر کسی بادشاہ کا جنازہ بڑی دھوم دھام سے مقبرے کی طرف جاتا ہو اور سب ادنی اعلی فوج و رعایا سردار و ملازم روتے ہوئے ساتھ ہون الغرض اس صورت سے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری میدان کارزار مین آئے ادھر لشکر کفار نابکار اور خفران کوہی گھوڑے پر سوار اور شمیمہ بنت خفران کوہی برات کی شب کی دلہن بنی عطر سہاگ مین بسی تخت عروسی پر متمکن انگوٹھی دھائی ہاتھ کا سہرا تعیشی سر سے بندھا ہوا شاہانہ جوڑا زیب جسم گویا آفتاب عالمتاب کرن مین پنہان غرض دونون تخت میدان رزمگاہ مین اُترے شمیمہ نے للکارا ای عمرو ہوشیار ہو قضا تیری آ پہونچی کس خواب خرگوش مین ہے کھینچ تیغ مقابلہ کر خواجہ نے کہا ای جان جہان ای راحت و آرام دل عاشقان معاذ اللہ تجھ سی معشوق خوبرو حسین جمیل خوش شکل پر تیغ برائے قتل اُٹھاؤن جن ہاتھون سے یہ ارادہ کرون وہ ہاتھ میرے قطع ہون ای پیاری غنچہ دہن گلبدن تجھ پر جان صدقے ہے روح نثار ہے یہ کہکر سر جھکا دیا اور کہا لے ای دلبر عاشق کو کیا عذر ہے حاضر ہے سر کاٹ لے شعر بحل کر یا جدا کر تیغ سے کیا عذر عاشق کو ٭ تری آغوش مین سر جان جان نوٹرائے بیٹھے مین ٭ شمیمہ نے کہا ای عمرو کیون مکر کی باتین کرتا ہے تیغ کھینچ میرے تیرے مقابلہ جنگ ہو خواجہ نے کہا ای جانی مین کبھی تجھپر تیغ نہ کھینچونگا شعر لگا قتال عالم ہاتھ اک شمشیر براں کا ٭ یہ حسرت ہے کہ سر کٹکر گرے آغوش عاشق مین ٭ یہ سنکر شمیمہ نے کہا دیکھو ای عمرو بچتا ہیگا تیغ کھینچ میرا وار روک مین حجت تمام کر چکی ہے تیری عیاری مکاری کی باتین مین نہین سنتی اب مارتی ہون ہاتھ تیغ قضا سیم کا کہ سر کٹ کے ادھر گریگا پھر کچھ تیرے بنائے نہ بنیگا خواجہ نے کہا ای محبوب مین کہتا

ہون ویرانہ لگا عاشق کو بغیر وصل معشوق جینا دشوار ہی جلد سر کاٹ لے شعر حاضر یہ سر ہی کاٹ کو دونون بھی بحل کیا دہ ہوا انفراغ
عشق کا جھگڑا تمام ہوا ✦ یہ سنکے شمیمہ عیارہ نے تیغ کھینچ کر جھپٹی ادھر خواجہ عمرو نے سر جھکا دیا اور یہ شعر پڑھا شعر بیا و عشقبازو تو
ذرا جرأت مری دیکھین ✦ تہ شمشیر جانان یون سر تسلیم رکھتے ہین ✦ شمیمہ نے ہاتھ تیغ کا ایک کر عمرو کو مارا سر خواجہ عمرو کا
کٹکر دھڑ سے زمین پر گرا وہ شہ گر کے خاک پر تڑپنے لگا خون کا دریا جاری ہوا یہ تماشا تمام لشکر اور سب سردار دیکھتے
تھے جیسے ہی عمرو کا سر کٹا صاحبقران آنکھون پر رومال رکھکے رونے لگے سرداران لشکر اسلام مین شور و شیون
و ماتم شروع ہوا یہان جیسے ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا بدن سے سر جدا ہوا اور لاش زمین پر گری فوراً لاش
سے آواز آئی شعر ایک دن مرنا سو اب مرگیا عاشق تیرا ✦ وصل کی رہگئی ای جان یہ حسرت باقی ✦ شمیمہ عیارہ
وہ ذکر لاشۂ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پہ آئی اور پکاری ہاے افسوس ای خواجہ مین کیا جانتی تھی کہ تو میرا ایسا
عاشق زار ہی شعر میرے عاشق تری کیا مفت گئی جان افسوس ✦ مین نہ سمجھی تھی کہ ہو دل سے تو شیدا ایسا ✦
ای فدا کنندۂ جان نثار و ای دلدادہ محبوب اب مین تیری نعش کو اٹھا کر ہم آغوشی کرونگی سینے سے سینہ لگاؤنگی
بوس و کنار سے روح کو شاد کرونگی تیرے غم مین ہمیشہ سوگ نشین رہونگی یہ کہکر نعش کو کھینچا اور سرہانے لاش
بیٹھ گئی اور کس اشتیاق و دلسوزی و محبت سے کٹی ہوئی گردن اپنی آغوش مین رکھی مسیحائی معشوقانہ ظاہر کرنا
قصد کیا یکایک لاش آغشتۂ خون و خاک نے بعد شوق و اشتیاق دل جلا سے فراق دونون ہاتھ اٹھا کر گردن محبوب
جانی مین حائل کیے اور وہ بنے ہوے ظاہر مین کے حلقہ ہاے کمند شمیمہ عیارہ مکارہ پر پڑے وابستۂ محبت تازہ
گرفتار ہوئی یہان خواجہ عمرو نے کٹا ہوا غول مقوے کا خون بھرا ہوا سر اصل سے اپنے نیچے اتارا اور جیب سے
اٹھکر نعرہ کیا نعرۂ عمرو عمردم کہ کلاہ از سر قیصر برم ✦ خال رخ بختک بداختر برم ✦ در محفل خسروان چو گرم ساقی ✦ جام د
مے و سبو و ساغر برم ✦ یاش او عیارہ مکارہ محبوب دلفریب معشوق جامہ زیب دیکھا میری عیاری کو تو نے یہان لشکر
اسلام مین تو تمام شہزادون نے واہ واہ کا شور مچایا سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا عیاری کی ہی دل دوستان شاد کیا دشمنون
کو برباد کیا ای خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کیا کہنا تمہارا ثانی و نظیر نہین تمہارے سامنے کون عیاری کرسکتا ہی ادھر ملکہ شمیمہ
منفعل و محجوب ہوئی ماہ طلعت وزیرزادی ملکہ شمیمہ کی یک رنگ مثل برق کے پاس شمیمہ کے آئی اسنے بھی خواجہ کی بڑی
تعریف کی اور کہا ای ملکہ حقیقت مین عیاری اسکا نام ہی اب اس سے بڑھکے کوئی کیا عیاری کریگا شمیمہ نے کہا ای
ماہ طلعت تو منصف ہی بیشک یہ شخص عیار کامل بلکہ شہنشاہ عیاران عیار و سلطان طراران خنجر گذار ہی مین نے تو اب
اسکی اطاعت و فرمانبرداری قبول کی دین اسلام بصدق دل منظور کرتی ہون یہ ذکر تھا کہ خفران کوہی اپنے سرداران
لشکر سے بڑھکر آیا اور اپنی بیٹی شمیمہ سے خواجہ عمرو کی بہت صفت و ثنا کی اور کہا مین بھی دین اسلام قبول کرتا ہون
جسکو میرا ساتھ دینا ہو آسے دین اسلام قبول کرے اور اطاعت صاحبقران عالیشان کی کرے غرضکہ خواجہ عمرو
ملکہ شمیمہ و ماہ طلعت وزیرزادی و خفران کوہی وغیرہ کو ہمراہ لیے ہوے خدمت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران
زمان مین حاضر ہوے بادشاہ جہان سعد بن قباد اور امیر با توقیر نے خواجہ عمرو کی بہت تعریف کی خواجہ
نے مجرا کیا سب سردارون نے خواجہ عمرو کو گلے سے لگایا خوش ہو کر سب عیار ایک لاکھ اسی ہزار سب خواجہ
سے بغلگیر ہوے سبھون نے کہا آج پھر از سر نو زندگی ہوئی ملکہ شمیمہ اور خفران کوہی اور ماہ طلعت
وزیرزادی نے از سر صدق مسلمان ہو کر کلمہ طیبہ پڑھا زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا پر لعنت کی بت پرستی
سے دست بردار ہوے زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا صاف چہرے پر نور دین اسلام نظر آیا وحدانیت

پروردگار کے قائل ہوئے امیر باتوقیر و بادشاہ جمجاہ بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے تمام سرداران لشکر اسلام اپنے اپنے خیمون مین گئے خواجہ عمرو شمیمہ کو ہمراہ لیے ہوئے اپنے خیمہ مین گئے امیر باتوقیر نے انعقاد جلسۂ جشن شادی دختری عمرو کے زندہ ہونیکا لشکر اسلام مین حکم دیا اور بارگاہ سلیمانی مین بھی جشن نو کیا خواجہ عمرو بھی بعد شادی دمبدم ناو نوش مین مشغول ہوئے

شعر وہ شب شب برات تھی دن روز عید تھا ٭ شادی یہ تھی پیرک کو ظفریاب ہم ہوئے

دوسرے داستان حیرت نشان جمعیت سرداران زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا و جنگ و جدل رستم زمان علمشاہ نوجوان کے بیان ہوتے ہین

پلا ساقیا تو زلال فرنگ
یقین ہے کہ چلیگی پھر جلبان
کر رندون کو ہر جنگ کی پھر امنگ
یہان ہوگا پھر خون کا دریا روان
ہوا چاہتا ہے پھر اب جنگ سا
ارے ہوش مین آ ذرا ساقیا
اٹھا چاہتا ہے پھر اب غلغلا
ہوا چاہتا ہے تلاطم بپا
نہ دے طول اب داستان کو سحر
بس اب مختصر کر بیان کو سحر

غزل

جسم کیسا یان لباس جسم آدھا ہوگیا
جامہ مین گھٹ گیا ایسا کہ نیما ہوگیا
خوب محشر کر کے برپا یار کو دکھلا دیا
میرے اسکے درمیان غفلت کا پردا ہوگیا
طوف کے حیلہ سے ہم بھی کو رنے کو جا بیٹھے
بنکے آہو سایہ اپنا دشت پیما ہوگیا
بنگیا محراب کعبہ کا پیام جام مے
پی سکے آنسو جو خالی جام صہبا ہوگیا
آج اور خمار جانان کار فردا ہوگیا
سایۂ قامت بھی کیا بڑھتا ہے تیری طرح
گر سیہ پوشی سے کعبہ چشم لیلا ہوگیا
خود نما جب ہوگیا آئینہ سودائے عشق
ست مین اسد سکے جو منہ سے نکلا ہوگیا
اب تو ساقی نام دریا نوش اپنا ہوگیا
وائے محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو
سر گلشن مین ہوا جنت مین طوبیٰ ہوگیا
سلسلہ جنبان ہوئی گردش جو چشم یار کی
حلقۂ زنجیر مجنون چشم لیلا ہوگیا
بیت ہر فتنہ ساز ندگان فساد ٭

نگارندہ مضمون جنگ و جدال و سخنوران میدان کارزار و نبرد آزمایان ہنگامہ گیر و دار جمعیت لشکر مضامین اعلا کو بہ طبع آزمائی ذہن رسا بہ نوک سنان قلم تیز رقم منقوش جگاہ مین یون صف آرا کرتے ہین کہ جب خفران کوہی مع چند سرداران نامی وگرامی اور اپنی بیٹی ملکہ شمیمہ و ماہ طلعت وزیر زادی وغیرہ بعد عیاری عروسی و نوشاہی خواجہ عمرو دولت دین اسلام سے یہ سب غنی ہوئے اور فیضیابی خدمت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان سے شرف اطاعت فرمانبرداری حاصل کیا خوش و خرم لشکر اسلام مین رہنے لگے اودھر زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا کو خبر پہونچی کہ خفران کوہی اور شمیمہ بیٹی اسکی مع ماہ طلعت وزیر زادی وغیرہ کے مسلمان ہوئی نہایت غیظ و غضب مین آیا اور بختیارک نے کہا یا خداوند یہ کیسی تقدیر آپ نے کی کہ خفران کوہی و شمیمہ و ماہ طلعت وغیرہ لشکر اسلام مین چلے گئے لقا نے کہا اے شیطان درگاہ مین ان بندون نے نافرمانی میری کی اب سایۂ سحاب رحمت سے اپنے انکو نکال دونگا دیکھو تو انکے واسطے کیا ہوتا ہے اب تقدیر کرتا ہون سردار آنے والے ہین وہ انکو گرفتار کر کے جہنم مین ڈال دینگے یہ سب اپنی سزا کو پہونچینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے خبر دی یا خداوند قاقم کوہ کی طرف سے بیران ہیر سوا ہود ملک بنالک غول و شمر کلاہ کرگدن پیشانی کئی لاکھ سوار جرار کی جمعیت سے آتے ہین لقا نے حکم دیا کہ سردار ہمارے لشکر کے جائین اور استقبال کر کے بڑے جشم و خدم سے سب کو لائین فوراً سرداران لشکر لقا گئے اور سب استقبال کر کے بڑے اہتمام سے ان سردارون کو لائے جس وقت وہ تینون سردار بارگاہ لقا مین داخل ہوئے پہلے سجدہ کیا پاے تخت زمرد شاہ باختری کو بوسہ دیا پھر بیران ہیر سوار نے حال لشکر اسلام دریافت کیا بختیارک نے کہا سرداران اسلام نے بڑے بڑے سرداران خداوند کو مارا بڑی خونریزیان ہوئین بہت سے سردار شریک لشکر اسلام ہوئے چنانچہ فی الحال خفران کوہی اور ملکہ شمیمہ بیٹی اسکی اور وزیر زادی ماہ طلعت شریک مسلمانان ہوئی بیران ہیر سوار غصے سے شل آزردہ ہان پیچ و تاب کھا کر رہگیا اور لقا سے عرض کیا یا خداوند جلد جنگ کا حکم دیجیے

لقانے بختیارک سے کہا کہ جاکر طبل جنگی لشکر میں بجا بختیارک گیا اور طبل جنگی کے بجنے کا حکم دیا یہان لشکر لقا میں طبل جنگی
بجنے لگا اودھر ہرکاران لشکر اسلام نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ حضور اقبال اسلام باور ہے بیران ببر سوار وغیرہ کوہ
قاف سے آئے ہین اور طبل جنگی بجا ہے صاحبقران نے بھی کوس حربی کے بجنے کا حکم دیا یہان لشکر اسلام میں بھی نقارہ رزمی بجنے لگا
ساری رات بھر دونون طرف لشکروں میں سامان حرب ہوا قریب ہوا کیا صبح کو دونون لشکر میدان رزمگاہ میں آکر صف آرا ہوئے
نقیبان بلند آواز نے نقابت کی بیران ببر سوار شیر کی طرح دمدمے صف لشکر سے نکلکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا اودھر لشکر اسلام
سے سہراب قطلماتی اور مہراب قطلماتی یکے بعد دیگرے گھوڑے اڑاتے ہوئے مقابل بیران ببر سوار کے آئے نیزہ بازی تیغ بازی ہوئی دونون
زخمی ہوئے بیران ببر سوار مثل رعد کے گرجنے لگا اور مبارز طلب کرنے لگا یہ سنتے ہی کرب غازی بصد دلاوری گھوڑا چھیڑ کر
میدان میں آئے اور نعرہ کیا نعرہ کرب کرب ہستم دم یل نامدار نظر کردۂ شیر پروردگار * بعد لاگ وزنی و سخنی کے نیزہ بازی
ہوئی چند طعن میں نیزہ بیران کے ہاتھ سے ہوائی ہو گیا بیران ببر سوار نے جھنجھلا کر تلوار کھینچی اور جھپٹ کر وار کیا کرب غازی
نے پشت شمشیر پر واسکا روکا اور ہاتھ تیغہ کرنوس عاد مغربی کا جھکا کر مارا اسنے سپر پر روکا تیغہ سپر کاٹ کے کاسۂ سر میں پہونچا
کرب غازی نے جو تیغہ بزور کھینچا دو ابرو سے آگے جھک کر طعن میں ڈوبا ہوا نکل آیا بیران ببر سوار گرا چاہتا تھا کہ فوج کفار تلوارین
کھینچکر آپڑی بیران کو سنبھالا کرب غازی پر سب حملہ آور ہوئے ہمراہیان کرب غازی بھی تلوارین پکڑ کر جھپٹے اور سرداران لشکر
اسلام بھی گھوڑے بڑھا کر شریک جنگ ہوئے کفار سے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا رستم زمان علمشاہ
نوجوان تیغہ کپتیان فرنگی کھینچکر ملک بنالک غول پر جا پڑے نعرہ کیا منم رستم پیلتن پیلفن کشندہ دو پیل ہندی و کشندہ
کپتیان فرنگی شعر علمشاہ رومی شہ پیل نعرہ کر بر تخت مرزوق افگندہ شور * بنالک غول نے تیغ کا ہاتھ مارا علمشاہ
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ بنالک غول سپر کو چاک کرکے تا دو ابرو اتر گیا علمشاہ نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکل گیا فوراً اسی
حالت زخمداری میں علمشاہ نے جو تیغہ کپتیان فرنگی کا ہاتھ مارا بنالک غول کی سپر کاٹتا ہوا سر تحت سینے گذر گیا زخم کاری لگا گرتے
گرتے بچا اودھر چادر خون کی منہ پر علمشاہ کے آپڑی عیار نے آکر علمشاہ کو سنبھالا اودھر ملک قاسم عالیشان گھوڑا اڑا کر کوہ بخت
کے برابر آئے کوہ بخت نے تلوار کا وار کیا قاسم نے خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا کوہ بخت زخمی ہو کر جھومنے لگا کفار بیچ میں آگئے کوہ بخت
کو ہٹا لیگئے بدیع الزمان نے بنالک غول سے ایک ہاتھ تلوار کا مارا بنالک غول کو علمشاہ زخمی کر چکے تھے اب ادھ گھائل ہوا
قرش بن عنقر سو کیاسے طوفانی نے طوفان بن سماک کو مجروح کیا ضیغم خون آشام نے بڑھ کر قرش کو للکارا کہ تو نے کیا غضب کیا
کہ طوفان کو مارا خبردار میں آپہونچا قرش نے جھپٹ کے اُسے بھی ہاتھ تلوار کا مارا وہ بھی زخم کاری کھا کر گرا منظر پیل گردان قرش پر بیچ
کھینچ مارا قرش نے جلدی اُسکا پشت شمشیر پر روکا اور ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا جو مارا منظر پیل گردان دو ٹکڑے ہو کر نیلی انبار و لستو ہوا ادھر
کوہ بخت بھی اپنے زخم کو باندھے ہوئے اُڑ رہا تھا کہ ناگاہ قرش سے مقابلہ ہو گیا کوہ بخت نے تلوار کا وار کیا قرش نے خالی دیکر
ہاتھ تلوار کا لگا تلوار قرش کی مثل برق کے خود کوہ بخت پر چمکی ہر چند اُسنے اپنے کو بچایا مگر تلوار قرش کی بے پناہ تھی سر کوہ بخت
کے تا ٹھیری تنگ مرکب سے نکلکر خون افشانی کرنے لگی اُس دن کی جنگ مغلوبہ میں سرداران لشکر اسلام کے ہاتھ سے تین ہزار کفار نامی سردار
و پہلوانان جرار مارے گئے اور علمشاہ کے صرف سے ہفتہ رطون بھاگ نکلنے لگا آخرکار مرکب کو لشکر امیر کیطرف موڑا اور تیغہ کپتیان کو میان
میں کر کے دونون ہاتھ مرکب کی گردن میں ڈالدیے مرکب باد رفتار لشکرگاہ امیر کیطرف تو نہ لیگیا اور کسی طرف نکلا چلا گیا وقت شام کا تو
قریب آچکا تھا دونون لشکروں میں طبل بازگشت بجنے لگا سرداران لشکر اسلام اپنے اپنے خیموں میں آئے صاحبقران نے بارگاہ سلیمانی کیطرف
مراجعت فرمائی خواجہ عمرو اور عیاروں نے کشتوں کو اٹھوا کر دفن کرایا اور زخمیوں کی مرہم پٹیاں کین اودھر کشتگان بجبل اپنے کفار
نے اٹھوائے اور زخمیوں کی زخمبندی و درمان کرنے لگے اودھر امیر با توقیر بارگاہ سلیمانی میں جلوہ گر ہوئے دربار جمع ہوا سب سرداران کو

دیکھا مگر علشاہ رستم زمان کو نہ پایا خواجہ سے فرمایا علشاہ کہان ہین عمرو نے کہا اے امیر مجھے نہین معلوم صاحبقران نے فرمایا معلوم ہوتا ہے
کہ گھوڑا علشاہ کو کسی طرف لیکر نکل گیا اے خواجہ جلد جاؤ علشاہ کو تلاش کرو عمرو نے کہا اے امیر میرا جانا مصلحت نہین عیاران لشکر کفار
سمجھینگے کہ عمرو ڈر کر بھاگ گیا لہذا اگر حکم ہو تو اور عیار علشاہ کو تلاش کرین میں بھیجون امیر بانوقیر نے فرمایا بہتر ہے غرضکہ خواجہ عمرو نے عیاران لشکر
اسلام سے کہا کہ علشاہ کا پتا نہین ہے نہین معلوم زخمی ہو کر کدھر کو چلے گئے گھوڑا انکا سر مین کہان چلا گیا تم لوگ جلد جاؤ اور پتا علشاہ کا لگا
لینگے چند عیار بموجب حکم امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران زمان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے رخصت ہو کر ایک طرف روانہ ہوے

وہ دسلے داستان حیرت نشان رستم زمان علشاہ عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا وہ شراب لطیف وہ جنوش جبتک آئیگا یان مناسب ہو چلو تمہی تو نہ کر	دکھاتے جوانی کا عالم ضعیف لگیگا نہ بہجانے کا کچھ نشان سے ارغوان کی نہین کچھ خبر	ادھر دیکھ تو او ساقی بیخبر یہ بیخواری ہو ساقیا بد مزا سحر شام سے ہی تردد یہی	بتا رند گم گشتہ کی تو خبر ہر اک رند ہی فکر مین جابجا نہ اس نشان کی خبر کچھ ملی جستجو

نگاہ آنکھ سے ای یار ابرو سے نکلے	کہ مہر سے سینے سے دل بہر جستجو نکلے	تری تلاش مین ہو جا ہے جان سے نکلے
ہجوم شوق مین جب دل کی آرزو سے نکلے	کہ ہر دو کعبہ کا اشتیاق یہان بھی تو نکلے	

بیت نویسندہ دفتر لاجواب و رقم کردہ این داستان انتخاب ہ کہ جسوقت مرکب باد رفتار علشاہ نامدار کو عرصہ کارزار سے نکلا
اور کوہستان کی راہ لی علشاہ پر نہایت ضعف طاری تھا مرکب رات بھر چلا بہری کرتے کرتے صبح کو ایک صحراے سبزہ زار مین
پہونچا مرکب گاہ سبزہ زار کی چرا مین مصروف ہوا جب سیر ہوا ایک چشمے پر آیا پانی پی کر سیراب ہوا ناگہان مرکب کے بھی ہری ہی پشت
زین سے علشاہ زمین پر گر پڑے عالم بیہوشی مین پڑے رہے گھوڑا مرکب وفادار برا حفاظت سوار خود دار پاس علشاہ کے کھڑا رہا قضا کار
ادھر قافلہ خواجہ بہرام کا آتا تھا ہوا خواہان خواجہ بہرام بازرگان نے دیکھا کہ ایک شخص زخمدار نہایت مجروح صحرا مین پڑا ہے اور
مرکب سکا کھڑا ہوا محافظت اسکی کر رہا ہے ملازمون نے آکر خواجہ سے بیان کیا خواجہ بہرام بازرگان خود آیا اور علشاہ نوجوان
کو اٹھا کر اپنے خیمے مین لیگیا اسی وقت جراح کو بلوایا زخم کو دھلوا کر ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی چڑھائی اور ملازمون کو خدمت علشاہ
کے واسطے حکم کیا جسوقت کہ تسکین دل مجروح ہوئی علشاہ کو ہوش آیا آنکھ کھلی خواجہ بہرام کو سرہانے اپنے مشغول خدمتگذاری دیکھا
تو علشاہ اٹھ بیٹھے خواجہ بہرام نے علشاہ سے استفسار حال کیا علشاہ نے کہا کہ نام میرا جمشید ہے مین سوداگر ہون قزاقون نے
مجھے آکر جنگل مین گھیر لیا میرے ملازمون سے لڑائی ہوئی سب مارے گئے مین تنہا انسے لڑا زخمی ہوا مرکب مجھکو عالم بیہوشی اور زخمداری مین
لیکر ادھر نکل آیا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو اس جگہ پایا خواجہ بہرام سے علشاہ نے پوچھا آپ اب اپنا نام بتایئے کہ آپ کون ہین اسنے
کہا مجھکو خواجہ بہرام بازرگان کہتے ہین چندے تم یہان رہو ہمارے پاس استقامت اختیار کرو ہم سب سامان تمہارا درست
دیا کرینگے القصہ علشاہ وہان رہنے لگے چندے مین زخم سراندمال پاکر صحت ہوے اور غسل صحت کیا زخمداری سے فرصت
پائی ہوا خواہان خواجہ بہرام بازرگان نے خواجہ بہرام سے کہا کہ یہ شخص ہمین خود قزاق معلوم ہوتا ہے اسکے باعث سے خوف بہت بڑا
ہے کہ ایسا نہو یہ شخص کسی وقت غفلت مین ہمکو مار کر بحرکت قزاقی پیش آئے اپنے ساتھیون کو بلا کر قافلہ لوٹ کر لیجائے صلاح وقت
یہ ہے کہ شب کو اسے سوتا چھوڑ کر نکل چلیے خواجہ بہرام نے کہا یہ مناسب ہے میرے بھی ذہن مین تمہارا کہنا آیا بہتر تو یہ ہے کہ آج ہی شب کو
کوچ کر چلو الغرض علشاہ کو عالم خواب مین چھوڑ کر خواجہ بہرام مع قافلہ کے کوچ کر کے راہی ہوا یہان صبح کو علشاہ جو بیدار ہوے
اپنے تئین اکیلا ایک جنگل بیابان مین پایا کوئی قافلے والون مین سے نظر نہ آیا نہایت حیران پریشان ہوے کہ یہ کیا معاملہ ہے کیسا طلسم تھا
جو نظرون سے غائب ہو گیا مگر مرکب علشاہ عالیشان اسلحہ کیوجہ سے فرنگی موجود تھا پشت مرکب پر سوار ہو کر ایک سمت کو روانہ ہوے
چلتے چلتے کوئی دس کوس زمین طے کی ہوگی کہ ایک درہ کوہ نظر آیا اس درہ کوہ کے اندر داخل ہوے دیکھا کہ کچھ لوگ مردہ قتل کیے ہوے

ہین اور کچھ لوگ زخمی نہایت بُری طرح گھائل ہین اور خواجہ بہرام بازرگان ایک درخت سے بندھا ہوا نظر آیا علمشاہ خواجہ بہرام کو
پہچانکر برابر اُسکے آئے اور پوچھا کہ اَی خواجہ بہرام یہ کیا حال تمھارا ہی اور کسنے تمکو درخت سے باندھ دیا خواجہ بہرام نے کہا ایک شخص
سکندر دزد یہان رہتا ہی اُسنے تمام قافلہ میرا لوٹ لیا لوگونکو میرے قتل کیا اور یہ سب زخمی ہوے پڑے ہین مجھے اس درخت سے
باندھکر چلا گیا علمشاہ نے کہا اَی خواجہ بہرام مین نے کیا قصور تمھارا کیا تھا کہ تم مجھکو اُس صحراے لق و دق مین تنہا چھوڑ کر بھاگے ہو
اُسنے کہا اَی شخص حقیقت تو یہ ہی کہ مجھ سے بہت بڑی خطا ہوئی مین ان بدخواہون کے بہکانے سے تمکو تنہا چھوڑ کر جنگل مین چلا آیا
اُسی سبب سے اس گناہ مین مبتلا ہوا اور تمھارے صبر مین گرفتار ہوا کہ مین تمکو قزاق سمجھا تھا کہ قافلہ غافل پاکر قتل آیا اُس بدگمانی کا نتیجہ ظاہر
ہوا علمشاہ نے کہا اَی خواجہ بہرام اسکا کچھ خیال نہ کرو اور کسی طرح کا غم نہ کھاؤ پروردگار مالک حافظ ہی انشاءاللہ اُسی سکندر دزد
کو گرفتار کر کے تمھارا مال و اسباب نہ دلواؤن تو نام اپنا پسر علمشاہ رومی نہ رکھون اَی خواجہ بہرام گوش دل سے سنو مین نے اپنا حال
مصلحتاً تمسے پوشیدہ رکھا تھا مین فرزند جگر بند امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا ہون اور نام میرا علمشاہ رومی رستم زمان ہی یہ
کہکر خواجہ بہرام کو درخت سے کھولا اور فرمایا اَی خواجہ بہرام اب تم یہان توقف کرو مین جاتا ہون اور سکندر دزد کو تلاش کر کے
لاتا ہون خواجہ بہرام نے عرض کیا اَی شہریار اب آپ حیران و پریشان ہونے کو کہان جائیے گا اُس ملعون کو کہان پائیے گا علمشاہ
نے کسی کے کہنے کو نہ مانا اور روانہ ہوے ہرچند خواجہ بہرام نے تعاقب کر کے منع کیا مگر علمشاہ مرکب صبا رفتار کو مہمیز کر کے روانہ ہوے
تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا سامنے ایک قلعہ بلند کوہ پر ہی اور اُسکے پھاٹک پر چند قزاق بیٹھے ہوے وہی مال تقسیم کر رہے ہین ناگاہ
اُن قزاقون نے پہاڑ پر سے دیکھا کہ ایک شخص پوشاک فاخرہ پہنے مسلح و مکمل مرکب پرروش پر سوار چلا آتا ہی دوڑ کر سکندر دزد کو
اطلاع دی سکندر دزد جھپٹ کر پھاٹک پر آیا بغور دیکھا ایک طریق نام دزد کو بھیجا اور کہا تو جا کر اس شخص کا پہلے حال دریافت
کرنا اور بعد اُسکے گھوڑا اور ہتھیار اس جوان کے چھین لینا اور کپڑے اُتار لینا زندہ چھوڑ کر چلا آنا کہ اُسکا جدھر جی چاہے چلا جاے
وہ طریق دزد گھوڑے پر سوار ہوکر مثل آندھی کے چلا قریب آنا کیسا دور ہی سے علمشاہ کو للکارا او جوان کہان جاتا ہی یہ گھوڑا اور ہتھیار
ہمین دیدے جا علمشاہ نے نعرہ کر کے کہا اَی حرامزادہ مال و اسباب اُس بیچارے سوداگر کا لوٹ کر بہت دلیری پر آگئے ہو مین اسواسطے
آیا ہون کہ تم سب کو قتل کر کے جن جنکا مال و اسباب تمنے چھینا ہی اُنکو دلواؤن تو جا کر کہدے سکندر دزد سے کہ اگر تجھکو زندہ رہنا
منظور ہی تو مال و اسباب خواجہ بہرام کا دیدے ورنہ بزور شمشیر سب مال و اسباب تجھ سے لیلونگا طریق دزد نے پکارا کہ اَی جوان ہیچ ہی تو
ایسا ہی سرکش و مغرور ہی کہ تجھسے بھی بل کی لیتا ہی تو کیا مال چھین لیگا اپنی جان و مال کی خیر مانگ بھلا اب میرے ہاتھ سے بچکر تو کہان
جاتا ہی یہ کہکر جھپٹا اور تلوار کا وار کیا علمشاہ نے تلوار اُسکی چھین کر پشت زین سے اُٹھا لیا اور چکر دیکر جو زمین پر مارا سینے تک غرق
زمین ہوگیا روح بھی اُسکی راہی جہنم ہوئی یہ دیکھکر دس قزاق اور وہان سے للکارتے ہوے دوڑے آتے ہین علمشاہ سے تلوار چلنے لگی
تو دس مین سے مارے گئے اور ایک اپنی جان بچا کر بھاگ گیا یہ دیکھکر سکندر دزد کو غصہ آگیا بارہ ہزار قزاقون سے تلوار کھینچے ہوے
آپہنچا علمشاہ کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی بہر جنگ عظیم رہی یہانتک کہ اب علمشاہ رومی سے اور سکندر دزد سے مقابلہ ہوا سکندر
دزد نے جھپٹکر ہاتھ تلوار کا مارا علمشاہ نے بازو بچاکر ہاتھ قبضہ پر ڈال دیا تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر کا استوار تھام کر زین
فرس سے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے پکارے کہ او سکندر دزد نفرت کر لقاے بے بقا پر اور دین اسلام قبول کر لے اور ذات پاک
ہو وحدانیت پروردگار کا قائل ہو نہین تو ابھی تجھکو مارتا ہون کہ پیوند زمین ہو جائیگا اُسنے کہا کہ آپ مجھکو اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیجیے کہ
آپ کون ہین علمشاہ عالیشان نے فرمایا کہ تو نے جو شاہنشاہ زر تاج ثانی سلیمان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا نام سنا ہی اُنکا مین فرزند
جگر بند ہون نام میرا علمشاہ رومی رستم زمان ہی سکندر دزد نے عرض کیا مجھکو بدل آپکی اطاعت منظور ہی اور بصدق دل
دین اسلام قبول کرتا ہون علمشاہ نے اُسکو کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور اُسکو گھوڑے پر بٹھا دیا اُسی وقت سکندر دزد نے

اپنے ملازمونکو بھیجکر خواجہ بہرام کو بلوایا اور سب مال و اسباب سکندر رو زرد نے دیدیا علمشاہ نے پوچھا ای خواجہ بہرام اب تم کہان
کس طرف جاؤ گے خواجہ بہرام نے عرض کیا او شہریار مرصع حصار یہان سے بہت قریب ہے وہین جاؤنگا علمشاہ نے فرمایا ہم تمہارے
ساتھ چلتے ہین کہ ہمکو بھی جانا ہے وہین دوسرے روز وہان سے کوچ کیا بعد قطع مسافت شہر مرصع حصار مین آئے کاروانسرا مین اترے دوسرے
روز ایک دوکان سر چوک کرایہ لی اُسمین خواجہ بہرام بازرگان نے آکر اپنی دوکان کو اسباب تجارت سے آراستہ و پیراستہ کیا علمشاہ بھی وہان
بیٹھے اتفاقاً حاکم شہر کیطرف سے ایک شخص پہلوان نہایت تنو توش کا محصول تجارتی لینے کو آیا بہرام بازرگان نے کہا ای بھائی آج ہی
ہم وارد شہر ہوکر دوکان بکرایہ لیکر اترے ہین ابھی تو اچھی طرح سے مال تجارتی دوکان پر رکھا بھی نہین ہے کہ تم محصول لینے کو آئے
جب ایک مہینہ گذر رہیگا اور کچھ مال ہمارا بکیگا اسوقت محصول تجارتی جیسے لینا ہمین محصول دینے مین کیا عذر ہے اُسنے کہا ہم یہ کچھ نہین جانتے
ہمکو حکم اسیطرح ہے یا تو محصول مال تجارتی سرکار مین داخل کرو یا اس شہر سے ابھی چلے جاؤ علمشاہ اس گفتگو پر بہت برہم ہوئے اور کہا کہ جاؤ سرکار مین
ہماری نالش کرو ہم محصول ابھی ہرگز نہ دینگے اس پہلوان نے غصہ سے ہاتھ بڑھا کر کچھ اسباب دوکان کا پھینکدیا علمشاہ نے ہاتھ پکڑکر
ایک طمانچہ مارا کہ منہ اُسکا پشت کیطرف پھر گیا اور تیورا کر گرا بازار مین غل ہوا شدہ شدہ یہ خبر حاکم مرصع حصار کو پہنچی کہ آج اس شہر مین
ایک نیا سوداگر آیا ہے اُسمین اور ملازم سرکار سے بابت محصول کے فساد ہوا وہ ملازم سرکار مارا گیا حکم ہوا کہ دریافت کرو وہ کون سوداگر ہے اور
کسکے ساتھ والے نے مارا ہے کس ملازم کو مار ڈالا لوگون نے کہا کہ خواجہ بہرام بازرگان ایک سوداگر لیکن آیا ہے اسکے بیٹے نے کوتوال
شہر کو مار ڈالا یہ سنکے حاکم مرصع حصار نے عمران مرد رد گوش کو کہ ایک سردار بہت شہ زور تھا اُس سے کہا کہ تو جا کر اس تاجر کے بیٹے کا
سر کاٹ لا عمران رد رد گوش یہ سنکر پانسو سوار جرار ہمراہ لیکر آیا دوکان بہرام بازرگان کی گھیر لی اور پکارا کہ جسنے کوتوال شہر کو مارا
ہے نکل کر سامنے آئے علمشاہ عالیشان مسلح و مکمل ہوکر اسپ بادپا کبود فرنگی مرکب سبز فام شکار پر سوار ہوکر سامنے آئے اور کہا کہ جسنے ہمکو بلایا
اور ہمکو بھی مارینگے اُسنے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مار دو اسکو یہ سنتے ہی ہمراہی اسکے تلوارین کھینچکر دوڑے علمشاہ نے بھی تیغہ کیتیان کو
کھینچا تلوار چلنے لگی بہت سے لوگونکو مارکر عمران رد رد گوش کے برابر ہو پہنچے عمران نے تلوار کا وار کیا علمشاہ نے تلوار اسکی روک کر جو تیغہ
کیتیان کا ہاتھ مارا تیغہ عمران مرد رد گوش کے سر پر پڑا مع راکب مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا ہمراہی اسکے لاش عمران رد رد گوش لیکر بھاگ
گئے حاکم مرصع حصار کے سامنے آکر بیان کیا کہ یہ بھی اُس سوداگر بچے کے ہاتھ سے مارا گیا وہ نہایت زبردست اور طاقت دار ہے یہ سنکر حاکم
مرصع حصار بہت برہم ہوا اپنے سپہ سالار کو بھیجا کہا کہ جا کر اُس سوداگر بچے کو زندہ پکڑ لا یا سر کاٹ کر لے آ جسطرح وہ ہاتھ آئے غرضکہ وہ
سپہ سالار کہ نام اُسکا جلبی قبل جبین تھا فوج کثیر ہمراہ لیکر آیا اور علمشاہ و سوداگر کو گھیر لیا علمشاہ نے تلوار کھینچی اور لڑنے
لگے علمشاہ نے دم بھر مین وہ تلوار زنی کی لاش پر لاش گرا دی کشتون کے پشتے ہوگئے خون کا دریا بہنے لگا فوج سامنے سے
فرار ہوئی علمشاہ مار مار کرتے ہوے برابر جلبی قبل جبین کے آئے اور نعرہ کیا کہ آپ کیون سپاہ ناکردہ فوج کو تڑواتا ہے نامردی دکھاتا
ہے جلبی قبل جبین نے غصہ ہوکر تلوار ماری علمشاہ نے وار اسکا روک کر جو تیغہ کیتیان فرنگی کا ہاتھ مارا سپر اسکی دو ٹکڑے
ہوئی نامرد نے سر اپنا بچایا پیچھے پر مرکب کے ہٹ آیا تیغہ علمشاہ گھوڑے کی گردن پر پڑا سر مرکب کا اُڑکر اُدھر گرا یہان راکب
و مرکب تہ و بالا ہوکر گرے علمشاہ کود کر مرکب سے سینہ پر جلبی قبل جبین کے چڑھ بیٹھے اور فرمایا لعنت کر لقا پر اور دین
اسلام قبول کر نہین تو ابھی تجھکو قتل کرتا ہون وہ کافر از روے خوف جان اسلام لایا طوطے کی طرح کلمہ پڑھا علمشاہ نے
اُسکو جان کی امان دی علمشاہ سے اُسنے کہا اب آپ میرے ساتھ دربار حاکم مرصع حصار مین چلیے مین آپکو اُس سے
بلوا کے اُسکو بھی مسلمان کرا دون علمشاہ اُسکے ہمراہ روانہ ہوے یہان اُس سپہ سالار نے ایک ملازم کے ہاتھ کہلا بھیجا
کہ یہ شخص سوداگر بچہ نہین ہے پسر حمزہ ہے مجھکو بھی اسنے زیر کیا مین ظاہر مین بخوف جان مسلمان ہوا اگر مین دین اسلام لقا پر
نہ قبول کرتا تو یہ مجھکو بھی قتل کرتا اب مین اسکو اپنے ہمراہ لیکر آپکے دربار مین آتا ہون آپکو اختیار ہے خواہ گرفتار کیجیے خواہ

چھوڑ دیجیے باتیں کیجیے القصہ جب علمشاہ دربار میں حاکم مرصع حصار کے گئے وہ دیکھتے ہی علمشاہ کو تخت سے اُتر کر کھڑا
ہو گیا جھک کر ادب بجا لایا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ پسر حمزہ صاحبقران زمان ہیں اور دین آپ کا
برحق ہے اب میں لقاے بے ایمان پر لعنت کرتا ہوں اور مسلمان ہوتا ہوں مجھکو کلمہ پڑھائیے علمشاہ نے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا اس
مردود ازلی نے طوطے کی طرح کلمہ پڑھا اور علمشاہ کا بڑا اعزاز و اکرام کیا اور کہا کہ آپ تخت پر بیٹھیے علمشاہ نے کہا ہم تاج بخش
بزور شمشیر ہیں مگر خود تخت نشینی نہیں کرتے تمھارا تاج و تخت تمکو مبارک ہے یہ کہکر حاکم مرصع حصار کو تخت پر بٹھایا آپ
کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوے الغرض حاکم مرصع حصار نے علمشاہ کی دعوت کی اور کھانے میں بیہوشی شریک کر کے علمشاہ کو کھانا
کھلایا جب علمشاہ والا جاہ بیہوش ہو گئے فوراً گرفتار کیا اور غل و زنجیر میں اسیر کر کے قلعہ افلاکیہ میں بھیجدیا اور خواجہ بہرام
بازرگان کا بھی سب مال و اسباب تجارتی لوٹ کر اُسے بھی قید کیا آفرین والا تمکین پر واضح ہو کہ اس قصہ کو یہیں چھوڑا اب
حال لشکر امیر با تدبیر کا گوش دل سے سماعت فرمائیے کہ بیران ببر سوار زور بازو سے سرداران لشکر اسلام کے یہان زخمی ہوا تھا
مگر اپنے عیار زرد ہنگ سے کہا کہ جس طرح ہو تو بدیع الزمان کو گرفتار کر لا تجھکو اسکے عوض میں بہت کچھ انعام دونگا
زرد ہنگ نے کہا بہت خوب میں بدیع الزمان کو گرفتار کیے لاتا ہوں زرد ہنگ عیار بیران ببر سوار رات کو خدمتگار
کی شکل بنکے شہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کو گرفتار کر کے پشتارہ باندھ کر لے آیا بیران ببر سوار نے کہا اے زرد ہنگ
تو ان دونوں کو یونہیں گرفتار کیے ہوے قلعہ زرین حصار میں لیجا اور وہاں ان دونوں کو قید کر زرد ہنگ عیار
بیران ببر سوار بموجب اپنے آقا کے حکم کے اُن دونوں کو لے کر طرف قلعہ زرین حصار کے روانہ ہوا اور وہاں لیجا کر ان دونوں
شہزادوں کو قید کیا یہاں لشکر اسلام میں جب صبح ہوئی ایک شور و ہنگامہ برپا ہوا کہ رات کو کوئی عیار شہزادہ بدیع الزمان
اور ہاشم تیغزن کو چُرا لے گیا حمزۂ صاحبقران زمان یہ حال سنکر بہت متردد و متفکر ہوے اور صدمۂ عظیم ہوا
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو بلا کر بہت خفا ہوے اور کہا کہ تم نہایت غافل رہتے ہو عمرو نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے
ہیں شہزادۂ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کو میں ابھی جا کر لاتا ہوں یہ کہکر خواجہ عمرو امیر با تدبیر حمزۂ صاحبقران
زمان کو مجرا کر کے طرف لشکر کفار کے روانہ ہوے اُسوقت پہونچے کہ زرد ہنگ عیار قید بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن
کی لے کر طرف قلعہ زرین حصار کے روانہ ہو چکا تھا بارگاہ میں یہی چرچا اور ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے اور بختیارک
دربار میں بیٹھا ہوا بیران ببر سوار سے کہ رہا ہے کہ تم نے بڑا کیا کہ قید کر کے پسران حمزہ کو اپنے شہر میں بھیجدیا اب یہ بتاؤ
کہ تمھاری کوئی اولاد بھی ہے یا نہیں بیران ببر سوار نے کہا ملک جی فقط ایک بیٹی گھر بھر کی آنکھوں کا تارا ہے اُسی کی
روشنی خانۂ دل والدین میں ہے بختیارک نے کہا اے بیران بس اب شہر بھی تمھارے ہاتھ سے گیا اور دختر بھی تمھاری
قبضے میں خدا پرستوں کے گئی بیران ببر سوار یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور کہا اے ملک جی یہ کیا تم واہیات بکتے ہو خبردار
اب اس طرح کی گفتگو مجھ سے نہ کرنا بختیارک چپ ہو رہا خواجہ عمرو نے یہ تمام گفتگو سنی اور وہاں سے خدمت حمزہ
صاحبقران میں آئے اور سارا حال بیان کیا اور کہا کہ قید شہزادوں کی شہر زرین حصار میں گئی امیر با تدبیر نے
فرمایا کہ پھر کیا کیا جائے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ جب تک شہزادوں کو چھڑا نہیں لاتا ہوں جبتک مجھکو چین نہیں
ہے یہ کہکر خواجہ عمرو شہر زرین حصار کی طرف روانہ ہوے پیچھے عمرو کے مقتر قران حبشی بھی چلے لیکن حال
وہاں کا سنیے کہ زرد ہنگ عیار کہ اسکا نام اکثر راویوں نے بد انگیز بھی لکھا ہے یہ دونوں شہزادوں کو لیکر شہر زرین
حصار میں پہونچا اور چار سوق چوک میں دو لکڑیاں زبردست بڑی بھاری گاڑدیں اور پنجرے میں دونوں شہزادوں
کو بند کر کے اسمیں لٹکا دیا اور نگہبانی کے واسطے عیاروں کو وہاں مقرر کیا اور اُن عیاروں سے کہدیا کہ جو کوئی انکے

حال پر تاسف کرے یہاں آنکر شہر سے اُسکو فوراً گرفتار کر لینا یہ حکم قطعی اپنے عیارون کو دیکر بلا انگیز وہان سے چلا آیا یہاں پہ سیر
تھا کر خواجہ عمرو ایک فقیر کی صورت بنکر شہر زرین حصار مین داخل ہوے جا بجا یہ چرچا سنا کر پسران حمزہ کو بلا انگیز عیار پکڑ لایا ہی چار سوق
مین عقابین پر چڑھایا ہی یہ سنکر خواجہ عمرو نے چوک مین دیکھا کہ واقعی بدیع الزمان اور ہاشم کو قفس آہنی مین قید کرکے لٹکایا ہی
یہ دیکھتے ہی عمرو کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اور روتا ہوا چلا گیا غرض دن اُٹھا چپکے چپکے گریہ وزاری مین گذارا دوپہر رات
گئے تھوڑی سی مٹھائی حلوائی کی دوکان سے لی اور اُسمین بیہوشی ملا کر خوانون مین لگائی اور خوانچہ اُسپر رکھکے خوانپوش
ڈال کے زیر عقابین آیا اور اُن عیارون کے آگے رکھ کر وہ خوان دے دیے اور کہا کہ حضرت بلا انگیز نے یہ مٹھائی کے خوان تم کو
بھیجے ہین سب عیارون نے خوشی خوشی آپس مین تقسیم کرکے خوب کھائی بس کھاتے ہی سب بیہوش ہو گئے خواجہ عمرو بصورت
اصلی بنکر عقابین کے اوپر آیا پنجرون سے لپٹ کر خوب رویا اور کہا آؤ مین تمہین پنجرون سمیت لیچلون بدیع الزمان اور ہاشم
شہزادون نے کہا عمرو جان ہمین یون چھوٹنا منظور نہین ہی ہم رہا ہو کر اپنے پانون سے جائین تو کیا مضائقہ ہی ورنہ ہمین قید کی
تکلیف اُٹھانا منظور ہی عمرو نے سمجھایا کہ یہ حالت اچھی نہین ہی تمہارا باپ بھی جب کہ عقابین پر چڑھایا گیا تھا تو یہین اُسکو بھی
حالت نے گھیرا تھا آخر کو چھٹے قید رہا آؤ مین تمکو زنبیل مین ڈالکے لیچلون کسنا تو حالت نکر و بدیع الزمان اور ہاشم شہزادون نے نہ مانا
عمرو ناچار ہوا شیر مال و کباب وغیرہ نکالکر دیے دونون شہزادون نے کھائے اور شکر خدا بجا لائے بعد اسکے سوہن نکالکر قفل پنجرہ
کا کاٹنے لگا آواز قفل کے ریتنے کی بلند ہوئی سامنے مکان بلا انگیز کا تھا وہ آواز سے سوہن کی چونکا اور روشنی کروا کر دیکھا کہ پنجرے
سے ایک سیاہ چیز لپٹی ہوئی ہی معلوم کیا کہ یہ عمرو عیار ہی قفل کاٹ رہا ہی وہ سو عیار ہمراہ لیکر چلا اور دور ہی سے للکارا او نا عیار
مین آپہنچا تو کہان جائیگا عمرو نے ہاشم و بدیع الزمان سے کہا دیکھا تمنے صبح آپ بچے اور قید سے نہ چھوٹے یہ کہکر عمرو جست کرکے
ایک طرف کو دور ہی ہو بلا انگیز جو زیر عقابین آیا دیکھا سب عیار بیہوش پڑے ہین اور عقابین پر کوئی نہین ہی بلا انگیز سبھو کو ہوش مین
لایا اور بہت سرزنش کی اور بھیر بلاخیز اپنے چچا کو وہان مقرر کیا اور کہہ دیا کہ خبردار رہنا کہ پسران حمزہ قید سے رہا ہونے پائین اسنے کہا کہ کیا
مجال جو کوئی عقابین پر نگاہ ڈال سکے یہ سنکے بلا انگیز چلا گیا بلاخیز با کیش مع دو ہزار عیار حفاظت کو بیٹھا ناگاہ دیکھا کہ ایک حجام
سامنے سے نمودار ہوا بلاخیز پکارا کہ میاں خلیفہ ہماری حجامت بناتے جاؤ اسنے کہا بہت اچھا مین حاضر ہوا میجیے دیکھا مونڈتا ہون
اُس حجام نے اُنکی کٹوری مین پانی بھا لنگی بچھائی سر کے بال خوب پانی سے بھگوئے اور اُسترا نکال کر سلی پر تیز کیا کہ جلدی سے سر اُسکا
کاٹ لیجے کہ ناگاہ بلا انگیز آپہنچا عمرو کو بچانا آواز دی کہ چچا جان ذرا ٹھہرے کاٹتے مین حجامت بنوا لون تو پھر آپ بھی بنوا لیجیے گا یہ کہکر
دوڑا عمرو کو سوت پیش کر زنبیل مین ڈالکر بیٹھے پانون بھاگا بلا انگیز آگے بڑھتا آتا ہی عمرو پیچھے ہٹتا جاتا ہی آخر کار بلا انگیز پکارا کہ ارے حجام کیا
تو میری حجامت نہ بنائیگا حجام نے کہا ابھی تیرے مونڈنے کا وقت نہین ہی تجھکو پھر مونڈونگا یہ کہکر قدم اُٹھا کر عمرو چلا بلا انگیز پکارا کہ ارے
یارو یہ حجام عمرو عیار ہی یہ سنکر لوگ دوڑے مگر کوئی قریب گرد پاسے عمرو کے بھی نہ پہنچ سکا عمرو جست و خیز کرکے صاف نکلا
چلا گیا بلا انگیز نے اپنے چچا سے کہا واہ چچا واہ اس وقت اگر مین نہ آجاتا تو آپ مونڈے جاتے یقین تھا کہ وہ آپ کا
سر کاٹ لیتا اُسنے کہا کہ واقعی مین نے اُس نابکار کو نہین پہچانا تھا میری زندگی تھی کہ تو نے آکر مجھے بچا لیا بلا انگیز
نے کہا کہ اب تو اُس بلا سے بیدرمان سے ہوشیار رہیے گا یہ کہکر بلا انگیز چلا گیا یہان بعد پہر بھر کے عمرو ایک سقے کی صورت
بنکر مشک کاندھے پر رکھے ہوے لنگی کمر سے کی بندھی ہوئی کٹورا کھنکاتا ہوا سامنے سے دکھائی دیا ایک عیار نے اُنہین
سے آواز دی کہ میان بہشتی ہمین پانی پلاتے جاؤ بہشتی دوڑ کر قریب آیا دو چار عیارون کو پانی پلا کر بلاخیز کے پاس
پانی لایا چاہتا تھا کہ بلاخیز کو پانی پلائے اودھر سے بلا انگیز پھر آپہنچا اور عمرو کو پہچانا اور دوڑا پکارتا ہوا کہ اے میان
بہشتی پہلے پانی مجھے پلاؤ عمرو بہت دور تھا اُسکے تیور سے دریافت کر لیا کہ بلا انگیز نے مجھے پہچان لیا اب اے عمرو تیری

آبرو ریزی ہوگی بھلا خواجہ عمرو اب وہان کب ٹھہرتے مین پیچھے ہٹنا شروع کیا اور پکار کے کہا باش او نابنجار تو مجھے گرفتار کرنے آتا ہی بھلا مین کب تیرے ہاتھ آتا ہون یہ کہکر عمرو بھاگے وہان سے سب عیار دوڑے یہ کہتے ہوے ارے لینا پکڑنا جانے نہ دینا یہ بہشتی عمرو عیار ہی یہ سنکے عمرو جست وخیز کرکے نکل گئے بلا انگیز نے سب کو سرزنش کی کہا ارے کیا غضب ہی کہ یہ مکار ہر مرتبہ تمکو فریب دیتا ہی اور تم نہین پہچان سکتے ہر ایک عیار نے کہا کہ استاد ہم عمرو کو ہرگز نہین پہچان سکینگے آپ خوب اسے پہچانینگے اور آپ ہی خوب اسکے فریبون کو دریافت کرینگے غرضکہ بلا انگیز سب کو سرزنش کرکے چلا گیا سہ پہر کے وقت عمرو دال موٹھ والا بنکر آیا ایک عیار نے انمین سے پکارا دال موٹھ والے ہوت ارے میان ادھر آو ہمین بھی دال موٹھ کھلاؤ یہ سنکے دال موٹھ والا آیا خوانچہ اتارا پیسے پیسے کی دال موٹھ سب کو دینا شروع کی ہنوز وہ دال موٹھ کسی نے نکھائی تھی کہ بلا انگیز آگیا اور آواز دی کہ اس دال موٹھ والے کو پکڑو جانے نہ دو خبردار کوئی اس دال موٹھ کو نکھاوے اسمین زہر ملا ہوا ہی عیارون نے دال موٹھ پھینکدی عمرو کو پکڑنے کو دوڑے عمرو بھلا کسکے ہاتھ لگتا ہی خوانچہ وہین چھوڑکر جست وخیز کرکے نکل گیا عیار پھر کر چلے آے بلا انگیز نے کہا کیون صاحبو اگر ایسی ہی غفلت ہی تو یہ قیدی کاہیکو قید رہینگے عمرو چھڑا لیجائیگا جب دن کو یہ حال ہی تو دیکھیے رات کو کیا بلا ہی اور کس نئی شکل سے عمرو آتا ہی سبھون نے کہا اسکا کیا مجال جو اب عمرو یہان قدم بھی رکھ سکے ہم سب ہوشیار رہینگے یہ سنکے بلا انگیز چلا گیا ان سبنے سرشام سے چارطرف روشنی کرائی دور دور تک پنجشاخے گڑوا دیے گئے تمام میدان روشن ہو گیا وہ رات دن معلوم ہوتا تھا بلا خیز مع عیارون کے ہوشیار و مستعد بیٹھا تھا کرسی زرنگار پر بیٹھا ہوا تمام عیارون کو گرد بٹھا لیے دیکھ رہا تھا کوئی عیار بیٹھا تھا کوئی عیار کھڑا تھا کوئی کسی سے ہنس رہا تھا کوئی باتین عمرو کی کر رہا تھا یہان عمرو نے ایک پتلا کاغذ کا برنگ سیاہ بنایا اور اسکے پانون مین پہیے لگائے وہ استادہ کر دیا اور خود بھی لباس سیاہ پہنکر اس پتلے کی آڑ مین کھڑا ہوا قضاے کار عیارون کی نگاہ پڑی کہ ایک شخص سیاہ وہ کھڑا ہوا ہی سب نے بلا خیز کو دکھایا کہا دیکھیے تو یہ عمرو کھڑا ہوا ہی یا اور کوئی ہی یہ کہکے وہ ایک پتھر اس پتلے پر مارے مگر خالی دیے اب اور بھی سب کو یقین ہوا یہ عمرو عیار ہی تمام عیار للکارتے ہوے دوڑے کہ عمرو کو پکڑ لیا جانے نہ دینا یہان عمرو نے اس پتلے کو ہوا کے رخ پر چھوڑ دیا کہ وہ پتلا اڑتا ہوا چلا تمام عیار اسکے پیچھے پیچھے شور و داروگیر کرتے ہوے دوڑے کوئی عیار عقابین پر نرہا تب عمرو ادھر سے جست وخیز کرکے عقابین پر آے اور قفس آہنی کے پاس پہونچکر شیرمال و کباب نکال کر ہاشم و بدیع الزمان کو کھلاے کہا اب اس پنجرے سے نکلے چلو دونون شہزادون نے جواب دیا ہمین یون چلنا منظور نہین ہی عمرو قفل پنجرے کا کاٹنے لگا اس اثنا مین بلا انگیز کی آنکھ کھلی عقابین کی طرف نگاہ کی دیکھا کہ ایک سیاہ پوش عقابین سے بیٹھا ہوا پنجرے کا قفل کاٹ رہا ہی وہین سے بلا انگیز نے للکارا او دزد باریک گردن بھلا میرے ہاتھ سے کہان جائیگا مین آپہونچا عمرو نے ہاشم و بدیع الزمان سے کہا ارے کمبختو آج بھی تم رہا نہوے مین ناچار ہون کہ نہایت سعی و کوشش کرکے تم تک آتا ہون اور تمنے جہالت پر کمر باندھی ہی یہ کہکر عمرو جست کرکے وہان سے راہی ہوے بلا انگیز عیارون کو لیے ہوے پہونچ گیا چارون طرف سے عمرو کو گھیر لیا اور پکارا کہ باش او دزد باریک گردن آج تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا عمرو پکارا او نابنجار تو میرا کیا کر سکتا ہی یہ کہکر عمرو نے گلیم زنبیل سے نکال اور گلیم کو چکر دے کر پکارا خبردار مین آیا اور گلی ان عیارون پر پھینکی عیار تو اس گلی پر تلوارین مارنے لگے عمرو دوسری طرف سے کود اور نیچے پاکر عیارون سے لڑنے لگا ہیچ کا ہاتھ چڑنے لگا لیکن اودھر وہ جو اس پتلے کے پیچھے گئے تھے انکا حال سنیے کہ وہ پتلا تو ہوا پر اڑتا ہوا چلا جاتا ہی اور یہ سب اسکے تعاقب مین چلے جاتے ہین یہانتک کہ ایک مقام پر وہ پتلا ایک درخت مین اٹک کر رہ گیا اور ان عیارون نے برابر اسکے نیچے مارنا شروع کیے آواز کھڑکھڑاہٹ کی بلند ہوئی دیکھا تو وہ پتلا بانس کی کھپاچون کا کاغذ سے منڈھا ہوا ہی آپس مین کہا واہ واہ واہ واہ مکار نے بڑا دھوکا دیا بلا خیز نے کہا ارے تم سبکے

سب عقابین پر سے چلے آئے قیدیون کو تنہا چھوڑ دیا کہین ایسا نہو کہ عمرو قیدیون کو عقابین پر سے چھڑا لیجاے جلد چلو یہان
سے غرضکہ یہ سب کے سب عیار بھاگے ہوے زیر عقابین آئے دیکھا کہ بلا انگیز سے اور عمرو سے تلوار چل رہی ہی یہ بھی اگر شریک
بلا انگیز کے ہوے اور پکارے کہ او مکار ہمین تو تونے فریب دیکے اس ٹیلے کے پیچھے دوڑا دیا آپ ادھر آیا دیکھ کہ ہم تیرا کیا حال
کرتے ہین اب جیتے قتل کیے نہ چھوڑینگے عمرو نے کہا او بیوفا تو تم میرے پیچھے ناحق پڑے ہو میرا حال بھی دیکھا ہوگا او روہ دیکھو
مین جاتا ہون یہ کہکر غول مین سے ایک جست کی بس جسطرح ہوائی جاتی ہی یا شرارہ سنگ سے نکلتا ہی اسیطرح ہر جگہ
میدان پر ٹپتا جست کرتا چلا عیار ہر چند دوڑے مگر کوئی اسکے برابر نہ پہونچ سکا لیکن بلا انگیز نے عمرو کا تعاقب نہ چھوڑا
یہ چلا آتا ہی یہانتک کہ صبح کی روشنی ہوکر دن نکل آیا اور عمرو قلعہ کے دروازے کے پاس پہونچا سوچا کہ اگر شہر کی طرف
پھرتا ہون تو گرفتار ہو جاؤنگا باہر باہر شہر کے چلنا چاہیے بس شہر کے باہر باہر چلا صحرا کا راستہ لیا آتے آتے دیکھا کہ ایک بلندی
ہی اس ٹیلے کے اوپر چڑھ گیا اور ایک درد رسیدہ کی شکل بنکر وہان لیٹا اس اثنا مین بلا انگیز عمرو کو ڈھونڈھتا ہوا آپہونچا
دیکھا کہ اس بلندی پر کہین پتا نہین جب اس ٹیلے پر آیا بلا انگیز نے دیکھا کہ ایک بیمار پڑا ہوا کراہتا ہی اور گدڑی اوڑھے
ہوے ہی ایک ٹھوکر ماری کہ ارے تو کون ہی اسنے آواز حزین سے جواب دیا کہ ارے ظالم کیون مجھ آزاری کو ایذا دیتا ہی بلا انگیز
نے کہا کہ منہ تو اپنا کھول اسنے چہرے سے گدڑی اٹھائی بلا انگیز نے دیکھا کہ ایک شخص بہت نزار و ناتوان پڑا ہوا ہی مگر آنکھون
سے پہچان لیا کہ یہ عمرو ہی بس چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور چادر مین پشتارہ باندھکر پیٹھ پر لادکے وہان سے راہی
ہوا شہر مین آتے ہی شاگردون نے پوچھا کہ استاد کہو کیا ہوا بلا انگیز نے کہا عمرو کو پکڑ لایا اتفاق روزگار سے بہران بیرسوا
کی بیٹی ملکہ سرو سیمتن نہایت حسین شکیل جمیل ہی اسپر بلا انگیز عاشق و فریفتہ ہی اور کبھی کبھی کسی بہانے سے اسے جاکر دیکھ
لیتا ہی اب خیال مین گذرا کہ عمرو کو ملکہ سرو سیمتن کو دکھاوے اور ملکہ سرو سیمتن کا حسن و جمال عمرو کو دکھاے یہ سوچکر اپنے چچا
بلا خیز سے کہا کہ آپ میدان خونی کی تیاری کیجیے مین جاکر ایک نگاہ ملکہ کو اسے دکھاؤن بعد اسکے قتل کرون بلا خیز نے کہا ای
فرزند اسکو ہرگز تو نہین لیجا یہ شخص سحر زبان سحر بیان ہی اگر چھوٹ گیا تو پھر ہاتھ آنا اسکا مشکل ہوگا بہت غنیمت جان کہ یہ ہاتھ
آگیا بلا انگیز نے کہا چچا جان آپکو خبر ہی مین ایسا نادان نہین ہون کہ ایسے مکار کو چھوڑ دونگا بلا خیز نے منع کیا کہ او نادان عمرو کو
وہان نہ لیجا میرا کہنا مان بلا انگیز کے سر پر تو عشق کا بھوت سوار تھا یہ کسی کا کہنا مانتا ہی دوسرے یہ کہ اپنے سامنے عیاری مین
کسی کو بہتر نہین جانتا ہی عمرو کو لیے ہوے باغ مین ملکہ سرو سیمتن کے آیا یہان ملکہ اسی وقت سوکر اٹھی تھی مسند ناز پر جلوہ گر
تھی کہ محلداروں نے آکر عرض کی کہ بلا انگیز آیا ہی اور عمرو عیار کو گرفتار کرکے لایا ہی اسکی صورت عجیب و غریب آپکے دکھانے
کو دردولت پر حاضر ہی ملکہ نے کہا اچھا بلاؤ بلا انگیز عمرو کو نہلا دھلا کر صورت اصلی بنا کر سامنے سرو سیمتن کے لایا عجیب صورت
ملکہ نے دیکھی کہ کبھی ایسی شکل نگاہ سے نہ گذری تھی ملکہ نے ایک انیس خاص سے کہا کہ بلا انگیز سے کہو کہ ذرا اسکے ہاتھ چھوڑ دے
کہ مین اس جان کو اسکی صورت اصلی دکھاؤنگی سہ پہر کو اگر اسے لیجانا بلا انگیز نے جو یہ پیغام سنا کہا یہ بڑی دشواری تمام سے
ہاتھ آیا ہی ایسا نہو کہ مین اسے یہان چھوڑ جاؤن اور یہان ہاتھ سے چھوٹ جاے ملکہ نے جو سنا کہ بلا انگیز نے عدول حکمی
کی نہایت بدماغ ہوئی حکم دیا کہ جلد اسے یہان سے نکالو میرے سامنے سے بلا انگیز کو ہٹاؤ بلا انگیز نے دیکھا کہ ملکہ آزردہ
ہوئی عرض کیا کہ مین اسے چھوڑے جاتا ہون پھر ایک درخت سے عمرو کو باندھکر بلا انگیز چلا گیا اس وقت ملکہ نے
کہا ارے اسکی نگہبانی کرو ایسا نہو کہ یہ چھوٹ جاے لوگ نگہبانی کے واسطے مقرر ہوے ملکہ سرو سیمتن نعمت خانہ مین
خاصہ کھانے کو بیٹھی گیتی آرا سے کہا ارے کسی نے عمرو کو بھی کھانا دیا یا نہین جلد جاکر عمرو کو کھانا کھلاؤ پانی پلاؤ گیتی آرا
کھانا لے کر آئی لیکن عمرو نے جسوقت سے ملکہ سرو سیمتن کو دیکھا ہی عاشق ہو گیا ہی اپنے دل مین عجیب عجیب خیال

باندھ رہا ہے کہ ناگاہ گیتی آرا خوان کھانیکا لائی اور کہا کہ لے ہوئے سوئے منہ ہی کاٹنے ساربان زادے تقدیر نے رسائی کی کہ ملکہ نے دسترخوان پر سے
تیرے واسطے کھانا بھیجا ہے جلد کھانا کھا عمرو نے کہا کہ ہاتھ تو میرے بندھے ہوئے ہیں کھانا کیونکر کھاؤں وہ ہنسکے بولی اے مکار شاطر
کے مارے تو چاہتا ہے کہ ہاتھ تیرے کھولدیے جائیں یہ ہرگز نہوگا یہ کہکر اپنے ہاتھ سے کھانا عمرو کو کھلایا خواجہ عمرو تو ہوشیار و چالاک عیار
ہے گیتی آرا سے جو نہجلے کر کھا لیا اور کھانا کم کھایا جب عمرو کو گیتی آرا کھانا کھلا چکی خوان اٹھا کر لیگئی یہاں ملکہ کھانا کھا کر سوئی ہی سے پہر
کو بیدار ہوئی منہ ہاتھ دھو یاماں کو اپنی بلایا عمرو کو دکھایا وہ دیکھکر عمرو کو ڈری اور کہا کہ بیٹیا یہ کوئی جن ہے آدمی نہیں ہے جلد اسے
یہاں سے نکالو یہ کہکر چلی گئی ملکہ سرو سیمتن گائی خوب ہے اسکی آواز کا شہرہ ہے اسوقت تمام گائنیں آکر بیٹھیں سازنے ملکہ سرو
سیمتن نے دائرہ ہاتھ میں لیا اور بعد حسن علم موسیقی یہ غزل گانے لگی غزل

جیسا بیتاب ہے اب دل کبھی ایسا تو نہ تھا
ابتدا ہی میں ہوا عشق مجھے آفت کا
او ستمگار ترا دل کبھی ایسا تو نہ تھا
دیکھکر ضعف مرا ہنسکے وہ بیدرد بولا
قید میں شور سلاسل کبھی ایسا تو نہ تھا
دیکھتے ہی مجھے تیوری وہ چڑھا لیتا ہے
باغ میں شور عنادل کبھی ایسا تو نہ تھا

سوز آزار دیا کرتا ہے دل کو میرے
شور دریاب ساحل کبھی ایسا تو نہ تھا
کیا ہوا یار جو صورت نہیں اب دکھلاتا
عشق ابرو میں وہ کامل کبھی ایسا تو نہ تھا
نہیں سنتا مری جو چاہتا ہے کرتا ہے
دشمن جان مرا قاتل کبھی ایسا تو نہ تھا

یہ بتاں صورت بسمل کبھی ایسا تو نہ تھا
ہائے بیدرد وہ قاتل کبھی ایسا تو نہ تھا
بلکہ مجھکو کیا قتل نہ کچھ رحم آیا
میری جانب سے وہ غافل کبھی ایسا تو نہ تھا
میری بیڑی کا سنا غل تو کہا لیلی نے
ایسا وارفتہ ہے اب دل کبھی ایسا تو نہ تھا
اکی کس رنگ سے آئی ہے بہار اے گلچین

یہ غزل ملکہ سرو سیمتن نے اس خوش آوازی سے گائی کہ ساتھ والیاں وجد
کرکے جھومنے لگیں اور تعریفیں کرنے لگیں ملکہ سرو سیمتن نے کہا کہ عمرو کو بھی میرے سامنے لاکر بٹھاؤ وہ بھی میرا گانا سنے کہ اسنے
بڑی بڑی محفلیں دیکھی ہیں اچھی اچھی گانے والیوں کو سنا ہے دیکھوں کہ میرا گانا اسکے پسند آتا ہے یا نہیں گیتی آرا عمرو کے لینے
کو چلی عمرو نے یہاں جیسے گانے کی آواز سنی ہے بیتاب ہے دل تڑپ رہا ہے کہ گیتی آرا نے کہا اے عمرو اے ساربان زادے چل تجھے
تجھکو ملکہ کا گانا سنواؤں ایسی خوش آواز ایسی تانیں کبھی تو نے خواب میں بھی نہ سنی ہونگی پھر عمرو کو درخت سے کھولکر گیتی آرا
لائی اور ستون سے باندھ دیا ملکہ سرو سیمتن دائرہ بجا کر پھر گانے لگی تمام انیسیں جلیسیں صدقے قربان ہونے لگیں عمرو جو کہ
کھڑا ہوا تھا ملکہ کو بغور دیکھ رہا تھا مطلق گانے کی تعریف نہ کی ملکہ خوب جھوم جھوم کر گائی عمرو نے گردن تک نہ ہلائی ملکہ سرو سیمتن
نے دائرہ ہاتھ سے رکھکر عمرو سے پوچھا اے شخص تو نے سر تک نہ ہلایا معلوم ہوتا ہے تجھکو میرا گانا نہیں پسند آیا عمرو نے کہا تمہارا
کیا کہنا خوب گاتی ہو اچھا شغل ہے دو گھڑی دل بہلاتی ہو مگر اے ملکہ گانا فن ایک شے دیگر ہے ہر شخص نہیں جانتا ہے دل اپنا سب
بہلا لیتے ہیں گانے والے کا فقط منہ چڑھا لیتے ہیں ملکہ سرو سیمتن اسوقت نہایت خوش مزاج تھی عمرو کے کہنے پر ہنسنے لگی مگر ملکہ
کی ساتھ والیوں نے کہا کہ بلاؤں یہ یہ مانس گانے کی کیا قدر جانے آپکا مثل زمانے میں نہیں بھلا اسے کیا پسند ہے
یہ بھی آدمی کوئی چیز ہے ملکہ بولی صاحبو تم کیا جانو اسنے بڑے بڑے بادشاہوں کی صحبتیں دیکھی ہیں عمرو ہیچ کہتا ہے کہ گانا
اسے جنتر ہے ایک نے کہا ارے عمرو تو تو ملکہ کے گانے کی حقیقت نہیں جانتا کچھ تجھے بھی دخل ہے عمرو نے کہا ہاں ہو اپکی
آئین ہائین شائین میں کر لیتا ہوں ملکہ سرو سیمتن نے کہا جب ہی تجھکو میرا گانا پسند نہیں آیا اے عمرو بھلا کچھ گاؤ تو سہی
عمرو کو ستون سے کھلوا کر اپنے پاس بٹھایا عمرو نے سازندوں سے کہا ساز ملاؤ ان سب نے ساز ملا کے چھیڑنا شروع کیا
خواجہ عمرو گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگے تانیں اڑانے لگے غزل

ہم شہادت کے طلبگار رہا کرتے ہیں
عاشقوں کو یہ تقاضائی تہ تیغ بھی

گیسوئے یار کے پابند ہیں اک مدت سے
صورت سایۂ دیوار رہا کرتے ہیں

عاشق ابروئے خمدار رہا کرتے ہیں
اس سلاسل میں گرفتار رہا کرتے ہیں
الفت چشم میں دنیا کی خبر کیا ہمکو

نشۂ عشق میں سرشار رہا کرتے ہیں
آجکل وصل صنم فضل خدا سے ہے نصیب
میرے ہمدم یہی دو چار رہا کرتے ہیں
سر میدان وہ کبھی تیغ ادا کھینچیں تو

ہوش آتا نہیں موسیٰ کی طرح مدت سے
بخت خفتہ مرے بیدار رہا کرتے ہیں
بیٹھا کرتے ہیں جو اس گل کا دبا کر پہلو
ہم تو مرجانے پہ تیار رہا کرتے ہیں

محو نظارۂ دلدار رہا کرتے ہیں
درد و رنج و الم و غم سے بہلتا ہے دل
عمر کی آنکھ میں ہم خار رہا کرتے ہیں
یہ غزل عاشقانہ جو خواجہ عمرو نے

خوش الحانی سے گائی ملکہ ہزار جان سے عاشق ہوگئی اور محفل میں سب کو ایسا عالم وجد ہوا تمام اہلمجلس محو ہوکر بصورت تصویر رہ گئیں خواجہ عمرو ایک غزل عاشقانہ کی دو چار تانیں لگا کر چپ ہو رہے ملکہ بولی اے شخص تو چپ کیوں ہو رہا گانے جا آجتک ایسی صدائے دل آویز کسی کی نہیں سنی اے عمرو واقعی سچ ہے مجھکو گانا نہیں آتا یہ شام اور چیز ہے بیشک تیرا مثل نہیں ہے عمرو نے کہا اے ملکہ میں خاک گاؤں ہاتھ تو میرے بندھے ہوئے ہیں ہاتھ کھلیں تو البتہ کچھ بجا کر تمہیں سناؤں اسوقت تم محفوظ ہو ملکہ نے حکم دیا کہ ہاتھ اسکے کھولدو انہوں نے سمجھایا کہ بلا دون یہ مکار ہے چھوٹ جائیگا ملکہ نے کہا کہ حبشنیں چہار طرف سے عمرو کو گھیرے ہوئے کھڑی رہینگی ممکن نہیں کہ یہ کہیں جاسکے غرضکہ ہاتھ عمرو کے کھولدیے گئے عمرو نے پھر سازندوں کو اشارہ کیا کہ ساز ملاؤ اور اپنی جوڑی جفت جو زنبیل سے نکال کے قفلیاں درست کرکے منہ پر اسے رکھکے پھونکا خوب خوب بجایا خوب خوب گایا ملکہ کا یہ عالم تھا کہ آنسو آنکھوں سے جاری تھے کبھی اٹھ کے عمرو کے گرد پھرتی تھی ہزار جان سے ملکہ سرو ستمن عمرو پر عاشق ہوگئی پھر عمرو کے پاؤں بھی کھلوا دیے اور حبشنوں سے کہا کہ تم اپنے گرد سے ہٹ جاؤ یہ یہاں بیٹھا ہوا گا رہا ہے اب یہاں سے ہرگز نہ جائیگا مگر بلا انگیز جو عمرو کو چھوڑ کر یہاں سے گیا عیاروں کے پاس آیا بلاخیز چچا نے اسکے پوچھا کہ کیوں عمرو کو کیا کیا اسنے کہا کہ ملکہ سرو ستمن کے پاس چھوڑ آیا ہوں وہ اپنی ماں کو بھی صورت عمرو کی دکھائینگی سہ پہر کو جا کر لے آؤنگا یہ کہکر اپنے گھر گیا کھانا کھایا سو رہا سہ پہر کو پھر میدان خالی تیار کیا اور عمرو کو لینے چلا جب دروازے پر باغ کے پہونچا محلدار سے اور بلا انگیز سے سازش تھا تمام حال عمرو کا اسنے بلا انگیز سے بیان کیا اور کہا کہ اب عمرو ملکہ کے پاس بیٹھا ہوا گا رہا ہے او بلا انگیز دیکھو تو مدت سے ملکہ پر عاشق ہے مجھے آجتک یہ دن نصیب نہ ہوا کہ ملکہ مجھے اپنے سامنے بٹھاتی اور عمرو اسکے روبرو بیٹھا ہوا ہے خوب مزے اڑ رہے ہیں بلا انگیز یہ کیفیت محلدار سے سنتے ہی آگ ہوگیا پھر دوڑا وہاں جا کر دیکھا کہ عمرو گا رہا ہے اور ملکہ نشۂ عشق خواجہ عمرو میں بیٹھی ہوئی جھوم رہی ہے یہ دیکھتے ہی بلا انگیز نے کچھ ملکہ سرو ستمن کا لحاظ و پاس نہ کیا اور پکارا کہ او سرو ستمن تو نے عمرو کو چھوڑ دیا وہ گا رہا ہے اور تو سن رہی ہے اب حال معلوم ہوگا بیٹھ اور عمرو کو تو پھر گرفتار کرکے لیے جاتا ہوں ملکہ نے پکار کر کہا او جل کلڑے کٹورے کچھ تیری شامتوں نے گھیرا ہے جا دور ہو یہاں سے جو تیرا جی چاہے شوق سے میرے باپ سے کہلا بھیجنا میں نے اسکا گانا سنا اور چھوڑ بھی دیا یہ سنتے ہی عمرو نے نعرہ کیا کہ باش او ہیجا میں آیا مجھے اب تو گرفتار کر یہ کہکے نیمچہ کھینچکر عمرو چلا بلا انگیز نے بھی نیمچہ کھینچا تلوار چلنے لگی ایک مقام پر عمرو نے جھکائی دیکر جو ایک ہاتھ نیمچہ کا مارا بلا انگیز زخمی ہوا پیشانی سے خون بہنے لگا عمرو پکارا او بلا انگیز اب تیرے اور بھی حمایتی آتے ہونگے زیادہ ٹھہرنا یہاں مناسب نہیں ہے دیکھ ہم جاتے ہیں اور تجھ سے کہے جاتے ہیں کہ ہم ہر شب ملکہ سرو ستمن کے پاس آئینگے رات بھر رہینگے اور صبح کو چلے جائینگے اب تو ہمیں روک لے تو جانیں کہ تو مرد ہے یہ کہکر جست و خیز کرکے نکل گیا ہر چند بلا انگیز نے تعاقب کیا مگر عمرو کب ہاتھ آتا ہے غائب ہوگیا بلا انگیز ناچار و مجبور وہاں سے پھرا اپنے عیاروں سے اور چچا بلاخیز سے تمام ماجرا بیان کیا بلاخیز نے کہا کیوں میں نہ کہتا تھا کہ عورتوں میں عمرو کو نہ لیجاؤ وہ نہایت ذوفنون ہے ضرور چھوٹ جائیگا تو نے نہ مانا آخرکار دھوکا اٹھایا وار کرکے چھوٹ گیا بلا انگیز نے کہا چچا جان میں پھر اسے گرفتار کرونگا میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے اور اب تو وہ مجھ سے کہ گیا ہے کہ میں ہر شب

ملکہ سرو سیمتن کے باغ میں آؤنگا صبح کو چلا جاؤنگا کسی روز تو وہ میرے ہاتھ آجائیگا اب عقابین کو درِ باغ ملکہ سرو سیمتن پر گاڑنا
چاہیے اور جب عمرو آجاے تو اُسے پکڑ لینگے تم سب مستعد بیٹھے رہو اُسی وقت عیاروں نے قفس مسیح الزمان و حاتم نوجوان
کے اُس عقابین پر سے اُتار لیے اور عقابین کو اکھیڑ لیا بلا انگیز بارہ ہزار عیار ساتھ لیے ہوے دف و دُہل و طاشے بجاتے ہوے
دروازے پر باغ کے آے پہلے عقابین کو نصب کیا بعد اسکے دونوں قفس لٹکاے عیار گرد عقابین کے بیٹھے بلا انگیز نے
جتنے مکان عقابین سے ملحق تھے وہ سب کھُدوا ڈالے بالکل لگاؤ عقابین پر جانے کا نہ رکھا وہ مکان ملکہ کی مصاحبون
اور خواصون اور مغلانیوں اور خجستہ ستون کے تھے ایک ایک بلا انگیز کو گالیاں اور کوسنے دیتی تھی کہ اس موے نحوس نے
بہت سر اُٹھایا ہے جلدی اسکا زور ٹوٹ جاے یہ موذی کا ناغارت ہو خاک میں مل جاے ملکہ کو جس وقت یہ خبر ہوئی اور زیادہ
دشمن ہو گئی مگر جب ہو رہی کہ بے بس تھی کیا کرتی ادھر بلا انگیز نے یہ بندوبست کیا تھا کہ جو کوئی ملازم ملکہ کا زن و مرد کسی
کام کو باغ سے نکل کے باہر جاتا تھا اور پھر باغ میں آنے کا ارادہ کرتا تھا اُسکو نہلا کے دیکھ لیتا تھا کہ عمرو تو نہیں ہے پھر
چھوڑ دیتا تھا اور عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوے وہیں موجود تھے سب تماشا دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ دن تمام ہوا قریب
شام ایک اصیل کی صورت بنکر مٹھی گھی ایک دیگچی میں لیے اندر باغ کے چلے گئے عیار سب بلا انگیز کے شاگرد دن بھر
پکڑ دھکڑ کرتے کرتے کوسنے گالیاں کھاتے کھاتے تنگ آگئے تھے کسی نے بھی نہ پوچھا کہ یہ کون جاتا ہے عمرو دروازے پر
آے محلدار کو سلام کیا اُسنے پوچھا کہ ارے یہ گھی کسکے واسطے لائی ہے عمرو نے کہا کہ گیتی آرا نے منگایا تھا محلدار نے کہا
اری نیک بخت گیتی آرا تو صاحب خاص ملکہ سرو سیمتن کے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھاتی ہے وہ کیوں گھی منگانے
لگی ماما نے کہا اے بوا محلدار اگر تمکو یقین نہو تو جاکر پوچھ لو محلدار یہ کلام اُس ماما کا سنکر اندر باغ کے گئی اور جاکر گیتی آرا
کو الگ بلا کر کہا کہ اے بی بی تمھارے گھر سے گھی آیا ہے کیا تمنے منگایا ہے گیتی آرا نے کہا کہ محلدار کیا تمکو خبط ہو گیا ہے بھلا جاکر
دینی فصد کھلواؤ بھر پیٹ سے گھی کا ذکر کرو ملکہ میری ہزاروں برس سلامت رہے مجھے موے گھی کی کیا پروا ہے جو کسی سے منگواؤنگی
کسی اور نے منگوایا ہوگا یہ سنکر محلدار اُس ماما کے پاس آئی اور آکر کہا کہ گیتی آرا تو نہیں کہتی ہے کہ میں نے نہیں گھی منگوایا
خواجہ عمرو نے کہا کہ میں نے گیتی آرا کا نہیں نام لیا تھا راحت افزا کا نام لیا تھا تم نے گیتی آرا سے جاکر پوچھا محلدار وہاں
سے راحت افزا کے پاس آئی اور آکر اُس سے بھی پوچھا راحت افزا نے بھی یہی جواب دیا کہ بوا محلدار مجھے ملکہ کے
صدقے سے ہر نعمت کھانے کو ملتی ہے مجھے گھی منگانے کی کیا ضرورت ہے غرض کئی پھیرے محلدار نے اسی طرح پیغام سلام
میں کیے چونکہ محلدار موٹی زیادہ تھی بسبب توند کے چلنا دشوار تھا دو چار مرتبہ کی آمد و رفت میں سانس پھول گئی
ہانپنے لگی اور یہ کہکر بیٹھ گئی کہ بھاڑ میں جاے ایسا گھی اور پیغام و سلام اگر ایسی ہی اب جا مجھی ہے تو میں اس نوکری
کو آگ لگاؤنگی مجھ سے سو سو پھیرے نہیں ہو سکتے ادھر ملکہ سرو سیمتن بھی نہایت اُداس پریشان حال مثل تصویر پاس
عمرو کے دھیان میں بیٹھی چپکی رو رہی تھی کھانا بھی نہیں کھایا تھا کہ محلدار کا گھگھیاتا اور صورت بھی دیکھی کہ پسینے پسینے
ہو گئی ہے دم چڑھ گیا ہے سانس پیٹ میں نہیں سماتی ملکہ نے کہا اے محلدار بیان تو کچھ مجھ سے تو بیان کرو کیا ماجرا ہے کیسا گھی
کیسی ماما محلدار نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے حضور ملکۂ عالم قربان جاؤں صدقے جاؤں بڑی دیر سے ایک کالی سی ماما آ کے
ڈیوڑھی پہ کھڑی ہے گھی کی پتیلی ہاتھ میں ہے کبھی کہتی ہے کہ گیتی آرا نے گھی منگایا ہے کبھی کہتی ہے راحت افزا نے گھی منگایا ہے یہ
لوگ نہیں کھانے میں جب سے میری جان گھبرا گئی دم سے گئی میں پھیری کرتے کرتے ٹانگیں ناحق ٹوٹ گئیں اور پھر
گھی والی کا ابتک پتا نہ لگا ملکہ نے کہا محلدار خفا نہو جلنے دو اُس ماما کو میرے پاس لے آؤ جس نے گھی منگوایا ہوگا وہ خود
پہچان لیگی وہاں سے یہ سنکر محلدار پھر ڈیوڑھی پر آئی اور آکر اُس ماما سے کہا کہ اری نیکبخت مجھ سے ڈرا چاہیے تو نے تو

وہ لیے وہ ڈرانے مجھکو ہلاک کر ڈالا کوئی مرد ہی نہیں اقرار کرتی کہ بخشی گئی منگوایا ہی تو میرے ساتھ وہیں چلی چل جسکی تو ماما ہوگی
وہ آپ مجھے پہچان لیگی محل خانہ بہوت خانہ ہی میں تیری بی بی کو کہاں ڈھونڈھتی پھروں ماما نے کہا چلو میں خود چلتی ہوں غرضکہ
محلدار ماما کو ساتھ لیے ہوئے ملکہ کے پاس گئی ملکہ نے پوچھا ارے تو کسکی ماما ہی اور کسکے واسطے یہ گھی لائی ہی ماما نے کہا حضور آپکے
واسطے یہ گھی لائی ہوں بہت تحفہ مسکہ نکلی ہی دیکھیے تو کیا خوشبو آتی ہی جی چاہے سونگھ لیجیے ملکہ نے کہا میں تجھے کیا جانوں ارے تو
کون ہی عمرو نے کہا سبحان اللہ ایک ہی دن میں آپ مجھے بھول گئیں کل ہی آپ سے وعدہ کر گئی تھی کہ روز رات کو آیا کرونگی
خدا جانے کس جانبازی سے یہاں تک آئی اب ملکہ بھی کہنے لگی کیا تو عمرو ہی یہ سنکے عمرو نے کہا غنیمت ہی کہ اب بھی آپنے پہچانا
اتنا بھولا پن اچھا نہیں قصہ کوتاہ بات کا اشارہ کافی ہی افشاے راز کرنا بہتر نہیں ملکہ پکاری ارے تو نے کیا شکل بنائی ہی صورت
اصلی اپنی دکھلا عمرو نے گرم پانی منگوا کر منہ دھو ہاتھ دھوئے بصورت اصلی ہوگیا ملکہ نہایت مسرور ہوئی خوشی سے غنچہ
خاطر شگفتہ ہوا گویا سوکھے دھانوں پانی پڑ گیا سب ساتھ والیوں نے کہا اے خواجہ کیا تم ملکہ پر جادو کر گئے سنکے کو آٹھ پہر
گذر چکے ہیں کہ تمہاری یاد میں نہ سوئی ہیں نہ آرام کیا ہی نہ کچھ کھایا ہی نہ کچھ پیا ہی عمرو نے کہا میں نے بھی اسوقت تک کچھ
نہیں کھایا ہی غرضکہ ملکہ نے کھانا منگوایا آپ کھایا اور عمرو کو بھی کھلایا مصاحبوں کو دیا بعد اسکے صحبت راگ رنگ کی
آراستہ ہوئی ملکہ نے عمرو سے جو جو فرمایش کی وہ عمرو گایا کیا اور ساز بجایا کیا اور ملکہ بھی دائرہ ساتھ عمرو کے بجایا کی اور
گایا کی دو پہر رات گئے تک صحبت گانے بجانے کی رہی بعد اسکے ملکہ اپنی خوابگاہ پر آئی اور ایک پلنگ ری سونے کی واسطے
عمرو کے برابر اپنے چھپر کھٹ کے بچھوا دیا ملکہ نے بھی آرام کیا عمرو بھی سو رہا صبح کو عمرو ملکہ سے رخصت ہو کر ایک رونے کی صورت
بنکر راہی ہوا تمام عیار مکار جو گرد سامنے دروازے پر باغ کے مقام میں کے پاس دیکھا کیے کسی نے کچھ تعرض نہ کیا اس اثنا
میں بلا انگیز آیا عیاروں سے پوچھا کہو عمرو آیا تھا یا نہیں سبھوں نے کہا استاد کیا ایسا اندھیر ہی کہ ہماری آنکھوں میں خاک
ڈالکر چلا جاتا عمرو ہرگز نہیں آیا بلا انگیز خوش ہوا ہنوز بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اصیل زیبا اسکا نام تھا بلا انگیز نے اسکو بہت سا
مال کھلایا تھا اکثر ملکہ کا حال وہ اس سے کہا کرتی تھی جب وہ باغ سے ملکہ کے باہر نکلی بلا انگیز کو اشارے سے بلایا جب وہ پاس
آیا کہا سن تو موذی کا منہ تو کیسا عیار ہوا ہی کہ عمرو شام سے اندر باغ کے آیا ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا گایا بجایا رات کو سو رہا
صبح کو باغ سے چلا گیا بلا انگیز نے کہا کیونکر آیا اور کیونکر گیا وہ بولی اصیل کی صورت بنکر آیا رونے کی صورت بنکر روانہ ہوگیا
موئے یہ سب عیار دیکھا کیے اور کسی نے نہ پہچانا بس یہ سنتے ہی بلا انگیز جل کر خاک ہوگیا غصہ سے آگ بگولا بنا ہوا وہاں
سے چلا تمام عیاروں پر آزردہ ہوا اور کہا کہ ارے تم سب تو کہتے تھے کہ عمرو باغ میں نہیں گیا وہ تو اصیل کی صورت بنکر
ہانڈی میں گھی لیے ہوئے شام کے وقت گیا رات بھر اندر باغ کے رہا صبح کو رونے کی شکل بنکر نکل گیا تم سب غافل
بیٹھے رہے اسی منہ پر دعوی عیاری کا رکھتے ہو واہ واہ سبھوں نے کہا استاد واقعی سچ ہی ایک اصیل شام کو دیکھی تھی گھی
لیے ہوئے اندر باغ کے گئی تھی اور صبح کو بہت سویرے ڈھونڈھ ایک رونا نکلا تھا مگر خیر اب جو کچھ ہوا سو ہوا اب
تم ہوشیار ہیں کیا مجال جو اب عمرو باغ میں جاسکے بلا انگیز تو چلا گیا یہاں دن بھر غل و شور رہا ایک ایک اصیل کو
ایک رونا پکڑ لیا جب انکو گرم پانی سے نہلایا منہ میں انکی جیسی تھیں ویسی ہی رہیں تب جانے دیا عمرو ایک گوشے میں یہ
تماشا دیکھا کیا جب دو گھڑی دن رہا عمرو ایک دال موٹھ والے کی شکل بنکر خوانچہ ہاتھ پر رکھے آیا تمام عیاروں کو دال موٹھ
کھلا دی اسکی نگاہ بچا کر باغ میں گھس گیا وہی محلدار ہوئی بھدی پیچھے دوڑی کہ ارے موئے تو اندر کہاں چلا جاتا ہی
باغ سے باہر نکل عمرو اسکی کب سنتا ہی سیدھا وہاں آیا جہاں ملکہ بیٹھی ہوئی تھی اور اپنی انیسوں سے کہہ رہی تھی کہ
کل تو عمرو آیا تھا آج دیکھیے آتا ہی یا نہیں کہ ناگاہ عمرو نے آواز لگائی دال موٹھ گرما گرم سیویاں کراری برنگ ... پکاری

ارے موت تو یہان زمانے مین چلا آیا کیا تیری شامتین آئی ہین مجھکو اس مقام پر آتے ہو یہ سنتے ہی آپا جشینین سب ایک مرتبہ
چوب دہاق پکڑ کر عمرو پر پھینکتی ہوئی دوڑین کہ لینا پکڑنا اسے جانے نہ دینا عمرو نے جلابہ کی مار کھایا ہے اور کھلے ہاتھ آتا ہے کود پھاند کر
ملکہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کے واسطے دال موٹھ بیکر آیا ہون اور آپ مجھے مارکھاتی ہین ملکہ نے تامل کرکے کہا کیا تو عمرو
عیار ہے عمرو نے جواب دیا کہ ہان ہون تو سہی پھر تم بھول گئین اور نہ سمجھین یہ آپ کا جانباز حاضر ہے ملکہ بھی بے اختیار
ہنس پڑی اور جشنیون کو منع کیا کہ خبردار کوئی اس دال موٹھ والے سے تعرض نہ کرنا یہ عمرو عیار ہے ملکہ سرو سیمتن نے پھر
عمرو سے کہا کہ اس خوانچہ کو پھینکو اور صورت اصلی اپنی بناؤ عمرو نے خوانچہ ہاتھ سے رکھدیا اور ہاتھ منہ اپنا گرم پانی سے
دھویا لباس بدلا بصورت اصلی بنکر ملکہ کے پاس بیٹھے ملکہ سرو سیمتن بہت خوش ہوئی مثل گل خندہ زن ہوکر کہنے لگی کہ
مین جانتی تھی کہ آج تم ضرور آؤ گے عمرو نے کہا کہین ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ جو تمسے کہون وہ نہ کرون پھر ملکہ نے کھانا
منگوایا عمرو کے ساتھ کھایا بعد اسکے تمام شب گانے بجانے مین گذری دو گھڑی رات رہے سے عمرو ایک مالی کی صورت
بنکر باغ سے نکل کر صحیح و سلامت چلا آیا صبح کو بلا انگیز نے اپنے عیارون سے پوچھا کہ باغ مین عمرو آیا تھا یا نہین
اُن سب نے کہا کہ اُستاد ہماری دانست مین غیر آدمی کوئی اندر باغ کے نہین گیا بلا انگیز نے کہا کہ خیر معلوم ہو جائے گا
انتظار مین مالن کے بیٹھا رہا جسوقت کہ وہ مالن باغ سے باہر آئی اپنے پاس بلاکر بلا انگیز نے پوچھا کہو کیا حال ہے
عمرو آیا تھا یا نہین اُسنے سب حال بیان کیا بلا انگیز نے ایک ایک عیار کو سرزنش کی اور کہا کہ تم سب کے سب کیسے
غافل بیٹھے رہتے ہو آیندہ ہوشیار رہو کہ تمہین دیکھتے عمرو دال موٹھ والا بنکر اندر باغ کے گیا رات بھر وہین رہا صبح کو نکلکر
چلا گیا یہ سنکر ایک نے دوسرے کا منہ دیکھا اور کہا کہ واہ یہان کل دال موٹھ والا جو آیا تھا ہم سب کو دال موٹھ دیکر
باغ کی طرف چلا گیا تھا پھر بیٹھے اُدھر سے پھرتے نہین دیکھا بلا انگیز نے کہا ارے تم لوگ دوبارہ ذلیل کروا چکے اب تو
ہوشیار رہو وہ بولے اُستاد منہ سے تو کہنا ناحق ہے اب جائیگا تو حال معلوم ہو گا بلا انگیز تو چلا گیا سب عیار پوشیدہ
ہوکر بیٹھے جو باغ کے اندر سے باہر آتا ہے اور پھر جاتا ہے اُسے عیار گرفتار کرتے ہین عمرو کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہے مگر گلیم
اوڑھے ہوئے پوشیدہ ہے جب چار گھڑی دن رہا اُسوقت عمرو ایک مالن کی شکل بنکر چنگیر پھولون کا ہاتھ مین لیکر باغ کی طرف
چلا عیارون نے عمرو کو چارون طرف سے آکر گھیر لیا اور کہا کہ یہان دیکھو آج عمرو مالن بنکر باغ مین چلا ہے خوب ہی بھیس بدلا
ہے اسے جانے نہ دو یہ سنکر بلاخیز پکارا گرم پانی لاؤ اسکا منہ دھلاؤ بلکہ سر سے پانون تک نہلاؤ عمرو نے جو دیکھا کہ عیارون
نے گھیر لیا اب تدبیر گرفتار کرنے کی ہے وہی چنگیر اُن عیارون پر کھینچ مارا اور نیمچہ پکڑ کر دوڑا لڑنے لگا دو چار کو زخمی کیا پھر
جست و خیز کرکے اُس غول سے نکلکر میدان پکڑا ایک طرف کا راستہ لیا عیارون نے ہر چند تعاقب کیا مگر کوئی گرد
قدم تک بھی نہ پہونچ سکا سب عیار تو تھک گئے مگر بلاخیز پیچھے پیچھے عمرو کے للکارتا چلا جاتا ہے کہ او دزد باریک گردن
کہان جائیگا جہان پوشیدہ ہو گا جاکر مارونگا عمرو بھی پکارتا ہے کہ او نابکار چلا جا یہان تک کہ ایک ویرانے مین پہونچا کہ دشت
بوے انسان تک نہ تھی اُسوقت عمرو ٹھہر گیا اور للکارا کہ او ظالم دیکھے تو ایسا ہوا سمجھتا ہے کہ تعاقب مین چلا آتا ہے دیکھ تو تیرا
کیا حال کرتا ہون بلاخیز نے برابر عمرو کے پہونچتے ہی ایک ہاتھ تیغ کا مارا عمرو نے روکا تیغ بازی ہونے لگی عمرو نے لڑتے
لڑتے دوسرے ہاتھون مین حلقہ کمند کے درست کرکے بلاخیز پر مار کے جھٹکا دیا بلاخیز گرا عمرو اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور
مشکین باندھ لین کہا کہ کیون او بیحیا تو میرے تعاقب مین آ پھنسا یا بلاخیز نے کہا حق یہ ہے کہ تجھ سا عیار مین نے نہین دیکھا
اب مین نے غلامی تمہاری اختیار کی اور اسلام لایا عمرو نے کہا او مکار بھلا مین کب تیرے فریب مین آتا ہون بلاخیز نے جواب
دیا مین مطیع ہون آپکا جی چاہے بخشدیجیے چاہے قتل کیجیے عمرو نے کہا اچھا اگر تم ہمارے دوست ہو تو ہم تمھین زمین مین

گاڑ سے جانے مین رات بھر یہان رہو صبح کو ہم آکر تمھین لیجائینگے یہ کہکر بلا خیز کو سینے تک زمین مین گاڑ دیا اور دونون ہاتھ اُسکے پیچھے
پر اُسکی باندھ دیے بلا خیز نے کہا کہ خواجہ عمرو مجھکو کوئی جانور درندہ کھا جائیگا عمرو نے کہا نہین تمھین کوئی نہین کھائیگا ہم اِسکی
بھی تدبیر کیے جاتے ہین پھر زنگ شکستہ نکال کر گلے مین بلا خیز کے باندھ دیا اور بتا دیا کہ جسوقت کوئی جانور درندہ تمھاری طرف
رخ کرے گردن اپنی ہلا دینا زنگ بجینگے وہ جانور اسکی صدا سے بھاگ جائینگے تمھارے پاس نہ آئینگے پھر بلا خیز نے کہا مین بھوک
سے ہلاک ہوجاؤنگا عمرو نے کچھ خمیری روٹیون کے ٹکڑے نکال کر سامنے بلا خیز کے رکھدیے اُسنے کہا ہاتھ تو میرے بندھے
ہوے ہین کیونکر کھاؤنگا عمرو نے جواب دیا منھ جھکا کر کتے کی طرح کھا لینا یہ کہکر خود بلا خیز کی صورت بنکر وہان سے روانہ ہوا
کوئی پانچ چار گھڑی رات گئی ہوگی کہ زیر عقابین آیا عجب عالم تھا خاک منھ پر پڑی ہوئی تھی لباس پارہ پارہ تھا سبھ
کے ٹکڑے اُڑے ہوے تھے عیارون نے پوچھا اے بلا خیز کیا ہوا اُسنے کہا کہ عمرو بلاے بے درمان ہے دیکھو یہ حالت میری ہوئی
اور وہ ہاتھ نہ آیا عیارون نے کہا ارے میان تمھاری جان بچگئی یہی غنیمت ہے غرض دو چار باتین کرکے علم ہاتھ مین لیکر
دروازے پر باغ کے آیا محلدار سے کہا مجھے آگ لا دو محلدار نے کہا مونڈی کاٹے کیا مین تیری لونڈی ہون کہ آگ لا دون
بلا خیز نے کہا خیر تم نہ جاؤ ہم آپ ہی لے آئینگے اور جست کرکے محلدار کو پھاند کے اندر باغ کے چلا پیچھے پیچھے محلدار دوڑی ارے موے
کہان جاتا ہے عمرو ایک طرفۃ العین مین وہان آیا جہان ملکہ سرو تمکین بیٹھی ہوئی اپنے دل سے کہ رہی تھی افسوس آج عمرو یہان
کسی طرح نہ آسکیگا مصاحبین عرض کر رہی ہین کہ صدقے جاؤن بلاؤن عمرو یہان بنکر تو آیا تھا مگر ان عیارون مونڈی
کاٹون نے اُسے نہ آنے دیا ملکہ بولی خیر عمرو یہان آے یا نہ آے مگر اپنی جان سے سلامت رہے ان شیاطین کے شر سے بچ جاے
بچے مُراد مُنہ کا ہے کہ یہ موے ہزارون مین وہ اکیلا ہے یہ ذکر تھا کہ غل ہوا وہ جو عیار گرد عقابین کے رہتے ہین اُنمین سے
ایک عیار اندر باغ کے چلا آیا ہے ترکنین دوڑین عمرو کب اُنکے ہاتھ آتا ہے جست و خیز کرکے ملکہ کے برابر آ بیٹھا اور ملکہ سے کہا
واہ سبحان اللہ ہم تو تمھارے واسطے اس محنت و مشقت سے آئین اور آپ خیال مین بھی نہ لائین واہ کیا انصاف ہے ملکہ
نے آواز پہچانا ملکہ کہا ارے ہٹاجو یہ کسکے پیچھے دوڑتی ہو یہ تو عمرو ہے خبردار کوئی اسکے پاس نہ آے اور کوئی اسپر ہاتھ نہ اُٹھاے جتنی
جشنین ترکنین تھین ڈرین ٹھہر گئین ملکہ نے عمرو سے کہا خواجہ اب اپنی اصلی صورت جلد بناؤ عمرو نے منھ ہاتھ دھویا بصورت
اصلی بنا ملکہ کے پاس آ بیٹھا ملکہ نے کہا خواجہ مین تو آج تمھارے آنے کی امید نہ تھی عمرو نے کہا ملکہ مین تو آج دن سے آتا تھا مگر
یہ بدذات مجھے پہچان گئے سب نے آکر گھیر لیا غل مچایا مین اپنی جان بچا کر بھاگا بلا خیز عیار نے میرا پیچھا کیا مین اُسکے ہاتھ نہ آیا
صحرا مین جا کر اُسکو مین نے گرفتار کیا مشکین باندھکر نصف قدرے زمین مین گاڑ دیا ہے اور اُسکی صورت بنکر یہان آیا اس سعی و
کوشش سے تم تک پہونچا ہون اے ملکہ مجھکو ثابت ہوتا ہے کہ کوئی تمھاری مصاحبین کا بلا انگیز سے ملا ہوا ہے کسواسطے کہ جو شکل بنکر مین
یہان آتا ہون بلا انگیز کو اُسکی خبر ہوجاتی ہے نہین معلوم کون سی عورت یہان کی بلا انگیز سے ملی ہوئی ہے کہ رات بھر کی ساری کیفیت
بلا انگیز سے کہدیتی ہے ملکہ نے کہا کہ اے خواجہ مجھے نہین معلوم کہ کون سی عورت بلا انگیز سے ملی ہوئی ہے اگر مجھے اس عورت کی اطلاع
ہوجاے تو تنبیہ کی ناک چوٹی کٹوا ڈالون اور گدھے پر سوار کراکر تشہیر کرا دون کہ آیندہ پھر کوئی ایسی حرکت چغل کھانے کی
نہ کرے عمرو نے کہا خیر دریافت ہوجائیگا یہ امر پوشیدہ نہ رہیگا غرض کھانا آیا دونون نے کھایا صحبت راگ رنگ آراستہ ہوئی
شغل گانے بجانے کا ہونے لگا ملکہ سرو تمکین بھی دائرہ بجانے لگی دو پہر رات گئے تک یہ صحبت رہی بعد اسکے دونون اُٹھے
اپنے اپنے پلنگ پر آکر سو رہے صبح کو عمرو ایک ماما کی شکل بنکر باغ سے چلا گیا جب باہر باغ کے آیا گلیم عیاری اوڑھکر
ایک طرف کو چھپ رہا تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ بلا انگیز آیا عیارون سے حال پوچھا کہ کہو رات کی کیفیت کیا ہے عیار دلشاد
نے کہا اُستاد عمرو رات کو ان کی شکل بنکر آیا تھا ہمنے اُسے اندر باغ کے جانے نہین دیا ارادہ کیا کہ گرفتار کرلین

وہ بھاگا بلا اختر آسکے پیچھے دوڑا ہر چند تعاقب کیا مگر نہ پایا یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ماہ زیبا دروازے سے باغ کے نکلی اور
بلا انگیز کو اشارے سے بلایا جب وہ اسکے پاس آیا ماہ زیبا نے تمام حال شب کا بیان کیا اور کہا موے بلا انگیز
عیار در اصل تو وہی نگوڑا نگھسکھا ہی اور تیرے ساتھ والے بھی سب ایسے ہی دیتے ہیں کہ یہ سب بیٹھے دیکھا کرتے ہیں
اور عمرو روز رات کو آتا ہی ملکہ کے ساتھ عیش کرتا ہی اور صبح کو چلا جاتا ہی اور ملکہ بھی اسپر عاشق ہو گئی ہی بے عمرو کے کھانا
نہیں کھاتی جبتک عمرو نہیں آتا ہی بیقرار رہتی ہی بلا انگیز بولا خیر معلوم ہو جائیگا سو دن چور کے ایک دن شاہ کا بھی
ہو جائیگا غرض یہ باتیں کرکے ماہ زیبا تو چلی گئی بلا انگیز ادھر پھرا عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوے دیکھ رہا تھا
ماہ زیبا کو پہچانا اور دل میں کہا کہ یہی سب حال بلا انگیز سے کہہ گئی ہی خیر شام کو اس سے بھی سمجھا جائیگا پھر
خواجہ عمرو وہان سے راہی ہوے اب حال سنیے بلا اختر کا جسکو خواجہ عمرو رات کو نعمت گاڑ کر چلے آئے تھے
بلا اختر رات بھر زمین میں گڑا رہا جب کوئی گرگ و پلنگ آیا اسنے ان رگون کو ہلایا وہ بھاگ گیا صبح کو آیندہ
و روندہ جو ادھر سے گذرے یہ چلایا ارے میں چھپا ہون مجھ بلا انگیز کا بھیجے عمرو نے گرفتار کیا ہی اور اس مقام پر
گاڑ دیا ہی ذرا مجھکو اکر رہا کرو لوگون نے اُسے زمین سے نکالا بہ مشکلین کھولین بلا اختر بحال تباہ وہان سے آیا
بلا انگیز سے تمام حال اپنے گرفتار ہو جانے کا بیان کیا بلا انگیز نے کہا ان میں پہلے ہی سارا ماجرا سن چکا اور میں
آج دن بھر اس مفسد کی تلاش کرتا ہون لیکن کہین نہیں پاتا ہون آخر کار مجبور و ناچار ہو کر پھر آتا ہون اور پھر اب
اُسکی تلاش میں جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اب جتنے عیار ہیں سب زیر عقابین بیٹھے ہوے ہیں اور آپس میں کہہ رہے
ہیں کہ عمرو بلا سے بے دیان آفت روزگار ہی اسکا ہاتھ آنا بہت دشوار ہی جب پانچ چھ گھڑی دن باقی رہا عمرو بندر والے
کی شکل بنا اور بندر نچاتا ڈگڈگی بجاتا ہوا ایک طرف سے پیدا ہوا اور اُن عیارون کے سامنے آکر بندر نچانے لگا
جتنے عیار تھے غافل شعبدہ بازی فلک سے ہو کر تماشا دیکھنے لگے عمرو نے بہت انہیں خوش کیا ہر ایک عیار نے
پیسہ پیسہ دو دو پیسے دیے اسی اثنا میں شام ہو گئی تھی کہ وہان سے پھر کر دروازے پر باغ کے آیا ماہ زیبا بیٹھی ہوئی
تھی ڈیوڑھی سے پکارا کہ محلدار صاحب ذرا ہمارا تماشا اپنی ملکہ کو دکھا دو تمہارا احسان ہوگا کچھ ہم کو مل جائیگا
پیٹ پلیگا اسمین سے چاہو تم بھی لے لینا محلدار نے کہا کہ چل پیچھے مردوے یہان سے ملکہ ہماری اپنے رنج میں
آپ بیٹھی ہوئی ہی وہ اس وقت تماشا نہ دیکھیگی عمرو نے کہا تم جاکر ذکر تو کرو وہ تماشا بندر کا جو دیکھیگی دل بہل
جائیگا محلدار اُٹھ کر چلی عمرو بھی ساتھ ہی اُسکے داخل باغ ہوا ادھر محلدار ملکہ کے سامنے آئی اُدھر غل ہوا
کہ ارے بندر والا باغ کے اندر چلا آتا ہی محلدار نے جو پھر کر دیکھا واقعی وہی بندر والا ہی ایک لکڑی لے کر
دوڑی اور ہر ایک پکاری ارے موے بندر والے تو محل میں بغیر بلائے چلا آیا یہ کہکے سب عورتیں مارنے
کو دوڑیں عمرو کسی کی مار کب کھاتے ہیں بندر کو تو چھوڑ دیا آپ اُچک کر آگے بڑھ گئے جست و خیز کرکے
ملکہ تک پہونچے کہا واہ ملکہ آپ ہمیں بلواتی ہیں اور ذلیل کرتی ہیں نوکر چاکر تمہارے مارنے کو دوڑتے
ہیں ملکہ بولی میں نے کب تجھے بلوایا تھا عمرو پکارا خیر ابھی سویرا ہی پھرا جاتا ہون کہتی آرا پکاری
ای ملکہ عالم بلا ہون یہ بندر والا نہیں ہی خواجہ عمرو ہیں بھلا بندر والے کی بھی اتنی مجال تھی کہ بے محابا
محل میں چلا آتا ملکہ نے کہا تو سچ کہتی ہی پھر عمرو کو پکاری خواجہ تم ہو تو آؤ اپنی شکل اصلی بناؤ عمرو اسی وقت
گرم پانی سے ہاتھ منہ دھوکر ہیئت اصلی بنا کر ملکہ کے پاس آ بیٹھا ملکہ نے کہا خواجہ تم تو خوب بندر والے
بنے عمرو نے کہا ای ملکہ کیا کہون ان کمبختون عیارون موئے خصمون کے خوف سے ایک نئی شکل بنکر

آتا ہون ملکہ ہنسنے لگی پھر عمرو نے کہا اے ملکہ آج مجکو معلوم ہوگیا کہ جو عورت بلا انگیز سے ملی ہوئی ہے اور مفصل
حال اُسکو سب بتا دیتی ہے ملکہ نے کہا اے خواجہ بتاؤ تو وہ کون سی عورت ہے عمرو نے کہا اچھا سب اپنے ملازمو
کو بلاؤ ملکہ نے سب کو بلایا ایک ایک سامنے سے گذرنے لگی جب زیبا سامنے آئی عمرو نے کہا یہی صبح کو بلا انگیز
سے کچھ باتین کر رہی تھی اور یہی اُس سے ملی ہوئی ہے ملکہ نے اُسے بند کروا کر خوب پٹوایا کہ بے دم ہوگئی ملکہ
نے کہا اسے کوٹھری مین بند کر دو بعد اُسکے ملکہ نے عمرو کے ساتھ کھانا کھایا شغل گانے بجانے کا ہوا دو پہر
رات گئے ملکہ اور عمرو سو رہے صبح کو اُٹھکر ملکہ سے کہا جاتا ہون یہ کہکر بارہ دری کی آڑ مین گیا ماما زیبا
کی صورت بنکر سامنے ملکہ کے آیا ملکہ پکاری ارے اِس نگوڑی کو کس نے کھولا عمرو بولا ملکہ چپ رہو مین
ہون خواجہ عمرو ماما زیبا کی صورت اے ملکہ اب مین باہر باغ کے جاتا ہون دیکھو تو آج کیا شگوفہ کھلتا
ہے خدا نے چاہا تو آج بلا انگیز کو گرفتار کرتا ہون ملکہ نے کہا خواجہ تم نے تو کیا جلد شکل بدلی عمرو نے جواب
دیا کہ مین طرفۃ العین مین ہزار شکلین بدلتا ہون یہ کہکر دروازۂ باغ کی طرف چلا جہان بلا انگیز صبح سے
آیا ہے حال عمرو کا عیارون سے پوچھ رہا ہے وہ کہتے ہین ہم نے آتے جاتے کسی کو آج نہین دیکھا یہ ذکر تھا کہ
ماما زیبا نقلی نے باغ سے باہر نکل کر ایک گوشہ مین جا کر بلا انگیز کو اشارہ کیا بلا انگیز پیچھے پیچھے چلا جب
وہ اکیلا ہوا ماما زیبا سے نقلی نے کہا ارے موئے مین تیرے باعث سے بدنام بھی ہوئی نہین معلوم
کون مردہ عمرو سے یہان کا حال کہدیتا ہے تو سر جھکا مین تیرے کان مین جو کچھ کہنا ہے کہدون بلا انگیز
نے سر جھکا کر بات ماما زیبا کی سُنی عمرو نے حلقۂ کمند کے مار کر جھٹکا دیا کہ بلا انگیز منھ کے بل گرا عمرو اُسکی
چھاتی پر چڑھ بیٹھا بیہوشی سنگھا کر بیہوش کیا چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ پیٹھ پر لگایا ایک طرف کا راستہ
لیا کوئی چند قدم چلا تھا کہ ایک دھوبی ملا کہ وہ لادی کپڑون کی بیل پر لادے ہوئے لیے جاتا تھا عمرو نے عیاری
اسیر کرکے اُسے زمین مین تا نصف قد گاڑ دیا اور بیل اُسکا لیکر اُسی بیل پر بلا انگیز کو لاد کر لے چلا ادھر تمام عیارون
نے دیکھا کہ بلا انگیز کو بڑی دیر ہوئی کہ ابھی تک نہین پھرا دو چار عیار جو آگے بڑھے اُنھون نے دیکھا کہ نہ بلا انگیز
ہے نہ وہ عورت ہے عیار اپنا سر پیٹ کر پکارے کہ بلا انگیز کو عمرو پکڑ لے گیا ارے جلدی تلاش کرو جتنے عیار تھے
سب کے سب دوڑے بلا خیز بھی مضطرب بے حواس ہوکر چلا عمرو ایک نالے کے برابر پہونچا بیل کو ہانکتا
ہوا چلا جاتا تھا اتنے مین عیارون نے آگھیرا اور کہا کہ اِس لادی مین کیا ہے ہمین دکھلا دے دھوبی نے
کہا اِس مین سب زنانے کپڑے ہین اور تم لوگ نامحرم ہو مین تمہین ہرگز نہ دکھاؤنگا اُن سب نے کہا
کہ ہم بغیر دیکھے تجھے نہ جانے دینگے آخر عمرو بولا کہ تم مین ایک شخص کو دکھاؤنگا بلا خیز نے کہا کہ تو مجھے دکھاوے
عمرو نے اُسے الگ لیجا کر ایک نیمچہ اُسکی کمر پر مارا بلا خیز کے دو ٹکڑے ہوئے عیارون نے دور سے دیکھا کہ
اِس دھوبی نے بلا خیز کو مار لیا نیمچے کھینچ کھینچکر للکارتے ہوئے سب عیار دوڑے عمرو کو گھیر لیا عمرو
سے نیمچہ چلنے لگا دس پانچ کو مار کر غول مین سے اُن عیارون کے نکل کر چلا ہر چند تعاقب کیا مگر نہ پایا
ناچار و مجبور بلا انگیز کو پشتارے سے نکالا ہوش مین لائے اُسکی جو آنکھ کھلی بھائی کی لاش سامنے دیکھی
اور دو چار عیارون کو بھی کشتہ پایا نہایت افسوس کیا صدمۂ عظیم ہوا سب عیارون نے کہا کہ اتنا غنیمت
جانیے کہ آپ ہی بچ گئے ورنہ وہ آپ کو بھی مار چکا تھا الغرض لاشین اُٹھوائین پھونکین جلائین بعد اُسکے
بلا انگیز سب عیارون کو ساتھ لیکر زیر عقابین آیا سب کو سمجھایا ایک ایک پر تاکید کی کہ خبردار بہت ہوشیار رہنا

سب کو تاکید کرکے چلا گیا اُس شب کو عمرو ایک عیار بلا انگیز کی صورت بنکر اُن عیارون مین آکر بیٹھا اِدھر اُدھر کی باتین
کرکے دروازہ باغ پر آیا سب کو غافل کرکے محلدار کو سلام کیا اب محلدار عمرو سے واقف ہو گئی ہی کہ ہر روز یہ ایک نئی
شکل بنکر آتا ہی اُسنے کہا کہ خواجہ آؤ ملکہ تمھارے انتظار مین بیٹھی ہی جلدی جاؤ عمرو باغ کے اندر آئے پھر غل ہوا کہ
ایک عیار گھسا آتا ہی ملکہ بولی ارے مردار کیون غل مچاتی ہو عمرو ہی آئے ہو چپ رہو وہ سب کی سب چپ ہو رہین
عمرو ملکہ کے پاس آئے ملکہ نے کہا خواجہ تشریف لائے صورت اصلی اپنی بنا کر دکھلائے عمرو گرم پانی سے ہاتھ منھ دھو کر
بصورت اصلی بنکر پاس ملکہ کے آبیٹھے ملکہ نے پوچھا کہ خواجہ یہان بڑا غل تھا کہ عمرو بلا انگیز کو پکڑتے گیا کچھ عیار عقابین
پر رہ گئے تھے باقی سب چلے گئے تھے عمرو نے تمام قصۂ گذشتہ بیان کیا ملکہ نے کہا کہ خواجہ اب اپنی حفاظت کرو دشمنون
سے اپنے تئین بچاؤ عمرو نے کہا اے ملکہ حافظ حقیقی بچانے والا ہی کھانا آیا ملکہ بھی تمام دن کی بھوکی تھی عمرو نے اور
ملکہ نے کھانا کھایا بعد اُسکے صحبت رقص و سرود رہی دو پہر رات گئے یہ صحبت برخاست ہوئی اپنی اپنی خوابگاہ پر سو رہے
صبح کو جب عمرو جانے لگے کہنے لگے اے ملکہ ماما زیبا کو چھوڑ دو کہ ذرا وہ آج اپنے دوستون کے ہاتھ کی بھی مار
کھالے غرض عمرو تو اِسی طرح گلیم عیاری اوڑھے ہوے نکلے چلے گئے ملکہ نے ماما زیبا کو کوٹھری سے نکالا اور کہا
اُسی وقت باغ سے باہر نکلوا دیا ماما زیبا باہر نکل کر چلی یہان بلا انگیز جو صبح کو آیا تھا عیارون سے حال پوچھ رہا
تھا کہ کل رات کو کیا گذری کہ ناگاہ ماما زیبا باغ سے باہر نکلی غل ہوا کہ وہ زیبا آئی اور اُسنے بھی بلا انگیز سے اشارہ
کیا پاس بلایا بلا انگیز تو اُسکی صورت سے جلا ہوا تھا حکم کیا عیارون سے کہ اِس قطامہ کو پکڑ کر خوب مارو عیار
اُسے پکڑ کے جوتیان مارنے لگے یہانتک مارا کہ ماما زیبا سوج پھول کے اُپلا ہو گئی اُس وقت ماما زیبا
پکاری ارے او موذی کاٹے بلا انگیز تیری دوستی مین وہان ملکہ صرو سیمتن نے مار کر نکال دیا اور یہان
تونے مار کھلوائی دوست دشمن کو تونے نہ پہچانا بلا انگیز کو یقین ہوا کہ یہ عمرو نہین ہی ماما زیبا ہی نہایت منفعل
ہوا اور اُسکو اپنے گھر بھیجدیا اور عیارون سے کہا کہ یارو عمرو تو ناگہانہ ہمارے اوپر چوٹین مارتا ہی اور ہم اُسکا
کچھ نہین کر سکتے آج سے مین تم سبھون سے رخصت ہوتا ہون مین بھی پوشیدہ ہو کر عیاری کرونگا جبتک اُسکو
نہ پکڑ لونگا تمھین صورت نہ دکھاؤنگا اب مین جاتا ہون ہر ایک نے کہا جایئے زمرد شاہ باختری خداوند لقا
آپ کو عمرو پر فتحیاب کرے بس بلا انگیز وہان سے آیا اور تلاش مین عمرو کی مصروف ہوا لیکن عمرو قریب
دوپہر کے ایک مغل کی صورت بنا ہوا عبا اوڑھے ہوے ایک نانبائی کی دکان پر آیا اور اُسے دو روپیے چہرن
کے بنے ہوے دیے کہ ہمین کھانا کھلاؤ اُس نے کہا آپ بیٹھیے دکان کے اندر نانبائی نے بلا کر مغل کو بٹھایا
اور کھانا بہت تحفہ تحفہ خوان مین لگا کر دیگشو کے ہاتھ بھیجا اُسنے عمرو کے آگے لگایا ہاتھ عمرو کے دھلا کر عمرو کو
کھانا کھلایا دو چار نوالے کھانے تھے کہ بیہوشی سی عمرو کو معلوم ہوئی سر اُٹھا کر دیگشو کو دیکھا اب سمجھا کہ یہ
بلا انگیز ہی اُدھر اُسی دیگشو نے للکارا کہ باشش او دزد باریک گردن ستم مہتر بلا انگیز کہان جائیگا عمرو
چاہتا تھا کہ فتیلۂ رفع بیہوشی کرسے نکال کر سونگھے کہ بلا انگیز نے حلقہ ہاے کمند مارے عمرو جست کرکے
کمند سے نکل کر نیچے دکان کے کودا اگر بیہوش ہو گیا بلا انگیز دوڑ کر اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا مشکین کسنے لگا
یہ دیکھکر نانبائی اور اُسکے لوگ پکارے کہ ہان ہان کیا کرتا ہی بلا انگیز نے کہا ارے تمھین کیا معلوم یہ عمرو
ہی اور مین بلا انگیز ہون مین نے اسے آج بعد مدت گرفتار کیا ہی مین اسے بے مارے نہ چھوڑونگا اِس نے
غضب کیا ہی کہ میرے چچا کو مار ڈالا ہی اور عیارون کو قتل کیا ہی سب نے کہا کہ مہتر جی بیجا ہے ہم اور کچھ

بخشئے مجھے معاف کیجیے بلا انگیز بصورت اصلی بنا اور عمرو کا پشتارہ باندھ کر لے چلا اپنے گھر مین لا کر کوٹھری مین
بند کیا زوجہ بلا انگیز اُس وقت پاخانہ مین گئی ہوئی تھی کنیزون سے کہا خبردار اس کوٹھری کو کوئی نہ کھولے
اس مین میرا چور بند ہی یہ کہکر باہر آیا اپنے عیارون کے پاس چلا کہ اُن سب کو جمع کر کے لاؤن اور گدھا
منگواؤن عمرو کو اُسپر سوار کر کے منہ کالا کر کے تمام شہر مین تشہیر کرون اور دروازے پر باغ کے ملکہ کے
سامنے قتل کرون بلا انگیز تو اِسی فکر مین تھا یہان عمرو کو ہوش آیا آپ کو ایک کوٹھری مین بند پایا
باہر کوٹھری کے عورتون کے بولنے کی آواز سنی معلوم کیا اُس بے حیا نے اپنے گھر مین قید کیا ہی بس
بلا انگیز کو پکار پکار کر لگا گالیان دینے زوجہ بلا انگیز جو پاخانہ سے نکلی اُسنے سنا کہ کوئی شخص کوٹھری مین
سے بلا انگیز کو گالیان دے رہا ہی زوجہ نے بلا انگیز کی پوچھا کہ ارے یہ کون ہی کنیزون نے کہا ہمین نہین
معلوم حضرت جی ایک شخص کو لا کر کوٹھری مین بند کر گئے اور کہہ گئے ہین کہ کوئی اس کوٹھری کو کھولے نہین زوجہ
بلا انگیز کی دروازے کے پاس کوٹھری کے آکر یہ پکاری کہ ارے تو کون ہی اور کیون بلا انگیز کو گالیان دیتا
ہی اور تجھکو کیون بلا انگیز نے قید کیا ہی عمرو نے کہا اگر چھوٹا ہوا چاہتا تو مردود کو سزا دیتا خیر اب تو وہ مجھے پکڑ لایا
ہی جس وقت چھوٹونگا تو بتا دونگا زوجہ بلا انگیز نے پوچھا ارے کچھ کہہ تو سہی یہ موذی کا کاٹا تجھکو کیون پکڑ لایا
ہی عمرو نے کہا مین مدت سے اس شہر مین رہتا ہون اور ایک بیٹی اس شخص کی ہی گو ابھی وہ نا کتخدا ہی بس
اُسکا پندرہ برس کا ہی اُسپر یہ بیہودہ عاشق تھا مجھ سے کہا کرتا تھا کہ تو میرے ساتھ اس کا عقد کر دے
مین قبول نہ کرتا تھا آج یہ مجھے بدنہاد فریب سے پکڑ لایا ہی اور اب جا کر میری زوجہ کو فریب دیگا اور اس دختر کو
اپنے قابو مین کریگا زوجہ نے بلا انگیز کی کہا اے شخص مین تجھے اس خبر دینے کے بدلے رہا کیے دیتی ہون کہ تو جا اور
اپنی دختر اور زوجہ کو لے کر اس شہر سے نکل جا عمرو نے کہا مین کیونکر شہر چھوڑ سکتا ہون کہ مین دو ہزار روپیے
کا قرضدار ہون وہ لوگ مجھکو نہ جانے دینگے اگر قرض ادا ہو جائے تو ایک گھڑی بھر مین اس شہر مین نہ ٹھہرون
بلا انگیز کی زوجہ نے قفل تڑوا کر عمرو کو باہر نکالا اور دو توڑے روپیون کے دیے اور کہا کہ اپنا قرض دے کے
آج ہی یہان سے خبردار چلا جا عمرو نے کہا بہت اچھا اب مین یہان کیون ٹھہرنے لگا یہ کہکر چلا اور گھر سے
باہر نکل کر ڈیوڑھی مین پوشیدہ ہو کر کھڑا رہا اور یہان زوجہ نے بلا انگیز کی بال اپنے نوچے کپڑے پھاڑے
چلانے لگی کہ ہائے مجھپر یہ موذی کا کاٹا سوت لاتا ہی اور کنیزون سے کہا یہ مردود جس وقت قدم رکھے خوب مارنا
غرض سب کنیزین مستعد ہو کر وہان بلا انگیز کی زد و کوب کے لیے بیٹھین لیکن اس طرف بلا انگیز جو اپنے عیارون
مین آیا کہا صاحبو مین عمرو کو پکڑ لایا اب گدھا لے چلو اُسکو گدھے پر سوار کرو منہ کالا کر کے جوتیون کا ہار گلے مین
ڈالو تمام شہر مین عمرو کو تشہیر کرو اور بعد اُسکے لا کر اُسکو اِسی باغ کے دروازے پر قتل کرو اُن سب عیارون
نے کہا بہت اچھا اُسی وقت وہ سب عیار گئے اور ایک گدھا دھوبی کا لائے جب حضرت بلا انگیز کے دروازے پر
پہونچے بلا انگیز نے کہا تم سب باہر ٹھہرو مین عمرو کو یہین لاتا ہون یہ کہکر اندر مکان کے چلا عمرو جو کہ ڈیوڑھی مین
کھڑا ہوا دیکھا کیا اور دل مین یہ تجویز کی کہ بلا انگیز اب تو جورو کی جوتیان کھا کر پھرے تو گرفتار کرون بلا انگیز نے
جیسے ہی قدم گھر کے اندر رکھا اپنی زوجہ کو دیکھا کہ بھوت اُسپر سوار ہی عجب حال ہی چڑیل سی ہوئی بیٹھی ہی پوچھا کہ صاحب
یہ کیا حال بنایا ہی وہ بجھتی بولی موئے موذی کاٹے شامت زدہ گدھے مجھپر سوت تونے کی ہی وہان کے پاس
سے ہو کر آیا ہی تو اب میری حال پرسی کرتا ہی یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا کہ لینا اس مردوے کو جانے نہ دینا

بس یہ سنتے ہی کنیزین دوڑین کسی نے کالی ہنڈیا مارنے کو اُٹھائی کسی نے چولھے کا توا لیا کوئی ڈوئی لیکر دوڑی کوئی
کرچھا لیکر چلی کسی نے دست پناہ تانا کسی نے جلی ہوئی لکڑی چولھے کی کھینچ لی بلا انگیز کو اسطرح سب نے مارنا
شروع کیا یہ اکیلا کنیزین اتنی سبھون نے گھیر لیا لپٹا لپٹا کرکے بل پڑین اسقدر بلا انگیز کو مارا کہ اُس رو سیاہ
کا منہ سوج کر اُپلا ہو گیا بلا انگیز پکار رہا ہے کہ ارے صاحب کچھ میری تقصیر تو بتاؤ کیون مجھے کنیزون سے مار کھلوائی
زوجہ اُسکی بولی کہ او مردوے تو اُس مغل کی بیٹی پر عاشق ہو کر مغل کو پکڑ لایا تھا یہان لا کر قید کیا تھا اسواسطے
کہ اُسکی بیٹی سے عقد کرے بلا انگیز پکارا ارے صاحب ذرا سنو تو سہی مغل کیسا اور کسکی دختر مین تو کسی سے نہین
واقف ہون مین تو عمرو عیار کو بڑی شفقت سے لایا تھا کہین تو نے اُسے چھوڑ تو نہین دیا وہ بولی ہین سنے
آتے تو اُسی وقت چھوڑ دیا بلکہ دو ہزار روپیے اُسے اپنے پاس سے دیئے اور کہا کہ تو جس جس کا قرضدار ہے
ابھی اُسکو روپیہ دیدے کر اس شہر سے نکل جا بلا انگیز نے یہ سنکر اپنا منہ پیٹ لیا کہ بی بی تو نے بڑا غضب کیا
میری ساری شفقت و محنت برباد کر دی اور وہان سے باہر چلا جیسے ڈیوڑھی مین آیا وہان اندھیرا تھا عمرو
نے ساتون حلقے کمند کے گانٹھو کے مارے اور جھٹکا دیا بلا انگیز گرا عمرو چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا مشکین باندھین اور کہا
کہ او بیچارہ تو سہی اگر تیرے عیارون سے مجکو نہ قتل کر دیا تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھا فوراً بلا انگیز کو اپنی صورت
بنا کر بیہوش کر کے ڈالدیا اور خود بلا انگیز کی صورت بنکر ڈیوڑھی سے باہر آیا جتنے عیار باہر کھڑے تھے اُن سے
کہا کہ صاحبو مین اِس مکار کو باہر نہین لایا کہ وہ سحر بیان اور سحر زبان ہے ایسا نہ ہو کہ وہ کہے کہ مین بلا انگیز
ہون اور یہ عمرو ہے اور تم لوگ مجھ سے برگشتہ ہو جاؤ اور مجھی کو گرفتار کر لو اِس سے بہتر یہ ہے کہ مین اُسکا سر کاٹ
کے تمھارے پاس لیے آتا ہون سبھون نے کہا اُستاد ہم ایسے نہین ہین کہ اُسکے فریب مین آجائین اور عمرو کو بلا انگیز
سمجھین آپ شوق سے اُسکو باہر دیجیے کہ ہم بھی بخار اپنے دل کا نکالین ہماری طرف سے آپ خاطر جمع رکھیے
القصہ عمرو اُنسے حجت و تکرار کر کے اندر گیا اور بلا انگیز کو ہوش مین لا کر باہر لیکر آیا سب نے لات گھونسا جوتا تھپڑ مارنا
شروع کیے بلا انگیز پکار رہا ہے ارے صاحبو مین بلا انگیز ہون کیا غضب ہے کہ تم لوگ مجھے نہین پہچانتے یہ عمرو ہے
مین بلا انگیز ہون اِس بڑھین کون اُسکی سنتا ہے ہر ایک مار رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اگر تو ہی بلا انگیز ہے مگر ہم تجھے
مارینگے اور تیرے ٹکڑے اُڑا دینگے تیرے ہاتھ سے ہمارے بہت عزیز مارے گئے ہین الحاصل بلا انگیز کو اُن سب
عیارون نے ایسا مارا کہ بیدم کر دیا اُسی وقت بلا انگیز نقلی نے عیارون سے کہا کہ تیل توے سے اِسکا منہ
کالا کر کے گدھے پر سوار کر دو اور کوچہ کوچہ گلی گلی پھراؤ اُن سب عیارون نے عمرو نقلی کا منہ کالا کر کے
جوتیون کا ہار گلے مین پہنا کر گدھے پر سوار کیا اور تمام شہر کے ہر گلی کوچہ مین تشہیر کرتے ہوئے در باغ
ملکہ سرو سیمتن پر لائے اور گدھے پر سے اُتارا اور زیر عقابین بٹھایا بلا انگیز نقلی نے تیغہ کھینچا اور
بلا انگیز اصلی کو ایک ہاتھ تیغہ کا چپٹ کر مارا کہ سر اُسکا کٹ کر زمین پر گرا لاشہ خون مین لوٹنے
لگا بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن عقابین پر دیکھ رہے ہین کہ خواجہ عمرو کو بلا انگیز گرفتار کیے ہوئے
منہ کالا کر کے گدھے پر سوار لایا اور تیغہ مارا سر کٹ کے عمرو کا زمین پر گرا الغرض جیسے ہی عمرو قتل ہوا اُن
دونون اسیرون نے سر اپنا قفس سے ٹکرانا شروع کیا بے اختیار رونے لگے ادھر ملکہ سرو سیمتن در باغ سے
دیکھ رہی تھی جب عمرو کا سر کٹ کے زمین پر گرا اور لاش تڑپنے لگی تاب ضبط باقی نہ رہی دروازہ کھولکر دوڑی
جتنی چوب چاق لیے ہوئے ملکہ کے ساتھ تھین عیارون پر دوڑین عیار تو دونون قفس ہاشم تیغزن اور

بدیع الزمان کے پیسے مع بلا انگیز نقلی کے چلے گئے ملکہ سرو سیتن نعش عمرو نقلی کی اُٹھا لائی اندر باغ کے دفن کر کے
قبر بنائی اور آپ سر مجاور بنکر بیٹھی زار زار مضطر و بیقرار ہو کر روتی تھی اور کہتی تھی کہ ای عمرو میں یہ نہ جانتی تھی کہ تو میرا
عاشق زار ہے ہاے میں یہ نہ جانتی تھی کہ تو ناشاد و نامراد دنیاے فانی سے جانب ملک جاودانی کے کوچ کریگا میں
اپنے وصل سے تجکو شاد کرتی حسرت دل نکل جاتی اب میں بھی اپنی جان دونگی بغیر تیرے زندگی ہونا مشکل ہے
ہاے افسوس تجھ ایسا عاشق صادق نہ ملیگا جو حق عاشقی کا ہے اُس سے زیادہ چاہا جو تجھ سے کہا تونے دم تک
نہ مارا شعر بلبل کو چھٹ کے گل سے بھلا کیا قرار ہو ۔ کیونکر بہار باغ نہ آنکھوں میں خار ہو ۔ دیگر ای فلک
میں کیا کہوں اب اس تیری بیداد کو ۔ قطع ہوتے باغ میں دیکھا قد شمشاد کو ۔ پھر لباس فاخرہ تبدیل
کیا اور پوشاک سیاہ پہنی شال عزا دوش پر ڈالی فقیرانہ بھیس کرکے دھونی رما کے قبر عمرو نقلی پر بیٹھی بین کرکے
رونے لگی اب حال بلا انگیز نقلی کا سنیے کہ وہ اُن سب بلا انگیز اصلی کے عیاروں کے ساتھ مکان میں آیا قفس
بدیع الزمان اور ہاشم تیغ زن کا کوٹھری میں رکھوا دیا اور اکیلا کوٹھری میں گیا اور پنجروں کے پاس بیٹھ کے
کہنے لگا ای شہزادہ یہ تمنے کیا غضب کیا کہ سر اپنے قفس سے ٹکرائے اور حالت تباہ کی ارے میں عمرو زندہ
ہوں اور بلا انگیز کو میں نے اپنی صورت کا بناکر قتل کیا یہ سنکر ہاشم تیغ زن اور بدیع الزمان بہت
خوش ہوئے اور کہا کہ خواجہ تمنے عجب مژدہ جانبخش سنایا خدا تمہیں زندہ و سلامت رکھے خواجہ عمرو نے
پھر سوہن نکال کر جلدی سے قفل قفسوں کا کاٹا اور کہا تم بیٹھے رہو جب میں تم کو آواز دوں فوراً وہاں چلے
آنا الغرض عمرو اُنکو بہت تسکین اور دلاسا دے کر باہر نکلا اور عیاروں سے کہا کہ کیوں صاحبو تم مجھے پہچانتے
ہو ای عیاران بلا انگیز بتاؤ میں کون ہوں سب عیار یہ سنکے حیران ہوئے اور پکارے کہ اُستاد آپ یہ کیا
کہتے ہیں پہلے یہ فرمائیے کہ یہ کیا معاملہ ہے ہم ایسے اندھے ہیں کہ آپ کو نہ پہچانینگے آپ ہمارے اُستاد معتبر بلا انگیز
ہیں اُسوقت خواجہ عمرو نے نعرہ کیا نعرہ عمرو عیارم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم ۔ خال رخ تجک بہ اختر ببرم ۔ در
محفل خسروان جو گردم ساقی ۔ جام و قدح و سبو و ساغر ببرم ۔ بس پھر سر شگاف کھینچا اور کہا واقعی تم سب
اندھے ہو کہ مجھے نہ پہچانا میں بلا انگیز نہیں ہوں میں نے بلا انگیز کو اپنی صورت کا بناکر ملکہ سرو سیتن کے
در باغ پر قتل کیا ای عیاران بلا انگیز اگر تم کو میری اطاعت کرنا منظور ہو تو دین اسلام قبول کرو اور لقا پر
لعنت کرو اور اگر یہ نہیں منظور ہے تو میں کچھ مزاحمت نہ کرونگا تمہارا جہاں جی چاہے چلے جاؤ میں نے ہاشم
تیغ زن اور بدیع الزمان کو قید قفس سے رہا کیا یہ کہکر آواز دی ای ہاشم تیغ زن و ای بدیع الزمان
بت شکن قفس سے باہر نکل آؤ یہ سنکے دونوں شہزادہ عالیشان قفس سے نکل کر باہر دروازے پر آ گئے
اب عیاران بلا انگیز کو یقین ہو گیا کہ یہ فی الحقیقت عمرو ہے اور بلا انگیز مارا گیا ہر ایک عیار پکارا کہ
ای خواجہ عمرو ہمنے لقا پر لعنت کی اور ہم دین اسلام قبول کرتے ہیں آپ کی اطاعت سے کسی طرح
باہر نہ ہونگے یہ سنکے عمرو نے صورت اصلی اپنی بنائی سب عیار اُسکے قدمبوس ہوئے دین اسلام اختیار کیا
بعد اُسکے عمرو گھر میں بلا انگیز کے گیا اور زوجہ سے اُسکی کہا کہ میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم نے مجھے
رہا کیا تھا اب تم جو کچھ مجھ سے کہو میں اُس امر کو بسر و چشم بجا لاؤں اُسنے کہا مجھے خدمت میں ملکہ
سرو سیتن کی پہونچا دو عمرو نے کہا اچھا کل ہم تمہیں وہاں پہونچا دینگے یہ کہکر مال و اسباب
بلا انگیز کا لے لیا اور رات کو بصورت اصلی ہاشم تیغ زن اور بدیع الزمان کو لے کر باغ میں

ملکہ سرو سیمتن کے پہونچا دونون شہزادون کو پہلے باہر ٹھہرا گیا آپ اندر باغ کے آیا ملکہ سرو سیمتن کو دیکھا کہ بصورت
فقیرانہ شال عزا دوش پر ڈالے ہوے ایک قبر تازہ پر بیٹھی بین کر کے رو رہی ہی کبھی قبر سے لپٹ جاتی ہی کبھی
سر زانو پیٹنے لگتی ہی خواجہ عمرو ہنستے ہوے قبر کی طرف آئے اور آواز دی ای ملکہ عالم یہ کیا ہی کہ تم نے اپنا یہ حال
بنایا ہی ملکہ سرو سیمتن نے جو عمرو کی شکل دیکھی اور آواز سنی دوڑ کے لپٹ گئی اور رو رو کر کہا ای خواجہ
تم کو میرا جذبۂ عشق قبر سے باہر نکال لایا یہ بتلاؤ کہ ملک عدم سے تم کیونکر یہان آئے سنتی ہون کہ جو کوئی ملک عدم
کو روانہ ہوتا ہی پھر وہان سے پھر کے نہین ... راہ منزل ملک عدم نہایت سخت و دشوار اور دور و دراز ہی وہان
سے پھر کے آنا کیسا خبر بھی نہین معلوم ہوتی ہی جلد اپنا حال زار بیان کرو خواجہ عمرو نے ملکہ کو گلے سے لگایا اور
ہنسکر کہا ملکہ مجھے کون مار سکتا ہی مین زندہ ہون مین نے تو بلا انگیز کو اپنی صورت بناکر قتل کیا تھا ملکہ یہ
سنتے ہی ایسا خوش ہوئی کہ قریب تھا شادی مرگ ہو جائے مثل گل تازہ شگفتہ ہوئی خواجہ عمرو کو بارہ دری
کی طرف ہاتھ پکڑ کے لے چلی عمرو نے کہا شہزادۂ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن بھی عقابین سے رہا ہوے میرے
ساتھ آئے ہین انکو بھی مین جا کر لے آؤن پہلے اُنکے واسطے کوئی مقام عمدہ رہنے کو تجویز کرو ملکہ اور زیادہ خوش
ہوئی اور کہا خواجہ جلد اُنکو لاؤ مین اپنی آنکھون پر اُنکو بٹھاؤنگی عمرو گیا اور ہاشم تیغزن اور بدیع الزمان
صف شکن کو ہمراہ لیکر آیا ملکہ سرو سیمتن نے ایک قصر عالیشان مین اُنکو لیجا کر بٹھایا اور ہمراہیاں اُسی وقت
منگوا کر مہیا کرادی خادمون کو حکم کیا کہ خدمت کے واسطے رہو سب نوکر جاکر خدمت مین حاضر ہوے عمرو اُنکو
اچھی طرح سے بٹھا کر ملکہ کے پاس آیا ملکہ نے فوراً کھانے کا سامان کیا خوانون مین طرح طرح کے طعام ماحضر لذیذ
چنوا کر کشتیون سے خوان کسوا کر اپنی مہر کر کے بڑے اہتمام سے بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کے پاس
وہ خوان طعام بھیجے اور گیتی آرا کو ہمراہ کیا اور کہدیا کہ دونون شہزادون کو باادب شاہانہ خاصہ نوش کرا کے آنا
جس چیز پر اُنکی رغبت دیکھنا اور وہ نہو فوراً منگوا لینا گیتی آرا تو اُدھر کھانا کھلانے شہزادۂ بدیع الزمان اور شہزادۂ
ہاشم تیغزن کو گئی ادھر ملکہ سرو سیمتن نے بہ شگفتگی خاطر دسترخوان بچھوایا خواجہ عمرو نے اور ملکہ نے بھی کھانا
کھایا بعد فراغ کھانے وغیرہ کے محفل حسن آراستہ ہوئی گانیون کو ملکہ نے طلب کیا شہزادۂ بدیع الزمان اور
ہاشم تیغزن کو بھی بلوایا مسند زرین پر جلوہ گر کیا صحبت راگ رنگ کی برپا ہوئی طبلے ستیر سے بجنے لگے گانا شروع
ہو گیا ملکہ سرو سیمتن نہایت شاد و شاد پہلوے خواجہ عمرو مین متمکن ہوئی دونون شہزادے مسند پر مثل آفتاب
و ماہتاب کے بیٹھے کنیزان خاص و خواصان فیض اختصاص گرد مثل ہالۂ اُس ماہ شب چاردہ کے کھڑی ہوئی
ہین کوئی صورت گل شگفتہ ہو کر ہنس رہی ہی کوئی مثل غنچۂ نیم وا کے مسکراتی ہی کسی کی مثل نرگس ٹکٹکی لگی ہی
کوئی مثل سوسن زبان بند کیے خاموش ہی کوئی جو بہت چلبلی طبیعت کی ہی کچھ رہ رہ کے شعر پڑھتی ہی شعر
چلو چمن مین بہار سیر گل دیکھین + ہر ایک غنچۂ سربستہ کھلکھلانے لگا + دیگر باغ مین آج تازہ گل کھلا +
عندلیبو عجب تماشا ہی + الغرض دو پہر رات تک صحبت راگ رنگ کی رہی بعد اُسکے بدیع الزمان اور ہاشم
تیغزن وہان سے اُٹھ کر اپنے قصر عالیشان مین آئے آرام کیا باریدار زنان چوکی پہرے پر متعین ہوئین
عمرو نے اُس روز اپنا عقد ملکہ کے ساتھ پڑھوایا رات کو صحبت برخاست کر کے ایک پلنگ پر سوئے شب وصل کا سامنا
ہوا عقدۂ دل عاشق و معشوق کے کھل گئے غنچۂ سربستہ شگفتہ ہوا باغ مراد مین بہار آئی شعر گذری شب وصال
در بوس و کنار مین + تا صبح خوب غنچۂ دل کی گرہ کھلی + ناگاہ طلایہ گرد سپہر بے مہر یعنی ماہ شب چاردہ

پنجم فلک سے جانب مغرب روانہ ہوا اور مرغ زریں بال نکلی یعنی آفتاب عالمتاب نگارستہ قصر فلک نیلوفری پر بلند پروازی
کرکے لبعداسے اسدو اکبر جلوہ گری کرنے لگا صبح ہوگئی جیور حمد الٰہی میں معروف ہوئے نغزیہ پردازی کرنے لگے بلبلین چہچہانے
لگین مرغان خوش الحان کی صدائین تکبیر دن کی بلند ہوئین نسیم سحر چلنے لگی نرگس چونک کر آنکھین ملنے لگی پھولون کی
کلیان چٹکین فرش گل سے چمن آراستہ ہوئے بھینی بھینی بو گلون کی چارسو سے صبا لانے لگی دونون شہزادے بیدار
ہوئے فرض خدا ادا کیا سپاس پروردگار سے زبان تر ہوئی ملکہ سرو دیتھن اور خواجہ بھی اُٹھے خواجہ نے ملکہ سے
لیکر اصطبل شاہی سے گھوڑے پری وش عیار رفتار منگوائے پھر پوشاک شاہانہ زنبیل سے نکالکر دونون
شہزادون بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کی بدوائی اور تلوارین ولایتی دشمن کش دونون کو دین خود زرہ بکتر
و چار آئینہ اور دستانے وغیرہ سے دونون شہزادون کو آراستہ کرکے مسلح و مکمل کیا اور کہا چلو ایوان شاہی میں کفار
کو تہ تیغ کرو ضرب شمشیر سے سرداروں کو زیر کرو اور سکہ دین اسلام کا جاری کرو الغرض شہزادہ بدیع الزمان شہزادہ
ہاشم تیغزن گھوڑون پر سوار ہوئے اور ہمراہ خواجہ کے ایوان بادشاہی میں آئے وہان سہیل نایب ببران
ببر سوار موجود تھا آتے ہی شہزادہ بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان منم فخر سہراب و اسفندیار +
بدیع الزمان صفدر نامدار + سہیل نایب ببران ببر سوار ایوان شاہی سے باہر آیا دیکھا کہ پسران حمزہ
تیغ بکف آ گئے فوج کو آواز دی سرداران تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑے فوج چارون طرف سے سمٹ کر گرد شہزادون
کے آگئی شہزادہ بدیع الزمان مقابلہ پر سہیل کے آئے اور ادھر ہاشم تیغزن نے نعرہ کیا نعرہ
ہاشم منم صفدر و غازی و صف شکن + شجاع و جری ہاشم تیغزن + شمشیر آبدار کھینچکر فوج پر جا پہنچے
تلوار چلنے لگی کفار کی لاشون کے پشتارے ہوگئے ادھر سہیل نے تلوار کا وار شہزادہ بدیع الزمان پر کیا
شہزادے نے عجب پھرتی و چالاکی کی کر بارہ بچا کر تلوار پر ہاتھ ڈالدیا اور سہیل کی تلوار چھین لی پھر کمر زنجیر
کو جیسے شیر گرسنہ بکری کو ایسا تمام کر سہیل کو اُٹھا لیا اور فرمایا بتا وحدانیت پروردگار میں کیا کہتا ہے نفاق پر اور
اُسکے پرستارون پر لعنت کر دین اسلام قبول کر ابھی تیری جانبری ہوتی ہے ورنہ مار ونگا زمین پر کہ یہ تن و توش
تیرا گرد برد ہو جائیگا تیری خاک کا بھی پتا نہ لگیگا سہیل نے کہا بصدق دل دین اسلام قبول کرتا ہون آپ کی
اطاعت سے باہر نہ ہونگا کلمہ مجکو پڑھایئے اور مسلمان کیجے بدیع الزمان نے سہیل کو کلمہ طیبہ تلقین کیا
اور جان بخشی کی سہیل کو بدیع الزمان نے چھوڑ دیا سہیل نے اپنے تمام لشکر و اہل شہر کو مسلمان کیا دین
اسلام کا اُس شہر میں رواج ہوا سہیل نے شہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کی بڑی دھوم اور سامان
سے دعوت و ضیافت کی کئی روز تک اُس شہر میں جشن عام رہا بعد اُسکے خواجہ عمرو نے چلنے کا سامان کیا ملکہ
سرو دیتھن کو ایک عماری میں سوار کیا اور کئی ہزار عیار تازہ اسلام لائے ہوئے ہمراہ عماری کے کر دیے اور
حکم کر دیا کہ بہت حفاظت اور خبرداری و ہوشیاری سے ملکہ کو لے جانا اور بارہ ہزار سوار جرار لیکر ہمراہ بدیع الزمان
اور ہاشم تیغزن طرف لشکر اسلام روانہ ہوئے

دوکلمے داستان عجائب بیان رستم زمان علمشاہ نوجوان کے بیان کیے جانے مین

پلا ساقیا وہ مے لاجواب وہ ساقی پلا جام گلرنگ کچھ ذرا جلد پلوا کوئی جام تو	نظر مین سمانے نہ بھر آفتاب ہر ہر رنگ میخانہ کا رنگ آج کسی رند کی ہو مجھے جستجو	وہ ہو جسکے بعد نہ جس ترنگ جو ساقی مراد دستگیری کرے فلک تو عجب شعبدہ باز ہے	ضعیفی مین آئے جوانی کا رنگ دل زار ترک اسیری کرے کر تا ساز قلقل کی آواز ہے

ابھی دور کرتا ہوں جو ایکبار	ستمگر ہو تائید پر مددگار	رہ گمرہی بس بتانے لگا	غم ہر لہا لب دکھانے لگا

غزل شب فرقت مجھے جب وہ پریرو یاد آتا ہی
یہ پہر سوز ہوتا ہی کہ دم جلاد آتا ہی
تڑپ کر بیچ میں وہ بھی محو کرتا ہی دو عمل
کبھی مجنون کبھی وامق کبھی فرہاد آتا ہی
اٹھاتا خاک صحرا میں جو میں دیوانہ جا نکلا
ذرا دیکھو ہمارا عاشق ناشاد آتا ہی
نہیں اٹکھیلیوں کی چال چلتا ہو وہ خوش ہیئت

دل غمگین تڑپ کر اب فریاد آتا ہی
تڑپتا دیکھتا ہوں میں کہیں مرغ بسمل کو
اٹھا کر جلد یہ سوز عشق کی افتاد آتا ہی
تجھ کو ہی آستین ابرو پہ بل ہی تیغ کھینچے ہی
کہا مجنون نے لیلی سے مرا استاد آتا ہی
عدم میں بھی رواج اکثر ہی سودا کا جو ہر گل
ہماری خاک کو کرتا ہوا برباد آتا ہی

سوے قتل جو وہ ترک ستم ایجاد آتا ہی
دل بیتاب اپنا صاف مجکو یاد آتا ہی
ہر اک کرتا ہی میری پیروی صحرا الفت میں
بگڑ کے تیور سے میرے قتل کو جلاد آتا ہی
بسے وہ دیکھکر رستے میں مانے ہیں غیرون سے
گریبان چاک سو گلشن ایجاد آتا ہی
بیت نویسندہ دفتر خوش بیان

رقم کردین تازہ تر داستان ٭ رہروان جادۂ جستجو و کوشش وسعی کنندگان منزل نکو قلم تیز رقم کو صحرائے صفحۂ قرطاس کے اپنی طبیعت آرائی سے مضامین نو پیدا کرکے یون رواں کرتے ہیں کہ جب رستم زمان علمشاہ رومی ادھر قلعہ افلاکیہ میں اور بیان بدیع الزمان صف شکن و ہاشم تیغزن کو بلا انگیز عیار بیران بیر سوار اٹھا کر لے گیا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بتلاش شہزادگان بحکم امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران روانہ ہوے جب خواجہ عمرو کو تلاش میں شہزادون کے عرصہ زیادہ ہوا مہتر قران حبشی نے صاحبقران زمان سے عرض کیا کہ اگر آپ کی رائے ہو تو غلام جاکر خبر خواجہ عمرو اُستاد کی لاوے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے جاؤ مہتر قران فورا روانہ ہوا الغرض چلتے چلتے منزلیں طی کرکے ایک مقام پر دو راہا ملا کہ وہان سے ایک راہ طرف شہر زرین حصار کے گئی تھی اور ایک راہ شہر مرصع حصار کی طرف نکل گئی تھی اور وہی راستہ قلعہ افلاکیہ کا بھی تھا مہتر قران وہان ٹھہرا آیندہ روندہ سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ راہ زرین حصار کی ہے کہ جہان بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن قید ہیں اور خواجہ عمرو رہا کرنے کو گئے ہیں اور وہ راہ مرصع حصار کی ہے اور اسی طرف قلعۂ افلاکیہ کا بھی ہے جہان علمشاہ رومی قید ہیں مہتر قران سوچا کہ اُستاد عمرو تو خود دل اسر میں آن پر کوئی غالب نہیں آسکتا اے قران تو چلے چلکر علمشاہ کو قید سے رہا کر بعد آسکے اُستاد کی خبر کر چل مہتر قران یہ دل میں سوچکر مرصع حصار کی طرف روانہ ہوا جب قریب شہر کے پہونچا دیکھا کہ ایک خواجہ سرا حبشی صحرا میں شکار کھیل رہا ہے قران نے ایک خدمتگار کی صورت بنکر اُس خواجہ سرا کو آکے سلام کیا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے مہتر قران نے کہا کہ غریب الوطن مسافر نوکری کی تلاش میں نکلا ہون اُس حبشی کا خواجہ عنبر نام تھا اُسنے کہا کہ ہم نے تمہیں نوکر رکھا ہمارے ساتھ رہا کرو قران نے سلام کیا شکار کھیل کر جب وہ اپنے گھر کو آیا اور شکار کا گوشت ملکہ مرصع بانو کے واسطے بھیجا کہ یہ حبشی تھی مرصع قبا کی اب مہتر قران کو معلوم ہوا کہ یہ خواجہ سرا بادشاہ مرصع قبا کی حبشی کا ہے ایک روز مہتر قران نے اُس خواجہ سرا کو بیہوش کیا اور بعد وبال کے اُس حبشی کا سر کاٹ لیا اور لاش اسکی مع سر کے زمین میں ایک مقام علحدہ پر دفن کردی اور آپ اُس کافر خواجہ سرا کی شکل بنکر مالک مرصع قبا کے سامنے آیا آداب بجالایا اور ملکہ مرصع بانو کی طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرکے کہا پیر و مرشد غلام شکار کو گیا تھا وہان آیندہ و روندہ کی زبانی معلوم ہوا کہ عمرو و ہاشم و بدیع الزمان کے رہا کرنے کے واسطے شہر زرین حصار کو گیا ہے اور کچھ عیار اور بھی اُسکے پیچھے پیچھے آئے ہیں کیا عجب ہے کہ کوئی عیار یہان بھی بہ سر حمزہ علمشاہ رومی کی خبر سنکر آیا ہو آپ ذرا ہوشیار رہیے گا بادشاہ نے

کہا ای عنبر تو شب و روز میرے پاس رہا گر قران نے عرض کیا بہت اچھا مقترقران نے اُسی شب کو مالک
مرصع قبا کو بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنکر تخت شاہی پر صبح کو بیٹھا اور حکم کیا کہ پسر حمزہ کو لاؤ یا تو وہ دین
لقا پرستی اختیار کرے نہیں تو آج ہی مین اُسے قتل کرونگا لوگ اُسی وقت قلعہ افلاکیہ کو گئے اور علمشاہ
کو لائے علمشاہ نے آکر دربار مرصع قبا مین بطریق اسلام سلام کیا مالک مرصع قبا نقلی نے کہا ای پسر حمزہ
رسی جل گئی مگر بل نہین جلا تو اس قید شدید مین بھی گیا لیکن کلمہ و کلام وہی ہے یا تو زمرد شاہ باختری کو سجدہ
کر نہین تو آمادہ مرگ رہیا ہے تضا ہو علمشاہ نے جواب دیا اور کہا کہ فرعا سر سمجھے تو نے بفریب اسیر و گرفتار کیا
اگر تو بمردی گرفتار کرتا تو جو کچھ تو کہتا وہ مین قبول کرتا اور اب جو کوئی مجھے زیر کرے مین دین اُسکا قبول کرنے کو موجود
جون مالک مرصع قبا نقلی نے سب سردارون کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہے کوئی تم مین سے ایسا کہ پسر حمزہ کو بقوت
بازو زیر کرے کسی سردار نے جواب نہ دیا مگر ایک پہلوان تھا کہ برجیس پیلتن اُسکا نام ہے نہایت قوی ہیکل دیو
پیکر چالیس انچ کا قد و قامت اُسنے عرض کیا کہ ای بادشاہ اگر حکم ہو تو مین اس پسر حمزہ کو سر میدان باندھ لون
اور حلقہ بگوش اپنا کرون اُسنے کہا کہ کیا مضائقہ ہے غرض بادشاہ مرصع قبا نقلی نے حکم دیا کہ جلد اکھاڑہ تیار کرواؤ
آہنگر کو بلاؤ جسوقت آہنگر آئے بادشاہ نے کہا کہ ابھی قید آہن اسکی دور کرو یہ سُنکر علمشاہ رومی نے قید اپنی توڑکر
آپ پھینکدی جب اکھاڑا تیار ہو چکا برجیس پیلتن سے بادشاہ نے کہا کہ جا اکھاڑے مین اور پھر علمشاہ کی طرف
مخاطب ہوکر کہا ای پسر حمزہ اگر تم اسکو زیر کروگے تو مین تم کو رہا کردونگا علمشاہ نوجوان اکھاڑے مین آئے
اور خم ٹھونک کر آئی بکشتی ہوئے دو پہر کامل اُس پہلوان سے زور ہوا آخر کار علمشاہ نامدار نے اُس پہلوان
زبردست کو زیر کیا پچھاڑ کر اُسکو چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھے اور کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی تجھے مارے
ڈالتا ہون اُسنے کہا مین دین اسلام قبول کرتا ہون اور آپ کا مطیع و فرمانبردار مدام رہونگا علمشاہ نے اُسکو
کلمہ طیبہ تلقین کیا مالک مرصع قبا نقلی نے تمام سرداران و افسران فوج کی طرف دیکھکر کہا کہ صاحبو دین اسلام
اور اطاعت پسر حمزہ برحق ہے اور واجب و لازم ہے مین نے تو دین اسلام قبول کیا تم بھی لقا پر اور اُسکے پرستارون
پر لعنت کرو مذہب اسلام اختیار کرو اُن سب نے کہا ہم بصدق دل اسلام لائے دین حمزہ قبول کیا بعد اُسکے
مالک مرصع نقلی نے علمشاہ عالیشان سے کہا کہ ای شہریار مین مقترقران آپ کا خادم ہون آپ کے چھڑانے کے واسطے
آیا تھا اور یہان کے بادشاہ کو مین نے قید کر لیا علمشاہ نے فرمایا کہ اُسے لاؤ ہمارے سامنے مقترقران گیا اور اندر
سے مالک مرصع قبا کو صندوق مین بند کرکے لایا علمشاہ نے اپنے سامنے صندوق سے نکلوایا فتیلہ رفع بیہوشی
دیا جب وہ ہوش مین آیا علمشاہ کو سامنے بیٹھے ہوے دیکھا مقترقران نے تمام حال اُس سے بیان کیا اور کہا کہ
اب تو بھی دین اسلام قبول کر نہین تو مارا جائیگا اُسنے علمشاہ سے کہا کہ ای شہریار ایک مشکل صعب رکھتا ہون اگر آپ
حل کیجیے تو مین بھی دین اسلام اختیار کرون آپ کی اطاعت شب و روز کیا کرون علمشاہ نے فرمایا بیان کر
اُسنے کہا کہ میرے شہر سے تین کوس پر ایک پہاڑ ہے کہ کوہ مرگ اُسے کہتے ہین جو ذیحیات وہان جاتا ہے وہ زندہ پھر کر
نہین آتا ہے اور اکثر آدمی شہر مین سے بھی غائب ہو جاتے ہین ہر چند لوگ اُنھین ڈھونڈھتے ہین مگر پھر پتا نہین
لگتا آپ یہ راز مجھپر کھولدین تو بصدق دل دین اسلام قبول کرون اور مین نے اکثر لقا سے بھی کہا بھی کہ یہ مشکل
میری آسان کیجیے وہان سے جواب آیا کہ خداوند فرماتے ہین کہ وہ پہاڑ ہمنے اپنی قدرت سے [illegible] کیا ہے اُسکا حال سوا ہمارے
اور کوئی جان نہین سکتا تم اس راز کے افشا کرنے کے درپے نہو علمشاہ عالی وقار یہ سُنکر کہنے لگے کہ ای مالک مرصع قبا

ہم بتائید الٰہی انشاءاللہ جب اِس راز کو تم سب پر منکشف کرینگے اُسی وقت تم سے سوال اسلام لانے کا کرینگے پھر
عمر قران سے کہا کہ ہمارا گھوڑا استر کبود لاؤ عمر قران نے جلدی سے مرکب تیز رفتار کو منگوا کر حاضر کیا علمشاہ
گھوڑے پر سوار ہوکر اُس پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے عمر قران بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب علمشاہ گردون
جناب ہوا جب وہان پہونچے دیکھا کہ دو تیرہ شامین بیٹھے ہوئے ہین اور مدت سے یہ تینون شیاطین اِسی
مقام پر رہتے ہین جو آدمی ادھر سے آتا ہے وہ کھا لیتے ہین اور اکثر جاکر شہر مین سے بھی آدمیون کو پکڑ لاتے ہین
جسوقت علمشاہ کو ایک دیو نے آتے ہوئے دیکھا خوش ہوا بغلین بجاتا دوڑا اور اپنی زبان مین کہتا تھا کہ خداوند
ابلیس پر تلبیس نے لقمہ چرب میرے واسطے بھیجا ہے جب قریب علمشاہ کے وہ دیو پہونچا دست درازی کی علمشاہ
نے ہاتھ دیو کا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ دیو جھکا علمشاہ نے گردن مین اُسکی ہاتھ ڈالدیے اور زور کشمکش کے
ہونے لگے وہ دونون دیو جو قلعہ کوہ پر بیٹھے تھے پکارے کہ ارے یہ کیا کھیل کر رہا ہے ہم کو نہ دیتا تو
آپ کھاجا کسکا راستہ دیکھتا ہے کیون عرصہ کرتا ہے یہان اِس دیو کی جان پر بنی ہوئی تھی اِس دیو نے کچھ
اُن دونون کو جواب نہ دیا ادھر علمشاہ نے اڑنگی پر چڑھاکر بقدرت ایزدی مارا کہ وہ چارون شانے چت
گرا فوراً چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اسی طرح وہ دونون دیو جو اور تھے اُنکو بھی زیر کیا اسی اثنا مین ان
ان دونون تینون دیوون کی عفریتہ ملعونہ وہ ساحرہ بھی تھی مثل آندھی کے دوڑی ہوئی آئی علمشاہ نے دیکھا کہ
ایک بلاے سیاہ بحال تباہ سر جھاڑ منہ پہاڑ سامنے سے چلی آتی ہے جسوقت اس ملاعنہ کی علمشاہ پر نگاہ پڑی
ہزار جان سے مائل ہوئی شیفتہ و فریفتہ جمال جہان آرای شہزادہ فلک جلال ہوکر پکاری کہ او آدم زاد تو نے خوب کیا
جو ان تینون کی مشکین باندھ لین یہ موے مونڈی کاٹے تمام خلائق کو آزار رسانی کرتے تھے اب تو آ
میرے پاس کہ مین تجھپر عاشق ہوئی ہون تجھے پیار کرون سینہ سے لپٹاؤن گلے لگاؤن یہ کہکر ہاتھون کو پھیلا کر
دوڑی علمشاہ نے پکار کر کہا او ملاعنہ خبردار میرے پاس نہ آنا نہین تو قتل ہو جائیگی اُس ملاعنہ نے کہا کہ
تو شاید مجھے نہین جانتا ہے ارے مین ساحرہ زبردست ہون ایک دم مین تجھے خاک سیاہ کر دونگی یہ کہتی
ہوئی علمشاہ کی طرف بڑھی جسوقت برابر آئی علمشاہ نے تلوار کھینچی اُس ملعونہ نے چند سرسون کے دانے
پڑھکر مارے علمشاہ کا ہاتھ خشک ہو گیا عفریتہ جادو نے ہاتھ پکڑ کر علمشاہ کا اپنی طرف کھینچا پس علمشاہ
کو لیکر چلی عمر قران نے جو یہ دیکھا کہا بڑا غضب ہوا ایک پتھر گوپھن کے گلے مین دے کر مارا اُس عفریتہ
کے سر پر پڑا مغز سر کے چار ٹکڑے ہو گئے وہ ملعونہ گری اور تڑپ کر مر گئی سب پر آسکے خاک اڑا کر شور و غل
مچانے لگے آندھی سیاہ اُٹھی تاریکی ہو گئی چار طرف سے سناٹا ہوا جب بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دور
ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من عفریتہ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب دل نہ رسیدیم
اب جو علمشاہ نے دیکھا تو وہ دیونی مری ہوئی پڑی ہے علمشاہ پھر صحیح و سالم ہو گئے اور طاقت وہی
عود کر آئی پس علمشاہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اُن تینون دیوون کے پاس آئے اور فرمایا کہ اگر تم تینون
دین اسلام اختیار کرو تو مین تم کو امان دون اور رہا کر دون اُن سبھون نے ابلیس پر لعنت کی
اور دین اسلام قبول کیا علمشاہ کی اطاعت کی علمشاہ نے اُنھین رہا کیا اور کہا تم میرے ساتھ شہر
مین چلو وہ بولے ہم حاضر ہین مگر اس کی لاش کو گاڑ دو تب ہین تو چلین علمشاہ نے کہا اچھا غرضکہ اُنھون
نے اُس ملعونہ کو زمین کھود کے گاڑ دیا اور ساتھ علمشاہ کے ہوئے علمشاہ اُنھین ساتھ لیے ہوئے مالک

مرصع قبا کے پاس آئے اور سرمہ سلیمانی دلوایا اور اُن دیووں کو دکھایا تمام حال بیان کیا کہ یہ دیو
اُس پہاڑ پر رہتے تھے آدمیون کو کھا جاتے تھے اب خدا چاہیگا تو کوئی ضایع نہ ہوگا اُس وقت مالک
مرصع قبا کلمہ طیبہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اسلام قبول کیا اور ملکہ مرصع قبا کا عقد علمشاہ سے
ساتھ کر دیا تمام شہر اسلام و با بناے اسلام قائم ہوئی اسلام آباد ہوا کفر بے بنیاد ہوا پھر مہتر قران نے
علمشاہ سے کہا کہ ای شہریار شہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن شہر زرین حصار مین قید ہین خواجہ عمرو
اُنکے چھڑانے کو عرصہ ہے گئے ہوئے ہین اب مجھے اُنکی بھی خبر لینا ضرور ہے علمشاہ نے کہا مین بھی چلتا ہون
ای قران اُنکی مدد کو نہ جانا مروت سے بعید ہے الغرض علمشاہ نے مالک مرصع قبا کو وہین چھوڑا اور
آپ کچھ لوگ ہمراہ لیکر مہتر قران کے ساتھ شہر زرین حصار کو چلے لیکن جس روز کہ خواجہ عمرو نے بلا انگیز
عیار بیران بیرسوار کو اپنی صورت بنا کر قتل کیا اور سر اُسکا در شہر پناہ پر لٹکایا تھا اُسی دن اتفاق سے اُمیہ
اور سیارہ عمرو کی خبر کو آئے تھے سر خواجہ کا دروازے پر شہر کے آویزان دیکھکر گریبان چاک گریان و نالان
لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے تھے اُسکے تیسرے دن علمشاہ اور مہتر قران شہر زرین حصار مین پہونچے تمام
شہر اسلام لا چکا تھا اہل شہر نے دین اسلام قبول کیا تھا علمشاہ و مہتر قران نے ہاشم و بدیع الزمان اور
خواجہ عمرو سے ملاقات کی بہت خوش ہوئے ایک رات جشن اُسی باغ مین رہا صبح کو یہ سب کے سب لشکر اسلام
کی طرف روانہ ہوئے جس وقت دو تین منزل لشکر اسلام رہگیا عمرو ان سب سے رخصت ہوکر پہلے لشکر اسلام
مین پہونچا لیکن گلیم عیاری اوڑھ لی دیکھا کہ پہلوان عادی ایک مقام پر خیمے کے اندر بیٹھا ہوا ہے اور کھانا
پکا رکھا ہے دیگین پلاو زردے کی دم پر لگی ہوئی ہین مگر ہر ایک افسوس کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ بھائیو
غضب ہوگیا خواجہ عمرو قتل ہوئے ایسا وفادار دنیا مین نہ پیدا ہوگا بدیع الزمان اور ہاشم کو شہر زرین حصار
مین رہا کرنے گئے تھے جان اپنی اُن دونون شہزادون پر سے نثار کی آج اُنکا سیوم ہے ہر ایک کو چاہیے ہے کہ دعاے مغفرت
سے فرد اُنکو یاد کرے کہ وہ مجلس سب کے تھے عمرو نے اپنے دل مین ہنسکر کہا کہ واہ واہ نیا تماشا ہے کیا خوب این
گل دیگر شگفت ای عمرو تم زندہ اور سلامت ہو اور یہان تمہارے پیچھے کے فاتحہ کی تیاری ہو گئی خیر ایک
جلسہ تو اور ہاتھ آیا دیکھا جائیگا دن تو وہ گذارا رات کے وقت عمرو ایک خبیث کی صورت بنکر پہلوان عادی
کی خوابگاہ مین آئے اور پہلوان عادی کی چھاتی پر چڑھکر گلا گھونٹنے لگے پہلوان عادی گھبرا کے چونکا صورت
دیکھکر خائف ہوا ڈر کر پکارا تو کون ہے مگر گھگی بندھ گئی عمرو نے باواز ہیبتناک کہا تو مجکو نہین جانتا تو ایسا غافل
دنیا مین ہے مین ملک الموت ہون عمرو کو فرشتے اِسوقت بہشت کی طرف لیے جاتے تھے اثناے راہ مین مجھ سے ملاقات
ہوئی اُسنے بہ منت و عاجزی مجھ سے کہا کہ آپ کا احسان ہوگا میرا ایک کام کر دیجیے ایک میرا دوست شفیق ہے
کہ نام اُسکا پہلوان عادی ہے لشکر اسلام مین مقیم ہے اُسے بھی اپنے ساتھ لیتے آئیے کہ بہشت مین میرا دل بہلے
تنہا بہت گھبراؤنگا لہذا مین تجھے لینے کو آیا ہون میرے ساتھ چل کچھ عذر نہ کر پہلوان عادی نے
ڈرتے ڈرتے کہا بہت اچھا مجکو کیا عذر جو حکم ہو بجا لاؤن مگر جو آپ مانیے تو ایک بات عرض کرون میرے
تین توڑے اشرفیون کے محنت شاقہ سے جمع کیے ہین وہ آپ مجھ سے لے لیجیے اور تین دن کی مجکو مہلت
دیجیے ملک الموت نے کہا بہت دشوار ہے لیکن تیری خاطر بھی کرنا درکار ہے اچھا لا تینون لیجیے پہلوان عادی اُسوقت
اُٹھا اور وہ تینون توڑے اشرفیون کے لا کر ملک الموت کو دیدیے ملک الموت نقلی توڑے لیکر راہی ہوئے اور پہلوان

عادی صبح کو اٹھا اور بارگاہ صاحبقران زمان میں آکر حاضر ہوا بعد مجرا کرنے کے بیٹھا امیر باتوقیر سے رات کا حال سب
بیان کیا صاحبقران زمان متحیر ہوے فرمایا کہ ای پہلوان عادی تم کچھ احمق ہوے ہو تمکو کیا خبط ہو گیا ہے بھلا کہیں
ملک الموت بھی رشوت لیتے ہیں خدا جانے یہ کیا اسرار ہے تم ڈرو نہیں اسیطرح دوسرے روز بہرام وغیرہ نے بھی
اور کئی سرداروں نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان سے آکر بیان کیا کہ آج ہمارے پاس بھی ملک الموت
آئے تھے ہم سے بھی رشوت لے کر چھوڑ گئے نہیں ساتھ اپنے لیے جاتے تھے امیر باتوقیر یہ سنکر ہنسنے لگے اور سوچتے
سوچتے خیال میں آیا یقین ہے کہ عمرو زندہ ہے یہ ساری شعبدہ بازی اسی کی ہے خدا ایسا کرے کہ وہ زندہ ہو امیر
باتوقیر نے سب سرداروں سے کہا کہ آج تم ہمارے پاس رہو کہ ہم بھی دیکھیں ملک الموت کیسے ہیں اور کیونکر آتے ہیں
اور کس طرح رشوت لیتے ہیں دربار خدا میں رشوت کا کام نہیں غرضکہ دوسرے روز سب سردار بارگاہ سلیمانی
میں امیر باتوقیر کے پاس رہے دو پہر رات گئے ایک شخص کو دیکھا کہ دو سینگ اسکے سر پر لباس بجری کی کھال
کا پہنے ہوے آنکھیں دونوں سرخ گرز گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوے سامنے سے چلا آتا ہے وہیں سے
پکارا پہلوان عادی کو کہ او شکم بزرگ تو نے تین روز کی مہلت مانگی ہے اب تو یہاں آکر چھپا ہے کیا یہاں
بچ جائیگا میں آج تیری روح قبض کرونگا یہ کہکے پہلوان عادی کی طرف چلا پہلوان عادی کانپتا ہوا
امیر باتوقیر کے پیچھے جا کر چھپا اس شخص نے کہا میں وہیں آتا ہوں کیا حمزہ تجھے بچا لینگے پہلوان عادی کا مارے
ڈر کے وہاں پیشاب خطا ہو گیا صاحبقران بھی کچھ اسکی صورت سے خائف ہوے مگر دل کو مضبوط کرکے پکارے
کہ ارے تو کون ہے اسنے جواب دیا میں ملک الموت ہوں امیر نے فرمایا کہ ملک الموت کو کسی نے آجتک بے پردہ
نہیں دیکھا تو کوئی ساحر معلوم ہوتا ہے اور پہلوان عادی سے تجھے کیا دشمنی ہے جو اس طرح ڈراتا ہے دور ہو یہاں
سے نہیں تو مارا جائیگا ملک الموت نقلی نہایت غضبناک ہوا اور قریب آیا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
پر ہاتھ دوڑایا صاحبقران نے ہاتھ اسکا پکڑ کر کھینچا کہ وہ منہ کے بل سامنے امیر کے آیا امیر باتوقیر
چاہتے تھے کہ طمانچہ مارین کہ آواز پیدا ہوئی کہ ارے تو عمرو کو مارے ڈالتا ہے یہ سنتے ہی امیر باتوقیر صاحبقران
بہت خوش ہوے فرمایا کہ خواجہ آؤ جلد صورت اصلی اپنی دکھاؤ تمھارے دیکھنے کو دل تڑپتا ہے عمرو نے کہا
یا امیر ہاتھ میرے چھوڑ دیجیے امیر نے ہاتھ عمرو کے چھوڑ دیے عمرو بصورت اصلی بنکر قدموں پر گرا امیر باتوقیر
نے اسے گلے سے لگا لیا سب سردار بھی نہایت خوش ہوے اور عمرو سے ملے عمرو نے از ابتدا تا انتہا حال
تمام بیان کیا اور عرض کیا کہ علمشاہ دختر قران اور شہزادہ بدیع الزمان و شہزادہ ہاشم تیغزن یہ سب کے
سب پیچھے آتے ہیں لیکن یہاں جو ہرکارے لشکر کفار کے بامر جاسوسی لگے ہوے تھے انہوں نے عمرو کے
آنے کی اور ہاشم و بدیع الزمان اور علمشاہ کے رہا ہو جانے کی اور بلا انگیز کے مارے جانے کی خبر جا کر یاقوت شاہ
سے بیان کی اور عرض کیا کہ ملکہ سرو سیمتن دختر بہران بہر سوار عمرو پر عاشق ہو کر مسلمان ہو گئی تمام شہر اسلام آباد
ہوا ملکہ سرو سیمتن بھی ساتھ آئی ہے بختیارک بھی وہاں حاضر تھا سنکے ہاتھ ملتا ہوا اور ناچ کر شکر یہ اپنی زبان
سے کہنے لگا تا دھنتا بھی تا دھنتا اور بہران بہر سوار کے آگے آکر بہت جھک کر سلام کیا اور کہا کہ سنا آپ نے
جو کچھ کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی جو میں نے آپ سے اس دن عرض کیا تھا وہی ظہور میں آیا آپ اسوقت میرے
اوپر بہت خفا ہوے تھے دفتر بند اختر کو آپ کی مرشد کامل ہادی آگاہ دل رہنمائی کرکے اپنی راہ پر لگا لے آئے
اور شہر آپ کا سارا خرابہ سرست ہوا اسلام سب نے قبول کیا بہران بہر سوار نے ندامت سے بختیارک کو کچھ جواب

دیا اور خنجر کھینچ کر اپنے پیٹ میں مارا پشت کے پار گذر گیا بہران پر سوار اُسی وقت تڑپ کر مر گیا سب نے اُسکا
نہایت غم و الم کیا لاش کو اُس ناری کی جلوا دیا جب لقا کو خبر ہوئی اُسکو بھی بہت صدمہ ہوا چپ ہو کے
رہگیا اسی سوچ مین لقا بیٹھا ہوا تھا کہ دیو زرین بال کچھ دیوون کو ہمراہ اپنے لیے ہوے آیا اور کہا کہ جب
فرمایئے مین خدا پرستون پر سنگ باران کرون لقا سے بے لقا نے کہا کہ پوچھنے کی کیا حاجت ہے کل جا کر
خدا پرستون پر سنگ باران کر دیو زرین بال یہ سنکر چلا گیا اور کوہستان مین جا کر پتھر اکھیڑ اکھیڑ کے
جمع کرنے لگا یہ ارادہ تھا کہ کل خدا پرستون کو سنگسار کرونگا اور ادھر لقا نے حکم دیا کہ طبل قہاری بجے
کہ کل سب خدا پرست سنگسار ہو جاینگے یاقوت شاہ نے طبل قہاری بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے
خبر لیکر دوڑے آئے اُنھون نے صاحبقران زمان سے دربار مین عرض کیا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ
وہ سنگدل کیا سنگسار کریگا وہ سخت بیحیا ہے یہان بفضل ایزدی لقا سے پرو بڑی اور عمرو سے
فرمایا کہ جلد جاؤ اور خبر لاؤ کہ اسکی کیا اصل ہے عمرو نکل کر بارگاہ سلیمانی سے چلا تھا کہ ایک پنجہ اُٹھا کر عمرو کو
لے گیا عمرو ہر چند پکارا کہ ارے تو کیسے دھوکے مین مجھے لیے جاتا ہے تو کون ہے کچھ اپنا حال تو بتا وہان کون
سنتا تھا عمرو کو جب تک ہوش رہا چلایا کیا آخرکار کرہ ہوا مین آکر بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جب ہوش آیا
آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک حجرۂ عالیشان ہے اور بدیع الجمال پری اور بدیع الملک دونون ایک تخت جواہر نگار
پر جلوہ گر ہین جیسے ہی خواجہ عمرو کو دیکھا اُٹھ کھڑے ہوے اور جھک کر سلام کیا کرسی جواہر نگار پر خواجہ عمرو کو
بٹھایا عمرو نے بدیع الملک سے کہا کہ اے صاحبزادے تمنے خوب سلوک میرے ساتھ کیا تھا میرے مارے جانے
مین کچھ فرق نہ رکھا تھا کلاہ تم نے دی بھی اور چھینوا بھی لی بدیع الملک نے قسم کھائی کہ خواجہ مجھکو مطلق خبر اسکی
نہین یہ کہکر تمام دیوون کو سامنے خواجہ کے بلایا اور کہا کہ جسنے کلاہ خواجہ سے چھینی ہے وہ ابھی لاکر حوالے کر دے
نہین تو جسکے پاس وہ نکلے گی مین اُسے قتل کرونگا جس دیو نے کلاہ خواجہ عمرو کی لے لی تھی اُسی وقت لاکر
حوالے کر دی عمرو بہت خوش ہوے بعد اسکے عمرو نے کہا کہ اے ملکہ بدیع الجمال عجب مصیبت لشکر اسلام
پر ہے کہ لقا سے بے لقا نے طبل قہاری بجوایا ہے اور شہرہ ہے کہ کل لشکر اسلام پر سنگ باران ہونگے
یہ ذکر تھا کہ دیو دوڑے ہوے آئے اور عرض کیا کہ کئی ہزار دیو دامنہ کوہ مین پتھر جمع کر رہے ہین انکا ارادہ
یہ ہے کہ کل لشکر اسلام کو سنگسار کرینگے ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑینگے ملکہ سے عمرو نے کہا کہ سُنا
تم نے ملکہ بدیع الجمال پری نے کہا کیا مجال اُن ملعونون کی جو ایک خدا پرست کو بھی سنگسار کر سکین
ہم پہرات رہے سے اُدھر چلینگے اور پھر سب دیوون کو حکم نعلی دیا سب کے سب تیار ہین غرض پہر رات
رہے سے بدیع الملک اور ملکہ بدیع الجمال پری سب دیوون کو ساتھ لیکر مدد لشکر اسلام
کو راہی ہوئی اور ادھر ہاشم تیغزن اور شہزادہ بدیع الزمان اور علمشاہ عالی شان چلے آتے
تھے اور تینون دیو جو شہزادون نے زیر کیے تھے وہ بھی ان سب کے ہمراہ تھے قضا سے کار ایک
دیو اُن مین سے شکار کھیلنے کو گیا تھا وہ بدحواس بھاگا ہوا سامنے علمشاہ کے آیا اور علمشاہ سے آکر
عرض کیا کہ اے شہریار والا تبار دیو زرین بال کئی ہزار دیو ہمراہ لیے ہوے دامنہ کوہ مین پتھر جمع
کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ کل صبح کو ہم سب مل کر لشکر اسلام پر سنگ باران کرینگے علمشاہ فلک بارگاہ
یہ سنتے ہی ایک دیو پر خود سوار ہوے اور اُن دونون دیوون پر ہاشم تیغزن اور بدیع الزمان بیمثل کو سوار

کیا جلد لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے یہان لشکر اسلام مین چار پہر رات سب نے نمازین پڑھین اور
گریہ وزاری کیا کیے اور دعائین مانگا کیے جب وہ رات گذری صبح نمودار ہوئی ایک آندھی آئی آواز دیوون
کے گرجنے کی بلند ہوئی اور پتھر آسمان سے گرنے لگے تمام لشکر اسلام مین ایک تلاطم عظیم پڑ گیا ناگاہ علمشاہ اور
شہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن بھی دیوون پر سوار ہوکر پہونچے اور تلوارین کھینچکر اُن دیوون زشت خو
پر گرے قتل وقمع کرنے لگے ادھر سے شہزادہ بدیع الملک اور ملکہ بدیع الجمال پری کئی ہزار دیو ہمراہ لیے
ہوئے آپہونچے اور اُن دیوون پر گرے سب دیو اپنے اپنے حربے پکڑ کر مستعد کارزار ہوئے آپس مین
جنگ وجدل ہونے لگی سر کٹ کٹ کے گرنے لگے ہاتھ پانون دیوون کے جدا ہوکر زمین پر گرے قضاے کار
شہزادہ بدیع الزمان سے اور دیو زرین بال سے مقابلہ ہوگیا اُس نے وار شمشاد کا وار کیا بدیع الزمان
نے ضرب اُسکی خالی دے کر تیغہ افعی سلیمانی کا ہاتھ مارا سر اُسکا کاٹ کر تا جگر اُتر گیا وہ دیو دو ٹکڑے
ہوکر آسمان سے زمین پر گرا علمشاہ سے اور دیو زرین تن سے سامنا ہوا دیو زرین تن نے زاغنول
مارا علمشاہ نے زاغنول اُسکا خالی دے کر تیغہ کپتیان فرنگی کا ہاتھ مارا سر اُسکا دیو زرین تن
کا مثل شاخ شجر نرم اُڑ گیا دیو قبیح زرین بال سے اور ہاشم تیغزن سے مقابلہ ہوا اُسں دیو نے
وار کیا ہاشم نے بھی خالی دے کر ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا جو مارا کمر پر اُس دیو کی پڑا دو ٹکڑے ہوکے
گرا بدیع الملک نے وہ شمشیر زنی کی کہ تمام دیوون کو مار کے بھگا دیا آسمان سے زمین پر خون برس رہا
تھا کیونکہ یہ لڑائی جو دیوون مین ہوئی تھی زمین پر نہ اُترے تھے اوپر ہی اوپر لڑے لشکر اسلام اور سب
سرداران لشکر اسلام دنگ تھے جتنے دیو کہ مطیع دین اسلام تھے اُنھون نے پتھر اُن دیوان کفار سے
چھین چھین کے عمرو کے اشارے سے لشکر کفار کو سنگسار کرنا شروع کیا ہزارہا کافر مارے گئے اور کفار
ہر چند غل وشور مچایا کیے کہ اے فرشتگان مقرب خداوند لقا ہمین کیون سنگسار کرتے ہو لیکن وہان کون
سنتا تھا بلکہ آواز پر پتھر اور زیادہ برستے تھے یہانتک کہ تمام لشکر کفار شکست کھا کر غل وشور کرتا ہوا
بھاگا اور اندر شہر کے سب کے سب چلے آئے دروازہ شہر کا بند کر لیا دیوون نے چاہا تھا کہ اندر شہر
کے بھی سنگباری کرین مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مانع ہوئے کہ صاحبقران کے خلاف ہوگا اب جانے دو
وہ درگذر دیو سب پھر آئے بدیع الجمال پری اور بدیع الملک سے بدیع الزمان سے ملاقات ہوئی
بدیع الملک نے بدیع الزمان کو سلام کیا بدیع الزمان نے سینے سے لگا لیا اور سب ملکر خدمت
بابرکت زینت افزاے ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان مین حاضر ہوئے یہان صاحبقران
زمان بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہوئے اپنے سردارون سے فرماتے تھے کہ نہین معلوم پروردگار عالم نے
دفعتہ کس مددگار کو بھیجدیا کہ اس آفت کو اُسنے لشکر اسلام پر سے برطرف کیا یہ صرف پروردگار رحیم و
کریم کی رحمت ہے اور شان وحدانیت ہے مگر صاحبو مجھکو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیو سب پتھر آسمان پر سے مار رہے ہین
کیونکہ صاف دیوون کے گرجنے کی آواز آسمان سے آتی ہے ہر ایک کہہ رہا تھا کہ اے امیر آپ درست فرماتے ہین
یقیناً یہی امر ہم کو بھی معلوم ہوتا ہے یہان تو بارگاہ سلیمانی مین امیر باتوقیر اور سردارون مین یہ ذکر تھا کہ
یکایک شہزادہ بدیع الزمان اور علمشاہ و ہاشم تیغزن اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری وغیرہ آسمان سے
اُترے اور قدمبوسی حمزہ صاحبقران زمان کی حاصل کی امیر باتوقیر نہایت خرم وشادان ہوئے علمشاہ

اور بدیع الزمان وغیرہ کو گلے سے لگایا اور بدیع الملک اور بدیع الجمال پری سے صاحبقران ملے
اور بہ شفقت پیش آئے بہت خوش ہوے خواجہ عمرو نے تمام کیفیت صاحبقران سے بیان کی یہ سنکے
امیر نے سب کو بہت تحسین وآفرین کی بدیع الملک اور بدیع الجمال پری کو خلعت فاخرہ عنایت کیا
پھر شہزادہ بدیع الملک حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہوکر روانہ ہوے اتنے مین ہرکارے لشکر اسلام
کے آئے اور دعاے دولت وحشمت واقبال اور ثناے حشمت وجلال امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کرکے
عرض کیا کہ لشکر لقاے بے بقا قلعہ بند ہوا ہے صاحبقران زمان نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر ظفر پیکر جاکے اور
چار طرف سے قلعہ کو گھیر لے القصہ لشکر اسلام فوراً روانہ ہوا اور چار طرف سے قلعہ کو محاصرہ کر لیا
بارگاہ سلیمانی بھی وہین اگر برپا ہوئی جہان پر خیمہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کا تھا گر یاقوت شاہ بسبب
خوف سنگساری کے اسوقت جو بھاگ کر زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا کے پاس آیا اور عرض کیا کہ
یا خداوند یہ کیسی آپ نے تقدیر کی تھی کہ اثنا ہمارا لشکر سنگسار ہوا بہت لوگ مارے گئے آخرکار لشکر
سب وہان سے بھاگ آیا زمرد شاہ باختری نے جواب دیا کہ یہ تقدیر مین نے نہین کی تھی بلکہ یہ تقدیر بالائی ہوئی
اے نور خاص قدرت نہ گھبراؤ خاطر جمع رکھو اب مین ایسی تقدیر کرونگا کہ ایک خداپرست زندہ نہ رہیگا مین
نامہ لکھتا ہون شہر عنطل آباد کو کہ وہان سات لاکھ جادوگر رہتے ہین اور نائب میرا زردہشت جادو
ہے وہ وہان رہتا ہے اور خدائی کرتا ہے اسے مین اب اپنی مدد کے واسطے طلب کرتا ہون کہ سب ساحران
نامی وگرامی وہان کے آکر ان خداپرستون کو نیست ونابود کر دینگے یہ کہکر اسی وقت میر منشی کو بلاکر حکم دیا
کہ عنطل آباد کو بنام زردہشت جادو میری طرف سے ایک نامہ بہت جلد تحریر کر مضمون نامہ لقا اے
بندۂ بندگان خاص باختصاص من یعنے خداوند لقا زمرد شاہ باختری واے پرستار پرستاران
خلاصۂ درگاہ خداوند خداوندان یعنے زردہشت جادو نائب وجانشین خداوند لقا از جانب زمرد شاہ
باختری تخت نشین خداے سجدہ گاہ بندگان ہو کہ خداپرست اب بہت سرکشی کرتے ہین اور
قریب قلعہ ملک سبائل کے آگئے ہین جن نے ہزارہا تقدیرین ان سب کے نیست ونابود ہونے کی
کین مگر سب تقدیرین الٹی پڑین کوئی تدبیر پیش نہ گئی اے بندۂ خاص الخاص درگاہ من تجھکو بتاکید
اکید لکھا جاتا ہے کہ اب اپنے خداوند کی مع لشکر ساحران نامی ونامدار کے آکر مددگاری کر اور آکر ان سب
خداپرستون کا خاتمہ کر پھر خدائی زمرد شاہ باختری کی خوب چمکیگی اگر تم کو آنے مین عرصہ ہوا تو قیامت
آئیگی خداوندی ساری مٹ جائیگی اے بندۂ من دیر مناسب نہین ہے کھانا وہان کھاؤ تو ہاتھ یہان دھوؤ
لکھے کو بہت سمجھو تاکید مزید جانو فقط یہ مضمون نامہ کا تھا۔ غرض میر منشی نے نامہ کو ملفوف کیا اور وسواس عیار کو بلاکر
وہ نامہ دیا اور کہا یہ نامہ لے کر عنطل آباد مین اسطرح جلد جا کر جیسے طائر وہم وخیال مقام فکر پر پہنچتا ہے
زردہشت جادو کو دینا اور جواب لیکر جلد آنا وسواس عیار ستمگار نے مثل طائر فکر کے نامہ لیکر سر سے باندھا اور شہر عنطل آباد
کو روانہ ہوا ادھر کا حال سنیئے کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ افروز تھے کہ ایک شتر سوار
نامہ فیض شمامہ جناب خواجہ عبدالمطلب کا لے کر خدمت بابرکت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین
حاضر ہوا اور بعد قواعد شاہانہ بجا لا سعد بن قباد اور امیر باتوقیر کو کیا پوچھا امیر باتوقیر نے اے شتر سوار
تیرا کہان سے آنا ہوا عرض کی غلام مکۂ معظمہ سے آتا ہے یہ کہکر ایک نامۂ فلک شمامہ پگڑی سے نکالکر ہاتھون پر رکھکر

پیش کیا صاحبقران زمان نے وہ نامہ ہاتھ سے اُٹھا کر کھولا اور پڑھنے لگے نامہ ای راحت روح و قرۃ العین
و ای نور دیدۂ والدین ای گل حدیقہ عبستان ای غنچۂ نودمیدۂ بوستان جہان و ای زیب اورنگ ہمت
و شجاعت و ای زینت طراز ملک ہندوستان و ولایت ای سر دفتر لشکر اسلام و تاج بخش شاہان ذوی الاحترام
آرام و سرور دل مہجوران فخر سلاطین جہان سلطان زرزر قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران نے اطال اللہ
عمرکم بعد دعاے درازی عمر و ترقی درجات عالیات و اشتیاق دیدار فرحت آثار تم کو یہ لکھا جاتا ہے ای
فرزند ارجمند بالفعل شہر مکہ معظمہ پر ابو عمرو بن شداد حبشی فوج قاہرہ لے کر بعد شدو مد چڑھ آیا ہے اور
نہایت زور و رن پر ہے کہ لاف و گزاف ہر کس و ناکس کے سامنے کرتا ہے لہذا تم کو لکھا جاتا ہے کہ دیکھتے ہی نامے
کے فوراً کوچ کرو اور بہت جلد اپنے تئین پہنچاؤ اگر تمھارے آنے میں دیر ہوگی تو ہم سب کا استیصال ہو جائیگا
اور حرمت خانۂ کعبہ میں فرق آئیگا ای نور چشم خانۂ دل کو ہمارے روشن کرو ویرانۂ بیت الحزن دل تردد
منزل کو بہار جمال سے اپنے رشک گلشن کرو فقط زیادہ والدعا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان یہ نامہ
تفکر شمامہ پڑھکر بہت متردد ہوے اور بادشاہ اسلام یعنے سعد بن قباد شہریار کی طرف مخاطب ہو کر
عرض کیا کہ میں نے مدت سے والدین ماجدین کی زیارت نہین کی ہے نہایت دیکھنے کا اشتیاق بھی تھا
اب بالفعل یہ مہم بھی درپیش ہے بغیر میرے جانے یہ مہم سر نہوگی اب مین تو مکہ معظمہ کو جاتا ہون اور عجیل
ماہرو کو اپنا جانشین کرکے چھوڑے جاتا ہون یہ سب سردار پہلوان آپکی خدمت والا منزلت مین
موجود ہین آپ کی فرمانبرداری مین ہرگز قصور نہ کرینگے جو حکم آپ کا ہوگا وہ بسر و چشم بجا لائینگے اور اب
بالفعل لڑائی بھی لشکر کفار سے ملتوی ہے جبتک مین وہان سے آؤن آپ بخوشی و خرمی بسر کیجیے یہ کہکر
عجیل ماہرو کو اپنے دنگل زرین پر بٹھایا اور سب سردارون کو بخوبی فہمایش کر دیا اور ملک قاسم نوجوان
اور شہزادۂ بدیع الزمان کو بغلگیر کرکے وداع کیا اور کہا کہ خبردار آپس مین کسی طرح کا رنج و ملال اور جھگڑا اور
فساد نہ کرنا سب لشکر فیروزی اثر کا بندوبست کرکے اُٹھ کھڑے ہوے اور پانی پہ اسم اعظم دم کرکے گرد لشکر
خط کھینچکر وہ پانی چھڑک دیا جب ان سب امور سے فارغ ہوے بارگاہ مین تشریف لائے رات کو تو وہین
رہے صبح کو سب سے رخصت ہو کر خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کو ہمراہ لے کر سوار ہوے طرف مکہ معظمہ کی
راہ لی اب فقط امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور مقبل وفادار مکہ معظمہ
کی طرف چلے ہین باقی تمام سردار اور لشکر جرار اُس مقام پر فروکش ہے یہ خبر ہرکاران لشکر کفار نے جا کر
لقاے بے بقا زمرد شاہ باختری کو پہونچائی کہ صاحبقران اور عمرو اور مقبل لشکر سے اپنے طرف مکہ معظمہ
کے جاتے ہین یہ سنکر بختیارک نے زمرد شاہ باختری کو صلاح دی کہ یا خداوند ایسے مین میدان
صاف ہے اگر جادوگر عنقلی آباد سے آجائین تو خدا پرستون کا بہت جلد خاتمہ کر دین لقا نے گردمرد سے کہا
تو ابھی جا عنقلی آباد کو اور جلد ساحرون کے لشکر کو اپنے ساتھ لے کر آ یہ حکم خداوند لعنت گردمرد بھی
عنقلی آباد کو روانہ ہوا لیکن وسواس عیار نامۂ لقاے نابکار لیے ہوے مالک بن زردہشت کے پاس
پہونچا اس نے نامہ لقاے بے بقا کو سجدہ بجا لایا پھر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا بعد اُسکے وہ نامہ
پڑھا اسی وقت گلثوم جادو و اجہات جادو کو بلا کر کہا تم دونون ابھی جاؤ اور خدا پرستون کا خاتمہ
کرو وہ دونون بحکم مالک بن زردہشت بزور سحر پر پرواز پیدا کرکے طرف آسمان کے اُڑے اور جانب

ملک سبائل روانہ ہونے بعد اُسکے وسواس عیار کو زردہشت نے خلعت دے کر رخصت کیا یہان لقا
گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک شعلہ ہاے آتش آسمان پر چمکے اور دو جادوگرنیان اژدر آتش دشان پر
سوار آسمان سے اُترین اور لقا کو سجدہ کیا اور کہا کہ ہم عظلی آباد سے آپ کی مدد کو آئے ہین لقاے بے بقا بہت
خوش ہوا اور کرسیان جواہر نگار اُن کو بیٹھنے کو دین اور بڑے اعزاز و اکرام سے پیش آیا بختیارک نے اُنکے
سامنے حال سارا جادوگرون کے مارے جانے کا بیان کرنا شروع کیا کہ اس طرح سے شہر ام الحجبا لی
کشمیر اندر کوٹ چاہ ماران خداپرستون نے تباہ کیا اگرچہ تم اچھے وقت آئی ہو کہ لشکر خداپرستان مین شہ
کامل خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نہین ہین دونون نے کہا کہ ملک جی اگر عمرو ہوتا تو کیا کرتا نیز اس سے کیا بحث
ہے اب تم خلاصہ بیان کرو کہ ہمین خداوند لقا نے یہان کس واسطے طلب کیا ہے بختیارک نے کہا کہ حسنہ اوند
خداپرستون کے ہاتھ سے بہت تنگ آگئے ہین اب عاجز ہوکر مع لشکر قلعہ بند ہوکر بیٹھے ہین تم کو اس لیے
بلایا ہے کہ تم ان خداپرستون کا استیصال کرو اُن دونون جادوگرنیون نے کہا کہ واقعی ہم دیکھتے آئے
ہین کہ گرد شہر کے لشکر خداپرستان پڑا ہوا ہے پس ہم اگر سحر کرینگے تو شہر والے بھی مارے جائینگے اگر لشکر مسلمانان
یہان سے کسی طرح ہٹے تو ایک چشم زدن مین ان سب خداپرستون کو غارت کردین بختیارک نے لقا سے
کہا یا خداوند آپ بادشاہ اسلام سعد بن قباد کو تحریر کیجیے کہ ہم بارادۂ جنگ و جدال قلعہ سے باہر آتے ہین
تم کو لازم ہے کہ اپنے لشکر کو یہان سے ہٹا کر وہان لے جاؤ جس مقام پر اُترے ہوے تھے اب اس مقام پر
ہمارا لشکر اکر قیام پذیر ہوگا لقاے بے بقا نے اُسی وقت ایک نامہ اسی مضمون کا بادشاہ اسلام کو لکھا
گلثوم جادو اور امہات جادو نے اسم سحر پڑھکر اُس نامہ پر دم کر دیا اور کہا کہ اس نامے کو جلد لے جاؤ
کہ لشکر اسلام اس نامے کو دیکھتے ہی فوراً ہٹ جائیگا القصہ وہ نامۂ لقا بختیارک نے ارمزاد کو دیا کہ تو
یہ نامہ خدمت بادشاہ اسلام مین لے جا ارمزاد بحکم لقاے بے بقا نامۂ سحر آلود لیکر لشکر اسلام مین آیا اور
سامنے بادشاہ اسلام اُسکے پیشکش ملازمان والا کیا بادشاہ اسلام نے دبیر سے فرمایا کہ اسکو پڑھو
اُس نے بہ آواز بلند پڑھکر سنایا مضمون نامۂ لقا سنکر بادشاہ اسلام نے سب سردارون سے فرمایا
کہ صاحبقران حمزہ صاحبقران حصار اسم اعظم گرد لشکر ظفر پیکر کھینچ گئے ہین ہم کیونکر اُس حصار کو توڑ کر نکل جائین
بدیع الزمان نے عرض کیا کہ حضور بیجا ارشاد فرماتے ہین لیکن شہزادہ قاسم عالیشان نے کہا کہ اگر
صاحبقران بھی ہوتے تو بیشک خیمہ و بارگاہ یہان سے اُٹھوا کر اور جگہ استادہ کرتے لشکر کو اس مقام پر
سے علیحدہ لے جانے پہ تو عین نامردی ہے کہ حریف تو ہم سے لڑنے کو آئے اور ہم اُسے شہ آسکے دین بدیع الزمان
نے کہا یہ بھی عین جہالت ہے کہ فرمان بادشاہی سے تم سرتابی کرتے ہو جو حکم کہ حمزہ صاحبقران دے گئے
ہین اُسکے خلاف کرتے ہو قاسم نے جواب دیا کہ ہم دادا جان کے قاعدے پر چلتے ہین اور ہم تو اپنا
خیمہ یہان سے ہٹانے لیے جانے دین اُس وقت قاسم و بدیع الزمان مین یہان تک گفتگو رہی
کہ قریب تھا دونون طرف تلوارین کھنچ جائین اور دست راستیون مین اور دست چپیون مین فساد ہو
آپس مین خونریزی ہوجاے اُسوقت بادشاہ اسلام نے یہ رنگ دیکھکر پہلوان عادی کو حکم دیا کہ جلدی
یہان سے لے چلو جہان پہلے خیمے تھے وہین خیام استادہ کرو آپس مین فساد ہونا اچھا نہین پہلوان
عادی بحکم بادشاہ اسلام خیمے طنبو قناتین اور بارگاہ سلیمانی اشترون اور ہاتھیون پر بار کروا کے

روانہ ہوے جہان اُترے ہوے تھے وہین بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی خیمے وغیرہ برپا کیے گئے سب سرداران لشکر
جابجا قیام پذیر ہوے بادشاہ بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے ارمزادو نے لقا سے جاکر عرض کیا کہ
تمام لشکر اسلام یہان سے اُسی جگہ کوچ کرکے قیام پذیر ہوا جہان پہلے دامنہ پلنگ کوہ پر تھا اب یہان
سے ان ہو گیا گلنوم جادو اور احمات جادو نے یہ خبر جب سُنی لقا سے عرض کیا یا خداوند اب ہم وہان
جاکر دامنہ پلنگ کوہ پر مقام کرتے ہین آپ ہمارے واسطے سامان سحر اور کھانا پانی شراب کباب برابر بھیجے
جایئے گا تین روز مین سب خداپرستون کا کام تمام کردینگے یہ کہکے لقا سے بہ بقا سے رخصت ہو کر وہ دونو ملعون
جادوگرنیان دامنہ پلنگ کوہ مین آکر اُترین لقا نے تمام اسباب سحر اور پلاؤ زردے کی قابین قورمے
کے پیالے شراب کی گلابیان کباب کی تشتریان یہ سب اُن دونون جادوگرنیون کے پاس بھیجدین
اور روز و شب اسی طرح سے جایا کیا مگر بختیارک نے کہا تھا جو لوگ انکے پاس جائین چھپ کے جائین
کوئی لشکر اسلام کا نہ دیکھے الغرض جب سامان سحر انکے پاس پہونچا اُن دونون نے خون خوک سے
غسل کیا اور اُسی خون سے چوکا دیا اور وہی گوشت بھینٹ ہرون کو دیا اور شراب بھی دی اور منقل
آتش سامنے رکھکر کالے تلون پر اسم سحر پڑھکر آگ مین ڈالنا شروع کیا اب دھوان آگ مین اُٹھنے لگا
اور آسمان پر جمع ہو کر ایک گہرا ابر تیرہ و تار بنگیا اور جاکر لشکر اسلام پر چارطرف چھایا ہوا سے تند چلنے لگی بجلی
چمکنے لگی رعد کی آواز مہیب بلند ہوئی کہ دل دہلنے لگے ترشح شروع ہوا پہلے پھوار پڑی پھر چھوٹی چھوٹی
بوندیان بعد اُسکے بڑے زور شور سے برسنے لگا بعد تھوڑی دیر کے بعد مینہ تھم گیا اولے پڑے کہ ایسے
اولے دیکھے نہ سُنے ہزارہا من کی ایک ایک سل آسمان سے گری بعد اُسکے برف باری ہوئی کہ سردی
کے مارے ہر ایک آتش مزاج کانپنے لگا برف سے راہین بند ہوگئین لشکر کے جوانون دہیلوانون
کے دست و پا بے قابو ہوگئے بڑے بڑے شیردل آتش تن گرم مزاج سمور و قاقم مین چھپنے لگے ہرچند
لحاف بھاری بھاری منون کی روئی کے رضائیان کمل لوئے دوشالے بہت عمدہ عمدہ اوڑھے سے
مگر سردی کم نہ ہوتی تھی عجب لشکر اسلام کی صورت ہو گئی تھی کہ دانت سے دانت بجنے لگے ہونٹھ مارے
سردی کے نیلے ہوگئے جو بہت ضعیف و ناتوان تھے جاڑے کے صدمے سے مرگئے لشکر اسلام مین ایک
تلاطم برپا تھا دو شبانہ روز برف باری ہوئی تیسرے روز گلنوم جادو اور احمات جادو نے یہ لقا سے
کہلا بھیجا کہ ہم نے تمام خداپرستون کو معطل بیکار کردیا ہے ہم نے اسقدر برف برسائی ہے کہ گرد لشکر کے
برف کے انبار لگادیے ہین جابجا پہاڑ برف کے حائل ہوگئے ہین کیا ممکن ہے کہ اب وہ نکل کر کہین جاسکین
یا سردی کے مارے حس و حرکت کرسکین ایک طرف ہم راستہ کیے دیتے ہین آپ اپنا لشکر بھیجین کہ وہ
سب خداپرستون کو قتل کرین اُدھر لشکر کفار کا حال سُنیے کہ یاقوت شاہ نے بعد اُن جادوگرنیون کے
جانے کے تمام لشکر کو اپنے شہر سے باہر کیا بارگاہ استادہ ہوئی داخل بارگاہ ہوا فوج و سپاہ گرد و اطراف
مین لشکر خداپرستون کے اُتری دن گذرا شب کو خبر لقا و یاقوت شاہ کو پہونچی کہ برف باری لشکر
اسلام پر ہو رہی ہے لقا نے پکار کر کہا اے بندگان من یہ بہ قدرت مرا دہ شخص دیر گیر ہے مگر سخت گیر ہے
ہرچند مین نے چاہا کہ یہ خداپرست راہ راست پر آجائین مگر نہ آئے اور مجھکو آزار پہونچایا کیے ہین اب کی مرتبہ
غضب اپنا نازل کیا کہ سب کے سب غارت ہوجائین ہر ایک کا قہر بکار ساکر باخندا و ندا آشنا وعدہ قضا جب

بسرے دن یہ پیغام جادوگر تیون کا پہونچا لقا نے بے نقاب سنتے ہی حکم دیا کہ طبل قماری بجے اور گنجاب
سے کہا کہ جا تیرے دم شمشیر سے بدیع الزمان کی موت تقدیر کی ہے اور گاولنگی گاو سوار سے کہا کہ تو
قاسم کو تہ شمشیر کرنا اسی طرح ہر ایک سردار سے خطاب کیا کہ فلان فلان سردار لشکر حمزہ کو قتل کرنا القصہ صبح کو
یاقوت شاہ سوار ہوا اور تمام لشکر ساتھ لیکر چلا یہان لشکر اسلام کا یہ حال ہے کہ ہاتھ پاؤن شدت سرما سے
اکڑے ہوے ہیں بیدم پڑے ہیں ناگاہ ایک طرف سے کفار پیدا ہوے اور للکارتے ہوے تلوارین کھینچکر لشکر
پر آ پڑے قتل عام ہونے لگا بہت سے سردار و لشکری اہل اسلام کے ہاتھ سے کفار کے شہید ہوے لیکن بدیع الزمان
جو اپنے خیمے سے نکلے اور تلوار کھینچی اور کفار کو قتل کرتے ہوے برابر گنجاب کے ہو بیچے گنجاب نے ہاتھ تلوار
کا مارا بدیع الزمان نے دست رعشہ دار سے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر ہاتھ کانپ کر مارے سردی کے سر سے
ہٹ گیا ادہر تلوار گنجاب کی سر پر پڑی گوشہ سپر کو کاٹ کر فرق برای تا دو ابرو اتر گئی زخم کاری لگا بدیع الزمان
نے دستانہ مارا تلوار جھنا کر نکل گئی مگر اسی حالت زخمداری مین جو کانپتا ہوا ہاتھ تلوار کا گنجاب کو مارا
مع کر گدن اس ظالم کے چار ٹکڑے ہوے ادہر بدیع الزمان کے زخم سر سے خون اسقدر جاری ہوا کہ غش
آگیا دونون ہاتھ گردن مرکب مین حایل کر دیے مرکب لے کر عرصہ کارزار سے نکل گیا یہان قاسم سے اور
گاولنگی سے مقابلہ ہوا گاولنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم عالم اضطراب سرما مین بچو سکے جب تک سپر
سر پر روکین تلوار گاولنگی کی تیزی کاٹتی ہوئی تا ابرو پہونچی فوراً قاسم نے دستانہ مارا تلوار نکل گئی مگر
قاسم نے بھی فوراً تلوار نکلنے کے بعد ہاتھ تیغہ پلارک افراسیابی کا مارا کمر پر پڑا گاولنگی مثل خیار تر کے
دو ٹکڑے ہو کر گرا یہان زخم سر سے جو خون جاری ہوا بیہوش ہو کے گردن سے گھوڑے کی لپٹ گئے اُن کو
گھوڑا میدان کارزار سے لیکر نکل گیا لندھور سے اور سوکیاے سرکش سے سامنا ہوا اسنے اوہ مارا جبتک
گرز گاو سر سنبھالے اوہ سر پر لندھور کے پڑا لندھور بھی زخمی ہوا مگر فوراً ہی گرز ستر و سو من کا جو دو دستی تھا مار کر مارا
سوکیاے سرکش کے سر پر پڑا راکب و مرکب گرد بہ گرد ہو کر پیوند زمین ہوگئے پتا بھی نہ لگا لندھور کو شدت درد زخم سے
غش آنے لگا آخر بیہوش ہو گیا فیل میمونہ بہارک لندھور کو بھی میدان سے لے نکلا کسی طرف کو روانہ ہوا
مالک اژدر سے اور قہرمان عجمی سے سامنا ہوا قہرمان عجمی نے جو تیغہ مارا مالک کے سر پر پڑا سپر کو قلم کر کے تا ابرو
اتر گیا مالک نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا لیکن اسی حالت مین مالک نے سنان نیزہ دودھاری
قہرمان پر ماری وہ نیزہ سینہ پر پڑا پشت کے پار گذر گیا قہرمان گر کر زمین پر تڑپنے لگا یہان مالک کے زخم
سر سے خون جاری ہوا کہ غش آنے لگا بیہوش ہوگئے مرکب مالک اژدر کو بھی لے کے نکل گیا اسیطرح ہر سردار
تا مقدار ایک ایک کافر نامی کو مار کر میدان رزمگاہ سے کسی طرف کو نکل گیا کرب غازی اپنے سرداران نامی کو
سلا کر بارگاہ سلیمانی کو اشترون پر لاد کر کسی طرف کو چل کھڑے ہوے اسد شیر دل بھی ہمراہ کرب غازی
کے کفار سے لڑتے ایک طرف کو راہی ہوے جب بادشاہ اسلام سعد بن قباد نے دیکھا کہ سب سردار
ایک ایک کر کے زخمدار ہو کے چلے گئے اور تمام لشکر نکل گئے میدان صاف ہو گیا آخر کار بادشاہ بھی مرکب
تیز رفتار پر سوار ہو کر ایک طرف کو روانہ ہوے مگر کفار نے روکا کارزار ہونے لگی کفار سے اور بادشاہ سے
تلوار چلنے لگی بادشاہ نے بھی وہ جنگ و جدل کی کہ صف لشکر کفار درہم و برہم ہو گئی بادشاہ نے گھوڑے
کی باگ اٹھائی ایک سمت کو راہی ہوے تھے کہ یاقوت شاہ درمیان راہ مل گیا برابر سے آ کے تلوار کی

مگر چونکہ دست و پا بسبب برف باری ایسے بے تاب تھے کہ سپر چہرے تک نہ آسکی تلوار یاقوت شاہ کی فرق پر بادشاہ کے پڑی تا دو ابرو اُتری بادشاہ نے بھی وہشانہ مارا تلوار جھنا کے سرسے نکلی فوراً ہاتھ تلوار کا بادشاہ نے یاقوت شاہ کو مارا سینہ پر یاقوت شاہ کے تلوار بادشاہ کی پڑی یاقوت شاہ بھی زخم کاری کھا کر چکر کھانے لگا بادشاہ خون زخم سر مین ڈوب گئے بیہوشی کا عالم طاری ہوا گردن مرکب مین ہاتھ حائل کر دیئے مرکب لے کر بادشاہ کو چل کھڑا ہوا ناظرین والا تمکین کو واضح ہو کہ جسقدر سرداران لشکر اسلام زخمدار چلے گئے ہین ان سب کا حال فرداً فرداً بیان کیا جائیگا اور ناموس حمزہ صاحبقران زمان کو معہ قران مع تمام عیارون کے ہمراہ لے کر تختے آتشبازی کے مارتا ہوا ایک طرف کو چلا گیا اور ملکہ گیتی افروز اور فتنہ انگیز وغیرہ مرکبون پر سوار ہو کر علیحدہ علیحدہ صحرا کی طرف نکل گئین یہان لشکر کفار نے جو دیکھا تو تمام خیمے خالی پڑے ہین میدان صاف ہو کوئی لشکر اسلام سے آدمی کیا جانور بھی نہین لشکر اسلام سے ظاہر مین لشکر کفار کے بہت سے قتل ہوئے لیکن کوئی سردار نامی و نامدار لشکر اسلام سے مارا نہین گیا راوی بیان کرتا ہے کہ اس قدر اہل اسلام اس روز شہید ہوئے کہ یاقوت شاہ نے انکے سر کٹوا کر بیس ہزار کلہ منار بنوائے اور لاشون کو ایک گڑھا علحدہ کہ کھدوا دیا اور آپ خوشی خوشی بفتح و فیروزی جنگاہ سے پھرا باجے خوشی کے دف و مرچنگ کو کفار بجاتے ہوئے دل شادی کے پہنچتے ہوئے ملک سبائل مین داخل ہوئے یاقوت شاہ نے مجرا کیا اور خوشخبری فتح کی سنائی لقا نے سب بعت پکارا اے بندگان من قدرت مرا دعتاب و قہر من بہ بینید۔ بختیارک نے کہا خداوند مجکو مفصل خبر معلوم ہوئی کہ کوئی نامی سردار لشکر اسلام کا نہ [illegible] مارا گیا سب سردار زیجر کر زخمی ہوئے اور مرکب انکے عرصہ کارزار سے انہین نکال لے گئے دیکھ لیجیے گا کہ پھر جمعیت کر کے آئینگے بہتر یہ ہے کہ چار طرف کو نامے لکھیے اور روانہ کیجیے کہ جہان کہین کوئی ان مین سے سردار پہونچے وہان کا حاکم اسے گرفتار کر کے آپ کی خدمت مین بھیجدے لقا نے بے لقا نے ساتھ بختیارک کی پسند کی میرمنشی کو حکم کیا کہ فوراً نامے لکھکر چار طرف کو روانہ کرو ان نامون مین یہی مضمون مندرج ہو کہ عرصہ کارزار سے سردار لشکر حمزہ زخمی ہو کر نکل گئے ہین جہان ہو نہین گرفتار کر کے فوراً خدمت خداوند لقا زمردشاہ باختری مین روانہ کرو کہ خوشنودی خداوند لقا ہے تاکید مزید جانو ایسے نامے لکھو کر سانڈنی سوارون کے ہاتھ چار طرف کو روانہ کیے اس قصہ کو یہین چھوڑا انشاء اللہ آگے کیفیت سرداران زخمی کی فرداً فرداً عرض کی جائیگی

دوسرے داستان شوکت نشان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کے بیان کیے جاتے ہین

گلابی کا اک جام ... ساقیا
عجب رنگ گردون دون ہے مدام
نہ ساغر نہ شیشے نہ جام و سبو
ہوئی ختم تمہید بس ...

ادھر طبع موزون پھرے ساقیا
نہ وہ دن کسی کو رکھا شاد کام
نئے لالہ گون جن گئی بس لہو
بس اب اپنے مطلب پہ آ بیخبر

وہ معشوق جسکا ہر سال ظہور
وہ رندون کا مجمع پریشان ہوا
وہ ساقی خمخانہ لاجواب

فلک نے کیا دور مین اسکو دور
غضب ہے یہ میخانہ ویران ہوا
سفر کر گیا ہے بعد اضطراب

غزل

اجل کو جو حبیب دہر تک کا نبی دا سمجھے
شہیدان محبت خوب آئین فنا سمجھے
کہ جو ہر آب تیغ یار کو آب بقا سمجھے
ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے

نگہ کیا اور قہر کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھے
بہا خون کو سے قاتل مین ہی کو خون بہا سمجھے
ہر اک گردش مین انداز رفتار فتنہ زا سمجھے
جا بسر بھی نہ وہ سمجھے تو مین سب خدا سمجھے

ترے کوچے کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے
اسے تیر قضا اسکو بھی تیر قضا سمجھے
دی کچھ تلخ کام اس زندگانی کا مزا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے
جدائی مین ہماری وہ اگر اپنا بھلا سمجھے

برا سمجھے بھلا سمجھے برا سمجھے	سمجھے او سنگدل آرام جان جتلا سمجھے	بجز ان تیرے سمجھ پرائی ہم سمجھے تو کیا سمجھے
وہ ہم سے خاکساروں کو جب اپنا خاک سمجھے	ہم اپنی خاکساری اپنے حق میں کیمیا سمجھے	بیت نویسندۂ قصۂ دل پسند *

قلم بند کرونده اوراق چند * سیاحان منازل مضامین خوش آئین دو خیز بادیہ بیابان مراحل طبع رسا جودت انگیز گل خنجر بیز گلشن سخندانی غنچۂ تو حدیقۂ خوش بیانی کو شاخ قلم تیز رقم سے صحرا صحرا چمن چمن یون معنبر و معطر کرتے ہین کہ امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان لشکر ظفر پیکر سے جدا ہوکر رہ نورد جانب کہ معظمہ ہوئے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مقبل وفادار منزل بہ منزل کوچ کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایک روز اثناے راہ مین عجب خواب پریشان دیکھا خود گھبراکر بیدار ہوئے اور خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری کو سوتے مین سے بیدار کیا اور کہا ای بھائی اسوقت مین نے ایک خواب پریشان حال دیکھا ہو عمرو نے کہا بیان فرمائیے صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ دیکھا مین نے کہ ایک دریا خون کا موج مار رہا ہو گرداب ہزار ہا پڑتے ہین موجین اُس دریاے خون کی شمشیر خونچکان کا رنگ دکھا رہی ہین اور آب خوناب بھر کا زور و شور جوش و خروش کھوتا ہوا بہتا ہو بحر خون اُچھل اُچھل کر خشکی مین گرتی ہین اور پراگندہ چار جانب نکل گئی ہین اور بدیع الزمان اور قاسم اُسی دریاے خون مین غوطہ مار رہے ہین اور پکار رہے ہین کہ یا صاحبقران ہم کو اس ورطۂ ہلاکت سے نکالیے طوفان بے پایان سے بچائیے یہ خواب دیکھکر جو مین چونکا ہون میرا دل نہایت مضطرب اور دردمند ہو اسوقت وہ پریشانی ہو کہ قابل بیان کے نہین عمرو نے عرض کیا ای حمزہ خواب و خیال کی بات کا خیال نہ کیجیے اندیشہ کو دل مین جگہ نہ دیجیے امیر با توقیر نے فرمایا ای خواجہ مجھکو تشویش و فکر زیادہ ہوتی جاتی ہو تم اسوقت جاؤ اور خبر لشکر اسلام کی لاؤ کہ مجھکو اطمینان ہو عمرو نے بمجبوری عرض کیا کہ بہت خوب اور یہ کہکر رخصت ہوا اور حمزہ کو مجبور اکرکے جلد روانہ ہوا خواجہ عمرو چلتے چلتے قریب ملک مسافر آباد کے پہونچے ایک جنگل کو سون تک جلا ہوا دیکھا ہر شجر سوختہ ہوکر رہ گیا مثل چنار با مثل سنگ آتشین گرم ہو سبزۂ صحرا جا بجا خاک سیاہ ہو ریگ بیابان تپ رہی ہو سنگریزے جلکر کوئلے ہوگئے ہین خواجہ دیکھتے بھالتے اُس صحراے سوختۂ آتش کو چلے جاتے ہین کہ آگے بڑھکر کچھ آبادی مثل قریہ کے نظر پڑی جب وہان خواجہ عمرو پہونچے تو باشندگان قریہ سے دریافت کیا کہ یہ صحرا کوسون تک کیون جلا ہوا ہو اُن سب نے بیان کیا کہ نمرود شاہ باختری نے شہر عنظلی آباد سے دو جادوگر نیان بلوائین تیمن احمات جادو اور گلثوم جادو اُنھون نے لشکر اسلام پر سحر کیا تھا اس قدر برف باری ہوئی کہ تمام لشکر اسلام بیقابو اور بے حس و حرکت سردی سے ہوا اور بہت سے آدمی اُسی سردی سے ہلاک ہوگئے مگر اُسی عالم برف باری مین یاقوت شاہ و گنجاب وغیرہ لشکر لقا کوے کر لشکر اسلام پر گرے خوب تلوار چلی بڑا کشت و خون ہوا سرداران نامی لشکر اسلام زخمدار ہوہو کر صحرا کو چار جانب نکل گئے لشکر اسلام پراگندہ ہوکر تباہ و برباد ہوگیا کچھ سردار اور لشکری خدا پرستان نے آکر اس صحرا مین پناہ لی حاکم بیابان کا محکوم خون آشام ہو بحکم خداوند لقا اُسنے تمام صحراے سبزہ زار کو جلاکر پھونک دیا بہت سے خدا پرست یہان جلکر خاک ہوگئے خواجہ عمرو نے یہ سنتے ہی ایک آہ کا دیا نعرہ کیا کہ صحراے سوختہ زلزلے لگا اور خواجہ عمرو چیخین مارکر بیساختہ رونے لگے اور بیان کرنے لگے کہ ہاے افسوس یہ سب سرداران نامی و نامدار خدا جانے تباہ و برباد ہوکر عالم زخمداری مین کہان نکل گئے کیا جانے زندہ ہین یا مرگئے یا جلکر اسی صحرا مین خاک ہوگئے ہاے غضب میرا مال و اسباب بھی لٹا کس کس محنت و مشقت سے پیدا کیا تھا اور

ناموس کا میرے نہیں معلوم کیا حال ہوا خدا جانے کدھر گیا حیف کہ ناموس کا بھی ساتھ چھوٹا اور مال بھی تلف ہوا
ای عمرو تو کہین کا نہ رہا زندہ در گور ہو گیا بڑی دیر تک بیٹھے رویا پیٹا کیے اور بیان کیا کیے الغرض بعد
گریہ و زاری و آہ و بیقراری کے خیال مین آیا دل سے کہا ای عمرو اس کافر روسیاہ محکوم خون آشام کو کو
پیٹ جل کر سزاے معقول دے کہ اسنے اہل اسلام کو جلا کر خاک کیا ہے یہ سوچ کر اُٹھے اور وہان سے ایک
گوشہ مین آئے اور روغن عیاری نکال کر ایک گویے کی صورت بنکر داخل شہر سافر آباد ہوے اور چوک
مین بیٹھکر رباب بجانا شروع کیا اور آگے اپنے ایک چادر بچھائی راہ گیر آ آ کر کھڑے ہونے لگے طفل و جوان و
پیر کا ہجوم ہو گیا جس نے سنا وہ نہایت خوش و محظوظ ہوا اور اُس نے اپنے حسب لیاقت انعام دیا عمرو
نے اُسی چادر پر جو ملا ڈالدیا جانتک کہ تمام شہر مین شہرہ ہو گیا کہ ایک گویا بڑا اُستاد کامل کسی شہر سے آیا ہی اور
وہ رباب خوب بجاتا ہی شدہ شدہ محکوم خون آشام کو بھی خبر ہوئی محکوم خون آشام بہت مشتاق ہوا اور چوبدار
بلانے کو اُس گویے کے بھیجا چوبدار بحکم محکوم خون آشام گویے نقلی کے پاس آیا اور اُس سے کہا ای گویے تجکو
محکوم خون آشام نے بلایا ہی اور نہایت مشتاق ہے جلدی چل اگر وہ تجھسے خوش ہوگے راضی ہوگا تو بہت کچھ انعام دیگا خواجہ
عمرو گویے کی صورت بنے ہوے ہمراہ چوبدار کے دربار مین محکوم خون آشام کے آئے محکوم خون آشام نے کہا میان
گویے کچھ گاؤ بجاؤ عمرو بیٹھکر رباب بجانے اور یہ غزل گانے لگا غزل

الٰہی برج عقرب سے قمر جلدی کہین نکلے
ترے انداز سے سو سو طرح کے ناز ہون پیدا
کہ لاکھون کام اس کے دیدہ بے درد مین نکلے
مرے دل مین جو حسرت ہے نکالون میں کہان اسکو

پہنچے کیا مجھے شوق حسن کشم گون لنم ہم
ترے ہر ناز پہ سو سو کام ای نازنین نکلے
تصور اُس لب شیرین کا آجاے اگر دل مین
نہ وہ زیر فلک نکلے نہ یہ زیر زمین نکلے

عدو کے میش زن کے گھر سے ہزار ہا جبین نکلے
ہمارے جد امجد چھوڑ کر خلد برین نکلے
خدا آوے وہ رنجش اور اس چشم تصور کو
تو آنسو ہو کے شربت خون ہو کر انگبین نکلے

یہ غزل عمرو خوب گایا اور خوب ہاتھ
سے بتا بتا کر ناچا کہ محکوم خون آشام محو ہو گیا بہت خوش ہوا اور بہت سا انعام دیا اور گویے سے کہا کہ تم کو ہم نے
نوکر رکھا آج سے تم ہمارے ملازم خاص ہو روز بوقت تخلیہ کے گایا بجایا کرو عمرو خوش ہوا دعائین دینے لگا کہ عالی
عالی مراتب ہر دم اقبال یاور رہے ہر روز صحبت عیش گرم رہتی ہے اور گانا بجانا ہوا کرتا ہے محکوم خون آشام بہت
شاد و مسرور ہے ایک دن خوشی مین آکر عمرو نے کہا کہ آج ساقی گری مین کرونگا شراب عمدہ تیار کرکے مین پلاؤنگا
رنگ نو جاؤنگا محکوم خون آشام نے حکم دیا کہ آج بادۂ گلرنگ تیرے ہی ہاتھ سے پئینگے یہ سنتے عمرو نے گلابیان
شراب کی اور جام زر نگار ہاتھوں مین اٹھا لیے اور ساغر بادۂ خوشناب بھر بھر کے دینا شروع کیا ایک ایک جام
پی کے سب بدمست ہوے اور عمرو نے گانا شروع کیا ایسا رنگ جمایا کہ سب بیہوش ہو گئے محکوم خون آشام
بھی نہایت بیہوش ہوا عمرو اُٹھا اور نعرہ کیا یہان کسی کو خبر نہین سب مال و اسباب عمرو نے لیا اور داخل
زنبیل کیا اور ناک محکوم خون آشام کی جڑ سے کاٹ لی اور رقعہ لکھکر اس مضمون کا وہان ڈالدیا ستم
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری او محکوم خون آشام بد انجام تو نے جو چند اہل اسلام کو جلا دیا اُسکا یہ عوض ہے کہ
فقط تیری ناک کاٹ لی جان سے نہین مارڈالا بموجب مثل لگا جیا بڑے حال ۔ پس خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری اُسی وقت وہان سے راہی ہوے صبح کو بیٹا محکوم خون آشام کا القاش خون آشام باپ کے
سلام کو آیا اُسنے عجب رنگ صحبت کا دیکھا کہ باپ کو نکٹا پایا خون کا تھالا بندھا ہوا ہے سب کے سب بیہوش پڑے ہین
ایک پرچہ کاغذ وہان پایا اُسکو پڑھکر نہایت غصہ ہوا اور تلوار کھینچکر باپ کو ایک ہاتھ مارا کہ سر اُسکا کٹ کر الگ جا گرا ناشستہ

تڑپنے لگا بعد اسکے تمام اہل صحبت اور ملازمون کو ہوش مین لایا اور کہا کہ اگر تمام خداپرستون کو نہ مارا تو اپنا
نام القاش خون آشام نہ رکھا یہ کہکر تیاری مین لشکر کی مصروف ہوا اور کوچ کا سامان کرنے لگا ارادہ کا زار
کا لشکر اسلام سے ہوا مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا حال سنیے کہ جب اسباب و مال لوٹ کر اور ناک کاٹ کر
محکوم خون آشام کی روانہ ہوا آتے آتے قریب ملک سبائل کے پہونچا شام کا وقت قریب آگیا تھا ایک
تکیہ فقیر کا نظر پڑا اُس تکیہ پر آکر قیام کیا کہ رات یہان بسر کر دیجیے صبح کو ملک سبائل مین چلکر مفصل اہل اسلام
کا حال دریافت کیجیے وہ فقیر جو اُس تکیہ پر رہتا تھا اُسنے عمرو کے آگے ایک کاسہ آش اور کچھ روٹیان رکھین
خواجہ عمرو نے بسم اللہ کہکے نوالہ توڑا اور چاہتا تھا کہ منہ مین نوالہ رکھے کہ فقیر نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ آپ ذرا
ٹھہر جائیے اس کھانے کو نہ کھائیے اس مین زہر ملا ہوا ہے مین مرد مسلمان ہون کافرون کو زہر دے کر مار ڈالتا
ہون اہل اسلام کا دوست کفار کا عدو ہون عمرو نے نوالہ ہاتھ سے پھینک دیا اُس سے حال لشکر اسلام کا پوچھا
فقیر نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ اے مرد ہشیار چوبیس ہزار لکلا مینار
مسلمانون کے سر کٹوا کر لگانے ہوائے ہین تمام لشکر اسلام کی صفائی ہوگئی یہ کہکر زار زار رونے لگا عمرو نے
اُسے دلاسا دیا اور نام اپنا اظہار کیا کہ منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دیکھنا تو کیسا ان کفار سے عوض لیتا
ہون الغرض رات کو وہان رہے صبح کو لشکر داخل ملک سبائل ہوے جب پل توامان اور پل مشکبار پر
آکر پہونچے وہ کلہ مینار چوبیس ہزار نظر آئے اور ایک ابر آسمان پر نظر آ دکھائی دیا بعد اُسکے پلنگ کوہ کیطرف
جو نگاہ کی دیکھا تو ایک ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہے اور دھوان اُٹھتا معلوم ہوتا ہے تمام صحرا دھوان دھار ہے دل مین
عمرو نے خیال کیا کہ وہ جادوگرنیان جنہون نے لشکر اسلام کو تباہ کیا اور برف باری کی وہ یہی مین چلے چل کر
ان دونون کو فنی النار کر دیجیے بعد اُسکے اپنے ناموس کی جستجو کر یہ خیال کرکے پلنگ کوہ کیطرف روانہ ہوا جب دامن
پلنگ کوہ مین پہونچا دیکھا کہ ایک چوبدار لقاے بے بقا کا کئی اونٹون پر کھانا اور شراب اور کباب نقل میوہ
لدوائے ہوے چلا جاتا ہے عمرو ایک فقیر کی صورت بنکر آگے بڑھا اور راہ مین ایک مقام پر جاکر بیٹھ رہا
جب وہ چوبدار اس فقیر کے قریب پہونچا فقیر نے دعائین دین کہ بابا خدا تیرا بھلا کرے فقیرون سے بھی کچھ دعا
شاہد ہوتا جا یہ سنکر چوبدار اور شتربان پکارے کہ شاہ صاحب ہم ایک بلا مین گرفتار مین دعا کیجیے کہ اس عذاب
سے نجات پائین پھر آپ کو خوب سیر ہو کر نعمتین کھلائین فقیر نے کہا بابا معبود فضل کریگا کچھ دو تو کہو وہ کیا عذاب
ہے اُن دونون نے کہا شاہ صاحب ایک دو جادوگرنیان آئی ہوئی ہین ایسی کنجوس مکھی چوس ہین کہ صبح کو اگر کوئی
اُنکا نام لے تو شام تک اُسکو کھانا کھانے کو نہ ملے اُنہین کے زہر مار کرنے کو یہ کھانا اور شراب و کباب وغیرہ لیے
جاتے ہین شب و روز بکھو ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر پھیرے پھیرے کرتے گذرتی ہے مگر ایک کوڑی اُن کنجوسون
سے حاصل نہین ہوتی فقیر بولا بابا کیون گھبراتے ہو ایک دو روز کی اور تکلیف ہے پھر اُن دونون کا خاتمہ ہوا چاہتا
ہے اور یہ خاک ذرا سی چاٹ لو دیکھو تو آج ہی تمہارے واسطے کیا فلاح ذرا غفت ہوتی ہے چوبدار اور شتربان اس راز کو
خاک نہ سمجھے وہ خاک جلدی سے پھانک گئے وہ قتال جان بیہوشی تھی حلق سے اترتے ہی ایک چکر آیا بیہوش
ہو کر گرے عمرو نے وہ کھانا اور شراب و کباب اور میوہ وغیرہ آغشتہ بدارو سے بیہوشی کیا اور پھر اُن اسی
طرح درست کرکے اُن دونون کو نفیر دفع بیہوشی دیا وہ جو ہوش مین آئے گھبرا کر اُٹھے عمرو نے گلیم عیاری کو اوڑھ لیا
تھا دیکھا چوبدار و شتربان نے کہ وہ فقیر نہین ہے بہت متردد و خائف ہو کر جلدی سے روانہ ہوے عمرو بھی گلیم عیاری

اوڑھے ہوئے پیچھے پیچھے ساتھ ہو لیے جب وہ چوبدار اُن اونٹون کو لیے ہوئے وہان پہونچے جہان گلثوم جادو اور احمات
جادو بیٹھی تھین دیکھتے ہی دور سے پکارین کہ او مونڈی کاٹو آج کیا غضب ہو گیا جو تم نے دیر لگائی معلوم ہو گیا کہ اب
تمھاری بھی شامتین آئی ہین اُنھون نے کہا حضور ہماری کیا مجال ہے ہمارا اس مین کیا قصور ہے کھانے کے پکنے مین دیر
ہوئی ہم کیا کرین جسوقت ہم کو باورچیون نے تیار کرکے خوان دیے اُسوقت ہم لے کر آئے وہ بولین کہ خیر سمجھا
جائیگا ذرا اس کام سے فراغت پائین تو تم کو ایسی دیر کرکے آنے کی سزا دلوائین چوبدار نے کہا مین خداوند سے کہدونگا
کہ میری کچھ تقصیر نہین آپ مالک ہین آپ کو اختیار ہے القصہ وہ خوان کھانے کے اور میوے کے اور گلابیان شراب
کی اور قابین کباب کی اونٹون پر سے اُتار کے کھولین مگر یہ نکتہ دونون بڑی سن رسیدہ ہین سو سو برس کے سن ہین
جیسے ہی کھانا کھانے کو بیٹھین نوالہ منہ کے برابر لائین بوے دارو ے بیہوشی کی ناک مین پہونچی بس نوالہ ہاتھ سے پھینک دیا
اُدھر چوبدار کی طرف نگاہ غضب سے دیکھا چوبدار کا مارے ڈر کے پیشاب خطا ہو گیا شتربان خوف سے تھرتھر کانپنے لگا
اُن دونون لکانائون نے پوچھا کہ تم دونون سچ سچ بتاؤ کہ راہ مین تم سے کسی شخص سے ملاقات ہوئی تھی اور کہان پر
تم لوگ ٹھہرے تھے اُن دونون نے ڈر کر صاف صاف کہدیا کہ سچ تو یہ ہے کہ راہ مین ایک فقیر سے ملاقات ہوئی تھی وہان
ٹھہر گئے تھے اُسنے ایک خاک ہمین کھانے کو دی تھی ہم اُس خاک کے کھاتے ہی بیہوش ہو گئے اور گر پڑے تھے پھر ہمین
کچھ خبر نہین کہ کیا ہوا اُن جادوگرنیون نے جانا کہ شاید یہان اُس ساربان زادے عمرو کا گذر ہو گیا عمرو انکو آتا ہوا
دیکھکر ضرور فریب مین لایا ہوگا اور عجب نہین کہ ان دونون کے ساتھ اپنی صورت بدل کر یہان بھی آکر موجود ہوا ہو یہ
خیال جو دل مین اُن جادوگرنیون کے آیا ایک اسم سحر کا پڑھکر ہاتھ کو جنبش دی کہ زمین سے بجلیان چمک کر اس چوبدار اور
شتربان پر گرین خرمن ہستی اُنکی جلا کر خاک سیاہ کر دی بعد اُسکے اُن دونون نے صلاح کی کہ اب نہین ہرگز عمرو عیار نہ تھا
اور کہین ہوگا گلثوم نے کہا کہ اچھا اگر یہی امر ہے تو مین جاکر اُسے ڈھونڈھتی ہون جہان ملیگا گرفتار کر لاؤنگی یہ کہکر وہان
سے روانہ ہوئی عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوئے ایک درخت کی آڑ مین کھڑا ہوا تھا جب وہ تلاش کرتی ہوئی چلی عمرو جست
کرکے برابر اُسکے پہونچا اور پیچھے سے حلقہ ہاے کمند اُسپر مارے کہ وہ پھنسکر چت گری عمرو اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور
دارو ے بیہوشی سنگھا کر بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا اور اُسکی صورت بنکر احمات جادو کے پاس آیا کہا ارے عمرو
بڑا عیار طرار ہے ہر چند تلاش کیا مگر پتا نہ لگا احمات نے کہا خیر ہوا کہان جائیگا مگر اب ہمین غافل اس سے نہ رہنا
چاہیے مونڈی کاٹا بڑا ہوشیار و مکار ہے الحاصل وہ کھانا وغیرہ تو زمین مین دفن کر دیا مگر احمات جادو کو بھوک بہت
بشدت لگی ہوئی تھی کچھ میوہ پانی سے دھو کر کھایا گلثوم نقلی نے اُٹھکر احمات جادو کو پانی پلایا اور کہا چلو ہمین
ہم تم دونون اُس ساربان زادے کو ڈھونڈھ لائین اُسنے کہا اچھا اور یہ لیکر اُٹھکر چلی بس زہر اثر کر گئی بیہوش
ہو گئی عمرو نے نعرہ کرکے اُسکو بھی گرفتار کیا اور گلثوم کو بھی زنبیل سے باہر نکالا اور دونون کی زبانون مین سوزن
دی اور منھ پر روسیاہون کا آدھا بال آدھا کاٹ کر کے گدھے پر دونون کو سوار کیا اور آپ گلے مین ڈھول
ڈال کر ڈھنڈھورچیے کی صورت بنکر لشکر کفار کی طرف سے چلا اور ہر قدم پر پکارتا جاتا تھا کہ جو جادوگر لقا کی مدد
کو آئیگا اُسکا یہی حال کیا جائیگا اور چوب دن سے ڈھول پر لگاتا تھا اسی طرح عمرو قریب بارگاہ یاقوت شاہ
کے آیا اور وہان بھی ٹھہر کر یہی کہا کہ جو کوئی ساحر لقا کی مدد کو آئیگا وہ یہی سزا پائیگا یہ کہکر اُن دونون جادوگرنیون
کو دو چوٹیان مارین یاقوت شاہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا سب سردار جمع تھے بختیارک بھی موجود
تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایک ڈھنڈھورچیا دربار گاہ پر دو عورتون کو اپنے ساتھ لیے گدھون پر سوار

لیے ہوئے تمام شہر مین پھرا کر لایا ہی اور یہ آواز دے کر چلاتا ہی کہ جو ساحر لقا کی مدد کو آئیگا وہ یہی سزا پائیگا یہ صدا
لگا کر چوب ڈھول پر مارتا ہی اور دو دو چوبیان اُنپر لگاتا ہی بختیارک نے یہ کیفیت سنتے ہی صلوۃ پڑھی اور پکارا
کہ مرشد کامل ہادی و رہنماے دل اُن دونون جادوگرنیون کو پکڑ لائے پھر بختیارک نے یاقوت شاہ سے
کہا کہ ابھی تک تو وہ زندہ ہین اگر چھوٹ سکین تو چھڑا لیجیے نہین تو آپ کی دوستی مین جان بھی اُنکی جائیگی
یاقوت شاہ یہ سُنکر مع سرداران لشکر گھبرا اُٹھ کھڑا ہوا اور بارگاہ سے باہر آیا کہ پھر عمرو نے آواز لگائی کہ جو
ساحر لقا کی مدد کو آئیگا وہ اسیطرح سزایاب ہوگا اور ڈھول پر چوب لگائی پھر تیغ کھینچکر ایک ایک ہاتھ صفائی
کا اُن دونون کو لگایا کہ صاف مثل نیشکر خام کے سر اُن دونون جادوگرنیون کے اُڑ گئے جیسے ہی اُن جادوگرنیون کے
سر بدن سے الگ ہوئے زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آندھی سیاہ اُٹھی ہواے تند و تیز چلی دن کی شب ہوگئی خواجہ عمرو نے نعرہ کیا
منم قاتل ساحران غدار شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یاقوت شاہ نے اُسی تاریکی مین پکارا لینا عمرو کو
جانے نہ دینا لوگ دوڑے خواجہ عمرو بھلا کسکے ہاتھ آتے ہین جست کر کے برابر یاقوت شاہ کے آگئے اور ڈھول دیکر
تاج یاقوت شاہ کا اُتار لیا اور بختیارک کی دستار زرین لے لی اور قلمدان لیتا ہوا دو چار کو مار کے صاف نکلا چلا گیا
ہر چند لوگون نے تعاقب کیا مگر کسی نے گرد قدم بھی نہ پائی اتنی دیر مین جب تاریکی رفع ہوئی وہ آواز زمین پیدا ہوئی
کشتی مرا نام من اعجاث جادو و کلثوم جادو بود افسوس مردیم و جانشادادیم و بمطالب خود نرسیدیم یاقوت شاہ
نے تاج اور منگوا کر سر پر پہنا اور اُن جادوگرنیون کی لاشون کو اُٹھوا کر جلوا دیا اور لقا سے جا کر تمام حال بیان کیا
لقا نے یہ سُنکر کہا کہ اُن دونون کو غرور ہوگیا تھا کہ ہمنے اکثر زمرد شاہ باختری کی مدد کی خداپرستون کے لشکر کو
تباہ و برباد کر دیا اس سبب سے ہمنے تقدیر پلٹ کر یہ کی کہ عمرو کے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہو کر قتل ہون ہمنے وہان
بیٹھے بیٹھے پکار سے یا خداوند آپ کا کلام حق ہی غرور آپکو کب پسند ہی پھر گردمرد سے لقا نے کہا کہ تو جا کر عمرو کو پکڑ لا
گردمرد بموجب حکم لقا سے بے بقا جستجوے عمرو مین چلا مگر عمرو بن امیہ ضمری کا حال سنیے کہ جس وقت قتل کر کے
جادوگرنیون کو راہی ہوا جستجوے ازواج امیر با توقیر اور اپنے مال و ناموس کی تلاش مین روانہ ہوا اور صحراے لشکر
کوہستان کا راستہ لیا جاتے جاتے دور سے دیکھا کہ ایک پہاڑ ہی اُسپر کچھ لوگ معلوم ہوتے ہین جب قریب آیا عنتر قران کو
پہچانا کہ مع جمیع عیاران لشکر اسلام کے وہ موجود ہین خواجہ نے یہین سے عنتر قران کو آواز دی سب عیارون نے اور
عنتر قران نے عمرو کو پہچانا پہاڑ پر سے اُتر کے آئے خواجہ عمرو کو سب نے سلام کیا اور استاد استاد کہکے قدمون سے عمرو کے
لپٹ گئے خواجہ عمرو بہت خوش ہوے اور گلے سے لگایا عنتر قران سے پوچھا کہ ہم مال و ناموس تمہارے سپرد کر گئے تھے تم سے
اُسکی محافظت نہ ہو سکی عنتر قران نے کہا کہ استاد مین بڑی جانبازی و سرفروشی کر کے آپکے ناموس اور امیر حمزہ کے ناموس
کو نکال لایا ہون اور کمال جانفشانی کر کے مال بھی آپ کا تلف نہین ہونے دیا یہ سُنکے عمرو نے پشت پر ہاتھ اپنا شفقت و
مہربانی سے پھیرا اور بہت تحسین و آفرین کی عنتر قران عمرو کو ساتھ لیے ہوئے پہاڑ پر آیا عمرو وہاں ناموس حمزہ صاحقران کے گئے
وہان عمرو کو دیکھتے ہی ایک کہرام مچ گیا ایک ایک عورت اپنے شوہر اور اپنے فرزندون کو یاد کر کے رونے لگی عمرو نے
سب کو تسلی و تشفی دی اور کہا کہ نہ گھبراؤ تمہارے وارث سب زندہ ہین فقط زخمی ہو کر جدا جدا نکل گئے ہین انشاءاللہ
تعالی سب کے سب بشان و شوکت آئینگے اور تم سے ملینگے اب مین اُن سب کی تلاش مین جاتا ہون بہ عنایت
جامع المتفرقین ایک ایک کو ڈھونڈھ کر لاؤنگا ناموسان امیر با توقیر مین یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ملکہ طور بانو حاملہ تھی
اور زمانہ وضع اُسکا قریب تھا ناگاہ اُسی وقت درد زہ شروع ہوا اور بعد تھوڑی دیر کے برج حمل سے مثل آفتاب

عالمتاب یا مانند ماہ شب چاردہ کے ایک لڑکا پیدا ہوا کہ چہرہ اُسکا خورشید کے مانند تابندہ تھا پیشانی سے
آثار شان و شوکت پیدا تھے جبین مبین مثل کوکب ضیا پرور کے درخشندہ تھی دائیون نے لڑکے کو نہلایا
دھلایا اور سب نے پیار کیا دائیون نے نال کاٹ کے ملکہ طور بانو کی آغوش تمنا مین دیا وہ پیار کرنے لگی
سب عورتین آ آکر مبارکباد دینے لگین عمرو بھی شاد و مسرور بیٹھے تھے کہ یکایک ایک پنجہ آسمان سے پیدا ہوا
اور اُس لڑکے کو اُٹھا کر لے گیا ملکہ طور بانو شور گریہ و زاری کرنے لگی بچھاڑین کھا کر رونے لگی عمرو بھی نہایت
متفکر و متردد ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہوا مگر ملکہ طور بانو کو سمجھانے لگے اور تسلی دینے لگے اور سب عورات معظمہ ملکہ
کو گلے سے لگا کر تشفی دیتی تھین اور کہتی تھین کہ اے ملکہ طور بانو تمہارا تو فرزند چار گھڑی کا پیدا ہوا گم ہو گیا
اگر خدا چاہیگا تو پھر ملجائیگا ہم کو دیکھو اور ہمارے دل و جگر پر غور کرو کہ کیسے کیسے فرزند جوان رعنا صاحب
شوکت و شان تڑپکر غائب ہو گئے خدا جانے کہ زندہ ہین یا مار ڈالے گئے کوئی امید اُنکے ملنے کی ظاہر نہین
معلوم ہوتی مگر شان پروردگار بہت بڑی ہے شاید کہ پھر ہم سے ہمارے جگر گوشہ و پارہ دل ملین تو تم بھی صبر کرو
اگر خدا چاہیگا فرزند کی زندگی رکھنا منظور ہوگی تو پھر وہ زندہ رہیگا اور تم سے ملجائیگا یہ سنکر ملکہ طور بانو چار
و ناچار ہوکر صبر کا پتھر سینہ پر رکھکے خاموش ہو رہی اور نظر بہ قدرت پروردگار کی خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ طور بانو
گھبراؤ نہین خاطر جمع رکھو مین تمہارے بھی فرزند دلبند کی جستجو کرونگا اگر خدا چاہیگا تو تمہارے نور نظر کو تم سے
ملا دونگا یہ کہکر سب سے رخصت ہوئے اور حضرت قران کو بہت تاکید کی کہ سب سرداران لشکر اسلام کو لیے ہوے
ساتھ ناموسان امیر با توقیر کی بہت حفاظت کرنا یہ کہکر وہانسے روانہ ہوے

ذکر داستان شوکت نشان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا وہ شراب لطیف
کہ مستیان ساقی شوخ و شنگ
سحر کہین درد کی چیا ہو

جوانی کا دے رنگ طبع ضعیف
ہو مطلوب مجکو شراب ترنگ
وہ ہو دے جو خجلت دہ ماہ ہو

طبیعت لگانے اور اوالعزیا
کری جام چالاک دے ساقیا

مضامین اعلی ہون ہر دم عیان
اگر طبع دراک دے ساقیا

غزل

لگا دے موج سے دریا حباب کا ساغر
وہ کون مست ہو ساقی کہ جسکی خاطر سے
بھرا ہو شبنم گل سے شراب کا ساغر

مدام ہوتے ہے خون جگر کا نوشندہ
سبو فلک کا ہے اور آفتاب کا ساغر

بھرا ہوا ہے جیسے وہ شراب کا ساغر
بجائے جام ہے چشم پر آب کا ساغر
سحر کو گل نے جو دیکھا ہے غش مین ای بلبل

جیت نگارندہ عجیفے بیدل ‌+ نو وند مضمون نور اسمعیل ہو جرات

نمایان میدان معرکہ آرائی و یکہ تازان عرصہ کارزار مردانگی و توانائی شمشیر قلم شوکت رقم کو صفحہ قرطاس
پر یون رواں کرتے ہین کہ جس وقت خسرو خاور سپاہ ملک قاسم فلک جاہ میدان کارزار مین لنگی
کے ہاتھ سے زخمی ہوے بیہوش ہوکر گردن راہوار مین ہاتھ ڈالدیئے اور گھوڑا قاسم کو عالم زخمداری
مین لے کر طرف صحرا کے نکل گیا تمام رات مرکب باد رفتار نے راہبری کی اور صبح کو ایک دامن کوہ مین آکر
پہونچا گھاس کھائی پانی پیا پھر ہری جلی قاسم ذیشان پشت زین سے بروے زمین گر پڑے مگر وہان سبزہ زار
نہایت لطیف تھا گھوڑا بھی بالین سوار کے کھڑا ہو چرا چرا مین مشغول رہا اتفاق کار وہان قافلہ خواجہ مظفر بازرگان
کا اُترا ہوا تھا خواجہ مظفر اُسوقت براے تفریح مع چند ملازمون کے اُٹھا اور سیر کرتا ہوا اُسی مقام پر آیا
جہان ملک قاسم نوجوان بیہوش پڑے ہوے تھے خواجہ مظفر نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا مثل خورشید
درخشان سراپا خون مین غلطان زخمدار بیہوش پڑا ہوا ہے اور گھوڑا اُسکا بالین پر کھڑا ہے خواجہ مظفر

پاس اُس جوان کے آیا اور ہوشیار کیا مگر عالم زخمداری مین ایسی غشی طاری تھی کہ ہوش نہ آیا جب تو خواجہ
مظفر بازرگان نے اپنے ملازمون سے کہا کہ اِس جوان حسین کو اُٹھا کر ہمارے خیمے مین لے چلو سب ملازم
خواجہ کے شاہزادۂ قاسم کو اُٹھا کر اپنے قافلے مین لائے اور خیمۂ خواجہ مظفر مین داخل کیا خواجہ نے جراح
کو بلا کر زخمون مین ٹانکے دلوائے اور پھاہے مرہم کے چڑھوا دیے اور آپ خدمت مین مصروف ہوا جب
دل کو تسکین خاطر خواہ ہوئی بڑی دیر مین شاہزادے کو ہوش آیا شاہزادۂ قاسم نے بالین پر اپنے خواجہ
مظفر کو خدمت گذاری مین پایا قاسم عالی شان بسم اللہ کہ کے اُٹھ بیٹھے خواجہ مظفر نے حال پوچھا کہ اے جوان
رعنا تو کون ہے اور کہان تجھ سے تلوار چلی تھی کس کے ہاتھ سے تو زخمی ہوا قاسم نے کہا کہ مین بھی سوداگر بچہ
ہون میرے قافلہ پر قزاق آپڑے میرے ہمراہی خوب خوب لڑے آخر سب مارے گئے مین بھی زخمی ہوا مرکب
بھگا کر ادھر نکل آیا خواجہ مظفر نے کہا اے جوان مین لاولد ہون میرے کوئی اولاد نہین ہے مین چاہتا ہون
کہ تجھکو مین پسر بناؤن تو میرے پاس رہ عیش و عشرت مین بسر کر قاسم نے قبول کیا خواجہ مظفر بہت خوش
ہوا اور اپنے ناموس مین لے گیا قاسم نوجوان خوش و خرم رہنے لگے خواجہ مظفر کی ایک کنیز تھی کہ خواجہ اُس
کنیز سے بہت مانوس تھا وہ کنیز نور جمال قاسم بے مثال دیکھ کے عاشق ہو گئی اور دو پہر رات گئے قاسم
عالیشان جس جگہ آرام کر رہے تھے وہان آئی اور پانون شاہزادۂ قاسم کے دبانے لگی قاسم کی فوراً آنکھ
کھل گئی بیدار ہو گئے دیکھا کہ ایک زن سبزہ رنگ کمسن جوانی کی امنگ مین پلنگ کے نیچے پٹی کے پاس
بیٹھی ہوئی پانون دبا رہی ہے شاہزادۂ قاسم نے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا مین حرم ہون خواجہ مظفر بازرگان
کی جس وقت سے تم کو دیکھا ہے اُسوقت سے دلدادہ ہوئی ہون اور شیفتہ و فریفتہ ہون جو تم مجھ سے صحبت
کرو اور مطلب دل حاصل ہو تو مین خواجہ مظفر کو زہر دے کر مار ڈالون اور تمام مال و اسباب
کا تمہین مالک کر دون شاہزادۂ قاسم نے اُس کنیز سے کہا کہ او مردار کیا بکتی ہے دور ہو میرے پاس
سے اُسنے چاہا کہ لپٹ جاؤن دونون ہاتھ گردن مین قاسم کے ڈالون کہ قاسم نے ایک اُلٹا ہاتھ مارا
کہ وہ دور جا کر گری ایسی چوٹ لگی کہ ہونٹ پھٹ گئے آبدیدہ ہو کر وہان سے چلی گئی یہان قاسم پھر سو رہے
مگر اُس مکارہ نے صبح کو جا کر خواجہ مظفر کو چونکایا اور کہا کہ جیسے شخص کو فرزند اپنا کیا ہے کہ وہ
شب کو میرے پاس آیا طالب وصل ہوا مین نے انکار کیا اُس نے میرا یہ حال بنایا خواجہ مظفر
بازرگان نہایت رنجیدہ خاطر ہوا اُسی وقت اپنے گماشتون کو جمع کر کے تمام کیفیت اُن سے بیان کی
اور کہا اسے قتل تو کیا کرون مگر یہی اِسکی سزا ہے کہ صحرا مین تنہا چھوڑ کر چلا جاؤن سب نے کہا جیسا مناسب
جانیے وہ کیجیے القصہ دن تو گذرا جب رات ہوئی قاسم کو سوتا چھوڑ کر خواجہ مظفر بازرگان
مع تمام قافلے کے کوچ کر کے وہان سے چلا گیا صبح کو جو قاسم عالی شان بیدار ہوئے دیکھا
سناٹا پڑا ہے نہ کوئی آدمی ہے نہ آدم زاد قاسم سمجھے کہ یہ اُسی عورت کا فساد ہے کہ خواجہ مظفر بازرگان
مجھے سوتا چھوڑ کر یہان سے چلا گیا یہ سوچ کر قاسم عالی شان فوراً اُٹھے مرکب باد رفتار موجود
تھا اُسپر سوار ہو کر روانہ ہوئے دو تین کوس آئے ہونگے کہ پس پشت سم مرکب کی آواز آئی پیچھے پھر کر
دیکھنے لگے دیکھا کہ خواجہ مظفر کا غلام کہ نام اُسکا الماس ہے چلا آتا ہے جس وقت وہ برابر پہنچا نعرہ کیا
کہ باش او مفسدہ پرداز تجھے خواجہ نے اپنا فرزند بنایا تو نے اُسکے ناموس پر نگاہ بد ڈالی تجھکو اِسکی

سزا دوں یہ کہکر تلوار اُس غلام خواجہ نے کھینچی اور قاسم ذیشان پر وار کیا شاہزادہ قاسم نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈالکر پشت زین سے اُٹھا لیا اور پکارا کہ او الماس ہم اولاد حمزہ صاحبقران ہیں
ہیں ہم سے ایسی حرکت نہیں ہوتی ہے ہم پرائے ناموس پر بد نظر نہیں کرتے ہیں وہ فاحشہ خود میرے پاس
طالب وصل آئی تھی زہر کی پڑیا ہاتھوں میں لئی تھی اور کہتی تھی کہ اگر تم کہو تو خواجہ مظفر کو زہر دیکر مارڈالوں
اور تمہیں مال و اسباب کا مالک کردوں یہ سنکر میں نے اُس فاحشہ کو ایسا ہاتھ مارا کہ دور جا گری اُس نے
نہیں معلوم کہ خواجہ سے کیا جاکر کہا کہ وہ مجھ سوتا چھوڑکر رات کو مع لشکر کوچ کر گئے الماس نے کہا ای شہریار
عالم مجھکو نہیں معلوم تھا قاسم نے پوچھا اب خواجہ کہاں ہیں اُس نے عرض کیا کہ ایک درہ کوہ میں اترے
ہوئے ہیں یہ سنکے قاسم نوجوان نے الماس کو امان دی اور اُسی طرح گھوڑے پر بٹھا دیا اور ہمراہ الماس
غلام خواجہ مظفر کے پاس روانہ ہوئے جب درہ کوہ میں قدم رکھا دیکھا کہ جا بجا لاشیں پڑی ہوئی ہیں
ہیں تمام خون سے بندے ہوئے ہیں اور مظفر بازرگان ایک درخت سے بندھا ہوا کھڑا ہے قاسم
نے کہا ای مظفر اُس قحبہ کنیز کے اغوا کرنے سے ہم پر بدگمانی کرکے ہمیں چھوڑکر تنہا وہاں سے چلے آئے
دیئے نزدیک ہمیں طعمۂ گرگ و شیر کر چکے تھے مگر سچ بتاؤ کہ تم اپنی سزا کو پہونچے یا نہیں ہمیں تو پروردگار
عالم نے اپنی محافظت میں رکھا خیر گذشتہ را صلوات نیکی نیک راہ بدی پیش راہ اب یہ بیان کرو کہ
کس نے تمہارا یہ حال کیا خواجہ مظفر نے کہا کہ مجھے نہ معلوم تھا کہ قزاق یہاں رہتے ہیں میں غافل
یہاں آکر اُترا کوئی چار گھڑی گذری ہوگی کہ قزاق قافلے پر آپڑے سب کو قتل کیا سارا مال و اسباب
لوٹ لیا مجھے درخت سے باندھ دیا قاسم نے خواجہ کو درخت سے کھولا اور کہا کہ ای خواجہ بازرگان
خاطر جمع رکھو ابھی جاکر اُن قزاقوں کو سزا دیتا ہوں اور تمام مال و اسباب تمہارا تمہیں دلا دیتا
دیتا ہوں یہ کہکر قزاقوں کی تلاش میں قاسم نوجوان بعد عزو شان روانہ ہوئے آگے بڑھکر دیکھا
کہ وہ قزاق سب کے سب قوم زرنگ سے ہیں اسباب جو لوٹ کر لائے ہیں ایک مقام پر بیٹھے ہوئے
حصہ بانٹ کر رہے ہیں وہیں سے شاہزادہ قاسم نے نعرہ کیا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری *
شہسوار لعل پوشش غادری * صاحب اقبال و جاہ و ذی حشم * صفدر اعظم قاسم عالی ہمم * او تیرہ روزگار
حرامخوار وہیں آپہونچا سزا دینے کو تم نے بے خطا و ناحق سوداگروں کا مال لوٹا ہے اُن قزاقوں نے جو قاسم
کو دیکھا کہ ایک جوان مرصع لباس گھوڑے پر سوار نعرہ کرتا چلا آتا ہے آپس میں کہا کہ سونے کی چڑیا تقدیر
سے خود بخود دام میں آگرائی ہے بھائیو یہ گھوڑا اور لباس اسکا جانے نہ پائے دس قزاق مجتمع ہوکر قاسم
کے سامنے آئے اور تلواریں کھینچکر قاسم کو چاروں طرف سے گھیر لیا قاسم عالی شان نے تیغۂ پلارک
افراسیابی کو کھینچکر نو قزاقوں کو واصل جہنم کیا اور ایک بھاگ گیا وہ بارہ ہزار قزاقوں کو اپنے
ہمراہ لیکر آیا قاسم کو چار طرف سے گھیر لیا قاسم عالی شان نے تیغۂ پلارک افراسیابی سے
ایک طرفۃ العین میں بہت سے قزاقوں کو مارا بہروز زنگی کہ سب قزاقوں کا سردار تھا اُسکے برابر قاسم
پہونچے بہروز نے تلوار ماری قاسم نے بازو بچاکر ہاتھ ڈال دیا اور بہ قوت جوان مردی
تلوار بہروز کی چھین لی اور بہروز کو پشت زین فرس سے بہ چالاکی ایک ہاتھ سے پکڑکر اُٹھا لیا
اور کہا او بہروز زنگی دین اسلام قبول کر اور کلمہ زبان پر جاری کر نہیں تو مارتا ہوں کہ ہو تہ زمین ہو جا
لیگا

بہروز نے عرض کیا کہ اپنے حسب ونسب سے آگاہ کیجیے شاہزادہ قاسم عالیشان نے فرمایا کہ ای بہروز آگاہ ہو مین
نور عین و فرزند رستم و شکوہ علشاہ حق پژدہ و نبیرہ امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران
زمان کا ہون بہروز زنگی یہ سنکر پکارا کہ مین نے دین اسلام قبول کیا کلمۂ طیبہ پڑھا بعد مطیع و فرمانبردار آج سے
آپکا رہونگا قاسم عالیشان نے اُسکو مسلمان کیا شاہزادہ قاسم نے اُسی وقت خواجہ مظفر کو بلا کر اسباب
اُسکا اُسے دلوا دیا خواجہ مظفر بھی از سر صدق مسلمان ہوا اور اُس مکار کنیز کو مار ڈالا کہ جس نے شاہزادہ قاسم
کو بہتان لگایا تھا شاہزادہ قاسم عالیشان سے رخصت ہو کر چلا گیا لیکن قاسم نوجوان نے بہروز زنگی سے کہا
کہ اب تو قزاقی کو چھوڑ دے اور کسی کا مال و اسباب نہ لوٹنا بہروز نے اُسی وقت قزاقی سے توبہ کی اور کچھ لوگ
اُسکے پاس قید تھے اُنکو شاہزادہ قاسم کے سامنے لایا قاسم نوجوان نے اُن سب کو رہا کر دیا مگر اُنمین
ایک جوان تھا نہایت وجیہ حسین متین شکیل جمیل آثار سرداری اُسکے چہرے سے ظاہر شاہزادہ قاسم
نے اُس سے پوچھا تو اپنا حسب و نسب بیان کر اُسنے کہا مین شاہزادہ ہون ملک معدانیہ کا اور فرزند
ہون معدان شاہ کا شکار کھیلتا ہوا اُس طرف کو آ نکلا تھا اِسکے ہاتھون سے گرفتار ہو گیا مدت بعید
سے قید تھا اب آپ کی وجہ سے رہائی پائی اب مین چاہتا ہون کہ آپ کی غلامی مین رہون قاسم نے
کہا کہ کیا مضائقہ لقا پر اور پرستاران لقا پر لعنت کر اور دین اسلام قبول کر اُس نے کہا ای شہریار
مین لقا پر ہزار ہزار لعنت کرتا ہون قاسم نے اُسکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیا وہ بصدق دل مسلمان ہوا بعد
اُسکے اُسنے دست بستہ عرض کیا کہ آپ میرے شہر مین تشریف لے چلین قاسم نے کہا کہ اچھا تو
پہلے اپنے نام سے آگاہ کر اُسنے کہا مجھکو شاہزادہ جمید لعل قبا کہتے ہین یہ سنکر شاہزادہ قاسم
نوجوان ہمراہ جمید لعل قبا کے روانہ ہوئے جب قریب شہر کے پہونچے خبرداروں نے یہ خبر معدان شاہ
کو دی کہ شاہزادہ جمید لعل قبا بیٹا تمہارا بعد مدت مدید کے آیا ہے قزاقون کے پاس قید تھا سردار
قزاقان کو نبیرۂ حمزۂ صاحبقران شاہزادۂ ملک قاسم نوجوان نے زیر کر کے مسلمان کیا اور
اُس نے جمید کو قید سے چھڑایا ہے وہ بھی دین اسلام قبول کر کے آیا ہے معدان شاہ الفت پدری
سے یہ خبر سنکر بہت خوش ہوا اور قاسم کو استقبال کر کے وپا قدبوسی شاہزادہ قاسم کی حاصل
کی اور اپنے بیٹے جمید لعل قبا کو گلے سے لگایا قاسم کو ایوان شاہی مین لے کر آیا اور تمام اسباب
دعوت و ضیافت مہیا کیا قاسم نوجوان نے معدان شاہ سے کہا کہ بیٹا تمہارا جمید لعل قبا مسلمان
ہو گیا اب مناسب ہے کہ تم بھی لقا سے بے بقا کی پرستش سے دست بردار ہو اور دین اسلام قبول
کرو تو مین دعوت قبول کرون معدان شاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار بھائی میرا لعلان لعل قبا
ہے پہلے اُسے مسلمان کر لیجیے تو پھر مین بھی دین اسلام قبول کرونگا قاسم نے پوچھا وہ کہان ہے
معدان شاہ نے کہا وہ اپنے شہر مین ہے قاسم نوجوان اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور شہر
لعلانیہ کو کوچ کیا جب قریب ملک لعلانیہ کے پہونچے ملک لعلان کو خبر ہوئی کہ معدان شاہ
ہمراہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران زمان لڑنے کو آیا ہے لعلان شاہ یہ خبر سنکر لشکر لے کر شہر سے باہر
آیا طبل جنگی بجوایا ادھر قاسم نے معدان شاہ سے کہا کہ تم بھی طبل جنگی بجواؤ الغرض رات بھر
سامان جنگ رہا صبح کو دونون لشکر معرکہ آراستہ کارزار ہوئے لعلان لعل قبا میدان مین آیا مبارز

طلبی کی شاہزادۂ قاسم بھی اُدھر سے نعرہ زنان ہوسے نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری شہسوار لال
پوش خاوری ✦ صاحب اقبال وجاہ و نیکو حشم ✦ صفدر رستم قاسم عالی ہمم ✦ اور گھوڑا دوڑا کر اُدھر سے
قاسم نوجوان اُدھر سے وہ ملک لعلان لعل قبا مقابلے پر میدان رزم مین آیا بعد تکاور رزنی و جستی
لعلان نے نیزہ مارا شاہزادۂ قاسم نے نیزے سے اُسکا نیزہ جدا کر دیا لعلان لعل قبا نے تلوار
کھینچی اور جبکہ ہاتھ مارا شاہزادۂ قاسم نے بازو بڑھا کر ہاتھ ڈال دیا قبضۂ شمشیر کو جھٹکا دے کر تلوار اُسکے
ہاتھ سے نکال لی اور کمر زنجیر کو مضبوط تھام کر زین فرس سے اُٹھا لیا اور کہا کہ او لعلان لعل قبا مسلمان ہو دین
اسلام قبول کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا ملک لعلان لعل قبا نے کہا کہ میری بیٹی ملکہ لعلپوش کو
دیو عراق اُٹھا لے گیا ہے اور دامنہ چمن کوہ مین لیجا کر رکھا ہے اگر آپ اُسکو اُس دیو کی قید سے نجات
دیجیے اور اُسکو چھڑا کر مجھ سے ملا دیجیے تو مین مسلمان ہون اور دین اسلام قبول کرون قاسم نے اُسے
چھوڑ دیا اور کہا کہ کل ہم وہان چلینگے انشاءاللہ اُسکو رہا کرینگے غرض وہ روز تو گذرا دوسرے روز قاسم
چمن کوہ کی طرف روانہ ہوے یہان دیو عراق ملکہ لعلپوش کو لایا ہے ایک مکان نہایت عمدہ و نفیس تعمیر
کیا ہے اور ایک باغ لطیف بنایا ہے اُسمین ملکہ لعلپوش کو رکھا ہے اور آپ بھی رہتا ہے شب و روز صحبت تخلیہ ہے
اور اُسی شہر کے بادشاہ اُس دیو کے خراج گذار ہین سب کے سب اطاعت و فرمانبرداری اُس دیو کی کرتے
ہین بلکہ اکثر بادشاہون کی بیٹیون اور بہنیون کو دیو عراق اُٹھا لایا ہے وہ ملکہ لعلپوش کی خدمت مین رہتی
ہین اور بارہ سو عورتین اور علاوہ اُنکے رہتی ہین ملکہ لعلپوش کے یہان زنانہ راج ہے مرد کا نام نہین روز
مینا بازار لگتا ہے کوہستان مین رونق ہے چوک و نخاس کی کیا حقیقت ہے بازار خوب آراستہ شب کو چراغان
بیحد و انتہا ہر قسم کا اسباب ہر جگہ سے ہزارہا عورتین لے کر آتی ہین بڑی بھری خریداری ہوتی ہے القصہ
شاہزادۂ قاسم عالی شان وہان اُسنے تمام کوہ مین مینا بازار لگا ہوا دیکھا سیر کرتے ہوے اُس چمن کوہ
مین پہونچے جو عورت شاہزادۂ قاسم کو دیکھتی تھی منع کرتی تھی کہ اُدھر نہ جاؤ دیو عراق تمکو کھا جائیگا شاہزادۂ
قاسم کہتے تھے کہ مین تو اُسکو سزا سخت دینے کو آیا ہون غرضکہ اُس مقام پر کہ جہان لعلپوش رہتی ہے دیکھا کہ
ایک بارہ دری بہت نایاب و عمدہ مصفا و خوشنما ہے اور اُسکے آگے چمن بندی ہے باغ مین ایک چبوترہ ہے شاہزادۂ
قاسم آکر اُسی چبوترے پر بیٹھ گئے نازنینان و مہ جبینان و حور وشان نے جو جمال بے مثال قاسم
نوجوان کو دیکھا منہ مین سب کے پانی بھر آیا اور کہا اے جوان حسین تو یہان کیا اپنی جان دینے آیا ہے ایک
دیو عراق یہان رہتا ہے قد اُسکا ایک ہزار گز کا ہے اُسنے لاکھون آدمیون کو کھا لیا ہے تیری کیا حقیقت کیون
اپنی جوانی گنواتا ہے اسمین خیر ہے کہ یہان سے چلا جا قاسم نے کہا کہ اسواسطے آیا ہون کہ اُس دیو عراق کو مار کر
ملکہ لعلپوش کو لیجاؤن اور اُسکے باپ سے اُسکو ملاؤن یہ سنکر ایک نازنین نے جا کر ملکہ سے حال
بیان کیا کہ ایسا ایک جوان رعنا حسین مہ جبین یہان وارد ہوا ہے کہ ہم نے اس شکل و شمائل کا آدمی نہین
دیکھا اور وہ کہتا ہے کہ مین دیو عراق کے قتل کرنے کو آیا ہون اور ملکہ لعلپوش دخت لعلان کو اپنے ہمراہ لے جا کر
اُسکے باپ سے ملادونگا ہرچند ہم سب منع کرتے ہین کہ تو اس مقام پر نہ بیٹھ چلا جا وہ نہین مانتا ملکہ کو
یہ خبر سنکر اُس جوان کا نہایت اشتیاق ہوا اُسکے دیکھنے کے واسطے بارہ دری سے اس جاہ و حشم سے برآمد
ہوئی کہ چار سو نازنینان مہ جبینان دُر در گوش مرصع پوش چارون طرف سے گھیرے ہین اور ملکہ سرخ جوڑا پہنے ہوے

مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ دریاے حسن مین غرق چہرہ مانند خورشید تابان کے چمکتا ہوا زہرے
تمام عکس منور سے مثل اختر تابان و درخشان جیسے ہی سامنے شاہزادہ ملک قاسم نوجوان کے ملکہ لعلپوش
آئی دیکھتے ہی اُسکے حسن و جمال بیمثال کو شہزادہ قاسم دلدادہ و فریفتہ ہوگئے اُدھر ملکہ بھی دیکھتے ہی شاہزادہ
قاسم عالی شان کو عاشق و شیدا ہو گئی شعر ایک تیر نگاہ عشق نے بس دو کام دونون طرف کیا پنہان
شاہزادہ قاسم نے اُف کرکے جگر کو تھام لیا اُدھر ملکہ لعلپوش شمشیر عشق و حسن و جمال کی گھائل ہو رہی
عالم بیخودی ہو گیا دل مین اپنے کہا ای لعلپوش اس جوان بیمثال کے ساتھ اپنی جان دینا قبول ہی ایسا
یہ خیال کرکے قاسم کے پاس آئی اور کہا ای عزیز ای بادشاہ حسن و جمال جان سے زیادہ کوئی چیز نہین ہی
تو کیون آمادہ مرگ ہوکر یہان آیا ہی بھلے چنگے دل کو اس بلاے عشق مین پھنسایا ہی قاسم نے کہا ای ملکہ
ہم نے ہزارون دیوون کو مارا ہی اسکی کیا حقیقت ہی انشاء اللہ تعالی بفضل ایزدی تم اپنی آنکھ سے دیکھ لینا
کہ کیونکر اس دیو عراق کو مارتا ہون ملکہ نے ساتھ والیون سے کہا کہ جلد شراب و کباب لاؤ اُسی وقت تمام
سامان عیش مہیا ہوگیا ملکہ نے جام شراب لالہ گون لبریز کرکے شاہزادہ قاسم کو دیا قاسم نے کہا ای ملکہ عالم
مین تمہارے ہاتھ سے یہ جام نہ پیونگا جسوقت تم مسلمان ہوگی اُسوقت تمہارے ساتھ ہم نوش ہونگا ملکہ
نے کہا ای شہریار مین تو اب تمہاری لونڈی ہو چکی جو کچھ حکم کروگے بجا لاؤنگی یہ کہکر لقاے بے بقا اور اُسکے
پرستارون پر لعنت کی اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی دین اسلام قبول کیا اُسوقت شاہزادہ قاسم نے جام
بادہ گلفام ملکہ کے ہاتھ سے لیکر نوش کیا اور خود دوسرا جام لبالب کرکے ملکہ کو دیا اُسنے بھی بے اندیشہ انجام
جام لے لیا اب دونون باہم سرگرم عیش و نشاط و سرور و انبساط اور مشغول اختلاط بے اختیار ہوے گائن
آکر موجود ہوئین ناچ رنگ شروع ہوا چار گھڑی دن باقی تھا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی دیکھا کہ ایک دیو دیو پیکر
طویل قامت سر بفلک کشیدہ ظاہر ہوا اور ہاتھ مین اُسکے میوے کی ڈالیان تھین اپنی معشوقہ کے واسطے
لیے آتا تھا ملکہ نے شاہزادہ قاسم سے کہا ای شہریار غضب ہوا وہ دیو عراق آپہنچا شاہزادہ قاسم نے
کہا کیا اندیشہ ہی آنے دو خوف نہ کرو یہ کہکر قاسم ذیشان کھڑے ہوگئے اُس دیو نے جو دیکھا کہ میری
معشوقہ پہلوے رقیب مین مشغول عیش ہی غصہ سے بہ مثل آگ کا انگارا ہوگیا دل مین جل بھن کے
خاک سیاہ ہوا مثل رعد کے گرجتا ہوا دوڑا اور پکارا کہ او آدمزاد تو نے کیا غضب کیا میری جان جہان
معشوقہ آرام جان پر قبضہ کیا اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا ادھر قاسم نوجوان نے نعرہ
کو شگاف کیا کہ زمین لرزنے لگی بارہ دری جنبش مین آئی جتنی نازنینان مہ جبینان اندر بارہ دری کے
تھین مارے ڈر کے باہر نکل آئین دو چار کنگرے سقف کے گرے سب نے جانا کہ زلزلہ آیا اب یہ عمارت
گرا چاہتی ہی بلکہ مثل بید کے تھر تھر کانپنے لگی کہ خدا خیر کرے اس دیو کے ہاتھ سے اس شہریار خوش جمال و بیمثال
کو خدا بچاے حافظ حقیقی جان کا انکی نگہبان ہی جیسے ہی دیو عراق نے شاہزادہ قاسم پر دار شمشاد ماری وہ ضرب
اگر کسی دیو نامدار پر پڑتی تو مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوتا مگر وار دی جاے وہ شاہزادہ قاسم نوجوان نبیرہ حمزہ صاحبقران
کی ضرب دار شمشاد اس خوبصورتی سے خالی دی کہ وہ دیو منہ کے بل گرا شاہزادہ قاسم نے
دونون شاخین تھام کر اُس تیغ ظلم و بدعت کو جھٹکا دیا کہ سر اُس دیو عراق کا زمین بوس ہوا عراق قاسم
سے لپٹ گیا قاسم نے گردن مین ہاتھ دونون ڈالدیے کشتی ہونے لگی بڑے معرکہ کے

زدہ ہوئے نہایت زبردست پیچ ہوئے چار پہر کامل دیو عراق سے اور قاسم عالی شان سے کشتی
ہوئی ایک مقام پر قاسم نے عراق کو ریل کر کھینچی پانون کی لنگار اتر لنگا مارا کر دیو عراق بے قابو ہوکر گرا
فوراً قاسم مثل شہباز کے اُس صید کو دا بیٹھے اُدھر وہ دیو گرتے ہی نصف زمین مین دھنس گیا تھا اب
جو قاسم اُسکو دا بیٹھے تو اُسکی جان پر بنگئی زیر ہوکر اُس صید اجل گرفتہ نے مارے خوف کے کھیسین
نکالدین گڑگڑانے لگا قاسم نے للکار کر کہا او دیو عراق بس اگر اپنی جان بچانا چاہتا ہو تو بہتر یہ ہو کہ
ابلیس پرستی کو ترک کر شیاطین پر لعنت کر دین حضرت سلیمان علی نبینا علیہ السلام اختیار کر حق پرستی قبول
کر نہین تو ابھی تجھکو مار ڈالونگا دیو عراق تو جانکنی مین تھا ملک الموت کا سامنا تھا جان پر بنی ہوئی تھی دل
مین اپنے اُس دیو نے کہا کہ بیشک یہ آدمزاد تجھے مار ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا ایسے زبردست آدمزاد سے
کبھی سامنا نہ ہوا تھا اسکے سامنے دیو و جن و پری کی کیا حقیقت ہو دیو عراق نے دل کو سنبھال کے ضبط
کر کے شہزادہ قاسم سے پوچھا کہ آپ کون ہین مجھے آگاہ کیجیے شہزادۂ خاور سپاہ فلک جاہ نے کہا تو نے

سنا بھی ہوگا نعرہ آفتاب مشرق دین پروری شہسوار لعل پوش خاوری صاحب اقبال جاہ و حشم
صفدر وقت قاسم عالی ہمم رستم شاہزادہ ملک قاسم ذیشان نبیرۂ امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان

حمزۂ صاحبقران زمان یہ سُنتے وہ دیو عرق عرق ہوگیا مثل چوب بید کے کانپنے لگا بصدق دل حق پرستی
اختیار کی دین حضرت سلیمان علیہ السلام جان و دل سے قبول کیا قاسم اُسے چھوڑکے اُٹھ کھڑے
ہوئے وہ دیو اُٹھا گرد جھاڑ کے کھڑا ہوا اور اندر بارہ دری کے گیا اور ایک صندوق طلائی اُٹھا لایا
اور سامنے شہزادہ قاسم کے رکھدیا ملک قاسم نے پوچھا کہ اسمین کیا ہو دیو نے عرض کی کہ حضور خود کھولکر
ملاحظہ فرمائین چنانچہ قاسم نے اُسے وا کیا رضوان پری کو دیکھا وہ رضوان پری جسے طلسم
بیہاست مین قید سے جادوگرون کے چھڑایا تھا بس اُس سے استفسار حال کیا اُس نے کہا کہ
شہریار ایک مدت مدید سے مین اسکی قید مین گرفتار ہون قاسم نے اُسے بھی رہا کیا اور دیو عراق اور
رضوان پری دونون کو ایک سفارش نامہ لکھکر دیا کہ تم جاکے آسمان پری کو دینا وہ تمھاری بہت
آبرو کریگی دیو عراق اور رضوان پری دونون شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم سے رخصت ہوکر
چلے گئے اب قاسم ملکہ لعل وخت کو سوار کر کے لعلان لعل قبا کے پاس لایا وہ خوشی سے اپنی ملاقات
بعد اُسکے اپنی فوج و لشکر سمیت اسلام لایا اور لعل وخت کی شادی شہزادہ قاسم کے ساتھ کردی قاسم
اُس سے کامیاب ہوا چنانچہ اُسی نازنین سے لعل بن قاسم پیدا ہوگا القصہ قاسم نے چند روز یہان رہکر
لشکر جمع کیا جب لاکھ سوار کے قریب ہوگئے تب وہان سے کوچ کر کے دامنہ چیل کوہ مین اُترے دوسرا
دن تھا کہ خبر آئی کہ آردشیر کوہ پیکر دیو بند بھاگا تھا ضیغم خون آشام کا تین لاکھ سوار کی جمعیت سے
اِدھر آتا ہو لعنتی پرست ہو اور نہایت زبردست ہو ملک قاسم نے کہا آنے دو اگر آتا ہو کچھ اندیشہ
نہین ہو یہانتک کہ لشکر آردشیر کا برابر آ پہونچا اور مقابل مین لشکر شاہزادۂ خاور سپاہ کے
اُترا آردشیر نے طبل جنگ بجوایا قاسم نے بھی خبر سُنکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی
پر چوب پڑے قصہ مختصر چار پہر رات جانبین مین تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین آنے
صف باندھ کر کھڑے ہوئے بعد آراستگی میدان قتال نقیبان بلند آواز نے نقابت کی آردشیر

وہ بیکر دیو بند نے اپنے مرکب کو پرے سے بڑھایا میدان مین گھوڑا چمکا کر آیا مبارز طلب کیا ابھی پوری
بات اُسکے مُنھ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ شہزادہ قاسم ادھر سے اپنے مرکب کو چمکا کر چلا آردشیر دو چکہ لگا در
زن ہوا کوئی چار قدم مرکب قاسم کا پیچھے پسپا ہوا اور کوئی سات قدم گینڈا آردشیر کا پیچھے ہٹ گیا
مسل کرنا دونون مرکبون کو ایک دوسرے کے مقابل ہوا بعد گفتگو سے بسیار نیزہ بازی مین معروف
ہوئے قاسم نے چند حملون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا آردشیر نے غیظ و غضب مین آ کر گرز قاسم پر مارا قاسم
نے گرز کو اُسکے رد کر کے جو اپنا گرز اُسپر مارا مرکب آردشیر کا مارا گیا اُسنے پیادہ ہوکر چاہا کہ قاسم کے
مرکب کو ہلاک کرے قاسم پشت زین سے کود پڑا آردشیر سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر بارادہ کشتی دوڑا قاسم
نے بھی آلات حرب کمر سے کھول کر رکھدیے اور دامن گردان کر استینین چڑھا کر آردشیر پر چلا دونون دست
و گریبان ہوئے کشتی ہونے لگی دو شبانہ روز کشتی رہی تیسرے دن قاسم نے اُسے زیر کیا اور مشکین
باندھکر اپنے لشکر مین لیکر آیا اور داخل بارگاہ ہوا آردشیر سے کہا دین اسلام قبول کر آردشیر
کو وہ پیکر دلیشم تھا اُس وقت تقاضے بے بقا زمرد شاہ باختری پر ہزار ہزار لعنت و ملامت کی اور از تہ
صدق دین اسلام قبول کیا اور کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا قاسم عالی جاہ نے اُسے خلعت فاخرہ
عنایت کیا کرسی زر نگار بیٹھنے کو مرحمت فرمائی آردشیر نے شہزادہ قاسم سے عرض کیا کہ ای شہریار والا تبار
یہان سے تین منزل پر برق انداز دن کا قلعہ ہی اُسمین خزانہ ہی یاقوت شاہ کا لیکن وہ قلعہ پہاڑ
پر ہی نہایت استوار ہی ہاتھ آنا اُسکا بہت دشوار اور مشکل ہی ممکن نہین کہ کوئی قلعے پر جا سکے کیونکہ اُس
پہاڑ کی گھاٹیون پر کئی کئی ہزار من کے پتھر رکھے رہتے ہین اور جہان حریف نے جانے کا قصد کیا تو وہ لوگ
وہ پتھر وہان سے ڈھلکا دیتے ہین کہ حریف کا کام تمام ہو جاتا ہی ہر چند سعی و کوشش کیجیے لیکن وہ قلعہ
کسی طرح ہاتھ نہین آتا ہی قاسم نے آردشیر سے کہا کہ اگر خداوند کریم نے چاہا تو ہم اُس قلعہ کو بھی ضرور لینگے
اور وہان کا خزانہ بھی اپنے قبضے مین کر لینگے یہ سنکر حمید لعل قبا نے شہزادہ قاسم سے عرض کیا کہ ای شہریار
ابھی تک کسی شخص پر میرے مسلمان ہو جانے کا حال نہین کھلا ہی اور وہ جو مالک ہی اُس قلعے کا مربوط
برق انداز مجھ سے اور اُس سے نہایت دوستی اور ملاقات ہی مین اکثر اُسکی ملاقات کو جاتا ہون اگر آپ
میرے ساتھ اپنی صورت تبدیل کر کے چلیے تو مین آپ کو قلعے کے اندر پہونچا دون قاسم نے کہا کہ
مین اتنا ہی چاہتا ہون کہ قلعے کے اندر کسی طرح پہونچ جاون پھر قلعے کا لے لینا مشکل نہین ہی بلکہ فتح یقین
قلعہ سے لونگا حمید لعل قبا مستعد ہوا قاسم نے بارہ ہزار سوار اپنے لشکر مین سے چھانٹ لیے اور
اُسی وقت کوچ کر کے قریب قلعہ برق انداز اُسکے پہونچا اور اُن بارہ ہزار سوارون کو کہا کہ تم دامنہ
کوہ مین پوشیدہ بیٹھے رہو جب ہم قلعے کے اندر پہونچ جائین اور نعرہ کرین اُسوقت تم سب کے سب
اپنے مرکبون پر دوڑانا دروازہ قلعہ کا کھل جائیگا بے تکلف چلے آنا انھون نے کہا بہت اچھا بس قاسم
وضع اپنی تبدیل کر کے ہمراہ حمید لعل قبا کے ہو لیے حمید لعل قبا دس بارہ آدمیون کو ساتھ لیکر سامنے قلعے
کے آیا اور پکار کے کہا کہ جا کر مربوط برق انداز سے کہدو کہ حمید لعل قبا تمھاری ملاقات کو آیا ہی لوگون نے جا کر
مربوط سے کہا اُسنے جو یہ خبر سنی کہا کہ جلد حمید لعل قبا کو ہ و لوگون نے دروازہ کھول کر حمید کو اندر بلا لیا
حمید لعل قبا نے کہا کہ دروازہ قلعہ کا ابھی بند نہ کرنا مین ٹھہرونگا نہین دو دو باتین کر کے ہمراہ آتا ہون لیکر چلا جاونگا

مین مربوط کی آیا اُسنے تعظیم کرکے کرسی جواہر نگار حمید لعل قبا کو بیٹھنے کو دی حمید اُس کرسی پر خود نہ بیٹھا
شہزادۂ خاور سپاہ کو بٹھایا اور خود مودب کھڑا رہا مربوط نے پوچھا اے حمید لعل قبا یہ کون شخص ہے جسکا
تو نے اِسقدر اعزاز کیا اُسنے کہا اے مربوط یہ میرا آقا ہے مین اِسکا غلام ہون اُسنے کہا نام اِسکا کیا حمید ہے
اُسنے کہا کہ اِسے نبیرۂ حمزۂ صاحبقران عالیشان شہزادۂ ملک قاسم خاور سپاہ کہتے ہین مین اِسی
شخص کے طفیل بادیہ کفر و ضلالت سے نکلا سرچشمۂ ہدایت پر آیا اور لقاے بے بقا پر لعنت کی دین
اسلام قبول کیا اُسوقت مربوط برق انداز نے کہا تو نے غضب کیا کہ دغا سے اپنے ساتھ اِسے یہان
لے آیا مگر جائیگا کہان تجھکو اور اِسکو دونون کو مار ڈالونگا اور لوگون سے کہا کہ مارو اِن دونون کو چارطرف
سے کفار کا ہجوم ہوا قاسم نے اور حمید لعل قبا نے بھی تلوارین کھینچکر لڑنا شروع کیا تلوار چلنے لگی مگر قاسم
چند آدمیون کو مارکر برابر مربوط برق انداز کے آے اور تلوار اُسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُسے
اُٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو مارتا ہون زمین پر کہ پیوند خاک ہو جائیگا مربوط پکارا کہ
لاکھ لاکھ لعنت ہے لقاے بے بقا پر اور اُسکے پرستارون پر اور کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا
اُدھر سوار بھی قاسم کے آگئے تھے تھوڑے سے اہل قلعہ مارے گئے تھے کہ صداے الامان کی بلند ہوئی
ملک قاسم نے سب کو امان دی بتخانے تڑوا ڈالے مسجدین بننے لگین مربوط برق انداز نے اُسی شب
دعوت و ضیافت کا سامان کیا اور کھانے طرح طرح کے پکوائے اور بہت اعزاز و اکرام سے شہزادۂ
قاسم کی دعوت کی بعد فراغت آب و طعام شہزادۂ خاور سپاہ محفل عیش و نشاط مین تشریف
لائے طائفے کسبیون کے آکے جمع ہوے اور رقص ہونے لگا اُس محفل مین ایک نازنین یہ خمسہ بعد
ناز و ادا و حسن و خوبی گانے لگی خمسہ

رہے وہ لب کہ ہے جس لب پہ گفتگو تیری | رہے وہ چشم کہ ہے جسکو جستجو تیری | رہے وہ جان کہ جویا ہے چارسو تیری
خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری | خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

لہو کا نام بھی باقی نہین رہا تن مین | اگرچہ داغ محبت کا قلب روشن مین | مقام ہوگا کئی دن کے بعد مدفن مین
یقین ہے اُنکی کی جان اپنی آسکے گردن مین | سنا ہے جا ہے قریب رگ گلو تیری

جو تو ہے پاک تو عاشق کا دل بھی طاہر ہے | دوئی کا دخل نہین اک زمانہ ماہر ہے | وہ ناتوان ہون جسے بھول اپنی خاطر ہے
وہ گل ہون مین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہے | وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہے جسکے بو تیری

ہوا ہے چار عناصر سے اجتماع محال | کیا ہے زرد ہوا نے تپش جب مین خیال | ترے فراق مین برسون ہی ہے فکر وصال
بھرے ہین شرق و مغرب سے تا جنوب شمال | تلاش کی ہے صنم ہم نے چارسو تیری

عدم سے جانب ہستی بحال زار آیا | تجھی کو ڈھونڈھنے تیرا گنا ہگار آیا | خیال جلوۂ عارض کا لاکھ بار آیا
شب فراق مین اک دم نہین قرار آیا | خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری

چمک ہے دل مین ہمارے بھی نور عرفان کی | کہ یہ بھی ایک نشانی ہے دین و ایمان کی | ان آیتون کی صفت کیا مجال زبان کی
پڑھا ہے ہمنے بھی قرآن قسم ہے قرآن کی | جواب ہی نہین رکھتی ہے گفتگو تیری

ہوئے ہے حال برا گیسو میرے یوسف سے | ہزار جان فدا گیسو مرے یوسف سے | نہ کھول بند قبا گیسو میرے یوسف سے
مری طرف سے صبا کیو میرے یوسف سے | نکل چلی ہے بہت پیرہن سے بو تیری

مآلِ کار نہ تقریر سے ہوا ثابت | نہ کوشش و سعی نہ تدبیر سے ہوا ثابت | مگر ستارون کی تاثیر سے ہوا ثابت
یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت | قوی ضعیف کو کرنی ہے جستجو تیری

بہائے آنکھ سے آنسو برنگ شبنم صبح | سفیدی آنکھوں کی دکھلا رہی ہے عالم صبح | وہ طول رات کا وہ انتظار وہ غم صبح
شب فراق مین ہے روز وصل نام صبح | چراغ ہاتھ مین ہے اور جستجو تیری

شبیہ عاشق و معشوق ہے فلک پہ عیان | ہے آسمان و زمین مین یہ شعلہ نور افشان | یہ حسن و عشق کے جلوے مین دیکھو او نادان
جو ابر گریہ کنان ہے تو برق خندہ زنان | کسی مین خو ہے ہماری کسی مین بو تیری

عجب اسکا ہی کیا گر چمن معطر ہے | کہ ذکر یار سے ہر انجمن معطر ہے | فقط نہ غنچہ کا نازک بدن معطر ہے
دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہے | صبا ہی کے نہین حصہ مین آئی بو تیری

مثال طبع ذکی تو ہے رستم میدان | مقابلہ کرے تجھ سے کوئی مجال کہان | جو کند ذہن ہین کٹتے ہین سنکے تیر بیان
زمانے مین کوئی تجھسا نہین ہے سیف زبان | رہے گی معرکہ مین آتش آبرو تیری

یہ خمسہ اُس نازنین نے لحن داؤدی مین اس طور سے گایا کہ تمام حاضرین محفل محو ہو گئے صدائے واہ واہ ہر شخص کے منہ سے نکلنے لگی اور شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ بہت خوش ہوئے اور کئی گنجینے یاقوت احمر کے اور کئی کشتیان زر و جواہر کی منگوا کر اُسکو دین اور فرمایا کہ مجھکو اِسوقت گانا عیار طرار خنجر گذار خواجہ عمرو نامدار کا یاد آ گیا الغرض شب بھر یہی جلسہ رہا بعد دعوت و ضیافت کے تمام خزانہ یاقوت شاہ کا قاسم کے حوالے کیا قاسم وہان سے باہر آیا دامنہ کوہ مین اُترا ہوا تھا کہ سیارہ ڈھونڈھتا ہوا پہونچا قدم بوسی حاصل کی اور عرض کیا کہ سردار آپ کے قیماس خان خاوری وغیرہ بھی یہان سے قریب ایک جنگل مین پڑے ہوئے ہین قاسم نے اُنھین بلوایا وہ ملاقات سے مشرف ہوئے قاسم نے کہا کہ مین لشکر کشی لقا پر کرونگا لیکن ذرا بدیع الزمان کا حال معلوم ہوئے اور سیارہ سے کہا کہ جا کر خبر بدیع الزمان کی لا سیارہ خبر لینے کو روانہ ہوا لیکن اب حال گذارش کیا جاتا ہے مالک اشتر و ابراہیم بن مالک کا کہ یہ دونون لشکر اسلام سے نکلے سرگردان تباہ و پریشان ایک دامنہ کوہ مین پہونچکر ٹھیرے ہوئے وہان سے شہر زلزلالیہ مین پہونچے ہین زلزال شاہ اُس مقام کا حاکم تھا اُسنے جو خبر مالک اشتر کے آنے کی سُنی ایک سردار کو اپنے بھیجا کہ اس خداپرست کو جا کر گرفتار کر لا وہ آیا مالک سے مقابلہ ہوا آخر کار مالک نے اُسے گرفتار کیا اُسنے از روئے خوف اسلام اختیار کیا اور رات کو بھاگ کر زلزال کے پاس گیا تمام حال کہا زلزال خود مالک کے مقابلے کو آیا پہلے نیزہ بازی ہوئی مالک نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ٹالدیا زلزال اپنے غیظ و غضب مین آکر تلوار مارنے لگا مالک نے روکی شمشیر زنی ہونے لگی بعد شمشیر زنی کے نوبت کشتی کی آئی دیر کی کشتی مین مالک اشتر نے زلزال کو زیر کیا اور چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور پکارا کہ اقرار لعنت کر دین اسلام اختیار کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا وہ رو سیاہ دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا اور مالک اشتر کو اپنے لشکر مین لے گیا دعوت کا سب سامان مہیا کیا مالک اشتر کو کھانے مین بیہوشی دی مالک اشتر کو آثار بیہوشی جو معلوم ہوئے پکارا کہ اے زلزال تو نے میرے ساتھ دغا کی اُسنے جواب دیا کہ تم لوگ خداپرست ہو نہایت زبردست ہو تم سے کوئی سر کھپ ہوکر نہین لڑ سکتا ہے تم کو جس نے اسیر کیا ہے مکر و فریب کیا ہے مالک اشتر یہ گفتگو سنکر برہم ہوکر اُٹھے بس اُٹھنا تھا کہ ایک چکر آیا اور بیہوش ہو کر گرا ابراہیم اٹھانے کو مالک کے آئے وہ بھی گرا زلزال کے لوگ دوڑ پڑے دونون کی مشکین باندھ لین اور قید سخت مین گرفتار کیا اور تہ خانہ مین بھیجدیا جاکر قید مین بیٹھے اور

مجبور ہوے شکر خدا بجا لاے دوسرے دن زلزال شاہ نے مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک کو چاہا کہ دونون کو
قتل کرے مگر وزیر نے اُسکے منع کیا کہ ابھی اُنکا قتل کرنا میری راے ناقص کے نزدیک مناسب نہین پہلے آپ کو
اطلاع کرنا اُنکی گرفتاری کی خداوند لقا زمردشاہ باختری کو ضرور ہی جیسا حکم وہان سے آئے ویسا بجا لائیے آگے
آپ کو اختیار ہی زلزال شاہ کو راے وزیر کی بہت پسند آئی اور اُسی وقت ایک عرضی خداوند لقا زمردشاہ
باختری کی خدمت مین اِس مضمون کی تحریر کی کہ اے مقدر کن بندگان معاصی واے بخشندۂ جان دل ورح پرستاران
باختری خداوند لقاے بے بقا زمردشاہ ذیجاہ زاد مقدرا کم ـ بعد زمین بوسی ونقوش قدم کارخدائی لزوم کو سجدہ گاہ
اپنا بناکر یہ بندۂ کمترین عقیدت کیش دست بستہ یون عرض رسا ہی کہ کل اِس بندۂ عاصی نے سرحد زلزالیہ مین مالک اژدر
اور ابراہیم بن مالک سرداران لشکر اسلام کو پایا بہ ہزار معرکہ آرائی و بہ جہد جدال و قتال و بہ مکر و زور گرفتار کرکے مسلسل
بہ قید آہن زندانخانہ مین رکھا ہی لہذا عرضی ہذا پیش کرکے امیدوار ہون کہ بعد ملاحظۂ عرضی ہذا اُنکے لیے جو حکم فرمایا جاے
بجا لاؤن اگر حکم قتل ہو تو قتل کرون اور اگر وہان طلب ہو تو کچھ فوج ہمراہ کرکے حاضر خدمت کرون زیادہ حد ادب فقط
یہ عرضی زلزال شاہ نے لفافے مین بند کرکے عیار کو دی اور کہا کہ جلد یہ عرضی خدمت خداوند لقا مین پہونچا اور جواب لے کر
جلد آ وہ عیار طرف ملک سبائل کے روانہ ہوا اتفاقاً عیار زلزال شاہ جو عرضی لیے ہوے اِدھر سے جاتا ہی اور
اُدھر سے سیارہ عیار طرار شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم ذیجاہ کا آتا ہی راہ مین ملاقات ہوئی سیارہ نے
اُس سے پوچھا کہ تو کسکا عیار ہی اور کہان جاتا ہی اُسنے کہا مین شہر زلزالیہ سے آتا ہون اور زلزال شاہ کا
عیار ہون خداوند لقا کی خدمت مین عرضی زلزال شاہ کی لیے جاتا ہون سیارہ نے فوراً اُسے حلقۂ ہاے
کمند مار کر گرفتار کیا اور پشتارہ باندھکر خدمت ملک قاسم مین لاکر حاضر کیا اور عرض کیا کہ یہ عیار ہی زلزال شاہ
کا شہر زلزالیہ سے آتا ہی یہ عرضی زلزال شاہ کی لقا کے پاس لیے جاتا ہی مین نے گرفتار کرکے حاضر کیا ملاحظہ کیجیے
کہ عرضی مین کیا لکھا ہی اور کیا معرکہ درپیش ہی شہزادۂ قاسم نے جو عرضی پڑھی نہایت صدمہ ہوا اور سردارون سے
بیان کیا کہ مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک شہر زلزالیہ مین قید ہو گئے ہین اور زلزال شاہ واسطے اجازت
قتل کے عرضی لقا کو لکھتا ہی اب مین پہلے مالک اژدر کو رہا کرا لاؤنگا تو پھر اور طرف ارادہ کرونگا یہ کہکے طرف
شہر زلزالیہ کے کوچ کیا جب قریب شہر زلزالیہ کے پہونچے زلزال شاہ کو خبر ہوئی کہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران
قاسم ذیشان مالک اژدر کے رہا کرنے کو آئے ہین زلزال بھی اپنی فوج لے کر باہر آیا دونون لشکرون مین
طبل جنگ بجا رات بھر آراستگی جدال و قتال مین سب معروف رہے صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین
صف آرا ہوے نقباے بلند آواز نے نقابت کی زلزال شاہ میدان جنگ مین آیا مبارز طلب کرنے لگا ادھر شہزادۂ
ملک قاسم گھوڑا بڑھا کر مقابلے مین آے بعد لگاوٹ زنی و ہمسخنی کے زلزال شاہ نے نیزے کا وار کیا قاسم
نے پھرتی و چالاکی سے ڈانڈ نیزہ خونخوار کی تمام کر جھٹکا مارا نیزہ زلزال شاہ کے ہاتھ سے نکل گیا قاسم
نے نیزہ چھین کے اپنے لشکر کیطرف پھینکدیا زلزال شاہ نے تلوار میان سے کھینچکر ہاتھ مارا قاسم نے
ہاتھ بچا کر قبضۂ شمشیر کو پکڑ لیا اور تلوار چھینکر اپنے لشکر کی طرف پھینکدی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زلزال
شاہ کو زین فرس سے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے پکارے او نابکار لقاے بے بقا پر لعنت کر اور
پرستش اُسکی چھوڑ دے اور پروردگار عالم وحدہ لاشریک کو برحق جان کر سجدہ کر دین اسلام قبول کر
نہین تو مارتا ہون کہ پیوند خاک ہو کر جہنم واصل ہوگا زلزال شاہ نے کہا اے شہریار مین نے لقاے بے بقا

اور اُسکے پرستاروں پر لعنت کی دین اسلام قبول کیا آپ کی اطاعت و فرمانبرداری بجان و دل مدام کرونگا قاسم نے اُسکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیا از سر صدق زلزال شاہ مسلمان ہوا قاسم نے اُسکو اُسی طرح گھوڑے پر بٹھادیا زلزال شاہ نے عرض کیا او شہریار اگر اجازت ہو تو اپنے سرداران لشکر و لشکریوں کو بھی مسلمان کروں قاسم نے کہا بہتر ہے یہ تو مین تماشے دلی ہے زلزال شاہ بعد حکومت و دبدبہ دیر و شمشیر تمام فوج و سرداران لشکر وغیرہ کو دائرۂ اسلام مین لایا بعد اُسکے شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم زیجاہ کو ہمراہ لیکر مع لشکر داخل شہر ہوا اور تمامی شہر کو اسلام آباد کیا بتخانے گروا دیئے دیر توڑکر مسجدین تعمیر کرائین پھر مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک کو رہا کرکے حاضر خدمت فیضدرجت قاسم عالیشان کیا مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک نے جو نور جمال بیمثال قاسم باکمال کو دیکھا بہت خوش ہوئے اور قدمبوسی حاصل کی زلزال شاہ نے بڑے سامان اور بڑی دھوم دھام سے شہزادۂ قاسم عالی جاہ کی دعوت کی اور تمام لشکر اسلام کو مدعو کرکے بڑا جشن عام کیا رات بھر جلسۂ عیش و صحبت شراب و کباب و محفل راگ رنگ رہی سب سرداران لشکر بھی جمع رہے اور مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک وغیرہ شریک جشن نوروزی ہمراہ شہزادہ ملک قاسم رات بھر رہے شعر صبح دمیدہ و شب گذشت ماہ نشین بخانہ رفت ✤ روے سحر سپید گشت یار باین بہانہ رفت ✤ صبح کو شہزادۂ قاسم زلزال شاہ سے رخصت ہوکر سرداران لشکر و مالک اژدر و ابراہیم بن مالک ان سب کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے جب کوہ نرل پر آکر پہونچے سیارہ عیار طرار سے کہا کہ جاکر خبر بدیع الزمان کی لاؤ کہ وہ کہان ہین اور کس صورت سے ہین سیارہ عیار قاسم سے رخصت ہوکر بہ تلاش شہزادۂ عالیشان جگر گوشۂ حمزۂ صاحبقران یعنی شہزادۂ بدیع الزمان روانہ ہوا

دوسرے داستان شوکت نشان قرۃ العین صاحبقران شہزادۂ بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا پھول سی وہ شراب ✤ کہ جس جام گل میں ہو جیسے گلاب
اُسی بو کی ہو ساقیا اب تلاش ✤ نہ کانٹے لگے جس سے نہ ہو خراش
بہار آئی ہے گلشنوں مین ہے شور ✤ شگفتہ ہین گل زمین کے تئین
لگین بند کرنے مین بیشیان ✤ لگین طائرون کی شرکشتیان

بہار آئی بلبل لگے ہین سبھی ✤ سنا شیفتہ ہوکے تو سنے ملے
وہ گلرنگ جام آج ساقی ملے ✤ کہ جس سے مرا غنچۂ دل کھلے
چکورا کی طرف زمزمہ ساز ہین ✤ لگین بلبلین نغمہ پرداز ہین
سحر باغ عالی مین تازہ بہار ✤ دکھائی ہین نیرنگیان بے ہزار

غزل خزان مین سیر چمن کو جو وہ نگار آئے
شب فراق مین کیونکر مجھے قرار آئے
خزان مین بلبل نالان کا یہی نالہ
خزان کے بعد جو اے باغبان بہار آئے

ہرے سے درخت ہون پھر موسم بہار آئے
یقین تو ہے کہ نہ بھولا ساؤن تربت مین
چمن مین جلد الٰہی لگین بہار آئے
وہ غنچہ بیخ ہون ہرگز کبھی جیگا نہ رنگ

شفیق و مونس و ہمدم بھی کوئی پاس نہین
جو بہر فاتحہ وہ گل سر مزار آئے
مزدہ پھول چڑھانا مزار بلبل پر
جھلک کے سامنے بلبل اگر ہزار آئے

بیت شگفتہ کن گلشن داستان ✤ معطر کنند این گل بیخزان ✤ نغمہ سرایان گلزار رنگین بیانی و زمزمہ سرایان چمن خوش الحانی گلہاے مضامین رنگارنگ کو بہ شادابی طبع موزون گوناگون صفحۂ سبزہ زار صفحہ پر یون معطر کرتے ہین کہ جس وقت گل حدیقۂ سردار موشان و مسلمانان و نونہال گلشن صاحبقران یعنی شہزادہ بدیع الزمان تیر کج فلک کج رفتار مین سموم آفت آسمانی سے مثل گل خزان دیدہ پژمردگی کشیدہ گنجاب کے ہاتھ سے زخمی ہوئے مگر اُسی عالم زخمداری مین گنجاب کو مارا اور آپ بیہوش ہوکر گردن رہوار سے لپٹ گئے مرکب باد رفتار اُنکو

سے کر صحرا کی طرف نکل گیا دن بھر رات بھر بادیہ پیمائی کی صبح کو قریب شہر جمشیدیہ کے پہونچا اُس مقام
پر ایک باغ شگفتہ و شاداب جمشید شاہ کی بیٹی ملکہ مرصع کا تھا اور اُس باغ کا نام گلشن جمشیدیہ تھا
زیر دیوار باغ مرکب سے شہزادہ بدیع الزمان عالم بیہوشی میں گر پڑے اور مرکب ادھر اُدھر چرا کرنے
لگا قضاے کار داروغہ باغ کہ نام اُسکا جناح تھا باغبانوں کو ہمراہ لیے باہر باغ کے براے تفریح طبع
آیا کہ وقت سحر تھا آفتاب نہ طلوع ہوا تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی نسیم دبے پانون خراماں
خراماں آتی تھی صبا اٹکھیلیاں کرتی ہوئی ادھر سے اُدھر جاتی تھی شبنم آبپاشی کر چکی تھی کیفیت سبزہ زار
تھی عالم بہار نظر آتا تھا طیور جا بجا چہک رہے تھے گل خودرو مہک رہے تھے اُسی سبزہ زار میں دیکھا
کہ ایک گھوڑا پری پیکر باساز مرصع نگار نرم گیاہ چرا کر رہا ہے مگر زین ڈھلا ہوا آغشتہ بخون ہے داروغہ
جناح نے باغبانوں سے حکم کیا کہ یہ گھوڑا کسکا ہے پکڑ لاؤ باغبان چار طرف سے گھیر کر اُس گھوڑے کی طرف
دوڑے جب مرکب حور وش نے دیکھا کہ یہ لوگ میری طرف آتے ہیں مثل غزال رسیدہ طرارہ بھر کر اپنے سوار
کی بالین پر آ کھڑا ہوا باغبان جو قریب آئے اُنھوں نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا ماہ طلعت مہر صورت زخمدار
آغشتہ بخون اسطرح پڑا ہے جیسے شفق میں خورشید تاباں جلوہ گر ہو مرکب نے کسی باغبان کو پاس اپنے راکب
کے نہ آنے دیا ٹاپوں سے مارنے لگا اور مُنھ سے کاٹنے کو دوڑا باغبان پھر آئے اور داروغہ جناح سے سب
کیفیت بیان کی جناح خود آیا اور مرکب کو چمکار کر پکڑا ہوا اور شہزادۂ بدیع الزمان کا حال دیکھکر بہت
تاسف کیا اور گھوڑے کی باگ ڈور تھام کے شہزادۂ بدیع الزمان کو باغبانوں سے اٹھوا کر اپنے باغ میں
لایا پہلے زین پوش اور ساز وغیرہ مرکب کا اُتروا کر گھوڑے کو بندھوا دیا پھر جراح کو شہر جمشیدیہ سے بلوایا
مجروح کی زخم دوزی کرائی اور مرہم پٹی کی آپ خدمت میں حاضر رہا اور باغبانوں کو براے خدمت مقرر کیا
جب دل کو تسکین ہوئی زخموں کو راحت ملی غش سے آنکھیں کھولیں ہوشیار ہوے آہستہ سے آہ سرد کھینچ کے
اُٹھ بیٹھے اپنے تئیں ایک باغ نو بہار میں باکیفیت چمن شاداب دیکھکر غنچۂ دل شگفتہ ہوا دیکھا کہ اشجار باردار
جھوم رہے ہیں میوے گوناگوں لگے ہیں غنچے مسکرا رہے ہیں پھول کھلکھلا کے ہنس رہے ہیں رنگینی گلہاے
رنگا رنگ صناعی باغبان قضا و قدر کی دکھا رہی ہے بلبلوں کے چہکنے کی صدا آ رہی ہے طائران خوش الحان
حمد الٰہی میں مصروف ہیں سبزہ جا بجا پٹریوں پر مثل فرش مخمل زنگار کے ہے وہ باغ شہزادۂ بدیع الزمان
کو بہت پسند آیا دل کو فرحت ہوئی روح کو قوت ہوئی داروغۂ باغ مسمی جناح نے شہزادۂ بدیع الزمان سے
کہا کچھ اپنا حال بیان کیجیے شہزادہ بدیع الزمان نے کہا میں سوداگر بچہ ہوں راہ میں قزاقوں نے سب
مال لوٹ لیا تلوار چلی ملازمین میرے سب مارے گئے میں بھی زخمی ہوا گھوڑا مجھکو بیہوشی میں لے کر ادھر
نکل آیا تم اپنا حال بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہ باغ کسکا ہے اور حاکم یہاں کا کون ہے داروغہ نے عرض کیا کہ اس باغ
کا نام گلشن جمشیدیہ ہے اور جمشید شاہ کی ایک دختر نیک اختر ملکہ مرصع ہے نور نظر والدین ہے اُسکی وجہ سے دل کو اُنکے
آرام و چین ہے وہ اس باغ کی مالک ہے اور میں داروغہ اس باغ کا ہوں شہزادۂ بدیع الزمان سنکے چپ ہو رہے
چند روز میں بدیع الزمان نے زخمداری سے صحت و نجات پائی اچھے ہوے غسل صحت کیا اُس باغ میں مثل بلبل
کے رہنے لگے شعر یاد زلف یار آئی دل کو سودا سا ہوا + بوے سنبل نے طبیعت کی پریشاں باغ میں + ایک روز ملکہ
مرصع دختر نیک اختر جمشید شاہ براے گلگشت چمن باغ میں آئی بدیع الزمان نے آنا گل حدیقۂ حسن و جمال ملکہ مرصع

بیتاب شنوندگان محظوظ ہوتے گئے اور یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر بے سبب کیونکر کہوں ہر گل ہے خندان باغ مین ٭
کچھ تو دیکھا ہے جو ہین نرگس ہے حیران باغ مین ٭ اُدھر باغبان مہتمم بہار گلشن شگفتہ خاطری سے بصد انگارے مین شعر
آیا ہے سیر چمن کو وہ گل پردہ دار ٭ آشیان خالی کرین مرغ خوش الحان باغ مین ٭ ایک طرف نسیم سحر اہتمام صفائی چمن آرائی
مین مشغول ہر ایک سمت باد صبا جاروب کشی شاخہائے سنبل ریحان سے کر رہی ہے غنچے چٹک چٹک کر بالب خندان مژدہ
گلون کو دے رہے ہین اور گلہائے رنگین خود کھل کھل کر اُس گلعذار کے گرد نچھاور ہو کر گر رہے ہین شہزادہ بدیع الزمان
مالیون کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر نہایت باغ باغ ہوئے کہ داروغہ باغ گھبرایا ہوا آیا اور شہزادہ بدیع الزمان سے عرض کیا کہ آپ
میرے ساتھ آئیے بدیع الزمان داروغہ کے ساتھ گئے داروغہ نے ایک گوشہ چمن مین لاکر شہزادہ بدیع الزمان نامدار کو
بٹھا دیا اور کہا کہ آپ یہان سے باہر نہ نکلیے گا کیونکہ دختر نیک اختر جمشید شاہ ملکہ مرصع آج سیر باغ کو آئی ہے اور اُسکو
مردون کی صورت سے نہایت نفرت ہے بس ایسا نہو کہ آپ کے آنے کی اسکو خبر ہو جائے مجھ پر عتاب آئے بلکہ یہین بیٹھے
بیٹھے اپنے سامنے ہار بہت عمدہ عمدہ باغبانون سے گندھوا کر اور ڈالیون مین لگا کر بھیجنا ملکہ کی نذر کیے جائین گے
شہزادہ بدیع الزمان وہان گوشہ باغ مین بیٹھے اور باغبانون سے ہار گندھوانے لگے مگر ایک ہار زرد چنبیلی اور
سفید چنبیلی کے پھولون کا جانفزا خوشنما بطور ہدیہ اپنے ہاتھ سے گوندھکر اور ڈالی مین لگاکر ہمراہ اُن ڈالیون کے
ملکہ کے پاس بھیجا باغ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا بہت عمدہ اور شفاف بنا تھا اُسپر تکیہ مرصع کار کھنچا ہوا تھا اور
اُسپر فرش گل زرنگاری کا بچھا ہوا تھا اور چار طرف کرسیان جواہر نگار دھرین سامنے تکیے کے پائین فرش گلدستے
پھولون کے آکر رکھے گئے اور چنگیرون مین ہار بھی باغبانون نے لاکر لگا دیے کہ ملکہ مرصع خرامان گلگشت چمن
کرتی ہوئی زیر تکیہ آکر کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر ہوئی انیسین جلیسین سب لباس فاخرہ پہنے ہوئے گرد ملکہ کے آکر بیٹھین سات سو
خواصین زہرہ وش گرداگرد سامنے اپنے اپنے عہدون پر حاضر ہوئین مالنین زرق برق بنی ہوئین ڈالیان لگا کے
اور چنگیر ہارون سے کفرین حضوری کرکے بہ آداب قاعدہ تسلیم بجا لا کر سامنے سے ہٹ گئین ملکہ اُن گلدستون کی بہار دیکھنے
لگی اور پھولون کی ڈالیون کی سجاوٹ ملاحظہ کرکے جس وقت چنگیرون پر ملکہ کی نگاہ پڑی بغور سب کو دیکھا حکم کیا کہ
چنگیرین ہمارے پاس لاؤ مالنین دوڑ کے آئین اور چنگیرین اٹھاکر سامنے ملکہ کے رکھین وہ جو ہار شہزادہ بدیع الزمان
گل حدیقہ صاحبقران نے اپنے دست شاخ گل حسن و جمال و پنجہ مرجانی سے بنایا تھا اُس ہار کو ملکہ مرصع نے بہت
پسند کیا اور گیتی آرا وزیرزادی سے کہا کہ اری خیلا بھلا بتا تو سہی ڈالیان پھولون کی رکھی ہین چنگیرون مین ہار ہر رنگ
کے خوشنما دھرین ہین انمین کونسی ڈالی تجھے اچھی معلوم ہوتی ہے کون سا ہار خوب بہار اچھا ہے اور عمدہ بنا ہوا ہے اُسنے کہا کہ اے
ملکہ عالم بلائین صدقے جاؤن یہی ہار قابل گلے کے ہار کے ہے جو پسند میری غنچہ دہن گل پیرہن کے ہو ملکہ بولی مجھے تو
اس ڈالی کا ہار نہایت پسند آیا ہے یہ کہکر اُس ہار خوب بہار کو ہاتھ مین اٹھا لیا اور بغور دیکھا تاثیر دست حق پرست شہزادہ
بدیع الزمان اُس ہار کے پھولون کی خوشبو مین ایسا اثر کر گئی تھی کہ دل ملکہ مرصع کا خود بخود اُسپر مائل ہوا اور اُن
گلون کی خوشبو سے بوئے محبت آنے لگی مگر پھولون مین پھولون کے جو نگاہ کی تو اُسمین کاغذ کے کچھ پھول سے بنے لگے تھے
اور اُن پھولون کی پتیون مین ایسے اشعار عاشقانہ تحریر تھے اشعار

فصل ہے داغ جوش ہے موسم ناو نوش ہے
رنگ ہے آسکے جسم پر گل سے کہین زیادہ تر
دل کا یہ حال ہوگیا صورت چشم و گوش ہے

صدقے ہو تیری چال پر کیون نہ نسیم ہر سحر
اے پرچند گر لب کہین صبح پوش ہے

لالہ و گل کا جوش ہے بلبلون کا خروش ہے
نقش قدم سے رہگذر دامن گلفروش ہے
چہرے پہ تیرے گلبدن جب سے مری نظر پڑی

پڑھتے ہی ان اشعار محبت آثار کے رنگ چہرہ گل شگفتہ کا ظاہر مین صورت

گلشن سرخ ہو گیا مگر دل میں جو شگفتگی الفت عاشق دلجو سے اثر کیا تھا باغ باغ تھی میں برجبین ہوئی نیچہ ابروے خمدار غلاف عتاب حسن و جمال
سے کھینچکر علم کیا اور پکار کر کہا کہ بلاؤ تو جناح داروغہ باغبان کو یہ کون سا عاشق تازہ ہمارا اس باغ میں پیدا ہو کر رنگ دیا ہے کیا خوب اوصاف
ان گل دیگر شگفتہ عرصہ کے بعد یہ کج نئی بات سنائی دی یعنی عشق عاشقی کو کیا جانو ذرا آن سرو باغ عاشقی کو میرے سامنے لاؤ میں اسکی
سرکشی کو دیکھوں جسنے یہ اشعار عاشقانہ ہار کو بہار عشق میں گوندھ کر بھیجے ہیں یہ سنتے جناح داروغہ باغبانان مثل بید خشک کے کانپتا ہوا
سامنے آیا سر جھکا کر آداب بجا لایا ملکہ نے کہا ای جناح اگر تجھکو اپنی زندگی منظور ہے تو سچ سچ اور صاف صاف بتا دے کہ یہ ہار کسنے گوندھا ہے اسنے
کہا حضور قربان شوم اس خانہ زاد نے گوندھا ہے ملکہ نے کہا ای جناح بھلا ایسا ہی دوسرا ہار میرے سامنے گوندھ دے تو میں جانوں کہ یہ ہار تو ہی
نے بنایا ہے اور سوا اسکے یہ اشعار عاشقانہ تو نے کہاں پائے تجھکو کسنے یاد کرا دئے کیونکر ہمیں تو نے گوندھے جناح نے بہت بہت عرض کیا ای ملکہ
عالم بیٹا میرا ملک ایران سے آیا ہے وہ ہنر میں بہت لائق و قابل ہے سچ تو یہ ہے کہ یہ ہار دلکشا جانفزا اسنے بنایا ہے ملکہ نے کہا کہ جا اپنے بیٹے کو تو
ہمارے سامنے لا جناح داروغہ باغبانان وہانسے آیا اور شہزادہ بدیع الزمان سے کہا ای بھلے آدمی یہ تو نے کیا غضب کیا جو میں کہتا تھا وہی ہونا
تھا یہ جو تو نے ہار بنایا تھا اسمیں اشعار عاشقانہ درج کر دئے سبب جسکے ملکہ نے بلایا ہے دیکھیے تو کیا ہوتا ہے شہزادہ بدیع الزمان نے دل میں
کہا کہ جو مقصود تھا وہ ہاتھ آیا مطلب یہ تھا کہ کسی صورت سے ملکہ کا سامنا ہو جاوے جناح داروغہ باغبانان سے کہا کہ خوف کس بات کا ہے اگر ملکہ نے
بلایا ہے تو مجھے لیچل دیکھ تو خدا کیا کرتا ہے جناح شہزادہ عالیشان کو اپنے ہمراہ لیکر چلا مگر راستے میں جناح نے شہزادہ بدیع الزمان سے کہا کہ مجھے اندیشہ
ہے کہ ایسا نہو ملکہ تمکو قتل کرے جسکے باعث تمہاری جان جاوے بہتر یہ ہے کہ تم کہیں بھاگ جاؤ ابھی چلے جاؤ تمہاری جان بچ جاوے پھر جو کچھ ہوگی وہ گذرے گی تمام ستم
سہونگا ملکہ سے کہدونگا کہ وہ بھاگ گیا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ میں نے کیا تقصیر کی ہے جو بھاگ جاؤں تو اگر اپنے ساتھ نہ لیچلیگا
تو میں خود ملکہ کے سامنے چلا جاؤنگا یہاں یہ ذکر تھا کہ دو خوش چہرہ اور دو حسین لڑکی دوڑی ہوئی آئیں کہ ای جناح تو نے وعدہ کیا ملکہ خفا
ہو رہی ہیں جلد اپنے بیٹے کو لیچل مگر ان حسین نازنین نے جو حسن و جمال بے مثال شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کو دیکھا نہایت متحیر ہو کر دل و جان سے
گیا وہ بھی شہزادہ بدیع الزمان کو سمجھانے لگیں کہ ای عزیز مصر حسن یوسف صورت ماہ کنعان کیوں جاؤ ملا میں جان برجستہ ہو کر [illegible] تیرا اب کیا ہے
یہی بہت مناسب ہے تو یہاں سے بھاگ جا اپنے حسن و جمال و جوانی پر رحم کر اس تازہ شباب جواب کو خاک میں نہ ملا کچھ دن ملک بدر کیا
سے خدر کر ملکہ نہایت سفاک بیباک [illegible] جان عزیز ہو اگر حکم قتل دیا تو کچھ نہ ہو سکیگا لیکن بدیع الزمان نامدار کسی کو
جواب نہیں دیتے میں خاموش سب کے ساتھ چلے جاتے ہیں تھوڑی دور چلے تھے کہ اور دو حسین ملکہ کی ملیں مگر وہ
بھی شکل و شمائل شہزادہ بدیع الزمان کی دیکھکر دنگ ہو گئیں غرضکہ شہزادہ بدیع الزمان سامنے ملکہ مرصع پوش کے آ گئے
جو نہیں نگاہ چہرہ زیبا سے گل گلعذار حسن و جمال ملکہ مرصع پوش حور خصال پری تمثال پر پڑی شیفتہ و فریفتہ ہو گئے اور ملکہ کی نگاہ
شہزادہ بدیع الزمان عالیشان فلک مکان پر پڑی وہ بھی ہزار جان سے دلدادہ عاشق ہو گئی اگر عشق نگہت گل سے ہار سکتے نہ بیٹھے
ہو چکا تھا اب تو شمع محفل حسن پر پروانہ ہو گئی مگر ظاہر میں اسیطرح غیظ و غضب آشکار کیا یعنی ابروے خمدار کی تلوار کھینچ کے دوڑی
کہا واہ واہ یہی ہمارے عاشق زار ہیں میں بھی تو دیکھوں کیسا کوچہ محبت میں قدم ڈالا ہے سر جھکائیں ہاتھ تلوار کا لگاؤں
خون عاشقی کا رنگ دیکھوں جناح باغبانوں کا داروغہ بیتاب ہو گیا دوڑ کر ملکہ کے قدموں پر گر پڑا کہ اس غلام کے سر کو
جدا کیجیے اور اسکو بخشدیجیے کہ یہ مسافر تازہ وارد ہے خطا معاف کیجیے اشعار

جو غش پر لائی ہے بجلی ابروے یار کو　　ہے تڑپ دل میں خیال ابروے خمدار کو

یہ سنکر ملکہ نے ہاتھ تلوار کا روک لیا شہزادہ بدیع الزمان نے مسکرا کر یہ اشعار پڑھے نظم

اس سے بہتر ہے گلے پر پھیر دو تلوار کو　　مر گیا ہوں دیکھکر میں ابروے خمدار کو
تیز ہے مرہم کہیں ہے تیغ نگاہ یار کو　　چشم کی گردش ہوئی ہے سان اس تلوار کو

رو رہا ہوں دیکھکر برق نگاہ یار کو
میان میں دم بھر نہیں ہے چین اس تلوار کو
کیوں چھپاتے ہو دکھا کر ابروے خمدار کو
میرے مرقد پر بھی رکھدینا اسی تلوار کو
ہم نہ چھوڑینگے تمہارے ابروے خمدار کو

کیا ہمارے عتاب کو تم لوگ بھول گئے ابھی خوشامد کو حکم دے کر سولی دلواؤنگی سنبل پیچ سے کوڑے کھاؤ گی پھر پکاری ارے نرگس تو کیسا ہرا دے رہی ہو آنکھ نہین لگاتی اور سوسن کیون خوش ہو زبان نہین ہلاتی ملکہ مرقع پوش نے بہت کچھ تاکید شدید کی مگر گیتی آرا کہ وہ زیادہ تھی چرچی بھی رو روانہ گوشہ خلوتگاہ مین چلی گئی یہ سوچ کر کہ دیکھون تو کہ آج تیسرا روز ہوا ہو ملکہ نہ کسی ضروریات کو باہر نکلی نہ ہاتھ منھ دھویا نہ جو کی پر گئی نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا نہ کسی سے بات کرتی ہو نہ ہنستی ہو یہ آخر ماجرا ہی کیا ہو جا سنے ملکہ آج جنبے مارڈالے چاہے زندہ رکھے مین تو جا کر حال دریافت کرونگی یہ دل مین سوچ کر اندر داخل ہوئی اور آتے ہی قدمون پر ملکہ کے سر رکھ دیا اور پکاری ای ملکہ ہماری خطا معاف ہو اسوقت لونڈی جان پر کھیل گرائی ہو شعر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا ہو سر تسلیم خم ہو جو مزاج یار مین آئے ✦ پھر ملکہ کی چٹ چٹ بلائین لیکر گیتی آرا نے کہا واری جاؤن صدقے جاؤن آپکا مزاج کیسا ہو تیسرا دن ہوا ہو کہ بارہ دری کے باہر قدم رنجہ نہین فرمایا ہو کیا دل کا حال ہو کچھ بیان کیجیے مجھ سے تو نہ چھپائیے مین تو حضور کی ہمراز و ہمدم ساتھ کھیلی ہوئی ہون کیا مجھکو حضور محرم راز اپنا نہین جانتی ہین ہزار تصور کرتی ہین میرے پاس بھی تو حضور نے ایک ہمرازی کا خزانہ جمع کیا ہو سواے اسکے اور کوئی خدمت عنایت نہین کی جب گیتی آرا نے ایسی چاپلوسی اور خوشامد کی باتین ملکہ مرقع پوش کے سامنے بچھکے چپکے کین ملکہ بھی کچھ سوچ کے چپ ہو رہی غصہ نہ کیا ملکہ نے ہاتھ گردن مین گیتی آرا کے ڈالکر کہا کہ ہو زرا مجھکو اٹھا کر بٹھا گیتی آرا نے سر کے پیچھے ہاتھ دیکر ملکہ کو اٹھا کر بٹھا دیا اور بچشم نم کہنے لگی کہ ہے ہے یہ دو دن مین واری تمھارا کیا حال ہو گیا جیسے خدا نخواستہ آپ سے دو برسون کا بیمار ہوتا ہو ای ملکہ عالم آپ ایسی نڈھال ہو گئین آج تو آپ کا نرالا ڈھنگ ہو چہرہ ایسا اترا گیا رنگ بالکل بے رنگ ہو شعر آنکھون نے آئینہ حیران کی صفت پیدا کی ✦ زلف نے حال پریشان کی صفت پیدا کی ✦ ملکہ نے جب گیتی آرا کو اپنا دوست دلسوز پایا بیان کیا کہ ای گیتی آرا اب سن میرے راز درد دل کو کیا کہون کچھ کہہ سکتی ہون اور نہ اب ضبط کر کے چپ رہ سکتی ہون ای گیتی آرا جب سے تو حسن و جمال چہرہ بیمثال اس باغبان بچے کا دیکھا ہو صبر و قرار دل سے جاتا رہا ہو شیفتہ و فریفتہ ہو گئی مگر ای گیتی آرا شعر سخت ہو ایسے دل پہ کہان جا کے ہو پھنسا ✦ کو دیکھ کو مطیع ہوا کس ذلیل کا ✦ گیتی آرا نے کہا بلاؤن قطعہ دل کے آنے مین اختیار ہو کیا ✦ یہ شریف و رذیل کیا جانے ✦ اپنے مطلب سے کام ہو اسکو ✦ آبرو کی ذلیل کیا جانے ✦ مین صدقے جاؤن اگر دل اس باغبان بچے پر آگیا ہو تو اسکو بلا کے پاس بٹھائیے دل بہلائیے آغوش تمنا مین لیجیے پیار کیجیے سواے میرے کوئی اس راز سے آگاہ نہ ہوگا ملکہ نے کہا ای گیتی آرا وہی مین ہون کہ مرد کی صورت سے ہزار دن کوس بھاگتی تھی نفرت کی تھی اب مین خود عاشق زار ہو گئی اور ایسی قوم رذیل پر مر جاؤنگی اس مقبلی کو ہرگز گوارا نہ کرونگی گیتی آرا نے کہا واری ایک بات تو ہو یہ بہین و مثل حد بقیہ حسن و جمال مرد سہی بے مثال اگرچہ باغبان زادہ ہو مگر چہرے سے اسکے دواب شاہان اور سطوت خسروانہ معلوم ہوتی ہو مگر نہین معلوم ایسین کیا بعید ہو کس فلک بیمثال کا خورشید ہو اور یہ بھی سہی تو اسکے چہرے پر تو نہین باغبان زادہ لکھا ہو یہ آپ کی بیجا تقریر ہو اسکو بلا بھیجئے چین کیجیے مزے اڑائیے ملکہ نے کہا ای گیتی آرا یہ بہت مشکل ہو سخت دشوار ہو بس معلوم ہو گیا کہ منزل عدم درپیش ہو ناحق بس وپیش ہو پیمانہ عمر لبریز ہو گیا باوہ وصال محبوب نصیب

مین نہین تم کیا کرو اور مین کیا کرون بخت بدکردار نے برائی کی نظم

دل کو سمجھا سکے سینے مین کیا کیا اٹھائیے
کس کس کا داغ ای ستم آرا اٹھائیے

ہم بھی جگر کو تھام لین دلکو سنبھال لین
ظلم تمھارے رخ سے زلف چلیپا اٹھائیے

دل چاہتا ہو پھر کوئی جھونکا اٹھائیے
یون خاک مین ملائیے اس چشم شوق کو

ای ناتوانی دل بیمار الامان
طاقت نہین کہ دل سے تمنا اٹھائیے

رنج و قلق کو صد مہ و ایذا اٹھائیے
دل کا اٹھائیے کہ جگر کا اٹھائیے
دام بلاسے زلف سے باندھا ہو سلسلہ
پلکون سے اسکا نقش لعت پا اٹھائیے
ہر چند کوہ سے بھی گران تر ہو بار عشق

ہمت یہ کہ رہی ہے کہ تنہا اُٹھائیے ٭ اے گیتی آرا عجب مخمصہ مین جان ہے شوق دل زار و الفت دلدار تو یہ کہتی ہے کہ اُس
گل شگفتہ سرو قد کی ہم آغوشی کر شعر جو ہو سکے تو بیٹھئے پہلو بہ پہلو یار کے ٭ جی چاہتا ہے بوسے بھی لین گلعذار کے ٭ اور
غیرت کا یہی در رہ کہ تقاضا ہے کہ اے ملکہ مرصع پوش کیا تو نے اس باغبان بچے سے دل لگایا ہے تف ہے تیری اوقات پر کہان
ذلیل و خوار ہونے کو گئی ہے بس اندیشہ کونین مین آری ہے اے گیتی آرا مین اسی پیچ و غم و فکر و تردد مین دو دراز سے ہون کچھ
سمجھ مین نہین آتا کچھ بن نہین پڑتا شعر غم صیاد و فکر باغبان ہے ٭ دو غمے مین جان آشیان ہے ٭ مگر غالب یہی ہاتھ سے جاتی ہے کہ ہرگز
ہرگز باغبان بچے سے صحبت نہو نہی جان دیدے آج اس گلشن فانی سے طرف باغ جاودانی کے مثل بلبل پرواز کر گیتی آرا نے کہا کہ
نادار یہی ایسا ارادہ نہ کرنا یا تو اُسکو بلا کے گلے سے لگا کے پیار کرو صحبت عیش جو با دل سے عشق کو بھلا دو مطلق خیال اُسکا چہرہ
زیبا کا اُٹھا دو دا تم چلو پھرو گلگشت چمن کرو دکھاؤ پھر دل بہلاؤ خلق کا نام زبان پر نہ دو ملکہ نے کہا اے گیتی آرا دل نہین مانتا
معلوم ہوتا ہے کہ اب اجل بہت قریب ہے مصرعہ نہ تاب وصل دارم نہ طاقت جدائی ٭ اے گیتی آرا جلد ہی امان جان کو بلاؤ
اور کہہ دو کہ اب وقت اخیر ہے ایک نظر آکر دیکھنا ہو دیکھ لین اور سب جلیسین انیسین کہان ہین بلاؤ سرخ جوڑا شہانہ منگاؤ کہ ہم
آج وطن جینگے آپ ہی آپ تنہائی مین حسرت دل نکالینگے یہ سنتے گیتی آرا اُٹھی تمام جلیسون انیسون کو بلایا خواصان
خاص کو طلب کیا گویا دربار جمع ہو گیا ایک کنیز سے ملکہ کی مان کو بلوایا اُدھر کشتی مین منگا کر سرخ جوڑا عروسی کا داروغہ
توشہ خانہ لائی ملکہ مرصع پوش اُٹھی اُسی مقام پر سلفچی آفتابہ حاضر ہوا ہاتھ منہ دھو کے عوض مین تیل کے عطر
سہاگ کا بالون مین لگایا جسم مین ماہ پوشاک کو بسایا کنگھی چوٹی ہوئی پٹیان نکالی گئین مانگ بھری افشان چنی
کاجل لگایا مسّی جمائی شعر چنی افشان جو پیشانی پہ گویا مانگ کی چمکی ٭ مل مسی جو ہونٹون پر تو پھولا تختہ سوسن کا
زیور جواہر نگار جسم پر آراستہ کیا جوڑا سرخ عروسی کا پہنا گھونگھٹ نکال کر بیٹھی کہ ملکہ مرصع پوش کی مان آئین یہ
سامان دیکھکر دنگ ہو گئین گھر بیٹی کی دونون ہاتھون سے بلائین لین ملکہ مرصع پوش نے کہا امان جان آپ مجکو جی بھر
کے دیکھ لیجیے پھر رخصت کیجیے کہ وقت انتقال میرا قریب ہے موت آپہنچی ہے مان ملکہ کی رونے لگی بیٹی کو سینے سے
لگایا ملکہ بھی زار زار مثل ابر نوبہار گریان ہوئی ملکہ کے رونے پر تمام جلیسین انیسین خادمین کنیزین ملازم غیر ملازم
عزیز و اقربا یگانہ و بیگانہ یہ سب جمع ہو گئے تھے برابر سب کا شور نالہ و زاری آہ و بیقراری بلند ہوا اُسوقت وہ باغ
آتش زا ہو گیا بعد اُسکے مان نے ملکہ کی پوچھا کہ مجکو اس سامان بیت الحزن اور نالہ و زاری کا سبب نہین معلوم ہوتا کہ گو
کوئی کچھ حال تو کہو کیا ماجرا ہے ملکہ مرصع پوش تو شرم سے سر جھکا کر گھونگھٹ مین خاموش ہو رہی گیتی آرا نے بیان
کیا اور ساری کیفیت سے والدہ ملکہ کو آگاہ کیا اور کہا کہ اس سبب سے ملکہ آج جان دینے پر آمادہ ہین یہ سنکے مان نے
اپنی بیٹی کو پھر گلے سے لگایا منہ چوما اور کہا بیٹا تم شوق سے اپنے محبوب جانی اور یار جاودانی کو بلاؤ صحبت جو فرسے آغاز مین
تمہارے باپ کو سمجھا دونگی تم کیون اپنی جان کھوتی ہو شمع اشک گرم سے دھوتی ہو دنیا کے اس کارخانے مین رنگ چمن ہمیشہ
نرالے ہین کسی طرح مان نے اُسکو سمجھایا جلیسون انیسون نے بھی بہلایا ملکہ نے مطلق کسی کا کہنا نہ مانا اور مان سے کہا
اے امان جان آپ تشریف لیجائیے منظور فقط ایک نظر آپ کو دیکھنا اور دکھانا تھا اب جیسی مین تڑپ تڑپ کے مر کے گذر رہینگا یا جان
دینگے یا جیتے رہینگے الغرض مان تو ملکہ مرصع پوش کی رو پیٹ کے چلی گئی ملکہ نے گیتی آرا سے کہا کہ جاؤ اُس گل نوجوان
حسن و جمال کو وہ مرتے وقت اُسکو ایک نظر اور دیکھ لین جان دیتے وقت اُسکو بھی اپنی شکل دکھا دین یہ سنکے گیتی آرا
شہزادہ بدیع الزمان کے پاس آئی اور کہا اے صاحب چلیے ملکہ نے بلایا ہے ذرا دیکھیے کہ آپ کی محبت مین کیا حال
بنایا ہے بدیع الزمان جب ہوسے سنانے مین آسے جوسے ہمراہ گیتی آرا کے آئے سامنا ملکہ کا ہوا دیکھا ملکہ مرصع پوش

دلمن بنی ہوئی بیٹھی ہی اور شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے اشک حسرت آنکھون سے جاری شہزادہ بدیع الزمان
نامدار دلدادہ و فریفتہ تو پہلے ہی سے تھے جب اُس عروس حسن و جمال کا یہ رنگ و ناز و ادا دیکھا اور زیادہ عشق کے
دریاے طغیانی کے گھونگھٹ مین یون چہرۂ نورانی اُس خورشید لقا کا تھا کہ جیسے ماہ شب چاردہ ہالے مین جو تابی کر
ور جبین سے جلوہ گری کر رہا ہی شہزادہ بدیع الزمان فرزند دیدۂ صاحبقران آگے سامنے ملکہ مرضع پوش کے بیٹھے ملکہ
نے کہا اے عزیز مصر حسن و خوبی واے ماہ کنعان و یوسف محبوبی دیکھ تیرے عشق مین یہ حال میرا ہوا ہی اے یار جانی مین تجھپر
عاشق تو ہوئی مگر غیرت نے گوارا نکیا کہ تجھ باغبان بچے سے صحبت ہوتی اور وصل تیرا اختیار کرتی اسوقت جو تجھکو بلایا فقط
یہ سبب اور منشا دل کا تھا کہ آخری وقت تجھکو اور ایک نظر دیکھ لون اور تجھکو بھی اپنی حالت بیتابی دکھاؤن کہ یار جان ناکتخدا
دنیاے فانی سے عشق محبوب خوش اسلوب مین جاتی ہون بس اب مجھے اختیار ہی چاہے یہان بیٹھا رہ جی چاہے چلا جا
مین اپنے تئین اس شمشیر آبدار سے ہلاک کرتی ہون اور تجھپر جان و دل فریفتہ و شیفتہ نثار کر کے مرتی ہون اشعار

روز مرگ ارزو ہی تا بکی غم سہیجے
عالم ارواح سے صحبت کوئی دم کیجے
باغبان عیش سے اپنی بھی ہی کلی تھا
جب کلیجا اپنا مثل رستم کیجے

تا کجا دست دعا کو وقف ماتم کیجے
حالت غم کر دیوہ چاہیے شادی کم تجھی
اب خزان جلدی بہار گل ماتم کیجے
مرگیا اس گلبدن کے غم مین زرد انجیت

زندگان کا بھی خیال اے اہل عالم کیجے
خندۂ گل دیکھکر یاد اشک شبنم کیجے
معرکے مین عشق کے رکھنا قدم تو جم کے
واسطے میرے کفن کے قطع شبنم کیجے

ملکہ ہمارے مرضع پوش بعد جوش و خروش یہ اشعار عشق آثار پڑھکر شمشیر آبدار اٹھاکر چاہتی ہی کہ اپنے گلے پر پھیرے کہ
شہزادہ بدیع الزمان نے بعد ہوشیاری جھپٹ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے ملکۂ عالم ایک دو باتین سن لیجے اور کر گزر جو کچھ
اختیار ہو یہ جان نثار بھی مرنے پر تیار ہی تم باغبان بچے کیسے سمجھی ہوئی ہو ہرگز ہرگز مجھے ایزد مین باغبان بچہ نہین ہون
مین گل گلشن سروار و سلطان ہون مین نونہال تازۂ باغ دین اسلام بعد احترام ہون مین قرۃ العین و جگر گوشہ
امیر پاک نژاد فرزند قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان ہون نام میرا شہزادہ بدیع الزمان عالیشان ہی
مین نے بادشاہ گنجاب بن گنجوز کافر حرمان و یونس کو ملک سنجان سے بھگایا اب حال مین ایک معرکۂ
عظیم اور در پیش ہوا تھا کہ قریب ملک سبائل کے بڑی جدال و قتال ہوئی تھی لشکر اسلام سے کارزار ہوئی وہان
مجھسے اور گنجاب سے پھر مقابلہ ہوگیا گنجاب نے مجھے زخمی کیا مگر بفضل ایزدی مین نے زخمدار ہوکر گنجاب ملعون
کو مارا لیکن زخم کاری چونکہ لگا تھا خون بہت جاری ہوا اُسکے باعث غش طاری ہوا بیہوشی کے عالم مین مین نے گردن
مرکب مین ہاتھ حائل کر دیے گھوڑا مجھکو اُس معرکۂ کارزار سے لیکر طرف صحرا کے نکل آیا تمہارے باغ کی دیوار کے نیچے
مرکب نے پھر ہری ہی مین اُسی عالم بیہوشی مین گر پڑا چونکہ زخمی بہت تھا صدمۂ زخمداری سے ہوش نہ آیا چنانچہ وہ
باغبان تمہارے باغ سے نکلا اُسنے دیکھا میری حالت زار پر اُسکو رحم آیا وہ اٹھا لایا چارہ گری زخم کی مجھکو علاج
کر کے اچھا کیا یہ اُسکا البتہ نہایت مجھپر احسان ہی فقط تمہارے خوف سے اُسنے مجھکو اپنا بیٹا قرار دیا ورنہ مین اُسکا
بیٹا نہین ہون کیون اپنے تئین ہلاک کرتی ہو اور مجھپر ناحق اپنا خون کا ذمہ دھرتی ہو سنو نقاب عارض دلدار کو دور کیجے

باغ مراد عشق کی دیوار توڑ لے
ورنہ مجھے اگر نہ ملے ہاتھون کو جوڑ کر

بس سر اُٹھا کے مصحف رخ میرا دیکھیے
کہتا ہی مل نہ خاطر دلدار توڑیے

بت کو سلام کیجیے زنار توڑ دے
یہ اشعار پڑھکر شہزادہ نامدار بدیع الزمان

عالی وقار نے نقاب اُلٹ دی اور کہا اے ملکہ اب دل سے خیال بیجا دور کرو دل کو مسرور کرو اشعار در رخ بے لاگ گئے
گھونگھٹ نقاب کے ہلا دے وہ زور ذوق کہ باتین حجاب کے پردے نہین رہتی ہیں تاب صورت خورشید شعاع حسن ہی تجھ

نقاب کے بدلے • ملکہ جامہ مرصع پوش نے جو چہرۂ نورانی شہزادۂ بدیع الزمان بغور سے نظر کی اور کیفیت
تمام و کمال اسی اسقدر خوش ہوئی کہ جامہ سے باہر ہوگئی قریب تھا کہ شادی مرگ ہوجائے مثل گل کے کھلکھلا اٹھی غنچۂ
دل شگفتہ ہوا صورت سوسن زبان کھولی کہا اے شہریار مجھکو یہی یقین تھا کہ تم اس باغبان کے بیٹے ہو مگر افسوس
بیٹے کسی طرح ثبوت ہوا میری قسمت مین اتنی تکلیف اور رنج و غم تھا ہوا الغرض گیتی آرا نے سبکو اشارا کیا ایک ایک
جلیس انیس خواص کنیز ہر ایک حیلے بہانے سے ہٹ گئی تخلیہ ہوا دونوں ہمصحبت ہوئے عاشق و معشوق سے ملے
مخرور کدورت آب وصل سے دھو گئی غنچۂ سربستہ ہوائے بہار سے کھل گیا سرو قامت نہال تازہ نظر آیا بادۂ وصال کا
جام پی کر سیراب ہوئے تشنۂ محبت سے چور انکھین مخمور دل کو سرور ہوا غم مفارقت دونوں طرف سے دور ہوا مگر جب
والدہ ملکہ مرصع پوش نے سنا کہ وہ نوجوان کہ جسپر ملکہ عاشق ہوئی ہو وہ باغبان بچہ نہین بلکہ فرزند حمزہ صاحبقران کا
ہی اور اب ملکہ اسی سے ہمصحبت ہی جام شراب دور مین ہی فتنۂ عشق سے مست ہی یہ سنکر نہایت خوش ہوئی جان مین
جان آئی لوگون نے کہا کہ بہتر ہوا جان تو ملکہ کی بچ گئی مبارک ہو اسنے خود جوڑا اپنا تلاش کر لیا اور ایسا جوڑا کہ حسب
و نسب مین اعلی اور ما علی لیکن جمشید شاہ کو خبرداروں نے آکر خبر دی کہ ملکہ مرصع پوش ایک خدا پرست پر عاشق
ہوئی اور باغ مین اپنے اس خدا پرست سے ہمصحبت ہی جمشید شاہ یہ سنتے ہی آگ بگولا ہوگیا جسم کا کندہ تو تھا آتش
سے دل سینہ مین مثل سپند کے جلنے لگا پکارا کہ یا تو اس ابلہ رسیدہ کو مرد کی صورت سے نفرت تھی مین نے زبردستی
یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے منظور نظر کرائی تھی یا اب ایسی آوارہ ہوگئی کہ ایک خدا پرست سے ہمبستری اختیار
کی اور اسکے ساتھ اپنے باغ مین میرے ظاہر کرنے کو گرم اختلاط ہی ابھی جا کر دونوں کو قتل کرتا ہوں یہ کہکر تلوار ننگی کر
ہاتھ کھڑا ہوا اور کچھ فوج ساتھ لیکر باغ مین آیا فوج کو حکم دیا کہ چار طرف سے گھیر لو اور آپ یکہ و تنہا داخل باغ جمشید یہ جو
جسوقت بارہ دری مین آیا دیکھا کہ ملکہ مرصع پوش اور بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران ایک مسند پر بیٹھے ہین
ہم آغوشی کا موقع ہی بوس و کنار ہو رہا ہی گردنوں مین ہاتھ حائل ہین منہ پر منہ لب بلب سینہ بسینہ جمشید شاہ
نے یہ دیکھکر للکارا کہ او گیسو بریدہ یہ کیا تو نے غضب کیا پردۂ عصمت خدا پرست سے چاک کرایا کہان جاتی ہی دیکھ تو
کیسی سزا اسے معقول دیتا ہوں اور اس خدا پرست کو تو ابھی قتل کرتا ہوں پھر تلوار کھینچ کر جھپٹا للکار کر پھر پکارا کہ او
او خدا پرست و برباد کن ناموس شہریاران دیکھ تو تیرا حال کیا کرتا ہوں بنیاد سے کب جڑ تا ہوں اور اس گیسو بریدہ
ننگ خاندان کو بھی تیرے ساتھ ہی قتل کرونگا مگر شہزادۂ بدیع الزمان نامدار مطلق کچھ خبر نہوئے وہ جو پہلے ہو سے
جسطرح بیٹھے تھے اسی طرح بیٹھے رہے جب جمشید شاہ نے برابر آکے تلوار ماری شہزادۂ بدیع الزمان نے ملکہ
مرصع پوش کو پشت کے پیچھے کر دیا اور دونوں گھٹنوں کے بل اٹھکر ایک جھپکی دی کہ تلوار اسکی ہٹ پڑی ہاتھ
قبضے پر ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ اسکا تلوار چھین لی اور کمر بند خنجر مین ہاتھ ڈال کر جمشید کو اٹھا لیا اور تین چکر دیکر
زمین پر مارا اور جست کرکے اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور فرمایا کہ او نابکار دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی مارے
ڈالتا ہون جمشید شاہ نے کہا کہ مین نے لقا پر اور اسکے پرستاروں پر لعنت کی دین اسلام قبول کیا بدیع الزمان
نے اسکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیا جمشید شاہ مسلمان ہوا شہزادۂ بدیع الزمان اسکے سینہ پر سے اٹھ کھڑے ہوئے
جمشید شاہ نے قدم میمنت لزوم بدیع الزمان لیے اور کہا کہ اب مین مطیع و فرمانبردار اور غلام حلقہ بگوش
ہوا امیدوار ہوں کہ اب آپ اپنے حسب و نسب سے غلام کو آگاہ کیجیے شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ
فرزند جگر بند امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا ہون شاہزادۂ بدیع الزمان نامور ہی سرفتنہ ملک باختر بھی کو

سب کہتے ہیں جمشید شاہ نے دست بستہ عرض کیا اب آپ اندر شہر کے تشریف لیچلیے شہر کو اسلام آباد کیجیے
شہزادہ کو زیجاہ ہمراہ بادشاہ کے شہر جمشیدیہ میں داخل ہوئے دولت دین اسلام سب کو مرحمت کی بتخانے
توڑوا ڈالے مسجدوں کی بنیادیں جا بجا ڈلوا دیں سکہ نام پر بادشاہ دین اسلام سعد بن قباد نیکنام کے جاری
کیا جھنڈا دین اسلام کا کھڑا کیا جب جمشید شاہ مع اپنے سرداران نامور کے خلعت دین اسلام سے سرفراز
ہو چکا عقد ملکہ جامہ مرصع پوش کا ساتھ شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کے کر دیا اسی باغ میں شہزادہ
بدیع الزمان اور ملکہ جامہ مرصع پوش دونوں رہنے لگے ہر روز جلسہ صحبت عیش شراب و کباب راگ
رنگ ہو مزے اڑتے ہیں فلک رشک کرتا ہو در ظلم و جور ہی آزار کا پہلو ڈھونڈھتا ہو ایک روز شب کو شہزادہ
بدیع الزمان اسی باغ میں ملکہ جامہ مرصع پوش سے ہمبستر تھے کہ عقب دیوار باغ سے آواز رونے کی آئی بیچین
ہو گئے اٹھ کھڑے ہوئے روشنی ہمراہ لیکر اس آواز کی طرف چلے جب باہر دروازہ باغ کے آئے دیکھا کہ ایک شخص نحیف
زار و ناتوان ضعیف و نحیف بیٹھا ہے اور بار بار آہ سرد کھینچکر اشک گرم بہاتا ہے اور شکایت فلک کجرفتار کی کرتا ہے شہزادہ
بدیع الزمان نے اسکے پاس آکر کہا اے شخص تو کون ہے اور کیا مصیبت تجھپر فلک کجرفتار نے ڈالی ہے اسنے کہا تجھسے
کیا بیان کروں تو جا اپنا کام کر اگر کوئی میری دادرسی کرنے والا ہو تو اس سے اپنا درد دل بیان کروں شہزادہ
بدیع الزمان نے فرمایا کہ تو اپنا حال تو اظہار کر جو مشکل ہوگی مدد پروردگار سے ابھی آسان ہو جائیگی اسنے
کہا کہ تم نام و نشان اپنا اظہار کرو تو پھر حقیقت حال گذارش کروں شہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ میں فرزند ارجمند
امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ہوں اور نام شہزادہ بدیع الزمان نامدار ہے اسنے کہا
کہ نام میرا سعد ہے میں وزیر جمشید شاہ کا بیٹا ہوں اور جمشید کی بھولی بیٹی پر دلدادہ و شیدا ہوں اور وصل اسکا
جمشید شاہ نے ایک شرط پر موقوف رکھا ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ ایک سیاہ پوش دامنہ کوہ میں مقیم ہے
جو اسے جا کر زیر کرے میں اسکے ساتھ اسکی شادی کر دونگا اے شہریار میں اس سے مقابلہ کرنے گیا تھا اسنے مجھکو
گرفتار کر لیا تھا مگر اس عہد پر مجھکو رہا کیا کہ خبردار آئندہ پھر یہاں پر آنے کا قصد نہ کرنا میں وہاں سے نیم جان
لیکر روانہ ہوا مگر ولولۂ محبت نے ایسا دیوانہ کر رکھا ہے کہ مجھکو اپنی جان کا کچھ پاس نہیں اسی بیقراری کے عالم
میں بار دگر ورزش اور کثرت ڈنڈ مگدر کی ایسی بہم پہنچائی اور طاقت بڑھائی کہ پھر حوصلہ اسکے مقابلہ کا ہوا اور
جوش عشق میں اس سے مقابلے کو گیا اسنے پھر مجھے زیر کیا اور پیشانی پر میری داغ دیکر چھوڑ دیا اور کہا کہ
اگر ابکی پھر تو آئیگا تو مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا اے شہریار بسبب خوف جان اب میں اسکے مقابلے کو نہیں جا سکتا
مگر اشتیاق اور آرزوے وصل محبوب خوش اسلوب بے تیغ ذبح کیے ڈالتا ہے شہزادہ بدیع الزمان نے
کہا اے سعد اگر تو اس نحوست کفر کو چھوڑ کر دین اسلام بصدق دل قبول کرے اور لقا پر لعنت کرے اور مسلمان
ہو جائے تو میں تیرے ساتھ چلکر اس سیاہ پوش کو زیر کروں اور شادی تیری ملکہ کے ساتھ کرا دوں سعد نے کہا
مجھکو بدل قبول اور منظور ہے اگر حکم ہو تو آپ کو سجدہ کروں شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ معاذ اللہ یہ کیا کہتا ہے
تو پھر سجدہ پروردگار عالم و عالمیان کو شایان اور زیبا ہے بس یہ کافی ہے کہ تو کلمہ پڑھ اور خدا کو وحدہ لاشریک جان اور لقا
بے لقا پر اور اسکے پرستاروں پر لعنت کر دین اسلام میں آکر مسلمان ہو وہ بہر طور رضامند ہوا شہزادہ بدیع الزمان نے
فرمایا خیر اسوقت تو تو جا صبح کو آنا اور اسی دروازہ باغ پر ٹھہرا رہنا میں تیرے ساتھ چلونگا اور دامنہ کوہ میں قدرت
پروردگار کا تماشا دکھا دونگا اور انشاء اللہ تعالے اس سیاہ پوش کو زیر کرونگا یہ کہکر شہزادہ بدیع الزمان

باغ مین تشریف لے گئے اور سعد چلا گیا ملکہ جامہ مرصع پوش سے کیفیت سعد وزیرزادے کی بیان کی ملکہ
نے کہا کہ صاحب اچھے مدت سے یہی سودا ہی اور وہ جو سیاہ پوش دامنہ کوہ مین رہتا ہی اُس سے کوئی نہ جیتا
ہوا ہی اور نہو گا مقابلہ کیا بارا سعد تک ادھر کا بند ہو گیا شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ ای ملکہ خدا نے چاہا تو
کل اُس سیاہ پوش کو جا کر زیر کرونگا ملکہ جامہ مرصع پوش نے بہت سمجھایا اور نہایت مصر ہوئی کہ ای
شہریار اُس کمبخت کے مقابلے کو ہرگز نہ جانا شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا ای ملکہ یہ کہنا تمھارا ہرگز نہ مانونگا
انشاء اللہ ضرور کل جا کے اُسکو زیر کرونگا القصہ وہ رات کٹ گئی صبح نمودار ہوئی شہزادۂ بدیع الزمان نے
چلنے کا سامان کیا ملکہ جامہ مرصع پوش نے منع کیا مگر شہزادے نے نہ مانا مجبور ہو کر ملکہ نے باپ کو اپنے بلوایا۔
جمشید شاہ نے بہت بہت منع کیا مگر شاہزادۂ نامدار نے جمشید شاہ کا بھی کہنا نہ مانا قصہ مختصر شہزادۂ بدیع الزمان
عالیشان ہمراہ سعد کے روانہ ہوئے یہان ملکہ مرصع پوش دلکو پکڑ کر جوش محبت مین رہ گئی مگر دیوانہ وار مضطر و بیقرار
کبھی بارہ دری سے باہر آتی ہی اور کبھی فرش خواب پر جا کر لیٹ رہتی ہی کبھی افسوس جلیسون سے کہتی ہی صاحبو دعا
کرو کہ شہزادۂ بدیع الزمان بفتح و فیروزی خیر سے پھر کر جلد آئے خدا اُس جمال بیمثال شہریار دکھائے ملکہ کا تو یہ حال
کہ مبتلائے پریشان مضطر و نالان دعائے خیریت بر زبان ہی اُدھر شہزادۂ بدیع الزمان جب درۂ کوہ مین پہنچا
سم مرکب کی آواز بلند ہوئی بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک شخص نہایت قوی ہیکل قوی بازو صاحب تن و توش
سیاہ پوش کرگدن پر سوار ایک تابوت اسکے ساتھ سامنے سے ظاہر ہوا اور شہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھ کر للکارا
کہ او اجل رسیدہ اس طرف تو کہان آتا ہی پھر جا اگر تجھکو اپنی جان عزیز ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے نعرہ کیا
نعرۂ بدیع الزمان منم نبیرۂ سہراب و رستم وقار ہے بدیع الزمان صفدر و نامدار + باتیں ادھر دونون ادھر کی
راہ مسدود کی آمد و شد خلائق بند ہی مین تجھکو سزا دینے آیا ہون وہ سیاہ پوش بعد جوش و خروش قہقہہ مار کر
ہنسا اور کہا تو مجھکو سزا دینے آیا ہی خیر معلوم ہوگا کہنے کو تو یہ کلمات و کلمات اسنے منہ سے نکالا مگر شان و شوکت
و رعب و جلالت سطوت و صولت شاہزادۂ بدیع الزمان کی دیکھکر نہایت حیران اور متردد ہوا پہلے تو بہت سا
بدیع الزمان کو سمجھایا کہا کہ تو یہان سے چلا جا تو کیون کسی کیواسطے زحمت اُٹھاتا ہی اپنی جان کو گنواتا ہی
بعد اُسکے نیزہ اُٹھا کر بدیع الزمان پر وار کیا۔ بدیع الزمان نے طعن نیزے کی رد کر کے نیزہ اُسکا چھین لیا اُسنے
تلوار کھینچ کر وار کیا شہزادۂ بدیع الزمان نے بہ فنون سپاہ گری تلوار بھی اُسکی چھین لی وہ گینڈے پر سے
کود پڑا شاہزادۂ بدیع الزمان بھی مرکب باد رفتار سے اُترے اسلحہ اُتار کر زین مرکب پر رکھ دیے کشتی ہونے لگی
کوئی زور کوئی پیچ اُسنے باقی نہ اُٹھا رکھا بفضلہ تعالی تیسرے دن شہزادۂ بدیع الزمان نے زور اُسکا توڑ کر اُٹھا کر
جو مارا پیوند زمین اور نقش زمین ہو گیا شہزادۂ بدیع الزمان چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھے اور پکارے کہ دین اسلام
قبول کر بتون پر لعنت کر نہین مارے ڈالتا ہون اُسنے کہا کہ آپ اپنے نام اور حسب نسب سے اچھی طرح آگاہ کیجے
شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ نام تو مین نے اپنا پہلے ہی تجھپر ظاہر کر دیا تھا اب پھر تجھکو بخوبی آگاہ کیے دیتا ہون
مین نور عین و راحت جان فرزند نوجوان امیر نامدار قیصر قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کا ہون اور نام
میرا شہزادۂ بدیع الزمان عالیشان ہی اُسنے کہا ای شہریار مین تین برس سے مسلمان ہون اور دین اسلام قبول
کر چکا ہون الحمد للہ کہ اب مراد میری بر آئی مین تو اسکا منتظر تھا قدوم میمنت لزوم کا مشتاق تھا اور نام میرا
قارن کرگدن سوار ہی باپ میرا ملک شمال کا بادشاہ تھا نام اُسکا شمائل شاہ تھا اتفاقاً سے

جو روسیاہ ہی جب وہ ظلمات سے یہان آیا دیو پری بہت سے اُسکے ساتھ تھے اُسنے زبردستی ملک بیابل میرے
باپ سے چھین کر عمل اپنا کر لیا اور باپ کو میرے قتل کیا اُس زمانے مین مین میرا دو برس کا تھا ماں میری مجھکو لیکر
وہان سے بھاگی اس دامنہ کوہ مین آکر پناہ لی اور سکونت اختیار کی جب مین سن تمیز کو پہونچا اُسنے مجھسے ساری
کیفیت بیان کی مین نے زور و طاقت و قوت بہم پہونچائی جو ادھر سے آتا تھا مین اپنا زور آزماتا تھا جس شخص کو
مین نے دو تین روز کی کشتی مین زیر کیا اُسکو اپنا رفیق بنایا اور جسے کچھ بھی نہ پایا اُسکو چھوڑ دیا اور اُس سے کہدیا کہ
جلد جا یہان سے پھر ادھر آنے کا قصد نہ کرنا چنانچہ اسی طرح منتخب کر کے مین نے چالیس ہزار رفیق جرار نامدار جمع کیے
اب میرا ارادہ ہوا تھا کہ لقاے بے بقا پر لشکر کشی کرون کہ شب کو مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ نورانی صورت
فرماتے ہین ای قارن ابھی لقا پر لشکر کشی نہ کر یہان فرزند رشید امیر ابو المعالی حمزہ صاحبقران شہزادہ بدیع الزمان
آنے والا ہی اور وہی تجھے زیر کریگا تو اُسکے ساتھ لقاے بے لقا پر لشکر کشی کرنا بس مین آپ کا نہایت منتظر تھا سو الحمد
کہ قدمبوسی آپ کی حاصل ہوئی شہزادہ بدیع الزمان نے پوچھا کہ یہ تابوت تیرے ساتھ کیا ہی اُسنے کہا کہ یہ تابوت
میری ماں کا ہی غرضکہ بدیع الزمان اُسکے سینے پر سے اُٹھ کھڑے ہوے اور قارن کو گلے سے لگایا قارن نے
دعوت و ضیافت شہزادہ بدیع الزمان نامدار کی بڑی دھوم سے کی دوسرے روز شہزادہ بدیع الزمان کو
ساتھ لیکر شہر جمشیدیہ مین آیا جمشید شاہ نے جو دیکھا کہ قارن غلام حلقہ بگوش ہوگیا ہی نہایت حیران ہوا اور کہا کہ
حقیقت مین اولاد حمزہ صاحبقران زمان بڑی زبردست ہی کیسے کیسے جرارون اور بہادرون اور دیوزادون اور
پریزادون کو زیر کیا ہی شہزادہ بدیع الزمان نے جمشید شاہ سے فرمایا کہ ای بادشاہ جو شرط تیری تھی وہ پوری ہوئی
قارن کو زیر کر کے مین گرفتار کر لایا ہون اب تجھکو لازم ہی کہ شادی اپنی بیٹی کی سعد کے ساتھ کر دے اُس بادشاہ
جمشید شاہ نے بموجب حکم شہزادہ بدیع الزمان اُسیوقت عقد ملکہ گل چہرہ دختر نیک اختر تجویز اپنی کا سعد کے ساتھ
کر دیا اب یہ کیفیت ہی کہ شہزادہ بدیع الزمان دن بھر تو بارگاہ مین جمشید شاہ کی رہتے ہین اور رات کو باغ
مین ملکہ ہماے مرصع پوش کے پاس جلوہ افروز رہتے ہین اور ہرکارے سرداران لشکر اسلام کیواسطے جابجا
روانہ کیے کہ خبر سرداران لشکر اسلام کی دین ایک دن شہزادہ بدیع الزمان بارگاہ جمشید شاہ مین جلوہ افروز
تھا کہ ہرکارون نے آکر جمشید شاہ کو خبر دی کہ ایلچی ہوشنگ شاہ نیل دندان اور کاؤس شاہ فیل دندان
کا آیا ہی یہ خبر سنتے ہی جمشید شاہ کی رنگت زرد ہو گئی مگر کہا کہ بلاؤ ایلچی کو جب ایلچی اندر بارگاہ کے گیا سلام کیا
جمشید شاہ نے دنگل پر بٹھایا ایلچی نے نامہ جمشید شاہ کو دیا جمشید شاہ نے دبیر سے کہا کہ نامہ پڑھو
دبیر سرکار نامہ پڑھنے لگا لکھا تھا ای جمشید شاہ ہمنے سنا ہی کہ تمہاری دختر نیک اختر ملکہ ہماے مرصع پوش
کے حسن کا بہت شہرہ ہی اور وہ نہایت حسین مہجبین شکیل و جمیل ہی ہم بہت اُسکے مشتاق ہین اب تمکو مناسب
ہی کہ فوراً پڑھتے ہی نامہ مسرت شمامہ کے اُس حور وش کو محافہ زرین سوار کر کے ہمراہ ایلچی بادولت کے کر دو
اور اگر اسکے خلاف کرو گے تو سزا پاؤ گے وہین آکر تمام شہر کو قتل کر کے بیخ و بنیاد قلعہ کی کھدوا کر پھینکوا دونگا
اخیر کو پھر بہت پچھتاؤ گے ایسا نہ کرنا بقول کسے کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی + تاکید مزید جانو شہزادہ
بدیع الزمان سنتے ہی یہ مضمون نامہ وحشت شمامہ سنتا نہایت غضبناک ہوا اور دبیر کے ہاتھ سے نامہ لیکر پارہ
کر کے پھینکدیا ایلچی نے جو دیکھا کہ شکل سردار کے ایک شخص ہی اُسنے نامہ چاک کر کے پھینک دیا اور بادشاہ نے
کچھ جواب بھی نہ دیا پس غصہ ہو کر تلوار کھینچکر بدیع الزمان کو بڑھکے ایک ہاتھ مارا شہزادہ بدیع الزمان نے

قبضہ پر ہاتھ ڈال کے تلوار اُسکی چھین لی اور ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ گردن ایلچی کی پشت کی جانب پھر گئی
اور زمین پر گرکے مانند وحشی کبوتر کے لوٹنے لگا اور بیہوش ہو گیا بعد ایک لمحہ کے جو آنکھ کھولی شہزادہ بدیع الزمان کو
سامنے بیٹھے دیکھا پھر آنکھ بند کرلی بدیع الزمان نے پکارا او مردک میں نے تجھکو ایلچی سمجھکے زندہ چھوڑ دیا
دور ہو جا میرے سامنے سے وہ اس کو بہت غنیمت سمجھا مڑکے بھی ادھر نہ دیکھا جلدی سے اٹھکے سیدھا
ایوان شاہی سے نکل کر باہر آیا اور اپنے شہر کی طرف بھاگا جب کاؤس و ہوشنگ کے سامنے آیا وہ نامہ چاک
اُنکے آگے پھینک دیا اور تمام کیفیت وہاں کی ہوشنگ سے بیان کی ہوشنگ سنکر نہایت درہم و برہم
ہوا اور تیغہ کھینچکر ایلچی کے مارا اور کہا او نامرد تو نے اپنے کو ذلیل کرایا زندہ پھر کر وہاں سے کیوں آیا
تجھکو وہیں جان دینی تھی تیغہ ہوشنگ ایلچی کی کمر پر پڑا دو ٹکڑے ہو کر ایلچی زمین پر گرا ہوشنگ نے تیغے
کا خون پونچھ کر غلاف میں کیا اور اٹھ کھڑا ہوا دو لاکھ سوار جرار لشکر سے چھانٹے اور انکو اپنے ہمراہ لیکر
اُسی وقت طرف شہر جمشیدیہ کے کوچ کیا منزل بمنزل آتے آتے جب قریب شہر جمشیدیہ کے ہوشنگ
و کاؤس مع لشکر پہونچے ہرکاروں نے خبر جمشید شاہ کو دی کہ ہوشنگ و کاؤس مع لشکر کے آپہونچے
جمشید شاہ نے بدیع الزمان سے کہا ای شہریار یہ دونوں بھائی زبردست ہیں رستم و اسفندیار
کو اپنے سامنے پشہ سے بھی کمتر جانتے ہیں شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ آپ نے دونوں کیا ڈر ہی خدا حافظ و نگہبان
ہی وقت پر سمجھ لیا جائیگا پھر فرمایا ای جمشید شاہ اگر تم زیادہ اُنسے خوفناک ہو تو نہیں رہو میرے ہمراہ دیکھو
میں تنہا اُن سے مقابلہ کو جاؤنگا پشنگ قارن کرگدن سوار نے عرض کیا کہ ای شہریار آپ بھی نہ جائیے
میں اُن دونوں کو جاکر باندھ لاتا ہوں شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا ای قارن آجتک یہ نہیں اتفاق ہوا کہ
ہم اپنی دامان سے بیٹھے رہے ہوں اور کسی رفیق کو حریف سے لڑنے کے واسطے بھیجدیں یہ شیوہ بہادری اور
مردانگی نہیں ہے ای قارن ایسا ہوگا جب ہمیں ایسی ہی کوئی آفت پڑیگی تو تم ہمارے شریک ہو کر کارزار کرنا
القصہ فوج و لشکر اپنے ساتھ لیکر شہزادۂ بدیع الزمان شہر سے باہر آئے سامنے لشکر کاؤس و ہوشنگ کے خیمے
برپا ہوئے ہوشنگ شاہ نے جو یہ خبر سُنی کہ یہ کیسر جو لشکر لیکر مقابلہ کو آیا ہے اور اُسی نے نامہ چاک کرکے پھینکدیا تھا
فوراً یہ حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کل اس خدا پرست کو آکر سزا بخوبی دی جاوے تو نام اپنا ہوشنگ شاہ نہ رکھا ہوگا
اسی وقت نقارہ کی صدا پر چوب پڑی جاسوسان لشکر نے یہ خبر شاہزادۂ بدیع الزمان کو پہونچائی شہزادۂ بدیع الزمان
نے فرمایا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے بموجب حکم حکم شہزادۂ عالی تبار بدیع الزمان نامدار
کوس حربی پر چوب پڑی رات بھر آلات حرب و پیکار کی درستی دونوں لشکروں میں رہی صبح کو دونوں لشکر میدان
میں آکر صف آرا ہوئے جس وقت میدان تیار ہو چکا نقیب بلند آواز سے نقابت کی بعد اسکے پہلوانان بہادر
مثل رعد کے گرجنے لگے کہ یکا یک اُدھر سے ہوشنگ شاہ فیل دمان پیل فولادی ہاتھ میں لیے ہوئے کرگدن
پر سوار میدان میں آیا اور للکار کر کہا کہ کہاں ہی وہ شخص جسنے نامہ میرا چاک کرکے پھینکدیا میدان جنگ
میں میرے مقابلے کو آوے قارن کرگدن سوار نے چاہا کہ اُسکے مقابلے کو میں جاؤں شہزادۂ بدیع الزمان
نے کہا کہ ای قارن تم اس سے مقابلے کو نہ جاؤ کہ وہ میرا نام لیکے للکار رہا ہی مجھی کو مناسب ہے کہ اُس سے
مقابلے کو جاؤں تم تماشا دیکھو کہ پروردگار کیا کرتا ہی یہ کہکر مرکب کو چمکا کر مثل برق چند لمحے کے عرصہ کارزار میں
آئے وہ گینڈا دوڑا کر لگا دیدن ہوا قدم گینڈا اُسکا مرکب خستم لگا شہزادہ بدیع الزمان نے

پیچھے ہٹا دیا پھر ہوشنگ شاہ نے گینڈا اوڑا کر نگاورزنی کی دوبارہ گینڈا ہوشنگ کا تو دم پھر پیچھے ہٹ گیا
پھر للکار کر پوچھا کہ او خدا پرست نام تیرا کیا ہے شہزادۂ بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان سے
منم آن پہلوان رستم شکوہ بدیع الزمان شاہ انجم گروہ آگاہ ہو او ہوشنگ کافر ازلی مین فرزند جگربند امیر
با توقیر بلند احتشام ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران ہون نام میرا شہزادۂ بدیع الزمان ہے اور سر فتنۂ ملک باختر ہوشنگ
ہو وہ مین ہون سنتے کہا خیر معلوم ہوا اور نیزۂ سر شگاف کا اُسنے وار کیا اور کہا کہ اے بدیع الزمان نے روک لی
نوک نیزۂ قتال کی پر سے شہزادۂ بدیع الزمان نیزہ تانکر چلے نیزہ بازی ہونے لگی ستر طعنین نیزے کی بدیع الزمان
نے رد کرکے نیزہ ہوشنگ شاہ کا ہوائی کر دیا یہ دیکھ کے رنگیا نہایت خفیف ہوا اسی وقت غصے سے کھا کے تیغۂ آبدار
کا وار کیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے ایک ہاتھ سے مع قبضۂ شمشیر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور دوسرا ہاتھ کمر مین ڈالا
ہوشنگ شاہ بھی لپٹ پڑا زور کشاکش کے ہونے لگے آخرکار ہوشنگ گینڈے سے کود پڑا اور بدیع الزمان
بھی گھوڑے سے اتر کے کشتی ہونے لگی چار پہر کامل زور دونون مین ہوا کیا شام کے وقت شہزادۂ بدیع الزمان
نامدار نے لنگر ہوشنگ شاہ کا توڑا اور اُٹھا کر زمین پر مارا مشکین باندھ کر لشکر مین اٹھوا لائے رات کو کاؤس
نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارۂ حربی پر چوب پڑی دوسرے دن صبح کو دونون لشکر میدان جنگ
مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر گئے کاؤس فیل دندان گینڈا دوڑا کر میدان رزمگاہ مین
آیا مبارز طلب کیا ادھر سے قارن گرگدن سوار شہزادۂ بدیع الزمان سے اجازت لیکر مقابلے کو میدان مین گیا
بعد نگاورزنی نیزہ بازی ہوئی قارن گرگدن سوار نیزہ کاؤس نکال لے گیا کاؤس فیل دندان نے
تلوار کھینچی جھپٹ کے قارن کو ہاتھ مارا قارن نے بفنون سپہگری تلوار کاؤس کی چھین لی کاؤس
گینڈے سے کود پڑا قارن بھی گینڈے سے کودا کشتی ہونے لگی دو دن کامل کشتی کا زور رہا تیسرے دن کاؤس
کو قارن نے زیر کرکے مشکین باندھین اور خدمت مین شہزادۂ بدیع الزمان عالیشان کی لایا شہزادۂ
بدیع الزمان نے قارن گرگدن سوار کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا اور میدان رزمگاہ سے مراجعت کرکے
بارگاہ عالی منزلت مین آئے سب سرداران لشکر بھی حاضر بارگاہ شہزادۂ والا قدر ہوئے ہوشنگ و کاؤس
کو بلایا وہ جب سامنے آئے فرمایا کہ اے ہوشنگ و کاؤس آج تمہارا قتل ہونے کا دن ہے اگر دین اسلام قبول
کرو اور لقا اور پرستاران لقا پر لعنت کرو تو تمہاری جان بخشی کرون ورنہ ابھی تہ تیغ بیدریغ کرونگا ہوشنگ
و کاؤس دونون مسلمان ہوئے از سر صدق ایمان لائے لقائے بے لقا پر لعنت کی کلمۂ طیبہ پڑھکر طیب و
طاہر ہوئے دین اسلام قبول کیا شہزادۂ بدیع الزمان نے انکو رہا کیا ہوشنگ و کاؤس نے اپنے تمام لشکر
کو مسلمان کیا اور بجان و دل اطاعت شہریار منظور کی اور شریک شہزادۂ بدیع الزمان ہوئے بدیع الزمان
نامدار نے بعد فتحیابی وہان سے شہر جمشیدیہ کا راستہ لیا مع سرداران لشکر و لشکریان نامور داخل شہر
جمشیدیہ ہوئے ہرکارون نے پہلے سے خبر بادشاہ جمشید شاہ کو پہونچائی کہ شہزادۂ بدیع الزمان نامور سر فتنۂ
باختر فرزند امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران بعد کرنے زیر ہوشنگ فیل دندان و کاؤس فیل دندان کو مطیع و فرمانبردار
کرکے داخل شہر جمشیدیہ ہوئے ہین اور دونون خلعت دین اسلام سے مخلع ہوئے بادشاہ جمشید شاہ بہت
خوش ہوا جلسۂ جشن تازہ مہیا کیا ملکہ ہلاسے مرصع پوش نے جو نہایت مسرور و شاد ہوئی باغ مین صحبت
عیش و نشاط اور جلسۂ جشن آراستہ کرکے سبکو جوڑے دیے خلعت دیے اور رنگ ناز و نخرے کا سامان مہیا

دو کلمے داستان شجاعت نشان رستم زمان علم شاہ رومی کے بیان کیے جاتے ہین

کدھر ہو تو اے ساقی مہ جبین
سبب تو بتا ساقی روزگار
تڑپتا ہون اُس مہ لقا کیلیے
تصور ہی اُس مہر کا ہر گھڑی
اُسی گل کی ہی سر بسر مجھکو تاک

پلا ساغر بادہ ہو دل حزین
تلاطم ہی یون آج کس آشکار
مدد کر مدد کر خدا کے لیے
ہوا اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی
اسی جستجو مین گرا تا ہون خاک

تصور ہو خورشید رو کا
وہ مینوش ہو ساقیا کس طرف
ارے ساقیا بیخبر تند خو
یہ ہو بیکسی مین غم و ہم کا جوش
جہان تیرہ و تار ہو ای حسن

پلا جام صہبائے انگور کا
جو ہو صاحب شان و روز کی شمع
تجھے دیدے تاب جام و سبو
کہ بے اسکے بیکار ہی نادر کشش
وہ خورشید رو جلد آئے نظر

غزل بہار آئی بھر دون اب شراب شیشے مین
ہو تیرے آگے یہ جوش شراب شیشے مین
جو کوئی جام بھر دیا تو جلد دے ساقی
سوال کا ہو ہمارے جواب شیشے مین

اُتارون مثل پری آفتاب شیشے مین
اگر کی مست قناعت ہی تجھکو بادہ فروش
عیان ہو صاف ثبات حباب شیشے مین
سفید مو ہوئے ترک قدح کشی کیجیے

بنی ہو صورت فوارہ گردن مینا
اگر شراب نہین بھر دے آب شیشے مین
بتانے رکھتے ہین ساقی اگر دیا جا ے
عوض شراب کے رکھیے خضاب شیشے مین

بیت سخن ساز یکہ سعی ساز کردہ + سخن را چنین آغاز کردہ + سیاحان منازل مصیبت و آلام و دشت نوردان صعوبت والم انجام و مجروحان خار مصیبت مآثر اس داستان حیرت بیان کو یون زیب رقم شجاعت رقم کرتے ہین کہ جب اس تلاطم دریائے ناگہانی و آفت آسمانی مین صورت حباب گرداب بلا سے پریشان ہوے اور یاقوت شاہ کفار بکار گرا تلوار چلنے لگی سب سردار زخمدار ہو ہو کر نکل گئے رستم زمان علم شاہ نوجوان کو حالت زخمداری مین مرکب باد رفتار لیکر صحرائے پر آشوب کی طرف لے نکلا علم شاہ بیہوش گردن مرکب سے لپٹ گئے رات بھر گھوڑے نے بادیہ پیمائی کی صبح اُسکو ایک صحرائے سبزہ زار مین ہوئی وہ صحرائے سبزہ زار قریب شہر آہن حصار کے تھا وہان ایک مقام پر گھانس چرنے لگا لیکن اُسکے ایک چشمے پر جا کر پانی پیا جسم ہوئی علم شاہ زین پشت زین سے عالم بیہوشی مین زمین پر گرے جوقت ہوائے صحرائے سبزہ زار نے فرحت دل دردمند کو دی اور خوشبوئے گل خود رو نے مشام روح کو تازگی بخشی غش سے آنکھین کھولدین ہوش مین آئے اُٹھ بیٹھے آہستہ آہستہ سر چشمہ آب شفاف پر آئے پہلے زخم کو اپنے ہاتھ سے دھو کر رومال سے پونچھا اور زخم کو خشک کیا بعد اُسکے بڑے بڑے چیونٹے درختون کی جڑ سے پکڑے اور زخم پر لگا کے ٹانکے دینے اور پارچہ کس کر باندھ دیا پھر مرکب پر سوار ہو کر چلے آتے آتے شہر آہن حصار مین داخل ہوے دیکھا کہ شہر خوب آباد رعایا دلشاد ہے کمال زیب و زینت اور رونق شہر مین ہے پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام ہے اور بادشاہ یہان کا کون ہے لوگون نے بیان کیا کہ اس شہر کا نام آہن حصار ہے اور حاکم یہان کا نجمہ روئین تن ہے مگر بالفعل وہ خداوند لقا زمرد شاہ باختری کی مدد کو گیا ہوا ہے اب بھائی نجمہ روئین تن کا کہ نام اُسکا ملک جدید ہے وہ اُسکے قائم مقام کل حکومت پر حکمران ہے علم شاہ رومی یہ سب حال دریافت کرکے کاروانسرا مین داخل ہوے بھٹیارے کو ایک اشرفی دی اور کہا کہ ہمارے واسطے کھانا بہت عمدہ تیار کر اور گھوڑے کے لیے دانہ گھانس مہیا ہو اور ایک جراح کو بلا لاؤ کہ ہمارے زخم کا علاج کرے اُسنے پوچھا پیر و مرشد یہ زخمی آپ کہان ہوے علم شاہ نے کہا کہ مین سوداگر ہون قزاقون نے تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور مجھے زخمی کیا اُسی حالت زخمداری مین گھوڑا مجھے لیکر ادھر نکل آیا یہ سنکے بھٹیارا فوراً جراح کو بلا لایا جراح نے زخم کو دیکھکر ہی مرہم کی چسپانی ایک ہفتہ مین علم شاہ نے زخمداری سے نجات پائی غسل صحت کیا ایکدن صبح کو علم شاہ رومی شہر کی سیر کو

نکلے دیکھا کہ خلائق ایک طرف کو چلی جاتی ہی غول کے غول غٹ کے غٹ پڑے دریا بہاتی ہین علمشاہ نے دریافت کیا
کہ یہ لوگ کہان جاتے ہین کیا کوئی کہین تماشا ہوتا ہی یا آج اس شہر مین کسی قسم کا میلا ہی لوگون نے بیان کیا کہ یہ
جو اس شہر کا حاکم ملک جدید ہی اسکی ایک بیٹی نہایت حسین مہ جبین مہر تمکین نازنین خوبصورت پری پیکر حور وش
گلعذار سیم تن غنچہ دہن سرو قد ہزارون مین ایک ہی اور نام اسکا ملکہ زرچہر ہی شہرۂ حسن و جمال سنکر عشق مین
مبتلا ہوکر دور دور سے آتے ہین مگر وصل سے اسکے ناکام رہجاتے ہین ملکہ زرچہر کی ایک شرط ہی جو اسکی شرط
کو بجا لائے وہ اسکے وصل سے کامیاب ہو علمشاہ نے پوچھا ای بھائی اسکی شرط کیا ہی اُن سب نے کہا ملکہ زرچہر
یہ کہتی ہی کہ جو کوئی نقابدار سیاہ پوش پر غالب ہو وہ جوان میرے وصل کا طالب ہو مگر سیکڑون نے
اُس سے مقابلہ کیا کوئی اس نقابدار سیاہ پوش پر غالب نہ آیا گوہر مقصود قلزم عشق سے ہاتھ نہ لگا جوان آج وہی
روز ہی کہ ایک بادشاہ زادہ کسی طرف سے آیا ہوا ہی عشق ملکہ زرچہر مین مبتلا ہی آج اُس شہزادے کا نقابدار
سیاہ پوش سے مقابلہ ہی یہ لوگ سب کے سب اسکی لڑائی کا تماشا دیکھنے کو جاتے ہین علمشاہ رومی نے
کہا کیون بھائیو ہم بھی چلین تماشا دیکھنے کو اُن لوگون نے کہا چلئے کسی کی منا ہی نہین جلسۂ عام ہی قابل دید تماشا
عجیب ہی یہ سنکے علمشاہ نوجوان بصد عز و شان اُن سبکے ساتھ ہوئے جب معرکۂ امتحان مین پہونچے علمشاہ نے
دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہی اور ایک قصر نہایت خوشنما و رفیع ہی اُس قصر عالیشان مین ملک جدید بیٹھا ہی
اور دختر نیک اختر اسکی ملکہ زرچہر پہلو مین مثل آفتاب عالمتاب کے جلوہ گر ہی اور گرد اسکے سات سو خواصین
تنگ دہن گلرو مرصع پوش صدہا جواہر مین غرق لباسہاے پرتکلف پہنے اپنے عہدون پر موجود ہین مگر متوجہ
معرکہ آرائی دیکھنے پر ہین اور تمام خلائق ادنی و اعلی خرد و کلان جمع ہین گویا عیش باغ کے میلے کا سامان ہی لیکن
سبکے سب تماشاۓ معرکہ آرائی نقابدار و شہزادۂ نامدار کا دیکھتے ہین مگر دیدۂ دل ملکہ کی طرف ہین عجب کیفیت ہی
یکایک علمشاہ نوجوان نے دیکھا کہ ایک نقابدار سیاہ پوش سامنے سے پیدا ہو گھوڑا اُڑاتا ہوا اُس
مجمع عام کے بیچ مین سے میدان وسیع مین آیا اور نیزہ تول کر آواز دی کہ کون اجل رسیدہ گریبان دریدہ
عاشق زار ملکہ زرچہر کا شیدا ہی اور کون خواہان وصل یار گلعذار ہی سامنے میرے آئے اور مقابلہ کرے علمشاہ
کھڑے ہوے بغور دیکھ رہے ہین کہ ایک جوان رعنا نہایت خوبصورت صاحب حسن و جمال شان و شوکت مین
بیمثال کوئی بیس برس کا سن و سال مرکب پری پیکر پر سوار سامنے نقابدار کے مجمع عام سے نکل کے آیا اور للکارا کہ
او نقابدار سیاہ پوش کیا جوش و خروش کرتا ہی مین آیا دیکھ تو کیسا زیر کرتا ہون کہ تو بھی یاد کرے نقابدار نے
پکارا کہ او جوان کیون دہان اژدر قضا مین قدم رکھتا ہی اپنے ارادے سے باز آ وصال ملکہ سے ہاتھ اٹھا اُس
جوان نے کہا کہ عشق معشوق حور لقا مجھکو اس ارادے سے باز نہین رہنے دیتا و لیکن دل محنت منزل آمادۂ
جانبازی ہی اب جو کچھ ہو سو ہو ؎ قدم جب عشق مین ہم دھرتے ہین بسم اللہ کرتے ہین + متاع جان کو اپنے فی سبیل اللہ
کرتے ہین + دیگر گشتہ ہونا ہی یہین نقش قدم پر اسکے + کوچۂ یار کو ہم پہلے ہی مقتل سمجھے + یہ سنکر نقابدار سیاہ پوش
نے کہا تجھے اختیار ہی اسی واسطے ہمنے سمجھا دیا اچھا آ پہلے مجھسے چوگان بازی کر یہ سنکے وہ جوان مصروف چوگان بازی
ہوا ہزار جد و جہد کی مگر نقابدار سیاہ پوش بہت ذی ہوش تھا گوے آہن دلکا لیا اسکے نیزہ بازی ہوئی
چند طعنین نیزے کی رد کرکے نقابدار نے نیزہ جوان رعنا کو ہوائی کر دیا اب نوبت شمشیر زنی کی آئی اُس جوان
حسین نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار پر تلوار کو روکا اور ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ایک جھٹکا مارا تلوار اُس

جوان کے ہاتھ سے نکل گئی نقابدار تلوارین دونون پھینک کر لپٹ پڑا اُس جوان نے بھی ہاتھ دونون نقابدار
کی گردن مین ڈالدیے آخرکار دونون پشت مرکب سے کود پڑے کشتی ہونے لگی تین پہر کامل زور ہوا اُسنے پیچ
باندھا اُسنے توڑ کیا اُسنے پیچ کیا اُسنے توڑ کیا اسیطرح بعد تین پہر کے نقابدار نے لنگر اُس جوان نازنین کا اُکھیڑا اور
اُٹھا کے زمین پر دے مارا زیر کرتے ہی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خنجر کمر سے کھینچکر چاہتا ہی کہ اُس جوان شوکت نشان کو
ذبح کرے بس یہ دیکھتے ہی علمشاہ رومی بیتاب ہوگئے اُس جوان کے حسن و جمال اور کمسنی پر ترس آگیا دلمین کہا اے
علمشاہ یہ جوان ناحق قتل ہوتا ہی اسے بچانا چاہیے فوراً للکارا کہ او نقابدار تیرہ درون خبردار اس جوان کو قتل
کرنا اگر تونے اسکو ذرا بھی زخمی کیا تو مین تیرا کام تمام کردونگا نقابدار سیاہ پوش نے جو پھر کر دیکھا کہ مہر طلعت ماہ جبین
شان شاہانہ آشکار شوکت خسروانہ چہرے سے نمودار مرکب بحری پیکر پر سوار چلا آتا ہی نقابدار اُسکے سینہ پر سے اُٹھ کھڑا
ہوا اور علمشاہ سے کہا کہ تو کون ہی جو اسکی جانبداری اور حمایت کرتا ہی۔ علمشاہ نے فرمایا او ظالم مجھکو اسکی نوجوانی
اور کمسنی اور حسن و جمال پر رحم آیا مجھسے اسکا قتل ہوتا دیکھا نگیا بس بہتر یہ ہی تو اسکی خونریزی سے باز آ نہین تو مین
تجھے قتل کردونگا نقابدار سیاہ پوش یہ سنکر بہت ہنسا اور پکار کر کہا کہ خوب این گل دیگر شگفت تو نے ضرور مجھکو
قتل کیا ارے او اجل رسیدہ کیا تیری بھی شامت آئی ہی تو بیکار جان دیتا ہی تجھے اس قصے سے کیا کام ہی اور مجھپر تو
کیسکی کیا تاب و طاقت ہی جو غالب آسکے علمشاہ نے کہا کہ اگر مجھسے مقابلہ ہو تو حال کھلے یہ لن ترانی اور یہ لاف
گزاف تو سب بھول جاے نقابدار سیاہ پوش نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ تیری بھی قضا آئی ہی خیر اچھا لے
آ تجھکو اور اسکو دونون کو ساتھ ہی قتل کرونگا یہ کہکر دی چوگان بازی شروع کی نقابدار کو علمشاہ سے
نکال لیگیا پھر نیزہ بازی ہوئی نیزہ ملعون کے بعد علمشاہ کا نیزہ بھی نقابدار سیاہ پوش نے ہوائی
کر دیا علمشاہ نے تلوار کھینچی شمشیر زنی کی بھی بر بر چوٹین خالی نکل گئین علمشاہ نقابدار سے دست بدست ہوے آخر کا
نوبت کشتی کی آئی دو روز کامل زور ہوا کیے علمشاہ نے جو پیچ باندھا وہ توڑ کر کے نکل گیا لنگر نقابدار کا علمشاہ سے
نہ اُٹھ سکا گویا زمین نے پاؤن نقابدار سیاہ پوش کے پکڑ لیے آخر کو نقابدار سیاہ پوش نے علمشاہ کو زیر کیا اور
مشکین باندھ لین علمشاہ دلمین اپنے سمجھ گئے یہ کوئی ساحر زبردست ہی جو مین اسپر غالب نہ آسکا جب نقابدار نے
علمشاہ کو گرفتار کیا ملک حدیدی نے پکار کر کہا کہ یہ شخص بخلا ہی قتل نکرنا دونون کو گرفتار مسلسل بہ غل و زنجیر کر کے
زندانخانے مین قید کرو پھر دیکھا جائیگا یہ سنکر لوگون نے اُس جوان کو اور علمشاہ کو علحدہ علحدہ زندان خانہ مین
قید کیا علمشاہ نہایت اُداس اور پریشان کمال مضطر و حیران زندان مین بیٹھے کہ دو پہر رات گئے دروازہ زندان کا کھلا
علمشاہ نے مڑ کے دیکھا کہ ایک نازنین حسین مہ جبین مہر تمکین چہرہ مثل ماہ شب چاردہ کے روشن سامنے سے
آئی تاریکی زندان اُسکے حسن و جمال سے دور ہوگئی زندان مین دن کے مانند روشنی ہوئی وہ نازنین آکر علمشاہ کے پاس
بیٹھ گئی اور محبت سے دونون ہاتھ گردن مین حائل کیے اور کہا اے عزیز جان مشتاق محنت و الفت تیری بیقرار کر کے
یہان لے آئی ہی یہ تو نے کیا غضب کیا کہ اُس نقابدار سیاہ پوش سے مقابلہ کیا تو انسان فخر حسینان جہان ہی
اور وہ دیو اور سحر ساز زبردست ہی آج تم اُسکا دیو جلاد جادو ہی وہ تو پیار سے محبت سے باہین گردن مین ڈالے باتین
کیا کی یہان علمشاہ بھی اُسکے دلدادہ و فریفتہ ہوے بوس و کنار ہونے لگا بعد تھوڑی دیر کے اس نازنین نے
کہا کہ تو اپنا نام و نشان بتا کہ تو کون ہی علمشاہ نے کہا کہ مین فرزند رشید و جگر گوشہ امیر باتوقیر ارفع القاب قران ثانی
سلطان حمزہ صاحبقران زمان کا ہون اور نام میرا رستم شکوہ علمشاہ رومی ہی اسکا اسلام سے

ادھر نکل آیا تھا اِس نقابدار سیاہ پوش کی کیا تاب و طاقت جو مجھکو زیر کرتا مگر اسکے ساحر ہونے کا حال نہ معلوم
تھا ورنہ میں اُسکو کب زندہ چھوڑتا تیر اب تو بجنس سے کے دھوکا کھایا گرفتار ہوگیا مگر انشاء اللہ پروردگار قادر
و توانا ہو پھر وہ کہاں جاتا ہو کوئی سامان غیبی تو پروردگار عالم مہیا کریگا پھر دیکھا جائیگا اب تو اپنا نام و نشان بتلا کہ
تو کون ہو اور کہاں سے آئی ہو اُس نازنین نے کہا کہ ای شہریار میں چھوٹی بیٹی ہوں بادشاہ ملک جدیدی کی نام میرا
زرچہرہ ہی میں بھی کل اُس قصر میں اپنی بہن زرچہرہ کے پاس بیٹھی ہوئی تماشا دیکھ رہی تھی جب تم گھوڑا چمکا کر نعرہ کرتے ہوئے
نقابدار سیاہ پوش سے مقابلے کو آئے تمہارا حسن و جمال دیکھکر میں عاشق و شیدا ہوئی جب تم گرفتار اُسکے ہاتھ
ہوئے مجھکو نہایت صدمہ و الم ہوا جب تم زندان خانہ میں بھیجے گئے پھر مجھکو تمسے ملنے کا آسرا ہوا اُسوقت بہ تدبیر کامل
میں تم تک پہونچی ہوں یہ کہکے ایک پرچہ دیا اور کہا کہ اسپر جو دعا لکھی ہی اسے تم تو روز پڑھو کہ اس دعا کی برکت سے
تمہارے پاس ایک دیو سفید آئیگا جو کچھ تم اُس سے کہوگے وہ حکم تمہارا بجا لائیگا وہ دعا کا پرچہ علمشاہ نے لیلیا وہ
ملکہ زرچہر چلی گئی مگر اتنا کہتی گئی کہ ای شہریار ذرا اپنے عاشق کو نہ فراموش کرنا بعد اُس نازنین کے جانے کے
علمشاہ وہ دعا پڑھنے لگے اُسی وقت ایک دیو سفید رنگ آکے حاضر ہوا اور باادب سلام کیا دست بستہ کھڑے ہوکر
عرض کیا کہ غلام حاضر ہی کیا حکم ہوتا ہی حضور نے کیوں یاد فرمایا ہی علمشاہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ دیو جلاد جادو کو
ماروں اور زیر کروں اُس دیو سفید نے عرض کیا کہ غلام بھی ایک مشکل سخت میں گرفتار ہی اگر حضور میری مشکل کو حل کریں
تو میں دیو جلاد جادو کے قتل کرنے کی تدبیر بتادوں علمشاہ نے فرمایا کہ پہلے تو اپنی حاجت کو بیان کر اُس دیو نے کہا کہ
میں ایک صندوق سدا استغنا نیل سے لیے ہوئے آتا تھا کہ باغ میں سہراب شاہ کے پہونچا خیال میں آیا کہ یہاں
بیٹھکر کچھ کھا پی لوں صندوق زمین پر رکھدیا میں گلگشت باغ میں مصروف ہوکر پھل انار وغیرہ توڑ توڑ کر کھانے لگا کہ یک
ملک سہراب شاہ وہاں آگیا اُسنے اپنے ملازموں سے وہ صندوق اُٹھوا کر قبضہ میں کیا میں نے جو دور سے دیکھا دوڑا مجھکو
سہراب شاہ پر نہایت غصہ آیا للکار کر اُسپر جا پڑا وہ بھی بہت طاقتور ہی لپٹ پڑا مجھسے اور اُس سے کشتی ہونے لگی
بڑی دیر تک سہراب شاہ سے نبرد ہوا کیا جب میں نے دیکھا کہ اب میرا زور گھٹا اور سہراب شاہ غالب
ہوا چاہتا ہی زیر کرکے مار ڈالیگا میں ڈر کے مارے اپنے تئیں چھڑا کر سہراب شاہ سے بھاگا آجتک اُدھر کا رخ
نہیں کیا اگر آپ وہ میرا صندوق مجھکو سہراب شاہ سے دلوا دیجیے تو پھر میں آپ کو دیو جلاد کے قتل
کرنے کی تدبیر بتادوں علمشاہ نے پوچھا کہ سہراب شاہ کس شہر میں رہتا ہی دیو سفید نے عرض کی کہ
شہر سہرابیہ میں یہاں سے بہت قریب ہی چار طرف اُس شہر کے دریا جاری ہیں اور صحرا نہایت سبزہ زار ہی
وہاں سہراب شاہ حکومت و بادشاہت کرتا ہی علمشاہ نے فرمایا کہ تو مجھے وہاں لیچل میں تجھکو صندوق
دلوا دونگا دیو سفید نے کہا کہ میں سہراب شاہ کے سامنے نہ جاؤنگا علمشاہ نے فرمایا کہ تو مجھے بالائے
بام قصر سہراب شاہ کے اُتار دیجیو پھر میں سمجھ لونگا دیو سفید نے یہ سُنکے علمشاہ رومی کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر
روانہ ہوا پھر پھر میں بالائے ہوا اُڑتا ہوا قصر سہراب شاہ پر پہونچا بام قصر پر علمشاہ کو آہستہ اُتار دیا اور
آپ ایک گوشہ میں پوشیدہ ہوکر بیٹھ رہا علمشاہ رومی زیر بام قصر اُتر کر آئے دیکھا کہ سہراب شاہ تخت پر
بیٹھا ہوا ہی اور تمام سرداران دربار میں جمع ہیں جب علمشاہ رومی سامنے سہراب شاہ کے پہونچے
سہراب شاہ کی نگاہ علمشاہ پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص مثل آفتاب عالمتاب کے جلوہ گر ہوا چہرہ نورانی مثل
خورشید تابان پیشانی صورت بکمال شان و شوکت چہرے سے ہویدا رعب و جلال پیدا سہراب شاہ

حیران ہوا کہ یہ کون ہی اور یہاں کیونکر آیا بغور دیکھنے لگا جب علمشاہ قریب آئے سہراب شاہ نے پوچھا کہ تو کون ہی اور کہاں سے آیا ہی اور یہاں تیز گند کیونکر ہوا علمشاہ نے بآواز بلند پکار کر کہا میں فرشتہ قدرت زمرد شاہ باختری خداوند لقا کا ہون بحکم خداوند لقا میں جہان چاہتا ہون چلا جاتا ہون مجھے کسی کی اجازت طلب کرنے کی کیا ضرورت ہی اسوقت مجھکو خداوند لقا زمرد شاہ باختری نے بھیجا ہی کہ وہ جو صندوق تو نے دیو سفید سے چھین لیا ہی میرے پاس بھیجدے سہراب شاہ نے نام خداوند لقا زبانی فرشتہ قدرت کے سنا یقین کامل ہوا کہ یہ بیشک فرشتۂ قدرت ہی فوراً تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا تعظیم و تکریم کے بعد فرشتۂ قدرت لقا کو اپنے برابر کرسی جواہر نگار پر بٹھایا بڑی خاطر و مدارات سے پیش آیا اسباب دعوت برائے فرشتۂ قدرت مہیا کیا زمرد شاہ باختری کا حال پوچھنے لگا علمشاہ نے بھی کچھ کہا کچھ نہ کہا تھا کہ اس اثنا میں انتروت جادو کلثوم جادو اور اجہات جادو بھی آئی کہ وہ سہراب شاہ پر عاشق و فریفتہ ہی علمشاہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا پہلے سہراب شاہ سے پوچھا کہ یہ کون ہی سہراب شاہ نے کہا کہ یہ فرشتۂ قدرت خداوند لقا زمرد شاہ باختری ہی وہ جو صندوق میں نے دیو سفید سے چھینا تھا اُسے یہ لینے آیا ہی انتروت جادو نے کہا اے حضور بادشاہ کچھ تو احمق ہوگیا ہی تو اسکو کیا جانے میں اسے خوب پہچانتی ہون یہ فرزند رشید حمزہ صاحبقران زمان ہی یہ ہرگز فرشتۂ قدرت زمرد شاہ باختری نہیں ہی میری دونون بیٹیون کلثوم جادو اور اجہات جادو نے جا کر لشکر خدا پرستان پر سحر کیا تھا برت باری سحر سے بہت دنون تک کی آدم جبرئیل قدرت خداوند لقا یاقوت شاہ فوج بیکر خدا پرستون پر آپڑا تمام خدا پرست تباہ و برباد ہوگئے تھے معلوم ہوتا ہی کہ یہ بھی اُسی تباہی میں نکل کر اسطرف چلا آیا ہی یہ کہکر علمشاہ سے انتروت جادو مخاطب ہوئی کہا کیون اے پسر حمزہ سچ بتا تو یہاں کیونکر آیا ہی اور میں اب کیا تجھے زندہ چھوڑتی ہون تو میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا یہ کہکر چاہتی تھی کہ سحر کرے مگر علمشاہ رومی بھی تو ماشاء اللہ بہت فہمیدہ اور ذیعقل ہیں جیسے ہی یہ آئی تھی اُسیوقت علمشاہ رومی دست بقبضہ ہو بیٹھے تھے معاً اس کلام انتروت جادو کے تیغ کپتان فرنگی کا ہاتھ مارا سر پر انتروت جادو کے پڑا اسفل تک کاٹتا ہوا آرا دو پرکالے اُس ساحرہ کے ہوکر گرے فوراً وہ واصل جہنم ہوئی سیاہ آندھی اٹھی اولے برسے تندی تلاطم مثل طوفان سمندر کے برپا ہوا ساحرون نے اُسکے شور و غل مچایا بعد تھوڑی دیر کے جب تاریکی دفع ہوئی پرکالۂ لاش ساحرہ سے ایک صدا بلند ہوئی آہ کشتی مرا نام من انتروت جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم ساحرہ فاحشہ کے قتل ہوتے ہی سہراب شاہ نے سردارون کو حکم کیا کہ اس خدا پرست کو مار ڈالے فوراً کفار ہجوم کرکے چار طرف سے آئے علمشاہ رومی نے نعرہ کیا کہ دو بار کرز رہنے لگا نعرہ علمشاہ منم رستم پیلتن و یل کش کسندہ دوال ہندی و کشندہ کپتان فرنگی یعنے شیر علمشاہ رومی شہ فیل زور ÷ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ÷ بس نعرہ کرتے ہی سہراب شاہ پر جاپڑے مگر کفار بیچ میں آکر حائل ہوگئے علمشاہ سہراب شاہ تک نہ پہونچ سکے کارزار ہونے لگی تلوار چلنے لگی ہوش پرواز کرنے لگے ایوان شاہی میں کشتون کے ڈھیر ہوگئے سرون کے مینار لگ گئے علمشاہ رومی تلوارین مارتے ہوئے ایوان شاہی سے باہر آگئے دیکھا وہان اور زیادہ کفار کا ہجوم ہی وہان وہ تلوار چلی کہ چلہ بندبات خدا کفار کے ناخون لب پر آگیا جسکو علمشاہ رومی نے ہاتھ تیغ کپتان فرنگی کا مارا دو ٹکڑے ہوکر فی النار و السقر ہوا سہراب شاہ تخت پر سوار ہوکر پکارتا پھرتا ہی فوج کو للکارتا ہی اے تم کیسے جانباز ہو ایک شخص کو گرفتار نہیں کرسکتے چار طرف بھاگے پھرتے ہو غرض کہ اسیطرح گھمسان کی لڑائی ہو رہی

رہی علشاہ رومی رٹیتے ہوئے تلواریں مارتے ہوئے برابر تخت سہراب شاہ کے پہونچے للکار کر پکارے
کہ او کافر خاسر خبردار آگے تخت نہ بڑھانا میں آپہونچا اب میں تجھے کب چھوڑتا ہوں سہراب شاہ یہ سنکر
غصہ ہوا تلوار کھینچ کر ہاتھ مارا علشاہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر تلوار سہراب شاہ کی چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ
ڈالکر تخت پر سے اٹھالیا اور فرمایا کہ او کافر اسمین بہتری ہی کہ دین اسلام قبول کر لقا پر اور اسکے پرستاروں پر
لعنت کر نہیں تو مارتا ہوں کہ ابھی تو ناپاک پیوند خاک ہوتا ہی سہراب شاہ از سر صدق مسلمان ہوا کلمہ طیبہ پڑھکر
دین اسلام قبول کیا اور پکار کر آواز دی کہ خبردار اب کوئی اس شہریار سے نہ لڑے میں غلام حلقہ بگوش اس شہریار
ذوالفقار کا ہوں فرمانبرداری انکی قبول کی اسلام لایا اسیوقت تمام لشکر کفار نے تلواروں کو میان میں کیا اور
سب کے سب مسلمان ہوئے سہراب شاہ کو علشاہ نے چھوڑکر تخت پر بٹھادیا سہراب شاہ علشاہ رومی
کو بڑے اعزاز و اکرام سے ایوان شاہی میں لایا اور دعوت و ضیافت نہایت تزک اور بڑی دھوم سے کی رات بھر
جلسۂ عیش و نشاط رہا راگ رنگ اور دور شراب و کباب میں سب کے سب معروف رہے صبح کو علشاہ ذیجاہ
نے فرمایا کہ ای سہراب شاہ لاؤ وہ صندوق کہاں ہی سہراب شاہ نے وہ صندوق ملازمان درباری سے
منگواکر پیشکش علشاہ کیا علشاہ نے دیو سفید کو بلاکر صندوق دیدیا اور کہا کیوں ای دیو سفید پہچانا
یہی صندوق ہی اسنے عرض کیا کہ حضور یہی صندوق ہی علشاہ نے کہا کہ اس صندوق کو کھولو میں دیکھوں تو
اسمیں کیا چیز بند ہی اس دیو سفید نے وہ صندوق کھولا دیکھا کہ اسمیں ایک پریزاد نہایت حسین و خوبصورت
مثل ماہ تابان بیٹھی ہی گویا برج میں بدر کامل جلوہ گر ہی دیو سفید نے عرض کیا کہ ای شہریار میں اسپر عاشق و فریفتہ
ہوں یہ بھی دلدادہ و شیفتہ ہی علشاہ نے فرمایا جاؤ چین کرو تم دونوں مزے اڑاؤ مگر دیو جلاد جادو کے قتل
کی تدبیر بتاؤ اس پریزاد نے اس صندوق میں سے ایک تلوار نکال کر دی کہا کہ اس تلوار سے اسکو قتل کیجیےگا
اور دیو سفید نے عرض کیا ای شہریار وہ جو اسم اعظم آپ کو یاد ہی جسکے باعث سے میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا
اور اطاعت و فرمانبرداری حضور کی میں نے قبول کی یہ اسی اسم اعظم کی برکت ہی آپ اسی اسم اعظم کو پڑھکر تلوار پر
دم کر لیجیےگا دیو جلاد جادو کا سر مطلق اڑجائیگا علشاہ نے دیو سفید کو رخصت کیا دیو سفید اس پریزاد کو اسی
صندوق میں بند کرکے آداب بجالایا اور صندوق لیکر راہی ہوا علشاہ نے کہا ای سہراب شاہ اب میں شہر
آہن حصار کو جاؤنگا اور سہراب شاہ سے تمام کیفیت اپنے گرفتار ہو جانے کی اور مدد سے ملکہ زرچہر خجستہ
ملک جدید کی رہائی پانے کی بیان کی سہراب شاہ نے کہا ای شہریار میں آپکے ہمراہ رکاب سعادت انتساب
چلونگا علشاہ رومی ملک سہراب شاہ کو ہمراہ لیکر مع ستر ہزار سوار جرار کے طرف آہن حصار کے روانہ ہوے
لیکن ادھر کا حال سنیے کہ صبح کو ملک جدید کو خبر ہوئی کہ وہ شخص جو اس جوان کی طرف سے نقابدار سیاہ پوش
سے لڑا تھا زندان خانہ سے غائب ہوگیا دروازہ زندان خانہ کا کھلا ہوا ہی ہتھکڑیاں بیڑیاں سب وہیں
ٹوٹی پڑی ہیں ملک جدید نے ملازمان شاہی سے کہا کہ جلد دریافت کرو کہ کون اسکا دوست تھا جو اسکو
چھڑاکر لیگیا لوگوں نے بہت بہت کوشش و جستجو کی مگر مطلق سراغ نہ لگا ملکہ زرچہر حیران تھی کہ وہ دوست
اسکو کہاں لیگیا کیا ماجرا ہوا غرض کہ بعد چند روز کے خبرداروں نے خبر دی کہ وہی جوان شجاع جو زندانخانہ
سے غائب ہوگیا تھا ملک سہراب شاہ کو ہمراہ لیے ہوئے لشکر جرار کی جمعیت سے آتا ہی دروازہ شہر پناہ پر
پہونچے استادہ ہیں ملک جدید نے سنکر کہا خیر سمجھا جائیگا مگر علشاہ رومی نے ملک جدید سے کہلا بھیجا کہ

کل ہم اُس نقابدار سیاہ پوش سے مقابلہ کرینگے میدان رزمگاہ تیار رکھنا ملک جدید نے دوسرے دن شہر مین
منادی کرائی کہ آج اُسی شخص سے پھر مقابلہ نقابدار سیاہ پوش سے ہی جسکو اُس روز نقابدار نے زیر کیا تھا اور
تیاری میدان جنگگاہ کا حکم دیا بموجب مشتہر ہونے اس خبر کے تمام خلائق جوق جوق گروہ گروہ تماشے کو جمع ہوئی وہی سب
سامان مہیّا ہوا ملک جدید اور ملکہ زند جہر اور ملکہ زرین جہر مع خواصان مرصع پوش اُسی قصر عالیشان پر آکر بیٹھین
اودہر علمشاہ رومی مسلح و مکمل ہوکر اور وردی اسم اعظم اپنے اوپر دم کرکے مرکب پری پیکر پر سوار ہوکر چلے اور ملک
سہراب شاہ مع سواران جرار ہمراہ رکاب سعادت اکتساب ہوا بصد جلال و حشم و شوکت و خدم میدان رزمگاہ
مین ایک طرف کو اپنی فوج جرار لیکر جلوہ آرا ہوا کہ یکایک دیکھا نقابدار سیاہ پوش بصد جوش و خروش
مرکب مشکی پر سوار سامنے آیا اور للکارا کہ کہاں ہی وہ اجل رسیدہ جو مجھسے مقابلہ کو آیا ہی علمشاہ نوجوان فوراً
مرکب خوش رفتار کو جھکا کر اپنے ہمراہیون کے غول سے نکلے اور نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ تمام میدان لرزنے لگا اور کہا
کہ منم علمشاہ رستم پیلتن و پیلکش کشندۂ دو پل ہندی و کشندۂ کپتان فرنگی یعنی نعرہ علمشاہ رومی شہ پیل زور پکہ
بر تخت ستم زور افگندہ شورہ ✦ او تیرہ روزگار مین تیری جان سخت کا دشمن ہون او سیاہ رو تیری روح بخس کے قبض
کرنے کو مین مثل ملک الموت کے ہون دیکھ ترے سر پر قضا کھیلتی ہی جام حیات تیرا لبریز ہوا آتشکدۂ ابدی مین تجھکو
بھیجتا ہون نقابدار نے پہچانا اور کہا کہ ارے تو تو ایکبار مجھسے مقابلہ کر چکا ہی مین نے تجھکو زیر کیا تھا اب پھر تو آیا ہی
کیون بیحیائی اختیار کی ہی جان عزیز کو غنیمت جان میرے سامنے نہ آ علمشاہ نے کہا وہ وقت گذر گیا آج تجھکو معلوم
ہو جائیگا سارا غرور تیرا اور لاف زنی زعل کیطرف سے نکل جائیگی آج مین کب تجھکو زندہ چھوڑتا ہون شعر
اگلی باتین تنکا یاد کیا لاتا ✦ اب دیکھا تجھکو جو مردانی ✦ یہ سنکر نقابدار سیاہ پوش نے تاریخ کھا کر چوگان ہاتھ
مین لیا اور کہا کہ آ پہلے چوگان بازی کے ہنر دکھا علمشاہ رومی نے فرمایا بسم اللہ اودہر تو نقابدار چوگان بازی مین
مصروف ہوا ادہر علمشاہ نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا وہ چار ہاتھ مین بہ برکت اسم اعظم علمشاہ کو اپنے نکال لیگئے
نقابدار سیاہ پوش کو کمال حیرت ہوئی جھنجھلا کے نقابدار نے نیزہ اُٹھایا علمشاہ نے اسم اعظم پڑھ کے دم کیا اور
نیزہ بازی مین مصروف ہوئے ستر طعنین علمشاہ نے نقابدار سیاہ پوش کی رد کردین آخرکار نیزہ اُسکا ہوائی گیا
نقابدار اور زیادہ حیران ہوا اور دلمین کہا کہ دیو روئین تن آہنی بدن ہی یہ تیرا کیا کر سکتا ہی یہ سوچ کر تلوار کھینچی
علمشاہ نے بھی وہی شمشیر آبدار جو معشوقہ دیو سفید سینے پر زاد نے دی تھی علم کی نقابدار نے تلوار ماری علمشاہ نے
پشت شمشیر پر روکی فوراً اسم اعظم پڑھ کر دم کیا اور ہاتھ شمشیر آبدار روشن شگاف کا نہایت شفافی سے بڑھ کر لگایا
نقابدار بائین ہاتھ سے سپر پیچھے پر لایا گویا ابر سیاہ نے کوہ سیاہ کو دبایا مثل شمشیر آبدار کا سپکو چمکنا شعلۂ قیامت
منحوس پر معلوم ہوا پھر جو یک جھٹکنے کے بعد دیکھا برق غضب قہار کے مانند برنگ مرکب مشکی شمشیر تڑپ کر نکل آئی
برابر سے اُس کا فوارہ سے دو ٹکڑے ہوئے علمشاہ رومی نے نعرۂ تکبیر کرکے قبضۂ شمشیر خونچکان کو چوم لیا بس ایک شور
و غل برپا ہوا اُس ساحر کے ہمراہی سب پیٹنے لگے آندھی سیاہ چہار طرف سے اُٹھی روز تیرہ و تار ہوگیا تلاطم عظیم مثل طوفان
نوح کے اُس بحر جنگگاہ مین اُٹھا ہر شخص خائف و ہراسان ہوا بعد عرصۂ بعید کے تاریکی رفع ہوئی روشنی ہوئی شور
و غل موقوف ہوا تلاطم برطرف ہوگیا آواز مہیب پیدا ہوئی گستی مرا نام من دیو جلاد جادو بود افسوس مردیم و
جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم دیکھا سب نے کہ رستم زمان شہزادۂ علمشاہ نوجوان با شمشیر برہنہ مرکب بادپا پر جلوہ گر
ہوا اور ایک ہزار گز بخنۂ طولانی اُس دیو جلاد جادو کے دو ٹکڑے سامنے پڑے ہین اور خون کا دریا بہیان سے

وہان تک جاری ہی ملک جدید قصر عالیشان سے اُترکر دوڑا اور آ کے علمشاہ کے قدمون پر گر پڑا اور عرض کیا
کہ پہلے حضور اپنے نام ونشان حسب ونسب عالیشان سے آگاہ کیجیے علمشاہ رومی نے فرمایا کہ فرزند رشید جگر بند
سیمبا امیر بادو قہر زلزلۂ کوہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کا ہون اور نام رستم زمان شہزادۂ علمشاہ رومی
عالیشان ہی ملک جدید یہ سنکر ازسر صدق مسلمان ہوا دین اسلام قبول کیا کلمۂ طیبہ پڑھکر پاک وطاہر ہو گیا تمام شہر
اور لشکر کو دائرۂ اسلام مین لایا سکہ سیم وزر تمام پر بادشاہ اسلام سعد بن قباد عالی نژاد کے جاری کیا بتخانے شوالے
دیرے سب منہدم کرکے مسجدون کی بنا کی صدائے ناقوس ہر طرف سے بند ہو گئی تکبیر کے نعرے جابجا بلند ہونے
لگے آوازین اللہ اکبر کی چہار جانب سے آتی تہین ملک جدید شہزادۂ علمشاہ نوجوان کو ہمراہ اپنے لیے ہوئے کہ
سامان و اہتمام سے تعظیم و تکریم سے نہج کرتا ہوا ایوان شاہی مین لایا عرض کیا کہ تخت پر جلوہ فرمایئے علمشاہ نے کہا کہ یہ تخت
ہم اسکے شایان نہین ہین ہمارا فعل تاج بخشی ہی بادشاہت کرنا نہین ہی تمکو یہ تخت وتاج مبارک رہے یہ کہکر علمشاہ
نے ہاتھ تھام کر تخت پر بٹھادیا اور آپ کرسی جواہر نگار پر جلوہ افروز ہوئے ملک جدید نے صحبت عیش مہیا
کی سامان دعوت ضیافت ہوا علمشاہ نوجوان نے فرمایا اے ملک جدید وہ شخص کہان ہی جسکو اس روز
نقابدار سیاہ پوش تیرہ درون نے زیر کیا تھا ملک جدید نے عرض کیا کہ زندانخانہ مین ہی علمشاہ نے کہا کہ اُس جوان کو بلواؤ
اے ملک جدید نام اُس جوان کا کیا ہی اور کہان کا باشندہ ہی ملک جدید نے کہا اے شہریار نام اُس جوان کا فرہاد ہی اور
فلان شہر کا شہزادہ ہی عشق ملکۂ زرمہر مین جان شیرین اپنی دینے پر آمادہ ہوا تھا یہ کہکر حکم کیا کہ شہزادۂ فرہاد کو زندانخانے
سے جلد لاؤ پھر علمشاہ رومی سے عرض کیا کہ کچھ کیفیت اپنی تو حضور ارشاد فرمائین کہ زندانخانے سے آپ کہان غائب
ہو گئے تھے اور پھر یہان کیونکر تشریف فرما ہوئے اسوقت علمشاہ رومی نے اُس ایوان شاہی مین تخلیہ کرایا اور حال
بیان کرنے لگے زرمہر کا عاشق ہوکر زندانخانے مین آنا اور اسم اعظم اُسکا بتانا اور دیو سفید پر سوار ہوکر شہر سہرابیہ مین
جانا اور وہان ساحرہ کو قتل کرنا اور سہراب شاد کو دائرۂ اسلام مین لانا اور تمام شہر کا اسلام آباد کرنا اور دیو سفید کو
صندوق دلادینا یہ سب حال ملک جدید سے بیان کیا ملک جدید سنکر بہت خوش ہوا شگفتہ گل غنچۂ خاطر کھل گیا دل
باغ باغ ہوا فکر سے فراغ ہوا دل مین یہی خیال کیا اور کہا اے ملک جدید پروردگار عالم نے تجھکو ایسا داماد نجیب الطرفین اعلی
حسب والانسب صاحب شوکت وشان جری دلاور شجاع بہادر عطا کیا کہ روے زمین پر اسکے ثانی کا شاید کوئی اور ہو شکر
لاکھ لاکھ اُس کارساز مطلق کا یہ کہکے قبلہ کی جانب سجدۂ شکر کو جھک گیا جب سر سجدے سے اٹھایا داماد کو سینہ سے
لگایا ناگاہ چوبدار نے عرض کیا کہ شہزادۂ فرہاد کو لوگ زندان خانے سے لائے ہین علمشاہ نے حکم کیا لاؤ ملازم اور داروغہ
زندان خانہ شہزادۂ فرہاد کو مسلسل بزنجیر سامنے لائے اور پھر دربار اور جلسۂ جشن آراستہ ہوا سب سردار
اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے ملک سہراب شاد بھی کرسی جواہر پر متمکن ہوا علمشاہ نے شہزادۂ فرہاد کی قید آہن حداد کو
بلوا کر کٹوائی اور کرسی جواہر اپنے برابر بیٹھنے کو دی شہزادۂ فرہاد بھی جلوہ گر ہوا علمشاہ نے ملک جدید سے کہا کہ آپ
تمکو لازم ہی کہ زرمہر کا عقد شہزادۂ فرہاد کے ساتھ کردو ملک جدید نے عرض کیا کہ مین نے تو دونون بیٹیان آپکی کنیزی
مین دین آپ کو اختیار ہی جو چاہیے کیجیے علمشاہ نے شہزادۂ فرہاد سے فرمایا اگر تم دین اسلام قبول کرو اور بتون پر لعنت
کرو کلمہ پڑھو تو تمہاری شادی تمہاری معشوقہ کے ساتھ کردی جاے شہزادۂ فرہاد نے عرض کیا مجھکو قبول اور منظور ہی تب
علمشاہ نے کلمۂ طیبہ تلقین کیا فرہاد نے بتون پر لعنت کی دائرۂ دین اسلام مین آیا مسلمان ہوا علمشاہ نے ملکۂ زرمہر کی
شادی شہزادۂ فرہاد کے ساتھ کردی اور اپنا عقد ملکۂ زرمہر کے ساتھ کیا ملک جدید نے بہت بڑی خوشی کی اور سامان

اشان اہل ہنر شمشیر آبدار سخن کو غلاف دہن سے کھینچکر میدان قرطاس مین یون عمل کرتے ہین کہ جب شہزادہ ہندوستان
دارائے ہند لندھور بن سعدان اُس طوفان سماوی اور اُس تلاطم کارزار مین مجمع لشکر اسلام سے زخمی ہوکر بیہوش ہوگئے
فیل میمونہ مبارک لندھور کو لیکر نکلا اور مانند صرصر صحرا دشت خیز ہوا رات بھر رواں وہان دشت و بیابان مین بوقت صبح کو ایک صحرا
سبزہ زار مین پہونچا وہان بھی نہ ٹھہرا برائے دشت و کوہسار جو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جسم مجروح کو لگی روح کو تازگی دل کو فرحت
ہوئی لندھور بن سعدان کو ہوش آیا دامن کوہ مین پہونچکر فیل میمونہ کو روکا شفقت و محبت سے پکاری فیل
میمونہ ہاتھ پاؤن پھیلا کر بیٹھ گیا لندھور بن سعدان اُترے اور درختون سے چھوٹے پکڑ کر زخم مین ٹانکے لگائے اور پھر
اسپر سوار ہوکے ایک سمت کو روانہ ہوئے چند فرسنگ چلے تھے کہ دیکھا سامنے سے دونون بیٹے پارۂ جگر نور نظر
فرہاد خان یکہ غربی اور ارشیون پرزاد ہمراہ فوج قلیل لیے ہوئے آتے ہین کہ دونون نے جو اپنے پدر بزرگوار کو اس
حال سے آتے دیکھا پہلے جھک کر سلام کیا پھر دوڑکر قدمون پر بوسہ دیا ساتھ ساتھ اپنے باپ کے روانہ ہوئے آگے بڑھکر
آیندہ روندے پوچھا کہ کوئی بستی یہان سے قریب ہے کہ نہین لوگون نے کہا کہ آگے بڑھ کر تھوڑی دور پر پایا۔ قلعہ ہے اور حاکم
اُس قلعہ کا زہر خوار تندخو ہے لندھور نے یہ سنکر اُسی قلعہ کیطرف راستہ لیا آتے آتے سامنے قلعہ کے پہونچے مع فرزندون
و فوج قلیل کے لندھور نے وہین قیام کیا خبردارون نے زہر خوار تندخو کو خبر دی کہ خداپرستون پر زمرد شاہ باختری
نے اپنا غضب نازل کیا ہے وہ سب تباہ و برباد ہوگئے ہین چنانچہ لندھور بن سعدان مع اپنے دونون بیٹون
کے کچھ جماعت قلیل سے ادھر آیا ہے اور سامنے قلعہ کے اُترا ہے یہان یہ ذکر تھا کہ ایک نامہ بر بھی ملک بسمال
سے ازجانب زمرد شاہ باختری لقا سے لیکر زہر خوار تندخو کے سامنے حاضر ہوا اور پگڑی سے نامہ نکالکر
دیا زہر خوار تندخو فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور تعظیم کر کے نامہ لیا چوما آنکھون سے لگایا سر پر رکھکر سجدہ کیا پھر نامے کو کھولا
پڑھا لکھا تھا اے زہر خوار تندخو تجھکو یہ نامہ خداوند لقا زمرد شاہ باختری کی طرف سے پہونچے معلوم ہو تجھکو کہ ہمنے
خداپرستان یعنے لشکر اسلام پر قہر و غضب اپنا نازل کیا اور سبکو برف باری کر کے مار ڈالا اگر شاید کوئی سردار خداپرست
اسمین تباہ ہوکر تمہاری حد مین آجائے تو اُسے گرفتار کر کے یہان بھیجدو فوراً پڑھتے ہی نامے کے نامہ بر سے کہا کہ ایک
روز تو یہان قیام کر لندھور بن سعدان یہان آیا ہے کل مین اُسکو گرفتار کر کے تیرے ہمراہ کر دونگا یہ کہکر لشکر کو حکم دیا کہ
باہر قلعہ کے خیمے برپا ہون اور جمعیت لشکر کثیر وہان ہو موجب حکم زہر خوار تندخو باہر قلعہ کے خیمے برپا ہوئے فوج سب آکر جمع
ہوئی زہر خوار تندخو بھی داخل بارگاہ ہوا شام سے فرامجاری مین معروف ہوا ناچ رنگ ہونے لگا جب نشۂ شراب مین ہے
ہوا حکم کیا کہ طبل جنگ بجے فوراً طبل جنگ پر چوب پڑی ادھر لندھور بن سعدان نے نقارہ نوازی بجوایا رات بھر سامان
جنگ مین لشکر دونون معروف رہے صبح کو میدان کارزار مین دونون لشکر صف آرا ہوئے نقیبان بلند آواز نسب
دیکر چلے گئے زہر خوار تندخو نے مرکب جھپکا کر نکالا میدان مین آیا اور للکار کے پکارا اے خداپرستو غضب خداوند لقا مین
گرفتار بھی ہوئے تو بھی تمہارا غرور نہ گیا کہ کمر پر چڑھ کر لڑنے آئے ہو کیا سمجھا ہمکو ذلیل و خوار سمجھے ہو خبر کیا مقابلہ ہے جسکو زندگی سے
تنگ ہو وہ میدان مین مقابلے کو آئے یہ سنکر فرہاد خان یکہ غربی لندھور سے رخصت لیکر میدان مین سامنے زہر خوار تندخو کے آیا
پہلے نگاوندی ہوئی پھر نیزہ بازی ہونے لگی فرہاد خان یکہ غربی نے چند طعنون مین نیزہ زہر خوار تندخو ہوائی کر دیا
زہر خوار نے تلوار کھینچکر وار کیا فرہاد خان یکہ غربی نے ہاتھ قبضہ پر سے ڈال کر تلوار چھین کے اپنی کمر مین لگی اور کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈالکر پشت زین سے زہر خوار تندخو کو اُٹھا لیا خوناب سرخ چشم کر بھائی حقیقی زہر خوار کا ہواتے جو دیکھا کہ بھائی
گرفتار ہوگیا فوج کو اشارہ کر دیا کہ چارطرف سے گھیر کر لوٹ پڑو اور خداپرستون کو مار لو فوج کفار نے چارطرف سے ہجوم کیا

فرہاد خان یکغری زہر خوار کو ہاتھ سے پھینکنے نہ پایا تھا کہ فوج کفار تلواریں کھینچکر آپڑی فرہاد خان نے انھی ملعونوں کو بجائے سپر
کر کے روکنا شروع کیا اُدھر ارشیون پرداد سے اور خونناب سرخ چشم سے مقابلہ ہوا خونناب نے تلوار کا وار کیا ارشیون پرداد نے
لپٹ کر تلوار اسکی چھین لی اور بنکر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا لیکن خونناب سرخ چشم جو مثل ہاتھی کے بلند تھی پھڑپھڑایا بنکر خونناب
سرخ چشم کا ٹوٹ گیا ارشیون کے ہاتھ سے چھوٹ گیا زمین پر گر کر بھاگا لشکر اسلام میں ایک شور و غل ہوا لینا پکڑنا اُدھر
زہر خوار تند خو کے بھی بنکر پر ایک کافر کی تلوار پڑی بنکر کٹ ہاتھ سے فرہاد خان یکغری کے زہر خوار بھی چھوٹ کر فرار ہی
خدا پرستوں نے تلواریں مارنا شروع کیں لشکر کفار شکست کھا کر بھاگا قلعہ بند ہو گیا اہل اسلام نے تمام مال و اسباب لشکر کفار
لوٹ لیا اور قلعہ پر جا کر زغہ کیا چہار طرف سے گھیر لیا دوسرے روز لشکر اسلام نے طبل جنگ بجوا کر قلعہ پر چڑھائی کی اُدھر سے
کفار نے پتھر مارنا شروع کیے لندھور بن سعدان نے سبکو منع کیا کہ آگے نہ بڑھو آپ تنہا قلعہ پر چلا جب دروازے قلعہ
کے پہونچا گرز گران سنگ ستر سو من کا دونوں ہاتھ سے تھام کر پوری ضرب لگا ٹھوکر در قلعہ پر مارا مع برج دروازہ قلعہ کا گرا
لندھور چاہتا تھا کہ اندر قلعہ کے جاوے کہ زہر خوار تند خو اور خونناب سرخ چشم ہاتھ باندھ کے سامنے لندھور کے آئے اور
قدم سے لندھور کے لپٹ گئے اور عرض کیا کہ ہم بجان و دل مطیع ہوئے لقا بے لقا پر لعنت کی مسلمان ہوئے کلمہ پڑھا کہ دین اسلام
قبول کیا لندھور نے انکی جان بخشی اور بفتح و فیروزی لندھور پھرے بارگاہ میں آئے فوج خیموں میں مقیم ہوئی سب نے استراحت
کی دوسرے دن زہر خوار تند خو اور خونناب سرخ چشم خدمت فیضدرجت شہزادہ ہند لندھور بن سعدان میں جا کے اور
بڑی عزت و احترام سے مع فرزندان لندھور و فوج جرار ہمراہ لیکر شہر میں آئے اور تمام لشکر کو مسلمان کیا اور شہر کو اسلام آباد
کیا بڑی دھوم سے دعوت و ضیافت کی لندھور بن سعدان مع فرہاد خان یکغری و ارشیون پرداد و دیگر سرداران صحبت
عیش و نشاط میں بیٹھے ہوئے ہیں دور شراب چل رہا ہے آج رنگ جدا ہے کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے دعا و ثنا
بجا لانے کے بعد اُنکے عرض کیا کہ شہریار قہرمان دیو نژاد سرداران مطیع الایمان کو گرفتار کیے ہوئے لیے چلا آتا ہے لندھور
بن سعدان یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور فیل ہیمہ تن پر سوار ہو کر چلا اور فرہاد خان یکغری و ارشیون پرداد
و زہر خوار تند خو و خونناب سرخ چشم چالیس ہزار سوار جرار ہمراہ لیے ہوئے روانہ ہوئے جب قریب اس مقام کے پہونچے
کہ جہاں لشکر کفار جمع تھا قہرمان کو خبر ہوئی کہ لندھور بن سعدان جانشین حمزہ صاحبقران زمان آ پہونچا اپنے
لشکر کو قہرمان نے حکم دیا فوج صف آرا ہوئی اُدھر لندھور نے بھی فوج کو آراستہ کیا قہرمان میدان رزمگاہ میں آیا
مبارز طلب کیا لندھور بھی آکر مقابل ہوا بعد ازاں تیغ و نیزہ بازی ہونے لگی لندھور بن سعدان بصد فنون سپہ گری کا نیزہ
اُسکا نکال لیگیا قہرمان نے تلوار کا وار کیا لندھور نے قبضہ پر ہاتھ ڈالکے تلوار قہرمان کی چھین لی اور کمر بند تھام کر
پشت زین مرکب سے اٹھا لیا فوج کفار بارادہ گرفتار چہار طرف سے دوڑ پڑی لندھور نے جلدی سے قہرمان کی
مشکیں باندھکر داراب کے حوالے کیا اور آپ تیغہ کھینچکر لشکر کفار سے لڑنے لگا تمام سرداران لشکر اسلام تلواریں
کھینچکر چہار طرف سے آپڑے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی سیکڑوں نفارہ اصل جہنم ہوئے دو پہر کامل کارزار
رہی انجام یہ ہوا کہ لشکر کفار بھاگا شکست فاش ہوئی ہزیمت نمودار ہوئی وارث ہند لندھور بن سعدان بفتح و
فیروزی مع سرداران لشکر اسلام بارگاہ میں آئے قہرمان دیو نژاد کو سامنے بلایا اور کہا او کافر خاسر اگر تجھکو جان عزیز ہے تو
لقا بے لقا پر لعنت کر دین اسلام میں آ قہرمان خوف جان سے طوعاً و کرہاً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا لندھور سے عرض کیا کہ آج میں
مطیع دین اسلام ہوا امیدوار ہوں کہ دعوت میری آپ قبول کیجیے لندھور نے کہا کیا مضائقہ ہے دوسرے دن لندھور
مع فرزندان خیمہ قہرمان میں گئے قہرمان نہایت خاطر و مدارات سے پیش آیا دستر خوان بچھایا لندھور بن سعدان نے مع

باگنڈو لنگی کر کے باندھ دیا اور اس درویش سے کہا کہ شاہ صاحب میں بھی آپکا مرید ہوتا ہوں اب تارک دنیا ہو کر صحرا نشینی
اختیار کرونگا فقیر نے کہا ای بابا ابھی سن تیرا بہت کم ہی صورت مثل آفتاب درخشان کے ہی طرحدار وضعدار چہرے سے رعب
و جلالت ہویدا ہی پیشانی سے شان و شوکت پیدا ہی وضع سپاہیانہ ہی تو کیونکر مرید ہوتا ہی بابا فقیری کا بندہ نہ سکیگا اس
فقیری میں اول تو گھر بار ہی چھٹ جاتے ہیں زیبائش سے دستبردار ہونا پڑتا ہی کچھ فقرا کی ہمت جیسا ہو اس مقام پر پہونچنا
بہت ہی مشکل ہی ای بابا تجھسے فقیری نہو سکیگی تو ارادہ اس امر کا نہ کر مجھکو قیاس سے معلوم ہوتا ہی کہ تو اپنے مادر و پدر سے خفا ہو کر
ناخوش ہو کر گھر سے چلا آیا ہی ای بابا فقیر کی خوشی یہ ہی کہ تو اپنے گھر کو جا اپنے ماں باپ سے عذر کر جو کچھ انھون نے کہا ہوگا تیری
بھلائی کیواسطے کہا ہوگا شہزادہ اسفندیار نے کہا ای شاہ صاحب یہ امر نہیں ہی میں ایک سوداگر تھا قزاقوں نے میرا مال
و اسباب لوٹ لیا اور قافلے کو میرے قتل کیا مجھے بھی تلوار چلی میں بھی زخمی ہوا اب میں تنہا رہگیا میرا یہی جی چاہتا ہی کہ ترک دنیا
کر کے فقیری اختیار کیجے درویش نے بہت سمجھایا مگر شہزادہ اسفندیار نے نہ مانا تب درویش نے کہا مرید ہونا بھی بہت مشکل ہی
فقیری اختیار کرنا دشوار ہو کیونکہ اول بہت سے روپیہ کا صرف ہی پہلے کھانا بہت سا عمدہ پکوایا جاوے فقیرون کو جمع کر کے
کھلایا جاوے پھر سب فقیرون کے سامنے پیالہ فقیری کا تجھے پلایا جاوے جب تیری مریدی ٹھیک ہو اور چند کلمات فقیری تجھکو
تعلیم کیے جاوین جب فقیری تیری کام کی ہی اور سب فقیرون کی گلی میں بیٹھ سکتا ہی شہزادہ اسفندیار نے کہا یہ اسباب جو
میرے پاس ہی اسکو فروخت کیجیے اور آپ جسطرح چاہیے بطریق کامل جلسہ کیجے فقیرون کو جسقدر منظور ہو جمع کر کے کھلا دیجے
فقیر نے اوسپر بھی عذر کیا اور سمجھایا مگر شہزادہ اسفندیار گیلانی نے نہ مانا تمام ہتھیار اوتار ڈالے و بکتر و خود و چار آئینہ و جلو و ساق
موزے و تیر و کمان و نیزہ و گرز و شمشیر و تبر و خنجر و سپر و جلتہ پیکان وغیرہ سب درویش کے آگے رکھدیے فقیر نے مریدون
اوٹھا کے اندر ایک گوشہ میں مکان کے رکھوا دیا اور روپیہ اپنے پاس سے نکال کر کھانا عمدہ پکوایا اور تمام اطراف کے فقیرون
جمع کیا جلسہ فقرا برپا ہوا یا معبود یا موجود یا ہادی یا مرشد یار آ آ کی صدائیں بلند ہوئیں بنگ چرس اور گانجا اڑانے لگا اونکا
کھلنے کی حقے سب بیٹے بڑے بڑے مٹی کے ڈیڑھ ڈیڑھ خم کے فقیر پینے لگے کھانے کھلنے لگے عجب غلغلہ عظیم اس صحراے لق و دق میں
برپا تھا تین روز تک جلسہ رہا آخر تیسرے روز سب فقیرون کے روبرو اس درویش نے پیالہ جو کا اپنا شہزادہ اسفندیار گیلانی
کو پلا کر مرید کیا اسفندیار مرید ہو کر شاہ صاحب کی خدمت میں بیٹھنے لگا تمام طریقے فقیری کے بتلائے کلمات عجائب تعلیم کیے
شہزادہ اسفندیار مہینے تک وہاں رہا ایک شب اسفندیار اپنے فرش پر سو رہا تھا کہ ایک فقیر بہت موٹا تازہ مشٹنڈا
آ کر اسفندیار کے پاؤن دبانے لگا اسفندیار کی جو آنکھ کھلی بیدار ہوا یہ ماجرا دیکھ کر گھبرایا ایک لات ایسے زور سے
ماری وہ فقیر دور جا کر گرا غصہ جو آیا وہی سونٹا لیکر اٹھا جتنے فقیر سو رہے تھے سبکو پیٹنا شروع کیا سب غل و شور و دہائی تہائی
مچانے لگے مگر سبکے ہاتھ پاؤن ٹوٹ گئے اپاہج ہو گئے اوس فقیر مسند نشین کے اس درویش عبادت کیش کو دم بھر کا خوف
تھا اوٹھا کر منہ پر لادا اور ایک طرف کو لے بھاگا یہان یہ کیفیت جو شہزادہ اسفندیار گیلانی نے دیکھی آنکھ منہ میں درویش
کی گھسے اپنا سلاح سب جو کہ فقیر نے چھپا کر رکھا تھا اوسے اپنے جسم پر آراستہ کیا اور کچھ نقد روپیہ اشرفی لیا مرکب صبا رفتار پر
سوار ہو کر روانہ ہوئے رات بھر اوس صحرا میں چلے صبح کو قریب شہر خضرانیہ کے پہونچے آیندہ و روندہ سے دریافت کیا کہ
یہ شہر کونسا ہی لوگون نے کہا شہر خضرانیہ اسکا نام ہی شہزادہ اسفندیار شہر میں آئے دیکھا تو شہر نہایت آباد و خوش
خرم ہی عمارات عالیشان اور بڑے بڑے بلند مکان جابجا آراستہ و پیراستہ ہیں دکانیں دو رویہ پختہ بنی ہیں دکاندار جنس
اشیاے نادرہ بیچ رہے ہیں شہزادہ عالیشان چارطرف پھر کر سیر کرنے لگے آہستہ آہستہ مرکب تیز رفتار چلا کر
شہزادہ ذی قدر کیفیتیں شہر کی آراستگی اور زیبائش دکانون کی دیکھتے جاتے ہیں ایک مقام پر جو پہونچے

دیکھا خلائق سب کے غول کے غول ایک سمت کو چلے جاتے ہیں شہزادہ اسفندیار نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ لوگ کہاں
جاتے ہیں اُسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس شہر میں نو وارد ہیں فرمایا کہ ہاں بھائی سوداگر ہوں ابھی چلا آتا ہوں پیچھے
اسباب و آدمی بھی آتے ہونگے کیا تم بھی وہیں جاتے ہو جہاں یہ لوگ چلے جاتے ہیں ہاں کیا تماشا ہے ہمیں بھی آگاہ کرو اُسنے
کہا کہ اس شہر کے بادشاہ خضران شاہ کی ایک دختر نیک اختر نہایت حسین و جمیل نازنین مہ جبین خلیق جمیل صورت چودھویں رات کا
چاند جس سے خورشید تابان شرمندہ ہیولی سے رخسار نرگس سی آنکھیں بوٹا سا قد غرض وہ بے انتہا قدرت الٰہی کی طاقت میں بیان ستم و
زبان سے زیادہ ہے اُسکی شرط یہ ہے کہ جو کوئی بیل کو ایک ہاتھ پر اٹھا کر بام قصر پر لیجائے اور پھر وہاں سے اتر آئے اسکے ساتھ میں
اپنی شادی کروں اور خود بھی گائے کو اٹھا کر ایک ہاتھ سے بام قصر پر لیجاتی اور پھر اتر آتی ہے چنانچہ آج ایک شہزادہ فرخ شاہ
سپوت کہ نام اسکا خرم سبز پوش ہے وہ مثل بلبل ملکہ گل چہرہ دختر خضران شاہ کے دام عشق میں گرفتار ہو کر آیا ہے عالم
اسکا رشک گلشن خزان دیدہ ہے بہار باغ جوانی کو اپنی سناتے آیا ہے بیل کو ہاتھوں سے یہ بار عظیم اُٹھانے آیا ہے نہیں معلوم
اسکے غنچۂ دل میں کیا بوئے گل محبت ملکہ گل چہرہ سمائی ہے کہ صیاد اجل اس عندلیب آوارہ خانماں کو قفس عشق میں پھنسا کر
لایا ہے سوا اسکے کچھ اسے سوجھتا نہیں جان دینے پر آمادہ ہے شہزادہ اسفندیار نے کہا ہم بھی تماشا دیکھنے چلتے ہیں غرض
کہ اس شخص کے ہمراہ شہزادہ اسفندیار بھی روانہ ہوئے جب اُس امتحان گاہ میں پہونچے دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہے اور
ایک قصر رفیع ہے اُس قصر پر خضران شاہ بصد کبر و غرور بیٹھا ہے اور پائین قصر عالیشان ایک تالاب بھرا ہوا آب شفاف و صاف
گرد اُس تالاب کے دکانیں لگی ہوئی ہیں طرح طرح کی اشیا بک رہی ہیں خلائق کا ہجوم تماشائیوں کی دھوم ہے ایک میلے کا
ساماں معلوم ہوتا ہے خوانچے والے ادھر آوازیں لگا رہے ہیں تماشائی سودا خرید خرید کے کھا رہے ہیں۔ نظم

ہم صنم شکر اس قدر تیرا بیان　　دکھاتا ہوں میلے کا کچھ میں سماں
الٰہی مثل کیا امتحان گاہ کا　　کہ ہے جوش تا دور سب جلوہ کا
وہ دوکانیں آراستہ ہر طرف　　ہر ایک جا خریداروں کی صف کی صف
کہیں کیوڑوں کی بھی ہے قطار　　مزیدار ترکاریاں بیشمار
کہیں چاندنی میں گنی پوشتوں کی　　کہیں میں شکر قند تلی ہوئی
کہیں گشت میں خوانچے والے بھی　　کبابی نے اوپر سے کیں بالائیں
تصویریں کہیں کرتی ہیں گفتگو　　مزا ایسا اکلا سے ہو سرخرو
لیے ہاتھوں پر ہار وہ گلفروش　　صدا دیتے ہیں بے قرش خود
یہ جو ہیں کنگن یہ میلے کی شوق　　وہ جلکو جو عشقبازی کا شوق
سجاؤ دل کہتے ہیں یہ برہمن　　ہو گنگا جل ڈال دل ہو خندہ لگن
طبیعت کو رونق ہو ہرگز رنگی　　فضا میں ہر اک کی طرف ہے جھلکی
تماشا مجموعہ وہ عجب جا ہجوم　　وہ دوکان داروں میں سودے کی دھوم
کہیں سبز تھیلوں کی ہیں بالیں عجب　　جوانوں کی آنکھیں ہیں نشے سے لال
کسی کو جھری ہیں کسیلے کہیں　　ہیں امرود کے ڈھیر ایسے کہیں
کسی سمت حلوائیوں کی دکان　　مٹھائی ہے پیڑے جلیبی شیریں
صدائیں لگاتے ہیں ہر ہر قسم　　کہاں آب کے لچھے بیچے بامزہ
کسی جا ہیں مرواف ادھر جوہری　　ہر ایک میوے ہیں کانیں بھری
خریدار رو رو تا گھسل گیا　　جبیلی ہیں ہر آ کے میلا بسا
کشور اکھٹا ہے وہاں جا بجا　　ہر میلے میں سقوں کا بھی جھمکٹا
سحر میلے کا دیکھ کر جمگھٹا　　ہر اک آ کے شوقین اُسے چاہتا

شہزادہ اسفندیار رونق بازار صورت گلزار دیکھ کر رشک بلبل خوشالحان شاداں جو ہر طرف خراماں خراماں سیر کرنے لگا کہ یکایک شور بلند
ہوا وہ ملکہ گل چہرہ آتی ہے شہزادہ اسفندیار گھبرا کر جلد آگے آئے دیکھا کہ ملکہ گل چہرہ دختر خضران شاہ مع کنیزان ماہرو کہاں
جلوہ افروز ہوئے مثل پری بیکل پر سوار بصد کروفر ایک طرف سے آئی اور میدان میں کھڑی ہوئی اتنے میں ایک گائے بہت موٹی
تازی خوبصورت اور ایک بہت بڑا زبردست مکھنی بیل ملازمان شاہی لائے ملکہ گھوڑے سے اتری اور گائے کے قریب گئی
ہاتھ کو ایک ہاتھ سے گائے کو اٹھا لیا اور لیکر بام قصر پر چلی اور وہ بام ایک سو کیس زینے کا بلندی میں تھا بہ سرعت تمام بجلی کے
ساتھ چڑھ گئی اور پھر ملکہ گائے اسی ہاتھ میں لیے اتر آئی اور مطلق طرح ہانپی نہیں اسکو بار گران نہ ہوا گائے کو اسی

جگہ چھوڑ کر مرکب جوہر دوش پر سوار ہو بیٹھی صدائے تحسین و آفرین چہار طرف سے بلند ہوئی ملکہ گل چہرہ نے پھر آواز بلند کی
کی کون اس مجمع عام میں ملکہ گل چہرہ دختر خضران شاہ کا عاشق زار ہی اور دلدادہ و فریفتہ ہوکر وصل کی چاہ رکھتا ہی آئے
وہ میرے سامنے اور پیل کو اٹھا کر تا بام قصر پر لیجائے اور پھر اسی طرح مثل میرے پھر کے اسی جگہ پیل کو لے آئے شرط کو میری
پورا کرے اسکے ساتھ میں اپنی شادی کر دوں جام بادۂ وصل پلاؤں اور اگر اس حوصلے پر شرط میری وہ نہ پوری کریگا اس پیل کو
اٹھا کر بام پر نہ لیجا سکیگا تو گرفتار ہو کر ابھی سامنے میرے قتل کیا جائیگا شہزادہ اسفندیار ہنوز مرکب صبا رفتار پر بیٹھے تماشا
دیکھتے ہیں کہ ایک جوان سبزہ رنگ تاج شاہانہ بر سر پوشاک فاخرہ در بر بیش از بیس برس کا سن والدین کی مرادوں کے دن
صاحب حسن و جمال شان و شوکت میں بیمثال ایک طرف سے نکل کر مرکب پر جوش کو جھکا کر میدان میں سامنے ملکہ کے آیا
دیکھنے والوں نے ایک زبان ہوکر کہا کہ یہی خرم سبز پوش فرزند جگر بند فرخ شاہ بیوقوف ہی دیکھے اس نازنین پر جبین سے
یہ پیل زبردست ناگوری کیونکر اٹھ سکتا ہی اور کس طرح لیجائیگا مفت اسنے اپنی جان دی اس عمر کے درخت کی کونپل ابھی نہ
پھوٹنے پائی اسکے حسن و جمال پر رحم آتا ہی اب ملکہ گل چہرہ کے عشق میں بہار گلشن جوانی پر اسکے خزان آجائیگی مگر خرم سبز پوش
بصد ولولہ و جوش اس پیل کے پاس آیا اور اپنے ہاتھوں میں اسکو اٹھایا لیکر بام قصر بلند پر چلا ابھی چار زینے طے کیے تھے
کہ چکر آیا پاؤں کانپے زینے پر سے گر پڑا پیل ہاتھ سے چھوٹ گیا آپ بیہوش ہوگیا ملازمان شاہی نے دوڑ کر پکڑ لیا اسکو
باندھ لیں خضران شاہ نے آواز دی کہ اس جوان کو جلد قتل کرو کہ سب کو عبرت ہو بار دگر کوئی حوصلہ عشق ملکہ گل چہرہ کا
کرے دعوی بیجا سے باز رہے اسیوقت جلاد آکر حاضر ہوئے اور ہاتھ پکڑ کر اس جوان کا نطعے پر لائے ادھر خضران شاہ
نے حکم دیا جلاد نے تیغہ جو پیچھے کمر کے کاسیان سے کھینچا انگلی سے باڑھ کو دیکھا کہ تیسرا حکم خضران شاہ دیا جاتا تھا
ادھر جلاد نے دو قدم ہٹکر تیغہ تولا کہ شہزادہ اسفندیار بصد عزم و وقار بمثل لڑکے تاب نہ لاکے اس جوان حسین پر رحم آگیا مرکب
پور لقا کو جھکا کر برابر جلاد کے آئے اور فرمایا کہ او جلاد خبردار اس جوان حسین نازنین کو قتل نہ کرنا میں اسکے بدلے اس پیل
کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر بام بلند پر لیجاتا ہوں اور پھر لے آتا ہوں شرط کو ملکہ کی پوری کرونگا اسکو قتل نہونے دونگا لوگوں نے
دیکھا کہ ایک جوان حسین چہرہ مثل خورشید تابان سے روشن تر پیشانی مانند کوکب درخشاں کے تابندہ اکیس بائیس برس کا
قوی بازو بھرے ڈنڈ بھری بھری مچھلیاں سینہ تصویر کھینچنے کے قابل صاحب شان و شوکت شجاع دلاور رستم زمان فخر تہمتن
پہلوان عرصہ شجاعت ہر ایک دیکھکر حیران ہوا اور خضران شاہ بھی شہزادہ اسفندیار کو دیکھکر دنگ ہوگیا ملکہ بہزاراں جان
سے عاشق ہوگئی لیکن خضران شاہ نے یہ حال دیکھا کہ یہ جوان صاحب شوکت و شان اس شخص کے عوض پیل اٹھانا
کہتا ہی اپنے سامنے شہزادہ اسفندیار نوجوان کو بلایا اور بہت سا سمجھایا کہ او گل باغ حسن و جوانی تو اپنی جان کو قتل پر تو
نو خیز کیوں پامال کرتا ہی کیوں بہار گلشن حسن و جوانی کو مٹاتا ہی تجھسے اس شہزادے سے کیا واسطہ شہزادہ اسفندیار
بولا مجھکو اسپر رحم آیا ازراہ خدا ترسی کے اسکی طرفداری کرتا ہوں اور اگر مجھسے پیل نہ اٹھیگا تو مجھے اور اسے دونوں کو قتل کرنا
خضران شاہ نے کہا بیشک یہی ہونا ہی اگر تجھسے پیل نہ اٹھیگا تو تجھکو ہم پھر زندہ نہ چھوڑینگے شہزادہ اسفندیار نے کہا مجھے
قبول ہی خرم سبز پوش کو جلاد سے چھڑوا دیا لیکن خرم سبز پوش سمجھا کہ یہ جوان شاید خود ملکہ پر عاشق ہی اور طالب وصل ملکہ گل
ہی اگر یہ جوان شرط جیتا بھی تو ملکہ کو لے لیگا تو پھر وصل سے محروم رہجائیگا اس سے مرجانا بہتر ہی شہزادہ اسفندیار سے کہا کہ
آپ میری جانبداری کا حیلہ ناحق کرتے ہیں معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ کے عشق کا آپکو خود دعویٰ ہی اگر آپ شرط جیتینگے تو خود ملکہ
گل چہرہ کو لیجیے گا وصل سے دل شاد کیجیے گا میری موت ہر طرح ہی میں بہر کیف وصل سے ملکہ کے محروم رہونگا شہزادہ
اسفندیار نامدار نے کہا کہ یہ خیال تیرا غلطی پر ہی ہم کبھی پرائے معشوق پر نظر نہیں ڈالتے یہ فقط خدا راہ کا سودا کیسے رکھتے

ای برادر تو کھڑا تماشا دیکھ کہ خدا کیا کرتا ہے میں ابھی شرط جیت کر تیرے ساتھ ملکہ گل چہرہ کی شادی کیے دیتا ہوں گرچہ خرم نے
کو شہزادۂ اسفندیار کا کلام تصدیق ہوا مطلق یقین نہ لایا شہزادۂ اسفندیار قریب بیل کے گھوڑے سے اُتر کر آئے
اور سازندوں سے پکار کر کہا کہ اس بیل پر اور کچھ بوجھ بھاری لا کر رکھو تو میں اٹھاؤں وہ سب لوگ قہقہہ مار کر ہنسے اور کہا کہ
پہلے خالی بیل تو آپ اٹھا لیجائیے پھر بوجھ بھاری اٹھائیے گا شہزادۂ اسفندیار نے مسکرا کر آستینیں چڑھائیں اور بسم اللہ کہہ کر
بیل کو ایک ہاتھ پر اٹھا لیا بے تکلف مثل گل سیاہ کے لیکر بام قصر پر چڑھ گئے اور فوراً دوڑ کر پھر بیل کو بھی ایک ہاتھ پر لیے ہوئے
اتر آئے اور مطلق کچھ معلوم بھی نہ ہوا پھر پکار کر فرمایا کہ اب اسپر بوجھ اور رکھو دو لوگوں نے امتحان قوت کیواسطے اس بیل پر
اسقدر بوجھ رکھا کہ وہ بیل بیٹھ گیا اور اٹھ نہ سکا مگر شہزادۂ اسفندیار نامدار دوسری بار اس باردار بیل کو اٹھا کر ایک ہاتھ سے
بام قصر پر لیگئے وہاں تھوڑے عرصہ تک اس بیل کو لیے ہوئے کھڑے رہے اور سنا کیے کہ چہار طرف شور تحسین و آفرین بلند ہے خرم
سبز پوش نگوں سر و شرمندہ ہو بالاتفاق سب اس مجمع عام میں کہہ رہے ہیں کہ یار ہمنے آجتک ایسا جوان حسین زبردست طاقتور
نہیں دیکھا ہے سنا خضران شاہ قصر سے نیچے اتر کر خوشی کے مارے چاہتا تھا کہ اس جوان رستم خصال کو گلے سے لگاؤں اور تعریف
کروں کہ اسوقت کلواس عیار ضیغم خون آشام کا آیا اور اُسنے مجمع خلائق دیکھکر ایک شخص سے استفسار حال کیا لوگوں نے
کیفیت سب بیان کی کہ یہ جوان عالیشان آدمی کا ہیکل دیو کا زور رکھتا ہے بیل کو مع بار عظیم اٹھا کر کوٹھے پر لیگیا اور پھر اسیطرح
لیکر چلا آتا ہے مطلق تیور نہ میلے ہوئے اور نہ طبع نازک پر بار ہوا کلواس عیار یہ سنکر آگے بڑھا کہا میں تو دیکھوں کہ یہ کون جوان
رعنا زیبا ہے کلواس عیار ضیغم خون آشام نے جو غور سے نگاہ کی خوب پہچانا اور خضران شاہ کے پاس جا کر کہا ای خضران شاہ
میں اس جوان رعنا کو خوب پہچانتا ہوں تو نہیں جانتا کہ یہ کون ہے ارے غافل ہوشیار ہو پنبۂ غفلت گوش دل سے نکال یہی
نبرد شاہ باختری خداوند لقا نے ان دنوں خدا پرستوں پر ایسا غضب نازل کیا ہے بہت سے اہل اسلام مارے گئے اور بہت سے
خدا پرست تباہ و برباد ہو کر چہار طرف نکل گئے تمام ملک باختر میں سنتے تاکید خداوند لقا کے آئے ہوئے ہیں کہ جہاں خدا پرست
ملجائیں اور ہاتھ آئیں با زندہ گرفتار کر کے بسعید بابا کاٹ کے خدمت خداوند لقا میں روانہ کر دیا ہے یہ فرزند جگر بند امیر ابوالعلا
حمزہ صاحبقران زمان ہے اسے جلد گرفتار کر کے قید کر یا مار ڈال خضران شاہ نے اُسیوقت فوج کو طلب کر کے حکم کیا کہ اسیر
حمزہ کو جلد گرفتار کرو یا مار ڈالو اور پھر کاروں کو دوڑایا کہ جلد کمک لیکے آؤ بموجب حکم فوج خضران شاہ کی اس مقام پر موجود تھی
وہ بحکم خضران شاہ تلواریں کھینچ کھینچ کے شہزادۂ اسفندیار پر دوڑی اور غل و شور بلند ہوا کہ لینا پکڑنا اس خدا پرست کو
جانے نہ دینا کفار للکارتے نیچے اس قصر کے آئے جہاں شہزادۂ اسفندیار نامدار بیل کو لیے ہوئے بام پر کھڑا تھا دیکھا
شہزادہ عالیشان نے کہ کفار بلوہ کرکے گھیرے چلے آتے ہیں بس بیل کو بام سے نیچے پھینک دیا اور دس کفار جو زیر بام قصر کھڑے
ہوئے تھے وہ بیل کے دبکے مر گئے اور دوہی نے قبضہ پر ہاتھ ڈالکر تیغۂ آبدار کو کھینچکر نیچے بام قصر کے اُترے اور نعرہ کر کے شتاب
کر کے کفار پر جا پہنچے نعرہ اسفندیار منم فرزند رستم شجاع و دلیر پسر در تیغ ہاشم غرندہ شیر جگر بند صاحبقران زمان کی ہم
شدا اسفندیار جوان تیغۂ آبدار سے کفار کا قتل کرنا شروع کیا خرم سبز پوش بھی مع اپنے ہمراہیوں کے شریک شہزادۂ اسفندیار
نوجوان ہوا غلغلۂ دار و گیر برپا ہو گیا تماشائی اپنے گھروں کو بھاگے میلہ پریشان ہو گیا ایک ایک دکاندار دکان اپنی چھوڑ کر
راہی ہوا میدان صاف ہو گیا سڑک پہ جا بجا خون کا دریا جاری ہوا لاشوں کے ڈھیر ہوئے شہزادۂ اسفندیار اپنے بچے
سڑک کے پاس آئے جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوئے رعایا کو خوف طاری ہوا اپنے اپنے گھروں کے دروازے کی کنڈیاں
بند کر لیں کہا اب بڑا خوف و بیم ہے ہنگامہ اندر شہر کے برپا ہوا ایسا نہ ہو کہ شہر لٹ جائے لیکن لشکر کو جو خضران کے خبر ہوا
اسی وقت بلوہ کرکے فوج والے چہار طرف سے آگئے شہزادۂ اسفندیار کو گھیر لیا ہزار ہا کفار شہزادے پر آ پڑے

ادھر شہزادۂ اسفندیار کا یہ حال تھا کہ بےخوف و خطر لڑ رہا تھا بے پناہ تیغ آبدار کا ہاتھ پڑ رہا تھا خرم سبزپوش کے ساتھ دو دو
قتل ہوئے مگر سیکڑوں کفار کو مار کر مرے جسقدر مغل کارزار کو ہوتا جاتا تھا بلوہ کفار کا زیادہ ہوتا جاتا تھا اور خضران شاہ تخت پر
سوار ایک ایک کو پکار رہا تھا للکار رہا تھا ارے نامردو دو آدمی ہیں انکو بھی تم کیوں نہیں ہٹکتے بھاگے جاتے ہو لعنت ہے تمہاری
بہادری پر تف ہے تمہاری اوقات پر شہزادۂ اسفندیار نعرہ کر کے خضران شاہ کی طرف بڑھا صفوں کو درہم و برہم کرتا ہوا
رستمانہ لڑتا ہوا قریب تخت خضران شاہ کے پہونچا جو بڑے جری بہادر مقرب بادشاہ تھے اپنے تلوار چلنے لگی ایک طرفۃ العین
میں اُن سبکو مار کر گرا دیا شہزادۂ اسفندیار برابر تخت خضران شاہ کے آیا اور نعرہ کیا او گبر نابکار کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے
ادھر خرم سبزپوش بھی ہمراہ شہزادۂ اسفندیار نوجوان کے تھا اُٹھنے چاہا کہ خضران کو تلوار کا ہاتھ ماروں شہزادۂ اسفندیار نے
منع کیا اے برادر ابھی تم ٹھہرو یہ میرا شکار ہے تم اور کفار کو قتل کرو میں اوسے لیتا ہوں خضران شاہ نے اسفندیار پر
تلوار ماری شہزادے نے دم شمشیر کو بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور جھٹکا مروڑ کر تلوار خضران شاہ کی چھین لی اور تلوار
اُسکی اپنے قبضہ میں کر کے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر تخت پر سے خضران شاہ کو اٹھا لیا کہ اس عیار پاس تخت خضران شاہ
کے تھا چاہا کہ خرم سبزپوش نے تیر ملکان کمان میں جوڑ کر مارا سینہ کا اس کا نشانہ پڑا جو سینہ کی پسلیاں توڑ کر پشت
کے پار نکل گیا کہ اس روسیاہ سہم کر جانے لگا کہ خضران کی کو خوش ہوئی زمین پر تڑپ کے گرا کی اتنا دم مستقر ہوا شہزادۂ
اسفندیار نامدار نے خضران شاہ کو اٹھا کر سر سے بلند کیا اور فرمایا لعنت کر لقا پر دین اسلام اختیار کر نہیں تمہارا ہڈی
کو چور نذر میں ہو جائیگا خضران شاہ پکارا اے شاہزادۂ اسفندیار نامدار لاکھ لاکھ لعنت ہو لقا بے بقا پر اور
اسکے پرستاروں پر اور آپکا مطیع و فرمانبردار ہوا شہزادۂ اسفندیار نے خضران شاہ کو تخت پر رکھدیا خضران شاہ
تخت سے کود پڑا قدموں پر شہزادے کے گرا اور کلمہ پڑھ کر از صدق اسلام لایا مسلمان ہو کر اپنی فوج کو پکارا کہ خبردار
کوئی تلوار نہ مارے جنگ موقوف کرو میں اس شہزادے کا غلام حلقہ بگوش ہوا میں اسلام لایا جسکو مسلمان ہونا ہو
وہ میرے شہر میں رہے نہیں ابھی اس شہر سے نکل جاوے ہر طرف سے آواز آئی کہ ہم سب نے لقا بے بقا پر
لعنت کی ہمیں اس کافر سے کچھ کام نہیں ہے ہم بھی سب مسلمان ہوئے خضران شاہ خوش ہوا شہزادۂ اسفندیار
نوجوان نامدار کو عالیشان کو بڑے جاہ و حشم سے ایوان شاہی میں لایا اور کہا کہ آپ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہی
فرمائیے میں آپکی نیابت کرونگا شہزادۂ اسفندیار نے کہا اے خضران شاہ ہم تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں یہی تیرا تخت و تاج
تجھکو مبارک رہے یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر خضران شاہ کا تخت پر بٹھایا آپ کرسی جواہر نگار پر جلوہ افروز ہوئے ملازموں سے کہا
کہ دیکھو خرم سبزپوش کہاں ہے جلد اُسے لاؤ جو مدار بعید پر روانہ تھا خرم سبزپوش کو لائے شہزادۂ اسفندیار نے برابر
اپنے کرسی پر بٹھایا جشن شادی آراستہ ہوا صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی جام مے ارغوانی گردش میں آیا شہزادۂ اسفندیار
نامدار نے کہا اے خضران شاہ اب تم اپنی بیٹی ملکہ گل چہرہ کی شادی خرم سبزپوش کے ساتھ کر دو یہی شہزادہ ہر گلی اور نہیں ہے
خضران شاہ نے جواب دیا کہ میں آپکا غلام حلقہ بگوش ہوں وہ کنیز ناچیز کیا ہیں تو یہ چاہتا ہوں کہ اُسکو حضور اپنی کنیزی
میں لیکر رکھیں شہزادۂ اسفندیار نے فرمایا کہ ہمارے خاندان کا یہ دستور نہیں ہے کہ کسی کے ناموس پر قبضہ کریں فقط یہی
اسی جوان کے واسطے اسکے عوض میں جیل اٹھا کر یہ پہونچا دیا تھا یہ ملکہ گل چہرہ کا عاشق زار ہوا اور یہی مستحق ہے خضران شاہ
نے عرض کیا کہ مجھے کیا عذر ہے آپ مالک و مختار ہیں جسے چاہیں اس کنیز ناچیز کو بخشیں پھر شہزادۂ اسفندیار نامدار نے
خرم سبزپوش کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا اے شہزادہ خرم سبزپوش تو اگر دین اسلام اختیار کرے اور لقا پر لعنت کر از صدق دل
ہوجاوے تو تیری معشوقہ مہ جبین نازنین تجھکو حوالے کر دوں اور شادی تیری اُسکے ساتھ کر دوں خرم سبزپوش اور

صادق مسلمان ہوا کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں آیا شہزادہ اسفندیار نے ملکہ گل چہرہ کی شادی اُس جوان خرم سبز پوش
کے ساتھ کر دی شادی کتخدائی ملکہ گل چہرہ کا جشن مدام تین روز تک اندر سے باہر تک رہا خضران شاہ نے سبکو خلعت و
انعام واکرام تقسیم کیا خضران شاہ خرم سبز پوش اور شہزادہ اسفندیار کو ہمراہ لیکر محل میں آیا ماں دولھن کی شادی
شاد ہوئی دولھا کی بلائیں لیں خضران شاہ نے کہا کہ اے صاحب شہزادہ اسفندیار نامدار فرزند حمزہ صاحبقران
عالی وقار کی بدولت مجھکو دولت اسلام بھی ملی اور تمھاری نور دیدہ ملکہ گل چہرہ کو ایسا بر بھی ہاتھ آیا غرضکہ بعد دن گذر
گئے تخلیہ کی صحبت ہوئی شب زفاف کا سامنا ہوا وصل معشوق خوش اسلوب ہاتھ آیا گوہر امید صدف آرزو کو ملا غنچہ نرگس بچہ گلشن
حسن و جمال بے مثال ملکہ گل چہرہ کھل کر پھول ہوا بادہ وصل سے دونوں سیراب ہوئے خوش و خرم رہنے لگے ایکروز خرم
سبز پوش نے خدمت شہزادہ اسفندیار عالی وقار میں عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو خادم اپنے شہر کو جاوے اور اپنے باپ کو
بھی مسلمان کرے خدمت حضور میں حاضر رہے شہزادہ عالیوقار نے فرمایا بہتر ہی کیا مضائقہ خرم سبز پوش بڑے
جاہ و حشم سے اپنی معشوقہ محبوبہ عروس تازہ ملکہ گل چہرہ کو ہمراہ لیکر اپنے شہر میں آیا باپ اسکا فرخ معجوق بیٹے سے ملا
بہت خوش ہوا بہو کو پیار کیا بہت سا زر و جواہر نثار کیا خرم سبز پوش نے تمام حقیقت اول سے آخر تک اپنے باپ سے
بیان کی اور کہا کہ آپ بھی لقا پرستی ترک کیجیے زمرد شاہ باختری پر لعنت بھیجے دین اسلام قبول فرمائیے کہ بہتر دین اسلام
سے کوئی دین نہیں کفر پرستی بیکار ہے فرخ معجوق بفہمایش فرزند جگر بند خرم سبز پوش مسلمان ہوا لقا پر لعنت کی اور تمام
لشکر کو بھی مسلمان کیا اور شہر کو اسلام آباد کیا اور خرم سبز پوش کے ہمراہ شہر خضرانیہ میں آیا قدمبوسی شہزادہ اسفندیار
گیلانی حاصل کی شہزادے نے یہاں بھی تمام شہر خضرانیہ کو اسلام آباد کیا بتخانے تڑوا کے مسجدیں تعمیر کرائیں شہزادہ
اسفندیار گیلانی نے خضران شاہ سے ایک روز کہا کہ اب ہمکو رخصت کرو اب ہم بھی جاوینگے خضران شاہ نے عرض کیا
کہ غلام بھی حضور کے ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوگا الغرض خضران شاہ نے بعد دعوت ضیافت فرخ معجوق و
خرم سبز پوش سے کہا اب تمھارا کیا ارادہ ہے انھوں نے کہا ہم بھی زیر قدوم میمنت لزوم شہزادہ اسفندیار گیلانی کے
رہینگے شہزادہ اسفندیار نامدار نے شہزادہ خرم سبز پوش کو اور فرخ معجوق شاہ کو خلعت نذر دیا اور ہمراہ اپنے لیکر مع
خضران شاہ کے بجمعیت چالیس ہزار لشکر ظفر از طرف ملک سبائل کے کوچ کیا اور منزل بمنزل روانہ ہوئے
دو کلمے داستان حیرت نشان ملکہ گیتی افروز اور فتنہ عیار کے بیان کیے جاتے ہیں۔

کہاں ہو تو اے ساقی رنگ کار
گلابی پلا [illegible] گلزار
پلا دے وہ جام مے لالہ فام
زلال فدا کی ہو جستجو
اسی کا ہوں مشتاق میں دل کباب

لبالب پلا جام کو خوشگوار
کہ ہر باغ مینا دکھے پر بہار
کہ زاہد بھی ہو مضطرب [illegible]
رہے مجھ سے لاکر لگا دے [illegible]
کہ جس سے شگفتہ ہو [illegible]

صدا کیسی قلقل کی ہو دل پسند
بہار آئی ساقی وہ دے جام تو
مجھے چاہیے وہ مے خوشگوار
نہ کر دیر اے ساقی بے نظیر
سحر کو وہ دے بادہ سرخ فام

مجھے بھی عطا کر سے دل پسند
کہ ہو تازہ دل کو ہر دم سرور
کہ ہر دور گردوں بھی جس پر نثار
لگا مجھ سے جام مے دلپذیر
نظر آئیں معشوق نازنین تمام

غزل
ہم میکشوں کی بحر میں حالت خراب ہی
قاضی و محتسب کا کلیجا کباب ہی
فصل بہار آکے خزاں یار ہو گئی
مہمان چند روز یہ عہد شباب ہی
کیوں مست مے ہی کوئی در بارگاہ گم

خوناب ہو شراب بلا کی کباب ہی
روشن ہو عکس مے سے یہ عالم شراب کا
انگور میں ہنوز ہماری شراب ہی
چند روز میں پاک صحبت پاکی [illegible]
پانی شراب ہو گیا ماہی کباب ہی

فصل بہار آئی ہو دور شراب ہی
کہتے ہیں دوست ماہ میں آب کا [illegible]
خاطر نہ اسکی توڑیے جام شراب سے
ہر کہ نمک سے جا بجا گھڑی میں شراب
بیت توسن فلک ادہم پیادہ

یون ہوا رہ سخن کو طے کرتا عبارت آرائے دشت نوردان سخنوری و سلسلہ جنبان مسلسل گوہر صفا مین طبع دلبری اس داستان
جواہر بیان کو بازار نکتہ سنجی و قدر شناسی مین یون ارزان کرتے ہین کہ جب ملکہ گیتی افروز اور فتنہ عیار نجی ان دونون نے
طوفان آفت آسمانی سے لشکر اسلام مین تلاطم عظیم محشر تازہ برپا دیکھا اور خیمے سے نکل کر نگاہ کی بیساختہ جگر و دل سے آہ کی دیکھا کہ
فلک کجرو لیے برف باری ہو رہی ہے قیامت شاہ فرخ لیے لڑ رہا ہے تلوارین مثل بجلیون کے اس شکوہ رنگ گھٹا مین چمک رہی ہین
اور سرداران لشکر اسلام زخمدار ہو ہو کر جانب صحرا نکلے جاتے ہین لشکریان اسلام کو خاک مین ڈھونڈھتے پھرتے ہین خبرات ازخود
تمام فراری ہین ملکہ گیتی افروز نے فتنہ عیار نجی سے کہا اے فتنہ اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے ورنہ قتل کیے جاینگے جلد جا کر
کہ گھوڑے لاؤ ہم تم گھوڑون پر بیٹھ کر کسی طرف نکل چلین فتنہ نے کہا یہ رائے بہتر تو ہے مگر ملکہ بی اپنے اور میرے حالات پر
خیال کرو کہ انجام اسکا کیا ہوگا کہ ایام حمل ہم تم دونون کے حد معینہ کو پہونچ چکے ہین پورے دن ہین نہین معلوم صحرا مین کہ زہ
ہون اور سامان وضع حمل ہو اس خوف جان و تلاطم و اضطراب مین کیا ہوگا ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ اے فتنہ جو کچھ سرنوشت ازلی
ہین کیا چارہ اس بلا سے تو نجات پا جاینگے جیسی گذریگی ویسی سہینگے فتنہ نے کہا جو کچھ مرضی آپکی مین حکم بجا لاتی ہون یہ کہکے
اصطبل مین آئی دو مرکب تیز رفتار برق دم ہوائی اُن پر کچھ اسباب ضروریات بھی رکھ لیا اور دو زن سوار ہوکر نقاب چہرے
پر ڈال کے ہتھیار لگا کر جانب صحرا روانہ ہوئین گھوڑے پری پیکر صورت غزالان طرارے بھرتے ہوئے چلے جاتے ہین
یا دو پریان تیز پروازی مین مشغول ہین رات بھر دونون مرکب باد رفتار صحرائے وحشت افزا مین رہے صبح کو ایک صحرائے
سبزہ زار پر بہار فرحت افزا مین پہونچے ملکہ نے گھوڑے کی باگ روک لی کہ فتنہ کا بھی مرکب برابر ملکہ گیتی افروز کے
آیا ملکہ نے کہا اے فتنہ تھوڑی رات سے پیٹ مین درد ہے مگر اب زیادہ معلوم ہوتا ہے خدا کے لیے اب کہین مقام کر ٹھہر جاؤ مجھسے
اب گھوڑے پر بیٹھا نہین جاتا درد کی زیادہ شدت ہے ایسا نہو کہ مین گر پڑون فتنہ نے کہا اے ملکہ بی یہ صحرائے لق و دق تنہائی
کا عالم ہے ہم تم دونون عورتین وہین آشوب زمانہ اسلحے پر ہے دشمنون کا دورہ ہے ایسا نہو کہ پردہ عصمت مین فرق آئے بلکہ جان
جاے ملکہ نے کہا جو کچھ ہو جائے کوئی قتل کرے خواہ کوئی پکڑ لے اب تو درد کے مارے دم نکلا جاتا ہے تو جلد مجھکو گھوڑے
سے اُتار نہین مین اب گری جاتی ہون فتنہ گھوڑے سے اُتری اور ملکہ کے گھوڑے کی باگ تھام کے درختون کے جھرمٹ مین
لائی کہ وہان پر ایک چشمہ آب صاف و شفاف بھی تھا اور آس پاس درختون کی آڑ تھی بیچ مین میدان گرد اسکے سبزہ نوخیز مثل
مخمل زنگاری کے اگا ہوا جا بجا گل خودرو کھلے ہوئے نسیم صبح پھولون کی بھینی بھینی چلی آتی ہین اُن درختون پر طائران
خوش الحان زمزمہ پردازی کر رہے ہین یاد پروردگار مین منقارین کھولے چہک رہے ہین حمد الٰہی [illegible] زبان ہے فتنہ نے
ملکہ گیتی افروز کو اس مقام پر لا کر مرکب ہوا پیکر سے اُتارا اور درد زہ اور زیادہ ہوا شکل ماہی بے آب [illegible] فتنہ نے
زین پوش بچھا دیا جسقدر آفتاب عالمتاب بام فلک پر بلند ہوتا جاتا تھا درد کی شدت زیادہ ہوتی جاتی تھی فتنہ
عیار نجی الگ بیکل مضطرب و بیقرار کبھی پاکھی آ کے پاؤن پکڑتی کبھی مر جاتی کبھی سر ملکہ کا گود مین لیتی کبھی اُٹھا بٹھاتی ہے کبھی
لٹا دیتی ہے جب ملکہ شدت درد سے چلاتی اور یہ کہکے رونے لگتی ہے کہ اے بی مر گئی ہاے دم نکلا پیٹ پھٹا جاتا ہے عرق عرق ہوئی جاتی
ہون کوئی جیسے چھری بھونکتا ہے فتنہ عیارہ اُٹھا کے بٹھاتی ہے سینے سے لگاتی ہے کبھی پیٹ سہلاتی ہے کبھی دعائین مانگتی ہے کہ پروردگار
تو جلد مشکل آسان کر اس صحرا مین تو ہی حافظ و نگہبان اور کفیل حال بیکسان ہے کبھی ہنسکے ملکہ سے کہتی ہے کہ ملکہ بی چپکے ادہی
کرو کوئی راہ گیر آ جاتا تو سنکر ہنسیگا کھڑا ہو کر حال پوچھنے لگیگا اس سے کیا کہوگی بڑی غیرت کی بات ہے دل پر ضبط کرو آہستہ
آہستہ آہ سرد بھرو گرمی و جوش جوانی نہ دکھلاؤ اگر ایسا ہی تھا تو کاہیکو ایسی کی تھی جو اسکا انجام تکلیف کے ساتھ پیش
آیا اے شہزادی نہال وصال عشق کا یہی پھل ہے سب عورتون کو یہی ماہ درپیش ہے اسمین ناحق رونا پیٹنا اور لیس پیش ہے

مگر اسوقت مجھکو ایک شعر برجستہ کیا خوب سا یاد آیا ہی بادشاہزادی زیب النسا جو مخفی تخلص کرتی تھی کیا ہی بات اُسنے نظم کی ہی شعر ﴿ صدف تشنہ بیرو ہو سے نیسان منگر ۔ بہر یک قطرۂ باران جگرت بشگافند ﴾ ملکہ گیتی افروز نے اُس عالم اضطراب میں فتنہ سے کہا کہ ارے مردار اسوقت بھی دل لگی تیری نہیں جاتی ہم تو ایسے حال میں مضطر و بیقرار ہیں تجھکو ہنسی ہی سوجھی ہی شعر پڑھتی ہی فتنہ نے کہا ای ملکہ یہ محل خوشی کا ہی رنج کا مقام نہیں ہنوز مولود شہزادۂ عالی وقار ہی دیدہ دلکو جلوہ نور افزا عالمتاب شہریاری کا انتظار ہی الغرض یہی ذکر تھا کہ قریب زوال نیر اعظم دردزہ کی شدت ہوئی ملکہ گیتی افروز نے ایک چیخ زور سے ماری کہ آفتاب برج شہریاری و خورشید آسمان جہانداری برج محل سے طالع ہوا تمام صحرا نور جمال بیمثال مولود مسعود سے مطلع انوار ہو گیا فتنہ نے دیکھا کہ ایک لڑکا نہایت مہ جبین مہر تمکین حسین نازنین پیدا ہوا جسکے چہرے سے سطوت شاہانہ رعب داب و جلالت خسروانہ نمود ہوا فتنہ بہت شاد و مسرور ہوئی اور مبارک مبارک پکارنے لگی اور تالیاں بجاکے یہ شعر تہنیت آمیز پڑھنے لگی

نظم

رہے آباد یہ آغوش جہاں میں ہر دم
ہر روش یہ سحر و شام مبارک ہووے
اس مصیبت میں دیا حق نے حسین طفل حسین
شادی جلوۂ گلفام مبارک ہووے
راحت جان و دل آرام مبارک ہووے
پھلے پھولے یہ گلستان جہاں میں گلرو
مژدۂ عشرت و آرام مبارک ہووے
عیش و عشرت کا سرانجام مبارک ہووے
اس مہ پارہ کا نور رہے جلوہ نما
بلبل دلکو گل اندام مبارک ہووے

فتنۂ عیارہ یہ اشعار تہنیت آمیز پڑھتی جاتی تھی اور کاروبار زچہ کا کرتی جاتی تھی پھر اس طفل حسین کو بعد شادی گود میں لیا نال کاٹ کے چشمۂ آب صاف پر لیجا کر نہلایا پاک و طاہر کرکے گود میں ملکہ گیتی افروز کی دیا ملکہ نے آغوش تمنا میں اُس پارۂ جگر کو لیا پیار کیا پھر بہ لکنت زبان سے کہا کہ یہ طفل عجب نحس قدم پیدا ہوا ہی کہ ہم اس بیابان میں ہیں نہیں معلوم باپ پر اسکے کیا گذری اگر یہ مولود مسعود بساعت محمود پیدا ہوا ہی تو خداوندا اسکا زندہ و سلامت رہے اور بعد عیش و عشرت جلد آکر ملے اور ما اگر [illegible] تو مر جاے یہ کہکے ملکہ گیتی افروز رونے لگی فتنہ نے کہا ای ملکہ کیوں روتی ہو ہلاک ہوتی ہو پروردگار عالم سے دعا کرو کہ یہ لڑکا بھی زندہ رہے اور وارث بھی بخیر و عافیت ملے فتنہ یہ کہہ رہی تھی کہ دفعۃً اُسکو بھی دردزہ شروع ہوئے ملکہ سے کہا بی بی جس عالم میں تم تھیں میں بھی اسیمیں پھنسی ہوں درد ہو رہا ہی اور اب زیادتی ہوتی جاتی ہی تاب ضبط ممکن نہیں کوئی دم میں آہ میرے بھی منہ سے نکلتی ہی ملکہ نے کہا کیوں ری مردار جو خواب اس منہ سے تو کاہکو بی بی مجھکو ہنسی میں کہتی تھی اب میں بھی اسیطرح تیرے ساتھ پیش آؤں فتنہ نے کہا ای ملکہ اسوقت اضطراب و بیقراری میں جو کچھ کہو بجا ہی اگر زندہ رہی تو پھر جواب دونگی غرضکہ شام تک درد شدید ہوتا گیا ہنگام غروب آفتاب لڑکا پیدا ہوا مگر وہ لڑکا مشابہ بصورت عمرو تھا فتنہ نے اُسکا بھی نال کاٹا نہلا دھلا کر گود میں لیا دونوں ایک درخت کی آڑ میں بیٹھی ہوئی تھیں کہ ناگاہ صحرا میں ایک جانب سے تیغ گرد اٹھا ملکہ گیتی افروز نے دیکھکر کہا ای فتنہ غضب ہوا فوج کفار آپہونچی اب جائیں بھی کہیں آبرو میں بھی کیونکر کیا کون کہاں بھاگ کر جائیں فتنہ نے کہا ای ملکہ آبرو بچانا مقدم ہی یہ کہکے اپنے لڑکے کو دامان پیشواز میں چھپا لیا ملکہ نے اپنے طفل کو پوشیدہ کر لیا اُسوقت فتنہ کے پاس قلم دوات کاغذ موجود تھا ملکہ نے اُس سے لیکر ایک سفارش نامہ لکھا اُسکا یہ مضمون تھا کہ یہ فرزند جگر بند بڑے خاندان عالی سے ہی بزرگون کا پروردہ دنیا پر مثل و نظیر نہیں ہی جو کوئی اسکو لیکر پرورش کریگا وہ بھی رتبۂ اعلی کو پہونچیگا میں ماں اسکی ہوں بسبب خوف جان و آبرو اسکو چھوڑ کر جاتی ہوں اسی مقام پر اسوقت پیدا ہوا ہی ملکہ گیتی افروز نے یہ مضمون جگر خراش پرچۂ کاغذ پر لکھکر اُس طفل حسین کے بازو پر باندھ دیا اس عرصہ میں وہ گرد قریب تر آئی آواز سم اسپان آنے لگی بس ملکہ گیتی افروز اور فتنہ عیارہ بھی ان دونوں کے دل میں یہ دہشت سمائی کہ ان لڑکوں کو آغوش سے زمین پر

لٹا دیا اور آپ بہ خوف جان و آبرو گھوڑوں پر سوار ہو کر راہی ہوئیں پیچھے بھی پھر کر دیکھا کہ یہ لڑکے بھینچ بھینچ کر کسی کا
اور عورت نے جنے ہیں افسوس یہ فلک کجرفتار کا ظلم و جور دیکھیے کہ اسنے کیا سلوک کیا ہے کن دردوں سے اور کن
دکھوں سے تو اس صحرائے لق و دق میں آن کر ان کو جنا اور اب ہیچ اپنی جان و آبرو کا خوف کر کے اس صحرائے سنسان میں
ڈالکر چلیں گئیں کاش کہ ان لڑکوں کو بھی گود میں گھوڑوں پر لے لیتیں ڈر کیا ہے جو سرنوشت ہو گی سو وہ پیش آئی ہے الغرض
ملکہ گیتی افروز اور فتنہ عیار بھی یہ دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کے ادھر روانہ ہوئیں وہ دونوں طفل صغیر ایک
مثل اختر دوسرا رشک بدر منیر بیچارے وہیں پڑے رہے اتفاق روزگار وہ فرخ نگار نامی سوداگر کا قافلہ تھا اور
نام سالار قافلہ کا فرخ بازرگان نگار ہے والا شہر فرنگوشیہ کا تھا اسباب تجارتی بیچنے کے واسطے جابجا شہروں سے خرید
کرتا پھرتا تھا مگر اب اپنے شہر کو سب مال و اسباب لیے ہوئے ہمراہ جاتا تھا اسی صحرا میں وہ بھی وارد ہوا اگر مع قافلہ کے اترا تھے
استادہ ہوئے سب قافلے والے اور بے فرخ بازرگان ہنوز خیمے میں شور و غل ہوا تھا کہ آواز لڑکوں کے رونے کی کسی طرف
سے آئی فرخ بازرگان نے گوش برآواز ہو کر کہا کہ صحرا میں لڑکوں کے رونے کی آواز کہاں سے آتی ہے گماشتے جو اسکے
ہمراہ تھے ان سے کہا کہ کچھ آدمیوں کو ساتھ لیکر جاؤ صحرا میں تلاش کرو کہ لڑکوں کے رونے کی آواز کدھر سے آتی ہے یہ کیا
ماجرا ہے گماشتے سوداگر کے دو چار آدمی ہمراہ لیکر صحرا میں تلاش کرنے لگے دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے دو لڑکے ابھی
کی پیدائش معلوم ہوتی تھی مثل نجم و ماہ وہ دونوں زمین پر پڑے ہوئے ہیں ایک ملازم نے دوڑ کر فرخ بازرگان کو
اطلاع کی فرخ بازرگان خود آیا لڑکوں کو دیکھکر بہت خوش ہوا ان میں سے اٹھا کر چھاتی سے لگایا پیار کیا شاد و خرم
کو لیے ہوئے اپنے خیمے میں آیا اور کہا کہ پروردگار نے مجھکو اپنی قدرت کاملہ سے ایسے فرزند عنایت کیے ہزار ہزار شکر ہے
فرخ بازرگان نے ملکہ گیتی افروز کے فرزند اکبر کا نام ایرج رکھا کس سبب سے کہ بیٹا فرخ بازرگان کا جو مر گیا تھا
اسکا نام ایرج تھا اسواسطے اسکا بھی نام ایرج رکھا کہ خدا نے عوض میں بیٹا دیا اور فتنہ کے بیٹے کا نام شاپور رکھا
کیونکہ فرخ بازرگان کے باپ کا نام بھی شاپور تھا اب ناظرین الاتمکین کو واضح ہو کہ اکثر راویوں کے قول سے یہ
معلوم ہوتا ہے کہ ایرج و شاپور لشکر اسلام کے لیے بیابان میں پیدا ہوتے ہیں اور بعض راویوں نے لکھا ہے کہ برآمد
ملک ہاں میں ایرج و شاپور پیدا ہوئے ہیں غرضکہ فرخ بازرگان اسی صحرا میں اس شب قیام کر کے صبح کو ملک فرنگوشیہ
کی طرف کوچ کر گیا ادھر کا حال سنیے کہ ملکہ گیتی افروز اور فتنہ یہ دونوں جو وہاں سے بھاگیں گھوڑوں کی باگیں اٹھائے
مثل آندھی کے گھوڑے سرپٹ دوڑاتے ہوئے چلے آہستہ آہستہ ایک بیشہ میں پہنچے قضائے کار الماس زنگی
ایک غلام زمرد شاہ باختری کا کہ وہ سابق میں ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہوا تھا جب زمرد شاہ باختری کو عشق
الماس منکشف ہوا تھا بسبب اندوہ اپنا نازل کر کے لقا کے ہاتھ سے الماس زنگی کو نکالدیا تھا اسنے اس بیشہ میں
سکونت اختیار کی اور بہت آدمی بدمعاش جمع کر کے چند روز قزاقی کرنے لگا جس وقت ملکہ گیتی افروز اور فتنہ اس بیشہ میں
نمودار ہوئی ہیں تو اسوقت سرراہ بیٹھا ہوا الماس زنگی سیر سبزہ و زار کر رہا تھا جیسے ہی دو نقاب داروں کو آتے
دیکھا دیکھتے ہی سے آگے بڑھ کر للکارا کہ اسی جگہ ٹھہر جاؤ گھوڑے روک لو اگر تم کو اپنی جانیں عزیز ہیں تو گھوڑے
اسباب و مال جو تمہارے پاس ہو وہ سب مجھکو دیدو اور جدھر جا رہے ہو چلے جاؤ ورنہ تم دونوں کو تیغ آبدار سے بیدریغ کر ڈالونگا
ملکہ گیتی افروز نے گھوڑا روک لیا فتنہ نے آگے بڑھ کر الماس سے کہا کہ اے شخص تیرا دین کیا ہے الماس زنگی نے کہا میں
لقا پرست ہوں فتنہ نے کہا یہ شہزادی لقا کی بیٹی ملکہ گیتی افروز ہے خدا پرستوں کے قبضہ میں تھی زمرد شاہ باختری نے
اب خدا پرستوں پر غضب نازل کیا سب خدا پرست مارے گئے ہم تباہ ہو کر نکل گئے ہیں ہم بھی تباہی کی ماری سرگشتہ و حیران

بجا لگی اب جو تقدیر دکھائے الماس زنگی نے جیسے ہی نام ملکہ گیتی افروز کا سنا بہت شاد و مسرور ہوا اور دل میں کہا کہ
کیا وسیلہ تیری عفو تقصیر کا ہاتھ آیا اب یقین ہے کہ خداوند لقا زمردشاہ باختری مہربان ہوا اور میرے گناہ سے درگذرے کہ
میرے معشوق کو میرے پاس خود خداوند لقا نے تقدیر کر کے بھیجا الماس نے فتنہ سے کہا کہ اری میں تو انھیں کے جرم
عشق میں راندہ گیا تھا اب کیا ہی یہ خود میرے پاس گھر بیٹھے چلی آئیں میرے کاشانے کو رونق افروز کریں میں انکی غلامی
کرونگا یہ کیفیت جو ملکہ گیتی افروز نے دیکھی اور الماس زنگی کا نام سنا کانپ گئی دل میں کہا کہ جان و آبرو مفت گئی اب
کوئی چارہ سوائے مر جانے کے نہیں ہے چپکے سے فتنہ سے کہا کہ میں تو اپنے تئیں ہلاک کرتی ہوں ابھی اپنی جان دیتی ہوں تاکہ
اسکے ہاتھ سے آبرو نہ بچیگی۔ شعر۔ بادہ گر جائے اگر جائے سبو باقی رہے ۔ جان جائے یا نہ جائے آبرو باقی رہے ۔ دیگر
دنیا کے سب امور ہیں عزت کیواسطے ۔ دیتے ہیں اپنی جان کو حرمت کیواسطے ۔ فتنہ انگیز نے کان میں ملکہ گیتی افروز
کے کہا بلا لوں صدقے جاؤں کیوں اپنی تم جان دو کسواسطے ہلاک ہو تم گھبراتی کیوں ہو اس موسے موذی کالے کو
میں زہر دیکے مارونگی تم خاطر جمع رکھو ملکہ یہ سنکے چپ ہو رہی غرضکہ الماس دونوں کو ساتھ لیے ہوئے اپنے مکان
میں لایا ایک مقام پاکیزہ میں لاکر بٹھایا بہت خاطر و مدارات کی اور پھولوں کی سیج آدمیوں سے درست کرائی اور ملکہ گیتی افروز
سے طالب وصل ہوا فتنہ انگیز نے کہا کہ گھبراتے کیوں ہو تامل کرو آج ملکہ نے راہ کی مسافت اٹھائے ہوئے ہیں ذرا انکا
دل ٹھکانے ہونے دو پھر لطف وصل حاصل کرنا اب تو یہ تمہارے قبضہ میں ہیں کیا کہیں چلی جائینگی الماس یہ سنکے
چپ ہو رہا دو روز تک خبر نہوا تیسرے دن پھر پیام وصل ملکہ گیتی افروز کو دیا اور سامان شب وصلت کیا فتنہ نے
کہا بہتر ہو اب کوئی عذر نہیں باقی مگر ہار پھول پان مٹھائی وغیرہ تم یہاں یہ سب بھیجدو ہم سیج وغیرہ درست کرینگی یہ کام
مردوں کا نہیں ہے یہ امور عورات سے ہیں عورتوں ہی سے خوب بن پڑتے ہیں الماس زنگی راضی ہو گیا خوشی خوشی سب
چیزیں منگوا کر آدمی کے ہاتھ بھیجدیں یہاں فتنہ انگیز نے مٹھائی کو خوب آغشتہ بہ زہر ہلاہل کیا اور سب ملازمان الماس
زنگی کو وہ مٹھائی تقسیم کر دی سب نے خوشی خوشی کھائی اور قدرے مٹھائی اسمیں ملا کر الماس زنگی کو دی
اور کہا کہ یہ ملکہ گیتی افروز کی جھوٹی مٹھائی ہے فقط تمہیں کو کھانا چاہیے الماس مسرور و شاد ہوا اور مزے سے آپ
مٹھائی کو زہر مار کیا فتنہ نے ہار پھول وغیرہ کو بھی بیہوشی میں بسا کر الماس کو دیا اور کہا کہ ملکہ نے تمہارے نکال کے
انکو دیے ہیں کہ یہ تم اپنے پاس رکھو غرضکہ تخلیہ ہوا ملکہ گیتی افروز کے پاس الماس زنگی آیا جیسے ہی پلنگ پر پاؤں آ
رکھا کلیجے میں درد اٹھا تڑپنے لگا ایسا تڑپا کہ مثل ماہی بے آب کے تڑپتے تڑپتے مر گیا ادھر جتنے ملازم اس الماس زنگی
کے تھے سب کے سب یکایک گر کر تڑپے اور فی النار و السقر ہوئے ملکہ گیتی افروز فتنہ انگیز سے بہت خوش ہوئی اور خدا کا
بجا لایا سجدہ شکر کیا پھر تمام مال و اسباب الماس زنگی کا اپنے قبضہ میں کیا بہت سے آدمی نوکر رکھے سوداگر کی صورت بنی
تمام مال و اسباب لدوا کر وہاں سے روانہ ہوئی چلتے چلتے ملک فضلا شہر میں آکر پہونچے اور شہر میں چوک کے اندر ایک
دکان بڑی عالیشان کرایہ لی اور مال سوداگری سے آراستہ کر کے بشکل سوداگر بیٹھی اور فتنہ انگیز گماشتہ بنکر کاروبار سوداگری
کرنے لگی اور سب ملازم حاضر ہو کر مصروف دکانداری وغیرہ ہوئے مگر ملکہ گیتی افروز متفحص دیدار جمال مثال شہزادہ
ملک قاسم فرخندہ خصال کی رہی کہ شاید دل شاد ترل کو نور چشم رشید صاحبقرانی کی زیارت نصیب ہو اسی فکر اور
سوچ میں ہر روز صبح سے شام تک مردانہ بھیس کیے ہوئے سوداگر بنی ہوئی دکان پر بیٹھی رہتی اور ملازم حاضر ہیں فتنہ انگیز
بھی مردانہ بھیس کیے ہوئے نیابت ملکہ کرتی ہے گماشتے کاروبار سوداگری میں مصروف ہیں ایک روز بادشاہ فضلا شہر ملک
داراب شاہ فضلا نشین کی دختر ملکہ مہر افروز جاتی تھی میں سوار بعد حشم و خدم اور بہ جاہ و وقار برائے حمام حمام خانے کو

اُدھر سے جاتی تھی اور ملکہ گیتی افروز بصورت سوداگر مردانہ بھیس بدلے ہوئے دُکان پر بیٹھی تھی اور تمام لازم گرد دست بستہ کھڑے ہوئے تھے کہ نگاہ ملکہ مہر افروز کی سوداگر پر پڑی حسن و جمال بے مثال چہرہ نورانی مثل آفتاب عالمتاب دیکھکے ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گئی اُن کے ہاتھ سے دل تھام لیا تیر عشق نے جگر کو دوپارہ کیا دیکھتی ہوئی حمام خانے کو چلی گئی جب اُدھر سے پھری کہاریوں سے چپکے سے کہا کہ مردی کو حکم دے کہ وہ اس سوداگر سے کہے کہ عمدہ عمدہ اشیاے سوداگری لیکر در دولت پر آئے اور تاکید کر دی کہ ساتھ ہی اپنے لائے ہم بہت سا اسباب خرید کرینگے کہاریوں نے چوبداروں کو حکم ملکہ مہر افروز کا سُنا دیا چوبدار سوداگر کی دُکان پر آئے سوداگر کو آداب بجا لائے اور عرض کیا کہ حضور کو بادشاہ ملک دار اب شاہ فضل نشین کی بیٹی ملکہ مہر افروز نے یاد کیا ہی اور مال سوداگری بہت تحفہ تحفہ عمدہ عمدہ مانگا ہی جلد میرے ساتھ لیکے چلیے در نہ مجھے ملکہ گیتی افروز یعنی سوداگر نقلی پر شک بہت حیرت ہوا فتنہ انگیز نے کہا کہ جاؤ اسباب ساتھ لیلو مضائقہ کیا ہی فکر و تردد کس بات کا ہی ملکہ ناچار ہوئی اور اسباب نایاب ہمراہ گماشتوں کے لیکر پیچھے پیچھے اُن کے روانہ ہوئی جب در دولت فیض منزلت ملکہ مہر افروز پر سوداگر پہونچا مال و اسباب اندر محل کے بھیجا آپ باہر بیٹھا رہا ملکہ مہر افروز نے کہا کہ کیا سوداگر نہیں آیا لوگوں نے عرض کیا کہ باہر در دولت پر حاضر ہی حکم ہو تو بلا لائیں ملکہ مہر افروز نے کہا کہ سوداگر کو اندر بُلا لو مال اپنے ہاتھ سے آکر دکھائے محلدار گئی اور سوداگر کو ہمراہ لیکر محل میں آئی ملکہ مہر افروز چلمن کے اندر بیٹھی سوداگر کو چلمن کے پاس کرسی جواہر نگار پر بٹھایا ملکہ مہر افروز نے چلمن کے اندر سے پوچھا کہ ای تاجر تیرا کیا نام ہی سوداگر نے کہا مجھکو خواجہ خورشید کہتے ہیں ملکہ مہر افروز نے کہا اچھا مال تحفہ تحفہ دکھاؤ سوداگر اشیاے نادرہ دکھانے لگا ملکہ مہر افروز نے کہا کہ اندر پردے کے ہاتھ بڑھا کر صندوقچہ سوداگر اندر چلمن کے ہاتھ بڑھا کر صندوقچہ دینے لگا ملکہ مہر افروز نے وہ صندوقچہ لیکر ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے پستان نایاب پر ہاتھ رکھ لیا اور پوچھا کہ سوداگر بتاؤ یہ انار کیسے ہیں سوداگر نقلی پہلے تو نہایت شرمایا پھر بکمال درجہ تعریف اُن دونوں کی کرنے لگا کہ ای ملکہ ان دُرج گہر ہاے کا کیا کہنا انمیں آب مروارید سفید بیش قیمت بھرا ہوا ہی انکا جوہری سواے دل عاشق زار کوئی نہیں ہو سکتا ہاتھ کے چھونے سے روح کو تازگی اور دل کو فرحت ہوتی ہی انمیں ساغروں میں بادۂ عشق بھرا ہوا ہی کہ جسکے خمار سے روح بے چین اور دل بیقرار ہی مسدس سینہ وہ با صفا کہ ہی خورشید کا یقین

رکھے ہیں یا چنگیر میں کھانے یاسمین	لوح بلور سے بھی مصفا ہیں یہ کہیں	پھبتی صفاے صبح کی صادق کبھی نہیں
سینہ ہی آئینہ قد آدم دھرا ہوا	آب گہر سے یا کوئی دریا بھرا ہوا	یہ چھاتیاں ہیں یا کہ ہیں الماس کے کنول
دو قمقمے پہ نور کے رکھے ہیں مشتعل	ہو سکتے ہیں فقط یہی پیمانہ صاف گل	کرتا کمان انار کا ہی سخت مستدل
شیشے شراب کے ہیں کہ کوزے نبات کے	یا ہیں حباب چشمۂ آب حیات کے	سوداگر نے پستان و سینۂ ملکہ مہر افروز

کی ایسی تعریف کی کہ ملکہ مہر افروز خود حسن سے پھول کر مثل گل دبہار شگفتہ ہو گئی مگر سوداگر نے چپکے سے کہا ای ملکہ یہ فعل ناشائستہ رسوا کریگا میں بھی ذلیل ہونگا اور تم بھی بدنام ہو گی ملکہ بولی ای خواجہ خورشید مجھے بدنامی کا ڈر نہیں ہی میرے باپ نے اجازت دیدی ہی کہ جسے میں پسند کروں اُسکے ساتھ اپنی شادی کروں یہ کہکر چلمن اُلٹ دی اور کہا کہ میں اب تمہیں نہ جانے دونگی میں تو تمہارے حسن و جمال بے مثال پر بصد دل عاشق ہوئی تھی جب میں حمام جاتی تھی مبتلاے عشق ہوکر تمکو اسباب کے خریدنے کے حیلے سے بلایا ہی یہ سنکے ملکہ گیتی افروز دلمیں نہایت متردد و متفکر ہوئی اور ملکہ مہر افروز سے کہا اگر تمہارا یہی ارادہ ہی تو آج تم مجھے جانے دو اور اپنے باپ سے اسکا ذکر کرو اگر وہ رضامند ہوگا تو کیا مضائقہ ہی ہم تمہارے ساتھ عقد کرینگے جام بادۂ وصال پلاینگے ملکہ مہر افروز نے کہا خیر بہتر ہی غرضکہ ملکہ گیتی افروز یعنی سوداگر نقلی

وہاں سے یہ حیلہ کر کے چلا آیا اور فتنہ انگیز سے تمام کیفیت کہی فتنہ انگیز نے کہا تم خوف نہ کرو دیکھا جائیگا اُدھر ملکہ مہر افروز
نے باپ سے کہلا بھیجا ہے وارث سریر سلطنت فضل الٰہیہ دادی بیرہ بزرگوار خواجہ خورشید ایک سوداگر کسی شہر کا یہاں آیا ہے
نہایت حسین و شکیل و لیاقت دار اور صاحب شان و شوکت ہے میں اس پر دلدادہ و فریفتہ ہوئی ہوں آپ میری شادی اسکے ساتھ
کر دیجیے داراب شاہ فضل نشین تو مدت سے اسی فکر میں تھا کہ کوئی ایسا لائق و حسین اور صاحب حسب و نسب ہو
تو ملکہ کی شادی اسکے ساتھ کر دیجیے یہ پیغام ملکہ مہر افروز کا سنتے ہی داراب شاہ فضل نشین بہت خوش ہوا
اسیوقت خواجہ خورشید کو بلوایا دیکھتے ہی صورت بے نظیر مثل ماہ منیر خود عاشق ہو گیا اور کہا اے خواجہ خورشید میں جیسا
داماد ڈھونڈتا تھا ویسا ہی تجھکو پایا اب میں اپنی دختر نیک اختر ملکہ مہر افروز کو تجھ سے منسوب کرتا ہوں خواجہ خورشید
سوداگر نقلی یعنی ملکہ گیتی افروز نے فتنہ انگیز کے مشورے سے جواب دیا کہ ہمارے یہاں یہ رسم ہے کہ چھ مہینے تک عروس کے
ساتھ نہیں سوتے ہیں اتنے زمانے تک ہمبستری نہیں کرتے ہیں اگر یہ رسم آپکو منظور ہو تو مجھکو قبول ہے بادشاہ نے
کہا کہ میں ملکہ مہر افروز سے پوچھکر اسکا جواب دونگا اسیوقت بادشاہ نے ملکہ مہر افروز سے جا کر پوچھا ملکہ مہر افروز نے
کہا کہ مجھکو منظور ہے داراب شاہ فضل نشین نے بڑی دھوم سے سامان شادی کیا تمام ملازمین اور رعایا کو جوڑے
تقسیم کیے امرا کو خلعت دیے انعام بانٹے کئی روز تک تمامی شہر میں جلسہ جشن شادی ملکہ مہر افروز رہا اور چراغاں
کا حکم ہر شب گلی گلی ناچ رنگ کوچہ کوچہ گانا بجانا تھا جسدن برات ملکہ مہر افروز کی ہوئی ہے اُسدن کا سامان اگر لکھیں
تو بہت طول ہو مطالب داستان میں فرق آئیگا خلاصہ یہ کہ خواجہ خورشید سوداگر کے رہنے کے واسطے ایک مکان
عالیشان فرش فروش جھاڑ کنول وغیرہ سے آراستہ کرا دیا اسی مکان میں خواجہ خورشید سوداگر کی برات اس
دھوم سے آئی فلک کو دیکھکر حیرت ہوئی مگر داراب شاہ نے بھی اسقدر جہیز و مال و متاع دیا کہ قابل تحریر نہیں
خواجہ خورشید سوداگر دو گھڑی دن رہے دلھن کو بیاہ کر لائے اور اُس مکان عالیشان میں اُتارا شب زفاف
میں فقط بوس و کنار شب بھر ہوا کیا پہر رات رہے دولھا دلھن اپنی اپنی کروٹ لیکر سو رہے صبح کو خوش و خرم
دونوں اُٹھے ملکہ عاشق زار خواجہ خورشید ہے اگر دم بھر نہیں دیکھتی تو بے چین ہو جاتی ہے ایک دسترخوان پر خواجہ خورشید
اور ملکہ مہر افروز اور فتنہ انگیز شکل عیار مردانہ وار بیٹھی کھانا کھاتی ہیں خواجہ خورشید کو جسدن کھانا کھاتے نہیں
وصہ ہو جاتا ہے ملکہ بھی خاصہ نہیں تناول کرتی ہے یہ عشق ملکہ مہر افروز کا حال ہے شام سے دو پہر رات تک خواجہ خورشید
ملکہ مہر افروز کے پاس گرم اختلاط و تخلیہ میں رہتی ہیں دور شغل شراب و کباب کبھی بوس و کنار کبھی چاہ و پیار کی باتیں کبھی
ہجر کی شکایتیں کبھی وصل ہونے کی گھاتیں رہتی ہیں بعد نصف شب کے خواجہ خورشید سوداگر اپنی خوابگاہ پر آ کر
آرام کرتا ہے ملکہ مہر افروز بعد جانسوزی پژمردہ دل ہو کر پلنگ پر پڑی رہتی ہے سونا کیسا نیند نہیں آتی ہے اختر شماری کرتے کرتے
صبح ہو جاتی ہے دن ہجر کے گذر رہے ہیں ایام وصال کی مشتاق ہے دن گنتی ہے کہ ابھی اسقدر زمانہ شب وصل کے آنے کا
باقی ہے دیکھیے کیونکر زندگی ہوتی ہے بادہ وصل کے ذائقے سے کب زبان ناکام آشنا ہوتی ہے شعر الٰہی جلد گذر جائیں ہجر کے ایام +
شب وصال کی امیدوار رہتی ہوں + چھ مہینے کامل صحبت عیش و نشاط بعید انبساط ہے مگر دو پہر علیحدگی ہے اسپر بھی یہ بیقراری
اور اضطراب ہے کہ چند روز میں صورت ماہ منیر ملکہ مہر افروز کی پژمردہ ہو گئی اسیطرح جب چند روز گذر گئے اور ملکہ مہر افروز
کی بیتابی اور بیقراری زیادہ بڑھنے لگی ایک دن اپنی انیسوں اور جلیسوں سے ملکہ مہر افروز نے کہا کہ صاحبو میری عقل
میں بر سبب عشق خواجہ خورشید کے فتور آ گیا ہے آخر تم لوگ بھی فہم و ادراک رکھتے ہو عقل سے دریافت کرو یہ بات میری
سمجھ میں نہیں آتی ہے بڑا تعجب ہے کہ میں تو اس سوداگر پر جان دیتی ہوں دل سے عاشق زار ہوں اور اسکو تعلق میری

پروا نہیں ذرا سی بھی محبت نہیں ملی مجھ کو تمہاری میری جان پر بنی ہے — نظم

اس ستمگار و دل آزار کو پروا بھی نہیں
مرغ بسمل کیطرح ہم تو تڑپتے ہیں مدام
جاں دہی کا یہ تماشا ہے مجھے بھاتا بھی نہیں

ہم جو روتے ہیں تو وہ دیکھ کے ہنس دیتا ہے
شکل تک وہ گل بیخار دکھاتا بھی نہیں

ہم تو اس عشق میں ہیں گو کہ کنارے سے بچے
کبھی بھولے سے کسیطرح وہ آتا بھی نہیں
اب سحر ہجر میں اس ماہ لقا کے ہر شب

ای صاحب جواب ہے مجھ کو نہیں رہا تاب اسکو چھوڑ سکتی ہوں نہ صدمہ ہجر ہر روز کا

اٹھا سکتی ہی شعر جو مجھ کو بتا دو کیا کیجے ٭ جی میں آتا ہی جان دیدیجے ٭ ایک جلیس ان میں سے بولی ای ملکہ عالم واری جاؤں
جاؤں کیوں جان دو کسواسطے صدمہ ہجر سہتی ہو رات دن تو تمہارے پاس تمہارا معشوق گلے کا ہار ہی ہر وقت شغل بوس و کنار
ہی مگر کیا کیجے اپنے خاندان کی رسم سے ناچار ہی ضبط کیجے دل پر اسقدر صدمہ شوق وصل دیجیے چار مہینے گذر جانے دیجیے پھر شب
وصال محبوب سے جیسا ہوگا سمجھا جائیگا ملکہ مہر افروز نے کہا اب مجھ میں تاب ضبط باقی نہیں ہی دوسری انیس بولی ملکہ میں بیکار عرض
کیا لونڈی صدقے شرم حجاب دور کیجے پیارے محبوب کے گلے میں باہیں ڈالکر وصال چھیڑیے محبت سے باپ کا نام لیکے
ڈرائیے دھمکائیے شاید جوش مردانگی سے غیرت آجائے آپکا مطلب دل حصول ہو تیسری ہمراز نے کہا ای ملکہ عالم میں ایک
ترکیب بتاؤں اس سے بہتر کوئی حکمت نہیں ہی اگر آپ بھی پسند کیجے حضور اپنے یار جانی محبوب جاودانی کو صحبت خلیہ یا صحبت جشن
کرکے شراب ارغوانی تیز و تند پلائیے کہ نشہ میں بیہوش ہو جائے پھر مجال کیا ہے مقصود حاصل کیجے ملکہ نے کہا اسقدر شراب کیونکر
پلاؤں اسنے عرض کیا کہ میں آپکو اسکی بھی ترکیب بتائے دیتی ہوں حضور جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر پہلے اپنے منھ
سے لگا کر قطرہ بھر آپ نوش کریں سارا جام اسکو پلا دیں پہلے وہ ایک جام تو وہ خوشی سے پی لیگا اگر پھر انکار بھی کرے تو اور
قسمیں دیکر پلا دیجیے گا عاشق و معشوق کیواسطے یہ بات کیا مشکل ہی ملکہ مہر افروز کو یہ صلاح بہت پسند آئی اُدھر ملکہ فتنہ انگیز
سے بروز کہتی تھی ہائے فتنہ ابتک حال کچھ شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ کا نہ معلوم ہوا کہ کہاں ہیں اور کسطرف
گئے ہیں فتنہ انگیز تسلی و دلاسا دے کر کہتی تھی کہ بانوں صبر کیجے معلوم ہو جاتا ہی جہاں پر ہیں ملکہ گیتی افروز فتنہ سے کہتی
تھی مجھکو یہ ڈر ہی کہ ایسا نہو میرا راز اس ملکہ پر کھل جائے تو غضب ہو جائے نہیں معلوم کیا انجام ہو فتنہ نے کہا اگر آپکا
حال کھل بھی جائیگا تو آپ کہہ دیجیے گا کہ میں تو پہلے ہی عذر کرتی تھی مگر تمنے زبردستی عقد کیا ملکہ گیتی افروز یہ سنکر چپ ہو رہی
الغرض اُسی شب کو یہاں ملکہ مہر افروز نے سامان سوداگر کے بیہوش کرنے کا کیا شراب تازہ و تیز و تند نہایت نشہ کی عمدہ مہیا
کرکے گلابیاں بھروا رکھیں اور گزک کیواسطے کباب تاباب گرما گرم تیار کروائے اور مٹھائی بہت نادر رنگ کے خوان میں
چنوائی گلدستے پھولوں کے عمدہ عمدہ بیلا چنبیلی موتیے کے خوشبودار چنگیروں میں آراستہ کرائے گلوریاں سونے چاندی
کے ورق کی جواہر نگار کے خاصدان میں چنوائی الائچیاں چکنی ڈلیاں و درخی حلوا تشتریوں میں یہ سب پہلے ہی صحبت کی
آراستگی ہو گئی غرضکہ شام ہوئی سوداگر قصر ملکہ مہر افروز میں داخل ہوا ملکہ اٹھ کھڑی ہوئی اور پائین فرش سے گلے میں باہیں
ڈالے ہوئے منھ پر منھ رکھے ہوئے مسند پر لائی خواجہ خورشید بیٹھ گیا ملکہ مہر افروز آغوش میں ہو بیٹھی مگر خواجہ خورشید نے دیکھا
کہ ملکہ نے جامۂ عیش و نشاط زیادہ کیا ہی اور کسیقدر بیحجابیاں بھی کرتی ہی کبھی لپٹ کر منھ سے منھ ملا کر بوسے لیتی ہی کبھی
زانو پر ہاتھ دھرا کے آگے لیجاتی ہی اسوقت خواجہ خورشید ہاتھ پکڑ کے لپٹ جاتا ہی اور کہتا ہی ای جان جہاں کیوں گھبراتی
ہو روز وصل بھی اب قریب ہی چند روز کی کشش باقی ہی غرضکہ دور شراب چلنے لگا ملکہ مہر افروز نے گلابی اور جام زرنگار
رنگ وہ جام جم ہاتھ میں لیا اور بادۂ گلگون سے لبریز کیا پہلے ایک قطرہ آپ پیا پھر خواجہ خورشید کو دیا گردش کی
سب انیس جلیس بیٹھی ہیں کوئی ہنستی ہی کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتی کوئی مذاق کرتی ہی کوئی کہتی ہی — شعر
گلفام خود جو شوق سے جام شراب دے ٭ کس دل سے پھر نہ پیجئے کا اسکو جواب دے ٭ خواجہ خورشید کے جام شراب ارغوانی

شاید یہ ہمارا ہی لحاظ و حجاب کرتی ہو کہا سنئے کہ اب ہم اپنے مقام خوابگاہ پر جاتے ہیں حضور نوش فرمائیں تخلیہ میں خواب
وصل یار جانی سے سیراب ہوں یہ کہکر سب اٹھ اٹھ کر چلی گئیں مگر تاک جھانک میں رہیں کہ دیکھیں ملکہ کیونکر خواب وصل
لیتی ہے غرضکہ پردے پڑگئے تنہائی ہوگئی اب ملکہ مہر افروز اٹھی اور خواجہ خورشید کے پلنگ پر آئی پہلے ہاتھ سے
خواجہ خورشید کو جگایا مگر خواجہ خورشید نشۂ شراب میں ایسا بیہوش تھا کہ اسکو اپنے سر و پا کی بھی مطلق خبر
نہ تھی جگانے سے ملکہ مہر افروز کے بالکل ہوشیار نہوا کروٹ بھی نہ لی جب تو کچھ حوصلہ ملکہ کا بڑھا چاہا کہ برہنہ کردے
کمربند کھولا ساتھ اشتیاق بلکہ صراحی کی وصل کی کاوش کیا کہیں نہ پایا مثل اپنے خواجہ خورشید بھی نظر آیا طیش
عشق کم نہ ہوئی صورت آئینہ حیران رہی شکل زلف مشکیں پریشان ہوئی خواجہ خورشید کو اسیطرح چھوڑ کر
اٹھ کھڑی ہوئی مسند پر آکر خواصان خاص کو پکارا سب انیسیں جلیسیں آکر حاضر ہوئیں اس فکر و تردد اور
پریشانی میں جو دلہن کی گذری ہوئی ملکہ مارے ہنسی کے رہنے لگی ملکہ کے ہنسنے پر سبکی سب ہنسنے لگیں اور کہنے لگیں
واری جاؤں بلاؤں لوں کچھ کہو تو سہی کیا ہوا کیا گوہر مدعا سے بھی زیادہ کوئی چیز ہاتھ لگی جو نہیں بتاتی ہو ہنسے جاتی ہو
ادھر ملکہ کی ہنسی کم نہیں ہوتی جو بیان کرے آخر کار ان سب ہمرازوں نے ملکہ کو سنبھالا کچھ ہنسی کم ہوئی ملکہ نے بیان
کیا کہ صاحبو میں کس سے کہوں وصل حاصل کروں وہ تو مثل میرے تمہارے عورت ہے مرد نہیں ہے صدف شوق بحر عشق
میں خالی رہی گوہر مدعا نہ ہاتھ لگا صدف آرزو دریائے امید سے پیاسی چلی آئی ایک بھی قطرہ نہ پایا کہ لب تر
کرتی یہ سنکے سبکی سب بہت متعجب ہوئیں کہا نہیں معلوم اسمیں کیا اسرار ہے بس جو ہونا تھا ہو چکا عشق بیکار ہے
الغرض ملکہ مہر افروز بھی اپنے پلنگ پر جاکے سو رہی صبح کو جب ملکہ گیتی افروز ہوشیار ہوئی کمر بند اپنا کھلا ہوا پایا جلد
سے اٹھی پوشاک و لباس کو درست کرکے پہنا ملکہ مہر افروز کے پاس مسند پر آکر بیٹھی انیسیں جلیسیں ملکہ مہر افروز کی
طعن تشنیع کرنے لگیں ملکہ گیتی افروز نے ملکہ مہر افروز سے کہا ای ملکہ ذرا تخلیہ کروا ان سبکو ہٹاو کچھ تجھسے باتیں کرنا ہیں ملکہ مہر افروز نے
سبکو وہاں سے ہٹا دیا بالکل تخلیہ ہوگیا ملکہ گیتی افروز نے کہا میں تو پہلے ہی شادی نکرتی تھی مگر تجھے نہ مانا فقط اپنی آبرو
درست بچانے کے واسطے مردانہ لباس پہن کر سوداگری تھی اب تجھسے اپنا حال کیا بیان کروں میں عجب تباہی کے جہاز
ہوکے دریائے مصیبت میں غوطہ زنی کر رہی ہوں خدا کسی پر ایسی مصیبت نہ ڈالے تم میرے حسن پر فریفتہ ہوئیں میرا شوہر
مجھسے زیادہ حسین و جمیل ہے نہایت خوبصورت صاحب شان و شوکت ہے میں تجھسے وعدہ کرتی ہوں جسوقت وہ آجائیگا
تمہاری شادی اسکے ساتھ کردونگی میں اسی کی تلاش کرتی پھرتی ہوں ملکہ مہر افروز نے کہا کہ تمہارے شوہر کا کیا نام ہے
کس خاندان سے ہے ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ میں کہدونگی اسوقت موقوف رکھو موقع نہیں ہے یہ کہکر ملکہ گیتی افروز
اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے مکان میں آئی فتنہ انگیز سے ساری کیفیت بیان کی اور کہا کہ جس بات کا خیال تھا
اور خوف تھا اسیکا سامنا ہوا خدا آبرو بچائے جلد ہی کہیں میرا شوہر مجھے ملجائے ادھر کا حال سنئے کہ بادشاہ
فضلاشہ داراب شاہ فضل نشین کو عالم خواب میں ایک مرد بزرگوار نے سلام کیا اور کہا کہ تو نے اپنی بیٹی ملکہ
مہر افروز کی شادی جسکے ساتھ کی ہے وہ مرد نہیں ہے وہ عورت ہے وہ بیٹی ہے زمرد شاہ باختری کی نام اسکا
ملکہ گیتی افروز ہے اور وہ ناموس ہے نبیرہ صاحبقران والا شان کا اور نام نبیرۂ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران شوہر اسکا
شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ ہے داراب شاہ فضل نشین یہ خواب دیکھکر بیدار ہوا محل دختر نیک اختر
ملکہ مہر افروز میں آیا اور کیفیت خواب کی تمام بیان کی اور کہا ای ملکہ مسرور ہو اور خاطر جمع رکھ کہ تیری شادی
بڑے عالی خاندان نبیرہ حمزہ صاحبقران کے ساتھ ہوگی اور میں نے تیری شادی جسکے ساتھ کی ہے وہ دختر [illegible]

ملکہ گیتی افروز نام ہی اُسکے ساتھ بہت اعزاز و اکرام سے پیش آتا اور بڑی خاطر و مدارات کرتا داراب شاہ
پھر ملکہ مہر افروز اپنی دختر کو ساتھ لیکر ملکہ گیتی افروز کے پاس آیا اور کہا کہ مجھکو تمھارے حالات سے
بالکل آگاہی ہوئی آج رات کو سوتے میں بخت خوابیدہ میرے بیدار ہوئے عالم رویا میں مجھکو ایک بزرگوار
مقدس کہ چہرہ اُنکا مثل آفتاب کے روشن تھا اُنھون نے مجھکو دولت لازوال دین اسلام عنایت کی مجھکو
کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا اے ملکہ گیتی افروز مجھکو بشارت دی ہی کہ نبیرۂ حمزہ صاحبقران زمان خاور سپاہ
شہزادہ ملک قاسم فلک جاہ کہ جو تمھارا شوہر ہی وہی ملکہ مہر افروز کا بھی زوج ہوگا الحمد للہ کہ کفر پرستی ترک کرکے
اب میں غلام حلقہ بگوش حمزۂ صاحبقران زمان کا بھی اوج ہوگا کیونکہ ان دنون میں اُنکے نام پر اسلام لایا ہون
اے ملکہ گیتی افروز اب تم بہ عیش و راحت خاطر جمع سے رہو تمکو کسیطرح کی تکلیف نہوگی ملکہ مہر افروز کے ساتھ رہو
بہلاؤ اب میں ہرکارے چہار طرف روانہ کرتا ہون اور سراغ لگاتا ہون انشاء اللہ بہت جلد اُنکا پتا معلوم ہوا
جاتا ہی جہان پر وہ مقیم ہین ملکہ گیتی افروز یہ مژدہ سنکر شکر الٰہی بجا لائی دل کو تسکین ہوئی داراب شاہ
فضلا نشین نے اسی وقت ہرکارون کو چار طرف روانہ کیا اور حکم تاکیدی دیا کہ نبیرۂ حمزہ صاحبقران زمان شہزادہ
خاور سپاہ ملک قاسم ذی جاہ کی جلد خبر لاؤ کہ کہان ہین اور کس صورت سے ہین یہ سنتے ہرکارے تیز قدم حسب الحکم
بحکم بادشاہ نامدار جلد روانہ ہوئے تیسرے دن خوشی خوشی دوڑے ہوئے آئے اور مبارکباد دی اور عرض
کیا کہ شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ دامنۂ سیل کوہ میں مع جماعت لشکر کثیر اُترے ہوئے ہین دس
بارہ ہزار سوار جرار تحت حکم اس نامدار کے ہین داراب شاہ نے یہ مژدۂ فرحت افزا سنکر ہرکارون کو خلعت
سے سرفراز کیا اور ملکہ گیتی افروز کے پاس آیا اور خبر خیریت اُنکا مژدہ دیا اور کہا کہ انشاء اللہ آج ہی خدمت
باسعادت شہزادۂ ملک قاسم مین جاتا ہون خاطر جمع رکھو یہ کہکر کچھ تحائف عمدہ لیکر خدمت فیضدرجت ملک
قاسم والاشان مین اُسی روز روانہ ہوا داراب شاہ جب دامنہ سیل کوہ میں پہنچا خبردارون نے شہزادۂ
خاور سپاہ ملک قاسم ذی جاہ کو خبر دی بادشاہ داراب شاہ فضلا نشین حاکم شہر فضلانیہ تحائف ہمراہ
لیے ہوئے قدمبوسی حضور کو آیا ہی شہزادے نے لشکر سردارون کو بحکم باعزاز و اکرام اسکو بلوایا جب وہ حاضر
خدمت ہوا آداب و سلام بطریق اسلام بجا لایا اور تحفے پیش کیے اور کیفیت خواب اور حال اپنے اسلام لانے کا
بیان کیا بعد اُسکے کہا کہ ملکہ گیتی افروز میرے محل میں جلوہ آرا ہین ملکہ مہر افروز میری دختر سے شغل صحبت
رہتا ہی یہ مژدہ سنتے ہی قاسم عالیجاہ بہت خوش ہوئے غنچۂ دل باغ باغ ہوگیا اُسی وقت چند سوار جرار ساتھ
لیکر ہمراہ داراب شاہ فضلا نشین کے روانہ ہوئے جب داخل شہر فضلانیہ ہوئے دیکھا کہ شہر بہت
آراستہ اور پیراستہ ہی ہر گلی کوچہ آئینہ بندہ ہی عجیب مقام دلپسند ہی قاسم نوجوان تمام شہر کی سیر کرتا ہوا ایوان
شاہی میں پہنچکر محل میں مع داراب شاہ داخل ہوا شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم والاجاہ پہلے ملکہ
گیتی افروز کے پاس آئے ملکہ گیتی افروز دیکھتے ہی قاسم نوجوان کو دوڑکر لپٹ گئی عاشق و معشوق گلے
ملکر زار زار مثل ابر بہار خوب روئے بعد اُسکے مسند زرنگار پر دونون جلوہ افروز ہوئے ملکہ گیتی افروز نے
حال اپنا بیان کرنا شروع کیا اگر از سر نو ملکہ گیتی افروز کی زبانی تحریر کرون تو بہت طول ہوگا ایک دفتر دوسرا تیار
ہو خلاصہ یہ کہ کیفیت لڑکے کی پیدا ہونے کی اور اسکو جنگل میں چھوڑکر جان کے خوف سے چلے آنا اور الماس
غلام لقا کے پاس پہنچنا اور فتنہ انگیز کا اسکو زہر دیکر مار ڈالنا اور وہان سے شہر فضلانیہ مین

سوداگر بنکر آنا ملکہ مہر افروز کا عاشق ہونا اور اسکے ساتھ شادی ہونا پھر اسکا پہچان لینا سب بیان کیا
شہزادہ قاسم سب کیفیت سنتے جاتے تھے کسی مقام پر تاسف کرتے تھے کسی جگہ پر آبدیدہ ہوتے اور کبھی
سُنکا جبیں پر بل لاتے تھے لیکن ملک قاسم اپنی لڑکی کی تباہی پر نہایت ملول ہوئے تو ملکہ سے کہا کہ بی بی
پروردگار عالم تمکو اور فرزند عنایت کریگا ملکہ گیتی افروز نے کہا ای شہریار ملکہ مہر افروز نے مجھپر بڑا احسان
کیا جو اب میری خوشی یہ ہی کہ تم اس سے عقد کرلو کہ میں ملکہ مہر افروز سے وعدہ کر چکی ہوں مگر ملکہ مہر افروز نے
جو شہزادہ ملک قاسم عالیشان کو پوشیدہ ہو کر دیکھا ہزار جان و دل سے شیفتہ و فریفتہ ہو گئی اور اپنی انیسون
جلیسون سے کہا کہ میں نے تو آج تک کوئی بشر جوان رعنا ایسا اور اس حسن و جمال کا نہیں دیکھا اگر تمہاری نظر
کوئی بشر گذرا ہو تو بیان کرو ان سبھوں نے کہا بالوان حقیقت میں اس طرحکا بشر شکیل جمیل مہ جبین مہر تمکین
شان و شوکت میں بے نظیر حسن میں بے عدیل آج تک نہیں دیکھنے میں آیا صانع قدرت نے اسکو اپنے دست
قدرت سے محمود بنایا ہی ملکہ مہر افروز نے کہا کہ اب دیکھیے ملکہ گیتی افروز نے جو مجھسے وعدہ کیا تھا وہ وفا کرتی
ہی یا نہیں انیسون نے عرض کیا واری جائیں صدقے جائیں ملکہ گیتی افروز صادق الوعد وواثق الاقرار ہی
کیون نہ وعدہ وفا کریگی کبھی اسکی بات میں فرق نہوگا وہان تو یہ تذکرہ تھا ادھر ملکہ گیتی افروز نے داراب شاہ
کے پاس کہلا بھیجا کہ میں نے ملکہ مہر افروز سے وعدہ کیا تھا جب خاور سپاہ شہزادہ ملک قاسم تینگی میں تھا
عقد انکے ساتھ کردونگی سو اب میں نے نبیرۂ حمزہ صاحبقران زمان شہزادہ قاسم عالیشان کو رضامند
عقد کرنے پر ملکہ مہر افروز کے کیا ہی تم سامان شادی تمہارا ملکہ مہر افروز درست اور مہیا کرو میں اپنے ہاتھ
سے ملکہ مہر افروز کو عروس بناؤنگی الغرض کہ وہ شب تو اسی خوشی ملکہ گیتی افروز میں بسر کی بادۂ وصال سے
ملکہ گیتی افروز اور شہزادہ قاسم سیراب ہوئے غنچۂ دل کھلا طبیعت شگفتہ ہوئی **شعر** ای فلک دیکھیے
ظلم سے کیا ہوتا ہی ✦ بگڑے بھی بل جاتے ہیں جب فضل خدا ہوتا ہی ✦ القصہ صبح کو شہزادہ قاسم دربار میں
داراب شاہ فضل نشین کے تشریف لائے داراب شاہ دیکھتے ہی ملک قاسم نوجوان کو تخت پر سے
اٹھ کھڑا ہوا اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور اس تخت سلطنت پر جلوہ افروزی فرمائیں شہزادہ نے فرمایا
ای داراب شاہ ہم تاج بخش ہیں خود بادشاہ نہیں ہیں کسیکا ہم تاج و تخت نہیں لیتے ہیں یہ کہکے
ہاتھ پکڑکے داراب شاہ کو تخت پر بٹھا دیا اور آپ کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوا داراب شاہ نے عرض
کیا کہ حضور میں چاہتا ہوں کہ دختر نیک اختر ملکہ مہر افروز کو حضور کی کنیزی میں حاضر کروں شہزادہ عالیوقار نے
فرمایا کہ ہمیں قبول و منظور ہی اسیوقت ترنج خوشبو کا شہزادہ ملک قاسم پر مارا مبارک و سلامت کی صدائیں
دربار میں بلند ہوئیں یہ بھی رسم اس شہر کی تھی داراب شاہ خوش ہوا شادی کی تیاری ہونے لگی
پہلے مانجھے کا سامان ہوا ایسے ساچق کی بڑی دھوم سے تیاری ہوئی مہندی کا سامان عجیب شکوہ اور جلوس
سے ہوا برات کا سامان ہونے لگا ادھر بادشاہ داراب شاہ نے مانجھے کے دن سے حکم چراغان
شہر میں دیدیا تھا ہزارہا رنگین نفیس نفیس کھانا زن کی روز بٹت ہوتی تھیں اور تمام شہر کو کھانا تقسیم ہوتا
بادشاہ نے ہزارہا جوڑے ملازم و غیر ملازم کو تقسیم کیے امرا کو خلعت دیے ناچ رنگ گلی گلی کوچہ بکوچہ جشن
ہوا کہ ہر کس و ناکس ناچ دیکھے راگ رنگ سے دل بہلانے دورۂ شراب ارغوان برائے رعایا و ملازم
اسقدر افزا دے کہ غم کے غم جاتا رہا لذت سے پڑے رہے ہوئے ہیں آٹھ پہر سبکا نشے بجے رہتے ہیں

لوگون کے بادۂ ارغوانی سے دل بیزار ہو ہو گئے الغرض برات کی شب آئی ملکہ گیتی افروز نے شہزادہ ملک قاسم
کو نہلا کر پوشاک فاخرہ پہنا کے دولھا بنایا بدھی پھولون کی پہنائی سہرا پھولون کا مقیشی سنگلے پر سے باندھا
طرہ لگا کر نوشاہ بنایا پھر برات بڑے سامان سے ہوا کر روانہ کی بعد اسکے ملکہ مہر افروز کے قصر مین گئی اور
ملکہ مہر افروز کو خوشی خوشی عروس بنایا پہلے روغن خوشبو بالون مین لگا کر کنگھی چوٹی کی پٹیان نکالین مانگ بھری
کہکشان دیکھکر نثار ہوئی پھر آنکھون مین کاجل دیا تیرون کو ابرو کے اور آبدار کر دیا چنی افشان جو پیشانی
گویا چاندنی چھٹکی پھر مسی جو ہونٹون پر تو پھولا تختہ سوسن کا پھر ملکہ گیتی افروز نے عروس کو پھولون کا گہنا پہنایا
عطر سہاگ مین نہلا دیا وہ بھینی بھینی خوشبو پیدا ہوئی کہ دماغ دل ہر ایک کا معطر ہوگیا جب سہرا دلھن کے
سر سے باندھا حسن چمن چمن کے چھوٹ دینے لگا مہ و خورشید نثار ہوئے فلک مشتاق دید ہوکر بیقرار ہوا زہرہ
مشتری مبارکباد دینے لگین یہان ملکہ گیتی افروز دلھن کو آراستہ کر رہی تھی ادھر برات بڑی دھوم دھام سے
تمام شہر مین گشت کر کے دروازے پر دلھن کے آئی صحبت جشن اور جلسہ راگ رنگ مین برپا رہی آخرکار شہزادہ
خاور سیاہ ملک قاسم ذی جاہ دولھا بنے ہوئے محل مین داخل ہوئے غرضکہ بعد رسومات مسطورات بڑے
ساز و سامان اور حشم و خدم سے دلھن کو بیاہ کر لائے داراب شاہ نے جہیز بے حساب دیے قاسم عالیشان نے دلھن
کو بیاہ کر اپنے قصر والا شان مین اتارا ملکہ گیتی افروز نے حجلۂ عروسی خوب گلہائے خوشبودار و عطر سہاگ سے لبالب
شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ کر کے دلھن دولھا کو بعد عیش و عشرت اسی حجلۂ عروسی مین داخل کیا گویا مہر و ماہ
ایک برج مین جلوہ افروز ہوئے ملکہ گیتی افروز بھی بعد شادی باہر حجلے کے جاگتی رہی اور فتنہ انگیز سے باتین ہنسی
دل لگی کی ہوا کین ادھر شہزادۂ ملک قاسم نوجوان ملکہ مہر افروز سے ہم صحبت ہوئے بادۂ وصل سے جام شبستان
ملکہ مہر افروز عروس تازہ کا دولھا نے لبالب کر دیا غنچۂ وابستہ گل کا گلشن امید مین بہار آئی دل عروس باغ باغ
ہوا گوہر مراد صدف آرزو کا ملا صبح کو دونون دلھن دولھا بادۂ وصل سے مخمور نشہ مین چور چور اٹھے دولھا نے
اٹھکے جلد حمام کیا پوشاک فاخرہ دوسری زیب جسم نورانی کی نماز پڑھی ایوان بادشاہی مین تشریف لائے مسند
شوکت و حشمت پر جلوہ افروز ہوئے حکم دیا کہ ابھی بتخانے منہدم و مسجدین تعمیر ہون بموجب احکام شہزادۂ
عالیمقام فوراً تعمیل ہوئی دہرے شوالے سب منہدم ہو گئے مسجدین بنا ہونے لگین سکہ بادشاہ اسلام
سعد بن قباد شہریار کے نام کا جاری ہوا آثار کفر نابدید ہوگئے نشان اسلام ظاہر ہوئے جھنڈا دین اسلام کا
کھڑا کیا گیا تمام شہر اسلام آباد ہوا ایک ہفتہ عشرہ شہزادۂ ملک قاسم نے وہان قیام کیا بعد اسکے ملکہ گیتی افروز
اور ملکہ مہر افروز کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین تشریف لائے ملکہ حور دخت سے دونون کو ملایا ملکہ حور دخت نے
اپنے مقام خاص پر دونون کو بٹھایا ہنسی خوشی باتین ہونے لگین بعد اسکے شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم
ذیجاہ نے برائے تلاش شہزادۂ نامدار بدیع الزمان عالی وقار ہرکارون کو یہ حکم دے کر روانہ کیا کہ جلد جستجو
اور کوشش کر کے شہزادہ بدیع الزمان کا پتا لگاؤ کہ کہان ہین اور کس صورت سے ہین اور کیا ارادے انکے ہین
دو کلمے داستان شوکت نشان شہزادۂ فرخ شہسوار اور فرخ بخت سلطان اور مرزبان خراسانی کے بیان کیے جاتے ہین

کدھر ہے تو اے ساقی تند خو قسم تجھکو اس چشم خونبار کی قسم تجھکو میرے رخ زرد کی	پلا ساغر بادۂ مشکبو قسم تجھکو میرے دل زار کی قسم تجھکو اپنے دل سرد کی	رکھیگا تو کب تک مجھے زار کو تجھے اس مری آرزو کی قسم تجھے میرے داغ جگر کی قسم	سنا سب ہی ہمدم پہ لطف کر تجھے آج میرے لہو کی قسم تجھے اپنی ترچھی نظر کی قسم

قسم ہے تجھے میری زاری کی | قسم تجھکو ہے مجھسے ناشاد کی
نہ کر دیر بر لا مری آرزو | ہو جلد مجھکو سے مشکبو
دکھا دے سحر کو بصد آب و تاب | تمنا ہے دیکھوں رخ آفتاب

غزل

بود ویرانہ مگر عشق معلے کردہ
من گرفتار بلا تنہا منم اے جان جان
برخنہا اندا ختی خود فتنہ برپا کردہ
عاشق جانباز را کردہ ہلاک از تیغ ناز
ہر کسے را عاشق زلف چلیپا کردہ
آمدی برگشتہ خود دم بازی گفتہ
خانہ خود را ز صنم اندر دل ما کردہ
بر سر راہش بلندی و تماشا کردہ
ساختی مومن کسے را کردہ کافر کسے
اے شوم قربانت اعجاز مسیحا کردہ

بیت چنین کاتبان جلالت نصیب + نوشتند این داستان عجیب + شہسواران اشہب تیز گام وصحرا جانبازی وجہد کنندگان سمند بادرفتار میدان سرفرازی زجوانان تہور شعار و تہور شعاران جلالت آثار گیت قلم تیز رقم کو میدان قرطاس میں یون جولان کرتے ہیں کہ جب شہزادہ فرخ شہسوار و فرخ بخت سلطان مادار و مرزبان خراسانی اُسی تاریکی شب اور عالم برف باری میں لشکر کفار سے جنبرد ہو کر زخمی ہوئے سیحون پر بیہوشی کا عالم طاری ہوا گردونون سے رہواروں کی پلٹ گئے گھوڑے اُس تلاطم سے لیکر نکلے اور جانب صحرا روانہ ہوئے دوش صبا پر پاؤن جا کر مرکبان بادرفتار ایسا سرپٹ دوڑے کہ ہوا بھی تعاقب کی گرد قدم تک نہ پہونچی پیچھے رہ گئی گھوڑے طراری بھرتے ہوئے صورت غزالان نکل گئے رات بھر اسطرح چلے صبح کو ایک دامنہ کوہ میں بہوبچے بھوکے پیاسے تھکے ماندے چار پہر کی مسافت علیم اُٹھائے ہوئے تھے صحرائے سبزہ زار قریب دامنہ کوہ جو دیکھا ہری ہری دوب پر بیتابانہ منھ ڈالدیا گھانس کھانے لگے جب خوب سیر ہوئے ایک چشمۂ آب پر لگ کر پانی پیا جان میں جان آئی مرکبوں کے ہوش و حواس درست ہوئے خنکی پاکر بحیر ہریان جو لین تینون سوار پشت مرکبان سے بروئے زمین گر پڑے مرکب گرد اپنے سوارون کے شغل چرا کرتے رہے جب آفتاب عالمتاب بلندی بام فلک پر آیا حرارت زیادہ ہوئی دھوپ نے تیزی کمائی ان تینون زخمدارون کو ہوش آیا اُٹھ بیٹھے آہستہ آہستہ ایک درخت کے سایہ میں آئے سامان زخمداری کا قربوس میں موجود تھا کاہ ایکنے دوسرے کے زخم میں ٹانکے لگائے بعد اسکے پٹیان مرہم کی چڑھائیں دوسرے قربوس میں کچھ خشک ٹکیے روغنی ہمراہ تھے انہیں ان تینون شہسوارون نے کھایا پانی پیا شکر خدا کیا پھر باہم کہنے لگے کہ افسوس صد افسوس کیا لشکر اسلام پر تباہی آئی ہوگیا مجمع خاص خدا پرستان فلک نا ہنجار نے پراگندہ کیا ہو خدا جانے شہزادہ بدیع الزمان نامدار و ملک قاسم عالیوقار پر کیا گذری نہیں معلوم بادشاہ اسلام سعد بن کیلد شہر یار کہان گئے اور لندھور بن سعدان اور مانک اژدر وزوان کیا ہوئے مرزبان نے کہا ہی شہزادہ جسطرح ہمکو اور تمکو پروردگار نے زندہ وسلامت رکھا یونہین وہ بھی سب صحیح وسلامت ہونگے پھر بفضل خدا سب ملینگے یہ بھی گردش سپہر گان ہے جو ایسی تباہی ظہور میں آئی کہ ایک ایک سردار نامدار متفرق ہو گیا ایک کی دوسرے کو خبر نہیں کہ کون کون زندہ ہے اور کون کون مار ڈالا گیا اب بھی پروردگار عالم رحم کرے وہ جو فرح صعب خواجہ زادون نے کہا تھا اُسکا سامنا ہوا آفتاب اُسی برج میں آگیا مگر قیام کرو تھوڑی دیر کسی نیند روز سے حال ملک سبائل کا دریافت کرینگے الغرض وہ دن اور وہ رات اُسی صحرا مین زیر کوہ بسر ہوئی صبح کو دوسرے دن گھوڑے اپنے کسے اور سوار ہوئے اور ارادہ کیا تھا کہ ایکطرف کو گھوڑے اٹھائیں کہ دیکھا ایک شخص خون میں سر سے پاؤن تک نہایا ہوا مرکب تیز رفتار پر سوار گھوڑا اڑائے ہوئے ہوش و حواس آپ بیہوش زخمدار چلنے سے بچا کا چلا آتا ہے مرزبان نے آگے بڑھ کر اُسے روکا اور ہوشیار کیا پھر اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور تجھے کسنے زخمی کیا ہے تو کہ

خوف سے بھاگا چلا آتا ہوں اُسنے کہا کہ یہان سے دو کوس پر ایک درۂ کوہ ہے وہان طوفان دزد بڑا نابکار و ناہنجار
رہتا ہے قافلہ سوداگرون کا وہان جاکر اُترا تھا اُسنے سبکو قتل کیا اور مال و اسباب سب لوٹ لیا ایک مین زخمی
ہوکر بچا اسطرف کو بھاگا یہ سُنکے شہزادۂ فرخ شہسوار و شہزادہ فرخ بخت سلطان نامدار نے کہا کہ اب تو ذرا
دم لے سایہ مین ٹھہر جا زخم کو دھو ہم تیرے ٹانکے لگا دین پٹی مرہم چڑھا دین پھر تیرے ساتھ چلکے قزاقون کو مارینگے
اُسنے کہا کہ ہرگز ہرگز تم لوگ اُدھر کو نہ جانا وہ ظالم بڑے خونخوار ہین فوج بادشاہی اُنکا کچھ کر نہین سکتی وہ لشکر سے
بھی نہین دبتے تم تین آدمی اُنکا کیا کرسکوگے اور مین یہان ہرگز نہ ٹھہرونگا یہ کہکر گھوڑا بھگائے ہوئے چلا گیا ادھر
شہزادگان مع مرزبان خراسانی اُس درۂ کوہ کی طرف اُسوقت پہونچے کہ طوفان دزد تمام سوداگرون کو قتل کرچکا ہے
اور اب چاہتا ہے کہ مال و اسباب اُٹھوا کر لیجائے کہ شہزادۂ فرخ شہسوار سبکے آگے پہونچا دیتے ہی نعرہ کوہ شگاف
کیا کہ طوفان دزد ملعون کانپ اُٹھا النعرہ کہ فرخ شہسوار منم صفدر یکتای و نامدار + شجاع و جری فرخ شہسوار +
فرمایا کہ باش او دزد ناہنجار کیا غضب کیا تو نے ان بیگناہون کو قتل کیا مین آپہونچا اب کیا تجھے زندہ چھوڑتا ہون
ساتھ ہی اُسکے نعرہ شہزادۂ فرخ بخت عالیوقار کا ہوا النعرہ کہ فرخ بخت جری و صفدر و شیر حجازی + منم جوان
فرخ بخت غازی + خبردار او ستمگار دیکھا اب تو ہمارے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا تیسرا بھی نعرہ برابر
اُن دونون شہزادون کے ہوا۔ نعرہ مرزبان خراسانی جوان نامدار و دلاور حشم + منم مرزبان خراسانیم +
باش او کافر ازلی و ابدی ابھی تجھکو تہ تیغ آبدار کرتا ہون ان بیگناہون کے خون کا عوض لیتا ہون اُس کافر نے
جو پلٹ کر دیکھا کہ تین آدمی نوجوان پری پیکر سوار ہتھیار سارے جواہرنگار پہنے ہوئے گھوڑے دریائے جواہر مین
غرق سامنے چلے آتے ہین انکے نعرے سے مطلق کچھ اعتنا نہ کی بلکہ بہت خوش ہوا اپنے ساتھ کے قزاقون سے
کہا کہ آج اچھے کسی شخص کا منھ صبح کو دیکھا تھا کہ یہ قافلہ بھی لُوٹا اور اِنکو بھی اب مار کر یہ دولت لازوال یعنی جواہر
بے بہا اور سب اسباب انکا چھین لو یہ سُنکے وہ کفار تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے شہزادون وغیرہ نے بھی تلوارین
کھینچین لڑائی ہونے لگی مگر تینون بہادر پہلو بہ پہلو رہے ہین کیا مجال جو کوئی دہنے بائین یا پشت پر سے اُنپر
حملہ آور ہو تین ہزار قزاق ان تینون کے مقابل مین تھے اُنمین سے چار سو قزاق اُن بہادرون کے ہاتھ سے
مارے گئے ہوش و حواس سبکے جاتے رہے بھاگ کھڑے ہوئے وہ نامردے سب دور ہی سے لینا لینا کرتے تھے
نزدیک ان شجاعان اولو العزم کے نہ آتے تھے پھر شہزادہ فرخ بخت سلطان گھوڑا اُڑا کر دہنی طرف قزاقون پر جاپڑا
اور مرزبان خراسانی بائین طرف مارتا دھاڑتا گیا اور شہزادہ فرخ شہسوار سامنے نعرہ کرتا ہوا جدھر طوفان
دزد تھا اُس غول پر آیا دس بیس کو مار کر پاس پہنچا طوفان دزد نے تلوار ماری شہزادہ فرخ نے
پشت شمشیر پر وار اُسکا روکا اور جھکائی دیکے ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا اب اُسکے
قتل ہونے سے تمام قزاق بیدل ہوگئے بدحواس و پریشان ہوکر بھاگے دو چار کو شہزادگان عالیوقار نے زندہ گرفتار
کرلیا تھا وہ اسلام لائے اور جہان طوفان دزد رہتا تھا وہان شہزادون وغیرہ کو لیکر آئے شہزادون نے اُسکے
متعلقون کو بھی جو وہان باقی رہ گئے تھے مسلمان کیا اور مال و اسباب جسقدر طوفان دزد کا تھا وہ سب اپنے قبضہ
مین کرکے ایک طرف کا راستہ لیا اور تینون نے اپنی صورت سوداگرون کی بنائی منزل بمنزل چلتے چلتے ایک شہر
مین پہونچے کہ نام اُس شہر کا شہر طوفانیہ تھا کاروانسرا مین اُس روز اُترے دوسرے دن ہر چوک ایک دکان
بہت عمدہ کرایہ کو لی کچھ اسباب سوداگری اُس دکان مین آراستہ کرکے بیٹھے مگر حال [illegible]

باشندون سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ جتنے سرداران نامی وگرامی لشکر اسلام کے تھے وہ سب متفرق ہوکر جدا جدا نکل
گئے کوئی اُن مین گرفتار ہوا ہی اور نہ کوئی اُنمین قتل کیا گیا ہی اب تلاش اُنکی بموجب نامہ جات زمرد شاہ باختری
ہو رہی ہی اور یہ حکم لقا بے لقا ہی کہ جو جوان سرداران لشکر اسلام و دیگر خدا پرستون سے ہاتھ آئے اُسکو گرفتار
کرکے بھیجدو یا قتل کردو اور شہزادہ فرخ شہسوار وغیرہ نے سجدہ شکر کیا اور درگاہ خدا مین تضرع وزاری دعا کی کہ ای
جامع المتفرقین و یا الٰہ العالمین تو ہر حال مین اپنے بندون کا حافظ و ناصر اور معین و مددگار ہی اور تو کارساز مطلق ہی
پھر ہم سبکو ایک جگہ جمع کردے اسیطرح روز صبح سے شام تک یہ تینون مرد باخدا دوکان پر بیٹھے رہتے ہین اور آپس مین
یہی ذکر اور دعائین ہین ایک روز اُسی شہر طلوفانیہ کا بادشاہ کہ نام اُسکا سلسلہ سرخ پوش ہی اور بیٹی اُسکی ملکہ ستارہ بانو
ہی اتفاقات روزگار ان سوداگرون کی دوکان کیطرف سے وہی ملکہ ستارہ بانو محافے مین سوار اپنے باغ سے پھری ہوئی
آتی تھی جب برابر دوکان کے سواری آئی ہوا سے پردہ محافے کا جو اُٹھا شہزادہ فرخ شہسوار گاؤتکیہ سے لگے ہوئے بیٹھے تھے
اور ملازم گرد دست بستہ کھڑے تھے ملکہ ستارہ بانو کی آنکھ شہزادے پر پڑی اور شہزادے کی نگاہ ملکہ ستارہ بانو سے
لڑی اُدھر ملکہ نے کلیجے کو تھام کر آہ کی اُدھر شہزادہ فرخ نے اُف کیکے دل پکڑ لیا ملکہ دیکھتے ہی شہزادہ فرخ کی عاشق و
شیدا ہوئی شہزادہ فرخ ملکہ ستارہ بانو پر شیفتہ و فریفتہ ہوا ۔ نظم

رہ گئے دل تھام کر یہ اسطرف وہ اُسطرف
بن چھری کے ذبح تھے گو صید کرکے رہنے
دیکھتے ہی اک نظر یہ اسطرف وہ اُسطرف
حال دل کسسے کہین کیونکر شناسا کون ہین
زخمی تیغ نظر یہ اسطرف وہ اُسطرف
مرغ بسمل تھے مگر یہ اسطرف وہ اُسطرف
عاشق صادق تھے یہ اسطرف وہ اُسطرف
وصل کی شب کی ہی چاہ اور لب پہ یہی فریاد

غرض حال شہزادہ بیمثال دیکھکر ملکہ محافے مین تڑپکر رہگئی اور سواری آگے
بڑھ گئی حسن پرچین مہر تمکین نازنین حسین ملکہ ستارہ بانو کا نظارہ کرکے شہزادہ فرخ شہسوار قلندر بیتاب ہوگیا
تصویر ملکہ ستارہ بانو بہزاد عشق نے لوح دل پر نقش کردی آنکھون کے تلے وہ چاند سی صورت ستارہ بانو کی
پھرنے لگی ہوش و حواس منتشر ہوگئے سوداگری فراموش ہوگئی یاد معشوق دلفریب جامہ زیب آٹھ پہر رہنے لگی
اُدھر ملکہ ستارہ بانو محل مین اپنے آکر داخل ہوئی مگر عجب حال پر ملال دلکا تھا کہ تصویر حسن و جمال دلربا بیمثال شہزادہ
فرخ شہسوار قلندر کی لوح قلب پر مانی عشق نے ایسی کھینچ دی کہ صورت مجنون وہ لیلے شمائل دیوانی ہوگئی اپنی انیسون
جلیسون مین بھی بیٹھنا موقوف کردیا قصر مین دوپٹے سے منھ ڈھانپے ہوئے چھپرکھٹ پر ہر وقت پڑی رہتی تھی
سب انیسین جلیسین ہنستی تھین باتین کرتی تھین دل بہلاتی تھین مگر کسیکو جواب نہ دیتی تھی کسی شغل کیطرف متوجہ
نہوتی تھی سب پوچھتی تھین واری جائین صدقے جائین کچھ حال دل فرمائیے کیا ایسا صدمہ ہی کہ دو روز مین
منھ ستا گیا برسون کی بیماری ظاہر ہوتی ہی ملکہ کچھ نہ کہتی تھی خاموش خیال یار جانی محبوب جاودانی مین کبھی
اشک خون بہاتی تھی کبھی اِدھر اُدھر کروٹین لیتی کبھی آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر یہ اشعار پڑھتی تھی اشعار

کردم چو دلربا آنچہ کہ کرد خوب کرد
بردہ دلم بیک ادا آنچہ کہ کرد خوب کرد
جان ز فریب بردہ صبر و شکیب بردہ
ہیچ نمیکنم گلا آنچہ کہ کرد خوب کرد
گفتم از وجہ کردہٴ تیر مژہ مرا زدی
داد جواب پر بلا آنچہ کہ کرد خوب کرد

الغرض ایک جلیس ملکہ کی جو زیادہ سب سے منھ چڑھی ہوئی اور ہمرازی مین دل سب سے بڑھا کرتی تھی اسنے ایکبار
تنہا پاکر ملکہ سے یہ قسم پوچھا کہ اے ملکہ بلائین لون مجھسے تو آپ ارشاد کیجئے کہ یہ ماجرا کیا ہی مین اسکی تدبیر کرون آپ کو صلاح
بتاؤن اے عالم تمکو اُسکی میری قسم ہی کہ جیسے شوق دیدار رخصت آرام یار تمنائے مواصلت مین یہ حال بنایا ہی مجھے
صاف صاف حال ارشاد فرمائیے اشعار

شکل تصویر ہو خاموش تماشا کیا ہی
بیٹھے بیٹھے کھنچی جاتی ہو یہ نقشا کیا ہی

سینۂ عاشق ہو تنگ دل ہوا دل کسی کی کمر	صورت آئینہ حیران ہو یہ نقشا کیا ہی
مجھکو حال پریشانی کا سودا کیا ہی	دل کو ہم الجھا دیا ہی پیچین کی زلفون نے

یہ کلام محبت التیام اُس جلیس کا سنکر ملکہ ستارہ بانو نے کہا اے ہمدم
ہمراز و اے جلیس و مصاحب شعر کیا کہون کچھ کہا نہیں جاتا بن کہے بھی رہا نہیں جاتا اُس روز جو مین گلگشت
باغ کیکے پھری راہ مین سرچوک تازہ گل کھلا کہ ایک گل حدیقۂ حسن وجمال سرو قامت بیمثال کو دیکھا کہ بشکل
سوداگر دوکان پر بیٹھا ہی اُسپر مین شیفتہ و فریفتہ ہوئی ہون اور اسکے عشق مین دل بیقرار ہی ومیدم یہی تقاضا ہی
دل مضطرب ہی کہ پھر اُسی طرف جایئے ایک نظر اُس مہ کامل کو دیکھ آیئے یا اُسکو کسی صورت سے یہان بلوا
اُس جلیس نے عرض کیا کہ یہ کونسی بڑی بات ہی اُسکو یہان بلوایئے مال سوداگری خرید کیجے اور اپنا
اظہار عشق کرکے جنس وصل کی بھی مشتری ہو جیئے ملکہ خوش ہوئی اور کہا کہ بلواؤ الغرض ملکہ ستارہ بانو کی طرف سے
ڈیوڑھی پر کہلا بھیجا کہ چوبدار جلد جاے اور وہ جو سوداگر نیا آیا ہی اُسنے دکان سرچوک لی ہی اُسکو بلا لاؤ اور اُس سے
کہو کہ ملکہ ستارہ بانو نے تجھکو یاد کیا ہی مع اسباب سوداگری کے میرے ساتھ چلو یہ حکم ملکہ ستارہ بانو سنکر
چوبدار گیا اور سوداگر سے کہا کہ آپ کو ہماری ملکہ ستارہ بانو دختر سلطان سبز پوش نے طلب کیا ہی مال سوداگری
عمدہ عمدہ لیکے چلیے ملکہ خریدار ہی شہزادہ فرخ شہسوار قلندر نے جو نام ملکہ ستارہ بانو کا سنا عاشق تو ملکہ پر ہو چکا
تھا فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اُسیوقت جواہر کے صندوقچے اور کچھ پشمینہ وغیرہ لیکر دو چار گماشتے بھی ہمراہ لیے اور ساتھ
اُس چوبدار کے دردولت پر ملکہ ستارہ بانو کے آئے محلدار نے جاکر عرض کیا کہ سوداگر مع اسباب کے حاضر ہی
ملکہ نے حکم دیا کہ اندر مع اسباب کے بلا لاؤ کہ وہ اسباب اپنا اپنے ہاتھ سے دکھاے ایسا نہو کہ مین اسکا اسباب
منگواؤن اور کوئی رقم غائب ہو جاے سوداگر کو شک آے محلدار یہ سنتے باہر آئی اور کہا کہ اے میان سوداگر
ملکہ کے مزاج مین بہت احتیاط ہی تم آپ اسباب لیکر اندر چلو اور ملکہ کو دکھاؤ فرخ شہسوار نے صندوقچے
جواہر کے اور بعد بیان دو شالے رومال کی کنیزان محل کو دیے کہ تم لیچلو اور آپ ہمراہ محلدار کے داخل محل
خاص ہوا دیکھا کہ مکان نہایت آراستہ اور پیراستہ ہی قصر خاص کے آگے چلمنین ہفت رنگ پڑی ہوئی
ہین ملکہ ستارہ بانو اندر اُسکے مثل آفتاب کے جلوہ گر ہی مہر جمال چہرۂ بیمثال کی شعاع سے تیلیان چلمن کی مثل
خطوط شعاعی ایسی تابندہ تھین کہ نگاہ اُن پر نہین ٹھہر سکتی فرخ شہسوار قلندر یہ حسن دیکھکر زیادہ دلدادہ
و شیدا ہوا اپنے دل مین کہا کہ دیکھیے انجام اس آغاز کا کیا ہوتا ہی چلمن کے برابر کرسی جواہر نگار بچھی تھی اُسپر فرخ
شہسوار بعد عزت و وقار بیٹھ گیا جب تو دکان پر سوداگر کو دور سے دیکھا تھا اب جو قریب سے دیکھا تو چہرہ پر نور شکل
نیّر اعظم درخشان پایا و لولۂ عشق کا دوچند غلبہ ہوا قریب تھا کہ پردہ چلمن ہٹاکر بیتابی مین لپٹ جاے مگر شرم وحیا
ملازمون کے سامنے مانع ہوئی گلوریان ورق نقرہ و طلائی اور الائچیان اور چکنی ڈلیان ورق لگی ہوئی جواہر نگار
خاصدان مین رکھکر فرخ شہسوار قلندر کیواسطے چلمن کے اندر سے بھیجین فرخ شہسوار نے وہ خاصدان لیلیا ملکہ کو
سلام کیا ملکہ ستارہ بانو دلمین سمجھ گئی کہ یہ سوداگر نہین معلوم ہوتا ہی یہ کسی بادشاہ جلیل القدر کا بیٹا ہی سوداگر
کا یہ قیافہ کہان اسکے چہرے پر تو رعب و دبدبۂ شاہانہ ہی بعد اُسکے ملکہ ستارہ بانو نے عطر کا کنٹر کنیز کے ہاتھ بھیجا
فرخ شہسوار نے عطر بھی لیکر پوشاک و لباس مین لگایا اور بعد تمکنت و حشمت و لیعہد شوکت و اجلال شہزادہ
فرخ شہسوار خوش جمال بیٹھا ہی اور ملکہ بغور صورت دیکھ رہی ہی کہ جان سے ان اداؤن پر دلمین نثار ہو رہی ہی
خیال یہ ہی کہ سوداگر چلا جائیگا تو جدائی اسکی تجھسے اُٹھ نہ سکیگی ناگاہ محلدار پھر آئی اور کہا اے ملکہ بلاؤن اسباب جلد

دیکھ لیجیے کہ سوداگر بچہ باہر جائے ملکہ کو یہ کلمہ نہایت شاق گذرا اور کہا تجھکو ہمارے عہد میں کیا دخل ہے میں آج
اسکی دعوت کرونگی کل اسباب دیکھکر رخصت کرونگی محلدار نے عرض کیا کہ بلا لون آپکو اختیار ہے آپ کچھ نادان نہین ہین
فضل خدا سے سبطرح کا عقل و شعور آپکو ہے ملکہ نے کہا تو شوق سے میرے باپ سے کہدے کہ بیٹی نے سوداگر کی
دعوت کی ہے محلدار نے عرض کیا کہ لونڈی حضور کی خیر خواہ ہے بدخواہ نہین ہے ملکہ نے کہا پھر جو مین کہتی ہون تو وہ کر
محلدار نے کہا فرمایئے ملکہ نے کہا کہ سوداگر کے ساتھ والون کو رخصت کر دے اور انکو لیجاکر فلان بارہ دری مین بٹھا
اور اسباب بھی انکا وہین لیچل محلدار نے جاکر ہمراہیان فرخ شہسوار کو رخصت کیا اور فرخ شہسوار قلندر کو لیجاکر
بارہ دری مین بٹھایا یہان ملکہ ستارہ بانو نے محلدار کو اور تمام مصاحبون کو اور خواصون کو پوشاک فاخرہ پہنائی
اور سر سے پانو تک زیور جواہر سے مزین کیا اور بہت سا روپیہ نقد دیا اور سب سے کہا کہ صاحبو تم میرا حال دل کیا جانو
کہ دو روز سے کیا گذر رہی ہے مین اس سوداگر پر عاشق ہون اگر اس سے جدائی ہوئی تو میری زندگی نہوگی
تڑپ تڑپ کے مر جاؤنگی سبنے کہا بلا لون آپکے مرین دشمن دشمنون پر آپکی بلا لگے آپ شوق سے اسکے ساتھ
عیش کیجیے مزے اڑایئے جام وصل پیجیے ہم آپکا حال کسی سے نہ کہینگے ملکہ نے ان سبکی طرف سے تو دلکو مطمئن
کیا اور اس بارہ دری مین آکر ایک چلمن ڈلوا دی اسکی آڑ مین بیٹھی اور فرخ شہسوار سے باتین کرنے لگی اور
حال پوچھنے لگی کہ تمہارا وطن کہان ہے یہان کیونکر آنا ہوا کیفیت سے اپنی آگاہ کرو یہ سنکر فرخ شہسوار ہنسنے لگا اور
کچھ حال اچھا بھلا بیان کیا ملکہ جوش عشق مین کچھ بھی کچھ نہ سمجھی ہنسی ہی لگی مذاق ہونے لگا یہانتک کے
ہوئی کہ ملکہ نے چلمن الٹ دی اور شہزادہ فرخ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا فرخ شہسوار نے جو دیکھا بانو ملکہ ستارہ بانو
کو دیکھا عشق اور زیادہ ہوا ہزار جان سے فریفتہ ہوگیا ملکہ نے فوراً اسباب عیش و نشاط طلب کیا گلعذاریان شراب کی
قابین کباب کی اور جام یاقوت نگار کنیزون نے لاکے حاضر کیے ملکہ نے شہزادہ فرخ شہسوار کے سامنے وہ سب کچھ رکھا
اور کہا کہ نوش فرمایئے دورہ بادہ ناب سے دل شاد کیجیے جام لبالب کر کے پیجیے اسوقت شہزادہ فرخ شہسوار نے
کہا ای ملکہ مین اہل اسلام سے ہون اور اسیر بانو قیرزلذ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کا فرزند جگر بند ہون نام
میرا شہزادہ فرخ شہسوار قلندر ہے لقا بے لقا نے ساحرون سے سحر کرواکے برف گروائی لشکر کفار آپڑا لشکر اسلام تباہ
ہوکر متفرق ہوگیا کچھ مارے گئے کچھ لوگ زخمی ہوکر نکل گئے سبا بچہ مین بھی زخمی ہوا گھوڑا مجھکو اسطرف نکال لایا میرے
ہمراہ دو آدمی اور ہین ای ملکہ تم جسوقت تک مسلمان نہوگی مین تمھارے یہان کی کوئی چیز نہ کھاؤنگا یہ سنکر ملکہ بہت خوش ہوئی
فوراً کلمہ پڑھکر دین اسلام قبول کیا نازنینان حسنی کو طلب کیا اور آپ بھی حاضر ہوئین ایک نازنین [illegible] نے یہ غزل گانا شروع کی

رنگ پان جب تیرے ہونٹھون پر نمایان ہوگیا
سر بازار آنکا ای ماہ کنعان ہوگیا
میری تربت پر عجب ماتم کا سامان ہوگیا
ہو نیا غم آیا میرے گھر مین مہمان ہوگیا
ذکر ہی کا وعظ مین اسنے سر منبر کیا
دوست ہم سمجھے تھے جسکو دشمن جان ہوگیا
پوست دل سیکڑون بے چین جسکا تیا
روز عید فطر روز عید قربان ہوگیا

خشک ہو رے شرم کے لعل بدخشان ہوگیا
سبزہ خط روئے جانان پر نمایان ہوگیا
کچھ ہوا نے خاک اڑائی ابر گریان ہوگیا
گرد غم مین تر جبین ہین حسرتون کی سیکڑون
شکر ہے رندو کہ زاہد بھی مسلمان ہوگیا
سیر ہوئے کے علم بھی [illegible] نہین دیتا مجھے
چاہ کنعان یار کا چاہ زنخدان ہوگیا
[illegible] مین قمر اکیلا مین یہ سنکر

جب انکے حسن کا جلوہ نمایان ہوگیا
اب تحشی مصحف رخسار جانان ہوگیا
دار دنیا مین نہین غم دوست مجھسا بھی کوئی
دل ہمارا غیرت گور غریبان ہوگیا
حیف ہے دل بھی ہمارا ہوگیا انکی طرف
حلق کا ہیرے فلک بھی اب سابان ہوگیا
دیکھ کے آرایش قاتل گئے گھر سے نکل
آج تنہائی مین افشا راز پنہان ہوگیا

جان کو جل جل کے دے دی خیر آیا تو بھلا
رشک دیوان ہلالی اپنا دیوان ہو گیا
بزم میں اپنی جلاتے ہیں مجھے کس لیے
میں بھی اپنے وقت کا گویا سلیمان ہو گیا
کونسی بلبل کا ماتم ہے بپا گلزار میں
میرا طالع بھی مزاج یار پریشان ہو گیا
جو فقیر تخت میں ہو گیا ظاہر و باطن کا حل
ہو اسکا خلق میں خورشید تابان ہو گیا
جلتے کیوں مجھے ہو تم اے ماہ زران شتا

بزم میں جو قیس تو تمام شمع سوزان ہو گیا
دوش پر رکھے جنازہ لیکے تا قبر
آپ کے نزدیک میں بھی شمع سوزان ہو گیا
دام سے صیاد کے صدقے میں چھٹنا تو
چاک دامن تک ہر اک گل کا گریبان ہو گیا
ایک تم ہو جو نہ آئے فاتحہ کو بھی کبھی
دیکھیے چاک جگر چاک گریبان ہو گیا
میرے سر کو یار نے زانو پر اپنے رکھ لیا
کیا جنون گلزار میں آ کے غزلخوان ہو گیا

کی تمنا جنے جو موزون ابرو دن کی
جلتے جلتے دوستون کا اور لعبان ہو گیا
سارے عالم کے پریرویون سے جگر پارہ
ہم صفیرو میں مگر پابند احسان ہو گیا
چارہ بھی رستی پر اب کبھی
ابر تک اشک لحد پر میری گریان ہو گیا
آسمان پر پڑ گیا تھا عکس مہ یار کا
غش کا اسکے آج میں ممنون احسان ہو گیا

القصہ ایسے شہزادہ فرخ شہسوار اور ملکہ نے ساتھ ہی کہتا کہا با جام شراب پیا مشغول اختلاط ہوے کے بوس و کنار رہے کے غنچۂ دل ملکہ کا شگفتہ ہوا نہایت طلوع بلوغ جوانی بادۂ شراب پی کر آنکھیں نشیلی ہو گئیں خمار سے وصال سے مست ہو گئی انہی مسرت و انبساط اور عیش و نشاط میں سات شبانہ روز گذرے تمام خیال دنیا و مافیہا دونون کو فراموش تھا ہر ایک لمحہ شراب وصل سے بیخود و مدہوش تھا آٹھوین روز فرخ شہسوار نے کہا کہ اے ملکہ آج ذرا جاکر اپنے ہمراہیون سے مل آؤن نہیں معلوم انپر کیا گذری ہوگی بیچارے سب گھبرا رہے ہونگے کل پھر تمہارے پاس آونگا ملکہ نے کہا بسم اللہ آپ ادھر تشریف لیجایئے میں بھی سات روز سے ماں کے سلام کو نہیں گئی ہوں آج میں بھی ذرا جاکر ہو آؤن۔ الغرض فرخ شہسوار رات کو نکل کر اپنی دکان پر آئے شہزادہ فرخ بخت سلطان اور مرزبان خراسانی سے تمام کیفیت بیان کی وہ خوش ہو کر ہنسنے لگے ادھر ملکہ ستارہ بانو تخت پر بیٹھ کر انیسون اور جلیسون کے اپنی ماں کے پاس آئی سلام کیا ماں نے گلے سے لگایا پوچھا کہ اے جان مادر مہربان تم سات روز سے جو نہیں آئیں مزاج کیسا تھا ملکہ نے عرض کیا کہ اے اماں جان کچھ طبیعت ایسی پریشان تھی کہ آنے کو دل نہ چاہا یہ ذکر تھا کہ بادشاہ سلسل فرخ لوقس آیا بیٹی کو سینے سے لگایا پیار کیا ادھر انہیں ملکہ ستارہ بانو کے ساتھ جلیسان والدہ ملکہ کی آپس میں ملکر بیٹھیں تا ہم کچھ اگر چند عورتین ایک جگہ مل کر بیٹھتی ہیں تو تمام دنیا کے ذکر مذکور کرتی ہیں ہر ایک طرح کا جھگڑا نکال کر کہنے لگی چنانچہ انہیں ملکہ میں سے ایک نے یہ ذکر چھیڑا کہ ملکہ ستارہ بانو ایک سوداگر بچہ پر عاشق ہوئی ہے اسکو اپنے قصر عالیشان میں بلایا تھا سامان عیش و نشاط مہیا کیا سات دن تک اس سے مصاحبت رہی خوب جشن کیے وصل محبوب کے مزے لوٹے آج آٹھوین روز وہ سوداگر اپنے مکان کو گیا تو ملکہ بھی ماں کے سلام کو آئی الغرض جب ملکہ ستارہ بانو اپنی ماں سے رخصت ہو کر اپنے قصر عالی میں چلی آئی مصاحبون نے ملکہ کی ماں سے یہ حال کہا شب کو بادشاہ جو محل میں داخل ہوا اس سے بھی یہی کیفیت ذکر ان نے کہی بادشاہ سلسل فرخ لوقس سنتے ہی غضبناک ہوا اور کہا کہ اس ننگ خاندان سے تو بعد کو سمجھونگا پہلے تو اس مفسد کو سزا دینا چاہیے ایک پہلوان نامی کو حکم دیا کہ تو فلان سوداگر کو گرفتار کر لا نام اس پہلوان کا صبح قوی بازو ہے یہ حکم سنکر وہ پہلوان دو ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر چلا یہان شہزادہ فرخ شہسوار شہزادہ فرخ بخت سلطان اور مرزبان خراسانی سے وہی ذکر ملکہ ستارہ بانو کا کر رہے ہیں اور مرزبان خراسانی کہہ رہا ہے کہ اے شہزادے انجام اسکا اچھا نہیں ہے بہتر یہی ہو کہ اب اس شہر سے کسی اور طرف کو نکل چلیے شہزادہ فرخ شہسوار نے کہا کہ ہم اولاد حمزہ صاحبقران ہیں

اس شہر کو شہر اسلام آباد کیے دیجاتے ہین یہان یہ ذکر تھا کہ دیکھا عوج قوی بازو سامنے سے فوج لیے ہوئے آیا اُسکو
شہزادہ فرخ نے کچھ خیال بھی نہ کیا جب عوج قوی بازو سامنے آیا اور فوج سے کہا کہ دُکان کو چارطرف سے گھیر لو
موجب حکم سرداران فوج نے دُکان کو چارطرف سے گھیر لیا اور شہزادون پر نرغہ کیا مرزبان خراسانی نے کہا
کہ دیکھا آپ نے جو مین کہتا تھا وہی ہوا شہزادہ فرخ شہسوار نے چین بر جبین ہوکر جواب دیا کہ اے مرزبان
تم ہمارے نہ شریک ہو یہان سے چلے جاؤ مرزبان نے کہا کہ یہ تو کبھی نہ ہوگا اتنے مین عوج قوی بازو للکارا
او سوداگر بچے تو نے غضب کیا کہ ناموس شاہی پر نگاہ بد ڈالی اور خلل انداز عصمت ملکہ ستارہ بانو کا ہوا حکم
دیتا ہون کہ اس سوداگر بچے کا سر کاٹ کر لے آؤ مگر مجھکو تیرے حسن جوانی پر رحم آتا ہے بہتر یہ ہے کہ تو میرے ساتھ ہاتھ
رومال سے باندھ کر بادشاہ کے پاس چل مین تقصیر تیری معاف کرادونگا یہ سنکر شہزادہ فرخ شہسوار بصد
وقار پکارا او کافر بدکیش مردان جنگ آزما و شجاعان نامور کہین ہاتھ باندھ کے جاتے ہین جان دینا قبول کرتے ہین
پر ننگ شکست بہادر نہین منظور کرتے ہین دور ہو سامنے سے کیا بکتا ہے یہ کہکر مسلح و مکمل ہوکر عوج قوی بازو کیطرف
غیظ و غضب مین چلے اور ساتھ ہی انکے شہزادہ فرخ بخت سلطان اور مرزبان خراسانی تلوارین کھینچکر جھپٹے
عوج قوی بازو نے فوج کو حکم دیا کہ کیا دیکھتے ہو مار ڈالو یکایک دو ہزار تلوارین کھینچ گئین ابر سیاہ مین بجلیان تڑپنے
لگین چمکنے لگین تینون بہادرون سے تلوار چلنے لگی مانند شیر کے جھپٹ جھپٹ کر حملہ آور ہونے لگے جسکو تلوار کا ہاتھ
مارا دو ٹکڑے کرکے گرا دیا ایسی شمشیر زنی کی کہ کفار کے ہوش و حواس منتشر ہوگئے فوج پھرنے لگی شہزادہ فرخ
شہسوار لڑتا ہوا تلوارین مارتا ہوا برابر عوج قوی بازو کے پہونچا اور نعرہ کیا کہ او نامرد اورون کو لڑواتا ہے تو بھی
سامنا کرتا اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے جب عوج نے دیکھا کہ سوداگر بالکل پاس آپہونچا پکارا کہ او جوان
معلوم ہوا کہ قضا تیری میرے ہاتھ سے آئی ہے تو نے بہت سے آدمیون کو مارا ہے یہ کہکر تیغہ مارا شہزادہ فرخ شہسوار
نے پشت شمشیر پر روکا اور بڑھکر ہاتھ تلوار کا عوج قوی بازو کے سر پر مارا اسکا ارشل برق چمک کر آئی سر کو کاٹ کر
تا شانہ جسم مین پہونچی شہزادہ فرخ نے ہاتھ کو زور سے تکان دی گھوڑے کو دو پارہ کرتی ہوئی زیر تنگ جا کر
نکلی زمین سے اُٹھے بلند ہوکر تلوار کو بوسہ دیا غل ہوا کہ عوج قوی بازو مارا گیا سبحان اللہ کیا ہاتھ صفائی کا لگایا
کہ ایک ہی ضرب مین راکب و مرکب کے دو ٹکڑے ہوئے ہرکارون نے لپک کر بادشاہ سلسلہ رخ پوش کو
خبر پہونچائی کہ جسکو آپ سوداگر بچے سمجھے ہوئے ہین وہ جوان سوداگر نہین ہے خوب ہاتھ سے بچا تادہ مگر جو
صاحبقران زمان ہے عوج قوی بازو کو اُسنے ٹکڑے کرکے ڈالدیا سلسلہ رخ پوش یہ سنکر اور زیادہ غضبناک ہوا
اور اپنے سپہ سالار سہم گرگ سوار کو حکم دیا کہ تو جا کر اس خدا پرست کا استیصال کر یہ سنکر سہم گرگ سوار اسیوقت
فوج جرار لیکر روانہ ہوا یہان شہزادہ فرخ شہسوار اور شہزادہ فرخ بخت سلطان و مرزبان خراسانی یہ تینون
سے اُلجھے ہین بڑے بڑے پہلوان سامنے سے اُنکے بھاگتے پھرتے ہین کوئی سامنا نہین کرسکتا اور مرزبان
دونون کو سمجھا رہا ہے کہ اے شاہزادو سب بہت لڑے مال و اسباب کا خیال نہ کرو نکل چلو بڑی بہادری اسی کا نام
ہے کہ جان بچا کر نکل جایئے شہزادہ فرخ شہسوار کہہ رہا ہے کہ اے مرزبان تم جاہو چلے جاؤ مگر مین تو اس شہر کو اسلام آباد
کرونگا فضل خدا شامل حال چاہیے ہے جو منظور خدا ہے وہ ہوگا یہ شیوہ ہمارے خاندان کا نہین ہے کہ بھاگ [illegible]
فوج کفار کی آپہونچی سہم گرگ سوار فوج بیشمار لیکر آپڑا پھر تلوار چلنے لگی مگر سہم نے دیکھا کہ تین بہادر دریائے خون
مین تنگاور دوڑاتے کارزار کر رہے ہین اپنے رفقا سے سہم نے کہا کہ اگر یہ دلاور زندہ ہاتھ آجائین تو بہتر ہے

تو بہتر ہو ہر ایک نے لشکر کفار میں سے سہیم گرگ سوار کو جواب دیا بالعنایت خداوند لقائے باخبری ان تینوں
جوانوں کو ہم زندہ گرفتار کیے لیتے ہیں یہ کہکر لقائے سہیم اور دو لاکھ جری کرکے چلے تینوں سے تلوار چلنے لگی یہاں تینوں لاڈلے
پہلو بہ پہلو لڑ رہے تھے لاش پر لاش گری تھی سر خاک پر لوٹتے پھرتے تھے یہانتک کہ کفار بے بس ہو کر پیچھے ہٹے دور ہی
سے لینا لینا کرتے ہیں پاس نہیں آتے ہیں پھر ہرکاروں نے سلسلہ سرخ پوش کو خبر دی کہ فوج نے رخ پھیر دیے ہیں شکست
ہوا چاہتی ہے سلسلہ سرخ پوش فوج لیکر دوڑا آیا جب میدان رزمگاہ میں پہونچا دیکھا کہ تلوار چل رہی ہے بازار بند ہے شہر میں
کھلبلی پڑی ہوئی ہے خلایق کوٹھوں پر چڑھی ہوئی تماشا لڑائی کا دیکھ رہی ہے اور چہار طرف آواز تحسین و مرحبا کی بلند
ہے کہ سبحان اللہ کیا تینوں بہادر و شجاع ہیں اس دلاوری سے لڑ رہے ہیں گویا بے پناہ ہاتھ تلواروں کے پڑ رہے
ہیں ہمیشہ خدا پرستوں کا فقط نام ہی سنتے تھے کبھی دیکھا نہ تھا برحق انکے برابر کوئی جری و دلیر دنیا میں نہوگا القصہ
صبح سے شام تک کارزار میں شہزادہ فرخ شہسوار و شہزادہ فرخ بخت سلطان و مرزبان خراسانی نے وہ شمشیرزنی کی
کہ بارہ سو کفار جان سے مارے گئے اور زخمی تو بیشمار ہوئے یہانتک کہ رات ہوگئی اور شب تاریک میں گھوڑے تینوں جراروں
کے مارے گئے شہزادے وغیرہ پیادہ ہوکر لڑنے لگے انجام کار تینوں متفرق ہوگئے ایک سے ایک کا ساتھ چھوٹ گیا کوئی
کسی طرف ہو رہا کوئی کہیں ہو رہا کوئی کسی جانب کو آگیا اب کافروں نے پشت پر سے حربے کرنا شروع کیے مرزبان خراسانی
اور فرخ بخت سلطان تو زخموں سے چور ہوکر گرے کفار نے دوڑ کر ان دونوں کو تو گرفتار کر لیا مگر فرخ شہسوار کا زور
پھر رہا تھا کہ قریب صبح کے ایک سر کٹا ہوا جو پاؤں کے نیچے آگیا ٹھوکر کھا کر گرا اور بہت سے ہزاروں کفار ٹوٹ پڑے شہزادہ
فرخ شہسوار کو بھی پکڑ لیا سامنے بادشاہ سلسلہ سرخ پوش کے تینوں بہادروں کو لائے سلسلہ سرخ پوش نے بے
سامنے قید آہن میں مسلسل کرکے زندان خانہ میں بھیجدیا اور لاشیں کفار کی بارادے اٹھوائی گئیں سلسلہ سرخ پوش نے
افسران فوج و سرداران لشکر اور سہیم کو خلعت دیے اور وہاں سے پھر کر ایوان شاہی میں آیا جب محل میں داخل ہوا تو ماں
ملکہ ستارہ بانو کی بیٹی کو بلا کر کہا کہ او کمبخت یہ تو نے کیا کیا کہ خدا پرستوں سے تو نے عشق بازی کی ملکہ نے کہا اماں جان
دل سے میں ناچار ہوگئی دام محبت میں گرفتار ہوگئی البتہ اپنے قصر عالیشان میں تو اسکو بلایا صحبت شراب و کباب رہی
لیکن سوائے ہنسنے بولنے کے اور کچھ اس سے کسیطرح سروکار نہ تھا پردہ عصمت فاش نہیں ہوا جو لوگ میرے ہمراہ
ہیں وہ بھی اس کیفیت سے خوب آگاہ ہیں یہاں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ محل میں خبر آئی کہ وہ خدا پرست جو سوداگر بنکر آیا تھا
ہمراہ گرفتار [illegible] ہوگیا ملکہ ستارہ بانو مثل خورشید تابان کے یہ خبر وحشت اثر سنکر تھرانے لگی اور ایک آہ سرد دل پر درد
سے کھینچکر زار زار رونے لگی سر ٹیک کر ماں کے آگے جان کھونے لگی اور ماں سے کہا اے والدہ ماجدہ اسطرح میں زندگی
بیکار ہی بہتر یہ ہے کہ آپ مجھکو بھی قتل کر ڈالیے اور اگر آپ نہ قتل کیجیے گا تو میں اپنے ہاتھ سے اپنے تئیں ہلاک کرونگی ہرگز یہ صدمہ
جانگزا اٹھا کر نہ جیونگی اشعار ای اجل جلد آ نہ کر عرصہ + بیر چھٹنے سے دل ہوا میرا + ایسے محبوب سے فراق ہے جب
زندگی کا مزا رہا کیا اب + قطع ہو جلد رشتہ ہائے حیات + میں ہوں اور دل پانی میں [illegible] + اے والدہ ماجدہ اگر آپ مجھکو نہ قتل
کر دیجیے گا تو اپنے ہاتھ سے میں اپنے تئیں ہلاک کرتی ہوں یہ کہکے انگشتری الماس کی انگلی سے اتاری اور اٹھی کہ اسکو پیس کر کے
کھا لونگی یہ دیکھ کے ماں کے دل کو نہ قرار آیا بیتاب ہوگئی ای ناظرین نکتہ رس ماں کی مامتا تو جری ہوتی ہے آگ آنا کیسے تو
شل ہیمہ خشک کے جلا دیتی ہے اس کلام سے ماں کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا سا آگیا آہ آہ کہکے کلیجا پکڑ لیا اور بیٹی سے لپٹ
گئی چھاتی سے لگایا پیار کیا کہا خفا نہو تمہارا فعل دل کو درست ہے جو کچھ تمہاری خوشی ہے وہ ہمارے آنکھوں تلکے کلیجے
ٹھنڈک اگر مجھکو تیرا باپ قتل کریگا تو میں بھی اپنی جان دونگی یہ ذکر تھا کہ سلسلہ سرخ پوش تیغہ برہنہ ہاتھ میں لیے

ہوسے آیا اور پکارا کہ کہاں ہے وہ گیسو بریدہ ننگ خاندان جسنے خوب مجکو رسوا کیا پہلے اسے قتل کرونگا بعد اسکے خداپرست
کو قتل کرونگا ملکہ ستارہ بانو باپ کو غضبناک دیکھکر دوڑ کے قدموں پہ گر پڑی اور کہا کہ یہ گنہگار حاضر ہے بسم اللہ سر تن
سے جدا کیجیے اس لونڈی کی تمنا سے دل بھر چکا تھا ماں ملکہ کی روتی دوڑی اور کہا صاحب میں ہاتھ جوڑتی ہوں پہلے مجھے
کمبخت کو قتل کرنا درحقیقت اس نالائق سے حرکت ناشائستہ تو وقوع میں آئی مگر میں خوب دریافت کر چکی کہ یہ دہ
ناموس میں کسیطرح کی خرابی نہیں واقع ہوئی ہے غنچہ گلشن عصمت کو ہوائے شگفتگی ابھی تک نہیں لگی کھلنا کیسا سربستگی سے
پھول بھی نہیں ہوا لیس میری خاطر سے اسکی خطا کو معاف کر جانئے دو خون سے اسکے درگذر و ہاتھ منہ دھو ڈالو غصہ کم
ہو جائے اور اگر اسکو تہ تیغ بیدریغ کروگے تو پہلے مجھے قتل کرو کہ میں اسکا خون آنکھ سے نہ دیکھوں میں اس داغ کی
متحمل نہونگی کیونکہ سوا اسکے اور کوئی اولاد میرے نہیں ہے جسے دیکھکے جیونگی مجھ ناشاد کی یہی آنکھ کا دیدہ ہے کاشانہ دل
کا میرے یہی چراغ ہے مجھ بلبل نالاں کا اسکی راحت و آرام سے دل باغ باغ ہے یہ کہکے ملکہ ستارہ بانو کے گلے لگکر رو دیا
اور کہا کے اسے جلاد بے بنیاد ہے ستم ایجاد دونون کے گلے ایکہی مرتبہ تیغ بیدریغ سے کاٹ لے یہ کیفیت دیکھکر سلسلہ رخ پوش
لاچار و مجبور ہوا خون سے اسکے درگذر کرا تیغ کو میان میں کیا اور کہا آج تو تجھ سے نے اسے چھوڑ دیا ہے مگر بار دیگر اگر اس سے پھر
ایسی حرکت نالائق ہوگی اور میں سنونگا ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا جاؤ لیجاؤ میرے سامنے سے دور کرو یہ کہکر محل سے باہر
چلا گیا اور تخت حکومت پر بیٹھا حج توری بازکی لاش کو دفن کرایا زخمیوں کی زخموں میں ٹانکے دلوائے مرہم پٹی کرائی جراح کو
انعام دیا پھر حکم کیا کہ لاؤ اس خداپرست کو ادھر کا حال سنیے کہ تینوں بزرگوار زندان خانے میں قید ہیں مرزبان خراسانی
شہزادہ فرخ شہسوار سے کہہ رہا تھا کہ آپنے دیکھا کیا انجام ہوا ہمارے کہنے پر آپ نے عمل نکیا اگر اسوقت نکل چلتے تو کوئی کچھ کرسکتا
سپاہی کے جتنے فن ہیں اور جو ہر کے نکل جانا سپاہی کیواسطے کچھ عیب نہیں بقول سعدی شیرازی در ہر جا سے مرگ زدن
ناخفتن * کہ جاہا سپر باید انداختن * شہزادہ فرخ شہسوار نے جواب دیا اے مرزبان خراسانی تمہاری مردمی اور
بہادری سے تعجب ہے کہ ایسے کلمے زبان پر لاؤ ہم اولاد صاحبقران ہیں ایسی ایسی سختیاں بہت اٹھائی ہیں اکثر مصیبتیں
پیش آتی ہیں لیکن ہمیشہ خدا نے فضل کیا ہے اور آپ بھی آئی گئے انشاء اللہ کے امیدوار ہیں پروردگار چاہیگا تو یہان
سے بھی رہائی ہو جائیگی کیوں گھبراتے ہو اور جب تمہاری فہمائش کے شیخ سعدی شیرازی کا بھی قول ٹھیک ہے مگر
سپاہی بہادر و دلیر شجاع کو چاہیے ہے جہانتک ہو سکے کد و کوشش شمشیر زنی میں کیے جانفشانی سے برگشتہ نہو
مدد خدا پر نگاہ رکھے کار خیر میں مستعد رہے پھر وہ قدرت تعالیٰ اپنے فضل و رحمت کی دکھاویگا یہاں قیدیوں میں یہ
باتیں ہو رہی تھیں ادھر جو جلاد نے آکر داروغہ زندان خانہ سے کہا کہ بادشاہ سلسلہ رخ پوش نے قیدیان خداپرست
کو طلب کیا ہے جلد لے چلو دیر نہ کرو یہ سنتے ہی داروغہ بصرف زندان خانہ میں آیا اور تینوں خداپرستوں کو زندان خانہ
سے نکالا سر بزنجیر کر کے لے چلا جب ایوان شاہی میں آیا شہزادہ فرخ شہسوار وغیرہ نے کچھ اندیشہ نکیا اور بطریق اہل
اسلام سلام کیا کفار بالاتفاق سب کہنے لگے کہ رسی جل گئی مگر بل نہیں گیا شجاعت میں خلل آیا مگر دماغ کا خلل نہیں گیا
شہزادہ فرخ شہسوار نے باآواز بلند کہا کہ ہمیں کیسے یہ دلیری و جوانمردی کہ گرفتار کیا ہم شجاعت میں فرد ہیں ہمکو کوئی تم میں
بہادر نہیں معلوم ہوتا ہے سب کے سب نامرد ہیں ہاں اگر کوئی شخص ہمیں اپنی قوت بازو سے زیر کرتا تو ہم اسکو شجاع
جانتے سر میدان کوئی غالب آتا تو ہم اسکی بہادری کو مانتے سلسلہ رخ پوش نے کہا کہ او خداپرست دو روز تک تو
لڑ لیا اور ہزاروں آدمیوں کو تو نے مارا جواب یہ کلمہ کہتا ہے اور یہ کلام کرتا ہے بہتر یہ ہے کہ تو لقا خداے باختری کو سجدہ
کر دین خداپرستی سے ہاتھ اٹھا ابھی تجکو رہا کر دونگا نہیں تو تجکو قتل کرونگا شہزادہ فرخ شہسوار نے کہا او ملعون لاحول ولا قوۃ

ہم لقاے بے بقا پر لعنت کرتے ہیں اپنے پروردگار عالم و عالمیان کی حمد و نعت اور نماز پڑھ کر اُسی کو سجدہ کرتے ہیں کہ
بس وہی خداوند کریم مطلق ہے کہ جس نے ایک لفظ کن میں تمام مخلوق کو پیدا کیا ہے وہی لائق سجدہ ہے تو اور لقاے
بے بقا جو اور پرستار اُسکے سب قابل لعن ہیں تو ہمکو قتل کرنے پر کیا دھمکاتا ہے شوق سے قتل کر ہم مرنے سے نہیں ڈرتے
ہیں ہر وقت یاد پروردگار میں بسر کرتے ہیں یہ سنکر سلسلہ سرخ پوش نہایت غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ جلد بلاؤ جلادوں کو
کہ خدا پرستوں کا جلد کام تمام کریں چوبدار جا کر فوراً جلادوں کو بلا لایا جلاد حاضر ہوئے سلسلہ سرخ پوش نے
حکم کیا کہ لے جاؤ ان تینوں خدا پرستوں کو قتل کرو بموجب حکم سلسلہ سرخ پوش کے جلاد اُن تینوں قیدیوں کو
سر زنجیر پکڑ کے لے گئے اور نطع پر بٹھایا کنٹوپ پہنائے سب شرر و طا مجرموں کے سامنے بیان کیے گلوں پر خط کرنے کے
کھینچے حکم اول تو وہ تھا کہ جب نطع پر بٹھایا جب حکم دوم ہوا تیغ جلادوں نے کھینچے اُنکے وہ جو [illegible] تیغے آبدار کہ
ایک اشارے میں تھا دو درخت دو ٹکڑے ہوں جلادوں نے بصد احتیاط سے اچھی طرح بارہ تینوں کی دیکھی اور [illegible]
تیار تولنے لگے تیسرے حکم کے امیدوار ہو سکتا اتنے میں کچھ وزیر سلسلہ سرخ پوش کے دل میں خود بخود یہ بات آئی
دست بستہ بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور میری رائے یہ ہے کہ ان خدا پرستوں کو بے حکم خداوند لقا آپ قتل کرتے ہیں
مناسب نہیں ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ کچھ فوج ساتھ کر کے ان تینوں خدا پرستوں کو خدمت خداوند لقا بادشاہ باختر میں بھیجیے
وہ چاہے قتل کرے چاہے جان بخشی دے آپ کیوں انکے خون ناحق میں شریک ہوجیے سلسلہ سرخ پوش نے
یہ صلاح وزیر خوش تدبیر کی بہت پسند کی اور خلعت دیا پھر سہیم گرگ سوار کو حکم کیا کہ ان خدا پرستوں کو تم اپنے ساتھ
ملک سائل میں لیجاؤ اور جبرئیل خدمت یاقوت شاہ کے حوالے کر آؤ سہیم اُٹھا اور جلادوں کو برخاست کیا اور
قیدیوں کو سر زنجیر پکڑ کے لے آیا داخل زندان کیا فرخ شہسوار نے مرزبان خراسانی سے کہا کہ کیوں اے مرزبان
دیکھا تم نے افضال پروردگار کو جب تک قضا نہیں کوئی کچھ کر نہیں سکتا جس خدا نے یہ سامان کیا اور اس وقت قتل
ہونے سے بچایا وہ رہا بھی کر دیگا بشر کو چاہیے ہر سختی سے گھبرائے نہیں صبر کرے اور شکر پروردگار بجا لائے
غرضکہ سہیم گرگ سوار نے دو روز میں اپنے سفر کا سامان کیا تیسرے روز تیار ہو کر بارہ ہزار سوار جرار ہمراہ لیکر
ملک سائل کا ارادہ کیا اور شہزادہ فرخ شہسوار اور شہزادہ فرخ بخت سلطان اور مرزبان خراسانی
اُن تینوں کو ارابے پر ڈال کر روانہ ہوا منزل بمنزل نہایت ہوشیاری اور خبرداری اور جو کسی سے اُن قیدیوں
کو لیے جاتا ہے قضائے کار دامن جبل کوہ کی طرف سے سہیم گرگ سوار بارہ ہزار سوار ہمراہ لیے اور بیچ میں
ارابے اُن تینوں قیدیوں کے گذرا اور سیارہ شہزادہ ملک قاسم نوجوان کا عیار خبر کے واسطے
سرداران لشکر اسلام کی نکلا تھا اور سرداران لشکر اسلام کو تلاش کرتا پھرتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ تین شخص
غل و زنجیر میں سلسل ہیں ارابے پر سوار اور گرد اُن کے فوج کفار ننگی تلواریں ہاتھوں میں لیے ہوئے اور برچھے
تانے ہوئے چلے آتے ہیں سیارہ قریب آیا بغور دیکھکر پہچانا کہ شہزادہ فرخ شہسوار اور شہزادہ فرخ بخت
سلطان اور مرزبان خراسانی قید آہن میں گرفتار ہیں مگر نہایت زعمدار ہیں لوگوں سے سیارہ نے
دریافت کیا کہ یہ تینوں شخص کیونکر قید ہوئے اور انکو کہاں لیے جاتے ہو اُنھوں نے تمام سرگذشت سیارہ سے
بیان کی سیارہ یہ کیفیت دیکھ کے اور حال اُن کا تمام سن کے سر پر پاؤں رکھکر بھاگا شہزادہ ملک قاسم
نوجوان کی خدمت میں حاضر ہوا آداب بجا لایا اور احوال شہزادگان وغیرہ کا سب بیان کیا یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی
ملک قاسم عالیشان تلوار پکڑ کے اُٹھ کھڑے ہوئے خادم سے گھوڑا طلب کیا جب راہوار پا بسم اللہ کہکر پشت

رکب پر سوار ہو کر دامنۂ سبل کوہ کی طرف روانہ ہوئے پیچھے پیچھے آردشیر کوہ پیکر دیو بند بارہ ہزار سوار جرار ہمراہ
لیکر چلا ادھر کا حال سنیے کہ شہزادۂ فرخ نے جو سیارہ کو پہلے آتے دیکھا اور عمر معظم کو بھی اسکے ایک طرف دوڑ کر جاتے
دیکھا کچھ دل میں سمجھ گیا مرزبان سے کہا کہ اے مرزبان اب خدا نے نزدیکی زمانہ رہائی بہت قریب ہے دیکھو قدرت الٰہی
پروردگار عالم کہ کیا ہوتا ہے تم سب پریشان تھے اور انکو پر اس زیادہ وشتابہ لیکن شہزادۂ فرخ شہسوار نے لنگ مارا ارابہ
چلتے چلتے رک گیا آگے بڑھ نہیں سکتا ہرچند بیل آگے سے زور کر کے کھینچتے ہیں اور پیچھے سے فیل سست ریلتے ہیں مگر
ارابہ چل نہیں سکتا جب کفار کو معلوم ہوا کہ قیدیوں نے لنگ مارے ہیں اس سبب سے ارابہ چل نہیں سکتا سب کفار
تلواریں تول کر بڑھے تان کر دھمکانے لگے اور کہا اے قیدیو لنگ اپنے توڑو نہیں تو ہم تمکو یہیں قتل کر دینگے قیدی
کہتے ہیں او ملعونو کیا بکتے ہو یکایک دیکھا شعر: از دامن دشت و کوہ وادی رنگ + گرد سے برخاست لا تیارنگ +
یکایک دامن گرد شکافت ہوا الغرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لالہ پوش خاوری + صاحب اقبال و
جاہ و ذی حشم + صفدر اعظم قاسم عالی ہمم + بانگ شدید ای کافران بیحیا اے ستمگاران پژدہ خبردار کہ پہونچا میں تمکو نہیں پہچانتے
ہو میں کون ہوں منم شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ و نسل حقتان خون ریز خاوری اب میں کب چھوڑتا ہوں
تم میرے عم نامدار فلک اقتدار کی قید ... کر لیے جاتے ہو یہ کہکر تیغہ بلارک افراسیابی میان سے کھینچ لیا
گھوڑا چمکا کر فوج کفار پر گرے سہم گرگ سوار نے جو یکتاز میدان جانبازی کو تنہا دیکھا فوج سے کہا کہ مار لو اسکو
یہ خدا پرست جانے نہ پائے اور کچھ لوگوں سے کہا کہ تم ننگی تلواریں کھینچے ہوئے قیدیوں کے گرد کھڑے رہو اور خود
بھی تیغہ کھینچکر قاسم کی طرف چلا مگر برش تیغ قاسم سے رعشہ بدن میں پڑ گیا ہوش و حواس باختہ ہو گئے قاسم
نے جسکو ہاتھ تیغہ بلارک افراسیابی کا مارا دو ٹکڑے ہو کر گرا تسمہ نہ باقی رکھا قاسم عالیجاہ سے کارزار ہو رہی تھی کہ
آردشیر کوہ پیکر دیو بند بھی بارہ ہزار سوار جرار لیکر پہونچا اور شہزادۂ خاور سیاہ سے شریک ہو کر لڑنے لگا ادھر یہاں
جب جنگ و جدل شروع ہوئی ہے ادھر ہرکاروں نے خبر لے کر سلسلہ سرخ پوش کے پاس پہونچ گئے کہتے ہیں اور جوری
کہ نبیرہ حمزۂ صاحبقران شہزادہ ملک قاسم عالیشان دامنۂ سبل کوہ میں آ پڑا ہوا تھا اسکو خبر ہوئی وہ
بارہ ہزار سواروں سے آگرا ہے قیدیوں کو چھڑائے لیے جاتا ہے غضب کی لڑائی ہو رہی ہے سیکڑوں آدمی کام آچکے
سلسلہ سرخ پوش اسیوقت چالیس ہزار سوار جرار لے کر روانہ ہوا اور مثل آندھی کے فوج لیے ہوئے سلسلہ سرخ پوش
چلا آتا ہے اسوقت میدان کارزار میں آگر پہونچا ہے کہ ملک قاسم سے اور سہم گرگ سوار سے سامنا ہو رہا ہے پس
آتے ہی سلسلہ سرخ پوش نے فوج کو حکم کیا کہ چہار طرف سے گھیر کر ٹوٹ پڑو ادھر سیارہ عیار قاسم نامدار نے
جا کر لشکر میں شہزادۂ خاور سیاہ کے خبر کی کہ جلد لشکر بندی ہو اور جلد چلو کفار کا زغہ شہزادۂ ملک قاسم پر ہے جنگ مغلوبہ
ہو گئی ہے لشکر میں یہاں خبر سنتے ہی کئی لاکھ کی جمعیت سے سب کے سب تلواریں کھینچ کھینچ کے دوڑے طرفۃ العین میں
آکر اپنے آقا کے شریک ہوئے تلوار چلنے لگی خون کا مینہ برسنے لگا سناؤں کی برچھیاں چمکتی تھیں سروں کے اوپر سے پہونچتے
تھے تلواروں کی جھنکار تا بگوش گردون پہونچتی تھی پہلوان مثل رعد کے گرج رہے تھے وہ گھمسان کی لڑائی ہوئی کہ
کفار تاب مجادلہ اور مقابلہ نہ لا سکے پسپا ہونے لگے ادھر قاسم نوجوان لپٹتے ہوئے تلواریں مارتے جھپٹے برابر جست
سلسلہ سرخ پوش کے پہونچا رفقائے سلسلہ سرخ پوش سے تلوار چلنے لگی قاسم نے جو لنڈوا ان سلسلہ سرخ پوش
کو قتل کیا مقابل سلسلہ سرخ پوش کے آیا سلسلہ سرخ پوش نے تلوار کا وار کیا قاسم نوجوان نے تلوار
سپاہ گری کی تلوار اسکی چھین لی اور کمر زرنبہ میں ہاتھ ڈال کر تخت سے اٹھا لیا اور چاہے پھر اس نابکار کو

اپنے چہرے کی پناہ کیا اُدھر اردشیر کوہ پیکر دیو بند سے اور سہیم گرگ سوار سے مقابلہ ہوا سہیم نے تلوار ماری
اردشیر نے بپشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا پیر کو کاٹ کے سر پر تلوار پہونچی وہاں سے کاٹتی ہوئی چلی
سینہ کو چاک کر کے زیر تنگ آئی زمین کو بوسہ دیا سہیم گرگ سوار دو ٹکڑے ہو کر نصف ادھر نصف اُدھر گرا اِدھر تو تیرا
کفار بھاگ کھڑے ہوئے اور ہزارہا ہاتھ شمشیر آبدار ہوئے اور بہت سے کفار لشکر اسلام نے گرفتار کیے شہزادہ فرخ شہسوار
و شہزادہ فرخ بخت سلطان و مرزبان خراسانی نے یہ جو رنگ دیکھا قیدیں اپنی اپنی توڑ کر تلواریں پکڑ کر کفار سے
کارزار کرنے لگے جب تمام کفار کا قتل عام ہو چکا اور بہت سے کفار بھاگ گئے میدان لاشوں سے بھر گیا تو قاسم عالیشان
وغیرہ نے تلوار کو روکا لشکر اسلام نے بھی تلواریں میان میں کیں ملک قاسم نے سلسلہ سرخ پوش کو سیارہ عیار کے
حوالے کیا اور آپ خدمت میں شہزادہ فرخ شہسوار و فرخ بخت نامدار کی آئے جھک کر سلام کیا فرخ شہسوار نے قاسم
کو گلے سے لگایا فرخ بخت بھی قاسم سے ملے اور مرزبان سے بھی ملاقات ہوئی قاسم نے دریں بارگاہ آراستہ کرائی
شہزادہ فرخ شہسوار و فرخ بخت نامدار و قاسم عالیشان و مرزبان وغیرہ نے داخل بارگاہ ہو کر جلوہ افروزی
کی ملک قاسم نے سیارہ سے کہا لاؤ سلسلہ سرخ پوش کو سیارہ نے سلسلہ بہ قید آہن سلسلہ سرخ پوش کو
حاضر خدمت فیضدرجت ملک قاسم وغیرہ کیا شہزادہ ملک قاسم نے فرمایا ای سلسلہ سرخ پوش یا تو دین اسلام
قبول کر لقاے بے لقا پر اور اسکے پرستاروں پر لعنت کر یا آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو میں ابھی تجھکو قتل کرتا ہوں
سلسلہ سرخ پوش نے عرض کیا میں مسلمان ہوتا ہوں یہ کہکے لقاے بے لقا پر اور اسکے پرستاروں پر لعنت
کی اور کلمہ پڑھکر بصدق دل اسلام لایا ملک قاسم نے اسی وقت سلسلہ سرخ پوش کو قید آہن سے رہا کیا
سلسلہ سرخ پوش نے قاسم سے عرض کیا اگر حکم ہو تو آپکے عم نامدار شہزادہ فرخ شہسوار کو میں اپنے شہر کو
لیجاؤں اور اپنی دختر کو انکی کنیزی میں حاضر کروں کہ وہ منظور نظر بھی انکی ہے قاسم نے کہا کیا مضائقہ بسم اللہ
سلسلہ سرخ پوش شہزادہ فرخ شہسوار کو ساتھ لیکر شہر میں اپنے آیا اور ستارہ بانو کا شہزادہ فرخ شہسوار کے
ساتھ عقد کر دیا فرخ شہسوار نے تمام شہر کو اسلام آباد کیا سب وزرا وغیرہ مسلمان ہوئے بتخانے توڑ ڈالے مسجدیں
بنوائیں سکہ بنام بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے جاری کیا کئی روز تک جشن عام و جلسہ شادی ہوا صحبت
شراب و کباب و راگ رنگ برپا رہی بعد اسکے شہزادہ فرخ شہسوار سلسلہ سرخ پوش سے رخصت ہوے - ملکہ
ستارہ بانو کو ہمراہ لیکر لشکر ملک قاسم میں آئے قاسم نوجوان استقبال کر کے اپنے عم نامدار شہزادہ فرخ شہسوار کو بارگاہ
میں لائے ایک ہفتہ عشرہ وہاں قیام کیا پھر شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ نے حکم دیا کہ سب لشکر تیار ہو
ہم ملک سبا کی طرف کوچ کرینگے اب اس داستان شوکت بیان کو تو اس مقام پر چھوڑیے انشاء اللہ بروقت عرض کیجائیگی
دو کلمے داستان حیرت نشان شہزادہ ہاشم شیر دل عالیشان کے بیان سے جاتے ہیں رقم

مے عشرت افزا پلا ساقیا	کہ دور فلک نے عجب غم دیا	پلا بادۂ عیش کا اب تو جام	ترے دور میں قدر ہے صبح و شام
ترے میکدے میں ہے قیل و قال	کہ ہر زخم ہے تازہ درد ہے زوال	یہ سارا ہی نوبت اعتبار کا ہے	کہ رندوں کا کھویا ہے صبر و شکیب
لڑائی کا گھر میرا میخانہ ہے	سو لشکر لیلی وہ دیوانہ ہو	مجھے ایسی جی کی نہیں چاہ ہے	ترے جادے سے مجھکو اکراہ ہے
لگا ہے مرا اُس طرف بند و بست	کہ میں زلف سے ہوں بستہ		

غزل

لگائے ہیں دل نازک بہت سنگ کی خود سر

ہم اپنے آپنے کو دیکھنے میں سخت حیران ہیں	وہ کیا خوش ہوں بھلا آہ رقیب کیساتھ	شگفتہ غنچہ کو ہوتے نہیں دیکھا کہ مرجھائے
یہ تو ہو گیا ہوں الفت زلف عنبر ہے	سوا ہیں تار بستر کے نظر میں میری اژدر	انھیں پہونچا دے خط شوق کتنا ہے ان کو

ترے شمشیر کی قوت ہو سوا جبرئیل کے پر سے
چھڑ گئے ہیں بہنا ابرووں کا پونچھ کے لب سے
نہیں ہو خار صحرائے جنوں کم ہرگز نشتر سے
دل سوزاں لیے اپنا ادھر سے ہم جو گذرینگے
جواب تلخ تیرا ہو سوا قند مکرر سے
نہیں وہ گل جو پہلو میں تو کروٹ لی ہی شکل اژدر
یہ مطلب ہو کہ بیٹی قتل تجھا دم میں خنجر سے
لیے ہیں خواب میں بوسے لب حور اشمائل کے
قیامت تک نہ اٹھینگے صدائے صور محشر سے
دل مضطر کو اپنے سامنے میں کس لیے ڈھونڈو
کفن پیر اپنے بعد فنا مریم کی چادر سے
فنا ہو گردش چشمان ساقی سے یہ جو ہمارا گھر
بنا یا بجا یا زخم دل کا دامان پیمبر سے

ترے ابرو کی گردش نے جبیں بدر کیا دم
دو وانے کشتوں کو سلاتے ہیں یہ خنجر سے
سحر دیکھی کبھی اسکی نہ دیکھی شام اسکی
سرک جائیگا خورشید فلک میدان محشر سے
بھرے ہیں سیکڑوں مضمون تری تعریف میں
سوا ہے فرش گل اپنے لیے کانٹوں کے بستر سے
ازل کے روز سے گردش ہی ہمکو مقدر ہے
مگر دھو یا ہے منہ کو اپنے حوض کوثر سے
بجل ہیں بعد مردن دیکھنے جبکہ حور و
طریق عشق کے رہرو کی مطلب ہو کہ زر سے
نہ آنے وہ مگر اقرار ہی کر لیتے آنے کا
گرا کر بزم میں شیشے بدل جاتے ہیں ساغر سے
نہ پوچھو حال کچھ اس بیوفا کی کج ادائی کا

آخر یہ شغل کی سلاتا ہی واجب آب خنجر سے
تصور فصل وحشت میں ہی انگشت حنائی کا
مشابہ ہی شب فرقت تری زلف معنبر سے
نہیں ممکن اگر ہاں وصل پہ بیٹھے نہیں گہے
نہ اٹھیگا ہمارا خط کبھی ہاں کبوتر سے
سوال وصل پر اس ترک کے ابرو کی جنبش ہی
مشابہ ہے خط تقدیر سے اخط ساغر سے
تری پازیب کی جھنکار نے جنکو سلایا ہی
اٹھینگے بیٹھے ہوئے میں منھ چھپائے اپنا چادر سے
جلی ہر جان اس محبوب یا عصمت کی الفت میں
نہ بیٹھے زیادہ ہی جواب صاف خنجر سے
زلیخا نے عبث پیراہن یوسف نہیں پھاڑا
خدا محفوظ رکھے اے جنوں نار ستمگر سے

بیت نگارندہ دفترستان نوشتہ ہست این تازہ حرف دستان • صاحبان صمصام برق لفظ سخنوری و زرہ پوشان جولانگاہ بیان مضامین دلاوری و صفدری شمشیر آبدار زبان کو میدان سخن میں یوں مصروف جنگ و جدال تحریر و تقریر کرتے ہیں کہ جس وقت برف باری سحر ساحران سے ہاتھ پاؤں سردی پاکر دو بارہ بے حس ہو گئے یا قوت شاہ فیج کفار نے گر گرا مگر اسی عالم میں سواران لشکر اسلام نے رفاقی خوب لڑے کفار سے مگر زخمی ہوئے اسی حالت زخمداری میں مرکب راکبوں کو اپنے لے کر جدھر منھ اٹھا یا نکلے چنانچہ نور العین حمزہ صاحبقران زمان شہزادہ صف شکن ہاشم تیغزن بھی زخمی ہوے سر سے پانک خون میں نہا گئے مرکب کی گردن میں ہاتھ ڈال کر لپٹ گئے مرکب اسی حالت اضطراب میں اپنے راکب کو ایک سمت صحرا کو لے نکلا سرپٹ دوڑتا چلا گیا رات بھر بادیہ پیمائی مرکب نے کی صبح کو ایک بیشہ میں آکر پہونچا وہ بیشہ نہایت سبزہ زار تھا جا بجا درخت گھنے خودرو کے لگے ہوئے تھے لیکن اشجار میوہ دار تھے ان پر طیور خوش سرائی میں مشغول حمد پروردگار عالم تھے پر جھاڑ جھاڑ کر جھنکاریں لگاتے تھے مرکب ہاشم تیغزن بھی ہری ہری گھاس دیکھکر ایک مقام پر چرا میں مصروف ہوا پھر جاکے ایک چشمۂ آب پر پانی پیا خنکی جو معلوم ہوئی پھر پھری لی ہاشم تیغزن پشت مرکب سے زمین پر گرا اسی فرش گیاہ سبز پر پڑا رہا مرکب پھر شغل چرا میں مصروف ہو گیا قضا سے کار اس بیشہ میں ایک دیوانہ مع جماعت کے رہتا تھا نام اس دیوانے کا مصروع دیوانہ تھا وقت صبح کا تھا برائے تفریح سبزے کی سیر کو وہ اپنے بیشے سے نکلا اور سیر سبزہ زار کی ادھر ادھر کرنے لگا آگے جو بڑھا دیکھا ایک مرکب بری پیکر سازو یراق جواہر نگار سے آراستہ ہری دوب کھا رہا ہے۔ مصروع دیوانہ کا دل للچایا خیال میں آیا کہ اس مرکب حور وش کو پکڑ لے چلے کہ اسیر مالی دولت بہتر ہے یہ سوچ کر جانب مرکب چلا جب گھوڑے نے اسکو اپنی طرف آتے دیکھا جھپٹ کر بالین سوار نامدار آکھڑا ہوا مصروع دیوانہ جو اسکے قریب آیا دیکھا کہ ایک جوان حسین ماہ طلعت مہر صورت زخم آغشتہ بخون اس فرش گل سبز پر یوں پڑا ہوا ہے کہ جیسے شفق میں آفتاب ہو مصروع دیوانہ کو اسکے حال زار پر کمال رحم آیا دل میں کہا کہ نہیں معلوم اس جوان کا

سے کہان تلوار چلی جو یہ اسقدر زخمی ہوا ہے کہ سراپا خون مین ڈوب گیا اسکو اٹھوا کر لے چلو اور اسکا علاج کرو جب
ہوش آئیگا تو حال دریافت کرینگے بس یکایک ایک چیخ ایسی زور سے ماری کہ جیسے ہاتھی جنگل مین چنگھارتا ہے
اسکی آواز سے اُسکے ہمراہی آکر موجود ہوئے مصروع دیوانہ نے اُن آدمیون سے کہا کہ اس جوان کو اٹھالو
اور اس گھوڑے کو بھی پکڑ لاؤ اور جلد جراح کو تلاش کرو کہ مین اسکا علاج کراؤن وہ لوگ شہزادہ ہاشم
تیغزن کو اور مرکب پری پیکر کو لے کر بیشہ مین آئے شہزادہ ہاشم تیغزن کو پلنگ پر لٹا دیا اور گھوڑے
ایک مقام پر باندھ دیا مصروع دیوانہ پاس ہاشم تیغزن کے بیٹھ گیا کہ اتنے مین جراح آکر حاضر ہوا دیوانے
نے کہا اے جراح دیکھ تو اس زخمی کو کہ کیا حال اسکا ہے اور یہ اچھا ہو جائیگا جراح نے کہا کہ یہ جوان زخمدار
بہت جلد اچھا ہو جائیگا دیوانے نے کہا کہ پھر اسکا علاج کر یہ کہکے دس روپیے جراح کو دیے جراح نے اُسیوقت
زخم کو دھو کر کپڑے سے خشک کیا ٹانکے لگائے مرہم کی پٹی چڑھائی دیوانے نے کہا اے جراح تو اب یہان سے جا نہین
اس زخمی کے پاس بیٹھا رہ اسکا علاج اچھی طرح دل لگا کے کر کہ یہ جوان جلدی صحت پائے جراح نے کہا حضور مین
یہ روپیہ گھر مین دے آؤن اور جو جو دوائین چاہیے ہین وہ سب لے آؤن تو پھر ہر وقت حاضر رہونگا تا ہنگام صحت
اس جوان زخمدار کے کہین نہ جاؤنگا دیوانے نے کہا جو کچھ دوائین وغیرہ تجھکو چاہیے ہونگی وہ مین یہین بیٹھے آدمی
منگوا دونگا اور یہ کہکر اور دس روپیے جراح کو دیے اور کہا کہ یہ اپنے گھر بھجوا دو جراح نے سب روپے اپنے گھر
بھیج دیے پھر مرغ کے چوزے اور اشیاے علاج یہ منگوائے ادویہ مرہم اور کچھ کپڑا واسطے پٹی اور بچھانے کے
اور علاج کرنے لگا دن بھر مین دو دو بار بجاے مرہم کے بدلے تیسرے روز زخم مین سب طرح کی درد اور اذیت زخمی
مین ایسی ہوئی کہ شہزادہ ہاشم تیغزن ہوش مین آیا دیکھا کہ ایک مکان پاکیزہ مین پلنگ پر لیٹا ہے
اور خادم گرد خدمت کے واسطے موجود ہین جراح پاس بیٹھا ہوا علاج کرنے مین مصروف ہے حیران ہوا کہ پروردگار عالم
نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ سامان اس زخمداری مین مہیا کر دیا شکر پروردگار کیا لیکن قوت ابھی گویائی کی نہ پائی جو
کلام کرتے چپکے پڑے رہے سب کو بغور دیکھ رہے تھے یہ خبر دیوانے کو ہوئی کہ وہ جوان زخمدار ہوش مین آیا ہے
بیتابانہ دوڑ کر آیا مگر یہان ہاشم تیغزن بسبب نقاہت اور تکلیف اور درد زخم کے پھر بیہوش ہوگئے دیوانہ کہا
اے جوان زخمدار میرے آنے ہی تو نے آنکھین بند کرلین اب ہوش مین آ اور آنکھین کھول کے باتین کر کچھ حال
اپنا بیان کر جراح نے کہا ابھی اچھی طرح ہوشیار نہین ہوا ابھی ایک ذرا آنکھین کھولی تھین پھر بند کرلین زخم کاری
کا صدمہ کلام مین حارج ہے دیوانے نے پوچھا اب ہوشیار ہوگا اُسنے کہا یقین ہے کہ کل تک ہوشیار ہوکر باتین کریگا
آج مرغ کا شوربہ اسے پلاتا ہون جراح سے دیوانے نے کہا کہ اگر کل اس زخمدار کو ہوشیار دیا یاد رکھ تجھکو قتل کرونگا
جراح تو جانتا ہی تھا کہ یہ شخص دیوانہ ہے جو کچھ دل مین آتا ہے وہ کرتا ہے جراح نے عرض کیا کہ مین آپکا ہر طرح مطیع
و فرمانبردار ہون چاہیے قتل کیجیے چاہیے جان بخشی کیجیے صحت دینا ہوش مین لانا خدا کا کام ہے وہ دیوانہ جراح کو
نگاہ خشم آلودہ سے دیکھتا ہوا چلا گیا لوگون سے کہہ گیا کہ یہ جراح بھاگ کر جانے نہ پائے کل مین اسکا شوربا بکاؤنگا
جراح نہایت پریشان ہوا غرض جراح نے شوربہ مرغ تیار کیا اور اُسمین کچھ دوائین طاقت کی ملائین اور
شہزادہ ہاشم کو ہوشیار کرکے پلایا اور پٹی مرہم کی بدل دی اسی طرح کئی بار شوربہ مرغ کا اور دوا ملا کر پلایا ہاشم
تیغزن کا رات بھر تو وہی حال رہا صبح کے وقت شہزادہ ہاشم کو پھر ہوش آیا لوگون نے تکیے گرد لگا دیے
ہاشم تیغزن اٹھکر بیٹھے لوگون سے استفسار کیا کہ یہ مکان کسکا ہے اور میرا علاج کون کرواتا ہے لوگون نے کہا

کہا کہ مصروع دیوانہ یہان رہتا ہی وہ آپ کو صحرا سے اپنے بستر مین اٹھا لایا ہی یہان ہاشم تیغزن سے لڑکے
باتین کر رہے تھے کہ دیوانہ سامنے آتے دکھائی دیا لڑکون نے کہا یہی مصروع دیوانہ ہی شہزادہ ہاشم نے دیکھا کہ ایک
شخص عجب شکل کا ہی اور عجیب غریب اسکی قطع ہی گو کہ پریشان حال بالون کی سر پر تہیان بنی ہوئین لٹکے لٹکے چلتے
شانون پر پڑے ہوئے زنجیر ہاے آہنی کمر سے بندھی ہوئین ہین جو دست کاندھے پر رکھے جھومتا چلا آتا ہی مگر جوان
نہایت قوی ہیکل ہی بلکہ معلوم ہوتا ہی فیل مست کی کیا حقیقت ہی تو منہ رستم کے مانند خوبصورت خوش رنگ
گلاب کا پھول دل مین اپنے کہا ای ہاشم اگر یہ مسلمان ہو جائے تو کیا خوب بات ہی بس شہزادہ ہاشم نے دل سے
یہ بات کہکر چاہا کہ تعظیم کے واسطے اٹھین جراح نے منع کیا کہ ابھی حرکت نہ کیجیے زخم آئے ہین مبادا کہ انکے
ٹانکے ٹوٹ جائین دیوانہ بھی قریب آکر پکارا ای عزیزا ابھی خبردار اٹھنا نہین کہین زخمون مین تکلیف نہو پھر دیوانہ
شہزادۂ ہاشم کے پاس کرسی بچھا کر بیٹھا دیکھا ہاشم کو کہ جیسے شکل آفتاب عالمتاب کے روشن ہی جوان نہایت
ملیح خوش انداز کوہ وقار ہی دیوانے کے دل مین خود بخود ایک محبت پیدا ہوئی پوچھا کہ ای بہادر تجھے کس سے جنگ و
جدال ہوئی یہ زخم کاری کیونکر تیرے لگا اور تو کون ہی نام و نشان اپنا جلد مجھ سے حال اپنا بیان کر شہزادہ ہاشم نے کہا کہ
مین سوداگر تھا قزاقون سے راہ مین لڑائی ہوئی لوگ میرے مارے گئے اسباب لٹ گیا مین زخمی ہوگیا گھوڑا مجھکو عالم
بیہوشی مین ادھر لیکر نکل آیا تمنے مجھپر بڑا احسان کیا مین تمھارا بہت ممنون ہوا کہ اس حال زار مین تم میرے قریب ہوئے
اور زخم کا میرے علاج کیا دیوانہ بولا کہ تو اچھا ہوے پھر زور و قوت کی تیرے آزمائش ہوگی اگر تو مجھے زیر کر سکیگا تو
مال و اسباب بہت سا تجھکو دونگا اور بعزت و شان اور بہ حرمت تجھکو رخصت کرونگا شہزادہ ہاشم نے کہا بہت اچھا
غرضکہ بعد دو ہفتہ کے ہاشم تیغزن نے غسل کیا دیوانے نے جراح کو سو روپیے دیکر رخصت کیا پھر صحبت عیش جلسہ عشرت
دیوانے نے برپا کیا کئی روز تک راگ رنگ اور دور شراب رہا بعد اسکے اکھاڑا تیار ہوا ایک روز قرار دیکر سب کو جمع کیا
ہاشم اور مصروع دیوانہ دونون اکھاڑے مین جٹ لنگوٹے باندھکر آئے خم ٹھونککر آمادہ بہ کشتی ہوئے دیوانے نے ہاشم
کی گردن مین ہاتھ ڈالے اور ہاشم تیغزن نے دیوانے کی گردن پکڑی زور ہونے لگے پیچ مشکل کے بندھنے
لگے دن بھر برابر کشتی ہوئی قریب شام شہزادۂ ہاشم تیغزن نے اس مصروع دیوانہ کو زیر کیا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور
کہا ای مصروع دیوانہ مین نے اپنا حال مصلحتاً چھپایا تھا مین سوداگر نہین ہون بلکہ فرزند جگربند امیر با وقار
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کا ہون نام میرا شہزادہ ہاشم تیغزن ہی پھر تمام کیفیت بیان کی تباہ ہو جانا لشکر
اسلام کا اور اپنا زخمی ہوکر ادھر نکل آنا سب اسپر ظاہر کیا بعد اسکے حمد پروردگار عالم اور یکتائی و وحدانیت ربانی کی
اور مذمت دین لقا بے لقا بیان کی اور یہ بھی کہہ دیا کہ ای دیوانے مین تجھپر جبر و زیادتی نہین کرتا ہون کسواسطے
کہ تو میرا محسن ہی تونے مجھپر بڑا احسان کیا کہ جان میری بچائی اسطرح دلسوزی سے روپیہ خرچ کرکے علاج کیا کہ مجھکو
صحت ہوئی مین محسن کش نہین ہون میرے خاندان کا یہ طریقہ نہین ہی اگر تیرا جی چاہے تو دائرۂ اسلام مین آ اور جو جی
چاہے تیرا دین اسلام نہ قبول کر تجھے اختیار ہی مگر یہ مین کہے دیتا ہون کہ بہتر دین اسلام سے کوئی دین نہین ہی خواہ
میری اطاعت کر خواہ مجھکو رخصت کر مصروع دیوانہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ جوان رعنا فرزند حمزہ صاحبقران زمانہ
ہی اور یہ بھی دیکھا کہ یہ مجھپر غالب آیا تو اس سے مضطرب ہوکر کہنے لگا ای شہریار مجھکو کوئی تصدیق ہوا کہ آپکا دین
اسلام برحق ہی اور لقا سے بے لقا گمراہ و کاذب مطلق ہی مین دین اسلام قبول کرونگا مگر اس شرط سے کہ مین
ایک مشکل سخت مین گرفتار ہون اگر آپ اس مشکل کو میری حل کیجے تو مین بہ صدق دل دین اسلام

قبول کردن شہزادے نے فرمایا کہ بیان کر دیوانے نے کہا ای شہریار میں اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق ہوں اور چچا
میرا مجھسے زبردست ایسا ہی کہ ایک اونٹ سوار برابر ہو نہیں سکتا آخرکار اُسکا آصف شترخوار ہی چالیس ہزار سوار جرار زبردست
اُسکے ہمراہ رہتے ہیں اگر میری معشوق خوبرو کو مجھسے ملا دیجیے اور چچا میرا اُسکے ساتھ عقد کر دے تو گویا آپ نے مجھکو
بن دامون مول لے لیا میں نے سنا ہی کہ حضرت اقدس آپکا حل مشکلات ہی جس نے آپ سے دل رجوع کیا اُسکی مشکل
آسان ہو گئی مجھکو دین اسلام قبول کرنے میں کوئی عذر نہیں ہی میں آپکا تمام عمر غلام حلقہ بگوش ہوں شہزادہ ہاشم
تیغزن نے کہا اب پہلے تیری معشوقہ کو تجھسے ملائینگے پھر سوال دین اسلام ہونے کا کرینگے یہ کہکر اُسکو چھوڑ دیا اور رسّے
اُسکے ہاتھ کھولتے ہوئے اور کہا ای مصروع چل ہم تیرے ساتھ چلتے ہیں مصروع دیوانہ اُسی وقت ہاشم تیغزن
کو ہمراہ لیکر بارہ ہزار سوار جرار کی جمعیت سے روانہ ہوا جب قریب پہونچے خبر معلوم ہوئی کہ آصف شترخوار شکار
کو گیا ہوا ہی یہ سنکے ہاشم تیغزن نے مصروع کو مع فوج اُسی جگہ چھوڑا آپ یکہ و تنہا شکارگاہ کی طرف روانہ
ہوے اُسوقت پہونچے کہ آصف شترخوار شکار کھیل کے پھرا ہوا آتا ہی خیمہ کی طرف اپنے جاتا ہی شہزادہ ہاشم
تیغزن نے نعرہ کیا کہ ای آصف شترخوار میں تیری تلاش میں آیا ہوں خوب ہوا جو تجھسے یہیں ملاقات ہو گئی
آصف نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین متین عالی مرتبت صاحب شان و شوکت مرکب پری پیکر
خیمہ شکار پر سوار سامنے سے چلا آتا ہی حیران ہوا کہ یہ کون ہی گھوڑا بڑھا کر برابر ہاشم تیغزن کے آیا مگر نہایت
مغرور اپنی شجاعت کا بہت غرور بادۂ نخوت سے از حد چور بیشعور نشۂ کبر دماغ میں بھرا ہوا مست بنا ہوا کسی کو
اپنے سامنے موجود نہ جانتا تھا کسیکی حقیقت کچھ نہ سمجھتا تھا للکارا کہ تو کون ہی اپنا نام و نشان بیان کر شہزادہ
ہاشم تیغزن نے نعرہ کیا۔ نعرۂ ہاشم منم صفدر و غازی۔ صف شکن + شجاع و جری ہاشم تیغزن + او آصف
شترخوار میں فرزند جگربند امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان کا ہوں آصف نے
کہا او خداپرست تو غضب خدائے باختری میں گرفتار ہی امیر تجھسے دعوی مقابلہ کرتا ہی اور تلاش کرکے تجھسے
لڑنے کو آیا ہی میرے پاس شقہ خاص خداوندی ہی اُسکا یہ مضمون ہی کہ جو خداپرست تمھاری سرحد میں جائے اُسے
گرفتار کر لینا صحیح و سلامت نہ جانے دینا واہ کیا عنایت خداوند لقا زمردشاہ باختری کی ہی کہ تو آپسے میرے
پاس چلا آیا مگر ای جوان مجھکو تیرے حسن و جمال اور گلشن جوانی پر رحم آتا ہی اگر دین لقا اختیار کرے تو میں تجھے اپنی
جان کے ساتھ رکھونگا اور مالک اپنی فوج کا کردونگا ہاشم تیغزن نے جواب دیا کہ جب تو مجھپر غالب آئیگا جو کچھ تو
کہیگا قبول کرونگا آصف نے کہا خیر تو مجھسے مقابلہ کرلے جو کچھ تیرا جی چاہے حربہ کر ہاشم تیغزن نے کہا اہل اسلام
کا یہ دستور نہیں ہی ہم لڑائی میں پہلے سبقت نہیں کرتے ہیں یہ سنتے آصف نے نیزہ مارا شہزادہ ہاشم
تیغزن نے سپر پر نیزہ اُسکا روکا نیزہ بازی کے فن ختم ہونے لگے اس اثنا میں فوج آصف خبر سنکے آ گئی
اور اُدھر سے مصروع دیوانہ اپنی فوج کو لیکر آ پہونچا آصف نے جو مصروع کو دیکھا کہ علحدہ کھڑا ہوا ہی
پکار کر کہا کہ او دیوانے میں سمجھ گیا تیرے بھروسے کہ تو ہی اسکو مجھسے مقابلہ کرنے کو لایا ہی اور یہ جوان تیری طرف
سے کارزار کرنے آیا خیر اس دشمن کو گرفتار کر لوں تو پھر تجھے سمجھونگا مصروع دیوانہ پکارا کہ ای چچا جان پہلے
اپنی خبر تو منا لیجیے تو پھر دشمن کو گرفتار کیجیے گا اور مجھسے بھی سمجھ لیجیے گا جو تو آپ خود گرفتار کوئی دم میں ہوا چاہتے
ہیں ادھر ہاشم تیغزن نے دو گھڑی کے بعد مثل طعن میں نیزہ آصف کا جوالی کیا آصف کی آنکھون
میں دنیا تیرہ و تار ہو گئی اور للکار کر کہا ای جوان میں ایسا بہادر اور زبردست ہوں کہ کسی نے آجتک میرا نیزہ

ہوائی نہیں کیا تو نے غضب کیا کہ نیزہ میرا نکال دیا میری جرأت میں فرق آگیا یہ کہکر جھنجلا کے تیغۂ خونخوار کھینچ
شہزادہ ہاشم تیغزن پر وار کیا ہاشم نے پھرتی سے بچا کر تھیلی دی تیغہ آصف پہ پڑا فوراً قبضے پر ہاتھ
ڈال دیا چاہا کہ تیغہ اسکا چھین لیں مگر کل بنوا زور کشاکش کے ہونے لگے مرکب تھک کر بیٹھ گئے آخر کو دونوں اپنے
اپنے مرکبوں سے کود پڑے آستینیں تا مرفق چڑھالیں داماں قبا چہار طرف سے دونوں نے گردان لیے کشتی ہونے
لگی کوئی دقیقہ زور اور قوت کا کسی نے نہ باقی رکھا بڑے بڑے زبردست پیچ کیے دن بھر کشتی ہوئی شام کو
شہزادہ ہاشم تیغزن نے آصف شترخوار کو زیر کیا چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور تلوار کھینچ کے گلے پر رکھدی اور
کہا کہ ای آصف بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر لقا پر لعنت کر اور دختر کو اپنی معروج دیوانہ کے ساتھ
منسوب کر دے نہیں تو ابھی تجکو قتل کرتا ہون آصف نے کہا کہ میری ایک شرط ہی اگر اُسے آپ پورا کر دیجیے تو
مین آپ کی اطاعت بدل وجان قبول کرون اُسی وقت یہ کلام آصف سنکر ہاشم تیغزن اُسکی چھاتی پر سے
اتر آئے اور کہا کہ اپنی شرط کو بیان کر ہم پہلے تیری شرط پوری کرینگے تو پھر سوال اسلام لانے کا کرینگے معروج
دیوانہ نے دوڑ کر کہا ای شہریار آپ اسکو زندہ نہ چھوڑیے گا نہیں تو یہ دغا کریگا اسکو مار ڈالیے معروج
سے ہاشم نے کہا اب یہ کیا دغا کریگا اگر دغا کی پچھتائیگا اب تو اپنے چچا سے مل جا اور کدورت آئینۂ دل سے
نکال ڈال پھر شہزادہ ہاشم نے دونوں کو سمجھا کر ملا یا بغلگیر کروا دیا اور آصف سے فرمایا کہ اب تو اپنی شرط
بیان کر آصف نے عرض کیا ای شہریار حضور میرے قلعے میں تشریف لے چلیں پہلے مین دعوت آپ کی کرون تو
کام اپنا بیان کرون شہزادہ ہاشم نے دعوت اُسکی قبول کی آصف شترخوار ہاشم تیغزن کو اپنے قلعے
مین لیکر آیا جس نے حسن وجمال شہزادہ بیمثال کا دیکھا مثل آئینہ حیران رہگیا آپس مین سب کہتے تھے کہ
خدا پرست ایسے حسین وجمیل آفتاب صورت ہوتے ہین الغرض آصف نے بڑی دھوم سے دعوت کا سامان
کیا ہاشم تیغزن بہت خوش ہوئے اور بعد دعوت نوش فرمانے کے آصف شترخوار سے کہا کہ اب تو شرط
اپنی بیان کر آصف نے عرض کیا کہ یہان سے تین منزل پر ایک دامنہ کوہ ہی اسمین ایک قلعہ ہی وہان
بہرام دیوانہ رہتا ہی مین نے شکارگاہ مین اُسکی بیٹی کو دیکھا ہی وہ نہایت حسینہ اور جمیلہ اور شکیلہ ہی کہ اُسکے
حسن کے آگے آفتاب وماہتاب شرمندہ ہی مین اُسپر عاشق ہوگیا اور وہ بھی مجھپر مائل ہوئی فقط آپس مین لگاوٹ
اشارے رمز وکنایہ ہوتے تھے کہ بہرام دیوانہ آگیا مین اُسکے خوف سے بھاگا وہ اپنی بیٹی کو ساتھ لیے
ہوئے چلا گیا پھر میرا وصل اُسکی طرف جانے کا نہ پڑا مگر مین اُسکے عشق مین نہایت مضطر وبیتاب ہون اگر آپ
میرے معشوق کو مجھسے ملا دین تو مین بدل وجان دین اسلام قبول کرون مسلمان ہو جاؤن ہاشم تیغزن
نے کہا کہ چل تو مجھے وہان پہونچا دے آصف نے ایک جوڑی ہرکارے کی ہاشم تیغزن کے ساتھ روانہ کی
جب دامنہ کوہ مین پہونچے ہرکارے خوف سے تھم گئے اندر درۂ کوہ کے نہ گئے مگر ہاشم یکہ وتنہا درۂ کوہ مین
داخل ہوئے تھوڑی دور آئے تھے کہ کچھ لوگ دکھائی دیے وہ ہاشم تیغزن کو دیکھکر پکارے کہ او [illegible]
تو کون ہی جو ادھر آتا ہی کیا تجھے نہیں معلوم کہ یہان دیوانہ بہرام صحرانشین رہتا ہی بھاگ اس مقام سے
اگر وہ دیوانہ تجھے دیکھ لیگا تو تجکو مار ڈالیگا شہزادہ ہاشم نے جواب دیا کہ مین اسی بہوت دیوانے سے مقابلہ
کرنے آیا ہون مین اُسکے سر سے ابھی بھوت کبر ونخوت کا اُتار دونگا لوگ یہ کلام ہاشم خوش انجام سنکر ہنسے
اور کہا کہ خیر اگر آپ ایسے ہی زبردست ہین تو جایے ہم منع نہین کرتے الغرض ہاشم وہان سے آگے بڑھے

اُدھر ایک شخص نے جا کر بہرام صحرا نشین کو خبر دی کہ ایک اجل رسیدہ آپ سے مقابلہ کرنے کو آتا ہی بہرام اُسی وقت
اُٹھا اور چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوئے چلا جب سامنے سے ہاشم تیغزن کو آتے دیکھا للکارا
کہ او اجل رسیدہ قضا تیری تجھکو کشان کشان کمان سے نکل آئی ہی یہ کہکر جھپٹا برابر آ کر ہاشم پر چوبدست
گران سنگ کا وار کیا شہزادہ ہاشم تیغزن نے دونون ہاتھون سے چوبدست اُسکی پکڑ لی اور کشمکش کے
دونو ہونے لگے بہرام چوبدست کو ہاتھ سے چھوڑ کر ہاشم تیغزن سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی کے
پیچ ہوا کیے قوت و طاقت کے امتحان ہوے شام کو ہاشم تیغزن نے بڑی جد و جہد سے لنگ اُسکا توڑا اور
اُٹھا کر تین بار چکر دیا پھر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھے تلوار نکال کر گلے پر رکھدی اور کہا کہ دین اسلام قبول
کر لقاے بے لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کر بہرام نے کہا کہ مین بیشک آپ سے زیر ہوا مگر دین اسلام
ابھی نہین قبول کرونگا چاہین آپ مجھکو قتل کرین چاہین جان بخشی کرین مین ایک حاجت رکھتا ہون اگر
آپ وہ میری حاجت بر لاوینگے تو مین بیشک بصدق دل دین اسلام اختیار کرونگا شہزادہ ہاشم نے فرمایا بیان
کر کہ وہ حاجت تیری کیا ہی بہرام نے عرض کیا کہ مین ہوشنگ شاہ دریا نشین کی بیٹی پر عاشق ہون اگر وہ مجھے
ہاتھ آ جاے تو مین لقا پرستی چھوڑ کر دین اسلام قبول کرون پر آپ پہلے فرمایئے کہ کیا آپ خدا پرست ہین مجھے
نام و نشان سے آگاہ کیجیے شہزادہ ہاشم تیغزن نے کہا کہ مین نور عین امیر بازو قزلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ
صاحبقران زمان ہون نام میرا شہزادہ ہاشم تیغزن ہی یہ کہکے اُسے چھوڑ دیا اور اُسکے سینے سے اُتر آئے
فرمایا پہلے تیری معشوقہ کو تجھسے ملاؤن تو پھر تجکو مسلمان کرون بہرام صحرا نشین ہاشم تیغزن کے قدمون پر گرا
اور کہا قربانت شوم مین آپ کا غلام حلقہ بگوش تا حیات ہون پھر بہرام ہاشم تیغزن کو اپنے مکان مین
لے گیا بڑی دھوم سے دعوت و ضیافت کی دوسرے دن ہاشم تیغزن نے احوال ہوشنگ پوچھا کہ وہ کہان
ہی بہرام نے عرض کیا کہ دریا کے اندر ایک قلعہ ہی وہان اُسکی بود و باش ہی ایک دن مین کشتی پر سوار ہو کر شب ماہ
کی سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا اُدھر سے بیٹی ہوشنگ شاہ کی بجرے پر سوار نازنینان پری چہرہ حور لقا گرد بیٹھی ہنسی
چہلین آپس مین کرتی ہوئی ملکہ کو سیر دریا دکھاتی تھین یکایک نگاہ میری اُسکی دو چار ہوئی ایک برچھی عشق
کی کلیجے کے پار ہوئی اُف کہکے مین نے دل اپنا پکڑ لیا مین دیکھتا رہ گیا وہان طرفۃ العین مین بجرہ اُسکا کنارے
قلعہ کے جا لگا وہ مہر وش فوراً اُتر کے داخل قلعہ ہو گئی مین نے ارادہ کیا کہ قلعۂ ہوشنگ پر جاؤن کیا
دو ہاتھ قریب مین رہنی اور آہنی لگی ہوئی ہین دل کو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو کہ کشتی حیات طوفان اجل مین آ جاے
اور جہاز عمر دو روزہ غرق فنا ہو بھلا موجۂ تار نفس کی کیا ہستی وحشتناک ہو کر پھر آیا حوصلہ آگے بڑھنے کا
نہوا مگر محبت مین اُس بحر خوبی کی تلاطم مین پڑا ہوا ہون دریاے بیکنار عشق مین غوطہ زنی کرکے حباب آنکھون
سوز فرقت سے اُس موج قلزم حسن کے صورت حباب دل مین پھپھولے پڑے ہین ندی آنسوؤن کی چشمۂ
چشم خونبار سے جاری ہی ہر بار لہر اُسکے پاس جانے کی آتی ہی مگر گرداب خوف بیچ مین حائل ہو جاتا ہی اُس پار
جا نہین سکتا تڑپ کر رہ جاتا ہون مثل موج سمندر بحر پر ماہی دل بریان مجھسے شعلۂ آہ کے ہمراہ دھوان
نکلتا ہی سینہ مثل تاوۂ آہن کے دھکا کرتا ہی شہزادہ ہاشم تیغزن نے کہا او بہرام مین اُسکی ماہیت
سے بالکل نہین واقف ہون تجھ کو کچھ آگاہ ہوا ہون تم سوداگر بنکر میرے ساتھ چلو مین قلعے مین کسی صورت سے
پہونچ جاؤن پھر ہوشنگ شاہ کو گرفتار کرکے تمہاری معشوق کو تجھسے ملادونگا بہرام یہ سنکر بہت خوش ہوا

اور اُسی وقت اسباب تجارت کا درست کیا قافلہ ہاشمی ہاشم تیغ زن بنا اور وہان سے سوار ہوکر روانہ
ہوئے بڑی دقت سے جب قلعہ ہوشنگ میں آئے کاروانسرا میں اُترے دوسرے دن کشتیاں نذر کو اپنے
ہاشم تیغ زن ہمراہ اپنے لیے بارگاہ ہوشنگ شاہ میں پہونچے ہوشنگ شاہ نے جمال شہزادہ ہاشم
ذی کمال دیکھکر کہنے لگا کہ یہ سوداگر نہیں معلوم ہوتا ہے اسکے چہرے سے دبدبۂ شاہانہ ثابت ہے اور وضع سپاہیانہ
ہے ذو القلیس بن اقسام کہ دربار لقا کے چوبداروں کا افسر تھا اُسکا غلام سیہ فام کہ نام اُسکا الماس
ہے اسوقت وہ بھی ہوشنگ شاہ کے پاس موجود تھا اُس نے چپکے سے ہوشنگ شاہ سے کہا کہ میں اسکو
پہچانتا ہوں یہ خدا پرست ہے بیٹا ہے حمزہ صاحبقران زمان کا ہاشم تیغ زن اسکا نام ہے آج کل غضب
خداوندی سے لقا کے لشکر خدا پرستوں کا تباہی میں آگیا ہے یہ سوداگر بنکر ادھر نکل آیا ہے یہ سُنکر ہوشنگ شاہ
نے ہاشم تیغ زن کو آواز دی اے پسر حمزہ میں نے تجھے پہچانا اگر تو لقا پرستی اختیار کرے تو میں تجھے بہت عزت
و آبرو سے اپنے پاس رکھوں نہیں تو باندھکر تجھے خداوند لقا کی خدمت میں بھیجدونگا یہ سنکر ہاشم تیغ زن نے
للکار کر کہا او کافر کیا بکتا ہے خوش ہو بس اب تجھے تو پہچان گیا اور میں تجھکو دائرہ اسلام میں لانے کو آیا ہوں
جب تو دین اسلام قبول کریگا تو تیری بیٹی کی شادی بہرام کے ساتھ کر دونگا ہوشنگ یہ سنتے ہی نہایت
غضبناک ہوا لوگوں سے کہا کہ جلد اس خدا پرست کو گرفتار کرو سب چار طرف سے ہاشم تیغ زن پر ٹوٹ
پڑے ہاشم تیغ زن بھی تلوار کھینچکر جھپٹے لڑائی ہونے لگی بہرام کاروانسرا میں تھا اُسکو بھی خبر ہوئی کہ دربار
ہوشنگ شاہ میں ہاشم تیغ زن سے اور کفار سے تلوار چل رہی ہے یہ بھی مع چار سو آدمی اپنے ہمراہ لیکر
دوڑا دیکھا کہ ہاشم تیغ زن تلواریں مارتا ہوا ایوان شاہی کے باہر نکل آیا ہے اور ہوشنگ شاہ تخت پر
سوار ہوکر فوج کو اپنی للکارتا ہوا چلا کہ بہرام دیوانہ بھی آپہونچا اور چوبدست آہنی پکڑکر کفار سے لڑنے لگا
ہوشنگ شاہ نے جو دیکھا کہا کہ ان دونوں کو میں قتل کرتا ہوں اب یہ میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاوینگے
پھر فوج کو اپنی پکارا کہ اے بہادرو جو کوئی ان دونوں کا سر کاٹ کے لاویگا یا زندہ گرفتار کر لیگا میں اسکو عہدہ
وزارت دونگا عہدۂ وزارت کا نام سُنکر تمام فوج نے جانیں اپنی لڑادیں اور ہاشم تیغ زن اور بہرام صف شکن
پر بڑھ بڑھکر حملہ کرنے لگے مگر جب خدا مددگار ہو تو دشمن کیا کر سکتے ہیں ہاشم و بہرام پہلو بہ پہلو پشت بہ پشت
جھپٹ جھپٹ کے تلواریں مار رہے ہیں مثل شیر ژیان کفار کو للکار رہے ہیں غرضکہ تین پہر کامل دونوں
نے شمشیر زنی کی بہرام کے ساتھ والے مارے گئے پچیس باقی تھے کہ ہاشم نے بہرام سے کہا کہ فوج کفار بے حد
ہے ہر طرف سے مثل گھٹا کے ٹڈی چلی آتی ہے اور تمھارے ہمراہی بھی قتل ہو چکے جبتک کہ ہوشنگ شاہ
نہ گرفتار ہوگا کچھ نہ ہوگا میں آگے تلواریں مارتا ہوا ہوشنگ کیطرف بڑھتا ہوں تم میرے پیچھے پیچھے لڑتے ہوئے
آؤ یہ کہکر ہاشم تیغ زن اور بہرام صف شکن تلواریں مارتے ہوئے اُس طرف چلے جدھر ہوشنگ تخت پر کھڑا
فوج کو للکار رہا ہے اور لاگ دے رہا ہے آتش کا نند بھڑک رہی ہے ایک چشم زدن میں صدہا کفار قتل کرکے تخت
ہوشنگ شاہ کے پاس پہونچے ہاشم تیغ زن نے نعرہ کیا او نامرد مجھ اکیلے پر ہزارہا آدمیوں کو بھیجتا ہے آپ سامنے نہیں
کرتا ہے یہ کہکر گھوڑا تخت سے ملا دیا جب ہوشنگ نے دیکھا کہ ہاشم برابر آگیا اُسوقت تلوار کھینچکر وار کیا
ہاشم تیغ زن نے تلوار اُسکی چھین کر زمین پر پھینکدی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر تخت پر سے اُٹھا لیا اور کہا کہ
ہے شرط ماروں تجھے زمین پر کہ پیوند خاک ہو جائے بہتر یہ ہے کہ لعنت کر لقا پر اور اسلام پر ستا دون یقین

ابھی مارے ڈالتا ہون اگر اسلام اختیار کریگا تو جان بخشی کرونگا ہوشنگ شاہ نے پکارا ای شہریار مین دین
اسلام اختیار کرتا ہون مین تمھاری فرمانبرداری اور اطاعت بدل وجان اختیار کرونگا ہاشم تیغزن نے
اُسے چھوڑ دیا ہوشنگ شاہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوگیا اور لقا پر لعنت کی اور اپنی بیٹی کی شادی ساتھ
بہرام کے کردی کہ وہ مدت سے اُسپر عاشق وشیدا تھا ہوشنگ شاہ نے عرض کیا ای شہریار اب مین آپ کا
غلام حلقہ بگوش ہون جو حکم ہو وہ بجا لاؤن اور فوج کو پکار کر آواز دی کہ مین نے اطاعت اس شہریار کی قبول
کی اب کوئی خبردار نہ لڑے یہ سنتے تلوارین سب نے میان مین کین پھر ہوشنگ شاہ ہاشم وبہرام کو ہمراہ لیکر
دربار مین آیا سامان دعوت وضیافت مہیا کیا صحبت عیش آراستہ کی جلسہ جشن ہوا جام مے زعفرانی کو گردش ہوئی
عین گرمی صحبت مین ہوشنگ شاہ نے ایک آہ سرد کھینچی آنکھون مین آنسو بھر لایا شہزادہ ہاشم تیغزن نے
جو ہوشنگ شاہ کو آبدیدہ دیکھا کہا ای بھائی خیر باشد کیا حال ہی کچھ بیان کرو ہاشم نے اپنے دل مین کہا کہ
یہ بھی شاید کسی پر عاشق ہی ہوشنگ شاہ نے کہا ای شہریار کیا عرض کیا جاے مین عجب درد لاعلاج مین
مبتلا ہون کہ اُسکی چارہ گری بہت دشوار ہی شہزادے نے کہا بیان تو کرو اُسوقت ہوشنگ شاہ نے کہا ای
شہریار مین ایک روز شکار کھیلتا اپنے شہر سے بہت دور نکل گیا ایک دامنہ کوہ مین پہونچکر شام ہوگئی اب مین
وہان سے شہر کی طرف پھرا آتے آتے وہان ایک مقام نظر آیا چہار طرف چراغان تھا جب قریب اُسکے چراغان کے
پہونچا دیکھا کہ شب ماہ کی تیاری ہی نازنینان مہ جبین اور حسینان مہر تمکین کا جلسہ ہی مین ایک درخت کی آڑ مین
پوشیدہ ہوکر تماشا رقص کا دیکھنے لگا ایک نازنین حسین مہ جبین مہر تمکین کو صورت مثل آفتاب درخشان پیشانی
بدر کامل آنکھون سے چشم غزالان شرمندہ ابرو ہلال عید یا تیغ بران مژگان ناوک دل دوز رخسارے گلاب کا پھول
لب مثل غنچہ دندان گوہر آبدار گیسو سنبل تابدار قد سرو باغ حسن نوبہار عجب شان وشوکت سے جلوہ گر دیکھا ناوک
عشق سینے کے پار ہوا دل وجگر عاشق کا فگار ہوا ایسا شیفتہ وفریفتہ ہوا کہ رات بھر اُسکے عشق مین نظارہ جمال
بیمثال کرتا رہا وہ جلسہ حسینان جہان مین بیٹھی ہوئی ناچ دیکھا کی صبح کو وہ جلسہ برخاست ہوا وہ خورشید طلعت
خیمہ نورانی مین چلی گئی مین وہان سے چلا آیا پھر جو لشکر لیکر وہان گیا صحرا مین سناٹا نظر آیا آدمی کیا چڑیا کو
نہ پایا ناچار ہوکر اُس مقام پر سے پھرا ہرکارون کو حکم دیا کہ تم دریافت تو کرو کہ کون اس صحرا مین شب کو صحبت آرا
تھا کیسا جلسہ تھا ہرکارون نے کئی دن کے بعد دریافت کرکے بیان کیا کہ بیٹی دلیر قلعہ دار کی ملکہ اقلیم
غنج ودلال شب ماہ کی کیفیت دیکھنے صحرا مین آئی تھی چاندنی کا تماشا دیکھتی تھی یہ سنکر مین نے چاہا کہ دلیر قلعہ دار
پر لشکر کشی کرون معلوم ہوا کہ وہ بڑا زبردست ہی اور قلعہ اُسکا بہت مستحکم ہی میرا حوصلہ نہ پڑا یا ارادہ جنگ وجدال
میرا جاتا اور اُس سے عہدہ برآ ہونا بہت دشوار تھا یہ سنکر شہزادہ ہاشم نے کہا ای ہوشنگ تم خاطر جمع رکھو ہم دلیر
قلعہ دار کو زیر کرکے تمھاری معشوق تمھین دلوادینگے تم ہمین وہان لیچلو ہوشنگ شاہ نے کہا کہ مین اپنے
لشکر سمیت آپ کے ہمراہ ہوتا ہون حضور تشریف لے چلین ہاشم تیغزن نے کہا کچھ فوج کے چلنے کی حاجت
نہین بلکہ تنہا مین یہان سے جاؤنگا اور بعنایت الٰہی دلیر قلعہ دار کو پکڑ لاؤنگا۔ القصہ ہاشم تیغزن
دوسرے دن فقط ہوشنگ وبہرام اور چند آدمیون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوے لشکر ہوشنگ شاہ پیچھے پیچھے چلا
بعد قطع مسافت دشت وکوہ شہزادہ ہاشم تیغزن سامنے قلعے کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ قلعے کا بند ہی زمین
بڑی بڑی برجین وآہنی کھنچی چھ منی برجون پر قلعے کے چڑھی ہین اور قلعہ نہایت بلند اور مستحکم ہی ہاشم تیغزن نے

کہ قلعہ میں کیونکر داخل ہوں دیکھا کہ کچھ گڈریے بکریاں اور بھیڑیں لیے ہوئے قلعہ کو جاتے ہیں ہاشم تیغزن
مرکب سے اُترکر ساتھ اُن سب کے ہولیا اور اُن سے باتیں کرتا ہوا دروازۂ قلعہ کے پاس پہونچا قلعہ والوں نے
دروازہ کھول دیا ہاشم بھی اُن گڈریوں کے ساتھ داخل قلعہ ہوا قلعہ دار نے جو ہاشم تیغزن کو دیکھا
کہا تو کون ہے جوان جو دامنوں کے ساتھ آیا ہے ہاشم تیغزن نے کہا میں پیغام ہوشنگ شاہ کا لیکر دلیر قلعہ دار
کے پاس آیا ہوں اُس نے کہا کہ قلعے کے باہر جاکر کھڑا ہو ہم تیری اطلاع دلیر قلعہ دار سے کرتے ہیں اگر وہ
بلوائیگا تو ہم تجھے بلالینگے ہاشم تیغزن نے کہا کہ میں تو سیدھا یہان سے دلیر قلعہ دار کے پاس جاؤنگا
دیکھوں تو مجھے کون ایسا ہے جو روک سکتا ہے قلعہ دار نے چاہا کہ ہاشم کی کمر میں ہاتھ ڈالے ہاشم تیغزن نے
ایک طمانچہ مارا کہ منھ اُسکا دوسری جانب پھر گیا اور رخسار پر زخم پڑگیا خون بہنے لگا چکر کھاکر گرا تڑپنے لگا ساتھ والے
اُسکے تلوارین پکڑکر دوڑے ایک ہنگامہ برپا ہوگیا تلوار چلنے لگی ہاشم تیغزن نے جو دس بیس کو مارکر گرادیا باقی
بھاگے ہاشم تیغزن آگے بڑھا وہ جو لوگ بھاگے تھے اُنھوں نے آکر دلیر قلعہ دار کو خبر دی کہ ایک
شخص گڈریوں کے ساتھ اندر قلعے کے چلا آیا ہے قلعہ دار نے روکا تھا اُسکو ایسا طمانچہ مارا کہ وہ گرکر تمام ہوگیا
اور وہ لڑتا ہوا ادھر چلا آتا ہے دلیر قلعہ دار نے کہا کیا وہ بڑا طاقتدار ہے بہادر ہے کوتوال کو حکم دیا کہ جاکر اُسے
پکڑ لاؤ ارقم کوتوال اُسی وقت دو ہزار پیادے ساتھ لیکر چلا جب وہان پہونچا جہان ہاشم تیغزن سے تلوار
چل رہی تھی بسکہ دور ہی سے للکارا کہ پکڑلو اس جوان کو جانے نہ دینا پیادون نے چار طرف سے نرغہ کیا۔
ہاشم تیغزن نے اُن سے بھی لڑنا شروع کیا ایک طرفۃ العین میں سو پچاس کو مار کر برابر ارقم کے ہاشم تیغزن
پہونچ گئے اور پکارے کہ او نابکار دور ہی سے غل مچاتا ہے پاس نہیں آتا ہے ارقم نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا
حسین شکیل شمشیر آبدار مثل افعی خونخوار علم کیے ہوئے آ پہونچا ارقم پکارا کہ او جوان یہان قضا تیری تجھے لائی ہے
کہکر تلوار ماری ہاشم تیغزن نے سپر پر تلوار اسکی روکی اور بڑھ کر ہاتھ تیغ آبدار کا مارا دیکھا سبھون نے کہ
ایک برق خود پر ارقم کے چمکی بس چمکتے ہی زیر تنگ فرس ارقم جاکر زمین پر بوسہ دیا اور مثل بجلی کے وہان سے
تڑپتی ہوئی نکلی غل ہوا کہ کوتوال مارا گیا دلیر قلعہ دار کا زور آدھا ہوگیا مگر پیادے گھیرے ہوئے ہاشم تیغزن
سے لڑ رہے ہیں دلیر قلعہ دار کو خبر ہوئی کہ ارقم کوتوال اس جوان کے ہاتھ سے مارا گیا یہ سنکے دلیر قلعہ دار
غضبناک ہوا تلوار بینک کر اٹھا گھوڑے پر سوار ہوا فوج کو ساتھ لیکر چلا اسوقت پہونچا ہے کہ ہاشم تیغزن پیادوں
کو بھگاکر ایک مقام پر کھڑا ہوا جوش جرات میں جھوم رہا ہے اور لوگ دور سے لینا لینا کا غل مچا رہے ہیں نزدیک
اُسکے کوئی نہیں آتا کہ دلیر قلعہ دار سامنے سے دکھائی دیا سب بڑھکر پکارے کہ اے دلیر قلعہ دار یہی شخص
قلعے میں چلا آیا ہے دلیر قلعہ دار کی جو نگاہ چہرۂ جمال ہاشم تیغزن پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان عجب
شان و شوکت و صولت و جلالت کا ہے کہ آج تک ایسا شکیل جمیل صاحب حشم و خدم نہیں دیکھا مثل آئینہ کے
حیران رہگیا فوج کو حکم کیا کہ جہان تک ہوسکے اس جوان کو زندہ گرفتار کرو لوگون نے کہا کہ یہ شیر غضبناک
کبھی زندہ ہاتھ نہ آئیگا اسکا شکار ہونا بہت دشوار ہے ایک دم میں اس نے لاشوں کے پشتارے
کردیے خون کے دریا بہادیے یہ لڑتے لڑتے مرجائیگا مگر کیا ممکن ہے جو زندہ ہاتھ آئے دلیر قلعہ دار
نے کہا کہ میں خود اسے گرفتار کرونگا یہ کہکر یکہ و تنہا ہاشم تیغزن کی طرف بڑھا اور سب فوج سے کہا تم
کھڑے ہوئے تماشا دیکھو جسوقت دلیر قلعہ دار قریب ہاشم تیغزن کے پہونچا پکارا کہ اے عزیز تو کون ہے

اور کیون میرے قلعے مین آیا ہی ہاشم نے للکار کر کہا اے دلیر قلعہ دار مین پسر حمزہ صاحبقران زمان ہون
نام میرا ہاشم تیغزن ہی ہوشنگ شاہ تیری بیٹی پر عاشق ہوا ہی اُسکی معشوقہ کو مُجسے دلوانے آیا ہون
دلیر قلعہ دار کا دل سینے مین آتش حسد سے جلنے لگا مُنہ سُرخ آگ کا انگارہ غصے سے ہو گیا کہا خیر حال تیرا
معلوم ہوا اب تو کہان جائیگا مین تجھے قتل کرتا ہون یہ کہکر نیزہ مارا ہاشم نے طعن کو اُسکی رد کیا غرضکہ پچاس
طعن مین نیزہ اُسکا ہاشم نے ہوائی کر دیا دلیر قلعہ دار نے غصے سے تلوار کھینچ کر ماری ہاشم تیغزن
نے بازو بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور کشمکش کے زور ہونے لگے آخر کو دلیر قلعہ دار گھوڑے سے کود پڑا
اور آلات حرب کمر سے کھولکر رکھدیے اور آستینین چڑھائین اور دامن گردانے اور مثل بلبل وہ دونون
گتھ گئے کشتی ہونے لگی زور کے امتحان ہونے لگے کبھی یہ پچاس قدم پیچھے اُسکو ریل لے گئے کبھی وہ دس
بیس قدم آگے لایا اسی طرح دو شبانہ روز ہاشم تیغزن اور دلیر قلعہ دار سے کشتی رہی تیسرے دن
ہاشم نے دلیر قلعہ دار کا لنگر توڑا اور ایک ہاتھ سے اُسکو اُٹھا لیا سر سے بلند کر کے چاہا کہ زمین پر مارین
کہ دلیر قلعہ دار پکارا کہ امان چاہتا ہون ہاشم تیغزن نے کہا کہ لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کر اور
دین اسلام قبول کر اُسنے کہا مین نے لقا پر لعنت کی اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری منظور ہی ہاشم نے اُسے
ہاتھ سے رکھدیا وہ قدمون پر گرا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور فوج سے کہا کہ تم بھی دین اسلام قبول کرو وہ سب کے
سب بولے کہ آپکے ہمراہ ہم بھی ہین جو دین آپکا وہی دین ہمارا ہی غرضکہ دلیر قلعہ دار ہاشم تیغزن کو ایوان خاص
مین لایا سامان دعوت کا مہیا کیا صحبت عیش برپا ہوئی جام ارغوانی کا دور ہوا ہاشم تیغزن نے کہا اے دلیر
قلعہ دار مین عجب حیرت مین ہون کہ جہان پہونچا اور جسکو زیر کیا اُسکو عاشق تن پایا اُسنے کہا مین فلان معشوق
پر فریفتہ ہون میری معشوق مجھے دلا دیجیے پھر مجھے مسلمان کیجیے چند بندے ہوئے ہین کہ مین اسی جھگڑے مین
پڑا ہون تم اپنا حال کہو کہ کس پر عاشق ہو یا کسی پر نہین مائل ہو ہر چند دلیر قلعہ دار بہ سبب دہشت اور خوف
جان کے ظاہر مین مسلمان ہوا تھا مگر دل مین مکدر دو غا بھی اس خیال مین تھا کہ کسی صورت سے ہاشم تیغزن
کو گرفتار کیجیے مگر عاشق و فریفتہ ملکہ قمر سیلان ہمشیرہ منقوح کوہی پر جو تھا یہ کلام فرحت التیام شہزادہ ہاشم
تیغزن جو سُنے رونے لگا ہاشم تیغزن نے پوچھا کہ بیان تو کر کس پر عاشق و دلدادہ ہی دلیر قلعہ دار
بولا کہ یہان سے دو منزل پر ایک دامن کوہ ہی وہان منقوح کوہی رہتا ہی اور بہن اُسکی ملکہ قمر سیلان
ہی اُسنے ایک برج تختہ لالہ زار پر بہار مین بنایا ہی وہان آکر وہ جلوہ افروز ہوا کرتی ہی ایک دن مین شکار
کھیلتا ہوا ادھر نکل گیا اور ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالے ہوئے سامنے اُسکے برج کے پہونچا اور وہ اسی
برج نورانی پر مثل آفتاب تابان کے جلوہ گر تھی دیکھتے ہی اُسکے حسن و جمال کو ہزار جان سے شیدا و دلدادہ
ہو گیا دیر تک کھڑا ہوا اُسکو دیکھا کیا گویا تصویر گلی بنکر رہگیا نگاہ میری اُسکی طرف لڑی ہوئی تھی دل میرا
اُسکے پہلو مین تھا فقط قالب خاکی زیر برج تھا حیرت زدہ آئینہ جمال جہان آرا کی دید کرتا تھا کہ یکایک زنجیر در
کی جھنکار بلند ہوئی کیا دیکھتا ہون کہ ہزارا دیوانے چلے آتے ہین مین ایسا خوفناک ہوا کہ بھاگا دم بھر نہ ٹھہرا
پھر کر بھی اُس طرف نہ دیکھا رخ بھی نہ کیا بس حضور جہان آپ نے چار عاشقون کو معشوقون کے وصل سے
کامیاب کیا ہی مجھ بیچارے کو بھی بہ مراد دلی فائز فرمائیے ہاشم تیغزن نے کہا بہتر ہی تم پہلے ہوشنگ شاہ
کو بلا کر وعدہ کرو کہ مین اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ کرونگا پھر مین تمھاری معشوق کی فکر مین جاؤن

دلیر قلعہ دار نے کہا مین ہوشنگ شاہ کو بلواتا ہون مگر یہ نہایت وفاشعار ہی اس وفاباز نے ہوشنگ
کے پاس کسی کو نہ بھیجا اور ہاشم تیغزن سے کہا مین شکار کھیلنے جاتا ہون ابھی آتا ہون یہ کہکر جانوران شکاری
ساتھ لیکر راہی ہوا یہان بعد اسکے چلے جانے کے ہاشم تیغزن کے دل مین یہ خیال آیا کہ تو مفتوح کوہی کو
زیر وزبر کرکے ملکہ قمر سیلان کو لے آ۔ غرضکہ لوگون سے رستہ دریافت کرکے چلا دلیر قلعہ دار جو شکار کھیلنے گیا تھا
جب شکار کھیل کے پھر اخیمہ مین داخل ہوا کھانا منگوایا کباب شکار کے گوشت کے کھاکے جام شراب کئی پیے
جب نشے مین سرشار ہوا تصویر ملکہ قمر سیلان آنکھون کے سامنے پھرنے لگی اُسی تصور مین ولولہ عشق ہوا کہ
چلکر ملکہ قمر سیلان کو اُس برج سے اٹھا لائے یہ سوچ کر یہ تیرہ بخت تصور مہروش مین اٹھ کھڑا ہوا گھوڑے
پر سوار ہوکر روانہ ہوا جاتے جاتے جب قریب پہونچا دو کوس پر ملکہ قمر سیلان کا برج رہگیا ہوگا قضاے کار
اُدھر سے مفتوح کوہی شکار کھیلتا ہوا آتا تھا دلیر قلعہ دار کو جو دیکھا للکارا کہ ارے تو کہان جاتا ہی دلیر قلعہ دار
نشے مین تھا۔ بے اختیار منہ سے نکلا کہ مین اپنی معشوقہ ملکہ قمر سیلان کے پاس چلا ہون مفتوح کوہی
نے جو نام ملکہ قمر سیلان کا سنا آگ ہوگیا وہین سے للکارا او بدکردار تو میری بہن پر عاشق ہوا ہی
رہ تو جا تجکو عاشقی و معشوقی کا اسوقت مزا چکھاتا ہون اگر تجکو اسوقت نہ مارا ہو تو مفتوح اپنا نام نہ رکھا ہو
دلیر قلعہ دار بولا تجکو کیا تو نے حلواے بے دود سمجھا ہی مفتوح نے کہا تو سہی تیرا حلوا ابھی کو کھلاتا ہون
دلیر قلعہ دار نے یہ سنکر تلوار کھینچی اور مفتوح کو بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا مفتوح نے تلوار اسکی سپل فولادی پر
روکی اور جھپٹ کر وہی سپل فولادی جو مارا تو سر دلیر قلعہ دار کی الٹ گئی گردن پھر گئی کاسہ سر پھٹ گیا تڑپا کر
مثل ماہی تڑپ کر مرگیا مفتوح کے ہمراہیون نے ایک ایک عضو اسکا کاٹ کے صحرا مین پھینک دیا
مفتوح پھر شکار کھیلتا ہوا ایک طرف کو چلا گیا اب ناظرین والا تمکین ملاحظہ فرمائین کہ ہاشم تیغزن جو روانہ
ہوئے تھے دوسرے روز کوئی چار گھڑی دن رہے اس تختۂ لالہ زار مین پہونچے وہان کی ہوا و فضا دیکھکر نہایت
دل باغ باغ ہوا غنچۂ خاطر کو شگفتگی ہوئی دیکھا کہ سامنے ایک برج سرخ پتھر کا بنا ہوا مثل برج خورشید تابان
منور و نورانی ہی چہار طرف کے دروازے اُسکے جو کھلے ہین سب کیفیت برج کے اندر کی معلوم ہوتی ہی جھاڑ
کنول ہانڈیان جھلملے دیوارگیریان لگی ہین فرش بہت تکلف کا کیا ہوا ہی اور ایک نازنین حسین مہ جبین
مہر تمکین چودہ پندرہ برس کا سن چہرہ آفتاب درخشان کے مانند چمکتا ہوا پیشانی اختر تابندہ زلف
سیاہ مثل سنبل پیچان رخسارے پھول سے بدر کے مانند درخشان گویا ماہ کامل کے گرد ہالہ ہی وہ آنکھین
نرگس شہلا ابروے خمدار کمان کیانی پلکین سنان نیزہ لب غنچۂ سوسن دندان قطرۂ شبنم گوہر آبدار
قد سرو سار رنگ گلاب تازہ کا نارنجی جوڑا پہنے ہوے اُسکا اُسی منور مین جلوہ افروز ہی۔ شعر
برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + اُس خورشید روے وہ برج
ایسا منور ہی کہ جلوۂ برج نورانی سے تمام صحرا روشن ہی اور گیاہ پر طلا و نقرہ کی رنگ آمیزی معلوم ہوتی
ہی ذرے زمین کے چمک مین رشک انجم فلک ہین اور گرد اُس مہ جبین کے کئی سو نازنینان پری چہرہ
حور لقا حاضر ہین اور صحبت رقص برپا ہی ہاشم تیغزن دیکھتے ہی اُس مہروش کو عاشق ہوگئے
صورت تصویر حیرت زدہ محو نظارۂ جمال بیمثال تھے کہ ایک انیس خاص ملکہ کی شہزادہ ہاشم
تیغزن کو دیکھتے ہی دنگ ہوگئی کہ ایسا جوان حسین شکیل جمیل طرحدار خوش وضع صاحب

شان وشوکت اور رعب وجلالت کا کبھی نہ دیکھا تھا اس انیس نے ذرا ہی سہیلیون کو بھی دکھایا سب کی نگاہ
ہاشم تیغزن پر پڑی وہ محو جمال ہو کر مثل آئینہ حیرت زدہ ہو گئین ملکہ نے ایک ایک ہمنشین جلیس کی طرف دیکھا
کہ جانب سبزہ زار دیکھو وار سب ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی ہین پوچھا ارے کمبختو تم سب کی سب بغور ٹکٹکی باندھے
کس کو دیکھتی ہو ایک نے اُسمین سے عرض کیا شعر سبزے گئے دن ٹکٹکی کے باندھنے کے + اب آنکھین
رہتی ہین دو دو پہر بند + دوسری نے کہا ارے خیال کیا بکتی ہی جب رہ تیسری نے ملکہ سے عرض کیا کہ حضور
ہم لوگ تو دیوانیان ہین آپ ذرا زیر برج نورانی سبزہ زار کی طرف ملاحظہ فرمایئے ملکہ نے جو جھک کر نگاہ کی
دیکھا کہ سبزہ زار چاندنی کا کھیت ہو ماہتاب چرخ چہارم سے اُتر آیا ہی یا خورشید تابان نے برج فلک سے
اس طرف دورہ کیا ہی چہرۂ نورانی پر آنکھ نہین ٹھہرتی ہی نگاہ خیرگی کرتی ہی حسن وجمال شہزادۂ ہاشم بیمثال
دیکھکر اپنا حسن وجمال بھول گئی - ہاشم تیغزن پر ہزار جان سے دلدادہ و فریفتہ ہوئی حسن یوسف صاحبقران
کی خریدار ہو گئی صورت زلیخا بیقرار ہوئی دایہ کی طرف مخاطب ہو کر یہ شعر پڑھا شعر فسانہ حسن یوسف کا سنا
کرتے تھے ہم اکثر + دکھایا صانع قدرت نے صحرا مین ان آنکھون سے + اے دایہ تو ذرا اس جوان رعنا کو
بلا تو مین اس سے پوچھون تو سہی کہ کون ہی اور کیون یہان کھڑا ہی کسکی تلاش مین ہی یہ سنتے دایہ گئی اور ہاشم
تیغزن کو اپنے ساتھ لے آئی ملکہ قمر سیلان شہزادہ ہاشم آفتاب جمال کی تعظیم کو اُٹھ کھڑی ہوئی ہاتھ پکڑ کر
پاس اپنے بٹھا لیا ساقی گلفام کی طرف اشارہ کیا کہ لا جلد گلابیان بادہ ناب کی تا مین کباب کی ساقی مہ جبین
نے کشتیان شراب وکباب کی لاکر فوراً حاضر کین جام جہان نما گردش مین آیا دور شراب چلنے لگا کباب نوش
کیے ملکہ قمر سیلان نے درج دہن کو وا کیا گوہر آبدار کلام شہزادۂ ہاشم تیغزن پر نثار کرنے لگی عرض کیا
کہ آپ کا اسم گرامی نام نامی کیا ہی اس کنیز کو بھی اپنے احوال مسرت آل سے آگاہ کیجیے شہزادہ ہاشم تیغزن
نے فرمایا کہ فرزند ارجمند حمزۂ صاحبقران زمان کا ہون نام میرا شہزادۂ ہاشم تیغزن ہی تم اپنا حال
بتاؤ تمھارا کیا نام ہی ملکہ نے کہا آپ کو میرے نام سے کیا کام ہی شہزادے نے کہا کہ دلیر قلعہ دار تیرا عاشق
ہی مین اسکے واسطے تمھین لینے آیا ہون ملکہ قمر سیلان نے کہا اے شہریار دلیر قلعہ دار تو قطرہ گندیدہ
ہی وہ میرے دریاے عشق مین کیا غوطہ زنی کریگا مگر ہان اے بحر حسن وخوبی وائے موج دریاے محبوبی وائے
گوہر یکتاے قلزم شان وشوکت وائے لعل بےبہاے سمندر رعب وجلالت اگر آپ اس قطرۂ ناچیز کو اپنی
کنیزی مین قبول فرمایئے تو بجان ودل حاضر ہون اور اگر حضور اسکے نامزد مجھکو کرینگے تو مین اپنے تئین
انگشتری الماس سے کشتہ کرونگی شہزادۂ ہاشم تیغزن تو خود بھی ملکہ قمر سیلان پری پیکر پر مائل ہین
مگر مجبور ہین کوئی چارہ نہین کہ یہ خلاف خاندان حمزۂ صاحبقران زمان ہی کہ دوسرے کی معشوقہ پر قبضہ
کرنا دل مین کہتے ہین اے ہاشم ہرچند کہ تو بھی عاشق زار جمال ملکہ قمر سیلان ہی اور ملکہ خود بھی اسطرح
کہتی ہی مگر آجتک کبھی ایسا فعل تجھسے نہین واقع ہوا ہی کہ کسی کی معشوقہ پر بدنگاہ ڈالی ہو انجام اسکا
کیا ہوگا کبھی ایسا نہ کرنا چاہیے ہاشم تیغزن اسی فکر مین اسی سوچ مین ملکہ کے قریب جب بیٹھے ہوئے
ہین ملکہ ہر بار زانو پر ہاتھ رکھ کے کہتی ہی کہ حضور کچھ زبان معجز بیان سے ارشاد کیجیے ہاشم تیغزن کچھ جواب
نہین دیتے ہین اتفاقاً مفتوح کو جو شکار کھیل کر پھرا اُسی طرف سے گذرا خیال مین مفتوح کو جو کچھ آیا
کہ مین کو اپنی دیکھتے چلیے جب مفتوح کو ہی سامنے برج کے آیا ملکہ کی جو اپنے بھائی پر نگاہ پڑی شہزادہ

ہاشم تیغزن سے بمنت دست بستہ ہاتھ جوڑ کر خوف زدہ ہو کر عرض کیا کہ آپ ایک دم بھر کے واسطے پوشیدہ ہو جائیے
بھائی میرا مفتوح آتا ہے مجھے دیکھکر ابھی چلا جائیگا ہاشم تیغزن نے کہا کہ بہتر ہے اور تلوار ٹیک کر اُٹھے اور
دروازے کی طرف چلے ملکہ نے کہا اے شہریار اُدھر آپ نہ جائیے کہ اسی طرف سے تو وہ چلا آتا ہے شہزادہ
ہاشم تیغزن نے فرمایا اے ملکہ قمر سیلان ہم اولاد حمزہ صاحبقران زمان ہیں ہم کبھی کسی سے پوشیدہ
نہیں ہوتے ہیں چھپنا کام نامردوں کا ہے دلیرانہ مقابل ہوتے ہیں یہ کہکر دروازے سے باہر نکلا اور
مفتوح کو جو اُدھر سے آتا تھا دیکھا کہ ایک جوان آفتاب طلعت بصد شان و شوکت برج سے ملکہ قمر سیلان
کے نکلا ہے مفتوح نے للکارا تو کون ہے اور یہاں کیوں آیا تھا شہزادہ ہاشم نے نعرہ کیا نعرہ ہاشم
ہاشم صفدر و غازی و صف شکن • شجاع و جری ہاشم تیغزن • او مفتوح کو جانتا ہے میں فرزند امیر گیتی گیر زلزلہ
قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کا ہوں یہاں اسلیے آیا ہوں کہ دلیر قلعہ دار کی معشوقہ کو چھین
لونگا مفتوح کو یہ کلام حیرت انجام شہزادہ ہاشم تیغزن سنکے غصہ سے مثل بید کے تھر تھر کانپنے لگا کہا
او خدا پرست دلیر قلعہ دار کو تو ہی نے مارکے صحرا میں ڈال دیا اب تو بھی ٹکڑے اُسکی لاش کے دیکھے
گیا تو میری بہن کے پاس محبت آرا تھا اب تجھے بھی قتل کیے بغیر میں کب چھوڑتا ہوں یہ کہکے چوبدست کا ہاشم
تیغزن پر وار کیا شہزادے نے چوٹ بچا کر دونوں ہاتھوں سے چوبدست کو پکڑ لیا اور چاہا کہ جھٹکا دے کر
چھین لوں مفتوح کو جو چوبدست کو چھوڑ کر ہاشم تیغزن سے لپٹ گیا اور قصد کیا کہ اس جوان کو مثل
ریزۂ خاک کے پیس ڈالوں مگر جسم ہاشم تیغزن فولاد کا پایا کچھ اثر بھی نہ ہوا کشتی ہونے لگی مفتوح کو جو زور
آزمائی کرنے لگا جو پیچ سخت باندھا ہاشم نے اُسکا توڑ کرکے رد کر دیا چار پہر رات کشتی ہوا کی صبح کو ہاشم تیغزن
نے لنگ مفتوح کو جو کا توڑ کر ایک ہاتھ سے اٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے کہا کہ دیکھا تو نے زور خدا پرستوں کا
بفضلہ تعالے ہم دشمنوں پر اور کفار پر یوں غالب آتے ہیں مفتوح کو جو پکارا اے شہریار الامان الامان
شہزادہ ہاشم نے کہا اے مفتوح امان جان کی بشرط ایمان اگر تو لقا سے بے بقا پر لعنت کر اور دین اسلام
قبول کر تو ابھی تجھکو امان دوں اور جان بخشوں مفتوح کو جو نے پکارکر کہا کہ لاکھ لاکھ لقا سے بے بقا اور
اُسکے پرستاروں پر لعنت ہے مجھکو آپ کی اطاعت و فرمانبرداری سے اب سروکار ہے میں نے دین اسلام
قبول کیا میں بصدق دل مسلمان ہوا شہزادہ ہاشم نے اُسے ہاتھ سے زمین پر کھڑا کر دیا مفتوح کو جو
دوڑ کر شہزادہ ہاشم تیغزن کے قدموں پر گرا نعلین پاے نور عین حمزہ صاحبقران کو بوسہ دیا اور
اُٹھ کر گرد پھرا کلمہ طیبہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا ہاشم تیغزن نے پوچھا اے مفتوح دلیر قلعہ دار کیونکر
تیرے ہاتھ سے مارا گیا مفتوح نے کہا میں شکار کھیلتا ہوا اُدھر سے جاتا تھا وہ اُدھر سے آتا تھا میں نے
اُس سے پوچھا تو کہاں چلا اُس نے کہا کہ میں ملکہ قمر سیلان پر عاشق ہوں طالب وصل ملکہ قمر سیلان
جاتا ہوں اُسکے لیے جاؤنگا مجھکو یہ کلام اُسکا اسقدر ناگوار ہوا کہ میں آمادہ اُسکے قتل پر ہوا انجام کار اُسکو میں
مار ڈالا اور اُسکی لاش کے ٹکڑے کرکے صحرا میں پھینکدیے چیل کوے کتے بھیڑیے کھا گئے ہونگے شہزادہ
نے کہا تو نے بہت برا کیا مفتوح نے کہا اے شہریار میں کبھی اُسے اپنی بہن نہ دیتا مگر ہاں آپ اپنی کنیزی
میں اُسکو لیجیے شہزادہ ہاشم نے کہا کہ اب تم اپنا حال کہو کہ کہیں تم تو کسی پر عاشق نہیں ہو مفتوح
نے ایک آہ سرد کھینچی اور آنسو آنکھوں میں بھر لایا شہزادہ سمجھا کہ یہ بھی عاشق تن ہو کسی پر فریفتہ ہے پوچھا

ای مفتوح تم کیون آنکھون مین آنسو بھر لائے کچھ حال تو بیان کرو مفتوح نے عرض کیا کہ حضور جلد ملکہ قمر سیلان
کے پاس بیٹھیں تو مین اپنا حال عرض کرون شہزادہ ہاشم تیغزن اُسی برج منور کی طرف چلے ملکہ
قمر سیلان نے جو دیکھا کہ شہزادہ ہاشم تیغزن مفتوح پر فتحیاب ہوا فوراً سجدۂ شکر کیا غرضکہ ہاشم
تیغزن جب ملکہ کے پاس آئے ملکہ برائے تعظیم اُٹھ کھڑی ہوئی ہاتھ پکڑ کر مسند زرنگار پر بٹھایا شہزادہ
نے کہا ای ملکہ تمھارا بھائی تو اسلام لایا اب تم بھی مسلمان ہو ملکہ نے عرض کیا کہ مجھکو ہر کیف تمھاری اطاعت
و فرمانبرداری منظور ہی مجکو مسلمان ہونے مین کیا تامل ہی پھر شہزادہ نے کلمۂ طیبہ اُسکو تعلیم کیا ملکہ کلمہ
پڑھکر دائرۂ اسلام مین آئی ہاشم تیغزن نے کہا ای ملکہ عجب فضل الٰہی شریک حال ہوا کہ لیر قلعہ دار
مارا گیا نہین تو ہمارے تمھارے وصل ممکن نہ تھا بڑی مشکل پڑتی ملکہ بولی ای شہریار مین اپنی جان دیتی
مگر لیر قلعہ دار کو ہرگز ہرگز قبول نہ کرتی فقط میری زندگی تھی جو وہ مارا گیا پھر ملکہ قمر سیلان نے حکم کیا
کہ خاصہ لاؤ فوراً آکر دسترخوان بچھا شہزادہ ہاشم اور ملکہ نے کھانا کھایا رات بھر کا جاگا ہوا تھا
آرام فرمایا دوسرے دن صبح کو مفتوح کو بھی آیا ملکہ بھائی کی تعظیم کو اٹھی مفتوح نے شہزادہ ہاشم تیغزن
کو سلام کیا پاس آکر بیٹھ گیا ساقی پریون کو اشارہ کیا دور بادۂ ناب ہوا جب دو تین جام شراب پر نوبت
پہنچی اور دماغ گرم ہوا نشہ شراب کا چڑھا کہ ہاشم تیغزن نے فرمایا ای مفتوح اب حال اپنا خلاصہ بیان
کرو مفتوح نے کہا ای شہریار یہان سے کئی منزل پر ایک شہر ہی کہ نام اُسکا جالقیہ ہی بادشاہ وہان کا
مرزبان شاہ ہی مجھے اُس سے شکارگاہ مین ملاقات ہوئی تھی مرزبان شاہ مجکو اپنے شہر مین
لے گیا وہان میری دعوت وضیافت کی بعد الفراغ دعوت مین رخصت ہو کر چلا شہر سے باہر نکلا تھا کہ بیٹی
مرزبان شاہ کی اپنے باغ سے آتی تھی ہوا سے پردہ محافے کا اُڑا میرا اور ملکہ کا سامنا ہوا تیر عشق جگر
سے پار ہوا دل بہت بیقرار ہوا سواری اُسکی اُسطرف نکل گئی مین اپنے شہر کو آیا پیغام مرزبان شاہ
کو بھیجا کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کر دو اُس نے پیغامبر کو نکلوا دیا اور میرا دشمن جانی ہو گیا ای شہریار
مرزبان شاہ زبردستان روزگار سے بڑا نامی و نامدار ہی چار لاکھ کی جمعیت سواران جرار لشکر
بیشمار رکھتا ہی کوئی اُس سے عہدہ برا نہین ہو سکتا بہت دشوار ہی کہ اُسکی بیٹی سے وصل ہو اُسکے عشق
مین مجکو رات دن بیقراری اور آہ و زاری ہی اگر آپ میری مددگاری کیجئے گا تو زندگی ہوگی ورنہ یقین
فراق مہ جبین مین تڑپ تڑپ کے مر جاؤنگا شہزادہ ہاشم تیغزن نے کہا ای مفتوح تم خاطر جمع رکھو
مین تمھاری معشوقہ کو تجسے ملا دونگا مفتوح نے کہا ای شہریار فوج اسقدر کہان ہی کہ آپ اُس سے
جاکر سامنا کیجئے گا ہاشم تیغزن نے کہا ای مفتوح مجھے کچھ ملک فی الحال یکہ و تنہا فتح کیے ہین
مرزبان شاہ سے بھی اکیلا جاکر مقابلہ کرونگا مدد پروردگار کا طالب ہون وہ حافظ حقیقی ہر وقت
ہر مقام پر تنہائی مین اور غیر تنہائی مین نگہبان ہی فوج اور لشکر کی کچھ حاجت نہین ہی مفتوح کو یہی لے
کر چھوکے نعلین پا کو بوسہ دیا اور ہاتھ جوڑکے عرض کیا ای شہریار مجھے آپ کو وہان تنہا جانے دینا گوارا
نہین ہی شہزادہ ہاشم تیغزن نے فرمایا اچھا اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو تم فوج لیکر الگ الگ چلو
دامنہ کوہ مین پوشیدہ اُترنا تماشا دیکھنا ہرکارے خبر کے واسطے لگائے رکھنا جس وقت تم کو خبر پہنچے
کہ مین مرزبان شاہ پر فتحیاب ہوا اُس وقت تم فوج لیکر چلے آنا مفتوح نے کہا بہت خوب بسر و چشم

القصہ شہزادۂ ہاشم تیغزن یکہ و تنہا بعد کروز شہر جانقیہ کو روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طی مراحل شہر
جانقیہ میں پہونچے دیکھا شہر بہت آراستہ و پیراستہ ہے دوکانیں پختہ دو طرفہ ہیں دوکاندار آباد و خوش و خرم
ہر چیز عمدہ دوکانوں پر موجود ہے بازاروں کی سیر کرتے ہوئے خرامان خرامان کاروانسرا میں آکر اوسکے
بھٹیارے کو آواز دی مہتر جی ادھر آؤ جب بھٹیارہ قریب آیا ایک اشرفی کندلی کلدار نکال کر اسکے آگے پھینک دی
اور گھوڑے سے اوترے اور کہا گھوڑا ہمارا باندھ دو اور گھاس دانے کا اسکے سامان کرو اور کھانا ہمارے
واسطے پکاؤ بھٹیارے نے خوشی خوشی وہ اشرفی اوٹھائی اور گھوڑا شہزادے کا ٹہلا کر باندھا چارجامہ
کھول کر کوٹھری میں رکھا بھٹیاری سے کہا اری بجو حرافہ تو میاں کو حقہ پانی دے وہ ہاتھ منہ دھوئیں حقہ
پئیں میں دانے گھاس کی فکر میں جاتا ہوں اور سودا کھانا پکانے کا بھی لیتا آؤنگا غرضکہ مہترانی نے
ڈیڑھ خمہ حقہ کھنی دار بھر کے آگے شاہزادے کے رکھا اور گرم پانی کا لوٹا بھر کر لائی واسطے ہاتھ منہ دھونے
کے غرض شہزادۂ ہاشم تیغزن نے ہاتھ منہ دھو کر حقہ پیا رات کو کھانا قورمہ چپاتیاں نوش کیں کھانے پینے
سے فراغت کرکے بھٹیارنی نے پلنگ بچھا کر تیار کر دیا شہزادے نے آرام کیا صبح کو گھوڑا کسوا کر شہر کی سیر کو
چلے جاتے جاتے چوک میں پہونچے دیکھا کہ ایک مقام پر خلائق کا ہجوم ہے جب قریب پہونچے تو ملاحظہ کیا کہ ایک
کمان اور ایک بدرۂ زر چوکی پر سنگ مرمر کی رکھا ہے اور ایک شخص کرسی پر بیٹھا ہوا ہے شہزادۂ ہاشم تیغزن
نے گھوڑے کو روک لیا اور اس شخص سے پوچھا کہ یہ کمان کیسی ہے اور یہ بدرۂ زر کیسا ہے اسنے شہزادۂ ہاشم
تیغزن کے حسن و جمال کو دیکھکر بہت متحیر ہو کر کہا اے جوان صاحب شوکت و شان ہمنے کبھی تجکو اس شہر میں
نہیں دیکھا شاید تو نیا وارد ہے اپنا نام و نشان بتا شہزادۂ ہاشم تیغزن نے کہا پہلے تم اس کمان کا حال بیان کرو
تو پھر میں اپنے نام اور حسب و نسب سے آگاہ کرونگا اوس کرسی کے احمق نے کہا کہ یہ کمان مرزبان شاہ
کی ہے یہاں اسواسطے رکھوادی ہے کہ جو کوئی اس کمان کو کھینچ لیگا یہ بدرۂ زر پائیگا اور سوا گر ارادہ کھینچنے کا کرکے
نہ کھینچ سکیگا گردن مارا جائیگا شہزادۂ ہاشم تیغزن مرکب سے کود پڑے اور کہا کہ ہم اس کمان کو کھینچتے ہیں اگر ہمسے
نہ کھینچ سکیگی تو ہمیں قتل کرنا یہ کہکر وہ کمان ہاشم تیغزن نے ہاتھ میں اوٹھالی اوس جوان کرسی کے احمق نے
ہر چند منع کیا کہ اے جوان تو اس کمان کو رکھدے ہرگز کھینچنے کا قصد نہ کرنا نہیں تو مفت میں جان تیری جائیگی
اور یہ کمان بھلا تجھسے کیا کھنچیگی اس کمان کو بڑے بڑے لاف قدرتار نہ کھینچ سکے جو دعوی رکھتے تھے اور وہ لوہ ہمتنی
رکھتے تھے تو ان ہاتھ پاؤں پر اتنا بڑا دعوے کرتا ہے ہاشم تیغزن مطلق اسکے کہنے کو سماعت میں
نہ لائے اور چلے پر کمان کے ہاتھ ڈال کر کھینچ لیا اور گوشے سے گوشہ ملا دیا تحسین و آفرین کی صدا چار طرف
سے بلند ہوئی واہ واہ واہ کا غل ہر جانب سے اوٹھا ہر شخص نے کہا کہ ایسی طاقت آجتک ہمنے کسی میں نہ دیکھی
ہمیشہ اس شخص کو خدا نظر بد سے بچائے رکھے وہ جوان کرسی نشین دنگ ہوگیا مثل آئینہ کے حیرت زدہ ہو کر
چہرۂ بے مثال شہزادۂ ہاشم تیغزن دیکھنے لگا شہزادۂ ہاشم تیغزن نے وہ بدرۂ زر اوٹھالیا اور
کھڑے کھڑے اسی جگہ غربا اور مساکین و محتاجین کو سب تقسیم کر دیا آپ اوسمیں سے ایک پیسہ نہ لیا لوگ
اور زیادہ متعجب ہوئے اور کہا کہ یہ شخص بڑا سخی داتا ہے کہ اس مشقت و جانکاہی سے تو بدرۂ زر ہاتھ آیا
اور یوں دم بھر میں اسنے اسی جگہ بانٹ دیا ہرکاروں نے یہ خبر مرزبان شاہ کو پہونچائی کہ ایک جوان
نہایت حسین و شکیل وارد شہر ہوا ہے اسنے کمان آپ کی کھینچ کے دونوں گوشے ملا دیئے اور بدرۂ زر

مساکین کو بانٹ دیا مرزبان یہ خبر سنکر بہت متحیر ہوا اور حکم کیا کہ اُس جوان رعنا کو بکمال عزت و توقیر حشم
و خدم ہمارے پاس لاؤ بموجب حکم بادشاہ وزرا و امرا اور تمام سرداران جلیل القدر برائے استقبال شہزادہ ہاشم
تیغزن آئے اور شہزادے سے ملاقات کر کے کہا کہ بادشاہ آپکا مشتاق زیارت حسن و جمال چہرۂ بیمثال ہی
تشریف لے چلیے ہاشم تیغزن بعد کروفر اُن سب کے ہمراہ بارگاہ مرزبان شاہ مین آئے بادشاہ نے شہزادہ
ہاشم کو کرسی جواہرنگار پر بٹھایا ہر اہل دربار بہ نگاہ غور حیران حیران صورت شہزادے کی دیکھنے لگا بادشاہ نے
ساقی بچون کو اشارہ کیا وہ اُسی وقت کشتیان شراب وکباب کی لائے دور بادۂ ناب چلنے لگا بادشاہ نے
اپنے ہاتھ سے جام زرنگار لیکر بادۂ گلفام سے لبریز کیا اور شہزادہ ہاشم تیغزن سے کہا کہ لیجیے نوش کیجیے
ہاشم تیغزن نے کہا کہ مین جام شراب تمھارے ہاتھ سے نہ پیونگا مجھپر یہ شراب حرام ہی تم لقا پرست ہو اور
مین خدا پرست ہون مرزبان شاہ کو دیکھتے ہی ہاشم تیغزن سے ایک محبت دلی پیدا ہوگئی تھی کہنے لگا ای
جوان رعنا اگر مین تجھکو زیر کردون تو لقا پرستی اختیار کریگا ہاشم نے کہا کہ ہان اگر مین تجھسے زیر ہوجاؤنگا تو
لقا پرستی اختیار کرونگا اور اگر تو زیر ہوجائیگا تو مین تجھکو مسلمان کرونگا مرزبان شاہ نے قبول کیا اور حکم
دیا کہ اکھاڑہ تیار ہو اُسیوقت اکھاڑہ تیار ہوا ملازم جانگیا اور لنگوٹ دو کشتیون مین لگا کر لائے بادشاہ
ہاشم تیغزن کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا دونون نے لباس اُتارے جانگیا اور لنگوٹ زیب بدن کیا
دونون اکھاڑے مین اُترے خم مار کے پینترے بدلے ہاتھ ملاتے ہی لپٹ پڑے کشتی ہونے لگی کلہ بکلہ
مشت بمشت سامنے کے داؤن پیچ اور زور آزمائی قوت نمائی ہو رہی ہی مگر کوئی غالب نہین آتا دونون بڑے
جُٹے ہوئے ہین یہان تک کہ شام ہوگئی مرزبان شاہ نے کہا ای جوان بس اب شام ہوگئی رات کو استراحت
کرو صبح کو پھر لڑینگے ہاشم تیغزن نے کہا ای مرزبان شاہ تم دن بھر لڑا کیے کچھ نہوا اسیطرح برسون گذر جائینگے
اور جھگڑا تمام نہوگا اور کوئی کسی پر غالب نہ آئیگا بہتر یہ ہی کہ بغیر فیصلہ ہوئے ہم تم جدا نہون مرزبان شاہ
بولا کہ تاریک شب مین کون تماشا دیکھیگا شہزادے نے کہا کہ روشنی منگواؤ کیا مشکل ہی بادشاہ نے حکم کیا کہ
روشنی ابھی اچھی طرح سے ہوجائے بموجب حکم بادشاہ مشعلچی و دستیان طلائی جلا کر حاضر ہوئے ایک جا ہی
شیشون کے جھاڑ چہار طرف اکھاڑے پر رکھدیے گئے بخشانے نقرئی دور تک ہزارہا گڑگئے ہزارہے طلائی
جلوے کے رال کے شعلے مارنا شروع کیے اسقدر روشنی اکھاڑے سے دور تک چہار طرف ہوئی کہ گویا آگ لگ گئی
اگر سوئی زمین پر گرے آدمی اُٹھا لے ادھر خوان میوے کے اور کاسے دودھ کے لبالب آئے مرزبان شاہ
نے خوب میوہ کھایا دودھ پیا پھر تازہ ہوگیا شہزادۂ ہاشم کی بھی صلاح کی ہاشم تیغزن نے کہا کہ ہرچند مین نے
صبح سے مطلق کچھ نہین کھایا ہی مگر اب بھی نہین کھاؤنگا یہ میرا اصول نہین اب ایک ہی مرتبہ کھانا کھاؤنگا اور پانی
پیونگا ہرچند مرزبان شاہ نے اصرار کیا مگر ہاشم تیغزن نے رُخ بھی نہ کیا مرزبان شاہ نے کہا ای جوان
تو مجھے بدنام کریگا لوگ کہینگے کہ حریف کو بھوکا پیاسا کر کے پکڑ لیا مین نہین چاہتا ہون کہ کوئی بات بدنامی کی میرے
ذمے عائد ہو ہاشم تیغزن نے کہا تمھین کوئی نہین بدنام کریگا ہمارا تو یہ دستور ہی نہین ہی کہ ہم بغیر فیصلۂ جنگ
کچھ کھائین پیین غرضکہ پھر دونون سرگرم معرکۂ کشتی ہوئے تمام رفقا بادشاہ کے اور سرداران اولو العزم اور شہر
کے امیر غریب تماشا دیکھ رہے ہین سب کی نگاہ زیری جولی ہی از سرتاپا دونون پسینے مین غرق ہین اکھاڑے
مین جابجا پسینے سے کیچڑ ہوگئی ہی غرضکہ رات بھر اُسی طرح کشتی ہوا کی پیچ بندھا کیے توڑ ہوا کیے آخر صبح ہوگئی

دوسرے روز پہر دن باقی تھا کہ مرزبان شاہ ہاشم تیغزن کو ریل کر دوڑا لے گیا چھ سات قدم پر جا کے ایک
جھٹکا دیا کہ ایک نیاز ہاشم تیغزن کا زمین سے جا لگا ہاشم نے لنگر مارا ہر چند مرزبان شاہ نے زور کیا کہ لنگر
ہاشم کا اُکھڑ لے مگر مطلق جنبش بھی نہ ہوئی گویا زمین نے پاؤں پکڑ لیے مرزبان شاہ غرق عرق ہو کر ہانپنے لگا
عاجز ہو کر ہاتھ اُٹھا لیا اور کہا اے جوان میں تیرا بازو آزما چکا اب تجھے جو کچھ ہو سکے مقدور کر ناگاہ اُس وقت ہاشم
تیغزن نے دونوں بازو مرزبان شاہ کے تھام لیے اور سیل کر کے گیارہ قدم دوڑا لے گیا وہاں جا کر ایک جھٹکا
مارا دونوں گھٹنے مرزبان شاہ کے زمین سے جا لگے مرزبان شاہ چاہتا تھا کہ لنگر مارے ہاشم تیغزن نے
کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر نعرہ اللہ اکبر کیا اور زور کر کے لنگر توڑا ایک ہاتھ سے مرزبان شاہ کو اٹھا لیا اور سر سے بلند
کر کے کئی بار چرخ دیا چاہا کہ زمین پر ماریں کہ مرزبان شاہ پکارا الامان الامان اے جوان یہ جمیعت سے بعید ہے جس کو
زیر کرتے ہیں اُس کو ذلیل نہیں کرتے ہیں اے رستم عرصہ صولت و شوکت و اے فخر زبان میدان ہمت و جلالت میں نے
اطاعت و فرمانبرداری آپ کی اختیار کی آج سے میں آپ کا غلام حلقہ بگوش ہوں بیشک آپ مرد مردانہ اور یگانہ
فرزانہ ہیں مثل آپ کے کوئی شجاع و بہادر نہ ہوگا ہمیشہ تعریفیں مردانگی و شجاعت اہل اسلام کی سنا کرتا تھا آج
آنکھوں سے دیکھ لیا ہاشم تیغزن نے مرزبان شاہ کو اسی طرح ہاتھ سے رکھ دیا وہ اُٹھ کر دوڑنے لگا ہاتھ آنکھوں
سے لگائے قدم میمنت لزوم کو بوسے دیے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا پھر تمام سرداروں کو بلا کر افسران فوج کو طلب کیا
اور سب سے کہا کہ جس کو میرے پاس رہنا ہو وہ لقا پر لعنت کرے دین اسلام قبول کرے سب نے کہا لقا پر ہمنے
لعنت کی دین اسلام اختیار کیا پھر تمام شہر کو اسلام آباد کیا بتخانے توڑ کر مسجدیں تعمیر کرائیں سکہ نام پر بادشاہ اسلام
سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا جھنڈا دین اسلام کا گڑ گیا مرزبان شاہ نے شہزادے کی دعوت و ضیافت کی
ہاشم تیغزن نے کہا اے مرزبان جب سے میں اس طرف آیا ہوں جس کو میں کہ اُسنے دین اسلام قبول کرنے میں عذر کیا کہ میں
فلاں مقام پر فلاں ملکہ کا عشق رکھتا ہوں میری معشوقہ کو مجھے ملا دیجیے تو میں دین اسلام قبول کرونگا جناب تو بیچ
تمہاری بیٹی پر عاشق ہے اُسکی معشوقہ کی فکر میں تمہارے شہر میں آیا تھا مرزبان نے کہا اے شہریار مقتوح کی کیا
مجال تھی کہ اس طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھ سکتا یا میری بیٹی کے عشق کا نام زبان پر لاتا مگر آپ کے فرمانے سے مجکو کچھ
انکار نہیں القصہ شہزادہ ہاشم تیغزن نے سب عاشقوں کو اور سب معشوقوں کو وہیں بلوایا اور ایک کا ایک کے
ساتھ عقد کر دیا اور اپنا عقد ملکہ قمر سیلان کے ساتھ کیا بعد اُسکے ہرکاروں کو چار طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ جلد
سرداران لشکر اسلام کی خبر لاؤ ہرکارے گئے اور بعد کئی دن کے خبر لائے کہ دامنہ سبل کوہ میں شاہزادہ خلق
سپاہ قاسم عالیجاہ کا لشکر اُترا ہوا ہے شہزادہ ہاشم نے بھی لشکر فراوان ساتھ لیکر اُسی طرف کا رستہ لیا

دو کلمہ داستان شوکت نشان بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد عالیمقام کے بیان کیے جاتے ہیں

پلا ساقیا جام وہ عطر بیز
کہ جس کے پینے سے ہو فتنہ خیز
بڑا معرکہ آج تو درپیش ہے
ہر اک رند ساقی جگر ریش ہے

عجب رنگ کی ہے مے لعل فام
بھرے میں تو لبالب سے تمام
چمک برق کی ہے کہ موج شراب
الم سے ہے دل سیکڑوں کا کباب

ظاہر ہوا جاتا ہے عیاں
نرا میکدہ ہوگا مقتل نشان
جو ساغر میں شمشیر کی ... ہے
وہ رندوں کے حق میں ...

سحر حسن کا ہے جا کا کر
روان جلد ہے حد سے افلاک کر

غزل

کرنا خورشید آج اپنا چراغ خانہ ہے

بزم میں باہم ہجوم شمع اور پروانہ ہے
ابر ہے صحن چمن ہے ساقی مستانہ ہے

دل خیال چشم مست یار سے بیمانہ ہے
ہر طرف کو خندۂ برق و گل و پیمانہ ہے

داغ سودا جو نظر آتا ہے اک پیمانہ ہے
دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہے

روح قالب مین نہین ہی بزم مین پروانہ کی
سرخوشی ممکن نہین جبتک چھلکے جام عمر
اب بہال آرزو وہ سبزۂ بیگانہ ہی
ہر کسی نے کی فریب دوستی مین دشمنی

بعد مجنون میری تربت پر ہوا پیدا جو تخم
یہ خرابات جہان بھی کدہ ہی میخانہ ہی
محو ایسے خانۂ رنگین مین ہماق ہو گئے
میری شمع قبر پر موج ہوا پروانہ ہی

استخوان سونگھا ہما جس شخص نے دیوانہ ہی
نام سر سبزی ہی جسکا بوستان دہر مین
پر نہین ثابت کسی پر کون صاحب خانہ ہی
بیت دلپسند کا دفتر لاجواب

رقم کردن داستان انتخاب

شجاعان عرصۂ جانبازی و یکہ تازان میدان سرفرازی توسن کلک کو یون مہمیز کرتے ہین کہ بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار عالیمقام جب اس سحر گہ آفت خیز بلا انگیز یعنے برف باری مین بارگاہ فلک جاہ سے نکلے دیکھا کہ لشکر لقا یا قوت شاہ و بیکرا اگرا ہی سرداران لشکر اسلام وغیرہ سے تلوار چل رہی ہی مرکب باد رفتار پر سوار ہوکر چلے میدان کارزار مین آکر تلوار کھینچی لڑنا شروع کیا جب ایک سردار لشکر لقا سے مقابلہ ہوا اسکے ہاتھ سے زخمی ہوکر اسی عالم زخمداری مین اس کافر کو تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوکر گرا ادھر زخم سے چادر خون کی سر پر آئی بیہوش ہوگئے رہوار کی گردن مین ہاتھ حائل کر دیے مرکب میدان جنگ گاہ سے طرف صحرا کے نکل گیا بگٹٹ قدم اٹھاتے ہوئے دن رات چلا رات بھر باد پیمائی کی صبح کو قریب طلسم خونریز کے پہنچا ایک صحرائے پر فضا ملا کہ وہ متعلق شہر حیرانیہ سے تھا مرکب سبزہ زار دیکھکر تھم گیا ہری ہری گھاس کھانے لگا جب خوب سیر ہوا ایک چشمے پر آیا پانی پیا خنکی جو قلب کو پہونچی پھریری لی بادشاہ حالت زخمداری مین بیہوش تھے زمین گیاہ پر گر پڑے مرکب پھر چرائی مین مصروف ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے جب اس شہریار کو ہوش آیا اپنے تئین صحرائے سبزہ زار مین پایا بسم اللہ کہکے اٹھے چشمے پر آئے زخم سر کو پانی سے دھویا رومال سے خشک کیا قربوس زین فرس سے سوزن و رشتہ نکالا زخم سر مین ٹانکے دیے مرہم بھی موجود تھا ایک پٹی مرہم سلیمانی کی چڑھائی فوراً درد سر کے زخم کا موقوف ہوگیا گھوڑے پر سوار ہوئے ایکطرف چلے جاتے چلے ایک اور صحرا مین گذر ہوا دیکھا کہ ایک گنبد سبز مثل فلک زنگاری کے ہی خیال مین آیا کہ آج کی شب یہین بسر کیجیے کچھ تو دل مجروح کو راحت ملے یہ سوچ کے قریب اس گنبد سبز کے آئے گھوڑے سے اترکے اس گنبد مین داخل ہوئے دیکھا کہ ایک پریزاد نہایت حسین و وجیہ بصورت نازنین مہ جبین مہر تمکین مسند ناز پر جلوہ گر ہی بادشاہ اسلام دیکھتے ہی اس حور لقا کو عاشق ہوگئے وہ پریزاد تعظیم کے اٹھی اور ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو مین مسند پر بٹھالیا اور عرض کیا کہ آپ کون ہین اور کیونکر ادھر آئے تھے بادشاہ اسلام نے تمام حال اپنا بیان کیا اور اس سے پوچھا کہ تو کون ہی اس نے کہا مین پریزاد ہون مجکو ساحر پرور سحر ساحری یہان لے آئے ہین پھر اس نے تمام اسباب صحبت جشن اور سامان جلسۂ عیش مہیا کیا لگا بیان شراب کی قابین کباب کی منگائین بادشاہ اسلام شریک جلسۂ عیش ہوگئے دور مے چلنے لگا پھر اس نے کھانا منگواکر دسترخوان بچھوایا آپ بھی کھانا کھایا بادشاہ کو بھی کھلایا بعد فراغت نا و نوش وغیرہ باہم مشغول اختلاط ہوئے بادشاہ اسلام نے اس پریزاد کے گلے مین دونون ہاتھ ڈال دیے اور منہ کے پاس منہ لیجاکر ارادہ بوسہ لینے کا کیا کہ ایک بوے بد اس گندہ دہن کے منہ سے آئی فوراً منہ ہٹا لیا ناک سے نکال بے نفرت کلی ہوگئی بادشاہ سمجھ گئے کہ یہ خود ساحرہ ہی بس دور ہٹ کے اس سے بیٹھے اس نے کہا کہ شہریار یہ کیا تو ایسی گرم جوشی تھی یا یہ سرد مہری ہوئی فرمائیے کیا سبب ہی جو آپ نے مجھسے کنارہ کشی کی بادشاہ اسلام جواب دیا او مکارہ مکانہ تو جادوگرنی ہی مجکو پریزاد بنکر صورت دکھائی تجھ مثل شد اس کے منہ سے ایسی بوے بد آتی ہی کہ نفرت ہوگئی دماغ پریشان ہوگیا وہ بولی کہ اے شہریار سوائے گندہ دہنی کے اور تو کوئی عیب مجھ مین نہین ہی حسن خوبی جمال رکھتی ہون سن بھی کم ہی بادشاہ نے فرمایا او مکارہ مجکو فریب دیتی ہی دو سو برس سے تیرا سن کم نہین ہی وہ حسین کھلے نا

کہ مجکو ابھی پندرہواں برس شروع ہی ابھی اچھی طرح کھیل کود سے بھی واقف نہین ہون بادشاہ نے فرمایا ہم
جادوگرنی سے صحبت نہین ہوتے ہین اُس مکارہ نے کہا کہ ان باتون مین تم بہت خراب ہوگے مجھے ناراض نہ کرو
بادشاہ نے پھر کہا او لکاتہ مین تجھپر تھوکتا بھی نہین یہ سنکر وہ برہم ہوئی اور سحر جو کیا ہاتھ پاؤن بادشاہ کے کرخت ہوکر
رہ گئے اُسنے کھینچ کر اپنے پاس بٹھالیا اور منتین کرنے لگی کہ ای شہریار مین تجھپر ہزار جان سے عاشق ہون ایسی
چاہنے والی تو نہ پائیگا دیکھ پچتائیگا نہین تو میرا مطلب دلی برلا بادشاہ نے کہا مجکو جان دینا قبول ہی مگر تجھسے
ہمبستری منظور نہین یہان یہ ذکر تھا کہ ایک تخت پریزاد کا آسمان سے اُترا گلاب پری اسکا نام تھا تمام جہان شمیم
جسم سے معطر ہوگیا بادشاہ اسلام کو دیکھتے ہی عاشق و شیدا ہوگئی پاس آکر اُس ساحرہ کے بیٹھی پوچھا کہ یہ آدمزاد کون
ہی وہ ساحرہ بولی کہ یہ شخص بڑا ذی مرتبت صاحب شان و شوکت بادشاہ لشکر اسلام ہی خداوند لقا نے لشکر پر اسکے
ساحرون سے برف باری کرائی لشکر اسکا تباہ ہوگیا یہ خراب و خستہ ہوکر ادھر نکل آیا مین اسکو دیکھکر عشق مین
دلدادہ و فریفتہ ہوگئی ہون مین کہتی ہون یہ میرا کہنا نہین مانتا شراب وصل سے سیراب نہین کرتا اگر اسنے میرا کہنا
نہ مانا تو مین بھی اسکو گرفتار کرکے لقا خداے باختری کے پاس بھیجدونگی چاہے وہ قتل کرے چاہے چھوڑ دے
یہ ذکر تھا کہ یکایک دو تخت اور آسمان پر سے اُترے ایک تخت پر روح افزا پری سوار تھی دوسرے پر گلران
پری بیٹھی تھی یہ دونون پریزادین بھی بادشاہ اسلام کو دیکھتے مائل و شیدا ہوگئین پاس آکر بیٹھین اس ساحرہ سے
حال بادشاہ کا پوچھا یہ کون شخص ہی بادشاہ اسلام بھی انکو دیکھکر حیران ہوے روح افزا پری کی طرف مائل
ہوئے مگر اس ساحرہ کی وجہ سے خاموش رہے اُس ساحرہ نے اُن پریزادون سے کہا کہ تمہارا یہان بیٹھنا مناسب
نہین ہی کسواسطے کہ ایسا نہو ملک حارث یہان چلا آئے اور تمھین یہان بیٹھے ہوئے دیکھے تو غضب ہوجائیگا
اور ملک حارث سے بادشاہ طلسم خونریز جادو سے بہت ملاقات ہی جادوگر اُسکے کفیل حال ہین اُن پریزادون
نے کہا کہ ہم گھڑی دو گھڑی ٹھہر کر چلے جائینگے اور آپسمین صلاح کی کہ اس ساحرہ کو لپٹ کر مار ڈالو یہ لکاتہ چاہتی ہی
کہ اس سے عیش و عشرت کرے اور ہم محروم رہین یہ مشورہ باہم کرکے اُٹھین تینون ذوفنون جادو کے پاس آکر کہنے لگین
کہ آپ کی قدمبوسی کرلین تو چلے جائین بس ایک نے دونون ہاتھ پکڑے اور دوسری نے دونون پاؤن پکڑے
اور ایک نے لپٹ کر ہاتھون کو پکڑا وہ لکاتہ گری ایک چھاتی پر چڑھ بیٹھی دونون ہاتھون سے پکڑکر اس ساحرہ کا
گلا گھونٹ دیا وہ سحر بھی نہ کرنے پائی تڑپ تڑپ کر مر گئی تمام صحرا مین تاریکی ہوگئی پریون نے اُسکی شور و غل مچایا ہوا
چلی جب بعد تھوڑی دیر کے وہ بلاے تازہ دفع ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ذوفنون جادو بود فریاد
مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم بادشاہ اسلام کے ہاتھ پاؤن کھل گئے پھر وہی طاقت آگئی اثر سحر دفع ہوگیا
بادشاہ نے اُن تینون پریزادون سے کہا مجپر تمہارا کمال احسان ہوا اس ساحرہ کو مار میری جان بچائی اُن
پریزادون نے جواب دیا کہ ہم سب آپ کی کنیزین ہین آپ کی محبت مین ہمنے اسکو مار ڈالا بادشاہ اسلام اُن پریزادون
کے پاس بیٹھ گئے اور پوچھا کہ پہلے یہ تو بتاؤ کہ تم سب کون ہو اور یہ کونسا مقام ہی اور یہ ساحرہ کون تھی اور یہان
بادشاہ کا کیا نام ہی اُن پریزادون نے کہا ای شہریار یہان ایک طلسم ہی کہ نام اُسکا طلسم خونریز ہی ہم اُسی طلسم
کے رہنے والے ہین اور یہ ساحرہ بھی اُسی طلسم کی تھی اور یہ علاقہ شہر بیر اطیہ کا ہی ملک حارث یہان کا حاکم ہی
بادشاہ اسلام نے کہا کہ ایسا ہوسکتا ہی کہ تم لوح طلسم خونریز مین لادو کہ ہم طلسم کو فتح کرین اُنھون نے عرض کیا ای
شہریار ہمین معلوم نہین کہ لوح طلسم خونریز کہان ہی یہ ذکر تھا کہ قضاے کار ملک حارث طلسمی بھی وہان گیا بادشاہ اسلام

تو پریزادوں میں بیٹھے دیکھا آگ ہوگیا کلیجہ آتش حسد سے جلنے لگا للکار کر کہا او فتنہ پرداز تو کون ہے جو پریزادان طلسم
سے صحبت آرا ہوا ہے سمجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا بس تلوار کھینچکر جھپٹا پریزادیں تو الگ ہٹ گئیں بادشاہ اسلام
بھی تلوار ٹیکتے اٹھ کھڑے ہوئے اور ملک حارث سے ہم مقابلہ ہوکر لڑنے لگے حارث نے برابر بادشاہ کے آکر
تلوار ماری بادشاہ اسلام نے بازو بچاکر ہاتھ قبضے پر ڈال دیا اور تلوار اُسکی چھین لی پھر کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا
اور مشکیں اُسکی باندھکر ایک درخت سے جکڑ دیا اور آپ پھر صحبت پریزادان میں آکر جلوہ آرا ہوئے مگر حیران تھے
کہ یہ تینوں پریزادیں عشق کا دم بھرتی ہیں دعوی محبت کا کرتی ہیں اور ان تینوں نے تمیز احسان کیا ہے اس جادوگرنی
کو مارا ہے کس سے مشغول اختلاط اور سرگرم ارتباط ہوئے اسی فکر میں بیٹھے ہوئے اُن پریزادوں سے ہنس ہنسکر
باتیں کررہے تھے کہ یکایک آسمان پر برق و شعلۂ آتش نمایاں ہوئے پریزادوں کے ہوش اُڑگئے فوراً پرواز کرکے
چلی گئیں بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی نہایت زشت رو سیاہ فام طویل القامت اژدر آتش فشان پر سوار
سامنے سے نمودار ہوئی بادشاہ ملک حارث کو جو درخت سے بندھا ہوا دیکھی بہت غضبناک ہوئی پوچھا اسے باندھا
مجکو کسنے گرفتار کرکے درخت سے باندھ دیا ملک حارث نے کہا کہ یہ شخص جو سامنے بیٹھا ہے اسنے مجکو زیر کرکے گرفتار کیا اور
درخت سے باندھ دیا اُس ساحرہ نے بادشاہ اسلام کی طرف بنگاہ قہر و غضب دیکھا اور کہا ارے تو کون ہے
بادشاہ اسلام نے نعرہ کرکے کہا اور للکارا کہ میں تیرا قاتل ہوں اور تلوار کھینچکر جھپٹے اُسنے اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ ہاتھ
انکا خشک ہوگیا بدن میں طاقت نہ رہی اُس ساحرہ نے کہا کیوں تو مجپر تلوار کھینچکر آیا تھا مجکو بھی کوئی اور سمجھا
دیکھ تو میں تیرا کیا حال کرتی ہوں یہ کہکر مشکیں باندھ لیں اور ملک حارث کو درخت سے کھلوا اور کہا کہ تو اس
خدا پرست کو لیجا جو تیرا جی چاہے اسکا حال کر ملک حارث بادشاہ اسلام کو لیے ہوئے اپنے شہر میں آیا قید آہن
میں گرفتار کیا اور زندانخانہ میں بھیجا دوسرے روز اپنے سامنے بلوایا جبوقت وہ شیر بیشۂ شجاعت و نہنگ دریاے
ہمت مسلسل بقید آہن دربار میں ملک حارث کے آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا ملک حارث نہایت برہم ہوا
اور للکارا کہ او خدا پرست بہتر یہ ہے کہ لقا پرستی اختیار کر نہیں تو میں بہت بری طرح تجھسے پیش آؤنگا بادشاہ اسلام نے
کہا کہ لعنت ہے لقاے بے لقا اور اسکے پرستاروں پر ملک حارث نے تاؤ پیچ کھاکر جلاد کو طلب کیا جب جلاد حاضر
ہوا حکم دیا کہ اس خدا پرست کو قتل کر جلاد حکم قتل پاتے ہی بادشاہ اسلام کے برابر آیا چاہا کہ زنجیر کا سرا کھینچکر اُٹھائے
بادشاہ اسلام نے نعرۂ جانخراش کرکے جلاد کو للکارا کہ دور ہو ادھر وہ جلاد دہل کر گر پڑا اور دوران سر ایسا ہوا کہ بیہوش
ہوگیا بعد چند روز کے وہ جلاد اُسی عارضہ میں مرگیا وزیر خوش تدبیر ملک حارث کا بیٹھا تھا اُسنے ملک حارث سے
بہ آہستگی کہا کہ حضور میری راے ناقص میں قرین قیاس ہے کہ یہ شخص بڑا نامی گرامی ہے آپ اسے قید رکھیے اور ایک عرضی
بخدمت خداوند لقا زمرد شاہ باختری روانہ کیجیے اُسمیں یہ مضمون ہو کہ اے قدر کنندۂ بندگان خود و پرورش کنندۂ
پرستاران یہ عرضی بعجز و نیاز ذلیل بندہ بندگان خداوندی کی بحضور خداوند لقا زمرد شاہ باختری پیش ہو کہ بادشاہ
لشکر اسلام میرے پاس قید ہے اُسکے حق میں کیا حکم ہوتا ہے اسکو مسلسل بقید شدید کرکے بھیجدیا جاے یا قتل کیا جاے
جیسا ارشاد ہو عمل میں لاؤں ملک حارث نے راے وزیر باتدبیر کی پسند کرکے اور اسی مضمون کی عرضی لکھکے
طائر طلسماتی عیار کو بلاکر حوالے کی اور کہا جا جلد یہ عرضی خدمت خداوند لقا میں پہونچا اور جواب لیکر جلد آ اور یہ
یہاں حارث نے حکم کیا کہ ایک قفس آہنی لاؤ اور اُسمیں اس خدا پرست کو بند کرکے سر چوک عقابیں پر چڑھا دو اور
پہرہ بستہ جو کسی کے ساتھ مقرر ہو اور پہرے والوں کو حکم دو کہ جو کوئی اسپر رحم کرے یا زیر عقابین کھڑا ہو کر اسسے بات

کہ اسکو گرفتار کر لو اُسی وقت بموجب حکم حارث بادشاہ اسلام کو قفس آہنی مین بند کرکے سر چوک عقابین پر
لٹکایا اور پہرہ چوکی سرداران لشکر کا متعین کیا وہاں طائر طلسماتی عیار حارث کی عرضی لیکر مثل پرندکے اُڑتا ہوا طرف
سبائل کے روانہ ہوا قضائے کار شہر جمشید پہ سے شہزادہ بدیع الزمان نے اُمیہ عیار کو بھیجا تھا کہ جاکر سرداران
لشکر اسلام کی خبر لاوے امیہ صحرا صحرا اور کوہ کوہ تلاش مین سرداران لشکر اسلام کی پھر رہا تھا کہ ناگاہ دور سے ایک عیار کو دیکھا
کہ جست وخیز کرتا ہوا چلا جاتا ہی خیال مین گذرا کہ اس عیار کو گرفتار کرنا چاہیے امیہ نے یہ سوچ کر عیاران کفار مین سے ایک عیار
کی صورت بنائی اور سامنے طائر طلسماتی کے آیا اور دست بستہ ہو کر پوچھا کہ بھائی تم کہاں جاتے ہو طائر طلسماتی نے
کہا تم کون ہو اور کہاں سے آتے ہو اُمیہ نے کہا مین عیار ہون خداوے قدرت لقا خصیم خون آشام کا لشکر خداپرستون
کا تباہ ہو گیا ہی مین انھین ڈھونڈھنے نکلا ہون کہ کہاں کہاں کس کس نے اسیر کیا ہی اور کہاں قید ہین طائر طلسماتی
نے کہا کہ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد شہریار عالیمقام شہر بیرانیہ مین قید ہین اور اب قفس مین بند کرکے سر چوک
عقابین پر چڑھا دیے گئے ہونگے مین عرضی ملک حارث کی لیے ہوے ملک سبائل کو خدمت خداوند لقا مین جاتا ہون اُمیہ اسکے
ساتھ باتین ادھر اُدھر کی بتاتا ہوا چلا تھوڑی دور پہونچا تھا کہ پیچھے ہٹ کر حلقہ ہاے کمند عیاری طائر طلسماتی پر اُمیہ نے
مارے اور جھٹکا دیا طائر طلسماتی اُلجھ کر گرا امیہ چھاتی پر اسکی چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھ لین اور کہا او حرامزادے عیار مکار مین
امیہ عیار شہزادہ بدیع الزمان عالیشان تیرے آقا مردود نے بادشاہ اسلام کو قید کیا اب مین تجھے لیے جاتا ہون
خدمت شہزادہ بدیع الزمان مین وہ جو کچھ مناسب جانینگے تیرے حق مین کرینگے غرضکہ امیہ نے طائر طلسماتی عیار کو بیہوش کر کے
پشتارہ باندھا اور پیٹھ پر لاد کے خدمت مین شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کی لایا اور تمام حال شہزادہ بدیع الزمان سے
بیان کیا یہ خبر وحشت اثر سنکر شہزادہ بدیع الزمان گھبرا گئے اور بڑا ملال ہوا طائر طلسماتی عیار حارث کو قید کیا اور سب سرداران
سے رخصت ہوے اور کہا کہ مجھکو بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد شہریار عالیمقام کو رہا کرانا واجبات سے ہی تم سب کے
سب یہین رہو اب مین جاتا ہون اور چندے مین بادشاہ لشکر اسلام کو رہا کرکے لاتا ہون سب سرداروں نے کہا کہ حضور
ہمین بھی لیتے چلیے شہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا تمھارا وہان کچھ کام نہین ہی ایسا نہو کہ مین فوج ولشکر ساتھ لے کر جاؤن اور
ملک حارث خبر سنکر بسبب دشمنی کے بادشاہ اسلام کو مار ڈالے اور تنہا جانے مین اس امر خاص کا اندیشہ نہین ہی یہ کہکر
اُمیہ عیار کو ساتھ لے کر شہر بیرانیہ کو روانہ ہوے بعد قطع مسافت صحرا و کوہ و دشت شہر بیرانیہ مین پہونچے خراماں
خراماں بازار کی سیر کرتے چلے جاتے ہین جب اُس مقام پر پہونچے جہاں بادشاہ اسلام عقابین پر آویزاں تھے قریب آکے
دور ہی سے آداب شاہی بجالائے اور پکارے ای شہریار مین فقط آپ کی رہائی کے واسطے یہاں آیا ہون زیر عقابین
وہ جو نگہبان اور پاسبان تھے اُنھون نے دیکھا کہ ایک جوان حسین شکیل مرکب پری پیکر پر سوار قیدی سے کھڑا باتین
کر رہا ہی پکار کر کہا کہ ای شخص حکم شاہی یہاں نہ ٹھہرنے کا ہی نہ قیدی سے باتین کرنے کا ہی جو کوئی اس گنہگار سے بات
کریگا وہ گرفتار ہو جائیگا ہمین تیری جوانی پر رحم آتا ہی کہ کیا تجھکو اسیر کرکے لیجائین بہتر یہ ہی کہ تو جلد یہاں سے چلا جا نہین تو
اس مجرم کی طرح تو بھی قید ہو جائیگا شہزادہ بدیع الزمان نے للکارا کہ او تیرہ روزگار یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی مین
اسے چھڑانے آیا ہون تم تین تین روپیہ کے پیادے ناحق میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے بچے تمھارے فاقے
کرکے مرجائینگے تم کچھ مزاحمت نہ کرو چپکے کھڑے تماشا دیکھو وہ مردود کاذب ماننے والے تھے ایک ہی مرتبہ سب غل
مچا کر دوڑے کہ اس جوان کو پکڑ لو باندھ لو مجرم کا حامی بنکر آیا ہی شہزادہ بدیع الزمان نے تلوار کھینچکر مارنا شروع
کیا سو پچاس کو مار کے ڈال دیا باقی سب بھاگ کھڑے ہوے دور سے غل لینا پکڑنا جانے نہ پاوے مگر کوئی پاس نہین آسکے

بھی بھاگ کر ملک حارث کے پاس پہونچے اور تمام حال بیان کیا ملک حارث نے فرہاد طلسماتی کو بھیجا
کہ جاکر دیکھ تو سہی کون شخص ہے اُسکی بھی مشکیں باندھ کر لے آ فرہاد طلسماتی دو ہزار سوار لیکر ساتھ اپنے زیر عقاب
آیا دیکھا کہ ایک جوان حسین تلوار برہنہ لیے زیر عقاب میں کھڑا ہے اور لاشیں بہت سی پڑی ہوئی ہیں فرہاد طلسماتی
نے حکم کیا کہ چہار طرف سے اس جوان کو گھیر کر پکڑ لو شہزادہ بدیع الزمان بھی تلوار پکڑ کر آ پڑے لڑائی ہونے لگی بہت
سے کفار کو مارکر پاس فرہاد طلسماتی کے پہونچے نعرہ کیا او نامرد او روباہ کو لڑنے کو بھیجتا ہے آپ نہیں مقابلہ کرتا ہے فرہاد
طلسماتی شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کی ریش تیغ سرشگاف دیکھکر خوف سے مثل بید خشک کے تھر تھر کھڑا ہوکر
کانپا کیا جب دیکھا کہ شہزادہ بدیع الزمان تلوار کھینچے ہوئے پاس آگیا مجبور و ناچار ہوکر لڑنا پڑا کوئی بچاؤ کی صورت
نہ معلوم ہوئی دیکھا کہ اب جان ہر طرح جائیگی دو چار ہاتھ اگر پڑ جائیں تو لڑ لو یہ سوچ کر تلوار کھینچی شہزادہ بدیع الزمان
جب برابر اسکے آئے اُسوقت فرہاد نے تلوار ماری شہزادہ بدیع الزمان نے پشت شمشیر آبدار پر روک کر جو ہاتھ تلوار
کا مارا فرہاد مع گردن چار ٹکڑے ہوکر گرا ملک حارث کو خبر ہوئی کہ فرہاد طلسماتی واصل جہنم ہوا ملک حارث نے
رعدان طلسماتی سے کہا کہ تو جاکر اس جوان کا سر کاٹ لا رعدان طلسماتی فوج لیکر روانہ ہوا جب اُس مقام پر پہونچا
جہاں بدیع الزمان بلند نشان لڑ رہے تھے دیکھا کہ اُس یکہ تاز میدان دلاوری اور تیغ باز عرصہ صفدری کے
کوئی قریب نہیں جاتا سب دور دور ہٹے ہوئے کھڑے ہیں اور شور دار و گیر کر رہے ہیں اور لاش فرہاد طلسماتی کی
سامنے پڑی ہے ڈر کے مارے کوئی اُسکی لاش بھی نہیں اٹھا سکتا رعدان طلسماتی وہیں سے گرجا للکار کر کہا او [illegible]
اب تو کہاں جاتا ہے میرے ہاتھ سے تو نے غضب کیا کہ فرہاد کو مار ڈالا شہزادہ بدیع الزمان غیظ سے کانپنے لگے رعدان
طلسماتی پر مثل برق جھک کر آئے رعدان نے فوج سے کہا مار لو ایسے لشکر پناہ نہ دو شہزادے پر فوج نے زغہ کیا شہزادہ
بدیع الزمان بجلی کی طرح تڑپکر گرنے لگی غضب کی تلوار چلی لاش پر لاش بدیع الزمان نے گرائی خون کے دریا بہے شہزادہ
تلواریں مارتا ہوا کفار کو للکارتا ہوا رعدان کیطرف چلا جب برابر رعدان طلسماتی کے بدیع الزمان پہونچے نعرہ کیا
او کافر خاکستر ہوشیار ہو میں آیا جب رعدان نے دیکھا کہ وہ شیر قریب آگیا پکارا کہ او خدا پرست قضا تیری تیرے سامنے
تجھکو لیکر آئی ہے یہ کہکر تلوار کا وار کیا بدیع الزمان نے سپر پر روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا ایک بجلی رعدان طلسماتی پر چمک
گری فوراً خرمن عمر کو جلا دیا رعدان کے دو ٹکڑے ہوئے ملک حارث کو خبر ہوئی کہ رعدان طلسماتی بھی مارا گیا اور چند
آدمیوں کو لشکر کے مار گرایا وہ جوان بڑا زبردست ہے سر فتنہ ملک باختر اُسکا لقب ہے شہزادہ بدیع الزمان اُسکا نام ہے
یہ سنکر ملک حارث نے کہا کہ اس خدا پرست کا قتل کرنا واجبات سے ہے یہ کہکر ملک حارث لشکر کثیر ساتھ لیکر آیا آتے ہی
شہزادہ بدیع الزمان پر زغہ کیا ہزارہا آدمیوں کا اُدھر ہجوم ادھر بدیع الزمان یکہ و تنہا مگر وہ اوہی جرأت بہت ذرا اندیشہ نہیں
مطلق ہراس کا نام نہیں جسطرح لڑ رہے تھے اسیطرح شمشیر زنی کیے گئے کبھی حملہ رستمانہ کیا کبھی ہمہمہ شیرانہ کیا چارطرف لشکر کفار
میں ایک غلغلہ دار و گیر برپا تھا شہزادہ بدیع الزمان ایسی شمشیر زنی کر رہے تھے کہ میدان رزمگاہ میں ہر زبان تیغ سے صدائے
تحسین و آفرین بلند تھی یہاں تک کہ وہ شیر بیشہ وغا تیغ زنی اور صف شکنی کرتا ہوا برابر تخت ملک حارث کے پہونچا اور نعرہ کیا
او ملک حارث خبردار ہو میں آ پہونچا اب بچکر میری تلوار سے کہاں جائیگا وہ جو اُسکے لشکر ارقدیم و جانباز گرد تخت کے تھے
تلواریں کھینچ کھینچ کر آ رکے شہزادہ بدیع الزمان سب کو علف شمشیر آبدار کرکے ملک حارث کے برابر آئے حارث نے تلوار
کھینچکر وار کیا بدیع الزمان نے بازو بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور تلوار ملک حارث کی چھین لی اور بایاں ہاتھ کمر میں
ڈال کر تخت پر سے ملک حارث کو اُٹھا لیا اور زمین پر پٹکا اپنے چہرے کی پناہ کیا اور کفار سے شمشیر زنی کرنے لگے لشکر کفار چہار طرف

فراری ہوا پھر ایک شور و غل کرنے لگا اوے خدا پرست نے ملک حارث کو پکڑ لیا جاتا ہے اپنی لڑائی میں لڑاؤ اور جلد اس
خدا پرست کو مار لو یہ لشکر سب چہار طرف سے بلوہ کرکے دوڑے اور شور مچانے لگے مگر جب خنجر غضبناک کے نخچیر میں شکار کیا جاتا ہے
کب چھوٹتا ہے اب جو بدیع الزمان کے مقابلہ میں آجاتا ہے اور تلوار اٹھاتا ہے بدیع الزمان حارث کو سپر پر لیتے ہیں اور وہ
چلا جاتا ہے وارے یلو کیسی تلواریں لگتے ہو مجھے زخمی کرتے ہو وہ لوگ آواز سنکر ملک حارث کی تلواریں روک لیتے ہیں جس
شہزادہ بدیع الزمان تلوار کا ہاتھ مارتے ہیں وہ شقی دو ٹکڑے ہو کر گرتے ہیں آخر کار لڑتے لڑتے بدیع الزمان نے دیکھا
کہ فوج ملک حارث کی بہت ہے میں نے ہزار ہا افراد قتل کیے لیکن کمی نہیں ہوئی کہاں تک قتل کروں جا بجا لڑتے ہوئے ہو چکے ہیں
ملک حارث سے مخاطب کیا کہ اے ملک حارث بہتر ہے کہ دین اسلام قبول کر نہیں تو مارتا ہوں کہ ابھی پیوند زمین ہو جائیگا ملک
حارث نے کہا اے شہریار اب مجھکو نہ چھوڑیے میں نے غلامی آپکی اختیار کی اطاعت و فرمانبرداری سے سرتابی نہ کرونگا مگر آپ
خوشی سے کہ طلسم خونریز کو فتح کیجیے بدیع الزمان نے فرمایا کہ ہمیں قبول و منظور ہے پھر حارث کو تخت پر بٹھا دیا وہ فوراً تخت پر سے
کود کر قدم پر گرا والنعلین پاسے شہزادہ بدیع الزمان سے آنکھیں ملیں بوسے دیئے اور پھر اپنی فوج سے کہا کہ میں تو مطیع فرمانبردار
اس شہریار عالیمقدار کا ہوا تم سب تلواریں اپنی میان میں کرو علحدہ ہو جاؤ سب سرداران لشکر و لشکری وغیرہ تلواریں روک
کے کنارے ہو گئے بدیع الزمان عقابین کے پاس آئے نفس کو فوراً آگ دیا بادشاہ اسلام کو نکالا آداب بجالا قدم بیا
بوسہ دیا بعد اسکے حمام کرا کر لباس فاخرہ پہنایا ایوان بادشاہی میں لا کر تخت پر بٹھایا ایک کرسی پر ملک حارث بیٹھا ایک کرسی
جواہر نگار پر شہزادہ بدیع الزمان جلوہ گر ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی کہ سامان عشرت مہیا ہو جام شراب ارغوانی گردش میں آیا
وہ دن تو دعوت و ضیافت میں بسر ہوا دوسرے روز بدیع الزمان نے ملک حارث سے کہا کہ یہ ساحرہ ایک دن کی راہ کے جا کر
وہ طلسم خونریز بتادے اسنے کہا کہ آپ وہاں نہ جائیے میں بصدق التجا بیان لایا ہوں شہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اب یہ کیونکر
کہ ہم اس ارادے سے باز رہیں ہم اولاد حمزہ صاحبقران ہیں جو منہ سے کہتے ہیں وہی کرتے ہیں پہ پختن کو کبھی خبر ملیگی
جو سنیگا وہ کہیگا کہ فرزند حمزہ صاحبقران بدیع الزمان نے ارادہ طلسم کشائی کا کیا اور طلسم کشائی نہ کرسکا بڑی نامی سبکی ہی سامنے
پہنچی ہوگی القصہ شہزادہ بدیع الزمان وہاں سے ایک شخص کو ساتھ لے کر طلسم خونریز کی طرف روانہ ہوے اس کے پیچھے
ملک حارث بھی ساتھ آیا جب بدیع الزمان آگے بڑھے ملک حارث وہیں ٹھہر گیا شہزادہ بدیع الزمان آتے آتے
قلعہ طلسمی کے پاس پہنچے دیکھا کہ ایک قلعہ فولاد جواہر دار لگا ہے تمام برج اسکے آراستہ و پیراستہ ہیں اور ہر برج میں ایک ایک نوجوان
تلوار برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے بیٹھا ہے اور گرد قلعہ کے خندق بہت گہری ہے اس میں خون بھرا ہوا ہے اور ہر محراب قلعہ سے خون
جاری ہے اسی خندق میں خون گر رہا ہے شہزادہ بدیع الزمان کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہیں کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور شہزادہ
بدیع الزمان کو اٹھا لیگیا بدیع الزمان بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر عالیشان ہے
اسمیں بہت سے کمرے چہار طرف بنے ہیں اور بیچ میں چبوترہ ہے ہر جانب نہریں جاری ہیں اور ایک حوض ہے کہ اسکے کنارے
بہت سی لاشیں پڑی ہیں خون انکی کٹی ہوئی گردنوں سے بہہ رہا ہے بدیع الزمان نے جو غور کرکے نگاہ کی دیکھا کہ مرزبان چنگ سلطان
اور سہیل اور دیلمی کی لاشیں پڑی ہیں پہچان کر کمال افسوس کیا اسی ساعت میں یہ بھی دیکھا کہ ایک شخص کو آتے ہوئے
دیکھا کہ بال اسکے سرخ ہیں اور شمشیر برہنہ ہاتھ میں لندھور بن سعدان کو پکڑے لیے آتا ہے اور لندھور کی آنکھوں سے
آنسو جاری ہیں وہ مرد سرخ مو لندھور کو کنارے حوض کے لایا اور لٹا کر چاہا کہ ذبح کرے کہ شہزادہ بدیع الزمان بیتاب
ہوگئے اور نعرہ کیا کہ باش او تیرہ روزگار میرے سامنے تو میرے عزیزوں کو قتل کرتا ہے یہ کہہ کر جھپٹے سیہ لندھور کو
مارنا یہ کہکر چاہا کہ تلوار کھینچکر جا پڑیں کہ ایک آواز آئی خبردار اے شہریار ارادہ تلوار مارنے کا نہ کرنا نہیں تو تم بھی مارے جاؤ گے

شہزادہ بدیع الزمان نے کبھی دہنی طرف دیکھا کبھی بائیں طرف نگاہ کی کہ کسنے آواز دی مگر کوئی نظر نہیں آیا اس عرصہ میں
اُسنے لندھور کو ذبح کیا اور سر کاٹ کر چلا گیا لاش لندھور بن سعدان کی تڑپنے لگی خون بہکر حوض میں گیا تھوڑی دیر
کے بعد پھر وہی شخص ہاشم تیغزن کا ہاتھ پکڑے ہوے کشاں کشاں لایا اور اُسی حوض پر لا بٹھایا کہ ذبح کرے شہزادہ بدیع الزمان
نے ارادہ کیا کہ جاکر شہزادہ ہاشم تیغزن کو بچائیں کہ پھر آواز آئی کہ ایکبار تمکو منع کیا تمہارے خیال میں نہیں آیا پھر اُسی پر
ہیچ بلکہ حملہ آوری کا ارادہ ہے کچھ سوائے افسوس کے ہاتھ نہ آئیگا ناحق بلا میں پھنس جاؤگے ہرگز اُدھر رخ نہ کرنا بدیع الزمان نے
پھر اِدھر اُدھر دیکھا کہ یہ آواز کہاں سے آئی مگر کوئی نہ معلوم ہوا وہ جلاد سرخ مو ہاشم تیغزن کو ذبح کرکے چلا گیا بدیع الزمان
سکتے کے عالم میں خاموش کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ ایک ساعت کے بعد وہی شخص سرخ مو ملکشاہ نوجوان کو گرفتار کیے ہوے
لایا اور بدیع الزمان کو دکھا کر ذبح کرنے لگا شہزادہ بدیع الزمان بیتابانہ تلوار کھینچکر دوڑے کہ پھر آواز خشمناک آئی ای
شہزادے کیا تُنے اپنی زندگی سے ہاتھ اُٹھایا ہم منع کرتے ہیں تم نہیں مانتے ہو اُسکے پاس گئے اور بلا میں پھنس گئے ناحق جان
جائیگی اور کچھ نہو سکیگا اب بدیع الزمان سمجھے کہ بیشک یہ آواز کسی دوست کی ہے جو فعل ناجائز کا مانع ہے لہذا رک گئے اور وہ شخص
ملکشاہ کو ذبح کرکے چلا گیا بدیع الزمان حیران و پریشان دیکھ رہے ہیں کہ ایک اژدر آتش فشان سامنے سے نمودار ہوا
اور شعلہ آتش منھ سے چھوڑنا شروع کیا بدیع الزمان نے تیغ کھینچا اور ارادہ کیا کہ اژدہے کو ماریں پھر آواز آئی خبردار تلوار ہرگز
نہ مارنا منھ میں اژدہے کے چلا جا یہی راستہ ہے طلسم کا بدیع الزمان نے دل میں کہا واہ اچھی دوستی ہے کہ دہان اژدر میں بھیجتے
ہیں آواز آئی کہ ہماری دوستی کا حال تھوڑی دیر میں کھل جائیگا اور اگر منھ میں اس اژدہے کے نہ جاؤگے تو آخر کو پچھتاؤگے
بدیع الزمان نے دیکھا کہ اژدہا منھ کھولے ہوے اپنی جگہ پر بیٹھا ہے آگے نہیں بڑھتا دل میں اپنے کہا کہ اے بدیع الزمان
ہر چہ بادا باد چلو منھ میں اژدہے کے جو کچھ ہو یہ خیال کرکے آنکھیں بند کرلیں اور منھ میں اژدہے کے جاکر کود پڑے پھر جو آنکھ کھلی تو
اپنے تئیں دروازے پر ایک حمام کے پایا خیال میں گذرا کہ مدت سے حمام نہیں کیا ہے چلو حمام کرلو جب اندر حمام کے گئے دیکھا
حمامی موجود ہیں کنگھی کیسے کر رہے ہیں شہزادہ بدیع الزمان نے لباس جسم نازنین سے اُتارا لنگی باندھی حمامیوں سے
بدن پر بیسن ملا پھر کیسہ کیا بعد اسکے بدیع الزمان حوض میں اُترے ارادہ کیا کہ نہائیں دیکھا حوض میں پانی نہیں ہے بلکہ خون سے
بھرا ہوا ہے شہزادہ دریائے حیرت میں غوطہ زن ہوا دل میں کہا کہ پروردگار عالم یہ کیا ماجرا ہے پھر قصد کیا کہ حمامیوں سے
اسکی کیفیت دریافت کریں کسی کو نہ پایا حمام میں سناٹا پڑا دیکھا ارادہ کیا کہ حوض سے نکلیں آواز آئی خبردار اب حوض سے
باہر نہ آنا بہتر یہ ہے کہ حوض میں غوطہ لگاؤ بدیع الزمان نے اپنے دل میں کہا کہ ابتک تو اس دوست کے کہنے سے کسی بات
میں نقصان نہیں پہنچا ہے جو کچھ یہ دوست کہتا ہے وہی کرو بس ایک بار بسم اللہ کہکر حوض میں غوطہ مارا اب جو اُبھرے تو دیکھا نہ
حمام ہے نہ کہیں حوض کا نام و نشان ہے سامنے ایک مکان پُر تکلف نظر آیا اُس مکان عالیشان میں داخل ہوکر دیکھا کہ کہیں
کرسیاں بچھی ہیں حسین نازنین پریزادان ماہ طلعت و حور نژادان مہر صورت جمع ہیں اور ایک پریزاد نہایت خوبصورت ماہ پیکر چہرہ
بشکل آفتاب تابان تاج جواہر نگار سر پر رکھے ہوے تخت مرصع کار پر جلوہ نما ہے شہزادہ بدیع الزمان متحیر متردد کھڑے ہوے تھے
کہ اُس نازنین تخت نشین نے آواز دی کہ یہاں تشریف لائیے اس کاشانے کو سرفراز فرمائیے شہزادہ بدیع الزمان نے کہا میں بالکل
برہنہ ہوں وہاں کیونکر آؤں ایک پریزاد نے لباس لا کر دیا بدیع الزمان نے اُس پوشاک کے پہننے کا قصد کیا دیکھا کہ سارا لباس خون
میں آلودہ ہے نہایت متحیر ہوئے اس اثنا میں ایک پریزاد نے وہی لباس جو حمام میں اُتارا تھا لاکر دیا شہزادے نے لباس اپنا پہن لیا
اور پاس اُس پریزاد حور نژاد نازنین تخت نشین کے پاس جاکر بیٹھے اور اُس سے استفسار حال کیا اُس مہ جبین مہر تمکین نے کہا کہ میرا نام
علمان پری ہے اور میں عاشق ہوں سعد بن قباد عالی نژاد برادر ہمرکاب پر میں نے آگاہ کیا تھا نہیں تو خدا جانے کس بلا میں

آپ گرفتار ہو جاتے اب اگر آپ مجھے وعدہ حق کریں کہ بعد طلسم کشائی کے عقد میرا ساتھ سعد بن قباد شہریار کے کرادیں تو
میں بھی آپکی مددگاری کروں شہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے غلمان پری ہم لوگ احسان فراموش نہیں کرتے ہیں والا
صاحبقرانی کا یہ شیوہ نہیں کہ دوست کے ساتھ دشمنی پیش آئیں تم خاطر جمع رکھو بیشک تمہارا عقد اُس شہریار عالیوقار کے
ساتھ کرادونگا بعد اُسکے اور جو کام کرونگا یہ ذکر تھا کہ گلاب پری آئی اُسنے بھی ایسے ہی کلام کیے بعد اُسکے گلران پری
ظاہر ہوئی وہ بھی بادشاہ اسلام کی عاشقی کا دم بھرنے لگی شہزادہ بدیع الزمان نے ایک ایک سے اقرار کیا کہ میں بادشاہ
اسلام کے ساتھ تمہارا عقد کرادونگا یکایک ایک آواز بلند ہوئی کہ بادشاہ اخیرہ سر تو بر زادان طلسم سے نصیحت ہی چہرہ آں
میں کیونکر بچا اب میرے ہاتھ سے تو کہاں جاتا ہے ناگاہ شہزادہ بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک دیو کریہ منظر قد ہزار گز کا دار شمشاد ہاتھ
میں لیے آسمان سے چلا آتا ہے مگر جسم اُسکا اطلس کا معلوم ہوتا تھا بدیع الزمان اُٹھا کر اس دیو کی طرف چلے اور نعرہ لب
بانش او دیو نابکار یہ تیرے مقابلہ میں آتا ہوں دیکھ تو ادھر دیو نے کہا اے تیرا سر کاٹتا ہوں کہ جو تیری یاد کرے اور
مر جائے مثل جھنڈ کے اُٹھا لے گئے یہ دیکھکر وہ پریزادیں تو پریشان ہو گئیں لیکن دیو نابکار آگے بڑھا اور وار شمشاد شہزادہ بدیع الزمان
پر ماری شہزادہ بدیع الزمان نے ضرب اُس دیو کی خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار جا کے شہزادے کی اُسکے بدن پر اُچٹ گئی
ظاہر بھی زخم کا نشان کیا دیو ہنسا اور پھر وار شمشاد ماری بدیع الزمان ہٹ کے دور جا کھڑے ہوئے وار شمشاد زمین پر
پڑی کئی ہاتھ زمین دھنس گئی خاک بہت اُڑی دیو پکارا کہ افسوس تیرا گوشت کی نا ہی نصیب ہوا کہ شہزادہ بدیع الزمان
اُس تیغ گرد سے قتل کر بچا ہے لیکن تو نے مارا میں تو قتل تیرا موجود ہوا ہے یہ کہکر پھر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ایک موئے تن بھی
اُس دیو کا نہ کٹا اب یہ رو و بدل جو رہی ہے کہ دیو وار شمشاد مارتا ہے شہزادہ خالی دے کر تلوار مارتا ہے تلوار اثر نہیں کرتی
ناگاہ پھر گلران پری پیدا ہوئی اور تیغ روئیں شگاف شہزادہ بدیع الزمان کو دیا اور کہا کہ اس تیغ آبدار روئیں شگاف
سے اس دیو نابکار کو قتل کیجیے وہ پریزاد تیغ دیکر غائب ہو گئی بدیع الزمان نے وہی تیغ کھینچ کر علم کیا اب پھر دیو نے
وار شمشاد جب کہ ماری شہزادے نے خالی دے کر ہاتھ اُسی تیغ آبدار کا مارا وہ تیغ مثل برق کے چمکا فوراً خون آستین
اُس دیو نابکار کی جلا دی وہ تڑپنے ہوکر زمین پر گرا شور و غل بپا ہوا تحتہ آہ و بکا برپا ہوا صدائے مہیب پیہم آتی تھی ارے
مار ڈالا ہائے کیا کہ اطلس جادو کو مارا اگر اب تیرے ساتھ ہزاروں مقابل ہونگی تو سلامت نہ جانے پاویگی ناگاہ ایک دیو سیاہ
رنگ سامنے سے پیدا ہوا بدیع الزمان اُسکی طرف تیغ آبدار علم کیے چلے اُس دیو نے قریب آکر ایک عمود مارا بدیع الزمان نے
بیترا بدل کر وہ عمود خالی دیا اور جھٹ کر اسی تیغ آبدار کا ہاتھ مارا اُس دیو نے وہ عمود پر روک کر پھر وار کیا شہزادہ
بدیع الزمان نے پھر وار اُسکا رد کرکے تیغ کا ہاتھ مارا وہ پھر بچا گیا اب رد و بدل ہوتا ہے بدیع الزمان بھی خالی دے کر
ایسی وہ دیو ایسا چالاک ہے کہ ہرگز چوٹ نہیں کھاتا پھر پھر کا اسی طرح رد و بدل ہوا کی کہ ایک مرتبہ دیو سامنے سے بدیع الزمان
کے فرار ہوا اور پکارا کہ میں آتا ہوں موت تیری لینے جاتا ہوں شہزادہ بدیع الزمان حیران کھڑا ہوا تھا کہ دیکھیے اب کیا
یہ آفت تازہ ہاتھ آئی کہ غلمان پری اسکے وصل میں آئی اور لوح طلسمی اُسنے لا کر دی اور کہا دیکھیے جو کچھ اسمیں لکھا ہو اُس پر عمل
کیجیے بدیع الزمان نہایت خوش ہوئے اور لوح طلسمی لے کر دیکھی اُسمیں لکھا ہوا تھا کہ اب جو دیو آتے ہیں یہ اسم پڑھ کر دم
کرو اُسکی بجز آتی اور جادو کی سب دفع ہو جائیگی پھر یہ دوسرا اسم تیغ آبدار پر دم کرکے مارنا دیو نابکار دو ٹکڑے ہو کر گریگا ابھی
بدیع الزمان لوح کو پڑھ رہے تھے کہ دیو نے للکارا کہ خبردار ہو تیری موت میں لے کر آیا ہوں اور ایک بڑی سی چٹان پتھر کی
لیے ہوئے آیا اور چرخ دے کر بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان اُسے خالی دے کر دور جا کھڑے ہوئے اور
اسم لوح پڑھکر دیو پر دم کیا فوراً دیو کی طاقت سلب ہو گئی اب شہزادہ بدیع الزمان نے پکار پھر جھپٹ کر نعرہ کیا اور

دوسرا اسم شمشیر پر دم کرکے ایک ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا دیو کے دو ٹکڑے ہوئے زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا بعد تھوڑی دیر
کے آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی
ہوئی اور شہزادۂ بدیع الزمان نے دیکھا تو نہ وہ مکان تھا نہ اس مقام کا نام و نشان تھا وہ شخص آگ دیو دن کی
پڑی ہوئی تھی پس مطالعۂ لوح میں مصروف ہوئے بحکم لوح طلسمی ایک جانب کو روانہ ہوئے کوئی پہر بھر دیر دی
کی ہوگی کہ ایک دریائے قہار نظر آیا اُس کے کنارے پر آکے دیکھا کہ دریائے مواج جوش زن ہے ہر ایک موج شمشیر
آبدار سے کم نہیں ہے ہر ایک حباب مثل چشم اژدہے کے آنکھیں نکالے ہوئے ہے حباب فلک چشم حسرت سے اُس
چشمۂ قہار کو خود جھکا ہوا دیکھ رہا ہے گرداب دریا صورت قرص آفتاب سحاب تلاطم میں کبھی ظاہر کبھی پنہاں ہیں
ماہیان تہ نشین طوفان آب سے اچھل اچھل کر کنارے پر گرتی ہیں ماہیت سے دریائے بے پایان کی کوئی آگاہ
نہیں ہوسکتا شہزادہ بدیع الزمان نے لوح کو نکال کر دیکھا اُس لوح مکاشفہ میں یہ تحریر تھا کہ اس لوح کو اس
دریا میں ڈالدو کہ یہی لوح کشتی کی صورت پیدا کریگی اُسپر سوار ہوکر روانہ ہونگے جہاں پہونچنا اس لوح سے غافل نہ ہونا
لوح کو دیکھ لینا یہ دیکھکر شہزادۂ بدیع الزمان عالیشان نے لوح طلسمی اُس دریائے قہار میں ڈال دی وہ لوح
طلسمی پانی میں گرتے ہی غرق ہوگئی اب جو شہزادۂ بدیع الزمان نے ملاحظہ کیا وہ لوح بصورت کشتی دریائے قہار
کے اندر سے اُبھرتی چلی آتی ہے جب وہ لوح بصورت کشتی کنارے پر آئی شہزادۂ بدیع الزمان اُس کشتی پر سوار ہوکر
روانہ ہوئے وہ کشتی مانند تیر از دست چلی جاتی تھی کہ بعد ایک ساعت کے ایک پل بہت بڑا درمیان اُس
دریائے قہار کے نظر پڑا کشتی زیر پل ہوکر گرد اس پل کے چکر کھانے لگی یکایک دیکھا کہ ایک زنجیر طلائی اُس پل
طویل پر سے لٹکی شہزادۂ بدیع الزمان عالیشان نے پھر لوح طلسمی کو ملاحظہ کیا تو اُس لوح میں لکھا ہوا تھا کہ ایک ہاتھ
سے زنجیر طلائی کو تھام لو اور دوسرے ہاتھ سے کشتی کا سرا پکڑ کر اُٹھا لو کہ یہ کشتی پھر وہی لوح طلسمی ہو جاویگی اور زنجیر
طلائی پکڑ کر اوپر اس پل طویل کے چڑھ جاؤ وہاں زینے بنے ہوئے ہیں اُسی راہ سے نیچے اُترنا اور خبردار
لوح طلسمی سے غافل نہ ہونا شہزادۂ بدیع الزمان نے بموجب تحریر احکام لوح طلسمی کے عمل کیا ایک ہاتھ سے زنجیر طلائی
تھامی اور دوسرے ہاتھ سے کشتی پکڑ کر اُٹھا لی وہ کشتی وہی لوح ہوگئی زنجیر طلائی کو مضبوط پکڑ کر پل پر چڑھ گئے اور
زینوں کی راہ سے نیچے اُترے وہیں پہونچے جہاں حوض بھرا ہوا تھا اور اُس مرد مسخ رو نے جہاں لندھور بن
سعدان اور ہاشم شیغون وغیرہ کو ذبح کیا تھا اب جو بدیع الزمان نے دیکھا کہ وہی شخص مسخ رو امیر با توقیر حمزۂ
صاحبقران عالیشان کو کشاں کشاں لایا اور ارادہ ذبح کرنے کا کیا شہزادۂ بدیع الزمان یہ معرکہ جانگزا دیکھ کر
آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ضبط کرکے لوح طلسمی کو دیکھنے لگے لوح طلسمی میں لکھا ہوا تھا کہ اے طلسم کشا یہی شخص
بادشاہ طلسم خونریز ہے اور اسی کا نام خونریز جادو ہے اس اسم کو تلوار پر دم کرکے اسپر حربہ کرو اور دوسرا اسم اعظم
جو حاشیہ پر لوح کے تحریر ہے پڑھتے رہنا اور دم کرو شہزادۂ بدیع الزمان نے جلدی سے لوح تو بغل میں رکھی اور
اسم اعظم پڑھتے ہوئے دوڑے اور نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار کہاں جاتا ہے تو میرے ہاتھ سے میں آپہونچا وہ مرد مسخ رو
اس عرصہ میں حمزۂ صاحبقران زمان کو ذبح کرچکا تھا مگر بدیع الزمان بھی برابر آ لگے یہ دیکھتے ہی اُس مرد مسخ رو نے
وہی تیغہ خون آلود کا شہزادۂ بدیع الزمان پر وار کیا اس یکتا بر جرأت و ہمت و شجاعت نے وار اسکا اپنی تلوار پر
روکا کہ جھنکار کی آواز بلند ہوئی کہ گوش فلک ہفت سرکی بہرے ہوگئے شہزادۂ بدیع الزمان نے ہاتھ تلوار کا بڑھکر مارا اُس
خونخوار نے خالی دیا اور سحر کیا کچھ پڑھکر دستک دی کہ سات بجلیاں چمک کر آسمان سے شہزادۂ بدیع الزمان عالیشان

پر گرین مگر لوح کی برکت سے سرد ہو کے رہ گئیں اُس ساحر خونخوار نے دو تین سحر زبردست اور بھی کیے مگر شہزادہ
بدیع الزمان پر ان سحروں کا بھی کچھ اثر نہوا جب اُس ساحر نابکار و بدکردار نے دیکھا کہ کوئی سحر میرا اُس پر
کارگر نہیں ہوتا اُسوقت زمین پر گر کے مثل ماہی بے آب لوٹا اور خاک میں ملکر غائب ہوگیا شہزادہ بدیع الزمان نے
ہنسکر پکارا کہ ہم خدا پرستوں کو شگون نیک ہاتھ آیا کہ ساحر زبردست گر خاک میں ملا یکایک ایک شیر ڈکارتا ہوا پیدا ہوا
اور شہزادہ بدیع الزمان کی طرف جھپٹا شہزادہ بدیع الزمان نے جو عکس لوح طلسمی کا اُس شیر پر ڈالا صورت اصلی
اُس ساحر کی ہوگئی کہ کیطرح زمین پر ہاتھ پانوں مارنے لگا شہزادہ بدیع الزمان نے للکار کر کہا او کافر خاسر ذرا اپنی
صورت تو آئینہ میں دیکھ اُسنے بغل سے نکالکر آئینہ طلسم جب اپنی صورت دیکھی بہت حیرت ہوئی ہوش اُڑ گئے ارادہ
کیا کہ جان بچا کر بھاگ جاؤں پر پرواز پیدا کرکے اُڑوں کہ شہزادہ بدیع الزمان نے اسم لوح پڑھکر ہاتھ تلوار کا جھٹ کے
مارا اُس ساحر زبردست کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا خاک اُڑ کے بلند ہوئی صدائے تحسین و آفرین آئی کسی نے
کہا وہ ساحر خونخوار کو مارا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آندھی سیاہ اٹھی ہوائے تند چلنے لگی زمین طلسمی مثل [illegible] کے گردش میں
آئی فلک کو سکتہ ہوگیا پھر اُس ساحر کے غل مچانے لگے عجب محشر تازہ برپا ہوگیا بڑی دیر تک ایک تلاطم عظیم رہا جب تاریکی
دفع ہوگئی اور ہوائے تند چلنا موقوف ہوگئی آواز آئی کشتی مرا نام من بادشاہ طلسم خونریز جادو بود افسوس مردیم
وجان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب بالکل روشنی ہوگئی دیکھا شہزادہ بدیع الزمان نے کہ درمیان قلعہ کے کھڑا ہوا ہوں
اور لاش دو پارہ اُس ساحر کی خون میں آلودہ پڑی ہے نہ وہ حوض پر از خون ہے نہ وہ لاشیں لندھور و صاحبقران
وغیرہ کی ہیں شہزادہ بدیع الزمان شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے کھڑے ہیں کہ چار طرف سے صدائے گیر و دار بلند ہوئی
لینا لینا پکڑنا مارنا اس مفسد کو یہ قاتل بادشاہ طلسم خونریز جادو ہے جانے نہ پائے گھیر کر اسکو قتل کرو اب جو دیکھا شہزادہ
بدیع الزمان نے تو ساحروں کا چار طرف سے ہلہ ہوا ہزارہا ساحر مثل ٹڈی دل کے جھنڈ کے جھنڈ چلے آتے ہیں اور اُن ساحروں
کے آگے روح افزا پری کہ وہ وزیر زادی بادشاہ طلسم کی ہے اُسنے تمام ساحروں کو للکارا کہ قاتل بادشاہ طلسم خونریز کو
پکڑلو شہزادہ بدیع الزمان تلوار کھینچکر جھپٹے اور تلوار چلانا شروع کیں اُن ساحروں نے سحر کیا مگر شہزادہ بدیع الزمان
پر سحر کی تاثیر نہوئی لوح کی برکت سے سحر ساحروں کا باطل ہوگیا بدیع الزمان تلواریں مارتے ہوئے چلے جاتے ہیں ایک قیامت
کا سامنا ہے جس ساحر کو مارا تاریکی ہوگئی پھر اُسکے غل مچانے لگے اب ساحر پسپا ہونے لگے کہ شہزادہ بدیع الزمان جھپٹ کر
برابر روح افزا پری کے پہنچے اُسنے ہر چند سحر کیا مگر کچھ اثر نہوا جب تو اُسنے اپنے کان کی بجلی اُتاری اور سحر کا اسم پڑھکر
شہزادہ بدیع الزمان پر ماری دیکھا بدیع الزمان نے کہ ہزارہا بجلیاں آسمان پر چمکنے لگیں اور بدیع الزمان پر تڑپ تڑپ کر
ایک ایک بجلی آسمان سے گرتی تھی اور لوح کی برکت سے سرد ہو جاتی تھی کچھ اثر نہ کرتی تھی پھر اُس ساحرہ نے جوڑے سے
یاقوت کا ٹکڑا نکال کر اسپر سحر پڑھکر بدیع الزمان پر پھینک مارا وہ یاقوت مثل شعلۂ جوالہ بھڑک کر گرا اور ٹھنڈا ہو کر زمین پر
رہ گیا ناگاہ یہ آواز آئی اے طلسم کشا کھڑے ہوے کیا تماشا سحر کا دیکھتے ہو اس ساحرہ کا کام کیوں نہیں تمام کرتے یہ سنکر
شہزادہ بدیع الزمان نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا اُس ساحرۂ سیاہ رو کو مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر وہ ساحرہ زمین پر گری دنیا اندھیر
ہوگئی شور و غل برپا ہوا پھر اُسکا اپنا پیٹنے لگے بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی رفع ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام روح افزا
جادو بود وا افسوس مردیم وجان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی دیکھا کہ دو ٹکڑے لاش ساحرہ کے خون
میں غلطاں پڑے ہیں تمام ساحر دوڑ کر قدموں پر شہزادہ بدیع الزمان کے گر پڑے اور کہا کہ ہم سب غلام حلقہ بگوش
ہیں ہماری جان بخشی کیجیے ہم سب آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں اتنے عرصہ میں غلمان پری آئی اور کہا کہ اے شہریار

مبارک ہو طلسم خونریز فتح ہو گیا خدا نے آپ کو اس بادشاہ طلسم خونریز پر مظفر و منصور کیا پھر گلاب پری اور گلرخ
پری آ کر موجود ہوئیں خزانوں کے نشان بتائے اور مال و اسباب طلسمی شہزادۂ بدیع الزمان نے تمام اپنے قبضہ میں کیا
اور وہاں سے شہر مرانیز میں آئے ملک حارث استقبال کر کے شہزادۂ بدیع الزمان عالیشان کو بارگاہ میں لایا شہزادۂ
بدیع الزمان نے تمام کیفیت فتح طلسم خونریز کی سامنے بادشاہ اسلام کے بیان کی بادشاہ اسلام سعد بن قباد
شہریار سنکر بہت خوش ہوئے بعد اسکے شہزادۂ بدیع الزمان عالیشان نے عرض کیا کہ شہریار والا تبار غلمان پری
آپ پر عاشق و فریفتہ ہے اور اسی کی مدد سے میں نے طلسم خونریز کو بھی فتح کیا لوح طلسمی اسی نے مجھے لا کر دی بادشاہ
اسلام سعد بن قباد نے فرمایا کہ اے فرزند تمکو اس امر میں اختیار ہے جو مناسب ہووے کرنا چاہیے القصہ شہزادۂ بدیع الزمان
نے بعد عظم و شان عقد بادشاہ اسلام کا ساتھ غلمان پری کے کر دیا پھر شہزادۂ بدیع الزمان نے ملک حارث سے
کہا کہ اب تم بھی دین اسلام قبول کر لو اور اگر کچھ عذر ہو تو بیان کرو ملک حارث نے دست بستہ عرض کی کہ میں نے تو
پہلے ہی آپ سے گذارش کیا تھا کہ آپ طلسم کشائی کو جائیں میں نے لقائے بے لقا پر لعنت کی اور آپ کا مطیع و
فرمانبردار ہوا غرضکہ ملک حارث کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور تمام شہر کو اسلام سے آباد کیا نشان دین اسلام گڑ گیا
سکہ نام بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا شہزادۂ بدیع الزمان مع مال طلسمی و خزانہ وغیرہ کوچ
کر کے شہر جمشیدیہ میں آئے قارن کرگدن سوار اور ہوشنگ شاہ وغیرہ استقبال کر کے لشکر میں لائے
شہزادۂ بدیع الزمان ایک روز وہاں رہے دوسرے روز خزانۂ طلسمی اور پیش خیمہ اپنا ملک حارث کے ساتھ طرف
ملک سبائل کے روانہ کیا ملک حارث ہمراہ پیش خیمہ و خزانہ مع اپنے لشکر کے چلا آتا تھا قضا کار سیارہ عیار
ملک قاسم کا خبر گیری واسطے شہزادۂ بدیع الزمان کی نکلا تھا اسنے لشکر اور پیش خیمہ اور خزانہ آتے ہوئے دیکھا تمام حال
دریافت کر کے خدمت شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ میں آ کر حال بیان کیا ملک قاسم نے جو سنا کہ سر فتنہ
باختر شہزادۂ بدیع الزمان نامور طلسم خونریز کو فتح کر کے بعد شان و شوکت ملک سبائل کو جاتے ہیں اور خزانہ گنج
ہمراہ ہے ملک قاسم نے سنکر کہا کہ اس کشتی گیر نے میرا خزانہ جو طلسم قیانوس کا میرے ہاتھ آیا تھا وہ سب چھین لیا تھا
اب میں بھی اسکا خزانہ چھین کر اپنے قبضہ میں کرونگا بس آردشیر سے کہا تم جا کر خزانہ چھین لاؤ آردشیر اسیوقت چالیس ہزار
سوار ساتھ لیکر چلا اور راہ میں آ کر لشکر ملک حارث کو روکا اور للکار کر کہا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا یہ خزانہ ہمارے شہزادۂ
خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ نے طلب کیا ہے جلد خزانہ لیچلو قاسم ذیجاہ کی خدمت میں مع مال و خزانہ کے حاضر ہو
نہیں تو تم سب میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے ملک حارث نامور گھوڑا بڑھا کر سامنے آیا اور پکارا کہ یہ مال و خزانہ فخر
باختر شہزادۂ بدیع الزمان نامور کا ہے کیا مجال کسی کی جو اس مال و خزانہ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے آردشیر نے کہا
کہ او مار گنج تجھکو مار کر یہ خزانہ لیجاؤنگا اور شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ کو دونگا غرضکہ جنگ ہونے لگا ان
دونوں میں تلوار چلی ملک حارث آردشیر کے ہاتھ سے زخمی ہوا فوج نے ملک حارث کی شکست کھائی سب
لوگ ملک حارث کو لے کر بھاگے آردشیر تمام مال و خزانہ اپنے قبضہ میں کر کے خدمت شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم
عالیجاہ میں روانہ ہوا ادھر فوج ملک حارث کی بھاگی ہوئی چلی آتی تھی کہ قضائے کار قارن کرگدن سوار ناگاہ راہ
میں ملا دیکھا کہ فوج کچھ بھاگی ہوئی چلی آتی ہے اور بہت سے لوگ اسمیں زخمی ہیں کچھ نشان بھی ساتھ ہیں قریب آ کر حال
دریافت کیا ان فراریوں نے تمام کیفیت بیان کی معلوم ہوا کہ ملک قاسم کے رفیق نے ملک حارث کو زخمی کیا اور
تمام خزانہ و مال طلسمی بھی چھین لیا قارن کرگدن سوار نے کہا کہ میں اپنے ملک کا مال و اسباب کب جانے دیتا ہوں

اسی وقت بیچ اپنے ہمراہیوں کے جیتا گھوڑے پکٹ اٹھائے یہان آردشیر خزانہ لیکر دور گیا تھا کہ نعرہ کی آواز
آئی آردشیر تھم گیا دیکھا کہ سامنے سے قارن کرگدن سوار مع فوج کے یون للکارتا ہوا چلا آتا ہے کہ باش و تیرہ روزگارا
اب میں تجھے کب جانے دیتا ہوں کہ مال طلسمی میرے آقائے نامدار و سرور قدر شناس بدیع الزمان نیک اساس کا
لیجائے آردشیر صفین باندھ کر اپنے لشکر کی مستعد جنگ ہو کر کھڑا ہوا قارن کرگدن سوار برابر آردشیر کے گردن
پھٹکارتا آیا اور للکار کر کہا کہ تو نے غضب کیا سر فتنہ باختر شہزادہ بدیع الزمان نامور کا خزانہ چھین لیا اور ملک جاتی
کو زخمی کیا۔ کیا تو نہیں جانتا ہے کہ ایسے رفیق و جانباز ہمراہ رکاب سعادت انتساب شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کے
ہیں اگر تو اپنی جان کی خیر چاہتا ہے تو خزانہ و مال طلسمی میرے آقائے نامور کا میرے حوالے کر آردشیر نے کہا کہ تیری
کیا اصل و حقیقت میں سمجھتا ہوں بھلا تیرا آقا تو مجھ سے آکر خزانہ چھین لیجائے قارن کرگدن سوار یہ کلام سن کر
غضبناک ہوا اور تلوار میان سے کھینچی آردشیر نے چالاکی سے تلوار ماری قارن کرگدن سوار نے تلوار اسکی
روک کر ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا سپر کو کاٹ کر سر پر آردشیر کے پڑا تا دہان تیغہ آبدار اُتر آیا آردشیر نے دستانہ مارا
تیغہ جھٹکا کر نکل گیا چادر خون کی چہرے پر آردشیر کے آئی غشی طاری ہوئی رفقا تمام آردشیر کے دوڑے قارن
کرگدن سوار بھی تلوار بکف جھپٹا اس اثنا میں قارن کرگدن سوار کی فوج بھی آ پہونچی لڑائی ہونے لگی خوب ہی
تلوار چلی لشکر آردشیر کا شکست کھا کر بھاگا کچھ لوگ آردشیر کو لے کر بھاگے قارن کرگدن سوار نے خزانہ و مال
اسباب طلسمی اپنے قبضہ میں کیا آردشیر کی جو فوج بھاگی تھی وہ سب خدمت شہزادۂ خاور سیاہ قاسم عالم پناہ
میں پہونچی تمام حال بیان کیا ملک قاسم نہایت برہم ہوئے اور تہمتن خان اور قیماس خان کو حکم دیا کہ قارن
کرگدن سوار سے خزانہ چھین لاؤ وہ دونوں سرداران نامی و گرامی فوج لے کر بہت جلد روانہ ہوئے قارن کرگدن
سوار ابھی تھوڑی دور پہونچا تھا کہ نعرہ تہمتن خان اور قیماس خان کا ہوا قارن کرگدن سوار نے پھر کر
دیکھا اور کرگدن کو پلٹایا فوج بھی قارن کرگدن سوار کی پھر کر آئی قارن برابر تہمتن خان کے پہونچا بعد
گفتگوے بسیار دونوں میں تلوار چلنے لگی آخرکار قارن کرگدن سوار ہاتھ سے تہمتن خان کے زخمی ہوا ہمراہی
اُسکے قارن کرگدن سوار کو لے کر بھاگے تہمتن خان اور قیماس خان دونوں سرداران شہزادہ خاور سیاہ
خزانہ و مال و اسباب طلسمی لے کر روانہ ہوئے تھے ہوشنگ شاہ پیل دندان اور کاؤس شاہ پیل دندان
کو خبر ہوئی کہ قارن کرگدن سوار زخمی ہوا لوگ اُسکے بھاگ گئے اور تہمتن خان اور قیماس خان خزانہ لے کر
راہی ہوئے یہ سنکر ہوشنگ شاہ پیل دندان اور کاؤس شاہ پیل دندان فوج لیکر جھپٹے راہ میں اکر ان دونوں
سرداروں کو روکا اور للکار کر کہا باش او راہزنوں ہم آ پہونچے یہ خزانہ ہمارے آقائے نامدار کا کہاں لیے جاتے ہو یہ کہکر
فوج لیے ہوئے لشکر تہمتن خان اور قیماس خان پر دونوں سردار گرے تلوار چلنے لگی ہوشنگ شاہ اور قیماس خان سے
سامنا ہوا قیماس خان نے تلوار ماری ہوشنگ شاہ نے ضرب اُسکی روک کے تلوار کا ہاتھ مارا سپر کو کاٹ کر سر پر پڑی چار
انگل اُتر گئی اُسنے دستانہ مارا تلوار تو نکل گئی سر سے دریا خون کا جاری ہو گیا غش آنے لگا لوگ قیماس خان کے
بیچ میں آ گئے قیماس خان کو لیگئے کاؤس شاہ نے تہمتن خان کو زخمی کیا پھر معرکہ کل جنگ مغلوب ہی انجام کار
کاؤس شاہ اور ہوشنگ شاہ قیماس خان اور تہمتن خان کو شکست دے کر تمام خزانہ و مال طلسمی لیکر چلے اُدھر
ہرکاروں نے شہزادہ خاور سیاہ قاسم عالیجاہ کو خبر دی کہ تہمتن خان اور قیماس خان دونوں زخمی ہوئے فوج بھاگ گئی
ہوشنگ شاہ اور کاؤس شاہ خزانہ و مال طلسمی لیکر روانہ ہوئے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم

عالیجاہ گھوڑے پر سوار ہو کر جھپٹے دیکھا سامنے کاؤس شاہ اور ہوشنگ شاہ مع فوج کے دونوں سردار خزانہ لیے ہوئے
جاتے ہیں وہیں سے نعرہ جگر خراش کیا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پیمبری ٭ شہسوار لال پوش خاوری ٭ حامی افواج
جاہ و حشم ٭ صفدر نامدار قاسم عالی ہمم ٭ باش ای حرامزادہ کار دشمن آ پہونچا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاؤگے تیغ کھینچ
سرداروں کو زخمی کیا اور خزانہ چھین لیا یہ آواز جو صحرا میں بلند ہوئی فوج تھم گئی کاؤس شاہ پیل دندان و ہوشنگ
پیل دندان ٹھہر گئے کہ قاسم برابر آکر پہونچے یہاں ہرکاروں نے شہزادہ بدیع الزمان سے تمام روداد گذشتہ کی خبر بیان کی
بدیع الزمان بھی گھوڑے پر سوار ہو کر مثل باد صبا کے چلے یکایک دور سے سر فتنہ ملک باختر شہزادہ بدیع الزمان نمودار
ہوا نعرہ کیا بدیع الزمان نام آن پہلوان رستم شکوہ ٭ بدیع الزمان شاہ انجم گروہ ٭ خبردار ای راہزن یہ مال خزانہ طلسمی ہے کیوں
چھینتا ہے میں آ پہونچا یہ نعرہ کرکے اپنے لشکر میں آئے ملک قاسم اور شہزادہ بدیع الزمان سے مقابلہ ہوا بدیع الزمان نے
کہا او خاوری اب تو نے قزاقی پر کمر باندھی ہے راہزنی کرکے پرایا مال خزانہ چھینتا ہے قاسم نوجوان نے کہا او کشتی گیر تو نے ملک
بربر میں طلسم دقیانوس کا خزانہ میری فوج سے چھین لیا تھا آج میں اسکا عوض تجھ سے لونگا اس خزانے کو نہ چھوڑونگا شہزادہ
بدیع الزمان نے کہا میں ہرگز یہ خزانہ تجھکو نہ دونگا او خاوری دیکھ یہ جہالت اچھی نہیں ہے کہ ابھی لشکر اسلام تباہ ہو چکا ہے پھر تو نے
تغافل کیا کہ یہ سارا سامان آنکھوں سے دیکھا اور میں نے اور تو نے بفضل ایزدی یہ جمعیت پیدا کی چاہئے کہ فرخار لقا بے لقا
سے انتقام لینا چاہیے میں نے بڑی کاوش سے طلسم جواہر نگر فتح کرکے خزانہ پایا ہے اور تو مجھ سے چھینے لیتا ہے یہ کیا انصاف کی
قاسم نے کہا اب جو کچھ ہو میں بغیر خزانہ لیے ہوئے یہاں سے نہ ٹلونگا اس صحرا میں برگشتہ وہ دن کرونگا اور لقا
بے لقا مردود ازلی کہاں جاتا ہے اس سے بھی اب چل کے سمجھ لیتے ہیں دونوں شہزادوں میں باہم یہی گفتگو ہو رہی تھی
قاسم کہتے تھے ہم خزانہ لیکر ٹلینگے بدیع الزمان کہتے تھے کہ ہم ہرگز نہ دینگے آخر نوبت بہ جنگ و جدال پہونچی دونوں شہزادوں
نے تلواریں میان سے کھینچ لیں ادھر سے فوج ملک قاسم کی بڑھی ادھر سے فوج شہزادہ بدیع الزمان کی آگے بڑھی دونوں
لشکروں میں صفیں آراستہ ہو گئیں ابھی آپس میں تلواریں کھنچی تھیں جنگ آغاز ہونے پائی تھی کہ صحرا سے گرد و غبار اٹھا
بعد نصف ساعت کے شعر از دامن دشت و کوہ اورنگ ٭ گرد سے برخاست تو تیار نگ ٭ دیکھا بجوں پھٹے کہ فوج
چلی آتی ہے سناں نیزوں کی چمک رہی ہیں گھوڑوں کی ٹاپوں سے صحرا متزلزل ہے جب وہ سب فوج قریب آئی پہچانا کہ
رستم پیلتن پیلفگن کشندہ دو دیل ہندی و کشندہ کہستان فرنگی شہزادہ علمشاہ رومی گھوڑا اڑائے ہوئے سرداروں کے
بیچ میں چلے آتے ہیں اور سہراب شاہ و فرخ سمجوق اور ملک جدید وغیرہ مع چالیس ہزار لشکر کی جمعیت عقب میں
دوسری سمت کو جو صحرا کی طرف دیکھا تو اور بھی فوج چلی آتی ہے جب وہ نزدیک پہونچی تو معلوم کیا کہ ہاشم تیغزن مع بیس ہزار
سوار جرار کے ظاہر ہوئے شہزادہ علمشاہ نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان اور قاسم نوجوان مستعد جنگ ہیں تلواریں دونوں
کے ہاتھوں میں کھنچی ہوئی ہیں دونوں طرف کی فوج آمادہ پیکار ہے مرکب اڑا کر دونوں کے درمیان میں آگئے اور کہا کہ یہ
کیا ہے کیوں آپس میں لڑ مرتے ہو دشمنوں سے جنگ کرکے دل کا حوصلہ نکالو دونوں کو جو تیغ بیدریغ کرو دونوں شہزادوں
نے علمشاہ رومی کو جھککر سلام کی اور تمام سرگذشت بیان کی اس اثنا میں مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری
شہنشاہ عیاران روزگار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بھی آکر پہونچے دیکھا کہ فوج بیحد و بیشمار ہر طرف صحرا میں پڑا ہوا ہے
جھگڑے خزانے کے کھڑے ہوئے ہیں خواجہ نے لوگوں سے حال دریافت کیا سب نے کیفیت ساری بیان کی خواجہ عمرو
جھٹ کر وہاں آئے جہاں یہ معرکہ عظیم درپیش تھا دیکھا کہ بدیع الزمان اور قاسم تلواریں تولے ہوئے کھڑے ہیں اور بیچ میں
ان دونوں کے علمشاہ رومی ہیں دونوں کو سمجھا رہے ہیں جب خواجہ عمرو بھی پہنچے دونوں کے آگے بدیع الزمان اور قاسم

نے سلام کیا خواجہ نے کہا یہ کیا حرکت ناشائستہ ہی کیوں آپس میں لڑتے ہو غصہ میں باہم کے کٹ جاتے ہو ٹھہرو ہم فیصلہ کیے
دیتے ہیں بس تلوارین میان میں کرو جو ہم کہیں وہ تم دونون قبول کرو قاسم و بدیع الزمان نے کہا کہ اچھا جو کچھ فرمایئے
ہمکو قبول و منظور ہی خواجہ عمرو نے کہا یہ خزانہ ہم امانت اپنے پاس رکھے دیتے ہیں تم دونون میں سے جسکا لشکر اور پیش خیمہ
پل طاؤسیہ سے پہلے اُس پار اُتر جائیگا وہی اس مال کا مالک ہو وہی اپنے قبضہ میں لائے قاسم و بدیع الزمان نے اس
فیصلہ کو قبول کیا دونون شہزادے اپنے اپنے خیمون میں داخل ہوئے ادھر قاسم نے اپنا پیش خیمہ آردشیر کوہ پیکر و بومنکو دیکر
روانہ کیا اور کہدیا کہ جلد پل طاؤسیہ کے اُس پار لیجا کر خیمہ ہمارا برپا کرو اُدھر شہزادہ بدیع الزمان نے قارن گرگدن سوار کو
ہمراہ لشکر کرکے پیش خیمہ ہمارا روانہ کیا اور حکم دیا کہ جلد لشکر کو پل طاؤسیہ سے اُتار کر اس پار لیجا کر خیمہ ہمارا استادہ کرو
دونون سردار بہ تعجیل تمام روانہ ہوئے پل طاؤسیہ پر آکر باہم مقابلہ ہوا آپس میں یہ تکرار ہو رہی تھی آردشیر کہتا تھا ہم پہلے جائینگے
قارن کہتا تھا کہ پہلے ہم پیش خیمہ مع لشکر کے اس پار لیجائینگے کہ اُدھر سے تیمور خان اور تہمتن خان ہو بجے ادھر سے
ہوشنگ شاہ اور کاؤس شاہ آئے مباحثہ اور زیادہ بڑھا ناگاہ شہزادہ بدیع الزمان اور شہزادہ ملک قاسم عالیشان بھی
آ پہونچے اور سطح تکرار ہوئی پھر نوبت بجنگ و جدل آئی تلوارین کھنچا ہی چاہتی تھین کہ اتنے میں خواجہ عمرو آ پہونچے اور کہا کہ یہ فتنہ فساد
کیا بس ہٹو جاؤ یہان سے اپنے اپنے خیمون میں داخل ہو ہم دونون کے پیش خیمے ساتھ اس پار پل طاؤسیہ کے لیجائینگے غرض کہ
دونون میں صفائی خواجہ عمرو نے کرادی بدیع الزمان اپنے خیمہ میں گئے اور قاسم اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے اب یہان کا ذکر سنیے
ناظرین والا تمکین زمرد شاہ باختری لقا سے بےبقا کا حال سنیں کہ وہ کافر خاسر دروازی زمرد شاہ باختری اپنے قیلون
پر بیٹھا ہوا ہو اور دو دو سرداروں کا گرد بندھا ہی جام شراب گردش میں ہی ساقی بچے حسین حسین نازنین گلابیان شراب
ارغوانی کی اور جام لالہ نگار ہاتھ میں لیے ہوئے پلا رہے ہیں صحبت عیش و نشاط بعد افسانہ جمع ہو جانے رباب و نوازش میں ہیں
ہر ایک کا ذکر گرم بادہ خواری ہی کہ یکایک ہرکارے دوڑتے ہوئے گئے اور ہاتھ اٹھا کر عرض و دعا بددعا دینے لگے اور عرض کیا
کہ شہزادۂ خاور سپاہ و ملک قاسم عالیجاہ اور شہزادۂ بدیع الزمان نامور لشکر بے پایان و افواج فراوان ساتھ لیے ہوئے آئے ہیں
بڑے بڑے سرداران نامی گرامی کو کہ وہ ملک باختر میں مثل و بے نظیر تھے انکو زیر کر کے رستہ بنا کے رہے ہیں بختیارک ذریگ
صلوات پڑھنے لگا اور تالیان بجا کر تاہ دھنا تا دھنا ناچنے لگا اور منہ کر لقا سے کہا کہ میں خداوند میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا
کہ یہ لوگ مارے نہیں جائینگے پھر با شوکت و شان جمعیت پیدا کرکے آ پہونچے سنا آپنے یا نہیں کہ مرقد بلخیر اور شہزادہ خاور سپاہ
دونون ظاہر ہوئے اور پیش خیمے انکے آ پہنچے ہیں لقا سے بےبقا نے کہا ہو شیطان درگاہ میں ہی مینے اپنی قدرت کاملہ سے
انھیں محفوظ رکھا اسی طرح تقدیر ہی تھی پھر بہ سائیل خشت انداز و شمائیل خشت انداز سے کہا کہ تم ابھی جاؤ اور پیش خیمہ انکا
ہم چھین لاؤ یہ دونون فوراً روانہ ہوئے اور ساتھ انکے بارہ بارہ ہزار جرار تھے جب وہ چلے گئے انکے عقب سے مظفر پیل گردان
اور غضنفر پیل گردان سے کہا کہ تم بھی جاؤ مگر تم ملک قاسم کی سپاہ پر گرنا اور وہ دونون بدیع الزمان کی فوج کو
تہ و بالا کرینگے یہ دونون لاکھ بیلداروں سے بمقابلۂ شہزادۂ خاور سپاہ چلے ابھی پہونچے کہ امیسہ عیار شہزادۂ بدیع الزمان کا خبر
کے واسطے یہان آیا ہوا تھا اُسنے جو مظفر و غضنفر کو پل طاؤسیہ کی طرف جاتے دیکھا لوگون سے حال دریافت کیا معلوم ہوا
کہ یہ پیش خیمے قاسم و بدیع الزمان کے چھیننے جاتے ہیں آمیسہ نے کہا ان دونون کو گرفتار کیا چاہیے بس گردمرد کی شکل بنکر
سامنے مظفر و غضنفر کے آیا اور کہا کہ تم آگے نہ جاؤ یہین اترو جسوقت خضا ہیست غافل ہونگے میں انکو لیجاؤنگا تمام مال و
اسباب و خیمہ چھین لاؤنگا اس طرح لڑکر بندگان خداوند لقا کا خون کرنے سے کیا فائدہ مثل مشہور ہی یک جنگ دو سردار
ہو شیار رون ہر جاؤ نہین معلوم کیا آفت پڑے مظفر پیل گردان و غضنفر پیل گردان یہ سنکر دونون بہت خوش

ہوئے اور وہیں خیمے استادہ کرائے مع فوج کے اُسی جگہ اُترے اُمیہ وہاں سے قارن کے پاس آیا اور اُس سے کہا
کہ مظفر و غضنفر دونوں بجم لقا سے پیش خیمہ چھیننے آتے ہیں قارن کرگدن سوار نے کہا پھر پروا نہیں اگر آتے ہیں تو
آنے دو اُمیہ عیار نے کہا اگر تمہاری رائے ہو تو بسہل و آسانی میں اُنکو گرفتار کر لاؤں جنگ و جدل کی نوبت نہ آنے پائے
پوچھا کیونکر اُمیہ نے کہا رات کو تم خیمہ خالی کردو اور مال و اسباب چھوڑ کے چلے جاؤ اور کمینگاہ میں چھپ کر بیٹھو وہ لشکر
پر آکر گرینگے خیمہ و اسباب لوٹینگے جس وقت گرانبار ہو کر چلیں تم کمینگاہ سے نکل کر آنا اور گرفتار کر لینا قارن یہ تدبیر سنکر
بہت خوش ہوا اُمیہ سے کہا کہ جسطرح تم کہتے ہو ویسا ہی کرینگے اُمیہ نے کہا میں اُنھیں جاکر لاتا ہوں یہ کہکر گردمرد کی
شکل بنکر مظفر و غضنفر کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ آج رات کو جاکر غفلت میں سب مال و اسباب خیمے چھین لو انھوں نے
کہا اچھا اُمیہ دو پہر رات گئے سب لشکر اور دونوں سرداروں کو اپنے ہمراہ لے کر لشکر قارن پر آیا مظفر و غضنفر نے
دیکھا کہ یہاں کوئی نہیں ہے بالکل سناٹا ہے اُمیہ نے کہا کہ آپ کے خوف سے سب خداپرست بھاگ گئے اب یہ دونوں مع
اور فوج انکی اسباب دل باندھ باندھ کر گرانبار ہوئی پہر رات سے ارادہ چلنے کا کیا تھا کہ قارن کرگدن سوار کمینگاہ سے
نکلا اور آتے ہی اُن کفار پر گرا ایک ایک نے چار چار کی مشکیں باندھ لیں مظفر و غضنفر مع اپنے لشکر کے اسیر ہوگئے شہزادہ
بدیع الزمان نے یہ خبر سنکر اُمیہ و قارن کو خلعت بھیجا اب سبائیل خشت انداز اور شمائیل خشت انداز کا حال سنیے
کہ ان دونوں نے طوفان عیار کو بھیجا تھا کہ آردشیر کی خبر جاکر لا طوفان عیار برائے خبر آردشیر چلا جاتا تھا اُدھر سے
سیارہ عیار قاسم کا آتا تھا طوفان کو آتے ہوئے دیکھکر مخفی ہوا اور آگے بڑھ کے تھوڑی دور پر حلقہ ہائے کمند زمین
پر بیچ راہ میں خس پوش کیے اور آپ ایک جھاڑی میں چھپکر بیٹھا جب طوفان عیار اُس مقام پر پہونچا جہاں حلقہ
کمند بچھے تھے دو ایک قدم چلا پاؤں حلقہ میں کمند کے پڑے سیارہ نے کمند کو جھٹکا دیا طوفان عیار اُچھلکر زمین
پر گرا سیارہ جھپٹ کر اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور مشکیں باندھ لیں پشتارہ اُسکا لے کر آردشیر کی خدمت میں آیا
اتفاقاً اُسی وقت خواجہ عمرو بھی وہاں پہونچے طوفان کو تو لشکر میں قید کیا اور آپ طوفان کی صورت بنکر
سبائیل خشت انداز اور شمائیل خشت انداز کے پاس آئے اور کہا کہ سب خداپرست منزل کے تھکے
ہوئے پڑے ہیں تم چلکر شبخون مارو اور سب کو قتل کرو بارگاہیں چھین لو اور اسباب لوٹ لو وہ دونوں سرداران
لقائے بے بقا اس امر پر مستعد ہوئے اور دو پہر رات گئے فوج لیکر پہونچے لشکر آردشیر پر آئے آردشیر حسب فہمائش خواجہ عمرو
خیمے وغیرہ خالی کرکے چلے گئے تھے تمام لشکر لے کر کمینگاہ میں بیٹھ رہے جس وقت وہ دونوں خشت انداز مع فوج کے
آئے کسی کو وہاں نہ پایا سمجھے کہ ہمارے ڈر سے خداپرست بھاگ گئے تمام مال و اسباب لوٹا اور خیمے بھی کردون پر
بار کرائے اور لے چلنے کا قصد کیا آردشیر فوج کو لے کر آیا اور نعرہ شیرانہ کر کے جا پڑا اسب کافروں کو پکڑ لیا بسبب
گرانباری کے کسی کا ہاتھ بھی نہ ہل سکا تمام خشت انداز گرفتار ہو گئے قاسم نے جو یہ حال سنا آردشیر کو خلعت
بھیجا خواجہ عمرو نے شہزادہ بدیع الزمان اور ملک قاسم سے جاکر کہا کہ ان بلہاروں کو اور خشت اندازوں کو
اپنے لشکر میں قید رکھو کہ ان سب سے مقابلہ میں ملک سبائیل کے قلعہ فتح ہونگے دونوں شہزادگان والا قدر نے
یہ صلاح خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی بہت پسند کی اور بارگاہیں اور خیمے وغیرہ اپنے اپنے ملک قاسم اور
شہزادہ بدیع الزمان نے روانہ کیے اور دونوں شہزادوں نے یہ کہا کہ جس جگہ پہلے ہماری بارگاہیں اور خیمے وغیرہ
استادہ تھیں وہیں پر اب بھی جاکر استادہ کرو یہ سنکر قارن کرگدن سوار اور آردشیر کوہ پیکر دیو بند اور دونوں
سردار نامی و نامدار برابر پہونچے اور پھر یہی تکرار ہونے لگی ہر ایک چاہتا تھا کہ ہم اپنا خیمہ پہلے استادہ کریں کہ اسد جن

کرب غازی آکر پہونچے اور کہا کہ سوائے ماموں جان کے اور کسی کا خیمہ یہاں نہیں استادہ ہو گا اتنے عرصہ میں
ہاشم تیغ زن بھی آپہونچے اسد شیر دل سے اور اُنسے تکرار ہونے لگی یہانتک کہ متواتر سرداران دست راست
اور دست چپ آنے لگے پھر بدیع الزمان اور قاسم نوجوان بھی آپہونچے اور بیاختہ ہر تکرار ہوتے ہوتے
نوبت شمشیر زنی پر آئی دونوں کی طرف تلواریں کھنچ گئیں ہرچند خواجہ عمرو منع کرتے ہیں اور دونوں طرف
سمجھاتے ہیں مگر کوئی نہیں سنتا ادھر لقا سے بے لقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا تماشا دیکھ رہا ہے اور بختیارک
کہتا ہے کہ یا خداوند بہ تقدیر یا آپ نے بہت اچھی کی ہے کہ سب خدا پرست آپس میں لڑ بھڑ کر مر جائیں لقا سے بے لقا کہتا ہے
کہ میں نے اپنی قدرت سے ان سب کو زندہ در گور کیا اگر اب بھی ان کمبختوں نے مجھکو سجدہ نہ کیا تو ابکی مرتبہ ایسا غضب
نازل کرونگا کہ کوئی زندہ نہ بچیگا ادھر ملک قاسم اور شہزادہ بدیع الزمان چاہتے ہیں کہ آپس میں لڑیں ناگاہ دف
کی آواز بلند ہوئی فتنہ دین ستون اسلام کرب پر جوب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب بارگاہ سلیمانی لیے ہوئے
پہونچے ادھر بادشاہ اسلام سعد بن قباد بڑے جاہ و حشمت سے تشریف لائے کرب غازی نے بارگاہ سلیمانی
استادہ کرائی اور بادشاہ اسلام سعد بن قباد کو تخت پر بٹھایا اور قاسم و بدیع الزمان سے کہا کہ کیوں آپس میں جنگ کیا
کرتے ہو اس جنگ بے سود کو موقوف کرو تم سب ملکر ایک جگہ رہو جھگڑے فساد سے کیا حصول یہ دیکھکر وہ دونوں
ہنسنے لگے اسوقت سب کے سب ملکر وہ خدمت بادشاہ جمجاہ میں آئے نذریں دیں خلعت پائے سب نے
اپنے اپنے خیمے استادہ کرائے بارگاہ صاحبقرانی بھی استادہ ہوئی بادشاہ اسلام نے جلوس فرمایا دربار شاہی آراستہ
ہوا سرداران دست راست و سرداران دست چپ اپنے اپنے مقام پر متمکن ہو گئے ادھر لقا نے یاقوت شاہ
کو حکم دیا کہ میں نے تقدیر کی ہے تم اپنا لشکر لیجا کر مقابلے میں خدا پرستوں کے اور اپنی بارگاہ استادہ کراؤ اسی وقت یاقوت شاہ
بھی بارگاہ اپنی لیکر مقابلے میں لشکر اسلام کے آیا اور خیمے بارگاہ استادہ کرائے فوج لقا سے بے لقا اتری دوسرے دن سے
آمد سرداران لشکر اسلام کی شروع ہوئی پہلے سب سے سر فتنۂ ملک باختر شہزادہ بدیع الزمان مع اپنے رفقا کے
اور ہمراہیان قدیم کو لیکر آئے مثل قارن کرگدن سوار اور ہوشنگ شاہ پیل دندان وکاوس شاہ پیل بدن
و جمشید شاہ وغیرہ اور اسکے رفقا میں فیل تن گیا ہور رخ آتشام وغیرہ سات لاکھ سواران جرار و دیگران
نامدار کی جمعیت ہے یاقوت شاہ اپنی بارگاہ کے باہر کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہے اور لقا سے بے لقا گنبد گیتی نما پر
بیٹھا ہوا نظارہ کناں ہے اور بختیارک کہتا ہے کہ یا خداوند میں نے پیشتر آپ سے کہا تھا کہ ان سرداران نامی میں سے
کوئی نہیں مارا گیا آپ کو یقین نہ آتا تھا اب دیکھا آپ نے کسقدر جمعیت پیدا کر کے پھر آئے ہیں لقا نے کہا فقط یہ
میں نے قدرت نمائی تم سب کو اپنی دکھائی ہے کہ پھر بجا و بامرت پیشاوری اگر اب بھی یہ مجھکو سجدہ نہ کرینگے تو ایک طرح سے
میں ان سب کو غارت کر دونگا یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک اور تیرہ گرد اٹھا جسوقت دامن غبار چاک ہوا دیکھا کہ
شہزادۂ خاور سیاہ یعنی ملک قاسم عالیجاہ اپنے سرداروں کو ساتھ لیے ہوئے بڑے جاہ و حشم سے آئے مثل لعلان لعل قبا
و فیروز لعل قبا و معدان شاہ و آزر و خیر کوہ پیکر و دیو بند و مظفر بن ضیغم خونآشام و رعباس خان خاوری
وغیرہ بارہ لاکھ کی جمعیت ہمراہ اور بیچ میں عماری ملکہ گیتی افروز اور ہمراہ افروز کا گروہ اسکے کہاریان حسین حسین کمسن
مرصع پوش ہر ایک در در گوش اور نظر پڑی اکی بھی ہمراہ بختیارک نے کہا یا خداوند دیکھا آپ نے کچھ پہچانا کہ یہ سواری
کسکی ہے لقا سے بے لقا نے کہا میں نہیں جانتا کہ یہ کس کی سواری ہے بختیارک نے عرض کیا یہ سواری نور خالص چکیدۂ
قدرت ملکہ گیتی افروز کی ہے لقا سے بے لقا نے سہم ہو کر کہا او شیطان درگاہ میں تیری خباثت کسی طرح سے نہیں

جانی مجھ پر تیری شامت آئی ہی بیان تو یہ گفتگو سے مذاقیہ لقاے بے بقا و بختیارک بیحیا میں ہو رہی تھی ادھر بعد
آنے شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ کے پھر تق گرد کا اُٹھا سب اہل لشکر اُسی جانب دیکھنے لگے سب نے
دیکھا کہ شہزادۂ ہندوستان لندھور بن سعدان مع فرہاد خان بکفرلی وار شیروں پر بیٹھا ہے کے تمام لشکر
ہندی سے بصد صولت و شوکت نمودار ہوے بعد اُسکے مالک اژدر مع ابراہیم بن مالک اسی ہزار سواران
نیزہ دار جرار سے آئے بعد اُنکے آنے کے اسد شیر دل بن کرب غازی ظاہر ہوے چالیس ہزار امیر زادے اور
بارہ ہزار قزاق برقین بجلتے ہوے ہمراہ رکاب سعادت اِنتساب تھے بعد بیکے رستم پیلتن پیلکش کشندۂ
دو دیل ہندی و کشندہ کیتیان زنگی لیئے شہزادۂ علمشاہ رومی اپنے رفقاے جانباز و سرفروش کو مثل
ملک حدید اور ملک سیلاب شاہ اور فرخ معبوق کوہی اور رفقاے قدیم مثل آلاگرد فرنگی و مالا گرد
فرنگی وغیرہ کے ساتھ لیے ہوے پہونچے بعد اُسکے شہزادۂ ہاشم تیغزن صفدر و صف شکن بھی آئے
مصروع دیوانہ اور آصف شتر خوار اور بہرام صحرا نشین اور ہوشنگ شاہ دریا نشین اور فتاح
کوہی اور مرزبان شاہ یہ سب کے سب مع ساٹھ لاکھ سواران جرار کے ہمراہ رکاب بصد آداب و قاعدہ
چلے آتے تھے بعد اُسکے فرخ شہسوار قلندر اور فرخ بخت سلطان چالیس ہزار فوج سے آئے اُنکے بعد سغندیار
گیلانی چالیس ہزار سوار جرار سے آئے غرض آمد آمد آگے پیچھے سرداران لشکر اسلام کی ہوئی قطار بندھی ہوئی تھی
پیش و پس چلے آتے تھے اور زیارت بادشاہ اسلام سعد بن قباد کی حاصل کرتے تھے یاقوت شاہ مثل تصویر
حیرت کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اور لقاے بے لقا بہت متحیر اور متردد مثل گنبد گیتی نما پر بیٹھا تھا اور کہتا تھا کہ یہ تقدیر
میں نے نہیں کی ہے تقدیر بدلی ہوئی ہے نہیں معلوم کہ یہ سب سرداران لشکر اسلام فوجیں جمع کرکے کہاں سے لائے
بہت بڑا ہوا کہ یہ سب کے سب آئے ہیں بختیارک کہتا تھا کہ اے خداوند یہ غدار بہت بڑے صاحب اقبال ہیں
جدھر جاتے ہیں اس ملک کو بے سر کیے نہیں آتے ہیں یہ باتیں سنکر لقاے بے لقا بختیارک پر بہت خفا ہوا
آخرکار گنبد گیتی نما پر سے ہنجنے کے اُڑ گیا ادھر بادشاہ اسلام جو بارگاہ سے نکلے ہوے باہر تشریف لائے دیکھا
کہ پل تو اماں اور پل مشکبار پر لاشوں کا انبار ہے اور سروں کے کلہ منار بنے ہوے ہیں دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ جب تباہی لشکر اسلام پر آئی تھی اسمیں یہ سب مردان لشکر اسلام قتل ہوے تھے جب سے لاشیں یونہیں
پڑی ہیں اور ان سب کے سر کاٹ کر لقاے کا کلہ منار بنوائے ہیں نہایت صدمہ و ملال ہوا ملازموں سے
حکم دیا کہ ان سب بیچاروں کی تکفین و تدفین کرو اور ان سب کا ایک گنج شہیداں بنواؤ ملازم بادشاہ لشکر اسلام
سرگرم کار خیر ہوے کہ اسی اثنا میں خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تمام ناموس حمزۂ صاحبقران کو ساتھ لیے ہوے
ہو پہونچے تمام سرداران سب کو استقبال کرکے لے آئے اور وہ محل بارگاہ شاہی گیا مہتر قرانِ حبشی کہ اس
شب تیرہ و تار ریک اور بارش برف میں ناموسان حمزۂ صاحبقران زمان کو ساتھ لے کر مع بارگاہ شاہی
کے بھاگے تھے یہ بھی ناموس کے ہمراہ آئے اور قدمبوسی بادشاہ اسلام کی حاصل کی بادشاہ اسلام نے
عمرو اور مہتر قران کو خلعت سے سرفراز فرمایا بعد اسکے شہزادۂ بدیع الزمان نے خزانہ طلسم خونریز کا
خواجہ عمرو سے طلب کیا ادھر ملک قاسم نے کہا کہ یہ خزانہ میرا ہے میں لونگا عمرو نے کہا کہ صاحبو کیوں آپس میں
تکرار کرتے ہو یہ خزانہ نہ تمہارا ہے نہ اُنکا ہے کل سب مال بادشاہ کا ہے کس واسطے کہ پہلے تو بادشاہ اسلام طلسم
خونریز میں تشریف لیگئے تھے دوسرے یہ کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ سامنے ملک سنبل کے ایک قلعہ مستحکم

بنکر تیار ہوا اور اتنا بڑا قلعہ بنے کہ تمام سرداروں کے ناموس اسمیں رہیں اور قصر عالیشان اسمیں بنیں اور یہی
خشت انداز اور یہی بیلدار جو گرفتار ہوئے ہیں اس قلعہ کو بنائیں شہزادہ بدیع الزمان اور شہزادہ قاسم کو یہ رائے
منظور ہوا اور کہا کہ بجا کیا مضائقہ ہے اس روپے سے یہاں قلعہ ہی بنکر تیار ہو غرضکہ اُسی وقت سے عمرو نے
قلعہ کی بنیاد ڈالی اور خشت اندازوں اور بیلداروں سے قلعہ بنوانا شروع کیا اور شہزادہ عمرو بن رستم کو جو بیٹے
شہزادہ ملک قاسم کے ہیں انکو داروغہ عمارت کا کیا ادھر تو عمارت قلعہ وہاں تیار ہونے لگی اور ادھر لقائے
بے لقانے نامے لکھ لکھکر جابجا روانہ کیے مدد جابجا سے طلب کی بعد اُن ناموں کے بھیجنے کے ایک روز لقا
بے بقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک جوڑی ہرکاروں کی دوڑی ہوئی آئی اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ
نجمہ روئین تن لاکھ سوار جرار کی جمعیت سے شہر رومین حصار سے آتا ہے یہ خبر سنتے ہی لقائے بے بقا نے
تاج سر اپنا کج کیا اور پکار کر کہا اے بندگان من دیکھو تو اب بلوایا ہے میں نے اپنے پہلوان قدرت کو کہ آج پرستوں
کا وہ کام تمام کرے یہ کہکر طبل شادمانی بجوایا پھر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت سے کہا کہ تمام سرداروں کو اپنے
ہمراہ لیکر جلد جاؤ اور ہمارے پہلوان قدرت کو استقبال کرکے بڑے جاہ و احتشام سے لاؤ یاقوت شاہ
جبرئیل قدرت مع بختیارک اور تمام سرداروں کے روانہ ہوا مگر طبل شادمانی کی جو صدا بلند ہوئی اور گوش
بہادران بادشاہ اسلام سعد بن قباد میں پہونچی خواجہ عمرو سے کہا کہ جاکر جلد خبر لاؤ کہ یہ طبل کیسا بجتا ہے خواجہ عمرو
اُسی وقت لشکر کفار میں آئے دیکھا کہ تمام کفار ایک طرف کو چلے جاتے ہیں آپ بھی صورت اپنی تبدیل کرکے ایک
پیادے کی صورت بنے اور بختیارک کے ہاتھی کے پیچھے ہو لیے اور اُسکی پیٹھ پر سونٹے مارنا شروع کیے کہ ہاتھی
بختیارک کا بڑھکر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے ہاتھی کے آگے ہو گیا بختیارک نے پیچھے پھر کے دیکھا اور
گھڑک کر کہا کیا تو اندھا ہے کہ میرے ہاتھی کو یاقوت شاہ کے ہاتھی سے آگے بڑھائے دیتا ہے کیا تو جوتیاں مجھکو کھلوائیگا
عمرو نے بائیں آنکھ کا تل بختیارک کو دکھا دیا بختیارک نے پہچانا کہ یہ تو مرشد کامل ہیں جان نکل گئی کلیجا دھڑکنے لگا ہاتھ
باندھکر کہا کہ آپ خود جوتیاں لگا لیجیے مگر یاقوت شاہ سے ذلیل کرائیے عمرو نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کہ کہاں جاتے ہو
بختیارک نے کہا کہ نجمہ روئین تن کے استقبال کو کہا خیر چلے چلو غرضکہ دو تین کوس سب کے سب آئے تھے کہ غبار سامنے
سے اٹھا جس وقت دامن گرد شگافتہ ہوا عمرو نے دیکھا کہ ایک گبر ہنجار کہ کہ تازاش پچاس پانچ کا قد ہے اور ایک ساغر
اُسکے ہاتھ میں ہے اور دونوں طرف سے دو ساقی بے حسین کمسن شراب پلاتے چلے آتے ہیں اپنے دل میں عمرو نے کہا کہ
خدا جانے کس کس مسلمان کو اس سے ایذا پہونچیگی غرضکہ سب کفار اُس سے ملاقات کرکے اُسے اپنے ساتھ لیکر روانہ
ہوئے عمرو وہاں سے پھر کر بارگاہ سلیمانی میں آئے اور حال نجمہ روئین تن کا بیان کیا بادشاہ اسلام اور تمام
سرداران عالیمقام نے فرمایا کہ خدا ہے بزرگ حضرت پروردگار عالم جو ہمارے حق میں بہتر جانیگا وہ کریگا مگر یہاں
نجمہ روئین تن لقا کے سامنے آیا پہلے اس کافر نے لقا کو سجدہ کیا اُس مردود نے دست نجس اپنا اسکی پشت پر
پھیرا اور کہا کہ تو میرا بندۂ خاص ہے اور خلعت اسکو سپہ سالاری کا دیا یہ بوم شوم خلعت پہنکر غرق زرین کمر یاقوت شاہ
کی بارگاہ میں آکر بیٹھا تھوڑی دیر گذری تھی کہ جوڑی ہرکاروں کی پھر آئی اور خبر دی کہ لقاش خون آشام تیس لاکھ
سوار کی جمعیت سے آتا ہے لقا نے خوش ہوکر اسکے واسطے بھی سب کو استقبال کے لیے بھیجا تمام سردار گئے اور استقبال کرکے
اُسے لائے اُسنے بھی آکر پہلے لقا کو سجدہ کیا پھر بارگاہ یاقوت شاہ میں آکر داخل انجمن ہوا مگر نجمہ روئین تن سے متصل
بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی جام ارغوانی گردش میں آیا تھا کہ یہاں لقائے بے بقا کو بذریعہ اخبار اطلاع ہوئی کہ

شہر عجم میں بیٹا بدیع الزمان کا کہ نام اُسکا شہزادۂ نور الدہر ہے ملکہ کوہر ملک سے پیدا ہوا ہے اور سن اسکا کوئی سات
برس کا ابھی ہے بس جیسے لقانے نام نور الدہر کا سنا رعشہ بدن میں پڑگیا کانپنے لگا تاج گھبراہٹ میں سر سے نیچے گر پڑا
نجومیوں کی طرف مخاطب ہوکر کہا دیکھو تو اس لڑکے کے ہاتھ سے مجھے کیا ایذا پہونچیگی سب نجومیوں نے علم سے اُسکے
حال دریافت کیا اور کہا کہ یہ طفل برباد کن خدائی خداوند لقا ہوگا ابھی اسکے استیصال کی تدبیر کرنا مناسب
ہے لقانے اسی وقت ایک شقہ القاش خون آشام کے نام لکھوایا کہ تو جاکر ملک عجم میں فرزند جگر بند شہزادۂ
بدیع الزمان نامدار یعنی نور الدہر عالیمقدار کا سر کاٹ لا وہ شقہ جب تیار ہوا اگردہ مرد کو دیا کہ تو القاش
کے پاس لیجا گردہ مرد نے شقہ لاکر نخجہ رومین تن کے ہاتھ میں دے دیا نخجہ رومین تن سمجھا کہ یہ شقہ سپہسالاری
کا مجھے عطا ہوا ایک تو مادۂ غرور سے بدمست ہو رہا تھا اور زیادہ متکبر ہوا القاش کو مقدم بیٹھا دیکھکر غضبناک ہوا
اور کہا کہ او القاش سپہسالار خداوند لقا کے باختر میں ہوں تو کون ہے جو مجھسے مقدم ہوکر بیٹھا اٹھ وہاں سے
اور مجھسے زیر دست آکر بیٹھ دیکھ یہ شقہ سپہسالاری کا میرے نام آیا ہے القاش خون آشام یہ سنکر آگ ہوگیا اور
کہا تیری لیاقت کیا ہے جو میں تجھسے زیر دست ہوکے بیٹھوں لا تو وہ شقہ کہاں ہے دیکھوں تو اُسمیں کیا لکھا ہے نخجہ نے
جواب دیا کہ میں شقہ تجھے نہ دونگا القاش نے کہا میں زبردستی تجھسے لیلونگا نخجہ نے بگڑکر کہا کہ کیا تیری طاقت ہے جو شقہ
مجھسے لیلے القاش نے ہاتھ بڑھایا کہ شقہ چھین لے نخجہ نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا القاش اٹھکر لپٹ گیا کشتی ہونے لگی
بختیارک اچھلنے لگا اور ہنس کے پکارا کہ کوئی ہے شرط مجھسے بدنے والا کون جیتے کون ہارے اب تمام کفار حیران ہیں تماشا
کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ پہر بھر کشتی کامل ہوئی آخرکار القاش خون آشام نے نخجہ رومین تن کو اٹھا لیا اور سر پہ
چرخ دے کر بقوت تمام زمین پر مارا کہ نخجہ رومین تن کا کولا اتر گیا اور بیہوش ہوگیا القاش خون آشام نے وہ
شقہ لیکر پڑھا اور مضمون سے آگاہ ہوکر کہا کہ ماجرا دیکھو یہ شقہ تو خداوند نے مجکو لکھکر بھیجا ہے اور یہ بیجا کہتا ہے کہ مجھکو
سپہسالاری کا شقہ آیا ہے اب میں اسے زندہ نہ چھوڑونگا اور چاہا کہ اُسکی چھاتی پر چڑھکے دم فنا کردے کہ بختیارک
اور یاقوت شاہ نے منع کیا اور کہا کہ جیسا اسنے کیا تھا اپنی سزا کو پہونچ چکا اب جانے دیجیے اتنی دیر میں نخجہ کی بھی
آنکھ کھلی القاش نے اس سے کہا کیوں یہ تیری کیا حرکت بیجا تھی کہ شقہ تو خداوند نے مجکو بھیجا اور تو نے مارلیا
مجکو واجب ہے کہ اب تجھے مار ڈالوں بختیارک نے نخجہ سے کہا ارے کمبخت جلد معذرت کر نخجہ عذر کرنے لگا
بختیارک نے نخجہ کو اٹھا کر پاؤں پر القاش کے ڈالدیا اور کہا کہ بس اب اسکو معاف کردو دونوں آپسمیں ملجاؤ
القاش نے اُسے گلے سے لگا لیا اور خطا اُسکی معاف کی یہ خبر خداوند لقا کو پہونچی حکم دیا کہ نخجہ کو اٹھا کر باغ بہشت
میں پہونچا دو اور القاش کے واسطے خلعت بھیجا اور حکم دیا کہ القاش سے کہو کہ جلد ملک عجم کی طرف جاؤ۔
القاش خون آشام تین لاکھ سوار جرار اپنے ساتھ لیکر بارادۂ قتل شہزادۂ نور الدہر ملک عجم کو روانہ ہوا
یہاں جاسوسان لشکر اسلام نے یہ خبر خدمت میں بادشاہ اسلام کے آکر پہونچائی اور تمام حال نخجہ اور القاش
کی کشتی کا بیان کیا اور عرض کیا کہ القاش برائے قتل شہزادۂ نور الدہر فرزند بدیع الزمان کے گیا ہے ابھی ہمارے
سامنے جانب ملک عجم القاش روانہ ہوگیا شہزادہ بدیع الزمان یہ خبر سنتے ہی نہایت رنجیدہ ہوئے بادشاہ
اسلام نے اُسوقت تمام سرداروں کی طرف دیکھ کے فرمایا کہ ہے کوئی ایسا تم میں سے کہ جانب ملک عجم جاکر شہزادۂ
نور الدہر کو اس کافر کے شر سے بچائے ابھی یہاں بادشاہ کے منھ سے پوری بات نہ نکلی تھی کہ اپنے دخل پر سے کرب
بہ ہوب مصدر رد غازی نظرکردۂ شاہ ولایت امیر شرق و غرب کہ شہزادۂ بدیع الزمان سے کمال الفت و محبت

رکھتے ہیں اُٹھ کھڑے ہوئے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور دست بستہ کہا کہ غلام اس خدمت کو بجا لائیگا بادشاہ اسلام
بہت خوش ہوئے اور کرب غازی کو خلعت دیا اور بدیع الزمان کا یہ عالم تھا کہ پھول کر جامے میں نہ سماتے تھے
ایسے مسرور ہوئے کہ کرب غازی سے لپٹ گئے اور کہا کہ بھائی تمھارا جانا میرے جانے سے بہتر ہو بسم اللہ جاؤ
حافظ حقیقی تمھارا نگہبان ہو کرب غازی بارہ ہزار قزاق لیکر جانب ملک عجم روانہ ہوئے انکو تو راہ میں چھوڑیے
اُدھر کا حال ناظرین والا تمکین ملاحظہ فرمائیں کہ جب القاش خون آشام ملک عجم کو روانہ ہو چکا ہاروت بن
جالوت رعد آواز لقا سے عرض پرداز ہوا کہ آپ میرے حق میں تقدیر برجستہ لکھیے کہ میں ان خدا پرستوں کو
میدان میں نکل کر مارون لقاے بے لقا نے ہاروت بن جالوت رعد آواز سے کہا کہ تیرے دم شمشیر میں سب
خدا پرستوں کی موت تقدیر کر دی ہی یہ کہکے اسکو خلعت دیا ہاروت خلعت وغا پہنے ہوئے یاقوت شاہ
کے دربار میں آیا اور دنگل پر بیٹھکر شرابخواری کرنے لگا جب بادۂ ناب سے دماغ خوب گرم ہوا بدمستی کا نشہ
چڑھا یاقوت شاہ سے کہا ای جبرئیل قدرت آپ طبل جنگ بجوائیے اُسی وقت یاقوت شاہ نے طبل جنگ
لشکر میں بجوایا شور و غل برپا ہوا کہ خدا پرستوں سے کل سامنا ہی سب اپنی تیاری کرنے لگے اُدھر بادشاہ اسلام
بارگاہ سلیمانی میں تخت سلیمانی پر جلوہ افروز تھے کہ آواز نقارے کی آئی خواجہ عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ
ذرا خبر تو لاؤ کہ یہ نقارہ کیسا بجا ہی ہاتھ باندھکر خواجہ نے عرض کیا کہ ہرکارے خبر لیکر آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ
سرہنگ کی اور ابو شہاب لشکری آ پہونچے اور ہاتھ اٹھا کر دعا دی کہ بادشاہ کا اقبال یاور جاہ و جلال کی
ترقی لشکر اسلام کا اوج موج ہمیشہ بڑھے ؎ شہی بخت تو بیدار بادا ٭ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ٭ وہ دونوں دعا و
ثناے شاہی کرکے عرض کرنے لگے کہ لشکر لقاے بے بقا میں ہاروت بن جالوت رعد آواز کے نام پر طبل جنگ
بجا ہی کل کفار آمادۂ کارزار ہونگے بادشاہ نے فرمایا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی بجے بموجب حکم
بادشاہ اسلام ادھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی دونوں طرف لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں رات بھر
یہی سامان رہا صبح کو سرداران لشکر اسلام آکر دردولت شاہی پر موجود ہوئے بادشاہ اسلام نماز صبح پڑھکر وظیفہ
سے فراغت کرکے تخت پر سوار ہوکر باہر بارگاہ کے برآمد ہوئے سرداروں نے مجرا کیا افسر جوہر مردبے نے ایک ایک
کا بقاعدۂ شاہانہ سلام پیش کیا تخت بادشاہی وہاں سے مثل تخت سلیمان کے چل نکلا آب کوچہ سلامت میں
سواری بادشاہ اسلام کی چلی جاتی تھی دو رستہ سلامی اُتر رہی تھی ہر لشکر کے سردار نے سفیر بنکر بادشاہ سلامت
کے روبرو آکے سلامی کی بہا نشان وعدہ گاہ میدان معرکہ میں بادشاہ اسلام کی سواری پہونچی تخت بادشاہی قلب
لشکر میں ٹھہرا دست راستی دست راست کا اور دست چپی دست چپ کا اپنے اپنے مقام پر قائم ہوئے دیکھا کہ
اُدھر بھی آمد لشکر کفار کی شروع ہوئی اس صورت سے کہ ہر دستے اور ہر صف کے بعد باجا بجتا ہوا قرنا کا شور برق کی آواز
بلند نقاروں پر چوبیں پڑتی ہوئیں ڈنکا ہوتا ہوا پیچھے اُن باجوں اور ڈنکے کے جبرئیل قدرت یاقوت شاہ بھی تخت پر
سوار خواہی میں خواجہ گرانزالدین ملک بختیارک منحوس کا ذبیلے میں بیٹھا ہوا گلفشانی کرتا ہوا چلا آتا ہی اور گرد و اطراف
میں اور سوار چلے آتے ہیں آگے تخت یاقوت شاہ کے ہاروت بن جالوت رعد آواز زرہ پہنے ہوئے خود آہنی
سر پر رکھے ہوئے دستانے ہاتھوں میں گرز گردن پر سیاہ رنگ پر سوار بصد کبر و نخوت چلا آتا ہی تخت یاقوت شاہ
کا ایک طرف کو آکر قائم ہوا اور تمام فوج پیچھے تخت کے کھڑی ہوگئی ہاروت سامنے لشکر اسلام کے صف باندھکر
استادہ ہوا میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ ہوگیا بیلداروں نے نکلکر تمام پست و بلند زمین کو ہموار کر دیا

تبرداروں نے جھنڈی جھاڑی کو کاٹ کر پھینک دیا ستون نے آب پاشی کی نقیبوں نے نکل کر نسب بھی لشکر کفار
میں علمہاے خوک بیکر علم ہوئے مثل ستارہ و نیلا دارے کے چلنے لگے آواز نقارہ و گنج نفیر کی بلند ہوئی بارروت اپنے
گینڈے کو جولان کرکے سامنے تخت یاقوت شاہ کے آیا گینڈے سے اتر کر سلام کیا اور اجازت پیکار طلب کی عرض کی
امیدوار ہوں کہ میدان رزمگاہ میں جاکر خدا پرستوں کا کام تمام کروں یہ سنکر یاقوت شاہ نے کہا کہ جاؤ تمکو
زمرد شاہ باختری کی حفاظت میں دیا اس عرصے میں زمرد شاہ باختری بھی گنبد گیتی نما پر آکر بیٹھا بارروت
بن جالوت رعد آواز دوسرے خداوند لقا کو سجدہ کرکے میدان حرب کو روانہ ہوا گینڈے کو جھکا کر میدان میں آیا اور
مبارز طلب کی للکار کر آواز دی خدا پرستو خداوند لقا نے قہر غضب اپنا نازل کیا ہے تم سب کے سب پریشان و تباہ ہوگئے
تھے خداوند نے پھر اپنی قدرت نمائی کی کہ تم سب کو بچایا تم سب فوج و لشکر اپنے ساتھ لیکر یہاں آئے اور اسپر بھی
خداوند لقا کو سجدہ نہ کیا اب بہتر یہ ہے کہ خداوند لقا کو سجدہ کرو یا جسے تمناے مرگ ہو وہ میرے مقابلے میں آئے یہ
لاف و گزاف اور کلام مہملات سنکر اہل اسلام نے لعنت و ملامت کرنا شروع کیا اور قارن کرگدن سوار گینڈا اپنا
جھکا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے آیا اور گینڈے سے اتر کر مجرا کیا اجازت میدان حرب چاہی
بادشاہ نے فرمایا کہ بسم اللہ جاؤ پروردگار عالم تمہارا حافظ و نگہبان ہے خداوند کریم کا فریہ فتحمند کرے یہ کہکے جام کلمہ
عفو رحمت عنایت کیا قارن کرگدن سوار جام کو لیکر آداب بجالایا اور گینڈے پر سوار ہوکے ایک نگاہ ماری گینڈا
مثل برق چمک کر برابر بارروت کے آیا بارروت اس سے تکاور زن ہوا برابر سے دونوں گینڈے جھٹے تھے پھر ان
میں مثل کرگینڈوں کے ایک دوسرے کے مقابل کیا بارروت نے قارن سے پوچھا کون ہے اسنے کہا تو مجھکو نہیں
جانتا میرا نام قارن کرگدن سوار ہے میں بیٹا ہوں سبائیل شاہ کا یہ ملک سبائیل میرے ہی باپ نے بنوایا تھا
لقاے بے بقا نے ظلمات سے آکر چھین لیا اور ظلم و ستم کیا کہ میرے باپ کو مار ڈالا اب میں اسی واسطے آیا ہوں
کہ اپنے والد ماجد کا ملک اس گبر نابکار سے لوں بارروت یہ سنکر بہت خفا ہوا اور کہا کہ خیر اب حال تیرا معلوم ہوا
بیمی جنگ و جدل تجھے نیلا ہوگا اے حربہ پیکار سنبھال قارن نے کہا میں نے دین اسلام اختیار کیا ہے خدا پرستوں
کا یہ دستور نہیں کہ پیشدستی کریں تو اپنا جو بیٹھ کرلے جب پروردگار تیرے حربے سے بچائیگا تو میں بھی تجھپر حربہ
کرونگا بارروت نے یہ سنکر نیزہ ہاتھ میں اٹھایا اور خبردار خبردار کہکر قارن کرگدن سوار پر مارا قارن نے
اسکا نیزہ اپنے نیزے پر روکا جب طعن رد ہو گئی پھر بند باندھکر نیزہ مارا قارن نے روک کر پھر رد کیا اسی طرح
بڑی دیر تک نیزہ بازی ہوئی آخر کو قارن نے نیزہ بارروت ہوائی کردیا بارروت نے جھنجلا کر تیغہ آبدار کھینچا اور
قارن پر وار کیا قارن نے چاہا کہ تیغہ اسکا چھین لوں کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھائے کہ گینڈے کے پاؤں موقع پانے میں
ہٹائے سے گینڈے نے ٹھوکر کھائی قارن کی نگاہ بہک گئی اور ہاتھ اچٹ گیا تلوار بارروت بن جالوت
رعد آواز کی قارن کے سر پر پڑی تا دوار بر وار اتر آئی قارن نے دستانہ مار تلوار اچھا کر سر سے نکل گئی مگر چادر خود کی
گھوپرا اپنی غشی طاری ہوئی بارروت نے چاہا کہ دوسرا ہاتھ تلوار کا اور مارے کہ قارن کا کام تمام ہو اسی وقت
شہزادہ بدیع الزمان اپنے رفیق نامی کے واسطے بیتاب ہوگئے اور پودھا باگ کا لیا اور وہیں سے نعرہ کیا کہ اے
گبر نابکار کینہ نافرش دست خود روا کھ دار او دیکھا میں آ پہنچا کیا غضب کرتا ہے زخمی کو مارنے کا ارادہ ہے یس
نعرہ کرکے برابر بارروت کے آ پہنچے قارن کو لوگوں کے سپرد کیا وہ لیکر لشکر اسلام میں آئے شہزادہ بدیع الزمان
بارروت کے مقابلے پر پہنچے اور فرمایا کہ او نامرد یہ کیا جمعیت مردانگی ہے کوئی بھی زخمی پر ہاتھ مارنے کو اٹھاتا ہے بھلا

قصد مار ڈالنے کا فارن کے کیا بارُوت نے کہا کہ مین ہی نے تو اسکو زخمی کیا کسی اور کا تو زخم خوردہ نہین تھا
اور اُسکو دعوے خداوند لقا کے مار ڈالنے کا تھا وہ تو بہت کچھ ارادہ کرکے آیا تھا اپنے باپ کا بدلا لیا چاہتا تھا لیکن تو
نے اُسکو پست کیا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ انشاء اللہ اب بعد صحت کے وہ ایسا ہی کریگا کیون کیا تو اُسکو کچھ کم
مردان شجاع سے سمجھتا ہے بارُوت نے کہا تم اُسکی قسمت سے آگئے نہین تو مین اُسکو زندہ نہ چھوڑتا دو ہی بہادری
سب اُسکا باطل کر دیتا شہزادے نے کہا جو خدا چاہتا ہے وہ ہوتا ہے تو اور تیرا خداوند کیا ہے یہ باتین شہزادہ
بدیع الزمان نامدار اور بارُوت مین یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ یکایک صحرا سے گرد اُٹھی ہرکارے دونون لشکرون کے
خبر لینے کو دوڑے جب گرد و غبار برابر لشکرون کے پہونچکر فرو ہوا دیکھا کہ سو علم نشان لاکھ سوار کے نمودار ہوئے اور
بعد اُسکے سامان جلوداری بہت کچھ تھا کہ تمام صحرا آدمیون سے بھر گیا دیکھا کہ ایک شخص کرگدن سیاہ رنگ پر سوار ہے نہایت
قوی ہیکل تنومند پچاس آرنج کا قد ہاتھی کو فوج کی جمعیت کے بیچ مین چلا آتا ہے ہرکارے لشکر اسلام کے نام اُسکا دریافت
کرکے آئے اور بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ یہ پہلوان جو آیا ہے نام اُسکا رزنگ بن سیلان گراز وندلن ہے لقا
بےلقا کی مدد کو آیا ہے غرضکہ وہ پہلوان بعد غرور و نخوت تحت یاقوت شاہ کے قریب آیا اور آداب بجا لایا اور
پہلوے یاقوت شاہ مین ٹھہرکر تماشا بارُوت کی لڑائی کا دیکھنے لگا یہان شاہزادہ بدیع الزمان اور بارُوت
بن جالوت رعدآواز سے گفتگو ہو رہی تھی کہ رزنگ نے پوچھا کہ کس سے یہ مقابلہ ہے بختیارک نے کہا کہ بارُوت
بن جالوت رعدآواز اسطرف سے ہے اور اُدھر سے شہزادہ بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران ہے یہ سُنکے وہ سر نیچے
کر لیا ادھر بعد گفتگو کے بسیار بارُوت نابکار نے وہی تیغ خون آلود کا وار کیا شہزادہ بدیع الزمان نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا قبضہ و دنبالہ تیغ بارُوت کا سپر سخت سے آشنا ہوکر پھولون مین سپر کے وہ خار تیغ باغی اُلجھ گیا شہزادہ
بدیع الزمان نے سپر کو اُدھر جھٹکا مارا کہ قبضۂ شمشیر نابکار کے ہاتھ سے چھوٹ گیا شہزادے نے فوراً تیغ افعی سلیمانی
کا ہاتھ مارا ظالم نے گھبراکر پھر سپر چہرے کی پناہ کی تیغ سپر کو کاٹ کر سر پر پہونچا حیات خود کو دو ٹکڑے کرکے آب تیغ آبدار حلق
امن نیاری کے اُتر گیا وہان سے جو تیغ آگے بڑھا چاک کرتا ہوا اُسکا سینہ پر کینہ گینڈے کے دو ٹکڑے کرکے زمین کو چھو
دیا تحسین و آفرین کا غل ہوا بختیارک نے چلا کے کہا وہ بارُوت بن جالوت رعدآواز مارا گیا چار ٹکڑے گینڈے
سمیت ہوگئے برق تیغ شہزادہ بدیع الزمان نے خرمن ہستی بارُوت بن جالوت رعدآواز کو جلا دیا یاقوت شاہ
نے بختیارک سے کہا کہ فوج کو حکم دو کہ بدیع الزمان کو گھیر کر یا چار طرف سے زغہ کرکے جا پڑو بختیارک نے منع
کیا کہ زغہ کرنا اچھا نہین ہمارا جار ہا یاقوت شاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا اور رزنگ بن سیلان کو لیکر پھرا
اور لاش بارُوت بن جالوت رعدآواز کی سامنے لقا کے پھیری لقا بےلقا نے حکم دیا کہ اسے دریاے
رحمت مین ڈال دو کہ ابکی نوروز مین تقدیر کرکے پھر اسے زندہ کرونگا مگر رزنگ بن سیلان نے لقا کی خدمت
مین جاکر اُس کافر اکفر کو سجدہ کیا جب رزنگ نے سر سجدے سے اُٹھایا لقا نے خلعت سے سرفراز کیا رزنگ
بن سیلان اسی طرح خلعت پہنے ہوئے یاقوت شاہ کے ساتھ بارگاہ مین آکر دنگل نخوت پر متمکن ہوا احوال
اہل اسلام کا پوچھنے لگا بختیارک نے مسخرے پن کے ساتھ حال اہل اسلام کا بیان کیا اور کہا کہ بہادری اور
شجاعت اور برش تیغ اسلام آپ نے میدان رزمگاہ مین خود آنکھون سے دیکھ لی رزنگ نے کہا ملک جی تم
دیکھنا کہ مین ان خداپرستون کو کسطرح مارتا ہون کیسی لشکر اسلام کو شکست فاش دیتا ہون یہ کہکر ستم انجاری
کرنے لگا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا یاقوت شاہ سے کہا کہ اب طبل جنگی میرے نام پر بجوایئے

اسی وقت یاقوت شاہ نے حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑنے لگی ہرکارے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام میں حاضر
ہوئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ لشکر لقا میں زرنگ بن سہیلان کے نام پر طبل جنگ بجا ہے اسکا ارادہ ہے کل
معرکہ آرا و نبرد جو ہو بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی کوس حربی بجے حکم
بادشاہ اسلام لشکر اسلام میں بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی دونوں لشکروں میں چار پہر رات تیاری کارزار رہی صبح کو
بادشاہ اسلام مع غازیان نیک اطوار و مجاہدان الاتبار معرکہ آرائے پیکار ہوئے ادھر کفار بد شعار سامنے لشکر اسلام کے آکر
صف آرا ہوئے بعد آرائگی صفوف جدال و قتال نقیب بلند آواز نے میدان میں نکلکر نقابت کی بات بہادرو جوانو
شیرو لو آج روز نام و ننگ ہے عرصۂ زیست بہت تنگ ہے نیکنامی و بدنامی کے کام کا خیال نہ کرو رستمانہ میدان مصاف میں
جنگ کرنا چاہیے جرأت و شجاعت دکھاؤ دشمنوں کو مارو آپ ہنس ہنس کے تن پر گل زخم کھاؤ گلشن رو خاک کو سبز کرو
خون جو سے میدان کارزار میں بہاؤ عرصۂ جنگ کو لالہ زار کرو قدم آگے بڑھاکے پیچھے نہ ہٹاؤ یہی شیوۂ مردانگی ہے بعد جنگ
کے لڑائی کی حسرت لیکے دل میں نہ لیجاؤ اور بہت کافروں کو جہنم میں بھیجو شربت شہادت نوش کرو کیونکہ دنیا ایک سرائے

فانی ہے کسی کو بقا نہیں **ابیات**

بھوتے نہ تھے جو پردہ نشین گھر میں بے حجاب
کیا ہو گئی وہ شوخی رفتار ہائے ہائے
دیکھے جو میں حیات دو روزہ کے رنگ ڈھنگ
ہر عضو تن ہے مالو کی دیوار ہائے ہائے

کھو دی خزاں نے رونق گلزار ہائے ہائے
نقش ان کی جا ہے سر بازار ہائے ہائے
آنکھ سراب دشت حباب و نقش آب
غنچے چٹک کے کہتے ہیں ہر بار ہائے ہائے

پژمردہ ہو گئے گل رخسار ہائے ہائے
سر رفتار و قامت محشر خرام ہے
ہستی پہ کہتے رہتے ہیں یہ چار ہائے ہائے
مٹی نہ کیوں خراب ہو قصر ثبات کی

نقیبوں نے جو یہ اشعار مصیبت آثار پڑھے اہل درد کی آنکھوں سے اشک
حسرت بہنے لگے جو نامرد بزدلے تھے وہ بھی جھوم رہے ہیں جانتے ہیں ابھی بخوبی نام کرین دلیران اہل اسلام تو
ایسے بیتاب اور جلیں ولولۂ شجاعت سے ہوئے کہ عجب نہ تھا کہ کافروں پر گھوڑے اٹھا کر جا پڑیں ادھر بدوں کو
بھی حوصلہ تھا اور کچھ خیال باپ دادا کے نام و ننگ کا آگیا اسوقت زرنگ بن سہیلان گراز دندان اپنے
گینڈے کو کلک مارکر گنبد گیتی نما کی طرف پھرا سامنے لقائے بے بقا تخت نخوت پر بیٹھا ہوا تھا زرنگ نے اُسے
سجدہ کیا وہاں سے جالوت رعد آواز نے پکار کر کہا کہ خداوند لقا نے تیرے دم شمشیر میں خدا پرستوں کی موت تقدیر کردی
ہے جا خدا پرستوں کا کام تمام کر زرنگ بن سہیلان یہ سنکر ادھر سے پھرا یاقوت شاہ کو مجرا کیا گینڈے کو جولان
کرکے چلا جب نصف میدان میں معرکۂ کارزار آیا پہلے اپنی سلحشوری دکھائی بعد ازاں لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہو کر للکارا
او خدا پرستو جسکو تمنائے مرگ ہو وہ آمادۂ قضا ہو کر صف لشکر سے نکلے اور میرے مقابلے کو آئے ابھی کلام اُس
کافر بدانجام کا ختم نہونے پایا تھا کہ لشکر اسلام سے فیروز لعل قبا رفیق جدید شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ
اپنے مرکب تیز رو کو بڑھا کر تخت بادشاہ اسلام کے سامنے آیا اور اُتر کے مرکب سے مجرا کیا دست بستہ ہو کر اجازت
میدان حرب چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جاؤ تمکو سپرد خدا کیا پروردگار عالم تمکو بہ فتح و فیروزی واپس لائے بعد
اسکے از روئے شفقت و محبت جام شربت منصوری عنایت فرمایا فیروز لعل قبا نے وہ جام پی کر دعا و ثنائے شاہی
کی اور مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کر روانہ ہوا جب مرکب اُڑا کر برابر زرنگ بن سہیلان گراز دندان کے پہنچا
زرنگ اُس سے نگاور زن ہوا پھر پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا نام ہے فیروز لعل قبا نے تمام حسب و نسب اپنا بیان کرکے کہا
مجکو فیروز لعل قبا کہتے ہیں زرنگ بن سہیلان گراز دندان نے کہا کہ ای فیروز تو تو پرستاران زمرد شاہ باختر سے
میں تھا تجھے کیا ہوا کہ تو نے پرستش اسکی چھوڑ دی اور خدا پرستوں کے شریک ہوا فیروز لعل قبا نے کہا کہ لقا کے بقا

مالک پرستش نہیں ہی میں نے اسپر لعنت کی اور دین اسلام قبول کیا یہ سنتے ہی زرنگ آتش حسد سے جل بھنکر کباب ہوا
نشۂ شراب میں زبردست ہو ہی رہا تھا کہنے لگا کہ تجھے بے مارے زنجیر زرنگا حربہ دغا ہاتھ میں سے اور دل کا حوصلہ نکال
فیروز لعل قبا نے جواب دیا کہ میں سبقت دغا میں نہ کرونگا خدا پرستوں کا یہ شیوہ نہیں ہی خلاف بہادری جانتے ہیں
زرنگ نے کہا کہ معلوم ہوا تجکو بھی گھمنڈ اپنی شجاعت و جوانمردی کا ہی یہ کہکر گینڈے کا پیچھے ہٹایا اور خبردار خبردار
کہکر نیزہ مارا فیروز نے تیرے سپر نیزے کو رد کیا دو مار دیر بند باندھکر زرنگ نے نیزہ مارا وہ بھی طعن فیروز نے رد کی
اسیطرح چار گھڑی کامل نیزہ بازی ہوئی دونوں کی سنانیں اور بھالیں ناکارہ ہو گئیں ٹوٹ ٹوٹ کر گر گئیں اب ڈانڈ
سے ڈانڈ لڑنے لگی یہانتک کہ برچھوں کے ٹکڑے اُڑ گئے ناچار لڑائی ہوئی چھڑیں ہاتھ سے پھینک دیں تلواریں کھینچ لیں
زرنگ نے وار تلوار کا کیا فیروز نے اُسکی تلوار کو سپر پر روکا فیروز لعل قبا نے زرنگ کو تلوار ماری زرنگ نے
پشت شمشیر پر روکی اور مہمی اُبھاڑ سے میں نکال کر تلوار کا وار فیروز پر کیا فیروز نے سپر پر روکا مگر زرنگ کی تلوار کا ہاتھ پورا
پڑا تھا سپر کاٹ کر چار انگل سر میں اُتر آئی فیروز نے دستار دار بہ تلوار تو نکل گئی مگر سر سے ایک پرنالہ خون کا جاری ہوا فیروز
کو غش آنے لگا لعلان لعل قبا نے جو فیروز لعل قبا کو دیکھا کہ زخمی ہو گیا گھوڑا دوڑا کر برابر زرنگ بن سہیلان
گراز دندان کے آیا فیروز کو روگرون کے حوالے کر کے لشکر میں بھیجدیا آپ زرنگ کا سامنا کیا زرنگ نے وہی شمشیر خون آلود
لعلان لعل قبا پر ماری لعلان نے سپر پر روکی اور تھیٹ کر تلوار کا ہاتھ مارا اُسنے اُسکی بھی تلوار پشت شمشیر پر روکی اسی طرح
کئی وار تلوار کے دونوں طرف سے چلے دونوں نے روک کر رد کر دیے پھر لعلان لعل قبا نے تلوار ماری زرنگ نے
خالی دیکر جو ہاتھ تلوار کا مارا لعلان کے سر پر پڑا سپر کٹی خود کٹا چار انگل تلوار سر میں اُتر گئی لعلان نے دستار دار
تلوار سر سے نکل گئی پر نالہ خون کا جاری ہوا لعلان گھوڑے پر جھومنے لگا میدان شاہ نے جو دیکھا کہ لعلان لعل قبا
زخمی ہوا لشکر اسلام سے گھوڑا نکالکر جھپٹا اور برابر زرنگ کے آیا لعلان لعل قبا کو روگرون کے حوالے کیا آپ
ہمنبرد زرنگ سے ہونے لگا زرنگ نے بڑی جد و جہد کر کے اُسکو بھی زخمی کیا غرضکہ دو پہر تک کئی سردار قاسم کے
زخمی ہوئے اور زرنگ بعد غرور و تکبر جھوم جھوم کر پھر مبارز طلب کرنے لگا اُسوقت شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ
بیتاب و بیقرار غصّے سے ہو گئے منہ غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو بڑھا کر سامنے تخت
شاہی کے آئے اور اجازت میدان جدال و قتال طلب کی بادشاہ اسلام نے دعائے فتحمندی و فیروزی دیکر فرمایا کہ
تمکو خدائے عزّ و جل کے سپرد کیا جاؤ دشمن کو قتل کرو یہ سنکر ملک قاسم نے مجرا کیا اور گھوڑا اچھا لکر بتعجیل تمام مقابل
زرنگ بن سہیلان گراز دندان کے آئے بختیارک نے جو شہزادۂ خاور سیاہ کو میدان حرب میں دیکھا یاقوت شاہ
سے کہا کہ اب زرنگ کا بچنا اور زندہ رہنا نہایت محال ہی ملک قاسم کی تلوار بلائے بے درمان ہی اور یہ بڑا شجاع و
دلیر ہی یاقوت شاہ نے کہا کہ زرنگ بھی بہت زبردست پہلوان ہی اور فن سپاہ گری میں بہت چست و چالاک ہی
قاسم کو ماریگا بختیارک نے جواب دیا کہ اچھا دیکھ لیجیے گا ابھی حال معلوم ہوا جاتا ہی مثل ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی دم
میں قلعی آئینۂ جرأت کی کھل جاتی ہی گرشتۂ حیات زرنگ بچتا نہیں معلوم ہوتا ہی ادھر زرنگ بن سہیلان
گراز دندان سے اور شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم نوجوان سے بعد نگاہ دو زنی کے گفتگو ہونی زرنگ نے پوچھا کہ تو کون ہی
اور تجکو حمزہ سے کیا علاقہ ہی ملک قاسم نے فرمایا میں بیٹا حمزہ صاحبقران زمان ہوں اور داماد ہوں تیرے خداوند لقا
اور مہرداد شاہ باختری کا نور چشم قدرت ملک گیتی افروز کا میں ہوں نام میرا شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم زیباہ ہی
زرنگ نے کہا او خدا پرست تجھسے یہ حال کون پوچھتا ہی تو زبان دراز ہی کہ خداوند لقا کے حق میں اسطرح کے کلمے کہتا ہی معلوم ہوا

قضا تیری دامنگیر ہوئی ہی خیر جو ہونا تھا کہ سنبھال میدان جانبازی کو دیکھ بھال قاسم نے کہا ہمارے خاندان کا یہ دستور
نہیں ہی ہم لوگ پیش دستی نہیں کرتے دشمن کا وار روک کر ضرب لگاتے ہین جب سکۂ تمندی جاری ہوتا ہی زرنگ
نے کہا میرا جو یہ غضب خداوندی ہی کوئی اُسکا متحمل نہیں ہو سکتا قاسم نے کہا او نابکار وہ غضب اب تیرے جان پر نازل
ہوگا زرنگ بولا کہ یہی تلوار سب خدا پرستون کے خون مین نہائی ہی انھین کے لہو کا اسکی زبان کو چسکا پڑا ہوا ہی اسی
تلوار سے تجھکو بھی مار ڈالونگا یہ کہکر وہی تیغ خون آلود قاسم پر ماری قاسم نے بڑھکے اُسکی تلوار کو روکا ہاتھ قبضہ پر ڈالکے
ہاتھون کو اُس نامرد کے مروڑا اور جھٹکا دیکر تلوار زرنگ بن سہیلان گراز دندان کی چھین لی اور پھرتی سے تلوار
زمین پر پھینک کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے اُٹھا لیا اور کہا کہ کیون او زرنگ بدکردار دیکھا تیرے غضب نے دو رنگی
زمانہ دکھائی یہ کہکر زرنگ کو تین بار سر پر چرخ دیا اور آسمان کیطرف پھینکا جب وہ مغرور نیچے گرنے لگا بلارک آبدار
کا ہاتھ اُسکی کمر پر مارا کہ مثل خیار تر کے اُسکے دو ٹکڑے ہوئے بختیارک صلوٰۃ پڑھنے لگا اور یاقوت شاہ سے کہا کہ کیا
آپ نے ایسے جو رنگ ہوائی کہتے ہین مگر فوج زرنگ کی جو کھڑی ہوئی تھی وہ دوڑی اور قاسم پر نرغہ کیا قاسم تلوار
لیکر آ پر جا پڑا ادھر سے بادشاہ اسلام نے فوج ظفر موج کو حکم دیا کہ جاؤ قاسم کی کمک کرو یہ سنتے ہی تمام غازیان دیندار و
مجاہدان تہور شعار نعرے کرکے تلوارین کھینچ کھینچکر کفار پر جا پڑے اُدھر سے یاقوت شاہ نے اپنے لشکر کو بھیجا دونون
لشکر آپس مین مل گئے تلوار چلنے لگی ہنگامۂ محشر انگیز برپا ہوگیا غلغلۂ دار و گیر ہر جانب بلند ہوا لاش پر لاش گر رہی تھی
قضا چار طرف میدان حرب مین پھرتی تھی اور قاسم و بدیع الزمان آستین دکھا دکھا کر تلوارین مار رہے تھے قاسم
نوجوان کفار کو چورنگ کرتے تھے بدیع الزمان نامدار جسکے تلوار کا ہاتھ مارتے تھے اُسکے مع مرکب چار پرکالے ہوتے
تھے ادھر لندھور بن سعدان اور مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر سے چشمک چل رہی تھی لندھور گرز سے پیوند زمین
کرتے تھے مالک اژدر پہلوان کو برچھے پر اُٹھا لیتے تھے کبھی مالک پکارتے تھے او ہندی کیون حریف کو ہلاک
کرتے ہین کبھی لندھور بن سعدان للکار کے کہتے تھے او عرب بہ تمار خوار ریگ بیابان شمار دیکھ یون کفار کو پیوند خاک
کرتے ہین اسی طرح دست راستون اور دست چپون مین لاگ ڈانٹ کی تلوار چل رہی تھی کشتون کے پشتے باندھ دیے
تھے سرون کے ڈھیر لگا دیے تھے خون کے دریا بہہ رہے تھے تلوارون کی جھنکار تا بہ قعر فلک نیلگون جاتی تھی مریخ فلک
کانپ رہا تھا عطارد کے ہاتھ سے قلم چھوٹ گیا تھا زرک فلک چکر مین آیا چار پہر دن یونہین برابر تلوار چلی شام کو بختیارک
نے یاقوت شاہ سے کہا کہ بس اب طبل بازگشت بجوایے آپ دیکھتے ہین کہ خدا پرست کسطرح لڑ رہے ہین کیسی تلوارین
مار رہے ہین لشکر آپ کا رخ پھیر چکا سپاہی بھاگے پھرتے ہین خدا پرست جنگ و جدال کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے
آتے ہین ایسا نہو کہ قریب قلعون کے پہونچ جائین اُسوقت بہت مشکل ہوگی لڑائی بگڑ جائیگی کچھ بنائے
نہ بنیگا یاقوت شاہ بھی سمجھا کہ بختیارک سچ کہتا ہی حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے ادھر تو طبل پر چوب پڑی ادھر دونون
لشکر جدا ہوگئے کفار نے لاش زرنگ وغیرہ اُٹھائی اور زخمیون کو اُٹھا کر لیگئے بادشاہ اسلام سرداران نامدار وغیرہ
اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر اپنی بارگاہون اور خیمون مین داخل ہوئے مگر اکثر غازیان دیندار کے تن و جسم پر گلہائے زخم
کھلے ہوئے اور لباس پر چھینٹین خون کی پڑی ہوئی تھین مگر خوشی سے نہال ہوئے جاتے تھے ترقی بہار گلشن اسلام سے
دل باغ باغ تھے آپس مین مثل طائران زمزمہ پرداز کے خوش فعلیان کرتے تھے بادشاہ اسلام نے شہزادہ بدیع الزمان
اور ملک قاسم پر زر نثار کیا غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار کو خلعت سے سرفراز کیا زخمیون کے زخمون پر ٹانکے
دلوائے پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھوا دین یہان یاقوت شاہ نے لاش زرنگ وغیرہ سامنے لگا کے بعجدی رفقائے

زرنگ رورو کے کہنے لگے یا خداوند ہمارے سردار کو زندہ کیجیے لقا سے بے لقا بہت غضبناک ہوا اور کہا کہ کیا خداوند
پر اپنے حکومت کرتے ہو اس گمراہ کو مین نے خود قتل کر ڈالا جاؤ بجاؤ میرے سامنے سے لاش اسکی اور پھینکا دور نقار
زرنگ ناچار و مجبور ہو کر بکڑشے لاش زرنگ کے لیکر اسکے دفن کو چلے گئے لقا نے حکم کیا کہ باغ بہشت سے پہلوان
قدرت کو نکالو زخم نجمہ روئین تن کا اچھا ہو چکا تھا غسل صحت کر چکا تھا زرنگ اسکو لیکر لقا کی خدمت مین آئے نجمہ نے
سجدہ کیا لقا نے آستین رحمت پشت پر نجمہ کی جھاڑی اور خلعت رہا و خلعت سرفرازی پہنکر یاقوت شاہ کی بارگاہ مین
آکر بیٹھا اور رقص شراب ناب ہوا بعد شراب پینے کے ناچ کا تماشا دیکھنے لگا بختیارک نے حال باروت اور زرنگ
کے مارے جانے کا بیان کیا نجمہ نے کہا اب مین آیا ہون ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا غرضکہ پھر شراب خواری
کرنے لگا جب خوب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا یاقوت شاہ سے کہا کہ اب طبل جنگ بجوایئے کل یہ خدا پرست مین
اور مین ہون یاقوت شاہ نے اسی وقت لشکر مین طبل جنگی بجوایا ہرکارے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین آئے
اور عرض کیا کہ نجمہ روئین تن جو زخمی ہو گیا تھا اب وہ اچھا ہوا ہی آج اسکے نام پر طبل جنگ بجا ہی کل اس سے مقابلہ ہی
بادشاہ اسلام نے کلمۂ رضینا بالقضا فرماکر حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجے خواجہ عمرو اسی وقت
نقار خانۂ سلیمانی اور نقار خانۂ جمشیدی مین آئے ہر ایک داروغۂ نقار خانہ نے خواجہ عمرو کو نذرین دین خواجہ عمرو نے کئی
نذرین قبول کر کے طبل اسکندری کے برابر ہو بچے حاشیۂ زرلفتی اتار کر دوال طبل اسکندری پر ماری آواز طبل اسکندری کی
ایسی بلند ہوئی کہ تمام لشکر اسلام مین خبر ہو گئی کہ آج طبل اسکندری بجا ہی کل لشکر اسلام سے سامنا ہی ہر ایک اپنے
اپنے آلات حرب کو درست کرنے لگا کمر ہمت چست باندھی جا بھر رات دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو فوجین
میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئین لشکر اسلام مین در دولت بادشاہی پر سرداران اولوالعزم کا اژدہام ہوا بادشاہ اسلام
تخت سلیمانی پر سوار ہو کر محل خاص سے برآمد ہوئے سرداروں نے مجرا کیا چوبدار پکارے کہ نگاہ روبرو قبلہ عالم سلامت
بادشاہ اسلام بصد عز و احتشام راست و چپ کی جانب ملاحظہ فرماتے جاتے تھے اور ہر ایک کا بصد لطف سلام لیتے جاتے
تھے سواری بادشاہ اسلام کی کوچہ سلامت سے گذرتی جاتی تھی اور دروہ سلامی اترتی جاتی تھی تمام سرداران
عالیشان جلو مین چلے آتے تھے یہانتک کہ وعدہ گاہ مصاف مین سواری پہونچی قلب سپاہ مین تخت بادشاہی آکر
قائم ہوا اور سرداران لشکر داہنی بائین جانب کھڑے ہوئے اور سب فوج کے پرے پشت پر جم گئے ادھر سے لشکر کفار
کی آمد ہوئی یاقوت شاہ تخت پر سوار خواصی مین بختیارک شیطان درگاہ لقا کی ثنا سرائی کرتا ہوا داہنی طرف ہرمز و
فرامرز بن نوشیروان خرج کمانیون کی ہمراہ لیے ہوئے بائین طرف ضیغم خون آشام سرداران باختر ہمراہ آگے آگے تخت کے
نجمہ روئین تن پیراہن آب روان کا پہنے ہوئے غرضکہ آتے آتے سامنے لشکر اسلام کے لشکر کفار صف باندھکر کھڑا
ہوا اور ایک طرف کو تخت یاقوت شاہ آکر ٹھہرا صف جدال و قتال آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا نقیبون نے
نقابت کی بعد اسکے نجمہ روئین تن نے کینڈا اپنا چیر گنبد گیتی نما کے سامنے اترکر لقا کو سجدہ کیا بعد اسکے یاقوت شاہ
سے اجازت میدان حرب طلب کی یاقوت شاہ نے کہا ای نجمہ جا تجھے سپرد خداوند لقا کیا نجمہ سلام کر کے گینڈے
پر سوار ہوا اور گینڈا اڑا کر میدان وغا مین آیا خوب سلحشوری کی بعد ازان للکار کر کہا ای فرقہ خدا پرستان تم مین سے
جسکو تمنائے مرگ ہو وہ سامنے میرے آئے اور مجھسے مقابلہ کرے ابھی کلام مبارز طلبی نہ ختم ہونے پایا تھا کہ
مظفر بن ضیغم خون آشام رفیق شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم ذیجاہ مرکب کو اڑا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام
آیا اور اجازت میدان جانے کی چاہی بادشاہ اسلام نے ازروئے شفقت جام شربت خوش مزا مرحمت کیا اور فرمایا

کہ پروردگار عالم نگہبان ہے تجکو خدا کے سپرد کیا مظفر جام شربت پی کر آداب بجالایا اور مرکب پر سوار ہو کر سامنے
نجمہ روئین تن کے آیا نجمہ نکا مزن ہوا دونوں کی سپرین لڑین بھولوں مین سے برق کے چنگاریان آگ کی جھڑیان لگین مرکب
دونوں کے پسپا ہوئے پھر رانون مین مرکبون کو مسل کر ایک دوسرے کے مقابل آیا نجمہ نے مظفر سے کہا کہ تو نجبانی
زمرد شاہ باختری کا ہے یعنی اسکا خالہ سے قدرت خداوند لقا کا ہے خدا پرستون کے قریب مین آگیا دین اسلام اختیار کیا
ارے خداوند لقا سے پھر گیا اب بھی اگر تو راہ راست پر آئے اور خداوند لقا کو سجدہ کرے تو مین خداوند کے پاس تجھے
لیجا کر تیری تقصیر معاف کرا دون مظفر پکارا او گبر نابکار مین نے خداوند دو جہان کو سجدہ کیا ہے مخلوق کا پرستار نہین
ہوتا مین تیرے خداوند لقا پر لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون ڈرپ تجکو بکاتا ہے اب میدان وغا مین جو تجھسے ہو سکے قصور
نکر نجمہ یہ گفتگو سنکے غضبناک ہوا اور نیزہ اٹھا کر مارا مظفر نے نیزے کو نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی ایک مقام
پر مظفر نے نیزہ اسکا گاتھا کہ مشت کو اسکی شست پایا جھٹکا دیا کہ نیزہ اسکی شست سے نکل گیا نجمہ کے منہ پر سبب شرم
کے ہوائیان چھٹنے لگین روز روشن اسکی آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا جھنجلا کے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ آبدار کھینچکر
پکارا کہ او مظفر تو نے غضب کیا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے جدا کر دیا دیکھ یہ تیغہ آبدار ہے خبردار رہنا یہ کہکے مظفر پر دوا
تیغہ آبدار کا کیا مظفر نے بڑھکر سپر پر وار روکا تیغہ دو نیم ہوا سر پر آ پہنچا تھا مظفر نے بھی تلوار کھینچکر ہاتھ مارا نجمہ
روئین تن نے اپنے سینے پر تلوار کو روکا تلوار مظفر کی یون اچٹ گئی جسطرح گنبد ہل پر سے گری اچٹ جاتی ہے اور جھنجھنانے
کی آواز آتی ہے پھر نجمہ روئین تن نے پھر تلوار ماری مظفر نے پشت شمشیر پر تیغہ اسکا روکا اور تلوار کا ہاتھ پھر نجمہ پر مارا
نجمہ روئین تن نے تلوار سینہ پر روکی وہ بھی تلوار اچٹ گئی مطلق اثر نہ کیا اسی طرح پہر بھر کامل دونوں مین
تلوار چلی کہ نجمہ تیغہ اتا تھا مظفر سپر پر روکتا تھا یا پشت شمشیر پر مگر مظفر جو تلوار کا وار کرتا تھا نجمہ روئین تن سینہ سپر
کر دیتا تھا بعد پہر بھر کے نجمہ نے دیکھا اور دل مین کہا کہ یہ خدا پرست بڑا چالاک ہے تلوار تیری نہین کھاتا آخر پیترا بدل کے
کرتا کہ جو سر پر ہاتھ مارا گوشہ سپر کو کم کر کے تیغہ سر پر پڑا چاہتا تھا کہ نکل اڑ گیا مظفر نے چالاکی سے دستانہ مارا تیغہ تو نکل گیا
مگر دو پاے خون سر سے جاری ہوا غش طاری ہوا نجمہ نے چاہا کہ اس مرد مسلمان کا کام تمام کرے کہ میوت بن ساریخ
للکارتا ہوا جھپٹا کہ او نامرد کیا کرتا ہے زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہے آکر مرکب کو برابر نجمہ کے پہونچا مظفر کو تر لوگون کے
ہاتھ بھجوا دیا نجمہ نے کہا کہ تو نے غضب کیا کہ میرے صید زبون کو میرے ہاتھ سے بچا دیا اب تجکو بغیر مارے نہ چھوڑونگا میوت
بن ساریخ نے کہا کہ تجکو آئین مردی سے کچھ بہرہ نہین ہے زخمی کو تو ایک بیرزال بھی مار لے نجمہ نے کہا خیر اب اسکے
عوض مین تجکو مارونگا غرض بعد گفتگو کے بسیار کے تلوار چلنے لگی چار گھڑی تلوار کی رد و بدل رہی میوت بن ساریخ
نے کتنی ہی تلوارین نجمہ پر مارین مگر ایک بھی کارگر نہین ہوئی کہین خط تک اسکے جسم پر نہ پڑا جب تلوار میوت بن
ساریخ کی ٹوٹ گئی تو عمل آہنی ارابے پر لدا ہوا تھا وہ اٹھا کر نجمہ پر مارا نجمہ نے اسے بھی رد کیا متواتر سات عمل اسنے
نجمہ پر مارے نجمہ نے ساتون عمل رد کر دیے پھر نجمہ نے تلوار جھپٹ کر ماری داہنا ہاتھ میوت بن ساریخ کا زخمی ہوا اسکے
ہاتھ سے خنجر پہلو پر نجمہ کے مارا خنجر بھی اسکا اچٹ گیا نجمہ نے پھر تلوار ماری کہ سر میوت بن ساریخ کا زخمی ہوا اور بیہوش ہو گیا
نجمہ نے چاہا کہ بڑھکر میوت بن ساریخ کا سر کاٹ لے کہ قیطاس اژدر دوش للکار کر جھپٹا گھوڑا اڑا کر برابر نجمہ
کے آیا میوت بن ساریخ کو تر لوگون کے ہاتھ لشکر مین بھیج دیا اس سے بھی تلوار چلنے لگی قیطاس اژدر دوش
شام تک لڑا کیا انجام کار یہ بھی ہاتھ سے نجمہ کے زخمی ہوا شام کو طبل بازگشت یاقوت شاہ نے بجوایا دونوں لشکر
اپنے اپنے خیمون کی طرف پھرے یاقوت شاہ نجمہ پر سے زر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا لقا نے نجمہ کے واسطے خلعت

بھیجا ادھر بادشاہ اسلام زخمیون کو گھایل دیکھکر فرماتے تھے کہ یہ عجب طرح کا روئین تن ہی کہ کسی کی تلوار اسپر اثر
نہین کرتی دیکھیے اسکے ہاتھ سے کس کسکو ایذا پہونچتی ہی بادشاہ اسلام جب داخل بارگاہ ہوے فوراً جراحون کو بلوایا
زخمیون کے زخمون مین مرہم لگوائے اس اثنا مین ہرکارون نے خبر دی کہ پھر تجیے نے طبل جنگ بجوایا ہی بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ کچھ پروا نہین یہان بھی نقارۂ رزمی بجے قصہ مختصر کچھ روئین تن نے سات روز تک میدان داری
کی اور بہت سے سردارون کو لشکر اسلام کے زخمی کیا اکثر تو جان سے مارے گئے ساتوین روز پہر دن ڈھلا باقی تھا
کہ صحرا کی طرف سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا ہرکارے خبر کے واسطے دوڑے گرد جب نزدیک آکر شق ہوئی دیکھا کہ
بارہ ہزار عیار ہر ایک چست و طرار جوڑیان خنجر کی ہاتھون مین لیے ہوئے تیغے زیب کمر سپرین دوش پر رکھے ہوے
آپس مین خنجر زنی اور تیغہ بازی کرتے ہوے چلے آتے ہین اور اُنکے سرگروہ دو بھائی ہین کہ بڑے کا نام سیامک
سیاہ کلاہ اور چھوٹے کا بہروز غول بچہ ہی ناظرین والا تمکین کو واضح ہو کہ سابق مین انکا حال گزارش کر چکا ہون کہ
یہ دونون آئے تھے اور پھر کر چلے گئے تھے اب پھر دوبارہ یہ دونون مع عیارون کے آئے ہین سامان جنگ میدان
درست کرکے لائے ہین القصہ میدان رزمگاہ مین پہونچے اور آکر یاقوت شاہ کو مجرا کیا اور صف باندھکر بارہ ہزار
عیار کھڑے ہوئے یکایک اور گرد صحرا کی طرف سے اُٹھی جب وہ قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ چالیس ہزار عیار نقارہ و
نفیر اُنکے آگے بجتے ہوئے علم و نشان فوج اُنکے کھلے ہوے سلحشوری بیان کرتے ہوے دکھائی دیے اور تین عیار
اُنکے آگے آگے چلے آتے تھے ایک اُنمین بارہ سنگے کی کھال کا لباس پہنے ہوئے تھا کہ نام اُسکا گوزن پوست پوش
تھا اور دوسرا عیار جوڑی خنجر کی ہاتھ مین لیے ہوے اپنے عیارون سے معروف خنجرزنی تھا نام اُسکا سعید خنجر گذار
تھا اور تیسرے عیار کا نام نوادر سنگ انداز تھا بیس من کا پتھر گوپھن مین رکھکر مارتا تھا ان تینون نے بھی آکر یاقوت شاہ
کو سلام کیا نذرین گذرانین غرضکہ اُن عیارون کے آنے مین شام ہوگئی طبل بازگشت بجا کر دونون لشکر پھرے بادشاہ
اسلام نے خواجہ عمرو سے فرمایا اے خواجہ یہ سب بلائین عیارون کی تمہارے واسطے آئی ہین خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ
پیر و مرشد پروردگار عالم میرا حافظ و نگہبان ہی جو میرے حق مین بہتر جانیگا وہ کریگا اور مین تو سیامک و بہروز دونون
کو گرفتار کر چکا تھا مگر حضور نے چھڑوا دیا اور یہ بھاگ کر چلے گئے تھے اب پھر اپنا سامان درست کرکے آئے ہین خیر
سمجھا جائیگا یہی باتین کرتے ہوئے بادشاہ اسلام و خواجہ عمرو داخل بارگاہ ہوئے اُدھر یاقوت شاہ ان عیارون
کو ساتھ لیے ہوئے آقا کے سامنے آیا سب سے سجدہ کروایا خلعت دلوایا پھر اپنے ساتھ لیکر بارگاہ مین داخل ہوا صحبت
عیش برپا کی ساقیان پریچہرہ کو حکم دیا دور کا بادۂ ناب ہوا جام زرنگار گردش مین آیا بختیارک نے بہروز سے
کہا چلئے تم جو آئے تھے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے مقابلہ کرکے ذلیل ہو چلے ہو عمرو وہ بلاے بے درمان
اور آفت روزگار ہی اُسپر کوئی عیاری کارگر نہوگی اور نہ کوئی عیار غالب آئیگا بہروز نے کہا ملک جی اب مین وہ بہروز
نہین ہون بہروز مشق میری بڑھتی گئی ہی اب سر میدان اُسکو مارونگا ادھر نوادر سنگ انداز نے بہت سی
لاف و گزاف کی کہ مین نے ملک قصوریہ باختر مین عمرو کا شہرہ سنا تھا اسی واسطے آیا ہون کہ اُسکو سر جنگ مقتول
کرون ادھر گوزن پوست پوش اور سعید خنجر گذار نے بہت سی لنترانیان کہین بہروز بولا کہ مین پہلے اُس
ساربان زادے سے لڑونگا بعد اُسکے جسکا جی چاہے اُس سے مقابلہ کرے اور یاقوت شاہ سے کہا کہ آپ
طبل جنگ میرے نام پر بجوائین کل مین ہون اور عمرو ہی بختیارک نے کہا کہ ابھی تم آئے ہو جلدی کرنا اچھی
نہین ہی دو ایک روز ٹھہرو بعد اُسکے طبل جنگ اپنے نام پر بجوانا اور سامنا عمرو سے کرنا بہروز نے کہا ملک جی

میں جبتک اُس سے نہیں لڑتا ہوں مجھے چین نہیں ہے کل میں ضرور اُس سے مقابلہ کرونگا بختیارک نے کہا ہم بھی
تماشا دیکھینگے القصہ اُسوقت بہروز کے نام پر طبل جنگ بجا ہرکارے خبر لیکر بادشاہ اسلام کی خدمت میں حاضر
ہوئے حال بیان کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خواجہ تمنے سنا بہروز عیار نے طبل جنگ بجوایا ہے عمرو نے کہا کہ
شہریار مجھے عیاری سے کچھ مطلب نہیں وہ میرا کیا کریگا میں میدان میں نہ جاؤنگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ
جب بہروز میدان تمھارا نام لیکر پکاریگا تم کیونکر نہ جاؤگے عرض کیا میں لشکر ہی میں رہونگا بادشاہ نے کہا
تم ایک مرتبہ اُسکو گرفتار کرکے لاچکے ہو اب کیون ڈرتے ہو عمرو نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ مفلس کا دل تھوڑا
ہوتا ہے اُس سے کچھ نہیں ہو سکتا بادشاہ نے فرمایا کہ دو ہزار روپیہ ہم تمھیں دینگے قاسم و بدیع الزمان و
لندھور و مالک بالاتفاق بولے کہ ایک ایک ہزار روپیہ ہم بھی آپ کی نذر کرینگے قصہ مختصر جتنے سردار تھے سب نے
کہا کہ ہم سے روپیہ لیجیے کسی نے دو سو کسی نے چار سو کسی نے پانچسو روپیہ دینے کا اقبال کیا عمرو نے کہا یہ سب زبانی
جمع خرچ ہے کوئی مجکو دینے والا نہیں معلوم ہوتا اگر نقد میرے حوالے کرو تو میں جانبازی کو موجود ہوں اُسی وقت
سب نے نقد روپیے منگوا کر رکھدیے عمرو نے سب روپیہ اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور جاکر نقارہ خانے میں طبل جنگ
اپنے نام پر بجوایا پھر تو جتنے عیار تھے اپنی اپنی تیاری میں مصروف ہوئے رات کو جاکر میدان عیاری درست کیا صبح کو
دونون لشکر میدان میں آئے ادھر بادشاہ اسلام اور تمام سرداران عالی مقام میدان جنگ میں پہونچے اُدھر سے
یاقوت شاہ اور بختیارک اور تمام کفار آئے ایک طرف سے عیاران لشکر اسلام نمودار ہوئے اور زرنگیرہ آکر بیٹھے
ایک طرف سے بہروز غول بچہ اور پیک سیاہ کلاہ اور فولاد سنگ انداز اور گوژن پوست پوش اور سعید
خنجر گذار اپنے عیاروں کو ساتھ لیے ہوئے میدان میں آئے دونون لشکر نگران تھے کہ دیکھیں کون عیار کس طرف سے
نکلتا ہے اور کیا کرتا ہے کہ ایکبارگی بہروز غول بچہ صندوق عیاری سے کودا لقا سے بے لقا گنبد لیتی نما پر بیٹھا ہوا
تماشا دیکھتا ہے پہلے بہروز غول بچہ نے پھر کر لقا کی طرف سجدہ کیا اور پھر یاقوت شاہ سے اجازت میدان لیکر جست کی
چلا گویا آسمان پر اُڑتا ہوا جاتا تھا اُسی اُچھلنے میں نیچہ کھینچکے ہاتھ نکالنے لگا ایک بجلی چمکتی معلوم ہوتی تھی جب زمین کے
قریب لگتا تھا نیچہ پر پاؤن رکھ لیتا تھا اُسکے سہارے میں پھر جست کرکے آسمان پر جاتا تھا چار گھڑی تک یہی
پروبے ہوا نیچہ کے ہاتھ نکالا کیا بعد اُسکے زمین پر کھڑے ہوکر دم لیا پسینا خشک کیا تمام لشکر اسلام تماشا کھڑا دیکھتا
ہے گویا بات قلع کرکے تماشا کر رہا ہے خشک پھر للکارا کہ اے عیاران لشکر اسلام کہاں ہے عمرو میرے مقابلے کو آئے یہاں
جو دیکھا تو عمرو کا نام و نشان بھی نہیں ہے چار طرف تلاش کیا کہیں نہ پایا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عمرو سب کو ذلیل
کرواکے چلا گیا کہ اسمین سرہنگ مصری نے عمرو کی عرضی لاکر پیش کی اُسمین لکھا تھا کہ غلام خانہ کعبہ کو گیا جو آپ کو
حاجی اور مجاوروں کو بھیجنا ہو وہ مجھے بھیجیگا میں اُنکو تقسیم کر دونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عمرو نے اچھا نہ کیا
جو چلا گیا لندھور نے کہا حضور اُنکے دستور سے واقف ہیں کہ وہ ظاہر ہوکر حریف سے نہیں سامنا کرتے ہیں غائب
ہوکر لڑتے ہیں یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ خبر بہروز کو بھی پہونچی کہ عمرو لشکر میں نہیں ہے کسی طرف بھاگ گیا اُسنے کہا کہ
میرے خوف سے عمرو چلا گیا پھر پکارنے لگا اے عیاران لشکر اسلام عمرو تو بھاگ گیا اب تم میں سے کوئی میرے
مقابلے کو آئے چالاک بن عمرو صندوق عیاری سے کود اٹھا کہ جاکر اُس سے سامنا کرے کہ ہوا کیطرف سے
ایک مرد پیر تخت پر سوار لباس شاہانہ پہنے ہوئے گرد اُسکے زنجیر کی جھنی ہوئی نمایاں ہوا اور زنگیرہ اُسکا آکر استادہ ہوا
زنگیرے کے تخت اُسکا رکھا گیا کہ بہروز نے پھر للکارا کہ کوئی مجھسے مقابلہ کرنے عیاران لشکر اسلام سے نہیں آیا کہ وہ مرد

ضعیف تخت پر سے اُترا اور آواز دی کہ حریف تیرا مین ہون آیا مین ادھر آہستہ آہستہ میدان کو چلا بختیارک نے
یاقوت شاہ سے کہا کہ مرد پیر عمرو ہی اس شکل کا بنکر آیا ہی کسی کو کہنا بختیارک کا باور نہ آیا مگر بہروز نے اُس مرد ضعیف کو
دیکھا اور پکارا او اجل رسیدہ تو کون ہی جو میرے مقابلے کو آیا ہی عمرو تو میرے سامنے سے بھاگ گیا تجھسے کیا ہوگا جو مقابلہ
کریگا ارے کیون اپنی شامت لایا ہی وہ مرد ضعیف بولا او مجوس کے عمرو تو ولی اللہ ہی تجھسے کیا بھاگیگا مین اُسکا
ایک ادنی مرید ہون پہلے مجھسے تو عہدہ بر آ ہولے تجھ جیسے سو عیار اگر ہون تو گرفتار کرکے لیجاؤن بہروز سنکر
آگ ہوگیا اور گوپھن کے کئی پتھر رکھکر مارا اس مرد پیر نے خالی دیا بہروز نے جتنے پتھر مارے سب خالی دیے
اور اپنا حملہ بہروز پر نہ کیا بہروز نے کمند ہاتھ مین لی اور اس مرد پیر پر ماری وہ حلقہاے کمند مین سے نکل گیا بلکہ
دام مین نہ آیا بہروز نے خنجر مارنا شروع کیا پہلے یکدستی خنجر مارا پھر دو دستی خنجر مارے کوئی خنجر اس مرد ضعیف نے
نہ کھایا اور ہنسکر کہا او مجوس کے ہم تعلیم یافتہ خواجہ عمرو کے ہین تو کیا ہمسے عہدہ برا ہوگا اور دیکھ ہم تجھے باندھے
لیتے ہین بہروز نے کہا تیری قضا آئی ہی اور تیغ ہاتھ مین لیکر تیغ زنی کرنے لگا وہ مرد ضعیف ہنس رہا تھا اور لپٹنے کو
بچا رہا تھا اور بہروز خشمناک ہو ہوکر تیغ مار رہا تھا ایک دو گھڑی کے بعد وہ مرد ضعیف بہروز کے سامنے سے
بھاگا اور بہروز اسکے پیچھے دوڑا للکارتا جاتا ہی او مرد ضعیف بودے میدان جنگ سے کہان جاتا ہی بے مارے
نہ چھوڑونگا وہ بھاگتے بھاگتے ایک گڑھے مین جاکر گر پڑا بہروز جو آیا اس گڑھے مین جھانکنے لگا دیکھا کہ چاہ
تاریک ہی کچھ سوجھتا نہین وہ جھانک رہا تھا قضاے کار وہ مرد ضعیف پرلی اس گڑھے کے دوسرا گڑھا تھا اُس سے
نکلا اور حلقہاے کمند بہروز پر مارے بہروز حیران تھا کہ یہ دزد کا سامنا کیونکر ہوگیا یہ بلا کہان سے آئی اور حلقہاے
کمند مین اسیر ہوکر گرا بس وہ مرد ضعیف چھاتی پر اسکی چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھ لین اور صورت یہ ہی کہ اُس
پیر مرد نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو - عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم * رنگ از رخ خاقان بخنجر ببرم * در محفل خسروان
چو گردم ساقی * تیغ و سپر کیخسرو ساغر ببرم * منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ
عمرو بن امیہ نامدار جب خواجہ نے بہروز کو گرفتار کیا اور نعرہ مارا یہ سنکر بختیارک صلوۃ پڑھنے لگا اور
یاقوت شاہ سے کہنے لگا کہ آپ کو میرے کہنے کا یقین نہ آیا تھا اب ملاحظہ کیجیے کہ یہ عمرو ہی یا نہین - القصہ تمام کفار
اُدھر پریشان ہوے سپاہ نمک سیاہ کلاہ بھاگی بہروز غول بچہ کا کمال رنجیدہ تھا کہتا جاتا تھا کہ جسکا عوض
مین عمرو سے لونگا مگر عمرو بہروز کو باندھے ہوے بادشاہ اسلام کے ساتھ بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوا بادشاہ اسلام
نے عمرو کو خلعت دیا اور کہا کہ صبح کے وقت بہروز کو ہمارے سامنے لانا عمرو نے بہروز کو غل و زنجیر مین گرفتار
کرکے عیارون کے سپرد کردیا صبح کو بادشاہ اسلام نے تخت بادشاہی پر جلوس فرمایا سب سردار آکر حاضر ہوے
بہروز کو طلب کیا جب وہ سامنے آیا بادشاہ اسلام نے پوچھا اے بہروز تجھے کیونکر عمرو نے گرفتار کیا اُسنے عرض
کیا کہ جیسے عیار عیارون کو گرفتار کرتے ہین بادشاہ نے فرمایا اے بہروز بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر لقا پرستی
چھوڑ دے پرستاران لقا سے بیقرار لعنت کرنیکو تو مارا جائیگا یہ کہکر بہت سی مذمت لقا کی بیان کی اور تعریف
خداے عزوجل کی بزبان فصیح بیان فرمائی مگر بہروز خانہ سیاہ قلب تھا کب بصدق دل اسلام لانے والا تھا
دل مین اپنے خیال کیا کہ اگر اسوقت کہنا نہ مانونگا تو مارا جاؤنگا عرض کی کہ مین نے لقا پر لعنت کی اور کلمہ پڑھکر
از روے ظاہر طوطے کی طرح مسلمان ہوگیا بادشاہ اسلام نے فرمایا مین اسے اپنا عیار بناؤنگا
بہروز کو عالمون کے سپرد کیا کہ طریقے دین اسلام کے تعلیم کرو بہروز مدت تک اُن عالمون کی صحبت مین

اور بادشاہ اسلام کی خدمت مین رہنے لگا چند روز اسی طرح گذرے تھے کہ ایک دن خیال مین آیا کہ تو کہان تک مسلمانون
مین پڑا رہیگا اور خداوند لقا پر لعنت و ملامت سناکریگا بہتر یہ ہی کہ اب یہان سے چل اور بن پڑے تو بادشاہ اسلام کا
سر کاٹ کر لیچل غرض ایک رات کو بہروز نے فراشون مین مِلکر شراب مین بیہوشی ملائی اور سب فراشون کو بیہوش کیا
اور اُٹھکر قنات کو چاک کرکے اندر جانے لگا قضاے کار اُس روز طلایہ کے گشت پر اسد بن کرب غازی تھا
چارطرف پھرتا ہوا خیمۂ بادشاہ اسلام کے پاس آیا دیکھا کہ تمام فراش بیہوش پڑے ہوئے ہین اور ایک شخص قنات
چاک کیے ہوئے جھانک رہا ہی اسد نے تلوار کھینچ کر نعرہ کیا کہ او روسیاہ تو کون ہی کیا بادشاہ اسلام کے قتل کرنے
کی فکر مین ہی باش او تیرہ روزگار اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا بہروز غول بچہ اسد شیر دل کی آواز
سنکر گھبرا گیا اور وہان سے ہٹکر چاہا کہ بھاگے کہ اسد شیر دل نے جھپٹ کر تلوار کا ہاتھ مارا بہروز کے دو ٹکڑے
ہوئے لاش زمین پر تڑپی اسد شیر دل نے روشنی منگواکر اسے جو دیکھا پہچانا کہ یہ تو بہروز روسیاہ ہی غرض
اسد شیر دل نے لاش اُسکی لوگون کے سپرد کی اور آپ اور طرف چلا گیا جب رات گذری اور صبح ہوئی بادشاہ
اسلام ہنوز خوابگاہ مین تھے کہ پرچۂ اخبار گذرا کہ شب کو حضور کے قتل کرنے کی فکر مین ایک عیار تھا اُسے اسد شیر دل
نے مارا پھر جو روشنی منگواکر دیکھا تو وہ بہروز تھا بادشاہ اسلام نے تخت سلیمانی پر آکر جلوہ فرمایا دربار سردارون سے
معمور ہوا اسد شیر دل نے آکر بادشاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے فرمایا کہ جسے تمنے رات کو مارا ہی اُسکی لاش منگواؤ اسد نے
اُسکی لاش منگوائی بادشاہ اسلام نے دیکھکر فرمایا کہ مین سمجھا تھا کہ یہ روسیاہ بہ صدق دل مسلمان ہوا تھا مگر سیاہ قلب
تھا کیا اسلام لاتا لاش اُسکی گھوڑے پر پھنکوا دو اُسی وقت لاش اُس سیاہ رو کی گھوڑے پر پھنکوا دی گئی بادشاہ
اسلام نے اسد کو خلعت منگوا کر دیا ہرکارون نے کفار کے جو باہر لگے ہوئے تھے یہ خبر جاکر یاقوت شاہ کو دی کہ
بہروز غول بچہ مارا گیا سیامک سیاہ کلاہ سنکر رونے لگا گریبان چاک کیا اور بحال تباہ جاکر لاش بہروز کی
گھوڑے پر سے اُٹھا لایا اور سامنے لقاے بے لقا کے لاش اپنے برادر بہروز کی رکھدی اور رو رو کر کہا یا خداوند
اسے زندہ کر دیجیے کہ مین نے اسے فرزندون کی طرح پالا ہی اسکے مرنے سے غم مین مرگیا لقاے بے لقا نے
یہ سنکر کہا اے سیامک نہ گھبرا ہم اسے زندہ کر دینگے مگر ابھی دو روز کو تو خاطر جمع رکھ پہلے اسے زندہ کرینگے تو بعد کو اور
کسی کو زندہ کرینگے اور ابھی اور طرح کی تقدیرین کرینگے سیامک لاش بہروز کی پھر کر لایا اور ایک صندوق
لاکر اُسمین لاش رکھی اور زمین مین دفن کر دی اور قبر اُسکی بناکر اُسپر فقیر بنکے بیٹھا ہر چند لوگ سمجھاتے تھے سیامک کے
صبر نہ آتا تھا آب و طعام چھوڑ دیا تھا یہان یاقوت شاہ کو ہرکارون نے خبر دی کہ بیٹا دودہ زندگی کا قطران
دودہ کہ سوار سے آتا ہی اور ملک بنا لک حول گردوائی اور کوہ سخت شیر شکار اُسکے ساتھ ہین یاقوت شاہ
نے لقا سے آکر عرض کیا لقا نے حکم دیا کہ بندۂ خاص الخاص میرا آتا ہی جاؤ استقبال کرکے اُسکو لاؤ اُسی وقت تمام
کافر خاص واسطے استقبال قطران کے روانہ ہوے اثناے راہ مین اُس سے ملاقات ہوئی با اعزاز و اکرام سبکے
سب پیش آئے اور اپنے ساتھ لیکر خدمت لقا مین لائے قطران وغیرہ نے لقا کو سجدہ کیا اُسنے دست نجس اپنا
سر پہ پھیرا خلعت برگزیدگی عطا کیا اور پکارا کہ تو بندۂ خاص میرا ہی جا تیرے دم شمشیر مین سب خدا پرستون کی موت
تقدیر کردی ہی قطران وہان سے اُٹھکر یاقوت شاہ کے ساتھ خیمے قیطورن کے اُترا اپنے لشکر مین نہ گیا
یاقوت شاہ کے دربار مین آکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گردش مین آیا جب دو چار جام پیے اور
دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا کیفیت اہل اسلام کی پوچھی بختیارک موجود تھا اُسنے از ابتدا تا انتہا سارا حال بیان کیا

اور کہا کہ بدیع الزمان اور قاسم نوجوان بلاسے بے درماں ہیں خداوند لقا کی بیٹیاں تک چھین کے لیگئے اور ابھی
تمام لشکر اسلام پر برف باری کرائی تھی سب خدا پرست تباہ ہوگئے پھر سب کے سب جمعیت کیساتھ اپنے ہمراہ دیکر یہاں
آگئے ہیں بار دیگر خدا پرستوں نے سر اٹھائے ہیں اور بالفعل تو بدیع الزمان نور دیدۂ صاحبقران کی شان شوکت
سب سے زیادہ ہے ابھی طلسم خونریز اُسنے فتح کیا ہے قطران نے کہا ملک جی تم دیکھنا کہ اسکا میں کیا حال
کرتا ہوں ایسی سرجنگ معقول دونگا کہ تمام عمر وہ یاد کریگا ساری کشتی اور لشکر کشی بھول جائیگا اور اگر میری دہشت سے
وہ میرے مقابلے کو نہ آیا تو لشکر اسلام میں گھس جاؤنگا اور اُسے پکڑ لاؤنگا تختیارک نے کہا اے قطران خدا تجھکو
نیئے بڑی لات وگذات کی ہے قطران بولا ملک جی تم مجھے ڈراتے ہو میں کسی خدا پرست کی حقیقت نہیں جانتا ہوں
رستم کو نہیں مانتا ہوں قضاے کار جاسوسان لشکر اسلام نے یہ سب کیفیت جاکر بارگاہ سلیمانی میں بادشاہ
اسلام کی حضور میں بیان کی شہزادۂ بدیع الزمان عالیشان نے جو سنا کہ قطران مجھے بحقارت یاد کرتا ہے نہایت
غیظ وغضب طاری ہوا بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ جی چاہتا ہے کہ ابھی جاکر اسکی گوشمالی کیجیے بادشاہ اسلام
نے ارشاد کیا کہ سرمیدان اُس سے سمجھ لینا شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ میں اُسے ایک نامہ بھیجتا ہوں دیکھوں
کیا جواب دیتا ہے اور دبیر کو بلاکر کہا کہ ایک نامہ قطران کو اس مضمون کا لکھو کہ میں نے سنا ہے کہ تو نے بارگاہ
یاقوت شاہ میں بیٹھکر مجھکو بدی یاد کیا ہے نامردوں کا یہ شیوہ نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ کل سرمیدان نکل کر مجھسے
مقابلہ کر دیکھوں تو کیسا شجاع ہے نہیں تو میں آکر سزاے معقول تجھے دونگا تمام لات وگذاف بھول جائیگا
دبیر نے یہی مضمون لکھکر پیش کیا بدیع الزمان نے اُسے خلعت دیا اور پکارکر کہا کہ کوئی ہے ایسا کہ نامہ ہمارا قطران
کے پاس لیجائے اور جواب لائے یہ سنتے ہی اسد شیردل بن کرب غازی اپنے دنگل پر سے اُٹھے بدیع الزمان
کو سلام کیا اور کہا کہ ماموں جان میں آپکا نامہ لیکر جاؤنگا شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ تم جاہل ہو تم نہ جاؤ اسد
نے کہا کہ ماموں جان میں جہالت نہ کرونگا بسہولت نامہ دیکر جواب لے آؤنگا اور جو آپ مجھے نہ جانے دینگے تو میں
اپنے تئیں ہلاک کرونگا کسواسطے کہ میں جس امر کا ارادہ کرتا ہوں پھر اُس سے باز نہیں رہتا ہوں بدیع الزمان
یہ سنکر ناچار ہوگئے کہا خیر بہتر ہے جاؤ مگر خبردار کسی سے جہالت کرکے لڑنا نہیں اسد شیردل نے نامہ لیکر سر سے
باندھا اور اپنے قراقوں کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے ہرکاروں نے قطران کو خبر دی کہ ایلچی بدیع الزمان کا تمہارے
پاس آتا ہے تختیارک نے کہا اے قطران تمہاری لات وگذاف کی خبر بدیع الزمان نے سنی ہوگی جو نامہ تمکو لکھا ہے
اب ایلچی اسکا یہاں آتا ہے ضرور سرکشی دکھائیگا قطران بولا کہ آنے دو دیکھا جائیگا اسوقت بارگاہ سے یاقوت شاہ
کی اُٹھکر اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا اور حکم دیا کہ ایلچی خدا پرست کا آتا ہے اُسے روکنا نہیں آنے دینا تختیارک
کر بعلاک چین آتا ہے بارگاہ یاقوت شاہ سے اُٹھکر قطران کے پاس آ بیٹھا لیکن اسد بن کرب غازی جب
لشکر میں قطران کے داخل ہوا جو علم ونشان سامنے آیا اُسے گرادیا ان بدعتوں کی خبر قطران کو پہنچی بولا کہ
ایلچی ہے اُس سے کچھ کہو نہیں تختیارک نے کہا کہ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ ایلچی سرکشی دکھاتا ہوا آئیگا قطران
بولا کہ خیر سرکشی دکھانے سے کیا ہوتا ہے یہاں تک کہ اسد شیردل در بارگاہ قطران پر آیا تمام جلوخانے کو
خالی کراکے اپنے آدمیوں کو وہاں قائم کیا اور آپ اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ کافران سیروں خصلت خرسہائے
بادیۂ ضلالت بیٹھے ہوئے ہیں بطریق اسلام سلام کیا جواب سلام غیب سے آیا کفار نے مانند مار بل کھایا
قطران نے چاہا تھا کہ کرسی اسد شیردل کے بیٹھنے کو منگوائے اسد بلند آواز سے باختری کی طرف متوجہ ہوا

اور اس سے کہا کہ تو دنگل اپنا ایک لمحہ کے واسطے خالی کر دے کہ میں بیٹھ جاؤں اور نامہ دے کر جواب نامہ کا
لیلوں پھر تو اپنے دنگل پر آ بیٹھنا ملبدا نے کہا کہ کیوں مضطرب ہوتا ہے تیرے واسطے کرسی آتی ہے تو اس پر بیٹھکر گفتگو
کر لینا لمحہ بھر کھڑے رہنے میں کیا پاؤں تیرے تھک جائینگے اسد شیر دل نے کہا کہ میں تیرے دنگل پر بیٹھونگا اور
اگر نہ اٹھیگا تو زبردستی تجکو اٹھا دونگا ملبدا پکارا تیری کیا طاقت ہے جو تو مجھے اس دنگل پر سے اٹھا دے اسد نے
ہاتھ بڑھایا کہ گردن میں ہاتھ ڈالکر دنگل پر سے کھینچ لے اسنے ہاتھ اسد کا پکڑ لیا اور چاہا کہ طمانچہ مارے اسد نے
دوسرے ہاتھ سے ایک ہی خنجر اسکے سینے پر مارا کہ پشت کے پار نکل گیا وہ تڑپ کر مر گیا اسد نے لاش اسکی نیچے
ڈال دی اور آپ اسکے دنگل پر متمکن ہوا کہ چاروں چولیں دنگل کی چرچرا گئیں بختیارک نے آگے بڑھکے
سلام کیا اور کہا کہ پیر و مرشد سبحان اللہ خوب آپ نے جگرداری کی آپکا اور آپ کے خاندان کا یہی دستور ہے
قطران نے دیکھا کہ اس ایلچی نے میرے سپہ سالار کو مار ڈالا برہم ہو کر پوچھا کہ تو کس واسطے آیا ہے اسد نے کہا کہ نامہ لایا ہوں
شہزادہ تہمتن گرد رستم شکوہ داماد لقا و گنجاب شہزادہ بدیع الزمان نامدار کا قطران نے کہا کہ لا نامہ دے میں
دیکھوں تو کیا لکھا ہے کہ شیر دل نے جواب دیا کہ پہلے نامے پر زر نثار کر اور چند قدم استقبال کر دونوں ہاتھ پھیلا تو
نامہ تجھے دیا جاوے بختیارک چاہتا تھا کچھ فتنہ انگیزی کرے کہ ایک دھول اسکے سر پر پڑی کہ پگڑی درباری
بختیارک کی اچھل کر دور جا گری بختیارک سمجھا کہ پیر و مرشد کامل بھی یہاں موجود ہیں بس بختیارک نے
قطران سے کہا کہ خداوند لقا نے ہمیشہ انکے نامے کی تعظیم کی ہے تم بھی اگر تعظیم کروگے تو کچھ تمہاری عزت
نہ گھٹ جائیگی قطران نے پہلے کشتیاں اشرفیوں کی منگوا کر نامے پر نثار کیں مگر اسمیں سے ایک حبہ کسی کے
ہاتھ نہ آیا خواجہ عمرو نے یہ چالاکی جال الیاسی مار کے نذر زنبیل کیا بعد اسکے قطران نے استقبال کیا دونوں ہاتھ
پھیلا کر نامہ لیا منشی کے حوالے کیا اور کہا کہ اسے پڑھ منشی نے بہ آواز بلند وہ نامہ پڑھا قطران نے سنکر نہایت
پیچ و تاب کھایا اور کہا کہ اس نامے کا جواب فقط جنگ ہے القصہ اسد حق گرب غازی جواب نامہ لیکر خدمت
شاہزادہ بدیع الزمان نامدار میں آیا تمام حال بیان کیا بدیع الزمان نے اسد کو گلے سے لگا لیا اور نہایت خوش
ہوئے بہت تعریف کی بادشاہ اسلام نے خلعت دیا یہاں قطران اپنی بارگاہ سے اٹھکر یاقوت شاہ کی بارگاہ
میں آیا سب سرگذشت بیان کی اور کہا کہ میں نے مناسب نہ سمجھا کہ ایلچی سے بے ادبی پیش آؤں نہیں ذرا سے اشارے میں
وہ مار لیا جاتا اگر تائید لقا سے خدائے باختر ہے ہر میدان سب خدا پرستوں کا استیصال کرونگا آپ طبل جنگ میرے
نام پر بجوائیے یاقوت شاہ نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے جیسے طبل جنگ بجا اور آواز کوس حربی کی بلند ہوئی ہرکارے خبر
لیکر عمرو سے بارگاہ بادشاہ اسلام میں حاضر ہوئے دعا و ثنائے شاہی بجا لائے عرض کیا کہ قطران نے طبل جنگی بجوایا
ہے بادشاہ نے فرمایا کچھ اندیشہ نہیں ہے بفضل ایزدی ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے اسی وقت طبل سکندری پر چوٹ
پڑی آواز طبل سکندری کی گونجی سب غازیان دیندار مطلع ہوئے کہ کل لشکر لقا سے مقابلہ ہے چار پہر رات دونوں
لشکروں میں تیاری ہوا کی جس وقت صبح ہوئی میدان آرائی کا بندوبست ہوا دونوں لشکر معرکہ کارزار میں مثل صف
مژگان صف آرا ہوئے جب میدان تیار ہو چکا اور نقیبان ملبدا آواز نقابت کر چکے قطران بن دودہ زنگی نے گینڈے
کو اپنے جولان کیا لقائے بے لقا گنبد کیچی لما پر بیٹھا ہوا تھا اسکے سامنے آکر گینڈے سے اترا خداوند لقا کو سجدہ کیا
یاقوت شاہ سے رخصت میدان حرب طلب کی عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو خدا پرستوں کا کام تمام کروں اسنے کہا جا تجھے
زمرد شاہ باختری کے سپرد کیا قطران پھر گینڈے پر سوار ہو کر میدان میں آیا پہلے خوب سلحشوری کی اور پکارا کہ خدا پرست

مقابلے کو آئے جیسے تقاضائے موت ہو پہنچتے ہی لشکر اسلام سے فرخ شہسوار قلندر گھوڑا جھکا کر قریب تخت بادشاہ
اسلام کے آئے اور اجازت پیکار حاصل کی مجرا بجالائے پودھا باگ کا لیا اور سامنے قطران کے آئے قطران نگاہ درن
ہوا دس قدم مرکب قطران کا پیچھے ہٹ گیا اور پانچ قدم مرکب فرخ شہسوار قلندر کا ہٹا پھر مرکبون کو رانون مین
مسل کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا قطران نے دیکھا کہ ایک جوان حسین صاحب شوکت وشان ہے کہا کہ اپنا نام ونشان
بیان کرو اس بہادر نے فرمایا کہ مین فرزند جگر بند حمزہ صاحبقران زمان ہون نام میرا فرخ شہسوار قلندر بصد کروفر
ہو قطران نے کہا کہ دین لقا پرستی قبول کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا فرخ پکارے کہ او بے حیا کیا بکتا ہے
مین لقا سے بے بقا اور اسکے پرستارون پر لعنت کرتا ہون قطران نہایت خشمناک ہوا اور کہا کہ خیر معلوم ہوا اب
لو حربہ میکا سنبھال اور حسرت دل اور ہوس اسپا گری نکال شہزادہ فرخ شہسوار قلندر نے کہا کہ اہل اسلام کا
یہ دستور نہین کہ پیشدستی کرین تو پہلے وار کر بعد اسکے ہم بھی لینگے شیر کو بغیر توکے غیظ نہین آتا قطران نے بڑھ کر
نیزہ مارا شہزادہ فرخ شہسوار نے نیزے پر نیزے کو روکا سنامین نیزون کی لڑین چنگاریان آگ کی اڑنے لگین
نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی کے بعد شہزادہ فرخ شہسوار قلندر نے نیزہ قطران کا ہوائی کر دیا قطران پسینے مین
آب خجالت مین غرق ہوا اور نہایت خشمناک ہوکر تیغہ کمر سے کھینچا اور للکارا کہ خبردار ہو اور بڑھکر تیغے کا وار کیا
شہزادہ فرخ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ اسکا گوشہ سپر پر پڑا سپر کو قلم کرکے تا دو ابرو سر مین اتر آیا فرخ شہسوار
نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکل گیا لیکن چادر خون کی منہ پر آپڑی اسی حالت زخمداری مین جھپٹ کر تلوار ماری
قطران نے خالی دی تکان جو پہنچی ہوا چشم مین تیرگی سر فرس سے لگ گیا بیہوش ہوگئے قطران نے
فرخ کو باندھکر اپنے لشکر مین بھیج دیا اور پھر مبارز طلبی کی شہزادہ ہاشم تیغزن گھوڑا جھکا کر سامنے قطران
کے آئے بعد از گفتگو سے بسیار نوبت جنگ وجدال پہونچی قطران نے وہی تیغہ طوفان آور شاہزادہ ہاشم تیغزن
پر مارا ہاشم نے تلوار اسکی روک کے ہاتھ تلوار کا مارا قطران نے پشت تیغ پر روکا پھر تیغے کا وار کیا ہاشم نے
پھیر رد کر دیا دو گھڑی تک تلوار چلا کی ایک مقام پر ہاشم نے چاہا کہ تلوار اسکی چھین کر قاش زین سے اٹھالے
گھوڑے کو رانون مین مسلا کہ وہ چمک کر بجلی کی طرح چلا تقاضائے کار رہا ہوش نہ تھا گھوڑے کا پاؤن
موشخانے مین جا رہا خود سر سے الٹ گیا ہاشم تیغزن گھوڑے کو سنبھالنے لگا اس عرصے مین قطران کا تیغہ
چار انگل سر مین اتر گیا زخم کاری لگا خون جاری ہوا ہاشم تیغزن نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا رومال سے
زخم سر باندھنے لگا لیکن قطران نے مہلت نہ دی دوسرا ہاتھ تیغہ کا اور مارا ہاشم تیغزن نے اپنے تئین بچایا تیغہ
گھوڑے کی گردن پر پڑا مرکب کا سر قلم ہوا ہاشم گھوڑے سے کود پڑے اور گینڈے سے قطران کے لپٹ کر مع
کر گردن قطران کو اٹھا لیا قطران گینڈے سے کود پڑا ہاشم نے گینڈے کو تیغ دیکر مارا گینڈا تڑپ کر مر گیا
قطران دوڑ کر لپٹ گیا دست وگریبان کشتی ہونے لگی مگر ہاشم تیغزن کے جو زخم کاری لگا تھا خون بہت بہا
قطران نے ہاشم کی مشکین باندھ لین اور لیکر وہان سے پھر آیا یاقوت شاہ قطران پر زر نثار کرتا ہوا لیگیا ادھر
اہل اسلام افسوس و پریشان ہوے یہان جسوقت یاقوت شاہ قطران کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین داخل ہوا
صحبت عیش برپا ہوئی جام مے گردش مین آیا بختیارک نے کہا ای قطران خدا پرستون کا دستور ہے کہ جسکو پکڑ لیتے
ہین اسکو تلقین مذہب اسلام کرتے ہین اگر اسنے دین اسلام قبول کیا تو اسکو چھوڑ دیا نہین تو قتل کیا
تمنے بھی دو فرزندان حمزہ کو گرفتار کیا ہے انکو بلا کے کہو کہ لقا کو سجدہ کرین اور اگر وہ تمھارا کہنا مان جائین

تو بہتر ہی ورنہ قتل کا حکم دو قطران نے فرخ تہمور اور ہاشم تیغزن کو بلوایا یہان اُنکے زخمون مین ٹانکے لگے غل و زنجیر مین
گرفتار بیٹھے ہین کہ داروغہ زندان خانے کا آیا اور سر زنجیر پکڑ کے لیچلا جونکہ ہاشم تیغزن اور فرخ تہمور بارگاہ مین
یاقوت شاہ کی پہونچے بطریق اہل اسلام سلام کیا قطران نے کہا اے خداپرستو قید مین گرفتار ہو مگر یہ کلام بیہودہ
کرتے ہو اگر زیست اپنی چاہتے ہو تو زمرد شاہ باختری کو سجدہ کرو نہین تو آمادۂ مرگ ہو کہ دہیلے قضا ہو شہزادون نے
کہا او نامرد تونے حالت زخمداری مین ہمین گرفتار کر لیا ہی اسپر یہ گفتگو کرتا ہی ہم لعنت کرتے ہین لقا پر اور اسکے پرستارون پر
جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر قطران نے چاہا کہ بختیارک کے مشورے سے جلادون کو بلاے اتفاقاً نامہ دوڑ زنگی آیا
کہ ہم مشتاق ہین خدا پرستون کو دیکھین اگر تمنے گرفتار کیا ہو تو ہمارے پاس بھیجدو قطران زنگی جو مضمون نامہ سے
آگاہ ہوا جلادون کا بلوانا موقوف رکھا فوراً جلداسے قوی ترکیب سے کہا کہ تم دونون کو اپنے ساتھ لیکر جنوبیہ
باختر کو جاؤ بختیارک نے کہا اے قطران مین نے کہا تھا کہ خداپرست مرنا نہین جانتے تمنے رکھا انکی زندگی کا سبب
پیدا ہو گیا اب تو یہ دونون یا تو راہ مین رہا ہو جاینگے یا وہان پہونچکے چھوٹ جاینگے قطران نے کہا ملک جی مین شب کو
روانہ کرونگا کسی خداپرست کو انکی روانگی کی خبر نہوگی اور جلداسے قوی ترکیب سے کہا کہ رات ہی کو کوچ کرکے
یہان سے تو جا جلداسے نے بہت جلد اپنا سامان جانیکا کیا اور شب کے وقت ہاشم تیغزن اور فرخ تہمور کو
اپنے ہمراہ لیکر بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر طرف جنوبیہ باختر کے روانہ ہوا صبح کو ہرکارے خبر لیکر خدمت بادشاہ
اسلام مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ شب کو کفار نے شہزادۂ ہاشم تیغزن اور شہزادۂ فرخ تہمور کو مسلسل
بغل و زنجیر کرکے ملک جنوبیہ باختر کو بھیجدیا ہی بادشاہ اسلام یہ سنکر بہت متردد ہوے خواجہ عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا
اے خواجہ ہاشم و فرخ کی رہائی کی تدبیر کرو اور اگر غفلت کروگے تو ایسا نہو کہ کفار انکو مار ڈالین بڑی ندامت حمزۂ صاحبقران
سے ہوگی عمرو نے عرض کیا جو حضور فرماتے ہین بجا ہی اگر غلام انکی رہائی کو جاتا ہی تو یہان لشکر اسلام کی حفاظت کون کریگا
کہ بڑے بڑے کافر عیار آئے ہوے ہین دوسرے میرے جانے سے وہ عیار کہینگے کہ عمرو ہمارے ڈر سے
بھاگ گئے لہذا میرا جانا یہان سے کسی طرح مناسب نہین ہی اور سردارون مین کسی سردار کا جانا انکی رہائی کے واسطے
بھی بہتر نہین سمجھا جاتا کس واسطے کہ بختیارک مردود نے سکھا دیا ہوگا کہ جب کوئی انکی رہائی کو آئے تم دونون کے سر
کاٹ لینا اب یہان کام عیاری کا ہی کہ بہ تدبیر جاکر چھڑا لائے مہتر قران حبشی نے جو عمرو سے سنا اُٹھ کھڑا ہوا اور
شہنشاہ گیتی پناہ کو مجرا کیا اور کہا کہ غلام اُن شہزادون کی رہائی کو جاتا ہی اگر خدا چاہتا ہی تو چھڑا لاتا ہی بادشاہ اسلام نے
مہتر قران کو خلعت دیا اور کئی ہزار روپے مرحمت فرمائے قران نے وہ خلعت اور روپے تو عمرو کو دے دیے اور
کہا استاد انھین اچھی طرح سے رکھیے گا اور آپ انکی رہائی کے واسطے روانہ ہوا یہان لشکر قطران زنگی مین طبل جنگ
بجا ادھر لشکر اسلام مین بھی کوس حربی پر چوب پڑی چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین
صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال تماشای میدان جدال جولی نقباے بلند آواز نے نقابت کی قطران لقا
کو سجدہ کرکے یاقوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا مرزبان خراسانی و شہنشاہ عربی
وغیرہ کئی سردار اس سے مقابلہ کرکے زخمی ہوے قریب دو پہر خورشید آسمان صاحبقرانی شہزادۂ بدیع الزمان نامی
وگرامی بادشاہ سے اجازت لیکر اسکے مقابلے کو آئے بعد نگاورزنی کے گفتگو ہوئی قطران کو معلوم ہوا کہ یہی بدیع الزمان
ہین للکار کر کہا کہ اے خداپرست بہتر یہ ہی کہ لقا کو سجدہ کرو نہین میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے بدیع الزمان نے
کہا او گبر نابکار تو لقا بے بقا پر اور اسکے پرستارون پر لعنت کرتا ہون جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر قطران

نے نیزہ شہزادۂ بدیع الزمان کے مارا بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی بدیع الزمان نے ستر طعنون کے بعد نیزہ اسکا ہوائی کر دیا قطران نے شرمندہ ہو کر تیغہ کھینچا اور پکارا کہ تو نے غضب کیا کہ نیزہ میرا ہوائی کر دیا اب خبردار رہ یہ کہکے قطران نے تیغہ مارا بدیع الزمان نے وار اسکا روک کے جواب تو شمشیر آبدار کا مارا قطران نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار سپر پر پڑی سپر کو دو نیم کرکے تلوار سر پر آئی جو انگل سر میں اُتر گئی قطران نے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار سر سے نکل کے گینڈے کی گردن پر پڑی سر کٹ کے الگ جا پڑا قطران گینڈے سے گرا فوج قطران کی تلوار کھینچکر بدیع الزمان پر آ پڑی بدیع الزمان انسے لڑنے لگا تلوار چلنے لگی ادھر سے بادشاہ اسلام نے فوج ظفر موج کو واسطے کمک کے بھیجا اُدھر سے یاقوت شاہ کی فوج دوڑی جنگ مغلوبہ ہو گئی ہنگامۂ محشر انگیز برپا ہوا ایک ایک سے لڑ رہا تھا غضب کی تلوار چل رہی تھی زنگیون نے قطران کو گینڈے کے نیچے سے نکالا قطران زخم سر اپنا باندھکر دوسرے گینڈے پر سوار ہوا اور اہل اسلام سے لڑنے لگا ادھر سے یہ لڑتا ہوا چلا جاتا تھا اُدھر سے لڑتا ہوا شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم نبجاہ آتا تھا دونون مین باہم مقابلہ ہوا قطران نے تیغہ مارا قاسم نے پشت شمشیر پر روک کے ہاتھ تیغہ بارک افراسیابی کا لگایا سپر کو قلم کرکے تیغہ سر پر پڑا زخم اسکا چوپارہ ہو گیا اسنے پیچھے گینڈے کو ہٹایا تیغہ سر سے نکل گینڈے پر پڑا اسے بھی قلم کیا قطران پھر گینڈے سے گرا اور بیہوش ہو گیا بہت سے زنگی بیچ مین آگئے قاسم کے ہاتھ سے قطران کو بچا کرکے بھاگے غرض شام تک جنگ مغلوبہ رہی دونون طرف کے ہزارہا آدمی کام آئے آخرکار بشورۂ نقیبان یاقوت شاہ طبل بازگشت بجا اِدھر بادشاہ نے حکم دیا کہ جتنے اہل اسلام مارے گئے ہین انکو اٹھا کر گنج شہیدان مین دفن کرادو اور آپ زخمیون کو ساتھ لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے جراحون کو بلا کر زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دلوائے ادھر قطران بن دودۂ زنگی کے زخم کا علاج جراحون کو بلا کر ہونے لگا

دو کلمہ داستان حیرت نشان مہتر قران حبشی کا جانا طرف ملک جنوبیہ باختر کے اور عیاری کرکے چھڑانا ہاشم تیغزن وفرخ شہسوار کو

پلا ساقیا جام حیرت نما رہائی کی نہ پھر کچھ رہے مدعا وہ اس گلشن حسن مین گل جبین	کہ عیاری کا ہو سامان چہچہاتا ہے اب بلبل دل مرا کہ خار الم باغبان کو ملین	چھڑا دام غم سے مجھے ساقیا بلا سے چمن مین بہار آئی ہے ستارہ یہ طالع ہوا ہے امید کا	کرے جان تو لے نہ مجھکو دیا زمین قفس کی فضا بھائی ہے سحر مین بنا گھر ہو خورشید کا

غزل مصحفی اس باغ کی کیسی ہوا ناساز ہے روح بلبل کی قفس سے مائل پرواز ہے بات جو میرے مسیحا کی ہے وہ اعجاز ہے پنجۂ مژگان نہین ہے پنجۂ شہباز ہے	طائر رنگ چمن تک مائل پرواز ہے شعر لکھنے مین جو یاد اسکا خرام ناز ہے جان آجائے تن بیجان مین وہ آواز ہے کر دیا میرے دل بیتاب نے رسوا مجھے	خانۂ صیاد کی ایسی ہوا ناساز ہے کان مین جائے مرے اب صور کی آواز ہے کیون نہ ہو صیاد میرا طائر دل ہو شکار آشکارا جا بجا ہے یار میرا راز ہے

بیت وانندۂ داستان تحریر + پیکر در رقم خلاصہ تقریر + گرفتاران زندان مصیبت و رنج و ملال و سلسلہ بندان سلسل زنجیر ہائے استقلال وابستۂ مصیبت و آلام طبع اندوہ التیام کو حبس نکرو دردسے یون رہا کرتے ہین کہ جب شاہزادگان والا تبار یعنی شاہزادۂ فرخ شہسوار و ہاشم تیغزن صف شکن زنگداری مین گرفتار ہوکر بہ حکم قطران بن دودۂ زنگی ملک جنوبیہ باختر کو روانہ ہو گئے اور یہ خبر جب اخبار جاسوسان لشکر اسلام بادشاہ اسلام کے حکم سے مہتر قران عیار طرار برائے رہائی شاہزادگان عالی وقار چلا جاتے جاتے قریب ملک جنوبیہ باختر کے

پہونچا مگر مہتر قران راستہ بھول کر دوسری راہ سے گیا تھا کہ اثنائے راہ مین کہین ملاقات جلد اسے قوی ترکیب
سے ہوئی جلد اقید شاہزادون کی لیکر داخل ملک جنوبیہ باختر ہوا اور ہاشم و فرخ کو خلخال زنگی کہ داماد ملک
دودہ زنگی کا تھا اسکے حوالے کیا اور بیان کیا کہ مین خدا پرستون کے خوف کے مارے کوہستان کی راہ سے قیدیون کو لیکر
آیا ہون کسواسطے کہ خدا پرست چارطرف پھیلے ہوئے ہین انکو بحفاظت تمام رکھیے خلخال زنگی نے فرخ و ہاشم
کو اسی وقت زندان مین بھیجدیا بعد اسکے ایک عرضی اس مضمون کی دودہ زنگی کو بھیجی کہ قید فرزندان حمزہ کی قطران
کے پاس سے آئی ہے دودہ زنگی نے قمری عیار کو عرو بیہ باختر سے بھیجا کہ جاکر پسران حمزہ کو لے آ قمری عیار
چلا آتا تھا کہ مہتر قران نے دیکھا کہ ایک عیار کمال چست و چالاک دوڑا ہوا چلا آتا ہے مہتر قران نے قریب آکر صدا
دی کہ تو کون ہے حال اپنا بیان کر قمری نے دیکھا کہ ایک حبشی بہت ڈھنگا بانا سے عیاری کا اپنے بدن پر آراستہ کیے
ہوئے ہے دل مین کہا اے قمری نہین معلوم یہ کسکا عیار ہے مگر کسی زنگی کا عیار معلوم ہوتا ہے پس پکارا کہ تو اپنا حال
پہلے بیان کر کہ کون ہے قران نے کہا مین عیار قطران زنگی کا ہون ملک دودہ زنگی کے پاس جاتا ہون اسنے کہا مین
دودہ زنگی کا عیار ہون خلخال زنگی کے پاس جاتا ہون قران نے پوچھا خلخال زنگی کون ہے اسنے کہا دودہ زنگی
کا داماد ہے تو تم بھی ہمارے ساتھ چلو قران نے کہا تم کس کام کے واسطے جاتے ہو بیان کرو وہ بولا مین یہ نامہ اسکو
جاکر دونگا اور قید پسران حمزہ کی اس سے لاؤنگا قران نے کہا چلو مین بھی اسی خبر کے واسطے آیا ہون قطران نے
انکو پکڑکر یہان بھیجا تھا وہ دودہ زنگی کے پاس بھیجے یا نہین پہونچے قران یہی باتین کرتا ہوا ساتھ ہولیا چند قدم
چلا تھا کہ قران نے چند قدم پیچھے ہٹ کر حلقہ کمند کا اسپر مارا کہ قمری گرا قران نے لنگر اسکی کمر پر مارا کہ قمری
کے دو ٹکڑے ہوئے نامہ اسکے سر سے کھول لیا اور لاش ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینکدی اور آپ قمری کی صورت بنکر روانہ
ہوا جب ملک خلخال زنگی کے پاس آیا وہ نامہ اسے دیا خلخال زنگی نے نامہ پڑھا اور کہا تم دو ایک روز یہان ٹھہرو
ہم قیدیون کو تمھارے ہمراہ کیے دیتے ہین مگر اے قمری تو سیاہ بہت ہو گیا ہے کہا ان دنون مین محنت بہت سخت پڑی
ہے دھوپ مین بہت دوڑا ہون اس سبب سے رنگ سیاہ ہو گیا ہے یہان یہ ذکر تھا کہ خبردار نے خبر دی کہ
طاؤس البحر مین نیک وصال خداوند مہتر گردمرد آتا ہے کہا کہ جلد لاؤ مہتر قران ترشیدہ ہو گیا مہتر گردمرد اندر
بارگاہ کے آیا خلخال زنگی کو سلام کیا اسنے کرسی پر بٹھایا پوچھا کہ تم کیونکر آئے ہو اسنے کہا کہ مین نوشاباد بیشہ
کلنگان کو گیا تھا اُدھر سے پھرتے بہت کچھ تمھارے دیکھنے کو چلا آیا خلخال نے پوچھا کہ نوشاباد کیون
گئے تھے بولا کہ طہماس سنکون قدرت خداوندی اسے لوٹنے گیا تھا خلخال زنگی نے کہا پھر وہ آتا ہے گردمرد نے جواب
دیا کہ طہماس کا آنا حمزہ کے آنے پر موقوف ہے خلخال نے لشکر اسلام کا حال پوچھا گردمرد نے بہت سی تعریفین بروایان
لشکر اسلام کی بیان کین خلخال نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ عیار حمزہ کا عمرو بلائے بے درمان ہے گردمرد نے کہا
حقیقت مین وہ آفت روزگار ہے مگر اے خلخال سنا ہے عمرو کانپتا ہے میری صورت سے اسکی جان نکلتی ہے مینے
بہت برا حال اسکا کیا ہے اور اب کی یہ ارادہ ہے کہ ناک کان عمرو کے کاٹ لون اور خداوند نے بھی یہی تقدیر کی ہے
کہ مین اسکو ٹکڑا بوجا کردون خلخال بولا کہ تو نیک وصال خداوند لقا ہے حقیقت مین خداوند تیری خاطر بہت کرتے ہین
جو صحبت عیش برپا کی گردمرد کی دعوت و ضیافت کی مگر مہتر قران نے جو یہ گفتگو گردمرد کی سنی آگ ہو گیا دل مین
کہا کہ دیکھو یہ حبشی میرے استاد کے حق مین کیا کیا کلمے کہتا ہے خیر کہان جاتا ہے سمجھ لیا جائیگا ساقی کی صورت بنکر صحبت
مین شریک ہوا شراب مین بیہوشی ملاکر ساری صحبت کے لوگون کو پلائی سب کو بیہوش کیا اور گردمرد کے ناک کان کاٹ

لیے اور ایک رقعہ لکھکر اس مضمون کا اُسکی مونچھ مین باندھ دیا کہ او بیحیا تو نے بہت لاف وگزاف کی تھی اور کہا تھا کہ عمرو
کے ناک اور کان کاٹ ڈالونگا یہ خبر عمرو کو پہونچی اور اُسنے آکر تیری ناک اور کان کاٹ لیے اگر چاہتا تو تیرا سر کاٹ ڈالتا
مگر تجھپر رحم آگیا زندہ چھوڑ دیا اب اگر پھر ایسے کلمے بیہودہ منھ سے نکالیگا تو جان سے مار ڈالونگا قصہ مختصر رات بھر
تمام صحبت بیہوش اور مدہوش رہی صبح کو سب کو ہوش آیا اور خلخال کو جب ہوش آیا عجب رنگ صحبت کا دیکھا
مال و اسباب کی قسم سے کچھ نہ تھا منھ سب کے کالے تھے اور گردمرد نکٹا ہو چکا ایک رقعہ اُسکی مونچھ مین بندھا ہوا تھا
گردمرد نے اُس رقعے کو پڑھکر کہا کہ مجھے حیرت ہے کہ عمرو یہان کیونکر آیا اور خداوند نے یہ کیا تقدیر کی خلخال زنگی
نے کہا تو نے بہت سی لن ترانی کی تھی خداوند ناخوش ہوئے تیرا یہ حال کر دیا غرور کسی کا خداوند کو پسند نہین اتا اب
تجھکو لازم ہے کہ جاکر خداوند کے پاس بہت سا عجز و انکسار کر پھر تیرے ناک اور کان ہو جائین غرضکہ جراح کو طلب کیا
اُسنے گردمرد کے ناک اور کان مین ٹانکے دیے مرہم کا پھاہا چڑھا دیا دو روز گردمرد وہان رہا بعد اُسکے علاج اپنا
کرتا ہوا ملک سبائیل کو روانہ ہوا جب خدمت لقا مین پہونچا تمام حال بیان کیا لقا نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ ایسی تقدیر
کرونگا کہ تو عمرو کو مارینگا ناک اور کان کٹنے کا خلعت دیا مگر بیان مہتر قران نے پھر قمری عیار کی صورت بنکر خلخال سے
کہا کہ اسیران حمزہ کی قید میرے ساتھ کر دیجیے کہ مین خدمت مین دودہ زنگی کی لیجاؤن خلخال نے اپنے
سپہ سالار سے کہا کہ نام اُسکا زنگار بن سلسلہ ہے کہ تم قیدیان خدا پرستون کی غزوبیہ باختر مین لیجاؤ اُسنے کہا
بہت اچھا اور بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لیے اور ہاشم و فرخ کو اژدر ہاتھی پر ڈالکر غزوبیہ باختر کو روانہ ہوا پہلی
منزل مین قمری عیار یعنی مہتر قران نامدار زنگار بن سلسلہ سے صحبت آرا ہوا خوب ساقی گری کر کے تمام اہل صحبت
کو بیہوش کیا زنگار بن سلسلہ کو قتل کیا اور کسی مقام پر لاش اُسکی چھپا دی اور آپ اُسکی صورت بنا صبح کو
جو اٹھا ہاشم و فرخ کو زندان خانہ سے بلایا اور کہا کہ مجھے شب گذشتہ کو خواب مین ایک بزرگ نے مسلمان کیا اور
مین نے تہ دل سے اختیار کی بہ طریقہ دین اسلام تسلیم کرو ہاشم و فرخ نے کہا اچھا اُسنے آہنگرون کو بلا کر قید دونون
کی کٹوانا چاہی اور ہاشم و فرخ نے خود قیدین توڑکر پھینکدین اور زنگار بن سلسلہ نقلی نے دونون شاہزادون کو
حمام کرایا پوشاکین پہنوائین گھوڑون پر بٹھایا اور افسران فوج سے کہا کہ تمہین اگر میرا ساتھ دینا ہو تو اسلام لاؤ ورنہ
میرے پاس سے چلے جاؤ سبھون نے کہا کہ بہت اچھا پر لعنت کی او مسلمان ہوئے شہزادون سے کلمہ پڑھکر از سر صدق
دین اسلام اختیار کیا اسوقت زنگار بن سلسلہ نے کہا کہ صاحبو مین عیار ہون لشکر اسلام کا نام میرا مہتر قران
حبشی ہے مین نے قمری عیار کو مارا اب زنگار بن سلسلہ کو قتل کیا اپنے دونون آقاؤن کو قید سے چھڑا لایا
سبھون نے کہا اب ہم تو مسلمان ہو چکے آپ کے ساتھ ہین مہتر قران نے صورت اصلی اپنی بنائی ہاشم و فرخ
بہت خوش ہوئے اُس روز وہین رہے دوسرے روز کوچ کر کے ملک جنوبیہ باختر پر پہنچے یہ خبر خلخال شاہ کو
پہونچی کہ دونون خدا پرست چھوٹ گئے کوئی عیار خدا پرستون کا کہ مہتر قران اُسکا نام ہے اُسنے پہلے قمری کو مارا
بعد اُسکے زنگار بن سلسلہ کو قتل کیا ہاشم و فرخ کو رہا کیا اب وہ دونون بہ ارادہ رزم و پیکار آتے ہین خلخال
نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا باہر نکلے مین دونون کو قتل کرونگا اور سر اُنکے دودہ زنگی کی خدمت مین بھیجدونگا اور معلوم
ہوا کہ اسی عیار نے ناک اور کان گردمرد کے کاٹے ہین مین نے تبدیل رنگ سے پہلے ہی پہچانا تھا کہ یہ قمری
نہین ہے مگر بیہدہ غافل ہوگیا غرضکہ لشکر خلخال شاہ کا مقابلے مین لشکر ہاشم کے اُترا خلخال اپنے
خیمے مین آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا اور شراب خواری کرنے لگا جب خوب نشہ مین بدمست ہوا حکم کیا کہ طبل جنگی

بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت مین ہاشم و فرخ کی آئے دعا دے کر عرض کیا کہ طبل جنگ
خلخال شاہ نے بجوایا ہے شہزادون نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی کوس جلی بجے اُسی وقت
نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو میدان مین صف آرا ہوے سہیلان
زنگی اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا فرخ شہسوار اُسکے مقابلے کو چلے ہرچند ہاشم نے کہا کہ برادر
آپ بزرگ ہین میرے قبلہ و کعبہ کی جگہ ہین آپ نہ جائیے مین جاؤنگا فرخ بولا بھائی مین اپنے ہوتے تمہین کب جانے
دونگا یہ کہکر مرکب کو چمکا کر سامنے سہیلان زنگی کے آئے سہیلان تکاور زن ہوا بعد اُسکے کہا اے پسر حمزہ
تونے غضب کیا کہ زنگار بن سلسل زنگی کو مارا وہ میرا بھائی تھا مین اُسکے عوض مین تجھے قتل کرونگا اور اگر تو
لقا کو سجدہ کرے تو تیرے قتل سے باز آؤن فرخ نے جواب دیا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہے لقاے بے بقا پر اور اُسکے
پرستارون پر اور جو تجھ سے ہوسکے قصور نہ کر سہیلان غضبناک ہوا اور نیزہ مارا فرخ شہسوار نے نیزے پر
نیزے کو لیا اور چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کر دیا سہیلان خشمگین ہوا اور تیغہ کھینچکر فرخ شہسوار پر وار کیا
فرخ نے سپر پر روکا اور جھپٹ کر اپنی تلوار اُسکا وار کیا سپر کو قلم کرکے سر پر پڑی سر کو کاٹ کر زیر تنگ جاکر تلوار نے زمین
کو بوسہ دیا گینڈے سمیت سہیلان کے چار ٹکڑے ہوگئے خلخال شاہ نے جو دیکھا کہ سہیلان مارا گیا فوج کو
حکم کیا کہ مار لو اس خدا پرست کو زنگیون کی فوج چار طرف سے نرغہ کرکے ٹوٹ پڑی فرخ شہسوار بھی تلوار پکڑ کر جا پڑا
ہاشم تیغزن بھی کمک کو آگیا تلوار چلنے لگی ہاشم لڑتا ہوا قریب تخت خلخال شاہ کے پہونچا جب آدمیون کو کاٹ کر
خلخال کے پاس آیا اُسنے تلوار کا ہاشم پر وار کیا ہاشم تیغزن نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر کو تھام کر
خلخال شاہ کو تخت پر سے اُٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی تجھے قتل کرتا ہون خلخال شاہ نے
کہا کہ مین نے لقا پرستی پر لعنت کی اور دین اسلام اختیار کیا آپ کا غلام حلقہ بگوش ہوا ہاشم نے اُسے چھوڑ دیا
اور کلمہ طیبہ اُسکو تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا تمام اپنی فوج کو دائرۂ اسلام مین لایا ہاشم و فرخ
کو شہر مین لیگیا تمام شہر اسلام آباد ہوا بتخانے توڑ ڈالے مسجدون کی بنا پڑ گئی دو روز شہزادہ فرخ شہسوار و
شہزادہ ہاشم تیغزن وہان مقیم ہوے بعد اُسکے خلخال شاہ کو تورون چھوڑا آپ چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے
مع مہتر قران ملک سائل کو روانہ ہوے

وہ کلمے داستان شجاعت نشان شہزادہ نورالدہر عالی مقام والقاش خون آشام کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا بادۂ جنگجو
کہ رعد کی قلقل ہو مینا ہو
پلا دے جو اک جام اے گلعذار

اڑاتا ہے خالی سبو سے سبو
تلاطم مین ہے ساقی ہر ایک شو
لکھے دفتر نظم باغ و بہار

بھرا اک جام مین برق کی ہے چمک
[illegible]
کیست قلم کی سیرے سخان

پڑا ہے کشاکش مین ترک فلک
جو جرعہ دیکھے ہے لوسی شراب
کہ ہو دیکھکر دنگ [illegible]

اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آزری
وز ہرچہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری
تا نقش می بندد فلک کس [illegible]
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی

ہرچند وصفت میکنم در حسن ازان بالاتری
عالم ہمہ یغمائے تو خلق خدا شیدائے تو
حوری ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری
صد نگار نقاش چین صورت پدید آرد [illegible]
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

تو از پری چابکتری وز برگ گل نازکتری
زان نرگس شہلائے تو آموختہ رسم کافری
آفاق را گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
[illegible]
بیت طرار زندہ سنی کالعدم [illegible]

کمیت راہ سپر تسلیم - یکہ تازانِ میدانِ جرأت و ہمت و شجاعان عرصۂ شوکت و جلالت شبرنگ قلم خورشید حشم کو میدان
قرطاس فلک آساس میں بجودت طبع آرائی یوں جولان کرتے ہیں کہ جب القاش خون آشام بحکم لقائے بد انجام
تین لاکھ سوار جرار لیکر ملک عجم کی طرف برائے استیصال شہزادۂ صاحب و جلال نور الدہر بن بدیع الزمان عالی خصائل
روانہ ہوا تھا مطابق خبر جاسوسان لشکر اسلام بادشاہ اسلام نے کرب غازی کو واسطے کمک شہزادۂ نور الدہر کے بھیجا تھا
القاش خون آشام بد انجام جب قریب ملک عجم کے پہونچا خبر اسکے آنے کی فضل بن گیا ہور خون آشام
کو ہوئی کہ بہ ارادہ قتل نور الدہر القاش خون آشام آتا ہے فضل اُسی وقت در محل خاص بر آیا اور ملکہ گوہر ملک کو
بلاکر حال بیان کیا ملکہ گوہر ملک یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی گھبرا گئی اور کہا اے فضل یہاں سوائے تیرے کوئی دوسرا اہل نہیں
ہو جلد کہیں شاہزادۂ بدیع الزمان فرزند دیدۂ حمزۂ صاحبقران عالیشان کے پاس روانہ کر کسی تدبیر سے ہمکو اس
کافر خاسر کے شر و فساد سے محفوظ رکھ فضل بن گیا ہور خون آشام نے عرض کیا کہ آپ گھبراتی کیوں ہیں جبتک میرے
دم میں دم باقی ہے اور بدن پر سر ہے کیا مجال کسی کی جو میری زندگی میں آپکی طرف یا شہزادۂ نور الدہر کیطرف آنکھ اٹھا کر
دیکھ سکے اگر القاش آتا ہے تو آنے دیجئے کیا تاب طاقت ہے قلعہ تک طائر وہم و خیال بھی پہنچ سکے یہ کہکر اور تسلی دلاسا
بہت کچھ دیکر اپنے لشکر کو حکم کیا کہ ابھی قلعے سے سات کوس آگے بڑھکر خیمے استادہ کرو اور سب فوج وہیں آکر
میں آتا ہوں فوراً لشکر فضل قلعے سے نکل کر سات کوس کے فاصلہ پر خیمے استادہ کر کے فروکش ہوا اُدھر القاش
خون آشام بھی آ پہونچا لشکر اسکا ہر ہرکاروں نے بیان کیا کہ یہ لشکر فضل بن گیا ہور خون آشام کا ہے اسی لشکر
کے مقابل میں القاش نے بھی خیمے برپا کئے اور لشکر اُترا اور القاش خیمے میں داخل ہوا سرداران لشکر جمع ہوئے
شرابخواری شروع ہو گئی ناچ شروع ہو گیا القاش نے اسقدر شراب پی کہ نشے میں بدمست ہو گیا اور حکم دیا کہ لشکر میں
طبل جنگی بجے اُسی وقت نقارۂ فرنگی بر چوب پڑی ہرکاروں نے خبر فضل بن گیا ہور خون آشام کو دی کہ لشکر
کفار میں طبل جنگی بجا ہے فضل بن گیا ہور خون آشام نے بھی کوس حربی بجوایا دونوں لشکروں میں غلغلہ ہوا کہ
طبل جنگ بجا ہے سب اپنی اپنی تیاری کرنے لگے جب رات گذر گئی صبح ہوئی دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے
بعد آراستگی میدان قتال القاش عرصۂ پیکار میں آیا مبارز طلب کیا ایک ایک کو للکارا کہ جسکو حوصلۂ جنگ ہو وہ
نکل کر آئے مجھسے مقابلہ کرے یہ سنتے ہی فضل اپنے مرکب کو جھکا کے سامنے القاش کے آیا القاش کا وار
ہوا پانچ پانچ سات سات قدم دونوں مرکب پیچھے ہٹ گئے پھر مرکبوں کو راندن میں مسل کر ایک دوسرے کے
مقابل ہوا القاش نے کہا اے فضل تو میرا عموزاد بھائی ہے بہتر یہ ہے کہ دین قدیم پر قائم ہو لقا پرستی اختیار کر اور
بدیع الزمان کے لڑکے کو میرے حوالے کر دے کہ میں اُسے خدمت میں خداوند لقا کی بھجواؤں فضل بن گیا ہور خون آشام
نے جواب دیا کہ او گبر نا ہنجار و کندۂ ناتراش لاکھ جانیں میری شہزادۂ نور الدہر فرزند جگر بند شہزادہ بدیع الزمان
پر نثار ہیں مجھسے تو امید نہ رکھ کہ میں اُسے تیرے حوالے کروں اب جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر یہ سنکر القاش
نہایت برہم ہوا کہا کہ ابھی تجھکو معلوم ہوا جاتا ہے تیری قضا دامنگیر ہوئی ہے خیر تو اپنے دل کی آرزو نکال لے جو حربہ ہو
وہ سنبھال لے اور وار کر فضل بن گیا ہور خون آشام نے نیزہ اُسپر بایا القاش خون آشام نے نیزے
کو نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی کے بعد فضل نے نیزہ القاش کا ہوائی کیا القاش کی آنکھوں
میں دنیا سیاہ ہو گئی مار سیاہ غصے سے بل کھا کے تیغہ کھینچا اور کہا کہ اے فضل لے روک میرے تیغے کا وار
دیکھوں کیسا قوی ہے [illegible] القاش نے تیغہ مارا کہ سر فضل کی قلم کر دے

تا دو ابرو سر مین اُتر گیا فضل نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکل گیا لیکن دریا خون کا جاری ہوا اُسوقت القاش نے
چاہا کہ دوسرا ہاتھ تیغہ کا مارون بھائی فضل کا لیس بن گیا ہور خون آشام تلوار کھینچ کے القاش پر جا پڑا
فضل کو تو لوگون کے حوالے کیا اور آپ مقابل ہوا بعد گفتگو کے لیس نے تلوار کا ہاتھ مارا القاش نے لپٹ پر
تیغے کی روک کر دی تیغہ پڑھ کے لیس پر مار تیغے نے سپر کو قلم کیا لیس تڑپ کر جا ہو گیا تیغہ شانے پر پڑا شانہ نشانہ ہوا ہاتھ
کٹ کے جھولنے لگا تیسرے بھائی فضل قیس بن گیا ہور خون آشام نے جو یہ دیکھا زین سے تلوار کھینچکے
چھٹا لیس کو تو لوگ اٹھا لیگئے قیس سے چار گھڑی تک تلوار چلی انجام کار یہ بھی زخمی ہوا غرضکہ شام تک القاش
نے سات بھائی حقیقی فضل بن گیا ہور خون آشام کے گھایل کیے اور للکار کر کہا ای خدا پرستو آج تو مین نے جنگ
موقوف کی کہ رات ہو گئی ہی کل سب کو قتل کرونگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے طبل بازگشت بجوایا اور اپنے خیمہ
کی طرف پھرا سب سردار اور فوج اپنے اپنے خیمون مین گئی القاش اپنے خیمے مین آیا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنا
سب سردار جمع ہوئے صحبت عیش مین شرابخواری ہونے لگی جب بادہ ناب سے دماغ گرم ہوا پھر طبل جنگ بجوایا ادھر
فضل کو مع زخمدار بھائیون کے خیمے مین لائے جراحون کو بلوا کر ٹانکے دلوائے پٹیان مرہم کی چڑھوائین کہ خبر آئی
القاش خون آشام نے طبل جنگ پھر بجوایا ہی آپس مین صلاح کی کہ کل القاش سے کوئی سامنا کرنے والا نہین معلوم
ہوتا بہتر یہ ہی کہ رات کو بھاگ کر قلعے مین داخل ہون یہ مشورہ باہم کر کے شب کو وہان سے بھاگے دو پہر رات گئے قلعہ
عجم مین داخل ہوئے دروازے چہار طرف قلعے کے محکم بند کر لیے گولہ اندازون کو انعام و اکرام دے کر توپون پر مستعد کر دیا
تمام قلعہ آراستہ ہوا ملکہ گوہر ملک کو خبر ہوئی کہ فضل مع اپنے بھائیون کے زخمدار ہو کر آیا ہی ملکہ کو کمال رنج و ملال ہوا
اور فکر انتہائی ہوئی مگر فضل نے کہلا بھیجا کہ حضور خاطر جمع رکھین یہ قلعہ بہت مضبوط ہی اسے کوئی دفعتہً نہ لے سکیگا
یہان صبح کے وقت القاش کو خبر ہوئی کہ فضل بھاگ کر قلعہ عجم مین چلا گیا القاش نے کہا کہ وہین جا کر اُسے
مارونگا اب وہ میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہہ کر کوچ کر کے قلعہ عجم پر آیا حکم دیا لشکر کو کہ چہار طرف سے قلعہ کا محاصرہ
کرو فوج نے چارون طرف سے رخنہ کیا دوسرے دن القاش سامنے قلعے کے آیا گولے کی زد سے ہٹکر کھڑا ہوا
اور پکار کر کہا ای خدا پرستو پسر بدیع الزمان کو میرے حوالے کرو مین کسی کو زحمت نہ پہونچاؤنگا یہان سے چلا جاؤنگا
نہین تو تمام قلعہ کے لوگون کو قتل کر کے نور الدہر کو مار ڈالونگا کسواسطے کہ حکم خداوند لقاے باختر کا یہی ہی تمام
اہل قلعہ پکارے کہ جبتک ہمارے دم مین دم ہی ہرگز ہم شاہزادہ نور الدہر کو نہ دینگے اور خدا چاہیگا تو تجکو مار لینگے او
کافر خاسر جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر القاش خون آشام یہ سنکر پیچ و تاب کھاتا ہوا وہان سے پھر اپنے خیمے مین آیا یہ
حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کل مین قلعے پر یورش کرونگا اُسی وقت کوس حربی بجنے لگا خبر ہوئی قلعے والون کو فضل نے بھی
نقارہ رزمی کے بجنے کا حکم دیا دونون طرف سامان جنگ ہونے لگا یہان فضل بن گیا ہور خون آشام نے گوہر ملک سے
کہلا بھیجا ای ملکہ عالم آپ شاہزادہ نور الدہر سے اس لڑائی کی اطلاع نہ کیجیے کسواسطے کہ وہ اگر سنیگا تو بیشک
جنگ مین شریک ہوگا قصور نہ کریگا انشاء اللہ مین ان کفار سے سمجھ لونگا ابھی صاحبزادہ بلند اقبال بہت کمسن ہی کل سات
برس کی عمر ہی فن جنگ سے آگاہ نہین کوئی معرکہ ابھی آنکھ سے بھی دیکھا نہین لڑنا کیسا اگرچہ اولاد صاحبقران لاثانی
ہے کہ بہادری اور شجاعت اور ہمت و مروت اس خاندان عالیشان پر ختم ہی جہانتک ہو سکے ابھی کارزار سے بچایئے
ملکہ گوہر ملک یہ سنکر شاہزادہ والا تبار نور الدہر نامدار کو لیکر تہ خانے مین جا بیٹھی اور ناچ و راگ رنگ کی صحبت
آراستہ کی اسطرف لشکرون مین رات بھر تیاری جنگ کی رہی صبح کو فضل نعلبند دروازے پر قلعے کے آکر بیٹھا

اور رفیق اسکے گرد نا ہزار آن مین بیٹھے مگر سب آمادۂ مرگ کفن سرون سے باندھے ہوئے تھے ادھر سے القاش
فوج قاہرہ ساتھ لیکر سامنے آیا گو سلطان زد سے ہٹ کر کھڑا ہوا فوج کی طرف دیکھا سب نے عرض کیا اگر حکم ہو تو قلعے
پر یورش کرین کہا کہ کیا مضائقہ ہے تم اپنے حوصلے نکال لو پھر جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہوگا تم آنکھون سے دیکھ لینا پس لشکر
فوج نے قلعہ پر یورش کیا مگر سیڑھے اٹھا اٹھا کے چلے فوراً دی سیڑھین ہاتھون مین لیے اور تلوارین بڑے کاٹ کی
علم کیے ہوئے ادھر جو دیدبان دیکھ رہے تھے انھون نے کہا کہ کفار یورش کیے ہوئے آتے ہین فضل سے عرض
کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے فضل نے ہوائی دی گولا اندازون نے گولے مارنا شروع کیے وہ لوگ آگے چلے آتے تھے ایک
باڑھ جو توپون کی پڑی آگے کی قطار رفوا گئی پیچھے کے لوگ مارے ڈھیر کے پھر تو بھاگ کر دور کھڑے ہوئے اور کچھ
فوج وہین ٹھہر گئی یہان گولا اندازون نے جو باڑھ مارنے کا تار باندھ دیا ہزارہا کفار مرگئے القاش نہایت خشمناک
ہوا فوج سے کہا کہ بس ہٹو تم قلعہ لیچکے اور تم فتح کرچکے اب ہم تنہا قلعے کو لیتے ہین دیکھو تیر خدا پرست شادیانے
شکست کے بجاتے ہین تمکو غیرت نہین آتی ہے یہ کہکے گرز گران سنگ ہاتھ مین لیکر یکہ و تنہا قلعے کی جانب رخ کیا
دیدبانون نے یکہ سوار جو آتے ہوئے دیکھا یقین ہوا کہ القاش چلا آتا ہے اسی وقت گولا اندازون نے پھر گولے
مارنا شروع کیے چارون طرف سے باڑھ گولے کی پڑنے لگی مگر القاش گولون کو رد کرتا ہوا برابر خندق کے آپہونچا اور
توپون کا دھوان جو برطرف ہوا روشنی ہوگئی دیکھا کہ القاش گرز گران ہاتھ مین لیے ہوئے خندق پر کھڑا ہے
قلعے مین ایک ہلچل مچگئی فضل نے کہا مین تو دروازہ محل خاص پر بیٹھتا ہون یہان سے جو کچھ ہوسکے وہ کرو مگر
القاش خندق کو پھاند کر اس پار آیا اور گرز گران سنگ دروازہ قلعہ پر دوہتی مارا دروازہ قلعہ کا ٹوٹ گیا القاش
اندر قلعے کے داخل ہوا تلوار کھینچ کر لوگون کو قتل کرنے لگا فوج بھی آکر اسکے شریک ہوئی اہل قلعہ سے تلوار چلنے لگی -
القاش خون آشام لوگون کو قتل کرتا ہوا چلا آتا تھا یہانتک کہ قریب دروازہ محل خاص کے پہونچا اک غل مچا
القاش خون آشام دروازے پر محل کے آگیا گوہر ملک کو خبر ہوئی بے اختیار نورالدہر کی صورت دیکھکر رونے لگی
نورالدہر نے کہا کہ اے والدۂ ماجدہ آپ کیون روتی ہین کچھ حال تو بیان کیجیے ملکہ گوہر ملک کے منہ سے سبب رونے کے
آواز نہ نکلتی تھی کچھ اور خواصین روتی پیٹتی دوڑی ہوئی آئین اور کہا کہ قریب ہے کہ اب القاش خون آشام محل کے
اندر چلا آئے شہزادۂ نورالدہر نے پوچھا کہ القاش خون آشام کون ہے سبھون نے عرض کیا کہ بلا لون ایک کافر
وہ لقا کی طرف سے ہم سب کو قتل کرنے آیا ہے اور تمھاری جان کا دشمن ہے یہ سنتے ہی نورالدہر مثل شعلہ جوالہ کے
بھڑکنے لگا اور نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ مجکو پہلے سے نہ خبر کی یہ حال مجھسے پوشیدہ رکھا مین نے جو پوچھا کہ
یہ توپین کیسی چلتی ہین تو امان جان نے فرمایا کہ تمھاری سالگرہ ہے اسکی خوشی کی توپین چلتی ہین خیر اب حال معلوم
ہوا اگر القاش خون آشام کے چار ٹکڑے ٹکڑے نہ کیے ہون تو نام اپنا پھر نورالدہر نہ رکھون یہ کہکر ایک نیمچہ
ولایتی چھوٹا سا اٹھا لیا جو زیبندہ و سزاوار اس قامت پر تھا اور باہر چلا ملکہ گوہر ملک دوڑ کے لپٹ گئی اور
کہا اے فرزند ابھی تیرا سن لڑنے کے قابل نہین ہے تو نہ جا مجکو خوف ہے کہ ایسا نہو کہین دشمن تیرے زخمی ہو جائے
شہزادۂ نورالدہر ملکہ گوہر ملک کے روکنے سے نہ رکا اور اپنے تئین چھڑا کر چلا جو کھلائی دوا یہ مغرہ ماما مٹی
بہت روکتی تھین شاہزادۂ عالی وقار جھٹکا دیتا تھا کہ وہ گر پڑتی تھین یہ آگے بڑھ جاتا تھا آگے آگے شہزادہ
نورالدہر چلا جاتا تھا اور پیچھے پیچھے تمام عورتین محل کی غل مچاتی آتی تھین شہزادۂ نورالدہر اسوقت باہر
نکلا کہ القاش سامنے محل کے آپہونچا ہے اور فضل اپنے بھائیون سمیت اٹھا ہے کہ پہلے دین جان نثار

کرون کہ دیکھا شہزادہ نورالدہر نہایت غضبناک تیغ کھینچے ہوئے آیا اور فضل سے کہا کہ جاے تعجب ہی کہ ایسا
ہوا کہ گذر را اور ہمکو خبر نہ ہونے نہ کی میرے دادا نے تو سات برس کے سن مین طاہر و مطاہر عادی کو چیر ڈالا تھا لیکن
شہزادہ آگے بڑھا ادھر القاش خون آشام قتل کرتا چلا آتا تھا کہ نورالدہر کو دیکھا مانند ماہ شب چاردہ کے چہرہ روشن
ہی اپنے دلمین کہا یہی پسر بدیع الزمان ہی تیغہ تول کر دوڑا کہا کہ مین تیرا ہی تو سر کاٹنے آیا ہون جو لوگ کہ آس پاس
شہزادے کے تھے بھاگ گئے مگر شہزادہ نورالدہر نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ نورالدہر نظیر حمزہ صاحبقران بخشم و بقہر
خرو ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر * باش او گبر ناہنجار کسی نے مجھے تیرے آنے کی خبر نکی نہین تو باہر قلعہ سے
نکلکر تجھسے مقابلہ کرتا اور تیرے خون سے تجھکو بھرتا اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکے القاش خون آشام نے
وہی تیغہ خون آلود نورالدہر پر مارا شہزادے نے ترچھے ہوکر خالی دیا القاش تیغے کی جھونک مین منہ کے بل
آگے جھکا شہزادہ نورالدہر نے جھپٹ کے خنجر مارا کہ سپر کو کاٹ کے اسکے سر پر پڑا تا دو ابرو اتر گیا القاش پیچھے ہٹا تیغہ
سر سے نکل گیا خون کی چادر منہ پر آئی القاش خون پونچھنے لگا نورالدہر نے بڑھکر دوسرا ہاتھ تیغہ کا اور مارا شانے پر
القاش کے پڑا ہاتھ بیکار ہوگیا القاش گھبراکر کچھ دست پاچہ ہوا تھا کہ شہزادے نے تیسرا ہاتھ تلوار کا پھر مارا کہ
چہرے سے اچٹ کے سینہ پر پڑا کہ غار تن کے دونون کواڑ کھل گئے القاش خون آشام بدحواس ہوکر بھاگا
نورالدہر نے للکارا او نامرد کہان بھاگا جاتا ہی مین آیا یہ کہکر پیچھے اسکے شہزادہ چلا ملکہ گوہر ملک اور تمام عورتین
محل کی ڈیوڑھی پر کھڑی تماشا شہزادے کی لڑائی کا دیکھ رہی تھین ہر ہاتھ پر ملکہ گوہر ملک کہتی تھی ماشاء اللہ
خدا تجکو اس بلا سے بچانے اور نظر بد سے محفوظ رکھے بس آگے نہ جاؤ وہان کفار کا ہجوم ہی ادھر القاش نے بھاگ کر
فوج کو پکارا کہ اس لڑکے کو مار لو کفار تلوارین کھینچے ہوئے دوڑے ادھر فضل بن گیا ہو اور اپنے بھائیون کو لیکر آپڑا اور
فوج قلعہ کی تلوارین کھینچکر دوڑی جنگ مغلوبہ ہوگئی تلوار چلنے لگی جسکے پڑی کہ شہزادے نے ہاتھ تلوار کا مارا دو ٹکڑے
ہوکر زمین پر گر پڑا ہزار ہا آدمیون کو شاہزادے نے قتل کیا کشتون کے پشتے ہوئے خون کے دریا بہے کفار بھاگ گئے
ہین اور پھر آجاتے ہین نورالدہر انکو قتل کرتا ہی یہان تو یہ جنگ مغلوبہ ہی گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہی کہ یکایک قلعہ کے
پھاٹک سے نعرے کی آواز بلند ہوئی کہ قلعہ کی زمین ہلنے لگی نورالدہر نے تنکر دیکھا کوئی سامنے نظر نہ آیا کہ پھر دوسری
بار آواز اسی نعرے کی ہوئی۔ نعرہ کرب غازی * ستم کرب غازی یل نامدار * لشکر دار شیر پروردگار * باش او
کافر بیحیا مین آپہونچا اب کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا کرب غازی بارہ ہزار قزاقون سے تلوار کھینچکر آپڑے
کفار کو قتل کرنا شروع کیا ادھر القاش خون آشام زخمون سے چور چلا آتا تھا جس وقت قریب کرب نامدار کے پہونچا
تھم کر ایک رومال سر سے باندھا اور ایک رومال سے شانے کو کسا اور پٹکا کمر سے کھولکے سینہ کو خوب کسکے باندھا
کرب غازی نے کہا ای القاش کس قدر تجکو کسنے زخمی کیا القاش نے شرمندہ ہوکر کہا کہ اس لڑکے سے مقابلہ
ہوا تھا زخمی ہوگیا یہ کہکر تیغہ کا وار کرب غازی پر کیا کرب غازی نے اسکا تیغہ سپر پر روکا اور بڑھکر تیغہ
کرنوش عاد مغربی کا ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر سر پر پڑا زخم سر چہار پارہ ہوگیا تھرا کر گرا لوگ اسکو اٹھالیگئے کرب غازی
فوج کفار سے لڑنے لگا ناگاہ سامنے سے شہزادہ نورالدہر کو آتے دیکھا تیغہ خون آلود ہاتھ مین خون کی چھینٹین
کپڑون پر پڑی ہوئی ہین کفار سے لڑتے ہوئے چلے آتے ہین کرب غازی نے جو غور سے نگاہ کی دیدہ صاحبقرانی
چہرے سے ہویدا پایا عقلمند جانا کہ نورالدہر یہی ہی دوڑ کر گلے سے لگالیا نورالدہر کرب کو کیا جانے کہ یہ کون
ہین فضل بن گیا ہو اور شہزادے کے ساتھ تھا اسنے کہا کہ ای شہزادے سلام کیجیے یہ آپ کے پھوپھا جان

کرب غازی بھی یہ سنکر نور الدہر نے جھک کر سلام کیا کرب غازی نے گلے سے لگا لیا اور پیار کیا ماتھے
پر بوسہ دیا فضل نے عرض کیا القاش شہزادے کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگ گیا تھا جو آپ نے آکر اسکو
گھایل کیا القصہ فوج قزاقان جو ہمراہ کرب غازی نامدار کے آئی تھی اُسنے مار کر فوج کفار کا ستھراو کر دیا اور
جو باقی رہے انکو باہر قلعے کے نکال دیا نور الدہر اور کرب غازی مع اپنی فوج کے کفار کو مارتے ہوئے دور تک
تک چلے آئے لاش پر لاش گرا دی فوج کفار پسپا ہو کے بھاگی آخر کار کرب غازی نور الدہر کو ساتھ لیکر فتح
و فیروزی پھر سے قلعے کے اندر داخل ہوئے کرب غازی کہتے تھے کہ سبحان اللہ ای فرزند خوب لڑے ماشاء اللہ
مرحبا جزاک اللہ بار دنے سے بھگا دینا بہتر ہوتا ہے نور الدہر کہتے تھے کہ بھو بچا جان جب القاش قلعے کے اندر
چلا آیا اور محلسرا کے دروازے پر پہونچ چکا اُسوقت تک مجھسے کسی نے خبر نہیں بیان کی اس معرکہ کا حال چھپایا اور
باہر قلعے کے ایک سپہ داری ہوئی تو فضل سے اور اُسکے بھائیوں سے لڑائی ہوئی فضل بھی زخمی ہوا اور اُسکے ساتھ
بھائی بھی زخمی ہوئے اس معرکے کی مجھکو مطلق اطلاع نہیں جب قلعہ بند ہوا اور وہ ملعون قلعہ پر چڑھ آیا تو میں نے
پوچھا کہ یہ توپیں آج کیسی چلتی ہیں اماجان نے مجھسے حیلہ کر کے کہا کہ آج تمہاری سالگرہ ہے اسکی خوشی کی توپیں چلتی ہیں
نور الدہر یہ سب حال بیان کرتے چلے آتے ہیں کرب غازی تعریفیں کرتے ہوئے ساتھ ساتھ ہیں یہاں گوہر ملک
دروازہ محلسرا پر محزون و بیقرار مع خواصوں وغیرہ کے کھڑی ہے اور دعائیں فتح و فیروزی کی کر رہی ہے کہ لوگوں نے
آکر خبر دی کرب دلاور بھی بچا شہزادہ نور الدہر کے آگئے ایسی تلوار بھو بچا بھتیجے نے کی کہ فوج کفار شکست کھا کر
بھاگی شہزادہ نور الدہر ہمراہ رکاب کرب غازی خوش و خرم چلے آتے ہیں ملکہ گوہر ملک نے سجدہ شکر ادا کیا
جب شہزادہ سامنے ملکہ کے آیا ماں کو سلام کیا ملکہ گوہر ملک نے چھاتی سے فرزند کو لپٹا لیا اور پیار کیا لازم
عورتیں بلائیں لینے لگیں کرب غازی ساتھ شہزادے کے آتے آتے در محل پر آکر ٹھہر گئے ملکہ گوہر ملک نے
اندر بلا لیا کرب غازی نے ملکہ گوہر ملک کو سلام کیا ملکہ نے خلعت دیا اور کہا کہ بھیا تم نور الدہر کو اپنا غلام سمجھو
اور اسے تعلیم کرو کرب غازی نے کہا کہ میرے یہ شہزادے ہیں مجھے جو کچھ آتا ہے میں قصور نہ کرونگا غرض کہ
دوسرے دن ملکہ گوہر ملک نے نور الدہر کو کرب غازی کا شاگرد کیا بہت سی شیرینی خوانوں میں جوا کر اُنکے آگے
رکھی اور نذر خدا کے تقسیم کرائی کرب غازی نور الدہر کو فنون سپہگری بتانے لگے شہزادہ نور الدہر کا
ذہن اور جودت طبع ایسی تھی کہ جو کچھ کرب غازی نے نور الدہر کو ایک مرتبہ بتایا وہ لوح دل پر نقش کالحجر
ہو گیا چند عرصے میں فنون نیزہ بازی اسپ بازی و شمشیر بازی و تیر افگنی اور ہنر کشتی وغیرہ کے نور الدہر نے
کرب غازی سے حاصل کیے ایک تو از جانب پروردگار عالم شجاع و دلیر و جری و بہادر صاحب قوت تھے کیونکہ
یہ امیر کشورگیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان کے پوتے ہیں جنہوں نے سات برس کے
سن میں طاہر و مطاہر عادی کو مثل کاہ پس کمنہ کے چیر کر پھینک دیا تھا دوسرے یہ تعلیم یافتہ کرب غازی کے
ہیں فنون سپاہگری میں یکتا ہوئے اب ایسے چست و چالاک اسی سن میں ہوئے کہ کسی انسان و جن و دیو و پری
کی حقیقت نہیں جانتے بڑے بڑے پہلوان زبردست رستم نظیر سہراب صفت کو مثل مور ضعیف کے سمجھتے ہیں
تلوار کے دھنی زور و شجاعت تہمتنی رگ رگ میں بھرا ہوا ہے قصہ مختصر ادھر کا حال سنیے کہ القاش کو جو زخم لگ
لیکر بھاگے لشکر میں آئے اور وہاں سے تمام لشکر القاش کوچ کر کے ایک دامنہ کوہ میں جا کر چھپا علاج القاش کا
خون آشام کاہن کرنے لگے چند روز میں القاش خون آشام نے غسل صحت کیا اور کہا کہ جب تو میں زخمی ہو گیا تھا اب

جلد نور الدہر کو مارونگا اور اس دیوانے کا بھی کام تمام کرونگا یہ کہکر لشکر کو کوچ کا حکم دیا مع لشکر دامنہ کوہ سے روانہ
ہوا اور سوئی قلعہ عجمی پر آیا ہرکاروں نے یہ خبر کرب غازی کو دی کرب غازی اُسی وقت لشکر ہمراہ لیکر شہر سے باہر
آئے نور الدہر بھی ساتھ تھے اُدھر سے لشکر القاش کا آپہونچا دونوں لشکر مقابل جدا جدا اُترے القاش نے
شام کو طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام میں بھی نقارہ رزمی بجا رات بھر جانبین میں اسلحہ پیرائی رہا کی صبح کو میدان جنگ
میں صف آرائی ہوئی نقیب چیب وسے کر چلے گئے القاش خون آشام میدان جنگ میں آیا مبارز طلب کیا
کرب غازی اُسکے مقابلے کو چلے بعد از گفتگو سے بسیار نیزہ بازی ہوئی کرب غازی نے نیزہ اُسکا سر
طعنوں میں ہوائی کیا القاش خون آشام نے تیغہ کھینچا اور کہا کہ او دیوانے خبردار میرے تیغے کی پناہ نہیں ہے
یہ کہکر وار کیا کرب غازی نے چاہا کہ تیغہ اسکا چھین کر اسے اشتابین کہ گھوڑے نے سکندری کھائی خود سے
الٹ گیا تیغہ القاش سر پر پڑا تا دو ابرو اتر آیا کرب غازی نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکل گیا خون کا دریا جاری
ہوا زخم سر کو باندھکر گھوڑے کو سنبھال کر جھکایا اور القاش کے آگے تیغہ کرخوس عاد مغربی کا ہاتھ اڑا سر کو قتل
کرکے چار انگل القاش کے سر میں اتر آیا القاش نے سر اپنا پیچھے کھینچا تیغہ کرخوس عاد مغربی سر سے القاش
کے نکل کر گردن پر گینڈے کی پڑا کہ سر گینڈے کا مثل خیار تر کے قلم ہو گیا القاش گینڈے سمیت زمین پر گرا فوج
القاش تلواریں کھینچکر کرب غازی پر آری کرب غازی تیغہ خون آلود لیے ہوئے اُنپر گرا شہزادہ نور الدہر
مع فضل بن گیا ہور خون آشام وغیرہ ملک کو کرب غازی کی آگے لشکر کفار سے تلوار چلنے لگی عین گرمی
جنگ میں دوستوں نے القاش کو گینڈے کے نیچے سے نکالا القاش زخم سر باندھکے پھر لڑنے لگا بعد تھوڑی
دیر کے نور الدہر سے القاش سے مقابلہ ہوا القاش پکارا آج تجھسے عوض اُس روز کا لونگا اور برابر ہو کر
القاش خون آشام نے تیغہ خون آلود کا وار کیا شہزادہ نور الدہر نے تیغہ القاش پشت شمشیر پر روک کر دوسری
تلوار القاش خون آشام کو ماری کہ زخم سر تخمیں چوبارہ ہو گیا القاش بیہوش ہو کر گرا کفار پھر اسے بچاکے لیگئے
دو تین گھڑی تلوار میدان رزمگاہ میں اور چلی ہوگی کہ تمام لشکر کفار شکست کھا کر بھاگا شہزادہ نور الدہر مع کرب
غازی تعاقب میں فوج کفار کے مارتے ہوئے قتل کرتے ہوئے دور تک نکل گئے پڑاؤ پر لشکر کفار کو نہ ٹھہرنے دیا
تمام مال و اسباب چھوڑکر لشکر کفار فراری ہوا اہل اسلام مال و اسباب کفار کا لوٹنے لگے نور الدہر نے چاہا تھا کہ
پھر تعاقب میں جائیں کرب غازی نے منع کیا نہ جانے دیا شہزادہ نور الدہر کو پھیر لائے وہاں سے پھر کر بارگاہ
میں اپنی آئے لباس رزم اتارے پوشاک بزم زیب جسم کر کے بیٹھے صحبت عیش برپا کی جام مے ارغوانی گردش
میں آیا کھانا کھایا آرام فرمایا دوسرے دن کوچ کر کے قلعہ عجمی کی طرف چلے کرب غازی اور نور الدہر اور فضل
بن گیا ہور خون آشام باتیں کرتے ہوئے چلے آتے تھے سامنے دروازہ قلعہ کے پہونچے تھے کہ ناگاہ ایک
پنجہ آسمان پر سے پیدا ہوا شہزادہ نور الدہر کو اٹھاکر لیگیا کرب غازی اور فضل بن گیا ہور خون آشام
وغیرہ دیکھتے رہگئے کچھ نہو سکا ملکہ گوہر ملک نے یہ حال جو سنا سر پیٹنے لگی خاک اڑانے لگی نجومیوں سے دریافت
کیا کہ حال نور الدہر کا بیان کرو نجومیوں نے عرض کیا کہ شہزادہ بلند اقبال زندہ و سلامت ہے بعد چند روز کے
بخیر و خوبی تمام ملاقات ہو گی یہ اولاد صاحبقران ہیں انپر ایسی ایسی مصیبت صعب بہت پڑتی ہے اور دوستوں نے بھی
ملکہ کو تشفی دی کرب غازی نے ہرکارے اور ساتھ نڈنی سوار تلاش میں نور الدہر کی چاروں طرف روانہ کیے
اُدھر کا حال سنیے کہ شہزادہ نور الدہر کو جب پنجہ اٹھا کر لیگیا شہزادہ حرکت ہوائے آسمان سے بیہوش ہو گیا

بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا دیکھا کہ ایک صحرائے سبزہ زار نہایت پُر بہار ہی اور سامنے ایک دیو کریہ منظر ہزار
گز کا قد کھڑا ہی نور الدہر نے اُس دیو سے پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہی اُسنے کہا ہان مین تمکو اُٹھا لایا ہون نور الدہر
نے فرمایا کہ تو مجھکو کسواسطے لایا ہی اُس دیو نے کہا کہ نام میرا دیو جبار ہی اور مین ملازم ہون دیو قہقہہ سیہ چشمی کا
اور دیو قہقہہ بیٹا ہی سمندون ہزار دست کا اور سمندون بادشاہ پردۂ ظلمات کا تھا ایک دن دیو قہقہہ
سیہ چشمی نے نجومیون سے پوچھا کہ باپ میرا از زلزلۂ قاف کوچک سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کے ہاتھ سے مارا گیا
تھا میری قضا کسکے ہاتھ سے ہی نجومیون نے اپنے علم کے زور سے دریافت کر کے کہا کہ تیری قضا حمزۂ صاحبقران
کے پوتے کے ہاتھ سے ہی اور وہ ملک عجم مین پیدا ہوا ہی مگر ابھی کم سن ہی اُس سے تجکو ضرور ضرر پہونچیگا قہقہہ نے
اُنہین نجومیون سے تصویر تیری کھنچوائی اور کہا کہ جو دیو اُس لڑکے کو پکڑ لاوے مین اُسے بہت سا انعام و اکرام دون
مین تصویر تیری لیکر پردۂ قاف سے چلا پردۂ دنیا پر پہونچ کے تجکو ہر جا تلاش کرتا پھرا آج تو میرے ہاتھ آیا مین
تجھے اُٹھا لایا اب جو تجکو دیکھا نہایت خوبرو پایا خیال مین آیا کہ اسے کھائیے گوشت اسکا بہت مزے کا ہوگا کہ آدمزاد
اب آ تو میرے منھ مین کود پڑ کہ تجھے نگل جاؤن نور الدہر نے فرمایا کہ منھ اپنا کھول اُس دیو نے آنکھین
بند کرلین اور منھ مانند قبر بلاے بے درمان کے کھول دیا نور الدہر دوڑکر لپٹ گئے اور للکارے کہ او حرامزادہ مین
مارے بے تجھے نہ چھوڑونگا وہ بھی لپٹ گیا کشتی ہونے لگی دو گھڑی مین نور الدہر نے اُسے پچھاڑا اور چھاتی پر اُسکی
چڑھکے دھڑ سے گردن بجنس کھینچ لی لاش اُسکی تڑپنے لگی مگر نور الدہر اُسے مار کر پچھتایا کہ اب تو کدھر جائیگا اگر اسے
نہ مارتا تو یہ تجھے جہان سے لایا تھا وہین پہونچا دیتا اب سپرد بیابان مرگ ہوئے آخرکار مجبور و ناچار ایک طرف کو
چل نکلے جاتے جاتے قریب شام دور سے ایک قافلہ دکھائی دیا قریب پہونچکے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ قافلہ کسی
سوداگر کا اُترا ہوا ہی خوشی خوشی داخل قافلہ ہوئے جو کوئی اہل قافلہ صورت نور الدہر کی دیکھتا تھا حیران ہوتا تھا
کہ کبھی ایسا جوان شکیل جمیل صورت مثل آفتاب تابان کے ہم آج تک ایسا کوئی نظر سے نہین گذرا آپس مین
سب نے چرچا کیا کہ نہین معلوم یہ کون ہی اور کہان سے آیا ہی مگر شہزادۂ نور الدہر سیر قافلہ کر کے برابر خیمہ میر قافلہ
پہونچا نام اُس قافلہ باشی کا خواجہ فضل بازرگان تھا ہمیشہ صحرا کی سیر کرتا رہتا تھا دشت نوردی اور بادیہ پیمائی
کا کمال شوق تھا اسوقت در خیمہ کے بیٹھا ہوا تھا اور چند گماشتے بھی پاس اُسکے بیٹھے تھے کہ ناگاہ نور الدہر نے
جاکر سلام کیا خواجہ کی نگاہ جو حُسن و جمال چہرۂ بے مثال شہزادۂ نور الدہر پر پڑی دیکھا ایک طفل حسین
مہ جبین مہر تمکین ہی چہرہ مثل آفتاب درخشان کے دمک رہا ہی بنگاہ اولین خود بخود دل مین اُسکے محبت
نور الدہر کی پیدا ہوئی بلاکر نور الدہر کو کرسی پر بٹھایا استفسار حال کیا کہ ای نوبادۂ گلشن کامگاری و ای
نونہال چمن بختیاری تو اس بیابان مین کہان وارد ہوا ہی شہزادۂ نور الدہر نے کہا ای خواجہ سلامت مین
سوداگر بچہ ہون جہاز پر سوار دریا مین چلا آتا تھا کہ قضاے کار طوفان آیا سب قافلہ غرق ہوگیا مجکو حافظ حقیقی
نے بچایا مین ایک تختے پر بہتا ہوا کنارے پر پہونچا تختے پر سے اُترکر ایک طرف روانہ ہوا آتے آتے یہان
خضر طالع رسا نے پہونچایا ہی خواجہ فضل نے کہا کہ تم میرے پاس رہو تو مین تمکو فرزندون کی جگہ سمجھون
کسواسطے کہ میرے کوئی اولاد بھی نہین ہی نور الدہر نے کہا مین آپکی غلامی مین موجود ہون خواجہ فضل
شہزادۂ نور الدہر کو اندر خیمے کے لیگیا بہت اچھی طرح پیش آیا ساتھ اپنے کھانا کھلایا برابر اپنے پلنگ کے
پلنگ شاہزادۂ نور الدہر کا بچھایا القصہ شب وہین گذری صبح کو خواجہ فضل نے کوچ کیا کئی دن کے بعد

شہر خضرانیہ میں پہونچا سر چوک دکان سوداگری کی آراستہ کر کے بیٹھا بادشاہ شہر خضران شاہ پر ایک روز والی
ملک خضران شاہ کا کہ نام اُسکا فولاد دیوانہ بازار کی سیر کرتا ہوا دکان پر خواجہ فضل کے آیا وہ اسباب تجارت کا دیکھے
ایک دوشالہ بہت بھاری رکھا ہوا تھا اُسے ہاتھ بڑھا کر اُٹھا لیا اور لیکر وہاں سے چلا شہزادہ نورالدہر نے کہا اے شخص یہ
کیا زبردستی ہے کہ مال تو نے لیلیا اور قیمت داخل نہ کی اور سیدھا یہاں سے چلا یہ کہکر اُٹھا اور دوشالہ اُسکے ہاتھ سے
چھین لیا فولاد دیوانہ نہایت برہم ہوا اور ایک طمانچہ نورالدہر کو مارا اور کہا او سوداگر بچے تو نے دوشالہ میرے ہاتھ سے
چھین لیا شہزادہ نورالدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور ایک طمانچہ اس زور سے اُس فولاد دیوانے کے مارا کہ گردن اُسکی پشت
کی جانب پھر گئی منقلب الہیئت ہو گیا تیورا کے گرا تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے مر گیا غل ہوا کہ سوداگر بچے نے داماد بادشاہ
کو مار ڈالا خواجہ فضل نے نورالدہر سے کہا کہ یہ کیا تو نے غضب کیا اب مال بھی گیا اور جان بھی گئی نورالدہر نے
کہا کہ خواجہ تم نہ گھبراؤ جو کچھ ہوگا میں سمجھ لونگا اگر بادشاہ کو خبر ہوگی اور لوگ میرے پکڑنے کو آئینگے میں اُنسے لڑونگا تمسے
ہرگز کوئی متعرض نہ ہوگا تم اپنا مال و اسباب لیکر جدھر تمہارا جی چاہے چلے جاؤ خواجہ فضل پکارا اے عزیز یہ تو کیا کہتا ہے
میں نے تجھے اپنا فرزند کیا ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تجھسے دست بردار ہو جاؤں اور تجھے قتل کراؤں یہاں تو یہ ذکر تھا اور
اُدھر فولاد کے مارے جانے کی خبر خضران شاہ کو ہوئی کہ ایک سوداگر کے بیٹے نے فولاد دیوانہ کو مار ڈالا بادشاہ سنکر نہایت برہم
ہوا اور ایک پہلوان کہ نام اُسکا طغلاے ترک تھا اُس سے کہا کہ تو جا کر سوداگر بچے کو پکڑ لا وہ پہلوان دو ہزار جوان ساتھ
لیکر روانہ ہوا خواجہ فضل کی دکان کو گھیر لیا نورالدہر مسلح و مکمل ہو کر اُٹھا رکب پر سوار ہو کر آیا طغلاے ترک سے مقابلہ
کرنے کو موجود ہوا طغلاے ترک نے جو شاہزادے کو دیکھا پوچھا کہ کیا تیرے ہی ہاتھ سے فولاد دیوانہ مارا گیا ہے نورالدہر نے
جواب دیا کہ ہاں اُسنے آگے زیادتی کی تھی زبردستی دکان پر سے اسباب سوداگری اُٹھائے لیے جاتا تھا میں نے منع کیا کہ یہ
کیا طریقہ ہے تو اسباب بے قیمت کے لیے جاتا ہے اُسنے بیٹھے بٹھائے طمانچہ مارا میں نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر طمانچہ جو مارا وہ طمانچہ قضا کا
ہو گیا فولاد دیوانہ گرا اور تڑپ کر مر گیا طغلاے ترک نے کہا اب اگر تو ہاتھ باندھے ہوئے میرے ساتھ بادشاہ کے حضور
میں چلا چل تو میں گناہ تیرا معاف کرا دوں قتل ہونے سے بچا دوں نورالدہر نے کہا او بے حیا میں نے کیا جرم کیا ہے جو
میں ہاتھ باندھکر بادشاہ کے سامنے جاؤں اور تو معاف کرا دیگا جا دور ہو نہیں تو بھی میرے ہاتھ سے مارا جائیگا
طغلاے نے یہ سنکر لوگوں سے کہا کہ پکڑ لو اس طفل کو یہ سنتے ہی ہمراہیان طغلاے ترک نورالدہر کی طرف دوڑے
شاہزادہ نورالدہر تلوار کھینچکر جا پڑا تلوار چلنے لگی چند آدمیوں کو قتل کر کے برابر طغلاے ترک کے پہونچا اور للکار کر کہا او نامرد
اوروں کو تو بیچ میں قتل کرواتا ہے آپ نہیں سامنا کرتا ہے طغلاے ترک نے بھی تلوار کھینچی اور کہا کہ معلوم ہوا اجل تیری آگئی ہے
یہ کہکر قبضہ تلوار کا نورالدہر پر وار کیا شہزادے نے قبضہ دم کا پشت شمشیر پر روکا کہ ہاتھ شمشیر برق مثال کا وار کا تلوار اور دم
بجنس یہ نوبت پہونچی معلوم ہوا کہ پلک جھپکنے میں زیر تنگ فرس زمین پر جا کر بسمہ رہا غل ہوا کہ طغلاے ترک مارا گیا
ساتھ والے اُسکے فراری ہونے لگے کچھ لوگ نورالدہر سے سرگرم کارزار ہوئے یہ خبر خضران شاہ کو پہونچی کہ طغلاے ترک
کو بھی اُسنے مار ڈالا خضران شاہ یہ سنکے الیاس وزیر سے بولا کہ فوج قاہرہ ساتھ لیجا اور اُس سوداگر بچے کو زندہ پکڑ لا
یا اُسکا سر کاٹ لا الیاس وزیر بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا آتے آتے جب چوک میں پہونچا دیکھا کہ ایک ہنگامہ برپا ہے
نورالدہر خواجہ فضل کی دکان کے آگے کھڑا جھوم رہا ہے قبضۂ شمشیر برہنہ ہاتھ میں ہے خون کشتی سے پاس پڑا ہے لوگ
اُسے گھیرے ہوئے ہیں مگر دور دور کھڑے ہیں پاس کوئی نہیں آتا دور ہی سے لینا لینا کا غل مچاتے ہیں الیاس
وزیر نے فوج سے کہا کہ اس طفل کو پکڑ لو فوج الیاس وزیر کی نزدیک آ پہونچی پھر تلوار چلنے لگی ایک طرف تنہا میں

لاش پر لاش نورالدہر نے گرادی کشتون کے پشتے باندھ دیے لوگون نے جو یہ عالم رستخیز کا دیکھا سامنے سے
فراری ہونے لگے پھر بھی کامل نورالدہر کو کارزار کرتے ہوئے گذرا غلغلہ عظیم تھا کہ یہ جوان کسی کے ہاتھ نہ آئیگا جو اسکے روبرو جائیگا
وہ مارا جائیگا بہت سے کافر خاسر صفدر و بیجا اس روبرو ہوکر بھاگے جاتے تھے اس عرصہ مین خضران شاہ بھی فوج ہمراہ لیتے
ہوئے پہونچا شہزادہ نورالدہر تین پہر کامل لڑا آخرکار ہزارہا آدمیون کو مارکر قریب تخت خضران شاہ کے پہونچا اور
ہاتھ اسکی کمر مین ڈالکر تخت پر سے اٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی تجھے مار ڈالونگا خضران شاہ نے کہا
کہ آپ اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیجئے کہ حضور کس برج فلک ہمت و شجاعت کے آفتاب ہین اور کس صدف دریاے
صولت و شوکت کے گوہر نایاب ہین شہزادہ نورالدہر نے کہا اے خضران شاہ آگاہ ہو مین امیر کشورگیر اسد اللہ ثانی
سلیمان کوہ جاہ حمزۂ صاحبقران عالی شان کا پوتا ہون اور سرخیل ملک باختر شہزادۂ بدیع الزمان نامور کا
فرزند جگر بند ہون نام میرا شہزادۂ نورالدہر ہے القاش خون آشام کو شکست دیکر پھرتا تھا کہ اثناے راہ
سے مجکو ایک دیو اٹھا لایا اور ایک صحرا مین لاکر ڈالا مین نے اس دیو سے سبب اپنے اٹھا لانے کا دریافت کیا
دیو نے کہا کہ مین ملازم قہقہہ حبشی کا ہون اور وہ تیرا دشمن جان ہے اسکو نجومیون سے دریافت ہوا کہ تیری
قضا اس شہزادہ نبیرۂ کوہ جاہ سلیمان حمزۂ صاحبقران شہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کے ہاتھ سے ہے
خوف سے اسنے قصد مین مارنے کا کیا اور چاہا کہ مجکو مسکن جاے حافظ حقیقی کی مدد سے اس موذی کو مین نے تلوار کے گھاٹ
اتارا تنہا وہان سے پھر چل کھڑا ہوا عین صحرا مین خواجہ فضل سوداگر قافلہ ملا مین خواجہ فضل کے ساتھ ہولیا خواجہ فضل
مجھے تمھارے ملک مین لایا یہان یہ واقعہ پیش آیا خضران شاہ یہ سنکر خوف جان سے بظاہر مسلمان ہوا اور فوج کو
آواز دی کہ خبردار اس شہریار سے کوئی نہ لڑے نورالدہر نے خضران شاہ کو چھوڑ دیا خضران شاہ نے [illegible]
کی طرح کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کیا اور نورالدہر کو ساتھ لیکر ایوان شاہی مین آیا سامان دعوت مہیا کیا نورالدہر
نے خواجہ فضل کو بلاکر خلعت گران بہا دیا اور کہا کہ ہم تمھارے نہایت ممنون ہین کہ تمھارے ساتھ یہانتک آئے اور یہ
شہر فتح کیا اب تمھارا جدھر جی چاہے بے تکلف چلے جاؤ کوئی تمھے مزاحم نہوگا خواجہ فضل تو رخصت ہوکر چلا گیا
دو روز کے بعد خضران شاہ نے نورالدہر کو کھانے مین بیہوشی دلاکر بیہوش کیا پھر شہزادۂ نورالدہر کو قید آہنی مین
گرفتار کرکے ہوش مین لایا اور پکارا او نبیرۂ حمزہ تو نے دیکھا کہ لقا کی مدد سے کیونکر مین تجپر غالب آیا اب بہتر یہ ہے کہ
لقا کو سجدہ کر نورالدہر نے فرمایا کہ لقا پر لعنت ہے اور نیز اسکے پرستارون پر ہزار ہزار لعنت ہے خضران شاہ نے برہم
ہوکر حکم دیا کہ اسے زندان مین بٹھاؤ مین کل اسے قتل کرونگا لوگون نے نورالدہر کو لیجاکر قید کیا لیکن جب قید شہزادہ نورالدہر
کی داروغۂ زندانخانہ لیکر چلا زیر قصر دختر خضران شاہ ملکہ مہرافروز کے گذرا اسوقت ملکہ مہرافروز اپنے برج سے تنہا
بیٹھی جھانک رہی تھی اور دریچے جو اس قصر مین سر راہ تھے انمین چلمنین پڑی ہوئی تھین قضا سے کا جھروکون مین سے
جو ملکہ مہرافروز نے جھانک کے دیکھا اس خورشید رو بدر کامل آسمان صاحبقرانی پر ہزار جان سے عاشق و فریفتہ
ہوگئی انیسین جلیسین پاس حاضر تھین اسنے کہا کہ دریافت تو کرو کہ یہ قیدی کسکا ہے اور اسے کہان لیے جاتے ہین جب تحقیق
معلوم ہوا کہ یہ باغ گل حدیقۂ صاحبقران نوباوۂ گلشن شہزادۂ بدیع الزمان ہے اور نام اسکا نورالدہر ہے زندانخانے
مین لیے جاتے ہین خضران شاہ کو اسنے زیر کیا وہ از روے ترس بظاہر مسلمان ہوا اب دغا و مکر سے اسنے شہزادے کو
اسیر کیا ہے آج زندانخانہ مین رہیگا کل قتل کیا جائیگا اتفاقا جو قید خانہ کہ زیر دیوار قصر ملکہ مہرافروز تھا اسی مین داروغہ
زندانخانہ نے نورالدہر کو قید کیا ملکہ مہرافروز کو جب نورالدہر کی حقیقت معلوم ہوئی اور زندانخانے کا

بھی تھا معلوم ہوا رات کے وقت کچھ مٹھائی تحفہ اور نفیس بیہوشی آلود خوانون مین چنوا کر اپنے ساتھ کنیزون کے سر پر
رکھوا کے لیچلی اور اپنے لڑکا شمر یر تیز رفتار کو بھی ہمراہ لیا جب زندانخانے کے دروازے پر آئی موکلان زندان سے
اظہار کیا یہ خوان مٹھائی کے قیدیون کے کھلانے کے واسطے محل سے آئے ہین تم وہ ایک خوان مٹھائی کی قیدیون کو
لیجاکر کھلا دو باقی سب مٹھائی تم آپس مین تقسیم کر کے کھا لو ہم کہدینگے کہ مٹھائی قیدیون کو بھیج گئی سب موکلان زندان
نے وہ مٹھائی باہم بانٹ لی اور کھانا شروع کیا ان نابکارون کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ مٹھائی جان شیرین لیکے تلخی مرگ
چکھائیگی و اللہ حالت نزع زبان پر آجائیگی کسی کو بالکل یہ حال نہ معلوم ہوئی اسی وقت سب نے زہر مار کر لی وہ مٹھائی
کھاتے ہی سب کو کرب پیدا ہوا ہر ایک از خود رفتہ ہوگیا کوئی کہین گرا کوئی کہین گرا گرتے گرتے سب پاسبان و
نگہبان بیہوش ہوگئے شمر یر تیز رفتار نے خنجر کمر سے نکال کر سب کو قتل کیا اور دروازہ زندانخانہ کا کھولکر ملکہ
مہر افروز کو شاہزادہ نور الدہر کے پاس لیگیا شاہزادہ نور الدہر نے جو اس نازنین مہر جبین کی طرف نظر اٹھا کر
دیکھا کہ ایک پری تمثال حور شمایل بصد کر و فر جلوہ فرما ہے دہن تنگ کو غنچۂ گل سے تشبیہ دینا قصور ہے آنکھین شیرین کلام کی
مسیحائی اعجاز بیانی کہان آنکھون کو نرگس شہلا کہنا نازک خیالی سے دور ہے چشم غزال سے کیا مثال دون وہ ایک جادو
سحر آلی اس نگاہ مین دلربائی یہی شعر صادق آتا ہے۔ شعر مثال چشم او آہو ندارد ＋ نگہ چشم دگر باشد مثالش ＋ بے اختیار
زبان سے شہزادۂ والا قدر کی آہ نکل گئی اس گلعذار نے بھی دزدیدہ نگاہون سے دیکھا کہ اس جوان نے اٹھنے کا قصد
کیا نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ دل بیٹھ گیا چہرے پر اداسی چھائی بازون مین رعشہ پیشانی پر پسینا رعب حسن جمال سے غش
آگیا اپنے پیارے کے سرہانے پر جا کر بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکنے لگے وہ اشک گرم جو عارض
شہزادۂ نور الدہر پر گرے قطرات اشک نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین دماغ مین پہونچی اسنے کام لخلخہ کا کیا شاہزادے
نے آنکھ کھولدی زیر سر تکیہ زانوے دلدار پایا شمر یر تیز رفتار سے پوچھا تو کون ہے اور یہ نازنین خورشید جمال مہ خصال
کون ہے اسنے کہا یہ نازنین دختر خضران شاہ ہے نام ملکہ مہر افروز ہے اور مین ملکہ عالم کا لڑکا ہون نام میرا شمر یر تیز رفتار
ہے جسوقت سے ملکہ مہر افروز نے تمکو دیکھا ہے دلدادہ و فریفتہ ہوگئی ہے مفارقت مین تمھاری بہت مضطر و بیقرار ہے جب
کسی طرح تاب ضبط نہ رہی اس تدبیر سے یہان تک آئی کہ مٹھائی کھلا کر پاسبانون اور نگہبانون کو بیہوش کر کے
مین نے قتل کیا آپ زندان مین داخل ہوئی آپ بھی قید آہنی دور کیجیے کیونکہ آپ تو حمزۂ صاحبقران کے
پوتے ہین آپکے نزدیک ان آہنی کڑیون کی کیا حقیقت ہے آپ کو تو موم سے زیادہ نرم معلوم ہونگی یہ سنکے شہزادہ
نور الدہر نے قید آہن کو توڑ ڈالا اور ملکہ مہر افروز کے ہمراہ چلے ملکہ مہر افروز شاہزادہ نور الدہر کو ساتھ لیکر زندان
سے نکلی باغ ملکہ مہر افروز جو شہر کے باہر تھا اسمین شہزادۂ والا جاہ کو لیجاکر رکھا شہزادۂ نور الدہر نے ملکہ مہر افروز کو
مع اسکے ہمراہیون کے مسلمان کیا اور باغ مین بعیش و عشرت مشغول ہوئے لیکن یہان صبح کے وقت جو خضران شاہ کو
خبر ہوئی کہ کوئی رات کے وقت زندانخانے کے نگہبانون اور پاسبانون کو قتل کر کے قیدی کو چھڑا لیگیا کوتوال کو حکم دیا
کہ جلد قیدی کو تلاش کرو کوتوال شہر گلی گلی کوچہ کوچہ جابجا گھر گھر تلاش کرتا پھرتا ہے حتی کہ ہر ایک کہتا ہے کہ ایک خدا جانے
کون زندانخانے سے کوئی چرا کر لیگیا اور تمام پاسبانون اور نگہبانون کو قتل کر گیا اب یہان کا حال بگوش ہوش
سماعت فرمائیے کہ یہ دونون والہ و شیفتہ اور عاشق و دلدادہ یعنی ملکہ مہر افروز اور شہزادۂ نور الدہر دلسوز باغ مین
سرگرم عیش و عشرت ہین کہ ایک خواص مضطر و بدحواس رات کو آئی اور اسنے کان مین ملکہ مہر افروز کے کچھ
کہا کہ رنگ ملکہ مہر افروز کا زرد ہوگیا ہوائیان منہ پر چھوٹنے لگین نور الدہر نے پوچھا کیا ہے اے ملکہ کچھ حال تو بیان

کرو تمہارا چہرہ اسوقت متغیر کیوں ہو گیا اس خواب نے چپکے سے تمہارے کان میں کیا کہا جو تم گھبرا گئی ہو ملکہ مہرافروز
نے کہا ای شہریار بانو اسی وقت ہمکو تم اپنے ساتھ لیکر کہیں نکل چلو یا ابھی اپنے ہاتھ سے قتل کرو شہزادۂ نورالدہر
نے کہا کچھ کیفیت تو ظاہر کرو اُسوقت ملکہ مہرافروز نے رو کر کہا کہ صاحب ایک بادشاہ ہی شہر مشتری صفا کا نام اُسکا
خسرو شاہ ہی اُسنے میری خواستگاری کے واسطے اپنے سپہ سالار قارن فیل زور کو میرے باپ کے پاس
بھیجا ہی وہ شہر سے تین کوس پر آکر اُترا ہی ای شہریار صاحب میں اپنی جان دونگی اور اُسکے ساتھ نہ جاؤنگی نورالدہر
نے گلے میں پیار سے بانہیں ڈال کے بوسۂ لب دندان لیا اور کہا ای ملکہ تم نہ گھبراؤ کچھ اندیشہ نہ کرو خاطر جمع رکھو میرے
سامنے کسی کی کیا مجال جو تم پر آنکھ ڈالسکے قارن فیل زور کیا جان رکھتا ہی جو تمکو لیجائیگا میں اُسے خود جاکے
سزا دونگا ملکہ مہرافروز یہ سنکے چپ ہو رہی شاہزادہ نورالدہر دو گھڑی رات رہے سوار ہو کر قارن فیل زور
کے لشکر کی طرف روانہ ہوئے جب اُسکے لشکر میں پہونچے معلوم ہوا کہ قارن بارگاہ خضران شاہ میں گیا ہی شہزادہ
وہاں سے پھر کر داخل شہر ہوا جسنے راہ میں نورالدہر کو دیکھا وہ حیران ہوا کہ یہ تو زندان خانے سے غائب ہو گیا
تھا آج پھر دکھائی دیا جب شہزادۂ نورالدہر آتے آتے دربارگاہ خضران شاہ پر پہونچا بے تکلف داخل بارگاہ
ہوا بطریق اہل اسلام سلام کیا برابر تخت خضران شاہ کے کرسی جواہر نگار خالی رکھی ہوئی تھی اسی کرسی پر
آکر بیٹھ گیا خضران شاہ نے نورالدہر کو دیکھکر پہچانا مگر شرمندہ ہوا کچھ نہ کہا الیاس وزیر اور تمام امیر حیران تھے
کہ یہ تو قید خانے میں سے غائب ہو گیا تھا اب کہاں سے پیدا ہو گیا مگر نورالدہر سے قارن فیل زور کو نہایت
پسند کیا اور اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ زیر ہو تو اچھا جوان وجیہ ہی ابھی تھوڑی دیر نورالدہر کو بیٹھے ہوئے گذری ہوگی
کہ قارن نے کہا کہ ای خضران شاہ میں خسرو شاہ کا نامہ لایا ہوں خضران نے کہا لاؤ قارن نے نامہ ہاتھ میں
خضران کے دیا بادشاہ نے دبیر سے کہا کہ پڑھو کیا لکھا ہی دبیر نے نامہ پڑھنا شروع کیا اُس نامے میں لکھا تھا کہ
ای خضران شاہ ہمنے تمہاری بیٹی کے حسن کی تعریف بہت سنی ہی لہذا ہم اپنے سپہ سالار قارن کو بھیجتے ہیں تمہیں لازم
ہی کہ نامہ دیکھتے ہی اپنا فخر و افتخار سمجھکر بیٹی کو اُسی سوار کرکے بھیجو ورنہ بزور شمشیر تجھسے چھین لونگا خضران
چاہتا تھا کہ کچھ جواب دے نورالدہر نے دبیر سے نامہ لیکر چاک کرکے پھینک دیا اور قارن سے کہا ای قارن
تُو نے یہ مثل سُنی ہی یا نہیں مثل خویشی بخوشی سودا برضا۔ دیکھتا ہی کہ بزور دختر خضران شاہ کو لیلے گیا تاب و طاقت
اور ای قارن بگوش ہوش سُن کہ ملکہ مہرافروز مجھسے تعلق رکھتی ہی جو کوئی مجھپر غالب آئے وہ ملکہ مہرافروز کا مستحق
ہو قارن فیل زور نے دیکھا کہ اسنے میرے آقا کے نامہ کو پھاڑ ڈالا قارن کا رفیق اسفندیار اُسکے پہلو میں
کھڑا تھا اُس سے قارن نے کہا تو اسے نامے کو چاک کرنے کی سزا دے اسفندیار اُٹھا اور نورالدہر سے کہا
ای عزیز ادھر آ ابھی تجھکو نامہ چاک کرنے کی سزا میدان میں جا کر دونگا نورالدہر اُٹھ کھڑے ہوئے اور دونوں نے
اسلحۂ جنگ کھول کے رکھدیے اور باہم دست و گریبان ہوئے کشتی ہونے لگی پھر پھر میں نورالدہر نے اسفندیار
کو کشتی میں زیر کیا اور قارن کی طرف مخاطب ہوئے ای قارن اُٹھ اب میرے تیرے زور آزمائی ہو قارن غیظ و غضب
میں آکر اُٹھ کھڑا ہوا اور دامن گردان کر آستین چڑھا کر شہزادۂ نورالدہر کی طرف جھپٹا نورالدہر اُس سے
دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی دو پہر کامل زور کشتی کا ہو کیا اب قریب تھا کہ نورالدہر قارن کا لنگر
توڑ کر زمین سے اُٹھا لیں اور زمین پر دے ماریں کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا اور نورالدہر کو اٹھا کر لیگیا
قارن متعجب ہو کر رہ گیا اور اپنی کرسی پر آبیٹھا خضران شاہ نے بیان کیا کہ یہ لڑکا نبیرۂ حمزۂ صاحبقران تھا

پھر تمام حقیقت خفران شاہ نے قارن کے سامنے بیان کی اور کہا کہ یقین ہے اُسکو کوئی دیو اُٹھا لیگیا ہے پہلے بھی
ایک دیو ملک عجم سے اُٹھا لایا تھا اب ذرا حال اُسکا مجھے بخوبی معلوم ہوئے کہ کہاں گیا ہے پھر میں کسیکو تمھارے ساتھ
کر دونگا یہ کہکے چار طرف اپنے احباب اور عزیزوں کو اُسی وقت نامے روانہ کیے کہ نبیرۂ حمزہ نوراالدہر ہمارے
شہر سے غائب ہو گیا ہے جہاں پہونچے گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیج دو یہ خبر محل میں ہوئی ایک ہمراز انیس نے ملکہ
مہرافروز سے کہا کہ بلاؤں شہزادۂ نوراالدہر آپکے پاس سے بارگاہ بادشاہ میں پہونچا اُسکے سامنے نامہ خسرو شاہ
بہ خواستگاری حضور پڑھا گیا شہزادے نے غصّے وہ نامہ چاک کر ڈالا اس بات پر قارن بگڑا اُس سے مقابلہ
ہوا شہزادہ معروف کشتی تھا کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور اُسکو اُٹھا لیگیا نہیں معلوم شہزادہ کہاں گیا خفران شاہ
نے اُسکی گرفتاری کے واسطے جابجا نامے لکھے ہیں یہ سنتے ہی ملکہ مہرافروز رونے لگی اور عشق شہزادۂ نوراالدہر میں
بیقرار ہوکر یہ اشعار زبان پر جاری کیے اشعار ہر روز ہجر وصل نہیں ایکدم نصیب ۔ کم ہوگا کسی کو بھی ساعت میں
کم نصیب ۔ ہوں میری خاک کو جو تمھارے قدم نصیب ۔ کیا یاوری نصیب کی ہے میرے قسم نصیب ۔ مجنوں سیاہ خیمہ
لیلی کے گرد پھر ۔ ای خوش نصیب تجھکو طواف حرم نصیب ۔ یہ کہکر بے اختیار مثل ابر بہار زار زار رونے لگی پھر تو
عالم بیقراری اور ہے یہ خیال کہ اب قارن کے ہمراہ مجکو خفران شاہ کردیگا عمر بھر شاہزادے سے جدائی رہیگی
ادھر میری جان روزنگی مفارقت میں یار جانی و محبوب جاودانی کی زندہ رہنا دشوار ہے انیسیں جلیسیں ملکہ کو سمجھاتی
ہیں لیکن کسی طرح ملکہ کو صبر نہیں آتا ایک انیس ہمراز و دمساز بہلانے کے صحن باغ میں لائی کہ گل پھولنے سے دل بہلے
یہاں آکر اور زیادہ ترقی غم و الم ہوئی گلہائے چمن نے رنگ عارض دلدار دکھایا غنچہ کو دیکھ کے اپنے غنچہ دہن کا
دہن یاد آیا نرگس پر جو نگاہ پڑ گئی تو آنکھوں پر چشمان یار آنکھوں میں پھر گئی سرو جوبار نے قد دلدار کی یاد دلائی اور
وحشت دل دونی ہوئی دلمیں خار الم کھٹکنے لگا سکتے کے عالم میں کھڑی رہی جب ذرا دل نے قرار کیا فرمایا یہاں کا ہر
نخل آہ جانسوز ہے ہر شاخ تیر دلدوز ہے اس باغ میں آنے سے کیا فرحاصل ہوا مجھے ایسے باغ کے نام سے بھی نفرت ہے
یہاں بھی مجھے آرام نہ پایا تم نے ہمارا دل نہ بہلایا انیسیں جلیسیں سمجھانے لگیں تسلی دلاسا دینے لگیں مگر ملکہ نے [illegible]
کے برا حال کیا کھانا پینا چھوڑ دیا اور تنہائی میں پلنگ پر لیٹی رہتیں شہزادۂ نوراالدہر کے پڑی رہتی تھی ادھر کا حال سنیے
کہ شہزادۂ نوراالدہر کو جو دیو لیکر اُڑا تو آسمان روانہ ہوا نوراالدہر گرفتہ ہوا میں پھر ہولکر بیہوش ہو گیا تھا [illegible] دیر کے
جب ہوش آیا دیکھا کہ تجھے دیو اُٹھائے لیے جاتا ہے پوچھا کہ کہاں مجھے لیے جاتا ہے اُسنے کہا کہ دیو قہقہہ حبشی نے
تجھے طلب کیا ہے نوراالدہر نے ایک گھونسا اُسکے مارا وہ تلملا گیا اور زمین پر جلدی سے اترا شہزادہ دوسرا گھونسا شہزادہ
نے اور مارا وہ دیو آسمان سے پرے خاک گرا اب نوراالدہر اُسکی چھاتی پر بیٹھا گھونسا جو اُسکے سر پر مارا سر اُسکا پھٹ
گیا زمین پر گر کے تڑپنے لگا اور پکارا کہ ای آدم زاد ہم دونوں دیو قہقہہ حبشی سے وعدہ کر کے آئے تھے کہ تجھے
خدمت میں قہقہہ حبشی کی پہونچا دینگے دونوں تیرے ہاتھ سے مارے گئے یہ کہکر فی النار و السقر ہوا نوراالدہر نے
اُسے مار تو ڈالا مگر نہایت پریشان ہوئے کہ اب تو کدھر جاؤنگا دیو اگر زندہ ہوتا تو بسبب خوف جان جہاں سے مجھے لایا تھا
وہاں پہونچا دیتا آخرکار مجبور و ناچار ایک طرف کو چلے دن بہت کم تھا تھوڑی دیر میں شام ہو گئی نوراالدہر نے ایک ہرن کا
شکار کیا اور آگ کباب بنا کے وہاں کھائے اور مغرب کی نماز پڑھکر ایک درخت بلند پر چڑھ کر بیٹھ رہے کبھی غنودگی زیادہ
نیند کی آئی تھی غافل ہو جاتے تھے گھبرا کر کبھی چونک کے اُٹھ بیٹھتے تھے اپنی والدۂ مشفقہ و کرم کے چھٹنے کا غم تنہائی کا الم
صدمۂ شب فراق معشوق کی ملاقات کا اشتیاق ملکہ مہرافروز کی جدائی کا خیال دل پر ہجوم رنج و ملال جب آہ کرتے ہیں تو

قوت ہو کر شعلہ آہ استخوان جسم کو نہ جلا دے آتش عشق شعلہ ور محبت زدہ دن پر طپش قلب نے بیقرار کیا جب دم ابو بہا
کو باتت ستارۂ سحری چمکا شاہزادہ نماز صبح پڑھ کر ایک طرف کو روانہ ہوا پہر بھر چلے تھے کہ سامنے سواد شہر معلوم ہوا اُسی جانب متوجہ
ہوئے دو پہر ڈھلے داخل شہر ہوئے سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے جب عین چوک میں پہونچے ایک شخص سے پوچھا کہ اس
شہر کا کیا نام ہے اور بادشاہ یہاں کا کون ہے یہ سرزمین کسکی عملداری میں ہے لوگوں نے کہا کہ بادشاہ یہاں کا اساس
زرین قبا ہے اور شہر کا نام اساسیہ ہے نوراللہ ہر کاروانسرا میں آکر اُترے رات وہیں بسر کی صبح کو پھر شہر کی سیر کے واسطے چلے
جاتے جاتے ایک مقام پر پہونچکر دیکھا کہ ہزارہا آدمی غول کے غول غٹ کے غٹ ایک سمت چلے جاتے ہیں لوگوں سے پوچھا
کہ یہ سب لوگ جمع کیے ہوئے کہاں جاتے ہیں انھوں نے کہا کہ دو پہلوان زبردست بادشاہ کے سامنے کشتی لڑینگے
انکی کشتی کا تماشا دیکھنے ہم سب جاتے ہیں شہزادۂ نوراللہ ہر بھی سب کے ساتھ ہو لیے آتے آتے وہاں پہونچے
دیکھا کہ ایک میدان وسیع میں ایک قصر رفیع تھا اُس قصر میں بادشاہ بیٹھا ہوا اور میدان میں خلائق کا اژدحام ہو رہا
تھا اور زیر قصر شاہی اکھاڑہ تیار تھا وہاں پہلوان زبردست چٹ لنگوٹ باندھے ہوئے اپنے شاگردوں کے حلقے
میں کھڑے ہوئے خم ٹھوک رہے تھے اور ہر طرح کے باجے ڈھول وغیرہ بجتے تھے یکایک قصر سے ایک چوبدار نے
آواز دی کہ حکم بادشاہ عالیجاہ ہے کہ کشتی شروع ہو یہ سنکر وہ دونوں پہلوان اکھاڑے میں اُترے اور پنجہ پھیل کے
ہاتھ ملانے لگے آخر کو ہاتھ گردنوں میں ڈال کے لپٹ پڑے کشتی کے پیچ بند ہونے لگے زور ہونے لگے کبھی وہ ریل کے
اُدھر لاتا ہے کبھی زور کرکے یہ حریف ریل لیجاتا ہے بعد پہر کامل کشتی ہوئی ناظرین پر واضح ہو کہ اُن کشتی گیروں کا نام ایک کا
قہماس کشتی گیر اور ایک کا طہماس کشتی گیر تھا آخرکار زور پہلوانی ہوتے ہوتے قہماس نے طہماس کو اُٹھا کے زمین پر مارا
طہماس کشتی گیر چاروں شانے چت گرا لوگ سامنے سے قہماس کے لپکے اور قہماس پکارا کہ ایسا انسان کہاں ہے رستم
سیستان اور کہاں ہے سام بن نریمان کہ داد پہلوانی آکر دے اور کہاں ہے حمزۂ صاحبقران اور کہاں ہے بدیع الزمان
کشتی گیر کہ آکر میرا حلقہ غلامی پہنے پھر قصر بلند کیطرف سر اُٹھا کے کہا کہ ای بادشاہ اساس زرین قبا خداوند پر میرے ہنر کو
شہزادۂ نوراللہ ہر یہ لاف وگزاف اُس پہلوان نا انصاف کی سُنکر بیتاب ہو کر دوڑے اور سامنے قہماس کے آکر کہا کہ او پہلوان
بے وقوف کیا بکتا ہے یہ کیا شجاعوں کا نام بے ادبی سے لیتا ہے ہرگز تیرے خداوند پر ظاہر نہوگی بادشاہ کے شہر میں ایسے ایسے بھی
لوگ بہت پڑے ہیں اور بڑے بڑے زبردست پہلوان طاقت دار جلیل ودلیر ہیں کہ تجھکو تنبیہ کریں اور تیری گوشمالی کریں
پہلے تو مجھسے لڑلے بعد اسکے خداوند پر ظاہر کرنا قہماس کشتی گیر نے دیکھا کہ ایک طفل حسین نازنین ماہ طلعت مہر صورت کوئی
سات آٹھ برس کا سن کھیلنے کے دن یہ دعوی بہادری وشجاعت کا کرتا ہے قہماس بہت ہنسا اور کہا اے طفل نازنین معلوم
ہوتا ہے کہ شاید تونے بھی دو چار ڈنڈ پیلے ہیں کچھ طاقت آگئی ہے اسی سبب تُو تنکا مجھسے ارادہ لڑنے کا کرتا ہے اے طفل سنتا ہے جیا م
نہیں تو یہ پتلی نازنین سی گردن توڑ مروڑ کے رکھ دونگا جا میرے سامنے سے چلا جا اب کچھ زبان سے نکالنا نوراللہ ہر دوڑ کر
اُس پہلوان سے لپٹ گئے اور ہاتھ اُسکا پکڑ کر کھینچا قہماس کو معلوم ہوا کہ یہ لڑکا کچھ زور آور ہے وہ بھی لپٹ گیا کشتی ہونے لگی
اساس زرین قبا دیکھ رہا تھا مگر حیران تھا کہ یہ طفل ماہ طلعت مہر صورت کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اُدھر تمام خلق تماشائیں
متعجب تھی اور حسن وجمال شاہزادۂ نوراللہ ہر پر تماشا کر رہی تھی ادھر شہزادۂ نوراللہ ہر اور قہماس سے زور ہو رہا تھا
دو گھڑی کشتی لڑتے ہوئے گذری ہوگی کہ نوراللہ ہر نے قہماس کشتی گیر زبردست کا لنگر لنگوٹ اُٹھایا اور سر سے بلند کیا سب نے
شور تحسین مچایا نوراللہ ہر نے اُس پہلوان زبردست کو تین بار چرخ دے کر زمین پر مارا اور اُسکی چھاتی پر چڑھ کر پکارا کہ او
قہماس بہتر یہ ہے کہ دین اسلام قبول کر نہیں تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا وہ چاہتا تھا کہ پکار کر کہے کہ ارے یہ شخص مسلمان ہے

ادہر نورالدہر نے پکڑ کر گردن کو اُسکی جھٹکا دیا کہ زور سے سمیت گردن کے دھڑ سے کھینچ لی ایک غلغلہ ہوا کہ یارو پشہ نے ہاتھی کو مار ڈالا چہار طرف سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی شاگردوں نے قماش کے چاہا کہ نورالدہر پر حملہ کریں یوں بادشاہ نے حکم دیا ان کشتی گیروں کو باہر نکال دو اور اس جوان حسین کو ہمارے پاس لے آؤ سب لوگ شاہزادہ نورالدہر کو اساس زرین قبا کے پاس لیگئے نورالدہر کو بادشاہ نے خلعت دیا اور بڑے اعزاز و اکرام سے بارگاہ میں اپنی لایا کرسی زرنگار پر بٹھایا اور استفسار حال کیا کہ ای عزیز مصر حسن و خوبی و ای ماہ کنعان محبوبی تو کس باغ کا پھول ہی اور کس نہال تازہ کا ثمر خوشنما ہی کون ہی اور کیونکر یہاں آنا ہوا شاہزادہ نورالدہر نے فرمایا کہ میں سوداگر ہوں قافلہ میرا تباہ ہوگیا قزاقوں نے لوٹ لیا میں ادہر بربادی کے عالم میں نکل آیا اساس زرین قبا نے کہا اب تم میرے پاس رہو کیا مضائقہ ہی گردش سیارگان سے تباہی و بربادی بھی ہو جاتی ہی پھر سامان ہو جائیگا یہ ذکر تھا کہ نامہ خضران شاہ کا آیا اساس زرین قبا نے اس نامہ کو پڑھوایا اس نامہ میں تصویر نورالدہر و بدیع الزمان کی بھی تھی جب اس نامہ کے مضمون سے آگاہ ہوا تصویر نورالدہر کی دیکھی اور صورت پر شاہزادے کی لیکر نگاہ کی تصویر سے شاہزادہ نورالدہر کو مطابق پایا دل میں اپنے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ یہی نبیرۂ حمزہ کی ناظرین پر واضح ہو کہ تحریر دفتر سے معلوم ہوتا ہی کہ اساس زرین قبا بھائی حقیقی خضران شاہ کا ہی غرض کہ اُس وقت تو اساس زرین قبا خاموش ہو رہا نامے کا مضمون کسی سے کچھ نہ بیان کیا شب کے وقت نورالدہر کو بیہوش کر کے گرفتار کیا اور صبح کو غل و زنجیر میں اسیر کر کے خضران شاہ کے پاس بھیجدیا اب کچھ کیفیت ملکہ مہر افروز کی سنیے کہ ملکہ بعد غائب ہو جانے شہزادہ نورالدہر کے دیوانہ وار عاشق جمال شہزادہ نامدار ہو کر شہر خضرانیہ سے نکل گئی اور ایک دامن کوہ میں جا کر چھپ رہی ہر چند خضران شاہ نے تفحص کیا مگر اُسکا پتا نہ ملا قارن فیل زور بھی تلاش میں اُسکی تھا اور ڈھونڈھتا پھرتا تھا ادہر بعد چند روز کے قید شہزادہ نورالدہر مع بدیع الزمان کی شہر خضرانیہ میں پہونچی خضران شاہ نے اپنے سامنے دربار میں نورالدہر کو بلایا اور کہا کہ ای خدا پرست دیکھا تو نے میرے اقبال کو اب بہتر یہ ہی کہ لقا کو سجدہ کر نہیں تو آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہو شہزادہ نورالدہر نے بآواز بلند پکار کر کہا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہی لقا پر اور اسکے پرستاروں پر مجھے اختیار ہی چاہے قید رکھ چاہے قتل کر خضران شاہ نے برہم ہو کر حکم کیا کہ میدان خونی تیار ہو کل صبح کو ہم اس خدا پرست کو قتل کرینگے تمام شہر میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ کل نبیرۂ حمزہ جو شہر اساسیہ سے گرفتار ہو کر آیا ہی قتل کیا جائیگا الغرض جب رات کٹ کے صبح ہوئی شہر کے باہر میدان خونی تیار ہوا تھا وہاں ایک بڑا مجمع تمام مخلوق کا اور عام تھا اور ہر شخص سن سن کر دوڑ دوڑ حال خدا پرست کے قتل ہونے کا چلا آتا تھا غرضکہ لوگ شہزادہ نورالدہر کو وہاں لائے خضران شاہ اور قارن فیل زور بھی آئے جلاد تیغ نورالدہر کو دار پر کھینچیں اور تیر باران کریں کہ یکایک ایک غبار سبز کوہستان کی طرف سے اٹھا سبھوں نے دیکھا کہ ایک آسمان زمردین زیر فلک نیلگون پیدا ہوا اور وہ ہوا کے زور میں اسی طرف بڑھا ہوا چلا آتا ہی اور اس عکس غبار فیروزی سے تمام میدان خونی سبزہ زار ہو گیا شہر پناہ کی دیواریں زمردین معلوم ہونے لگیں زمین کا رنگ ایسا سبزی پر ہوا کہ گویا مخمل زنگاری کا فرش کوسوں تک ہی دور سے جلتے ہوئے مجمع کے کچھ خوبصورت ہوتے ہیں گلشن فلک زبرجدی پر آفتاب گل نیلوفر کے ہی یہ تیزی رنگ عکس غبار سبزی ہی کہ جو شخص میدان خونی میں ہی اسکا لباس سفید دھانی پوشاک کے سے ہزارہا آدمیوں کی نگاہ میں اسی غبار سبزی کی طرف لگی ہوئی تھیں کہ یکایک وہ سر گرد چاک ہوا اور وہیں سے پر شور کی آواز آئی کہ خبردار اے نابکاران بدکردار

وار جلادان بے حیا نبیرۂ حمزہ کو قتل نہ کرنا نہیں تو میں تم سب کو تہ شمشیر آبدار کرونگا اب کیا دیکھتے ہیں سبز رنگ
کہ ایک نقابدار سبز پوش مرکب سبزہ رنگ پر سوار شمشیر بدوش گھوڑے بے تحاشا ڈالے ہوئے چلا آتا ہے اور پیچھے
اوسکے چار سو نقابدار اور ہیں مگر وہ بھی سبز پوش ہیں اور گھوڑے بھی سب کے سبزہ رنگ ہیں تلواریں لیے ہوئے
ساتھ اپنے سردار کے گھوڑے اڑائے ہوئے چلے آتے ہیں یہ رنگ دیکھکے قارن فیل زور اپنے مقام
سے اُٹھا اور بڑھکے للکارا کہ او نقابدار سبز پوش تو کون ہے جو اس خدا پرست مجرم خضران شاہ کی
حمایت کرنے کو آیا ہے بہتر یہ ہے کہ وہیں سے پلٹ جا یہ میدان خونی ہے یہاں نہ آ ورنہ مارا جائیگا یہ سُنکے نقابدار
سبز پوش کو غصہ آگیا پکارا کہ نبیرۂ امیر حمزہ کو رہا کرانے آیا ہوں یا تیرے دھمکانے سے پلٹ جانے کو
آیا ہوں اور یہ کہکر تلوار کھینچی اور جھپٹ کے ایک ہاتھ قارن کو مارا قارن نے تلوار کی پشت پر تلوار کو روکا
اور نقابدار پر وار تلوار کا کیا نقابدار تلوار قارن کی جو پڑی نقابدار سبز پوش زخمی ہوا ساتھ والے نقابدار
کے آپڑے اور نقابدار سبز پوش کو بچا لیگئے قارن فیل زور پھر اپنے مقام پر آبیٹھا اور پکارا کہ او جلاد
جلد نبیرۂ حمزہ کو دار پر کھینچو جلادان بے حیا شہزادۂ نور الدہر کو زیر دار لائے اور قصد کیا کہ نبیرۂ حمزہ کو
دار پر کھینچیں کہ جانب صحرا سے ایک خط گرد اُٹھا بعد چشم زدن کے شہزادہ من دشت و کوہ اور نگ
گرد سے برخاست تو تار رنگ • وہیں نعرہ کوہ شگاف ہوا - نعرہ کرب سے کرب شہسوار مرد بل نامدار •
لطف کردہ شیر پروردگار • اور ساتھ کرب غازی کے فضل بن گیا ہور خون آشام بھی للکار کر باش او کفار
نبیرۂ حمزہ شہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار کو دار پر کھینچا میں آپہونچا اب کہاں بچکے جاؤگے
غرضکہ کرب غازی اور فضل بن گیا ہور خون آشام مع چالیس ہزار سواران جرار تیغ بکف آگئے قارن بھی
اپنے مقام سے پھر اٹھا اور فوج کو آواز دی سب تلواریں کھینچ کھینچ کے دوڑے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی میدان
خونی میں ہلچل پڑگئی لوگ مضطر و بیحواس ہوکر بھاگے شاہزادہ نور الدہر نے جو کرب غازی کے نعرے کی آواز سنی
قید توڑ ڈالی اور ایک کافر سے لپٹ کر تلوار چھین لی اور کارزار کرنے لگے مگر پیدل ہیں کرب غازی نے جو دیکھا کہ
نور الدہر قید توڑکر پیادہ لڑ رہا ہے ایک سوار نابکار کو جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا -
کرب غازی نے اسکے گھوڑے کی باگ تھام لی اور نور الدہر کو لاکر وہ گھوڑا دیا شہزادۂ نور الدہر مرکب پر
سوار ہوا اور سرگرم پیکار ہوکر تلواریں مارنے لگا اب اور فوج خضران شاہ اور قارن فیل زور کی آئی
اودھر سے ارباب زرین قبا لشکر اپنا لیے آپہونچا اودھر قزاق سب ہمراہیان کرب غازی کے اور فوج
فضل بن گیا ہور خون آشام کی کہ سب پیچھے رہگئے تھے اور کرب غازی اور فضل آگے چند سواروں
سے گھوڑے سرپٹ دوڑاکر آگئے تھے وہ سب بھی پہونچ گئے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی قیامت کی تلوار چلنے لگی
دونوں شہزادوں کی پوشاکیں لہو کی چھینٹوں سے افشاں تلواروں کا خون بہہ بہہ کر کہنیوں سے نیچے لگا وہ زلزلہ
ہوا کہ ترک فلک کانوں پر ہاتھ رکھے تھا خورشید لرز رہا تھا مریخ فلک کے جسم میں رعشہ تھا عطارد کے ہاتھ
سے قلم چھٹ گیا تلواروں کی جھنکار آسمان تک جاتی تھی بڑا کشت و خون ہوا ہزارہا آدمی طرفین کے مارے گئے
اہل اسلام کم قتل ہوئے کفار بہت سے جہنم میں گئے ہنگامہ آفت خیز غلغلہ محشر انگیز برپا تھا نور الدہر لڑتا ہوا
تلواریں مارتا ہوا چلا آتا تھا کہ قارن فیل زور سے مقابلہ ہوا قارن فیل زور نے للکارا او نبیرۂ حمزہ تو
میرے ہاتھ سے بچ گیا آج کہاں جائیگا یہ کہکر تلوار کا وار کیا شہزادۂ نور الدہر نے پشت شمشیر آبدار پر تلوار قارن کی

روکی اور بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ قارن کی سپر کو قلم کر کے سر پر پڑی تا دو ابرو اتر آئی اُسنے رستانہ مارا تلوار
سر سے نکل گئی خون کا دریا بہنے لگا بیہوش ہو گیا لوگ قارن کو لے بھاگے اور شہر ششتری حصار کی طرف راہی
ہوئے کرب غازی لڑتے ہوئے برابر تخت خضران شاہ کے آئے خضران نے تلوار ماری کرب غازی نے
خالی دے کر خضران شاہ کو تخت پر سے اُٹھا لیا فضل بن گیا ہور خون آشام نے اساس زرین قبا کو پکڑ لیا
اساس وزیر شہزادہ نور الدہر کے ہاتھ سے مارا گیا نقابدار سبز پوش جو زخم کھا کر بیہوش ہو گیا لوگ اسی عالم بیہوشی
میں نور الدہر کے پاس لائے اور کہا کہ آپ نے اس نقابدار سبز پوش کو نہیں پہچانا یہ ملکہ مہر افروز ہیں تمہارے عشق
میں بیاباں سے نکل کر دیوانہ وار دامنہ کوہ میں جا کر چھپی تھی ہم سب کنیزیں بھی ہمراہ ملکہ کے تھیں اب جو سنا کہ دشمن
آپکے دار پر کھینچے جاتے ہیں دل بیتاب کو قرار نہ آیا کہا میں بھی ساتھ شہریار کے جان دونگی نقابدار سبز پوش ہو کر آپکے
پاس آئی شہزادہ نور الدہر کو سنکر بہت ملال ہوا اور کہا اچھا ملکہ کو انکے باغ میں لیجاؤ اور زخم میں ٹانکے دلواؤ علاج کرو
میں آتا ہوں وہ سب کی سب ملکہ کو اسی عالم بیہوشی میں لیگئیں اور باغ میں پہونچایا جراح کو بلوا کے زخم میں ٹانکے
دلوائے اور علاج کرنا شروع کیا یہاں کرب غازی خضران شاہ کو لیے ہوئے سامنے شہزادہ نور الدہر کے
آئے فضل بن گیا ہور خون آشام اساس زرین قبا کو لایا نور الدہر نے کہا کہ ان دونوں کو قید میں رکھو
سمجھا جائیگا اور اب اسی ہنگامے میں کرب غازی و فضل بن گیا ہور خون آشام تلواریں مارتے ہوئے
کافروں کو قتل کرتے ہوئے شہر کے اندر آئے اہل شہر جو سامنے آگیا اُسکو قتل کیا شہر میں ہر جگہ کامل قتل عام رہا
لوگ بھاگتے پھرتے تھے اور کہیں پناہ تلواروں سے غازیوں کی نہ ملتی تھی القصہ چار طرف سے شور الامان
بلند ہوا تمام رؤسائے شہر اور افسران فوج ہاتھ باندھ کر سامنے نور الدہر کے آئے اور دین اسلام سب نے
قبول کیا شہر میں امن ہوئی نور الدہر اور کرب غازی اور فضل بن گیا ہور آکر ایوان شاہی میں جلوہ گر ہوئے
حکم دیا کہ لاؤ خضران شاہ کو اور اساس زرین قبا کو اسی وقت لوگ دونوں کو مسلسل و مغل و زنجیر لائے نور الدہر
نے کہا اے خضران شاہ و اے اساس زرین قبا تم دونوں دین اسلام قبول کرو نہیں تو میں ابھی تم دونوں کو قتل
کر دونگا یہ سنکے دونوں نے لقا پر لعنت کی اور دین اسلام قبول کیا نور الدہر نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور کچھ فقرات حمد
و نعت اور مذمت لقا سے بے بقا کے بیان کیے وہ دونوں از صدق مسلمان ہوئے نور الدہر نے دونوں کو
قید سے رہا کیا دونوں قدموں پر شاہزادے کے گرے اور گرد پھرے نور الدہر نے فضل سے کہا کہ تمہارے
آنے سے پہلے ایک نقابدار سبز پوش میری مدد کو آیا تھا اور ہاتھ سے قارن کے زخمی ہوا اب معلوم ہوا کہ وہ دختر
خضران شاہ ملکہ مہر افروز ہیں اور جبکہ اُس نے پہلے بھی قید سے آکے چھڑایا تھا ذرا میں اُسے دیکھ آؤں
یہ کہکر بارگاہ سے اُٹھا اور باغ کی طرف روانہ ہوا اب سب کو ثبوت ہوا کہ نور الدہر ملکہ مہر افروز پر عاشق
ہیں خضران شاہ نے کرب غازی سے کہا کہ میں نے ملکہ کو کنیزی میں شہزادہ نور الدہر کی دیا کرب غازی
نے کہا کہ کیا مضائقہ مگر ادھر نور الدہر باغ میں ملکہ مہر افروز کے آیا ملکہ کے زخم میں ٹانکے لگ چکے تھے پٹی بندھ
چکی تھی شاہزادہ نور الدہر ملکہ کے پاس بیٹھ گیا اور کہا کہ اے ملکہ یہ تمنے کیا غضب کیا کہ لڑنے کو چلی گئیں عورت پر
جہاد حرام ہے ملکہ نے کہا صاحب میں کیا کروں دل بیتاب نے یہی صلاح دی کہ دلبر تمہارے ساتھ اپنی بھی جان دیجیے
بیقراری میں کچھ انجام کا خیال نہ رہا آتش عشق شعلہ ور ہوئی جہاں تمہیں تنہا گھروں میں دیکھا جو کچھ نہ سوجھا سوائے
اسکے کہ شہریار کی مدد کو چلی اور بن پڑے تو چھڑا لوں نور الدہر نے ملکہ کو گلے سے لگایا اور بوس و کنار میں مشغول

ہوئے پھر ملکہ سے حال خضران شاہ کے مسلمان ہونے کا بیان اور کیفیت لڑائی کی سب کہی ملکہ مہر افروز
نہایت خوش ہوئی القصہ رات تمام نور الدہر نے شغل بوس و کنار میں بسر کی صبح کو بارگاہ میں آئے کرب غازی
اور خضران شاہ وغیرہ نے تعظیم و تکریم کی بعد اسکے خضران شاہ خود ملکہ مہر افروز کے پاس گیا اور پالکی میں
سوار کر کے محل میں لایا اور عقد ملکہ مہر افروز کا نور الدہر کے ساتھ کر دیا شہزادہ نور الدہر عیش و عشرت میں
مصروف ہوا مگر قارن فیل زور جو زخمی ہو کر یہاں سے بھاگا دو منزل پر دامن کوہ میں ٹھہرا اور اپنے رفیقوں سے
کہا کہ صاحبو میں خسرو شاہ کے سامنے کیا منہ لیکر جاؤں جس کام کے واسطے آیا تھا اُسکا انجام دے سکا بلکہ ہاتھ سے
نبیرۂ حمزہ کے زخمی ہو گیا اور وہاں سے بھاگا اور کچھ نبیرۂ حمزہ کا نہ کر سکا یہ کہکر رونے لگا چالاک عیار نے
اُس سے کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو میں نبیرۂ حمزہ کو پکڑ لاؤں قارن نے کہا اے چالاک اگر تو نبیرۂ حمزہ کو پکڑ لاوے تو میں
برابر اسکے زر و جواہر تجکو تول دوں چالاک نے اُسی وقت کمر ہمت چست کر کے باندھی عیاری کے اپنے بدن پر درست
کیے اور شہر خضرانیہ کو روانہ ہوا جب قریب شہر کے پہونچا صورت بدل کر شہر میں داخل ہوا اتفاقاً نور الدہر
اور ملکہ دونوں باغ میں تھے چالاک حال دریافت کر کے رات کے وقت کمند مار کر دیوار باغ پر آیا اور اُدھر سے
دیوار سے باغ میں داخل ہوا اور درختوں کی آڑ میں جب رات شہزادے کو صحبت دیکھ کر تاڑ گیا دو پہر
رات گئے جب سب سو رہے چالاک نے بیہوشی نکال کر ہوا کے رخ پر اُڑائی کہ بار بیداریاں اور پاسبان
سب بیہوش ہو گئیں اسوقت اُسنے آکر ملکہ اور نور الدہر کو بیہوش کیا ملکہ کو وہیں چھوڑا نور الدہر کو گرفتار
کر کے پشتارہ باندھا اور پشت پر لاد کے روانہ ہوا یہاں صبح کو جو ملکہ مہر افروز بیدار ہوئی شہزادے کو پہلو میں
نہ پایا اُسی وقت تلاش میں شہزادے کی خادموں کو روانہ کیا مگر کہیں پتا نہ لگا کرب نے سنا کہ باغ سے
نور الدہر غائب ہو گیا کمال فکر ہوئی کہ شہزادے کو کون لیگیا خضران شاہ نے کہا کہ مجکو یقین آتا ہو کہ شہر
مشتری حصار میں پتا شہزادے کا لگیگا ملکہ مہر افروز کی خواستگاری کیواسطے قارن فیل زور وہاں سے آیا تھا
وہ یہاں سے زخمی ہو کر بھاگا ہو کرب غازی اور فضل بن گیا ہو رہے اسی وقت ہرکاروں کو خبر کیواسطے روانہ
کیا مگر یہاں چالاک عیار شہزادہ نور الدہر نامدار کو لیے ہوئے قارن فیل زور کے پاس آیا پہلے تو قارن نے
چالاک عیار کو خوش ہو کر گلے سے لگایا اور زر و جواہر بہت سا دیا اور آہنگروں کو بلوا کر قید آہن میں شاہزادہ
نور الدہر کو گرفتار کیا بعد اسکے نور الدہر کو ہوش میں لایا اور کہا کہ اے نبیرۂ حمزہ میں تجھے سامنے خسرو شاہ کے
لیے جاتا ہوں وہاں سے تجھے چھوڑ دونگا لیکن اگر خسرو شاہ مجھسے پوچھے کہ قارن تجھے کیونکر پکڑ لایا کہنا کہ ایک زخم
نیزے کی ماری تھی کہ میں بیہوش ہو گیا اور گر پڑا یہ میری مشکیں باندھ کر لے آیا یہ سنکر شہزادہ نور الدہر چپ ہو رہا کچھ
جواب دیا جب قارن وہاں سے کوچ کر کے داخل شہر مشتری حصار ہوا خسرو شاہ نے قارن فیل زور کے
استقبال کے واسطے لوگوں کو بھیجا سب لوگ قارن کو باعزاز و اکرام لائے جب وہ سامنے خسرو شاہ کے پہونچا
خسرو شاہ نے پوچھا کہ اے بیان کر تو نے کیا کار روائی کی قارن نے کہا ملکہ تو آپ کے کام کی رہی نہیں وہ نبیرۂ
حمزہ پر عاشق ہو گئی لیکن اُسی نبیرۂ حمزہ کو میں گرفتار کر کے لے آیا ہوں خسرو شاہ نے کہا میں نے خدا پرستوں کا بڑا
شہرا سنا ہو تو کیونکر اُسپر غالب آیا اُس نے بیان کیا کہ مجھ سے معرکۂ کارزار میں مقابلہ ہوا میں نے ایک وار نیزے
کی مدد کر اُسکو گرا دیا اور مشکیں باندھ لیں خسرو شاہ نے حکم دیا کہ لاؤ نبیرۂ حمزہ کو قارن نے فوراً نور الدہر کو طلب کیا
شہزادہ نور الدہر غل و زنجیر میں گرفتار داخل بارگاہ خسرو شاہ ہوا جب سامنا خسرو شاہ کا ہوا بطریق اہل اسلام

اسلام ہو گیا خسرو شاہ نے جو حسن و جمال شہزادۂ مہ پیشانی کا دیکھا صورت آئینہ حیران ہوا اور کہا کہ اے نبیرۂ حمزہ تیری
جلالت بھی دل نشین ہو گیا تجھکو قارن پکڑ لایا ہی اور تو سلیقے سے کلام کرتا ہی اگر زندہ رہنا چاہتا ہی تو لقا کو سجدہ کر میں
تجھے ابھی چھوڑ دونگا نور الدہر نے کہا اے خسرو شاہ قارن کی کیا مجال تھی اور کیا طاقت تھی جو مجھے گرفتار کر لاتا
چالاک عیار مجھے بیہوش کرکے پکڑ لایا اور اے خسرو شاہ میں دین لقا پرستی جب اختیار کروں جو تو زیر کرکے
گرفتار کرے یہ سنکر خسرو شاہ نے قارن کی طرف دیکھا اور کہا کہ او قارن کچھ سنتا تو نے کہ نبیرۂ حمزہ کیا کہتا ہی
قارن نے شرمندگی سے سر اپنا جھکا لیا خسرو شاہ نے کہا کہ جلد قید اسکی دور کرو اسوقت نور الدہر نے خود اپنی
قید کو توڑ کر پھینک دیا خسرو شاہ نے نور الدہر کو حمام کروایا پوشاک بدلوائی اور کہا اگر میں تجھپر غالب ہوں تو
لقا پرستی اختیار کریگا نور الدہر نے کہا ہاں پھر تجھکو کچھ عذر نہوگا القصہ دوسرے دن اکھاڑہ تیار ہوا پہلے
قارن مقابل کو آیا نور الدہر نے دو پہر میں اسکو زیر کیا پھر خسرو شاہ سے کشتی ہوئی دو دن کامل زور اپنے
کشتی کے باہم ہوے اسکو بھی شہزادۂ نور الدہر نے زیر کیا خسرو شاہ اور قارن فیل زور مسلمان ہوے
لقا پر لعنت کی کلمہ پڑھکر اسلام لائے تمام شہر مشتری حصار کو دائرۂ اسلام میں لائے نور الدہر نے خسرو شاہ
سے کہا کہ ابھی تم اپنے مسلمان ہونے کا اظہار نہ کرو بلکہ یہ مشہور کرو کہ ابھی نبیرۂ حمزہ قید میں گرفتار ہی یہاں تو یہ
بند و بست تھا ادھر کرب غازی کو شہر خضر آئینہ میں ہرکاروں نے جاکر خبر دی کہ چالاک عیار قارن فیل زور کا
نور الدہر کو پکڑ لیگیا اب قارن نے شہزادۂ نور الدہر کو غل و زنجیر میں گرفتار کرکے شہر مشتری حصار کو روانہ کیا اور
آپ بھی چلا گیا یہ سنکے کرب غازی مع فضل بن کیابور خون آشام وہاں سے کوچ کرکے شہر مشتری حصار کو چلے
اور نامہ خسرو شاہ کو لکھا کہ شاہزادۂ نور الدہر نبیرۂ حمزہ کو تمنے قید کیا ہی نامہ دیکھتے ہی نور الدہر کو اپنے ساتھ لیکر
میرے پاس چلے آؤ نہیں تو تمام شہر کو قتل کرونگا عیار کرب نامدار کا نامہ لیکر خسرو شاہ کے پاس آیا نامہ اسکے ہاتھ میں
دیا خسرو شاہ نے وہ نامہ وزیر سے پڑھوایا ایک نقابدار سبز پوش برابر تخت کے کرسی جواہر نگار پر بیٹھا ہوا تھا اس نے
نامہ ہاتھ سے وزیر کے لیلیا اور چیر کر پھینک دیا اور اس عیار سے کہا کہ اپنا لیجا اور کہدینا اس دیوانے سے کہ قضا
تجھکو گھیر کر یہاں لائی ہی جو کچھ تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر ہم آمادہ پیکار ہیں عیار وہ نامہ چاک چاک لیے ہوے
کرب غازی کے پاس آیا جو کچھ نقابدار سبز پوش نے کہا تھا وہ حرف بحرف بیان کیا کرب غازی یہ سنکے
نہایت برہم ہوا اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لشکر کرب غازی میں کوس حربی بجنے لگا ہرکاروں نے خبر خسرو شاہ
کو پہنچائی کہ لشکر میں کرب غازی کے طبل جنگ بجا ہی خسرو شاہ نے بھی لشکر اپنا باہر شہر سے لاکر نقارۂ رزمی بجوایا
رات بھر جا بجا میں درستی آلات حرب و پیکار رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوے جب میدان جدل آراستہ
ہوا نقیب نقابت کرکے چلے گئے نقابدار سبز پوش خسرو شاہ سے اجازت کارزار لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا
کرب غازی مرکب جولان کرکے سامنے نقابدار کے آئے نگاہ دو چار ہوے برابر سے دونوں مرکب پیچھے ہٹے پھر
دامن میں مسل کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی
کہ سنانیں اور بنانیں برچھیوں کی بیکار ہوگئیں ڈانڈ پر ڈانڈ جو پڑی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ہاتھ سے نیزے پھینک دیے
نقابدار نے گرز مارا کرب غازی نے شمشیر سکندری پر روکا اور شمشیر کا وار نقابدار پر کیا نقابدار نے گرز پر روکا
مگر گھوڑا نقابدار کا تاب نہ لاسکا کمر گھوڑے کی ٹوٹ گئی نقابدار مرکب سے کود پڑا اور تلوار کھینچکر کرب غازی کے
گھوڑے پر جھپٹا کہ پی کرے کہ کرب غازی بھی اپنے مرکب سے کود پڑے اور نقابدار کیطرف چلے کہ نقابدار نے سپر بلائی پھیر

زمین پر رکھکر کرب غازی کیطرف جھپٹا کرب غازی نے بھی شمشیر و سپر وغیرہ ڈالدی اور دوڑ کر نقابدار سے
لپٹ گئے کشتی ہونے لگی برابر دونون کشتی لڑا کیے چار پہر دن کشتی رہی نہ تو نقابدار ہٹا نہ کرب غازی ہٹے
یہانتک کہ شام ہوگئی اسی طرح کشتی ہوا کی آخر روشنی دونون طرف سے آئی ہزارہا شمعخانے والے کر شمعخانے جاری کی
کے صدہا سونے کی دستیان لیے ہوے دستی والے بھی احسان خاص دونون طرف کے بکے بلورین شمع وغیرہ لیے
روشن کیے ہوے آکے موجود ہوے رات بھر دونون مین کشتی رہی صبح کو بھی وہی عالم تھا غالب و مغلوب دونون
مین کوئی نہ معلوم ہوتا تھا یہانتک کہ چار شبانہ روز کشتی ہوئی پانچوین روز کرب غازی نے اپنے دلمین کہا
نہین معلوم یہ نقابدار کون ہے کہ پانچ روز سے مجھسے کلہ بکلہ مشت بہ مشت برابر سے کشتی لڑ رہا ہے زور مین طاقت
مین ہمت مین جرات مین ایک سر مو اسکے نہین فرق آیا یہ قوت و شجاعت سواے اولاد صاحبقرانی کے کون رکھتا ہے
اور مجھسے نہ اسطرح مقابلہ کر سکتا ہے مین نے بڑے بڑے پہلوانان زبردست کو زیر کیا اور بڑے بڑے شجاعون کو شکست
دی ہے کہ جنکو دعوی یکتائی اپنی قوت و جرات پر تھا یہ دلمین تصور کرکے بند نقاب تھام کے ایک جھٹکا دیا بند نقاب
ٹوٹ گیا ایک آفتاب درخشان طالع ہوا ابر کاہل شرمندہ ہو کر چھپ گیا دیکھا تو شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
ہین شکل آئینہ کرب غازی حیران ہوے اور پوچھا کہ ای فرزند یہ کیا سبب تھا جو تونے مجھسے مقابلہ کیا مین نے دیکھ لیا ہی
دلمین سوچا تھا کہ سواے اولاد صاحبقران کے اسطرح مجھسے کوئی نہین لڑ سکتا پانچ روز ہوے کہ دونون مین کوئی
غالب و مغلوب نہوا شاہزادہ نورالدہر نے کہا ای عم بھا جان مجکو فقط اپنی آزمایش منظور تھی کہ دیکھون آپکے
زور و طاقت ہمت و جرات مین کم ہون یا برابر ہون کرب غازی نے کہا کہ اولاد صاحبقران زمان ہو تم پر
کون غالب آسکتا ہے مگر مین یہ خیال کرتا ہون کہ اگر وقت بد کے سبب سے میرے ہاتھ سے کوئی زخم تیرا جاتا تو مجکو
صدمۂ عظیم ہوتا اور بدیع الزمان سے مجکو ندامت ہوتی تونے برا کیا پروردگار عالم نے بڑی خیر کی غرض کہ دونون
لشکر ایک ہوگئے خسرو شاہ سب کو ہمراہ لیے ہوے شہر مشتری حصار مین آیا اور بڑی دھوم سے دعوت و ضیافت سب کی کی
کئی روز تک جشن عام رہا بعد چند روز کے ملکہ مہر افروز کو ساتھ لیکر شاہزادہ نورالدہر و کرب غازی مع لشکر کے
ملک مجم کو روانہ ہوے جب قلعہ مجم مین پہونچے ملازمت ملکہ گوہر ملک کی حاصل کی ملکہ گوہر ملک نے بیٹے کو اور بہو کو
گلے سے لگایا پیار کیا اور بہت سا زر و جواہر تصدق کیا بڑی خوشی کی جشن عام رہا تمامی قلعہ مین روشنی کی گئی رود رنگ
ہوئی تمام بازار آئینہ بند ہوے تل رنگ گلی گلی کوچہ کوچہ ہوا کیا قصر عالی بڑے تزک و سامان سے سجا اگر اسکی سجاوٹ
اور آرائش جشن تحریر ہو تو کمال طول ہو گا خلاصہ یہ کہ قصر فلک اسکے سامنے پست ہو گیا جو آتا اور اس قصر کو دیکھتا تو حیرت
زدہ ہو جاتا تھا یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے و زمین جسکی چہارم آسمان ہے القصہ شاہزادہ نورالدہر عالیمقام اپنی
والدہ ماجدہ سے بعد ایک ہفتہ عشرے کے رخصت لیکر چالیس ہزار سوار جرار کی جمعیت سے مع کرب غازی نقابدار
سبز پوش بنکر ملک سبائل کیطرف اس ارادے سے روانہ ہوے کہ جلد دادا جان سے ملازمت حاصل کیجیے
اور والد ماجد اپنے شاہزادہ بدیع الزمان عالی منزلت سے قدمبوسی کیجیے

دو کلمے داستان جرات نشان معرکہ آرائی لشکر ظفر اثر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نامور لقاے بے لقا سے مداخت سے بیان کیے جاتے ہین

چلا ساقیا تازہ شراب لطیف
ارے ساقیا معرکے کی ہے جنگ

بڑائی دکھا سے یہ طبع ضعیف
جوانی کا پیری مین پان جوش ہے

وہ دے جام ہو دل کو جس سے امنگ
تو کس فکر مین آج خاموش ہے

مرے سامنے لا کے رکھدے جو تو
تہیہ کیے ہوں میں سو جام کا
نہیں کچھ یہ وہ ہو شراب الست
میں طالب ہوں جسکا دری دیکھ زوال
سحر بیں نہ کر قیل و قال اے سبو
مے حیدر سے کیست تا مرد لعل ہو گیا
جام بھرتے بھرتے خالی شیشۂ دل ہو گیا
ابتدائے عشق میں جیدسے قتل ہو گیا
نوجوان پیری سے نہو ہرگز ملول
صورت برگ خزان بجیر کا قتل ہو گیا

چڑھا جاؤں میں خم کے خم اور سبو
مگر وہ شراب مصفا ہو
ہوے جسکے نشہ سے سرکش بھی مست
ہمیشہ اسی کی کی جانب ہو دھیان
کہ ساقی کو تر کرنے لگے عطا
زلف پیچان سے پریشان حال سنبل ہو گیا
مجلس جمشید برہم ہو گئی قل ہو گیا
کافروں کو زلف کے زیر سے ہے پھانسی کا
صبح پیری تھی چراغ زندگی گل ہو گیا
لیت یہ اب نکتہ سنجان دفتر کشا

ذرا ایک ساغر میں ہونے لگا گیا
جسے ہم پہ شارح نے جائز کیا
ذرا اس کی کی جانب تو کیجو خیال
ادھر کا نہ کیجو کبھی وہم و گمان
غزل ہے حافظ منقبت میں آل کی
گل ہے آگے چراغ لالہ جو گل ہو گیا
انتہائے شوق ہے اب صبر کی طاقت
مومنوں کا مصحف رخسار سے قتل ہو گیا
کیا چلی باد بہاری ای جنون جو خود بخود
مضامین نو لکھتے ہیں پر صفا

شجاعان عرصۂ کارزار صفا میں جرأت آئین و بہادران میدان حرب و پیکار طبع رنگین شمشیر خامۂ دو زبان کو بصد صولت و شوکت و بہیبت و شجاعت معرکہ آرا تیغ سخن میں علم کرکے یون صرف کار نمایان ہوتے ہیں کہ محاذی میں ملک سبائل کے لشکر اسلام بصد شوکت و احتشام فروکش ہے اور مقابلہ فوج کفار بدکردار سے پڑا ہوا ہے اور نجمہ رومین تن باغ بہشت لقاے بے لقا سے براے پیکار باہر آیا ہے اور اُس نے طبل بجوا کے میدان داری کی ہے پہلے روز بہت سے سرداران لشکر اسلام کو زخمی کیا دوسرے روز پھر میدان جنگ میں آیا مبارز طلب کیا وارثے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر نجمہ رومین تن کے مقابلہ کو آیا بعد تکاورزی کے نیزہ لندھور کے مارا لندھور نے نیزے پر لیا دو گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخر کو لندھور نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا نجمہ نے غضب میں آکر گرز لندھور کے مارا لندھور نے اُسکے گرز کا وار روک کے جو گرز لگا کر مارا نجمہ نے گرز لندھور کا روکا مگر ذرا رک سکا ہاتھ تھرانے دونوں گرز آکر اچھلتے ہوے سر پر پڑے ایک آنکھ کا ڈھیلا صدمۂ چشم سے باہر نکل پڑا بیہوش ہو کر گرا لندھور نے کفار کو آواز دی کہ نجمہ رومین تن کی خبر کو یہ صدا سنکر نجمہ کے لوگ دوڑے اور پاس نجمہ کے آئے دیکھا کہ نجمہ زمین پر بیہوش پڑا ہے اور کینڈا تڑپ رہا ہے اور ایک آنکھ اُسکی بیکار ہو گئی ہے سب لوگ نجمہ کو اٹھا کر لیگئے اور طبل بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر میدان جنگ سے پھرے سرداران لشکر اپنے خیموں میں گئے بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوے بختیارک نے یاقوت شاہ سے ہنسکر کہا کہ دیکھا آپنے زبردست کے سامنے نجمہ رومین تن نے نجمہ کا کام ذرا ایک ضرب گرز لندھور سے نجمہ کی آنکھ نکل پڑی وہ بھی بے ارادہ نہیں پڑا اچٹتا ہوا گرز لگا لقاے بے لقا کو جو خبر ہوئی حکم دیا کہ نجمہ کو داخل بہشت کرو لوگ اُسکو باغ بہشت میں لیگئے علاج اُسکا ہونے لگا چند روز کے بعد نجمہ اچھا ہوا باغ بہشت سے آیا لقا کو سجدہ کیا زمرد شاہ باختری نے خلعت اُسے دیا نجمہ خلعت پہن کے بارگاہ یاقوت شاہ میں آیا وہ شراب پینے لگا جب جوش بادۂ ناب سے سرشار ہوا طبل جنگ بجوایا اُدھر لشکر اسلام میں بھی نقارۂ رزمی بجا لشکر میں شور و غل ہوا کل پھر کفار سے مقابلہ ہو رات بھر دونوں طرف تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوے نجمہ رومین تن گھوڑا دوڑا کے میدان میں آیا لشکر اسلام کی طرف پکارا کہ بولے لندھور کے اور جسکا جی چاہے میرے مقابلہ کو آئے یہ سنتے ہی شاہزادۂ بدیع الزمان

بعد عظم وشان بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر نجہ کے مقابلے کو آئے بعد نگاور زنی و تمسخی نیزہ بازی جولی شاہزادہ
بدیع الزمان نے نیزہ اسکا ہوائی کیا نجہ نے تلوار کھینچ کر بدیع الزمان پر وار کیا شاہزادہ بدیع الزمان
نے خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا نجہ نے سینہ سپر کر دیا تلوار نے جھنانے کی صدا دی اور صاف اچٹ گئی دو تین
وار تلوار کے اسی طرح چلے آخر کار شاہزادہ بدیع الزمان نے ارادہ کیا کہ تلوار اسکی چھین کر گینڈے سے اٹھا لیجئے
یہ سوچ کر مرکب کو رانوں میں دبا کر جولان کیا کہ زیر بغل اسکے پہونچوں ناگاہ مرکب کا پاؤں موش خانے میں جا رہا
نجہ نے پھر کر تلوار ماری سر پر شاہزادہ بدیع الزمان کے پڑی تا و دابرو اُڑا دی بدیع الزمان نے دستانہ مارا
تلوار نکل گئی مگر خون کا دریا جاری ہو گیا شاہزادہ بدیع الزمان زخم سر باندھنے لگے کہ نجہ نے دوسرا ہاتھ تلوار
کا اور مارا سر پر بڑا زخم چہار پارہ ہو گیا اب نوبت عشق کی بہم پہونچی قارن جو رفیق شاہزادہ بدیع الزمان
تھا بیتاب ہو کے دوڑا اور بدیع الزمان کو بچایا آپ سامنے آگیا تلوار چلنے لگی انجام کار یہ بھی زخمی ہوا
نجہ تا شام کئی سرداروں کو زخمی کر کے پھر گیا دوسرے دن پھر طبل جنگ بجا اگر میدان داری کی دو پہر تک سردار
دست چپ کو زخمی کیا دو پہر کو شہزادہ خاور سپاہ قاسم عالیجاہ مقابلے کو آئے بعد نگاور زنی و تمسخی
و نیزہ بازی تلوار چلنے لگی عین معرکہ آرائی میں مرکب شہزادۂ قاسم کی باگ کا تسمہ ٹوٹ گیا گھوڑا بے باگ
ہو کر دوڑا قاسم مرکب کو سنبھالنے رہ گئے اور نجہ رومین تن نے بڑھ کر تلوار ماری سر پر قاسم کے پڑی
تا و دابرو اتر گئی قاسم نے دستانہ مارا تلوار نکل گئی قاسم نے زخم سر کو باندھ کر گھوڑے کو سنبھالکر ہاتھ تلوار کا
نجہ رومین تن کے سر پر مارا نجہ کے سر پر تلوار پڑی مگر کارگر نہوئی مطلق اثر نہوا نجہ نے دوسری تلوار اور قاسم
کو ماری کہ شانہ بھی قاسم کا زخمی ہوا القصہ شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے ادھر بادشاہ اسلام
نے زخمیوں کے ٹانکے دلوائے ادھر کفار بھی فرودگاہ میں پھر آئے نجہ رومین تن لباس رزم اتار کر پوشاک بزم
پہنکر بارگاہ میں بیٹھا شراب خواری کرنے لگا جس وقت نشۂ شراب میں چور ہوا طبل جنگ بجایا خبر بادشاہ اسلام کو
ہوئی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی نقارۂ رزمی بجے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ اکثر کاتبان خوش
سابق اپنے دفتر میں اسطرح حال نجہ رومین تن کا تحریر کرتے ہیں کہ نجہ رومین تن ایک مہینہ کامل لشکر اسلام
سے لڑا صدہا سردار اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور اکثر جوانان لشکر اسلام مارے بھی گئے اس روز جو میدان
میں آکر کھڑا ہوا اور مبارز طلبی کی ہنوز لشکر اسلام سے کوئی پہلے مقابل نجہ رومین تن نہ نکلا تھا کہ صحرا کی
کی طرف سے غبار سبزہ مرصع کار اٹھے کہ کوسوں تک میدان مینا کار ہو گیا ذرے مثل اختر تابندہ گرد کے
ساتھ اُڑتے کبھی سبز کبھی طلائی معلوم ہوتے ہیں ہر برگ سبزہ صحرا پر مینا کاری ہو گئی اشجار جا بجا طلائی ہیں یا دو
خورشید کا بھی رنگ رخ بدل گیا ہو دونوں لشکروں نے جو نگاہ اٹھا کر دیکھا شعر از دو امن دشت و کوہ
اور رنگ بگرد سے برخاست ز تبا رنگ ÷ چالیس ہزار علم مرصع کار نمایاں ہوئے کہ انکے پھریروں پر حمد الٰہی
ولغت رسالت پناہی مرقوم تھی حبابکے ہشتنا لیں سنہری تالین عجیبان بادلوں کی خاص برداروں کے غول کے
غول مرکب باساز و یراق مرصع پیدا ہوئے بعد اسکے سقے آبپاشی کرتے ہوئے جو پیدا ہوئے اور تین نقارہ
ایک مرصع پوشش دوسرا نگینہ پوشش تیسرا فیروزہ پوشش مرکبان پری پیکر پر سوار چالیس ہزار
سوار جرار کی جمعیت سے آگے پہونچے اور ایک طرف کو آکر میدان کارزار میں قائم ہو گئے اسکو نقارچیوں نقارہ داران
نے کہ ایک گبر نا ہنجار کندۂ ناتراش میدان میں مبارز طلبی کرتا ہے اور کلمات لاف و گزاف زبان پر جاری کرتی

نقابداروں نے حال دریافت کرنے کے واسطے عیاروں کو بھیجا عیاروں نے حال دریافت کرکے نقابدار
عالی وقار سے آکر عرض کیا کہ ایک کافر کہ نام اُسکا نجمہ روئین تن ہے تمام لشکر اسلام کے سرداروں وغیرہ کو
اُس نے زخمی کیا ہے مہینہ بھر سے لشکر اسلام میں تلاطم ڈال رکھا ہے اور کوئی حربہ اُسپر کسی کا اثر نہیں کرتا ہے اب
کوئی مقابلہ کرنے والا اُس سے نہیں ہے یہ سُنکے نقابدار مرصع پوش نے کہا یہ میرا شکار ہے اب میں اسے کب
چھوڑتا ہوں یہ کہکر رکب پری پیکر کو اُڑایا اور مقابلہ میں نجمہ روئین تن کے آیا نجمہ نے جو ایک نقابدار مرصع پوش
کو بارادۂ رزم و پیکار اپنی طرف آتے دیکھا گینڈا دوڑا کر پہلے تکاور زن ہوا مرکب نقابدار کا ساتھ تین قدم
پیچھے ہٹا اور گینڈا روئین تن کا چھ قدم پسپا ہوا پھر گینڈے کو ٹہوکا مارکے آگے بڑھایا نقابدار نے
مرکب کو دباکر رانوں میں جھکا بار دیگر روبرو کا مقابلہ ہوا بختیارک نے یاقوت شاہ سے کہا کہ نجمہ کی خیریت نہیں
معلوم ہوتی صحیح و سالم پھر کر آج میدان جنگ سے آنا غیر ممکن ہے ادھر نجمہ نے نقابدار مرصع پوش
سے للکارکر پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا نام تیرا ہے نقابدار نے فرمایا مجھے ملک الموت قابض ارواح کفار کہتے
ہیں نجمہ خشمناک ہوا اور نیزہ اٹھا کر نقابدار کو مارا نقابدار مرصع پوش نے چند طعنوں میں نیزہ
نجمہ روئین تن کا ہوائی کر دیا اتفاق کا رشاہزادہ بدیع الزمان زخمی تھے مگر تماشا میدان کارزار کا
دیکھنے کو چلے آئے تھے نقابدار پر جو نگاہ پڑی دریاے الفت میں جوش مارا قریب نہ تھے دور
نقابدار سے کھڑے ہوئے تھے مگر محبت پیدا ہوئی خواجہ عمر سے کہا کہ جاکر تم نقابدار کو آگاہ کر دو کہ
یہ کافر خاسر روئین تن ہے ذرا سمجھ بوجھ کے اس سے لڑنا خواجہ عمرو دوڑے ہوئے آئے اور
نقابدار مرصع پوش سے کہا اے بہادر وجرار اے فخر شجاعان روزگار ذرا اس کافر نجمہ سے ہوشیار
رہنا کہ یہ بدکار روئین تن آہنی بدن ہے اسپر کوئی حربہ اثر نہیں کرتا نقابدار نے کہا کہ فضل خدا شامل حال
چاہیے انشاء اللہ میں اسکو زیر کرتا ہوں یکایک نجمہ نے تلوار ماری نقابدار نے آتے ہوے تلوار خیال
میں کر کے ایک تھپکی دی کہ تلوار اسکی پٹ پڑی نقابدار نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا چاہا کہ تلوار نجمہ کی چھین لیں
نجمہ نے تلوار ہاتھ سے نہ چھوڑی کشمکش کے زور ہونے لگے آخر کو مرکبوں سے نیچے اتر کر لپٹ پڑے کشتی
ہونے لگی پہر دن باقی تھا کہ نقابدار نے نجمہ کا لنگر توڑا اور ایک ہاتھ سے اُسکو اٹھا لیا تمام لشکر کفار کو
حیرت ہوئی کہ یہ نقابدار سب سرداران لشکر اسلام سے زبردست ہے اور لشکر اسلام میں تحسین و آفرین
کا شور و غل ہوا بادشاہ اسلام نے پکار کے کہا اے نقابدار مرصع پوش سبحان اللہ ماشاء اللہ
احسنت کیا کہنا اس کافر کے واسطے یہی تکان چاہیے ہے ادھر بختیارک نے یاقوت شاہ
سے کہا کہ کیوں میں نہ کہتا تھا کہ نقابدار کے ہاتھ سے آج نجمہ کا بچنا مشکل ہے وہی ہوا نہ یا تو مار ڈالیگا یا
گرفتار کریگا یہاں نقابدار مرصع پوش نے نجمہ روئین تن پہلوان زبردست کو سر سے اونچا کر کے
تین بار چرخ دیا اور زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر اُسکی مشکیں کس کر باندھ لیں خواجہ عمرو
تعریفیں کرنے لگے شہزادہ بدیع الزمان نہایت خوش ہوے باچھیں مثل گل کھل گئیں اور زیادہ محبت
الفت کا ولولہ ہوا خواجہ عمرو برابر کہ رہے ہیں اے نقابدار سبحان اللہ مرحبا آفرین صد آفرین کیا
کار نمایاں کیا ہے اگر رستم ہوتا تو حلقۂ غلامی تیرا گوش جان میں پہن لیتا نقابدار نے عمرو کو سلام کیا
اور کہا کہ تو لیجاؤ اس مردود ازلی کو اور بادشاہ اسلام کی خدمت میں حاضر کر دیجیے وہ اسکو قتل کریں

جاہین وہ اسکو قید آہن مین رکھین مگر بہت ہوشیاری سے اسکو قید مین رکھنا کہ یہ کافر دغاباز ایسا نہو کہ بھاگ
جائے اور پھر زنجیر فولادی اسکی کمر سے کھول کے اسکو جکڑ دیا اور ایک سرا اُس زنجیر کا خواجہ عمرو کے
ہاتھ مین دیا نجمہ روئین تن کو خواجہ عمرو لیکر میدان سے پھرے اُدھر کفار نے طبل بازگشت بجایا اور سب
مضطر و مایوس شرمندہ خاطر ہو کر اپنے اپنے مقام پر آئے اُدھر لقا بدار مرصع پوش مع لشکر کے جانب صحرا
روانہ ہو گیا ادھر داخل کرہ مین آ کر بیٹھے پر پاکر لئے اتنا خواجہ عمرو نجمہ کو لے کر خدمت بادشاہ اسلام مین آئے
بادشاہ اسلام نے نجمہ سے کہا کہ اے نجمہ لقا پرستی پر لعنت کر داخل اسلام مین ہو مسلمان ہو جا اُس کافر
بدکیش نے جواب دیا کہ لاکھ جانین ہون تو خداوند لقا پر نثار کرون مین کبھی مسلمان نہونگا فرمایا اگر مسلمان نہوگا
تو پھر مارا جائیگا نجمہ نے کہا کوئی مجھے نہین مار سکتا اسوقت بادشاہ اسلام نے سردارون کو حکم دیا کہ شمشیر بکف
کرو سب سردار تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑے چار طرف سے نجمہ پر تلوارین پڑنے لگین مگر کوئی تلوار اسکے بدن پر
اثر نہ کرتی تھی نجمہ ہنس رہا تھا تب بادشاہ اسلام نے خواجہ عمرو سے کہا کہ کسی تدبیر سے نجمہ کو قتل کرو عمرو
نے مسکرا کر کہا کہ حضور ملک الموت کو کچھ رشوت دیجائے تو وہ آکر قبض روح کرین اور مجھے آپ خوب جانتے
ہین کہ مفلس ہون ایک حبہ میرے پاس نہین ہے بادشاہ اسلام نے ہنسکر فرمایا کہ خواجہ تمھارا مذاق کسی وقت
نہین جاتا اچھا دو ہزار روپیے دیجئے عمرو نے کہا کہ روپیہ منگائیے بادشاہ نے دو توڑے روپیون کے عمرو
کو منگوا دیے عمرو نے وہ روپے لے کر داخل زنبیل کیے اور نجمہ روئین تن کو چومیخہ کرکے باندھ دیا اور بہت سا
سیسہ گرم کرکے اسے پلا دیا کہ تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوا لاشہ اسکا گھوڑے پر پھینک دیا کفار یہ سنکر بہت
رنجیدہ ہوئے لقا نے کہا کہ نجمہ کو اپنی روئین تنی پر نہایت غرور ہوا تھا اس سبب سے مین نے اُسے فنا
کیا مگر ابھی دو روز مین نجمہ کو پھر زندہ کر دونگا بختیارک یاقوت شاہ کو سلام کرکے ناچنے لگا اور زبان
سے کہنے لگا تا دھنا تا دھنا لیکن اسطرف شہزادہ بدیع الزمان اور بادشاہ اسلام اور قاسم وغیرہ
نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے خواجہ لقا بدار مرصع پوش وغیرہ کی خبر لاؤ کہ یہ کون ہے عمرو نے جواب دیا کہ
لقا بدار کے لشکر کی طرف رخ بھی نہ کرونگا سب نے کہا کہ خواجہ صاحب خالی نہ جائیگے ہمسے تھوڑا روپیہ
لے لیجئے خفا ہو ہم جانتے ہین کہ جب آپ مفلس زیادہ ہوتے ہین اُکھڑی باتین کرتے ہین غصہ ہوتے
ہین غرضکہ سب نے مل کر پانچ ہزار روپیے دیے عمرو یہان سے لشکر لقا بدار کی طرف روانہ ہوا اور صورت
ایک فقیر کی بنکر داخل لشکر لقا بدار ہوا پہلے ایک صراف کی دکان پر بیٹھ کر روپیے کا سکہ دیکھا پر نقد لقا بدار
صاحبقران زمان کھدا ہوا تھا متحیر ہوا کہ یہ لقا بدار صاحبقرانی کا دعوی کرتا ہے کون ہے القصہ تمام
لشکر کی سیر کرتا دربارگاہ لقا بدار مرصع پوش پر آیا کہ دیکھا لقا بدار مرصع پوش بشان و شوکت بر
جلوہ گر ہے اور وہ لقا بدار اور داہنے بائین تخت کے ہین عمرو کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ ایک عیار لقا بدار
کا آیا اور اُس نے بہ نگاہ غور دیکھا اور عمرو کو پہچانا اور لقا بدار مرصع پوش سے چپکے سے کہا
کہ یہ فقیر عمرو ہے آپ کا حال دریافت کرنے آیا ہے لقا بدار نے کہا کہ ہمارے پاس خواجہ عمرو
کو بلاؤ عیار لقا بدار کا عمرو کے پاس آیا اور کہا شاہ صاحب چلیے آپکو لقا بدار
نے طلب کیا ہے کچھ آپ کو ملجائیگا عمرو نے کہا بابا جو کچھ فقیر کو دینا ہو یہین دیدو وہان نہ لیجاؤ اُس
عیار نے اور کچھ عیارون کو اشارہ کیا کہ اس فقیر کو گھیر کے چلاو اگر وہ نہ چلے تو پکڑ کے لیچلو

القصہ عمرو کو گرفتار کرکے نقابدار کے سامنے لائے عمرو نے کہا بابا یہ کیا انصاف ہے کہ فقیروں پر ظلم ہوتا ہے اور
لوگ ایذا سے بچاتے ہیں نقابدار نے کہا کوئی تجھ سے نہ پوچھیگا سچ بتاؤ تم کون ہو کہا عیار ہوں لشکر کفار سے
خبر کے واسطے یہاں آیا تھا نقابدار نے کہا اگر یہ عیار لشکر کفار کا ہے تو جلد اسے قتل کرو اور جو اہل اسلام میں سے
ہے تو میں آپ اسکا سر کاٹونگا عمرو نے جو یہ نقشہ دیکھا کہ ہر طرح جان جانے کے سامان ہیں اب چھپانا اپنے
تئیں بہتر نہیں پکارا میں شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نقابدار نے کہا کہ اچھا اپنی
صورت اصلی بناکر دکھاؤ عمرو نے گرم پانی منگواکر ہاتھ منہ دھو بالصورت اصلی بنا نقابدار مرصع پوش نے
عمرو کو رہا کرکے اپنے پاس بلاکر بٹھایا اور کہا کہ خواجہ تم میرے افتخار کے واسطے آئے تھے اگر تمہارے
مقام پر کوئی اور ہوتا تو میں اسے زندہ نہ چھوڑتا مگر تم معین لشکر اسلام ہو یہ سمجھ کر کچھ نہ کہا اور اگر تم اب بار دگر
صورت بدل کر آئے تو بغیر مارے نہ چھوڑونگا عمرو نے قسم کھائی کہ اب نہ آؤنگا نقابدار نے کشتیاں زر وجواہر
کی منگواکر خواجہ عمرو کو دیں عمرو نے دعائیں دینا شروع کیں اور رخصت ہوکر اپنا راستہ لیا مگر پھر راستے سے پھر
نقابدار سے آکے کہا اے نقابدار مرصع پوش تونے زر وجواہر تو مجھے بہت سا دیا لیکن نام تمہارا اگر معلوم ہوجاتا
تو اور بھی بہت کچھ میرے ہاتھ آتا نقابدار للکارا کہ پھر وہی کلام لا طائل زبان سے نکالا بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا
اور تیر وکمان اٹھایا عمرو جست وخیز کرکے ہوا ہوا چلا گیا جب خدمت میں بادشاہ اسلام کی آیا حال بیان کیا
اور کہا کہ زندگی میری تھی جو بچگیا اب ہرگز نقابدار کے لشکر میں جانے کا ارادہ نہ کرونگا دوسرے روز خواجہ
عمرو لشکر کفار میں خبر کے واسطے گئے چوبدار کی صورت بنکر بارگاہ یاقوت شاہ میں آئے باتیں کفار کی
سننے لگے کہ نوادر سنگ انداز پیچھے آکر عمرو سے لپٹ گیا اور غفلت میں گرفتار کرلیا عمرو پکارا کہ مجھسے کیا خطا
ہوئی وہ پکارا کہ باش او ساربان زادے میں نے تجھے پہچانا چوبدار کی شکل بنکر یہاں آیا ہے اب میں
تجھے کب چھوڑتا ہوں کہ زندہ وسلامت نکل جائے عمرو نے ہر چند نالہ وزاری کی مگر وہ کب سنتا ہے اسنے
گرم منگاکر عمرو کو نہلایا رنگ وروغن عیاری کا چھوٹ گیا صورت اصلی عمرو کی نکل آئی نوادر سنگ انداز
نے آہنگروں کو بلواکر غل وزنجیر میں گرفتار کیا بختیارک نہایت خوش ہوا یاقوت شاہ سے کہا کہ اب
اسکو جلد قتل کروائیے تاخیر نہ کیجیے تقدیر نہایت زبردست تھی کہ عمرو یوں ہاتھ آگیا اور کل کا ذکر ہے کہ تجھ
کو اس نے کس عذاب الیم سے قتل کرایا ہے یاقوت شاہ نے کہا کہ القاش خون آشام عمرو کا
جانی دشمن ہے وہ عجم کی مہم فتح کیے ہوئے آتا ہے عرضی اسکی آچکی ہے وہ آکر اسے مارے گا بختیارک
نے کہا مرشد کا جب تک قید میں رہنا معلوم کسی نہ کسی طرح سے چھوٹ جائینگے نوادر سنگ انداز نے
کہا کیا مجال کسی کی جو ہماری قید سے عمرو کو چھڑا لے جائے پھر قفس آہنی منگواکر عمرو کو بند کیا اور سامنے
بارگاہ یاقوت شاہ کے لٹکا دیا اور کہا کہ ملک جی دیکھیں کون عمرو کو چھڑا لے جاتا ہے اور یہ کیونکر چھوٹتا ہے
یاقوت شاہ عرضی القاش کی لیے ہوئے لقا کے پاس گیا اس عرضی میں لکھا تھا کہ میں نے مہم شہر عجم
کی فتح کی اس لڑکے کو مانند الاباب خدمت خداوند لقا میں حاضر ہوتا ہوں لقا یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور
کہا کہ اسکو خلعت بھیجو بختیارک نے عرض کیا کہ ظلمت حل گرداں اور سبائیل جنت انداز مدت سے
قید میں گرفتار ہیں اور قلعہ ذو الامان نامے ہیں اگر تم القاش چھڑا لاوے تو بہتر ہے لقا نے اسی
مضمون کا نامہ لکھوایا کہ اے القاش تم راہ سے بیت الحرمان کی آؤ کنارے دریاے سبائیل کے

خدا پرست قلعہ ذوالامان میں غزا ہے ہیں اور لاکھ بیلدار اور خشت انداز ہمارے بیابان کے قید میں
آگئیں چھڑا تے لاؤ ہم تم سے بہت رضامند ہوے اور زیادہ خوش ہونگے القصہ یہ نامہ ارمزاد بخشی کو
مع خلعت دے کر روانہ کیا یہاں نوادر سنگ انداز نے یاقوت شاہ سے کہا کہ عمرو کو تو میں نے
پکڑ لیا اب اور عیار خدا پرستوں کے جو نامی اور نامور ہیں انکو سر میدان گرفتار کرونگا اب طبل جنگ
بجوائیے بختیارک بولا ہو نوادر عمرو تو شاہنشاہ عیاران ہے مگر بیٹے لیٹے اور عیار بھی بلا سے بے درمان
ہیں اور آفت روزگار نہایت طرار و فرار ہیں جس وقت ان میں سے کوئی مقابلے کو آئیگا تب حال معلوم ہوگا نوادر
پکارا کہ فلک بھی تماشا دیکھا کرے میں نے کیا کیا غرضکہ یاقوت شاہ نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لے کر
لشکر اسلام میں آئے اور بیان کیا کہ نوادر سنگ انداز نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے اور عمرو کو
غافل پا کر گرفتار کر لیا ہے اور اب اسکا ارادہ ہے کہ سر میدان اور عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کرے بادشاہ
اسلام نے سب عیاروں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ خواجہ عمرو تو مبتلائے بلا ہو گیا اب تم لوگوں کو چاہیے کہ
سب کے سب متفق ہو کر اس کا تدبیر کیش کو بہ زایتہ نجاد اور خواجہ کو قید سے چھڑا لاؤ ہر ایک نے عرض کیا کہ
حضور انشاء اللہ ہم اپنی جان لڑا دینگے اور استاد کو چھڑا لاوینگے القصہ لشکر اسلام میں بھی نقارہ رزم کا بے
چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوے گنبد گیتی نما پر لقائے
بے لقا آکر بیٹھا ادھر سے عیاران لشکر اسلام آئے مگیروں کے نیچے صندوقہائے عیاری پر شکن ہوئے ادھر سے
عیاران کفار آکر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے عمرو کے بھی نفس کو عقابین پر لا کر لٹکا دیا اور کئی ہزار عیار
عقابین کے گرداگرد کھڑے ہو گئے اور عمرو سے کہا کہ تم بھی تماشا عیاروں کے مقابلے کا دیکھو غرضکہ جب
صفیں لشکروں کی جابجا میں آراستہ ہو چکیں اور نقیب نسب دے کر چلے گئے اسوقت نوادر سنگ انداز
لقا کو سجدہ کر کے یاقوت شاہ کے سامنے آیا اجازت میدان چاہی یاقوت شاہ نے کہا کہ جگر خدا سے
باختری کے سپرد کیا نوادر وہیں سے جست کر کے آسمان پر گیا اور نیچہ کے ہاتھ لگانے لگا جب گرنے لگتا تھا
نیچہ پیٹ کر کے پاؤں کے نیچے رکھ لیتا تھا اور اسی نیچہ کے سہارے سے پھر آسمان پر اڑ جاتا تھا چار
گھڑی تک آسمان سے نہ اترتا تھا پھر جو زمین پر آتا تھا تو عرق عرق ہو جاتا تھا بعد اسکے دیر تک گھوڑا اپنا
پسینہ خشک کیا جب خوب دم لیا پکارا اے عیاران لشکر اسلام آؤ میرے مقابلے کو تمہارے سردار
واقعی کو تو میں نے پکڑ لیا تم کو بھی گرفتار کیا چاہتا ہوں یہ سنتے ہی کتارہ کابلی صندوق عیاری سے کودا
بادشاہ اسلام کے سامنے آیا اجازت خواہ میدان جنگ ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ پروردگار عالم کی حفظ
و امان میں دیا کتارہ جست و خیز کرتا ہوا سامنے نوادر سنگ انداز کے آیا نوادر نے پوچھا کہ نام تیرا
کیا ہے کتارہ نے نام اپنا بتایا بعد گفتگو کے سنگ زنی ہونے لگی دونوں عیار گوپھن پکڑتے ہوے
پتھر مارتے تھے تڑاق پڑاق کی آواز بلند تھی پتھر پر پتھر سدّ کر رہے تھے پتھر چورا ہو ہو کر گرتے تھے پہر گھڑی
تک سنگ زنی رہی آخر کار ایک مقام پر نوادر نے جلاوا دے کر جو سینے پر کتارہ کے پتھر مارا کتارہ تڑپ کر
زمین پر گرا بیہوش ہو گیا نوادر نے دوڑ کر مشکیں باندھ لیں اور اسکو اسی عقابین سے لا کر باندھ دیا جس پر
عمرو کا نفس آویزاں تھا اور پھر مبارز طلب کیا مہتر بوک خطائی نوادر سنگ انداز کے مقابلے کو آیا
بعد گفتگو کے نوادر نے کمند ماری اسنے خالی دیکر حلقہ سے کمند نوادر پر مارے وہ بھی صاف نکل گیا

ایک گھڑی بھر کمند بازی ہوئی مگر مطلب کسی کا حاصل نہوا پھر خنجر زنی ہوئی اُس سے بھی کچھ نہوا نتیجہ چلنے لگا دونون
باہم تیغ مار رہے تھے ایک دوسرے کو چاہتا تھا کہ زخمی کرے مگر کوئی کسی کے ہاتھ کا زخم نہ کھاتا تھا کہ
نوادر سنگ انداز نے پیچھے ہٹکر ایک پتھر بزرک خطائی پر مارا اُسنے تیغ پر رد کا تھا کہ پتھر اسکا ٹوٹ گیا وہ
پتھر زانو پر اُسکے پڑا کہ بزرک خطائی اُسکے صدمے سے گرا نوادر نے اُسکی چھاتی پر چڑھ کر مشکیں باندھ لین
اسی طرح شام تک سات عیارون کو نوادر سنگ انداز نے زخمی کرکے گرفتار کیا کتنی میدان داریون مین سر سنگ
مصری اور اسلم پیادہ رود اور امیہ وسپارہ وغیرہ کو پکڑ لیا اور اسنے یہ دستور رکھا تھا کہ جب میدان
بھر کر جاتا تھا عمرو کو اپنے ساتھ لیے آتا تھا عیارون نے دیکھا کہ نوادر سنگ انداز حریف نہایت سخت ہے اور
پتھر اسکا ایسا ہے کہ ہر کوئی اُسکی ضرب کی تاب نہین لا سکتا ناچار ہو کر بیٹے عمرو کے اور شاگرد وغیرہ مہتر قران حبشی
کے پاس آئے اور کہا کہ آپ خلیفہ ہین اور جان خواجہ عمرو ہین بلکہ جان بخش عمرو ہین آپ مدد کیجیے ورنہ کار گرفتار ہوگا
قران نے کہا کہ صاحبو مین حاضر ہون جانبازی کو مگر تم مین سے ایک ایک مجھسے بہتر ہے کوئی مجھسے پایہ کمی کا نہین
رکھتا ہے جب قصد کروگے اُسے پکڑ لوگے الحاصل مہتر قران نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا کفار کو خبر ہوئی مختیارک
نے نوادر سنگ انداز سے کہا کہ اب تم اس بلا سے سیاہ کے ہاتھ سے نہ بچوگے اس نے کہا ملک جی اسکو نہ مارا
تو اپنا نام نوادر سنگ انداز نہ رکھا رات بھر تیاری کی صبح کو دونون طرف کے عیار معرکہ آرا ہوئے کارزار سے
صفین آراستہ ہوئین عمرو کا نقش عقابین پر لٹکا دیا اور عیارون کو بھی مشکین بندھوا دیا جو گرفتار ہوگئے تھے
غرضکہ نوادر سنگ انداز نقارہ سجدہ کرکے یاقوت شاہ سے اجازت لے کر میدان مین آیا خوب سلحشوری
کی بعد اسکے مبارز طلب کیا مہتر قران حبشی اپنے صندوق عیاری سے کودا بادشاہ اسلام کو آداب بجالاکے
اجازت طلب کی بادشاہ اسلام نے فرمایا سپرد خدا کیا بعد اسکے جست کرکے نوادر کے سامنے آیا اسنے دیکھا کہ
ایک حبشی نہایت دبنگا چست وچالاک ہے پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے کہا نام مہتر قران حبشی خادم خاص
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار طرار نوادر نے کہا اُستاد تیرا میرے پاس قید ہے تجھکو شرم نہین آتی مجھسے مقابلہ
کرتا ہے جواب دیا کہ او چیرہ روزگار استاد غافل کم رہے ہوئے تیرے ہاتھ لگ گئے نہین کسی کی مجال ہے کہ کوئی اُنہین
پکڑتا اور دیکھ مین تجھے نہایت آسانی سے گرفتار کیے لیتا ہون اسی بات پر کچھ میرے اور تیرے شرط ہو جائے
پوچھا کیا شرط ہے مہتر قران نے کہا کہ ایک ایک صندوق پر از جواہر نوادر نے کہا کہ اچھا ہو چکی شرط صندوق منگوا دو
ادھر مہتر قران نے ایک صندوق پر از جواہر طلب کیا اُدھر نوادر نے بھی صندوق منگوا کر رکھا نوادر سے مہتر قران
نے کہا کہ مین دیکھون اس صندوق مین کیا ہے اور وہ ڈر کر نوادر سنگ انداز کا صندوق کھولا اسمین صرف کنکر
پتھر بھرے تھے مہتر قران ہنسا کہا خوب صندوق جواہر کا منگوایا نوادر سنگ انداز شرمندہ ہوا اور کہا اچھا
تیرے صندوق مین دیکھون کیا ہے اور کیسا جواہر ہے مہتر قران نے کہا شوق سے دیکھو وہ جواہر بیش بہا ہے کہ
کبھی نظر سے کسی کی نہ گذرا ہوگا چشم فلک نے نہ دیکھا ہوگا نوادر آیا صندوق کا قفل کھولا تختہ اُٹھایا
تفلے کا سر اسمین مہتر قران اصلی بیٹھا ہوا تھا اور یہ مہتر قران نقلی تھا شاگرد مہتر قران اصلی کا اور نام
اسکا چست عیار تھا جیسے نوادر سنگ انداز نے جھک کر دیکھا مہتر قران نے حلقہ ہائے کمند ہائے
گردن مین نوادر کی پڑنے قران نے جھٹکا دیا کہ نوادر گرا چست عیار اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا مہتر قران
نے نوادر کی مشکین باندھ لین اور پکارا کہ اے کافران بے حیا دیکھو یون نوادر سنگ انداز کو گرفتار کرتے ہین

عیاران کفار دوڑے کہ نوادر کو چھڑالیں حیت عیار نوادر کو میدان جنگ سے لیکر بھاگا اور مہتر
قران نبذہ پکڑ کے عیاران کفار پر جھپٹا عیاران لشکر اسلام اور جو تھے وہ سب کمک کے واسطے مہتر
قران کی آئے تنچہ اور خنجر چلنے لگا طفلہ ہائے کند اور حقہ ہائے آتشبازی پڑنے لگے عجب غلغلہ محشر انگیز
برپا تھا کہ گوش فلک کنگ ہوگئے تھے عیاران اسلام عیاران کفار سے لڑتے ہوئے عقابین کے
پاس آئے اور چاہا کہ عمرو کو چھڑالیں قفس کو عقابین سے اتارین اسوقت گوزن پوست پوش قفس
عمرو کا اتار کر بھاگا امیہ اور عیار مانند برک خطائی وغیرہ کے جو اسیر تھے انکو عیاران اسلام نے چھڑا لیا
انجام کار طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے بادشاہ اسلام نے مہتر قران کو خلعت دیا نوادر سنگ انداز
کو غل و زنجیر مین قید کیا لیکن گوزن پوست پوش قفس عمرو کا لیے ہوئے جو بارگاہ یاقوت شاہ مین
پہونچا تختیارک نے یاقوت شاہ سے کہا کہ دیکھیے آج عمرو چھوٹ گیا ہوتا بہتر یہ ہی کہ اسے جلد قتل کیجیے یاقوت شاہ
نے چاہا کہ جلاد کو طلب کرون عیارون نے عرض کیا جب تک نوادر سنگ انداز رہا نہو اسکا قتل کرنا بجا نہین
یاقوت شاہ نے کہا کہ عیار سچ کہتے ہین جب تک القاش خون آشام بھی آجائیگا تختیارک بولا اجی
یاقوت شاہ عمرو قید نہین رہیگا چھوٹ جائیگا گوزن پوست پوش نے کہا کہ کیا مجال کسی کی جو
ہماری قید سے چھڑا لیجائے ہم رات بھر بیٹھ کر پہرا دینگے اور وہان سے قفس عمرو کا لیکر اپنے خیمہ مین آیا تمام
عیار ایک جگہ بیٹھے ناچ دیکھتے تھے شرابخواری کرتے تھے اور عمرو کو ستون سے باندھ دیا دور شراب کا
اور ہڈیان کباب کی اسپر پھینک دیتے تھے خواجہ عمرو اپنے حال کثیر الاختلال پر روتے تھے پروردگار عالم سے
دعا کرتے تھے کہ اے کارساز مطلق و اے مشکل کشاے دوجہان تو میری مشکل کو آسان کر اور اس قید سخت سے
رہا کر ابھی دعا ختم ہوئی تھی کہ دیکھا خوردک بن گردمرد چہرہ عیارون سے شراب کی بوتلین لیے ہوئے
آیا سب نے اٹھکر تعظیم کی لیکن خوردک نے جو عمرو کی صورت دیکھی خنجر کھینچ کر دوڑا کہ اسے ابھی قتل کردونگا
گوزن پوست پوش مانع ہوا کہ اسے القاش کے سامنے قتل کرینگے ابھی تامل کیجیے خوردک ناچار صحبت
مین آنکر بیٹھا شراب جو اپنے ساتھ لایا تھا ساقیون کو دی کہ اسے جلد لبس جام سے ارغوانی گردش مین آیا
دوپہر رات گئی تھی کہ رنگ صحبت کا دگرگون ہوا ہر ایک بہکی بہکی باتین کرنے لگا یہانتک کہ تمام صحبت بیہوش
ہوگئی فقط خوردک اور دو عیار اسکے ساتھ آئے تھے وہ ہوشیار تھے عمرو خوش ہوا کہ تو نے جو اسے فرزند کیا
آج اسنے حق فرزندی ادا کیا پھر سے چھڑانے کو آیا عمرو نے کہا اے خوردک مرحبا صد مرحبا کیا کیا خوب حق
حق فرزندی ادا کیا اب مجھے جلد رہا کر خوردک نے کہا مین تجھے قتل کردونگا کسواسطے کہ پہلے جب مین تجکو
قتل کرنے پر آمادہ ہوا سب نے منع کیا تھا خاص تیرے قتل کے لیے مین نے اپنی صحبت کو بیہوش
کیا کہ اب بے اندیشہ تجھے قتل کرون عمرو پکارا کہ حق فرزندی یہی ہوتا ہے خوردک بولا اگر چاہتے ہو کہ مین
تمھین چھوڑ دون تو لکھ دو کہ مین شاگرد خوردک کا ہوا عمرو نے دیکھا کہ اسوقت انکار کرنا مناسب نہین ہے
مفت جان جائیگی جلدی سے ایک دستخط مہری تحریر کر دیا کہ مین خوردک کا شاگرد ہوا خوردک نے وہ
دستخط اپنے پاس رکھ لیا اور عمرو کو رہا کر دیا اور کہا کہ مین بھی انھین سب کے ساتھ پڑا ہون تاکہ آپ بدنام
نہون آپکو اختیار ہے جہان اپکا جی چاہے چلے جایے اور جو چاہے کیجیے عمرو نے تمام صحبت کو لوٹا اور گوزن
پوست پوش کا پیٹ چاک کرکے الٹا لٹکا دیا اور ایک رقعہ لکھ کر وہان ڈال دیا اسمین یہ مرقوم تھا کہ ای کافر آگاہ ہو

مین اپنی عیاری سے آپ چھوٹا اور تمام صحبت کا اسباب لوٹا اور گوزن کو مارکر چلا گیا یہان صبح کو جو عیارانِ
کفار ہوش مین آئے اپنا حال خراب دیکھکر حیران ہوئے سامنے عمرو جو ستون سے بندھا ہوا تھا دیکھا کہ
وہ نہین ہی رقعہ اٹھا کر پڑھا معلوم ہوا کہ عمرو چھوٹ گیا نہایت متعجب ہوئے کہ دیکھئے کیا عیاری کی کیونکر چھوٹا
اب جو اپنی صحبت مین دیکھتے ہین تو گوزن پوست پوش نہین تلاش کیا کہین پتا نہ لگا آخرکار ادھر اُدھر
دیکھا تو ایک مقام پر اُلٹا لٹکا ہوا ہی اور پیٹ اُسکا چاک ہی نہایت صدمہ و ملال سب کو ہوا شدہ شدہ یہ خبر
بختیارک کو پہونچی بختیارک اٹھکر ناچنے لگا اور کہتا تھا دھنا دھنا پھر پکارا اصلواۃ بر محمد اللعنت برلات اعلی
ومنات معلی اور یاقوت شاہ سے کہا کہ حضور مرشد کامل رہا ہوگئے میرا کہنا کسی کو باور نہ آتا تھا دیکھا وہی
سامنا ہوا اسکو تو یہین چھوڑیئے اُدھر کا حال سنئے کہ ارمزاد بخشی خلعت اور نامۂ لقا لیے ہوئے
القاش آشام کے پہونچا القاش نامہ پڑھکر قلعۂ ذوالامان پر آیا اور اہل اسلام سے مقابلہ ہوا
لشکر اسلام کو قتل کرنا شروع کیا عمرو بن رستم کہ وہ میر عمارت قلعہ ذوالامان تھا اُسکو خبر ہوئی اُسی وقت
سوار ہوکر آیا اور نعرہ کیا کہ او کافر کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے بازش مین آ پہونچا جب سامنے القاش کے
گیا القاش نے پوچھا کہ یہ تونے ہی بندگان خداوند لقا کو قید کیا عمرو بن رستم نے کہا کہ ہان القاش
بولا کہ پہلے تجھے مارونگا بعد اُسکے اُنھین چھڑا دونگا یہ کہکر برابر کا تلوار چلنے لگی دو گھڑی تک تلوار چلی ہوگی کہ
ایک مقام پر القاش نے تلوار عمرو بن رستم کی روک کے جو وار تیغہ آبدار کا کیا سپر کو قلم کر کے سر پر عمرو
بن رستم کے پڑا تا دوابرو اُتر آیا عمرو بن رستم نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا اسی حالت زخمداری
مین تلوار القاش پر ماری القاش نے خالی دی نگاہ جو ہوئی عمرو بن رستم کو غش آگیا القاش نے چاہا
کہ اسی بیہوشی مین عمرو بن رستم کو تلوار مارے کہ لوگ عمرو بن رستم کے آپڑے اور بچالیگئے القاش
خون آشام نے ہمراہیان عمرو بن رستم کو شکست دی مظفر پیل گردان اور شمائیل خشت انداز وغیرہ
کو قید سے رہا کر لیا اور خدمت مین خداوند لقا کی روانہ ہوا اگر شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ نے جو
سُنا کہ القاش خون آشام قلعۂ ذوالامان پر آیا ہی اور عمرو بن رستم سے لڑائی ہو رہی ہی اور تلوار
چل رہی ہی فوراً سوار ہوکر روانہ ہوئے اُس وقت پہونچے ہین کہ القاش وہان سے روانہ ہو چکا اور عمرو بن
رستم زخم مین ٹانکے دواے رہے تھے قاسم نے جو یہ حال شہزادہ عمرو بن رستم کا دیکھا نہایت ملول اور
غضبناک ہوکر فرمایا کہ یہ کافر کہان جاتا ہی تو سر میدان اس سے سمجھ لونگا اور پھر کر اپنے لشکر مین آئے ادھر القاش
کو کفار استقبال کر کے لقا کے پاس لیگئے القاش نے پہلے لقا کو سجدہ کیا اور پائے تخت کو بوسہ دیا اور
عرض کیا کہ مین خداوند کے حکم سے پسر بدیع الزمان کو قتل کر آیا کسی کو وہان زندہ نہین چھوڑا لقا سے
بے لقا نے کہا کہ ستر ہزار برس پہلے مین نے یہی تقدیر کی تھی جو کچھ ظہور مین اب آیا ہی پھر القاش کو
خلعت دیا القاش نے مظفر پیل گردان اور شمائیل خشت انداز کو حاضر خدمت خداوند لقا کیا لقا
انکو بھی خلعت دیا بعد اُسکے بارگاہ یاقوت شاہ مین آیا دخل شوکت پر بیٹھا پوچھا کہ مین نے راہ مین سُنا
تھا کہ وہ دزد بارہ گردن عمرو عیار قید ہی اُسے میرے سامنے لاؤ کہان ہی بختیارک نے سلام کر کے کہا
کہا کہ کل رات کو عمرو قید سے چھوٹ گیا بلکہ گوزن پوست پوش کو قتل کر گیا اور اُسی کی قید مین تھی
تھا القاش نے کہا خیر کیا مضائقہ ہی سمجھا جائیگا پھر دورۂ بادۂ ناب چلنے لگا خوب نشہ مین چور ہوا حکم دیا

که طبل جنگ بجے کل مین ہون اور خدا پرست بھی ناظرین پر واضح ہو کہ بعض دفتر کی عبارت سے یہ ظاہر
ہو کہ نخچہ روئین تن نقابدار سبز پوش کی قید سے چھوٹ کر چلا آیا ہو اور القاش کے سامنے میدانداری
ہوئی ہو اور سرداران کو لشکر اسلام کے زخمی کرتا ہو پھر نقابدار سبز پوش آکر نخچہ روئین تن کو گرفتار
کرکے عمرو کے حوالے کرتا ہو عمرو اسے سب بلا کر ڈالتا ہو اور لاش کو اسی گدھے پر سوار کرکے اور
ڈھنڈھورا بجنے لشکر کفار مین لاتا ہو تمام لشکر مین تشہیر کرکے دربارگاہ یاقوت شاہ پر آتا ہو اور ہر جگہ
پر یہی صدا دیتا ہو کہ جو لقا کی مدد کریگا اسکا یہی حال ہوگا بختیارک ہر ایک کو آگاہ کرتا ہو کہ یہ ڈھنڈھورا عمرو کا
ہو اور یہ لاش نخچہ روئین تن کی ہو جسکو گدھے پر ڈال کر تشہیر کر رہا ہو کفار دوڑے کہ عمرو کو پکڑین عمرو
چند آدمیون کو مار کر صاف نکلا چلا گیا کفار لاش نخچہ روئین تن کی اٹھا لائے اور بحکم لقا دریائے رحمت لقا مین
ڈلوا دیا بعد اسکے القاش خون آشام نے طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے یہ خبر لے کر
خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ لشکر کفار مین القاش خون آشام نے اپنے نام
پر طبل جنگ بجوایا ہی بادشاہ اسلام نے بھی کوس حربی بجوایا رات بھر جانبین مین درستی آلات حرب پیکار رہی
صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے جب وقت صفین آراستہ ہوچکین اور میدان حرب تیار ہوا
نقبائے بلند آواز نقابت کرگئے القاش خون آشام نے لقا کو سجدہ کیا اور یاقوت شاہ سے اجازت
میدان جنگ طلب کی یاقوت شاہ نے کہا کہ سپرد خداوند لقا کیا القاش خون آشام گرگدن پر سوار
ہوکر میدان مین آیا اور سراپا میدان کا دکھایا تھوڑی دیر تک ٹھہر کر دم لیا بعد اسکے مبارز طلب کیا فوراً
مندویل اصفہانی بادشاہ اسلام سے اجازت لے کر مقابلے کو آیا القاش مندویل سے نگاہ درپن
ہوا برابر سے دونون کے مرکب پسپا ہوئے پھر مرکبون کو رانون مین دبا کر ایک دوسرے کے مقابل
ہوا القاش نے استفسار نام و نشان کیا مندویل نے نام اپنا بتایا القاش نے اسے سمجھایا کہ
مندویل دین لقا پرستی اختیار کر مندویل نے لقا پر لعنت کی القاش بہت خشمناک ہوا اور نیزہ
مارا مندویل نے نیزے کو نیزے پر لیا چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی کسی کا مطلب فتحیابی حاصل نہوا
آخرکار نیزے دونون نے پھینک دیے القاش نے تیغہ کھینچ کر مندویل پر وار کیا مندویل نے
سپر پر روکا تیغہ سپر کو کاٹ کر سر مین در آیا تا دو ابرو اتر گیا مندویل نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا
خون سر سے جاری ہوا مگر اسی حالت زخمداری مین جرأت کرکے تلوار کھینچ کر چلا کہ غش طاری ہوا القاش
پکارا ای خدا پرستو اسے لے جاؤ یہ زخمی ہوکر بیہوش ہوگیا اب گرا چاہتا ہی اور کسی کو میرے مقابلے کو بھیجو
یہ سنکر شہنشاہ عراقی مرکب اڑا کر سامنے القاش خون آشام کے آئے مندویل کو لشکر مین روانہ
کیا اب مقابلہ القاش سے کرنے لگے بعد حرب و ضرب کے اسی تیغہ خون آلود سے شہنشاہ عراقی بھی
زخمی ہوئے شام تک چند سردارون کو القاش خون آشام نے زخمی کیا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا
دوسرے روز جو میدانداری کی بہت سے رفیق شہزادہ بدیع الزمان کے اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے
تیسرے روز پھر معرکہ آرائے نبرد ہوا مبارز طلب کیا شہزادہ بدیع الزمان نے ارادہ کیا تھا کہ القاش
کے مقابلے کو جائین کہ یکایک صحرا کی طرف سے غبار کا تتق اٹھا حجاب برابر آکر شق ہوا تو دیکھا کہ ایک جنگی
دیو پیکر بلند قد قوی ہیکل چالیس ہزار سوار سے آکر پہنچا کہ نام اسکا دیو جنگال تھا اور رفیق تھا شاہزادہ

بدیع الزمان عالیوقار کا الغرض ابرہا سے دیو جنگال نے آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور قدمبوسی
شاہزادہ بدیع الزمان کی حاصل کی اور اجازت طلب کارزار کا ہوا شہزادہ بدیع الزمان نے
بادشاہ اسلام سے اجازت پیکار دلوائی ابرہا سے دیو جنگال میل گران سنگ کاندھے پر رکھکر
القاش خون آشام کے مقابلے کو آیا بختیارک نے ابرہا کو دیکھکے یاقوت شاہ سے کہا کہ
اس سے القاش عہدہ برا نہو سکیگا مگر یہان القاش سے اور ابرہا سے بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی
ابرہا نے القاش کا نیزے سے نیزہ توڑ ڈالا القاش نے غصہ ہوکر گرز ابرہا کو مارا ابرہا نے میل
فولادی پر روکا مرکبون کی تگاپو سے گرد وغبار بہت سا بلند ہوا ابرہا نے اُس تہ غبار سے نکل کر ایک
میل فولادی القاش کو مارا القاش نے گرز پر روکا تھا کہ ہاتھ القاش کا تھرا گیا میل القاش
کے شانے پر پڑا شانہ القاش کا زخمی ہوا میل شانے سے اُچٹ کر گینڈے کے سر پر آگرا مغز سر گینڈے
کا پاش پاش ہوا القاش مع گینڈا تھرا کے زمین پر گرا بیہوش ہوگیا فوج القاش کی ابرہا پر دوڑ کے
آپڑی ابرہا اُدھر لڑنے پر متوجہ ہوگیا بادشاہ اسلام نے لشکر اسلام کو اشارہ کیا کہ ابرہا کی کمک کرو سرداران
اسلام وغیرہ تلوارین کھینچ کر سب آگے لشکر کفار سے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوگئی القاش کو لوگ کفار
اٹھا کر لے بھاگے ابرہا لڑتا ہوا چلا آتا تھا کہ قطران بن دودکہ زنگی سے مقابلہ ہوا قطران نے ارہ
پشت نہنگ مارا ابرہا نے میل فولادی پر روکا اور وہی میل جو قطران کو مارا مع گینڈے پاش پاش
ہوکر خون کا [illegible] بنکر رہگیا بعد اسکے غلام زمرد شاہ باختری سیمرغ فیل عاد مقابلے کو آیا ابرہا نے
اُسے بھی جہنم واصل کیا شام تک سترہ سرداران نامی جو بڑے کار فرازی تھے ابرہا کے ہاتھ سے مارے
گئے پھر طبل بازگشت بجگیا دونون لشکر اپنی فرودگاہ کو پھرے بادشاہ اسلام داخل بارگاہ سلیمانی
ہوئے ابرہا کو خلعت دیا اور تحسین و آفرین کی مگر اسطرف کفار القاش خون آشام کو زخمی اور بیہوش
سامنے لقا کے لائے لقا نے حکم دیا کہ اسے باغ بہشت مین داخل کرون اور زخم کا علاج کرون بختیارک نے
کہا یا خداوند ابرہا بھی بلائے بیدرمان اور آفت روزگار ہے اس سے کوئی عہدہ برا نہوگا لقا نے سیامک
سیاہ کلاہ عیار سے کہا کہ مین نے تقدیر کی کہ تو جاکر ابرہا کو پکڑ لا سیامک اُسی وقت روانہ ہوا اور
صورت بدل کر داخل لشکر اسلام ہوا خیمہ ابرہا کا دریافت کر کے گرد خیمے کے پھرنے لگا دیکھا کہ امیہ عیار
کئی مرتبہ آیا اور گیا جب رات زیادہ گئی سیامک امیہ کی صورت بنکر ابرہا کے پاس آیا اور کہا کہ آج
تمہاری نگہبانی کے واسطے یہین رہونگا اور کھانا بھی اُس نمکحرام نے ابرہا کے ساتھ کھایا جب ابرہا
سو رہا چلے دروازے پر آکر بیٹھا سب پہرے والون کو شراب بیہوشی کی پلائی جب وہ بیہوش ہوئے
اندر جاکر خدمتگارون کو اور خاصبردارون کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھ کر صاف لیے ہوئے چلا گیا صبح
ہوتے یاقوت شاہ کے پاس پہونچا اور پشتارہ سامنے رکھدیا کہ بیچے ابرہا حاضر ہے یاقوت شاہ
نے سیامک کو خلعت دیا اور ابرہا کو غل و زنجیر مین گرفتار کر کے ہوش مین لایا ابرہا نے جو آنکھ کھولی
اپنے تئین گرفتار بارگاہ کفار مین پایا ورودا بستہ غل و زنجیر دیکھا حیران ہوا کہ مین کہان اور کفار کہان
کیونکر یہان آیا کون مجھے اسیر کر کے لایا نعرہ کیا اے کافران بدوفا معلوم ہوا کہ تمنے مجھے عیار کے ہاتھون
گرفتار کروایا ہے بڑے نامرد ہو کہ زبردست دیکھکر دغا سے گرفتار کیا یہ کیسی لقا کی خدائی ہے یاقوت شاہ نے

کہا کہ ہمیں تقدیر خداوندی میں دخل نہیں ہو پایا اب لقا کو سجدہ کر نہیں تو آمادہ مرگ ہو ابرہا نے کہا کہ میں
لعنت کرتا ہوں لقا پر یاقوت شاہ برہم ہوا اور جا کر لقا سے حال ابرہا کا بیان کیا لقا نے کہا ہمارے
بہشت و دوزخ اُسے دکھاؤ لوگ ابرہا کو لیکے باغ بہشت میں لیگئے تمام باغ کی وہاں سیر کرائی روش روش
گلہائے رنگارنگ جو دکھائی غنچۂ دل شگفتہ ہو گیا تازگی روح ہوئی آئین گرفتاری میں بھی چہرہ بشاش ہوا مجمع
انجمن حور و غلمان دکھانے کو جواہر نگار مکانوں میں لائے عجب کیفیت نظر آئی ہر ایک حور پیار سے گلے میں
باہیں ڈالے دیتی ہے اور یہ کہتی ہے کہ ارے دیکھ یہ تصویر لقا ہے سجدہ کر ہم سب تیری خدمت کو حاضر ہیں ابرہا
یہ سب کیفیتیں دیکھتا ہے مگر لقا پر لعنت کرتا ہے پھر شیر و شہد کی نہریں دکھائیں ہر جگہ تازہ کیفیتیں پیش آئیں
لیکن ابرہا کی زبان پر کلمۂ لعن بر لقاے خدنمائے باختری جاری رہا بعد اسکے سا تویں دوزخ میں
لیگئے وہاں کی عقوبت اور عذاب و عقاب اور چاہ ماران کے اژدہا سے پیچ و تاب دکھائے نگہبان
آدم خوار لباس چرمی پہنے ہوئے بصورت مہیب نظر آئے ابرہا نے کچھ خوف نہ کیا اور وہاں بھی لقا پر
لعنت کی وہاں سے لوگ پھر لقا کی خدمت میں لیگئے اور تمام حال عرض کیا لقا نے کہا لاؤ اُسے میرے سامنے
ابرہا کو قیطولون پر لیگئے ابرہا نے لقا کو دیکھا ایک شخص نہایت قدآور جسیم لیم بال بال در و جواہر
میں غرق تخت جواہر نگار پر بیٹھا ہے اور گرد اسکے گبران نابکار اور کافران تیرہ روزگار بیٹھے ہیں ابرہا نے
سلام بطریق اسلام کیا لقا نے کہا اے ابرہا تجھے لائق و لازم ہے کہ مجھے سجدہ کر دیکھ تو کیسا زبردست ہے تجھے میں نے
پیدا کیا ہے کیا قوت و طاقت دی ہے ابرہا پکارا او ملعون یہ کیا بیحیائی ہے کہ تجھکو دعوی خدائی ہے اور پھر ایسا
مجبور ہے کہ تجھکو عیار کے ہاتھ پکڑوا بلوایا اگر تو مجھے چھوڑ دے اور بار دیگر تو یا کوئی پہلوان زبردست تیرا مجھکو
پکڑ لے تو میں تجھے سجدہ کرتا ہوں ورنہ سوائے لعنت تیرے حق میں میرے منہ سے اور کچھ نہ نکلیگا
لقا یہ کلمے سُنکر آگ ہو گیا آتش حسد سے جلا شعلۂ غیظ دہان تنور جسم سے نکلے اور دیو پرندہ سامنے
کھڑا ہوا تھا اُس سے کہا کہ اس بندۂ بے دین کو اٹھا کر آسمان پر لیجا اور وہاں سے زمین پر پھینک دے
کہ استخوان اسکے سرمہ ہو جائیں دیو پرندہ بحکم لقا ابرہا کو اٹھا کر آسمان پر لیگیا اور وہاں سے چرخ
دے کر زمین پر پھینک دیا ادھر کا حال سُنیے کہ صبح کو لشکر ابرہا میں غل ہوا کہ ابرہا بستر خواب سے غائب ہو گیا
شہزادۂ بدیع الزمان نے جب سُنا نہایت پریشان ہوئے امیہ عیار سے کہا کہ دیکھ تو کون ابرہا کو لیگیا
امیہ نے جا کر دیکھا پھر آ سیامک کا پہچانا شہزادۂ بدیع الزمان سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے لقا نے سیامک
عیار کے ہاتھ ابرہا کو گرفتار کروا لیا بدیع الزمان نے فرمایا کہ جا کر خبر تو لا اور دریافت کر کہ ابرہا کے ساتھ کفار
نے کیا سلوک کیا امیہ جو خبر کو گیا سُنا کہ ابرہا کو باغ بہشت کی سیر کو بھیجا ہے شہزادۂ بدیع الزمان سے آکر
حال بیان کیا فرمایا اے امیہ تو ابرہا سے غافل نہ تھا ابرہا کے چھڑانے کی تدبیر کر امیہ نے عرض کیا بہت خوب
پھر دو روز کے بعد امیہ گیا دیکھ سراغ ابرہا کا نہ معلوم ہوا مجبور پھر آیا اور بدیع الزمان سے
عرض کیا کہ ابرہا کا کچھ حال نہیں کھلتا کہ کیا ہوا لقا نے اُسے کہاں بھیجدیا لیکن اب ناظرین والا تمکین حال
ابرہا کا ملاحظہ فرمائیں بموجب دفتر کے بیان کیا جاتا ہے کہ ابرہا سے دیو جنگال کو بحکم لقا دیو پرندہ نے
جو آسمان پر سے زمین پر پھینکا تو ابرہا ایک دریا میں گرا پہلے تو غرق ہو گیا پھر پانی سے جو ابرہا کو تو تھا
شناوری کر کے کنارے پر ایک صحرا میں نکلا تمام لباس پانی میں تر تھا جلے خیمہ کو توڑ کر

پھینک دیا پھر لباس اُتار کر خشک کیا وہی لباس پہنکر ایک سمت کو روانہ ہوا قضا سے کار ایک جوان
کو دیکھا کہ ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالے چلا آتا ہے آتے آتے اُس جوان نے ابرہا کے برابر آکے آہو کو صید کیا
پھر نگاہ اُسکی جو ابرہا پر پڑی دیکھا کہ ایک پہلوان دیو پیکر سامنے سے چلا آتا ہے وہ جوان ابرہا کے پاس آیا استفسار
حال کیا ابرہا بولا کہ ایک عبد عاجز ہوں اور غریب الوطن ہوں دریا کی راہ سے آتا تھا طوفان آیا لوگ میرے اور
سب اسباب دریا میں غرق ہو گیا میں تنہا شناوری کر کے نکل آیا اُس نے پوچھا کہ دین تیرا کیا ہے ابرہا بولا
کچھ نہیں جو شخص مجکو قوت و طاقت سے زیر کرے اور مجھ پر غالب آوے میں اُسکا دین اختیار کروں اُس نے کہا
اچھا تم میرے ساتھ آؤ جب وہ جوان ابرہا کو ساتھ لے کر اپنے شہر میں آیا ایک مکان مجکو رہنے کو دیا اور بڑی
خاطر و مدارات سے پیش آیا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ جہاں ابرہا دریا سے نکلا ہے اُس جزیرے کا نام جزیرہ
مرغان ہے اور بادشاہ وہاں کا ہشام کوہ نشین ہے اور بیٹا اُسکا ارقم کوہ پیکر ہے وہی ارقم کوہ پیکر
شکار کھیلتا ہوا آتا تھا ابرہا سے ملاقات ہوئی اور وہ اپنے شہر میں ابرہا کو لیگیا القصہ ارقم ابرہا کو اپنے شہر میں لیکر
آیا بعد دو روز کے ابرہا سے اور ارقم کوہ پیکر سے کشتی ہوئی ابرہا نے زیر کیا اور کہا کہ اے جوان نام میرا ابرہا ہے
دیو جنگال ہے ارقم نے کہا کہ ماں میری اکثر کہتی تھی کہ براق کوہ میں بھائی میرا ہے کہ نام اُسکا ابرہا ہے دیو جنگال
ہے معلوم ہوا کہ وہ تحقیق تم ہو میرے ماموں ہوتے ہو آؤ ہم تم ملیں بغلگیر ہوں غرضکہ ارقم کوہ پیکر نے ابرہا کی
دعوت و ضیافت بڑی دھوم سے کی اور کہا کہ یہاں سے شہر ششکالیہ بہت قریب ہے اور وہاں خدائی نمرود شاہ
کی ہے ایسا خداوند صاحب شوکت و کرامات کہیں نہوگا اگر مناسب جانیے تو شہر ششکالیہ میں چلیے اور نمرود شاہ
کو قابل پرستش دیکھیے تو اُسے سجدہ کیجیے نہیں تو کوئی مانع نہوگا وہاں سے پھر آئیے گا ابرہا نے اپنے دل میں کہا
کہ چل کر اُس کا ذکر دیکھو تو سہی ارقم سے کہا کہ اچھا چلونگا دوسرے روز ارقم کوہ پیکر ابرہا کو ساتھ
لے کر روانہ ہوا ایک منزل طے کی تھی دوسری منزل تھی کہ سامنے سے سم مرکب کی آواز آئی دیکھا کہ ہزارہا سوار
اور پیدل چلے آتے ہیں اور چوبدار و یساول بغیرہ عصا ہاے جواہر نگار ہاتھوں میں لیے ہوئے لباس
زریں پہنے ہوئے اہتمام کرتے چلے آتے ہیں بعد اُنکے دیکھا ایک جوان مہر طلعت ماہ صورت چہرہ اُسکا
آفتاب کے مانند روشن نہایت حسین شکیل پندرہ سولہ برس کا سن لباس سبز رنگ پہنے سر سے پانوں تک
دریاے جواہر میں غرق مرکب پریوش پر سوار چلا آتا ہے ابرہا کی نگاہ جو اُس پر پڑی از خود رفتہ مبہوت
ہو کر دیکھنے لگا تیر عشق نے جگر کے تودے کو نشانہ کر دیا قریب تھا کہ غش کھا کر گر پڑے مگر ضبط کر کے رہ گیا
کلیجہ ہاتھوں سے پکڑ لیا ارقم کوہ پیکر اسکے ساتھ تھا اُس سے پوچھا کہ یہ جوان رعنا کون ہے ارقم
نے کہا کہ یہ خداوندزادہ بیٹا نمرود شاہ کا ہے زیور شاہ اسکا نام ہے آئیے چلکر اُسکی قدمبوسی کریں ابرہا
تو یہ چاہتا ہی تھا کہ کسی طرح اُسکے پاس پہونچے ارقم کے ساتھ چلا ارقم نے قریب پہونچ کر زیور شاہ کو سلام کیا
اور کہا کہ یہ پہلوان آپ کی قدمبوسی کا مشتاق ہے ابرہا نے نذر دکھائی اُس نے دونوں ہاتھ پھیلا دیے
ابرہا زیور شاہ سے لپٹ گیا عجب دل کو سرور حاصل ہوا ہر بار قصد کرتا تھا کہ بوسہ اُس رخسار نازک کا لیجیے
مگر شرم و رعب و جلال مانع ہوتا تھا رہ جاتا تھا لیکن گلے سے لپٹا ہوا تھا الگ نہوتا تھا اور زیور شاہ بھی
دونوں ہاتھ ابرہا کے گلے میں ڈالے ہوئے تھا یہاں تک کہ ابرہا بے اختیار ہو کر رونے لگا زیور شاہ
نے پوچھا کہ روتے کیوں ہو ابرہا نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے قدموں سے ایکدم جدا نہوں زیور شاہ بولا

کر تو خاطر جمع رکھ میں تجھے ہر وقت اپنے پاس رکھونگا اُسوقت ابرہا خوش ہوکر زیور شاہ کے ساتھ ہولیا زیور شاہ
نے اپنی سواری کا رکب اُسکو دیا ابرہا سوار ہوا غرضکہ زیور شاہ اپنے ساتھ شہر شنکالیہ میں ابرہا کو لایا۔
قیطول خدائی اُسکو دکھائے کہ زمین سے تین کوس بلندی پر تھے اور سب قیطول چار تھے اور چاروں درجے
جواہر نگار تھے القصہ دوسرے دن زیور شاہ ابرہا کو اپنے ساتھ قیطولوں پر لیگیا ابرہا نے وہاں ایک
گبر ناہنجار کو تخت پر بیٹھے دیکھا سلام کیا اور کہا یا خداوند کچھ کرامات اپنی مجھے دکھائیے تو میں سجدہ کروں
نمرود بولا کہ جو کچھ تو کہے میں دکھاؤں جسے کہ تو اُسے بلوادوں ابرہا بولا کہ خداوند میں ایک مدت سے بادشاہ کشمیر کہ یہاں
سقفاطلیس شاہ کی بیٹی پر عاشق ہوں اُسے بلوا دیجیے اور وہ یہاں سے چھ مہینے کی راہ پر ہے نمرود شاہ نے
کہا کہ اچھا ابھی اور پشت سے پیچھے نمرود شاہ کے پردہ زرد لفتی پڑا ہوا تھا اُس پردے کی طرف خطاب کر کے کہا
کہ جلد سقفاطلیس شاہ کی بیٹی کو لاؤ ابرہا دیکھ رہا تھا کہ ایک ساعت کے بعد وہی نازنین جسے ابرہا نے طلب کیا
تھا اُس نے ایک درجے میں سے سر باہر نکال کر کہا کہ یا خداوند کنیز حاضر ہے نمرود شاہ نے کہا کہ اچھا وہ پاس آئی
نمرود شاہ نے ہاتھ پکڑ کر ابرہا کے حوالے کیا ابرہا بہت خوش ہوا پھر نمرود شاہ نے کہا کہ ای ابرہا اور
کچھ مانگ ابرہا نے کہا یا خداوند میرا دشمن ہے فولاد شبان وہ ملک کو تباہ کرتا ہے اُسے گرفتار کیجیے پھر
نمرود شاہ نے پردے میں سر ڈالکر کہا کہ کوہ براق سے جلد فولاد شبان کو لاؤ ایک ساعت نہ گذری تھی
کہ فولاد شبان کو بسر غل و زنجیر میں کر کے سامنے نمرود کے کسی نے ڈالدیا نمرود پکارا کہ ای ابرہا یہی دشمن ہے
تیرا لے اسے جو اسکے حق میں تجھے منظور ہو وہ کر ابرہا نے کہا آپ کو اختیار ہے نمرود نے اُسے زندان خانے میں
بھیجدیا اور ابرہا سے کہا اب تجکو میرا اعتقاد ہوا یا نہیں اگر اور کوئی امتحان باقی ہو تو وہ بھی کر لے نہیں تو
سجدہ کر ابرہا نے کہا دل میں اپنے کہ یہ ملعون یا خود ساحر ہے یا ساحر اسکے معین ہیں تو اگر اسے سجدہ نہ کریگا
یہ بیشک اب بدی کے ساتھ پیش آئیگا دوسرے یہ کہ تو زیور شاہ پر دلدادہ ہے اور عشق میں دین و مذہب کچھ
باقی نہیں رہتا بالفعل تو اسے اب سجدہ کر اور اپنے معشوق کے پاس رہکر جان بچے پھر آیندہ دیکھا جائیگا یہ ولیکن
خیال کر کے نمرود شاہ کو ابرہا نے سجدہ کیا اور پروردگار عالم کو شاہد کیا کہ ای رب اکبر تو دانی الضمیر ہے خوب آگاہ ہے
کہ میں اسے بمجبوری سجدہ کرتا ہوں ورنہ ہرگز یہ قابل پرستش نہیں ہے نمرود شاہ ابرہا کے سجدہ کرنے سے بہت
خوش ہوا پہلوان قدرت اُسے خطاب دیا اور ابرہا نقاب در دمخمہ یزدال کر ساتھ زیور شاہ کے رہنے لگا چند روز
گذرے تھے کہ نمرود شاہ نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار رہو ہم اپنے قیطولوں سمیت ملک باختر کو جائینگے وہاں
لقا نے اپنی خدائی ظاہر کی ہے اُسکی گوشمالی کرینگے اور خدا پرستوں سے سجدہ کروائینگے اُسی وقت لشکر میں کوچ
کی تیاری ہونے لگی جب سامان کوچ درست ہو چکا نمرود شاہ مع قیطولوں کے ملک سمائل کو روانہ ہوا
اُسکو تو اثنائے راہ میں چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان پیکار رنشان لشکر اسلام و جنگ القاش خون آشام وغیرہ کے بیان کیے جاتے ہیں

بلا ساقیا پھر سے تیز و تند	کہ ہونے نہ پائے مرا ذہن کند	وہ جو کہی بلا جسکا ہو نشۂ تیز
کہ ہے معرکے کی یہاں اب ستیز	یہ سکہ جائیگا رہے ہو وہ حرب	ذرا برق کرنے دو آلات حرب
غضب کی لڑائی کا ساماں ہے	کنا کشن میں ساقی مری جان کو	عجب تہلکہ ہوگا زیر فلک

کہ کانپینگے انسان وجن و ملک
کریگا وہی فتح یہ معرکہ
ہو شان خدا اور تائید ہو
کھنچے ہیں سب یکبار ابرو کی چشم یار سے
جب خون سے پڑ گئے چھالے تری تلوار کے
ہو گیا میں قتل فرقت میں جو دیکھا ماہ یار

کسی شیر کی آج چمکیگی تیغ
نقاب منور میں جو ہو چھپا
غزل شعر کہتا ہوں کسی ابروے خمدار کے
کھینچی ہو تلوار کس بیرحم نے بیباک
جسم رہ جا سلامت اور دو ٹکڑے ہو دل
خون ثابت ہو مرا اس سفلی تلوار کے

بہا تیغ کا فر کا خون بیدریغ
محمد معرکہ قابل دید ہو
قد نہیں میرے قلم پر بارہ ہزار تلوار کا
دیکھو او قاتل مری آتش مزاجی کا اثر
کاش ایسا ختم ہو تیغ نگاہ یار پر
جیت جو ہیں کاتبان جلالت حشم

یہ لکھتے ہیں اب داستان برق دم * شہسواران میدان مضامین یکہ تازی وبکہ تازان عرصہ کارزار خیالات جانبازی
شبدیز قلم جلالت حشم کو میدان صفحۂ قرطاس بہنوا ساس پر براے معرکہ آرائی نظم ونثر یوں جولان کرتے ہیں کہ جب
القاش خون آشام ارہاد دیجنگال کے ہاتھ سے زخمی ہوکر بحکم لقا سے لے لقا باغ بہشت میں براے علاج
زخمدار گیا بعد چند روز کے اچھا ہوا اور غسل صحت کیا باغ بہشت سے نکلا پہلے لقا کی خدمت میں حاضر ہوا اور مراسم
پرستندگی بجالا کے سجدہ کیا وہاں سے بارگاہ یاقوت شاہ میں آیا اور آہنگروں کو بلوا کر ایک نقشہ گرز کا
اُنھیں دیا کہ جلدی اسے تیار کرکے لاؤ آہنگر موافق اُسی نقشے کے گرز بنا کر لائے صنعت اُس گرز میں یہ تھی
کہ جس وقت حریف پر گرز پڑے تو اُس میں سے تین سیخچے پیدا ہوں ایک سیخچہ حریف کے سر میں پیوست ہو جائے
اور دو سیخچے حریف کے دونوں شانوں میں پار ہو جائیں غرضکہ جب یہ گرز بنکر آیا القاش نے طبل جنگ
بجوایا ہرکارنے خبر لے کر خدمت میں بادشاہ اسلام کی آئے پہلے دعائیں دیں اور ثنا ے شاہی بجا لاسے
بعد اُسکے عرض کیا کہ القاش خون آشام نے طبل جنگ بجوایا ہو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بفضل ایزدی ہمارے
لشکر میں بھی نقارۂ رزمی بجے فوراً طبل سکندری پر چوب پڑی بہادران صف شکن اور دلاوران تیغزن سامان
جنگ میں مصروف ہوے رات اُسی حال میں گذری صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوے بعد آراستگی
صفوف جدل القاش خون آشام نے لقا کو سجدہ کیا اور یاقوت شاہ سے اجازت میدان جنگ لیکر
معرکۂ کارزار میں آیا سراپا میدان کا پہلے سکو دیکھا پھر مبارز طلب کیا مہلیل جنگ آور اپنے ہاتھی کو ہول کر
برابر القاش کے پہنچا القاش دو چار نگاہ دوزن ہوا بعد اُسکے استفسار نام و نشان کیا پھر نیزہ بازی ہوئی
مگر مطلب کسی کا حاصل نہوا نیزے ہاتھ سے پھینک دیے القاش نے گرز اپنا اٹھا کر مہلیل پر مارا مہلیل
نے گرز کو سپر فولادی پر روکا گرز میں سے تین سیخچے نکل آئے ایک مہلیل کے سر میں آیا اور دونوں شانوں
میں پیوست ہوگئے زخم کاری لگے تین فوارے خون کے جاری ہوے مہلیل بیہوش ہوگیا اہل اسلام دوڑ کے
اُسے بچا کے لیگئے القاش نے پھر مبارز طلب کیا مرزبان خراسانی مقابلے کو آیا بعد گفتگو وہی گرز القاش نے
مارا کہ مرزبان بھی زخمی ہوا پھر القاش نے مبارز طلب کیا جمشید طلائی مقابلے کو نکلا وہ بھی ہاتھ سے
القاش کے مارا گیا پھر القاش نے للکارا کہ آئے اور کوئی میرے مقابلے کو یہ سنکے بہرام صحرا نشین نے آکر سامنا
کیا وہ بھی زخمی ہوا غرضکہ شام تک کئی آدمیوں کو زخمی کرکے القاش پھرا دونوں لشکر داخل خیمہ ہوے القاش
نے پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو میدان میں آیا اور پکارا ای خدا پرستو آؤ میرے مقابلے کو یہ سنکے قارن گرگدن
سوار بادشاہ اسلام سے اجازت لے کر میدان میں آیا بعد نگاہ وزنی و تمسخری کے نیزہ بازی ہوئی قارن نے
نیزہ اُنکا توڑ ڈالا القاش نے جو گرز مارا قارن زخمی ہوا پھر القاش پکارا کہ اور کوئی میرے مقابلے پر آئے

آردشیر کوہ پیکر دیو بند کہ رفیق بہی قاسم عالیشان کا اُس نے مرکب کو اُڑایا سامنے القاش کے آیا
القاش نے نام اُسکا پوچھا اُس نے کہا کہ آردشیر کوہ پیکر دیو بند کہتے ہیں القاش نے کہا کہ خداوند
لقا کے عزیزون مین ہو کر شرکت خدا پرستون کی کرتا ہی آ میرے ساتھ چل مین خداوند سے تیری تقصیر معاف
کرا دون آردشیر نے جواب دیا کہ مکار فاسق مین نے لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کی القاش سنکر
برہم ہوا اور کہا کہ لا حربہ اپنا اُسوقت آردشیر نے نیزہ مارا القاش نے گرز سے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اور وہی گرز
آردشیر کو مارا کہ سر بھی اور شانے بھی آردشیر کے زخمی ہوئے پھر مبارز طلب کیا اسد شیر دل ابن کرب
غازی مقابلے کو آئے بعد گفتگو کے تلوار القاش پر ماری اُس نے دستگرز پر تلوار روکی اسد نے
دوسری تلوار ماری وہ بھی القاش نے روکی آخر کو اسد شیر دل تلوار پکڑ کر مثل ابر باران تیز کے برس
چلا تلوار پر تلوار پڑنے لگی القاش کو روکنا مشکل ہو گیا گرز تو القاش نے ہاتھ سے پھینک دیا اب سپر پہ
تلوار اسد شیر دل کی روکنے لگا دو گھڑی تک اسد نے خوب تلواریں ماریں مگر کوئی القاش پر پڑی نہیں
سب اُس نے روکیں جب ہاتھ اسد کا سست ہوا تو القاش نے تلوار ماری کہ اسکی سپر پہ پڑی سپر کو
قلم کرکے چار اُنگل سر مین اُتر گئی اسد نے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکل گئی اُس حالت مین اسد نے
القاش کو ایک ہاتھ تلوار کا مارا القاش نے وار اُسکا روک کے چاہا کہ پھر تلوار مارے کہ ابراہیم بن مالک
دوڑ پڑا اسد پر سینہ سپر کیا اور لوگون کے حوالے کر دیا آپ سامنا کیا۔ دو ایک تلوار کے ہاتھ ابراہیم بن مالک
بھی چلے القاش نے رد کر دیے پھر القاش نے جو تلوار ابراہیم بن مالک کو ماری ابراہیم بھی زخمی ہوا۔
الغرض کہ سات میداریون مین بہت سے سرداران دست چپ و سرداران دست راست القاش کے
ہاتھ سے زخمی ہوئے آٹھوین روز القاش پھر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا لات وگذاف کرنے لگا شہزادہ
بدیع الزمان چاہتے تھے کہ مقابلے کو القاش کے جائیں کہ صحرا سے گرد اُٹھی اور نقابدار سبز پوش و نقابدار
فیروزہ پوش اور نقابدار پلنگینہ پوش چالیس ہزار سوار جرار سے نمودار ہوئے میدان کارزار مین آکر
ایک جانب کو قائم ہوئے القاش نے بار دیگر مبارز طلبی کی تھی کہ نقابدار سبز پوش نے مرکب پری پیکر کو اُڑایا
اور برابر القاش کے آیا شہزادہ بدیع الزمان کو تو نقابدار سبز پوش سے کمال محبت ہی عمرو سے کہا
کہ عمو جان آپ نقابدار کو جاکر آگاہ کر دیجیے کہ گرز سے القاش کے خبردار رہنا کہ حتی الامکان گرز کی لڑائی
اُس سے نہ لڑنا عمرو نے فوراً جھپٹا اور نقابدار کو آکر سلام کیا اور القاش کے گرز کا حال بیان کر دیا
نقابدار ہنسکر بولا کہ فضل ربانی چاہیے ہی خیر سمجھا جائیگا۔ لیکن مقابل القاش کے ہوا بعد نگا و بندی اور بر مستعدی
نیزہ بازی ہوئی نقابدار نے چند طعن مین نیزہ القاش کا ہوائی کیا القاش نے برہم ہوکر گرز نقابدار پر لگایا
نقابدار نے آتے ہوئے گرز کو خیال کرکے کاو عمود کر پکڑ لیا اور ایک جھٹکا دیا کہ گرز القاش کے ہاتھ سے چھوٹ گیا
القاش نے تلوار کھینچ کر نقابدار سبز پوش پر وار کیا نقابدار نے وار اُسکا رد کرکے وار اپنی تلوار کا کیا کہ سپر کو
اُسکی قلم کرکے سر پر القاش کے آنی تا ہوا بروار گئی القاش نے سر اپنا پیچھے کھینچ لیا تلوار سر سے
نکل کے ہاتھی پر پڑی کہ سر ہاتھی کا قلم ہوا القاش مجبور ہو کر ہاتھی سے زمین پر گرا القاش کے ہاتھ مین جب گرز
آئی شانہ اُکھڑ گیا بیہوش ہو گیا ہمراہیان القاش تلواریں کھینچ کر نقابدار سبز پوش پر دوڑ پڑے نقابدار
سبز پوش بھی آپ پر جا پڑا نقابدار فیروزہ پوش اور نقابدار پلنگینہ پوش یہ دیکھتے ہی مع چالیس ہزار

سوارون کے تلوارین کھینچ کے لشکر کفار پر گرے تلوار چلنے لگی یاقوت شاہ نے اپنی فوج کو بھیجا ادھر بادشاہ اسلام
نے بھی غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار سے کہا کہ کیا دیکھتے ہو مدد کرو نقابدار سبز پوش کی لشکر اسلام
نکیسون کو کمک لشکر کفار پر تلوارین پکڑ کر ٹوٹ پڑے شہزادۂ بدیع الزمان بھی تلوار کھینچ کر جھپٹے جنگ مغلوبہ ہوگئی
تلوار گھمسان کی چلنے لگی ہنگامۂ محشر انگیز برپا ہوا نیر فلک کانپنے لگا مریخ کو لرزہ چڑھا خورشید کی تب و تاب
خوف سے کم ہوگئی کشتون کے پشتے بندھ گئے سر ہزارہا مثل پارہ ہاے جبال ٹھوکرون مین آنے لگے خون کے
دریا جاری ہوئے لاش پر لاش گر رہی تھی وہ دونون نقابدار بھی داہنے بائین نقابدار سبز پوش کے چلتے
تھے کہ مظفر پیل گردون اور نقابدار فیروزہ پوش سے سامنا ہوا اُس نے کئی سو من کا بیلچہ پھرا کر نقابدار
فیروزہ پوش پر مارا نقابدار فیروزہ پوش نے بیلچہ اُسکا تلوار سے قلم کیا اور وہی تلوار جو اسکو کھینچ کر ماری
مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے اُدھر نقابدار پلنگینہ پوش سے اور ظاہر خشت انداز سے مقابلہ ہوا اُس نے
کئی سو من کی خشت ماری نقابدار پلنگینہ پوش نے اُسے خالی دے کر ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ اُسکی کمر پر پڑا
مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اُدھر نقابدار سبز پوش لڑتا ہوا تلوارین مارتا ہوا قریب علمدار کے پہونچا
بختیارک نے کہا اے یاقوت شاہ جلد طبل بازگشت بجواؤ نہین تو کوئی دم مین علم قلم ہوا چاہتا ہے
شکست مدبکاری یاقوت شاہ نے اسی وقت طبل بازگشت بجوایا دونون علحدہ ہوگئے کفار لاش کو لے کر
پھر گئے بادشاہ اسلام نے مع لشکر مراجعت کی نقابدار سبز پوش مع اُن دونون نقابدارون کے فوج اپنی
لے کر پھرا خواجہ عمرو پھر نقابدار کی تعریفین کرتے ہوئے ساتھ ہولیے اور نقابدار سبحان اللہ ماشاء اللہ
کیا لقاش خون آشام کو سرِ جنگ معقول آپ نے دی اب امیدوار ہون کہ آپ اپنے نام نامی اسم
گرامی سے مطلع فرمایے کہ سب مشتاق ہین حضرت شہزادۂ بدیع الزمان سر فتنہ ملک باختر نہایت
آرزومند ہین نقابدار نے جواب دیا کہ خواجہ مین نے آگے بھی تمسے کہا تھا کہ تم استفسار نام میرا نکرو اور اب بھی
تمسے کہتا ہون کہ نام میرا نہ پوچھو اصرار نام کے دریافت کرنے مین نکرو جب مجھے اور حمزۂ صاحبقران سے
تصفیہ ہو جائیگا اُسوقت نام میرا تم سب پر ظاہر ہوگا عمرو نے کہا اے نقابدار سبز پوش تم جوان زورون پر چڑھے
ہوئے ہو حمزۂ صاحبقران زمان ہر چند زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ہین اور کشور گیر شیر بیشۂ شجاعت جرأت
و قوت و ہمت مین یکتا و بے نظیر مگر اب بوڑھے ہوگئے ہین وہ تمسے نلڑ سکینگے ملکہ اسباب صاحبقرانی تمکو
دینگے مین بغیر نام دریافت کیے ہوئے نجاؤنگا کہ ہر ایک سردار نے مجھے بہت کچھ دینے کو کہا ہے نقابدار
سبز پوش نے کہا کہ بہتر یہی ہے کہ خواجہ تم چلے جاؤ نہین تو میرے ہاتھ سے تمکو ضرر پہونچیگا عمرو بولا کہ مین کیا تمسے
ڈرتا ہون جو ہو سکے تمسے اُسمین قصور نکرو نقابدار نے دوش سے کمان لی اور ترکش سے تیر نکالا عمرو نے سر کے
گوپھن کھول لی اور اسکے تلے مین پھیر رہا نقابدار سبز پوش نے کہا اے عمرو تجھے جان سے تو کیا مارون گا دانۂ لعل کا
جو تیرے تاج مین لگا ہوا ہے اُسکو اُڑائے دیتا ہون یہ کہکے تیر کمان مین پیوست کرکے عمرو کے لعل بے بہا کو جو تاج
مین لگا تھا اُسے تاکا ہمت و شجاعت نے چلا کے صدا دی کہ قربان نگاہ و شست جرأت نقابدار سبز پوش کے
ادھر نقابدار سبز پوش نے چلہ کھینچا اُدھر عمرو جست کرکے آسمان پر چلا گیا نقابدار نے ہاتھ روک لیا تیر
نمارا جب عمرو زمین پر آیا اُسوقت تاک کر تیر لگایا وہی دانہ لعل بیش بہا کا تاج سے اُڑ گیا عمرو نہایت پریشان
ہوا اور سمجھا کہ بے شک نقابدار سبز پوش مار ڈالیگا یہان نقابدار نے دوسرا تیر کمان مین پیوست کیا تھا

کو عمرو پکارا ای نقابدار اب آپ تیر و کمان کو تکلیف نہ دیجیے مین جاتا ہون یہ کہکر لعل بکا دانہ اٹھا کر بھاگا
لشکر اسلام مین آ دھمکا نقابدار سبز پوش صحرا کی طرف راہی ہوا لیکن عمرو جب بارگاہ سلیمانی مین پہونچا
پکارا ای صاحبو تم سب میری جان کے پیچھے پڑے ہو آج نقابدار سبز پوش نے مجھے مار ڈالا ہوتا ایسا تیر
مارا تھا کہ میرا کام تمام ہوا ہوتا مین ہرگز اب نقابدار کی طرف رخ بھی نہ کرونگا سب کے سب ہنسکر چپ ہوگئے
اب لشکر کفار کا حال سنیے کہ رگ القاش خون آشام کو زخمی بیہوش سامنے لقا کے لائے لقا نے حکم دیا
کہ اسے بھی باغ بہشت مین پہونچاؤ لوگ القاش کو باغ بہشت لقا مین لیگئے اور علاج مین اسکے معروف
ہوئے یہان لقائے بے لقا گنبد گیتی نما مین بیٹھا ہوا تھا اور بختیارک کہہ رہا تھا ای خداوند اب
خدا پرستوں سے کون سامنا کریگا لقا جواب دیتا تھا مجھے کارخانہ خدائی مین میرے کیا دخل ہین کہ
یکایک جوڑی ہرکارے کی آئی ہاتھ اٹھا کر چلے چیکے بدعاوی ظاہر مین ثنا کی اور عرض کیا کہ ملک قرتیا
کوہ عقرب چشم آتا ہی اور بیٹے گیرنگ شاہ زرزائل کے اور پہلوان ملک شماریہ اور اناطہ اور الجزیں
حصار کے اسکے ساتھ مین لشکر بے پایان ہمراہ رکاب اسکے ہے لقائے بے لقا یہ خبر سنتے ہی نہایت خوش
ہوا اور پکارا کہ ای بندگان من قدرت مرا ببینید مین نے اپنے سفیر زور کو بلایا ہی کہ خدا پرستوں کا کام تمام
کرین اور بجاؤ طبل شادمانی اور تمام سردار ہمارے مع گہرائے اختر شناس اسکے استقبال کو جائین
اور باعزاز تمام اسے لے آئین اور حکم دیا کہ قطول آراستہ کیے جائین زمین قصرہائے بہشت وغیرہ پر ۔
القصہ طبل شادمانی بجنے لگا تمام سردار پیشوائی کو ملک قرتیا کوہ عقرب چشم کی روانہ ہوئے تمام قطولون
کی آراستگی ہونے لگی جب صدائے طبل شادمانی بلند ہوئی عمرو لشکر اسلام سے خبر کے واسطے روانہ ہوئے
لشکر کفار مین آئے تمام حال دریافت کر کے پھرے بادشاہ اسلام سے جاکر عرض کیا لقا کا سفیر زور بڑی
دھوم دھام سے آتا ہی وہ لوگ جو کبھی قطولون سے نیچے نہ اترے تھے اسکے استقبال کو گئے ہین بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ خواجہ تم اس شخص کو جاکر دیکھو تو سہی کس قد و قامت کا پہلوان ہی کس شکل و شمائل کا
انسان ہی خواجہ عمرو اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے خیمہ مین آئے ادھر سب سرداروں نے
آپس مین مشورہ کیا کہ چلکر آمد سفیر زور لقا کی دیکھنا چاہیے مگر ساتھ پوشیدگی کے کسی پر ظاہر نہو آخر کار
یہ صلاح ٹھہرائی کہ خواجہ عمرو کے پاس چلو اور کچھ روپیہ دینے کہو وہ کسی طرح ہم سب کو لیجا کر آمد اسکی
دکھلا دینگے القصہ سترہ سو سردار ملکر خیمہ مین عمرو کے آئے اور کہا کہ خواجہ آپ ہمکو بھی لیتے چلیے اور آمد
ملک قرتیا کوہ کی دکھلا دیجیے خواجہ نے کہا مین تم لوگون کو نہ لیجاؤنگا سب نے سو سو روپیے سامنے
خواجہ کے رکھ دیے اسوقت خواجہ نے مجبور ہو کر ایک ایک سے کہا کہ اچھا مین تمکو اس شرط سے تماشا دکھا
آمد سواری ملک قرتیا کوہ عقرب چشم کا لیے چلتا ہون کہ وہان جاکر کوئی شر اور فساد نہ برپا کرنا سب نے
جواب دیا کہ خواجہ آپ خاطر جمع رکھین ہم اپنے مقام سے ہلنے کے بھی نہین اسوقت عمرو نے سبھون کی
صورتین بدلنا شروع کین قاسم و بدیع الزمان کو سوداگر بنایا اور رعد شہسوار و فرخ بخت و ہاشم
تیغ زن و اسد شیر دل وغیرہ کو گماشتون کی طرح بنایا اور آپ بھی سوداگر کی صورت بنکر سبھون کو ساتھ لیکر
وہان سے روانہ ہوئے اور پل توامان اور پل مشکبار پر آکے دیکھا ہجوم خلائق اور انبوہ عالم ہی دو طرفہ لوگ
کھڑے ہوئے ہین بیچ مین آمد و رفت کی راہ ہی خواجہ عمرو نے ایک بلندی پر اون سب کو کھڑا کیا اور کہا

کہ تم بیان سے میٹھ کر تماشا دیکھو سبھون نے دیکھا کہ ایک میلا لگا ہوا ہی ہر طرف خوانچے والے پھر رہے ہیں اپنی صدائین لگاتے ہیں کوئی کہ رہا ہی کباب گرماگرم سعدانے کے کوئی پکارتا ہی پیڑا برفی جلیبی اور گلابی حلوا سوہن اور کوئی خوب بجے والا آواز لگاتا ہی وہ تگ چڑھے کباب کہیں سے صدا آتی ہی گنڈیریان میٹھی پونڈے کی کہین کنٹورا کھنکا رہا ہی بہشتی پانی پلاتے ہیں کہیں بہرین ڈون کھٹکھٹاتے ہیں کوئی پکارتا ہی بارجی سے طوق کنگن بیلے کے کٹوری والے ایک طرف اپنی سرخروئی دکھا کر گلوریان کھلاتے ہیں حقے والے حقہ پلا پلا کر دھوین اڑاتے ہیں عجب سمان ہی کیفیت سورج کنڈ کے میلے کی دکھائی دیتی ہی کہیں ڈھولک بجتی ہی کہیں تانین اڑتی ہیں یہ کیفیت میلے کی دیکھتے دیکھتے تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ جبرئیل قدرت یاقوت شاہ تمام سرداران نقاب پوش کو ہمراہ لیے ہوئے مع بختیارک وگہرلے اختر شناس لبعد حشم وخدم سامنے سے دکھائی دیا وہ استقبال کو ملک قرتیا کوہ عقرب چشم لیے جاتا تھا جب وہ نکل گیا پھر میلے کیطرف مخاطب ہوکر سب تماشا دیکھنے لگے شعر

عجب کیفیت تھی عجب جمگھٹا — فلک بھی جھکا تھا کہ دیکھوں ذرا
خلائق تماشائی تھی جابجا — وہ رستہ تماشائیوں کے تھے غول
سڑک پر وہ مجمع خلائق انتہا — وہ جیونٹی کے جانے کا تھا راستہ
جو اسرد آنے لگی یک بیک — سواری کا سامان نمود تھا
ہٹو اور بچو کی صدا تھی بلند — سوار آگے دوڑا کے آئے سمند

سواری کا سامان جو دیکھا نہ تھا
ہر اک چیز کھاتے تھے ہیکولا
سڑک پر جو جھکاؤ تھا دور تک
نہایت ترک ہر کفار تھا
غرض کہ آگے آگے سوار پر اسے

اہتمام سواری ایک ایک کوس تک رستے تھے ہٹا کے تھے بعد اسکے دیکھا سامنے نئے نئے انداز کے اور یاقوت شاہ مع سرداران نقاب ملک قرتیا کوہ کے ہمراہ لیے ہوئے آہستہ آہستہ چلا آتا ہی سرداران لشکر اسلام نے ملک قرتیا کوہ عقرب چشم کو دیکھا بعد اسکے اور سرداران ملک قرتیا کوہ فیل ارجن بن جلیل اور سلسل بن سلاسیل اور عیقور رمنوسی وغیرہ کے کمال شوکت وشان سے گذرے پیچھے انکے کافور آدم خوار اور مار ہور آدم خوار وغیرہ چنگال آہنی انکے ہاتھوں پر چڑھے ہوئے تھے شکلین عجیب اور صورتین مہیب سامنے دکھائی دیے اسد بن کرب غازی کو اسوقت دیوانگی کا جوش ہوا کھینچ کر تلوار نعرہ جگر خراش کر کے آدم خوارون پر دوڑا ہر چند قاسم ذیشان اور بدیع الزمان منع کرتے ہیں کہ یہ کیا وحشت ہی کہاں جاتے ہو وہ کب کسی کی سنتا ہی للکارتا ہوا ایران کا فوج کے پہونچا اور کافور آدم خوار کو تلوار ماری کافور آدم خوار نے تلوار اسد شیردل کی جبین کے پشت زین سے اٹھا لیا اور باندھ کر عیقور رمنوسی کے حوالے کیا شہزادہ خاور سپاہ قاسم ذیجاہ وسرفتنہ ملک باختر بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ اسد شیردل گرفتار ہو گیا للکارتے ہوئے کافور آدم خوار کی طرف دوڑے پھر تو جتنے سرداران لشکر اسلام تھے نعرے کر کے کھا بجا آ پڑے تلوار چلنے لگی غلغلہ دار وگیر برپا ہوا صدہا کفار مارے گئے لاشوں کے ڈھیر ہوئے خون کی ندی بہی عین گرمی جنگ میں نقابدار سبزپوش مع نقابدار فیروزہ پوش ونقابدار پلنگینہ پوش کے پہونچا اور سرکیمہ سرداران لشکر اسلام ہوکر کفار سے کارزار کرنے لگا اور تلوارین مارتا ہوا کفار سے لڑتا بھڑتا برابر عیقور رمنوسی کے پہونچا اسد شیردل اسکے ہاتھ مین تھا نقابدار سبزپوش نے عیقور کے ہاتھ کو جھٹکا دیکر چھین لیا عیقور نے نقابدار سبزپوش کو ایک ماری نقابدار نے اسد کو اپنے عیار کو دیا اور تلوار عیقور کی سپر پر روکی اور بڑھ کے ہاتھ تلوار کا مارا عیقور مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا اسمعیلان عقرب چشم

جو دیکھا کہ جفتور مارا گیا بیقرار ہو گیا تاب نہ باقی رہی نقابدار پر تیغ کھینچ کر آپڑا اور جلدی سے وار کیا
نقابدار نے وار اُسکا رد کر کے جو تلوار کا ہاتھ مارا برق شمشیر خود پر چمکی تھی یا زر رنگ جا کر زمین پر سو
دیا نقابدار اُسکو قتل کر کے صاف اسد شیر دل کو لیے ہوئے اُس ہنگامہ لشکر کفار سے نکل گیا قاسم
و بدیع الزمان وغیرہ بھی تلواریں مارتے ہوئے نکل چلے گئے یہاں کفار لاشیں دونوں کافروں کی لے کر
بارگاہ یاقوت شاہ میں آئے اور بیان کیا کہ یہ خدا پرستوں کے ہاتھ سے مارے گئے بختیارک نے
کہا کہ خدا پرست ملک قرتیا کوہ عنقریب چشم کو اپنی شمشیر زنی دکھانے آئے ہونگے یہ سنتے ملک
قرتیا کوہ نے کہا ملک جی یہ کہاں جائینگے میرے ہاتھ سے تمام خدا پرستوں کا میں استیصال کرونگا غرض کہ
ملک قرتیا کوہ لقا کی خدمت میں آیا پہلے سجدہ کیا پھر بوسہ پایۂ تخت کو دیا لقا نے خلعت سے سرفراز کیا بعدہ
یاقوت شاہ پھر ساتھ اپنے لے کر بارگاہ میں آیا دعوت و ضیافت میں معروف ہوا ادھر کا حال سنیے کہ شہزادہ
بدیع الزمان نے امیہ سے کہا کہ نقابدار اسد شیر دل کو لیگیا ہے تو خبر لا کہ وہ کیونکر اسد شیر دل سے پیش آتا ہے
امیہ عیار با دل مضطر با سے شاطری اڑتا ہوا چلا یہاں نقابدار اسد شیر دل کو لیے ہوئے اپنے خیمہ میں داخل ہوا کرسی
زرنگار پر اسد کو بیٹھنے کے واسطے دی اور اسد سے خطاب کیا کہ تو اطاعت میری اختیار کر اسد پکارا او نقابدار
سبز پوش تو نے احسان مجھپر اسی واسطے کیا تھا کہ میں تیری نوکری کروں یہ کبھی مجھسے نہوگا میں نبیرۂ صاحبقران زماں
ہوں نقابدار سبز پوش نے کہا کہ تو میرا غلام ہے تجھے اپنی غلامی میں رکھونگا اسد شیر دل نے برہم ہو کر کہا دور دور
یہ کیا واہیات تو کلام کرتا ہے بیہودہ بزرگوار میرا کرب غازی نظر کردہ شاہ ولایت ہے جو حضرت علی ابن ابیطالب
کے غلام کا فرزند ہو وہ کب کسی کا غلام ہو سکتا ہے نقابدار سبز پوش اسد شیر دل کو چھیڑ رہا ہے اور اُسکی باتوں پر
ہنس رہا ہے آخر کو اسد نے کہا اے نقابدار سبز پوش جب تک تیرا نام و نشان مجھکو معلوم نہوگا میں ہرگز تیرے
پاس نہ رہونگا یہ کلام کر کے وہ تینوں نقابدار شیر دل کو ساتھ لے کر ایک گوشہ میں آئے اور نقابیں اُٹھا کر
صورتیں اپنی دکھائیں اب جو اسد پر ثابت ہوا قدموں پر نقابدار سبز پوش کے گرا اور کہا حقیقت میں
آپ کا غلام ہوں کبھی آپ کی خدمت سے جدا نہونگا اور نقابدار کے پاس رہنے لگا امیہ عیار نے یہ خبر جا کر
بدیع الزمان کو دی بدیع الزمان سنکر نہایت متعجب ہوئے اور کہا واہ واہ این گل دیگر شگفت اس طرف
لقا سے بے لقا نے حکم دیا کہ ملک قرتیا کوہ کو مع اُسکے سرداروں کے باغ بہشت میں داخل کر دو یہ سنتے
یاقوت شاہ اُسے باغ بہشت میں لیگیا اور دعوت میں اُسکی بڑا اہتمام ہوا غرض باغ بہشت میں ملک قرتیا کوہ
کی دعوت بڑی دھوم سے ہوئی اتفاقاً عمرو بھی صورت اپنی بدل کر خبر کو لشکر کفار کی آیا ہوا تھا ان سب کے ساتھ
وہ بھی داخل بہشت ہوا دیکھا صحبت عیش برپا ہے کفار بیٹھے ہوئے شرابخواری کر رہے ہیں ناچ ہو رہا ہے
جام شراب گردش میں ہے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک طرف سے گردم داد ارمزاد اور سعید خنجر زن
اور سیامک سیاہ کلاہ اور سگ دندان وغیرہ اور عیار بھی ہمراہ اُنکے آئے بختیارک بھی وہاں موجود تھا
اُس نے کہا اے گردم داد اے ارمزاد یہاں تم کیوں ان عیاروں کو ساتھ لائے ہو اُن دونوں نے کہا اے ملک جی
خداوند لقا کا حکم ہوا کہ سب عیار بھی باغ بہشت میں صحبت آرا ہوں بختیارک چپ ہو رہا عمرو ایک عیار
کی صورت بنکر اُن عیاروں میں شریک ہو گیا وہ سب عیار علیحدہ آکر ایک جگہ صحبت آرا ہوئے عمرو اس فکر میں تھا
کہ ان سب کو بیہوش کیجیے یکایک دو پہر رات گئے خود بخود آثار بیہوشی ظاہر ہوئے ہر ایک بہکی بہکی باتیں کرنے لگا

کسی کو دریا معلوم ہوا دوڑا کہ اُس دریا مین نہانے وہ لڑکھڑا کر عجب بیہوشی مین غوطہ زن ہوا کسی کو سانپ آتے ہوئے
دکھائی دیا وہ لاٹھی لے کر اُٹھا کہ اُس سانپ کو مارے بیہوشی ایسی موذی تھی کہ طمانچہ مار کر سر کچلا وہ لوٹنے لگا
صاحب فراش ہوا کوئی کسی کی طرف مخاطب ہو کر بولا کہ تمہاری چار آنکھیں ہین اُس نے کہا کہ چار چشم تم ہو ہماری
دو دو آنکھیں ہین ذرا دیکھئے دیدون سے دیکھو تو دونون آپس مین غصہ ہوے لڑنے کو اُٹھے گر گر بیہوش ہو گئے
غرضکہ اسی غصہ مین سب کے سب عجیب و غریب حرکتین کرکے بیہوش ہو گئے عمرو حیران تھا کہ کس نے ان سب کو
بیہوش کیا اِدھر اُدھر دیکھا جب کسی کو نہ پایا ارادہ کیا کہ اُٹھ کر اپنا کام کیجیے ایک آواز آئی کہ خبردار کسی چیز کو
ہاتھ نہ لگانا عمرو نے پھر کر دیکھا کہ عیار نقابدار سبز پوش ہے عمرو عیار نقابدار کی طرف دوڑا کہ اسکو گرفتار
کیجیے وہان پر حلقہ ہائے کمند سبز پوش نے عمرو کو الجھا کر گرا عیار نقابدار نے دوڑ کر عمرو کی مشکین باندھ لین
اور ستون سے باندھ دیا عمرو نے کہا مجھکو کیون باندھا ہے آدھا مال تو لے آدھا مجھے دے اُس عیار
نے کہا کہ ایک حبہ تجھے نہ دونگا اور تمام زر و جواہر سب کا لے کر چلا کہ وہان سے چلا جائے عمرو نے کہا کہ یہ
خلاف غیرت مسلمانی ہے کہ مجھکو کافرون مین چھوڑے جاتا ہے مین مارا جاؤنگا اُس نے کہا کہ اچھا ایک نوشتہ
لکھ دے کہ مین شاگرد ہوا عیار نقابدار سبز پوش کا تو مین تجھے رہا کردون ورنہ تجھے اختیار ہے عمرو نے
ناچار ہو کر نوشتہ لکھدیا اُس عیار نے ہاتھ عمرو کے کھولدیے اور وہان سے راہی ہوا عمرو نے پاؤن اپنے
کھولے اور جو اسباب باقی رہا تھا اُسے لے کر داخل زنبیل کیا عیارون کے گلے کاٹ لیے اور سعید خنجرزن
عیار کو کہ اُس نے سر محفل عمرو کو بہت برا کہا تھا اُسکا پیٹ چاک کرکے لٹکا دیا اور ایک رقعہ لکھ کر وہان ڈالدیا
اور وہان سے روانہ ہوا صبح کو گرگ دمرد وغیرہ جو ہوشیار ہوے اور اپنی صورتون کی خرابیان دیکھین بہت
حیران ہوے کہ رقعہ جو اُٹھا کر پڑھا معلوم ہوا کہ یہ کام عمرو کا ہے القصہ لاش سعید خنجرزن کی لقا کے پاس
لائے لقا نے حکم دیا کہ اس لاش کو لے جاکر دریاے رحمت مین ہمارے ڈالدو ایک نوروز مین اسکو زندہ
کرونگا لیکن اب حال سنیے نواد سنگ انداز کا ہے جو مہتر قران سر میدان پکڑنے گیا تھا بہ مسلمان
ہو کر چھوٹ گیا تھا اُسکے خیال مین یہ آیا کہ آج چل کر نقابدار سبز پوش کو پکڑ لاؤن یہ سوچ کر چلا بارگاہ
نقابدار سبز پوش کے پاس پہونچ کر ایک فراش کی صورت بنا اور فراشون مین ملگیا سب فراشون کو
بیہوش کیا اور خدمتگار بنکر اندر خیمہ کے آیا میوہ کھلا کر تمام خاصبردارون کو اور سب خدمتگارون کو
بھی بیہوش کیا بعد اسکے نقابدار کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اور جس راہ سے آیا تھا اُسی راہ سے
نکل کر تمام لشکر نقابدار طے کرکے لشکر کفار کی طرف راہی ہوا اتفاقات روزگار مہتر قران لشکر کفار مین
گیا ہوا تھا سلسل بن سلاسل کو گرفتار کیے ہوے لیے آتا تھا اثناے راہ مین دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ
بدوش چلا آتا ہے مہتر قران نے غلغلہ کیا ارے تو کون ہے اور کس کا پشتارہ ہے اُس نے کہا کہ مین نواد
سنگ انداز ہون نقابدار سبز پوش کو گرفتار کیے جاتا ہون مہتر قران نے کہا او دغاباز معلوم ہوا
کہ تو فریب سے اسلام لایا تھا دھوکا دے کر لشکر اسلام سے نکل آیا خیر جو کچھ کیا تو نے بہتر کیا لا نقابدار کو
میرے حوالے کردے اور تیرا جدھر جی چاہے چلا جا ورنہ تجھے مار ہی ڈالونگا نواد سنگ انداز نے کہا
اُس دن تو مکاری سے مجھے پکڑ لیگیا آج مین اسکا عوض تجھسے لونگا یہ کہکر تیر کو چین مین دے کر قران پر چلایا
مہتر قران نے اُسے رد کیا ان دونون مین سنگ زنی ہونے لگی [illegible]

وہ بھی یہاں آ پہونچا عیاروں کو لڑتے ہوئے دیکھ کر دور ہی سے آواز دی ارے کیا تم دونوں چور ہو جو
مال پر لڑ رہے ہو نواد رسنگ انداز پکارا ارے سگ دندان تو اس وقت یہاں خوب پہونچا مہتر قران نے
مجھے گھیرا ہے وہ یہ سنتے ہی نیمچہ عیاری پکڑ کر دوڑا مہتر قران اُن دونوں سے لڑنے لگا کہ سرہنگ کی اور عیار
ادھر سے پہونچے خبر پا کے مہتر قران ہوئے اُدھر سے سیامک سیاہ کلاہ وغیرہ آگئے اس طرف امیہ اور چالاک بھی
آگئے اب برابر سے عیاروں میں لڑائی ہونے لگی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ دو اژدر گیر لشکر کفار سے آئے
اور عیاران لشکر اسلام پر تلواریں کھینچ کر گرے عیاروں نے بھی کھینچے انکی تلواریں چلتی تھیں انکے پیچھے چلتے
تھے مگر نہایت مضطر تھے کہ کیا کریں یکایک نقابدار پلنگینہ پوش اور نقابدار فیروزہ پوش نقابدار سبز پوش
کی تلاش کرتے ہوئے آ پہونچے ایک اژدر گیر نقابدار پلنگینہ پوش نے مارا دوسرے کو نقابدار فیروزہ پوش
نے قتل کیا ادھر مہتر قران نے نواد رسنگ انداز کو جست کر کے نیمچہ مارا صاف سر تن سے اسکا اڑ گیا زمین
گرا مہتر قران نے کشتارہ نقابدار سبز پوش کا لے کر نقابدار پلنگینہ پوش کے حوالے کیا غرض کہ کچھ
کافر مارے گئے کچھ بھاگے مہتر قران سلسلہ بن سلاسل کو پکڑ کے اپنے عیاروں کے لشکر اسلام کی طرف
روانہ ہوا نقابدار پلنگینہ پوش اور نقابدار فیروزہ پوش نقابدار سبز پوش کو لیکے صبح کو یاقوت شاہ کو خبر
ہوئی کہ نواد رسنگ انداز نقابدار سبز پوش کو لیتے ہوئے کشتارہ بدوش آتا تھا ادھر سے مہتر قران
سلسلہ بن سلاسل کو گرفتار کیے ہوئے لیئے جاتا تھا اثنائے راہ میں دونوں سے ملاقات ہوئی [illegible]
دونوں میں لڑائی ہونے لگی مہتر قران کے ہاتھ سے نواد رسنگ انداز مارا گیا مہتر قران نے نقابدار سبز پوش
کو چھڑا لیا اور سلسلہ بن سلاسل کو مہتر قران لیگیا یاقوت شاہ نے کہا کہ عیاران لشکر اسلام بڑے بڑے
کار نمایاں کرتے ہیں کہ تعریف جنکی ممکن نہیں سیامک سیاہ کلاہ نے کہا کہ اگر حکم خداوند ہو تو سلسلہ بن سلاسل
کی خبر لاؤں اور عمرو کو سر میدان ماروں یاقوت شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہے القصہ دن تو گذرا رات کو سیامک
سیاہ کلاہ لشکر اسلام میں گیا اور مہتر چست عیار کی شکل بنکر سلسلہ بن سلاسل کو چھڑا لایا یاقوت شاہ
اُس سے بہت خوش ہوا اور خلعت دیا بعد اسکے سیامک نے اپنے نام پر طبل جنگ بجایا خبر لشکر اسلام میں
ہوئی ادھر بھی نقارہ جنگی پر چوب پڑی رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر معرکہ کارزار میں صف آرا ہوے
تمام عیار سنگیروں کے پیچھے مسند و تمامے عیاری پر بیٹھے نقاشے بے نقا گنبد گیتی نما پر تمکن ہو نقیب حسب
نسب دیگر پکارے کہ کون سا عیار طرار ہے کہ میدان جنگ میں ہنر اپنا دکھائے اسی وقت سیامک نے نقارہ کو
سجدہ کیا اور یاقوت شاہ سے اجازت لے کر میدان رزمگاہ کو چلا جست کر کے آسمان پر گیا وہاں خوب نیچے کے
ہاتھ خالی لگانے لبھانے کے زمین پر آیا پکارا کہ کہاں ہے عمرو آئے میرے مقابلہ کو اس طرف لشکر اسلام میں [illegible]
عمرو عیار کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ہر چند لوگوں نے عمرو کو تلاش کیا کہیں نہ پایا جب سیامک نے سنا
کہ عمرو نہیں ہے پوشیدہ ہو گیا لاف و گزاف کرنے لگا کہ وہ ساربان زادہ مجھے کیا لڑ سکیگا بھاگ گیا میرے سامنے
سے خراب اور جس عیار کا جی چاہے میرے مقابلے کو نکلے یہ سنکر سمک بلطائی چاہتا تھا کہ سیامک سیاہ کلاہ
کے مقابلے کو جائے کہ صحرا کی طرف سے ایک پیر مرد بالشت خمیدہ لکڑی کا گٹھا سر پر رکھے ہوئے نمایاں ہوا اور
سیامک کی طرف چلا بختیارک نے صلوٰۃ پڑھی اور کہا کہ مرشد کامل کیا کیا صورت بدل کر آتے ہیں یاقوت شاہ
ہنسا اور کہا کہ تجھکو سوائے عمرو کے اور کوئی نہیں معلوم ہوتا بختیارک نے کہا خیر دیکھیئے گا آپکو حال معلوم ہو جائیگا

مگر وہ پیرمرد برابر سیامک کے آکر سہم گئے کے گر پڑا اور اٹھ کر رونے لگا ہائے میرا اٹھ سالی والے پیرا ولی
اور سیامک سے کہا کہ یہ گٹھا ذرا اُٹھا کر میرے سر پر رکھ دے سیامک نے کہا کہ تو میدان رزم میں کیون آیا
پیرمرد نے کہا کہ مجھے آنکھوں سے نہیں سوجھتا ہی سیامک آیا اور جھک کے چاہا کہ اسکا گٹھا لکڑیوں کا اٹھا کر
اُسکے سر پر رکھ دے کہ عمرو نے ساتوں ملنگے کمند کے مارے اور جھٹکا دیا کہ سیامک گرا عمرو اُسکے سینہ پر
چڑھ بیٹھا اور مشکیں باندھ لیں اور پکارا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بختیارک یہ سنکر تا دھنا تا دھنا کہکے ناچنے لگا یاقوت شاہ سے کہا کہ دیکھا
حضور نے آپ کو میرے کہنے کا یقین نہ آتا تھا یہ خواجہ عمرو ہی یا اور کوئی ہی الغرض دونوں لشکر پھر گئے
بادشاہ اسلام نے عمرو کو خلعت دیا سیامک کو پھر زندان خانے میں گرفتار کیا قضائے کار اُس رات کو
شہزادۂ بدیع الزمان شام سے طلایہ کی گشت پر تھے چہار طرف پھرتے پھرتے گرد لشکر اسلام کے دور نکل
گئے ایک بلندی پر جاکر فرش بچھوا کر بیٹھے صحرا کا سناٹا ہوا کی سنسناہٹ خبری گل خودرو کی بھینی بھینی مہک شب ماہ
کی کیفیت دیکھ رہے تھے کہ دور سے کچھ آدمی آتے معلوم ہوئے امیہ عیار سے کہا کہ دیکھ تو یہ کون آتا ہی امیہ
چلا قریب پہونچکر دیکھا کہ نقابدار سبز پوش اور نقابدار رنگین پوش اور نقابدار فیروزہ پوش
شب ماہ کی سیر دیکھتے ہوئے چلے آتے ہیں اور کچھ رفیق بھی ہمراہ ہیں دوڑ کر امیہ نے شاہزادۂ بدیع الزمان
سے کہا کہ حضور وہی نقابدار سبز پوش وغیرہ آتے ہیں شاہزادہ بدیع الزمان نام نقابدار سبز پوش
کا سنتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور چند قدم آگے بڑھے کہ نقابدار قریب آگئے شاہزادۂ بدیع الزمان نے
پکارے کہ اے نقابدار عالیمقدار میں نہایت آپ کی ملاقات کا مشتاق تھا نقابدار کی نگاہ جو شاہزادۂ
بدیع الزمان پر پڑی مرکب سے کود پڑا جھک کر سلام کیا بدیع الزمان اُس سے لپٹ گئے اور کہا اے نقابدار
جب سے تمھیں میں نے دیکھا ہی کمال آرزو تھی کہ دو چار گھڑی کسی مقام پر صحبت آرا ہوں نقابدار بولا کہ میرا
بھی یہی جی چاہتا تھا پھر وہ دونوں نقابدار بھی پیچھے شاہزادۂ بدیع الزمان سے ملے سلام کیا غرض کہ
ایک مقام پر سب بیٹھے صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گردش میں آیا عین گرمی صحبت میں نقابدار نے
بدیع الزمان سے کہا کہ آپ خواجہ کو بلوائیے میں اُنکے گانے کا نہایت مشتاق ہوں بدیع الزمان نے
امیہ عیار سے کہا کہ جاؤ خواجہ عمرو کو بلا لاؤ امیہ عمرو کے پاس آیا اور بیان کیا کہ آج اسطرح کی صحبت
ہی آپکا نقابدار سبز پوش بہت مشتاق ہی چلیے خوش الحانیاں دکھائیے سب کو خوش کیجیے ہنسائیے
انعام واکرام اشرفیاں روپے رول لیجیے یہ سنکر عمرو امیہ کے ساتھ ہولیا جسوقت وہاں پہونچا نقابدار
کو سلام کیا نقابدار نے مالا مروارید سفید کا گلے سے اُتار کے عمرو کو دیا عمرو دعائیں دے کر نغمہ نوازی کرنے لگا
عین گرمی صحبت میں عمرو کی نگاہ عیار نقابدار سبز پوش پر پڑی خیال گذرا کہ ایسا نہو کہ یہ کہے عمرو
میرا شاگرد ہی بانسری ہاتھ سے رکھ دی نقابدار سبز پوش نے پوچھا کہ خواجہ گاتے گاتے تم پریشان
ہوئے عیار نقابدار بولا کہ اپنے استاد کو خواجہ نے دیکھ لیا نقابدار سبز پوش نے کہا اے شہنشاہ
عیاران ہیں انکا استاد کون ہی اُس نے کہا یہ میرا شاگرد ہی میرے پاس نوشتہ اسکا سر بمہر موجود ہی نقابدار
نے عمرو کی طرف دیکھا عمرو نے کہا اے نقابدار سبز پوش خلاصہ حقیقت اسکی یہ ہی کہ میں باغ بہشت
لقائے بے لقا میں عیاران کفار میں شریک بیٹھا ہوا تھا اور یہ بھی وہاں کہیں پوشیدہ موجود تھا

اُس نے اُن سب کو بیہوش کیا اور مین شعبدہ بازی فلک سے غافل ہوکر اسکی کمند فریب مین گرفتار
ہوگیا اس نے میری مشکین باندھ لین اور ستون سے کس دیا اور سب عیارون کا مال اور اسباب لوٹ کر
چلا مین نے پکارا کہ ای شخص مجھے ان کمند مین کیون وابستۂ دام مصیبت کیے جاتا ہی یہ سب کے سب جو وقت ہوش مین
آئینگے مجکو قتل کرینگے اس نے کہا کہ تم نوشتہ اس مضمون کا لکھ دو کہ مین تمھارا شاگرد ہوا تو ابھی چھوڑ دون
ورنہ اسی طرح مقید چھوڑ کر چلا جاؤنگا مجبور و ناچار مین نے ایک نوشتہ لکھ دیا اس نے اسی وقت مجکو رہا کیا
یہ وجہ ہی کہ عیار آپ کا اپنا شاگرد مجکو کہتا ہی اور مین دیدہ و دانستہ فن عیاری مین اس سے نہین مغلوب ہوا
اور ایسے چھوکرے میرے بہت سے دیکھے بھالے ہوے ہین نقابدار نے اپنے عیار سے کہا کہ سنا تو نے
کہ خواجہ عمرو کیا کہتے ہین عیار نقابدار نے کہا جب کیسے مین خواجہ عمرو کو گرفتار کرون عمرو نے کہا کہ مین
ابھی موجود ہون یہی گوی میدان ہی شہزادہ بدیع الزمان نے کہا یون لڑنا اچھا نہین تم دونو کے کوئی عیاری
کرو حال معلوم ہوجائیگا کہ کون عیاری مین کسپر غالب آتا ہی عمرو نے کہا مین ہر طرح موجود ہون غرض یہ دونون
لشکر کفار کی طرف عیاری کرنے کو چلے مگر علحدہ علحدہ روانہ ہوے عمرو جو لشکر کفار مین پہونچا پہر رات باقی
تھی آتے آتے لقا کے قیطولون کے نیچے پہونچا تھا سے کارگر دمرد عیار قیطولون پر اسوقت پکار رہا کہ
کہ ارے کوئی مزدور یہان ہی اسوقت مزدوری کریگا عمرو نے دل مین کہا یہی موقع خوب ہی ایک مزدور کی
صورت بنکر سامنے گردمرد کے آیا گردمرد نے کہا فلیتہ روشن کر کے میرے ساتھ چل عمرو فلیتہ روشن
کر کے گردمرد کے آگے ہوا جب کوچۂ طولانی مین پہونچا فلیتہ گل کر دیا اور بیہوشی اسپر ڈالکر کہا کہ حضور فلیتہ
نہین بجھے جلتا گردمرد نے فلیتہ اُس مزدور سے لے لیا اور کہا کہ مین اسے روشن کیے دیتا ہون اور
منہ کے برابر فلیتہ لا کر پہونکا فلیتے مین سے جو دھوان بیہوشی آلود اُٹھا دماغ مین گردمرد کے پہونچا گردمرد
بیہوش ہوکر گرا عمرو نے دماغ اپنا بند کر لیا تھا یہ بیہوش نہوا غرض گردمرد کو چادر مین باندھ کر پشتارہ لگایا اور
سامنے نقابدار سبزپوش کے رکھ دیا لیکن عیار نقابدار ہوگیا تھا گردمرد کی شکل بنکر خوابگاہ
یاقوت شاہ مین پہونچا سب عملہ کو بیہوش کیا یاقوت شاہ کو بیہوشی دے کے پشتارہ باندھ کر
لے آیا اور پشتارہ بدیع الزمان کے سامنے رکھ دیا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ تم دونون نے اپنی
اپنی پوری عیاری کی اب بر وقت تمھارے انکے تصفیہ ہوجائیگا الغرض صبح کو نقابدار اپنے لشکر کو روانہ ہوا
اور بدیع الزمان داخل لشکر اسلام ہوے عمرو نے بادشاہ اسلام سے گردمرد اور یاقوت شاہ
کا حال بیان کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بالفعل انھین قید کرو اور سیامک سیاہ کلاہ عیار کو بلا کر
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ دین اسلام قبول کر اس نے کہا کہ پہلے مجھے رہا کیجیے مین راہ و رسم سے اسلام کی آگاہ
ہوں تو مسلمان ہون عمرو نے کہا ای شہریار جانی اسکا روسیاہ کب راہ راست پر آیا جو یہ تیرہ درون
دین اسلام قبول کریگا یہ فریب کرتا ہی کبھی مسلمان نہوگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تمھین اختیار ہی جو چاہو
سو کرو عمرو نے اسی وقت سیامک کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور بند بند اسکا جدا کر کے سگان شکاری کو کھلوا دیا
ادھر لشکر کفار مین صبح کو غلغلہ ہوا کہ یاقوت شاہ بارگاہ سے غائب ہوگیا لقا نے کہا جاؤ گردمرد کو جب
گردمرد کو تلاش کیا اسے بھی نہ پایا بختگردون نے جھکے کہا کہ گردمرد بھی رات سے غائب ہی کہ اسی اثنا
مین پرچۂ اخبار گذرا کہ رات کو عیار نقابدار یاقوت شاہ کو گرفتار کرکے لے گیا اور عمرو گردمرد کو پکڑ لے گیا

یہ دونون لشکر اسلام مین قید ہین اور سیامک عیار کو عمرو نے قتل کیا لقا نے کہا یہ مین نے تقدیر مین لکھی
تھی یہ بلائی تقدیر ہوئی یہی ذکر تھا کہ خبر آئی القاش خون آشام نے غسل صحت کیا اور خدمت خداوند لقا
مین آتا ہے غرض کہ القاش نے آکر بیٹھے لقا کو سجدہ کیا پایہ تخت خداوندی کو بوسہ دیا لقا نے سب لے لقا نے
القاش خون آشام کو خلعت سے خلع کیا اور کہا مین نے تقدیر کی ہے کہ تیرے ہاتھ سے سب خدا پرست
مارے جائینگے اسی وقت القاش نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لے کر خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر
ہوئے عرض کیا کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ یہان بھی بلفضل ایزدی طبل حربی بجے
فوراً طبل سکندری پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے
بعد صفوف آرائی نقیب نقابت کر گئے پھر القاش خون آشام میدان جنگ مین آیا مبارز طلب کیا
فرخ شہسوار قلندر بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابلے کو آئے بعد تگاورزنی اور ہمسنجی کے نیزہ بازی کی
فرخ شہسوار نے نیزہ القاش کا ہوائی کیا القاش خون آشام نے وہی گرز سہ شاخہ فرخ شہسوار کو مارا
سپر پر گرز پڑا سپر کو توڑ کر ایک سینچہ کا سینہ سر مین در آیا اور دو سینچے دونون شانون مین پیوست ہوگئے تین زخم
فرخ شہسوار کے لگے تین فوارے خون کے جاری ہوئے فرخ شہسوار کو غش آگیا یہ دیکھتے ہی فرخ بخت
سلطان کو تاب نہ آئی مرکب کو اڑا کر میدان مین آئے فرخ شہسوار کو اپنے لشکر کے عیارون کو دیا آپ
القاش سے سامنا کیا کھینچکر تلوار القاش پر جھپٹے اور ہاتھ تلوار کا مارا القاش نے گرز پر روک کر
وہی گرز گران سر پر فرخ بخت کے مارا فرخ بخت سلطان بھی زخمی ہوئے اسی طرح تا شام کئی سردارون کو
اس مردود القاش خون آشام نے مجروح کیا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر اپنے خیمے مین داخل ہوا دوسرے
دن پھر طبل جنگ بجوا کر میدان جنگ مین آیا دو تین سردارون کو زخمی کیا تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان
بصد شوکت وشان مقابلے کو القاش خون آشام کے آئے بعد تگاورزنی و ہمسنجی نیزہ بازی ہوئی
بدیع الزمان نے چند طعن مین نیزہ اس کا ہوائی کیا القاش نے وہی گرز مارا بدیع الزمان نے
چاہا کہ گرز اسکے ہاتھ سے چھین کر قاش زین سے اٹھا لین کہ گھوڑے نے بدیع الزمان کے سکندری
کھائی خود سے الٹ گیا سر پر پھر یہ گرز جو آکر پڑا تین زخم کاری لگے مگر بدیع الزمان نے اپنے تئین سنبھالا
گھوڑے کو روکا اور چاہا کہ اب ایک ہاتھ تلوار کا القاش کو مارین کہ خون زخمون سے اسقدر جاری ہوا کہ
غش طاری ہوا القاش نے قصد کیا کہ بدیع الزمان کو باندھ لے یکایک نقابدار سبز پوش کا نعرۂ
کوہ شگاف بر آیا باش او گبر نابکار دست خود را نگہدار اینک رسیدم القاش صدائے نعرۂ دلخراش سنکر
رکا کہ نقابدار سبز پوش آ پہونچا شہزادہ بدیع الزمان کو لشکر اسلام کی طرف پھرا اور آپ مقابل ہوا القاش
نے کہا ای نقابدار اس روز مین تیرے ہاتھ سے زخمی ہوگیا تھا آج تجھے بغیر مارے کب چھوڑتا ہون نقابدار
سبز پوش نے للکار کر کہا او تیرہ روزگار یہ میدان جنگ ہے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خدائے ما بزرگ است
القاش خون آشام نے وہی گرز جھپٹ کر نقابدار کو مارا نقابدار نے پھرتی سے تلوار کھینچکر وسط گرز
پہ ہاتھ تلوار کا مارا کہ گرز مثل خیار قلم ہوگیا القاش نے تلوار کھینچکر نقابدار پر ماری نقابدار نے ہاتھ تلوار کی
بچا کر ہاتھ قبضہ پر ڈالدیا اور چاہا کہ ہاتھ مروڑ کر تلوار القاش کی چھین لین مگر القاش بھی کچھ ایسا کمزور
نہ تھا کہ نقابدار اسکے ہاتھ سے تلوار چھین لیتا کشمکش کے زور ہونے لگے آخرکار مرکبون سے دونون آگر پڑے

اور کشتی لڑنے لگے تین پہر کامل کشتی ہوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ نقابدار نے ایک مقام پر القاش کا لنگ
توڑ ڈالا چاہا کہ القاش کو اٹھا کر زمین پر مارے کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا اور نقابدار کو اٹھا کر لیے چلا گیا
القاش خون آشام نے للکار کر کہا اے خدا پرستو دیکھا تم نے نقابدار سبز پوش پر غضب زمرد شاہ باختری کا
نازل ہوا اب کل تم سب کو قتل کرونگا پھر طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا دونوں نقابدار نہایت متردد و پریشان
اپنے لشکر کو چلے اور ہرکارے چہار طرف تلاش کرنے کو نقابدار سبز پوش کی روانہ کیے ادھر لشکر اسلام پھر آیا
سردار اپنے اپنے خیموں میں داخل ہوئے بادشاہ اسلام نے زخمیوں کے زخموں میں ٹانکے دلوائے مگر نقابدار
کی طرف سے بہت پریشان تھے کہ ہرکاروں نے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا القاش نے پھر طبل جنگ
بجوایا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ رضینا بالقضا ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی بجے فوراً طبل سکندری پر چوب
پڑی کل رات بھر بہادر آلات حرب کا آراستہ کرتے رہے صبح کو دونوں فوجوں کا میدان میں پرا بندھا بعد
آراستگی صفوف جدال و قتال القاش نے لقا کو سجدہ کیا اور میدان جنگ میں آیا کئی رفیق ہاشم تیغزن کے مثل
آصف شترخوار وغیرہ القاش کے مقابلے کو آئے فائز بدرجہ شہادت ہوئے دوسرے دن شاہزادہ
خاور سیاہ قاسم عالیجاہ کے رفیق شہید ہوئے تیسرے روز جو القاش خون آشام میدان جنگ میں
آیا الجوب خان ششلی گرزی نے نکل کر مقابلہ کیا دیکھا القاش خون آشام نے کہ تیس چالیس گھوڑے
چلے آتے ہیں اور ایک گھوڑے پر ایک صندوق بڑا سا رکھا ہوا ہے اور چہار طرف اس صندوق کے شیشے لگے ہوئے
ہیں جب وہ گھوڑے بہیئت مجموعی قریب آکر پہنچے القاش نے دیکھا کہ تختہ صندوق کا اٹھا اور اس
صندوق سے الجوب خان ششلی گرزی باہر نکلا القاش خون آشام نے پوچھا اے جوان یہ صندوق کیسا ہے
اور یہ گھوڑے کیسے تیرے ہمراہ ہیں الجوب خان نے جواب دیا کہ تجھکو معلوم ہو جائیگا اب لا حربہ اپنا کسی طرح
قصور نہ کر القاش نے کہا تم خدا پرستوں میں پیشدستی کیا نہیں کرتے الجوب خان نے کہا بیشک القاش
نے کہا اے خبردار ہو یہ کہکر گرز گران سنگ مارا الجوب خان نے تختہ صندوق کا کھینچ لیا اور اندر صندوق
کے بند ہو گیا وہ گرز گران صندوق پر پڑا گرز اچٹ گیا الجوب خان پھر باہر نکلا القاش نے کہا اب تو
اپنا حربہ کر الجوب خان نے کہا خبردار رہو یہ کہکر ایک ایک تازیانہ گھوڑوں کو مارا وہ چالیسوں گھوڑے گرد
القاش خون آشام کے پھرنے لگے اسقدر خاک اڑی کہ آفتاب چھپ گیا دن کی شب تیرہ ہو گئی القاش
کو کچھ نہ سوجھائی دیتا تھا وہ تیرہ روزگار آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے چاروں طرف دیکھ رہا تھا اور جب اُن
آئینوں پر نگاہ القاش کی پڑتی تھی آنکھ جھپک جاتی تھی یہاں تک کہ جب خوب تق گرد و غبار کا بندھا
الجوب خان نے دونوں پاؤں صندوق پر مارے اور آسمان کی طرف اچھل گیا اور اوپر سے اترتے
ہوئے دونوں موزے القاش کے شانوں پر مارے القاش پریشان ہو گیا الجوب خان پھر جب
آسمان پر اچھل گیا القاش صندوق کی طرف دیکھتا تھا کہ الجوب خان نے پھر دونوں موزے القاش
کو مارے اب کی منھ میں القاش کے آکر لگے اور موزوں میں الجوب خان کے نعل آہنی خاردار
لگے ہوئے تھے منھ سے اور شانوں سے خون بہنے لگا زخم کاری ہو گئے القاش خون آشام نے
اپنے ہاتھی کو میدان سے بھگایا الجوب خان نے بھاگتے ہوئے پھر دو موزے اور مارے کہ سر بھی
زخمی ہوا القاش چلایا کہ یارو مجھے اس بلا سے جلدی بچاؤ القاش تو آگے آگے بھاگا جاتا تھا

الجوب خان تعاقب مین اُسکے موزے مارتا ہوا چلا آتا ہو یہان تک کہ بھاگتے بھاگتے اور مار کھاتے
کھاتے القاش بیہوش ہو کر گرا اور لوگ اُسکے دوڑے القاش کو بچا لیگئے الجوب خان شش گزی
خوش وخرم پھر کر آیا طبل بازگشت بجا دونون لشکرون نے مراجعت کی بادشاہ اسلام نے الجوب خان شش گزی
کو خلعت سے سرفراز کیا مگر القاش کو جب کفار لشکر مین سے گئے لباس اُسکا اُتار کے دیکھا کہ تمام
گوشت القاش کے شانون کا اور پشت کا اور سر کا کاسہ اور منھ اور رخسارے پاش پاش ہو کر جدا
ہو گیا ہی جراحون نے بدقت تمام ٹانکے لگائے علاج ہونے لگا پندرہ روز کے بعد القاش کچھ اچھا ہوا
بارگاہ مین یاقوت شاہ کی آیا بختیارک نے پوچھا ای القاش اب کیا ارادہ ہی القاش نے کہا مین
سب سے لڑونگا مگر اُس بلا سے سامنا نہ کرونگا بختیارک نے کہا ای القاش ہم تمکو اُسکے مار ڈالنے کی
تدبیر بتائے دیتے ہین تم ڈرو نہین شوق سے اُس سے مقابلہ کرو القاش نے کہا ملک جی مین تمام عمر
تمھارا ممنون واحسانمند رہونگا بختیارک نے کہا ای القاش جسوقت گھوڑے تمھارے گرد پھرنے لگین
اور خاک اُڑانے لگین تم صندوق کی طرف نہ دیکھنا آسمان کیطرف نگاہ کیے رہنا جب الجوب خان گرز
مارنے کے قصد پر قریب تمھارے آئے تم دونون پاؤن اُسکے پکڑ لینا اتنی قوت وطاقت اُنھین نہین ہی
کہ تمھارے ہاتھ سے چھوٹ جائے پس تم اُسے گرفتار کر کے سر پر چرخ دینا اُسکے ہوش وحواس باختہ ہوجائینگے
اُسوقت تمھین اختیار ہی چاہنا دین مار ڈالنا چاہنا یہان سے اُٹھا القاش خون آشام بختیارک سے
یہ تدبیر سُنکے بہت خوش ہوا اور طبل جنگ بجا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا الجوب خان شش گزی
اُسی طرح پھر مقابلے کو آیا القاش خون آشام نے بموجب تعلیم بختیارک کے الجوب خان جیسے ہی
اُچھل کر آسمان پر گیا القاش نگاہ کیے رہا جب وہ اوپر سے موزے مارنے کو نیچے آیا دونون پاؤن
الجوب خان کے القاش نے مضبوط پکڑے اور سر پر چرخ دے کے زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر
الجوب خان کو چیر کے پھینکدیا ایک شور وغل ہوا کہ الجوب خان شش گزی مارا گیا بادشاہ اسلام کے
لشکر اسلام مین اُسکی ماتمداری برپا کی اور فاتحہ خوانی ہوئی اور صاحب دفتر بموجب ایک روایت کے تحریر فرماتے
ہین کہ الجوب خان شش گزی القاش خون آشام کے ہاتھ سے مارا نہین گیا فقط زخمی ہو گیا تھا
الجوب خان شش گزی کو ایرج نامدار بعد عزووقار معرکہ میدان کارزار مین چھوڑ لاتے ہین الغرض
بعد قتل ہوجانے الجوب خان شش گزی کے القاش خون آشام نے پھر طبل جنگ بجوایا اور میدان
مین آیا اُس روز جمشید عراقی اور طومان تیغ خیز زنگی مقابلہ کو گئے ہاتھ سے القاش کے مارے گئے قصہ مختصر
سات دن کی میدانداری مین چار سو سردارون کو زخمی کیا اور تین سو ساٹھ سردارون کو مارا کہ قبرین اُنکی اُسی
میدان مین بنی ہوئین تھین آٹھوین روز پھر القاش میدان مین آیا کمال نخوت وتکبر سے لاف وگزاف
کیا اور للکارا ای خدا پرستو بہتر یہ ہی کہ لقا کو سجدہ کرو نہین تو ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا راوی لکھتا ہی کہ
اُسوقت دو چار سردار لشکر اسلام مین صحیح وسالم تھے باقی سب سرداران نامی وغیرنامی وغیرہ عالم زخمداری مین
مبتلا تھے جیسے ہی القاش نے مبارز طلب کیا بادشاہ اسلام متفکر ہوئے اور مرکب اپنا طلب کیا اور فرمایا کہ آج
ہم القاش کے مقابلے کو جائینگے اب کون ایسا سردار ہی کہ جسکو مقابلہ اُس القاش کے واسطے بھیجون خادم مرکب
بادرفتار تیار کر کے لایا بادشاہ اسلام چاہتے ہین کہ گھوڑے پر سوار ہون جانب صحرا سے گرد اُٹھی دم بھر کے بعد

دیکھا۔ شعر۔ از دو سو دشت و کوہ و اورنگ * گردے برخاست تو تا رنگ * گھوڑوں کی ٹاپوں کی
آواز آنے لگی پھر فوج نشانہاے لشکر اسلام کی چمکتی نگین پھان سنانوں کی مثل برق جہندہ کے معلوم ہوتی تھیں
تکبیروں کی صدائیں آئیں بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ امیر کشورگیر صاحب عزت و توقیر ذوالقرن ثانی سلیمان
حمزہ صاحبقران زمان اشقر دیوزاد پر سوار اور ہمراہ رکاب سعادت انتساب مقبل وفادار لندھور و قباد
اور بہرام گرد بن خاقان چین بعد بیجاہ و تمکین اور چالیس ہزار سوار جرار و نامدار نمودار ہوئے خواجہ عمرو
یہ کہتا ہوا کہ قربانت شوم آکر حمزہ صاحبقران زمان سے قدمبوس ہوا اول حال القاش بدمعاش
کے کبر و نخوت اور لاف و گزاف اور شور و شر کا بیان کیا حمزہ صاحبقران کو بہت ملال گذرا جب آگے بڑھے
بہت سی قبریں نئی ہوئیں میدان رزمگاہ میں دیکھیں پوچھا اے خواجہ یہ قبریں کن کن لوگوں کی ہیں خواجہ
عمرو نے عرض کیا کہ حضور یہ سب قبریں سرداران لشکر اسلام کی ہیں کہ دو ہاتھ سے کفار کے مارے گئے ہیں
اور ہزارہا اہل اسلام گنج شہیداں میں دفن ہیں صاحبقران زمان با دل نالان روئے اور سرداران لشکر اسلام
کی تنگیر روئے لگے اور دعاے مغفرت کی پھر بادشاہ اسلام کے سامنے آئے بادشاہ اسلام کو سلام کیا بادشاہ اسلام
بھی بغلگیر ہوئے اور فرمایا کہ بعد تمہارے جانے کے فلک کجرفتار نے بڑی بڑی گردشیں دکھائیں کہ بیان اسکا ایک
دفتر طولانی ہو الا نوبت باینجا رسید کہ چو دیدی الغرض کہ صاحبقران زمان گھوڑا اُچکا کر میدان جنگ میں آئے
اور مقابلے پر القاش بدمعاش کے اشقر دیوزاد کو روکا بختیارک نے جو امیر گیتی ستان حمزہ صاحبقران زمان
کو میدان کارزار میں مقابلہ القاش دیکھا آہستہ لعین کہا کہ آج القاش کا جام حیات لبریز ہوگیا اب امیر کے
کے ہاتھ سے بچنا اور زندہ رہنا القاش کا ممکن نہیں اس لڑائی کا بھی آج فیصلہ ہوگا یہاں القاش خون آشام
صاحبقران سے پہلے گاورزن ہوا بعد گفتگوے بسیار القاش نے نیزہ مارا امیر کشورگیر نے چند طعن میں نیزہ
اسکا ہوائی کیا القاش نے وہی گرز سنگ شاہ آہنی سیخوں کا صاحبقران پر مارا امیر کشورگیر نے وہ گرز القاش
کا چھین لیا القاش نے جھنجھلا کر تیغہ خونخوار کمر سے کھینچکر صاحبقران پر وار کیا امیر باتوقیر نے ایک چٹکی
دیکر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور القاش کا ہاتھ مروڑ کر تیغہ چھین لیا اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر اُس نامرد کو
اُٹھا لیا اور فرمایا دین اسلام قبول کر لقاے بے لقا کی پرستاری سے ہاتھ اٹھا کفر پرستی چھوڑ دے القاش
نے انکار کیا کہ کبھی ایسا نہوگا امیر گیتی ستان حمزہ صاحبقران کو غصہ آگیا دونوں ہاتھ سے دونوں ٹانگیں
القاش بدمعاش کی پکڑ کے مثل کرپاس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا زمین سے آسمان تک صداے تحسین و آفرین
بلند ہوئی سب کفار مغموم ہوئے لقاے بے لقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا دیکھتا تھا متحیر ہوا اور غائب
ہوکر وہاں سے اٹھ گیا مگر دوسرے راوی نے یہ لکھا ہے کہ جب القاش بدمعاش نے دین اسلام نہ قبول کیا
امیر کشورگیر نے اُسکی مشکیں باندھ کے خواجہ عمرو کے سپرد کیا خواجہ عمرو نے پاس یاقوت شاہ کے ایک ہی
زندانخانے میں قید کیا اور صاحبقران بارگاہ سلیمانی میں آئے بادشاہ اسلام نے بہت تحسین و آفرین کی صبح کو
امیر باتوقیر بارگاہ سلیمانی میں جلوہ افروز ہوئے یاقوت شاہ کو زندانخانے سے بلا کر تلقین دین اسلام کی
اُسنے جواب دیا کہ جس وقت لقا سے فیصلہ ہو جائیگا میں بھی اسلام لاؤنگا فرمایا لیجاؤ اسے زندانخانے میں لیکن
ادھر بختیارک نے لقا سے کہا یا خداوند عیاران لشکر اسلام کیا کیا کارنمایاں کرتے ہیں کوئی ایسا عیار نہیں
کہ جا کر یاقوت شاہ اور القاش کو چھڑا لائے لقا نے گونج دربندی اور سگ دندان عیار سے کہا

کہ میں نے تقدیر کی ہے تم دونوں جاکر نور خالص قدرت کو چھڑا لاؤ وہ دونوں عیار حکم لقا پاکر روانہ ہوئے اور
صورتیں اپنی بدل کر داخل لشکر اسلام ہوئے زندانخانہ یاقوت شاہ کا دریافت کرکے آئے اور ایک جائے
تنہائی میں نقب کھودنا شروع کی اور دوسرا سرا نقب کا زندانخانے میں نکالا یاقوت شاہ اور گردمرد کو
قید سے چھڑایا القاش وہاں سے علحدہ قید تھا ان چاروں نے چاہا کہ وہاں بھی جائیں اور القاش کو
چھڑا لائیں مگر ممکن نہوا چلے گئے صبح ہوتے داخل لشکر کفار ہوئے یاقوت شاہ اور گردمرد کو لقا کے سامنے
لائے وہ بہت ایسے خوش ہوا دونوں کو خلعت دیا یہاں صبح کو جو صاحبقران کو خبر ہوئی کہ یاقوت شاہ اور
گردمرد چھوٹ گئے عمرو پر بہت خفا ہوئے کہ خواجہ تم بہت غفلت کرتے ہو کہ حریف قید سے چھوٹ گئے
اور تمکو خبر نہوئی یہ ذکر تھا کہ خبر آئی کہ قہرش بن سوکیا سے طوفانی سلسال سے لڑنے گیا سلسال نے اسے
دغا گرفتار کر لیا امیر بانوقیر نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا اور حکم کیا کہ لاؤ القاش خون آشام کو فوراً لوگ القاش کو
لیکر سامنے امیر کے آئے صاحبقران نے القاش سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ دین اسلام قبول کر القاش نے
لقا پر سعی پر لعنت کی اور بصدق دل اسلام لایا اور حال قہرش کے قید ہو جانے کا سنا عرض کیا اگر حکم حضور
ہو تو جاکر قہرش کو قید سے چھڑا لاؤں امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے پھر امیر بانوقیر نے خلعت منگوا کر القاش کو
دیا القاش مع اپنے لوگوں کے لشکر کفار سے طلب کیا اور کوچ کرکے ترکستان کی طرف روانہ ہوا اور ایک روایت
رفتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ القاش بھی مسلمان نہیں ہوتا ہے قید رہتا ہے اور عمرو ہو کر زاجتی قہرش کی مدد کو
جاتا ہے ادھر کا حال سنیئے کہ بارگاہ یاقوت شاہ میں ملک قرتیا کو مع اپنے پہلوانان زبردست کے بیٹھا
ہوا ہے اور صحبت عیش برپا ہے جام شراب گردش کر رہا ہے کہ کافور آدم خوار نے عرض کیا اے نور خالص خداوند
آپ طبل جنگ بجوایئے کل میں خداپرستوں سے سامنا کرونگا اسی وقت طبل جنگ پر چوب پڑی لشکر اسلام میں
خبر ہوئی کہ لشکر کفار میں طبل بجا ہے امیر عالی مقام نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی بجے فوراً طبل سکندری پر
چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر معرکہ کارزار میں آئے اور صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نقابت
کر گئے کافور آدم خوار میدان جنگ میں آیا مبارز طلب کیا قارن گردن سوار اسکے مقابلے کو گیا بعد گفتگو کے
کافور آدم خوار نے دونوں چنگال اپنے قارن گردن سوار پر مارے کہ زرہ کو توڑ کر سینے میں دھنس گئے فوارہ خون کا
سینے سے قارن کے جاری ہوا اور ایسا صدمہ قلب پر قارن کے پہونچا کہ وہ بیہوش ہوگیا کافور آدم خوار نے
قارن کو گھوڑے سے اٹھا لیا شہزادہ بدیع الزمان کو تاب باقی نرہی بغیر اجازت بادشاہ اسلام کے نعرہ
کرتے ہوئے گھوڑا دوڑا کر چلے او کافر بدکیش کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے خبردار میں آپہونچا یہ کہکے مثل شعلہ
جوالہ برابر کافور آدم خوار کے پہونچکر قارن کو اسکے ہاتھ سے چھین لیا اور امیر کے حوالے کیا کافور آدم خوار نے
غیظ میں آکر چنگال اپنے شہزادہ بدیع الزمان پر مارے بدیع الزمان نے چنگال اسکے بچا کر پہونچوں کے پاس
سے ہاتھ پکڑ لیے اور ایک جھٹکا دیا وہ منہ کے بل سامنے آیا بدیع الزمان نے اوپر سے قبضہ تلوار کا مارا کہ سر
آدم خوار کا پھٹ گیا پھر گرکر تمام ہوگیا ایک شور ہوا کہ وہ کافور آدم خوار کو مارا یہ دیکھ کے ماہور آدم خوار دوڑا
اور بدیع الزمان کو للکارا کہ اے خداپرست تونے غضب کیا ایسے بہادر کو مار ڈالا یہ کہکر قریب آکر آرہ پشت
نہنگ شہزادہ بدیع الزمان پر مارا بدیع الزمان نے آرہ اسکا تلوار کی باڑھ پر روکا آرہ اسکا کٹ گیا
ماہور آدم خوار نے چنگال آہنی مارے بدیع الزمان نے جو خالی دے کر تلوار ماری دونوں ہاتھ اسکے

کٹ گئے باہور باختری کو لپٹے دیکھنے لگا بدیع الزمان نے دوسرا ہاتھ اور تلوار کا مارا کہ باہور آدم خوار کی کمر
پر پڑا دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا غرض کہ شام تک بدیع الزمان نے سترہ کافرون کو واصل جہنم کیا شام کو طبل
بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو پھر گئے صبح کو پھر میدانداری ہوئی ارجل بن جلیل میدان میں آیا
مبارز طلب کیا ادھر سے شہزادہ خاور سپاہ قاسم تالیجاہ نے بودھا باگ کا لیا بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
میدان جنگ میں ارجل کے مقابلے کو آئے بعد نگاورزنی و ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی قاسم نے نیزہ اسکا چند طعن
میں ہوائی کر دیا ارجل نے تلوار کھینچ کے قاسم پر وار کیا شہزادہ خاور سپاہ نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ تلوار
کا مارا مع مرکب ارجل بن جلیل کے چار ٹکڑے ہوئے قاسم صف شکن نے آواز دی ای کفار ارجل کی
لاش کو میدان سے لیجاؤ اور کسی پہلوان زبردست کو مقابلے کو بھیجو یہ سنکے سلسل بن سلاسل کمال
غیظ و غضب سے آگے حملہ ور ہوا قاسم ذیجاہ نے تلوار اسکی جبین کی ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول
کر سلسل بن سلاسل نے جواب دیا کہ لاکھ جان لقا پر نثار کرتا ہوں قاسم نے سر بہ چرخ دیکر زمین پر مارا سلسل بن
سلاسل سینے تک زمین میں غرق ہو گیا روح نجس اسکی ڈگر راہی طرف جہنم کے ہوئی غرضکہ شام تک انتیس سرداران کفار
قاسم نے مارے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے خیموں میں آئے بادشاہ اسلام نے قاسم ذیجاہ کو
بلوا کر خلعت فاخرہ دیا رات کو ملک فرتیا کوہ نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا جب یہ بات قیر کو خبر ہوئی کوس حربی
بجنے کا حکم دیا نقارہ رزمی لشکر اسلام میں بھی بجا علی الصباح دونوں دریاے لشکر گران صحراے کارزار میں طوفان
ہوے صفیں آراستہ ہوئیں میدان رزم تیار ہوا نقیب ہٹ ہٹ کر چلے گئے ملک فرتیا کوہ نے کر گردن کو
جولان دے کر لقا کو سجدہ کیا پھر باقی تقا شاہ سے اجازت لیکر میدان حربگاہ میں آیا اور للکارا ای خدا پرستو
تمنے بڑے بڑے میرے پہلوان قتل کیے اب جسکو تمناے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے یہ سنکے سر فتنہ باختر
شہزادہ بدیع الزمان نامور اپنے مرکب صبا رفتار کو اڑا کر سامنے بادشاہ اسلام کے آئے اور اجازت طلب
ہوے بادشاہ اسلام نے فرمایا خدا حافظ و ناصر ہو یہ سنکر بدیع الزمان نے تسلیم کی اور گھوڑا چمکا کر مثل
برق جہندہ اس کافر اظلم کے سامنے آئے ملک فرتیا کوہ دوچار نگاورزن ہوا بعد استفسار نام و نشان نیزہ
اما شہزادہ بدیع الزمان نے نیزہ اسکا نیزے سے برد کا خوب نیزہ بازی ہوئی آخر کار ستر طعن میں نیزہ اسکا
ہوائی کر دیا ملک فرتیا کوہ نے غصہ میں آکر مثل مار سیاہ بل کھایا اور تیغہ خونخوار کمر سے کھینچکر مارا کیا شہزادہ
بدیع الزمان نے سپر پر روک کے جو ہاتھ تلوار کا مارا سپر اسکی قلم ہوئی ملک فرتیا کوہ پیچھے ہٹ گیا تلوار
شہزادہ بدیع الزمان کی گھوڑے کے سر پر پڑی گردن گھوڑے کی کٹ گئی ملک فرتیا کوہ گھوڑے سے
کود پڑا اور شہزادہ بدیع الزمان کے مرکب کی طرف دوڑا شہزادہ بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ یہ مرکب کو
پی کرنے آتا ہے یہ بھی پشت زین فرس سے کود پڑے ملک فرتیا کوہ نے بڑھ کر تلوار ماری شہزادہ بدیع الزمان
نے خالی دے کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ملک فرتیا کوہ نے تلوار پشت تیغ پر روکی اسی طرح دو گھڑی کامل باہم
مقابلہ رہا اور تلوار چلی شہزادہ بدیع الزمان نے ایکبار سر تا کر جھکائی دے کر جو ہاتھ کمر کا مارا تلوار مثل
صابون کے کاٹ کر نکل گئی ملک فرتیا کوہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا لاش کے ٹکڑے تڑپنے لگے ایک
شور و غل ہوا کہ ملک فرتیا کوہ کو مارا فوج اسکی تلواریں کھینچ کے دوڑ پڑی شہزادہ بدیع الزمان تلوار
پکڑ کر ٹھہرا پڑا ادھر سے سرداران لشکر اسلام بدیع الزمان کی کمک کو آئے ادھر فوج کفار ملک فرتیا کوہ

سبھی لوگوں کی شرکت ہوئی اہل اسلام اور کفار کے تلوار چلنے لگی صدائے گیرودار بلند ہوئی عین گرمی جنگ میں
نیرنگ بن گیرنگ سے اور شاہزادہ علم شاہ سے مقابلہ ہوا اُس نے تلوار ماری علم شاہ نے تلوار
اسکی رد کرکے تیغ کیقبان فرنگی کا ہاتھ مارا ایسا کہ گردن چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا نیرنگ اُدھر ہی سے
اور ہاشم تیغ زن سے سامنا ہوا اُسنے تلوار ماری ہاشم تیغ زن نے تلوار اسکی چھین کر کمر زنجیر تھام کر
اُٹھالیا اور چکر دے کر آسمان کی طرف پھینکا گرتے ہوئے جو ہاتھ تلوار کا مارا دو ٹکڑے ہوکر گرا ایلغار قمر پیشانی
دوڑتا ہوا چلا آتا تھا کہ شہزادۂ بدیع الزمان للکار کر اُسپر جھپٹے ابھی بدیع الزمان برابر ایلغار کے نہ پہونچے تھے
کہ شہزادۂ خاور سپاہ قاسم عالیجاہ درمیان سے رکب کو جھکا کر قریب ایلغار قمر پیشانی کے پہونچے ایلغار
نے تلوار ماری قاسم نے خالی دے کر ایک ہاتھ تیغ بلارک افراسیابی کا مارا ایلغار قمر پیشانی نے تیغ
کنارہ دو ہوا اس عرصہ میں شہزادۂ بدیع الزمان بھی پہنچ گئے دوسرا ہاتھ تلوار کا شہزادۂ بدیع الزمان نے
ایلغار کی کمر پر مار کر چار ٹکڑے ایلغار قمر پیشانی کے ہوئے ایک شور اٹھا کہ ایلغار قمر پیشانی مارا گیا
شہزادۂ بدیع الزمان نے قاسم سے کہا او ترک تنگ چشم ایلغار سے تو میں لڑنے آتا تھا تو کیوں بیچ میں
کود پڑا اور میرے صید کو شکار کیا شہزادۂ خاور سپاہ قاسم عالیجاہ نے کہا او کشتی گیر میں تو اُسے کشتہ کر چکا
تھا تو نے آکر کیوں اُسکو تلوار ماری یہانتک دونوں میں تکرار ہو رہی تھی نوبت تلوار کی پہونچی تھی کہ ایک طرف
سے حمزۂ صاحبقران لڑتے ہوئے پہونچے اور ایک جانب سے علم شاہ ملک جاہ تلواریں مارتے ہوئے
آگئے دونوں کو جدا کرکے سمجھا دیا رفع شر ہوگئی پھر قاسم و بدیع الزمان کفار سے مصروف کارزار
ہوئے اس روز کی لڑائی میں جتنے ملک فرتیاکوہ کے ہمراہی سرداران نامی تھے وہ سب غازیان دیندار کے
ہاتھ سے مارے گئے جو لوگ کہ ملک فرتیاکوہ کی فوج کے باقی رہ گئے وہ لاش ملک فرتیاکوہ کی اُٹھا کر بھاگے
ہزارہا کافر جہنم واصل ہوئے قریب شام کے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی فرودگاہ کی طرف پھرے
بادشاہ اسلام نہایت خوش و کمال مسرور پھرے کفار ملک فرتیاکوہ کے مارے جانے سے نہایت رنجیدہ
ہوئے لشکر کفار میں ایک سناٹا ہے دوسرے دن کا ذکر سنئے کہ لقا سے جیسے لقا اپنے قیطول پر فکرمند
میں خاموش بیٹھا ہوا ہے اور بختیارک بار بار کہتا ہے یا خداوند اب کیا ہوگا کون خدا پرستوں سے سامنا
کریگا کیسے کیسے پہلوان زبردست خداپرستوں نے مارے ہیں لقا سنتا ہے مگر کچھ جواب نہیں دیتا ہے کہ ناگاہ
ہرکارے کی جوتی دوڑی ہوئی آئی بعد ثنا کے خداوندی کے عرض کیا کہ خداوند نمرود شاہ شہر شنکالیہ
سے نو لاکھ سوار جرار کی جمعیت سے آپہونچا اور بیٹا اُسکا زیور شاہ و تمام فوج کا سردار ہے اور ایک نقابدار
زردپوش اسکا سپہ سالار ہے اور قیطول اسکے ہمراہ ہیں معلق ہوا پر ہیں نیچے زمین سے بہت بلند ہیں
لقاے منشک بہت خوش ہوا اور پکارا کہ اے بندگان من قدرت مرا ببینید میں نے اپنے بھائی کو بلایا ہے کہ اب
خداپرستوں کا کام تمام کرے پھر یاقوت شاہ سے خطاب کیا کہ تم تمام سرداروں کو لے کر استقبال کو جاؤ
اور نمرود شاہ کو لاؤ کہ وہ میرا بندۂ خاص الخاص ہے یاقوت شاہ اُسی وقت تمام سرداروں کو ہمراہ لے کر
روانہ ہوا جب دامن کوہ میں پہونچا دیکھا کہ کئی فرسنگ کے دورے میں قیطول نمرود معلق ہوا میں
اور نیچے قیطولوں کے لشکر اسکا اترا ہوا ہے یاقوت شاہ نے زیور شاہ کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم لقا کی طرف
سے استقبال کے واسطے آئے ہیں زیور شاہ نے جاکر نمرود شاہ سے عرض کیا نمرود شاہ نے کہا

کہ جاکر اُس سے کہدو کہ مین لقا کی مدد کو نہین آیا ہون بلکہ اپنی خدائی ظاہر کرنے آیا ہون جو مجھے آکر سجدہ کریگا
اُسے امان دونگا ورنہ سزا اُسکو پہونچاؤنگا اور لقا کا کیا منھ ہی جو وہ دعوی خدائی کرتا ہی بہتر یہ ہی کہ مجھے آکر سجدہ کرے
نہین تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا یاقوت شاہ یہ پیغام سُنکر پھر آیا اور لقا سے بیان کیا لقا یہ سنتے ہی
بہت برہم ہوا اور پکارا کہ اسکی بھی شامت آئی ہی ابھی اسے خاک سیاہ کرونگا بختیارک نے کہا یا خداوندا
آپ گنبد گیتی نما پر سے دیکھیے کہ قیطول نمرود کس قدر بلند ہین معلوم ہوتا ہی کہ سامری اسکے شریک حال ہین لقا
نے جو بالاے بام گنبد گیتی جاکر دیکھا واقعی قیطول نمرود معلق ہوا پر دکھائی دیتے ہین اور زمین سے بہت بلند
ہین اسکے ہوش اُڑ گئے حیران ہوکر دیکھا کیا تصویر کی بنگیا پھر بختیارک سے کہا ای شیطان درگاہ تو دیکھا مین جسکی
تقدیر کرتا ہون کہ یہ سب خاک سیاہ ہوجائین مگر کہتے تو یہ کہا قیطولون کو دیکھکر منھ مین پانی بھر آیا گویا جواہر فرش سا
کے بنے ہوئے قیطول ہین کہ یہ قیطول اسکے سامنے گرد ہوگئے یہان تو یہ فکر و تردد تھا اُدھر امیر گیتی ستان کو خبر
ہوئی کہ نمرود شاہ اس عظم و شان سے آیا ہی اور قیطول اُسکے طبقہ ہوا پر قائم ہین بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل کر
قیطولون کو دیکھا ہنسکے فرمایا کہ یہ سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہی اُسی وقت دبیر کو بلاکر ایک نامہ نمرود شاہ کے
نام لکھوایا اور فرخ شہسوار قلندر سے کہا کہ تم یہ نامہ نمرود شاہ کے پاس لیجاؤ اور جواب باصواب اسکا جلد لاؤ
فرخ شہسوار قلندر ایلچی صاحبقران بنکر روانہ ہوے بارگاہ زیور شاہ مین پہونچے اور زیور شاہ کو خبر ہوئی
کہ ایلچی حمزہ صاحبقران زمان کا نامہ لے کر آیا ہی کہا کہ وہ نامہ بر کو لوگ فرخ شہسوار قلندر کو سامنے زیور شاہ
کے لیگئے فرخ شہسوار نے بعد ادائے شرائط نامہ امیر با توقیر اظہار کیا کہ نامہ سوائے نمرود شاہ کے دوسرے کے
ہاتھ مین نہ دونگا زیور شاہ فرخ شہسوار قلندر کو ہمراہ اپنے قیطولون پر لیگیا دیکھا فرخ شہسوار نے کہ ایک گبر
نابکار کندہ ناتراش تخت جواہر نگار پر متمکن ہی بطریق اہل اسلام فرخ شہسوار نے سلام کیا نمرود شاہ نے
کرسی جواہر نگار پر فرخ شہسوار کو بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام لبالب بادہ گلرنگ کا پیش کیا مگر فرخ شہسوار نے
نہ پیا نمرود پکارا کہ ای ایلچی حمزہ کا تو مجھے سجدہ کر فرخ نے کہا کہ لعنت ہی تجھپر اور تیرے پرستارون پر اُسوقت نمرود شاہ
نے نقاب اپنے چہرے سے الٹ دی اور کہا ای ایلچی دیکھ تو میری طرف اب راویان دفتر کا یہ بھی بیان ہی کہ نمرود شاہ کے
تاج مین ایک لعل بے بہا سحر کا بنایا ہوا ایسا نصب تھا جسکی نگاہ اُس لعل پر پڑتی وہ سجدہ کرنے کو نمرود علیہ اللعن کے
جھک گیا جیسے ہی فرخ شہسوار قلندر کی نگاہ لعل پر تاج کے پڑی مسحور ہوکر نمرود کو سجدہ کیا اور پکارا کہ بیشک
تو خداوند برحق اور آفریدگار مطلق ہی القصہ فرخ شہسوار قلندر جاے سحر ہوکر مطیع نمرود شاہ ہوے اور
وہین رہے مگر نمرود شاہ نے جواب نامے کا لکھوا کر فرخ شہسوار کے لوگون کو دیدیا وہ بیچارے سب وہان سے
چلے آئے اور صاحبقران کو جواب نامے کا دیا اور تمام کیفیت فرخ شہسوار کی بیان کی کہ فرخ شہسوار قلندر نے
نمرود شاہ کو سجدہ کیا امیر با توقیر پیچ و تاب کھا کر رہ گئے فرمایا بیشک یہ کارخانہ سحر کا ہی انشاء اللہ اسکا ذریعہ سمجھا جائیگا
لیکن یہان نمرود شاہ اپنے قیطولون پر بیٹھا ہوا تھا کہ دیکھا میدان مین بہت سی قبرین بنی ہوئی ہین عیار اسکا
سامرہ جنی اسکے سامنے کھڑا ہوا تھا اُس سے کہا کہ جاکر دریافت کر کہ یہ قبرین کیسی ہین وہ گیا اور حال دریافت
کرکے آیا بیان کیا کہ ایک سردار لشکر کفار کا القاش اسکا نام ہی اُسنے بہت سے سردار لشکر
اسلام کے مارے اُن مقتولون کی یہ قبرین ہین نمرود شاہ نے کہا القاش کہان ہی اُسنے کہا کہ لشکر
اسلام مین قید ہی نمرود شاہ نے سامرہ جنی سے کہا کہ القاش خون آشام کو اٹھا لا سامرہ جنی گیا

لشکر اسلام میں اور القاش کو اُٹھا لایا جب القاش خون آشام نمرود شاہ کے سامنے ہوش میں آیا
نمرود شاہ کو دیکھا اور لعل بے بہا پر نگاہ پڑی القاش نے نمرود شاہ کو سجدہ کیا ادھر صاحبقران نے
جو سنا کہ القاش زندانخانے سے غائب ہو گیا پوچھا کہ قید القاش کی کسکے سپرد تھی لوگوں نے کہا کہ القاش
اسد شیر دل بن کرب غازی کے حوالے تھا امیر باتوقیر نے اسد کی طرف دیکھا اور کہا کہ تمھارا سودائی پن بہت
بڑھا اور اسقدر غفلت کی کہ القاش تمھاری قید سے چھوٹ گیا اور تم کو خبر نہ ہوئی اسد شیر دل سر جھکا کر چپ
ہو رہے کچھ جواب نہ دیا جب بارگاہ سلیمانی سے باہر آئے ہرکاروں کو خبر کے واسطے روانہ کیا کہ جلد دریافت کرو
کہ القاش کو کون لیگیا ہرکارے فوراً دریافت کر کے آئے اور اسد شیر دل سے کہا کہ نمرود شاہ نے اپنے
عیار سامرہ جنی سے القاش کو اٹھا منگایا اسد شیر دل اسی وقت مرکب پر سوار ہو کر سامنے لشکر نمرود شاہ
کے آئے اور بے تکلف نمرود شاہ کو گالیاں دینے لگے نمرود شاہ فیلطون پر بیٹھا ہوا تھا صحرا کی سیر کر رہا تھا
اسد کو جو دیکھا سامرہ جنی سے کہا کہ اسے اٹھا لا سامرہ جنی اسد کو پکڑ کر اوپر فیلطون کے لیگیا اسد کی
جو آنکھ کھلی اپنے تئیں سامنے نمرود شاہ کے پایا اور فرخ شہسوار اور القاش کو بھی وہاں بیٹھے دیکھا اسد
پکارا او گبر نابکار ایک تو تو نے میرے قیدی کو منگوا لیا دوسرے اب مجھکو بھی اپنے پاس طلب کیا او کمبخت [illegible]
اُٹھے نمرود نے جلدی سے نقاب منھ سے اٹھا دی اور پکارا ای جوان برمن نگر برمن نگر شاید کہ شناسی مرا
اسد کی نگاہ جو اسکے تاج پر پڑی بے اختیار منھ سے سحر ہو کر سجدے میں جھک گیا اور کہا کہ تو خداوند برحق ہے میں
آجتک تجھے بھولا ہوا تھا اب پہچانا یہ کہکر اسد رونے لگا نمرود شاہ نے نقاب منھ پر ڈال لی اور اسد کو بہت سی
تسلی و تشفی دی اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا رفتہ رفتہ یہ خبر مشہور ہوئی کہ فرخ شہسوار اور اسد شیر دل اور
القاش خون آشام پر جنون نمرود پرست ہو گئے لقا کو یہ سنکر کمال رشک ہوا اور ہاتھ مل مل کر کہنے لگا
کہ مجھکو تمنا رہی کہ آجتک مجھکو کسی خدا پرست نے سجدہ نہ کیا لیکن حمزہ صاحبقران زمان نے فرمایا کہ خدا
خیر کرے یہ عجب سحر اس کافر کا ہے یہاں نمرود شاہ نے فرخ و اسد سے کہا کہ تم جاؤ اور حمزہ کو سمجھا کر لاؤ
کہ مجھے سجدہ کرے اسد نے کہا کہ یا خداوند یہ کام عمرو کا ہے اگر وہ آئے اور آپ کو سجدہ کرے تو بیشک
حمزہ کو بھی بہر طور لا کر سجدہ کروائے نمرود نے کہا ہم ابھی عمرو کو بھی بلواتے ہیں یہ کہکر سامرہ جنی سے
کہا تو جا کر عمرو کو اٹھا لا اُسنے اسد سے صورت عمرو دریافت کی اور روانہ ہوا یہاں ڈیڑھ پہر دن چڑھے
دربار برخاست ہوا او عمرو اپنے خیمے کو چلا کہ ایک پنجہ گرمیں اسکی پڑا اور اٹھا کر لیچلا عمرو ہر چند چلایا کہ ارے
تو نے دھوکا کھایا مجھے اور کسی کے شبہے سے لیے جاتا ہے مجھکو آزاد کر [illegible] طبقہ ہوا پر پہنچ کے آنکھیں عمرو کی بند ہو گئیں
بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا اپنے تئیں سامنے تخت نمرود شاہ کے پایا اور دیکھا کہ فرخ
شہسوار قلندر زادہ اور اسد شیر دل اور القاش خون آشام سامنے نمرود شاہ کے دست بستہ بیٹھے ہوئے
ہیں عمرو نے جھک کر نمرود شاہ کو سلام کیا نمرود شاہ نے اسد سے پوچھا یہی عمرو ہے اسد نے کہا کہ یا خداوند
یہی عمرو ہے نمرود شاہ پکارا اے عمرو میں نے تجکو اسواسطے بلایا ہے کہ پہلے تو مجھے سجدہ کر پھر حمزہ کو سمجھا کر لا
اور مجھے سجدہ کروا عمرو نے کہا یا خداوند میں مدت سے حضور کا مشتاق تھا نہایت قدمبوسی کا شوق تھا آج
آرزوے دلی میری بر آئی یا خداوند میں لاکھوں روپیے کا قرضدار ہوں نمرود نے کہا ہم تیرا قرضہ ادا کر دیں گے
پھر نمرود شاہ نے پچاس کشتیاں زر و جواہر کی منگوا کر عمرو کو دیں عمرو نے وہ سب مال نذر زنبیل کیا

اور وہ انگاہیون کی محراب جاکر اس کافر خاسر کو سجدۂ ظاہری کیا اور دلمین کہا کہ ای پروردگار عالم تو شاہد ہیو
کہ مین تجکو سجدہ کرتا ہون یہ سجدہ کا فرازلی ہی لایق سجدہ نہیں نمرود شاہ عمرو سے بہت خوش ہوا اور ایک
خلعت بہت بھاری منگوا کر دیا کرسی پر بٹھایا جام شراب گردش مین آیا نمرود شاہ نے کہا ای عمرو تو اب جاکر
حمزہ کو سمجھا کر وہ بھی مجھے آکر سجدہ کرے عمرو بولا یا خداوند آپ کیون گھبراتے ہین یہ میرا ذمہ ہی مین حمزہ کو مع
سرداران نامی وگرامی کے جاکر لے آؤنگا اور آپ کو سجدہ کرواؤنگا نمرود نے کہا تو اب تجھے لشکر حمزہ مین
بھجواؤن عمرو نے عرض کیا کہ ابھی خداوند کو مین نے اچھی طرح دیکھا نہین جب دل میرا زیارت خداوند سے سیر
ہو جائیگا تو جاؤنگا دوسرے یہ کہ خداوند نے میرے کمالات و ہنر ابھی نہین ملاحظہ فرمائے ہین نمرود شاہ چپ رہا
اسد بن کرب غازی نے کہا یا خداوند خواجہ عمرو کو علم موسیقی مین ایسا دخل ہی کہ اپنا ثانی نہین رکھتے ہین
نمرود شاہ نے کہا ای عمرو تم بڑے صاحب کمال ہو کچھ گاؤ بجاؤ اپنا ہنر دکھاؤ عمرو نے کہا مین موجود ہون جتنے
سازندے وہان حاضر تھے ان سے اشارہ کیا کہ تم ساز ملاؤ میرے ساتھ ہی رہو کسی تان مین مجھسے جدا
نہ ہونا سبھون نے کہا حضور کیا مجال پھر سب ساز ملانے لگے عمرو نے بانسری کمر سے نکالی اور ایک چیز بجائی ہوئی
گنگنائی کہ اسی گنگنانے سے سب کے دل بیچین ہوگئے غرض کہ سازندون نے ساز ملاکر چھیڑا اور عمرو بانسری

بجاکر یہ غزل گانے لگا غزل
کسی کا دل لگا کیا شیشۂ ٹوٹا بادہ خوارون مین
ترے در سے وہ کافر جا بھی پرہیزگارون مین
ہوے گم عاشقان جب شمع مہتاب عقل و تاب

کوئی جانے تو کیا جانے وہ یکتا ہے ہزارون مین
یہ توبہ توڑ کیون جا ملی پرہیزگارون مین
لگیگا بعد میرے پھر نہ مجھسا قدردان اسکو
دل بیتاب بھی اچھل پڑا یا ہجر یارون مین

ستمگارون مین عیارون مین لاکھون مین ہزارون مین
کہان رکھ دخت رز ہی کیا سبب ہم بادہ خوارون مین
قیامت تک رہیگا بخت تیرہ سوگوارون مین
اس شعر پر نمرود شاہ نے بہت تعریف

کی اور کہا پھر اس شعر کو کہنا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے حسب فرمایش نمرود شاہ مردود کے پھر اس
شعر کو خوبصورت آہنگ سے اس طرح گایا کہ نمرود شاہ اور بھی بےچین ہوگیا اور خواجہ عمرو کی بہت تعریفین کرنے لگا
اور کہنے لگا کہ خواجہ عمرو اس شعر کو پھر کہو خواجہ عمرو نے سہ بارہ پھر اسی شعر کو اس انداز سے گایا کہ نمرود شاہ
خود رفتہ ہوگیا پھر اسی شعر کو گایا یہان تک کہ سو مرتبہ اسی شعر کو خواجہ عمرو سے کہلوایا اور نمرود شاہ خوب
اچھلا کودا بہت خوش ہوا تمام حاضرین مست ہوگئے نمرود شاہ ایسا اسوقت خوش اور راضی خواجہ
عمرو سے ہوا کہ بہت سا مال و زر دیا رات کی رقت بعد کھانا کھانے کے نمرود شاہ نے پھر خواجہ عمرو سے
کہا ای خواجہ ہم بہت مشتاق ہین تمہارے گانے کے خواجہ عمرو نے عرض کیا یا خداوند مین موجود ہون
سازندون سے خواجہ عمرو نے اشارہ کیا وہ سب ساز ملاکر چھیڑنے لگے خواجہ عمرو نے نے کمر سے نکالی اور گنگنانے
نمرود شاہ نے کہا ای عمرو اسی غزل کے باقیات اشعار گاؤ عمرو نے وہی غزل جہان سے اسوقت چھوڑی تھی شروع

کی اور بانسری بجاکر گانے لگا ۔ اشعار
دکھا دینگے صف محشر مین ہم کتنے نکلتے ہین
سنبھل کر بیٹھنا جب بیٹھنا تم بیقرارون مین
انھین لوگون کے آنے سے تو رنجیدہ ہی خلقت
کہ اب جیتا ہون پر اٹھ ہی سیدا رہت نہین

فرشتون نے سر روز جزا تکرار ہوتی ہی
ہو پوچھا سنے کوئی ہو کرے امیدوارون مین
خدا کے سامنے قسمین کھانا دیکھنا ڈرنا
قدم تو شیخ نے تشریف لائے بادہ خوارون مین
دو کنٹر کر چلے ہین بیکسی سے حضرت زاہد

نگار کہتا ہی ہمکو بھی کسی بے جان نثارون میں
حقیقت برق کی کیا ہو گر اسمین بجلی نہ ہو ہین
نہین تو آپ نے ٹھہرا دیا ہی بیقرارون مین
تری برق تجلی گر ٹھہر جاتی تو کیا ہوتا
ترے مرشد ہین ہاتھون ہاتھ لاتا انکو یارون مین

یہ غزل جو عمرو نے نی بجاکر گائی تمام صحبت محو ہوکر بت بنگئی اور نمرود شاہ کا یہ حال ہوا کہ مست ہوکر بیخود ہوگیا جب ہوش آیا

بہت خوش ہوا اور عمرو کو بہت سا نذر دیا ہر دیار اس عرصہ میں قریب دو پہر رات کے پہونچی عمرو نے کہا یا خداوند
میں ساقی گری خوب کرتا ہوں یہ بھی میں نے کمال حاصل کیا ہے منہ سے گاتا ناچتا ہوں ہاتھ سے ساز بجاتا ہوں پاؤں
سے ناچتا ہوں پھر ہاتھ سے جام شراب بھی بھر کر پلاتا ہوں ایک ہی دورے میں یہ سب کام کرتا ہوں نمرود نے کہا واہ
واہ یہ کمال تم نے خوب حاصل کیا ہے دیکھوں تو سہی عمرو نے کہا کہ میخانہ میرے حوالے ہو جاے تاکہ کوئی محروم نہ رہے
اسی وقت نمرود نے داروغہ میخانہ کو بلا کر حکم دیا کہ میخانہ عمرو کے سپرد کرو عمرو نے تمام میخانہ دیکھا اور سب سامان
میخواری درست کیا اور بیہوشی ملا کر تمام عملہ کو شراب تقسیم کردی اور بہت تحفہ شراب گلابیوں میں بھر کر صحبت
میں لایا پہلے جام زرنگار بادۂ گلرنگ کا نمرود شاہ کو لبریز کرکے دیا پھر زیور شاہ کو ایک جام شراب بھر کر دیا
پھر تمام صحبت والوں کو ایک سرے سے ایک ایک جام شراب بھر بھر کر دیا سب بلانوش چڑھا گئے ایک ایک
سردار ذی ہوش اور ایک ایک ساحر بلانوش عجیب وغریب حرکتیں کرنے لگا یہاں تک کہ نمرود شاہ خود
ناچنے کو اٹھا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا عمرو نے تمام صحبت کا مال و اسباب اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور سب کی صورتیں
انواع و اقسام کی بگاڑ کر بنائیں اور نمرود کی داڑھی تمام مونڈی اور ایک طرف کی مونچھ مقراض سے اڑا دی اور دوسری
مونچھ میں ایک رقعہ لکھکر باندھ دیا مضمون خلاصہ اس رقعہ میں یہ تحریر تھا اے نمرود دشمن رب ودود اگر تجھے
داڑھی کا ماہ بماہ کہیں بھیجے جائیگا تو داڑھی تیرے منھ پر جمیگی نہیں تو یونہیں منڈا پائیگی پھر عملے والوں کو
روسیاہ کیا اور رقعہ نمرود کی جانب سے اس مضمون کا لکھا کہ اے سامرۂ جنی تو جلد عمرو کو پہونچا کر لشکر اسلام
میں پہونچا دے اور اس نوشتے پر مہر نمرود کی ثبت کرکے پہر رات رہے سامرۂ جنی کے پاس گیا اور رقعہ
از جانب نمرود مردود سامرۂ جنی کو دیا سامرۂ جنی اٹھا اور اسی وقت عمرو کو اپنی پشت پر سوار کرکے
لشکر اسلام میں پہونچا آیا یہاں حمزہ صاحبقران زمان خواجہ عمرو کے واسطے کمال افسوس میں تھے کہ
ناگاہ عمرو دوسرے دن صبح کو آیا آداب شاہی بجا لایا اور تمام کیفیت نمرود مردود کے وہاں کی صاحبقران
سے بیان کی اور کہا کہ اب میں پوشیدہ ہوتا ہوں نہیں تو اگر ابکی گرفتار ہو کر جاؤنگا تو نمرود پھر زندہ
نہ چھوڑیگا ادھر کا حال سنیے کہ صبح کو جو نمرود کو ہوش آیا اور اپنا حال خراب دیکھا اور رقعہ پڑھ کر مضمون سے
آگاہ ہوا کہا کہ عمرو بلا کا ہے شل مار سیاہ بہت تاوپیچ کھایا اور غصہ ہو کر کہا بلاؤ سامرۂ جنی کو جب
سامرۂ جنی حاضر ہوا نمرود پکارا عمرو کہاں ہے سامرۂ جنی نے رقعہ مہری نمرود کو دکھا دیا اور عرض کیا بموجب
اس رقعہ کے میں عمرو کو اپنی پشت پر سوار کرکے لشکر اسلام میں پہونچا آیا یہ سنکر نمرود مردود نہایت برہم
ہوا اور کہا میں نے یہ رقعہ نہیں لکھا تھا جا جلد عمرو کو گرفتار کر لا اگر وہ نہ آئیگا تو تجھے خاک سیاہ کردونگا
سامرۂ جنی یہ عتاب نمرود شاہ دیکھکر کانپتا ہوا عمرو کی تلاش میں چلا بعد سامرہ کے جانے کے نمرود
مردود نے حال اپنا اپنے کفیل و معین دیو افلاک سے بیان کیا دیو افلاک بہت بڑا ساحر زبردست ہے
اُسنے کہا کہ آپ طبل قہاری بجوا دیجئے کل خدا پرستوں کے لشکر پر اسقدر مار و عقرب برساؤنگا کہ سب کا کام
تمام ہو جائیگا کل ایک خداپرست زندہ نہ بچیگا نمرود دشمن رب ودود بہت خوش ہوا اور زیور شاہ سے
کہا کہ طبل قہاری بجواؤ کل ہم تمام خداپرستوں کا خاتمہ کر دینگے زیور شاہ نے قبطولوں سے نیچے اتر کر حکم دیا
کہ طبل قہاری بجے بموجب حکم زیور شاہ طبل قہاری لشکر نمرود میں بجنے لگا ایک شور و غلغل برپا ہوا کہ کل
خداپرستوں پر غضب خداوند نمرود شاہ نازل ہوگا ہرکارے یہ خبر سنکر خدمت بادشاہ اسلام میں آئے

اور دعا و ثنا بجا لا کے عرض کیا کہ لشکر نمرود شاہ میں طبل قماری بجا ہے اور ہر طرف یہی غلغلہ ہے کہ کل لشکر اسلام
غضب خداوند نمرود شاہ نازل ہوگا اور مار و عقرب آسمان سے برسینگے صاحبقران نے فرمایا کہ خدا ہمارا
بزرگ است ہمارے یہاں بھی لشکر اسلام میں طبل بجے حسب الحکم امیر با توقیر طبل سکندری بر چوب پڑی
اُدھر لشکر لقا میں بھی خبر پہونچی بختیارک نے کہا کہ ساحر نمرود شاہ کے شریک ہیں وہ سحر سے مار و عقرب
برسائینگے حمزہ اسم اعظم سے انھیں رد کر دینگے کچھ بھی نہوگا خیر ہم بھی تماشا دیکھینگے کہ کل کیا ہوتا ہے غرض کہ
رات بھر لشکر کفار میں جلسۂ عیش و عشرت رہا لشکر اسلام میں تمام شب نمازیں اور تضرع و زاری رہی
اور دعائیں کر کر کے بسر کی صبح کو حمزۂ صاحبقران زمان اور تمام سرداران عالیشان دیکھتے ہیں
کہ ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر کوہ کی طرف سے اٹھا ہزارہا بجلیاں کوندنے لگیں اور آواز گڑگڑاہٹ
کی اُس ابر میں سے بلند ہوئی یہاں تک کہ وہ ابر تمام لشکر اسلام پر محیط ہوگیا اور کچھ ترشح شروع ہوا
اور بجائے اولوں کے مار و عقرب برسنے لگے اور جسکو وہ کاٹتے تھے پانی ہو کر وہ شخص بہ جاتا تھا ادھم عجب طرح
کا تمام لشکر اسلام میں پڑ گیا عمرو و کلیم عیار اوڑھے ہوئے حمزۂ صاحبقران کے پاس کھڑا ہوا تھا آواز دی
اے حمزہ اسم اعظم کیوں نہیں پڑھتا یہ کارخانۂ سحر کا ہے صاحبقران نے اسی وقت اسم اعظم پڑھ پڑھ کر دم
کرنا شروع کیا مار و عقرب برسنا موقوف ہوگئے پھر بار دیگر اسم اعظم پڑھ کر دم کیا تو وہ ابر بھی غائب ہوگیا
نقارۂ فتح و شادمانی لشکر اسلام میں بجے دیو افلاک جادو نے جو یہ رنگ دیکھا کہ سحر بالکل رد ہوگیا نمرود شاہ
سے کہا کہ یا خداوند حمزہ بہت بڑا ساحر زبردست ہے کہ میرا سحر رد کر دیا مگر میں اب کچھ اور تدبیر کرونگا آپ
گھبرائیے نہیں سب خدا پرستوں کا کام تمام ہوا چاہتا ہے یہ خبر لقائے بے لقا کو بھی ہوئی کہ ابر غضب
نمرود جو لشکر خدا پرستان پر محیط ہوا تھا طرفۃ العین میں برطرف ہوگیا مگر کچھ لوگ بھی لشکر حمزہ کے ضائع
ہوئے لقا نے کہا نمرود شاہ دروغ گو ہے اس سے کیا ہو سکیگا میں سب خدا پرستوں کو غارت کرونگا یاقوت شاہ
سے کہا کہ تم طبل جنگ بجوا دو کل سواد قدرت ہمارا پیدا ہوگا اور خدا پرستوں کا استیصال کرونگا یاقوت شاہ
اسی وقت قیطولوں کے نیچے آیا اور اپنی بارگاہ میں گیا اور طبل جنگ کا حکم دیا لشکر کفار میں طبل جنگ بجنے لگا
ہرکاروں نے یہ خبر بادشاہ اسلام کو پہونچائی ادھر بھی نقارۂ رزمی بجا اُدھر نمرود کے لشکر میں بھی کوس حربی
پر چوب پڑی رات بھر تینوں لشکروں میں جنگ کی تیاری رہی صبح کو تینوں لشکر معرکہ کارزار میں صف آرا
ہوئے جس وقت صفیں آراستہ ہو چکیں اور نقیب نسب دے کر چلے گئے دیکھا کہ ایلنگ کوہ کی طرف سے
نقابدار سفید پوش بعد جوش و خروش نہایت قد آور پیدا ہوا اور میدان میں آ کر مبارز طلب کیا
بختیارک سمجھ گیا یہ خداوند لقا کے باختری ہے شہزادہ بدیع الزمان بعد عظمت و شان گھوڑا اچھیکا کر نقابدار
کو آئے نقابدار رجلہ زنگا و رزن ہوا بعد اسکے ہمسخن ہوا کہا اے بدیع الزمان بہتر یہ ہے کہ لقا کو سجدہ کر
نہیں تو مارا جائیگا شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا تو کیا بکتا ہے میں لقا پر لعنت کرتا ہوں یہ سنکر
نقابدار برہم ہوا اور نیزہ مارا بدیع الزمان نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کر دیا نقابدار نے غضبناک
ہو کر تلوار کھینچی اور بڑھ کے وار کیا شہزادہ بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کر کے وار تلوار کا نقابدار کی
روکا اور جھٹ کیا ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا نقابدار کی سپر کو قلم کر کے تیغہ سر پر آیا خود دو پارہ ہوگیا نقابدار نے ستانہ
مارا تیغہ جھٹکا کر نکل گیا زخم کاری سر پر لگا سر سے خون کا دریا جاری ہوا نقابدار نے زخم سر کو خوب کس کر

اتفاق کار سیارہ عیار نے شہزادہ خاور سپاہ قاسم عالیجاہ سے جاکر کہا کہ یہ نقابدار خود لقاے بے بقا
شہزادہ بدیع الزمان کے ہاتھ سے مارا جائیگا یا گرفتار ہوگا قاسم نے دل میں کہا کہ مجھے اور اُس کنفی گیر سے شرط
ہے کہ جو لقا کو مارے وہ دنگل رستم لے پس اگر لقاے بے بقا بدیع الزمان کے ہاتھ سے مارا گیا تو وہ بیشک دنگل
رستم پر قبضہ کریگا یہ خیال کر کے مرکب کو اُڑایا اور نقابدار کے پاس آکر للکارا اور نقابدار حریف نبرد میں تلا
اور بڑھ کر تلوار کا ہاتھ مارا نقابدار نے سپر پہ تلوار کو روکا مگر تلوار سپر کو کاٹ کر سر پر پڑی کہ زخم سر چوپارہ ہو گیا
نقابدار نے سر پیچھے کو ہٹا لیا تلوار سر نقابدار سے نکلکر گردن مرکب پر پڑی سر مرکب کا جدا ہو گیا مرکب مع
نقابدار زمین پر گرا عیار جو نقابدار کے ہمراہ تھا اُسنے بڑھ کر اُٹھا لیا اور دوسرے مرکب پر سوار کیا اور میدان
جنگ سے لیگیا شہزادہ بدیع الزمان نے قاسم سے کہا او ترک تنگ چشم میں تو نقابدار سے لڑ رہا تھا
تو کیوں آیا قطع نظر اسکے یہ کون سی بہادری ہے کہ زخمی کو تو نے مارا قاسم نے جواب دیا کہ او کشتی گیر تجھے کیا اسمیں
تیرا کیا ضرر ہوا ایک ہاتھ تلوار کا تو نے مارا ایک میں نے مارا تو عبث مزاحمت کرتا ہے بدیع الزمان نے کہا
اسکا عوض میں تجھسے لونگا یہ کہکر تلوار علم کی قاسم نے بھی تیغ کو تولا بدیع الزمان نے جھپٹ کر ہاتھ مارا قاسم
نے رد کر دیا قاسم نے تلوار ماری بدیع الزمان نے خالی دی غرض کہ قاسم و بدیع الزمان میں تلوار
چلنے لگی یہانتک کہ ایک ہاتھ تلوار کا قاسم پر پڑا قاسم زخمی ہوے بدیع الزمان بھی قاسم کے ہاتھ
سے مجروح ہوے علم شاہ قاسم کی حمایت کو آئے ہاشم تیغزن بدیع الزمان کی کمک کو پہنچے ادہم
لندھور بن سعدان سے اور مالک اژدر سے لڑا ہونے لگی غرض دست راستی ایک طرف تھے اور دست چپی
ایک جانب تھے اسطرف امیہ و سیارہ میں مباحثہ ہوا نصف عیار ایک طرف نصف عیار دوسری سمت پہنچے
قریب تھا کہ بڑا کشت و خون ہو تمام لشکر اسلام میں کھلبل پڑ گئی بادشاہ اسلام ہر چند سمجھاتے ہیں اور منع کرتے
ہیں کہ صاحبو آپس میں کیوں لڑتے ہو کٹے جاتے ہو یہ معرکہ اچھا نہیں ہے اسکا انجام بُرا ہوگا لشکر کفار میں سخت
ہنسی ہوگی مگر کوئی بادشاہ اسلام کی سنتا نہیں اور یہاں اُس روز حمزۂ صاحبقران زمان بسبب درد سر
کے میدان جنگ میں آئے نہ تھے عمرو نے دوڑ کر امیر باتوقیر کو خبر دی کہ قاسم اور بدیع الزمان سے تلوار
چل رہی ہے سرداران دست راستی ایک طرف ہیں اور دست چپی ایک جانب کہیں ایسا نہو کہ کشت و خون
آپس میں ہو جاے جلدی تشریف لیچلیے نہیں تو آپس میں لڑکر مر جائینگے یہ خبر سنتے ہی امیر باتوقیر بہ تعجیل تمام
مرکب پر سوار ہو کر میدان جنگ میں آئے دیکھا کہ قاسم اور بدیع الزمان دونوں زخمی ہیں تلوار چل رہی ہے
حمزۂ صاحبقران نے وہیں سے دونوں کو للکارا کہ کیا کرتے ہو تلواریں روک لو خبردار اب نہ ہاتھ لگانا جیسے
صداے امیر باتوقیر دونوں شہزادوں نے ہاتھ روک لیے صاحبقران نے آکر دونوں کو علیحدہ کیا لشکر میں لائے
پھر تو دست راستی اور دست چپی باہم مل گئے صلح ہو گئی معانقے کیے گلے ملے ایک کو ایک سے رنجش نہ رہی
امیر باتوقیر شہزادہ بدیع الزمان اور شہزادہ قاسم کو ساتھ لیکر بارگاہ سلیمانی میں آئے عمرو سے پوچھا کہ
یہ کس بات پر تکرار ہوئی عمرو نے سب حال مفصل بیان کیا صاحبقران نے بدیع الزمان سے کہا کہ تم تو
سلیم الطبع تھے کیوں قاسم سے اُلجھے اور قاسم تو ہمیشہ سے آتش خو شعلہ مزاج ہے اسکو میں کیا سمجھاؤں تمکو کچھ
لحاظ و پاس میرا بھی نہ آیا عجب نالائق ہو۔ امیر باتوقیر نے جو شہزادہ بدیع الزمان سے یہ کلمات سخت و درشت
کہے بدیع الزمان کو بہت ناگوار ہوا بارگاہ سے چپکے اُٹھ چلے آئے اور اپنے خیمے میں داخل ہوے بیٹھے

جراح کو بلا کر زخمون مین ٹانکے دلوائے پٹی مرہم سلیمانی کی چڑھوائی پھر فقیرانہ لباس زیب جسم کر کے چلے اور ملتمس ابدال قلندر کے تکیے پر آ بیٹھے - شعر بجروی پر ہو اگر پیر فلک آنھون پہر ✤ اے جوان دل بادشاہی سے گدائی خوب ہی ✤ اب بموجب روایات راویان اخبار مصیبت خیز و ناقلان حکایت دفتر ماتم انگیز کے تحریر کیا جاتا ہی کہ جب حمزہ صاحبقران زمان نے انقاش کو زیر کیا تھا اُسوقت کرب غازی اور فصل بن گیا ہو رخون آشام کر نقابدار بنے ہوے شریک نقابدار سبز پوش تھے دو دن آکر صاحبقران کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوے ستے اور حال شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا بیان کیا تھا اور لشکر اسلام مین رہتے تھے اب جو بدیع الزمان آزردہ خاطر ہو کر چلے گئے فصل بن گیا ہو رنے صاحبقران سے کہا کہ اے شہریار آپ ناحق شہزادہ بدیع الزمان پر خفا ہوے شہزادے کا کچھ قصور نہ تھا صاحبقران کو کمال غصہ طاری ہوا اُسی غیظ و غضب مین فرمایا کہ گیا ہو ر اگر تم جنبۂ بدیع الزمان کرتے ہو تو تم بھی اسی وقت میرے دربار سے چلے جاؤ اب دم بھر نہ ٹھہرو تمکو ہمارے امور مین کیا دخل ہی فصل بن گیا ہو رخون آشام بھی لشکر سے نکل کر پاس شہزادۂ بدیع الزمان کے فقیر بنکر جا بیٹھا ہاشم تیغزن اور فرہاد خان بکفرلی بھی لشکر اسلام سے نکل کر شریک بدیع الزمان ہوے آخرکار رفتہ رفتہ چند سرداران دست راست لشکر سے جدا ہو کر شریک بدیع الزمان ہوے یہ خبر لقا کو ہوئی کہ بدیع الزمان ملتمس ابدال کے تکیہ پر فقیر ہو کر بیٹھا ہی گردمرد سے کہا کہ تو جا کر ہمارے پاس لے آ - گردمرد گیا اور بدیع الزمان سے آکر کہا کہ خداوند لقا نے آپ کو بلایا ہی شہزادۂ بدیع الزمان بصورت قلندر جامۂ فقیری زیب جسم کیے ہوئے ساتھ گردمرد کے چلے جب سامنے لقا کے بے لقا کے آئے سلام کیا لقا نے کہا کہ مجھے سجدہ کرین بیجھے کمال عزت اور آبرو سے رکھونگا شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ بالفعل مین تارک دنیا ہوا ہون جب یہ خدا پرستون سے فیصلہ کرلینگے اُسوقت سمجھ لیا جائیگا لقا نے کہا کیا مضائقہ ہی مجھکو منظور ہی یہ کہکر شاہزادہ بدیع الزمان کو خلعت فاخرہ دیا اور باعزاز و اکرام رخصت کیا شہزادۂ بدیع الزمان پھر اُسی طرح بہیئت فقیری قلندر بنکر تکیہ پر آ بیٹھے اب اس قصہ کو تو یہین چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان حیرت نشان شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان بن صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا دو سے انگبین
نگہ غش آج کلمہ یسین ساقیا
طلسمات کا تیرے فتاح ہون
نشہ کی نہ ساقی ذرا بھی ہو

کو دیتے ہین جان اپنی جسم برین
ارے تو بھی سر کو دمن ساقیا
پر آشوب صحرا کا سیاح ہون
مجھے تو وہی جام مے دیجیو

عجب خت ذرے ہی نامہ طلسم
مرا اور شہر آج ہی سا سنا
طلسمی اگر قہر اغیا نہ ہی
دکھا مجھکو جلسہ عجب شان کا

ہوا کار گریان کسی کا نہ اسم
قدم معرکے سے نہ پیچھے ہٹا
مرا نام مفتوح مستان ہی
سمان جسمین ہو سب پرستان کا

سحر کا بھی کچھ عجزہ دل لکھے ✤ کبھی تو ذرا لطف صحبت ملے

اشعار

دیگر اشعار فارسی در صنعت
دوسے باشد کہ از رحمت برو خالق یکتائی
می درم آرم ز فاقش بار بشے صد پیراہنا
عشق اد ہر گہ رود گر چہ رود تن ز سرم

ملامت گوئی بے حاصل ہیچ اندوست بستانی
کی ایم صد زندہ ہر دم زہر رو سے او
پیرہن را از گریبان تا بدامن می درم
بنگرم گر روے آن مہ بہ سازم خویش

تو از ہر در کہ بازآئی لعبد خوبی و رعنائی
دران معرض کرچون یوسف جمالی زیدہ بخلق
روے او دیا گر بہ بینم داغ ہجرت بر
از سرم ہرگز نخواہد رفت یاران عشق او
خویش را سازم فدا گردن برد نش بنگرم

از کرم خود دل مرا خالی مکن از عشق خود　　عشق خود چون روح در قالب ابر ایمانکم　　بیت نگارندہ معنی دلپذیر پوشیدہ نیست
است این داستان بے نظیر فتاحان طلسم معنی ومضامین رنگین طلسم کشایان ترجمۂ عبارات خوش آئین کلید
سخن رنگارنگ سے قفل درمن قلب کو بجودت ذہن وطبع آرائی یون کھولتے ہین کہ شاہزادۂ والا قدر دار
نورالدہر نامدار بن بدیع الزمان عالیوار بعد عز وافتخار میدان کارزار مین القاش خون آشام سے
لڑرہا تھا اور زور کشتی کا ہورہا تھا او وقت معرکے کے بند ہورہے تھے یکایک ایک پنجہ آسمان سے گرا
اور شہزادۂ نورالدہر کو اٹھا لیگیا کہ ہوا مین پہونچکر بیہوش ہوگئے تھے بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا
اپنے تئین مسلسل بغل وزنجیر مین پایا دیکھا ایک دیو نہایت طویل تخت پر متمکن ہی اور گرد اسکے بہت سے
دیوان سرکش بیٹھے ہین شاہزادۂ نورالدہر نے بطریق اسلام سلام کیا وہ دیو کہ جو تخت پر بیٹھا ہی
نام اُسکا دیو قہقہہ سہ چشمی ہی نہایت برہم اور پر غضب ہوا اور للکار کر کہا کہ او نبیرۂ کوچک سلیمان تیرے
دادا کے ہاتھ سے باپ میرا مارا گیا اور تیرے باپ نے بیٹون کو میرے قتل کیا مین نے تجھکو اسواسطے
پکڑ بلوایا کہ انکے خون کا تجھسے عوض لونگا اب اگر تو خداوند ابلیس کو سجدہ کرے تو مین تیری جان بخشی
کرونگا ورنہ تجھے قتل کرونگا شاہزادۂ نورالدہر نے جواب دیا کہ مین ابلیس پر تلبیس پر لعنت کرتا ہون
اور مجھے تو نے غفلت مین پکڑوا بلوایا ہی اگر اسوقت قید نہوتا تو اس کلام ناکام کا تجھے مزہ چکھا دیتا تجھسا
نامرد کوئی نہوگا کہ مجبور کرکے زور کلام دکھاتا ہی دیو قہقہہ یہ بات سنکر اور زیادہ غضبناک ہوا کہا کہ جلاد جلاد
کو اسے قتل کرے فوراً جلاد بے بنیاد حاضر ہوا دیو قہقہہ نے حکم کیا کہ لیجاؤ اسکو اور ابھی قتل کرو جلاد بحکم
دیو قہقہہ زنجیر پکڑکر شاہزادۂ نورالدہر کو لے چلا اب شاہزادۂ نورالدہر کو یقین مرگ ہوگیا مایوس ہوکے
چہرہ اُتر گیا بلبل روح قفس جسم مین پھڑکنے لگا بیقرار ہوکر جانب پروردگار دل کو رجوع کیا اور درگاہ
قاضی الحاجات یہ دعا کرنے لگے ای خالق بے نیاز وای رب کارساز وقت بیکسی ومجبوری مین سواے
تیرے کون معین ومددگار ہی تو ستار وغفار ہی ای رب جلیل اس عبد ذلیل کو پنجۂ قضاے مبرم سے بچالے نظم

ای کریم زخشم دلفگارم　　وی چارۂ کار خام کارم
بگذار چنین ذلیل وخوارم　　از راہ کرم برآر کارم
سرگشتہ مکن مرا ازین بیش　　بنماے رہم بجانب خویش
در وادی معصیت اسیرم　　بگذار کہ تشنہ لب بمیرم
خجلت زدہ ام زکردۂ خویش　　وز شرم سرم فگندہ در پیش
چون آمدہ ام بعذر طلبی　　نومید مکن مرا الہی
بردار زسطرح بلا کم　　بگذار بسان خون خاکم

ادھر تیر دعاے شہزادۂ نورالدہر بہدف مراد پہنچی
نہ ہونے پایا تھا ادھر جلاد بد نہاد نے قطع پر بٹھا کر گلے پر خط کوسے کا کھینچا اور تیغہ خونخوار میان سے نکالا
اب خطر حکم اجر دیو قہقہہ سہ چشمی ہی قضاے کار دیو اعتکاف کہ وزیر ہی دیو قہقہہ کا اُسنے
دست بستہ عرض کیا ای شاہ دیوان میری عقل کے نزدیک ابھی اسکا قتل کرنا مناسب نہین ہی جنہیے
اسکو قید رکھیے پھر سمجھ بوجھ کے قتل کیا جائیگا اب کیا ہمارے قبضہ سے جاسکتا ہی دیو قہقہہ نے کہا تجکو
اختیار ہی جہان تیرا جی چاہے وہان اسکو لیجاکر قید کردے دیو اعتکاف نے جلاد کو حکم دیا کہ اس مجرم کو پھیر لاؤ
جلاد قتل شاہزادہ سے باز رہا اور دیو اعتکاف نے نورالدہر کو قصر الحجر جن سلیمانی مین بھیجدیا اور
دیو غراب کو اُسکی پاسبانی کے واسطے مقرر کیا اور کئی دیو دیو غراب کے ماتحت کردیے نورالدہر
مضطر ونالان حیران وپریشان اُس قید مین رہتے تھے اور ہر وقت دعا بدرگاہ پروردگار سے ابنی رہائی کی

کرتے تھے ایک دن ملکہ قریشیہ سلطان تخت پر سوار مع چند دیو کے ادھر سے گذری دیکھا کہ ایک جوان
سکا گلا مسلسل بغل و زنجیر خاک پر بیٹھا ہی مگر چہرہ مثل آفتاب عالمتاب کے درخشان ہی نہایت اسکو صدمہ
ہوا بعد بسیار رحم آکر دیوون سے کہا کہ تم مین سے دو دیو اسکے پاس جائین اور حال اسکا دریافت کرین
کہ یہ کس فلک خوبی کا بدر کامل ہی اور کس آسمان حسن و جمال کا خورشید تابان ہی دیو گئے اور جا کر پاسبانون
سے دریافت کیا اُنھون نے کہا یہ قیدی ہی شاہ دیوان قاف قہقہہ سہ چشمی کا اور ہم کچھ نہین جانتے
ہین اُن دیوون نے آکر قریشیہ سلطان سے یہی بیان کیا قریشیہ سلطان نے کہا خیر اسکا حال
خود اس سے دریافت کر لینگے دو دیوون سے کہا کہ مین آگے چلتی ہون تم اسکو جا کے اُٹھا لاؤ قریشیہ
سلطان تو اُدھر روانہ ہوئی اور دیو ادھر نور الدہر کے اٹھانے کو آئے نور الدہر غمدیدہ باچشم
پر آب قید مین بیٹھے تھے دیو موکل نگہبانی کر رہے ہین کہ ذرا آنکھ موکلون کی چوکی یکایک آسمان سے پنجہ گرا
اور شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کو اٹھا لیگیا شاہزادہ کرۂ ہوا مین پہونچکر بیہوش ہوگیا یہ دیو
خوف سے دیو موکلان مجرم کے نور الدہر کو لے کر بھاگے راہ مین تھک گئے ایک کوہ پر شاہزادہ
نور الدہر کو اُتار دیا اور آپ نیچے کوہ کے اُتر کر مصروف سیر صحراے سبزہ زار ہوے یہان دیو موکلان
نے قیدی کو نہ پایا چہار طرف تلاش کیا کہین پتا نہ لگا آپس مین کہا کہ وہ جو دیو پوچھنے کو آئے تھے وہی
اس قیدی کو اٹھا لیگئے ہین ابھی راہ مین ہونگے دور نہ گئے ہونگے چلو چل کر اُس قیدی کو چھین لائین
یہ صلاح کرکے چند دیو جو پاسبان نور الدہر تھے روانہ ہوے آتے آتے دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار
مین وہی دیو ٹہل رہے ہین وہین سے للکار کر اترے اور اُن دیوون سے لڑائی ہونے لگی انجام کار
یہ دو دیو تھے وہ دیو پاسبان بہت سے تھے اُنھون نے ان دونون دیوون کو مار ڈالا مگر کہین قیدی
کو نہ پایا تمام صحرا مین تلاش کیا پتا نہ لگا خیال کیا کہ یہ دیو جیسے لڑنے لگے اور کوئی انمین سے قیدی کو
لے بھاگا مجبور و ناچار وہ دیو پھر آئے اور دیو غراب سے کیفیت سب بیان کی اور دیو غراب نے
جا کر دیو اعتکاف کو خبر دی کہ کوئی دیو قیدی کو اٹھا لیگیا دیو اعتکاف وزیر دیو قہقہہ کو سنکر تاسف
ہوا کہ شکار پنجہ سے نکل گیا دیکھیے دیو قہقہہ کیا کہتا ہی ادھر کا حال سنیے کہ جب تک دیوون مین لڑائی
ہوا کی نور الدہر اُسی کوہ پر بیہوش پڑے رہے بڑی دیر کے بعد ہوش جو آیا اپنے تئین ایک کوہ پر
تنہا پایا اتنی دیر مین دیوان قہقہہ اُن دونون دیوون کو مار کر چلے گئے یہان شاہزادۂ نور الدہر حیران
ہوکے مین یونہین مسلسل یہان کیونکر آ گیا اُسی وقت قید آہن کو توڑا اور نیچے پہاڑ کے اُترے دیکھا
کہ خون کا دریا جاری ہی اور دو دیو قتل کیے ہوے پڑے ہین خیال مین گذرا کہ یہی مجکو اُٹھا لائے
ہین وہ جو پاسبان تھے تعاقب مین آئے ہونگے اُن سے لڑائی ہوئی یہ دونون مارے گئے خس
خس کم جہان پاک گوشت خوردان سگ مجکو کیا ہوگا یہ سوچ کر آگے بڑھے ہر چند وہ صحراے
سبزہ زار ہر طرف سے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی آتی تھی نکہت گل و ورود مشام کو بساتی تھی شگفتگی صحراے
دل باغ باغ ہوا جاتا تھا طائران خوش الحان کا چہکنا اچھا معلوم ہوتا تھا مگر راہ سے نابلد تھے
دو قدم چل کر ٹھہر جاتے تھے دل مین کہتے تھے کدھر جائین کس سے دریافت کرین کہ یہ کونسا
صحرا ہی یہان سے کسی شہر کا بھی راستہ ہی غرض کہ اسی طرح شاہزادۂ نور الدہر بجبر و قہر تین دن کا

نہ کوئی بستی نظر آئی نہ کوئی شہر ملا سوائے سنسان میدان یا آسمان و زمین کے آدم زاد کا پتا نہیں کہیں کہیں
کچھ طائر بولتے پرواز کرتے مل گئے نہ دانے سے کام نہ پانی سے آشنا بھوکے پیاسے چلے جاتے ہیں چوتھے روز
کچھ درخت سامنے دکھائی دیئے اور چند آدمیوں کی آواز آنے لگی شاہزادہ نور الدہر اُسی طرف کو چلا جب
قریب پہونچا دیکھا کہ ایک تکیہ ہے اُسپر ایک فقیر مرد پیر نورانی صورت سفید داڑھی بال ہوئے بڑے بڑے تہمد
گیروی باندھے دو شاخہ چوب شجر پر تکیہ دیئے ہوئے یاد استر کی دمبدم کرتا ہے اور چند مرید گرد اُسکے بیٹھے ہوئے
حق حق کرتے ہیں شاہزادہ نور الدہر نے پاس آکر صدا دی شاہ صاحب اللہ اللہ ہے یہ کہکے سامنے فقیر
کے بیٹھ گیا اُس مرد فقیر نے از سر تا پا شاہزادہ نور الدہر کو دیکھا اور پوچھا بابا کدھر سے تیرا آنا ہوا
نور الدہر نے کہا مصیبت کا مارا فلک کا ستایا خانمان برباد ہوں آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہے اُس فقیر
نے کہا مجکو افضال قلندر کہتے ہیں نور الدہر نے کہا شاہ صاحب پہلے کچھ کھلایئے کہ ہوش و حواس
درست ہوں چار پانچ روز کا بھوکا ہوں نہ کچھ کھایا ہے نہ پانی پیا ہے افضال قلندر نے کہا کہ بابا کیوں مضطر
ہوتا ہے پروردگار عالم رزاق مطلق ہے جا وہ سامنے درخت ہے اُسکا ایک پتا کھٹک کے منھ لگا دینا اُس میں سے
شیر خشک پیدا ہوگا جسقدر چاہے پی لینا اور ہم سب بھی وہی پیتے ہیں وہ روزی رسان برحق سیر
کر دیتا ہے دنیا کی ہمہ نعمتوں کا مزہ حاصل ہوتا ہے شاہزادہ نور الدہر اُس درخت کے پاس گیا بموجب ارشاد
فیض بنیاد فقیر خوش تقریر دودھ پی کر خوب سیر و سیراب ہوا شکر خدا کیا پھر افضال قلندر کے پاس آیا
اور سب لباس اُتار ڈالا فقیری کا اختیار کیا اور افضال قلندر کے پاس رہنے لگا افضال قلندر کو
نور الدہر سے کمال محبت ہوگئی اور بڑی خاطر مدارات سے پیش آتا تھا اور بہت دل سے عزیز رکھتا تھا
بعد چند روز کے افضال قلندر نے کہا اے عزیز قریب یہاں سے قدمگاہ جناب سلیمان علیہ السلام
ہے وہاں آج جلسہ ہے تمام پرستان جمع ہوگا تم بھی میرے ہمراہ تماشا دیکھنے چلنا عجب کیفیت کا جلسہ ہوتا ہے
قابل دیکھنے کے یہ صحبت عشرت ہے اور اہتمام و انتظام یہاں کی صحبت کا بہت قرینے کے ساتھ ہوتا ہے کہ مالک
قدمگاہ جناب سلیمان علیہ السلام رحیم جنی بھائی عبد الرحمن جنی کا ہے جو ملکہ قریشیہ سلطان کے
یہاں ہے اور بہن ملکہ آسمان پری زوجہ صاحبقران زمان کی ملکہ سلیمان پری ناظمہ قدمگاہ جناب سلیمان
علیہ السلام ہے نور الدہر نے یہ سنکر کہا شاہ صاحب میں ضرور آپکے ہمراہ چلونگا اور تماشا اُس جلسے
کا دیکھونگا غرض کہ شام کے وقت افضال قلندر نور الدہر کو ساتھ لے کر جانب قدمگاہ جناب سلیمان
علیہ السلام میں چلے تھوڑی رات گئے اُس جلسے میں پہونچے نور الدہر نے دیکھا کہ تمام پرستان جمع
ہے ایک ایک پری حسین نازنین شکیل جمیل صورتیں آفتاب و مہتاب کے مانند سب بیٹھی ہیں گرد پریزادان
مہرو موجود ہیں ہزارہا دیو طویل القامت کھڑے ہیں روشنی بے انتہا ہے کوسوں تک چراغاں ہے فرش مکلف
زرنگار بچھا ہوا ہے چاروں طرف مردنگیاں اور کنول بلوریں روشن ہیں جام شراب گلرنگ کا دور ہے عیش و عشرت
کا طوفان ہے ناچ ہو رہا ہے نئی نئی نازنین اٹھلاتی ہیں بیچ میں بچھی مسند جواہر نگار پر ملکہ قریشیہ سلطان اور ملکہ
آسمان پری اور ملکہ سلیمان پری اور ملکہ غلمان پری جلوہ افروز بزم عشرت ہیں بصد ناز و حسن و ادا
بیٹھی ہوئی ناچ دیکھتی ہیں افضال قلندر کو جو آتے دیکھا بصد عزت و تکریم بلا کر بٹھایا شاہزادہ نور الدہر
بلباس فقیری ساتھ تھے برابر افضال قلندر کے بیٹھے تمام پریاں شکل و شمائل اور حسن نور الدہر کو

دیکھ کر دنگ ہو گئیں ایک ایک سے کہتی تھی کہ شاہ صاحب کا مرید تو بہت حسین و خوبصورت ہے اس لباس
فقیری میں بھی جلوۂ شاہانہ چہرے سے ہویدا ہے نہیں معلوم یہ کون ہے اور کس کا صاحبزادہ ہے غرضکہ یہی باتیں
باہم کہہ رہی ہیں کہ ایک پریزاد نے آکر ملکہ فرشتہ سلطان سے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ملکہ جواہر پری
دختر نیک اختر ملکہ آسمان پری کہ بہت علیل تھیں اسوقت اُنکی طبیعت زیادہ بے لطف ہو گئی دانت بیٹھ گئے
غش آ گیا بیہوش پڑی ہیں نبضیں ساقط ہیں دریائے مرض جوش پر ہے گرد سب کھڑے ہوئے رو رہے ہیں
آپ ذرا تشریف لے چلیے ملاحظہ تو کیجیے یہ سنکے ملکہ فرشتہ سلطان و آسمان پری و سلیمان پری و نعلمان
پری یہ سب آبدیدہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوئیں تمام صحبت درہم برہم ہو گئی ملکہ فرشتہ سلطان نے افضال قلندر
کیطرف دیکھ کے کہا شاہ صاحب خوب ہوا کہ اسوقت آپ یہاں تشریف فرما ہیں ذرا چلکر ملکہ جواہر پری کو دیکھیے کہ کیا
ماجرا ہے ایک زمانۂ بعید سے یہ بیمار ہے اور کسی طرح اُسکو صحت نہیں ہوتی اب عارضہ بہت طول پر ہے چنانچہ اس
جلسہ میں وہ بھی آئی ہوئی ہے اسوقت اُسکا بہت حال دگرگون ہو گیا ہے یہ سنکے افضال قلندر ہمراہ لے کر
نور الدہر کو ساتھ ملکہ فرشتہ سلطان کے چلے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ عقد نور الدہر کا بعہد طفولیت
ساتھ اسی جواہر پری کے ہو چکا ہے جو بیمار ہے اور یہ عقد عبدالرحمن جنی نے پڑھا تھا اور کاغذ تحریری بقلم
عبدالرحمن لکھا ہوا بازوے شاہزادۂ نور الدہر پر بندھا ہوا ہے اور نور الدہر نے زبانی اپنی والدہ ماجدہ ملکہ
گوہر ملک کے بھی اکثر سنا تھا کہ عقد میرا ملکہ جواہر پری دختر نیک اختر آسمان پری کے ساتھ ہو چکا ہے اب جو نور الدہر
نے اسوقت نام ملکہ جواہر پری کا سنا دلمیں کہا اے نور الدہر یہ وہی نازنین ہے جسکے ساتھ تمہارا عقد ہوا تھا اب کشتی طوفانی
تمہاری ساحل مراد پر پہونچی غرضکہ ملکہ فرشتہ سلطان وغیرہ افضال قلندر کو ہمراہ لیے ہوئے بالین ملکہ
جواہر پر پہونچیں اور کہا شاہ صاحب ملاحظہ کیجیے شاہ صاحب بیٹھ گئے اور زائچہ کرنے لگے چونکہ افضال قلندر
صاحب کمال فقیر ہے اور علم رمل وغیرہ میں نہایت دخل ہے ادھر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کی جو
نگاہ جمال بے مثال ملکہ جواہر پری پر پڑی دل سے فریفتہ و شیفتہ ہو گئے چاہتے تھے کہ پروردگار عالم کوئی
سامان ایسا ظہور میں لاوے کہ اس معشوقۂ عدیم المثال کی ہم آغوشی ہو کہ یکایک افضال قلندر نے بعد غور
کرنے زائچہ وغیرہ کے سر اٹھایا اور فرمایا اے ملکہ فرشتہ سلطان یہ ابھی اچھی ہوئی جاتی ہے ساعت اسکی
صحت کی آپہونچی یہ جو صاحبزادہ میرے ساتھ آیا ہے یہ اسکا مسیحا ہے اور صدائے کلام اسکی مریض عشق کیواسطے
شربت شفا ہے ایک دم بھر کیواسطے ان دونوں کو تخلیہ میں کرا دو ابھی ابھی اسکو صحت کلی ہے کیونکہ جسکا عقد عہد
طفولیت میں جواہر پری کے ساتھ ہوا اور عبدالرحمن جنی نے عقد پڑھا وہ یہی لڑکا ہے اور نام اسکا دریافت
کرو کہ شاہزادۂ نور الدہر ہو گا یہ سنکر ملکہ فرشتہ سلطان پہلے متعجب ہوئی پھر بہت خوش ہوئی اور اسیوقت
تخلیہ کر دیا اور نور الدہر سے کہا اے مسیحائے درد فراق اے دوائے مرض اشتیاق جائیے اور اپنے بیمار محبت کو
جلد اچھا کیجیے شاہزادۂ نور الدہر بالین پر ملکہ جواہر پری کی آیا اور لخلخۂ زلف عنبر اپنا اُس مریض الفت کو
سنگھایا فوراً جواہر پری کو ہوش آیا آنکھیں کھولدیں کہا تو کون ہے نور الدہر نے کہا تمہارا مسیحا ہوں نام میرا
نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار ہے یہ سنتے ہی جان تازہ تن بیجان میں آ گئی گویا آب تازہ نہال خشک میں پہونچا
غنچۂ دل شگفتہ ہوا گل رخسار پر اُسی وقت تازگی آ گئی اٹھ بیٹھی دونوں عاشق و معشوق گردنوں میں باہیں
ڈالکر خوب ہمکنار ہوئے نور الدہر بوسۂ لب و دندان لینے لگے غرضکہ بعد تھوڑی دیر کے ملکہ جواہر پری نے خود ہی

خاص کو آواز دی سب پریزادین خوشی خوشی آئین ملکہ قریشیہ سلطان اور ملکہ آسمان پری دوڑ کے
لپٹ گئین اور سب بلائین لینے لگین ایک شادی تازہ ہو گئی صحبت جشن آراستہ کی گئی دورہ جام شراب
کا ہونا شروع ہونے لگا کہ یکایک ایک تراقہ آسمان پر ہوا سب پریزادان و دیوان جانب آسمان سر اٹھا کر
دیکھنے لگے معلوم ہوا کہ ایک دیو بشکل مہیب و بہیئت عجیب سیاہ رنگ طویل قد شاخین دراز مانند شجر کوہ بلند
کے آیا دیوون نے بڑھ کے روکنے کا قصد کیا ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا آنے دو ذرا دیکھون تو یہ
کونسا دیو ہے اور کہان سے آیا ہے اور کیا اسکا مطلب ہے جب وہ دیو قریب آیا ملکہ قریشیہ سلطان نے
کہا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے اور تیرا کیا مطلب ہے اس دیو نے کہا کہ نام میرا دیو فلک ہے اور دیو
قہقہہ سہ چشمی نے مجھکو بھیجا ہے کہ نبیرۂ حمزہ قید مین سے نکل گیا جہان ملے پکڑلاؤ مجھکو تم لوگون سے کچھ
غرض نہین ہے نبیرۂ حمزہ کو لیجاؤنگا فقط اسی سے کام ہے یہ سنکے شہزادۂ نور الدہر بعد خشم و قہر للکارا
کہ او دیو مرتبہ فلک ناسعید کیا مجال تیری جو مجھکو تو لیجائے یہ سنکے دیو فلک نے وارشمشاد اٹھائی ملکہ
قریشیہ سلطان اپنے دیوون سے اشارہ کرکے برجی کہ اسکو مار لو افضال قلندر نے منع کیا کہ تم کوئی
اس دیو سے دیو نو شاہزادہ نور الدہر خود اس سے سمجھ لیگا ادھر شاہزادے نے بھی کہا کہ آپ کوئی صاحب
تکلیف نہ فرمائیں مین ابھی اسکو مارے لیتا ہون اب یہ موذی میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا اپ دیکھے
مین اسکا ابھی سر کچلتا ہون ادھر دیو فلک نابکار نے وار شمشاد شاہزادۂ نور الدہر پر ماری شاہزادۂ
نور الدہر دونون ٹانگون کے بیچ مین اس دیو کے ہوگیا وہ وار شمشاد خالی آکر زمین پر پڑی کمی ہاتھ زمین
مین دھنس گئی اور وار شمشاد کی جھونک مین دیو فلک بھی جھک گیا شاخین اسکی زمین مین گڑگئین نور الدہر
نے نکل کر آگے آئے اور دونون ہاتھون سے دونون شاخین پکڑکے بل دیا اور بزور و قوت جھٹکا مارا کہ دونون
شاخین دیو فلک کی جڑ سے اکھڑ آئین دیو فلک سیدھا ہونے پایا تھا کہ شاہزادے نے وہی شاخین
اسکو کھینچ مارین کہ دیو فلک زخمی ہوا اور قصد بھاگنے کا کیا نور الدہر نے جست کرکے ہاتھ اسکی گردن
مین ڈال کے کھینچا آخر کار دیو فلک بھی لپٹ گیا کشتی ہونے لگی سب پریزاد و دیوان ملکہ قریشیہ
سلطان و افضال وغیرہ کھڑے تماشا دیکھ رہے ہین اور قوت صاحبقرانی کا امتحان ہو رہا ہے پہر
کامل دیو فلک سے کشتی ہوئی انجام کار شاہزادۂ نور الدہر نے لنگر دیو فلک کا توڑا دیو فلک گھبرا گیا
چیخنے لگا یہان نور الدہر نے اسکو اٹھا کر چرخ دیا اور نعرۂ اللہ اکبر کرکے جو زمین پر مارا گویا پہاڑ پھٹ کر گرا
دم بھر مین تڑپ تڑپ کر مر گیا صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی ملکہ قریشیہ سلطان نے دوڑ کر گلے
سے لگا لیا پیار کیا اور کہا کہ ہمین قصر العجیب سلیمانی مین دیو قہقہہ سہ چشمی کے یہان قید تھے جس
اپنے دو دیوون سے تمکو اٹھوا منگایا تھا اب معلوم ہوا کہ ان دونون میرے دیوون کو دیو قہقہہ ملعون کے
دیوون نے مار ڈالا شاہزادۂ نور الدہر نے اول سے آخر تک ساری حقیقت بیان کی ملکہ آسمان پری
ایسی خوش ہوئی کہ گرد پھرنے لگی ملکہ جواہر پری نے بسبب شرم و لحاظ اپنے بزرگون کے اشارے
سے نور الدہر کی بلائین لین اور ہاتھ پھیلا دیے کہ آؤ گلے سے لگ جاؤ پروردگار نے ہماری دعا کو قبول کیا
کہ تم اس بلا سے محفوظ رہے جان بچگئی شاہزادے نے بھی اشارے سے جواب دیا صبر کرو صبر کرو عنقریب
ہے کہ دورۂ جام شراب وصال ہوا اور بوس و کنار علی الاتصال ہو یہ بہادری و شجاعت اور زور و طاقت

جو شاہزادہ نور الدہر کی دیکھی تمام دیو تھر تھر رعب و جلال نبیرۂ حمزۂ صاحبقران سے کانپنے لگے
ملکہ قریشیہ سلطان و ملکہ آسمان پری وغیرہ دیکھکر دنگ ہو گئیں پھر ملکہ قریشیہ سلطان نے پوچھا کہ ای
شاہزادے تمہارا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہی اور کس خاندان عالی سے ہو شاہزادے نے کہا کہ میرا نام نور الدہر
ہی میں نبیرۂ حمزۂ صاحبقران زبان زلزلۂ قاف کوچک سلیمان ہوں اور فرزند جگر بند سر فتنۂ باختر شاہزادۂ
بدیع الزمان نامور کا ہوں ملکہ قریشیہ سلطان نے اُسی وقت تصویر نور الدہر بن بدیع الزمان نامور سنگار جو
چہرۂ خورشید جمال نور الدہر سے مطابق کی سر مو فرق دیکھا خوش ہو کے ملکہ آسمان پری سے کہا صاحبو خوش ہو
خدا نے گھر بیٹھے گوہر مراد بھیجا اب مبارک ہو داماد کو آج ہی یہیں سے سامان برات مہیا کرکے پردۂ قاف میں
لیچلو یہ سنتے سامان برات کا ہونے لگا تمام پریزادان ماہ لقا جمع ہوئے شاہزادۂ نور الدہر کو حمام کرایا پوشاک
بدلوائی طرہ جیغہ پہنا کر سہرا باندھا ملکہ جواہر پری کو عروس بنایا جوڑا شاہانہ پہنایا گہنا جوڑوں کا زیب جسم کیا سہرہ
باندھ کے تخت عروسی پر دونوں کو سوار کیا گرد تمام دیوزاد اور پریزاد شاد شاد بعد ازدہام عجب کروفر سے برات
لے کر پردۂ قاف کی طرف چلے ایک تخت ملکہ قریشیہ سلطان کا اور ایک تخت پر سلیمان پری ایک تخت پر
غلمان پری اور ایک پر آسمان پری اسی طرح سب پریزاد علیحدہ علیحدہ تخت پر بیٹھے ہوئے برات شاہزادۂ
نور الدہر و ملکہ جواہر پری کی لیے جاتے ہیں راہ میں ایک پہاڑ ملا جب اس کوہ کے قریب برات پہنچی
قضا کار ملک مشکل خان مالک طلسم گوہر بار سلیمانی بر اپنے سیر کوہ پر آیا تھا کہ اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک گروہ
پریزادان باہوش لیے جاتے ہیں اور آگے پیچھے بہت سے تخت پریوں کے دیو لیے چلے آتے ہیں مجمع کثیر ای
ہزاروں کی بھیڑ ہی فوراً مشکل خان نے چراغ جمشیدی روشن کیا اور ہاتھ بلند کرکے روشنی چراغ کی تمام برات
کو دکھائی جیسے ہی عکس چراغ کی روشنی کا پڑا فوراً سب کے سب بیہوش ہو گئے مشکل خان قریب اُنکے
آیا دولہا دلہن کو اور ملکہ قریشیہ سلطان اور آسمان پری کو گرفتار کرکے لیگیا اور تمام برات کو
چھوڑ گیا بعد تھوڑی دیر کے جب سب کی آنکھیں کھلیں ہوشیار ہوئے بیہوشی دور ہوئی دیکھا نہ تو دولہا
دلہن ہیں اور نہ ملکہ آسمان پری اور نہ ملکہ قریشیہ سلطان ہیں سب کے سب مایوس ہو کر آہ و زاری
کرتے ہوئے بعد رنج و الم پردۂ قاف کی طرف چلے ادھر کا حال سنیے کہ مشکل خان جو نور الدہر و
ملکہ جواہر پری وغیرہ کو گرفتار کرکے لایا غل و زنجیروں میں قید کرکے زندانخانے میں بھیجا جب نور الدہر وغیرہ
ہوشیار ہوئے اُسنے اپنے سامنے بلوایا پوچھا کہ کیا نام تیرا ہی شاہزادے نے فرمایا میرا نام نور الدہر ہی
میں نبیرۂ صاحبقران فرزند بدیع الزمان ہوں مشکل خان نے کہا تو ہی طلسم کشا ہی خوب اس وقت ہاتھ
آگیا کل تجھکو قتل کرونگا یہ پریاں کون کون ہیں نور الدہر نے کہا ملکہ جواہر پری جو میرے تخت پر بیٹھی تھی
اُسکے ساتھ میری شادی ہوئی ہی اور وہ ملکہ قریشیہ سلطان ہی اور یہ ملکہ آسمان پری ہی ماں جواہر پری
کی مشکل خان نے کہا سب کو کل قتل کرونگا یہ کہکر پھر شاہزادۂ نور الدہر کو زندانخانے میں بھیجا اجرود
جنی کو بیٹا مشکل خان کا ہی اُسکو خبر ہوئی کہ نبیرۂ حمزہ اور بچہ پریزادوں کو مشکل خان نے گرفتار کرکے
غل و زنجیر کرکے زندانخانے میں قید کیا ہی یہ سنکے اجرود جنی مشتاق دید گرفتاران زندانخانے میں
آیا دیکھا کہ ایک نبیرۂ حمزہ اور تین پریاں قید میں جس وقت نگاہ اجرود جنی کی جمال جہاں آرا بیمثال
نور الدہر پر پڑی بے اختیار عاشق ہو گیا اور دل میں محبت نور الدہر کی پیدا ہوئی دل میں کہا کہ افسوس

صد افسوس ایسا جوان رعنا نبیرۂ صاحبقران یون قتل ہو جاے جب تک کہ مین زندہ ہون کبھی ایسا نہوگا
یہ کہکر اپنے محبوب جن کو بلایا اور دیکھکر کہا کہ اے برادر یہ وہ شخص ہی کہ جسکے دادا نے دیو عفریت کو
مارا اور دیو ہزار دست کو قتل کیا آجتک دیوان قاف کے کانون سے اسکے تلوار کی جھنکار رفع نہین ہوئی
یہ اُس صاحب شوکت وشان کا پوتا ہی میرا جی چاہتا ہی کہ کوئی صورت سحر کی ایسی پیدا ہو کہ باپ میرا
بیہوش ہو اور یہ شہزادہ رہا ہو جاے محبوب جن نے کہا کہ یہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ آپ اپنے والد
ماجد سے خود جاکر بطور سعی کے کہین کیا عجب ہی کہ وہ رضامند ہو جائین اجرودس نے یہ سنکر کہا کہ میرا
جانا اچھا نہین ہی اگر اُنھون نے میرے سخن کو ٹال دیا تو مجھے ازحد ملال ہوگا بلکہ اپنی جان دینا گوارا کرونگا
بمجبوری محبوب جن نے دیکھکر عرض کیا کہ اگر مصلحت وقت ہو تو مین جاکر عرض کرون اجرودس نے
اس راے کو پسند کیا اور کہا کہ بہتر ہی غرضکہ محبوب جن اس سے رخصت ہو کر مشکل خان جادو کے
پاس آیا دیکھا اسنے کہ یہ نہایت بدماغ ہو رہا ہی اور اپنے وزیر سے کسی امر پر ناراض ہو کر چین بجبین ہے اور
کمال آشفتگی و برہمی اسکے چہرہ سے ظاہر ہی اہل دربار بھی یہ کیفیت دیکھکر بجاے خود ترسان و لرزان بیٹھے
ہوے ہین اور کل دربار پر اسکی برہمی مزاج سے ایک رعب چھایا ہوا ہی محبوب جن یہ رنگ دیکھکر اور
فی الفور عرض کرنا مناسب نہ سمجھکر بعد اداے تسلیم کے اپنے مقام پر جاکر خاموش بیٹھا لیکن مشکل خان
جادو نے اسکی جانب نظر کی اور پوچھا کہ اسوقت تمھارے آنے کا کیا باعث ہوا اسنے عرض کیا کہ شعر
یکے عرض حال زمن گوش کن ٭ دگر خوش نآید فراموش کن ٭ بادشاہ نے کہا کہ تمھاری عرض بشرف
قبول ہوئی ہے تم خاص رفیق میرے فرزند دلبند کے ہو اگرچہ کچھ خواہش مال کی ہو تو موجود ہی اگر سیر تماشے
کو بھی جی چاہتا ہی تو وہ بھی ممکن ہی مین اجازت دیتا ہون محبوب اپنے دل مین خیال کرتا ہے کہ یہ عجب
مشکل درپیش ہی کہ ؎ غم صیاد و فکر باغبان ہے ٭ دو عالم مین ہمارا آشیان ہے ٭ ایسا
نہو کہ میرے اس کہنے سے بادشاہ عتاب شاہی میرے اوپر نازل کرے اور اگر نہین کہتا ہون تو جو کچھ
اجرودس جن سے وعدہ کیا ہی وہ مطلب فوت ہو جائیگا آخرش اسنے دل کو مضبوط کرکے یہ عرض کیا
کہ فدوی اس امر کی گذارش کے سبب حاضر ہوا ہے کہ معمول طلسم ابتدا سے یہ چلا آتا ہی کہ جب چالیس
دن قیدی کو طلسم مین گزر جاتے ہین تو اسکے بعد اسکے قتل کی فکر کیجاتی ہے لیکن یہ مصلحت حضور کی
کسی ہوا خواہ پر ظاہر نہوئی کہ فی الفور فتاح طلسم کے قتل کرنے مین کیا مصلحت ہی یہی باعث کمترین
کے حاضر ہونے کا ہوا ہے کہ اسوقت ہمارے خداوند نعمت شاہزادہ عالی جاہ کو یہی فکر تھی کہ والد
ماجد نے فتاح طلسم کو قبل از گذرنے میعاد معینہ طلسم کے حکم قتل صادر فرمایا ہے اور یہ باعث خرابی
و بربادی طلسم کا ہے گر معلوم نہین کہ اسمین کیا مصلحت شاہی مقصود ہی بموجب مصرعہ - امور مملکت خویش
خسروان دانند ٭ شاہزادہ عالی مرتبت اس فکر مین تھا کہ خود حاضر ہو کر اس امر کو عرض کرے مگر
اپنا حاضر ہونا مناسب نہ جانکر مجھے ارشاد ہوا کہ تو جا اور اس عنوان سے عرض حال کر کہ شاید سہواً حضور
نے حکم دیدیا ہو اس وجہ سے تو جا اور میری طرف سے عرض کر مشکل خان یہ سنکر نہایت ہنسا اور کہا
کہ اے محبوب جن میعاد بقاے طلسم مین چند دن باقی ہین اور جو امر نجومیون اور رمالون کی زبانی
سنتے چلے آتے تھے وہ زمانہ یہی ہے اور یہی شخص فتاح طلسم ہی بس چالیس روز کا انتظار کون کرے

اور اندیشہ یہ ہے کہ نجومیوں کا بیان یہ تھا کہ میرے گھر کے چراغ سے آگ لگے گی اور تمام طلسم درہم برہم ہو جائیگا
تو اس اندیشہ میں میں خود ہوں کہ وہ کون شخص ہے جو مددگاری فتاح طلسم کی کریگا اور قید سے رہا کردیگا میں
اسی تشویش میں بددماغ ہو رہا ہوں کہ کون ایسا شخص ہے جو مجرم مذکور کو میری قید سے رہا کر دیگا اور کل
کے قتل سے بچائیگا اور بربادی طلسم چاہیگا اگر اس حال میں اجرودس جن میرے پاس آتا اور کہتا
تو ضرور سہی میرا خیال اُسکی جانب رجوع ہوتا بعد اس گفتگو کے مسکل خان نے طاؤس جادو کیطرف
مخاطب ہوکر کہا کہ تمنے بھی احکام بانیان طلسم کو سنا ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا یا نہیں اسنے عرض کیا
کہ حضور میں نے سنا ہے کہ وہ تاریخ اور دن قریب آگئے ہیں جسکو حضور ارشاد فرماتے ہیں آپکا ارشاد
بہت صحیح ہے سر مو اسمیں فرق نہیں ہے میں بھی اسی اندیشہ میں ہوں کہ وہ شخص کون ہوگا جو باعث
رہائی طلسم کشا و موجب بربادی طلسم ہوگا مسکل خان نے یہ سنکر کہا کہ میں بھی حیران ہوں یہ کہکر
پھر محبوب جن کی طرف مخاطب ہوا اور یہ کہا کہ تو نے ساری تقریر اور تمام حالات سنے اسنے عرض کیا
کہ حضور ہاں اب کیا مجال ہے جو غلام کوئی کلام اس باب میں عرض کرے اور شہزادہ کو بھی اس امر
کی اطلاع دیتا ہوں کہ آپ بھی اس امر کا خیال رکھیں کہ طلسم کشا کسی طرح رہا نہونے پائے آپکے والد
ماجد کو از بس تردد ہے اور کل اہل دربار اس فکر میں ہیں اور یہی وجہ عجلت قتل فتاح طلسم ہے یہ کہکے
اور مجرا کرکے محبوب رخصت ہوا اور اجرودس جنی کی خدمت میں حاضر ہوا اجرودس نے پوچھا
کہو خیر باشد بیٹا اسنے دیکھکر کہا کہ نہ شر نہ خیر عجب طرح کے تردد میں میری جان پڑ گئی تھی لیکن خیر
بچ آیا اس کوشش سے آپ بھی باز آیئے کچھ عجب طرح کا معما ہے جو نجومیوں نے حل کیا تھا وہ
کھلا کھلا آپکی محبت سے نظر آتا ہے اجرودس جن نے اس کلام کو سنکر شکر خدا کیا اور کہا کہ شاید کہ
ہمیں بیضہ برآرد بہ وبالے محبوب جن کو اپنی صحبت میں چھوڑ کر آپ خدمت میں اپنی ماں کے
حاضر ہوا اور سب کیفیت بیان کی اور عرض کیا کہ اے والدہ مجھکو خبر حمزہ کے قتل ہونیکا نہایت
صدمہ ہوگا اور جب سے میں نے اسکو دیکھا ہے اُسوقت سے اُس سے محبت دلی مجھکو ہوگئی ہے کوئی
تدبیر ایسی بتایئے کہ وہ رہا ہو کر بچ جائے دوسری بات یہ ہے کہ حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف
ثانی سلیمان کہ یہ اُنکا پوتا ہے اگر اُنکو خبر ہو جائیگی تو یہ طلسم تو کیا ہے تمام قاف کو صاف
کر دینگے ہم لوگوں میں سے کوئی باقی نہ رہیگا ۔ یہ بات والد ماجد نہیں سمجھتے لیکن میں اسکا انجام
خوب جانتا ہوں کہ دیو عفریت سا دیو کہ جسکا عدیل و نظیر نہ تھا دوسرا دیو ہزار دست کہ بادشاہ
قاف کہلاتے تھے کیسی فوجیں اُنکے ساتھ تھیں لیکن امیر صاحبقران نے ان سب کو
تہ تیغ کیا جو ہزار دست تھے ایک ہاتھ کو محتاج ہوگئے سر عفریت کا کاٹ نہ باقی جو دیوان قاف
میں آج تک وہ کہتے ہیں کہ جھنکار تیغہ صاحبقران کی آج تک ہمارے دماغ سے نہیں نکلی
یہ اُسکا پوتا ہے اور انھیں کی بی بی اس مقام پر قید ہیں ۔ بھلا اماں جان ہم کسی مقام پر اسیر
ہوں تو آپ اسیر کرنے والے کو زندہ چھوڑیں یا قتل کر ڈالیں اسکی ماں نے یہ دیکھکر کہا
کہ بیٹا تو سچ کہتا ہے اُسکو کیا معنی بلکہ اُسکے خاندان کو تہ تیغ کریں اور اسکے شریک کو تاخت
و تاراج کر ڈالیں لیکن والد نہیں سمجھتے اسمیں آپ کو کوشش کرنا چاہیے اور کوئی تدبیر بتانا چاہیے

ماں نے اُسکی کہا اے اجروس تو کیوں رنج کرتا ہی میں تجکو تدبیر بتائے دیتی ہوں تو چراغ
جمشیدی جلاکر اپنے باپ کو بیہوش کرکے گرفتار کر اور ان سب قیدیوں کو چھوڑ دے یہ سُنکے
اجروس جنی خوش ہوا اور اُسی وقت چراغ جمشیدی جلاکر جوگو ہر شاہ پر عکس اُس چراغ کی
روشنی کا ڈالا فوراً مکلل خان بیہوش ہوگیا اجروس جنی نے مکلل خان کو غل و زنجیر
میں اسیر کیا اور شہزادہ نور الدہر وغیرہ کو رہا کر دیا اور ہاتھ باندھکے سامنے دست بستہ کھڑا ہوا
اور عرض کیا ای شاہزادہ والا تبار نور الدہر نامدار میں حضور کا عاشق رشید ہوں اور مثل غلام حلقہ بگوش
کے مجکو تصور کیجیے آپ کی محبت سے میں نے اپنے باپ مکلل خان مالک طلسم گوہر بار کو قید کیا ہی کہ اُسنے
آپ کو گرفتار کیا تھا آپ میرے ساتھ ملاحظہ کیجیے یہ کہکے سب قیدیوں کو ساتھ لیے ہوے آیا اور مکلل خان
کو ہوشیار کیا جب مکلل خان ہوشیار ہوا اجروس سے کہا کہ مجھے کیوں تو نے گرفتار کیا اور نبیرۂ حمزہ
کو کیوں چھوڑ دیا اجروس جنی نے کہا آپ کو اس جوان عالیشان خورشید، دشمن بو دلیر بہادر صاحب شان
شوکت عالی خاندان والاشان پر رحم نہ آیا کوئی ایسے شاہزادۂ بلند مرتبت کو قید کرتا ہی اور قتل کرنے پر
آمادہ ہی مکلل خان نے کہا ای اجروس یہی طلسم کشا ہی اس طلسم گوہر بار کو مٹا دیگا شہر کو برباد کر دیگا مجکو
تجکو قتل کرکے رواج دین اسلام کا دیگا اجروس جنی نے کہا اگر آپ اسکے ساتھ کوئی احسان کیجیے گا ذرا بھی
آپ کے ساتھ برائی نہ کریگا یہ بڑا عالی خاندان صاحب عز و شان ہی احسان فراموش اور ہوتے ہیں یہ
ایسا نہ کریگا اور سوا اسکے بقول اللہ تعالے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان مکلل خان نے
کہا ای اجروس مرۂ حمزہ سے تو عہد لے کہ اگر تم طلسم نیرنگ کو فتح کرو تو تمکو چھوڑ دوں اور دین اسلام
قبول کروں شاہزادۂ نور الدہر نامدار نے فرمایا کہ مجکو راستہ نیرنگ کا بتا دیجیے میں بافضال ایزدی بتایید
پروردگار عالم طلسم نیرنگ کو فتح کرونگا یہ سُنکر اجروس جنی نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ بھی اقرار کیجیے
کہ بعد رہا ہوجانے کے شاہزادۂ نور الدہر سے بے وفائی نہ پیش آؤنگا ورنہ میں ابھی آپ کو قتل کرتا ہوں یا
نبیرۂ حمزہ کو چھوڑے دیتا ہوں مکلل خان نے بقسم اقرار کیا کہ اگر نبیرۂ حمزہ طلسم نیرنگ فتح کریگا تو میں دغا
سے نہ پیش آؤنگا اجروس جنی نے یہ سنکر مکلل خان کو رہا کیا اور صحبت عیش و عشرت برپا کی جام شراب گردش
میں آیا بڑی دھوم سے دعوت و ضیافت جنکی کی تمام رات ناچ و راگ و رنگ میں بسر ہوئی صبح کو شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان نامور کے ملکہ قرشیہ سلطان اور ملکہ آسمان پری اور ملکہ جواہر پری
کو رخصت کیا ملکہ قرشیہ سلطان اور ملکہ آسمان پری نور الدہر کو گلے سے لگاکر رونے لگیں اور دعائیں
دے کرکہتی تھیں کہ پروردگار عالم بہر تمکو بخیر و عافیت و بہ فتح و فیروزی ہمسے ملائے یہ کہکر رخصت ہوئیں
اور پردۂ قاف کی طرف بعجلت تمام روانہ ہوئیں

اب دو کلمے داستان عجائب و حیرت نشان بیان ہوتے ہیں کہ شہزادہ والا تبار نور الدہر
عالیوقار بن بدیع الزمان نامدار بصد عز و افتخار طلسم نیرنگ کے فتح کرنے کو روانہ ہوتے ہیں

کدھر ہی تو اے ساقی بیخبر	کہ بیزار ہوں کی اب زہد سے	عطا کر کوئی جام اگر اور ہی	شراب طلسمات کا دور ہی
صدا قلقل مے کی ہو یوں بلند	چھلکتا ہو جیسے طلسم سپہر	نہ خالی ہو مجھ ساقیا میرا جسم	فقط عنصری کا ہی یہ طلسم
طلسم اب کروں فتح بیباک ہو	کہ رند دعین یہ رند بیباک ہو	گلابی بلا بھول سی ساقیا	کہ ہو جام مینا وہ یہ مینا

تلاطم کا سامان بخ جا شا دکھا عجائب غرائب تماشا دکھا بہار آئی ساقی وہ دے جام تو کہ ہر غنچۂ دل کو پھر سے سرور
عطا کر وہ جھلکے ہے لالہ فام کہ زاہد بھی ہو خون پیاسے مدام سحر چاہیے دہ دے پر بہار کہ ہو وہ زرگردون بھی جیسے نثار

دیگر. خوشتر زعیش و صحبت باغ و بہار چیست
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست
شد تہی شیشۂ عمر از مے مستی و ہنوز
چنان زمانہ چنین نیز ہم نخواہد ماند
اشعار. قسمت سے مل گیا مجھے ساغر شراب کا
مہتاب سے مقابلہ ہو آفتاب کا
ساغر پہ ساغر آج چڑھائینگے بزم میں
بڑھ جاتا ہی جو عکس رخ لاجواب کا

ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست
دیگر. نعل گل رفت و حریفانہ شرابی نزدم
بزم ما گرم نشد سیخ کبابے نزدم
دیگر. ساقی بنور بادہ برافروز جام ما
بھینا ہی نجم بخت نے برج آفتاب کا
ہر سال قیر پیر مغان پر چڑھاتے ہیں
ہرگز کرینگے خوف نہ روز حساب کا
بیت. سخن سنج و غواص دریای ہوش

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شناس
زلب شیشہ دل قطرۂ آبے نہ زدم
شعر. بجوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند
مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما
افسوس ہے کہ ہاتھ میں نہیں ساغر شراب کا
شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
ساغر میں دیکھ لیتے ہیں خورشید کی ضیا
چنین ریخت گوہر بدامان گوش

رہروان طلسمات عجائب و قطع کنندگان مراحل صحرا میں غرائب و فتاحان طلسم و سیاحان دشت پرہول فسانہ رنگین و طلسم کشایان وادیہ بیابان صحرائے وحشت آگین مسافر ملک جواہر سلک کو رہبر قرار دے کر بعد کو وفر اس راہ پرخطر طلسم کو یون طی کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ عالی منزلت نور الدہر ذی مرتبت بن بدیع الزمان نے بعد جلوت و شوکت ملکہ قریشیہ سلطان و ملکہ آسمان پری کو رخصت کیا اجروس جنی سے کہا کہ برادر اب تم مجکو راستے سے طلسم نیرنگ کے لگا دو اور نشان راہ اس دشت وصحرا کا بتا دو اجروس جنی ہمراہ رکاب سعادت انتساب شاہزادۂ نور الدہر شاطر رہوا اور اس صحرائے پرخطر تک آیا جہان سے ڈانڈا طلسم نیرنگ کا لگا ہوا تھا وہان ٹھہر کر اجروس جنی نے کہا اے شاہزادہ عالی وقار خدا حافظ و ناصر میں یہان سے آگے نہیں جا سکتا ہون آپ تشریف لیجائیے انشاء اللہ وقتاً فوقتاً یہ غلام بھی کہیں نہ کہیں مل جایا کریگا مگر حضور کے ہمراہ نہیں رہ سکتا اجروس جنی قدمبوس ہو کر شاہزادے سے رخصت ہوا اور جانب صحرائے پرآشوب مرکب کو اڑایا مثل باد صبا گھوڑا چلا وہ صحرائے دشت انگیز بلا خیز کوسون تک سنسان نہ انسان نہ حیوان نہ کوئی درندہ نہ پرندہ نہ چرندہ نہ کوئی درخت سایہ دار دور تک چٹیل میدان تمازت مہر عرج پر دھوپ کڑی خاک گرم اڑتی ہوئی ذرہ خاک صحرا و میدان دشت صورت سنبزہ تھے گولے جابجا اٹھتے ہوئے پیاس کی شدت پسینہ میں از سر تا پا غرق گھوڑا ہانپتا ہوا کف منہ سے جاری عرق جسم کے قطرے ٹپکتے ہوئے مجبور دوڑتا چلا نور الدہر نامدار دلاور طلسم کشائی میں چلے جاتے ہیں دن بھر مرکب تیز رو مثل باد تند اڑاتے ہوئے چلے رات ہو گئی ایک مقام پر گھوڑا روک لیا ٹھہر گئے خیال میں آیا کہ آج کی رات اسی جگہ مقام کیجیے صبح کو پھر کسی طرف کی راہ لیجیے یہ سوچ کے مرکب سے اترے زین پوش بچھا کر اسی میدان میں لیٹ رہے راہ کی مسافت اٹھائے ہوئے تھکے ماندے سو گئے فوراً خواب ہوا عالم رویا میں دیکھا کہ ایک پیر مرد لعبد عزت و توقیر تشریف لائے ہیں اور سرہانے کھڑے ہوئے ہیں نور الدہر اسی خواب میں سلام کو جھکا اس پیر مرد نے شاہزادے کا سر سینہ سے لگایا اور پشت پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا اے شاہزادہ نور الدہر تو بڑا نصیبے ور ہے گردش رسا تجکو اس دشت و بیابان میں لایا انشاء اللہ بمراد دلی کامیاب ہوگا اور طلسم نیرنگ کو تو فتح کریگا اور خزانہ طلسم اور مال و اسباب تیرے ہاتھ آئیگا وہ دولت لا زوال ملیگی کہ کسی بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی میسر نہوئی ہوگی

اور ایک نازنین پری پیکر حور شمائل ماہ جبین قمر تمکین صاحب حسن و جمال کہ ایسا نظیر انسان و جن و پری میں نہیں
رکھتی ہی عاشق و شیدا ایزدی ہوگی جو تیغ طلسم اسکو مالک و مختار کرتا ہی شاہزادہ نور الدہر بہت ہوشیار و
خبردار رہنا غفلت کسی مقام پر نکرنا اب تو بسم اللہ کیجے ہنگام صبح جانب مشرق روانہ ہو تین فرسخ کے بعد ظہور
طلسم ہوگا پھر اُس پیر مرد نے ایک انگوٹھی مثل انگشتری سلیمانی کہ وہ بہ صفت موصوف تھی عنایت کی اور فرمایا کہ
اس انگوٹھی کی بہت احتیاط اور نگہبانی کرنا یہ انگوٹھی ہر جگہ تمہارے کام آئیگی اسکی برکت سے کوہ
سخت موم ہو جائیگا آتش و آب و ہوا و خاک کا کام سب اس سے متعلق ہی دریا میں کشتی ہی خشکی اور تازی کی جگہ کر
بخشنے بھوک پیاس میں کام آوے جنگ و جدال میں تیغ و سپر بنجاے دشمن کو زیر کرے بلا کے نالے ڈوبتے ہوے
کو طوفان سے نکالے اور وہ اسم جو اسپر کندہ ہی یکصد و یک مرتبہ پڑھنا ایک دریا جوش مارےگا ایک حباب پیدا
ہوگا اور قریب تیرے لہراتا ہوا آئیگا تو اس انگوٹھی کو منھ میں رکھ لینا اور داہنی طرف دیکھنا ایک سنگ سفید
نظر آئیگا پھر بیٹھے پھر کے نہ دیکھنا اُسکے پاس ایک سنگ فیروزہ رنگ آئیگا اسپر بیٹھ کے روانہ ہونا ورنہ اُس
دریاے زخار میں تو ڈوب جائیگا غرضکہ وہ مرد پیر یہ سب تدبیرین فہمائش کرکے غائب ہوگیا شاہزادہ نور الدہر
صبح کو بیدار ہوا دیکھا کہ ہاتھ میں وہی انگوٹھی ہی شکر خدا بجالایا اور زین فیروز گھوڑے پر ڈالکے سوار ہوا اور جانب
منزل مقصود روانہ ہوا آگے بڑھ کر بموجب حکم پیر مرد اسم پڑھا ایک بحر زخار جوش مارتا ہوا داہنی طرف دیکھا کہ
ایک سنگ سفید ہی اُسکی طرف چلے کہ اُسکے پاس پانی میں بہتا ہوا ایک سنگ فیروزی آیا اسپر نور الدہر سوار ہوا
وہ سنگ مثل کشتی آب رواں پر چلا اور انگوٹھی کو شاہزادے نے منھ میں رکھ لیا بھوک پیاس دفع ہوگئی ایک
اُسی سنگ کشتی نما پر دریا میں چلے آٹھویں روز ایک گنبد شکست نظر آیا اور کشتی بلورین اُس شکست گنبد سے
پیدا ہوئی وہ بہتی ہوئی قریب شاہزادے کے آئی اُسپر شاہزادہ نور الدہر سوار ہوا وہ کشتی بلورین
موجزن ہوئی پانی میں بہتے بہتے ایک طرف کو روانہ ہوئی دو ساعت میں پانچ سو فرسخ وہ کشتی نکل گئی ناگہان
تلاطم آب رواں پیدا ہوا طوفان نظر آیا حباب ساحل سے سر ٹکرانے لگے موجین آب دم شمشیر ہوگئیں اُس
طوفان میں ایک نہنگ آتشی پیدا ہوا اور وہ قریب اس کشتی بلورین کے آیا اور بزور دم کشی کا شعلہ آتش
منھ سے نکالے دریا میں آگ لگ گئی پانی کھولنے لگا حدت سے اُسکی شاہزادہ نور الدہر بیہوش ہوگیا اور
کشتی اُسی گرداب طوفان میں ڈگمگانے لگی

اب دو کلمے داستان حیرت بیان پہونچنا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا صحرا مقیش نگار میں بیان کیے جاتے ہیں

آفت زدگان صحراے مصیبت و مصیبت خیزان بیابان صعوبت اس داستان وحشت بیان کو یون زیر قلم جادو رقم
لاتے ہیں کہ جب شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان حدت گرمی سے بیہوش ہوگئے نہیں معلوم کشتی کہاں گئی اور
آپ کہاں ہیں مگر بعد چند ساعت کے جو ہوش آیا آنکھیں کھولیں تو وہ دریا نظر آیا نہ کشتی کو پایا اپنے تئین ایک صحرا
مینو سواد میں پڑے دیکھا کہ نام اس صحرا کا مقیش نگار ہی ہر برگ کاہ تار مقیش مینا کار معلوم ہوتا ہی اور یہی
اس صحرا میں چمک ہی کہ چشم خیرگی کرتی ہی ہر درخت جواہر نگار ٹہنیاں ہیرے کی پتے زمرد کے خوشہ ثمر لعل یاقوت
کے نظر آتے ہیں اور بعضے درخت چاندی سونے کے ہیں کہ پتے اُن میں مینا کار ہیں اور پھل مروارید کے ہیں
اور قطرے شبنم کے اُن پتوں پر جو شب کو گرے ہیں گویا گوہر آبدار جڑے ہیں ہواے خوشنما چلی آتی ہی نسیم [illegible]

فضاے دلچسپ موج کرتا دکھائی دیتی ہی طائر عجیب رنگ کے ہین کوئی سونے کا طائر ہی کوئی چاندی کا کوئی زمردی
ہی کوئی یاقوتی ہی بتا خون پر بیٹھے بہار دے رہے ہین گل ہر رنگ کے جابجا مہک رہے ہین غنچے مسکرا کر چٹک
رہے ہین ان درختون کے ہر برگ اور ہر شاخ سے آواز یہ آرہی ہی کہ افسوس صد افسوس گل نودمیدہ
گلزار صاحبقران و سرو بوستان بدیع الزمان یعنی نور الدہر عالیشان کس خارستان بلا مین مبتلا ہی
بہار جوانی پر اسکے خزان آجاتیگی یہ سنکر شاہزادہ نور الدہر کا دل ہلگیا پروردگار عالم کی طرف دل رجوع کیا
وہ وقت صبح صادق کا تھا توکل بخدا کرکے ایک طرف چل کھڑے ہوے مگر چہرہ اداس عالم یاس دل مین
یاد پروردگار زبان پر حمد و ثناے کارساز مطلق ابھی چند قدم چلے تھے دیکھا کہ سامنے ایک قلعہ صدف
آبدار کا ہی اور صبح کو جو ہنگام طلوع نیر اعظم ہی اور عکس جو آفتاب کا اس پر پڑتا ہی مثل گوہر آبدار کے تجلے ہی
روشنی اسکی صورت ید بیضا جلوہ گری کرتی ہی اور کنگورے اس قلعہ کے طلائی ہین اور اسپر گل بوٹے جڑے
ہوے یاقوت اور زمرد کے جڑے ہین اور ہر کنگورے کی نوک پر ایک ایک گوہر شب چراغ نصب ہی اور
اس قلعہ کا پھاٹک اتنا بڑا اور چوڑا ہی کہ چار فیل مست اس پھاٹک کو روز بند کرتے ہین مگر اس در قلعہ
پر صفا پر ایک تاجدار لباس مغیبہ پہنے ہوے تاج الماس سر پر رکھے ہوے اور چار قب مروارید دبر کرسی
جواہر نگار پر متمکن ہی اور ایک ہاتھ مین جام الماس تراش ہی اور دوسرے ہاتھ مین صراحی یاقوت نگار کی
کبھی وہ تاجدار شراب گلرنگ ست جام بھرتا ہی اور کبھی جام سے صراحی مین وہ شراب انڈیلتا ہی اور اسکے
داہنے بائین دو نازنینان مہر تمثال و حسینان ماہ جمال فخر پریزادان الماس پوش برہنہ سر خمیدہ کمر
دست بستہ کھڑی ہین اور وہ حسن انکا ہی کہ آفتاب و مہتاب کو تاب نظارہ نہین ہی سوے پاپک دریاے
جواہر مین غرق ہین اور گیسوے تابدار نازنینون کے ایسے ہین کہ اگر بالاے بام قلعہ سے مثل تار کمند کے
لٹکائین تو زمین پر پہونچین اور جو زمین سے قلعہ کی دیوار پر پھینکین تو مانند حلقہ ہاے کمند کے جا پڑین
اور بال بال گوہر شاہوار پرویا ہوا اور خوشبو سے ان زلف معنبر کی تمام صحرا بسا ہوا ہی اور اس قلعہ کے
چار کونون پر چار برج ہین اور ہر ایک برج کی شکل مثل اسد خونخوار کے ہی اور بال ان شیرون کے
مانند تار نقیش کے چمکتے ہوے اور روشن ہین اور پشت پر ان شیرون کی ایک ایک چاندی کا چلاڑ حلا
ہوا ہی اور ان شیرون کے ہاتھ مین ماہی مراتب بعد کر دو فر ہی کہ ذکر اسکا خلاصہ عرض کیا جائیگا اور ایک ٹکڑا ابر
سفید بالاے سر تاجدار مثل آئینہ سکندری کے سایہ کیے ہوے ہی اور اس سے ابر باران مروارید سفید
ہی گویا آسمان سے زمین تک موتیون کا سہرا بندھا ہوا ہی اور ہر قطرہ آب بڑا موتی ہی اور ہر موتی مثل قرص
خورشید کے درخشان ہی یہ حال ہی کہ زیر ابر گرد اس تاجدار کے موتیون کا انبار ہی اور گرد اس قلعہ صدف
کے بلور کے خندق ہین اور ایک گاے کلان الماس تراش خندق پر کھڑی ہی جس طرح سے سڑک آہنی
پر ریل ہوتی ہی کہ دو پاؤن اس گاے کے اس پار خندق کے ہین اور دو پاؤن گاے کے اس پار
خندق کے ہین اور شاخین گاے کی بہت بڑی بڑی خم کھائی ہوئی زمین مین پیوست ہین گویا پھاٹک اس
قلعہ کا ایک یہ بھی معلوم ہوتا ہی اور ایک زینہ بلورین گاے کی پشت پر اور پشت اس گاے کی وسعت
مین بہت چوڑی ہی کہ دو آدمی اسپر چوڑان مین برابر بیٹھین اور تھنون سے گاے کے دو فوارے دودھ کے
جاری ہین کہ وہ خندق مین گرتے ہین اور خندق لبالب کنارون تک دودھ سے بھری ہی گویا دریاے شیر

موجزن ہے اور جو مروارید ابر سے گرتے ہیں اُنکا خود بخود گنبد ہو کر تیار ہوتا ہے اور جا بجا بالاے قلعہ نصب ہو جاتا ہے اور ہر ایک گنبد میں عجائب و غرائب طلسم کا کارخانہ ہے کسی برج میں دو پہلوان کشتی لڑتے ہیں اور کسی برج میں دو شخص شطرنج کرتے ہیں اور کسی برج میں عقد عروسی ہے کہ عاشق و معشوق بوس و کنار میں مشغول ہیں اور کسی برج میں کوئی عورت نازنین لڑکا جنتی ہے غرضکہ اسی طرح عجائبات ہر برج میں ہیں
شاہزادہ نورالدہر یہ کارخانہ طلسم دیکھکر بہت متحیر ہوے

اب دو کلمے داستان عجائب بیان جانا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا پل گاؤ پر سے قلعہ میں

طلسم نمایان عجائب و غرائب رنگین طراز و نقش نگاران طلسمان شعبدہ باز نوانداز اس مضمون حیرت خیز و دہشت انگیز کو بہزاد قلم عجائب رقم سے یون منقش کرتے ہیں کہ جب شہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے یہ کارخانہ طلسم مشاہدہ کیا صورت آئینہ حیران حیران دیکھنے لگا بعد تھوڑی دیر کے قدم جانب قلعہ بڑھایا اور انگوٹھی کو منھ سے نکال کے دعاے انگشتری پڑھنا شروع کی قریب اُس گاؤ کے پہونچا اور دعا پڑھکر اوپر سوار ہوا ابھی اچھی طرح سے گاؤ پر نہ بیٹھا تھا کہ اس گاؤ نے تین بار آواز دی یا سامری یا سامری صداے گاؤ صحراے منقش نگار میں گونج گئی زمین کو زلزل ہوا تمام قلعہ میں تلاطم پڑگیا وہ تاجدار کہ جو کرسی جواہر نگار پر بیٹھا تھا جلدی سے اپنے جام و مرصع کی ہاتھ سے صد تسخیر کرکے شہزادہ نورالدہر پر خندق پر آب میں ڈالدیا کہ لہروں میں تلاطم پڑگیا اب جو نورالدہر نے دیکھا ہزار ہا کشتیان لیے ہوے جھنجھوٹے پوش مرصع کار پڑے ہوے نازنینان پری پیکر چلی آتی ہیں اور ہر کشتی میں سامان آرایش عروسی اور تختہ ہاے گل کا غذ عمدہ عمدہ مقراض دل و جگر کے بنے فرد در دن کے سروں پر ہیں اور مشعلیں جنکی دستیان طلائی اور شمشانے بلوری ہزار ہا روشن ہیں اور جلوس بیحد تھا اور اُن کشتیون میں عجب سامان کتخدائی تھا کسی میں نقل و بادام کسی میں مٹھائی کسی میں خلعت عروسی کسی میں قند کے قوزے کسی میں گلوریاں کسی میں گہنا پھولوں کا کسی میں سہرا منقش جسپر کرن خورشید تابان کی نثار ہو اور اوپر قلعہ کے دو پریزادیں جنکی ہولی تماشا دیکھتی تھیں یکایک وہ سپید ہی ہوئیں اور ہاتھوں میں مہتابے آتشبازی کی لیکر داغ دیں تمام صحراے لق و دق و میدان وسیع روشن اور منور ہو گیا اُن مہتابوں کی روشنی کا جو عکس قلعہ میں چار طرف پھیلا ہزارہا چلے مرصع کار اور جواہر نگار چار طرف دیوار ہاے قلعہ پر نظر آنے لگے اور پتلہاے نازنینان پری پیکر نے جو بال اپنے لٹکا دیے زمین پر مثل مار سیاہ کے لوٹنے لگے اور پتلہ دو دو چلے وہی تار ہاے گیسوان تمام نیچے قلعہ کے اتر گئے اور جیتنے پتلون کے یہ سب سامان تھے کوئی تھال سونے کی لیے تھا اس میں حنا سے خوش رنگ و باریک پسی ہوئی کسی کے ہاتھ میں تھالی اُبٹن میں سرمہ دانی اور سلائی اور شانہ اور روغن خوشبو مثل عطر سہاگ کے کسی کے ہاتھ میں آئینہ اسکندری اور کسی کے ہاتھ میں غازہ گلگونہ کسی کے ہاتھ میں کشتی پھولوں کی اور کوئی کشتی خلعت عروسی لیے ہوے کسی کے سر پر چوکی جواہر نگار کسی کے ہاتھ میں سبوچہ طلائی پر از آب گوہر تاب اب جو نورالدہر نے دیکھا ایک خیمہ عالیشان مرصع کار استادہ ہے وہیں یہ سب لاکے مہیا کیا اور نورالدہر کو ہاتھوں ہاتھ سب اس خیمہ فلک ضخم میں لے گئیں حمام کرایا پوشاک شاہانہ برسم عروسی پہنائی تمام جسم و لباس میں عطر ملا اور ان میں شاہزادہ کی آنکھوں میں سرمہ دیا

نرگس نے شرم سے منہ پھیر لیا تاج جواہر نگار سر پر رکھا پھولونکا گہنا پہنایا دست و پا حنا بندی کے سہرا باندھا مسند شاہانہ بزیر شامیانہ یاقوت نگار کو بٹھایا اور سب مثل براتیون کے بیٹھے تھوڑی دیر تک ناچ ہوا بعد سب جلوس آراستہ مثل برات کے لیچلے شاہزادہ نوشاہ کو کشتی مروارید پر سوار کیا اور ہزارہا کشتیون پر سب براتی سوار ہوئے اُس خندق پر نہر شیر میں کشتیان رواں ہوئیں ناظرین پر واضح ہو کہ طول کا تو خندق کے کہیں پتا نہیں مگر عرض اُس خندق کا ہزار گز کا تھا دولہا کی کشتی آگے روشن چوکی اور باجے ہر رنگ کے بجتے تھے رقاصان پریوش ناچتے ہوئے چلے جاتے تھے دو پتلا چپ و راست دولہا کے مورچھل ہلا رہے تھے

اب حال گوشہ اول یعنی برج اول کا بیان کیا جاتا ہے

یہانتک کہ گوشہ اول قلعہ کے یعنی برج اول میں پہونچے کہ وہ برج زبرجد کا تھا اس برج کا پتلا شیر پر سوار تھا مع شیر کود پڑا اور شریک جلوس برات شاہزادہ ہوا اوسکے ہاتھ میں شہنائی تھی وہ بھی بجانے لگا جب برج کے اندر برات پہونچی شاہزادے نے دیکھا کہ یہان شام کا وقت ہے آفتاب غروب ہو چکا ہے مہتاب طلوع ہوا ہے اور شفق یاقوت رنگ آسمان پر ظاہر ہے مگر شفق سے بارش خون برابر ہے کہ تمام خندق خون سے بھری ہوئی ہے اور جو قطرہ خون کا زمین پر گرتا ہے مثل چراغ کے روشن ہوتا ہے انھیں قطرون سے خون کے ہزارہا چراغ ضیا بار ہیں اور دروازے پر بادشاہ کے سب سرخ پوش ہیں اور زیور یاقوت نگار پہنے ہیں اور ہاتھوں میں سب کے مقراضیں اور تختہ کاغذ سرخ کا ہے وہ سب مقراض سے پرچے کاغذ کے کاٹ کاٹ کے ہوا میں اڑا رہے ہیں سب پرچے کاغذ کے اوڑ اوڑ کر مثل قمقمہ اور قندیلون کے معلق ہوا پر روشن ہیں تمام برات کا جلوس اور دولہا سیر کرتا ہوا گوشہ یعنی برج اول سے گذر کر برج دوم پر پہونچا

اب حال گوشہ دوم یعنے برج دوم کا بیان کیا جاتا ہے

سب نے دیکھا کہ ایک پتلا شیر پر سوار نشان اوسکے ہاتھ میں ہے وہ پتلا برات کو آتے دیکھتے ہی مع شیر برج سے کود پڑا اور شریک جلوس برات ہوا برات کو لیکر وہ پتلا آگے آگے نشان لیے ہوئے جو مغرب کی طرف چلا وہان وقت نصف شب کا تھا اور روشنی چاند کی پھیری پڑتی تھی وہ تاجدار کہ جسکو در قلعہ پر بیٹھے دیکھا تھا لباس کوسنی پہنے ہوئے اور زیور نیلم زیب جسم کیے ہوئے مجمر آتشین ہاتھ میں لیے ہوئے خوشبویات سلگا رہا ہے اور کبھی مجمر کو رکھکر مقراض سے تار تکلیش کے طلائی اور نقرئی کتر کتر کے ہوا میں اڑا دیتا ہے وہ ریزہ ہائے تار مقیش طلائی و نقرئی مثل ستارہ کے ہزارہا معلق ہوا پر روشن ہیں اس مقام پر جو خندق کو دیکھا تو روشنائی دوات کی بھری ہوئی ہے سب کے سب تماشا دیکھتے ہوئے گوشہ سوم یعنی برج سوم میں پہونچے

اب حال گوشہ سوم یعنے برج سوم کا بیان کیا جاتا ہے

دیکھا سب نے کہ یہان بھی ایک پتلا شیر پر سوار ماہی مراتب طلائی اوسکے ہاتھ میں ہے مع شیر برج سے کود کر شریک جلوس برات نوشاہ ہوا اس برج میں جو پہونچے تو وقت نصف النہار کا دیکھا ٹھیک دوپہر اور زمین آسمان پکھراج نگار ہے اور جو چیز برج میں ہے وہ پکھراج نگار ہے وہان بھی ایک تاجدار پکھراج پوش اور جسپر پکھراج اسکے سر پر لگا ہے اور ایک آئینہ پکھراج کا اسکے ہاتھ میں ہے کہ عکس اسکا جو آفتاب پر پڑتا ہے

عجب کیفیت دھوپ چھاؤن کی نظر آتی ہو اور کوسون اُس آئینہ کا عکس دوڑتا ہو مگر تمازت آفتاب قیامت
کی ہو شاہزادہ حدت سے اُسکی نہایت بیچین و مضطر ہوا وہان خندق مین آب زعفرانی رنگ کا بھرا ہوا تھا
بسبب سیر کرتا شاہزادہ مع برات کے برج چہارم پر پہونچا

اب حال گوشہ چہارم یعنے برج چہارم کا بیان کیا جاتا ہی

دیکھا کہ ایک پتلا شیر پر سوار ڈونکا آگے رکھا ہوا اور چوب ہاتھ مین ہی برات دیکھتے ہی مع شیر گرد بیڑا اور ہمراہ
جلوس ہو لیا اور ڈونکا دھون دھون پیٹنے لگا یہان تک کہ تمام برج کو طی کر کے حد اول تک پہونچے دیکھا کہ بیت
صبح کا ہرا اور خندق شیر سیف و آبدار سے بوجل ہی جب اس مقام پر پہونچے کہ جہان سے برات چلی تھی دیکھا
کہ دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا اور تمام پریزادان زن و مرد در در گوش مرصع پوش عروس کی طرف سے تخت جواہر
نگار و فیل پر بیٹھے منتظر دولھا کے ہین دولھا کو دیکھتے ہی سب کے سب خوش ہوے اور استقبال کرکے
شاہزادۂ نور الدہر کو تخت جواہر نگار پر سوار کیا اور لعل و گوہر نثار کرتے ہوے اور نوبت نقارے مع
ہر رنگ کے باجے بجاتے ہوے قلعہ کے اندر چلے تماشائی ہزارہا گرد و پیش تھے بڑا ہجوم عام تھا کہ خدائی
کا شور شادی کا اور دھام تھا پھر دروازہ اسی طرح بند ہوگیا

اب دولھے داستان عشرت بیان جانا دولھا بنے ہوئے شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کا قلعہ طلسمی کے اندر و کتخدا ہونا نور الدہر کا و دیگر حالات عجیب و غریب دیکھنا بیان کیے جاتے ہین

مشاطگان حجلۂ عروس و دفتر کتخدائی و جلوہ نمایان چہرۂ نوشاہ یعنی حسن دلربائی عروس قلم شاہانہ رقم کو ساتھ
عبارت آرائی طبع رسا کے یون منعقد کرتے ہین کہ جب شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان عالی نسب
بصد صولت و شوکت و بہ تجمل تمام مع براتی و جلوس وغیرہ داخل قلعہ طلسمی ہوے دیکھا کہ عروس کی طرف
سے چند آدمی مغرق بجواہر مع جلوس شاہانہ منتظر دولھا کے کھڑے ہین جب قریب قصر زمردین سواری
دولھا کی پہونچی دولہا کو نہایت شان و شوکت سے قصر زمردین مین لائے کہ وہ قصر نہایت آراستہ
و پیراستہ تھا رسم شربت وغیرہ کیا گیا بعد اسکے دیکھا کہ دو مرد بزرگ باریش سفید عمامہ سرون پر عبائین
و قبائین جسم پر جو چیزین زمردی ہاتھون مین ساخت سے ظاہر ہوے اور انھون نے عقد شاہزادۂ
نور الدہر ساتھ عروس کے پڑھا مبارک سلامت کی دھوم ہوئی رقاصان خوش گلو نے مبارکبادی ناچ
ہونے لگا پھر شاہزادے کو محلسرا مین لائے رسم آرسی مصحف وغیرہ ہوا بعد اسکے سامان رخصت عروس کا
ہوا اسباب جہیز نکلنے لگا گنگا جمنی مسہری و پلنگ طلائی اور صندوق پٹارے چاندی سونے کے صدہا
اور کجاوے ظروفات طلائی و نقرئی بیسیون کے ہزارہا اور گھوڑے اور ہاتھی جدا جدا مع ساز و یراق سے
آراستہ محافہ زرنگار پر لے عروس خوشکہ دلھن کو محافہ مین سوار کیا اور فیل مرصع کار پر دولھا کو بٹھایا
تمام قلعہ طلسمی مین گشت کرا کر قصر یاقوتی مین دولھا دلھن کو لائے بعد تمام رسومات عرف کے شب جو
آئی شاہزادۂ نور الدہر نے قصد مقاربت کیا مگر پہلے بوس و کنار خوب ہوا پھر ہاتھ کمر بند عروس و دوش
پر ڈالا عروس ایک آہ سرد کھینچ کے زار زار رونے لگی اور مثل ابر بہار دیدۂ گریان سے آنسو جاری تھے
گویا جھڑی ساون بھادون کی لگ گئی اور شاہزادۂ نور الدہر نے اُس عروس سے اس عالم اشکباری

میں کہا کہ اے جوان رعنا مجھ بے نصیب نے کیا قصور تیرا کیا ہے جو تو مجکو مارے ڈالتا ہے نور الدہر نے حیران
ہوکر کہا اے پری پیکر میں کیا کرتا ہوں جو تو روتی ہے غرضکہ شاہزادہ عروس کی گریہ و زاری اور آہ و بیقراری
دیکھکر مثل آئینہ متحیر ہوکر یونہیں صورت تصویر سکتے میں رہگیا اور دریائے اشک عروس نے طغیانی کی
اسقدر آنسو بہے کہ بحر زخار جوش مارنے لگا اور تمام اسباب غرق ہوگیا اور وہ عروس نمک کیطرح گھلتے گھلتے
پانی میں بہکر غرق ہوگئی کہ نشان بھی باقی نہ رہا تمام قصر اور اسباب ڈوب گیا نور الدہر بھی غوطے کہاتے
کہاتے بظاہر ڈوب گیا مگر بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا نہ وہ قصر پایا نہ وہ اسباب جہیز آراستہ
بجلہ عروس ہے اپنے تئیں ایک حجرۂ تاریک میں سلسل بطوق و زنجیر آہنی گرفتار پایا کہ ایک بوریائے کہنہ اور
نہایت شکست پر بیٹھا ہوں تین دن اسی صورت سے گذرے کسی نے خبر بھی نہ لی اور نہ آب و غذا میسر ہوئی
چوتھے روز دیکھا کہ سامنے چند جلاد و ستمگار مثل فرشتگان عذاب سبکے ہاتھوں میں آلات حرب طرح طرح کے
پاس شاہزادے کے آئے اور شاہزادے کو غضبناک ہوکر کھینچتے ہوئے لیکر چلے اور کہتے تھے اے ظالم عروس
پری پیکر کو تو نے مار ڈالا دیکھ تو تیرا کیا حال کیا جاتا ہے شاہزادہ حیرت میں ہے اور اہل شہر حسن و جمال
شاہزادے پر تاسف کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے جوان تجکو اپنی عروس پر رحم نہ آیا تھا غرض کشاں کشاں
شاہزادے کو ایوان سلطانی میں لائے وہاں ملک مروارید سفید پوش کو دیکھا کہ تخت جواہر نگار
پر متمکن ہے اور تاج مرصع زیب سر ہے نور الدہر کو دیکھکر اس بادشاہ نے کہا اے ظالم اظلم اے قاتل عروس اول
خطا تو نے یہ کی کہ اس طلسم میں داخل ہوا مگر ہمارے ارکان دولت نے تیرے ساتھ یہ سلوک کیا جیسا کہ
تیرے ظہور میں آیا اسکے عوض میں تو نے عروس پری رو کو جو حسن و جمال میں بے عدیل تھی اسکو تو نے
مار ڈالا شاہزادہ نور الدہر یہ سنکر بہت متعجب ہوا اور کہا اے بادشاہ کیا عرض کروں یہ راز میری سمجھ میں
نہیں آتا میں نے اس عروس کو ہرگز نہیں مارا مگر ان رسومات کو عمل میں لایا جنکا دنیا میں رواج ہے میں خود
حیرت میں ہوں کہ یہ میں نے کیا کیا اور کیا ہوگیا اگر ایسا جانتا تو ہرگز ہرگز عروس کو ہاتھ نہ لگاتا بادشاہ سنکے
خاموش ہو رہا اور اپنے ملازموں سے کہا کہ خواجہ مشتری اختر شمار رمز شناس طلسم کو جلد بلا لاؤ فوراً ملازم
شاہی گئے اور خواجہ مشتری کو ہمراہ لیکر آئے نور الدہر نے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ عمامہ صندلی سر پر
جبہ سفید زیب جسم چادر سفید نورانی نفیس و نادر دوش پر پڑی ہوئی ایک ہاتھ میں تسبیح مروارید سفید اور
دوسرے ہاتھ میں عصائے صندلی ریش سفید تا بہ ناف چہرۂ نورانی مثل آفتاب کے سن پانچ ہزار برس کا
دہنے بائیں خادم ادب سے بستہ قصہ مختصر تمام سامنے تخت بادشاہ مروارید کے آئے بادشاہ اٹھ کھڑا ہوا
اور تعظیم و تکریم کرکے بڑی عزت و افتخار سے ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر تخت پر بٹھایا اور سب کیفیت نور الدہر
اور عروس کی بیان کی اور کہا کہ اس مسئلہ میں کیا حکم آپکا ہے اس مجرم کو کیا سزا دیجائے خواجہ نے کہا
کہ موجب کتاب طلسم کے صورت مسئلہ یہ ہے کہ اس مجرم کو بیابان نورانی میں کہ جو صحرائے قمر سے
مشہور ہے اسی صورت سے قید کرکے قفس فولادی میں اسکو بند کرکے چاہ آسیا میں جو میل بلندی
اس میں وہ قفس لٹکا دیا جاسے مگر کھانا اسکو عمدہ اور لذیذ کھانے کو اور پانی سرد و شیریں پینے کو دیا جائے
بعد چالیس روز کے اگر یہ زندہ رہا تو قتل کیا جائے اور نگہبان معتمد اور بہادر اسپر مقرر ہوں بادشاہ نے
اسی وقت قفس فولادی منگاکر نور الدہر کو قید کیا اور طائر جنی کو طلب کیا فوراً ایک طائر کلان اڑتا ہوا

آیا بادشاہ نے اُس سے کہا کہ اِس قفس کو صحرائے قمر پیر مین چاہ آسیا کے میل پر لٹکا دے اُسوقت خواجہ
نے قلم دوات منگا کر سینہ پر کچھ طائر جنی کے لکھدیا اور کہا موجب اسکے عمل کرنا طائر جنی کچھ چہکا را اور قفس
شاہزادۂ نور الدہر کو منقار سے پکڑ کر اُڑا یہان شاہزادۂ نور الدہر نے اس تحریر خواجہ کو بخوبی نہ پڑھا
کچھ پڑھنے سے رہگیا یہ سبب طائر جنی کے پرواز کرنے کے نگاہ نور الدہر کی تحریر پر نہ قائم ہوئی انشاءاللہ
اس تحریر سینہ طائر کا جو خواجہ مشتری اختر شمار سفتی طلسم نے لکھا ہو آگے ذکر کیا جائیگا

اب دو ورقے داستان مصیبت بیان قید ہونا شاہزادہ نور الدہر کا صحرائے قمر پیر میل چاہ آسیا پر قفس مین بند ہو کے بیان کیے جاتے ہین

آفت زدگان محو لے رنج و ملال و مصیبت خیزان بیابان اندوہ و حزن مآل کلک صورت سلک کو محیط
بلائے چاہ طلسم کرکے مثل گردش فلک ناہنجار یون آسیا گردانی کرتے ہین کہ جب طائر جنی قفس شاہزادۂ
نور الدہر بن بدیع الزمان تاہدار منقار مین لیکر بصد تیز پروازی اُڑتا ہوا صحرائے قمر پیر مین پہونچا کہ وہ
وقت صبح کا تھا اُس بیابان نورانی مین سوا سو میل بلورین بنے ہوے تھے اور ہر میل سے اوپر ایک ایک
ماہ شب چہاردہ درخشان تھا کہ تمام صحرا روشن تھا اور ہر میل مثل آسیا کے گردش مین اور ایک ایک قفس
فولادی ہر میل پر لٹکا ہوا تھا اُس مین ایک ایک جوان رعنا صورت مین مثل آفتاب و مہتاب کے قید تھا
اور اُس صحرا مین ایک چاہ ہو کہ مثل آسیا کے اسکو گردش ہو اور دور اُس چاہ کا پچیس ہزار گز کا ہو اور
درمیان چاہ کے ایک میل بلورین نہایت بلند قائم ہو اور اوپر اُسکے ایک ماہ شب چہاردہ جلوہ گر ہو
کہ جسکی روشنی سے تمام چاہ اور بیابان منور ہو طائر جنی پرواز کرکے اُس میل بلورین پر پہونچا اور قلابہ مین
قفس نور الدہر کا لٹکا دیا اسقدر گردش اُسکی بڑھی کہ طائر خود بخود چرخ زنی کرنے لگے کسی ساعت قرار نہ تھا
ہر شام کو طعام لذیذ اور آب سرد اور میوہ خوشگوار آتے تھے اور تبدیلی پاسبانون کی ہر شام کو ہوا کرتی
تھی یہ جانور چلے جاتے تھے اور دوسرے جانور نئے جو آتے تھے تو یہ جانور یا سینہ اُن جانوران جدید
کے سینہ سے ملتے تھے اُنکے سینے کے نقش سب اُنکے سینون پر ظاہر ہوتے تھے اور وہ جانوران جانورون
سے کہتے تھے کہ جو تحریر منقوش ہو اُسی پر عمل کرنا یہی حکم شاہ اور خواجہ مشتری ہو کسی وقت جانور غافل
نہوتے تھے غرضکہ اسی صورت سے ایک مہینا گذرا دس روز قبل مین شاہزادہ نور الدہر کے باقی رہے
ایک روز نور الدہر نے خیال کیا کہ یہ خط جو طائرون کے سینون پر تحریر ہین کچھ تو اُس روز پڑھا تھا باقی اسکا
اب پڑھنا چاہیے یہ سوچ کر روشنی ماہتاب مین خط اُن طائرون کے سینہ کے پڑھے اُسمین تحریر تھا کہ گھبرانا
نہ چاہیے نظر بخدا رکھ تیری رہائی ہو جائیگی اپنے کو اس چاہ مین اگر گرا دے تو قید سے چھوٹ جائے پھر
خیال مین آیا کہ انگشتری کو بہت دنون سے نہین دیکھا ہو جب سے تم بلا مین پھنسے آپ دیکھنا چاہیے کہ انگشتری
مین کیا حکم ہو انگوٹھی نکال کر جو پڑھا اُس مین بھی یہی حکم تحریر تھا کہ تو اپنے تئین چاہ مین ڈالدے سوچا
کہ نور الدہر آخر تو قتل کیا جاؤ نگا جان ہر طرح نہ بچے گی اس سے بہتر یہ ہو کہ چاہ مین اپنے کو گرا دے تعمیل
حکم بھی ہو جائیگی یکایک شاہزادہ نور الدہر کوہ شگاف نے بسم اللہ اللہ اکبر کہکے قید آہنی اور
قفس فولادی کو بقوت صاحبقرانی توڑ ڈالا اور کنوئین مین کود پڑا غلغلۂ عظیم ہوا لینا پکڑنا مارنا یہ ظالم
اظلم طلسم آباد سے جاتا ہو نور الدہر گرتے ہی چاہ مین بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا

اپنے تئیں ایک صحرا میں پایا دیکھا زمین جا بجا شق ہوئی اور اُسی شگاف زمین سے ہزار ہا سانپ نکلکر شاہزادے
کی طرف دوڑے نور الدہر نے فوراً انگشتری دیکھا کر اسم پڑھا وہ سانپ پاس نور الدہر کے نہ آسکے مگر جس وقت
شاہزادہ نور الدہر چاہ میں کود ا وہ سب طائر یا سیاہ شور کرتے ہوئے اُس چاہ میں پھاند پڑے
اور گرتے پڑتے عقب میں شاہزادے کے دوڑے مگر صحرائے خارستان میں آکر سب غائب ہوگئے
شاہزادہ بھی ایک طرف کو چلا چند قدم کے بعد دیکھا کہ ایک سیاہ فیل کہ دانت اُسکے بڑے بڑے مشعل
مشعل کے جلتے ہوئے سامنے آیا اور شاہزادے پر حملہ کیا نور الدہر کے پاس نہ تلوار نہ نیزہ نہ گرز نہ
تیر نہ کمان کوئی آلات حرب پاس نہیں مجبور ہوکر بقوت صاحبقرانی دونوں دانت فیل پکڑکے جھٹکا مارا نور الدہر
کے پاؤں زمین میں دھنس گئے ہر چند زور کیا پاؤں نہ نکلے آخر زمین سے کشمکش ہونے لگی اب پاؤں
نور الدہر کے اور زیادہ زمین میں دھنسے جاتے ہیں فیل نے خرطوم اپنی نور الدہر کی کمر میں لپیٹ کر
اوپر اچھالدیا شاہزادہ نور الدہر ایک صحرائے ریگستان میں آکر گرا نصف زمین میں دھنس گیا ہر چند
چاہا اور زور کیا کہ اس میں سے نکلیں مگر نہ نکل سکے جو زور کرکے ابھرتے ہیں اور زیادہ غرق زمین ہوتے
جاتے ہیں یہاں تک کہ تا گلو اس ریگ گرم میں غرق ہوگئے شاہزادے کے عضو عضو میں درد کرنے اذیت
کے ساتھ ہونے لگا کہ نوبت جان کنی ہوئی

اب دوسرے کلمے داستان مسرت بیان ملاقات ہونا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار سے اور کنیزان ملکہ دردانہ گوہر پوش سے اُس صحرا میں بیان کیے جاتے ہیں

بزم آرایان مضامین عیش و عشرت و جستجو کنندگان معنی عبارات رنگین بفصاحت زبان مسرت بیان کو
طبع آرائی سے یہ نگارین گوہر بار کرتے ہیں کہ شاہزادہ نور الدہر جب تا گلو غرق بحر طلسم صحرائے ریگستان
ہوگیا مجبور و ناچار خیال کیا کہ اب زندگی محال ہے افسوس صد افسوس نہ یار رہا نہ مددگار رہا پھر دل کو رجوع
طرف پروردگار کے کیا اور یوں دعا کرنے لگے اے مالک زمین و زمان و اے مختار دو جہان تو اپنی قدرت
کاملہ سے اس بلا سے نجات دے اس عرصہ میں وقت شام کا ہوگیا ایک طرف نگاہ جو کی ایک بنگلہ یاقوت
سرخ کا نظر پڑا کہ نہایت وہ شیشہ و آلات اور فرش و پردے وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ ہو ناظرین والا
تمکین کو معلوم ہو کہ وہ مقام صحرائے سبزہ زار سیرگاہ ملکہ دردانہ گوہر پوش دختر ملک مروارید شیشہ پوش
بادشاہ طلسم گوہر بار کا تھا اور کبھی کبھی ملکہ دردانہ گوہر پوش شب ماہ کی سیر کرنے کو آیا کرتی تھی اتفاق
اُسی روز کہ شب ماہ چہاردہم تھی سیر کرنے کو اس صحرا میں شب ماہ کی آئی تھی وہاں اسنے ایک بنگلہ یاقوت
نگار آراستہ کرایا اور پانچ سو نو را صوت پری نژاد حور وش کو ہمراہ لیکر داخل بنگلہ ہوئی اور مسند جواہر نگار پہ
بیٹھی سامنے گلابیان شراب سرخ کی اور کشتیان کباب کی اور جام زرنگار سے ساقیان ماہ رو سے
زیبائش بزم عشرت کی اور جو لوازمے بزم عیش و نشاط کے ہوتے ہیں سب موجود ملکہ نے کیفیت شب ماہ
اور سامان عیش و نشاط دیکھکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور یہ شعر برجستہ زبان پر جاری کیا
شعر بے یار لطف کچھ نہیں بزم نشاط میں * گر ہو تو ایک یہ ہی الم انبساط میں * اور ہم خواصان پری پیکر
برائے سیر شب ماہ چاندنی کی کیفیت دیکھتی ہوئی ادھر ادھر پھرنے لگیں ناگاہ دو چار خواصین مس مس
اٹکھیلیان کرتی آپس میں ہنستی بولتی اُس طرف کو جا نکلیں جدھر ریگستان میں شاہزادہ نور الدہر

تا گلو غرق ہی دوسرے خیال کرکے ایک نے دوسری خواص سے کہا کہ بہن ذرا دیکھنا وہ ریگستان مین کیا چمکتا ہی
یا تو کوئی آئینہ بلورین سیہ جا گھلا رکھکر چلا گیا ہی اُسکی ضیا تر و دسرے ہی ہو یا دوسرا چاند ریگستان مین سے
اور پیدا ہوا ہی اُسکی چمک کے سامنے ماہ فلک کی جلوہ گری پست ہی اسکو دیکھنے سے نظر خیرگی کرتی ہی یہی تعجبانہ باتین
کرتی ہوئی خواصین قریب شاہزادۂ نور الدہر کے پہونچین دیکھا کہ ایک جوان حسین مہ جبین مہر تمکین آفتاب سی
صورت ہر چند چہرہ آغشتہ بخاک ہی مگر آئینۂ نور حسن جہان آرا پر نہین ٹھہرتی ہی فقط سر باہر اور تا گلو ریگ بیابان مین
غرق ہی ان سب خواصون کو شاہزادے پر ترس آیا اور سب نے مل کے ریگستان سے نکالا شاہزادۂ نور الدہر
عالم غشی مین بیہوش تھا فرش خاک پر شاہزادے کو ڈالدیا پھر خواصین نور حسن وجمال دیکھکر تھکتین اور پھر
خواصین جوانی پر شاہزادے کی افسوس کر رہی تھین کوئی دور کھڑی تھی کوئی نزدیک سے دیکھ رہی تھی کوئی
جسم نازنین کی خاک جھاڑتی تھی کوئی کہ باتی تھی کوئی پاؤن سہلاتی تھی کوئی سر زانون پر رکھے بیٹھی تھی اب جو
خواص ادھر اُدھر سے پھر کے سیر کرکے آئی کھڑی ہوگئی دم بھر مین گرد شاہزادے کے ہجوم پریزادان ہوگیا
گویا ہالہ کے گرد ہالہ تھا غرضکہ ایک خواص نے دوڑکے ملکہ دردانہ گوہر پوش کو خبر کی ملکہ دردانہ گوہر پوش
باشتیاق حسن وجمال شاہزادۂ بیمثال اُس خواص خاص کے ساتھ خود آئی اور دیکھتے ہی حسن چہرۂ نورانی
شاہزادۂ نور الدہر پر عاشق و فریفتہ ہوگئی فوراً خواصون سے کہا ماجرا اُسوقت سے تمنے اس جوان کو ریگستان
مین سے نکالا ہی اور اسی جگہ ڈالدیا تمھارے دلمین کچھ رحم نہین آیا جلدی اٹھاؤ اور بنگلہ مین لیچلو غرضکہ
خواصون نے ملکہ کی شاہزادہ نور الدہر کو ہاتھون ہاتھ اُٹھایا اور باہستگی بنگلہ مین لیکر آئین ملکہ نے عرق گلاب
اور کیوڑا شاہزادے کے چہرے پر چھڑکا قطرے گلاب اور کیوڑے کے جو رخسارون پر پڑے رہے ثابت ہوا
برگ گل ریحان پر شبنم ہی یا چاند کے گرد ستارے ہالہ کیے ہین بعد تھوڑی دیر کے شاہزادۂ نور الدہر کو ہوش آیا بسم اللہ
کہکر اُٹھ بیٹھے جیسے پریجمال چہرۂ ملکہ دردانہ گوہر پوش پر نگاہ پڑی ہزار جان سے عاشق و شیدا ہوگیا بغور روے
صور ملکہ دردانہ دیکھنے لگا گویا بالتصویر آئینہ تھا ملکہ بھی متحیر تھی مگر حیرت زدگی مین دل پر ضبط کرکے کہا اے جوان مجکو تو
اس صورت سے کیون دیکھتا ہی شاہزادۂ نور الدہر نے کہا اے ملکہ جسوقت کہ مین داخل طلسم نیرنگ ہوا اہل طلسم نے
میری شادی بڑی دھوم دھام اور انتظام و اہتمام سے کی عروس میری بعینہ مشابہ تمھاری شکل و شمائل کے
تھی تمھاری صورت مین اور اُس عروس کی شکل مین سر مو فرق نہین ہی مگر وہ عروس ہنگام شب زفاف اسقدر
آہ و زاری کرکے روئی کہ اشکون کا دریا جاری ہوا عروس تو مثل شمع بزم کے گھل کر غرق ہوگئی اور تمام ایوان
و قصر ڈوب گیا مین بھی اُس مین غرق ہوا پھر جو ہوش آیا طلسم مین قید ہوا پروردگار عالم نے ان سب مرحلون
سے نجات دیکر یہانتک پہونچایا ہی تجکو اپنی عروس سمجھ کر بنگاہ محبت دیکھتا ہون یہ سنکر ملکہ دردانہ
گوہر پوش ہنسی اور کہا اے جوان اہل طلسم میری صورت کا پتلہ بناتے ہین اور جو کوئی طلسم مین داخل ہوتا ہی
اُسکے ساتھ ضرور اُسکی شادی کرتے ہین جو کچھ طلسم مین تمپر گذرا ہی یہی کیفیت سبکے واسطے ہوتی ہی چالیس
روز تک وہ قید رہتا ہی بعد چالیس روز کے اُسکو قتل کرتے ہین اور اصل ملکہ دردانہ گوہر پوش دختر
ملک مروارید سفید پوش مین ہون وہ جو کچھ کہ گذر گیا کارخانہ طلسم مین خواب و خیال تھا اے جوان عزیز
پری پیکر اب تو اپنا نام و نشان بتا شاہزادۂ نور الدہر نے کہا اے ملکہ عالم پہلے تم اپنا نام بتاؤ اور اپنے باپ
کے نام و نشان و سلطنت سے آگاہ کرو ملکہ نے کہا میرا نام ملکہ دردانہ گوہر پوش ہی مین بیٹی ہون

ملکہ مروارید سفید پوش بادشاہ طلسم کی پر سبب حد طلسم گوہر بار ہو میرا باپ یہان کا مالک ہو اب حضور
اپنے نام نامی اسم گرامی سے آگاہ فرمائین شاہزادے نے کہا کہ نام میرا نور الدہر ہو مین فرزند لخت جگر شہرۂ آفاق
ملک باختر شاہزادہ بدیع الزمان نامور کا ہون اور پوتا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کوچک امیر کشور گیر حمزۂ
صاحبقران زمان و عالیشان ہون یہ سنکے ملکہ خوش ہوئی اور ہاتھ گردن مین ڈالکر لپٹ گئی بوس و کنار
ہونے لگا پھر جام شراب ناب کا دور ہوا روح کو راحت دل کو سرور ہوا ہم آغوش عاشق و معشوق رہے
شراب وصل نے سیراب کیا غنچۂ دل شگفتہ ہوکر چہرہ کو زیب دے گلقام باغ باغ ہوا غرضکہ شب بھر ملکہ نے عیش و عشرت
مین بسر کی صبح کو شاہزادے کو اُسی بنگلہ مین چھوڑکر چلی گئی خواصین خدمت شاہزادۂ والامنزلت مین حاضر
رہین ہر روز یہی معمول تھا کہ ملکہ دردانہ گوہر پوش شب کو آتی تھی رات بھر عیش و نشاط او بوس و کنار
مین بعد شوق بسر کرتی شربت دیدار اور شراب وصل سے سیراب ہوتی اور صبح کو چلی جاتی ایک شب شاہزادۂ
نور الدہر نے کہا ای ملکہ عالم مین اس صحرائے پر آشوب مین تنہا رہتا ہون اور میرے پاس کسی قسم کا سلاح
جنگ سپر تلوار کا ہونا احتیاطاً ضرور ہو ملکہ دُردانہ گوہر پوش اپنے باپ کے سلاح خانہ سے ہتھیار سب طرح
کے چھپاکر لائی اور شاہزادے کو دیے شاہزادۂ نور الدہر کا جب دل گھبراتا ہو صحرا مین چند قدم شکار کھیلنے کو
چلا جاتا ہو ایک دن دایہ ملکہ دردانہ گوہر پوش کہ پیر فرتوت اور فتنہ پرداز بلکہ ثانی ابلیس تھی اپنے جی مین
سوچی کہ ملکہ پہلے تو کبھی کبھی سیر صحرائے سبزہ زار کو جایا کرتی تھی اب کیا سبب ہو جو ہر روز رات کو جاتی ہو اور صبح کو
آتی ہو کچھ اسمین اسرار ہو ایک شب وہی دایہ فتنہ انگیز بزور سحر پیچھے پیچھے چھپ کر ملکہ دردانہ گوہر پوش
کے اُس صحرا مین بنگلہ کے پاس آکے درختون کی آڑ مین کھڑی ہو رہی دیکھا کہ بنگلہ مین نہایت تکلف کی روشنی
ہو اور سامان عیش و نشاط مہیا ہو اور پیچھے اور قطعے اُگ رہے ہین اور ایک مرد کی باتون کی آواز آتی ہو تعجب ہوکر
اور زیادہ قریب بنگلہ کے آئی شاہزادۂ نور الدہر کو ملکہ دردانہ گوہر پوش سے ہم آغوش دیکھا منہ بہ منہ رکھا
ہو پیہم بوسہ بازی اور عشق مجازی کا طور ہو دیکھتے ہی نہایت غضبناک ہوئی ضبط نہو سکا دیوانہ وار لکارتی ہوئی
بنگلہ کے اندر چلی آئی اور کہا او گیسو بریدہ شوخ دیدہ خدا پرست سے میل اور عشقبازی کی اور آج بوس و کنار
مین مصروف ہو دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتی ہون ملک مروارید بادشاہ طلسم سے کہکر تجکو سزائے مقتول
دلواؤنگی اور اس خیرہ سر کا تو مین ابھی کام تمام کرتی ہون یہ کہکر تھیلا اسباب سحر کا کھولا اور اسمین سے کچھ
دانے ماش کے اور کچھ موے اور رائی نکالی اور اسم سحر پڑھنے لگی شاہزادۂ نور الدہر نے خیال کیا کہ دیری کی تو کام
مین فرق آچلا ہو فوراً تیر و کمان اٹھاکر ایک ناوک قضا نشیمن جلد کمان مین جوڑکر وہان ساحرہ دیرینہ کے مارا
لب دہان دایہ ساحرہ نشانہ ہوئے زخم کاری لگا سب سحر اُسکی پلٹ گیا خون کی ندی جاری ہوئی زمین پر گر کر
لوٹنے لگی دیکھا کہ وہ ساحرہ اژدہا بنکر شاہزادہ پر جھپٹی شاہزادے کی انگشتری تھی اسکو دیکھکر گرز اٹھاکر جو
اُس ساحرہ کے سر پہ مارا وہ ساحرہ بشکل اژدہا گرد برد ہوگئی سر پاش پاش ہوگیا ایک آندھی سیاہ اٹھی صحرا تیرہ و تار
ہوا پھر شور و غل مچانے لگے آوازین آئین ظالم عظیم یہ یا غضب بعد تھوڑی دیر کے جب تاریکی رفع ہوئی اور شور
موقوف ہوا آواز آئی کشتی مرا نام سن تو شاہ جادو بود افسوس مردم و جان دادم بہر مطلب دل نرسیدم
اب جو لاش پر ساحرہ کی شاہزادہ نور الدہر کی نظر پڑی دیکھا کہ سر کے گردن پر کچھ حرف لکھے ہوئے تھے
ذہن نور الدہر نے خاصون سے کہا کہ ٹکڑے سر کے جمع کرکے لاؤ دیکھون تو کیا لکھا ہو جب خاصون نے سر کے

ٹکڑے جمع کرکے لاش سے ملائے شاہزادے نورالدہر نے بغور خیال کرکے تحریر پارہ ہاے سر ساحرہ پر نگاہ کی
تو نشان لوح طلسم کا ملتا ہی اور صاف ثبوت ہوتا ہے جہان لوح طلسمی ہی۔

اب دو کلمے داستان شوکت بیان پتا معلوم ہونا لوح طلسم کا شاہزادہ نورالدہر کو اور ہاتھ آنا بعینہ لوح کا بجد وجہد

مستمعان معانی نو بہ رسائی طبع سلیس و کوشش کنندگان عبارات رنگین بہ رجوع قلب جلیس بوعدہ دل تردد
منزل پہ قلم بردا شتہ مضمون مخفی منجلی کرکے یون تحریر کرتے ہین۔ بیت۔ بجوئیدہ لوح دار طلسم * کری یافت ازان
پاے مردی اسم * جسوقت شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نامور نے ٹکڑون پر ہے نگاہ کی نشان
اور پتا لوح طلسمی کا پایا ایسے خوش ہوے کہ شادی مرگ ہوکر بیہوش رہ گئے جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا شکر
خداے عزوجل بجالاے اُن پارہ ہاے سر ساحرہ پر یہ تحریر تھا اے طلسم کشا مغرب کی طرف روانہ ہو آگے بڑھکر
حوض سنگ مرمر کا ہوگا وہ گلاب سے بھرا ہوا ہی اور اس حوض پر فوارے لگے ہین اُس مین خون تازہ [illegible]
وہ قطرے خون کے جو حوض مین گرتے ہین پانی مین اُن قطرون سے مچھلیان سفید خون افشان پیدا ہوکر
تیرتی ہین تو انگشتری بخشش افضال ہاتھ مین پہنکر حوض مین کود پڑنا سب پانی خشک ہو جائیگا بعرت وتردد
صاحبقرانی فوارون کو بھی ہلا کر گرادے ایک غار عمیق نظر آئیگا آنکھین بند کرکے اُس غار مین کود پڑنا شور
و غل بہت بلند ہوگا مگر کچھ خیال نہ کرنا اُس میدان محشر نما سے خوفناک ہونا ہر چند وہ میدان بعینہ خود میدان
محشر ہوگا گویا آفتاب قیامت قریب سر حدت مہر سے زمین مثل تابہ آہن کے ہوگی ہواے گرم سے شعلے
آگ کے نکل کر جسم کو جلائینگے پیاس کا یہ غلبہ ہوگا کہ زبان تالو سے لپٹ جائیگی سر سے پاؤن تک عرق جسم مین
غرق ہوگا دل مضطر بدحواس ہوگا مزاج منتشر ہوجائین تو وہی انگوٹھی منھ مین رکھ لینا کسی قدر
تسکین ہوگی بلاے آتش سحر سے محفوظ رہیگا ورنہ جسم تمام دم بھر مین سوکھ کر کانٹا ہوجائیگا گل سپید ہاتھ نہ آئیگا
یہ سب تماشا دیکھتے ہوے اور تکلیف و اذیت ہم اٹھاتے ہوے چلے جانا کہین پل بھر نہ رکنا آگے بڑھکر ایک مکان
خس و خاشاک کا نظر آئیگا اُس مکان خس پوش مین داخل ہونا وہان کورے کورے گھڑے کوزے کورے
لوٹے کاغذی آبخورے آب سرد سے بھرے ہوئے رکھے ہونگے دل بے اختیار پینے کو وہ پانی چاہیگا مگر
ہرگز ہرگز وہ پانی نہ پینا ورنہ تمام جسم پانی ہوکر بہہ جائیگا اور تو مر جائیگا ایک تکیہ دار وہان بیٹھا ہوگا وہ تجھے
جام آب لبریز کرکے دیگا اُس جام آب کو لیکر اسم انگشتری پڑھکر اس پر دم کرنا اور وہ پانی اُس تکیہ دار کے سر پر
پھینکدینا فوراً شعلہ آتش پیدا ہونگے وہ فقیر تکیہ دار مع مکان خس پوش جلکر خاک ہوجائیگا پھر ایک دھوان
اُس آگ سے اٹھکر بلند ہوگا وہ دھوان ابر باران بنکر پانی برسائیگا آگ تمام ٹھنڈی ہو جائیگی پھر ہواے تند
چلیگی وہ خاکستر مکان سوختہ کو اڑاکر پراگندہ کردیگی اسی اثنا مین ایک جانور بہت بڑا بصورت ققنس پیدا ہوگا
ہمراہ اُس جانور کے پیچھے پیچھے چلے جانا مگر اُس جانور کے سامنے نہ آنا ورنہ جلکر خاک ہوجاؤگے پھر وہ جانور
بیابان ہولناک مین پہنچیگا کہ وہان ریگستان سیاہ ہوگا وہان آسمان سے اترکر کوڑا پتے تنکے خشک سمیٹ کر ایک جگہ
جمع کریگا اور اُسکے اوپر بیٹھیگا تم علحدہ کھڑے ہوکر تماشا دیکھنا اُس خاشاک پر بیٹھکر وہ طائر منقار سے آتش خیز
کریگا اُس کوڑے مین آگ لگجائیگی وہ طائر بھی جلکر کباب ہوجائیگا لکڑ خاک سیاہ بنجائیگا شور و غل ایسا ہوگا
کہ عالم محشر نظر آئیگا مگر تم کان اپنے بند کر لینا کہ وہ آوازین کان مین نہ پہنچین ورنہ دیوانے ہو جاؤگے جب

تھوڑی دیر کے نظر کرنا اس طائر سوختہ کی خاک سے ایک بیضہ گھڑے کے مانند پیدا ہوگا ہر چند تم اسکو ادھر
وہ بیضہ ہرگز نہ ٹوٹیگا پھر اسی بیضے مین ایک آبلہ سرخ پیدا ہوگا جب وہ پھوٹیگا تو حشر برپا ہوگا پس طلسم کشا کو
لازم ہی کہ وہی اسم انگشتری تیر پر دم کر کے نقطہ سرخ کو تاک کر نشانہ بنائے اگر تیر اس آبلہ پر پڑا تو لوح طلسمی ہاتھ
آئیگی اور جان بھی بچیگی ورنہ کبھی برف باری مین مبتلا ہوگا کبھی آتش باری مین پھنسکر خاک ہو جائیگا ای طلسم کشا اس
طلسم مین ہر مرحلہ صعب درپیش ہونگے سب طلسمات سے یہ طلسم نہایت سخت اور خوفناک ہی جب تک زلزلہ قاف ثانی
سلیمان کوہ حک حمزۂ صاحبقران زمان قدم رنجہ نہ فرمائینگے فتح ہونا اس طلسم سخت کا بہت مشکل ہی اور لوح بغیر
طلسم سے نکالکر عمل کرے دشوار تر ہی ہان ای طلسم کشا تو اگر ایسا ہی صاحب اقبال و اجلال مثل سکندر دوران
و رستم دستان کے ہی تو پانے ارادہ کو بڑھا ورنہ دستیابی لوح طلسم سے اور فتح مہمات سے باز رہ یہ عبارت
طولانی شاہزادۂ نورالدہر نبیرہ حمزۂ صاحبقران نے جب پڑھی دقائق اسرار خفی سب منجلی ہوئے بسم اللہ کہکر
براہ خدا کمر ہمت چست باندھی اور طلبگار مدد الٰہی ہو کے جانب مغرب روانہ ہوئے بموجب تحریر فقرات نصیحت
آمیز تمام مراحل صعب طی کر کے اس تکیہ پر مکان خس پوش مین پہونچے دیکھا کہ کوزے ظروف گلی آب سرد سے بھر کے
رکھے ہین حالانکہ شاہزادے کا شدت تشنگی سے ہونٹون پر دم تھا مگر مطلق اس پانی کی طرف اعتنا نہ کیا رخ کرنا
کیسا ہوتا ہی اس فقیر نے جام آب سرد سے بھر کر شاہزادہ نورالدہر کو دیا شاہزادے نے وہ جام آب سرد لیکر
اسم انگشتری دم کیا اور اس فقیر کے سر پر وہ پانی چھڑک دیا وہ فقیر جلنے لگا اور تمام مکان مین آگ لگ گئی شور و
غل پیدا ہوا تاریکی چھا گئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اژدہا جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم
و بمطلب دل نرسیدیم اب لوح طلسم کشا کے قبضے مین پہونچی مین پاسبان لوح طلسم گوہر بار تھا مرا تو طلسم کشا
نے خاتمہ کیا پھر اسی طرح مرحلہ آخر کو طی کر کے بیضہ طلسم کو بقوت و تاثیر اسم اعظم توڑا ہزارہا آوازین لڑکون کے
رونے کی بلند ہوئین شاہزادۂ نورالدہر حیران ادھر اودھر دیکھنے لگا مگر کوئی نظر نہ آیا وہی سامان حشر نمودار ہوا جب
سیاہی برطرف ہوئی دیکھا لوح الماس زنجیر مروارید مین بندھی ہوئی قلابۂ فلک طلسم مین لٹکی ہی آواز آئی کہ اسم اعظم
جو انگشتری پر کندہ ہی وہ پڑھکر بسم اللہ کہکے لوح لیلو اب کیا دیکھتے ہو کس بات کا تامل ہی خدا نے عجب نعمت عظمیٰ
عنایت کی بجائے شکر و سپاس و حمد بیقیاس پروردگار عالم کی ہی شاہزادۂ نورالدہر نے یہ سنکر اسم اعظم
انگشتری پڑھا اور لوح زنجیر سے نکال کے گلے مین پہن لی لوح طلسمی پر جو نگاہ کی اس مین لکھا تھا ای طلسم کشا اگر
خداوند کریم یاور و مددگار ہی اور لوح طلسم گوہر بار بھی دستیاب ہوئی اب فتح طلسم کر مقام شکر ہی کہ خدا نے عجب دولت
لازوال عطا کی غنیمت جان اور بہت ہوشیار رہنا کہ بغیر لوح طلسمی کوئی کام اس طلسمات مین تو نہین کر سکتا تھا
ہزارہا بلائین اس طلسمات مین قائم کی ہوئی ہین کسواسطے کہ یہ طلسم گوہر بار شمس الطلسمات اور معدن آفات کا
اور یہ طلسم بنایا ہوا آصف برخیا کا ہی اس مین دنیا کے تحفہ جات و عجائبات سلطنت مین اور اس طلسمات
مین بہت بڑا ایک خزانہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا ہی وہ ابتک امانت رکھا ہوا ہی جو طلسم کشا کی
اور جسکے ہاتھ لوح طلسمی آئے استحقاق ہی وہ قبضہ کرے کے تحت و تصرف مین لائے اور چار سو حکیم جن و انسان جن
منتخب کیے گئے اور بیس ہزار جادوگر جن و بشر و دیوزاد مین سے چھانٹے گئے تھے کہ وہ یکتا سے روزگار اور
بلائے بے درمان تھے انھون نے اس طلسم گوہر بار کو باندھا ہی اور آگے ایک طلسم نیرنگ ہی کہ وہ بھی اسی
طلسم سے متعلق ہی وہان بھی لوح طلسمی کام دے گی جب یہان سے وہان تک کل طلسم فتح ہو تب طلسم کشا

نقب تیرا ہوا وہ لبفضل خدا اگر ہمت جمعیت ہو تو چند عرصہ میں طلسمات فتح ہو تمام جنیان کہنہ سال کو حکم حکماے دیرینہ
ہے کہ اس طلسم کی ظاہر و باطن محافظت کرو اور ساحران کاملین کو اس طلسم کے مرحلات پر معین کیا ہے کہ ہر ایک مرحلہ عجائب
و غرائب ہے کہ جسکی دیدہ شنیدہ ہے کمال ہوشیاری اور دانشمندی سے قدم دھرنا اور لوح کی بہت محافظت کرنا کہ ہر ایک
جن و دیو و پری گاہ و سحر پیشہ و دفر طائر و وحشی اور آسمان و زمین طلسم کے سب دشمن ہیں شاہزادہ نور الدہر عبارت لوح
پڑھکر بہت خوش ہوئے اور وہیں کہ دو رکعت نماز شکر بجا لائے کہ ایسی نعمت پروردگار نے مجھ عبد ذلیل و حقیر کو
بخشی اور دعا کی اے پروردگار عالم اے کارساز مطلق اے معبود برحق تو ہی میرا معین و مددگار ہر حال میں رہنا یہ کہکر
سر سجدے سے اٹھایا اور کمر ہمت کو چست باندھا پیر لوح کو ملاحظہ کیا حکم پایا کہ جانب شمال روانہ ہو فوراً شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان نامور نبیرۂ حمزۂ صاحبقران نعرہ زنان و شادان و خرم و شادان شمال کی جانب یعنی اُدھر کی طرف چلے
ان کو تو راہ طلسم میں چھوڑیے اور اب اُدھر کا حال بغور ساعت فرمائیے۔

اب دو صفحے داستان سر دفتر عاشقان ثابت قدم ملکہ دردانہ گوہر پوش دختر ملک مروارید بادشاہ طلسم گوہر بار کے بیان کیے جاتے ہیں کہ قلزم طلسم میں ملکہ دردانہ گوہر پوش کو بہ سبب عشق شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار کے ملک مروارید بادشاہ طلسم نے غرق کروا دیا

پلا ساقیا تازہ تازہ شراب
ہوا ہوں میں غرق دریاے عشق
کوئی جام اب چلتے چلتے پلا

کہ دل سوزش عشق سے ہے کباب
خدا جانے کیا مجکو دکھلائے عشق
نہ شاید ادھر پھر ہو آنا مرا

کسی کی مجھے چاہ یاں لائی ہے
پر کیا مجھے عشق پیدا ہوا
سحر بادہ ناب کی کر نہ چاہ

بہت دور صبر و شکیبائی ہے
ذلیل و حقیر اور سودا ہوا
کہ خورشید مطلب ہوا ہے براہ

دیگر۔ جو مجھ پہ ایک بار گذر گئی کہیں کیا جو بار گذر گئی
نہ ہوئے فراق کے کچھ گلے نہ حجاب سے وہ گلے ملے
ہوئی شمع بزم میں کیا خجل وہ گل آکے جو ہوا متصل
جو کسی کی مجھسے نظر پھری تو گیا نگاہ کا نور بھی
کبھی حال قیس پہ تھا عجب کبھی کوہکن پہ ہوا غضب
نہیں اسکا نام کوئی بھی وفا میں تڑپ تڑپ کے گذر گیا
تری اس طرف جو نظر اٹھی مجھے اپنی جان ہی کی پڑی
وہ جو میرے پاس سے اٹھ گیا مرے ہوش بھی نہ رہیگا

غرض اپنی نگار گذر گئی شب انتظار گذر گئی
رہے دل کے دل ہی میں حوصلے شب وصل یار گذر گئی
یہ لگا ہے سینہ میں داغ دل کہ مری بہار گذر گئی
جو بشارت آگہ میں تھی مری شب انتظار گذر گئی
مری روح تنمیں ہے ہو کے جب سوئے کوہسار گذر گئی
یہ نہ پوچھا مجھسے کہ تجھپہ کیا ارے جاں نثار گذر گئی
یہ لگی تھی برچھی نگاہ کی کہ جگر کے پار گذر گئی
یہ جفا تو مجھسے کہ مجھپہ کیا دل بیقرار گذر گئی

بیت۔ نگارندۂ دفتر دلبری + رقم کردہ رودادِ عشق پری + عاشقان مخمل دلربائی و مہجوران بزم ناشکیبائی
بعد درد و الم فراق و اشتیاق مالا یطاق حسن حسین مہ جبین سادہ لوح سے صفحۂ قرطاس خجوق احساس پر
یہاں بنوک قلم اشتیاق رقم کرتے ہیں کہ جب شاہزادۂ نور الدہر نے بعد خشم و قہر ساحرہ مکارہ نوشابہ جادو
کو قتل کیا اور بحر پر کانۂ سر ساحرہ سے تا لب طلسم گوہر بار کا ملا فوراً مغرب کی طرف روانہ ہوا ہر چند کہ حسن و
جمال ملکہ دُردانہ گوہر پوش پہ شیفتہ فریفتہ ہو مگر ضبط کرکے اور شیشۂ دل پر سنگ صبر رکھکر شوق لوح
طلسم گوہر بار میں چلے اور اس پری پیکر مہ وش کو پھر کر بھی نہ دیکھا مگر آگے بڑھکر اتنی صدا حسرت آمیز
دی اے ملکہ عالم بس اب صبر کرو اور یاد خدا میں مصروف رہو وعدے سے نہ غافل ہو تا انشاء اللہ بعد حصول لوح

طلسمی و فتح پانے طلسمات کے اگر زندہ رہے اور پھر کر آئے تو ملاقات کرینگے عقدۂ ہجر ناخن وصال سے کھلیگا
شہزادہ نور الدہر تو ادھر روانہ ہوا جہانتک سامنا شاہزادہ کا رہا کھڑی دیکھا کی جب شاہزادہ نور الدہر نگاہ سے روپوش
ہوگیا ملکہ کو ایک عالم فراموش ہوگیا آتش فراق تنور سینہ میں مشتعل ہوئی سیخ تار نفس پر دل و جگر جلکر کباب ہوا
گلے میں ہوک اٹھی آہ کے ساتھ دھوان منھ سے نکلا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا دین و دنیا فراموش ہوگئی
فراق سے زمین پر گری بیہوش ہوگئی دانت بیٹھ گئے نبضیں ساقط ہوئیں ہاتھ پاؤن برف ہوگئے خواصیں گھبرا گئیں
کوئی شیشہ گلاب کا لائی کسی نے کنٹر کیوڑے کا لیکے منھ پر عرقیات خوشبودار چھڑکے کوئی پنکھا لیکے
ہوا پنکھے کی دی مگر ملکہ دروانہ گوہر پوش ہوشیار نہ ہوئی ضعف دیکھکر خواصیں زیادہ بدحواس ہوئیں تخت
ہوادار پر لٹا کر ملکہ کو اسی وقت قصر ملک مروارید سفید پوش کی طرف روانہ ہوئیں جب سامنے بادشاہ طلسم
گوہر بار کے پہونچیں ملک مروارید نے وہ تخت روان مانند تختۂ تابوت کے دیکھا اور ملکہ دروانہ گوہر پوش
کو مثل میت کے پایا پوچھا ارے کیا ہوا کچھ بیان کرو کہ میری پارۂ جگر روشنی چشم چراغ خانۂ طلسم گوہر بار پر
کیا گذری جو یہ حال اسکا ہوا مردہ ہوکر آئی ہے خواصوں نے عرض کیا اے بادشاہ طلسم پہلے ملکہ کا تدارک ہوشیار
ہونے کا کیجیے کہ ملکہ کو غش سے افاقہ ہو آنکھیں کھولیں بات کریں تو ہماری جان میں جان آئے اور حواس
ہمارے درست ہوں تو کیفیت گذارش کریں غرضکہ بادشاہ طلسم نے علاج ملکہ دروانہ کا فوراً کیا گلاب و
کیوڑا و عرق خوب سا چھڑکا اسی وقت تخلخے کئی طرح کے تیار کرکے سنگھائے اور ہوائیں معطر دیں یہاں
ملکہ دروانہ کی ماں ملکہ گوہر بانو سر پیٹنے لگی رو رو کے پچھاڑیں کھانے لگی اور یوں بیان پُر درد کرتی تھی
ہائے ہائے میرے میوۂ نہال تازہ کو کسکی نظر لگی میرے گل حدیقۂ حسن و جمال کو کس ہوائے تند کا طمانچہ پڑا کہ
مرجھا گئی یہ غنچہ سے لب پژمردہ ہوگئے نرگس سی آنکھوں میں حلقے پڑ گئے پھول رخسار کملا کر رہ گئے ملکہ گوہر بانو
کے رونے پیٹنے سے تمام محل میں تلاطم ہوگیا اندر سے باہر تک ہر شخص مضطرب الحال تھا وہ قصر شاہی نمونۂ محشر تھا
الغرض بڑی دیر کے بعد ملکہ دروانہ گوہر پوش کو ہوش آیا باپ نے اٹھا کے بٹھایا ماں نے پیار کیا گلے سے
لگایا بلائیں لیکے پوچھا اماں صدقے یہ تمکو کیا ہوگیا کچھ حال دل بیان کرو دشمن تمہارے ابھی مردہ پڑے ہوئے
تھے واے بندی کچھ خبطیے میں آگئی یا کسی بد نظر کی تیر آنکھ پڑی یا غیب اغذا کچھ عارضہ ہوا ملکہ دروانہ گوہر پوش
نے کہا مجھے نہیں معلوم کیا ہوا خود بخود میں گر کر بیہوش ہوگئی غرضکہ اسی وقت صدقے لیے اترنے لگے خیرات
جاری ہوئی مگر ایک خواص نے ملک مروارید سفید پوش اور ملکہ گوہر بانو سے تمام روداد بیان کی۔
شاہزادہ نور الدہر پر عاشق ہوکر قصر یاقوتی میں لانا اور عیش و عشرت میں کیفیت وصل و بوس و کنار
اور قتل ہونا نوشابہ جادو کا ہاتھ سے شاہزادے کے اور تیار کر لوح طلسم گوہر بار کا چلے جانا نور الدہر
کا اور ملکہ کا فراق میں یہ حال ہونا حرف بحرف سب کہا ملکہ گوہر بانو تو یہ کیفیت سنکر سکتے کے عالم میں
چپ ہوکے رہگئی مگر بادشاہ طلسم گوہر بار ملک مروارید سفید پوش نہایت غضبناک ہوا لیکن مصلحتاً
ضبط کیا ملکہ دروانہ گوہر پوش کو بلایا اور کہا اے ملکہ دروانہ تو خدا پرست پر عاشق و فریفتہ ہوئی ہے اور
اپنا دین ترک کرکے دین اسلام قبول کیا ہے بہتر یہ ہے کہ یاد خدا پرست اور خیال حسن دلربا دل سے نکال اور
دین اسلام سے دست بردار ہو توبہ کر ورنہ میں تجھکو دریا میں ڈبو دونگا کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑی ہے اگر
تجھکو جان عزیز بچانا ہے تو میری فہمائش پر عمل کر ملکہ دروانہ نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکا کر چپ ہوئی مگر یاد معشوق

خوش اسلوب وخیال حسن وجمال محبوب میں اپنا حال پریشان کیا دانہ پانی چھوڑ دیا اور یہ مسدس پڑھنا شروع کیا

مسدس تپ فراق جگر سینہ میں جلاتی ہے نہ یار آتا ہے یارب نہ جان جاتی ہے	فزا چمن کی نہ صحرا کی سیر بھاتی ہے نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو	لبوں تلک اب گھٹ گھٹ کے روح آتی ہے عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

پھر خیال جو بزم عیش ونشاط صحبت دلدار کا اور تصور ہم آغوشی شاہزادہ نور الدہر اور مزا لذت وصل بوس وکنار کا آتا ہے تو فلک کی طرف دیکھتی ہے اور کہتی ہے شعر اے فلک تو نے کیا کیا مجھے + میرا دلبر چھڑا لیا مجھسے + کبھی آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر بیساختہ یہ شعر پڑھتی ہے شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روے گل سیر ندیدم وبہار آخر شد + ادھر ملکہ دردانہ گوہر پوش کا عشق شاہزادہ نور الدہر میں یہ حال تعدد طلال ہے اُدھر ہر روز ملک مروارید سفید پوش بادشاہ طلسم گوہر بار ملکہ دردانہ کو سمجھاتا ہے یہ مطلق اُسکے کہنے کو خیال میں بھی نہیں لاتی کہ وہ سگ بد دماغ کیا بکتا ہے اپنے رنگ عشق میں غلطان بحث میں شاہزادہ نور الدہر کی مبہوت ہے آسیب عشق سر پر سوار ہے نہ اپنے سر وپا کا دھیان نہ کھانے پینے کا ہوش یاد محبوب میں جوش وخروش ہے کبھی ہنستی ہے کبھی روتی ہے کبھی دل سے آپ ہی آپ باتیں کرتی ہے نہ دل کو صبر وقرار ہے ہر وقت اضطرار ہے غرضکہ ملک مروارید سفید پوش نے آٹھ دن تک سب طرح سے سمجھایا ملکہ دردانہ نے نہ مانا ایک روز بادشاہ طلسم کو غصہ آیا نہایت برہم وغضبناک ہوا حکم کیا کہ ملکہ دردانہ گوہر پوش کو دریاے طلسم کی کشتی پر سوار کرواور بیچ دھارے میں لے جاکر کشتی کو ڈبو دو کہ یہ گیسو بریدہ وشوخ دیدہ اپنی سزا کو پہونچے ملازم شاہی نے ملکہ دردانہ گوہر پوش کو سوار کیا خواصون نے جو دیکھا کہ اب ملکہ دریاے طلسم میں غرق ہوجائیگی سب رونے بیٹھے لیکن اُن سب میں چالیس خواصوں کو تاب نہ آئی دوڑ کے کشتی میں ملکہ کے ساتھ بیٹھ گئیں ملاح وغیرہ کشتی سے اُتر آئے اور کشتی چل نکلی جب بیچ دھارے میں پہونچی کشتی رک کر چکر کھانے لگی یکایک کشتی مع ملکہ دردانہ گوہر پوش وخواصان خاص دریاے طلسم میں غرق ہوگئی لوگ کنارے پر تماشا دیکھا کیے راوی بیان کرتا ہے کہ یہ خبر سنکر تمام شہر کے دکاندار اور رعایا اور تمام ملازم شاہی دریاے طلسم پر تماشا دیکھنے کو جمع ہوے تھے کنارے اُس قلزم زخار کے دور تک میلہ لگا ہوا تھا ہر قسم کے دکاندار خوانچے والے دکاری والے میوہ فروش انواع اقسام طرح کی چیزیں بک رہی تھیں لوگ خرید رہے تھے حلوائیوں کی دکانوں پر خریداروں کا ہجوم تنبولی تنبولنیں گلوریاں بنا بنا کر جوانوں کو دیتی تھیں ہر ایک سرخرو ہوکر دریا پر آ کھڑا ہوتا تھا ساقیوں کے پاؤں کے پیچھے یاروں کا جمگھٹا تھا جس کے دم پڑتے تھے دھواں بھرا ہوا رہتی تھیں اُڑاتی تھیں لوگ قہقہے لگاتے تھے کہ یکایک غل ہوا کہ وہ ملکہ دردانہ گوہر پوش کی کشتی ڈوب گئی سب غرق دریاے طلسم ہوگئے لوگ افسوس کرنے لگے ناگاہ وہاں ملکہ دردانہ گوہر پوش کی ملکہ گوہر بانو روتی پیٹتی سر پر خاک اُڑاتی ہاے کے نعرے کرتی بیٹی کی ماتا میں دریا پر آئی اور مقام ڈوبنے کشتی کا لوگوں سے دریافت کرکے دریاے طلسم میں کود پڑی وہ بھی غرق ہوگئی یہاں میلہ کنارے دریا کے صبح سے جو جمع رہا دوپہر رات گئے برخاست ہوا جابجا ناچ کا سامان طوائفیں نامی نامی خوش گلو ناچ گا رہی تھیں اور قسم قسم کا گانا بجانا ہو رہا تھا طرح طرح کے تماشے تھے ہر قسم کے اشیا خرید وفروخت ہوتے بکتے دوپہر رات گئے دریا سے ایک آواز بلند ہوئی کہ سب نے سنی افسوس ہزار افسوس شربت وصال شاہزادہ نور الدہر سے نہ سیراب ہوئی اور کس حسرت سے جان دی میں نے بدلا سب کے

سناکہ بہت سے آدمیوں کی آہ وزاری کی آواز آتی ہی اور کلمات حسرت ویاس بسبب کی زبان پر جاری ہیں سب
سنکے سب تماشہ بین رونے لگے اور ملکہ کے حال پر افسوس کرنے لگے اور عزیزان و نالان باچشم گریان و
بہ آہ دل سوزان سیلہ برخاست کرکے بیٹے اپنے گھروں کو پھرے انکو تو اب یہیں چھوڑیئے

اب دو کلمے داستان حیرت نشان جانا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مدار کا لوح آویزان پر اور عجائبات مشاہدہ کرنا بیان کیے جاتے ہیں

سیاحان دشت وصحرائے طلسمات وبادیہ پیمایان کوہ و بیابان عجائبات مجلس آرائی عبارات رنگین زبان سخن فہم
قلم مسافت شیم پر یون لاتے ہیں کہ جب شاہزادہ نور الدہر نامور بحکم لوح فرخندہ سیر وہان سے جانب شمال روانہ
ہوئے دس کوس چلے ہونگے کہ ایک صحرائے ہولناک مین پہونچے کہ منزلوں کہیں درخت وگیاہ کا نام نہیں
صاف چٹیل کوسوں میدان لیکن سبز رنگ کی زمین ہی مثل طوطے کے پرون کے اور کہیں ایسی نرم زمین ہی
مانند کچھار کے جیسے لب دریا تراوت زمین پر محسوس ہو شاہزادے کا پاؤن اُس زمین مین دھنسنے لگا
آگے چلنا مشکل ہوا گر بازمین قدم گیر ہی سمجھے کہ یہ قریب طلسم ہی بقوت صاحبقرانی پاؤن نکال کے تیز چلنا
کی دیکھا سامنے عمدہ کوہ ہی اور نقش ونگار اُس پہاڑ پر مثل نگارخانہ چینی کے ہی اور بلندی اُس پہاڑ کی
زمین سے بہ اسمان ہی اور زنجیر طلائی بہت عمدہ خوشنما باریک کڑیوں کی آسمان سے پیدا ہو کر آئی ہی اُس میں وہ پہاڑ
لٹکا ہوا ہی ہرچند حرارت آفتاب بہت تیز ہی اور دھوپ تمام میدان مین پھیلی ہوئی ہی لیکن زیر کوہ بلکہ سایہ کوہ
کے قریب بھی دھوپ نہیں آتی ہی جب اُس کوہ کے قریب شاہزادہ پہونچا دیکھا کئی ہزار نقش مثل نقش
سلیمانی اُس پہاڑ پر کھینچے ہوئے ہیں اور زیر کوہ عجب میدان سبزہ زار ہی کہ دور سے دیکھے جان میں
جان آتی ہی روح تازی ہوتی ہی غنچۂ دل پر شگفتگی آتی ہی ہری ہری دوب پر فرش مخمل سبز کا گمان ہوتا ہی
معشوقانہ پن برستا ہی اور کنارے سبزہ زار کے ایک حوض آب لطیف وخوشگوار سے لبریز ہی اور جانوران
صحرائی اُس سبزہ زار مین ہر طرف چہک چہک کر پرواز کرتے ہیں کبھی منقارین کھولکر زیر سایہ کوہ آ بیٹھتے ہین
کبھی غول کے غول طائران زمزمہ ساز خوش انداز ہمیشہ یون پر حوض کی بیٹھ کر منقارین پانی مین ڈالتے ہین
ہرچند شاہزادۂ نور الدہر عالیجناب تمازت آفتاب سے اضطراب مین تھا اور شدت تشنگی سے بیتاب تھا
لیکن زیر کوہ اور قریب سبزہ زار نہ آیا دور ہی سے کھڑے ہو کر سب سیر دیکھی پھر لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین یہ
مرقوم تھا کہ جانب چپ دس قدم چلکر کوہ کے محاذی مین کھڑے ہو کر لوح کو مقابلہ مین آفتاب کے بلند
کرکے عکس اس لوح کا کوہ پر ڈالو جب تمکو دو لکیرین کوہ پر کھنچی معلوم ہون ایک سیاہ اور ایک سفید
اُسکے بیچ مین جا کر زمین سے کوہ پر ایک لکیر باریک کھنچی دیکھو اور کھڑے رہو اگر لکیر کھینچنے مین عرصہ کیا تو
عذاب شدید مین گرفتار ہوگے بعد اُسکے وسط کوہ تارہائے باریک برنگ سفید مثل عنکبوت دیکھوگے
اسم اعظم لوح مبارک پڑھکر اُن رشتہ ہائے باریک پر دم کرنا اور دوسری بار پڑھکر اپنے اوپر از سر تا پا
ہر اعضا پر دم کرنا جو تار اُن مین سب سے زیادہ باریک ہو اسکو تھام کر کوہ پر چڑھ جانا پھر وہان پہونچ کر
لوح دیکھنا شاہزادہ نور الدہر یہ عبارت لوح پڑھکر مسرور ہوا اور چلا جیسے ہی جا پہنچا کہ درمیان
اُن خطوں کے داخل ہو کہ ایک آواز آئی اے طلسم کشا ہرگز ان لکیروں کے بیچ مین نہ آنا کہ سراسر
دغا و فریب ہی زحمت اُٹھاؤ گے۔ دوسری آواز اور آئی کہ فلان لکیر کے نیچے جانا چاہیے تیسری

آواز آئی کہ یہ سب اہل طلسم تمکو فریب دیتے ہین مناسب ولازم ہی کہ زیر خط سبز جاؤ کہ تمہارے حق مین بہتر ہوگا مگر
شاہزادۂ نورالدہر نے کسی کی آواز پر خیال نکیا کیونکہ انکا ساعتہ مین سنا لیے تھین وہ دونون لکیرون کے بیچ مین آئے
اور لوح سے کوہ پر لکیر کھینچ دی کہ مثل تار عنکبوت تار نمایان ہوے بحکم لوح زمین سے ایک باریک تار کو تھام کر کوہ پر
چڑھنے لگے اُس کوہ سے تین بار آواز آئی الحذر الحذر الحذر اور کوہ اسطرح جنبش مین آیا جیسے کوئی جھولا جھولاتے
شاہزادۂ نورالدہر کوہ پر سے گرا چاہتا تھا کہ لوح کو پھر اٹھاکر دیکھا لکھا ہی کہ اے طلسم کشا ہوشیار باش قریب
تیرے درخت یاسمن ہی اور اسکے ملک مثل اسپ دوانگے سیاہ رنگ کا بیٹھا ہی اور اسکے پشت پر شاخہاے سفید ہین
اور ایک سو اُسکے پاؤن ہین اب وہ تجھپر حملہ کریگا اور منھ سے اپنے دھوان سیاہ آتش آمیز نکالیگا تو اس لوح کو
اپنے تمام جسم پر مل لے ورنہ وہ دھوان تجھکو اڑا لیجائیگا اور بلا مین گرفتار ہوگا اور جو اسم کہ زیر لوح لکھا ہی پڑھکر
اپنے اوپر اور اسکے اوپر دم کرنا ایک غار عمیق بقدر آدم طویل پیدا ہوگا اُس غار مین اپنے تئین گرا دینا فوراً وہ
مکڑا غار کے منھ پر مثل سرپوش کے آبیٹھیگا اور ہر پاؤن کو اپنے حرکت دیگا ہر ایک پاؤن سے اُسکی بلائین
جدا جدا پیدا ہونگی کسی پاؤن کی حرکت سے آتش باری ہوگی کسی پاؤن کی حرکت سے سنگ باری ہوگی کسی پاؤن
کی حرکت سے برف باری پیدا ہوگی اور کسی پاؤن کی حرکت سے زلزلہ آئیگا کسی پاؤن کی حرکت سے سانپ
بچھو ظاہر ہونگے اگر اسکے سب پاؤن کی حرکتون کی تاثیر بیان کرون تو مضمون اصل مطلب مین طول ہوگا اے
طلسم کشا جسوقت وہ مکڑا غار پر آبیٹھے تو دیکھنا اُسکے شکم پر ایک خط سفید ہی اُس خط پر اسم حاشیہ لوح کا پڑھکر
تیر پر دم کرکے مارنا اگر تیر نے خطا کی تو جل جاؤگے اور اگر دوسری جگہ تیر پڑا قید ہو جاؤگے اگر مقام خط سفید پر
پڑا تو وہ دل حریف نشانہ ہوگا یعنی مکڑا خاک سیاہ ہو جائیگا شاہزادۂ نورالدہر نے بموجب حکم لوح مبارک
اُسی طرح تیر جو خط شکم عنکبوت پر مارا فوراً وہ مکڑا ہدف ہوا کنارہ غار پر تڑپنے لگا پیر اُسکے چلاتے آندھی سیاہ
اٹھی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آثار قیامت برپا ہوے بعد تھوڑی دیر کے جب تسلط ہوا روشنی ہوئی آواز مہیب آئی
کشتی مرا نام من عنکبوت جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب دل در رسیدیم آگاہ شوید من دربان
طلسم باطن بودم آب جو شاہزادۂ نورالدہر نے دیکھی تو ایک لاشہ بہت بڑا ساحر زبردست کا پڑا ہی اور ایک
چوکی سنگ مرمر کی ہی اُسپر اپنے تئین استادہ دیکھا اور ایک چشمۂ آب اس چوکی کے کنارے ہی اور تجلی سے
اُسکے بیابان مین وہ روشنی ہی کہ تاب دیکھنے کی نہین ہی شاہزادہ حیران ہوا کہ یہ نور آفتاب کا ہی سر اٹھاکے
آسمان کی طرف جو دیکھا ایک کمان نورانی گویا نور آفتاب درخشان سے بنائی ہی اور اُس کمان مین جو محراب
دروازہ بنا ہوا معلوم ہوتا ہے اُس دروازے مین ایک عفریت قوی ہیکل گوشے کمان کے پاؤن کے کھڑا ہی
شاہزادے نے لوح کو اٹھاکر دیکھا اُس مین لکھا ہوا ہی کہ اس چشمۂ آب سے چلو بھر کر اور اسم پیشانی لوح کا اُسپر
دم کرکے اُس چشمہ پر ڈالدو پانی بستہ ہوکر سنگ بلورین ہو جائیگا پشت لوح پر جو نقش ہی انگشت شہادت سے
اوپر اُس چوکی کے لکھدو وہ چوکی سنگ مرمر کی مثل تخت سلیمانی اڑکر بائین طرف جس دیو کے ہو پہنچیگی تو حملہ آور
ہوگا وہ سنگ بلور منھ پر اُس دیو کے کھینچ مارنا سر اُس دیو کا شق ہوکر پارہ پارہ ہو جائیگا کاسہ سر سے
اُس عفریت کے ایک سفید مہرہ پیدا ہوگا فوراً اسکو اٹھا لینا اس اثنا مین دوسرا دیو آوے اور حملہ کریگا پارہ ہاے
سر شکست عفریت اُس دیو ثانی پر مارنا اور ایک پارہ سر شکست عفریت اول اس چشمۂ آب مین ڈالدینا وہ دیو
بھی اُس چشمہ مین کود پڑیگا اور غوطے کھانے لگیگا جب تک وہ دیو ثانی پارہ سر شکست عفریت اُس چشمۂ آب سے

ڈھونڈھ کر نکالے تم اُس مُہرے کو مثل ناقوس پھونکنا اُس مہرے سے آواز ترانہ کی نکلیگی وہ دیو نانی جلکر خاک
ہو جائیگا وہ چوکی قریب کمان پہونچیگی ہاتھ سے کمان نہ چھوٹنا ورنہ جل جاؤگے بلکہ چوکی سے سنگ مرمر کی جست کرکے
حلقہ کمان پر جا بیٹھنا کچھ خوف نکرنا پھر جو کچھ دیکھنا مطابق لوح کے عمل میں لانا شاہزادہ نورالدہر نے بموجب حکم تحریر لوح عمل
کیا ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا کہ لینا پکڑنا مارنا یہ خیرو سر طلسم کشا طلسم باطن سے نکل جانے نہ پائے شاہزادہ حیران چہار
چار طرف دیکھ رہا اور ہنس رہا ہے کوئی نظر نہیں آتا صدائیں ہولناک اور آوازیں بزن بگیر کی بلند ہیں

اب دو کلمے داستان مصیبت بیان جانا شاہزادہ نورالدہر کا حلقہ کمان یعنی خانہ طلسم باطن میں اور گرفتار ہونا بلاے طلسم میں بیان کیے جاتے ہیں

مصیبت خیزان بلاہاے طلسم باطنی و صعوبت انگیزان آسیب ہاے ظاہری مرحلۂ آفت سحر کو قدرے طی کرکے قصۂ
غم و الم کو یوں بیان کرتے ہیں کہ شاہزادہ نورالدہر جسوقت جست کرکے حلقہ کمان پر پہونچے بیہوش ہوگئے
بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا خود کو اندر ایک دروازۂ عالیشان زرنگار کے پایا کہ محراب اُس دروازے کی مانند کمان
زرین کے تھی چار جانب اسکے بھی دیواریں قدآدم بلند کوے دروازے کے بنچہ گویا وہ کمان دروازہ اسکا
تھا بسم اللہ کہکے شاہزادے نے اندر قدم رکھا اندر اُسکے جاکے دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہے لیکن تمازت
آفتاب ایسی شدید ہے کہ تمام جسم پر آبلے پڑے جلتے ہیں دم بھر کے بعد تشنگی نے غلبہ اسقدر کیا کہ زبان میں
کانٹے پڑگئے حلق خشک ہوگیا یاراے تکلم نہ رہا بیحواس ہوگئے موت کی لذت زبان پر آگئی یقین ہوا کہ اب
روح جسم سے نکل جائیگی اگر حال زار شاہزادہ کا تحریر کیا جاے تو بہت طول ہوگا المختصر شاہزادہ نورالدہر بہزار
خرابی جلدی جلدی راہ کرۂ نار طی کرتا ہوا چلا مگر طاقت بالکل زائل ہوگئی امید زیست منقطع ہوئی قریب تھا کہ
بیہوش ہوکے گرے ناگاہ دور سے ایک قلعہ بہت بلند دکھائی دیا اور گرد اسکے نہایت عمدہ دلچسپ سبزہ زار ہے
ہر برگ کاہ و شجر شاداب اور قریب سبزہ زار فالیز تربز کی ہے کھیت لہلہا رہا تربز بڑے بڑے خوشنما دھرے ہیں
ہیں کہ شادابی اسکی خانۂ چشم ناظرین میں کھبی جاتی ہے خیال کیا کہ دس بارہ قدم کا فاصلہ ہے اب چل کے ذرا
اس کھیت پر ٹھہریے اور ہوا کھائیے کہ قدرے غنچۂ دل کی پژمردگی دور ہو پھر دیکھا کہ ایک ایک گگرا بیل کا
پانی سے بھرا رکھا ہے شاہزادہ شکر خدا بجا لایا اور قدم جلدی اُٹھایا جسقدر آگے بڑھتے جاتے ہیں وہ قلعہ
وہ کھیت وہ گگرا ہنسوانہ پیچھے ہٹتا جاتا ہے دیکھا تو جتنے فاصلے پر تھا اتنے ہی فاصلے پر ہے دوپہر کامل اسکے پیچھے
چلے اور اس قلعہ اور کھیت کے پاس نہ پہونچے آخر مایوس ہوے تاب نہ لاسکے بیخود ہوکے زمین پر گرے یقین
ہوا اب موت آپہونچی نا دنزار اپنے حال زار پر رونے لگے پھر یاد آیا کہ اے نورالدہر لوح کیوں نہیں دیکھتا
اُسی وقت لوح کو اُٹھا کے دیکھا لکھا ہوا تھا اے طلسم کشا میدان آدم سوز میں پہونچکر قریب ہلاکت ہوا اور
پیچھے فالیز تربز کے کیوں سعی دوی کرتا ہے کھیت تک تربز کے نہ پہونچیگا یہ اسم لوح ایک مشت خاک پر پڑھکر
دم کر اندر روبرو اپنے سامنے فالیز تربز کے چھڑک دے برابر فالیز تربز کے پہونچ جائیگا پھر لوح کو دیکھنا کہ
اس مرحلے کا طی کرنا نہایت دشوار ہے کہ یہ بہت صعب ہے شاہزادہ نورالدہر نے بموجب حکم لوح عمل میں لاکر
جو دیکھا تو کنارے کھیت کے کھڑا ہوں مگر پیاس کی شدت سے شعلۂ آتش سینہ میں بھڑکنے لگا دل کباب
کے بریان ہوا جاتا ہے اُس گگرے کو جو دیکھا تو بہت بڑا کہ منکوں سے بھی زیادہ ہے خنجر کمر سے کھینچکر منہ دہانے
گگرے پر مارا مطلق اثر نہ ہوا ناچار ہوکر ایک سنگ گران وہیں سے اٹھاکر اس گگرے پر مارا آواز ترانہ کی

پیدا ہوئی وہ گرد آہستہ گیا ایک غلغلہ دار و گیر بلند ہوا وہ گرد جب پاش پاش ہو کر پھیلا اسمین سے زنبورین سرخ
رنگ کی اُڑین اور بلند ہو کر اسقدر بے چین کہ مانند بدر کے ہوگئیں سر پر شاہزادہ کے پرواز کرنے لگین
اُن مین ایک زنبور سیاہ رنگ سب سے بڑا مانند گوسفند سیاہ کے ہی اور نیش اُسکے مثل ناوک کے تیز تھین
آخرکار اسقدر افراط زنبوروں کی ہوئی کہ آفتاب چھپ گیا بجای کیفیت پر جو زنبورین گرین تو بدن سے اُنکے
خون اسقدر بہا کہ دریاے عظیم جاری ہوا تمام میدان بحر زخار ہوگیا کہ شاہزادے کے گھٹنون تک پانی
آگیا زنبورین اُڑ اُڑ کے جسم شاہزادہ نورالدہر پر نیش زنی کرنے لگین برکت سے لوح کے زہر نیش
زنبوران موثر نہوا مگر صدمہ جسم پر کمال پہونچا رنگ چہرہ نازنین شاہزادہ کا زرد ہوگیا ہر چند چاہا کہ لوح کو
دیکھین مگر زنبوروں نے مہلت لوح دیکھنے کی نہ دی ناگاہ شاہزادہ نورالدہر کو معلوم ہوا جیسے کوئی گلے
سے لوح کھینچتا ہی ایک آہ سرد دل پر درد کر کے لوح گلے سے اُتار کے مستحکم کر کے ہاتھ مین پکڑی اب صدمہ نیش
زنبوران سے تاب ضبط نہ باقی رہی آنکھ بند ہوگئی جسوقت زنبوروں کا شاہزادے پر ہیبت ہجوم ہوا ناچار
حیران و پریشان ہو کر لوح سے ان زنبوروں کو مارنا شروع کیا برکت ہواے لوح سے تمام زنبورین اُڑ گئین
شاہزادے کو کسی قدر تسکین ہوئی آنکھ کھلی دیکھا سب زنبورین دور دور اُڑ رہی ہین جلدی سے لوح کو دیکھا
لکھا تھا ای طلسم کشا ایسی غفلت نہ کیا کر اگر ایک ساعت اور اس بلا مین مبتلا رہتا لوح ہاتھ سے نکل جاتی اب
اسی زراعت پر نگہبان کر کہ ایک درخت مین گل قدرہا ہی اُسپر وہی زنبور سیاہ بیٹھی ہی اسم حاشیہ لوح پیکان تیر
پر دم کر کے اُس زنبور سیاہ کو نشانہ کر فوراً شاہزادے نے بموجب حکم لوح کے ایسا ہی کیا جیسے ہی تیر پر اسم
حاشیہ لوح دم کر کے مارا وہ زنبور سیاہ نشانہ ہوا غبار سیاہ زمین سے اُٹھا شور و غل ہونے لگا تلاطم عظیم برپا ہوا
بعد دو گھڑی کے جب سیاہی رفع ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام مستی زنبور نیش زن جادو بود افسوس مردم و
جان دادم و مطلب دل نرسیدم شاہزادے نے دیکھا کہ ایک لاشہ بہت بڑا سیاہ رنگ کا پڑا ہی مگر تاج مقیش کا
ہی شاہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای طلسم تاج اُٹھا لو بحکم لوح تاج زمین سے اُٹھا لی اور آگے کو روانہ
ہوے دو چار کوس چلے تھے کہ ایک درخت صندل سرخ کا دیکھا ہر پتے سے اُسکے قطرے خون تازہ کے ٹپکتے ہین
اور خاک بھی اس صحرا کی مثل صندل سرخ کے ہی اور ہوا بہت خوشبودار ہی شاہزادہ بحکم لوح اُس درخت پر
چڑھ گیا اور اسم لوح پڑھا درخت جھومنے لگا شاہزادہ خوف سے ایک شاخ مین لپٹ گیا اسقدر تکان درخت
کو ہوئی اور ہوا تیز چلی کہ شاہزادہ نورالدہر بن مربیع الزمان بیہوش ہوگیا

اب دو کلمے داستان صعوبت بیان پہونچنا شاہزادہ نورالدہر کا مرحلہ میدان کلہ ہا خندان پر بیان کئے جاتے ہین

عجائب نمایان طلسم تازہ خیال و شعبدہ پردازان نیرنگ روزگار فسون خصال میدان طلسم طبیعت مین یون
بیان کرین گویا کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نورالدہر تکان سے درخت صندل سرخ کے بیہوش ہوگیا یقین
تھا کہ شاخ درخت ہاتھ سے چھوٹ جاے اور شاہزادہ زمین پر گرے گر دم بھر کے بعد جب تکان درخت کی
موقوف ہوئی ہوش آیا دیکھا نہ وہ صحراے احمر ہی نہ وہ درخت صندل ہی ایک میدان وسیع ہی اُس مین سیکڑون
کلہاے تازہ یعنی انسانون کے سر کٹے ہوے پڑے ہین ان سرون مین ایک سر تاجدار ہی اور پاس اُس سر
تاجدار کے ایک بارہ برس کی نازنین مہ جبین کا سر ہی کہ وہ بیٹی اُس تاجدار کی ہی اُس سر نازنین کی درخشندگی

سے تمام میدان میں روشنی مثل آفتاب و مہتاب کے ہی اور ہر سر کی آنکھیں مثل چشم مردم ذی حیات گردش کرتی
ہیں اور پلکیں زیر و بالا کی جنبش میں ہیں مگر مردمک چشم ہر طرف حیرت زدہ نگران ہی اور تمام کلہ ہائے تازہ رو رو کر
خندہ زنی کرتے ہیں اور ان سروں میں ایک کاسہ سر بہت بڑا ہو مثل سنگ کے یکایک وہی سر بولا السلام علیک شاہزادہ
نے جواب سلام دیا اس سر نے کہا آفرین صد آفرین ای جوان تو بڑا صاحب ہمت اور شجاع و دلیر ہی کہ اس طلسم کو
بلا کو پاک و صاف کیا اب توقف نہ کر کہ بلا ہائے عظیم آمادہ تیری ہلاکت پر ہیں جلدی جلدی قدم اٹھا اور
درمیان سے ہمارے نکل جا اور بعیش و عشرت بسر کر یہ تماشائے عجیب و غریب نہ دیکھ اس سر تاجدار
نے کہا ای شاہزادے ہرگز اس بہلاوے فریب میں نہ آنا یہ ساحر مکاری کرتا ہی ایسا نہو کسی بلا میں گرفتار کرے
جلدی اس کاسۂ سر ستمگار کو توڑ ڈال کہ ہم سب زندہ ہو جائیں اور میں ان سب انسانوں کو ہمراہ لیکر مع دختر و پسر
کے تیری خدمت میں حاضر رہوں اس تاجدار کی دختر اور بیٹے نے کہا ای پدر بزرگوار یہ طلسم کشا نہایت غریب پرور ہی
شاید ہمپر بھی رحم کرے دختر بولی میں اسکی کنیز ہوں پسر نے کہا میں غلام حلقہ بگوش ہوں لیکنے یہی صدا دینے لگے
اور اکثر پیروں نے پھر کہا ہمارے کہنے پر عمل کرو یہ سب دروغ گو ہیں سر تاجدار ہنسا اور کہا کہ سبحان اللہ سوا دشمن
کا کہنا نہ ماننا اور ایک مشت استخوان کہنہ کے کلام پر عمل کرنا کام عقلمندوں کا نہیں ہی شاہزادہ نہایت حیران
اور متعجب ہوا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں کہ خیال لوح پر گیا کہ اب بجز لوح دیکھنا چاہیے لوح کو ملاحظہ کیا اس میں
لکھا تھا کہ تیغ زنبور نیش زن کے دو حصہ کرو نصف کاسۂ سر کلاں پہ اور نصف سر تاجدار پر رکھدو اور علیحدہ
سروں سے ہو جاؤ شاہزادے نے یہی کیا یکایک آواز تڑاق تڑاق کی پیدا ہوئی کلہ تاجدار و کاسۂ سر کلاں
قد آدم زمین سے بلند ہوا اور ہوا پر ٹھہرا اور دونوں سر آپس میں لڑنے لگے اور کہتے تھے کہ اب کام بگڑ گیا سر کلاں
بلند ہو کر اپنے کو کلہ تاجدار پر دے مارتا تھا اور کلہ تاجدار کاسہ سر کلاں کو کاٹتا تھا اور جتنے سر میدان میں پڑے
تھے وہ سب بلند ہو کر خون کے تالاب میں گر پڑے اور غوطے کھانے لگے بعد ایک دم کے وہ سب سر جسم ہو کر
بلباس شیخ پہن کر نکلے مگر تمام خون تالاب کا خشک ہو گیا وہ سب کے سب بصورت امرا و وزرا ہو کر کلہ تاجدار
اور کاسہ سر کلاں کو بغور دیکھنے لگے پھر تالیاں بجا کر ناچنے لگے لیکن دختر تاجدار و پسر تاجدار مرصع و زیور
جواہر نگار سے آراستہ ہو کر جام صراحی ہاتھ میں لیکر مثل طاؤس طناز پاس شاہزادہ نور الدہر کے
آئی پہلے پسر تاجدار نے ہاتھ شاہزادے کا پکڑا اور کہا بھلا ای جان جہان گلے سے لگ لے شاہزادے نے
لاحول پڑھ کر ہاتھ جھٹک دیا پھر دختر تاجدار برہنہ ہو کر شاہزادہ نور الدہر سے لپٹ گئی اور منھ پر منھ
رکھکر بوسے لینے لگی اور طالب وصل ہوئی شاہزادے نے لاحول پڑھ کے اسکو ایک لات ماری کہ وہ دور
ہٹ کے گری اس اثنا میں ضربت کاسۂ سر کلاں کی کلہ تاجدار پر پڑی کہ کلہ تاجدار ریزہ ریزہ ہو کر گرا دختر
و پسر اس تاجدار کے مع امرا و وزرا غائب ہو گئے اور ایک ٹکڑا ابر پیدا ہوا اور بوندیاں پڑنے لگیں تمام
آسمان چھپ گیا اور بارش کاسہ ہائے سر کی ہوئی پانی زور سے برسنے لگا شاہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا
تھا ای طلسم کشا اگر ایک قطرہ بھی پانی اوپر تیرے گرا تو تو ہلاک ہو جائیگا لوح اپنے سر پر رکھ لے تا اس بلا سے
محفوظ رہے شاہزادے نے یہی کیا لیکن دیکھا جو کاسۂ سر زمین پر گرتا ہی صدف بن جاتا ہی اور ہر صدف منھ
اپنا کھولے ہی جو قطرہ آب ادھر سے گرتا ہی صدف میں آ جاتا ہی وہ گوہر ہو جاتا ہی تمام میدان صدف و موتی اور گوہر آبدار سے
بھر گیا بعد ایک ساعت کے بارش باران موقوف ہو گئی وہ تمام موتی اور سیپیاں میدان سے غائب ہو گئیں

ناگاہ ابر سے ایک صداے عجیب پیدا ہوئی اور ایک کاسۂ سر مانند برج کلان کے پیدا ہوا اور زمین پر گرا
گرتے ہی استخوان کاسۂ سر ریزہ ریزہ ہوگئے اُسمین سے ایک ہما بہت بڑا ہفت رنگ کا نکلا اور تمام ریزہ ہاے استخوان
کاسۂ سر کھا گیا اور آسمان پر اڑکر بہت بلند ہوا اور شاہزادے کے گرد پھرنے لگا شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ بارش موقوف ہوجاے اور ہما ریزہ استخوان سر کلان کھا کر اڑنے اور گرد سر پھرے بعد سات بار چرخ
کرنے کے قصد تسخیر کرنے کا کریگا اسکی منقار کو نہ دیکھنا ورنہ چشم خیرگی کریگی چاہیے کہ اسم حاشیہ لوح پڑھکر اُسپر دم
کرو اور لوح اوپر سر کے رکھو جب ہما قصد کرنے کا تیرے سر پر کرے اسم لوح پڑھکر دم کرنا پھر قدرت خدا کا
تماشا دیکھنا شاہزادے نے بموجب حکم لوح کے یہی کیا جیسے ہی ہمانے قصد کرنے کا سر پر شاہزادے کے
کیا شاہزادہ نورالدہر نے اسم لوح پڑھکر دم کیا ایک شعلہ جوالہ لوح سے نکلا اور اُس ہما کو جلا دیا زمانہ
تیرہ و تار ہوگیا عجیب صدائین آنے لگین ہواے تیز و تند چلی بعد تھوڑی دیر کے جب روشنی ہوئی اور آواز
آئی کشتی مرا نام مین ہماے جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب دل نرسیدیم اب شاہزادے
نورالدہر نے دیکھا کہ ایک ساحر زبردست کی لاش جلی ہوئی پڑی ہے۔ شاہزادے نے شکر خدا کیا

اب دوکھے داستان فرحت نشان پہونچنا شاہزادہ نورالدہر کا میلہ مین اور گم ہوجانا لوح کا اور آنا نقابدار کا بیان کیے جاتے ہین

تماشا بینان سواد طلسم نیرنگ و سیر کنندگان مجمع ساکنان چین فرنگ و گم کردگان راہ خرد دانشمندی و حیرت زدگان
آئینہ مستمندی اس داستان عجائب بیان کو یون زیر قلم حیرت رقم لاتے ہین کہ جب شاہزادہ نورالدہر خجستہ شیم
نے ہماے جادو کو مارا اور آگے کو بادیہ پیمائی کرتا ہوا چلا دو تین کوس کے بعد ایک صحراے سبزہ زار وادی بہشت
رشک گلشن شداد نظر پڑا گیاہ سبز خوشنما گل خود رو جا بجا شگفتہ ہواے سرد فضاے دلکش طائرون کی چہچہاہٹ
نرگس کی کلکی یاسمن کا کھلنا باد صبا کی عطر بیزی دل کو بیکل کرتی ہے سامنے دور سے سواد شہر معلوم ہوتا ہے لوگ
آتے جاتے نظر آتے ہین ایک طرف دریاے قہار ہے کہ اُسمین شعلۂ آتش بھڑکتے ہین ایسی آگ اُسمین شعلہ زن
ہے کہ اگر آہن سخت اُس دریا مین پڑجاے پگھل کر پانی ہوجاے اور اُس دریا پر کاغذ کا پل بندھا ہوا ہے کہ وہ شخص
اُس صحراے سبزہ زار سے گھانس چھیل کر اُسی پل پر سے جاتے ہین شاہزادے نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا
کہ اُس کاہ تراش کے ہمراہ روانہ ہو اور عظمی آباد مین داخل ہو اُس کاہ تراش کی یہ شکل ہے کہ پشت اُسکی مانند
سل سنگ سیاہ کی ہے اور جسم اُسکا سرخ ہے قد اُسکا طویل ہے آنکھین اُسکی نند ہین شاہزادے نے موافق حکم
لوح کے اُس کاہ فروش کو تلاش کیا جب وہ پشتارہ گھانس کا باندھ کر چلا شاہزادہ اُسکے عقب مین روانہ ہوا
جب وہ پل کاغذ پر پہونچا شاہزادہ بھی اُسکے قدم بقدم رکھتا ہوا رواں تھا یہانتک کہ وہ بیری اُسے سنگ پشت
جادو کے پل سے صحیح و سالم گذر کر شہر عظمی آباد مین پہونچا دیکھا شاہزادے نے کہ عمارت اُس شہر کی سنگ سلیمانی
کی ہے آدمی شہر کے تمام مرد و زن پیر و جوان خورد و کلان یک چشم ہین شاہزادہ دیکھکر حیران ہوا دروازے مین
شہر کے جب قدم رکھا دیکھا کہ دکانین حلوائیون کی آراستہ ہین تھال آہنی اور برنجی برابر چنے اور رکھے ہین
کڑھاو بھٹی پر چڑھے ہوے ہین کہین جلیبیان اور امرتیان تلی جاتی ہین کہین پوریان کچوریان پک رہی
ہین کہین مٹھائیان رنگ رنگ کی بن رہی ہین گرم گرم یہ اشیا دیکھکر جی للچایا ذائقہ زبان پر ہر چیز کا
آیا شاہزادہ نورالدہر مثل آئینہ حیران ہوا اور پوچھا حلوائیون سے ارے یارو بتاؤ تو یہ کیا طلسم یک چشم ہے

اُن حلوا خورن وغیرہ نے جو دو چشم شاہزادے کو دیکھا پہچان گئے سب نے ملکر شور و غل مچایا کہ ارے دوڑو
طلسم کشا آگیا لینا پکڑنا مارنا اسی نے ہمارے جادو دو اور عنکبوت جادو وغیرہ کو مارا ہی مرحلہ جات کو شکست
کرکے دریائے طلسم سے صحیح و سالم عبور کرکے سنگ پشت جادو کے ہمراہ آیا ہی یہ سنکے شاہزادہ نہایت متوحش
ہوا لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح کو سر پر رکھ کے چپ ہو رہو شاہزادے نے لوح سر پر رکھ لی نظر سے اہل شہر اور
دکانداروں کے غائب ہو گیا سب کے سب متعجب ہو ڈھونڈھنے لگے ایک ایک سے دست بگریبان ہوا اور ایک
ایک سے کہتا تھا ارے تم لوگ خواب دیکھتے ہو شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا ای طلسم کشا اس شہر مین
ایک پیرمرد ہی اسکو تلاش کرو کہ وہ اپنے گھر مین کوٹھے پر عبادت خدا کرتا ہی مگر یہ خیال رکھنا کہ اسی طرح مانند اس پیرمرد
کے ہر گھر مین ایک ایک پیرمرد عبادت فریبیہ مین مشغول دیکھوگے کہین اس دام مین نہ آجانا تمھاری پیری کی گت
مین سب مین یہ پیرمرد اصلی وہ ہی کہ سر نگون ذکر خدا مین مشغول ہی کسی جانب نہین دیکھتا ہی اور پیرمرد جو ہین وہ ادھر ادھر
دیکھتے ہین اُس پیرمرد سے ملاقات کر اور جہان اُسکا ہو وہ جو کچھ کہے وہ سنکر قبول کر عمل مین لا۔ القصہ شاہزادہ نور الدہر
گھر گھر اُس پیرمرد کو تلاش کرنے لگا ہر گھر مین جاتا ہی اور دیکھکر پھر آتا ہی مگر ہر پیرمرد کو ایک صورت شکل کا اور ایک
طریقہ کا مشغول دیکھتا ہی یہانتک کہ پانچ سو گھر دیکھے اور سب ایک ہی صورت کے پیرمرد پائے مطلق فرق بال بھر کا نہ تھا
قریب تھا کہ فریب طلسمیان مین آئین آخر ایک گھر مین جو گذر ہوا بسبب صدق و راستی دماغ مین پہونچی عقل سے
دریافت کیا کہ یہی دوست صادق معلوم ہوتا ہی اس پیرمرد کو بھی اُن سبکی صورتون سے مشابہ پایا اور بجملہ علامات
بموجب تحریر لوح پہیا دیکھے نام اُس پیرمرد کا طاہر جنی تھا اول سلام علیک کی اُسنے سر اُٹھا کے دیکھا اور
ملاقات کرکے بمدارات بٹھایا شاہزادے کو غسل کرایا مسافت سفر راہ طلسم دور ہوئی طعام لذیذ کھلایا شاہزادہ
نور الدہر کو جو بہت روز سے خواب و خورش حرام تھا اب اطمینان تمام سو کے راحت پائی آخر تین دن اُس پیرمرد
کے یہان مہمان رہے بموجب تعلیم پیرمرد زکوۃ اسم کی دی آخر وقت شام برلے پیر شہر کو چلے طاہر جنی نے
ایک نقش پیشانی پر شاہزادہ نور الدہر کے لکھدیا کہ کوئی شخص نہ پہچانے جب شاہزادہ بازار مین پہونچا جملہ
خاص و عام کو ایسا آراستہ اور پیراستہ اور خوش و خرم پایا کہ گویا تیاری سامان جشن کی کرتے ہین جیسے روز عید
ہو باہم ہوکے عیش و عشرت کے اسباب خرید کرتے ہین اور ایک منادی ڈھول گلے مین ڈالے ہوئے مثل ڈھنڈورچی
کے یہ ندا کرتا ہی کہ کل میلے کا دن ہی آج سے اطلاع اسواسطے سبکو دیجاتی ہی کہ یہ جشن عظیم ہی تمام خاص و عام کو
حکم عام بادشاہ عالی مقام کا ہی کہ شاہ سے گدا تک لباس رنگین فاخرہ غرق بجواہر ہوکے میلے مین آئے شاہزادہ
نور الدہر یہ سب کیفیت شہر کی دیکھکر پھرا اور گھر مین طاہر جنی کے آیا سب حال بیان کیا اور عرض کیا کہ
اگر حکم ہو تو مین بھی جاکر کل میلے کی سیر کرون طاہر جنی نے کہا ای شاہزادے تو ہنوز طفل مکتب ہی کہ بھلائی اور
بھلائی کو نہین دیکھتا ہی اول یہ کہ یہ طلسم سخت ترین طلسمات ہی اور تو یہانکی طلسم کشائی کریگا ایسا نہو کہ فریب طلسمیان
مین آجائے یہ مرحلہ قریب کا ہی اور اسکے آگے پردہ عجائب سب سے زیادہ مشکل ہی بعد اسکے مرحلات جبل قاف
نہایت سخت و صعب ہی مین کہے دیتا ہون کہ اب یہان سے لوح کی بہت حفاظت کرنا اور کوئی کام بغیر حکم لوح
ہرگز نہ کرنا نہین پچھتائیگا اور لوح ہاتھ سے نکل جائیگی آخرکار شاہزادہ نور الدہر لوح گلے مین پہنکر میلے کی سیر
دیکھنے چلا بازار مین جو پہونچا دیکھا کہ خرد و کلان سوار و پیادہ لباس رنگین بقدر مقدور عمدہ عمدہ پہنے چلے جاتے
ہین یہ بھی اُن سب کے ہمراہ روانہ ہوا جب میلے مین پہونچا دیکھا کہ اہل حرفہ اسباب سوداگری طرح طرح کا

دکانین آراستہ کیے بیٹھے ہین کہین مال تجارتی انواع اقسام کا ہی کسی جا حلوائی دکانین لگائے مٹھائی ہر رنگ کی بناتے ہین کہین کنجڑین ترکاریان عمدہ عمدہ لیے بیٹھی ہین کہین میوے فروش ہین کسی جا تنبولی تخت ڈالے گلوریان وساوری پانون کی نفیس لگا رہے ہین کسی مقام پر بساطی کہین بارپھول والے ہین کہین نانبائی کہین بھنگیر مونن کے ڈیرے ہین چرس اڑتی ہی چلون پردم پڑھتے ہین ڈھولک بج رہی ہی تماشبین راگ ورنگ مین مصروف شاہزادہ نورالدہر یہ سب دیکھتا ہوا زیر درخت مولسری پہونچا کہ وہان میلے کا رنگ خوب جمع ہوا تھا یہ بھی کھڑے ہوکر تماشا دیکھنے لگا ناگاہ اس درخت پر ایک جوڑا کبوتر کا بیٹھا تھا کہ رنگ اسکا سیاہ یہ تھا شاہزادے نے سنا کہ اس کبوتر کے جوڑے نے بہ آواز بلند نر نے مادہ سے بزبان انسان فصیح یہ کہا کہ آج کے روز بموجب قاعدۂ طلسم معلوم ہوتا ہی کہ اس درخت کے نیچے طلسم کشا ضرور آئیگا اور کیا عجب ہی جو اس میلے مین براے سیر آیا ہو ایک مدت سے انتظار مین طلسم کشا کے اس درخت پر مقیم ہون اور بجرم دوستی اسکے بلا مین گرفتار ہون مادہ نے کہا کہ ذرا سر جھکاکر دیکھ تو سہی یہ جوان رعنا کہ جسکے چہرے سے نور اقبال اور شان وشوکت وجلال مثل خورشید تابان درخشندہ ہی یہی طلسم کشا ہو نر نے کہا اگر فی الحقیقت یہی جوان عالیشان طلسم کشا ہی تو اسکو چاہیے کہ ہمکو نجات دے ہین اسکے کام مین آوین اور ایک آثار طلسم کشائی یہ بھی ہی کہ اس میلے مین کسی پر عاشق ہو اور معشوق کی وجہ سے طلسم توڑے لیکن اس مین خرابی ہی کہ قول محبوب کا اپنے قبول کرے شاہزادہ یہ کلام طائر کا سنکر حیران ہوا آگے میلہ دیکھنے کو روان ہوا وہ جوڑا کبوتر کا بھی اڑ گیا سب آدمی شہزادے کو میلے مین دیکھ دیکھ کے آپس مین چشمک کرتے ہین مگر کوئی معترض شاہزادے سے نہین ہوتا ہی شہزادہ نورالدہر نے دیکھا کہ میلہ تو بہت بڑا ہی اور مجمع کثیر ہی مگر سب ایک چشم ہین یہانتک کہ گھوڑے ہاتھی اونٹ اور جانور ہر قسم کے ایک آنکھ کے ہین اور جو دریا کہ شاہزادے کو راہ مین صحراے سبزہ زار کے کنارے اور داخلۂ شہر ملا تھا وہی بحر زخار یہان بھی تہ کنارے اسکے بڑا ہجوم اور کثرت خلائق بے انتہا ہی شاہزادہ نورالدہر بھی کنارے دریا کے آیا دیکھا کہ ایک کشتی بہت بڑی اور نہایت وسیع ہی تختے اس کشتی کے برابر جڑے ہین اور لکڑیون کا عود وصندل کی انبار لگا ہی اور بہت سے آدمی گھیرے کھڑے ہین ان لکڑیون کے انبار پر ڈال رہے ہین اور اس انبار پر لکڑیون کے ایک چوکی صندل کی بچھی ہی اور بہت سے سپاہی تلوارین کھینچے ہوے گرد اسکے کھڑے ہین مگر بہت ہوشیار اور کچھ آدمی لب دریا شیکے سندور کے ہے ہانک لگاتے ہوے بوریاے کہنہ پر بیٹھے ہین مگر سب کے سب ادھر ادھر دیکھتے ہین کہ گویا کسی کا انتظار ہی شاہزادہ نورالدہر بھی کھڑا تماشا بغور دیکھ رہا ہی

اب دو کلمے داستان معیبت بیان قید ہونا شاہزادہ نورالدہر کا عاشق حسن وجمال زن سعی ہوکر اور سمجھانا ولیعہد کا نورالدہر کو میلے مین بیان کیے جاتے ہین

گرفتار دام عشق حسینان طلسم رنگین واسیران قفس حسن وجمال نازنین اس داستان کست خیز الم انگیز کو یون بیزان بیان مین تولتے ہین کہ جب شاہزادہ نورالدہر نے درمیان میلے کے لب دریا کھڑے ہوکر یہ کیفیت زورق طلسم کی دیکھی حیران ہوا ناگاہ غلغلہ عظیم گوشۂ صحراے اٹھا شاہزادہ نورالدہر اسی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ اس طرف مجمع خلائق بہت ہی اور لوگ چلے جاتے ہین شاہزادہ نورالدہر

ایک ٹیکرے پر چڑھ گیا کہ وہ بہت بلند تھا زیر سایہ درخت کھڑا ہو رہا اور دیکھا کہ وہ ہجوم اور ہنگامہ ہی اور یہ
کثرت آدمیوں کی ہی کہ زمین نظر نہیں آتی شاہزادہ درخت پر چڑھ گیا اب جو دیکھا تو عجب سامان نظر پڑا کہ ایک
تخت مرصع پر ایک معشوق خوبرو پری پیکر حور وش ماہ جبین مہر تمکین بلائے جان عاشقان لباس معشوق
پہنے ہوئے اور لاشہ شوہر غرق خون حکان زانوں پر رکھے ہوئے مردانہ وار بیٹھی ہی اور ناریل نقرئی اور
طلائی ہاتھ میں ہیں اور گلہائے خوشبودار اور پانوں کے بیڑے بہت سے اور سپاریاں آگے تخت پر
رکھے ہیں لے لیکر آدمیوں کو تقسیم کرتی ہی اور آواز بلند کہتی جاتی ہی یا سامری ست یا سامری ست اور بہت سے
مرد اور عورتیں جو اسکے تخت کے گرداگرد ہیں وہ ہر طرف پان اور ڈلیاں اپر نثار کرتے ہیں اور کچھ لوگ
سود مجل اسکے سر پر ہلا رہے ہیں جو شخص اس سے پوچھتا ہی اسکو جواب دیتی جاتی ہی اور برہمن بہت سے
گرد تخت کے ناقوس پھونکتے ہیں اور شہنا و طبل و دف بجتے چلے جاتے ہیں شاہزادہ نور الدہر کی جو نگاہ
چہرۂ نورانی پری جمال حور خصال پر پڑی دفعتہ ایسا عاشق و شیفتہ ہوا کہ دیوانوں کے مثل جیسے کوئی
عاشق صد سالہ ہوتا ہی شاہزادہ بیخود ہو گیا چہرے پر از عشق جمال بے مثال سے مردنی چھا گئی ہاتھ پاؤں سست
بیقابو ہو گئے نور الدہر درخت پر سے گر پڑا اور بیہوش ہو گیا جب آنکھ کھلی ہوشیار ہوا دیوانہ وار اس
پری پیکر کی سواری کی طرف دوڑا ہر قدم پر گر پڑتا اور خاک میں غلطاں ہو کر اٹھکر پھر اسکی طرف دوڑتا تھا
اسی بیخودی میں گریبان قبا تا دامن چاک اور لباس پرزے پرزے کر ڈالا اور چیخیں مار کر روتا ہوا دوڑا
کبھی زبان سے یہ کہتا تھا اے پیاری اے آرام جان عاشق اے قاتل جان ذرا سواری کو روک لے تیرے
عاشق کا ہو تھوڑا سا دم ہی کبھی یہ شعر پڑھتا ہوا جاتا تھا۔ شعر یارو وہ پا ہوں رواں سوئے کوچۂ قاتل + چل
مرے کام سے سر پہ سوار راہ میں ہی + غرضکہ شاہزادہ مبتلائے عشق افتان و خیزان قریب اُس مہ جبین
کے پہونچا دیکھا کہ وہ گل اندام غنچہ لب پھول وغیرہ سب آدمیوں کو دیتی دور دور تک پھینکتی ہوئی آتی ہی
اسکی طرف کوئی پھول نہیں آتا برجستہ بڑھ کے اسکو سنایا۔ شعر گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی + اے
خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی + یکایک شور ہوا ہوشیار باش باادب باملاحظہ ہٹ کا ہوا اہتمام سواری میں شور کرتے
ہوئے آتے ہیں نقیب نگہ رو برو ضابطہ رہتے ہیں چوبدار خاص بردار برچھی بردار کچھ سوار کچھ پیادے جلوس
میں ہیں بطور شاہانہ سواری چلی آتی ہی فوج کے سوار مرصع پوش باادب صفیں باندھے ہوئے دو جانب
کھڑے ہیں سلامی ہوتی ہی بعد جلوس سواری کے دیکھا کہ ایک جوان صاحب شان و شوکت و حشمت و رفعت
تاج شاہانہ سر پر رکھے فیل پر عماری میں سوار اور دو شخص راست و چپ چنور ہلاتے ہوئے سواری کے
ہمراہ ہیں جتنے امیر و غریب دور و قریب کھڑے تھے سلام کو جھک گئے نور الدہر نے دریافت کیا کسکی
سواری ہی ان سب نے کہا کہ یہ سواری شہزادہ ولیعہد بہادر بادشاہ طلسم کی ہی ولیعہد نے جو حال
پریشان نور الدہر کا دیکھا کہ لباس پرزے پرزے خاک میں آلودہ روتا شور و غل کرتا پیچھے تخت پری
ستی ہونے والی کے دوڑا جاتا ہی دریافت کیا لوگوں سے یہ کون ہی سب نے عرض کیا کہ یہ تو عاشق زن ستی
پر ہوا ہی ولیعہد نے کہا اسے ہمارے پاس بلا لو ملازم اسکے نور الدہر کو سامنے لیکے لیکئے ولیعہد نے جو
روئے مبارک شاہزادہ نور الدہر کا دیکھا بہت پسند کیا اور خوش ہو کر ہمدم ہوا سمجھایا اے جوان تو نے
اپنا کیا حال کیا ہی ایک زن ستی پر عاشق ہوا ہی یہ مقدمات طلسم ہیں ہوش میں آ ہوشیار ہو نور الدہر

خاموش کھڑا رہا اور سب آدمیوں نے عرض کیا کہ اے شاہزادہ ولیعہد آپ کیا غضب کرتے ہیں اسکو فہمایش
کرتے ہیں خاموش رہیے کچھ نہ کہیے ولیعہد ناچار ہوکر خاموش ہو رہا مگر حال زار نور الدہر پر نہایت رنج تھا
شاہزادہ ولیعہد نے کہا اے یارو میں امتحان کرتا ہوں کہ یہ طلسم کشا ہے یا کوئی اور ہے یہ تو ایسا بیہوش ہے کہ اسکو
اپنے دست و پا کا بھی ہوش نہیں یہ طلسم کشائی کیا کریگا مگر شاہزادہ نور الدہر خود رفتگی سحر سے ایسا مدہوش ہے کہ
کچھ دست و پا کی خبر نہیں دین و دنیا فراموش ہے دل کو یہی ولولہ اور جوش ہے کہ قریب تخت محبوب کے پہونچوں اور
جست کرکے تخت پر پہلو سے دلربا میں جا بیٹھوں مگر آدمی جا سکو گھیرے ہوے ہیں وہ جانے نہیں دیتے ہیں مگر
وہی جوڑا کبوتر کا ہے جو درخت مولسری پر بیٹھا باتیں کر رہا تھا اب جو دیکھا تو مادہ سر پر زن ستی کے سایہ فگن ہے اور
نر سر پر شاہزادہ طلسم کشا کے صورت چتر پر پھیلائے ہوئے ساتھ ساتھ ہے اور مادہ بار بار زن ستی کے کان میں
کچھ کہتی ہے وہ زن ستی سر ہلا کے رہ جاتی ہے جب سواری زن ستی کی قریب دریا کے پہونچی اور شاہزادہ نور الدہر
زیادہ بیتاب ہوا زن ستی نے بھی کنکھیوں سے نور الدہر کی طرف دیکھا اور لوگوں سے کہا کہ اس دیوانے
کو میرے پاس آنے دو میں دو باتیں اس سے کرلوں لوگ شاہزادہ نور الدہر کو ہاتھوں ہاتھ سامنے اس
زن ستی کے لے گئے زن ستی نے شاہزادہ سے کہا اے شاہزادہ تو کسواسطے دیوانہ ہوگیا ہے میں تو چند عرصہ
کی مہمان ہوں دنیا میں ساتھ اس لاش کے کہ یہ میرا شوہر ہے جلکر خاک ہوجاؤنگی یہ انبار جو لکڑیوں کا
سامنے تو دیکھتا ہے یہ سامان میرے جلنے کا ہے شاہزادہ نور الدہر نے کہا اے جان جہان ولے بجبر کہ تو
بعد ایک ساعت کے جل جائے اور میں زندہ رہوں جو تیرا حال وہی اس عاشق و فریفتہ کا بھی حال
ہوگا زن ستی نے کہا یہ تجھکو اختیار ہے شاہزادہ نے کہا میں بعد تیرے دم بھر زندہ نہ رہونگا آتش فراق سے
جلنا اچھا نہیں بلکہ ساتھ تیرے جلنا بہتر ہے اس نازنین نے کہا یہ دستور دنیا نہیں شاہزادہ نے کہا مجکو دستور سے
کچھ سروکار نہیں دل پر اختیار نہیں جو دل چاہے وہ ہوگا غرضکہ زن ستی کنارے پر دریا کے پہونچی تخت سے
اتری پاس اس انبار پر لکڑیوں کے آئی وہاں ایک چوکی جو بچھی تھی لاش اپنے شوہر کی آغوش میں
لیکر اس چوکی پر بیٹھی چار طرف خاکروب کھڑے ہوے اور چار طرف سپاہی تلواریں کھینچے ہوے مستعد
ہوے کہ شاید زن ستی بھاگ جائے تو تلوار سے قتل کریں اگر تلوار سے بچکر نکل جائے تو خاکروبوں کے جھاڑو
کیونکہ قاعدہ مذہب ہنود میں یہی ہے شاہزادہ نور الدہر گرد انبار ہیزم کے پھرتا ہے مگر جانے نہیں پاتا تھا
کہ آگ ان لکڑیوں میں دیدی گئی شاہزادہ ناچار ہوکر رہ گیا پشت کی طرف سے لکڑیوں کو ہٹاتا ہوا قدم
بقدم جاتا اور پرانا سے چلا وہ لکڑیاں لغزش قدم سے جو ایک مرتبہ گریں سب لکڑیاں پھیل گئیں
شاہزادہ لکڑیوں کے ڈھکیلنے سے دریا میں گرا غوطے کھانے لگا بیہوش ہوگیا بعد ایک ساعت کے
جو آنکھ کھلی اپنے تئیں ایک چھوٹے سے باغچے میں دیکھا وہ چھوٹا سا باغ نہایت آراستہ و پیراستہ تھا
دیکھنے سے اس باغ کے غنچہ دل شگفتہ ہوا پژمردگی دل کی دیوانگی فوراً دور ہوئی سامنے دیکھا کہ تختہ بلور پر
ایک چوکی صندل کی بچھی ہے اسپر ایک زن سیاہ فام بیٹھی ہے اور اسباب سحر سامنے اسکے رکھا ہے اور طوق
گلے میں ڈالے ہے اور آپ طوق و زنجیر میں سلاسل ہیں دست و پا شاہزادے کے سحر سے بے حس و حرکت
ہیں طاقت بدن میں نہیں ہے اور وہ ساحرہ عتاب کے کلام نور الدہر سے کہنے لگی شاہزادہ خاموش
عالم سحر میں بیہوش پھر اس ساحرہ نے ایک پتھر اٹھا کر دیوار پر مارا کہ دیوار شگافتہ ہوگئی وہی ساحرہ اس

شگاف دیوار سے آیا جو کہ وہ تراش کی صورت بنا ہوا روز اول صحرائے سبزہ زار میں ملا تھا اور اسکے ساتھ ریل کا غل
پرے ہو کر شہر میں داخل ہوئے تھے اور نام اسکا سنگ پشت جادو تھا وہ شگاف در سے آ کر دست بستہ
کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ اے ملکہ خوب کام کیا تو نے کہ لوح چھین لی اور طلسم کشا کو قید کر لیا شاہزادے نے سنگ پشت جادو
کو بھیجا تاکہ ہنستے میں اسی شگاف در سے ایک ساحر اور آیا اسنے سلام کیا ملکہ نے کہا اے بوتیمار جادو طلسم کشا کو اپنی
قید میں رکھو یہ سنکر بوتیمار جادو نے شاہزادے کو ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور ایک شیشہ کلان خالی اسکے پاس تھا شیشہ
شاہزادے کے منہ سے لگایا اور اسم سحر پڑھنا شروع کیا اور ہر بار اسم سحر پڑھکر شاہزادے پر اور شیشہ پر دم کیا
شیشہ تو مثل تنور کلان یا خم کلان کے ہو گیا وہ شیشہ زمین پر رکھ دیا اور پھر اسم سحر بوتیمار جادو پڑھنے لگا
نور الدہر مع طوق و زنجیر اس شیشہ میں کود پڑا بوتیمار جادو نے منہ شیشہ کا بند کیا اور سنگ پشت جادو کے
حوالے کیا اور کہا کہ اس خیرہ سر کو تو بادشاہ اعظم کے پاس لیجا اور عرض کرنا کہ ملکہ مشک فام جادو عقب میں
لوح لیے آتی ہے یہ سنکے سنگ پشت جادو شیشہ شاہزادے نور الدہر کا اٹھا کر پرواز پیدا کر کے چلا ہر چند
شاہزادے نے شیشہ میں زور کیا اور ٹکر مارا مگر شیشہ نہ ٹوٹا سنگ پشت جادو نے جو شیشہ میں دیکھا
خوفزدہ ہوا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو مع شیشہ راہ میں چھوڑ کر چلا گیا

اب دو کلمے داستان سحر نشان ملکہ مشک فام جادو کے بیان کیے جاتے ہیں

سحر سازان طلسم مضامین رنگا رنگ و طلسم نمایان عبارت داستان گوے خوش آہنگ ان فصاحت شیع کو
بزبان سحر بیان طلسم کشائی خامۂ سحر بیان سے صفحۂ قرطاس لوح اساس پر برائے تحریر یوں رواں کرتے ہیں
جب سنگ پشت جادو شیشہ شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کا پرواز پیدا کر کے لے اڑا اور بوتیمار
جادو بھی اسی شگاف در سے چلا گیا وہ شگاف دیوار برابر ہو گیا اور ملکہ مشک فام جادو لوح گلے میں پہنے
ہوئے چوکی پر سنگ سحر کے بیٹھی مگر اب یہ ارادہ ہے کہ اس باغ سے لوح لیکر خدمت بادشاہ میں جاؤں اور
کیفیت طلسم کشا بیان کر کے لوح دے آؤں ناگاہ نقابدار شنجرفی پوش بوضع فقرا پیدا ہوا اور وہیں سے
نعرہ کیا او مجھے مشک فام جادو ہوشیار و خبردار ہو میں آ پہنچا اور تلوار کھینچ کے جھپٹا اس ملعونہ نے چاہا
سحر کروں بسبب لوح کے سحر بھول گئی اس عرصہ میں نقابدار قریب آگیا اور چاہا نقابدار نے تلوار مارے کہ ملکہ
مشک فام جادو نے گلے سے لوح اتار کے رکھدی اور سحر کرنے لگی نقابدار نے کہا کہ اب سحر کا اثر ہو چلا ہے اور زمین
پر لوح رکھی ہے جھپٹ کر لوح اٹھا کے گلے میں ڈالی طبیعت بحال ہوئی اثر سحر دفع ہو گیا ملکہ مشک فام جادو
کف افسوس ملنے لگی نقابدار نے چاہا ہاتھ تلوار کا جھپٹ کر ماروں وہ ساحرہ ملعونہ سحر کر کے عقاب کی صورت
بن گئی اور چیختی ہوئی تڑاق سے اڑ کر روانہ ہوئی نقابدار بھی باغ سے پھرا اور تلاش شاہزادہ نور الدہر بن
بدیع الزمان میں روانہ ہوا وہاں سنگ پشت جادو شیشہ شاہزادے کا صحرا میں چھوڑ کر چلا گیا تھا بعد
تھوڑی دیر کے پھر آیا اور شیشہ اٹھا کر سینہ پر رکھا اور سو گیا یہاں نقابدار شنجرفی پوش بہ تلاش طلسم کشا
صحرا صحرا کوہ کوہ دشت دشت چلا آتا ہے ناگاہ صحرائے فیروزہ میں نقابدار شنجرفی پوش کا گذر ہوا اور سے
دیکھا کہ سنگ پشت جادو صحرا میں سینے پر چت پڑا سو رہا ہے اور شیشہ طلسم کشا کا سینہ پر رکھا ہے اور دونوں
ہاتھوں سے شیشہ کو مضبوط پکڑے ہے اور ایک اژدہا گرد سنگ پشت جادو کے حلقہ کیے دم منہ میں لیے
بیٹھا ہے جب نقابدار شنجرفی پوش قریب پہنچا لوح کو سامنے اسکے جلوہ دیا اژدہا خوفناک ہو کر بھاگا اور غائب ہوگیا

نقابدار نے شیشہ سنگ پشت جادو کے سینہ سے اٹھالیا اوسکو مطلق خبر نہوئی ایسی غفلت کی نیند تھی کہ ہوشیار
نہوا نقابدار نے لوح کو شیشہ کے منھ پر رکھدیا شیشہ سے تڑاقے کی آواز آئی اور ٹوٹ کر چورہ ہوگیا شاہزادہ
نور الدہر بحالت اصلی ہوگیا نقابدار شجرفی پوش بکمال ادب تسلیم بجالایا اور لوح کو شہزادے کی نذر کیا شہزادہ
بہت خوش ہوا اور لوح لیکر گلے مین پہن لی اور نقابدار کو دوڑ کر گلے سے لگالیا اور کہا اے نقابدار مین بہت
ممنون ہوا تو نے کمال احسان مجھپر کیا مین عمر بھر اس بار احسان سے سبکبار نہونگا اب تو اپنا نام و نشان
بتا نقابدار شجرفی پوش نے دست بستہ عرض کیا کہ مین حضور کا غلام حلقہ بگوش ہون میرا حال حضور کو بعد طلسم
کشائی کے ظاہر ہوگا یہ کہکر نقابدار ایک طرف کو روانہ ہوگیا یہان شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا
تھا ایک پارۂ سنگ پر اسم لوح دم کرکے اس ساحر کو مارو یہ ساحر کشتہ ہو جائیگا شاہزادہ نور الدہر نے
بحکم لوح ایک پارۂ سنگ اٹھا کر اسم لوح دم کیا اور سنگ پشت جادو پر کھینچ مارا وہ ساحر فوراً تڑپ کر
مرگیا تمام صحرا تیرہ و تار ہوا ہوا سے تند چلنے لگی بیرون نے شور و غل مچایا شاہزادہ کھڑا دیکھا کیا بعد تھوڑی
دیر کے روشنی ہوئی اور آواز آئی کشتی مرا نام من سنگ پشت جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب دل
نرسیدیم شاہزادۂ نور الدہر بعد قتل ہونے سنگ پشت جادو کے وہان سے روانہ ہوا پھر اسی میلے مین
آکر پہونچا اور اسی درخت مولسری کے نیچے آکر دیکھا کہ میلا سست ہی اب کچھ وہان کے لوگ چپ چپ باتین
کرتے ہین شہزادے نے پھر لوح کو نگاہ کیا لکھا تھا اے طلسم کشا کوئی ایسی غفلت کرتا ہی بڑا غضب کیا تھا
اگر تیرے واسطے مدد غیب سے نہوتی تو تو قید شیشہ سحر مین پڑے پڑے مرجاتا یہان تو یہ تیری کیفیت تھی
اب اسکے آگے بعدۂ عجائب اور ماجرا جو فانوس مین وہان تو کیا کو تکا خیر گذشتہ را صلوات اب آئندہ ایسا
نہ کرنا اب ایک تیر اسم لوح پر دم کرکے کبوتر کے جوڑے پر مارو وہ اسی مولسری کے درخت پر بیٹھے ہین
شاہزادۂ نور الدہر نے خاطر جمع کرکے ایک تیر ترکش سے نکالا اسپر اسم لوح دم کیا اور کمان مین جوڑ کر
کبوتر کے جوڑے پر مارا وہ دونون یعنی نر اور مادہ ایک ہی تیر سے چھد کر نشانہ ہو درخت کے نیچے گر کر
پھڑکنے لگے اس میلے مین سب اندھیرا ہوگیا ہوا تند و تیز چلنے لگی میلا تہ و بالا ہوا قیامت کے آثار
ظاہر ہوئے پھر چار طرف سے شور و غل مچانے لگے جب روشنی ظاہر ہوئی دو آوازین آئین کشتی مرا نام
طیران جادو و طیور جادو بودند افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب دلہا نرسیدیم ہمکار ما
طلسم متعلق بما بود صد افسوس بندہ بست ہم شکستند اب جو شاہزادہ نور الدہر نے دیکھا
کہ وہی زن سعی تخت پر درمیان میلے کے کھڑی ہے شاہزادہ نور الدہر کو دیکھکر اس زن
سعی نے کہا اے شاہزادہ ناحق تجکو دریائے طلسم مین ڈالا جب تو نے قصد دریا پار لکڑیون سے
اترنے کا کیا تھا بیرون نے لکڑیان گرادین تو دریائے طلسم مین گر کر غرق ہوگیا مین سنتی تھی کہ یہ فقط خواب
پریشان تھا تو زندہ رہا پھر اس طلسم مین آیا مین وہان تیری منتظر رہی اسی انتظاری مین مین نے اپنا
جلنا موقوف کیا اور تجکو تلاش کرتی ہوئی یہان آئی اب تو ہمراہ میرے چل آ تخت پر بیٹھ لے شاہزادہ
نور الدہر قوت لوح سے مستحکم تھا کہ لوح میرے قبضہ مین ہی اور مین ہوشیار ہون غافل نہین ہون
یہ ملعونہ میرا کیا کر سکتی ہی شاہزادے نے جواب دیا بہت خوب آیا حاضر ہوا اگر آپ اسی وقت مہربانی
کرتین تو یہ طول و طویل فراق کیون ہوتا زن سعی نے کہا کہ خطا ہوئی عفو کر یہ کہکر ہاتھ بڑھا کر شاہزادہ

نور الدہر کو تخت پر بٹھایا شاہزادہ نے ہاتھ اس ستی کا پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ وہ منھ کے بل آگے
گری شاہزادے نے لوح اسکے سر پر ماری کہ زن ستی تڑپنے لگی تخت جو بالاے ہوا تھا وہ زمین پر
آرہا وہ ملعونہ تڑپ تڑپ کر مرگئی شور غل اٹھا تاریکی چھاگئی اور اسکے سر سے آگ کے شعلے پیدا ہوئے
تخت جلنے لگا اسقدر شعلۂ آتش بھڑک کر بلند ہوے کہ تمام درخت جلنے لگے سب میلے کے رنگ جل
جل کر خاک ہوگئے صحرا جلا شہر تمام جلا پل دریا کا جلکر خاک سیاہ ہوگیا اب شہزادۂ نور الدہر نے دیکھا
کہ یہان سے وہان تک نہ شہر ہی نہ دریا ہی نہ پل نہ صحرا ہی نہ کوئی درخت ہی نہ کوئی آدمی نہ طائر ہی سناٹا ہی
شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا بموجب حکم لوح عمل مین لائے یہان آواز آئی کشتی مرا کہ نام من مشک فام
جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم شہزادۂ نور الدہر وہان چپکا کھڑا ہوا
حیران حیران چار طرف دیکھتا ہی اور ہنستا ہی اور شکر خداے عز و جل بجالاتا ہے۔

اب دو کلمے داستان مصائب نشان زحمت اٹھانا شہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کا درمیان طلسم مرحلۂ پنجم کے بیان کیے جاتے ہین

گرفتاران رنج و بلاے طلسمات عجائب و غرائبات نمایان مصیبت والام طلسم غرائب اس داستان
مصیبت خیز بلا انگیز کو بطرز تحریر معلوم ناظرین والا تمکین یون مرقوم کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان نے مشک فام جادو کو مارا بعد تھوڑی دیر کے دم لیکر آگے بڑھے پانچ چار کوس
چلے تھے کہ بیابان دلکش صحراے سبزہ زار کوسون کا میدان نظر پڑا ہر چند گیاہ سبز اور گل خودرو سفید
و زرد و سرخ ہین مگر دھوپ کی اسقدر تیزی ہی کہ پھول پتے گیاہ سبز وغیرہ سب مرجھائے ہوئے ہین شاہزادہ
نور الدہر تو بہت عرصہ کا بھوکا پیاسا تھا گرمی کے سبب سے تشنگی و گرسنگی کی زیادہ شدت ہوئی
بیتاب ہوگئے قدم اٹھانا مشکل ہوا مگر چند قدم اور چلے تھے کہ دیکھا کچھ درخت طولانی ایک طرف
لگے ہین جب اُن درختون کے قریب پہونچے معلوم کیا کہ وہ درخت نارل کے ہین اور ہر درخت پہ
ایک ایک لنگور بڑی بڑی دُم کا بیٹھا ہی اور نارل توڑ توڑ کر ہر ایک لنگور کھا رہا ہی اور چند نارل
زیر درخت زمین پر پڑے ہین شاہزادۂ بھوکا پیاسا تو بہت تھا خیال مین گذرا کہ یہ نارل کھا کے
کچھ دل کو تسکین ہو یہ سوچکر درختون کے نیچے آئے اور چاہا کہ نارل اٹھا کر کھائین کہ ایک مرتبہ
لنگورون نے بہ آواز بلند قہقہہ مارا اور تالیان بجا کر درختون پر ناچنے لگے اور مثل انسان کے بزبان
فصیح آپس مین کہنے لگے کیون یارو دعا ہماری مستجاب ہوئی طلسم کشا بغیر دیکھے لوح کے نیچے درختون کے
آگیا اب کہان جا سکتا شاہزادۂ نور الدہر نے جو نام لوح کا سنا گویا خواب غفلت سے چونک
اٹھا چاہا کہ لوح اٹھا کر دیکھے اب سحر کب مہلت دیتا ہی مگر اب لوح کے دیکھنے سے کیا ہوگا کیونکہ
اب تو اُسکے قابو مین آگئے فوراً لنگورون نے دُمین اپنی پھیلا کر شاہزادے کی دست و گردن
و کمر مین ڈالکر لپیٹا اور اپنی طرف کھینچنے لگے شاہزادے نے دیکھا کہ یہ لنگور دُمون سے مجھکو
کھینچے لیتے ہین مگر صاحبقرانی بازو کشاکش ہونے لگی لنگور اپنی طرف کو کھینچتے ہین شاہزادہ اپنی طرف کو
نہ سکتا ہی مگر نہ شاہزادہ اُدھر ہٹتا ہی نہ لنگور درخت سے گرتے ہین اور نہ انکی دمین ٹوٹتی ہین آخر شاہزادہ نے
ایک ہاتھ سے تلوار کھینچی اور دوسرے ہاتھ سے خنجر کھینچا اور دُمون پر لنگورون کی مارنا شروع کیا سیکڑون ہاتھ مارے

مگر کوئی دم نہ کٹی بلکہ خط بھی خنجر و شمشیر کا دمو نپر نہ پڑا شاہزادہ حیران ہوا چاہا کہ لوح کو دیکھے اور سایہ سے
درختوں کے نکل آئے اُن لنگوروں نے پھر دموں سے شاہزادہ کو کھینچا اب نہ لنگور شاہزادے کو لوح دیکھنے
دیتے ہیں اور نہ درختوں کے نیچے سے نکلنے دیتے ہیں شاہزادہ مبتلائے بلا ہو کر حیران و پریشان بلکہ نادم و پشیمان
ہوا اور اپنے تئیں ہزار ہزار نفرین کرتا ہے کہ تو نے بے دیکھے لوح کے کیوں ادھر قدم ڈالا اُدھر لنگور قہقہے لگاتے ہیں
طعنہ کرتے ہیں کہ ناوک ہائے تشنیع سے جگر شاہزادہ نورالدہر کا چھلنی ہو گیا ہے ایک اُن میں سے کہتا تھا کہ اس نے
نے جرأت طلسم کشائی کی تھی آخر اپنی سزا کو پہونچا دوسرا ہنسکر کہتا کہ چند جانوروں سے تو عہدہ برا نہو سکا طلسم فتح
کیونکر کریگا ایک نے کہا کہ دعوے صاحبقرانی بھی رکھتا ہے مگر کچھ زور نہ دکھایا ایک نے اُنمیں سے کہا کہ میں حیران
ہوں کہ باوجود ایسی نافہمی اور بیعقلی کے یہ طلسم کشا اتنے مرحلے طلسم کے شکست کرکے یہانتک کیونکر آیا ایک نے
کہا شاید شاہ نگہبان طلسم اسکا عاشق ہوا ہوگا خود مرحلے شکست ہو گئے ایک نے قہقہہ مار کر کہا کہ اب تو مثل
عورت بیوہ کے عاجز و مجبور ہوا ایک نے کہا کہ تم سب تماشا دیکھو میں ایک ناخن سے اسکا کام تمام کرتا ہوں
شاہزادہ اُن لنگوروں کی باتیں سُن سُن کے نہایت تنگ آیا اور غصہ ہو کر کہا او بیحیاؤ نیچے درخت کے آؤ
تو دیکھوں تنہ میں تمھارا زور کہ تم سب کیا کرتے ہو درخت سے نکل جاتے ہو پاس نہیں آتے ہو اسی غصہ ہی غصہ
میں شام ہو گئی اور تاریکی شب پھیل گئی اسوقت دمیں لنگوروں نے اپنی کھینچکر درختوں سے اُترے اور چاروں
طرف سے دمیں پھیلائیں شاہزادہ جست کر کے ایک درخت کلاں پر چڑھ گیا اور شاخ محکم پر بیٹھکر درخت کو مضبوط
پکڑ لیا لنگوروں نے تو دمیں اپنی درخت میں لپیٹیں اور زور کیا وہ درخت جڑ سے اکھڑ آیا سب لنگور دمیں اپنی
لپیٹے ہوئے درخت کو کھینچتے ہوئے لیچلے شاہزادہ مضبوط درخت پکڑے بیٹھا ہے اور درخت کے ساتھ کھنچا ہوا
چلا جاتا ہے یہانتک کہ ایک فرسخ راہ طے کی ہوگی کہ دور سے روشنی دکھائی دی جب قریب اُس روشنی کے
وہ لنگور مع درخت شاہزادے کو کھینچتے ہوئے پہونچے شاہزادے نے دیکھا کہ چاردیواری پختہ باغ کی ہے اور
دروازہ کھلا ہوا ہے اور اندر دروازے کے ایک لنگور برابر گاے کے ابلق رنگ کا شیر کی کھال پر بیٹھا ہے اور
تاج شاہی سر پر ہے اور مجمر آتش شعلہ ور سامنے اُسکے رکھی ہے وہ سب لنگور دست بستہ سامنے اُسکے آئے اور کہا کہ
تاجدار مژدہ باد کہ طلسم کشا کو ہم گرفتار کرکے لائے ہیں وہ تاجدار لنگور اُٹھا اور جیب کر کے اُن سب کو گلے سے لگایا
وہ سب تالیاں بجا کر شور و غل کرنے لگے اور اندر باغ کے شاہزادے کو مع درخت کے لیگئے اور درخت کو
لنگوروں نے زمین پر گرا دیا ناچار ہو کر شاہزادہ اُتر آیا باغ کو جو دیکھا تو نہایت سرسبز و شاداب ہے ہر طرف
گلہائے رنگارنگ کی بھینی بھینی خوشبوئیں چلی آتی ہیں ایک طرف کو چبوترہ سنگ مرمر کا بہت بلند اور وسیع ہے اُسکے
پاس بارہ دری نہایت خوشنما آراستہ و پیراستہ ہے پردے بانات کے پڑے ہیں اور چاروں طرف ملحق دیوار باغ صحنچیاں
بنی ہیں ہر صحنچی میں فرش نفیس مخمل سبز کا بچھا ہے دیوارگیریاں اور شیشے بڑے بڑے اور تصویریں نہایت نادر و
خوبصورت چاروں طرف لگی ہیں اور سقف کارچوبی کہ جسمیں جھاڑ نقلیشی لگی ہے اور پلنگ ڈوریوں سے کسے ہوئے
اونچے پڑے ہوئے ہیں ہر پلنگ پر اُن صحنچیوں میں ایک ایک لنگور بیٹھا ہے جس لنگور نے اپنے مقام سے طلسم کشا
کو دیکھا تالیاں بجا بجا غل مچاتا دوڑا اب شاہزادہ نورالدہر کے گرد کھڑے ہوئے تالیاں بجا رہے ہیں اور شور و
غل کر رہے ہیں شاہزادہ نہایت حیران و پریشان دلمیں کہتا ہے کہ اے پروردگار کس بلا میں میں مبتلا ہوا نہ سمجھی
نادانی میں کہ لوح کو نہ دیکھا آفت میں پھنس گیا یہ دیکھکر وہ لنگور ابلق رنگ جو تاجدار تھا اُسنے سب لنگوروں کو

غصہ ہو کر ڈانٹا اور کہا کہ جاؤ دور ہو قیدی کے پاس غل نہ کرو یہ بیچارہ چند ساعت کا مہمان ہے کیوں حیران
و پریشان کرتے ہو غرضکہ وہ لنگور تاجدار شاہزادے کا ہاتھ پکڑ کر بارہ دری میں لایا آپ مسند پر بیٹھا اور
شاہزادے کو سامنے بٹھایا روشنی پاس سے شاہزادے کے ہٹا دی کہ لوح کو نہ دیکھے شاہزادہ بے اختیار
تھا دست و پا قابو میں نہ تھے قوت بسبب سحر کے جاتی رہی تھی اٹھ نہ سکتا تھا لیکن برکت لوح سے ایذا نہ ہوتی
تھی غرضکہ اُسوقت تاجدار لنگور نے کہا کہ ای عزیز کوئی تیرا دوست ایسا نہ تھا کہ تجکو منع کرتا کہ یہ طلسم سخت ترین
طلسمات جہان سے ہے یہاں نہ جا اب تو یہاں رہ اور چند ساعت عیش و عشرت میں یہاں بسر کر بعد اُسکے
تو قتل کیا جائیگا مجکو تیرے اوپر رحم آیا ورنہ ابھی میں تجکو تہ تیغ بیدریغ کرتا اور تو اس امر پر غرور و تکبر نہ کر کہ
لوح طلسمی میرے گلے میں ہے اب لوح تیرے حق میں بیکار ہے تجکو کچھ کام نہ دیگی کیونکہ جب ہم لوح تجکو دیکھنے
نہ دینگے تو تو ہمارا کیا کر سکے گا۔

اب دو کلمے داستان حالات و حکایات عجائب و غرائب طلسم کے بیان کیے جاتے ہین

نگاران عجائبات رنگین و طلسمیان حکایات خوش آئین اس داستان عجائب غرائب نشان کو طرز تحریر آ
ور پیرایہ کلام حیرت مقام گلدستہ مضامین سے صفحات معنا میں یون زیب و زینت کرتے ہین کہ جب شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار کو لنگوران ساحران نے سحر سے طلسم میں گرفتار کیا اور تاجدار لنگور سے
سامنا ہوا اوسنے کہا ای طلسم کشا اب تمھاری کوشش بیکار ہے اور دغا سے تجکو گرفتار کیے ہے قتل کرونگا بعد
اس تاجدار لنگور نے آواز دی کہ ای قرساق جادو جلد آؤ دیکھا شاہزادے نے کہ ایک لنگور سنجیدہ وضع
آیا اس سے تاجدار نے حکم کیا کہ سامان میخواری تیار کرکے حاضر کر اور مغنیان و رقاصان کو جلد بلا فوراً قرساق
جادو نے بموجب حکم تاجدار رنگلابیان شراب کی اور گشتیان کباب کی سامنے لاکے رکھین اور سامان صحبت طرب
و نشاط مہیا کیا اور دو درخت سیب کے سامنے بارہ دری کے باغ میں تھے قرساق جادو نے کچھ اپنی زبان
مین ان درختون سے کہا یکایک وہ درخت شگافتہ ہوے اور جوڑا موسیقار کا درختون سے پیدا ہوا اور
سامنے تاجدار لنگور کے آیا اور اوپر ان درختون کے طاؤس زرین بال بیٹھے تھے کہ پر و بال انکے زمردین
اور منقارین یاقوت کی اور گردنین نیلم و زبرجدی بوٹہ دار اور دمین انکی مرصع نگار تھین اور مالے مروارید
کے گلون میں پہنے اور گھنگرو طلائی پاؤن میں وہ طاؤس درخت سیب سے اتر کر جھم جھم کرتے ہوے
سامنے تاجدار لنگور کے آ کھڑے ہوے موسیقار کے جوڑے نے مثل زمزمہ ساز کے روزنون سے آوازین
نکالین اور طاؤس زرین بال مرصع نگار ان آوازون کی تال سم پر قدم اٹھا کر ناچنے لگے تمام صحبت
وجد کرنے لگی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار محو تماشا ہو کر رہا کبھی یہ ناچ کا سماں نگاہ سے
نہ گذرا تھا اور کانون سے نہ سنا تھا باوجود صدمہ گرفتاری کے دل سینہ مین نہایت محظوظ اور خوش
ہوا ناگاہ پھر قرساق جادو عین کیفیت رقص مین آیا اور تاجدار لنگور سے دست بستہ عرض کیا کہ
ای تاجدار ملکہ بوزینہ جادو دختر حضور کہاں ظہور تشریف لاتی ہین ہر چند مین نے حیلہ و حوالہ کیا کہ
اس وقت صحبت رقص مین آپ کا جانا مناسب نہین ہے کہ طلسم کشا بیٹھا ہے مگر ملکہ نے نہ مانا کیا حکم
ہوتا ہے تاجدار نے کہا کہ آنے دو کیا مضائقہ وہ بھی ناچ دیکھ لیگی اب جو شاہزادہ نور الدہر نے
دیکھا تو ملکہ بوزینہ جادو بشکل انسان چودہ برس کا سن الھڑپنے کے دن حسین نازنین خوبصورت

سبزہ رنگ دریاے جواہر مین غرق نور حسن از ناخن پا تا بہ فرق لباس بشکل ابر زیب جسم ہمراہ چند
خواصین دردر گوش مرصع پوش تخت جواہر نگار پر سوار کہاریان حسین حسین کسنین تخت کا ندھو نپر
اُٹھائے ہوئے سامنے بارہ دری کے سنگ مرمر کے چبوترے پر آئین اور تخت اتارا ملکہ نورینہ جادو
سامنے اپنے پدر تاجدار لنگور کے آئی اور تسلیم بجا لائی اور پہلو مین تاجدار لنگور کے بیٹھ گئی ناچ دیکھنے لگی
قرساق جادو نے شاہزادۂ نور الدہر کے کان مین جھک کر آہستگی کہا کہ اگر ان پریزادون مین
کوئی پسند خاطر ہو تو لا کر آپ کے پہلو مین بٹھا دون شاہزادہ نور الدہر ہنسا اور کچھ جواب نہ دیا پھر
قرساق جادو نے ملکہ نورینہ جادو سے اور خواصان سر جبینان سے کہا کہ اسوقت ذرا شاہزادۂ
طلسم کشا کا کچھ باتین مذاق کی کرکے دل بہلاؤ کہ صحبت عیش و طرب ہو ملکہ نے کہا او قرساق کچھ دیوانہ
ہوا شامت آئی ہی کیا قضا سر پر تیرے کھیلتی ہی اسی سبب سے تو مین اپنی بہن کو ساتھ نہ لائی کہ وہ زیادہ چلبلی
ہی اور بہو شبہت تاجدار کے خلاف ہوگا غرضکہ صحبت راگ و رنگ موقوف دسترخوان چنا گیا ہر قسم کے
پر تکلف طعام الوان لذیذ رکھے گئے تاجدار لنگور اور ملکہ نورینہ جادو کھانا کھانے کو بیٹھے شاہزادۂ
نور الدہر کو بھی بلایا کہ ای طلسم کشا آؤ کھانا کھاؤ شاہزادۂ نور الدہر نے جواب دیا کہ مین آپ کے یہان
کا کھانا نہین کھا سکتا ہون تاجدار نے کہا کہ مین جانتا ہون کہ تم خدا پرست ہو اور ہم لوگ عالم کفر مین ہین
اور ساحر ہین مگر تم مہمان ہمارے ہو ہمین ضرور ہی کہ تم کھانا کھاؤ اور ہمپر مدارات و خاطر داری اور دعوت
و ضیافت واجب و لازم ہی ورنہ ہم بھی دکھ پائینگے اگر تم یہ کھانا نہین کھاتے ہو تو اچھا میوہ وغیرہ کھاؤ
کہ یہ تو خشک چیز ہی غرضکہ کھانے پینے سے جب فرصت ہوئی کچھ باتین ادھر اُدھر کی ہونے لگین صبح ہوئی
نسیم سحر چمن شگفتہ زار مین اٹھلا اٹھلا کر چلنے لگی باد صبا سے نوروزی ناز و انداز سے جا جا کر قدم ہر برگ
پر دھرتی تھی پھول کھل کھلا کر ہنسے غنچے مسکرائے سرو شمشاد وجد مین آکر جھومے عندلیب زمزمے کرنے لگے
جب تجلی صبح کی روشنی ہوئی ملکہ نورینہ جادو نے اپنے باپ سے یہ کہا کہ ابا جان کیا سہانا وقت ہو جی
چاہتا ہی کہ آپ بھی چلیے صحن چمن مین گل و بلبل کی سیر دیکھیے ہوا سے سحری ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی ہی عجب
کیفیت کی صبح ہی آپ مرغوب طبع یہ امر ہی کہ مین تکل اُڑاؤن اور سازندے بھیرون بجائین طاؤس
تا چین تاجدار نے کہا ای نور چشم من کیا مضائقہ مگر مین تو اب بڈھا ہوا مجکو کھیل کود بھاتا نہین تم جاؤ
طلسم کشا کو ہمراہ لو ناچ دیکھو گانا سنو تکل اُڑاؤ دل بہلاؤ یہ سنکر ملکہ نورینہ جادو شاہزادۂ
نور الدہر کا ہاتھ پکڑ کر اٹھی شاہزادہ نور الدہر ترسان و لرزان اور خائف اور دہشت ناک ملکہ کے
ساتھ ہوا جب صحن مین آیا گوشہ سے انکھیون کے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای طلسم کشا جو کچھ ملکہ نورینہ
جادو کہتی ہی قبول کرو اور ایک کام ہر وقت بتایا جائیگا القصہ ملکہ نورینہ جادو صحن مین آئی اور ناچ
گانا ہونے لگا ملکہ نے چرخی ڈور کی منگا کر تکل اُڑائی پھر شاہزادے کے ہاتھ مین چرخی دی کہ تم بھی اپنا
دل بہلاؤ جب شاہزادہ نور الدہر نے چرخی لی اور تکل ہاتھ مین لی تکل نے زور باندھا اور شاہزادے
کو اوپر ہوا کے کھینچنے لگی شاہزادے نے ڈور تو ہاتھ مین لپیٹ لی اور زور صاحبقرانی کیا مگر پیش نہ آیا
تکل نے شاہزادے کو اوپر کھینچا شاہزادہ نور الدہر کے پاؤن زمین سے اٹھ گئے اور بلند ہوے کرۂ ہوا
مین پہونچ کے بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جب ہوش آیا اپنے تئین زمین آہن پر پایا کہ وہ میدان

بطور احاطہ کے گول تھا اور اس زمین کو گردش مثل آسیا کے تھی شاہزادہ اٹھا مگر بسبب گردش
کھڑا ہوا گیا گر پڑا اسی طرح کئی بار اٹھے اور گر پڑے عقل سے دریافت کیا کہ یہ دائرہ زمین مثل
کمھار کے چاک کے پھرتا ہی کہ پاؤن زمین پر قائم نہین ہوسکتے ناظرین پر واضح ہو کہ اس میدان کو
دائرہ سرگردان کہتے ہین یہ بھی ایک طلسم کا احاطہ ہی شاہزادے نے چاہا کہ لوح دیکھین مگر گردش کے
سبب سے نظر حرفون پر نہ پڑی اور تمازت آفتاب اسقدر تھی کہ جسم پھکا جاتا ہی دھوپ کی تیزی کا
سر مین بھیجا پکنے لگا نہایت تکلیف ہوئی شاہزادہ نور الدہر گھبرائے گرمی سے بدحواس ہوگئے آخر کو
لوح سر پر رکھ لی کہ سایہ لوح سے گرمی مین دھوپ کی تیزی تمازت آفتاب سے کچھ تو محفوظ رہون غرضکہ
برکت لوح مبارک سے قلب کو آرام ہوا مگر جب سایہ نقوش لوح اس زمین پر پڑا گردش بھی موقوف
ہوگئی اب شاہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا ایسی غفلت کوئی کرتا ہی کہ لوح کو بالکل
نہ دیکھا اگر اسوقت حکم لوح سے ناریل کے درختون کے نیچے جاتے ایسی تکلیف نہ اٹھاتے اب دائرہ
سرگردان مین ہر طرف لوح کا سایہ ڈالو اور تلاش کرو کہ ایک درخت ان درختون مین ہی کہ وہ نہایت بلند
اور شاداب ہی اور شاخین اسکی سرخ ہین اور پتے اسکے سیاہ ہین اور ان پتون مین سفید تل ہین یہ اسم
پڑھکر ایک جھٹکے مین اس درخت کو اکھیڑ لو البتہ صاحبقران زمان ہوتے اور وہ چاہتے وہ درخت کو
اکھیڑ سکتے تھے ورنہ کوئی کیا اس درخت کو اکھاڑ سکتا ہی تم ہمیشہ اس دائرے مین سرگردان رہتے الغرض
شاہزادے نے بحکم لوح اس درخت کو تلاش کرکے اکھاڑا زیر درخت ایک غار نمایان ہوا شاہزادے نے
بحکم لوح اپنے تئین اس غار مین گرا دیا بیہوش ہوگئے جب ہوش آیا تو پھر اپنے تئین اسی باغ لنگوران
مین دیکھا ازبسکہ شاہزادے کو بسبب لوح کے دیکھی تھی جب نظر لنگور تاجدار کی شاہزادے پر پڑی
ہاتھ زانو پر مارا اور کہا کہ افسوس تبریز جادو نے دغا کی یہ کہکر دم اپنی دراز کی چاہا کہ شاہزادے کو دم مین
لپیٹے اب شاہزادہ نور الدہر کب اسکے جال مین طلسم کے آتا ہی تاجدار نے آواز سب لنگورون کو دی کہ لینا
پکڑنا مارنا اس خیرہ سر کو سب لنگور آواز سنکر اپنے اپنے پلنگ سے اٹھ کر دوڑے شاہزادے نے دیکھا کہ
اب دم تاجدار قریب آگئی ہی اسم لوح تیر پر دم کرکے کمان مین رکھا اور مردمک چشم راست تاجدار پر تاک کے
مارا تاجدار لنگور تڑپ کر گرا ایک برق اسی چشم زخمدار سے پیدا ہوئی شعلہ اس برق کے جابجا باغ مین
گرے تمام باغ اور بارہ دری جلنے لگی چمن لالہ زار آتش بہار ہوگیا شور و غل برپا ہوا آندھی سیاہ چلی
بعد تھوڑی دیر کے جب روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من میمون تاجدار جادو بود افسوس کہ دم
و جان دادیم و بمطلب دل نرسیدیم شاہزادے نے دیکھا کہ لاش ایک ساحر سیاہ فام کی پڑی ہے
اور ایک کرگس بزرگ آسمان سے اترا اور کلیجہ لاش کا کھانے لگا شاہزادے نے بموجب حکم لوح اسکو بھی
تدبیر سے مارا پھر شور و غل ہوا ہوائے تند چلی تاریکی ہوگئی بعد عرصے کے جب روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا
تام من تبریز جادو بود ای شاہزادے اس احسان کا یہی بدلا ہی مجھکو تھے قتل ہونے سے بچایا یہان سے
اٹھاکر لیگیا دائرہ سرگردان مین پہونچایا شاہزادے نے کہا کہ تو اپنی سزا کو پہونچا شاہزادے نے
پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اب اُن درختون کے نیچے جا جہان تو گرفتار ہوا تھا اب تو ان لنگورون
پر طعنہ زنی کر اور جو کچھ تیرے دل مین آئے انکو کہہ اب وہ لنگور عاجز ہین تیرا کچھ نہین کرسکتے

در حقیقت اب کیا تاب اور کیا مجال جو وہ لنگور شاہزادے کو کچھ کہہ سکیں بموجب لوح ایک مشت خاک شاہزادے
نے اٹھا کر اسم لوح پڑھ دم کر کے درختوں پر چھڑک دی ایک جھونکا ہوا کا ایسا تیز و تند چلا کہ آپس میں رگڑے اور
آگ ان درختوں سے مثل چنار کے پیدا ہوئی درخت جلنے لگے اور سب لنگور آپس میں ٹکریں لڑ لڑا کر گرے
سر انکے پاش پاش ہو گئے اور تڑپ تڑپ کر مر گئے تاریکی ہو گئی آوازیں مہیب آنے لگیں بعد تھوڑی دیر
کے جب روشنی ہوئی آوازیں انکی لاشوں سے آئیں کشتی مرا نامیم ماشناسان طلسم جادوان بودند

افسوس مردیم و جانہا دادیم و بمطالب دلہا نہ رسیدیم

اب دو کلمے داستان مصیبت نشان احوال مرحلۂ ششم کا اور جو میدان حرب و فوج خیال مشہور ہے اور گم ہو جانا لوح طلسمی پاس سے شاہزادۂ نور الدہر بدیع الزمان کے بیان کیا جاتا ہے

مرحلہ طے کنندگان میدان حرب و ضرب حال پر ملال و گم کردگان لوح خاطر دردافزا و ہم و خیال اس کیفیت
داستان عجائب نشان کو طبیعت آرائی سے صفحہ قرطاس حیرت اساس پر قلم تیز رقم سے یوں تحریر کرتے
ہیں کہ جب شاہزادۂ نور الدہر مع بدیع الزمان نامور لے ان ساحروں کو مار گرد و غبار اور تاریکی
دور ہوئی آگے بڑھے چند قدم چلے تھے کہ دیکھا ایک میدان وسیع ہے اور اس میدان میں دور تک بہت بڑا
لشکر فروکش ہے ہزارہا بلکہ لاکھوں آدمی معلوم ہوتے ہیں غور کر کے جو نگاہ کی آواز طبل اسکندری کان میں آئی
اور علم اژدہا پیکر نشان لشکر اسلام دیکھا اور آدمی لشکر کے شناسا معلوم ہوئے اور قیطولہا سے
لقاے بے بقا وغیرہ نظر آنے لگا اور علم و نشان اپنے لشکر کا پہچانا اور اسد شیر دل اور کرب غازی اور
فضل بن کیا ہور خون آشام کو بھی سامنے عالم نقابداری میں دیکھا کہ کھڑے ٹہل رہے ہیں اور
شہرنگ عیار وغیرہ مع سردار لشکر ظفر پیکر چلے آتے ہیں اور ملازمت نقابداروں کی حاصل کرتے ہیں۔
شاہزادۂ نور الدہر سمجھا کہ طلسم گوہربار کو فتح کیا میں نے آتے آتے شاہزادہ اپنے لشکر میں پہونچا اور
تمام سرداران لشکر نے نذریں دیں اور طبقہا سے زر و جواہر نثار کیے شاہزادہ نے حال لشکر امیر کا پوچھا
فضل بن کیا ہور خون آشام نے عرض کیا کل شاہزادہ بدیع الزمان نامور سے اور فلاں سردار لشکر
لقاے سے مقابلہ ہوا اکثر بڑے معرکے سے دن بھر کشتی ہوئی وقت شام وہ سردار زیر ہوا اور مسلمان ہوا لشکر اسلام
میں داخل ہوا چنانچہ آج شاہزادہ بدیع الزمان کے یہاں وہ سردار جو ہے مہمانداری کا سامان
بڑے تزک سے ہو رہا ہے شاہزادہ نور الدہر یہ سنکر بہت خوش ہوا اور اپنے خیمہ میں داخل ہوا خبرداروں
نے خبر گزرا دی کہ تمام حضور کے حالات کی خبر اور ورود خطہ حضور امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو بھی
امیر کشور گیر نے بہت سے خوان کشتیاں زر و جواہر واسطے تصدق کرنے حضور کے بھیجی ہیں اور سرداران
لشکر اسلام ملنے ہوئے آتے ہیں شاہزادۂ نور الدہر نے حالات طلسم کشائی و عجائبات سحر و ساحری
اپنے سرداروں کے سامنے بیان کیے جب دن گذرا اور شب ہوئی شاہزادہ بعد فراغ طعام دربار
برخاست کر کے خوابگاہ پر تشریف لائے اور پلنگڑی جواہر نگار پر آ کے آرام کیا کہ مدت کی کسل اور ماندگی تھی
بے خبر ہو کے باطمینان تمام سو گئے جب رات نصف گذر گئی تھی خلا یہ شکر میں پھرنے لگا ناگاہ شور
شور لشکر امیر کشور گیر سے اٹھا گویا قیامت قائم ہوئی ہے شاہزادہ گھبرا کر چونک اٹھا بیدار ہو کر چلا

یہ غل کیسا ہی جلد خبر لاؤ مگر صدائے جانگاہ نالہ و آہ کی آواز سے متوحش ہوا اُٹھ کر کپڑے پہنے نقاب
چہرے پر ڈالی تلوار لیکر اُٹھ کھڑے ہوئے یہانتک کہ بلندی پر سے لشکر امیر کی طرف دیکھا کہ تمام لشکر
مین ایک تلاطم عظیم برپا ہی اور ہزارہا مہتابین اور نخشالے اور مشعلین روشن ہین اور حمزہ
صاحبقران) زمان اور سرداران اولوالعزم سر برہنہ چاک گریبان فریاد و آہ و زاری کرتے ہین اور امیر
بانو قیر مع سرداران سب خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے اپنے تئین ہلاک کرتے ہین اور بار بار قصد اپنے تئین مار
ڈالنے کا ہی لندھور و مالک و علم شاہ وغیرہ امیر کشور گیر سے لپٹے ہوئے ہین منع کرتے ہین اور
سمجھاتے ہین اور قاسم سب سے زیادہ بیتاب ہو کر کبھی خیمہ مین جاتے ہین کبھی گھبرا کر باہر آتے ہین
اور کوئی چیز بطور تابوت کے ہی کہ لوگ اُسکو کاندھون پر لیے ہین دو شالہ سبز اُسپر پڑا ہی اور درمیان مین
اُنکے ایک شخص قوی ہیکل روتا ہوا دست بستہ غل و زنجیر مین گرفتار پیچھے تابوت کے ہی شاہزادہ نورالدہر
دیکھتے ہی بیتاب ہو گیا رونے لگا قریب تھا کہ اپنے تئین تلوار سے ہلاک کرے کرب و اسد و فضل نے
تھانبا اور سمجھایا اور شبرنگ عیار سے کہا کہ جاؤ جلد خبر لاؤ کہ یہ کیا واقعہ ہی شبرنگ عیار اُدھر دوڑا شاہزادہ
آہستہ آہستہ چلا کہ راہ مین آکر شبرنگ نے گریبان چاک کر کے سامنے شاہزادہ کے پچھاڑین کھائین اور
آہ و زاری کرنے لگا اور شاہزادے سے عرض کیا کہ بڑا غضب ہوا کہ چراغ صاحبقرانی بازوے امیر کشور گیر
لوٹ گیا ای شہریار جس سردار تھا کو شاہزادہ بدیع الزمان نے زیر کیا تھا وہ بکر سلمان ہوا
تھا اُسنے بدیع الزمان سے دغا کی کہ سوتے مین شاہزادہ بدیع الزمان کو قتل کیا نام اُس سردار
لقاے بے بقا کا سلیمان شاہ تھا اتفاقاً امیر بن عمرو اُدھر آیا اُسوقت اُسکو معلوم ہوا اُسنے دوڑ کر امیر
بانو قیر سے خبر کی اور وہ مار کر بھاگا اُس ملعون اور سمجھا کو شاہزادہ قاسم نے دوڑ کر پکڑا غل و زنجیر مین گرفتار
کیا یہ پیچھے جنازے کے تیار سا وہی ملعون ہی اب تابوت دریا پر لیے جاتے ہین وہان غسل دیکر گورستان کو
لیجاوینگے شاہزادہ نورالدہر نے جو یہ کلمہ شبرنگ عیار کی زبانی سنا ایک نعرہ مارا کہ زمین جنبش مین آئی آہ
دلخراش جگر سے کھینچ کر بیہوش ہو گیا کرب غازی و اسد شیردل و فضل بن گیا ہوی خون آشام
نے بھی اپنے تئین زمین پر گرا دیا اور رونے لگے جب ہوش آیا شاہزادہ نورالدہر کو ساتھ لیکر لشکر امیر کیطرف
برلے مشایعت جنازہ چلے جب قریب تابوت کے پہنچے جنازے سے لپٹ کر ایسا روئے کہ دل سنگ آب آب
ہو گیا اور نقاب عالم بیقراری مین منھ کے پھینک دی جب امیر کشور گیر کو معلوم ہوا کہ یہ نورالدہر بن
شاہزادہ بدیع الزمان نامور ہی گلے سے لپٹا کر خوب روئے اور بیہوش ہو گئے اور تمام آدمیون نے
دیکھکر نورالدہر بن بدیع الزمان کو قیامت برپا کی شاہزادہ نورالدہر نے عرض کی کیون جناب ادا
صاحب قاتل میرے پدر مرحوم کا زندہ عقب تابوت چلا آتا ہی اور مین دیکھتا ہون برلے قتل اس ناکار کے
حکم دیجیے کہ مین اسکو قتل کرون امیر بانو قیر نے اجازت قتل قاتل بدیع الزمان نامدار دی اور فرمایا کہ اُس
بیحیا کو قتل کرو شاہزادہ تلوار کھینچ کر قاتل بدیع الزمان پر جھپٹا اور قصد مار ڈالنے کا کیا اُس پہلوان امیر
نے عرض کیا ای شہریار کیا شرط بہادری یہی ہی کہ مجھکو عالم مجبوری و اسیری مین قتل کیجیے ہرچند مین جانتا ہون کہ
آپ نے تیمور و تین تن اور القاش خون آشام کو زیر کیا ہی اگر آپ چاہتے ہین کہ نام میرا بلند ہو
اور اگر آپ کو دعوی صاحبقرانی ہی تو حکم دیجیے کہ میرے ہاتھ کھولدین اور سلاح جنگ مرحمت کیجیے

جب مجکو زیر کیجیے تو آپ کو اختیار ہی خواہ قتل کیجیے خواہ جان بخشی فرمایئے شاہزادۂ نور الدہر نے حکم کیا کہ
ہاتھ اُسکے کھولدو اور سلاح جنگ دیدے میدان رزم اُسی وقت تیار ہوا اور روشنی مشعل و پنجشاخے وغیرہ
کی تیز کردی گئی اور مقابلہ اُس پہلوان سے ہونے لگا بارہ طعن مین نیزہ پہلوان شاہزادے نے ہوائی کیا اُسنے
گرز مارا نور الدہر نے گرز اسکا چھین لیا اُسنے تلوار کھینچی شاہزادے نے بردار کیا نور الدہر نے ہاتھ
بڑھاکر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا وہ پہلوان نور الدہر سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی یہانتک کہ صبح ہو گئی ناگاہ اُس
نے آواز دی ای پہلوانو لینا اب زمجیر جنا اُس پہلوان نے عین کشتی مین لوح طلسم پر ہاتھ ڈالدیا شاہزادے
نے ہاتھ پکڑ لیا اس کشاکش مین رشتہ لوح ٹوٹ گیا وہ پہلوان لوح لیکر جست کر کے علحدہ ہوا اسوقت لشکر نقلی
یعنے فوج نقابدار نقلی و فوج امیر نقلی و فوج لقاے نقلی نے تالیان بجائین اور قہقہے مارے اور کہا
کیون ای طلسم کشا دیکھا تو نے اسطرح لوح طلسم چھین لیتے ہین

اب دوکلمے داستان مصائب نشان اسیر ہونا شہزادۂ نور الدہر کا دغا سے وحشت آباد مین بیان کیے جاتے ہین

اسیران رنج و بلا و گرفتاران فریب و دغا داستان اسیری شاہزادہ نور الدہر کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامور نے دیکھا کہ اس مکر و دغا سے لوح لیکر ساحر بھاگ گیا کمال
افسوس ہوا اور عقل سے دریافت کیا کہ یہ سب مکر و فریب کے لشکر تھے اور یہ سب غلط ہی فقط دغابازی ہی
امیر نقلی کا نام اسکا رستم جادو تھا اُسنے اس پہلوان کو خلعت دیا اور شاہزادے کو سلاسل بطوق و زنجیر کر کے
فاروس جادو کو علمشاہ کی صورت تھا اسکو دیا اور کہا بیشۂ وحشت آباد مین لیجا کر اسکو شاخ درخت
صندل مین لٹکادو مین بعد فراغ انتظام اسکو مع لوح طلسم اپنے ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت مین پہونچادونگا
اور دس ساحر زبردست فاروس جادو کے ہمراہ کیے کہ تم اسکی پاسبانی بطور محکم کرنا اور اب امیر نقلی
یعنے رستم جادو نے لوح پہلوان جادو سے لیکر گلے مین پہن لی اور پہلوان جادو کو مع عرضداشت بخدمت
بادشاہ طلسم یعنے مسلسل خان جادو کے بھیجا یہان فاروس جادو مع ساحر جادو کے شاہزادہ نور الدہر
کو سلاسل بطوق و زنجیر لیکر بیشۂ وحشت آباد کو روانہ ہوا بیشۂ وحشت آباد مین پہونچکر سر زنجیر شاخ درخت صندل
مین باندھ کر شاہزادے کو لٹکادیا اور برائے حراست مع دس ساحرون کے وہان بہت ہوشیار بیٹھا ادھر
پہلوان جادو مع عرضداشت و مژدہ لوح طلسمی خدمت بادشاہ مسلسل خان جادو مین آیا بادشاہ
بہت خوش ہوا اور خلعت پہلوان جادو کو مرحمت کیا اور پہلوان جادو کی دربار عام مین بڑی صفت
و ثنا کی اور انعام و اکرام بہت کچھ دیا اور اپنے وزیر دانشمند جادو کو واسطے لینے رستم خان جادو
کے بھیجا اور حکم کیا کہ اگر رستم خان جادو کے آنے مین ابھی تامل ہو تو لوح اس سے لیکر جلد آ جب
دانشمند جادو وہان آکر پہونچا اور رستم جادو کو خبر ہوئی کہ وزیر خاص دانشمند جادو مع خلعت فاخرہ
کے آیا بادشاہ مسلسل خان جادو نے بڑے اعزاز و اکرام سے میرے لینے کو اپنے وزیر خاص دانشمند
جادو کو بھیجا ہی بہت خوش ہوا مثل گدھے کے پھول گیا اور کبر و نخوت سے کہنے لگا کہ کون برابر مرتبہ مین
ہوگا بادشاہ نے میرا یہ اعزاز و اکرام کیا رفقاے رستم جادو دانشمند جادو کے استقبال کو آئے
اور ہمراہ اپنے دربار مین رستم جادو کے لائے دانشمند جادو نے آکر رقعہ بادشاہ مسلسل خان جادو

کار رستم جادو کو دیا اور خلعت سے سرفراز کیا اور بہت تحسین و آفرین کی اور کہا کہ لوح طلسمی بادشاہ نے طلب کی
ہے رستم جادو نے دانشمند جادو کو لوح طلسم حوالے کردی اور دانشمند جادو کی دعوت و ضیافت کی اور
بہت تحفہ واسطے بادشاہ سکل خان جادو کے رستم جادو نے دانشمند جادو کو دیے اور عرض کیا یہ سب
میری طرف سے خدمت بادشاہ میں پیش کرنا اور میں بھی حاضر ہونگا کہ تم پہونچنے نہ پاؤگے

اب دوسری داستان عشرت نشان رہائی پانا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نامدار کا بحکم خدائے عز و جل اور پھر دستیاب ہونا لوح طلسم گوہربار بیان کیا جاتا ہے

کارسازان عیش و عشرت افزائے روزگار و مژدہ برداران فرح و مسرت آرائے لیل و نہار اس نکتۂ شادی
دلپسند پر حصول لوح طلسم گوہربار کو طرز بیان فرحت کشان میں یوں لاتے ہیں کہ دانشمند جادو وزیر بادشاہ
سکل خان جادو بعد دعوت و ضیافت رستم جادو سے لوح طلسمی حاصل کرکے اور تحفہ و تحائف بہر
بادشاہ لیکر رستم جادو سے رخصت ہوا لوح طلسمی گلے میں ڈالی اور بصورت عقاب کے [illegible] چلا کہ سوئے
کشور ساحر زبردست تھا مگر لوح کا ہوا کی طرف کیا اور پشت لوح کی اپنی طرف کرکے پرواز کیا جب بیشۂ
وحشت آباد میں گذر اسکا ہوا دیکھا کہ شاخ درخت صندل میں طلسم کشا لٹکا ہے مشتاق جمال ہوکر درخت
صندل کی اس شاخ پر بیٹھا جس شاخ میں شاہزادہ نورالدہر قید تھا اب نیچے کی شاخ میں شاہزادہ
نورالدہر لٹکا ہوا ہے اور اوپر کی شاخ پر بصورت عقاب دانشمند جادو بیٹھا قدرت خدائے عز و جل
ظاہر ہوئی اسباب رہائی شاہزادہ نورالدہر پیدا ہوئے کہ چند چنگلوں اور پنجوں سے لوح مس ہوگئی
تمام درخت مثل موم کے پگھلنے لگا اور پانی ہونے لگا بحساب آنکھ جو طوق زنجیر میں شاہزادے کے لگی
تھی آہن موم کی طرح گھل کر ٹکڑے ہوگئی اور درخت صندل کے پتے اور گرے سو دانشمند جادو اور شاہزادے
نورالدہر بھی درخت کے نیچے گرے پاسبانوں نے غور کیا کسنے قیدی کو رہائی دی دانشمند جادو بھی حیران
ہوا کہ یہ قیدی کیونکر رہا ہوا شاید کوئی ساحر حسن شاہزادے پر عاشق ہوا ہے اسلئے یہ کاروائی کی ہو آخر کار
دانشمند جادو نے چاہا کہ زمین پر لوٹ مار کر بصورت اصلی ہوں شاہزادے نے دیکھا لوح گلے میں اس عقاب
کے ہے خیال کرکے جو لوح پر نظر کی لکھا تھا اے طلسم کشا اگر ایسی گرفتاری میں یہ اسم جو پیشانی لوح پر لکھا ہوا ہے تین دفعہ
پڑھکر کف دست پر دم کرو اور دونوں ہاتھ سے تالی بجاؤ شاہزادہ فوراً حکم لوح بجا لایا ادھر دانشمند جادو نے بھی بصورت
اصلی ہوکر فاروس جادو کو آواز دی اس عرصہ میں شاہزادہ نورالدہر نے اسم لوح تمام کرکے تالی بجائی
فوراً تمام نگہبانان مع دانشمند جادو بیہوش ہوئے شاہزادہ نورالدہر نے لوح دانشمند جادو
کے گلے سے اتار کر اپنے گلے میں پہن لی اور سجدہ شکر کیا جب سر سجدہ سے اٹھایا اپنے تئیں بیچ دربار
عالمین تینوں لشکروں کے پایا شاہزادہ لوح طلسمی کی طرف سے تو خاطر جمع کرچکا تھا نقاب مخدر بزرگی
شور لشکر میں ہوا سب آدمی آپس میں چشمک اور اشارے کرنے لگے شہزادے نقلی ہوا ور کرب نقلی
اور اسد نقلی اور فضل نقلی یہ کہتے ہوئے دوڑے اے شہریار الحمد للہ آپ کو پھر صحیح و سلامت
دیکھا ہمکو کمال حیرت ہے کہ اس بہادر نے آپ کو کیونکر قید کیا ناگاہ وزیر نقلی دست بشوخی بڑھا کر دوڑا اور
کہا اے فرزند جگر بند معلوم ہوتا ہے کہ کوئی جادوگر بیان غنی لقا سے تمہاری طرف سے موجود تھا
اسنے سحر میں تمکو قید کیا میں نے خواجہ کو عقب میں تمہارے بھیجا ہے شکر خدا کہ تم بخیر و عافیت خود آئے

شاہزادہ نورالدہر یہ سنکر خود بھی واسطے پیشوائی کے چند قدم آگے بڑھا جب قریب پہونچا امیر نقلی نے چاہا کہ
دست شوق ظاہری گردن میں شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے ڈالے شاہزادہ نورالدہر نے ہاتھ
بڑھا اور لوح کو مانند حلقہ کمند کے گردن میں امیر نقلی کے ڈالکر جھٹکا دیا سر امیر نقلی کا بدن سے جدا ہو کر ادھر جا پڑا کہ اک
شور و غوغا بلند ہوا کہ گویا قیامت کے آثار ظاہر ہوئے شاہزادہ لوح نیچے بازن کے رکھکر کھڑا ہو گیا وہاں حلق
بریدۂ امیر نقلی سے تریڑا خون کا جاری ہوا اسقدر خون بہا کہ ایک دریاے زخار چشم زدن میں بھر گیا تینوں لشکر
دم بھر میں غرق ہو گئے زور موجۂ خون ساحر کی ترقی ہونے لگی کل اشیا اس میدان و گرد نواح کے نابود ہو گئے
اب جو شاہزادے نے دیکھا چار جانب دیواریں بہت بلند اور خون کا دریا بہ رہا ہی مگر درمیان زیر قدم کچھ تک
لمبی سے زمین باقی ہی اور گرد و غبار اڑ رہا ہی بالکل تاریکی چھائی ہوئی ہی دیر تک یہی کیفیت رہی بعد چند ساعت
کے جب میدان صاف ہوا اور تاریکی دور ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من رستم جادو سپہ سالار لشکرہای
طلسم بود افسوس بمردیم و جان دادیم و برباد شدیم و بمطلب دل نرسیدیم

اب ذوق لکھے داستان شوکت نشان مرحلہ ہفتم کہ جسکو چہل قانوس سے کہتے ہیں بیان کیے جاتے ہیں

طی کنندگان مراحلات مطالب دقیق و جلوہ نمایان قمقمہ ہاے فقرات رقیق بعد زیب و زینت محفل عیش منزل سیاحان
و ناظرین میں شمعہاے مضامین کو فانوس طبیعت سے نکالکر یون روشن کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان نامور نے رستم جادو سپہ سالار لشکر طلسم کو مارا سجدۂ شکر درگاہ باری تعالی میں بجا لایا اور
آگے قدم کو بڑھایا تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک صحرا میں پہونچے وہان دیکھا کہ وقت شام کا ہی اور ترک آفتاب قلعہ
مغرب میں محصور ہو گیا ہی ایام آخر ماہ ہیں چاند طلوع نہیں ہوا تارے جابجا چھٹکے ہیں وقت طلوع قمر آخر شب
بلکہ قریب صبح کے ہی لیکن صحرا بہت نورانی ہی روشنی بے انتہا معلوم ہوتی ہی شاہزادہ نورالدہر بہت بھوکا
اور پیاسا تھا پروردگار عالم سے دعا کی ای رزاق مطلق و ای روزی رسان برحق تو رحم کر میں عبد حقیر و ذلیل ہوں
تو رب کریم و جلیل ہی میری مشکل کو آسان کر اپنی قدرت کاملہ سے خوان نعمت عطا کر ہنوز دعا نہ تمام ہوئی تھی دیکھا
وہی نقابدار شجری پوش مع خوانہاے طعام لذیذ و سبوہاے آب سرد وغیرہ کے آیا اور بعد اداے سلام و نیاز
و قدمبوسی شاہزادہ عالیمقام سے عرض کیا کہ تشریف لائیے بیٹھیے خاصہ نوش فرمائیے آب سرد سے دلکو تر و تازہ
کیجیے بعدہ نقابدار گھوڑے سے اترا اور زرنیوش کا فرش کیا دسترخوان بچھایا تکلف کھانا چنا شاہزادے نے
بسبب احتیاط کے لوح کو دیکھا لکھا تھا شوق سے کھانا کھاؤ پانی پیو کچھ خوف نہ کرو یہ تمھارا دوست صادق
تمھاری محبت سے یہاں کھانا و پانی وغیرہ لیکر آیا ہی شاہزادے نے بسم اللہ کہکر ہاتھ ڈالا کھانا شروع کیا وہ
کباب مرغ و بریان بہت عمدہ تلے ہوئے اور شیرمالیں خستہ اور لوزیات بادام نفیس اور میوے بہت نادر و
خوش ذائقہ حلوے کئی طرح کے پلاؤ گرم گرم تر تازہ زردہ سفیدہ شیرینی خوش ذائقہ موجود ہی اور کوزہ
ہاے غذاے آب سرد و خوشگوار سے لبریز ہیں شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نامدار نے خوب
آسودہ ہو کر وہ سب کھانے کھائے خوش ہوئے پانی پی کر کلیاں لیں شکر خدا بجا لائے ہاتھ منہ دھویا
گلوریاں ورق نقرئی لپٹی ہوئی کھائیں حقہ نوش فرمایا نہایت کھانے لذیذ کھا کر خوش ہو گئے اور بااطمینان
تمام چند ساعت اس مقام پر تشریف فرما ہوئے اسوقت فرمایا ای برادر عزیز نام اپنا بتلا کون ہی تو اور اس

شفقت و مہربانی کا کیا سبب اُس نقابدار شنجرفی پوش نے کہا کہ اطاعت و فرمانبرداری کا سبب انشاء اللہ آپ پر
ظاہر ہو جائیگا یہ کہکے وہ نقابدار آداب بجالا کر رخصت ہوا اور چلتے وقت یہ کہا کہ شہریار یہ مرحلہ چہل فانوس
کا بیان بہت ہوشیار رہیے گا اور لوح سے غفلت نہ کیجیے گا یہ کہکر نقابدار نے مرکب صبا رفتار کی باگ لی اور
ایک طرف کو روانہ ہو گیا شاہزادہ نورالدہر نے بعد چلے جانے نقابدار شنجرفی پوش کے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای طلسم
[illegible] بجانب مغرب روانہ ہو اگر تیرا دل چاہے کہ تماشا چہل فانوس کرے اور گرفتاری اسکی دیکھے ایک فرسخ تک جا وہاں
نخلستان خرما اور ہجوم درختوں کا مثل باغ کے ہے درمیان اُن درختوں کے ایک تیرہ دیو ساحر ہے اسی کا حربہ
چھین کر اسکو مارنا شاہزادہ بموجب حکم لوح نخلستان خرمے کیطرف چلا جب قریب اُن درختوں کے پہونچا دیکھا کہ ایک
دیو خونخوار بشکل مہیب سو رہا ہے کہ اسکی ہیبت سے رستم کا کلیجہ پانی پانی ہو جاوے شاہزادہ نورالدہر نے نعرہ کوہ شگاف
کیا کہ وہ دیو خونخوار جاگ اٹھا دیکھا کہ ایک شاہزادہ حسین نازنین سامنے کھڑا ہے مثل فیل مست کے چنگھاڑ کر للکارا
او خیرہ سر اس طلسم آباد میں تو آیا اور تمام ساحروں کو مار کر یہاں پہونچا اور مرحلات کو شکست کیے اس مرحلہ پر آیا
یہ وہ مرحلہ طلسم چہل فانوس ہے کہ شیران دشت نبرد اور دیوان و ساحران زبردست ادھر آنا کیسا نام کرکے اس طرف کا
[illegible] اور تو آکے میرے سر پر موجود ہو گیا اب آیا ہے تو معلوم ہوا کہ خداوند ابلیس پر تلمیس نے لقمہ نرم و نفیس
اور خوش ذائقہ میرے کھانے کیواسطے بھیجا بہت عرصہ کے بعد مہربانی خداوند ابلیس کی مجھپر ہوئی شکرانہ اسکا
بجالاتا ہوں یہ کہکے سجدے کو جھک گیا اور شکر ابلیس بجا لاکر سامنے شاہزادہ نورالدہر کے ناچنے لگا اور مسخرگی کرنے لگا
[illegible] شاہزادے سے کہا ای خوراک لطیف و نفیس اس بندہ ابلیس کے منہ میں آ میں آنکھیں اپنی بند کرکے منہ کھولوں
تو خود ہی میرے منہ میں کود پڑ یہ کہکر منہ اپنا اُس دیو پلید نے کھولا اور آنکھیں بند کر لیں شاہزادے کو
[illegible] غار عمیق نظر پڑا ایسا تھا کہ بہت بڑا قلعہ طلسم جسم دیو ناپاک کا کھل گیا شاہزادے نے اسم لوح کو پڑھکر آسمان
[illegible] اور پھر بھی طرف آسمان کے دم کیا ایک ٹہنی ہری پتلی درخت خرما بحکم لوح ٹوٹ کر
[illegible] چند پارہ سنگ بہت بھاری اُس دیو کے منہ میں ڈالدیے دیو شاہزادے کو
[illegible] ہاتھوں سے چپ نہیں سکتا کہنے لگا غذائے لطیف میری تو سوائے
[illegible] نہیں [illegible] کیا تو بالکل ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے یہ کہکر دیو نے آنکھ کھولی دیکھا کہ شاہزادہ
کھڑا ہے [illegible] غضبناک ہو کر کہا ای بنی آدم خداوند ابلیس کی خاطر سے میں چاہتا ہوں کہ تجکو ایذا اور تکلیف
نہو تو نہیں مانتا اب تجکو پکڑ کر کچا لونگا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا اور ارادہ پکڑنے کا کیا شاہزادہ نے وہی شاخ درخت
خرما اُٹھایا اور اسم لوح اُسپر پڑھکر دم کیا اور دیو کے پہلو پر مارا دیو خونخوار کا پیٹ پھٹ گیا چوب درخت نے
کام تلوار کا کیا خون کا فوارہ جاری ہوا دیو تڑپ گیا چاہا کہ اٹھکر بھاگے شاہزادے نے اسم لوح پڑھکر اسکے
سر پر دم کیا گرد سر اسکے آگ بھڑکنے لگی دیو بھاگ نہ سکا پھر چاہا کہ طرف آسمان کے اُڑجاوے دیکھا تو پر دونوں
بندھے ہوئے ہیں دیو بہت حیران ہوا شاہزادے نے دوبارہ وہی چوب درخت ماری دیو زیادہ بیتاب ہو کر چلایا
ای آدم زاد یہ تازیانہ تو کہاں سے لایا مجکو خداوند ابلیس نے روئین تن بنایا تھا کوئی حربہ مجپر اثر نہ کرتا تھا یہ تازیانہ
کیا چیز ہے شاہزادے نے دو چار لکڑیاں اور ماریں دیو فریاد کرنے لگا چلا کر کہا ای ابلیس تو نے مجکو کیسا روئین تن
بنایا تھا کہ ایک دشمن کے تازیانے نے مجکو بیتاب کیا اور آدم زاد مجپر غالب آیا شاہزادے نے ایک لکڑی اور
ماری دیو تڑپ کر کبھی تو ابلیس کو گالیاں دیتا تھا کبھی عجز و عاجزی کرتا تھا شاہزادے نے پھر دو تین لکڑیاں

مارین دیو زمین پر لوٹنے لگا اور کہنے لگا ای آدمزاد شاید ابلیس تجہپر عاشق ہوا کہ ملعون نے مجھکو چھوڑ دیا شاہزادہ
ہنسا اور ابلیس کو گالیان دین دیونے کہا ای ابلیس مجھکو آدمزاد گالیان دیتا ہی اچھا راضی ہوا تو- الغرض شاہزادے
نے اسقدر لکڑ بان مارین کہ تمام جسم دیو کا نیلا ہو گیا اور شاخ پھٹ گئی ایک دراز لکڑی مین پڑگئی اُس درازمین
شاہزادے نے دیکھا کہ ایک انگوٹھی رکھی ہی وہ انگوٹھی شاہزادے نے اُسمین سے نکال کے ہاتھ مین پہن لی
اور لکڑے سے اس دیو کے زنجیر کھولکر ہاتھ باندھ دیے اور اسم لوح پڑھکر اُسکے منھ پر دم کیا وہ دیو بالکل گونگا ہو گیا
پھر سر زنجیر پکڑکر شاہزادہ کھینچتا ہوا چلا ہر چند وہ دیو زور کرتا تھا مگر وہ زنجیر نہ ٹوٹتی تھی اور زیادہ مضبوط ہوتی
جاتی تھی اور وہ انگوٹھی جو درخت سے ہاتھ آئی تھی مثل مشعل کے اُسمین روشنی تھی کہ اسی کی روشنی مین شاہزادہ
چلا جاتا تھا کہ دور سے روشنی چراغون کی دکھائی دی زمین سے آسمان تک ایک نور کی تجلی تھی گویا پہاڑ سراپا
روشن تھا جب قریب اسکے پہونچے دیکھا کہ کوہ طلائی ہی ایسی اس پہاڑ مین چمک اور روشنی ہی جیسی آگ بھڑکتی
ہو فانوس مرصع کار ہزارہا روشن ہین اور وہ پہاڑ ہوا مین معلق گردش کرتا ہی اور چرخ مارتا ہی اسکی گردش سے
زمین و آسمان نورانی ہو رہا ہی ایک طرف کیفیت روشنی کی تھی ایک جانب لطف بیابان ہی جب شاہزادہ
نور الدہر قریب پہونچا دیکھا کہ ایک چمن لالہ زار کھلا ہوا ہی گلہاے رنگین شگفتہ و شاداب غنچے مسکرا رہے ہین
ہر برگ گل پر شبنم کے قطرے مثل گوہر شب چراغ منور ہین اور ہر گل لالہ چراغ کی طرح روشن ہی اور ہر شاخ گل
مانند شمع ہاے مومی و کافوری کے جلوہ گری دکھا رہی ہی کہ روشنی اسکی زمین سے آسمان تک پھیلی ہی جیسے
ہزارہا چراغ جلتے ہین درمیان چمن نورانی بیٹھے ہین اور عکس سے اُن چراغون کے اوپر سے نیچے تک وہ
کوہ طلائی تجلی ہی کہ نگہ نہین ٹھہرتی اور کوہ مشتاب ایسا ہی اُسمین ہزارہا روزن ہین اور ہر روزن
کوہ طلا سے پریزادان مہوش منھ نکالے ہوے تانین اُڑا رہی ہین اور سبکی جدا جدا تانین ہین اور بعض ہین
کوئی بھیرون الاپتی ہین کوئی بہاگ کی تانین لگاتی ہین کوئی کھماج کی ٹھمری گاتی ہین کوئی دیس کی
چیزین اُٹھاتی ہین کوئی بیلاول اور جنگلہ وغیرہ سناتی ہین گویا تمام کوہ چہرہ دار نورانی پرستان معلوم ہوتا ہی
اور کیفیت گانے بجانے کی علیحدہ علیحدہ سرون سے دلکو خوش کرتی ہین ان نغمون کی صداے دو کہ اہل
علم موسیقی کا ثبوت ہوتا ہی اگر تانسین اور بیجو باورے بھی سنتے تو اپنے کان پکڑکر سر جھکا لیتے محو ہوکر رہ جاتے
پتھر موم خام ہو جاتا تھا انسان کا کیا ذکر ہی کہ وہ تو خوگر علم موسیقی ہی ہوا سے چمن لالہ زار سے صحرا
عطر بیز تھا کہ تمام میدان معطر ہو رہا ہی شاہزادہ نور الدہر نے جو نگاہ اوپر کی دیکھا کہ چوٹی پر کوہ کے
ایک چوکی الماس تراش بچھی ہی اور ایک لڑکا نازنین مہ جبین حسین شکیل جمیل چودہ برس کا سن کھیل کود
کے دن غارتگر جان عاشقان پامال کن دل مشتاقان حسن پریزادان اُسکے سامنے گرد ہی انسان اگر دیکھے بسمل
ہو جاے فرشتہ چشم سے دیکھے دیوانہ بن جاے اسی چوکی پر مثل لڑکون کے کھیل رہا ہی دو زلف گہرنگار دونون شانون
دوش پر لہراتی ہین مشک بوے زلف عنبرین کی صحرا مین مہک چارسو پھیل رہی ہی جب باد صبا سے وہ گیسو
اُڑتے معلوم ہوا کہ نافہ تاتار کا دہنہ کھل گیا تمام میدان معنبر ہو گیا اور لباس الماس نگار زیب جسم نازنین
ہی اور سر پر وہ تاج جواہر نگار کہ جسکی قیمت خراج ہفت اقلیم بھی کم ہی جلوہ گری تاج کی ایسی کہ شب کی
روشنی ماند ہی اور کھیل اسکا یہ ہی کہ کاسہ پر از آب آگے اسکے رکھا اس مین ترچ صابون گھولتا ہوا اور
طلائی نلکی سے لگا آب صابون مین ڈبو کر آسمان کی طرف پھونکنا شروع کیا صدہا حباب آب زر طلائی سے

ہوا میں اُڑتے جاتے ہیں اور ہر حباب مثل فانوس بلور خوش تراش مرصع کار مدور جلادار بغیر شمع و چراغ
ایسا روشن ہے کہ بعینہ شمع موی کے ضو دکھلاتے ہین تمام حباب پر نور قطار باندھے ہوئے ہوا پر قائم ہین
دور تک عالم نورستان ہے اور جس جگہ زمین پر عکس فانوس حباب نور پڑتا ہے فرش آئینہ دار زمین پر معلوم ہوتا ہے کہ
گویا ستارے آسمان سے ٹوٹ کر گر رہے ہین وہ فانوس ہائے حباب ہزارہا ستارے دکھائی دیتے ہین
شاہزادہ حیران حیران چمن لالہ ہائے شب چراغ کو اور کوہ چہرہ دار کو اور چمک اور رخسار ہائے پریزادون
اور تنتنے ہر ایک کے اور حسن اُس لڑکے کا اور فانوسین حباب پر نور ستارہ دار کی اور گردش آنکی جلوہ تاج
سر نازنین اور عطر بیزی صحرا کی دیکھکر مثل نقش دیوار ہو گیا اور عرصہ تک محو تماشا رہا لیکن عالم لوح سے
غافل نتھا کہ چمن فانوسون کی روشنی سے نچاتا باد صبا کہ فانوسین برابر آگے پیچھے روشن ہین آخر
تماشا دیکھنے کو اول دیوار پر سر نکال کر جھانکا کہ وہی دیو جو حد فانوس مین پہونچا اُس نازنین نے تالی بجائی
چہرے پریزادون کے جو روزن سے لگے ہوئے تھے وہ بجھنے لگے تمام فانوسین آپس مین لڑ کر ٹکرا کر
ریزہ ریزہ ہوئین اور ہوا مین غلطان ہوکے مثل شمشیر الماس رنگ کے ہو گئین اور اُسی دیو کے سر پر دین
کہ سر اُسکا پارہ پارہ ہو گیا اور ہر ستارہ مانند ستارہ ہائے آتشبازی کے ہوئے جیسے لوہا دت تپانے
کے پھول دیتا اور وہ چھٹک کر جسپر گرتے ہین جلا دیتے ہین جب وہ آفت برطرف ہوئی اُس نازنین نے
پارہ ہائے حباب آب کو اور زیادہ پراگندہ پہلے سے بھی دوچند سہ چند کیا سامان نورافشانی زیادہ ہو گیا
شاہزادے نے دیکھا اب روشنی اول سے دو چند ہو گئی اگر پاے مور ضعیف دور بھی ہو تو دکھلائی دے
باوجود اس روشنی کے لوح کا ایک حرف شاہزادے کو معلوم ہوا لوح پر تاریکی چھا گئی شاہزادہ حیران
ہوا کف افسوس ملنے لگا ناگاہ عکس انگشتری کا لوح پر پڑا حرف لوح کے معلوم ہوئے عبارت
پڑھی گئی شاہزادہ خوش ہوا انگوٹھی کی روشنی مین لوح کو دیکھا دلکو تقویت ہوئی بحکم لوح - لوح کو زیر قدم
رکھکر اسم لوح پڑھ کر دم کیا

اب دو کلمے داستان جرأت بیان قتل کرنا نورافشان جادو کو اور فتح کرنا مرحلہ طلسم کو نورالدہر کا بیان کیے جاتے ہین -

فتح کنندگان مرحلات طلسم البیع رنگین و تماشا نمایان عجائبات فانوس ہائے نورافشانی مضامین دلنشین
داستان پسند خاطر ناظرین کو قلم برداشتہ یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ شاہزادہ نورالدہر شیرین
بدیع الزمان نامور نے لوح طلسمی کو زیر قدم رکھکر اسم لوح پڑھکر دم کیا وہ لوح مثل تخت سلیمانی
کے ہوا پر اُڑ کر بلند ہوئی اور برابر فانوسون کے شاہزادے نورالدہر کو لائی وہان پہونچکر دوسرا
اسم لوح پڑھا وہ لوح تخت سا ہوا پر فانوسون کے اوپر بلند کرکے لیگئی اور قریب اُس نازنین کے
سر کے پہونچی شاہزادہ نورالدہر نے سر سے اُس نازنین کے تاج اُتار کر اُچھال دیا وہ تاج ہوا پر مثل
تشتہ کے اُڑنے لگا اُس نازنین نے جو سر اُٹھا کر دیکھا غل مچائی تاج مثل ترنج آتشین کے ٹوٹا
شرارے اس سے نکلے اور ہر فانوس پر گرے تمام فانوسین سرخاب بنکر اُڑ گئین شاہزادہ نورالدہر
نے گیسو تابدار اُس نازنین کے پکڑ کر نازنین کو اُسکے اُسی رسن زلف عنبرین سے باندھا اور وہ
انگوٹھی کہ جو شاخ درخت سے پائی تھی دہن نازنین پر چھاپ دی منہ پر اُسکے نقش مہر کا ظاہر ہوا

اور زبان ولب اُسکے بستہ ہوگئے اور اُسے کاسۂ آب صابون مین وہی انگوٹھی کا نقش دھوکر نصف پانی آسمان کیطرف
اُچھالدیا وہ پانی دور تک پھیل گیا اور زبان سحر بیان سے شاہزادے نورالدہر نے فرمایا کہ یحییٰ اسمائے پاک خاتم مبارک
اِس آب صابون کے پھینکنے سے ظلمت ظاہری و باطنی دور ہوا اور روشنی سپیدی سحر نمودار ہوا و نصف پانی جو کاسہ
مین باقی رہا اُسکو زمین پر چھڑک دیا ایک غلغلۂ عظیم پیدا ہوا ایک ساعت کے بعد صاف ہوئی اور روز روشن
ظاہر ہوا اب جو دیکھا تو وقت زوال آفتاب عالمتاب کا تھا ہزارہا تنور آتشین شعلہ ور بجائے ہر گل لالہ پیدا ہو
اور ہر تنور مین آگ دہکتی ہوئی بھری تھی شاہزادہ نورالدہر نے وہی طلائی اُٹھاکر دیکھی اُس پانی سے آواز شور
اسرافیل کی پیدا ہوئی غول جو سرخابون کا ہوا پر اڑ رہا تھا وہ غائب ہوگیا اب جو دیکھا تو سب کے سب سرخاب
زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین اور پنجون مین اُنکے اور منقارون مین اُنکے ایک ایک بڑی لکڑی درخت کی
تھی وہ نوچ نوچ کر کھاتے ہین اور چند سرخاب مثل طاؤس آہنی کلان کے پکڑ کر اُن سرخابون کو ذبح کرتے ہین
اور لکڑیون کو چن چن کر جمع کرتے ہین جب انبار لکڑیون کا ہوا سب سرخاب سمٹ کر یکجا ہوئے اور منقارین
اپنی اُن سرخابون کے چھوڑین اور گرد شاہزادے کے حلقہ باندھا جیسے کچھ شاہزادے سے کہینگے
شاہزادہ نورالدہر خائف ہوا کہ ایسا نہ ہو یہ لوح دے لین آخر شاہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای طلسم کشا
تلاش کرو کہ اس نازنین کے سر کے بالون مین ایک تعویذ ہے چھوٹا سا اُسکو نکال کر اِن سرخابون کے حوالے
کرو شاہزادے نے تلاش کرکے تعویذ نکالا اور سرخابون کو دیا سرخابون نے وہ تعویذ لیکر ایک تنور مین ڈالدیا
فوراً اُس تنور مین سے ایسی آواز زلزال تراق کی بلند ہوئی کہ پردے کان کے پھٹ گئے اور گوش دل کنگ
ہوگیا شعلۂ آتش اُس تنور سے بھڑک کر اچھلے اور لکڑیون کے انبار پر پڑے لکڑیان جلنے لگین گویا صحرائے
آگ لگ گئی لیکن دھوان جو تنور سے نکلا وہ شعلۂ آتش نہ تھا وہ دھوان زمین پر آکر طاؤس بنگیا اور گرد
انبار لکڑیون کے جو حلقہ سرخابون کا تھا بسبب دھوئین کے اُنکی آنکھون سے پانی جاری ہوگیا اسقدر آب
چشم سرخابان کی طغیانی ہوئی کہ وہ طاس لبریز ہوگیا اور تمام سرخاب اُڑکر شاہزادہ نورالدہر کے سر پہ
سایہ فگن ہوئے شاہزادہ اس نازنین کا ہاتھ پکڑ کر نیچے آیا دیکھا کہ ہر سوراخ مین زینے ہوگئے تھے اور ہر چہرہ
پریزادان کاغذ کی تصویر تھی جب قریب طاس کے آئے ہر چند وہ لڑکا تڑپا مگر شاہزادے نے نہ چھوڑا اور
اسکو آب چشم سرخابان کے طاس مین ڈالدیا وہ لڑکا اُس مین غوطے کھانے لگا آب طاس جوش زن ہوگیا
اُس نازنین کو اچھالکر ڈبونے لگا شاہزادے نے دیکھا کہ یکایک وہ لڑکا پیر فرتوت ہزار سالہ روسیاہ ایسا
ہوگیا کہ غول صحرائی بھی صورت سے اُسکی ڈرجائے شاہزادہ نے آیۂ لاحول پڑھا بعد اُسکے دیکھا کہ نہ وہ آب
نہ طاس نہ دھوان نہ شعلۂ آتش شاہزادے نے اُسکی ٹانگ پکڑکے کھینچی اور تنور آتشین مین ڈالدیا وہ لاکھ
فریاد کرنے لگی آتش تنور سرد ہوگئی بیرون سے اُسکے نکالا کہ لاش اُسکی باہر پھینکدی شاہزادے نے آواز
دی اے محرمان ساحر بچاؤ مدت سے قید مین اس ملعون کی پڑے تھے اب رہا ہوا دنیا اپنا انتقام
اس ملعون کی لاش سے لو یہ سنتے ہی تمام سرخاب جمع ہوکر دوڑے اور لاش پر ساحر کی آئے اور منقارون
اور پنجون سے گوشت اُسکی نوچ نوچ کر کھانے لگے ایک آواز مہیب آئی کشتی مرا نام من نورافشان جادو
بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم جب تمام سرخاب اُس ساحر کی لاش کا گوشت سیاہ
نوچ نوچ کر کھا چکے چاہا سب سرخابون نے کہ اُڑ جائین شاہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای نیم جان

ایک بھی سرخاب زندہ نکل جائیگا آفت برپا کریگا پھر طلسم کش کا بچنا محال ہی شاہزادے نے فوراً چلو مین آب
طاس لیکر تنور مین ڈالا خود بخود تمام سرخاب تنور مین کود پڑے اور جل کر خاک ہو گئے جسطرح پروانے شمع پر
اپنے تئین گرا کر جلا دیتے ہین وہ سب سرخاب بہ آواز بلند کہنے لگے ای جوان تو نے ہمسے دغا کی ہمنے تیرا کیا گناہ کیا
تھا جو تو نے جلا دیا بعد اُن سب کے جل جانے کے گرد و غبار رفع ہوا تاریکی دور ہوئی ابر اُٹھا موتی برسنے لگے

داستان عجائب نشان حالات مرحلہ ہشتم وحکایات قصر عالیشان کی کہ دیوارین اسکی مثل آئینہ کے صاف و شفاف ہین اور طلسم نیرنگ پردۂ عجائب کے بیان کیے جاتے ہین

جلوہ طرازان عجائبات نیرنگ بیان گہرافشان وحکایت نویسان حالات مرحلہ طبع رنگین نشان سحربیان اس
داستان حیرت نشان کو صفحۂ آئینہ دار پر قلم سحر رقم سے یون لکھتے ہین - کہ جب شاہزادۂ نورالدہر نے
نور افشان جادو کو اس دھوم دھام سے مارا اور ہوا نشین کو بھی جلا کر خاک سیاہ کیا اب جو سر اُٹھا کر چارون طرف
میدان مین دیکھا سامنے چار دیواری مثل آئینۂ سکندری کے صاف و شفاف ہی آگے بڑھکر جو غور سے
نظر کی سراپا آئینہ کی دیوارین ہین کہ اُن شیشون مین سے چارون طرف نشان محراب کے معلوم ہوتے ہین
اور اندر رنگین پردے چھٹے ہوے ہین شاہزادہ حیران ہوا کہ پردۂ اصلی کونسا ہی اور دروازہ اصلی کونسا ہی
پھر دل مین کہا کہ سب پردے اُٹھا کر چلو پردۂ اصلی معلوم ہو جائیگا ایک پردہ اُٹھا کر جو دیکھا دیوار آئینہ کی
پھر نظر آئی اسی طرح چند پردے اُٹھائے ہر پردے مین دیوار آئینہ دیکھی اُسوقت عقل سے دریافت کیا کہ یہ
عکس پردۂ اصلی کا ان دیوارون پر پڑتا ہی مگر حیران تھا کہ عکس مقابل مین ہوتا ہی کہ اس وجہ عکس پڑتا ہی
آخر ہر پردے کو اُٹھا کر گئے رفتہ رفتہ پردۂ اصلی تک پہونچے دیکھا کہ پردۂ اصلی اسقدر باریک ہی کہ تمام کیفیت اندر
کی اُدھر دکھائی دیتی ہی اور ہر پردے پر تصویر مرصع کار کھنچی ہوئی ہی شاہزادہ دیکھکر محو تماشا ہو گیا اسطرح نظر ڈالکر
غور کیا کہ جیسے آنکھ اُسی مین جم کر رہگئی خیال کیا ہی تصویرین برابر سے پھیلی ہوئی ہین اور دوسری طرف پردے
بارش گوہر آبدار دکھائی دیتی ہی اور برابر تصویر کے ابر تصویر برق کا چھایا ہوا ہی اور نیچے برق تصویر کے چند
مسافر ہین شہزادے نے دیکھا وہ ابر دوسری طرف مروارید برساتا ہی اور برق کی چمک ہوتی ہی اور چند مسافر
آتے ہین برق چند وسے جل جاتے ہین پھر دیکھا ایک تاجدار کی تصویر ہی مع چند قراول اور بازدار کے مثل
لشکر گاہ کھنچی ہوئی ہی اسطرف میدان اصلی ہی ہر تصویر اصلی ایسا ہی معرکہ دکھاتی ہی شاہزادے نے ایک تصویر کو
بعینہ اپنی صورت سے مشابہ پایا مگر اس صورت سے کہ ہاتھ بازو بندھے ہوے بارگاہ دیوان مین بیٹھا ہی اور ایک
دیو بصورت مہیب تخت نخوت پر متمکن ہی جس حیثیت سے دربار دیو قہقہہ سرخ چشمی مین گرفتار ہو کر گئے تھے اُسی
صورت اور اُسی لباس سے اپنے مشابہ تصویر دیکھی شاہزادۂ نورالدہر تصویرات کو دیکھکر اور زیادہ مشتاق ہوا پردہ
اُٹھا کر اندر گیا اور نزدیک سے اُن تصویرات کو دیکھا ہر جگہ سے یہ مقام نہایت پسند آیا ہاتھ اُٹھانے کو بڑھایا آواز
مہیب پیدا ہوئی اور کسی نے کمر تھام کر بیس قدم دور اُن تصویرون سے ہٹا دیا تین بار شاہزادے نے ارادہ
اُٹھانے کا تصویرون کے کیا اور تینون بار ایسا ہی ہوا پھر آواز آئی کہ ایک ایک جگہ سے یہان تک آیا تو اور پھر کس
سے خوش ہوا اب ارادہ اندر جانے کا رکھتا ہی تو دوسری بار اور عظیم ترین نعرہ ہوا کہ آواز سے پردہ پھٹ گیا
اور اُسمین سے ایک شیر ببر اژدہا رہ گز کا ہمہمہ کرتا ہوا نکلا اور نورالدہر پر حملہ کیا شہزادے نے بجلی کی
تیر گوشہ کمان مین جوڑ کر مارا کہ گوش راست پر شیر کے پڑا وہ شیر زمین پر گر کے لوٹا اور اژدہا بنگیا اور آگ سے

شعلے منہ سے نکالنے لگا شہزادے نے تلوار ماری پھر اژدہا بھی زمین پر لوٹا اور فیل آتشین جنگیا دانت اسکے نیزۂ بلند
کے مانند تھے شاہزادے نے خنجر کمر سے کھینچکر خرطوم پر مارا خرطوم فیل کی کٹگئی فیل زبردست زمین پر گرا اور لوٹ
مار کر نہنگ بنگیا شاہزادے نے لوح مثل آئینہ اسکے مقابل کرکے دکھائی وہ بشکل عجیب وغریب نہایت مہیب
ہوکر للکارا شاہزادے نے دیکھا کہ چہرہ اسکا دیو کا ہے اور گردن اونٹ کی ہے اور پنجے شیر کے ہیں اور پشت نہنگ
اور سینہ پلنگ کا ہے اور دُم اژدہے کی ہے اور کان فیل مست کلان کے ہیں اور آنکھیں بلا کی ہیں اُس بدبخت
نے کہا او خیرہ سر کون ہے تو کہ میری کسی صورت سے نہ ڈرا کیا تو جگر و دل فولاد سے سخت تر رکھتا ہے پھر شاہزادے
کی طرف دونوں ہاتھ بڑھائے شہزادے نے اسم پڑھکر دست و بازو پر اپنے دم کیا اور کمر میں ہاتھ ڈال کر
اُس دیو کو اٹھا لیا اور تین بار چرخ دیکر زمین پر مارا کہ وہ تڑپنے لگا پھر ایک پاؤں اسکا دونوں ہاتھ سے مضبوط
پکڑا اور پاؤں اسکا اپنے پاؤں کے نیچے دبایا بہ قوت صاحبقرانی چیر کر پھینک دیا شور و غل اٹھا ہنگامہ قیامت خیز
محشر انگیز برپا ہوا تاریکی چار طرف چھاگئی ہوائے تیز و تند چلنے لگی جب سنگ کشی ہوئی اور سب آتشین ہر طرف ہوئیں
آواز آئی کشتی مرا نام من پردہ دار جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اب جو شاہزادے
نے اسکی لاش کے ٹکڑوں پر نگاہ کی تو ایک لیمو سے سبز دل سے اُس دیو کے باہر نکلا ہوا تھا شاہزادہ نورالدہر
نے بحکم لوح وہ لیمو سے سبز اٹھا لیا اور پاس پردے کے آیا اور دیو سفید کی تصویر کو ڈھونڈھنے لگا تلاش
کرتے کرتے جب دیو سفید کی تصویر ملی وہ لیموں تصویر کے ہونٹوں پر ملدیا دیو سفید نے جمائی لیکر منہ مثل غار
عمیق کے کھولا شاہزادہ بسم اللہ کہکر اُس تصویر کے منہ میں کودا اُس غار عمیق میں جسوقت شہزادہ گرکر بیہوش ہوگیا
جب ہوش آیا اپنے تئیں اُسطرف پردے کے پایا گویا عجب پیچیدہ راہ پردے کی نکالی ہے جب شاہزادہ اُسطرف
آیا دیکھا وہی کیفیت ہے جو اُسطرف تھی وہی تصویریں وہی پردے وہی دروازہ وہی برق وغیرہ حیران ہوا کہ
اُسطرف ادھر کا سامان و کیفیت دکھائی دیتی ہے اب اسطرف جو آیا ادھر کا حال من و عن وہی ظاہر ہوتا ہے عجیب
غریب ماجرا ہے محو تماشا ہے۔ صنعت بانیان طلسم متحیر ہوکر دیکھنے لگا۔

پہونچنا شاہزادہ نورالدہر کا پردۂ ظلمات میں چشمۂ آب حیات تک

دانندگان ماہیت بحر زخار طبع روان و آشنایان کیفیت ظلمات مضامین بے پایان چشمۂ داستان رنگین بیان
کو صورت آب حیوان جاری کرتے ہیں شعر چہ افسون بادل دیوانہ میکرد ✦ کہ از ہر آشنا بیگانہ میکرد ✦ شہزادہ
نورالدہر نے اُسی تماشاگاہ میں دیکھا کہ ایک طرف کو بیابان ہے اُن تصویرات عجائبات کو دیکھتے ہی بیابان کی
طرف چل نکلا تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ ایک سیاہی نظر پڑی جب وہاں پہونچے تو دیکھا ایسی تاریکی ہے کہ زمین
و آسمان کچھ نہیں دکھائی دیتا راہ مطلق نہیں سوجھتی ایسی سیاہی اور تاریکی کبھی نگاہ سے نہ گذری تھی وہ
اندھیرا اگر خضر بھی ہو تو راہ بھول جائے پیچھے پھرکے جو دیکھا تو وہ پردے بھی نہیں تھے ہزارہا آوازیں مہیب
اُس ظلمات میں آتی ہیں شاہزادہ خائف و ہراسان ہوا لوح کو اپنے تمام جسم پر ملا مگر کچھ نہ دکھائی دیا نہایت حیران
و پریشان دلگیر ہوا خیال کیا ایسا نہ ہو کوئی لوح سے لے یکایک ایک آواز کان میں آئی کہ شہریار غافل کیوں پریشان ہے
لوح کو ہاتھ میں لیکر اپنے سامنے کر شاہزادہ نورالدہر نے لوح کو مقابل میں کیا تو لوح ایسا ساطع ہوا کہ دس قدم
کے فاصلے تک جلوہ گر ہوئی اُسکی روشنی میں چلے دیکھا کہ سامنے سے ہزارہا ریچھ اور بنڈیلے سور چلے آتے ہیں
اور قریب آکر شہزادہ پر حملہ آور ہوتے مگر جو روشنی میں لوح کی آتا ہے جلکر خاک سیاہ ہو جاتا ہے شہزادہ بموجب حکم لوح

چلا جاتا ہی ان ریچھون مین ایک ریچھ زرد رنگ کا تھا کہ تمام سوا رے بدن نقش طلائی کے تھے اور روشنی مین لوح کی
نہایت تابندگی ہوئی تھی شہزادہ بحکم لوح جستجوے سنگریزہ کرنے لگا دیکھا کہ ہزارہا سنگریزے پکھراج و زمرد کے پڑے ہین
اور طول و عرض مین برابر ہین اور رنگ سب کا یکسان ہی شہزادہ حیران ہوا کہ کونسا سنگریزہ اٹھاؤن آخر اسم لوح
پڑھکر دم کیا دود سیاہ کی تاریکی ہر طرف ہوئی اور رنگ سنگریزون کا متغیر ہوا شہزادے نے دیکھا کہ ایک سنگریزہ
انشانی ہی کہ سفید نقطے اوپر اسکے بنے ہوئے ہین اوس سنگریزے کو اٹھا کر اسم لوح پڑھا اور پھیر دم کیا اور اوس ریچھ
پر کھینچ مارا پیشانی پر اوس ریچھ کے پڑا کاسۂ سر چٹاکا چٹخ زمین پر گر کے مر گیا ایک غلغلہ اٹھا ہنگامۂ محشر برپا ہوا العہد اواز آئی
کشتی مرا نام ابن خراس جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم شہزادے نے بموجب حکم لوح مغز سر
اوسکا اٹھا کے آگے ہاتھ کیا رفتہ رفتہ اوس جگہ پہونچے کہ غول زاغان سیاہ کا بیٹھا ہوا تھا جیسے پہاڑی کوے ہوتے ہین
اور سب ریچھ شہزادے کے پیچھے سے آئے جب ریچھ حد مین اون کوؤن کے پہونچے ایک کوا بہت بڑا پہاڑی غول سے
پیدا ہوا اور زمین پر لوٹ کر بھیڑیے کی صورت بنگیا اور جست کر ریچھ کو پکڑ کے پھاڑ ڈالا دوسرے ریچھ نے حملہ کیا بھیڑیے نے
اسکو بھی لپٹ کر پھاڑ ڈالا اور لہو چرک لیا اسیطرح چند کوے اور ریچھ لڑ لڑ کر کشتہ ہوئے شہزادہ کھڑا تماشا دیکھا کیا جب شہزادے
نے دیکھا کہ قطار کوؤن کی دو طرف بیٹھی ہی بیچ مین راہ خالی ہی نور الدہر نے مغز سر اوس ریچھ کا بیچ مین اون کوؤن کے
ڈالدیا سب کوے مغز کھانے کیواسطے جھکاب پڑے منقارون سے نوچ نوچ کر کھانے لگے بہت سے کوے کھاتے
ہی مر گئے شہزادہ آگے روانہ ہوا یہانتک کہ چشمہ پر پہونچا دیکھا کہ دو سنگریزے پڑے ہین ایک سبز ایک سیاہ
ہر کنارے پر اوس چشمہ کے پڑے ہین شہزادے نے اون سنگریزون کو اٹھا کر اسم لوح پڑھا اور دم کیا کوؤن
کے غول پر پھینک مارا کوے خوش ہو کر راضی ہوئے سب مرے ہوئے کوؤن کو منقارون سے اٹھا کر کنارے
پر چشمہ کے لاتے از بسکہ وہ چشمہ قد آدم عمیق تھا اور پانی اوسکا سفید و آبدار مثل گوہر نایاب کے تھا اگر کوے اوس
اوس چشمے مین غوطہ زن ہوتے اور منقارون مین اپنی پانی بھر کر لاتے اور قطرہ قطرہ زاغ ہائے کشتہ پر چھڑکا سب
مرے ہوے کوے زندہ ہو گئے شہزادے کو دیکھکر حیرت ہوئی اور عقل سے معلوم کیا کہ یہ چشمہ چشمۂ آب حیات
ہی شہزادہ بھی راہ کی مسافت اٹھائے ہوئے تکلیف گرمی کی سہے ہوئے نہایت پیاسا تھا کمال پانی پینے کی چاہ
ہوئی بہت خوش ہوا چاہا کہ کسیطرح پانی پیجیے دیکھا کئی ڈول طلائی اور کئی رسیان کلابتون کی اور پیالے زرین
کئی کنارے پر چشمہ آب حیات کے رکھے ہین مگر حکم ابتدائی لوح کا پہلے ہی صادر ہو چکا کہ اے طلسم کشا ہرگز اوس
چشمہ کا پانی نہ پینا ہرچند تشنگی غلبہ کرے یہ پانی نہ پینا چاہیے لیکن شاہزادہ کا ادھر تو پیاس سے غیر حال اور
سامنے آب خوشگوار صاف و شفاف بسبب تشنگی کے شوق آبحیات مین ایسا محو ہوا کہ دل بیتاب ہو گیا حکم
لوح دل سے فراموش ہوا ڈول طلائی اٹھا کر رسی مین باندھا اور پانی کھینچکر جام لبریز کر کے چاہا کہ پانی پیئین ابھی
جام آب قریب لبون کے پہونچا پایا نہ تھا کسی کی آواز کان مین آئی اے شہریار ہرگز یہ پانی نہ پینا شہزادے نے
پھر کر دیکھا ایک پیر مرد سبز پوش عصاے زمردین ہاتھ مین ندا کرتا چلا آتا ہی اے شہزادے تھم جا جبتک مین آیا
جب وہ پیر مرد قریب آیا شہزادے نے پوچھا آپ کون ہین اور مجھسے کیا کام ہی اوس پیر مرد نے کہا نام خضر ہی
اے فرزند یہ چشمہ سحر ہی اسکا ہرگز پانی نہ پینا اگر ایک قطرہ آب اس چشمہ کا حلق سے اترا تمام جسم تیرا پانی ہو کر
بہ جائیگا شہزادے نے کہا مین نہایت پیاسا ہون اب تاب ضبط نہین اوس پیر مرد نے کہا کہ مین ابھی
پانی لاتا ہون یہ کہکے جیب سے ایک کوزہ پر آب نکالا شہزادے کو دیا شہزادے نے وہ کوزہ منہ سے لگا کر پانی پی لیا

بہرمرو نے باواز بلند کہا نوش جان۔ پیتے پانی شہزادہ بیہوش ہوکر گرا بہرمرو نے لوح گلے سے شاہزادے کے
اُتارکر اپنے گلے مین ڈالی اور شہزادۂ نورالدہر کو بزور سحر قید کرکے اُٹھایا اور بیکروقت دیجور جادو کے
روانہ ہوا ناظرین والا تمکین کو معلوم ہو وجہ شہزادۂ نورالدہر کے قید کرنے کی یہ ہے کہ جب شہزادہ نورالدہر
نے بہ دو وار جادو اور خراش جادو کو مارا اور لاشین اُن دونون ساحرون کی سامنے سنگل خان جادو
کے گئین سنگل خان جادو مع ملک مروارید سامنے خداوند دیجور جادو کے فریاد و استغاثہ کرتے ہوے
آئے کہ طلسم کشا نے ایسے ساحران زبردست کو قتل کیا اب طلسم ٹوٹ جائیگا دیجور جادو نے اپنے
وزیر مدبر جادو کے کان مین کچھ چپکے سے کہا مدبر جادو چشمۂ آب کی طرف روانہ ہوا مدبر جادو نے
جام آب بیہوشی پلاکر شہزادۂ نورالدہر کو گرفتار کیا اور لوح لیکر آپ پہنی اور شہزادے کو لیکر سامنے دیجور
جادو کے آیا دیجور جادو نے حکم کیا کہ تمامی طلسم مین منادی نداکرے کہ سب آدمی خرد و کلان اس طلسم مین
کل صبح کو آکر جمع ہون طلسم کشا جلایا جائیگا اور لوح لیکر اپنے گلے مین ڈالی اور شہزادے کو زندان مین قید کیا
مگر معجزان اخبار و فصیحہ تحریر کرتے ہین کہ جب مدبر جادو شہزادۂ نورالدہر کو گرفتار کرکے سامنے خداوند
دیجور جادو کے لایا دختر دیجور جادو ملکہ مغرور خود پسند پہلوے پدر مین بیٹھی تھی حسن و جمال
بیمثال شہزادہ نورالدہر دیکھتے ہی عاشق و فریفتہ ہوگئی اور ناوک عشق شہزادۂ نورالدہر نے ایسا جگر
و دل ملکہ مغرور خود پسند کو گھائل کیا کہ فوراً غش کرگئی خداوند دیجور جادو گھبراگیا اُسی وقت کیوڑا گلاب
منگاکر چھڑکا لخلخہ سونگھایا ہوا مین ٹھنڈی ٹھنڈی دین بڑی دیر کے بعد ملکۂ مغرور خود پسند کو ہوش آیا کنیزان
خاص بازو تھام کر قصر مین لائین ملکہ نے تمام اپنی کیفیت دایہ سے کہی کہ وہ ملکہ مغرور خود پسند کی ہمراز
تھی دایہ نے کہا بلائین واری جاؤن آپ کیون مضطر و بیتاب ہین آج ہی شب کو اُسکو رہا کرکے لے آؤنگی
وہ تمام دن ملکہ کو فراق یار کی بیقراری مین گذرا جب شام ہوئی دایہ مخمی کہ نام اس دایہ کا سوسن جادو
تھا زندان خانہ مین آئی اور شہزادۂ نورالدہر کو رہا کرکے لے گئی شہزادۂ نورالدہر ملکہ مغرور خود پسند
کے سامنے آیا ملکہ خوش ہوئی اور برنگ گل شگفتہ کے باچھین کھل گئین اور شہزادے کو مسند جواہر نگار
پر بٹھایا دایہ یعنے سوسن جادو کو خلعت بہا سے سرفراز کیا محفل عیش و نشاط آراستہ و پیراستہ
کی گلابیان شراب کی اور شیشیان سامنے رکھی گئین ملکہ مغرور خود پسند نے جام بادۂ گلفام لبریز کرکے
پہلے شہزادۂ نورالدہر کے آگے پیش کیا شہزادۂ نورالدہر نے کہا مین تمھارے ہاتھ کی کوئی چیز
نہین کھا سکتا ہون نہ پی سکتا ہون اری ملکہ جب تک تم دین اسلام قبول نہ کروگی مین ہرگز نہ تمکو ہاتھ لگاؤنگا
نہ تمھاری کسی چیز کو چھوؤنگا ملکہ نے فوراً بخوشی دین اسلام قبول کیا شہزادے نے ارکان دین اسلام اور
کلمۂ توحید تلقین کیا جتنی خواصین بھی مسلمان ہوئین جام شراب گردش مین آیا دورہ مے چلنے لگا اُدھر راگ
شروع ہوا طنبورے اُڑنے لگین عجب کیفیت جشن تھی مگر ایک کنیز ملکہ کی کہ نام اُسکا چنپا تھا وہ مسلمان ہوئی تھی
عداوت طلسم کشا کو دل مین رکھکر دیجور جادو کے پاس آئی اور تمام کیفیت جشن اور دورۂ بادۂ ارغوانی
اور رہائی طلسم کشا زندان خانے سے سب دیجور جادو کے سامنے بیان کی دیجور جادو آگ بگولا
ہوگیا اور چنپا کنیز ملکہ کو ساتھ لیکے قصر ملکہ مین آیا شاہزادے کو ملکہ کے پہلو مین پایا فوراً سحر کرکے دونون
کو گرفتار کیا اور بارگاہ مین اپنی لایا شب کو قید رکھا ہنگام سحر حکم کیا کہ میدان خونی تیار ہو دونون کو قتل

کرون گا فوراً میدان خونی بناکر آراستہ کیا ہزارہا خرد و کلان تماشا دیکھنے کو آئے گویا میلا جمع ہوگیا دیحور
جادو نے جلادون سے دونون کو حوالے کیا جلاد لیکر میدان خونی مین آئے مجرمون کو نطعی پر بٹھایا دیحور جادو
کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوا اور تمام امرا و وزرا ساحران غدار آکر سیر دیکھنے کو حاضر ہوئے یکایک میدان خونی
مین ایک مقام پر زمین شق ہوگئی اور اسمین سے پریان تخت لیے ہوے نکلین ایک پریزاد خوبصورت
تخت پر جلوہ آرا تھی وہ تخت سامنے دیحور جادو کے آکر دھرا پریون نے پہلے سجدہ کیا پھر کہا ای خداوند
دیحور جادو ملکہ مغرور خودپسند آپ کی دختر نیک اختر کو خداوند نمرود شاہ نے طلب کیا ہی کسواسطے
کہ آپ نے فرزند ارجمند زیور شاہ کے ساتھ ملکہ کو نامزد کیا دیحور جادو خاموش ہورہا کچھ جواب نہ دیا
پریون نے ملکہ کو اٹھاکر تخت پر بٹھایا اور پریان تخت لیکر روانہ ہوئین مگر چلتے وقت یہ کہا کہ خداوند نمرود شاہ
نے کہہ دیا ہی کہ جب ہمارا دست قدرت نکلے طلسم کشا کو اور لوح طلسمی حوالے کرنا ہم لوح معدوم کر دینگے بعد
تھوڑی دیر کے زمین سے دست قدرت نمرود شاہ نکلا اور طلسم کشا کو بھی اٹھا لیا آواز آئی کہ لوح دیدو کہ
ہم فوراً لوح طلسمی کو ایسا معدوم کرین کہ کوئی نہ پاسکے دیحور جادو نے لوح طلسم گلے سے اتار کے دست قدرت
نمرود شاہ کے حوالے کی میدان خونی سے دیحور جادو خوش و خرم پھر کر دربار مین آیا اور صحبت عیش و نشاط
آراستہ کرکے جشن مین مشغول ہوا جام شراب گردش مین آیا بادۂ ناب پیکر بدمست مست ہوگیا ادھر کا حال
سنیے کہ حرکات قوی دست سحر سے شہزادہ بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوشیار ہوا اور آنکھ کھولی اپنے
تئین باغ مین مسند جواہر نگار پر برابر بیٹھے ملکہ مغرور خودپسند کے پایا اور سامنے مسند کے ایک نازنین
مہ جبین کو دیکھا شہزادے نے پوچھا تو کون ہی اس نازنین حور شمایل نے کہا مین بھی حضور کی کنیز دختر مہر جادو
ہون اور عاشق آپکا نقابدار خنجری پوش ہی آپ خاطر جمع رکھیے انشاءاللہ پہلے عقد آپکا نقابدار خنجری پوش
کے ساتھ کرون گی پھر اپنے ساتھ کرونگی یہ کہکر لوح گلے مین شہزادے کے ڈال دی شہزادہ بحکم لوح دروازہ باغ
کے باہر آیا دیکھا کہ وہی چشمۂ آب حیوان ہی جہان سے گرفتار ہوئے تھے پھر شہزادے نے چاہا کہ پانی پئین آواز
آئی ای شہریار غافل ایسی غفلت کیا کرتا ہی یہ پانی ہرگز نہ پینا ہرگز نہ پینا شہزادے نے دیکھا کہ وہی نقابدار
خنجری پوش شیر ببر پر سوار کہ آنکھین اس شیر کی مانند مشعل کے تابان اور آدھا جسم شیر کا اور آدھا جسم غول
صحرائی کا اس شیر کی آنکھ کی تجلی سے تمام میدان ظلمات روشن ہوگیا غرضکہ نقابدار خنجری پوش سامنے
شہزادے کے آیا اور آداب سلام بجالایا اور عرض کیا ای شہریار یہ کیا خلاف لوح آپنے کیا ہرگز قریب چشمۂ
آب حیات کے نہ جانا اور مطلق اسکا پانی نہ پینا شہزادے نے کہا مین بہت پیاسا ہون نقابدار خنجری پوش
شیر پر سے اترا زین پوش کا فرش کیا اور دسترخوان سفید بچھایا طرح طرح کے طعام لذیذ چنے اور آب سرد و خوشگوار
کے جام پیش کش کیے اور خوشۂ انگور لطیف و تازہ برائے قوت حاضر کیے اور کہا بسم اللہ ای شہریار نوش
کیجیے شاہزادۂ نوذر الدہر نے خوب سیر ہوکے طعام لذیذ کھایا اور خوشۂ انگور نوش کیے اور کئی جام آب
سرد و خوشگوار پی کر سیراب ہوئے شکر خدا بجالائے نقابدار نے کہا ای شہریار اس مقام پر بہت ہوشیار
رہیے گا آپ داخل طلسم پردۂ عجائب ہوئے اور پریشیفتہ قدیم اول سے آپکو سمجھاتا چلا آتا ہی لوح سے
نہایت خبردار رہیے گا شاہزادے نے کہا نام اپنا بتاؤ اور مقام کا پتا دو نقابدار نے کہا انشاءاللہ سب آپ پر
ظاہر ہوجائیگا شاہزادہ ہرچند پوچھا کیا اور بہت مصر رہا مگر نقابدار خنجری پوش حیلہ حوالہ کرکے رخصت ہوا

اور چلا گیا شہزادہ نے لوح کو دیکھا بحکم لوح اسم پڑھ کر چشمہ پر دم کیا فوراً مینڈھک بڑے بڑے پیدا ہوئے
اور پشت اُنکی پتھر کی تھی مینڈھک شہزادے کو دیکھ کر بیٹھے اور بلند ہونے لگے اسقدر بلند ہوئے کہ پشت
چشمے کے کنارے سے لگ گئی اور پاؤں شاہزادے تک پہونچے شاہزادہ بحکم لوح اُنکی پشت پر سوار ہوا اور
وہ مینڈھک پانی میں لیکر شاہزادے کو بیٹھے یہاں تک کہ تہِ آب پہونچے شاہزادے نے منھ اور آنکھیں بند
کرکے سانس روکی دم کشی کرنے سے تنگ ہوگئے درمیان آب کے جو شاہزادے نے آنکھیں کھولیں دیکھا
گل نیلوفر کھلا ہوا کنول کے مانند بقدر سبد کلاں پیدا ہوا شہزادہ اس سبد گل نیلوفر پر جا بیٹھا خوشبو نے دماغ
معطر کرکے شہزادے کو بیخود کر دیا وہ پھول لیکر شاہزادہ نورالدہر چشمۂ آب میں غرق ہوگیا

وہ لکھے داستان عالیشان شہزادہ نورالدہر کا چشمۂ حیات سے نکل کر پہونچنا کوہ کافور میں بیان ہونے تک

رہروان عرق تحید چشمۂ طلسم عجائب آشنایان سنگین طراز حکایات غرائب اس داستان حیرت بیان کو یوں
تحریر کرتے ہیں۔ کہ جب شاہزادہ نورالدہر کو گل نیلوفر لیکر چشمۂ آب حیات میں غرق ہوا شاہزادے نے
آنکھیں بند کرلیں بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے تئیں صحرائے نورانی میں پایا اور وہ وقت صبح کا تھا لیکن
کثرت سرما اور شدت سردی کی اسقدر تھی کہ رنگ شہزادے کا نیلگون ہوگیا اور دانت سے دانت بجنے لگے
ہاتھ پاؤں میں لرزا پیدا ہوا شاہزادہ تھر تھر کانپنے لگا تحریک نزلہ اور زکام کی شدت ہوئی لیکن کافور سے تمام
صحرا اٹا ہوا تھا اور کوہ کافور مثل سفیدۂ صبح صادق کے نورانی تھا اور ایک فقیر چوٹی پر کوہ کافور کے بیٹھا تھا
لیکن نصف بدن اس فقیر کا کوہ کافور میں غرق تھا اور نصف بدن باہر تھا مگر بالکل برہنہ جسم پر ایک پارچہ کا نام
بھی نہیں اور غرق عرق اسقدر تھا کہ قطرے عرق کے مثل باران کے ٹپکتے تھے اور ایک درخت بہت بڑا سا
سچ کا قریب اس فقیر کے ہے کہ سایہ اسکا سر پر اس فقیر کے ہے اور شاخیں درخت کی گرد کوہ کے ایسی جھکی ہوئی
ہیں کہ زمین پر پڑے لیٹی ہیں اور ہاتھ میں اس فقیر کے دو پنکھے ہیں وہ اپنے تئیں پنکھا جھل رہا ہے اسپر بھی گرمی
سے عرق ٹپک رہا ہے شہزادہ حیران ہوا کہ تمام صحرا گرد پہاڑ سردی سے اور خنکی سے کافور کی طرح ہو رہا ہے اور جس
فقیر کا یہ حال ہے کہ نصف بدن کافور میں غرق ہے اور اسقدر اسکو گرمی کی شدت ہے کہ ہر وقت پنکھے جھل رہا ہے اور
عرق عرق ہوا جاتا ہے اور ہوا سے درخت فلفل سیاہ کو ایسی جنبش ہے کہ خوشے فلفل سیاہ کے گر گر کر اڑتے ہیں ان
دانوں سے فلفل سیاہ کے بگلے سفید و براق پیدا ہوتے ہیں قطار در قطار ہزارہا بگلے اڑ رہے ہیں اور عرق جو
فقیر کے بدن سے مثل فوارے کے جاری ہے وہ آب عرق بہہ کر کوہ سے زمین پر گرتا ہے کوہ بھی اس عرق کی حدت
سے پگھل کر جا بجا شگافتہ ہوگیا ہے اس آب عرق کے ساتھ جو ملکر کافور بہتا ہے وہ ایک چشمہ سا بہت بڑا گرد کوہ
کے موج زن ہے اور بگلے جو خوشۂ فلفل سے پیدا ہوتے ہیں کنارے پر اس چشمے کے بیٹھ کر غوطہ لگاتے ہیں
اور خوش فعلیاں کرتے ہیں اور پروں کو آب کافور میں تر کرکے اڑتے ہیں اور پہاڑ پر چھڑکتے ہیں ہر قطرہ
قرص کافور کا فقط جھلکے سے کوہ میں پیوند ہوتا ہے اور کوہ بلند ہوتا جاتا ہے فقیر تو کوہ کو کم کرتا ہے اور ناقص بناتا ہے
اور بگلے آب کافور چھڑک کر درست و بلند کرتے ہیں شہزادے کو باوجود اس سردی کے پیاس کی شدت ہے کہ
ہر بار جیا بانہ بڑھتا ہے کہ پانی پیجیے مگر پھر رہ جاتا ہے کہ لوح یاد آئی اُٹھا کر دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا زنہار اس
چشمہ کا پانی نہ پینا کہ یہ پانی سم طلسم و فریب ہے دام دغا صیادان طلسم نے بچھائے ہیں پانی پیتے ہی تمام بدن
مثل برف کے ہو جائیگا منجمد ہو کے کفر بقدرت خدا کہ شہزادے کی خاطر جمع ہوئی اور ایک شاخ درخت

قلقل سیاہ کو دیکھا کہ لٹکی ہوئی ہی اور رنگ اُسکا زرد ہی اور کرم خوردہ نہایت کا بیدہ ہی اسم لوح پڑھکر اُس
شاخ پر دم کیا اور ہاتھ سے وہ شاخ پکڑی شاخ درخت اسقدر بلند ہوئی کہ شاہزادہ کوہ سے اونچا ہوگیا دیکھا
کہ ہونے سر فقیر بیٹھے بیٹھے سے خود بخود ایک لٹ بال کی جدا ہوئی اور ایک جانور مثل بلبل کے بہ رنگ سبز اُسمین
سے نکلا اور گرد شہزادے کے اُڑنے لگا ہوا سے پرواز سے اُسکے دماغ معطر ہوگیا اُسکی خوشبو سے
غنودگی سی شہزادے پر غلبہ کیا شہزادے نے اپنے تئین ہوشیار کرکے بحکم لوح اسم پڑھکر دم کیا جانور
مثل توپ کے گولے کے ہوگیا اور سر پر فقیر کے چاک کر گرا وہ جلکر خاک سیاہ ہوگیا تمام میدان اور وسط کوہ
تیرہ و تاریکی چھاگئی آندھی سیاہ اُٹھی باد تند چلنے لگی بعد تھوڑی دیر کے جب روشنی ہوئی آواز آئی کہ شنی مرا نام
سن کافور جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نہ رسیدیم مگر سکان کوہ کافور وغیرہ سے اور
تلاطم سحر سے شاہزادہ فوراً لا پر بیہوش ہوگیا

آدو کلے داستان حیرت نشان حالات بیشہ نیرنگ کے بیان مے آیز

راویہ بیابان صحرائے نیرنگ خیال دو دشت نوردان طلسم بیابان وجبال داستان حیرت افزا کو یون مندرج کیفیت
کرتے ہین کہ جب شاہزادے کو کافور جادو کو مارکر ہوش آیا اپنے تئین ایک صحرائے عجیب وغریب مین پایا دیکھا
وقت شام کا ہی کہ ایک نقابدار شنجرفی پوش آیا زین پوش کا فرش کرکے دسترخوان بچھایا کباب مرغ بریان نان
روغنی آگے شاہزادے کے پیش کش کیے اور کوزہ آب سرد وخوشگوار دیے شکر ادا کرکے شاہزادے نے
کھانا نوش کیا اور کوزے سے آب سرد کے پیے ہاتھ منہ دھویا شکر خدا کیا نقابدار کھانا شہزادے کو کھلاکر چلاگیا
شہزادے نے سامنے درخت مولسری کا دیکھا کہ ہر برگ اور ہر شاخ و بیخ درخت پر ہزارہا جگنو بیٹھے ہین اور تمام
درخت جلوہ گر یک شب تاب سے روشن ہی گویا ستارے آسمان سے اُتر آئے ہین عجب کیفیت ہی کہ ایک طرف
درخت چلتا ہی کبھی آہستہ سے کبھی دوڑتا ہی شہزادہ بھی اُسکے ساتھ چلا جاتا ہی ناگاہ ایک قریہ نظر پڑا دیکھا کہ
نیچ کم سن کم سن لڑکون کی کہ سات سات آٹھ آٹھ برس کے سن نصف بدن اُنکا نیچے کا سیاہ اور نصف بدن
اوپر کا سفید سر سے پا تک برہنہ چلی آتی ہی وہان درخت مولسری کا قائم ہوگیا اور اُسکے گرد درخت کے دوڑنے لگے
اور تالیان بجانے لگے آواز سے تالیون کے جگنو اُس درخت سے اُڑ اُڑ کر ان لڑکون کے بدن مین لپٹ گئے
فوراً وہ لڑکے مثل مشعل کے جلنے لگے آخرکار آتشبازی کیطرح جلکر خاک ہوگئے اور پھر فوراً ان لڑکون کے جسم
جگنو ہوکر درخت مین لپٹ گئے صبح تک یہی تماشا شاہزادہ دیکھا کیا جسوقت روشنی مہر نمایان ہوئی سب سامان
غائب ہوگیا اور جابجا زمین شق ہوگئی اور دیوانہ ہاے گاؤ سوار اُسمین پیدا ہوئے اور ہر دیوانے کے بال سرخ و سفید
اور دراز بالون کی کمر سے نیچے تک اور زنجیرہاے آہنین پاؤن مین سبکے بندھی ہوئی اور گلون مین زنجیرین طلائی پڑی
ہوئی اور ایک سرا زنجیر کا ہاتھون مین بندھا ہوا اور ایسی بیل گاے کے اوپر سوار کہ جس گاے کی ہیبت سے شیر
بھاگ جاے اور زنجیر ان سے رنگین گلے کی چھل چھل کر خون بہتا ہی وہ قطرے خون کے اُڑکر ہوا مین قائم ہوتے
ہین اُن خون کے قطرون سے لال جانور پیدا ہوتے ہین وہ لال جانور اُڑکے دیوانون کے سرون پر بیٹھتے ہین
کاسہ سر نوچ نوچ کر کھاتے ہین جب بالکل کھالیتے دیوانہ مثل گاو کر پتھر بن جاتا ہی وہ پتھر شگاف زمین کو برابر
کردیتا ہی شہزادہ حیران ہوا دیکھا کہ دن کم چڑھا ہی مگر آفتاب بیچ آسمان پر پہونچا ناگاہ باد تند چلی دیکھا کہ ایک پہاڑ
سیاہ رنگ کا ہوا مین اُڑتا ہوا چار طرف سے چلا آتا ہی اور اگر میدان مین قائم ہوا اور ایک مقام شگافتہ ہوا

ایک تختی سنگ موسیٰ کی کہ عرض اُسکا ایک درعہ کا ہوگا درمیان سے کوہ کے نکلی اور اُس تختی پر ایک دیو صورت
کہ قد اُسکا ایکہزار ساٹھ سو گز کا اور ایک دیونی مادہ اُسکی اسی قد و قامت کی پاس اُسکے بیٹھی ہے یکایک دیو دیونی سے
لپٹ گیا اور پچھاڑ کر مجامعت کرنے لگا دیونی غمزہ و نخرہ کرتی جاتی تھی اتفاقاً اُسی وقت وہ دیونی حاملہ ہوئی بعد
دو دقیقون کے ایک پسر اور ایک دختر پیدا ہوئی اور دو ساعت میں وہ بڑھ کر جوان ہوئے پھر باپ نے بیٹی
کے ساتھ عقد کیا اور پسر نے مادر کے ساتھ رنگ جمایا پھر دونون حاملہ ہوئیں اور دختر و پسر جنے غرضکہ اسی طرح
الٹ پلٹ کر کچھ دور سے ہوئے اور چند دقیقون میں بچے سب جوان ہوکے برابر مادر و پدر کے ہو گئے میدان میں تا بہ سینے
لگے اور سب پسر اپنی خواہرون پر عاشق ہوئے آخر آپس میں سب لڑ کر مر گئے مادر و پدر باقی رہے دیونی نے دیو کو کھا لیا
اور آپ تخت پر بیٹھ کر غائب ہو گئی پھر وہ پہاڑ بھی غائب ہوگیا شہزادہ تعجب میں رہ گیا

دو کلمے داستان فلک نشان خیمہ ہفت رنگ کے بیان ہوتے ہین

استادگان خیام مضامین و بلند کنندگان بارگاہ عبارت رنگین اس داستان فلک نشان کو زینت طراز صفحہ قرطاس
یون رقم کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر نے دیکھا کہ وہ دیونی مع لاشہ ہائے دختران و پسران تخت پر سوار ہوکے غائب
ہوگئی اور پہاڑ بھی معدوم ہوا اور پہر دن باقی ہے شہزادہ حیران چار طرف دیکھتا تھا کہ سامنے ایک پہاڑ اور
ہفت رنگ کا نظر پڑا کہ چار طرف پہاڑ پر گلہائے رنگا رنگ اور نہالہائے تازہ و تر دن یکایک ایک ابر ہفت رنگ
کوہ ہفت رنگ پیدا ہوا اور ہر رنگ رنگ کوہ کے مقابل ہوا آسمان آئینہ بنگیا عکس کوہ آسمان میں نظر
آنے لگا اور بجلی کڑکنے لگی رعد گرجنے لگا برق کی تابندگی نگاہ خیرگی کرتی تھی رعد کی آواز سے کلیجے دہلتے تھے
ایک جوڑا سیمرغ کا بہت بڑا ابر سے پیدا ہوا اور پہاڑ کی چوٹی پر اڑ کر بیٹھا سر سے تا قدم نصف رنگ اُنکے سفید
اور نصف رنگ اُنکے سرخ اب ہر رنگ کے ٹکڑے ابر کے جدا ہوئے اور زمین پر گرے جب جھونکا ہوا کا چلا پھر
اُڑ کر بلند ہوئے سات خیمے انھین پارہائے ابر سے تیار ہوئے کہ رنگ اُن خیمون کے مختلف تھے اور طنابین
اُن خیمون کی برق کے مانند تھین اور چوبین اُنکی مرصع کار تھین میدان میں ساتون خیمے استادہ ہوئے اور
ایک خیمہ منجملہ خیمہ ہائے ہفت رنگ مثل بارگاہ شاہان اولوالعزم کے بہ رنگ گل زرد زرین کار برپا ہوا اور فرش خیمہ
مخمل سندکا مرصع کار اور پردے بھی گل زرد کے کار مرصع سے آراستہ اور چلمنین طلائی اور سائبان زربفتی اور مسند
جواہر نگار بچھی ہوئی اور سامان میخواری جو بادشاہون کے لائق ہوتا ہو وہ سب موجود تھا اور آواز پریون کے
قہقہہ لگانے کی اور واہ واہ کی صدا پریزادون کی اور صدائے خلخال پائے نازنینان برابر چلی آتی ہے اور پازیبون کے بجنے
اور بند ہونے کی آواز پیدا تھی اور قلقل کا ہر خیمہ میں شور تھا شہزادہ خود سے دیکھ رہا تھا کہ اکثر حسینان نازنینان
چلمن سے جھانک رہی ہین اور سیمرغ کے جوڑے نے کوہ پر جھپٹ کی کھائی اور مادہ نے فوراً انڈا دیا وہ بیضہ ہوا پر
اُڑ کر ٹوٹا دو حصے برابر سے ہوئے اور دونون حصے دربارگاہ زرد پر گرے دونون حوض کی شکل تھے وہ زمین پر
قائم ہوئے اور زردی سے بیضے کی پانی حوضون میں زعفرانی رنگ کا بھر گیا اب پریزادان مرصع پوش بارگاہ سے
باہر نکلین اور سینیان طلائی اور خوان طلائی ہاتھون میں تھین وہ سب میدان میں لا کر رکھدین
اور تورے پوش اور خوان پوش اُن پر سے اُٹھا لیے اور منہ طرف آسمان کے کرکے منتظر ہوئین یکایک سیمرغ
نے جھپٹ کھائی اور پہاڑ سے اُڑ گئے اور ہوا میں معلق ٹھہرے اور پر و بال زدہ مانے اور پر اپنے گرائے سرخ
پر اُنکے جدا ہوکے گرے اور سفید اُسکے جدا ہوکے گرے وہ سب پریزادون نے سینیون اور خوانون اور کشتیون میں

چمن چمن کر رکھے وہ جوڑا سیمرغ کا بالکل گوشت کا قیمہ ہو گیا اور زمین پر گر پڑا کہ ایک اژدہا پیدا ہوا اور
اُن دونوں کو نگل گیا اور پہاڑ پر جاکے غائب ہو گیا اُن پریزادوں نے خوان و سینیاں وغیرہ اٹھائیں اور حوضوں
لاکر رکھیں اور اپنے دامنوں سے ہوا دینے لگیں یکایک شعلے اُن پروں سے نکلے اور سب پر جل کر خاکستر ہو گئے
سرخ پروں کی خاک گلال بنگئی اور سفید پروں کی خاک عبیری اور سینیاں وغیرہ اس عبیر و گلال سے معجون ہو گئیں
ناگاہ نسیم سحر چلی نکہت سے گل خودرو کے دماغ بسائے اور وہ گلال و عبیر اُڑکر حوضوں میں گرا حباب خوشرنگ
پیدا ہوئے اُن حبابوں کو پریزادوں نے اُٹھالیا وہ قمقمہ ہولی کے معلوم ہوتے تھے پریزادوں نے سب
عبیر و گلال اُن قمقموں میں بھر دیا اور کشتیوں میں لگا کر تورے پوش ڈالدیے اور آپ خیمہ میں جاکر غائب
ہو گئیں شہزادہ یہ تماشا دیکھکر نہایت حیران ہوا اور لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا یہ طلسم برخلاف اور
طلسمات کے ہے جسقدر تو نے مشقت اور محنت کی ہے اور رنج و الم اُٹھائے ہیں اب بجنسہ عیش کر اس
عیش و طرب میں کسی پریزاد حور وش سے ارادہ مقاربت اور مجامعت کا ذکر نا کہ کام بنا ہوا بگڑ جائیگا
شہزادہ نے بموجب حکم لوح اسم لوح کو کف دست پر پڑھکر اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا اُسکی برکت سے دشمن
بھی دیکھے تو عاشق و فریفتہ ہو جائے بعد اُسکے اسم حفاظت کا پڑھکر اوپر اپنے دم کیا اور دوسرا اسم پڑھکر
لوح پر دم کیا کہ لوح نظر سے دور ہو کے نہاں ہو گئی اور حکم لوح تھا اے طلسم کشا تیرے واسطے لوح خود بخود
ظاہر ہو گی جب تک تو ہمیشہ نیرنگ سے باہر نجائے گا

دو کلمے داستان عشرت نشان خیمہ چمن اول کے بیان ہوتے ہیں

نقاشان عجائبات دل پسند روزگار و مصوران طلسمات بہتر ترین مانی و بہزاد دوقار اس داستان نیرنگ
نشان کو زیب و زینت چمن سے مقابلہ کرکے یوں آراستہ و پیراستہ کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ نور الدہر
کو لوح طلسمی سے دلجمعی ہوئی پھر بغور خیمہ ہاے زنگار رنگ کی طرف دیدہ حیرت سے دیکھنے لگا کہ خیمہ اول جو
خیمہ چمن سے مشابہ تھا گویا نگارخانہ سے نکال کر لائے تھے کہ جسکی نقاشی پر بہزاد و مانی اپنا کان پکڑکر
دنگ ہوتے تھے اُس خیمہ سے ایک پریزاد کہ وضع اُسکی امانیان چمن کی تھی باہر آیا اور باادب سلام کرکے
عرض کیا کہ حضور اس خیمہ میں تشریف لیچلیں صاحب خیمہ آپ کے بہت مشتاق ہیں شہزادے نے
کہا کہ صاحب خیمہ کون ہے اُسنے عرض کیا کہ حضور وہاں چلیں خود معلوم ہو جائیگا شہزادے کو اجازت
لوح تو ہو چکی تھی ہمراہ پریزادے کے در خیمہ پر آیا پریزادے نے بڑھکر پردہ اُٹھایا شہزادہ خیمہ میں داخل ہوا
کیا دیکھا کہ خیمہ باغ بہشت ہے ہر طرف گلہاے خوشبودار کھلے ہوئے ہیں غنچہ زنگار رنگ مسکراتے ہیں گھاس
تازہ تر جھوم رہے ہیں طائران نغمہ سنج زمزمہ ساز ہیں نہریں جاری ہیں فوارے چھوٹ رہے ہیں قطرات
سے فواروں کے ثبوت ہوتا ہے کہ تارے فلک سے ٹوٹ رہے ہیں اتنا بڑا خیمہ عالیشان ہے کہ چند فرسنگ
تک باغ دلکش آراستہ و پیراستہ ہے اور نازنینان پری پیکر باغ میں مثل گلچینان چمن کے خرام ناز سے
سامنے بارہ دری بہت خوشنما سجی ہوئی مثل دلہن کے ہے ایک مسند جواہر نگار بصد زیب و زینت آراستہ
ہے اُسپر ایک مہ جبین مہر تمکین حور جمال پری تمثال بصد حسن و ناز رونق افروز ہے اور گرد اُسکے بہت حسینان
و نازنینان کچھ بیٹھی ہیں کچھ کھڑی ہیں گلابیان شراب کی اور کشتیان کباب کی رکھی ہیں شاہزادہ
نور الدہر جاکر برابر اس حور وش کے بیٹھا دور شراب شروع ہوا شہزادے نے کوئی جام شراب نہ پیا

وہ نازنین پاس سے اُٹھ گئیں تخلیہ ہوگیا وہ خورشید رو شاہزادے سے لپٹ گئی بوس وکنار ہونے لگا مگر جب اُس پری پیکر نے جام شراب کی طرف رغبت کی شاہزادے نے تامل دیا اور جملہ اسباب عیش ونشاط سے شاہزادے نے دل کو مسرور کیا۔ الغرض کہ تین شبانہ روز آٹھ پہر جشن عیش وعشرت مین مصروف رہا روز چہارم قریب شام اُس مہ جبین نے شاہزادے سے کہا آج جی چاہتا ہی کہ سیر چمن کرین شاہزادہ نور الدہر اُٹھ کھڑا ہوا ہاتھ اُس گل حدیقہ طلسم کا تھام کر گلگشت چمن کرنے لگا ایک باغبان نے لاکر ایک گلدستہ گل شگفتہ کا دیا اُس غنچہ دہن نے اپنے ہاتھ مین لیکر سونگھا شہزادے سے کہا کہ تم بھی سونگھو کیا بھینی بھینی خوشبو اس گلدستے سے آتی ہی شہزادے نور الدہر نے وہ گلدستہ لیکر جو سونگھا نکہت گلہائے رنگین نے دماغ جان کو معطر کر دیا اور اس گلدستے سے بو ہائے لطیف دماغ مین ایسی بسی کہ شہزادہ تڑاق سے زمین پر گر کے بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے اب جو آنکھ کھلی دیکھا خیمہ سے باہر کھڑا ہون نہایت حیران و پریشان ہوا دلمین جال جہان آرائے نازنین مہ جبین کا جو خیال تھا صدمہ عظیم ہوا اور اشتیاق آئندہ دیدہ کا ہوا

دو کلمے داستان مسرت نشان خیمہ دوم کشور روم کے بیان ہوتے ہین

آرائش نمایان طلسم عجائب وغرائب معدوم وزینت طرازان خیمہ عالی منزلت کشور روم اس داستان رنگین بیان کو یون جلوہ آرائے بزم ناظرین کرتے ہین۔ کہ جب شاہزادہ نور الدہر کو ہوش آیا اور آنکھ کھولی دیکھا کہ سامنے دوسرا خیمہ بعد رفعت رشان بلند مکان استادہ ہی خیمہ اول نظر سے غائب ہوگیا اس خیمہ پر تصویریات اور شکارگاہ قلمکار ایسی کھنچی کہ بہزاد وہان بھی دیکھے تو دنگ ہو جائے اسی طرح سے ایک خواص خاص پری چہرہ نازک ادا وضع اہل روم کی خیمہ سے نکلی اور شہزادہ نور الدہر کو بلا کر اپنے ساتھ اُس خیمہ مین لیگئی جب شاہزادہ اندر خیمہ کے پہونچا دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار دلکش روح افزا ہے اور درخت گنجان قریب قریب تر و تازہ ہوائے بہار سے نہال ہین طائران صحرائی جابجا زمزمہ سازی مین مشغول ہین کہین غنچہ کہین گل خودرو کھلے ہوئے پھول رہے ہین اور بہت سے نازنینان رومی وضع دردگوش مرصع پوش ہاتھون مین آہو و بجرہ اور تیتر وشکرہ وغیرہ لیے شکار کھیلتے پھرتے ہین اور ایک ملکہ رومی نازنین حسین مہ جبین نمکین تاج جواہر نگار زیب سر کیے ہوئے مرکب پری پیکر پر سوار باز ہاتھ مین لیے سامنے شہزادہ نور الدہر کے آئی اور بہ کمال خلق ومروت سلام کیا اور ایک اسپ حور نژاد با ساز مرصع منگوا کے شہزادہ نور الدہر کو سوار کیا شہزادہ بھی انکے ساتھ مصروف شکار ہوا دن بھر شکار کھیلا کیا شام کو بارہ دری مین سب کے سب آئے شغل شراب وکباب جلسہ عیش ونشاط مہیا ہوا بعد نصف شب کے تخلیہ ہوا مشغول بوس وکنار اُس ملکہ رومی سے رہے تین دن تک اسی طرح شاہزادے نے عیش کیا چوتھے دن ملکہ رومی شاہزادے کو ایک بنگلہ مین لیگئی وہان صحبت رقص اور شغل شراب وکباب رہا ایک نازنین نے ایک آہو کو شکار کیا اور اُسکے کباب تیار کر کے لائی ملکہ رومی اور شہزادہ نور الدہر نے وہ کباب کھائے شہزادہ کھاتے ہی اُن کبابون کے بیہوش ہوا بعد تھوڑی دیر کے جب ہوش آیا دیکھا نہ وہ خیمہ ہے نہ وہ بارہ دری ہی نہ وہ بنگلہ؟

نہ وہ صحراے سبزہ زار ہی ایک میدان مین تن تنہا ہون اُن نازنینان پریچہرہ کا کہین نشان بھی نہین ہے

حیران حیران چار طرف دیکھنے لگا غزل
شاعر ہون مری نیز بھی مانند قلم ہی
جو دوم ہی اخر مین کشش تیغ دو دم ہی
جز داغ جگر کچھ نہ ملا سیم تمون سے
نالہ بھی مری طرح سے پامال ستم ہی
سجدے کے بہانے سے شتا ہون شب رو
اتنک ہی ظلمت ہی طول شب غم ہی
راز کیا ہمسے کھلینگے گلشن ایجاد کے
حرف تک ہین قید سے آزاد بجز آزاد کے
ہاے کیا غفلت تھی وہ بھی بیکھڑی ہانسد ا
آسمان سے لیتے ہین شعلے مری فریاد کے
یاد کس پردہ نشین کی آگئی غصہ مجھے
خندہ ہاے زخم طعنے ہین مبارکباد کے
جلتے ہین پروردہ پہلو فراق یار مین
طور تھے روح روان مین نکہت برباد کے
قامت و چشم بتان کے وصف لکھتے ہین کبھی
عید دیکھو لیس ماہ رمضان ہوئی ہی
ناز کرلی ہی زیادہ طلب بیجا سے
مجھسے کہتے ہین کہ لو تمھو اذان ہوئی ہی

سوتا ہون عجب چین سے کیا خواب عدم ہی
صفحہ سر عالم ہی سخن نقش قدم ہی
تکلیف جراحت سے زخمی ہمت نشان
اختر مرے طالع کا مگر شکل درم ہی
لکھا ہی کسی دیدۂ پر آب کا مضمون
مجھ لوح جبین پر نگہ یار رستم ہی
ایضاً - آجتک سمجھے نہین مجکو مرے بیداد کے
بلبل تصویر ہین قابل نہین فریاد کے
کب جفاکش ہین سبکرو عالم ایجاد کے
آگئے بیساختہ قابو مین ہم صیاد کے
نو اسیری جوش محرومی ہجوم اضطراب
آکے لب تک مرگ رہتے نالے دل ناشاد کے
ہم شہیدان فنا کا دین و ایمان اور ہی
روز و شب گم سفر مین قافلے فریاد کے
کون سنتا تھا لبیں پوار نالے رات بھر
مصرع موزون ہین تسلیم قابل صاد کے
اپنی خفت سے بیانتک ہون مین ازخاطر
زال دنیا مری خواہش سے جوان ہوئی ہی
میری شعرون مین کہان ہین نقطے تسلیم

آغوش لحد بھی مجھے آغوش صنم ہی
کچھ کم نہین قاتل سے مجھے عمر گریزان
ہر زخم شگفتہ کف ارباب کرم ہی
باقی نہ رہا وصل بوسۂ افلاک
گرداب الم دائرۂ حرف رقم ہی
کس بات سے امید سحر ہو مجھے تسلیم
او ستم ایجاد مین صدقے تری بیداد کے
دام کیا روکین گے مجکو عالم ایجاد کے
راہ چلنے مین قدم تھکتے نہین ہمزاد کے
ہجر کی شب یہ ہجوم جلوۂ اختر کہان
شب یہ عالم تھا کہ آنسو گرپڑے صیاد کے
جادۂ ویران نے مجکو اور بھی رسوا کیا
سجدے کرلے ہین ہمیشہ پائون پر جلاد کے
پھر نہ دکھلائی کبھی صورت نکلکر جسم سے
منھ سے نکلے قہقہے ہو کر مبارکباد کے
ایضاً - کنج سے صدمے آرام عیان ہوتی ہی
بات جو منھ سے نکلتی ہی گران ہوتی ہی
شب وصلت مین نئی طرح سے ارمان ہین
پر تو کیفیت دل ہی کہ بیان ہوتی ہی

دو کلمے داستان حیرت نشان حالات خیمہ فرنگ کے بیان ہوتے ہین

ذہنیت شناسان بحر مواج طبع رنگارنگ و غوطہ زنان قلزم کیفیت طلسم فرنگ اس داستان حیرت نشان کو بعد موج زنی فہم و زکاوت یون لکھتے ہین کہ شاہزادہ نورالدہر میدان مین متحیر کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ سامنے خیمۂ اطلس فرنگ بنا ہوا نظر پڑا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ جس خیمہ مین شہزادہ گیا اپنے جسم مین اُسی ولایت کی پوشاک اور وہی زبان منکلم شستہ اور رفتہ دیکھی جب بیہوش ہو کر خیمہ سے باہر آیا اپنے تئین میدان مین پایا وہی اپنا لباس جسم مین وہی اپنی زبان تھی غرضکہ شہزادہ متحیر کھڑا تھا کہ ایک نازنین حسین فرنگن اُس خیمہ سے باہر آئی اور شاہزادے کا ہاتھ پکڑ کر لیگئی جب شاہزادہ اندر خیمہ کے داخل ہوا دیکھا کہ ایک بحر زخار جاری ہے اور کوسون تراٸی کہین بجا کہین رہتا ہی اور اس دریا مین ایک مور نکلی روان ہے اور کشتیان ہر قسم کی ہین کوئی فیل چہرہ کوئی اسپ چہرہ کوئی پری چہرہ آتی جاتی ہین کسی طرف بجرے چھوٹے ہوے ہین کسی طرف جہازون کی روانی ہی کوئی اُنمین جہاز اگن بوٹ ہی کوئی بادی جہاز چلا جاتا ہی ہوا کے زنجیر ناخدا نے جہاز کو ڈالدیا ہی کنارے دریا کے

اس طرف کو برابر سرتاسر عمارت سفید انگریزی طرح کی بنی ہوئی تھی کوٹھیاں اور بنگلے اور مکانات انگریزی کی
کثرت سے ہیں کوئی زرد رنگ کوئی نیلی ہے کسی کا فاختئی رنگ ہے اسی صورت سے سب بنگلے بنے ہیں ہر کوٹھی
اور بنگلے میں کوچ اور دنگل کرسیاں میز لگی ہوئی ہے اسباب انگریزی مہیا ہے اور شیشہ آلات وغیرہ سے سب
آراستہ و پیراستہ ہیں اور اس طرف دریائے بے پایان کے بارہ پتھر کی حد ہے کہ وہاں فوج انگریزی
گورے انگریز سکھ تلنگے ہندوستانی پلٹنیں رسالے بارگوں میں ہیں ایک طرف کو توپخانہ ہے قواعدیں
ہوتی ہیں دھاوے کیے جاتے ہیں نئے نئے جنگی لازم سکھائے جاتے ہیں بندوقوں کی باڑھیں چلتی
ہیں توپوں کی گرابیں چلتی ہیں کہیں گھوڑدوڑ کا تماشا ہے ہزارہا روپے کی ہار جیت ہوتی ہے ادھر ملکی بندوبست
ہے ایک مقام پر کچہریاں ہیں کہیں خفیفہ کہیں ججی کہیں فوجداری کی کچہری کہیں رجسٹری کی کچہری کہیں صفائی
کا کسی جا نزول کا محکمہ کسی طرف چنگی کا کسی سمت ٹکس کا محکمہ ہے ایک طرف کو ریل جاری ہے اسٹیشن عمدہ
عمدہ بنے ہوئے ہیں شہر میں تھانے چوکیاں ہیں برقنداز مع تھانے دار وغیرہ انتظام پر معمور ہیں شاہزادہ
نور الدہر تمام ملک فرنگ کی سیر کرکے دنگ ہوا اب بنگلے اور کوٹھیوں کی طرف جو آیا دیکھا ہر کوٹھی ہر بنگلہ
پر فرنگنیں حسین خوبصورت گوری چٹی سایئے نفیس پہنے ٹوپیاں انگریزی طرح طرح کی سر پر رکھے کرسیوں
پر بیٹھی ہیں دریا کی سیر کر رہی ہیں ایک طرف کنارے دریا کے کوسوں صحرائے سبزہ زار ہے درخت ہر قسم کے
سڑکوں پر دو رویہ لگے ہوئے ہیں ایک طرف مزروعوں تک زراعت کی بہار ہے خربوزہ و تربوز اور پونڈا وغیرہ
کھیتوں میں عجب کیفیت دے رہا ہے اور کنارے پر دریا کے ماہی گیر جال پھیلائے ہوئے مچھلیاں
پکڑتے ہیں کہیں گاذران خوش لہجہ جا بجا حوض کے نشست و شوے لباس انگریزی میں مصروف ہیں غوطے خور
غوطے لگاتے ہیں در و لعل و یاقوت پاتے ہیں شناوران استاد پیر رہے ہیں ایک بنگلہ عالیشان
و بلند میں ایک ملکۂ فرنگ آفت جان عجب بے درمان حسن غضب کا جوبن قیامت کا رنگ سپید اور شہانا
سایہ عمدہ پہنے تاج سر پر رکھے کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر ہے اور چند انگریزنیں حسین حسین کمسن گرد اس کے
استادہ ہیں اس ملکۂ فرنگ نے جو شاہزادہ نور الدہر کو دیکھا کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور چند قدم پیشوائی
کرکے شاہزادے کا ہاتھ تھام کر بنگلے میں لیگئی کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اس نے باتیں انگریزی میں کہیں
شاہزادے نے بھی اسی کی زبان میں جواب دیا بنگلے کو جو نگاہ سے چار طرف دیکھا جھاڑ کنول ہانڈیاں
لیمپ وغیرہ سے مزین ہے کوچ و دنگل جواہر نگار لگے ہیں اور کرسیاں بھی مرصع کار ہیں میزوں پر گلابیاں
شراب کی اور جام زر نگار اور قابوں میں کباب کی چنی ہوئی ہیں شاہزادے کو دو ایک جام بادۂ گلرنگ کے
پلائے دو چار جام آپ بھی پیئے ناچ دیکھنے میں مصروف ہوئی بعد اسکے تخلیہ ہوا بوس و کنار ہونے لگا
عیش و نشاط کا لطف دل اٹھانے لگا تین روز میاں بیوی بھی بسر ہوئے چوتھے دن وہ ملکۂ فرنگ کشتی پر
ہمراہ شاہزادہ نور الدہر کو لیکر سوار ہوئی کشتی گرداب دریا میں پھنس گئی موج دریا نے کشتی کو ایسا طمانچہ مارا کہ
کشتی غرق ہوگئی شاہزادہ نور الدہر غرق بحر غفلت ہوکر بیہوش ہوگیا کچھ دست و پا کی خبر نہ رہی بعد ایک عرصہ دراز کے
جو آنکھ کھلی دیکھا کہ باہر خیمہ جادو کے کھڑا ہوں نہ وہ دریا ہے نہ وہ زور قیمتی ہے نہ جلوۂ جمال ساحر دیان ہے عالم حیرت کا سامان ہے

اب دو کلمے داستان عجائب نشان ملک مخمر کے بیان کیے جاتے ہیں

معرکہ آرایان میدان طلسم پریزادان وقوت آزمایان معرکہ عجائبات ایرانیان اس داستان شوکت بیان

کو لعل زریون تحریر کرتے ہین کہ شاہزادہ نورالدہر حیرت مین تھا کہ دیکھا سامنے ایک خیمہ عالی منزلت بلند رفعت
ہے گرد خیمہ نورانی مخمل کا شامیانہ کا ہے اور قباد پر پریزادان فارسیان اور عجمیان ایستادہ ہین انمین ایک نازنین
بصد ناز و غمزہ ایرانی وضع مرصع پوشی جوانی کے جوش مین باہر خیمے کے آئی شاہزادہ نورالدہر کا ہاتھ پکڑ کر
خیمے مین لیگئی شاہزادہ نورالدہر جب خیمے مین داخل ہوا دیکھا کہ دور تک میدان وسیع ہے اور بیچ مین ایک
بہت بڑا اکھاڑا ہے اور گرد اکھاڑے کے چمن بندی ہے پھول کھلے ہوئے ہین نہالہاے تازہ و سبز و شاداب
ہین اور جنا کشتی گیر جیٹ لنگوٹ باندھے ہوے خم ٹھوک کر شلنگین مار رہے ہین مشق کشتی کی کر رہے ہین اور
ایک طرف امیرزادے اور وزیرزادے اور شاہزادے چوگان بازی مین مشغول ہین گر سب ایرانی معلوم
ہوتے ہین اور ایک شاہزادہ لباس شاہانہ زیب جسم تاج سر پر رکھے اسپ قمر سبز پر سوار ہے اور ساتھ اسکے
ایک مرکب پری پیکر مرصع ساز کوتل استادہ ہے جیسے ہی شاہزادہ نورالدہر کو آتے دیکھا بکمال اخلاق
و اشفاق اور بصد آداب و آداب گھوڑا لیکر چند قدم آگے بڑھکر آیا اور شاہزادہ نورالدہر کو سوار کیا
شاہزادہ نورالدہر کو بھی چوگان بازی مین مشغول کیا تا شام مصروف اسی شغل لہو و لعب مین رہے
جب صبح ہوئی شاہزادہ ایران طلسم کشا کو ہمراہ لیکر قصر شاہانہ مین آیا اور صحبت شراب و کباب اور
رقص و سرود مہیا ہوئی دن بھر شغل چوگان بازی اور کشتی وغیرہ مین رہے اور شب کو جلسۂ عیش و نشاط
مین خوش و خرم ہین تین شبانہ روز اسی کیفیت مین ہوے شاہزادہ ایران نے پوشاک طلسم کشا
کی پوشاک بدلوائی آپ بھی عطر لگایا اور شاہزادہ نورالدہر کو بھی عطر دیا جیسے ہی شاہزادہ نورالدہر نے
عطر اپنے لباس مین ملا اور بوے عطر دماغ مین پہونچی متواتر چند چھینکین آئین اور شاہزادہ نورالدہر
بیہوش ہوگیا کچھ خبر دست و پا کی نہ رہی اب آنکھ جو کھلی ہوش آیا وہ سامان عیش نہ پایا باہر چشمۂ ایران
کے اپنے تئین دیکھا مثل آئینہ حیران ہوا

اب وہ کلمے داستان جرأت نشان چشمۂ سنجاب متعلقۂ ترکستان سے بیان کیے جاتے ہین

جرأت آزمایان لشکر طلسمات بے پایان و جائزہ ستانندگان افواج عجائبات دبستان داستان شوکت بیان
کو زیب کلک جواہر سلک یون کرتے ہین کہ شاہزادہ نورالدہر عالم حیرت مین تھا کہ دیکھا سامنے خیمہ
سنجاب ترکستان استادہ ہے اور ایک ترک پری نژاد بدستور قدیم بوضع ترکانہ باہر آیا اور شاہزادہ نورالدہر
کا ہاتھ پکڑ کے خیمے مین لیگیا جب شاہزادہ نورالدہر اندر خیمے کے پہونچا دیکھا طبقۂ زمین مصفا میدان
وسیع ہے اور فوج موج جوق جوق سوار و پیادے مشق سلحشوری کرتے ہین اور لشکر بے پایان دور تک پڑا ہے
کنز مین حرب و ضرب کی ہو رہی ہین کہین چاند ماری ہے کہین دھاوا ہے کہین تلوارین ننگی چمکتی ہین کسی جا نیزون
کی سنانین چمکتی ہین کسی طرف تیراندازی کسی جانب خنجربازی ہے سب جری دہاد سوار و پیادے مشغول سپہگری
مین مصروف ہین ایک طرف کو قصر چہل ستون رفیع و وسیع واقع ہے نیچے قصر کے بہادران جنگ آزما و شجاعان
معرکہ آرا اپنے اپنے ہنر سپہگری کے دکھلاتے ہین اور اوپر چہل ستون کے قصر عالیشان مین شاہزادہ بلند رفعت
بصد صولت و شوکت لباس ترکی زیب جسم انوار تاج مکلل بجواہر بر کرسی زرنگار پر جلوہ گر ہے سامنے جائزہ فوج
ظفر موج ہو رہا ہے ہر جری و دلیر اپنا اپنا ہنر ادہ کمال دکھارہا ہے افسرون کو دوشالے اور سردارون کو خلعت ہفت پارچہ
سپاہیون کو زر نقد بقدر مراتب سرکار سے مرحمت ہوتے ہین اور گرد چہل ستون لباسداران و عہدہ داران ترکان

باادب استادہ ہیں شاہزادۂ ترکستان نے جو طلسم کشا کو آتے دیکھا بصد فخر و افتخار براے استقبال طلسم کشا
قصر سے اُترا اور شاہزادۂ نور الدہر کو ہاتھوں ہاتھ قصر نورانی میں لیگیا اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا بہت
لطف و مدارات سے پیش آیا اور کشتیاں خلعت کی اور توڑے نذر بیش اشرفیون کے سامنے شاہزادۂ نور الدہر
کے چڑھادیے اور عرض کیا کہ حضور خلعت و انعام حسب و لیاقت فوج کے عنایت کریں اور متصدی حساب
کتاب کرتے جائیں آپ تنخواہیں فوج کی تقسیم کیجیے غرضکہ دن بھر اس شغل میں رہتے تھے شب کو جلسۂ عیش
و عشرت مشغلۂ نا و نوش اور صحبت رقص و سرود میں بسر کرتے تھے تین دن اسی عالم سرور و نشاط میں بصد
انبساط گذرے چوتھے دن کا ذکر ہے کہ قصر عالیشان بلند مکان میں شاہزادۂ ترکستان اور طلسم کشاے
ذیشان کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر ہیں گرد سب اراکین دولت و سلطنت طلسم باادب استادہ ہیں اور زیر قصر
تمام فوج پھیلی ہوئی اپنے اپنے ہنر سپہ گری دکھاتی ہے امرا و وزرا وغیرہ چوگان بازی کرتے ہیں کہ ایک سوداگر
مشکنافہ بیچنے کو لایا شاہزادہ ترکستان کو دکھایا شاہزادۂ ترکستان نے طلسم کشا سے کہا کہ مشک نافہ کو
دیکھیے اور پسند کیجیے اگر عمدہ ہو تو قیمت اسکی طے کر کے خرید لیجیے یہ سُنکر شاہزادۂ نور الدہر نے وہ مشک نافہ
ہاتھ میں لیا دیکھا ناک سے لگا کے جیسے سونگھا دماغ میں بوے مشک نافہ نے جا کے مشام دل کو معطر کر دیا
شاہزادۂ نور الدہر بیہوش ہو کر کرسی پر سے گرا چند ساعت کے بعد جب ہوش آیا دیکھا باہر خیمے کے پڑا
ہوں کوئی آس نہ پاس نہ وہ فوج ہے نہ شاہزادہ نہ چوگان بازی گرد جھاڑ کے زمین سے اُٹھا حیران ہو کر
چار طرف دیکھنے لگا۔

اب دو کلمے داستان شجاعت نشان احوال ہندوستان بیان کیے جاتے ہیں

نقالان حصار طلسم خواب و خیال و طبع آزمایان معرکہ عجائبات جدال و قتال شمشیر قلم دو زبان کو بصد شوکت و
شان یون جلوہ نما کرتے ہیں کہ شاہزادۂ نور الدہر حیران و پریشان ہر طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک خیمۂ فلک قدر رنگ
زنگاری استادہ ہے اور ایک جوان رعنا مسلح اور مکمل بوضع سردار لشکر بادشاہ ہندوستان خیمے سے نکل کے آیا اور
شاہزادۂ نور الدہر کو بصد اعزاز و اکرام اپنے ہمراہ لیگیا جس وقت شاہزادہ نور الدہر خیمۂ زنگار گون میں پہونچا عجیب و
غریب معرکہ نظر پڑا تمام سامان اقلیم ہندوستان کا ہے فوج بیشمار مسلح و مکمل ہے اور قلعۂ عالیشان ایک طرف ہے اور
چار جانب برج ہیں اور گرد قلعے کے فوج جرار سرداران نامدار تلواریں کھینچے مرکبہاے کمیت و دو رنگ پر سوار حصار
کیے ہے اور ایک تاجدار بشکل ہندوستانی فیل پر سوار تیر و کمان ہاتھ میں سپر پشت پر شمشیر آبدار داب میں پڑی ہوئی
فوج کو ترغیب دے رہا ہے کہ اے بہادران اولو العزم و اے دلیران جگردار جلد قلعے کو فتح کرو اور تلواریں کھینچکر جھنڈ
شاہزادہ نور الدہر جب قریب قلعے کے پہونچا دیکھا کہ قلعہ بہت مستحکم ہے اور تمام فوج چار طرف سے گھیرے ہوئے اور توپیں
بڑی بڑی گرد لگی ہیں گولے قلعے پر مار رہے ہیں اور تیر و تفنگ تاک تاک کر لگا رہے ہیں بہت سے سپاہی سیڑھیاں
دیواروں پر قلعے کی لگاتے ہیں کہ دیواروں پر چڑھکر قلعے میں جائیں یہاں تک اگر زبردست ہے نہیں ڈٹ سکتا
تو کیا مضائقہ ہر طرح فتح کرنے کی تدبیر لڑاتے ہیں سامان قلعہ گیری بہت کچھ ہو چکا ہے یقین ہے بہت جلد قلعہ فتح ہو اور
اندر قلعے کے صداے آہ و زاری فریاد و نالہ بلند ہے اور آواز دعاؤں کی تا بفلک جاتی ہے شاہزادہ نور الدہر کو قرینے سے معلوم
ہوا کہ جو لوگ قلعہ بند ہیں وہ مسلمان اور باخدا ہیں اور باہر قلعے کے یہ سب فوج کفار چار طرف بیحد بیشمار ہے پھر دیکھا شاہزادے
نے کہ ایک پہلوان قوی ہیکل گرز آہنی ہاتھ میں سنبھالے ہوئے کنارے پر خندق کے پہونچا اور پکارا باشندہ اے

اجل رسیدگان اہل قلعہ جلد قلعے کو کھولدو اور ہتھے کے مقابلہ کرو کہ سب مال قلعے کا ہمارے واسطے ہی یہ سنکے اہل قلعہ
اور زیادہ خائف ہوے صداے دعا و استغاثہ اور زیادہ بلند ہوئی اور سب نے مارے ڈر کے ہاتھ جنگ سے
کھینچا وہ پہلوان کرگدن سوار کرگدن سے کود پڑا اور دامن کمر مین گردان کے جست کی خندق کے اُس پار آیا چاہا کہ
گرز گران سر پر مارے کہ قلعے کا پھاٹک پاش پاش ہو شاہزادہ نور الدہر نے بڑھکر اُس سے پوچھا کہ اے پہلوان
یہ کونسا مقام ہی اور قلعہ کسکا ہی اور یہ فوج کسکی ہی اور کیا باعث جنگ وجدال کا ہی اُس پہلوان نے کہا کہ یہ ملک ہندوستان
ہی اور یہ شاہزادہ جو فیل سوار ہی یہ حاکم سراندیپ اور یہ سب فوج اسکی کفار بت پرست ہی اور سردار فوج شاروپ
تاجدار پسر نشواط ہی جبکہ اُس سے جنگ خدا پرستون سے ہوئی تھی وہ قلعہ عقاب مین قتل ہوا اور وہ پہلوان جو گرز
تان کر در قلعہ تک پہونچا ہی نام اسکا شنقار قوی فولاد بازو ہی اور گرز اسکا سات سو من کا ہی درمیان میدان
دشمن اسکی ضرب سے بچ نہین سکتا اور شتر انج کا قد ہی اور اس قلعے کا نام عنبر حصار ہی اور حاکم قلعہ جوہان بن جم
خواہرزادہ جلیپور شاہ ہندی اور قرابت لندھور بن سعدان کو بھی رکھتا ہی اور جنگ وجدال فقط یہی
ہی اور شاروپ تاجدار بہ لہو ن نشواط کا چاہتا ہی اور جوہان زخمی ہو کر بھاگا قلعہ بند ہوا ہی یہ سب کیفیت
خدا پرستان وظلم وجور کافران سنکر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بعد خشم وقہر غصہ ہوا اور آتش غضب
سینے مین مشتعل ہو گئی ایک جوان لشکر کفار سے مسلح ومکمل پاس کھڑا تھا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اسکو اُٹھا لیا اور
بہ چرخ دے کر زمین پر مارا وہ تڑپ کر فی النار ہوا سلاح جنگ اُسکے لیکر زیب جسم انور کیے اور اُسی کے مرکب پر سوار
ہوا اور نعرہ جگر خراش کیا کہ تمام میدان لرز گیا قلعہ جنبش مین آیا بڑھکے پکارا پاش او نابکار او بیحیا شاروپ
ستمگار خدا پرستون سے بر سر فساد وکینہ وعناد ہی معلوم ہوا تیری اجل سر پر کھیلتی ہی تو مجھکو نہین پہچانتا نام نبیرہ امیر
کشورگیر زلزلۂ قاف کوچک سلیمان حمزہ عالیشان وتخم صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن
بدیع الزمان یہ صداے نعرہ کوہ شگاف جو اہل قلعہ نے سنا ہر چند نام شاہزادہ نور الدہر کا نہین جانتے تھے مگر
حال فرزندی شاہزادہ بدیع الزمان سنکر آگاہ ہوے طبل شادمانی قلعے مین بجنے لگے غل ہوا کہ خدا نے دعا ہماری
مستجاب کی ایسا ہماری مدد کرنے والا پروردگار نے بھیجا ادھر پہلوان شنقار قوی فولاد بازو نے پھر کر شاہزادہ
نور الدہر کو دیکھا کہ ایک لڑکا کوئی تیرہ برس کا سن حسن وجمال بے عدیل وبے مثال چہرہ آفتاب کے مانند تابندہ ہی کہ تمام
صحراے کارزار نورانی ہی اور سلاح جنگ اُسکی زیبائش جسم پر ایسی ہی گویا تصویر کھینچدی ہی شنقار قوی نابکار نے شاہزادہ
نور الدہر نامدار سنکر بہت ہنسا اور کہا اے طفل کمسن کیا تو اپنے حسن وجمال پر مغرور ہی کہ ہم بہادرون دلیرون سے
مقابلہ کرتا ہی مجھکو تیرے حسن پر رحم آتا ہی اگر تجھکو اپنی جان پیاری ہی تو آ اور لات اعلی اور منات معلی کو سجدہ کر کہ مین
تجھکو سرخیل ساقیان شاہزادہ سراندیپ کردون شاہزادہ نور الدہر نے بعد خشم وقہر للکار کر کہا کہ مین لات ومنات
پر لعنت کرتا ہون او تنگ ظرف مین ساقی شراب اجل تیرا ہون الغرض بعد قیل وقال جب باری نوبت جنگ وجدال کی
پہونچی شنقار نابکار نے دل مین کہا کہ ایک طمانچہ مارونگا تو کام اُسکا تمام ہو جائیگا یہ دل مین خیال کر کے
دست جفا اُس بیحیا نے بڑھایا اور چاہا کہ مرکب سے اُٹھا لے کہ شاہزادہ نور الدہر نے بعد خشم وقہر ہاتھ
اُسکا جھٹک دیا اور ایک طمانچہ ایسا اُسکے رخسار نحس پر مارا کہ منھ اُسکا پشت کی جانب پھر گیا اور کرگدن سے
زمین پر گرکے کبوتر کی طرح پھڑکنے لگا شاہزادے نے تلوار کھینچکر مرکب بڑھایا اور ہاتھ شمشیر آبدار کا اس
صفائی سے مارا کہ سر اُس بوم نحوست کا کٹ کر الگ جا پڑا جسم دونون پاؤن اُسکے کپڑے کے مثل کرباس کہنہ

کے چیر کر پھینک دیا شاروپ تاجدار دیکھ رہا تھا فوراً بدن بید خشک کے مانند لرزنے لگا دہشت سے عرق
عرق ہو گیا تاب مقابلہ باقی نہ رہی فوج کو اپنی اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو مارو فوج کفار چہار طرف سے نرغہ کر کے شاہزادہ
نور الدہر پر گری نور الدہر سے تلوار چلنے لگی جسکو چھٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوا
آن واحد مین کشتون کے پشتے ہوے سرون کے انبار ہو گئے خون کے دریا جاری ہوے بالشت بھر سم اسپان خون
مین ڈوبے ہوے تھے شاروپ بدحواس و پریشان خائف و ترسان اپنے فیل کو ادھر سے ادھر دوڑائے پھرتا پھرتا
تھا اہل قلعہ بالاے قلعہ سے تماشا لڑائی کا دیکھ رہے تھے شاہزادہ نور الدہر تلوار لیے بجلی کی طرح کوند رہا تھا ابر
کفار پھٹ پھٹ کر ادھر ادھر ہٹتا تھا اس مردانگی و شجاعت و دلیری پر قلعہ دار مع اہلیان قلعہ مسرور و شادمان تھے
اور حسن و جمال بے مثال شاہزادۂ بلند اقبال پر عاشق و فریفتہ تھے آخر قلعے کا دروازہ کھولکر ہومان زرین جیتر
فوج لیکر کفار پر گرا اب تلوار گھمسان کی چلنے لگی شاہزادے نے جو دیکھا کہ قلعے سے ہومان خدا پرست فوج لیکر نکلا
اور کارزار کرنے لگا اور زیادہ حوصلہ بڑھا دل قوی تر ہوا داد شجاعت ہومان پکار پکار کر دینے لگا شاہزادہ نور الدہر
فوج کو قتل کرتا ہوا علمداران لشکر کفار تک پہونچا علمدار کو ایک ضرب شمشیر آبدار سے مع مرکب چورنگ کیا علمہاے سیاہ
سرنگون ہوے اور سہراب بگردون کوہ طارق آہن دل صبور اس خرطوم پیلی و صیقلان شیر دل
وغیرہ کہ یہ سرداران نامی لشکر کفار نابکار مین سے تھے انکو بھی شاہزادہ نور الدہر نے قتل کیا فوج کے پانون اٹھ گئے آخر
شاروپ تاجدار نے ہزیمت پائی فوج شکست کھا کر بھاگی پڑاو پر لشکر کفار کے فوج خدا پرستان گری مال و اسباب
کافرون کا لوٹ لیا سرداران فوج ہومان نے اپنی طرف کی لاشین گڑوا دین اور کفار کی جو لاشین پڑی رہگئین اٹھوا کر دو صحرا
مین پھنکوا دین شاہزادۂ نور الدہر کو تخت پر سوار کرا کے بفتح و فیروزی نقد و جواہر لٹاتے اور نثار کرتے ہوے طبل و
دف و شہنا و نے شادمانی کے بجاتے ہوئے شان و شوکت سے قلعے مین لائے ہومان ہر چند عالم زنداری مین تھا مگر
اٹھکر استقبال کیا اور نہایت شکر گذار ہوا اور کہا کہ آپ کے سبب سے غلام کی اور اہالیان قلعے کی جان بخشی ہوئی
سرداران فوج ہومان نے شاہزادے کو نذرین گذرانین ہومان نے استفسار حال شاہزادہ نور الدہر کا کیا
شاہزادے نے کیفیت بیان کی پھر ہومان نے حکم کیا کہ وہ باغ جسکو فردوس ہند کہتے ہین جلد آراستہ کرو اور شاہزادے
کو آرام تمام لیجا کر رکھو اور اطاعت و فرمانبرداری سے شاہزادے کی غافل نہ ہونا غرضکہ شاہزادے کو باعزاز و اکرام
بڑی دھوم دھام سے گلشن فردوس ہند مین لیگئے وہ باغ نہایت آراستہ و پیراستہ تھا گو یا حقیقت مین فردوس
کیطرح میوے گوناگون لگے ہوے گلہاے عنبر بو کھلے ہوے غنچہ ہاے نازک تبسم کنان نہالہاے سبز و تازہ و
شاداب طائران زمزمہ پرداز شاخون پر نغمے کرتے تھے بلبلین چہک رہی تھین نرگس اشارہ بازی مین مصروف
سرو و شمشاد با ادب محو تماشاے چمن ایک پانون سے استادہ لالہ چراغ دل کی روشنی دکھا رہا تھا عجب کیفیت کا باغ تھا
بہشت شداد کو اسکے نظارے کا تاب و تاب نہ تھا اس باغ کے بیچ مین قصر یا کوٹھی نہایت آراستہ و پیراستہ تمام شیشہ آلات
اور چھت پردون سے سجا ہوا القصہ اسطرح جھلک لگی ہو یعنی صحن قصر یا کوٹھی مین ایک حوض پر از آب صاف و شفاف مثل
گوہر آبدار فوارے چھٹتے ہوے کیفیت بہشت عنبر سرشت پیش نظر تھی جب شاہزادہ بارہ دری مین داخل ہوا پوشاک
رزم اتاری لباس بزم زیب جسم کیا دعوت و ضیافت کا سامان ہوا جلسۂ عیش و طرب و صحبت رقص و سرود برپا ہوئی
جام کو گردش مین آیا دور شروع ہونے لگا تماشے عجائب و غرائب ہوے شاہزادہ بعد عیش و طرب اس گلشن فردوس ہند
مین رہنے لگا آٹھ پہر سامان جشن مہیا رہا انکو تو یہین چھوڑیے

اب وہ کلمے داستان شکست نشان شاروب کفر پرست کے بیان کیے جاتے ہین

ہزیمت رسانیان فوج کفار طلسمات و شکست نمایان لشکر بت پرستان عجائبات اس داستان شوکت نشان کو معرکہ بیان
مین بہ تیز زبانی قلم شمشیر شیم یون تحریر کرتے ہین کہ جب شاروب تاجدار بیحیا و نابکار مع فوج ضلالت شعار شمشیر زنی
شاہزادۂ نور الدہر نامدار سے شکست کھا کے بھاگا دس فرسخ کے فاصلے پر قلعۂ عنبر حصار مین ٹھہرا اور مقام کیا اور
تخلیہ مین بیٹھکر اپنے بھائی پر بہت رویا ناگاہ عیار اُسکا مقہور تند خرام آگیا بادشاہ کو روتے دیکھ گھبرا گیا کہا ای شہریار
آپ کسواسطے آہ و زاری کرتے ہین اگر حکم ہو تو اُس لعل آفتاب طلعت ماہ صورت کو مع ہوماں ہندی گرفتار کرکے
لاؤن شاروب تاجدار نے مقہور تند خرام سے کہا اگر ایسا تو کرے اور اُنکو گرفتار کرکے لے آئے تو تجکو مین اپنا
وزیر کرون اور بہت سا زر و جواہر دون وہ ملعون و بیحیا زمین خدمت بادشاہ کو بوسہ دے کر تسلیمے بجا لا اور اپنے مقام پر
آکے باتمامے عیاری سے آراستہ ہوا اور پانچ شاگردون کو اپنے ہمراہ لیکر قلعۂ عنبر حصار کی طرف چلا جاتا تھا کہ مقہور عیار
قریب باغ فردوس ہنجار کے پہونچا دیکھا کہ بڑا بند و بست ہی انسان کی کیا مجال طایر خیال کا بھی باغ مین گذر محال ہی تب
نقب زنی کی و ہمہ نقب لا کے درمیان باغ کے نکالا مقہور مع پانچ شاگردون کے جب باغ مین داخل ہوا پہر رات باقی تھی دیکھا
کہ داروغۂ باغ اور سب باغبان پڑے سو رہے ہین اُن سب کو بیہوش کرکے بڑے بڑے غارون مین درختون وغیرہ کے
ڈالدیا اور سے پتے درختون کے گرے ہوے سوکھے ڈال کر ڈھیر کر دیا کہ سب اُس خس و خاشاک مین چھپ گئے اور
آپ داروغہ کی صورت بنا اور اپنے شاگردون کو باغبان کی صورت بنایا اُنکے مقامات پر پڑا رہا صبح کو آراستگی باغ مین
مثل اُن باغبانون کے مشغول ہوا اور گلہاے شگفتہ و نیم شگفتہ و غنچہ ہاے سر سبز باغ سے گلچینی کرکے جمع کیے اور ان پے
بدا روے بیہوشی آغشتہ کیا اور گلدستہ بہت خوشنما بنایا اور باغبانون کی طرح سے بطور نذر سامنے شاہزادے کے
مسند کے پاس رکھدیا ہوماں باغبانون کی صناعی پر بہت خوش ہوا انعام بہت سا دیا اور مہتر نیرنگ برق دم
کہ شاگرد وارا ب گلفر کی عیار ہوماں زرین چتر کا تھا وہ اسوقت کشتیان زر و گوہر کی برلے مسند شاہزادہ نور الدہر کی
بجگہ ہوماں زرین چتر بارگاہ کو لیجاتا تھا سو وجہ سے مقہور تند خرام کی عیاری کارگر ہوئی ورنہ اس باغ مین
داخل ہا کے عیاری کرنا بہت مشکل تھا القصہ گلدستون کی خوشبو اس بارہ دری مین ایسی پھیلی کہ سب مست ہو گئے اور
آپس مین کہتے تھے کہ یہ خوشبو کبھی اس باغ کو نصیب نہ ہوئی تھی فقط قدوم میمنت لزوم شاہزادۂ نور الدہر کی وجہ
تمام باغ اور بارہ دری مین ایسی نکہت گلہاے رنگارنگ کی ہی یہ کہکر سب کے سب بیہوش ہوئے اور جلوہ شکار وابل کار
وغیرہ جو جو کہ باغ مین تھے کسی کو مطلق ہوش نہ باقی رہا اُدھر شاہزادۂ نور الدہر اور ہوماں زرین چتر بھی بسبب
اُن گلہاے گلدستہ رنگین بیہوش ہوگیا مقہور تند خرام نے شاہزادے کا پشتارہ آپ باندھا اور ہوماں کا پشتارہ
شاگردون سے بندھوایا اور دوش پر رکھکر اسی نقب کی طرف سے بخوف نیرنگ برق دم جلدی روانہ ہوا جب
مہتر نیرنگ برق دم کشتیان زر و گوہر کی لیکر باغ مین آیا بوے بیہوشی در باغ سے دماغ مین پہونچی حیران ہوا فوراً
فتیلہ رفع بیہوشی روشن کرکے ہاتھ مین لیا اور بارہ دری مین گیا شاہزادۂ نور الدہر اور ہوماں زرین چتر کو نہ دیکھا
اور تمام لوگون کو بیہوش پایا ادہر اسباب کچھ نظر آیا عقل سے دریافت کیا کہ یہ کام کسی عیار کا ہی جب گلدستہ بیہوشی
دیکھا سمجھا کہ یہ کام مقہور عیار شاروب کا ہی اسی وقت اہالیان باغ کو ہوشیار کیا اور آپ بتلاش شاہزادہ و
ہوماں روانہ ہوا مگر مہتر نیرنگ برق دم ایک مدت مدید سے جو بیمار تھا ضعف و نقاہت اور لاغری بیحد تھی مغفر
عشرہ ہوا تھا کہ غسل صحت کرکے چلنے پھرنے لگا تھا لیکن جب یہ کیفیت دیکھی تاب نہ آئی باغ سے روانہ ہوا اور خدمت مین

دانا دل وزیر ہومان کی آگے اُس سے تمام حال بیان کرکے باوصف ضعف و ناتوانی مثل باد صبا کے اڑتا ہوا چلا
جاتے جاتے دیکھا کہ سامنے مقہور مع شاگردون کے چلا جاتا ہے آگے آگے آپ ہے اور پیچھے شاگرد تمام مال اسباب
باندھے شاگردون کو اس سبب سے پیچھے رکھا کہ اگر کوئی تعاقب مین آئے بھی تو شاگردون سے مقابلہ ہو مین ہشیار
ہوکر نکل جاؤن نیرنگ نے دیکھا کہ وہ بچا تو آگے ہے اور شاگرد اُسکے پیچھے ہین مگر نیرنگ تنہا تھا اور وہ پانچ آدمی تھے
نیرنگ الگ الگ چلا شاگردون سے اُسکے کچھ آگے نکل گیا راہ مین ایک گلہ بان گوسپندین چرا رہا تھا اُسکو عیاری سے
بیہوش کیا اور گڑھے مین چھپا دیا اور اُس چرواہے کی صورت بنکر اُسی کی کملی کاندھے پر ڈالی اور بکریون کو ہنکاتا ہوا
غبار بیہوشی راہ مین ڈالتا چلا دیکھا کہ پانچون عیار شاگرد مقہور چلے آتے ہین مگر دو آگے ہین اور تین پیچھے ہین اور
ہوشیاری سے چوکنا ہوکر ادھر اُدھر دیکھتے ہین کہ کوئی عیار تلاش مین عقب سے نہ آتا ہو وہ عیار جب قریب آپہونچے
نیرنگ نے بکریون کو مارکر دوڑایا اور گرد بیہوشی راہ مین ڈالدی جب غبار ہوا سے اُڑا دو عیار جو آگے تھے بیہوش
ہوگئے اُن تینون نے دیکھا کہ ساتھ کے دو دن عیار بیہوش ہوکر گرے اُن تینون نے ناک اپنی بند کرلی اور بکریون
کو مارنا شروع کیا اور چرواہا یعنے مہتر نیرنگ برق دم عیار کسی گوشہ مین بھاگ کر چھپ گیا وہ تینون عیار نیرنگ
کے پیچھے نہ گئے اور اُن دونون کو ہوشیار کرنے لگے دل مین خائف ہوے کہ مبادا ہمراہ اُسکے بہت سے عیار ہون
ہم سب کو پکڑ نہ لین اُدھر نیرنگ چند قدم پوشیدہ ہوکر آگے نکل گیا اور دعا کرتا تھا کہ پروردگار تو مدد کر یہانتک
کہ اسی راہ مین ایک کوہ واقع تھا اور راستہ نہایت تنگ تھا درمیان کوہ راہ نکل گئی تھی بسبب بلندی دونون طرف
دیوار ہاے کوہ کے روشنی آفتاب کی نہ پہونچتی تھی اسی وجہ سے راہ مین تاریکی تھی نیرنگ وہین ایک جا پر پوشیدہ
ہوکر بیٹھ رہا پہر بھر کے بعد وہ پانچون عیار پہونچے کہ سوائے اس راہ کے دوسری طرف راستہ نہ تھا نکلے ہوئے
جاتے تھے ذرا سی کا آہٹ ہوئی ڈر گئے ادھر اُدھر چشم وا کرکے دیکھنے لگے ناگاہ ایک مار سیاہ بہت بڑا نظر پڑا
کہ سر اسکا گھوڑے کے برابر تھا جب اُس سانپ کے قریب آئے پتھر مارے کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور مغز سے اُسکے
ایک مہرا ہی نکلی اُسمین سے غبار اُڑا کہ پانچون عیار بیہوش ہوکر گرے نیرنگ جھپٹ کر آیا اور پانچون کو اُٹھا کر علحدہ
علحدہ گڑھون مین ڈالدیا اور اب تلاش مقہور مین آگے بڑھا چند قدم آگے چلا تھا دیکھا کہ مقہور وہ پشتارے
کاندھون پر رکھے چلا جاتا ہے اور ہر طرف نگاہ ہے نیرنگ نے للکارا کہ باش اے عیار نابکار مین آپہونچا مقہور نے
پیچھے پھر کے دیکھا ہوش اُڑ گئے کہ نیرنگ نے ہفت حلقہ کمند ماری مگر مقہور تو نہایت چالاک اور بلاے روزگار
ہو جست کرکے نکل گیا اور کہا کہ مہتر صاحب مین نے تو سنا تھا کہ آپ بیمار ہین آپ کے تو پھوڑے دنبل بدن مین تھے
آپ تو اچھے تندرست ہین نیرنگ نے کہا کہ بخار آتا تھا دفع ہوگیا اچھا ہوگیا لیکن دنبل ابھی تک باقی ہین تجھسے تو
دغا نہ کرونگا مگر تیرے شاگردون کو مین نے اسیر کیا مقہور حال شاگردونکا سُنکر مغموم ہوا الا اس بات سے ذرا
خوش کہ نیرنگ حالت بیماری مین ہے مجھسے اسکا کیا زور چل سکیگا یہ کہکر مقابلہ کرنے لگا پہلے کمندین چلین حلقہ ہاے
کمند طرفین سے کٹ کر گری پھر تیر کلہ کو چلہ مین رکھکر دونون نے مارے وہ بھی رد ہوگئے پھر تیغے دونون نے
کھینچے وہ بھی چوٹین دونون طرف کی خالی گئین کوئی زخمی نہ ہوا مقہور نے خنجر کمر سے کھینچا اور کہا کہ اب تو خبردار
رہنا کہ میری خنجر بازی کا شہرہ ہے تو نے بھی سنا ہوگا اسی خنجر سے تیرا کام تمام کرونگا اور قسم کھاتا ہون لات ومنات کی
سوائے خنجر کے دوسری عیاری نہ کرونگا نیرنگ نے بھی خنجر کمر سے لیا اور وار روک کر لگانے لگا مقہور جلد دست تھا
اور خنجر بھی اُسکا مثل شعلہ جوالہ کے چمکتا تھا کہ نظر کام نہ کرتی تھی لیکن مقہور عیار کے دوسرے ہاتھ مین حلقہ کمند

بیٹھے ہوئے تھے اور داہنے ہاتھ سے خنجر کا وار کرتا تھا نیرنگ کی نگاہ خنجر کی طرف لگی ہوئی تھی ناگہان
حلقۂ کمند مقہور نے جھٹکے نیرنگ کے ہاتھ اور گردن پر پڑے نیرنگ الجھ کر گرا مقہور خنجر لیکر سینہ پر نیرنگ کے
چڑھ بیٹھا نیرنگ نے کہا اے مقہور تونے بغیر سپر کئے ہوئے خود اپنے دین کی قسم کھائی تھی کہ سوائے خنجر کے
اور کوئی عیاری نہ کرونگا یہ قسم اور یہ دین تیرا کیسا ہے کہ دغا سے کمند ماری مقہور ہنسا اور کہا کہ عیاری اسی کا نام ہے
اس فن عیاری میں جھوٹ بولنا عیب نہیں دشمن کو اپنے جس طور سے چاہے گرفتار کرلے یہ کہکر آمادہ خنجر سے
سر کاٹنے پر ہوا نیرنگ نے کہا کہ غیر اختیار ہے مجھکو مگر اتنا رحم کر کہ پاؤں سے اپنے سینہ میرا نہ دبا کہ سینے میں میرے
دنبل ہیں وہ ٹوٹ جائینگے میں بہت بیچین ہونگا مقہور نے کہا دیکھوں کہاں تیرے دنبل ہیں یہ کہکر گریبان کھولا
دیکھا کہ واقعی سینے میں دنبل ہیں اور زرد پانی اور پیپ اُن دنبلوں سے جاری ہے اور جو ثابت ہیں آماس و ورم ہے
مقہور نے کہا اے نیرنگ حقیقت میں تیرے سینے میں دنبل ہیں اور تکلیف بہت ہوگی مگر مجھکو تیری اذیت سے
کیا کام ہے ابھی میں تیرا سر کاٹتا ہوں یہ بھی تیرے حق میں دوستی کرتا ہوں کہ جملہ امراض کی تکلیف سے تجھکو نجات
ہو جائیگی یہ کہکر غصہ سے سینہ اسکا دبایا اور خنجر لیکر گردن کی طرف جھکا کہ سر کاٹ لوں جیسے ہی زانو سے دنبل
سینہ کا دبا اور دنبل پھٹا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی اُس دنبل سے دھواں اٹھا مقہور کے دماغ میں پہونچا مقہور
بیہوش ہو کر گرا پھر مقہور کو کچھ خبر دست و پا کی نہ رہی نیرنگ نے جلدی سے حلقہ ہائے کمند توڑے اور سینے پر
مقہور کے چڑھ بیٹھا اور فتیلہ بیہوشی کا اور سنگھایا کہ زیادہ بیخبری رہے اور حلقۂ کمند سے اسکی مشکیں باندھیں اور
پشتارہ شاہزادۂ نور الدہر اور ہومان کا کھولا اور دونوں کو ہوش میں لایا ہومان نے کہا اے نیرنگ
تونے یہ کیا شگوفہ اے میرے ساتھ کی نیرنگ ہنسا کہا اے شہریار والا آپ کو گرفتار کرکے مقہور عیار شاروب
لے بھاگا تھا میں نے آپ کو یہاں آکر رہا کیا آپ کہتے ہیں کہ تونے شگوفہ کی یہ ساری کیفیت اپنی عیاری کی
بیان کی ہومان نے چاہا کہ شاہزادے کو حلقۂ کمند سے رہا کرے شاہزادے نے خود حلقہ ہائے کمند توڑ ڈالے
اور اٹھکر کھڑے ہوئے اور کچھ جواہر پاس تھا نیرنگ کو انعام میں بخشا شاہزادۂ نور الدہر نے کہا اے نیرنگ
مقہور کو مع اسکے شاگردوں کے گرفتار کرکے شہر میں پہونچاؤ اور زندانخانے میں قید کرو اور سلاح جنگ اور
مرکب ہم دونوں کے واسطے جلد لاؤ کہ اسی وقت جاکر شاروب کو مارونگا ہومان و نیرنگ نے منع کیا کہ میں
بھیجونگا آپ نہ جائیے مگر شاہزادہ کب مانتا ہے فرمایا کہ اگر سلاح و مرکب نہ آئیگا تو اسی طرح جاؤنگا اور بڑا سخت لشکر دونگا
اس اثنا میں شاگردان نیرنگ بھی تلاش کرتے ہوئے آپہونچے نیرنگ نے سب کے پشتارے باندھے اور عیاروں
کے حوالہ کیے اور اسباب جو مقہور لایا تھا وہ سب لیکر قلعے کی طرف جلد روانہ ہوا قلعے میں پہونچکر عیاروں کو
تو قید کیا اور فوج کو حکم دیا کہ شاہزادہ تنہا بھاگا شاروب جاتا ہے جلد مسلح و مکمل ہو کر روانہ ہو اور نیرنگ
اسپ و سلاح لیکر شاہزادۂ نور الدہر و ہومان لیکر چلا جب کہ درمیان میں پہونچا شاہزادے کو اور ہومان کو اسپ
سلاح جنگ دیے شاہزادۂ نور الدہر و ہومان مع چار ہزار سوار اور نیرنگ عیار کے روانہ ہوئے پہر رات باقی تھی
کہ لشکر شاروب پر مثل شبخون کے گرے چار غول کرکے چار طرف سے گھیر لیا ادھر شاروب منتظر تھا کہ مقہور
عیار شاہزادے کو اور ہومان کو گرفتار کرکے لاتا ہوگا ناگاہ نعرۂ اللہ اکبر کی صدا آئی اور شاہزادۂ نور الدہر اور ہومان
کے للکارنے کی آواز سنی کہ نامردان کافروں کو جانے نہ دینا فوج خدا پرستان بھی تلوارین علم کرکے آپڑی فوج کفار میں
غلغلہ اٹھا تمام چراغ اور مشعلیں بجھادی تھیں اس اندھیرے میں یہ ہوا کہ سب پر چھائی کہ لشکر حریف جاکر اپنی فوج

والون کو مارنے لگے بیٹے نے باپ کو قتل کر ڈالا باپ نے بیٹے کو قتل کر ڈالا بھائی نے بھائی کو تمام کیا شاہزادے نے بھی
فوج کو آواز دی کہ طناب ہائے خیمہ شاروپ جلد قطع کرو بہت سے آدمی خیمے پر آپڑے خیمہ کاٹ کر پھینکا شاروپ اس
شورش سے نہایت بدحواس ہوا چاہا کہ سلاح جنگ لگا کر باہر خیمے سے نکلے کہ ناگاہ خیمے کی طنابین کٹین خیمہ سر پر گرا
شاروپ اسی طرح خیمے سے نکل کر بھاگا شاہزادے کی فوج کے گھوڑے خیمے پر آپڑے پامال کرنے لگے شاہزادے نے
دیکھا کہ شاروپ بھاگا جاتا ہے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا فوج کفار تاب جنگ لا سکی ادھر ادھر
بھاگنے لگی مگر شاہزادے نے ڈھونڈ ڈھونڈھ کے ایک ایک کافر کو قتل کیا کسی کو زندہ نہ چھوڑا بعد فتح لشکر ہومان
اسباب لوٹنے لگا شاہزادے نے جب فراغت اس معرکے سے پائی تیز رنگ سے کہا کہ روشنی لاؤ اور جائے آرام تجویز کرو
کہ کچھ تو راحت ملے مسافت راہ اور تکلیف تشنگی و گرسنگی سے طبیعت بہت کسلمند ہے اب طاقت نے کمی کی ہے یہ کہہ
کر ایک کو روانہ کیا کہ خیمہ شاروپ میں جلد آرام کیجیے یکایک گھوڑے نے سکندری کھائی شاہزادہ زمین پر گرا بیہوش ہو گیا
اب دو کلمے داستان حیرت نشان حالات خیمہ ہفتم شبیہ بارگاہ سلیمانی کے بیان کیے جاتے

ہین کہ جو پردۂ قاف مین بہ آراستگی جلوہ نما ہے

رنگ آمیزان رنگا رنگ روزگار و طلسم نمایان فصل نوروزہ ہولی پر رنگ گل رنگین بہار مین قلم ہفت رنگ کی پچکاری
بنا کر سطح کاغذ پر صفا مین لوں کے حروف یون چھڑکتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر کو ہوش آیا اور آنکھ کھلی دیکھا خیمے
کے پڑا ہون وہی حالت قدیم اپنی ہے نہ وہ معرکہ خونریز نہ ہومان نہ فوج ہومان نہ وہ عیار تیز رنگ برق دم ہے مگر سامنے
ایک خیمہ نہایت بلند اور وسیع و خوشنما ہے یکایک اس خیمے سے ایک پریزاد نکل کر اسکو پردۂ کوہ قاف مین دیکھا تھا
کہ بیابان چشمہ ہا بیابان زرخیز سلیمانی مین چل خیمہ ہائے کلان پر گھڑا تھا شاہزادے نے دل سے کہا کیا عجب ہے
یہ دیکھا ہو غرضکہ وہ یہ تخیل تمام آیا اور شاہزادے کو اپنے ساتھ خیمے مین لیگیا شاہزادہ جب داخل خیمہ ہوا دیکھا کہ ایک
بارگاہ مثل بارگاہ سلیمانی برپا ہے اور پریزادان زرق برق مرد و جنیان و دیوان جابجا پھرتے ہین کچھ جانب بارگاہ جاتے ہین اور
کچھ آتے ہین شاہزادہ نور الدہر نے جانا کہ یہ سب ملازم ہین اور مالک اسکا بارگاہ مین ہوگا جابجا سامان ہولی کا ہے نہین تو
روز جشن کا ہے پچکاریان رنگ ناب سے بھری ہوئی اور گیسے رنگ کے ہاتھون مین لیے ہوئے آپس مین سب رنگ کھیل رہے
ہین اور حوض اور ہر حوض رنگ کی برابر بھری ہین اور سوانگ لیلی مجنون اور شیرین فرہاد اور آزادون کے طرح طرح
طرح کے بیشمار ہین شاہزادہ اس بارگاہ کا بہت مشتاق ہوا یکایک چند پریزادین بارگاہ سے نکلین اور شاہزادہ
نور الدہر کو اپنے ساتھ لیگئین جیسے ہی پردہ بارگاہ کا ایک پریزاد نے اٹھایا اور شاہزادے نے قدم اندر رکھا
دیکھا ایک نازنین حسین مہ جبین مہر تمکین آفتاب سا چہرہ تابان و درخشان پوشاک شاہانہ زیب جسم زیبا جواہر مین
غرق تاج بر سر جار قب در بر مسند زرنگار پر بیٹھی ہے دیکھتے ہی شاہزادہ نور الدہر کو فوراً اٹھی اور استقبال کر کے مسند
پر لا کر بٹھایا شاہزادہ تو تیر عشق حسن و جمال بیمثال کا گھائل فراق خورشید لقا مین بیقرار تھا عاشق و فریفتہ ہو گیا
ملکہ شاہزادے سے لپٹ گئی گلے مین باہین ڈالدین بوس و کنار ہونے لگا کہ اتنے مین اور نازنینان پری پیکر
دُر در گوش مرصع پوش سنگ مین جلی اور نوروز کے ڈبلی ہوئی اور گلابیان شراب کی اور قابین کباب کی آگے
شاہزادے اور ملکہ کے رکھین دور دور جام شراب چلنے لگا طبیعت کا رنگ بدل گیا ملکہ شاہزادے کا ہاتھ تھام کر اٹھ کھڑی
ہوئی اور پچکاری مین رنگ بھر کر شاہزادے پر پچکاری ماری کہ شاہزادہ سر سے پانک ڈوب گیا مثل گل کھلکھلا کر ہنس
پڑا شاہزادے نے بھی قمقمے خوب جون سے بیلے اور ملکہ پر مارے ملکہ بھی صورت غنچہ مسکرانے لگی پھر شاہزادے نے

عنبر و گلال رخسار ہاے ملکہ پر ملا اور ہی اوس کے پیچھے ہتی شاہزادے نے گلے میں باہیں ڈالکر لپٹا لیا اور خوب پیار کیا غرضکہ اسی شغل میں تین دن گذرے کہ دن بھر تو سب کے سب رنگ کھیلتے ہیں اور شب کو نہا دھو کر پوشاک فاخرہ بدلکر صحبت جشن و عیش و عشرت میں مشغول ہوتے ہیں شرابیں اڑتی ہیں کباب چلتے جاتے ہیں ناچ دیکھ رہے ہیں دن عید رات شب برات ہی شاہزادہ روز بروز عشق ملکہ خوبرو میں دیوانہ ہی اور عالم جوانی اور جوش و ولولہ محبت تمناے وصال ہی آخر ملکہ سے شاہزادہ نور الدہر نے کہا کہ ای ملکہ عالم اگر سوال وصل قبول ہو تو بہتر ورنہ میں اپنے تئین ہلاک کرونگا ملکہ نے جواب دیا ای شہریار مجکو کیا عذر ہی مگر میں مسلمان ہون بغیر نکاح کے وصل میرا ممکن نہین شاہزادے نے کہا الحمد للہ ہم خرما و ہم ثواب میں بھی مسلمان ہون مجکو عقد منظور ہی یہان یہ ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھا ایک مرد بزرگ باریش سفید عبا و قبا پہنے عمامہ سبز سر پر چوب یا دام تلخ ہاتھ میں اندر بارگاہ کے آئے اور عقد ملکہ کا ساتھ شاہزادہ نور الدہر کے پڑھا شاہزادہ نور الدہر جلد ہی سے ایسا غافل ہوا کہ بعد رخصت ہونے قاضی جی کے تخلیہ ہو گیا بوس و کنار اور مساس ہونے لگے سامان وصل کا بہم پہونچا صدمت آرزو نے شوق کو بے بہانہ کھولا شاہزادے نے قصد مقاربت کیا دست تمنا بڑھایا چاہا کہ جام شراب وصل ماہ رخسار سے سیراب ہو ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ ولولۂ جوانی اور جوش عشق تمناے اشتیاق تو بلاے روزگار ہی جب آگ سے خاشاک قریب ہوگی ضرور آتش شعلہ ور ہو کر جلا دیگی یہان آفتاب ولولۂ عشق لب بام آچکا تھا کہ ناگاہ وہی نقابدار خنجر فی پوش دور سے دکھائی دیا اور اوسکی صداے بلند کان میں آئی ای شہریار بقدر غفلت ہوش باش ہوش باش حکم لوح فراموش کمن مین اسوقت آپکو ہوشیار کرنے کو جانبازی کرکے آیا ہون یہان خاک آپکے واسطے سر اپنا ہتھیلی پر رکھکر پہونچا ہون یہ رہ مقام طلسم بلا خیز آفت انگیز ہی کہ یہان سواے طلسم کشا کے کوئی آکر سلامت نہین پھرتا بمجرد سننے اس کلام نصیحت انجام کے شاہزادے نے ملکہ سے کنارہ کیا اور دل پر سنگ صبر و جبر رکھکر ہاتھ گردن سے نکال لیے ملکہ نے ہاتھ زانو پر مارا اور ہتھیلی سے ہاتھ کو ملا اور کہا یہ کوان رفیق طلسم کشا ہی کہ طلسم کو برباد کرنے آیا ہی اسنے تمام محنت ہماری ضایع کر ڈالی پہلے علاج اس ناہنجار کا کرتی ہون بعد اسکے طلسم کشا سے سمجھا جائیگا یہ کہان جائیگا میرے ہاتھ سے پہلے اسی کا کام تمام کرتی ہون اس عرصہ میں نقابدار خنجر فی پوش روانہ ہوتے ہی غائب ہو گیا ملکہ نے کہا ای شہریار تیرا عشق مجکو مار ڈالیگا اے اب میں رخصت ہوتی ہون مگر دعا سے فراموش نہ کرنا یہ کہکر ملکہ لوٹ پوٹ کر ایک طوطی کی صورت بنگئی اور پیچھے اوس نقابدار کے چلی شاہزادہ نقابدار کے واسطے نہایت فکرناک خاموش فکر نقابدار میں بیٹھا تھا کہ یکایک بادِ تند ایسی چلی کہ خیمہ اوکر علٰحدہ گرا اور فناتین پر دے مثل بچون کے اڑنے لگے پریزادان مہرو تین غائب ہو گئے شاہزادے نے شدت سے ہواے تند کی سر زانو پے جھکا لیا اور آنکھین بند کرلین خاک اڑ رہی تھی

اب دوسطے داستان عشرت نشان کیفیت برج فولاد کی اور ظاہر ہونا لوح کا اور باہر نکلنا جنبشہ نیرنگ و آئینہ و برگ شجر سے کہ طوطی ہو کر اڑتا اور حال ماضی و استقبال اور حال پیدا ہوتا اور شعلہ ہونا بدیع الزمان کا شکار مین اور آنا فرامرز کا اور جنگ طماس کی حرمت اور بھاگ نقاکا طرف زرایل کے و دیگر حالات

پلا بعد مدت کے ساقی شراب
کہ ہی آتش شوق سے دل کباب
نہ دکھلا مجھے ابھی نیرنگیاب
کہ حیران ہون ساقی میں بہ پیچ و تاب

ہی اب طوطی دل تشنہ پرواز کو
ذرا قبضہ ہو اس فسوں ساز کو
نہیں طلسم مہجانے میں پیے
کہ ہی روز مولود نیت لعب

اسی مدت سے اب لب ہی شیرین شکار
کرونگا کوئی صید میں گلعذار
کوئی رزم میں ہوتی ہی جنگ عظیم
مرے دل میں متعلق نہیں کچھ بیم

بھڑکا دو نگا میدان سے میں سا قیا | اگر حوصلہ کچھ تجھے ہو تو آ | سحر گردلیری کا عمر تابی دم | ہٹے معرکے سے نہ ہرگز قدم

غزل — تا کی بہ بزم شوق تمت جا کند کسے
زرست نمی دہد کہ تماشا کند کسے
دل بردہ است از من و انکار میکند
سودا چنان خوش است کہ یکجا کند کسے

خون را بجاے بادہ کہ مینا کند کسے
از شاخ گل بہر طرفے جلوہ میکند
ترسم دراز دستے کہ بیجا کند کسے
در باغہاے خلد برین میتوان رسید

خوش گلشن است حیف کہ گلچین و نگاہ
این آن گناہ نیست کہ حاشا کند کسے
دنیا و آخرت بہ نگاہے فروختند
قصاب اگر ز بارت ولہا کند کسے جیت

نگارندہ دفتر بیحساب + رقم کردہ این داستان لاجواب + عندلیبان شاخسار گلشن طلسم کشائی ولغمہ سنجان بہاریہ عجائب وغرائب دلربائی جملہ کیفیات گلہاے رنگارنگ کو شاخ قلم شگفتہ رقم سے گلدستۂ معنا مین تازہ کے بیچ سطور مین یون خیابانی دکھلاتے ہین کہ طلسم گوہر بار مین بعبارت فارسی کہ جس مین فقط لطیفے تھے اور نشانات ہر ایک طلسم عجائبات کے تھے الا اس ہیچمدان وبے سر و سامان حقیر پر تقصیر احقر العباد نے بنیاد اول کو بن لتصدیق حسین داستان و مترجم نے موافق وہی ہیچمدانی اور کج مج زبانی کے شایان اصل مطلب کو زیور تقریر وتحریر سے آراستہ کیا ہے یقین ہی کہ ناظرین والا تمکین ملاحظہ فرما کر بہت محظوظ و مسرور ہونگے اور جہان کہین کوئی خطا اور سہو اس کمترین سے ہو گیا اس سے چشم پوشی فرما کے الانسان مرکب من الخطا والنسیان کا مصداق فرمائین ع گر قبول افتد زہے عز و شرف + شعر
بیا شنوی ہم ز ہستان + کہ با آدم برسر داستان + جب شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نامدار نے بعد چند روز کے زانوے حیرت افزاے سر اٹھا یا دیکھا نہ وہ خیمہ ہی نہ بارگاہ و لشکر ہی کوئی نہین فقط آپ تن تنہا ہین اور میدان لق و دق ہی لیکن سامنے ایک برج فولادی صیقل کیا ہوا مثل آئینہ کے چمک رہا ہی اور لوح بھی اپنے گلے مین ظاہر ہوئی نورالدہر نے جانا کہ اب حد بیابان بیشۂ نیرنگ سے نکل آیا ہون فوراً سجدۂ شکر درگاہ جناب باری مین بجالائے مگر لقا بدار تنجرفی پوش کے واسطے نہایت پریشان تھے اور آگے بیے درگاہ قاضی الحاجات مین دعا کرتے تھے کہ پروردگار تو میرے دوست صادق رفیق موافق کو زندہ و سلامت رکھنا وہ ملعونہ دعاء دم ہر میرے شیدا تک نہ پہونچے بعد اسکے قریب برج فولادی کے آئے دیکھا کہ نہایت صفائی ولطافت ہی اور وسعت مین بہت بڑا ہی گرد دونون اس برج کے پھر کر خوب سیر کی پھر اندر برج کے داخل ہوئے دیکھا کہ زنجیر طلائی چھت مین لٹکتی ہی اور سر زنجیر مین ایک آئینہ بہت بڑا مثل سپر مدور بندھا ہوا لٹکتا ہی اور منھ اس آئینہ کا مشرق کیطرف ہی اور ایک درخت نو دمیدہ اور سر سبز و شاداب مقابل اس آئینہ مدور کے ہی اور ایک شاخ اس درخت سے پیدا ہو کر قریب آئینے کے آگئی ہی اور ایک برگ زمردین سر شاخ درخت سر سبز معلوم ہوتا ہی شاہزادہ نورالدہر مقابل بیچ اس آئینہ کے آیا اور کھڑے ہو کر منھ اپنا دیکھا مگر معلوم ہوا ہر چند ادھر ادھر ہٹ ہٹ کر دیکھا ذرا بھی نہ دکھائی دیا شاہزادہ حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی عکس درخت سر سبز کا نظر آتا ہی مگر میرا منھ نہین دکھائی دیتا ہی اب جو خیال کر کے آئینے مین دیکھا تو عکس درخت کا آئینے مین ظاہر ہی اور طوطی در پت ال شاخ درخت پر بیٹھی ہی لیکن عکس اس برگ زمردین کا طوطی ہو گیا منقار سے پر و بال کو کربال کرتی ہی شاہزادہ نورالدہر کو دیکھ کر اس طوطی نے کہا اے شاہ جوانان رعنا واے جگر گوشہ شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان اے صاحبقران ابن صاحبقران واے قاتل جادوگران واے طلسم کشا السلام علیک مقام حیرت اور جاے تعجب ہے کہ تو کہان ہے کہان آگر پہونچا ہی اے طلسم کشا اب جو کچھ چاہے تو مجھ سے پوچھ لے حال ماضی کا بیان کرون یا استقبال کی خبر سن پیدایش تیری ملک نجم کی ہی اور باپ تیرا سرفتنہ ملک باختر شاہزادہ بدیع الزمان فرزند حمزہ صاحبقران ہی اور تیرا نام شاہزادہ نورالدہر عالیشان ہی تیرا باپ شکار کو گیا تھا وہان مار ڈالا گیا بعد اسکے اور قصہ کچھ تھوڑا سا جو کچھ اُسنے بیان کیا

اور کہا کہ وہ نقابدار سیاہ پوش کہ فرامرز بن قارن عدی تھا اُسکے بعد جانا لندھور کا اور کشتہ ہونا داراب گیلی
وغیرہ کا بیان کیا بعد اُسکے جناب القاش خون آشام کی کیفیت کہی پھر کچھ اور حالات کہکر جانا شاہزادہ نورالدہر
کا کوہ قاف تک اظہار کیا بعد اُسکے حال لشکر امیر با توقیر اور لڑائیاں طہماس کی اور بھاگنا لقا کا طرف زلزل
کے اور زخمی ہونا فرخ شہسوار گلبند رکا اور زخمی ہونا امیر کا ہاتھ سے طہماس کے کہ یہ کیفیتیں بعد شاہزادے کے
واقع ہوئیں یہ تمام طوطی بیان کر رہی تھی جو شاہزادہ نورالدہر سُنکر حیران ہوتا ہے جب وہ طوطی یہ سب بیان
کر چکی وہ درخت سرسبز و شاداب دفعتہً مع طوطی کے غائب ہو گیا اب آئینے میں عکس چہرۂ شاہزادہ نورالدہر نظر
آیا آئینے نے آواز دی اے شاہزادے اب طرف گوشۂ مغربی کے جا کر ذرا آئینہ دیکھ کہ اُدھر کیا ہے کیفیت گوشۂ شرقی
دیکھکر شاہزادہ نورالدہر بشکل آئینہ حیران ہوا اور گوشۂ غربی کیطرف گیا اور پشت پر آئینہ طلسم کی جو دیکھا اُدھر بھی شیشہ
صیقل دار مثل آئینے کے تھا پشت نہ تھی ہر چند شاہزادہ ہر طرف پھرا مگر پشت آئینہ دکھائی نہ دی گویا آئینے کو گرد
تھی جب گوشۂ غربی میں دیکھا عکس آئینہ میں اپنی صورت نظر آئی اور قلعہ طلسم گوہر بار مع تاجدار اور نازنینان
گیسو دراز مرصع پوش چہرے مثل آفتاب و مہتاب کے منور دیکھے اور گرد قلعہ خندق مثل نہر پر از شیر وغیرہ اور
سامنے قلعہ کے بالائے خندق شیر ایک فیل پشت گاؤ پر سوار ہے اور گاؤ آواز دیتا ہے یا سامری یا سامری اور
بہت سے پتلے آتے ہیں اور شاہزادہ نورالدہر عکس اپنے شبیہ کو اپنی دیکھ رہے ہیں کہ وہ سب اُسے دولہا بنا کر
اور کشتی پر بٹھائے ہیں بدستور اول جیسا کہ اس حقیر پر تقصیر مترجم نے داستان اول طلسم گوہر بار میں مفصل عجائب
و غرائب تحریر کیے ہیں اُسی طرح یہاں بھی کیفیت ہے غرضکہ عقد نوشاہ یعنے شاہزادہ نورالدہر کا ساتھ عروس پری پیکر کے
ساتھ کرتے ہیں اور شب زفاف میں اشک عروس اسقدر بلند مثل دریا کے ہوئے ہیں کہ تمام قلعہ غرق ہو گیا اور
شاہزادہ کو اسیر کرکے اُسی بادشاہ کے پاس بھیجے ہیں اور وہی مغنی بن عارجی نے شبیہ شاہزادہ کو بیابان قمر سیر چاہ
آسیا میں قید کیا ہے اور شبیہ شاہزادہ نے حرف مطلب اور حصار عارزان پاسبان پڑھکر اپنے تئیں چاہ میں اکیلا پڑا
بعد اسکے شبیہ شاہزادے سے اور دُردانہ گوہر پوش سے صحرا میں ملاقات ہوئی اور دایۂ دُردانہ گوہر پوش کو شبیہ
شاہزادے نے مارا ہے اور کاسۂ سر دایہ میں حروف تحریری سے نشان لوح پایا ہے اور شبیہ شاہزادہ نے قلعہ پاک
جلد جلد شکست کیے ہیں جو معرکہ کہ شاہزادہ نورالدہر پر گذر چکا وہ سب شاہزادہ نورالدہر آئینہ میں دیکھا کیا
اور نقابدار سنجرفی پوش کا ہر جگہ آنا آئینے میں پیش نظر ہے اور کہیں کھلانا نقابدار کا سامنے دکھائی دیتا ہے
چنانچہ پردۂ عجائب میں پہونچنا اور طلسمات کوہ کافور سے سحر لے سنگ میں آنا اور نشانا گرگ شتاب
کا اور دیوانوں کو دیکھنا اور سیر خمیوں کی کرنا اور برج فولاد میں روبرو آئینۂ طلسمی کے پہونچنا اور حال طوطی کا سُنکر
طرف گوشۂ غربی کے آنا اُن سب کاموں سے فرصت پا کے وہ شبیہ شاہزادہ نورالدہر سامنے شاہزادے
کے پاس آئینۂ طلسمی میں آکھڑی ہوئی شاہزادہ نورالدہر ہنسا اور کہا اے شبیہ میری جو کچھ اس طلسم گوہربار
وغیرہ میں میں نے کیا تو نے بھی کیا اسوقت تک تو کہاں پوشیدہ تھی اب آ میں اور تو دونوں ملکر جو باقی طلسم
کے مرحلے ہیں توڑیں اور فتح کریں شبیہ شاہزادے کی ہنسی اور کہا اے شاہزادہ نورالدہر اب تو گوشۂ شمال کیطرف
جا اور وہاں دیکھ کہ کیا ہے کیفیت گوشۂ شمالی شاہزادہ نورالدہر کلام شبیہ سُنکر گوشۂ شمال کی طرف آیا
آئینۂ طلسم بھی پھر گیا شاہزادے نے دیکھا کہ ایک بیابان وسیع میں ہجوم مردم خرد و کلاں ہے اور نصف النہار
میں زمین سے آسمان تک دن ہے کہ آفتاب عالمتاب درخشندہ ہے اور دھوپ کی تیزی بشدت ہے کہ جو

شخص اُدھر جاتا ہی مارے گرمی کے بیتاب ہو جاتا ہی اور سراپا پسینے میں عرق عرق ہو جاتا ہی اور نصف صحرا میں زمین سے
آسمان تک رات ہی کہ تارے چھٹکے ہیں چاندنی کھلی ہی ماہ چاردہ کی عجب کیفیت و عجیب ہی شاہزادے نے دھوپ کی طرف
خیال کیا کہ آفتاب گوشۂ آسمان پر ہی اسی سبب سے نصف طرف دھوپ ہی اور نصف طرف چاندنی جو لوگ کہ چاندنی کی طرف
ہیں وہ خاکی رنگ کے لباس پہنے ہیں اور جو لوگ دھوپ کی طرف ہیں وہ زرد رنگ کی پوشاک زیب جسم کیے ہیں اور ایک تالاب
خام پانی سے بھرا ہوا ہی اور سیکڑوں برہمن پوتھی کھولے ہوئے چاند گہن کی یہ آواز دیتے ہیں شگن ساعت کی خیر خیرات
مال کی خیرات عامی مردمان زر و غلہ خیرات کرتے ہیں اور مسلمان گہن کی نماز پڑھتے ہیں اور بعضے برہمن انگیٹھیاں آگ کی
ہولی آگ ہاتھوں پر رکھے پرستش کرتے ہیں اور شرارا آگ سے اُڑ کر مثل ذروں کے ہوا میں پھیلتے ہیں وہ تارے بنکر
آسمان پر اُڑ جاتے ہیں اور شب تاریک و شب ماہ کی یہ کیفیت ہی کہ اِدھر تو آفتاب غروب ہو گیا تمام تیرہ و تار ہی اُدھر
روشنی چاندنی کی شفاف و صاف ہی اور کچھ لوگ معلق کتر کر اُس چاندنی میں اُڑاتے ہیں وہ ریزہ معلق ستارے
معلوم ہوتے ہیں اور کچھ لوگ سفید پوش اور کچھ سیاہ پوش ہیں کہ نصف تاریکی میں ہیں اور نصف چاندنی میں ہیں
اور اُس جگہ بھی ایک تالاب ہی کہ اہل ہنود اُسمیں نہا کر پرستش کرتے ہیں اور لڑکے برہمنوں کے خیرات مانگتے ہیں
مسلمان نمازیں پڑھتے ہیں اور ہنود خیرات دیتے ہیں اور تاریکی میں جو قطرات شبنم گیاہ و شجر پر گرتے ہیں وہ مثل جگنو چراغ
کے روشن ہیں اور شبنم بکثرت گرتی ہی کہ لاکھوں چراغ جلتے ہیں بعد ایک ساعت کے دیکھا کہ دن مع آفتاب شب
کی طرف جاتا ہی اور شب مع ماہتاب دن کی طرف روانہ ہوتی ہی اور آدمی سب جو بیٹھے ہیں وہ بیٹھے بیٹھے جو کھڑے
ہیں وہ کھڑے کھڑے ہمراہ دن کے چلے جاتے ہیں اور آدمی شب کی طرف کے ہمراہ شب آتے ہیں گویا زمین و آسمان
سب گردش میں ہی شاہزادہ سب مقامات سے زیادہ اس جگہ نہایت حیرت میں ہوا ناگاہ عکس شاہزادے کا
مقابلے میں شاہزادے کے آیا اور کہا اب جنوب کی طرف روانہ ہو اور وہاں کا بھی تماشا دیکھ لے شاہزادہ گوشۂ جنوب
کی طرف گیا آئینہ بھی اسی طرف پھر گیا گوشۂ جنوب شاہزادے نے دیکھا کہ ایک میدان نہایت روشن ہی اور ایک
چبوترہ جواہر ہفت رنگ کا بہت وسیع ہی اور اُسپر سات سردار کہ جنکی پیشانیوں پر ستارے چمکتے ہیں وہ ٹہل رہے ہیں
اور چبوترہ میں فرسخ مربع میں وسیع ہی اور اُس چبوترے کے سات زینے ہیں اور ہر زینہ اسقدر وسعت رکھتا ہی
کہ ہر ایک زینے میں ایک محلہ بہت بڑا آباد ہی اور ہر زینے پر ایک ایک بت جدا جدا خمیدہ کمر کھڑا ہی اور اُس بت کی
پیشانی پر ایک ایک ستارہ علحدہ علحدہ روشن ہی زینۂ اول زینۂ اول میں چاند روشن ہی اور چاندنی صاف و شفاف
کھلی ہوئی ہی اور دریا اوپر اُس زینہ کے جاری ہی کہ پانی اُسکا زور شور سے بہتا ہی کہ پتھر بھی جو دھارے پر آجاتا ہی
کیسا ہی گران ہو وہ بھی بہا چلا جاتا ہی اور رنگ دریا کے پانی کا سبز ہی اور کشتیاں زمرد نگار اُس دریا میں ڈالی
ہیں اور ہر کشتی تیزی کے ساتھ مثل تیز تیز دم کے پانی پر جاتی ہی اور پیک اور قاصد کشتیوں کے اوپر دوڑتے ہیں
اور اچھلتے ہیں دم بھر کسی مقام پر پاؤں انکے نہیں ٹکتے ہیں اور وہ سب لباس سبز پہنے اور جواہر زمرد میں اُس سے
تابالدے ہوئے ہیں کسواسطے کہ قمر سریع السیر ہی اور یہ سب منسوب بقمر ہیں اور رنگ قمر کا سبز ہی بلکہ اکثر اُن لوگوں
میں کچھ لوگ لنگ باندھے ہیں مگر وہ لنگ بھی سبز رنگ کے ہیں اور سامان تسخیر قمر میں مصروف ہیں اور اگلے سے
کنڈل کھینچ کے دعوت تسخیر قمر پڑھتے ہیں اور بخور تسخیر قمر کے انگیٹھیوں میں مثل لوبان و گوگل وغیرہ کے جلاتے ہیں
شاہزادہ یہ تماشا دیکھکر متعجب ہوا اور دوسرے زینے کی طرف نگاہ کی زینۂ دوم جب شاہزادے نے دوسرے
زینے کی طرف دیکھا تو بہت سے حوض آب نیل کے بھرے ہوئے ہیں اور سب آدمی نیلے پوش ہیں اور اُن بچے بچے

ستارہ عطارد چمکتا ہی اور بکثرت مکان دیوؤن کی بہت بڑی ہین اُسمین دبیر اور منشی اور سعدی اور بکثرت معروف تحریر
کاروبار ہین مگر سب نیلگون پوشاکین زیب جسم کیے ہین کس واسطے کہ رنگ عطارد کا نیلگون ہی اور ایک صحرا سبزہ زار
ہی کہ اُسمین گل نیلوفر اور گل سوسن اور گل خودرو شگفتہ اور پربہار ہین اور بعضے آدمی نیلی لنگیان باندھے ہوے
اور کنڈل اور حصار کیے ہوے بیٹھے ہین اور عزیمت تسخیر عطارد پڑھتے ہین اور نیلم کی زنجیرین دوش پر ڈالے ہین
اور بخور عطارد و لوبان وغیرہ جلا رہے ہین اور قلم نیلم اور دوات نیلم آگے اُنکے رکھی تھی کاغذ نیلگون پر کچھ نقوش
وغیرہ لکھتے ہین اور ایک دریاے آب نیل جاری ہی اُسمین وہ نقش لکھ لکھکر ڈالتے ہین شاہزادہ متعجب ہوا اور
تیسرے زینے پر نگاہ کی۔ زینۂ سوم شاہزادۂ نور الدہر نے تیسرے زینے پر دیکھا کہ بہت سے مرد اور لڑکیان
کمسن کمسن کتخدا ہین اور اُنکے رنگ سفید ہین اور لڑکیان نہایت شکیلہ اور جمیلہ ہین اور لباس سفید براق اُنکے
جسم پر ہین اور زیور گوہر و الماس سے اُنکے سرتاپا لدی ہوئی ہین اور دف و چنگ اور طبل و سارنگی وغیرہ اُنکے ہاتھون
مین ہین بجا بجا کر گاتی ہین اور ناچتی ہین اس مقام پر ستارۂ زہرہ درخشان ہی اور سواے گوہر و الماس کے زیور
کسی طرح کا دوسرا نہین پہنے ہین اور بعضی حوض کی پیڑیون پر بیٹھی ہین کہ وہ حوض چاندی کا ہی اور دودھ بہت
عمدہ لذیذ سفید و صاف و شفاف حوض مین بھرا ہوا ہی اور اُسی حوض کی پیڑیون پر بیٹھی ہوئی عزیمت پڑھ پڑھ
کے زہرہ کا تسخیر کر رہی ہین اور انگیٹھیون مین بخور سلگ رہا ہی اور مرد لنگ سفید باندھے ہوے عزیمت پڑھکے
اور بخور کافور وغیرہ جلا کر زہرہ کو تسخیر کرتے ہین شاہزادہ سے متحیر ہوکر چوتھے زینے کو دیکھا۔ زینۂ چہارم
چوتھے زینے پر کیفیت جداگانہ نظر آئی سب لوگ زرد پوش زیور طلائی اور یاقوت احمر و عقیق زرد کے پہنے ہین
اور لباس زعفرانی زیب جسم ہی اور کچھ زرد مسالہ مثل ہندوؤن کے پرستش کا بنا ہوا سب کی پیشانیون پر ملا ہوا ہی اور
ستارۂ شمس اُس جگہ تابندہ ہی اور سب لوگ تسخیر آفتاب مین معروف ہین اور معمول مین اُنکی یہ ہین کہ ایک مکان دو رخا
ہی کہ ایک رخ اُسکا جو مشرق کی طرف ہی سب کھلا ہی اور دوسرا رخ اُسکا جو مغرب کی جانب ہی وہ پکھراج کا ہی وقت طلوع
آفتاب رنگ اُسکا سرخ ہو جاتا ہی اور عکس آفتاب کا مشرقی دروازون پر پڑتا ہی اور تمام لوگ صبح سے دوپہر تک
لباس سرخ پہنے ہوے اُدھر کے مکان مین بیٹھے رہتے ہین اور عزیمت تسخیر آفتاب کی پڑھتے ہین اور بخور و نقش
شنجرف وغیرہ کے کھینچ کے جلاتے ہین جب ہنگام زوال ہوتا ہی اور آفتاب پر زردی چھا جاتی ہی عکس آفتاب کا
مغربی دروازون پر پڑتا ہی سب لباس زرد پہن کر پکھراج کے مکان مین آکر بیٹھتے ہین اور بخور زعفرانی جلاتے
ہین اور عزیمت پڑھتے ہین اور دو شیر سرخ و زرد مشرق و مغرب مین کھڑے ہین اور آفتاب صبح سے دوپہر تک
سرخ شیر پر سوار ہوکر اور دوپہر سے شام تک زرد شیر پر سوار ہوکر سیر کیا کرتا ہی اور اس زینہ پر نہایت گرمی ہی کہ
سب لوگ نے اپنے عرق جسم مین سراپا غرق ہین شاہزادہ دیکھکر بہت حیران ہوا اور زینہ پنجم کی طرف نگاہ کی —
زینۂ پنجم دیکھا کہ زینۂ پنجم مین مریخ جو جلاد فلک مشہور ہی نہایت تیزی کے ساتھ چمک رہا ہی اور سب لوگ مسلح
اور مکمل سرخ پوش ہین اور وہ سب لوگ حربی ہین ایک دوسرے سے خواہ مخواہ لڑتا ہی اور قصاب بہت ہین کہ
جانورون کو ذبح کر رہے ہین بعضے آدمی اپنے بدنون پر خون ملے ہوے لنگیان سرخ باندھے ہوے چھری ہاتھون مین
لیے ہوے ہنس ہنس کر لڑکون کو ذبح کرتے اور عزیمت تسخیر مریخ کی پڑھتے ہین اور بخور جلاتے ہین شاہزادہ متحیر ہوا
اور اُن لڑکون پر شاہزادہ بہت رحم ہوا کہتا تھا کہ کیونکر وہ جناب مریخ کے ان لڑکون کی جان بچائے۔ زینۂ ششم
شاہزادۂ نور الدہر اسی حیرت مین تھا کہ زینۂ ششم پر نگاہ پڑی دیکھا کہ ستارۂ مشتری چمک رہا ہی اور مرد سب

وہان کے عامل وکامل فاضل وعاقل ہین ریشین اُن سب کی دراز اور سفید مثل پنبہ کے ہین اور جبہ اور قبا اور
عبا رنگ صندلی وبادامی پہنے ہین اور مدرسے اور اسکول جابجا ہین وسمین طالب علم پڑھے پڑھانے کا طلبی سقر
ہین اور باہم مباحثہ اور مناظرہ علم ریاضی اور ہیئت اور علم ہندسہ اور علم حکمت ونجوم وغیرہ کا ہورہا ہی اور شیخ
بھی اُسکا ہوتا ہی یہان تک کہ آواز باحثے کی لفظ باغلط شاہزادۂ نورالدہر کے کان تک آتی ہی کہ مسئلہ ہاے دقیق
ومشکل حل ہوتے ہین اور مسندون پر عالم وفاضل صندلی پوشاک پہنے بیٹھے ہین اور شاگردون کو سبق دیتے
ہین اور بعضے مدرسے مین فقرا اور صوفی لوگ تہمدین صندلی رنگ کی باندھے ہوے مریدون کو تعلیم اور تلقین
مقامات اور کیفیت حقیقت اور معرفت وشریعت کرتے ہین اور اکثر جگہ مثل عدالت کے قاضی اور مفتی بیٹھے ہین
اور فتوے ہر طرح کے دیتے ہین اور مقدمات شرعی فیصلہ کرتے ہین اور بعضے لوگ چوب صندل کی مسجد مین لنگ
صندلی رنگ کے باندھے ہوے کنڈل کھینچ کے روغن بادام آگ پر سلگاتے اور صندل کا برادہ براے بخور
جلاتے ہین اور عزیمت تسخیر مشتری کی پڑھتے ہین شاہزادۂ نورالدہر حیران ہوکر زینۂ ہفتم کی طرف دیکھنے لگا
زینۂ ہفتم شاہزادے نے خیال کیا کہ زینۂ ہفتم کا رنگ سب سے جدا ہی زحل اُدھر اُس زینے کے چمکتا ہی اور
رنگ اس زینے کا سیاہ ہی کہ یہ زینہ لوہے کا بنا ہوا ہی اور تمام یہان کے آدمیون کے رنگ کالے ہین سب قوم
حبشی وزنگی وہندو معلوم ہوتے ہین اور سب کے لباس بھی سیاہ ہین اور سب ہاتھیون پر اور سمندون پر سوار
ہین اور کچھ لوگ کرگدن پر بیٹھے ہین اور زنجیرین آہنی پاؤن مین بندھی ہین اور سب مکار اور چور اور اٹھائی گیرے
ہین اور عورتین یہان کی سب زیور آہنی زیب جسم کیے ہین اور اکثر مرد ساحر معلوم ہوتے ہین کہ سب نے آن ساحرون
کو اور تسخیر کرنے والون کو تہ خانے مین کہ وہان نہایت تاریکی ہی اور کسی کو قبر اور گڑھون مین بٹھایا ہی اور سور ذبح
کرتے ہین اور خون خوک سے کنڈل کھینچ کے مشک وغیرہ آہن مین شریک کرکے گلاتے ہین اور زیور براے
قیدی سحر بناتے ہین شاہزادہ متعجب وحیران ہوکر دیکھ رہا ہی ناگاہ عکس شاہزادۂ نورالدہر کا روبرو شاہزادے
کے آئینے مین معلوم ہوا اور لوح مثل شاہزادے کے اُس عکس کے بھی ہاتھ مین تھی اور اُس لوح کو آئینے مین
مقابل شاہزادے کے کیا شاہزادۂ نورالدہر نے چاہا کہ لوح اپنی پکڑ دیکھے کہ وہ آئینہ غائب ہوگیا اور برج بھی
آنکھ سے اوجھل ہوگئے ایک دھوان سیاہ اٹھا کہ شاہزادے کو کچھ نظر نہ آیا جب کچھ روشنی ہوئی اپنے تئین
ایک صحرا مین دیکھا شاہزادے نے لوح اٹھا کر ملاحظہ کیا لکھا تھا اے طلسم کشا اب نوبت ساحر کے قتل ہونے
کی آپہونچی ہی پردے سے آئینے تک سب ہی رنگ ہی اسکے آگے چلا جا وہان ایک باغ ملیگا تو باغ کے اندر بسم اللہ
کہکے داخل ہونا اور اسم اعظم جو لکھا ہی وہ اکیس مرتبہ پڑھکر اپنے اوپر دم کرنا تاکہ نظر سے سب کی غائب ہو
تو اور جو کچھ سحر کہ پیش نظر ہو بغیر دیکھے لوح کے دست اندازی نہ کرنا اور قدم نہ رکھنا

اب دو کلمے داستان شگفتہ نشان جانا شاہزادۂ نورالدہر کا باغ طلسم مین بیان کیے جاتے ہین

بیت — اے باغبان چمن مین یہ کہدے پکار کے • او بلبلو چلو کہ دن آئے بہار کے • دیگر • بہار باغ آپہونچی خزان کا اب گیا موسم
چٹک کر غنچے کہتے ہین چمن مین گل کی آمد ہی • شاہزادۂ نورالدہر بموجب حکم لوح عمل مین لایا دروازے پر اُس باغ
لالہ زار کے آیا دیکھا کہ پختہ دیوارین خشت اور چونے کی بنی ہوئی چار طرف استرکاری اور رنگامیزی نہایت صناعی
سے کی ہوئی ہی اور چار طرف باغ کے ملحق دیوار باغ سے سہ منزلے وچومنزلے کمرے آراستہ بہت بلند عمارت عالیشان
طور سے بنی ہوئی اور مسالے مین استرکاری کے برف اور آتش ملی ہوئی ہی برف سے آتش اور آتش سے برف ضایع نہین

ہوتی ہی جب باغ کے اندر شاہزادہ داخل ہوا دیکھا کہ نازنینان گل پیرہن غنچہ دہن جابجا پھرتی ہین لطافت جسم انکی رشک
گل ہے تاب آگ کے ہین اور کمر سے پانون تک برف کے ہین اور درخت تمام باغ مین بیٹھے ہین مگر ہوا پر معلق ہین اور صحن باغ
مین وہی بت کہ جسکے سات سر تھے مع سات ستارون کے بیٹھا ہی اور سوا اُسکے کوئی سامان نہین ہی شاہزادہ نور الدہر
یہ تماشا باغ چہار عنصر کا دیکھکر بہت حیران ہوا مگر سے خاطر جمع کرکے ایک اسم لوح اُن سب نازنینون اور عمارت باغ پر
پڑھکر دم کیا اور دوسرا اسم مشت خاک پر دم کرکے ہوا پر اُڑا دیا اور لوح اپنے پانون کے نیچے رکھکر بیٹھ گیا کہ اُسکی جسم
آتش شعلہ ور ہوئی اور حرارت آتش سے برف سب پانی ہوگئی اور وہ پانی جو زمین پر پھیلا ایک طوفان عظیم پیدا ہوا
اور قمر و آفتاب اور مریخ اور سر اُس بت کا غائب ہوگیا اور درخت جڑ سے اُکھڑکے ہوا مین اُڑنے لگے اور اُس
ہوا کے طوفان مین ستارہ زحل و مشتری و زہرہ و عطارد بھی اُڑگئے پھر تمام باغ اُڑکر بالاے ہوا غائب ہوگیا شاہزادہ
نور الدہر نے اسم دوسرا اپنی شمشیر آبدار پر دم کرکے اور ایک اسم لوح پر پڑھکے دم کیا اور شمشیر آبدار کو اسی ہوا مین
حرکت دینا شروع کی جیسے کوئی حریف کو تلوارین مارتا ہو بمجرد حرکت شمشیر غلغلۂ عظیم اٹھا اور ہوا تھمی اور ایک ساحر نظر
آیا کہ جو سر اُسکے سوم خام کے ہین اور ایک اصلی سر ہی تخت پر سوار چلا جاتا ہی شاہزادۂ نور الدہر نے لوح کو حرکت دی
بلکہ اُچھالدی کہ لوح اُڑکر مثل تخت کے برابر اُس تخت کے پہونچی جسپر وہ ساحر سوار تھا شاہزادہ نور الدہر نے تلوار
کو ہاتھ سے جلوہ دیا کہ ایک برق ہاتھ سے چمک کر گری اور اُس ساحر کو جلا دیا شور قیامت بلند ہوا زمین سے آسمان
تک تاریکی چھاگئی پھر تھوڑے بعد ہوا صاف ہوئی شاہزادے نے دیکھا کہ زمین مین لاشہ ایک ساحر کا پڑا ہی آواز
آئی کہ کشتی مرا نام من شعبدہ باز جادو بود افسوس مردم بمطلب خود نرسیدم اب جو شاہزادہ نور الدہر نے
خیال کیا تو شام ہوگئی ہی اس عرصہ مین نقابدار سنجرفی پوش آیا اور بدستور قدیم دسترخوان بچھایا کباب مرغ اور نان
روغنی اور کوزۂ آب سرد پیشکش کیے شاہزادۂ نور الدہر نے فرمایا ای نقابدار سنجرفی پوش الحمد للہ تجکو صحیح و سلامت
مین نے دیکھا مجکو اُسوقت سے نہایت تردد تھا اور مین دعا کرتا تھا کہ پروردگار اُس ملعون کے ہاتھ سے بچاوے
ای عزیز یہ تو بتا کہ اُس ملعون کے ہاتھ سے کیونکر نجات ہوئی نقابدار سنجرفی پوش نے عرض کیا ای شاہزادے
مین اُسی وقت غائب ہوگیا تھا اُسکا مجھسے مقابلہ نہین ہوا شاہزادے نے پھر طعام نوش کیا پانی پی کر شکر خدا
بجالایا نقابدار نے کہا آج حضور یہین استراحت فرماوین کل صبح کو یہ خادم پھر خاصہ حاضر کریگا شاہزادے نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا ای طلسم کشا نقابدار سچ کہتا ہی آج رات کو اسی جگہ مقیم ہو شاہزادے نے نقابدار
سے کہا ای ہمارا تو نے مطابق حکم کے کہا ہر چند تجھے پاس لوح نہین ہی مگر آگاہی طلسم سے رکھتا ہی یہ سنکر
نقابدار ہنسا اور آداب بجالاکر رخصت ہوا شاہزادۂ نور الدہر نے گرد اپنے حصار اسم لوح کھینچکر شب وہین
بسر کی جب صبح ہوئی نماز خدا بجالاکر بیٹھا ہوا تھا کہ دیکھا نقابدار سنجرفی پوش سامنے سے چلا آتا ہی جب
قریب شاہزادۂ نور الدہر کے نقابدار آیا آداب تسلیمات بجالایا دسترخوان بچھاکر طعامہاے لذیذ سامنے رکھے
شاہزادے نے حال پوچھا کچھ جواب درست نہ دیا اور چلے کہکر چپ ہورہا شاہزادے نے غافل ہوکر طعام کھانے
کو نوالہ اُٹھاکر ہاتھ سے چاہتا تھا کہ منہ مین رکھے کہ آواز آئی ای غافل یہ کھانا نہ کھانا شاہزادہ حیران ہوا اور دیکھا ان
کو نوالہ ہاتھ سے رکھدیا اور کھانے سے ہاتھ کھینچا نقابدار سے کہا ای عزیز یہ آواز تو نے بھی سنی نقابدار
نے کہا یہ ساحر آپکے دشمن جہان مین آرام نہین چاہتے ایک دم کی بھی آپ کی راحت انکو ناگوار ہی چاہتے ہین کہ بھوکے پیاسے
رہین آپ اب خاصہ نوش فرمائیے شاہزادے نے پھر ہاتھ ڈالا ابھی نوالہ منہ تک نہ اُٹھایا تھا کہ پھر آواز آئی ای طلسم کشا

کھانا نہ کھانا اسمین زہر ملا ہوا ہی آپ شتاب و مضطرب نہ ہوجیے مین آپہونچا شاہزادہ نورالدہر نے آواز کیطرف
منھ پھیرا لیکن کسی کو نہ دیکھا اس عرصہ مین وہ نقابدار اور طعام غائب ہوگیا تھا اب جو ادھر پھر کر دیکھا نہ دسترخوان
نہ نقابدار اور شور و غل کی آواز کان مین آنے لگی ناگاہ اب نقابدار شنجرفی پوش اصلی دسترخوان طعام لذیذ کا لیے ہوے
آیا اور ایک ہاتھ مین کٹا ہوا سر ایک عورت کا تھی کہ رنگ روے نحس کا سیاہ مثل اُلٹے توے کے پہلے نقابدار نے
آکر مجرا کیا اور وہ سر آگے شاہزادے کے رکھدیا اور عرض کیا ای شاہزادے یہی بچیا ملعونہ تھی کہ اُس خیمے مین آپ
جس سے طالب وصل ہوئے تھے اسوقت بھی یہی میری شکل بنکر اور کھانے مین زہر ملا کر کھلانے لائی تھی مین آپکو
بار بار آواز دیے جاتا تھا کہ ای شہریار کھانا نہ کھانا اسمین زہر ملا ہی آپ تو بالکل غافل تھے خوب ہوا جو آپنے وہ کھانا
نہ کھایا ورنہ بڑا غضب ہوتا یہی بچیا خواہر شعبدہ باز جادو ہی اور خشنودہ جادو اسکا نام ہی شاہزادہ بہت خوش ہوا اور
کھانا نوش کیا بعد فراغ طعام شاہزادے نے نقابدار کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا ای نقابدار اب تجکو نہ چھوڑونگا
تو نے مجھپر بڑے بڑے احسان کیے ہین اسوقت تو اپنے نام و نشان سے مجکو آگاہ کر نقابدار نے عرض کیا ای شہریار
غلام کا حال حضور کو اب بہت جلد معلوم ہو جائیگا چند سے عرصہ اور باقی ہی گھبرائیے نہین خاطر جمع رکھیے آج کی
کل مین یہ راز مخفی منکشف ہوا جاتا ہی یہ کہکر آداب بجالایا اور شاہزادہ نورالدہر سے رخصت ہوا اب
بیان سے راویان اخبار برنگینی زبان خوش بیان یہ داستان شوکت نشان یون تحریر کرتے ہین کہ جب نقابدار
شنجرفی پوش شاہزادہ نورالدہر سے رخصت ہوکر روانہ ہوا شاہزادے نے بھی ارادہ آگے چلنے کا کیا
یکایک ایک طرف سے تق گرد اٹھا شاہزادہ متعجب ہوا کہ شاید کوئی لشکر آتا ہی بعد دم بھر کے جب دامن گرد
چاک ہوا دیکھا کہ ایک جادوگر بڑے جاہ و تجمل سے لباس فاخرہ شاہون کے دربار کا پہنے اور تاج سر پر رکھے
ہمراہ تیس ہزار جادوگر سامنے شاہزادہ نورالدہر کے آیا اور قدمبوس ہوکر ملازمت حاصل کی اور عرض کیا کہ
یہ بندہ مطیع اسلام ہوا آئین دین اسلام تلقین فرمایئے شاہزادے نے فرمایا ای عزیز مجھ اپنا حال بیان کر تو کون ہی
اور مقام تیرا کہان ہی اسنے عرض کیا ای شہریار جب دیجور جادو کیفیت ملکہ سمن عذار جادو دختر بندہ سے
آگاہ ہوا مین نے یہ کام کیا کہ ملکہ کو اور شاہزادے کو بیٹیا دیجور جادو نے مجکو ایسا زدوکوب کیا کہ غلام کو کوئی امید
زندگی کی نہ تھی بعد اُسکے طلسم سے نکالدیا اب غلام خدمت حضور مین پناہ لینے آیا ہی شاہزادہ نورالدہر
نے تسلی اور دلاسا بہت دیا اور اُسکو مسلمان کیا اور وہان سے روانہ ہوے جب قریب قلعہ دیجور کے پہونچے اور
دیجور جادو کو خبر ہوئی دوسرے روز باہر قلعے کے آکر مقابلہ کیا میدان آراستہ ہوا تمام فوج ساحران جمع ہوئی
دیجور جادو میدان مین آکر سحر کرنے لگا شاہزادے نے اسم لوح پڑھ پڑھ کر سحر اُسکا رد کیا اور برابر اُسکے پہونچکر دعا
تیغ دم تیغ برق دم پر پڑھکر دم کی اور تکبیر کہکے ہاتھ تلوار کا مارا تلوار سر ساحر نحس پر پڑی سر سے تا ناخن پا اُس
ملعون کے دو پرکالے ہوے تلاطم پڑگیا آندھی سیاہ اُٹھی برف باری آتش باری ہوئی شاہزادے نے اسم لوح
پڑھ پڑھ کر اُسکو دفع کیا جب میدان صاف ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من دیجور جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم
وبمطلب خود نرسیدیم شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ حکم لوح یہ ہی کہ اسی جگہ مقام کر کہ بادشاہ طلسم تیری ملاقات
کو آئیگا اور صلح کریگا وہ مرد شجاع صاحب عزت و حشمت ہی اُس بادشاہ کا تو بھی اعزاز و اکرام کرنا اور جابجا طلسمات
اور باقی ہین اُنکو ہمراہ بادشاہ کے فتح کرنا اور جو تحفہ جات تا اب اس طلسم مین ہین وہ کسی بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی
میسر نہین ہین وہ تحفے تو لے اور مشغول طلسم کشائی کہو باقی اسمے لوح تمام ہین والسلام والاکرام شاہزادہ نورالدہر

عبارت لوح طلسمی سے آگاہ ہو کر خوش ہوا اور اسی جگہ بیٹھ گیا یکایک جادوں سواری نظر پڑا دیکھا کہ سکلل خان
جادو تخت جواہر نگار پر سوار ابر مروارید سر پر گوہر باری کرتا ہوا چلا آتا ہے سکلل خان جادو نے دوری سے
تخت کو ٹھہرایا اور اتر کر بہیل دست بستہ تیغ بدندان سامنے شاہزادہ نور الدہر کے حاضر ہوا شاہزادہ اٹھ کھڑا
ہوا بڑی تعظیم و تکریم سے ہاتھ پھیلا کر بغلگیر ہوا بادشاہ آداب شاہانہ بجا لا کر ملازمت غلامانہ حاصل کر کے قدمبوس ہوا اور
گرد پھرا بعد اسکے اپنے بیٹے شاہزادہ اولوس جنی سے ملازمت حاصل کروائی اولوس جنی کو شاہزادہ نور الدہر سے
کمال محبت تھی مژدۂ تہنیت اور مبارکباد دی اور سکلل خان نے شاہزادہ نور الدہر کو تخت پر سوار کیا اور تخت
اپنے کاندھے پر اٹھایا اور زرہ جواہر نثار کرتا ہوا ایوان شاہی میں لے لایا بڑی دھوم سے دعوت و ضیافت کی اور
خزانے جواہر سلیمانی کے اور خرمن خرمن گوہر ہائے آبدار اس طلسم کے اور تحفہ تحفہ اثاث البیت شاہنشاہی اور
ایک بارگاہ ہزار ستون کی کہ نام اسکا گوہر نگار سلیمانی تھا اور دس ہزار بافات کہ ہر باغ میں گوہر ہائے شاہوار
دیواروں میں نصب تھے اور بارہ دریوں میں پردے اور چھتیں جواہر نگار چقیں اور گوہر نگار دنگل آراستہ
تھے یہ سب تحفہ و تحائف شاہزادہ نور الدہر کی نذر کیے اور ساٹھ ہزار سوار شاہزادے کو ایسے دیے کہ جنکی زینیں
جواہر نگار اور خود گوہر آبدار کے اور اسلحہ میں مروارید بے بہا چسپیدہ اور علمداروں کی بیرقیں گوہر نگار تھیں
اور شاہزادہ نور الدہر کو دو سلاح جناب بادشاہ نے دیے کہ از سر تا پا مع خود و زرہ وغیرہ مثل گوہر شبچراغ کے
روشن اور خلعت مرصع کار جواہر نگار اور ایک اسپ قمر سیر کہ ساز و یراق اسکا سراپا گوہر نگار تھا اور اسکے علیہ
سے گلہائے تازہ زیر پا اس گھوڑا کے پیدا ہوتے تھے اور دو گلدستے گلہائے رنگین کے دیے کہ ہمیشہ وہ گلدستے
دوش ہوا پر رہتے تھے اور خوشبو سے اُن گلدستوں کی منزلوں عطر بیز ہو جاتا تھا اور ایک صندوق لباس و
آلات عیاری کا دیا کہ اسمیں قنقور سے اور پاکتابے اور گوپھن اور چوڑی خنجر کی اور حقہ ہائے آتشبازی کنندہ
گوہر نگار اور گلہائے خوشبودار تازہ و رنگین اسمیں شگفتہ اور لاکھ صندوق زر سرخ کے ہر صندوق تین گز کا گہرا اور
تین گز چوڑا اور تین گز کا طول اور لاکھ توڑے گوہر بیش بہا کے اور ہزار نافے مشک طلسمی کے دیے اور ایک سپر
گوہر نگار اور ایک سپر آفتاب شکن دی شاہزادہ نور الدہر نے تمام تحفہ جات عطیہ بادشاہ سکلل خان جادو
کے اپنے قبضے میں کیے سکلل خان نے عرض کیا کہ اے شہریار چار مرحلے طلسم کے اور باقی ہیں حضور انکو بھی فتح
کریں شاہزادہ نور الدہر نے کہا ہمارا بھی بسر و چشم منظور ہے پھر شاہزادہ نور الدہر نے سکلل خان کو عمو کا خطاب
دیا اور اسلام کیواسطے عرض کیا سکلل خان نے کہا کہ جس وقت تک دمامہ جادو اور شمشمس جادو قتل نہ ہونگے
مسلمان ہیجے بعد قتل ان جادوگروں کے بدل و جان مطیع اسلام ہونگا پھر شاہزادہ نور الدہر نے حال لقا بدار
شبچراغ پوش کا پوچھا اولوس جنی نے سر اپنا قدوم میمنت لزوم شاہزادہ نور الدہر پر جھکا دیا اور دست بستہ
عرض کیا اے شہریار وہ لقا بدار یہ غلام اور خدمتگذار سرکار تھا شاہزادے نے گلے سے لگا لیا اور نہایت محبت و شفقت
سے پیش آیا اور کہا اے اولوس جنی تیرا میں بہت ممنون اور احسانمند ہوا اولوس جنی نے حلقۂ غلامی شاہزادہ
نور الدہر گوش دل میں ڈالا اور عرض کیا کہ میں بچپنے سے شوق عیاری کرتا ہوں اور مشق عیاری کیا کرتا ہوں آپ
امیدوار ہوں کہ حضور میری سعی اور سفارش خواجہ عمرو بن امیہ نامدار سے فرماویں کہ خواجہ عمرو مجکو اپنا شاگرد کریں
شاہزادہ نور الدہر نے فرمایا کہ جب میں لشکر امیر یا تو قرحمزۂ صاحبقران میں جاؤنگا پہلے تمکو خواجہ کا شاگرد اچھی طرح
سے کراؤنگا اولوس جنی چپ ہو رہا شاہزادے نے کہا اگر تمکو جلدی منظور ہو تو میں ابھی ایک تمکو سفارشنامہ

لکھدون اور تحفہ و تحائف اور کچھ زر و جواہر دون تم خواجہ کو میری طرف سے دینا وہ تمکو فوراً اپنی حشمت شاگرد کر لینگے لیکن
میرے سامنے قسم کھاؤ کہ مین فتح طلسم کا حال نہ کہونگا اگر وہ پوچھینگے کہ نور الدہر کہان ہین تم کہنا کہ کوہ قاف مین
ملاقات ہوئی تھی اولوس جنی نے قبول کیا شاہزادہ نور الدہر نے ایک خط لکھدیا اور ایک خزانہ اور کچھ تحفے خواجہ
کو بھیجے اولوس جنی خط اور تحفے اور خزانہ ہمراہ لیکر روانہ ہوا اسوقت اولوس جنی خدمت خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری مین پہونچا تحفے و تحائف وغیرہ پیش کیے اور نور الدہر کی طرف سے خط دیا خواجہ نے اولوس جنی
کو شاگرد اپنا کیا یہان جب شاہزادہ نور الدہر رخصت ہونے لگا تو سکلل خان نے کہا کہ آپ کو ملکہ عنطیہ جنیہ
زوجہ نے میری طلب کیا ہی شاہزادہ محل مین ہمراہ سکلل خان کے گیا عنطیہ جنیہ زوجہ سکلل خان نے شاہزادہ
کو گلے سے لگایا اور تحفے بہت سے دیے نہایت اعزاز و اکرام کیا بعد اسکے شاہزادہ نور الدہر نے اس مہم سے
فراغت کرکے تمام مال و اسباب کو سربمہر سکلل خان کے سپرد کیا و رسید مہری سکلل خان سے لے لی اور کہا کہ
سکلل خان یہ کے نامدار یہ سب اسباب آپ کے پاس امانت چھوڑے جاتا ہون جسوقت چاہونگا لے لونگا
سکلل خان نے عرض کیا اے شاہزادہ والا تبار یہ غلام حضور فیض گنجور کا خزانچی ہی سرکار کو اختیار ہی جسوقت
آپ طلب فرمائیے گا فوراً حاضر کردونگا بعد اسکے شاہزادے نے کہا وہ چار مرحلے طلسم کے تھے ہین سکلل خان مع
تیس ہزار سوار کے ہمراہ شاہزادہ نور الدہر کے ہوا اور ان مرحلات کو بھی فتح کیا اور وہان سے اپنے شہر کو
مع شاہزادہ نور الدہر مراجعت کی جب ایوان شاہی مین آیا بڑے اعزاز و اکرام سے دعوت و ضیافت کی اور جلسہ
جشن تمام شہر مین تین دن تک رہا اور سکلل خان بجان و دل مطیع اسلام ہوا اب یاد شاہزادے کو ملکہ دردانہ
گوہر پوش دختر ملک مروارید گوہر پوش کی آئی بادشاہ سکلل خان نے ملک مروارید کو طلب کیا جب
ملک مروارید گوہر پوش آیا اور سجدہ بجا لا کر جمال شاہزادہ نور الدہر کا دیکھا بہت خائف ہوا لیکن سامنے
نور الدہر کے حاضر ہوا شاہزادہ نور الدہر نے حال ملکہ دردانہ گوہر پوش کا پوچھا ملک مروارید نے کہا کہ
ملکہ دردانہ گوہر پوش آپ کے عشق مین دیوانہ وار مضطر و بیقرار بہت رہتی تھی مین نے اسکو دریائے طلسم مین
قید کیا ہی یہ سنکر شاہزادہ نور الدہر نے کہا کہ بلواؤ اسکو اسی وقت جنیان گئین اور اپنے ہمراہ لائین شاہزادے نے
جو ملکہ دردانہ گوہر پوش کو دیکھا نہایت اسکے حال پر تاسف کیا اور حمام کراکے پوشاک شاہانہ سے آراستہ
کرایا اور عقد کا سامان کیا غرضکہ ملکہ دردانہ گوہر پوش کا عقد ساتھ شاہزادہ نور الدہر کے ہوا صحبت جشن
برپا ہوئی سامان عیش و عشرت کا برپا ہوا وصال ملکہ دردانہ گوہر پوش سے خوش و خرم ہوئے صدف آرزو
گوہر مراد پایا غنچہ دل شگفتہ ہوا چمن خزان رسیدہ مین بہار آئی شعر کیونکر نہ جی کو چین ہو جب دلربا ملے معشوق
اپنا بچھڑا ہوا جبکہ آملے + اسی اثنا مین اولوس جنی بھی شاگردی سے خواجہ عمرو کی فیضیاب ہو کر کمال فن عیاری
حاصل کر کے آگیا اسکا عقد ملکہ سمن عذار جادو کے ساتھ کیا کہ وہ بیٹی ہی مہر جادو وزیر دیجور جادو کی آ
شاہزادہ چند عرصہ تک رہا ایک روز شاہزادے نے بادشاہ سکلل خان سے کہا کہ عمر جان مجکو چند جنیون کے ساتھ
کوہ قاف مین دیو قہقہہ کے شہر مین پہنچوا دیجیے کہ اس سے بدلا اپنی عداوت کا لینا ہی کیونکہ وہ میرا دشمن ہی اور اسنے
دوبارہ پکڑ بلوایا تھا واسطے قتل کے وزیر نے اسکے لیکر قتل سے مجکو بازرکھا مگر قید کیا اب مین جاکر اس بیجا کو سزا
سخت دونگا سکلل خان نے کہا اے شہریار دیو قہقہہ سے حشیمی بڑا زبردست ہی آپ اس سے مقابلہ نہ کیجیے فرمایا
اب مین اسکو بغیر سزا دیے ہوئے کب مانتا ہون آخرکار سکلل خان نے جنیان چالاک و زبردست کو بلا کر کہا کہ

شاہزادے کو کوہ قاف میں بارگاہ میں دیو قہقہہ سہ چشمی کی پہونچا آؤ۔ جنیون نے تخت جواہر نگار لاکر حاضر کیا
شاہزادہ نور الدہر نے مسلح و مکمل ہوکر تیغ گوہر بار سلیمانی کمر سے لگائی سپر آفتاب شکن پس پشت کی اور تخت پر بیٹھ کے
روانہ ہوئے جنیان تخت اڑاتی ہوئی جانب کوہ قاف چلیں ایوان دیو قہقہہ سہ چشمی پر تخت پہونچا شاہزادے
نے کہا تخت یہیں اتار دو اور تم علیحدہ کھڑی ہوکر تماشا دیکھو جنیون نے تخت وہیں اتار دیا اور آپ ایک گوشے میں
پوشیدہ ہو گئیں شاہزادے نے وہیں نعرہ کیا نعرہ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و ہمرشتہ ستارہ چشم
شاہزادۂ نور الدہر ہوں یہ کہکر للکارا کہ اے لاش او ہیجا ابلیس پرست میں آ پہونچا اب تیری اجل قریب ہی ہاتھ باندھکر میرے
سامنے آ اور اطاعت میری کر ورنہ سزا سے سخت پائیگا دیو قہقہہ سہ چشمی نے جو شاہزادے کو دیکھا برہم ہوکر ایک
دیو سے کہا کہ اسکو پکڑ لو وہ دیو مثل ہاتھی مست کے چنگھاڑ کر دوڑا شاہزادۂ نور الدہر نے تیغ گوہر بار سلیمانی کو
میان سے کھینچکر جلوہ دیا کہ آنکھوں میں اُس دیو کی چکاچوند ہوا آنکھیں اپنے بند کر لیں اور ہاتھ پکڑنے کو پھیلائے
نور الدہر نے تلوار ماری کہ دونوں ہاتھ اُس خیرہ سر کے مثل خیار تر کے کٹ گئے وہ دیو منھ کھولکر دوڑا نور الدہر نے
ذوب کر داہنی طرف سے ایک ہاتھ گوہر بار سلیمانی کا کمر پر مارا دیو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا پھر دیو قہقہہ نے
حکم دیا کہ لینا سب دیو چار طرف سے نرغہ کرکے دوڑے شاہزادہ بجلی کی طرح کوندنے لگا تیغ گوہر بار مثل برق کے
چمکنے لگی جسکو ہاتھ مارا وہ دو ٹکڑے ہوا غرضکہ دیوون کو مارتے ہوئے قریب دیو قہقہہ کے پہونچے دیو قہقہہ نے
دہن سے شاخیں جھکائیں شاہزادے نے تلوار بڑھا میں کاٹ کے شاخیں پکڑ کے جھٹکا دیا کہ وہ منھ کے بل گرا
نور الدہر نے پیچھے ہٹ کے جو ہاتھ تیغ گوہر بار سلیمانی کا مارا گردن پر دیو قہقہہ کی پڑا سر کٹ کے اُسکا دور گرا
لاش تڑپنے لگی جو دیو زخمی پڑے تھے وہ رہ گئے جو باقی زندہ رہے وہ جلگے میدان صاف ہو گیا پھر دیو
ہاتھ جوڑکر قدموں پر گرے مطیع شاہزادۂ نور الدہر ہوئے شاہزادہ ایک شب وہاں قیام کرکے تخت پر
سوار ہوا اور جنیان تیز رو سے کہا کہ تم مجکو کوہ قاف میں ملکہ سلیمان پری کے پاس پہونچا دو جنیان
تخت پیکر دوش صبا پر چلیں چند ساعت میں درمیان کوہ قاف کے بارگاہ ملکہ سلیمان پری میں
تخت لیے ہوئے پہونچیں شاہزادہ تخت سے اُترا سلیمان پری کو سلام کیا سلیمان پری نے جمال بے مثال
شاہزادہ نور الدہر کو دیکھا خوش ہوئی اور گلے سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا ملکہ جواہر پری کو جو خبر
ہوئی ایسی خوش ہوئی کہ غنچۂ دل شگفتہ ہوا باغ خزان رسیدہ میں بہار آئی پھولوں نہ سمائی تمام قاف
میں جشن کا حکم دیا صحبت عیش آراستہ ہوئی جام شراب ارغوانی گردش میں آیا ناچ رنگ ہونے لگے بعد
شہزادہ اور ملکہ خوابگاہ میں آئے اب سامان صحبت وصل در ملکہ جواہر پری سے بوس و کنار ہونے لگا صحبت آرزو
طالب کو ہر مراد ہوئی۔ شعر یوں جو ترو تازہ کرے سو یار سے کیا ہوتا ہے + بچھڑے مل جاتے ہیں جب فضل خدا
ہوتا ہے + القصہ دونوں شراب وصل سے سیراب ہوئے نہال حسن جوانی نخل مراد ملکہ جواہر پری تر و تازہ
و شاداب ہوکر بار ور ہوا پھولا پھلا فوراً ثمر لایا ملکہ جواہر پری حاملہ ہوئی بعد انقضائے مدت سینہ سے
آفتاب عالمتاب صاحبقرانی برج حمل سے طالع ہوا یعنے شاہزادۂ ذیقدر والا تبار پیدا ہوا کہ جسکا ذکر
انشاء اللہ تعالے صندل نامے اور ابرج نامے میں بھی گذارش کیا جائیگا یہاں پرستان میں دھوم
ہوئی کہ چلو چل کے جلوہ نبیرۂ صاحبقران دیکھو اگر اس قمر لقا کے پیدا ہونے کی دھوم اور چھٹی کا
سامان اور جشن شادی تولد فرزند ارجمند نور الدہر بن بدیع الزمان مفصلاً او شرح ...

تحریر کرون تو داستان کو طول ہوگا خلاصہ مضمون مسرت مشحون یہ ہی کہ شاہزادہ نوراﷲ ہر نے جذبے وصل ملکہ
جواہر پری کے خوب مزے لوٹے ایک روز قریشیہ سلطان آئی شاہزادہ نوراﷲ ہر نے سلام کیا قریشیہ
سلطان نے شاہزادے کو گلے سے لگایا اور حال طلسم کشائی پوچھا شاہزادہ نوراﷲ ہر نے کہا بفضل خدا
ساحرون کو مین نے جا کر قتل کیا اور طلسم گوہر بار فتح ہوا غرض تمام کیفیت طلسم و عجائبات وغیرہ بیان کی اور دیو
قہقہہ سہ چشمی کی لڑائی کا حال کہا یہان یہ ذکر تھا کہ یکایک کئی دیو گھبرائے ہوئے آئے اور قریشیہ سلطان سے
عرض کیا کہ دیو گراب بن قہقہہ سہ چشمی اور دیو کبریت بن قہقہہ سہ چشمی یہ دونون بھائی لاکھو دیوون کا لشکر
لیکر ادھر آئے ہین اور شاہزادے کیطرف سے نہایت غضبناک ہین کہ شاہزادہ نوراﷲ ہر نے دیو قہقہہ سہ چشمی
کو قتل کیا اور بہت سے دیو مارے ہین تمام لشکر دیو نژاد برابر کوہ زہرہ کے آ پہونچا یہ سنکر قریشیہ سلطان
اٹھ کھڑی ہوئی اور لشکر کو حکم کیا کہ جلد تیار ہو کر کوچ کرو فوراً لشکر دیو نژاد مسلح و مکمل ہو کر ہمراہ قریشیہ سلطان
کے روانہ ہوا اور ملکہ سلیمان پری اور شاہزادہ نوراﷲ ہر بھی ہمراہ قریشیہ سلطان کے ہوے جب کوہ زہرہ پر
لشکر قریشیہ سلطان پہونچا مقابل لشکر کبریت و گراب بن سہ چشمی کے فرو کش ہوا اور خیمے برپا ہو گئے
دوسرے دن کبریت وغیرہ نے طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر قریشیہ سلطان مین بھی نقارہ رزمی بجا رات بھر
دیوان سرہنگ مین تیاری جنگ رہی صبح کو ملکہ قریشیہ سلطان اور ملکہ آسمان پری اور شاہزادہ
نوراﷲ ہر لشکر فراوان لیکر میدان مین آئے ادھر سے کبریت بن سہ چشمی وغیرہ لاکھو کا لشکر دیوان
لیکر رزمگاہ مین مقابل صف آرا ہوا جب طرفین مین صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب بھی نقابت کر کے
چلے گئے کبریت بن قہقہہ سہ چشمی میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا شاہزادہ نوراﷲ ہر نے ارادہ کیا کہ مقابلے
کو اس کے جاؤن قریشیہ سلطان نے منع کیا اور نہ جانے دیا اور آپ اُسکے مقابلے کو گئی بعد گفتگو بیجا
دیو کبریت نابکار نے وار شمشاد اٹھا کر قریشیہ سلطان پر ماری قریشیہ سلطان نے وار کو اسکے خالی دیکر
خنجر سلیمانی کا ہاتھ مار کر سر پر اُسکے پڑا تا جگرگاہ اُتر گیا کبریت دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا قریشیہ سلطان نے مبارز
طلب کیا دیو سمنگال آیا اور زاغول کا وار کیا قریشیہ سلطان نے بازو پر تیغ کی روکا زاغول نصف
کٹ کر زمین پر گرا اور نصف اُسکے ہاتھ مین رہگیا دیو سمنگال نے وہی نصف زاغول جو ہاتھ مین رہگیا تھا
قریشیہ پر کھینچ مارا قریشیہ سلطان نے اُسکو خالی دیکر تیغ کا ہاتھ کمر پر مارا دیو سمنگال بھی دو ٹکڑے
ہو کر گرا اسی طرح شام تک قریشیہ سلطان نے سترہ دیوون کو مارا اور طبل بازگشت بجا کر پھر گئی نوراﷲ ہر اور
آسمان پری مع لشکر ظفر پیکر خیمون مین داخل ہوے گراب بن سہ چشمی وغیرہ بھی لڑکر اُداس اور پریشان
خیمون مین آئے زخمیون کا علاج ہوا کشتون کے لاشے اٹھوائے گراب نے تمام سرداران لشکر کو بلایا
اور کہا کہ تم مین سے ایسا کوئی نہین ہی کہ جا کر ملکہ قریشیہ سلطان کو گرفتار کر لائے دیو اعتکاف کہ وہ
فن عیاری مین بھی بہت ہوشیار تھا اُسنے کہا کہ ای گراب بن قہقہہ آپ خاطر جمع رکھیے مین آج شب کو
قریشیہ سلطان کو گرفتار کر لاؤنگا جب شب ہوئی لشکر قریشیہ سلطان کی طرف روانہ ہوا یہان کوئی ڈیڑھ
پہر رات گئی تھی کہ ملکہ قریشیہ سلطان کھانا وغیرہ نوش فرما کر خوابگاہ پر جا کر سو رہی دیو اعتکاف نے وہان
پہونچکر آسمان پر سے بیہوشی اُڑائی جتنے نگہبان وغیرہ تھے سب بیہوش ہو گئے دیو اعتکاف اُترا اور خیمے مین
ملکہ قریشیہ سلطان کے آیا قریشیہ سلطان کو بھی بیہوش کیا اور حلقہ ہاے کمند سے مشکین باندھکر چھا

لیے ہوئے نکلا چلا گیا اور سامنے دیو گراب بن دیو قہقہہ سہ چشمی کے لایا دیو گراب نے حکم دیا کہ جلد سے لیجا کر
کسی مقام محفوظ میں قید کرو دیو اعتکاف نے قریشیہ سلطان کو لیجا کر قصر اخضر میں قید کیا یہاں لشکر قریشیہ
سلطان میں صبح کو غلغلہ عظیم ہوا کہ قریشیہ سلطان شب کو فرش خواب سے غائب ہو گئی آسمان پری سُنکر بیتاب
مضطر و غمگین ہوئی اور شاہزادہ نور الدہر کو کمال رنج و الم ہوا ہر چند سب دیو دوڑ دوڑ کر ڈھونڈھتے گئے اور تلاش کیا
مگر پتا کہیں نہ پایا جب شام ہوئی اُدھر گراب بن قہقہہ نے طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے خبر دی آسمان پری نے
بھی اپنے لشکر میں کوس حربی بجوایا رات بھر دونوں طرف لشکر میں تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر معرکہ آرائے کارزار
ہوئے جب صفیں آراستہ ہو چکیں گراب بن قہقہہ سہ چشمی آپ میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا لشکر آسمان
پری سے سیامک سیاہ کلاہ مقابلے کو نکلا گراب نے کہا او سیامک تو میرا بھائی ہو ادھر آ کے دل و جان سے
ابلیس اختیار کر میں تیری بڑی عزت و تکریم کرونگا ورنہ تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا سیامک نے جواب دیا او گراب
نابکار میں نے ابلیس پرستی پر لعنت کی ہی میں ہرگز تیری اطاعت نہ کرونگا گراب یہ سُنکر بہت برہم ہوا اور چماق
چادر اُٹھا کر سیامک پر ماری سیامک نے وار شمشاد سے چماق چادر کو کاٹا اور وار شمشاد گراب کو ماری اُسنے
وار شمشاد کو بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکے سے مروڑ کر وار شمشاد چھین لی سیامک لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی گراب
نے بہت دیر کے بعد سیامک کا لنگر اکھاڑا اور ایک ہاتھ سے اُٹھا کے چرخ دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر
مشکیں باندھ لیں اور لشکر میں دیوؤں کو دیدیا بعد سیامک کے کئی دیو لشکر آسمان پری سے نکل کر اُسکے
ہاتھ سے گراب کے مارے گئے گراب برابر مبارز طلب کرتا ہی اب کوئی دیو مقابلے کو نہیں نکلتا ہی اُس وقت
شاہزادہ نور الدہر بعد ختم و قہر ملکہ آسمان پری کے پاس آیا اور عرض کیا کہ دادی جان اب مجھکو تاب ضبط نہیں
میں اس نابکار دیو گراب کو مارتا ہوں اب وہ چند دیوؤں کو مار کر بہت غرور کے کلام کرتا ہی کہیں ایسا نہو کہ
لشکر پر آگرے آسمان پری نے سمجھایا شاہزادے نے نہ مانا ہر چند کہا ای فرزند تم نہ جاؤ دیوان لشکر سمجھ لیں
مگر نور الدہر نے نہ مانا اور مرکب جھکا کے سامنے گراب بن قہقہہ سہ چشمی کے آیا شاہزادے کو دیکھکر گراب
بہت ہنسا اور پکارا او طفل آدم زاد تو مجھسے لڑنے آیا ہی کیوں تیری شامت نے گھیرا ہی میں تجکو مور ضعیف سے
کمتر جانتا ہوں ایک انگلی کے اشارے سے تیرا کام تمام ہوگا شاہزادے نے کہا تو مجھکو نہیں جانتا میں نبیرۂ
صاحبقران ابن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان ہوں تو نے سنا ہوگا کہ تیرا باپ دیو قہقہہ سہ چشم
کیونکر مارا گیا میں وہی جوانمرد نامدار کشندۂ دیو قہقہہ بدکردار ہوں تجکو بھی اُسی حال خراب سے قتل کرونگا گراب نے
خشمناک ہو کر چماق چادر سر پر گردش دے کر شاہزادے کو ماری نور الدہر نے دیکھا کہ کہیں اسکے حربے سے
مفر نہیں فوراً اُسکی ٹانگوں کے بیچ میں نور الدہر گھس گیا چماق چادر زمین پر لگی وار خالی گیا خاک اڑی
گراب پکارا ای آدم زاد افسوس تو خاک میں ملگیا میں نے تیرا گوشت بھی نہ کھایا نور الدہر نے للکارا او بے حیا
مجکو خاک میں ملانے کو میں زندہ اور سلامت موجود ہوں یہ سُنکے گراب نے ہاتھ بڑھایا کہ شاہزادے کو پکڑ لے
نور الدہر ہاتھ سے گراب کے لپٹ گیا گراب بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی بہت دیر کے بعد سر جو گراب کا جھکا نور الدہر نے
شاخ پر ہاتھ ڈالدیا اور شاخ کو پکڑ کے جھٹکا مارا کہ جڑ سے شاخ اُسکی اکھڑ آئی نالا خون کا بہنے لگا گراب بدحواس ہو گیا اور
نور الدہر سے اپنے تئیں چھڑا کر بھاگا دیوؤں سے کہا مجھے بچاؤ اور اسے مار ڈالو لاکھ دیو ہجوم کر کے نور الدہر پر
دوڑ پڑے نور الدہر بھی تلوار کھینچکر اُن دیوؤں پر گرا اُدھر سے آسمان پری نے اپنے دیوؤں کو کمک کیواسطے

بھی لڑائی ہونے لگی نورالدہر کی تلوار چلنے لگی دیووں کی دارین ارغنون زغنول کے جربے ہونے لگے دیو
کٹ کٹ کے گرنے لگے کشتوں کے ڈھیر ایک دم میں میدان جنگ مین لگ گئے اُدھر کا حال سنیے کہ قریشیہ سلطان
کو جس روز دیو اعتکاف نے گرفتار کر کے قصر اخضر مین قید کیا تھا اُسی روز غلمان پری اُس قصر کی سیر کو
آئی تھی اُسنے سُنا کہ ملکہ قریشیہ سلطان یہان قید ہے اپنے دیووں سے کہا کہ ان دیووں کو مارو غلمان پری
کے دیو دیوان کفار پر جھپٹے لیکر گرے لڑائی ہونے لگی قریشیہ سلطان نے بھی فوراً قید کو اپنی توڑ ڈالا
اور لڑنا شروع کیا دیو اعتکاف سے سامنا ہوا ایک ضرب خنجر سے اُسکے دو ٹکڑے کیے دیو اُسکی لاش کو لیکر بھاگے
پاس گراب بن بہادر بن قہقہہ حشمی کے لیے گئے قریشیہ سلطان اور غلمان پری اُنکے تعاقب مین چلے تھے
میدان جنگ مین پہونچے کہ نورالدہر گراب کو زخمی کر چکا ہے لڑائی گھمسان کی ہو رہی ہے قریشیہ سلطان بھی
تیغ سلیمانی لیکے شریک جنگ ہوئی یہانتک دیووں کو قتل کیا کہ دیو کفار تاب جنگ نہ لاکے بھاگنے لگے
قریشیہ سلطان اور شاہزادہ نورالدہر تعاقب مین چلے آئے لشکر کفار کے خیموں کو لوٹ لیا آخرکار سب
دیو و سپاہ گراب کو تخت پر ڈال کے پردۂ ظلمات کی طرف بھاگے قریشیہ سلطان اور نورالدہر اور
آسمان پری اپنی فوج کو لیکر باغ فیروزی مین آئے شاہزادہ نورالدہر کو بہت تحسین و آفرین کی کہا اے فرزند گرامی
تو نبیرۂ صاحبقران ہو پھر قریشیہ سلطان ملکہ غلمان پری کو ملکہ آسمان پری کے پاس لائی اور کہا
کہ انھون نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ قید سے رہائی ہوئی اور یہ بھی ناموس ہین بادشاہ اسلام سعد بن قباد
شہریار عالیوقار کی آسمان پری نے غلمان پری کی نہایت خاطر و مدارات کی اور استفسار حال کیا غلمان
پری نے کہا کہ مجھکو خونریز جادو بادشاہ طلسم خونریز گرفتار کر کے لیگیا تھا مین طلسم مین قید تھی اور بادشاہ
اسلام سعد بن قباد بھی گرفتار طلسم ہوئے تھے جب شاہزادہ بدیع الزمان رہا کرنے بادشاہ اسلام کو
آئے اور طلسم کو فتح کیا مین قید سے چھوٹی یہ سُنکر نورالدہر بھی غلمان پری سے ملا اور سلام کیا غلمان
پری بھی شاہزادہ نورالدہر کے صدقے ہوئی اور گلے سے لگایا اور حال لشکر اسلام کا بیان کیا کہ صاحبقران نے
اکرالقاش طوفان آشام کو پکڑ لیا مگر اب اندنوں مین نمرود شاہ آیا ہوا ہے اس سے مقابلہ ہو رہا ہے نورالدہر نے
کیفیت لشکر اسلام اور احسان صاحبقران زمان کا سُنکر عرض کیا کہ ہم بھی جان اب مین پردۂ دنیا پر جاؤنگا مجکو
جلد رخصت کیجیے آسمان پری نے بہت سے تحفے و تحائف شاہزادہ نورالدہر کے ساتھ کیے اور تخت پر سوار کر کے
دیووں کو ساتھ کیا شاہزادہ نورالدہر روانہ طرف لشکر اسلام کے ہوئے

اب وہ کلمے داستان شوکت نشان صاحبقران زمان اور لقاے بے لقا کے بیان کیے جاتے ہین

پلا اب تو ساقی مے لالہ رنگ
صدا قلقل مے کی یون ہو بلند
ہو بارش لہو کی اُلٹ کر سراب
غضب کی ہو جنگ و ورش یہ گُل
ور شب شدہ مین حمد و زاری دل
آمدہ باز غم او بسر آوارہ دل
یا زمانہ آمد شب ہجر غم و زاری دل

کہ ہو دور پیش زبان سمر کی ہو جنگ
کہ زخمی ہو جس طرح سے دردمند
ہر اک برق شمشیر سے ہو کباب
کہ ہر ایک کا فرجگر ریش ہو شعار
با سگان سر کسے تو جگر خواری دل
بلکہ ای بخت تو ای ہمہ خواری دل
خواب را روز و ... ہست زبیداری دل

شراب سمعا کی ہر ایک لہر
سر کافران پر گرے جون شرار
یہ میخانہ ہو صورت رزمگاہ
دوستان چند کنم نالہ ز بیماری دل
خود ز لطف گرو دام گرفتاری دل
زنہ ... کہ خود در رگ گرفتاری دل
روز عشق است ... زبیداری دل

نظر آئے ہر اک کو شمشیر قہر
کرین منقلب ہوکے جسطرح جام
ہو تلوار اسلام کی بے پناہ
کس گرفتار مبادا بگرفتاری دل
کر دو ہمہ کہ نکشید زبیماری دل
نیست گر کند چارہ بیماری دل
ای نفس یار نے پھر یاری دل

قند مکین بار بس کرد گر قندی لب	بار آفت کام و زن کن باری لب
نیست ای دل در من ز رہ کشش ای لب	از تو در سینہ خود بارہ آتش ای لب

فرصت کو کہ کنم ذکر شکارچی لب	آخر عمر من داد دل بجا بوی لب
بیت نگار زہ معنی بیعدیل • نوشتہ این داستان جلیل	

شجاعان عرصہ کارزار و بہادران فسونکار معرکہ آرائی قلم شمشیر شیم تیزی طبع نازک خیال کو بعد جاہ و جلال یون نگینی یون تحریر کرتے ہیں کہ زمرد شاہ مردود المقاب بے لقا اپنے فیروزی پر بعد کبر و نخوت بیٹھا ہوا تھا کہ ہر کارون نے آکر خبر دی کہ دہنہ ظلمات سے ورقاسے فیل پا اور آہن خوار فیل پا آپکی مدد کو آتے ہین یہ خبر سنکر لقا بے لقا بہت خوش ہوا اور یاقوت شاہ سے کہا کہ جاؤ استقبال کرکے انھین لاؤ یاقوت شاہ ہمراہ بختیارک صیغم خون آشام وغیرہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور پیشوائی کرکے انھین ساتھ لایا اُن کافرون نے آکر لقا کو سجدہ کیا اور بوسہ پایہ تخت خدائی کو دیا لقا نے انکو خلعت سے سرفراز کیا وہ دونون خلعت پہن کر بارگاہ یاقوت دو مین آئے حال لشکر اسلام کا پوچھا بختیارک نے کہا کیا پوچھتے ہو حال کچھ قابل بیان کے نہین ہے جب وہ مفصل بختیارک نے سب حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا اُن دونون نے کہا خیر سمجھا جائیگا اتفاق زمینہ عیار نے شاہزادہ بدیع الزمان سے جاکر خبر دی کہ ورقاسے فیل پا اور آہن خوار فیل پا ساٹھ لاکھ فوج لیکر لقا کی مدد کو آئے ہیں بدیع الزمان نے فضل بن گیا ہور خون آشام اور ہاشم تیغزن اور فرہاد خان یکفری سے کہا کہ بہت دن ہوئے ہین بیٹھے بیٹھے ہاتھ پاؤن سست ہوگئے ہین اب ذرا ہاتھ پاؤن ہلانا چاہیے اگر تمھاری صلاح ہو تو چلکر ان کافرون پر شبخون ماریں سبھون نے بالاتفاق کہا بسم اللہ چلیے ہم سب آپکے ہمراہ ہین بیکیکے سر شام سے مسلح و مکمل ہو کر پیدا ہوئے اور دو پہر رات گئے قریب لشکر کفار کے پہونچے شاہزادہ بدیع الزمان نام نامی اسم گرامی حمزہ صاحبقران کا لیکر لشکر کفار پر گرا اور فرہاد خان یکفری نے للکارا منم رستم زمان لندھور بن سعدان فضل بن گیا ہور خون آشام پالک الور کا نام لیکر پکارا ہاشم تیغزن نے نعرہ کیا منم رستم پیلتن و پیلتن کشندہ دولہ ہندی و کشندہ گیتیان فرنگی۔ شعر علمشاہ رومی شہ فیل زور ❊ کہ بر تخت ترک افگندہ شور ❊ یہ نعرے کرکے چارون بہادر مثل شیر خشمناک تلوارین کھینچکر کفار کو قتل کرنے لگے غل ہوا بارے ہوشیار ہو حمزہ نے آکر شبخون مارا سب پہلوان لشکر کفار کے اپنے اپنے خیمون سے مسلح و مکمل ہو ہو کر نکلنے لگے یہان ان چارون دلاورون نے پہر بھر خوب شمشیر زنی کی اور خون کے دریا بہائے اور صاف نکل چلے گئے مگر تاریک شب مین کفار کو کچھ نہ سوجھا یگانہ و بیگانہ کو نہ پہچانا کہ اس ہجوم مین حریف کون کون ہے رات بھر آپسمین تلوار چلا کی ایک دوسرے کو حریف سمجھکر مارتا تھا جب صبح کی روشنی ہوئی آگاہ ہوئے کہ اسمین حریف کوئی نہین ہے سب کے سب اپنے ہی لشکر کے ہین اور لاشون مین کسی حریف کا نہین ہے آپسمین ایک نے ایک کو قتل کیا ہے ورقا نے کہا کہ حمزہ عجب دغا کی لڑائی لڑتا ہے بختیارک نے کہا حمزہ کا یہ کام نہین ہے حمزہ نے کبھی کہین شبخون نہین مارا اگر کچھ عجب نہین جو بدیع الزمان نے آکر شبخون مارا ہو ورقا نے کہا کہ اگر آج شب کو آئیگا تو حال معلوم ہو جائیگا عمرو نے جو یہ حال سُنا اکر صاحبقران زمان سے کہا کہ آپ نے تو خوب طریقہ نکالا کہ لندھور و مالک و علمشاہ کو ساتھ لیکر کفار کے لشکر پر شبخون مارا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ قسم ہے خدا کی مین نہ تھا یہ میرا شیوہ نہین کہ حریف پر شبخون مارون ہان اگر بدیع الزمان نے میرا نام لیکر شبخون مارا ہو تو عجب نہین عمرو سمجھا حمزہ سچ کہتے ہین عرض کیا کہ جاکر دریافت کرتا ہون اور دل مین اپنے خیال کیا کہ ملتمس ابدال پیر لقا سے بے لقا کا ہے مال و اسباب اسکے پاس بہت ہوگا چلکر لینا چاہیے القصہ عمرو وہان سے روانہ ہوا جب قریب تکیے کے پہونچا صورت اپنی ایک فقیر کی بنائی ریش سفید منھ پر عمامہ سر پر تسبیح ہاتھ مین

کی بالقا بالقا جپتا ہوا تکیے پر آیا وہان دیکھا کہ بدیع الزمان وغیرہ بیٹھے ہین عمرو نے طلمس ابدال سے صاحب سلامت
کی اور پکارا عشق اللہ ہو اسنے جواب دیا کہ صدا ر عشق ہو آؤ بابا عمرو نے پاس اسکے آکر ہاتھ چومے اور کہا شاہ
صاحب مین بہت دور سے مشتاق تمھارا ہوکر آیا ہون مین نے سنا ہی کہ آپ بڑے حق رسیدہ ہین طلمس ابدال نے
کہا بابا یہ سب تمھاری خوبیان ہین عمرو پاس بیٹھ گیا باتین کرنے لگا طلمس ابدال نے پوچھا بابا نام تمھارا کیا ہی کہا
شاہ صاحب میرا نام آپ کیا پوچھتے ہین خاکسار کو جہان گرد درویش فنا کہتے ہین طلمس ابدال نے عمرو کی دعوت
ضیافت کی دن بھر عمرو وہان رہا رات کو جتنے فقیر تکیے پر تھے مع طلمس ابدال سب کو بیہوش کیا اور جو انکا مال
اسباب لیکر زنبیل مین ڈالا اور طلمس ابدال کا مال و اسباب سب صندوقون مین سے نکال کر نذر زنبیل کیا اور
کنکر پتھر اُن صندوقون مین بھر دیے اور وہان سے راہی ہوا یہان جو صبح کو سب بیدار ہوے ہر ایک نے اسباب
اپنا نہ پایا اور درویش فنا کا بھی کہین پتا نہین طلمس ابدال نے جو صندوق اپنے کھلوائے بجاے زر و جواہر کنکر پتھر
بھرے دیکھے مال و اسباب بالکل نہین ہی طلمس ابدال نے پکارا کہ یہ درویش فنا کوئی عیار تھا کہ سب کو بیہوش
کرکے لوٹ لیگیا کچھ کسی کے پاس نہ چھوڑا بدیع الزمان نے ہاشم سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی خواجہ عمرو تھا یہان بھی گذر
ہوا یہ کام انھین کا ہی ہاشم نے کہا صحیح درست ہی ہرکارون نے یہ خبر لقا سے بے بقا کو پہونچائی کہ طلمس ابدال
کا سب مال و متاع کوئی بیہوش کرکے چرا لیگیا لقا نے کہا کہ بیس ہزار روپیہ جلد اُسے پہونچاؤ اور کچھ لوگ نگہبانی
کے واسطے مقرر کرو یاقوت شاہ نے اسی وقت بیس توڑے روپیون کے بھجوائے شاہ جی نے روپیے اپنے
قبضے مین کیے اور اسی وقت باورچیون کو بلاکے پلاو زردہ دم کروایا اور سالن روٹی پکوایا عمرو نے جو سنا کہ بیس ہزار
روپیے طلمس ابدال کو لقا نے بھیجے ہین اپنے دل مین کہا اللہ دے اور بندہ لے یہ روپیہ کون چھوڑے چلکے
اسکو بھی لیا چاہیے یہ سوچ کر عمرو چلا جب قریب تکیے کے آیا دیکھا کہ کھانا دم پخت ہو رہا ہی ایک سقے کی صورت
بنکر مشک کاندھے پر رکھی کھاروے کی لنگی کا ایک سرا سر پر ڈال لیا اور ڈول رسی لیکر پانی بھرنا شروع کیا جتنا
کھانا پک پکا کر تیار ہوا بیہوشی آلود تھا جب شام کو سب فقیر جمع ہوے کھانا کھا کر بیہوش ہوے عمرو نے سب روپیہ
صندوقون سے نکالا داخل زنبیل کیا صبح کو سب ہوش مین آئے طلمس ابدال نے دیکھا کہ صندوق سب کھلے پڑے
ہین جب صندوقون کے پاس آیا دیکھا ایک حبہ کسی صندوق مین نہین ہی بلکہ باورچیون کی دیگین بھی غائب ہین
سب حیران و پریشان ہوے وہ جو لوگ نگہبانی کو آئے تھے اُنکے ہتھیارون کا بھی پتا نہ تھا وہ سب نگہبان گئے
اور یاقوت شاہ سے تمام کیفیت بیان کی یاقوت شاہ نے لقا سے جاکر حال بیان کیا لقا سے بے بقا
نہایت برہم ہوا اور گرد مرد عیار کو بلاکر حکم دیا کہ تو جاکر دریافت تو کر کہ کون ایسا چور ہی کہ فقیرون کا مال لیجاتا ہی
بختیارک نے کہا کہ سوائے مرشد کامل کے اور کسی کا یہ کام نہین گرد مرد بولا کہ ملاجی تم سچ کہتے ہو سوائے
اُس دزد باریک گردن کے اور کوئی نہین لقا نے کہا اے گرد مرد تو جا مین نے تقدیر کی ہی کہ عمرو کو مار لیگا گرد مرد
سنکے بہت خوش ہوا بختیارک نے کہا اے گرد مرد خواجہ عمرو سے مقابلے کو جاتے ہو مگر دیکھیے اب پھر تمھین
زندہ دیکھین کہ نہ دیکھین گرد مرد چین بجبین ہوا اور وہان سے تلاش عمرو مین چلا تکیے پر آیا سب کو تو دیکھا مگر
عمرو کو وہان نہ پایا خیال گذرا کہ لشکر اسلام مین چلکر تلاش کیجیے اور وہین سے پکڑ لائیے یہ تصور کرکے روانہ ہوا قصہ کوتاہ
یہان عمرو جو اپنی صورت بدلے ہوئے بارگاہ یاقوت شاہ مین گیا اُسوقت بختیارک یاقوت شاہ سے کہہ رہا تھا کہ
گرد مرد کی شامت اب آئی مرشد کامل کی گرفتاری کی فکر مین گئے ہین عمرو نے سنا اور دل مین کہا کہ آج اس بیچارے کو

جہان ملجاے قتل کیجیے یہ خیال کرکے وہان سے تلاش مین گردمرد کی راہی ہوا ادھر سے تو عمرو جاتا ہی تھا ادھر سے
گردمرد چلا آتا ہی اثناے راہ مین ملاقات ہوئی عمرو کے خیال مین گذرا کہ اسے اوڑا کر لیجیے پھر سوچا کہ جنگ وجدل
وار د اس مردود کو یہ تنہا گرفتار کیجیے یہ دلمین کہکر چلا جدھر گردمرد جاتا تھا اُس طرف راہ مین ایک رومال سفید
ڈالدیا کہ وہ رومال عطر بیہوشی سے بسا ہوا تھا آپ کسی گوشے مین پوشیدہ ہو کر دیکھنے لگا جسوقت گردمرد وہان
آیا دیکھا کہ ایک رومال پڑا ہوا ہی سمجھا کہ کسی راہ گیر کا گر پڑا ہوگا اُٹھا لیا دیکھا کہ کچھ اشرفیان بھی رومال مین بندھی
ہوئی ہین اور کچھ نقل و میوہ بھی ہی وہ اشرفیان گردمرد نے کھول لین اور نقل و میوہ کھایا خوشبو عطر کی بھی
دماغ مین پہونچی چند قدم چلا تھا کہ بیہوش ہو کے گرا عمرو نے اسکی چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور ہوش مین
لاکر پوچھا کہ کیا تو میرے قتل کی فکر مین چلا تھا دیکھا تو نے کہ مین نے تجھے کیونکر گرفتار کیا او حیارہ تو جا آج تیرا
کیا حال کرتا ہون یہ کہکر خنجر کمر سے کھینچکر سر گردمرد کا کاٹ لیا اور لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینک دیا بعد
اُسکے سر کو گردمرد کے اپنی صورت بناکر ایک رومال مین باندھا اور آپ گردمرد کی شکل بنا اور یاقوت شاہ
کے سامنے آیا اور رومال یاقوت شاہ کے سامنے رکھکر کہا کہ مین نے اُس ساربان زادے کا سر کاٹ لیا
یاقوت شاہ گردمرد نقلی کو مع سر کے لقا کے پاس لیگیا لقا نے بے بہا خلعت سے گردمرد نقلی کو
سرفراز کیا اور کہا کہ اے بندگان من دیکھا تم نے کہ مین نے اس بندے بے ادب کے قتل کے واسطے کیا تقدیر
کی تھی کہ کام اسکا تمام کیا اور حکم دیا کہ اس سر کو دروازے مین شہر سبائل کے لٹکا دو اُسی وقت ملازمون نے
سر عمرو نقلی کا دروازے پر شہر سبائل کے آویزان کیا ہرکارے جو لشکر اسلام کے لگے ہوئے تھے وہ سب
گریبان چاک آہ دردناک کھینچتے خاک اُڑاتے ہوئے خدمت مین صاحبقران کی حاضر ہوے اور رو رو کر کہا کہ
حضور عمرو گردمرد کے ہاتھ سے مارا گیا سر اسکا دروازے پر شہر سبائل کے لٹکا ہوا ہی یہ سنکر حمزہ صاحبقران
زمان نے ایک نعرہ آہ دلخراش کیا اور فرمایا کہ ہاے میرا یار وفادار مارا گیا اور سر اُسکا در شہر سبائل پر آویزان ہی
مین سر اُسکا ضرور لاؤنگا یہ فرماکر اُٹھ کھڑے ہوے اور بارگاہ سے باہر آئے مرکب پر سوار ہو کر جانب در شہر سبائل
روانہ ہوے سرداران نامدار ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے اور وہان جو خواجہ عمرو گردمرد کی صورت بنا ہوا
لقا کے پاس موجود ہی اب یہ فکر ہی کہ رات کو ان کافرون کو بیہوش کرکے مال و اسباب لیجیے اور راہی ہوجیے اس
اثنا مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ عمرو کے قتل کی خبر سنکر حمزہ صاحبقران زمان مع سرداران عالیشان ادھر
آتے ہین نہین معلوم کیا ارادہ ہی لقا نے مشورہ بختیارک یاقوت شاہ سے کہلا بھیجا کہ حمزہ اگر عمرو کا سر
لینے آئین تو لیجانے دینا مانع نہ ہونا اور اگر جنگ کا ارادہ کرکے آتے ہین تو مقابلہ کرنا فیج نیا یا ہی عمرو نے جو یہ
حال سنا دل مین اپنے کہا کہ اگر تو اپنے تئین اسوقت حمزہ تک نہ پہونچائیگا اور ظاہر نہ کریگا تو ناحق کشت و خون
ہوگا یہ سوچ کر قیطون سے اُتر کر چلا خدمت مین حمزہ صاحبقران کی آیا اور قریب پہونچکر پکارا کہ حمزہ یہ غلام
اور خانہ زاد آپ کا زندہ و سلامت موجود ہی آپ کیون مضطرب و پریشان ہین مین نے گردمرد کو مار کر سر اُسکا اپنے
سر کی شبیہ بناکر لقا کو دے دیا لقا نے دروازۂ سبائل مین وہ سر آویزان کرایا ہی یہ کہکر قدمون پر صاحبقران
کے گرا حمزۂ صاحبقران نے عمرو کو گلے سے لگالیا اور فرمایا کہ خواجہ ایسی عیاری نہ کیا کرو القصہ صاحبقران
زمان اثناے راہ سے عمرو کو ہمراہ اپنے لیکر بارگاہ مین آئے اور خلعت گران بہا منگوا کر عمرو کو عطا کیا اور
تمام سردارون سے بھی تذکرہ لیا ہرکارے لشکر کفار کے جو برلے جاسوسی لگے ہوے تھے خبر لیکر لقا کے پاس

آئے اور بیان کیا کہ عمرو زندہ موجود ہے گردمرد کو مارکر اُسکی شکل بنا کر یہان لایا تھا یہ سنکے مختیارک
نے صلوٰۃ پڑھکر ناچنے لگا اور زبان سے اُچک اُچک کہنے لگا تا دھنا تھی تا دھنا لقا یہ سنکر بہت رنجیدہ
خاطر ہوا خوردک بن گردمرد نے جو سنا کہ گردمرد مارا گیا اپنا مال و اسباب سب لیکر رات کے وقت روانہ
ہوا صبح کو خدمت مین خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کی آیا اور قدمبوسی حاصل کی اور کہا کہ مین آپکا غلام ہون آج
مجھے کسی سے سروکار نہین ہے عمرو نے اُسے گلے سے لگایا اور ساتھ لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اور
حال خوردک کا بیان کیا اور کہا کہ اسکو مین نے اپنا فرزند کیا تھا آج لشکر کفار سے یہ نکل آیا صاحبقران
بہت خوش ہوئے اور خوردک کو خلعت دیا اور تنخواہ مقرر کی جاسوسون نے یہ خبر لقا کو پہونچائی کہ بیٹا
گردمرد کا جا کر شریک لشکر اسلام ہوا لقا نے غضب مین آکر حکم دیا کہ ابھی اسکا گھر تاراج کرو لوگون نے کہا
کہ وہ رات کو تمام مال و اسباب اپنا لیگیا مختیارک نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ عمرو نے سابق مین خوردک
کو اپنا بیٹا کیا تھا ارمزاو بولا سچ ہے یہی گفتگو تھی کہ سہیل گاو پائے اژدر گیر بیٹھا ہوا تھا اُسنے کہا کہ
یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین ان خداپرستون کو سر میدان مارونگا لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے
لشکر اسلام مین جب خبر چلی وہان بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر
معرکہ آرائے نبرد ہوئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر گئے سہیل گاو پائے اژدر گیر لقا کو سجدہ
کرکے اور یاقوت شاہ سے اجازت لیکے میدان مین آیا چالیس صندوق اُسکے ساتھ تھے سر میدان للکارا
ای خداپرستو جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے یہ سنکے رستم پیلتن علشاہ رومی بادشاہ اسلام
سے اجازت لیکر سامنے سہیل کے ہو پہنچے بعد لگاوٹ نبی اُس کافر نے ایک صندوق کھولکر اژدہا نکالا اور علشاہ
پر چھوڑا علشاہ اُس سے غافل تھے کہ اژدہا پھنکارا مارکر علشاہ کے قریب آیا اور چاہا کہ گھوڑے سے لیلے
علشاہ نے جھک کر ہاتھ تیغہ کپتان فرنگی کا مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا سہیل نے دوسرا اژدہا نکالکر
چھوڑ دیا علشاہ نے اُسے بھی تیرے نشانہ کیا یہانتک کہ سہیل نے چالیس اژدہے صندوقون مین سے نکالکر
چھوڑے علشاہ نے سب کو کشتہ کیا آخرکار سہیل خود مقابلے کو آیا اور آرۂ پشت نہنگ مارا علشاہ نے
آرہ اُسکا تیغے سے کاٹا اور وہی تیغہ کپتان فرنگی کا ہاتھ بڑھکر مارا سہیل گاو پا اژدر گیر مع گینڈے کے
چار ٹکڑے ہوا ایک غلغلہ ہوا فوج کفار چار طرف سے ہجوم کرکے دوڑی علشاہ رومی تیغہ پکڑکے انپر گرا ادھر
سے فوج اسلام کمک کو آئی جنگ مغلوبہ ہوگئی دن بھر کشت و خون ہوا کیا ہزارہا کفار واصل جہنم ہوئے
کشتون کے ڈھیر ہوگئے سرون کے جابجا انبار لگ گئے دریا لہو کا میدان رزمگاہ مین بہنے لگا شام کو طبل
بازگشت بجا دونون لشکر پھر کر اپنے خیمون مین گئے اب حال سنیے نمرود شاہ کا کہ اُسنے زیور شاہ کو
بلا کر یہ کہا کہ ای نور چشم تم طبل جنگ بجواؤ اور ہمارے پہلوانون سے کہو کہ خداپرستون سے اور لقا پرستون
سے لڑین زیور شاہ قیطولون سے نیچے اُترا اور طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے
بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور کہا کہ لشکر نمرود شاہ مین طبل جنگ بجا ہے بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیا کہ بفضل
ربانی ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے ادھر یاقوت شاہ کو خبر ہوئی اُسنے بھی نقارۂ رزمی بجوایا رات بھر
تینون لشکرون مین تیاری جنگ و جدل رہی صبح کو تینون لشکر چوگانہ کارزار مین آکر صف آرا ہوئے بعد
آراستگی صفوف لشکرون کے تینون طرف سے نقبائے بلند آواز نے نہیب دی وہاتی طرف زیور شاہ سے

نقابدار زرد پوش کھڑا تھا اور داہنی طرف نقابدار سیاہ پوش تھا نقابدار سیاہ پوش نے مرکب اپنا جھکا کر
زیور شاہ سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں جا کر خدا پرستوں سے لڑوں زیور شاہ نے کہا کیا مضائقہ تو جا وہ جھٹ
مجرا کیا اور گھوڑا دوڑا کر میدان میں آیا پہلے خوب بلچشوری کے بعد اُس نے مبارز طلب کیا علمشاہ رومی
بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر اُسکے مقابلے کو گئے پہلے وہ نیزہ گذار ہوا بعد استفسار نام و نشان نیزہ بازی
ہوئی علمشاہ نے نیزہ اُسکا ہوائی کر دیا نقابدار سیاہ پوش نے غضبناک ہو کر تیغ کا وار کیا علمشاہ نے
وار اُسکا روک کے جو تیغہ گیتیاں فرنگی کا ایک ہاتھ مارا مع گھوڑے چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا علمشاہ نے
پھر مبارز طلب کیا نقابدار زرد پوش مرکب جھکا کر سامنے علمشاہ کے آیا بعد نیزہ گذاری و شمشیرزنی تلوار چلنے لگی
دو گھڑی کے بعد میں معرکہ شمشیرزنی میں گھوڑے نے علمشاہ کے سکندی کھائی خود الٹ کر منھ پر
آپڑا اُدھر نقابدار کی تلوار سر پر پڑی زخم کاری لگا نقابدار پکارا کہ ای خدا پرستو لیجاؤ اسے یہ جوان زخمی
ہوا یہ سنتے ہی لشکر اسلام سے تہمتن خان نکلا علمشاہ کو لوگوں کے حوالے کیا آپ مقابلے میں آیا اس
بھی تلوار چلنے لگی تہمتن خان نے کئی تلواریں نقابدار کو ماریں اُسنے روکیں ایک وار نقابدار نے ایسا
کا کیا سر پر تیغہ پڑا سپر کو کاٹ کر تا مہرۂ ابرو اُتر آیا تہمتن خان کو لوگ لیکے لشکر اسلام میں پہونچا دیا
شاہزادہ خاور سیاہ قاسم ذیجاہ نے چاہا کہ مقابلے کریں جا دون کہ نقابدار نے لشکر لقا کی طرف منھ کر کے
مبارز طلب کیا لشکر کفار سے غول مرغ صورت مقابلے کو آیا بعد نیزہ بازی کے نقابدار نے ایک ہی وار
میں دو ٹکڑے کیے غرضکہ چار پہلوانوں کو لشکر کفار کے نقابدار نے مارا شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر
پھر گئے اپنے اپنے خیموں میں داخل ہوئے مگر میہ عیار بدیع الزمان بھی وہاں خبر کے واسطے آیا ہوا تھا
اُسنے جا کر شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان سے تمام حال لڑائی کا بیان کیا شاہزادہ بدیع الزمان
آدھی شب کو مسلح و مکمل ہو کر مع ہاشم تیغزن و فرہاد خان یکہ غزلی و فضل بن گیا ہور خون آشام
جا کر لشکر لقا پر گرے اور شبخون مار کفار کو قتل کرنے لگے شور و غل لشکر کفار میں ہوا کہ خدا پرست شبخون آکر
گرے ہیں یہ سنتے ہی ہر ایک خیمہ سے سردار جنگی تیار ہو کر نکلا اور رن پڑا یہاں روشن کیں کہ شب تاریک
روز روشن ہو گیا اُدھر بدیع الزمان کا حال یہ تھا کہ ہر طرف تلواریں مارتے تھے کبھی اس صف پر جا گرتے
کبھی اُس غول پر جا پڑے ہاشم تیغزن اور فرہاد خان یکہ غزلی دونوں دستے باہم شمشیرزنی
کر رہے تھے اور پشت پر فضل بن گیا ہور خون آشام لڑ رہا تھا پہر رات رہے شاہزادہ بدیع الزمان
وغیرہ کفار کو قتل کرکے اور دشمنوں کو مار پیٹ کر نکل گئے یہاں صبح تک آپس میں تلوار چلا کی ایک دوسرے کو
حریف سمجھکر لشکر کفار میں مارتا تھا جس وقت صبح ہوئی دیکھا حریف کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ہے ایک
دوسرے کو حریف جانکر قتل کر رہا ہے اُدھر لقا گنبد گیتی نما میں آکر بیٹھا بختیارک اور تمام سردار آکر جمع ہوئے
لقا نے پوچھا کہ رات کو یہ غل کیسا تھا لوگوں نے عرض کیا یا خداوند خدا پرست رات کو شبخون آکر گر گئے
کہ ارمزاد بولا یا خداوند میں نے بچا لیا رات کو بدیع الزمان اور اُسکے ہمراہیوں نے شبخون مارا تھا بختیارک
نے کہا یا خداوند آپ نے اُنپر اسقدر شفقت کی مگر خدا پرست آپکے دوست نہ ہوئے وہ دشمن جان
ہیں اب وہ ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے یہ سنکر لقا بے بقا بہت درہم برہم ہوا اور حکم دیا کہ حنظل
فیل گردن فوج اپنے ساتھ لیکر ملتمس ابدال کے تکیے پر جائے اور بدیع الزمان وغیرہ زندہ

ہاتھ آئے وہ بہتر نہیں تو سر کاٹ لائے اسی وقت عنطر فیل گردن اپنے بھائی قاہر فیل گردن کو ساتھ لیکر
روانہ ہوا خورد ک بن گرد مرد نے شاہزادہ بدیع الزمان کو خبر پہونچائی کہ فوج کفار آپ کی گرفتاری کیواسطے
آئی ہی ملتمس ابدال یہ سنکر بہت گھبرایا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا شاہ صاحب آپ ایسی کیا غرض ہی آپ کیے
سے آگے بڑھکر دیکھیگے یہان یہ ذکر تھا کہ تخت گرد اٹھا معلوم ہوا کہ فوج کفار آپہونچی اور للکارا باش او پسر حمزہ
خداوند لقا نے تجھ ایسی پرورش کی اور تو نے شبخون لشکر خداوند پر مارے اب تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا مین
اسی واسطے آیا ہون کہ تجھکو گرفتار کرون یہ کہکر فوج کو اشارہ کیا کہ لینا پسر حمزہ کو یہ سنکر چارطرف سے فوج زغم
کرکے دوڑ پڑی شاہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن اور فرہاد خان بکضرلی اور فضل بن گیا پور
خون آشام یہ چارون تلوارین پکڑکے کفار پر جاپڑے تلوار چلنے لگی غلغلہ گیر و دار بلند ہوا چارون بہادر دلیر
وجری لڑ رہے تھے لاش پر لاش گر رہی تھی خون کے دریا بہ رہے تھے عجب ہنگامہ برپا تھا ادھر بختیارک نے
لقا سے کہا کہ یا خداوند اور کچھ سردارون کو کمک کیواسطے بھیجے کہ بدیع الزمان بلاے بے درمان آفت جہان ہی
جرأت مین وحید عصر ہی ایک دم مین سب کو کاٹ کر بکریون کی طرح ڈالدیگا لقا نے شمائیل خشت انداز او سہیل
رو مین انداز کو دو لاکھ سوار ہمراہ کرکے روانہ کیا اور کہا کہ جہانتک ہوسکے پسر حمزہ بدیع الزمان کو گرفتار کرلاؤ
یہ دونون بھی براے گرفتاری بدیع الزمان مع فوج کے چلے یہان بدیع الزمان کفار سے لڑ رہے ہین اور
فضل و ہاشم تیغزن اور فرہاد خان کی تلوارین بے پناہ چل رہی ہین کہ ایک مرتبہ عنطر فیل گردن للکارتا
ہوا بدیع الزمان کے برابر ہوپہنچا بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا باش او گبر ناہنجار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے
عنطر فیل گردن نے غیظ مین آکر برابر سے سینے کا وار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے پشت شمشیر پر روک کر
جو ہاتھ تلوار کا مارا تلوار بجواب خود و سر بجسر مثل برق کے بچشم زدن مین زیر تنگ جاکر زمین پر بوسہ زن ہوئی
غل ہوا کہ وہ عنطر فیل گردن مارا گیا ادھر قاہر فیل گردن ہاشم تیغزن پر حملہ آور ہوا ہاشم نے وار ہیکار رد
کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا کمر پر مارا قاہر فیل گردن کے دو ٹکڑے ہوے اس اثنا مین شمائیل خشت انداز او
سہیل رو مین انداز بھی آپہونچے اور سنا انہون نے کہ عنطر و قاہر دونون مارے گئے اپنی فوج سے کہا کہ
مارو ان خدا پرستون کو اور دونون تلوارین کھینچکر جھپٹ پڑے فوج کا اور زیادہ ہجوم ہوگیا چارطرف صدائے
گیرودار بلند تھی قیامت کے آثار نمایان تھے ادھر ہزارہا کفار ادھر چار خدا پرست تلوارین کھینچے ہوے لڑ رہے
تھے ہر ایک کے وار کا جواب برابر زبان شمشیر سے دے رہے تھے تمام دن لڑتے ہوے گذرا رات ہوگئی ادھر
لندھور بن سعدان وغیرہ سے عمرو نے آکر کہا کہ بدیع الزمان اکیلا لڑ رہا ہی لندھور نے چاہا کہ بدیع الزمان کی
مدد کو جاؤن کہ صاحبقران نے فرمایا ای بہادر جو بدیع الزمان کی مدد کو جائیگا مین اوس سے بہت بیزار ہونگا
بلکہ وہ میرا دشمن ہی لندھور نے ناچار فسخ عزم کیا یہان شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ لڑتے لڑتے اب شل
ہوگئے ہین ہاتھ رک رک کے چلنے لگا کفار غلغلہ گیرودار چارطرف سے کررہے ہین ہزارہا تلوارین بجلیون کی طرح
گر و چمک رہی ہین کہ شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ نے درگاہ جناب باری التجا کی ای پروردگار عالم ای حلال مشکلات
ہم تو حافظ حقیقی ہی تو ناصر و مددگار ہی اب کسی کو حکم کر کہ اس حال پر ملال مین آکر حامی و مددگار ہو۔ نظم

ہی مدد کا وقت یا ای خالق کون و مکان
کون ہی تیرے سوا ای دستگیر بیکسان

چار بندون پر ترسے ہی یہ ہجوم کافران
جلد اب یارب بچالے بندۂ ناچار کو

ہاتھ ہی قابو مین نہ ہی دلمین اب تاب و توان
تیغ قہر آلود سے اب دے سزا کفار کو

ابھی شاہزادہ والا شان بدیع الزمان دعا کر رہے تھے ناگاہ بیابان کیطرف سے تتق گرد و غبار اٹھا اور نقابدار
مرصع پوش چالیس ہزار سوار جرار سے پیدا ہوا تمام لشکر کفار دیکھنے لگا دہین سے نقابدار مرصع پوش نے نیزہ کے
تلوار کھینچی برابر چالیس ہزار تلوارین کھینچکر علم ہوئین اور برقین چلنے لگین نقابدار لشکر کفار پر آگرا تلوار چلنے لگی ہنگامہ
محشر برپا ہوگیا نقابدار مرصع پوش شمائیل خشت انداز کے برابر آکر للکارا باش او گبر ناہنجار میرے ہاتھ سے
بچکر کہان جائیگا شمائیل خشت انداز نے خشت زرین نقابدار پر ماری نقابدار نے ترچھے ہوکر خالی دی اور
برابر اسکے پہونچکر ہاتھ تیغ آبدار کا مارا سر گردن سے جدا کر کے ٹکڑے ہوئے سہیل روئین انداز یہ دیکھتے ہی جھپٹ پڑا
اور وار تلوار کا کیا نقابدار نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا تین بار چرخ دیکر آسمان
کی طرف اُچھالدیا جب وہ کاذ گرنے لگا ہاتھ تلوار کا مارا مثل خیار تر کے دو پرکالے ہوکر زمین پر گرا بعد اسکے سرانِ
فوج کفار گرز بر شمشیر لغشا نظر دھر لیا جسکو ایک ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے دم بھر مین فوج کا ستھراؤ کر دیا صفین صاف
ہوگئیں پرے ٹوٹ گئے افسر جو مارے گئے پاؤن فوج کے اُکھڑ گئے لشکر شکست کھا کے بھاگا دم بھر مین میدان
صاف ہوگیا نقابدار نے تلوار کو میان مین کیا اور بدیع الزمان کو سلام کر کے رخصت ہوا اور صحرا کا راستہ لیا
شاہزادہ بدیع الزمان مع ہاشم تیغ زن وغیرہ بھی خیمے کی طرف چلے قضا سے کار نمرود شاہ اپنے قلعہ کے
برج پر بیٹھا ہوا لڑائی کا تماشا دیکھ رہا تھا سامرہ جنی سے کہا کہ تو جا کر پسر حمزہ کو اٹھا لا سامرہ جنی فوراً آیا
اور شاہزادہ بدیع الزمان کو اٹھا لیگیا فضل وغیرہ حیران حیران دیکھتے تھے کہ پنجہ فضل کو بھی اٹھا لیگیا ہاشم
تیغ زن نے فرہاد خان سے کہا کہ یہ بلا کیسی نازل ہوئی یکایک دو پنجے اور پیدا ہوئے اور ہاشم تیغ زن اور
فرہاد خان کو بھی اٹھا لیگئے پہلے تو یہ چارون بیہوش ہوگئے تھے پھر آنکھ جو کھلی ہوش آیا اپنے تئین چارون نے
ایک مکان جواہر نگار مین پایا اور سامنے ایک گبر ناہنجار کو تخت مرصع کار پر متمکن دیکھا کہ بہت سے کافر ناجنس
سلطنامی اور ساحرہ والقاش گرد تخت کے بیٹھے ہوئے ہین ان چارون نے بطریق اسلام سلام کیا ساحرہ
والقاش نے جواب سلام دیا ہاشم و بدیع الزمان نے پوچھا ہمین کون یہان لایا ہے نمرود شاہ نے کہا
مین نے تمھین بلوایا ہے لو آؤ مجھے سجدہ کرو یہ کہنے لگے ہم تجھپر لعنت کرتے ہین نمرود شاہ نے نقاب منھ پر سے
اُٹھائی اور پکارا اے پسر حمزہ وغیرہ مصرع برمن نگر برحق نگر شاید کہ بشناسی مرا شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ نے
جو روئے نحس اُسکا دیکھا اور وہ لعل کہ سحر کا تاج مین نصب تھا اُسپر نگاہ پڑی گرفتار سحر ہوکر نمرود شاہ کو
سجدہ کیا اور روتے ہوئے اُسکے قدمون پر گر پڑے اور کہنے لگے یا خداوند خطا ہماری معاف کیجیے کہ ہمنے اب تک
نہ پہچانا تھا نمرود نے دست ناپاک اپنا اُنکے سرون پر پھیرا اور خلعت دے کر کرسیون پر بٹھایا بعد اُسکے حکم دیا
کہ طبل شادمانی بجے کہ پسران حمزہ نے مجھے سجدہ کیا نقارۂ شادمانی کی صدا بلند ہوئی ہرکارے خبر لیکر
خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے اور حال بدیع الزمان وغیرہ کے سجدہ کرنے کا نمرود کو بیان کیا امیر
بازتیر حمزۂ صاحبقران کشورگیر بہت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ بھی گرفتار سحر ہوئے ادھر لقاسے بےلقا
کو خبر ہوئی بختیارک نے کہا یہ خداپرست کسی کو سجدہ نہ کرتے تھے مگر گرفتار سحر نمرود ہوکر نمرود شاہ کو سجدہ
کیا غرضکہ نمرود شاہ نے سامرہ جنی سے کہا کہ تو لقا کو جاکر اٹھا لا سامرہ جنی فوراً چلا لقاسے بےلقا
گنبد گیتی نما مین بیٹھا ہوا بختیارک سے باتین کر رہا تھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور لقا کو اُٹھا لیگیا جب سامنے
نمرود شاہ کے زمرد شاہ باختری پہونچا نمرود شاہ نے کہا اے لقا مین نے تجھے اسواسطے بلوایا ہے تو دیکھ

سرداران حمزہ دلیر حمزہ نے سب نے سجدہ کیا تو بھی مجھے سجدہ کر لقا نے کہا او نمرود شاہ تو ایک شہر شنکا کیہ
کا بادشاہ ہی اور وہان کی خدائی کرتا ہی اسپر مغرور و متکبر ہی اور مین اٹھارہ ہزار ملک باختر کا خداوند ہون
تجھے لائق و لازم ہی تو میری پرستش کر نمرود نے کہا ابھی تجھے خاک سیاہ کر دونگا لقا نے کہا مین اسی وقت
تجکو مار ڈالونگا یہ کہکر نمرود شاہ سے لپٹا نمرود بھی لقا سے دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی لقا
کے ڈاڑھی کی جھلجھل نمرود کے ہاتھ مین نمرود کی ریش کا بچلا لقا کے پنجے مین کبھی لقا اوپر اور نمرود نیچے
اور کبھی نمرود نیچے اور کبھی نمرود اوپر لقا نیچے کبھی گھونسا چلا کبھی ٹکر چلی غرضکہ داڑھیان ایسی دونون
کی کھینچین کہ خون بہنے لگا کتون کی طرح دونون ہانپنے لگے سب لوگ خاموش کھڑے تماشا دیکھتے ہین کہ دو
خداوند آپس مین لڑتے ہین کون انکے بیچ مین دخل دے قول شیخ سعدی شیرازی بہت درست و صحیح ہی
قول ده درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاه در اقلیمے نگنجند جب خوب دونون تھکے اور داڑھیان نچ گئین
اور منھ زخمی ہوے نمرود شاہ چلایا ارے لقا مجھے مارے ڈالتا ہی تم لوگ کھڑے تماشا دیکھتے ہو اور
بچاتے نہین یہ سنکے ادھر سے دیو افلاک دوڑا ادھر سے دیو پرندہ کہ وہ بھی آیا ہوا تھا چھڑا دونون کو
جدا کیا نمرود نے کہا ای لقا تو مجھے ڈراتا ہی مین تجکو دوزخ مین ڈالدونگا لقا نے کہا تو میرا چھوٹا بھائی ہوکر مجھے
برابری کرتا ہی مین دم بھر مین سب غرور تیرا نکالدونگا دیو افلاک اور دیو پرندہ نے کہا کہ تم دونون
خداوند آپس مین شرط کرو کہ جو خدا پرستون کو مارے وہی خداوند برحق ہی الغرض یہ رائے دونون
کی نمرود و لقا کو پسند آئی اور آپس مین صلح ہوئی دونون خداوند ایک تخت پر بیٹھے صحبت عیش برپا ہوئی
بعد اسکے لقا بے بقا دیو پرندہ پر سوار ہوکر اپنے قیطولون پر چلا گیا بختیارک سے جاکر تمام
حال بیان کیا بختیارک نے کہا یا خداوند آپ نمرود شاہ سے کہلا بھیجے کہ جو تم عمرو کو گرفتار کرکے
قتل کرو تو مین تعین سجدہ کرون لقا نے کہا ای شیطان درگاہ یہ کام تو کچھ مشکل نہین ہی وہ سامرہ جنی
بھیجکر پکڑوا منگوائیگا اور قتل کریگا بختیارک نے جواب دیا خداوند عمرو کا قتل کرنا بہت مشکل ہو اگر عمرو یا
گرفتار بھی ہو تو نمرود کو مار ڈالیگا آپ کی خداوندی قائم رہیگی اور بالفرض عمرو مارا گیا تو ہم پھر سوتہ بیرون
خدا پرستون کا کام تمام کرینگے اور نمرود شاہ سے اور آپ سے صلح کرا دینگے الغرض لقا نے دیو پرندہ کے
ہاتھ لکھوا کر رقعہ نمرود شاہ کو بھیجا جب نمرود شاہ مضمون رقعہ سے آگاہ ہوا سامرہ جنی کو بلاکر حکم دیا کہ
تو عمرو کو گرفتار کر وہ سامرہ جنی عمرو کی گرفتاری کی فکر مین روانہ ہوا اتفاق کار خورو ک عیار قیطولون پر لقا
کے بصورت تبدیل موجود تھا اسنے یہ سب حال جاکر خواجہ عمرو سے بیان کیا کہ بختیارک نے آپکے گرفتار
ہونے کی یہ تدبیر ٹھہرائی ہی عمرو نے کہا خیر سمجھا جائیگا اور اسی وقت صورت اپنی بدلکر لشکر کفار کی طرف روانہ
ہوا بارگاہ مین یاقوت شاہ کی آیا دیکھا تمام کافر بیٹھے ہوے ہین باتین نمرود کی ہو رہی ہین جب دربار
برخاست ہوا اور بختیارک اپنے خیمے کو چلا عمرو بھی پیچھے اسکے روانہ ہوا بختیارک خیمے مین داخل ہوا
اور کھانا مانگا عمرو چوبدار بنکر باورچی خانے مین گیا تمام کھانا اپنے ہاتھ سے خوانون مین لگایا سب کھانا
دارو بیہوشی آغشتہ کردیا خوان کھانے کے خیمے مین بختیارک کے لایا خدمتگارون نے دسترخوان بچھا کر
بختیارک کو کھانا کھلایا بختیارک کھانا کھا کر سو رہا جو کھانا بچا ہوا تھا وہ سب خدمتگارون نے کھایا وہ بھی
بیہوش ہوے عمرو نے بختیارک کو اپنی صورت بنا کے شاگردون کے ہاتھ لشکر اسلام مین بھیج دیا اور شاگردون

سمجھا دیا کہ اسکو ساتھ حمزہ صاحبقران کے رکھنا اور اُس سے کہدینا کہ اگر تو نے افشائے راز کیا تو اُسی وقت
تجکو سب ملکر مار ڈالینگے اور عمرو آپ صورت بختیارک کی بنکر اُسکے مقام پر سو رہا یہان نمرود شاہ نے حکم دیا
کہ طبل جنگ بجے زیور شاہ نے طبل جنگ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی بادشاہ اسلام نے فرمایا ہمارے لشکر مین
بھی بالفضل ایزدی کوس حربی بجے بموجب حکم بادشاہ اسلام طبل سکندری پر چوب پڑی ادھر لشکر لقا مین نقارہ
رزمی بجا چار پہر رات تینون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو تین دریاے بے پایان میدان کارزار مین موجزن
ہوے ہر طرف صفین آراستہ ہوئین نقبا ے بلند آواز نکل کر نقابت کی صدا دینے لگے ای بہادرو میدان جنگگاہ مین
آؤ ہنر جنگ دکھاؤ نام رستم و سام کا مٹاؤ میدا ے لشکر نمرود شاہ سے فوراً نقابدار زرہ پوش زیور شاہ سے
اجازت میدان لیکر گینڈے کو اپنے جولان دے کر معرکہ کارزار مین آیا اور پکارا کہ جسکو تمنائے مرگ ہو وہ آئے
اور مجھسے مقابلہ کرے لشکر اسلام سے فرخ شہسوار قلندر بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر مرکب اپنا چمکاتا
ہوئے برابر نقابدار کے آئے نقابدار کا وزن ہوا بعد ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی دونون برابر رہے نقابدار نے
سیل آہنی مارا کہ سر بہ سے اُچھل کر گھوڑے کے سر پر پڑا مغز پاش پاش ہوگیا فرخ شہسوار رہوار سے کود
پڑا دونون پیادہ ہوکر کشتی پر آمادہ ہوئے آخر کار کشتی ہونے لگی قضاے کار یا زن فرخ کا موشخانے مین
جا پڑا فرخ شہسوار گرا ضرب سے گرنے کی ایسا صدمہ پہونچا کہ فرخ شہسوار بیہوش ہوگیا نقابدار نے اسی عالم بیہوشی
مین مشکین باندھ لین اور لشکر نمرود شاہ مین بھیجدیا بعد اُسکے فرخ بخت سلطان مقابلے کو نقابدار کے آیا
بعد حرب و ضرب کے نقابدار نے اسے بھی گرفتار کرکے لشکر مین نمرود کے بھیجدیا اب یہان آیا ہوگا کہ نقابدار
نے لشکر لقا کیطرف مبارز طلب کیا اُدھر سے سہ فیل عاد آکر نقابدار کے مقابل ہوا بعد حرب ضرب گران کے
وہ ہاتھ سے نقابدار کے مارا گیا ابھی اور کوئی لشکر لقا مین سے نہ نکلا تھا کہ لشکر اسلام سے شاہزادہ خاور سیاہ
قاسم ذیجاہ نقابدار کے مقابلے کو آئے بعد نگاور زنی و ہمسخنی نقابدار نے سیل فولادی مارا قاسم نے تیغہ
بلارک افراسیابی سے سیل فولادی کو خل نیشکر کے قلم کیا نقابدار نے تلوار ماری قاسم نے چاہا کہ زیر بغل
ڈوب کر ہاتھ تلوار کا مارین کہ تسمہ باگ کا ٹوٹ گیا گھوڑا بے قابو ہوا قاسم گھوڑے کو سنبھالنے لگے کہ
تلوار نقابدار کی سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر گئی قاسم نے دشانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکل گئی مگر اُسی حالت خماری
مین جو ہاتھ تیغہ بلارک افراسیابی کا مارا سپر کو قلم کرکے سر پر پڑا نقابدار نے پیچھے سر اپنا کھینچ لیا
تیغہ سر سے نکل کر گینڈے پر پڑا گینڈے کی گردن قلم ہوئی نقابدار گینڈے سمیت زمین پر گرا فوج نمرود
کی دوڑ پڑی اُدھر سے فوج اسلام کمک کو آئی تلوار چلنے لگی نقابدار کو اور قاسم کو لوگ اُٹھا کر اپنے
اپنے لشکر مین لیگئے یہان تلوار چل رہی ہی دونون لشکر ملے ہوے لڑ رہے ہین لندھور و ارشیون
پریزاد نے ہزار ہا نمرود پرستون کو واصل جہنم کیا ہاشم و بدیع الزمان وغیرہ نمرود کی طرف سے
لڑ رہے ہین اہل اسلام کو طرح دے رہے ہین کوئی انکا سامنا نہین کرتا ہی نمرود شاہ نے جو لندھور
و ارشیون پریزاد کو دیکھا کہ یہ بڑے بہادر ہین دیو افلاک سے کہا کہ ان دونون کو اُٹھا لا لندھور اور
ارشیون لڑتے ہوے چلے آتے ہین کہ دونون کو دبیچ اُٹھا لیگئے اور بختیارک عمرو کی صورت
بنا ہوا لشکر اسلام مین کھڑا ہوا تھا عیارون کے ڈر کے مارے کچھ بول نہ سکتا تھا اور دل مین اپنے کہتا
تھا کہ خود کردہ را درمان نیست ای بختیارک جو کچھ کیا تو نے اپنے ہاتھ سے کیا نہ عمرو کے گرفتار کرانے کی

تو فکر کرتا نہ بلا مین خود گرفتار ہوتا بختیارک بصورت عمرو کھڑا ہوا یہ خیال کر رہا تھا کہ ایک نیچہ گرا اور اُسکو اٹھا
لیگیا غرضکہ یہان شام تک جنگ مغلوبہ رہی اور غلغلۂ دار و گیر برپا رہا یکایک عین جنگ مغلوبہ مین نقابدار سبز پوش
بھی مع چالیس ہزار سوار کے آکر شریک لشکر اسلام ہوا اور لشکر کفار کو قتل کرنے لگا طاہر نمرودی ایک سردار
نمرود شاہ کا تھا وہ للکارتا ہوا برابر نقابدار کے آیا اور تیغہ نقابدار پر مارا نقابدار نے پشت شمشیر پر روک کر جو تلوار
کا ہاتھ مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے پھر طارق نمرودی سے سامنا ہوا اُسنے وار نقابدار پر تلوار کا کیا نقابدار
سبز پوش نے وار اُسکا روکے جو تلوار ماری وہ بھی مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوا پھر اُدھر سے ضحاک اژدر گیر
آکر نقابدار کے مقابل ہوا ایک اژدہا صندوق سے نکال کر چھوڑا نقابدار نے اژدہے کے دو ٹکڑے کیے
پھر ضحاک اژدر گیر کو بھی مارا غرضکہ نقابدار نے تھوڑی دیر مین بارہ پہلوان نامی کو قتل کیا جب بالکل شام ہو گئی
تاریکی چھا گئی طبل بازگشت بجا نقابدار سبز پوش مع چالیس ہزار سوار جرار کے صحرا کیطرف روانہ ہوا پھر دونون
لشکر اپنے اپنے خیمون کی طرف چلے یہان نمرود شاہ نے فرخ شہسوار اور فرخ بخت سلطان اور لندھور
بن سعدان اور ارشیون پریزاد کو سامنے اپنے بلایا اور کہا کہ دیکھو ان خدا پرستون نے مجھے سجدہ کیا اگر
تم بھی مجھے سجدہ کرو لندھور نے نعرہ کیا او گبر نابکار کیا بکتا ہے تجھپر اور تیرے پرستارون پر لاکھ
لاکھ لعنت ہے نمرود نے برہم ہو کر کہا کہ معلوم ہوا تم جیتے ہو اپنے خداوند کی صورت دیکھو گے سجدہ نہ کرو گے
یہ کہکر نقاب منھ سے اٹھائی اور پکارا کہ ببین مگر شاید کہ بشناسی مرا - لندھور وغیرہ کی جو نگاہ
اُسکے روے نجس پر پڑی سحر مین گرفتار ہوکر سجدے کو جھک گئے اور پکارے کہ تو خداوند برحق ہے ہم تجھے
بھولے تھے روتے روتے عجب حال کیا اور قدمون پر گرے نمرود نے دست نجس اُنکی پشت پر پھیرا اور
خلعت دیکر اپنے پاس بٹھایا سامرہ جنی نے بڑھکر عرض کیا یا خداوند یہ غلام عمرو کو پکڑ لایا ہے حکم ہو تو آج
قید رکھو کل لقا کو بلوا کے اُسکے سامنے عمرو کو قتل کرونگا سامرہ جنی نے عمرو نقلی کو قید کیا ادھر خواجہ عمرو
بختیارک کی صورت بنے ہوے بارگاہ یاقوت شاہ مین موجود ہین مسخری باتین کر رہے ہین ہرکارون نے
پرچہ اخبار گذرانا کہ لندھور و ارشیون پریزاد اور فرخ شہسوار قلندر و فرخ بخت سلطان اور عمرو گرفتار ہوکر
نمرود شاہ کے پاس گئے عمرو سمجھا کہ اب کل صبح کو ہنگامہ ہوگا آج یہان سے چلیے بختیارک نقلی نے یاقوت شاہ
سے کہا کہ آج مجھکو بڑی خوشی ہوئی کہ عمرو گرفتار ہوگیا یقین ہے کہ نمرود شاہ اسے زندہ نچھوڑیگا آج مین ساقی
بنکر سبکو شراب ناب پلاؤنگا یاقوت شاہ نے کہا ملک جی تمھاری جو خوشی ہو وہ کرو بہتر ہے تعین شراب پلاؤ عمرو
شرابخانے مین آیا تمام شراب مین دارو بیہوشی آمیختہ کرکے پینے والون کو شراب اچھی اچھی قسم کی شیشہ
گلابیون مین عمدہ شراب بھر کر صحبت مین لایا اور تمام محفل کو جام لبریز کے پلایا پہر رات گئے عجیب و غریب حرکتین
کرکے سب بیہوش ہوے اُسوقت عمرو نے تمام صحبت کا مال و اسباب لیا اور سبکے منھ کالے کیے اور ایک رقعہ
لکھکر وہان ڈالدیا اُسمین یہ لکھا تھا ای کافرو آگاہ ہو مین عمرو ہون اور مین نے اپنی شکل بناکر بختیارک کو
پکڑوا دیا اور مین تمکو لوٹ کر چلا گیا یہان مجھکو کون پکڑ سکتا ہے اور گلیم عیاری اوڑھکر غائب ہو گیا صبح کو نمرود شاہ
نے دیو افلاک سے کہا کہ جاکر لقا کو بلا لا دیو افلاک جاکر لقا کو اُٹھا لایا جب لقا سامنے نمرود شاہ کے آیا
پکار کر کہا کہ سلام میرا اُسپر ہو کہ جو مجھے خدا برحق جانے جواب سلام کسی نے نہ دیا نمرود نے کہا ای لقا تو نے
کہلا بھیجا تھا جو تو عمرو کو گرفتار کرے تو مین تجھکو سجدہ کرون دیکھ عمرو کو تو مین نے پکڑوا منگوایا اب تجھکو لازم ہے کہ تو مجھے

سجدہ کر لقا نے کہا عمرو کہاں ہی وہ میرے سامنے نمرود نے سامرہ سے کہا کہ جلد لے آ عمرو کو سامرہ عمرو کی شکل
بنے بختیارک کو سامنے دربار میں لایا نمرود نے لقا سے کہا کہ یہ موجود ہی چاہے تو اسے قتل کر چاہے بخش دے
تجھے اختیار ہی لقا نے دیکھکر عمرو کو کہا او ساربان زادے اب کہہ کیا حال تیرا کیا جاے تو نے کیا کیا حرکتیں کی تھیں
نمرود نے لقا کو اپنے پاس بٹھایا اور کہا جلاد جلاد کہ عمرو کو قتل کرے اسوقت بختیارک پکارا ای نمرود شاہ بھلا
عمرو کو کون گرفتار کر سکتا ہی اور وہ کسکے ہاتھ آتا ہی ارے وہ بلا سے بے درمان آفت جان ہی مجکو عمرو نے اپنی
صورت بنا کر گرفتار کرادیا میں بختیارک ہوں اور عمرو میری صورت بنا ہوا بارگاہ یاقوت شاہ میں موجود ہی اور کہا
کہ ای لقا تو بھی مجھے نہیں پہچانتا لقا نے کہا او دزد باریک گردن میں تیرے فریب میں کبھی نہیں آؤنگا کہ ایک
جلاد حاضر ہوا اور ہاتھ پکڑکر عمرو نقلی کا لیچلا بختیارک پکارا ای نمرود بس تیری خدائی معلوم ہوئی کہ تجکو نیک و بد میں
نہیں تمیز ہی ارے میرا کہنا اگر تجھے یاد نہیں آتا تو بختیارک کو بارگاہ یاقوت شاہ سے طلب کر ابھی وقت حال
کھل جائیگا نمرود نے یہ سنکر جلاد کو منع کیا کہ ابھی اسے قتل نہ کر اور سامرہ جنی سے کہا کہ جاکر بختیارک کو لا سامرہ
فوراً روانہ ہوا یہان یاقوت شاہ وغیرہ صبح کو بیدار ہوکر اپنے حال خراب سے آگاہ ہوئے ہیں رقعہ پڑھکر معلوم
کیا ہی کہ عمرو نے یہ حال کیا اور صاف نکلا چلا گیا اس اثنا میں خبر ہوئی کہ لقا نمرود کے قیطولوں پر گیا اور بختیارک
کے مارے جانے کا سب افسوس کرنے لگے یہ ذکر تھا کہ سامرہ جنی بھی پہونچا اور کہا کہ تم میں سے بختیارک کون
ہی خداوند نمرود شاہ نے طلب کیا ہی یاقوت شاہ نے کہا ای سامرہ آگاہ ہو بختیارک عمرو کی صورت
بنا ہوا نمرود شاہ کے قیطولوں پر موجود ہی اور عمرو بختیارک کی شکل بنا ہوا یہاں رات کو تھا سبکو بیہوش
کرکے مال و اسباب لوٹ کر لیگیا اور دیکھو رقعہ لکھکر ڈال گیا سامرہ جنی یہ سنکر حیران ہوا اور وہ رقعہ لیکر سامنے
نمرود کے آیا اور کہا یا خداوند حقیقت میں یہ بختیارک ہی عمرو نہیں ہی بھیجیے اس رقعہ کو ملاحظہ کیجیے نمرود شاہ
نے وہ رقعہ آپ پڑھا اور لقا کو دیا جب مضمون سے آگاہ ہوا لقا پکارا ای نمرود میں نے ستر ہزار برس مشتری
تقدیر کی تھی کہ عمرو گرفتار نہوگا نمرود نے جواب دیا کہ عمرو کہاں جائیگا جہاں ہوگا وہاں سے گرفتار ہو آئیگا
القصہ بختیارک کو چھوڑ دیا بختیارک گرم پانی سے نہا کر بصورت اصلی بنکر آیا نمرود کے قدموں پر گرا اور کہا
یا خداوند عمرو کا گرفتار ہونا بہت دشوار ہی نمرود نے سامرہ کو بلاکر حکم دیا کہ عمرو جہاں ہو گرفتار کر لا سامرہ نے عرض
کیا خداوند میں اسی فکر میں ہوں جسوقت اور جہاں عمرو ملگیا میں فوراً اٹھا لاؤنگا لقا نے کہا ای نمرود تیری
تقدیریں جھوٹی ہونے لگیں نمرود نے جواب دیا کہ یہ جھوٹی تقدیریں تو ہی کیا کرتا ہی مگر خراب خدا پرستوں کو نابود
کرونگا تو تجھے بلاؤنگا پھر دیو افلاک سے کہا کہ لقا اور بختیارک کو پہونچا آ لقا نے کہا دیو افلاک کی مجکو
کچھ ضرورت نہیں ہی میرا فرشتہ قدرت موجود ہی اور دیو رہا یہاں پر مع بختیارک سوار ہوکر اپنے قیطولوں پر آیا
تخت خدائی پر بیٹھا اور دیدار عام کا حکم دیا تمام دنیا میں جو لقا پرست تھا مشتاق دیدار ہوکر آنے لگا یہاں کا
حال سنیے کہ لشکر اسلام میں صاحبقران زمان نے کرب غازی سے کہا ای نظر کردۂ شاہ ولایت بقلعہ اسلام
جو اس روز آیا اور شریک جنگ ہوا تھا کچھ عجب نہیں کہ یہ نور الدہر ہو تم جاکر کوہ و صحرا میں تلاش کرو اور اسکو
ڈھونڈھ لاؤ کرب غازی نے عرض کیا نہایت خوب یہ کہکر یکہ و تنہا تلاش نقابدار میں کرب غازی روانہ
ہوئے کہ حال اسکا انشاءاللہ بیان کیا جائیگا ادھر مہتر قران حبش نے جو سنا کہ خواجہ عمرو قیطولوں پر نمرود
کے گرفتار ہیں یہ چلا تھا اسواسطے کہ قیطولوں پر نمرود کے پہونچکر استاد کو چھڑالائے کہ ایک دیو مہتر قران کو

اُٹھا لیگیا حال اسکا بھی انشاء اللہ بیان کیا جائیگا لیکن حال سنیئے نمرود شاہ کا کہ اسنے بعد لقا کے جانے کے
دیو افلاک سے کہا کہ تو لشکر خدا پرستان پر آتشباری کر اور شیر و پلنگ برسا کہ خدا پرستوں کا استیصال ہو
دیو افلاک نے کہا بہت اچھا آپ طبل قہاری بجوائیے اسی وقت نمرود نے انور شاہ کو بلا کر حکم دیا کہ طبل قہاری
بجے جیسے طبل قہاری بجا ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام میں آئے پہلے دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے بعد اسکے
عرض کیا کہ نمرود شاہ کے لشکر میں طبل قہاری بجا ہے رات کو آتشباری ہوگی اور شیر و پلنگ برسینگے فرمایا کہ
نمرود بجنک مارتا ہے جو خدا ہمارے حق میں بہتر جانیگا وہ کریگا اور سر شام سے سجادۂ طاعت ایزدی بچھا بچھا کر
نمازیں پڑھیں اور دعائیں مانگنے کو بیٹھے یارباہ یا مستغیثاہ کی آواز لشکر اسلام میں بلند تھی ادھر دیو افلاک
بہت سے شیر و پلنگ جا کر صحرا سے پکڑ لایا تھا اور ہزار ہا گنبد آتشیں روشن کیے تھے بس دوپہر رات گئے
چالیس ہزار دیو اپنے ساتھ لیکر چلا اتفاق کار دیکھئے شان پروردگار ملاحظہ فرمائیے وہ حافظ حقیقی اپنے
بندگان خاص و عام کی حفاظت کرنے والا ہے ہر بلا و آفت سے وہی بچاتا ہے دیو افلاک مع چالیس ہزار
دیوون کے بخیال لشکر اسلام چلا اندھیری رات تھی درمیان صحرا کے آکر راستہ بھول گیا لشکر لقا بے لقا کیطرف
آنکلا وہان آتشباری شروع ہوئی اور شیر و پلنگ چھوڑ دیے سیکڑون کافر خاکسر آگ سے جل جلکر خاک ہوگئے
سیکڑون کو شیرون اور چیتون نے چیر چیر کر پھینک دیا تہلکہ عظیم برپا ہوا شور و غل اٹھا بجا گو یہ کیسی قیامت
آئی آسمان سے آگ برستی ہے اور آسمان سے شیر و پلنگ پیدا ہو کر گرتے ہیں ہزار ہا کفار واصل جہنم ہوئے
یاقوت شاہ بحکم لقا دوڑا گیا اور زرقیطول نمرود پکارا یہ کیا غضب ہے کیسی غفلت ہے کہ خدا پرستوں کا لشکر تو
حفاظت میں رہے اور لشکر لقا تباہ ہو نمرود شاہ نے اسی وقت ساحرہ جنی کو دیو افلاک کے پاس بھیجا
اور کہا کہ کہنا اے دیو افلاک یہ تونے کیا غضب کیا لشکر لقا کو کیون غارت کیے دیتا ہے دیو افلاک کے پاس
جب یہ حکم نمرود پہونچا دیو افلاک اپنے دیوون کو لیکر پھر آیا اور کہا یا خداوند شب تاریک تھی میں راستہ
لشکر اسلام کا بھول گیا تھا لشکر لقا پر جا پڑا خیر آج شب کو میں خدا پرستوں کا لشکر جا کر غارت کرونگا پھر دیو
افلاک شیر و پلنگ پکڑ پکڑ کے جمع کرنے لگا یہان صبح کو صاحبقران کو خبر ہوئی کہ پروردگار نے لشکر اسلام کو تو
محفوظ رکھا ساری آفت لشکر لقا پر آگئی صاحبقران نے سجدۂ شکر کیا پھر خبر آئی کہ نمرود شاہ نے آج پھر طبل
قہاری بجوایا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خدائے بزرگ است جو وہ بہتر جانیگا کریگا اور پھر شام سے تمام اہل اسلام
نے نمازیں پڑھ پڑھ کر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور بتضرع و زاری دعائیں مانگنے لگے دوپہر
رات گئے ایک غلغلۂ عظیم آسمان پر ہوا اور دو چار گندے جلتے ہوئے آگ کے لشکر اسلام میں گرے اور کچھ
شیر و پلنگ بھی آئے بہادران وفا زبان شمشیر زن نے انکو مارا مگر کچھ خیمے آگ سے جلے کہ قضائے کار ادھر
سے قریشیہ سلطان صاحبقران کی ملاقات کو آئی تھی اور پہلے دیو تندک کو خبر کے واسطے بھیجا تھا اسنے
آکر قریشیہ سلطان کو خبر دی تھی کہ آج رات کو دیو افلاک اپنے دیوون کو ساتھ لیکر لشکر اسلام پر جائیگا آگ
اور شیر و پلنگ برسائیگا قریشیہ سلطان نے کچھ دیوون کو لگا رکھا تھا جب دیو افلاک لشکر اسلام پر آیا
ادھر سے قریشیہ سلطان فوج دیوون کی لیکر پہونچی حکم دیا کہ ان بچاؤن اور نابکارون کو مار لو اور یہی شیر و پلنگ
اور آگ کے گندے لشکر کفار پر چھوڑ دو یہ سنکے دیو قریشیہ سلطان کے حربے پکڑ پکڑ کے دیو افلاک
کے ساتھ والون پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا آسمان سے صدائے گیرو دار آنے لگی دیوون کے ہاتھ پاؤن

سر کٹ کٹ کے گرنے لگے پہر رات باقی تھی کہ دیو افلاک اپنے دیوؤں کو ساتھ لیکر بھاگا دیو قریشیہ سلطان
کے شیر و پلنگ لشکر کفار پر جھپٹنے لگے ہزارہا کافر مارے گئے دیو افلاک نے نمرود شاہ سے کہا معلوم
ہوتا ہی کہ حمزہ کے ساتھ بھی لاکھوں دیو ہیں میں اپنی جان بچا کر بھاگ آیا نہیں میں بھی مارا جاتا اور میرے
دیو بھی سب قتل ہوتے اور اب بھی کئی ہزار دیو قتل ہوگئے نمرود شاہ چپ ہو رہا صبح کو صاحبقران
نے اپنے سرداروں سے کہا کہ دیکھا تمنے کیا افضال الٰہی شریک حال ہوا تمام لشکر اسلام اُس کافر کے رنج سے
محفوظ رہا بلکہ لشکر نمرود کے لوگ بہت سے تباہ ہوئے یہی ذکر تھا کہ ملکہ قریشیہ سلطان تخت پر سوار
سامنے سے نمایاں ہوئی۔ صاحبقران کو مجرا کیا اور قدمبوسی حاصل کی امیر باتوقیر نے قریشیہ سلطان
کو گلے سے لگایا خلعت دیا خواجہ عمرو نے کہا ای حمزہ یہ مدد قریشیہ سلطان نے کی کہ دیو ساحر کو مارا اور دفع
کیا قریشیہ سلطان بولی ای امیر باتوقیر مجھے خدا نے بروقت خوب بھیجا یا نہیں تو دیو افلاک نے تمام لشکر اسلام
کو تباہ کیا تھا اور صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو دیوؤں کو خدمت سراپا برکت حضور میں چھوڑتی جاؤں
صاحبقران نے فرمایا کہ میں نے کبھی دیو و پری کی مدد نہیں چاہی ہرگز کوئی دیو میرے پاس نہ چھوڑنا اور اب
تمکو مناسب ہی کہ تم رخصت ہو کر روانہ جانب قاف ہو قریشیہ سلطان آداب بجا لا کر رخصت ہوئی اور اندر محل
کے گئی خواتین معظم سے ملاقات کر کے پردۂ قاف کی طرف روانہ ہوئی مگر یہاں نمرود نے القاش
خون آشام سے کہا کہ تونے بہت سے سرداران لشکر اسلام کو مارا ہی اب بھی جا کر ان خدا پرستوں سے مقابلہ
کر اور جنگ و جدال کر کے سب کا خاتمہ کر القاش نے عرض کیا بہت اچھا میں موجود ہوں نمرود نے سامرہ
جنی کو حکم دیا کہ اسے تم قیطوروں سے نیچے اُتار دو سامرہ جنی القاش کو زیور شاہ کے دربار میں لایا القاش نے
زیور شاہ سے کہا کہ میں خدا پرستوں پر شبخون مارونگا یہ سنکر زیور شاہ نے جواب دیا تجھے اختیار ہی مجھکو بھی کچھ
دخل نہیں ہی القاش نے لشکر اپنا تیار کیا اور رات کو بارادۂ شبخون چلا قضائے کار راہ لشکر اسلام کی بھول گیا
لشکر لقا پر جا کر شبخون مارا لشکر میں ایک شور گیرودار بلند ہوا ضیغم خون آشام غلغلۂ شور سنکر خیمے سے نکلا اور
گھوڑے پر سوار ہوا اور روشنی مشعلوں کی اپنے ساتھ لیے اور لڑتا ہوا چلا کہ دور سے القاش کو دیکھا اور یوں
للکارا او القاش یہ کیا کیا تونے ہمارے لشکر پہ شبخون مارا القاش نے کہا میں خدا پرستوں پر جاتا تھا
بھول کر ادھر آپڑا اب میں پھرا جاتا ہوں پہر رات باقی تھی کہ ادھر سے پھر کر لشکر اسلام پر آکر شبخون کیا اور سبھوں
کو قتل کرنے لگا یہاں حمزہ صاحبقران زمان آرام فرماتے تھے کہ القاش خون آشام کے شبخون کرنے کی خبر
پہونچی اسیوقت سوار ہوئے اور تلاش کرتے ہوئے القاش کو چلے القاش لڑتا ہوا آتا تھا کہ صاحبقران
مقابل ہوا القاش نے تلوار ماری صاحبقران نے خالی دے کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دے کر تلوار چھین لی
اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر القاش زین سے اُٹھا لیا اور مشکیں باندھ کر عمرو کے حوالے کیا فوج القاش شکست کھا کر
بھاگی میدان صاف ہو گیا صاحبقران زمان بفتح و فیروزی پھرے صبح ہو چلی تھی بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی
میں آکر جلوہ فرما ہوئے صاحبقران نے آکر مجرا کیا اور دنگل شوکت پر بصد رفعت متمکن ہوئے عمرو سے فرمایا کہ
القاش کو عمرو نے القاش کو غل و زنجیر میں گرفتار سامنے حاضر کیا القاش نے بطریق نمرود پرستان
سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا دیکھا صاحبقران نے چہرہ القاش کا شگفتہ ہی صاحبقران نے پانی منگا کر اسم اعظم
کیا اور کہا کہ اس پانی سے القاش کا منہ دھلاؤ جب القاش خون آشام کا منہ دھلایا القاش ہوش میں آگیا

آثار سحر زائل ہوئے بعد اسکے صاحبقران نے فرمایا ای القاش بہتر یہ ہے کہ دین اسلام قبول کر پھر چند کلمات مذمت
نمرود پرستی اور مدح و ثنا و حمد سپاس پروردگار عالم مین بزبان فصیح ارشاد فرمائے کہ زنگ کفر آئینۂ دل القاش
سے زائل ہوا اور نور اسلام پیشانی پر جلوہ گر ہوا القاش پکارا ای شہریار مین نے معلوم کیا کہ دین اسلام اور خدا
اور آئین آپکا برحق ہے صاحبقران نے کلمہ طیبہ القاش کو پڑھایا القاش کلمہ پڑھکر از صدق مسلمان ہوا بعد
القاش نے تمام فوج کو اپنی بلایا اور دائرہ اسلام مین لایا خبر نمرود شاہ کو ہوئی کہ القاش شریک لشکر حمزہ ہوا
نمرود نے کہا کہ یہ تقدیر مین نے نہ کی تھی بالائی تقدیر ہوئی اُدھر لقا کو خبر ہوئی کہ القاش مسلمان ہوگیا سنکے نہایت
برہم ہوا مگر قہر بن سماک اژدر گیر نے لقا سے کہا کہ یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین صبح کو میدان مین جاکر
القاش کو ہلاک کرونگا اور بتائید خداوندی اُسے مارونگا لقا نے کہا کہ مین نے بھی یہی تقدیر کی ہے القصہ اسی وقت
طبل جنگ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا اُدھر نمرود شاہ کے لشکر مین نقارہ رزمی دا
مین آیا رات بھر تیاری جنگ تینون لشکرون مین رہی صبح کو تینون لشکر میدان کارزار مین آئے طرفین سے صفین
آراستہ ہوئین نقیب نسب دے کر چلے گئے قہر بن سماک اژدر گیر سامنے لقا کے آیا اور عرض کیا کہ اجازت
میدان کی ملے تو جاکر خدا پرستون سے مقابلہ کرون لقا نے کہا کہ جا تجھے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا قہر بن سماک
اژدر گیر اجازت حرب لیکر گھوڑا دوڑا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اور کہا کہ کہان ہے القاش خون آشام آئے
میرے مقابلے کو القاش خون آشام مرکب اپنا اڑا کر باجازت بادشاہ اسلام سامنے میدان مین قہر بن سماک
اژدر گیر کے آیا بعد تگاورزی حریفانہ گفتگو کی قہر بن سماک اژدر گیر نے نیزہ مارا القاش نے دو گھڑی کی
نیزہ بازی مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا قہر بن سماک اژدر گیر قہر و غضب مین آکر تلوار کھینچکر القاش پر جھپٹا اور
برابر آکے تلوار ماری القاش نے سپر پر روک کر تیغہ مارا سپر اُسکی کاٹ کر تیغہ سر پر آیا تا جگر اُتر گیا قہر بن سماک
اژدر گیر واصل جہنم ہوا القاش نے پھر مبارز طلب کیا سماک رعد انداز لقا سے رخصت ہوکر سامنے القاش
کے آیا بعد تگاورزی اور ہمسخنی کے سماک رعد انداز نے کہا کہ ای القاش تو نے بڑے بہادر کو مارا کہان اب جائیگا
میرے ہاتھ سے یہ کہکر تلوار القاش پر ماری القاش نے پشت تیغ پر روک کر وہی تیغہ خون آلود جو اُسکی کمر
پر مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے لقا نے فوج کو حکم کیا کہ اُسے مار و جانے نہ دو تمام فوج کفار نے القاش
خون آشام پر ہجوم کیا القاش بھی تلوار تول کر اُن پر آ پڑا تلوار چلنے لگی بادشاہ اسلام نے فوج اسلام کمک
کے واسطے بھیجی جنگ مغلوبہ ہو گئی ایسی تلوار چلی کہ کشتون کے پشتے بندھ گئے دریا خون کا بہنے لگا شناوران بحر
شجاعت دریائے خون مین ہاتھ تلوار کے لگا رہے تھے کفار بحر فنا مین ڈوب رہے تھے صاحبقران لڑتے ہوئے
برابر علمدار کے پہونچے مع علم اُسکو قتل کیا جس وقت علم سرنگون ہوا فوج کفار شکست کھا کر بھاگی غازیان دیندار نے
تعاقب کیا پڑاو پر بھی دریا خون بہنے دیا وہان سے بچی فوج کفار بھاگی اہل اسلام غارتگری کفار پر آمادہ ہوئے
لوٹ شروع ہو گئی لقا بھاگ کر داخل شہر ہوا دروازے شہر کے بند کروا لیے اہل اسلام مال و اسباب کافرونکا لوٹ کر
مالا مال ہو گئے جتنے کافر مارے گئے تھے انکے سرون کے کلے کے مینار چنوا لیے گئے لشکر ظفر اثر کو صاحبقران نے
حکم دیا کہ گرد سبائل کے اتر داو خیمے برپا کرو تمام لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کیا چار طرف سے سبائل کو گھیر لیا رستہ
بند کر دیا کہ جسمین آب و دانہ کا کفار پر قحط ہوا اب اس داستان کو یہین چھوڑیے

اب وہ سنیے داستان شوکت بیان کرب غازی بیان ہوتے ہین

پلا ساقیا وہ شراب لطیف | کہ جاتا ہون دیکھکر لب خم شیشہ | عطا کر مجھے وہ مئے مشکبو | کرو جستجو جسکی اور آرزو
وہ اک جام ساقی وہ دے ایکبار | نظر آئے رنگ یعنب کا سنگا | جو پوشیدہ گو گلشن مین جلوہ گر | بہت منتظر ہی دل شاد کا
سحر ... کا اسیکا مشتاق ہی | جو خورشید کی بے افاق ہی | اشعار دیگر | تو وہ خورشید ہی گردون یکتائی وحدت کا

وہ عالم ایک مطلع ہی ترے دیوان قدرت کا
تشنہ رند مشرب دم تراوش ہی ساقی
گنہگاری کا باعث تھا جو سمجھا تیری رحمت کا
نگہ حشر مین ہم عاصیون کو سرخ رو کر دی
ہر اک شہنشاہ یہ عالم ہی انگشت شہادت کا
ہما ہی حاجتون سے ہمکو بڑھکر بار تیرا

عروج عشق کے جامی نہین مشتاق جنت کا
رہے آباد مجمع اس خرابات محبت کا
تو وہ ہی تخلیہ گلشن ایجاد کا صانع
ترے محبوب نے ... شفاعت کا
ملی نعمت سعادت کی تیرے در کی گدائی سے
ادا سے شکر کیسے آپ کی گرمی عنایت کا

مجھے منظور ہی احسان لینا تیری رحمت کا
کرونگا رو برو پیش عرض گستاخانہ ...
ریاض دہر گلدستہ ہی تیرے باغ صنعت کا
ریاض دہر مین سبیحہ ہی یکتائی کے شاہد ...
ہما بھی اک مگس ہی ان پر مرے خوان قناعت
بیت روان کردہ خامہ تیز دم

نمودند این داستان را رقم + بجستش کنندگان عبارت مسرت آگین و مشتاقان بال پری تمثال شاہد مضامین قلم

گلدستہ رقم سے اس داستان شوکت نشان کو بعد طبع آرائی یون تحریر کرتے ہین کہ جب کرب غازی تلاش
نقابدار سرخ پوش لشکر اسلام سے چلے ہین صحرا و بیابان مین جو آئندہ و روندہ ملتا ہی اس سے پوچھتے ہین کہ نقابدار
سرخ پوش کو کہین پر دیکھا ہی کوئی پتا نہین بتاتا ہی بعد کئی روز کے ایک شہر مین پہونچے کہ نام اسکا شہر مرجانیہ ہی
اور مالک مرجان سرخ پوش وہان کا بادشاہ ہی کرب غازی شہر مین داخل ہوئے اور سیر کرتے ہوئے چلے
آتے تھے جب درمیان چوک کے پہونچے دیکھا ایک مقام پر ہجوم خلائق ہی اسی طرف چلے جب قریب اس مجمع کے
آئے دیکھا کہ بیچ مین ایک کمان اور بدرہ زر تخت پر ہی اور ایک شخص کرسی بچھائے ہوئے بیٹھا ہی کرب غازی
نے آگے بڑھکر اس شخص سے پوچھا کہ یہ کمان کیسی رکھی ہی اور کسکی کمان ہی اسنے جو ایک جوان خوبصورت
صاحب شوکت و شان کو دیکھا کہ دبدبۂ شہریاری جبین متین سے ہویدا ہی اور مرتبۂ سرداری و سالاری پیشانی
سے پیدا ہی سمجھا کہ یہ کوئی نووارد ہی یہان کا رہنے والا نہین ہی اس کرسی نشین نے پوچھا کرب غازی سے کہ آپ
اس شہر مین کب سے آئے ہوئے ہین کرب غازی نے کہا آج ہی آیا ہون اسنے بیان کیا کہ یہ کمان
جہان پناہ فتاح سرخ پوش کی ہی اور یہان بازار مین اسواسطے رکھی ہی کہ جو شخص اسے کھینچے یہ بدرہ زر
اٹھا لے اور اگر کسی نے ارادہ کمان کھینچنے کا کیا اور کمان اس سے نہ کھینچی وہ قتل کیا جائیگا کرب غازی
نے کہا کہ مین اسے کھینچونگا وہ کرسی نشین ہنس کر کہنے لگا کہ بڑے بڑے پہلوان اس کمان پر زور آزما چکے ہین اور خفت اٹھائی
ہی تم اسکو نہ کھینچ سکوگے ناحق کو ذلیل ہوگے بہتر یہ ہی کہ یہان سے چلے جاؤ کرب غازی نے جواب دیا اگر مجھسے
نہ کھینچ سکیگی تو جسطرح چاہنا مجھسے پیش آنا دار پر کھینچ جانا تیر باران کرانا اس کرسی نشین نے کہا تمہین اختیار ہی اسوقت
کرب غازی گھوڑے سے اترے اور کمان ہاتھ مین اٹھائی اور ایک ہی زور مین گوشہ سے گوشہ ملا دیا پھر
ایک جھٹکا دیا کہ کمان کے دو ٹکڑے ہوگئے تمام مجمع عام مین غلغلہ بلند ہوا کہ اس جوان نے کمان توڑ ڈالی کرب غازی
نے وہ بدرہ زر لیکر فقرا کو تقسیم کر دیا جب فتاح سرخ پوش کو یہ خبر پہونچی کہ ایک جوان نے کمان کھینچکر توڑ ڈالی
کہا کہ جلد اسے ہمارے پاس لاؤ چوبدار کرب غازی کے پاس آئے اور کہا آپکو فتاح سرخ پوش نے بلایا ہی کرب غازی
نے جواب دیا کہ اسکا مین نوکر نہین ہون مجھے کیا غرض ہی کہ اسکے پاس جاؤن چوبدار نے جاکر فتاح سرخ پوش سے
اسی طرح کہا اسنے چند سپاہیون کو بھیجا کہ اسے جاکر پکڑ لاؤ بیس پچیس سپاہی آئے اور کہا اے جوان ہمارے ساتھ چل

نہین تو زبردستی تجھے لیجائینگے کرب غازی نے کہا کیا مجال تمھاری جو مجھے خیر سے لیجاؤ اُن سپاہیون نے چاہا کہ
بلوا کرکے پکڑ لین کرب غازی تلوار کھینچکر اُن پر جا پڑا دم بھر مین دس بارہ کو مار لیا باقی بھاگ گئے جا کر فتاح
سرخ پوش سے بیان کیا کہ اُسکے ہاتھ سے بہت سے آدمی مارے گئے فتاح نہایت برہم ہوا اور دو ہزار آدمی
اپنے ساتھ لیکر سوار ہوا اور کہا کہ مین ابھی اُسے مار ڈالونگا یہان کرب غازی تلوار کھینچے ہوئے کھڑا ہی اور لوگ
دور دور ہین مگر سب کہ رہے ہین کہ یہ عجب مرد جاہل ہی اب فوج آئیگی اور پکڑ لیجائیگی اس اثنا مین فتاح
سرخ پوش بھی آ پہونچا دیکھا کہ ایک جوان تیغہ خون آلود ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑا ہی سمجھا یہ وہی شخص ہی جسنے
کمان توڑی ہی حکم دیا کہ سب بلوا کرکے پکڑ لو یا اسکا سر کاٹ لو سب لوگ چہار طرف سے دوڑ پڑے لینا لینا کا غل ہوا
کرب غازی تو مستعد بجنگ کھڑے ہوئے تھے تلوار تول کر کافرون پر جا پڑے اور قتل کرنے لگے گھڑی بھر مین
سو دو سو آدمیون کو مار کر فتاح سرخ پوش کے پاس پہونچے اور للکارا کہ او نامرد تو میرے مقابلے کو نہین آتا
اورون کو لڑنے بھیجتا ہی فتاح پکارا مین آیا اب تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ
کہکے کرب غازی کو تلوار ماری کرب غازی نے پشت شمشیر پر روک کر ایک ہاتھ جو تلوار کا مارا مع مرکب اُسکے
چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ فتاح مارا گیا یہ خبر ملک مرجان سرخ پوش کو ہوئی کہ سپہ سالار فتاح سرخ پوش
مارا گیا ملک مرجان نے دوسرے سپہ سالار سے کہا کہ تو جا کر اُس سرکش کا سر کاٹ لا وہ پانچ ہزار سوار لیکر
مقابلے کو آیا اور گرد کرب غازی پر نرغہ کیا کرب غازی اُسنے بھی لڑنے لگے جسکو ایک ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے
دو ٹکڑے ہوئے پھر جو بھی لاش پر لاش گرا دی اور پرا پرا پہونچکر قاہر سرخ پوش سپہ سالار ثانی کو للکارا ابھی او
نابکار اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے اُسنے تلوار کا وار کیا کرب غازی نے جو تلوار اُسکی روک کر اپنا وار کیا قاہر
سرخ پوش کے بھی دو ٹکڑے ہوئے ملک مرجان کو فورا خبر ہوئی کہ وہ بھی سپہ سالار قاہر سرخ پوش مارا گیا
طیش غضب مین آکر گھوڑے پر سوار ہوا چالیس ہزار جرار لیکر کرب غازی کے مقابلے کو آیا اور آتے ہی چار طرف
سے کرب غازی کو گھیر لیا کرب غازی جسطرح کارزار کر رہے تھے اُسی طرح لڑتے رہے ایک شبانہ روز تلوار چلی ہزارہا
آدمی قتل ہوئے اور زخمی ہوئے دوسرے روز عیار ملک مرجان شاہ کا کہ عیار سرخ اسکا نام تھا اُسنے ملک
مرجان سے عرض کیا اگر آپ فرمائین تو مین ابھی اسے گرفتار کرون ملک مرجان نے کہا کہ فورا اسے گرفتار کرو
سرخ عیار نے چار سو عیارون کو ہمراہ لیکر حلقہ ہاے کمند بڑھا کر گھیر لیا چہار طرف سے کرب غازی پر حلقے
کمند پڑنے لگے کرب غازی نے دس بیس حلقے کمند کے کاٹے اور دو چار کمند اندازون کو بھی مارا آخر کار حلقہ
کمند مین گرفتار ہو کر گرے اوپر سے ہزارہا آدمی ٹوٹ پڑے کرب غازی کو باندھ لیا اور آہنگرون کو بلوا کر غل و
زنجیر مین گرفتار کیا ملک مرجان نے کشتون کی لاشین اٹھوائین زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دلوائے اور پھر کر
وہان سے آیا سہ پہر کو دربار کیا اور کرب غازی کو سامنے بلوایا اُس بہادر نے بے خوف و خطر بطریق اہل اسلام
کی رسم کا فرمانبردار مردود گرفتہ کے سجدہ ہوئے اور پکارے کہ ای خدا پرست رسی جل گئی بل نہین جلا کرب غازی
پکارا کہ ای نامرد و عیارون سے مجھے گرفتار کروایا ہی اور پھر یہ گفتگو کرتے ہو سبھون نے کہا کہ تم خدا پرستون کو جسنے
اسیر کیا ہی بہتیرا اسیر کیا ہو تم وہ بلا ہے بے درمان ہو کہ تجھے کوئی سر کھ ہو کر نہین رہ سکتا ملک مرجان پکارا
او خدا پرست تو اپنا نام و نشان تو بیان کر فرمایا مجھے کرب دلاور کہتے ہین مین بتلاش نبیرۂ صاحبقران نور اللہ
بن بدیع الزمان نکلا ہون اس شہر مین پہونچکر گرفتار ہو گیا ملک مرجان نے کہا کہ تمھارے حق مین یہ بہتر ہی کہ

که دین لقا پرستی اختیار کرو نہین تو قتل کیے جاؤگے کرب نے جواب دیا جو کچھ تجھسے ہو سکے تم تھو بکرو مین لقا پر
اور اُسکے پرستارون پر لعنت کرتا ہون ملک مرجان نے حکم دیا کہ اسے زندان خانے مین لیجاؤ کل صبح کو اسے
قتل کرینگے اور میدان خونی تیار ہو یہ سُنکے چارجی نے چارج دیا کہ کل وہ خدا پرست قتل کیا جائیگا جسکا جی چاہے وہ تماشا
دیکھنے کو آئے تمام شہر مین غل ہوا کہ وہ خدا پرست جسنے دونون سپہ سالارون کو بادشاہ کے مارا ہی قتل کیا جائیگا
اور باہر شہر کے ایک جھیل کے کنارے میدان خونی تیار ہوا صبح کو ملک مرجان نے شرخ عیار سے کہا کہ اس خدا پرست
کو تو لیجا کر قتل کر شرخ عیار کرب غازی کو لیکر میدان خونی مین آیا اور کرب غازی کو زیر دار بٹھایا اسوقت
کرب غازی نے بدرگاہ قاضی الحاجات یہ مناجات کی اے خالق عز وجل تو مجھکو اپنی قدرت کاملہ سے اس بلاے ناگہانی
سے نجات دے اور کافرون کے شر سے بچالے ابھی تیر دعا ہدف اجابت تک نہ پہونچا تھا ناگاہ ایک نقابدار
سُرخ پوش مع چار سو نقابدارون کے پیدا ہوا اور اُسنے آکر پوچھا کہ اس جوان سے کیا خطا ہوئی ہی جو قتل کرتے
ہو اُن سبھون نے کہا کہ یہ خدا پرست ہی اور دو سپہ سالارون کو علاوہ فوج کے مارا بادشاہ کا حکم ہی کہ اسے قتل کرو
پوچھا نقابدار نے کہ لڑائی ہونے کا کیا سبب تھا شرخ عیار نے تمام قصہ کمان کے کھینچنے کا بیان کیا نقابدار نے
کہا کہ یہ بیجا ہی کیون اُسنے کمان بازار مین رکھوائی تھی اسے چھوڑ دو مین اسکو ساتھ لیجاؤنگا قتل نہ ہونے
دونگا شرخ عیار بولا کہ ہم بغیر حکم بادشاہ کے نہ جانے دینگے نقابدار نے تلوار کھینچی اور اپنے لوگون سے
کہا کہ ان نابکارون کو مارو لوگ نقابدار کے تلوارین کھینچکر کفار پر آپڑے تلوار چلنے لگی طرفۃ العین مین
عیارون کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈال دیے کرب غازی نے بھی قید کرانی توڑ ڈالا نقابدار نے کرب کو
گھوڑے پر سوار کیا اور اپنے ساتھ لیکر صحرا کو روانہ ہوا مگر شرخ عیار بھاگ کر ملک مرجان شاہ کے پاس آیا
اور حال کرب غازی کا بیان کیا کہ ایک نقابدار نے آکر اس خدا پرست کو قید سے چھڑایا اور اپنے ساتھ لیگیا
ملک مرجان حیران ہوا اور کہا کہ اس نقابدار کو جلد تلاش کرو کہ یہ نقابدار کون ہی اور کہان رہتا ہی شرخ عیار
تلاش مین نقابدار کے چلا یہان نقابدار سُرخ پوش کرب غازی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے ایک باغ مین آیا اور
ایک بارہ دری مین بٹھایا اور کہا کہ مین ایک ضرورت سے جاتا ہون ابھی آتا ہون یہ کہکر سب نقابدارون کو
ساتھ لیکر چلا گیا مگر کچھ کنیزین اور حبشنین قلماقنیان وغیرہ وہان پہرے پر موجود تھین اور کچھ خواصین تھین مرد کا
کہین نام ونشان نہ تھا کرب غازی نے اپنے دلمین کہا کہ شاید یہ نقابدار عورت ہی ایک سے پوچھا کہ اس نقابدار
کا کیا نام ہی اُسنے کہا وہ آتے ہونگے خود بتا دینگے اور وقت شب کا بھی ہو چکا تھا تمام بارہ دری جھاڑ و کنول کی
روشنی سے نورانی ہو گئی تھی کرب غازی بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک طرف سے روشنی پیدا ہوئی دیکھا کہ سو دو سو
فانوسین روشن اور بیچ مین ایک نازنین مہ جبین چہرہ آفتاب سا اور گرد اُسکے چار سو نازنینان پری پیکر چلی آتی
ہین جب قریب وہ نازنین آئی کرب غازی نے ایک ماہ آسمان حسن وخوبی کو جلوہ گر پایا کہ غرق از سر تا پا
دریاے جواہر مین ہی اور تمام ساتھ والیان در در گوش مرصع پوش لباس سُرخ پہنے ہوئے ہین یہ معلوم ہوتا
ہی کہ گرد ماہ تابان کے ہجوم سیارگان ہی کرب غازی دیکھتے ہی اس نازنین کے عاشق وشیدا ہوگئے اپنے
دل مین کہا کہ یہی نقابدار ہی مگر تیرے چھڑانے کو گئی تھی اور یہ تو یقین نہین آتا کہ نقابدار نے اپنے ناموس کو تیرے
سامنے بیپردہ کیا ہو اسی خیال مین تھے کہ وہ نازنین مہ جبین پاس آئی کرب غازی اُٹھ کھڑے ہوئے تعظیم کی اُس
نازنین نے ہاتھ کرب غازی کا پکڑ کر مسند پر بٹھایا اور آپ بھی وہان بیٹھ گئی اسباب عیش ونشاط مہیا ہوا گانا بین

سامنے آمین ساز بجنے لگے ایک خواص خاص نے جام شراب لبریز کرکے کرب غازی کو دیا کرب غازی نے
جام تو لیلیا مگر پیا نہین ہاتھ سے رکھدیا ملکہ نے کہا کہ تم جام کیون نہین پیتے کرب غازی نے جواب دیا
کہ پہلے آپ مجھکو اپنے حسب ونسب اور دین وآئین سے آگاہ کیجیے اس نازنین نے کہا شعر کیا پوچھتے ہو ملت
مذہب کو مے کشو + غرق شراب عشق جمال حضور ہین + کرب غازی نے کہا کہ یہ لقا مدار بنکر کیا آپ ہی مجھکو چھڑا
لائی ہین اُس نازنین نے کہا حضور ہان یہ لونڈی باعث رہائی حضور ہوئی نام میرا ملکہ حمرانہ سرخ پوش ہے مین بیٹی
ہون ملک مرجان شاہ کی جس روز آپ گرفتار ہوے تھے اُسی دن مین حمام سے آتی تھی غلغلۂ لشکر سنکر پردہ جانے
کا اُٹھا کر جو نہین دیکھا عاشق ہو گئی ہر چند ضبط کیا ضبط نہو سکا ساتھ والیون نے بہتیرا سمجھایا ایسا لوازم عشق تھا
کہ کچھ ننگ ونام سمجھ مین نہ آیا آخر کار دل پر یہ ٹھانی کہ یا تو جان دیدیجیے یا جلد اُس جوان رعنا کو چھڑا لیجیے اپنی جان
پر کھیل کر گئی اور تمکو چھڑا لائی اب اگر تمکو بھی مجھسے محبت ہو تو میرے پاس رہو نہین جہان جی چاہے جاؤ مین
تمہاری دامن گیر نہ ہونگی جسطرح ہوگا صبر کرونگی اور مین پیرو دین لقا پرستی ہو کرب غازی نے کہا اے ملکہ ایک تو تم
میری محسن کہ تمنے میری جان بخشی کی دوسرے یہ کہ تم ایسی معشوق کے پاس رہنے سے کون انکار کریگا مگر جو
تمھین محبت ہی تو لقا پر لعنت کرو دین اسلام قبول کرو پھر کرب غازی نے مذمت دین لقا اور حمد وثنا
پروردگار جل وعلا بزبان فصیح بیان کی ملکہ نے کہا کہ صاحب مجھے لقا سے بے لقا بجز دو سے موئے لونڈی کا
سے کچھ کام نہین مین اُسپر لعنت کرتی ہون اور ابھی دین اسلام قبول کرتی ہون پھر اپنے ہمراہیون سے کہا کہ جو
اگر میرے ساتھ مسلمان ہو جاؤ وہ سب کی سب بولین کہ بہتر کیا انکار ہے کرب غازی نے سب کو کلمۂ طیبہ تعلیم کرکے
مسلمان کیا اب جام شراب گردش مین آیا ملکہ حمرانہ سرخ پوش نے اپنے ہاتھ سے جام زمردین بادۂ یاقوت رنگ سے
لبریز کرکے کرب غازی کو دیا اور کرب غازی نے ساغر الماس تراش شراب احمر سے بھر کر ملکہ کو دیا دونون عاشق
معشوق بادۂ گلرنگ نوش کرکے مشغول اختلاط اور سرگرم عیش ونشاط ہوئے پھر کھانا آیا دونون نے کھانا کھایا اور ایک
صحبت رقص وسرود آراستہ ہوئی دو پہر رات گئے سب اٹھ اٹھ کر چلے گئے فقط کرب غازی اور ملکہ حمرانہ سرخ پوش رہگئے اب جو ان
دونون نے خلوت پایا گردون مین باہین ڈالکر بوس وکنار ہونے لگا ملکہ نے استفسار حال کیا پوچھا کہ صاحب تم اپنے لشکر
سے کیون نکلے تھے کرب غازی نے تمام سرگذشت بیان کی ملکہ نے پوچھا عجیل ماہ رو تمہارے کون ہین کرب غازی
نے کہا کہ حمزہ صاحبقران کے بھائی ہین اور میرے قبلہ وکعبہ ہین اے ملکہ تم کیا جانو عجیل ماہ رو کو ملکہ نے کہا کہ یہان
بیابان قضا وقدر قریب ہے اور وہان کا بادشاہ ملک صاعقہ جنی ہے عجیل ماہ رو زخمی ہوکر وہان پہونچے تھے لعل افروز
پری اُن کو بیابان قضا وقدر سے اٹھا لائی تھی زخم اُنکا اچھا کیا وہ لعل افروز سے ہمصحبت تھے کہ ملک
صاعقہ جنی آگاہ ہوا عجیل سے آکر کہا کہ جو تم طلسم پر یزدان کو فتح کرو تو مین لعل افروز کی شادی تمہارے
ساتھ کردون عجیل ماہرو بارادۂ طلسم کشائی گئے او گرفتار ہوے بعد اُسکے لعل افروز بھی محبت مین عجیل
ماہ رو کے جاکر مبتلاے طلسم ہو گئی اب وہ دونون پتھر کے ہوکر رہ گئے ہین مگر زبان مین طاقت گویائی باقی ہے
باتین کرتے ہین کرب غازی نے کہا اے ملکہ مین طلسم کشائی کو اور عجیل ماہ رو کی رہائی کو جاؤنگا ملکہ پہلے
مانع ہوئی جب کرب غازی نے نہ مانا ملکہ نے کہا مین بھی تمہارے ہمراہ طلسم مین چلونگی یہان مجھکو اندیشہ
ہے کہ باپ میرا اگر میرے حال سے آگاہ ہوا تو خدا جانے کیونکر مجھسے پیش آئیگا کرب غازی نے ہر چند کہا کہ
تمہارا جانا مصلحت نہین ہے مین تنہا جاؤنگا ملکہ نے کہا مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگی جسوقت کرب غازی نے

دیکھا کہ ملکہ سیطرح تعین ماتمی چار و ناچار ملکہ کو ساتھ لیکر طلسم کی راہ لی آتے آتے جب صحراے طلسم میں پہنچے
دیکھا کہ تمام صحرا سبزہ زار ہے گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہیں درخت میوہ دار ہر طرف جھوم رہے ہیں نہریں جا بجا
جاری ہیں طائران خوش الحان شاخہاے نخل تر و تازہ پر بزبان بے زبانی مصروف حمد باری ہیں اور زمزمہ
سنجی سننے والوں کے دلوں کو محو کرتے ہیں ہولے ہولے سرد چل رہی ہے صبا بے پاؤں آتی ہے نسیم اٹھکیلیاں کرتی ہے
کرب غازی نے ملکہ سے پوچھا کہ یہی صحراے طلسم ہے ملکہ نے کہا ہاں یہی ہے کرب دلاور نے پوچھا عجیل ماہرو کہاں قید
ہیں ملکہ نے جواب دیا کہ آگے وہ بھی ملینگے یہاں یہ ذکر تھا کہ ایک آواز آئی کہ اے ملکہ حمرانہ تو نے کیوں دین اپنا برباد
کیا اور اس خدا پرست کا کس لیے ساتھ دیا کرب دلاور نے چاروں طرف دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آتی ہے کہ پھر صدا
آئی اے حمرانہ تو چلی جا یہاں سے نہیں تو گرفتار ہو جائیگی کرب غازی نے دیکھا کہ ایک جانور سرخ رنگ درخت پر
بیٹھا ہوا یہ صدا دیتا ہے کرب غازی نے تیر سحر کمان میں پیوستہ کرکے مارا کہ بازو اس جانور کا زخمی ہوا وہ جانور آگ
اور پکارا او خیرہ سر اب تجھکو معلوم ہوگا تیر مارنے کی سزا پائیگا کرب غازی نے چاہا کہ دوسرا تیر مارے کہ وہ جانور
غائب ہوگیا اور ایک پنجہ ملکہ حمرانہ سرخ پوش کو اٹھا لیگیا کرب غازی چلاتے ہوئے دوڑے کہ مجھکو بھی
ساتھ ملکہ کے لیے جا کچھ آواز نہ آئی کرب دلاور غم میں ملکہ کے پریشان چلے آتے آتے دیکھا کہ اژدر آتش فشاں
نمودار ہوا اور قلاب آتشیں چھوڑکر دم کشی کی کرب دلاور نے یہ دیکھتے لنگر اپنا قائم کیا مگر نہ قائم رہ سکا لنگر اکھڑ گیا
اور کرب غازی غلطاں دہان اژدہا کے قریب ہو گئے اور وہاں پہونچکر تلوار اژدہے کو ماری لیکن اس پر خاک بھی نہ پڑا
تلوار صاف اچٹ گئی پھر جو اژدہے نے دم کشی کی کرب غازی کو نگل گیا اب اس داستان سعادت بیان کو یہیں چھوڑ کر

رودادے داستان افسون نشان مہتر قران جیش عیار طرار کے بیان کیے جاتے ہیں

کدھر ہے لا پلا ساقی شراب خاص عیاری
ادھر ترسا رہا ہے ساقیا تو بادہ خواروں کو
ملا اے دختر رز تو مجھ سے ایکدن منہ زور ہو
اڑے جاتی ہے فصل گل ادھر چھائی ہوئی بدلی
نہ پائی زخم کی لذت ہوس دل میں رہی دل کی
صراحی تھی سبو تھی پر حلق خشک قاتل کی
کہ رستہ بجے جل یار روشن شانہ پا سکو بھی
ہوا کب ساعت ہے آفت کی گھڑی ہر لحظہ مشکل کی

دکھاؤں اپنی میخانے میں اب تو رندوں کو
تماشا تھی کہ چھلک کر خوب ہی پیمانہ بھرتے
ہے حسرت ہی میں سمجھینگے مرادوں میں مرادیں
نمود کھڑے سے کیا حاصل ابھی دل لیے خلق
پڑی پیرے بدن پر بجلی تیغ قاتل کی
بھری بھرتی ہے حق تک لذت زخم ہے دل
کبھی تو کام آئیگی لذت میری [illegible] کی
نزہگہ - کہاں شوق ہے دیدار یار تھوڑا ہے

فلک گردش دکھاتا ہے ادھر خنجر گذاروں کو
نرنگ ایکدم دکھائے فتنہ کی اور شادو الم
کہا سب کچھ زہیر ساقی دریا عشق نے بدلی
ہے یہ بھی رند میخانہ پہ ظاہر ہوگیا سب پر
کیا اس نشہ کا عشق کو پیر اب کرکر
غضب ہوگی عدالت پیر حق میں بجا عادل کی
شب فرقت ہے شب لیقت میں دن آج ذرا ساعت کی
زیادہ صبر ہے اور اختیار تھوڑا ہے

سحر کا غنچہ کھلا دوپہر ڈھلے مرجھا ؏ عروج رونق خوش بہار تھوڑا ہے ﴿بیت﴾ درخشندہ آفتاب جنیر و رقم گرد افسانہ بے نظیر
صحیر کشتگان سمند تیز لگام عیاری و شہسواران شعبدہ پرداز میدان طراری و خنجر گذاری کمیت ملاحات رقم کو عرصہ
قرطاس فلک اساس پر یوں جولان کرتے ہیں کہ جب مہتر قران جیش عیار طرار و خنجر گذار تلامذہ استاد عالیمقدار شاہ
عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار روانہ ہوا راہ میں سے ایک تخمہ آسمان سے گرکے اٹھا لیگیا کہ وہ لہین پہونچکر
مہتر قران بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی مہتر قران نے اپنے تئیں ایک سحر کے سبزہ زار میں دیکھا کہ ایک
دیو عفریت تمثال سامنے کھڑا ہوا خوش خلیاں کر رہا ہے اور ہاتھ اٹھا کر کہ رہا ہے کیا خداوند لقمیس پر تلبیس کیا لقمہ چرب
تو نے عنایت کیا ہے مہتر قران نے اس دیو سے پوچھا کہ کیا تو ہی مجھے اٹھا لایا ہے اس نے کہا ہاں پوچھا کیا سبب ہے کیوں

اٹھا لایا ہو اُس دیو نے بیان کیا کہ مین دیو افلاک کے ہمراہیون مین سے ہون تو زیر قبیل نمرود شاہ کھڑا ہوا
تھا میرا جی للچایا مین نے دیو افلاک سے کہا اگر حکم ہو تو یہ آدمی بہت فربہ ہو اسکو اٹھا لاؤن اور کھا جاؤن
دیو افلاک نے کہا کہ اچھا لیجا مگر اٹھا کر اسکو دور لیجا مین تجھکو کھانے کیواسطے اٹھا لایا ہون ای آدم زاد مین
منھ کھولتا ہون اگر تیکے سے میرے منھ مین کود پڑے تو دانت لگاؤن نہ داڑھ سے چباؤن تر نکلے کی طرح
نگل جاؤن مہتر قران نے کہا او نابکار مجھکو تو نے ایسا لقمہ نرم دیکھا ہو اب مین بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگا
کیا تو نہین جانتا ہو کہ حمزہ صاحبقران زمان نے ہزارہا دیوؤن کو قتل کیا ہو مین بھی انھین کا غلام ہون دیکھ تو
تیرا کیا حال کرتا ہون دیو یہ سنکر بہت برہم ہوا اور کہنے لگا مجھے ڈراتا ہو یہ کہکے ہاتھ بڑھایا کہ مہتر قران کو پکڑ کر منھ مین
رکھ لے جب ہاتھ دیو کا قریب مہتر قران کے پہونچا مہتر قران نے ہاتھ اسکا پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ دیو منھ کے بل
سامنے زمین پر آ پڑا مہتر قران نے گردن مین اُس دیو کے ہاتھ ڈالدیا دیو بھی مہتر قران سے لپٹ پڑا کشتی ہونے
لگی دو گھڑی کے بعد مہتر قران نے دیو کو پچھاڑا اور اُسکی چھاتی پر چڑھ کر ایک خنجر مارا کہ سر اسکا جسم سے
کٹ کے الگ جا پڑا لاشہ اُس دیو کی وہین تڑپتی ہوئی چھوڑ کے ایک طرف کو چل نکلا تھوڑی ہی دور بڑھا تھا
کہ کچھ آدمی آتے ہوئے دکھائی دیے مہتر قران نے اُنسے صاحب سلامت کرکے پوچھا کہ کوئی بستی آبادی یہان
سے قریب ہو انھون نے کہا کہ یہان سے کئی ملک قریب ہین ایک جانب کو ملک قصوریہ باختری ہو اور ایک
طرف کو ملک اناطولیہ ہو اور ایک سمت کو ملک مرجانیہ ہو اسمین ایک بیابان قضا و قدر ہو کہ سحر و ساحری کا بالکل
سامان ہو مین اُسی طرف سے آتا ہون مہتر قران نے پوچھا کہ بیابان قضا و قدر کا کون حاکم ہو انھون نے کہا کہ
ملک صاعقہ ناہ اسکا حاکم ہو ابھی تھوڑا زمانہ گذرا ہو کہ بھائی حمزہ صاحبقران کا عجیل ماہ رو وہان طلسم
پریزادان کو فتح کرنے گیا تھا وہ گرفتار طلسم ہوکر پتھر کا بنگیا بعد اُسکے کرب غازی طلسم کشائی کو آئے وہ بھی سراپا
پتھر کے ہوکر رہ گئے بلکہ دونون کی معشوقہ بھی انکے ساتھ گرفتار طلسم ہوکر تصویرین سنگ کی ہو گئین ہین مگر ہنستی
بولتی ہین باتین کرتی ہین مہتر قران نے پوچھا وہ طلسم کشا یہان سے کتنے فاصلے پر ہونگے انھون نے کہا یہان سے
بہت قریب وہ طلسم ہو اُسی کے بیابان مین وہ گرفتار ہین مہتر قران یہ سنکر بہت حیران و پریشان اور غمناک ہوا
اور دلمین کہا کہ چلکر طلسم کو فتح کیجیے اور عجیل ماہ رو کو اور کرب غازی کو رہا کر لیجیے پوچھا کہ طلسم پریزادان کا
راستہ کونسا ہو انھون نے کہا کہ دہنی طرف چلے جاؤ یہی طلسم کا راستہ ہو مہتر قران اُسی طرف روانہ ہوا دوسرے
دن دامنہ کوہ مین پہونچا دیکھا عجیب کیفیت کا وہ درہ کوہ ہو جا بجا آبشار پہاڑ پر سے گر رہی ہین ہوا سرد چلتی
ہو ہر رنگ کے پھول کھلے ہوے طیور جابجا درختون پر چہکتے ہین مہتر قران سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ ایک آواز پیدا
ہوئی کہ ای مہتر قران کہان تو آتا ہو جلد یہان سے پلٹ جا اور حمزہ صاحبقران سے جاکر کہو کہ عجیل ماہ رو
اور کرب غازی طلسم پریزادان مین گرفتار ہین جلد انکی رہائی کی تدبیر کیجیے مہتر قران نے دیکھا کہ واقعی عجیل
ماہ رو پتھر کا بنا ہوا کھڑا ہو اور پاس اُسکے ایک نازنین بھی موجود ہو مگر مطلق حس و حرکت نہین ہو یہ دیکھا مہتر قران
پکارا ای شہریار مین آپکی رہائی کے واسطے آیا ہون عجیل ماہ رو نے کہا ای قران اس طلسم کا فتح کرنا بہت مشکل ہو
اور ابھی کچھ وقت نہین ہو یہان سے پھر جاؤ تم جلد چلے جاؤ مہتر قران نے نہ مانا اور آگے بڑھا تھوڑی دور
آیا تھا کہ کرب غازی کو بھی دیکھا کہ پتھر کے بنے ہوئے کھڑے ہین اور انکے بھی سامنے ایک معشوقہ مہ جبین
کھڑی ہو مہتر قران کو جو کرب غازی نے دیکھا پکارے ای برادر مہتر قران تم اس مقام پر بلا مین کیون آئے

مہتر قران نے کہا کہ اسواسطے آیا ہون کہ طلسم کو فتح کرکے آپکو رہا کرون کرب غازی نے کہا ہم بھی طلسم کشائی کو
آئے تھے گرفتار بلا ہو گئے تم اس ارادے سے فتح طلسم کے باز رہو اور چلے جاؤ مہتر قران نے کہا ای بیادر اج
مین یہان آچکا پھر کر نہ جاؤنگا جو کچھ ہو سو ہو مصرع بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد + کرب غازی نے کہا کہ ای
قران ایک اژدہا یہان پیدا ہوتا ہی کہ نام اسکا گنجو جادو ہی اس سے ذرا ہوشیار رہنا مہتر قران نے کہا مین کیا
ہوشیاری کرونگا توکل بخدا جاتا ہون وہی حافظ حقیقی بچانے والا ہی یہ کہکر آگے بڑھا چند قدم چلا تھا کہ آواز مہیب
پیدا ہوئی کہ ای اجل رسیدہ پھر جا یہان سے کہان آتا ہی مہتر قران نے دہنے بائین دیکھا کسی کو نہ پایا نعرہ کیا اور تیز سا ہی
گیا تو کچھ ڈراتا ہی سامنے تو آ حقیقت معلوم ہو جاے کہ یکایک اژدہا سامنے سے نمایان ہوا اور قلاب آتشین چھوڑ کر
دم کشی کی مہتر قران کا لنگر قائم نہ ہو سکا اور زمین پر گر کے لوٹتا ہوا اسکے منہ کے برابر پہونچا جرأت کرکے ایک لیبدا اسکے
سر پر مارا مگر لیبدا کارگر نہ ہوا صاف اچٹ گیا اور وہ اژدہا مہتر قران کو نگل گیا اس داستان مصائب بیان کو
یہین چھوڑے اُن اسیران طلسم پر نژادان کا حال آگے بیان کیا جائیگا

دو کلمے داستان شجاعت نشان لشکر امیر بالا قمر حمزۂ صاحبقران اور نمرود شاہ بے ایمان کے بیان کیجاتے ہین

اگر ساقی جناب جواب دریاس ۔ سننے کی جا ہی کہ ہی بزم جنگ ۔ مقابل ہین ہر سو صف دو حریف ۔ کہ ہی جنگ ادین اور ادیان کفیف
وہ بادہ پلا ساقیا جوش ہو ۔ کوئی دو بیدوا بش دو نوش ہو ۔ کوئی جام دے ساقیا فخر کی ۔ کرون جنگ اسلام کی دم مین سر
سحر جو ہنگامۂ کارزار ۔ ہو تیغ سخن کی چمک آشکار ۔ دو رنگی کسی سے رخ کو چھپا رہا ہی کسی کو چہرہ دکھا رہا ہی + وہ شوخ

کتنے اشعار ہو نگار رہا ہی بیعار رہا ہی + کسی کو دولہا بنا رہا ہی کسی کی میت اٹھا رہا ہی + کسی کو گردون ہنسا رہا ہی کسی کو ظالم رولا رہا ہی
کبھی سمان انکی وصل کا ہی فراق کا گاہ سلسلہ ہی + یہ رنگ گردون دکھا رہا ہی ہنسا رہا ہی رولا رہا ہی + دیگر تجھے اجل جو گھور رہے
آتشناک ہوتا تھا + زحل جلکر بحث مین کسی کی خاک ہوتا تھا + تجھسا شہسوار حسن اگر سفاک ہوتا تھا + تو میرے سر کو بیجا لیکر فتراک
ہوتا تھا + بیزار رہتا ہی کیون اس تنگنائے دہر مین برسون + تجھے ای تو مین عمر روان چالاک ہوتا تھا + بیت نگارندہ وقائع نگار
نوشتندہ این داستان باصفا + معرکہ آرایان میدان مضامین دلنشین و نبرد آزمایان عرصۂ نظم و نثر رنگین قلم دو زبان سے
داستان شجاعت بیان کو اسطرح تحریر کرتے ہین - کہ جب لقا سے بے بقا شکست فاش کھاکر قلعہ بند ہوا اور مقابلہ
امیر بالا قمر حمزۂ صاحبقران سے اور نمرود شاہ سے ہوا چنانچہ بہت سے سرداران نامدار نقابدار زرد پوش کے ہاتھ
سے زخمی ہوئے اور بہت سے سرداروں نے سحر مین مبتلا ہوکر نمرود شاہ کو سجدہ کیا دوبارہ پھر نقابدار زرد پوش نے
طبل جنگ کا حکم دیا ہرکارے خبر لیکر صاحبقران کی خدمت مین آئے اور عرض کیا کہ نقابدار زرد پوش نے طبل
جنگ بجوایا ہی صاحبقران نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجے اور تمام سرداروں سے ارشاد کیا کہ یہ
نقابدار زرد پوش بلاے بے درمان ہی جو اسکے مقابلے کو جاے سمجھ کے جاے اور دس ہزار روپیہ کا رقعہ لکھکر ہاتھ
بلند کہا کہ جو اس نقابدار کو ذلیل و خوار یا گرفتار کر لائے وہ دس ہزار روپیہ مجھسے لے یہ سنتے ہی عمرو کے منھ مین
پانی بھر آیا دوڑ کر رقعہ اٹھا لیا اور کہا کہ مین اس نقابدار سے مقابلہ کرونگا اور سزاے معقول دونگا لیکن شرط یہ ہی
کہ پہلے روپیہ لیلونگا امیر بالا قمر نے اسی وقت روپیہ منگوا دیا عمرو نے روپیہ لیکر نذر زنبیل کیا اور ادھر تمام ہی
طبل جنگ بجوایا تمام شب دونون لشکر تیاری جنگ مین مصروف رہے صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا
ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال نقابدار زرد پوش زیور شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا بہت
بہت لاف زن گزاف کے مبارز طلب کیا حمزۂ صاحبقران نے نظر بلند کی عمرو کو نہ پایا تمام لشکر مین تلاش کی

نگہ کہین پتا نہ تھا اس اثنا مین سرہنگ جی نے خبر عمرو و حمزہ صاحبقران کو دی اور عرض کیا کہ خواجہ عمرو تو
کھو گئے امیر با توقیر عرضی عمرو کی پڑھکر بہت بد لطف ہوئے فرمایا کہ اس سے کیسے زبردستی کی تھی کہ تو نقابدار زرد پوش
سے مقابلہ کر ناحق آ شئے طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا اور مجکو ذلیل کروایا عمرو کا حال جو نقابدار نے سنا کہ عمرو غائب
ہوگیا اور زیادہ لاف وگزاف کرنے لگا اور کہا کہ وہ ساربان زادہ مجھسے کیا مقابلہ کریگا کسی جری کو میرے مقابلے مین
آنا چاہیے یہ سُنتے ہی شہزادہ خاور سپاہ قاسم عالیجاہ نے ارادہ میدان کیا کہ یکایک صحرا کی طرف سے بگولہ گرد کا بلند
ہوا اور ایک مرد ضعیف لباس کہنہ پہنے ہوئے مرکب لاغر پر سوار نمودار ہوا اور وہ لاغری مرکب کی کہ تمام ہڈی پسلیان
نکلی ہوئی مین ہوا کے جھونکے مین گرا پڑتا ہے اور تلوار جو پیرمرد کے پرتلے مین پڑی تھی چلنے مین وہ گھوڑے کی پسلیون
سے ٹکر کھاتی تھی آواز کھڑکھڑاہٹ کی پیدا ہوتی تھی جب وہ مرد ضعیف نقابدار زرد پوش کے برابر پہونچا اور
للکارا کہ او نقابدار تو عمرو کا اس بے ادبی سے نام لیتا ہے اسکو تو نہین جانتا ہے کہ عمرو نظر کردہ ہفت پیغمبران ہے کسکی
ہو سکی مجال ہے جو خواجہ عمرو سے مقابلہ کر سکے ایک مین اسکا ادنی سا غلام ہون چلے جیسے تو سامنا کر دیکھ تو کیسی تجھکو
سزائے معقول دیتا ہون نقابدار پکارا او پیرمرد دور ہو میرے سامنے سے کیون قضا دامنگیر ہوئی ہے پیرمرد نے کہا او
نقابدار خاموش رہ کیون کتے کیطرح بھونکتا ہے تیری شامت آئی ہے مین تجکو بغیر سزا دیے یہان سے نہ جاؤنگا نقابدار
نے لشکر اسلام کیطرف مخاطب ہو کے کہا کہ مجھے اس پیرمرد کے قتل کرنے مین شرم آتی ہے تم لوگ اسکو فہمائش کرکے
میدان سے پھیر دو اس مرد ضعیف نے کہا کہ صاحبو یہ نقابدار مجھسے ڈر گیا جنگ مین حیلہ حوالہ کرتا ہے اگر یہ مجکو جریدہ مقتول
ہے اور اقرار کرے کہ اب عمرو کو برا نہ کہونگا تو مین اسے چھوڑ دون نقابدار یہ کلمہ سنکر بہت برہم ہوا اور کہا کہ باش او مرد
ضعیف مین ابھی تیرا غرور نکالے دیتا ہون یہ کہکر نقابدار نے نیزہ مارا اس مرد ضعیف نے نیزہ اسکا اپنے نیزہ سے رد کیا
بعد چند طعنون کے اسکا نیزہ ہوائی کر دیا نقابدار یہ حال دیکھکے زیادہ برہم ہوا اور خنجر آبدار کھینچ کے تلوار ماری
اس پیرمرد نے گھوڑے کو ترچھا کرکے خالی دی اور ایک خنجر کو بغل مین رکھکر ہاتھ تاک کر مارا کہ خنجر بازو پر نقابدار
کے پڑا تلوار ہاتھ سے نقابدار کے چھوٹ کر گر پڑی ہاتھ اسکا زخمی ہوا کہ دوسرا خنجر اور بغل مین رکھکر مارا سینہ پر نقابدار
کے پڑا سینہ بھی نقابدار کا زخمی ہوا اب گھبرا کر پکارا یارو مجکو اس بڈھے سے بچاؤ اور مرکب کو بھگا کر چلا چلے گئے مین اس
بڈھے نے تیسرا خنجر اور مارا کہ پہلو پر پڑا نقابدار سخت عاجز آیا اور مرکب کو سرپٹ بھگایا اور پکارتا جاتا تھا کہ مجکو اس
پیرمرد نے مار ڈالا نقابدار تو آگے آگے بھاگا جاتا ہے اور پیرمرد پیچھے پیچھے خنجر کو بغل مین مارتا ہوا آتا ہے یہانتک
کہ نقابدار بیہوش ہوکر گرا اور ساتھ والے اسکے دوڑ پڑے اور اسکو اٹھا کر لیگئے وہ مرد ضعیف اُدھر سے پلٹا اور بیچ مین
میدان کے آکر پکارا کہ اہل اسلام آگاہ باشید منم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار یکجا تم سب نے کرامات نقابدار
کو کسطرح میدان سے بھگایا قضا ساحرہ جنی تو عمرو کے گرفتار کرنے کی فکر مین لگا ہوا تھا سنتے ہی جو سنا کہ پیر ضعیف عمرو
ہے میدان سے اٹھا کر لیگیا صاحبقران کو دیکھکر کمال رنج ہوا فرمایا کہ سفر مرد نے عمرو کو پکڑوا بلوایا دیکھیے کیونکر عمرو
سے عمرو و پیش آتا ہے الغرض طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ مین داخل ہوئے زیور شاہ نے نقابدار
کے زخم مین ٹانکے دلوائے جہان جہان چوٹ لگی تھی ان مقامون کو خوب سینکا علاج مین مشغول نقابدار کے زیور شاہ
مصروف ہوا ادھر ساحرہ جنی عمرو کو لیے ہوئے نمرود شاہ کے پاس پہونچا اور عرض کیا کہ یہ دزد یک گردن حاضر ہے اوقت
مشکین عمرو کی بندھی ہوئی تھین نمرود پکارا کیون اے عمرو تجکو یہ دن یاد نہ تھا جو تو نے داڑھی میری مونڈی اب
کہ تیرا کیا حال کرون عمرو پکارا یا خداوند بیشک مین گنہگار ہون آپ مجھے قتل کیون کرین مین نے ایسی ہی خداوند سے

ساتھ برائی کی ہو گی یا خداوند ما اتنا جانتا ہوں کہ جب تک آپ تقدیر نہیں کرتے ہیں کوئی امر کسی طرح کا وقوع میں
نہیں آتا ہی نہیں معلوم کیا مصلحت تھی کہ جو آپ نے داڑھی میرے ہاتھ سے مونڈوائی یہ کہکر سجدہ میں جھکا اور
دو انگلیوں کی محراب بنا کر زیر پیشانی رکھی اور کہا کہ وہ شخص آپکا بندہ ہے آپ کو اختیار ہے چاہیے قتل کیجیے چاہیے
خطا بخشدیجیے۔ شعر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا ٭ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے ٭ شہزادہ
بدیع الزمان اور لندھور جو مبتلائے سحر نمرودی تھے کہنے لگے یا خداوند اب ایسی خطا عمرو سے نہ ہوگی تقصیر
گناہ معاف کیجیے اور عمرو کو اٹھا کر قدموں پر نمرود شاہ کے ڈالدیا نمرود نے سر عمرو کا پاؤں سے اٹھا کر پشت
پر ہاتھ پھیرا اور کہا مجھو بار دگر ایسی خطا نہ کرنا اور گاؤ بجاؤ نمرود عمرو کے گانے بجانے پر ایسا عاشق تھا کہ خطا
عمرو کی معاف کی ہر چند سامرہ جنی نے کہا یا خداوند یہ پھر دغا کریگا۔ بڑا مکار ہے نمرود اسکا کہنا سماعت میں نہ لایا
اور عمرو کو خلعت دیا عمرو نے اسی وقت نے کمر سے نکالی اور بجانے گانے لگا نمرود بہت محظوظ ہوا غرض کہ عمرو
نمرود شاہ کے پاس رہنے لگا نمرود نے دیو افلاک کو خلوت میں طلب کیا اور کہا کسی طرح خدا پرستوں کا کام تمام
کرو دیو افلاک نے عرض کیا یا خداوند حمزہ تو مالک باطل السحر ہے میرا سحر اسکے سامنے پیش نہیں جاتا اور جو دیوؤں سے
کام لیتا ہوں تو دلشیہ سلطان کے دیو لشکر حمزہ پر تعینات ہیں وہ دمبدم کی خبر بادشاہ قاف کو پہونچاتے ہیں کچھ بن
نہیں آتا مگر ہاں ایک صورت ہے کہ میرے دو بھائی بہت بڑے جادوگر ہیں ان کو جاکر لاتا ہوں کہ وہ اسم اعظم حمزہ کا
بند کر دینگے پھر طرفۃ العین میں تمام خدا پرستوں کا استیصال ہو جائیگا نمرود نے کہا کہ جاؤ جا کر انھیں لاؤ دیو افلاک اپنے
بھائیوں کے لینے کو چلا گیا یہاں نقابدار زرد پوش ایک جنگل میں اچھا ہوا اور بارگاہ میں زیور شاہ کے آیا زیور شاہ
نے پوچھا اے نقابدار کیا ارادہ ہے اسنے جواب دیا کہ میں ایک عمرو سے تو سامنا نہ کرونگا اور سب سے لڑونگا زیور شاہ
نے کہا کہ عمرو تو یہاں پکڑا آیا نمرود شاہ کو سجدہ کیا فیلوروں پر موجود ہے نقابدار نے کہا تو پھر آپ طبل جنگ بجوائیے
زیور شاہ نے طبل جنگ بجوایا خبر لشکر اسلام میں ہوئی یہاں بھی کوس حربی بنوازش میں آیا جا بجا رات تیاری ہوئی صبح
دونوں لشکر معرکہ آرائے نبرد ہوئے صفیں آراستہ ہوئیں میدان تیار ہوا نقیب منہب دے رہ گئے اسوقت
نقابدار زرد پوش زیور شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم دیجاہ
لعل خفتان خونریز خاوری نے اپنے مرکب کو جھکایا سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا مجرا کیا اجازت میدان کی چاہی
بادشاہ اسلام نے جان بیٹے کو عنایت کیا اور فرمایا جاؤ خدا تمھارا نگہبان اور حافظ و ناصر ہے قاسم عالیشان مرکب پر سوار
ہوکر اور بڑھا کر مرکب کو سامنے نقابدار زرد پوش کے آیا بعد نگاورزی کے حریفانہ گفتگو کی اور نیزہ بازی ہونے لگی قاسم
نے نیزہ نقابدار زرد پوش کا ہوائی کیا نقابدار نے تلوار ماری قاسم نے آسیب سپر روکی اور تیغہ کھینچا قاسم چاہتے تھے
کہ ہاتھ تیغہ بلارک افراسیابی کا نقابدار زرد پوش کو ماریں کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور ملک قاسم کو اٹھا لیگیا
نقابدار زرد پوش نے پھر مبارز طلب کیا اب لشکر اسلام سے ملک اشتر صاحب نیزہ دو سر نقابدار کے مقابلے
کو آئے بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہونے لگی دو گھڑی کے عرصہ میں ایاب بند باندھ کر چاہتے ہیں کہ نیزہ سے اپنے نیزہ
نقابدار زرد پوش کا ہوائی کریں کہ اور ایک پنجہ آسمان سے گرا اور ملک اشتر کو بھی اٹھا لیگیا نقابدار نے پکار کر کہا اے
خدا پرستو اور نمرود شاہ کو سجدہ کرو نہیں تو تم سب پر غضب نمرودی نازل ہوگا اور اگر نہیں سجدہ کرتے ہو تو میرے
مقابلے کو آؤ اسوقت صاحبقران نے کسیکو میدان میں نہ جانے دیا اور آپ اشقر دیوزاد کو اڑا کر مقابلہ نقابدار زرد پوش
میدان رزمگاہ میں آئے اور نگاورزی ہوئے تو قدم مرکب نقابدار زرد پوش کا پیچھے ہٹگیا اور تین قدم مرکب صاحبقران

زمان لپسپا ہوا بعد گفتگو کے نقابدار نے تلوار کا وار کیا امیر کشورگیر نے تلوار اسکی خیال میں کر کے ایک تیغ بجلی دی کہ تلوار
چٹ پڑی صاحبقران نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا یا اور کشاکش کا ہونے لگا مگر کب تاب دم دے آخر کار دونوں پیچھے ہٹ کر پھر
سے اُٹھ کر سرگرم کشتی ہوئے چار پہر دن کشتی ہوا کی شام کو نقابدار نے چاہا کہ اب چلا جاہیے صاحبقران نے نہ جانے دیا
روشنی دونوں لشکروں سے آئی مشعلیں جلنے لگیں لوگ تماشا دیکھنے کو قریب آ کھڑے ہوئے رات بھر کشتی رہی دو
شبانہ روز اسیطرح دونوں سرگرم رہے تیسرے دن صاحبقران نے لنگر نقابدار کا زور کیا ہاتھ سے اُٹھا لیا اور سر سے
بلند کیا تین بار چرخ دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر مشکیں باندھ لیں اور گلباد عراقی کے حوالے کیا طبل بازگشت
بجا دونوں لشکر اپنی فرودگاہ کیطرف گئے گلباد عراقی نے نقابدار کو غل و زنجیر میں اسیر کر کے زندان خانے میں
بھیجدیا ادھر زیور شاہ نہایت محزون و ملول ہوا اور نمرود شاہ کے پاس آیا اور کہا یا خداوند نقابدار کو حمزہ پکڑ لیگیا
نمرود نے کہا تو کچھ اندیشہ نہ کر میں اُسے بلوا لونگا اور سامرہ جنی سے کہا کہ قاسم و مالک کو ہمارے سامنے لاؤ سامرہ
جنی نے دونوں کو لا کر موجود کیا قاسم و مالک نے بطریق اہل اسلام سلام کیا تمام نمرود پرست مثل مرے آتش دیدہ
جل کھانے لگے نمرود پکارا ای خدا پرستو مجھے سجدہ کرو دیکھو کہ بدیع الزمان اور لندھور وغیرہ میرے آگے پرستار ہوئے
ہیں قاسم نے کہا او نمرود بدیع الزمان دھوبی بچہ ہی اور باپ اسکا رفیع کا ذر موجود ہی اور میں پوتا ہوں حمزہ صاحبقران
کا ہرگز تجھے سجدہ نہ کرونگا بدیع الزمان پکارا او ننگ چشم تو یہاں بھی ان باتوں سے باز نہیں آتا کیوں شامت تیری
آئی ہی سامنے خداوند کے تجھکو سزا دونگا ادھر مالک و لندھور سے بحث ہونے لگی قریب تھا کہ امین جنگ و جدل
ہونے لگے کہ نمرود نے بند نقاب کا کھولا قاسم و مالک کی جو آنکھ اُسکے روئے نحس پر پڑی اور وہ لعل کہ جو تاج میں منصب تھا
اُس سے نگاہ لڑی بے اختیار سجدے میں جھک گئے اور پکارے کہ یا خداوند بخشے مجھے اب تک نہ پہچانا تھا اب پہچانا
اور روتے ہوئے قدموں پر نمرود کے آ گرے نمرود نے دست نحس اپنا اُن دونوں کی پشت پر پھیرا اور دلاسا
دیکر بائیں طرف اپنے پاس بٹھایا پھر بدیع الزمان سے بغلگیر کروا دیا اور خلعت منگوا کر دونوں کو پہنایا ادھر
صبح کو بارگاہ سلیمانی میں بادشاہ تخت پر آ کر بیٹھے صاحبقران دنگل شوکت پر متمکن ہوئے تمام سرداروں کا دور
بندھا گلباد عراقی سے فرمایا کہ لاؤ نقابدار زرد پوش کو گلباد نے اُسی وقت لا کر حاضر خدمت کیا صاحبقران
نے فرمایا کہ نقاب اسکے چہرے سے دور کرو گلباد نے بند نقاب کھولکر چہرے سے نقاب اُتاری سبھوں نے
پہچانا کہ یہ تو ابرہا دیو چنگال ہی صاحبقران نے فرمایا ای ابرہا یہ تجھکو کیا ہوا کہ تو کافر ہوگیا نمرود پرستی اختیار
کی ابرہا بولا کہ یا صاحبقران زمان میں نمرود پرست نہیں ہوں مگر دل سے ناچار ہوں کہ زیور شاہ پر دل میرا
آگیا ہی ایک دم اُس سے جدا ہونے کو جی نہیں چاہتا تھا مگر یا صاحبقران نمرود نے مجھے ایسے ایسے معجزے
دکھائے ہیں کہ میں حیران ہوگیا ہوں اور نمرود کی تعریفیں کرنے لگا اہل دربار کو بہت بُرا معلوم ہوا القاش
خون آشام نے اُٹھکر ابرہا کو ایک لات ماری اور کہا کہ او تیرہ روزگار نمرود کی تعریفیں کرتا ہی ابرہا کی آنکھوں میں جہان
تیرہ و تار ہوگیا اور قبضہ کر کے القاش سے دست و گریبان ہو اکشتی ہونے لگی صاحبقران مع سرداران عالیشان
کھڑے بیٹھے تماشا دیکھ رہے تھے القاش اور ابرہا کو پیر پھیر لگے ہوا تھا کہ ابرہا القاش کو دبا بیٹھا یکایک دو دو
تختے آسمان سے گرے اور ابرہا اور القاش کو اُٹھا لیگئے صاحبقران نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہی دیو اور جن نمرود شاہ
کے مطیع ہیں ہر ایک کو اُٹھوا منگاتا ہی دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بعنایت ایزدی انجام
نیک ہوگا خواجہ عمرو وہاں موجود ہیں جسوقت قابو اپنا پاوینگے نمرود کو مار ینگے یا پکڑ لاوینگے امیر باتوقیر نے فرمایا

خدا ایسا ہی کرے جب ابرہا اور القاش دونون نمرود شاہ کے سامنے پہونچے ابرہا نے تو دو انگلیون کی
محراب بناکر نمرود کو سجدہ کیا القاش چپکا کھڑا رہا نمرود پکارا ای القاش یہ کیا تجھے سجدہ کرنے سے برگشتہ ہو گیا القاش
پکارا مین نے عالم بیہوشی مین تجھے سجدہ کیا ہوگا اور معلوم ہی کہ تو ساحر زبردست ہی بہ زور سحر جس سے چاہے سجدہ
کرالے ورنہ تو قابل لعنت کے ہی نمرود نے منہ پر سے نقاب اٹھائی القاش سحر سے بیہوش ہو کر سجدے مین جھکا اور
رتا ہوا دوڑا سر قدمون پر رکھدیا نمرود نے اسے گلے سے لگا لیا بہت سا دلاسا دیا اور کہا کہ تو خاطر جمع رکھ مین نے تیری
تقصیر معاف کی القاش سلام کر کے بیٹھ گیا مگر نمرود حیران ہی کہ اب کیا کرون کسکو خدا پرستون سے مقابلہ کرنے کو بھیجون
یکایک دیو افلاک دو زن جادوگرون کو لیے ہوئے آیا کہ نام اُن دونون کا جرمیوس جادو اور طہران جادو تھا دونون
نے نمرود کی ملازمت حاصل کی نمرود اُن دونون کو ساتھ لیکر پردے کے اندر چلا گیا اور اُن سے کہا کہ مین حمزہ
کے ہاتھ سے بہت تنگ آیا ہون جس طرح ہو سکے حمزہ کو مارا چاہیے طہران جادو نے کہا مین آج شب کو جاکر حمزہ کا سر
کاٹ لاؤنگا نمرود نے کہا کہ حمزہ مالک باطل السحر ہی اسنے کہا کہ مین اسے غافل کر کے مارونگا یا گرفتار کر لاؤنگا
یہ کہکے سر شام سے طہران جادو سعادت ہوا عقاب کی صورت بنکر تمام لشکر اسلام کی سیر کی دیکھا کہ فرسنگ در فرسنگ
لشکر اسلام اترا ہوا ہی اور سیکڑون شہر آباد معلوم ہوتے ہین وہ سیر کرتا ہوا بارگاہ سلیمانی تک آیا دیکھا بارگاہ مین
بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہی برابر اُنکے حمزہ صاحبقران دیگر شوکت بر شکن ہین تمام سردار گرد و اطراف مین
بیٹھے ہوئے ہین اسنے پہچانا کہ یہی حمزہ ہین کچھ سوچ کر تامل کیا کہ دربار برخاست ہووے جسوقت دربار برخاست ہوا
اور امیر بالوقیر خوابگاہ مین آئے خاصہ کھا کر آرام فرمایا مقبل وفادار پاسبانی کو اسلئے آیا تھا سردار چوکی پہرے
کے عہدے پر قائم ہوئے خدمتگار چپی کرنے لگے مگر مقبل کی یہ صورت ہی کہ اُٹھتا ہی اور اطراف پھرتا ہی اور پھر آکر بیٹھ جاتا ہی
قضاے کار مقبل کی نگاہ آسمان پر پڑی دیکھا کہ ایک جانور بڑا سا برورے ہوا قائم ہی اور بہر رتبہ جھک کر صاحبقران
کو دیکھتا ہی خیال مین گذرا کہ یہ کوئی جادوگر ہی کچھ عجب نہین جو صاحبقران کو صدمہ پہونچانے آیا ہو اسیوقت تیر کو کمان
مین پیوستہ کر کے اس جانور پر مارا طہران جادو اس فکر مین تھا کہ سحر کے سب نگہبانون کو بیہوش کیجیے اور صاحبقران
کو پکڑ لیجیے کہ تیر قضا و سینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار نکل گیا طائر روح طہران جادو کی قفس جسم سے پرواز کر پروانہ
کر گئی طہران جادو صورت مرغ بسمل زمین پر گر کے لوٹنے لگا ایک غل اور شور برپا ہوا بعد اسکے صدا آئی کہ تھی مرا
نام مین طہران جادو بود افسوس مردم و جان دادم و مطلب خود نہ رسیدم مقبل وفادار نے لاش اُسکی اٹھوالی
صبح کو صاحبقران زمان سے حال بیان کیا صاحبقران نے مقبل کو خلعت دیا لاش اُس کی پھنکوا دی ہرکارے
یہ خبر لیکر زیور شاہ کے پاس آئے اور حال تمام بیان کیا زیور شاہ نے جاکر نمرود سے کہا کہ رات کو ایک
جادوگر حمزہ کے قتل کی تدبیر مین گیا تھا مقبل نے اُسے تیر سے مارا جرمیوس جادو کو سنکر بڑا رنج ہوا جاکر لاش
طہران جادو کی اٹھا لایا بہت رویا پیٹا گریبان چاک کیا اور کہا کہ مین اسکا عوض خدا پرستون سے لونگا اور تین
روز کے بعد اسنے اسباب سحر منگوا کر ہوم کیا اور خون خوک سے نہایا لگا اسی سے چوکا دیا اور تھوڑا سا پانی بھی لیا
اور ایک پتلا موم کا بناکر اُسکے منہ اور دل و جگر مین سوئیان چبھوئین اور ایک شیشہ مین اس پتلے کو اتارا اور منہ
شیشہ کا بند کر دیا اور رات کو پڑھکے سو رہا صبح کو نمرود شاہ سے جاکر کہا کہ مین نے اسم اعظم حمزہ کا بند کر دیا
اب ایک دن مین کام خدا پرستون کا تمام کر دونگا دوسرے دن جرمیوس جادو نے ایک ابر سرخ رنگ کا بناکر
برقائم کیا کہ ہر دم پرکالہ ہاے آتش اُس مین سے نکلے اور نمرود شاہ سے کہا کہ طبل تیاری بجوا دیجیے کل خدا پرستون کو جلا کر

خاک سیاہ کرو دیگا نمرود شاہ نے طبل قہاری بجوایا بیرکارے خبر لیکر صاحبقران پاس آئے اور کہا کہ اسم اعظم آپکا بند کیا گیا ہی اور یہ ابر سرخ رنگ جو آسمان پر قائم ہوا ہی کل اس ابر سے آپ کے لشکر پر آگ برسیگی جسکے اوپر شعلۂ آتش پڑیگا وہ جلکر خاک سیاہ ہوجائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ حافظ حقیقی ہمارا اور ہمارے لشکر کا نگہبان ہی جو وہ بہتر جانیگا سو کریگا اور طبل جنگ بجوایا سر شام سے بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام سب سرداروں کو جمع کرکے نمازیں پڑھ پڑھکر دعائیں مانگتے یہاں عمرو نے نمرود شاہ سے کہا یا خداوند یہ عجب خوشی کی شب ہی ایسی شب کو تو بیداری میں بسر کیجیے اور قاسم و بدیع الزمان وغیرہ نے بھی نمرود شاہ سے کہا کہ یا خداوند آج شب کو عمرو کا گانا سنیے نمرود بولا کہ ہاں بہتر ہی میں نے تقدیر کی عمرو نے کہا اگر حکم ہو تو میں صحبت کو آراستہ کروں نمرود شاہ نے کہا اچھا بہتر ہی عمرو پہلے میخانہ میں گیا اور تمام شراب کو آغشتہ بہ داروے بیہوشی کیا اور پہلے تمام عملے والوں کو شراب تقسیم کی بعد اسکے بادۂ انگوری گلابیوں میں بھروا کے ساقیوں کے دیے کین اور خود نمرود شاہ کی صحبت میں سب اہل اسلام کو ایک جانب اور کافروں کو ایکطرف بٹھایا اور بیچ میں گلدستے گلہاے رنگین کے مزین صحبت کیے اور سر شام سے سب فانوسیں جھاڑ کنول مردنگیاں ولیبت وغیرہ روشن کروادیے تمام صحبت کو غرب آئینہ جدکیا یہ نمرود دیکھکر بہت خوش ہوا اور کارنمائی بہت پسند کی عمرو کو منگاکر خلعت دیا عمرو نے کہا یا خداوند آج کی صحبت میں اپنے سب دوستوں اور رفیقوں وغیرہ کو بھی بلاکر شریک کیجیے آج میں ایسا گانا بجاؤنگا اور ایک صحبت جماؤنگا کہ کبھی کسی نے نہ دیکھی نہ سنا ہوگا نمرود پردہ اٹھاکر اندر گیا اور جمشید جادو اور دیو افلاک سے کہا کہ آج تم بھی شریک صحبت ہو اور عمرو کا گانا سنو کیونکہ یہ صحبت بھی یادگار ہی ایسی ہمارے یہاں کبھی صحبت آراستہ نہ ہوئی ہوگی ہمراہ نمرود کے وہ دونوں بھی پردے سے باہر نکل آئے اور صحبت جشن میں باادب بیٹھے سب نے کھانا کھایا بعد اسکے ساقیان ماہوش نے بصد ناز و ادا ساقی گری کی جام بادۂ ارغوانی گردش میں آیا تمام محفل کو شراب پلائی جو وقت بہرات آئی رقص و سرود شروع ہوا سازندوں نے ساز ملاکے عمرو نے ہزاری ہفت بوندی مالی اور تقلیبان درست کرکے بجانا شروع کیا اور یہ غزل عمرو نے گانا شروع کی غزل

بھلا کرون کس سے گی تڑپ ہو کیا جان نثاروں میں
تو عاشق بھی نہ ملنے کبھی ہمسا ہزاروں میں
گنہگاروں میں مجھکو دیکھکر کہتا ہی وہ قاتل
کئی اپنے رنگ پر ستے ہیں گستاخوں میں
پلا ساقی تو دورے میں مجھے بھی جام اے ساقی
مدام اس کا چرچا رہا ہم بادہ خواروں میں
گھٹا اٹھی ہی بھلا دے ہمکو جام اے ساقی
مزا جانے کہاں کا حسن ہی ان ابہاروں میں
تماشا ہی کہ فلک نے جسکو قاتل تیرے کوچے میں
کسی کے امتحان تک بھی نہیں پائی مرے یاروں میں
ادھر بھی اک نگاہ ناز معشوقانہ ہو جائے

تمنا بسمل ہو رہے جلتے تڑپ میں قاتل کے اشاروں میں
نہیں بعد فنا کوئی کسی کے یادگاروں میں
کوئی تو جان پر کھیلے جب تجھ جان ہاروں میں
یقین ہی کہ اٹھیں پیروں سے جیحو زمانا کی
ہوا ابر برودے میں نہیں ہیں بادہ خواروں میں
ہوا ایسا کہ وقت امتحان تجھکو دل پر جائے
برس جائے ترا ابر کرم ہم بادہ خواروں میں
شب مہتاب یہ افشان لگاکر کون نکلا ہی
غبار اپنا بھی ملجائیگا اکدن ان غباروں میں
یقین تو ہی کہ جنت نہ ملیگی زاہد کی
کہلی میٹھا ہوا ہی اور بھی امیدواروں میں

بھرم دل اپنا نہیں رہتے گر وہ گلعذاروں میں
اسی کی بیکسی بیتی ہی اسکے غمگساروں میں
جو دل کی خو کبھی آتی نہیں نیکوں کی طینت میں
ہمارے داغ دل ہی جو اس گلرو کے ہاروں میں
پیا ہمنے جو پانی بھی تو لیکر نام ساقی کا
ہمارا نام بھی لکھنے لگا جان نثاروں میں
چکا چوند آئی ہی خورشید کو بھی سامنے جسکے
نمایاں ہی یہ کیسا چاند سا رخ آج تاروں میں
مٹے تمام و نشان اسکندر و جمشید و دارا کے
کوئی دم بھی جو بیٹھے گے یہ ہم بادہ خواروں میں
خواجہ عمرو عیاروں میں اسے نامدار تھے

غزل کیا بجائی کہ اس وضع سے ایسی راگنیوں میں ادا کرکے گائی کہ تمام محفل بیخود ہوگئی اور سواے واہ واہ کے کسی کی کچھ زبان پر نہ تھا اس بیخودی میں ہر ایک شخص روپیہ اشرفی جواہر اپنی لیاقت سے زیادہ خوشی میں آکر خواجہ عمرو کو

دینے لگا یکایک ساقیوں کی بادہ پیمائی اور خواجہ عمرو کی ترنم سرائی نے ایسا اثر کیا کہ طرفہ رنگ لائے نمرود شاہ بیخود
اور بیہوش ہوکر عمرو کی تعریفیں کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ مٹکا کر ناچنے لگا اور عمرو کے پاس آکر تالیاں بجا کر انگلیاں
مٹکا کر کہنے لگا ای عمرو اسوقت کیا خوب تو گاتا بجاتا ہی میرا دل تجھسے بہت خوش ہوا اب مین تجھے ہمراہ آسمان پر لیجاؤنگا جتنے
لوگ وہان بیٹھے تھے سب اٹھ کھڑے ہوے اور کہنے لگے کہ یا خداوند ہمین بھی لیتے چلیے چند دم میں سب چلے تھے کہ نمرود
مردود بیہوش ہوکر گرے اور ایسے بیخبر ہوے کہ اپنی حال اور مال کی مطلق خبر نہ رہی خواجہ عمرو اٹھ بیٹھے نمرود کو گرفتار
کرکے نذر زنبیل کیا بعد اسکے دیو افلاک اور جرمیوس جادو کو باندھ کر زنبیل مین ڈالدیا اور آپ نمرود کی صورت بنکر
وہین سو رہا جب صبح کو بیدار ہوا سامرہ جنی کو بلایا اور حکم دیا کہ ان سب سرداروں کو نیچے قیطولوں کے بارگاہ زیور شاہ
مین لیجا سامرہ جنی نے سب کو نیچے قیطولوں کے اتار دیا سب سردار بارگاہ زیور شاہ مین جا کر بیٹھے بعد اسکے نمرود نقلی نے
کہا ای سامرہ تمام ہمارا خزانہ جواہر خانہ توشکخانہ اور قیطولوں کے لے آ وہ بموجب حکم کے سب جا کر اٹھا لایا عمرو نے
سب نذر زنبیل کیا پھر حکم دیا ای سامرہ تو اپنے ہمراہیوں کو ساتھ اپنے لیجا اور لشکر اسلام کی بازاروں مین سے اور
ملک سبائل سے جسقدر روغن زرد اور روغن سیاہ دستیاب ہوسکے لا اور قیطولوں پر ڈالدے کہ خوب تر ہوجائیں
سامرہ جن نے روغن سیاہ اور روغن زرد مہیا کرکے اسقدر قیطولوں پر ڈالا اور تر کیا جا بجا بوند بھی تیل کی اور قیطولوں
کے پڑے تو ان قیطولوں پر سے بہکر زمین پر گر پڑے اب مخبران اخبار و نقالان فسانہ رنگین یون تحریر کرتے ہین کہ قیطول
نمرود شاہ کے کاغذ اور بانس سے بنائے ہوئے تھے اور چار طرف سے رسیوں مین جکڑے بندھے ہوے تھے
دیوان قیطولوں کو ہر روز ہولیے رہتے تھے اور خواجہ عمرو کو زبانی نمرود شاہ معلوم ہو چکا تھا کہ چاروں
قیطول بانس اور کاغذ کے ہین غرضکہ جب سامرہ جن تمام قیطولوں کو روغنوں سے تر کر چکا آکر عرض کیا کہ بموجب حکم
خداوند سب قیطولوں کو روغنوں سے تر کر دیا ہی اسوقت نمرود نقلی نے سامرہ جنی کو پاس بلایا وہ ڈرتا ہوا کانپتا ہوا
دست بستہ قریب آیا اور سجدہ کرکے عرض کیا میری کیا مجال جو خداوند کے نزدیک آسکوں نمرود نقلی نے کہا کہ تو ذہن
بخوف ہمارے پاس چلا آ کہ تجھے آج اپنی خدائی کا تماشا دکھائیں گے جب سامرہ جن پاس نمرود نقلی کے آیا
ہاتھ اسکا پکڑ کر کھینچا کہ تو ڈرتا کاہیکو ہی مین تجھپر سوار ہونگا اور اپنی خدائی کا تماشا دکھاؤنگا یہ کہکر سامرہ جن پر نمرود
نقلی سوار ہوا اور سوزن کلان سے سامرہ جن کی ناک چھید کر ایک رسن ریشمی اسمین ڈالی اور مثل بیل بہیے کے
ناتھ باندھی اور ہاتھ سے پکڑ کر کھینچا سامرہ جن نے کہا یا خداوند یہ آپنے کیا کیا مجھکو بیل بنا دیا یا بھینسا بنایا نمرود
نقلی نے کہا ہماری خدائی کا تماشا دیکھنا سہل نہین ہی اب مجھے تو آسمان پر لیچل سامرہ جن نمرود نقلی کو لیکر اڑا جب
خوب بلند ہوا نمرود نقلی نے چقماق آتشبازی کے اوپر سے قیطولوں پر مارے دفعتہ آگ لگ گئی قیطول جلنے لگے زیور شاہ
نے اسی وقت خیمہ اپنا قیطولوں کے نیچے سے ہٹوایا دیکھا کہ پرکالہ ہاے آتشین جل رہے ہین سمجھا کہ دریاے آتش خداوندی
جوشزن ہوا ادھر بختیارک نے جو گنبد گیتی نما سے دیکھا کہ قیطولوں مین آگ لگی لقا سے کہا یا خداوند مرشد کامل عمرو عیار
نے معلوم ہوتا ہی کہ قیطول نمرود کے جلا دیے وہ دیکھیے آگ لگی ہوئی ہی قیطول پھنک رہے ہین لقا نے کہا کہ مین نے
تقدیر کی تھی کہ قیطول نمرود شاہ کے جل جائیں ادھر حمزہ صاحبقران کو بھی ہرکاروں نے خبر دی کہ قیطول نمرود شاہ کے
جلتے ہین آگ لگ گئی امیر باتوقیر نے فرمایا کہ یہ کام خواجہ عمرو کا ہی الغرض عمرو جب قیطولوں کو جلا چکا سامرہ جن سے کہا
کہ تو مجھے لشکر حمزہ مین لیچل اب سامرہ کو خیال گذرا کہ شاید یہ عمرو ہو جواب دیا کہ مین لشکر حمزہ مین نہ جاؤنگا عمرو نے
وہ رسی یعنے نکیل اسکی کھینچی کہ ناک سامرہ کی کٹنے لگی بے چین ہوگیا ناچار ہوکر لشکر اسلام مین لایا اور بارگاہ سلیمانی

پر لا کر ٹھیرایا عمرو نے آواز دی کہ ای حمزہ تم خداوند نمرود شاہ جلد بارگاہ سے باہر آؤ اور بہتر یہ ہی کہ مجھے سجدہ کرو نہیں
تو بہت بری طرح پیش آؤنگا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان فوراً مع سرداران لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی سے
باہر آئے اور فرمایا کہ لاکھ لاکھ تجھپر اور تیرے پرستاروں پر لعنت ہی عمرو نے قلمدوات اور کاغذ زنبیل سے نکالکر ایک
رقعہ لکھا اور سامنے صاحبقران کے پھینکا صاحبقران نے اُس رقعہ کو اٹھاکر پڑھا اُس رقعہ میں لکھا تھا کہ ای حمزہ
میں عمرو غلام خاص آپکا ہوں اگر نمرود کو باندھکر آپکی خدمت میں حاضر کرون تو کیا عنایت کیجیے گا امیر کشور گیر نے فرمایا جو
مانگو گے وہ پاؤ گے عمرو نے سامرہ جن سے کہا کہ تو مجھکو اندر بارگاہ سلیمانی کے لیچل وہ ناچار مجبور تھے میں لیکر بارگاہ
سلیمانی میں داخل ہوا عمرو نے سامرہ جن کو نہ چھوڑا اور گرفتار کر کے شکنجہ میں باندھا لیکن سامرہ جن نے کہا کہ خواجہ
سلامت میں نے غلامی آپکی اختیار کی اور دین باطل پر لعنت کی صاحبقران نے سامرہ جن کو قید سے رہا کیا وہ
قدمبوس ہوا اور طوطی کی طرح کلمہ پڑھکر اسلام لایا اور ایک لمحہ کے بعد وہان سے غائب ہوا امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ نکالو
نمرود کو عمرو نے کہا کہ پہلے روشنائی عنایت کیجیے غرضکہ زر نقد لیکر خواجہ نے پہلے دیو افلاک اور جرمیوس جادو کو
نکالا اور ان دونون کو باجازت حمزہ صاحبقران قتل کیا بعد اسکے نمرود کو زنبیل سے باہر نکالا اور فتیلہ دیکر بیہوشی دفع کی
نمرود کی آنکھ کھلی اپنی حالت کو دیکھکر پکارا کہ میں نے یہ کیا تقدیر کی ہی عمرو نے ایک طمانچہ مارا کہ او قرساق کیا بکتا ہی دیکھ ای
تقدیر کو میں تجھے گرفتار کر کے لایا اور عجز کیا حال بنایا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ او نمرود اب تو اپنے افعال شنیع اور
افعال قبیح سے بازآ اور وحدانیت پروردگار عالم کا قائل ہو کہ وہ پیدا کرنے والا تمام عالم موجودات و غیر موجودات کا ہی
بس توبہ کر اور سجدہ بجالا درگاہ جناب باری تعالے میں ابھی تجھکو رہا کر دونگا اور جو کچھ طلب کریگا وہ دونگا اور ہمام تیری
حمایت کے واسطے موجود ہونگا اور اگر تو اپنی گمراہی سے باز نہ آئیگا تو قتل کرونگا ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا اور جس طرح تو نے
تجھے خدا سمجھا اور جن دیوون پر تیرا اسرار دارومدار تھا وہ مار ڈالے گئے قیطول تیرے عمرو نے جلا دیے تیری خدائی
میں آگ لگادی سب سامان گمراہی تیرا خاک میں ملا پکڑ فتار نے ملادیا نمرود تیرا قصر نخوت و غرور ڈھگیا یہ کلمات
نصیحت آیات حمزہ صاحبقران زمان سنکر وہ مردود سیاہ بخت نمرود مردود اسی عالم گرفتاری میں برہم ہو کر پکارا
کہ ای حمزہ تو تیرے غضب سے نہین ڈرتا اور تیرے قہر خداوندی سے پناہ نہین مانگتا ابھی آسمان کو اشارہ کرون
تو تجھپر پھٹ پڑے اور زمین کو حکم دون تو وہ شق ہو جائے اور تو اسمین سماجائے ای حمزہ تو مجھے کیا ایسا ویسا
سمجھا ہی اور اپنے اسم اعظم پر پھولا ہی بس اسی مین خیر ہی کہ شر سے باز آ اور مجھکو رہا کر کے سجدہ کر صاحبقران زمان
نہایت طیش میں آکر غضبناک ہوئے اور جلال آگیا آفتاب کی صورت چہرہ سرخ ہو گیا اور کلمہ کفر سننے کی تاب باقی نہ رہی
تھر تھر کانپنے لگے اور فرمایا او کافر میرے سامنے ایسے کلمات نالائق و بیہودہ بکتا ہی او سگ ناپاک دور ہو سامنے
سے میرے پھر حکم دیا کہ ابھی میرے سامنے اس کافر نمرود مردود کو دار پر کھینچ کر تیر باران کرو اسی وقت میدان میں
دار استادہ ہوئی شادی نے تمام لشکر میں منادی کی جسے تماشا دیکھنا ہو وہ آئے نمرود مردود بحکم حمزہ صاحبقران تاج بخش
کے دار پر کھینچا جاتا ہی جو کافر ہو خواب غفلت سے بیدار ہو زیست نا پائدار ہی دار دنیا میں نتیجہ کفر پرستی کا اسی دار پر
دارومدار ہی اُس بدکردار کیواسطے یہی ہوگا صاحبقران زمان مع سرداران عالیشان بارگاہ سلیمانی سے باہر تشریف لائے
اور قریب دار کرسیان بچھواکر سب بیٹھے اور تیر و کمان سبنے ہاتھون میں لیے حکم کیا کہ جلد اس نمرود مردود کافر ازلی و ابدی
کو دار پر کھینچو فوراً حکم حمزہ صاحبقران پاتے ہی جلادون نے دار پر اُس بدکردار کو کھینچ دیا اور صاحبقران نے
مع سرداروں کے تیر قضا کمانون میں پیوستہ کیے چاہتے ہین کہ نمرود مردود کو تیر باران کرین کہ دامن کے نیچے سے ایک

بھبکا دھوئیں کا دم دار اٹھا کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا میدان خونی میں چار طرف اندھیرا چھا گیا اور زیر دار جبر دار کی آواز
آئی بعد گھڑی بھر کے جب سیاہی تاریکی کی دفع ہوئی دیکھا کہ نمرود مردود دلیر بنشین ہو وہ بدکردار غائب ہوا حمزہ
صاحبقران کو کمال ملال ہوا چپ ہو کے رہ گئے اور افسوس کیا اگر میں جانتا کہ یہ کافر بزور سحر غائب ہو جائیگا
تو فوراً شمشیر آبدار کو تا دار پر اس بدکردار کو نہ چھوڑتا عمرو نے کہا ای حمزہ معلوم ہوتا ہے کہ نمرود مردود کو کوئی ساحر
اٹھا لیگیا کس مشقت و محنت سے میں نے اس کافر کو گرفتار کیا اور پھر زندہ ہاتھ سے نکل گیا یہ ذکر تھا کہ ہرکاروں نے
آکر مجرا کیا اور بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ لشکر نمرود شاہ میں سرداران لشکر اسلام ہوش میں آئے اور نمرود مردود کی
لعنت کی اب لشکر نمرود سے لڑائی ہو رہی ہے تلوار چل رہی ہے صاحبقران زمان یہ سنتے ہی مع سرداروں کے
اٹھ کھڑے ہوئے اور فوج کثیر اپنے ہمراہ لیکر واسطے کمک ان سرداروں کے جو لشکر نمرود سے لڑ رہے تھے روانہ ہوئے ناظرین
والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ سارا تماشا اور سامان سحر و ساحری کا جو نمرود کے پاس تھا وہ سب دیو افلاک نے جو بنایا
تھا جس وقت دیو افلاک کو گرفتار کیا وہ گھر ندامت گیا جب اس دیو افلاک کو قتل کیا دیوار قصر سحر منہدم ہو گئی نمرود
مبتلائے قہر پروردگار ہوا سرداران لشکر اسلام کو ہوش آیا ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہم بارگاہ کفار
میں کیونکر آ کر بیٹھے نمرود پرستوں نے کہا کہ تم سبھوں نے خدا نمرود شاہ کو سجدہ کیا ہے تم سب خدا نمرود کے بندے
ہو یہ سنکر ہر ایک کو غیظ و غضب طاری ہوا اور تلواریں کھینچ کھینچ کر دوڑے اور للکارا او نابکارو کیسی نمرود پرستی
تم کیا بیہودہ بکتے ہو نمرود پر ہزار ہزار لعنت ہے اب ہم تعین کیا زندہ چھوڑتے ہیں ادھر سرداران نمرود مستعد بجنگ ہو کر
اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ تو اب تئے نابرنگ لگا ہم کیا نہ کرین القصہ تلوار چلنے لگی غلغلہ محشر انگیز قیامت خیز برپا
ہوا ادھر قبطول تمام جلکر گر پڑے اور آتشبار بھی جرموس جادو کا غائب ہو گیا تھا اور بختیارک اور یاقوت شاہ
وغیرہ ملک سبائل کے فیل بند روایے پر آ بیٹھے تھے دیکھا کہ زندہ قبطول ہائے نمرود میں ہے اس ابر آتش بار کا پانی ہے
ہو کہ جرموس جادو نے بنا کر آسمان پر قائم کیا تھا بس تلواریں لشکر نمرود میں چل رہی ہے کہ یکایک ادھر سے حمزہ صاحبقران
عالیمقدار مع غازیان دیندار و بہادران نبرد شعار و پہلوانان و سرداران نامدار جا پہنچے شریک جنگ ہوئے اب
دونوں لشکر باہم مل گئے گھمسان کی تلوار چلنے لگی دوپہر کا تلوار چلی بدیع الزمان برابر نقابدار زرد پوش کے پہنچا
نقابدار زرد پوش نے تلوار ماری بدیع الزمان نے تلوار اسکی چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور مشکیں باندھ
امیر کے حوالے کیا شہزادہ ملک قاسم لڑتا ہوا قریب زیور شاہ کے پہونچا زیور شاہ نے تلوار ماری ملک قاسم نے
بازو بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور تلوار چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈالکر تخت پر سے اٹھا لیا اور مشکیں باندھ کر عیار کے
حوالے کر دیا ادھر لندھور بن سعدان اور مالک اشتر پہلوان نے بہت سے کفار قتل کیے آخر انجام یہ ہوا کہ نمرود کافر
کا جیش آیا فوج نمرود کی شکست فاش کھا کر بھاگی تمام مال و اسباب اور خیمہ و خرگاہ وغیرہ لشکر اسلام نے لوٹ لیا
نقارے فتح کے بجنے لگے جتنے سردار لشکر اسلام کے نمرود پرست بزور سحر ہو گئے تھے وہ سب آ کر قدموں پر صاحبقران
زمان کے گر پڑے صاحبقران نے ہر ایک کو گلے سے لگایا ساتھ اپنے بارگاہ سلیمانی میں لائے اور خلعت فاخرہ سے
سرفراز کیا بدیع الزمان نے نقابدار زرد پوش کو بلایا اور قاسم نے زیور شاہ کو طلب کیا اور لا کر سامنے امیر کے روبرو
کے کھڑا کر دیا صاحبقران نے فرمایا کہ آج ان کو زندانخانے میں بہت ہوشیاری اور چوکسی سے قید رکھو کل انکا مقدمہ
پیش کیا جائے کسواسطے کہ سب کے سب دن بھر جو لڑے ہیں خستہ ہو گئے ہیں صاحبقران یہ فرما کر بکمال شوکت برسے
اٹھ کھڑے ہوئے اور دربار برخاست کیا جب رات گذر گئی صبح ہوئی اور دربار دربار حمزہ صاحبقران زمان معمور ہوا صاحبقران

نے کہا سرداران زیور شاہ کو لاؤ اور نقابدار زرد پوش کو بھی بلاؤ اُسی وقت سبکے سب حاضر ہوئے صاحبقران
نے بہ کمال عزت و توقیر زیور شاہ کو اور نقابدار وغیرہ کو بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا کہ جام شراب انگوری پلاؤ ساقی
نے ایک ایک جام لبریز کر کے سبکو دیا جام شراب سبھوں نے پیا جسوقت دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا صاحبقران مخاطب
زیور شاہ کیطرف ہوئے اور سمجھانا شروع کیا اور وحدانیت و بزرگی پروردگار سے آگاہ کیا اور نمرود کا دین کفر اور
مجبوری اُسکی ظاہر کی اور فرمایا کہ کیوں دیکھا تو نے کہ نمرود کس ذلت و خواری سے گرفتار ہوا اور طفیل اُسکے ایک
میرے عیار نے جلا دیے تمام کارخانہ خداوندی نمرود کہ جو سحر سے آراستہ و پیراستہ کیا تھا طرفۃ العین میں مٹا دیا
اور برباد ہو کر تباہ ہو گیا نمرود مردود ہرگز قابل پرستش کے نہیں ہے سزاوار پرستاری اور طاعت گذاری وہ
پروردگار عالم ہے کہ جسنے بیک اشارۂ کن دو عالم کو پیدا کیا اور زمین و آسمان کون و مکان لیل و نہار ثوابت و سیارے
مہر و ماہ شام و سحر ہویدا کیا اسقدر صاحبقران نے حمد و ثنائے پروردگار اور کفر نمرود بزبان خوش الحان بیان کی
کہ نقابدار زرد پوش نے ایکمرتبہ نقاب اپنے منھ پر سے اٹھائی اور پکارا یا صاحبقران زمان میں حضور کا عشیقہ
سے غلام ہوں فقط زیور شاہ کی محبت سے یہاں پڑا ہوا تھا امیر کشور گیر نے اُسکو خلعت دیا اور قید اُسکی دور
کرا دی بعد اسکے زیور شاہ نے کہا اے شہریار میں نے بھی نمرود پرستی اور امورات باطلہ پر لعنت کی غلامی آپکی اختیار کی
لیکن امیدوار ہوں کہ میں اور ابرہا ایک جگہ پر رہیں امیر با توقیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے پھر جتنے زیور شاہ کے
ہمراہی تھے سب مسلمان ہوئے صاحبقران زمان نے سجدۂ شکر رب الارباب کیا کہ نمرود بیدین کافر پر تو نے مجھکو
فتحیاب کیا بعد اسکے جشن کی تیاری کی تمام لشکر میں ناچ و راگ و رنگ کی صحبت مہیا ہوئی ایک ہفتہ جلسۂ جشن و
صحبت عیش لشکر اسلام میں ہوا کیا بعد اسکے صاحبقران نے دربار عام فرمایا بارگاہ سلیمانی سرداران لشکر اسلام سے
معمور ہوا عمرو کیطرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ تم قلعہ گیر بے جنگ ہو اب کچھ تدبیر ملک سائل کے لینے کی کرو عمرو نے
عرض کیا کہ یا حمزہ صاحبقران یہ کام غازیوں کا ہے کہ جان نثاری کر کے قلعہ سائل کو اپنے قبضہ میں لائیں فرمایا
اے خواجہ کبھی ہمنے یورش کر کے کوئی قلعہ نہیں لیا اتنا ہم جانتے ہیں کہ اندر قلعہ کے بے جنگ و جدل ہمیں پہونچا دو پھر کچھ تمہارا
کام نہیں ہم سمجھ لینگے اور جو کچھ تم مانگو وہ تمکو دیں عمرو بولا اے حمزہ اگر تم چاہتے ہو کہ قلعہ بے جنگ و جدال ہاتھ آئے
تو باغ بہشت لقائے بے بقا کا مجھے مرحمت ہو جائے میں تمکو مع سرداران لشکر اسلام داخل قلعہ کر دونگا القصہ بعد
گفتگوئے بسیار نوشتہ اس مضمون کا مہری اپنا عمرو کو دیا کہ اگر مجھکو تم بے جنگ و جدل اندر قلعہ کے پہونچا دوگے تو ہمنے تجھے
باغ بہشت لقائے بے بقا کا بخوشی دیا عمرو اُسی وقت سے فکر قلعہ گیری میں مصروف ہوا ہرکاروں نے یہ خبر لقائے بے بقا
کو پہونچائی کہ عمرو نے دعوے کیا ہے کہ قلعہ سائل کو بے جنگ و جدل لے لونگا بختیارک بولا غضب ہوا اب قلعہ
ہاتھ سے نکل جائیگا لقا سے کہا یا خداوندا اگر میری رائے پر شہر کا بندوبست ہو تو شاید کچھ دنوں یہ قلعہ آپکے قبضہ
میں رہے اور عمرو نہ لے سکے لقا نے کہا کہ میں نے تجھے اختیار دیا تیرا جسطرح جی چاہے شہر کا بندوبست کر بختیارک
اُٹھا اور تمام قلعہ میں پھرا اور جابجا چوکی پہرہ اپنے طور پر قائم کیا ایک ایک برج پر تاکید کر دی اور چاروں دروازے
آمد و رفت کے تھے اُنپر قرق کہا کہ بغیر ہماری اطلاع کے کوئی اندر قلعہ کے نہ آنے پائے یہ خبر عمرو کو ہوئی کہ بختیارک کا
بندوبست قلعہ میں ہوا ہے عمرو نے کہا تو سہی عمرو میرا نام ہے کہ اُسکے ساتھ قلعہ میں داخل ہوں یہ کہکر خواجہ چلے اور چہار طرف
قلعہ کے پھرے مگر کہیں قلعہ کے اندر جانے کی راہ نہ ملی ایک روز کنارے دریا کے آئے اور وہاں اتنا سراغ پایا کہ یہاں سے
راہ شہر سائل کو گئی ہے مگر دریا دریا جانا ہوگا عمرو بہت خوش ہوئے اور جا کر صاحبقران سے عرض کیا کہ حضور کچھ

سرداران کو ہمراہ لیجیے کہ بہ عنایت ایزدی قلعہ کے اندر جاتا ہوں صاحبقران نے فرمایا کہ جن جن کو تمہارا جی چاہے
ہمراہ لے لو عمرو نے شہزادہ بدیع الزمان اور علمشاہ وغیرہ کو ساتھ لیا اور روانہ ہوا چاہتے ہیں کہ اُسی وقت ایک عیار
عرضی لیکر ملک صاعقہ کی پہونچا اُس عرضی میں یہ لکھا تھا کہ اے شہریار عجیل ماہ رو اور مکرب غازی اور مہتر قران
حبشی طلسم پریزادان میں گرفتار ہو گئے ہیں جلد اُنکی خبر لیجیے نہیں تو اب میعاد قید کی تمام ہوا چاہتی ہے وہ مارڈالے
جاوینگے امیر با توقیر یہ مضمون عرضی کا پڑھکر چپ ہو گئے اور خلعت پرزر قیمتی گران بہا منگوایا اور دربار میں لٹکوا دیا اور
فرمایا کہ ہے کوئی بہادر ایسا کہ اس خلعت کو زیب جسم دلیری کرے اور طلسم پریزادان کو فتح کرکے اُن تینوں غازیوں کو چھڑا
لاوے یہ سنتے ہی شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ اپنے دنگل سے اُٹھے اور دست بستہ عرض کیا اگر حکم عالی ہو تو
میں طلسم پریزادان کو فتح کروں اور اُن بہادروں کو چھڑا لاؤں صاحبقران نے فرمایا کیا مضائقہ بسم اللہ جاؤ فتح کرو عمرو
نے کہا اے شہریار طلسم کا فتح کرنا بہت مشکل ہے کچھ آسان نہیں میری صلاح یہ ہے کہ آپ خواجہ زادوں کو بلا لیجیے اور قرعہ پھنکوا کے
احکام نکلوائیے اگر قاسم کے نام پر طلسم کشائی نکلے تو بسم اللہ انکو روانہ کیجیے نہیں تو کیا فائدہ جو یہ بھی جاکر اسیر طلسم پریزادان
ہوئے بادشاہ اسلام نے فرمایا اے عمرو سچ کہتا ہے صاحبقران نے اُسی وقت خواجہ بزرجمہر حکیم کے بیٹوں کو طلب کیا سب
خواجہ زادے آئے مگر خواجہ امید نے زائچہ کھینچا اور قرعہ پھینکا اشکال نحافہ نکلے خوب غور کی جو دیکھا احکام نکالکر
عرض کیا کہ اگر قاسم کے پاس اسباب صاحبقرانی ہوگا تو اسکی برکت سے قاسم طلسم پریزادان فتح کرینگے صاحبقران
نے اُسی وقت تیغ قمقام اور زرہ داودی قاسم کو دی ملک قاسم نے زرہ زیب جسم انور کی اور تیغ قمقام کمر سے لگایا اور
اُسیوقت بادشاہ اسلام اور حمزہ صاحبقران زمان سے رخصت ہو کر مرکب پری پیکر پر سوار ہوئے اور جانب صحرائے
طلسم پریزادان روانہ ہوئے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ انشاء اللہ آگے انکا حال عرض کیا جائیگا بعد ملک قاسم
کے چلے جانے کے عمرو نے شہر اسی سرداران نامی وگرامی اور پانچ سو عیار طرار اپنے ساتھ لیکر طرف ملک سیائل کے
چلے اور وہاں سے آکر ایک سرا میں ٹھہرے وہاں بہت سے صندوق پرتکلف تیار کرائے کہ پوششیں اُنکی بانات سلطانی
اور مخمل کاشانی کی تھیں اور ہر صندوق میں ایک ایک سردار کو بیہوش کرکے بٹھا دیا ہے بیہوشی کی اُنکے دماغ پر چڑھا کے
بند کیا اور صندوقوں کو مقفل کر دیا اور آپ ایک پیرمرد کی صورت بنکر سوداگر کی وضع اختیار کرکے پانچ چار عیاروں کو
اپنا گماشتہ مقرر کیا باقی سب عیاروں کو صورتیں تبدیل کرکے ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور دریا پر پہونچکر پانچ جہازوں پر
سبکو سوار کرکے ملک سیائل کو چلے یہاں بختیارک کو جو خبر ہوئی کہ عمرو مع ساتھ لیکر ملک سیائل کے قلعہ گیری کی
فکر میں غائب ہو گیا ہے بختیارک کے بدن میں رعشہ پڑ گیا کانپنے لگا اپنے دل میں کہا کہ عمرو مرشد کامل ہے ضرور بے گمان
قلعہ میں داخل ہوگا مگر فوراً اُٹھا اور چار طرف کے دروازوں پر قفل جنگی ڈلوا دیے اور کنجیاں اپنے پاس رکھیں اور کہا
کہ بغیر میری اجازت کے کوئی دروازہ قلعہ کا نہ کھولے اور لقا سے بے لقا سے آکر کہا یا خداوند مرشد کامل قلعہ گیری کو آتا
ہے حتی المقدور اپنے تئیں آنے نہ دونگا آیندہ جیسا کچھ ہو لقا نے بے لقا نے کہا کہ میں نے یہ تقدیر میں کی ہے کہ عمرو قلعہ میں
آجائے یہاں تو یہ گفتگو تھی یہاں خواجہ عمرو سوداگر بنے ہوئے جہازوں پر سوار چلے آتے ہیں اثنائے راہ میں دو دربند
اول دربند ارالعیان پڑتا ہے اگر پہونچے یہاں کا حاکم قارن شاہ دربندی ہے جب جہاز قریب دربند کے پہونچے اور
اسباب اُتارنا بھی شروع ہو گیا لوگ قارن شاہ کے آئے اور کہا کہ اسباب اپنا یہاں نہ اتارو حکم خداوند لقا کا ہے کہ کوئی سوداگر
اور کوئی صاحب فوج یہاں نہ اُترے مگر ہاں جس شخص کے پاس سند مہری خداوند لقا کا ہو اسکے اُترنے کا مضائقہ نہیں ہے
اگر تم سند مہری خداوند لقا کا دکھاؤ گے تو اُترنے پاؤ گے یہ خبر خواجہ کو ہوئی کہ مالک دربند کے لوگ اُترنے نہیں دیتے سند

مہری خداوند لقا کا طلب کرتے ہین خواجہ عمرو نے حکم دیا کہ ان سپاہیون کو مارو تمام عیار جھپٹے اور خنجر بران کھینچ کر ان پر
گرے ایک دم بھر مین اُن دو تین سو آدمیون کو مار لیا کچھ لوگ بھاگ کر قارن شاہ کے پاس گئے اور حال بیان کیا کہ
ایک سوداگر آیا تھا ہم مانع ہوئے اُس سے پروانہ طلب کیا اُسنے تمام نگہبانون کو قتل کیا اور دربند مین داخل ہو گیا
قارن شاہ نے اپنے بیٹے تر بدخان سے کہا کہ جا کر اُس سوداگر کو پکڑ لاؤ یا قتل کرو تر بدخان دو ہزار سوار لیکر
روانہ ہوا اسپ سبک تگی نے خبر آکر عمرو کو دی کہ تر بدخان بیٹا قارن شاہ کا فوج لیے ہوئے آتا ہی اسی وقت عمرو
نے سردارون کو صندوق سے نکالا اور ہوشیار کر کے کہا کہ کفار آتے ہین ان کو مارو سب سردار مستعد ہوئے کہ
اتنے مین تر بدخان آپہونچا اور وہین سے للکارا ای سوداگر غضب کیا تنے کہ فوج بادشاہی کو مار لیا اب کہان بچ کے
جاؤگے اور فوج کو اشارہ کیا کہ انھین مار کر مال اسباب لوٹ لو لوگ تر بدخان کے دوڑ پڑے ادھر سے سرداران اسلام
تلوارین پکڑ کر گرے قتل کرنے لگے لاش پر لاش گرا دی کشتون کے پشتے لگا دیے بازو دیے رستم زمان علمشاہ رزم جویان
لڑتا ہوا برابر تر بدخان کے پہونچا اور فر بدخان سے مقابلہ ہوا فر بدخان نے تلوار ماری علمشاہ نے تلوار اُسکی
چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا مشکین باندھکر عیار کے حوالے کیا باقی سب جو فوج رہی شکست کھا کر بھاگی اور
قارن شاہ سے جاکر حال بیان کیا قارن شاہ نے کہا سوداگر بڑا زبردست ہی مین خود جاؤنگا اور اُسے مارونگا
یہ کہکر بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا یہان علمشاہ نے عمرو سے کہا خواجہ یہ تنے کیا کیا ابھی ملک سمائل تک پہونچنے بھی
نہین پائے ہین کہ لڑائی شروع ہو گئی عمرو نے کہا اور روحی سمجھے کیا دخل ہی کہ اس اثنا مین قارن شاہ پہونچا اور
للکارا کہ ای سوداگر غضب کیا تو نے پہلے دریا کے نگہبانون کو مارا بعد اسکے میرے بیٹے کو پکڑ کر قید کیا ادھر سے لوگون نے
جواب دیا کہ ای قارن شاہ یہ سوداگر مصاحب خاص زمرد شاہ باختری کا ہی اسکے پاس پروانہ مہری خداوند لقا کا موجود ہی
ہمیشہ سے یہ ملک باختر مین آتے ہین انھین کوئی نہین روکتا ہی اور نہ انسے محصول مال کا لیتا ہی اور ماش سوداگر کے ساتھ
جو کوئی بے ادبی کریگا وہ خداوند لقا کا گنہگار ہو گا قارن شاہ نے کہا وہ پروانہ دکھاؤ کہان ہی کہا یہان تشریف
لائیے سوداگر صاحب آپ کو بلاتے ہین کبر سنی کے باعث سے ان کو ضعف بہت ہی نہین تو وہ خود تمہارے پاس
آتے قارن شاہ نے افسران فوج کو ساتھ لیا اور سوداگرون کے قافلے مین آیا دیکھا کہ ایک مرد پیر نورانی شکل کا
لباس سوداگری پہنے ہوئے بیٹھا ہی قارن شاہ نے سلام کیا سوداگر نقلی تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا پاس اپنے
بٹھا لیا اور کہا کہ ارے کوئی حاضر ہی قارن شاہ کے بیٹے کو جلدی رہا کرو اور اسباب دعوت کا قارن شاہ کے سامنے
مہیا کیا اور صندوقچہ منگوا کر اُسے کھولکر پروانہ مہری نکالکر دکھایا قارن نے دیکھا کہ مہر زمرد شاہ باختری کی پروانے
پر ثبت کی ہوئی ہی اور مضمون انمین یہ لکھا ہی کہ ای شاہان باختر خواجہ طوسی سوداگر ہمارا قدیم رفیق ہی کوئی محصول
اس سے کسی شی کا نہ لے اور جہان جہان یہ جاے اسے کوئی نہ روکے یہ ہمیشہ ہمارے واسطے اسباب نفیس
لایا کرتا ہی اور جو کوئی اسے روکے گا وہ بسبب اسکے ہم سے ذلیل ہو گا اور ہمارا غضب اسپر نازل ہو گا قارن شاہ یہ مضمون
پروانہ کا پڑھکر کانپ گیا پروانہ خواجہ کے ہاتھ مین دے کر کہا کہ مجھسے بڑی خطا ہوئی معاف کیجیے اور خواجہ کو اپنے ساتھ لیکر
ایوان شاہی مین آیا اور تمام قافلے کی دعوت وضیافت کی اور دو ہزار روپیہ نذر کے دیے دوسرے دن خواجہ وہان
سے آگے روانہ ہوئے دوسرے دربند کے قریب پہونچے کہ حاکم وہان کا رعد شرانداز تھا اور اسکو لقا کا حکم
پہونچا تھا کہ کسی کو اپنے دربند کی طرف سے ملک سمائل کی آنے نہ دینا لوگ رعد شرانداز کے دریا کے کنارے
مسلح و مکمل بیٹھے ہوئے تھے کہ جہازون کو جو آتے دیکھا سب نگہبان پکارے کہ جہاز بنے ادھر نہ لانا اور سپاہ جہازون کی

لیجاؤ یہ خبر عمرو کو ہوئی کہ لوگ منع کرتے ہین عمرو نے کہا کہ جلد منع کرنا انکا دستور ہی خاک کہ قریب کنارے
کے پہونچے رعد شرر انداز کی فوج نے تیر مارنا شروع کیے ادھر سے خواجہ نے بھی کہا کہ سنگ فلاخن ان پر مارو
القصہ سوداگر نقلی مع قافلے کے در بندر مین رہ گئے رعد شرر انداز کو خبر ہوئی کہ سوداگر اتر آئے فوراً فوج ہمراہ لیکر چلا یہان
عمرو نے نمازیان دینداروں کو صندوق سے نکالکر ہوشیار کیا اور کہا کہ ان بیحیاؤن کو مارو تلوار چلنے لگی شاہزادہ بدیع الزمان
سے اور رعد شرر انداز سے مقابلہ ہوا اُسنے تلوار ماری بدیع الزمان نے پشت پر روک کر جو تیغ اُٹھی سلیمانی کا ہاتھ مارا
مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اہلکار اسکے ہاتھ باندھکر سامنے خواجہ کے عذر خواہی کو آئے خواجہ نے رعد شرر انداز کے
بیٹے کو وہان کا حاکم کر دیا اور آپ ایک روز وہان رہ کر ملک سبائل کو روانہ ہوا جب قریب ملک سبائل کے پہونچا
قلعہ ملک سبائل پر وہ یہان بیٹھے ہوئے تھے انھون نے جو جہازون کو آتے دیکھا گولہ اندازون سے کہا کہ جہاز
سوداگران کے ادھر چلے آتے ہین جلد انکو آنا دو قلعہ پر سے گولہ پڑنے لگا خواجہ نے کہا گولے کی زد سے جہازون کو بچاکر
لنگر ڈالدو اسی وقت ناخدا جہازون کو گولے کی زد سے دور ہٹا لیگئے اور جہازون کا لنگر ہو گیا خواجہ نے ایک شخص کو چھوٹی
کشتی پر سوار کر کے قلعہ کیطرف بھیجا وہ شخص کشتی پر سوار ہو کر رومال ہلاتا ہوا چلا نگہبان قلعہ نے جاکر بختیارک سے کہا
کہ جہاز سوداگرون کے آتے تھے ہمنے قلعہ کے اندر نہین آنے دیے مگر ایک شخص انہین سے چھوٹی کشتی پر سوار ہو کر رومال
ہلاتا ہوا کچھ پیغام سوداگر کا لیکر آیا ہی بختیارک فیل بند دروازے پر آکر بیٹھا اور اُس شخص کو سامنے بلوایا احوال پوچھا
اُسنے کہا کہ ملک جی یہ سوداگر تمھارے باپ کا ملاقاتی ہی بلکہ انہین کے روپے سے اسنے تجارت کی ہی کروڑہا روپیہ کا
مال و اسباب نقد و جنس اسکے پاس ہی اور یہ تاجر اسواسطے آیا ہی کہ میرا وقت اخیر ہی مین یہ مال و متاع ملک جی کو سپرد
کردون وہی اسکے مستحق ہین بختیارک نے جو یہ کلمہ سنا خوش ہو گیا کہا کہ اچھا مین چلکر سوداگر سے ملاقات کرتا ہون
اور اُسی وقت دروازہ کھولکر کشتی پر سوار ہو کر جہازون پر آیا دیکھا کہ ایک سوداگر نہایت ضعیف پلکین تک سفید چشمہ
تمام بدن مین آنکھین بند کیے بیٹھا ہی لوگون نے پکار کر کہا یا خواجہ طوسی ملک بختیارک آپ کی ملاقات کو آئے
ہین خواجہ نے آنکھین کھولکر دیکھا بختیارک نے سلام کیا خواجہ نے اسے گلے سے لگایا اور کہا بیٹا تیرا بچپنا مجھے
یاد ہی کہ بارگاہ نوشیروان عادل مین تو اپنے باپ کے پاس بیٹھا رہتا تھا اور ہائے ملک بختک کہکر خوب رویا
بعد اسکے اسباب دعوت مہیا کیا ایک نازنین سرخ پوش اندر سے پردے کے باہر آئی اور اس نگاہ دلفریب سے
بختیارک کو دیکھا کہ بختیارک ہزار جان سے اسیر عاشق و شیفتہ ہو گیا خواجہ طوسی سے پوچھا کہ یہ نازنین کون ہی
خواجہ نے کہا مین نے فلان شہر مین اسے مول لیا تھا نہایت خوش سیرت اور خوبصورت ہی ای بیٹا یہ نازنین اگر تمھارے
پسند خاطر ہی تو لو حاضر ہی اور مین تو یہ سب مال و متاع تجھے سپرد کرنے کو آیا ہون بختیارک نے کہا کہ خواجہ صاحب
پھر آپ قلعہ مین تشریف لے چلیے خواجہ نے کہا کہ بیٹا پہلے یہ سب مال و اسباب کی تم سپردگی اچھی طرح دیکھ بھال لو
بختیارک نے کہا کہ قلعہ مین چلکر دیکھ لون گا خواجہ طوسی نے کہا کہ پہلے یہ صندوق مال و اسباب کے قلعہ مین بھجوا دو
بعد اسکے مجھے لیجاؤ الغرض جہاز برابر قلعہ کے آکر ٹھہرے اسباب اُترکر کاروان سرا مین داخل ہوا جتنے صندوق تھے
ایک ایک صندوق کو دس دس بارہ بارہ آدمی پکڑ کر لیگئے بختیارک نہایت خوش تھا کہ اسقدر مال خداوند لات و عُزّی
اور منات و ہبل نے مجھکو دیا القصہ پہر رات گئے تک تمام مال و اسباب خواجہ طوسی کا کاروان سرا مین لیا بعد اسکے
بختیارک کو خواجہ سوار کر کے کاروان سرا مین لایا کھانا بختیارک کے یہان سے آیا تھا خواجہ کو کھلایا بعد اسکے تمام
قافلے کی دعوت و ضیافت کی ڈیڑھ پہر رات گئے کھانے پینے سے مہلت ہوئی بختیارک نے خواجہ سے کہا اب آپ

آرام کیجیے میں صبح کو بہت خداوند میں آپ کو لیجلونگا یہ کہکر وہاں سے چلا آیا خواجہ نے تمام سرداروں کو صندوقوں سے
باہر نکالا اختیلا نے جو بیہوشی سبکو دیا سب کے سب ہوش میں آئے دو چار جام بادہ سرور کے سبکو پلائے پھر کھانا منگوایا سبکو
کھلایا بعد فراغت آب و طعام عمرو نے کہا کہ صاحبو مبارک ہو کہ قلعہ سبائل میں تم سبکو میں نے لاکر داخل کر دیا اب صبح کو
اُٹھکر تم سب تو مصروف جنگ و جدال ہو اور میں لندھور کو ساتھ لیکر دروازہ قلعہ شہر کا کھولتا ہوں اور حمزہ کو مع فوج
لاتا ہوں القصہ دو گھڑی رات رہے سے عمرو لندھور کو ساتھ لیکر قلعہ کے دروازے پر آیا اور قلعہ دار کو مارکر دروازہ
کھلوایا بعد اسکے عمرو نے سفید مہرہ بجایا کہ حمزہ جلد فوج لیکر آؤ میں داخل قلعہ ہوا اور دروازہ کھولدیا صاحبقران
زمان تو ہر روز اور ہر وقت گوش برآواز منتظر رہتے تھے جیسے ہی سفید مہرے کی آواز کان میں پہونچی اسیوقت امیر کشورگیر
مع لشکر ظفر اثر سوار ہوکر چلے مگر بیان بختیارک جو صبح کو بیدار ہوا خیال گندلا کہ او بختیارک تو نے بڑا غضب کیا اُس
سوداگر کو قلعہ کے اندر لے آیا آنکھیں اُسکی بہت چھوٹی چھوٹی تھیں ایسا نہو کہ مرشد کامل سوداگر بنکر اور صندوقوں میں
سرداران لشکر اسلام کو بند کر کے لائے ہوں ذرا چلکر دیکھو تو سہی فوراً گھر سے بختیارک چلا پھر خیال میں گیا کہ ذرا لقا کے
پاس بھی ہوتے چلیے بختیارک ابھی قیطوروں تک لقا سے بے بقا کے نہ پہونچا تھا کہ آواز بدیع الزمان اور مالک کے
نعرہ کی بلند ہوئی اور متصل منم منم کی آواز آنے لگی سنتے ہی اس بیچارہ بوسکے کا تو مشاب خطا ہوگیا بھاگا بدحواس لقا
کے پاس آیا اور کہا یا خداوند خداپرست قلعہ کے اندر آگئے جلد یہاں سے کسی طرف کو بھاگ چلیے لقا نے کہا او بچہ شیطان
مجسم ایک تو تو نے خداپرستوں کو قلعہ کے اندر بلا لیا دوسرے مجھے قلعہ سے بھگاتا ہے ارے کہیں ایسا ہوسکتا ہے کہ زمرد شاہ
باختری خداوند لقا جو مشہور ہو وہ بندوں سے کیونکر بھاگے دیکھ تو سہی میں ان سبکا استیصال کرتا ہوں پھر تمام اپنے سرداروں
کو ساتھ لیکر قیطوروں سے نیچے چلا ہر چند بختیارک منع کرتا ہی رہا کہتا ہی رہا یا خداوند میرا کہنا مانیے بھاگ چلیے نہیں
انجام برا ہوگا لقا نے بختیارک کا کہنا مطلق نہ مانا اور بیچ کہار عسکی دھن میں چلا بختیارک نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ
خداوند کی قضا دامنگیر ہوئی ہے پھر تو بختیارک نے اپنا مال و اسباب سنبھالنا شروع کیا اور لوگوں سے کہہ رکھا کہ بروقت
لے بھاگیں ادھر کا حال سنیے کہ امیر کشورگیر حمزہ صاحبقران زمان داخل شہر سبائل ہوئے اور قلعہ کے پھاٹک پر
آکے نعرہ کوہ شگاف کیا نعرہ حمزہ امیر عرب ضیغم روزگار بحکم خدا بستہ شمشیر چار یکے تیغ قمقام و صمصام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحسام بن کو ازان از جہان پاک کرد سر سرکشان جملہ در خاک کرد بعد اور سردار نعرے کرتے
ہوے تلواریں کھینچے ہوے داخل ہوے ادھر سے نعرہ رستم زمان علمشاہ رخ زوران کا ہوا کہ منم رستم بیلتن ویلکش
دو پیل ہندی وکشندہ کیتیان فرنگی شعر ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ جو رستم لقب + علمشاہ رومی
شہ پیل زور ہے کہ رخت مرزوق افگندہ شور + ایک طرف سے سرہنگ ملک باختر شہزادہ بدیع الزمان نامور کا نعرہ
ہوا نعرہ بدیع الزمان منم فتح سہراب و رستم وقار + بدیع الزمان صفدر نامدار + ایک طرف سے مالک اژدر کا نعرہ ہوا نعرہ
مالک اژدر منم مالک اژدر خشم گین + سپہدار در لشکر اہل دین + بیک نیزہ گیرم ز رستم خراج + ستانم ز ترک فلک تخت و تاج
ایک طرف سے نعرہ دلخراش لندھور بن سعدان گرد کا ہوا نعرہ لندھور منم صاحب عمرو و جانشین حمزہ ور گردان
شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان + فلک شد بہ درگہ انجم سپہ خورشید تاج من + لقب مانم بود صد ہزار و مالک
ہندوستان + ایک طرف سے فرخ شہسوار قلندر کا نعرہ ہوا نعرہ فرخ شہسوار قلندر منم صفدر نامی و نامدار + شجاع
جری فرخ شہسوار + ایک طرف سے نعرہ فرخ بخت سلطان کا ہوا نعرہ فرخ بخت سلطان جری و صفدر و غازی منم
تبر فشانم + ز فرزندان حمزہ اسم فرخ بخت سلطانم + ایک جانب سے نعرہ ہاشم تیغزن کا ہوا نعرہ ہاشم منم صفدر و غازی

صف شکن + شجاع و جری ہاشم تیغ زن + ایک طرف سے نعرہ بہرام گرد بن خاقان چین کا ہوا۔ نعرہ بہرام گرد منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + ایک طرف سے نعرہ داراب شاہ کا ہوا۔ نعرہ داراب شاہ یل نامور شیر دشت وغا + شہنشاہ داراب کشورکشا + ایک طرف سے نعرہ فرامرز عاد مغربی کا ہوا۔ نعرہ فرامرز عاد مغربی جہان پہلوانم یل نامدار + پسر خواندہ شاہ اشتر سوار + بمیدان مردی جو رستم نژاد + شہنشاہ مغرب فرامرز عاد + ایک طرف سے نعرہ جمہور جہان سوز کا ہوا۔ نعرہ شہزادہ جمہور نام شدہ در سالک جوانان تحقیق جمہور جہانسوز شمشیر زن۔ ایک طرف نعرہ پہلوان قہرش بن عنطر سوکیا سے طوفانی کا ہوا۔ نعرہ قہرش منم قہرش بن عنطر کہ جرار و دلیرانم + غلام حمزہ صاحبقران شیر نیستانم + پھر جد احد الغرب بر نعرے ہوتے چلے گئے جو سوار اور لشکری در منارے میں قلعہ سبائل کے داخل ہوا نعرہ کرتا ہوا اللہ اکبر کا تاہوا شمشیر بکش لپٹنے بزن بزن کرتے ہوئے دمانہ ڈول کے غول غش کے غٹ قلعہ میں داخلے بعد اُس کے غول بیچ میں بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار عالیمقام نعرہ کرتے ہوئے شمشیر آبدار تولے ہوئے پہنچے نعرہ بادشاہ اسلام منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس جم + چراغ شبستان جعفر فروزندہ تاج و تخت کیان + منم سعد فرزند قباد شاہ + شہنشاہ اسلام عالم پناہ + اب قلعہ میں تلوار چلنے لگی ہنگامہ محشر برپا ہوا سرداران نامی نامواران نے لاش پر لاش گرا دی کشتوں کے پشتے باندھ دیے گلی کوچہ لاشوں سے پٹ گئے راہیں بند ہو گئیں کسی کی مجال نہ تھی کہ غازیوں بہادروں کے سامنے ٹھہر سکتا ایک بل چل تمام قلعہ میں مچی ہوئی تھی لوگ بھاگ بھاگ کر گھروں میں چھپتے تھے کہیں گوشہ امن و امان کسی کو نہ ملتا اکثر دلیران کی یہ ضرورت تھی کہ اپنے مکانوں میں ساز جنگ سے باندھے ہوئے بیٹھے اپنے ناموس کی حفاظت کرتے تھے سرداران لشکر اسلام کی یہ کیفیت تھی کہ جو سامنے آیا قتل کیا جو ذرا بھڑ گیا ایک ہی ہاتھ میں اسکو چورنگ کیا کسی نے کسی کو نیزے پر چھید کر اٹھا لیا کسی نے کسی کو گرز مارا کہ تمام استخوان اسکے از سرتاپا چور چور ہو گئے کوئی دور سے تیر اجل کا نشانہ ہوا کسی کا جگر و سینہ خنجر سے فگار ہوا باپ کو بیٹے کی خبر نہ تھی بیٹا باپ کو چھوڑ کر بھاگا بھائی بھائی کا ساتھ نہ دیتا تھا۔

اشعار جنگ

لڑائی وہ گھمسان کی الحذر
تکبیر و بزن کی صدا سر بسر

کہیں برق شمشیر کی تھی چمک
کمان کیانی کی ہر جا کڑک

کسی پر پڑا نیزہ جان ستان
کوئی گرز کھا کر ہوا نیم جان

کسی کے جو سنگ فلاخن پڑا
وہ مردود گر کر تڑپنے لگا

کسی کا کہیں نعش چہرہ کٹا
کسی کا کسی گرز سے سر پھٹا

ہزاروں کے لاشے زمیں پر گرے
ہزاروں کے منہ جنگ سے پھر گئے

پڑا تھا عمودوں سے رن میں دھماکا
ہر اک پہلوان خاک میں مل گیا

چقاچاق خنجر سے کانپا فلک
زمیں کو رہا زلزلہ دیر تک

بہے پھر نہ آسمان کسی کے حواس
پڑی ایک بھاگڑ ہوا یہ ہراس

چمکتے تھے نیزوں کے پھل جابجا
ہوئے طائر تیر اڑ کر ہوا

کسی کے پڑا سینہ پر آکے تیر
کوئی سہم کر ہو گیا گوشہ گیر

تبر سے کسی کا ہوا سر شگافت
کوئی تیغ سے دو ہوا تا بہ ناف

کسی کا کلائی سے ہاتھ اڑ گیا
ہزاروں کا منہ جنگ سے مڑ گیا

کوئی ہاتھ بانٹ کا کھا کر گرا
طمانچے کی ضرب اک اٹھا کر گرا

بہا وان یہ دریائے خون اس قدر
کہ گھوڑوں کے سم ہو گئے تر بتر

رواں خون کا دریا ہوا بیحساب
کہ سر کٹ کے بہتے رہے شکل حباب

ہوا شور تیغوں کی جھنکار سے
کہ طائر اڑے خوف سے دست کے

حمزہ صاحبقران زمان بار بار کفار کو للکارتے ہیں اور تلواریں مار کر دلیرانہ نعرہ کرتے ہیں شعر منم سرکش لشکر کا فراق + پیشم نگون شد سر کافراق + برابر چہار طرف سے یہ صدائے تحسین و آفرین کی آتی ہے ای ناصران دین اسلام مرحبا جزاکم اللہ خیر انجام تم نے قلعہ سبائل کو فتح کیا اب کیا یہاں کفار بدکار ٹھہر سکتے ہیں شعر ترک خنجر دانگر دون ہر دم از تیغ برین + زد آن سید یگفت آفرین صد آفرین + ادھر کشتگان نحس کے واسطے در جہنم مالک نے کھول دیا ادھر زادہ فراریوں نے دشت صحرا کی راہ لی صد ہا ڈوب ڈوب کر دریا میں فنا ہو گئے اس روز قلعہ سبائل فتح

اس قیامت کی تلوار چلی وہ رنگ خون کی ندیاں بہیں اور وہ جو دریا ملک سبا کی میں حائل تھا وہ خون سے بھر کر دریا میں ملگیا
اس غدر میں بھاگڑ کی بدحواسی میں کفاروں کی سیریں جدا ہاتھ سے گرتی معلوم ہوتا تھا کہ چھوٹے دریا سے خون کی ندی میں
آ گئے ہیں اور منہ نکالے بیٹھے ہیں تلواریں جو گری پڑی تھیں غازی سمجھتے تھے کہ مچھلیاں تہ دریا ہیں گرز و تبر پہنگان دریا کا
شبہ ہوتا تھا اس عالم اضطراب و بدحواسی میں جو خوفناک ہو کر کفار بھاگے تو کشتی الٹ الٹ کر تیر گرنے لگے وہ اس خون
دریا میں سیدھے زمین میں گڑ گئے گویا سبزہ بیگانہ باغبان اجل نے خون کفار سے سینچا تھا یہ دریا سے خون کی طغیانی تھی کہ غازیوں کا
جو گھوڑے دوڑا کر کفار پر تلواریں مارتے تھے تمام خون کی چھینٹوں سے پوشاک رزم انکی خون فشاں ہوگئی تھی سہ چقا چاق خنجر
بگردون رسید ۔ کہ از باختر خون بجیحون رسید ۔ ادھر عمرو کی یہ کیفیت تھی کہ کھاروے کا تھان پھاڑ پھاڑ کر پیرتیں بنائیں تھیں ہر کان
پر چھاجوں اور کوٹھیوں پر ساہوکاروں کی گانٹھ کا جو پڑا تھا جو اہل اسلام میں سے لوٹنے کے ارادے پر آتا تھا وہ ان پیرتوں کو دیکھ
پھر جاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہاں خواجہ عمرو نے اپنا قبضہ کر لیا دست اندازی اس مقام پر بیجا ہے کسواسطے کہ اگر ہم ایک جو لینگے
تو خدا جانے خواجہ سلامت اسکے عوض میں کیا ہمسے لے مرینگے عجب غلغلا اور تہلکہ اور تلاطم تھا ادھر صاحبقران بہ
یاوری اقبال و شوکت و اجلال لڑتے ہوئے تلواریں مارتے ہوئے چلے آتے تھے اور ادھر سے لقاے بے لقا بھی آتے
سرداروں کے لڑتا ہوا آتا تھا عین میدان خونریز میں مقابلہ ہوا صاحبقران سے تلوار چلنے لگی کٹ کٹ کے سر کفار کے گرنے
لگے ایک چشم زدن میں ان سبکو مار کر برابر لقا کے پہونچے اور نعرہ کیا باش او گبر نابکار اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا لقا
پکارا او بندہ بے پیر میں صبر کیے ہوئے قلعہ میں بیٹھا تھا تو نے یہاں بھی چین نہ لینے دیا اب تجھکو شمشیر قدرت سے قتل
کرونگا یہ کہکر تلوار ماری امیر باتوقیر نے تھپکی دی اور ہاتھ اسکا مروڑ کر تلوار چھین لی لقا کچھ دست و پاچہ ہوا تھا کہ
صاحبقران نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر اسکو اٹھا لیا اور بجائے سپر ہاتھ میں لیکر کفار سے لڑنے لگے اور کفار چار طرف
سے حمزہ پر ٹوٹے ہوئے تھے ہر بار چاہتے ہیں کہ لقا کو چھڑا لیں مگر قابو نہیں پاتے امیر باتوقیر مثل شیر غضبناک کے چلے
گئے تھے جو سامنے آگیا وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا جسکا سر کٹ کے دھڑ سے گرا مثل ماہی بے آب کے خون کے دریا میں
تڑپنے لگا ادھر ہاتھ میں حمزہ صاحبقران کے لقاے بے لقا یوں تڑپ رہا ہے جیسے پنجہ شہباز میں کوئی طائر شکار ہو کر
پھڑکتا ہے مگر صاحبقران زمان ہاتھ اپنا تانے ہوئے ہیں اسکو چھوڑتے نہیں یکایک بند کمر لقاے بے لقا کا ٹوٹا اور ضیغم
کے ہاتھ سے روباہ شکار کیا ہوا چھوٹا گرتے ہی زمین پر لوٹتا پوٹتا خاک و خون میں غلطاں و پیچاں جان بچا کر لرزاں و ترساں
بھاگا امیر کشور گیر پھر للکارتے ہوئے جھپٹے ہزاروں کفار بیچ میں حائل ہو گئے ادھر اُنسے تلوار چلنے لگی اور ادھر لقا کو
لقا کو اٹھا کر لے بھاگے بختیارک نے پاس آکر لقا سے کہا کیوں خداوند میرا کہنا آپ کو یاد رہا اب بھی غنیمت ہے
کہ تقدیر پلٹ گئی کرو اگر ابکی صاحبقران کے ہاتھ آئے تو زندہ نہ چھوڑینگے فوراً قتل کرینگے لقا نے کہا اے شیطان
درگاہ ستر ہزار برس پیشتر ہی میں نے تقدیر کی تھی پھر ہمراہیوں کو اپنے لیکر بھاگا اور دریا کی طرف کا دروازہ کھلوا کر
جہازوں پر سوار ہو کر راہی ہوا یہاں تین شبانہ روز حکم قتل عام رہا ہزارہا کفار غازیان دیندار نے قتل کر ڈالے آخر جب
بخوبی حمزہ صاحبقران زمان پر ثابت ہوا کہ لقاے بے لقا اس قلعہ میں نہ شہر میں نہ یہاں کے گرد و نواح میں ہے
بھگوڑا دم دبا کے بھاگ گیا سگ نجس سے قلعہ خالی ہو گیا اسوقت کفار نے جو وہاں باقی رہ گئے تھے اور رعایا وغیرہ نے
دہائی بادشاہ اسلام اور صاحبقران زمان کی دینا شروع کی چار طرف سے الامان الامان کا شور بلند ہوا صاحبقران
نے حکم امان دیا قتل عام موقوف ہوا رؤسائے شہر آکر خدمت میں بادشاہ اسلام کے حاضر ہوئے اور سب نے کلمہ توحید
پڑھکر دین اسلام اختیار کیا مسلمان ہوئے نذریں گذرانیں صاحبقران نے فیلقوں کو لقا کے [illegible] باغ بہشت کا

مال و اسباب اور زر و جواہر عمرو کو دیا تمام لشکر اسلام لوٹ سے قلعہ سبائل کے مالا مال ہو گیا امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران زمان نے تمام سرداران گرامی کو اور افسران نامی کو اور سپہ سالاروں کو اور فوج کے سب سواروں اور سب پیادوں کو خلعت دیے اور چالیس روز کامل جشن عام کیا اور بڑی خوشی اور مسرت ہر ایک غازی اور دیندار و مجاہد کو فتح ملک سبائل کی حاصل ہوئی۔

اب دو کلمے داستان عجائب نشان شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ کے بیان کیے جاتے ہیں

پلا ساقیا اب شراب طلسم
کہ لکھتا ہوں میں تیغ بازی کا کام
تعنا و قدر کا تو سامان دکھا
پریزاد ہم شکل انسان دکھا
تجھے حسن بنت العنب کی قسم
مجھے اپنے عشق و طرب کی قسم
وہ بادہ ہو جام دل آویز میں
بھری دیکھوں عکس گلریز میں

کوئی جام گلگون پلا ساقیا
عجائب کرشمہ دکھا ساقیا
سمان وہ دکھا جو کہ نایاب ہو
ذرا خوب جو کبھی نہ نایاب ہو
قسم ہے تجھے بادہ و جام کی
قسم تجکو تقدیر گلفام کی
سحر روز دشت لکھا ہے جو تیغ دستاں
کہ ہوں جلوہ گر اب سرو آب

اشعار
گھٹا ہو اور جو عکس شراب ہو جائے
تو چاندنی رخ مہ بے نقاب ہو جائے
مسافران عدم چلکے قبر میں ٹھہرو
جو مختصر بھی لکھوں تو کتاب ہو جائے
وہ بے نصیب ہوں جاؤں اگر میں دریا پر
یقین ہے دل سوزاں کباب ہو جائے
بیان کروں عرق آلودہ ابرو نگار جو وصف
ادھر سے بھی ازلی کا جواب ہو جائے

ہمارا دل قدح آفتاب ہو جائے
فراق میں ہوں اگر اشکبار دیدہ تر
روا روی میں ابھی ہاتھ آب ہو جائے
پلک جھپکتے ہی دنیا ہو درہم و برہم
یقین ہے آب مثال سراب ہو جائے
یہ بات کچھ نہیں جذب عشق میں تڑپوں
تو اور تیغ زبان پر لعاب ہو جائے
بیت نمایندہ کا آن عجائب نشان

وہ مہر بام پہ جو محو خواب ہو جائے
یہ جوش آب ہو گردوں حباب ہو جائے
اٹھائے ہیں جو تمہارے فراق کے صدمے
بھرے جو آنکھ تری انقلاب ہو جائے
فراق ساقی مہوش کی اشتعال سے
ادھر بھی تو اضطراب ہو جائے
سوال ان کی طرف سے ہوں ترانی کا
رقم می سازند این بکلک از زبان

سیاحان وادی طلسمات حیرت آیات دشت نوردان میدان عجائبات و غرائبات وحشت سمات داستان طلسم پریزادان کو بطرز نو بیان تحریری سے ناظرین و شائقین کو مسرور کرتے ہیں کہ جب شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم فلک جاہ اسباب صاحبقرانی یعنی نندہ و اوڑی و تیغہ قمقام وغیرہ زیب جسم انور کر کے برائے طلسم کشائی طلسم پریزادان کی طرف روانہ ہوئے اور سیارہ بن عمرو کو اپنے ہمراہ لیا بعد قطع منازل بیابان و طے مراحل کوہستان صحرائے تعنا و قدر میں پہونچے دور سے ایک باغ بہشت نظیر نظر پڑا سیارہ سے کہا کہ چلکر ذرا اس باغ میں آسائش کیجیے پھر طلسم پریزادان کی راہ لیجیے سیارہ بولا بسم اللہ چلیے مگر نہیں معلوم یہ باغ کسکا ہے قاسم نے کہا کہ وہاں چلکر معلوم ہو جائیگا غرضکہ باغ کے دروازے پر پہونچے دیکھا نہ کوئی حاجب ہے نہ دربان ہے سناٹا باغ میں نمایاں ہے جب داخل باغ ہوئے طبیعت کو نہایت شگفتگی غنچہ دل باغ باغ دیکھا کہ باغ بہشت سرسبز و شاداب ہے ہر ایک غنچہ و گل نایاب ہے پھول ہر رنگ کے کھلے ہوئے ہیں اشجار گوناگون کے بارے نہالہائے تازہ و تر جھوم جھوم کر زمین کو بوسہ لیتے ہیں طائران خوش الحان کی زمزمہ سرائیاں دلکو محو کرتی ہیں شہزادہ قاسم سیر چمن لالہ زار کرتے ہوئے چلے آتے ہیں کہیں انسان کا نشان نہیں سیارہ نے کہا اے شہریار یہ باغ کسی آدمزاد کا نہیں معلوم ہوتا یا تو بیابانکا مالک کوئی دیو یا پریزاد ہے کہ طلسم سے اسکی بنیاد ہے قاسم نے کہا تم کہتے ہو مجکو بھی عقل سے ایسا ہی دریافت ہوتا ہے غرضکہ خراماں خراماں بارہ دری تک آکر پہونچے دیکھا فرش بہت تکلف کا ہے بیچ میں مسند مرصع کا بچھی ہے چھت پردوں سے آراستہ ہے شیشہ آلات جا بجا قلموں لگے ہوئے ہیں ایک طرف گنگا جمنی ہوا اور ایک سمت سنہری چاندی کی اور ایک جانب چھپر کھٹ سونے

جواہرات بیش بہا یاقوت زبرجد کے جڑے ہوئے ہیں اور چادریں ریشمی منقش کی زر بندوں سے کسی ہوئی ہیں تکیے
سفید اطلس کے لگے ہوئے ہیں اور نیچے زر بفت کے پڑے ہوئے ہیں اور ایک سمت جو نظر اٹھا کر دیکھا کچھ خوان
طعام اپر سینے کسے ہوئے مہر کی ہوئی رکھے ہیں ایک سمت کشتیاں شراب و کباب کی بھی رکھی ہوئی ہیں ایک طرف
جو شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ نے ملاحظہ فرمایا تو دیکھا آبدار خانہ ہے کہ چاندی سونے کی گھڑونچیاں اور
لگن رکھے ہیں اپر کورے کورے گھڑے اور لوٹے مٹی کے آب سرد و خوشگوار سے بھرے ہوئے بھرے گنگا جمنی
آبخورے ڈھکے ہوئے رکھے ہیں اور گلاس بلور کے خالی جوڑ میں رکھے ہیں اور لوٹے چاندی اور سونے کے آب سرد سے
بھرے ہوئے ہاتھ منہ دھونے کے واسطے رکھے ہیں علاوہ ان سب اشیائے نادرہ اور ظروفات بیش بہا کے تمام
اسباب ضروریات آرایش عیش و نشاط مہیا ہے مگر کوئی آدمی کہیں نہیں معلوم ہوتا ہے یہ معرکہ دیکھ کر سیارہ بن عمرو
نے شاہزادہ ملک قاسم سے کہا اے شہریار والا تبار بیشک یہ باغ و بارہ دری کسی جن یا پری کی ہے یہ سنکر شاہزادہ
قاسم نے کہا کسی کا ہو ہونے دو ہم تو ایسی بلاؤں میں مبتلا ہونے کو یہاں آئے ہمیں ڈر اور خوف کس بات
کا ہے (مثل ہندی) جن ڈھونڈھا تن پائیاں گہرے پانی پیٹھ * جو ڈرے ڈوبن کو رہے کنارے بیٹھ
سے قدم جب عشق میں دھرتے ہیں بسم اللہ کرتے ہیں * متاع دل کو اپنے فی سبیل اللہ کرتے ہیں * یہ فرماکے
شاہزادہ قاسم عالیشان مرکب باد رفتار سے اُترکے اندرون بارہ دری تشریف لائے اور مسند پر تکلف پر گاؤ تکیے سے
لگ کر بیٹھ گئے سیارہ بن عمرو نے شاہزادہ قاسم عالیشان سے دست بستہ عرض کیا اگر حکم ہو تو میں جاکے خوانہائے
طعام کی مہریں توڑ کے کھانا واسطے حضور کے لاؤں قاسم نے فرمایا اسکا پوچھنا کیا ہے جاکے کھانا لاؤ ہم بھی کھائیں
تم بھی کھاؤ یہ سنکر سیارہ بن عمرو نے جاکر تمام خوانوں کی مہریں توڑ ڈالیں اور مہریں توڑ کر ان خوانوں میں سے
طرح طرح کے عمدہ عمدہ لذیذ کھانے نکال کر لایا اور سامنے شاہزادہ قاسم کے قاعدے سے دسترخوان بچھاکے
چندیا شاہزادہ قاسم نے بسم اللہ کہکے کھانا نوش فرمایا آب سرد و خوشگوار پیا اور شکر خدائے عزوجل بجالائے
بعد فراغت آب و طعام کے سیارہ بن عمرو سے فرمایا کہ اے عیار طرار جاؤ اور میخانہ سے شراب لاؤ سیارہ گیا
اور میخانہ میں سے ایک گلابی شراب کی اور ایک جام بلوریں بہت جلد لیکر حاضر ہوا اور دو چار جام شراب کے
لبریز کرکے شاہزادے کو دیے قاسم نے وہ جام شراب سیارہ کے ہاتھ سے لیکر بے تکلف نوش فرمائے
بعد اسکے سیارہ نے کچھ کباب وغیرہ نمکین پیش کیے وہ بھی شاہزادے نے نوش فرمائے اور اسی چھپر کھٹ پر آرام فرمایا
سیارہ نے بھی بعد آرام کرنے شاہزادہ قاسم کے کھانا کھایا اور کچھ شراب پی اور برائے محافظت شاہزادہ
والا تبار ملک قاسم عالیوقار صحن بارہ دری میں ٹہلنے لگا اور سیر کرنے لگا چار طرف دیکھتا جاتا تھا یہی خیال تھا کہ
شاید کوئی جن یا دیو یا پری نظر آئے نیمچہ ہاتھ میں لیے چار جانب نگراں تھا سہ پہر کے وقت شہزادہ قاسم آرام کرکے
چھپر کھٹ پر سے اٹھے اُٹھکر منہ ہاتھ دھویا وضو کیا سیارہ نے لاکر سجادہ بچھادیا شاہزادہ عبادت خدا میں مشغول ہوا
بعد عرصہ دراز شاہزادہ قاسم نے نماز پڑھکر فراغت پائی جب وظیفہ شاہزادہ پڑھ چکا سیارہ سے فرمایا کہ اب یہاں سے
طلسم پر زیادہ ان قریب ہے وہاں چلو سیارہ بن عمرو نے عرض کیا کہ میری رائے یہ ہے کہ آج کی شب آپ یہیں آرام
فرمائیے بوقت صبح طلسم کی طرف چلیے ملک قاسم نے کہا اچھا تب ہم یہاں رہے مگر کوئی صاحب باغ نہ معلوم ہوا کہ اس سے
کچھ حال دریافت کرتے ابھی یہ باتیں دونوں میں ہو رہی تھیں اور دن بھی چار گھڑی باقی رہگیا تھا کہ یکایک ہوائے
تیز و تند چلی سیارہ بن عمرو نے شاہزادے سے عرض کیا اے شہریار والا تبار ہوشیار ہو جائیے یہ ہوا نہیں ہے یہ آمد

قاسم نے پھر کے بھی نہ دیکھا تھوڑی راہ طی کی ہوگی کہ ایک صدا پیدا ہوئی ای شہزادہ خاور سیاہ تم کیون اس مقام
آفت خیز مین آئے ابھی کچھ نہین گیا ہی خیریت ہی جلد یہان سے پھر جاؤ قاسم نے اب جو دیکھا تو گرگ بہ غاری پکار
رہا ہی چاہا کہ قریب جاکر کچھ اس سے گفتگو کرون اور تسلی و تشفی دون کہ مین تمھاری رہائی کو آیا ہون کہ ایک آواز
آئی ای عزیز پہلے تجھکو تیرے عیار نے آگاہ بھی کیا اور تو نے نہ مانا پھر غافل ہو کے سمت قیدیان طلسم کے چلا خبردار
نہ جانا پچھتائیگا یہ سنکر قاسم ٹھہر گئے چہار طرف دیکھا کہ یہ کسنے آواز دی کوئی نظر نہ آیا سیارہ نے کہا آگے چلنے مین
قدم کو نہ روکیے یہ مقام ہولناک ہی اور دربان پری نے بھی آپکو منع کر دیا تھا قاسم یہ سنکے آگے بڑھے چند قدم
چلے ہونگے کہ پھر ایک صدائے دردناک پیدا ہوئی کہ ای سیارہ میری خبر لے مین آیا تھا کہ طلسم کو فتح کرکے عجیل کو رب
کو چھڑاؤن مگر خود گرفتار بلا ہو گیا جلدی میری رہائی کی تدبیر کر سیارہ نے دیکھا کہ مہتر قران پکار رہا ہی سیارہ نے
چاہا کہ قران کے پاس جائے قاسم نے کہا ای سیارہ مجھکو تو روکتا تھا اور آپ قیدی طلسم کے پاس جاتا ہی مین
ہرگز جانے نہ دونگا سیارہ ٹھٹک گیا ہر چند قران پکارا کیا سیارہ نے کچھ جواب نہ دیا اور جلدی قدم اٹھا کر قاسم و
سیارہ آگے بڑھے غرضکہ اسیطرح صدائین آیا کین کبھی شور نالہ و فریاد کا بلند ہوتا تھا کہ ہم یہان قید ہین ہمین اگر
چھڑاؤ اور کبھی یہ غل ہوتا تھا کہ تم بھی ہماری طرح گرفتار بلا ہو جاؤگے یہان سے جلدی چلے جاؤ قاسم و سیارہ
کسی طرف خیال نہ کرتے تھے القصہ آتے آتے کنارے دریائے احمر کے پہونچے دیکھا کہ دریا خون کا جاری ہی موجین
جوش زن ہین بلکہ خون مین ایسی سرخی اور چمک ہی کہ موتی بھی ایسا نہ چمکیگا قاسم کنارے پر دریا کے بیٹھ گئے اور
جو اسم کہ دربان پری نے دیا تھا اُسے پڑھنا شروع کیا جب اسم تعداد معین کو پہونچا آسمان کی طرف دم کیا ایک دم
کے بعد ایک جانور سفید رنگ کا آسمان پر سے آیا اور سامنے قاسم کے آکر بیٹھ گیا اور آنکھ ملا کر کہا کیون مجھے طلب
کیا ہی قاسم نے کہا ای سدرہ پری مین طلسم کشا ہون مجھے تم جزیرۂ احمر مین بگراس جادو کے پاس پہونچا دو
اُسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ دربان پری تیری خیر طلب ہوئی آؤ میری پشت پر سوار ہو مین لیچلون پھر قاسم نے سیارہ
کو مرکب اپنا دیا اور کہا ای سیارہ تم شہر خوشستان مین جاکر ٹھہرو ہم بھی طلسم کو فتح کرکے آتے ہین سیارہ تو گھوڑا لیکر اُدھر کو روانہ
ہوا اور قاسم اُس جانور سفید رنگ پر سوار ہوئے یہ معلوم ہوا کہ جیسے ہودج مین بیٹھا ہون غرضکہ وہ جانور قاسم کو لیکر اڑا
یہانتک بلند ہوا کہ آسمان کے قریب پہونچ گیا ہوا کی تیزی سے آنکھین قاسم کی بند ہو گئین بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے
آواز آئی ای شخص تو جزیرۂ احمر مین آ پہونچا ہوشیار ہو قاسم نے آنکھ کھولی دیکھا تو تمام جزیرہ سرخ ہو رہا ہی زمین و آسمان
درخت و گیاہ سب سرخ ہین قاسم اُس جانور کی پشت سے نیچے اُترے وہ جانور تو اڑ کر چلا گیا قاسم اندر جزیرہ احمر کے
داخل ہوئے سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایک جادوگر کو دیکھا جسم اسکا رنگ لعل احمر سرخ ہی اور شعلہ آگ کے مُنہ
سے نکل رہے ہین اور ایک درخت یاقوت نگار پر بیٹھا ہوا ہی جملہ اسباب سحر پاس اسکے رکھا ہی اور ایک لوح مدور مانند
قرص قمر گلے مین اسکے پڑی ہی اور چمک اسکی مثل آفتاب درخشان کے ایسی ہی کہ نظر نہین ٹھہرتی اور وہ بہ سحر خوانی
مین مصروف ہی قاسم اُسکی پشت کی طرف سے جاکر قریب پہونچکر نکلتے ہی تلوار مارا دل بس نزدیک اُسکے پہونچے ای
نعرہ کیا باش ای بگراس جادو نابکار منم طلسم کشا نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران ملقب قاسم ذیشان
ہوشیار ہو کر مین تجھسے لوح طلسمی لینے کو آیا ہون کہ یہ آواز جو کان مین بگراس جادو بدخو کینہ جو کے پہونچی گھبرا کے پیچھے پھر کر
دیکھا ایک جوان رعنا حسین خوبصورت قوی ہیکل قوی بازو پاس کھڑا ہوا للکار رہا ہی بگراس جادو نے ورا [illegible]
سرسون اور ماش کے اٹھانے کو اسم سحر پڑھکر مارے تلک قاسم نے پھرتی سے تیغ فقام کھینچکر ایک ہاتھ تلوار کا

بلند ہوا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوکر گرا ایک شور و غل برپا ہوا کہ پکراس جادو مارا گیا چاروں طرف اندھیری چھا گئی آندھی
چلنے لگی قاسم نے جلد ہی سے پہلے لوح طلسمی اسکے گلے سے اتار لی جسوقت وہ سب طوفان برطرف ہوا آواز آئی کُشتی
مرا نام من پکراس جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم مطلب خود نرسیدیم قاسم نے سجدۂ شکر پروردگار باشارت کیا اور
بسم اللہ کہکے لوح طلسمی کو دیکھا بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم کے لکھا ہے ای طلسم کشا اگر قسمت تیری یاوری کرے اور لوح
تیرے ہاتھ لگے یہ اسم جو حاشیۂ لوح پر لکھا ہے تو اسے پڑھکر دریا پر دم کر ایک نہنگ سیاہ رنگ دریا سے سر اپنا باہر نکالیگا
اور تیری طرف دیکھکر منہ پھیلا دیگا تو اس اسم کو پڑھتا ہوا اسکے منہ میں کود پڑنا پھر تو جہاں جائے اور کچھ تجھکو نظر آئے
بغیر لوح دیکھے کوئی کام نہ کرنا قاسم موافق لوح طلسمی کے عمل میں لائے جیسے نہنگ نے سر اپنا دریا سے نکالکر منہ
پھیلایا قاسم وہ اسم پڑھتے ہوئے اسکے منہ میں کود پڑے بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے تئیں
اس مقام پر پایا جہاں وہ پتھر کی تصویریں تھیں اور قاسم و سیارہ کو صدائیں دے رہی تھیں خیال میں گذرا کہ چلکر
پہلے عجیل ماہرو کو رہا کیا چاہیے کہ ایک طرف سے ایک اژدہا آتش فشاں نمودار ہوا اور قاسم پر دوڑا قاسم نے
وہیں لوح کو دیکھکر وہی اسم تیسرے مقام پر دم کرکے اس اژدہے کو ہاتھ مارا کہ اس اژدہے کے دو ٹکڑے ہوئے ایک
شور و غل بلند ہوا اندھیرا چھا گیا بعد دفع ہونے ظلمت کے ایک آواز آئی کُشتی مرا نام من گنجور جادو بود افسوس
مردیم و جان دادیم مطلب خود نرسیدیم جب بالکل روشنی ہوئی قاسم نے دیکھا کہ میں ایک شہر کے دروازے پر کھڑا ہوں
بسم اللہ کہکر شہر میں داخل ہوئے دیکھا کہ تمام اہل شہر پریزاد ہیں مگر قاسم کو جسنے دیکھا سلام کیا قاسم کسی کی جانب
مخاطب نہوئے سیر کرتے ہوئے بازاروں کی طے جاتے تھے یہاں تک کہ ایک قصر کے برابر پہونچے لوح کو دیکھکر اندر
قصر کے داخل ہوئے دیکھا کہ ایک باغ نہایت سبز و شاداب ثانی باغ بہشت ہے گلہائے رنگارنگ شگفتہ ہیں طائر
خوش الحان چہک رہے ہیں نہریں سلسبیل کے مانند جاری ہیں اور چاروں طرف پریزادان طلعت کا ہجوم ہے تمام ساز
راگ رنگ کے بج رہے ہیں گانا ہو رہا ہے ایک سمت عجیل ماہرو اور لعل افروز پری غل و زنجیر میں گرفتار ہیں عجیل ماہرو
کی جو نگاہ شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم فلک جاہ پر پڑی پکارے ای قاسم ہم یہاں اسیر ہیں قاسم نے کہا اژدہے کو تو
مار چکا عجیل نے کہا وہ گنجور جادو تھا میں اسکی بہن کی قید میں گرفتار ہوں قاسم پکارے میں ابھی آکر رہا کرتا ہوں
عجیل نے کہا ای قاسم یہ زنجیریں نہیں ہیں مار سحر میرے بدن میں لپٹے ہیں بغیر اس ساحرہ کے قتل کیے ہوئے یہ قید
میری دور نہوگی یہ ذکر تھا کہ ایک آواز آئی ای شہریار وہ چھوٹ جائینگے آپ ادھر آئیے کہ میں کمال مشتاق ہوں قاسم
نے پھر کر دیکھا کہ ایک پریزاد مہر جمال مہ تمثال گلابی جوڑا پہنے ہوئے سراپا غرق جواہر کھڑی بلا رہی ہے قاسم دیکھتے ہی
مائل ہوگئے اور اسکی طرف چلے جب قریب پہونچے اسنے ہاتھ پکڑ لیا اور ایک قصر عالیشان میں لاکر مسند جواہر نگار پر بٹھایا
اور اسباب دعوت مہیا کیا گائین آکر موجود ہوئیں گانا ہونے لگا قاسم نے اس پریزاد سے پوچھا کہ تم کون ہو اسنے
کہا میں بیٹی ہوں بادشاہ طلسم کی اور جب سے تم اس طلسم میں آئے ہو میں جمال جہاں آرا دیکھکر تم پر عاشق ہوئی ہوں
میں دعائیں مانگتی تھی کہ جلد تم سے ملاقات ہو جب تم یہاں وارد ہوئے آرزو میری بر آئی یہ کہکر جام پیش کیا اسوقت نگاہ
قاسم کی لوح پر جا پڑی دیکھا اسکو تو اسمیں لکھا تھا ای طلسم کشا یہ پریزاد نہیں ہے گنجور جادو کی بہن ہے مکارہ جادو اسکا
نام ہے خبردار اسکے ہاتھ سے جام شراب نہ پینا اگر یہ جام تو نے پیا تو تمام بدن میں آگ لگ جائیگی ایک دم میں جلکر خاک ہو جائیگا
بہتر یہ ہو جام شراب اسکے ہاتھ سے لیکر اور یہ اسم اسپر دم کرکے اسی پر پھینک مار دیکہ یہ خود جلکر خاک سیاہ ہو جائیگی قاسم نے اسیوقت
جام شراب اسکے ہاتھ سے لیکر اسی پر مارا تمام بدن میں اسکے آگ لگ گئی اور ایک دم بھر میں جل بھن کے خاک ہو گئی جو

اسکے قریب آیا کہ آگ بجھا کر اسکو بچالے وہ بھی جل گیا ایک شور و غل مچا آندھی سیاہ چلنے لگی تاریکی ہوگئی تھوڑی دیر کے بعد
آواز آئی کشتی مرا نام من سنگارہ جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم جب وہ تاریکی برطرف ہوئی ایک
میدان لق و دق نظر آیا اور ایک احاطہ سامنے ہے قاسم بحکم لوح اندر اس احاطہ کے گئے دیکھا کہ چار چمن شگفتہ میں گلہائے رنگا رنگ
کھلے ہوئے ہیں طیور چہکتے ہیں نہریں جاری ہیں اور ایک طرف کرب غازی غل و زنجیر میں گرفتار کھڑے ہوئے ہیں قاسم نے
کہا اے کرب غازی بعنایت الٰہی یہ طلسم فتح کر چکا ہوں تمھیں چھڑائے لیتا ہوں کرب غازی نے کہا اے شہریار میں فرود
جادو کی قید میں ہوں اور یہ زنجیریں نہیں ہیں سانپ سحر کے ہیں بدن سے لپٹے ہوئے ہیں ابھی قاسم کرب غازی سے کھڑے
باتیں کر رہے تھے کہ ایکطرف سے ایک مرد پیر سیب بہت خوش رنگ ہاتھ میں لیے ہوئے اور ہمراہ اسکے چند آدمی ڈالیان میوون کی
لیے ہوئے ہیں اور وہ اسی طرف چلا آتا ہے قریب آکر قاسم کو سلام کیا اور وہ سیب ہاتھوں پر رکھکر نذر دیا اور کہا کہ دیکھیے کیا اسکی بو باس ہے
نوش فرمائیے کہ ایسا سیب آپ نے نہ دیکھا ہوگا اور نہ کھایا ہوگا قاسم نے اسکے ہاتھ سے سیب لیا کہا کہ میں بھر کھا بھی ہوں مگر خیال
میں گذرا کہ لوح کو پہلے دیکھ لیجیے ادھر سے منھ پھیر کر مطالعہ لوح میں مصروف ہوے لکھا تھا اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہی فرود جادو
ہے خبردار سیب نہ کھانا اور جو کھا لیا تو شکم میں آگ لگ جائیگی اور تڑپ کر مر جاؤ گے اب اسی سیب پر اسم لوح دم کر کے
مارو کہ یہ ابھی تڑپ کر مر جیگا اور جب جادو گر تجھکو پکڑنے یا مارنے کو دوڑیں یہ جو حوض سامنے ہے اس میں کود پڑنا قاسم نے بموجب لوح
طلسمی اسم پڑھی سیب کھینچکر مارا اور اسی حوض میں کود پڑے شور و غل کی آواز کانوں میں آنے لگی جب باہر نکل کر زمین پر کھڑے دیکھا نہ
احاطہ ہے نہ مرد پیر ہے نہ کرب غازی ہے ایک صفاچٹ میدان ہے مگر سامنے ایک مکان اور نظر آیا بحکم لوح اس مکان میں داخل ہوے
دیکھا کہ صاحبقران اسمین قید ہیں شہزادہ قاسم کو دیکھکر پکارا اے شہریار یہاں سے چلے جائیے کہ دیو رضوان آتا ہوگا وہ بلاے درمان
اور آفت جان ہے قاسم نے کہا اے قران میں تمام طلسم کو توڑ چکا ہوں اور ساحروں کو مارا ہے تم گھبراؤ نہیں اب رضوان دیو نابکار کو
ماروں گا قاسم قران سے یہ باتیں کر رہے تھے کہ نعرے کی آواز بلند ہوئی کہ او مفسد یہاں بھی تو آیا اگر ہزار جانیں تیرے ساتھ ہوں گی
تو ایک کو بھی سلامت نہ چھوڑونگا قاسم نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو ہزار گز کا قد نہایت مہیب چلا آتا ہے قاسم اس کی طرف خود
بڑھے اس دیو نے برابر قاسم کے ہیبو چکر دار شمشاد ماری قاسم نے خالی دی کہ دار شمشاد زمین میں دھنس گئی خاک زمین کی
سی اڑی قاسم نے لوح کو دیکھا اور اسم خانہ لوح تیغ نقام پڑھ کر کے جیسے ہی وہ دیو جھک کر دار شمشاد زمین سے نکالنے لگا
ایک ہاتھ قاسم نے کمر پر ایسی مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر وہ دیو زمین پر گرا دانہ تیرہ و تار ہو گیا صدائیں مہیب آنے لگیں آندھی کالی
اٹھی ہواے تند چلنے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ مرا نام من رضوان جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم بمطلب
خود نرسیدیم روشنی جو ہوئی دیکھا کہ ایک اژدر آتش فشان چلا آتا ہے شہزادہ قاسم بموجب حکم لوح طلسمی اسکے منھ میں کود پڑے
آنکھ جو کھلی اپنے تئیں ایک میدان میں پایا اور ایک بیل عظیم الشان نظر آیا قاسم نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا اسم
دم کرکے بیل کو آگ مارو اس میں ایک مہرہ نقب کا پیدا ہوگا تم اس نقب میں داخل ہو کہ دوسرا دہنہ نقب کا قلعہ طلسمی کے سامنے
ہے قاسم نے اسم لوح دم کر کے بیل کو گرز کھایا مہرہ نقب کا دیکھا قاسم داخل نقب ہوے بعد تھوڑی دیر کے نقب سے دوسری
طرف باہر نکلے دیکھا کہ سامنے قلعہ فولاد و تاب کا ہے یہ کھڑے ہو کر قلعہ کو دیکھنے لگے کہ فوج ساحروں کی قلعہ سے باہر آئی بادشاہ طلسم
تخت پر سوار تھا قاسم پر تمام ساحران نے یورش کی قاسم نے اسم لوح پڑھکر لوح سے ایک دائرہ کھینچا اور اسمین بیٹھ گئے تمام ساحر
چار طرف سے سحر کر رہے تھے مگر کسیکا سحر قاسم پر تاثیر نہ کرتا تھا جس وقت ساحر سحر کر کے تھک گئے قاسم تیغ نقام میان سے
کھینچکر ساحروں پر گرے طرفۃ العین میں لاش پر لاش گرادی کشتوں کے ڈھیر کر دیے دریاے خون جاری ہو گیا قاسم ضیغمانہ
جنگ کرتے ہوے برابر بادشاہ طلسم کے پہونچے وہ اژدہا بنکر قاسم کیطرف جھپٹا شہزادہ قاسم نے عکس لوح کا جو امیر زادہ کو

کو

اصلی ہو گیا ملک قاسم نے فرمایا او نا ہنجار ادھر تو دیکھ اُس بادشاہ طلسم نے دیکھا کہ ادھر سحر ہو گیا ہوش اُڑ گئے چاہا اُسنے
کہ بزور سحر پرواز پیدا کرکے ہوا آسمان ہوں اُڑ کر بھاگ جاؤں کہ شہزادہ قاسم نے نعرہ کیا کہ باش او گبر نا ہنجار ساحر نا بکار میں
آ پہونچا اور جلدی سے ایک ہاتھ تیغ لمقام قضا ساق کا مارا کہ اُس سنگ نا پاک کے دو ٹکڑے ہو گئے پھر تمام ساحروں کو پیچھے لگا
للکارا کہ اسی میں بہتری ہے کہ تم سب اگر میری اطاعت کرو سبھوں نے امان طلب کی اور کہا ہم سب آپکے مطیع و فرمانبردار ہیں کہ اُسی
اثنا میں دربان پری اور سدرہ پری دونوں آئیں اور شہزادہ ملک قاسم کو سلام کیا اور مبارکباد فتح طلسم کی دی شہزادہ قاسم
پریوں سے باتیں کر رہے تھے کہ ایک طرف سے ایک بادشاہ مع لشکر تخت پر سوار بڑے جاہ و جلال سے نمایاں ہوا قاسم نے اُن
پریوں سے پوچھا یہ کون ہے سدرہ پری اور دربان پری نے کہا کہ بیابان قضا و قدر کا بادشاہ ہے اور ملک صاعقہ اسکا نام ہے
ابھی وہ بادشاہ شہزادہ قاسم کے قریب نہ پہونچا تھا کہ ایک بادشاہ اور نمودار ہوا کہ اُسکے ساتھ بھی فوج کثیر تھی شہزادہ قاسم نے
کہا یہ کون ہے دربان پری نے کہا کہ یہ ملک مرجان سرخ پوش شہر مرجانیہ کا بادشاہ ہے غرض پہلے ملک صاعقہ نے شہزادہ قاسم
کی ملازمت حاصل کی پھر ملک مرجان آکر قدمبوس ہوا بعد اسکے سدرہ پری اور دربان پری شہزادے کو قلعہ طلسمی میں لائیں
تمام اہل قلعہ نے قاسم کو دیکھا ہر ایک قدمبوس ہوا شہزادہ قاسم ایوان شاہی میں آئے دربان پری کو خلعت بادشاہی دیکر تخت
پر بٹھایا اور فرمایا کہ عجیل ماہرو اور کرب غازی اور ہشتر قران حبش عیار کو جلد بلاؤ اُسیوقت اہل طلسم ساکنان قلعہ تینوں کو ہمراہ
لائے شہزادہ قاسم نے عجیل ماہرو اور کرب غازی کی تعظیم کی اور بڑے اعزاز و اکرام سے بٹھایا اور سب مال طلسمی نکلوایا اور وہاں
ایک خزانہ بہت بڑا نکلا قاسم بہت خوش ہوئے بعد اسکے دربان پری سے عقد کیا شب زفاف ہمبستری ہوئی بوس و کنار ہونے لگا
دونوں شراب وصل سے سیراب ہوئے اسکے بعد سدرہ پری کو دربان پری کا وزیر کیا اور گنج و مال طلسمی سب دربان پری کے سپرد کیا
بعد چندے کے پھر اس سے رخصت ہو کر ملک صاعقہ کے ساتھ شہر قضا و قدر میں آئے اور عجیل ماہرو کا لعل افروز سے عقد کیا
عجیل ماہرو اسکے وصل سے کامیاب ہوئے صدف آرزو کو گوہر مراد و خورشید تابان برج حمل میں جلوہ افروز ہوا لیکن لعل افروز
پری اُسی شب کو عجیل ماہرو سے بہرہ اندوز ہو کر حاملہ ہوئی اور بعد مدت حمل کے شہزادہ پیدا ہوا کہ نام اُسکا سلیمان ثانی ہے اور
خلاصہ حال آخر ایرج نامہ میں تحریر کیا جائیگا بعد اسکے شہزادہ قاسم شہر مرجانیہ میں آئے اور عقد کرب غازی ساتھ ملکہ [illegible]
سرخ پوش کے کر دیا اور تمام شہر مرجانیہ کو اسلام آباد کیا پھر کرب غازی کو تو وہیں چھوڑا اور عجیل ماہرو کو شہر قضا و قدر میں
رہنے دیا آپ بعد جاہ و حشم ہشتر قران حبش کو ہمراہ لیکر خدمت بابرکت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زماں میں داخل ہوئے

دو کلمے داستان مذلت نشان لقاے بے لقا کے بیان کیے جاتے ہیں

وہ ساقیا بادۂ دلفریب
یہ کیا ہو گیا کیسی بھٹکی ہے مے
بہادر ہے اور صاحب عز و شان
تحیر ہو دور اُس میں خدا داد ہے

کہ باقی نہیں اب تو صبر و شکیب
شکست آج کس نے [illegible]
لقب جس جری کا ہے صاحبقران
بہادر ہے کافر کا جلاد ہے

ارے خضر کیسا ہی سمجھانے میں
میں سمجھا کہو یا نہ سمجھے کہو
کیا اُس نے سمجھا نہ دم میں تلو

شکا ظلم ہے ہو کو بھی سمجھانے میں
وہی صاحب اسم اعظم ہے جو
ملی بھاگنے کی نہ ساقی کو راہ

تحریر حالات لقا پرستان ذلیل و خوار و فراریان کفار بدکار رجیم

راوی لکھتے ہیں کہ جب وہ گبر نا ہنجار لقاے بے لقا ہاتھ سے حمزہ صاحبقران زماں کے شکست فاش کھا کر دروازہ پشت قلعہ سے نکل کر
مع اپنے پرستاروں کے جہازوں پر سوار ہو کر دریا کی راہ سے فراری ہوا بعد چندے وہ ملک زرائیل کے قریب پہونچا جہاز
کنارے دریا کے لگائے لنگر جہازوں کا ہو گیا وہاں سے زرائیل بہت قریب تھا لشکر جہازوں سے اترا جب شاہد ہوئے
لقاے بے لقا مع سرداروں کے بارگاہ میں داخل ہوا دل جھکانے لگا خاطر جمع ہوئی کہ کفاریان [illegible] شجاعان ضیغم شکار کے
ہاتھوں سے جان بچی صحیح و سلامت زرائیل میں آگیا جب بادشاہ شہر زرائیل کو خبر ہوئی کہ نام اُس بادشاہ کا گیر تنگ شاہ زندگی

اور پیغمبر نامرسل لقا سے بے لقا مشہور ہے لیکن خدائے باختر ہاتھ سے خدا پرستان کے شکست کھا کر یہاں بھاگ آئے ہیں دریا کے
کنارے دریا کے خیمے استادہ کرا کے اترے ہیں گیرنگ شاہ کو یقین نہ آیا اسنے نسیم اپنے عیار کو بلا کر کہا تو جا کر خبر لا وہ گئے تھے
کہ خدائے باختر شکست کھا کر بھاگ آئے ہیں نسیم عیار فوراً دریافت کر کے آیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور واقعی سچ ہے
زمرد شاہ باختری خداوند لقا خدا پرستوں کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگے یہاں آکر جاے پناہ لی ہے ملک خشکی کی راہ بسبب
لشکر اسلام کے نہیں اختیار کی جہازوں پر سوار ہو کر دریا کے راستہ سے آئے گیرنگ شاہ نے کہا اے نسیم سچ کہتا ہے نسیم عیار
نے عرض کیا اگر جھوٹ ہو تو جو چاہے سزا دیجیے یہ ذکر تھا کہ پرچہ اخبار اسی مضمون کا گذرا گیرنگ شاہ نے پرچہ اخبار پڑھا اور بعجلت
استقبال کیواسطے روانہ ہوا اور خدمت خداوند لقا میں آکر ملازمت حاصل کی اور اپنے ساتھ لیکر مع فوج لقا نے بے بقا کو وہاں سے
چلا بعد کئی دن کے داخل شہر زرائیل ہوا تمام شہر میں دھوم ہوئی کہ زمرد شاہ باختری شہر زرائیل میں آیا تمام عالم اسکا دیدار مبارک
دیکھنے کو چلا جسنے دیکھا اس کا ذکر کیا دیکھا لعنت کی گیرنگ لقا کو ہمراہ لیے ہوئے داخل ایوان شاہی ہوا لقا کو تخت شاہی پر بٹھلایا
آپ تخت زمردی پر بیٹھا بڑے دھوم سے لقا کی دعوت و ضیافت کی تین روز تک جشن تمام شہر میں ہوا ناچ اور راگ رنگ کی
صحبت رہی بعد اسکے گیرنگ شاہ نے پوچھا کہ یا خداوند کیا سبب ہوا کہ ملک سبائیل چھوڑ کر آپ یہاں تشریف لائے لقا نے
بے لقا یہ سنکر رو دیا اور کہا اے گیرنگ شاہ میں نے کچھ بندے عالم مستی و خواب میں پیدا کیے تھے اور انکی تقدیریں کرنا
بھول گیا تھا انکے ہاتھ سے شکست کھا کر یہاں آیا اب اس مقام پر اطمینان سے خوب تقدیریں کرونگا اور ان سب کو
غارت کرونگا اور ان بندگان خوابی کے حال سے پیر شیطان درگاہ خوب واقف ہے اس سے سب کیفیت [illegible]
کی پوچھ لو گیرنگ شاہ نے ایک مرد مضحک وضع کو دیکھا اور ہنسکر کہا اے ملک جی کچھ حال بیان کرو وہ کون لوگ ہیں
بختیارک نے کہا اے بادشاہ گیرنگ شاہ وہی پیغمبر نامرسل خدائے باختر آگاہ ہو کہ ایک فرقہ بندوں کا ہے کہ وہ آسمان کے
خدائے نادیدہ کو مانتا ہے اور سوا اسکے دوسرے خداوندوں کو ہیچ اور بیچ بلکہ بالکل باطل جانتا ہے خلاصہ یہ کہ بختیارک نے ابتدا
تا انتہا بنائے فساد اور کیفیت جنگ و جدل سب بیان کی کہ حضرت اونکی بیٹیوں کو یوں چھین لیا اور خداوند کو اسطرح ذلت
و خواری سے شکست دیکر نکال دیا یہ سب کہکر بیان کیا کہ اے بادشاہ آج تک کوئی ایسا نہیں پیدا ہوا کہ ان پر غالب آتا گیرنگ شاہ
نے یہ سب حال سنکر کہا ملک جی یہاں اگر خدا پرست آئینگے تو زندہ بچکر نہ جاینگے میں ابھی نامہ لکھتا ہوں اور طلماس بن عنقول
دیو پیکر کو بلواتا ہوں کہ وہ ستون بارگاہ خداوندی ہے کسواسطے کہ وہ بڑا زبردست ہے بہرام فلک بھی اس سے اگر سامنا کرے تو
جانبر نہو سکے وہ کسی خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑیگا بعد اسکے بیان کیا کہ وہ طلماس کا شاگرد ہے نام اسکا مزربان بن گیرنگ شاہ
ہے وہ سب کا استیصال کریگا بختیارک نے کہا اے گیرنگ شاہ دشمن مشہور ہے مثل اندھا چاہے دو آنکھیں بس تو یہ ہے
ہم تو یہی چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا پیدا ہو کہ اس فرقہ خدا پرستان کو خاک میں ملائے اب تم جلد نامہ لکھکر ستون قدرت کو بلاؤ۔
گیرنگ شاہ نے پہلے نامہ اپنے بیٹے کو لکھا کہ اے فرزند ارجمند لقا خدائے باختر ہاتھ سے فرقہ خدا پرستان کے شکست کھا کر یہاں
آیا ہے اور دشمن اسکے تعاقب میں آتے ہونگے تمھیں لازم ہے کہ جلد تم اپنے تئیں یہاں پہونچاؤ اور دشمنان خداوند کو قتل کر کے پھر
خداوند کو لیے چلکر قبول خدائی پر بٹھاؤ بڑی ناموری تمھارے واسطے ہوگی گیرنگ شاہ نے یہ نامہ لکھکر نسیم عیار کو لے دیا
وہ اسی وقت نامہ لیکر روانہ ہوا بعد اسکے دوسرا نامہ طلماس کو لکھا اس نامے کا یہ مضمون تھا کہ اے شیر بیشہ نہنگان صف شکن
سالار گردان ستون قدرت خداوند لقا طلماس بن عنقول دیو پیکر آگاہ ہو کہ خداوند نے فرقہ خدا پرستان کی دست برد
سے نہایت تنگ آکر اور شکست فاش لشکر اسلام سے کھا کر اور حکومت ملک سبائیل کی ترک کر کے شہر زرائیل میں داخل ہو کے سکونت
اختیار کی ہے اب عجب نہیں کہ وہ فرقہ خدا پرستان یہاں بھی آئے اور خداوند لقا کو ستائے ایسا نہو کہ خداوند لقا یہاں سے بھی عاجز

وبیزار ہو کر کہیں اور چلے جائیں لہذا تمکو لکھا جاتا ہے کہ تم اس نامہ کے دیکھتے ہی فوراً یہاں چلے آؤ اور خداوند لقا کی مدد کرو
اور آتش خدا پرستوں کا استیصال کرو کہ موجب خوشنودی زمرد شاہ باختری خداوند لقا ہو گیرنگ شاہ نے یہ نامہ ملفوف کر کے
وسواس عیار کے ہاتھ طماس کے پاس نوشاباد بیشۂ کلنگان کو روانہ کیا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ گیرنگ شاہ نے
پہلے نامہ اپنے بیٹے مرزبان کو لکھا ہے لہذا اول اسکا حال بیان کیا جاتا ہے کہ جب قسیم عیار شل باد تند کے نامہ لیکر خدمت مرزبان
بن گیرنگ میں پہونچا مرزبان بن گیرنگ نے بسبب قربت طماس بے اُستاد کے قریب نوشاباد بیشۂ کلنگان کے ایک بیشہ
نہایت سرسبز و شاداب میں ایک باغ روح افزا اور عمارت دلکش بنائی تھی اور اُسمیں بعیش خرمی و شادی رہا کرتا ہے قسیم عیار شل
بادخوان طراوے بھرتا ہوا گیرنگ شاہ کا نامہ لیکر اُسی باغ میں آیا مرزبان بن گیرنگ کو سلام کر کے نامہ دیا اور زبانی بیان
کیا کہ خداوند لقا بہت ہراس و پریشان ہو کر خدا پرستوں سے چھپ کر تمہارے یہاں گیرنگ شاہ نے ایک نامہ آپکو لکھا ہے اور
ایک نامہ طماس بن عنقویل دیو پرور کو بھی لکھا ہے مرزبان نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوا اور اپنے دل میں کہا اگر طماس
پہلے پہونچ گیا تو اُسی کا نام ہوگا کہ طماس نے خدا پرستوں کو قتل کیا بہتر یہ ہے کہ قبل طماس کے پہونچنے کے اپنے تئیں
ملک زرائل میں پہونچا اور خدا پرستوں کا استیصال کر کہ تیری ناموری ہو پس یہ دل میں خیال کر کے جنگی فوج ساتھ لیکر اپنے
ملک سے زرائل کیطرف روانہ ہوا اور جب قریب شہر زرائل کے پہونچا اُدھر سے سرداران لقا اور برادران مرزبان بن
گیرنگ شاہ استقبال کے واسطے آئے اور ساتھ اپنے خدمت میں لقا کی لیگئے مرزبان نے گیرنگ شاہ کو سلام کیا
اور لقا بے لقا کو سجدہ کر کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا لقا نے دست تجسس اُسکی پشت پر مرزبان کی پھیر کر خلعت دیا مرزبان
بن گیرنگ دکھل شوکت پر آکر بیٹھا اور حال خدا پرستوں کا دریافت کیا بختیارک نے سب کیفیت مرزبان سے بیان کی
مرزبان نے لقا سے کہا یا خداوند خدا پرستوں کو تم نے دیکھیے کہاں جائینگے میرے ہاتھ سے اگر ایک ایک کو چن چن کے نہ مارا
تو نام اپنا مرزبان بن گیرنگ شاہ نہ رکھا لقا یہ تقریر مرزبان کی سنکر بہت خوش ہوا اور بختیارک نے بھی مرزبان کی
دلیری اور بہادری کو سنکر پسند کیا کہا کیا عجب ہے کہ اس سے کچھ کار جنگ آزمائی بن پڑے کیونکہ جوان اچھا ہے اور بہت
قوی ہیکل ہے اب اس مقام پر ان سب کافروں کو مع لقا بے لقا عیش و عشرت میں مشغول رکھکر چھوڑ دینا چاہیے
اور حال حمزہ صاحبقران زمان اور لشکر اسلام کا بیان سنیے

دو کلمے داستان شوکت و نصرت نشان امیر گیتی ستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
زمان سے بصد عز و شان بیان کیے جاتے ہیں - ساقی نامہ

وہ دے ساقیا مے کہ جسکی چمک نہ نزدیک ہو ساعت نام و ننگ خرابی کی ہے غازیوں کی تلاش لگے ڈھونڈھنے کہاں بھاگ کر مدعا سے شر
ارادہ ہو جا میں شفاف کرنا وہاں بھی نہ دین و ہنود کو اماں ہے سیل خدا ہر طرف مثل [illegible] اثر کر دو بر دو کیا اللہ جادے شراب
چمک برق شمشیر کی ہو عیاں نظر آئے ہر جام میں خون فشاں بجانت کا [illegible] اب [illegible] تو کہدوں ساقیا لیا ہے ہوش اڑا
علم کر سحر تیغ کلک رسا طبیعت کا جوش [illegible] غزل کیا رنگین ہوں طلبگار [illegible] [illegible] جوش میں [illegible]
ہستی کو شل نقش کف پا مٹادے عاشق لقا [illegible] لیے [illegible] سے کیسے کو جا چلے کیا کیا نہ دیکھ رہے ہیں ہم [illegible]
[illegible] جام [illegible] وہ [illegible] وصال [illegible] آ چکے [illegible] ہو کہیں ساقی مجھے بھی اپنے پیالہ پلا چلے
اٹھی نقاب چہرہ کو ریلے پاکے اور [illegible] بیان میں ہو گی [illegible] بیت - بحر جوش طبیعت عبارت رنگین + دشت دشت ہیں وحشتان بلبلیں

سماعان عرصہ کارزار و بہادران میدان گیرودار کیست جہنم شکر فرم شوکت و حشم کو معرکہ رستخیز معانی میں خوش آتش نامہ برحا ہے
آورد کش صفحۂ قرطاس حرف زنی کر کے یوں جولان کرتے ہیں کہ جس وقت امیر کشورگیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان

بعد جادو چشم قلعۂ مسائل میں جشن فتحیابی سے فراغت پا چکے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے پوچھا کہ تمکو معلوم ہے کہ یہ رانندۂ درگاہ
ذو الجلال لقاے بے لقا و بد خصال یہاں سے بھاگ کر کہاں گیا ہے میں اس بد کیش غدار اندیش کو جب تک تخت سلطنت سے تختۂ تابوت
پر نہیں کھینچتا ہوں یا دائرۂ کفر سے دائرۂ اسلام میں نہیں لاتا ہوں مجھکو قرار و آرام نہ ہوگا عمرو نے عرض کیا کہ ہاں اخبار رسان نے آکر
کہا کہ لقاے بے لقا یہاں سے بھاگ کر دریا کی راہ سے جہازوں پر سوار ہو کر مع اپنے پرستاروں کے ملک زرزائل میں کیبرنگ شاہ
زرزائل کے پاس پہونچا ہے اور کیبرنگ شاہ نے لقا کو اپنی پناہ میں اپنے چھپایا ہے صاحبقران نے حکم دیا کہ جہاز اور کشتیاں
تیار ہوں سامان سفر جنگ و جدال جلد درست کیا جائے میں وہیں جا کر بفضل ایزدی اسکو ماروں گا عمرو نے کہا اے حمزہ تم
آپ جانتے ہیں کہ سفر دریا سے میں ڈرتا ہوں کشتی کو ہمشکل ملک الموت تصور کرتا ہوں اب مجھکو تو آپ رخصت دیجیے کہ میں خانۂ کعبہ کو
چلا جاؤں امیر با توقیر نے فرمایا تمہیں روکتا کون ہے ابھی تشریف لیجائیے القصہ جب جہاز اور کشتیاں تیار ہو چکیں اور تمام اسباب
لد چکا اور حمزۂ صاحبقران مع بادشاہ اسلام و سرداران عالیشان و لشکریان جہازوں اور کشتیوں پر سوار ہوے خواجہ عمرو
نے کمر باندھی دری کاندھے پر ڈالی اور لٹیا ڈوری دوسرے کاندھے پر رکھی عصا ہاتھ میں لیکر صاحبقران کو سلام کیا اور کہا کہ میں
رخصت ہوتا ہوں مکۂ معظمہ کو جاتا ہوں جو کچھ آپ حاجیوں کو بھجوائیں میرے نام ہنڈوی ارسال فرمائیں صاحبقران نے فرمایا
انشاء اللہ تعالے ایسا ہی ہوگا اور ایک عرضی تحریر کرکے خواجہ سے کہا کہ یہ ہمارے پدر بزرگوار عالیقدر خواجہ عبد المطلب
نامدار کو دینا عمرو یہ سنکر لپک کے جہاز پر چڑھا کہ پانی میں اترا اور دوسرے ہاتھ بڑھایا کہ عرضی صاحبقران سے لیلوں امیر با توقیر نے ہاتھ
عمرو کا پکڑ کر کھینچا اور اٹھا کر جہاز پر بٹھا لیا اور کہا کہ واہ واہ خواجہ اس سفر وحشت اثر بلکہ پر خطر میں ہمکو اکیلا چھوڑ کر چلے جاؤ
ہم تمہیں ہرگز نہ چھوڑینگے ہر چند عمرو تڑپا چلایا اچھلا کودا بہت غل مچایا مگر امیر با توقیر نے کچھ نہ سنا اور نہ ہاتھ عمرو کا چھوڑا عمرو
نے کہا اے حمزہ یہ کیا دغابازی ہے کہ تمنے عرضی دینے کے فقرے سے بلا کر پکڑ بٹھایا میں دریا کے صدمے سے مر جاؤنگا صاحبقران
نے کچھ اسکے کہنے کی سماعت نہ کی اور حکم دیا کہ جہازوں کے بادبان کھولکر لنگر اٹھا دو غرض جہاز چل نکلے عمرو تڑپ تڑپ کر
رہ گیا جب جہاز دور نکل آئے اور کوئی ٹاپو یا ٹکر اس پاس نہ دکھائی دیا امیر نے ہاتھ عمرو کا چھوڑ دیا اور کہا کہ خواجہ اب جہاں جی چاہے
تمہارا چلے جاؤ میں تمہیں نہیں روکتا عمرو نے جو دیکھا جہاز کی جہت بیرا کو دیکھا کہ کنارۂ دریا کا صد ہا منزل دور ہو گیا بلکہ دکھائی نہیں
دیتا اب عمرو نے ادھر ادھر دوڑنا شروع کیا اس جہاز سے اس جہاز پر جاتا ہے اس کشتی سے اس کشتی پر آتا ہے کہ کہیں سے کنارہ
نزدیک ہو تو جست کرکے چلا جاؤں مگر اب یہ کنارہ کب پاتا ہے اور دور ہوتا جاتا ہے صاحبقران کے سامنے آکر بیہوش ہو کر گر پڑا
صاحبقران نے گلاب کیوڑا چھڑکوایا آنکھیں کھولیں ہوش میں آیا امیر با توقیر نے دس ہزار روپیے منگا کر عمرو کو عنایت
کیے اور کہا کہ خواجہ گھبراؤ نہیں بہت جلد اب شہر زرزائل میں پہونچتے ہیں غرض کہ صاحبقران نے آب زر کے چھینٹے جو اس
لالچی کو دیے تو قدرے تسکین ہوئی صاحبقران نے فرمایا خواجہ تم دریا کی طرف نہ دیکھو آنکھیں بند کیے چپکے بیٹھو اب
جہازوں کا یہ عالم ہے کہ مثل تیر کمان زبردست چلے جاتے ہیں ساتواں روز تھا کہ دور سے سیاہی نمودار ہوئی اور ہواے تیز و
تند چلنے لگی ناخدا پکارا ای شہریار غضب ہوا وہ طوفان اٹھا دور باندھتا ہوا چلا آتا ہے صاحبقران نے فرمایا کشتیوں کو زنجیر
کر دو تا کہ کوئی کشتی بہ نجائے ملاحوں نے کشتیاں باندھ دیں مگر آندھی جو چلی اور بارش باران ہوئی کشتیاں آپس میں ٹکرا تیں
لیکن ملاحوں نے عرض کیا ایسا نہو کہ کشتیاں ٹوٹ جائیں فرمایا کھول دو ادھر عمرو کا یہ عالم تھا کہ کمرے صاحبقران کی
لپٹا ہوا تھا اور کہتا تھا کہ ای حمزہ میں اسیواسطے سفر دریا سے بھاگتا تھا کہ دریا میں ایسی آفتیں بہت آتی ہیں پہر بہر کال
طوفان رہا جہاز کشتیاں تلاطم میں پڑی رہیں بعد اسکے ہوا موقوف ہو گئی مینہ بھی تھم گیا آفتاب عالمتاب بلند ہو کر چمکا سب
بچی کشتیوں کو جو شمار کیا تو سات کشتیاں غائب تھیں ایک کشتی شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان کی دوسری کشتی ہاشم

شغزن کی تیسری کشتی اسد شیر دل بن کرب غازی کی چوتھی کشتی ابرہا سے دیو چنگال کی پانچوین کشتی
زنبور شاہ کی چھٹی کشتی بہیر دم بردعی دیوانہ کی ساتوین کشتی بہرام گرد بن خاقان چین کی آٹھوین کشتی فرہاد خان بکفرلی
کی صاحبقران کو سنکر نہایت رنج والم ہوا اور فرمایا اے پروردگار عالم تو ہی حافظ و نگہبان ہے اے آگاہ ہے مین نے تیرے ہی سپرد
کیا غرضکہ چند روز کے بعد جہاز کنارے پر پہونچے اور جہاز لشکر لقاے بے بقا کا اترا تھا وہین لشکر صاحبقران کا بھی
فروکش ہوا جب تمام و کمال لشکر اتر چکا پہلے بیر بجر ہوا شیر خدید کو لایا صاحبقران نے اسے خلعت دیا بعد اسکے داخل بارگاہ
ہوے تمام سردار اپنے اپنے خیمون مین فروکش ہوے دوسرے روز اس گرد و جوار کے لوگون کو بلا کر پوچھا کہ یہان سے
ملک زرائیل کتنی دور ہے مخبرون نے کہا کہ سات منزل ہے اور بعضے لوگون سے معلوم ہوا کہ پہلے لقا بھی یہین آکر اترا تھا
صاحبقران نے پہلوان عادی کو بلا کر حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا ملک زرائیل کو لیجاو پہلوان عادی اسیوقت بارگاہ سلیمانی
شتر و قاطر پر لدوا کر روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے عمرو نے صاحبقران سے عرض کیا اے شہریار آپ جانتے ہین کہ پہلوان عادی
ہمیشہ کا آفت نصیب ہے اور مین نے سنا ہے کہ بیٹا گیر تنگ شاہ زرائیل کا کہ نام اسکا مرزبان ہے بڑا زبردست اور زنگی
ہیکل ہے اور وہ شاگرد ہے طہماس بن عنقویل دیو پرور کا ایسا نہ ہو کہ بارگاہ سلیمانی وہ آکر چھین لیجاے مناسب یہ ہے
کہ کسی اور سردار کو بھی تعاقب مین پہلوان عادی کے بھیج دیجیے کہ وہ ایسے موقع مین پہلوان عادی کا مددگار رہے صاحبقران
بھی سمجھے کہ عمرو سچ کہتا ہے اسی وقت جام کار معرفت اور خلعت منگوا کر رکھوایا اور تمام سردارون کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا
کہ ہے کوئی بہادر ایسا کہ پہلوان عادی کی مدد کو جاے اور بارگاہ سلیمانی کی محافظت کرے مالک اژدر صاحب نیزہ
دو سرا اپنے وکل ہوے اٹھ کھڑے ہوے اور عرض کیا کہ حضور اگر حکم ہو تو غلام جاے اور یہ کہکر وہ جام اٹھا کر پی لیا اور
خلعت پہنکر اسی ہزار عرب نیزہ دار ہمراہ اپنے لیکر روانہ ہوے ادھر ہرکارون نے آکر لقاے بے بقا کو خبر دی کہ لشکر حمزہ
صاحبقران کا آپہونچا اور پیش خیمہ پہلوان عادی لیے ہوے آتا ہے یہ سنتے ہی لقا کے چھکے چھوٹ گئے ہاتھ پاؤن کے طوطے اڑ گئے
بدن مین سنسنی پڑ گئی چہرہ اتر گیا بے حواس ہوا ڈر کے مارے کانپنے لگا جام شراب ہاتھ مین سے گر کر ٹوٹ گیا مرزبان جو گیر تنگ
نے جو یہ حال لقا کا دیکھا پوچھا یا خداوند آپ اسقدر مضطر کیون ہین لقا نے کہا اے مرزبان اس عرب کے ہاتھ سے مجھے اسقدر
ایذائین پہونچی ہین کہ نام اسکا سنکر کانپ جاتا ہون آئے ہوے ہوش و حواس گم ہو جاتے ہین مرزبان بن گیر تنگ نے
کہا کہ آپ ہرگز کچھ اندیشہ نہ کیجیے مین نہیں موجود ہون اسکو بخوبی سزا دونگا بختیارک بولا اے پہلوان دوران بارگاہ سلیمانی
بھی عجب بارگاہ قابل خداوند کے بیٹھنے کی ہے اور جو شخص بارگاہ لیے ہوے آتا ہے وہ بہت بودا ہے اور زخم نصیب ہے مرزبان
بن گیر تنگ اسیوقت اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ ابھی جا کر بارگاہ سلیمانی چھینے لاتا ہون یہ کہکر بارگاہ لقا سے باہر آیا اور چالیس
ہزار سوار ساتھ لیکر روانہ ہوا ابھی ایک منزل گئی تھی کہ گرد و غبار کا تق اٹھی اور علم زنگاری نمایان ہوے اور زیر علم شیر ببر پہلوان
عادی کو دیکھا کہ مرکب پر سوار چلا آتا ہے یہ معلوم ہوا کہ دیو قالب انسان مین سمایا ہوا ہے اور چالیس بھائی اسکے گرد و اطراف مین
مین اور فوج پشت کے پیچھے چلی آتی ہے دل مین اپنے کہا کہ اے مرزبان بختیارک اسے بزدلا اور زخم نصیب بتاتا ہے یہ تو عفریت
معلوم ہوتا ہے اگر خبر امیر جو تو غالب ہوا تو تمام لشکر حمزہ پر غالب ہوا یہ سوچ کر اپنے لشکر کو صف آرائی کا حکم دیا اور آپ مرکب کو جھکا
آگے بڑھا اور للکارا اے خدا پرست یہ بارگاہ جو تیرے پاس ہے میرے حوالے کر کہ مین خداوند لقا کے واسطے لیجاونگا صحیح سلامت
یہان سے چلا جا پہلوان عادی نے جو یہ تقریر اسکی سنی مرکب اپنا بڑھا کر سامنے آیا اور نعرہ کیا کہ اے دیگر تا بیچارہ کہ نہ لائق
یہ بارگاہ بادشاہ اسلام کی ہو گیا بھائی سکی جو اس بارگاہ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے یہ سنتے ہی مرزبان بن گیر تنگ آگ بگولا
ہو گیا اور کہا کہ مجکو مار کر یہ بارگاہ لیجا سکتا یہ کہکر نیزہ پہلوان عادی پر مارا پہلوان عادی نے نیزے کو اپنے نیزے پہ لیا

خوب نیزہ بازی ہوئی کہ سنانین اور بنانین برچھیون کی ناکارہ ہو گئیں مرزبان نے نیزہ پھینک دیا اور تیغہ آبدار کمر سے
کھینچا اور پاش پاش کر کے وار کیا پہلوان عادی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ سپر کو کاٹ کر سر پر پڑا تاہم وار بے درد اتر گیا پہلوان
رستم نژاد کا تیغہ رو سے صحیح نکل گیا مگر دریا خون کا سر سے جاری ہوا اور بے ہوش ہو کر غش کر گیا یہ دیکھ کر فولاد نجار عادی کو تاب
ضبط نہ باقی رہی وہ ذرگب پہلوان عادی کو لوگون کے حوالے کر دیا اور آپ سامنا کیا اور آتے ہی تلوار کھینچ کر مرزبان پر وار کیا
مرزبان نے دھار تلوار کی بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور تلوار فولاد نجار کی چھین لے اور کمر زنجیرون میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور
شکنین باندھ کر اپنے عیار کے حوالے کیا یہ دیکھ کر دست عادی مقابلے کو آیا اسے بھی مرزبان بن گیرنگ شاہ نے
اسیر کیا پھر دریا بار عادی اور ارجاسپ عادی وغیرہ مقابلے کو مرزبان کے آئے سب کو گرفتار و اسیر کیا پہلوان عادی کو
دس بھائیون کے اسیر ہو جانے کا نہایت صدمہ و ملال ہوا اور فوج کا دہشت مرزبان سے پتہ بند ہو گیا اب مرزبان
مبارز طلب کرتا ہے اور کوئی مقابلے کو نہیں آتا آخر کار یہ ارادہ کیا کہ فوج پر پہلوان عادی کی جا پڑے اور سب کو مار کر بارگاہ
سلیمانی چھین لیجیے ناگاہ دور سے گرد و غبار اڑا مالک اژدر صاحب نیزہ دو سر مع نیزہ داران جرار کے آیا اور میں سے دیکھ کر
نعرہ کیا کہ یا حق او گبر نا ہنجار میں آپہونچا۔ نعرہ مالک اژدر رستم مالک اژدر خشمگین ۔ ہیبت سے در لشکر اہل دین ۔ یک نیزہ و
گیرم ز رستم خراج ۔ ستانم ز ترک فلک تخت و تاج ۔ فوج مالک کی شریک لشکر پہلوان عادی ہوئی اور مالک خود مرکب چمکا کر
سامنے مرزبان بن گیرنگ شاہ کے آئے ہنسے کا دونون ہوئے برابر گھوڑے دونون کے پسینا ہوئے پھر گھوڑون کو رانون
میں دبا کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا اور بے گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی مگر مالک سے نیزہ مرزبان کا ہوائی گیا مرزبان
نے تلوار کا وار کیا مالک اژدر نے وار اسکا روک کر تیغہ مارا مرزبان نے تیغہ مالک کا روکا اسی طرح دو گھڑی تلوار چلی کہ دھاریں
تلوارون کی آرہ ہو گئیں آخر کار تلوارین ہاتھ سے پھینک دین دست و گریبان ہوئے گھوڑے انکے لنگڑون کی تاب نہ لاسکے
بیٹھ گئے دونون مرکبون سے اتر کر سرگرم کشتی ہوئے اور کشمکش کے ندہ ہونے لگے نفس سے کار پاؤن مالک کا موشخانے میں جا پڑا
او بے مرزبان نے زور کیا کولا مالک کا اتر گیا مالک صدمے سے بیہوش ہو گئے مرزبان نے مالک کی مشکیں باندھ کر اپنے
لوگون کے حوالے کیا اور چاہا کہ فوج پر مالک کی جا پڑے یکایک آواز طبل اسکندری کی بلند ہوئی ہرکارون نے مرزبان بن
گیرنگ شاہ کو خبر دی کہ ہوشیار ہو جاؤ حمزہ صاحبقران مع لشکر بیکران آپہونچے مرزبان نے اپنے لوگون سے کہا کہ
اب بارگاہ کا ہاتھ آنا بہت مشکل ہے پھر سمجھ لیا جائیگا اور مالک اژدر کو اور پہلوان عادی کے بھائیون کو گرفتار کر کے لیتا گیا
ادھر صاحبقران جو آکر اس مقام پر پہونچے پہلوان عادی کو زخمی پایا اور مالک اژدر کو وہان نہ دیکھا دریافت ہوا
معلوم ہوا کہ مالک اژدر اور مرزبان بن گیرنگ شاہ سے کشتی ہوئی تھی اثنائے کشتی میں پاؤن مالک کا موشخانے
میں جا پڑا کولا مالک کا اکھڑ گیا بیہوش ہو کر گرا مرزبان نے باندھ لیا اور گرفتار کر کے لیگیا اور یہ بھی سنا کہ دس بھائیون
کو پہلوان عادی کے بھی پکڑ لیگیا امیر با توقیر کو یہ سنکر نہایت صدمہ ہوا بڑا افسوس کیا اور داخل بارگاہ سلیمانی ہو
پادشاہ اسلام نے تخت پر جلوہ گری کی اور صاحبقران زمان و نگل شوکت پر متمکن ہوئے سردارون کا دورہ بندھا صحبت
عیش برپا ہوئی صاحبقران نے عمرو سے کہا کہ خواجہ مجھے اشتیاق مرزبان کے دیکھنے کا سنا ہے میں نے کہ نہایت جوان
خوبرو اور خوش وضع ہے کسی طرح ہو سکے تم جا کر اسے لاؤ عمرو بولا کہ حمزہ یہ کام مجھ سے نہ ہو سکیگا صاحبقران نے اسوقت دو ہزار روپیے کا رقعہ
لکھ کر خواجہ عمرو کے آگے رکھ دیا اور فرمایا کہ خواجہ اگر مرزبان بن گیرنگ شاہ کو لے آؤ تو تمکو دو ہزار روپیے دون عمرو نے
عرض کیا کہ آپ مجھے مرزبان کو بھیجے میں جا کر دیکھونگا یہ کہکر اسباب عیاری اپنے بدن پر آراستہ کیا اور شہر زرافل
کی طرف روانہ ہوا یہان مرزبان بن گیرنگ شاہ مالک اژدر کو مع برادران پہلوان عادی کے لیے ہوئے تقاضی

بے بقا کے سامنے آیا اور ساری حقیقت لڑائی کی بیان کی بختیارک نے کہا ان خدا پرستوں کو جو آپ گرفتار کر کے لائے
ہیں پہلے انکو قتل کیجیے کیواسطے کہ جو خدا پرست کم ہوئے وہی سہی اسکو غنیمت جانیے مرزبان نے کہا کہ ابھی میں انکو
قتل نکرونگا جبتک حمزہ کو گرفتار نکر لونگا تب تک جی جان ترسی تمہاری تعریفیں خدا پرستوں کی کرتے تھے دیکھو میں نے ایک سپہ سالار
کو حمزہ کے باندھ لیا اور پہلوان عادی کو زخمی کیا اور اُسکے بھائیوں کو بھی اسیر کیا بختیارک نے کہا خداوند کس پیچ سے
آپ نے گرفتار کیا غرض یہی باتیں دیر تک رہیں یہانتک کہ پہر رات گئے دربار لقا برخاست ہوا مرزبان اُٹھ کر اپنی بارگاہ
کی طرف چلا عمرو بھی اپنی صورت بدلے ہوئے بارگاہ لقا میں موجود تھا جیسے ہی مرزبان بن گیر تنگ اٹھا عمرو خدمتگار
کی شکل بنکر اُسکے ساتھ ہو لیا مرزبان اپنے مکان میں آیا اور مسند پر بیٹھکر کھانا منگوا کر کھایا باشتیاق شراب کی آئین مروت
بادہ خواری ہوا لیکن جب نشۂ شراب کی طغیانی ہوئی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور رونے لگا عمرو جو بصورت خدمتگار
بنا ہوا کھڑا تھا اسنے قدیم خدمتگاروں سے پوچھا کہ مرزبان کیا کہیں کسی پر عاشق ہے انھوں نے کہا ہاں یہاں فلاں
محلے میں ایک سوداگر بچی رہتی ہے اُسپر عاشق ہے عمرو نے جو یہ سنا وہاں سے علیحدہ ہو کر ایک پیرزال کی صورت بنکر دروازے
پر مرزبان کے آیا اور کہلا بھیجا کہ میں فلاں محلے سے آئی ہوں مجھکو کسی کا پیغام مرزبان کے پاس لائی ہوں مرزبان کو جو
خبر پہنچی اسی وقت اندر بلالیا پیرزال نقلی نے آتے ہی دونوں ہاتھوں سے چٹر چٹر بلائیں لیں اور ایک رومال عطر سے بسا ہوا
اور ایک طوابت بھاری زربفت کا ڈلیوں چھوٹی الائچیوں سے بھرا ہوا مرزبان کو دیا اور کہا کہ یہ آپکے واسطے سوداگر بچی نے
بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ہم تمہارے عشق میں شمع سان جل جل کے گھلتے ہیں اور تمکو کچھ ہماری پروا نہیں ہے ہم تو مجبور ہیں
تمھیں سب طرح کا اختیار ہے مرزبان یہ پیام معشوقہ گلفام کا سنکر دلمیں اپنے خوش ہوا کہ اب صورت وصل محبوب کی جلد
نکل آئیگی مرزبان نے پوچھا اے پیرزال تجکو اُس سوداگر بچی سے کیا علاقہ ہے پیرزال نے کہا کہ بلوں واری جاؤں میں
اُسکی دایہ ہوں یہ سنکر مرزبان نے پیرزال نقلی کی بہت خاطر و مدارات کی کھانا کھلوایا اور ایک مالا مروارید کا گلے سے اتار کر
دیا اور کہا اے دایہ رات بہت آئی ہے کہاں جاؤگی یہیں سو رہو صبح کو چلی جانا رات کو تمسے باتیں کرینگے ہمارا دل بہلیگا
پیرزال نقلی نے کہا بہت اچھا جیسی خوشی آپکی مرزبان پلنگ پر جا کر لیٹ گیا پیرزال پلنگ کی پٹی کے پاس آ بیٹھی مرزبان
نے کہا اے دایہ کچھ ہماری معشوقہ کی باتیں کرو دایہ جذبہ عشق اُسکا بیان کرنے لگی جب بڑی رات گئی تو مرزبان نے کہا
اے دایہ اب کوئی کہانی کہو کہ نیند آجائے دایہ نقلی یعنی عمرو نے ایک حکایت عاشقانہ بیان کرنا شروع کی کہ مرزبان سو گیا کچھ
خدمتگار اور حاضر دل اِدھر اُدھر جاگ رہے تھے پہلے عمرو نے انکو ڈلیاں اور الائچیاں کھلا کر بیہوش کیا بعد کے عمرو مرزبان
کو بیہوش کر کے پشتارے میں باندھکر لگیا صبح ہوتے ہی بارگاہ سلیمانی میں پہنچا وہ وقت ہے کہ بادشاہ اسلام تخت پر
زر کر رونق افروز ہو چکے ہیں حمزہ صاحبقران اور تمام سردار مجرا کیے دنگلوں پر متمکن ہوئے ہیں کہ عمرو سامنے دکھائی دیا
صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کیا کارروائی کی عمرو نے مجرا بجا لا کر عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائیے غلام مرزبان کو لایا
حسب وعدہ دو روپیہ عنایت فرمائیے امیر بانوقیر نے اُسی وقت مقبل وفادار سے فرمایا کہ روپیے عمرو کو دیدو مقبل نے
روپیے عمرو کو دیدیے عمرو نے روپیے تو داخل زنبیل کیے اور پشتارہ مرزبان بن گیرتنگ شاہ کا کھولا اور کمند صفاہانی
باصفا سے باندھکر ہوش میں لایا مرزبان کی جو آنکھ کھلی اپنے تئیں اسیر پایا اور سامنے دیکھا کہ بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر
ہیں اور حمزہ صاحبقران دنگل شوکت پر متمکن ہیں مرزبان حیران ہوا کہ یہ خواب ہے یا عالم بیداری ہے کہ عمرو پکارا اے
مرزبان میں تجھے تیری خوابگاہ سے اسیر کر لایا ہوں حیران کیوں ہے ادھر اُدھر دیکھتا ہے یہ بارگاہ حمزہ صاحبقران
زمان کی ہے اب مرزبان کو معلوم ہوا کہ میں حقیقت میں گرفتار ہوں بس اٹھ کھڑا ہوا اور چاہا کہ اس کمند کو زور کرکے توڑ ڈالے

مگر وہ کمند اعجاز پیغمبری اُس کافر کے تڑپنے سے کب ٹوٹ سکتی ہی ہر چند اُسنے زور کیا کچھ نہو سکا سخت حیران و ملول ہوکے
کہا یہ کمند قید آہن سے بھی زیادہ مستحکم ہو گئی صاحبقران نے جو مرزبان بن گیر تنگ شاہ کو دیکھا بہت پسند کیا کہ جوان
رعنا خوبصورت حسین جمیل قوی ہیکل پہلوان زبردست ہی فرمایا ای مرزبان میں نے تجھکو فقط دیکھنے کے واسطے بلایا تھا
تو اپنے دل میں اور کسیطرح کا خیال نہ کر اور عمرو سے کہا کہ ای خواجہ کمند اسکے بازو کی کھولدو جلد رہا کرو عمرو نے اسی وقت
کمند کھول کے مرزبان کو رہا کیا مرزبان نے صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے مرزبان کو کرسی جواہر نگار پر بٹھایا
اور اسباب دعوت مرزبان کے سامنے مہیا کیا اور فرمایا کہ ای مرزبان تو جوان سعید ہی لقا پر لعنت کر وحدانیت پروردگار کا
قائل ہو مسلمان ہو جا مرزبان نے کہا یا امیر جسوقت آپ بختک زیرک کے غالب آئینگے میں بیشک دین آپکا قبول کرونگا فرمایا
کیا مضائقہ ہی صاحبقران اس خلق و محبت سے پیش آئے کہ مرزبان غلام حلقہ بگوش ہو گیا اور جی اُسکا نہ چاہتا تھا
کہ صحبت سے صاحبقران کی اُٹھے مگر دو پہر کے بعد رخصت ہوا اور وعدہ کیا کہ میں طبل جنگ بجوا کر میدانداری کرونگا
امیر با توقیر نے مرکب پری پیکر سواری کیواسطے مرزبان کو عنایت کیا اور با عزاز و اکرام مرزبان رخصت ہوا یہاں صبح
کو کفار میں غلغلہ ہوا کہ مرزبان بستر خواب سے غائب ہو گیا مہتر تسیم عیار گیر تنگ شاہ نے مہتر عمرو کا پہچانا تھا اور
گیر تنگ شاہ سے کہا کہ عمرو عیار حمزہ کا مرزبان کو لیگیا بختیارک نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ مرزبان جوان خوبصورت ہی
حمزہ نے تعریف سنی ہوگی دیکھنے کو بلایا ہوگا کچھ تردد کا مقام نہیں ہی وہ جلد چھوٹ جائیگا مگر ایک مرا ہی کہ مرزبان کا چھا
مسلمان ہو کر امیر کے پاس سے آئیگا القصہ ہرکارے خبر لیکر آئے کہ مرزبان خیر و عافیت سے ہی بارگاہ حمزہ میں کرسی
جواہر نگار پر بیٹھا ہوا ہی بختیارک نے کہا میں نے تو آپ سے پہلے ہی کہدیا تھا کچھ اندیشہ کی جگہ نہیں ہی حمزہ نے فقط
دیکھنے کو بلایا ہوگا پھر ہرکاروں کو خبر گیری اسکے گیر تنگ شاہ نے بھیجا غرض شام کو مرزبان داخل بارگاہ لقا ہوا اور
حمزہ صاحبقران کی تعریفیں خلق و مروت محبت کی بہت کچھ کرتا رہا اور وہاں سے اپنے مکان میں آیا اُسی وقت مالک
اژدر اور برادران پہلوان عادی کو قید سے رہا کر کے لشکر حمزہ میں بھیجدیا دوسرے دن صبح کو گیر تنگ شاہ سے
مرزبان نے کہا کہ آپ لشکر قلعہ سے باہر نکالیے گیر تنگ نے لشکر کو حکم دیا لشکر کفار قلعہ سے باہر ایک منزل آگے بڑھکر
اُترا ادھر سے لشکر اسلام آیا بارگاہ استادہ ہو گئی خیمے برپا ہوے تمام لشکر اسلام فروکش ہوا مرزبان نے طبل جنگ
بجوایا ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام میں آئے وہاں بھی نقارۂ نہی نوازش میں آیا رات بھر جانبین میں تیاری جنگ کی رہی
صبح کو میدانداری ہوئی دونوں لشکر معرکہ کارزار میں صف آرا ہوے جسوقت صفیں آراستہ ہو چکیں اور میدان تیار ہو گیا
اور نقیب نہیب دیکر چکے گئے مرزبان بن گیر تنگ لقا سے رخصت ہو کر میدان میں آیا چند سرداران لشکر اسلام کو زخمی
کیا دوسرے دن علمشاہ رومی سے مقابلہ ہوا بعد تلوار زنی اور گرز زنی کے نیزہ بازی ہوئی علمشاہ نے بعد دو گھڑی
کے نیزہ بازی میں نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدیا مرزبان نہایت غضبناک ہوا تیغ کمر سے کھینچ علمشاہ پر وار کیا علمشاہ نے
تھیکی دیکر ہاتھ قبضہ پر ڈالدیا چاہا کہ تلوار کھینچیں لیکن ممکن نہوا زور ہونے لگا کمر میں ہاتھ پڑ گئے دونوں نے لنگر چھوڑے
گھوڑے بیٹھ گئے آخرکار مرکبوں سے اُتر کر سرگرم کشتی ہوے اب بخوبی زور کشمکش کے ہونے لگے دن بھر کشتی ہوتی رہی
کسی پر غالب نہ آیا شام ہو گئی مگر ایک دوسرے سے جدا نہوا دونوں طرف سے روشنی آئی مشعلیں چار طرف جلنے لگیں
جسطرح لڑ رہے تھے اُسیطرح دونوں لڑا کیے یہانتک کہ صبح ہو گئی غرضکہ تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھا دن ہوا پہر دن رہے
حمزہ صاحبقران اشقر دیوزاد کو دوڑا کر قریب آئے دونوں کو جدا کیا مرزبان کی بہت تعریفیں کیں اور فرمایا کہ ای
مرزبان کیا خوب سبحان اللہ کیا لڑے ہو لو اب اپنے لشکر کو جاؤ آسائش کرو رات کو پھر طبل جنگ بجواؤ کل صبح کو ہمسے

سے مقابلہ ہوگا مرزبان غنیمت سمجھکر میدان سے پھرا ادھر حمزہ صاحبقران علمشاہ کو ساتھ لیکر صفت و ثنا کرتے
ہوئے داخل بارگاہ ہوئے جب مرزبان میدان سے پھر لقاے بے لقا کے پاس آیا بختیارک نے کہا اے
مرزبان کہو اس رومی کو کیسا پایا مرزبان نے کہا ملک جی علمشاہ بڑے بے درمان اور آفت جہان ہی بختیارک
نے کہا تم بچ کر آگئے غنیمت جانو سجدہ شکر کرو مرزبان بولا ملک جی کل حمزہ سے مقابلہ ہی اگر اسکو گرفتار کر لیا تو گویا
تمام لشکر اسلام پر غالب آیا یہ کہکر شراب خواری میں مصروف ہوا جب نشہ شراب سے دماغ گرم ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ
بجے اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام میں آئے ادھر بھی کوس حربی بجا رات بھر تیاری
جنگ رہی صبح کو دو دریاے لشکر دشت کارزار میں موجزن ہوئے بعد آراستگی میدان جدال و قتال مرزبان سامنے
لقا کے آیا سلام کیا اجازت خواہ میدان رزم ہوا اور عرض کیا کہ امیدوار ہوں کہ بندہ اپنی خدائی کا آج کہ میں دل کرو مجھے
کہ میں حمزہ کو گرفتار کرون لقا نے دست بخشش بنا اسکی پیٹھ پر مارا کہ میں نے تجھکو اپنا نظر کردہ کیا اور کہا تیری پیٹھ کوئی
زمین سے نہ لگا سکیگا مرزبان بہت خوش ہوا اور مرکب پر سوار ہوکر مثل برق کے چلا اور وسط میدان میں پہونچکر پکار
کر اے خدا پرستو آج سواے حمزہ صاحبقران کے اور کوئی میرے مقابلے کو نہ آئے اسوقت عمرو نے کلاہ قندی سر سے
اچھالی اور تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آگئے حمزہ صاحبقران سامنے بادشاہ اسلام کے گھوڑے سے اترکر آئے اور
رخصت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے جام کلاہ عفریت عنایت کیا اور فرمایا کہ خدا حافظ و ناصر صاحبقران جام پی کر
اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے اور مرکب کو جہکا کر سامنے مرزبان بن گیر ننگ کے آئے دو دو گز گاو زمین ہوا بعد گفتگو
نیزے ہاتھوں میں سنبھالے نیزہ بازی ہونے لگی گھڑی بھر میں نیزہ مرزبان کا صاحبقران نے ہوائی کیا مرزبان نے
کہا یا امیر میں نے آپ سے نیزہ بازی ناحق کی معلوم ہوتا ہی آپکو بہت دخل ہی خیر یہ تلوار برسوں کے جھگڑے فیصل کرتی ہی
خبردار رہیے کا یہ کہکر تلوار ماری امیر بالو قین نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تلوار سپر کے قریب آئی علی بند سپر کا چھوڑ دیا
کہ پشت پر جھول اور پنجۂ قوی سپر بر گیر بڑھاکر تلوار کو نیکی دی کہ تلوار پٹ پڑی ہاتھ نیچے پڑا الغرض تلوار چھین لی مرزبان
لپٹ پڑا زور کشاکش کا ہونے لگا دیکھا کہ گھوڑے تاب لنگر کی نہ لاسکے مرکبوں سے اترکر سرگرم کشتی ہوے دن بھر کشتی رہی شام کو
مرزبان نے چاہا کہ پھر جائے صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے منظور نہ تا گر زندہ کہتے ہیں بغیر حریف کو زیر کیے ہوئے میں
میدان سے نہیں پھرتا غرض کہ روشنی دونوں طرف آئی عمرو نے جواہر سلیمانی زنبیل سے نکالکر روشن کیے کہ تمام میدان
روشن ہوگیا سب تماشا دیکھنے آگے بڑھ آئے کچھ لوگ بیٹھ گئے اور کچھ کھڑے رہے ایک میلہ سا میدان جنگاہ میں ہوگیا
القصہ چار شبانہ روز کشتی رہی پانچویں دن صاحبقران نے لنگر مرزبان کا توڑا اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر اٹھایا
بعد اسکے چرخ دیکر زمین پر مارا اور مشکیں باندھکر عمرو کے حوالے کیا اسوقت طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی فرودگاہ
میں داخل ہوئے کئی دن کے تھکے ماندے تھے سب نے آرام کیا صبح کو حمزہ صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی میں آکر
جلوہ فرما ہوئے جب دربار معمور ہوچکا صاحبقران نے عمرو سے کہا کہ لاؤ مرزبان کو عمرو نے اسیوقت لاکر موجود کیا مرزبان
بن گیر ننگ مجرا بجا لایا صاحبقران نے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی اور جام شراب تواضع کیا جب مرزبان جام شراب
پی چکا اور بادۂ ناب سے دماغ گرم ہوا صاحبقران نے فرمایا اے مرزبان اب ہمارے وعدے کو ایفا کر تونے اقرار کیا
تھا کہ اب مجھ پر غالب آئیگا تو مسلمان ہونگا اب تمکو کیا عذر باقی ہی اور یہ کہکر مذمت لقاے بے لقا کی اسکے سامنے
بیان کی مرزبان نے کہا کہ میں نے لقا پر لعنت کی اور پرستش سے اسکی کنارہ کش ہوا امیر بازقیر نے کلمۂ طیبہ تلقین کیا
مرزبان از سر صدق اسلام لایا بعد اسکے فوج کو بھی اپنی بلوایا اور سب کو مسلمان کیا ہرکاروں نے یہ خبر لشکر کفار میں پہونچائی

بختیارک نے کہا کہ میں نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ مرزبان مسلمان ہو جائیگا گیر تنگ شاہ بولا کہ مجھکو مرزبان کے
اسلام لانے کا بڑا تعجب ہے اُسوقت لقا نے دوسرا شقہ اپنی طرف سے طہماس کی طلب میں بھیجا طہماس مرزبان کے جانے
سے رکا ہوا تھا جب سُنا کہ مرزبان حمزہ کے ہاتھ سے گرفتار ہو کر مسلمان ہوا اُسوقت تین لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیکر نوشاباد
سے کوچ کیا جب طہماس قریب ملک زرائل کے پہونچا اور لقا نے سُنا کہ طہماس آتا ہے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے اور تمام سرداران
کو ساتھ لیکر گیر تنگ شاہ زرائلی استقبال کے واسطے طہماس کے پہونچا مگر طبل شادمانی کی آواز جو بلند ہوئی صاحبقران
نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ خبر تو لاؤ کہ کیسا نقارۂ شادمانی لشکر کفار میں بجا ہے کون آتا ہے عمرو دن لشکر کفار کیطرف روانہ ہوا جب
پہونچا کہ تمام کفار استقبال کو طہماس کے جاتے تھے فوراً صورت اپنی بدل کر ایک سپاہی کی شکل بنکر اُنکے شریک ہو گیا کہ
طہماس بن عنقوبل دیو پیکر آتا ہے اُسکے استقبال کو یہ سب کافر جاتے ہیں عمرو ساتھ اُن سب کے چلا کوئی دو کوس آئے
ہونگے کہ ایک گرد اُٹھی اور جلوس سواری کا نمایاں ہوا بعد اسکے عمرو نے طہماس کو دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل قوی بازو
اہرمن قامت دیو پیکر چوراسی انچ کا قد تمکین و وقار کر گدھے پر سوار چلا آتا ہے اور سارا اپنے پر ساطور رسا رتھ ہے (سوسن کا لدا ہوا کہ
جس میں ساڑھے نو سو جوڑی بیل کی لگی ہوئی ساتھ ساتھ پیچھے طہماس کے اور تین لاکھ جوان قدآور ہر ایک جری اور
دلاور غرق دریائے آہن ہیں عمرو نے جو طہماس کو دیکھا اپنے دل میں کہا کہ یہ نہایت زبردست ہے پروردگار عالم اسکے ہاتھ سے
مسلمانوں کو بچائے القصہ گیر تنگ شاہ طہماس کو اپنے ساتھ لیکر خدمت لقا میں آیا طہماس نے لقا کو سجدہ کیا لقا نے سر اپنی
بخشش اُتار کر طہماس کو پہنا دیا طہماس نے بختیارک کی زبانی تمام حال اہل اسلام کا سنکر لقا سے کہا یا خداوند اب تو میں آیا ہوں
آپکی عنایت سے سب خدا پرستوں کو مار کر خاک و خون میں غلطان کرونگا آپ مطمئن رہیے اب کچھ اندیشہ نہیں ہے یہ کہکر
رخصت ہوا اور تین کوس پر ملک زرائل سے گیر تنگ شاہ کا ایک باغ تھا کہ نام اُس باغ کا گلستان ہے اُسمیں جا کر
اُترا اور شراب خواری میں مصروف ہوا یہاں خواجہ عمرو پھر کر خدمت صاحبقران میں گیا عرض کیا اے شہریار طہماس بن
عنقوبل دیو پیکر لقا کی مدد کو آیا ہے میں نے طہماس کو دیکھا کہ عجب بہادر ہے جثہ اُسکا بہت بڑا ہے آجتک میں نے ایسا
کافر نہیں دیکھا امیر باتوقیر نے فرمایا اے خواجہ خدائے ما بزرگ ہست پھر صاحبقران نے اُسی وقت منشی عنبر قلم بیضا رقم
سیف ذوالیدین کو بلا کر حکم دیا کہ جلد نامہ گیر تنگ شاہ کو لکھو کہ چوبدار تمہارے پاس آکر چھپا ہے اُسے باندھکر ہمارے
پاس لے آؤ اور دین لقا پرستی کو ترک کر کے دین اسلام قبول کرو نہیں تو جو حال میں نے اور بادشاہان گذشتہ کا کیا ہے
اُس سے بدتر تمہارا حال کرونگا سیف ذوالیدین نے اُسی مضمون کا نامہ لکھکر پیش کیا صاحبقران نے اُس نامہ کو ملاحظہ
فرمایا اور چوکی پر رکھدیا اور سر و شمشیر و خلعت و جام شربت منگوا کر چوکی پر اُسی نامے کے پاس رکھا اور تمام سرداروں سے
خطاب کیا اے صفدران دیو بند و اے دلاوران گردن بلند کوئی تم میں سے ایسا کہ اس نامے کو گیر تنگ شاہ کے پاس لیجائے
اور شرطیں نامے کی ادا کر کے نامہ اُسے پڑھوا دے اور جواب باصواب لے آئے یہ بات سنتے ہی مرزبان بن گیر تنگ شاہ
زرائلی اپنے صندل پر سے اُٹھا اور آداب بجا لایا پھر دست بستہ عرض کیا اے شہریار اس بارگاہ میں بڑے بڑے صفدر نامی و
گرامی اور صف شکن و تیغ زن ہیں کہ ایک ایک نے ایسے ایسے کار نمایاں کیے ہیں کہ رستم و اسفندیار سے بھی نہیں ہو سکتے ہیں
اور غلام سے کوئی کام ابھی تک نہیں ہوا ہے کہ غلام کا نام ہوتا لہذا امیدوار ہوں کہ اس غلام تازہ کو حکم ہو تو یہ نامہ لیکر جاؤں
اور جواب اسکا لاؤں صاحبقران نے فرمایا کہ نامے کی شرطیں تم جانتے ہو عرض کیا کہ دریافت کر لیں ہیں غلام سب شرطیں
ادا کر کے نامہ دیگا اور نامے کے ساتھ اپنی جان لگا دیگا نامہ تا مرگ بے توقیر نہ ہونے پائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ لیجاؤ
خداوند عزوجل تمہارا نگہبان ہے مرزبان نے جام شربت اُٹھا کر پی لیا خلعت کو زیب بدن کیا نامے کو اُٹھا کر سر سے باندھا

اور بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا صاحبقران نے دو ہزار روپیہ عمرو کو دیکر خفیہ نویسی کو بھیجا کہ مرزبان آتے آتے
داخل لشکر کفار ہوا سیر کرتا ہوا دروازۂ بارگاہ پر پہونچا تمام آدمیوں کو وہاں کے ہٹوا دیا اپنے لوگوں کو دروازۂ بارگاہ پر
قائم کیا آپ مرکب سے اترکر اندر بارگاہ کے گیا بطریق اسلام سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا سب کافروں نے شل مار مار دم
کر دم کے بل کہا یا مرزبان آکر اپنے دنگل پر بیٹھا طہماس بن عقویل دیو برادر اسوقت بارگاہ میں نہ تھا سیر باغ
زرستان میں مصروف تھا مرزبان نے جو بطریق اہل اسلام سلام کیا لقا نے کہا او بندۂ بے ادب جھککر کیا نہ ہو یا میں
میرا بھی تو آبا و تو میرا پرستار تھا یا اب ایسا برگشتہ ہوا مرزبان نے کہا او گیر ناہنجار اگر تو خدا ہوتا تو بندوں کے ہاتھ سے
کاہے کو بھاگا گیر رنگ شاہ یہ کلمہ سنکر للکارا او بیپیر نا خلف اگر تو خدا پرست ہو گیا تھا تو یہاں کیوں آیا مرزبان نے کہا
او بدتر ناہنجار مجھکو سزا ہو بھاگنے آیا ہوں اور حمزۂ صاحبقران با اقبال کا نامہ لایا ہوں گیر رنگ شاہ نے کہا
لا نامہ میرے حوالے کر مرزبان نے کہا کہ جب تک شرط تعظیم نامے کی تو ادا نہ کریگا میں نامہ نہ دونگا گیر رنگ شاہ نے
پوچھا وہ شرط تعظیم کیا ہیں مرزبان بولا پہلے زر سرخ نامے پر سے نثار کر بعد اسکے استقبال کر پھر میں سلام باادب کر کے
نامہ لے گیر رنگ نے بختیارک کی طرف دیکھا بختیارک چاہتا تھا کہ گیر رنگ شاہ کو منع کرے کہ ایک دھول سر
پر کی بختیارک سمجھ گیا کہ مرشد کامل بھی یہاں موجود ہیں کچھ تیری نہ چلیگی بختیارک نے کہا ای گیر رنگ شاہ
لقا نے بھی حمزہ کے نامے کی تعظیم کی ہے تو بھی اعزاز و اکرام کر الغرض گیر رنگ شاہ نے کشتیاں زر و جواہر کی منگا کر
نامے پر نثار کیں خواجہ عمرو نے جال الیاسی ان کشتیوں پر مار کر سب زر و جواہر سمیٹ کر نذر زنبیل کیا وہاں کسی
ہاتھ ایک حبہ نہ آیا بعد اسکے سات قدم گیر رنگ شاہ نے استقبال کیا اور تین تسلیمیں کر کے نامہ ہاتھ میں لیا اور
دبیر کو دیکر پڑھوایا دبیر با آواز بلند وہ نامہ پڑھنے لگا گیر رنگ شاہ مضمون نامہ سنکر ایسا برہم ہوا چاہا کہ نامہ دبیر کے
ہاتھ سے لیکر چاک کر ڈالے فوراً مرزبان اٹھ کھڑا ہوا اور نامہ ہاتھ سے دبیر کے لے لیا مگر گیر رنگ شاہ آگ ہو گیا
اور پکارا کہ او بدکردار تو ایسا خدا پرستوں کا خیر خواہ ہو گیا اب کہاں میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا یہ کہکر تلوار ماری
مرزبان نے سپر سے تلوار اسکی روکی اور تیغ آبدار کا ہاتھ جھکا کر گیر رنگ شاہ کو مارا تیغ سپر کو کاٹ کر سر پر آیا ادھا اوار
اتر گیا زخم کاری سے بیہوش ہو کر گرا لوگ دوڑ پڑے اور جلنے لگی فریاد و زاری ایک سردار تھا اسنے دوڑ کر مرزبان
کو تلوار ماری اور کہا تو نے غضب کیا کہ شہنشاہ مرسل لقا کو زخمی کیا مرزبان نے تلوار اسکی پشت شمشیر پر روک کر جو ایک
ہاتھ تیغ آبدار کا مارا فریاد دو ٹکڑے ہو کر گرا اب مرزبان لڑتا ہوا بارگاہ سے باہر آیا اور بہت سے کفار کو قتل کر کے راہی
طرف لشکر اسلام کے ہوا ابھی چند قدم راہ طے کی ہو گی کہ اسطرف سے چھوٹا بھائی طہماس کا سیفور بن عقویل آ رہا تھا
اسنے جو سنا کہ مرزبان ایلچی بنکر صاحبقران کی طرف سے بارگاہ لقا میں آیا تھا اور گیر رنگ شاہ کو زخمی کیا فریاد و زاری
کو جان سے مارا وہ گردن کو دراز کر کے للکارا کہ او مرزبان تجھے میں آ پہونچا اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا اسنے
بابا کو تو نے زخمی کیا یہ کہتا ہوا برابر مرزبان کے پہونچا اور تیغ کا وار کیا مرزبان نے تیغ اسکا خالی میں کرکے تھکی
دی کہ تیغ اسکا چھٹ پڑا ہاتھ مروڑ کر تیغ اسکا چھین لیا اور کمر میں ہاتھ ڈالکر سیفور کو اٹھا لیا تین بار سر پر چرخ دیکر زمین
پر مارا کہ سیفور نقش زمین ہو کر رہ گیا فوراً اپنے مرکب سے اترا اور چھاتی پر چڑھکر بیٹھا اور کہا او سیفور دین لقاپرستی
کو ترک کر اور دین اسلام قبول کر سیفور نے کہا میں ہرگز دین لقاپرستی ترک کرونگا اسوقت مرزبان نے سر اسکا پکڑ کر
اور چرخ دیکر جھٹکا دیا کہ دھڑ میں سے گردن اسکی کھنچ آئی غل ہوا سیفور مارا گیا اور مرزبان مرکب پر سوار ہو کر لشکر اسلام
کیطرف روانہ ہوا ادھر لاش سیفور کی لیے ہوئے سب لوگ باغ زرستان میں پہونچے طہماس اسوقت بیٹھا ہوا

شراب پی رہا تھا کہ لاش سیفور کی سامنے سے دکھائی دی طلماس نے پوچھا کہ اسکو کسنے مارا لوگوں نے تمام حال بیان
کیا کہ مرزبان بن گیرنگ شاہ ایلچی حمزہ کا ہوکر بارگاہ لقا میں آیا تھا گیرنگ شاہ کو زخمی کرکے فرہاد درزانگی کو
مارا وہان سے پھر کر لشکر اسلام کو چلا کہ راہ میں سیفور نے روکا اسنے سیفور کے دھڑ سے گردن کھینچ لی طلماس نے جو یہ
کیفیت سنی شرابخواری چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا اور غیظ و غضب میں للکارتا ہوا چلا کہ اب مرزبان میرے ہاتھ سے بچکر
کہان جائیگا اگر اپنے بھائی کے خون کا عوض نہ لیا ہو تو نام اپنا طلماس نہ رکھا اور کرگدن پر سوار ہوکر لیے آلات حرب
لگائے ہوئے غصہ میں بھرا ہوا تھا یہان سے چلا رفیقون نے اسکے قصد کیا تھا کہ ہمراہ رکاب اسکے چلیں طلماس نے
منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آوے غصہ سے کجاب مار کر گینڈے کو دوڑایا ادھر مرزبان ابھی لشکر اسلام میں نہ پہونچا تھا کہ
اثنائے راہ میں تھا کہ عمرو بشیر خدمت صاحبقران میں آیا اور حال مرزبان کی ایلچی گری کا بیان کیا امیر نے حکم
دیا کہ خلعت مرزبان کے واسطے لاکر رکھو مرزبان سامنے لشکر اسلام کے آگیا ہو علم و نشان لشکر اسلام کے معلوم ہوتے
ہیں کہ طلماس کے نعرے کی آواز بلند ہوئی کہ او مرزبان تھم جا تو چاہتا ہو کہ میرے بھائی سیفور کو مار کر زندہ نکل جائے
میں تجھے کب چھوڑتا ہوں خبردار میں آپہونچا مرزبان نے دیکھا کہ طلماس آپہونچا اپنے دلمیں کہا کہ اسکے کیا چارہ ہے جتنی
اگرچہ خدا فضل کرے تو اسکو بھی مارے ہر چند ساتھ والون نے کہا کہ بھاگ چلئے طلماس بلائے بے درمان اور آفت جان
ہے مرزبان نے نہ مانا عنان مرکب کی پھیر کر طلماس کیطرف چلا طلماس برابر اسکے آپہونچا اور للکارا کہ کیون
میں نے تجکو فن سپہگری اسی واسطے سکھائے تھے کہ تو میرے بھائی کو قتل کرے مرزبان نے کہا کہ وہ زبردستی
میرے سر پر آ ہوا میرا اسمین کچھ قصور نہیں ہو طلماس نے کہا کہ تو نے اسکو گرفتار کر لیا تھا میرے پاس باندھکر بھجوا دیتا
تو نے کیون مار ڈالا میں اسکے خون کا عوض لونگا بغیر مارے نہ چھوڑونگا مرزبان نے کہا اب جو کچھ ہو سو ہوا
اسکو بھی مارا ہو تجھے بھی قتل کرونگا یہ کہکر مرزبان نے تلوار ماری طلماس نے آتے ہوئے تلوار کو خیال میں کرکے
جھٹکی دی کہ تلوار مرزبان کی پٹ پڑی بس قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ
ڈالکر قاش زین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا طلماس گینڈے پر سے کود کر
چھاتی پر مرزبان کی چڑھ بیٹھا اور جسطرح سیفور کا سر مرزبان نے دھڑ میں سے کھینچ لیا تھا یونہیں مرزبان کا سر
طلماس نے دھڑ سے کھینچ لیا اور اپنے لوگوں سے کہا کہ یہ سر لقا کے پاس لیجاؤ اور آپ کرگدن پر سوار ہوکر باغ
نرگستان کیطرف راہی ہوا ادھر ساتھ والے مرزبان کی لاش لیے ہوئے بحال تباہ و چاک گریبان کیے ہوئے خدمت
صاحبقران میں آئے یہان عمرو نے امیر باتوقیر سے آکر تمام حال بیان کیا اور کیفیت ایلچی گری کی کہی امیر خلعت مرزبان
کے واسطے بھیجا چاہتے تھے کہ ناگاہ لاشہ بے سر مرزبان کا آیا اور ساری سرگذشت بیان کی کہ یون طلماس کے ہاتھ سے
مارا گیا امیر نے نہایت افسوس کیا عمرو سے کہا کہ سر مرزبان کا کسی طرح آئے تو لاش مرزبان کی دفن کیجائے اور
دو ہزار روپیے عمرو کو دیئے کہ سر مرزبان کا لاوے عمرو اسیوقت لشکر کفار کیطرف روانہ ہوا یہان گیرنگ شاہ کے زخم میں
ٹانکے لگے ہیں لاشیں کفار کی اٹھوائی گئیں ہیں ناگاہ کفار سر مرزبان بن گیرنگ شاہ کا لیے ہوئے دربار میں لقا
کے گئے اور عرض کیا کہ طلماس بن عنقول دیو پرور نے سر مرزبان کا بھیجا ہے لقا سے بے لقا سر مرزبان بن
گیرنگ شاہ کا دیکھکر بہت خوش ہوا اور طشت طلا میں سر کو رکھوایا بختیارک نے کہا یا خداوند یہ سر مسلمان کا ہے یہان
اسے نہ رکھیے کہیں اور بھجوا دیجیے نہیں تو کوئی زبردست خدا پرست آکر لیجائیگا بلکہ اس سر کے ساتھ بہت سے سر کٹ
کے جائینگے یہان یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ عمرو بصورت اصلی بارگاہ لقا میں آیا بختیارک کی طرف نگاہ غضب

دیکھکر پکارا او بے حیا یہان تو موجود تھا اور سر سلیمان کا رکھا رہا تو نے بھیج نہ دیا اب ہوشیار کہ پہلے تجھے قتل کرین
بختیارک نے کہا پیر و مرشد مین نے پہلے ہی یہان سب کو آگاہ کر دیا کسی نے نہ سنا غلام کا کیا قصور ہے عمرو
یہ سنکے آگے بڑھا کہ طشت طلا سے سرمرزبان کا سر اٹھائے کہ بیرنگ زرین کلاہ سردار گیرنگ شاہ کا للکارا کہ اے
او ساربان زادے اپنی عیاری پر تو بھولا ہے اور تیری بھی یہ قدرت ہے کہ خداوند کے سامنے ایسے کلام کرے اور
یہ کہکر عمرو کو تلوار ماری عمرو نے خالی دیکے خنجر اسکے سینے پر مارا پشت سے پار گذر گیا زمین پر گرا مثل ماہی بے آب
تڑپنے لگا یہ دیکھکر اور لوگ دوڑے تلوارین کھینچین لڑائی ہونے لگی عمرو دو چار کو مار کر بختیارک کے قریب آیا ایک
ہاتھ اوچھا سا بختیارک کو بھی مارا وہ بھی زخمی ہوا اور سرمرزبان کا مع طشت طلائی اٹھا لیا اور جست کرکے
نقار خانے پر پہونچا اور وہان سے دیوارون دیوارون کو دہانہ کے بازار مین آیا چارون طرف سے کفار چلاتے ہوئے
دوڑے لینا لینا جانے نہ دینا عیار بڑا دزد ہے سرمرزبان کا مع طشت طلائی لیے جاتا ہے لوگ دور ہی سے چلاتے رہگئے
کوئی پاس نہ آسکا عمرو صاف سرمرزبان کا لیے ہوے نکلا چلا گیا آتے ہی سرمرزبان کا حمزہ صاحبقران کو دیا اور
تمام کیفیت بیان کی امیر بانوقیر نے سرمرزبان کا لاش سے ملا کر دفن کیا ادھر ہرکارون نے طلماس کو خبر دی کہ
عمرو عیار صاحبقران دربار لقا مین آیا تھا اور ادھر کر دو چار کو مار کر دس پانچ کو زخمی کرکے سرمرزبان کا مع طشت
طلائی لیگیا طلماس اسیوقت سوار ہو کے بارگاہ لقا مین آیا اور کہا یا خداوند اب طبل جنگ بجوائیے کل مین ہون اور
یہ خدا پرست مین دیکھیے تو کیا رنگ میدان رزمگاہ مین ہوگا لقا سے بے لقا نے اسیوقت طبل جنگ بجوایا ہرکارون
نے خبر حمزۂ صاحبقران کو دی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے زرّین نقارۂ سکندری پر
چوب پڑی رات بھر دونون لشکرون مین تیاری ہوا کی صبح کو لقا سے بے لقا سوار ہو کر وعدہ گاہ مصاف مین آیا —
گیرنگ شاہ ایک طرف اپنی فوج لیکر میدان مین کھڑا ہوا ایک طرف طلماس کی فوج اور ارابہ ساطو طلماس کا گرد اٹھا
ہوا عمدہ جنگگاہ مین پہونچا ادھر سے بھی آمد آمد لشکر اسلام کی شروع ہوئی پہلے سب سے رستم یلان لندھور بن سعدان
مع لاکھ سوار جرار ہندی کے دشت مصاف مین آیا طلماس نے بختیارک سے پوچھا کہ حمزہ یہی ہے بختیارک نے کہا
یہ سپہ سالار حمزہ کا ہے نام اسکا لندھور بن سعدان ہے یہ ذکر تھا کہ مالک اژدر صاحب نیزہ دو سر اسی ہزار عرب جرار سے
نمودار ہوا گرد و پیش اسکے سنانین نیزون کی مثل تارون کے چمکتی آتی تھین پھر طلماس نے کہا کیا یہ حمزہ ہے بختیارک نے
کہا یہ دوسرا سپہ سالار ہے نام اسکا مالک اژدر ہے رزمگاہ رستم پیلتن علمشاہ رومی ساٹھ لاکھ سوار جرار فرنگیون اور رومیون سے
نمایان ہوا طلماس سمجھا کہ بیشک یہ حمزہ ہوگا کہ یہ نہایت شان و شوکت رعب و جلالت کا جوان عالیشان ہے بختیارک نے
کہا اے طلماس یہ ثانی حمزہ ہے نام اسکا علمشاہ رومی ہے اور بہر حال علمشاہ کا بھی بختیارک نے طلماس سے کہا بعد اسکے
سلطان سعد فوج یونان و فرنگ ہمراہ لیے ہوے پیدا ہوا بختیارک نے انکی بھی تعریف کرکے نام بتایا پھر تو تمام سردار
دست راست اور دست چپ ایکے بعد ایک مع فوج ظفر موج میدان رزمگاہ مین آ آکر قائم ہو گئے اور بختیارک ایک
ایک کا حال اور نام و نشان بتاتا گیا یہانتک کہ بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار عالیمقدار بجاہ و حشم تخت پر جلوہ افروزی
فرماتے ہوے اور انکے آگے تخت کے ذو الاقتدار قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان اشقر دیوزاد پر سوار دکھائی دیے اور
عرصۂ جدال و قتال مین زیر سایۂ علم اژدہا پیکر قائم ہوئے بختیارک نے کہا اے طلماس حمزہ یہ ہے جو بادشاہ کے تخت کے آگے ہے
آج تک اسپر کوئی جن کوئی دیو کوئی پریزاد کوئی انسان غالب نہین ہوا جس نے اس سے مقابلہ کیا ہو اسکو اسنے زیر کیا
طلماس حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر نہایت متعجب ہوا اور کہا کہ اتنے سے قد و قامت پر اس نے ایسی قیامت برپا کر رکھی ہے

بحملیدک کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ مین تو سمجھا تھا کہ حمزہ کا قد ہزار ارنج سے کم ہوگا مگر کچھ بھی نہین ہے غرضکہ جب
میدان مین دونون لشکر قائم ہو چکے صبا آراستگی صفوف قتال و درستی عرصۂ جدال چاوشان بلند آواز نے للکار کر
آواز دی کہ کون نامی و نامدار و صفدر و جرار ہو کہ معرکہ کارزار مین آئے اور بہادری و دلاوری دکھائے اور تمام رستم و سام
کا صفحۂ ہستی سے مٹائے یہ سنتے طہماس بن عفقول دیو پرور گینڈے کو اپنے جولان کرکے لقا سے بے لقا کے سامنے
آیا اور سجدہ کر کے اجازت میدان طلب کی اس کافر نے کہا کہ جا تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا طہماس پھر گینڈے پر سوار
ہوکر میدان مین آیا پہلے سر پا میدان جنگ کا اور ہنر اپنے دکھائے پھر مبارز طلب کیا ادھر سے القاش خون آشام بادشاہ
اسلام سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا بعد تکاورزنی و گشتی طہماس نے نیزہ مارا القاش نے نیزے کو نیزے پر لیا نیزہ بازی
ہونے لگی تین سو ساٹھ طعنین معمول کی ہوئین مگر کوئی کسی پر غالب نہ آیا دونون نے نیزے ہاتھ سے پھینکدیے القاش
نے تلوار ماری طہماس نے تلوار اسکی رد کرکے ساطور مارا القاش نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ساطور سپر پر پڑا سپر کو قلم کرکے
تا و ابرو اتر گیا القاش نے دستانہ مارا کہ ساطور جھٹکا کر نکل گیا سر سے دریا خون کا جاری ہوا غش آگیا طہماس نے
مبارز طلب کرکے کہا کہ لیجاؤ القاش کو وہ زخمی ہوگیا لیث عرب رفیق مالک اژدر کا مقابلے کو آیا لیث سرخے
اپنے تئین ہی متواتر دو ہاتھ تلوار کے مارے طہماس نے دونون رد کیے پھر طہماس نے ساطور مارا کہ لیث عرب بھی زخمی ہوا بعد ایک
ششم ملبنی لشکر اسلام سے نکلا دو گھڑی تک لڑا وہ بھی زخمی ہوا اب مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر خود مقابلے کو آئے بعد
تکاورزنی و گفتگو طہماس کو معلوم ہوا یہ مالک اژدر ہے سوچا کہ اسکی نیزہ بازی کا بہت شہرہ ہے پہلے اس سے نیزہ بازی کیا
چاہیے بس اٹھا کر طہماس نے نیزہ مارا مالک نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی دو تین گھڑی کے بعد مالک
نے طہماس کا نیزہ ہوائی کیا طہماس نے طیش کھا کر ساطور مارا مالک نے سپر پر روکا ساطور سپر کو قلم کرکے سر پر آیا تا
ابرو اتر گیا مالک نے دستانہ مارا ساطور جھٹکا کر نکل گیا ایک دریا خون کا سر سے جاری ہوا اسی حالت زخمداری مین
چاہتا تھا کہ پھر تلوار طہماس کو مارے کہ غش طاری ہوا طہماس نے پھر حربہ نہ کیا اور طبل بازگشت بجوا دیا اور ہمراہ لقا کے
پھر القا سے بے لقا طہماس پر سے زر سرخ نثار کرتا ہوا لیگیا ادھر حمزۂ صاحبقران زخمیون کو ساتھ لیکر بارگاہ سلیمانی
مین داخل ہوے زخمون مین سب کے ٹانکے دلوائے ابھی مرہم پٹی سے زخمیون کے مہلت نہ پائی تھی کہ ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ طہماس نے پھر آج طبل جنگ بجایا ہے صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی نوازش مین آئے
جانبین سے آواز طبل جنگی کی ایسی بلند ہوئی کہ زمین آسمان تک تزلزل ہوگیا شعر زغریدن کوس گردون شکاف * زمین را در افگند جنبش بتات * رات بھر دونون لشکرون مین سامان جنگ و جدال رہا صبح کو میدان داری ہوئی صفین
دونون لشکر معرکہ کارزار مین آکر صف آرا ہوے بکثرت دونون لشکرون کی تھی کہ کوسون جنگل آدمیون کا معلوم ہوتا تھا
شعر دو لشکر گرم دو دریا ستون * بہ بسیاری کاز ریگ صحرا فزون * جو وقت صفین آراستہ ہو چکین اور میدان تیار ہوا
طہماس بے لقا سے اجازت لیکر جنگاہ مین آیا اور مبارز طلب کیا بس عادل شیر دل امداد فاضل شیر دل بھائی رستم ہند
لندھور بن سعدان کے مقابلے کو نکلے دونون مجروح ہوے لندھور بن سعدان کو غصے سے تاب نہ باقی رہی بادشاہ
اسلام سے رخصت لیکر ہاتھی کو ہوتا ہوا سامنے طہماس کے آیا طہماس گینڈے کو دوڑا کر تکاورزن ہوا تین چار قدم ہاتھی
لندھور کا پیچھے ہٹا اور یہی حال طہماس کا بھی گینڈا ایسا ہوا لندھور نے ہاتھی کو ہولکر آگے بڑھا کے آیا طہماس نے گینڈے
کو بھی آگے بڑھایا دونون مقابل یکدیگر ہوے بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی لندھور نے نیزہ طہماس کے ہاتھ سے نکالدیا
طہماس بہت غضبناک ہوا ساطور اپنے پر سے اٹھا کر لندھور پر مارا لندھور نے بڑھکر ساطور کو روکا پھل ساطور کا

پیچھے نکل گیا دستہ ساطور کا گرز پر لندھور کے پڑا گرا بھاری ضرب ساطور سے ہاتھی لندھور کا زمین میں دھس گیا
اور لندھور کی یہ حالت ہوئی کہ ضرب گرز صاحبقران لندھور کو یاد آگئی بیہوش ہو گیا لیکن دونوں ہاتھوں میں
جسطرح گرز قائم تھا اُسیطرح رہا ایسی گرد اُڑی کہ لندھور اس برقع گرد میں پوشیدہ ہو گیا طلماس سمجھا کہ میں نے
لندھور کو مارا یہ سوچ کر لشکر اسلام کو آواز دی کہ لندھور کی خبر لو اور دوسرا جوان مقابلے کو بھیجو عیار لندھور
کے دوڑے اور اُسی حجاب گرد میں آکر لندھور کو پکارے کہ آنکھ لندھور کی کھلی ہوش آیا ہاتھی کو ہولکر گرد منھ کی
جھاڑتا ہوا پردہ غبار سے نکلا آتے ہی گرز گران سنگ دو ہتھی پکڑ کے طلماس کو مارا طلماس نے دستہ ساطور پر گرز کو
روکا کہ دونوں ہاتھوں میں طلماس کے چوٹ ٹوٹنے لگی گرز دھمک سے از پنجہ تا شانہ جھنجھناہٹ ہونے لگی اور کمر گنیندے
کی ٹوٹ گئی طلماس صدمہ گرز سے بیہوش ہو گیا ایسی گرد پہلے سے زیادہ اڑی کہ طلماس گرد میں روپوش ہو گیا عیار لشکر
کفار سے آئے اور طلماس کو ہوش میں لائے جب طلماس کی آنکھ کھلی دیکھا کہ گنیندا مر گیا بس گنیندے سے کودا اور
غیظ و غضب میں آکر لندھور کیطرف جھپٹا قریب آکر ہاتھی کی سونڈ پکڑ کر جھٹکا دیا کہ ساری سونڈ ہاتھی کی جدا ہو کر ہاتھ میں
طلماس کے رہگئی ہاتھی چیخ مار کر گرا لندھور ہاتھی سے کود پڑا طلماس بڑھ کر لندھور سے لپٹا لندھور بھی دست و گریبان
ہوا کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی ہوا کی شام کو بھی وہ دونوں جدا نہ ہوئے روشنی طرفین سے آئی دونوں لشکر مصروف
تماشا ہوئے چار پہر رات کشتی رہی کوئی نہ مغلوب ہوا صبح کو بھی دونوں اسی کیفیت سے مصروف رہے اسی طرح چار شبانہ روز
طلماس و لندھور میں کشتی رہی پانچوان دن ہوا اور زیادہ جی توڑ توڑ کے دونوں لڑنے لگے کبھی لندھور ریلکر طلماس
کو دوڑا لیجاتا تھا اور کبھی طلماس لندھور کو ریلکر دوڑاتا تھا ایک مقام پر طلماس لندھور کو ریلے لیے جاتا تھا اور لندھور
زکشی کیے ہوئے قدم کے شمار پر چلا آتا تھا کہ قضاے کار پاؤں لندھور کا موشخانہ میں جا رہا اور اوپر سے طلماس
نے زور کیا لندھور کا کولا اتر گیا لندھور نے پھر بھی زور کر کے طلماس کے سینہ و موشخانے سے پاؤں اپنا نکالا اور چاہا کہ طلماس
کو ریلے لیجا دونوں کولے میں اٹھا کر تمام جسم لندھور کا مانند بید کے تھرانے لگا تو بیہوش ہو گیا طلماس لندھور کو پیچھے
کھڑا رہا اور پکارا کہ آکر لندھور کو لیجاؤ اسکا کولا اُکھڑ گیا یہ بیہوش ہو گیا فوراً لوگ آئے اور پالکی پر سوار کر کے لندھور کو
لیگئے طلماس بھی طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اِدھر صاحبقران لندھور کو ہمراہ لیکر بارگاہ سلیمانی میں آئے اور لنگر طلب
کیے لنگروں نے آکر کولا لندھور کا چڑھایا زخموں کے زخموں میں ٹانکے دیے گئے دوسرے روز صاحبقران بارگاہ
سلیمانی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ملک ترکستان سے عرضی زرہ خاقان کی آئی اسکا یہ مضمون تھا کہ یا امیر کشور گیر از
قاف تا قاف سلیمان حمزہ صاحبقران زمان ادام اللہ ظلکم و زید کم اللہ اقبالکم و اجلالکم بعد آداب تسلیمات کے خدمت
فیضدرجت حضور فیضان ظہور میں اس خادم خاص کی یہ عرض ہے کہ حضور نے قہرش کو یہان برائے مقابلہ سلسال
بھیجا تھا سلسال نے دغا سے قہرش کو گرفتار کر لیا اور اب قلعہ خاقان تاراج ہوا چاہتا ہے اور یہان کوئی اُس سے
مقابلہ کرنے کے لائق نہیں ہے جلد کسی کو مدد کے واسطے بھیجیے کہ اگر سلسال کو سزائے معقول دے صاحبقران نے تمام
سرداروں کیطرف دیکھ کے فرمایا کہ ای بہادرو تم میں سے ہے کوئی ایسا کہ قہرش کی مدد کو جائے اور سلسال کو سزا دے
یہ سنکر القاش خون آشام اٹھ کھڑا ہوا اور دست بستہ عرض کیا کہ غلام ابھی ترکستان کو جاتا ہے اُسیوقت امیر با توقیر نے
القاش کو خلعت دیا القاش فوراً مع لشکر جرار ترکستان کو روانہ ہوا منزل در منزل برابر کوچ کرتا ہوا القاش
خون آشام ملک ترکستان میں پہونچا مقابل میں لشکر سلسال کے لشکر القاش بھی اترا سلسال نے جو سنا کہ القاش
خون آشام مقابلے کو آیا ہے اُسی وقت طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے القاش کو خبر دی اِدھر بھی کوس حربی نوازش میں

آیا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف جدال نقیب نقارہ
کر گئے سلسال میدان مین آیا مبارز طلب کیا اور القاش اسکے مقابلے کو نکلا بہت دیر تک گرز زنی و مسخنی کے نیزہ بازی ہوئی
القاش نے نیزہ سلسال کا ہوائی کیا سلسال نے جھنجھلا کے تلوار کھینچی اور القاش پر وار تلوار کا کیا القاش نے
جھکی دے کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور زور کشاکش سے ہونے لگے آخر کار دونون اپنے اپنے گھوڑون سے اتر پڑے اور کشتی
شروع ہوئی چار پہر دن کشتی ہوئی شام کو القاش نے سلسال کا لنگ توڑ کر زمین پر دے مارا اور مشکین باندھ کے لایا
رات بھر لشکر مین اپنے سلسال کو قید رکھا صبح کو بلا کر سلسال کو تلقین دین اسلام کیا سلسال بسبب خوف جان
طوطے کیطرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا مگر آئینۂ دل کدورت دشمنی سے مکدر رہا سلسال نے القاش سے کہا کہ مین اپنے
لشکر مین جاتا ہون سب کو مسلمان کرونگا اور آپکی دعوت کا سامان کرونگا آپ مع سرداران وہین کھانا نوش
کیجیے گا سلسال نے کھانے بہت سے پخت کروائے اور بیہوشی کھانے مین ملادی شام کو القاش مع سردارون
کے لشکر سلسال مین آیا اور کھانا کھاتے ہی سب بیہوش ہوے سلسال نے سب کو گرفتار کرکے قید کیا اور
زرہ خاقان مالع کو شکست دے کر قلعہ مین عمل کر لیا اور قہرش اور القاش وغیرہ کو زندانخانے مین بھیجدیا فقط اب
اس قصہ کو یہین چھوڑ دیجیے اور حال لشکر اسلام اور لشکر کفار کا سماعت فرمائیے کہ طلماس نے پھر طبل جنگ بجوایا
لشکر اسلام مین بھی نقارہ رزمی بجا رات بھر سامان جدال رہا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف
جدال وغیرہ طلماس میدان مین آیا اور سرداران لشکر اسلام سے مقابلہ ہونے لگا شام تک کتنے ہی سردار طلماس
کے ہاتھ سے زخمی ہوے اسیطرح کئی میدانداریون مین بہت سے سردارون کو مارا اور بہت سے سردارون کو
زخمی کیا اور پھر طبل جنگ بجوایا ایک روز طلماس نے کہا کہ کل حمزہ سے سامنا کرونگا ہرکارون نے خبر صاحبقران
کو دی صاحبقران نے بھی فرمایا کہ کوئی بہادر اس گبر نابکار پر غالب ہوتے نہین معلوم ہوتا انشاء اللہ کل اس
ملعون سے مین خود مقابلہ کرونگا القصہ رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ وجدال رہی صبح کو معرکہ آرا
ہوے اور صفین آراستہ ہو گئین طلماس بن عنقول دیو بزور لقا سے بے لقا سے رخصت میدان لیکر جولانگاہ
مین آیا مبارز طلب کیا اور پکار کر کہا کہ آج سواے حمزہ کے کوئی میرے مقابلے کو نہ آئے اسوقت امیر کشورگیر نے فرمایا کہ
خواجہ میدان کو زرق کرو عمرو نے فوراً میدان رزمگاہ کو زرق کیا تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے تب حمزہ صاحبقران
زمان بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار عالیوقار سے اجازت لیکر اور سب کو رخصت کرکے اشقر دیوزاد کو اڑا کر میدان
مین بمقابل طلماس بد اساس چلے طلماس نے جو حمزۂ صاحبقران کو آتے دیکھا دوڑ کر ٹکر دی جو چار قدم
اشقر ہٹ گیا اور سات قدم طلماس کا گینڈا ایسا ہوا پھر مرکبون کو رانون مین دبا کر دونون مقابلے کو آئے طلماس
نے کہا اے صاحبقران جو کچھ حربہ آپکے پاس ہو کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارا یہ دستور نہین ہے ہم جنگ مین حریف
پر سبقت نہین کرتے یہ سنکر طلماس نے نیزہ مارا صاحبقران نے بند نیزہ طویل ناخن شجاعت سے کھولدیا جب نیزہ
بازی خوب ہونے لگی چند طعن مین نیزہ طلماس کا امیر نے ہوائی کیا طلماس برہم ہوا اور ساطور گران سنگ اپنا لے
اٹھا کر ضرب امیر پر لگائی امیر نے تو فوراً ساطور سپر پر روکا کہ پھل تو اسکا پیچھے نکل گیا دستہ ساطور سپر پر پڑا بار ضرب
ساطور سے اشقر دیوزاد زمین مین غرق ہو گیا ایسی خاک اڑی کہ تحت گرد و غبار مین صاحبقران روپوش ہو گئے تا
صدمہ ضرب سے امیر بانوقیر کو غش آگیا فوراً عمرو دوڑا اور گرد کے آگے چیخ مارا اور حمزۂ صاحبقران کو پکارا صدا
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو کان مین پہونچی صاحبقران کی آنکھ کھل گئی مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ مرکب اس خندق گڑھے

بلکہ لکا طہماس نے پھر صاحبقران کو ساطور مارا امیر یا تو قیر کا چہرہ گرد و غبار میں اٹا ہوا تھا آنکھیں اچھی طرح کھلتی نہ تھیں کہ طہماس نے وار کیا صاحبقران کا خیال چوک گیا سپر ہاتھ سے اٹھائی مگر چہرے تک سپر پہنچی نہ تھی کہ ساطور سر پر صاحبقران کے پڑا نادوا برد اتر گیا امیر نے دستانہ مارا کہ ساطور پھنسا کر نکل لیا رومال سے زخم باندھ کر تیغہ آبدار کا ہاتھ مارا طہماس نے سر پر۔ وکا سپر کو کاٹ کے سر پر طہماس کے پڑا اچھا سا زخم لگا طہماس نے سر اپنا کھینچا تیغہ نکل کے گینڈے کے سر پر آیا گردن گینڈے کی قلم ہوئی طہماس بدحواس مع گینڈا تہ و بالا ہو کر زمین پر گرا لقا نے حکم دیا کہ حمزہ کو مار لو فوج چہار طرف سے تلواریں کھینچ کر آ پڑی صاحبقران بھی کفار پر حملہ آور ہوئے تلوار چلنے لگی بادشاہ اسلام نے عیاران شہوار اور نامداران دیندار کو بھی اشارہ کیا کہ نیستان کفار کو بہ شمشیر سب بہادر گھوڑے اٹھا اٹھا کر فوجوں پر جا پڑے اب لڑائی گھمسان کی ہونے لگی میدان کارزار عرصۂ قیامت ہو گیا صدائے گیر و دار ہر طرف بلند ہوئی برابر تلوار چل رہی ہے ادھر طہماس بھی سنبھل کر دوسرے گینڈے پر سوار ہوا زخم سر باندھ کر سرگرم کارزار ہوا عین گرمی جنگ میں طہماس سے اور علمشاہ رومی سے مقابلہ ہوا طہماس نے ساطور مارا علمشاہ کی سپر قلم ہوئی ساطور سر پر علمشاہ کے پڑا نادوا برد اتر آیا علمشاہ نے زخم سر کو باندھ کر تیغہ کپتیان فرنگی کا ہاتھ مارا طہماس کے سپر پر رد کا سپر زد و زخم ہوئی طہماس نے سر اپنا بچایا تیغہ بامن شانے پر پڑا شانہ طہماس کا زخمی ہوا ہزار ہا کفار بیچ میں آ گئے دونوں علیحدہ ہو کر لڑنے لگے اب طہماس لڑتا ہوا برابر بادشاہ اسلام کے پہونچا بادشاہ اسلام کو ساطور مارا بادشاہ اسلام بھی زخمی ہوئے مگر اسی حالت زخمداری میں طہماس کو جھٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا لگا دہنا ہاتھ طہماس کا زخمی ہوا طہماس کو عرصۂ کارزار سے کفار نکال لے گئے مگر لڑائی رات بھر ہوا کی امیر لڑتے لڑتے ضعف نا تاب ہوا زخم سر سے خون زیادہ بہا غش آنے لگا تلوار میان میں کی اور دونوں ہاتھ گردن میں مرکب کے ڈال دیے اشقر دیوزاد امیر کو عرصۂ کارزار سے ایک طرف لیکر نکل گیا راوی بیان کرتا ہے کہ دم میں ایسے معرکے کی کارزار ہوئی اور وہ تلوار چلی کہ پناہ بذات خدا ترک فلک تھرا گیا لاکھ اہل اسلام جدجہ شہادت فائز ہوئے اور ڈھائی لاکھ کفار جہنم میں پہونچے القصہ جب زیادہ رات گئی اور لڑائی ہوا کی طبل بازگشت بجا دونوں لشکروں نے مراجعت کی بادشاہ اسلام اور تمام سرداران عالیمقام جب پھر کر آئے صاحبقران کو نہ پایا چہار طرف جستجو کی کہیں سراغ نہ لگا عمرو نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ صاحبقران زخمی سے تھے خون بشدت جاری ہوا اسی حالت میں غش طاری ہوا ہوگا مرکب انکو کسی طرف لیکر نکل گیا بادشاہ اسلام نے کئی ہرکاروں کو چاروں طرف دوڑایا اور فرمایا جلد صاحبقران کی خبر لاؤ اور آپ بارگاہ سلیمانی میں مع سرداروں کے داخل ہوئے اور اپنے زخم میں اور تمام زخمیوں کے زخموں میں ٹانکے دلوائے ادھر طہماس مع لشکر کفار پھر گیا دربار میں لقا کے داخل ہوا لقا نے طہماس کے زخموں میں ٹانکے دلوائے اس داستان کو یہیں چھوڑ دیجئے

دو کلمے داستان طوفان نشان ہاشم تیغزن کے بیان کیے جاتے ہیں

آستانہ یان سواج قلم مضامین گوہر بار و غوطہ زنان بحر زخار طبع رسا مشتاقان روزگار ماہیت آثار داستان رنگین سے آشنا ہو کر دریاے مضامین کی عبارت رنگین یوں جاری کرتے ہیں کہ جس وقت جہاز ہاشم تیغزن کا طوفان دریا سے تلاطم میں تباہ ہو گیا بعد چندے کے شہر اختریہ میں آکر لگا دور سے درخت سرسبز اور نشان آبادی کا دکھائی دیا قریب اس شہر کے پہونچ کر جہاز کا لنگر ہوا اور اتر نا جہاز پر سے شروع ہو گیا یہاں حاکم شہر اختریہ کا اخوان شاہ نامدار دو بھائی اسکے اور تھے ایک کا نام خورشید اختری اور دوسرے کا نام ناہید اختری ہے تینوں بھائیوں میں باہم نہایت موافقت و اتحاد ہے اور وہ تینوں بھائی ملکر دربار سلطنت کا انتظام کرتے ہیں بیک ہرکاروں نے خبر دی کہ ایک جہاز کا تیج لنگر دار آیا

لوگ جہاز پر سے اُترتے ہیں خورشید اختری نے سیارہ عیار کو بھیجا اور کہا تو جلد اس جہاز کا حال دریافت کر-
سیارہ روانہ ہوا اور دریا پر آکر باعث جہاز تمام و کمال دریافت کی اور آکر خورشید اختری سے بیان کیا کہ
حمزۂ صاحبقران ملک سبائل سے ملک زرائل کو مع لشکر کثیر دریا دریا جہازوں پر جاتے تھے راہ میں
طوفان آیا چند جہاز تباہ ہو گئے یہ جہاز ادھر نکل آیا اس جہاز پر شہزادہ ہاشم تیغزن فرزند جگربند حمزۂ
صاحبقران زمان ہے خورشید اختری نے یہ حال سنکر قرطاس زرین کلاہ کو کہ اسکا سردار نامدار ہے اس سے کہا
تو جا کر پسر حمزہ کو گرفتار کر لا قرطاس زرین کلاہ بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر روانہ ہوا جب دریا کے کنارے پہونچا
فوج کو برابر صفین باندھ کر جمایا ادھر ہاشم تیغزن کو خبر ہوئی کہ فوج کفار گرفتار کرنے کو آئی ہے پانچ سو آدمی ہاشم
تیغزن کے ہمراہ جہاز پر تھے ہاشم تیغزن اسلحہ و مکمل ہو کر مع بہادران و دلاوران جرار کے جہاز پر سے اُتر آئے
اور کنارے دریا کے آگے صف آرا ہوئے قرطاس بانیے گردن کو آگے بڑھا کر للکارا او پسر حمزہ چل تجکو ہمارے
بادشاہ نے طلب کیا ہے بہتر ہے کہ تو دین لقا پرستی اختیار کر نہیں تو قتل کیا جائیگا ہاشم تیغزن بعبد جلال
دہور جواب دندان شکن اسکو دیتے ہوئے مرکب کو جھکا کر برابر اسکے آئے کہا او کافر خام لقائے بے بقا
کیا مردود آفاق بانی کفر و نفاق ہے لائق سجدہ پروردگار عالم ہے اور او قرطاس تجکو شرم نہیں آتی تو ایسے
بھگوڑے خداوند کی پرستش کرتا ہے وہ ابھی ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر ملک زرائل میں آیا ہے ہمنے تلواریں
مار کر قطروں سے لقا کو بھگایا ہے قرطاس زرین کلاہ یہ کلام طعن آمیز ہاشم تیغزن کے سنکر برہم ہوا کہا
او خدا پرست تو غضب خداوند لقا سے تباہ بھی ہوا اور پھر وہی باتیں کرتا ہے خیر ابھی حال معلوم
ہوا جاتا ہے اب جو کچھ حربہ پاس رکھتا ہو لا اور مصروف جنگ ہو کہ تجکو گرفتار کرکے بادشاہ کے پاس لیجاؤنگا
ہاشم تیغزن نے کہا کہ خدا پرستوں کا یہ نہیں معمول ہے کہ حریف سے لڑائی میں سبقت کریں اُسوقت قرطاس
زرین کلاہ نے نیزہ مارا ہاشم نے نیزہ اسکا چند طعن میں ہوائی کیا قرطاس نے غضبناک ہو کر تلوار کا وار کیا
ہاشم تیغزن نے جھکی دے کر تلوار اسکی چھین لی اور بند دست میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور پکارے کہ دین اسلام
قبول کر نہیں تو مارتا ہوں کہ تو مند خاک ہو جائیگا قرطاس نے کہا کہ مجکو معلوم ہوا کہ دین تمہارا حق ہے ہاشم
تیغزن نے اسے چھوڑ دیا وہ دوڑ کر قدموں پر گرا اور طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر خوف جان سے مسلمان ہوا ہاشم تیغزن
کو اپنے خیمے میں لیگیا دعوت و ضیافت کی اور کھانے میں بیہوشی دے کر گرفتار کر لیا اور اسیر علی و زنجیر کر کے
خورشید اختری کی خدمت لایا جسوقت ہاشم سامنے خورشید اختری کے آئے اُس نے کہا او پسر حمزہ بہتر ہے کہ
دین لقا پرستی اختیار کر ہاشم تیغزن نے کہا او نامرد دغابازی سے تو نے مجھے اسیر کیا اور ایسے کلام کرتا ہے لاکھ لاکھ
لعنت کرتا ہوں لقا پر اور اسکے پرستاروں پر خورشید سنکے نہایت برہم ہوا اور قصد کیا کہ ہاشم کو قتل کرون
وزیر خورشید کا مانع ہوا کہ اسکا قتل کرنا مناسب نہیں ہے قید رکھیے اور ایک عرضی لکھکر خداوند لقا کی خدمت میں
روانہ کیجیے جیسا جواب وہاں سے آئیگا ویسا عمل میں لائیے گا خورشید نے ہاشم کو زندانخانے میں بھیجدیا اور
عرضی لکھکر خدمت میں خداوند لقا کے بھیجی اُسکا یہ مضمون تھا خداوندا جہاز خدا پرستوں کے تباہ ہو کر اُدھر کو آئے چنانچہ
ہاشم تیغزن کا جہاز میرے شہر میں آیا اُسے پکڑ کر میں نے قید کیا ہے اگر حکم ہو زندہ بھیجدوں یا سر
کاٹ کے روانہ کروں جیسا ارشاد ہو عمل میں لاؤں یہ لکھا سیارہ عیار کو دے کر روانہ کیا سیارہ عرضی لیے ہوئے
چلا جب قریب ملک زرائل کے پہونچا تھا سے کار امیہ عیار شہزادہ بدیع الزمان کا بادہ ودی کو نکلا تھا

کی آواز زنگولون کی کان مین آئی دیکھا کہ ایک عیار چست و چالاک بانے عیاری کے بدن پر لگائے چلا آتا ہی امیہ عیار نے
جلدی سے صورت وسواس عیار کی بنا کر اس سے ملاقات کی سیارہ عیار نے پوچھا تم کون ہو امیہ نے کہا مین عیار
ہون خداوند لقا کا نام میرا وسواس ہی تم کون ہو اس نے کہا مین عیار خورشید اختری کا ہون سیارہ میرا نام ہی مین
عرضی بادشاہ خورشید کی لیے ہوئے خدمت مین خداوند لقا کی جاتا ہون پھر تمام حال ہاشم تیغزن کا بیان کیا
امیہ عیار اسکے ساتھ ہو لیا چند قدم کے بعد پیچھے ہٹ کر حلقہ پاے کمند سیارہ پر مارا وہ گرا امیہ نے اسے باندھ لیا
اور خدمت مین بادشاہ اسلام کی لایا تمام کیفیت بیان کی اور عرضی خورشید کی حاضر کی بادشاہ اسلام وہ عرضی دیکھکر
مضمون سے آگاہ ہوے سیارہ سے فرمایا اگر تو مسلمان ہو تو مین تجھے چھوڑ دون سیارہ نے عرض کیا کہ مین نے
آپکی غلامی اختیار کی پھر کلمہ پڑھکر خوف جان سے اسلام لایا بادشاہ اسلام نے اُسے رہا کیا وہ کافر اُسی روز بھاگ کر
لقا کے پاس پہونچا سارا حال بیان کیا لقا نے اسکو خلعت دیا اور کہا تو شہر اختریہ کو جا مین ضیغم خون آشام
کو روانہ کرتا ہون ہاشم تیغزن کی قید حوالے کرنا سیارہ اُسی وقت راہی ہوا بعد اُسکے ضیغم خون آشام کو لقا
نے جانب شہر اختریہ روانہ کیا یہان ہاشم تیغزن شہر اختریہ مین قید تھے اور قریب قیدخانے کے قصر ملکہ
حیات بانو دختر خورشید کا تھا اُس نے ایک روز جمال بیمثال شہزادہ ہاشم تیغزن کو دیکھا ہزار جان سے
عاشق ہو گئی اور فراق ہاشم مین بیتاب تھی ایکدن ملکہ نے حال اپنی دایہ سے بیان کیا اور کہا کہ صورت زندگی
کی نظر نہین آتی کسی طرح سے ہاشم کی ملاقات ہو تو بہتر ہی ورنہ مین زندہ نہ رہونگی دایہ نے سمجھایا اور کہا کہ وہ مسلمان
ہی اگر تیرا باپ سنیگا نہین معلوم کیا حال کریگا علاوہ اسکے چھوٹنا بھی اُسکا بہت مشکل ہی ملکہ نے مالا مروارید کا
اپنے گلے سے اُتار کے دایہ کے گلے مین ڈالدیا اور کہا کہ تو ایک مرتبہ کسی صورت سے اُس آفتاب مثال کو دکھا دے
ناظرین پر واضح ہو کہ یہ دایہ سیارہ عیار کی ان ہی جو وقت ملکہ سے مالا مروارید کا دایہ نے پایا خیال مین اسکے آیا
نقب زندانخانے تک لگایئے اور ملکہ کو اسی نقب سے لیجایئے یہ سوچ کر اُس دایہ نے نقب کھودی اور وہ جگہ
نقب کا زندانخانے مین نکالا اور اُسی راہ سے ملکہ کو لیکر زندانخانے مین آئی اُسوقت ہاشم سر جھکائے ملول بیٹھے
تھے دیکھا طبقہ زمین کا پھٹا اور روشنی نمایان ہوئی اور زن چہل سالہ مشعل ہاتھ مین لیے ہوے آگے آگے ہی اور
پیچھے اُسکے ایک نازنین مہ جبین ہی ہاشم دیکھتے ہی اسکو عاشق ہو گئے مگر حیران کہ دور شک تو بعد نازو ادا ہاشم کے
پاس آکر بیٹھی کہ صورت ہاشم کی دیکھنے لگی دایہ نے کہا بلاؤن اب چلو تمنے اقرار کیا تھا کہ ایک نظر دیکھکر چلی آؤنگی ملکہ
بولی اے دایہ اب اس شہریار کو چھوڑ کر کہان جاؤنگی جو حال اسکا ہی وہ میرا بھی ہونا چاہیے چاہے کوئی مجھے قتل کر
چاہے بخشے اور ہاشم سے کہا مین نے جبسے تمھین دیکھا ہی عشق مین مبتلا ہون اب تم مجکو اپنی کنیزی مین قبول
کرو ہاشم نے کہا تم اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرو دایہ نے کہا اے شہریار یہ بیٹی ہی بادشاہ خورشید اختری کی ملکہ
حیات بانو اسکا نام ہی نہین معلوم تمنے کیا جادو کیا ہی کہ یہ تمپر عاشق ہو کر دیوانی ہو گئی ہی جان دینے پر آمادہ ہی
ہاشم نے کہا کہ مین بھی تو اسکے حلقہ گیسو مین اسیر ہون یہ کہکر ملکہ سے کہا کہ جو تمھین مجھ سے الفت ہی تو لقا پرستی ترک
کرو دین اسلام قبول کرکے مسلمان ہو جاؤ ملکہ بولی مین تو تمھین سجدہ کرنے کو موجود ہون القصہ ہاشم نے ملکہ کو
کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا ملکہ نے کہا اے شہریار مین سوہن لیتی آئی ہون غل و زنجیر کاٹ ڈالیے ہاشم نے کہا کچھ سوہن
کی ضرورت نہین یہ کہکر بقوت صاحبقرانی جھٹکا دیا سب قید آہن ٹوٹ گئی ملکہ اور دایہ دیکھکر حیران ہوئی ہاشم
تیغزن نے کہا اے ملکہ اب مین زندان کے پاسبانون کو مارکر تمھارے باپ کی طرف جاتا ہون یا تو اسے قتل کرونگا

مسلمان کردیگا ملکہ اور دایہ شہزادے کے قدموں پر گر پڑیں اور کہا اے شہریار پہلے ہمکو قتل کیجیے پھر قدم یہاں سے
باہر نکالیے ہاشم نے کہا نہیں پھر کیا مشورہ ہے دایہ نے کہا ہم آپکو راہ نقب سے باغ میں لیے چلتے ہیں ملکہ اور آپ
عیش و عشرت میں مصروف رہیے ہاشم نے دیکھا اگر ملکہ کا کہنا نہیں مانتا ہوں تو ملکہ ہلاک ہو جائیگی کہا خیر جو تمھاری رائے بہتر ہو چلو پھر مجھے لے چلیے غرضکہ نقب کی راہ سے ملکہ اور دایہ ہاشم کو لیے ہوے اپنے باغ میں
آئی اور دایہ نے وہ نقب کو بند کر دیا ہاشم اور ملکہ عیش و عشرت میں مشغول ہوے از بسکہ ملکہ حیات بانو
بالغہ بھی تھی اور مسلمان بھی ہو چکی تھی ہاشم نے صیغہ عقد پڑھ کر گوہر مقصود حاصل کیا ملکہ حیات بانو حاملہ ہوئی
تو اُس سے خورشید ستارہ پرست پیدا ہوگا القصہ شہزادہ ہاشم تیغزن ملکہ کے باغ میں بعیش و عشرت
رہنے لگے اُدھر ضیغم خون آشام پانچ لاکھ سوار سے قریب شہر اختریہ کے پہونچا خورشید اختری استقبال کے واسطے
آیا ملازمت حاصل کی اندر قلعہ میں لا کر دعوت و ضیافت کی اور عرض کیا کہ ہاشم تیغزن پسر حمزہ میرے پاس قید ہے
جو حکم ہو اسکے حق میں کیا جاوے ضیغم خون آشام نے کہا کہ اسکو میرے سامنے بلاؤ خورشید نے ہاشم تیغزن
کو جو طلب کیا سنا کہ وہ زندانخانہ سے غائب ہو گیا خورشید سنکر نہایت برہم ہوا اور کہا کہ جلد تلاش کرو کون اسکو
قید سے نکال لیگیا لوگ تلاش کرنے لگے مگر ضیغم خون آشام نے کہا اے خورشید اختری میں اسواسطے
آیا ہوں کہ جہاں خدا پرست ملیں گرفتار کرتے جاؤں اسنے کہا کہ آٹھ قلعہ ملک زرد ائیل سے علاقہ رکھتے ہیں
ایک یہ اور سات قلعے اور ہیں مثل شہر بجمانیہ اور ارم جانیہ اور عرودیہ وغیرہ کے ضیغم نے اسی وقت سات خط
اس مضمون کے لکھوائے کہ آگاہ ہو حکم لقا مدلے باختر کا ہے کہ جو سردار اہل اسلام سے تمھارے شہر میں جاوے
اسے گرفتار کر کے ہمارے پاس حاضر کرو کہ ہم تم شریک ہو کر خداوند لقا کے پاس لے چلیں کہ موجب خوشنودی
خداوند لقا ہے بس اُسی وقت ساتوں خط ساتوں شہروں میں روانہ کیے ضیغم اختریہ میں رہا

دو کلمے داستان شاہزادہ بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہیں

واقفان ماہیت دریاے بے پایان مضامین اعلی و جوہریان گوہر صدف بحر زخار سخنوری زبان درفشان جواہر مضمون
بستہ بیان میں یون مسلسل کرتے ہیں کہ جس وقت کشتی بدیع الزمان کی دربند سیقولیہ میں پہونچی سیقول شاہ
کو خبر ہوئی کہ خدا پرست کے جہاز تباہ ہو کر ملک زرد ائیل سے ادھر آئے ہیں جہاز پر شاہ حمزہ کا شہزادہ بدیع الزمان
کا جہاز اس شہر میں آیا ہے اور چار سوار دلیروں کی جمعیت اُسکے ساتھ ہے سیقول شاہ نے دو پہلوان ایک کا نام ارشیون
دوسرے کا گاوشیون ہے دونوں کو بارہ ہزار سوار سے بھیجا اور کہا کہ پسر حمزہ کو گرفتار کر لاؤ دونوں پہلوان فوج
لیکر پہونچے اور بدیع الزمان کو جا کر گھیر لیا اور للکارے اے پسر حمزہ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو دین لقا پرستی
اختیار کرو ہم اپنے ساتھ بادشاہ کے پاس لیے جاتے ہیں بدیع الزمان نے کہا اے گاؤ لقا پر لاکھ لعنت ہو وہ
سگ ملعون ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر شہر زرد ائیل میں آیا ہے ارشیون اور گاوشیون یہ کلام سنکر غضبناک ہوے
اور حکم دیا کہ سب لوگ پسر حمزہ کو گھیر کر پکڑ لو چاروں طرف سے فوج کفار بدیع الزمان پر آپڑی شہزادہ بدیع الزمان نے
تلوار کھینچ کر ان پر گرا تلوار چلنے لگی لاشیں پر لاشیں کفار کی گرنے لگیں کشتوں کے پشتے باندھ دیے غلغلہ محشر انگیز
برپا ہوا وہ لوگ جو بدیع الزمان کے ہمراہ تھے سب لڑ کر شہید ہوے بدیع الزمان لڑتا ہوا برابر ارشیون کے
پہونچا ارشیون نے تلوار کا وار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے تلوار اسکی رد کر کے ایک ہاتھ تیغ ابدالکا جو مارا
ارشیون کے سر پر پڑا اور تنگ جا کر زمین پر بوسہ دیا گاوشیون نے جو دیکھا کہ بھائی مارا گیا ہے بھائی کہتا ہوا

گریبان پھاڑ کر دوڑا اور آتے ہی بدیع الزمان پر وار تلوار کا کیا شہزادے نے تلوار اسکی رد کر کے ایک ہاتھ تیغ
آبدار کا جو کمر پر مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے لوگ اُن دونوں کی لاشیں لیکر بھاگے اور سیقول شاہ کے پاس
آکر حال بیان کیا سیقول شاہ نے چالیس ہزار سوار لیکر خود آکر شہزادے پر نرغہ کیا شہزادہ بھی لڑنے کو سرگرم
کارزار ہوا سیکڑوں کو قتل کیا آخر رو برو ہوا برابر تخت بادشاہ کے پہونچا سیقول شاہ نے تلوار ماری بدیع الزمان
نے تلوار اسکی چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کہکر اٹھا لیا اور فرمایا اے سیقول شاہ دین اسلام قبول
کر نہیں تو ابھی تجھکو قتل کرونگا سیقول شاہ نے کہا کہ میں نے غلامی آپکی اختیار کی مجھکو لقا سے کچھ کام نہیں آخر
شہزادے نے سیقول شاہ کو چھوڑ دیا وہ بصرف جان کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا شہزادہ بدیع الزمان کو شہر میں لیکر
آیا دعوت کر کے بیہوش کیا اور اسیر غل و زنجیر کر کے زندانخانے میں بھیجدیا۔

دو کلمے داستان جرأت نشان بہرام گرد بن خاقان چین اور ارہاسپ دیو چنگال کے بیان کے جلد اختران

افتادگان تلاطم امواج قلزم ذہن رسا و نہنگان ساحل جیحون طبیعت جانفزا اس داستان جرأت نشان کو یون تحریر
کرتے ہیں کہ جب بہرام گرد بن خاقان چین اور ارہاسپ دیو چنگال کا جہاز تباہ ہو کر در اختران میں جا کر لگا اختر
اختران فوج لیکر آیا بہرام اور ارہاسپ دونوں تلواریں کھینچ کر بیچ پڑ گئے اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا بہت سے کفار
قتل کر کے برابر تخت اختر اختران کے پہونچے اُسنے تلوار ماری ارہاسپ نے اُسکی تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈالکر تخت سے
اٹھا لیا اور کہا کہ بہتر یہ ہے کہ دین اسلام قبول کر نہیں تو ابھی قتل کرونگا اختر اختران طوطے کیطرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا
ادھر شہزادے کو اور ارہاسپ کو ساتھ لیکر ایوان شاہی میں آیا اور دعوت و ضیافت کی اور شراب طعام میں بیہوشی ملا کر دونوں کو بیہوش کیا

دو کلمے داستان شوکت نشان اسد شیر دل بن کرب غازی اور زنبور شاہ کے بیان ہوتے ہیں

جوہریان دُرِ دریائے دفتر بے مثال و لعل فروشان بہاکے داستان عدیم المثال سلک حروف آبدار کو یون سلسلہ جلوہ گر
کرتے ہیں کہ جب اسد شیر دل بن کرب غازی اور زنبور شاہ در بند غروبیہ میں ہو کر جہاز سے اُتر کر دو روز کے
بعد شہر میں داخل ہوئے سیر کرتے ہوئے چلے دیکھا کہ شہر آباد ہے اور رعایا بستی شاد ہے جتنے آدمی ہیں سب سیاہ فام
مگر نقشے سب کے درست ہیں پھر کرتے ہوئے کار دار الشہر میں آ نکلے سنا کہ ہر صبح کو یہ غلغلہ سنا کہ دخان ستارہ حبشی
ایک پہلوان ہے وہ اپنے پہلوانوں کو زور دلا رہا ہے اسد و زنبور شاہ بھی تماشا کشتی کا دیکھنے کو گئے وہاں پہونچکر دیکھا
کہ ہجوم خلائق بہت ہے اکھاڑا آراستہ ڈھول بج رہا ہے کھانا دوکانیں لگی ہیں بیچ میں صندوق رکھا ہے اسد
شیر دل اور زنبور شاہ لوگوں کو ہٹا کر آمد اکھاڑے کے بھیڑ کھڑے ہوئے دیکھا کہ ایک زنگی نہایت قوی ہیکل قوی بازو
مانند فیل جنگی کے اکھاڑے میں کھڑا ہے اور بدن اسکا مانند شیشے کے چمک رہا ہے اور گرد اسکے سیکڑوں شاگرد جٹ لنگوٹ
باندھے خم ٹھوک رہے ہیں بعد اسکے پہلوان زنگی نے خوب ورزش زور و قوت کی دکھائی ڈنڈ پیلے مگدر ہلائے اور نال اٹھائے
بعد اسکے شاگردوں کو زور دینا شروع کیا دو دو چار چار کو پچھاڑ دیتا تھا الغرض بعد اسکے خم پر خم دیا اور پکارا کہ
کہاں ہیں رستم دستان کہاں ہے سام و نریمان اور کہاں ہے بدیع الزمان اور کہاں ہے حمزہ صاحبقران کہ آکر
حلقہ بگوش میرے ہوں اسد شیر دل یہ کلمہ سنکر نہایت برہم ہوا زنبور شاہ نے کہا آپ کیوں خفا ہوتے ہیں یہ کافر
اپنے منہ سے بکتا ہے بیٹھے دیکھیے اسنے کہا میں اسے ابھی زندہ معقول دونگا مجھے یہ کلمے درشت نہیں سنے جاتے
یہ کہکر اسی وقت جٹ لنگوٹ باندھ کر اسد اکھاڑے میں کودا اور دخان زنگی کو للکارا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے اور کن لوگوں کا
نام ساتھ بے ادبی کے لیتا ہے جو کہا حمزہ صاحبقران کہاں ہے آ تو مجھ سے پہلے مقابلہ کر لے بعد اسکے انکا نام لیجیو اور لگا سب

کشتی کرنے لگا دخان ستارہ چشم نے دیکھا کہ ایک جوان دبلے دبلے ہاتھ پاؤن چھوٹا سا قد مگر چست و چالاک ہے تو
حیران ہوکر کہا کہ ای جوان مجھے ہیر اُسکا کیون بُرا معلوم ہوا کیا تو خدا پرست ہی اسد شیر دل نے کہا اگر تو خدا پرست
تو اب ہون تجکو اس کلمات ناشائستہ کی سزا سے معقول دونگا دخان نے کہا ای جوان کیون تیری قضا آئی ہی بیشک
مار ڈالونگا اسد پکارا کہ ایہا الناس قضا اسکی سر پر کھیلتی ہی غرضکہ بعد گفتگوے بسیار کشتی ہونے لگی بادشاہ
وہانکا قطران بن رودہ زنگی تھا وہ بھی یہ خبر سنکر آیا کہ آج ایک شخص نیا دخان ستارہ چشم سے سرگرم کشتی ہی اب
ہجوم اور زیادہ ہوا غرضکہ دو پہر کی کشتی مین اسد شیر دل نے لنگر دخان کا اُکھاڑا اور ایک ہاتھ پر اُٹھا لیا اور
تین بار چرخ دیکر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور پکارا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو مار ڈالونگا دخان پکارا ایہا الناس
یہ خدا پرست ہی اور مجکو بھی خدا پرست کیا ہی بادشاہ نے جو سنا لوگون سے کہا اسے مارو یہ سنتے ہی اسد شیر دل نے
پہلے تو اُس کافر کو پکڑکر چیر ڈالا بعد اُسکے اسد تلوار کھینچکر ان کفار پر گرا زیور شاہ بھی اسد کے شریک ہوکر لڑنے لگا
مگر اسد تو نہایت چالاک ہی ایک سوار کو مار کر اُسکے گھوڑے پر سوار ہوا اور شمشیر زنی کرتا ہوا برابر قطران زنگی کے
پہونچا قطران نے تلوار ماری اسد نے خالی دیکر ایسا ہاتھ مارا کہ [illegible] ڈالدیا اور ہاتھ مروڑکر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے
اُٹھا لیا اور کہا دین اسلام قبول کر نہین تو تجھے بھی مار ڈالونگا قطران زنگی ڈرا کہ اگر اسکا کہنا نہ مانا تو بیشک مار ڈالیگا
بخوف جان طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور فوج کو پکارکر کہا کہ مین نے اطاعت اسکی اختیار کی کوئی اس سے
نہ لڑے اُسی وقت سب نے تلوارین میان مین کین قطران اسد و زیور شاہ کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا اور حق
ضیافت کی تیسرے دن شراب و طعام مین بیہوشی دیکر اسیر کیا قضاے کار دوسرے روز جہاز ہیر دم بردعی
دیو لنے کا اُسی شہر مین پہونچا چالیس ہزار سوار جنگی ہمراہ اور جری اُسکے ہمراہ کنارے دریا کے اُترے ہرکارون کو
خبر کے واسطے بھیجا کہ دریافت کرو یہ کونسا شہر ہی اور حاکم یہان کا کون ہی ہرکارون نے دریافت کرکے خبر دی کہ
اس شہر کو عروسیہ باختر کہتے ہین حاکم یہان کا قطران زنگی بیٹا رودہ زنگی کا ہی اُس نے اسد شیر دل اور
زیور شاہ کو دغا سے قید کر لیا ہی ہیر دم بد علی یہ سنتے ہی نہایت برہم ہوا اور کہا کہ اسد پوتا صاحبقران
کا ہی اور میرا آقا زادہ ہی مین ابھی جاکر اسے رہا کرتا ہون یہ کہکر چو دست گران سنگ کاندھے پر رکھ کر اُٹھا تمام زنگی
و افسران فوج ساتھ ہوے ہیر دم نے منع کیا کہ خبردار کوئی میرے ہمراہ نہ آئے بلکہ وہ تنہا چلا جس وقت وہ دور نکل گیا
اُسوقت سب لشکر تعاقب مین اپنے مالک کے چلے یہ خبر قطران زنگی کو ہوئی کہ چند جہاز خدا پرستون کے آئے ہین حکم دیا
کہ لشکر ہمارا تیار ہو لیکن ہیر دم برق کی طرح داخل شہر ہوا سیر کرتا ہوا چلا جو اُسے دیکھتا تھا حیران ہو جاتا تھا یہانتک
کہ ہیر دم ایوان شاہی کے دروازے پر پہونچا بےخوف و خطر بارگاہ مین چلا آیا بطریق اسلام سلام کیا
قطران زنگی اور تمام اہل دربار حیران ہوکر پکارے او خدا پرست تو کون ہی جو بے اجازت داخل بارگاہ
قطران شاہ ہوا ہیر دم دیوانے نے للکار کر کہا ای کافر ان بیٹھے نبیرۂ صاحبقران کو دغا سے قید کیا ہی مین انکو رہا کرنے
آیا ہون یا تو انکو چھوڑ دو یا ہاتھ اب جان سے دھو اسی مین خیر ہی کہ اسد کو رہا کرو ورنہ سب کو مار کر اپنے آقازادے کو
رہا کرونگا قطران نے اپنے لوگون سے کہا کہ اسے مار لو زندہ نہ جانے پاوے یہ سنکر چار طرف سے فوج ہیر دم دیوانہ پر
ٹوٹ پڑی ہیر دم نے چو دست لیکر مارنا شروع کیا جسکو چو دست مارا اُسے پست کر دیا قطران غزو دلی کا ایک سور تھا
اُسنے ہیر دم دیوانہ کو تلوار ماری ہیر دم نے چو دست پر تلوار روکی تلوار اُسکی ٹوٹ گئی پھر ہیر دم نے چو دست قطران
غزو دلی پر ماری سنو سر اُسکا پاش پاش ہوگیا اب ہیر دم لڑتا ہوا بارگاہ سے باہر آیا چار طرف ہجوم ہوا قطران زنگی تخت پر

سوار دور کھڑا ہوا تھا لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ اس دیوانے کو مارو غلغلۂ دارو گیر بلند ہے ہردم بردعی چوبدست پر چوبدست مار رہا ہے اور شیرانہ للکار رہا ہے اب دو چار ہزار آدمی ہردم بردعی کے بھی آگئے ہیں گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے دخان ستارہ چشم نے برابر آکے ہردم کو تلوار ماری ہردم نے وار اسکا رد کرکے چوبدست جو ماری دھنا ہاتھ دخان کا ٹوٹ گیا دخان بھاگا پھر ملد لے قوی ترکیب سے مقابل ہوا اُسنے ارہ پشت پر مارا ہردم نے چوبدست پر روکا اور پلٹ کر وہی چوبدست جو ملد کو ماری کمر اسکی ٹوٹ گئی فیلان زنگی دوڑا اور کہا ارے تو نے غضب کیا ملد کو مارا اب تو میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا یہ کہکر تلوار ماری ہردم نے خالی دی اور پھر کر چوبدست جو ماری سینے پر لگی گر پڑا گرکر جہنم واصل ہوا اب ہردم کے کوئی منہ نہیں چڑھتا لوگ بھاگتے پھرتے ہیں ناگاہ زاغچہ عیار ملک دودہ کا آیا قطران کو سلام کیا قطران نے کہا ہے زاغچہ میں اس خدا پرست کے ہاتھ سے نہایت تنگ آیا ہوں کسی طرح اسکو گرفتار کر اس نے کہا طبل بازگشت بجوائیے اور قلعہ کو پھر جائیے میں اسے اسیر کر لاؤنگا قطران نے طبل بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر علیحدہ ہوگئے ہردم نے چاہا تعاقب میں جائے کہ زاغچہ عیار نے صورت اپنی مہتر قران کی بنائی اور پاس ہردم کے آیا اور کہا کہ آپ دن بھر لڑ چکے ہیں اب کیوں تعاقب میں جاتے ہیں آپ فرودگاہ کو پھر چلیے آرام کیجیے پھر سمجھ لیجیے گا ہردم نے کہا ہے قران میں جبتک اسد کو نہ چھڑا لونگا نہ پھرونگا مہتر قران نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے میں اسد کو چھڑا لاونگا ہردم نے کہا میں تمھارے کہنے سے پھرتا ہوں یہ کہکر سب کو ساتھ لیکر مراجعت کی دریا کے کنارے آیا داخل بارگاہ ہوا قران نقلی بھی ساتھ تھا ہردم بردعی نے قران نقلی کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا جب ہردم سو رہا زاغچہ نے دیکھا نفیر خواب ہردم بلند ہوئی دارو بیہوشی ہردم کے دماغ میں دے کر گٹھڑی خیمے میں باندھ کر پشت پر لادا اور خیمے کی قنات چاک کرکے روانہ ہوا پھر رات رہے دروازے پر قلعے کے پہونچا آواز دی قلعہ دار نے پوچھا کون ہے زاغچہ نے کہا میں عیار دودۂ زنگی کا ہوں ہردم کو پکڑ لایا قلعہ دار نے دروازہ کھولدیا زاغچہ باغ میں آیا صبح کے وقت خدمت میں قطران زنگی کی پہونچا سلام کیا پشتارہ ہردم کا سامنے رکھ دیا قطران بہت خوش ہوا زاغچہ کو ایک توڑا اشرفیوں کا اور خلعت دیا کہا کہ اسے ہوش میں لا زاغچہ نے پہلے آہنگروں کو بلا کر غل و زنجیر میں اسیر کیا بعد اُسکے ہوش میں لایا ہردم کی جو آنکھ کھلی اپنے تئیں قید میں پایا اُٹھکر لطریق اسلام کیا قطران نے کہا ہے خدا پرست قید میں تو ہے اور پھر وہی گفتگو کرتا ہے اب میں خداوند لقا کو عرضی لکھتا ہوں جو کچھ حکم آئیگا وہ کیا جائیگا یہ کہکر ہردم کو بھی اُسی قید خانے میں بھیجدیا جہاں اسد و زرلور شاہ قید تھے چند روز گذر رہے تھے کہ نامہ اختر اخوان کا پہونچا کہ اگر کوئی خدا پرست تمھارے شہر میں آئے اُسے گرفتار کرو اور ہمیں بھی خبر دو کہ یہ دشمن خداوند لقا کے ہیں قطران نے اختر اخوان کو لکھا کہ تین خدا پرست یہاں قید ہیں اُنکے بارے میں عرضی خداوند لقا کی خدمت میں بھیجتا ہوں جو کچھ حکم ہوگا عمل میں لاؤنگا بعد اُسکے ایک عرضی لکھ کر خدمت میں لقا کی روانہ کی اور وہ مضمون سے آگاہ ہوا کہ اسد و زرلور شاہ اور ہردم بردعی دیوانہ غرو بیہ میں قید ہیں لقا نے طاؤس شاہ اپنے حبشی سے کہا کہ تو جا کر ان خدا پرستوں کو وہیں قتل کر طاؤس شاہ روانہ ہوا

دوسرے داستان جرات نشان فرہاد خان یلغمری کے بیان ہوتے ہیں

داستان گویان شیرین زبان و قصہ خوانان خوش بیان داستان رنگین نشان کو قلم فرہادی سے یوں تحریر کرتے ہیں کہ جب فرہاد خان یلغمری کا جہاز شہر سنگ پارہ میں پہونچا بیس آدمی اُسکے ساتھ تھے جہاز سے اُتر کر شہر کی طرف چلے تھے کہ سیارہ عیار کو آتے دیکھا فرہاد خان نے اُسے پہچانا اور بلا کر احوال قاسم کا پوچھا سیارہ

نے کہا کہ شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم ذیجاہ طلسم پریزادان کو فتح کرکے نخیل مابرد کی شادی مین مصروف
ہوئے اور مجکو خبر کے واسطے سرداران لشکر کی بھیجا تھا اب یہ بتاؤ کہ لشکر اسلام کہان ہی فرہاد خان نے کہا کہ
ملک سبائل فتح ہوگیا لقا سے بے بھاگ کر ملک نزرائل مین پہونچا حمزہ صاحبقران اسکے تعاقب
مین دریا کی راہ سے چلے تھے کہ طوفان آیا سب جہاز تباہ ہو گئے نہین معلوم حمزہ صاحبقران کدہر گئے
مین اسطرف نکل آیا اب تم میرے ساتھ چلو دیکھین اس شہر کی کیا کیفیت ہی اور کیسی آبادی ہی سیارہ نے پوچھا
آپکے ہمراہ فوج و لشکر نہین ہی بس مناسب یہ ہی کہ صورتین بدلکر چلیے فرہاد خان کو راے سیارہ کی پسند آئی
صورتین بدلکر داخل شہر ہوے سیر کرتے ہوے کاروانسرا مین آکر اترے سیارہ عیار پھر سیر کے واسطے نکلا
اتفاق روزگار بادشاہ یہان کا ریحان شاہ ہی اور عیار اسکا مہتر رنجور ہی وہ بھی ایک طرف سے سیر کنان
چلا آتا تھا سیارہ کو جو دیکھا وضع سے اسکی سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہی پیچھے پیچھے اسکے چلا یہان تک کہ سیارہ پھرتا ہوا
ایک نانبائی کی دکان پر آکر پوچھا اور ایک سعدیہ جیب سے نکالکر اس نان پز کو دیا کہ مین بھوکا ہون میرے واسطے
کھانا لا رنجور عیار خدمتگار کی صورت بنکر کھانا اس نانبے سے لیکر بیہوشی اسمین ملاکر خوان لگاکر سامنے سیارہ کے لایا
سیارہ نے کھانا کھایا ہاتھ دہونے اٹھا تھا کہ بیہوش ہوکر گرا رنجور عیار نے مشکین سیارہ کی باندہ لین اس
نانبز نے کہا تو کون ہی جو اسکی مشکین باندھتا ہی اسنے کہا مین مہتر رنجور عیار کوتوال اس شہر کا ہون یہ کوئی عیار
خداپرستون کا ہی مین نے اس سبب سے اسے گرفتار کیا کچھ حال اس سے خداپرستون کا دریافت کرونگا چپ
ہو رہا رنجور عیار سیارہ کو گرفتار کرکے لایا اور ستون سے باندہ کر ہوشیار کیا اور تازیانہ ہاتھ مین لیکر کہا کہ سچ بتا کہ
تیرا نام کیا ہی اور مذہب کیا رکھتا ہی سیارہ نے کہا مین تجارت پیشہ ہون دین لقا پرستی رکھتا ہون ہر چند رنجور
نے سیارہ کو ڈرایا اور دھمکایا بلکہ دو ایک تازیانے بھی لگائے مگر سیارہ نے اپنا حال نہ بتایا یہی کہے گیا کہ مین تاجر
ہون آخرکار سیارہ کو اپنے گھر مین لاکر کوٹھری مین بند کیا اور قفل دروازے مین دیکر چلا گیا سیارہ اس
کوٹھری مین بیٹھا تھا کہ کچھ عورتون کے بولنے کی آواز آئی پکارا افسوس مین غریب الوطن مسافر تھا مجکو ناحق
گرفتار کیا ہی یہ کہکر زار زار رونے لگا ریحانہ بانو دختر رنجور عیار نے جو آواز رونے کی سنی کوٹھری کے پاس آکر
پوچھا اے تو کون ہی اور کیون روتا ہی سیارہ نے کہا مین غریب الوطن ہون رنجور عیار مجھے جبراً قہراً پکڑ لایا ہی اور
قید کیا ہی ریحانہ بانو نے قفل کوٹھری کا توڑا اور دروازہ کھول کر دیکھا کہ ایک جوان صاحب وضع قطعدار لباس
سوداگری پہنے ہوے مشکین بندہی ہوئی بیٹھا ہی ریحانہ بانو دیکھتے ہی سیارہ کو عاشق ہو گئی اور سیارہ بھی اسپر
فریفتہ ہو گیا ریحانہ بانو نے سیارہ کی مشکین کھولدین اور ایک مکان مین علیحدہ لاکر بٹھایا اسباب عیش مہیا
کیا سیارہ نے اب اپنا حال مفصل بیان کیا کہ مین بیٹا ہون عمرو عیار کا اور سیارہ میرا نام ہی اگر تمہین مجھسے محبت
ہی تو مسلمان ہو اور دین اسلام قبول کرو پھر گوہر وصل حصول کرو یہ سنکر ریحانہ بانو کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی سیارہ
صیغہ عقد کا برضا و رغبت ریحانہ بانو کے ساتھ پڑھکر منعقد ہوا اور وصل سے اسکے دل شاد کیا گوہر مقصود حاصل
ہوا ریحانہ بانو حاملہ ہوئی کہ ایک دختر اس سے پیدا ہوگی ذکر اسکا انشاء اللہ اسی نامے مین کیا جائیگا۔ القصہ
سیارہ رات کو تو وہان رہا صبح کو ایک صندوقچہ اشرفیون کا رنجور عیار کے گھر سے لیکر راہی ہوا اور کاروانسرا
مین آکر فرہاد خان سے تمام حال بیان کیا فرہاد خان نے کہا خوب تمنے اپنے پدر نامدار کا طریقہ اختیار کیا نا
اور زن بدوزن تمہارے ہاتھ لگے پھر فرہاد خان شہر کی سیر کو نکلا ایک جگہ پہونچکر دیکھا ایک کمان رکھی ہی اور

لوگون کا وہان مجمع ہی فرہاد خان حال اس کمان کا پوچھنے لگا کہ مفتوح کمانکش ایک طرف سے آیا اور اس کمان
کے پاس آکر کھڑا ہوا قضاے کار رنجور عیار بھی مفتوح کمانکش کے ساتھ تھا اُسنے فرہاد خان کو دیکھکر کہا یہ
خدا پرست ہی مفتوح پکارا تو کون ہی اپنا حال بیان کر فرہاد خان نے کہا کہ آگاہ ہو مین بیٹا ہون لندھور بن
سعدان دارائے ہند کا اور فرہاد خان یکہ غربی میرا نام ہی مفتوح پکارا کہ دین لقا پرستی اختیار کر نہین تو میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا فرہاد خان نے کہا لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون لقاے بے بقا پر اور اُسکے پرستاران بیخرد پر مفتوح پکارا
کہ مار لو اسکو جانے نہ دو لوگ سب تلوارین کھینچکر دوڑے فرہاد خان بھی تلوار کھینچکر اُن پر گرا تلوار چلنے لگی مگر
فرہاد خان کا یہ عالم تھا کہ چار طرف شمشیر زنی کرتا پھرتا تھا سیکڑون کو قتل کیا کہ اظہر سرخ پوش ایک سردار تھا
اُس سے مقابلہ ہوا اظہر نے تلوار ماری فرہاد خان نے تلوار اُسکی روککے جو ہاتھ تلوار کا مارا دو ٹکڑے ہو کے گرا
منظر سرخ پوش نے دیکھا کہ بھائی میرا مارا گیا للکارتا ہوا دوڑا فرہاد خان کے سامنے آیا دو مرتبہ تلوار اُس نے
فرہاد خان کو ماری فرہاد خان نے وار اُسکا روککے کمر پر اُسکی ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے بھی دو ٹکڑے ہو سے اب
ریحان شاہ بھی خبر سنکر فوج لیکر آگیا لڑنے لگا کفار کی یورش اور زیادہ ہوئی اور فرہاد خان کے ہاتھ ایک ستون
سنگ کوہ بے ستون کے آگیا جسپر فرہاد خان نے وہ ستون مارا بنیاد ہستی اُسکی شادی بادشاہ پکارتا تھا کہ اور
ایک شخص تن تنہا تمھارے ہاتھ نہین آتا او نامردو لعنت ہی سپاہ گری اور بہادری پر اہل فوج طعن و تشنیع
سُن سُن کے ہر چند چاہتے ہین کہ فرہاد خان کو پکڑ لین مگر ممکن نہین ہی فرہاد خان ایسی ستون کی ضربین لگاتا ہی
کہ چرخ بے ستون الامان کی صدا دیتا ہی کوئی فرہاد خان یکہ غربی کے پاس نہین جاتا دور ہی سے لیا کرتے ہین فرہاد خان
بھی ہر چند چاہتا ہی کہ بادشاہ تک پہونچ جاؤن لیکن فوج کا ازدحام ہی کہ راہ نہین ملتی دن بھر لڑتے گذر گیا چار گھڑی
دن باقی تھا کہ رنجور عیار آیا اس سے ریحان شاہ نے کہا ای رنجور یہ خدا پرست ہی مجھ سے لڑتا ہی کسی طرح
ہاتھ نہین آتا اب خوف یہ ہی کہ اگر رات ہو گئی تو وہ پرے پرے ہو کر مجھے مار ڈالیگا رنجور عیار نے کہا اگر آپ فرمائین
تو مین ابھی فرہاد خان کو گرفتار کرون ریحان شاہ بولا اگر اسے گرفتار کرے تو مین تجھے دولت دنیا سے مالا مال کر دون
اُسنے کہا آپ تماشا دیکھیے پھر چار سو عیار اپنے ساتھ لیکر چلا جیسے ہی فرہاد خان کے برابر پہونچا عیارون سے کہا
کہ اسپر تم سب ملکر حلقہ ہاے کمند مارو یہ سنکر سب مستعد ہوے چار سو حلقہ ہاے کمند پھینککر فرہاد خان پر گرے اور
کمندین ماریں فرہاد خان نے جو عیارون کو دیکھا پکار کر کہا ای نامردو تم پر لعنت ہو یہ کیا مردانگی ہی کہ مجھ سے لڑ نہین
سکتے تو اب عیارون کو بھیجا ہی کہ دغا سے مجھے گرفتار کرین مگر وہان کون سنتا ہی سب حلقہ ہاے کمند مار رہے ہین
فرہاد خان حلقہ ہاے کمند قطع کر رہا ہی بلکہ دو چار عیارون کو مارا ہی مگر حلقہ ہاے کمند کے آگے کچھ بس نہ چلا آخر فرہاد خان
گرفتار ہو گیا سیکڑون کمندین جو پڑین ہاتھ پاؤن اُنکے اُون حلقون مین پھنس گئے زمین پر گرا اور دستے ہزارون آدمی ٹوٹ
پڑے حملہ کر کے پکڑ لیا اُسی وقت آہنگرون کو بلوا کر غل و زنجیر مین اسیر کیا اور سامنے ریحان شاہ کے لائے بادشاہ نے حکم دیا
کہ اسے زندانخانے مین لیجاؤ القصہ فرہاد خان کو زندانخانے مین قید کیا اور رنجور عیار نے بادشاہ سے کہا کہ مین نے
ایک عیار کو بھی اسیر کیا ہی وہ بھی خدا پرست ہی چالاک ہے بھی لاتا ہون یہ کہکر اپنے گھر مین آیا دیکھا کہ کوٹھری کھلی ہوئی ہی
پوچھا کہ مین اس کوٹھری مین ایک شخص بند کر گیا تھا کسنے اس کوٹھری کو کھولا اور اُس شخص کو کسنے رہا کیا بیٹی اُسکی بولی
یہ خطا مجھ کمبخت سے ہوئی وہ رو رہا تھا مجھکو رحم آیا مین نے اُسے رہا کر دیا لیکن وہ ایسا بدذات تھا کہ میری نگاہ بچا کے صندوق
تمھارا لیکر چلا گیا رنجور عیار اپنی بیٹی پر بہت خفا ہوا اور کہا کہ خیر جاتا ہون اُسکی تلاش مین وہ جہان ملجائیگا پکڑ لاؤنگا

یہ کہکر رنجور عیار سیارہ کی تلاش میں روانہ ہوا لیکن سیارہ نے جب دیکھا کہ فرہاد خان اپنی جہالت سے اسیر
ہوگیا اس نے شہر سے نکل کر لشکر اسلام کا راستہ لیا یہاں شہر میں اور اطراف شہر میں چہار طرف خبر مشہور تھی کہ
پسران حمزہ اور سرداران حمزہ قید ہوگئے ہیں اب اس داستان کو اسی مقام پر چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان صعوبت نشان حمزہ صاحبقران زمان کے بیان کیے جاتے ہیں

محرران فسانہ عبارات دفور رنگین و قصہ خوانان تلازمات داستان دلنشین بکدورت طبع و نارسائی ذہن و ذکا اس
داستان عالیشان کو یوں قلم برداشتہ لکھتے ہیں کہ معرکہ جنگ و جدال میں اشقر دیوزاد نے صاحبقران زمان کو بسبب
زخمداری کے بیہوش پایا معہ لشکر کفار کی درہم و برہم کرتا ہوا اطراف سے بھرتا ہوا عرصہ کارزار سے نکل آیا رات بھر
رہروی کی صبح کو قریب قلعہ بجانیہ کے لب دریا آکر پہونچا میدان سبزہ زار جو پایا چرا میں مصروف ہوا وہاں سے گیا
سبزہ زم کھاکر دریا میں پانی پیا پلٹ کر چلا تھا کہ راہ میں پہ مرگی کی صاحبقران زمان پشت زین سے بروے زمین
گرے اشقر دیوزاد اسی مقام پر چرنے لگا قضاے کار مادیان بحری دریا سے نکلی اشقر سے دیکھ کر دوڑا مادیان پھر
دریا میں چلی گئی اشقر بھی تعاقب کرتا دریا میں در آیا وہیں مادیان بحری سے اشقر دیوزاد سے جفتی کھائی چنانچہ
گرہ بن اشقر اسی سے پیدا ہوتا ہی القصہ اشقر دیوزاد تمام دیاں برپا ہوکر دریا میں پہونچا اور وہیں تھا یہاں
صاحبقران بیہوش پڑے ہوئے تھے کہ دونوں بیٹے اخوان شاہ کے جمعین اور نجم بن اختر شکار کے واسطے نکلے تھے
شکار کھیلتے ہوئے وہاں پہونچے کہ جہاں صاحبقران بیہوش پڑے ہوئے تھے ان دونوں نے دیکھا کہ ایک شخص نہایت
حسین خوبصورت جمال بیمثال کی جلوہ گری مثل آفتاب درخشاں کے ہی تمام میدان سبزہ زار روشن ہی عالم زخمداری میں
بیہوش پڑا ہوا ہی ان پسران اخوان نے اپنے سب آدمیوں سے کہا کہ اس شخص کو اٹھالاؤ نہیں معلوم یہ کون ہی
اور کہاں اس سے تلوار چلی ہی کہ لڑ بھڑ کر زخمی ہوا جب یہ ہوش میں آئیگا تو حال اس سے معلوم ہو جائیگا القصہ غلام
بادشاہ صاحبقران کو قلعے میں اٹھا کر لائے اخوان شاہ نے جو صاحبقران کو دیکھا کہا اسکے زخموں میں ٹانکے لگاؤ
اسیوقت جراح کو بلوا کر زخموں میں ٹانکے دلوائے علاج ہونے لگا تیسرے دن صاحبقران کی آنکھ کھلی اپنے تئیں ایک
مکان عالیشان میں پایا اور کچھ لوگ اجنبی نظر آئے پوچھا تم لوگ کون ہو اور مجھے یہاں کون لایا ہی لوگوں نے کہا آپ کنارے
دریا کے زخمی پڑے ہوئے تھے بیٹے بادشاہ کے آپکو یہاں اٹھا لائے ہیں نے آپکے زخموں کا علاج کروایا ہی اب آپ اپنی
کیفیت بیان کیجیے کہ ایسی کہاں تلوار چلی تھی آپ زخمی کس کے ہاتھ سے ہوے تھے صاحبقران نے بیان کیا کہ لہماس
بن عنقوطل دیو بہرور سے تلوار چلی تھی میں نے اسے زخمی کیا اس نے مجھے زخمی کیا پھر مجھے خبر نہیں ہی کہ مرکب میرا مجھے
لیکر کب عرصہ کارزار سے نکل آیا چند باتیں صاحبقران نے کی تھیں کہ پھر بیہوش ہوگئے یہ خبر اخوان شاہ کو ہوئی اسنے
کہا مجھے معلوم ہوتا ہی یہ خدا پرست ہی ہاتھ میں اسکے مہری انگوٹھی مہر ہوگی وہ انگوٹھی اسکے ہاتھ سے اتار کر کسی کاغذ پر
چھاپ کر نام دریافت کرو لوگوں نے جو انگوٹھی اتار کر کاغذ پر چھاپی تو معلوم ہوا کہ یہ حمزہ صاحبقران ہی اخوان شاہ کو
خبر پہونچی اخوان شاہ نے بد اندیش وزیر سے کہا کہ اب اسوقت تو کیا صلاح دیتا ہی اسنے عرض کیا کہ یہ دشمن ہی خداوند
لقا اسکے ہاتھ سے تنگ ہو کر فیطول خدائی کے بھیس بدل کر چلے آئے ہیں جلد اسے قتل کیجیے اخوان شاہ نے حکم دیا کہ میدان قتل
تیار ہو کل صبح کو یہ قتل کیا جائیگا وزیر بد اندیش نے تمام شہر میں ڈھنڈورا پھروا دیا کہ کل صبح کو حمزہ صاحبقران قتل
کیے جائینگے جسکا جی چاہے تماشا دیکھنے آئے الغرض میدان خونی تیار ہوا صبح کو ارہ کش تسمہ کش جلاد بیرحم چشم زحل ہیئت
آکر جمع ہوئے سولیاں کھڑی ہوگئیں ادھر اخوان شاہ جو شب کو سویا عالم خواب میں ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں

ای اختران شاہ کیون دام ضلالت مین گرفتار ہی لقاے روسیاہ کی پرستش چھوڑ دین اسلام قبول کرکے کلمہ طیبہ
پاک وطاہر ہو جا اور طریقے دین اسلام کے حمزہ صاحبقران سے سیکھ لے نہین تو بعد مرگ جہنم مین جائیگا یہ کہکر
اُن بزرگوار نے تمام کیفیت عذاب دوزخ کی اور فضا بہشت عنبر سرشت کی دکھائی اختران شاہ عذاب سقر دیکھکر
ایسا ڈرا کہ تمام بدن کا پانی عرق عرق ہو گیا تمام بستر خواب پسینے مین تر بتر ہو گیا گھبرا کر آنکھ کھل گئی بیدار ہو کر اُٹھ
بیٹھا بداندیش وزیر کو اسیوقت بلوایا حال خواب کا بیان کیا اور کہا کہ مین نے لقاے بے بقا پر لعنت کی اور خدا
پرستی اختیار کی بداندیش نے کہا کہ یہ خواب آپکا شیطانی ہی اختران شاہ نے ایک طمانچہ بداندیش کو مارا اور
کہا او کافر کیا بکتا ہی اور حمزہ صاحبقران کے پاس چلا چلے ایک چوبدار کو بھیجا کہ بہرام وابرہا کو زندانخانے سے
لے آؤ اور آپ صاحبقران کے قدمون پر آکر گرا اور بصدق دل اسلام اختیار کیا صاحبقران نے قید اپنی توڑ ڈالی
اور ساتھ اختران شاہ کے بارگاہ مین آئے ادہر سے لوگ بہرام وابرہا کو لائے بہرام وابرہا نے قدمبوسی صاحبقران
کی حاصل کی اُسطرف بداندیش وزیر بھاگ کر جمعین وبجم بن اختر پاس گیا اور اُنسے کہا کہ اختران شاہ تو بہکانے
سے شیطان کے مسلمان ہو گیا حمزہ کو قید سے رہا کر دیا اب اگر تم اپنے بزرگون کے دین پر قائم رہو تو جلد جمع ہو اور
اختران شاہ کو مارو اور سرکات کے خدمت لقا مین لیجاو تمام دنیا سے مرتبہ پیغمبری کا ملیگا یہ دونون بدکیش اپنے
وزیر بداندیش افسران فوج کو شریک کرکے بارادۂ جنگ آئے اور ایوان بادشاہی کو چارطرف سے گھیر لیا خبر اختران شاہ
کو ہوئی کہ بداندیش وزیر پسران اختر کو ساتھ لیکے بقصد جنگ وجدال آیا ہی اختران شاہ یہ سنکر بدحواس ہو گیا
صاحبقران نے فرمایا ای اختران شاہ تو کیون اسقدر پراگندہ خاطر ہی نگہبان دین بہرام بولا ای اختران شاہ
صاحبقران کے دو سوار جرار کے لشکر سے تمہارے لئے بس ہین یہ چالیس پچاس ہزار فوج کی کیا حقیقت ہی القصہ حمزہ صاحبقران
زمان با اقبال وجاہ وجلال و بہرام گرد بن خاقان چین اور ابرہا سے دیو چنگال ایوان بادشاہی سے باہر نکلے اور
تلوارین علم کرکے کفار پر جا پڑے کفار بھی مستعد کارزار ہوئے تلوار چلنے لگی قیامت برپا ہوئی شور دار وگیر بلند ہوا جسطرف
وہ خیرہ سر بڑھ بڑھ کر آگے تھے کہ یہ تین آدمی ہین انکو نہ سمجھنا اب جو ترش تیغ آبدار دیکھی ہوش اُڑ گئے حواس جاتے رہے ہاتھ
پاؤن جیسے ساری فتنہ انگیزی بھولے غرضکہ ان تینون یکہ تازان عرصۂ شجاعت نے ہزارون کفار کو قتل کرکے کشتون
کے ڈھیر لگا دیے باقیماندہ پسپا ہوتے چلے جاتے تھے اور تعاقب مین صاحبقران و بہرام وابرہا تلوارین مارتے
تھے آخرکار بھاگتے بھاگتے قریب دروازہ شہر کے پہونچے اور حمزہ صاحبقران تعاقب کنان لڑتے آئے دشمنے اپنی
حمزہ کے بہرام وابرہا پشت با اختران شاہ تھے اب ان شجاعان روزگار اور مردان عرصۂ کارزار کو تو یہین سرگرم تیغ زنی
رکھیے داستان شوکت نشان شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کے بیان ہوتے ہین
عندلیبان آشیانۂ شاخ نہال گلشن قصہ نوائی و ہمصفیران بہار گلستان خوش بیانی گلہائے داستان رنگین نزاکت
بادائے معشوقانہ و بہ لہجۂ عاشقانہ یون تحریر کرتے ہین کہ شہزادۂ بدیع الزمان عالیشان شہر سیقولیہ مین قید
زندانے کار ملکہ طور بانو دختر سیقول شاہ نے اپنے بام قصر سے جمال جمیل شہزادۂ خوشخصال دیکھا کہ اس
قیدخانے سے قصر ملکہ طور بانو ملحق تھا فوراً عاشق ہوئی اور نگہبان زندان کو مٹھائی بیہوشی آلودہ کرکے بھیجی وہ سب
نگہبان بیحیا مٹھائی کھا کر بیہوش ہوئے ملکہ طور بانو شہزادۂ بدیع الزمان کو قید سے چھڑا کر لیگئی شہزادہ بدیع الزمان
پہلے طور بانو کو دائرہ اسلام مین لائے اور طلبیۂ عقد پڑھ کر ملکہ کو منعقد کیا اور ہمبستر ہوئے اور گوہر مقصود سے دامن
امید صدف بھرا ملکہ طور بانو حاملہ ہوئی چنانچہ تو ریخ او بہ ست اسی سے پیدا ہوا ہی الغرض وہ شبانہ روز ملکہ طور بانو

کے ساتھ بدیع الزمان عیش و عشرت مین معروف رہے تیسرے دن ملکہ سے کہا کہ اب مین جا کر سیقول شاہ کو مسلمان
کرتا ہون ملکہ نے کہا ابھی کیا جلدی ہی اچھا چلے جایئے گا آپکو اختیار ہے بدیع الزمان چپ ہو رہے شب کو ملکہ
طلور بانو نے کھانے مین بیہوشی دے کر بدیع الزمان کو بیہوش کیا اور گھوڑے پر ڈالکر دوسرے گھوڑے پر آپ سوار
ہوکر رات کے وقت طرف صحرا کے نکل گئی تین چار کوس شہر سے نکل کر پہونچی ہوگی کہ ایک بہت تیز و تند ہوا چلی
بدیع الزمان کو گھوڑا لیکر ایک سمت کو دوڑی ہوا ملکہ طلور بانو بدیع الزمان سے جدا ہوگئی غرض رات بھر گھوڑا
چلا قریب صبح صحرا مین ایک مقام پر ٹھہر گیا اب بدیع الزمان کو بھی ہوش آیا اپنے تئین ایک صحرا مین پایا حیران
ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہوا ناچار ایک طرف کو روانہ ہوئے پہر دن باقی تھا کہ شہر تخانہ مین پہونچے وہان ایک ہنگامہ
کارزار دیکھا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ حمزہ صاحبقران سرگرم معرکہ کارزار ہین بیک نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان
منم آن پہلوان رستم شکوہ + بدیع الزمان شاہ انجم گروہ + اور تلوار کھینچ کفار پر آپڑے شمشیر زنی کرتے ہوئے اور وجوہ
صف شکنی دکھاتے ہوئے برابر نجم کے پہونچے نجم نے تلوار ماری شہزادے نے اسکا وار رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا کہ
چار ٹکڑے ہوکر گرا ادھر جمعین سے اور ابرہا سے سامنا ہوگیا جمعین نے تلوار ماری ابرہا نے جو دست پر تلوار اسکی
روک کر جو دست کا وار کیا مع مرکب جہنم واصل ہوا بداندیش نے جو دیکھا کہ دونون بیٹے اختران شاہ کے قتل ہوئے
بھاگا اختران شاہ للکارا کہ یہ نمکحرام وزیر نہ جانے پائے بہرام نے بہت تعاقب کیا بداندیش برج قلعہ پر چڑھ گیا
بہرام تعاقب مین بداندیش کے برج پر آیا بداندیش وزیر برج سے کود پڑا زمین پر سے نعل گرا سر ٹوٹ گیا گردن
پشت کیطرف پھر گئی تڑپ کر مر گیا بیٹا بداندیش کا کہ نام اسکا بداختر تھا بھاگ کر شہر اختر پیرہن پہونچا خورشید [illegible]
سے تمام حال بیان کیا ضیغم خون آشام نے کہا کہ جلد مین ان خدا پرستون کو قتل کرونگا یہ کہکر لشکر لیکر روانہ ہوا
یہان بعد قتل ہوجانے جمعین اور نجم و نیزہ کے تمام سرداران سیاہ دست بستہ سامنے صاحبقران کے حاضر ہوئے
اور عذر خواہی کی اختران شاہ نے کہا کہ ہم اس وزیر بداندیش نمکحرام کے بہکانے سے بہکے پھر گئے اور
جنگ و جدال کی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب تقصیر ہماری معاف کی الغرض تمام فوج اختران شاہ کی مسلمان ہوئی
اور شہر اسلام آباد ہوا بتخانے توڑے گئے مسجدون کی بنا قائم ہوئی صدائے اذان چار طرف سے آنے لگی دو دن کے بعد
ہرکارون نے خبر دی کہ ضیغم خون آشام لشکر لیکر آیا ہے امیر با توقیر نے فرمایا کچھ پروا کی بات نہین خدا ہمارا حامی و مددگار
ہے یہ کہکر چالیس ہزار سوار جرار ساتھ لیکر قلعہ سے باہر آئے مقابل مین لشکر کفار کے خیمے استادہ ہوئے ضیغم خون آشام
نے طبل جنگ بجوایا ادھر بھی کوس حربی نوازش مین آیا صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوئے نقیب و چاوش
کرکے چلے گئے ضیغم خون آشام اپنے گھوڑے کو اڑا کر میدان مین آمادہ از طلب کیا شہزادہ بدیع الزمان صاحبقران
سے اجازت لیکر اسکے مقابلے کو نکلے بعد نگاور زلی اور مشق کے نیزہ بازی ہوئی شہزادہ بدیع الزمان نے نیزہ ضیغم
خون آشام کا ہوائی کیا ضیغم خون آشام نے تلوار کا وار کیا شہزادے نے وار اسکا رد کرکے ہاتھ تیغ آبدار کا مارا
ضیغم خون آشام کی سپر کو توڑ کے سر پر تیغہ پڑا تا دوابرو اتر گیا ضیغم خون آشام نے سر اپنا پیچھے کھینچ لیا تیغ سر سے
نکل کر گھوڑے کی گردن پر پڑا سر گھوڑے کا قلم ہوا ضیغم خون آشام بے مرکب گرا فوج کفار دوڑ پڑی شہزادہ بدیع الزمان
پر آپڑے صاحبقران بھی لگ شاہزادہ پہونچے بہرام و ابرہا بھی تلوارین پکڑ کر کفار پر گرے اختران شاہ بھی
مع چالیس ہزار سوار جنگی کے کوچ ضیغم خون آشام سے لڑنے لگا وہ تلوار چلی کہ پناہ بذات خدا بدیع الزمان اور حمزہ
صاحبقران اور بہرام و ابرہا نے وہ شمشیر زنی کرکے فوج کفار کو قتل کیا کہ فوج تاب جنگ نہ لا سکی اور ضیغم خون آشام کو

زخمی اُٹھا کر بے تحاشا بھاگی حمزہ صاحبقران بھی تعاقب مین آئے پر اگر بھی اُسکو ٹھہرنے نہ دیا یہان بھی کشت و خون ہوا کفار
وہان سے بھاگے تمام مال و اسباب کفار کا اہل اسلام نے لوٹ لیا نقارۂ فتح بجنے لگا بارگاہ صاحبقرانی بھی مقام پر
برپا ہوئی ضیغم خون آشام کو جو گرز ریگ بھاگے دو منزل پر جاکے ٹھہرے ڈیرا ڈالا خیمے استادہ کیے ضیغم خون آشام
کے زخم مین ٹانکے دیے جسوقت اُسے ہوش آیا ایک عرضی لقا کو اس مضمون کی لکھی کہ یہ آپکے بندے نے کیسی تقدیر کی تھی
کہ مین یہان آکر حمزہ کے ہاتھ سے زخمی ہوکر ذلیل و خوار ہوا کسی اور سردار زبردست کو میری مدد کے واسطے بدولت
بھیجیے وہ آکر حمزہ کو سزا دے الغرض جب وہ عرضی لقا سے بے لقا کے پاس پہونچی اور لقا عرضی پڑھکر مضمون عرضی
سے آگاہ ہوا قہرمان دیو نژاد اور قہار زرین کلاہ کو دو لاکھ سوار سے روانہ کیا اس اثنا مین خبر لقا کو ہوئی
کہ طہماس نے غسل صحت کیا لقا نے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے آواز طبل شادمانی کی بلند ہوئی بادشاہ اسلام
نے عمرو سے کہا کہ خواجہ خبر تو لاؤ کہ یہ کیسا طبل شادمانی لشکر کفار مین بجا ہے عمرو صورت اپنی بدل کر داخل لشکر کفار ہو
لوگون سے ملکر حال دریافت کیا کہ طہماس نے آج غسل صحت کیا ہے عمرو ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ مین داخل
ہوا دیکھا کہ طہماس بیٹھا ہوا ہے جشن کا کھڑا ہو کر باتین سنتا کیا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ملک فرنگ شہ سے
عیار ملاک بن ملکوت شاہ کا عرضی لیکر آیا ہے لقا نے کہا بلاؤ جب وہ عیار سامنے آیا لقا کو سلام کیا عرضی گذرانی
لقا نے عرضی کو پڑھوایا اُسمین یہ لکھا تھا کہ بھائی میرا خدا پرستون کے لشکر مین مسلمان ہوگیا ہے اگر وہ ہاتھ آئے
تو اُسے گرفتار کرکے میرے پاس بھیجدیجیے گا لقا نے اُس عیار کو خلعت دیکر رخصت کیا بعد لحظہ بھر کے اور ایک
عیار نامہ لیکر آیا اور ہاتھ مین لقا کے دیا لقا نے پڑھکر وہ نامہ بختیارک کے حوالے کیا بختیارک نے پڑھا اور اُسکا
نامے کو پھاڑکر گولی بنا کر نگل گیا اور لقا سے کچھ کان مین کہا وہ بولا مین نے بھی یہی تقدیر کی ہے بختیارک نے
عیار کے کان مین کچھ کہا وہ عیار اُسیوقت روانہ ہوگیا عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ خدا جانے یہ عیار کسکا تھا اور کیا خبر
لایا تھا کہ بختیارک نے ایسا چھپایا کہ نوشتہ کو پھاڑ کر گولی بنا کر نگل گیا خیر سمجھا جائیگا اب تو اس عیار کو گرفتار کرکے
حال دریافت کرے یہ سوچکر تعاقب مین عیار کے روانہ ہوا جبتک وہ عیار درمیان لشکر کفار کے چلا کیا معلوم
کرتا رہا جسوقت لشکر سے نکل کے صحرا مین پہونچا پھر نہ معلوم ہوا کہ زمین اُس عیار کو نگل گئی یا وہ آسمان پر اُڑگیا
ہر چند عمرو نے تلاش کیا کہین پتا نہ لگا حیران و پریشان خدمت مین بادشاہ اسلام کی آیا تمام حال بیان کیا
بادشاہ اسلام نے کہا اے خواجہ اسکا تو حال دریافت کرنا واجبات سے ہے پھر بادشاہ اسلام نے عمرو کو دو ہزار
روپیے دیے عمرو پھر لشکر کفار کیطرف بدلے عیاری کے لگا کر روانہ ہوا دل مین اپنے یہ تجویز کرتا تھا کہ بختیارک
کو پکڑ کر اُس سے یہ حال دریافت کیجیے یہان بختیارک بارگاہ لقا مین بیٹھا تھا کہ رگ نامرد بختیاری حرکت مین
آئی حیران ہوا کہ یہ رگ بے وقت کیون حرکت کرتی ہے کیا پیر و مرشد خواجہ عمرو میرے پاس آتے ہین بس عمرو کا نام
لیکر جو ہاتھ رگ پر رکھا وہ رگ تھم گئی بختیارک نہایت پریشان ہوا دلمین اپنے کہا کہ یہان اگر تو بیٹھا رہیگا تو پکڑا جائیگا
عمرو کو آتے ہوئے کوئی نہ روک سکیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ چلکر اپنے خیمے مین بند و بست کرکے بیٹھ رہو اُسیوقت
دربار سے اُٹھ کر چلا آیا اور خیمے مین آکر اپنے لوگون سے کہا کہ کوئی غیر شخص میرے پاس نہ آنے پائے اور اگر یہان آئے
تو فوراً پکڑ لینا الغرض بند و بست کرکے خیمے مین بیٹھا مگر از حد پریشان تھا بیٹھے بیٹھے خیال مین گذرا کہ بختیارک
مرشد کامل وہ بلا ہے کہ جہان کسی کے روکے نہ رُکینگے ہر صورت خیمے مین چلے آئینگے بس پلنگ پر ایک
تکیہ کو دو شالا اُڑھا کر لٹا دیا اور خیمے کی قنات چاک کرکے نکل گیا آتے آتے جنگل مین آپہونچا وہان ایک طرف

اسکی آشنا تھی اُسکے گھر مین بے تحاشا گھس آیا اور چراغ بجھا دیا وہ طوائف سمجھی کہ کوئی چور آیا ہی چور چور کہکے غل مچانے
لگی یہ دیکھکر بختیارک اور بھی گھبرایا دلمین کہا کہ لو اب چور بنکر پٹے جلدی سے بختیارک اُس رنڈی کے پاس
آیا چونکہ اندھیرا تھا اُس طوائف نے نہ پہچانا وہ اوہی اوہی کرکے بھاگی اور ڈر کے مارے پلنگ پر اوندھی ہو کر
گر پڑی بختیارک جلدی سے پلنگ پر آیا اور اُس طوائف کا ہاتھ پکڑ کر کہا ای جان جہان ڈرو نہین مین تمھارا
قدیم آشنا ہون اُس طوائف نے بڑے ہی چڑے کہا ارے موئے کاٹے تجھ آشنا کو خدا غارت کرے چوری کرنے آیا ہی
اور آشنا بتاتا ہی بختیارک نے ہنسکر کہا بی بی جان وہ شخص ملک بختیارک شیطان درگاہ خدا وند لقا ہی
باخبر ہی کیا تم پہچانتی نہین ہو یہ سنکر اُس طوائف کی جان مین جان آئی اور اُٹھ بیٹھی ایک دو تھپڑ بختیارک
کے مارے اور کہا کہ او شیطان مرے موئے کالے تو نے اسوقت مجھے بے موت مارا تھا یہ آج کیا تجھ پر بنی تھی جو تو نے
چوروں کی طرح سے آتے ہی چراغ بجھا دیا اور مجھکو پریشان کیا کیا برا حال ایسا بد حواس ہی بختیارک نے کہا کہ عمرو
میری تلاش مین آتا ہوگا مین اپنی جان بچا کر یہان بھاگ کر آیا ہون وہ طوائف یہ سنکر چپ ہو رہی بختیارک بھی
سناٹے مین بیٹھ رہا ادھر خواجہ عمرو کا حال سنئے عمرو نے پہلے تو بختیارک کو بارگاہ لقا مین آکر ڈھونڈھا وہان نہ
پایا خیمے مین اُسکے آیا دیکھا آج یہان خوب بندوبست ہی بس ایک سپاہی کی صورت بنکر پہرے والون مین
ملکر اور ان سب کی نگاہ بچا کر اندر خیمے کے آیا دیکھا کہ کوئی پلنگ پر سو رہا ہی دلمین اپنے عمرو نے کہا کہ تو ادھر
اُدھر جستجو مین بختیارک کی پھر رہا ہی یہ بیچارا یہان چین سے سوتا ہی عمرو نے ایک لات مار کر کہا اُٹھ او مردک تکیہ
دوشالے مین لپٹ کر پلنگ کے نیچے گر پڑا عمرو سمجھا کہ بختیارک نے مجھسے عیاری کی کہین اور چھپا ہی تلاش کرنا چاہیے
چار طرف خیمے مین ڈھونڈھنے لگا دیکھا کہ قنات ایک طرف سے چاک ہی اسی راہ سے عمرو بھی خیمے سے باہر نکلا اور
فتیلہ روشن کیا نشان قدم کا دیکھتا چلا آتے آتے چکلے مین پہونچا بختیارک کے نشان قدم نے اُسی طوائف کا پتا
دیا جہان بختیارک چھپا بیٹھا تھا عمرو دروازے پر اُس طوائف کے پہونچکر چپکا کھڑا ہو رہا جاسوسی لینے لگا قضارا
اُس طوائف نے پوچھا ارے منحوس تجھے کیونکر معلوم ہو گیا کہ عمرو تیرے پکڑنے کو آتا ہی بختیارک نے جھنجھلا کر کہا قطامہ
چپکی نہین بیٹھی رہتی کیا عمرو سے دھروائے گی ایسا نہو کہ عمرو میری آواز سنکر پہچان لے اور گھر مین گھس کر پکڑ لیجائے
اسوقت تو مجھسے کچھ نہ پوچھ پھر کسی وقت تجھسے حال بیان کر دونگا بختیارک نے جو اتنی بات اُس طوائف سے چپکے سے
کی عمرو نے آواز پہچانی کہ یہ بختیارک بولتا ہی عمرو نے صدائے مستعلیق سے پکارا کہ ملک جی صاحب ذرا تکلیف ہوگی
باہر تشریف لائیے کچھ مجھکو عرض کرنا ہی نہایت کار ضروری کا سامنا ہی بختیارک نے جو یہ صدا سنی عمرو کی آواز پہچانی
پیشاب خطا ہو گیا سناٹا سا آگیا دل دھڑکنے لگا قریب تھا کہ دم نکل جائے اُس طوائف سے کہا کیون ای لگائی اتنی
سی بات کر کے تو نے مجھے پکڑوا دیا جو آج عمرو مجھسے بہ سختی پیش آیا تو تجھکو کل مار ڈالونگا یہ کہکر ناچار و مجبور کانپتا ہوا
باہر گھر کے نکلا عمرو کو جھک کر سلام کیا عمرو وہان سے بختیارک کو ساتھ لیکر چلا اور صحرا مین پہونچکر حلقے کمند کے مار کر
بختیارک کو گرفتار کیا اور مشکین باندھ کر ایک درخت سے جکڑ دیا اور پاؤن سے جوتا اُتار کر مارنا شروع کیا
بختیارک جب کئی جوتے کھا چکا گڑگڑا کر کہنے لگا پیر و مرشد غلام کی کیا خطا ہی حضور غلام کو کیون ایسی سخت
سزا دیتے ہین عمرو نے کہا او مردود آج مین تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا بختیارک بولا کچھ ارشاد تو کیجیے کسی طرح
بھی جان بچیگی یا نہین عمرو نے کہا ہان ایک طرح سے تیری جان بچ جائیگی ایک بات مین تجھسے پوچھتا ہون
اگر تو نے بتا دی تو خیر ہی ورنہ تجھکو زندہ نہ رکھونگا بختیارک سمجھ گیا کہ عمرو اسی عیار کا حال پوچھیگا ای بختیارک

تو اگر اس حال کو پوشیدہ کرتا ہے تو عمرو تجھے مار ڈالیگا اگر تو مر گیا اور لقا متجاب ہوا تو تجھکو کیا اور اگر لقا
قتل کیا گیا تو از صدقہ یا پوش میں دوسرا لقا اور پیدا کر لونگا یہ سوچ کر عمرو کو جواب دیا کہ پیر و مرشد آپ
پوچھیے جو راست راست ہوگا وہ عرض کر دونگا میں نے کبھی کوئی بات چھپائی ہے جو آپ سے پوشیدہ کرونگا عمرو
نے کہا ملک جی فلاں روز وہ عیار کہاں سے آیا تھا اور وہ نامہ کسکا لایا تھا اور نامہ میں کیا مضمون تھا سچ
سچ بتاؤ اور اگر جھوٹ بیان کیا تو مارے جوتوں کے فرش زمین کر دونگا بختیارک نے کہا کہ آپ اتنی سی بات
کے واسطے مجھے مارے ڈالتے ہیں اب آپ بغور ملاحظہ فرمائیے سنیے لقا نے ایک نامہ مالک بن زردہشت
جادو کے پاس عظلی آباد کو بھیجا تھا اور مدد طلب کی تھی وہاں سے زردوان جادو بھائی مالک بن
زردہشت کا اور ملکہ جادو بیٹی مالک زردہشت کی تیس ہزار جادوگروں سے آئی ہے وہ عیار اسی
مضمون کی عرضی دینے آیا تھا کہ مدد کو آئی زردوان جادو اور ملکہ جادو آتی ہیں عمرو نے پوچھا کہ
لقا نے کیا لکھا بھیجا بختیارک نے کہا کہ لقا نے لکھا بھیجا یہاں طلمات اہل اسلام سے لڑ رہا ہے تم حمزہ کو ڈھونڈھ کر
کام تمام کردو کسواسطے کہ حمزہ یہاں سے زخمی ہوکر کسی طرف کو نکل گئے ہیں وہ عیار یہ پیغام لقا کا لیکر چلا گیا
عمرو نے کہا خیر معلوم ہوا اور بختیارک کو درخت سے کھولکر چھوڑ دیا اور چست و خیز کرکے وہاں سے راہی ہوا
بختیارک صبح ہوتے لقا کے پاس پہونچا اور تمام حال بیان کیا لقا نے کہا او بے حیا یہ تو نے کیا غضب کیا
ہمارا پوشیدہ راز عمرو سے کہدیا بختیارک نے کہا میری جان پر بنی ہوئی تھی اگر نہ کہتا تو مارا جاتا لقا مارے
پیچ کھا کر رہ گیا یہاں صبح کو عمرو خدمت میں بادشاہ اسلام کی آیا تمام حقیقت بیان کی بادشاہ اسلام نے فرمایا
اے خواجہ جلد جاکر صاحبقران کو تلاش کرکے اس امر سے آگاہ کرو اور پانچ ہزار روپیے منگوا کر عمرو کو
دیے عمرو اسی وقت روپیہ لیکر تلاش میں حمزہ صاحبقران زماں کی روانہ ہوا ہر ایک سے پوچھتا ہوا
چلا جاتا تھا مگر کہیں سراغ نہ پاتا تھا دوسرے دن ایک لشکر کمال زرق برق دکھائی دیا قریب جاکر دیکھا
تو وہ لشکر جادوگروں کا تھا عمرو ایک کلاونت کی صورت بنکر داخل لشکر ہوا اور ایک مقام پر بیٹھکر بانسری
بجانا شروع کیا اور تانیں لگا کر گانے لگا لوگ آس پاس آکر کھڑے ہوئے اور گانا سنکر روپیہ پیسا دینے
لگے یہ خبر زردوان جادو اور ملکہ جادو کو ہوئی کہ ایک کلاونت نہایت خوش آواز یہاں وارد ہوا ہے
گانے بجانے میں اپنا مثل نہیں رکھتا ہے ملکہ جادو تو علم موسیقی کی عاشق ہے حکم کیا کہ اس کلاونت
کو ہمارے پاس لاؤ چوبدار گیا اور عمرو سے کہا کہ اے کلاونت میرے ساتھ چل تجھے شاہ جادوان نے
یاد کیا ہے عمرو اس چوبدار کے ساتھ وہاں آیا دیکھا کہ ایک نازنین مہر تمکین مسند ناز و ادا پر بیٹھی ہے چہرہ
مانند ماہ تاباں کے درخشاں ہے اور سر سے پاؤں تک غرق دریائے جواہر ہے اس پری رو کو دیکھتے ہی عمرو
کی یہ حالت ہوئی کہ ایک دل سے ہزار دل کا عاشق ہوکر خود رفتہ ہو گیا ہوش و حواس بجا نہ رہے دل میں کہا کہ
عمرو اگر یہ ماہ وش اپنی خدمت میں رکھے تو تمام عمر اس سے جدا نہ ہوں پھر دیکھا کہ ایک جادوگر سیاہ فام
زشت رو کریہ منظر اسکے پاس بیٹھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ قمر برج عقرب میں آگیا ہے حیران ہوا کہ یہ کون ہے اس
اثنا میں ملکہ جادو پکاری اے کلاونت تیرا نام کیا ہے عمرو نے کہا کہ نام میرا شیدا ہے ملکہ نے کہا اچھا کچھ
گا بجا عمرو نے سازندوں سے خطاب کیا کہ تم میرا ساتھ دو تو میں کچھ گاؤں بجاؤں سازندوں نے
ساز ملائے عمرو نے رباب نکالکر بجانا شروع کیا اور تانیں لگا کر گانے لگا ایسا گایا بجایا کہ تمام محفل بیہوش

مدہوش ہوگئی اور انعام واکرام ملنے لگا بعد اسکے عمرو نے بانسری کمر سے نکالکر ساز ن تغلیان انکی درست
کرکے کہا ای ملکہ عالم ذرا اسے بھی حضور سنیں ساز تو ملے ہوے تھے عمرو نے بانسری بجانا شروع کی ایسا عمرو
لہک لہک کے گایا کہ تمام صحبت محو تھی اور ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے احسنت و مرحبا کی صدا
بلند تھی روپے اشرفی جواہر عمرو کو مل رہا تھا لیکن عمرو بھی جان توڑ توڑ کر گا بجا رہا تھا کہ شاید یہ نازنین میری
صورت ہی پر عاشق ہو جاے اور صورت تو تیری جیسی ہی بہت خوب ہی القصہ جب عمرو گا چکا اور سب ہوش میں
آئے زردوان جادو نے ملکہ جادو سے کہا ای فرزند میں نے سنا ہی کہ عمرو عیار بلاے بے درمان آفت جہان
ہر گشتہ ساحران مشہور ہی اور آسنے اسی فن موسیقی میں ہزاروں کو فریب دیکر مارا ہی مجکو معلوم ہوتا ہی کہ یہ
عمرو عیار ہی ملکہ جادو اسکے گانے بجانے پر فریفتہ ہو چکی تھی منظور تھا کہ یہ میرے پاس سے نہ جاے جواب
دیا کہ ہم جانیں میں اسکو قید کرکے اپنے پاس رکھونگی اور یہ کہکر ایک اسم پڑھکر دم کیا کہ پاؤں عمرو کے زمین
نے پکڑ لیے عمرو پکارا ای ملکہ عالم سبحان اللہ کیا خوب انعام آپ نے دیا کہ مجکو گرفتار کرلیا زردوان جادو
پکارا کہ تو بیشک عمرو عیار ہی عمرو نے کہا واہ واہ خوب آپ پہچانتے ہیں بھلا میں کہاں اور عمرو عیار کہاں یہ گمان
آپکا سراسر غلط ہی ملکہ جادو پکاری میں تجھے چھوڑونگی نہیں عمرو تو یہ چاہتا ہی تھا کہ کوئی ایسی شکل نکلے کہ میں اسکے
پاس رہوں دم بھر جدا نہ ہوں ورنہ عمرو تو ایسا چالاک ہی کہ جیسے زردوان جادو نے اسے پہچانا تھا صاف
جست وخیز کرکے نکل جاتا اور کسی کے ہاتھ نہ آتا الغرض ملکہ جادو نے عمرو کو پکڑکر قفس طلائی منگواکر بند کیا اور
ہر وقت اپنے سامنے رکھتی تھی ایک دن عمرو نے عالم تنہائی میں کہا کہ ای ملکہ جادو حقیقت میں میں عمرو ہوں
اور تمہارے قفس محبت میں گرفتار ہوں اب تم چاہو مجھے قتل کرو چاہو رہا کردو اور اگر تم پر عاشق نہ ہوگیا ہوتا
تو کیا مجال تھی کسی کی جو مجھے پکڑ لیتا لقب میرا سر برندہ جادوگران ہی میں نے ہزاروں جادوگروں کو مارڈالا
ہی شہر کے شہر جادوگروں کے خاک میں ملا دیے ہیں ملکہ جادو نے کہا او عمرو عیار خبردار میری محبت کا کلمہ
پھر زبان سے نہ نکالنا نہیں تو میں تجکو قتل کرونگی عمرو چپ ہو رہا پھر نہ کچھ منہ سے کہا القصہ زردوان
جادو خبر صاحبقران کی دریافت کرکے شہر نجمانیہ کی طرف روانہ ہوا۔

دو کلمے داستان اشقر دیوزاد کے بیان سے کیے جاتے ہیں

تیز دوان اشہب فلک سیر مضامین وعنان گستان سمند بادیہ پیماے عبارت رنگین کمیت قلم برق دم کو میدان
صفحۂ قرطاس پر یوں کاوہ زن کرتے ہیں کہ جب اشقر دیوزاد مادیان بحری سے جفت ہوا اور مستی اوسکی
دور ہوئی اوس دریا سے نکلا دیکھا کہ صاحبقران نہیں ہیں تلاش کرتا ہوا حمزۂ صاحبقران کو چلا اشقر دیوزاد
دوا دوی کرتا ہوا آتا تھا قضا کار لشکر ضیغم خون آشام کا ایک صحرا میں ملا اشقر سمجھا کہ میرے سوار کو ان لشکر والون
نے قید کیا ہی رات کا وقت تھا لشکر پر آیا اور ٹاپوں سے مارنا شروع کیا اور دانتوں سے کاٹنے لگا لشکر ضیغم خون آشام
کو یہ خیال ہوا کہ شاہ خدا پرست شبخون آکر گرے مسلح و مکمل ہوکر خیموں سے نکلے ایک دوسرے کو حریف جانکر آپس میں
کٹنے لگے رات بھر لشکر میں تلوار چلا کی بیس ہزار کفار باہم لڑکر مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوے صبح کو معلوم ہوا کہ حریف
کوئی نہیں ہی فقط گھوڑا صاحبقران کا ہی ضیغم خون آشام سوار ہوکر آیا اور حکم دیا کہ اس گھوڑے کو پکڑلو لوگ اشقر
کے تعاقب میں چلے اشقر کا یہ عالم ہی کہ جو نزدیک آتا ہی اوسکا سر کچکر دھڑ سے کھینچ لیتا ہی کبھی اگلی ٹاپ میں مارتا ہی کبھی دولتیاں
چلتی ہیں صدہا آدمی اشقر نے مار ڈالے دور دور سے کفار لیٹا لیٹا کرتے ہیں پاس نہیں آتے ہیں مگر چار طرف سے

گھیرے ہوئے ہیں کہ قضائے کار ایک گرد اٹھی کرب غازی اور شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم ذیجاہ اور مہتر
قران حبشی کہ طلسم پریزادان کو فتح کیے چلے آتے تھے انہوں نے جو دور سے غلغلۂ کارزار گیر سنا اور ادھر آ کر
دیکھا مہتر قران سے کہا کہ جا کر خبر تو لاؤ کہ یہ کیا معرکہ ہے مہتر قران جا کر خبر لایا اور بیان کیا کہ لشکر ضیغم خون آشام کا
اشقر دیوزاد کو گھیرے ہوئے ہے اور اشقر نے ہزاروں آدمیوں کو مارا ہے ابھی تک کسی کے ہاتھ نہیں آیا ہے یہ سنکر
قاسم و کرب نے کہا کہ خدا جانے صاحبقران پر کیا گذری اور کدھر گئے جو اشقر دیوزاد اکیلا رہ گیا صلاح وقت یہ ہے
کہ ان کفار کو چلکر مارو حمزۂ صاحبقران کا بھی حال معلوم ہو جائیگا یہ کہکر تلواریں کھینچ لیں اور پہلے نعرۂ شہزادۂ
خاور سیاہ ملک قاسم ذیجاہ نے کر کے باگ اسپ تیزرو کی لی نعرۂ قاسم۔ آفتاب مشرق دین پروری۔ شہسوار
لال پوش خاوری۔ صاحب اقبال و جاہ و ذی حشم۔ صفدر ابن قاسم عالی ہمم۔ بعد اسکے کرب غازی نے
نعرہ کیا اور گھوڑا فوج میں ڈالا۔ بالفخر کرب۔ کرب شہسوار یل نامدار۔ نظر کردۂ شیر پروردگار۔ سب کے
پیچھے نعرہ شاگرد شاہ عیاران عیار طرار و خنجر گذار مہتر قران جرار کا ہوا اور بغدا تانکر چلا نعرۂ مہتر قران سہ
سریع السیر چون باد بہاری۔ جہان برہنات در خنجر گذاری۔ بہ میدان اژدر آتش فشانم۔ منم مہتر قران شیر
زبانم۔ تینوں دلاور شجاع و بہادر لشکر ضیغم خون آشام پر گرے اور قتل کرنا کفار کو شروع کیا تا اینکہ جانے لگی خبر
ضیغم خون آشام کو ہوئی کہ قاسم و کرب و مہتر قران عیار لشکر پر آ پڑے ہیں کفار کو قتل کر رہے ہیں فوج
کو اپنی للکارا کہ ان خداپرستوں کو مارلو ہر چند قاسم و کرب کے پاس فوج تھوڑی تھی مگر لڑ رہے تھے دو گھڑی
جنگ کو گذری تھی کہ ایک طرف سے گرد اٹھی اور قہرمان دیو نژاد اور قہار زرین کلاہ آ پہونچے ضیغم خون آشام
کے شریک ہوئے انہوں نے بھی تلوار لی قاسم لڑتے ہوئے بڑھے قہرمان کے آنے قہرمان نے للکارا اور تلوار کا وار
قاسم پر کیا قاسم نے پشت شمشیر پر روک کر ہاتھ تیغ آبدار کا مارا تیغ سپر کو کاٹ کر سر پر پہونچا سر سے گذر کر زین تک
ہو کر زمین پر بوسہ دیا قہرمان مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر گرا کرب غازی سے قہار زرین کلاہ سے مقابلہ ہوا
قہار نے تلوار ماری کرب غازی نے تلوار سپر پر روکی جھپٹ کر کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور آسمان کی طرف اچھال دیا
گرتے ہوئے اسکو ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ چو رنگ ہو کر زمین پر گرا قاسم ذیجاہ اب لڑتے ہوئے ضیغم خون آشام
کے پاس جا پہونچے ضیغم نے تیغہ مارا قاسم نے سپر پر روک کر جو ہاتھ تیغۂ تبارک و ابابیل کا مارا ضیغم خون آشام کے
زخم کاری لگا کفار بیچ میں آ گئے ضیغم کو اٹھا لے گئے ادھر کرب غازی سے ادھر غلام سے سامنا ہوا اس نے
تیغہ مارا کرب غازی نے تیغہ کرنفوس پر روک کر جو ہاتھ تیغہ کرنفوش کا کمر پر مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے ایک غلام
ضیغم خون آشام کا تھا کہ نام اسکا قیروان زنگی تھا اس سے اور مہتر قران سے مقابلہ ہوا قران نے اسکو للکارا قیروان
نے تلوار ماری مہتر قران نے تلوار اسکی روک کے جو تبر مارا قیروان کے سر پر پڑا دونوں ٹانگوں سے گذر گیا وہ دو ٹکڑے
ہو کر گرا ان تینوں غازیوں نے وہ شمشیر زنی کی کہ چار طرف سے صدا حسنت و مرحبا کی بلند تھی بلکہ شعر ترک خنجر از
گردون ہردم از چرخ برین۔ رزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین۔ یہانتک کفار کو قتل کیا کہ لاشوں کے
انبار لگ گئے زخمیوں کا حساب نہ تھا ضیغم خون آشام بیہوش تھا سردار سب مارے جا چکے تھے آخر کفار بد حواس
و پریشان ہو کر بھاگے اور ملک زرائل کا رستہ لیا یہاں قاسم عالیشان اشقر دیوزاد کے پاس آئے اسپر تمام
اسباب صاحبقرانی پہنے ہوئے تھے اشقر نے قاسم کے سامنے سر جھکا دیا قاسم نے اسکے گلے میں ہاتھ ڈالکر کہا کہ میں پوتا
ہوں صاحبقران کا۔ اسباب صاحبقرانی میں لیکر طلسم پریزادان کو فتح کرنے گیا تھا اے اشقر کچھ حال تو صاحبقران کا

تو بیان کر اشقر نے سر ہلایا کہ مین نہین جانتا کہ اس اثنا مین مہتر قران نے کہا کہ مجکو خبر معلوم ہوئی ہی صاحبقران
شہر بجانیہ مین ہین مگر فرہاد خان یکضربی شہر سنگ بارہ مین قید ہی پہلے اسکو چلکر رہا کیجیے قاسم و کرب و
قران اشقر کو لیکر شہر سنگ بارہ کو روانہ ہوے جب وہان پہونچے ملک ریحان شاہ کو خبر ہوئی وہ لشکر اپنا
لیکر شہر سے باہر آیا دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا رات بھر تو تیاری ہی دونون لشکر صبح کو میدان مین صف آرا
ہوے سہراب سرخ پوش نے میدان مین مبارز طلب کیا کرب دلاور اسکے مقابلے کو نکلے بعد نگاہ زنی اور چشمک زنی کے
نیزہ بازی ہوئی کرب غازی نے نیزہ اسکا ہوائی کیا سہراب نے تلوار کا وار کیا کرب غازی نے تلوار اسکی رد کر کے
تیغہ کرغیس کا ہاتھ مارا تیغہ سر پر سہراب کے چمکا معلوم ہوا تھا کہ زیر تنگ نکل کر زمین پر بوسہ دیکر مثل برق کے تاپدہ
ہوا ریحان شاہ نے فوج کو حکم دیا کہ اس جوان کو مار لو فوج کرب غازی پر چار طرف سے آپڑی کرب بھی تیغ تلوار علم کر کے
گرے قاسم کرب کی کمک کیواسطے تلوار کھینچ کر جھپٹے تلوار چلنے لگی دونون لشکر باہم ملکر ایک ہو گئے شعر دو لشکر چو باہم
در آمیختہ قیامت ز گیتی بر انگیختہ + شور گیر و دار چہار طرف بلند تھا برسے گھمسان کی تلوار چل رہی تھی شہزادہ خاور سیاہ
زدم و پیکار کرتا ہوا برابر تخت ریحان شاہ کے پہونچا بہت سے کفار کو مار کر ریحان شاہ سے مقابل ہوا ریحان شاہ
نے تلوار ماری قاسم نے تلوار اسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور پکارا او ریحان لعنتی کر لقاے بے لقا پہ
دین اسلام قبول کر نہین تو زمین پر مارتا ہون کہ ابھی پیوند خاک ہو کر رہیگا ریحان شاہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا
اور طبل امان بجوایا دونون فوجین علیحدہ ہوئین ریحان شاہ نے تمام فوج کو اپنی مسلمان کیا قاسم وغیرہ کو اپنے
ساتھ شہر مین لیگیا تمام شہر اسلام آباد ہوا بعد اسکے فرہاد خان یکضربی کو زندانخانہ سے باہر کر رہا کیا قاسم نے
فرہاد خان یکضربی کو حمام کروایا اب ریحان شاہ اسنے بھی عزت و آبرو سے پیش آیا القصہ شہزادہ
خاور سیاہ دو روز وہان رہ کر لشکر شہر بجانیہ کو روانہ ہوے اور کرب غازی و مہتر قران وغیرہ بھی ہمراہ چلے

دو کلمے داستان حمزہ صاحبقران زمان کے بیان ہوتے ہین

کانبان کتب فسانہاے رنگین و مترجمان عبارات دفتر پیشین اس داستان رنگین نشان کو بتوجہ عقل و فہم
سرعت بحرف طبع آرائی سے بخوش بیانی و رطب اللسانی قلم بردا شتہ یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران
زمان ملک بجانیہ مین بصد عیش و فرح ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ساحران عقل آباد ملک زردوان جادو
وغیرہ ادھر آئے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ خداے بزرگ است اور حکم دیا کہ لشکر جلد شہر سے باہر نکلے بموجب حکم
لشکر امیر با توقیر کا باہر شہر کے مقابل مین لشکر جادوگران کے آکر اترا ملک زردوان جادو نے حکم طبل جنگ بجنے کا
دیا اسیوقت نقارہ رزمی بر چوب پڑی ادھر لشکر صاحبقران مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر جانبین
مین سامان جنگ رہا صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے جنگ ہوے بعد آراستگی صفوف جدال و پیراستگی میدان
قتال نقیبان بلند آواز نشیب و فراز چلے لشکر جادوگران سے قاریہ جادو میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے
بہرام گرد بن خاقان چین صاحبقران سے رخصت لیکر اسکے مقابلے کو گیا حمزہ صاحبقران نے دیکھا
کہ ایک تخت پر زردوان جادو سوار ہی اور دوسرے تخت پر ملکہ جادو شمکن ہی مگر نہایت حسین و خوبصورت ہی
اور آگے اسکے ایک قفس طلائی رکھا ہوا ہی خواجہ عمرو اسمین مقید ہین صاحبقران کو نہایت حیرت ہوئی کہا کہ عمرو کیونکر
ان ساحرون کے ہاتھ آگیا غرضکہ قاریہ جادو نے جو بہرام کو آتے دیکھا ایک مشک ایسخالی اسکے پاس تھی اسپر اسم سحر
دم کر کے سامنے بہرام کے ڈالدی وہ پہلے تو پھول گئی آسمین سے ہوا نکلنی شروع ہوئی اس ہوا سے بہرام کا منھ پھر گیا

سنبھلا اور گھوڑے کو تیز کیا قاریہ جادو نے پھر سحر کیا کہ ہوا میں مشک سے تیر نکلنے لگی بہرام ہونے لگتے ہی آتش گیا قاریہ جادو نے
چاہا کہ بہرام کو اسیر کرے لیکن بہرام نے سنبھلکر قبضے پر ہاتھ ڈالا قاریہ جادو نے دوسری طرح کا سحر کیا کہ زمین شق ہوئی
بہرام اُسمین سما گیا صاحبقران نے بدیع الزمان سے کہا کہ دیکھو اس جادوگر نے بہرام کو اپنے پاس آنے نہ دیا
اور سحر سے غرق زمین کر دیا بدیع الزمان نے عرض کیا کہ بتائید یزدانی و باقبال صاحبقرانی جاکر ابھی اس کافر کو
مارتا ہون یہ کہکر مرکب جھکا کر للکارتے ہوئے چلے کہ او تیرہ روزگار غضب کیا تو نے بہرام کو غرق زمین کر دیا اُس نے
سر اُٹھا کر دیکھا اور چاہا کہ اسم سحر پڑھ کر دم کرے کہ بدیع الزمان نے ایک تیر قضا نظیر چلہ کمان میں جوڑ کر مارا سینے
پر اُس خطا شعار کے پڑا اور پشت کے پار گذر گیا مرغ روح اُسکا قفس جسم تیرہ سے پھڑک کر نکل گیا اُس ساحر کے مرتے ہی
بہرام نے بھی قید سحر سے نجات پائی جو طاقت زائل ہو گئی تھی پھر عود کر آئی بہرام کو بدیع الزمان نے لشکر میں بھیجدیا اور
مبارز طلب کیا اُدھر سے ہمدیگر جادو نکلا مگر اسم سحر کا اپنے اوپر دم کرتا ہوا آیا کہ ایسا نہو کہ مجھکو بھی ناوک قضا کا ہدف
ہو جانے ہنوز برابر بدیع الزمان کے نہ پہونچا کہ بدیع الزمان نے اُسکو بھی ایک تیر مارا اُسنے جیسے کے سحر کیا تھا سب
قربان ہو گئے اور شعلۂ آتش اُس تیر سے پیدا ہوا تیر کو جلادیا بعد اُسکے پھر اس نے اسم سحر پڑھا کہ چند برگالۂ ابر
نے بدیع الزمان کو گھیر لیا اور اُڑا کر آسمان پر لے گئے ہمدیگر جادو نے اور مبارز طلب کیا صاحبقران نے چاہا کہ
مقابلے کو جاؤن یکایک بیابان کی طرف سے گرد اُٹھی جب قریب آئی وہ گرد چاک ہوا دیکھا کہ قاسم و تحجیل باہم و
اور کرب غازی اور مہتر قران اور فرہاد خان یکفر علی چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے نمایان ہوئے اور
صاحبقران کی حال کی قاسم نے جو سنا کہ یہ جادوگر جو میدان مین کھڑا ہے اُسنے بدیع الزمان کو گرفتار سحر کیا ہے تو قاسم نے
کہا مین جاتا ہون اُسکے مقابلے کو اور اس ساحر کو مارتا ہون صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر قاسم پر دم کیا اور
فرمایا کہ جاؤ تمھارا خدا حافظ و نگہبان ہے قاسم مرکب کو چمکا کر برابر ہمدیگر کے آئے اس ساحر نے سحر کر کے تیر آتش
کے اُڑائے مگر تیر کامیابی نہوئی آتش نے کچھ تاثیر نہ کی قاسم نے قریب اُسکے پہونچکر ایک تیغہ بیلارک افراسیابی مارا
وہ ساحر دو ٹکڑے ہو کر گرا پھر اسی طرح کئی ساحر صفون سے نکلے قاسم نے انھین بھی واصل جہنم کیا زردوان
نے ساحرون سے کہا کہ ایکبار سب کے سب اس خدا پرست پر جا پڑو گھیر کر گرفتار کر لو تمام ساحرون کا قاسم پر ہجوم
ہوا قاسم بھی تیغہ پکڑ کے اُنپر جا پڑے ساحرون کو قتل کرنے لگے حمزۂ صاحبقران بھی اسم اعظم پڑھتے ہوئے تیغہ کھینچکر
اُن ساحرون پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا یہانتک قتل کیا کہ ساحر بے حواس ہو کے بھاگنے لگے زردوان بھی دو
گھبرا کے طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اِدھر صاحبقران بفتح و فیروزی داخل لشکر ظفر اثر ہوئے لیکن مہتر قران سنتے ہو
خواجہ عمرو اپنے اُستاد کا حال سنا تھا کہ ساحرون کی قید مین گرفتار ہین اسی وقت خواجہ کی رہائی کیواسطے روانہ ہوا
اثنائے راہ مین ایک مقام پر آواز نگورون کی بلند ہوئی مہتر قران پوشیدہ ہو کر دیکھنے لگا کہ کون آتا ہے دیکھا کہ ایک
عیار جست و خیز کرتا ہوا چلا آتا ہے دل مین اپنے کہا کہ اس بے حیا کو گرفتار کیا چاہیے آگے بڑھ کر حلقے کمند کے خس پوش
کر دیے اور آپ ایک جھنڈی مین چھپ کر بیٹھ رہا وہ عیار جب وہان پہونچا اور بازن حلقہ ہائے کمند پر پڑے قران
شیر کی بولی بولا وہ عیار ٹھہر کر دیکھنے لگا قران نے جھٹکا دیا کہ وہ حلقہ ہائے کمند مین پھنس کر گرا مہتر قران جست کر کے
پہونچا اور اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور بغدہ نکالکر پکارا کہ سچ بتا تو کون ہے اور کہان سے آتا ہے کہان جائیگا اگر تو نے
خلاف بیان کیا تو ابھی تجھکو قتل کر دونگا اُس عیار نے دیکھا کہ ایک حبشی قوی ہیکل قوی بازو بغدہ کھینچے ہوئے قتل
کرنے پر مستعد ہے کہا مین سب درست بیان کیے دیتا ہون تو مجھے چھوڑ دے قتل نہ کر قران نے کہا اگر تو سچ بتائیگا

تو بے شبہ مجکو رہا کر دونگا قتل نہ کرونگا اُس نے کہا کہ نام میرا طاؤس عیار ہی مین رہنے والا اغروبیہ باختر کا ہون
قطران زنگی نے اسد شیر دل اور نیلور شاہ اور ہردوم بردعی دیوانہ کو قید کیا اور ایک عرضی لقا کے پاس مضمون
کی بھیجی کہ یہ خدا پرست میرے پاس قید ہین انکے واسطے کیا حکم ہوتا ہی چنانچہ وہ عرضی میرے پاس ہی مہتر قران یہ سنکر
اُسکی چھاتی پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اُسکی مشکین باندھ کر خدمت مین حمزہ صاحبقران کی لایا تمام حال سنایا
صاحبقران نے فرمایا کہ اسے قید کرو اور اسد وغیرہ کی رہائی کی تدبیر کرو مہتر قران نے عرض کیا اگر مجکو اجازت ہو تو حضور
کے اقبال سے اُن سب کو چھڑا لاؤن امیر باتوقیر نے اُسیوقت مہتر قران کو خلعت دے کر روانہ کیا ادھر ملکہ جادو نے
زردوان جادو سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین صبح کو ان خدا پرستون کا استیصال کرونگی زردوان جادو
نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے فرمایا ہمارے بھی لشکر مین کوس حربی
بجے بحکم حمزہ صاحبقران ادھر بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکرون میں سامان جنگ رہا صبح کو
دونون لشکر معرکہ آرائے کارزار ہوئے جسوقت میدان تیار ہو چکا اور نقیب بھی نقابت کر کے چلے گئے ملکہ جادو
زردوان جادو سے اجازت لیکر میدان مین آئی اور ایک گیند طلائی زمین پر مارا کہ وہ گیند زمین مین غرق ہو گیا اور
جہان حمزہ صاحبقران اور تمام لشکر اسلام کھڑا ہوا تھا وہان کی زمین شق ہوئی اور شعلہ ہائے آتش نکلے وہ شعلے
جسکو لپٹے زمین مین سے گئے صاحبقران نے جو یہ رنگ دیکھا اسم اعظم پڑھ کر دم کیا کہ اُن شعلہ ہائے آتش کا
نکلنا موقوف ہوا اور آپ اشقر دیوزاد کو اُڑا کر مقابل مین ملکہ جادو کے آئے امیر نے دل مین اپنے کہا کہ یہ نازنین
نہایت حسین ہی بیشک عمرو اسپر فریفتہ ہو گیا ہوگا صاحبقران زمان نے کہا اے ملکہ جادو بہتر یہ ہی کہ دین اسلام
قبول کر اُس نے کچھ جواب نہ دیا اور چند سحر کیے کہ پرکالہ ہائے آتش امیر کیطرف لپکے امیر باتوقیر نے اسم اعظم پڑھکر
دم کیا وہ آگ افسردہ ہو گئی ملکہ جادو نے پھر سحر کیا کہ موجہ آب طوفان خیز صاحبقران کے غرق کرنے کو چلا
اُس نہنگ بحر شجاعت نے پھر اسم اعظم پڑھکر دم کیا وہ موجہ آب غائب ہو گیا پھر تو ملکہ جادو خود اژدہا بنکر
دوڑی صاحبقران نے دیکھا کہ یہ اژدہا ادھر آتا ہی شعلہ ہائے آتشین اسکے منھ سے نکل رہے ہین بس اسم اعظم
پڑھکر آگے بڑھے اور جھک کر دُم اُس اژدہے کی پکڑ لی اور اُٹھا کر تین بار چرخ دیا کہ برکت سے اسم اعظم کے
ملکہ جادو بصورت اصلی ہو گئی امیر باتوقیر نے فرمایا اے ملکہ جادو اب بھی تو اطاعت میری اختیار کر اور مسلمان
ہو جا نہین تو ابھی تجکو قتل کرونگا ملکہ جادو بولی کہ اے شہریار مین نے اطاعت آپکی اختیار کی اور شہر عظلی آباد
مین آپ کے کام آؤنگی مجھے چھوڑ دیجیے فرمایا کیا مضائقہ پھر ہاتھ سے ملکہ جادو کو چھوڑ دیا ملکہ جادو تو میدان
سے پھر کر زردوان جادو کے پاس آئی اور کہا کہ عمو جان مین نے تو بہ فریب اپنی جان حمزہ کے سطوت سے
بچائی نہین تو قتل ہو جاتی حمزہ مالک باطل السحر معلوم ہوتا ہی کوئی اُس سے عہدہ برآ نہ ہو سکیگا اسپر سحر کارگر
نہین ہوتا زردوان جادو نے کہا کہ سچ ہی مجھے مختیارک نے کہا سچا تھا کہ حمزہ مالک باطل السحر ہی خیر آج
مین اُسکا اسم اعظم بند کرتا ہون یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا امیر صاحبقران بھی مراجعت فرما کر داخل
بارگاہ ہوئے رات کے وقت زردوان جادو نے ہوم کیا اور ایک پتلا موم کا بنا کر پیٹ مین اُسکے خوک کا خون
بھر دیا اور منھ پر ادھول پر اُس پتلے کے سوئیان چبھو کر شیشے مین بند کر دیا القصہ رات گذری صبح کو دونون
لشکر پھر معرکہ کارزار مین آئے زردوان جادو اپنے اژدر آتش فشان کو بڑھا کر میدان مین آیا اور نعرہ کیا
کہ اے خدا پرستو اب تم میرے ہاتھ سے کہان جاؤگے اسم اعظم مین نے حمزہ کا بند کر دیا ہی اب جو صاحبقران

اسم اعظم پڑھتے ہین تو طلق یاد نہین آتا صاحبقران کی رنگت اوسوقت زرد ہو گئی مگر سب کی تسلی کیواسطے فرمایا
کہ یہ جوڑا ہی اور اشقر دیو زاد کو بڑھا کر زردوان جادو کے مقابلے کو چلے زردوان جادو نے روئی کا پہل
جھولی سے نکالکر اسیر سحر کیا وہ ابر سرخ رنگ بنکر اٹھا اور لشکر اسلام پر محیط ہوکر آتشباری کرنے لگا گرمی سے آگ
کی امیر بھی بیہوش ہوئے اور تمام سردار بیہوش ہوکر گرنے لگے زردوان نے چاہا کہ سب کو اسیر کرے کہ عمرو
جو قفس مین سامنے ملکہ جادو کے موجود تھا پکارا ای ملکہ اب عمرو زندہ نہ رہیگا کسواسطے کہ حمزہ کا اسم اعظم
بند ہو چکا اور حمزہ اسیر ہوکر مارا جائیگا ادھر مین پھڑک پھڑک کر مثل طائر بے پر و بال اپنی جان دونگا یہ کہکر
رونے لگا ملکہ جادو کہ عمرو کے گانے پر مائل و مبتلا ہو رہا عمرو کا نہایت ناگوار ہوا اسوقت ایک صراحی سامنے
رکھی ہوئی تھی اوس مین سے پانی لیکر آسمان کی طرف اوچھال دیا اور اسم سحر کا پڑھ کر دم کیا کہ ابر پر اوس
ابر آتشبار کے آب برف برسنے لگا طرفۃ العین مین وہ سب آگ افسردہ ہو گئی زردوان جادو حیران ہوا کہ یہ
رد سحر میرا کس نے کیا اس اثنا مین ملکہ جادو نے پھر جو اسم سحر کا پڑھ کر ایک منقل آتشین پر دم کیا وہ منقل
زمین مین غرق ہو گئی اور جہان زردوان جادو کھڑا تھا گرد اسکے شعلۂ آتشین زمین سے نکلے کہ زردوان
کو لپٹ کر آسمان پر لے گئے اور وہان سے چھ ٹکڑے اسکی لاش کے ہو کر گرے صاحبقران کا اسم اعظم کھل گیا
کھینچکر تلوار اسم اعظم پڑھتے ہوئے ساحرون پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا ملکہ جادو چھ ساحرون کو ساتھ لیکر وہان
سے بھاگ گئی یہان امیر نے جسقدر تھے سب کو قتل کیا اور شکست دیکر پھرے اودھر ساحر بھاگ کر عنظلی آباد
کو روانہ ہوئے ملکہ جادو ایک قلعہ کوہ پر ٹھہری تھی عمرو کو قفس سے نکالا صحبت آراستہ کی رات بھر گانا سنا صبح کو کہا
کہ ای خواجہ اب تم اپنے لشکر مین جاؤ عمرو نے کہا ملکہ مین تمہارے قدمون سے جدا نہ ہونگا کسواسطے کہ بے تمہارے
زندگی میری دشوار ہو جائیگی ملکہ جادو بولی کہ خواجہ اگر تمکو عنظلی آباد مین لے جاؤنگی تو ساحر تمکو زندہ نہ چھوڑینگے
اس سے بہتر یہ ہی کہ اب تم جاؤ اور سنگ جر جھائی پر اپنی رکھو جب عنظلی آباد مین لشکر اسلام آئیگا اوسوقت تم سے
مجھسے ملاقات پھر ہوگی ہر چند عمرو نے نالہ و زاری کی مگر ملکہ جادو نے نہ سنا اور بہ زور سحر پرواز پیدا کرکے مع
ہمراہیون کے اوڑ گئی عمرو ناچار و مجبور اوترکر پہاڑ سے روانہ ہوئے اور لشکر اسلام کا رخ کیا یہان حمزہ صاحبقران
عمرو کے واسطے نہایت متفکر و متردد تھے کہ عمرو نے آکر سلام کیا قدمون سے لپٹ گیا کان مین امیر کے چپکے سے
تمام حال ملکہ جادو کا بیان کیا امیر نے فرمایا کہ مجھسے اسلام لانے کا اقرار کر گئی ہی اور اوسی کے باعث سے اور بھی
جادوگرون پر فتحیاب ہوئے ورنہ کون سی صورت جانبری کی تھی القصہ امیر کشور گیر نے بعد عوت دو تین چند دن
وہان رہکر طرف ملک زرائیل کے کوچ کیا اور مع سرداران عالیشان وغیرہ روانہ ہوئے

دوسری داستان جنگ نشان لقاے بے لقا کے بیان ہوتے ہین

فتح کنندگان کارزار معانی و قلعہ کشایان معرکہ نکتہ دانی اس داستان شکستہ نشان کفار طرفداران لقاے
بے لقا و بدنہاد و بے حیا کو یون تحریر کرتے ہین کہ زمرد شاہ باختری لقاے بے لقا تخت خداوندی پر بیٹھا تھا
کہ ضیغم خون آشام شکست کھائے ہوئے بدحواس و پریشان آیا اور لقا سے کہا کہ یہ کیا خداوندی تیری ہی
کہ ایسی نالائق تقدیر تو نے کی تھی کہ مجھے شکست پر شکست خداپرستون سے حاصل ہوئی یا خداوند تو نے
تو کہا تھا کہ مین نے تقدیر کی کہ جاکر حمزہ کا سر کاٹ لا یہ کیسی اولٹی پڑی مین نے جو حمزہ سے سامنا کیا ذلیل و خوار ہوا
لقا نے کہا ای ضیغم خون آشام مین بہ تقلیل تردد بہت ہون فیطول خدائی مین گئے ہین جب سے یہان آیا ہون

جو تقدیر کرتا ہوں درست نہیں پڑتی صیغم بولا کہ خداوند تو اب بڈھا ہو گیا ہے تجھسے کچھ نہیں ہو سکتا لقا بولا یہ تو کیا
واہیات بکتا ہے صیغم تو لقا سے جلا ہوا تھا دوڑ کر لقا کی داڑھی پکڑی اور ایک طمانچہ مارا کہا او نا ہنجار کس نے کہا تھا
کہ ایسی تقدیر بن تو کر لقا صیغم سے دست و گریبان ہوا اور ایک گھونسا مارا کہا کہ خداوند پر تو حکومت کرتا ہے اب تو
دونون مین لات مکی چلنے لگی اور اسکی داڑھی اسکے ہاتھ مین اسکی جھل جھل ریش کی اسکے پنجے مین کبھی لقا تلے صیغم
اوپر کبھی صیغم نیچے لقا اوپر ہشت مست لشت ہو رہی ہے سب تماشا دیکھ رہے ہین کہ خداوند سے اور خالق سے قدرت
سے کشتی ہو رہی ہے کوئی دخل نہیں دیتا ہے دونون کے دم چڑھ گئے ہین کتون کی طرح ہانپ رہے ہین آخر بختیارک اٹھکر
آیا اور دونون کو چھڑایا اور سمجھایا لقا سے کہا کہ یہ آپکا خاوے قدرت ہے ذلت اٹھاکر آیا ہے اسکی دلداری کیجیے صیغم
سے کہا کہ تم خداوند کے غضب سے ڈرو تمہین لازم نہین ہے کہ خداوند سے برابری کرو غرض دونون مین صلح ہوئی صحبت
عیش برپا کی طلماس نے کہا یا خداوند آپ خاطر جمع رکھیین مین ان خداپرستون کو مارونگا اور یہ کہکر طبل جنگ بجنے کا
حکم دیا لشکر کفار مین کوس حربی بجا ہرکارون نے یہ خبر بادشاہ اسلام کو دی ادھر بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا
شب بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے چاؤشان بلند آواز نشیب و فراز چلنے لگے
طلماس اپنے گینڈے سے اترکر سامنے لقا کے آیا اجازت میدان طلب کی لقا نے کہا جا تیرے ساطور مین موت سب
خداپرستون کی تقدیر کر دی طلماس سلام کرکے سوار ہوا میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے طول زنگی بادشاہ اسلام
سے رخصت لیکر مقابل طلماس ہوا بعد نگاورزی اور ہمسخنی کے نیزہ بازی ہونے لگی لقا نے کہلا بھیجا کہ طول زنگی مالک
بن ملکوت شاہ کا بھائی ہے زندہ گرفتار کر لینا طلماس نے جواب دیا ایسا ہی کرونگا غرضکہ طلماس نے نیزہ طول زنگی کا
لکا لیا طول زنگی نے تیغہ مارا طلماس نے بازو بچاکر قبضے پر ہاتھ ڈالا باکشمکش ہونے لگی مرکب لنگر نہ اٹھا سکے
بیٹھ گئے دونون مرکبون سے کود پڑے دست و گریبان ہوے کشتی ہونے لگی چار پہر دن کشتی ہوئی شام کو طلماس
نے اسکا لنگر توڑا اور مشکین باندھ کر لقا کے پاس بھیجدیا اور آپ طبل بازگشت بجاکر پھر گیا ادھر بادشاہ اسلام نے
مراجعت کی لقا جو اپنی بارگاہ مین آیا طول زنگی کو سامنے بلایا اور کہا کہ تو مجھے سجدہ کر طول زنگی پکارا کہ لعنت ہے
تجھپر اور تیرے پرستارون پر لقا نے کہا کہ اسکو زندانخانے مین قید کرو لوگ اسکو زندان مین لے گئے طلماس نے
رات کو طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر اسلام مین کوس حربی بجا رات گذری جسوقت صبح ہوئی دونون لشکر مقابل ہو کر
معرکہ آرا ہوے نبرد ہوے طلماس اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا فرخ شہسوار قلندر بادشاہ سے اجازت
لیکر میدان مین آیا اور مقابل طلماس ہوا بعد نگاورزی اور ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی دونون برابر رہے آخرکار نیزے
ہاتھون سے پھینک دیے تلوارین کھینچ لین فرخ نے تلوار ماری طلماس نے آئی ہوئی تلوار خالی مین کرکے تھپکی دی
کہ تلوار چٹ پڑی قبضے پر ہاتھ ڈالدیا زور کشاکش کے ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لاکے بیٹھ گئے دونون مرکبون سے
کود کر دست و گریبان ہوے کشتی ہونے لگی چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی دونون جدا نہ ہوے روشنی آئی چار پہر رات کشتی رہی
اسی طرح دو شبانہ روز لڑا کیے تیسرے دن شام کو طلماس نے لنگر فرخ کا توڑا اور اٹھا کر سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر
مارا چاہتا تھا پھر جھکر مشکین باندھ لین اور خدمت مین لقا کی بھیجدیا اور آپ طبل بازگشت بجاکر باغ فرستان کو
چلا گیا بادشاہ اسلام اداس و پریشان پھر کر بارگاہ مین آئے ادھر لقا نے فرخ کو اسیر دغل و زنجیر کرکے زندانخانے مین
بھیجدیا دوسرے دن اپنے سامنے طلب کیا فرخ نے آکر بطریق اسلام سلام کیا لقا نے کہا اے پسر حمزہ تم لوگون کی یہی
شرط تھی کہ جو کوئی ہم پر غالب آئے اپنے دین مین لائے میرا بندہ خاص طلماس تجھے سر میدان باندھ کر لایا ہے تو مجھے

سجدہ کرون مجھے مرتبہ پیغمبری کا دونگا فرخ شہسوار نے کہا او کافر خدا نے ایک کو ایک پر غالب پیدا کیا ہے طلماس
بیشک مجھ پر غالب ہوا مین اُسکی اطاعت کرنے کو موجود ہون تجکو کب سجدہ کرتا ہون تجپر اور تیرے پرستارون پر
لعنت کرتا ہون لقا یہ کلمہ سخت سنکر بہت برہم ہوا سامنے ڈالی انارون کی رکھی تھی اُس مین سے ایک انار اٹھا کر
فرخ پر کھینچ مارا اور کہا اوسے یہ کیا گفتگو کرتا ہے وہ انار سینے پر فرخ کے جو لگا دنیا آنکھون مین تیرہ و تار ہو گئی ایک
جھٹکا دیا کہ زنجیر ہاتھ سے وارد غہ زندانخانہ کے چھوٹ گئی ہتھکڑی اور بیڑیون کو زور کیکے مانند تار عنکبوت کے
توڑ ڈالا اور فرخ نے دوڑ کر لقا کی داڑھی پکڑ کے ایک تانچہ منھ پر مارا لوگ جا بجا ہر طرف سے ہان ہان کرتے ہوے
دوڑے تلوار چلنے لگی فرخ شہسوار بہت لوگون کو مار کر بارگاہ سے باہر نکلا اور ایک سوار کو مار کر اسکے گھوڑے پر
سوار ہو کر چلا قضا سے کار اُدھر سے طیفور بن سیفور برادرزادہ طلماس کا آتا تھا اُسنے سنا کہ پسر حمزہ بہت سے
لوگون کو قتل کیے ہوے جاتا ہے للکارتا ہوا دوڑا کہ او خدا پرست تو کہان جائیگا میرے ہاتھ سے مین آن پہونچا اور
برابر فرخ کے پہونچکر تیغہ مارا فرخ نے پشت تیغ پر روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا طیفور مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر گر پڑا انہیا
طیفور دوڑے فرخ شہسوار نے انکو قتل کر کے راستہ لشکر اسلام کا لیا اتفاقاً طلماس باغ زرستان مین
شرابخواری کر رہا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ فرخ شہسوار نے قید سے لقا کی چھوٹ کر آپکے برادرزادے طیفور
کو قتل کیا اور راہی لشکر اسلام ہوا طلماس برہم ہو کر بولا کہ وہ میری قید سے نکل گیا کہان جاتا ہے جہان ہوگا وہین
جا کر مار ڈالونگا فوراً گینڈے پر سوار ہو کر روانہ ہوا فرخ شہسوار سامنے لشکر اسلام کے پہونچ چکا تھا کہ سامنے سے طلماس
نے للکارا کہ باش او خدا پرست اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا فرخ ٹھہر گیا جب طلماس برابر پہونچا فرخ نے
تلوار بڑھکر طلماس کو ماری طلماس نے تلوار ساطور پر روک کے وہی ساطور فرخ کو مارا کہ سپر کو قلم کیا فرخ نے
سر و گردن اپنا بچایا مرکب کی گردن قلم ہوئی فرخ مرکب سے کود پڑا طلماس کے مرکب پر دوڑا طلماس گینڈے سے
کود کے فرخ سے لپٹا کشتی ہونے لگی بمثل زندہ پیلتن زور بہر بہر کی کشتی مین طلماس نے فرخ کو زیر کیا اور اٹھا کر
سر پر چرخ دیا اور زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھکر سر فرخ کا دھڑ سے کھینچ لیا اور سر فرخ کا خدمت مین لقا کی بھیجدیا
اور آپ سوار ہو کر باغ زرستان کو راہی ہوا اہل اسلام لاش فرخ کی اٹھا کر لشکر اسلام مین لے گئے بادشاہ اسلام
لاش فرخ کی دیکھکر رونے لگے بارگاہ مین ہنگامۂ محشر برپا ہوا سب خرد و کلان مشغول گریہ و زاری ہوے تین
دن تک تقریب ماتم پرسی کی لشکر اسلام مین رہی لاش فرخ کی صندوق مین بند کر کے سپرد زمین کی یہان کہ سر
فرخ شہسوار کا جو لقا کے پاس پہونچا لقا نے طلماس کو خلعت دیا اور بلا کر طول زنگی کو فرخ کا سر ہاتھ مین دیکر کہا
کہ اس ازرق چشم کو مع بارہ ہزار سوار کے ہمراہ کر کے غزنگوشیہ کو روانہ کرو اس داستان کو یہین چھوڑیے

دوسری داستان حیرت نشان مہتر قران حبشی کے بیان ہونے مین

تجسسان صفا مین نو آئین و کششش کنندگان عجایبات رنگین اس داستان عجائب نشان کو یون لکھتے ہیں
کہ جب مہتر قران حبشی اسد شیر دل و ندیم شاہ و بہرام بردعی کے رہا کرنے کو روانہ ہوا بعد قطع منازل
وطے مراحل کے شہر غز و بیہ مین پہونچا دیکھا کہ شہر کے لوگ سیاہ فام ہین مگر نقشے درست ہین اسد و ندیم شاہ
وغیرہ کو ہر طرف تلاش کرنے لگا اسی جستجو مین تھا کہ ایک عیار کو آتے دیکھا قران نے اپنے دلمین کہا کہ اس
عیار کو لیا چاہیے القصہ پیچھے اُسکے ہو لیا جب وہ جاتے جاتے ایک کوچۂ ویران مین پہونچا قران نے حلقے
کمند کے مار کے اُس عیار کو گرفتار کیا اور چھاتی پر چڑھکے کہا تیرا کیا نام ہے اس نے کہا کہ میرا نام مہتر سیاح عیار ہے

قران نے کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین ابھی تجھے مار ڈالونگا اُس نے کہا تو اپنے نام و نشان سے آگاہ کر مہتر
قران نے نام بتایا اور کیفیت بیان کی اسوقت سیاح عیار کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا مہتر قران نے بخوبی
غور کیا کہ تاریکی کفر کی اُسکے آئینۂ دل سے دور ہوئی اور نور اسلام چہرے سے درخشندہ ہونے لگا قران نے
اُسکو چھوڑ دیا اور کہا ای سیاح حال میرا سُن کہ چند اہل اسلام یہان قید ہین انکو مین چھڑانے آیا ہون سیاح قران
کو اپنے مکان مین لیگیا دعوت و ضیافت کی بعد اسکے صلاح ہونے لگی کہ کیا کیجے کیونکر چھڑائیے سیاح نے کہا کہ اسیر
تو قریب محلسرای شاہی کے قید ہین انکا چھڑانا بہت دشوار ہی قران نے کہا ای سیاح ایک ترکیب سوجھا ہون
مین خواجہ سرا بنتا ہون اور تو سوداگر بنکے مجکو بادشاہ کے ہاتھ بیچ ڈال پھر مین سمجھ لونگا سیاح نے کہا بہتر ہی
قران خواجہ سرا کی صورت بنا اور سیاح سوداگر بنکر خواجہ سرای نقلی کو ساتھ لیکر دربار مین بادشاہ کے آیا قطران
زنگی کو سلام کیا نذر دی کرسی پر بیٹھ گیا خواجہ سرای نقلی اسکی پشت پناہ کھڑا ہوا قطران نے پوچھا ای خواجہ
یہ کون ہی عرض کیا کہ یہ حبشی خواجہ سرا ہی نام اسکا عنبر ہی قطران نے کہا اسکو ہمارے ہاتھ بیچ ڈال عرض کیا کہ
مین حضور ہی کے واسطے لایا ہون القصہ بادشاہ قطران نے دو ہزار روپے دیکر سوداگر سے نقلی عنبر خواجہ سرا کو
مول لیا اور خواجہ کو خلعت دیکر رخصت کیا قطران نے ہمراہ محلدار کے عنبر نقلی کو محل مین اپنی دختر ملکہ عنبر بانو کے
پاس بھیجدیا خواجہ سرای نقلی جب محل مین پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین بڑی بڑی آنکھین چٹی چٹی بھرین سینے
ابھار غضب کا نمونہ قیامت سرو قامت بوٹا سا قد مایۂ ناز طاوس رفتار عمر چودہ برس کا سن الڑھپنے کے دن
مست جواہر نگار پر متمکن ہی دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوگیا ملکہ کو آداب شائستہ شاہانہ سلام کیا ملکہ نے دیکھا
کہ خواجہ سرا نہایت معقول اور قاعدے سے درست ہی پوچھا نام اسکا کیا ہی جو محلدار ساتھ اسکو لائی تھی اُس نے
کہا نام اسکا عنبر ہی اور نہایت صاحب سلیقہ ہی گانا بجانا بھی خوب جانتا ہی ملکہ سنکر بہت خوش ہوئی محلدار کو انعام
دیکر رخصت کیا اور قران کو پاس اپنے بٹھایا ادھر ادھر کی باتین کرنے لگی رات کو صحبت گانے بجانے کی ہوئی
قران خوب گایا ملکہ بہت محظوظ ہوئی اب رات کے وقت گانا سنتی ہی خوش آوازی پر اسکی فریفتہ ہی ایکدم اپنے
پاس سے جدا نہین کرتی ہی قران نے جو دیکھا کہ ملکہ مجھسے بہت مانوس ہی ایکدن ملکہ کو تنہا پاکر کہا اے ملکہ
عنبر بانو مجھے تم واقف ہو مین کون ہون ملکہ نے کہا حال تمہارا ظاہر ہی کہ خواجہ سرا ہو سوداگر سے میرے باپ نے
تمہین مول لیا ہی مہتر قران نے کہا ای ملکہ جو کچھ تم سمجھین اسکے خلاف ہی ملکہ نے کہا پھر واقعی تم اپنا حال بتاؤ
مگر دل مین ملکہ کہتی تھی کہ خدا کرے یہ مرد ہو تو حسرت دل بر آئے القصہ مہتر قران نے تمام و کمال کیفیت اپنی بیان کی
اور کہا کہ اگر تمکو مجھسے محبت دلی ہی تو دین لقا پرستی کو ترک کر خدا پرست ہو جاؤ ملکہ عنبر بانو اسیوقت کلمہ پڑھکر مسلمان
ہوئی اب مہتر قران نے کہا کہ ای ملکہ حقیقت حال تو یہ ہی کہ تمہارے باپ کی قید مین نواسا حمزۂ صاحبقران کا اسد
شیر دل بن کرب غازی اور دو سردار لشکر اسلام کے اور گرفتار ہین مین انکی رہائی کے واسطے آیا ہون کوئی تدبیر
ایسی نکالو کہ وہ سب قید سے نجات پائین عنبر بانو نے کہا کہ وہ زیر محلسرای شاہی قید ہین کیونکر رہائی کی صورت
ہوگی قران نے کہا کوئی مکان ایسا بتاؤ کہ وہان سے مین نقب لگا کر زندانخانے مین اپنے تئین پہونچاؤن اور انکو
چھڑاؤن ملکہ نے کہا کہ بہتر ہی کوئی مکان تجویز کرتی ہون الغرض اُس شب کو قران نے ملکہ سے عقد کیا اور گوہر مقصود
حاصل کیا اُس سے جانسوز بن قران پیدا ہوتا ہی الحاصل صبح کو ملکہ نے اپنی صحبت والیون سے چند نسیون کو چھانٹ
اور انکو پوشاک و جواہر بہت سا دیا اور حال اپنا اور مہتر قران کا بیان کیا اُن سبھون نے کہا بلا بلین ہم آپکے شریک ہین

ہرگز افشاے راز نہ کرینگے چنانچہ دوسری شب کو سامنے مہتر قران نے ایک حجرے مین بیٹھ کے خنجر سے نقب کنی کرنا
شروع کی پہر رات باقی تھی کہ دوسرا سر نقب کا زندانخانے مین نکالا قضاے کار نوک خنجر کی پانون مین اسد کے
لگی اسد نے پانون اپنا سر کا کر کہا کہ اب زمین بھی دشمن ہے وہ نہین چاہتی کہ ہم اسپر بیٹھین پانون مین کسنے کاٹا
افسوس صد افسوس کوئی لشکر اسلام سے ہماری خبر کو بھی نہ آیا یہین ہمارا خاتمہ ہوا یہ باتین حسرت و یاس کی اسد
شیردل کر رہا تھا اور زیور شاہ تسلی دے رہا تھا ناگاہ طبقہ زمین کا ٹوٹا اور ایک شخص سر سے پانون تک خاک مین
آلودہ نمایان ہوا ایک ہاتھ مین خنجر آہن اور دوسرے ہاتھ مین فتیلۂ عیاری تھا اسد نے پہچانا کہ یہ قران ہے پکارا کہ
قران واہ بہت جلد تمنے خبر لی عرض کیا اے شہریار بمجرد آپکا حال سننے کے مین وہان سے روانہ ہوا اب تم اسی راہ
نقب سے نکل چلئے پھر سوہن سے چاہا اسد وغیرہ کی قید کاٹے اسوقت اسد کو غیرت آئی اور پکڑ کر قید کو جھٹکا دیا
کہ مانند ریسمان کہنہ کے توڑ کر پھینک دیا ہر دم بر دعی اور زیور شاہ نے بھی قید اپنی توڑ ڈالی قران نے
تمام حال اپنے آنے اور ملکہ عنبر بانو کے اسلام لانے کا بیان کیا پھر سب کو ساتھ لیکر ملکہ کے خانہ باغ مین آیا ملکہ نے
اسد وغیرہ کو سلام کیا اور مکان مخفی مین لاکر بٹھایا صبح ہو چلی تھی سب کھانا کھا کر سو رہے دو پہر ڈھلے بیدار ہوئے
وہان صبح کو زندانخانے کے نگہبانون نے کہا کیا سبب ہے جو قیدیون کی آواز نہین آتی پھر دروازہ زندان کا
کھولا نگہبان اندر آگئے دیکھا کہ ہتھکڑیان بیڑیان ٹوٹی پڑی ہین اور قیدیون کا نام و نشان نہین بہت حیران
ہوئے جا کر سب نے قطران زنگی سے عرض کیا کہ رات کو قیدی غائب ہوگئے قطران بہت خفا ہوا اور زاغچہ عیار
سے بلا کر کہا کہ جا کر سراغ تو لگا قیدیون کو کون لے گیا زاغچہ پہلے زندانخانے مین آیا از بسکہ مہتر قران راہ نقب
کا بند کر گیا تھا اور پتا اپنا مٹا گیا تھا ہرگز سراغ نہ لگا ناچار و مجبور شہر مین تلاش کرنے لگا ادھر مہتر قران نے ملکہ
عنبر بانو سے کہا کہ اب تم میرے ہمراہ ہو اور سیاح عیار کے مکان مین چلکر رہو ملکہ عنبر بانو اسیوقت مع انیسان
و جلیسان اٹھ کھڑی ہوئی رات کا وقت تھا مہتر قران اسد و زیور شاہ اور ہر دم بر دعی اور ملکہ عنبر بانو
وغیرہ کو ہمراہ لیے سیاح عیار کے مکان مین آیا اس نے سامان دعوت مہیا کیا ادھر صبح کو محل مین قطران زنگی
کے غل ہوا کہ ملکہ عنبر بانو غائب ہوگئی ہر چند تلاش کیا لیکن ملکہ کو نہ پایا قطران زنگی زاغچہ عیار پر خفا ہوا کہا دادا
خوب این گل دیگر شگفت۔ زاغچہ نے کہا کہ پیر و مرشد ابھی یہ لوگ شہر سے باہر نہین گئے ہین مین خانہ تلاشی
کرتا ہون جس کے گھر مین ہونگے معلوم ہو جائیگا پھر عیارون کو بلا کر تاکید بلیغ کی کہ تمام شہر کی خانہ تلاشی کرو
عیار تلاش کرنے لگے خواجہ سرا بھی انکے ساتھ ہوئے ہر محلے مین گھر گھر ڈھونڈھنا شروع کیا سیاح عیار نے
قران سے کہا کہ اب میرے گھر مین بھی تلاشی کرنے کو لوگ آئینگے اسوقت کیا ہوگا اسد شیردل نے کہا کہ ہم انکو
مارینگے قران نے کہا کہ بیٹھے لڑکر اسیر ہو چکے ہو اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا بہتر یہ ہے کہ شب کو قلعے سے نکلے ہوئے
چلے چلو اسد نے کہا کہ اس طرح جائینگے تو فراری مشہور ہو جائینگے قران نے جواب دیا کہ بہادری یہی ہے کہ یہان
سے نکل چلو القصہ دو پہر رات گئے اسد و زیور شاہ و ہر دم بر دعی و مہتر قران و سیاح عیار و ملکہ عنبر بانو
وغیرہ سب کے سب گھوڑون پر سوار ہو کر روانہ ہوئے چلے پھر قلعے کے دروازے پر پہونچے قلعہ دار کو تاکید
بلیغ تھی کہ کوئی خبردار قلعے سے کسی وقت نہ جانے پائے قلعہ دار اپنے ہمراہیون کو لیے ہوئے بیٹھا تھا کہ ٹاپ
سم مرکب کی آواز بلند ہوئی اور کچھ لوگ آتے ہوئے سامنے سے معلوم ہوئے قلعہ دار نے آواز دی کہ تم کون
لوگ ہو خبردار ادھر نہ آؤ اسی طرف پھر جاؤ یہ لوگ کب سنتے ہین جسطرح آتے تھے چلے آئے قلعہ دار نے قریب

آکر دیکھا کہ دس بارہ آدمی مرکبون پر سوار ہین پکارا کہ تم جواب نہین دیتے ہو اسد نے کہا گبھراؤ نہین پاس آکر
بتلائے دیتے ہین اور تلوار میان سے لی قلعہ دار نے جو برق شمشیر کی چمک دیکھی تلوار کھینچکر مع ہمراہیون کے
دوڑ پڑا تلوار چلنے لگی قلعہ دار کے ساتھ کوئی دو سو پیادے سے تھے اسد وغیرہ کے ہاتھ سے سب مارے گئے کچھ بھاگ گئے
اسد نے قلعہ دار کو مارکر دروازہ قلعے کا کھولا سب کے سب باہر نکل کر روانہ ہوے وہ لوگ جو بھاگے تھے قطران
زنگی کے پاس پہونچے اور تمام حال بیان کیا کہ خدا پرست یون آئے اور قلعہ دار کو مار کر نکل گئے کچھ عورتین بھی ساتھ
ہین قطران نے کہا معلوم ہوا کہ ملکہ عنبر بانو نازنین کے ساتھ ہوا اور یہ سارا فساد اُسی خواجہ سرا کا تھا قطران کا ایک
سردار ہی کہ نام اُسکا سمند رستارہ چشم ہی اُس سے کہا کہ تو جا کر ان خدا پرستون کو گرفتار کر لا وہ اُسیوقت فوج
لیکر چلا بیان اسد وغیرہ سے ناکے پر شہر کے پھر تلوار چلنے لگی اس اثنا مین سمند رستارہ چشم بارہ ہزار سوار سے پہنچا
اور حکم دیا کہ ان خدا پرستون کو مارو سوار چار طرف سے آگر گرے اہل اسلام سے اور زیادہ تلوار چلنے لگی اسد و
زنبور شاہ و ہردم بردعی لاش پر لاش گرا رہے تھے غلغلہ گیرودار برپا تھا کہ تفرنگ زنگی اور گیسون زنگی
چالیس ہزار زنگیون سے پہونچے اور شریک جنگ ہوے اب کفار کی یورش اہل اسلام پر اور زیادہ ہوئی نیکن
اسد دلاور جلا ضیغمانہ اور جنگ رستمانہ کرتا ہوا برابر سمند رستارہ چشم کے آیا اور نعرہ کیا کہ او کافر ناہنجار اب تو میرے
ہاتھ سے کہان جائیگا سمند رستارہ چشم بھی للکارا کہ او خدا پرست پہلے بھی تو نے فتنہ و فساد برپا کیا تھا آخر گرفتار
ہوا آپ پھر اسیر ہوگا یا مارا جائیگا یہ کہکر تلوار اسد کو ماری اسد نے تلوار اُسکی پشت شمشیر پر روک کر ایک ہاتھ
تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوا اُدھر تفرنگ زنگی سے اور ہردم بردعی سے مقابلہ ہوا ہردم بردعی نے جو بیت
ماری کہ سر اسکا پاش پاش ہوا گیسون زنگی قران پر حملہ آور ہوا قران نے خالی دیکر تبر مارا کہ گیسون
زنگی دو ٹکڑے ہوا جسوقت یہ تینون مارے جا چکے کہ تنا ور زنگی اور غروند زنگی اور طال زنگی ساٹھ ہزار زنگیون
سے آئے اب کوئی لاکھ زنگیون کی جمعیت ہوگئی اور قطران زنگی بھی تخت پر سوار تھا اور پکار رہا تھا کہ ان
خدا پرستون کو مارلو سب گھیر کر گرد آگئے تلوار چلنے لگی کہ زنبور شاہ سے اور تناور زنگی سے مقابلہ ہوا تناور
زنگی نے ارہ پشت نہنگ مارا زنبور شاہ نے تلوار سے ارہ پشت نہنگ کو دو نیم کرکے وہی تلوار تناور زنگی
ماری کہ شانے کو قلم کرکے زیر بغل از گئی راوی کہتا ہی کہ ایک شبانہ روز اہل اسلام کو لڑتے ہوے گذرا تھا دست
باشل ہو چکے تھے اب ایک جگہ کمر ملے ہوئے شمشیر زنی کر رہے ہین جو کافر پاس آتا ہی مارا جاتا ہی غلغلہ گیرودار
چار طرف بلند ہی قطران زنگی چلا رہا ہی کہ اب تو خدا پرست لڑتے لڑتے تھک گئے ہین اب انکا گرفتار کرنا کیا مشکل ہی
ادھر اسد وغیرہ کو یقین ہوا کہ اب ہم گرفتار ہوے یا مارے گئے ہر ایک دعا مین مانگ رہا ہی کہ ای پروردگار عالم
ان کافرون کے نرغے سے ہین بچا اس آفت و بلا سے نجات دے۔ شعر جو عاجز ر بندہ دا نم ترا ✦ ورین عاجزی
چون نخوانم ترا ✦ ہنوز دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ بیابان کی جانب سے گرد اُٹھی اور ہاشم تیغزن کوئی دس بارہ ہزار
سوار کی جمعیت سے آپہونچا یہ ہنگامہ گیرودار جو دیکھا حال دریافت کیا پس اسد وغیرہ کا نام سنتے ہی تلوار کھینچکر
آپڑا کفار سے شمشیر زنی کرتا ہوا ہزارون زنگیون کو مارتا ہوا برابر قطران زنگی کے پہونچا اور تلوار قطران
زنگی کی جبین کرکر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور تلقین بہ دین اسلام کیا قطران زنگی اندر دے ترس
اسلام لایا اور تمام فوج کو رزم و پیکار سے مانع ہوا جنگ و جدال موقوف ہوئی ہاشم نے فرش بچھایا اور جشن
برپا کیا اسد و زنبور شاہ و ہردم بردعی و مہتر قران ہاشم تیغزن سے آکر ملے

ہاشم تیغ زن نے ایک ایک کو گلے سے لگایا ایک مقام پر بیٹھے صحبت عیش آراستہ ہوئی دعوت ہوئی ایک دن ہاشم
تیغ زن رہے دوسرے روز شب کو ساتھ لیکر راہی ملک زرائیل ہوئے صاحبقران بھی ملکہ عنبر بانو وغیرہ کو سیاح
عیار کے حوالے کر کے ساتھ ہاشم تیغ زن کے ہو لیا اور ملکہ سے کہا کہ تم تو یہیں رہو ہم تمھارے پاس آئینگے اور
تمھیں لے جائینگے ملکہ عنبر بانو ناچار و مجبور اسی شہر میں رہ گئی اور وہ سب طرف ملک زرائیل کے روانہ ہوگئے

دو کلمے داستان جنگ نشان ملک زرائیل کے بیان ہوتے ہیں

قلعہ کشایان کشور سخنوری و فتح کنندگان مضامین دفتری قلم و دوات شیم سے صفحۂ قرطاس پر یوں تحریر کرتے ہیں کہ جب
فرخ شہسوار قلندر پسر حمزہ نامور طماس بد اساس کے ہاتھ سے مارا جا چکا اب پھر بعد نوبت دگر طبل جنگ بجایا
گیا اور لشکر اسلام میں بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا ہے رات بھر جا بجا ہیں ساماں جنگ و جدال وہاں صبح کو دونوں
لشکروں سے میدان آراستہ و پیراستہ ہوا جب نقیب نسب دے کر چلے گئے طماس گینڈے سے اتر کے سامنے
لقا کے آیا اجازت طلب ہوا لقا نے کہا جا تو سب خدا پرستوں پر غالب آئیگا طماس گینڈے پر سوار ہو کر لقا کو سلام
کر کے میدان میں آیا مبارز طلب کیا ادھر سے مرزبان خراسانی بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا بعد
نیزہ بازی کے طماس نے اسکو زخمی کیا پھر اور کئی سردار لشکر اسلام مقابلے کو آئے وہ بھی زخمی ہوئے طماس برابر
مبارز طلب کر رہا ہے سرداران لشکر اسلام مقابلے کو جاتے ہیں اور زخمی ہوتے ہیں ناگاہ گرد و غبار کا تتق اٹھا اور حمزہ
صاحبقران زمان مع سرداران ذیشان نمایاں ہوئے اول آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا حال معلوم ہوا کہ طماس کے
ہاتھ سے بہت سے سردار زخمی ہو چکے اور طماس مبارز طلبی کر رہا ہے فوراً شہزادہ بدیع الزمان مرکب کو جھکا کر سامنے تخت
بادشاہ اسلام کے آ کر مرکب سے اتر کر مجرا کیا اجازت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے جام پینے کو دیا اور فرمایا جاؤ تمکو سپرد خدا کیا
شاہزادہ بدیع الزمان رخش سبک عنان پر سوار ہو کر سامنے طماس کے آئے وہ نگاہ و دو زن ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی
ہوئی بدیع الزمان نے نیزہ طماس کا ہوائی کیا طماس نے ساطور مارا بدیع الزمان نے آتے ہوئے خیال کر کے خالی
دی کہ ساطور پٹ پڑا قبضے پر ہاتھ ڈالدیا ہر چند زور کیا کہ ساطور چھین لوں لیکن ناممکن ہوا انجام کار دونوں دست و گریبان
ہوئے زور ہوئے مرکب لنگروں کی تاب نہ لاسکے بیٹھ گئے دونوں پیادہ ہو کر سرگرم کشتی ہوئے تا شام کشتی ہوئی طماس کو
یہ خیال ہے کہ اگر پسر حمزہ پھر جائے تو میں بھی پھر دوں اور بدیع الزمان اس فکر میں کہ طماس کو کنارے کر لے جاؤں
اس خیال میں ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہوا رات ہو گئی طرفین سے کوئی آکے بیٹھنے کی کیفیت میدان کارزار نے
دکھائی دکاندار آ کے دکانیں لگانے لگے خوانچے والے آواز لگا لگا کر سودا بیچنے لگے کٹورا کھنکنے لگا سقہ الیکر لوگ چنے
کھانے لگے ادھر صاحبقران بادشاہ اسلام و تمام سواران عالیمقام سرگرم تماشا ہوئے ادھر لقا اور گیرنگ شاہ
وغیرہ سیر دیکھ رہے تھے رات بھر کشتی رہی صبح ہو گئی مگر دونوں کا وہی عالم تھا کہ برابر کے نکلا اور شست پیشت لڑ رہے
تھے یہاں تک کہ چار شبانہ روز کشتی رہی پانچواں دن ہوا پھر دن رہے عمرو نے کہا اے حمزہ کوئی ان دونوں میں غالب و
مغلوب نہیں ہوتا میں جا کر دونوں کو جدا کرتا ہوں نہیں تو ہلاک ہو جائینگے صاحبقران اشقر دیو زاد کو اڑا کر پاس
طماس و بدیع الزمان کے آئے اور بزور دونوں کو صاحبقران نے علیحدہ کیا اور فرمایا اے بہادر مرحبا صد مرحبا
خوب لڑے بس زور آزمائی ہو چکی جنگ موقوف کرو کہاں تک لڑو گے قریب ہے کہ غش کھا کے گر پڑو گے اور
طماس سے کہا اے دلاور بغیر مجھ سے جنگ و جدل کیے ہوئے فیصلہ نہ ہوگا پھر یہ شفقت بیکار ہے اب جاؤ آرام
کرو پھر سمجھ لینا طماس وہاں سے پھرا بختیارک نے کہا اے طماس بڑے بیڈھب شخص کے ہاتھ سے آج بچ گیا

آئے غنیمت سمجھو الغرض لقا طہماس پر سے زر نثار کرتا ہوا لیگیا ادھر صاحبقران بدیع الزمان پر سے زر و جواہر
نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے دنگل شوکت پر بیٹھے گرد و دورہ سرداران عالیشان بندھا مگر ازبسکہ پانچ
دن کے جنگ کے ماندے تھے زیادہ دیر تک دربار نہ کیا سویرے ہی برخاست کر دیا سب اٹھ اٹھ کے اپنے اپنے خیمے کو گئے
صاحبقران نے بھی خاصہ نوش کیا آرام فرمایا صبح کو بعد ادائے فریضہ سحری بارگاہ میں آئے بادشاہ اسلام نے
مجرا کیا دنگل شوکت پر متمکن ہوئے تمام سردار آکر جمع ہوئے اتفاق کار نگاہ صاحبقران کی فرخ شہسوار قلندر کے
دنگل پر پڑی خالی پایا بے اختیار دل بھر آیا بادشاہ اسلام سے پوچھا کہ فرخ شہسوار کہاں ہے شہنشاہ گیتی پناہ نے
آبدیدہ ہو کر حال فرخ کے مارے جانے کا بیان کیا اور فرمایا کہ سر فرخ شہر فرنگوشیہ کو لقا نے بھیجدیا لاشہ بے سر
اسکا ہمنے زمین میں سپرد کر دیا ہے صاحبقران زمان یہ سنکر خوب روئے زانو پر ہاتھ مار کر بہت افسوس کیا بعد اسکے
فرمایا کہ ہے کوئی تم میں سے ایسا شخص کہ پانچ ہزار روپیے ہمسے لے اور سر فرخ کا شہر فرنگوشیہ سے لاوے کہ ہم سر کو
جسم سے ملا کر دفن کریں یہ کلام صاحبقران عالیمقام تمام نہ ہوا تھا کہ مہر سپہر عیاری وکعب فلک خنجرگذاری مہتر والاگہر
خواجہ عمرو بن امیہ نامور نے کرسی سے اٹھ کر مجرا کیا اور یوں عرض پرداز ہوئے کہ غلام جا کر سر فرخ شہسوار کا
لائیگا اور دل میں یہ خیال کیا اے عمرو اثنائے راہ میں شہر عطلی آباد ہے وہاں چلکر ملکہ جادو سے ملاقات کیجیے مطلب دہ
پانچ ہزار روپیے اٹھا لیے اور داخل زنبیل کیے اور اسباب عیاری بدن پر آراستہ کر کے روانہ ہوا یہاں طہماس نے
ایک روز تو تامل کیا دوسرے دن طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر اسلام میں بھی نقارہ رزمی بجا شب تو سامان میں گذری
سو وقت صبح ہوئی دونوں لشکر میدان جنگ میں صف آرا ہوئے طہماس لقا سے رخصت لیکر میدان میں آیا بعد
سلح شوری کے مبارز طلب کیا ابرہا دیو چنگال بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر طہماس کے مقابلے کو آیا بعد
نگاورزنی و شمشیر نیزہ بازی ہوئی دونوں برابر رہے طہماس نے ساطور اپنا آرا بے پر سے اٹھایا اور خبردار
کہکے مارا ساطور ابرہا کی سپر کو قلم کر کے سر پر پڑا تاوہ ابرو اڑ گیا ابرہا نے دستانہ مارا ساطور نکلا خون جاری ہوا زخم سر کو
باندھ کر جو دست طہماس کو ماری طہماس نے ساطور سے اسے قلم کیا ابرہا نے غیظ میں آکر دونوں چنگال آہنی
طہماس کے سینے پر مارے کہ زرہ کو توڑ کر سینے میں در آئے دو فوارے خون کے جاری ہوئے طہماس نے پلٹ کر
رکابیہ ساطور مارا کہ شانہ ابرہا کا زخمی ہوا پھر ابرہا نے چنگال آہنی مارے کہ طہماس تو بچا مگر گینڈے پر چنگل
بیٹھے کہ مغز اسکا پارہ پارہ ہو گیا طہماس مع گرد زیر و بالا ہو کر زمین پر گرا جوانان لشکر اٹھے ابرہا پر ٹوٹ پڑے
ابرہا بھی ان پر جا پڑا ادھر سے اہل اسلام کمک کے واسطے آئے جنگ مغلوبہ ہوئی تلوار چلنے لگی شام کو طبل بازگشت
بجا دونوں لشکر پھر گئے ادھر ابرہا کے زخم میں ٹانکے دیے گئے ادھر طہماس کے زخم سیئے گئے دونوں کے زخم کا
علاج ہونے لگا بعد ایک ہفتہ کے طہماس نے غسل صحت کیا بارگاہ لقا میں بیٹھا شرابخواری کرکے ناچ دیکھنے لگا
جب خوب نشہ شراب میں بدمست ہوا لقا سے کہا اب طبل جنگ بجوائیے کل میں پھر خدا پرستوں سے سامنا
کرونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے خبر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے بھی حکم دیا لشکر اسلام
میں بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا رات بھر طرفین میں سامان جنگ رہا صبح کو دونوں لشکر معرکہ کارزار
میں صف آرا ہوئے صاحبقران زمان مع سرداران لشکر اسلام ہمراہ تخت بادشاہی کے معرکہ کارزار
میں آکر زیر علم اژدہا پیکر قائم ہوئے تخت بادشاہی قلب سپاہ میں ٹھہرا دست راست اور دست چپ
کی طرف سرداروں کے پرے بندھ گئے ادھر آمد لشکر کفر و ضلالت ہوئی لقا سے بے بقا تخت نجس پر

سوار اختیار کی خواصی میں پیچھے پیچھے گرگ شاہ زرائیلی مع لشکر جرار ادھر آیا ادھر تمام سردار ایک طرف طہماس
بن عنقوتل دیو پرور ایک بھی بنا ہوا دریائے آہن میں غرق کرگدن پر سوار ایک طرف آرابلے پر ساطور سار اپنے
نوسو من کا گرز اٹھاتا ہوا القصہ دونوں لشکر مانند صف مژگان کے مقابل آکر کھڑے ہوئے جس وقت صفیں آراستہ
ہو چکیں اور چاؤشان بلند آواز نہیب دے کر چلے گئے طہماس لقا سے رخصت ہو کر میدان میں آیا مبارز
طلب کیا کئی سرداروں کو مانند بہرام وغیرہ کے زخمی کیا تھا کہ صحرا کی طرف سے گرد و غبار کا تتق اٹھا اور ایک نقابدار
سفید پوش زیر سایۂ علم سبز رنگ نمایاں ہوا کہ اس علم کے سامنے علمہائے کفار بہ حیلۂ سلامی جھک کر گر پڑے
ہر چند کفار نے علموں کو علم کیا مگر استادہ ہو کر بلند نہ ہوئے کھولے تو اس علم پر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ لکھا ہوا تھا غرضکہ وہ نقابدار آکر ایک سمت کو قائم ہوا کہ ایک گرد اور ایک طرف سے اٹھی اور اس میں سے
پانچ نقابدار مع چالیس ہزار سوار دلیر و جرار کے دکھائی دیے کہ ان میں ایک نقابدار کبود پوش تھا اور دوسرا
نقابدار زرد پوش تھا اور تیسرا نقابدار سیاہ پوش تھا اور چوتھا نقابدار سرخ پوش تھا اور پانچواں نقابدار
سبز پوش تھا وہ بھی سب آکر ایک طرف میدان کارزار میں کھڑے ہوئے کہ طہماس بد اساس نے پھر مبارز طلب
کیا نقابدار سفید پوش کے لشکر میں علم جلوہ گری پر آئے آواز کوس گاودم نفیری ترکی دماموں کی بلند ہوئی
اور نقابدار مرکب کو جھکا کر سامنے طہماس کے آیا پہلے نگاہ وزن ہوا طہماس پکارا اے نقابدار نام تو کون ہے
کہ میرے مقابلے کو آیا ہے نقابدار نے جواب دیا کہ ملک الموت قابض ارواح کفار ہوں نام میرا تجھ پر ظاہر ہو جائیگا
طہماس نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ قضا تیری تجھکو میرے مقابلے میں لائی نقابدار نے کہا کہ ابھی تجھے خود معلوم
ہو جائیگا کہ تیری اجل آئی ہے یا میری قضا مجھکو لائی تو طہماس نے کہا جو کچھ حربہ رکھتا ہو لا وار کر نقابدار نے
کہا یہ ہمارا دستور نہیں کہ پیش دستی حریف پر کریں طہماس نے نیزہ نقابدار کو مارا نقابدار نے نیزے کو
نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی ستر طعن کے بعد نقابدار نے نیزہ طہماس کا ہوائی کیا طہماس آگ ہو گیا
ساطور آرابلے پر سے دولکر اٹھایا اور خبردار خبردار کہکر نقابدار کو ساطور مارا نقابدار نے بڑھ کر ساطور
کو روکا کہ پھل ساطور کا گذر گیا دستہ ساطور کا سپر پہ پڑا کہ مرکب نقابدار کا زمین میں غرق ہو گیا اور گرد و غبار
کا تتق اٹھا کہ نقابدار گرد میں پوشیدہ ہو گیا طہماس پکارا کہ نقابدار کی خبر لو دیکھو کیا ہو گیا عیار نقابدار
کا آکر گرد کے چرخ مارنے لگا اور پکارا کہ اے رستم زمان نقابدار سفید پوش عالیشان جوانمرد یاد حق
کرتا ہے نقابدار نے آواز سنکر مرکب کو جھکا کر برق کے مانند سحاب گرد سے نکلا اور گرز گران طہماس کو مارا
طہماس نے چاہا کہ گرز کو بڑھ کر روکے کہ بازوں گینڈے کے موشگافے میں جا پڑے گینڈے نے سکندری
کھائی گرز ساطور پر سے اچٹ کر شانے پر طہماس کے پڑا شانہ اسکا اکھڑ گیا اور گینڈے کا سر پاش پاش ہو گیا
طہماس مع کرگدن تہ و بالا ہو کر گرا جب دامن خاک چاک ہوا عیاروں نے آکر طہماس کو بیہوش دیکھا اس لشکر
کفار نقابدار پر آ پڑا نقابدار بھی لشکر کفار پر جا پڑا ادھر وہ پانچوں نقابدار اپنے لشکر کو لیکر شریک جنگ
ہوئے ادھر بادشاہ اسلام نے بھی لشکر اسلام کو برائے مدد نقابدار بھیجا تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی غلغلۂ
دار و گیر چار طرف میدان میں بلند ہوا قہار زرین کلاہ کو نقابدار سرخ پوش نے تہ شمشیر کیا عاد باختری
کو نقابدار سبز پوش نے مارا تحویل زرائیلی کو نقابدار کبود پوش نے قتل کیا تحویل باختری کو نقابدار
زرد پوش نے مار لیا تحویل عقرب چشم کو نقابدار سیاہ پوش نے ایک ضرب تیغ سے دو ٹکڑے

گیے اس معرکہ جنگ مین بیس ہزار کفار جہنم واصل ہوے کوئی آٹھ دس ہزار اہل اسلام بدرجہ شہادت فائز ہوے دن بھر لڑائی رہی شام کو طبل بازگشت بجا سب اپنی اپنی طرف کو پھرے امیر حمزہ صاحبقران نقابدار سفید پوش کی تعریف کرتے ہوے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے شب کو آرام فرمایا صبح کو باعزاز و اکرام دربار فرمایا تمام سرداران عالیوقار و پہلوانان نامدار آکر جمع ہوے

نقابدار سفید پوش یعنی حارث بن سعد کا علم دین محمد مصطفے لیکر صاحبقران کے پاس آنا اور پیغمبری محمد مصطفے کی خبر دینا اور صاحبقران کا پھر چاروں نقابداروں کو یعنی ہاشم و اسد و ہرروم بردعی و قوان کا آنا اور سبکا مع لشکر دین محمدی قبول کرکے جشن کرنا اور اس علم پر کلمۂ طیبہ لکھا تھا

خبر ہوئی کہ نقابدار سفید پوش علم سبز لیے ہوے آتا ہے اور اس علم ذی حشم پر کلمۂ طیبہ و اسم مبارک جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ لکھا تھا یہ خبر سنتے ہی حمزہ صاحبقران و بادشاہ اسلام و جملہ سرداران عالیمقام بارگاہ سلیمانی سے استقبال کو باہر نکلے اور آگے علم کے پھریرے کو بوسے دیے اور آنکھوں سے لگایا اور بارگاہ مین لیکر آئے نقابدار نے نقاب اپنی منہ پر سے اٹھائی دیکھا کہ حارث بن سلطان سعد ہی اسنے علم کا حال پوچھا حارث نے بیان کیا کہ مین نے طواف خانہ کعبہ کیا تھا جناب محمد مصطفے شفیع روز جزا مالک ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبدمناف کو پیغمبری ملی ہی کہ وہ ختم المرسلین از جانب رب العالمین ہوے ہین اور کلمہ انکا سینے پڑھا ہی مجھے فرمایا کہ تم یہ علم نصرت شیم لیکر لشکر حمزہ صاحبقران زمان مین جاؤ اور سبکو جاکر یہ کلمہ پڑھاؤ کہ دین تازہ رواج پائے اور رونق اسلام زیادہ ہوے صاحبقران یہ سنکے نہایت خوش ہوے کہ اب تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سب کلمہ پڑھتے تھے اب کلمۂ محمد مصطفے پیغمبر خدا کا زبان پر جاری ہوگا ہر روز کلمۂ طیبہ یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لشکر صاحبقران مین جاری ہوا صاحبقران نے کرب غازی سے فرمایا کہ تم جاکر ان پانچون نقابدارون کو لاؤ کہ یہ کلمہ پڑھکر وہ بھی مستفیض ہون کرب دلاور اسیوقت روانہ ہوے اور چارون نقابدارون کو ہمراہ اپنے لائے نقابدارون نے صاحبقران بادشاہ اسلام کو سلام اور صاحبقران سے قدمبوسی کی صاحبقران نے حارث بن سعد سے بغلگیر کروایا اور کلمۂ طیبہ سے مشرف فرمایا بعد ارشاد فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ حالات سے تمہارے آگاہ ہون چارون نقابدارون نے منہ سے نقابین جہرون سے الٹ دین اب جو صاحبقران نے دیکھا تو ہاشم تیغزن اور اسد غیردل اور انورشاہ ہرروم بردعی ہنر قوان جنکش ہین وہ سب قدمبوسی کو جھکے صاحبقران نے گلے سے لگالیا اور بہت خوش ہوے ہنر قوان نے حسب حال اپنی رہائی کا بیان کیا بادشاہ اسلام نے ہنر قوان کو خلعت دیا ان سب لشکر نقابدارون کا آکر شریک لشکر اسلام ہوا صاحبقران نے تازگی دین کا جشن کیا عیش و عشرت مین مصروف ہوے جو نقابدار ماس کے زخمون کے علاج مین مصروف تھا کہ ہر کارون نے آکر حال نقابدارون کے آنے کا اور کلمہ کے مل جانے کا بیان کیا نقا نے کہا پھر یہ ہمین دلیر استون قدرت اچھا ہوئے تو ان سبکو مار لگا یہ کہکر صحبت خمر انجواری و جلسۂ رقص و سرود مین مصروف ہوے

دو کلمے داستان تعریت نشان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے بیان کیے جاتے ہین

تعزیت کنندگان غازی وو بیدار و حق شناس غمزدگان برحال پرملال خاصان حق پرستان نیک اساس این داستان الم نشان کو باشک ریزی قلم اندوہ رقم صفحۂ قرطاس مصیبت اساس کو یون زرکرتے ہین کہ مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجرگذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار گریان و نالان لشکر اسلام سے فرخ شہسوار کا سر بریدہ لینے کو روانہ ہوے تھے دن بھر رہروی بعد تیز رفتاری کے شام کو شہر ارنوس حصار مین پہونچے صورت اپنی ملنگ

کاروان سرا میں اُترے رات تو وہاں بسر کی صبح کو شہر کی سیر کو روانہ ہوئے لک شمار یہ اور عمارات دلنوشا آباد کو
دیکھتا ہوا نواح عظلی آباد میں پہونچا یل طلاے اترکر چمنستان میں آیا اور ایک قلعہ دیکھا کہ ہر برج اور ہر کنگرہ سے
شعلہائے آتش نکل رہے تھے خیال میں گذرا کہ عظلی آباد تو یہی ہے لیکن ملکہ جادو سے کیونکر ملاقات ہو اسی تصور میں
چلا جاتا تھا کہ ایک آواز آئی ارے کمبخت کہاں جاتا ہے عمرو حیران ہوا کہ یہ آواز کسکی ہے دل میں اپنے کہا کہ یہ مقام جادوگروں کا ہے
جلد یہاں سے نکل چل جست و خیز کرکے چلا تھا کہ پھر آواز آئی ارے کیوں بھاگا جاتا ہے عمرو کب کسی کی سنتا ہے سر پر پاؤں
رکھکر دوڑا ملکہ مجھ اسی نے گلیم عیاری بھی اوڑھنا بھول گیا کہ پھر صدا آئی کہ اب آگے نہ جانے کا عمرو نے دیکھا کہ زمین نے
پاؤں پکڑ لیے اور ایک جادوگر زشت رو مکروہ منظر سیاہ فام سامنے دکھائی دیا اور چشم زدن میں برابر عمرو کے آگیا عمرو نے سلام
کرکے پوچھا کہ شاہ جادوان آپکا کیا نام ہے اُسنے کہا مجھے شجرہ جادو کہتے ہیں میرے گھر میں شادی ہے مجھے پانچ آدمیوں کا
گوشت چاہیے ہے کہ مہمانوں کو کھلاؤں اُنمیں ایک تو ہی ہے عمرو نے کہا گوشت میرے بدن میں کہاں ہے فقط پوست اور
استخوان ہے اور میں مردہ مفلوک ہوں بہت سی افیون کھاتا ہوں میرا گوشت استخوان مثل ایلوے کے تلخ ہوگا اُسنے کہا کہ میں
افیون تجھے نہ دونگا اور فربہ کرکے کھاؤنگا ہر چند عمرو نے الحاح و زاری کی مگر اُسنے کچھ نہ سنا اور اسم سحر کا پڑھکر عمرو پر دم کیا
کہ عمرو ایک ہرن کی شکل ہوگیا شجرہ جادو نے کہا اب تو اس صحرا میں چند دن رہکر فربہ ہولے تو تجھے لیجاکر کھاؤنگا یہ کہکر شجرہ جادو
پرواز پیدا کرکے اُڑتا ہوا چلا گیا عمرو بصورت آہو اُس مرغزار میں پھرتا تھا اور روتا تھا قضا کار ایک روز ملکہ جادو
شب ماہ کی کیفیت دیکھنے کو چمنستان عظلی آباد میں آئی گلشن جادو اور گلستان جادو یہ دو مصاحبین اور بہت سی کنیزیں پری چہرہ
قریب ساٹھ ستر عورتوں کے ساتھ تھیں ایک مقام پر فضا میں فرش کرکے بیٹھیں اور گانے والیاں سامنے آکر موجود ہوئیں
بزم رقص آراستہ ہوئی جام مے ارغوانی گردش میں آئے ملکہ جادو نے گلشن جادو و گلستان جادو سے کہا کہ تمہیں
عمرو کا گانا یاد ہے دونوں نے عرض کیا بلاؤں عمرو اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتا ملکہ جادو آبدیدہ ہوئی کہا دیکھیے اب اُس سے
کب صحبت نصیب ہوتی ہے یہاں یہ باتیں ملکہ جادو مصاحبوں میں اپنی کر رہی تھی کہ عمرو بصورت آہو گھاس چرتا ہوا وہاں آپہونچا
اور ملکہ جادو کو دیکھکر دل میں کہا الحمدللہ کہ وقت اخیر میں اپنے معشوق کو دیکھ لیا اور قریب اُس جلسے کے آیا ملکہ جادو نے دیکھا
کہ ایک ہرن آدمیوں میں چلا آیا ملکہ سمجھی کہ یہ ہرن کسی کا پالا ہوا ہے یہاں تک کہ عمرو بصورت آہو آکر ملکہ جادو کے قدموں پر لوٹنے لگا
ملکہ پیار کرنے لگی آہو وہیں بیٹھ گیا صورت ملکہ کی دیکھنے لگا شراب کی گلابی سے منھ لگادیا ملکہ نے پوچھا شراب پیے گا
ہرن نے گردن ہلائی کہ ہاں پیونگا ملکہ نے جام شراب بھرکر جو دیا وہ ہرن پی گیا اشارے سے ہرن نے شراب اور مانگی
ملکہ نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہرن آدمی ہے کسی ساحر نے اسے جانور بنادیا ہے یہ بات ملکہ کی سنکر وہ آہو رونے لگا اُس
سردار غزالان حسن کو یقین ہوگیا کہ یہ ضرور انسان ہے حیوان اصلی نہیں گلشن جادو اور گلستان جادو سے کہا کہ یہ آدمی ہے
کسی ساحر نے اسے ہرن بنادیا ہے آہو نے پھر سر ہلاکر اشارہ کیا کہ ہاں سچ ہے گلشن و گلستان نے عرض کیا کہ بلاؤں اُتری جادو
بجرأت آپ آدمی بنائیے ملکہ جادو نے اسم سحر کا پڑھکر اُس آہو پر دم کیا وہ آہو زمین پر لوٹنے لگا اور بعد تھوڑی دیر کے لوٹ پوٹ کر
بصورت اصلی یعنی آدمی بنگیا اب ملکہ جادو نے دیکھا کہ یہ تو عمرو ہے نہایت مسرور ہوئی پکاری کہ خواجہ تم یہاں کہاں اور کیا آفت
ناگہانی تمپر آئی کس نے آہو تمکو بنادیا عمرو نے کہا کہ ملکہ میں تلاش فرنگوشیہ کرتا تھا اور فقط تمہاری ملاقات کیواسطے
آیا تھا کہ شجرہ جادو نے مجھے اس حال کو پہونچادیا گلشن و گلستان بولیں کہ تمہارے آنے سے قبل ذکر تمہارا ہوا تھا ملکہ تمہیں
بہت یاد کرتی تھیں عمرو نے کہا کہ اپنے جان نثار کو کبھی یاد کرتے ہیں غرض ملکہ نے کھانا منگوایا عمرو کو کھلایا آپ بھی کھایا
بعد اسکے کہا خواجہ ہم تمہاری ذرہ نوازی کے کمال مشتاق ہیں عمرو بولا میں موجود ہوں ملکہ جادو نے حفاظت کیواسطے اسم سحر کا پڑھکر

گرد چبوترے کے دم کر دیا کہ ایک حصار شیشے کا بنگیا اور اُسمین شیشے کے برتنوں میں خوشنما مروارید آویزان تھے غرضکہ عمرو نے
سازندون سے کہا کہ ساز ملاؤ اور آپ جوڑی ہفت پیوند کی نکالی اور قفلیان درست کرکے بجانا شروع کیا ایسا ایسا
بجایا اور ایسا ایسا گایا کہ طائر آشیانے چھوڑ کر محویت کے عالم میں عمرو کے برابر آکے سایہ فگن ہوے جتنے اہل صحبت تھے
بیخود سے تھے برابر تحسین و آفرین کی آواز چلی آتی تھی ملکہ جادو کا یہ عالم تھا کبھی اُف کرکے دل پکڑ لیتی تھی کبھی آنکھوں میں آنسو
بھر لاتی تھی وہ دلنوازی نہ تھی گویا سحر سازی جادو طرازی تھی خواجہ عمرو نے صبح تک بجایا بعد اُسکے سب سو رہے دوپہر ڈھلے
ملکہ بیدار ہوئی اور سب بھی اُٹھے کھانا کھایا پھر تماشے میں سبزہ زار کے مصروف ہوے رات کو پھر وہی صحبت رہا ہوئی دوسرے
روز ملکہ نے کہا کہ خواجہ اب تم اپنے کام کو جاؤ جب وہان سے پھرنا تو ہمسے ملاقات بھر کرتے جانا اور گلشن جادو سے کہا کہ تم
کو سرحد غفلت آباد کے باہر نکال آؤ خواجہ نکال باہر ہوا چشمہ اشکبار وہان سے روانہ ہوا آذر کوہ اور قلعہ زرلقا اور شہر تجسار
اور مع حصار اور شہر اختم کو طے کرکے پل کنعیل پر سے گذرا ملک فرنگوشیہ میں عمرو پہونچا صورت اپنی تبدیل کیے ہوے
سیر کنان چلا آتا ہی کہ چوک میں ایک دُکان پر ہجوم خلائق نظر پڑا آدمیون کی بھیڑ چھانٹ کر اُس مجمع کے برابر آیا دیکھا کہ
ایک طفل مہر طلعت چہرہ آفتاب کے مانند درخشان تو دس برس کا سن در پلے جواہر میں غرق مسند جاہ و جلال پر متمکن
خال سبز رخ پر رنگ ہاشمی موجود ہی سب علامتین اولاد صاحبقران کی اُسکے چہرے سے ہویدا ہین دبدبہ شان و شوکت
نمود عمرو دیکھکر حیران ہوا کہ اولاد صاحبقران یہان کہان عمرو نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہی اُسنے کہا کہ یہ
بیٹا ہی ملک التجار فرخ بازرگان کا نام اسکا ملک ایرج ہی اور یہ مجمع خلائق سب دیکھنے کو اسکے ہو کین اسنے کہا ای عمرو
پاس اسکے جاکے بیٹھیے اور حال فرخ شہسوار کے سر کا بھی دریافت کیجے القصہ وہان سے علیحدہ ہو کر ایک گوشے میں
آکر رنگ روغن عیاری نکالکر ایک تاجر کی صورت بنکر پوشاک فاخرہ پہنکر ایک مرکب بری پیکر پر سوار ہو کر اُس مجمع کے اندر
آیا دُکان کے پاس پہونچکر ایرج سے صاحب سلامت کی ایرج نے جو ایک شخص جلیل الشان کو دیکھا تعظیم کی اور بلا کے
پاس بٹھایا عمرو نے اب بغور دیکھا شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم ذیجاہ کی صورت سے بہت مشابہ پایا بہت حیرت میں آیا
ایرج نے عمرو سے باتین کرنا شروع کین حال پوچھا کہ آپ کون ہین اور کب سے اس شہر میں آئے ہین عمرو نے کہا کہ میں
آج ہی آیا ہون اور جہاز میرے پیچھے آتے ہین اور کچھ جواہر بیش بہا اپنے پاس سے نکالکر ایرج کو دکھایا ایرج نے کہا کہ
جوہری کو بلا دونگا اور اسباب بھی اپنا آنے دیجیے عمرو نے پوچھا میں نے سنا ہی کہ سر لیسر حمزہ کا طول زنگی کے گلے میں
پڑا ہوا یہان آیا ہی ایرج نے کہا کہ ہان سر لیسر حمزہ کا آیا تھا یہان کا بادشاہ مالک بن ملکوت شاہ ہی اُسنے طول زنگی
کو چاہا تھا کہ دین نیر اعظم آفتاب تابان کا قبول کرے طول زنگی نے انکار کیا بلکہ کلمات سخت کہے مالک بن ملکوت
نے طول زنگی کو مع سر لیسر حمزہ قلعہ آفتاب نما میں بھیجدیا طول زنگی وہان قید ہی الغرض عمرو حال دریافت کرکے
اُٹھا کہا اب میں جاتا ہون ایرج نے کہا آپ میرے یہان مہمان رہیے عمرو نے کہا کہ میں تردد میں ہون مال و اسباب
میرا آئے تو تمھارے یہان آکے رہونگا عمرو یہ کہکر چلا اور قلعہ آفتاب نما کا راستہ لیا جب قریب پہونچا دیکھا کہ قلعہ
بالاے کوہ ہی اور گرد اسکے دریا ہی اور کشتیون کا پل بندھا ہوا ہی اسی پر لوگ قلعہ میں آتے جاتے ہین عمرو بھی صورت
بدلے ہوے پل پر سے گذر کر قلعہ میں پہونچا اور ایک گویے کی شکل بنکر دروازے پر قلعے کے بیٹھکر رباب کو بجانا شروع کیا اور
گانے لگا آیند و روند کا ہجوم ہو گیا اور جسکو ممکن ہوا اُسی وقت عمرو کو دینے لگا قضا کار بادشاہ اس قلعہ کا اپنے خلوت میں
بیٹھا ہوا بیرون قلعہ کی سیر کر رہا تھا آواز سرود کی کان میں پہونچی گانے کی ہمہ تن گوش ہو گیا جو بذریعہ عمرو کو بلوایا جب عمرو
سامنے اُسکے آیا سلام کیا دعا دی ملوت آفتاب پرست نے عمرو سے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہی اور کہان سے آیا ہی عمرو نے

کہا کہ میں کلاونت ہوں نیر اعظم آفتاب تابان کا اور نام میرا مغنی قدرت ہی از بسکہ تمھارے پاس خدا پرست کا سر قید
میں ہی لہذا آفتاب تابان تجپر بہت مہربان ہی اور مجکو بھیجا ہی کہ میرے بندوں کو جاکر محظوظ کر یموت آفتاب پرست نہایت
خوش ہوا اور رات کو صحبت عیش برپا کی اور کہا ای مغنی قدرت اب کچھ گاؤ مغنی قدرت نے سازندوں کو شریک کر کے رباب
بجایا اور گانا شروع کیا ایسا گایا بجایا کہ سب عالم حیرت میں بیخود ہوگئے یموت آفتاب پرست بہت خوش ہوا اور انعام بہت سا
دیا اور جتنے سردار بیٹھے تھے اُن سب نے قدرے قدرے دیا مغنی قدرت نے کہا ای بادشاہ اور کچھ کمال بھی میرا دیکھیےگا یموت
نے پوچھا کہ اور کیا کمال تجھ میں ہی اسوقت مغنی قدرت نے کہا اگر میخانہ میرے حوالے کر دیجیے تو کیفیت رقص غنائی اور اس سے
زیادہ عمدہ دکھاؤں اور ساقی گری بھی کرتا جاؤں پینے پلانے سے ناچوں تھوڑے گاؤں ہاتھ سے جام شراب لبریز
کرکے پلاؤں یموت نے کہا کہ میکدے کو بلاؤ جب وہ سامنے آیا حکم دیا کہ سب میخانہ مغنی قدرت کے حوالے کر دیا
جائے میکدے عمرو نے میخانہ میں آکر تمام شراب کو بیہوشی آلودہ کرکے گلابی کو پہلے تقسیم کی اور تحفہ شراب گلابیوں میں بھر کر
کشتیوں میں لگا کر صحبت میں لایا جام لبریز کرکے ناچتا گاتا چلا اور پہلے بادشاہ کو لاکر پلایا بعد اُسکے تمام صحبت والوں کو
ایک ایک جام دیا ساری صحبت عمرو کی ساقی گری کی تعریف کر رہی تھی مگر جس نے وہ شراب پی پی از خود رفتہ و مدہوش
ہوکر عجیب و غریب حرکتیں کرنے لگا عمرو نے پہلے ہی حال طول زنگی کا پوچھ لیا تھا اسکو معلوم تھا کہ سامنے حجرے میں
قید ہی جب تمام صحبت بھر میں کسی کو مطلق ہوش نہ رہا سب بیخود ہوگئے عمرو نے پہلے تمام مال و اسباب صحبت کا لوٹا اور
یموت آفتاب پرست کی داڑھی مونڈی اور ایک رقعہ لکھکر مونچھ میں اُسکے باندھ دیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای ملعون بادشاہ
آگاہ ہو کہ طول زنگی تیرے پاس قید تھا اور سر لبیر حمزہ کا اُسکے گلے میں پڑا تھا لہذا میں مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر
گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار عیار حمزہ صاحبقران عالیوقار گویا بشکل تیری صحبت
میں داخل ہوا اور تجھے بیہوش کرکے طول زنگی کو مع سر لبیر حمزہ کے لیگیا اور دشمن اور نابکار آفتاب پرست عمرو
کا یہ قاعدہ ہی ہر کافر سے داڑھی کا خراج لیتا ہی جو مجھے داڑھی کا خراج دیتا ہی اُسکی داڑھی رہتی ہی ورنہ منڈ جاتی ہی اگر
تو خراج دیگا تو داڑھی تیری رہیگی نہیں تو منڈ جایا کریگی اور حجرہ کھول کر آیا طول زنگی کو کھانا کھلایا اور بیہوش کر کے
زنبیل میں ڈالکر قلعہ کے دروازے کے اوپر ٹھہرا رہا صبح کو جب دروازہ کھلا پہلے نکل کر عمرو روانہ ہوا یہاں صبح کو یموت
آفتاب پرست مع اہل محفل ہوش میں آیا اپنا اور تمام اہل محفل کا حال خراب پایا دیکھا کہ مونچھ میں ایک کاغذ بندھا
ہی اور داڑھی ندارد چہرہ صفاچٹ میدان ہی خس و خاشاک کا نام نہیں کاغذ جو یموت شاہ نے پڑھا معلوم ہوا
کہ عمرو یہ گت بناکر چلا گیا وہ گویا دیکھتا عمرو تھا بہت منفعل و خجل ہوا عمرو وہاں سے چلا شہر خنطلی آباد میں پہونچا
ملکہ جادو نے ساحروں کو لگا رکھا تھا وہ جادوگر عمرو کو ملکہ کے پاس لیگئے ملکہ نے شہر خنطلی آباد کی عمرو کو سیر
کرائی عمرو صورت اپنی بدلے ہوئے ساتھ گلشن جادو اور گلستان جادو کے تمام شہر خنطلی آباد میں پھرا
رات کو ملکہ جادو کے پاس رہا خوب گایا بجایا صبح کو ملکہ نے وعدہ کیا کہ جب لشکر صاحبقران یہاں آئیگا تو میں انکی
مدد کرونگی یہ کہکر عمرو کو سرحد خنطلی آباد سے باہر پہونچایا عمرو وہاں سے روانہ ہوا لیکن حال سنیے لشکر صاحبقران
کا کہ رستم زمان شہزادہ علمشاہ نوجوان اپنے خیمے سے آتے تھے اور بارگاہ سلیمانی میں جاتے تھے کہ ایک پنجہ آسمان
سے گرا اور علمشاہ کو اُٹھا لیگیا یہ خبر صاحبقران کو ہوئی نہایت پریشان ہوئے فرمایا تلاش کرو سرکاری ملازم اور
سانڈنی سوار چہار طرف روانہ ہوئے لوگ جستجو علمشاہ کی کر رہے تھے کہ خواجہ عمرو سر فرخ شہسوار کا لیے ہوئے
مع طول زنگی کے پہونچا صاحبقران کو اور بادشاہ اسلام کو سلام کیا اور سر فرخ شہسوار کا زنبیل سے نکال کر سامنے

رکھدیا صاحبقران نے سر فرزند کا اپنے سینے سے لگالیا اور خوب روئے تمام سردار اشکبار ہوئے گویا غم فرخ
شہسوار کا تازہ ہوگیا الغرض بعد گریہ و زاری اور ماتم داری کے سر کو جسم سے ملا کر قبر میں دفن کیا قرآن خوان قبر پر مقرر ہوئے
بخورات ہونے لگے شامیانہ زربفتی قبر پر تعزیہ دار رہا اب ان سب کو تعزیہ داری میں شہزادہ فرخ شہسوار قلندر کے رہنے دیجیے

دو کلمے داستان حیرت بیان علم شاہ عالیشان کے تحریر ہوتے ہیں

واقعہ خوانان شیرین زبان و نقشبان خوش بیان مشاطہ کلک جواہر سلک سے اس داستان عجائب نشان کو یون
زیر قلم لاتے ہیں کہ جب رستم پیلتن و سلکن کشتہ و دو ول ہندی و کیتیان فرنگی لیسے شہزادہ علم شاہ فرزند
جگر بند امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو تخت اٹھا لیگیا اور کرہ ہوا میں بصدمہ باد تند سے بیہوش ہوگئے بعد
تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا اپنے تئین ایک صحرا میں دیکھا اور ایک دیو کو سامنے کھڑا ہوا پایا علم شاہ نے پوچھا
تو کون ہی اور کیون مجھے اٹھا لایا ہی دیو نے کہا میں تجھے قلعہ آتش حصار کو لیجاؤنگا لیکن اسوقت میرے خیال
مین آیا کہ مدت سے گوشت آدمی کا نہیں کھایا اب کھانا چاہیے اسواسطے آسمان سے اتر کر یہان ٹھیرا ہون
اب میں منھ کھولتا ہون تو میرے منھ میں کود پڑ میں تجھکو یونہیں نگل جاؤن دانت نہ لگاؤن کہ تجھکو اذیت ہوگی
علم شاہ نے کہا کہ او تیرہ روزگار تو غافل پاکر مجھے میرے لشکر سے اٹھا لایا تو نے بڑا غضب ڈھایا اب میں
تجھے کب مارے بے نہ چھوڑونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا دیو ہنسا کہا کہ تو مجھے ڈراتا ہی یہ کہکر ہاتھ دوڑایا
کہ اٹھا کر منھ میں رکھلون علم شاہ نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور جھٹکا مارا کہ منھ کے بل وہ دیو سامنے آیا علم شاہ
نے بقوت تمام سر پا ایک گھونسا لگایا کہ مغز اسکا بھیجا گر کر واصل جہنم ہوا مگر علم شاہ مارکر اس دیو کو پچھتانے لگا کہ
اب خدا جانے کدھر جاؤن اور کہان سرگردان پھرون ناچار وہان سے ایک طرف کو روانہ ہو چلتے چلتے
دوپہر آگئی دیکھا کہ ایک چرواہا کچھ بکریان اور بھیڑین چرا رہا ہی پیاس کا غلبہ تھا اس گڈریے کے قریب
آکر جو دیکھا تو اس چرواہے کے چہرے سے آثار سرداری و سالاری ظاہر تھے دل میں اپنے کہا کہ یہ گڈریا
نہیں ہی کوئی سردارزادہ ہی الغرض علم شاہ نے اس گڈریے سے کہا کہ میں بہت پیاسا ہون اسنے
جلدی سے ایک بکری کا دودھ دوہ کے علم شاہ کو دیا علم شاہ دودھ پیکر سیر و سیراب ہوئے اور اس
پوچھا کہ تو کون ہی حال اپنا بیان کر مجھکو ہرگز چوپان نہیں معلوم ہوتا ہی اسنے جو یہ کلمہ سنا رونے لگا
اور کہا کہ میں کیا اپنا حال بیان کرون عجب مصیبت میں گرفتار ہون اور آپ میرا حال سنکر کیا کیجیے گا علم شاہ
نے کہا تو بیان تو کر خدا چاہے تو تیری مصیبت دور ہوجائیگی چوپان نے کہا شاید آپ خدا پرستون میں سے
ہیں علم شاہ نے کہا کہ میں بیٹا ہون حمزہ صاحبقران زمان کا ایک دیو میرے لشکر سے مجھے اٹھا لایا
تھا اس صحرا میں واسطے کھا جانے کے مجھکو اتارا میں نے اس دیو کو مارا مگر تباہ و سرگردان پھر رہا ہون
اس وقت چوپان نے اپنی تمام مصیبت بیان کی کہا کہ ای شہریار یہان سے قریب ایک دربند ہی کہ اسکو
دربند خسروانہ کہتے ہیں وہ انکا میں حاکم تھا اور اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق تھا اتفاقاً قرطاس بکفری
سپہ سالار سعد سرخ مو حاکم سعدا ایسہ کا بھی اس نازنین کی محبت کا دم بھرتا تھا اور مجھسے وہ ہمیشہ
رشک و حسد کرتا تھا چنانچہ سعد سرخ مو قرطاس بکفری اپنے سپہ سالار کی خاطر سے
فوج لیکر آیا اور مجھکو گرفتار کر لیا دربند میرا اپنی حکومت سے چھین کر قبض ہوا اور قرطاس بکفری کی
شادی میری معشوقہ کے ساتھ کر دی بعد اسکے مجھسے کہا کہ تو میری بکریان چرایا کر نہیں تو میں تجھے

مار ڈالونگا جب سے مین نے چار نا چار جو یہ بانی اختیار کی اور چند مدت سے یونہین اوقات زندگی بسر کرتا ہون علم شاہ نے
کہا ای خسرو اگر تو مسلمان ہو جا تو مین سعد سرخ مو کو نیزے سے تحت دون اور تیرا ارمنہ تجکو دلا کر حاکم سابق دستور
کر دون اُسنے کہا ای شہریار جسوقت آپ اُسے زیر کرینگے اور مجھے حاکم شہر کر دینگے جبتک اسلام لاؤنگا علم شاہ نے
کہا کہ تو مجھے راستہ شہر سعدمانیہ کا بتادے خسرو نے نشان بتادیا وہان سے علم شاہ نے درمنہ خسرو اپنے کا راستہ
لیا دوسرے دن صبح کا وقت تھا کہ ایک طرف سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا جب وہ اُس گرد چاک ہوا علم شاہ نے دیکھا
کہ ایک جوان قوی ہیکل گرز گران سنگ ہشت پہلو ہاتھ مین لیے ہوے پانچ ہزار سوار کے ساتھ چلا آتا ہی علم شاہ
ایک درخت کے سایہ مین کھڑے ہو رہے اور تماشا دیکھتے ہے کہ ایک شخص کی نگاہ جو پڑی حسن و جمال بیمثال
اور جاہ و جلال و شوکت و اقبال شہزادہ ملک خصال کا دیکھکر حیران ہوا قرطاس سے کہا کہ عجب ایک
جوان حسین زیر درخت کھڑا ہوا ہی آجتک ایسا جوان رعنا نہین دیکھا قرطاس نے کہا ہمارے پاس اُسے بلاؤ
ایک شخص علم شاہ کے پاس آیا سلام کیا اور کہا آپ کو قرطاس یکہ فنرلی نے بلایا ہی علم شاہ نے پوچھا
کہ قرطاس کون ہی اور کہان سے آتا ہی کہان جائیگا اُسنے کہا کہ سعد سرخ مو کا یہ سپہ سالار ہی کمک تحفے
لیے ہوئے شہر آتش حصار کو جاتا ہی علم شاہ نے کہا کہ مجھے انکے پاس جانے سے کیا سروکار ہی اُسنے
عرض کیا کہ فقط ملاقات منظور ہی علم شاہ نے فرمایا کہ وہ خود میرے پاس چلا آئے اُسنے جاکر قرطاس سے
یہ سب گفتگو بیان کی قرطاس نے کہا کہ مین خود جاکر دیکھونگا یہ کہکر گھوڑا اپنا بڑھا کر قریب علم شاہ کے آیا
جسوقت چہرہ علم شاہ پر اُسکی نگاہ پڑی عجب دبدبہ اور شان و شوکت دیکھی کہ دنگ رہگیا پوچھا ای جوان
تو کون ہی حال اپنا بیان کر علم شاہ نے تمام حسب و نسب اپنا اور حقیقت یہان پہونچنے کی بیان کی اور کہا کہ
جاتا ہون سعد سرخ مو کی تنبیہ کرنے کو کہ اُسنے خسرو پر ظلم کیا ہی کہ ملک اُسکا چھین لیا ہی قرطاس یکہ فنرلی
نے یہ سنکر کہا کہ ای عزیز تو اپنے تئین بڑا شجاع اور بہادر جانتا ہی سعد سرخ مو میرا بادشاہ ہی پہلے مجھسے لڑنا
کرلے پھر سعد سرخ مو سے مقابلہ کرنے کو جانا علم شاہ نے کہا مین موجود ہون قرطاس نے کہا جو تو
کیا کہتا ہو لا علم شاہ نے جواب دیا ہم اہل اسلام مین ابتدا نہین کرتے ہمارے دستور نہین ہی قرطاس نے کہا
اچھا خبردار ہو اور نیزہ اٹھا کر مارا علم شاہ نے نیزے کو نیزے پر لیا چند طعن مین نیزہ قرطاس کے ہاتھ
سے چھین لیا قرطاس نے غضب مین آکر گرز گران سنگ مارا علم شاہ نے باسیب سپر گرز کو رد کیا وہ گرز زمین
پر گر پڑا گرد اُڑی کہ سب لوگ گرد مین ہوگئے علم شاہ اُس تتق گرد مین سے نکلے تھے کہ قرطاس نے دوسرا
گرز کا وار کیا وہ بھی علم شاہ نے رد کر دیا قرطاس نے تیسرا حملہ کیا ابکی علم شاہ نے کلمہ پڑھکر جھٹکا دیا
اور گرز اُسکے ہاتھ سے علم شاہ نے چھین لیا قرطاس نے جھنجھلا کر تلوار کا وار کی علم شاہ نے ایک چٹکی دیکر
تلوار بھی چھین لی قرطاس علم شاہ سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی ہر ہر کے علم شاہ نے لنگ اُسکا توڑکر
اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا اور سینہ پر چڑھ بیٹھے اور فرمایا کہ دین اسلام قبول کر لقا پر اور اُسکے
پرستاروں پر لعنت کر قرطاس یکہ فنرلی نے کہا ای شہریار مین نے غلامی آپکی اختیار کی لاکھ لاکھ لعنت لقا
پر اور اُسکے پرستارون پر مگر ایک التماس ہی کہ میری زوجہ خسرو کو نہ دیجیے گا علم شاہ نے کہا تو خاطر جمع رکھ ایسا
نہین ہوگا۔ القصہ قرطاس نے اپنے ہمراہیون کو بلاکر کہا کہ مین نے دین اسلام اختیار کیا تم اسلام قبول کرتے ہو
یا کیا کہتے ہو سب نے جواب دیا کہ ہم آپ کے ہمراہ ہین غرضکہ ساتھ والے بھی قرطاس یکہ فنرلی کے مسلمان

ہوے قرطاس نے اسی مقام پر خیمہ برپا کیا علم شاہ کو خیمہ مین لیگیا دعوت وضیافت کی دوسرے دن علم شاہ
کوچ کر کے شہر سعد انیہ پر آئے یہ خبر سعد سرخ مو کو ہوئی کہ پسر حمزہ بارادہ رزم و پیکار آتا ہے قرطاس یکہ قبلی نے
اس سے زیر ہو کر دین اسلام قبول کیا اور اطاعت اختیار کی چنانچہ وہ بھی پسر حمزہ کے ساتھ ہے لشکر سعد سرخ مو لشکر
لیکر شہر سے باہر آیا مقابل مین لشکر علم شاہ کے خیمہ استادہ کرایا داخل بارگاہ ہو ناچ دیکھنے لگا شراب خواری ہونے لگی
نشہ شراب مین آکر طبل جنگ بجوایا اسوقت لشکر علم شاہ مین بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی رات بھر جانبین مین
سامان جنگ رہا صبح کو جب معرکہ کارزار مین دونون لشکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف جدال نقباے بلند آواز نقیب
دیگر چلے گئے قاہر دربندی سعد سرخ مو سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا قرطاس نے چاہا کہ اسکے مقابلے
کو نکلے علم شاہ نے اسے نجانے دیا آپ جاکر مقابلہ کیا بعد تکاورزنی و سہم تختی کے قاہر نے نیزہ مارا علم شاہ نے نیزہ
اسکا ہوائی کیا اسنے تلوار ماری علم شاہ نے سپر پر روک کر جو ایک ہاتھ تیغہ کیتیان فرنگی کا مارا مع مرکب قاہر
دربندی کے چار ٹکڑے ہوے علم شاہ نے پھر مبارز طلب کیا سعد دربندی مقابلے کو آیا وہ آتے ہی حملہ آور ہوا
علم شاہ نے حملہ اسکا رد کر کے ہاتھ تیغہ کیتیان کا کمر پر مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے علم شاہ نے پھر مبارز طلبی
کی طاہر سرخ مو مقابلے کو آیا اور برابر آ کے تلوار کا وار کیا علم شاہ نے تلوار اسکی چھین کر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر
اٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر آسمان کی طرف اچھال دیا اور گرتے ہوے کے ہاتھ تیغہ کا مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر گرا جب سعد
سرخ مو نے دیکھا کہ اسنے تین پہلوان زبردست بہادرون کو مارا دل مین کہا کہ اس سے کوئی عہدہ برا نہوگا فوج کو
اشارہ کیا کہ مار لو اس خدا پرست کو چالیس ہزار سوار چار طرف سے علم شاہ پر ٹوٹ پڑے علم شاہ بھی تلوار
پکڑ کے نعرہ کرتے ہوے فوج پر گرے خوب تلوار چلی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہوگئے اور دریا خون کا بہا دیا
علم شاہ بھی لڑتے ہوے قریب اس بادشاہ سرخ مو کے پہونچے رفقاے سعد سرخ مو جانبازیان دکھانے لگے
علم شاہ ان سبکو مار کر برابر تخت سعد سرخ مو کے آئے سعد سرخ مو نے تلوار ماری علم شاہ نے خالی دیکر تلوار چھین لی
اور بند دست ہاتھ سے تھام کر تخت سے سعد سرخ مو کو اٹھا کر اوپر سے بلند کر کے کہا کہ دین اسلام قبول کر اور لعنت
کیش لقا پرستی پر اسنے کہا کہ ایک شرط ہے علم شاہ نے کہا وہ شرط کیا ہے بیان کر کہا کہ اگر شہر آتش حصار کو آپ فتح
کردین تو مین دین خدا پرستی بصدق دل قبول کرون علم شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہے پہلے سعد سرخ مو کو چھوڑ دیا
سعد سرخ مو نے پکار کر کہا کہ اے سرداران دولت لشکر جب مین نے اطاعت اس شہریار کی قبول کی اب کیون لڑتے ہو
جنگ و جدل موقوف کرو سب تھم گئے تلوارین میان مین کین سعد سرخ مو علم شاہ کو ہمراہ لیکر شہر مین آیا
دعوت وضیافت کی علم شاہ نے بیٹے خسرو دربندی کو بلایا اور سعد سرخ مو سے دربند کی حکومت خسرو کو دلوائی
بعد اسکے کہا اے سعد سرخ مو تم شہر آتش حصار پر جاؤ گے اور بتائید ایزدی اسے بھی فتح کرینگے سعد سرخ مو نے کہا اے شہریار
آپ وہان نجائین مین بصدق دل اسلام لا چکا ہون علم شاہ نے فرمایا کہ ہم لوگون کا قاعدہ ہے کہ جس امر کا ارادہ کرتے
ہین جبتک اسکو تمام انجام نہین ہوچکتے ہین آرام نہین لیتے ہین تم اپنے شہر مین رہو مین وہان تنہا جاؤنگا سعد
سرخ مو نے کہا کہ ساحرہ وہان کے بڑے زبردست ہین وہان سب کارخانہ طلسم کا ہے آپ ادھر نجائیے علم شاہ
نے نمانا اور چند آدمیون سے طرف شہر آتش حصار کے کوچ کر کے روانہ ہوگئے اس قصہ کو تو یہین چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان جنگ نشان لشکر اسلام و لشکر کفار کے بیان ہوتے ہین

بہادران و دلیران میدان جدال و قتال و شجاعان صاحب اجلال و شوکت و اقبال معرکہ آراے سرداران لشکر اسلام

بعد صفدری و جانبازی یون قلم برداشتہ تحریر کرتے ہین کہ طہماس بد اساس جب ہاتھ سے نقابدار سفید پوش
کے زخمی ہوا اور وہ نقابدار سفید پوش کون ہو حارث بن سعد جو نشان دین محمدی کا علم کعبے سے لیکر آیا ہو آسنے
طہماس کو زخمی کیا طہماس کے زخم کا علاج ہونے لگا بعد چند روز کے طہماس کے زخم اچھے ہوئے غسل صحت کیا
بارگاہ لقا مین آیا پہلے پرستش کی بجا لایا پھر دنگل پر اپنے بیٹھا شراب خواری کرنے لگا جب خوب نشے مین چور ہوا
لقا سے کہا کہ یا خداوند آپ طبل جنگ بجوا دیجئے کل مین خدا پرستون سے معرکہ آرائے نبرد ہونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر
لشکر اسلام مین ہوئی ادھر نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بھر جانبین مین تیاری جنگ کی ہوئی صبح کو میدان آرائی کا سامان
ہوا دونون لشکر مقابل ہوکر صف آرا ہوئے میمنہ و میسرہ آراستہ ہوا لقیب نقابت کرکے چلے گئے طہماس لقا سے اجازت لیکر
میدان مین آیا مبارز طلب کیا اسد بن کرب غازی اپنے مرکب کو جھکا کر بادشاہ اسلام سے رخصت طلب ہوا بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ تم قصد جنگ نکرو اور لوگ مقابلہ کرنے والے ہین اسد شیر دل نے عرض کیا کہ کیا حضور مجکو ایسا نامرد جانتے ہین اگر رخصت
میدان حرب نہین دیتے آپ دیکھو جیتے گا ایسی تلوارین مارونگا کہ تمام سرکشی اسکو بھلا دونگا بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا
کہ تمکو اختیار ہے اسد شیر دل بن کرب دلاور بجلی کی طرح کوندتا ہوا برابر طہماس کے آیا طہماس نے بارادہ تگاورزنی گردن سیاہ
رنگ بڑھایا پہلے تگاورزن ہوا پھر حریفانہ لاف زن ہوا طہماس نے اسد کو للکارا اسد شیر دل نے نیزہ مارا طہماس نے
نیزہ نیزے پر رد کیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون برابر رہے اسد نے تلوار ماری طہماس نے رد کی اسد نے دوسرا وار کیا
اسنے پھیر دیا اب اسد طہماس پر برس پڑا پیہم تلوارین مارنے لگا طہماس کا یہ حال کہ ہمہ تن چشم بنکر تلوار روک رہا تھا
جب ہاتھ اسد کا تھک گیا اور سست ہوا طہماس نے جو مہلت پائی ساطور مارا اسد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
ساطور سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو اتر آیا اسد نے دستانہ مارا ساطور سر سے نکل گیا چادر خون کی منھ پہ آ پڑی
غش آنے لگا طہماس نے لشکر کیطرف دیکھکر پکارا کہ اسد زخمی ہوا لیجاؤ اسے اور کسی کو میرے مقابلے کو بھیجو شاہزادہ خاور
سپاہ قاسم زنجاہ بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر اسپ شباب خیز کو جولان کر مقابلے کو آئے اسد کو لوگون کے ساتھ کرکے
پھیر دیا اب مصروف جنگ ہوئے بعد تگاورزنی اور رجز خوانی نیزہ بازی ہوئی قاسم نے نیزہ طہماس کا ہوائی کیا طہماس
نے ساطور مارا قاسم نے سپر آہنی کو چہرے کی پناہ کیا ساطور سپر کو دو نیم کرکے چار انگل سر مین اتر آیا قاسم نے دستانہ مارا
ساطور نکل گیا مگر اسی حالت زخمداری مین تیغہ چلا کر فراسانی کا ہاتھ مارا تلوار سر پر پڑی طہماس نے سر پیچھے کو بچایا
تلوار سر سے طہماس کے نکل کے گینڈے پر پڑی گردن گینڈے کی قلم ہوئی طہماس مع گینڈے زمین پر گرا فوج کفار
قاسم پر آ پڑی قاسم بھی کفار پر جا پڑے ترک خاوری قاسم کی مدد کو آئے جنگ مغلوبہ ہوگئی دن بھر لڑائی رہی
شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے خیمون مین داخل ہوئے زخمیون کے علاج ہونے لگے بعد دو ہفتے
کے طہماس نہایا بارگاہ مین لقا کی آیا لقا کو سجدہ کرکے دنگل پر بیٹھا میکشی کرنے لگا جب وقت نشے مین مست ہوا طبل جنگ کا
حکم دیا گیرنگ شاہ نے اسی وقت طبل جنگ بجوایا ہرکارے سے خبر لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کی آئے بعد دعا و ثنا کے عرض
کیا کہ طہماس نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے کل اسکا ارادہ ہے کہ معرکہ آرائے نبرد ہو بادشاہ اسلام نے کہا ہمارے بھی لشکر مین بقفل زبانی
دیا بید زبانی نقارہ رزمی پر چوب پڑے بموجب حکم بادشاہ اسلام طبل سکندری بگر جا میدان جدال و قتال کو بجنے لگا جا پھر رات
غلغلہ سامان جنگ رہا صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے نبرد ہوئے بعد آراستگی صفوف لشکر طہماس لقا کے سامنے آیا سلام کرکے
سجدہ کیا اجازت میدان چاہی اس کو نا ہنجار نے دست مجلس بناسبت بر طہماس پھیر اوسکا کہا تجکو مین نے نظر کردہ اپنا کیا اب کوئی
بیٹھا تیری زمین بجے نہ لگا سکیگا طہماس مجرا کرکے گینڈے پر سوار ہوا خوب سر پا میدان کا دکھایا پھر مبارز طلب کیا غازیان شیر دل اور مجاہدان

شور شعارے نے نعرہ بلند کیا تھا صاحبقران زمان نے سکوت کیا اور میدان کو قرق کروا کر خود بادشاہ اسلام
سے سامنے آکر مجرا کر کے اجازت طلب کی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بسم اللہ حافظ حقیقی ہے ... کیا اور جام کیا
لبریز کر کے صاحبقران کو دیا صاحبقران نے نوش فرمایا اور اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر میدان میں آئے طلماس
کے آگے طلماس کا گینڈا اور نگار [illegible] ہوا دو قدم گینڈا طلماس کا پسپا ہوا اور تین قدم مرکب صاحبقران زمان پیچھے ہٹا
طلماس نے چابک مار کر گینڈے کو بڑھایا اور کہا کہ اے حمزہ ایکبار تو میرے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہے اور آج پھر مقابلے کو آیا ہے
بتائید لقاے خداے باختر آج تیرے فیصلے کے نہ چھوڑونگا یہ کہکر نیزہ کا وار کیا صاحبقران نے نیزے کو نیزے پر لیا غرض طلوع آفتاب
کے بعد نیزہ طلماس کا ہوائی کیا طلماس برہم ہوا اور ساڑھے نوسو من کا ساطور اپنے پر سے اٹھایا اور خبردار خواہ
کہکر مارا صاحبقران لے سپر گشت پرو کا سپر میں پنجے پیدا ہوئے اور ساطور کو پکڑ لیا ہر چند طلماس نے زور کیا
ساطور نہ چھوٹا طلماس پکارا کہ اے حمزہ یہ عجب طرح کی سپر ہے کہ ساطور کو چھوڑتی نہیں امیر نے کہا کہ طلماس [illegible] اس سپر کو جیسے
کی پناہ نہ کرتا مگر منظور ہے کہ میں تیرے ساتھ سے زخمی ہوں نہ تجھکو میرے ہاتھ سے گزند پہنچے میں چاہتا ہوں کہ میرے تیرے
زور آزمائی ہو جائے جو جس پر غالب آئے وہ اسکو اپنے حلقہ اطاعت میں لائے طلماس نے کہا کہ میں موجود ہوں
اب صاحبقران نے سپر کے پنجے ڈھیلے کیے ساطور چھوٹ گیا طلماس ساطور کو ہاتھ سے رکھکر دست و گریبان ہوا مرکب
لنگردن کی تاب لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے انجام کار دونوں کو درپے کشتی ہونے لگی تجیا کس نے اتفاق کہا اب طلماس میدان سے
نہیں جاتا معلوم ہوتا حمزہ دو بند ہی اسکو ہاتھ ... لیجائیگا لقا بولا کہ تو کیا واہیات بکتا ہے طلماس پر اسقدر قدرت نہیں
کوئی اسکو گرا سکتا یہ ذکر تھا کہ گرد و غبار کا تتق اٹھا اور تیغہ اژدرگراز دندان اور تیغہ اژدہ نہنگ دندان دولاکھ سوار کی جمعیت
سے آئے اور شریک لشکر کفار ہوئے پھر ایک گرد کا غبار اور اٹھا اور دو قامیرین کہ با خشم [illegible] طلماس کا لاکھ سوار
سے آیا اور شریک لشکر طلماس ہوا یہاں صاحبقران سے طلماس سے کشتی ہو رہی ہے دونوں پھر خوب کشتی ہوئی شام کو
بھی جدا نہوئے دونوں طرف سے روشنی آئی تمام میدان روشن ہو گیا ادھر بادشاہ اسلام مع سرداران ذوی الاحترام
تماشا دیکھنے کو بیٹھ گئے ادھر لقا بھی مع کفار سیر کر رہا ہے چار شبانہ روز برابر کشتی رہی پانچویں روز کہ چھ دن باقی تھا طلماس نے
پکارا اے حمزہ اب ایک زور آخری تجویز کرتا ہوں یہ کہکر ریلا کر کے لیچلا کوئی سات قدم لیجا کر جھٹکا دیا کہ [illegible] گھٹنا حمزہ صاحبقران
کا زمین سے آشنا ہوا صاحبقران نے جو لنگر مارا پشت پا سے صاحبقران زمین میں غرق ہو گئی طلماس نے ہر چند زور کیا
مگر اس کوہ وقار کے لنگر نے مطلق جنبش نہ کی آخرکار عاجز ہو کر ہاتھ اٹھایا اور کہا کہ مجھ میں جتنا زور تھا میں کر چکا اب جو کچھ
تجھسے ہو سکے قصور نکر صاحبقران اٹھ کھڑے ہوئے اور سینے میں طلماس کے سر رکھے دوڑے گیارہ قدم پر لیجا کر جھٹکا
دیا کہ دونوں زانو طلماس کے زمین پر ٹکے طلماس نے چاہا کہ لنگر مارے صاحبقران نے لنگر قائم نہونے دیا اور ہاتھ زنجیر
کمر میں ڈالکر نعرہ صاحبقرانی کر کے طلماس کو اٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر پٹکا طلماس نقش زمین ہو کر رہ گیا صاحبقران
نے سینہ پر چڑھکر مشکیں باندھلیں اور عمرو کے حوالے کیا پھر طبل بازگشت بجا کر میدان نبرد سے مراجعت فرمائی ادھر لقا
نہایت اداس پریشان وہ بھی واپس پھرا گیا صاحبقران جو بارگاہ سلیمانی میں آئے دربار کیا خاصہ نوش فرما کر آرام فرمایا صبح
کو بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے بادشاہ اسلام کو سلام کر کے دنگل شوکت پر متمکن ہوئے جب دربار معمور ہو چکا عمرو سے
فرمایا کہ طلماس کو لاؤ عمرو نے [illegible] طلماس کو لا کر حاضر کیا طلماس نے بطریق لقا پرستان سلام کیا صاحبقران نے جواب
سلام تو نہ دیا مگر کمال عزت دی تیرے پیش آئے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی جام شراب زعفران تو صبح کیا بعد [illegible]
اے طلماس ہمنے تجھکو کیونکر زیر کیا وہ بولا کہ مجھکو آپ نے بقوت سپہ گری زیر کیا فرمایا کہ اب شناخت پروردگار عالم میں تم

کیا کہتے ہو کسواسطے کہ ہمارے یہاں کا دستور ہی کہ جب ہم اتمام حجت کر لیتے ہیں تو اُسے اپنے دین کیطرف تلقین
کرتے ہیں اگر اُسنے دین ہمارا قبول کیا تو وہ برادر ایمانی ہمارا ہی نہیں تو ہم اُسے قتل کرتے ہیں یہ کہکر کچھ حمد و ثنا کے
پروردگار عالم کے ارشاد کیے اور مذمت لقاے بے بقا کی بیان کی اور خوف نار دوزخ کا دلایا اور فرمایا اے جلماس اب بھی
باطل پرستی سے باز آ پرستش لقا کی ترک کر دین اسلام قبول کر جلماس نے کہا یا امیر جو کچھ آپ نے فرمایا سب میرے ذہن میں
آیا حقیقت میں لقا قابل پرستش نہیں ہی جھوٹے دعوے خدائی کے کرتا ہی کاذب مطلق ہی دین آپکا برحق ہی لیکن یا آپ کر قتل
کرنے کا کلمہ زبان پر نہ لاتے تو میں شتاب دین اسلام قبول کرتا اور اب قتل ہونا مجھے قبول ہی اور دین آپکا اختیار کرنا منظور نہیں ہی
کسواسطے کہ تمام زمانہ مجھکو کہیگا کہ جلماس خوف جان سے مسلمان ہو گیا آپ مجھے شوق سے قتل کیجیے ہر چند حمزہ صاحبقران
نے اور عمدہ سرداروں نے سمجھایا کہ دین اسلام قبول کر جلماس نے نمانا اور کہا کہ جو میری زبان سے نکلا وہ نکلا بقول قول
مردان جاندارد میں اپنے قول سے نہ پھرونگا صاحبقران نے فرمایا میں تجھ ایسے بہادر کو قتل نہ کرونگا قید میں رکھونگا اور
ارشیون پریزاد سے کہا کہ تم اپنے یہاں اسے لیجا کر قید میں رکھو ارشیون اسیوقت جلماس کو زندانخانے میں لیگیا ہرکارون
نے یہ خبر لقا کو پہونچائی کہ حمزہ نے ہر چند چاہا کہ جلماس دین اسلام قبول کرے مگر وہ مسلمان نہوا لقا نے کہا کہ وہ میرا بندہ
خاص الخاص ہی ہرگز مجھسے برگشتہ نہوگا یہ سنکر تیغدار گراز دندان نے کہا یا خداوندا اب طبل جنگ بجوا دیجیے کل میں ان سب کا
کام تمام کرونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے خبر لشکر اسلام میں پہونچائی یہاں بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا رات بھر
سامان جنگ رہا صبح کو غلغلہ برپا ہوا کہ حمزہ صاحبقران فرش خواب سے غائب ہوگئے ہر چند تلاش کیا کہیں سراغ نہ پایا آخر
بادشاہ اسلام نے عمرو سے کہا اے خواجہ صاحبقران کی جستجو بلیغ کرو عمرو ویسے ہی خواجہ بزرجمہر کے پاس گیا اور کہا کہ
آپ علم نجوم سے دریافت کیجیے کہ امیر کہاں ہیں اور میں کسطرف صاحبقران کو تلاش کرنے کو جاؤں انھوں نے زائچہ کھینچکر
رمل میں دیکھکر دریافت کرکے کہا کہ اے خواجہ تم شہر آتش حصار کیطرف جاؤ اسیوقت خواجہ عمرو لباس عیاری کے درست کرکے
اور کمر ہمت کو چست کرکے روانہ ہوئے مگر ادہر طبل جنگ بج چکا تھا دونوں لشکر میدان کارزار میں صف آرا ہوئے بعد صفوف
آرائی و نقابت نقیبان بلند آواز کے تیغدار گراز دندان لقا سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا قارن گردن
سوار اسکے مقابلے کو نکلا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی قارن نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اُسنے تیغہ مارا کہ سپر قلم کرکے سر پر پڑا تا دو
ابرو اُتر آیا اسقدر خون سر سے جاری ہوا کہ غش آنے لگا اُس نے قصد کیا چاہا کہ قارن کو اور تلوار لگاکر شہید کرے کہ ابرہہ
دیو جنگال دوڑ پڑا قارن کو بچا دیا آپ سامنا کیا تیغدار نے وہی تیغہ خون آلودہ ابرہہ کو مارا ابرہہ نے تیغہ سپر پر روکا
دونوں چنگال مارے کہ سینے کو اسکے زخمی کیا بعد اسکے کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھالیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ تڑپکر مر گیا
فوج اسکی ابرہہ پر حملہ آور ہوئی ابرہہ بھی چو دست کرکر اکثر کو قتل کرنے لگا اہل اسلام مدد کو ابرہہ کی آئے جنگ مغلوبہ
ہوئی شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکروں نے مراجعت کی بادشاہ اسلام ابرہہ پر نثار کرتے ہوئے بیٹھے کہ ہرکارے نے
آکر خبر دی کہ تیغدار خوک دندان نے طبل جنگ بجوایا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے رات بھر تیاری
جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر معرکہ کارزار میں آئے بعد صف آرائی کے تیغدار خوک دندان سامنے لقا کے آیا اجازت میدان طلب
کی لقا نے کہا جا مجھے اپنے بندہ قدرت کے سپرد کیا تیغدار گینڈے پر سوار ہوکر عرصہ کارزار میں آیا پکارا اے خدا پرستو جسکو تمنا
مرگ کی ہو وہ آوے اور مجھسے مقابلہ کرے یہ سنکے اژدر سبز کوہ پیکر بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر تیغدار خوک دندان سے
مقابلے کو آیا بعد نگاورزی اور سہم دخنی کے نیزہ بازی ہوئی اژدر سبز نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری سپر کو اژدر سبز کی
دو نیم کرکے سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر گئی اژدر سبز نے دستانہ اتار کر رکھ لی اور زخم سر کو باندھکر شمشیر آبدار کا وار کیا

تیغ دار نے خالی دیا آذر دبیر کو کمان جو پہونچی غش طاری ہوا تیغ دار نے چاہا کہ آذر دبیر کو تلوار مارے کہ تہمتن خان
خاوری دوڑ پڑا آذر دبیر کو بھر دیا آپ سامنا کیا تلوار چلنے لگی وہ بھی زخمی ہوا الیاس خان مقابلے کو آیا وہ بھی
زخمی ہوا جب کئی سردار تیغ دار کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اُسوقت اُسنے مرکب تیز رفتار کی باگ لی جسے یکہ تاز عرصۂ
دلاوری کہتے ہیں یعنے شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم ذبیحاہ لعل خفتان خونریز خاوری مرکب کو اُڑا کر برابر تیغ دار
خوکند مدان کے آیا بعد جنگاوری زرقی اور سم تیغ کے وہی تیغہ خون آلود قاسم پر مارا قاسم نے سپر پر روکیا اور تیغہ بلارک
افراسیابی کا ہاتھ مارا تیغہ خود پر جھکا تھا کہ زیر تناب جا کر بوسہ زمین کو دیا برابر سے دو ٹکڑا ہوا لقا نے چاہا تھا کہ فوج کو
اشارہ کرے قاسم پر ٹوٹ پڑو لیکن بختیارک نے منع کیا طبل بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر پھرے بادشاہ اسلام قاسم
پر زر و جواہر نثار کرتے ہوئے لیگئے لقا بہت اُداس اور پریشان پھر کر اپنی بارگاہ میں آیا تخت پر بیٹھا صحبت عیش برپا
ہوئی پھر قاہر بن قہر کہرباچشم نے کہا کہ یا خداوند آپ اُداس نہوں طبل جنگ بجوائیں کل میں ان غداروں کو
قتل کروں لقا نے طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام میں خبر پہونچی ادھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر دونوں لشکروں
میں تیاری جنگ رہی صبح کو معرکہ آرائے کارزار دونوں لشکر ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال قاہر بن قہر گینڈے پر سے
اُتر کر لقا کے سامنے آیا سلام کیا اجازت میدان طلبی کی لقا نے کہا کہ جاؤ تمکو میں نے اپنے یدِ قدرت کے سپرد کیا قاہر
بار دیگر گینڈے پر سوار ہو کر میدان میں آیا مبارز طلب کیا چند رفیق بدیع الزمان کے اُس سے مقابلہ کر کے مجروح ہوئے
دو پہروں کے بعد بدیع الزمان نے خود مقابلہ کیا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی بدیع الزمان نے چند طعن
میں نیزہ اُسکا ہوائی کیا قاہر کو غصہ آگیا بڑھ کر تلوار بدیع الزمان کو ماری بدیع الزمان نے چاہا کہ تلوار اُسکی
ہاتھ سے چھین کر اُسے گینڈے پر سے اُٹھا لیں کہ گھوڑے نے سکندری کھائی گھوڑا بدیع الزمان کا سر سے
الٹ گیا ادھر قاہر کی تلوار سر برہنہ پر پڑی زخم کاری لگا لیکن بدیع الزمان نے اُسی حالت زخمداری میں
زخم سر کو باندھکر ہاتھ تلوار کا مارا قاہر نے تلوار رد کر کے دوسرا وار جو بدیع الزمان پر کیا تو شاہزادہ
کا زخمی ہوا رفقائے بدیع الزمان دوڑ پڑے بدیع الزمان کو لیگئے قاہر بھی طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا
اُدھر بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی میں آئے سب زخمیوں کو ٹوکے ٹانکے دوا لگائے اُدھر قاہر جو آیا تو پوشاک
رزم اُتاری اور لباس بزم پہنا شراب خواری کرنے لگا جب خوب بدمست ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُدھر
لشکر اسلام میں بھی نقارۂ رزمی بجا رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر معرکہ کارزار میں آئے
صفیں آراستہ ہوئیں قاہر نے لقا سے اجازت لیکر گینڈے کو بڑھایا مبارز طلبی کی کئی سردار رفیقان شاہزادہ
خاور سپاہ میں سے نکلکر میدان میں آئے زخمی ہوئے پھر قاسم ذبیحاہ خود مقابلے کو آئے خوب نیزہ بازی
ہوئی قاسم نے نیزہ قاہر کا ٹکڑا دیا قاہر نے غصہ میں آکر تلوار ماری قاسم نے مرکب کو دبایا کہ زیر بغل قاہر کے
آئے تسمہ باگ کا ٹوٹ گیا گھوڑا بے قابو ہو کر چلا اوپر سے قاہر کی تلوار پڑی قاسم زخمی ہوئے مگر اُسی حالت
زخمداری میں تیغہ بلارک افراسیابی کا ہاتھ مارا سپر قلم ہوئی قاہر نے سر و گردن اپنی بچائی گینڈے کے سر پر تلوار پڑی
گردن گینڈے کی قلم ہوئی قاہر منہ کے بل زمین پر گرا کفار دوڑے قاسم سے تلوار چلنے لگی اہل اسلام قاسم
کی مدد کو آئے اس اثنا میں قاہر بھی گینڈے کے نیچے سے نکل کر دوسرے گینڈے پر سوار ہوا اور لڑنے لگا شام تک
جنگ مغلوبہ رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے خیموں میں داخل ہوئے بادشاہ اسلام نے زخمیوں
کے زخموں میں ٹانکے دوا لگائے قاہر جو بارگاہ لقا میں آیا لقا نے طہماس کے دنگل پر بیٹھا کہا تمکو میں اپنا پیالا

کرونگا قاہر بہت خوش ہوا اور اسیوقت طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کی آئے حال
بیان کیا کہ قاہر کو آج لقا نے دنگل پر طہماس کے بیٹھایا ہی قاہر نے خوش ہو کر طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا ہمارے لشکر مین
بھی کوس حربی بجے بموجب حکم بادشاہ اسلام ادھر بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی لیکن طہماس نے جو سنا
کہ میرا دنگل قاہر کو واجب ہوا بادشاہ اسلام سے کہلا بھیجا کہ کل معرکہ کارزار مین مجکو بھی بھیجئے گا مین بھی تماشا
دیکھونگا بادشاہ اسلام نے ارشیون پریزاد سے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی کل طہماس کو بھی لے چلنا القصہ رات
گذری صبح کو دونون لشکر میدان مصاف مین آئے اور صف آرا ہوے قاہر لقا سے رخصت لیکر میدان مین آیا
کئی سوارون کو اہل اسلام کے زخمی کیا دو ایک کو جان سے مارا اور پکارا کہ ای خدا پرستو مجکو طہماس نیلقوی کی طرح
آسے نہ سمجھے پکڑ لیا اور قید کیا بہتر یہ ہی کہ آکر لقا کو سجدہ کرو نہین تو آج تم سبکو قتل کرونگا طہماس نے جو سنا کہ مجکو
قاہر بحقارت یاد کرتا ہی قید آہنی کو توڑکر اور کود کر ہاتھی پر سے دوڑا برابر قاہر کے پہونچکر پکارا او تیرہ روزگار
ایک تو تو میرے دنگل پر بیٹھا دوسرے مجکو بحقارت یاد کرتا ہی اب مجکو لیے اسے سخت پہونچاتا ہون قاہر بولا ای
طہماس اب تو میرے ساتھ لقا کے پاس چلا چل کہ وہ تیری بہت عزت کریگا طہماس پکارا کہ او نابکار ہمسادر
کسی کی قید سے بھاگتے نہین ہین فقط مجکو تنبیہ کرنے آیا ہون مجکو سزا دیکر پھر وہین چلا جاؤنگا قاہر بولا اگر تیرا
ارادہ لڑنے کا ہی تو آ جو کچھ حربہ رکھتا ہو لا طہماس نے جواب دیا مین پہلے کبھی حربہ نہ کرونگا تو اپنا حسرت نکال قوت
قاہر نے تیغہ خون آلود طہماس کو مارا طہماس نے آتے ہوے تیغہ کو خیال مین کرکے چھپکا دی کا اور تیغہ اسکے
ہاتھ سے چھین لیا پھر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھکر دم سے سر
کھینچ کے میدان مین پھینک دیا لقا دیکھ رہا تھا پکارا ارے اس ظالم کو مار لو فوج کفار دوڑی طہماس کفار پر
گرا بادشاہ اسلام نے طہماس کی مدد کیواسطے غازیان دیندار کو بھیجا تلوار چلنے لگی دن بھر جنگ مغلوبہ رہی
شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھرے طہماس بارگاہ سلیمانی مین آیا اور بادشاہ اسلام سے عرض
کیا کہ مین آپکا قیدی ہون آہنگرون کو بلوائیے کہ زنجیر آہنی مین مسلسل کرین بادشاہ اسلام نے کہا
ای طہماس اب ہم تمہین قید نکرینگے طہماس بولا مین ہرگز نمانونگا اور خود آہنگر کے پاس جاکر کہا کہ تو مجھے
قید بہ زنجیر آہنی کر نہین تو تجھے قتل کرونگا اسنے ناچار ہو کر پاؤن مین بیڑیان ہاتھون مین ہتکڑیان
گلے مین طوق ڈالدیا پھر زندان خانے مین جا بیٹھا مگر قاہر کے مارے جانے سے لقا ایسا ملول ہوا اور ہول
دہر اس مسرور لقا پر چھایا کہ بھاگ کر قلعہ زرائیل مین چلا آیا اور قلعہ بند ہوا بختیارک نے لقا سے
کہا یا خداوندا آج سے کل تک حمزہ نہین ای طہماس کو زندان خانے سے بلا لیجیے تو بہتر ہو وہ تمام خدا پرستون
کو مار یگا لقا نے وسواس عیار کو بلا کر کہا کہ تو لشکر حمزہ مین جا او طہماس کو لے آ وسواس اسیوقت روانہ
ہوا جب قریب لشکر اسلام کے پہونچا صورت بدلکر داخل ہوا طہماس کو تلاش کرتا ہوا قریب زندانخانے
کے پہونچا پہلے نگہبانان زندان کو بیہوش کیا دو پہر رات گئے زندان خانے مین آیا دیکھا کہ طہماس غافل
سو رہا ہی وسواس نے فورا بیہوشی طہماس کو دی اور چادر عیاری مین پشتارہ باندھکر وہان سے لے نکلا
قریب صبح کے خدمت مین لقا کی پہونچا پشتارہ سامنے رکھدیا اور عرض کیا کہ یہ طہماس حاضر ہی لقا نے
کہا اسے ہوشیار کرو وسواس نے فی الفور رفع بیہوشی دیا طہماس کو ہوش آیا دیکھا کہ سامنے لقا کے تخت اور
سردار اسکے بیٹھے ہین حیران ہوا کہ یہ خواب ہی کہ بیداری ہی لقا پکارا کہ ای طہماس مین نے تجھکو بلوایا تھا

وسواس عیار مجھے لایا ہی خنجر ہنوز اُسکے ہاتھ مین تھا اپنے دنگل پر بیٹھا طہماس اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای زمرد شاہ مین قیدی ہون
خدا پرستون کا اور بہادرون کا یہ دستور نہین کہ قید سے نکلکر بھاگ آئین لقا نے پوچھا ای طہماس تو نے اپنے بھائی
کو مار ڈالا طہماس نے کہا کہ اُسنے لاف و گزاف بہت کی تھی مجھے سُنکے تاب نہ آئی مین نے غصہ مین اسے مار ڈالا
لقا نے پوچھا کہ کیا تو نے میری پرستش سے ہاتھ اٹھایا طہماس نے کہا جسطرح مین تیرے پرستارون مین تھا
اُسیطرح اب بھی ہون حمزہ نے ہر چند کہا کہ اسلام اختیار کر مین نے اسلام نہ اختیار کیا یہ سُنکے لقا بہت خوش
ہوا اور پکارا ای طہماس اب تو بے خوف میری بارگاہ مین رہ کسواسطے کہ جو مجھے گرفتار کیا تھا اُسے مین نے
اپنے غضب مین گرفتار کیا ساحر آتش حصار پکڑ لیگئے بلکہ بیٹا اُسکا علم شاہ پہلے ہی سے جاکر مبتلاے بلا
ہو چکا ہی طہماس نے کہا یا خداوند جبتک حمزہ اور اولاد حمزہ زندہ ہین خدا پرستون کا قیدی ہون آپ نے
مجھے ناحق طلب کیا مین اب لشکر اسلام مین جاکر رہونگا گیر نگ شاہ زرائیل طہماس کی گفتگو سنکر بولا کہ ای
طہماس تو بڑا گدھا ہی کہ خداوند کا کہنا نہین مانتا اگر تو نے عدول حکمی لقائی کی تو تجکو بے مارے نہ چھوڑونگا
طہماس نے کہا کہ یہ کیا بکتا ہی گیر نگ شاہ نے برہم ہوکر تلوار کھینچی اور جھپٹکر ہاتھ مارا طہماس نے تلوار
اُسکی چھین کر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر دے مارا اور دونون پاؤن پکڑ کر چیر ڈالے اور دونون
پارہ جسم آسمان کیطرف اچھالکر پھینکدے داماد گیر نگ شاہ مسعود زرین کلاہ یہ دیکھکر للکارا کہ بدنسل
ای طہماس تو نے بڑا غضب کیا کہ پیغمبر نامرسل خداوند لقا کو مار ڈالا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا
یہ کہکر تلوار ماری طہماس نے تلوار اُسکی چھین لی اور اُسے تلوار کا ہاتھ مارا مسعود زرین کلاہ کے دو ٹکڑے
ہوے بعد اُسکے دربار لقا سے چلا لقا نے چاہا کہ اور سردارون سے کہکر طہماس کو روکین اور زندہ نجانے دین
بختیارک نے منع کیا کہا اگر طہماس کو اسوقت روکو گے تو بڑا کشت و خون ہوگا اور خدا پرست اسکی مدد کو آجائینگے
قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا بہتر یہ ہی کہ طہماس کو دروازہ قلعہ کا کھولکر باہر نکالدو القصہ طہماس قلعہ سے نکلکر
لشکر اسلام مین آیا بارگاہ سلیمانی مین پہونچا لندھور سے صاحب سلامت کی اور تمام حال دربار لقا کا بیان
کیا کہ لقا نے مجھے بلوایا تھا مگر مین چلا آیا اب مجھے پھر قید کرو لندھور نے جواب دیا کہ کوئی تمھین قید نکریگا جہان
چاہو رہو طہماس نے کہا مجھے یہ منظور نہین ہی جلد ہتکڑون کو بلاؤ بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای طہماس معلوم ہوا
کہ تجھے اندیشہ قتل ہی جو بار بار یہ کہتا ہی کہ مجھے قید کرو طہماس یہ سنکر بہت برہم ہوا لیکن غصہ کو ضبط کرکے کچھ نہ کہا
مگر بادشاہ اسلام کیجانب سے دلمین ملول ہوا اور بغض و کینہ رہا کہ حال اس کینہ کا آگے کھلیگا الغرض طہماس زنجیر
آہنی پہنکر زندان خانے مین بیٹھ رہا مگر یہان بعد طہماس کے جانے کے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند آپکو معلوم ہی
کہ مرشکال نے ملک سبائیل کو کسطرح لیا تھا زرائیل کو بھی خدا پرست لیجاوینگے بہتر یہ ہی کہ مظفر ارمنوش کے
پاس کہلا بھیجے کہ قلعہ کو اپنے آراستہ رکھے لقا نے اُسیوقت بموجب راے بختیارک کے شقہ لکھکر وسواس عیار
کو دیا کہ جلد اسے مظفر ارمنوش کے پاس لیجاؤ وسواس روانہ ہوا یہان مظفر نے عالم خواب مین ایک مرد پیر بزرگ کو دیکھا
کہ وہ فرماتے ہین ای مظفر تو نے اپنی عمر گمراہی مین بسر کی اب بہتر یہ ہی کہ دین اسلام اختیار کر ورنہ تو بعد مرنے کے جہنم مین جائیگا
پھر اُسی پیر مرد جلیل القدر نے دوزخ و بہشت دونون مظفر کو دکھاے مظفر عقوبات دوزخ دیکھکر بہت
ہولناک ہوا ایسا ڈرا کہ تمام بدن اسکا مثل بید کے لرزان ہوگیا اُسی وقت دین لقا پرستی پر لعنت کی
اور بصدق دل اسلام لایا لیکن کسی سے حال اپنا بیان نکیا جب وسواس عیار نامہ لقا کا لیکر آیا

مظفر نے نامہ پڑھا مضمون سے آگاہ ہو کر لقا کو عرضی لکھی کہ یا خداوند آپ یہاں تشریف لائیں میں نے قلعہ کو خوب
آراستہ کر رکھا ہے اور اپنے دل میں ارادہ مصمم کیا کہ جس وقت لقا یہاں آئے اسکو پکڑ کر قید کیجیے اور حمزہ صاحبقران
زمان کو نذر دیجیے القصہ وسواس عیار وہ عرضی لیکر زرائل کو روانہ ہوا یہاں بادشاہ اسلام کو جاماسپ کی زبانی
معلوم ہوا تھا کہ حمزہ صاحبقران آتش حصار میں قید ہیں اسیوقت جام کا زریں نا شربت خوش ذائقہ سے لبریز
کر کے چوکی پر رکھوایا اور فرمایا کہ ہے کوئی ایسا بہادر کہ جا کر آتش حصار کو فتح کرے اور حمزہ صاحبقران کو جا کر
رہا کرے یہ سنتے ہی فوراً شاہزادہ بدیع الزمان سر فتنہ باختر اپنے دنگل پر سے اٹھے اور آداب بجا لا کر بادشاہ
اسلام سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو غلام اس خدمت کو بسر و چشم بجا لائے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے
جاؤ بائیں طرف سے شاہزادہ خاور سیاہ قاسم عالیجاہ اٹھے اور عرض کیا کہ ای شہریار میں بھی اپنے بھائی کی مدد کو
جاؤنگا اور شاہزادہ علمشاہ کو رہا کرونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا بسم اللہ ادھر مہتر قران نے عرض کیا ای شہریار
میں خواجہ عمرو کی مدد کو جاؤنگا بادشاہ اسلام نے اسے بھی رخصت کیا القصہ یہ تینوں بہادر تو یہاں سے شہر
آتش حصار کو روانہ ہوئے بعد انکے جانے کے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ لقا قلعہ بندی کیونکر کرتا ہے ہاتھ آئے خواجہ
عمرو ہوتے تو وہ کوئی تدبیر کرتے اگر ہم یورش کرتے ہیں تو اہل اسلام مارے جائینگے اتفاقاً جب ملک سمائل کو
صاحبقران نے مسخر کیا تھا اور لقا وہاں سے بھاگا تھا تو گھبرا کے اختر شناس نے آکر ملازمت بادشاہ اسلام کی حاصل
کی تھی اور بادشاہ اسلام نے عہدہ وزارت اسکو دیا تھا گھبرا کے اختر شناس نے عرض کیا کہ ای شہریار آپ تردد
نفرمائیں میں آپکو بے جنگ وجدل قلعہ کے اندر پہونچا دونگا ایک نقب اس قلعہ میں ہے کہ ایک سرا اس نقب کا مشرق میں
اور دوسرا دہنہ نقب کا قلعہ کے اندر ہے جب فرمائیے آپکو قلعہ کے اندر لیجاؤں اور لے آؤں بادشاہ اسلام نے
فرمایا اس سے کیا بہتر ہے گلباد عیار سے کہا کہ تم گھبرا کے اختر شناس کے ساتھ جا کر نقب کا منہ کھدواؤ اور مٹی
صاف کراؤ بجلد وقت انکی کل ہم قلعہ میں چلینگے القصہ جب نقب صاف ہو چکی بادشاہ اسلام مع غازیان
ونمدار و مجاہدان عالیوقار سر شام سے روانہ ہوئے صبح ہوتے ہوتے ایوان بادشاہی میں پہونچے اور یکایک
سرداران نامدار مثل ہاشم تیغ زن و فرہاد خان بکفر لیلا و اسد غیر دل بن کرب دلاور و اسفندیار گیلانی
وغیرہ نے نقب سے سر بدر کیا اور نعرہ کر کے تلواریں کھینچ کھینچ کے چلے لقا کو تو بختیارک اپنے ساتھ لیکر مع
یاقوت شاہ و ضیغم خونخوار آشام وغیرہ دروازۂ قلعہ کا کھولکر نکل گیا طرف قلعہ ارمنوس کے بھاگا یہاں اہل اسلام
نے قتل کرنا شروع کیا اور دروازے کو قلعہ کے کھلوا دیا تمام فوج اسلام داخل قلعہ ہو گئی تین شبانہ روز قتل عام رہا آخر کار
چاروں طرف سے آواز الامان کی آنے لگی اور رؤسا ہے شہر ارمنوس اپنے ہاتھ باندھ باندھ کر خدمت میں بادشاہ اسلام
کی حاضر ہوئے بادشاہ اسلام نے سبکو امان دی تمام اہل شہر کلمہ پڑھ کر اسلام لائے لوٹ کا جتنا مال تھا اسمیں سے
وہ کلی نکالکر عمرو کا حق علیحدہ کیا باقی غازیان دیندار نے آپس میں تقسیم کر لیا اور بادشاہ اسلام ایوان شاہی میں جاکر بیٹھے
اور تمام سرداروں کو خلعت دیے اور حکم دیا کہ بتخانے کھدوا دیے جائیں مسجدوں کی بنا ڈالی جاے چند عرصہ میں بادشاہ
اسلام نے ملک زرائل کو اسلام آباد کر کے بندوبست اعلی کیا ہر جگہ سے صدائے اذان آنے لگی دین اسلام کا جھنڈا
گڑ گیا اور سکہ نام پر بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا اسکی روز میں انجمن جشن فتح باقی ملک
زرائل برپا رہی بعد اسکے بادشاہ اسلام نے پوچھا کہ اب لقا کے نے لقا کیطرف بھاگ گیا ہے کوتوال شہر
زرائل نے کہا کہ لقا بھاگ کر قلعہ ارمنوس حصار کو گیا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہرکارے جا کر خبر لائیں

جاسوسان لشکر اسلام اُسیوقت روانہ ہوئے اُدھر کا حال سنیئے کہ لقا سے بے لقا مع بختیارک اور ضیغم
خون آشام اور یاقوت شاہ وغیرہ کے جو زرائل سے بھاگا دو شبانہ روز برابر بستہ چلا کہیں نہ ٹھہرا
نہ دم لیا تیسرے روز ایک درہ کوہ میں پہونچکر قیام کیا تمام فوج کفار بھی بھاگی ہوئی وہان آکر جمع ہوئی جب تمام
لشکر جمع ہو چکا لقا سے بے لقا اُس مقام سے کوچ کر کے آگے بڑھا بعد قطع منازل اور طے مراحل قریب شہر
ارمنوس حصار کے پہونچا مظفر ارمنوسی اپنے سرداروں سمیت استقبال کے واسطے آیا قدمبوسی حاصل کی
نذر گذرانی تحفے پیش کیے اور عرض کیا جس روز رقعہ خاص وسواس عیار کے ہاتھ میرے پاس آیا تھا اسی روز
سے میں قلعہ کی آراستگی میں مصروف تھا اقبال خداوندی سے خوب قلعہ تیار ہوا ہے لقا بہت خوش ہوا مظفر
ارمنوسی کو خلعت دیا مگر بختیارک نے جو چہرہ مظفر ارمنوسی کا دیکھا نور اسلام اسکی پیشانی پر ساطع و لامع
پایا کمال حیرت میں آیا دل میں کہا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ تیرگی کفر کی مظفر کے چہرے پر نہیں پائی جاتی نور اسلام
ہویدا بالکل اثر خدا پرستی کا رخ سے پیدا ہے پھر دل سے بختیارک نے کہا کہ مظفر تو مرد سن رسیدہ ہے اسی
سبب سے شاید آثار بزرگی پائے جاتے ہیں ورنہ مظفر کو خدا پرستی سے کیا علاقہ اور دین اسلام سے کیا کام
بختیارک بڑی دیر تک اپنے دل سے یہ باتیں کرتا رہا اور کشمکش و پیچ میں رہا لیکن منہ سے کچھ نہ کہا القصہ مظفر نے
لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند اب آپ شہر میں تشریف لیچلیے لقا اُسیوقت سوار ہو کر ساتھ مظفر کے ہو لیا مظفر ارمنوسی
دامن گردلیے ہوئے آستینیں چڑھائے ہوئے اہتمام کرتا ہوا چلا آتا تھا اور لقا پر زر نثار ہوتا آتا تھا لقا مظفر سے
بہت خوش تھا یہانتک کہ ایوان بادشاہی میں لقا کو لیکر آیا اور تخت پر بٹھایا صحبت عیش برپا ہوئی جام گردش
میں آیا غرض کہ دن تو یون گذرا رات کو تمام کھانا آغشتہ بدارو بیہوشی لقا کے سامنے آیا لقا نے مع اپنے
ہمراہیوں کے کھانا کھایا جب ہاتھ دھونے کو اٹھا بیہوش ہو کر گرا تمام سردار لقا کے اٹھانے کو دوڑے وہ بھی
گرے بختیارک آثار بیہوشی دیکھکر وہیں بیٹھا رہا اپنے مقام سے نہ اٹھا لوگوں نے مظفر کے سبکی مشکیں باندھ لیں
بختیارک نے کہا ارے صاحبو مجھے کیوں گرفتار کرتے ہو میں تو مدت سے مسلمان ہوں مظفر نے حکم دیا کہ اس
مردود کو بکنے دو اسکی بھی مشکیں باندھ لو یہ منافق دو رنگی ہے الغرض سبکو اسیر کر کے گرفتار غل و زنجیر کیا اور اسیوقت
مظفر فوج اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر آیا دو پہر رات گذری تھی کہ لشکر لقا پر شبخون مارا اور پکارا ای
کافران بیمایہ بدانید و آگاہ باشید کہ منم مظفر ارمنوسی اب تم سب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاؤ گے میں نے
لقا پرستی چھوڑ کر دین اسلام اختیار کیا ہے اور لقا و بختیارک و ضیغم خون آشام وغیرہ کو گرفتار کیا لشکر
میں یہ سُنکر ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا کہ مظفر کو مار ڈالو جانے نہ دو اُسنے غلغلہ کیا کہ خداوند لقا کو بلایا اور مدعا
پیش آیا غرضکہ تلوار چلنے لگی مظفر ارمنوسی نے طرفۃ العین میں لاش پر لاش گرادی اور بہت سے کافر اسکے
ہاتھ سے قتل ہوئے آخر کار تمام کفار منہزم ہوتے ہوتے فراری ہوئے مظفر نے مال و اسباب لوٹ لیا اور بفتح و فیروزی
پھر کر قلعہ میں آیا کھانا کھا کر سو رہا سہ پہر کو بیدار ہو کے حکم دیا کہ لاؤ لقا کو میرے سامنے چوبدار لینے کو روانہ ہوئے
یہان لقا جو ہوش میں آیا اپنے تئیں مع بختیارک و ضیغم خون آشام وغیرہ کے گرفتار غل و زنجیر پا کے
کہا یا خداوند یہ کیسی آپنے تقدیر کی ہے لقا نے کہا کہ یہ تقدیر پر نازل ہوئی ہے میں مطلق واقف نہ تھا بختیارک نے
کہا میں نے پہلے ہی مظفر کی صورت دیکھکر پہچانا تھا کہ خدا پرست ہو گیا ہے مگر ڈر سے کچھ نہ کہا کیونکہ یقین ہے آپکا قید ہوں
میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ چوبدار آیا اور داروغہ زندان سے کہا کہ لقا کو لیچلو مظفر ارمنوسی نے یاد کیا ہے داروغہ

سرمز بجیر بلا کر لقا کو مع بختیارک وغیرہ کے بارگاہ مین لایا لقا پکارا کہ سلام میرا اُس پر ہی جو مجکو خدا سے باخبر جانے
اور خدا جانے مظفر نے کہا او کافر خاسر لعنت ہی تیرے اوپر تیرے پرستارون پر توبہ کر اپنے اعمال قبیح سے
اور افعال زشت سے نہین تو خدا پرستون کے حوالہ کر دونگا کہ وہ تیری خوب درستی کرینگے لقا نے کہا او مظفر تو میرے
غضب سے نہین ڈرتا اور مجھے سجدہ نہین کرتا مظفر نے لقا کو مکّی سے منہ موڑا کہ بہت سے کوڑے لگوائے اور
حکم دیا کہ آہنی پنجرے لاؤ اُسیوقت قفس آہنی آکر موجود ہوے ایک قفس مین لقا اور بختیارک کو بند کیا اور
ایک قفس مین یاقوت شاہ اور ضیغم خون آشام کو قید کیا اور دونون پنجرے عقابین مین لٹکوا دیے اور کچھ
لوگون کو وہان نگہبانی کے واسطے مقرر کیا قضا سے کار مظفر ارمنوشی کے دو بیٹے ہین ایک کا نام ناظر سرخ چشم
اور دوسرے کا نام منظور سرخ چشم ہی اُن دونون نے کہا اے پدر بزرگوار زمرد شاہ خداوند لقا اٹھارہ ہزار عالم
کا بادشاہ اور حاکم ہی آپ کو مناسب نہین ہی کہ اُسے اسطرح قید کیجیے اور ایسی تکلیف دیجیے کہین ایسا نہو کہ
وہ کوئی تقدیر بگاڑے اور ہم سب تباہ و ہلاک ہو جائین مظفر نے کہا او ناہنجارو یہ کافر خاسر کیا تقدیر بگاڑیگا
اسکی کیا حقیقت ہی دیکھو کہ خدا پرستون کے ہاتھ سے بھاگتا ہوا یہان آکر پہونچا وہ دونون چپ ہو رہے مگر
آپس مین صلاح کی کہ ملک شمالیہ سے مدد طلب کیجیے اور حال خداوند لقا کا وہان لکھ بھیجیے اور مظفر سے اسکا
انتقام لیجیے القصہ ایک خط حاکم شمالیہ کو تحریر کیا کہ آگاہ ہو لقا کو مظفر ارمنوشی نے قید کیا ہی لائق و لازم ہی
کہ اگر خداوند لقا کی مدد کرو یہ خط جو ملک شمالیہ مین بھیجا بادشاہ نے وہان کے مضمون خط سے مطلع ہو کر حاکم
اناملہ کو خط لکھا حاکم اناملہ عادل شاہ جسوقت حال سے لقا کے آگاہ ہوا اُسنے ایک سردار پر دست
سہیل خشت انداز کو دہ لاکھ سوار کی جمعیت سے ارمنوس حصار کی طرف روانہ کیا ادھر بادشاہ شمالیہ نے بھی
کچھ سردار اپنے مع لشکر کے ہمراہ سہیل خشت انداز کے کیے اب اسکے ہمراہ کوئی دو لاکھ کی جمعیت ہو گئی القصہ
جب قریب ارمنوش حصار کے پہونچا ہرکارون نے یہ خبر مظفر ارمنوشی کو دی کہ سہیل خشت انداز سپہ سالار
عادل شاہ ملک شمالیہ اور اناملہ سے لقا کی مدد کو آیا ہی مظفر نے دروازے قلعہ کے بند کروا لیے تمام قلعہ کو
آراستہ کیا گولہ اندازون کو توپون پر مقرر کیا اور ایک عرضی بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کو لکھی کہ لقا
ارمنوس حصار بھاگ کر آیا تھا مین نے اُس ملعون کا ذکر قید کیا ہی اور فوج اُسکی مدد کو آئی ہی حضور جلد میری
مدد کے واسطے توجہ فرمائیے کسی سردار نامی کو جلد بھیجیے یا خود مع لشکر ظفر اثر تشریف فرما ہو جیے یہ عرضی خدمت
مین بادشاہ اسلام کی پہونچی نہایت بشاش ہوے اور طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا ادھر طبل بجے اور ادھر فرمایا
کہ سامان کوچ کا لشکر کے ہو ہمارا قصد شہر ارمنوش حصار کی طرف ہی اُسی وقت سامان سفر درست ہوا
ہر ایک نے کمر ہمت کو چست کرنے لگا اب بادشاہ اسلام کو مع لشکر ظفر اثر آمادہ بسفر رہنے دیجیے

اب چند کلمے داستان شوکت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران بیان کیے جاتے ہین

ساقی نامہ و غزل
تصور ہی خورشید کے نور کا
تلاطم ہی یون آج کل آشکار
تڑپتا ہون اُس مہ لقا کے لیے

کدھر ہی تو اے ساقی مہ جبین
پلا جام صہبائے انگور کا
وہ معشوق ہی ساقیا کس طرف
مدد کر مدد کر خدا کے لیے

پلا ساغر بادہ ہی دل حزین
سبب تو بتا ساقی روزگار
جو ہی صاحب شان اور ذی شرف
ارے ساقی عجب تند خو

غدار گرد اُس نابہنجار کے بیٹھے ہین اور اُن ساحرون کی عجب عجب ہیبت ناک شکلین ہین کسی کے مُنھ سے شعلۂ
آتش نکل رہے ہین اور کسی کے کانون سے چنگاریان آگ کی گرتی ہین اور کسی کی ناک سے دھوان اُٹھ رہا ہی اور
کسی کی آنکھین بمثل چراغ کی بتی کے سُرخ ہو رہی اور کسی کی اُنگلیان مانند شمعون کے روشن ہین اور کسی کے
تمام جسم پر پھپھولے ہین اور اُن پھپھولون سے ہر دم آگ کے انگارے پھٹ پھٹ کر نکلتے ہین صاحبقران
بہت حیران ہوئے کہ یہ عالم خواب کا ہی یا بیداری کا یکایک اکوان جادو بادشاہ شہر آتش حصار پکارا ای حمزہ
تو کس فکر مین ہی یہ خواب نہین ہی عالم بیداری ہی مین اکوان جادو بادشاہ شہر آتش حصار کا ہون مین نے
تجھکو پکڑوا بلوایا ہی صاحبقران اُٹھ بیٹھے اور دیکھا کہ ہاتھ پاؤن زنجیر آتشین سے بندھے ہین بآواز بلند فرمایا کہ
سلام میرا اُس شخص کو پہونچے جو پروردگار عالم کو خدا جانتا ہو اکوان جادو یہ سُنکر نہایت غضبناک ہوا اور
پکارا ای حمزہ تو نے بڑا غضب کیا کہ میرے بھائی اردوان جادو کو مارا اور ملکہ جادو کو شکست دی اور
بہت سے جادوگر تیرے ہاتھ سے قتل ہوئے اب ان سبکا عوض تجھسے لونگا اسطرح تجھے مارونگا کہ مرغان
ہوا اور ماہیان دریا تیرے حال پر روئین گے بہتر یہ ہی کہ خداوند زردہشت کو سجدہ کر مین ابھی تیری خطا
معاف کر دونگا امیر نے فرمایا او گبر نابہنجار و کندۂ ناتراش جبتک خدا نہ چاہیگا ایک رونگٹا بھی بدن سے
میرے کم نہین کر سکتا پھر فرمایا او اکوان جادو۔ شعر۔ اگر تیغ عالم بجنبد زجاے * نبرد رگے تا نخواہد
خدا ۔ یہ سُنکر اکوان جادو اور زیادہ غصہ ہوا اور کہا کہ اسے آج زندان خانے مین لیجاکے رکھو کل
حمزہ کو قتل کرونگا یہ سُنکر ایک ساحر صاحبقران کے پاس آیا اور چاہا کہ ہاتھ پکڑ کر حمزہ کا زندانخانہ مین
لیجاے حمزہ صاحبقران کے خیال مین گذرا کہ تم قید سحر مین مقید ہو اسم اعظم تو پڑھو یہ سوچکر اسم اعظم
پڑھکر اپنے اوپر دم کیا وہ قید سحر آہنی جسم سے سب دور ہو گئی اور اُس ساحر کا ہاتھ پکڑ کر ایک طمانچہ مارا کہ منھ اُسکا
پشت کی جانب پھر گیا اور چکر کھا کر زمین پر گرا اور مرغ شکار رسیدہ کے مانند تڑپنے لگا ساحرون نے جو یہ رنگ
دیکھا صاحبقران پر آپڑے صاحبقران بھی اُنکی طرف غصہ مین چلے ساحر سحر کرنے لگے کسی نے رائی
سرسون ماش کے دانے پڑھکر مارے کسی نے ناریل سحر کے پھینکا کسی نے مار و عقرب ڈالے کسی نے شیر
واژدر دوڑائے کسی نے آگ برسائی کسی نے بجلی گرائی مگر حمزہ صاحبقران اسم اعظم پڑھ پڑھکر دم کرتے ہین
اور وہ سب سحر رد ہوتے ہین اور ساحرون کو قتل کرتے ہین غلغلہ محشر برپا ہی تین سو ساحرون کو صاحبقران
نے واصل جہنم کیا اور بہت سے زخمی ہو کے بھاگتے پھرتے ہین پاس نہین آتے ہین دور ہی سے سحر کرتے
ہین صاحبقران اسم اعظم پڑھکر رد کر دیتے ہین اکوان جادو حیران و پریشان اور بیتاب اُسکا شرارہ جادو
بدحواس ہی کوئی تدبیر گرفتاری کی نہ قتل کرنے کی ملتی ہی اس اثنا مین وزیر اکوان جادو کا نام اُسکا
آذر جادو ہی وہ آیا اور یہ ہنگامہ قیامت دیکھکر گھبرایا اکوان جادو نے کہا ای وزیر حمزہ گرفتار ہو کر یہان
آیا تھا نہین معلوم کیونکر چھوٹ گیا اور اب سحر بھی کوئی اُسپر تاثیر نہین کرتا صدہا جادوگرون کو اُسنے جان سے
مارا ہی بہت سے زخمی پڑے ہوئے تڑپ رہے ہین آذر نے کہا مین اُسکو گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہہ صاحبقران
کی طرف چلا اور پکارا ای حمزہ تو نے بہت سے ساحرون کو قتل کیا ہی اب تجھے مین کب چھوڑتا ہون اور ری
کا ٹکڑا نکال کر سحر کیا وہ مثل مار کے صاحبقران کیطرف دوڑا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا اور وہ مار
دفع ہو گیا پھر آذر نے مشت خاک اُٹھا کر سحر کرکے پھینکی وہ خاک غبار کا ستون بنکر صاحبقران کی طرف چلی گرد اُس

گرد و باد سے بھی کچھ نہوا طرفہ العین مین اسم اعظم سے وہ بھی دفع ہوا اسیطرح اُسنے بھی بہت سے سحر کیے کسی نے
اثر نکیا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے قریب آذر جادو کے پہونچے آذر جادو نے دیکھا کہ سحر تیرا کارگر نہین ہوتا
اب تو مارا جائیگا پکارا ای حمزہ اب مین تیری تدبیر کرتا ہون یہ کہکر وہان سے بھاگا اور تمام ساحرون سے کہگیا کہ اسے
گھیرے رہنا جانے نہ دینا ساحرون نے پھر صاحبقران کو گھیر لیا اور سحر کرنے لگے دو گھڑی کے بعد آذر جادو چراغ
زر دہشت کا لیکر آیا یہان یہ عالم تھا کہ ساحرون نے تھک کر سحر کرنا موقوف کیا تھا تلوار چل رہی تھی صاحبقران
نے بھی اسم اعظم کا پڑھنا موقوف کیا تھا تلوار سے ساحرون کو قتل کر رہے تھے تین ہزار جادوگر جہنم واصل ہو چکے
تھے ناگاہ آذر جادو چراغ زر دہشت لیے ہوئے پہونچا اور سامنے صاحبقران کے اُس چراغ کو روشن کیا
جیسے ہی عکس اُس چراغ کا صاحبقران پر آکر پڑا بیہوش ہو کر گر پڑے اور بہت سے ساحر بھی بیہوش ہو گئے
آذر جادو نے امیر با توقیر کو گرفتار کر لیا آہنگرون کو بلا کر اسیر غل و زنجیر کیا اور اکوان جادو کے پاس لیگیا اکوان
جادو نے چاہا کہ صاحبقران کو قتل کرے آذر جادو نے کہا ابھی اسکا قتل کرنا مناسب نہین ہے کسو اسطے کہ عیار اسکا
بلا سے بے درمان آفت جہان ہے شہر کے شہر اُسنے جادوگرون کے غارت کر دیے ہین وہ مقرر اسکی رہائی کو آئیگا
جسوقت عمرو گرفتار ہو جاے حمزہ کو پھر قتل کیجے گا اکوان نے کہا بہتر ہے اسے اپنے پاس لیجا کر قید کر آذر جادو
صاحبقران کو لیگیا اور بزور سحر حصار آہن بنا کر اُسمین قید کیا اب حال سنیے خواجہ عمرو کا کہ یہ جو وہان سے
روانہ ہوے تھے سامنے شہر آتش حصار کے پہونچے دور سے دیکھا کہ ایک قلعہ فولاد ناب کا ہے اور ہر برج کے کنگرے
سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین اور گرد قلعہ کے خندق ہے اُسمین بھی شعلۂ آتش بھڑکتے ہین اور اڑکے آسمان تک
جاتے ہین اور دروازہ شہر کا کھلا ہے خلائق جاتی ہے اور آتی ہے عمرو ایک جادوگر کی صورت بنا اور ایک شخص سے حال
صاحبقران کا دریافت کیا اُس شخص نے تمام حقیقت صاحبقران کی بیان کی عمرو کو نہایت صدمہ ہوا اپنے
دلمین کہا کہ شہر مین چلکر صاحبقران کی رہائی کیجیے یہ سوچکر شہر کے اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا دروازے پر
شہر کے پہونچا دیکھا کہ ایک بکری سنگ سبز کی بنی ہوئی تخت پر قائم ہے اور یہ بکری اُسی آذر جادو نے سحر کی بنا کر قائم
کی تھی اور گرد اُسکے ساحرون کا ہجوم تھا جیسے ہی عمرو نے دروازے مین قدم رکھا وہ بکری مانند انسان کے گویا
ہوئی کہ صاحبو دیکھو وہ عمرو ساحر کی شکل بنا ہوا آتا ہے ساحر دوڑے عمرو بھاگا گلیم عیاری اوڑھکر غائب ہو گیا
بعد تھوڑی دیر کے ایک خوانچے والے کی صورت بنکر آیا جب قریب پہونچا وہ بکری چلائی پھر ساحر پکڑنے کو دوڑے
عمرو پھر غائب ہو گیا کسی کے ہاتھ نہ آیا اسی طرح بہت شکلین عمرو نے شہر مین جانے کو بدلین مگر شہر مین داخل
نہو سکا جب عمرو صورت بدل کر آتا تھا بکری چلاتی تھی عمرو غائب ہو جاتا تھا ایکبار عمرو کے خیال مین آیا
کہ جال الیاسی مار کر اس بکری کو پکڑ کے زنبیل مین ڈال دیجیے لبس گلیم عیاری اوڑھے ہوے قریب اُس بکری
کے آیا اور جال الیاسی زنبیل سے نکالکر بکری پر مارا بکری چلائی کہ ارے عمرو مجھپر جال مارا چاہتا ہے اور
قریب میرے کھڑا ہے تم لوگ اسے چارطرف سے گھیر کر کیون نہین پکڑتے ہو لوگون نے چارون طرف سے زغہ کیا
اور عمرو کو گھیر کر پکڑ لیا اور اسیر کرکے بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ نے حکم دیا کہ عمرو کو قفس آہنی مین
بند کرکے برج زر دہشتی مین طاق زرین پر رکھدو لوگون نے عمرو کو قفس آہنی مین بند کرکے طاق زرین
پر رکھدیا بعد اُسکے اکوان جادو نے لقا کو عرضی لکھی کہ مین نے عمرو کو اور حمزہ کو گرفتار کیا ہے جیسا
حکم دیجیے وہ کیا جائے جاسوس عیار عرضی لیکر روانہ ہوا اب حال علم شاہ کا سنیے کہ یہ مع سعد

سرخ مو اور قرطاس اژدر پوش چالیس ہزار سوار سے آتش حصار پر پہونچے خیمے استادہ کر کے رات
آرام کیا صبح کو سامنے آتش حصار کے آئے دیکھا کہ گرد قلعہ کے خندق میں شعلہ آتش بھڑک کر فلک تک
جاتے ہیں علمشاہ نے چاہا کہ تنہا اندر قلعہ کے جاؤں ایک سبب آواز آئی کہ ای اجل رسیدہ حمزہ آکر
یہاں گرفتار ہو چکا تو اپنی جان دینے کو کیوں جاتا ہی علمشاہ نے اُس آواز کا خیال نکیا اور آگے بڑھے پھر
آواز آئی کہ معلوم ہوا تیری قضا آئی ہی علمشاہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم میرے ساتھ نہ آؤ میں اکیلا
جاؤنگا اگر مجھپر کوئی آفت آئے تو تم یہاں سے چلے جانا یہ کہکر مرکب کو تیز کیا اور اندر قلعہ کے چلے کہ شہر کے
دروازے سے ایک جادوگر شیر آتشین پر سوار نمایان ہوا اور اُسنے نعرہ مارا کہ ان کو جو قلعہ میں آیا ہی تجکو
منع کرتے ہیں اور تو نہیں سنتا ہی علمشاہ نے کہا کہ حمزہ صاحبقران یہاں قید ہیں میں انکی رہائی کرانے
آیا ہوں بغیر رہا کیے ہوئے یہاں سے نہ پھرونگا اور نام میرا علمشاہ رومی ہی میں بیٹا اُسی حمزہ صاحبقران
کا ہوں اُسنے کہا کہ عمرو عیار بھی حمزہ کی رہائی کو آیا اُس سے کیا ہو سکا جو تو کریگا وہ بھی گرفتار ہو گیا
تیرا بھی یہی انجام ہونا ہی میں تجکو دوستانہ سمجھاتا ہوں کہ یہاں سے پھر جا علمشاہ نے کہا پہلے تجھی کو
مارونگا یہ کہکے قبضہ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا ساحر پکارا خیر تو جان پر کھنا نہیں مانتا نہ مان یہ کہکے آواز دی کہ ای
اژدر جادو لینا اسے اور آپ بزور سحر اڑ کر آسمان کی طرف روانہ ہوا علمشاہ آگے بڑھے کہ ایک اژدہا
آتش فشان خندق سے نکل علمشاہ کی طرف چلا علمشاہ نے بھر کمان میں تیر پیوستہ کرکے اُس اژدر
پر مارا تیر تو پڑا مگر اچٹ کر الگ جا پڑا اژدر نے گلاب آتشین منھ سے چھوڑ کر نعش گشتی کی علمشاہ کا لنگر
اکھڑ گیا منھ میں اژدہے کے جا رہے اژدہا علمشاہ کو نگل کر پھر خندق میں جا کر غائب ہو گیا سعد سرخ مو
اور قرطاس اژدر پوش مع فوج سامنے شہر آتش حصار کے ایک دامنہ کوہ میں اترے دوسرا دن تھا
کہ شاہزادہ بدیع الزمان وہان آکر پہونچے لشکر جو اترے ہوئے دیکھا ہرکاروں کو بھیجکر دریافت
کروایا معلوم ہوا کہ یہ لشکر علمشاہ رومی کا ہی اُس روز تو بدیع الزمان نے وہان قیام کیا دوسرے
دن سامنے قلعہ آتش حصار کے آئے دیکھا کہ علمشاہ پتھر کے بنے ہوئے کھڑے ہین بدیع الزمان علمشاہ
سے لپٹکر خوب روئے اور پکارے ای قبلہ و کعبہ ہم بھی جان دینے آئے ہیں آپکا ساتھ دینگے یہ کہکر یہان سے
پلٹے اور خیمہ میں آئے اور سر شام سے بعد فریضہ مغرب و عشا نماز حاجت پڑھکے بگریہ و زاری بعجز و انکسار
دعا مانگنے لگے کوئی دو پہر رات گئی تھی کہ ایک مرغ زرین بال پیدا ہوا اور زانو پر بدیع الزمان کے
آکر بیٹھ گیا اور ایک تعویذ سامنے رکھدیا اور اشارہ کیا کہ اسے بازو پر باندھ لو اور قلعہ کی طرف جاؤ
اور ایک کاغذ دیا کہ اسے پڑھو بدیع الزمان نے جو اس کاغذ کو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ جسوقت دروازے
پر قلعہ کے جاؤگے تو ایک اژدہا خندق سے سر نکالیگا تو اس اسم کو پڑھکر اژدہے کو مارنا اور
جادوگروں سے لڑنا سحر تجپر اثر نکریگا بدیع الزمان وہ کاغذ پڑھکر بہت خوش ہوئے وہ جانور تو
اڑ گیا بدیع الزمان سو رہے صبح کو جب بیدار ہوئے قلعہ کی طرف چلے دیکھا ہزارہا شعلہ آتشین قلعہ
آتش حصار سے اٹھ رہے ہیں آتے آتے قریب پہونچے کہ آواز آئی بدیع الزمان کہاں آتا ہے یہ
حصار آتش ہی جو یہاں آنے کا قصد کرتا ہی جلجاتا ہی بہتر یہ ہی کہ یہاں سے چلا جا نہیں تو جلا دیا جاویگا
تیرا باپ اور بھائی اور عمرو گرفتار ہو رہے ہیں تو بھی مبتلائے بلا ہوگا بدیع الزمان نے چار طرف دیکھا

کہ یہ کسکی آواز ہے کوئی نظر نہ آیا بدیع الزمان پکارا کہ کیا پوشیدہ ہو کر ڈرانے کو بکتا ہے ذرا سامنے آ تو حقیقت
معلوم ہو جائے یکایک ایک اژدرِ آتش فشان سنے خندق سے سر بدر کیا اور بدیع الزمان کیطرف چلا بدیع الزمان
نے وہی اسم تیغ بر دم کر کے جھپٹکر ایک ہاتھ مارا اژدہا دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا ایک آندھی سیاہ اٹھی اور ہا ہو کی
صدا بلند ہوئی دیکھا کہ ایک دیو چلا آتا ہے جب قریب آیا وار شمشاد بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان نے
وہی اسم پڑھکر جو تلوار ماری دیو کے بھی دو ٹکڑے ہوے پھر ایک آندھی چلی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بدیع الزمان کو
کچھ نہ سوجھتا تھا بعد اسکے پھر صدائے مہیب آئی اور ایک جادو سامنے سے آیا کہ ہر روئے تن سے اسکے شعلہ ہائے
آتش نکل رہے تھے آتے ہی اسنے سحر کیا کہ چند شعلۂ آتش مانند افعی سرکش کے شاہزادے پر دوڑے لیکن پاس
پہونچکر غائب ہو گئے جادوگر نے دیکھا کہ سحر بیکار ہو گیا بس ایک اژدہا بنکر دوڑا اور قریب بدیع الزمان کے
پہونچا اور قلاب آتشین چھوڑ کر دم کشی کی بدیع الزمان نے وہی اسم پڑھکر تلوار ماری کہ اژدہے کے دو ٹکڑے
ہوے لاش سے اسکی ایک دھوان نکلا زمانہ تیرہ ہو گیا بعد اسکے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شرارہ جادو بود
افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی دروازہ شہر کا دکھائی دیا بدیع الزمان
اس طرف متوجہ ہوے دیکھا کہ ایک عورت سنگ سبز کی دروازے پر نصب ہے جب قریب پہونچے اس
شکل نے آواز دی کہ ای بدیع الزمان غضب کیا شرارہ جادو کو مارا اب اکوان جادو تجھسے بہت بری
طرح پیش آئیگا بدیع الزمان غضب ناک ہو کر اسکی طرف جھپٹا اور گرز گران پر اسم کو پڑھکر اس
تصویر سنگی پر مارا وہ تصویر پیوند زمین ہو گئی پھر بدیع الزمان آگے بڑھے چند قدم چلے تھے کہ غلغلہ
دار و گیر کا بلند ہوا کہ لینا لینا اس مفسد کو جانے نہ دینا دیکھا کہ ہزار ہا دیو مختلف حربے ہاتھوں میں لیے
ہوے چلے آتے ہیں اور آتے ہی شاہزادہ بدیع الزمان کو گھیر لیا ہنگامہ حرب و ضرب برپا ہو گیا شاہزادہ
تلوار کھینچکر شیر جا پڑا برابر قتل کرنے لگا لیکن دیکھا کہ کوئی ان میں سے کم نہیں ہوتا بلکہ دم بدم بڑھتا اور زیادہ
ہوتا جاتا ہے کہ اس اثنا میں احراق جادو نے سحر کے ناریل بدیع الزمان پر مارے جیسے توپ کا گولا آتا ہے ویسے
آ آکر برابر بدیع الزمان کے آ گر پڑا کچھ کارگر نہوا بدیع الزمان نے دوڑ کر اس ساحر کو تلوار ماری سر پر پڑتی ہی تا
کاٹتی چلی گئی بھائی اسکا محروق جادو دوڑا سحر کے ہاتھ کو جنبش دی کہ پانچوں انگلیوں سے پانچ بجلیاں
چمک کر شاہزادے پر گریں گرد پھر کے شاہزادے کے قدم پر آ پڑیں کچھ ضرر نہ پہونچا بدیع الزمان نے
بڑھ کر ایک تلوار ماری کہ محروق کے دو ٹکڑے ہوے اب ساحروں کا چار طرف سے زور ہو گیا اور غلغلہ محشر برپا
ہوا تین شبانہ روز اسی طرح برابر لڑائی رہی تیسرے دن اکوان جادو تخت پر سوار ہو کر آیا اور پکارا کہ سب
ملکر اسکو پکڑ لو کسی کا حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ پاس شاہزادے کے جائے اسوقت ازرجادو نے پھر چراغ زرد ہستی
روشن کیا اور اسم سحر کا پڑھا کہ وہ تعویذ بدیع الزمان کے بازو سے کھلکر گر پڑا اور بدیع الزمان بیہوش
ہو گئے لوگوں نے گرفتار کر لیا اور سامنے اکوان جادو کے لائے اکوان شاہ نے کہا اسے لیجا کر حمزہ کے
پاس قید کرو القصہ بدیع الزمان کو بھی صاحبقران کے پاس قید کیا لیکن اب حال سنیے شاہزادہ خاور
سیاہ قاسم زیجاہ کا جسوقت قاسم قریب قلعہ آتش حصار کے پہونچے دیکھا کہ لشکر بدیع الزمان کا رستے
کوہ میں پڑا ہوا ہے حال جو دریافت کیا معلوم ہوا بدیع الزمان سے اور ساحروں سے خوب لڑائی ہوئی بہت سے
ساحروں کو مارا آخرکار گرفتار ہو گیا دوسری طرف اور ایک لشکر کو دیکھا دریافت ہوا کہ یہ علم شاہ کا لشکر ہے اور

سعد سرخ مو نے جو سنا کہ یہ بیٹا علم شاہ کا ہے قدمبوسی آکر حاصل کی قاسم نے سعد سرخ مو کو دلاسا دیا بدیع الزمان
کے رفیقوں کو تشفی دی آپ شہر کیطرف متوجہ ہوا جب سامنے قلعہ کے پہونچا دروازہ آتش حصار آہنی دکھائی دیا اور گرد اسکے
خندق آتشین پائی اور ایک آواز مہیب آئی کہ اے قاسم خبردار یہاں نہ آنا قاسم نے چاہا کہ قدم آگے بڑھاؤں کہ ایک
شخص طبقہ زمین کا توڑکر پیدا ہوا اور ایک نقش دیا اور کہا یہ نقش اپنے بازو پر باندھ لیجیے ساحر کا اثر نہ کریگا قاسم نے
وہ تعویذ لیکر بازو پر باندھ لیا اور وہاں سے آگے بڑھے پھر آواز آئی کہ تو چلا آتا ہے نہیں مانتا قاسم نے دیکھا کہ ایک دیو
آسیا سنگ اٹھائے ہوئے چلا آتا ہے قاسم نے للکارا کہ تو کون ہے جو مجھے آنے کو منع کرتا ہے وہ پکارا کہ نام میرا دربان جادو
ہے میں بحکم خداوند زردہشت جادو تمام آتش حصار کی نگہبانی کیا کرتا ہوں قاسم نے پوچھا کہ حمزہ صاحبقران
اور علم شاہ اور بدیع الزمان وغیرہ کہاں قید ہیں اسنے کہا کہ بادشاہ نے اپنے مکان میں قید کیا ہے یہ کہکر آسیا سنگ
کا قاسم پر وار کیا قاسم نے خالی دیا آسیا سنگ زمین پر پڑا ایک تق گرد زمین سے اٹھا دیو دیکھنے لگا کہ آدم زاد کدھر
گیا اس اثنا میں قاسم نے تق خاک سے نکل کر تیغہ بلارک افراسیابی کا ہاتھ مارا کمر پر دیو کے پڑا وہ دیو دو ٹکڑے
ہوکر زمین پر گرا غل ہوا سیاہی پھیل گئی بعد اسکے آواز آئی کشتی مرا نام من دربان جادو بود افسوس مردیم و بجا
مادیم مطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی دروازہ شہر کا دکھائی دیا قاسم اسکی طرف چلے چاہتے تھے اندر شہر کے
قدم رکھیں کہ ایک دیو سراپا شعلۂ آتش بنا ہوا سامنے نمود ہوا اور پکارا او قبیلہ حمزہ تو نے غضب کیا دربان
جادو کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا یہ کہکر سحر کیا کہ ایک دھواں زمین سے اٹھا اور قاسم کی طرف چلا
مگر پاس آکر وہ دھواں غائب ہوگیا۔ قاسم برابر اسکے پہونچے دیو نے دیکھا کہ سحر تیرا رد ہوگیا اٹھکر دار شمشاد ماری
قاسم نے خالی دیکر تیغہ بلارک افراسیابی کا ہاتھ مارا دیو کے دو ٹکڑے ہوئے اب ساحروں کا قاسم پر چارطرف سے
ہجوم ہوگیا ساحر سحر کرنے لگے قاسم انہیں قتل کرنے لگا کسی کا سحر اثر نہ کرتا تھا ہوتے ہوتے دو اس ساحر انکے کم سے
صدہا ساحر قاسم کے ہاتھ سے مارے گئے بہت سے زخمی ہوئے اکوان جادو اور آذر جادو بھی آئے اور پکارنے
لگے کہ اس مفسد کو کہیں پکڑو مگر کسی ساحر سے کچھ نہو سکتا تھا جو قاسم کے نزدیک آتا تھا وہ مارا جاتا تھا تین شبانہ روز
قاسم کو لڑتے ہوئے گذرے تھے کہ کمندانداروں نے چارطرف سے کمندیں مارکر قاسم کو بھی گرفتار کرلیا اور آتشکدۂ زردہشت
میں لاکر قید کیا اب حال مہتر قران کا سنیے کہ جب وقت قران آتش حصار میں پہونچا دیکھا کہ لشکر علم شاہ اور لشکر
بدیع الزمان اور لشکر قاسم دامن کوہ میں اترا ہوا ہے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ جو جو یہاں آیا تھا وہ گرفتار ہوچکا
نہایت افسوس کیا سامنے دروازۂ شہر آتش حصار کے آیا دیکھا کہ گرد قلعہ کے شعلۂ آتش سر بفلک کشیدہ ہیں حیران
کھڑا ہوا تھا کہ کیا کیجیے کیونکر شہر میں جائیے اور سب کو چھڑائیے ناگاہ زمین سے ایک ریگ ماہی خوش رنگ پیدا ہوئی
اور بزبان گویا ہوکر مہتر قران سے پوچھا کہ تو کس فکر میں ہے اور تو اہل اسلام میں سے ہے یا کافر ہے اگر مسلمان ہے تو
میرا برادر ایمانی ہے قران نے تمام حقیقت اس سے بیان کی اسنے روکر کہا اے قران نام میرا ملکہ جادو ہے میں بیٹی
ہوں اکوان جادو کی اور اکوان آتش حصار کا بادشاہ ہے میں عالم خواب میں مسلمان ہوئی ہوں اور جتنے
اہل اسلام یہاں آئے انکی سبکی تائید میں نے کی مگر تقدیر سے ناچار ہوں کہ کچھ نہو سکا سب گرفتار ہوگئے اب اگر
تو چاہتا ہے کہ داخل شہر ہو تو پہلے علاج آذر جادو کا کر وہ برج حصار پر ایک طائر خوش رنگ بنا ہوا بیٹھا ہے اور
نگہبانی حصار کی کررہا ہے پھر ایک اسم دیا اور کہا کہ اسے یاد کرکے پڑھو کہ کسی ساحر کا سحر تجھ پر تاثیر نکریگا یہ کہکر وہ پرچہ
کاغذ اسم کا دیا ہنوز وہ کاغذ قران نے نہ لیا تھا کہ ایک صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ او ننگ خاندان گیسو بریدہ

آج معلوم ہوا کہ تو نے ہی ان سب ساحرون کو ہاتھ سے خدا پرستون کے قتل کروایا ہی کہان جائیگی یہ کہہ ہی رہے تھے
بیگر خبردار مین آ پہونچا قران نے دیکھا کہ ایک ساحر گربہ سیاہ پر سوار زشت رو کریہ منظر سیہ کار بدکردار سامنے
آیا اور چند دانے اسپند کے مارے کہ اوس ماہی مین سے ایک ماہ پیدا ہوا اور ماہ سے ماہی تک نور جمال سے اوسکے
روشنی ہوگئی یعنے ایک نازنین مہ جبین کو دیکھا کہ ایسی صورت زیبا اور طبیعت جہان آرا کبھی نگاہ سے نگذری تھی غرض
اوس ساحر مہیب صورت نے اوس نازنین کو اسیر کیا اور وہ نازنین قران کو پکاری ارے بھاگ کدھر قران کب بیچ رہا
ہی وہین گربہ سیاہ کو اشارہ کیا کہ لے اسے جانے نہ دے گربہ سیاہ قران پر دوڑی قران نے نعرہ مارا مگر کیا ہو سکتا
تھا گربہ نے قران کو پکڑ لیا آذر جادو قران اور ملکہ جادو کو گرفتار کیے ہوئے اکوان جادو کے پاس لایا
اور تمام حال بیان کیا اکوان جادو سُنکر بہت غضب ناک ہوا اور پکارا کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تجھے خدا پرستون
کی دوستی سے کیا کام اوسنے کہا کہ مین نے اپنی جان راہ اسلام مین نثار کی ہی خدا میرے قدم کو جادہ ملت اسلام
مین قائم رکھے مین زردہشت و جمشید و سامری پر لاکھ لاکھ لعنت کرتی ہون جو کچھ تجھسے ہو سکے میرے
حق مین قصور نکر اکوان جادو نے اُسے باذ حکم کیا تو دیونے مارا کہ جسم نازنین اوسکا شق ہوگیا ماں ملکہ جادو
کی بلبلاتی ہوئی دوڑی اور پکاری ای اکوان جادو میری تو یہی ایک اولاد ہی سوائے اسکے نہ کوئی بیٹا ہی نہ بیٹی ہی
یہ اگر مر گئی تو مین کاہیکو زندہ رہونگی یہ کہکر ملکہ جادو کو لیے ہوئے چلی ہر چند ملکہ جادو نے کہا کہ ای امان جان
اب تو تہمت مجھپر لگ چکی اب مجھے مرجانے دیجیے اوسنے کچھ نہ سنا ہمراہ لیے چلی گئی مگر اکوان نے عرضی جو لقا کو لکھی
تھی اوسکا جواب یہ آیا ای اکوان جادو جتنے لوگ خدا پرست تمھارے پاس اسیر ہین اون سبکو قتل کرو اور جو خدا پرست
ہاتھ لگین اونکو زندہ نچھوڑنا فوراً قتل کرنا اور سر اونکے کاٹکر میرے پاس بھیجو ہم تمھاری اس خیرخواہی پر بہت
راضی اور خوش ہونگے اکوان جادو نے اسیوقت آذر جادو سے کہا کہ تمام شہر مین ڈھنڈورا پٹوا دو کل ہم باغ
آتشکدہ مین سب خدا پرستون کو لیجا کر قتل کرینگے جسکا جی چاہے تماشا دیکھنے کو آئے موجب حکم کے ڈھنڈورا
پٹا گیا اور برابر منادی نے ندا کی کہ حکم ہی بادشاہ آتش حصار اکوان شاہ سردار جادو کا یہ ہی کہ کل تمام خلائق
آتشکدے مین اکٹھے ہو ہم خدا پرستون کو قتل کرینگے تمامی شہر مین یہ خبر عام ہوگئی وہان میدان خونی بنا ہوا اسباب
سیاست موجود کیا گیا صبح کو مرد و زن و خرد و کلان خلائق بیشمار براے سیر قتل خدا پرستان آئے اکوان جادو
پوشاک سرخ پہنکر جلاد فلاک بنکر آتشکدے مین آیا تخت پر بیٹھا اور حکم دیا کہ لاؤ قیدیون کو داروغہ زندانخانہ نے
سبکو لایا حمزہ صاحبقران نے بطریق اسلام سلام کیا اکوان جادو نے کہا کہ ای حمزہ تجکو یہ دن فراموش
تھا ظلم فلک کجرفتار یاد نہ تھا تو نے شہر کے شہر غارت کر دیے بڑے بڑے ساحران غدار کے نام کو مٹا دیا
بہتر یہ ہی کہ دین زردہشت پرستی اختیار کر نہین تو آمادہ مرگ مہیا سے قضا ہو صاحبقران نے فرمایا ای
گبر ناہنجار واے کندہ ناتراش ہزار ہزار لعنت ہی زردہشت پر اور اوسکے پرستاران بدکردار پر پروردگار
عالم خدا صراط مستقیم پر قائم رکھیگا اگر حیات مستعار باقی ہی تو تجکو مع تیرے ہمراہیان غدار کے مار ڈالونگا اور
اگر قضا میری آگئی ہی تو مرضی الٰہی مین کیا چارہ ہی یہ سنکے اکوان جادو عمرو سے مخاطب ہوا کہ او ساربان
زادے تو نے فریب سے تمام ساحرون کو مارا سبکا خون تیری گردن پر ہی اب تیرے گوشت کے کباب تیار
کرکے سب ساحرون کو کھلاؤنگا عمرو بولا او قرمساق مجھے تو کیا ڈراتا ہی مجھے مرنے کی عادت نہین ہی میرا
قدم جہان گیا وہ شہر کفار کا غارت ہوا اکوان بولا کہ خیر ابھی معلوم ہوا جاتا ہی بعد اسکے علم شاہ اور

شہزادہ بدیع الزمان اور قاسم و مہتر قران سے خطاب کیا کہا ای اکوان اگر ہم زندہ ہین تو تجھکو بغیر قتل کیے
کب چھوڑتے ہین غرض اکوان جادو نے کہا ای خدا پرستو تم کیون مفت مین جان دیتے ہو دین زردہشت کیون
نہین قبول کرتے ہو ان سبنے نہ قبول کیا پھر کہا ای آذر جادو تمام ساحرون کو شہر کے جمع کر کہ انکے کباب بنا کر سبکو کھلاؤنگا
ساحر جمع ہونے لگے صحبت عیش برپا ہوئی ادھر صاحبقران مع فرزندان عالیشان دعائین مانگنے لگے ای
پروردگار عالم و عالمیان ان ظالمون کی شر سے تو ہمکو محفوظ رکھ کیا اسی جگہ قضا آئی ہی جہان دفن و کفن تک
نصیب نہو القصہ یہان تضرع و زاری اور دعا و التجا مین اور اودھر سامان قتل خدا پرستان اور صحبت عیش
مین تمام دن گذرا شام ہوئی یہانتک کہ پہر رات گئی یکایک آسمان پر ایک برق چمکی اور ایک تخت زرنگار نمایان
ہوا جب وہ تخت قریب آکر اترا دیکھا کہ ملکہ جادو بیٹی زردہشت کی تخت پر سوار گلشن جادو اور
گلستان مع چند جادوگرنیون کے چلی آتی ہی اکوان جادو اور جتنے ساحر وہان موجود تھے سب تعظیم کو ملکہ
جادو کی اٹھے اکوان جادو نے ملکہ جادو کو برابر اپنے بٹھایا ملکہ جادو نے کہا مین نے سنا ہی کہ حمزہ اور عمرو وغیرہ
تمھارے پاس قید ہین وہ میرے چچا زردوان جادو کے قاتل ہین اکوان جادو نے کہا کہ تم خوب وقت پر
آپہونچین وہ دیکھو حمزہ اور عمرو اور فرزندان حمزہ مقید بیٹھے ہین اب میرا قصد ہی کہ ان سبکے سر کٹوا کر لقا کے
پاس بھیجدون اور انکے گوشت کے کباب تیار کرکے ساحرون کو کھلاؤن ملکہ جادو بولی چچا جان ہمین لقا سے کیا
کام ہی ان سبکو شہر عنطلی آباد مین لیچلو وہان تابوت خداوند زردہشت کا ہی اگر سبنے اس تابوت خداوند
زردہشت کو سجدہ کیا تو خیر ورنہ قتل کرنا اکوان جادو نے کہا کہ اچھا بہتر ہی پھر صحبت عیش مین ملکہ جادو وغیرہ کو بھی
شریک کیا اور گلشن جادو اور گلستان جادو سے کہا کہ تم اٹھکر رقاصی کرو اور شراب بھی سبکو پلاؤ کہ تمکو ساقی گری مین
بھی خوب دخل ہی یہ سنکر وہ دونون اٹھین اور شراب کو آغشتہ بدارو بیہوشی کرکے ایک ایک جام سبکو پلانا شروع کیا
اور رقاصی بھی باذوق شتاب دیکر کرنے لگین نشۂ شراب کے جوش مین جب بیہوشی نے بھی اثر کیا تو سب بیہوش ہوگئے
ملکہ جادو نے اٹھکر نعرہ کیا اور پنجہ سلیمانی کھینچکر اکوان جادو اور آذر جادو کو پہلے قتل کیا بعد اسکے سب انکے
ہمراہیون کو مارا اور صاحبقران اور خواجہ عمرو کو رہا کرکے قدمبوسی امیر کی حاصل کی اور عرض کیا کہ ای شہریار مین نے جو حضور کے
اسیر ہونے کا حال سنا اسیوقت عنطلی آباد سے روانہ ہوئی بارے وقت پر خدا نے مجھے پہونچایا امیر نے فرمایا ای ملکہ
جادو ہم تمھارے بہت ممنون ہوے یہ ذکر تھا کہ ساحران آتش حصار اکوان جادو کے قتل ہونے کی خبر سنکر جمع ہوکر
آئے کہ ہم ملکہ جادو کو قتل کرینگے یہ کہکے ہر ایک نے سحر کرنا شروع کیا اور ہر طرف سے یورش کیا ملکہ جادو نے پہلے تو
حصار آہنی واسطے حفاظت اہل اسلام کے بنایا اور اس حصار مین بٹھایا بعد اسکے ایک بیل رونی کا نکالکر اسپر کچھ منتر
جھاڑ پھونکے نصب کیے اور اسم سحر کا دم کیا کہ وہ بلند ہوکر آسمان پر جاکر ابر سفید رنگ بنگیا اور اسمین سے تیر ساحرون
پر برسنے لگے جسپر وہ تیر پڑا اسکے جگر کے پار گذر گیا غرض بہا ساحر مارے گئے ہر چند رد سحر کرتے تھے ہرگز رد سحر نہوتا تھا
آخرکار ناچار ہوکر اطاعت ملکہ جادو کی اختیار کی تمام شہر مین ملکہ جادو کا عمل ہوگیا حمزہ صاحبقران آکر اکوان جادو
کے ایوان مین بیٹھے اور حکم دیا کہ جتنے قیدی یہان ہین سبکو لاؤ تمام اسیران آتش حصار آکر موجود ہوے جو اسلام لایا اسے
چھوڑدیا جسنے کفر پرستی نچھوڑی قتل کیا جاتا تھا انمین ایک جوان نہایت حسین قید تھا امیر نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہی
اسنے کہا ای شہریار مین بیٹا ہون آذر جادو کا نام میرا رشید بلند آواز ہی اکوان جادو کی بیٹی جو ملکہ جادو ہی اسپر عاشق
ہون وہ بھی مجھپر مائل ہی ایک دن مین اور ملکہ باغ مین صحبت آراستہ تھے کہ اکوان جادو کو معلوم ہوا مجھکو پکڑکر قید کیا ملکہ کو بھی

جیسے مین قید ہون امیر نے فرمایا کہ تو دین اسلام قبول کر تو تیرے معشوق کو تجھے دلوا دون وہ کلمہ پڑھکر اور صدق دل
مسلمان ہوا صاحبقران نے ملکہ جادو کا عقد اُسکے ساتھ کر دیا بعد اُسکے حاکم شہر آتش حصار کا رشید بلند آواز
کو کیا عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ حمزہ مین بھی ملکہ عظلی آباد پر مدت سے عاشق ہون میرا عقد اُسکے ساتھ کر دیجیے
امیر نے ملکہ جادو کا متزوج لیا اُسنے کہا کہ تم شہریار عمرو کو تو خبط ہو گیا ہے بیوقوفی کی بات کرتا ہو مین شہر عظلی آباد کو جاتی
ہون جب وہان آئیگا اور شہر عظلی آباد فتح کیجیے گا اُس وقت سمجھا جائیگا الغرض صحبت عیش کئی روز تک برپا رہی عمرو بھی
خوب گایا اور بجایا اور بعد اُسکے ملکہ جادو رخصت ہو کر عظلی آباد کو چلی گئی اور حمزہ صاحبقران یہانکا بندوبست
کرکے رشید بلند آواز کو ہمراہ لیکر ملک زرائل کیطرف روانہ ہوئے اثنائے راہ مین ایک لشکر کو دیکھا حال دریافت
کروایا معلوم ہوا کہ لقا کو مظفر ارمنوسی نے قید کیا اور یہ لشکر شہر اناطلیہ اور شمالیہ سے لقا کی مدد کو آیا سہیل
خشت انداز اور اشخاص و اعراض ماریشانی لشکر کے سردار ہین حمزہ صاحبقران بھی مقابل لشکر کفار کے اترے
سہیل خشت انداز وغیرہ کو خبر ہوئی کہ حمزہ قلعہ آتش حصار مین قید تھے وہان سے رہا ہو کر ادھر آئے ہین۔
سہیل خشت انداز نے طبل جنگ بجایا ادھر لشکر حمزہ صاحبقران مین نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بھر
جانبین مین تیاری رہی صبح کو معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے ادھر سے اشخاص ماریشانی میدان مین آیا مبارز
طلب کیا ادھر سے علمشاہ رومی اُسکے مقابلے کو نکلے بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی علمشاہ نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا
اُسنے تلوار ماری علمشاہ نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا فوج کفار علمشاہ پر دوڑ پڑی علمشاہ
نے اشخاص ماریشانی کی مشکین باندھ لین اور سپارہ کے سپرد کیا اور آپ لشکر کفار پر گرا ادھر سے فوج اسلام اور
حمزہ صاحبقران مع قاسم و بدیع الزمان کمک کو شاہزادہ علمشاہ رومی کے آئے کفار سے تلوار چلنے لگی عین
گرمی جنگ مین اعراض ماریشانی سے اور رشید بلند آواز سے کسا کسی ہوا اعراض نے تلوار ماری رشید کی
سپر کاٹ کے سر پر پڑی تا دہان اُتر گئی زخم کاری لگا حمزہ صاحبقران دیکھ رہے تھے تیار ہو کر چلے اعراض
کو للکارا رشید کو جا کے بچایا اعراض سے مقابلہ کیا اعراض نے وہی تلوار خون آلود صاحبقران کو ماری
صاحبقران نے تکیلی دیکر تلوار اعراض کی چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر مرکب سے اٹھا لیا سہیل خشت انداز
شکست کھا کر بھاگا صاحبقران پھر کر داخل بارگاہ ہوئے اشخاص ماریشانی اور اعراض ماریشانی کو
بلاکر تلقین بدین اسلام کیا اور کہا کہ لقا کو لعنت کرو وہ دونون دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوئے اور فوج کو اپنے
ہرکارے بھیجکر تلاش کروا کر بلوایا وہ بھی از روے پرستش اسلام لائے صاحبقران اشخاص اور اعراض کو اپنے
ساتھ لیکر کوچ کرکے شہر ارمنوس حصار کو روانہ ہوئے بعد قطع منازل اور طے مراحل کے قریب ایک درہ کوہ کے پہنچے
کہ وہ کوہ ارمنوس مشہور تھا اشخاص و اعراض نے دست ادب باندھ کر خدمت مین حمزہ صاحبقران کی
عرض کیا کہ جو حکم ہو تو ہم پہلے شہر ارمنوس حصار مین جائین اور مظفر ارمنوسی کو آپکے آنے کی خبر دین فرمایا اچھا جاؤ
کیا مضائقہ ہے دونون کوچ کرکے ارمنوس کو روانہ ہوئے سامنے قلعہ ارمنوس حصار کے جب پہونچے دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا
بند ہے گولا انداز مستعد توپون پر بیٹھے ہوئے ہین اشخاص اعراض نے کہلا بھیجا کہ ہم امیر کی خدمت سے آئے ہین یہ خبر مظفر
کو ہوئی اُسنے کہا کہ دونون کو بلاؤ لوگ اندر لیگئے مظفر نے لقا کو دکھایا کہ عقابین پر چڑھا ہوا ہے بظاہر تو لقا پر بہت سے
طعن و تشنیع کیے اور مظفر سے کہا تمنے خوب کیا جو اس خرس بادیہ ضلالت کو قید کر لیا بعد اُسکے مژدہ صاحبقران
کے آنے کا دیا کہ قریب آپہونچے ہین ملک مظفر نے کارگذارون کو حکم دیا کہ تمام شہر مین آئینہ بندی کرو اور سامان

دعوت و ضیافت مین مصروف ہو ملازم سرکار بادشاہ ارمنوس سرگرم کار و بار آرایش ہوے دوسرے دن شنخاص
و اعراض نے ملک مظفر کی دعوت کی اور طعام و شراب مین بیہوشی دیکر ملک مظفر کو مع رفقا پکڑ لیا اور قید خانہ مین گرفتار
کیا دونون بیٹے ملک مظفر کے ناظر و منظور سرخ چشم شنخاص و اعراض کے شریک ہو گئے القصہ ملک مظفر کو قید کر کے
لقا کو عقابین چرخ سے اُتارا اور قفس آہنی سے باہر نکالا تخت خداوندی پر بٹھایا لقا اُسنے بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ لاؤ
ملک مظفر کو جب مظفر سامنے لقا کے آیا بطور اہل اسلام سلام کیا لقا پکارا کہ او بندۂ گستاخ تو نے اپنے خداوند سے
ایسی بیہودہ گستاخیان کین دیکھ میری خداوندی کو کہ مین نے انتقام نہین لیا وہ شخص دیر گیر ہے مگر سخت گیر ہے اور دیکھا
تسلط کہ کیا برجستہ قفس پر مین نے کی اور کیونکر قید شدید سے چھوٹا اب بہتر یہ ہو کہ مجھے سجدہ کر نہین تو بری طرح سے پیش آؤنگا
ملک مظفر پکارا کہ او گمراہ کن خلق مجکو خدا نے ہدایت کی ہر جلد کفر و ضلالت سے نکالا لاکھ لاکھ لعنت ہو تجھپر اور تیرے
پرستارون پر ہزار جانین اگر ہون تو راہ اسلام مین نثار کرون یہ سنکر لقا نے حکم دیا کہ اس بندۂ گنہگار کو مارو اسیوقت
تازیانے مظفر پر پڑنے لگے وہ ثابت قدم راہ اسلام مین کھڑے کھڑا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ صاحبو میرے کلمے کے شاہد رہنا
غرضکہ تازیانے بیباکانہ مارے کہ پوست پھٹ پھٹکر خون بہنے لگا اور بیہوش ہو گیا پھر قفس آہنی مین بند کر کے عقابین
پر مظفر کو چڑھا دیا اور دروازہ شہر کا بند کر دیا جو شخص کہ دین لقا پرستی پر قائم رہا اُسے تو چھوڑ دیا باقی سب کو قتل کیا بعد
اسکے ایک نامہ سہیل خشت انداز و سہیل خشت انداز کو لکھا کہ ہمنے یہان لقا کو قید سے رہا کیا اور مظفر کو اسیر کر لیا
اب تمہین لازم ہے کہ شبخون لشکر حمزہ پر مار کر ہمارے پاس چلے آؤ یہ ہوشنگ عیار لیکر روانہ ہوا بعد اُسکے ایک نامہ قباد
زرین کمر بادشاہ کیتھان کو بھیجا کہ ہمنے لقا کو رہا کیا ہے تم اُدھر سے آکر سہیل خشت انداز کے شریک ہو اور شبخون لشکر
حمزہ پر مارو القصہ جب نامہ بادشاہ کیتھان کو پہونچا اُسنے اُسی وقت فضل حل مشانی
اور طویل ابن فضل کو ساتھ ہزار سوار سے روانہ کیا یہ دونون بعد قطع منازل قریب دہنہ شہر ارمنوس حصار کے
پہونچے اُدھر ہوشنگ عیار نے نامہ سہیل کو پہونچایا سہیل نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوا اور دو پہر رات گئے
آکر شبخون لشکر حمزہ پر مارا صاحبقران کو جب معلوم ہوا کہ کفار شبخون لے آئے ہین بس مسلح و مکمل ہو کر بارگاہ
سے نکلے اور مع فوج ظفر موج نہایت عجلت کے ساتھ سوار ہو کر چلے کفار سے تلوار چلنے لگی صدہا کفار اہل اسلام کے
ہاتھ سے مارے گئے اور سیکڑون مسلمان بھی شہید ہوے پہر رات باقی تھی کہ بدیع الزمان سے اور قاتل
کیتھانی سے مقابلہ ہوا اُسنے تلوار ماری بدیع الزمان نے رد کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا سر اُسکے پڑا از ترنگ مرکب
جا کر بوسہ دیا علمشاہ لڑتے ہوے برابر سہیل خشت انداز کے پہونچے اُسنے خشت ماری علمشاہ نے خالی دیکر
جو تیغہ کیتھان کا ہاتھ مارا سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو اُتر آیا کفار بیچ مین دوڑ کے آگئے اُسکو بچانے لگے غرضکہ لڑتے لڑتے
صبح ہو گئی اب کفار نہایت پریشان ہوے قریب تھا کہ بھاگین ناظر و منظور سرخ چشم دونون بیٹے مظفر کے لقا
کی مدد کو آئے اور خرم زرین قبا بیٹا ملک قرتیا کو عنقریب جشم لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا کفار کو تقویت ہوئی
وہ پریشانی دور ہوئی بجمعیت خاطر لڑنے لگے بہت سے اہل اسلام قتل ہوے لیکن صاحبقران نے سہیل
خشت انداز کو للکارا اُسنے برابر آکے خشت ماری امیر نے خشت کو ہاتھ مین روک لیا اور وہی خشت پھینک
کر سہیل پر ماری سینے پر اُس سنگدل کے پڑی عمارت ہستی اُسکی خاک مین ملی تڑپ کر گرا مر گیا اب صاحبقران
اور علمشاہ اور بدیع الزمان اور عمر قران وغیرہ تلوارین مار رہے ہین مگر کفار کا ہجوم ہے اہل اسلام تنگ آئے
کفار کثیر ہین عالم ہراس مین بدرگاہ خدا دست بدعا ہوے اے پروردگار عالم اے چارہ کن بیکسان تو ہماری

مدد کیواسطے کسی کو بھیج اسوقت ایک گرد صحرا کی طرف سے اٹھی اور پہلوان عادی اور کرب غازی با فوج بیشمار
عین وقت پر آ پہونچے کرب داد دہ نے وہین سے نعرہ کیا نعرۂ کرب - کرب شہسوار یل نامدار + نظر کردہ
شیر پروردگار + اور تلوار پکڑ کر مع پہلوان عادی وغیرہ کفار پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا لڑتے لڑتے برابر
انجیل بلند قامت کے پہونچے اُسنے میل فولادی مارا کرب غازی نے سپر پر روکا اور تیغہ کرنجوس کا وار کیا انجیل
بلند قامت کے مع کرگدن چار ٹکڑے ہوے پہلوان عادی نے فریدون کو للکارا اُسنے تیغہ مارا عادی نے
روکر کے جو تلوار کمر پر ماری مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوا لیکن لقا بھی مع سرداروں کے مدد کو لشکر کفار کی آیا ادھر
سے بادشاہ اسلام مع غازیان دیندار مجاہدان تہور شعار بھی مدد کو اہل اسلام کی آ پہونچے جنگ مغلوبہ ہو گئی برچھا
تلوار چلی دونوں طرف سے لاکھون آدمی قتل ہوے دن بھر لڑائی ہوا کی شام کو طبل امان پر چوب پڑی دونوں لشکر
پھرے ادہر سامنے قلعہ ارمنوس حصار کے کفار کا لشکر اُترا ادہر مقابلے مین بارگاہ لقا کے بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی
امیر با توقیر مع بادشاہ اسلام وجملہ سرداران عالی مقام داخل بارگاہ ہوے ہرکاروں نے خبر دی کہ ملک مظفر کو
اشخاص بارپیشانی وا عراض بارپیشانی نے قید کر کے عقابین پر چڑھایا ہے امیر یہ سنکر کمال رنجیدہ ہوے
پھر جو زخمی تھے اُنکے زخموں مین ٹانکے دلوائے بعد اُسکے دربار برخاست کیا آرام فرمایا دوسری صبح کو دنگل شوکت پر
آکے بیٹھے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہوے صاحبقران نے حال طماس کا پوچھا انہوں نے تمام کیفیت
ان کی کہ طماس نے قید توڑ کر اپنے بھائی کو مارا لقا نے عیار کے ہاتھ بھجا کر منگوا لیا تھا کہ طماس میرے پاس رہے طماس
لقا کے پاس نہ رہا اور وہاں سے لوگوں کو قتل کر کے چلا آیا اور پھر قیدی بن کر زندانخانے مین بیٹھ رہا صاحبقران
نے فرمایا کہ طماس مرد مردانہ ہی اسے ہمارے سامنے لاؤ اُسیوقت طماس کو غل و زنجیر مین گرفتار سامنے صاحبقران کے
لائے طماس نے بطریق لقا پرستان سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا صاحبقران نے با عزاز و اکرام طماس کو
بٹھایا اور جام شراب ناب دینا شروع کیا طماس نے سلام کر کے جام کو لیکر پی لیا بعد اُسکے صاحبقران نے فرمایا
اے طماس تم دین اسلام قبول کرو اور لقا پر لعنت کرو طماس نے کہا اے شہریار قول مردون کا ایک ہی ہوتا ہے مجھکو مرنا
قبول مگر اسلام نہ لاؤنگا صاحبقران نے فرمایا اے طماس مجھکو تمہارا قتل کرنا منظور نہین میرا ہاتھ تجھ ایسے بہادر پر نہین
اُٹھتا جا مین نے تجھے رہا کیا جہان تیرا جی چاہے چلا جا پھر آہنگروں کو بلوا کر چاہا کہ قید طماس کی دور کروائیں اُسوقت
طماس نے قید اپنی توڑ کر پھینکدی اور صاحبقران کے قدموں کو بوسہ دیا اور عرض کی اے شہریار جبتک کہ آپکی اولاد اور
آپ زندہ ہین ہتھیار نہ باندھونگا اور فقیر بنکر کسی تکیے پر بیٹھ رہونگا امیر با توقیر نے فرمایا تحقیق اختیار ہے پھر خلعت دیکر
طماس کو رخصت کیا طماس نے سلام کیا اور بیشۂ گمگشتگان کو روانہ ہوا یہ خبر لقا کو ہوئی لقا نے چاہا کہ طماس کو بلوا بھیجے
بختیارک نے منع کیا اور کہا یا خداوند طماس نے حمزہ سے عہد کیا ہے کہ مین نے ترک دنیا کی اور کبھی اب ہتھیار نہ باندھونگا
جنگ و جدل سے کام نہ رکھونگا وہ ہرگز آپکے بلانے سے نہ آئیگا آپکا سخن ضائع جائیگا لقا چپ ہو رہا بعد اُسکے
بختیارک نے عرض کیا یا خداوند بیان کرون کوئی سردار ایسا نہین معلوم ہوتا کہ سرداران حمزہ سے عہدہ برآ ہو موشنگ
عیار نے عرض کیا یا خداوند جو آپ تقدیر پر بجستہ میرے واسطے کرین تو مین سرداران حمزہ کو پکڑ لاؤن لقا نے کہا
مین نے تقدیر کی ہے تو جا کر عیاری کر اور قاسم اور بدیع الزمان کو پکڑ لا یہ کہکر موشنگ عیار کو لقا نے خلعت دیا
موشنگ اسیوقت لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا جب قریب پہونچا ایک سپاہی کی شکل بنکر داخل لشکر اسلام ہوا تمام اردو کی
سیر کرتا ہوا بارگاہ سلیمانی پاس آیا ایک گوشہ مین چپکا کھڑا ہو کر دیکھا کیا اور باتین سنا کیا جب دربار برخاست ہوا تو آ

اُٹھ اُٹھ کر اپنے اپنے خیمون مین گئے بعد تھوڑی دیر کے قاسم و بدیع الزمان بھی بارگاہ سے نکلے موشنگ اُنکے ساتھ

ساتھ چلا بدیع الزمان اپنے خیمے مین آئے قاسم اپنی خوابگاہ کو گئے موشنگ پہلے قاسم کے پیچھے ہو لیا قاسم سب

رفیقون کو اپنے رخصت کرکے داخل خیمہ ہوئے کھانا کھا کر آرام کیا سیارہ عیار نے باہر نکل کر سب نگہبانوں کو تاکید کی اور

ایک طرف کو چلا گیا موشنگ عیار نے پہلے گرد خیمہ کے پھر کر دیکھا کہ تین طرف بہت ہوشیاری ہی چوتھی طرف دیکھا کہ

خیمے کا اوتار ہی اور فراش بیٹھے ہوئے شلٹی کھیل رہے ہین موشنگ نے ہوا کا رخ دیکھکے بیہوشی اُڑائی کہ تمام فراش

بیہوش ہوگئے تب قنات کو چاک کرکے اندر خیمہ کے آیا دیکھا کہ دو خاصبردار پہرے پر کھڑے ہین اور خدمتگار چپی کر رہے

ہین پروانے بیہوشی کے نکال کر شمع کی لو پر مارے کہ وہ جلے دھوئین سے ایکے خاصبردار خدمتگار بیہوش ہو گئے

موشنگ اندر آیا تمام روشنی گل کر دی اور پلنگ کے پاس آکر چاہا کہ قاسم کو بیہوش کرے کہ قضائے کار سیارہ

آ پہونچا باہر خیمہ کے دیکھا کہ تمام فراش بیہوش ہین اور قنات چاک ہی چپکے سے خیمہ کے اندر آیا دیکھا کہ ایک سیاہ پوش

قاسم کے پلنگ کے برابر بیٹھا ہی اور چاہتا ہی کہ قاسم کو بیہوش کرے سیارہ دبے پاؤن پیچھے سے آیا اور حلقہ اُسنے

کمند مار کر جھٹکا دیا کہ وہ چت گرا سیارہ اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھ لین یکایک قاسم کی آنکھ کھل گئی

پوچھا ارے کیا ہی خیمے مین اندھیرا کیسا ہی سیارہ نے کہا اے شہریار کوئی عیار آپ کے گرفتار کرنے کو آیا تھا مین نے

اُسے گرفتار کیا ہی قاسم نے کہا لاؤ ہمارے پاس سیارہ اُس اسیر دام بلا کو شہزادے کے پاس لایا قاسم نے کہا

تو کون ہی مفصل حال اپنا بیان کر دے مین تجھے چھوڑ دونگا اُسنے کہا لقا کے کہنے سے مین آپکو گرفتار کرنے آیا تھا

قاسم نے کہا اے سیارہ اس غریب کو تو چھوڑ دے اُسنے کہا بہت خوب مگر کچھ اسکو نشانی ضرور دینا چاہیے یہ کہکر

اُسکی ناک کاٹ لی اور چھوڑ دیا موشنگ نکٹا ہوکر وہان سے بھاگا صبح کو لقا کے سامنے آیا اور کہا واہ خداوند

کیا خوب آپنے تقدیر کی تھی کہ سیارہ نے ناک کاٹ کے چھوڑ دیا لقا نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ مین ناک تیری

درست کر دونگا لیکن تو اپنے کام سے غافل نہو یہ سنکر موشنگ وہان سے چلا ناک کو تخیہ کروایا اور پھر لشکر اسلام کو روانہ

ہوا اور اپنی شہزادہ بدیع الزمان کے خیمہ مین آیا اور دو پہر رات گئے تمام نگہبانون اور خدمتگارون کو بیہوشی دیکر بدیع الزمان کو

بیخبر کرکے پشتارے مین باندھ کر چلا قضا کار امیہ عیار پا بدوی کے واسطے نکلا تھا دیکھا اُسنے کہ ایک عیار

پشتارہ بدوش چلا جاتا ہی اور لشکر اسلام سے آتا ہی دل مین کہا کہ خدا جانے یہ کسے گرفتار کیے ہوئے لیے جاتا ہی

اسکو لیا چاہیے آگے بڑھ کر حلقہ ہائے کمند زمین پر بچھا دیے اور آپ ایک جھنڈی مین چھپکے بیٹھا رہا موشنگ

عیار جب اُس مقام پر آیا اور پاؤن اسکے حلقہ ہائے کمند مین پڑے امیہ نے دھڑکا لگایا موشنگ خم کرنے

کو خنجر کمر سے نکالا بوجھ ٹھہرنے کے دھیبے کمند کھینچی کہ موشنگ گرا امیہ جست کرکے آیا اور چھاتی پر موشنگ کی

چڑھ بیٹھا مشکین باندھکر پوچھا کہ سچ بتا تو کون ہی اور یہ پشتارہ کسکا ہی اُسنے کہا بحکم لقا مین بدیع الزمان کو گرفتار

کرکے لیے جاتا ہون امیہ نے بدیع الزمان کو پشتارے سے باہر نکالا اور ہوش مین لایا بدیع الزمان نے

آپکو بندھے ہوئے پایا حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہی امیہ نے حال بیان کیا کہ یہ عیار آپ کو پکڑے لیے جاتا تھا موشنگ

اسکا نام ہی اب مین اسکو مارے ڈالتا ہون موشنگ رونے لگا اور بیان کیا کل اسیطرح قاسم کے خیمہ مین گرفتار

ہو گیا تھا قاسم نے بھی مجھے چھوڑ دیا تھا بدیع الزمان نے کہا اے امیہ اسکے قتل کرنے سے کیا حاصل ہوگا تم بھی

کچھ چھوڑ دو امیہ نے کہا بہت اچھا مگر کچھ نشانی دینا چاہیے یہ کہکر دونون کان اسکے کاٹ کر رہا کیا موشنگ روتا

بھاگا ہوا بحال خراب لقا کے پاس پہونچا اور کہا یا خداوند یہ کیا آپنے تقدیر کی تھی کہ کل ناک گئی آج کان گئے

لقانے کہا کہ میں ان دنوں میں بہت متردد ہوں تقدیر برعکس ہوتی ہو تو جا اور اپنے کام میں مصروف ہو میں اپکی
نوروز میں ناک اور کان دونوں درست کر دونگا موشک جب ہو رہا اور وہاں سے چلا آیا بعد آٹھ کے ایک عیار
کیسکا نامہ لیے ہوئے لقا کے پاس آیا سلام کیا نامہ ہاتھ میں لقا کے دیا لقانے وہ نامہ پڑھوایا بادشاہ انا ملیع
عادشاہ نے لکھا تھا کہ یا خداوند اگر آپ تاب مقاومت خدا پرستوں کی نہیں لاسکتے تو میں نے لشکر بے پایان
جمع کیا ہی اور پہلوان زبردست میرے پاس ہیں آپ یہاں چلے آئیے اور جو نہ آئیے تو میں نے ازرق دوندہ
کو آپکی خدمت میں بھیجا ہی جو کام مشکل ہو اُس سے لیجیے گا کہ یہ عیار بے بدل ہی زمرد شاہ نامہ پڑھکر خوش ہوا
ازرق دوندہ کو دیکھکر لقانے کہا کہ ہو سکتا ہی تجھسے کہ جا کر عمرو کو پکڑ لا ازرق نے عرض کیا کہ اگر آپکی نظر مہربانی
ہوگی تو عمرو کیا چیز ہی حمزہ کو بھی پکڑ لاؤنگا اور میں نے بڑے بڑے عیاروں کو زیر و زبر کیا ہی اُس ساربان زادے
کی کیا حقیقت بختیارک نے کہا ای ازرق عمرو بلائے بے درمان آفت جان ہی جب سامنا ہوگا تو معلوم ہو جائیگا
ازرق بولا کہ ملک جی زیادہ گوئی سے کیا حاصل جب ہم کوئی کام کرینگے تو دیکھ لینا یہ کہکر روانہ ہوا لشکر اسلام کو چلا
یہاں حمزہ صاحبقران نے دبیر کو بلا کر حکم دیا کہ نامہ لکھو ناظر و منظور سرخ چشم کو کہ کسواسطے تمنے اپنے باپ کو
قید کیا ہی جلد رہا کر دو اور لقا ہمارا جو رہی اُسکو باندھ کر ہمارے پاس لے آؤ اور دین اسلام قبول کرو اور جو اسکے
خلاف کیا تو اسطرح مارونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تمھارے حال پر روئینگے اور مجھکو رحم نہ آئیگا دبیر نامہ
اس مضمون کا لکھکر لایا صاحبقران نے فرمایا کہ ہی کوئی ایسا بہادر جو اس نامہ کو لیکر جائے اور جواب باصواب
لائے یہ سنکر حارث بن سعد اپنے دنگل پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور سامنے امیر کے آکر سلام کیا اور یوں عرض کیا
ہوا کہ غلام اس خدمت کو بجا لائیگا جتنے سردار ہیں سب نے کارنمایان کیے ہیں غلام سے کوئی کام ابتک وقوع
میں نہیں آیا صاحبقران نے فرمایا کہ زمانے کو ذلیل نہ ہونے دینا اور پھر تمام شرطیں نامہ بری کی بیان کر دیں
اور خلعت دیکر رخصت کیا حارث بن سعد چالیس ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر راہی ہوا بعد اسکے عمرو کو
صاحبقران نے پانچ ہزار روپیہ دے کر بطور ایلچی خفیہ نویسی کے واسطے روانہ کیا عمرو ایک خدمتگار کی
صورت بنکر ساتھ حارث کے عقب میں ہو لیا حارث داخل لشکر کفار ہوا علم بدعت جو افراشتہ تھے جہاں
جو نشان دیکھا گروا دیا اسی طرح دربارگاہ پر پہنچا اور گھوڑے کھلوا کر جتنے پیادے اور سوار تھے سبکو ہٹوا دیا
میدان صاف کرا کر وہاں اپنی فوج کو قائم کیا اور آپ تنہا اندر بارگاہ کے چلا دربارگاہ پر بختیارک نے قتال
ارمنوسی کو بٹھایا تھا کہ ایلچی آئے تو اُسے تھوڑی دیر دروازے پر کھڑا رکھنا قتال نے حارث کو آتے دیکھکر کہا
ای عزیز کھڑا رہ کسی جانے والے سے خبر تیری کہلا بھیجی جائیگی جب طلب تیری وہاں ہوگی اُسوقت جانا حارث نے
پکارا کہ تو خود اٹھکر خبر کر آ اُسنے کہا کہ میں اپنے عہدے پر بیٹھا ہوں میں کیونکر جاؤں حارث نے کہا تو میں ٹھہر سکتا
نہیں بے تکلف چلا جاؤنگا حارث یہ کہکر چلا کہ قتال ارمنوسی نے اُسکا ہاتھ کمر میں ڈالدیا حارث نے
اُسکو ایک طمانچہ مارا کہ وہ چکرا کر گرا اور تڑپ کر مر گیا کسی نے اندر بارگاہ کے جا کر یہ خبر سنائی بختیارک تادھنا
تادھنا ناچنے لگا اور پکارا کہ مرگ تو مبارک باشد یہ ایلچی کی آمد ہی یہ صفائیان اُسی کی معلوم ہوتی ہیں ناظر
و منظور نے پوچھا کہ اُسنے کس کو مارا کیا بختیارک نے کہا قتال ارمنوسی قتل ہوا اُسنے ایلچی کو روکا ہوگا جو
مارا گیا یہ ذکر تھا کہ حارث بن سعد اندر بارگاہ کے آیا بطریق اسلام سلام کیا جواب سلام کسی نے
نہ دیا بدلے جواب سلام کے کفار مانند مار کوفتہ بل کھانے لگے حارث نے جو دیکھا کہ کسی نے بالکل بات نہ پوچھی

اور جگہ بیٹھنے کی بھی نہ دی کہا او بے حیا تو نہاد بالکل آدمیت نہیں ہے جو کوئی آگے پاس آتا ہے اُس سے یوں نہیں پیش آتے ہیں
مجاز جگہ دو کہ بیٹھ کر جواب و سوال کروں بختیارک بولا کہ میر و مرشد یہاں جگہ بیٹھنے کی آنے والا آپ کر لیتا ہے حارث
یہ سنکر ادھر اُدھر دیکھنے لگا قریب تخت ناظر و منظور کے اعراض مار پیشانی بیٹھا تھا اُسکے پاس جاکر کہا کہ تو ایک
لمحہ بھر کو ہٹ جا اور جگہ اپنی مجھے دے کہ میں بیٹھ کر دو باتیں کروں اُسنے کہا او طفل بیخبر ان سب میں مجھی کو
سب سے زیادہ ذلیل و حقیر سمجھا ہے جو دربار سے اُٹھائے دیتا ہے اور کسی طرف کو جاکر بیٹھ میں ہرگز نہ اُٹھونگا حارث
نے کہا میں بزور تجھکو اُٹھا دونگا یہ کہکر ہاتھ بڑھاکر دنگل سے اُسے کھینچ لیا اُسنے لنگر مارا کہ چاروں پائے دنگل کے زمین میں
غرق ہو گئے حارث نے ہاتھ کمر میں ڈال کر جھٹکا دیا کہ مع دنگل وہ دور جا پڑا گرد مذلت چہرہ پر آ گئی اور تلوار میان سے
کھینچکر دوڑا اور قریب آکر ایک ہاتھ تلوار کا حارث کو مارا حارث نے تلوار اُسکی روککے جو تلوار ماری اعراض مار پیشانی
کے دو ٹکڑے ہو گئے حارث آکر اُسکے دنگل پر بیٹھا سب سے آنکھ ملائی کسی نے آنکھ اُسکے سامنے نہ کی حارث نے کہا کہ
منم نامہ دار صاحب وقار ناظر نے کہا کہ لا نامہ کس کا لایا ہے حارث نے کہا یہ نامہ ہے شہنشاہ گیتی پناہ خدا امین سجدہ گاہ فلک
مرتبت و عالمیان تمام بادشاہ اسلام کا پہلے شرطیں اسکی ادا کرے تو تجھکو نامہ ملیگا اُسنے پوچھا کیا شرطیں ہیں حارث نے
کہا اول زر نثار کر ناظر بجا لایا کشتیاں اُسی وقت مجلس کشتیان زر و جواہر کی نثار کی گئیں مگر ایک حبہ کسی کے ہاتھ
نہ لگا سب عمرو نے جال الیاسی میں کھینچ کر زنبیل کیا بعد اسکے حارث پکارا کہ سات قدم استقبال کر نامہ کا اور تین
تسلیمیں بجا لا ناظر نے بختیارک سے آنکھ ملائی کہ تو کیا کہتا ہے وہ چاہتا تھا کہ منع کرے کہ کسی نے پیچھے سے دھول ماری کہ وہ
گھبرا کر اور پگڑی سر سے گر پڑی اب تو بختیارک سمجھا کہ مرشد کامل بھی یہاں موجود ہیں بختیارک نے کہا اے ناظر سرخ چشم خداوند
حمزہ کے نامہ کا استقبال کیا اور تعظیم دی تم بھی استقبال کرکے تعظیم کرو کچھ عیب نہیں ناظر نے اُٹھکر سات قدم استقبال کیا
اور تین سلام کرکے دونوں ہاتھ پھیلائے اور کہا کہ لا نامہ حارث نے نامہ سر سے کھول کر کھولنے کیا کہا خبردار اس پرچہ
کاغذ پر غصہ نہ کرنا پیرا اسکے ساتھ ہی ناظر نے نامہ لیکر دبیر کو دیا دبیر نے با آواز بلند پڑھا کہ مضمون سے نامہ کے تمام کافر مطلع
ہوئے منظور سرخ چشم نے کہا کہ حمزہ ایسا زبردست ہے کہ تمام عالم کو زیر کر لیگا معلوم ہوا کہ اب دولت کا زوال
قریب پہنچا جاتا ہے ابراہیم تباہ ہو گی حارث نے جو یہ سخن سنا نعرہ کیا کہ او گبر ناہنجار تو شاہ اولاد مظفر ارجمندی
کی نہیں ہے نام حضرت ابراہیم کا بے ادبانہ زبان پر لاتا ہے تیری زبان جل جائیگی ہو شرما کہ گدی سے زبان کھینچ لوں
منظور یہ کلمہ سنکر آگ ہو گیا اور پکارا او پسر اعرابی تجھے اپنی شجاعت کا بڑا گھمنڈ ہے یہ کہکر منظور سرخ چشم نے تلوار
کھینچکر ماری حارث نے سپر سے تلوار اُسکی روک کرکے ایک ہاتھ تلوار کا جو مارا برابر سے دو ٹکڑے ہوئے پھر تو تمام اہل بارگاہ
اُٹھ کھڑے ہوئے چار طرف سے غل ہوا اسے مارو ایک ہنگامہ برپا ہو گیا تلوار چلنے لگی قاتل بن قتال نے پہلو پر
آکر تلوار ماری حارث نے پشت تیغ پر روک کر ہاتھ مارا سر پر پڑا زیر ناف کاٹ کر نکل گیا یاقوت شاہ حارث پر
حملہ آور ہوا حارث نے وار اُسکا روک کر تلوار ماری سپر کو قلم کرکے سر پر پڑی تا ابرو اُتر گئی یاقوت شاہ زخمی ہو کر
پیچھے ہٹ گیا فضل زحل پیشانی جو مقابل ہوا حارث نے اُسے بھی دو ٹکڑے کیا ہرمز پکارا اے خیرہ مجاور کہ
کیوں تیری شامت آئی ہے حارث نے للکارا او گبر بچے تیری بھی یہ لیاقت ہے کہ مجھسے بات کرتا ہے ہرمز نے کہا کہ دادا
تیرا میرے باپ کی بدولت بادشاہ ہوا اور تو مجھسے برابری کرتا ہے یہ کہکر خنجر مارا حارث نے خنجر اُسکا روک کر تلوار ماری
کہ ہرمز زخمی ہوا لوگ اُسے بچا لیگئے حارث تلواریں مارتا ہوا چلا تھا کہ لقا نے کہا یہ اندھیرے نہ جانے پائے
چار طرف سے کافروں کا ہجوم ہوا حارث کی شمشیر خونچکان مثل برق کے چمک چمک کر کافروں پر گر رہی تھی

لاش پر لاش کا انبار ہو دریاے خون بہ رہا ہو کفار کو قتل کرتا ہوا تلوارین مارتا ہوا مع اپنے لوگون کے صاف نکلا ہوا
چلا گیا مگر ہمراہیان حارث اہل اسلام بہت شہید ہوے ادہر عمرو نے جاکر صاحبقران کو خبر دی کہ حارث
ایلچی گری بجا لاے ہوے آتا ہی اور ایسی ایلچی گری کی ہو کہ دوسرے سے نہ ہو سکیگی صاحبقران نے فرمایا کہ تمام سردار
استقبال کو حارث کے جائین سب سردار روانہ ہوے ادہر حارث تنہا مرکب کو اڑاتے چلا آتا تہا خون مین
از سر تا پا تر لباس کا غلبہ شمشیر برہنہ ہاتھ مین قضاے کار ازرق عیار ایک مسخرہ منگار کی صورت بنا ہوا ساتھ ہو لیا تہا
پانی آمیختہ بدارو بیہوشی حارث کو پلایا حارث بیہوش ہو کر گھوڑے سے گرا ازرق حارث کا پشتارا باندہ کے
روانہ ہوا خدمت مین لقا کی لایا لقا نے حکم دیا اس پسر حمزہ کو جلد قید کرو آہنگر آے اور غل و زنجیر مین گرفتار کیا بعد کے
فتیلہ رفع بیہوشی دیا حارث کو ہوش آیا معلوم ہوا کہ کوئی عیار پکڑ لایا ہی اٹھ کر بطریق اسلام سلام کیا کفار پکارے
او پسر حمزہ سامنے خداوند لقا کے خداے نادیدہ کا نام لیتا ہی لقا نے کہا ای حارث اگر تو اپنی زیست
چاہتا ہی تو مجھے سجدہ کر حارث پکارا او کبرا ہنجار تو ہمارے ہاتھ سے ملک ملک بھاگتا پھرتا ہو اور پھر دعوی خدائی
کرتا ہی کرور کرور لعنت ہی تجہپر اور تیرے پرستارون پر لقا نے یہ کلام سنکر حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو اسے قتل کرنا چاہیے
سہیل خشت انداز نے کہا کہ یا خداوند عاد اشا واعلے نیچے کا بہت مشتاق ہی مجھے کہدیا تہا کہ اگر کوئی خداپرست ہاتھ
لگ جاے تو میرے پاس بہجدینا اگر حکم ہو تو بندہ ملک اناطلہ کو لیجاوے لقا پکارا کہ مین نے بھی یہی تقدیر کی ہے
بختیارک نے کہا ای سہیل اسیوقت حارث کو ارابے پر ڈال کر دوپہر رات گئے روانہ ہوا ادہر امیر کو خبر پہنچی
کہ حارث چلا آتا تہا اثناے راہ سے غائب ہو گیا خواجہ عمرو سے فرمایا کہ جلد دریافت کرو عمرو نے جاسوسون کو
بہیجکر دریافت کرایا معلوم ہوا کہ ازرق عیار اسے پکڑ لیگیا ہی عمرو نے صبح کو صاحبقران سے حال بیان کیا
صاحبقران نے فرمایا کہ ہے کوئی بہادر ایسا کہ جاکر حارث کو چہڑا لاوے یہ سنتے ہی شاہزادہ بدیع الزمان اپنے
ڈنگل پر سے اٹہا اور عرض کیا کہ غلام جاکر چہڑا لائیگا صاحبقران نے فرمایا جاؤ کیا مضائقہ ہی اسی وقت بدیع الزمان
روانہ ہوے اور بارگاہ لقا مین آے تمام کفار بیٹہے ہوے تہے کہ بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان
بدیع الزمانم کہ در روز کین * تو انم زدن آسمان بر زمین * ای کافران دغا پیشہ تمنے حارث کو گرفتار کیا ہی
مین رہا کرنے کو آیا ہون اگر تمنے حارث کو میرے حوالہ کر دیا تو بہتر ورنہ بزور شمشیر تمسے لونگا جم زرین قبا
مقاتل کیخانی و سالم ارمنوسی وغیرہ بیٹہے ہوے تہے پکارے کہ ای خداپرست حارث یہان کہان ہے مجھے
خداوند لقا نے ملک اناطلہ کو بہیجدیا بدیع الزمان نے کہا کہ مین اسکے عوض مین لقا کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا
قاہر آہن پوش پکارا کہ او خداپرست کیا مجال تیری کہ خداوند کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے شہزادہ بدیع الزمان
تلوار پکڑ کر اسپر جہپٹا اور کہا کہ او کافر پہلے تجکو سزا دونگا قاہر آہن پوش نے تلوار بدیع الزمان کے ماری بدیع الزمان
نے سپر پر روکے خود ایک ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے مرتاس ارمنوسی نے وار بدیع الزمان
کے آگے تلوار ماری بدیع الزمان نے پشت شمشیر پر روکے اسکو بہی ہاتھ تلوار کا مارا سر پر پڑا زیر تنگ مرکب
نکل کر بوسہ دیا مقاتل کیخانی بہی دوڑ کر آیا اسنے ساطور مارا بدیع الزمان نے ضرب کج کی روک کے جو تیغ
جوالہ کو جلوہ دیا تو بالاے سر حمکا سر کو کاٹ کے تا دوابرو اتر گیا مقاتل نے دستانہ مارا تیغ نکل گئی سا خون اسقدر بہا
کہ غش آنے لگا لوگ اسکو اٹہا لیگئے یکایک بدیع الزمان ہرمز کے پاس آیا ہرمز نے تلوار ماری بدیع الزمان
نے تلوار اسکی چہین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹہا لیا اور باندہ کر امیر کو دیا کہا کہ اسے صاحبقران کے پاس لیجاؤ لیکن

آسیب اٹھانے لگا کفار چار طرف سے گھیرے تھے کوئی صورت مفر کی نہ تھی کہ شہزادہ قاسم بھی پہونچا اور نعرہ کرکے
لشکر کفار پر گرا اب قاسم و بدیع الزمان دونوں لڑنے لگے ہزارہا کافر جہنم واصل ہوئے نہایت عاجز و پریشان
تھے کہ یکایک ایک پنجہ آسمان سے گرا اور بدیع الزمان کو اٹھا لیگیا قاسم لڑتے ہوئے تلواریں دیتے ہوئے صاف
نکلے ہوئے چلے آئے ادھر امیر ہرمز کو لیے ہوئے خدمت صاحبقران میں پہونچا صاحبقران ہرمز سے بتکریم پیش آئے اور
تلقین دین اسلام کی ہرمز اندروں سے ترس اسلام لایا ہرمز کو صاحبقران نے خلعت دیا اور بدستور بادشاہ اسلام کے
بٹھایا بعد اسکے حال حارث کا پوچھا ہرمز نے کہا کہ اسے سہیل خشت انداز شہر اناطلہ کو لیگیا اسوقت صاحبقران نے فرمایا
کہ کوئی ایسا بہادر ہے کہ شہر اناطلہ میں جائے اور حارث کو چھڑا دے شہزادہ خاور سیاہ اپنے دنگل سے اٹھے مجرا بجا لائے اور عرض
کیا کہ اگر حکم ہو تو میں جاکر حارث کو چھڑا لاؤں اور بدیع الزمان کو جو بلائے آسمانی لیگئی ہے اسکی بھی کوشش کرونگا
صاحبقران نے فرمایا کہ تم دونوں میری آنکھیں ہو اور تم بعوض بدیع الزمان اور حارث غائب ہوگئے تم تو ہمارے
سامنے رہو عرض کیا کہ بغیر شاہزادہ بدیع الزمان کے مجکو ایک دم قرار و آرام نہ ہوگا جس طرح ہو حضور رخصت فرمائیں مجکو بھی
صاحبقران نے فرمایا بہتر جاؤ خدا تمہارا حافظ و نگہبان ہے قاسم سیارہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا مگر ادھر فرامرز نے لقا سے
کہا کہ ہرمز کمبخت اس وقت میں گرفتار ہوا کسی طرح یہاں آتا نہیں بیک لقا نے کہا ای ارزق تو جاکے ہرمز کو لشکر اسلام سے اٹھا
ارزق نے عرض کیا میں جاتا ہوں لقا نے خلعت دیا ارزق روانہ ہوا صورت بدل کر داخل لشکر اہل اسلام ہوا ہر جگہ
تلاش کیا کہیں ہرمز کا خیمہ نہ پایا اسکا یہ سبب تھا کہ امیر ہرمز کو اپنے پاس رکھتے تھے اور کہہ چکے تھے کہ بعد لقا کے
قتل کرنے کے تمام لشکر کا ہرمز کو بادشاہ کردونگا غرضکہ ارزق نے ہرمز کا پتہ نہ پایا حیران پھرتا ہوا شیرویہ کے خیمہ کے برابر
آیا اور بصورت عیاران لشکر اسلام بنکر لوگوں میں شیرویہ کے آبیٹھا معلوم ہوا کہ یہ بیٹا حمزہ کا ہے غرض سب نگہبانوں وغیرہ
کو بیہوش کرکے خیمہ میں آیا شیرویہ کو بھی بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کے نکلا ادھر موشاک عیار علمشاہ کے خیمے میں پہونچا
سب کو بیہوش کرکے علمشاہ کے پاس آیا آنکھ علمشاہ کی کھل گئی نعرہ کیا اور کہا موشاک فوت کو بھاگ کر چلا تھا کہ ادھر
سے مہتر قران آتا تھا آواز نعرہ علمشاہ کی جو سنی اور ایک سیاہ پوش کو آتے دیکھا قران دوڑا موشاک سے گتھ گیا اور قران نے
نالی و کمر ہاتھ مار کے اسے گرفتار کیا اور پوچھا سچ کہ تو کون ہے اسے کہا میں موشاک ہوں ارزق عیار کے ساتھ آیا تھا
وہ شیرویہ کو گرفتار کر لیگیا میں علمشاہ کے خیمہ میں گیا تھا علمشاہ کی آنکھ کھل گئی وہاں سے بھاگا آخرکار تیرے دام میں آیا
مہتر قران نے اسے تو باندھ کر دیں محمدی میں ڈالدیا اور آپ شیرویہ کی تلاش میں روانہ ہوا قضا کار بعد اس عیار بھی لشکر اسلام
میں آیا تھا اسنے دیکھا کہ موشاک بندھا پڑا ہے اسی طرح اسکو اٹھا لیگیا لیکن ارزق نے شیرویہ کو اپنے شاگرد کے حوالے
کیا تھا کہ تو اسے ملک شمالیہ میں لیجا کیونکہ اسے اگر ملکہ اناطلہ کو لیجا یگا تو قاسم حارج ہوگا غرضکہ ارزق کا شاگرد شیرویہ کو
لیکر شمالیہ کیطرف چلا اور ارزق پھر لشکر اسلام میں آیا لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہے سہیل خشت انداز کا کہ یہ حارث
کو لیے ہوئے خدمت میں عادل شاہ کی پہونچا عادل شاہ نے حارث کو اپنے سامنے بلایا حارث نے بطریق اسلام
سلام کیا عادل شاہ نے کہا ای حارث باللقا پرستی تو قبول کر ورنہ آمادہ مرگ ہو حارث پکارا لا الہ الا کہ لعنت ہے لقا پر اور اسکے
پرستاروں پر عادل شاہ نے یہ سنکر نہایت برہمی کی اور غصہ ہوکے حکم دیا کہ او جلاد گردن اسے قتل کرے چند جلاد کو بلانے
چلا تھا کہ وزیر نے عادل شاہ سے کہا کہ اسکا ابھی قتل کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ پسر حمزہ ہے اور حمزہ وہ بلائے بے درمان
آفت جان ہے کہ جسکے ہاتھ سے لقا شہر بشہر بھاگا پھرتا ہے ہاں اگر حمزہ گرفتار ہو تو اسکے قتل کرنے میں مضائقہ نہیں بالفعل
ابھی اسے قید کیجیے تو بہتر عادل شاہ کو اسے وزیر کی پسند آئی اور حارث کو زندانخانے میں بھیجا جبوقت حارث کو

زندانخانے کی طرف روانہ کیا یہ بیٹی عادل شاہ کی ملکہ طرفہ بانو بھی قصر پر بیٹھی ہوئی تھی حارث کو جو دیکھا تیر عشق کا
جگر کے پار ہوگیا دل سینے میں بیقرار ہوگیا دایہ سے کہا میں اس جوان پر عاشق ہوئی ہوں کوئی تدبیر وصل کی نکال
دایہ بولی کہ شاید خدا پرست پر مائل ہوئی ہو اگر تیرا باپ سنیگا تو بری طرح پیش آئیگا ملکہ چپ ہوئی دایہ نے عادل شاہ سے
کہا کہ اس قیدی کا یہاں رکھنا مناسب نہیں کہ زندانخانہ اور محل سے قریب ہے ایسا نہو کہ تیرے ناموس میں خلل آئے
عادل شاہ اسیوقت گھر میں آیا اور ملکہ طرفہ بانو سے کہا کہ آج سے تم قصر پر نہ بیٹھا کرنا ملکہ چپ ہو رہی عادل شاہ نے قید
حارث کی قلعہ افلاک میں عظیم کوہ بازو کے پاس بھیجدی کہا کہ اسکو حفاظت سے رکھنا ملکہ طرفہ بانو کو جو خبر ہوئی کہ اُس خدا پرست
کو قلعہ افلاک میں بھیجدیا حالت غیر ہوئی دایہ کو تو دشمن جانتی تھی اپنے پاس سے نکالدیا اور آپ عشق حارث میں بیمار ہوگئی
حکیموں نے بادشاہ سے کہا کہ ملکہ کو خفقان ہے سیر باغ دلکش کرایئے عادل شاہ نے ملکہ طرفہ بانو سے کہا کہ تم باغ کی سیر کو جایا کرو
طرفہ بانو سوار ہوکر بفراغت تمام باغ میں سیر کو آئی دو تین روز وہاں رہی ایک دن اپنی انیسوں جلیسوں کو پوشاک زرد پہنائی
اور زرد جواہر دیا اور حال اپنے عشق کا بیان کیا کہا کہ میں کچھ بیمار نہیں ہوں فقط عارضہ عشق جوش خدا پرست ہے اُن
سہیلیوں نے کہا حضور ہم سب موجود ہیں ملکہ اسیوقت سوار ہوکر قلعہ افلاک کو روانہ ہوئی جب وہاں پہنچی عظیم کوہ بازو
کو خبر ہوئی کہ ملکہ طرفہ بانو آتی ہے قلعہ سے باہر نکل کر آیا ملکہ کو استقبال کرکے لیگیا پوچھا آپ یہاں کیوں تشریف لائی ہیں کہا
فوج اسلام شہر پر آتی ہے نہیں معلوم کیا افتاد پڑے مجکو پدر بزرگوار نے یہاں بھیجدیا عظیم نے کہا کہ ملکہ تم میرے سر کے
ساتھ ہو کوئی اندیشہ نکرنا اور ملکہ کو لاکر محلسرا میں اتارا ایک روز کا ذکر ہے کہ ملکہ سوار ہوکر حارث کے دیکھنے کو زندانخانہ
میں آئی موکلان زندان کو وہاں سے ہٹا دیا اور کہا جاؤ آرام کرو کہ قید اس جوان کی دور کروں حارث نے جو دیکھا
کہ ایک نازنین تیرے رہا کرنے کو آئی ہے سمجھا کہ یہ بیشک میری شیدا ہے اسیوقت قید آہن کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا اور
ملکہ سے پوچھا اے نازنین تو کون ہے اور کیوں مجھے رہا کرتی ہے اپنے حال سے مطلع کر ملکہ نے کہا میں بیٹی عادل شاہ کی
ہوں اور تیرے عشق میں آوارہ ہوکر یہاں آئی اور یکہ یاس سوائی نہ کیا اب تیرا اختیار ہے اور میرا ہاتھ ہے حارث نے کہا کہ
نازنین یہ بندہ جان بھی تیرے ہمراہ ہے ملکہ حارث کو اپنے ساتھ لیکر داخل محل ہوئی اور صحبت عیش آراستہ کرکے مصروف
بوس و کنار ہوئی یہ خبر عظیم کو ہوئی کہ ملکہ قیدی کو بادشاہ کے رہا کر لیگئی اور اسکے ساتھ مصروف عیش ہے عظیم کوہ بازو نہ
کوتوال شہر تھا اسیوقت بارہ سو پیادے لیکر آیا اور محل کو گھیر لیا اور خود اندر محل کے اندر چلا گیا اور نعرہ کیا کہ اے ننگ
خاندان معلوم ہوا کہ تو اس خدا پرست کے عشق میں یہاں آئی تھی پہلے تو اس خدا پرست کو مارونگا اور پھر تجھے قید کرکے
بادشاہ کے پاس بھیجدونگا یہ کہکر تلوار کھینچی اور جست کر حارث کو ہاتھ مارا حارث نے اُٹھ کے تیغ دی اور تلوار اُسکی
چھین لی اور کمر ترنجیر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور پکارا کہ ہو شرط مجھے ماروں کہ نقش زمین ہو جائے اب بہتر ہے کہ
دین اسلام قبول کر عظیم کوہ بازو کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا حارث نے اُسے چھوڑدیا وہ قدموں پر گرا اور کہا
کہ آپ ملکہ کے ساتھ عیش کیجیے میں شہر کا بندوبست کرتا ہوں یہ کہکر وہاں سے باہر آیا تمام رؤسائے شہر اور افسران
فوج کو بلا کر کہا کہ صاحبو میں نے پسر حمزہ کی اطاعت کی اسلام لایا جسے شہر میں رہنا ہو دین اسلام قبول کرے نہیں تو شہر
سے نکل جائے القصہ تمام شہر مسلمان ہوا بانگ صلوٰۃ چاروں طرف سے بلند ہوئی لیکن طوفان زرد چشم کہ داماد عادل شاہ
کا طرفہ بانو ہی کے ساتھ منسوب ہے اُسنے سنا کہ ملکہ طرفہ بانو نبیرہ حمزہ کے تصرف خدمت میں آئی اور قلعہ افلاک میں موجود ہے کہا میں جاکر
اُس سے مقابلہ کرونگا اور چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر قلعہ افلاک پر آیا خبر طرفہ بانو کو ہوئی حارث نے کہا میں جاکر اُس سے مقابلہ
کرونگا طرفہ بانو نے کہا اے شہریار میں اُسے قلعہ میں بلاتی ہوں جب وہ یہاں آجائے آپ اُسے قتل کیجیے گا جب وہ آگیا تو

فوج بے سردار کے شکست کھا کر بھاگ جائیگی اور اگر قلعے سے باہر جا کر لڑیگا تو خدا جانے کیسی آفت اور پڑیگی حارث نے کہا اچھا کیا مضائقہ پھر طرفہ بانو نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ اے طوفان حارث نے عظیم کو گرفتار کر کے مسلمان کیا اور میں حارث سے نفرت رکھتی ہوں مگر مجبوری اُسکی اطاعت کی ہے لہذا تم قلعے پر چڑھ آؤ میں دروازہ قلعے کا کھلوائے دیتی ہوں تم اگر نبیرۂ حمزہ کو قتل کرو اور مجکو یہاں سے لیجاؤ القصہ یہ نامہ جب طوفان کو پہونچا مضمون سے آگاہ ہوا طرفہ بانو پر فریفتہ تھا نہایت خوش ہوا اور تین ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر رات کو دروازہ قلعہ پر آیا یہاں طرفہ بانو نے دروازۂ قلعہ کھلوا دیا تھا اور لوگ اپنے تیار کر رکھے تھے جیسے طوفان داخل قلعہ ہوا نعرہ کیا اے نبیرۂ حمزہ اگر تجھے دعوی بہادری کا ہو تو نکل کر سامنے آ حارث مسلح و مکمل ہو کر نکلا اور للکارا او گبر نابکار آیا میں یہ کہکر سامنے آیا یوسف زرد پوش بھائی طوفان کا للکار کر دوڑا اور برابر آ کے تلوار ماری حارث نے تلوار اُسکی رد کر کے ہاتھ تیغہ کا یوسف زرد پوش کو مارا سر پر پڑا از برتنگ زین جا کر ٹھیرا طوفان بیدھڑک ہائے بھائی کہتا ہوا دوڑا اور تیغے کا وار کیا حارث نے پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو قلم کر کے سر پر طوفان کے تلوار پڑی تا دوابرو اُتر گئی زخم کاری لگا دستانہ مارا تلوار زیر سے نکل گئی دو پارہ ہو کر سر سے سینے تک ساتھی اُسکے بھاگے حارث نے اُنکا تعاقب کیا اور بزور شمشیر اُسکی فوج کو قلعے سے نکال دیا فوج طوفان شکست کھا کر طوفان کو لیکر کوہ اتوال کیطرف بھاگی حارث کے ساتھ والے تمام مال و اسباب طوفان کا لوٹ کر پھر سے حارث مع لشکر کے ساتھ عیش میں مصروف ہوا لیکن غطیان کوہ پیکر سرحد باختر سے لڑنے کی مدد کو جاتا تھا جب حوالی قلعۂ افلاکیہ میں پہونچا ہرکاروں نے خبر دی کہ نبیرۂ حمزہ حارث بن سعد نے قلعۂ افلاکیہ اپنے قبضے میں کر لیا ہے اور عظیم کوہ بازو بھی مسلمان ہوا ہے اور مینی عادل شاہ کی حکومت تحت و تصرف میں ہے اور طوفان بھی شکست کھا کر بھاگ گیا یہ خبر سنکر غطیان نے کہا کہ پہلے اس خدا پرست کو مارونگا پھر آگے جاؤنگا اور پچاس ہزار سے آ کر سامنے قلعے کے اُترا حارث نے جو خبر غطیان کوہ پیکر کے آنے کی پائی بارہ ہزار سوار لیکر قلعے کے باہر نکلے پھر خیمہ طرفہ بانو نے کہا کہ صاحب قلعہ جنگ کے لیے حارث نے نہ مانا غطیان نے جو سنا کہ نبیرۂ حمزہ مقابلے کو آیا ہے تو شام کو طبل جنگ بجوایا لشکر حارث میں بھی نقارۂ زرنگی نوازش میں آیا رات بھر تیاری جنگ کی رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بعد صف آرائی میدان جدال غطیان میدان میں آیا مبارز طلب کیا ادھر سے حارث اُسکے مقابلے کو نکلا بعد نکالنے زبانی و تمسخر نیزہ بازی ہوئی نیزہ اُسکا حارث نے ہوائی کیا غطیان نے غصہ میں آ کر تلوار ماری حارث نے تلوار اُسکی رد کر کے ایک ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو قلم کر کے تلوار سر پر پڑی تا دوابرو اتر گئی غطیان نے دستانہ مارا تلوار نکل گئی زخم سر پانہ ہو کر پھر تیغہ مارا حارث نے پھر وار اُسکا روک کر تلوار کا وار کیا پھر تلوار سر پر پڑی اور زیر تنگ مرکب نکل گئی غطیان دو ٹکڑے ہو کر گرا اتنے میں متناج ترنج شلیث کوہ شمالیہ فوج پہونچا ساٹھ ہزار سوار اُسکے ساتھ تھے اور پھر براق خونخوار پچاس ہزار سوار سے آیا پھر اشکش خونریز اور سماع بلند آواز دس ہزار سے آیا پھر عادل شاہ آٹھ سوار سے پہونچا تلوار چلنے لگی کفار قتل ہونے لگے مگر کفار کا ہجوم بہت ہوا حارث لڑتے لڑتے تھک گیا ہے کہ یک قلعے سے ایک نقابدار بادر پوش چار سو نقابدار سے نکلا اور کفار پر آ گرا ایک ایک کو چن چن کے قتل کرنے لگا ناگاہ نقابدار سے اور براق خونریز سے سامنا ہوا براق نے تلوار ماری نقابدار نے خالی دے کر جو ہاتھ تلوار کا مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے دن بھر لڑائی ہوا کی شام کو طبل باز گشت بجا دونوں لشکر حارث و نقابدار کے داخل خیمہ ہوئے حارث نے نقابدار سے کہا کہ نقاب رخ سے ہٹا چہرہ دکھاؤ اُسنے نقاب جو منہ پر سے اُٹھا حارث نے دیکھا کہ ملکہ طرفہ بانو ہے حارث بہت خفا ہوئے

کہ تم کیون لڑنے کو آئین عمرو تُن پر جادو حرام ہی اُسنے کہا کہ مین برج پر قلعے کے تماشا دیکھ رہی تھی تمکو نرغہ کفار مین
دیکھکر تاب نہ رہی حارث نے کہا اب خبردار ایسی حرکت نہ کرنا پھر ملکہ کو اندر قلعے کے بھیجدیا اور افسران فوج کو بلاکر
دلاسا دیا کہ تم نہ گھبراؤ اگرچہ فوج کفار زیادہ ہی خدا حامی و مددگار ہی انشاء اللہ تعالے ایک ایک کو مارونگا ادہر
عادل شاہ زخمون کے علاج مین مصروف ہوا

دو کلمے داستان جرأت نشان شہزادہ بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہین

مترجمان دفتر رنگین فشانی و سحر ان عبارت خوش آرائی اس داستان رنگین بیان کو بعد حسن قلم تحریر کرتے ہین
کہ جب شہزادہ بدیع الزمان کو نخچہ اُٹھا لیگیا شہزادہ بیہوش ہوگیا جب آنکھ کھلی اور ہوش آیا بدیع الزمان نے پوچھا
تو کون ہی اور مجھکو کہان لیے جاتا ہی اُسنے کہا کہ مجھے دیو شبرنگ کہتے ہین بادشاہ حنظل آباد نے مجھکو بلایا ہی الغرض دیو
شبرنگ نے لاکر بدیع الزمان کو بارگاہ مین مالک بن زرد ہشت کے اُتارا بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک جادوگر
زشت رو کریہ منظر تخت پر بیٹھا ہی گرد اُسکے بہت سے جادوگر مہیب صورت شتر سر و فیل سر و پلنگ سر بیٹھے ہین بدیع الزمان
نے بطریق اسلام سلام کیا مالک بن زرد ہشت نہایت برہم ہوا کہا اسے لیجاؤ سامنے تابوت زرد ہشت کے دیو شبرنگ
بدیع الزمان کو وہان لایا جہان تابوت زرد ہشت تھا دیکھا کہ ایک صندوق بروے ہوا قائم ہی اور دو جھنڈے دونون
طرف ہل رہے ہین اور کوئی چیز رکھنے والا نہین معلوم ہوتا اور سامنے اُسکے ایک تالاب ہی کہ آب شفاف سے بھرا ہی
اور جوڑا زاغ کلان کا کنارے تالاب کے بیٹھا ہی اور کیڑے مکوڑے چنچتی کھاتا ہی اور ہر بار ایک بچہ دیو پیدا ہوتا ہی اور بولنے لگتی ہی
بڑھ جاتا ہی بزرگ کا ہوجاتا ہی اور آواز دیتا ہی یا خداوند زرد ہشت وہ بندہ تیرا بندہ ہی اور پھر ایک طرف کو اڑ جاتا ہی پس
دیو شبرنگ پکارا ای بدیع الزمان دیکھا تو نے قدرت خداوند زرد ہشت کو سجدہ کر تابوت معلق کو بدیع الزمان نے
کہا لعنت ہو اُسپر اور اُسکے پرستارون پر دیو شبرنگ برہم ہوا اور پھر بدیع الزمان کو مالک بن زرد ہشت کے
سامنے لایا حال بیان کیا کہ اتنے کرشمے خدائی کے دیکھے اور خداوند کو سجدہ نہ کیا کلمات نازیبا منہ سے نکالے مالک بن زرد ہشت
نے حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو کہ اسے قتل کرے حکم کے ساتھ ہی جلاد آیا اور بدیع الزمان کو نطع پر بٹھایا اور تیغہ کھینچکر
سر پر کھڑا ہوا جلاد تو منتظر حکم تھا اور بدیع الزمان درگاہ ایزدی مین دعا مانگ رہا تھا کہ اُسوقت ملکہ جادو آ پہونچی
سلام کرکے مالک بن زرد ہشت کے پاس بیٹھی اور کہا ای پدر بزرگوار یہ بیٹا ہی حمزہ کا اسکا قتل کرنا مناسب
نہین ہی چندے اسے قید رکھیے اب لقا خداے باختر یہان آیا چاہتا ہی اور حمزہ بھی لقا کے تعاقب مین آئیگا
پس اگر حمزہ خداوند زرد ہشت کو سجدہ کرے تو بہتر ورنہ اُسکو مع حمزہ کے قتل کیجیے گا مالک بن زرد ہشت نے
کہا کہ اچھا اسے لیجاؤ اور ابلیس دہلان کے حوالے کرو کہ وہ اسے بحفاظت تمام رکھے ملکہ جادو نے کہا آپ
میرے حوالے کر دیجیے مین اپنے پاس اسے قید رکھونگی غرض ملکہ کے سپرد کیا مالک نے کہا اسے بڑی حفاظت
سے رکھنا ملکہ بدیع الزمان کو لیکر آئی اور بہت تسلی اور دلاسا دیکر نہایت آرام سے اپنے پاس رکھا انکو تو
یہان ملکہ جادو کے پاس چھوڑیے اب حال سنیے لشکر اسلام کا کہ ارزق عیار شیرویہ بن حمزہ کو ملک شمالیہ کو پکڑ
بھیجکر پھر لشکر اسلام مین آیا تھا کہ سعد بن قباد شہریار کو پکڑ لیجاے لیکن وہان قابو اُسکا نہ چلا اسد کے خیمے
مین آیا اور پاسبانون کو بیہوش کرکے اسد کو گرفتار کیا اور دوسرے شاگرد کے ہاتھ ملک شمالیہ کو روانہ کیا صبح کو امیر
آگاہ ہوے کہ اسد بستر خواب سے غائب ہوگیا عمرو کو بلاکر کہا کہ خواجہ تم ایسی غفلت کرتے ہو کہ اسدن شیرویہ کو عیار لیگیا
آج اسد غائب ہوگیا عمرو نے کہا ای حمزہ جس شخص کا یہ کام ہی مین اُسکی فکر سے غافل نہین ہون آپ خاطر جمع رکھیے

جب رات ہوئی ازرق صاحبقران کی خوابگاہ پر آیا دیکھا نگہبان پاسبان متعین ہین زنگ و روغن عیاری نکال کر
عمرو کی صورت بنا اور اُن نگہبانون مین آکر بیٹھا وہان شراب چل رہی تھی اسنے شراب مین بیہوشی ملا کر سبکو پلائی سبکے سب
بیہوش ہوے ازرق اندر گیا خاصبردارون اور خدمتگارون کو کچھ میوہ کھلا کر بیہوش کیا اور پلنگ کی طرف صاحبقران
کے چلا کہ بیہوش کرکے باندھون قضائے کار عمرو بھی پھرتا ہوا اُس مقام پر آ پہونچا تمام نگہبانون کو بیہوش پایا اندر آ
اندر بارگاہ کے آیا دیکھا ایک سیاہ پوش حمزہ کے پلنگ کے پاس بیٹھا ہے زمین سے لرزہ کیا کہ یا شخص او پہچانا
کہ کون ہے ازرق نے جو عمرو کو دیکھا جست کرکے سراپردے کو پھاند کر بھاگا عمرو بھی جست و خیز کرکے اُسکے تعاقب
مین چلا اب آگے آگے ازرق اور پیچھے پیچھے عمرو آتے آتے خیمہ بدیع الزمان کے پاس پہونچا امیہ نے جو
لیٹا لیٹا غل سنا خیمے سے باہر نکلا دوڑا ازرق جست و خیز کرکے نکل گیا امیہ بچا مگر عمرو نے اُسکا پیچھا چھوڑا یہانتک
کہ لشکر اسلام سے باہر نکل گیا صحرا کا راستہ لیا اب عمرو بھی اُسکے قریب جا پہونچا ازرق نے پلٹ کر خنجر مارا عمرو نے خالی دیا
ازرق نے دوسرا خنجر مارا کہ کھال ذراسی عمرو کی چھل گئی عمرو نے لنگر گرایا ازرق آیا کہ عمرو کی مشکین باندھ لون
عمرو نے ساتون حلقے کمند کے مارے اور جھٹکا دیا کہ ازرق گرا عمرو نے اسی حوالے اور نواح مین ازرق کو ایک درخت
سے باندھ دیا اور سب کپڑے اُسکے بدن سے اُتار لیے اور کئی تازیانے اُسے مارے اور تمام اسباب عیاری اُسکا چھین لیا
بعد اُسکے اسباب ازرق کا دیکھنے لگا ایک ڈبیا جواہر کی نکلی اُسے جو کھولا غبار بیہوشی جو اُسمین سے اُڑا عمرو بیہوش
ہوکر پڑا اُدھر تو ازرق بندھا ہوا کھڑا ہی اِدھر عمرو سامنے اُسکے بیہوش پڑا ہے قضائے کار موشک عیار واسطے
بالا دوی کے نکلا تھا اُس مقام پر پہونچا دیکھا کہ عمرو تو بیہوش پڑا ہے ازرق بندھا ہوا درخت سے کھڑا ہے موشک
نے ازرق سے استفسار حال کیا ازرق نے کہا پہلے عمرو کو باندھ لے پھر حال پوچھ موشک نے عمرو کی مشکین
باندھ لین اور ازرق کو کھول دیا اُسنے تمام حقیقت موشک سے بیان کی القصہ عمرو کو لیکر سامنے لقا کے آیا لقا
نے کہا اے عمرو تو نے کیا برائیان میرے ساتھ کین اور مین نے تامل کیا تجکو کچھ سزا نہ دی اب بتا کہ تیرا کیا حال کرون
عمرو بولا اے لقا جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور نہ کر مین جھوٹا اور تیری خدمتگاری کی تجھ زرین قبا بیٹھا ہوا تھا اسنے ایک
طمانچہ عمرو کو مارا عمرو طمانچہ کھا کر گرا ناک کا بانسہ پھر گیا کف منہ سے جاری ہوا آثار مرگ ظاہر ہوے لوگ سننے لگے کہا
دبلا پتلا تو تھا کیا تعجب جو مرگیا ہو ہرچند نبض دیکھی سینہ پر ہاتھ رکھا دم نہ پایا سب پر ثابت ہوا کہ عمرو ملک عدم کو
راہی ہوا بختیارک نے کہا یارو عمرو زندہ ہے ہزار بار یہ یونہین مرگیا اور پھر زندہ ہوا ہے فقط مکر کیا ہے کہ چھوٹ جاؤن
سب اُٹھ اُٹھ کر دیکھنے لگے کہ عمرو زندہ ہے کہ مرگیا مگر عمرو نے ایسی اچھی دم کشی کی کہ سب نے بالاتفاق کہا کہ عمرو
مرگیا لقا نے کہا لیجاؤ کسی مقام پر دفن کرا دو غلام حبشی آئے اور چارپائی پر عمرو کو ڈالکر دفن کرنے لے چلے
عمرو نے ایک غلام کے چٹکی لی وہ دوسرے سے لڑنے لگا اب دو غلام ایک طرف ہوگئے اور دو ایک طرف ہوگئے
باہم کشتی ہونے لگی عمرو جھٹ سے اُٹھا اور چارون حبشیون کے کپڑے لیکر راہی ہوا اُن غلامون نے آکر لقا کو خبر
دی کہ عمرو اثنائے راہ مین راہی ہوا یہ سنکر بختیارک نے صلواۃ پڑھی اور تادھنا تادھنا ناچنے لگا یہان
صاحبقران کو خبر ہوئی کہ مظفر ارمنوسی عقابین پر چڑھایا گیا صاحبقران کو بہت صدمہ ہوا اور آبدیدہ ہوکر
عمرو سے کہا کہ خواجہ پانچ ہزار روپیہ لو اور مظفر ارمنوسی کو رہا کرو عمرو نے کہا کہ قلعے کی لوٹ بھی معاف ہو جائے
صاحبقران نے کہا وہ بھی معاف کی عمرو نے کہا اب حضور گوش بر آواز بیٹھے صبح کو جب غلغلہ ہو اور مین سفیدہ
بجاؤن اُسی وقت آپ چلے آئیگا یہ کہکر وہان سے روانہ ہوا کرب غازی کے پاس آیا اور کہا کہ مین تمکو اسیر کرکے

قلعے میں سے چلا جاتا ہوں تم وہاں قید توڑ کر کفار سے مصروف کارزار ہونا پہلے تمہارے قزاق تمہاری مدد کو آجاوینگے بعد
لشکر اسلام پہونچیگا کرب غازی نے کہا میں موجود ہوں عمرو وسواس عیار کی صورت بنکر کرب غازی کو بیہوشی
دیکر پشتارہ باندھکر صبح کو دروازۂ قلعہ پر لایا اور پکارا کہ میں وسواس عیار ہوں داماد حمزہ کرب غازی
کو گرفتار کرکے لایا ہوں لوگوں نے کوتوال شہر بہرام کو خبر کی اُسنے جاکر ناظر سرخ چشم سے کہا ناظر نے کہا
جلد دروازہ کھول کر بلاؤ غرضکہ عمرو کرب غازی کو لیکر بارگاہ میں ناظر کی آیا اور سامنے پشتارہ کرب کا
رکھدیا ناظر نے کہا پہلے آہنگروں کو بلواؤ اسے قید کرو عمرو نے پہلے کرب کو زیر غل و زنجیر کیا بعد اُسکے ہوش میں
لایا کرب نے بطریق اہل اسلام سلام کیا ناظر سرخ چشم نے کہا کہ لقا کو سجدہ کر کرب نے جواب دیا کہ میں لقا اور اُسکے
پرستاروں پر لعنت کرتا ہوں وہ برہم ہوا اور کہا جلاد کو کہ اسے قتل کرے کرب غازی نے کہا او نامرد مجھے عیار کے
ہاتھ پکڑوا بلایا اور یہ کلام لاطائل کرتا ہی کیا مجال تیری جو بدن سے میرے ایک رونگٹا گرا سکے شعر اگر تیغ عالم بجنبد
ز جائے * نبرد رگی تا نخواہد خدائے * ناظر سرخ چشم نے کہا دیکھوں تیرا خدا تجھے کیونکر بچاتا ہے یہ کہکر تلوار کھینچ کر
کرب کی طرف چلا کرب نے غیظ و غضب میں آکر قید کو اہل کو جھٹکا دیا مانند کرباس کہنہ کے سب قید ٹوٹ گئی اور
قید توڑکر اشخاص پر دوڑا اُسنے تلوار ماری کرب نے تلوار اُسکی چھین کر کمر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور جسطرح
دیکر زمین پر مارا کہ مردہ صد سالہ ہوا لوگ کرب غازی پر دوڑے تلوار چلنے لگی ناظر سرخ چشم وہاں سے بھاگا
کرب غازی کفار سے لڑتا ہوا تعاقب میں ناظر کے چلا عمرو بھی پیچھے پیچھے کرب کے ہولیا ناظر بھاگ کر برج
پر قلعے کے چڑھ گیا کرب بھی برج پر چڑھ گیا دیکھا ناظر نے کہ ملک الموت آپہونچا گھبراکر برج پر سے کودا سر کے
بل گرا سر پھٹ گیا گردن ٹوٹ گئی واصل جہنم ہوا کرب نے دروازہ قلعے کا کھول دیا ساتھ والے کرب کے
جو دروازے پر قلعے کے موجود تھے وہ سب قلعے میں چلے آئے عمرو نے سفید مہرہ بجایا صاحبقران
گوش بر آواز بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہی سفید مہرے کی آواز سنی تمام لشکر کو ساتھ لیکر قلعے کے اندر آئے
قتل عام شروع ہوگیا عمرو نے ملک مظفر کو عقابین سے اُتارا قید اُسکی دور کی ملک مظفر استقبال کے واسطے
چلا قدمبوسی صاحبقران کی حاصل کی امیر نے مظفر کو گلے سے لگایا اور خلعت دیا ادھر لقا کو خبر ہوئی
کہ خدا پرست قلعے میں چلے آئے گو اہل قلعہ سے مل رہی ہے یہ بھی اپنا لشکر لیکر شریک اہل قلعہ ہوا اب خوب
تلوار چلنے لگی بہت سے سرداران نامی لقا کے مارے گئے دن بھر لڑائی ہوئی رات کو بھی موقوف نہ ہوئی آخرکار
دو پہر رات گئے لقا بختیارک کے مشورے سے ملک اناطر کی طرف بھاگا یہاں شہر ارمنوس حصار کی
تمام رعیت وغیرہ مسلمان ہوئی مظفر ارمنوسی سے صاحبقران نے فرمایا کہ مظفر تمہارے دو بیٹے مارے گئے
تمکو بڑا رنج ہوا ہوگا اب تم ہمکو اپنا فرزند سمجھو مظفر نے کہا کہ آپ نے اس رتبے کو پہونچایا ہے کہ میری
لیاقت سے باہر تھا میں آپکا غلام اور خادم ہوں یہ آپ کیا فرماتے ہیں غرض تمام شہر کے بتخانے ٹوٹنے لگے
مسجدوں کی بنیادیں پڑگئیں سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوگیا بانگ صلوٰۃ چارطرف بلند ہوئی
ملک مظفر نے صاحبقران کی دعوت و ضیافت کی صاحبقران نے جشن فرمایا بعد اُسکے حال لقا کا دریافت
کرکے تعاقب میں روانہ ہوئے مگر لقا ملک اناطر میں پہونچا عادل شاہ استقبال کرکے لیگیا تمام آداب
پرستندگی بجالایا اور مرقاسم آکر حارث بن سعد کے شریک ہوا اور آپس میں صلاح کی کہ آج شبخون جلکر لقا پر
مارے حارث نے کہا اچھا پھر اسی شب کو لشکر اپنا آراستہ کرکے دو پہر رات گئے لشکر لقا پر گرے کفار کو قتل کرنے لگے

ایک غلغلہ ہوا کہ خدا پرست شبخون کر بیٹھے ہر ایک مسلح و مکمل ہو کر اپنے اپنے خیمہ سے نکلا تلوار چلنے لگی خوب لڑائی ہوئی
حارث لڑتا ہوا چلا آتا تھا کہ سام رد مین انداز آیا اور تلوار حارث پر ماری حارث نے روکی اور ایک ہاتھ تلوار
کا مارا سام رد مین انداز کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر قباد زرین کلاہ قاسم پر حملہ آور ہوا قاسم نے وار اسکا رد کرکے
جو تیغہ مبارک کمر پر مارا برابر سے دو حصے کیا غرضکہ دو شبانہ روز لڑائی ہوئی تیس ہزار کفار قتل ہوئے چار ہزار اہل اسلام
مارے گئے حارث نے عادل شاہ کے علمدار کو مارا قاسم نے لقا کے علمدار کو قتل کیا دونون علم تلوار سے کاٹ کر
پھینکدیے لقا نے بھی شکست کھائی بختیارک لقا کو لیکر ملک شماریہ کی طرف لیکر راہی ہوا عادل شاہ بھاگ کر
ملک اناملہ کو چلا گیا جب قریب ملک شماریہ کے پہونچا گستہم زرین کلاہ بادشاہ ملک شماریہ کا استقبال کرکے
لقا کو شہر مین لیگیا اور دعوت و ضیافت کی ملک شماریہ سے جلسہ کالنگان قریب تھا لقا نے نامہ طہماس جن عنقوئیل
دیو پرور کو لکھا کہ اے ستون قدرت خداوندی مین خدا پرستون کے ہاتھ سے بہت تنگ آیا ہون تم جلدی مدد کو آؤ
اور خدا پرستون کو مارو وسواس عیار نامہ لیے ہوئے طہماس کے پاس پہونچا دیکھا کہ طہماس فقیر بنا ہوا بیٹھا ہے
وسواس نے نامہ اسکے ہاتھ مین دیا طہماس نے نامہ کا جواب لکھدیا کہ مین حمزہ سے عہد کر چکا ہون اسکے لشکر سے
نہ لڑونگا مگر دو ہمشیرہ زادے میرے بہت زبردست ہین انکو مین آپکی مدد کو بھیجتا ہون اور اسی وقت کرشست
کوہ بازو اور کلاہین پرزور کو بلایا اور کہا کہ تم جاکر خدا پرستون سے لڑو لقا کی مدد کرو دونون بھانجے طہماس کے
اسی وقت پچاس ہزار سوار ساتھ لیکر وسواس عیار کے ہمراہ روانہ ہوئے یہان کا حال سنئے کہ صاحبقران نے
تمام شہر امنوس کو اسلام آباد کرکے عمرو سے حال لقا کا پوچھا عمرو نے عرض کیا کہ لقا پہلے بھاگ کر ملک اناملہ کو
گیا تھا وہان سے قاسم و حارث کے ہاتھ سے شکست کھا کر ملک شماریہ کو بھاگ گیا صاحبقران نے مظفر کو
ساتھ لیا اور ملک شماریہ کو روانہ ہوئے خبر لقا کو ہوئی کہ حمزہ آتا ہے ادھر بختیارک نے کرشست سے بارگاہ سلیمانی
کی بہت سی تعریف کی کرشست نے کہا مین جاکر بارگاہ سلیمانی چھین لاتا ہون یہ کہکر وہ تیس ہزار سوار ساتھ لیکر
روانہ ہوا ادھر سے پہلوان عادی بارگاہ لیے ہوئے آتا تھا اثنائے راہ مین مقابلہ ہوا کرشست پکارا اے
عادی اگر زندگی اپنی چاہتا ہے تو بارگاہ مجکو دیدے مین لقا کے واسطے لیجاؤنگا اور اگر یون نہ دیگا تو بزور شمشیر لونگا
عادی نے کہا کہ مین ایسا نامرد نہین ہون کہ اپنے آقا کی بارگاہ تجکو دیدون اے کرشست کیون شامت آئی
ہے کیا قضا سر پر کھیلتی ہے یہی مین بہتر ہے کہ جدھر سے تو آیا ہے اسی طرف چلا جا غرضکہ بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی
عادی نے نیزہ کرشست کا ہوائی کیا کرشست نے تلوار ماری کہ سر کو قلم کرے تا دو ابرو اتر گئی عادی نے
دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی خون جاری ہوا غش طاری ہوا پھر ارادہ عادی نے کرشست کا سامنا کیا
وہ بھی زخمی ہوا پھر گئی بھالی پہلوان عادی کے مجروح ہوئے اب قریب ہے کہ کرشست فوج پر عادی کی
جا پڑے اور بارگاہ چھین لے اسوقت قبۂ دین ستون اسلام کرب پر حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب
بارہ ہزار قزاقون سے آ پہونچا اور نعرہ کیا کہ او کافر کیا غضب کیا تو نے بارگاہ سلیمانی لیا چاہتا ہے نعرہ کرتا ہوا برابر
کرشست کے آیا اسنے تیغہ مارا کرب نے وار اسکا رد کرکے تیغہ کرپوس کا وار کیا کہ سر کو قلم کرکے تیغہ کرشست
کے سر پر پڑا تا دو ابرو اتر گیا کرشست نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا مگر دریا خون کا جاری ہوا لوگ
کرشست کے دوڑ پڑے اسکو اٹھا لیگئے یہ خبر لقا کو ہوئی کہ کرشست بارگاہ سلیمانی لیجا چکا تھا کرب
نے اسکا سر زخمی کیا لقا نے گستہم زرین کمر کو مدد کے واسطے بھیجا وہ چالیس ہزار سوار سے روانہ ہوا بختیارک

یا خداوند کرب بہا سے بے دربان ہو گستہم سے کچھ نہ ہو سکیگا لقا نے قرطوس خرطوم بینی کو بھی روانہ کیا الغرض جب سلسلے
سلاسل مار پیچ اور سہم اژدہا صورت کو بھی بھیجا پھر جم زرین کمر سے کہا کہ تو بھی جا جہاں کرب غازی کو شکست
کی فوج کو شکست دیجا ہو کہ گستہم فوج لیکر پہونچا اور کرب کو للکارا برابر کرب سے ہو دو جنگ گستہم نے تلوار ماری کرب نے
تلوار اسکی روکر کے تیغہ کرنبوس کا وار کیا سپر کو قلم کر کے تیغہ سر پر پڑا زخم کاری لگا گستہم بیہوش ہو گیا فوج اسکی اڑنے لگی
کہ قرطوس خرطوم بینی آ پہونچا کرب سے مقابلہ ہوا اسنے دو تلواریں برابر ماریں کرب نے دونوں روکیں اور ایک ہاتھ
تیغہ کرنبوس کا مارا سر پر پڑا کاٹتا ہوا زیر تنگ فرس نکل گیا دو رنگ ہو کر معرکہ گرا کہ سہم اژدہا صورت مع ساٹھ ہزار
سوار کے آپہونچا کرب غازی پر یورش ہوئی ادھر جم زرین کمر بھی آیا للکار کر فوج اسلام پر گرا آگ برسنے لگی عین جنگ میں
کرب سے اور جم زرین کمر سے سامنا ہوا اسنے پانچ تلوار ماری کرب نے سپر پر روک کر جو تیغہ کرنبوس کا وار کیا کمر پر پڑا دو
ٹکڑے ہو کر گرا ادھر خواجہ عمرو نے صاحبقران کو خبر پہونچائی کہ کرب پر ہجوم کفار ہے بہت سے سرداران کفار کو مارا
اور برابر فوج کفار کرب پر گری ہوئی چلی آتی ہے امیر نے مجاہدان دیندار سے فرمایا کہ جاکر کرب غازی کی مدد کرو وہاں سے
شہنشاہ عراقی اور منہ بیل اصفہانی وغیرہ روانہ ہوئے اور لشکر کفار پر جا کر گرے جنگ مغلوبہ ہونے لگی غلغلہ گیر و دار
برپا ہوا لیکن ازبسکہ کفار زیادہ تھے اور اہل اسلام کم تھے ادھر سے اہل اسلام پہونچے جاتے ہیں ادھر سے کفار پہنچے آتے
ہیں مگر لڑائی اہل اسلام کی بگڑی ہوئی ہے قریب ہے لشکر اسلام شکست کھائے اتنے میں مالک اژدر غلام بھی جا کر
حیدری نعرہ کر کے پہونچے اور کفار پر آ پڑے یہ دیکھتے ہی خنجر سرخ مو دوڑا کہا او خدا پرست کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے اور
تیغہ مارا مالک نے تیغہ اسکا روک کے خنجرہ مارا سینے پر اسکے پڑا پشت کے پار نکل گیا اب لڑائی جم کے خوب ہو رہی ہے دو پہر ڈھل
چلی ہے کہ لقا بھی ادھر سے فوج لیکر آیا ادھر حمزہ صاحبقران زمان مع بادشاہ اسلام با فوج جرار سوار ہوئے آٹھ پہر رات
دن تلوار چلی لاکھوں کفار مارے گئے دس ہزار اہل اسلام شہید ہوئے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر کر اپنے اپنے
خیموں میں آئے سرداران مجروح کی زخم دوزیاں ہوئیں بختیارک نے لقا سے کہا یا خداوند حمزہ اور سرداران حمزہ
سے کوئی لڑکر عہدہ برا نہو گا شہر عظلی آباد یہاں سے بہت قریب ہے مالک بن زردہشت جادو سے مدد طلب
کیجیے ساحر آئینگے تو بیشک خدا پرستوں کا استیصال کرینگے لقا نے اسیوقت ایک نامہ مالک بن زردہشت جادو
کو لکھا کہ خدا پرستوں نے مجھے نہایت عاجز و حیران اور بہت تنگ کیا ہے تم میری مدد کو آؤ اور شر سے ان خدا پرستوں
کے نجات دو وسواس عیار نامہ لیکر مالک بن زردہشت کے پاس پہونچا اسنے پڑھکر اپنے سرداروں سے کہا کوئی
تم میں ایسا ہے کہ جاکر لقا کی مدد کرے اور خدا پرستوں کو مارے اسوقت داد مالک بن زردہشت کا مجمع جادو اٹھ
کھڑا ہوا اور کہا کہ میں جاکر خدا پرستوں کا کام تمام کرونگا یہ کہکر پچاس ہزار ساحر ساتھ لیکر روانہ ہوا اب حال سنیے
ملک اتالمو کا کہ عادل شاہ قلعہ بند ہوا تھا قاسم و حارث نے چار طرف سے قلعہ گھیر لیا تھا دوسرے روز طبل جنگ
بجا کر یورش کی حارث بن سعد تمام گولوں کو روک کے پاس دروازہ قلعہ کے پہونچا چاہتا تھا کہ خندق کو پھاند کر
دروازہ قلعہ کا توڑے کہ عادل شاہ پکارا الامان الامان حارث رک گیا عادل شاہ دروازہ قلعہ کا کھولکر باہر آیا
حارث سے ملاقات کی کہا کہ اپنے لشکر میں آپ تشریف لیجائیے میں بھی خدمت والا میں حاضر ہوتا ہوں اور اسلام لاتا ہوں
حارث پھر کر چلا آیا اور قاسم سے بیان کیا دونوں پھر کر داخل خیمہ ہوئے سہ پہر کو عادل شاہ مع کشتیاں تحائف کی لیکر
حارث کی خیمہ میں آیا ملازمت حاصل کی کشتیاں نذر کی گذرانیں اور اسلام لایا اور دوسرے دن شہر کو آراستہ کر کے حارث
و قاسم کو اندر شہر کے لیگیا دعوت و ضیافت کی اور عقد طرفہ بانو کا حارث کے ساتھ کیا نام شہر اسلام آباد ہوا ایک ہفتہ

حارث و قاسم وہان رہے بعد اُسکے عادل شاہ کو ہمراہ لیکر خدمت صاحبقران مین آئے عادل شاہ سے نذر دلائی
صاحبقران نے اُسے خلعت دیا بعد اُسکے سنا کہ طلماس نے لقا کی مدد کے واسطے اپنے دو بھانجون کو بھیجا ہی فرمایا کہ تعجب
ہی طلماس کی بہادری سے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ طلماس کافر الکفر ہو لقا کا طرفدار ہی حمزہ صاحبقران چپ ہو رہے مگر
فرمایا کہ ایسا کوئی بہادر ہی کہ جاکر عنقریل کو زیر و زبر کرے یہ سنکر ایرجاے دیو چنگال اُٹھا اور عرض کیا کہ غلام اس مہم کو
سر کرے جائیگا صاحبقران نے اُسے خلعت دیا اور رخصت کیا ایرجاے لاکھ سوار جرار کے روانہ ہوا بعد اسکے صاحبقران
نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ کوئی جاکر شیرویہ اور اسد کو ملک شماریہ سے چھڑا لائے لندھور نے عرض کیا حکم ہو تو مین جاؤن
فرمایا کہ یہ کام عیارونکا ہی سوائے خواجہ عمرو کے اور کسیکا یہ کام نہین ہی اگر خواجہ جائینگے تو چھڑا لائینگے عمرو نے عرض کیا کہ
شہریار کیا مہربانی مجھ غریب کے حال پر ہی فرمایا اے مکار مین تیرے حال پر ہمیشہ مہربان رہتا ہون عمرو نے کہا سبحان اللہ
کیا مہربانی ہی کہ مین ایک ایک حبہ کو محتاج ہون کپڑے بھی پھٹ گئے جوتی مین کئی سوراخ ہین مٹی چھن چھن کے آتی ہی
کنکریان چبھتی ہین صاحبقران نے فرمایا کبھی ایسا نہین ہوا کہ تونے بے طمع کوئی کام کیا ہو عمرو نے کہا مفلس سے
کوئی کام نہین ہو سکتا الغرض پانچ ہزار روپے عمرو کو دیے اور خواجہ روپیہ لیکر برلے رہائی اسد و شیرویہ ملک شماریہ
کو روانہ ہوے دوسرے دن تھا کہ طلماس صاحبقران کی ملاقات کو آیا امیر نے سردارون کو استقبال کے واسطے بھیجا اور
طلماس نے آکر قدمبوسی حاصل کی بادشاہ اسلام کو نذر دی کرسی جواہر نگار پر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی جب دماغ
طلماس کا بادۂ ناب سے گرم ہوا صاحبقران نے فرمایا اے طلماس مین نہایت تجھ سے شاکی ہون کہ تجھے شرط کی تھی
کہ مین آپکے لشکر سے کبھی نہ لڑونگا اور پھر لقا کی مدد کے واسطے دونون خواہرزادون کو بھیجا اور در پردہ لڑائی
کا سامان کیا طلماس نے جواب دیا کہ اے شہریار لقا نے مجکو نامہ بھیجا تھا اور مدد کیواسطے طلب کیا تھا مجکو آپ کی
مروت آگئی خود نہ گیا دونون بھانجون کو بھیجدیا جو قول آپ سے کیا ہی اُس سے تمام عمر باہر نہ ہونگا بقول
مردان جان دارد۔ اور اگر آپ فرماوین تو ابھی جاکر اپنے بھانجون کو وہان سے لے آؤن یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور
بارگاہ سے نکل کر سوار ہو کر لشکر لقا کا راستہ لیا جب وہان پہونچا داخل بارگاہ لقا ہوا لقا کو سلام کیا اور صندلی پر بیٹھا
بختیارک نے دیکھا کہ طلماس کی تیوری چڑھی ہوئی ہی منہ سرخ ہی دل مین اپنے کہا کہ خدا خیر کرے یہ بگڑا ہوا آیا ہی خدا
جانے کیا کریگا لقا نے طلماس سے پوچھا کہ تو حمزہ کے پاس کیون گیا تھا جواب دیا کہ وہ مرد بامروت و شجاع ہی اور
دوسرے یہ کہ میرا محسن ہی گرفتار کرکے مجھے چھوڑ دیا اس وجہ سے مین حمزہ کے پاس گیا تھا کہ ملاقات کرنا ضرور تھا
لیکن آپکا بندہ ہون آپ کی بندگی مین کبھی فرق نہ آئیگا یہ کہکر کشست کی طرف دیکھکر کہا کہ مین یہان سے نکلکر
جاتا ہون تو میرے ساتھ چل کشست نے پوچھا تو یہان کیون آیا تھا اور کیون پھر جاتا ہی طلماس نے کہا
کہ تجھے اس سے کیا بحث ہی کشست نے کہا معلوم ہوا کہ تو حمزہ سے ڈر گیا آپ بھی جاتا ہی اور مجکو بھی
لیے جاتا ہی مین حمزہ سے نہین ڈرتا ہون بغیر لڑے ہوے یہان سے نہ جاؤنگا طلماس نے کہا او نابکار مین تجھے
باندھ کر لیجاؤنگا کشست بولا کہ کیا طاقت تیری جو مجھے باندھ کے لیجائے طلماس برہم ہو کر اٹھا کشست
نے ایک خنجر مارا طلماس نے تیکی دیکر خنجر اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا سر پر چرخ دیکر
مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا پاؤن اُسکا دونون پاؤن کے نیچے دبا لیا اور دوسرے پاؤن کو ہاتھون سے پکڑکر جھٹکا دیا
مانند کاغذ کے چیر کر پھینکدیا طاؤس شاہ نے نعرہ کیا اور تلوار طلماس کو ماری طلماس نے تلوار اُسکی چھین
ایک طمانچہ مارا آنکھین حلقۂ چشم سے باہر نکل آئی بیہوش ہو کر گر پڑا سہم اژدہا صورت نے ملکلاک سامنے خداوند

نے یہ کیا بے ادبی کرتا ہے اور تیغہ کا وار کیا طہماس نے تیغ اُسکا رد کر کے جو ایک طمانچہ اُسکو مارا اُٹھ کر شاہ بشت کی طرف
پھر گیا اور ہیون کر گرا مر گیا غرضکہ جس نے طہماس کو للکارا اُسے طہماس نے مارا اور مانند شیر غضبناک اُس پر جھپٹ کے
آیا بختیارک نے لقا سے کہا کہ طہماس کی دلداری کرو نہین تو سبکو مار ڈالیگا لقا اُٹھ کھڑا ہوا اور طہماس سے لپٹ گیا اور گلا
دبا کر دنگل پر بٹھا دیا غرض طہماس کا کام ہوا لقا نے کہا اے طہماس تو بے میرے تقدیر کیے ہوئے کیون ایسا کام کرتا ہے طہماس
یہ سنکر برہم ہوا کہا کہ تجھے طاقت تقدیر کرنے کی کہ نہین ہے تو ایسی نالائق تقدیر کرتا ہے کہ جسنے تمام عالم کو خراب کیا تو اور یہ تقدیر
تیری کہا قریب ہے کہ تجھے تخت سلطنت سے تختہ تابوت پر کھینچین یہ کہکر بارگاہ سے باہر نکلا اور مرکب پر سوار ہوکر خوشا با دو بیشہ
کلنگان کا راستہ لیا ہرکارون نے یہ خبر اخبار صاحبقران کو گذرانا صاحبقران نے پڑھکر وہ پرچہ فرمایا کہ طہماس بڑا
مردانہ ہے اور کمال خوش ہوے اب خواجہ عمرو کا حال سنیے کہ یہ جو قلعہ شماریہ پر پہونچا دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا بند ہے گرد پھر کے دیکھا
کہ کسطرح داخل قلعہ ہو جیسے وہ قلعہ پہاڑ کے اوپر تھا وہان جانا سخت دشوار تھا ایک فقیر کی صورت بنا ہوا حیران کھڑا ہوا
دیکھ رہا تھا کہ ایک سیاہ پوش سامنے دکھائی دیا اور اُسنے پاس عمرو کے آکر پوچھا کہ تو کون ہے اور کیون گرد قلعہ کے پھر رہا ہے عمرو
بولا کہ مین ہون مکان میرا قلعہ مین ہے گاؤن مین گیا تھا چند روز وہان رہا اب جو آیا تو راستہ مسدود پایا حیران ہون کہ کیونکر اندر
قلعہ کے جاؤن اُسنے کہا کہ آ میرے ساتھ چل مین تجھے اندر قلعہ کے لیچلون عمرو بولا کہ خدا تمہارا بھلا کرے اور اُسکے ساتھ ہولیا
وہ سیاہ پوش عمرو کو اندر لیگیا دروازہ بند ہوگیا سیاہ پوش نے نعرہ کیا کہ یہ عمرو ہے پکڑو لوگ چارطرف سے عمرو کو
گھیرنے لگے اور لپٹ کر گرفتار کیا عمرو نے ہر چند گریہ وزاری کی اور کہا کہ مین عمرو نہین ہون کسی نے نہ سنا عمرو کو باندھ لیا اور
آہنگرون کو بلا کر عمرو کو اسیر غل و زنجیر کیا اور زندانخانے مین بھیجدیا یہان جتنے عیار ساتھ عمرو کے آئے تھے وہ آگاہ ہوئے کہ عمرو
قلعہ مین گیا تھا پھر نہین آیا عقل سے دریافت کیا کہ عمرو شاید اسیر ہوگیا سیارہ و سرہنگ علی و دقاق و کہ سمرقندی و آمیہ چارون عیار
آہستہ آہستہ گرد قلعہ کے پھرنے لگے کہ کسی طرح داخل قلعہ ہون لیکن کسی طرف جانے کی راہ نہ پائی تب چارون چارون نے صورت اپنی
گدڑیون کی بنائی اور کچھ چیزین لیکر انھین بیچتے ہوے قلعہ کے قریب آئے کہ ایک سیاہ پوش قلعہ سے باہر آیا اور انکو آتے
دیکھکر کہا کہ یہ گاسے کھنیسین کیسی ہین اُنھون نے کہا کہ گاؤن سے لائے ہین منظور ہے کہ قلعہ مین لیجاکر بیچین سیاہ پوش نے کہا کہ
میرے ساتھ چلے آؤ مین سب بکوا دونگا یہ چارون ساتھ اُسکے ہو لیے سیاہ پوش دروازۂ قلعہ کا کھلوا کر اندر آیا اور فتاح کوتوال
سے کہا کہ یہ چارون عیار ہین انھین پکڑ کر گرفتار کرو پیادے فتاح کے عیارون پر دوڑ پڑے چارون عیار اُنسے خوب لڑے آخر
گرفتار ہوے چارون کو عمرو کے پاس لاکر قید کیا تھا سے کا چالاک نے سنا کہ عمرو قلعہ شماریہ مین مع چارون عیار اسیر ہوگیا
چالاک نے صورت ایک عیار لشکر کفار کی بنائی اور قلعہ کے پاس آیا اور گرد آوری کرنے لگا کہ ایک سیاہ پوش نمایان ہوا اور
چالاک کے پاس آکر پوچھا کہ تجھے کچھ خبر ہے کہ عمرو اور اُسکے ہمراہی کہان ہین چالاک بولا کہ عمرو کون اور اُسکے ہمراہی کیسے مین
کیا جانون سیاہ پوش نے کہا کہ اے عزیز مین کوئی دشمن نہین ہون دوست ہون کوئی میرے شریک ہوجائے تو مین عمرو کو
اندر قلعہ کے ڈھونڈھون اور مین قلعہ کے اندر جا سکتا ہون چالاک نے پوچھا کہ تو کون ہے اپنے حال سے آگاہ کر سیاہ پوش نے
کہا کہ مین بھی مسلمان ہون چالاک اُسکے فریب مین آگیا اور حال اپنا بیان کر دیا کہ مین بیٹا ہون عمرو کا اور عمرو قلعہ کے اندر
قید ہے اُسکی رہائی کو آیا ہون سیاہ پوش نے کہا پھر میرے ساتھ چلے آؤ القصہ چالاک اُس سیاہ پوش کے ساتھ چلا
دروازہ قلعہ کا کھلوا کر اندر لیگیا جیسے ہی چالاک اندر قلعہ کے آیا دروازہ بند ہوگیا اور سیاہ پوش پکارا کہ فتاح اسے بھی
گرفتار کرو یہ عمرو کا بیٹا ہے کوتوال پیادون کو لیکر چالاک پر دوڑ پڑا چالاک نے بھی خنجر میان سے نکال لڑنے لگا بہت سے
پیادون کو مار ڈالا آخر کو کوتوال کے برابر آکر ایک خنجر کا ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر خنجر سر پر کوتوال کے پڑا تا دوبارہ وار آیا کوتوال

زخمی ہو کر گرا سیاہ پوش نے دوڑ کر خنجر مارا چالاک نے بچا لا کی تمام خالی دیا اور نیمچہ مارا کہ شانہ سیاہ پوش کا زخمی
ہوا چالاک لڑتا ہوا آگے بڑھا لیکن ہجوم عیاروں کا تھا سیکڑوں عیار اسے حلقے میں لیے ہوئے تھے اور پیادے
بھی کوتوال کے سب نرغہ کیے ہوئے تھے کہ چالاک بن عمرو پھر لڑتا ہوا اُس سیاہ پوش کے پاس آیا اور للکارا کہ
تجھے کب چھوڑتا ہوں اور برابر اُسکے جست کر کے پہونچا سیاہ پوش پیچھے ہٹا پاؤں چالاک کا تختہ سنگ پر پڑا پیچھے
کنواں تھا چالاک چاہ میں گر پڑا عیاروں نے جلدی سے تختہ چاہ کا بند کر دیا اور چالاک کو اسیر کر کے عمرو کے پاس پہنچا

دوسرے داستان ابرہا کے دیو جنگال بیان ہوتے ہیں

شجاعان عرصۂ کارزار و معرکہ آزمایان میدان خنجر گذاری اس داستان جنگ نشان کو بمردی و دلیری لیعبارت
رنگین تازہ آئین یون تحریر کرتے ہیں کہ ابرہا کے دیو جنگال بعد طے مراحل و قطع منازل کے نوشاباد پر پہونچا
عنقویل دیو پیر و رکو خبر ہوئی کہ ابرہا تجھ سے لڑنے آیا ہو اُسی رات کو اُس کے لشکر ابرہا پر شبخون مارا ابرہا مسلح ہو کر خیمے
سے نکلا اور سرگرم کارزار ہوا پچھلی پہر رات باقی تھی کہ عنقویل اور ابرہا سے مقابلہ ہوا عنقویل نے میل فولادی ابرہا پر مارا
ابرہا نے میل رد کر کے دونوں جنگال عنقویل پر مارے کہ زرہ کو توڑ کر سینے پر پڑے گوشت اُسکا تمام کھنچ گیا اور خون جاری ہوا
بیہوش ہوگیا قہرمان لشین عنقویل کا رفیق تھا سامنے دوڑ کر تیغ ابرہا پر مارا ابرہا نے تیغ اُسکا رد کر کے جو تیغہ مارا قہرمان کے
دو ٹکڑے ہوئے غرضکہ رات بھر لڑائی رہی عنقویل تو پہلے ہی زخمی ہو چکا تھا فوج اُسکی شکست کھا کر بھاگی ابرہا نے
بتیس ہزار لشکر کا فوجوں کے سرکاٹ کر خدمت صاحبقران میں بھیجدیے امیر بہت خوش ہوئے اور خلعت ابرہا کے واسطے روانہ کیا
یہاں طہماس نے جو خبر سنی کہ ابرہا نے آکر عنقویل کو شکست دی طہماس کو بہت غصہ آیا مگر بپاس خاطر صاحبقران
تامل کیا لیکن ابرہا کیطرف سے اسکے دل میں کینہ رہا تھا کہ جو عنقویل کے زخمی ہونے کا حال معلوم ہوا سہم اژدر صورت
کو مدد کیواسطے عنقویل کی چالیس ہزار سوار سے بھیجا یہاں عنقویل کا زخم دو چار دن میں اچھا ہو گیا تھا پھر لشکر کو آراستہ
کر کے مقابل میں ابرہا کے لایا اور طبل جنگی بجوایا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بعد صف آرائی عنقویل نے
میدان میں نکل کر مبارز طلب کیا ابرہا مقابلے کو آیا پہلے نیزہ بازی ہوئی بعد اُسکے تلوار چلی ابرہا نے دونوں جنگال
عنقویل کو مارے کہ زرہ بکتر چار آئینہ کو توڑ کر سینے پر پڑے گوشت بالکل قیمہ ہوگیا عنقویل پھر زخمی ہوا اس اثنا میں
سہم اژدر صورت آ پہونچا اپنے گینڈے کو اڑا کر برابر ابرہا کے آیا عنقویل بیہوش ہوگیا اُسکو پھیر دیا آپ سامنا کیا
اور ہشت منگ مارا ابرہا نے میل فولادی پر روک کر وہی میل جو مارا شانہ سہم کا نشانہ ہوا صدمے سے ضرب
کے غش کھا کر گرا فوج سہم اور عنقویل کی ابرہا پر آ پڑی ابرہا کفار پر گرا تلوار چلنے لگی فوج ابرہا کی کمک کو آگئی دن بھر
جنگ مغلوبہ رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھرے عنقویل اور سہم اژدر صورت کے زخموں میں ٹانکے
لگے دونوں ہوش میں آئے اس اثنا میں ازرق عیار آیا حال عنقویل اور سہم اژدر صورت کا دیکھا عنقویل سے
کہا کہ جو آپ فرمائیں تو میں ابرہا کو پکڑ لاؤں عنقویل نے کہا کہ یہ تیرا کمال احسان ہوگا ازرق اُسی وقت روانہ ہوا۔
قریب لشکر ابرہا کے آیا صورت اپنی عمرو کی بنائی صبح کو ابرہا کے خیمے میں پہونچا ابرہا عمرو کو دیکھ کر تعظیم کے واسطے
اُٹھ کھڑا ہوا اور پوچھا کہ خواجہ خیر باشد تم کہاں آئے ازرق نے کہا کہ حمزہ صاحبقران نے تمہاری خبر کے واسطے بھیجا ہے
ابرہا نے عمرو کو اپنے پاس بٹھا لیا بہت خاطر و مدارات کی زر و جواہر دیا اور کہا کہ آج آپ یہیں رہیے کہا اچھا
کیا مضائقہ غرضکہ رات کو یہ نمک حرام ابرہا کے خیمے میں آیا اور سبکو بیہوش کر کے ابرہا کو بھی بیہوش کیا اور بقچہ
کر کے لے آیا صبح کو سامنے عنقویل کے آیا اور پشتارہ رکھدیا عنقویل نے مالامال کر دیا اور ابرہا کو غل و زنجیر میں

گرفتار کرکے ہوش میں لایا اور بہت سا عتاب و خطاب کرکے زندانخانے میں بھجوایا اور لشکر ابرہا کے شبخون
مارکر شکست دی مال و اسباب ابرہا کا لوٹ لیا فوج ابرہا کی بھاگی ہوئی بخدمت صاحبقران میں آئی احوال
بیان کیا صاحبقران کمال رنجیدہ ہوئے اور فرمایا ہے کوئی ایسا کہ جا کر ابرہا کو چھڑا لائے اور عقوبیل کو پکڑ لاوے
لندھور بن سعدان اپنے دنگل پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ میں جاتا ہوں امیر نے اُسے خلعت دے کر
رخصت کیا لندھور اُسیوقت کچھ فوج ہمراہ لیکر راہی ہوا بعد اُسکے حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ جا کر طلماس کو لاؤ تو
خیر ہی ورنہ بہتر نہ ہوگا ایک سردار گیا اور طلماس کو پیغام صاحبقران پہونچایا طلماس اُسیوقت سوار ہو کر خدمت
صاحبقران میں آیا آداب و تسلیمات بجالا کر بیٹھا صاحبقران نے ساقی کو اشارہ کیا فوراً ساقی گلابی اور جام لیکر
حاضر ہوا طلماس نے دو تین جام پیے اور نشہ ہوا صاحبقران سے عرض کیا حضور نے کیوں مجھے یاد فرمایا ہو حکم
ہو وہ بجالاؤں فرمایا کہ میں تمھارے باپ کو نہایت ہوشیار جانتا تھا مگر اُس سے عجب حرکت نامردانہ وقوع میں آئی
کہ ابرہا کو ارزق عیار کے ہاتھ پکڑوا منگوایا اور قید کیا اور میں نے ابرہا کو وہاں بھیجا تھا کہ عقوبیل کو سمجھا کر اپنے
ساتھ لے آوے اُسنے ابرہا کے ساتھ یہ سلوک کیا طلماس نے عرض کیا ای شہریار وہ پدر ہے میرا میں اُسکے مقدمے میں کیا
دخل دوں اگر حضور پہلے میرے پاس کہلا بھیجتے تو میں جاتا اُسے سمجھاتا مگر اب مجھسے کچھ نہیں ہو سکتا ہاں اُسکی طرف
داری نہ کرونگا فرمایا کہ تم دو ایک روز یہاں رہو تمھاری حرمت ہے عرض کیا اُسنے کہ میں حاضر ہوں مجھے عذر کیا ہے بہت
اچھا مگر خبر طلماس کے آنے کی لقا کو ہوئی نہایت برہم ہوا کہا کیوں حمزہ پاس گیا بختیارک نے کہا یا خداوند وہ
حمزہ کا غلام بنا ہوا ہے سردار جو لقا کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے کہا یا خداوند آپ خاطر جمع رکھیں ہم سب
طلماس کو ڈھونڈ لاوینگے اور یہ سزا پہونچاوینگے علی الخصوص زرین کلاہ بن قباد نے بہت سی لاف زنی کی کہ میں طلماس
کو مارونگا لقا نے دنگل طلماس کا زرین کلاہ بن قباد کو دیا کہ اس اثنا میں آذر کوہ پیشانی نے لقا سے کہا
یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے خبر ہرکاروں نے صاحبقران کو دی کہ لشکر کفار میں
طبل جنگ بجا ہے صاحبقران نے فرمایا الحمد للہ ایزدی ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی بجے یہاں بھی نقارہ
اسکندری پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر معرکہ کارزار میں صف آرا ہوے بعد
صف آرائی جاؤشان بلند آواز نے نقل کرنیب دی کہ کون بہادر دلیا ہے کہ میدان میں آئے اور نام رستم و
اسفندیار کا مٹائے آذر کوہ پیشانی لقا سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا عظیم کوہ بازو نے
بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر مرکب کو بڑھایا مقابلے کو چلا آذر کوہ پیشانی دور کر نگاہ دو بدو زن ہوا بعد گفتگو
نیزہ بازی ہوئی دونوں برابر رہے آذر کوہ پیشانی نے تلوار ماری کہ سپر کو قلم کرکے سر پر عظیم کوہ بازو کے پڑی
تا دو ابرو اُتر گئی عظیم نے سر اپنا پیچھے کھینچا تو گینڈے پر پڑی گردن اُسکی قلم ہوئی عظیم مع گینڈا تہ و بالا ہو کر
گرا اُس کافر نے چاہا کہ عظیم کو مار ڈالے عادل شاہ یمانی نے للکارا بدذات نامرد کوئی زخمی پر ہاتھ اٹھاتا ہے
رہ جا میں تیرے مقابلے کو آتا ہوں یہ کہکر مرکب کو اور زیادہ چمکار کر برابر اسکے آیا عظیم کو بھیجدیا آپ سامنا کیا
آذر نے کہا تو نے میرے صید زبون کو بچا لیا یہ کہکر وہی تیغہ خون آلود عادل شاہ پر مارا عادل شاہ نے سپر پر
روکا اور خود ایک تیغہ اُسکو ایسا مارا کہ ڈوبا سپر کو قلم کرکے سر پر پڑا تا جگرگاہ اُتر گیا آذر کوہ پیشانی گرا اور گیا نے ہی
فی النار ہوا اجراسن تحریر ایک سردار تھا وہ للکارتا ہوا عادل شاہ کی طرف دوڑا اور نیزہ سر کل لقا پرست
تھا آج مجھسے لڑنے آیا ہے اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا یہ کہکر برابر عادل شاہ کے آیا بعد حرب و ضرب کے

عادل شاہ کو زخمی کیا اور پھر مبارز طلب کیا قاسم مرکب کو جھکار کر سامنے اُسکے آئے خوب تلوار چلی یکایک مرکب
کا پاؤن سوشحانے میں جا پڑا گھوڑے نے سکندری کھائی قاسم کے سر سے خود اُلٹ گیا سر برہنہ پر تلوار حریف
کی پڑی تا دو ابرو اُتر گئی غرضکہ دو پہر تک پانچ جادو زخمی ہوئے اب وہ کافر پکارا ای خدا پرستو طہماس نے سمجھا کہ
کہ شکار سے دام فریب میں آکر گرفتار ہوا اور کسی کو میرے مقابلے کو بھیجو طہماس نے جو یہ آواز سنی گینڈے کو بھگا سو کر
سامنے اُسکے آیا اور کہا او مردک کیا دیکھتا ہی میں تیری خدمت گذاری کو موجود ہون اُسنے وہی تیغہ خون آلود طہماس کو
مارا طہماس تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین کر اُس سے لپٹ پڑا اور اُٹھا کر گینڈے پر سے زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر
قتل کر ڈالا پس کہنہ سے چیر کر پھینکدیا زرین کلاہ بن قباد نہایت غضبناک ہو کر سامنے طہماس کے آیا اور کہا غضب کیا
تونے جراسن سحر کو مار ڈالا القاسی تجھے نہایت آزردہ ہی مجکو تیرے قتل کیواسطے بھیجا ہی یہ کہکر تلوار طہماس پر ماری طہماس
نے تلوار اُسکی چھین لی اور اُٹھا کر گینڈے سے زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر سر دھڑ سے کھینچ لیا اور میدان میں
پھینکدیا اور پکارا ای دشمنان حمزہ دیکھو یون دشمن صاحبقران کو قتل کرتا ہون تمام کافر طہماس پر دوڑ پڑے
کہ قتل کرین طہماس پر تیر و تلوار چلنے لگی امیر نے فوج اسلام کو مدد کے واسطے بھیجا خوب جنگ مغلوبہ رہی شام کو طبل
بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون میں پھرگئے لقا بارگاہ میں مسند پر بیٹھا خبر ہرکارون نے دی کہ شہر عظلی آباد سے
مجمر جادو داماد مالک بن در دہشت کا آپکی مدد کو آتا ہی اور ساتھ اُسکے عشرت جادو بھی ہی لقا نے سرداران کو
استقبال کیواسطے بھیجا مجمر جادو اور عشرت جادو نے آکر لقا کی قدمبوسی کی احوال اہل اسلام کا پوچھا بختیارک نے
از ابتدا تا انتہا بیان کیا مجمر جادو اور عشرت جادو نے کہا اب ہمین حال معلوم ہوا ہم ایک دن مین کام خدا پرستون
کا تمام کرینگے اور نشہ شراب میں بدمست ہو کر طبل جنگ بجوایا خبر صاحبقران کو ہوئی یہان بھی نقارہ روئین نواز تش زن
آیا رات بھر جاری رہی صبح کو دونون لشکر مقابلے کو میدان میں صف آرا ہوئے نقیب نسب دیکر چلے گئے اصغر
زرد پوش ایک پہلوان زبردست رفیق مجمر جادو مقابلہ کا اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا ہاشم تیغزن شاہ
اسلام سے رخصت لیکر اُسکے مقابلے کو آئے بعد از گفتگوے بسیار اصغر نے نیزہ مارا ہاشم نے چند طعن میں نیزہ ہوا کی
کیا اصغر نے غضبناک ہو کر تیغہ مارا ہاشم نے سپر پیدک کے ہاتھ تیغہ کا مارا سپر کو قلم کر کے سر پر پڑا از سر تا تنگ فرس
جا کر بوسہ دیا بختیارک پکارا صلوات بر محمد با لعنت بر لات و منات اس اثنا میں مجمر جادو خود مقابلے کو آیا اور
ہاتھ سے ہاشم کے زخمی ہوا اُسوقت عشرت جادو میں تاب نہ باقی رہی اپنا اژدر آتش فشان کو بڑھا کر
سامنے ہاشم کے آیا للکارا ای خدا پرست تونے غضب کیا مجمر جادو کو زخمی کیا اور اصغر جادو کو مارا اب میرے ہاتھ سے
کہان جائیگا مجھپر بھی حملہ کر یہ سُنکے ہاشم نے وہی تیغہ چلا کر مارا عشرت نے سحر کیا ہاتھ ہاشم کا خشک ہو کر
رہ گیا عشرت جادو ہاشم کی مشکین باندھ کر لیگیا پھر عشرت جادو نے مبارز طلب کیا اسفندیار گیلانی اُسکے
مقابلہ کو آیا تلوار کھینچی عشرت جادو پر ماری عشرت جادو نے گرز سے روکی اور وہی تازیانہ اسفندیار
پر مارا اسفندیار اُسکی ضرب سے بیہوش ہو کر گرا عشرت جادو نے اسفندیار گیلانی کو بھی گرفتار کیا
چوگان بن حمزہ تلوار کھینچکر عشرت جادو پر دوڑا اور آتے ہی برابر ضرب تلوار ماری ایک بھی کارگر
نہ ہوئی عشرت جادو نے اسم سحر کا دم کیا کہ چوگان گھوڑے پر سے گرا اُسے بھی عشرت نے باندھ لیا غرضکہ
شام ہوئی گیارہ سردارون کو گرفتار کیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے لقا عشرت جادو پر
ندہ نثار کرتا ہوا بارگاہ میں آکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی جام مے ارغوانی گردش میں آیا لقا نے عشرت جادو

کی بہت سی تعریفین کین بختیارک نے کہا ای عشرت جادو لشکر خدا پرستون مین دو بلائین ہین ایک تو حمزہ
کہ وہ مالک باطل السحر ہی کل تم میدان مین جانا تو ہوشیار ہوکر جانا کسواسطے جب حمزہ اسم باطل السحر پڑھتا
ہی کیسا ہی سحر ہو رد ہو جاتا ہی دوسرے عیار حمزہ کا عمرو بلائے بے درمان اور آفت جہان ہی کہ شہر کے شہر
ساحرون کے غارت کر دیے سرپرندہ جادوگران اُسکا نام ہی عشرت جادو نے جو یہ سنا تو کہا ملک جی
مین انکا علاج کرونگا اور دل مین خائف ہوکر سوچا کہ یہان ٹھہرنا مناسب نہین مفت مین مارا جاؤنگا ابھی شہر
آتش حصار ہاتھ سے حمزہ کے غارت ہو چکا ہی یہ کہکر دو پہر رات گئے گیارہ سردار جو اسکے ساتھ تھے انکو لیے ہوے
شہر عظلی آباد کو راہی ہوا صبح کو ہرکارون نے خبر حمزہ صاحبقران کو دی کہ عشرت جادو عظلی آباد کو چلا گیا
فرمایا افسوس سردارون کو بھی لیگیا پھر طلماس کو بلوا کر تمام حال بیان کیا طلماس نے کہا ای شہریار غضب ہوا شہر
عظلی آباد بہت ہی سخت جگہ ہی سوائے جادوگرون کے اور کوئی نہین رہتا صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ
اگر خانہ شہر ام الجبال کے اسے بھی نہ لیا ہوگا اور اسلام آباد نہ کیا ہوگا تو نام اپنا صاحبقران نہ رکھا ہوگا
طلماس نے کہا ای شہریار اگر عظلی آباد کو آپنے مسخر کر لیا تو تمام پردہ ظلمات زیر حکم آپکے ہو جائیگا فرمایا خدا چاہیگا
تو ایسا ہی ہوگا یہ ذکر تھا کہ جام شراب گردش مین آیا جب نشہ شراب طلماس کو ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور صاحبقران سے
عرض کیا اب مین آپسے رخصت ہوتا ہون لقا کے پاس جاکر عذر و معذرت اس سے کرکے جلیشہ کلنگان کو جاؤنگا
بادشاہ اسلام نے فرمایا ای طلماس یہ دو رنگی اچھی نہین ہوتی اس کافر پرستی کو چھوڑ دے طلماس نے یہ سنکر نگاہ خشم آلود
سے بادشاہ اسلام کو دیکھا بادشاہ اسلام نے فرمایا تو یکسوئی کیون نہین اختیار کرتا طلماس نے کچھ جواب نہ دیا پیچ و تاب
کھاتا ہوا چلا گیا کینہ طلماس کے دل مین جو بادشاہ اسلام کی طرف سے تھا وہ دونا ہو گیا یہان بعد جانے طلماس کے
صاحبقران نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ شہریار آپ نے ناحق ایسے کلمے طلماس کو کہے اگر میرا لحاظ اُسے نہ ہوتا تو
بیشک کچھ فساد کرتا فرمایا کہ مجھے اسکے فساد کی کیا پروا ہی اور مین سچ کہتا ہون کہ طلماس بڑا کافر پرست ہی امیر نے کہا
وہ مرد بیرنگ ہی جانتا ہی کہ لقا قابل خدائی نہین ہی مگر اپنی وضعداری سے بجز اُسکے ملے جاتا ہی مجھے ڈر ہی کہ موقع
پاکر آپ سے بری طرح پیش آئیگا اور بہت بادشاہ اسلام کو سمجھایا کہ آپ ایسے کلمے طلماس کو نہ کہیے گا اُدھر طلماس جو
صاحبقران سے رخصت ہوکر بارگاہ لقا مین آیا سلام کیا دلگیر پاکر بیٹھا لقا نے بہت سی خاطر و مدارات کی اور کہا
تو میرا بندہ خاص الخاص ہی طلماس نے کہا یا خداوند مین نے ہتک سردار آپکے مارے مگر خدا پرستون کو میرا اعتبار
نہین آتا کہ یہ ہمارا دوست ہی بلکہ مجھپر طعنہ زنی کرتے ہین کہ تو خوف جان سے حمزہ کی اطاعت کرتا ہی یا خداوندا اگر حمزہ کا قدم
بیچ مین نہ ہوتا تو سب خدا پرستون سے اس کلمے کا عوض لیتا اور دیکھ لیجیے گا جس وقت حمزہ لشکر اسلام مین نہ ہوگا
مین بہت بری طرح ایک ایک سے پیش آؤنگا اور بارگاہ سلیمانی چھین کر آپکے واسطے لاؤنگا ہان جبتک حمزہ یہان
ہی مجکو کچھ نہین بن پڑتا کسواسطے کہ حمزہ نے میری جان بخشی کی ہی مین اُسکا بندہ احسان ہون یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا
اور سوار ہوکر جلیشہ کلنگان کی طرف روانہ ہوا پرچہ اخبار ہرکارون نے صاحبقران کو گذرانا صاحبقران نے
پڑھکر بادشاہ اسلام کو دیا کہ ملاحظہ فرمائیے طلماس نے کیا کیا لقا سے کہا بادشاہ اسلام نے کہا یا امیر بفضل الٰہی
کچھ اندیشہ نہین ہی بعد اسکے صاحبقران نے خلعت اور جام لبریز کے صحن بارگاہ مین رکھا اور فرمایا
کہ کوئی بہادر ایسا ہی کہ شہر شماریہ کو لے اور جتنے عیار وہان اسیر ہو گئے ہین انکو نجات دے فضل بن
گیا ہور خون آشام اور فرہاد خان کیفری اپنے رنگون پر سے اٹھ کر سامنے آئے عرض کیا کہ جو ارشاد عالی ہو تو

اسم جاکر قلعہ شماریہ کو لین امیر نے دونون کو خلعت دیکر رخصت کیا وہ بشوکت قلعہ شماریہ کو روانہ ہوئے خبر لقا کو ہوئی
جمہ زرین قبا نے کہا اگر حکم ہو تو مین جاؤن ان دونون کو سزا دون لقا نے کہا بہتر ہے بھیجا ہی تقدیر کی بالقصہ جمہ زرین قبا سامنے قلعہ
شماریہ کے آیا مقابل مین لشکر فضل بن گیا ہور خون آشام وغیرہ کے خیمہ اپنا استادہ کیا اور طبل جنگ بجوایا ادہر
فرہاد کے بھی لشکر مین نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بہر دونون طرف تیاری جنگ رہی صبح کو صف باندہکر کہڑے
ہوئے بعد صف آرائی جمہ زرین قبا میدان مین آیا مبارز طلب کیا فضل اسکے مقابلہ کو نکلا بعد گفتگو کے نیزہ بازی شروع
ہوئی فضل نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے تلوار ماری فضل نے تلوار اسکی رد کرکے ضرب شمشیر لگائی سپر کو قلم کرکے تلوار
تا دوابرو آگئی اسنے سر اپنا پیچھے کہینچا تلوار گینڈے کے سر پر پڑی سر اسکا کٹ گیا جمہ زرین قبا لڑکہڑا کر بیچ گیا اسکے
ساتھ والے جمہ زرین قبا کے فضل پر گرے فضل انپر گرا تلوار چلنے لگی لوگ جمہ زرین قبا کو قلعہ مین اٹھا لیگئے فضل بھی
حصار کے لڑتا ہوا پہونچا فرہاد کار زار دفضل پر دوڑا کہا کہ مین جمہ زرین قبا کے مقابلہ کو آتا تھا تو جلدی کرکے
چلا آیا اور فضل پر حملہ آور ہوا اور فضل اور فرہاد سے تو باہم مشورہ ہو چکا تھا فضل سامنے سے فرہاد کے بہاگا فرہاد کفار
قتل کرنے لگا مگر ضرب فرہاد کی بہت زبردست تہی ایک درخت کا تنہ اسنے اکہاڑ لیا تھا درخت سے مارتا ہی آتا تھا اکثر دب دب
اسکے نیچے پس جاتے ہین بہاگ کر کفار شکست کہا کر قلعہ کیطرف بہاگے فضل بہی انہین کے ساتھ لپٹ کر چلا
فتاح قلعہ دار نے دروازہ قلعہ کا کہولدیا کہ لوگ جمہ زرین قبا کے اندر قلعہ کے چلے آئین فضل بہی انہین لوگون
ملا ہوا اندر قلعہ کے چلا گیا بلکہ لوگ بہی فضل کے ہمراہ تہے فتاح قلعہ دار نے چاہا کہ دروازہ بند کرے فضل نے
نعرہ کیا کہ ابہی کا وقت تہا مین تمہین کب چہوڑتا ہون اور تلوار کہینچکر قتل کرنے لگا اسی اثنا مین فرہاد مع فوج داخل قلعہ
ہوا وہ عیار سیاہ پوش فضل پر حملہ آور ہوا تلوار ماری فضل نے تلوار اسکی چہین لی اور ایک تیغہ ابدار کا مارا اسکے
زخم کاری لگا وہ سامنے سے بہاگا فضل نے اسکا تعاقب کیا ادہر سے فرہاد آتا تہا ایک سیاہ پوش کو دیکھا کہ خون آلود
دوڑا چلا آتا ہے للکار کر دوڑا اسنے خنجر مارا فرہاد نے خنجر اسکا بچا کے ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا تو کون ہے اسنے کہا کہ مین عیار سلو
ہون صنوبر میرا نام ہے فرہاد نے کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین تجہے مار ڈالونگا وہ قدم پر جہکا از صدق مسلمان ہوا اور
جمہ زرین قبا قلعہ سے نکل بہاگا الغرض قلعہ مین بہت کچھ قتل عام ہو گیا بعد اسکے الامان کی آواز چارطرف سے
بلند ہوئی اور تمام اہل قلعہ رومال سے ہاتھ باندہکر سامنے آئے سبکو امان ملی تمام قلعہ مسلمان ہوا عیار صنوبر فتاح
کوتوال کو لایا وہ بہی مسلمان ہوا بعد اسکے عیار صنوبر نے مہتر قران اور خواجہ عمرو اور عیارون کو جو گرفتار تہے
سبکو قید سے رہا کیا اور شیرویہ اور اسد کو بہی رہا کرکے سامنے فضل و فرہاد کے لایا شہر اسلام آباد ہوا مگر لقا نے جو
خبر سنی کہ ملک شماریہ خدا پرستون نے لیا ہی بختیارک سے کہا یا خداوند یہان ٹہرنا مناسب نہین ہے طبل جنگ بجوا
اور رات کو اہل اسلام پر شبخون مارکر نکل چلیے لقا نے کہا مین نے بہی تقدیر یہی کی ہے اسیوقت طبل جنگ بجوایا ادہر
صاحبقران کو خبر ہوئی یہان بہی کوس حربی نوازش مین آیا رات کے وقت لقا شبخون خدا پرستون پر مار کر غظطلی آباد کو
روانہ ہوا حمزہ صاحبقران ملک شماریہ مین داخل ہوئے مسجدون کی بنیاد ڈالی بتخانے توڑ ڈالے گئے بانگ صلوٰۃ
بلند ہوئی جب امیر نے شہر شماریہ کے بندوبست سے فرصت پائی حاکم شماریہ کا بہندار وردگوش بن عادل شاہ کو کیا
اور عظیم کو وہ باز قیر کو شہر اناطولیہ کا حاکم کرکے وہان بسعید لعماء سے غظطلی آباد کے جانے کے سامان مین مصروف ہوئے

دوسری داستان جنگ فشان لندہور بن سعدان کے بیان ہونے مین

جرات نمایان سپہدار لشکر جلالت و دلیری ادایان سرعاری مع عیاران داستان جنگ فشان کو معرکہ رزم قدر شناسان کی ہے

میں یوں بیان کرتے ہیں کہ لندھور بن سعدان شہزادۂ ہندوستان جب نوشاباد کو روانہ ہوا بعد قطع مسافت نوشاباد
میں پہونچا ہوشنگ عیار نے خبر عنقوبیل دیو پیکر کو دی کہ لندھور آ پہونچا ارزق عیار موجود تھا اسنے کہا جواب فرمائیں تو
میں لندھور کو بھی پکڑ لاؤں عنقوبیل نے ارزق سے کہا اس سے کیا بہتر ارزق وہاں سے روانہ ہوا اور ایک فقیر
کی صورت بنکر داخل لشکر لندھور ہوا سیر کرتا ہوا دربارگاہ لندھور پر آیا دیکھا کہ لندھور اور سردار لیکے بیٹھے ہیں ناچ ہو رہا
ہے جام گردش میں ہے یہ دیکھکر ٹھہر گیا جب دربار برخاست ہوا سب سردار ناطر کر چلے گئے لندھور کی آنکھ لگی بعد ارزق
نے گرد آوری خیمہ کی شروع کی دیکھا سب طرف عیار نگہبان پاسبان ہوشیار بیٹھے ہیں پھرتے پھرتے ایک جگہ جا دیکھا
کہ ایک گڑھے میں پانی بھرا ہوا ہے اور وہاں سناٹا ہے ارزق پانی اسکا پھینک کر خنجر سے نقب کھودنے لگا قضارا
الیاس ہندی لندھور کے خیمہ کے گرد پھر کر اپنے خیمہ کو چلا تھا آتے آتے اس مقام پر پہونچا فضلہ عیاری کا اسکے
ہاتھ میں روشن دیکھا کہ مٹی تازی کھدی پڑی ہے متعجب کر دیکھنے لگا خیال کیا کہ ایک عیار خاک میں ملا ہوا اندر سے کھود کے
کے مٹی باہر پھینکتا ہے الیاس نے دلمیں کہا کہ عیار عنقوبیل کا ہے نقب کھودتا ہے کہ لندھور کے خیمہ میں جا گرفتار کرے
اسکو گرفتار کیا چاہیے جب مٹی پھینک کر اندر نقب کے گیا الیاس نے جلدی کنارے پر نقب کے جا کر پوشیدہ کر دیئے
جیسے وہ باہر نقب کے مٹی پھینکنے کو آیا الیاس نے کمند کھینچی ارزق الجھکر گرا الیاس نے دوڑکر اسکی چھاتی پر چڑھ کر
اور مشکیں باندھ لیں پوچھا سچ بتا تو کون ہے اسنے کہا میں ارزق عیار ہوں لندھور کے گرفتار کرنے کو آیا تھا الیاس
ہندی نے کہا اگر تو اسلام لائے تو میں تجھے چھوڑ دوں اسنے کہا میں نے الفت کی الیاس نے اسے کلمہ پڑھایا وہ
طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر خوف جان سے مسلمان ہوا اور کہا مجھے لندھور کے پاس لیچلو میں ایسی ترکیب بتاؤنگا کہ عنقوبیل
بسہولت آسانی گرفتار ہو جائے الیاس ارزق کو صبح کے وقت لندھور کے پاس لایا سب حال بیان کیا لندھور نے
ارزق کو خلعت دیا اسنے کہا کہ رات کو آپ میرے ساتھ چلیے میں سر پر عنقوبیل کے لیجا کر کھڑا کر دونگا لندھور نے
کہا اچھا اور دوپہر رات گئے چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر روانہ ہوئے مگر ارزق عیار نے ہوشنگ عیار سے کہلا بھیجا
تھا کہ تو جا کر عنقوبیل کو مطلع کر کہ میں لندھور کو لیے آتا ہوں تم ہوشیار رہو ہوشنگ نے جا کر عنقوبیل سے کہا کہ ارزق
لندھور کو لیے آتا ہے عنقوبیل ہوشیار ہوا اور فوج کو تیار کر رکھا جیسے لندھور ادھر سے آیا عنقوبیل للکارا کہ او ہندی
مجھکو غافل سمجھا ہے اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا لندھور بھی نیزہ کو جنبش دیکر نگاور ہوئے بعد ایک
نیزہ بازی ہوئی لندھور نے نیزہ اسکا چھین لیا عنقوبیل نے تیغہ مارا لندھور نے وار بچا کر دوسرا تیغہ دو دستی
کا ہاتھ مارا سپر کو قلم کر کے سر پر پڑا دو انگل اتر گیا عنقوبیل نے سر اپنا پیچھے کھینچا تیغہ کنڈے کی گردن پر پڑا سر قلم ہو کے
گرا عنقوبیل کود پڑا اور سر الگ تھا موجود تھا اسپر سوار ہوا اور میل فولادی گیارہ من کا لندھور پر مارا لندھور نے کھینچکر
کی بچاؤ کیا میل گرفتہ پیر سے پھسل کر شانے پر لندھور کے پڑا شانہ ٹوٹ گیا اور وہاں سے اکر مغز پر ہاتھی کے پڑا پاش پاش
ہو گیا لندھور ہاتھی سے کود پڑا مگر شانے کے زخم سے طاقت کھڑے رہنے کی نہ پائی بیہوش ہو کر گرا لوگ لندھور کو
اٹھا لے بھاگے عنقوبیل نے تعاقب کیا لشکر پر لندھور کے گرا قتل کرنا شروع کیا فوج لندھور کی لڑنے لگی آخر کار فوج
لندھور کی شکست کھا کر بھاگی ایک دو منزل کوہ ہند میں جا کر ٹھہری عنقوبیل بعد شکست فوج کے مال و اسباب لوٹ کر اُسے لیکر
پھر گیا مگر الیاس ہندی خدمت صاحبقران میں گیا حال لندھور کا بیان کیا صاحبقران نہایت رنجیدہ ہوئے عمرو عیار کو بلا کر کہا
ارزق عیار نے سخت ناچ کیا ہے بیچارہ لندھور کو اور ... جام شربت کا اور خلعت جلی پہنا کر اور کہا کہ کوئی ایسا کام کرو کہ ارزق
عیار کو سزا دے اور عنقوبیل کو پکڑ لائے عمر قران جنبش سے بچا لیا اور عرض کیا کہ جو حکم ہو وہ کام کیجئے بعد ارزق کو سزا پہونچا

مرکبوں پر سے اٹھالیا اور نقاب میں دونوں کے چہروں سے نوچ لیں دیکھا کہ دو جوان خوبرو کمسن ہیں ایک آفتاب دوسرا
مہتاب ہے ابرہا اور لندھور نے پوچھا تم کون ہو ان دونوں نے کہا ہم ہمشیرزادے عنقوبل دیو پرور کے ہیں
نام ہمارے شہماسپ اور گہماسپ ہیں ابرہا اور لندھور نے کہا کہ لقا پر لعنت کرو اور اسکے پرستاروں پر دین
اسلام میں آؤ نہیں تو جان سے ہاتھ اٹھاؤ وہ دونوں کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئے دین اسلام میں آئے اور
شریک ابرہا و لندھور کے ہوئے ادھر عنقوبل جو بھاگ کر نوشاباد کو گیا تھا وہاں ملکہ صنوبر بانو نے عنقوبل کو
بیہوش کیا اور غل و زنجیر میں گرفتار کرکے ابرہا و لندھور کے پاس بھیجا لندھور اور ابرہا نے نوشاباد کو ملکہ
صنوبر بانو کے سپرد کیا اور آپ مع لشکر ظفر پیکر عنقوبل کی قید ہمراہ لیکر خدمت صاحبقران زمان میں روانہ ہوئے

دوسرے داستان غدرستان لقاے بے لقا کا عنظلی آباد میں آنا اور صاحبقران زمان کا مع لشکر فیروزی اثر تعاقب کرنا اور حالات وغیرہ کا بھی بیان کیا جاتا ہے۔

افسون طرازان سحر بیان سخن پرداز و سحر پردازان خوش کلام جادو انداز افسانہ طراز اس داستان عجائب
نشان کو بعبارت رنگا رنگ یوں ہنگامہ آراے جادو زبانی و انجمن پیراے سحر بیانی کرتے ہیں کہ لقاے بے لقا
جبکہ ملک شمار سے بھاگا اور قریب شہر عنظلی آباد کے پہونچا مالک بن زرد دہشت جادو نے خبر سنی کہ لقا ہاتھ
سے خدا پرستوں کے شکست کھا کر یہاں آیا ہے ساحروں کو حکم دیا کہ جاؤ اور لقا کو استقبال کرکے لاؤ تمام ساحر گئے
اور لقا کو بعد تعظیم و تکریم لائے مالک بن زرد دہشت بڑے عز و اکرام سے پیش آیا اور اپنے سے بلند بٹھایا
کمال آبرو اور عزت کی اور کئی روز تک دعوت و ضیافت میں مصروف رہا پھر اسکے ایک روز اپنے ساتھ لیکر سوار
ہوا تمام شہر کی سیر کرائی اور چمنستان عنظلی آباد دکھائے پھر آکر بارگاہ میں بیٹھا بختیارک نے حال اہل اسلام کا
بیان کیا کہ اے مالک خدا پرست بڑے بے سبب دمان اور آفت جہان ہیں ام البجال اندر کوٹ جاہ ماران
کے ساحروں کو مارا شہر صندل کو جلا دیا کشمیر و کشمیر کے جادوگروں کو خاک میں ملا دیا ابھی وہ یہاں آئے نہیں
ہیں آپ جلد تر انکا سد باب کیجیے اس مقام پر انکو آنے نہ دیجیے مالک بن زرد دہشت جادو ہنسا اور کہا کہ
ملک جی تم گھبراؤ نہیں یہاں اور طرح کا کارخانہ نہیں ہے جو خدا پرست اس مقام پر آئیگا مارا جائیگا یہ کہکر سات
جادوگروں کو حکم دیا کہ تم جاکر ہفت درے کا بندوبست کرو کہ خدا پرست عنظلی آباد میں نہ آسکیں اسی وقت سات
جادوگر اٹھے اور ہفت درے کی طرف روانہ ہوئے اور نام ان جادوگروں کے یہ تھے ابلیس دہان جادو
و شرر رود گردان جادو و جلیل کاروان جادو و آبریز جادو و باد انگیز جادو و آتشبار جادو و غبار
خاکشہر جادو و مسافرین جادو جادوگر جب وہاں پہونچے اپنا اپنا طلسم آراستہ کرکے سد باب کیا کہ پرندہ بھی اڑ کر
نہ آسکے اور درندے کی کیا مجال کہ قدم وہاں رکھے پھر ان ساتوں جادوگروں نے مالک بن زرد دہشت
کہلا بھیجا کہ راہ ہفت درے کی بخوبی تمام مسدود کر دی ہے آپ مطمئن رہیے مالک نے بختیارک سے کہا
ملک جی اب خدا پرست کیونکر یہاں آئینگے اور اگر آنے کا ارادہ کرینگے تو مارے جائینگے بختیارک نہایت خوش
ہوا اور لقا کو مژدہ جان بخش دیا کہ یا خداوند اب آپ یہاں چین سے رہیے بے خوف و خطر عیش و عشرت کیجیے
یہ ذکر تھا کہ زرد دہشت جادو نے آکر عرض کیا کہ میں جو خدا پرستوں کو اسیر کرکے لایا ہوں انکو کیا حکم ہوتا ہے بختیارک نے
کہا انکو قتل کیجیے یہ سنتے مالک بن زرد دہشت حکم قتل دیا چاہتا تھا کہ ملکہ جادو سامنے سے آئی اور کہا اے پدر
بزرگوار ابھی انکا قتل کرنا مناسب نہیں ہے انکو قید رکھیے القصہ ہاشم تیغ زن اور برق دم بردعی اور اسفندیار گیلانی

وغیرہ کو جانور بناکر صحراے عظلی آباد مین چھوڑ دیا اور لقا کو مع لشکر چمنستان عظلی آباد مین پہونچایا کہ سیر بہار کی دیکھ
کیا کرے لقا مصروف عیش و عشرت ہوا تمام دن گلگشت چمن مین گذرتا تھا اور تمام رات شراب خواری مین بسر
ہوتی تھی یہانتک کہ زمانہ آتش پرستون کی عید کا قریب آیا تمام شہر کو مالک نے آئینہ بند کرایا اور کوچہ کوچہ چراغان کی
تیاری کی اور لقا کو ساتھ لیکر مقام تابوت زردہشت پر لیگیا دیکھا لقا نے کہ ایک احاطہ ہی اور چار دیواری طلائی ہی اور
اُسمین ایک برج طلائی مثل آفتاب کے چمکتا تھا لقا اندر اس احاطے کے گیا دروازے پر برج کے دیکھا کہ قسیس و رہبان
بیٹھے ہوے ہین لعنت کچ رہا ہی نوبت کی آواز بلند ہو رہی تھی انجمن کی صدا گوش فلک ہی ناقوس بجتے ہین یا خداوند
زردہشت کا غل ہی اور ایک صندوق معلق بہوا معلوم ہوتا ہی اور دونون طرف اسکے خود بخود چنور ہل رہے
ہین مگر چنور ہلانے والے نہین دکھائی دیتے ہین اور اندر اس برج کے ایک گاے چوتار بجا رہی ہی اور بار بار
شراب پیتی ہی اور چار طرف ایسی روشنی ہی کہ زمین سے آسمان تک وہ مقام شعلہ آتش معلوم ہوتا ہی سبھون نے اس
صندوق کو سجدہ کیا کہ ایک آواز اس صندوق سے آئی ای لقا ہمنے تجھے اپنا نائب کر کے باختر مین بھیجا تھا تونے
جاکر اپنی خدائی وہان ظاہر کی اور ہمین بھول گیا چار دیو تیرے تابع وہان تھے سات قیطل عظیم الشان تھے
کیا کیا کارخانے ہمنے درست کر دیے تھے مگر تونے جو ہمکو فراموش کیا اس فراموشی سے ہمکو اس درجے کو پہونچایا نہ
تو ہم سے برگشتہ ہوتا نہ یون خراب و خستہ پھرتا اور دیکھ جسنے جسنے گمراہی کی وہ عذاب ابدی مین گرفتار ہوا دیکھا لقا نے
کہ لات اعلی اور منات معلی اور تمام خداوندان باطل غل و زنجیر مین گرفتار ایک طرف کو کھڑے ہوے گریہ و زاری
کر رہے ہین اور لقا کو دیکھکر پکارے کہ ہم بھولکر خداوند زردہشت کو اس حالت خراب مین گرفتار ہوے بہتر یہ
ہی کہ تو اس گمراہی سے باز آ اور عذر و معذرت خداوند کے سامنے لقا نے بختیارک سے کہا کہ کیا کہتا ہی تو وہ
بولا اسوقت سب کچھ جائز ہی اسکا محل و موقع ہی بقول شیخ سعدی شیرازی شعر ہر جاے مرکب توان تاختن +
کہ جاہا سپر باید انداختن + غرضکہ لقا و بختیارک نے ہاتھ اٹھاکر کہا یا خداوند خداہی معاف کیجیے ہم بندے
اپنی نالائقی کی سزا کو پہونچے اب ہنگام مددگاری کا ہی دشمنون کو غارت کیجیے ہم آپکو سجدہ کرینگے اس صندوق
سے آواز آئی ہم جانتے ہین کہ بختیارک کے تعلیم کرنے سے تونے یہ کلمے کہے ہین لقا یہ سنکر کانپ گیا اور کہا بیشک
تو خداوند برحق ہی وہ شخص بندہ تیرا ہی اب عفو تقصیر کا امیدوار ہی پھر آواز آئی کہ اچھا خیر یہ بھی تیری خاطر ہی
کہ تو بھاگ آیا ہی اور ہمارے دامن دولت مین پناہ لی ہی اور خداپرستون سے خائف ہی اب ہمکو بھی چاہیے
ہی کہ تیری کمک کرین اور خداپرستون کے غارت ہونے کا بندوبست جلد ہوا جاتا ہی پھر وہ آواز مالک کیطرف
مخاطب ہوئی کہ اسے خلعت سرفرازی دو اُسیوقت مالک نے خلعت زردہشتی لقا کو پہنایا اور مالک بن
زردہشت جادو وہان سے پھر کر لقا کو لیے ہوے آب عبود پر آیا کہ سامنے اس احاطہ طلائی کے
ایک تالاب نہایت عظیم الشان تھا اور اسکے کنارے پر ایک جوڑا زاغ سیاہ کا ہی کا بیٹھا ہوا تھا اور یہ تماشا کرتا
تھا کہ بار بار جوش مستی سے جفتی کھاتا تھا اور ہر جفتی کے بعد ایک بچہ پیدا ہوتا تھا اور ہوا لگکر دم بھر مین مثل
قد و قامت پدر و مادر کے ہوتا یہانتک کہ ہزارہا کا قد و قامت صاحب دفتر نے تحریر کیا ہی اڑ اڑکر صدا دیتا تھا
یا خداوند زردہشت پھر پرواز کرکے طرف آسمان کے چلا جاتا تھا لقا یہ تماشا دیکھکر بہت حیرتناک ہوا مالک
نے کہا ای لقا جسقدر پانی چاہو اس تالاب مین سے صرف کرو کم نہوگا جتنا لیجیے اتنا ہی تالاب رہتا ہی لقا
متحیر ہوا اور پھر وہان سے چمنستان عظلی آباد مین آیا اور عیش و عشرت مین مشغول ہوا ہر صبح کو اکر ایک بادشاہ

لقا کو لیجاتا تھا اور دعوت و ضیافت کرتا تھا ناظرین پر واضح ہو کہ لقا تو عظلی آباد میں صحبت عیش و عشرت میں تھی
اور دعوت و ضیافت کھانے میں مصروف ہی لیکن بیان حال سنیے حمزہ صاحبقران کا کہ یہ شہر شماریہ کو مسخر
کر کے تعاقب میں لقا کے روانہ ہوئے تھے کوچ بکوچ منزل بمنزل چلتے چلتے قریب شہر عظلی آباد کے پہونچے
بارگاہ سلیمانی استادہ کرائی اور تمام لشکر ظفر پیکر کے خیمے برپا ہوئے صاحبقران اور بادشاہ اسلام داخل بارگاہ
سلیمانی ہوئے اور سرداران نامی وغیرہ و شاہزادگان اپنے اپنے خیموں میں آئے دوسرے روز ہرکاروں نے
آکر خبر دی کہ راہ شہر عظلی آباد کی ساحروں نے مسدود کی ہی ساتوں درے بند ہیں یہ سنتے صاحبقران نے
سات خلعت منگوا کر رکھے اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ سات بہادر دینار ہفت درے کو پاک کریں اور
ساحران غدار کو ہلاک کریں یہ کلام شجاعت نظام صاحبقران عالی مقام سنکر مظفر ارمنوسی اور طول مست
بربری اور فصل بن کیاہو خون آشام اور فرہاد خان گبری اور پہلوان عادی اور کرب غازی اور
جمہور جانسوز یہ ساتوں بہادر اپنے اپنے دنگلوں سے اٹھے اور سامنے صاحبقران کے آکر مجرا کیا اور یوں
عرض پرداز ہوئے کہ بتائید یزدانی باقبال صاحبقرانی ہم لوگ جا کر ان ساتوں دروں کو پاک کرینگے صاحبقران
نے ان ساتوں بہادروں دینار کو خلعت دیے اور رخصت کیا ہر ایک نے ایک ایک درے کی راہ لی اول
ملک مظفر ارمنوسی کا حال بیان کیا جاتا ہی کہ یہ جب درۂ اول پر پہونچا دیکھا تمام درہ کوہ نار معلوم ہوتا ہی
ملک مظفر نے دراز اندیشہ نہ کیا گھوڑے کو اسی آگ میں ڈالدیا چند قدم چلا تھا کہ ایک جادوگر دکھائی دیا کہ تمام بدن
سے اُسکے شعلۂ آتش نکل رہے ہیں اور وہ کھڑا ہوا اسم سحر کا پڑھ پڑھ کر دم کر رہا ہی آگ بہت زیادہ بھڑک رہی ہی جب
آتشبار جادو نے ملک مظفر کو دیکھا کہ گھوڑا اٹھائے ادھر چلا آتا ہی آواز دی کہ خبردار اسطرف نہ آنا یہ راستہ
ہمارے مالک نے مسدود کر دیا ہی ادھر سے جانے کا حکم نہیں ہی ملک مظفر للکارا کہ اوکافر ہمارے آقا کا حکم ہی
کہ جو سد راہ ہو اُسے مار کر درے کو پاک کرو اور اُسی طرف سے عظلی آباد کو جاؤ تمہاری سحر و ساحری پر مغرور ہونا
لاکھوں جادوگر ہمارے آقا نے مارے ہیں تجکو بھی فی النار و بالسقر کرینگے یہ سنکر آتشبار جادو برہم ہوا اور چاہا کہ سحر
کرے مظفر نے تیر کمان میں پیوستہ کر کے مارا کہ اُسکے سینے پر پڑا زخم کاری لگا مگر اُسنے سحر کیا تمام زمانہ دھوئیں سے
تاریک ہو گیا اور ہزارہا شعلۂ سرکش ملک مظفر پر دوڑے اور لپٹ کر اسکو اسیر کر کے لیگئے بجلیاں چمک چمک
کر لشکر مظفر کے گردنوں کو مارنے لگیں کٹ کٹ گئے بہت لوگ مظفر کے مارے گئے باقی بھاگ کر خدمت صاحبقران
میں روانہ ہوئے اب حال طول مست بربری کا سنیے کہ یہ جو دوسرے درے میں پہونچا دیکھا دریا پانی
کا جاری ہی اور اُسی دریا پر ایک ساحر کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی پانی اُس دریا کا جوش مار رہا ہی آبریز جادو نے جو
طول مست بربری کو دیکھا پکارا کہ خبردار ادھر آنے کا قصد نہ کرنا نہیں تو گرداب بلا میں مبتلا ہو جائیگا
طول مست للکارا کہ اوکافر ہم تجھی کو مار کر اسی راہ سے جائینگے اور چاہا کہ تیر اُسپر مارے کہ ایک نہنگ سیاہ
رنگ اچھل کر طول مست کو نگلگیا اور مچھلیاں اس دریا سے نکلکر لشکر پر طول مست کے گریں اور بہتوں کو نگل گئیں
کچھ لوگ زمین سے باقی رہگئے تھے کہ وہ بھاگ کر خدمت صاحبقران میں راہی ہوئے اب کیفیت فصل بن
کیاہو خون آشام ملاحظہ کیجیے کہ یہ تیسرے درے پر پہونچا دیکھا کہ درۂ کوہ میں سے اسقدر ہوا تیز آتی ہی
کہ گھوڑے کا قدم ٹھہر نہیں سکتا بمشکل تمام فصل اندر درے کے پہونچا دیکھا کہ ایک جادوگر مشک پھولی ہوئی
ہاتھ میں لیے کھڑا ہی اور ہر مرتبہ اُسکی دم کشی ہاتھ سے کرتا ہی کہ ہوا تیز زمین سے نکلتی ہی اور ہوا سے اُچھلی

کو طوفان خیز کرتی تھی بادا انگیز جادو نے جو فضل بن گیا ہوا تو دیکھا للکارا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا نہیں تو برباد
و تباہ ہو جاؤ گے فضل نے نعرہ کیا کہ او خیرہ سر میں تیرے ہلاک کرنے کو آیا ہوں اور تلوار کھینچکر چلا اسنے سحر کیا کہ
ایسی ہوا چلی تند و تیز منہ کے سے نکلی کہ فضل مع فوج کے گھوڑے سے گرا اور پھر اٹھکر چاہا کہ سوار ہو پھر گرا
پھر قصد کیا سوار ہونے کا پھر گرا غرضکہ بیہوش ہو گیا بادا انگیز جادو اژدہے کی صورت بنکر فضل کو نگل گیا
اور شعلہائے آتش فشان چھوڑ کر لشکر فضل کو پراگندہ کر دیا بہت سے اہل اسلام جل گئے باقی بھاگ کر وہاں سے
نکل گئے اب حال فرہاد خان بکھری کا سنیے کہ یہ درۂ چہارم پر پہونچا دیکھا کہ دریاے ریگ رواں کا
شور ہے اور جوش مار رہا ہے فرہاد نے رکب کو جھکا کر دریاے ریگ میں چند قدم آیا ہوگا کہ مع فوج دھنس گیا
کچھ لوگ جو پیچھے رہ گئے تھے وہ بھاگ کر صاحبقران کی خدمت میں روانہ ہوئے آغور خاکی نے جادو
فرہاد خان کو گرفتار کر کے لیگیا پہلوان عادی کی اب کیفیت بیان کیجاتی ہے کہ یہ جب پانچویں درے
پر پہونچے دیکھا کہ تمام پہاڑ لوہے کا ہے اور راہ کہیں نہیں ہے ہر چند ڈھونڈھا کہیں گذار رستہ نہ پایا چاہا کہ وہاں سے پھر جائے
کہ ایک اژدہا پیدا ہوا اور قلاب آتشی چھوڑ کر دم کشی کی کہ پہلوان عادی کو نگل گیا اور شروع رود گران جادو
نے لشکر پہلوان عادی پر شعلۂ آتش گرائے کہ ہزارہا عادی جل گئے باقی بھاگ کر بہت اسیر روانہ ہوئے لیکن
کرب غازی درۂ ششم پر پہونچے دیکھا کہ پہاڑ پتھر کا ہے اور راہ کہیں نہیں معلوم ہوتی کہ جب دیکھ رہے تھے
کہ آسمان پر سے پتھر برسنے لگے یہاں تک سنگباری ہوئی کہ کرب غازی مع فوج پتھروں میں دب گئے کچھ لوگ جو پیچھے
باہر تھے وہ بھاگ کر خدمت صاحبقران میں راہی ہوئے جمہور جہانسوز مع فوج ساتویں درے پر پہونچا
دیکھا کہ پہاڑ شیشے کا ہے اور راستہ کسی طرف سے نہیں ہے ہمراہیوں سے کہا کہ میں گرز مار کر راستہ پیدا کرتا ہوں
یہ کہکر گرز پہاڑ پر مارا گرز نے اچٹ کیا وہ گرز اور لگا باسرے خاطر شکنی گرز سے کچھ حاصل نہ ہوا یکایک ایک اژدہا عجیب
پیدا ہوا اور ایک ساحرہ کہ نام اسکا سنجنل جادو تھا شیشہ ہاتھ میں لیے ظاہر ہوئی اور سامنے جمہور کے شیشے
کو گردش دی کہ جمہور اس شیشے میں اتر آیا اور لشکر جمہور مثل ریگ شیشہ ساعت زیر و بالا ہو کر فراری ہو گیا
یہاں حمزہ صاحبقران کو متواتر خبر ہوئی اور سرداروں کے اسیر ہو جانے کا حال سنا نہایت غضبناک ہوئے
اور کوچ کر کے درۂ آتش پر آئے دیکھا کہ صدہا جادوگر ہیں اور ایک جادوگر کہ آگ اسکے منہ سے نکلتی ہے کھڑا ہوا آگ
کر رہا ہے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے اسی طرف چلے اسنے ہر چند سحر کیا کچھ نہ ہو سکا آخرکار صاحبقران
نے آتشبار جادو کو للکارا آتشبار جادو سامنے سے ہٹ گیا صاحبقران سامنے درۂ آتش کے اترے ادھر
ساتوں جادوگر ساتوں سرداروں کو اسیر کیے ہوئے مالک بن زرد ہشت کے پاس لائے تھا اور بختیارک
اہل اسلام کی گرفتاری کی خبر سنکر مالک کے پاس آئے ہوئے تھے اور بختیارک کہہ رہا تھا کہ خدا پرست
اسیر ہو گئے ہیں آپ نے انکے استیصال کا سامان کیا یا نہیں مالک کہہ رہا تھا کہ تم خاطر جمع رکھو دیکھو کیسے
عذاب سے انکو مارتا ہوں یہی گفتگو تھی کہ ساحران ہفت درہ نے لاکر ساتوں سرداروں کو سامنے مالک کے
حاضر کیا مالک نے بختیارک سے کہا کہ دیکھا منشی یہ سب گرفتار ہو کر آئے بختیارک نے کہا اسکو غنیمت سمجھیے جلد
انکو قتل کیجیے یہ ذکر تھا کہ ملکہ جادو مع گلشن جادو و گلستان جادو کے سامنے سے آئی مالک بن زرد ہشت
کو سلام کیا پاس آکر بیٹھی احوال سرداران اسلام کا پوچھا مالک نے کہا بیٹا یہ اسیر ہو کر آئے ہیں بختیارک کہتا ہے
انھیں قتل کیجیے ملکہ بولی ابا یہ بدبخت گوارا اسی کے صلاح و مشورے سے لقائی خدائی برباد ہوئی آپ اسکے کہنے پر

نہ لیجیے گا جان اور خدا پرست قید مین وہان انکو بھی بھیجدیجئے بعد گرفتاری حمزہ کے سبکو قتل کیجیے گا مالک نے
اسیوقت ساتون ساحرون کو حکم دیا کہ ساتون سردارون و جانفزا بنا کر صحرائے عظلی آباد مین چھوڑ دو یہ حکم دیکے ملکہ جادو
تو چلی گئی اور بختیارک نے لقا سے کہا کہ مجکو معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ خدا پرستون سے ملی ہوئی ہے لقا نے کہا او بچا چپ ہو
کیا بکتا ہے کوئی سن لیگا تو اسقدر جوتیان پڑینگی کہ ایک بال تیرے سر مین نہ باقی رہیگا اب مالک کو ہرکارون نے خبر دی
کہ لشکر حمزہ کا درۂ آتش بار پر آکر اترا ہے لقا نے کہا کہ تم فوج ساحرون کی لیکر یہان سے جاؤ اور اپنے سامنے خدا پرستون
کو لڑواؤ لقا لشکر ساحرون کا لیکر روانہ ہوا ادھر آتشبار جادو نے ملک منظفر کو بصورت گرگ بنایا اور رابیر جادو نے
طول پست کو شکل پلنگ بنایا اور خاکستر جادو نے پہلوان عادی کو بہیئت جاموس کیا اور سحاع
باد انگیز جادو نے جمہور کو ہرن کر دیا اور شروع رود گردان جادو نے فضل بن گیا ہور خون آشام کو کرگدن
بنایا اور چالاک جادو نے کرب غازی کو مانند شیر کے بنایا اور مشتعل جادو نے فرہاد خان یکضربی کو [illegible]
بنایا ان سبکو جدا جدا چالیسون پر بنا کر صحرائے عظلی آباد مین چھوڑ دیا لیکن اب حال سنیے حمزہ صاحبقران کا کہ یہ
سامنے درۂ آتشبار کے اترے ہوئے ہین کئی روز کے بعد ایک روز گھبراکر سوار ہوئے کہا کہ آج انشاء اللہ تعالے
درۂ آتشبار سے گذر جاؤنگا یہ سوچ کے قریب درۂ آتشبار کے پہونچے کہ کچھ ساحر علم و نشان ہاتھون مین لیے اژدھون
پر سوار دکھائی دیے اور ایک طرف کو آکر قائم ہوئے بعد اسکے دیکھا کہ اور فوج ساحرون کی چلی آتی ہے سردار ساحرون
کے شیر و پلنگ و فیل آتشین اور کرگدن آتشین پر سوار ہین اور سب کے سب آکر درۂ آتشین پر اتر پڑے مگر لقا کا
حال سنیے کہ بیٹھے تو تابوت زر دہشت جادو کے سامنے گیا سجدہ کرکے پکارا یا خداوندا اب دشمن نہایت سر آپہنچا
اور یہ کہکر خوب رویا ایک آواز آئی اے لقا تو گریہ و زاری نکر خاطر جمع رکھ تمام دشمن تیرے ایسے جاینگے شریک لشکر
ساحران رہ لیکن یہان حمزہ صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہوئے تھے کہ لندھور اور ابرہا عنقویل کو گرفتار
کیے ہوئے لائے ملازمت صاحبقران کی حاصل کی صاحبقران نے عنقویل کو سامنے طلب کیا عنقویل نے
آکر بطریق لقا پرستان سلام کیا صاحبقران نے اسے بٹھایا جام شراب کا دیا اور فرمایا اے عنقویل لعنت کر لقا پر
اور دین اسلام قبول کر نہین تو مارا جائیگا اسنے کہا کہ آپ شہر عظلی کو سخر کر لیجیے تو مین دین آپ کا اختیار کرونگا
صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا اور عنقویل کو ابرہا سے دوجنگل کے حوالے کیا کہ اسے اچھی طرح رکھو ابرہا
نے عنقویل کو اپنے خیمے مین لیجا کر نظر بند کیا شراب و کباب اسکے واسطے مہیا کر دیا ادھر ملک اخضر سبز پوش
نے طبل جنگ بجایا خبر صاحبقران کو ہوئی فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل یزدانی کوس حربی بجے اور [illegible]
نقارۂ رزمی نوازش مین آیا رات بھر دونون طرف تیاری جنگ رہی لشکر ساحران تمام رات اپنا اپنا سحر
جگایا کیا حمزہ صاحبقران زمان عبادت خانہ استوار کرا کر اسمین داخل ہوئے نماز پڑھ کر دعا مانگنے لگے
غرض چار پہر رات جانبین مین عجب ہنگامۂ عظیم رہا صبح کو ادھر سے بادشاہ اسلام اور حمزہ صاحبقران مع
سرداران عالی مقام فوج بے شمار لیکے معرکۂ کارزار مین آکر قائم ہوئے ادھر سے لقا بے مہر دار تخت نکبت
پر سوار تمام ساحران غدار کو ہمراہ لیے ہوئے کہ ہر ایک ساحر کے آگے ڈھول بج رہے تھے اور ناقوس پھونکتے
تھے تخت ملک اخضر برابر تخت لقا کے چلا آتا تھا میدان رزمگاہ مین مقابل لشکر اسلام کے قائم ہوا اور
ساحرون نے صف باندھی لقا نے بلند آواز سے شیب وی شروع رود گردان میدان مین آیا مبارز
طلب کیا شہزادہ خاور سپاہ قاسم عالیجاہ اسکے مقابلے کو نکلے بعد گفتگو کے اسنے چاہا کہ سحر کرے قاسم نے تیغ

یلارک قزاسیابی کا ہاتھ مارا اُسنے اپنے تئین بچایا تیغہ ہاتھی پر پڑا سر ہاتھی کا قلم ہوگیا شروع رو و گردان پیادہ
ہوکر اژدہے کی صورت بنا اور قاسم کو نگل کر فوراً وہان سے غائب ہوگیا پھر قیمش اژدہا سر میدان مین آیا مبارز
طلب کیا ادہر سے دیوجنگال اُسکے مقابلے کو نکلا اور ایک بیل آہنی اُسپر مارا کہ گیند ہوا اُسکا مارا گیا قیمش ہو کے
آسمان کو چلا گیا اور بعد اسکے ایک پنجہ بنکر اسپر آکر اُٹھا لیگیا پھر زرمہر جادو نے اژدہے کو بڑھا کر میدان مین
آیا اور روئی کا بیل نکالکر ہاتھ سے اُسکو اُڑا دیا اور ہم سحر کا پڑھکر دم کیا کہ وہ روئی کا بیل آسمان پر جا کر سفید رنگ
بنگیا اور اُسمین سے اولے برسنے لگے اور ہولے سو چلنے لگی سب اہل اسلام مارے سردی کے کانپنے لگے دانت سے
دانت بجنے لگے سبکی حالت بسبب سردی کے متغیر تھی اُسوقت علمشاہ نے مرکب اپنا چمکایا اور بڑھکر ایک تیر اُسکو
مارا کہ وہ ساحر زخمی ہوکر بھاگا علمشاہ تلوار کھینچکر دوڑے اور جادوگرون پر جا پڑے بہت سے جادوگرون کو
قتل کیا قضائے کار سماق بن زجاج بہشت پرست علمشاہ کی آیا اور دیو کی شکل بنکر علمشاہ کو اُٹھا لیگیا
عقرب کوہ نشین جادو نے اژدہا اپنا میدان مین بڑھایا اور مبارز طلب کیا مالک اژدر مرکب کو بڑھا کر
سامنے اُسکے آیا اور بعد گفتگو کے مالک نے نیزہ مارا کہ شانہ اُسکا زخمی ہوا مگر اُسنے جو سحر کیا مالک بیہوش ہوکر گرا وہ
مالک کو گرفتار کرکے لیگیا شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھرے امیر عمرو سے کہتے تھے کہ اے خواجہ
کوئی تدبیر ان ساحرون کے استیصال کی کر عمرو جواب دیتے رہا ہے کہ حمزہ مین ساحرون کو کیا کر سکتا ہون یکایک
ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اُٹھا لیگیا ہر چند عمرو چلایا کہ ارے تو غلطی کرتا ہے کسی اور کے دھوکے مین مجھے لیے جاتا ہے
مجھ مین گوشت نہین ہے فقط پوست و استخوان ہے مزا یہ بکا کیا پنجہ لیے چلا گیا امیر با توقیر بشاہت غمگین و ملول داخل
بارگاہ ہوئے اُدھر جادوگر جو سرداران لشکر اسلام کو اسیر کرکے لیگئے تھے مالک بن زرد ہشت جادو کے پاس پہنچے
اور حال بیان کیا بختیارک نے کہا حمزہ مالک باطل السحر ہے اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا اسکو غنیمت جانو کہ یہ چند سردار اسیر
ہوگئے جلد انھین قتل کرو اور جو خدا پرست ہاتھ لگتا جائے اسکو قتل کرتے جاؤ مالک بن زرد ہشت جادو نے
اُسیوقت جلادون کو طلب کیا اور چاہا کہ اُن سبکو قتل کرے کہ ملکہ جادو سامنے سے آئی اور باپ کو سلام کیا پاس
بیٹھ گئی بختیارک نے لقا سے کہا بس اب انھین سے کوئی نہ مارا جائیگا حمایت کرنے والی انکی آگئی ملکہ جادو نے
اپنے باپ سے کہا کہ یہ سردار جو اسیر ہوئے ہین انکو ابھی قتل نہ کیجیے حمزہ اسیر ہولے تو سبکو سامنے تابوت
زرد ہشت کے لیجائیےگا اگر ان سبھون نے سجدہ کیا تو بہتر نہین تو اسی وقت قتل کیجیےگا ابھی بغیر اجازت
خداوند انکا قتل کرنا مناسب نہین ہے اور یہ سب حجت لاتے ہین کہ ہمارا مالک اطاعت کریگا تو ہم بھی کرینگے دوسرے
یہ کہ حمزہ بادشاہ جلیل القدر ہے شہر کے شہر جادوگرون کے اُسنے غارت کر دیے ہین اگر یہان بھی غالب ہوا تو وہ
عوض مین سردارون کے ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا اور اُسوقت پھر یہ زندہ نہ ہوسکینگے مار ڈالنا سہل ہے اور زندہ
کرنا مشکل ہے یہ جو ملکہ جادو نے کہکر اپنے باپ کو سمجھایا مالک نے تمام سردارون کو تسخیر جادو کے حوالے کیا
اُسنے ایک گنبد سحر بنا کر سبکو قید کیا بختیارک نے لقا سے کہا کہ دیکھا آپ نے سب بچگئے کوئی نہ مارا گیا بیشک
ملکہ جادو خدا پرستون سے ملی ہوئی ہے لقا نے کہا او بے حجاب رہ گئے ان باتون سے کیا کام ہے تو ناحق میان
طوطے کی طرح ٹاہین ٹاہین کیے جاتا ہے اگر مالک بن زرد ہشت سن پائیگا تو بہت بری طرح پیش آئیگا
بختیارک چپ ہو رہا القصہ ملکہ جادو وہان سے اپنے مکان مین آئی اور لوگون سے پوچھا کہ جسنے گلشن
جادو کو عمرو کے لینے کے واسطے بھیجا تھا اُسے لائی یا نہین لائی لوگون نے عرض کیا کہ گئی ہوئی ہے ابھی

نہین آئی یہ فکر تھا کہ گلشن جادو عمرو کو لیے ہوے سامنے سے دکھائی دی اور ملکہ جادو کے سامنے لا کر پھینکا
عمرو خواب بیہوشی مین پڑا تھا جب ہوش آیا اپنے تئین ملکہ جادو کے پاس دیکھا نہایت خوش ہوا سمجھا کہ اسنے
مجھے اٹھوا منگایا ہی عمرو نے ملکہ جادو سے کہا کہ ای ملکہ تمنے تو اقرار کیا تھا کہ مین مددگاری اہل اسلام کی کرونگی ملکہ
نے کہا خواجہ مین غافل نہین ہون برابر پیروی کر رہی ہون پھر بیان کیا کہ جو سردار صاحبقران کا اسیر ہو کر یہان
آیا اسے مین نے قتل نہین ہونے دیا اگر میرا قدم درمیان مین نہ ہوتا تو بختیارک نے سبکو قتل کروا یا تھا مین نے
مالک بن زرد ہشت کو سمجھایا کہ ابھی انکا قتل مناسب نہین ہی اسنے میرے کہنے سے ان سب سردارون کو
قید کیا ہی اور تم حمزہ صاحبقران سے کہنا کہ اسم اعظم سے بہت ہوشیار رہین غفلت نہ کرین یہ کہکر عمرو کو
پھر لشکر اسلام مین بھجوا دیا مگر یہان بعد ملکہ جادو کے جانے کے بختیارک نے مالک سے کہا کہ حمزہ کے اسم اعظم
بند کرنے کی تدبیر کرو مالک بن زرد ہشت نے مہائیل سحر بند جادو سے کہا کہ تم لقا کے ساتھ جاؤ اور
اسم اعظم حمزہ کا بند کرو اسنے کہا بہت اچھا بس مہائیل سحر بند جادو لقا کے ساتھ روانہ ہوا اور دوسرے
راوی کا یہ بیان ہی کہ عمرو کو ملکہ جادو لشکر اسلام سے نہین اٹھوا منگوائی ہی ملکہ جادوگر اسیر کرکے لاتے ہین اور لشکر تیغ
جادو عمرو کو گنبد مین قید کرتا ہی ادھر مہائیل کو لقا سے بے لقا ساتھ لیے ہوے آیا داخل خیمہ ہوا ملک اخضر جادو
سے مہائیل نے کہا کہ مین اسم اعظم حمزہ کا آج بند کیے لیتا ہون اور جاکر سویرے سے اپنے خیمے مین بیٹھا اسباب
سحر سب آکر موجود ہوا ایک بچہ خوک اور وہ جانور جسپر سحر چلتا ہی یہ پھنکنے کتے چیلین جغد وغیرہ پنجرون مین
بھر کر آئے ایک طرف موہن بھوگ تیار ہو رہا تھا قرابے شراب کے ارجیل سپند لوبان گوگل لونگ موم سفید موم
زرد ماش کا آٹا وغیرہ یہ سب اشیا منگوانے بنگالی ڈھیرو بجانے لگے مہائیل سحر بند نے بچہ خوک کو جھٹکا کیا
خون اسکا تھالی مین لیا اور اسی خون سے چوکا دیا باقی خون مین پانی ملا کر نہایا چوکے مین آکر بیٹھا بنگالیون نے
ڈھیرو بجانا شروع کیا مہائیل نے پہلے پنجرے مین سے جانور نکالا اسکی گردن مروڑ کر خون انکا پیا بعد اسکے بچہ خوک پر
سحر کیا ماش سرسون کے دانے مارے کہ وہ زندہ ہوا اسکے ماتھے پر سیندور ملا گلے مین ہار پہنائے انگیاری دیکر لوبان
گوگل وغیرہ سلگایا اسم سحر پڑھنے لگا یہانتک کہ بچہ خوک منہ کھولکر اسکی طرف متوجہ ہوا موہن بھوگ وغیرہ سب
اسے کھلایا اور سات قرابے شراب کے پلا دیے آنکھین اسکی نشے مین ابل آئین دم کو راست کیا مہائیل سحر اسم
پڑھنے لگا وہ بچہ خوک گرد چوکے کے پھرنے لگا سات چکر کیے مہائیل نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ ٹھہر گیا اور منہ
کھولا مہائیل نے موم اسکے منہ مین دیا اسنے منہ بند کر لیا پھر چکر لگانے لگا اکیس چکر کیے کہ مہائیل نے ہاتھ زمین
پر مارا بچہ خوک نے پھر منہ کھولا مہائیل نے اسکے منہ سے موم نکال لیا بچہ خوک زمین پر گر کر مردہ صد سالہ ہو گیا
اب مہائیل نے اس موم کا پتلا بنایا اور اسکے منہ مین سوئیان مار کر اجاری مین اس پتلے کو اتارا اور منہ پر کے
ساورا گلی رکھکر موم سے بند کر دیا اور بنگالیون سے کہا اب ڈھیرو نہ بجاؤ اپنے گھرون کو جاؤ اور خود بھی سو رہا
صبح کو اٹھا وہ شیشہ لاکر ملک اخضر اور لقا کو دکھایا کہا لیجیے مین نے اسم اعظم حمزہ کا بند کر لیا سبھون کو خوشی
حاصل ہوئی نقارہ شادیانی بجنے لگے یہ خبر ہرکارون نے صاحبقران کو پہونچائی کہ لشکر ساحران مین غل
ہی کہ اسم اعظم آپ کا بند ہو گیا صاحبقران نے جو خیال کیا تو بالکل اسم اعظم فراموش تھا ایک حرف نہ یاد آیا
بس صاحبقران کا رنگ زرد ہو گیا مگر ظاہر فرمایا کہ مجھے اسم اعظم یاد ہی ساحر جھک مارتے ہین ادھر ملک اخضر
نے طبل جنگ بجوایا کہ کل لشکر خدا پرستان کا استیصال کرونگا ادھر خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہان بھی نقارہ

بزمی پر جوب پڑی حمزۂ صاحبقران زمان سر شام سے وضو کر کے نماز پڑھ کے سجادے پر آ بیٹھے دعا مین
مانگنے لگے چار پہر رات گریہ وزاری کرب و بیقراری مین بسر کی اور تمام اہل اسلام بھی مصروف مناجات بدرگاہ
قاضی الحاجات رہے ادھر ساحرون مین شراب خواری رہی اور سحر اپنا اپنا جگایا کیے دونون طرف عجب غلغلہ تا صبح رہا ادھر
سے بادشاہ اسلام اور حمزۂ صاحبقران مع سرداران عالی مقام کے میدان مین آ گئے اور صف باندھکر کھڑے ہوئے
ادھر سے لشکر کفار آیا لقا اور ملک اخضر ایک تخت پر سوار ساحران نامی گرد تخت کے آگے آگے ڈھول بجتے ہوئے
ناقوس پھنکتے ہوئے گھڑیال کا گھڑی گھڑی جوش و خروش لاکھون ساحر پشت کے پیچھے مقابل مین لشکر اسلام کے
آکر کھڑے ہوئے طرفین مین صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نہیب دی پھر عقرب جادو اژدر شعلہ فشان
پر سوار میدان مین آیا اور پکارا ای خدا پرستو کہ خداوند زرد ہشت کو سجدہ کرو نطیع لقا ہو اسم اعظم بھی سنہ
ہو چکا اب کس بھروسے پر روو گے ورا گر میرا کہنا نہ مانو گے تو مارے جاؤ گے ادھر سے اہل اسلام للکارے کہ
او خیرہ سر کیا واہیات بکتا ہی انشاء اللہ العزیز مانند شہرام الجبال کے عظلی آباد کو بھی مسخر کرینگے سب جادوگرون
کو مارینگے لاکھ لاکھ لعنت ہی زرد ہشت پر اور اسکے پرستارون پر عقرب جادو یہ کلمات سنکر برہم ہوا اور للکارا
کہ جسکو تمنائے مرگ ہو وہ آئے اور مجھسے مقابلہ کرے یہ سنتے ہی اسد شیر دل بن کرب دلاور مرکب کو
جھکا کر بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر عقرب جادو کے سامنے آیا اور اسنے جو ایک جوان حسین خوب شکل دیکھا
سمجھانا شروع کیا کہ ای ثمر باغ مراد و ای سرو بہار گلشن تازہ افزا اپنی جوانی پر رحم کر میرے ساتھ چل کمال پرورش
و حرمت کرونگا اسد پکارا اور باہو کو کیا بیہودہ بکتا ہی عقرب جادو نے مجبور ہو کر کہا کہ پہلے تو اپنا حربہ کرے اسد
نے کئی تلوارین ماریں اسیر کارگر نہوئین عقرب جادو نے اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ اسد گھوڑے پر سے
گرا اور عقرب جادو نے گرفتار کر لیا اور پھر مبارز طلب کیا یکایک صحرا کی طرف سے گرد و غبار کا تتق اٹھا اور
نقابدار مع پوش مع چالیس ہزار سوار کے آیا اور نعرہ کیا اور کہا کہ او کافر مین تیرا حریف ہون خبردار ہو کر مین آ پہونچا
راوی بیان کرتا ہی کہ جب نقابدار سرحد عظلی آباد مین پہونچا تھا زرکہ جادو نے اپنے عیار کے ہاتھ
ایک ڈوریا نقابدار کے پاس بھجوا دیا تھا کہ اسکو اپنے بازو پر لپیٹ لو اور ایک ایک تار اسکا نکال کے تمام رفیق
اور سردار اور فوج کے بازو پر بندھوا دو کہ سحر کسی پر تاثیر نہ کریگا نقابدار مع پوش نے ایسا ہی کیا غرض جیسے ہی
نقابدار مرکب کو جھکا کر برابر عقرب کے آیا وہ حیران ہوا اور کہنے لگا کہ ای نقابدار تم کون ہو جو میرے
مقابلے کو آیا ہی شاید قضا تیری لیکر آئی ہی تو چلا جا یہان سے کہ مجھے تو ان خدا پرستون سے سامنا ہی یہ
سنکر نقابدار للکارا اور کہا نام میرا ملک الموت کا فرانہ ہی اور مین بھی مسلمان ہون اور ادنی غلام بادشاہ
اسلام کا بغیر مارے تجھے نہ جاؤنگا یہ سنکر عقرب جادو آگ ہو گیا اور کچھ عقرب موم کے بنا کر نقابدار کی طرف
پھینکے وہ عقرب نقابدار کے پاس پہونچکر موم ہو کر رہگئے عقرب جادو حیران ہوا اور دو ایک سحر اور کیے وہ بھی
رد ہو گئے یہان تک کہ نقابدار اسکے برابر آیا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ مع اژدر چار ٹکڑے ہوئے بعد اسکے
عقرب کوہ نشین جادو مقابلے کو آیا اور کئی سحر کیے مگر نقابدار پر اثر نہوا اسوقت اسنے تلوار ماری نقابدار
نے روک کے جو ایک ہاتھ تلوار کا مارا عقرب [illegible] کمر پر پڑا دو ٹکڑے ہو کر گرا غرضکہ اسی طرح کئی ساحر نقابدار کے
مقابلے کو آئے اور نقابدار نے واصل جہنم کیے ملک اخضر نے ساحرون سے کہا کہ چار طرف سے گھیر کر
ان خدا پرستون کو قتل کرو چار طرف سے ساحران غدار نقابدار عالی وقار پر ٹوٹ پڑے اور سب سحر کرنے لگے

کسی کا سحر موثر ہوا نقابدار انکو قتل کر رہا تھا اور فوج بھی نقابدار کی ساحروں سے لڑ رہی تھی غضب کی تلوار چل رہی
تھی یہ دیکھا حمزہ صاحبقران زمان مع غازیان رزم و سرداران عالیوقار کمک کیواسطے نقابدار کے آ پہنچے مگر
نقابدار کے ہاتھ سے چارسو ساحر مارے گئے تین پہر کامل تلوار چلی پہر دن باقی تھا کہ طبل بازگشت بجا دونوں لشکر
اپنے خیموں کیطرف پھرے نقابدار نے حمزہ صاحبقران کو سلام کیا امیر کو کمال محبت اس سے پیدا ہوئی مزاج پرسی
کر کے فرمایا کہ خوب وقت پر آ کر تمنے مدد ہماری کی اب نام اپنا بتاؤ کہ کون ہو اسنے کہا کہ خدا جب نام مجھے عطا کریگا
اسوقت نام ظاہر کرونگا یہ کہکر نقابدار اپنی بارگاہ کی طرف چلا گیا حمزہ صاحبقران لشکر یقین نقابدار کی ثنا کرتے
ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے ابھی امیر نقابدار کی مدح و ثنا کر رہے تھے کہ خبر ہوئی عیار نقابدار کچھ پیام
لایا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ بلاؤ جب عیار نقابدار سامنے آیا سلام کیا اور کہا کہ نقابدار مرصع پوش نے
کہلا بھیجا ہی کہ آپ ان جادوگروں سے سامنا نہیں کر سکتے ہیں بہتر یہ ہی کہ تمام رسالہ صاحبقرانی مثل طبل اسکندری
و بوق ترکی و نفیر جمشیدی و سنج کیومرثی و جھانجھ افراسیابی و علم اژدہا و بارگاہ سلیمانی و اشقر دیوزاد وغیرہ
سب مجھے بھیجدیجئے کہ اب صاحبقران میں ہوں نہیں تو بزور شمشیر آپسے لونگا جادوگر آپسے چھین لینگے
صاحبقران نے کہا کہ نقابدار سے کہنا کہ وہ جادوگروں کے قتل کرنے پر انکو اسقدر گھمنڈ ہو گیا ہی کہ اسباب
صاحبقرانی کے طلب کرتے ہو اور میں نے ہزارہا ساحران غدار و دیوان خونخوار کو تہ تیغ آبدار کیا اور سیکڑوں شہر
جادوگروں کے تباہ کر دیئے اور بڑے بڑے اولوالعزم و نامداروں کو زیر و زبر کیا آجتک سکہ بادشاہ اسلام و
نام صاحبقران کا وہاں جاری ہی خیر جسوقت جادوگر تجھسے یہ اسباب چھین لینگے تم اُنسے لے لینا نہیں تو بعد
تسخیر عظلی آباد کے مجھسے مقابلہ کرنا اگر مجھپر غالب آؤگے تو یہ اسباب اپنے قبضہ میں کر لینا یہ کہکر اس عیار کو خلعت
دیا اور پوچھا کہ نقابدار کہاں کا رہنے والا ہی اور نام اسکا کیا ہی عیار نے کہا مجکو حکم بتانے کا نہیں ہی جو نام و
نشان اس نقابدار مرصع پوش کا بتاؤں یہ کہکر عیار چلا گیا مگر ساحروں نے جو دیکھا کہ اس نقابدار پر کوئی سحر
اثر نہیں کرتا اور کوئی جادوگر غالب نہیں آتا جب میدانداری کرینگے وہی نقابدار آ جائیگا اور ساحروں کو قتل
کریگا بہتر یہ ہی کہ سب جادوگر مع لقا مالاک بن زرد ہشت جادو کے پاس چلیں وہ جو بتلائے عمل میں لائیں
غرض تمام ساحر مالاک بن زرد ہشت جادو کے پاس گئے اور حال بیان کیا اسنے کہا کہ خیر اس نقابدار کی بھی
کچھ تدبیر ہو جائیگی بختیارک نے کہا ای مالاک مجکو معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحر زبردست پیدا ہوا کہ خدا پرستوں کے شریک
ہوا تمنے کار اسوقت وہاں ملکہ جادو بھی بیٹھی تھی بختیارک کے اس کلام سے بہت برہم ہوئی مگر چپکی بیٹھی سنا
کی ادھر حمزہ صاحبقران کو بھی خبر ہوئی کہ دیو آتش دمان ہی سب جادوگر چلے گئے فرمایا خیر اور [illegible]
کراکے سر شام سے اسمیں داخل ہوئے اور فریضہ مغرب و عشا ادا کر کے بگریہ و زاری و بہ آہ و بیقراری دعا میں مانگنے
لگے کہ ای پروردگار عالم ای حلال مشکلات ای سرکشندہ مہمات اہم سوا تیرے کوئی میرا مددگار نہیں ہی کہ اول بصورت ضعیف
کو تونے یہ مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا ہر جگہ میں تیری تائید سے غالب رہا اب بھی امیدوار ہوں کہ شہر عظلی آباد پر
مجھکو فتحیاب کر اسی طرح صاحبقران کو دو شبانہ روز دعائیں مانگتے اور الحاح و زاری میں گذرے تیسری شب کو
بخت خوابیدہ بیدار ہوئے نیند آ گئی سو رہے عالم رویا میں ایک بزرگ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں ای برگزیدہ
خداوند جلیل کیوں اسقدر پریشان ہو کر بہت الحاح و زاری کرتا ہی گھبرا نہیں ایام سختی تمام ہو چکے ہیں عظلی آباد
پر فتحیاب ہوگا سب جادوگروں کو قتل تو ہی کریگا امیر نے تڑپ کر قدموں کو بوسہ دیا اور عرض کیا یا حضرت اسم اعظم

میرا بند ہوگیا ہی اُن مرد بزرگ نے ایک شیشہ دیا اور فرمایا کہ یہ شیشہ اسم اعظم کا ہی اسے توڑ ڈالنا اسم اعظم پھر
تمھیں یاد ہو جائیگا یہ کہکر وہ چلے گئے اب صاحبقران کی اس غلبۂ مسرت مین آنکھ کھل گئی بیدار ہوئے
دیکھا شیشہ رکھا ہوا ہی صاحبقران نے فوراً وہ شیشہ باطل السحر توڑ ڈالا اسم اعظم یاد آگیا سجدۂ تشکری
دی اور حمد و سپاس پروردگار عالم بجا لائے اور عبادتخانے سے باہر آئے جو کچھ عالم خواب مین دیکھا تھا وہ سب
سنایا اور فرمایا مین اس درۂ آتش مین جاؤنگا اور اس آگ کو بتائید یزدانی مانند آتش نمرودی کے بجھاؤنگا -
الغرض اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر چلے تمام سردار ہمراہ ہوئے جب سامنے درۂ آتش کے آئے دیکھا کہ ایک دریا
آگ کا جوش مار رہا ہی ہر زبانہ آتش سوز دروں کی شدت سے الامان پکار رہا ہی کہ ناگاہ اسد بن کرب غازی
مرکب کو چمکا کر چلا ہر چند صاحبقران نے منع کیا اسد نے نہ سنا توسن دریا قدم اُس سمندر آتش مین ڈالدیا
زریق اسد شیردل کے ابراہیم بن مالک وغیرہ اُسی دریاے آتش مین ساتھ اپنے سردار نامی کے کود کر غوطہ زن
ہوئے دیکھا صاحبقران نے کہ یہ سب کے سب طرفۃ العین مین جل گئے بس صاحبقران کو تاب باقی
نہ رہی بیتابانہ اشقر دیوزاد کو دوڑا کر اس آگ کی طرف چلے قریب آگ کے پہونچے کہ ایک لڑکا پندرہ سولہ برس
کا مثل شرارۂ آتش جست و خیز کرتا ہوا نہایت چست و چالاک سب اسباب عیاری کے بدن پر آراستہ کیے
ہوئے سامنے دکھائی دیا پاس آکر امیر کو سلام کیا اور ایک خط کمر سے نکال کر دیا صاحبقران نے اسے
پڑھا لکھا ہوا تھا کہ یا امیر باتوقیر آپ کسی طرح کا رنج و ملال نہ کیجیے گا یہ جتنے سردار عالیوقار آپ کے گرفتار ہوے
یا جل گئے ہین سب زندہ اور سلامت موجود ہین فقط گرفتار سحر ہین امیر نے پوچھا تو کون ہی اور نام تیرا کیا ہی
اُسنے کہا کہ مین عیار ہون ملک جادو کا نام میرا اسود تیزگام ہی اگر آپ چاہتے ہین کہ یہ درہ فتح ہو تو آتشفشان بار
جادو کو قتل کیجیے اور یہ اسم پڑھتے ہوئے میرے ساتھ چلے آیئے امیر باتوقیر اسود تیزگام کے ساتھ روانہ ہوئے
اُس سحر و طلسم کی یہ صورت ہی کہ امیر اسم پڑھتے چلے جاتے تھے اور دریاے آتش بجھتا جاتا تھا اور امیر کو رستے
کی راہ دیتا جاتا جاتے جاتے ایک مقام پر پہونچے دیکھا کہ ایک ٹیلہ آگ کا نہایت بلند ہی چار طرف اُسکے شعلۂ آتش
بھڑک رہے ہین اور اُس ٹیلے پر ایک جادوگر کھڑا ہوا ہی کہ تمام بدن اُسکا آگ ہی ہر بُنِ موے تن سے شرارے
آگ کے نکلتے ہین اور وہ مثل آتش پارے کے چرخ زنی کرتا ہی مریخ فلک نداق سے آواز دیتا ہی اور گھومتا عقرب و زحل
تالیاں بجا کر ناچتے ہین واہ کیا آتشی رقص ہی اسود تیزگام نے کہا یا صاحبقران یہی شعلہ آتش ریز جادو
ہی اسے قتل کیجیے دریاے آتش فنا ہوجائے امیر باتوقیر تلوار کھینچکر اُسکی طرف چلے آتش ریز جادو نے جو امیر
کشورگیر کو شمشیر بکف آتے دیکھا اور آتش غضب اسکے کانون سینہ مین شعلہ در ہوئی للکارا کہ باش اے حمزہ معلوم
ہوا کہ کوئی ہم ساحرون مین سے تیرا خیر طلب ہوگیا اور تجھکو یہانتک لیکر آیا ہی خیر میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا پہلے
تجھے قتل کرون تو پھر تیرے حامی و مددگار سے سمجھون یہ کہکر سحر کیا وہ دریاے آتش امیر پر چلا صاحبقران نے
اسم پڑھکر دم کیا کہ آگ دونون طرف پھٹ گئی اور امیر باتوقیر اُسکے پاس پہونچے وہ ساحر بدحواس ہوکر گھبرایا
چاہا کہ مثل دود آتش یہان سے نکل جاؤن اب صاحبقران زمان اُسے کب مہلت دیتے ہین ایک تیر
کمان مین پیوستہ کرکے مارا کہ سینہ پر کینہ کو توڑ کے پس پار نکل گیا فقط آتش ریز جادو واصل جہنم ہوا وہ
دریاے آتش ایک قطرہ سحاب بنکر اڑگیا راہ درے کی صاف ہوئی تمام لشکر اسلام وہان آکر اُتر پڑا اسود
نے کہا یا امیر مین اب جاتا ہون اور آپ کو آگاہ کیے دیتا ہون کہ اس پہاڑ کے اُس طرف لشکر جادوگرون کا ہی

یہ کہکر اسود تیزگام تو چلا گیا اور امیر مع لشکر ظفر اثر دریے کے پار جا کر اُترے واقعی دیکھا کہ لشکر کفار سامنے
ہی معلوم ہوتا ہی اُسطرف جادوگرون کو خبر ہوئی کہ شعار آتش ریز جادو مارا گیا اور لشکر خدا پرستون کا دریے
کے اس پار آگیا ساحرون نے یہ حال جا کر مالک بن زرد ہشت جادو سے بیان کیا بختیارک نے کہا
ای مالک تم غافل ہو کوئی شخص یہین کا خدا پرستون کے شریک ہوا ہی کہ خدا پرست اُسکی مدد سے یہانتک
آگئے مالک نے کہا ملک جی اگر کوئی شخص یہان کا خدا پرستون سے ملا ہوا ہے تو معلوم ہو جائیگا یہ امر
چھپے گا نہین مثل مشہور ہی کہ سو دن چور کے ایک دن شاہ کا یہ سنکر زرمہر جادو نے کہا کہ مین جا کر خدا پرستون کا
استیصال کرتا ہون اور ساتھ لقا و بختیارک کے روانہ ہوا اور وہان آیا جہان لشکر جادوگرون کا اُترا ہوا تھا
رات کو اپنا سحر جگا کر ہوم کیا اور ایک زرسنگا موم کا بنا کر تیار کیا صبح کو بارگاہ مین آیا اور لقا و ملک اخضر سے کہا
کہ آپ طبل جنگ بجوا دیجئے کل مین ان خدا پرستون کو نابینا کر دونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اسی وقت طبل جنگ بجا
خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی اسطرف بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر دونون طرف ایک عجب شور و غل برپا رہا
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین زرمہر جادو اپنے سوار در آتش فشان کو بڑھا کر خضر جادو
سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور پکارا ای خدا پرستو اگر اپنی زیست چاہتے ہو تو اگر خدا زرد ہشت جادو
کو سجدہ کرو نہین ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا ادھر سے سرداران دیندار نے لڑنے کے ارادہ کیا کہتا ہوا کہ لاکھ لاکھ
لعنت ہی زرد ہشت پر اور اُسکے پرستارون پر یہ سنتے ہی زرمہر جادو نے وہی زرسنگا بجایا ایک آندھی سیاہ اٹھی اور
تیز و تند چلنے لگی اور خاک اُڑا اُڑا کر اہل اسلام کی آنکھون مین پڑی کہ سب اندھے ہوگئے جو لوگ بارگاہ سلیمانی مین تھے
وہ بینا رہے باقی سارا لشکر اسلام نابینا ہوگیا صاحبقران نے فرمایا کہ یارو مین لشکر کفار پر جاتا ہون سب بولے کہ ہم
آپکے ہمراہ ہین اور تلوارین پکڑ پکڑ کر لشکر پر آپڑے غلغلۂ محشر انگیز برپا ہوا راوی لکھتا ہی کہ عنقوبل بھی علاقہ بارگاہ
سلیمانی مین مقید تھا یہ بھی نابینا نہ ہوا تھا یہ کہ زرمہر جادو نے ایسا سحر کیا تھا کہ فقط لشکر اسلام نابینا ہو لشکر
کفار بینا رہے غرضکہ عنقوبل نے جو دیکھا کہ تمام اہل اسلام نابینا ہوگئے ہین دل مین اپنے کہا کہ یہی وقت ہی ان سبکو
قتل کیجیے اسی وقت قید توڑ کر تلوار کھینچ کر اہل اسلام پر گر کر قتل کرنے لگا بادشاہ اسلام صاحبقران کے فرمانے سے
بارگاہ سلیمانی مین چلے آئے تھے عنقوبل لوگون کو قتل کرتا ہوا بارگاہ سلیمانی کی طرف چلا جب قریب پہونچا مقبل للکارکر
دوڑا او کافر خاسر کدھر آتا ہی یہ کہکر مقبل نے ہاتھ تلوار کا عنقوبل کو مارا عنقوبل نے رد کرکے جو تیغہ مارا مقبل
کی سپر کو قلم کر کے سر پر پڑا اور دو ابرو اُتر گیا لوگ دوڑ پڑے اور مقبل کو سامنے سے عنقوبل کے لیگئے اب عنقوبل
بہت متصل بارگاہ سلیمانی کے پہونچ گیا بادشاہ اسلام مسلح و مکمل ہو کر عنقوبل کے مقابلے کو بارگاہ سے چلے
مگر دعا مین مانگتے جاتے تھے ای خالق اکبر اس کافر کی شر سے محفوظ رکھیو اور سب اہل بارگاہ دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے تھے ناگاہ نقابدار مرصع پوش آپہونچا اور نعرہ کیا کہ باش او گبر نابکار سرداران
لشکر اسلام کو نابینا پا کر دغا سے لڑتا ہی اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا ہوشیار ہو کہ آیا مین عنقوبل یہ
دیکھتے ہی نقابدار پر جھپٹا اور للکارا کہ او گمنام تو آگیا ہی تو میرا کیا کریگا یہ کہکر میل فولادی نقابدار پر مارا
نقابدار نے تیغے سے میل اُسکا قلم کیا عنقوبل نے کلا میل کا پھینک کر تلوار کھینچی اور نقابدار پر وار کیا
نقابدار نے دم شمشیر کو بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر تلوار عنقوبل کی چھین لی اور پکڑ کر زخمی تمام کر
عنقوبل کو اُٹھا لیا اور مشکین باندھکر بادشاہ اسلام کے سپرد کیا اور کہا کہ حمزہ صاحبقران کو کہہ دیجیے گا

اسباب صاحبقرانی بسہل و آسانی مجھے بھی دیجیے نہیں تو بزور شمشیر لونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عظلی آباد
کو فتح ہوجانے دو پھر سمجھ لینا اور اب تو حمزہ صاحبقران جادوگرون مین گھرے ہوے ہین نقابدار
نے کہا کہ آپ خاطرجمع رکھئے مین اُنکے دشمنون کو جا کر مارتا ہون یہ کہکر مرکب برق سیر کو چمکایا اور مع ہمراہیان
جادوگرون پر گرے تلوار چلنے لگی کفار قتل ہونے لگے اسقدر تلوارین مارین کہ ساحرون کو تہ و بالا کردیا
لاش پر لاش گرا دی خون کے دریا بہ گئے یکایک قہقہہ سیاہ اندام سے اور نقابدار سے بجوش مقابلہ
ہوا اُسنے پہلے سحر کیا جب سحر کارگر نہوا پھر تلوار کھینچی اور نقابدار پر وار کیا نقابدار نے پشت شمشیر پر روک کر
ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ قہقہہ سیاہ اندام کے دو ٹکڑے ہوگئے بیٹا ملک اخضر کا سرخان تیرو جو للکار کر نقابدار
پر آیا پہلے سحر کیا سحر نے اثر نقابدار پر نکیا تلوار ماری نقابدار نے وار اُسکا رد کرکے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا تیغ کمر
پر اُسکے پڑا دو ٹکڑے ہوکر گرا نقابدار مارتا ہوا آگے بڑھا علمدار لشکر کفار سے سامنا ہوا نقابدار نے اسکو
ایک ضرب شمشیر آبدار سے قتل کیا اور علم سیاہ پیکر کہ نشان لشکر کفار تھا اُسکو بھی مثل سیارہ کے قلم کردیا
کفار شکست کھا کر بھاگے نقابدار بڑا صاحبقران کے قریب پہونچا اور آداب سلام بجالایا اور عرض
کیا کہ اب آپ بارگاہ کو تشریف لیجائیں صاحبقران بارگاہ سلیمانی کو روانہ ہوئے نقابدار نے بھی اپنے
فرودگاہ کی راہ لی جسوقت صاحبقران بارگاہ سلیمانی کے قریب آئے حیران تھے کہ تمام لشکر اندھا ہی کیونکر اسے
بینا کیجیے اور سامنے ایک دریا موج زن تھا کہ جہانتک نگاہ کام کرتی تھی سوائے پانی کے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا القصہ
شب تو وہان بسر کی اور صبح کو بعد نماز کے کنارے دریا کے آئے دیکھا کہ غضب کا دریا ہی ایک ایک موج
کوہ کوہ اٹھ رہی ہی پانی دریا کا متلاطم ہی ہر گرداب نہنگ آفت زا ہی ہر موجہ آب مصیبت و بلا ہی اس تیزی سے
پانی بہتا ہی کہ اگر تنکا بھی گر پڑے تو تین ٹکڑے ہوجاے وہان نہ کوئی کشتی نہ کوئی جہاز وغیرہ ہی صاحبقران نہایت
مضطر ہوئے کہ کیونکر اس دریا سے عبور کیجیے اسوقت ایک مچھلی اُسی دریا سے اُچھل کر سامنے حمزہ صاحبقران
زمان کے آپڑی اور زمین مین لوٹ کر آدمی بنگئی اب جو امیر با توقیر نے دیکھا تو وہی اسود تیزگام عیار ملکہ جادو
ہی اُسنے سلام کیا اور کہا یا صاحبقران زرمہر جادو کہ جسکے سحر سے تمام لشکر اسلام اندھا ہوگیا ہی وہ پار دریا
کے کھڑا ہی اُسکو قتل کیجیے تو سب بینا ہوجائیں اور یہ طلسم آبی بوزینہ ابر جادو نے بنایا ہی اب میرے ساتھ
چلیے کہ مین بوزینہ جادو کے سر پر آپ کو پہنچا دونگا امیر نے پوچھا کہ اسود ملکہ جادو کہان ہین اُسنے عرض کیا
کہ خدمت گزاری مین شہزادہ بدیع الزمان کی مصروف ہین امیر یہ سنکر خوش ہوئے اور فرمایا کہ ملکہ ثابت قدم
راہ اسلام پر رہی پھر اُسی وقت صاحبقران ہمراہ اسود تیزگام کے روانہ ہوئے اسود تیزگام نے برگ
درخت کی زورق بنائی اور امیر صاحبقران کو سوار کیا اور اسم پڑھتا ہوا وہان سے چلا وہ کشتی برگ درخت مانند
باد تند کے روانہ ہوئی آگے آگے اسود پانی کے اندر غوطہ مارے ہوئے چلا جاتا ہی اور پیچھے پیچھے کشتی امیر
با توقیر کی آتی ہی کوئی کوس بھر کشتی آئی تھی کہ ایک مقام پر چرخ کھا کر کشتی پانی مین غرق ہوگئی اور امیر بھی غرق
دریائے بیخودی ہوگئے پھر جو ہوش آیا دیکھا دریا سر پر بہ رہا ہی اور جہانتک نگاہ کام کرتی ہی کشت زار نظر آتا ہی
اور فالیزین خربوزے اور تربوز کی اور کدو کی پھیلی ہوئی ہین اسود نے صاحبقران سے کہا وہ جو درخت
خشک ہی اور کدو اُسمین لگا ہے اُسکے اندر بوزینہ جادو بندر کی صورت بنا ہوا بیٹھا ہی ایک تیر
جا کر ماریئے کہ وہ کدو شق ہوجائے اور اُسمین سے جو میمون نکلے بس اُسے قتل کیجیے صاحبقران نے جا کر

تلوار سے اس کندہ کو دو پارہ کیا سیمون اُس مین سے اُچھل کر دور جا کھڑا ہوا اور پکارا کہ باش اے حمزہ معلوم ہوا
کوئی ہم مین سے تیرے شریک ہو گیا کہ تجھے بہا خاک دوا نہین تو کیا مجال کسی کی تھی جو اس مقام تک آ سکتا
خیر حال اُس شخص کا معلوم ہو جائیگا جو تیرا معین ہے وہ کہان بھاگ کر جیتے گا یہ کہکر اسم سحر کا پڑھکر دم کیا کہ ہم
از غائب تھا یا ظاہر ہو گیا بوزینہ پکارا کہ باش او تیرو مددگار آج منکشف ہوا کہ ملکہ جادو خدا پرستون کی شریک
ہوا اور دوڑ کر اسود کو پکڑا اور چاہا کہ پکڑ اسے اُڑ جائے کہ صاحبقران نے کہا غضب ہوا اسود گرفتار ہوا
حال ملکہ کا کھلجائیگا بس تیر کمان مین جوڑ کیا جیسے ہی بوزینہ اُڑکر چلا تاک کر جو تیر مارا سینے کو توڑ کر پار کر گیا
اسود اسکے ہاتھ سے چھوٹا اور بوزینہ تڑپ کر گرا اور مر گیا زمانہ تیرہ و تار ہوا غلغلہ محشر انگیز برپا تھا تھوڑی دیر
کے بعد آواز آئی کہ نمی مرا نام من بوزینہ آبریز جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم جب وہ
تلاطم موقوف ہوا اور روشنی ہوئی دیکھا امیر نے نہ وہ دریا ہے نہ موجون کا تلاطم ہے نہ پانی ہے سلامت وہ پہاڑ کا معلوم
ہوتا ہے اسود نے کہا یا صاحبقران جس جادوگر نے کہ دریا حائل کیا تھا اُسکی حیات قریب ہوگئی اور جس ساحر
نے لشکر کو اُٹھا لیا تھا وہ اس درے کے اُس پار ہے اسود یہ کہکر غائب ہو گیا امیر باز قیر کیو تنہا درہ کوہ سے
باہر آئے زرمہر جادو بہت سے جادوگرون کو لیے ہوئے کھڑا تھا لقا اور ملک اخضر وغیرہ بھی موجود تھے
بختیارک نے کہا کہ وہ سامنے حمزہ تنہا کھڑے ہین چار طرف سے ملاکے یکبار کفار صاحبقران پر دوڑے
اور وہ نہنگ بحر شجاعت و شیر بیشہ جرات و ہمت تلوار کھینچ کر جھپٹا اور کفار کو قتل کرنے لگا لاش پر لاش گرا دی
یہانتک کہ صاحبقران لڑتے ہوئے پاس زرمہر جادو کے پہنچے اُسنے کئی رنگ سحر کیا صاحبقران نے اسم اعظم
پڑھکر رد کیا پھر جھکر ایک ہاتھ تلوار کا جو مارا زرمہر جادو کے دو ٹکڑے ہو گئے کفار نے ہلہ کر کے پھر یورش کیا امیر
باز قیر کیو تنہا اور کفار لاکھون جسقدر قتل ہو گئے ہین اُس سے زیادہ چلے آتے ہین یکایک نقارہ دار مرصع پوش
ایکطرف سے پہنچا اور چالیس ہزار سوار سے آکر کفار پر اور ساحران غدار پر گرا ادھر زرمہر جادو کے قتل ہونے سے
لشکر اسلام کی آنکھین روشن ہو گئین یعنی بادشاہ اسلام مع غازیان دیندار سوار ہوکر مدد کو واسطے صاحبقران
کی آئے الغرض ایسی تلوار چلی کہ کفار شکست فاش کھا کر بھاگے اور درہ سوم مین جا کر بیٹھے امیر کشور گیر با فتح و فیروزی
داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے بادشاہ اسلام نے صاحبقران سے حال عنقول دیو پر دور کا بیان کیا اور نقارہ دار
کا نام دو صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے بھی نقارہ دار یہی کہتا تھا پھر عنقول کو بلا کر کہا کہ اب بھی خیر ہے جو کچھ تو نے کیا
اچھا کیا بہتر یہی ہے کہ اب تو مسلمان ہو جا اُسنے کہا مین بغیر فتح عظمی آباد کے مسلمان نہ ہونگا بقول مردان
جان دار و مردان جہان جو کہتے ہین وہی کرتے ہین امیر نے کہا خیر سمجھا جائیگا پھر اسے قید خانے مین بھیجدیا اور
دوسرے دن کوچ کر کے درہ سوم کیطرف روانہ ہوئے جب سامنے درہ سوم کے پہنچے دیکھا کہ اردگرد کوہ سے
ایسی ہوائے تیز و تند نکل رہی ہے کہ آدمی کیا ہاتھی کا بھی پاؤن قائم نہ ہو سکے امیر ہر چند اشقر کو بڑھاتے ہین
پاؤن اشقر کا آگے نہین بڑھتا صاحبقران حیران ہوئے کہ کیا کیجیے اُسوقت اسود تیز گام بھی آپہنچا اور کہا اے شہریار
یہ درہ کوہ علاقہ رکھتا ہے سماع باد انگیز جادو سے اُسنے یہ طلسم باندھا ہے آپ اس اسم کو پڑھتے میرے ساتھ چلے آئیے
مین آپ کے ہمراہ ہون صاحبقران اسم پڑھتے روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک مقام پر پہنچکر دیکھا کہ ایک بلندی
پر ایک جادوگر مشک پھولی ہوئی ہاتھ مین لیے کھڑا ہے اُسنے امیر کشور گیر کو جو آتے دیکھا نعرہ کیا باش اے حمزہ
دیکھ جو کچھ بیان آیا تھا تیری مدد ایکدا آئی ہے یہ کہکر اُس مشک پر سحر دم کر کے امیر کیطرف پھینکی کہ وہ مانند

رعد کے صدا دیتی ہوئی آئی امیر نے نیزہ اس مشک پر مارا کہ وہ شق ہوئی اور اس میں سے ہوا نکل گئی سماع
باد انگیز جادو سمجھا کہ یہ مشک کوئی ساحر عقلی آباد کا ہے کے شریک ہی پکارا کہ اے حمزہ جو تیرے دوست ہیں اور مجکو
لیکر یہاں آئے ہیں حال انکا معلوم ہو جائیگا پہلے تجھے قتل کرون تو پھر اسنے سمجھ لونگا یہ کہکر صورت اژدہے
کی بنکر امیر پر حملہ آور ہوا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ صورت اژدہے کی مٹ گئی اور اپنی ہیئت
اصلی پر آگیا صاحبقران نے بڑھکر ایک تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوکر گرا شور و غل بلند ہوا تاریکی چھا گئی بعد
تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام سماع باد انگیز جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب دل
نرسیدیم دفعتہ ہواے تند موقوف ہو گئی صاحبقران باہر درے کے نکل آئے اور داخل بارگاہ سلیمانی ہوکے
اور سامنے لشکر کفار رہتا شمشیر جادو گر شریک لشکر ہوا اور طبل جنگ بجوایا ادھر صاحبقران کے لشکر میں بھی طبل
اسکندری برموجب بڑی رات تو سامان جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر بمقابل ایک دوسرے کے
صف آرا ہونے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقباے بلند آواز حسب دستور چلے گئے شمشیر جادو ملک اخضر
جادو وادر لقا سے اجازت لیکر اژدر آتش فشان پر سوار ہوکر میدان کارزار میں آیا اور للکارا کہ اے خدا پرستو تمنے
بہت جادوگروں کو مارا ہے اب بھی اگر خداوند زرد ہشت جادو کو سجدہ کرو تو شر سے میرے محفوظ رہوگے نہیں
تو طرفۃ العین میں تم سب کا کام تمام کرونگا یہ سنکر ادھر سے بھی بہادران دیندار و غازیان تہمد شعار نے کفر
کیے کر اونا بکار کیا واہیات بکتا ہے ابھی ہم تجکو بہ تیغ آبدار کرتے ہیں یہ سنکر شمشیر جادو نہایت غضبناک ہوا اور
موم کے کچھ سانپ اور بچھو بناکر لشکر اسلام کیطرف چھوڑے کہ وہ مار و عقرب اصلی بنکر ہر ایک کیطرف دوڑے
قریب لشکر اسلام کے پہونچنے تھے کہ صاحبقران نے آگے بڑھکر اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ وہ سب نابود ہو گئے
اب صاحبقران مرکب بڑھا کر چلے اور برابر شمشیر جادو کے پہونچے اسنے نارگیل مارا کہ وہ توپ کے گولے کی طرح بنا
ہوا برابر امیر کے آیا مگر برکت سے اسم اعظم کی سرد ہوکر گر پڑا پھر اسنے ایک بار پھر ازن کا نکالکر پھینکا اس سے بھی کچھ
نہ ہو سکا پھر اس سنگدل نے پتھر برسائے صاحبقران نے بہ برکت اسم اعظم وہ بھی دفع کر دیے اب شمشیر جادو بہت
عاجز ہوا اور ارادہ کیا کہ پرواز پیدا کر کے اڑ جائے صاحبقران نے جھٹک کر ہاتھ تلوار کا مارا شمشیر جادو دو ٹکڑے
ہوکر رہ گیا اس اثنا میں اسود تیز گام جادو آ پہونچا اسنے ایک اسم سحر کا پڑھکر دم کیا کہ وہ ہیئہ خشک جگہ اسود
آگ سے اسے جلا دیا اور تمام جادوگر صاحبقران پر حملہ آور ہوے امیر بانو قیر تلوار ہلاکر کبھی جا پڑے تلوار چلنے لگی
لشکر اسلام کمک کیواسطے امیر کی آیا ادھر سے نقابدار مرصع پوش بھی آ پہونچا خوب تلوار چلی ہزارہا جادوگر مارے گئے
آخر کو شکست کھا کر بھاگے صاحبقران با فتح و فیروزی داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے نقابدار مرصع پوش ادھر کو
روانہ ہوا لیکن ادھر جو ملکہ جادو شہزادہ بدیع الزمان کے دیکھنے کو آئی کہا مبارک ہو کہ صاحبقران نے بڑی
فتح کی اب جو تجھے درپے پڑا ہے یہ وہ ان کے بھی جادوگروں سے کچھ نہ ہو سکیگا امیر متعجب ہوکے بدیع الزمان
نے کہا اے ملکہ تمہاری مددگاری سے یہ درپے فتح ہوئے میری بھی اعانت کیجئے کی مگر اب یہ بتاؤ کہ میں کہانتک قید
میں بیٹھا رہوں مجکو بھی رہا کرو ملکہ جادو نے اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ ہاتھ پاؤں میں شاہزادے کے طاقت آئی
ملکہ چاہتی تھی کہ بدیع الزمان کو لشکر اسلام کیطرف روانہ کرے ناگاہ ابلیس دلیران جادو آ پہونچا اور نعرہ کیا
کہ او ننگ خاندان معلوم ہوا کہ تو خدا پرستوں کی شریک ہے اور خانہ بربادی کی فکر میں لگی ہوئی ہے اب میں تجھے کب
چھوڑتا ہوں یہ سنکر ملکہ جادو نے سحر کیا مگر امیر اثر نہ کیا اسنے جو سحر کیا تو ہاتھ پاؤں ملکہ کے بیکار ہو گئے ابلیس برابر

اُسے گرفتار کیا اور چاہا کہ کھینچتا ہوا لیجائے کہ بدیع الزمان دوڑے ابلیس و ہلزن نے چاہا کہ سحر کرے
بدیع الزمان نے جھپٹ کر گلا اُسکا پکڑ کر گھونٹا کہ آنکھیں اُسکی نکل پڑیں اور تڑپ کر مر گیا ایک غل و شور برپا
ہوا سیاہ آندھی آئی تاریکی چھا گئی بعد اُسکے آواز آئی کشتی مرا نام من ابلیس و ہلزن جادو بود افسوس مردیم و
جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم ملکہ جادو نے اُس کا ذکر شر سے نجات پائی اور بدیع الزمان کو گھوڑا سواری
کے واسطے دیا بدیع الزمان سوار ہوکر روانہ ہوئے ملکہ جادو پھر اسی گنبد میں آئی کہ جہان سب سرداران لشکر اسلام
قید تھے اُنکو خوشخبری دی کہ صاحبو بدیع الزمان تو رہائی پاکر روانہ ہوئے اور صاحبقران تین درے بفضل ایزدی
فتح کرکے چوتھے درے پر آئے ہیں قاسم نے کہا اے ملکہ اگر ہم بھی اس قید سے نجات پائیں تو جاکر ساحروں کو قتل کریں
یہان تو سرداران لشکر اسلام اور ملکہ جادو میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک سیاہ تاب جادو آگیا اور
ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا ملکہ جادو تو چاہتی ہے کہ ان سب کو رہا کرے خبردار اب تو میرے ہاتھ سے بچ کے کہاں جائیگی یہ کہکے
چاہا کہ کچھ سحر کرے مگر ملکہ نے جوڑے سے نکالکے ایک گیند طلائی مثل گل شگفتہ کے جو کھینچ مارا کہ وہ سیاہ تاب جادو
کے سینے پر پڑا اور ہڈیاں توڑ کر پار نکل گیا اُس گیند نے مثل لالۂ احمر کے داغ آتشین سینے میں ڈالدیا سیاہ تاب
جادو تڑپ کر گرا اور گل حیات اسکا پژمردہ ہوکر رہگیا شور و غل برپا ہوا تاریکی چھا گئی آواز آئی کہ کشتی
مرا نام من سیاہ تاب جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب جو دیکھا تو
اُس گنبد سحر کا کہیں پتا بھی نہیں ہے سب سرداران لشکر اسلام قید سے رہا ہوگئے ملکہ جادو نے سبکو گھوڑے
اور ہتھیار دیکر لشکر اسلام کی طرف روانہ کیا بیان صاحبقران زمان درۂ چہارم پر پہونچے دیکھا کہ دریا
ریگ جوش زن ہے اور اشقر کا یہ عالم ہے کہ زانون تا زانو ریگ میں غرق ہوئے جاتے ہیں امیر حیران ہو رہے
کہ کیا ماجرا ہے کہ ایکبار گرد سرخ رنگ کی اُٹھکر چار طرف چھا گئی اور آنکھیں امیر کی بند ہوگئیں اُسوقت اسود
تیزگام ملکہ جادو کو ہمراہ لیے ہوئے آپہونچا ملکہ جادو نے امیر کو سلام کیا اور ایک اسم لکھا ہوا امیر کو تعلیم
کردیا اور کہا اس اسم کو پڑھیے امیر نے اُسے پڑھکر خاک پر دم کیا اب جو دیکھا تو ایک ساحر سیاہ فام خاک
سے نکلا اور نعرہ کیا کہ پھر ایک غبار سرخ رنگ کا اُٹھکر محیط عالم ہوگیا امیر اُس اسم کو پڑھتے ہوئے اس ساحر
کی طرف تیغ کف چلے اور برابر اُسکے پہونچکر تلوار ماری اُسنے خالی دی اور پکارا کہ حمزہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اسم
سے تیرے خبر کب ہے یہ کہکر پھر سحر کیا کہ ملکہ جادو پاس تو غائب تھی یا اب ظاہر ہوگئی دیکھتے ہی ملکہ جادو سے
اعور خاکشو سے جادو پکارا او ننگ خاندان برباد کن خانۂ ساحران معلوم ہوا کہ تینون درے تیری ہی مدد
سے فتح ہوئے ہیں ورنہ کیا کسی کی مجال تھی جو یہان قدم ڈال سکتا یہ کہکے دوڑا کہ ملکہ جادو کو گرفتار کرے اُسوقت
مقبل وفادار نے ایک تیر تاک کر مارا کہ اعور خاکشو سے جادو کے سینے پر پڑا اور پشت سے پار نکل گیا وہ گرتے ہی
فی النار و السقر ہوا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من اعور خاکشو سے جادو بود افسوس مردیم و جان
دادیم و مطلب خود نرسیدیم بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ میدان گرد و غبار سے صاف ہے اور ریگستان کا بھی
کہیں نام و نشان نہیں ہے صاحبقران نے شکر خدا کیا اور اُس پار درے کے جاکر قیام فرمایا ہنوز اچھی طرح
سے لشکر اسلام قیام پذیر نہ ہوا تھا کہ ہزارہا شیر و پلنگ و گرگ پیدا ہوگئے اور ایک ایک پر جھپٹے لیکن ملکہ جادو
امیر کے پاس آئی اور ایک اسم دیا کہ اسے پڑھکر ان پر دم کیجیے یہ سب شیر و پلنگ و گرگ نہیں ہیں آپکے سرداروں
کو جانور بناکر جادوگرون نے چھوڑ دیا تھا یہ وہی سردار جانور بنے ہوئے ہیں امیر نے وہی اسم پڑھکر دم کیا

کہ وہ سب بصورت انسان ہوگئے اور لشکر میں آئے اب دیکھا امیر نے کہ سامنے لشکر ساحروں کا صف باندھے
ہوئے کھڑا ہے ملکہ جادو نے کہا کہ یا امیر یہ غدار اعور خاکشو سے جادو کی ہے کہ لشکر لیے کھڑی ہے امیر حملہ آور
ہوئے اور تیر مارنا شروع کیا مگر کسی پر تیر کارگر نہوا تمام ترکش خالی ہوگیا امیر حیران و پریشان ہوئے اور لوگ
صاحبقران کے گرفتار ہونے لگے اسوقت صاحبقران نے دعا مانگنا شروع کی کہ آسمان سے لشکر دیو و پری
کا نمایان ہوا اور تیر ساحروں پر پڑے کہ لشکر ساحران کا کام تمام ہوا اور ایک نقابدار دکھائی دیا اسنے بھی گرز
اعور خاکشو سے جادو کی خاک سیاہ کیا اور اسکو قتل کرکے اسباب صاحبقرانی کی امیر با توقیر سے درخواست
کی امیر نے فرمایا کہ تم ابھی کیوں گھبراتے ہو جب ہم غالب آؤ گے اسوقت یہ سب اثاثہ صاحبقرانی پاؤ گے لیکن
صاحبقران کو ایک محبت نقابدار کی پیدا ہوئی غرضکہ نقابدار تو چلا گیا صاحبقران ایک روز وہاں قیام
کرکے روانہ ہوئے ملکہ جادو نے کہا اب تین دن سے اور باقی ہیں میں رخصت ہوتی ہوں زیادہ اب ٹھہر نہیں سکتی
ہوں وہ جو سردار زندان سحر میں قید تھے وہ ابھی تک یہاں نہیں آئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اثنائے راہ میں
کہیں گرفتار ہوگئے انکی بھی جاکر خبر لیتی ہوں دیکھوں تو کہ انپر کیا گذری یہ کہکر ملکہ جادو صاحبقران کو آداب
بجا لاکے چلی گئی اور صاحبقران بھی روانہ ہوئے اب ادھر کا حال سنیے کہ قاسم و بدیع الزمان جو
بعد ملکہ جادو قید سحر سے رہا ہوکر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوگئے تھے آتے آتے وہاں پہونچے کہ جہاں لشکر
لقائے بے بقا کا پڑا ہوا تھا اسد شیر دل نے بدیع الزمان سے کہا کہ ماموں جان میں تو ان کافروں کو
ضرور قتل کرونگا شہزادہ بدیع الزمان و شہزادہ قاسم نے ہر چند منع کیا مگر اسد نے نہ مانا اور تلوار کھینچ کر
نعرۂ کوہ شگاف کیا اور لشکر کفار پر جا پڑا ناچار قاسم و بدیع الزمان بھی اسد شیر دل کے شریک ہوئے
اور سب سردار نعرہ کرکے شمشیر بکف لشکر کفار پر گرے تلوار چلنے لگی ایک محشر تازہ برپا ہوا کفار نے شور و غل کیا
کہ ارے خدا پرست آگئے اور تسلیم خون آشام بدیع الزمان پر یہ کہتا ہوا جھپٹا ارے خدا پرست یہ کیا
بے ادبی ہے کہ بندگان خداوند کو قتل کرتا ہے ادھر آ اور خداوند کو سجدہ کر بدیع الزمان پکارا کہ لعنت ہو لقائے
بے بقا پر اور تجھ پر تسلیم خون آشام یہ سنکر غضبناک ہوا اور دوڑکر تلوار کا وار کیا بدیع الزمان نے سپر پر روک کر
جو ہاتھ تلوار کا مارا خود پر پڑی زیر تنگ مرکب کے جاکر زمین کو بوسہ دیا وہ کافر مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا نعیم
سارنج خون آشام اور قاسم سے مقابلہ ہوا سارنج نے بیل آہنی مارنے کو تانا قاسم نے پھرتی سے بیل کو
قلم کیا اور ایک ہاتھ تیغہ بلارک افراسیابی کا مارا اس کافر کی کمر پر پڑا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوکر
اور اسد شیر دل لقا باختر پہونچا لقا نے بڑھکر تلوار ماری اسد نے تلوار اسکی روکر کے جو ہاتھ شمشیر آبدار
کا مارا سپر کو کاٹ کے سر پر پڑا وہ آدھا اڑ گیا زخم کاری لگا لوگ درمیان میں آکر لقا کو ہٹا لیگئے غلغلہ برپا ہوا
سرداران لشکر اسلام کفار سے لڑ رہے تھے کہ آسمان سے نعرہ ہوا سرداروں نے دیکھا کہ ایک نقابدار الماس پوش
فوج دیووں کی لیے ہوئے آیا اور دلاوروں سے کہا کہ تم علحدہ کھڑے رہو تماشا دیکھو اور آپ تلوار کھینچ کر کفار پر گرا خوب
کافروں کو قتل کیا اور لڑتا ہوا ملک اخضر کے برابر پہونچا اسنے تلوار کئی سحر کیے مگر کچھ اثر نہ ہوا آخر نقابدار کے ہاتھ سے
ملک اخضر بھی زخمی ہوا پھر نقابدار نے صدہا جادوگر قتل کیے آخرکار لقائے بے لقا اور ملک اخضر اسی
عالم زخمداری میں ایک سمت کو بھاگ گئے اور لشکر جو قتل ہونے سے بچ گیا تھا وہ ایک طرف کو فراری ہوا نقابدار
الماس پوش بڑی دور تک تعاقب کرکے کفار کا پلٹا اور سوئے آسمان روانہ ہوا قاسم و اسد و بدیع الزمان

وغیرہ حیران ہوکر کہنے لگے کہ یہ کون نقابدار عالی وقار تھا کہ جسنے دم بھر مین لشکر کفار کا جو وہاڑکے بھگا دیا
غرضکہ سب سرداران اہل اسلام بھی لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوئے چند فرسخ چلے تھے کہ صحرا مین بہت سے
جانور مثل شیر و پلنگ و گرگ و گاو و گوسفند وغیرہ کے کھڑے ہوئے رو رہے تھے جب یہ سردار قریب پہونچے
ایک شیر اسمین سے آکر بدیع الزمان کے قدمون سے لپٹ گیا اور ایک پلنگ قاسم کے پاؤن پر آکمین لپٹا
الغرض ہر ایک جانور ان جانورون مین سے آکر ایک ایک سردار کے پاؤن سے لپٹ کر چیخین مار کر رونے لگا
اونکے گرد اُن سردارون کے پھر پھر کر جانورون نے راستہ روکا جانے نہ دیا اب ان سردارون کو اسی صحرا مین
رہنے دیجیے اور حال حمزۂ صاحبقران کا سنیے کہ درۂ نجم پر پہونچے دیکھا کہ تمام پہاڑ لوہے کا ہے مگر بہت بلند
ہے کہ چوٹی پہاڑ کی نگاہ نہین پہونچتی ہے اور ایک جادوگر اُس چوٹی پر پہاڑ کی کھڑا ہوا دونون ہاتھ اپنے
مل رہا ہے کہ ٹکڑے لوہے کے اسکے دونون ہاتھ سے گرتے جاتے ہین اور اُسی پہاڑ مین وصل ہوتے ہین اور
وہ پہاڑ اور زیادہ بڑھتا جاتا ہے امیر با توقیر حیران کھڑے ہوکے دیکھنے لگے کہ کسی طرف سے راہ نظر آئے تو پہاڑ
پر جائین کہین راہ نہ معلوم ہوئی کہ یکایک سامنے ایک سیاہ چیز کوئی آکر گری اور اُسنے صورت انسانی پیدا
کی امیر نے پہچانا کہ اسود تیز گام ہے اُسنے سلام کیا اور کہا یہ طلسم باندھا ہوا شروع روڈگردان جادوگر کا ہے
آپ میرے ساتھ تشریف لائیے مین آپ کو پہاڑ پر لیچلون امیر اسکے ساتھ پہاڑ پر پہونچے ساحر مذکور نے جو
امیر کو آتے دیکھا نعرہ کیا اے حمزہ معلوم ہوا تجھے یہان تک لایا ہے اور اسم سحر کا جو پڑھکر دم کیا اسود
تیز گام ظاہر ہوگیا بس شروع روڈگردان نے اُسے پکڑ لیا اور چاہا کہ پرواز پیدا کرکے اڑجائے
اور اُسے لیجائے کہ صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر جو تیغہ مارا شروع روڈگردان کے دو ٹکڑے ہوئے
زمانہ تیرہ و تار ہوگیا اسود بھاگا ہوا شہریار لشکر چلا گردون کا لیے ہوئے بھاگی مالک بن ذرد دہشت
کا کھڑا ہے یہ کہکر چلا گیا جب وہ تاریکی دور ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من شروع روڈگردان جادو ہون
افسوس مردیم و جاندادیم و مطلب خود نرسیدیم امیر نے دیکھا کہ لشکر کفار صف باندھے کھڑا ہے اور ساحرون
نے جو صاحبقران کو دیکھا شور و غل کرکے دوڑے امیر بھی تیغہ کھینچکر ابر کے سے پیچھے پیچھے امیر کے لشکر اسلام
بھی آیا تھا تلوار چلنے لگی امیر لڑتے ہوئے ملک اخضر کے پاس پہونچے اُسنے سحر کیا امیر نے اسم
باطل السحر پڑھا اور سحر اُسکا رد کرکے امیر برابر اُسکے آئے اُسنے تلوار ماری صاحبقران نے رد کی امیر نے
وار کیا ملک اخضر نے خالی دیا اور سامنے سے مثل فراری کے ہٹ گیا اور طرف سے لڑنے لگا سلطان سعد
سے مقابلہ ہوا اور جا سلطان سعد پر حملہ کرکے اُنکو زخمی کیا پھر جمشید خراسانی سے مقابلہ کیا اور اُسکو بھی بزور
سحر زخمی کیا غرضکہ چار سو سردار اہل اسلام ملک اخضر کے ہاتھ سے زخمی ہوئے ملک اخضر جسوقت ہاتھ
کو جنبش دیتا تھا ایک برق چمک کر گرتی تھی ہر ایک سردار زخمی ہوتا تھا القصہ اسی طرح اُدھر سے ملک اخضر
لڑتا ہوا آیا اور ادھر سے صاحبقران کفار کو قتل کرتے ہوئے پہونچے پھر امیر سے اور ملک اخضر سے
سامنا ہوا ملک اخضر نے پھر سحر کیا موثر نہ ہوا صاحبقران نے ایک ہاتھ تلوار کا سر پر اوچھا سا مارا۔
ملک اخضر زخمی ہوکر بھاگا قضا سے کار اُدھر سے نقابدار مرصع پوش آیا تھا وہ للکارا کہ او کافر کہان
بھاگا جاتا ہے خبردار آگے قدم نہ بڑھانا مین آپہونچا اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ نعرہ سنکر
ملک اخضر برابر نقابدار مرصع پوش کے آیا نقابدار پر وار تلوار کا کیا مگر نقابدار پر تلوار کا کچھ اثر نہوا اب

لقا بدار نے جھکر ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا ملک اخضر کے دو ٹکڑے ہوئے تمام ساحر حیران و پریشان ہو کر
بھاگ گئے لشکر کفار کو شکست ہوئی لقا بدار نے صاحبقران زمان سے پکار کر کہا یا امیر ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ
مین نے اخضر جادو کو کیونکر قتل کیا بہتر یہ ہی کہ اسباب صاحبقرانی آپ ساتھ مرحمت فرمائیے نہین تو بعد فتح
عظلی آباد کے آذر کوہ پر جلد جسطرح ہو گا اثاثہ صاحبقرانی لے لونگا صاحبقران نے فرمایا کہ خیر
عظلی آباد سے فراغت تو ہو جانے دو پھر دیکھا جائیگا الغرض لقا بدار تو چلا گیا صاحبقران با فتح و فیروزی
داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے اور صبح کو کوچ کر کے چھٹے درے کی طرف روانہ ہوئے جب سامنے درے کے
پہونچے دیکھا کہ تمام درہ پتھر کا ہی اور بار گھرا ہوا ہی اسمین سے پتھر برس رہے ہین یہ مجال نہین کہ پرندہ بھی
اُسطرف سے گذر جائے امیر کشور گیر نہایت حیران و پریشان ہوئے اور قریب اُس درے کے اُتر پڑے اب
پھر یہان سے حال سنیے قاسم و بدیع الزمان وغیرہ سرداروں کا کہ وہ جانور جو گئے تھے آگرد دیدہ ہوئے تھے
وہ سب کے سب جادوگر تھے اور مفتوح بیشہ نشین ان سبکا سرگروہ تھا القصہ مفتوح نے قاسم اور بدیع الزمان
وغیرہ کو بزور سحر گرفتار کر کے پھر جانور بنا کر صحرا مین چھوڑ دیا اور آپ مالک بن زرد دہشت جادو سے
اجازت لیکر درۂ سنگ پر آکر شریک اُن سب ہمنمان رہنے کے ہوا اور پتلے موم کے ہزار ہا بنا کر تیار کیے
اور اُنپر سحر کیا کہ سب پتلون مین جان آگئی مفتوح بیشہ نشین جادو نے طبل جنگ بجوایا یہان امیر بیٹھے
ہوئے عمرو سے کہ رہے تھے کہ خواجہ ملکہ جادو نے ہمارے ساتھ بڑی دوستی کی اب مجکو فکر ہی کہ کئی دن سے نہ
خود آئی نہ اسود تیز گام کو بھیجا عمرو نے کہا ای حمزہ سبب اُسکا یہ ہی کہ وہ فقط میری محبت سے تمہارا کام کرتی
ہی اور تم مجکو کچھ نہین دیتے ہو اسوجہ سے وہ نہین آئی یہ ذکر تھا کہ ہلکاروں نے آکر خبر دی کہ مفتوح بیشہ نشین
نے طبل جنگ بجوایا ہی امیر نے فرمایا بالفضل ربانی و بتائید یزدانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے اُسوقت
نقارۂ رزم پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے بلند
آراستگی صفوف جدال و قتال نقیبون نے نقابت کی بعد اسکے مفتوح بیشہ نشین جادو اپنے ملک وحشی
پر سوار ہو کر میدان مین آیا اور اُن موم کے پتلون کو بھی ساتھ لایا اور پکار کر کہا ای خدا پرستو تمنے بہت سے
جادوگرون کو مار کیا ظلم و ستم کیا اب اگر دین زرد دہشتی اختیار کرو تو تمہارے حق مین بہتر ہے نہین تو دم
مین تم سبکا کام تمام ہی ادھر سے غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار نعرے کر کے کہنے لگے او کبر ناہنجار کیا
بیہودہ بکتا ہی جسطرح اور جادوگر مارے گئے اس عالم ترشیدہ احوال ہو گا مفتوح یہ کلمے سنکر بہت برہم ہوا
اور اُن پتلون کو اشارہ کیا وہ پتلے سب لشکر اسلام کی طرف دوڑے اور تمام سرداروں کو پکڑ کرلے آئے
فقط صاحبقران کہ اسم اعظم پڑھ رہے تھے اور بادشاہ اسلام کے پاس بیٹھے تھے اور مقبل وفادار بھی نزدیک
صاحبقران کے کھڑا تھا بس یہ تینون شخص فقط بچ رہے باقی سب گرفتار بلا ہو گئے مفتوح نے ہرچند
اشارہ کیا کہ انکو بھی گرفتار کر لاؤ پتلے گئے مگر قریب صاحبقران کے نجا سکے ایک پتلون نے مفتوح سے آکر
کہا ہم حمزہ کے قریب نہین جا سکتے یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہمکو کوئی جلائے دیتا ہی مفتوح نے حیران ہو کر طبل بازگشت
بجوایا اور سب سرداران امیر سحر کو لیکر پھر گیا سب سرداروں کو قید کیا مگر اب کرب غازی اور مقبل بن
گیا ہو رخون آشام بھی لشکر اسلام مین آئے مگر خیال تھا کہ ایسا نہو یہ بھی گرفتار ہو جائین اگرچہ لقا بدار
ہرصبح پوش ساتھ انکو لیگیا مگر جدا ہو کر چلے آئے الغرض مفتوح بیشہ نشین جب تمام اہل اسلام کو قید کر چکا

تو حال سب مالک بن زردہشت جادو سے کہلا بھیجا کہ مین نے سب خدا پرستون کو اسیر کر لیا ہی مگر حمزہ پر
میرا سحر کارگر نہ ہوا یہان مالک بن زردہشت بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا اور ملکہ جادو بھی اُسکے پاس موجود
تھی اور بختیارک باتین طعنہ آمیز کر رہا تھا کہ پیغام مقنوح کا پہونچا بختیارک نے کہا کہ حمزہ مالک باطل السحر ہی
کوئی ساحر اُسکا کچھ نہین کر سکتا دوسرے یہ کہ حمزہ کے بڑے زبردست لوگ شریک ہین کہ حمزہ نے پانچ
درے انھین کی مدد سے فتح کیے اب وہی مددگار حمزہ کے مقنوح کو بھی قتل کر ڈالینگے اور دردہ ششم و ہفتم بھی
فتح ہو جائیگا مالک نے کہا اے بختیارک تجکو حال اُن لوگون کا معلوم ہی کہ وہ کون ہین جو لوگ حمزہ کے
شریک ہین بختیارک نے کہا کہ مین نام اُنکا نہین لے سکتا اور اشارہ ملکہ جادو کی طرف کیا ملکہ جادو سمجھ گئی
کہ یہ آوازہ اور اشارہ تیری طرف تھا بس ملکہ جادو نے کہا اے مدبر بزرگوار بختیارک مجپر آوازے کرتا ہی مین
کہتی ہون کہ اسکی شامت آپ کے ہاتھ سے نہ آ جائے بھلا مجھ سے اور خدا پرستون سے کیا علاقہ ہی سبحان اللہ
غیر تو آپ کے دوست ہو گئے اور ہم دشمن ٹھہرے ہمکو تو اسنے خدا پرستون کا دوست مشہور کیا ہی خیر مین اب
جا کر مقنوح کی شریک ہوتی ہون اور سر حمزہ کا لاتی ہون ہر چند مالک نے روکا مگر ملکہ نے نہ مانا اُسی وقت روانہ
ہو گئی بختیارک نے دل مین کہا کہ اب مقنوح بیچارہ بھی مارا جائیگا غرضکہ ملکہ جادو خدمت مین صاحبقران
کے پہونچی اور سلام کیا خواجہ عمرو کے دیکھتے ہی جان مین جان آگئی اور کہا اے ملکہ مین نہایت تمہارے واسطے
متردد تھا ملکہ نے کہا اے خواجہ یہ بختیارک بُری طرح میرے پیچھے پڑا ہی خدا بچائیگا تو بچونگی امیر نے فرمایا اے ملکہ
جادو تمام سردارون کو مقنوح جادو اسیر کر لیگا اپنے سحر کا تماشا دکھا دیا ملکہ جادو نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے
مین آج رات کو مقنوح بدبخت بے دین کو ساتھ لیکر اُڑونگی آگے آگے مین ہونگی وہ پیچھے ہوگا آپ اُسکو تیر قضا کا نشانہ
کیجیے کا صاحبقران نے فرمایا اچھا بہتر ہی ہم مستعد بیٹھے رہینگے اور مقبل سے کہا کہ تم بھی کمینگاہ مین بیٹھے رہو غرضکہ
ملکہ جادو وہان سے اُٹھکر بہار ہزار آئی یہان حالات جادو اور مقنوح جادو دونون بیٹھے ہوے شراب خواری
اور ناچ رنگ مین معروف تھے حالات جادو کہہ رہا تھا کہ مین اسم اعظم حمزہ کا بند کر دونگا مقنوح جواب
دیتا تھا کہ یہ کوئی کام دشواری کا نہین ہی مین تو ایک لمحہ بھر مین بند کر سکتا ہون یکایک ملکہ جادو پہونچی
دونون تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوے بلا کر مسند پر بٹھلایا پوچھا کہ ملکہ تم کیون آئین کہا اے مقنوح ہمکو لوگ
کہتے ہین کہ ملکہ جادو خدا پرستون کی شریک ہی مین آج رات کو جا کر حمزہ کا سر کاٹ لاؤنگی یا اپنی جان دونگی
مقنوح بولا اے ملکہ تم مالک ملک ہو جو تمہین بدنام کرتا ہی وہ نہایت بیوقوف اور گدھا ہی اور کل تو مین حمزہ کا استیصال
کرونگا ملکہ نے کہا صبح کو خدا جانے کیا ہو کیا نہ ہو مین آج ضرور دو پہر رات لے ہنس پر سوار ہو کر جاونگی مین ہرگز تمہارا
کہا نہ مانونگی غرضکہ دو پہر رات شراب و کباب اور صحبت رقص و عیش و عشرت مین گذری جب نصف شب ہوئی
ملکہ جادو اٹھی اور سحر سے ایک ہنس بنا کر تیار کیا اور اُسپر سوار ہو کر چلی مقنوح نے حالات جادو سے کہا اے برادر یہ
ملکہ بیٹی بادشاہ کی ہی اسکا تنہا جانے دینا دشمنون مین مناسب نہین اور دشمن بھی وہ دشمن جو مالک باطل السحر
ہی خدا جانے کیا اُفتاد پڑے یہ صلاح کر کے دونون سوار ہو کر پیچھے پیچھے چلے ملکہ جادو نے جو دیکھا کہ یہ دونون ساتھ چلے
ہین دل مین بہت خوش ہوئی جیکی آگے آگے چلی جاتی تھی جب سامنے بارگاہ سلیمانی کے پہونچی تو اُسنے چھپا
ہو گئی یہان صاحبقران اور مقبل وفادار تیر کمان مین جوڑے بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہی مقنوح جادو اور
حالات جادو کو آتے دیکھا امیر نے مقبل سے کہا کہ ہوشیار ہو جاؤ وہ دونون نشانے آپہونچے جب

دونوں ساحر زد پر تیروں کی آئے مسعوج جادو کو تو صاحبقران نے تاکا اور حالات جادو کو بقبل و فادار
نے تاکا دونوں کے تیر کمان بے امان سے برابر چلے ایک کا سینہ کشادہ ہوا دوسرے کا گلا ہدف بنا دونوں ساحر
زمین پر گر کر تودۂ خاک ہوگئے یک رجل اس صفائی پر ہاتھوں کی دونوں کے ہزار جان سے قربان ہوا ابر چلا کر
غل و شور مچانے لگے تاریکی چھاگئی اولے تیز و تند چلنے لگی بعد تھوڑی دیر کے دو آوازیں پیدا ہوئیں ایک کی یہ صدا
تھی کشتی مرا نام من مسعوج بیشہ نشین جادو بود واہ دوسری یہ آواز تھی کشتی مرا نام من حالات جادو بود افسوس
مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم ادھر ملکہ جادو ان دونوں ساحروں کی لاشیں لیکر بھاگی ادھر تمام
سرداران لشکر اسلام قید سحر سے رہا ہوگئے اب جو صاحبقران نے دیکھا تو میدان صاف ہو رہا وہ پہاڑ جو تہ در تہ
سنگ سنگین ترین درہ کوہ شگاف ہوا اسیوقت امیر کشور گیر وہاں سے کوچ کرکے درۂ ہفتم کی طرف روانہ ہوئے
وہاں ملکہ جادو دونوں کی لاش لیے ہوئے روتی ہوئی مالک ہیں زرد ہشت کے پاس پہونچی اور حال
بیان کیا بختیارک نے کہا سبحان اللہ تم نے خیال کرو کہ ملکہ جادو تو آگے تھیں وہ تو بچ گئیں یہ دونوں پیچھے
پیچھے تھے مارے گئے یہ عجب جنگ ندگری ہوا ایسا معرکہ آجتک نہ دیکھا نہ سنا مالک ہیں زرد ہشت کو ملکہ
کی طرف اب گمان فاسد گذرا جب بختیارک نے اسقدر سمجھایا ملکہ جادو نے اپنے منھ پر دو ہتھڑ مارے اور خنجر
کھینچکر کہا کہ میں اپنے تئیں ہلاک کروں گی مالک نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ملکہ تم کسی کے کہنے کا برا نہ مانو ملک کی
مالک تم ہو اول سے بختیارک توجھک مارتا بیہودہ بکتا ہو جو تمہاری جانب بدگمانی کرتا ہو پھر مالک نے
بیٹی کو گلے سے لگایا تشفی دلاسا دیا یہاں صاحبقران درۂ ہفتم پر پہونچے دیکھا کہ تمام درہ شیشے کا ہو اور
ایک شخص اس درے کے بنگلے میں بیٹھا ہو اور ایک شیشہ اسکے ہاتھ میں ہو ہر بار اسم سحر کا پڑھکر دم
کرتا ہو امیر بہت حیران ہوئے اور اس تردد میں تھے کہ یہ کون ہو اور یہ درہ ہفتم متعلق سجنجل جادو ہو اسنے
جو صاحبقران کو آتے دیکھا اسوقت ایک فانوس شیشے کی ہاتھ میں اٹھائی اور سامنے لشکر امیر کے وہ فانوس
اٹھا کر گردش دی جلوہ فانوس سے تمام سرداران عالیشان اس حصار آبگینہ میں آگئے اور مانند تصویر
کے چسپیدہ ہوکر رہگئے فقط صاحبقران برکت اسم اعظم سے محفوظ رہے اس لکاٹ کے سحر نے امیر پر اثر نہ کیا
سجنجل جادو سبکو گرفتار کیے ہوئے جلی کٹی کہتی جاتی تھی اے حمزہ خیر تو بچ گیا میرے ہاتھ سے رہا تیرا
بھی بندوبست کرتی ہوں اور کہاں جائیگا صاحبقران بتا باز اس ساحرہ کے پیچھے دوڑے اب آگے آگے وہ
ساحرہ فاحشہ ہو اور پیچھے پیچھے صاحبقران ہیں اور پکارے کہتے جاتے ہیں اے فتنہ روزگار ساحرہ غدار
اگر میرے سرداران عالیشان کو تو نے اسیر کیا ہو تو میرا بھی کام تمام ہے جا اسوقت نکا یک نقابدار الماس پوش
لشکر دیووں کا لیے ہوئے آپہونچا اور اس ساحرہ سجنجل جادو کو للکارا کہ باش او قحبہ کہاں بھاگی جاتی ہو اور
ایک دیو کو حکم دیا کہ اس ساحرہ شلح کو پکڑ لو وہ دیو چلا جبتک سجنجل جادو اسم سحر پڑھے پڑھے دیو نے اگر
بسا پہ کیا اور فوراً آگا دبوچ لیا ہوا سے عقوبت میں گرفتار کرکے سامنے نقابدار الماس پوش کے لاکر حاضر کیا
نقابدار نے اس دیو سے کہا کہ اس آفت روزگار کو کھالے اسی وقت نسل کردہ دیو اسکے پوست و استخوان
بجنس کو جیسے منھ میں دھر گیا شور و غل بلند ہوا تاریکی چھاگئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام
من سجنجل جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی دیکھا وہ حصار شیشے
کا مفقود ہوگیا اور ہر ایک سردار اپنے اپنے مقام پر لشکر صاحبقران میں موجود تھا نقابدار نے

صاحبقران کو سلام کیا اور کہا کہ یہ اثاثہ صاحبقرانی میرے حوالے کیجیے کہ اب صاحبقران میں ہوں امیر نے
جواب دیا کہ ای لقا بدکار یہ اسباب میں نے بڑی جانکاہی سے پیدا کیا ہی اگر تو مجھپر غالب آئیگا تو یہ اسباب تجھ
تجھکو دونگا لقا بدکار بولا خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر جدھر سے آیا تھا اُسی طرف چلا گیا اور صاحبقران وہاں سے
کوچ کر کے سامنے شہر عنظلی آباد کے آئے بارگاہ فلک اشتباہ استادہ ہوگئی خیام لشکر ظفر پیکر دور تک
برپا ہوئے ایک طرف اردوے معلی لشکر امیر باتوقیر کا آراستہ ہوا جا بجا لشکریان جلوس فوج اسلام سے
اُترے بارگاہ سلیمانی میں بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار اور صاحبقران زمان داخل ہوئے اُدھر
مالک بن زردہشت کو خبر ہوئی کہ ملکہ سنجل جادو کا بھی شیشہ ہستی شکست ہوگیا حمزہ ساتوں درے
فتح کر کے سامنے شہر عنظلی آباد کے آکے اُترے ہیں مالک نے کہا یہ کیا غضب ہی کہ سب جادوگر نامی مارے گئے
بختیارک نے کہا ای مالک اگر حمزہ کا اسم اعظم بند نہ ہوگا تو اسی طرح سب جادوگر مارے جائینگے مالک نے تمام
لشکر سے کہا کہ تم تو مقابلے میں لشکر حمزہ کے جاؤ اپنے استادگر ہیں آج اسم اعظم بند کرتا ہوں القصہ مالک
بن زردہشت جادو کا شہر سے باہر آیا اور سامنے لشکر اسلام کے فوج ساحران اُتری اور مالک نے
ہوم کیا خون خوک سے پہلے نہایا اور پھر اسی کے خون سے چوکا ساحروں کا لیپا دیا اور چوکے میں بیٹھکر اگیاری
کی اور گھی کا چراغ روشن کر کے لوبان کافور بوئے نگین گوگل آگ میں ڈالا سیندور اور عبیر و گلال چھڑکا اور خون
خوک اُس اگیاری میں بھی ڈالدیا ایک چٹخنے کی آواز آئی اور ایک بوتل شراب کی اُس اگیاری میں بھی
ڈالدی آنچ ہونے لگی پھر بنگالی آئے اور ڈیرو بجانے لگے ایک پتلا موم کا بشکل جانور کے بنایا اور اسم سحر کا
دم کر کے اُس جانور کو آواز دی اُسمیں جان تازہ شیطانی روح آئی اور پھر کچھ پڑھکر دم کیا اور اُس جانور کو حمزہ
کیطرف اشارہ کیا وہ جانور اڑ کر چلا گیا یہاں حمزہ صاحبقران زمان بارگاہ خاصی میں پلنگ پر لیٹے ہیں دیکھا
کہ ایک جانور سرخ رنگ آیا اور تین بار گرد سر صاحبقران کے پھرا اور چلا گیا اور اسی چوکے میں مالک بن
زردہشت کے پاس پہونچا مالک نے اُس جانور کو پکڑ کر شیشے میں بند کیا اور سکورا اُس شیشے کے منھ پر رکھکر موم
لگا دیا بعد اُسکے تمام ساحروں کو رخصت کیا اور آپ نہا دھو کر خواب خرگوش میں مبتلا ہوا صبح کو وہ شیشہ لاکر لقای
بے لقا کے سامنے رکھدیا اور کہا حمزہ کا اسم باطل السحر میں نے بند کردیا اور طبل شادمانی کا حکم دیا خبر صاحبقران کو
ہوئی کہ اسم اعظم بند ہوگیا یہ بندوبست مالک بن زردہشت جادو نے کیا صاحبقران نے جو خیال کیا
بالکل اسم اعظم یاد نہ تھا لہذا ہر چند کہ مجھے یاد ہی وہ مردود جھوٹ کہتا ہی اور عمرو سے اشارے میں سب حال
بیان کردیا عمرو بھی یہ سنکر پریشان ہوا وہاں ملکہ جادو کو جو معلوم ہوا نہایت مضطر ہوئی اور اپنی انیسوں اور
جلیسوں سے کہا کہ غضب ہوا اسم اعظم حمزہ کا بند کردیا گیا اگر حمزہ مارا گیا تو عمرو بھی اپنی ضرور جان دیدیگا پھر
میں بھی اپنے تئیں ہلاک کرونگی میرا جینا بھی دشوار ہی میں اُسکی دوستی سے باز نہ آؤنگی اور محبت میں دیوانی
ہوجاؤنگی یہ کہکر اُٹھی اور مہرۂ زردہشتی صندوق معلق سے نکال لائی اور وہاں سے خدمت فیضدرجت
امیر باتوقیر میں آئی دیکھا امیر بیٹھے ہوئے عمرو سے کہہ رہے ہیں کہ رات کو ایک جانور سرخ رنگ آیا اور میرے
گرد پھر کر چلا گیا میں نے چاہا کہ اُسے پکڑلوں وہ ہاتھ نہ آیا عمرو کہہ رہا ہی ای حمزہ وہی جانور تیرا اسم اعظم بند
کر گیا امیر باتوقیر فرماتے ہیں کہ خواجہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی ناگاہ ملکہ جادو سامنے آئی اور امیر کو سلام کیا اور
پاس بیٹھ گئی امیر نے پوچھا ای ملکہ کچھ حال کہو ملکہ نے کہا آپ کا اسم اعظم بند ہوچکا مگر میں نے بھی اپنی جان

آپ کے ہمراہ لگا دی ہی یہ مہرۂ زردہشتی بڑی جانکاہی سے لائی ہون آپ اسکو اپنے پاس رکھیے کہ اسکا سبب سے
سحر کسی ساحر کا تاثیر نہ کریگا اے امیر اگر مین راہ اسلام مین کام آجاؤن تو مجکو حضور فاتحہ خیر سے نہ فراموش کرین
کس واسطے کہ اب مجھے اندیشہ اپنی جان کا ہی بختیارک بیچارے میرے قتل کے بہت درپے ہو رہا ہی اور میرے پدر
بزرگوار کو میرا دشمن جانی بنا چکا ہی جسوقت کوئی خبر اسکو تحقیق معلوم ہوئی فوراً وہ مجکو قتل کریگا صاحبقران
نے فرمایا کہ اے ملکہ اگر تمکو بھی اندیشہ ہی تو تم ہمارے پاس سے نہ جاؤ جو سبکا حال وہی تمہارا حال مثل مرگ انبوہ جشنے
دارد ملکہ نے کہا ابھی موقع نہین ہی میرا رہنا یہان غیر مناسب ہی یہ کہکر ملکہ آبدیدہ ہو کر وہان سے روانہ ہوئی
قضائے کار مالک بن زردہشت جادو کو ملکہ جادو کیطرف سے گمان بد تو گذر ہی چکا تھا اور وہ یہ تو سمجھا
ہوا تھا کہ ملکہ خدا پرستون کی طرفدار ہی اسی فکر مین رہا کرتا تھا کہ حال ملکہ جادو کا کسی صورت سے دریافت ہو جائے
اس روز اتفاق سے ایک مگس کلان کی صورت بنا ہوا بارگاہ حشامی مین بیٹھا تھا اُسنے سب باتین ملکہ جادو
کی سنین اور یہ بھی دیکھا کہ مہرہ زردہشتی بھی ملکہ جادو نے صاحبقران کو دیا جب ملکہ جادو چلی مگس
نے مہرہ سامنے سے صاحبقران کے اٹھا لیا اور اڑکر آواز دی اے حمزہ معلوم ہوا کہ ننگ خاندان مسخ دیدہ
گیسو بریدہ تجھسے ملی ہوئی ہی دیکھ تو اسکا کیا حال کرتا ہون یہ آواز دیکر مہرہ لیے ہوئے چلا گیا امیر نے ہر چند
تعاقب کیا اور کئی تیر مارے مگر اسے نہ پایا عمرو نے حال اپنا تباہ کہا اے حمزہ بازمین نے اپنی جان دی یا ملکہ
جادو کو بچایا فقط آپ سے امیدوار دعا کا ہون یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور درپی کیواسطے ملکہ جادو کے روانہ ہوا
یہان مالک بن زردہشت جادو جو پھر کر آیا آگ بگولا بنا ہوا تھا مارے غصے کے منہ سے شعلۂ آتش غضب
نکل رہے تھے ملکہ جادو بیٹھی ہوئی تھی آتے ہی ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور کہا کہ مجکو بختیارک کا کہنا باور نہ آتا تھا
اب مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ تو نے مہرۂ زردہشتی حمزہ کو جا کر دیا ارے غضب ہو گیا تھا اگر یہ مہرہ حمزہ
کے پاس رہتا تو کسیکا سحر اثر نہ کرتا دیکھ وہ مہرہ جو لے آیا ملکہ نے جو مہرہ دیکھا رنگت زرد ہو گئی سمجھی کہ افشائے
راز تیرا ہو گیا اب کسیطرح تیرے بچنے کی صورت نہین معلوم ہوتی ملکہ پکاری اے مالک اب تو جو چاہے میرے
حق مین کر مین نے تو لقائے بے لقا اور اسکے پرستارون پر لعنت کی اور سامری و جمشید کو بھی لعنت ہزار
ہزار کر کے چھوڑا جان میری راہ اسلام مین نثار ہی یہ سنکر مالک کو اور زیادہ غیظ آیا اور ملکہ کو باندھکر تازیانے
مارنا شروع کیے اور اسقدر کوڑے مارے کہ تمام جسم ملکہ کا شق ہو گیا اور خون کے فوارے بدن سے چھوٹنے لگے
ملکہ جادو پکار رہی تھی اے پروردگار عالم قدم میرا صراط مستقیم پر قائم رکھنا کبھی کہتی تھی اے صاحبو تم سب
میرے کلمۂ اشہد ان لا الہ الا اللہ کے شاہد رہنا کبھی زبان پر یہ جاری تھا کہ اے پروردگار تو حمزہ کو ان کافرون
فتحیاب کیجیو بس یہ کہتے کہتے بیہوش ہو گئی اتنے عرصے مین ماں ملکہ جادو کی آئی اور کہا اے مالک ایک اولاد میری
اسکو بھی تو نے دشمنون کے کہنے سے مار ڈالا یہ کہکر ملکہ جادو کو گھر لیگئی اور چارہ سازی مین زخمہائے بدن
ملکہ جادو کے مصروف ہوئی مالک بن زردہشت جادو اسی خیمے مین باہر آیا بختیارک نے دیکھا کہ
مالک کی آنکھین لال لال ہین تیوریان چڑھی ہین پوچھا بختیارک نے اے مالک خیر باشد آپکی اسوقت
طبیعت بگڑی کیون ہی مالک نے کہا اے بختیارک تو سچ کہتا تھا کہ ملکہ جادو شریک خدا پرستان ہی آج
مین نے خود اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ اس گیسو بریدہ مسخ دیدہ نے مہرۂ زردہشتی لیجاکر حمزہ کو دیا اور
چلی آئی مین وہ مہرۂ زردہشتی حمزہ سے لے آیا اور اس ننگ خاندان کو باندھکر خوب مارا مین اسکو

بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑتا مگر کیا کروں کہ ماں اسکی چمٹ کر بیٹھی بختیارک نے کہا خیر اب تو آپ کو میرے کہنے کا یقین ہوا
اب ذرا ہوشیار رہیے گا اور غفلت نہ کیجیے گا مالک نے کہا کیا مجال کیا تاب و طاقت جو اب غدار ستون کو مہرہ
لیجا کر دے یہ کہکر بارگاہ سے اندر محل کے آیا مگر نہایت پریشان کسی سے بات تک نہ کی کھانا بھی نہ کھایا اسی
عالم پریشانی میں بیٹھا ہوا تھا کہ دایہ اسکی فرتوتہ جادو آئی بلائیں لیں اور کہا اے بیٹا واری جاؤں تو نے ملکہ
جادو کو مارا اور باپ نے تمہیں پریشان کیا اب جاکر اسے دلاسا دے کہ تیرے دل کو بھی چین آئے اگر اولاد بھی ہوتی
ہو تو کوئی ایسا نہیں مارتا جیسا تو نے ملکہ جادو کو مارا مالک نے کہا میں تو اسے دلاسا دینے نہ جاؤنگا اسنے کہا خیر جا
تجھے اختیار ہے مگر کھانا کیوں نہیں کھاتا اب میرے کہنے سے کچھ تو کھا لے یہ کہکر وہ گئی اور کھانا مالک کے واسطے
اپنے ساتھ لیکر آئی دسترخوان بچھایا اور کھانا طرح طرح کا اسکے سامنے لگایا مالک کا ہاتھ منہ دھلایا اور جبراً قہراً بمنت
و سماجت کچھ کھلایا اور کہا کہ بیٹا تو بہت ہلکان ہوا ہے اب تھوڑی دیر سو رہ مالک پلنگ پر گیا اور لیٹتے ہی
بیہوش ہو گیا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ دایہ اصلی نہیں ہے بلکہ خواجہ عمرو بصورت دایہ مالک بن زردہشت
جادو بنکر آئے ہیں غرضکہ جیسے ہی مالک بیہوش ہوا عمرو نے فوراً زبان میں سوزن دیا اور داخل زنبیل کیا اسی وقت
آپ مالک بن زردہشت جادو کی صورت بنکر ملکہ جادو کے دیکھنے کو جب وہاں آیا دیکھا کہ ملکہ کے بدن پر نشان
کوڑوں کے ظاہر ہیں زوجہ سے مالک کی کہا کہ صاحب تم نے کچھ اسے سمجھایا یا نہیں اسنے کہا صاحب تم نے ایسا ذلیل
و رسوا کیا ہے کہ یہ جان دینے پر آمادہ ہے نہ کچھ کھاتی ہے نہ پیتی ہے ہر وقت اپنے اپنے ہلاک کرنے کا اسکا ارادہ ہے عمرو نے
ملکہ جادو کو گلے سے لگایا اور دلاسا دیا اور چپکے سے کان میں کہا کہ اے جان جہان میں عمرو ہوں میں نے مالک بن
زردہشت جادو کو پکڑ لیا ملکہ جادو یہ سنکر نہایت خوش ہوئی بعد تھوڑی دیر کے عمرو تو باہر چلا گیا ملکہ جادو
نے ماں سے کہا اے مادر مہربان آگاہ ہو یہ مالک بن زردہشت جادو نہیں ہے خواجہ عمرو عیار حمزہ کا ہے وہ یہاں
آ پہونچا اور اسنے مالک بن زردہشت جادو کو اسیر کر لیا اور آپ اسکی صورت بنکر یہاں آیا اور مجھے ملاقات
کر کے مطلع کیا کہ میں نے مالک بن زردہشت جادو کو اسیر کیا اے والدہ ماجدہ اب آپ کو لازم ہے کہ سامری
و جمشید پر لعنت بھیجیے اور راہ دین حق ہاتھ سے نہ دیجیے کہ دین حمزہ کا ہر دین و آئین سے بہتر ہے اور حمزہ ستون
دین اسلام ہے اسکی خدمت کرنا ثواب عظیم ہے یہ سنتے ہی زنگ کفر آئینۂ دل سے ملکہ کی ماں کے بھی دور ہوا اور
مسلمان ہوئی ملکہ نے جو کچھ طریقہ دین اسلام یاد کیے تھے وہ سب اپنی ماں کو تعلیم کیے مادر ملکہ جادو کلمہ طیبہ
پڑھکر مسلمان کامل ہوئی اور پاک ہو کر خواجہ عمرو کے ساتھ خدمت صاحبقران زمان میں ملکہ کو لیکر چلی اسطرف
امیر کشورگیر نے بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے عمرو نے کچھ کارپردازی عمدہ کی ہے
کیونکہ اسم اعظم اب مجھے یاد آیا ہے اور ایک ساعت قبل اس سے بالکل فراموش تھا یقین واثق ہوا کہ خواجہ عمرو
نے مالک بن زردہشت جادو کو گرفتار کیا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو اور ملکہ جادو اور ماں اسکی یہ تینوں ہنستے ہوئے
سامنے سے آ گئے اور تینوں نے سلام کیا صاحبقران بہت خوش ہوئے اور ملکہ کی طرف دیکھکر خواجہ عمرو سے
فرمایا اے خواجہ ملکہ جادو سے مالک بن زردہشت جادو کیونکر پیش آیا اور تمنے کیونکر ملکہ کو بچایا عمرو نے کہا
اے حمزہ میں نے مالک کو عیاری کر کے گرفتار کیا اور یہ کہکر مالک کو زنبیل سے نکالکر سامنے صاحبقران زمان کے
رکھدیا صاحبقران کمال مسرور ہوئے اور حکم دیا اسے زندان خانے میں لیجا کر اسیر کرو اور آپ سوار ہو کر شہر
عظلی آباد کو چلے وہاں پہونچے جہاں سب سردار صحرائے لق و دق و سبزہ زار متعلقہ عظلی آباد میں جا

بنے ہوئے پھر رہے تھے جیسے ہی ان جانوروں نے امیر با توقیر کو دیکھا بیکلے سب دوڑے اور اپنے آقا اور مالک
کو پہچان کر قدموں سے لپٹ گئے عمرو نے کہا ای حمزہ یہ سب تمھارے سردار ہیں سحر سے جانور بنے ہوئے ہیں
صاحبقران نے پانی منگوا کر اسم اعظم پڑھا اور اُس پانی کو اُن سب جانوروں پر چھڑکدیا فوراً سب کے سب
بصورت اصلی ہو گئے لباس انسانی میں آگئے صاحبقران اور بادشاہ اسلام نے سب کو گلے سے لگایا تمام
لشکر اُن سب سے آکر بغلگیر ہوا بڑی خوشی حاصل ہوئی لندھور نے کہا ای شہریار میں حصار عنظلی آباد کو آگے
جا کر گراتا ہوں امیر نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہی لندھور مع سرداران اسلام آگے روانہ ہوا اور دروازہ
عنظلی آباد پر پہونچکر گرز مارا کہ دروازہ ٹکڑے ہو کر گرا لندھور مع سرداران وغیرہ شہر کے اندر چلا سب نے
تلواریں میان سے کھینچ لیں اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا شہر میں ایک بلوہ مچ گیا غلغلۂ عظیم برپا ہوا رن بگڑ گیا
صدا ہر کوچہ میں بلند ہوئی ادھر ہلکاروں نے لقاے بے بقا کو خبر دی کہ مالک بن زردہشت جادو
اسیر ہو گیا اور خداپرست شہر عنظلی آباد میں آتے ہیں لقا نے کہا ای شیطان درگاہ بگو حالا چہ تقدیر کنم
بختیارک نے کہا یا خداوندا اب آپ بھاگیے یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہی اب یہاں سے گریز کرکے آذر کوہ
کو چلیے کہ میں نے کتاب نجومی میں دیکھا ہی کہ حمزہ پر آذر کوہ میں قران صعب ہی اور نجومیوں نے بھی کہا ہی
کہ حمزہ مع اپنے سرداروں کے آذر کوہ میں گرفتار بلا ہوگا یہ ذکر تھا کہ غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار
کے نعروں کی صدائیں بلند ہوئیں بختیارک نے کہا یا خداوندا وہ خداپرست آپہونچے اب جو ٹھہریے گا تو گرفتار
ہو جائیے گا اسوقت لقا لاعلاج ہوکر چلا ہمراہ بختیارک اور یاقوت شاہ وضیغم خون آشام دروازہ
آذر کوہ کیطرف کا کھلوا کر لقاے بے بقا مع اپنے ہمراہیوں کے بھاگا ادھر صاحبقران زمان بصد شکوہ و شان
بزن کرتے ہوئے داخل شہر عنظلی آباد ہوئے اور ساحروں کو قتل کرنا شروع کیا جو سامنے آگیا بس اُسکا کام تمام
ہوا بڑے بڑے زبردست ساحروں نے ہرچند سحر کیا مگر اسم اعظم کی برکت سے کچھ نہ ہو سکا القصہ میں پہر
عنظلی آباد میں قتل عام ہوا آخرکار چار طرف سے آواز الامان کی بلند ہوئی صاحبقران نے سبکو امان
دی سب کے سب مسلمان ہو گئے بادشاہ اسلام ایوان شاہی میں آکر تخت پر جلوہ گر ہوئے صاحبقران مع
سرداران عالیشان کے دنگلوں پر بیٹھے ناچ ہونے لگا جشن کے باجے بجنے لگے جام مے ارغوانی گردش میں آیا
جب دربار آراستہ ہوا اور جشن عام کا سامان بندھا فرمایا کہ لاؤ مالک بن زردہشت جادو کو اسیوقت لوگ
لیکر مالک کو دربار عام میں بحضور بادشاہ اسلام و صاحبقران زمان حاضر ہوئے اسنے دربار میں آکر بطریق کفار
سلام کیا امیر کشورگیر نے مالک کو کرسی پر بٹھایا اور فرمایا ای مالک تجکو اپنی سحر و ساحری کا بڑا گھمنڈ تھا دیکھا
تو نے بفضل پروردگار عالم وعالمیان وہ ساحر زبردست تیرے کیونکر قتل ہوئے اور تو کسطرح اسیر ہوا تیرے
خداوند مردود زردہشت جادو و جمشید و سامری اور پونے دو سو خداوندوں نے تجکو نہ بچایا اب
بہتر یہ ہی کہ ادیان باطلہ پر لعنت کر اور کفر پرستی چھوڑ دے کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جا دین اسلام قبول کر میں تجکو اپنا
برادر ایمانی سمجھونگا اور ملک باپ کا بھی تیرا تجھے دونگا اور اگر تو نہ مسلمان ہوگا تو قتل کیا جائیگا یہ کلمات پند ونصائح
صاحبقران زمان سنکر مالک بن زردہشت جادو نے کہا ای شہریار میں اس شرط پر مسلمان ہونگا کہ
جسوقت یہ سب حال مجہر آئینہ ہوگا صندوق معلق زردہشت جادو کا اور کیفیت گائے طلا
کی کہ شراب پیتی جاتی ہی اور ساز رقص بجاتی جاتی ہی اور اس زاغ سیاہ کے جوڑے کی روئداد کہ ہر جفتی

مین ایک بچہ پیدا ہوتا ہی اور فوراً بڑھتا ہی اور خداوند لیکر اُڑ جاتا ہی اور اُس تالاب کا ماجرا کہ کبھی اُسکا پانی
خشک نہین ہوتا جسقدر چاہو صرف کرو جتنا ہی اُتنا ہی باقی ہمیشہ رہیگا یہ سب کیفیتین اور بنا مین اُنکی تحریر
ظاہر کر دیجیے تو مین بصدق دل دین اسلام قبول کرون اور مطیع حضور کا رہون صاحبقران نے فرمایا
کہ اچھا ابھی یہ کہکر اُسیوقت مالک کو اپنے ہمراہ لیکر سوار ہوئے پہلے صندوق معلق کے پاس پہنچے
اُس گاؤ طلائی مین سے آواز آئی کہ حمزہ مجکو سجدہ کر اور دیکھ مین نے تجکو کیا مرتبہ دیا ابتدا سے انتہا
تک سب حال صاحبقران کا بیان کر دیا امیر با توقیر نے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تو شیطان ہی
زمین سمایا ہوا بول رہا ہی امیر نے لندھور سے فرمایا کہ گاؤ طلائی کو ایک گرز مارو دیکھو تو کیا تماشا دکھائی
دیتا ہی یہ سنکر لندھور نے بڑھکر ایک گرز گران اُس گاؤ طلائی پر مارا اُس گاؤ کے ہزار ہا ٹکڑے
ہوگئے اور ایک بگولا دھوئین کا زمین سے نکلا اور اُس دھوئین سے صورت دیو مہیب کی پیدا ہوئی اور
اُڑکر بلند طرف آسمان کے ہوئی وہان جاکر آواز دی کہ ای حمزہ تو نے مجھے شہر فرنگ سے بھگایا مین یہان
آکر مقیم ہوا تو نے یہان بھی چین نہ لینے دیا خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر غائب ہوگیا بعد اُسکے صاحبقران زمان
نے اسم اعظم پڑھکر صندوق معلق پر دم کیا کہ سحر جمشید سحر آفرین کا رد ہوا صندوق معلق
زمین پر دھم سے گرا جمشید نے ہر چند سحر صاحبقران پر کیا مگر برکت سے اسم اعظم کی کچھ موثر نہ ہوا آخر کار
جمشید بھی ہاتھ سے صاحبقران عالیشان کے مارا گیا وہ جوڑا زاغ سیاہ کا بھی بسبب سحر جمشید
کے بلند پروازیان کیا کرتا تھا فوراً وہ بھی نابود ہوگیا اور اُس تالاب مین جو پانی کبھی کم نہ ہوا کرتا تھا اُسکی
ماہیت یہ ظاہر ہوئی کہ ایک دریا بہت فاصلے پر اُس شہر سے تھا اُسمین نالی کھود کر بیچ ہی بطور نیا سوت
کے اس تالاب بن [illegible] تھے صاحبقران نے اُسکی جستجو بعد کوشش اور تفحص بلیغ کرکے اُسکو بند کرادیا
دریا سے پانی آنا موقوف ہوگیا اب پانی بھی اُسکا کم ہونے لگا تین دن مین آدھا تالاب خشک ہوگیا
صاحبقران نے مالک بن زردہشت جادو سے کہا کہ اب تجکو دین اسلام ماننے مین کیا کلام ہی
بس اب بہتر یہ ہی کہ تو مسلمان ہو جا مالک بن زردہشت جادو اسلئے یہ قلب کمال تھا خوف جان
سے مسلمان ہوا اور دل مین کینہ رکھکر طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر دین اسلام قبول کیا اب عمرو نے
صاحبقران سے کہا مین ملکہ جادو پر مدت سے عاشق و فریفتہ ہون آپ خوب جانتے ہین کہ عشق مین
اُسکے میری جان پر بنی ہی دم نکلتا ہی ہجر جانان اب بہت شاق ہی وصل معشوق اور لقا کا دل مشتاق
ہی امیدوار ہون کہ آپ میرا عقد اُس پریوش ملکہ جادو کے ساتھ کر دیجیے امیر نے فرمایا دیکھو مین سمجھاتا
ہون اگر ملکہ جادو راضی ہوگئی تو کیا مضائقہ ہی صاحبقران زمان نے ملکہ جادو کو کنج خلوت مین
طلب کیا جب ملکہ جادو آئی واسطے عقد ہمراہ خواجہ عمرو کے استمزاج لیا ملکہ جادو نے کہا ای امیر با توقیر
مین حضور کی ایک ادنی کنیز ہون جو حکم حضور فرمائین مجھے کیا عذر مین ہر حال تابع فرمان حضور ہون لیکن
ابھی تو بالفعل عقد کا مناسب نہین ہی بعد چند روز کے دیکھا جائیگا امیر بھی منشاء ملکہ جادو کا سمجھکر
خاموش ہو رہے پھر عمرو کو بفہمائش سمجھا دیا عمرو ارادہ عقد سے باز رہا بعد اُسکے تمام شہر کو اسلام آباد
کیا سکہ سیم و زر اشرفی بنام بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار جاری ہوا ڈنکی دین اسلام کی
بجنے لگی جھنڈا گڑ گیا بتخانے قتل و ہرے شوالے وغیرہ منہدم ہوگئے مسجدین گلی گلی کوچہ کوچہ بنوائی گئین

شہر عظلی آباد میں ہر طرف سے صدائیں کہیں نعرۂ اللہ اکبر کہیں جا شور اشہد ان لا الہ الا اللہ کا بلند تھا
غرضکہ حمزۂ صاحبقران نے چند روز وہاں قیام کیا اور مالک بن زر دہشت جادو کو اپنی طرف سے
وہاں کا پھر بادشاہ کیا بعد اسکے لقاے بے بقا کا حال دریافت کیا کہ وہ مردود راندہ درگاہ معبود یہاں سے
بھاگ کر کس طرف کو گیا لوگوں نے بیان کیا کہ وہ بیحیا لقاے بے بقا شہر عظلی آباد سے بھاگ کر مع اہالیان
کفار آذر کوہ کی طرف گیا ہے یہ سنکے امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان بادشاہ
اسلام سعد بن قباد شہریار مع سرداران لشکر اسلام وغیرہ کے کوچ کرکے آذر کوہ کی طرف روانہ ہوئے
اب حقیر پر تقصیر نے بفضل ایزد متعال یہ ترجمہ بالا باختر جلد سوم کو ختم کیا انشاء اللہ تعالے
ایرج نامے میں حالات مسرت آیات داستان شوکت نشان گذارش کیے جائینگے جو کہ گوش خاطر سامعین
والا تمکین مشتاق ہیں بہت مسرور و محظوظ ہونگے فقط

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

پس از حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی اختر شماران شبہاے فراق محبوب اور محرومان باریابی بزم شاہد مرغوب
کی خدمت میں التماس ہے کہ غم غلط کرنے کا حیلہ اور پژمردگی خاطر کی فرحت کا وسیلہ مطالعہ قصص رنگین و
افسانہاے دلنشین سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ ایسے وقتوں میں مطالعہ کتب کا مسئلہ تسلیات سے ہے گو تصنیع
اسکی کتب قصص سے موافق مذاق نوجوانان رنگین طبع کے ہے۔ اور حق بھی یہی ہے کہ جسقدر فرحت وری
مضامین حسن عشق کے سننے اور دیکھنے سے ہوتی ہے اور روح کو لذت ملتی ہے وہ اور مضامین سے ممکن ہی
نہیں ہے سچ ہے ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ✣ اب دیکھنا یہ باقی ہے کہ ایسے قصوں میں کون قصہ سب قصوں
سے بہتر اور فائق تر ہے پس تمام زمانہ اسکا مقر ہے کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران سے بڑھکر کوئی
قصہ ابتداے عالم سے تا ایندم نہوا ہے نہوگا۔ ضخامت اسکی ایسی کہ برسوں میں بھی تمام نہو۔ دلبستگی ایسی کہ
سننے والا اپنے خواب و خور کو بھول جاے۔ واقع میں اس داستان کے اصول فارسی کے مصنف علامہ
شیخ ابو الفیض فیضی طاب ثراہ نے اس داستان کی تصنیف عجب خون جگر کھاکے فرمائی ہے جسکے چھپے
میں آنجناب یہ داستان ہر دل عزیز ہے یہ وہ داستان ہے جو واسطے تفریح طبع محمد جلال الدین اکبر
بادشاہ کے تصنیف کی گئی اور پسند عالم ہوئی۔ وسعت بیان قابل ہزاران تحسین و آفرین ہے کہ اس
داستان رفیع الشان کے بڑے بڑے آٹھ دفتر ہیں اور چند دفتر کی متعدد جلدیں اور بعض جلد بوجہ ضخامت
کثیرہ دو حصوں پر منقسم ہے اس تفصیل سے دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلد میں دفتر دوم کوچک باختر
ایک جلد میں دفتر سوم بالا باختر ایک جلد میں دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلد میں دفتر پنجم
طلسم ہوشربا سات جلد میں۔ اور اسی دفتر پنجم طلسم ہوشربا کی پانچوں جلد بوجہ ضخامت کثیرہ کے
دو حصوں پر منقسم ہے دفتر ششم صندلی نامہ ایک جلد میں دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلد میں دفتر ہشتم
لعل نامہ ایک جلد میں۔ الحق کہ اس داستان کا مثل و نظیر آج تک ہوا ہے نہ آئندہ ہوگا۔ تمام زمانہ واقف
ہے کہ اس داستان عظیم الشان کو سواے روسا و امرا کے علی العموم کوئی سن نہ سکتا تھا کیونکہ بجز داستان گویوں
کے وسیلہ کے اسکا سننا ناممکن تھا اور اسمیں ہزاروں روپیہ کا صرف اور برسوں کی مدت درکار تھی اب سب

حضرات کو مژدہ ہو کہ یہ شاہد دلفریب جو اجتک حجلۂ ناز مین محو خواب غفلت تھا بہ کوشش بلیغ و بہ صرف زر خطیر
رئیس با اقبال زینت دہ مسند عظمت و اجلال اولو العزم عالی ہمت مشہور زمن یگانۂ دہر جناب منشی نولکشور
صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ بیدار ہو کر آرائش طبع سے بہر بفت اور منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوا حقیقت مین جسطرح
سے یہ داستان کل افسانون کی سرتاج ہو ویسا ہی اسکے طبع و ترجمہ ہونے مین بھی اہتمام مالا کلام ہوا ہی یعنی اس
رئیس ذیہمم نے اپنی دریا دلی سے اتنی بڑی داستان کے کل دفترون کا ترجمہ بڑے بڑے نامی و نامور سحربیان
داستانگو سے کرایا اور بصرف طبع فرما کے کروڑون کے مول مین اسکی سیر سے تمام اہل عالم کو شادکام فرمایا چنانچہ
اس داستان کے دفتر پنجم طلسم ہوش ربا کی اول چار جلدون کا ترجمہ نثار بے بدل ماہر کامل شاعر سخن
آگاہ منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم نے اور آخر کی تین جلدون کا ترجمہ لائق و فائق استادان سخندان
سرآمد نثاران منشی احمد حسین صاحب قمر سلمہ نے بڑی فصاحت و بلاغت سے مثل عبارت فسانۂ عجائب مقفی
و مسجع ادا جانب مطبع فرمایا۔ اور یہ جلدین کئی کئی بار طبع ہو کر نذر شائقین ہو گئین۔ باقی دفترون کا ترجمہ یعنی نوشیروان نامہ
ہر دو جلد و کوچک باختر و بالا باختر و ایرج نامہ ہر دو جلد کا ترجمہ بکمال عرق ریزی اور بڑی جانکاہی سے بزبان
اردوے معلی بتحریک منشی حامد حسین صاحب عذب البیان طلیق اللسان بے عدیل و بے نظیر منشی شیخ
تصدق حسین صاحب داستان گو نے فرمایا۔ واقع مین اس مترجم ہمدان نے بھی عجب شاعرانہ
اور دلفریبانہ قوت سے ترجمہ فرمایا ہی کہ لائق صد ہزار آفرین ہی۔ اس لائق مترجم نے اپنے ترجمہ مین یہ بڑی
صفت رکھی ہی کہ کہین حشو و زوائد کا نام تک نہین رکھا اور فقط اصل مطلب سے کام رکھکر گویا دریا کو کوزے
مین بند کر دیا۔ اس مترجم ممدوح کے ترجمہ کیے ہوئے دفاتر مذکورۃ الصدر مین سے نوشیروان نامہ جلد اول
و جلد دوم اور ایرج نامہ جلد اول و دوم اور کوچک باختر اور صندلی نامہ ہر دو جلد و لعل نامہ و
تورج نامہ جلد اول چھپکر تیار ہو گئے اور [illegible] باقی رہے ہین اور تورج نامہ کے ترجمہ کا اہتمام
ہو رہا ہی انشاء اللہ تعالی بعد تیاری بہت جلد ملاحظۂ شائقین مین پیشکش ہوگا بس الحمد للہ کہ یہ دفتر سوم
داستان امیر حمزہ صاحبقران موسوم بہ بالا باختر ایک مرتبہ طبع ہو کر بہت جلد فروخت ہو گیا اور اب
دوسری مرتبہ بہ احسن انتظام و تصحیح تمام بعد ہتی منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع بمقام لکھنؤ
مطبع منشی نولکشور مین بماہ جنوری سنہ [illegible] ء حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر نذر شائقان ہوئی

قطعۂ تاریخ طبع از نتیجۂ طبع معرخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع ہذا

عالمے را چو عیان شد مشتری	طبع شد چو این کتابے خوش سیر
سال ہجری پیش ارباب سخن	گفت عاقل نیک بالا باختر
	سنہ ۱۳[illegible]ھ